

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
خَاتَمُ الْكُتُبِ

تفسیر احسانات

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز • لاہور

فہرست مضامین تفسیر الحسنا پانچویں جلد پارہ ۲۱ تا ۲۵

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲ ۲۳۵۳	عملوں بہترین عمل کونسا ہے	۲۳۴۸	نبی آخر الزمان کتاب لائے	۳	ص ۲۱ سورہ عبکوت باجاورد
"	ذکر اللہ سے مراد نماز ہے	"	یہ قرآن کھلی اور روشن		ترجمہ پانچواں رکوع
۱۳ ۲۳۵۴	ظالموں کا بیان	۱	آگستیں ہیں۔	۲۳۴۴	تلاوت کر۔ نمازیہ حیاتی
"	"	"	کافروں کا اعتراض		کوروتی ہے۔
۱۴ ۲۳۵۵	اہل کتاب توریت کی تلاوت	۲۳۴۹	اُس کا جواب	"	اللہ کا ذکر غالب ہے
"	عبرانی میں کرتے تھے	"	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	قرآن کریم آسمانی کتاب ہے
"	اور اسی تفسیر عربی میں سناتے تھے	"	کے معجزات	۴ ۲۳۴۵	لفظی ترجمہ
۱۵ ۲۳۵۶	کتابی منکرین کی دشمنی	۲۳۵۰	مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۵	"
"	کا اظہار	"	ذکر اللہ جو دن میں پانچ	۲۳۴۶	"
"	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	"	بار بار گاء الہی میں حاضر ہو کر	۶ ۲۳۴۷	خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع
"	کا انکار	"	خشوع حضور سے بیچ تبدیل	"	نماز قائم کر دیے شک نماز
۱۶ ۲۳۵۷	حضور علیہ السلام کی تعلیمات پر	۱۰ ۲۳۵۱	کرتا رہے۔ بیگ نماز روکی ہو	"	روکتی ہے بے حیائی اور بُری
"	کسی دوسرے کی تعلیم کو ترجیح	"	فواحش سے جب تک نمازی	"	بات سے
"	دینا بے دینی ہے ہلاکت میں	"	نماز میں مشغول رہے۔	"	حضرت انس کی روایت۔
"	پڑنا ہے۔	"	اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے	"	انصاری نوجوان کا واقعہ
"	باجاورد ترجمہ چھٹا رکوع	"	علامہ آلوسی کے بارہ قول	"	مت جھگڑا کرو
"	سورہ عبکوت	"	"	۷ ۲۳۴۸	شیرینی بیانی
۱۷ ۲۳۵۸	"	۲۳۵۲	"	"	"
۱۸ ۲۳۵۹	لفظی ترجمہ	۱۲ ۲۳۵۳	نہ جھگڑا کرو یہ ہود نصاریٰ	"	قرآن کریم آسمانی کتاب ہے اس میں
			مگر ایسے طریقے سے جو اسن ہو		کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱	مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورہ عنکبوت	۱۹	باطل پر اور اللہ کے نکر ہوئے	۱۹	لفظی ترجمہ
۳۲	دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی	۲۰	وہ نقصان میں ہیں	۲۰	خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورہ عنکبوت
"	جب سوار ہوتے ہی کشتی میں	۲۲	وہ جلدی چاہتے ہیں عذاب	"	جو باطل پرست ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں تو برسے
۳۳	اللہ کی نعمتوں سے کفر کرتے	"	اجل سے مراد قیامت ہے	"	نقصان حاصل کریں گے
"	میں	"	بعض عذاب اہم ساغیر پر بات	"	عذاب یقینی ہے
"	شان نزول	"	جس دن چھاجائے گا ان پر	"	بے شک مری زمین فروغ ہے
"	بے شک ضرر دہندگان کے	۲۵	عذاب	۲۱	مری ہی پوچھا کرو
"	ساتھ ہے۔	"	علامہ آلوسی کی بحث	"	ملک خدا تک نیست پائے
۲۴	سورہ روم	"	مفسرین کے اقوال	"	گداؤنگ نیست
"	باجاؤزہ ترجمہ پہلا رکوع	۲۶	گل نفس ذائقۃ الموت	"	ہر جان کو ذائقۃ موت چکھنا
"	سورہ روم	۲۷	شان نزول	"	ہے۔
۲۵	لفظی ترجمہ	"	اللہ ہی انہیں زرق دیتا ہے	۲۲	کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے
۳۶	"	"	مردہ زمین زندہ نہ کر سہر نہ کرتا	"	دالوں کا
۳۷	خلاصہ تفسیر پہلا رکوع	۲۸	ہے	"	اللہ رازق ہے۔
"	سورہ روم	۲۹	باجاؤزہ ترجمہ ساتواں رکوع	"	اللہ ہی فراخ فرماتا ہے رزق
"	علامہ آلوسی کی روم کے بارے	۳۰	لفظی ترجمہ	"	ہے چاہے۔
"	بحث	"	خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع	"	اُسی کے یہ قدرت میں
"	پنچہ پیشگوئی	۳۱	دنیا کھیل کو دہے دنیا فانی ہے	"	فراخی و تنگی رزق ہے
۳۸	شان نزول	"	اللہ کی ناشکری صریح ناشکری	۲۳	مختصر تفسیر چھٹا رکوع
"	حضرت صدیق اکبر کا کفار	"	کا ذکر	"	سورہ عنکبوت
"	مکہ میں اعلان۔	"	جو اللہ پر جھوٹ باندھے	"	اللہ کا نئی ہے۔
"	سواؤنٹ کی مشروط	"	جہنوں نے ہماری راہ میں	"	وہ جو ایمان لائے اولیٰ
"		"	کو شش کی	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴	ابی سے احمد شریف میں حضرت مبارک نے منانت طلب کی۔	۳۹	انکا مقابلہ نوا تو ان پر فارس غالب ہوا	۳۹	انام ابو حنیفہ اور امام مالک اس شرط کے بارے میں موقت
۳۵	ابی کا آمد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک	۴۰	متعدد روایات اقوال	۴۰	حضرت صدیق اکبر نے سوانٹ وصول کر لئے اور حضور کے حکم کے مطابق صدقہ کر دیئے
۳۶	ترمذی شریف کی روایت	۴۱	واقعہ کا شان نزول	۴۱	ساتویں برس میں رومی غالب کے اور فارس مغلوب ہوا
۳۷	یوم بدر پر روم کا فارس پر فحیاب ہونا	۴۲	روایت ہے	۴۲	حضرت صدیق اکبر نے شہر کے سوانٹ حاصل کئے۔ اور بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے۔
۳۸	حضرت صدیق اکبر نے شہر کے سوانٹ	۴۳	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگونی بشارت دینا	۴۳	اللہ کی مسد
۳۹	حضور نے حکم فرمایا کہ رومیوں کو سدھ کر دو	۴۴	رومیوں کا فارس پر فحیاب ہونے کی بشارت	۴۴	اللہ کا وعدہ ہے
۴۰	عقود فاسدہ	۴۵	ابی بن خلف کا انکار کرنا	۴۵	دنیا میں ان کا انجام
۴۱	امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک حربی سے ہے۔	۴۶	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب دینا اور شرط لگانا	۴۶	آسمان اور زمین جو کچھ ان میں ہے متعین وقت تک کیلئے بنایا
۴۲	علامہ آلوسی	۴۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ بضع کا اطلاق تین سے نوسال تو سال تک ہوتا ہے۔	۴۷	کیا انہوں نے زمین پر سیر نہ کی کہ دیکھتے ان کا انجام؟
۴۳	مسک امام ابو حنیفہ امام محمد کے مطابق عقود فاسدہ	۴۸	حضرت صدیق کا دوبارہ ابی بن خلف کی طرف تشریف لانا شرط کی دوبارہ تجدید کرنا	۴۸	اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ظلم ہو سکتا ہے نہ اس نے ظلم کیا۔
۴۴	دار الحرب میں مسلمین و کفار کے مابین جائزہ میں تفسیر نسفی	۴۹	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے	۴۹	مختصر تفسیر پہلا رکوع سورہ روم روم مغلوب کیے جائینگے اس مغلوبیت کے بعد فارس پر غلبہ غالب ہوں گے۔
۴۵	ناطوس کا قتل	۵۰	ہجرت کے وقت ابی نے منانتی طلب کیا۔	۵۰	علامہ آلوسی کی بحث
۴۶	خراب میں خسرو یا بنجولا لایا گیا ہے ہر قتل نے نو ہزار لشکری قتل کر دیئے۔	۵۱	ہجرت کے وقت ابی نے منانتی طلب کیا۔	۵۱	عہد رسالت مآب میں فارس سے
۴۷	رومیوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیئے۔	۵۲	ہجرت کے وقت ابی نے منانتی طلب کیا۔	۵۲	عہد رسالت مآب میں فارس سے
۴۸	علامہ آلوسی کی بحث	۵۳	ہجرت کے وقت ابی نے منانتی طلب کیا۔	۵۳	عہد رسالت مآب میں فارس سے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸	جن مشیطین کو زقیامت بشارت کے قابل نہ ہو سکے گے۔	۵۳	انبیاء اولیاء	۱۱	رومی اکثر مسلمان ہو گئے۔
۵۹	قیامت کے دن مومن کا فر علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔	۱۱	شفاعت سفارش کریں گے	۱۱	اللہ کا ہی حکم ہے اول آخر
۱۱	بیان اللسان میں صبر کی تعریف	۱۱	فرمانبردار گنہ گار علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔	۲۷	اللہ کا وعدہ
۱۱	علامہ آلوسی کہتے ہیں روضہ وہ زمین ہے جس پر نبرہ پانی ہو	۱۱	اللہ کی تسبیح کرو صبح شام	۱۱	حق کی تعریف میں صاحب روح اٹھتا
۲۰	تسبیح و تنزیہ بیان کرو	۱۱	ان اوقات میں	۲۸	فرماتے ہیں۔
۱۱	علامہ آلوسی لکھتے ہیں تسبیح سے مراد نماز ہے۔	۱۱	تسبیح و تمجید کرو	۱۱	مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط سمجھتے تھے۔
۱۱	پنجگانہ نماز کا حکم	۵۵	حدیث پاک	۱۱	کیا میری زمین میں دیکھنے والوں کا کیا انجام ہوا۔
۱۱	نافع بن اریق کا۔ سید المفسرین ابن عباس سے دریافت کرنا۔	۱۱	سید المفسرین ابن عباس کے نزدیک	۱۱	غار ثور کے کھنڈروں کا مشاہدہ
۶۱	اس آیت میں نمازوں کے اوقات جمع ہیں۔	۱۱	نزول آیات کے وقت مکہ معظمہ میں ہر نماز میں دو رکعت تھیں	۱۱	تفسیرات میں ماہر تھے۔
۱۱	حضرت حسن مکتوبہ خمس کی فرضیت مدینہ میں ہوئی۔	۱۱	ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث	۲۹	معجزات کا انکار
۱۱	امام رازی فرماتے ہیں تسبیح کا عمل متنزیہ ہے	۱۱	ان اسرار کی تصریح	۱۱	ہلاکت موجب ہوا
۱۱	ایمان دل کو منزه کرتا ہے۔	۵۲	تقریب موت	۱۱	ظلم کی بحث
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	از مفردات راعب اصغفانی	۱۱	باغاوزہ ترجمہ
۱۱	ارکان و اعضاء سے عمل صالح کرنا	۱۱	بیان اللسان	۵۰	دوسرا رکوع سورہ روم
۶۲	ایمان دل کو منزه کرتا ہے۔	۵۷	آیات سے موت کی تشریح	۱۱	لفظی ترجمہ
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	صاحب البیان موت کے معانی لکھتے ہیں۔	۵۱	خلاصہ تفسیر دو سزا رکوع سورہ روم
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	صاحب منجد معانی لکھتے ہیں	۱۱	رکوع کے شکل نقات
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	محقق تفسیر دو سزا رکوع سورہ روم	۵۲	خلاصہ تفسیر
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۵۸	تم جزائز کے لئے اللہ کے حضور حاضر کئے جاؤ گے	۱۱	مرنے کے بعد وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	معاد حشر کا بیان
۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	عجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں۔	۱۱	اعتقاد باطلہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	مسکین اور مسافر کی ضرورت	۱۱	مختلف اقوال	۲۳	قبروں سے نکلنے پر بحث
	بلواری کہنا	۴۰	علامات قدرت سے تیری نشان	۱۱	یا محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع
۱۱	جو چیز زیادہ لینے کو دو	۱۱	زبانیں بہتر ہیں تمہارا سونا		سورہ روم
۱۱	خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں	۱۱	رات کا اوکون میں طلب معاش	۲۴	لفظی ترجمہ
	سوان کا اجر دو چند ہے۔		ہے۔	۲۵	"
	اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو	۴۱	آسمان زمین بنیر کسی سہارے	۲۶	مخلصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ روم
۱۱	پیدا کیا۔		کے قائم ہیں۔	۱۱	تخلیق انسانی کی ابتداء
۸۰	مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورہ روم	۱۱	نشانیوں کا بیان	۱۱	ابوالبشر آدم کو اول مٹی سے بنایا
	"	۴۲	یا محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع		پھر اس سے اس کی تمام نسل
۱۱	اے مضر کو اپنے حال پر غور کرو		سورہ روم		پیدا ہوئی۔
	اخروی عذاب سے بے خبر ہیں	۴۳	"	۱۱	عورت مرد کا جوڑا ایک جنس
		۴۴	لفظی ترجمہ		سے پیدا ہوا
۱۱	جسے خالق کل نے گمراہ کیا ہے کوئی	۴۵	"	۶۷	ہر ملک کے لوگوں کے رنگ
	ہدایت نہیں دے سکتا۔	۴۶	مخلصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ روم		مختلف بنائے۔
۸۱	فطرت سے مراد دین اسلام ہے	۱۱	ایک مثال	۱۱	قدرت کے نشان واضح ہیں
۱۱	صحابہ کرام کے اقوال	۱۱	اللہ کا شریک کیسے ہو سکتا ہے	۱۱	سوتے وقت کی دعا
	کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ تعالیٰ	۴۷	فطرت سے مراد دین اسلام ہے	۱۱	اس کی نشانیاں آسمان زمین
۱۱	کی تخلیق اور فطرت کو بدل سکے	۱۱	انسان کی فطرت جہوں نے اپنے		اُس کے حکم سے قائم ہیں
۱۱	ہر فرقہ جس جماعت میں ہے خوش		دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا	۶۸	مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورہ روم
	ہے۔	۴۸	یا رویری فرقہ		تمہارے لئے ہتھیار ہیں جوڑا
۱۱	حضرت مراد شدت و کرب ہے	۱۱	جب انسان پر کوئی مصیبت	۶۹	پیدا کیا۔
	جب تکلیف پہنچتی ہے تو پکارتے		آتی ہے۔	۱۱	علامہ آلوسی فرماتے ہیں انسان
	ہیں اپنے رب کو۔	۴۹	اللہ ہی کشادہ فرماتا ہے رزق کو	۱۱	کے جنس سے ہی نسوانی طبقہ کی
۱۱	پہلا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کا شریک	۱۱	تو دے رشتہ داروں کو ان کا حق		پیدا اللہ ہے۔
	بنایا کرتا ہے۔				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	کبھی ہدایت قبول نہ کریں گے	۸۹	مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۸۲	انتباہ
۱۱	انتباہ		سورہ روم		بعض بے دین اولیا کرام اور
۱۱	مغزرت راغب سے مونی کی تعریف۔	۱۱	ظاہر ہو گیا خسار خشکی دہری میں	۱۱	انسبیا کرام پر ان آیتوں کو منطبق کر لیتے ہیں۔
۱۱	اندھوں سے دل کے اندھے مراد ہیں	۱۱	اینا رخ سیدھا اللہ کی عبادت کے لئے رکھو	۱۱	توسل کی بحث
۹۳	مختصر تفسیر آدو پانچواں رکوع	۹۰	شیلون قدرت سے تین شانیں بیان فرماتا ہے۔	۸۳	جب تنگی سختی کریت آتی ہے تو۔
۱۱	فساد ظاہر ہو گیا	۱۱	سرد ہواؤں سے بارش اور کثرت پیداوار	۱۱	یے شک اللہ ہی فراخی رزق کرتا ہے۔
۱۱	ظہور فساد سے برو بھرتک قحط میں غرق ہونا یہ کہتے کم ہونا سید القسیر ابن عباس فرماتے ہیں زمین کا خشک ہونا اور دریاؤں کا انقطاع فساد برو بھرت ہے۔	۱۱	دریا میں کشتیاں چلیں تاکہ تجارت و معاش حاصل ہو۔	۱۱	جو اللہ کی رضا جوئی کرتے ہیں وہی کامیاب ہیں۔
۱۱	مختلف اقوال	۱۱	حج میں تجارت کی اجازت ہے۔	۸۴	دستور رواج ایک کی اصلاح کے لئے ارشاد ہے۔
۹۴	بندوں کی بد اعمالیاں سے فساد ظاہر ہوتا ہے۔	۹۱	ترندی شریف میں ہے جو بھائی اپنے مسلمان بھائی کی گرو بھائی کا اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات دینگا کیسے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔	۱۱	جو عزیز تم زیادہ لینے کے لئے دو لوگوں میں یہ رواج تھا کہ شادی بیاہ موت غمی اس نیت سے دیتے تھے کہ ہر قدر دیا ہے اس سے دو گنا لیں گے
۱۱	ایک قول یہ ہے۔	۱۱	زمین کا مرنا بنجر ہوتا ہے زندہ ہونا سرسبز ہونا؟	۱۵	روزی دینا مانا جانا سب اللہ کے ہی قبضہ میں ہے۔
۱۱	علامہ آوسی فرماتے ہیں۔	۱۱	موس پر جب سخت آتی ہے ٹکڑے کر تلے سے صبر کر تلہ	۸۶	با حاد رہ ترجمہ پانچواں رکوع
۱۱	سیر کرد تو دیکھو انجام	۹۲	موس پر جب سخت آتی ہے ٹکڑے کر تلہ سے صبر کر تلہ	۸۷	لفظی ترجمہ
۹۵	شکر کی وجہ سے عذاب آتا ہے	۱۱	زندہ دل اور مردہ دل مردہ دل	۸۸	۱۱
۱۱	وہ دین جب آئے گا تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے سب	۱۱			
۱۱	ایمان نہ سیدھا کر و سیدھے	۱۱			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا	۹۹	کھیتوں کا زرد پڑنا اولیٰ یاب گیا	۹۵	مہد کی تشریف پزیر بحث
"	حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے	۱۰۰	مومن اللہ پر ہر حال میں بھروسہ	۹۶	اللہ مشرک کافر کو پسند نہیں کرتا
"	رفقاہ کی لاشوں پر تشریف لائے	"	کرتا ہے۔	"	عربی محاورہ میں پیام اور بیخ
"	اور زندہ ہونے کی شہادت دی	"	مشرکین کا معاملہ برعکس ہے	"	کے خواص
"	فرمایا کوئی انہیں سلام نہیں کرتا	"	سماع موتی پر تفصیل سے بحث	"	ہواؤں کے نام آٹھ ہیں
"	گھروہ اس کو قیامت تک جواب	"	اول مخالف کے دلائل	"	بحث
"	دیتے ہیں۔	"	پھر سماع موتی پر دلائل	۹۷	حضرت ابن عباس سے طبرانی
"	حضور علیہ السلام نے فرمایا	"	پھر علامہ آلوسی کا حاکمہ	"	بہقی میں روایت
"	ابن ابی الدینا عبدالرحمن بن	۱۰۱	سماع موتی پر سورہ نمل میں	"	محقق قول
"	ابی لیلیٰ سے روایت	"	ارشاد	"	ریاح کا اطلاق رحمت پر
"	بخاری مسلم میں ہے	"	ترجمہ آیت کریمہ	"	آتا ہے۔
۱۰۴	جب بندہ کو قبر میں دفن کر دیا	"	تیسری آیت کا ترجمہ	"	جب نماز جمعہ ہو جائے زمین
"	ہوتے ہیں تو میت قدموں کی آواز	"	سماع موتی پر اجلہ علمائے فرمایا	"	پر پھیل جاؤ
"	سنتی ہے۔	"	علامہ سارینی بخورد آخرہ میں	"	یہ امر تشقیقی ہے
"	علامہ سہلی نے جواب دیا کہ	"	روایت کرتے ہیں۔	۹۸	حج میں تم پر کوئی گناہ نہیں
"	اللہ تعالیٰ سب کچھ قدرت	"	ان اکابر علماء محققین کے	"	اگر معاش حاصل کرو
"	رکھتا ہے۔ وہ سنا سکتا اور راہ	"	دلائل جو سماع موتی کے حامی	"	بے شک ہم نے تم سے پہلے
"	بھی دیکھا سکتا ہے۔	"	ہیں۔	"	رسول بھیجے
"	علامہ آلوسی نے منکرین کے	۱۰۲	ابن عبد البر فرماتے ہیں اکثر میں	"	علامہ آلوسی فرماتے ہیں
"	اقوال لکھے ہیں	"	محققین سماع موتی کے قائل	"	اللہ وہ ہے
"	بامحاورہ ترجمہ چھٹار کو ع سورہ روم	"	ہیں۔	"	جو بھیجتا ہے ہوا میں۔
"	"	"	حضرت انس اور حضرت ابو طلحہ	۹۹	ایلاس کے معانی
"	لفظی ترجمہ	"	سے روایت	"	اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے زمین
۱۰۵	"	"	اتم محسن نے بعد از انتقال	"	کو اس کے مرنے کے بعد
۱۰۶	"	"	کا حال		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۹	عوارف المعارف احیاء العلوم میں تصریح شان نزول	۱۱۲	پہلا رکوع سورہ لقمان لفظی ترجمہ	۱۰۷	خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورہ روم
"	عجمیوں کے قصوں کی کتابیں نظر میں حارث لایا	۱۱۳	"	"	جنین کی صورت میں بنایا
"	علامہ آوسی کی لہو الحدیث پر ایک مضبوط تقریر	۱۱۴	خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ لقمان	"	کیڑے کی طرح کھلتا
۱۲۰	مقتدرین کی رائے جبر برابن عباس سے روایت	"	مشترکین کی لغویت کا تذکرہ شان نزول	"	پھر قوت کے بعد بڑھاپا دیا تین نعمتیں
۱۲۱	شان نزول نظر میں حارث نے ایک نوٹدی خریدی کا واقعہ	۱۱۵	یہ تمام توبیعی آیتیں نظر میں حارث اور اس کے متبعین کے حق میں ہیں	۱۰۸	رحم مادر سے بڑھاپے تک دنیا کی عمر قمر کے اندر رہنے کی مدت اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ لکھ دی۔
"	قریش نے قرآن کریم سنا کر کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی	"	دقر عربی میں بہرے پن کو کہتے ہیں۔	"	مختصر تفسیر اور چھٹا رکوع سورہ روم
"	علامہ خفاجی فرماتے ہیں شعبی فرماتے ہیں آیت کریمہ میں اکثر	۱۱۶	دنیا کی ہر نعمت میں زوال ہے مختصر تفسیر پہلا رکوع سورہ لقمان	۱۰۹	وہ لطف جسے قرآن کریم نے نماہر قصین فرمایا
"	مستشرقین کے نزدیک غنا کی بڑائی کا بیان ہے۔	"	ربط سورہ روم، لقمان الف لام میم کی تصریح	"	حدیث صحیحہ نفع اولیٰ اور ثانیہ کے مابین چالیس کی مدت ہے۔
۱۲۳	نحاشد بے حیائی اور جملہ امور خلاف شرع ہیں۔	۱۱۷	مومن وہ ہے جو حکمت عملی کے تحت عبادت بدنی اور مالی نماز زکوٰۃ سے کرے۔	۱۱۰	چالیس سال یا چالیس ہزار سال کی
"	چنانچہ حدیث میں ہے اللہ سنت فرماتا ہے گانے والے پر اور جس کیلئے گایا جائے۔	۱۱۸	نماز بغیر اتباع رسول صحیح نہیں حدیث جبرائیل	"	علامہ آوسی فرماتے ہیں سورہ لقمان
"	"	"	ان لوگوں کا ذکر جو غنادا ہر اعلیٰ اشراک سورہ روم میں لہو الحدیث کی تعریف و بحث	۱۱۱	باجاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ لقمان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	نے فرمایا میری امت میں ایسی قوم بھی ہوگی جو رشیم اور خراہ اور زہیر کو جان کر یگی۔		ان کے لئے منتخب ہے۔	۱۲۳	غنا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے۔ جیسے پانی چنا اگا تا ہے۔
۱۳۳	وہ کتابیں جو نظر میں حرث نے فارس سے خریدی ان کے مطالعہ کی حرمت علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔		علم ضروری ہے۔		گانے کے نقصانات
	جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو کبتر سے پھر جاتا ہے۔	۱۳۱	حضرت عطیہ کے نام سے روایت میں سماع تو اجد کی نسبت پر تعجب اس کا رد	۱۲۴	اقوال اعدائیت کی روشنی میں آیات علم کے اقوال کی روشنی میں
	مومنوں کا حال		حضرت عبدالرحمن جامی سے باعی کی نسبت پر تعجب	۱۲۵	خلاصہ مفہوم عبارات منقولہ تحقیق اباحت بالشرط
۱۳۴	خیات نعیم خیات عدن میں کون رہے گا۔		علامہ آلوسی اس روایت کی تردید فرماتے ہیں۔		روایت مسلم شریف
	عزیز کی تعریف حکیم حکیم کی تعریف۔		محمد بن اہل سنت بالاجماع اس روایت کو بے اصل کہتے ہیں	۱۲۶	روایت بخاری شریف
	عمد کی جمع		تالیماں بجانا عورتوں کا فعل ہے	۱۲۷	علامہ قرطبی فرماتے ہیں
۱۳۵	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ لقمان		بال نوچنا سینہ کو بی کرنا پڑے	۱۲۸	امام حجۃ الاسلام غزالی کا فیصلہ
	لفظی ترجمہ	۱۳۲	پھاڑنا حرام ہے		حضرت سعدی خیرازی کا فیصلہ
۱۳۷	"		غرامیر کے متعلق آخر میں یہ فیصلہ ہے		ترجمہ تشریح
۱۳۸	خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورہ لقمان		حرمت آلات بلا ہی ہو سید	۱۲۹	دہ سماع جس میں امور آخرت کا ذکر ہو اس میں حرج نہیں
	حضرت لقمان کا نسب		المغیر بن ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہ نے لہو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا۔		حجۃ الاسلام فرماتے ہیں
	مختلف اقوال		حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام		عارف کابل کے لئے سماع کے ہر پہلو میں۔
۱۳۹	"				رجوع الی اللہ حاصل ہوتا ہے
	حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادہ کو تیرہ نصیحتیں				قاضی حسین حضرت جنید نیداوی سے نقل فرماتے ہیں۔
۱۴۰	"				عارف لوگ بشرکت کرتے ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۷	خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ لقمان	۱۴۸	حاملہ پر تین صنف طاری ہوتے ہیں۔	۱۴۱	حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادہ کو تیرہ نصیحتیں
۱۵۸	آسمانوں میں چاند سورج تارے ہمارے لئے پیدا کئے۔	۱۴۹	رضاعت کی مدت امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک	۱۴۲	مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورہ لقمان
۱۵۹	زمین میں دریا، تہریں سمندر کانیں	۱۵۰	والدین کے حقوق میں وصیت جو شخص پنج وقتہ نماز ادا کرے وہ اللہ کا شکر گزار ہے	۱۴۳	لقمان عجمی نام نہ کہ عربی اس کے متعلق ۲۱ قول
۱۶۰	آیہ کریمہ کا شان نزول اپنے بیب پاک کو تسلی فرمائی جاتی ہے	۱۵۱	حضرت سعد بن وقاص فرماتے ہیں۔	۱۴۴	منقولہ بالا روایات نقل کر کے آلوسی فرماتے ہیں۔
۱۶۱	آیہ کریمہ کا شان نزول مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ لقمان	۱۵۲	یہ مسلمان ہو گیا سری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا شان نزول	۱۴۵	حکمت کی عطا جو فرمائی گئی اس کے ساتھ معنی ہیں۔
۱۶۲	نعمت باطنہ نور النور کا ظہور ہوتا	۱۵۳	نصائح لقمان علیہ السلام "	۱۴۶	قدرت اس یقین کا نام ہے جو علم و عمل میں حاصل ہو
۱۶۳	اقوال مذکورہ کی وضاحت بعض احادیث سے جس نے اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے وہ محسن مخلص ہے۔	۱۵۴	سوم ہی عن المنکر چہارم حق گوئی پر جو ازیت پہنچے صبر کرے	۱۴۷	آپ کے وعظ و بین ارباب سیر نے انہیں نصائح سے افذکر کے لکھے ہیں۔ پچیس ہیں۔
۱۶۴	حدیث میں اضطراب کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔	۱۵۵	آلوسی فرماتے ہیں۔ علامہ باغیب کہتے ہیں۔	۱۴۸	حمید کی تشبیح حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا تذکرہ
۱۶۵	آلوسی فرماتے ہیں۔ اضطراب کی تعریف	۱۵۶	با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ لقمان پانچ لفظی ترجمہ	۱۴۹	حضرت لقمان اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے رہے حتیٰ کہ انتقال فرمایا
۱۶۶	حمید کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہیں۔	۱۵۷	"	۱۵۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۷	عکرمہ دریائی سفر میں چل دیئے راستہ میں ریح عاصف نے گھیر لیا تو انہوں نے اسلام لانے کا عہد کیا بقایا لینی کفر پر چھے ہے	۱۷۳	آیہ کریمہ کا شان نزول	۱۶۶	شان نزول
۱۷۸	حکم تقویٰ خوف قیامت کا ذکر	۱۷۴	علم خمس والی آیت کا شان نزول	۱۶۷	کلمات اللہ سے مراد علم سبحانہ و تعالیٰ ہے اور رحمت الہی ہے پوسور کا اعتراض
۱۷۸	علم قیامت اللہ کے پاس ہے	۱۷۵	سوالات کا ایک ہی جواب	۱۶۸	حضور علیہ السلام کا جواب
۱۷۸	شان نزول علامہ آلوسی	۱۷۵	ذاتی علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔	۱۶۸	علم دو قسم کے ہیں
۱۷۹	حارث بن عمرو یا وارث بن عمرو نے حضور علیہ السلام سے قیامت۔	۱۷۵	بارش کا وقت محل میں کیا ہے کہاں مرتا ہے۔ ان امور کی خبریں بکثرت انبیا اولیائے دی ہیں اور قرآن حدیث میں مذکور ہیں۔	۱۶۹	آیہ کریمہ کا شان نزول
۱۷۹	خشک زمینوں کے تر و تازہ ہونے لڑکی بالڑکا ہونے گل کے بارے میں مرنے کے بارے میں سوالات اور شان نزول آیت کی تفصیل آیت کریمہ سے علم خمس کا استنباط احادیث سے علم خمس کی کنجیاں حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔	۱۷۶	بغیر اللہ تعالیٰ کے بقائے کسی کو علم غیب نہیں ہو سکتا حیب مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۶۹	ایلاج عربی میں داخل کرنے کو کہتے ہیں۔
۱۸۰	علم خمس پر بخت اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو خصوصیت سے کہیوں بیان فرمایا۔	۱۷۶	مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورہ لقمان علامہ آلوسی فرماتے ہیں موجوں میں پھنسنے والے دو قسم پر منتقم فرماتے۔	۱۷۰	رات کو دن۔ پیر مقدم فرمانے کی حکمت علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔
۱۸۱	علامہ آلوسی کی بحث	۱۷۷	جب فتح مکہ ہوا تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب اپنے ہاتھ اہل مکہ کے قتل سے روک لے جائیں مگر جا ر آدمی کہ ان کو ضرور قتل کیا جائے۔	۱۷۰	سورج پانچ میں شان ایدیت ہے
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	آیہ کریمہ میں تین باتیں لکھتے ہیں۔
		۱۷۷	مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورہ لقمان علامہ آلوسی فرماتے ہیں موجوں میں پھنسنے والے دو قسم پر منتقم فرماتے۔	۱۷۰	شان پر واضح فرمائیں۔
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	یا عاودہ ترجمہ چوتھا رکوع
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	سورہ لقمان
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	لفظی ترجمہ
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	سورہ لقمان
		۱۷۷	مطلع فرماوے تو بی ولی کو علم ہوتا ہے۔	۱۷۰	متبارہ سے مراد جو بلاؤں پر صبر کرے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۱	غدم احادیث مشکوٰۃ میں ہے۔	۱۸۷	رباعی امام منذ امام احمد میں ہے۔	۱۸۲	ان علوم میں سے علی وجہ لائق اللہ تعالیٰ جیسے چاہے محیط فرمائے
۱۹۲	غزوہ خیبر پر حضورؐ کا ارشادِ گرامی	"	مفصل بحث	"	شفا و شرفین مواہب لدنیہ
"	مفصل بحث حضور علیہ السلام نے حضرت	"	خلاصہ بحث جو کچھ جیسے جتنا علم عطا ہوا وہ سب بے طائر الہی ہوا	"	منغیبات عطا فرمانے پر بحث امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے تحسیر فرمایا
۱۹۳	معاذ کو وصیت فرمائی اور فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو۔	۱۸۸	علم قیامت حضور علیہ السلام کو حاصل تھا۔	۱۸۳	الدولۃ المکیہ
"	شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی کی عیادت کے لئے گیا انہوں نے اپنے انتقال کی خبر دی۔	۱۸۹	حضور علیہ السلام اور غلامان حضور علیہ السلام کو بطنائے الہی علوم خمسہ حاصل تھے	۱۸۴	"
۱۹۴	سورہ سجدہ با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ سجدہ لفظی ترجمہ	"	تفسیر روح البیان مشکوٰۃ ترمذی میں مفصل حدیث	۱۸۵	مشرکین کے نظریات کی قیامت کے بارے میں بیخ کنی حسابات سے ثابت ہے کہ اگر دنیا باقی رہی تو علویں قرآن ۵۸۴ کے بعد تریور واقع ہوگا۔
۱۹۵	"	۱۹۰	حضور علیہ السلام نے امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ جو صحیح حدیثوں میں موجود ہے	"	امام مہدی کا ظہور آخسر میں ہوگا۔
۱۹۶	"	"	جام فضل کا خواب حضورؐ علیہ السلام نے تعبیر دی۔	"	شیخ محی الدین اکبر فرماتے ہیں دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے علم خمس پر بحث السلام میں لا الہ الا اللہ کے معنی علم کے مسلم ہے۔
۱۹۷	خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ سجدہ ربط آیات	۱۹۱	شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کے یہاں اولاد زندہ نہ رہتی تھی مفصل واقعہ	۱۸۶	ہر شیئی اللہ تعالیٰ کے سولے بے حقیقت ہے۔
"	"	"	عمر بن اقلب انصاری سے روایت۔	"	مفصل بحث
۱۹۸	مشرکین کے خیالات باطلہ کا رد حضور علیہ السلام تمام عالم کے لئے مبعوث ہوتے۔	"	"	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۲	سے عہد سہ در عالم تک عرب میں کوئی نبی نہیں آیا۔ سقا ایام اور استوی علی النثر کی بحث	۲۰۳	کی طرف مائل کرنے والے تھے بعثت نبوت سے پانچ سال قبل کا زمانہ بیا پایا پہلے ہی وصال پایا۔	۱۹۸	وہ احکام جن کا پچھنا رسول مظلوم پر فرض ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ قیامت کا دن کافر پر ہزار برس سے پچاس ہزار برس کا معلوم ہوگا۔
۲۰۵	اُس خیال فاسدہ کا جواب جو مشرکین ظاہر کرتے تھے۔ سارلی الارض سے مراد اثناء اور انتہا ہے۔	۲۰۴	حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ کعبہ کو پشت لگائے فرماتے تھے کہ قسم اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے۔	۱۹۹	یوم قیامت کی ہولناک کیفیت انسان کی پیدائش گارے سے شروع کی
۲۰۶	عربی میں ذریت کو ہی نسل کہتے ہیں۔ صلالہ عربی میں خلاصہ کو کہتے ہیں	۲۰۵	حضرت موسیٰ بن عقبہ نے نعاذی میں ذکر کیا کہ ذبح بغیر اللہ سے روکتے تھے۔ اطلال البغیر اللہ کا مفہوم زید بن عمرو بن نفیل کی طرح قس بن ساعدہ	۲۰۰	من روحہ کے معنی پر مفصل بحث مشرکین مکہ تو بہات باطلہ کے شکار تھے
۲۰۷	ذات واجب تعالیٰ زبان و مکان سے منزہ ہے۔ روح کے بارے میں ارباب کلام نے تصریح کی۔	۲۰۶	ساعدہ الایاوی بھی مومن تھے اور دعوت تو حید دیتے تھے۔ علامہ بکھتائی فرماتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو اسی سال کی ہوئی۔	۲۰۱	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ سجدہ آئم کی تفسیر پر علامہ آلوسی نے مزید کہا۔ زمانہ فترت تک کسی نبی کی بعثت نہیں ہوتی
۲۰۸	وفات عربی میں پورا پورا لینے کے معنی دیتا ہے۔ مشرکین کے بعد وفات کے بارے میں سوالات ایک انصاری کی عبادت کو	۲۰۷	زمانہ فطرت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد	۲۰۲	بیت پرستی کا رواج دینے والا عمر و اغزاعی پیدا ہوا اُس نے رواج دیا۔ عمرو بن نفیل عدوی عبادت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۸	انہیں نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں ابو حیان کہتے ہیں یہ سجدہ کی آیت قرآن کریم کے تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔	۲۰۸	۱۱ اَلطَّعْمُوا الطَّعَامَ مَلُوا بِاللَّيْلِ وَالنَّفَاسَ نِيَامَ	۲۰۸	حضور کا تشریف لانا بیدارک الموت سے گفتگو
۲۱۰	ابن جریر اور مجاہد کہتے ہیں یہ آیت کریمہ کے تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔	۲۱۰	عبادت کے صلے میں جو ارحس نعمتیں مومنوں پر ہوں گی	۲۰۹	با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ سجدہ
۲۱۱	یہ آیت کریمہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی۔	۲۱۱	شان نزول یہ ہے	۲۱۰	لفظی ترجمہ
۲۱۲	ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔	۲۱۲	مومنین صالحین کی جنت المادوی میں مہانداری ہوگی۔	۲۱۱	خلافہ تفسیر دوسرا رکوع سورہ سجدہ
۲۱۳	وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف امید سے جنوب جناب کی جمع ہے۔	۲۱۳	کافر و فاسق کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔	۲۱۲	نکس کے معنی علامہ آلوسی لکھتے ہیں اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر عرض کریں گے۔
۲۱۴	تجانی عربی میں بعد کے معنی میں مستعمل ہے۔	۲۱۴	مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ سجدہ پانچ	۲۱۳	کفار عرض کریں گے کہ تو دنیا میں دوبارہ بھیج تاکہ تیرے رسولوں کی تعلیم پر عمل کریں
۲۱۵	مصباح جمع ہے مفتح کی۔	۲۱۵	شرم خجالت سے ان کی گردنیں جھکی ہوں گی۔	۲۱۳	سجدہ میں گر جاتے ہیں خشوع خضوع سے۔
۲۱۶	عبداللہ بن رواحہ نے بارگاہ رسالت پناہ میں نعت پیش کی۔	۲۱۶	ہماری طرف سے فیصلہ تھی ہونے چکا ہے کہ ضرور جہنم کو چلوں اور انسانوں سے پر کرینگے	۲۱۴	شان نزول بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۲۱۷	مجاہد مالک ازراعی کہتے ہیں تجانی سے مراد نوافل یا ایلیں کے لئے قیام کرنا ہے۔	۲۱۷	اب پکھو اس کا بدلہ جو تم نے بھلایا تھا۔	۲۱۴	ایک روایت میں ہے کہ تہجد گزاروں کی فضیلت بیان ہوئی۔
۲۱۸	امادیت صحیح سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔	۲۱۸	ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں جب	۲۱۵	افشوا السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۷	لگتے تو اس میں بزمہ کھیتی آگتی ہے۔	۲۲۲	فاسق کے مقام و محل کے لئے روایت	۲۱۸	حضرت معاذ بن جبل سے روایت۔
۲۲۸	کفار بطور استغبرا کہتے ہیں۔ اس کا جواب زبان مصطفیٰ علیہ التہیۃ وانشاء سے دلایا جاتا ہے۔	۲۲۳	اب اس آگ کا عذاب جسے جھٹلاتے تھے۔ بڑا عذاب چھوٹا	۲۱۹	حسن و عطا سے روایت ہے کہ عشار پڑھنے سے قبل ہونٹے تو تجانی کی تعریف میں داخل ہے۔
۲۲۸	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ سجدہ پیک	۲۲۳	عذاب اس میں مختلف اقوال	۲۱۹	ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار کی تعریف میں نازل ہوئی۔
۲۲۸	آیت کریمہ کے معنی پر آؤسی کہتے ہیں۔	۲۲۳	یا محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ سجدہ پیک	۲۱۹	کوئی جان نہیں جاسکتی جو غنچی رکھا ہے۔
۲۲۸	نفا مصطفیٰ علیہ السلام لیل اسری میں موسیٰ علیہ السلام سے ہے۔	۲۲۴	لفظی ترجمہ علاحدہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ سجدہ پیک	۲۲۰	حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث روایت بخاری مسلم میں ہے شیر خدا اسد اللہ کریم اللہ وجہ اکرم کی تائید میں آیت حضرت علی اور ولید کے درمیان بدر دالے دن جھگڑا
۲۲۹	حق گوئی پر مخی لعین کی مغرت سے شدت و اکراہ ہوا کرتی ہے۔	۲۲۵	شیب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی	۲۲۰	بدر دالے دن جھگڑا
۲۲۹	مخوہ ایمان سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوئے۔	۲۲۶	حضرت موسیٰ کو بالقرینت کو نبی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا۔	۲۲۱	ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کا مقام مالوی وہ مکان ہے جو جنت میں ہے۔
۲۲۹	حضرت زینب بنت جحش سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کیا تو منافقین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں	۲۲۶	یہ تک تمہارا ربان میں فیضان کرے گا ہر توفیق جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔	۲۲۱	مختلف روایات فاسق کا ٹھکانہ آگ ہے جس سے نکل نہ سکیں گے۔
۲۲۹	ان کی زبان طعن و دراز ہوتی۔	۲۲۶	جب رحمت الہی سے بانی طینے	۲۲۱	مختلف روایات فاسق کا ٹھکانہ آگ ہے جس سے نکل نہ سکیں گے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۹	حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا تو مشرکین منافقین نے طعن تشنیع کی	۲۳۶	غزوہ اُحد کے بعد مدینہ طیبہ میں ابو جہل ابو الاعور سلمہ آئے اور حضور علیہ السلام سے امن کی درخواست دی	۲۲۹	حضرت زینب کو حضرت زید نے طلاق دے دی۔
"	انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے	"	حضور علیہ السلام خطا نہیں امن دیدیا یا تیہا البنی فرما کر کیوں ندا فرمائی۔	"	لے پالک کو ان کے والدین کے ساتھ منسوب کیا جائے اور کسی پالنے والے کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔
"	یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے۔	۲۳۷	لے محبوب اللہ پر توکل کرو اللہ کافی ہے۔	۲۳۰	ایسی زمین میں ہم کھیتی اگاتے ہیں جس سے چار پائے چرتے ہیں اور آدمی اس کا دانہ اپنے کھانے کو لیتے ہیں۔
۲۳۰	منصف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا جا رہا ہے۔	"	ایک شخص ابو عمر حمید فہری کا اپنے مافظہ قزی ہونیکا۔	۲۳۱	سورہ احزاب مدینہ
"	یہ بنی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔	۲۳۷	دعویٰ اور بدر کے میدان میں اس طرح بھاگا کہ	۲۳۲	انا نحن نزلنا الذکوہا وانا لہ حافظون
"	اور ان کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں یا اعتبار حرمت و تعظیم	"	ایک جوتی پیر میں تھی اور ایک ہاتھ میں۔	"	بامعاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ احزاب پ ۲
"	مترکہ میں بعد ادا دین تجہیز و تکفین اول ذوی القروض میں تقسیم ہوگا عصابات میں پھر	"	ایوسفیان کا اس سے سوال۔	۲۳۳	لفظی ترجمہ
۲۳۱	بنی ذوی القروض پر در ہوگا	۲۳۸	ظہار کی تعریف	۲۳۴	"
"	پھر ذوی الارحام میں پھر مولیٰ الموالات ہیں۔	"	ظہار کا کفارہ	۲۳۵	خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ احزاب پ ۲
"	اے محبوب یاد فرمائیے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔	۲۳۹	حضرت زیدؓ حضرت صدیقؓ رضی اللہ عنہما کے زرخیز غلام تھے۔	۲۳۶	اتق اللہ میں استمرار و دوم مضمون ہے۔
"	یہاں حضور علیہ السلام کا ذکر دوں سے بیٹوں سے معتدم کرنا ہے۔	"	حضرت زیدؓ کو حضور کا فرزند لوگ کہنے لگے	"	اس کا شان نزول ایک واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کے باب کے علاوہ نسویہ کے	۲۲۸	سکتا یہ ہم مشرکین کی تھی	۲۲۱	مختصر تفسیر اردو پہلا کوع
"	اور جانتا ہو کہ یہ اس کے	"	مفصل واقعہ	"	سورۃ احزاب کے
"	باب نہیں تو اس پر جنت حرام	۲۲۹	حضرت زید کو ذہانت حضور	۲۲۲	اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ
۲۵۳	ہے۔ حضور علیہ السلام اولیٰ المؤمنین		کو پسند آگئی حضرت ام المؤمنین		نے اپنے حبیب کو منادی
"	من انفسہم		خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے		بالوصف فرمایا
"	آیت کریمہ کا شان نزول	"	فرمایا اس غلام کو بیبیہ	"	نام مبارک تنظیم نہیں لیا
"	ازواج مطہرات کا یہ احترام ہے	"	کردو	"	بلکہ یا ایہا النبی فرمایا خیر
"	کہ وہ امت کے لئے ہمیشہ ماں	"	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	"	رہنے والے
"	کی طرح حرام ہیں۔	"	نے مشروط بیبیہ کر دیا	"	پر ہمارے رسول ہیں جیسے فرمایا
۲۵۴	حضرت ابی بن کعب کے مصحف	"	حضرت زید کے حجانے انہیں	۲۲۳	محمد رسول اللہ وغیرہ وغیرہ
"	میں آیت کریمہ لیں تھی	"	بیچان لیا۔	"	شان نزول آیت کریمہ
"	صاحب روح المعانی فرماتے ہیں	۲۵۰	مفصل واقعہ	۲۲۴	"
"	ہر نبی اپنی اُمت کا باپ ہے	۲۵۱	"	۲۲۵	"
"	مفصل بحث۔	"	حضرت علیہ السلام نے حضرت	۲۲۶	قلب سے مراد وہ مضمون
"	علامہ آلوسی فرماتے ہیں اولوالارحام	"	زید کو آزاد فرما دیا اور	"	ہے جو جو ف صدر میں بنا گیا
"	وہ ہیں جو عصبات کے میراث	"	فرمایا کہ زید میرے بیٹے کے	"	سب سے پہلا عضو جو پیدا
"	میں شریک ہیں۔	"	قائم مقام ہے۔	"	کیا جاتا ہے وہ قلب ہے
۲۵۵	تمام نبیوں جیسے تبلیغ رسالت	۲۵۲	ارشاد ربانی	"	انسان کے جسم میں ایک
"	کا عہد لیا۔	"	مفہوم آیت یہ امر واضح	"	مضمون ہے اگر وہ صحیح ہے
"	حضور علیہ السلام کی فضیلت امتیاز	"	ہوتا ہے کہ انتساب الی غیرہ	"	تمام جسم صحیح ہے۔
"	پر ہے۔	"	کیا اثر میں ہے۔	"	احلیت ظہار
"	حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	شیخینس ادو ابو داؤد بن	۲۲۷	"
"	کو مقدم کیا۔	"	ابی وقاص سے راوی کہ جو کسی	"	ایسے ہی جسے منہ بول بٹیا کہہ دیا
					وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	
۲۶۷	عبداللہ بن سلول منافق اس کے سامنے حق سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔	۲۶۲	دست نودی کے پھیرنے سے حضرت خدیجہ پر سہوی کا اثر نہ رہا	۲۵۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مخلوق کی ابتداء مجھ سے کی گئی اور میں بعثت میں سب کے انہیں ہوں۔	
۲۶۸	غصقہ تغیر اردو دوسرا رکوع سورہ احزاب پلک	۲۶۲	کفار پر نودی پٹی مٹی عجیب پریشانی کا عالم تھا	۲۵۷	دیگر اعاذیت مبارکہ باجاوردہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ احزاب پلک	
۲۶۹	وہ لشکر کی تھے اس کی تشریح بنو قریظہ کی عہد شکنی حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھدوانے کا حکم دیا چالیس گز مقرر فرمائی۔	۲۶۲	ابوسفیان گھبرا کر اٹھا گھوڑے اونٹ ہلاک ہو چکے تھے	۲۵۸	لفظی ترجمہ	
۲۷۰	تین ہزار لشکر مسلمانوں کا تھا۔ منفصل واقعہ	۲۶۲	ہوا ہر لمحہ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ ہر چیز کو الٹ دیتی تھی منفصل تفضیل	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۰
۲۷۱	اللہ نے یاد مہیا بھیجی جو اس قدر سرد تھی ٹھٹھڑ گئے سب بھاگ پڑے	۲۶۵	منافق کا حال کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا	۲۶۱	خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورہ احزاب پلک	۲۶۱
۲۷۲	حضرت خدیجہ بنی یمان کا چشم دید واقعہ	۲۶۵	مدینہ منورہ کو شرب کئے والے منافق تھے۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ کو شرب کئے سے منع فرمایا۔	۲۶۲	جنود جند کی جمع ہے ناخبر کو کہتے ہیں۔ غزوہ احزاب مدینہ منورہ کا محاصرہ	۲۶۲
۲۷۳	حضرت خدیجہ بنی یمان کے حالات کئی ایسے فرمایا کہ مدینہ والوں کو منافقین مشرکین نے ہر طرف سے گھریا۔ یعنی خوف سے شدید گھبراہٹ کا حال۔	۲۶۷	بنی حارثہ اور بنی سلیم نے متاثر ہوئے۔ کہ بھاگنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بھاگنے والوں کی سزا اور ان کا حال۔ بیان کیا گیا۔ شان نزول	۲۶۳	کفار یہود کی سازش کی ملاح قبیلہ بنی خزاعہ نے دی خندق کنی کی تیاریاں یہ محاصرہ پندرہ یا چوبیس روز رہا لشکر ملائکہ کا آنا حضرت خدیجہ یمان کو خبر لے بھیجا	۲۶۳

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۹	آیاتِ کریمہ کی روشنی میں بنو ہارثہ اور بنو مسلمہ جنہوں نے لیلۃ العقیبہ میں حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا۔ منحرف ہو گئے۔	۲۷۵	پر ضرب لگائی تو ایک بھلی لنگلی جس نے سینہ کے کنارے روسٹن کر دیئے۔	۲۷۳	معاذک اُردو میں کیچر منہ کو آنا کہتے ہیں۔
۲۸۰	آیاتِ کریمہ سے اس کے غمراہ کارڈ		دوسری ضرب میں پھر روشنی لنگلی۔ تیسری ضرب میں چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی حضور نے تکبیر فرمائی۔	"	حضرت ابو سعید خدری نے حضور کی خدمت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آندھی سے دشمن کا منہ پھیر دیا اور انہیں بھگا دیا
۲۸۱	مشترکین کی حالت اور ان کے اعمال منائع ہوں گے۔	"	حضور علیہ السلام نے مختلف بشارتیں دیں۔	"	مومنین ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا
۲۸۲	زمان طعن دراز کرنا مال غنیمت کا لالچ	"	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چٹان پر ضرب مارتے ہوئے مختلف مشاہدات کا ذکر فرمایا منافقین کا انکار	"	بعض وہ تھے جو اس امتحان میں خوفزدہ ہو کر گھبرا گئے منافقین مختلف لگھن میں پڑ گئے اور کہنے لگے
۲۸۳	یا معاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ احزاب پک	۲۷۶	اس پر آیتِ کریمہ کا نزول	"	اس موقع پر مومنین کو امتحان میں ڈالا گیا اور انہیں چھوڑ دیا۔
۲۸۴	"	"	"	"	مختلف اقوال
"	لفظی ترجمہ	"	"	"	صحابہ جب خندق کھود رہے تھے تو کھدائی میں ایک چٹان ایسی نکلی جو کدال سے نہ ٹوٹی تھی۔
۲۸۵	"	۲۷۷	"	"	صحابہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کی۔
۲۸۶	خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ احزاب پک	"	منافق کے بارے میں مختلف اقوال	۲۷۵	
"	اتباعِ مصطفیٰ کی تعلیم صحیح الایمان لوگوں کے ایمان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئے	"	یثرب کے بارے میں تشریح جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے اسے استغفار کرنا چاہیے	"	
۲۸۷	توالفہ کا وعدہ سچا ہوا	۲۷۸	"	"	
"	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی	"	مدینہ منورہ کے ناموں پر مفضل بحث	"	حضور علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی سے کدال لے کر اس چٹان
"	صحابہ نے تصدیق کی	۲۷۹	منافقین کی حالت	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۸	حضرت عثمان طلحہ سعید بن زید سیدنا حمزہ حضرت مصعب رضوان اللہ علیہم نے منت مانی	۲۸۸	یہودیوں نے قبیلہ بنی اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور کیا۔ حضرت سعد کے حکم دیا کہ ان کے سردار کو قتل کر دیا جائے۔	۲۸۸	اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دیکھا اور منافقوں کو غلام
۲۸۹	عورتیں بچے قید کئے جائیں بازار مدینہ خندق کھود کر وہاں قتل کر دیا گیا	۲۸۹	ان لوگوں میں نبی نظیر کا سطر جی بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا مختصر تعمیر اور تعمیر اور کوع	۲۸۹	مدینہ منورہ میں مبعوث صحابہ حضور تشریف لائے ہتھیار کھول دیئے۔
۲۹۰	سورہ احزاب پک صحابہ کرامؓ اس حد تک سوئے حسنة کا اتباع کرتے تھے کہ بلوت نافلہ میں بھی حضور کی پیروی مقدم رکھتے تھے۔	۲۹۰	حضرت عبید اللہ بن عمر سفر میں فرض نماز کے ساتھ اول آخر نفل نہیں پڑھتے دیکھا آپ نے فرمایا حضور علیہ السلام کو سفر میں فرضوں سے اول آخر	۲۸۹	جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم پہنچایا۔ نماز عصر نبی قریظہ میں پہنچ کر پڑھنے کا حکم فرمایا حضور علیہ السلام نے نماز عصر صحابہ بنی قریظہ میں ادا کی بعد صحابہ نے عشاء کی نماز ادا کر کے عصر ادا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت نہ کی لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ لکھا ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔
۲۹۱	نقل پڑھتے جنیں دیکھا۔ عبدالرزاق بنی صفت میں قاد سے روئی ہیں اس پر جمع ہے کذا کہے جیتے معنی نہ سمجھے ذاکو کو ثواب نہیں ملتا۔	۲۹۱	حضرت علیؓ نے صلوات اللہ علیہ نے صحابہ میں پیشگوئی فرمادی تھی کہ کفار کا لشکر تمہیں گھیرے گا فودس تاریخ میں مدینہ پر آئے گا صحابہ کا ایمان صبور بڑھ گیا۔	۲۹۱	بغض نے اسدوں کیا کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔
۲۹۲	اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی جانی ہے۔	۲۹۲	انجام جنگ کا بیان صدقہ امام محمد و اللہ علیہ کا شان نزول انس بن نضر بدر سے رہ گئے یہ غیر حاضر ہی بہت شاق گزری جنگ احد میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔	۲۹۲	اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی جانی ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۹	کعب بن اسد نے تین تجاویز یہودیوں کے سامنے رکھیں۔	۲۹۶	حاجت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوئی کہ ریح اور طائفہ کی مدد آگئی۔	۲۹۴	چند صحابہ نے منت مانی کہ حضور کی معیت میں ثابت قدم رہیں گے۔
۳۰۰	”	۲۹۷	صیامی جمع ہے صعیہ کی اس پر مفصل بحث	۲۹۵	دو جاتیں مراد ہیں ایک وہ جو بموجب نذر میدان میں شہید ہو گئے۔ دوسرے میدان میں لڑے اور شہید نہیں ہوئے۔
۳۰۱	حضرت ابولبابہ بن عبدالمطلب گفتگو کرنے کے لئے حضور کی خدمت میں پیغام بھیجا۔	”	بارگاہ رسالت پناہ میں حضرت جبرائیل امین کا حاضر ہونا	”	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس شخص کو دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔
۳۰۱	کوان کی طرف بھیجا۔	”	اللہ کے حکم کے مطابق بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جانا	”	اس مشرک کے لئے وعید ہے جو بجا لیت مشرک مر گیا ہی منافق۔
۳۰۱	تویب ابولبابہ کو انہوں نے دیکھا تو سب معظربانہ ان کی طرف رخ سے	۲۹۸	حضور علیہ السلام نے مدینہ میں اعلان کرادیا کہ اطاعت کرنے والے مدینہ میں عہدہ پر تھیں بنی قریظہ میں پہنچ کر عہدہ کریں۔	۲۹۶	منافقوں کو اگر عذاب دینا چاہے تو انہیں ان کے نفاق پر ہی مار دے۔
”	سب نے ابولبابہ سے کہا کہ آپ کی رائے کیا ہے ہم حضور کی پیروی کریں آپ نے زبان سے زبان سے ہاں کہا اور حلق کٹنے کا اشارہ کیا	”	حضرت ابن مکتوم کو عامل مدینہ مقرر کیا۔	”	یا تو یہ کی توفیق دے کر انہیں نفاق سے ایمان کی طرف حیات دنیا میں لے آئے۔
”	بعد میں محسوس کیا کہ مری طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہوتی ہے۔	”	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضور کی خدمت میں مشورہ	”	مومنین کی صداقت سے انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدمی کے بدلے ان کے دشمن کو ہزیمت دی
”	آپ سیدھے مسجد نبوی میں گئے اور ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا حتیٰ کہ توبہ قبول کے احکام نازل ہوئے۔	۲۹۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا محاصرہ پچیس رات فرمایا	”	مختلف اقوال
”	بنی قریظہ اور قبیلہ اوس آپس	”	”	”	”

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۵	کے دوستوں سے ملا دیا اللہ نے جہنم میں ڈال دیا سلمی بنت اقیس ام الخذر نے حضور سے دعا کہ بن سہول قرظی کو مانگا حضور نے عطا فرما دیا۔ یہ حضور کی حالت ہیں۔ دست حق پرست پر عورتوں کے ساتھ حضور کی بیعت کی۔ حضور نے ان کے ملل حوریتیں سب مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے تھے	۳۰۳	حضرت سعد بنے فرمایا تم میرے اللہ کا عہد اور پیمانہ ہے تو ان میں حکم دہی ہے جو اللہ کا حکم ہے سب نے شکر جواب دیا بے شک	۳۰۱	کے حلیف تھے حضور نے فرمایا لے اوکس والو تم اس میں خوش ہو کہ تمہارے قبیلہ کا آدمی فیصلہ کرے۔ سب نے بطیب خاطر منظور کیا
۳۰۵	تعمیر غنائم میں حضور نے دو موز یعنی تقسیم کی رکھیں۔ سواروں کو تین حصہ اور پیادہ یا کو ایک حصہ دیا گیا اس غزوہ میں چھتیس سوار تھے۔ اور قیدی چھ سو بچا سہ تھے	۳۰۲	حضرت ثابت بن قیس بن شمش زبیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے تیرا خون بخش دیا میں بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔	۳۰۱	حضور علیہ السلام نے سعد بن معاذ کو جو ایک نیمہ مرتھے یوم خندق میں ابن عرفہ قرظی کا تیرنگ اکھل پر لگا۔ آپ نے دعا کی قرینہ کے فیصلہ سے پہلے موت نہ آئے۔
۳۰۵	لونڈیوں میں حضور علیہ السلام نے ریحانہ بنت عمر کو منتخب کیا مرتے دم تک وہ حضور کی غلامی میں رہیں۔	۳۰۲	ثابت بن قیس بن شمش زبیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے تیرا خون بخش دیا میں بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔	۳۰۲	نبی قرینہ سے قلعہ سے حکم حضرت سعد بن معاذ اترنے کا اقرار کر لیا تھا جب حضرت سعد حضور علیہ السلام کی خدمت میں اور مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔
۳۰۶	غزوہ خندق قرینہ ایک ہی ستر میں ہوا	۳۰۳	حضرت ثابت بن قیس نے فرمایا اللہ کی قسم اہمیں ان	۳۰۳	ابے آیا عمر حضور نے آپ کے ہاتھ میں حکومت قرینہ دیدی ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۲	ازواجِ مطہرات نے اعلیٰ لباس اور تعلقہ میں فراخی طلب کی تھی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی بارگاہ رسالت میں حضرت فاروق اعظم کا حاضر ہونا اور ازواج کے بارے میں گفتگو فرمایا	۳۰۸	اسرار مبارکہ ازواجِ مطہرات حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو ترجیح دی۔	۲۰۶	قریظہ کا انجام پورا ہو گیا تو حضرت سعد بن معاذ کا وہ زخم جو اکل انگلی پر چوٹی دینے لگا اور زخم میں شہید ہوئے اور مالک و قابض کی تختیں ان کی مرزوعہ زمینوں اور گھروں اور مالوں پر اور قابض کر گیا اس زمین پر جس پر تم ابھی بیٹھے نہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے مختلف اقوال
۳۱۱	حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشہ کو اور حضرت عمر بن خطاب نے حضرت سیدہ حصہ کو فہمائش کرتی چاہی۔ حضور نے منع فرما دیا اور فرما دیا یہ ام المومنین ہیں	۳۰۹	تمام ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ اس واقعہ سے فقہانے مذاہم ذیل مسائل مستنبط کئے	۲۰۷	یا معاوہہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ احزاب پک
۳۱۳	تمام ازواجِ مطہرات نے معتقد طور پر فیصلہ کیا کہ وہ کوئی ایسا سوال نہ کریں گی جو حضور کے نزدیک پسند نہ ہو۔	۳۱۰	ازواجِ مطہرات کے درجات اس آیت میں بیان فرمائے	۲۰۸	غلامہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ احزاب پک
۳۱۴	مفصل بحث ازواجِ مطہرات کے متعلق مفصل تعارف	۳۱۱	ازواجِ مطہرات کا مقام ہونا ضروری ہے۔ نزول آیت قصہ انک پیمے مناظروں کا رد کیا گیا۔ نبی علیہ السلام کی ازواجِ تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ افضل ترین ہیں مفصل بحث مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ احزاب پک	۲۰۹	سورہ احزاب پک حیاتِ دنیا سے وسعت سے مراد اور زنتہ سے مال و دولت سونا چاندی مراد ہے پر مفصل بحث
۳۱۵	ازواجِ مطہرات کے مطالبات کی تفصیل	۳۱۲	ازواجِ مطہرات کی ازواجِ تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ افضل ترین ہیں مفصل بحث مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ احزاب پک	۲۱۰	سورہ احزاب پک نشانِ نزول ازواجِ مطہرات نے دنیوی سامان طلب کیا جو حضور علیہ السلام کو یہ مطالبہ ناگوار ہوا
۳۱۶	حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے بخشش کے بارے میں سوال کیا آپ نے اس کا جواب دیا	۳۱۳	ازواجِ مطہرات کے متعلق مفصل تعارف	۲۱۱	آیت کریمہ میں ازواجِ مطہرات کو اختیار دے دیا گیا اس وقت حضور علیہ السلام کی نوجویاں تھیں

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
روایت ہے کہ بعض ازواج مطہرات اہبات المؤمنین اجنبی سے بات کر میں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز بدل لیتی تھیں۔	۳۲۰	تبرج فرما کر بتا دیا کہ ایسے مظاہرہ حسن وزینت نہ کرو	۳۱۶	اور یہ آیت تلاوت فرمائی بحمدہ تعالیٰ
اور قرآن پکڑ لو اپنے گھر دل میں عورت سرایا عورت ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ عورتوں کا جہاد گھروں میں بیٹھنا ہے۔	۳۲۲	جاہلیت کے لباس جن سے جسم کے اعضاء نہ چھپتے تھے	۳۱۷	پارہ ۲۱ ختم ہوا فہرست پارہ بائیسواں
عورت سرایا عورت ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ عورتوں کا جہاد گھروں میں بیٹھنا ہے۔	۳۲۲	اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے	۳۱۷	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ احزاب پیک
علامہ آلوسی فرماتے ہیں عورتوں پر حرام ہے گناہ کبیرہ ہے گھرتے نکلنا خواہ زیارت قبور کے لئے ہو بیکہ فتنہ کا خطرہ	۳۲۲	ازواج کے ساتھ اہل بیت میں سب شامل ہیں	۳۱۸	لفظی ترجمہ
تبرج اس مظاہرہ کو کہتے ہیں جس میں عورت واجب ہے	۳۲۲	حضرت امام ابو منصور نے بھی فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔	۳۱۹	خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ احزاب پیک
جاہلیت اولی سے مراد ایام جاہلیت تہذیب ہے۔	۳۲۲	فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔	۳۱۹	ایمان والوں فرما نہ داروں کا اجر ثواب
حضرت ام المؤمنین سورہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں حج کر چکی ہوں اور عمرہ بھی اب اللہ نے علم دیا	۳۲۴	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ احزاب پیک	۳۱۹	ازواج مطہرات کے بیس گناہ اجر ہے۔
		لیقیت قنوت سے ہے	۳۱۹	تمام جان کی عورتوں پر تمہاری فضیلت ہے۔
		قنوت سکوت کو بھی کہتے ہیں اور خشوع خضوع کو بھی	۳۱۹	ازواج مطہرات کے منصب جلیل کو واضح فرمایا یہ منصب منصوص قطعی ہے۔
		علامہ آلوسی فرماتے ہیں جب اطاعت الہی مع اطاعت بیہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ ہو تو اطاعت لغو ہے۔	۳۲۰	ازواج مطہرات میں سے کی شان میں گناہانہ کلمہ کفر ہے۔
		ازواج مطہرات کی دوسری خصوصیات کا بیان جو تمام عورتوں سے علیحدہ ہے۔	۳۲۰	پہرہ کا حکم قبل اسلام جاہلیت کا زمانہ ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ہے کہ میں اپنے گھر میں قرار پکڑوں		میں تب شمار کرتا ہے جبکہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتا رہے۔	۳۲۶	آپ گھر سے نہ نکلیں حتیٰ دنیا سے رخصت ہوئیں۔
	سے مشرکین مبتنی کو بیٹھے کے قائم مقام سمجھ کر اس کی بیوی کو پالنے والے پر حرام سمجھتے ہیں۔	۳۲۴	حضرت زینب بنت جحش		حضرت سودہؓ کا اجتہاد
"	اس رسم کو رفع کرنے کے لئے حضرت زینب کا عقد آپ سے کریں گے۔		اسعد رضی اللہ عنہ ان کے بھائی زید اللہ بن جحش ان کی امیرہ زینب عبدالمطلب کے واقعہ میں فرمان الہی ہے	"	رحمیں کی تعریف میں مفسرین کے بقول میں
"	بچا پنچ حضور علیہ السلام نے حضرت زینب سے عقد فرمایا	"	حضور علیہ السلام نے حضرت زینب بنت جحش کے لئے ان کے رشتہ کو پیام دیا۔	۳۲۷	ایک چادر میں حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ علیٰ حقن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین
۳۳۷	اس شادی کا ولیمہ حضور سید عالم نے اہتمام وسعت سے کیا آیات کریمہ میں اعتراضات کرنے والوں کو جواب دیا جا رہا ہے۔	"	اس پیغام کو قبول نہ کیا۔	"	منفصل بحث
"	ایثار کرام کو باب نکاح میں انہوں سے زیادہ وسعت دی گئی	"	حکم مٹنے ہی رضامند ہو گئیں حضرت سے آپ کا نکاح کر دیا اور حضرت زینب کا مہر	۳۲۸	باجا وہ ترجمہ یا پنچواں رکوع سورہ احزاب ۲۲
"	مفصل بحث	"	دس دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا پچاس تین صاع کھجوریں رکھا	"	نقطی ترجمہ
"	ہمارے محبوب مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔	"	حضور علیہ السلام کو وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی۔	۳۲۹	"
"	حضرت قاسم طیب الاطہار اور ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر اس عمر کو نہیں پہنچے ایام طفولیت میں ہی وفات پا گئے۔	۳۲۵	آپ اپنے دل میں غمی رکھے ہوئے ہیں محض اس خوف	۳۳۰	خلاصہ تفسیر یا پنچواں رکوع سورہ احزاب ۲۲
۳۳۸	مختصر تفسیر اردو یا پنچواں رکوع سورہ احزاب ۲۲	۳۲۶	آپ اپنے دل میں غمی رکھے ہوئے ہیں محض اس خوف	۳۳۱	آیت کریمہ کا شان نزول دس مراتب مردوں کے بیان فرمائے دس مراتب عورتوں کے لئے بھی بیان ہوئے۔
"				۳۳۲	روایت ہے کہ بندہ ذاکرین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۹	یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکور و انات مساوی ہیں اس کا تذکرہ فرما کر اجر بیان فرمایا	۲۲۹	آسمانوں کے اوپر گیا	۲۲۹	یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکور و انات مساوی ہیں اس کا تذکرہ فرما کر اجر بیان فرمایا
۲۳۰	آیت کریمہ کا شان نزول	۲۳۰	حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخریہ عمر من کرتی تھیں	۲۳۰	آیت کریمہ کا شان نزول
۲۳۱	دوسری روایت شان نزول	۲۳۱	حضرت زینب سے عقد کے بارے میں تحریک	۲۳۱	دوسری روایت شان نزول
۲۳۱	شہادت توحید و رسالت	۲۳۱	تفصیلات	۲۳۱	شہادت توحید و رسالت
۲۳۱	شان نزول ایک روایت میں یہ ہے۔	۲۳۱	سابقہ ایما کے تحت مہر والی بیویاں اور نوٹدیاں تھیں یہودیوں نے حضور پر عیب لگانا چاہا کثرت ازواج کا اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا اس آیت کریمہ میں نفی فرما دی گئی کہ زید وہ بیٹے نہیں جس کی بیوی کا نکاح حضور پر حرام ہو۔	۲۳۱	شان نزول ایک روایت میں یہ ہے۔ ایک روایت میں ابن ابی عمیر نے زید سے ہے یہ آیت نعمت ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔
۲۳۱	بعض معتقدین فرماتے ہیں علم الہی کا فیصلہ فاطمہ کی تحقیق	۲۳۱	اس آیت کریمہ میں رجال نساء ولدان علیحدہ علیحدہ فرمایا گیا مفصل بحث	۲۳۱	ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔
۲۳۱	اس تحقیق پر اعتراضات کے جوابات	۲۳۱	اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا سلب فرمایا جس آیت سے حضور اور امتی کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔	۲۳۱	ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔
۲۳۱	علامہ خفاجی فرماتے ہیں علامہ فسفی بھی فرماتے ہیں بنی رسول بعد موت باقی رہتے ہیں۔	۲۳۱	اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا سلب فرمایا جس آیت سے حضور اور امتی کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔	۲۳۱	ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔
۲۳۱	حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نزول عیسیٰ علیہ السلام حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی زیارت سب کی زیارت سے زیادہ ہے۔	۲۳۱	اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا سلب فرمایا جس آیت سے حضور اور امتی کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔	۲۳۱	ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔
۲۳۱	حضور علیہ السلام نے فرمایا الی آخرہ	۲۳۱	اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا سلب فرمایا جس آیت سے حضور اور امتی کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔	۲۳۱	ام کلثوم بنت عقبین ابی سقیط کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۲	جہاد میں غنائم جو آئیں ان	۳۶۰	لفظی ترجمہ	۳۵۳	مولائے کائنات علی المرتضیٰ
	کنیزیں ملوگ بملک بیسیں ہوتی ہیں	۳۶۱	"		دیگر واقعات
	مفصل بحث	"	خلاصہ تفسیر چٹار کوخ سورہ احزاب ۱۱	۳۵۲	حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا
۳۶۷	اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفا مہر کی مقدار مقدر ہے اور دس درہم ہیں جس سے کم ممنوع ہیں درہم کی تفصیل	۳۶۲	یاد دل میں رکھنا اطراف لیل و نهار کا تذکرہ کرنے سے موادت ذکر ہے		مقرب جاگتے دیکھے گا شیطان ہماری صورت میں نہیں آسکتا۔
	مترجمی ارجاد سے ماخوذ ہے اور ارجاد مؤخر کرنے کو کہتے ہیں	"	شان نزول	"	ایسا ہی طیرانی نے روایت کیا
	عدل و انصاف	"	درود پاک فضیلت	"	مذکورہ حدیث پاک پر مفصل بحث
۳۶۸	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو مختار کیا۔	۳۶۳	مومنین جیب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ ان پر سلام کہیں گے	۳۵۵	امام جلال الدین سیوطی نے اس قسم کی بہت سی احادیث نقل فرما کر آخر میں فرمایا
	ازواج مطہرات کے حق میں ان کے اس ایثار کے بعد حکم نازل ہوا	"	مغزورت راغب		حضور علیہ السلام زندہ ہیں۔
	ازواج مطہرات جو نو تھیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تھا اور وہ تارک دنیا ہو گئی تھیں	"	قیامت تک ہونے والی ہر شئی منکشف ہونی لازمی ہے۔		
	امت کے لئے چار حضور علیہ السلام کے لئے تو تک رکھ دیا گیا	"	مبشرؑ و نذیرؑ	۳۵۶	داعیاً الی اللہ باذنہ پر بحث
	نوازوج کے علاوہ اور نکاح ممنوع فرمایا ہے	۳۶۵	سراجاً منیراً		سراجاً منیراً
	حضرت صدیقہ ادرام معممہ فرماتی ہیں یہ آیت منسوخ الحکم ہے۔	۳۶۶	عقیدہ محبت کی بات	۳۵۷	سراج وراج پر مفصل بحث
			چند احکام خواتین اسلام کے حق میں نافذ کئے گئے	۳۵۸	ازواج منکوتہ اور کنیزوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔
			ازواج منکوتہ اور کنیزوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔	۳۵۹	سورہ احزاب ۱۱
					لفظی ترجمہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۵	بشر جنّت نذر جہنم داعی الی اللہ سراج منیر جیسی صفات بنی خاتم امام الکل فی الکل مبعوث فرمایا	۳۷۳	چند حدیث پیش نظر ہیں جن سے علم مصطفیٰ کا ثبوت ملتا ہے	۳۶۹	مملوکہ کی حالت اسی آریہ کریمہ میں بھی موجود ہے۔ حضرت ماریہ قبطیہ حضور کی ملک آئیں ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے
"	شان نزول مخصوصی احکام طلاق اور اس کا حکم عقد واضح کیا جاتا ہے	۳۷۲	بعض سادات صوفیہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا شاید اسے مراد ہے کہ آپ تمام الم پر بروز قیامت اس امر پر شاہد ہوں گے۔	"	مختصر تفسیر آرزو چھٹا رکوع سورہ احزاب ۱۲ علامہ آوسی فرماتے ہیں اس شان سے اس کی یاد کریں شان کا وہ اہل ہے ذکر کثیر پر مفصل بحث
۳۷۶	"	"	آپ تمام الم پر بروز قیامت اس امر پر شاہد ہوں گے	۳۶۹	روح الامین کا بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا اور ذکر کی فضیلت بیان کرنا
۳۷۷	"	"	انبیاء کرام نے تبلیغ رسالت فرمائی اور انہیں توحید الہی کی طرف بلایا۔	۳۷۰	علامہ آوسی فرماتے ہیں صبح و شام تسبیح کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان دونوں وقتوں میں ملائکہ رات دن کے حاضر ہوتے ہیں۔
۳۷۸	حضور علیہ السلام سے فرما کر مخصوص حکم دیا جاتا ہے	"	باقی دو سرے قائل ہیں حضرت خولہ بنت حکیم کو حضور نے قبول نہیں فرمایا مفصل واقعہ	"	مفصل بحث "
۳۷۹	"	"	وہ ازواج جو قریشہ ہیں حضور کے عقد میں آئیں چھ ہیں	"	"
۳۸۰	"	"	باقی دو سرے قائل ہیں حضرت خولہ بنت حکیم کو حضور نے قبول نہیں فرمایا مفصل واقعہ	"	"
۳۸۱	حضور علیہ السلام کو اختیار دیا گیا	"	آوسی فرماتے ہیں بشارت جنت کی دینے والے اپنے اتباع کرنے والوں کو	۳۷۲	"
۳۸۲	"	"	ایسا روشن آفتاب جو گمراہوں کو ظلمات جہل گمراہی سے روشنی ایمان کی طرف لانے والا ہے۔	۳۷۳	ہدایت و ضلال اور امت کی حالت پر قیامت کے دن حضور شہادت دیں گے۔
۳۸۳	تبدیلی حکم پر آیات بمجاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورہ احزاب ۱۲	۳۷۵	"	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۰	یہ ایذا دینے والے جلالہ تعالیٰ کی شان میں بکواس کرتے ہیں	۳۸۹	باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھائیوں پر وہ ضروری نہیں	۳۸۴	لفظی ترجمہ
"	شان نزول	"	کافرہ عورت سے پردا ہونہ عورت پر ضروری ہے۔	۳۸۵	"
"	مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع	"	ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے سنیے پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے	۳۸۶	علامہ تفسیر اتواں رکوع سورہ احزاب ۱۲
۳۹۱	سورہ احزاب ۲۲ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تو ولیمہ کی دعوت میں بلایا دعوتیں کھا، کھا کر چلے گئے تین بیٹھے رہے حضور نے حجرہ پر پردہ ڈال دیا۔	"	صلو صیغہ امر ہے جو واجب کا مشتاقی ہے اسی بنا پر حضور علیہ السلام پر درود پھینا ہر مسلمان پر واجب ہے۔	"	گھر مرد کا ہوتا ہے۔ داخلہ کی اجازت مرد سے ہی ملی جائے جن مکانات میں ازدواج مطہرات تھیں وصال مبارک کے بعد بھی انہیں میں رہیں تاک حضور علیہ السلام کی ہی تھے غیر مرد کو کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔
"	جب تم بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں دل نہ بہلاؤ	"	التحیات میں السلام علیک یا ایہا النبی پڑھنا واجب ہے	۳۸۷	آیت کریمہ شان نزول
۳۹۲	ازواج مطہرات کی حرمت کا اظہار	"	اللہم صلی علی محمد کے معنی علماء کلام یہ کرتے ہیں	"	مسلک کسی کے گھر جائے تو حج کر نہ بیٹھے۔
"	جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ سے طلب کرو۔	۳۹۰	حدیث میں ہے حضور نے فرمایا جو درود بھیجتا ہے اس کے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں	۳۸۸	ازواج مطہرات کے احترام کا حکم جو خاتون حضور علیہ السلام کے عقد میں آپ کی وہ بمنزلہ ماں ہو گئی۔
"	شان نزول	"	مسلم شریف کی حدیث	"	وہ کینہیں جو باریاب بارگاہ رسالت پناہ ہو چکی ہیں وہ بمنزلہ ماں ہیں۔
"	حضرت عمر کی نواسہ شش پر آیات پر وہ کا نزول ہوا	"	ترمذی شریف کی احادیث	"	شان نزول یہ ہے
"	فاروق اعظم پردہ کے مسئلہ میں بہت طویں تھے۔	"	اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو تنقیص کرتے ہیں۔	"	
۳۹۳	پردہ کے احکام اور نزول آیات حجاب کی تفصیل				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۰	اقوال باللہ التوفیق		سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے	۳۹۳	آیات حجاب کا نزول
۳۰۱	ایک قول ہے کہ ہر مجلس میں درود	۳۹۶	جنارے کے لئے بنایا گیا		میں ہوا
	ایک بار پڑھنا واجب ہے۔	۳۹۷	حضور علیہ السلام پر درود		حضور علیہ السلام کو ایذا دینا
۱۱	ایک قول ہے کہ ہر دعا میں		نئے نئے آداب و آفات کے	۳۹۴	ان کی ازواج مطہرات سے
	درود واجب ہے		ساتھ بھیجا جائے۔		ان کے بعد نکاح خیال کرنا۔
	علامہ طسحاوی اور احناف کے	۱۱	درود تاج اور زاریہ جیسے الفاظ		اصولہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت
۱۱	یہاں واجب ہے جیسے بھی حضور		آیت کریمہ کے اقتضا سے		بجاری گتائی ہے۔
	علیہ السلام کا ذکر کرتے ان روایات	۳۹۵	مستفاد ہیں۔		شان نزول
۱۱	کو ضعیف کہنے والوں کا جواب		اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور		نزول آیات صحابہ
	۱۱		علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے		غلام اور لوندی دونوں
۳۰۲	۱۱	۳۹۸	اظہار تعظیم اعلا ذکر کے لئے		سے حجاب نہیں
	ایک حدیث ہے حضور علیہ السلام		دنیا میں غلبہ دین اور بقا عمل	۳۹۶	امام ابو حنیفہ کے نزدیک
	نے فرمایا جب تم اردو پڑھتے ہو		شریعت کے واسطے ہے۔		کینز میں نہ کہ غلام
۱۱	تو بچھو تمہارے اور تمہارے نام		غلامہ آؤسی فرماتے ہیں		ازواج مطہرات کا پردہ کی
	اور تم بھی پیش کئے جاتے ہو	۱۱	سرکار و بدقراری کی شان عظمت		پابندی حتیٰ کہ بعد وفات
	سوال یہ ہے کہ درود صرف		میں مبالغہ کر دینے تمہارے لئے		بھی حجاب قائم رکھا
۳۰۳	حضور علیہ السلام پر بھیجیں یا دیگر		بہتر ہے۔		گہوارہ ستیا کر دیا
	ایسا پر بھی اس کا جواب		صلوٰۃ من جانب اللہ	۱۱	گہوارہ سنت فاروقی ہے
	احادیث کی روشنی میں	۳۹۹	اور من ملائکہ علیہ السلام		غلام لوندی دونوں سے
۳۰۴	۱۱		یہ ایک قسم کی تعظیم ہے جو		حجاب نہیں لیکن علامہ نے حجاب
۳۰۵	۱۱		شان مصطفیٰ کے لائق ہے	۱۱	فرماتے ہیں۔
	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول	۱۱	صحابہ نے حضور علیہ السلام سے		مذہب امام ابو حنیفہ میں اس
۱۱	کو جو ایذا دیتے ہیں اللہ ان پر		ہی سوال کیا کہ صلوٰۃ حضور پر		سے مراد صرف کینز میں نہ کہ غلام
	لعنت فرماتا ہے۔		کیونکر پڑھیں		ایک روایت ہے کہ یہ گہوارہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۲	غریب کے لغوی معنی دور ہونے کے ہیں یا غائب ہونے کے ہیں	۲۲۳	اس نے عاجزی سے انکار کیا	۲۲۳	نے لگایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے پاک کیا
۲۲۵	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ سبأ	۲۲۴	جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں نفع روح کر دیا تو امانت الہی کو تمثیل بفرج یعنی ایک چٹان کی صورت میں	۲۲۴	آپ نے جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کیا وہ ضرور دیا گیا سوائے رویت فی الدنیا کے
۲۲۶	شان نزول علامہ آلوسی لکھتے ہیں	۲۲۸	سورۃ سبأ یا محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ سبأ	۲۲۴	التقوٰ کے معنی ہیں اللہ کا خوف رکھو ہر حرکت و عمل میں خصوصاً ان باتوں میں جو حضور علیہ السلام کو ایذا دیتے ہیں
۲۲۷	ابوسفیان کامر کردو بارہ زندہ ہونے سے انکار کرنا آیات سے انکار دنیا میں شکر نعمت واجب ہے۔	۲۲۹	نقطی ترجمہ خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ سبأ	۲۲۴	اللہ اور رسول کے اوامر و منہا ہی میں اتباع کرے وہ زبردست کامیاب ہے
۲۲۸	اہل سنت کے عقیدہ میں نعم اخروی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوں گی۔	۲۳۰	وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی مہربان نیکو والا ہے	۲۲۵	یہ شک ہم نے پیش کیا اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین پہاڑوں پر تو وہ انکاری ہوئے
۲۲۹	آیات الہیہ پر اعتراضات لائینی کر کے اس کے ابطال کی جو سعی کرنے والے ہیں ان کے لئے عذاب اور ذلت کامیصبت اور بلائیں ہیں۔	۲۳۱	مترجمین نے جب قیامت سے انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قطعی یقینی ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا	۲۲۵	امانت کے متعلق جو اقوال ہیں وہ پیش نظر ہیں
۲۳۰		۲۳۲		۲۲۶	اللہ تعالیٰ نے جب آسمان زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو سب سے ارشاد ہوا کچھ فرائض فرض کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ نے امانت و فرائض آسمان دنیا پر پیش کی تو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۰	وہ جن کا کام کرتے تھے ان کی تفصیل	۲۴۸	ہم نے نرم کیا اس کے لئے لوہا کہ بناؤ وسیع زریں ان کی کڑیاں اندازے سے رکھ	۲۴۰	عزیز وہ ہے جو سب پر غالب ہو اور کسی سے مغلوب نہ ہو
۱۱	حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی	۱۱	حضرت داؤد علیہ السلام معجزہ لوہا نرم ہو جاتا تھا۔	۱۱	حمید وہ ہے جو انی شیائوں میں قابلِ سابق ہو۔
۱۱	وفات حضرت سلیمان کا حال جنوں کو معلوم نہ ہوا	۱۱	بارگاہ الہی میں دعا بیت المال سے بے نیازی	۱۱	جب تم مر کر اپنے جسموں سے ریزہ ریزہ ہو جاؤ یعنی گل کر مٹی ہو جاؤ گے
۱۱	آپ کا قیام ایک سال تک رہا جنوں کو آپ کی وفات کا علم نہ ہوا	۱۱	حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ	۲۴۱	تو تمہاری نئی پیداوار ہوگی مشرکین کا منہ توڑ جواب
۲۵۱	عصا کھا لیا جب سلیمان زمین پر گر پڑے جنوں کو حال معلوم ہوا	۲۴۹	اور سلیمان کے لئے ہوا شکر کی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی داہ اور شام کی منزل ایک ماہ داہ راہ ہے۔	۲۴۱	بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور عبرت ہے ایمان والے رجوع لانے والے
۱۱	جن ایک سال تک مشقت کے ساتھ تعمیر میں مصروف رہے	۲۴۲	ہم نے سلیمان کے لئے پگھلے ہوئے تانبہ کا پتھر مہیا کیا جو	۲۴۲	یا محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ سبا پتھر
۱۱	حضرت سلیمان تیرہ سال کی عمر میں سریرِ آراد سلطنت ہو گئے اور چالیس سال سلطنت کی۔	۲۴۳	تین روز سرزمین عین میں	۲۴۳	لفظی ترجمہ
۲۵۱	بے شک سب کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی وہ باغ دانے اور بائیں	۲۴۴	یانی کی طرح جاری رہا	۲۴۴	۱۱
۱۱	سب عرب کا ایک قبیلہ تھا جو اپنے دادا کے نام سے مشہور ہے۔	۲۴۵	مختلف اقوال	۲۴۵	اس رکوع کی نادر لغات
۱۱	اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں عطا کیں کہ ایک جگہ سے خالی ٹوکری لے کر چلتا تو پتھر ہاتھ سے	۲۴۶	ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا	۲۴۶	ملاحظہ تغیر دوسرا رکوع سورہ سبا
		۱۱	وہ جن کا کام کرتے تھے اُس کی تفصیل	۱۱	اسے پہاڑ دار و پرند و داؤد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ حکم کلیم علی الاطلاق ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۶	کی صورت میں موجد ہوتا تھا		مبتلا ہوتا ہے منجبر کرتا ہے اور	۲۵۱	توڑے وہ ٹوڑی پھلوں سے
۲۵۷	حضرت داؤد علیہ السلام بغیر	۲۵۴	جیب نعمت یا تپے شکر کرتا		بھر جاتی تھی
	جال لگاتے کوٹیوں کو جوڑتے		ہے		شکر کا حکم ہوا اس پاک
	اور بے جوڑ ہوتی تھی		شیطان کا گمان اہل سب	۲۵۲	بتی میں نہ کچھ نہ لکھی نہ زوری
	حضرت داؤد علیہ السلام اپنے		کے لئے صحیح ہو گیا کہ انسان کو		جانور تھے۔
	بارے میں تجسس کرتے بھیس بدل	۱۱	شہوت اور حرص اور غضب	۱۱	انہوں نے ناشکروں کی
۱۱	کر قوم میں نکلتے اور دریافت		کے ذریعہ آسانی کی راہ کیا جا		طوفان کا پانی بھیجا
	کرتے۔		سکتا ہے۔	۱۱	
	ایک فرشتہ نے کہا کہ وہ بیت	۱۱	اہل سب شیطان کے مکرو		حضرت وہب کہتے ہیں کہ
	المال سے کھاتے ہیں اپنے ہاتھ		فریب میں آئے		اس بستی میں تیرہ نبی دعوت
۲۵۸	سے کھاتے نہیں	۲۵۵	مخفف تغیر اردو دوسرا رکوع	۱۱	حق دیتے کے لئے مبعوث
۱۱	آپ نے دعا کی کہ کوئی ایسی		سورہ سبأ		ہوئے۔
	صنعت تعلیم فرما دے کہ آسانی		حضرت داؤد سلیمان علیہ السلام		انہوں نے انکار کیا
	سے وہ روزی حاصل کریں تو	۱۱	کی معجزانہ شانوں کا تذکرہ	۱۱	سیلاب کا زبردست
۱۱	اللہ تعالیٰ نے ذرہ بنا کر تعلیم	۲۵۶	ہم نے پہاڑوں اور پرندوں		غدا ب آیا
	فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں		کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام	۲۵۲	باغ سا رامال غرق ہو گیا
	لوہا نرم کر دیا		کے نغمات تسبیح کی طرف رجوع	۲۵۳	سنا جیسے دیتے ہیں جب
	حکیم ترمذی نو اور الاصول میں		لاؤ۔ ان کی آواز میں تسبیح کرو		ناشکر موجدائے
۱۱	اور ابن حاتم ابن شوذب سے		کنکریوں نے دست اقدس	۱۱	شہر سبأ کی نعمتوں کی تشریح
	راوی ہیں۔	۱۱	سورہ علم صلی اللہ علیہ وسلم میں	۱۱	اس قوم کے متول لوگوں کا
	حضرت سلیمان علیہ السلام بیت		تسبیح کی صدیق اکبر کے دست		حد۔
	المقدس سے صبح کی سیر کو نکلتے		مبارک میں تسبیح کی۔	۱۱	ان آیات میں ان کا ذکر
	تو اصطر میں دوپہر کو آرام فرماتے		آپ کے دست اقدس میں لوہا		صبر و شکر صفت مومن ہے
	اور اصطر سے صبح چلتے تو قلعہ		موم کی طرح گرم ہو کر گندھے آئے		جب وہ بلاد مصائب میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۳	فلاسفہ نے طلسمات کے ذریعہ بڑے بڑے حیرت ناک مظاہرے کیئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں		ہو کر نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے بلکہ محراب سے پیر باہر رکھ کر کھڑا ہونا چاہیے تاکہ کراہت لازم نہ آئے۔	۴۵۹	خراسان میں آ کر قیلونہ فرماتے اس مواب کی تعریف میں بعض پرانے اشعار جنہیں وہب بن منبہ نے بحر میں نقل کی
	باب الطلمس کے نام سے ایک دور وازہ بنداد شریف میں ہے		صحاک اور ابوالعالمیہ کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ کی تصاویر اور انبیاء و صلحا کی تصویریں ہوتی تھیں یہ مسجد بناتے تھے تانبہ پیتل اور شیشہ اور سنگ رخام سے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور پوچھیں۔	۴۶۰	حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کا مستقر یعنی یرودرم تھا وہاں جنوں نے میدان میں اُونچے اُونچے ستون و خام ابعین اور اشقر قائم کیئے
۴۶۴	ارشاد فرمایا کہ مصورین قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور بھی احادیث موجود ہیں	۴۶۲	حضرت سلیمان علیہ السلام نے تانبہ کی صورتیں بنا کر دُعا کی کہ الہی ان میں نفع روح فرماوے۔		قطر پر روح المعانی میں ہے قطر سے مراد پگھلا ہوا تانبہ لوہے کی دھاتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے تانبہ کا چشمہ اس کی کان سے ایسے ہی جاری فرما دیا تھا جیسے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔
	یہ حدیث جو شریعت مطہرہ میں ہے اسکی وجہ و حیمہ صحیح ہے		اور یہ جو روایت ہے کہ آپ کی کرسی کے نیچے جنوں نے دو شیر بنائے تھے اور دو عقاب کرسی کے اوپر بناتے تھے جب بلندی پر چڑھتے تو شیر اپنے بازو پھیلاتے رہتے اور جب اتر کر بیٹھتا چاہتے تو عقاب آپ پر سایہ کرتے بازوؤں سے اس دور کی ترقی		حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آگ کا کوڑا لئے ہوتا ہے جب کوئی سخن قصور کرتا ہے تو وہ ایسے ایسے مارتا ہے کہ جن مارنے والے کو نہیں دیکھ سکتا۔
۴۶۵	اس لئے کہ آیام کے بعد جاہل لوگ اسے پوجتے لگتے ہیں بہت سے مرید اپنے پیروں کی تصاویر کو مہتہ کہتے ہیں	۳۶۳	زیارت کرنا عبادت سمجھے ہیں والیعا زبالہ	۴۶۱	جنان جنن کی جمع ہے
	جنان جنن کی جمع ہے		جنان سلیمانی کی وسعت		قدور جمع قدر کی ہے
	قدور جمع قدر کی ہے		قدورہ جس میں فخریہ طور پر پکارتے ہیں		فقہانے محراب کے اندر کھڑے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۰	داؤد علیہ السلام نے نبائیت المقدس اس جگہ فرمائی جہاں موسیٰ علیہ السلام نے خیمے نصیب کئے تھے	۴۶۸	عصا نیچے سے کھالیا اور آپ گر پڑے تو جنوں نے کہا کہ اگر تم غیب جانتے اس ذلت کے غلاب میں مبتلا نہ رہتے	۴۶۷	حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الہی کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی
۴۵۱	آپ نے حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی	۴۶۹	حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں بھی مدت اعتکاف فرمایا کرتے تھے	۴۶۷	عک فرمایا اے داؤد شکر کرتے ہوئے عمل کرو کشف میں ہے شکر گزار وہ ہے جو ہر حال میں شکر کرے اشعار ذیل سے شکر کی تعریف واضح ہوتی ہے
۴۵۱	ذوہ بن میم فرماتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب کے بارے میں سوال کیا	۴۶۹	محراب میں ایک درخت پایا جسے اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت عطا کی۔	۴۶۷	یعنی حب سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم نافذ کیا تو جن اس سے واقف نہ ہوئے اور برابر کام کرتے رہے۔
۴۵۱	حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عرب کے لوگوں میں سے تھا اس سے دس خاندان نکلے اس میں سے چھ ایمان لائے۔	۴۶۹	اس درخت سے اپنا عصا بنایا آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب میری روح قبض کرنے کا حکم ہو تو مجھے خبر کر دینا	۴۶۷	دائتہ الارض پر زمین پر چلنے والے کو کہتے ہیں۔
۴۵۱	سبا بن یثیج بن کے پہلے بادشاہ ہیں	۴۶۹	آپ نے ایک گھنٹہ قبل جنوں کو حکم کیا کہ ایک مکان شیشہ کا ایسا بنایا جائے جس میں دروازہ نہ ہو	۴۶۷	علامہ آلوسی فرماتے ہیں یہاں
۴۵۱	وجود الہی کا جس کا انکار کیا وہ یہی شخص تھا	۴۶۹	آپ اس میں کھڑے ہو گئے وہ عصا جس کے تکیہ پر آپ کا قیام تھا اسے دیکھ کھانچی ہے۔	۴۶۷	دائتہ الارض سے مراد ارض ہے وہ ایک چھوٹا سا کٹر ہے حیوۃ الجموان میں ہے دیکھ نام ہے۔
۴۵۲	اس بستی کے لوگوں کے لئے تیرہ بنی مبعوث ہوئے	۴۶۹	ایک سال انتقال کو گزر چکا تھا	۴۶۸	تو اس جاؤر نے جب آپ کا
۴۵۲	وہ جنگل جس میں سیلاب آیا ایک	۴۶۹		۴۶۸	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۲	اس کے حضور کسی کی شفاعت مگر اس کی جو مازون بالشفاعت ہو ایک فرقہ نصیریہ وہو العلی الکبیر سے علی مرتضیٰ مراد لیتے ہیں جو جہالت محض ہے اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو جہنم میں داخل کرے گا	۴۷۴	وہ باغ تباہ کر کے ان کی جگہ جنگلی جڑی بوٹیاں اگا دیں۔	۴۷۲	میدانی پہاڑوں کے بیچ تھا اس کے جابت فضیل بنائی تھی
"	"	"	ایک اہم سوال جانے آنے کی مقدار میں مقرر کیں	"	مفضل روایت بلیق نے ملک سبا کا تخت چھوڑ دیا اور وہ ایک مکان میں پہلی گئی
۴۸۳	"	"	دونوں آبادیوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا جب سبا والوں پر نعمتیں وسیع ہوئیں اور ان کا جی بھر گیا اور یہ چاہا کہ جنگل اور میدان بیچ میں ہوں تاکہ غریب لوگوں سے امتیاز رہے فریضہ ایک کاہنہ تھی اس نے اپنی کہانت سے دیکھا کہ ملک سبا تباہ ہوگا مفضل واقعہ	۴۷۳	قوم نے متفق ہو کر کہا کہ اب ہم تیری بیسروی کرینگے بلیق نے پہاڑ سے پہاڑ تک ایک فضیل بنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے بڑی چٹانوں سے پتھروں سے اس فضیل کو تیار کیا
"	"	۴۷۶	"	"	بارش کا پانی اس میں جمع ہوتا بہت سی نہریں راتے رکھے
"	"	۴۷۷	"	"	یہ سیلاب عہد ملک ذی لاری بن حبان میں آیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بیچ تھا
۴۸۴	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ سبا پہلے سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں	۴۷۸	با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ سبا پچھلے	۴۷۳	بدل دیا ہم نے ان باغوں کے دو باغ جو کیلے کر ڈوے پھل والے تھے۔
۴۸۵	اے محبوب ان مشرکوں سے فرمائیے جو حقہ سبا کی مشہور مثال جاتے ہیں۔	۴۷۹	"	"	"
"	"	۴۸۰	لفظی ترجمہ	"	"
"	"	۴۸۱	خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ سبا پچھلے	"	"
"	"	"	اور نہیں فائدہ دے گی	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۱	بامحاورہ ترجمہ " "	۲۸۸	یعنی حشر و نشر کے بعد بروز قیامت فیصلہ صحیح ہو جائیگا	۲۸۵	بنی ہویا ملک یا مثل اسکے کوئی غوث ولی قطب، جو مقام شفاعت کے اہل ہیں
"	لفظی ترجمہ " "	"	کہ کون جہنم میں جلائے اور کون جنت میں	۲۸۶	ہمارے رب نے حق فرمایا جاڑ شفاعت ہے اس کے لئے جیکے حق میں اس کی رضا ہے
۲۹۲	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ سبأ پک	"	پہلے تمسی پتھر لکڑی یا ند سورج ستارے وہ ہیں جنہیں تم معبود سمجھے بیٹھے ہو ان کی حقیقت واضح ہے	"	جبرائیل علیہ السلام جب حضور علیہ السلام کی طرف حاضر ہوئے تو ملائکہ سمجھے قیامت کا حکم لکیر آئے ہیں
۲۹۳	کافر بولے ہم سرگزا ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئے	"	کافہ لئناس سے مراد تمام لوگوں کے لئے بشیر نذیر ہے	"	علامہ طہیسی فرماتے ہیں مشرکین بتوں اور ملائکہ کو شفاعت کے لئے پیکار نیگے جواب دیئے جائیں گے کہ ان کو کہو جنہیں تم معبود سمجھے ہوئے ہو
"	مذکور غریبا سے کہیں گے کہ اکثر تم ہمیں ایمان لانے سے نزدیک تو ہم ضرور ہی مومن ہوتے۔	۲۸۹	ابن عباس سے روایت ہے حضور علیہ السلام کی بعثت عرب و عجم اور تمام امتوں کی طرف ہے اور کہتے ہیں کفار و کلب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سمجھے ہو اس میں مشرکین کا مخاطب حضور علیہ السلام سے ہے۔	"	ابن ابی حاتم زید بن اہم سے راوی ہیں کہ آیہ کریمہ میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے جب شیاطین کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہیگی تو کہیں گے حق فرمایا اور وہ بلند بالا ہے۔
"	آیت کریمہ میں ضعیف متمول تالیق بتوع کا تذکرہ ہے	"	اس کا جواب دیا گیا اے محبوب انہیں کہہ دو کہ تمہارا دن مقرر ہے ایک دن نہ بیچھے ہو گا نہ آگے یہ ان کے سوال کا جواب ہے۔	۲۸۷	لکھو ذینکم ولی ذین پر حکم ہے منسوخ الحکم اور بلور طلاوت
"	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین خاطر کی گئی شان نزول	"	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ سبأ پک	"	جہ وہ محاسیہ کے میدان میں کھڑے ہونگے تو اے محبوب ایمان والوں کو دیکھو
۲۹۵	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ سبأ پک	"	"	"	"
۲۹۶	جہ وہ محاسیہ کے میدان میں کھڑے ہونگے تو اے محبوب ایمان والوں کو دیکھو	۲۹۰	"	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۸	جس دن مشور فرمائیں گے ان سب کو پھر فرمائیں گے فرشتوں سے کہا یہ لوگ تمہیں پوچھتے تھے۔	۴۹۹	نقطی ترجمہ	۴۹۸	وہ شر ما کر اپنی ندامت چھپائیں گے عذاب دیکھیں گے پچھتائیں گے مہوت ہو کر رہ جائیں گے۔
۵۰۳	مشرکین مکہ عذاب و ثواب کا استہزا کرتے تھے اور کہتے تھے جب مر کر مٹی ہو جائیں گے تو عقل سے بعید ہے کہ پھر زندہ ہوں۔	۵۰۰	جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لئے دو چند بدلہ ہے۔	۴۹۷	جو بھی بستی ہے اس میں ہم نے اپنا نذیر بھیجا
۵۰۱	خوشی سے عرض کریں گے ترے درجہ نیر کو باکی ہے تو ہمارا ولی اور دوست ہے	۵۰۱	غلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورہ سبأ	۴۹۷	مشرکین و متبول رسالت کے منکر رہے۔
۵۰۲	اور جب پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے ایک آدمی کی طرف سے کہ دور رکھنا چاہتا ہے ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے اس کا مقابلہ نہ ہو تو جادو سے تشبیہ دیدی	۵۰۲	ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی	۴۹۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دی گئی۔
۵۰۳	کفار مکہ سے پہلے کفار کا حال اجمالاً بیان فرما کر اظہار فرمایا ہے ہم نے ان کو تباہ و ہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے	۵۰۲	آخرت کے متعلق ان کا عقیدہ کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں تو عذاب ثواب کیسا جس کے لئے علم اللہ میں وسعت رزق تھی اس پر وسعت اور جس کے لئے تنگی رزق مقدر کی گئی۔	۴۹۷	حدیث ہر نقل میں بھی غریب کا ایمان لانا جب بیان ہوا تو اس نے یہ علامت تو ان کی صداقت و ہدایت کی ہے
			انفاق سبیل اللہ کا بدلہ صرف مسلمان کے ہی لئے ہے۔	۴۹۷	اہل مکہ کی سرکشی
			صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا	۴۹۷	مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ جو دنیا میں عزت سے صبر کریگا وہ آخرت میں بھی عزت سے ہی رہے گا۔
			معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے	۴۹۷	قرآن کریم کا ارشاد کفر کرنے والوں کے لئے ہم دنیا اتنی فراخ کرتے ہیں کہ ان کے گھر چاندی کی چھتوں کے ہوتے
				۴۹۷	آخرت کی نعمتیں اہمیت کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۱۰	آج کے دن ان کا ایک دوسرے کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان عام کفار بھی کہنے لگے اس کتاب حق کی شان میں جیب وہ ان کے سامنے آئی وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آئے۔	۵۰۷	حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر صبح دو فرشتہ نازل ہو کر دعا کرتے ہیں۔	۵۰۵	مختصر تفسیر اُردو پانچواں رکوع سورہ بہار پیک اس میں کفار کو ارشاد ہے کہ کثرت اموال و اولاد موجب تقرب نہیں ہو سکتے مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اس کے لئے اور اس عمل کا بدلہ دو چند ہے اور وہ بلا تاملوں میں امن و امان سے جنت میں ہوں گے۔
۵۱۱	جو حضور علیہ السلام کا منکر ہو یا کسی غیر کو نبی یا مسیح موعود مانا ہے وہ عقیدہ اساسی کا منکر قطعی مرتد قرار پاتا ہے	۵۰۸	حضور علیہ السلام نے فرمایا خیر خیر خیر خیر کیا جائیگا تو سب کے تجھے دست ملے گی اے زبیر کھا اور کھلا اور مشک کا منہ بند نہ کر کہ تجھ پر رزق بند ہو جائیگا	۵۰۶	انہیں خیرات و صدقات کا صلہ دو چند سے سات سو گنا تک ملے گا۔
۵۱۲	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ سبأ	۵۰۹	سختی نہ کر کہ تجھ پر سختی ہوگی اس آخر الحدیث تمام مخلوق بعد حشر موقت میں کھڑی ہو اور ان سے سات ہزار برس تک کلام نہ ہوتی تھی کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے کھڑے ہوں۔	۵۰۷	علامہ آکوسی فرماتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی تکذیب میں سعی کرتے ہیں۔
۵۱۳	نادر لغات	۵۰۸	سرب میں بت پرستی کا بانی عمر بن لُحی ہے	۵۰۶	کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرما دیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرما دیتا ہے۔
۵۱۴	خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورہ سبأ	۵۰۹	یعنی فرشتے عرض کریں گے الہی تو سی وہ ہے جس سے ہماری دوستی ہے	۵۰۷	جو کچھ اس کے لئے خیر کر دے گا تو وہ اس کے بدلے میں تمہیں اور اجر دے گا۔
۵۱۵	اگر تم مری نیصحت پر عامل رہے تو تم پر حق واضح ہو جائیگا تم طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو جتہ داری اور تعصب قوی سے خالی کر کے اللہ کے لئے	۵۰۸	یہ رزق بند ہو جائیگا سختی نہ کر کہ تجھ پر سختی ہوگی اس آخر الحدیث تمام مخلوق بعد حشر موقت میں کھڑی ہو اور ان سے سات ہزار برس تک کلام نہ ہوتی تھی کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے کھڑے ہوں۔	۵۰۷	کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرما دیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرما دیتا ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۲	اس سے پہلے کفر کیا کرتے تھے جنگی حقیقت ان پر ظاہر نہ تھی آج اُمتنا کہہ کر ایمان کہاں حاصل کر سکتے ہیں	۵۱۸	پر حاوی ہو بطور معجزہ بے ہاں پتھر بھی ان کے آگے بھکتا ہے۔	۵۱۵	قائم ہو یا دو دو تاکہ باہم مشورہ کر سکو تبلیغ رسالت و ہدایت پر میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا
۵۲۲	سورہ فاطر اس سورہ کا نام سورہ ملائکہ بھی ہے۔	۵۱۹	حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے حال میں مسوٹ ہوا کہ کہ قیامت اس طرح سامنے ہے۔	۵۱۶	خدا الحق سے مراد قرآن و سلام ہے کفار مکہ نے حضور علیہ السلام پر گمراہ الزام لگایا اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دلویا۔
۵۲۲	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ فاطر	۵۲۰	فرما دیکھے کہ میں تم سے اجر تبلیغ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر مؤدۃ فی القربیٰ	۵۱۷	تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ نہیں ہو سکتا تمام خلق کو نیک راہیں آپ کی اتباع سے ملتی ہیں۔
۵۲۲	لفظی ترجمہ	۵۲۱	قریبی سے مراد حضور کے قریبی مراد ہیں۔	۵۱۸	عرب کے باہم از شاعر جب مسلمان ہو گئے تو کفار نے طنز دیا تین آیتیں یہ ہیں جو کلام شہر نہیں۔
۵۲۵	علاحدہ تفسیر پہلا رکوع سورہ فاطر	۵۲۲	امام زین العابدین بھی ہی فرماتے ہیں قذف بالحق سے مراد علامہ سوسی وحی کے ذریعہ حکم دینا مراد لیتے ہیں۔	۵۱۹	میرا ہدایت پانا تمہاری ہدایت جیسا نہیں انبیاء کی ہدایت بذریعہ وحی میر ہے
۵۲۶	قریشوں کو رسول کرنے والا اپنے انبیاء کی طرف جن کے دو دو تین تین پیار پیار پر ہیں۔	۵۲۳	ایمان کے جہاں مکلف وہاں ایمان نہ لائے اب عذاب دیکھ کر امتا کہتے ہیں اور یہ مقام اجر ہے۔	۵۲۰	نہ کچھ دیکھا نہ دیکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے حبیب پاک شان میں بے سوچے بکتے تھے مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورہ سبأ
۵۲۶	اللہ رحمت کھوتا ہے لوگوں کے لئے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر ستون کے قائم کیا۔	۵۲۴	اپنے محبوب کی تسلی کے لئے ارشاد ہے اگر آپ کو جھٹلاؤں میں آپ کی نبوت	۵۲۱	پھر غور و فکر سے نتیجاً مذکورہ کہ ایسا عظیم نظام جو دنیا اور آخرت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۲	یزید فی الخلق سے مراد خلق انسانی ہے۔ سدی فرماتے ہیں رحمت سے مراد بارش ہے۔	۵۲۹	تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو آسمانوں کو چیرتا ہے بارش کے ساتھ زمین کو چیرتا ہے بنریوں کے ساتھ۔	۵۲۷	رسالت سے انکار کریں تو آپ سے پہلے بھی یہ جھٹلا چکے ہیں۔ خاتم کے معنی آخر نبی کے ہیں وہی اللہ اپنے پیوں کی مدد فرمائے گا بے شک شیطان تمہارے
۵۲۳	پار آیتیں قرآن میں ہیں جب میں نے انہیں پڑھا تو اب مجھے پرواہ نہیں رہی شام کیا ہے صبح کیا ہے۔ جب بلاؤں کی شدت ہو تو	۵۳۰	چند اقوال اس سورہ مبارکہ میں حمد سے اشارہ ہے اس نعمت کی طرف جو آخرت میں باقی ہو۔ سب حمد اللہ کو ہیں جو آسمان زمین کا نزول ارواح کے لئے چیرنے والا ہے۔	۵۲۸	حق میں دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو اس کے بعد شیطان کے پیروکاروں کا حال مفصل بیان فرمایا جاتا ہے
۵۳۳	سورہ الم نشرح یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر فرمائی۔	۵۳۱	سورہ سبأ کے مضمون سے سورہ فاطر کا یہ ربط ہوا۔ مومنین کے لئے ابواب کھول دیئے جائیں گے حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے جبرائیل انہیں کو چھ سو پر کے ساتھ دیکھا۔	۵۲۶	فاطر فطرے مشتق ہے فطر کہتے ہیں پھاڑنے کو مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ فاطر پڑھو لنت فطر کی تصریح پر اہل عرب کی طرف سے وضاحت
۵۳۵	باجاودہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ فاطر	۵۳۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دوبارہ ملاحظہ فرمایا فلا سفر نے ملائکہ عقول مجرباہ کا نام دیا	۵۲۸	ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے ایک کو نہیں پرتو ایک ان میں سے کہنے لگا میں نے اس کا فطر کیا تھا۔ فطر کے اصل معنی چیرنے کے ہیں
۵۳۶	لفظی ترجمہ				
۵۳۷	عل لغات نادرہ				
۵۳۹	خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورہ فاطر				
۵۴۰	شان نزول				
۵۴۱	اللہ وہ ہے جس نے ہوائیں چھوڑیں				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۵	شان نزول بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے۔	۵۴۳	کہ یہ میٹھا پانی ہے تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ پانی چیرتی ہیں دریا میں چلتے ہوئے یا آواز کرتی ہیں۔	۵۴۱	جو بادل اٹھاتی ہیں پھلے دوران کرتی ہیں۔
۵۴۶	ضحاک سے راوی ہیں کہ یہ آیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے متعلق نازل ہوئیں اللہ وہ ہے جو ہوا میں چلاتا ہے اور بادل سیراب فرماتا ہے مردہ شہروں کو۔	۵۴۲	رات لاتا ہے دن کے حصہ میں تو دن بڑھ جاتا ہے دن لاتا ہے رات کے حصہ میں تو رات بڑھ جاتی ہے مقدار پذیرہ گھنٹہ تک ہو جاتی ہے	۵۴۲	بلد میت سے وہ آبادی ہے جس میں سبزہ کھیتی خشک ہو گئی ہو ایک صحابی نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا انسان مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرمائیں گے حدیث پاک
۵۴۷	میت اسے کہتے ہیں جو مر جائے بارش برسنے والی جو بادل سے آتی ہے وہ سبب ہوتی ہے زمین کی زندگی کا جسے سہ سہری کہتے ہیں میت کا نشہ یعنی زندہ کرنا مستحکم ہے نشہ ثوب سے اس کے معنی کپڑا پیکھانا ہے۔	۵۴۴	مخمر کے چاند سورج پر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے جب قیامت آئے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گی۔	۵۴۲	پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید تسبیح تحمید اور تکبیر ہے مکروہ کام گناہ کرنے والوں سے مراد قریش میں جو دارالنادۃ میں جمع ہو کر منصوبہ بناتے تھے ان کا مکہ برباد ہو گا پینا پینچہ ایسا ہوا
۵۴۸	اللہ تعالیٰ روح حیات کو بدن انسان کی طرف بلانے کا نیک صور آسمان وزمین کے مابین کھڑا ہو کر صور بھونکے گا جس اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق مر جائیں سوا اس ہستی کے	۵۴۵	مخمر تغیر آردو دوسرا رکوع سورہ فاطر ۱۰۰ کیا وہ کافر اور وہ جو ایمان لایا دونوں مساوی ہیں۔	۵۴۲	پانی کی بوند سے تمہیں جوڑا جوڑا کیا۔
۵۴۹	فرشتہ کھڑا ہو کر نفع صور کرے تو ہر جان چلنے لگے اپنے جسم کی طرف مسلم شریف کی حدیث	۵۴۳	استفہام انکاری مختلف جگہ میں ہدایت و ضلالت مشیت الہی کے تحت ہے۔	۵۴۳	معمروہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال تک ہو جاتے اور کم عمر وہ ہے جو اس سے قبل انتقال کرے
			آپ ان کے مومن ہونے کی ہوس نہ فرمائیں اور اپنی جان بچاؤ ان کی حسرت میں ہلاک نہ کریں۔		دونوں سمندر یکساں نہیں بلکہ دونوں میں اتنا فرق ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵۲	جو حکم ہوتا ہے لکھ دیا جاتا ہے دو دیا مساوی نہیں یہ غیب ہے پاک ستر ہے۔ فراٹ مسکن عفتش اور حرمل تشنگی ہے۔ اجاج اسے کہتے ہیں جو شدید الموجت اور شدید المرارت ہولعتی وہ پانی ملاحت کی وجہ سے گلابلا ڈالے۔ کڑوے میٹھے پانی سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت پھلی وغیرہ لحم ظری سے مراد پھلی ہے۔ لحم سے مراد ذبیحہ گاؤں ہے جو قسم کھائے کہ گوشت نہ کھائے گا اور پھلی کھالے تو اس چرنت بھینس لازم نہیں آئے گا۔ بابہ وہ زبور ہے جو کھاری سمندر سے موقی اور موزگان کال کر زبور کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ میٹھے اور کھاری پانی کی بحث جب پانی اپنی حرکت میں کشتی سے پھٹتا جاتا ہے۔ اسے محرت السیفینہ کہتے ہیں ایک قول ہے محرت کشتی کے چلنے	۵۵۰	انہیں مکہ معظمہ سے نکالا گیا قتل کیا گیا۔ اللہ نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر لطف سے پھر جوڑا کوئی مالہ نہیں ہوتی پتھر نہیں جنی مگر اللہ کے علم میں ہے علامہ آوسی فرماتے ہیں عمل صالح سے عمر بڑھ سکتی ہے نیک عمل نہ کرے اس تغیر تبدیل سے تغیر قدر لازم نہیں آتی۔ کعب بن احبار فرماتے ہیں اگر حضرت عمر دعا فرماتے تو تو لیتنا ان کی موت کا وقت مؤخر ہو جاتا۔ صدقہ اور صلہ رحمی گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمریں بڑھاتے ہیں۔ صحیفۃ الانسان رہے کہ فرشتے بعد استقر ارجل یا ایس پچاس یا پستائیس رات گزرنے کے بعد لطفہ بارگاہ رتب الغریب معرض کرتا ہے اکلے شتی کھوں یا سعید مرد یا عورت	۵۴۸	بوزید و قاتی کہتے ہیں کہ ہر خلوق کے جسم سے ایک جوہر باقی رہتا ہے جو متغیر نہیں ہوتا اس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی۔ جو عزت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ بالذات ہے کلمہ طیبہ اللہ کے حضور پہنچتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ طیبہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور اسی پر مدار نجات ہے۔ ایک حدیث اللہ کی قول کو قبول نہیں فرماتا مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول قول و عمل قبول نہیں مگر نیت کیساتھ۔ تکالیبات سے مراد ان لوگوں کی چالیس ہیں جو دارالازدہ میں جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے خلاف چلتے تھے۔ اس کا مکر فاسد ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا مکر خبیثہ تدبیر ایسا غالب آیا
۵۵۳	۵۵۲	۵۵۱	۵۴۹	۵۵۰	۵۴۸

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶۰	توفیق قبول گوش عطا فرمادیتا ہے		ہے اے قلمبر کہتے ہیں	۵۵۳	سے جو پانی میں آواز سوتی
"	چند لغات کامل	۵۵۴	مختلف اقوال		ہے اے کہتے ہیں۔
"	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ	۵۵۵	اگر تم پکارو تو تمہاری پکار		ان ملک سے اس ملک میں
۵۶۱	فاطر ﷻ		نہ سن سکیں	"	سفر کر کے اپنے بھائی منافع
"	شدۃ احتیاج میں اللہ کے حضور	"	آئیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے		حاصل کرو۔
"	فقیر ہو۔		ملائکہ کے قول کو بیان فرمایا		داخل کرتا ہے رات کو حصہ
"	انسان کو ضعیف فرمایا	"	یا محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۵۵۳	دن میں اور داخل کرتا ہے
"	وہی مستحق حمد ہے		سورہ فاطر ﷻ		دن کا حصہ رات میں۔
"	یہاں غنی کو حید پر مقدم کرنے	۵۵۶	"	"	سورج اور چاند محرف پائے
"	میں مناسبت خاص ہے۔	۵۵۷	لفظی ترجمہ		سورج کی مدت سیر ایک
۵۶۲	شان نزول	۵۵۸	خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ	"	سال ہے اور چاند کی سیر ایک
"	لے آئے نبی مخلوق		فاطر ﷻ		ماہ مقرر ہے۔
"	اگر وہ چاہے تو تمکو دنیا سے		اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے		یہ وہ اللہ ہے جس کی عظیم شانیں
"	لے جائے۔	"	اور فنا کر دے اور نبی مخلوق	"	اسکی صنعت کمال سے
"	اور کوئی گناہ گار جان نہیں اٹھا		لے آئے		ظاہر ہیں۔
"	سکتی دوسرے گناہ گار کا بوجھ	۵۵۹	کوئی جان بوجھ اٹھانے والی		ہر ایک اپنے اپنے محور پر چل
۵۶۳	شان نزول		دوسرے کا بوجھ اٹھائے گی		رہا ہے سورج سال میں
"	اعمال طالع کی سزا اعمال صالح	"	پاکیزگی سے مراد گناہوں سے	"	اپنا دورہ ختم کرتا ہے چاند
"	کی جزا دے گا۔		بیچنا ہے۔		ایک ماہ میں پورا کرتا ہے
"	کافر مومن کا فرق عدم تساوی		نہیں برابر اندھا اور آنکھ		قلمبر عربی زبان میں خرچے
"	مشالوں سے میلن فرمائی جاتی ہے	"	والا مومن کافر	"	کی گھٹلی پر جو جھلی ہوتی
۵۶۴	جہالت کی اندھیریاں یا حق کے	"	مومن نور ایمان سے زندہ		ہے اسے کہتے ہیں۔
"	انوار مساوی نہیں۔	"	ہے۔	"	ابن منذر کہتے ہیں جو محور
۱۱	زندہ اور مہرے مساوی نہیں		جسے ہدایت دینا منظور ہوا ہے		کے سر پر ایک ٹوپی ہوتی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۵	حول قیامت کی فکر محنتی کہ وہاں کیا ہوگا۔	۵۴۲	پہاڑوں میں راستے میں سفید سرخ کالے	۵۶۵	حدیث قلب بدر والی شہادت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مقتولین کفار کو پکارا۔
"	اس پر ذہن بخشش دیکھو جو الہی کریں۔	۵۴۳	اہل علم کی تعریف ہے۔	"	حدیث قلب بدر یہ ہے
"	جو کافر ہی رہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ نہ انہیں قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ان کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے۔	"	وہی کے ذریعہ جو کتاب کا ذکر ہے وہ قرآن کریم ہے۔	۵۶۶	مسلم شریف میں ہے۔
۵۴۶	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ فاطر پتہ	۵۴۴	ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ عین گروہ وہ ہیں جنکی تفصیل یہ ہے	"	حضور نے: قسم فرمایا
"	چند نکات کا حل	"	میانہ روی میں رہنے والا گروہ وہ ہے۔	"	سنان موقی سے انکار غلط ہے
۵۴۷	جو تھا رکوع شروع ہے۔	"	جس کے عمل ریاست ملوث ہوں	"	بے شک اللہ جیسے چاہے گوش قبول عطا فرماوے۔
"	اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ اس کی قدرت کا یہ مشاہدہ نہ کیا۔	"	ظالم انفسہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا گروہ	"	اے محبوب آپ اپنی قدرت و ارادے سے کسی کو ہدایت نہیں فرما سکتے۔
"	اس پانی سے ہم نکالتے ہیں ایسے پھل کہ جن کے رنگ مختلف ہیں	"	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتیوں کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔	۵۶۷	آپ نہیں مگر ڈرانے والے بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینا اور ڈرسانا بھیا۔
۵۴۸	پہاڑوں سے راستے سفید سرخ مختلف رنگوں والے	"	دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا	"	یا محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ فاطر پتہ
"	قدرت کی تفصیل	"	ام المؤمنین کا کمال انکار آیت نظیر ان کی جلالت مرتبت بتا رہی ہے۔	"	"
"	غرابیب و غریب کی جمع ہے وہ دور کی سیاہی ہے۔	۵۴۵	پہرہ گروہ کیلئے ارشاد ہے	"	خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ فاطر پتہ
"	غراب کوتے کو بھی کہتے ہیں۔	"	"	"	تو نکالے ہم نے اس سے بھل رنگ برنگ
"	حدیث میں ہے۔	"	"	"	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸۵	اللہ تعالیٰ بخشش فرماتے والا ہمارے گناہ کو اور چشم پوشی کرنا والا	۵۸۱	حضرت معاذ فرماتے ہیں جو توبہ سے قبل معصیت شکاری میں مرتلے وہ ظالم نفسہ ہے اس کی تفسیر میں بتائیں اقوال ہیں۔	۵۷۸	شیخ مغریب کو بعض سے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے سیاہ خطاب کرنے والے بڑھے کو اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں علما ہیں
۵۸۶	جسمانی تکان کو نصب کہتے ہیں اور لغزانی کو فت کو نصب کہتے ہیں عذاب جہنم میں جہنمی کا یہ حال ہے کہ نہ مرتا نہ جیتا ہے۔	۵۸۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا یہ تمام اس امت کے افراد میں اور سب جنتی ہیں۔	۵۷۹	علما سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھیں جو عرفان زیادہ رکھیگا وہ جنت بھی زیادہ رہیگا
۵۸۷	جہنمی جہنم میں پکارتے ہوں گے کہ لے ہمارے رب ہمیں نکال اس جہنم سے کہ ہم اب نیک عمل کریں گے	۵۸۳	ابن عباس فرماتے ہیں امت مرحومہ ہے اس لئے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں میں سے چنا اور اسے امت وسط فرمایا	۵۸۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔
۵۸۸	اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو بیجا جواب ہوگا	۵۸۴	پھر ان میں متعدد فرقہ ہوں گے۔	۵۸۱	ایمان والوں کا انعام یہ بشارت جو اس مؤمن کے لئے ہے جو ان منغات سے مستصف ہو
۵۸۹	عمر کا تذکرہ	۵۸۵	حضرت علیہ السلام نے آیت کریمہ تلاوت فرما کر اس کی تفصیل فرمائی	۵۸۲	عبارت مالی کا حکم پوشیدہ خرچ کرنے والا اپنے رب سے ایسی تجارت کی جس میں کھوٹ اور نقصان نہ ہو۔
۵۹۰	با عاوردہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ فاطر	۵۸۶	جنتی جنت میں داخل ہو کر کہیں گی	۵۸۳	حزن خوف عاقبت کو کہتے ہیں۔
۵۹۱	ذاتی غیب سولے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔	۵۸۷	مختلف اقوال	۵۸۴	آسمان زمین کی قدرت الہی سے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۵	مردوں کو زندہ کرنے کے بعد ان کا محاسبہ ہوگا جو نیک طریقہ جاری کرے گا۔	۵۹۸	بعض کے نزدیک فکر سے مراد سازش کرنا مخالفت میں خفیہ چالیں چلانا ہے۔	۵۹۲	جگہ قائم ہیں ہی نہیں سکتے
۱۱	اس کا اجر ثواب ملیگا اور یہ طریقہ راجح کرنے والا خود گنہگار ہوگا۔	۵۹۹	تو کیا انتظار کر رہے مگر پہلوں کی طرح عذاب کا تو ہرگز نہ پائے گا عذاب کا ٹکنا	۵۹۳	آیہ کریمہ کا شان نزول بتاتا ہے کہ قبل بعثت جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام قریش یہود نصاریٰ کی خدمت کرتے تھے۔
۱۱	صد ہا امور خیر ایسے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے جاری کئے انہیں ناجائز کہنا ناجائز ہے۔	۱۱	اگر اللہ تعالیٰ گرفت فرماتا چاہے تو روئے زمین پر کوئی نہ رہے	۱۱	توجیب ان کے پاس ڈرناے والا تشریف لائے تو انہوں نے نفرت کا اظہار کیا۔
۲۰۶	لغات نادرہ مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ یسین ۲۲	۲۰۰	سورہ یسین شریف بالمحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	۵۹۴	اللہ تعالیٰ بندوں کے معافی پر گرفت فرمائے تو کوئی نہ بچے
۱۱	اس سورہ مبارکہ کے لئے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کریں۔	۱۱	سورہ یسین ۲۲ لفظی ترجمہ	۱۱	لغات نادرہ مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ فاطرہ ۲۲
۲۰۷	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔	۲۰۱	مختصر فضائل سورہ یسین ۲۲	۵۹۵	یعنی حضور علیہ السلام تدیرین کر تشریف لائے
۱۱	سعید بن منصور سے روایت سورہ یسین کو پڑھنے والے کو دنیا آخرت کی بھلائیاں ہیں	۱۱	قرآن کریم کا قلبی یسین ہے۔	۱۱	ضرب المثل حضرت کعب نے کہا آسمان اپنے قطب میں چکی کی طرح پھرتا ہے۔
۱۱	یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے۔	۲۰۲	انسان کا رذہ	۵۹۷	فلاسفہ قدیم و جدید کے بہت اختلافات ہیں
۱۱	قبیلہ بنی مسلم نے جو نوحی مدینہ میں رہتے تھے جب مسجد نبوی	۲۰۳	مشان نزول	۱۱	
۱۱	میں رہتے تھے جب مسجد نبوی	۲۰۴	عزت کے ثواب سے مراد جنت ہے	۱۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲۲	"	۶۱۹	لفظی ترجمہ	۶۰۷	کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔
۶۲۳	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۲	۶۲۰	غلامہ تفسیر اردو رکوع ۱		اس وقت یہ نارل ہوئی
۶۲۳	سورۃ یسین		حبیب بنجار و عنبرہ	۶۰۸	اس کے فضائل بہت سی
۶۲۳	"	۶۲۱	کا اسلام لانا		بہت سی احادیث نہیں
"	لفظی ترجمہ	۶۲۳	شعرون وغیرہ کی ندامت		بیان ہو چکے۔
	غلامہ تفسیر اردو رکوع	۶۲۳	کافروں کا مقابلہ	"	صحیح حدیث
۶۲۶	۳ سورہ یسین	۶۲۵	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱	"	سورہ فاطر سے سورہ یسین
	مصنوعات المیہ کا		عیسیٰ علیہ السلام کے	"	کاربط
۶۲۷	تذکرہ	۶۲۶	تبلیغی فرستادہ		حروف مقطعات کی تفسیر
۶۲۸	"		کافروں کا کھراؤ		سب جگہ ہی ہے کہ ان کی
۶۲۹	احکام شرع کا مذاق	۶۲۷	"		مراد حقیقت اللہ ہی
۶۵۰	عذاب ناقابل برداشت	۶۲۸	"	۶۰۹	جاتا ہے
۶۵۱	مختصر تفسیر اردو رکوع	۶۳۰	حواریوں کی کرامات		معنی تصیغ کی وضاحت
	۳	۶۳۱	"		کے جن مقدر میں ایمان ہے
	الغامات قدرت کا	۶۳۳	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱		وہ لائیں گے۔
۶۵۲	ذکر	۶۳۳	لفظی ترجمہ	۶۱۱	کفار کی سزا کا ذکر
۶۵۳	تخلیقی فوائد	۶۳۵	غلامہ تفسیر نصف		"
۶۵۳	مستقر سوزج		حبیب حواری کی	۶۱۳	"
۶۵۵	سیاروں کی حرکات	۶۳۶	شہادت	۶۱۳	"
	سیاروں کی روشنی	۶۳۷	بعض لغات نادہ	۶۱۵	تبلیغی فریضہ کی اہمیت
۶۵۶	کا مبداء	۶۳۸	مختصر تفسیر رکوع ۱	۶۱۶	اچھے بڑے رواج کا تذکرہ
۶۵۷	ستاروں کی منازل وغیرہ	۶۳۹	حبیب کے قتل کی نوعیت	۶۱۷	منزور کہ انہار کا تاثر
۶۵۸	"	۶۴۰	"		بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
۶۵۹	"	۶۴۱	ہلاکت اعداء کی نوعیت	۶۱۸	سورۃ یسین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کا مشاہدہ		منکرین کے مومنوں پر	۶۶۰	فلک میں احتمالات اور
۶۰۰	حضور علیہ السلام کی	۶۸۰	بوقت انکار مہر لگا دیا جائیگی	۶۶۱	ستاروں کا مستقر
	تقلیر محال ہے	۶۸۱	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۵	۶۶۲	کفار کی سرکشی و تمرد
۶۰۱	ہرشی و ممکن میں آگ	۶۸۲	لفظی ترجمہ		کفار کا احکام شرع
۶۰۲	روح دان کی تحقیق	۶۸۳	خلاصہ تفسیر رکوع ۵	۶۶۳	سے مذاق
	عالم کون و عالم امر کی	۶۸۵	لغو شاعری کی مذمت	۶۶۴	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۵
۶۰۳	وضاحت	۶۸۶	"		سورہ یسین
۶۰۳	سورہ الصافات	۶۸۷	الغایات قدرت	۶۶۶	لفظی ترجمہ
"	بامحاورہ ترجمہ اردو	۶۸۸	منکرین آخرت کا رد	۶۶۷	غلامہ تفسیر رکوع ۵
	رکوع ۱	۶۸۹	لغات نادرہ	۶۶۸	نقوۃ اولی و ثانیہ کا حال
۶۰۶	لفظی ترجمہ	۶۹۰	مختصر تفسیر رکوع ۵	۶۶۹	کفار و مومنین کی عملی جہاز
۶۰۷	خلاصہ تفسیر رکوع ۱	۶۹۱	آپ شاعر نہیں ہیں		بعض لغات نادرہ کی
	جوب کائنات کا مالک	۶۹۲	"	۶۷۰	تفصیل
	تو دوسرا مستحق عبادت	۶۹۳	"	۶۷۱	مختصر تفسیر اردو رکوع ۵
۶۰۸	نہیں	۶۹۴	بر سے اشعار کی مذمت	۶۷۲	نقوۃ اسرائیل پر اجماع
	شیاطین آسمان تک نہیں		برائت آمیز اشعار		و فیصلہ و جزا
	جا سکتے اور کفار	۶۹۵	کا جواز	۶۷۳	جنتی اور دوزخی کو جزا
۶۰۹	ممکن چیز کا تسخر آٹانے	۶۹۶	شعری اذنان کا تذکرہ	۶۷۴	عمل "
	ہیں		باطل معبودت دربار	۶۷۵	اہل جنت اسباب تکذ
۶۱۰	عمل لغات نادرہ	۶۹۷	عدالت میں	۶۷۶	"
۶۱۱	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱	۶۹۸	انسان کو چاہئے کہ اپنے	۶۷۷	بد عملی پر توبہ
	۱	۶۹۹	مبدأ و معاد کو ملاحظہ کرے		قیامت کفار اپنی بد عملی
۶۱۲	علامات و حدائنت		مردہ زندہ ہونے	۶۷۹	کا انکار کریں گے
۶۱۳	بعض ستاروں کی تعداد				
	اور حرکات				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲۶	مشرک تکذیب کا بدلہ تمہیں آخرت میں ملے گا۔	"	کی راہ چلاؤ پر ایک کافر اپنی ہم قسم کے ساتھ عشوہ کیا جادو تے گا۔	۷۱۳	آسمانوں کو شیاطین وغیرہ متمر دین سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔
	ان مخلصین ایمان والوں کیلئے نفیس دلدنیر میوے	"	(حدیث نبوی)		
۷۲۷	نعتیں خوش منظر ہوں عزت کے ساتھ تخت نشین ہونگے	۷۲۵	قیامت کیدن اپنی جگہ سے نہ ہلے گا جب تک چار باتیں پوچھ نہ لی جائیں	۷۱۵	دیکھنے والوں کیلئے آسمانوں کو مزین کر دیا گیا ہے ایک کافر پہلوان کو حضور علیہ السلام نے بڑی طرح بچھاڑا مگر وہ باوجود اقرار کر کے ایمان نہ لایا۔
"	شراب سے یا کراہی حوران جنت پاک صاف ہونگی	"	وہ باتیں یہ ہیں نازن جنم کا سوال جہنمیوں سے ہوگا		کفار کو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار
"	اہل جنت کے حالات مرنے کے بعد دوبارہ زندگی سے انکار		کفار اپنے سرداروں سے کنگے جو دنیاں میں گواہ کرتے تھے وہ بے ایمان تھے	۷۱۶	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
۷۲۸	جنتی جہنمیوں کا حال کچھیں گے جو آگ بھرتی ہوئے		سردار جواب دیں گے ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا	۷۱۷	"
"	موت کو موت آجائیگی اہل جنت کی گفتگو ہوگی		بلکہ تم خود مر گئے تھے انبیاء کے تعلیمات کی تصدیق کرینگے جو	۷۱۸	"
۷۲۹	موت مر کا درخت جو نہایت تلخ اتھا درجہ کا بد مزہ ہے	۷۲۶	بے سود ہوگا	۷۲۰	"
"	جہنمیوں کے لیے ہوگا کفار کا گمان باطل لغو تھا کا جواب	"	کفار کی ہٹ دھرمی کا بیان	۷۲۱	لفظی ترجمہ
"	کھانے والوں کا حال یہ عذاب گمراہ باپ داناؤ کی وجہ سے ہوا	"	حضور علیہ السلام کو شاعر مجنون کہا مساؤ اللہ	۷۲۲	"
		"		۷۲۳	"
		"		۷۲۴	خلاصہ تفسیر رکوع ۲ سورت صافات پتہ ۲۳ ظلم شرک کرینوالوں کو جمع کیا جائیگا اور دوزخ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	حضرت علیؓ خراسانیؒ		تربیک وہ ہوتے قوم	۴۳۰	لغاتِ نادرہ کامل
۱۱	آیتہ کریمہ کے شان نزول پر فرماتے ہیں		اودان کے متبعین آج عذاب ہیں شریک ہیں	۱۱	محقق تفسیر اردو دوسرا
	ہزاروں دنیا پر صدقہ کر کے جنت خرید لی	۴۳۵	مشرکین کیلئے ہی قانون حکمت ہے کہ انہیں سزا دی جاتے	۴۳۱	رکوع سورہ صافات
۱۱	چند اوشا لہو ہیں		مشرکین کی غرض صالت پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ارشاد ہے	۱۱	جمع کرد ایندھن جو مشرک ہیں جہنم میں
۴۳۹	اہل جنت جہر و کون میں سے اہل جہنم کا حال دیکھیں گے جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو متیندہ کی شکل میں ذبح کے دکھائی جاتے گی		اللہ کے مخلص بندے وہ ہیں ان کے رزق معلوم انحصار ہے	۴۳۲	ہانکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانگو کو ہوگا
۴۴۰	زقوم ایک درخت کا نام ہے تلخ بدبو دار درد دہلا لاسکی جہنم میں ہوگی جہنمیوں کی خوداک	۴۳۶	تو وہ کہتے ہیں کہ رزق معلوم ہے	۱۱	مانگو زبانہ ان فرشتوں کو کہیں گے جو جہنم میں جہنمیوں کو حکمیں گے
۴۴۱	اکے پینے سے جہنمیوں کا حال جھلکنے والوں کا حشر		مراد جنت کی نعمتیں ہیں غول بے حسی میں کسی شے کے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں	۴۳۲	زبانہ جمع زبنتہ کی ہے زبھی لغت فروع کو کہتے ہیں
۴۴۲	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ صافات		ابن عباس فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کافرن		حجم جہنم کے طبقہ کا نام ہے جس میں شدت سے آگ دھکتی ہے
۴۴۳	سورہ صافات		عزیز فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کافرن	۴۳۳	حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں
۴۴۴	صل لغات		عزیز فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کافرن		کہر توجید کے بارے میں سوال ہے علامہ آلوسی فرماتے ہیں یہ خطاب مشرکین اور ان کے معبودوں سے ہوگا
۴۴۵			عزیز فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کافرن	۴۳۴	رسول مشرکین کا جواب مشرکین کا اعتراف جرم
۴۴۶		۴۳۸	عزیز فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کافرن		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۴	حضرت ابراہیم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا	۱۱	کے مابین دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ حائل ہے	۴۴	غدارہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ صافات ۱۱
۴۴	مقام ارض مقدسہ میں اولاد کے لئے دعا کی	۴۴	قوم نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ کل ہماری عید ہے۔	۴۴	حضرت نوح علیہ السلام نے سائے نو سو برس تبلیغ فرمائی دنیا میں جتنے بھی ان میں سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہم
۴۴	حضرت اسماعیل ذبیح کی پیدائش	۴	یہ زمانہ نجوم پرستی کا تھا آپ نے ایک ستارہ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اِنی سقیم	۴۸	حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے کشتی سے اترنے کے بعد جتنے مرد عورت تھے سبھی مرتدے اپنے قوم کے بغیر انہیں ہلاک کر دیتے
۴۵	حضرت ابراہیم کا خواب	۴	حضرت اسماعیل نے فرمایا	۴۸	سرب اور فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں اور سوڈن کے لوگ آپ کے بیٹے یافت سے ہیں۔
۴۵	حضرت اسماعیل سے مشورہ	۴	حضرت اسماعیل ذبیح نے جواب میں حکم الہی پر فدا ہونا کہاں شوق رغبت سے ظاہر کیا یہ واقعہ منی میں ہوا افضل واقعہ	۴۸	حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل ان کی امتیں باقی رکھا گیا آپ کی قوم کے بقیہ کافر بھی ہلاک کر دیئے گئے
۴۵	جنت سے فدیہ کیلئے جو ذبیحہ بھیجا گیا	۴۹	آپ ان کے بت خانہ میں پہنچ گئے ان کے آگے جو کھانے رکھتے تھے فرمایا کھاتے کیوں نہیں بولتے کیوں نہیں	۴۸	قلب سلیم دے کر حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم
۴۵	لغات تادارہ	۴۹	بیت ٹوڑنے شروع کر دیئے پارہ پارہ کر دیا۔	۴۸	۲ تشکرہ تین گز مربع مکان بنایا تجلیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو محفوظ کیا۔
۴۵	مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورہ صافات ۱۱	۴۵	حضرت ابراہیم نے فرمایا اپنے گھر سے ہونے والوں کو پوجتے ہو کافر لوے ابراہیم کے لئے مکان بناؤ۔	۴۸	۱۱
۴۵	بعض مرسلین کا اجمالاً تذکرہ فرمایا جا رہا ہے	۴۵	۲ تشکرہ تین گز مربع مکان بنایا تجلیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو محفوظ کیا۔	۴۸	۱۱
۴۵	قوم نوح سے یا کوس ہو کر لپکارا تو ہم نے اس کی پکار سنی	۴۵	۱۱	۴۸	۱۱
۴۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تین بیٹوں کے سوا کوئی نہ بچا یعنی سام حام یافت۔	۴۵	۱۱	۴۸	۱۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون		
۴۵	حضرت غیل بنی تھے بنی کا خوب حق ہوتا ہے۔	۴۵۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ارشاد ہے۔	۴۵۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو ہیں سلیم العقب کی تفسیر میں پانچ قول		
۴۶	حضرت یاس علیہ السلام بلبلک اور اس کے نوح کی طرف مبعوث تھے اس قوم کا ایک بت تھا جس کا نام بلبل تھا جو سوتے کا تھا یہ بیس گز لیا تھا اس کے چار منہ تھے	۴۶۱	حضرت اسماعیل نے جواب دیا کہ آپ مجھے صابریا لینگے حکم کی تعمیل میں جب جھگ گئے مفصل واقعہ	۴۵۷	با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع صافات ۱۱۱	۴۵۷	علم نجوم کی شرعی حیثیت امراض متعدیہ
۴۷	حضرت لوط علیہ السلام ان کی قوم کا ذکر فرما کر رکوع ختم کیا مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورہ صافات	۴۶۲	علامہ تفسیر آٹھواں رکوع سورہ صافات ۱۱۱	۴۵۸	اللہ تعالیٰ نے غیل کو اس آگ سے محفوظ رکھا آپ نے فرمایا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ مجھے راہ دیکھائیں گا آپ بحکم اس سرزمین شام میں ارض مقدسہ تشریف لے آئے یہاں آپ نے اپنے رب سے دعا فرمائی جس کا ذکر آئندہ آیات میں ہے	۴۵۹	حضرت اسماعیلؑ بذبح کی ولادت کا مشورہ دیا توجیب اسماعیل حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کام کرنے قابل ہو گئے
۴۸	ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارونؑ یہ حضرت یاس علیہ السلام کی منقبت فرمائی۔ طبر سمجھتے ہیں حضرت یاس حضرت ایس کے چچا کے بیٹے تھے آپ کی بعثت حضرت حرقل کے بعد ہوئی وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح عمر ایسی ہیں۔ مفصل بحث	۴۶۳	حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو نبوت و رسالت غایت فرمائی فرعون کے مظالم سے انہیں اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کے مظالم سے نجات دلا کر انہیں قریط کو قوم قبط پر نالی فرمایا	۴۶۰	حضرت یاس کی بعثت سورہ صافات ۱۱۱	۴۶۰	حضرت یاس کی بعثت سورہ صافات ۱۱۱
۴۹	حضرت یاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تمہیں عذاب الہی کا خوف نہیں تم	۴۶۴	حضرت یاس کی منقبت بیان کی	۴۶۱	حضرت یاس کی منقبت بیان کی	۴۶۱	حضرت یاس کی منقبت بیان کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	تھا کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ	۷۷۴	”		بیل کو پوجتے ہو
۷۷۷	کی بیٹیاں ہیں اس کا	۷۷۴	غلامہ تفسیر اردو نواں رکوع	۷۶۹	بیل کی اصل حقیقت
	رد فرمایا گیا	۷۷۵	صافات ۲۳		تحقیق الیاسین
۷۷۷	تمہارا دعویٰ بے دلیل ہے	۷۷۵	”		ال یاسین نعتہ یاس سے ہے
	مشرکین نے اللہ اور جنوں	۷۷۵	اس رکوع میں حضرت یونس		جو عربی میں مستعمل ہے۔
۷۷۷	کے مابین رشتہ بنایا اللہ تعالیٰ	۷۷۵	علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے		اس باب میں سینا اور سینین
	اس قسم کی باتوں سے متبرک ہے	۷۷۵	مچھلی نے نکل لیا	۷۶۹	یہ تفسیر ابن ماجہ نے شرح
۷۷۸	فرشتوں کا بیان	۷۷۵	رہے مختلف روایات		مفصل میں کی
	کفار مکہ کی بہانہ سازیاں واضح	۷۷۵	آپ شکم ماہی میں بہت		یہ تمام اقوال بیان فرما کر
۷۷۸	فرمانی جا رہی ہیں۔	۷۷۶	نخیف و ضعیف ہو چکے تھے		آلوسی فرماتے ہیں غرض نہ رہنا
	اے محبوب تھوڑی مدت تک ان	۷۷۶	اگا وہم نے ایک پورا کدو کا		چاہیے
۷۷۹	سے منہ پھیر لیجئے اور انتظار کیجئے	۷۷۶	تاکہ سایہ کرے		حبیب نبوت رسالت حضور پر
	وہ بھی محقریب دیکھ لیں گے	۷۷۶	کدو پر مکھی نہیں آتی بیل		ختم کر دی گئی تو الیاس نے
۷۷۹	مختصر تفسیر اردو رکوع سورہ	۷۷۶	کی جگہ سایہ دار درخت بن گیا		آل یاسین قرار دے کر انہیں
	صافات ۲۳	۷۷۶	بحکم الہی ایک بکری تھیں		لبن المرسلین کہنا
	حضرت یونس علیہ السلام کو	۷۷۶	منہ میں دیکر دودھ دے		خلاف جمور ہے اور نص کے
۷۷۹	۲۸ برس کی عمر میں ان کو	۷۷۶	جاتی تھی		بھی خلاف ہے۔
	نبوت ملی۔	۷۷۶	سرزمین موصل میں قوم بنیوا	۷۷۰	حضرت لوط علیہ السلام کی قوم
	اس میں اختلاف ہے حتیٰ	۷۷۶	میں مبعوث ہوتے انکی آبادی		شہر سدوم میں آباد تھی
	ماں کا نام یا باپ کا نام	۷۷۶	ایک لاکھ تھی		یا محاورہ ترجمہ یا نواں رکوع
۷۷۹	حکم حاصل کیے بغیر ہی وہاں	۷۷۶	اے محبوب ان منکروں سے		سورہ صافات ۲۳
	سے چلے گئے	۷۷۶	کفار مکہ سے انکار کی وجہ	۷۷۲	”
	حبیب قوم پر آثار غذاب	۷۷۶	معلوم فرمائیں		لفظی ترجمہ
۷۸۰	نودار ہوئے تو آپ کو تلاش	۷۷۶	بقیلہ جنیہ اور بنی سلمہ کا یہ عقیدہ	۷۷۳	”
	کیا۔				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۹۲	مشرکین کے باطل نظریہ کا رد		شام کو اگل دیا	۷۸۱	سب چھوٹے بڑے جنگل میں
۷۹۲	ملائکہ لطیف نوری اجرام سے	۷۸۵	مختلف اقوال	۷۸۱	نکل تو یہ کرونداب ٹل گیا
۷۹۲	عیسائی یہودی کے باطل نظریات کا رد	۷۸۶	آپ کے جسم کی حالت	۷۸۱	مفصل واقعہ
۷۹۳	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۷۸۶	گھیا حضور علیہ السلام کو مغرب تھا۔	۷۸۱	قرعہ کس طرح ڈالا
۷۹۳	کا ان لوگوں سے سوال مختلف عقائد باطلہ کا رد	۷۸۶	حضرت یونس علیہ السلام کے سایہ کے لئے جو درخت پیدا	۷۸۱	اس پھلی کا نام نجم تھا
۷۹۴	پاک ہے اللہ اس سے جو وہ صفت کر سکیں	۷۸۶	کیا اس کا نام یقین رکھا	۷۸۱	شکم ماہی میں سلامت رہتا
۷۹۵	ملائکہ کا اعتراف عبودیت ظاہر فرمایا	۷۸۶	حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کیا اور اسکے پھل سے آپ نے افطار فرمایا	۷۸۱	تسیح کی برکت سے تھا
۷۹۵	ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا آسمان میں قدم چکے نہیں مگر فرشتہ ساجد ہیں۔	۷۸۶	حضرت یونس علیہ السلام کے حقہ کے متعلق ایک طویل حدیث	۷۸۱	حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو فراخی میں وہ تمہیں یاد فرمائے گا۔
۷۹۶	ملائکہ عبادت الہی میں صفا ہے	۷۸۸	مفضل قصر یونس علیہ السلام	۷۸۱	علامہ آلوسی کی تویح
۷۹۶	متعدد اقوال	۷۸۹	حضرت یونس علیہ السلام کے حقہ کے متعلق ایک طویل حدیث	۷۸۱	یونس علیہ السلام کو جب پھلی نے نکل لیا اور اس کے شکم کی گہرائیوں میں پہنچے تو زمین کی تسیح آپ کو مسوع ہوتی آپ نے ظلمات شکم میں پڑھنا شروع کیا۔
۷۹۷	اولاد بیٹے اور بیٹوں سے منتر	۷۹۰	حضرت یونس علیہ السلام کے حقہ کے متعلق ایک طویل حدیث	۷۸۱	لا اِلهَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ رَافِیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔
۷۹۸	شرافت انبیاء	۷۹۱	اللہ تعالیٰ کے حکم سے درخت خشک ہو گیا	۷۸۱	پھلی ایک میدان میں پہنچی تو وہاں اس نے اگل دیا
۷۹۹	باجاوردہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ ص ۲۳	۷۹۱	عرب میں قبیلہ جنبہ اور سلیم اور خزاعہ اور حلیج کا یہ عقیدہ تھا ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ معذرت	۷۸۳	مختلف روایات و اقوال
۸۰۰		۷۹۱		۷۸۳	دو پہر کو پھلی نے لقمہ کیا اور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱۲	قوم فرعون ہلاک و غرق نہیں ہوتی۔	۸۰۷	قرآن کریم میں ذکر سے مراد نیت و ہدایت ہے	۸۰۲	لفظی ترجمہ
	قوم ہود ریح مرمرا سے تباہ ہوئی قوم لوط پر پتھروں اور	۸۰۸	متنبی کہتا ہے	۸۰۱	"
	ہوائی کی بارش ہوئی	۸۰۹	شان نزول	۸۰۲	خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ ص ۲۳
۸۱۵	با محاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورہ ص ۲۳	۸۱۰	البوطالب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیلیا	۸۰۳	من اصادق صدوق
۸۱۶	"	۸۱۰	حضور علیہ السلام نے تشریف لائے۔	۸۰۴	ذکر قرآن کریم کی قسم
	لفظی ترجمہ	۸۱۰	حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ کلمہ پڑھ لیں		کفار نے معجزات کو دیکھ کر
۸۱۷	"	۸۱۰	تو گھبرا کر سب کپڑے بھاڑتے کھڑے ہو گئے		یادو گر کہنا شروع کر دیا
۸۱۸	"	۸۱۰	حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ		ولید بن حنفیہ نے بچپن قریش
	خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورہ ص ۲۳	۸۱۰	کلمہ پڑھ لیں		البوطالب کے پاس آنا
	یہ صحیح جنگلہ کے معنی میں ہیں	۸۱۰	تو گھبرا کر سب کپڑے بھاڑتے کھڑے ہو گئے		مفصل واقعہ
	بروز قیامت نفع اولیٰ برحقین کے عذاب کے لئے ہوگا	۸۱۰	حضور علیہ السلام نے فرمایا	۸۰۴	البوطالب کی مجلس سے آئیں
۸۱۹	حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت ان کے لئے بہتر پہاڑ منہر کے تسبیح کر کے شام کو سورج چمکتے پرند جمع کئے ہیں۔	۸۱۱	اگر تم میرے ہاتھ میں سورج لا کر رکھ دو تو بھی میں اس کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا		میں یہ کہتے ہوئے چلے گئے اس تعلیم کا کوئی مطلب نہیں
	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روئے زمین کے حکمرانوں میں آپ کی سلطنت معصوم قوی تھی	۸۱۱	ذکر سے مراد قرآن پاک ہے		اہل مکہ کو حضور علیہ السلام کے منصب نبوت پر حسد ہوا
		۸۱۲	قرآن کریم کے ساتھ اظہار شک کرنا محض اپنے دل کی جلن کی وجہ سے ہے		مشرکین کے اعتراضات
		۸۱۲	نبوت کسی نہیں ہوتی بلکہ وحسی ہوتی ہے۔	۸۰۵	فرعون جب کسی پر غضبناک ہوتا تو لے لٹا کر ہاتھ بیہ بندھوا کر پٹواتا
		۸۱۳	بزم لغوی معنی کی تشریح		عقصر تفسیر آدو پہلا رکوع سورہ ص ۲۳
				۸۰۶	من یہ ایک آیت ہے جیسا کہ بعض سورتوں میں بھی ہیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۵	حضرت سلیمان علیہ السلام اور گھوڑوں کا قتل	۱۲۵	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۲	۱۲۰	فرشتوں کا فیصلہ موصول کرنے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت
۱۵۶	"	۱۲۷	نعلی ترجمہ		واقعہ یہ تھا
۱۵۷	"	۱۲۸	غلامہ تفسیر رکوع ۳	۱۲۱	ثبات نادرہ
۱۵۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا واقعہ	۱۲۹	حضرت سلیمان علیہ السلام کا انداز حیات	۱۲۲	مختصر تفسیر اردو رکوع ۳
۱۵۹	"	۱۳۰	غلامہ تفسیر اور شان نزول	۱۲۳	لفظ قط اور داؤد علیہ السلام کی رفعت شان
۱۶۰	"	۱۳۱	"		حضرت داؤد علیہ السلام کی نوعیت تسخیر
۱۶۱	"	۱۳۲	"	۱۲۵	صلوۃ اشراق کی اصلی رکعات نماز اشراق
۱۶۲	"	۱۳۳	ایک حکایت		داؤد علیہ السلام کا انداز حیات طیبہ
۱۶۳	حضرت سلیمان علیہ السلام کی علی تسخیر	۱۳۴	"	۱۲۶	"
۱۶۴	"	۱۳۵	"		داؤد علیہ السلام کی نوعیت عبادت
۱۶۵	آپ کے زمانہ میں ملوک فارس سے کچھرو تھا	۱۳۶	مختصر تفسیر اردو اور رکوع انسان کو غور و فکر کی اشد ضرورت ہے	۱۲۷	آپ پر ملائکہ کا صوف
		۱۳۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کا رجحان طبعی	۱۲۸	آپ سے ملائکہ کی گفتگو
		۱۳۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کی حقیقت	۱۲۹	حضرت داؤد علیہ السلام دربار الہی کی طرف رجوع
		۱۳۹	حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت پر زمانہ تسخیر و ابن سباؤس میں قیصر فرما کر ملک شام کی طرف رخ کیا اور عراق تک فتح کیا	۱۳۰	حضرت داؤد علیہ السلام کے نکاح کی کیفیت
		۱۴۰	"	۱۳۱	داؤد علیہ السلام کی خلافت
		۱۴۱	"	۱۳۲	"
		۱۴۲	"	۱۳۳	"
		۱۴۳	یہ خبر یہ کہ خیر و کوہ پستی تو وہ	۱۳۴	"
		۱۴۴	خراسان کی طرف بھاگ گیا اور	۱۳۵	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۷۶	سے لے کر سڑک زخم ہی زخم تھے	۸۷۰	چند انبیاء کرام کا ذکر	۸۶۵	چند دن زندہ رہ کر مر گیا
۸۷۷	آپ کی بیوی نے جو آپ کی خدمت کرتی تھی شکوہ کیا	۸۷۱	فوطیہ	۸۶۶	یا عا درہ ترجمہ چوتھا رکوع
۸۷۸	آپ نے جواب میں صبر کی تلقین کی	۸۷۲	حضرت ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے	۸۶۷	سورہ ص پیلے
۸۷۹	آپ نے دعا کی اور تمام مصیبتوں سے نجات مل گئی	۸۷۳	فاسق منافق کا ذکر	۸۶۸	نغلی ترجمہ
۸۸۰	سونے کی ٹیلریاں برسیں	۸۷۴	صلوات	۸۶۹	غلاصہ تفسیر چوتھا رکوع
۸۸۱	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ایتوب علیہ السلام اٹھارہ سال مصائب میں رہے۔	۸۷۵	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع	۸۷۰	سورہ ص پیلے
۸۸۲	انبیاء کرام پر عوارض بشری کا آثار عام ہیں	۸۷۶	سورہ ص پیلے	۸۷۱	ہمارے بندے ایتوب کو جبکہ وہ پکارا
۸۸۳	الیسا مرض جس سے عقل میں فورا آئے	۸۷۷	مہر شیطان کا واقعہ بتایا جاتا ہے۔	۸۷۲	مجھے چھو شیطان نے تکلیف ایذا سے
۸۸۴	حضرت شعیب کے بارے میں نابینا کہنا جائزہ نہیں ثابت نہیں	۸۷۸	ایسے تمام اقوال وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہیں	۸۷۳	حضرت ایتوب کو زمین پر اپنا پاؤں مارنے کا حکم
۸۸۵	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۷۹	محققین کا اس پر اجماع ہے کہ نصب و عذاب جو تھا وہ مرض اور الم	۸۷۴	مدینہ پرین چشمہ
۸۸۶	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۸۰	ایک قول ہے کہ یہ دوسوہ غیر ایتوب علیہ السلام کی طرف تھا	۸۷۵	ظاہر ہونا اس چشمہ میں نہانے کا حکم
۸۸۷	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۸۱	عسل کے لئے گرم اور پینے کے لئے سرد چشمہ پھوٹ پڑے	۸۷۶	عسل اور پینے سے تمام جسمانی مالی تکالیف رفع ہو گئیں
۸۸۸	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۸۲	اس ابتداء میں سات سال چند ماہ رہے	۸۷۷	تھی کہ مری ہوئی اولاد بھی زندہ ہو گئی فضل و رحمت الہی سے
۸۸۹	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۸۳	این علیا اس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں	۸۷۸	بیوی صاحبہ کو سوا نظر میں مارنے کی قسم کا واقعہ
۸۹۰	حضرت ایوب صحت شباب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سوز میں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس	۸۸۴	ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں	۸۷۹	قسم ادا کرنے کی طریقہ بیان کیا گیا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۹۱	اسلام کے باب میں جو سوال و جواب دئے دیئے تھے اس کا مجھے کچھ علم نہ ہوتا اگر میں بتی نہ ہوتا۔	۱۸۵	ظالمین سے مراد کفار ہیں بے شک وہ آگ میں جانے والے ہیں	۱۸۹	کی لے کر انہیں مارو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی علامہ آوسی لکھتے ہیں یہ نصرت ہماری بشریت میں باقی ہے
۱۸۶	دارمی ترمذی کی احادیث ملائکہ کا خاصہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ہر چیز روشنی ہوگی اور میں نے جان کیا۔	۱۸۶	متبعین سرداران کفار کہیں اے رب ہمارے جس نے یہ عذاب ہم پر کر لیا تو انہیں عذاب دو چند جہنم میں کر	۱۸۰	اس پر متعدد حدیثیں نقل کرتے ہیں ان احادیث کو دلیل عموم حکم پر نہیں مانا جائیگا
۱۸۷	حدیث پاک میں نے جان لیا جو کچھ زمین کے مشرق و مغرب میں ہے علامہ تاجزین اس کی تفسیر فرماتے ہیں	۱۸۷	فقہ ائمہ میں جنہیں وہ نہ دیکھیں گے کہیں گے کیا بات ہے کہ تم نہیں دیکھتے	۱۸۱	حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ ابتلا ہوا تو آپ نے بارگاہ حق میں عرض کی تین نبیوں کے اوصاف کا بیان
۱۸۸	حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت پر ملائکہ کو نشارت شیطان جسے ابلیس فرمایا گیا وہ قوم جن سے حاضر شدتوں میں سے نہ تھا۔	۱۸۸	یہ ان سے آستہرا کرتے تھے یا محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ ص ۲۳	۱۸۲	ایک قول یہ ہے کہ دار دنیا میں ان کی نثار جمیل اور سان صدق اس شان سے ہو کہ غیر کو ایسی شان سے نہیں فرمایا
۱۸۹	شیطان نے مہلت طلب کی تاکہ آئینہ آدم کو گمراہ کرنا فرمایا تو مہلت والوں میں سے مان ہوتے وقت کے دن تک	۱۸۹	خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورہ ص ۲۳ وہی ایک ریت ہے آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بختے والا	۱۸۳	ذوالکفل حضرت ذکر یا علیہ السلام حضرت
۱۹۰	مختر تفسیر آدو پانچواں رکوع سورہ ص ۲۳	۱۹۰	ملائکہ مقربین حضرت آدم علیہ السلام	۱۸۴	مختلف اقوال عدل حضور ہے اس مکان کا جس میں استقرار ہو ماضی لاغی افراد کا مال بیان فرمایا ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۰۲	حضور علیہ السلام نے جنہوں اور اور خبیثوں کے علامت، بیان کیا		تو وہ ہو گئی کیا تو نے تکبر کیا استقام انکاری	۸۹۴	مشرکین مکہ کا رد فرمایا گیا فرما دیجیے وہ خیر عظیم ہے
۹۰۳	بامعاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ زمر ۲۱		ابلیس کا جواب احمقانہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس	۸۹۵	جس سے تم بے خبر اور متعرض ہو موجدات کی پیدائش اسی
۹۰۵	"		جنت سے ابلیس نکالا گیا وہ وہ جنت عدن تھی نہ کہ جنت	"	ذات سبحنہ و تعالیٰ سے ہوئی اور وہی مدبر جمیع امور ہے
۹۰۶	لفظی ترجمہ		خلد	۸۹۶	طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے
۹۰۷	"	۹۰۱	ابلیس کی خلقت بدل دی	"	نمازیں دیر سے تشریف لائے
۹۰۸	"	"	رحم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو شیاطین کے لئے	۸۹۷	حدیث پاک کا ترجمہ عالم بالا کے فرشتہ کس معاملہ
"	علامہ تفسیر پہلا رکوع سورہ زمر ۲۱		شلب ناقب سے	"	میں جھگڑتے ہیں
"	کتاب اتارنا اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے		لعنت کے معنی الباعین الرحمہ ہے یعنی رحمت سے دور کر	"	درجات کفالات مفصل حدیث
"	کتاب سے مراد قرآن کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطبہ		دنیا قیامت تک لعنت رہے گی اور قیامت یوم جزا ہے	۸۹۸	معنی اختصام ملائکہ تعریف لفظ بشر
۹۰۹	یہاں بیان صرف اور صرف بت پرستوں کے لئے ہے	۹۰۲	ابلیس نے عرض کی الہی جب تو نے مجھے رحم و مہرود کر دیا	"	سجدہ تہنید و تکریم شریعت آدم میں جائز ہے۔
"	وہ ذات پاک ہے اولاد ہیوی سے		تو کم از کم حیات دنیا میں تو مجھے مہلت دے دے	"	شریعت مصطفیٰ میں حرام ہے
"	رام لچن ہما دیو کے پجاریوں کے توہمات	"	ارشاد ہوا ہاں تجھے مہلت ہے۔	"	حضور علیہ السلام نے غیر خدا کے لئے ہر قسم کا سجدہ حرام فرمایا
۹۱۰	حضرت علیؑ کو مالئہ وجہ نے فرمایا کہ ہر قسم کے جوڑے مراد ہیں	"	ابلیس بولا الہی اب سہری عزت کی قسم ضرور سب کو گراہ کرونگا	"	مفصل بحث "
		"	سوائے قبول بندوں کے	۹۰۰	پھر ہر شئی کے لئے فرمایا ہو جا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۲۲	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۹۲۴	کافر مومن کا انجام بلیغ نہیں	۹۱۰	یہ شانیں ہیں تمہارے رب
۹۲۵	لفظی ترجمہ	۹۲۲	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع		کی جس کی بادشاہت اور
۹۲۷	مفصلہ تفسیر	۹۲۳	لفظی ترجمہ		سلطنت ہر شئی پر ہے
۹۲۷	انسان میں چار نفس اور ان کے تاثرات	۹۲۵	مفصلہ تفسیر دوسرا رکوع	۹۱۱	اگر تم کفر ان نعمت کو مصلحت
۹۳۸	لفظ تفسیر کی تفصیل	۹۲۶	صبر کے اجر کی نوعیت		و عبادت چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ
۹۳۹	قرآن کی تاثیر کی وجہ		احکام شرعیہ کا نفاذ رسول کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی اتباع ضروری ہے		یہ نیاز ہے
۹۴۰	لفظ متشاکسوں کی تشریح	۹۲۷	جو کان لگا کر میری بات سنے وہی ہدایت یافتہ ہے۔	۹۱۲	سورہ زمر رکوع اول
۹۴۱	سلمان اہل بیت کی تفسیر	۹۲۸	اتباع کرنے والوں کے مراتب	۹۱۳	دین کے تین معنی ہیں
۹۴۲	مختصر تفسیر تیسرا رکوع	۹۲۹	عید کی نسبت اللہ اور رسول کی طرف جائز اور اس کے شواہد		صرف غلوں پر اجرتا ہے
۹۴۳	دل پر قرآنی تاثرات		اخلاص میں حضور علیہ السلام سب سے زیادہ ہیں		توحید کا مذکرہ
۹۴۴	نعت اولیاء کرام	۹۳۰	مہاجرین مکہ کے لئے ارض اللہ مدینہ منورہ ہے۔	۹۱۵	کفار کی بت پرستی کی وجہ
۹۴۵	آیت کریمہ		توحید کے انکار کا انجام اور اثبات کی رفعت شان طاغوت کا تعارف اور تنبیہ کاثرہ		توحید میں قول و فعل
۹۴۶	ذکر الہی سے اطمینان پاتے ہیں	۹۳۱	توحید کے انکار کا انجام اور اثبات کی رفعت شان طاغوت کا تعارف اور تنبیہ کاثرہ		بتوں کو جہنم میں ڈالنے کی وجہ
۹۴۷	کفر و ایمان کا ثمرہ		مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور مومن و مخلص جنت میں		اللہ کی اولاد کہنا باطل ہے اور اس کے دلائل
۹۴۸	ایمان اور مثالیں	۹۳۲	مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور مومن و مخلص جنت میں	۹۱۶	کائنات عالم کا سلسلہ تسخیر
۹۴۹	معنی موت کی توضیح	۹۳۳	مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور مومن و مخلص جنت میں	۹۱۷	تخلیق کائنات کی نوعیت
۹۵۰	بارہ اقسام موت کی تشریح				اللہ ایمان لانا پسند کرتا ہے اور کفر کو ناپسند
۹۵۱	بارہ ۲۲ بامحاورہ ترجمہ سورہ زمر			۹۱۹	انسان نعمت الہی بھول جاتا ہے
۹۵۲	لفظی ترجمہ				
۹۵۳	مفصلہ تفسیر چوتھا رکوع				
۹۵۴	کفار پر الزامی حجت				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۹۷	قدرت عامہ کا اقرار کرو	۹۷۷	بالکل یا یوسمی ہو جائے گی	۹۵۸	ایمان لائے ہوئے پر دلائل
	انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں	۹۷۸	کفار پر ان کی بد اعمالی مفید	۹۵۹	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع
	نمازیں (بلور ذوق) پڑھتے ہیں		ثابت نہ ہوگی	۹۶۰	ایمان پر حسب مراد العام
۹۹۸	اور نفعہ صعیق کی تشریح	۹۷۹	یا محاورہ ترجمہ رکوع ۶/	۹۶۱	الذی صدق یہ کی شرح
۹۹۹	قیامت میں حساب و کتاب کی	۹۸۰	حل لغات	۹۶۲	توبہ سے بڑے کام معاف ہو
	تفصیل	۹۸۲	خلاصہ تفسیر رکوع ۶/		سکتے ہیں
۱۰۰۰	مختصر تفسیر اردو رکوع ۷/	"	یا یوسمی کی ممانعت	۹۶۳	نیک و برے کام کا انجام
۱۰۰۱	خداوند تعالیٰ کے جلال و قدر کا	۹۸۳	نیک اعمال کی ترغیب	۹۶۴	یا محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع
	تذکرہ		مشاہدہ عذاب آخرت اور	۹۶۵	قیامت میں بڑے اعمال کا
۱۰۰۲	"	۹۸۴	توبہ		معاوضہ قبول نہ ہوگا
	مستحقین عذاب کو اعلان کنج سکتے	۹۸۵	مختصر تفسیر اردو رکوع ۶/	۹۶۶	حل لغات
۱۰۰۳	ہو تو زور لگا لو	۹۸۶	امید دار رہنا چاہیے	۹۶۸	خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع
۱۰۰۴	اسکی قدرت غیر متصور اور حقیقت	۹۸۷	"	۹۶۹	روح النفس میں امتیاز
	صور	۹۸۸	امید افزا بیان	۹۷۰	شفاعت اللہ کا حق ہے جبکو
۱۰۰۵	اور صور سے کون یہ ہوش ہوگا	۹۸۹	انابۃ اور توبہ میں امتیاز		چاہے عطا کر سکتا ہے
۱۰۰۶	دوسرا مرتبہ نفع صور	۹۹۰	موت سے قبل سوچو	"	اللہ کی وحدانیت سے کفار
۱۰۰۷	"	۹۹۱	دنیا میں دوبارہ آنے کی آرزو		پھرتے ہیں۔
۱۰۰۸	"		بروز حشر بد اعمالی کی وجہ سے	۹۷۱	انسان ناسخ گزار ہے
۱۰۰۹	حنور علیہ السلام کا تور پاک بے مثل ہے	۹۹۲	رنگ بدل جائے گا	۹۷۲	مختصر تفسیر اردو رکوع ۵/
	قیامت میں زمین سورج چاند کے	۹۹۳	مومنین کے مراتب کا بیان	۹۷۳	مسئلہ شفاعت کی اہمیت
۱۰۱۰	بغیر کیسے روشن ہوگی	۹۹۴	یا محاورہ ترجمہ رکوع ۷/	۹۷۵	مشرکین اور توحید
۱۰۱۱	یا محاورہ ترجمہ رکوع ۸/	۹۹۵	حل لغات	۹۷۶	تصرف ذاتی طور پر اللہ کا
۱۰۱۲	حل لغات	۹۹۶	خلاصہ تفسیر اردو رکوع ۷/		ہے
۱۰۱۳	حل لغات نادرہ		اللہ کی عبادت کرو اور اسکی		کفار کو عذاب اعمال دیکھ کر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۴۱	فرعون نے حکومت کیسے حاصل کی	۱۰۲۹	کفار کی دنیا میں رجوع کی کیفیت	۱۰۲۴	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱/ سورہ زمر
۱۰۴۲	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۴/ عمل لغات	۱۰۳۰	قریس سوال و جواب کی کیفیت	۱۰۱۵	اسلام میں اکراہ و حہر کی بحث
۱۰۴۳	عمل لغات نادرہ	۱۰۳۱	اعمال کے جزا کی تفصیل	//	کفر کی دو قسم
۱۰۴۴	مختصر تفسیر اردو رکوع ۴/ سورہ مومن	۱۰۳۲	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۲/ سورہ مومن	۱۰۱۶	جنت میں داخل ہونے کی کیفیت
۱۰۴۷	فرعون کے ولی عہد کی تفصیل	۱۰۳۴	عمل لغات	۱۰۱۷	بامحاورہ ترجمہ اردو رکوع ۱/ سورہ مومن
۱۰۴۸	رجل مومن کی تقریر	۱۰۳۵	تفسیر اردو رکوع ۲/ سورہ مومن	۱۰۱۹	عمل لغات
۱۰۴۹	فرعون نے ہامان کو ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دیا	۱۰۳۶	موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ اور آپ کی پیدائش مبارکہ	۱۰۲۰	عمل لغات نادرہ
۱۰۵۰	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۵/ عمل لغات	۱۰۳۷	موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فرعون سے خطرہ	۱۰۲۱	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱/ سورہ مومن
۱۰۵۱	عمل لغات نادرہ	۱۰۳۸	موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت اور فرعون کی گود میں پرورش	۱۰۲۲	کفار کا طرز حیات بر جنتی کے داخلہ
۱۰۵۲	مختصر تفسیر اردو رکوع ۵/ موسیٰ علیہ السلام کو تورتی ملی	۱۰۳۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی نوعیت	۱۰۲۳	جنت کا نقشہ
۱۰۵۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ	۱۰۴۰	ضلالت کے آٹھ معنی موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں میں	۱۰۲۴	قیامت میں اندازِ حساب و کتاب
۱۰۵۴	قریش کا بلا و جبر جھگڑا	۱۰۴۱	مقالہ	۱۰۲۵	بامحاورہ ترجمہ اردو رکوع ۲/ سورہ مومن
۱۰۵۵	جبلقین بطریق حسن تبلیغ	۱۰۴۲	فرعون کی پیدائش کی حقیقت	۱۰۲۶	عمل لغات
۱۰۵۶	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱/ سورہ مومن	۱۰۴۳	فرعون کی پیدائش کی حقیقت	۱۰۲۸	عمل لغات نادرہ
۱۰۵۷	عمل لغات	۱۰۴۴	فرعون کی پیدائش کی حقیقت	۱۰۲۹	تفسیر اردو رکوع ۲/ سورہ مومن
۱۰۵۸	عمل لغات نادرہ	۱۰۴۵	فرعون کی پیدائش کی حقیقت	۱۰۳۰	عمل لغات نادرہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۹۰	حل لغات	۱۰۷۶	حل لغات نادرہ		مختصر تفسیر اردو رکوع ۷
۱۰۹۲	حل لغات نادرہ	//	مختصر تفسیر اردو رکوع ۸	۱۰۶۱	الغافات الہیہ اور ان کی ناسکری
۱۰۹۲	مختصر تفسیر اردو رکوع ۳		سورہ حم السجدہ	۱۰۶۲	تاکید ثبات توحید اور انسان کی تدریجی نشوونما
۱۰۹۲	انسان کے اعضا کا انسان کے خلاف شہادت دینا		کفار نے حقائق قرآن کو عربی فہم کے مالک ہوتے ہوئے نظر انداز کر دیا اور بے باکی سے کہہ دیا کہ	۱۰۶۳	قدرت تکوینی کا مظاہرہ
۱۰۹۳	اعضار کی مخالفت شہادت پر	۱۰۷۷	ہمارے دلوں پر غفلت کے پردے ہیں۔	۱۰۶۴	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱۶
	کفار وغیرہ کا اعتراض		حضور علیہ السلام باوجود بشر ہونے کے تبلیغی انداز مختلف تھے		سورہ مومن
	کفار کی عذر داری کہ ہم کو ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیج کر دیکھا جائے	۱۰۷۸	۱۰۷۵	۱۰۶۵	حل لغات
۱۰۹۵	جس کو اللہ نے رد کر دیا	۱۰۷۹	۱۰۶۶	۱۰۶۶	حل لغات نادرہ
۱۰۹۶	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۳			۱۰۶۷	مختصر تفسیر رکوع ۱۷ سورہ مومن
۱۰۹۷	حل لغات	۱۰۸۰	۱۰۶۸	۱۰۶۸	حضور علیہ السلام کے عطائی
۱۰۹۸	حل لغات نادرہ		حم السجدہ		علم کی وسعت
	مختصر تفسیر اردو رکوع ۴	۱۰۸۲	حل لغات	۱۰۶۹	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۹
۱۰۹۹	بروز قیامت کفار کی دنیا میں دوبارہ رجوع کی التجار	۱۰۸۳	حل لغات نادرہ		سورہ مومن
۱۱۰۰	مومنین کا بروز قیامت احترام	۱۰۸۵	مختصر تفسیر اردو رکوع ۲	۱۰۷۰	حل لغات
۱۱۰۱	بامحاورہ ترجمہ اردو رکوع ۵	۱۰۸۶	قدرت الہیہ کے صنعتی تاثرات	۱۰۷۱	حل لغات نادرہ
۱۱۰۲	//		آسمانی تحفظات		مختصر تفسیر رکوع ۱۹ سورہ مومن
۱۱۰۳	حل لغات	۱۰۸۷	بعض کافروں کی بدنی غیر معمولی قوتوں کا تذکرہ	۱۰۷۲	حلال و حرام جانوروں کا ذکر
۱۱۰۵	حل لغات نادرہ		کفار کی قوتیں اور ان کا استعمال	۱۰۷۳	کفار نے معجزات کا عملاً و عماداً انکار کیا
۱۱۰۶	مختصر تفسیر اردو رکوع ۵	۱۰۸۸	غلط طور پر	۱۰۷۴	سورہ حم السجدہ بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱۷
۱۱۰۷	ابوسفیان کے ساتھ مراسم	۱۰۸۹	عناظر کا عملی تاثر		حل لغات
۱۱۰۸	کفار کی سرکشی سے کوئی خطرہ نہیں	۱۰۸۹	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱۷	۱۰۷۵	حل لغات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۲۲	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۲	۱۱۲۸	انسان اپنے رخسار سے نیک	۱۱۰۹	قرآن میں کسی کا انکار یا الحاد
۱۱۲۵	لفظی ترجمہ		وید کو پہچان سکے۔		بے معنی ہے
۱۱۲۷	مل لعات نادرہ	۱۱۲۹	دوزخ و جنت کا وجود	۱۱۱۰	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
۱۱۲۸	مختصر تفسیر اردو سورہ شوریٰ		رحمت و غضب کا منظر ہے	۱۱۱۱	مل لعات
	رکوع ۲	۱۱۳۰	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱		مختصر تفسیر اردو رکوع ۱
۱۱۲۹	وسعت علم رسالت علیہ السلام	۱۱۳۳	لفظی ترجمہ		تفسیر الحنات پیش بہادینی
	ہمارے حضور شابد کائنات	۱۱۳۴	"	۱۱۱۲	معلومات کا خزینہ ہے
۱۱۲۹	یہ حیات جسمانی نہیں	۱۱۳۵	مل لعات نادرہ	۱۱۱۳	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
۱۱۵۰	حضور علیہ السلام کے متعلقین	۱۱۳۶	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱	۱۱۱۴	لفظی ترجمہ
	کا اعزاز و اکرام	۲۵		۱۱۱۶	لعات نادرہ کامل
۱۱۵۱	یا ہی اتفاق و اتحاد کی ضرورت	۱۱۳۷	صفات الیہیہ اسباب کی	۱۱۱۷	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱
	اعمال میں خلوص ہو اور توبہ		محتاج نہیں	۱۱۱۸	"
۱۱۵۲	میں تصنع نہیں ہونا چاہیے		احکام شریعہ کے تغیر و تبدل	۱۱۱۹	مذلت کے تقریباً سات معنی
	توبہ نہیں	۱۱۳۸	میں ذاتی طور کوئی مجاز نہیں	۱۱۲۰	قیامت سے کفار کا عقیدہ
	اور اگر اللہ زیادہ رزق دے		اپنی رائے سے مشغول ہیں		فاسد
	تو بربادی کا خطرہ ہوتا ہے	۱۱۳۹	اختلاف مذموم ہے	۱۱۲۱	کفار کے معاذاتہ رویت کی نوبت
۱۱۵۳	اکثر تمہیں غرور پیدا ہو جاتا		مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ	۱۱۲۲	کائنات میں بعض لطائف کا
	ہے وہ مقدر ضرورت		وہ مسائل محققہ بیان کرے		تذکرہ
	عطا کرتا ہے۔	۱۱۴۰	قصوں اور ناقابل قبول		سورہ شوریٰ
۱۱۵۴	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱		مثالوں سے پرہیز کرے	۱۱۲۳	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
	بامحاورہ ترجمہ رکوع ۲	۱۱۴۱	قرآن کے مقابل امانتے	۱۱۲۴	لفظی ترجمہ
۱۱۵۵	لفظی ترجمہ		نہیں ہونے چاہئیں۔	۱۱۲۶	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱
۱۱۵۷	مل لعات نادرہ	۱۱۴۲	قیامت کے حساب و کتاب	۱۱۲۷	قرآن کی مثل فصاحت و بلاغت
۱۱۵۸	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱		سے ڈرتے رہو		قرآن عربی میں نازل کیا ہے تاکہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۹۸	حل لغات نادرہ	۱۱۷۷	حقیقت قرآن کی توحیح	۱۱۵۸	کالیف رفع درجات کے لئے بھی ہوتی ہیں
//	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۳		اور اس سے اسطر میں کا تاثر		
۱۱۹۹	انسانی نفس کے اقسام	۱۱۷۵	خداوندی انعامات اور	۱۱۵۹	مظاہر قدرت اللہ کی راہ صرف کرنا
۱۲۰۰	کفار کا عبادی انکار		انہیں تفکر کی دعوت		
۱۲۰۱	عمل کی تصدیق	۱۱۷۹	حشر و نشر کا بیان	۱۱۶۰	سعادت مندی ہے ایمان کا تقاضا اور ظلم کا تاثر
۱۲۰۲	باجاوردہ ترجمہ سورہ زخرف رکوع ۵	۱۱۸۰	ایجاد کائنات کی تشریح		
۱۲۰۳	لفظی ترجمہ	۱۱۸۱	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳	۱۱۶۱	
۱۲۰۵	حل لغات نادرہ	۱۱۸۲	لفظی ترجمہ	۱۱۶۲	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۵
//	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۵	۱۱۸۳	حل لغات نادرہ	۱۱۶۳	لفظی ترجمہ
	سورہ زخرف	۱۱۸۵	زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر نیک بیان	۱۱۶۴	حل لغات نادرہ
۱۲۰۷	انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر مبنی		غزوتوں کا ناقص العقل ہونا	۱۱۶۷	مختصر تفسیر اُردو سورہ شوریٰ رکوع ۵
	اعجاز اللہ	۱۱۸۶	کفار کا نظریہ کہ نیک و نیک		
۱۲۰۸	فرعونی غرور		سب میں خدا کے ارادے ہیں	۱۱۶۸	
۱۲۱۰	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳	۱۱۸۷	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳	۱۱۶۹	شفاعت کی تشریح
	لفظی ترجمہ	۱۱۸۸	لفظی ترجمہ	۱۱۷۰	قدرت تخلیقی اور تکوینی قوت کی وضاحت
۱۲۱۲	حل لغات نادرہ	۱۱۸۹	حل لغات نادرہ		
	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۳	۱۱۹۱	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۳	۱۱۷۱	نور مخلوق سے ہم گلام
۱۲۱۳	کفار کے ہٹ دھرمی کیوجہ سے	۱۱۹۱	بعض مناقشات اور ان کا رد	۱۱۷۲	علم عطائی کی بحث
۱۲۱۴	عیسیٰ علیہ السلام ایک زندہ ہیں	۱۱۹۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا قصہ	۱۱۷۳	سورہ زخرف
۱۲۱۵	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳		بنی کی عصمت	//	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳
۱۲۱۶	کفار کا طریق کار معاندانہ ہے	۱۱۹۳	انسانی بے اعتدالیاں	۱۱۷۵	لفظی ترجمہ
۱۲۱۸	لفظی ترجمہ	۱۱۹۴	باجاوردہ ترجمہ رکوع ۳	۱۱۷۶	حل لغات نادرہ
۱۲۲۰	حل لغات نادرہ	۱۱۹۵	لفظی ترجمہ	//	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۳
۱۲۲۱	مختصر تفسیر اُردو رکوع ۳	۱۱۹۶			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۵۳	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	۱۲۳۹	تبع الکریمہ کی کائنات بدست قیوم	۱۲۲۲	اہل جنت اور جہنم کے ٹھکانوں کا بیان
۱۲۵۵	عل لغات		اور خیرات اور شیشی غلاف		
۱۲۵۷	عل لغات نادرہ		وغیرہ کی نذر	۱۲۲۳	اہل جہنم کے غلط تصورات
//	مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورہ جاثیہ	۱۲۴۰	تبع اول مقام مدینہ طیبہ میں دُود		بامحاورہ ترجمہ رکوع ۱
۱۲۵۸	تسخیر کائنات کی تفصیل		اور شکر کا ذکر یہ تبع حمیرا کا	۱۲۲۵	سورہ دخان
۱۲۵۹	قدرت ہونے پر جہاد کا حکم		رقعہ حضور علیہ السلام کے نام	۱۲۲۷	لفظی ترجمہ
۱۲۶۰	یہود نے انعامات الہیہ کا شکر یہ ادا نہ کیا	۱۲۴۱	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۱۲۲۹	عل لغات نادرہ
۱۲۶۱	ایماندار اور مشرک برابر نہیں ہو سکتے	۱۲۴۲	سورہ دخان	۱۲۳۰	مختصر تفسیر اردو رکوع ۱
		۱۲۴۳	عل لغات	۱۲۳۱	کفار کے بعض غلط نظریات کا رد
۱۲۶۲	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ جاثیہ	۱۲۴۴	عل لغات نادرہ	۱۲۳۲	کفار کا غلط احساس
		۱۲۴۵	مومن اور کافر کا مقام آخرت		حضور علیہ السلام کے صدق فرعونوں کا فرق ہونا اور اسرائیل کی نجات
۱۲۶۳	عل لغات		سورہ جاثیہ	۱۲۳۳	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع
۱۲۶۴	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع	۱۲۴۶	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع		سورہ دخان
		۱۲۴۷	عل لغات	۱۲۳۴	لفظی ترجمہ
۱۲۶۵	انکار آخرت کے اسباب	۱۲۴۸	//	۱۲۳۵	
۱۲۶۶	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ جاثیہ	۱۲۴۹	عل لغات نادرہ	۱۲۳۶	عل لغات نادرہ
		//	مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ جاثیہ	//	مختصر تفسیر اردو سورہ دخان
۱۲۶۷	عل لغات		جاثیہ		حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا بیان مبارک
۱۲۶۸	لغات نادرہ	۱۲۵۱	کائنات ارض و سماوی کے تخلیقی اسباب و نتائج	۱۲۳۷	
۱۲۶۹	مختصر تفسیر اردو رکوع سورہ جاثیہ		منکرین اسباب کو تثنیہ	۱۲۳۸	نجات نبی اسرائیل اور دیا اسرائیل
۱۲۷۰	کفار کے آخرت کا انکار کرنے کا ذکر اور ایسے نرا	۱۲۵۲	کفار کو آخری خسارہ	//	کا ناگفتہ بہ عقیدہ
۱۲۷۱		۱۲۵۳			

تفسیر الحسبات

تفسیر الحسبات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نور اللہ مرندہ کی تصنیف ہے جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر و تحریر سیاست و تدبیر میں بگائے تھے۔ نامور خطیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ تاجین حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی فایمانی سیرابی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلافت عالم تھے اور اپنے دور میں حنفیوں کی ریاست کے والی تھے۔

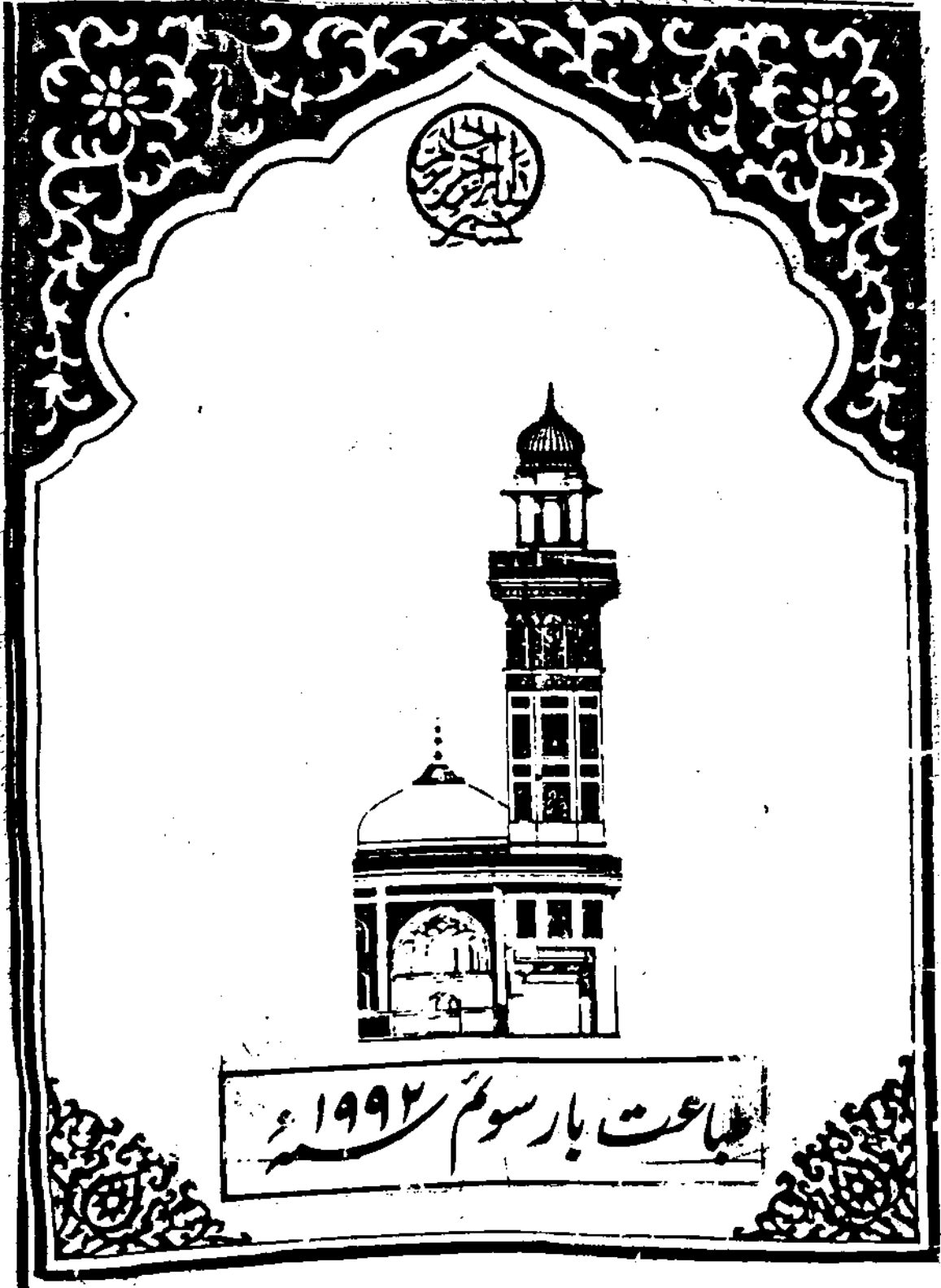
فقہ۔ اصول فقہ مسائل فقہیہ تفسیر اصول تفسیر تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب فلسفہ ادب۔ شعر تو گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس زیر بہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عظمت اولیاء و تصرفات او بیار اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی شیخ طریقت۔ خطیب عارف۔ مفسر قرآن۔ محدث۔ نقیب و نقی۔ شاعر و ادیب۔ تیار و فلم کار۔ شاعر بیان مقرر۔ بے باک خطیب اور مجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاست دان بھی تھے انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے اور جمعیتہ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت و سیاست پر دان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ۔ کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب اور ارق غم شہیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار تفسیر الحسبات ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ سکھ جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوران آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور تادم آخر اس میں مصدق رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات و واقعات و مشاہدات تھے

جس کا آپ کو تصدق صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر کا
 طرہ خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے
 کما حقہ استفادہ کر سکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیاب کوشش کی اور آپ کی تفسیر
 حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام خلفوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہو
 ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں شہساز اور ملی



پارہ ۲۱

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲

لے محبوب پر صوبہ وجودی کی گئی تمہاری طرف کتاب
اور نماز قائم کرو بیشک نماز منع کرتی ہے بھائی اور
بری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے
بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کہتے ہو۔

اور اے مسلمانو! تم کتابوں سے نہ جھگڑو مگر ایسے طریقے
سے جو بہتر ہو مگر وہ جنہوں نے ظلم کیا ان میں سے اور
کہو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو اترا ہماری طرف
اور جو اترا تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا
ایک ہے اور ہم اس کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اور اے محبوب یونہی اتاری ہم نے تمہاری طرف کتاب
تو وہ جنہیں ہم نے کتاب دی ایمان لاتے ہیں اس پر
اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس
پر اور نہیں منکر ہوتے مگر کافر۔

اور نہیں تھے تم اس سے پہلے کتاب پڑھنے والے
اور نہ لکھنے والے لے اپنے ہاتھ سے یوں ہوتا تو بال
والے مزدور شک لاتے۔

بلکہ وہ روشن آستین ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم

أَتَىٰ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ
الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا
تَصْنَعُونَ ۝

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ
أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ وَقُولُوا آمَنَّا
بِالَّذِي أُتِيَ الْبَيْنَاءُ وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَاللَّهُ
وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ
آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ
هُمُ الَّذِينَ مِنْ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِمَّا يَجْعَلُونَ
بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ۝

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ
وَلَا تَحْطُبُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَأْسْتَابِ
الْمُبْطِلُونَ ۝

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ

أَوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا
الظَّالِمُونَ ه

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا آيَاتٌ مِّنْ
رَّبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَ
إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ه

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
يَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آتٍ فِي ذِكْرِكَ لَرَحْمَةٍ وَذِكْرَىٰ
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ه

دیا گیا اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ظالم
لوگ۔

اور بولے کیوں نہ آتیں کچھ نشانیاں ان پر ان کے
رب کی طرف سے فرما دیجئے نشانیاں تو اللہ کے پاس
ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری
جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے بے شک اس میں
رحمت اور نصیحت ہے ایمان والے کے لیے

لفظی ترجمہ

أَتْلُوهُمُ	ما جو	اُدھی۔ وحی کی گئی	الْبَيْتِ۔ آپ کی طرف
مِنَ الْكِتَابِ۔ کتاب سے	مِنَ الْكِتَابِ۔ کتاب سے	وَرُءِ اور	أَقْبُو۔ قائم کر
الصَّلَاةِ۔ نماز	إِنَّ بِيْنَكُمْ	الصَّلَاةِ۔ نماز	تَتَّقِي۔ روکتی ہے
عَنِ الْمَحْشَاءِ۔ بے حیائی	وَرُءِ اور	وَرُءِ اور	الْمُنْكَرِ۔ برائی سے
وَرُءِ اور	كُنْزِكُمْ۔ یقیناً ذکر	اللَّهُ۔ اللہ کا	أَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے
تَصْنَعُونَ۔ تم کرتے ہو	اللَّهُ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا جُو
وَرُءِ اور	أَهْلَ الْكِتَابِ۔ اہل کتاب سے	لَا تَرُءِ	تَجَادَلُوا۔ جھگڑو
أَحْسَنُ۔ اچھا ہو	رَبِّهِمْ۔ ان میں سے	إِلَّا مَكْرُ	بِالَّتِي۔ ایسے طریقے سے
فَلَمَّا جَوَّظْنَا لَهُمُ	بِالَّذِينَ۔ ان سے	وَرُءِ اور	الَّذِينَ۔ ان سے
أَمْتًا۔ ہم ایمان لائے	بِالَّذِينَ۔ ان میں سے	أُنزِلَ۔ اتارا گیا	قُولُوا۔ کہو
وَرُءِ اور	بِالَّذِينَ۔ ان میں سے	إِنَّا نُنزِلُ الْكِتَابَ	إِنَّا نُنزِلُ الْكِتَابَ
إِلَهُنَا۔ ہمارا خدا	وَرُءِ اور	إِنَّا نُنزِلُ الْكِتَابَ	وَرُءِ اور
وَرُءِ اور	نَحْنُ۔ ہم	إِنَّا نُنزِلُ الْكِتَابَ	مُسْلِمُونَ۔ فرمانبردار ہیں

و۔ اور	لَكَ بِكَ۔ اسی طرح	أَنْزَلْنَا۔ اتاری ہم نے	إِلَيْكَ۔ تیری طرف
الْكِتَابِ۔ کتاب	فَالَّذِينَ۔ تو وہ کہ	أَيُّكُمْ۔ وہی ہم نے ان کو	الْكِتَابِ۔ کتاب
يُؤْمِنُونَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِهِ۔ اس پر	و۔ اور	مِنْ هُوَ الَّذِي۔ ان سے
مَنْ۔ وہ بھی ہے جو	يُؤْمِنُ۔ ایمان لاتا ہے	بِهِ۔ اس پر	و۔ اور
مَا۔ نہیں	يُجْعَدُ۔ انکار کرتے	بِأَيُّنَا۔ ہماری آیتوں کا	إِلَّا۔ مگر
الْكَافِرُونَ۔ کافر لوگ	و۔ اور	مَا۔ نہیں	كُنْتُمْ تَخَافُونَ۔ گنت تھاتو
تَتْلُوهُ۔ پڑھتا	مِنْ قَبْلِهِ۔ اس سے پہلے	مِنْ كِتَابِ۔ کتاب	و۔ اور
وَلَا۔ نہ	تُحِطُّ۔ لکھتا اس کو	بِمَعْنَىٰ۔ اپنے ہاتھ سے	إِذَا۔ تو اس وقت
لَا تَدْرِي۔ شک کرتے	الْمُبْطِلُونَ۔ باطل پرست	بِدِّ۔ بلکہ	هُوَ۔ وہ
آيَاتِ۔ آیتیں ہیں	بَيِّنَاتٍ۔ ظاہر	فِي رِيحٍ۔ بیچ	صُدِّدُوا۔ سینے
الَّذِينَ۔ ان کے جو	أَوْ تَوَارِدِيَّةً۔ گئے	الْعِلْمِ۔ علم	و۔ اور
مَا۔ نہیں	يُجْعَدُ۔ انکار کرتے	بِأَيُّنَا۔ ہماری آیتوں کا	إِلَّا۔ مگر
النَّاطِلُونَ۔ ظالم لوگ	و۔ اور	قَالُوا۔ بولے	لَوْلَا۔ کیوں نہ
أَنْزَلْنَا۔ اتاری گئیں	عَلَيْهِ۔ اس پر	آيَاتٍ۔ نشانیاں	مَنْ ذَرِيَّةَ۔ اسکے رب سے
قُلُوبِهِمْ۔ کہہ دیں	إِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں کہ	الْآيَاتِ۔ نشانیاں	عِنْدَ۔ نزدیک
اللَّهُ۔ اللہ کے ہیں	و۔ اور	إِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں	أَنَّا۔ انہیں
تَنْزِيلَ۔ ڈرنے والوں	مُبِينٍ۔ ظاہر	أَوْ كَيْفَا۔ اور کیا	كُوْنِهِمْ۔ کہہ نہیں
يَكْفِيهِمْ۔ کافی ان کو	أَنَّا۔ کہ ہم نے	أَنْزَلْنَا۔ اتاری	عَلَيْكَ۔ تجھ پر
الْكِتَابِ۔ کتاب جو	يُنزَلُ۔ پڑھی جاتی ہے	عَلَيْكُمْ۔ ان پر	إِنَّ۔ بیشک
فِي رِيحٍ۔ بیچ	ذَلِكَ۔ اس کے	لَوْحَتَهُ۔ لوحت ہے	و۔ اور
ذِكْرِي۔ نصیحت	بِقَوْمٍ۔ قوم	يُؤْمِنُونَ۔ مومن کے لیے۔	

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

أَنْتُمْ مَا أَدْعِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَ

ذَلِكُمْ اللَّهُ الَّذِي بَعَثَ لَكُمْ طَائِفَاتٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِهِ وَيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ ذَلِكُمْ اللَّهُ الَّذِي بَعَثَ لَكُمْ طَائِفَاتٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِهِ وَيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ

سے اور نماز قائم کرو ویشیک نماز منع کرتی ہے بیحیائی اور برسی بات سے اور بیشیک اللہ کا ذکر سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الہی ہے کہ ان پر قرآن کریم کی تلاوت کیجئے اور اس کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں پرانی سرکش باغی قوموں کا ذکر بھی ہے جو اپنی بد اعمالیوں سے ہلاک ہوئیں جیسے قوم نوح قوم عاد اور قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ اور اس میں لوگوں کے لیے پند و نصیحت بھی ہے اور احکام و آداب و مکارم اخلاق کی بھی تعلیم ہے۔

اور نماز قائم رکھو کہ وہ ممنوعات شرعیہ سے روکنے والی ہے چنانچہ خواص نماز سے یہ بھی ہے کہ جو اسے ادا کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن تمام برائیاں ترک کر دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نو عمر جوان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور تمام کیا ترکا بھی ترک کر رہتا تھا حضور سے اس کا حال عرض کیا گیا حضور نے فرمایا اس کی نماز اس کے تمام عیب ایک دن چھڑا دے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تائب ہو گیا اور تمام کیا ترک کر دیے۔

چنانچہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کی نماز بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ درحقیقت نماز ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل طاعات سے ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر اور بلند رتبہ ہے حتیٰ کہ تمہارے سونا چاندی دینے سے بھی بہتر صحابہ نے عرض کی حضور وہ کیا عمل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔ بیان فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہر عمل بہ خلوص قلب کرو اس لیے کہ وہ تمہارے ہر کام کا جاننے والا ہے۔ اور جب تمہارا دل اور تمہارا باطن صاف ہو جائے گا تو اس میں نور الہی جلوہ گر ہوگا۔ پھر تمہارے بیان زبان اور کام میں خود بخود برکت ہوگی اور جسے جو تعلیم دو گے اس کے قبول میں کسی کو انکار نہ ہوگا بشرطیکہ اسکی ضلالت مقدر نہ ہو۔

اس کے بعد اہل کتاب کے مناظرہ اور ان سے جھگڑا کرنے کو بھی روک دیا گیا۔ عیسائی یہودیوں کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ مسلمانوں سے الجھا کرتے تھے تو مسلمان بھی انہیں منہ توڑ جواب دینے لگے تو ارشاد الہی ہوا کہ منہ توڑ جواب درشت بیان سخت کلام موجب ہدایت نہیں ہوتا۔ لہذا

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ يَنظُرُوا إِلَيْكُمْ دُونِ مَا بَالِغِي
 أَنْتُمْ الْيَتِيمَ الَّذِينَ لَكُمْ وَالْهَنَاءُ وَالْمَهْمُ وَاحِدًا وَذَعْنٌ كَمَا مَسْلُومُونَ۔ اور اے مسلمانو! اہل کتاب
 سے نہ جھگڑا کرو مگر اس طریقہ سے جو اچھے پہلو سے ہو مگر ان سے جو ظالم و مشرک ہیں وہ ان سے مقابلہ کرو
 اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو تم پر نازل ہوا اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے
 اور ہم اسی کے آگے نگوں سارے۔

یعنی جو تحقیق حق کریں ان سے نرم کلامی، شیریں بیانی سے گفتگو کی جگہ اور جو ہٹ دھرم ہیں
 اور سخن پروردگار سے ٹیلے، متعصب، زبان دراز تو ان سے مکالمہ و مناظرہ ہی نہ کرو انہیں کہہ دو کہ ابھی ہم
 پر الوہائے نبوت جاری ہیں ہم جو کچھ تم پر اترا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا تمہارا خدا
 ایک ہی ہے ہم اسی کو سجدہ کرتے ہیں زیادہ جھگڑنے اور طعن و تشنیع کرنے کی ہمیں عادت ہی نہیں
 ہماری شریعت ممانعت کرتی ہے۔ ہم تو ریت، زبور، انجیل، قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ الْكُفْرَ هُنَّ۔ اور ایسے ہی ہم نے (اے کتابوں) تمہاری
 طرف کتاب نازل کی تو جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ
 لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتے مگر منکر کافر۔

گو یہود و نصاریٰ کو اس طرح ارشاد ہوا کہ تمہیں مسلمانوں کے اہل حق ہونے میں کیا کلام ہے
 جب کہ بات صاف ہے کہ ہم پر بھی نبی آخر الزمان کتاب لائے چنانچہ تمہارے اندر جو خدا ترس تھے
 جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ اور عرب کے منافق لوگ وہ سب ایمان لائے اور جو انہی
 کافر و ظالم ہے وہی منکر ہے۔ پھر ارشاد ہے۔

فَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ كِتَابٍ إِلَّا تَخْتَفُونَ بَيْنَ يَدَيْكُمْ إِذَا أُلْتَبْتُمْ بِالْمُبْتَلُونَ۔ اور اے
 محبوب اس سے پہلے آپ نے ان کی کتاب نہ پڑھی اور نہ اپنے دست اقدس سے لکھی اگر ایسا ہوتا
 تو بھی شک کی گنجائش تھی باطل پرستوں کے لیے۔
 اور وہ کہہ سکتے تھے کہ پہلی کتابیں دیکھ کر ایک کتاب بتالی ہے۔ پھر حجب ایسا نہیں ہوا تو سوا
 الہام الہی کے ایک نبی امی کس طرح ایک کتاب بنا سکتا ہے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا
 الظَّالِمُونَ۔ بلکہ یہ (قرآن) کھلی اور روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں

سے انکار نہیں کرتا مگر جبلی ظالم مشرک۔

یعنی یہ قرآن ایسی روشن آیتیں ہیں جو حفاظ کے سینوں میں بھی لکھی ہوئی ہیں اور عالم باللسان
لائکہ کی حفاظت میں ہے۔ اس سے انکار کی جرأت وہی کر سکتا ہے جو جبلی ظالم و مشرک ہو۔ یہ تھا
طریقہ مناظرہ اس کے بعد ارشاد ہونے۔

وَقَالُوا كَوْلًا لَّنَا هَٰؤُلَاءِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا
نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔ اور منکر بولے کیوں نہ ان پر اللہ کی نشانیاں نازل ہوئیں اے محبوب فرما دیجئے نشانیاں
اللہ کے پاس میں اور میں ڈر سنانے والا ہوں صاف اور روشن طرح۔

یعنی ان کا یہ مطالبہ ہوا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام اور دیگر نبیاء کرام کو کتاب کے ساتھ معجزات بھی ملے
تھے حضور کو کیوں نہ ملے۔

یعنی حضور نے بھی کیوں دعویٰ نہ فرمایا کہ میں کوڑھی کو تندرست اور اندھے کو سوا نکھا کر دیتا ہوں۔
مردے کو باذن الٰہی زندہ کرتا ہوں۔

حالانکہ حضور کے ہزار ہا معجزات میں مری ہوئی گوہ کا زندہ ہونا، جادو محض کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، درختوں
کا حکم سے اپنی جڑیں ڈھیلی کر کے حاضر آنا، تکی ہوئی آنکھ کا ہتھیلی سے صحیح ہونا، ٹوٹی ٹہری کٹے ہوئے بازو
کا جڑنا، ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا، انگشتاٹے مبارک سے پانی کے چھتے جاری ہونا حتیٰ
کہ رجعت شمس اور شفق قمر اور کیا کیا معجزات ظاہر فرمائے۔

لیکن جیسے عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے عصا، موسوی، ابراہیم و ابرص کا دعویٰ کیا حضور
نے ایسا نہیں کیا۔

اس کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو گنہ ہوئے معجزات عطا ہوئے
تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا تھا تو حضور کتنے معجزے کثرت سے
اسی وجہ میں مشرکین کی اندھی آنکھیں نہ دیکھ سکیں اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جب یہ آندھے

ہوں تو انہیں اندھا ہی رہنے دیں اور فرادیں نشانیاں تو اللہ کے قبضہ میں ہیں اور میں کھلا ڈر سنانے والا
ہوں اور میرا بڑا معجزہ ابدی ازلی قرآن کریم ہے کہ میں ہوں تو یہ ہے میں تمہاری آنکھوں سے روپوش
ہو جاؤں گا جب بھی یہ رہے گا چنانچہ ارشاد ہوا۔

أَوَلَمْ يَكْفِمْ أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَلرَّحْمَةَ وَذِكْرًا لِّعُقُوبِ
يَوْمُونٍ۔ کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی آپ پر اے محبوب وہ کتاب جو ان پر پڑھی جاتی

ہے بیشک اس میں رحمت اور تذکیر ہے مومنوں کے لیے۔
اس کے پڑھنے والے کی تسلی و تشفی ہوتی ہے۔ آخرت کی یا دنیا زہ ہوتی ہے۔ مومن کے لیے
نویبی کافی وافی شافی ہے اور منکر معجزات دیکھ کر بھی جا دو گہتا رہتا ہے۔

مختصر تفسیر روپا پخواں رکوع عنکبوت۔ پل

اِنَّ مَا اَوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ الْكِتَابِ تِلَاوَتٍ كَرْتِے رَہو اس میں سے جو وحی کی گئی آپ کی طرف
کتاب سے۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں اٰی دُمَّ عَلٰی تِلَاوَةِ ذٰلِكَ تَقَرُّبًا اِلٰی اللّٰهِ تَعَالٰی بِتِلَاوَتِهِ وَتَذٰكُرًا
لِنَافِعِ تَضَاعُفِہٖ مِنَ الْعَاقِبِ وَتَذٰكُرًا لِّیٰوَالنَّاسِ وَحَمَلًا لِّہُمْ عَلٰی الْعَمَلِ بِنَافِعِہٖ مِنَ الْاِحْكَامِ وَ
مَحَاسِنِ الْاَدَابِ وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔ یعنی ہمیشہ سناؤ اور مداومت رکھو تلاوت قرآن اس پر
آپ کی تقرب الی اللہ کے لیے اور مذاکرہ کے لیے اور لوگوں میں تذکیر پھیلانے کے لیے اور
اس عمل پر آمادہ کرنے کو جو اس میں احکام اور محاسن آداب و مکارم اخلاق کا بیان ہے۔
وَاقْبِرِ الصَّلٰوۃَ۔ اور ہمیشہ قیام نماز پر مداومت رکھو۔ اٰی دَاوِمًا عَلٰی اِقَامَتِہَا۔ یعنی اسکی
اقامت ہمیشہ رکھو۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ بے شک نماز روکتی ہے بے حیائیوں اور بے
افعال سے۔

كَانَتْ قَبْلَ دَٰخِلِہُمْ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ گویا حکم ہے کہ نماز
ان کے ساتھ آدا کرو بے شک یہ نماز انہیں فواحشات و منکرات سے روک دے گی۔
اس کا مطلب اگر نماز مانع فواحش نہ بھی مانی جائے تو اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا
کہ مصلی جب تک نماز میں تکبیر و تسبیح قراءت و قوف اللہ تعالیٰ کے حضور رکوع و سجود و قعدہ
میں رہتا ہے وہ یقیناً خضوع و خشوع اور تعظیم الہی کرتا ہے تو گویا یہ حقیقت ناقابل انکار ہے
کہ جو نماز کی طرف آئے گا وہ کم از کم ارتکاب فواحش کا مرتکب نہ ہوگا اور اپنے رب تعالیٰ کی
تافرانی سے باز رہے گا۔

اور جو دن میں پانچ بار بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر خشوع و خضوع سے بیخ و تہلیل کرتا رہے اسے

کبھی نہ کبھی یہ محسوس ہو جائے گا کہ اپنے رب کے حضور سے ہیں ابھی ابھی آیا ہوں تو فحش و منکرات کیسے کروں۔

چنانچہ ابو جہان ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور کلبی اور ابن جریر اور حماد بن ابی سلیمان انہوں نے کہا میں ان الصَّلَاةِ نَتْنِي عَنْ ذَلِكَ مَا دَامَ الْمُصَلِّي فِيهَا۔ بیشک نماز روکتی ہے فواحش سے جب تک نمازی اس میں مشغول رہے۔

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور بیہقی شعب الایمان میں حسن سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ كَمَا كَثُرَتْ رُسُولِ كَرِيمٍ نَفَرًا يَجِبُ نَمَازُ فَوَاحِشٍ وَمُنْكَرَاتٍ نَفَرًا يَجِبُ نَمَازُ كَامِلٍ نَهْنِي۔

احمد و ابن جہان اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جَاءَ دُجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ قَلَانًا يَصِلُ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ سَيَنْهَاهَا مَا تَقُولُ۔ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور فلان شخص رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح کرتا ہے تو چوری کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نماز عنقریب اس سے روک دے گی جو تو کہتا ہے۔ اور

اسی کی مؤید ایک اور حدیث ہے کہ ایک انصاری نوجوان حضور کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور فواحشات میں سے کسی فحش کو نہ چھوڑتے چنانچہ حضور کی خدمت میں یہ حال عرض کیا حضور نے فرمایا إِنَّ صَلَاتَهُ سَتْنَاهَا فَلَمْ يَنْتَبِثْ إِلَّا تَابَ اس کی نماز سے روک دے گی چنانچہ کچھ دن نہ گزرے کہ وہ تائب ہو گئے۔

وَلَيْتَ كَرَّمَ اللَّهُ أَلْبُرَّ۔ اور لَقِينَا اللَّهَ كَمَا ذَكَرْتُمْ بَطْلًا۔

اس کے متعلق علامہ آلوسی بارہ قول نقل فرماتے ہیں۔

(۱) ابن عباس۔ ابن مسعود۔ ابن عمر اور ابو قرہ اور مجاہد اور عطیہ کہتے ہیں الْمَعْنَى وَلَيْتَ كَرَّمَ اللَّهُ أَلْبُرَّ مِنْ ذِكْرِ كَرَامَاتِهَا سُبْحَانَكَ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے تمہارے ذکر کرنے سے جو تم سے یاد کرتے ہو۔ لَقِينَا اللَّهَ كَمَا ذَكَرْتُمْ بَطْلًا۔

(۲) أَخْرَجَ عَبْدُ بَنِي حَمِيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْعَبْدَانِ فِي الصَّلَاةِ الْكَبْرَى مِنَ الصَّلَاةِ۔ نماز میں ذکر الہی کرنا بندہ کے لیے نماز سے افضل ہے۔ وَجُوْدَانِ يَكُونُ عَامًّا أَيْ الْكَبْرَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ بعض نے یہ معنی لیے ہیں کہ اللہ کا ذکر ہر شے

سے افضل ہے۔

(۴) وَقِيلَ لَعَلَّكُمْ أَكْبَرُ الْعَبْدِ لِلَّهِ تَعَالَى فِي الصَّلَاةِ الْكَبِيرِ مِنْ سَائِرِ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ ذِكْرُ اللَّهِ الْكَبِيرِ
کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لیے تمام ارکانِ صلوٰۃ سے بڑا ہے۔

(۵) وَقِيلَ أَيُّ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الصَّلَاةِ الْكَبِيرِ مِنْ ذِكْرِهَا آيَاتُ سُجْدَةٍ خَارِجِ الصَّلَاةِ
بندہ کا اللہ تعالیٰ کے لیے نماز میں ذکر کرنا خارج نماز میں ذکر سے اکبر و اعلیٰ ہے۔

(۶) وَقِيلَ أَيُّ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى الْكَبِيرِ مِنْ سَائِرِ أَعْمَالِهِ - بندہ کا ذکر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے
بہت بڑی شان رکھتا ہے اسکے تمام اعمالِ صالح سے۔

(۷) امام احمد بن حنبل اور ابن منذر معاذ بن جبل سے راوی ہیں قَالَ مَا عَمِلَ أَحَدٌ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى - ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا كَوْنُ عَمَلِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا عَمِلَ
نجات دینے والا نہیں ذکر اللہ کے مقابلہ میں۔

اس پر عرض کیا گیا وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى؟ قَالَ دَلِيلٌ عَلَى أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ذِكْرُ اللَّهِ الْكَبِيرِ - اور کیا جہاں بھی اس سے بڑا نہیں؟ فرمایا اگر تلووار
قائل کہ یہاں تک کہ شہید ہو جائے۔ تو بھی ذکر اللہ سے بڑا عمل نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم
پس فرماتا ہے وَلَذِكْرُ اللَّهِ الْكَبِيرِ

(۸) وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الدُّدَّاءِ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ
وَأَجْمَعًا إِلَى مَلِيكِكُمْ وَأَسْمَا هِيَ فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ مِنْ أَنْ تَعْبُدُوا عَدُوَّكُمْ فَضَرُّوا بِأَرْقَابِكُمْ
وَتَضَرُّوا بِأَرْقَابِهِمْ وَخَيْرٌ مِنْ أَنْ تَعْطُوا النَّارَ نَارَ الدَّارِ هِيَ قَالُوا أَوْ مَا هِيَ يَا أَبَا الدُّدَّاءِ
قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَلَذِكْرُ اللَّهِ الْكَبِيرِ لَأَشَى أَفْضَلَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ -

ابو دراء فرماتے ہیں کیا میں تمہیں تمام اعمال سے بہتر عمل اور اللہ تعالیٰ کا محبوب اور بلند درجہ بہتاد
درجات میں جو عمل ہے وہ بتاؤں عرض کیا گیا وہ کونسا عمل ہے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہے
ولذکر اللہ اکبر دنیا کی کوئی شے ذکر الہی سے بلند و بالا نہیں۔

(۹) ابن جریر حضرت سلمان سے راوی ہیں أَسْأَلُ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ أَمَا تَعْرِى الْقُرْآنَ فَلَنْ تَكُنْ
اللَّهُ الْكَبِيرَ لَأَشَى أَفْضَلَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کونسا عمل سب
سے افضل ہے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا ولذکر اللہ اکبر۔ کوئی شے اللہ کے ذکر سے
افضل نہیں ہے۔

(۱۰) سعید بن مسعود اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور حکم و بہقی عنترہ سے راوی ہیں قَالَ قُلْتُ لِإِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ ذَكَرُ اللَّهِ أَفْضَلُ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بَيْتِ اللَّهِ يَدْرُسُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَعَاظُونَ بَيْنَهُمْ إِلَّا ظَلَمَهُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْحَمَتِهَا وَكَانُوا أَصْيَاتُ اللَّهِ تَعَالَى مَا دَامُوا فِيهَا حَتَّى يُفِيضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ فَمَا سَلَكَ رَجُلٌ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ الْعِلْمَ إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا عملوں میں بہترین عمل کو نساہے فرمایا اللہ کا ذکر اور کوئی قوم اللہ کے گھر میں نہیں بیٹھتی درس و تدریس کتاب اللہ کے لیے مگر ملائکہ اپنے نورانی پردوں سے ان پر سایہ کرتے ہیں اور وہ اس وقت تک اللہ کے جہان ہوتے ہیں جب تک وہ دوسرے معاملوں میں نہ مشغول ہوں اور کوئی آدمی تحصیل علم کو نہیں نکلتا مگر اللہ اس کے لیے جنت کی راہ سہل اور آسان کر دیتا ہے۔

(۱۱) ایک قول ہے کہ ذکر اللہ سے مراد ہی نماز ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ (۱۲) وَقِيلَ الْمَعْنَى ذَلِكُمْ اللَّهُ تَعَالَى الْبَرُّ عِنْدَ الْعَشْرِ وَالْمُنْكَرُ - ایک قول میں ہے کہ فواضل و منکر کے مقابلہ کے لیے اللہ کا ذکر بلند و بالا ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ - اور اللہ تعالیٰ خود جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔
بھلائی اور اطاعت سے تو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے اور جو برا شیوں سے کرتے ہو وہ اس کی سزا دیتا ہے۔ (روح المعانی جلد ۲۱)

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ بَدَّلُوا دِينَهُمْ وَقَوْلُوا آمَنَّا بِاللَّهِ أَنْزَلَ إِلَيْنَا آيَاتِهِ وَالْهُتَاءُ وَالْمُهْجَرُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَكُمْ مُسْلِمُونَ - نہ جھگڑا کرو یہود و نصاریٰ سے مگر ایسے طریقہ سے جو احسن اسلوب سے ہو مگر وہ جو ظالم ہیں ان میں سے ان سے کہہ دو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو ہم پر اترا اور جو تم پر اترا اور ہمارا اور تمہارا اللہ ایک ہے اور ہم اس کے لیے نگوں سار ہیں یعنی یہود و نصاریٰ یا نصاریٰ سحران سے جھگڑا نہ کرو کہ وہ اہل کتاب ہیں مگر ان سے ایسی گفتگو کرو جس میں اچھے خصائل کا مظاہرہ ہو بخشونت کے مقابلہ میں نرمی ہو غضب کے بجائے کظم غیظ ہو اور نصیحت و خیر خواہی مد نظر رہے۔

مگر جو اعتدال و عناد میں قبول حق سے منحرف ہوں اور انہیں رفق و لینت فائدہ نہ دے تو پھر ان سے غلظت کرو جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ مِنْكُمْ -

این جریر مجاہد سے راوی ہیں اِنَّ الدِّينَ ظَلَمُوا هُمْ الدِّينَ اَتَشَبَوُا الْوَلَدَ وَالْبَشْرَ سَبَكَ اَدُ
 قَالُوا يَدُ اللَّهِ مَغْلُوبَةً اَوْ اِنَّ اللَّهَ سُبْحٰنًا فَعَبْرًا اِذَا دَارَ سُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وہ لوگ جو
 ظالم ہیں وہ ایسے عیسائی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مانتے اور اس کا شریک بناتے ہیں یا کہتے ہیں
 اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مغلول ہیں یا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے یا حضور کو ایذا دیتے ہیں ان سے غلطت
 یعنی سختی جاڑ ہے۔

وَهَذِهِ الْعِلَظَةُ الَّتِي تَقْتُلُ الْاِيْتَةَ الْاِذْنَ هَالَا تَصِلُ اِلَى الْقِتَالِ. اور یہ غلطت اس حد تک

مفہوم آیت سے واضح ہے جو قتال تک نہ پہنچے اس لیے کہ وہ ظالم ہیں لیکن اہل کتاب ہیں۔
 دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ کی ہے اور حکم جہاد مدینہ میں آیا اس بنا پر اس جگہ حکم قتال نہیں۔
 بعض نے تصریح کی کہ اس سورۃ مبارکہ کی بعض آیتیں مدنی ہیں بنا بریں اِلَّا الدِّينَ ظَلَمُوا كَا تَشْتَاءُ.
 مدینہ میں ہی آیا۔

ابن زید فرماتے ہیں اِنَّ الْمَوَادِّ بِأَهْلِ الْكِتَابِ مُؤْمِنًا أَهْلُ الْكِتَابِ وَبِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مَوَاقِفِهِمْ
 فَمَا حَكَ تَوَابِهِ مِنْ أَحْبَادِ اَوْلَادِهِمْ وَبِالَّذِينَ ظَلَمُوا مَنْ يَتَّقِي مِنْهُمْ عَلَى الْكُفْرَةِ۔

اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ آیت منسوخ حکم ہے۔

ابو داؤد سے اس کا نسخ ثابت ہے۔

اور ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن الانباری قتادہ سے راوی ہیں اِنَّهُ قَالَ تَمَّ فِي هَذِهِ
 الْاِيْتَةِ عَنْ مُجَادِلَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُنْبَغُ ذَلِكَ فَقَالَ سُبْحٰنًا وَتَعَالَى قَاتِلُوا الدِّينَ لَا يُؤْمِنُونَ
 بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اہل کتاب سے مجادلہ کی مانعت ہے پھر حکم آگیا
 قَاتِلُوا الدِّينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ اس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

وَقَالَ فِي مَجْمَعِ الْبَيَانِ الصَّحِيحِ اِنَّهَا غَيْرُ مَنْسُوخَةٍ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْمُجَادِلَةِ الْمُنَاطَهَةَ وَذَلِكَ عَلَى
 الْوَجْهِ الْاَحْسَنِ هُوَ الْوَاجِبُ الَّذِي لَا يَجُوزُ غَيْرُهُ۔

وَقُولُوا اٰمَنَّا بِاللَّهِ اُنزِلَ الْبَيِّنَاتُ اور ان سے کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا
 مِنَ الْقُرْآنِ وَالَّذِي اُنزِلَ اِلَيْكُمْ اَيُّ بِاللَّهِ اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنَ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ۔

وَاُخْرَجَ الْمُجَادِلِيُّ وَالنِّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ
 بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُقَسَّرُ رُتْمًا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
 تُصَدِّقُوا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْتَبُوا لَهُمْ وَقُولُوا اٰمَنَّا بِاللَّهِ اُنزِلَ الْبَيِّنَاتُ اُنزِلَ اِلَيْكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کی تلاوت عبرانی میں کرتے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کو عربی میں سناتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو کچھ سنائیں اس کی تفسیر کر دینا تکذیب بلکہ کہہ دیا کہ وہ ہم اس پر ایمان لائے جو ہم پر اترا اور جو ہم پر اترا۔
 وَاللَّهُ سَوَّاهُ لَكُمْ قَاحِدًا دَعْنُ كَمَا مُسْلِمُونَ۔ اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اس کے لیے جھکے ہوئے ہیں۔

یعنی اس کی توحید میں ہم کسی کی شرکت نہیں مانتے اور ہم اسی کے حکم کے مطیع ہیں۔
 وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ لَيُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمَا يَجْحَدُوا بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ۔ اور ایسے ہی نازل کی ہم نے تمہاری طرف کتاب تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر۔

یعنی قرآن پاک آپ پر ایسے ہی نازل کیا گیا جیسے یہود کی طرف توریت نصاریٰ کی طرف انجیل ہماری تھی تو جنہیں توریت دی ان میں سے کچھ ایمان لائے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔

اس پر آوسمی فرماتے ہیں کہ هَذَا يُؤَيِّدُ الْقَوْلَ بِأَنَّ الْآيَاتِ الْمَذْكُورَةَ مَذْنِيَّةٌ إِذْ كَوْنُهَا مَكْتُوبَةً وَعِنْدَ اللَّهِ مِمَّنْ أَسْكَرَ نَعْدَ الْبِهِجُورَةِ بِنَاءً عَلَى كَمَا إِعْلَامٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِإِسْلَامِهِمْ فِي الْمُسْتَقْبَلِ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ان کی خبر دی یہ غیبی خبروں میں سے ہے جو بے اعلام الہی وقت سے قبل حاصل ہوئی تھی۔

اور اہل مکہ میں بعض ان میں سے ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کے منکر نہیں مگر وہ جو کفر میں سخت ہیں عربی میں مجھو اس انکار کو کہتے ہیں جو واقف ہونے کے بعد بھی کیا جائے یعنی جان بوجھ کر مکر جانا۔ اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیچھے بنی ہیں کَمَا قَالَ تَعَالَى يُعْرَفُونَ كَمَا يُعْرَفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَانَّ قَرِيفًا مِّنْهُمْ لَيَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّوا بِمِيمِنِكُمْ إِذَ الْأَدْنَابِ الْمَبْطُورَاتِ۔ اور اس سے قبل آپ کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ایسا ہوتا تو باطل پرست مزہ

ہی شک کرتے۔
یعنی قرآن کریم کے نزول سے قبل آپ اگر لکھے پڑھے ہوتے تو یہ کتابی منکر و جاہلیہ شک ڈالتے
کہ انہوں نے ہماری کتابوں سے لکھ لیا ہے۔ یا کہتے کہ ہماری کتابوں میں نبی آخر الزمان کی یہ صفت ہے کہ وہ
امی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا بھی موقعہ نہ ملا۔
بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ۔ بلکہ وہ
روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا اور آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر دیدہ دانستہ انکار کرنے
والے لوگ۔

یہاں ہو ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور
حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور روشن آیت ہونے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ ظاہر المعجزات ہیں
اس لیے کہ یہ دونوں صفتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو معجزات نشان سے
اپنا مقابل معدوم کر دے اور نہ ایسی کوئی کتاب ہے جو ہر زمانہ میں سینوں میں محفوظ ہو۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر کسی ضمیر کا مرجع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو
اب یہ معنی ہوں گے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات بینات کے ساتھ موصوف ہیں جو ان لوگوں کے
سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں حضور کی لغت و صفت
پاتے ہیں۔ کما فی الخازن۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهَا آيَاتٌ مِّن رَّبِّهَا قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ۔ اور بولے یہودی کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں فرما دیجئے نشانیاں اور معجزات تو اللہ کی طرف
سے ہیں اور میں تو کھلا ڈرتے والا ہوں۔

یعنی جیسے حضرت صلح کی تصدیق ناقہ سے ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عصا سے اس طرح حضور
صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہ ایسی نشانیاں اتریں۔ حالانکہ شوقِ تم کا معجزہ تو اَوْفَرَّتِ السَّاعَةُ وَالشُّقُّ الْقَمَرُ
میں منصوص ہے اور اس کے علاوہ ہزار ہا معجزات احادیث سے ثابت ہیں جیسے حضرت ابو محمد
بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَمَا أَبْدَأْتُ فَصِيَابًا لِّلْبَيْتِ دَاحِثَةً

احادیث میں کنکریوں کا البوہل کی مٹھی میں کلمہ پڑھنا اور سَعَتِ الشَّجَرِ۔ لَطَقَ الشَّجَرُ شَقَّ الْقَمَرِ
بِإِشَادَتِهَا۔ وغیرہ معجزات کا ظاہر ہونا موجود ہے۔

لیکن چونکہ نبوت کی تصدیق کے لیے معجزہ شرط نہیں اس وجہ سے حضور کی تصدیق کے لیے انہیں پیش نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَدَرَجَةً مَّا ذَكَرْتُمْ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر نازل فرمادی کتاب جو پڑھی جاتی ہے ان پر بیشک اس میں ضرور نعمت و عظمت ہے اور نصیحت ایمان والوں کے لیے۔ اس کا شان نزول یہ ہے۔

فریابی اور دارمی اور ابو داؤد اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم بچی بن جعدہ سے راوی ہیں قَالَ جَاءَ أَتَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَكْتِفُونَ بِهَا بَعْضَ مَا سَمِعُوا مِنَّا قَالُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَىٰ بِقَوْمٍ حُمْقًا أَوْ ضَلَالَةً أَنْ يُرْعَبُوا عَنَّا جَاءَ بِهِمْ إِلَيْهِمْ إِلَىٰ مَا جَاءَ بِهِمْ غَيْرَ كَالِغَيْرِ هُمْ فَانزَلَتْ۔

کچھ لوگ مسلمانوں میں سے شانہ کی ہڈی پر لکھ کر وہ چیزیں لائے جو انہوں نے یہودیوں سے سنیں تو حضور نے فرمایا وہ قوم احمق یا کراہ ہے جو اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیم چھوڑ کر غیروں کی تعلیم کی طرف راغب ہو۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ ذَٰلِكَ اس کے علاوہ اور بھی وہ روایتیں ہیں جن میں اس قسم کے مضامین ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی تعلیم کے مقابلہ میں کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو ترجیح دینا یا پسند کرنا گمراہی اور بیدینی اور ہلاکت میں پڑنا ہے۔

باجا و رہ ترجمہ چھپار کوں سورۃ عنکیوت پر

فرمادے جیسے اللہ کافی ہے میرے ہمتارے یا میں گواہ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی نقصان و خسران میں ہیں۔

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجانا

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ يَدِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَاسِقُونَ۔

وَلَيْسَتَ عَمَلُوكَ بِالْعَذَابِ ذَلُولًا أَجَلٌ مُّسَمًّى لِّجَاءِ هُمُ الْعَذَابِ وَلِيَأْتِيَهُمْ

اور ضرور آٹے گا ان پر اچانک ایسے حال میں کہ
انہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

تم سے جلدی کرتے ہیں عذاب اور بے شک
جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

جس دن ان پر چھلٹے گا عذاب ان کے اوپر
اور ان کے پاؤں تلے سے اور فرمائے گا اللہ حکم
اپنی کرتوت کا مزہ۔

اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین
وسیع ہے تو پھر مجھی کو پوچھو۔

ہر جان کو موت کا مزہ پکھتا ہے پھر ہماری طرف
لوٹ کر آدگے۔

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ضرور ہم
انہیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن
کے نیچے نہریں رواں ہوں گی نہریں ہمیشہ ان میں
رہیں گے اور بہترین بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

جہنوں نے صبر کیا اور وہ صرف اپنے رب ہی پر
بھروسہ رکھتے ہیں۔

اور بہت سے چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ
نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں
اور وہ سنتا جاتا ہے۔

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے بناٹے آسمان
اور زمین اور مسخر کیے چاند سورج ضرور کہیں گے
کہ اللہ نے تو کہاں اونڈھے پڑے ہو۔

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں
سے اور تنگ کرتا ہے بے شک اللہ سب کچھ

يُنشِئُهُمْ وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

يَسْتَمْلِكُونَكَ بِالْعَدَاةِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ
لَمِثْقَةُ ذَاتِ الْكَافِرِينَ

يَوْمَ يُعَذِّبُكَ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ
تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ
فَأَيُّ قَاعٍ تُبَدُّونَ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا
تُرْجَعُونَ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَنُؤْتِيَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرًّا فَآخِرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِغَمٍّ آجُرُ
الْعَامِلِينَ

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

وَكَايِنَ مِنْ دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا
اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ وَشَجَرِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيَقُولُنَّ
اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ

اللَّهُ يُبْسِطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ شَيْءٍ

عَلَيْكُمْ

وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
لَيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُونَ

جاتا ہے۔

اور اگر تم ان سے پوچھو کون اتارتا ہے آسمان
سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کرتا ہے
مرنے کے بعد ضرور کہیں گے اللہ فرما دیجئے سب
خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے اکثر بے عقل ہیں۔

لفظی ترجمہ

قُلْ كَفَىٰ	بِاللَّهِ - اللہ	کافی کافی ہے	قُلْ كَفَىٰ
وَأَنْتُمْ	بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَاقِدَاتٌ	ببینگو، تمہارے درمیان	وَأَنْتُمْ
مَا جِئُوا	السَّمَوَاتِ - آسمانوں	فی بیچ	مَا جِئُوا
الْأَرْضِ	الَّذِينَ - وہ جو	وَأَنْتُمْ	الْأَرْضِ
بِالْبَاطِلِ	كُفْرًا - کافر ہوئے	وَأَنْتُمْ	بِالْبَاطِلِ
أُولَئِكَ	الْمُخْسِرُونَ - خسارے والے	هُم - وہ ہیں	أُولَئِكَ
لَيَسْتَعْجِلُونَكَ	بِالْعَذَابِ - عذاب	جلدی چاہتے ہیں آپ سے	لَيَسْتَعْجِلُونَكَ
كُلًّا	أَجَلًا - مدت	کہ نہ ہوتی	كُلًّا
كَمَا جِئُوا	الْعَذَابِ ان کے پاس عذاب	ہم - ان کے پاس	كَمَا جِئُوا
لِيَأْتِيَنَّهُمُ	نِقْمَتُهُ - آجناک	تو ضرور آجائانگے پاس	لِيَأْتِيَنَّهُمُ
هُم - وہ	لَيَسْتَعْجِلُونَكَ - جلدی چاہتے ہونگے	لَا - نہ	هُم - وہ
مِنْ	وَأَنْتُمْ	بِالْعَذَابِ - عذاب	مِنْ
جَهَنَّمَ	بِالْكُفْرِ - کافروں کو	تھپکتا گھیرنے والی ہے	جَهَنَّمَ
لَيَغْتَابَنَّ	الْعَذَابِ - عذاب	ان کے پاس سے	لَيَغْتَابَنَّ
وَأَنْتُمْ	أَرْجُلِهِمْ - ان کے پاؤں سے	مِنْ تَحْتِ - نیچے	وَأَنْتُمْ
يَقُولُونَ	مَا جِئُوا	تذوقا چکھو	يَقُولُونَ
لَعَلَّكُمْ	عِبَادًا - بندو	یا - اے	لَعَلَّكُمْ

اَلَّذِيْنَ جُو	اٰمَنُوْا - اِيْمَانِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	اِنَّ رَبِّيْكَ	اَرْضِيْ بِمِيْرَى زَمِيْنِ
وَاسِعَةً فَرَخَ سَهْ	فَاَيُّهَا - تُوْمِيْرِيْ هِيَ	فَاعْبُدُوْا ذِيْنَ يُّوْبٰجَا كَرُوْا	مَلِكٌ - هَر
نَفْسِيْ - اَدْمِي	ذٰ اِنْفَعَتُ - يَحْكُمُوْنَ وَاَلَا هِيَ	اَلْمَوْتِ - مَوْتِ	تَمَّةٌ - پَہْر
اَلْبِنَاءِ بِهَارِيْ طَرَفِ	تَذُجَعُوْنَ - پَہِرِے جَاؤْ گے	وَ - اُوْر	اَلَّذِيْنَ - وَہ جُو
اٰمَنُوْا - اِيْمَانِ لَا شَرِيْكَ	وَ - اُوْر	عَمِلُوْا - عَمَلِ كِيے	اَلصَّلٰحٰتِ - نِيْكَ
كَلِمٰتٍ مِّنْهُ لِيُخَوِّفَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ كٰفِرِيْنَ	اِنَّ كُوْجُكُم دِيْنِ گے	مِّنَ الْجَنَّةِ - جَنَّتِ كے	عُرْفًا - بِالَاخَا لُوْنِ مِيْنِ
تَجْرِيْ - چَلتی ہيں	مِّنْ قَعْتِنَا - اُنكے نیچے	اَلَّذِيْنَ هُوَ - نَہْرِیْنِ	خَالِدِيْنَ - ہمیشہ رہیں گے
فِيْهَا - اس مِيں	وَ - اُوْر	رَفَعًا - اچھا ہے	اَجْدًا - بدلہ
اَلْعَامِلِيْنَ - عَمَلِ كَرْنِے لُوْنِ كَا	اَلَّذِيْنَ يَنْ - وَہ ہنوں نے	صٰبِرًا - صَبْر كِيَا	وَ - اُوْر
عَلَى - اُوپر	رَبِّہُمْ - اپنے رب كے	يَتَوَكَّلُوْنَ - تُوكل كرتے ہيں	وَ - اُوْر
حَايٰتِہُمْ - كتنے ہيں	مِّنْ دَابَّتِہٖ - جَا تُو رہیں كہ	لَا - نَہِيْنِ	تَحْمِلُوْا - اٹھاتے
رِزْقِنَا - اپنا رزق	اَللّٰهُ - اللہ	يُوْزِقُنَا - رُوْزِي دیتا ہے اُنكو	وَ - اُوْر
اِيَّاكُمْ كُو	كُو - بھي	وَ - اُوْر	هُوَ - وَہ ہے
اَلسَّمِيْعِ - سُننے والا	اَلْعَلِيْمِ - جَا تے والا	وَ - اُوْر	لَيْتُنْ - رَا گے
سَأَلْتُمْ - تُو پُوچھے اِن سے	مَنْ - كس نے	خَلَقَ - پيدا كيے	اَلسَّمٰوٰتِ - آسمان
وَ - اُوْر	اَلْاَرْضِ - زَمِيْنِ	وَ - اُوْر	تَسْمَعُ - تَابِع كِيے
اَلشَّمْسِ - سُوْرَجِ	وَ - اُوْر	اَلْقَمَرِ - چَانْدِ	لَيَقُوْلُنَّ - تُو صُوْر و ر كھیں گے
اَللّٰهُ - اللہ نے	فَاَيُّهَا - تُو كہاں	يُوْزِقُوْنَ - پَہِرِے جلتے ہيں	اَللّٰهُ - اللہ
يَبْسُطُ فَرَخَ كَرْتَابِے	اَلْوِزْقِ - رِزْقِ	لِيَنْ - حَس كَا	يَشَاءُ - چاہے
مِنْ عِبَادِہٖ - اپنے بندوں سے	وَ - اُوْر	يَقْدِرُ - تَنگ كرتا ہے	لَا - اَسْكُو
اِنَّ رَبِّيْكَ	اَللّٰهُ - اللہ	بِكُلِّ - ہر چيز كُو	شَيْءٍ - چيز كُو
عَلِيْمٌ - جَا تتا ہے	وَ - اُوْر	لَيْتُنْ - رَا گے	سَأَلْتُمْ - تُو پُوچھے اِن سے
مَنْ - كس نے	نَزَلَ - اتارا	مِنَ السَّمٰوٰتِ - آسمان سے	مَاءً - پَانِي
فَاَحْيَا - تُو زندہ كيا	بِهِ - اس سے	اَلْاَرْضِ - زَمِيْنِ كُو	مِنْ بَعْدِ - پَہچے
مُوْتِنَا - اسكي مَوْتِ كے	لَيَقُوْلُنَّ - تُو صُوْر و ر كھیں گے	اَللّٰهُ - اللہ نے	تَلٍ - كہے

الْحَمْدُ سب خوبیاں لِلّٰهِ - اللہ کی ہیں
لَا - نہیں
بَلْ - بلکہ
اَكْثَرُهُمْ - انکے اکثر

خلاصہ تفسیر چھیوارہ کوہ سورۃ عنکبوت . ۲۱

قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ بَدِيْعًا وَبَيْنَكُمْ شٰهِيْدًا ۝۱۰۰ فردا بیچھے میرے تمہارے مابین اللہ کافی ہے شہادت کیلئے
اگر دلائل نبوت اور معجزات کے ذریعہ میری تصدیق نہیں کرتے تو میرے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ
کی گواہی کافی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰۱ اور وہ جو باطل پرست ہیں اور
اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں یہ تو ترے نقصان و خسران میں ہیں۔

یعنی جو بتوں کے بچاری اور باطل کو حق سمجھ رہے ہیں وہ اللہ کے منکر ہیں اور جو اس راہ پر لگے ہوئے ہیں
وہ سوائے نقصان و خسران کیا حاصل کریں گے۔

پھر وہ تو ایسے ضدی بیٹھے ہیں کہ عذاب کی پیشگوئی پر ایمان لانے کی بجائے ہٹ کرتے اور کہتے ہیں
جب عذاب ہم پر آئے تو کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں تو عذاب لائیں اس کا جواب دیا گیا۔

لَيَسْتَجِیْبُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۝۱۰۲ اَجَلٌ مُّسْمًّى لِّجَآءِ هُمُ الْعَذَابِ ۝۱۰۳ وَ لَيَاْتِيْنٰهُمْ بِعَذَابٍ
هُمُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰۴ اور جلدی کرتے ہیں عذاب کی اور اگر اس کے آنے میں ایک مدت مقرر نہ ہوتی تو ضرور
ان پر عذاب آجاتا اور ایسا آتا کہ اچانک آتا کہ انہیں پتہ بھی نہ لگتا۔

مگر حکمت الہی میں ایک مدت ہے ورنہ ان کی سرکشی پر اچانک عذاب آتا کہ انہیں شعور بھی نہ ہوتا۔
چنانچہ وہ وقت مقررہ پر آیا بھی جیسے بدر کا عذاب اہل مکہ پر قحط عظیم وغیرہ چنانچہ پھر دوبارہ اسی کلمہ کا
اعادہ فرمایا گیا۔

لَيَسْتَجِیْبُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۝۱۰۵ اِنَّ هُمْ لَمُحِیْطُوْنَ بِالْكَافِرِيْنَ ۝۱۰۶ یَوْمَ لَعْنَتُهُمُ الْعَذَابِ ۝۱۰۷ مِنْ فَوْقِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۝۱۰۸ وَ یَقُوْلُ كَذٰبًا كَذٰبًا ۝۱۰۹ لَعْنَتُهُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱۰ اور آپ سے جلدی لگتے ہیں عذاب حالانکہ
جہنم کافروں پر محیط ہے۔ جس دن چھٹے گا ان پر عذاب اوپر سے اور پاؤں کے تلے سے اور اللہ فرمائے گا
کہ اب چکھو اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

یعنی بطور تعجب ارشاد ہے کہ یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم انہیں گھیرے ہوئے ہے یہ اس وقت

ارشاد ہوا جب کفار و مشرکین مکہ اور ان کے ساتھ اہل کتاب بھی اپنے نامحسوس طریقے اور حسد اور عناد پر اتر آئے اور عذاب آخرت سے قطعاً ڈرے اور جوشِ تعصب میں اہل ایمان کو ستانے لگے اور مسلمان ان تکالیف کو نہایت استقلال و صبر و استقامت سے برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ اداء ارکان دین سے بھی سختی سے مانع ہونے لگے تو مسلمانوں کو ترک وطن کا حکم ہوا اور مسلمان بموجب حکمِ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے تو ارشاد ہوا۔

يُجَادِي الدِّينَ اَمْوَارًا اَرْضِيًّا وَاسْعَتْ فَاَيَايَ فَاَعْبُدُونِ - اے میرے بندو! بیشک میری زمین فراخ ہے تو میری ہی پوجا کرو۔

یہاں ایماندار بندوں کو تادیبی گئی ہے اور اشارۃً ارشاد ہے کہ ایسے گندے بندوں میں کیوں پڑے ہوئے ہو میری زمین تنگ نہیں ع ملکِ خدا تنگ نیست۔ پائے گدا لنگ نیست۔

یہاں سے نکلی جاؤ اور اطمینان سے میری ہی عبادت کرو۔ چونکہ ترک وطن نفسیاتی طور پر ہر کس و ناکس پر بارگزرتا ہے پھر ایسی صورت میں جبکہ حبیبِ مکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مفارقت ہو یہ لازمی طور پر شاق گذرنا ہی تھا۔ پھر مسافرت کی صعوبتیں تنگ دستی کی کلفتیں یہ بھی سامنے تھیں ان سے تسکین و اطمینان دلانے کے لیے دنیا کی بے ثباتی اور حیاتِ انسانی کی بے اعتباری ظاہر فرمانے کو ارشاد ہوا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَوْنَ - ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے پھر ہماری طرف ہی تلوٹ کر آؤ گے۔

گو یا ارشاد ہوا کہ اگر تم یہاں رہو گے تو موت سے محفوظ نہیں اور باہر نکلے تو موت لازمی ہے اور مرنے کے بعد وطن ہو یا پردیس دونوں برابر ہیں اور ہمارے پاس پلٹ کر آنا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مرو اور ہمارے پاس پہنچو کہ وہاں نہ غم مفارقت ہے نہ المِ ہما ہجرت یہ دنیا چند روزہ ہے اس کے دن جدائی میں کٹے تو کیا اور بل جل کر رہے تو کیا اسی طرح ہمارے دشمنوں مخالفوں کا زور بھی چند روزہ ہے۔ دوسری بشارت بھی ہمارے متبعین کے لیے ہے جیسا پھر ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرًّا فَاصَّحٰرًا مِّنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا - اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں ہم ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالاخانوں میں جگے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی اس ایمان اور ترک وطن کے صلے میں ہم تمہیں ایسا وطن دیں گے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ کے معنی اِنّی لَنُبَوِّئَنَّهُمْ ہیں جس میں تم بالاخانوں میں ہمیشہ رہو گے۔ نَزْفًا یعنی عَوَالِ الْجَنَّةِ بلند متزلزلوں میں رہو گے اور یہ رہنا ہمیشہ کے

لیے ہوگا اس سے خروج و فناء ہوگا۔

لَقَدْ أَجْرُ الْعَامِلِينَ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ ذٰلِكُمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا بہنوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

یعنی سفر اور ہجرت میں ہر تکلیف صبر و استقلال سے گواہ کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ گھر میں بھی بلا درد آہی چارہ نہیں تو سفر میں بھی بہر حال وہی سب کا انیس ہے ان کے بعد تین آیتوں میں اس توکل اور رزاق حقیقی کی رزاقی کا اظہار ہے۔

اول آیت ذٰكٰلِكَ مِّنْ دَآئِرَةِ لَا تَعْمَلُ رِزْقَهَا اِنَّهُ يَرْزُقُهَا وَاَيُّ الْكُوْدِ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور کتنی ہی زمین پر چلنے والے ایسے ہیں کہ اپنی روزی اٹھا کر نہیں چلتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دیتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں چارپائے وہ ہیں جو اپنی روزی کا کچھ انتظام نہیں کرتے اور انہیں بھی روزی ملتی ہے۔ پزندہ موٹائی ایسے ہیں جن کا گھر در نہیں مگر انہیں بھی روزی ملتی ہے تو پھر سمجھ لینا چاہئے کہ جس رزاق نے اتنی مخلوق کی روزی اپنے ڈرتے رکھی ہے وہ سفر و حضر میں کیا ہمیں روزی زندے کاغ

اے کریجے کہ از خزانہ غیب

گہر و ترسا و ظلیفہ خورداری

دوستان را کجا کنی محروم

تو کہ بادشمنان نظر داری

دوسری آیت میں اس توکل کو اور بھی مستحکم فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَيْسَ سَأَلْتُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضِ وَاَنْتُمْ تَشْكُرُوْنَ وَالْقَمَرِ لِيَقُوْلَنَّ اللهُ فَاَنَّىٰ يُوَفِّكُوْنَ۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج چاند کو ان کے محور میں مسخر فرمایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو پھر کہاں ٹھیکتے پھرتے ہیں۔ یہ تعریفیاء مشرکوں کے متعلق ارشاد ہے۔

تیسری آیت اللہ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ لَئِن اَنَّ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اللہ ہی فراخ فرماتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اللہ ہر شے سے خبردار ہے۔

اسی کے یہ قدرت میں فراخی و تنگی رزق ہے اور وہی ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ پھر ارشاد ہے۔ وَلَيْسَ سَأَلْتُمْ مِّنْ نَّرٍّ مِنَ السَّمٰوٰتِ مَا فَاَجَابِ السَّمٰوٰتِ مِنَ الْاَرْضِ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لِيَقُوْلَنَّ اللهُ اور اگر آپ پوچھیں ان سے کہ کون آسمان سے پانی نازل کرتا ہے جس سے مردہ زمین اور بخر میدان زندہ

ہو کر سرسبز و شاداب ہوتے ہیں خشک ہونے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ۔
 ان تینوں آیتوں میں مہاجرین کو اطمینان دلایا گیا اور مشرکین سے تعریفیں فرمائی پھر ارشاد ہے:
 قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ فرمادیں گے درحقیقت حمد حقیقی اللہ تعلقے ہی کو ہے بلکہ
 مگر ان کے بے عقل ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورہ عنکبوت پ ۱۲

قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ بَيْنِيٰ وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا۔ فرمادیں گے میرے تمہارے باہین اللہ تعلقے کافی ہے شاید
 یعنی گواہ ہونے میں۔

یعنی عالم ہے جو میری طرف سے انذار و تبلیغ میں سعی ہوئی اور جو کچھ تمہاری طرف سے میرے مقابلہ میں
 تکذیب و انکار رہا اس کا بدلہ ہر ایک کو دہی دے گا۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

یعنی میری شان تبلیغ اور تمہاری کیفیت تکذیب کا اسے علم ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ مروی ہے اَنَّ كَعْبَ بْنَ اشْرَفٍ ذَمَّعَهُ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَتَّ
 نَشْهَدُ بِاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَتَرَكْتُ۔ کعب بن اشرف اور اس کی ہم خیال جماعت بولی اے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کون اس امر پر گواہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں جانتی اللہ جو اب ہوا کہ اے محبوب فرما
 دیجئے کفی باللہ بینی و بینکم شہیداً۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُخٰسِرُوْنَ۔ اور وہ جو ایمان لائے

باطل پر اور اللہ سے منکر ہوئے وہ نقصان و خسراں میں ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ کے یہ معنی ہیں اُمّی لِقَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ وَهُوَ شَاوِلٌ لِّعَوْنِیْ وَ اَلْمَلٰٓئِكَةُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ وَالْبَاطِلُ فِي الْحَقِیْقَةِ عِبَادَةٌ تَمُّ وَلَیْسَ اَلْبَاطِلُ
 هُنَا مِثْلُ فِی قَوْلِ حَسَّانَ۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بِالْبَاطِلِ۔

وَقَالَ مُقَاتِلٌ اُمّی لِعِبَادَةِ الشَّیْطٰنِ۔

اللہ کے سوا غیر خدا پر ایمان لاکر عبادت کرنا مثل عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ علیہم السلام کو پوچھا خدا
 ماننا اور باطل حقیقت میں عبادت غیر اللہ کو ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت حسان نے فرمایا اَلَا کُلُّ شَیْءٍ

مَا خَلَا اللَّهُ بِاطِلًا - خبردار اللہ کے سوا سب باطل ہے (یہ مصرعہ حضرت عثمان نے لیبید بن ریحہ کا نقل کیا تھا) اور کفر و یا اللہ کی مراد ایسے افعال ہیں جو موجبات ایمان لغیر اللہ کو مشتمل نہ ہوں۔

أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ - ایسے خیال باطل و فاسد پر رہنے والے نقصان و خسران میں ہیں۔
وَيَسْتَجِجُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ - اور وہ جلدی چاہتے ہیں عذاب اور اگر تہ ہوتی ایک مدت حکمت الہیہ میں مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب اور آتا بھی ایسا اچانک کہ انہیں خبر بھی نہ ہوتی۔

یعنی لوح محفوظ میں اس کا وقت نہ مقرر کر دیا ہوتا تو اچانک عذاب آجاتا۔ مگر ایک روایت میں ہے
إِنَّ تَعَالَى وَعَدَّ دَسُوكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يُعَذَّبَ قَوْمًا يَعَذَّبُ الْإِسْتِصْصَالِ فَلَئِنْ
يُؤَخَّرَ عَنَّا أَيْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اپنے رسول پاک سے کہ وہ عذاب استیصال آپ
کی قوم پر نہ فرمائے گا اور ایسا عذاب قیامت تک کے لیے مؤخر فرمایا گیا۔

ابن جریر فرماتے ہیں الْمُرَادُ بِالْأَجَلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - اجل سے مراد روز قیامت ہے۔
ابن سلام کہتے ہیں الْمُرَادُ بِهِ أَجَلٌ مَا بَيْنَ النَّفْثَيْنِ - اجل سے مراد نفثہ اولے اور ثانیہ کا درمیان ہے
ذَقِيلٌ يَوْمٌ بَدْرٌ - بعض نے کہا اس سے مراد یوم بدر ہے۔

وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ - اور ان پر ضرور عذاب آئے گا اچانک اور انہیں اس کا پتہ
بھی نہ چلے گا۔

كُنُوزٌ أَمْ بَعْضُ الْعُقُوبَاتِ النَّازِلَةِ عَلَى بَعْضِ الْأُمَمِ بَيِّنَاتٌ وَأَهُمْ نَائِمُونَ أَوْ صَحِيٌّ وَهُمْ يَلْعَنُونَ
مثل بعض عذابوں کے جو اہم ہاشیہ پر رات میں نازل ہوئے اس حال میں کہ وہ سو رہے تھے یا دن دھاڑے
اس حال میں کہ کھیل کود میں مصروف تھے۔

اور یا عذاب بدر کہ انہیں اس کی قطعاً توقع نہ تھی کہ مسلمان ان پر غالب آئیں گے اور خلافت توقع ہار گئے
يَسْتَجِجُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ - آپ سے عذاب کی جلدی کرتے
ہیں اور بیشک جہنم ان پر محیط ہے جو کافر ہیں۔

یعنی یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم تو ان پر محیط ہے اس لیے کہ جس کے ایسے اعمال ہیں اس کے
لیے جہنم کے سوا اور کیا ہوگا۔

يَوْمَ يُعْشِرُكُمْ الْعَذَابُ مِنْ قَوْمِكُمْ وَمِنْ تَحْتِ أَوْجِحِهِمْ وَيَقُولُ خذُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
جس دن چھا جائے گا ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور نیچے سے اور اللہ فرمائے گا چکھو بدلہ اس کا

جو تم کرتے رہے تھے۔

آلوسی فرماتے ہیں کائنات، قیل یوم بیاتہم العذاب ویجعل علیہم الذی اشیوا لیسہا
بإحاطة بھم یرہم یكون من الأحوال والأحوال ما لا یفی بہ المقال۔ گویا فرمایا گیا کہ جس دن
عذاب آجائے گا اور ان پر حلول کرے گا اس میں اشارہ ہے احاطہ جہنم کی طرف جو حالات اور پشیمانی
ہوں وہ ایسی ہوں گی کہ وہ بیان سے باہر ہیں

وَيَقُولُ - اٰی اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ وَ قِيلَ الْمَلِکُ الْمُتَوَكِّلُ بِہم - اور فرمائے اللہ عزوجل اور ایک قول

ہے کہ وہ فرشتہ کہے جو ان پر مقرر ہوگا۔

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ - اٰی جَزَاءَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فِي الذُّنُوبِ عَلٰی الْاَسْمَةِ مِنْ السَّيِّئَاتِ
الَّتِي مِنْ جَمَلِهَا الْاِسْتِجَالُ بِالْعَذَابِ - چکھو جو کچھ تم کرتے رہے ہو یعنی اپنے ان اعمال کا بدلہ چکھو
جو تم دنیا میں گناہوں سے مسلسل کرتے رہے ہو اور اس پر استیجال عذاب بھی کرتے رہے۔

يَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنَّ اَرْضِیْ وَاَسْعَتَا فَاٰیَا فَاَعْبُدُوْا لَیْسَ لَہُمْ سِوَاہُ
جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے تو بھی کو پوجو۔

آلوسی فرماتے ہیں نزلت علی ما روی عن مقاتل وکلبی فی المستضعفین من المؤمنین
بمكة امود ابا کہ ہجرت عنہا وعلی ہذا اکثر المفسرین۔ مقاتل اور کلبی کی روایت کے مطابق
یہ آیت کریمہ ضعیف و کمزور مکہ کے مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی اور انہیں مکہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا
اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہیں۔

وَعَمَّ بَعْضُہُمْ الْحَكْمُ فِي كُلِّ مَنْ لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ اِقَامَةِ اُمُورِ الدِّیْنِ كَمَا يَتَّبِعُ فِي اَرْضِہِ
لَمَّا نَعْتَمَ مِنْ جَهَنَّمَ الْكُفْرَةَ اَوْ غَيْرِہُمْ فَقَالَ تَلْنٰہُمَا الْہِجْرَةَ اِلَى الْاَرْضِ يَتَمَكَّنُ فِيہَا مِنْ فَلَکِ
فَلَدِي هَذَا عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَا وَجَاهِدًا وَمَالِكِ بْنِ اَنِسٍ۔

بعض نے اس حکم کو عام مانا وہ کہتے ہیں یہ حکم ہر اس موقعہ کے لیے ہے جبکہ امور دینیہ پر قائم رہنا
مشکل ہو جائے اور جیسا چاہئے ویسا عمل نہ کر سکے اور کفار کا زور ہو جائے تو اس وقت ہجرت کرنا
لازم ہو جاتا ہے اس مقام کی طرف جہاں اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر سکے اور ایسا ہی ابن جبریر
عطا مجاہد اور مالک بن انس کا قول ہے۔

فَاٰیَا فَاَعْبُدُوْا کے معنی میں آلوسی فرماتے ہیں اِنَّ اَرْضِیْ وَاَسْعَتَا فَاٰیَا لَہُمْ تَخَلَّصُوا
اِلَى الْعِبَادَةِ فَاخْلِصُوْہَا لِيْ فِيْ غَيْرِہَا۔ یعنی میری زمین وسیع ہے تو اگر میری عبادت بالاخلاص ایک

کہ نہیں چلتے۔

آیت کریمہ کا شان نزول حضور سے یہ ہے۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ الْبَدِيْنِ
كَانُوْا يَمْكُنُوْنَ الْمَهَاجِرَةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالُوْا كَيْفَ لَقَدْ اَمَّ بَلَدًا كَيْسَ فِيْهَا مَعِيْشَةٌ فَنَزَلَتْ
حضور نے ہومین کو مکہ سے ہجرت کا مدینہ کی طرف حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی حضور ہم کیسے ایسے شہر کی طرف
جائیں جہاں ہماری معاش کا نظام نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جس میں بتایا کہ زمین پر چلنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ ادھر سے ادھر جاتے ہیں اور اپنی روزی اٹھا کر
نہیں چلتے حتیٰ کہ چھوٹی بچو ہا۔ کوا۔ بیل تو نہیں بھی اسی بنا پر حکم ہے۔

اَللّٰهُ يُوْزِقُهَا وَاَيُّهَا كُوْهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اللّٰهُ هِيَ اِيْنِ رِزْقٍ رَتِيْبَسْ اُوْر مَتِيْنِ مَحِي كَه وَه سَنَتَا جَانَا
پناچہ ہر حاجت مند کو حالت اضطرار میں وہی اس کی روزی پہنچاتا ہے۔

وَلَيْنُ سَاَلْتُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَنَحَرَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ لِيَقُوْلَ اللّٰهُ فَاَنِي
يُوْفُوْنَ - اور اگر آپ پوچھیں ان سے کس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور سورج چاند کو مسخر کیا تو ضرور
کہیں گے اللہ نے تو کہاں بھٹک رہے ہو۔

یعنی جب اس سے انکار کسی کو بھی نہیں کہ تعالٰیٰ لَمَّا رِيْدُوْهُ هِيَ اُوْر خِيْر الرّٰزِقِيْنَ مَحِي وَهِي هِيَ اُوْر خَلَقَ
عالم وہی ایک ذات ہے۔ خالق کل شئی اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ ادھر ادھر بھٹکنے بے عقلی اور جہالت ہے
اَللّٰهُ يَنْسِطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ كَسَا اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ کشادہ فرماتا
ہے رزق جس کے لیے چاہے اور جس پر چاہے تنگ فرماتا ہے بے شک اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

اور اسی کے مطابق بسط رزق اور تنگی اپنی حکمت بالغہ سے فرماتا ہے۔ پناچہ آلو سی فرماتے ہیں فَيَعْلَمُ
اَنَّ كَلِمَةً مِّنَ الْبَسْطِ وَالْقَدْرِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ يُوْفِقُ لَهٗ الْحِكْمَةُ وَالْمُصْلِحَةُ فَيَعْمَلُ كَلِمَةً فِيْ وَقْتِهَا - اُوْر
فَيَعْلَمُ مَّنْ يَلِيْقُ بِسْطِ الرِّزْقِ فَيَسْطُرُ لَهُ وَمَنْ يَلِيْقُ بِقَدْرِكَ فَيَقْدِرُكَ۔

وَلَيْنُ سَاَلْتُمْ مَّنْ نَزَلَ مِنَ السَّمٰءِ مَاءً فَاَحْيٰ بِهٖ الْاَرْضَ مِنْ اَعْيٰمِ مَوْتِهَا لِيَقُوْلَ اللّٰهُ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ يَدُ الْاَكْثَرُ هُوَ لَا يَعْقِلُوْنَ - اور اگر پوچھے تو ان سے کہ کون آسمان سے پانی برساتا ہے
کہ اس سے مردہ زمین زندہ فرما کر سرسبز کرتا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو فرما دیجئے اللہ کو ہی حمد ہے بلکہ
اکثر ان کے بے عقل ہیں۔

لِيَعْنِي لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَشْيَاءِ فَاِنَّ لَكَ لَا يَعْقِلُوْنَ بِمُقْتَضٰى قَوْلِهِمْ هٰذَا اَيْتِسْرُ كُوْت
بہ سبب آحق مخلوقات۔ یعنی انہیں کسی شے میں عقل نہیں اسی لیے وہ عمل نہیں کرتے اور اللہ کا شریک

فیس مخلوق کو بناتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع عنکبوت۔ ۲۱

اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کہیں کو دور بیشک
آخرت کا گھر ضرور وہی ہے زندگی والا کاش وہ لوگ
جانتے۔

تو جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے
ہیں اسی کو خالص مان کر توجیب دہاتہیں بچا لائے
نہشکی کی طرف تو شرک کرنے لگتے ہیں۔

تا کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمتوں سے اور تاکہ
تمتع حاصل کریں تو اب عنقریب جان لیں گے۔

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے حرم کی زمین پناہ بنائی اور
اچک لیے جاتے ہیں ان کے گرد لوگ تو کیا باطل پرستیں
لاٹے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفران نعمت کرتے
ہیں۔

اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ بانڈھے
یا حق کی تکذیب کرے جب اس کے پاس آئے کیا نہیں
جہنم میں ٹھکانہ کافروں کے لیے۔

اور وہ جو کوشش کریں ہماری راہ میں ضرور ہم انہیں
اپنا راستہ دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے
ساتھ ہے۔

وَمَا هِيَ الْحَيَوَةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ
الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَاتِ كَذُكُوتُوا
يَعْلَمُونَ ه

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَاوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ
لَهُمُ الدِّيْنَ فَلَمَّا بَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ
يُشْرِكُونَ ه

لِيُكْفَرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ ه

أَوَلَمْ نَبْرؤُا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مَّا أُمْنَا وَيُحْتَفَفُ
النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَ
بِإِنْعَامِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ه

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ه

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ه

لفظی ترجمہ

الحیوة زندگی

ہین کا یہ

ما نہیں

دور اور

اللّٰهُنَّامُ دُنْيَا كِي	اَلَّا مَكْر .	لَهُوْ . كَهِيْل	د . اور
لَعِبْ . كُوْد	د . اور	اِنَّ . بِلشِك	اللّٰهَ . كَهْر
اَلْاٰخِرَةُ . آخِرَتِ كَا	لَهُنَّ . تَقِيْنَا وَهِي	اَلْحَيَوَاتُ . زَنْدَكِي هِي	كُو . كَا ش
كَا ثُوَا . وَهِي هُوْتِي	يَعْمَلُوْنَ . جَانْتِي	فَاِذَا . تَوْجِب	رَكِبُوَا . سُوَارِ هُوْتِي هِي
فِي . بِيْع	اَلْفُلْكَ . كَشْتِي كِي	دَعُوَا . پِكَارْتِي هِي	اَللّٰهُ . اَللّٰهُ كُو
مُخْلِصِيْنَ . خَالِصِ كَرِي كِي	لَهُ . اسكِي لِي	اَلدِّيْنُ . دِيْن	قَلَمًا . پِهْرِي جِي
بَعْدَ . نَجَاتِ دِيْتَا هِي	هُوَ . اِن كُو	اِلَى . طَرَف	اَلدِّيْر . خَشْكِي كِي
اِذَا . تُوَا جَانِك	هُوَ . وَه	يُشْرِكُوْنَ . شُرِك كَرْتِي هِي	لِيَكْفُرُوَا . تَا كِه اِنكَار كَرِي هِي
بِنَا . اس كَا جُو	اَيْتِنَا . دِيَا هِي مَنِي	هُوَ . اِن كُو	د . اور
لِيَمْتَعُوَا . تَا كِه فَاذَرِه اُطْمَا شِي	هَسُوْتَ . تُو جَلْدِي	يَعْمَلُوْنَ . جَان لِي هِي كِي	اَوْ . كِيَا
كُوْتِي	يُوُوَا . دِي كِيَا اِهْوَالِي	اَنَّا . كَرِهِي مَنِي	جَعَلْنَا . بِنَا يَا
حَوْمًا . حَرَم	اَوْثَار . اَمِنِ وَالَا	د . اور	يَتَخَفُّ . اِجْلِي جَاتِي هِي
النَّاسُ . لُوْك	مِنْ حَوْلِهِمْ . اِنكِي كَرْدَا كَرْد	اَيُّهَا . بَا طِل . كِيَا بَا طِل كِي سَا قَط	
يُؤْمِنُوْنَ . اِيْمَانِ لَاتِي هِي	د . اور	بِيَعْمَتِي . اِنْعَام	اَللّٰهُ . خَدَا وَنَدِي كَا
يَكْفُرُوْنَ . اِنكَار كَرْتِي هِي	د . اور	مَنْ . كُوْن	اَظْلَمُ . زِيَادِه ظَالِمِ هِي
مَنْ . اس سِي جُو	اِقْتَدِي . بَانْدِ هِي	عَلَى . اُوِيْر	اَللّٰهُ . اَللّٰهُ كِي
كُنْبًا . جَهْوُط	اُذْرِيَا	كُنْبًا . جَهْمَلَا تِي	بِاَلْحَقِّ . حَق كُو
كُنَّا . جِي	جَاءَ . آ تِي	لَهُ . اسكِي پَاس	ا . كِيَا
لَيْسَ . نِهِي هِي	فِي . بِيْع	بِحَقِّمْ . دُوْر خ كِي	مَثُوِي . جَكِه
لِلْكَافِرِيْنَ . كَا فِرُوْل كِي لِي تِي	د . اور	اَلذِّيْنُ . جُو	جَاهِدُوَا . كُو شَش كَرِي هِي
فِيْنَا . هِمَارِي مَتَعَلِق	لَنَمْدِيْنَهُمْ . تُو ضرور دِي كِيَا شِي كِي هِي مَنِي اِن كُو	اَللّٰهُ . اَللّٰهُ	سُبَلَمَا . اِپْنِي رَا هِي
د . اور	اِنَّ . بِلشِك		لَمَعَ . سَا قَط
اَلْمُحْسِنِيْنَ . نِيكُوْل كِي هِي .			

خلاصہ تفسیر سائر احوال رکوع سورۃ عنکبوت پ ۱۱

وَمَا هِيَ إِلَّا الْحَيَوَانُ الْمُنِيَّا إِلَّا لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ - اور کیا ہے یہ دنیا مگر کھیل کود۔

یعنی دنیا ایسے ہی ہے جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں اور ان کا دل اس کھیل میں لگ جاتا ہے۔ پھر سب گھر وندے چھوڑ چھاڑ چل دیتے ہیں ایسے ہی دنیا ہے۔

وَأَنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - اور بے شک آخرت کا گھر وہی حقیقی زندگی کا گھر ہے کاش وہ جانتے۔

یعنی حقیقت دنیا و آخرت جانتے ہیں اور دنیا فانی ہے اور آخرت جاوداتی تو فانی زندگی کو دوامی زندگی پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَا بِلِلَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُمُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ - توجیب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی کو خالص مان کر دکھ وہی اس طوفان اور سمندر کے طغیان سے نجات دینے والا ہے۔

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ - توجیب ہم انہیں بچا لاتے ہیں خشکی کی طرف تو وہیں شرک کرنے لگتے ہیں۔

یعنی جب اندیشہ غرق نہیں رہتا اور پریشانی خشکی پر آنے سے ختم ہو جاتی ہے اور اطمینان مل جاتا ہے تو شرک کرنے میں دیر ہی نہیں لگاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ میسر کین دریا کی سفر میں جلتے ہوئے اپنا بت ساتھ لے جاتے لیکن جب باد مخالف چلنے لگتی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا تو بتوں کو بھول جاتے بلکہ انہیں دریا میں پھینک دیتے اور رب حقیقی کو دینا اِحفظنا دینا اِحفظنا پکارتے لگتے اور جب خشکی پر آ جاتے تو وہی پرانا شرک شروع کر دیتے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَنَّوْا أَنَّهُمْ يُعْلَمُونَ - تاکہ کفران نعمت کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو عنقریب جان لیں گے۔

یعنی مصیبت سے نجات پانے کا شکر کرنے کی بجائے ناشکری کرتے ہیں اور اپنی بت پرستی میں مشغول ہو جاتے ہیں برخلاف مومنین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اخلاص کے ساتھ شکر کرتے ہیں۔ تو کافروں کو

اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

اَوَلَمْ يَكْفُرُوا اَنَّا جَعَلْنَا حَوْمًا اِمْتًا وَيُعْظَمُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبَالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ
اللّٰهِ يَكْفُرُونَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے بنائی زمین حرم نپاہ والی اور اچکے لیے جاتے ہیں اس کے
گردے لوگ تو کیا باطل کے ساتھ ہی ایمان رکھتے اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔
یعنی اہل مکہ نے پر نہ دیکھا کہ مَنْ ذَخَرَ كَانْ اِمْتًا كَمَا مَطَابِقِ اہل حرم سکان مکہ معظمہ امن میں رہتے ہیں
اور اس کے ماحول میں جو ہیں وہ قتل بھی کیے جاتے ہیں اور گرفتار بھی ہوتے ہیں مگر باوجود اس کے وہ بت
پرست ہیں جو بالکل باطل ہے اور نعمت سے مراد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا پھر اسلام۔
اور مشرکین اس سے منکر ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ اخْتَارَىٰ عَلَىٰ اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكَافِرِيْنَ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ترین ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے
پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں۔

یعنی اس سے زیادہ اظلم کون ہے جو اللہ کا شریک مانتے یا قرآن کریم اور نبی روف و رحیم کی تکذیب
کریے تو یقیناً ایسے مشرک اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اَلَيْسَ اسْتِفْهَامِ انکار ہی ہے۔

ذَالِ الْيَمِيْنِ جَاهِدُوا وَاٰمِنَّا لَهْدِيْكُمْ سُبْحٰنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْكٰسِبِيْنَ۔ اور جہنوں نے ہماری راہ
میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے
سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی جس نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم سے
ثواب کی راہ دکھائیں گے۔

حضرت سعد بن عبد اللہ فرماتے ہیں جو اقامت سنت میں سعی کرے گا ہم سے جنت کی راہ دکھائیں گے
اور اللہ نیکوں کے ساتھ ہے یعنی ان کی نصرت و مدد فرماتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو سا لوال رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

وَمَا هِيَ اِلَّا النَّبِيَاۗلُ اَلَا لَهُمْ وَاَلْعِبَادِ اِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ لَهَا مِنَ الْجَيۡوَاتِ لَوْ كَانُوۡا يَعْلَمُوۡنَ
اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ہی دار حیات ہے کاش وہ جانتے۔
اس میں دنیا کی زندگی کی حقارت کی طرف اشارہ ہے۔ اَلَوْ سِیْ فَرَمَاتے ہیں وَكَيْفَ لَا وَاللّٰهُ يَبۡلَا الْاَبۡتَوٰتِ

عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بُعُوضَةٍ - اور کیوں نہیں جبکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی۔
فَقَدْ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُ
كَانَتْ الدُّنْيَا لَعْدِلٍ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بُعُوضَةٍ مَّا سَفَى كَافِرًا مِمَّنْ تَارَبَتْ مَاءَهُ تَرَنْدِي شَرِيعَتِمْ
سہل بن سعد نے کہا کہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا مچھر کے بازو کے برابر بھی اللہ کے نزدیک
حقیقت رکھتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کی نہ پلائی جاتی۔

”مگر یہ کھیل کود ہے۔ یعنی اَلَا كَمَا يَلْعَبُ بِهِنَّ الصَّبِيَّاتُ يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ وَيَتَهَيَّوْنَ بِهِنَّ سَاعَةً ثُمَّ
يَتَفَرَّقُونَ عَنْهُ - یعنی جیسے بچے کھیل کود میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں تھوڑی دیر پھر
اس سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ حال حیات دنیا کا ہے۔

ذَاتِ الدَّارِ الْآخِرَةِ لِهِيَ الْحَيَوَاتُ - اور بے شک آخرت کا گھر ہی حقیقی حیات کا گھر ہے۔
إِذْ لَا يَعْزُبُ مِنَ الْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ لِمَنْ فِيهَا - اس لیے کہ آخرت کے گھر میں جو ہے اس پر موت اور
فنا عارض نہیں ہوتی۔

حَيَوَانِ أَصْلٍ فِي حَيَاتٍ تَهَا - دوسری تہے کو آد سے بدل دیا اور یہ بدلنا خلاف قیاس ہے۔
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - اَيُّ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَمَا اتُّرِدُوا عَلَيْهِمَا الدُّنْيَا الَّتِي أَصْلُهَا عَدْمُ الْحَيَاةِ
یعنی کاش وہ سمجھتے کہ دنیا سے تعلق کیسا ہے اس لیے کہ دنیا کی اصل ہی عدم حیات ہے۔ اور اس کی نا
پائیداری اس سے ثابت ہے کہ جب وہ دریائی سفر کرتے ہیں تو حیات و موت کی کشمکش میں آجاتے ہیں
چنانچہ ارشاد باری ہے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِّ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُمُ الدِّينَ - توجب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو بچا
ہیں اللہ کو خالص طور پر۔

يَعْنِي لَا يَدِينُ كَرُؤْفَتِ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَدْعُونَ سِوَاكَ سُبْحَانَكَ يَعْلَمُونَ بِأَنَّكَ لَا تَكْتُمُ السُّنَّةَ
إِلَّا هُوَ عَزَّ وَجَلَّ - اس وقت سوائے اللہ عزوجل کے کوئی یا دہیں رہتا اور اس کے سوا اور کسی کو نہیں بچا
اس لیے کہ دل میں وہ سمجھتے ہیں کشف شدائد سوا اللہ عزوجل کوئی نہیں کر سکتا۔

فَلَمَّا بَجَا هُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ - توجب ہم انہیں نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف تو شرک
کرنے لگ جاتے ہیں۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَنَّوْا مَسَوفَ يَعْلَمُونَ - یہاں لام بمعنی کسے ہے یعنی تاکہ وہ کفر کریں ہمارے
دی ہوئی نعمتوں سے اور حیات دنیا میں متمتع رہیں تو عنقریب جان لیں گے۔

أَيُّ شَيْءٍ كُوفٍ لِيَكُونُوا كَافِرِينَ بِمَا آيَيْنَهُمْ مِنْ نِعْمَةِ الْبِعَاةِ بِسَبَبِ شُكْرِكُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا بِالْجَنَّةِ
 عَلَى عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ۔ تاکہ وہ شرک کر کے کافر رہیں ہماری نعمتوں سے اپنے شرک کے سبب اور بت
 پرستی پر رضی رہ کر چند روزہ زندگی پوری کریں۔ پھر اس کے بعد عنقریب اس کی سزا بردار قیامت پائیں۔
 أَوْلَعِيْبُودًا أَنَا جَعَلْنَا حَوْمًا مِمَّا دَبَّتْ عَلَيْهَا النَّاسُ مِنْ حَوَائِمِ أَقْبَالِ الْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ
 بِسَعَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے زمین حرم کو جائے امن بنایا اور اس کے گرد لوگ چک
 لیے جاتے ہیں تو کیا باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفر کرتے ہیں۔
 یعنی حرم پاک کو ایسا جائے امن بنایا کہ وہاں کے وحوش و طیور بھی مامون و محفوظ ہیں یہاں حرم سے
 مراد جائے حرم ہے یہ درحقیقت اس بات کا جواب ہے جو اہل مکہ نے حضور سے کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضحاک راوی میں جو آیه کریمہ کا شان نزول ہے۔
 إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ قَالُوا يَا مُحَمَّدًا مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَدْخُلَ فِي دِينِكَ إِلَّا خَافْنَا أَنْ يَخْطَفَنَا النَّاسُ
 لِقَتْلِنَا وَالْعَرَبُ أَكْثَرُ مِمَّا فَتَى بِلَغْنِهِمْ إِنَّا قَدْ دَخَلْنَا فِي دِينِكَ أَخْطَفْنَا فَكُنَّا أَكْلَةً دَأْسٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
 تَعَالَى۔ مکہ والوں نے حضور سے عرض کیا ہمیں آپ کے دین میں کوئی وجہ مانع نہیں مگر صرف یہ خوف ہے کہ
 ہم قتل میں اور عرب کافی ہیں تو جب انہیں خبر پہنچے گی کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہو گئے ہیں تو وہ ہمیں اچک
 لیں گے اور ہلاک و قتل کر دیں گے۔

اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ تم ایسی امن والی زمین پاک میں ہو جہاں
 تم اور وحوش و طیور اور سبزہ گھاس بھی محفوظ ہے پھر تمہارا یہ خوف لغو ہے۔

تو پھر یہ جانتے ہوئے بھی باطل یعنی بتوں کے اوپر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ پر کفران نعمت کرتے
 ہو اور شرک میں مبتلا ہو۔ پھر ارشاد ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ الْبَيِّنَاتُ فِي حَقِّهِمْ مَثْوًى
 لِلْكَافِرِينَ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ اور کون اس سے
 زیادہ ظالم ہے جو افتراء باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے حق کو جب وہ ان کے پاس آئے کیا ان کا ٹھکانہ جہنم
 میں نہیں جو کافر ہیں اور جو کوشش کریں ہمارے دین میں ضرور ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت فرمائیں گے
 اور بے شک اللہ ضرور نیکوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا اور کہنا کہ اس جھبیا اور جھبی سے یہ جھوٹ اور افتراء ہے اور اللہ پر جھوٹ
 افتراء کرنے والا ظالم ترین ہے اور ظالم ہے ایسے لوگوں کا مٹوئی یعنی ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے اور حق پر قائم رہے اس کے لیے وعدہ فرمایا گیا کہ ہم اسے اپنی راہ میں دکھائیں گے جن کے ذریعہ ہماری جناب تک وہ پہنچ سکے بعض نے اس کے معنی کیے۔

الْمُرَادُ لِنُرِيَهُمْ هَذَا آيَةً إِلَى سُبُلِ الْخَيْرِ وَتَوْفِيقًا لِسُلُوكِهَا فَإِنَّ الْجَهَادَ هَذَا آيَةٌ وَأَمْرٌ تَبَرَّكَ عَلَيْهَا وَقَدْ قَالَ تَعَالَى وَالَّذِينَ اهْتَدُوا زَادَهُمْ هُدًى.

اور حدیث میں ہے مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَزَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى عِلْمَهُ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔
سہمی کہتے ہیں۔ الْمُعْتَى وَالَّذِينَ جَاهَدُوا بِالنَّبَاتِ عَلَى الْإِيمَانِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا إِلَى الْجَنَّةِ۔
ایک قول ہے۔ الْمُعْتَى وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِي الْغَزْوِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الشَّهَادَةِ وَالْمُعْتَرَةِ۔
اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے جس کا یہ فائدہ ہو گا کہ ان کی نصرت و اعانت نیکوں کے ساتھ ہے۔
اس سورۃ مبارکہ کے ختم پر وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ فرمایا گیا اور شروع آحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفَعِّلُونَ سے فرمایا۔ اس میں تلمیح و اسطہ عقربے موحدین کے لیے۔

سُورَةُ الرَّومِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ روم۔ پ ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْم - رومی مقلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی	الْمَاءُ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ
مقلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔	مَنْ يُعْبَدُ عَلَيْهِمْ سَيُغْلَبُونَ
چند سال میں حکم اللہ کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن	فِي بَيْعِ بَيْتَيْنِ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ دَمِشْقَ
ایمان والے خوش ہوں گے۔	يَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ
اللہ مددگار ہے اور وہ مدد کر دیتا ہے جس کی چاہے اور	يَنْصُرِ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ
وہی عزت والا مہربان ہے۔	الرَّحِيمُ
یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ لیکن	وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعَدَاكَ وَذِكْرُكَ الْكَلْبُ
اکثر لوگوں سے نہیں جلتے۔	النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وہ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی ظاہری زندگی
دنیا کی اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔
کیا وہ نہیں سوچتے کہ اللہ نے ہی پیدا فرمائے آسمان
اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے مگر حق اور ایک مقررہ
میعاد سے اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب
سے ملنے کے منکر ہیں۔

اور کیا انہوں نے زمین کی سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے
پہلوں کا کیا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ تھے قوت
میں اور انہوں نے زمین جوتی اور آباد کی ان کی آبادی
سے زیادہ اور ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر
رسول آئے تو نہ تھا اللہ ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنی
جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

پھر جنہوں نے برائی کی ان کا انجام برائی سے ہوا کہ
اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور ان سے مستحرف کرتے تھے۔

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ
الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۗ
اَدْرٰكُمْ نَبِيَّكُمْ وَاٰتِيَ الْاَنْفُسِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى
ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِبِقٰءِ رَبِّهِمْ
اَلْكَافِرُوْنَ ۗ

اَدْرٰكُمْ نَبِيَّكُمْ وَاٰتِيَ الْاَرْضِ فَيَنْظُرُ وَاكَيْفَ كَانَ
عٰقِبَةُ الدّٰنِيْنَ مِّنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَسْتَدًا مِنْهُمْ
قُوَّةً وَّاَنَارُوا الْاَرْضَ وَعَمْرُوْهَا اَكْثَرُ مِمَّا
عَمْرُوْهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَاٰلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ
يُظْلِمُوْنَ ۗ

لَمَّا كَانَ عٰقِبَةُ الدّٰنِيْنَ اَسَاءُ وَاَلْسُوْدٰى
اَنَّ كَذٰبًا بَايٰتِ اللّٰهِ وَاَكَاوٰبَهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۗ

لفظی ترجمہ

اَللّٰهُ	عَلِيْتٍ مَّغْلُوْبٍ هُوَ كَيْتُ	الدُّدُوْمُ - رومی	فِيْ بَيْحٍ
اَدْنٰى قَرِيْبٍ كِي	اَلْاَرْضِ - زَمِيْنِ كِي	وَر - اور	هُوَ - وہ
مِّنْ بَعْدٍ - بَعْد	عَلِيْمٍ - اِنْسِي مَّغْلُوْبٍ هُوِي كِي	سَيَعْبُدُوْنَ - جَلْدِي غَالِبٍ اَجَابِيْسِي كِي	
فِيْ بَيْحٍ	بِصِيْحٍ - بِيْنَد	بِسِتِيْنٍ - سَالُوِي كِي	بِاللّٰهِ - اللّٰهُ هِي كَا
اَلْاَمْرُ حَكْمٌ هِي	مِّنْ قَبْلٍ - پِلهِي كِي	وَر - اور	مِّنْ بَعْدٍ - پِيْچِي كِي
وَر - اور	يَوْمِيْنٍ - اِسْ دِن	يَعْرِضُ - نِيْمُوْشِي هُوِي كِي	اَلْمُوْمِنُوْنَ - مَوْمِيْن
بِنَصْرِ - مَدَد	اللّٰهِ - اللّٰهُ كِي سِي	يَنْصُرُوْ - مَدَد دِي تَا هِي	مَنْ - جِيْسِي
يَنْصُرُوْ - جِي هِي	وَر - اور	هُوَ - وہ	اَلغَرِيْبُوْ - غَالِب

الرَّحِيمِ مَهْرِيَانِ هَيَّ وَوَعْدًا وَعَدَمُ هَيَّ

يُخَلِّفُ خِلَافَ كَرِيْمًا

اَلَيْكُنَّ لِيَكُنَّ

يَعْلَمُونَ جَانِتِي

اَللَّيْتِيَا دِيْنِيَا كِي

هُوَ وَه

يَتَفَكَّرُ حَارِ سُوْجَا اِنهَوْنَ لِي

خَلَقَ بِيْدِيَا كِيَا

اَلْاَرْضِ زِيْمِيْنِ كُو

اَلَا مَكْر

مُسْتَهِي مَقْرَر

مِنَ النَّاسِ لُوْكَ

اَوْ كِيَا

اَلْاَرْضِ زِيْمِيْنِ كِي

عَاقِبَتُهُ اِنجَام

اَشَدُّ زِيَادَه تَحِي

اَشَدُّ اِبْجُوْتَا اِنهَوْنَ لِي

اَلْاَرْضِ زِيَادَه

د- اور

فَمَا تُوْهِيْنَ

د- اور

يُظَلِمُونَ ظَلَمَ كَرِيْمِي

اَللَّيْمِيْنَ اِيْمَانِ كَا جِهِنُوْنَ لِي

كُنَّ جُوَا جِبْلِيَا

كَانُوا تَحِي

وَعْدًا وَعَدَمُ هَيَّ

اَللَّهُ وَاللَّهُ

اَكْثَرُ اَكْثَر

يَعْلَمُونَ جَانِتِي هِي

د- اور

عَافِلُونَ عَافِلِي هِي

فِي بِيْج

اَللَّهُ وَاللَّهُ لِي

د- اور

بِالْحَقِّ سَاكُفُ حَقِّ كِي

د- اور

بِلِقَاءِ رِطَاقَات

كُوْرِنِي

فِيَنْظُرُوْا كِي دِيْكِيْتِي

اَللَّيْمِيْنَ اِنكَا جُو

مِنْهُمْ اِن سِي

اَلْاَرْضِ زِيْمِيْنِ كُو

مِنَّا اِس سِي جُو

جَاءَهُمْ اَمِيْنِي كِي پَاس

كَانَ تَحِيَا

اَلَيْكُنَّ لِيَكُنَّ

تَحِيَا بِيْجَر

اَسَاوِدَا بَرَاوِي كِي

بَايَاتِ اَيْتُوْنَ

بِهَاد اِن سِي

اَللَّهُ الشُّرَا

وَعْدًا كَا اِنِي وَعَدِي كَا

النَّاسِ لُوْكَ

ظَاهِرًا ظَاهِرِي

هُوَ وَه

اَوْ كِيَا

اَلْقَسِيْمِ اِنِي جَانُوْنَ كِي

السَّمَوَاتِ اَسْمَانُوْنَ

مَا جُو

د- اور

اِنَّ بَلِيْشِيْكَ

دِيْمِي اِنِي رِبَا سِي

يَسِيْرُوْا بِيْجَرِي وَه

كِيْفَ كِيَا

مِنَ قَبْلِيْمِ اِنِي سِي پِيْلِي تَحِي

قُوَّةً طَاقَاتِي هِي

د- اور

عَمْرُوْا اَبَا دِيْكِيَا اِنهَوْنَ لِي

وَسَلَمِي اِنِي رِسُوْلِي

اَللَّهُ وَاللَّهُ

كَانُوا تَحِي

كَانَ سُوَا

السُّوَا بَرَا

اَللَّهُ الشُّرَا كِي كُو

يَسِيْرُوْا دِيْكِيَا تَحِي كَرِيْتِي

لَا نَهِيْنَ

د- اور

لَا نَهِيْنَ

مِنَ الْحَيَاةِ زِيْمِي

عَمِنَ الْاٰخِرَةِ اٰخِرَتِي

كُوْرِنِي

مَا نَهِيْنَ

د- اور

بَيْنِيَا اِنِي دَرِيْمَانِ هِي

اَجَلِي عِدَتِي

كَثِيْرًا بِيْهَتِي سِي

كَا فَرُوْدَنِي مَسْكُرِي هِي

فِي بِيْج

كَانَ سُوَا

كَانُوا وَه

د- اور

عَمْرُوْا هَادِيَا بَا دِيْكِيَا اِسْكُو

هَادِيَا اِس كُو

بِالْبَيِّنَاتِ دِلَالِي لِي كِي

لِيُظَلِمُوْا كِي ظَلَمَ كَرِيْمَانِ پَر

اَلْقَسِيْمِ اِنِي جَانُوْنَ پَر

عَاقِبَتُهُ اِنجَام

اِنَّ بِيْرِي كِي

د- اور

خلاصہ تفسیر ہلالہ کوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲

سورہ روم مکیر ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ابن عطیہ وغیرہ سے مروی ہے لَاجِلًا فَسَفِي مَكِيلَتِنَا وَلَمْ نَسْتَنْتُوا مِنْهَا شَيْئًا۔ بلا خلاف یہ سورۃ مبارکہ مکیر ہے اور اس میں کسی آیت کا بھی استثناء نہیں کیا گیا۔
 حسن فرماتے ہیں هِيَ مَكِيلَةٌ اَلْقَوْلُ لَعَالَى مُسَبِّحَاتِ اللّٰهِ حِيْنَ تَسُوْدُ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَهَرَجَلًا مَدَنُ هَبِ الْجَهْوَرِ وَالْتَفْسِيْرُ لِلْمُرْتَضَى۔ یہ سورۃ مکیر ہے مگر آیت مُسَبِّحَاتِ اللّٰهِ حِيْنَ تَسُوْدُ الْاَيَةُ لَيْكِنْ يَرَى قَوْلَ خِلَافِ مَذْهَبِ جَهْوَرٍ اَوْ مُسْتَنْدَفِ تَفْسِيْرِ كَيْ هِيَ۔

اور اس کی آیتیں ساٹھ ہیں اور بعض کے نزدیک پچپن آیات ہیں۔
 اور سابقہ سورہ عنکبوت سے اس کا اتصال بقول جلال الدین سیوطی اس حکمت سے ہے کہ اس کے آخر میں
 وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِتْنًا لَّهَدِيْنَهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ آیا ہے۔

اور اس سورۃ مبارکہ میں شروع نصاریٰ اہل کتاب پر مومنین کو نصرت کا وعدہ دیا ہے اور مومنین کو فرج دسرور اس وعدہ سے ہوا اس لیے کہ دولت اہل جہاد کے لیے ہے دین و دنیا کی۔
 اس سورۃ مبارکہ میں ۶ رکوع ۶۰ آیتیں تین ہزار پانچ سو چونتیس حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرُّومُ - عَلِيَّتِ الرَّوْمُ - الف - لام - میم - مغلوب ہوگا روم۔
 روم کی تحقیق پر آلوسی فرماتے ہیں هِيَ قَبِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ مِنْ ذُرِّيَّةِ بَنِي يُوْنَانَ بْنِ عَلِيَّاتِ بْنِ يَاقِثَ بْنِ تُوْجِ عَلَيْهِ السَّلَامُ - روم ایک زبردست قبیلہ ہے اولاد رومی بن یونان بن علجان بن یاقث بن نوح علیہ السلام کا۔

اور ایک قول ہے مِنْ ذُرِّيَّةِ يَاقَانَ بْنِ يَاقِثَ - یہ قبیلہ اولاد یاقان بن یاقث سے تھا۔
 اور ایک قول ہے مِنْ اَوْلَادِ رَعُوْبِيْلَ بْنِ عِيْصِ بْنِ اسْحَقَ بْنِ اَبُو اَهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - یہ قبیلہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔
 اور جوہری کہتے ہیں مِنْ ذُرِّيَّةِ بَنِي عِيْصِ الْمَدَنِيِّ - یہ قبیلہ روم بن عیص سے تھا۔

خلاصہ تفسیر رکوع اول - سورۃ روم - پ ۱

آلہم یہ ابتداء سورت کے حروف مقطعات ہیں۔ ان کی تشریح اول آچکی ہے۔ یہاں دوسری تفسیر مناسب متن مضمون سورۃ سے یہ ہے کہ آلف سے مراد اسلام اور لام سے مراد اہل کتاب اور مے ان کا مغلوب ہونا ظاہر فرمایا گیا۔ گویا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ فی الحال رومی ایرانیوں سے مغلوب ہو گیا ہے لیکن بالآخر رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور پھر مسلمان رومیوں اور ایرانیوں دونوں پر غالب آئیں گے۔

عَلَيْتِ الذُّمُّ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَعْلَبُونَ فِي بَصِيعِ سِنِينَ۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ

فارس اور روم کے باہم جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لیے مشرکین عرب ان کا غالب ہونا پسند کرتے تھے۔

اور رومی اہل کتاب تھے مسلمان ان کا غلبہ پسند کرتے تھے۔

خسر و پرویز فارس کا تاجدار تھا اس نے رومیوں پر لشکر کشی کی اور قیصر روم جسے ہرقل کہتے تھے اور انگریز مورخ ہرکلس کہتے ہیں اس نے بھی لشکر دفاع کے لیے بھیجا۔

یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے مختصر یہ کہ اہل فارس ان پر غالب ہوئے مسلمان پیغمبر سن کر غمگین ہوئے اور کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب تم دونوں مذہب ہی بھائی ہو۔ اور ہم بھی اہل کتاب اور اہل فارس بھی امی لہذا وہ ہمارے بھائی ہیں۔

چونکہ اہل فارس ہمارے بھائی کتابیوں پر غالب ہوئے تو جب ہماری جنگ ہوگی تو ہم بھی یقیناً تم پر غالب ہوں گے۔

اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں ان میں خبر دی گئی کہ چند سال گذرتے ہیں کہ رومی اہل فارس پر غالب آجائیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ میں اعلان فرمادیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے لے مکہ والو تم اس نتیجہ جنگ سے خوش نہ ہو ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔

اس پر ابی بن خلف آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سو سو اونٹ کی شرط کھڑے لگا۔

آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر نو سال میں اہل فارس غالب آجائیں تو ہمارے ذمہ ہوگا کہ ہم اپنی سو اونٹ

دیں گے اور اگر رومی فارس پر غالب آجائیں تو ابی تکے ذمہ ہوگا کہ وہ حضرت صدیق کو سواونٹ دے۔
یہ وہی سٹھ تھا جس پر آج لندن کے نرنج پر شرطیں کر کے لاکھوں روپیہ ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک
اس کی حرمت کا حکم نہ تھا۔ بعد میں عقود فاسدہ ربلوا وغیرہ حرام ہو گیا۔

بعض ائمہ مثل امام بہنام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اس طرف ہیں کہ اس قسم کے عقود حربی کفار
وغیرہ کے ساتھ جائز ہیں اور اسی واقعہ کو اس کی علت پر دلیل لاتے ہیں۔

چنانچہ سات سال بعد یہ پیشگوئی صحیح ہو گئی اور صلح حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آگئے
اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھ دیے۔ اور عرق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنا رکھ دی۔
اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرط کے سواونٹ ابی تکے اولاد سے وصول کر لیے اس لیے کہ اس
مدت کے پورے ہونے سے پہلے ابی تکے کا تھا۔

پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو حکم دیا کہ یہ شرط کے حاصل کیے ہوئے اونٹ
صدقہ کر دیں تو آپ نے صدقہ کر دیے۔

اس پیشگوئی کو حضور علیہ السلام کی تصدیق نبوت پر بین دلیل کہا گیا جو قرآن اور سیدنا نام کی مصدق ہیں۔

(غازی - مدارک)

فِي آدَتِي الْأَدَّتِي - پاس کی زمین میں۔

یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب ہے

ذَهْوَمِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَعْلَبُونَ فِي بَضِيعِ سِتَيْنَ - اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب

ہوں گے چند سال میں۔

عربی میں بضع کا اطلاق تو برس پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نو سال کی مدت کے اندر ساتویں ہی برس رومی
غالب آگئے اور فارس مغلوب ہو گئے۔

لِللَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ - اللہ کا ہی حکم ہے پہلا اور بعد کا۔

یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی حکم الہی کا ہی ظہور تھا۔

اہل فارس کا غلبہ بھی حکم الہی تھا اور اہل روم کا پھر غلبہ یہ دونوں حکم الہی تھے جو قضا و قدر کے ماتحت ہیں۔

گویا اس قادر و قیوم نے اول فارسیوں کو غالب کیا اور اسی نے کتابوں کو ان پر غالب فرمایا۔ یوم بدر

میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور اہل فارس پر غلبہ دے کر۔

وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ - اس دن ایمان والے خوش ہیں اللہ کی مدد سے۔

يُنصَرُونَ يَتَسَاءَلُونَ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ - وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی عزت والا ہے اور ان سے
چنانچہ مسلمانوں کو اس دن فرح و سرور بخشا۔

وَهَذَا اللَّهُ لَا يُغَدِّفُ اللَّهُ وَوَعْدًا ذِكْرًا لِكثَرِ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنا
وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

چنانچہ جو اس نے وعدہ کیا ہے پورا فرمایا مگر جاہل لوگ اس کی حکمتوں سے بے خبر ہیں۔
يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِمَّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ خَافِلُونَ - وہ تو ظاہری زندگی دینا
جانتے ہیں اور آخرت سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یعنی ان کی نظر میں صرف اور صرف دنیا کی زندگی ہے اور بعث و نشر سے اتنے بے خبر ہیں کہ اسے مانتے
بھی نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّبِينٍ
وَإِن كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ - کیا انہوں نے غور و فکر لینے میں نہ کیا کہ اللہ نے ہی پیدا
تر کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بائیں ہے اللہ تعالیٰ نے عبث اور باطل نہیں بنائی ان کی تخلیق میں
بے شمار حکمتیں ہیں اور یہ سب کچھ ہمیشہ کے لیے نہیں بنایا بلکہ ایک مدت معین کر دی ہے جب وہ مدت پور
ہو جائے گی تو یہ سب کچھ فنا ہوں گے اور وہ مدت قیامت کے قائم ہونے تک ہے اور یہ کافر سے کیا
سمجھیں یہ تو بعث بعد الموت پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ پھر ارشاد ہوا۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ وَعَمَّوْهَا أَكْثَرُ مِمَّا عَمَّرُوْهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُظْلَمُوا
وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ - اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا
انجام ہوا جو ان سے زیادہ زور دار اور طاقتور تھے اور زمین جو انہوں نے آباد کی ان سے زیادہ زمینیں
اور ان کے پاس رسول آئے روشن نشانیاں لے کر تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی
اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

یعنی وہ قوم ان سے پہلے گزر چکی جو ان سے زیادہ دنیاوی معاملات میں ترقی کر چکی تھی۔ انہوں نے
ان سے زیادہ زمینیں آباد کیں اور ان سے زیادہ قوت والی تھیں اور جب ان کے پاس ہمارے رسول
لشائیاں لے کر آئے تو اپنی عقل کج خرام سے ان کی تکذیب پر اتر آئے آخر اسی تکذیب کی سزا میں ہلاک
کیے گئے ان کے اہل و عیال اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لیے موجب عبرت ہیں اور یہ

ان کے کیسے کی سزا ہے جیسا انہوں نے کیا ویسا ہی بدلہ پایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ظلم ہو سکتا ہے نہ اس نے ظلم کیا بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر بد اعمالی کر کے ظلم کیا اس کی سزا پائی۔ اور وہ ہلاک ہوئے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

لَمْ يَكُنْ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا وَالسُّوْاۗءُ اَنْ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ روم۔ پ ۲۱

الْم - غَلِبَتِ الرُّومُ فِي اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ - فِي يَضَعُ سِنِيْنَ الف - لام - ميم اس کی تصریح اول آچکی ہے۔ علامہ آلوسی باب الاشارات میں فرماتے ہیں اَلَا تُفْتِ اِسْرَافًا اِلَى الْفَتْحِ طَبِيعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَلَمِ اِلَى اللُّؤْمِ طَبِيعَ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمِيْمِ اِلَى مَخْفَرَةِ كَرَبِ الْعٰلَمِيْنَ - یعنی روم مغلوب کیے جائیں گے فی اَدْنَى الْاَرْضِ لَمْ اَقْرَبَهَا - قَرِيْبَ كِي زِيْمِ يْنِ اوروہ یعنی روم اس مغلوبیت کے بعد فارس پر عتقرب غالب ہوں گے۔ چند سالوں میں۔

غَلِبَتِ الرُّومُ - اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں هِيَ قَبِيْلَتُهُ عَظِيْمَةٌ مِنْ دُوْدٍ دُوْحِيٍّ بِيْنِ يَوْمَاتِ بِنِ عُلَجَاتِ بِنِ يَافِثِ بِنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ - رومی ایک بہت بڑے قبیلے کا نام ہے جو رومی بن یونان بن علجان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔

وَقِيْلَ مِنْ دُوْدٍ دَعْوَيْلِ بِنِ عِيصِ بِنِ اسْتَعْقِ بِنِ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - ایک قول ہے کہ یہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابرہیم علیہ السلام سے تھا۔

وَقِيْلَ مِنْ دُوْدٍ يَافِثِ بِنِ يَافِثِ - ایک قول ہے کہ وہ یافان بن یافث کی اولاد سے ہے۔

وَقَالَ الْجَوْهَرِيُّ مِنْ دُوْدٍ رُوْمِ بِنِ عِيصِ - جوہری کی تحقیق میں وہ اولاد روم بن عیص سے ہے۔

صَادَتْ لَهَا دَاقِعَةٌ مَعَ فَارِسَ عَلِيٍّ اَمْرًا دَسُوْلًا اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَلِبَتْهَا وَقَهَوْتَهَا

فَارِسُ - عہد رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم میں فارس سے ان کا مقابلہ ہوا تو ان پر فارس غالب ہوا اور یہ مغلوب ہو گئے تھے۔

فِي اَدْنَى الْاَرْضِ - اَيْ اَقْرَبُهَا وَالْمَرَادُ بِالْاَرْضِ اَرْضُ الرُّومِ - اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد قریب کی زمین ہے اور وہ ارض روم ہے۔

وَقَدْ جَاءَ مِنْ طَرَفِي عِدِيدَةٌ إِنَّ الْحَرْبَ وَقَعَ بَيْنَ أَذْرُعَاتٍ وَبُصْرَى بِتَعْدُدِ آيَاتِهِ
معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ اذرعات اور بصری کے مابین واقع ہوئی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالسُّدِّيُّ بِالْأُدْدِ وَالسُّطَيْتُ - ابن عباس اور سدی کہتے ہیں یہ جنگ اردل
اور سطین میں ہوئی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِالْبَحْرِ يُرْوَى عَنِ الْجَزِيرَةِ الْعَرَبِيَّةِ لِأَجْزِيَّةِ الْعَرَبِ - مجاہد کہتے ہیں یہ جنگ جزیرہ
عرب میں ہوئی تھی نہ کہ جزیرہ عرب میں۔

ابن جبر کی پہلے قول کو صحیح فرماتے ہیں۔

وَهُمْ مَن بَعْدَ عَلَيْهِمْ سَيَغْلِبُونَ اور وہ یعنی روم والے فارس کے غلبہ کے بعد فارس پر غالب آئیں گے
فی بضع سنین - چند سالوں میں۔

وَالْبُضْعُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ إِلَى الْعَشِيرِ - بضع کے منقول آگوسی فرماتے ہیں یہ تین سے دس سال کے
لیے مستعمل ہوتا ہے بقول اصمعی۔

اور مجمل میں ہے مَا بَيْنَ الْوَاحِدِ إِلَى التَّسْعَةِ - ایک سے نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ مَا بَيْنَ الْعُقْدَيْنِ فِي جَمِيعِ الْأَعْدَادِ - مبرد کہتے ہیں تمام وہائیوں میں دو عددوں کے
مابین کو بضع کہتے ہیں۔

اس کا واقعہ نزول اس طرح ہے

رَوَى أَنَّ فَارِسَ غَزَوْا الرُّومَ فَوَافَوْهُمُ بِأَذْرُعَاتٍ وَبُصْرَى فَعَلَبُوا عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ فَسَقَى ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ
يُظَهَرَ الْأُمِّيُّونَ مِنَ الْجَوْسِ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ الرُّومِ وَفَرِحَ الْكُفَّارُ بِمَكَّةَ وَسَمَّوْا فَلَقُوا أَصْحَابَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَالْبُصْرَى أَهْلُ كِتَابٍ وَظَهَرُوا إِخْوَانًا مِنْ أَهْلِ
فَارِسَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنَّكُمْ أَنْ تَأْتَلُمُونَا لَنُظْهِرَنَّ عَلَيْكُمْ الْبَيْتَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
الْحَرَامَ خَلَبَتِ الرُّومُ الْآيَاتِ -

روایت ہے کہ فارس نے رومیوں پر چڑھائی کی اور وہ اذرعات و بصری تک پہنچ گئے اور رومیوں
پر غالب آگئے اس واقعہ کی اطلاع جب حضور اور اصحاب کرام تک پہنچی اور یہ سب مکہ معظمہ میں تھے تو یہ خبر
صحابہ کرام کو شاق معلوم ہوئی اور حضور سید عالم بھی اسے پسند نہ فرماتے تھے کہ امی یعنی اہل فارس جو جو جوسی ہیں وہ
اہل کتاب پر غالب آئیں اور اس خبر سے مشرکین مکہ خوش ہوئے اور طعنہ دینے لگے مسلمانوں کو تو یہ حضور کے

اصحاب سے ملے اور بولے تم اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب۔

اس وقت ہمارے بھائی جو اہل فارس ہیں تمہارے بھائی اہل کتاب پر غالب آگئے ہیں۔ اور اگر تم ہمارے ساتھ مقاتلہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتحیاب فرمائے گا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آتَانِي الْأَرْضَ وَهُوَ قَدِيرٌ عَلَيْهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَيْضِ سِنِينَ ۝
فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْكُفَّارِ فَقَالَ أَفَرِحْتُمْ بِظَهْرٍ إِخْوَانِكُمْ عَلَى إِخْوَانِنَا فَلَا تَفْرَحُوا وَلَا يَقْرَتَ اللَّهُ عَيْنَكُمْ قَوْلَ اللَّهِ لِيُظْهِرَنَّ الرَّؤْمَ عَلَى فَارِسٍ أَخْبَرَنَا بِذَلِكَ سِنِينَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کفار کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اپنے مشرک بھائیوں کی فتح پر خوش ہو کہ ہمارے بھائیوں پر وہ غالب آگئے ہیں تو میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس پر نہ اتراؤ اللہ تعالیٰ اس فتح پر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے گا قسم بخدا عنقریب رومی فارس پر فتحیاب ہوں گے یہ غیبی اطلاع ہمیں ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ یہ سن کر

فَقَامَ إِلَيْهِ أَبِي بَكْرٍ خَلِيفَ فَقَالَ كَذَبْتَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْتَ الْكَذَّابُ يَا عَدُوَّ اللَّهِ تَعَالَى أَنَا صَبِيكَ عَشْرَ قَلَائِصَ مِنِّي وَعَشْرَ قَلَائِصَ مِنْكَ۔ فَإِنْ ظَهَرَتِ الرَّؤْمُ عَلَى فَارِسٍ عَرَمَتْ وَإِنْ ظَهَرَتْ فَارِسٌ عَرَمَتْ إِلَى تَلَاثِ سِنِينَ فَنَاجِبٌ۔

آپ کی طرف ابی بن خلف کھڑا ہو کر بولا آپ غلط کہتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بڑا جھوٹ بولنے والا ہے اور اللہ کا دشمن ہے آپیں دس اونٹ اپنی طرف سے شرط رکھتا ہوں اور دس تو اپنی طرف سے رکھ دے۔ اگر روم فارس پر تین سال تک غالب آگیا تو تیرے دس اونٹ میں لے لوں گا اور فارس رومیوں پر غالب آگیا تو میرے دس اونٹ تیرے ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہو گیا۔

ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا هَكَذَا ذَكَرْتَنَا أَمَا الْبَيْضُ مَا بَيْنَ التَّلَاثِ إِلَى التَّسْعِ فَذَائِدُكَ فِي الْخَطْرِ هَادِكٌ فِي الْأَجَلِ۔

پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو گفتگو ابی بن خلف سے ہوئی تھی وہ سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین سال نہیں اس لیے کہ بیض کا اطلاق تین سے تو تک ہوتا ہے لہذا مدت میں زیادتی کر لو اور اس پر یہ شرط کر لو۔

فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَلَقِيَ أَبِيًّا فَقَالَ لَعَلَّكَ نَدِمْتَ قَالَ لَا تَعَالِ أُرَايِدُكَ فِي الْخَطْرِ وَأُمَا ذِكِّ فِي الْأَجَلِ فَاجْعَلْهَا مِائَةَ قَلْوَصٍ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ۔

تو حضرت صدیق ابی بن خلف کی طرف پھر تشریف لے گئے تو ابی کہتے لگا شاید آپ اپنے ہمراہ سے
 نام میں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ آؤ ہم زیادہ اونٹوں کی شرط کرتے ہیں یعنی سو سو اونٹ نو سال تک۔
 قَالَ مَا فَعَلْتُ فَلَمَّا أَوَادَ أَبُو بَكْرٍ الْهَجْرَةَ طَلَبَ مِنْهُ أَبِي كَيْفِيًّا فَأَعْطَاهُ كَيْفِيًّا بِالْخَطِّ
 غَلَبَ فَكَفَلَ بِهِ ابْنَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمَّا أَوَادَ الْخُرُوجَ إِلَى أَحَدٍ طَلَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِالْكَفِيلِ
 فَأَعْطَاهُ كَيْفِيًّا. وَمَاتَ أَبِي مِنْ جُورِ جَرَحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَظَهَرَتِ الزُّمَرُ عَلَى قُلُوبِ
 قَوْمٍ فَدَخَلَتِ السَّنَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابی بولنا مجھے منظور ہے تو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ روانہ ہونے لگے
 تو ابی بن خلف نے ضمانتی طلب کیا آپ نے ضمانت عبد الرحمن اپنے بیٹے کی دیدی تو جب ابی غزوہ
 کے لیے نکلا تو حضرت عبد الرحمن نے اس سے ضمانت مانگی اس نے بھی ضمانت دیدی اور حضور کے ہاتھ
 سے وہ احد میں زخمی ہو کر مر گیا۔ پھر رومی ساتویں سال فارس پر غالب آگئے تو اس کے وراثت نے ابو بکر
 صدیق کو سو اونٹ دیدیے۔

بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومی یوم حدیبیہ میں غالب آئے۔
 اور ترمذی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یوم بدر آیا تو اسی دن روم فارس پر فتحیاب ہوئے
 اور حضرت صدیق شرط کے اونٹ لیکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو
 فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَصَدَّقْ بِهِ بِحُضُورِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَعْمَ دِيَارُكَ يَسِبُ
 اونٹ صدقہ کر دو۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونٹ کس لیے صدقہ کیے گئے؟ اگر یہ شرط قبل تحریم قمار تھی کہ جائز
 تھی اور چونکہ یہ سورۃ نکی ہے اور تحریم خمر اور میسر آخر نزول قرآن پر آئی تو یہ مال مشکوک بھی نہ تھا اور اگر
 بعد تحریم یہ شرط کی گئی تھی تو مال حرام کا صدقہ بھی جائز نہیں تھا۔
 اگر کہا جائے کہ یہ مال حربی کا تھا اور عقود فاسدہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حربی
 سے ہیں تو اس پر آؤسی فرماتے ہیں کہ حضور نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ یہ صدقہ کر دیے جائیں تو مال حلال
 کا صدقہ ہی ہوا۔

اور مسلک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے مطابق عقود فاسدہ دار الحرب میں مسلمین و کفار کے مابین
 جائز ہیں۔ بنابرین اس کے حلال و مباح ہونے میں کوئی تاثر نہیں بشرطیکہ وہ دار الحرب میں کسی حربی سے
 کیا جائے جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف کے ساتھ کیا تھا۔ کما فی روح المعانی و

خلاصہ یہ کہ یہ رومیوں کو فتح فارس پر سلطنت خسرو پرویز میں ہوئی۔ کما قال الألوئی۔
 وَكَانَتْ كَلْتَا الْعَلْبَنَيْنِ فِي سُلْطَنَةِ خُسْرٍ وَبِرْدِيْزٍ۔ اور یہ دونوں غلبے خسرو پرویز کے عہد میں ہوئے
 چنانچہ صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں اَشْرًا لَمَّا مَضَى مِنْ سُلْطَنَةِ خُسْرٍ دَارَ لَبْعَةِ عَشْرَ سَنَةً
 عِنْدَ الْرُومِيِّوْنَ يَمْلِكُهُمْ وَقَتْلُوْا مَعَ اَيْنِسَ بَنَاطُوسَ وَهَرَبَ اَيْنِسَ الْاَخْرَجَ اِلَى خُسْرٍ وَفَجَّحَ مَعَهُ ثَلَاثَةَ
 دُوْسًا اَوْ لِيْ قَدْرٍ دَرِيْعٍ مَعَ عَسْكَرٍ عَظِيْمٍ فَدَخَلُوْا بِلَادَ الشَّامِ وَفَلَسْطِيْنَ وَبَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَاسْرَدَا
 مِنْ فِيْهَا مِنْ اَلْاَسَاقِفَةِ وَغَيْرِهِمْ وَادْسَلُوْا اِلَى خُسْرٍ وَالصَّلِيْبِ الَّذِي كَانَ مَدْفُوْنًا عِنْدَهُمْ فِي
 التَّابُوْتِ مِنْ ذَهَبٍ وَكَذَلِكَ اسْتَوْلُوْا عَلٰى اَلْاَسْكَندَرِيَّةِ وَبِلَادِ التَّوْبِيَّتِ اِلَى اَنْ وَصَلُوْا اِلَى نَوَاحِي
 الْقُسْطَنْطِيْنَةِ وَاکْثَرُوْا الْمَخْرَابَ وَجَهَدُوْا عَلٰى اِطَاعَةِ الرُّومِيِّيْنَ لِاِنَّ تَبَارَكَ فَمَا تَحْصِلُ۔

چیکہ سلطنت خسرو کو چودہ برس گذر گئے تو رومیوں نے ان کے ملک پر چڑھائی کی اور انہیں مع اس
 کے بیٹے ناطوس کے قتل کر دیا اور دوسرا بیٹا خسرو کی طرف بھاگ گیا۔
 پھر اس کے ساتھ تین رئیس بڑے معزز تیار ہوئے اور ایک بھاری لشکر کے ساتھ بلاد شام اور فلسطین
 اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جتنے وہاں سردار تھے سب کو قید کر کے خسرو کی طرف بھیج دیے اور
 وہ صلیب جو سونے کے صندوق میں بند کر کے دفن کر رکھی تھی وہ بھی خسرو کی طرف بھیج دی حتیٰ کہ اسکندریہ اور
 بلاد نوبہ پر قبضہ کرتے کرتے نواحی قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور خوب جنگ ہوئی۔

اور رومیوں کے مطیع کرنے میں کافی جدوجہد کی گئی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔
 ایک قول یہ ہے کہ رومیوں نے اس وقت ایک شخص کو اپنا حاکم بنا لیا تھا جس کا نام قتل تھا جسے انگریزی تواریخ
 میں برکلس کہتے ہیں یہ نہایت عادل اور خدا ترس تھا اس نے جب فارس کی تخریبی کیفیت یہاں تک دیکھی کہ روم
 میں قتل و غارت عام ہونے لگا۔

تو یہ رویا اور بارگاہ الہی میں تخلص روم کی دعا کی چنانچہ تیردعا نشانہ اجابت پر لگا اور اس نے خواب میں
 دیکھا کہ اس کے آگے خسرو پانچو لال لایا گیا ہے۔
 اور اسے کوئی کہتا ہے کہ پرویز کے مقابلہ میں جلدی کر تجھے فتح و ظفر حاصل ہوگی چنانچہ ہر قتل نے لشکر جمع
 کیا اور قسطنطنیہ سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا جب خسرو نے سنا تو اس نے بھی بارہ ہزار کا لشکر جمع کیا جس میں
 اس کی قوم کے امر بھی شامل تھے۔

پھر ہر قتل نے ان سے مقابلہ کر کے ان کے نو ہزار لشکری اور روم سا قتل کر دیے۔ بعض روایات سے یہ

بھی ثابت ہوتا ہے کہ رومیوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَرَأَيْنَا فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ سَبَبَ ظَهْرِ الرُّومِ عَلَى فَارِسٍ أَنَّ كِسْرَى لَبَّحَتْ
إِلَى أَمِيرِكَا شَهْرِيَارٍ وَهُوَ الَّذِي دَلَّكَ عَلَى مُحَارَبَةِ الرُّومِ أَنْ أَمَلَ أَخَاكَ فَرَخَانَ لِمَقَالَتِهِ قَالَهَا
وَهُوَ قَوْلُهُ لَقَدْ دَأْبْتَنِي جَالِسًا عَلَى سِرِّ كِسْرَى فَلَمَّ يَقْتَدُ بَعَثَ إِلَى فَارِسٍ أَنِّي قَدْ عَزَلْتُ
شَهْرِيَارًا وَقَلَيْتُ أَخَاكَ فَرَخَانَ فَاطَّلَعَ فَرَخَانٌ عَلَى حَقِيقَةِ الْحَالِ فَرَدَّ الْمَلِكَ إِلَى أَخِيهِ وَ
كَتَبَ شَهْرِيَارًا إِلَى قَيْصَرَ مَلِكِ الرُّومِ مُعَاوَنًا عَلَى كِسْرَى فَغَلَبَتِ الرُّومُ فَارِسَ وَجَاءَ الْخَبْرَ فَفَرِحَ
الْمُسْلِمُونَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ الْبَاهِرَةِ الشَّاهِدَةِ بِصِحَّةِ النَّبُوءَةِ وَكَوْنِ الْقُرْآنِ
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنَ الْإِحْبَارِ عَنِ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى
الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ۔

میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ روم کے غلبہ کا سبب فارس پر یہ ہوا کہ کسرے نے اپنے امیر شہریار کو
حکم بھیجا کہ وہ اپنے بھائی فرخان کو قتل کر دے اور اسی وجہ میں اسے محاربہ روم پر والی حرب مقرر کیا تھا۔
تو اس نے چونکہ ایسا نہ کیا تو اسے لشکر کو لکھا اور حکم دیا کہ میں شہریار کو معزول کر کے اس کے بھائی
فرخان کو مقرر کرتا ہوں۔ فرخان نے اس واقعہ کی اطلاع شہریار کو دے دی۔

اس نے اپنے بھائی فرخان کو بھیجا اور قیصر روم کو لکھا کہ ہم تمہاری اعانت کریں گے چنانچہ اس طرح روم
فارس پر غالب آگیا اور اس کی خبر جب مسلمانوں کو ملی تو وہ مسرور ہوئے۔

اس واقعہ میں آیات بینات سے باہر و ظاہر مشاہدہ حنور کی صحت نبوت کا ہوا اور قرآن کریم کی پوری
تصدیق ہوئی کہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس میں اخبار بالغیب ایسی ایسی ہیں جنہیں سوا اللہ کے
کوئی بالذات نہیں جانتا اور وہ علیم وخبیر ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

اور اس کے بعد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رومی اکثر مسلمان ہوئے۔ روح المعانی

اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ دوبار نازل ہوئی۔

ایک بار مکہ معظمہ میں اور ایک بار یوم بدر میں۔

جیسا کہ ترمذی شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدُ۔ اللہ کا ہی حکم ہے اول اور آخر۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں آی مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْحَاكِمَةِ وَمِنْ بَعْدِهَا لَيْسَ مَوْجُودَ حَالَتٍ سَبَقَتْ لَهَا

کا ہی حکم تھا اور موجودہ حال کے بعد بھی اللہ کا ہی حکم ہوگا۔

یعنی زیادہ متقدم اور زمانہ متاخر میں بہر حال حکم الہی نافذ و صادر ہے۔

ذِيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ۔ اس دن مومن خوش ہوں گے جب اللہ کی نصرت سے روم فارس پر غالب ہوگا وہ جس کی چاہے مدد کرے اور وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے۔

وَعَدَّ اللَّهُ لَا يُجَلِّفُ اللَّهُ وَعْدًا كَذِبًا لَكُنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ اللہ کا وعدہ وہ ہے کہ وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اور وہ اپنے جہل کی وجہ میں اسکی شیون قدرت نہیں سمجھتے۔
يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِمَّا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ۔ وہ تو ظاہری حیات دنیا ہی کو جانتے ہیں۔
یعنی دنیا کی سجاوٹ اور اس کی لذتوں ہی کو سمجھتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے اور اسی پر مٹے ہوئے ہیں اور اسی کے لیے کوشاں ہیں۔

ذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔ اور وہ آخرت کے درجات سے بالکل غافل ہیں۔
آخرت کا تو ان کے دل میں خیال ہی نہیں گذرتا اس کے ذہن میں صرف اور صرف حیات دنیا ہے سب کچھ ہی اسی کے غیش و عشرت پر مشاہول ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
أَوَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِي الْمَآخِذِ وَاللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اور زمین اور جو کچھ ان کے بائیں ہے یوں ہی پیدائش فرمائے مگر حق اور ایک مقررہ مدت کے لیے۔

جیسے دوسری جگہ ایمان والوں کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا ذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَاللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ وہ فکر و تدبیر کرتے ہیں خلق سما وارض میں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے سب کچھ عبث پیدائش فرمایا۔ بلکہ اپنی حکمت کا اظہار اس کے ذریعہ فرمایا ہے۔
حق کی تعریف میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِالْحَقِّ هُوَ الثَّابِتُ الَّذِي يَحِقُّ أَنْ يُثَبَّتَ لَا مُخَالَفَةَ۔ حق اس ثابت شے کو کہتے ہیں جو موجب ثبوت ہو سکے۔

اور اجل مُسَمًّى کا عطف حق پر ہے یعنی ایک وقت معین کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدر فرمایا کہ ان کی بقا اس وقت تک لازمی ہوگی اور وہ وقت معین قیامت ہے اور اس کے بعد یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٍ كَالْطُّورِ۔

یعنی اس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اور آسمان لپیٹ لیے جائیں جیسا کہ

اِرشَادٌ هُوَ يَوْمَ نَطْوَى السَّمَاءَ كَلِمَاتٍ لِّلْمُتَكَبِّرِينَ

لیکن جو حضور الہی میں حاضر ہونا ہی نہ مانتے ہوں وہ اس اعتقاد پر کیسے رہ سکتے ہیں اس میں ارشاد ہے
وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ۔ اور بے شک بہت آدمیوں سے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔

یعنی مرخصی کے بعد اٹھنے کو غلط سمجھتے ہیں اور بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ اس امر کے قائل ہیں کہ دنیا ابدی ہے نہ کہ قدیم جیسے فلاسفہ بھی ابدیت دنیا کے قائل ہیں انہیں تو بیچارہ ارشاد ہے
أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشْتَاتًا مِّنْهُمْ قُوَّةٌ وَأُنَادُوا الْأَرْضَ دَعْوًا كَثْرًا مَّا عَمَّرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُظِلِّمَهُمْ وَذَلِكَ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ کیا نہ سیر کی انہوں نے زمین میں تو دیکھتے کہ کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے پہلے تھے اور ان سے قوت میں سخت اور آبادی میں زیادہ اور زمین کاشت کرنے میں ان سے کہیں زیادہ قوی ان کے پاس رسول آئے دلائل و بیانات کے ساتھ تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشْتَاتًا مِّنْهُمْ قُوَّةٌ وَأُنَادُوا الْأَرْضَ دَعْوًا كَثْرًا مَّا عَمَّرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُظِلِّمَهُمْ وَذَلِكَ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔

تو اس کے معنی یہ ہوئے انہم قَدْ سَادُوا فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَشَاهَدُوا مِن الْأَمْرِ الْمُهْلِكَةِ كَعَادِ وَنُودٍ۔ وہ یقیناً اقطار ارض میں پھرے ہیں اور انہوں نے ہلاک شدہ قوموں کے انجام دیکھے ہیں عادی و نود کی آبادی کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ وہ ان سے کہیں زیادہ حیات دنیاوی میں متمتع تھے

وَأُنَادُوا الْأَرْضَ دَعْوًا كَثْرًا مَّا عَمَّرُوهَا۔ یعنی زراعت اور کاشتکاری میں بہت بلند بہت تھے۔

بعض نے کہا کہ انہیں کھودنے میں بہت طاقتور تھے۔

بعض نے کہا کہ انہیں کھودنے میں بہت زور آور تھے۔

الْبُيُوتِ كَمَا هِيَ فِي الْأَرْضِ أَي الْقَوَائِمِ الْأَشَادَا۔ یعنی زمین میں اپنی یادگارں چھوڑ گئے۔
دَعْوًا كَثْرًا۔ یعنی تعمیرات میں سب سے زیادہ تھے۔ آلو سی فرماتے ہیں أُولَئِكَ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَهُمْ يَصْنَعُونَ الْعِبَادَاتِ مِنَ الذَّرَاعَةِ وَالْعَرْسِ وَالْبِنَاءِ۔ یہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور فنون عمارت اور زراعت اور چاہ کئی اور تعمیر میں ان سے کہیں زیادہ دستگاہ رکھتے تھے۔

اور یہ اس اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اہل مکہ ان سے ہر صورت میں کمزور تھے اور وہ تو ایسی وادی کے

رہنے والے تھے جو غیر ذمی ذریع ہے پھر انہیں اپنے دشمن کا ہر دم خطرہ تھا یحییٰ قُبُولَ أَنْ تَخْطِفَهُمُ النَّارُ
اور ان میں بھی رسل کرام معجزات باہرہ اور آیات واضحہ کے ساتھ کثرت لائے لیکن انہوں نے انکو
جھٹلایا تو ہلاک کیے گئے۔

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ - يَعْنِي فَمَا كَانَ اللَّهُ تَعَالَى شَاقًّا لِيَهْلِكَ مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ لِيَسْتَدْرِيَهُ
مِنْ قَبْلِهِمْ - يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى كَيْ يَرِي شَانَهُمْ كَمَا أَنَّ يَرْظَمُ كَرَّةً لِيَعْنِي بَلَاءُ يَسِيءُ جُرْمُ كَمَا مَوْجِبُ هُوَ -
جسے ظلم کہا جائے حالانکہ اہل سنت کے اعتقاد میں ہے کہ

إِنَّ أَهْلَكَ تَعَالَى مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ لَيْسَ مِنَ الظُّلْمِ فِي شَيْءٍ لِأَنَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا لَكَ وَالْمَالِكُ
يَفْعَلُ بِمَلِكِهِ مَا يَشَاءُ - اللَّهُ تَعَالَى كَمَا لَيْسَ جُرْمٌ يَهْلِكُ كَمَا يَهْلِكُ ظُلْمٌ هُوَ يَسْتَكْتَفِي لِيَسْ كَمَا وَهْ عَزَّ وَجَلَّ مَالِكُ
مطلق ہے اور مالک اپنی ملک میں جو چاہے کر سکتا ہے اسے ظلم نہیں کہا جاسکتا۔

تو یہاں فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ کمال نزاہت ذات واجب تعالیٰ کے لیے ارشاد ہوا اور
پھر وہ اقوام تو پہلے ہی مرتکب کبائر تھیں چنانچہ وَلَيْكُنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ - فرمایا گیا اور آگے ارشاد ہوا
كُنَّا كَانَتْ عَاقِبَةُ الَّذِينَ أَسَاءُوا الشُّرَى أَنْ كَانُوا بِآيَاتِنَا اللَّهُ وَكَانُوا بِهَا لَيْسَتْ هَزْمُونَ
پھر ہوا انجام ان کا برابر اٹی کے بدلے یہ کہ جھٹلایا انہوں نے آیات اللہ کو اور وہ اس کے ساتھ
استہزاء کرتے تھے۔

یعنی وہ سب سے بڑا گناہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب اور استہزاء کرتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ روم۔ پاپ

اللہ ہی ابتدا فرماتا ہے مخلوق کی پھر وہی اسے دوبارہ
پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹو گے۔
اور جس دن قیامت ہوگی تو بالیوس ہوں گے
مجرم لوگ۔

اور نہ ہوگا ان کے معبودوں میں سے کوئی سفارشی
اور ہوں گے یہ بھی اپنے معبودوں سے منکر۔
اور جس دن قیامت ہوگی اس دن سب جدا جدا

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ه

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْسُ
الْمُجْرِمُونَ ه

وَلَنْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شَفَعَاءُ وَكَانُوا
بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ه

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُؤْمَرُ

ہوں گے۔

لیکن وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیسے وہ
باغوں میں جشن کریں گے۔

اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو کھینچا
اور آخرت کے ملنے کے منکر رہے وہ عذاب
گرفتار ہوں گے۔

اور اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم
صبح کرو۔

اور اسی کے لیے حمد ہے آسمان اور زمین میں اور
پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے۔

نکالتا ہے زندہ کو میت سے اور نکالتا ہے
مردہ زندہ سے اور تروتازہ کرتا ہے زمین کو بلکہ
بخر ہو جانے کے اور ایسے ہی تم نکالے جاؤ گے۔

يَتَفَرَّحُونَ ۝

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ

مُخْتَضِرُونَ ۝

مُسَبِّحَاتِ اللَّهِ حِينَ مَسُورٍ وَحِينَ

تُصْبِحُونَ ۝

وَلَمَّا الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

عِشْيًا وَحِينَ تَطْهَرُونَ ۝

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ

يُخْرِجُونَ ۝

لفظی ترجمہ

الْمَخْلُوقِ مَخْلُوقِ كُو	یُبْدَا پھلی بار پیدا کرتا ہے	اللَّهُ - اللہ
تَوَّ - پھر	يُعِيدُنَا دوبارہ پیدا کرے گا اسکو	تَوَّ - پھر
يَوْمَ جِسْ دِن	تُرْجَعُونَ لوٹائے جاؤ گے - اور	الْيَوْمِ اسکی طرف
الْمُجْرِمُونَ - مجرم لوگ	السَّاعَةِ قیامت	تَقُومُ قائم ہوگی
لَهُمْ دَرَكَيْ لِيَه	لَهُمْ	و - اور
و - اور	مُشْفَعًا شفا دہی	مَنْ شَرَكَا بِكُمْ انکے شریکوں سے
و - اور	كَافِرِينَ منکر	كَانُوا ہوں گے
يَوْمَئِذٍ اس دن	السَّاعَةِ قیامت	يَوْمَ جِسْ دِن
آمَنُوا ایمان لائے۔	الَّذِينَ وہ جو	يَتَفَرَّحُونَ جدا ہو جائینگے
		فَأَمَّا تو پھر

دور اور	عَمَلُوا - عمل کیجئے۔	الصَّلَاتِ - اچھے	تو وہ
فی بیچ	تَدْرُسْتُمْ - باغوں کے	يُحْبِرُونَ - عیش کریں گے	دور اور
آما وہ	الَّذِينَ - جو	كَفَرُوا - کافر ہوئے	دور اور
گتہ ہوا جھٹلایا	بِأَيِّتِنَا - ہماری آیتوں کو	لِقَائِهِ - ملاقات	
الْآخِرَةِ - آخرت کو	خَاذِلِينَكَ - تو یہ	الْعَذَابِ - عذاب کے	
مُحَضَّرُونَ - حاضر ہونے	مُسْتَعِجِينَ - تو پاکی بولو	حِينَ - جب	
مُسَوِّدُونَ - شام کرو	دور اور	تَصْبِحُونَ - صبح کرو	
دور اور	لَهُ - اسی کی	الْحَمْدُ - تعریف ہے	فی بیچ
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	دور اور	الْأَرْضِ - زمین کے	دور اور
مُخْتَلِفِينَ - پھلے پھر	دور اور	تُظْهِرُونَ - دن ڈھلے	
يُخْرِجُ - نکالتا ہے	الْحَيِّ - زندہ کو	مِنَ الْمَيِّتِ - مردہ سے	دور اور
يُخْرِجُ - نکالتا ہے	الْمَيِّتِ - مردہ کو	مِنَ الْحَيِّ - زندہ سے	دور اور
يُحْيِي - زندہ کرتا ہے	الْأَرْضِ - زمین کو	بَعْدَ - بعد	موت بعد اسکی موت کے
دور اور	كَذَلِكَ - اسی طرح	تُخْرِجُونَ - نکالے جاؤ گے تم	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ روم پانچواں

اس رکوع میں مشکل لغات یہ ہیں۔

يُبَلِّسُ الْمُجْرِمُونَ - ابلیس بھی اس سے مشتق ہے۔ مادہ بلس ہے۔ اس کے معنی لیسکتون
مُتَّبِعِينَ الْإِنْسَانِ - محاورہ میں بولتے ہیں ناطرتہ فابلس اذا سكتت و ابليس من ان يخرج
وكانوا ابشركا بهم كافرين - انھیں کفر ہونے سے روکتے ہیں۔ یعنی خاموش - متحیر
اور یایوس ہوں اس لیے کہ ان کے عقائد فاسدہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔
يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ - اس دن علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

خلاصہ تفسیر

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی خلق فرماتے ہیں ابتدا فرماتا ہے پھر مرنے کے بعد وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے یہاں سے معاد یعنی حشر کا بیان ہے اور اسے مدلل کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو شروع سے پیدا کرتا ہے جبکہ تم بے جان ایک قطرہ کی صورت میں بناٹے گئے تو اسی نے تم میں جان ڈالی۔ پھر یہ نہیں کہ پہلی بار پیدا کر کے پھر فارغ ہو گیا۔ بلکہ یہ شان تخلیق کی نئی شان سے ظاہر فرماتا ہے۔ اس عالم کی بھاری بھاری چیزیں مثل آسمان وزمین اور کواکب و عناصر اربعہ کے اور علاوہ ازیں انسان و نباتا و حیوان وغیرہ کے بے شمار اشیاء پیدا فرماتا ہے اور یہ وہ ہیں جن کا نام و نشان بھی اول نہیں ہوتا وہی خالق ذو الجلال ہی ان کی ابتدائی تخلیق فرماتا ہے اور جو ابتداء خلق پر قادر ہے وہ ان کے فنا ہونے کے بعد ہر شے کو دوبارہ فرمادے۔ حتیٰ کہ دوبارہ پیدا ہو کر عدالت الہی میں حاضر ہی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْجَبْرُؤُدُ۔ جس دن قیامت قائم ہو اس دن مجربین و مشرکین یاؤں ہو جائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مجربین سے کون مراد ہیں مشرک کافر اور اہل اسلام میں سے فاسق و بدکار سب یا مخصوص فرقہ؟

تو غور کرنے سے سیاق مضمون خود ہی اس امر کی تصریح کرتا ہے کہ اس سے مراد وہی ہیں جن کے برعقائد ہیں کہ گائے کی دُم پکڑنے کے دریا، عذاب سے پار ہو جائیں گے اور برہمن پنڈتوں نے اس عقیدہ کو مشرکین ہنود کے دل میں مرکوز کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ دہرم آسمان اور بلونت ساند کا دان اپنی نجات کے لیے لازمی سمجھتے ہیں۔ اور بعض جہاراجہ یہ سمجھتے تھے کہ بیل پر سوار ہو کر پار ہو جائیں گے۔ بعض کا یہ گمان تھا کہ ہنومان جی بچائیں گے۔

بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مسیح ہیں وہ ہمارے ہر قسم کے گناہوں کا کفارہ ہو چکے ہیں ان کا پتیسما یعنی اصطیاح لینے کے بعد مگر خدا تعالیٰ کے واسطے طرف تخت

رب العالمین کا کنارہ دبا کر بیٹھ جائیں گے۔
ایسے ہی کفار مکہ لائے و منات بقری نائلہ۔ صائلہ تیرکیہ کیے ہوئے تھے۔ صابئی جماعت ملائکہ عناصر
اربعہ اور آفتاب کو قاضی الحاجات واقع مشکلات جلتے تھے۔

آج بھی مسلمانوں کا جاہل طبقہ تقریباً اور دلدل اور ذوالجنح اور شہزادہ گلگلوں قبائلیہ و شہد و شت کر بلا
کے گھوڑے کی نعل کو پوجتا اور اسے واقع کرب و بلا جاتا ہے اور کوئی علم اور استھان کو حاجت
روا کرتا ہے۔ یہ سب جب میدانِ حشر میں انکی کس میسر میسرا مشاہدہ کریں گے اور
وَلَعَلَّيْكُمْ لَكُمْ شَفَعَاءٌ۔ اور انکی سفارش و شفاعت نہ کریں گے تو

وَكَا نُؤَابِشًا كَا بِيْتَمُ كَا فَرِيْنِ۔ وہ ان سفارشوں سے بایوس ہو کر منکر ہو جائیں گے۔
اور کہیں گے کہ ہم دنیا میں حماقت کرتے تھے جو انہیں ایسا حمایتی جانتے تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے
سَيَلْفُؤُنَّ وَنَّ بَعِيَا دِيْتَمُ۔ قریب ہے کہ وہ ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے۔

البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام علی الخصوص سید اکرم رحمتِ عظیم علیہ السلام
اور ان کے متبعین کا یقین اپنے پیروں اور مریدوں کی ضرور سفارش کریں گے اس لیے وہ جنہیں سیرکاران
امت کہا جاتا ہے یہ بارگاہ کبریائی کے باغی نہیں ہیں بلکہ باقتضاء بشریت ان سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں
انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانا اور جن کے لیے آئیہ کریمہ نازل ہوئی ہے وہ وہی
ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو بھی پوجتے یا اسے متصرف بالذات جانتے ہیں۔ چنانچہ آگے
ارشاد خداوندی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُؤْمِنُ نَبِيْقَرُؤُونَ۔ اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن یہ علیحدہ کر
دیے جائیں گے۔

اور فرمانبردار گنہگار علیحدہ ہو جائیں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ فَمِنْهُمْ فِيْ رَوْحَةٍ يُجْبَرُوْنَ۔ تو جو ایمان لائے اور اچھے
عمل کیے وہ بہشت میں چین کریں گے۔

اس لیے کہ مدارِ نجات ایمان اور نیک اعمال پر ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَانُوْا بَايِنًا وَّلَقَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِيْ الْعَذَابِ مُخَضَّرُوْنَ۔ اور
وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور آخرت میں ملنے کے منکر ہوئے وہ عذاب میں کھنسنے
ہوئے ہوں گے۔

اس میں شرک سے لے کر اصرار علی الکبائر، مستقل حرام وغیرہ سب داخل ہیں۔ چنانچہ کفار و مشرکین تکذیب آیات الہی کرتے اور انکار قیامت اور منکر حشر و نشر تھے اور حرام کو حلال سمجھتے تھے وہ ظالم ہیں محض ہوں گے۔ محض کہتے ہیں جبر کسی کو عذاب میں یکڑ کر حاضر کرنے کو یعنی يُجْبِئُونَكَ وَيُؤْتُونَكَ بِاللَّيْلِ
الْمَسَاءِ لِحِطَّةٍ فَلْيَلْظِمْنَا بِنِشَابُورِي۔
فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ۔ تو اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور صبح

تم صبح کرو۔

اس میں مومنوں کی شان ظاہر فرمائی جس سے اس امر کی وضاحت ہے کہ کافر تکذیب آیات اور انکار لقاء آخرت کرتے ہیں اور مومن بہ پابندی وقت ہماری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ بہ ظاہر ظہر خبر یہ ہے لیکن باعتبار معنی امر ہے۔ اس سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک اوقات عبادت میں تسبیح کرو۔ اور اس طرز بیان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تسبیح کرنے کا محتاج نہیں بلکہ یہ مطیعین کی شان میں داخل ہے کہ وہ تسبیح کرتے ہیں اور منکرین کا حال یہ ہے کہ وہ تکذیب کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اسے جملہ خبریہ بھی مان لینا صحیح ہو سکتا ہے اگرچہ جمہور اسے بہ معنی امر ہی لیتے ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ ان اوقات میں تسبیح و تہلیل کرو۔

شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اس کے درمیانی اوقات ظہر و عصر کے وقت۔ گویا اس میں پانچوں نمازوں کے اوقات بہ اقتضاء نص بیان کیے گئے۔ اور آگے اسکی وضاحت اس طرح کی گئی۔

وَلَسَ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ۔ اور اس کے لیے حمد ہے آسمانوں

اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے۔

گویا فرمایا اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ پھر عَشِيًّا کا عطف فی السَّمَاوَاتِ پر کیا گیا جس سے یہ معنی مستفاد ہوئے۔

کہ صبح اور شام اس کی تسبیح کرو اور ظہر و عصر کے وقت اس کی حمد بیان کرو اور اسکی خوبیاں بیان کرنا اس کے انعام و اطاعت کا شکر ادا کرنا ہے۔ چنانچہ

بنی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتکريم نے فرمایا کہ جو صبح و شام سو بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھے اس روز اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ ہوں گی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

علماء محققین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت مسلمانوں پر نماز پنجگانہ فرض نہ تھی صرف اوقات مذکورہ صبح و شام میں تسبیح کر لینا ہی کافی تھا۔

مگر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد پنجگانہ نماز ہے اور قرآن کریم کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ نمازیں جو کچھ ہوتا ہے اسے بیان فرما کر بھی پنجگانہ مراد لیتا ہے۔
 چنانچہ نمازیں تسبیح بھی ہے اور تہجد بھی رکوع بھی اور سجود بھی اس لیے کہیں تسبیح سے کہیں تہجد سے کہیں رکوع سے اور کہیں سجدہ سے تعبیر فرما کر بیان کیا گیا اور اس سے مراد عموماً نماز ہی ہے۔
 عِشَاءٌ تَسْبُحُونَ فَمَا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ مَعَ الظَّالِمِينَ وَأَنْ يَذَّبُوا عَنْهَا وَلَهُمْ آسَاءُ مَا كَانُوا عَمَلِينَ
 اور عِشَاءٌ تَسْبُحُونَ فَمَا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ مَعَ الظَّالِمِينَ وَأَنْ يَذَّبُوا عَنْهَا وَلَهُمْ آسَاءُ مَا كَانُوا عَمَلِينَ
 اور عِشَاءٌ تَسْبُحُونَ فَمَا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ مَعَ الظَّالِمِينَ وَأَنْ يَذَّبُوا عَنْهَا وَلَهُمْ آسَاءُ مَا كَانُوا عَمَلِينَ
 البتہ یہ صحیح ہے کہ اول جبکہ نزول آیات ہوا اس وقت مکہ معظمہ میں ہر وقت کی نمازیں صرف دو دور کعت ہی تھیں۔

پھر جب مدینہ منورہ تشریعتِ ادری تو چارہ تین اور دو رکعتوں کی تفصیل فرمائی گئی۔
 چنانچہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا اس امر کی مؤید ہے
 وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السُّبْحِ عَلَى فِرَاشِي مِنَ الْأُولَى مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

مزید برآں ان اسرار کی تفسیر یہ بھی ہے کہ اول جو اوقات شغل و غفلت اور کاروبار و دنیاوی تھے ان میں اللہ تعالیٰ کی یاد رکھنے کے لیے یہ اوقات مقرر فرمائے گئے۔

دوم اس وجہ سے کہ یہی اوقات تجدد و نفعِ الہی کے ہیں اس لیے ہر نعمت کی تجدید پر شکر نعمت کے لیے یہ مقرر کیے گئے۔

سوم یہ کہ عالم غیب میں یہ اوقات اہل زمین کی عبادت و دعا و استغفار کے لیے مقبولیت و قبولیت کے خاص وقت تھے۔

اس کے بعد مزید برآں خود قرآن کریم بھی اس پر چند دلائل بیان فرماتا ہے جس سے بت پرستی کی مذمت اور وہ النعام الہی جن کایجات انسانی اور آرام و آسائش سے تعلق ہے ظہور ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے
 يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ وہی اللہ تعالیٰ ہے جو نکالتا ہے زندہ کو میت سے اور میت کو زندہ سے خارج فرماتا ہے۔

پریت اور غیر خدا کی طاقت نہیں لہذا اسی کے لائق حمد و تسبیح و عبادت ہے۔
 وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اور وہی زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔
 یعنی جب زمین بخر ہو چکی ہو تو اس پر سبزہ اگا کر اسے سرسبز و نشاداب کرتا ہے۔ یہاں موت کا لفظ
 تفصیل ہم پھر بیان کر دیتے ہیں اگرچہ اول بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔
تعمیرات موت

از مفردات راعب اصفہانی و بیان اللسان و متحد

علامہ راعب اصفہانی فرماتے ہیں أَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسَبِ أَنْوَاعِ الْحَيَوَاتِ۔ موت کی اقسام
 حسب اقسام حیات ہیں۔

فَالْأَوْلَى مَا هُوَ بِأَذَى الْقُوَّةِ النَّامِيَةِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانَاتِ وَالنبَاتَاتِ
 پہلی قسم موت کی قوت نامیہ کے ازالہ کی صورت میں ہے جو انسان و حیوان اور نباتات میں ہوتی ہے
 جیسے يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ فَأَحْيَيْنَاهَا بِلَدَاغَةِ مَيْتَتِهَا۔ یہاں ازالہ قوت نامیہ کے معنی
 میں موت استعمال فرمایا گیا۔

زمین زندہ فرماتا ہے اس کے مرنے کے بعد اس سے مراد سبزہ نہ ہونا۔ سرسبز زمین کا بخر ہو جانا
 ہے جسے موت سے تعبیر کیا گیا۔

دوسری قسم الثَّانِي ذَوَالُ الْقُوَّةِ الْحَاسَّةِ۔ زوال قوت حسیہ کو بھی موت سے تعبیر کیا گیا جسے
 يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا۔ اَيْدَا مَا مِتُّ لَسَوْتُ أُخْرَجَ حَيًّا۔ کفار کو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا
 حس نہ ہوا اس بنا پر وہ مردہ بصورت زندہ بتائے گئے۔

تیسری قسم۔ ذَوَالُ الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَهِيَ الْجَهْلَانَةُ۔ عقل کی قوت کا ازالہ بھی موت کے معنی میں
 فرمایا گیا جیسے اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى۔ ان بے عقول کو آپ اپنی نصیحت اور ہدایت کی آواز نہیں
 سنا سکتے۔ یہاں عدم سماع موتی جو مراد لیتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ محاورہ اور عرف میں جاہل اور بے عقول
 کے حق میں فرمایا گیا کہ وہ آپ کی ہدایت قبول کرنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔

چوتھی قسم موت کی محزون مگذر لکیات بھی ہے یعنی ایسا زندگی سے تنگ آجاتا کہ اپنے کو مردہ تصور
 کرنا چنانچہ ارشاد ہے وَيَأْتِيهَا الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔

پانچویں قسم موت کی نیند ہے چنانچہ حدیث میں ہے التَّوْمُ مَوْتُ خَفِيفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ تَقْصِي
 نیند بلکہ موت ہے اور موت بھاری نیند ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے وفات سے تعبیر فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ - اور اُنھے یَتَوَفَّى اَلْاَنفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُوتْ فِي مَنَامِهَا - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاوْا
فَقَدْ قِيْلَ لَقِيَ الْمَوْتِ هُوَ عَن اَرْوَادٍ جَهَنَّمَ فَاِنَّ نَبَّهَ عَلٰى تَعْمِيْرِهِمْ وَقِيْلَ نَقَاعُهُمْ
بِوَدُنِ الْمَدَنِيِّ فِيْ قَوْلِهِمْ وَيَا أَيُّهَا الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَقَوْلُهُ كُلُّ نَفْسٍ ذَا نِقْمَةٍ الْمَوْتِ
فِعْبَادَةٌ عَن ذَوَالِ الْقُوَّةِ الْحَيَوَانِيَّةِ وَاِبَانَةِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ -
چھٹی قسم :- اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَنْتُمْ مُّيْتُوْنَ - قِيْلَ مَعْنَا سَقُوْتَ تَبِيْهَاتُهَا لَا يُبَدَّلُ اِحْدٍ
مِّنَ الْمَوْتِ كَمَا قِيْلَ الْمَوْتُ حَقٌّ فِي رِقَابِ الْعِبَادِ -

وَقِيْلَ بَلِ الْمَيِّتُ هَهُنَا لَيْسَ بِاِسْتِزَارَةٍ اِلَى اِبَانَةِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ بَلْ هُوَ اِسْتِزَارَةٌ اِلَى
مَا يَعْتَرِي الْاِنْسَانَ فِي كُلِّ حَالٍ مِّنَ التَّخَلُّلِ وَالنَّقْصِ قِيَاتِ الْبَشَرِ مَا دَامَ فِي الدُّنْيَا يَمُوْتُ
جُزْءًا اَوْ جُزْءًا - وَوَقَدْ عَابَرُوْا رُومَ عَن هَذَا الْمَعْنٰى بِالْمَايَةِ وَفَصَلُّوْا بَيْنَ الْمَيِّتِ وَالْمَايَةِ فَقَالُوْا
الْمَايَةُ هُوَ الْمُتَخَلِّلُ - اِنَّنِيْ

صاحب بیان اللسان موت کے معنی پر لکھتے ہیں

مَوَاتٌ :- بے جان چیز - مردہ - بنجر ویران زمین

صاحب مجدد کہتے ہیں

الْمَعْنٰى الْمَوْتُ - الْقَصْدُ - قَدَّادَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰى يَّقْدِرُكَ مُّثٰى اور موت وہ قصد ہے جسے

اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا یعنی وقت مقررہ - چنانچہ امثلہ مذکورہ کے بعد ارشاد ہے -

وَكَذٰلِكَ نُفَخُّ جُودًا - اور ایسے ہی تم زمین سے نکلے جاؤ گے -

یعنی جیسے بڑھی لوٹیاں بنجر زمین سے فنا ہونے کے بعد نکلتی ہیں ایسے ہی تم بھی نکلے جاؤ

گے جسے حشر و نشر سے تعبیر کیا گیا - اور مسئلہ حشر و نشر واضح فرمایا -

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ روم پر ۲

اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ لِيُعْجِزُنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ فَرَاتَا هُوَ يَبْدُوْا

دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے -

يَبْدَأُ الْخَلْقَ بِرَاسِ لَوْسِيْ فَرَاتَا هُوَ يَبْدُوْا مَعْنٰى اِبْتِدَاؤُهَا پيدا کرنا ہے - ثُمَّ لِيُعْجِزُنَّ

بِالْبُعْتِ فَرَمَاتے ہیں جس کے یہ معنی ہوتے ہیں پھر مرنے کے بعد تمہاری دوبارہ بعثت فرمائے گا
 كَذَّبُوا كَذَّبَتْ كُذِّبَتْ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر تم جزاء و سزا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور
 حاضر کیے جاؤ گے۔

وَيَوْمَ نُفِخُ نُفُورَ السَّاعَةِ يُبْلِسُ الْجِرْمُونَ۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم اس دن
 مایوس ہوں گے۔

يُبْلِسُ الْجِرْمُونَ کے معنی اگرچہ القطر حجت اور سکوت کے ہیں لیکن اس سے ملتے جلتے قول
 ارباب لغت نے بھی کیے ہیں چنانچہ علامہ رابع اصفہانی کہتے ہیں۔ الْإِبْلَاسُ الْخُذُّ الْمُعْتَرِضُ مِنْ
 شِدَّةِ الْإِيَّاسِ دَمْنًا أَسْتَقَى الْإِبْلِسُ۔ ابلاس وہ حزن ہے جو اتہاء مایوسی پر عارض ہوتا ہے اور اس
 سے ابلیس مشتق ہے۔

چنانچہ محاورہ میں بولتے ہیں ابلیس الوجل آدمی ابلیس ہو گیا اِذَا يَبْسُ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ يَحْمِلُهُ
 وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائے چنانچہ حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصبِ قرب
 کے اظہار میں فرمایا اِنَّا مَبْشَرٌ هُوَ اِذَا يَبْسُوا۔ میں خوشخبری دینے والا ہوں ان کو جب کہ وہ مایوس
 ہو جائیں گے۔

وَلَوْ يَكُنْ لَكُمْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ شُفَعَاءُ كَانُوا يَشْرِكُوا بِكُمْ كَافِرِينَ۔ اور ہرگز نہ ہوں گے ان
 کے معبودوں سے سفارشی اور وہ خود اپنے معبودوں سے منکر ہوں گے۔

یعنی جنہیں وہ لوگ اللہ کا شریک گمان کرتے تھے یعنی بت اور بقول مقاتل ملائکہ علیہم السلام
 یا جن و شیاطین وہ بروز قیامت ان کی سفارش کے قابل نہ ہو سکیں گے یا ان کے سردار جن کی طرف ان کا
 خیال تھا کہ ہمارے آڑے آئیں گے جب ان سے مایوس ہو جائیں تو اس دن وہ ان سے مخوف و منکر ہو جائیں
 گے چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں الْمَعْنَى أَنَّهُمْ لَوْ يَشْفَعُونَ لَكُمْ مَعَ رَبِّكُمْ سَبَبٌ كَفَرْتُمْ فِي الدُّنْيَا۔ آہ
 کہ یہ کہ یہ معنی ہوئے کہ جو بروز قیامت شفاعت کا منصب بھی رکھتے ہوں جیسے ملائکہ اور انبیاء و اولیاء
 وہ سب ان کے کفر کے سبب جو وہ دنیا میں کرتے رہے ان کی شفاعت ہرگز نہ کریں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت کا منصب تو حق ہے لیکن کفار و مشرکین کے لیے وہ ہرگز شفاعت
 نہ کریں گے۔

اور یہ امر بھی اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت و سفارش انہی کی ہوگی جو سرکش نہیں تھے اور جنہوں نے
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانا تھا اور جو اس آیت کریمہ سے عام منصبِ شفاعت کا انکار کرے

وہ وَرَدَتْ تَنْفَعُ الشَّفَاعَةَ عِنْدَكَ إِلَّا لِمَنْ أِذِنَ لَكَ، اور مَنْ ذَا الَّذِي يَسْمَعُ عِنْدَكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ

کا منکر ہے اور آگے کی آیت کریمہ میں اور وضاحت ہے۔
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُؤْمِنُ بِتَيْفَرٍ قُوتٍ - اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن مومن و کافر

علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

جیسا کہ آلوسی فرماتے ہیں بَيْتَفَرٍ قُوتٍ لِلْمُسْلِمِينَ وَالْكَافِرِينَ -

پہنچے ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں اِنَّهٗ قَالَ فِي ذٰلِكَ هُوَ لَدِي فِي عَلِيَّتَيْنِ وَهُوَ لَدِي فِي اسْفَلِ السَّابِقَيْنِ وَالتَّقْصِيلُ يُؤْذَنُ بِذٰلِكَ اَيْضًا -

منصور نے فرمایا اس وقت اعلان ہو جائے کہ یہ جماعت اعلیٰ علیین والی ہے اور یہ جماعت اسفل

السافلین کے لیے ہے اس کی مزید توضیح آگے کی۔

فَاَمَّا الدَّيْنِ اَمْتَوَادِعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ فَمَنْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ - تو جو ایمان لائے اور نیک عمل

کریں وہ باغیچوں میں ممتاز ہو۔

بیان اللسان میں تمبر کی تعریف یہ ہے تمبر بہود کا عالم عیسائیوں کا پوپ - نیک آدمی -

مفردات راغب میں ہے الْجَبْرُ الْأَتْرُ الْمُسْتَحْسَنُ جِبْرٌ هُوَ تَشَانٌ وَلِئَلَّ كَوْنِهِ مِنْ دَمْنِهِ مَا رُوِيَ يُخْرِجُ

مِنَ النَّارِ رَجُلٌ قَدْ ذَهَبَ جَبْرًا وَسَابَرًا أَيْ جَمَالَ دَهْمًا ذَا وَمِنْهُ سَمِيَ الْجَبْرُ الشَّاعِرُ مُجَابِرٌ وَتَوْبٌ جَبْرٌ

مُسْتَحْسَنٌ وَمِنْهُ أَرْضٌ مُجَابِرٌ وَالْجَبْرُ مِنَ النَّاسِ وَجَبْرُ فُلَانٍ بَقِيَ بِجَارِكَا أَوْ كُنْتُ قَرِيبًا وَالْجَبْرُ الْعَالِمُ

لِمَا يَبْقَى مِنْ أَعْرَافِهِمْ فِي قُلُوبِ النَّاسِ وَمِنْ أَتَارِ أَعْرَافِهِمُ الْحَسَنَةُ الْمُقْتَدَى بِهَا قَالَ نَعَلَكِ

الْمُحَنِّدُ وَالْجَبْرُ هُوَ دَهْمَانُهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالِي هَذَا الْمَعْنَى أَشَارَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ بِقَوْلِهِ الْعُلَمَاءُ بِأَقْوَنَ مَا بَقِيَ الدَّهْرَ أَيَّامُهُمْ مَفْقُودَةً وَأَتَادَهُمْ فِي الْقُلُوبِ

مَوْجُودَةً وَقَوْلُهُ عَمْرٌ دَجَلٌ فِي رَفِضَتِهِ يُحْبَرُونَ أَيْ يُفْرَحُونَ حَتَّى يَطْهَرُ عَلَيْهِمْ حَيَاتُهُمْ نَعِيمُهُمْ

اور علامہ آلوسی کہتے ہیں - الرَوْضَةُ الْأَرْضُ ذَاتُ النَّبَاتِ وَالْمَاءُ - رَوْضَةٌ هِيَ زَيْنٌ هِيَ جَسَدٌ يَسْبُرُهُ

اور پانی ہو۔

اس میں وہ فرح وابتساط سے رہیں گے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَإِقْرَابِ الْآخِرَةِ فَأُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخْتَلِفُونَ -

اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور آخرت کے ملنے سے منکر ہوئے یہ وہ ہیں جو ہمیشہ

عذاب میں رہیں گے۔

مُحْضَرُونَ كَمَا مَعَى عَلَى الدَّادِ لَا يَعْبُدُونَ عَنْهُ أَبَدًا هِيَ لَعْنِي وَهَذَا فِي سَبْعِينَ مَرَّةً فِي هَذَا اس طرح
رہیں گے کہ ان سے عذاب کبھی مخفی نہ ہو۔

اور الظَّاهِرَاتُ الْفَسَقَاتُ مِنَ أَهْلِ الْإِيمَانِ غَيْرَ دَاخِلِينَ فِي أَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ يَا إِبْرَاهِيمَ
والوں سے فاسق فاجر اس فرقہ میں داخل نہیں ہیں۔

مُسَبِّحَاتُ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَكَلِمَاتُ الْحَمْدِ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا
وَحِينَ تَنْظُرُونَ تَوَسِّحًا وَتَنْزِيهًا بِيَانٍ كَرِهُوا السُّكُوتَ بِمَا كَرِهُوا السُّكُوتَ بِمَا كَرِهُوا السُّكُوتَ بِمَا كَرِهُوا
ہے آسمانوں اور زمین میں اور جب دن ڈھلے اور جب دوپہر کرو۔

اس آیت کریمہ میں گویا یہ فرمایا کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ انجام کفر و شرک کیا ہے اور جزاء اطاعت
کیا تو اب تم پر لازم ہے کہ صبح و شام اللہ کی تسبیح نماز سے کرو اور اللہ کی حمد دوپہر اور دن ڈھلے کرو۔
وَكَلِمَاتُ الْحَمْدِ كَرِهُوا جَمَلَهُ خَيْرٌ مِنْهُ لِيَكُنَ مِنَ الْأَجْرِ بِثَبُوتِ الْحَمْدِ كَلِمَاتُ اللَّهِ وَوَجُوبِهِ عَلَى
الْمَسْبُوحِينَ مِنَ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ - یہ جملہ اگرچہ خبر یہ ہے لیکن ثبوت حمد الہی کی خبر و وجوب
کی دلیل ہے اہل فہم کے لیے زمین و آسمان میں جو کبھی ہیں۔

چنانچہ اوسی لکھتے ہیں کَانَ قَبْلَ إِذْ أَخْرَجْنَاكَ مِنَ بَيْتِكَ عَائِقَتَ الْمُطْعَمِينَ وَالْعَاصِينَ فَقَوْلُوا السُّبْحَانَ
مُسَبِّحَاتُ اللَّهِ وَالْمَعْنَى مُسَبِّحُونَ تَسْبِيحًا فِي الْأَوْقَاتِ وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالسُّبْحِ الصَّلَاةُ -
اور ایک قول ہے کہ تسبیح سے مراد نماز ہے اور اس آیت کریمہ میں نماز پنجگارت کا حکم ہے۔

چنانچہ عبد الرزاق اور فریابی اور ابن جریر بن ابی عمیر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم ابی زین سے لایا
میں قَالَ جَاءَتْ نَافِعُ بْنُ الْأَزْدِيِّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ يُجْعَلُ الصَّلَاةُ الْغَمْسُ فِي الْقُرْآنِ
فَقَالَ لَعَمْرُكَ مُسَبِّحَاتُ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ - صَلَاةُ الْمَغْرِبِ -
وَحِينَ تُصْبِحُونَ - صَلَاةُ الصُّبْحِ -

وَعَشِيًّا - صَلَاةُ الْعَصْرِ -

وَحِينَ تَنْظُرُونَ - صَلَاةُ الظُّهْرِ -

نافع بن ازرق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر آئے اور پوچھا کہ کیا آپ
پنجوقتہ نمازوں کا حکم قرآن پاک میں پاتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں اور آیت کریمہ مُسَبِّحَاتُ اللَّهِ حِينَ
تُمْسُونَ تلاوت فرما کر نماز مغرب ثابت کی۔

اور حِينَ تُصْبِحُونَ - پڑھ کر نماز فجر اور

وَعِشَاءً بِرُطْبَةٍ كَمَا نَزَعَ عَصْرًا

وَحِينَ نَظَرُوا نَ مِنْ نَمَازِ طَهْرٍ تَابِتٍ فَرَمَانِي

اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر سے مروی ہے قَالَ جَمَعَتْ هَذِهِ الْآيَةُ مَوَاقِيتَ

الصَّلَاةِ - فَرَمَا بِاسْمِ آيَةٍ فِي مَنَازِلِ كِلْتَا اَوْقَاتِ جَمْعٍ فِي
فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ فِي مَغْرِبِ عِشَاءً وَحِينَ تُصْبِحُونَ فِي مَنَازِلِ فَجْرِ بَعْدِ اَوْعِشَاءٍ فِي عَصْرِ
ہے وَحِينَ نَظَرُوا نَ فِي مَنَازِلِ طَهْرٍ ہے۔

وَذَهَبَ الْحَسَنُ إِلَى ذَلِكَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ إِلَى آتِ الْآيَةِ مَدَّ يَدَيْهِمَا لِيَأْتِيَ بِرِي قُرْصِيَّتَ
الْحَمْسِ بِالْمَدِّ يَتَرْتَمَا وَإِنَّمَا كَانَ الْوَاجِبُ بِمَكْتَدَا كَعَتَيْنِ فِي آيَةٍ وَقَدْ اتَّفَقَتْ الصَّلَاةُ فِيهِ - وَ
الصَّحِيحُ أَنَّهُمَا خَرُصَتْ بِمَكْتَدَا وَدَلَّ عَلَيْهِ حَدِيثُ الْمَعْرُوحِ دِلَالَةً بَلِيغَةً

حضرت حسن ہی اس طرف ہیں حتی کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے اس لیے کہ صلوة خمس کی فرضیت
مدنیہ میں ہوئی اور مکہ میں دو رکعت ہی فرض تھیں اوقات نماز میں جس وقت بھی اتفاق ہو اور یہ صحیح قول
یہ ہے کہ سب کجکانہ مکہ میں ہی فرض ہوئی جس پر حدیث معراج دلیل ہیں ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ تسبیح کا حمل تنزیہ پر ہے وَذَلِكَ لِأَنَّ التَّنْزِيهَ الْمَأْمُورَ بِهِ يَتَنَاوَلُ
التَّنْزِيهَ بِالْقَلْبِ وَهُوَ الْأَعْتِقَادُ الْجَاهِزُ بِاللِّسَانِ مَعَ ذَلِكَ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَسَنُ وَبِالْأَرْكَانِ
مَعَهَا جَمِيعًا وَهُوَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ - يَهِيَ اس لیے فرمایا گیا کہ تنزیہ پر مامور بہ تنزیہ قلب ہے اور یہی اعتقاد ہے
کہ کتب قلب میں سوا عظمت الہی کچھ نہ رہے۔ اور اس کے ساتھ زبان سے ذکر حسن اور ارکان و اعضاء سے
اعمال صالحہ لازمی ہیں۔

لَإِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا أُخْتَفِدَ شَيْئًا ظَهَرَ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ وَإِذَا قَالَ ظَهَرَ صِدْقُهُ فِي مَقَالِهِ
مِنْ أَحْوَالِ أَفْعَالِهِ وَاللِّسَانُ تَرْجُمَانُ الْجَنَانِ وَالْأَرْكَانُ بُرْهَانُ اللِّسَانِ لِيَكُنِ الصَّلَاةُ أَفْضَلَ
أَعْمَالِ الْأَرْكَانِ وَهِيَ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ وَالْقَصْدِ بِالْجَنَانِ فَهِيَ تَنْزِيهٌ فِي التَّحْقِيقِ -
اس لیے کہ جب انسان کسی چیز کو مان لیتا ہے اور اس کا دل اسے قبول کر لیتا ہے تو اس کی زبان
پر اس کا ظہور ہو جاتا ہے اور جب وہ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے تو دل کی تصدیق واضح ہو جاتی ہے
اس لیے کہ افعال اور زبان ہی ترجمان جنان ہوتے ہیں تو یہ تنزیہ ذات واجب تعالیٰ ہے اور اعضاء
اس کا ظہور و صدور یہ برہان زبان ہے اس میں سب سے افضل نماز ہے اس لیے کہ یہ عبادت مشتمل ہے
ذکر لسان و قصد بالجنان اور عمل بالارکان پر۔ یقیناً۔ ثواب

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَمُمْ فِي دَرَجَاتٍ يُجْرُونَ كَأَن يَسْأَلُكَ اللَّهُ تَعَالَى
 فرماتا ہے اِذَا عَلِمْتُمْ أَنَّ ذَلِكَ الْمَقَامَ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ الصَّالِحَاتِ حَبِيبٌ جَانِ لِيَا كَمَا اس مقام پر پہنچنا وہ ایمان اور عمل صالح کے لیے گا۔ اس لیے کہ

وَالْإِيمَانُ تَنْزِيهًا بِالْجَنَانِ وَتَوْجِيهًا بِاللِّسَانِ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ اسْتِعْمَالُ الْأَرْكَانِ فَالْكَوْنُ
 تَنْزِيهًا وَتَحْمِيدًا ات۔ ایمان دل کو منترہ کرتا ہے اور توجیہ زبان سے اور عمل صالح اعضاء کا استعمال
 ہے تو سب مل کر تنزیہات و تحمیدات ہیں۔

چنانچہ امام احمد ابن حنبل اور ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم اور ابن السنی عمل یوم و لیل میں اور طبرانی ابن مرد
 اور بیہقی دعوات میں معاذ بن جبل اور انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اَلَا أُخْبِرُكُمْ لَوْ سَمِعْتُمْ
 اللَّهُ تَعَالَى ابْوَاهِيْمَ خَلِيْلًا اَلَدِي قِي لَكُنَّا كَانَ يَقُوْلُ قَلْمًا اَصْبَحَ وَاَصْبَحِي سُبْحَانَ اللَّهِ حِيْنَ
 تُمَسُوْنَ وَاَصْبَحِي تَصْبِيْحُوْنَ وَاَصْبَحِي تَصْبِيْحُوْنَ وَتَمَسُوْنَ وَتَمَسُوْنَ وَتَمَسُوْنَ وَتَمَسُوْنَ وَتَمَسُوْنَ وَتَمَسُوْنَ
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شان ابراہیم علیہ السلام میں وَاَبْرَاهِيْمَ اَلَدِي قِي كَيْوَلَّ فَرِيَا اس لیے کہ
 صبح و شام سُبْحَانَ اللَّهِ حِيْنَ تَمَسُوْنَ وَاَصْبَحِي تَصْبِيْحُوْنَ۔ اِلَى اٰخِرِ الْآيَاتِ فرمایا کرتے تھے۔

اور ابو داؤد و طبرانی۔ ابن السنی۔ ابن مرد و ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ قَالَ
 حِيْنَ يُصْبِحُ سُبْحَانَ اللَّهِ حِيْنَ تَمَسُوْنَ وَاَصْبَحِي تَصْبِيْحُوْنَ اِلَى اٰخِرِ الْآيَاتِ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَذْكَرَ
 مَا فَاتَتْ فِي يَوْمِهِ دَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمَسِّي اَذْكَرَ مَا فَاتَتْهُ مِنْ لَيْلَتِهَا۔ جو صبح و شام سُبْحَانَ اللَّهِ
 حِيْنَ تَمَسُوْنَ وَاَصْبَحِي تَصْبِيْحُوْنَ۔ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُوْنَ تک پڑھے جو کچھ دن رات میں اس سے عبادات نکلتی
 ہوئے سب یا لیے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

يُخْرِجُ النَّحْيَ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ النَّحْيِ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ
 نکالتا ہے زندہ انسان لطف بے جان سے اور نکالتا ہے بے جان لطف زندہ انسان سے اور سرسبز و شاداب
 کرتا ہے بنجر زمین اس کے مرنے کے بعد اسی طرح تم بھی گھاس کی طرح مر کر زندہ ہو کر نکلو گے۔

موت کی تحقیق غلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ آ لوسی نے مختصر اور جامع تعریف کی چنانچہ فرمایا۔ يُخْرِجُ
 النَّحْيَ مِنَ الْمَيِّتِ الْإِنْسَانَ مِنَ النَّطْفَةِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ النَّحْيِ النَّطْفَةَ مِنَ الْإِنْسَانِ وَهُوَ التَّسْبِيحُ
 الْمَأْتُوْرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اور مجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں يُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْكَافِرِ
 وَيُخْرِجُ الْكَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ۔

وَيُصِى الْأَرْضَ بِآيَاتِهِ، بَعْدَ مَوْتِهِادْبَيْسِبَهَا وَالْإِحْيَاءُ وَالْمَوْتُ فَبِآذَانِ) وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ
 وَأَمِثْلَ ذَلِكَ الْإِحْرَاجُ الْبَدِيحِ الشَّائِنِ) مُخْرَجُونَ (مِنْ قُبُورِكُمْ) يَعْنِي زِنْدَه مَوْمِنِ مَرْدِ كَافِرٍ سَے نِكَالَآ
 ہے اور مردہ کافر زنده مومن سے اور زمین زنده کرتا ہے سبزہ سے بعد موت یعنی خشک ہو جانے کے بعد
 ایسے ہی تم اپنی اپنی قبروں سے نکلو گے۔

بامحاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ روم۔ پ ۲۱

اللہ تعالیٰ کے نشانیوں کی قدرت سے یہ بھی ہے
 کہ ہمیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بشر ہو کر منتشر و متصرف
 ہو۔

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے
 پیدا کیے ہمیں میں سے جوڑے تاکہ تم سکون حاصل
 کرو اور آپس میں تمہارے اندر محبت و میلان ہو اور
 کیا ہم نے تمہارے جوڑوں میں مرد و عورت کے اندر
 محبت و رحم بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سمجھنے
 والی قوم کے لیے۔

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین کو
 پیدا کر کے ان میں زبانون کے اختلاف اور رنگوں
 کے اختلاف رکھے بے شک اس میں زمانہ والوں کے
 لیے علامات و نشان ہیں۔

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تمہارے سونے
 کے لیے رات اور استراحت و کسب معاش
 کے لیے دن بنایا جس میں تم اللہ کا فضل تلاش کرتے
 ہو بیشک اس میں نشانی ہے اس قوم کے لیے جو
 سنے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ
 ثُمَّ إِذَا آتَيْتُمْ بِشُرُوفِ أَعْيُنِكُمْ قَالُوا
 يُبْدِئُكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ
 لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْتَبِرُونَ ۝

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ نَسْلَكُمْ مِنْ
 أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
 بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ
 لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْتَبِرُونَ ۝

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَاجْتِلَافُ السَّنِيكُمْ وَالْوَابِنُكُمْ إِنَّ فِي
 ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۝

وَمِنْ آيَاتِهِ مَتَاعُكُمْ بِاللَّيْلِ وَ
 النَّهَارِ وَابْتِغَاءُ الْوَيْطِ مِنْ قَصَبٍ
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ كَيْفَ يَعْتَبِرُونَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ دکھاتے ہیں
بجلی اور کرکٹ ڈرانے والی اور امید دلانے کے
لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز و شاداب
کرتا ہے اس سے زمین کو خشک اور بنجر بوجھانے
کے بعد بے شک اس میں عقل والوں کے لیے بہت
سی نشانیاں ہیں۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے علم
آسمان و زمین قائم ہیں پھر جب ہمیں نذا فرمائے گا
زمین سے جہی تم نکل آؤ گے۔
اور اسی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں
سب کے سب اس کے زیر حکم ہیں۔
اور وہی ہے کہ اول بنا تا ہے پھر سے دوبارہ دہنا
کہا بنائے گا اور یہ دہتارے نزدیک اول پیدا
کرنے سے زیادہ آسان ہونا چاہئے اور اس کے
لیے بڑی بڑی مثالیں ہیں آسمان و زمین میں اور دنیا
عزت و حکمت والا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا
وَطَمَعًا وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَيُخْرِجُ بِهَا الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ
وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ
دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذْ أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ
وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلِّ
لَهُ قَائِمُونَ

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ
وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

لفظی ترجمہ

وَمِنْ آيَاتِهِ	اس کی نشانیوں سے ہے	وَمِنْ آيَاتِهِ	اس کی نشانیوں سے ہے
يُرِيكُمْ	تم کو دکھاتا ہے	يُرِيكُمْ	تم کو دکھاتا ہے
الْبَرْقَ	بجلی	الْبَرْقَ	بجلی
خَوْفًا	دشمنی سے	خَوْفًا	دشمنی سے
وَطَمَعًا	بے شک	وَطَمَعًا	بے شک
وَيُنزِلُ	اور اتارتا ہے	وَيُنزِلُ	اور اتارتا ہے
مِنَ السَّمَاءِ	آسمان سے	مِنَ السَّمَاءِ	آسمان سے
مَاءً	پانی	مَاءً	پانی
فَيُخْرِجُ	پھر نکالتا ہے	فَيُخْرِجُ	پھر نکالتا ہے
بِهَا	اس کے ذریعے	بِهَا	اس کے ذریعے
الْأَرْضَ	زمین کو	الْأَرْضَ	زمین کو
بَعْدَ	بعد	بَعْدَ	بعد
مَوْتِهَا	اس کی موت کے	مَوْتِهَا	اس کی موت کے
إِنَّ فِي	بے شک	إِنَّ فِي	بے شک
ذَلِكَ	اس میں	ذَلِكَ	اس میں
لَآيَاتٍ	نشانیاں	لَآيَاتٍ	نشانیاں
لِّقَوْمٍ	ان لوگوں کے	لِّقَوْمٍ	ان لوگوں کے
يَعْقِلُونَ	جو عقل مند ہیں	يَعْقِلُونَ	جو عقل مند ہیں

ذ۔ اور	مَوْحَاةٌ مَّجْمُوعَةٌ	بُيِّنَّا لَكُمْ تَمَّ بِهِنَّ	يَعْلَمُ بِنَاتِي
ذَالِكِ اس کے	فِي بَيْتِج	إِنَّ بَيْتِكِ	ذَخْتَهُ رُشْفَتِ
ذ۔ اور	بُيِّنَّا لَكُمْ تَمَّ بِهِنَّ	تَقْوِمَ انْكَ لِيَه	لَا يَتَّيْتِ نَشَائِنِ فِي
السَّمَاوَاتِ آسَمَانُ	خَلْقٍ بِرِيشِ	سے ہے	مِنَ آيَاتِنَا اسکی نشانیوں سے ہے
إِخْتِلَافِ اِخْتِلَافِ	ذ۔ اور	الْأَرْضِ زَمِينِ كِي	ذ۔ اور
إِنَّ بَيْتِكِ	الْوَاتِكُمْ مَهْرَارِ رَنُكُولِ كَا	ذ۔ اور	الْمَسْتَنَكُومُ مَهْرَارِي زَبَانُولِ كَا
لِيَه	لَا يَتَّيْتِ نَشَائِنِ فِي	ذَالِكِ اس کے	فِي بَيْتِج
مَنَّا مَكُومُ مَهْرَارِ سُونَا	مِنَ آيَاتِنَا اسکی نشانیوں سے ہے	ذ۔ اور	ذ۔ اور
ذ۔ اور	الْمَهَادِ دِنِ كُو	كُومُ مَهْرَارَا	بِالْقَبْلِ رَاتِ كُو
مِنَ فَضْلِ سِ	ذَالِكِ اس کے	فِي بَيْتِج	أَسْتَعَاذُ تَلَاشِ كَرِنَا
لَا يَتَّيْتِ نَشَائِنِ فِي	ذ۔ اور	كَيْتَمَعُونِ رَسِينِ	إِنَّ بَيْتِكِ
مِنَ آيَاتِنَا اس کی نشانیوں	الْبُرُقِ سَجَلِي	بُيِّنَّا لَكُمْ دَكْهَاتَا هِي تَمَّ كُو	تَقْوِمَ انْكَ لِيَه
خَوْفَا ذُر	ذ۔ اور	طَمَعَا رَامِدِ سِ	سے ہے
بُنَزَلُ آتَارَاتَا هِي	فِي بَيْتِجِ دَرِ بِيَهْرِ زَنْدَه كَرِنَا هِي	مَاءَ پَانِي	ذ۔ اور
يَه اس کے ساتھ	مُوتِنَا اسکی موت کے	بَعْدَ بَعْدِ	مِنَ السَّمَاوَاتِ آسَمَانِ سِ
إِنَّ بَيْتِكِ	لَا يَتَّيْتِ نَشَائِنِ فِي	ذَالِكِ اس کے	الْأَرْضِ زَمِينِ كُو
تَقْوِمَ انْكَ لِيَه	مِنَ آيَاتِنَا اسکی نشانیوں سے ہے	ذ۔ اور	فِي بَيْتِجِ
ذ۔ اور	السَّمَاوَاتِ آسَمَانِ	تَقْوِمَ كَهْرِي هِي	يَعْقِلُونَ سُوچِينِ
إِذَا حَبِ	نَحْوِ بِيَهْرِ	بِأَصْرِي اس کے حکم سے	أَنْ رِيَكِ
مِنَ الْأَرْضِ زَمِينِ سِ	دَعْوَا بَلَانَا	كُومُ تَمَّ كُو	الْأَرْضِ زَمِينِ
ذ۔ اور	نَخْرُجُونَ نَكْلِ آوُكِي	أَنْتُمْ تَمَّ	دَعَا بَلَائِي كَا
السَّمَاوَاتِ آسَمَانُولِ	فِي بَيْتِجِ	مَنْ هُوَ	إِذَا تَوْنَا كَمَا هِي
ذ۔ اس کے لیے	مَنْ هُوَ	الْأَرْضِ زَمِينِ كِ هِي	ذ۔ اور
الَّذِي هُوَ هِي	هُوَ هُوَ	ذ۔ اور	قَائِمُونَ فَرَابَرِ دَارِ هِي

مُنْتَهَىٰ - پھر	تَلَاقٌ - مخلوق کو	یُنْبِئًا - پہلی بار پیدا کرتا ہے
هُوَ - وہ	ذ - اور	فُعِيدًا - دوبارہ پیدا کرے گا اسکو
لَهُ - اس کی	ذ - اور	أَهْوَنُ - زیادہ آسان ہے
السَّمَوَاتِ - آسمانوں	فِي - بیچ	عَلِيَّةٌ - اس پر
هُوَ - وہ ہے	ذ - اور	أَلْتَعْلَىٰ - بلند ہے
		الْأَرْضِ - زمین کے
		الْحِكْمِ - حکمت والا
		الْعَزِيزُ - غالب

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ روم - ۲۱

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَشْتَرُونَ - اور اس کے نشاںہائے قدرت سے یہ بھی ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم جہمی انسان بن کر پھیل رہے ہو۔ اس میں ابتداء تخلیق کا بیان ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا یعنی آدم ابو البشر کو اول مٹی سے بنایا پھر اس سے اس کی تمام نسل پیدا ہوئی تو سب کی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی۔ اگرچہ انسان لطفہ سے بنا مگر وہ مٹی سے ہی بنا جا جائے گا اس لیے کہ اعزب ترابی سے سب کی نشوونما ہے اور وہ تمام غذا میں اصل میں مٹی میں اور آخر میں مٹی ہی ہوں گی بنا بریں سب کی تخلیق مٹی سے مانی گئی۔ پھر دوسری نشانی کا بیان ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً فِي ذَلِكَ لَا يَتَذَكَّرُ لِقَوْمٍ يُتَذَكَّرُونَ - اور اس کے نشاںہائے قدرت سے یہ ہے کہ تمہارے لیے پیدا کیں تمہیں ہیں سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور تم میں باہمی محبت پیدا کی اور رحمت بیشک اس میں بڑی نشانیوں میں غور کرنے والوں کے لیے۔

یعنی عورت مرد کا جوڑا ایک جنس سے پیدا فرمایا اگر غیر جنس سے پیدا کیا جاتا تو موورت و محبت نہ ہوتی اور غیر جنس ہونے سے نظام خانہ داری بھی صحیح نہ رہتا پھر تیسری نشانی بیان فرمائی۔
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَرَاخْتَلَفَاتٍ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَأَنَّكَؤَاتِ فِي ذَلِكَ لَا يَتَذَكَّرُ لِقَوْمٍ يُتَذَكَّرُونَ - اور اس کے نشاںہائے قدرت سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور زبانوں کا اختلاف اور رنگوں کا اختلاف (یعنی تمہارے رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا) بے شک اس میں ضرور نشانیوں میں اہل علم کیلئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان قدرت آسمان و زمین بنا کر اس کے بسنے والوں کی زبانیں مختلف رکھیں اور

ہر ملک کے لوگوں کے رنگ مختلف بنائے جس سے چینی، ترکی، حبشی، سندھی، عجمی، ہندوستانی، مغربی، مشرقی، ہندی میں زبان اور رنگ سے امتیاز ہوتا ہے پھر جو کئی نشانی کا اظہار ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَتَاعُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِتِّخَذُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَذَكَّرُونَ۔ اور اس کے نشان ہائے قدرت سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کے فضل سے رزمی تلاش کرنا بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

اور یہ قدرت کے نشان واضح ہیں کہ رات کو اگر نہ سویا جائے تو دن میں تلاش معاش میں دماغ معطل ہو جائے تمام کاروبار کا نظام بگڑ جائے اور اگر ہمیشہ شب ہی رہتی اور دن نہ ہوتا تو نظام معاش خراب ہو جاتا اور دن ہی رہتا اور رات نہ ہوتی تو اعضاء میں وہ کسل ہوتا کہ نظام معاش اور استراحت صحیح نہ رہتا علاوہ اس کے مرنے جلنے کا جو روزانہ سبق انسان حاصل کرتا ہے وہ بھی بھول جاتا۔

جیسے حضور نے فرمایا سوتے وقت بائسک اُتجا و بائسک اُموٹ پڑھ کر سویا کر و یعنی یہ کہا کرو الہی تیرے ہی نام کے ساتھ زندہ تھا اور تیرے ہی نام کے ساتھ مر رہا ہوں اور جب جاگو تو کہا کرو وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اٰتٰنَا فِيْ بَعْدِ مَا اَمَاتَنَا سُبْحًا اس کے لیے ہے جس نے مجھے مار کر زندہ کیا۔

یہاں لِقَوْمٍ يَتَذَكَّرُونَ بھی اسی لیے فرمایا گیا کہ یہ حال سن کر وہ سمجھ سکیں کہ جیسے اب مر کر زندہ ہونے والے ہی مر کر ایک دن شتر میں اٹھیں گے پھر پانچواں نشان قدرت بیان فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوَافًا وَطَمَعًا وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يَخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہیں بجلیاں دکھاتا ہے خوف اور امید کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو زندہ فرماتا ہے اس سے زمین کو خشک ہونے کے بعد بیشک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اس میں بجلی کا ذکر فرما کر اپنی قدرت کی نشانی بیان کی اس لیے کہ بجلی انسان کو خوفزدہ بھی کرتی ہے اور امید باران رحمت بھی دلاتی ہے پھر اس کے بعد جو بارش ہوتی ہے اس سے خشک زمین جو خاک اڑاتی تھی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ یعنی اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا میں موت کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں اس کے بعد چھٹی اپنی شان قدرت بیان فرمائی۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِأَمْرٍ وَّ اِنْ دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ۔ وَلَوْ اَنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلِّ شَيْءٍ حَيٌّ لَّكُنَّا نَحْنُ الْمَوْتُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تمہیں وہ زمین سے بلائے گا تو جیسی تم نکل آؤ گے۔

اور اسی کا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے سب اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ آسمان و زمین محض اس کے حکم سے قائم ہیں اس میں انسانی دماغ اور تصرف و فعل کو کچھ دخل نہیں اس میں نہ بنیادیں ہیں نہ آسمان کے لیے کوئی ستون ہے دوسری آیت کریمہ میں بھی مشترکاً اعادہ فرمایا گیا کہ جب وہ قادر علی الاطلاق تہیں زمین میں سے بلائے گا تو فوراً تم سب نکل آؤ گے اس لیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اسی کے آگے ٹکوتسا رہے اس کے بعد ساتویں نشان قدرت میں بدو خلق کو ظاہر فرمایا۔

ذَٰهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلِلَّهِ الْاَعْلَىٰ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور وہی ذات ہے جو خلق کو ابتداءً پیدا کرتی ہے پھر اسے مار کر دوبارہ اٹھاتی ہے اور وہ اس کے لیے بہت آسان ہے اور اس کی شان بلند و بالا ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ سب سے اول اسی نے سب کچھ بنایا اور وہی مٹا کر پھر زندہ کرے گا۔ اور جسے اول بنانا مشکل تر ہو اسے دوبارہ بنانا تو بہر حال آسان ہے اور اسکی شیون قدرت کی بڑی بلند و بالا مثالیں ہیں اس لیے کہ وہ زبردست حکمت والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ روم پانچواں

وَمِنَ اٰیٰتِہَا اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اٰدَا اَنْتُمْ بِسَاۡمِتِہُمْ تَشٰوِرُوۡنَ۔ اور اس کے نشانیات قدرت سے یہ ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بصورت بشر پھیل گئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی روشن نشانیوں سے یہ ایک نشانی ہے کہ تمہیں زندہ پیدا فرمایا مٹی سے اور بے جاہ کو زندہ سے نکالا جسے نطق کہتے ہیں پھر اس سے زندہ انسان نکالا جسے نطق کہتے ہیں یہ مترجح دلیل ہے جماد کو جاندار کرنے کی اور ایجادِ ارض بعد الموت کی۔

اور تخلیق آدم علیہ السلام مٹی سے کی گئی پھر عام طور پر نطق کے ذریعہ پیدا ایش ہوئی تو وہ نطق و حقیقت مٹی سے ہی بنا ہے پھر اس سے عام مخلوق اور بشر بنے جو زمین میں پھیل گئے اور اپنی معاش و ضروریات کے لیے پھر نکلے۔

یہاں اذ انجا ئیہ ہے۔ یہ پہلا نشان قدرت ظاہر فرمایا اس کے بعد چھ آیات قدرت کا ملہ ظاہر فرمایا

چنانچہ دوسرا نشان قدرت اس طرح ظاہر فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِنَا أَنْ خَلَقْنَاكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلْنَا بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُفَكِّرُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہیں میں سے
 جوڑا پیدا کیا تاکہ تم سکون پکڑو ان کی طرف اور کیا تم میں آپس میں محبت و رحمت کا رابطہ بیشک اس میں بھی غور
 و فکر والوں کے لیے نشان ہیں۔

یہاں بھی من تبیینیہ ہے یعنی نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لاکھوں بلکہ بے گنتی ہیں لیکن
 ان میں سے بعض یہ ہیں کہ تمہاری اصلی تخلیق حضرت نوح سے ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا
 ہوئیں جیسا کہ آلو سی بھی فرماتے ہیں فَإِنَّ خَلْقَ آدَمَ أَجْزَأُ مِنْ خَلْقِ نُوْحٍ وَإِسْمَاعِيلُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ
 مَنَظَرٍ مِمَّنْ كَفَرَ بِرَبِّهِمْ فَوَسَّوْا لِقَوْمِهِمْ أَنْ يَنْبَغُوا عَلَيْهِمْ وَرَكِبُوا فِي الْبُلُغِ الْأَثَمِ فَزَلُّوا
 فِيهَا وَمَا كَانُوا بِأَنَّ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ جَرْمِهِمْ إِنَّ اللَّهَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ۔ اور یہ اس لیے بھی ضروری تھا تاکہ
 لیتسکونوا ایسا سکون حاصل ہو یقیناً سکن الیہ اذ امال فان الیہا سکن
 من دواعی النظام و التعادف کما ان الخلق من اسباب التفرق و التنافر
 محاورہ میں سکن میلان کے معنی میں مستقل ہے اور میلان مقضی نظام و تعارف ہے جیسے مخالفت

اسباب تفرق و تنافر سے ہے۔ اسی لیے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً۔ اور کیا تمہارے اندر مودت و محبت اور رحمت۔

یعنی ازواج میں مرد و عورتوں کے اندر محبت و الفت پیدا فرمادی تاکہ امور خانہ داری کا نظام پورا رہے
 حسن فرماتے ہیں اور مجاہد و عکرمہ بھی یہی کہتے ہیں الْمَوَدَّةُ كِتَابِيَةٌ عَنِ النَّكَاحِ وَالرَّحْمَةُ كِتَابِيَةٌ عَنِ الْوَلَدِ
 مودت کنایہ ہے نکاح سے اور رحمت سے کنایہ ہے اولاد کی طرف۔

اور ایک قول ہے كَوْنُ الْمَوَدَّةِ مَعْنَى الْمَحَبَّةِ كِتَابِيَةٌ عَنِ النَّكَاحِ أَيِ الْجَمَاعِ مَوَدَّةٌ بِمَعْنَى مَحَبَّةٍ
 کنایہ نکاح سے ہے۔ اور نکاح بمعنی جماع ہے۔

ایک قول ہے مَوَدَّةٌ لِلشَّابِتِ وَرَحْمَةٌ لِلْجَوْدِ۔ محبت جوان عورت کے لیے ہوتی ہے اور رحمت
 بڑھیا عورت کے ساتھ۔

ایک قول یہ بھی ہے مَوَدَّةٌ لِلْكَبِيرِ وَرَحْمَةٌ لِلصَّغِيرِ۔ مودت بڑے سے ہوتی ہے اور رحم چھوٹے
 کے ساتھ چنانچہ حدیث میں ہے مَنْ كَرِهَ يَوْحًا صَغِيرًا نَادَى كَوْيُوقَرَ كَبِيرًا فَكَيْسٌ مَثَابُ جَوْحِ مَوَدَّةٍ
 نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُفَكِّرُونَ۔ بے شک اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں لَمَّا كَانَ الْفَضْدُ مِنْ خَلْقِ الْأَدْوَابِ وَالسُّكُونِ إِلَيْهَا وَالْقَاءِ الْمَجْتَمِعِينَ
 الذُّوَجِينَ لَيْسَ مَجْرَدِ فَضْلِهِ الشَّهْوَةَ الَّتِي يَشْتَرِكُ بِهَا الْبَهَائِمُ بَلْ تَكْثِيرُ النَّسْلِ وَبِقَاءِ نَوْجِ
 التَّنْفِيزِ نَيْبِ خَاصَّتَهُ هُنَا جِبْكَ خَلْقِ أَزْوَاجٍ أَوْ رَانَ كَمَا سَاكُنُ أَوْ رَأْسٍ فِي مِيَالِ بِيَوْمِي كِي مَجْتَمِعِي رَكْمِي
 گئی تو یہ مجرد فضل، شہوت کے لیے ہی نہیں ہے اس لیے کہ اس میں تو بہائم بھی شریک ہیں بلکہ اس سے مقصود
 تکثیر نسل اور بقاء نوح منقرہ بن بھی ہے۔ آگے ارشاد ہے جو علامات قدرت سے تیسری شان ہے۔
 وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَارْتِخَالَاتِ السِّنِّتِكُمْ وَالْوَاكِعَاتِ فِي ذَالِكِ الْكَوَلِيَّةِ
 تَلْعَالِبِينَ. اور اس کے نشاں ہائے قدرت سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور زبانوں اور نگوں کا
 اختلاف ہے بیشک اس میں اہل عالم کے لیے نشانیاں ہیں۔

زمین و آسمان میں رہنے والوں کے لیے اختلاف لسان و الوان رکھ کر کسی کو عربی میں بولنے والا
 بنایا کسی کو فارسی میں کسی کو رومی میں وغیرہ وغیرہ
 چنانچہ وہ یہ کہتے ہیں إِنَّ الْأَكْسِيَّةَ اثْنَانِ وَسَيَعُونَ لِسَانًا فِي دُلْدِ حَامِرٍ سَبْعَةَ عَشَرَ فِي
 دُلْدِ سَامٍ ثَمَانَةَ عَشَرَ فِي دُلْدِ يَافِثٍ سِتَّةً وَثَلَاثُونَ۔

زبانیں بہتر ہیں۔

سام کی اولاد میں سترہ اور

سام کی اولاد میں انیس اور

یافث کی اولاد میں پچیس زبانیں ہیں۔

ایسے ہی رنگ اقوام کا حال ہے۔ گورارنگ اور کالا رنگ اور متوسط گندمی رنگ مختلف قوموں
 میں رکھے گئے ہیں۔

اس میں بھی اس خالق مطلق کی شان قدرت کا مظاہرہ اہل علم کے لیے ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد
 ہے فَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ حَقِيقَتِ شَانَ كُو اِہْلِ عِلْمٍ هِي مَحْبُتِي هِي۔
 اس کے بعد چوتھی شان کا اظہار ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَّا مَكُونُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
 لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے تمہارا سونار ت کا ہے اور وہ میں طلب معاش ہے اس کے فضل
 سے بیشک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

اس میں قادر مطلق کی شان نظر آتی ہے کہ لیل و نہار کو دو مفاد میں منقسم فرمایا۔ دن کو تلاش معاش کے

لیے اور شب کو اس تلاش میں جو محنت ہوتی ہے اور اس سے انسان فطرتاً تشکک جانتا ہے اس کے دور کرنے کو رات بنادی اور رات آجانے کے بعد انسان کو سونے کی طرف مائل کر دیا یہ اس کی آیات قدرت میں لیکن ان کے لیے جو نہیں اور نہیں اب یا نیچوں شان کا بیان شروع فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُورِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرنے والی اور امید دلانے والی اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز و شاداب کرتا ہے اس سے زمین کو خشک ہو جاتے کے بعد بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

اس سے یہ بھی روشن اور واضح ہو جاتا ہے کہ جب خشک اور خاک شدہ گھاس سرسبز کر دی جاتی ہے تو انسان کو اس کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید ہو لیکن اس نظریہ کو عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور بھی بہ الارض کی تفسیر خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ پھر چھٹی شان کا بیان ہے۔
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ إِذْ أَدْعَاكَ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذْ أَنْتُمْ تَحْتَرُونَ۔ دَلَّكَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَمَن قَانِتُونَ۔ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ آسمان وزمین قائم ہیں اس کے حکم سے پھر جب تمہیں زمین سے ندا کرے گا بھی تم نکل پڑو گے اور اسی کی ملک میں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب اس کے زیر فرمان ہیں۔

یعنی آسمان اور زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں اس میں صرف اور صرف اسی کا حکم ہے اور جب وہ تمہیں ایک ندادے گا تو تم اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑو گے اور وہ آواز صور اسرافیل کی آواز ہوگی۔ اس پر کسی شاعر نے خوب کہا ہے

دَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّمَّا آيَاتُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

اب ساتویں شان کی نشانی کا بیان ہے۔

ذَٰهُوَالَّذِينَ يُبَدِّلُ الْخَلْقَ لَمْ يُعِيدْ لَهُ دَهْوًا هُوَ أَهْوَتْ عَلَيْهِ۔ اور وہی ہے تمام خلق کی ابتداء فرما کر اس کے فنا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ بناٹے گا اور وہ تمہاری سمجھ میں بھی آسان ہے۔

اسی لیے تمہاری عقل ابتداء ایجاد کو مشکل سمجھتی ہے اور دوبارہ سے بنانا آسان جانتی ہے لیکن یہ بے عقل جاہل ہماری ابتداء تخلیق کو مان کر دوبارہ بنانے کو مشکل بلکہ محال سمجھتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔
وَلَا الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور اسی کے لیے میں سب

سے بترشائیں آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سُورۃ رُومِ پاپا

مثال دیتا ہے تمہارے لیے تمہارے ہی حال سے
کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کی ملکیت غلاموں
سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی
دی تو تم سب اس میں برابر ہو ایسے کہ ان سے کدو
جیسے سپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ایسے
ہی تفصیل سے ہم نشانیاں بیان کرتے ہیں عقل
والوں کے لیے۔

بلکہ وہ ظالم جو اپنی خواہشوں کے پچھے ہو لیے اپنی
بہالت سے تو کون اس کو ہدایت کرے جسے اللہ
تعالیٰ نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔
تو قائم کرو اپنا رخ دین کے لیے خالص اسی کے
ہو کر یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر لوگوں
کو قائم کیا نہیں بدل سکتا اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو پہیہ
دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

بہجوع لائے ہیں اسی کی طرف اور اسی سے ڈرتے ہیں
اور قائم رکھو نماز اور تمہو مشرکوں سے۔
ان میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اپنے دین
کو اور ہو گئے گمراہ ہر جماعت اپنی تعلیم پر ہی
خوش ہے۔

اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف پکارتے ہیں اپنے
رب کو اس کی طرف بہجوع ہو کر پھر جب ڈانٹتا ہے

ضَرِبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِّنْ
مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي مَا ذَرَفْتُمْ
فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَقْفُونَ أَنَّهُمْ بِخِيفَتِكُمْ
أَنْفُسِكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يُعْقِلُونَ ۝

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَ هُمْ
يَغْتُرِعُونَ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ
ذَمًّا لَهُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ۝

فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ
اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ
لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

مُنِيبِينَ إِلَيْهَا وَاتَّقُوا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

مِنَ الَّذِينَ قَدَّوْا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعًا
كُلٌّ حَزِبٌ بِمَالِ دِينِهِمْ قَدْحُونَ ۝

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَاوُا بِهِمْ مُنِيبِينَ
إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَقَهُمْ مِنْهَا رَحْمَةً

إِذَا قَرَأْتَ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يَكْفُرُونَ ۝

اس کی طرف رحمت کا تو جی بھی ان میں سے ایک
گروہ اپنے رب کا شریک بنا لیتا ہے۔

تا کہ تا شکر ہی کرے اس کی جو ہم نے دیا تو براٹے
چمڑے عیش کر و عنقریب جان لوگے۔

کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی سند کہ وہ بتاتی ہے
ہمارے شریک۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ
تَعْلَمُونَ ۝

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ
بِمَا كَانُوا بِرَبِّهِمْ يَكْفُرُونَ ۝

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت کا عطرہ تو
مخوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر کوئی برائی پہنچے ان

کے ہاتھوں کی کڑوت سے بھی مایوس ہو جاتے ہیں
کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ اللہ وسیع کرتا ہے رزق

جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بیشک
اس میں نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لیے۔

تو دور شتر داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو
یہ بہتر ہے ان کے لیے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضا

اور یہی کامیاب ہیں۔
اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے

مال بڑھیں تو نہ بڑھے گا وہ اللہ کے یہاں اور جو
تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو ان لوگوں

کے لیے دو چننا ہے۔
اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق عطا

پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے
شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو یہ کام کر سکے

پاکی اور بہتری ہے اسے ان کے شریکوں سے۔

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا
وَإِن تُصِيبْهُمْ سَيْئَةٌ يَكْفُرُوا بِمَا قَدْ آتَيْنَاهُمْ

إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ۝

فَإِنَّ ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلَّذِينَ يَدَّبُرُون
السَّبِيلَ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ

اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ رَبِّكَ إِلَّا فِي أَمْوَالِ
النَّاسِ فَلَا يَرْتَابُوا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْنَاهُمْ

مِن زَكَاةٍ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝

أَلَلَّهُ الْبِنَىٰ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ
يُعِيدِكُمْ ثُمَّ يُعْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شَرِكَاكُمْ

مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَا
وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

لفظی ترجمہ

مَنْ أَنْفَسَكُمْ تَهْتَكُمُ	مَثَلًا مِثَال	نکم تمہارے لیے	مَنْ أَنْفَسَكُمْ تَهْتَكُمُ
مَنْ مَاتَ اس سے ہو	نکم تمہارے لیے ہے	ھٹ گیا	جانوں سے
فِي دِينِج	مَنْ شَرَّكَآذَ كُوئی شریک	أَيْمَانَكُمْ تَهْتَكُمُ	مَلَكَتْ مَالِكِمْ
فَانْتُمْ تَوْتُمْ	نکو تم کو	ذَقْنَا دِيَاہِم تے	مَا اس کے جو
كَيْفِيَّتَكُمْ جیسے ڈرتے ہو تم	تَخَافُونَهُمْ دُرُو تَم اِنسے	سَوَاءً بَرَابِرُہو	فِيہ اس میں
الآيَاتِ آئین	نُفِصِلُ بِيَان کرتے ہیں ہم	كَذَلِكَ يَسْمَعِي	أَنْفَسَكُمْ آئیں میں
ابنح پیروی کی	بَل بلكہ	يَعْقِلُونَ سوچیں	لِقَوْمِ ان کے لیے جو
ھو اپنی کی	أَهْوَاءَ خَوَاشَات	ظَلَمُوا ظالم ہیں	الذِينَ انہوں نے جو
يَهْدِي ہدایت دے	فَمَنْ تَوَكُون	عَلِيمٌ علم کے	بَعِيْدٌ بغير
د اور	اللَّهُ اللہ نے	أَصَلَّ مگر اہ کیا	مَنْ رَا سکو جسے
فَأَقْوَمُ تَوْقَام رُكھ	مَنْ تَصَارِيْفِ كُوئی مددگار	لَهُمْ نكے لیے	مَا ہنیں
فَطَرَت بیدارش	حَنِيفًا خالص	لِلذِينَ دین کے لیے	ذَهَدًا اپنا چہرہ
النَّاسِ لوگوں کو	فَطَرَ بیدار کیا	الَّتِي وہ جو	اللَّهُ اللہ کی
لِخَلْقِ واسطے بیدارش	تَبْدِيلٌ تَبْدیلی	لَا ہنیں ہے	عَلَيْہَا اس پر
الْقِيَمِ سداھا	الذِينَ دین ہے	ذَلِكَ یہ	اللَّهُ اللہ کے
النَّاسِ لوگ	أَكْثَرُ اکثر	لِيَكُنْ لیکن	د اور
الْبُورِ اسکی طرف	مُنِيْبِيْنَ رجوع کرتے ہوئے	يَعْلَمُونَ جانتے	لَا ہنیں
د اور	كُلَّ اس سے	الْقُوْرُو	د اور
لَا	د اور	الصَّلُوَا نماز	أَقِيْمُوا قَامُ كرو
مَنْ الذِينَ ان سے جنہوں نے	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے	تَكُوْنُوا ہوجاؤ تم
كَانُوا ہو گئے	د اور	دِينَهُمْ اپنے دین کو	فَرَّ قُوا مگر کے کیا
بتا اس سے جو	جُوْب فرقہ	مُكَلِّئِ ہر	بَشِيْعًا فرقے فرقے

مَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَكَ قَالَ لَيْتَ كَوْنِي الَّذِي - وہ ہے جس نے تشریح پھر هل - کیا ہے کوئی يَفْعَلُ - کر سکے وہ اور	اَيْتِمُّمْ - ووقف اللَّهُ - اللہ کی اللَّهُ - اللہ کے ذَقَّكُمْ - رزق دیا تم کو يُحْيِيكُمْ - زندہ کرے گا تم کو مَنْ جُو سُخِّنَ - پاک ہے وہ لِيُشْرَبُونَ - جو وہ شراب کرتے ہیں	مَا جُو فَجَاءَ - رضامندی الْمُضْعِفُونَ - دگنا پانے والے تَوَّ - پھر تَوَّ - پھر مَنْ شَرَّكَائِكُمْ - تمہارے شریکوں سے مَنْ ذَلِكُمْ - اس میں سے مَنْ شَيْءٍ - کوئی چیز عَمَّا - اس سے	وہ اور مُرِيدًا - چاہتے ہو مَنْ - وہ ہیں خَلَقَكُمْ - پیدا کیا تم کو يُمَيِّتِكُمْ - ماریگا تم کو مَنْ شَرَّكَائِكُمْ - تمہارے شریکوں سے مَنْ ذَلِكُمْ - اس میں سے مَنْ شَيْءٍ - کوئی چیز تَعَالَى - بلند ہے
---	--	--	--

خلاصہ تفسیر جو تھار کو ع - سورۃ روم - پ ۲

فَتَرَبَّ لَكُمْ مَثَلًا مِمَّنْ انْفَسَكُمْ - تمہارے لیے ایک مثال دیتا ہے تمہارے اپنے حال سے اور وہ مثال یہ ہے کہ

هل لکم من ما مملکت ایما نلکم من شرکاء فی ما رد ذلکم فانتم فیہ سوادہ تمہارے لیے ایک تمہارے لائق کی ملک غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں رکھتے ہیں اور تم ان کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنے سے قاصر ہو اور تم اور وہ برابر ہیں تمہاری تمہارے غلام تمہارے سا بھی ہیں اور مال و متاع وغیرہ میں تم اور تمہارے غلام کیساں حق تھا ہونہم کخیفینک انفسکم تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔

مردعا یہ ہے کہ تم حطرح اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوک اور مقتدر بندوں کو اس کا شریک اور برابر قرار دیتے ہو۔ گویا ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا رہے ہو وہ سب اسکے بندے اور مملوک ہیں۔

تو اگر تم اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنے برابر ہونا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے مساوی قرار دینا کتنی بے انصافی اور ظلم ہے یہ اتنی واضح مثال ہے کہ خود ہی ارشاد فرمایا

کذٰلک نفصل الایات لقوم یعقلون ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان کرتے ہیں عقلمندوں کے لیے۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ. بلکہ اتباع کرتے ہیں ظالم لوگ اپنی خواہشات کا

اپنی بہالت سے۔

مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا مَنَ اضْلَلَهُ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ. تو اسے کون ہدایت کر سکتا ہے جس کو

اللہ نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

یعنی جو پیدا کئی گمراہ ہو اسے کسی کی ہدایت فائدہ نہیں دے سکتی اور عذابِ آخرت سے بچانے میں

اس کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عام حکم ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا. تو اپنا منہ سیدھا رکھو اللہ کی اطاعت کے لیے صرف اسی کے ہو کر

یعنی خلوص کے ساتھ دینِ الہی پر استقامت و استقلال سے قائم رہو۔

خُطِرَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ الْبَشَرَ عَلَى مَا لَمْ يَخْلُقْ اللَّهُ. فطرتِ الہی وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا

کیا کوئی نہیں بدل سکتا اس کی پیدائی ہوئی شان کو۔

فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا

کہ بخاری و مسلم میں ہے كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَدُّ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ أَبْوَءُهُمُ الْيَهُودِيَّةُ أَوْ النَّصْرَانِيَّةُ أَوْ الْمَجَسَّانِيَّةُ۔ ہر پیدا

ہونے والا فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی کر لیں یا نصرانی و مجوسی بنا لیں۔

تو لاشدیل لخلق اللہ کے یہ معنی ہوئے کہ پیدائش کے وقت ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق ہی ہوتا ہے

اس وقت کسی کو بدلنے کا حق نہیں لہذا تم کو چاہئے کہ اسی اپنی پیدائش پر قائم رہو۔ اس لیے کہ

فَلِكُلِّ دِينٍ قِيمَةٌ وَلَكِنَّا نَكْفُرُ بِاللَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعنی دینِ قیم ہی پر قائم رہو اور جاہل اس حقیقت سے نااہل ہیں۔

مُنْبِتِينَ الْيَسْرِ وَالْقَوَّةَ دَائِمًا وَالصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے

اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

انابت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور اطاعت کے ساتھ رجوع ہو اور اس کے ساتھ کسی

غیر کی پوجا اور عبادت نہ کرو اور مشرک نہ بنو۔

مَنْ الدِّينَ خَرَقُوا دِينَهُمْ فَكَانُوا شَيْعًا كُلَّ حُزْبٍ لِبِمَا الدِّينِمْ فَرِحُوا۔ ان میں سے وہ ہیں جنہوں

نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقہ فرقہ ہو گئے ہر گروہ جس فرقہ کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔

کوئی چکر الوی ہے اور کوئی نجدی کوئی نیجری ہے اور کوئی دہابی کوئی غیر مقلد ہے کوئی رافضی خارجی

کوئی معتزلی ہے اور کوئی اپنی جماعت کے سوا کسی کو اسلامی ہی نہیں مانتا۔ کوئی پرویزی ہے

فرقہ بھی ابھی موجود ہے۔

غرضیکہ وجود الہی اور معبود حقیقی کی عبادت میں بھی اختلاف کبر کے اپنے اپنے گروہ کے ساتھ قائم ہے۔ کوئی تین نمازیں پاتا ہے کوئی دوہی پر اکتفا کرتا ہے کوئی موجودہ نماز کو مولوی کی گھڑی ہوتی پاتا ہے سچ کو بندویا ترابتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب اپنی اپنی جماعت میں خوش ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرًّا دَعَوْا رَبَّهُمْ مُبْتَغِينَ إِلَيْهِ سَعَادًا إِذَا أَمَّوْا مِنْهُمُ يَدْعُوهُمْ كَدُّوا وَإِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيُخْتَارُ وَإِنَّمَا يَدْعُوا رَبَّهُمْ كَبْرًا كَدُّوا وَإِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيُخْتَارُ وَإِنَّمَا يَدْعُوا رَبَّهُمْ كَدُّوا وَإِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيُخْتَارُ

کو تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے سے رحمت کا مزہ دیتا ہے تو جہی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ ہمارے دیے ہوئے کی ناشکری کریں تو عیش کر لو چند روز عنقریب جان لوگے۔

یعنی جب کسی مرض یا قحط یا اور کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب رحمت الہی سے وہ آرام اور فراخی پاتے ہیں تو پھر وہی شرک کرتے لگتے ہیں تو انہیں فرما دیجئے کہ چند روز دنیوی نعمتوں سے عیش کر لو پھر جان لوگے کہ تمہارا انجام کیا ہے اور آج اللہ کی نعمتوں سے ناشکری کا کیا صلہ ملتا ہے۔

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ سُورًا مِّنْ قَبْلُ لَمْ يَكُن لَّآئِبًا كَانُوا يَسْتَمِعُونَ - يَا سَمْعَانَ ابْنَ مَرْيَمَ انظر إلى آياتنا التي أنزلنا عليك بالحق والبرهان

کہ وہ انہیں ہمارا شریک بنا رہی ہے۔

یعنی ان پر کوئی کتاب یا حجت نازل کی گئی ہے جو انہیں شرک کرنے کا حکم دیتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی سند محض اپنے توہمات باطلہ فاسدہ کا سدہ کے شکار ہیں۔

وَإِذَا دَقَّتْ النَّاسُ دَحْضًا فَرِحُوا بِهَا وَإِن تُصِيبَهُمْ سَيِّئَةٌ يَبْتَغُوا إِلَهُاتٍ غَيْرَ اللَّهِ لِيُفْلِحُوا

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے ان کی بد اعمالیوں سے تو وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

رحمت حق سے تندرستی اور وسعت رزق کا جب انہیں مزہ آتا ہے خوش ہوتے ہیں اترتے ہیں اور جب ان کی کہ تو ت کے بدلے کوئی مصیبت آئے تو بالیوس ہو جاتے ہیں اور یہ مومن کی شان سے بعید ہے وہ جب فراخی ہو شکر کرتا ہے اور تنگی ہو تو صبر کرتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ ہی کشادہ فرمانا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

یعنی حقیقت یہی ہے کہ فراخی اور تنگی دونوں میں جانب اللہ میں اور مومن دونوں شانوں سے اللہ تعالیٰ کو ہی یاد کرتا ہے لہذا۔

قَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقًّا وَالْيَسِيْرِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّكَ مِنْ يُّرِيْدُوْنَ وَحَسْبُ اللّٰهِ وَاَوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تو دے رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین و مسافر کی خبر گیری کر یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا جانتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

یعنی صلہ رحمی اعزاء و اقرباء کے ساتھ اور مسکین اور مسافر کی ضرورت پوری کرنا یہ کامیابی کی نشانی ہے اور چونکہ یہاں امر ہے اس لیے صلہ رحمی واجب ہوئی کما فی المدارک۔ اس کے بعد باہمی لین دین کے متعلق حکم نازل ہوا۔

وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ ذٰبَالٍ يُّوْفٰی اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرٰوْا عِنْدَ اللّٰهِ دَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ ذٰكُوْرٍ تُوْبِيْدُوْنَ وَحَسْبُ اللّٰهِ فَاَوْلٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ اپنے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں سوان کا اجر دو چنڈے۔ لوگوں میں رواج تھا کہ وہ دوسرے احباب عزیز و آشنا کو کچھ دیتے تو یہ نیت رکھتے کہ یہ نہیں اس سے زیادہ دے گا یہ رواج اگر چہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین تو اب آخرت سے خالی ہے اور اس میں برکت نہیں البتہ اللہ کے لیے کسی کی خدمت کرنا اس میں اجر دو چنڈے بلکہ دس گنا۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرًا مِّثْلِهَا۔

اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شَرِكٍ لَّكُمْ مَنْ يُّفَعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مائے گا پھر تمہیں جلانے گا۔ کیا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے پاکی ہے اسے اور بلندی ہے اسے تمہارے اس شرک سے۔

یعنی پیدا کرنا رزق دینا، مارنا، جلانا یہ سب کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے مخلوق میں سے کسی کے اندر یہ قوت نہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوہدری کوثر کوثر سورۃ روم پاپ

صَابَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنَ أَنفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِّنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءِ فِي مَا ذَرَقْتُمْ
فَأَن تَمَّ فِيهِ سَوَاءٌ مِّمَّا تَأْتُونَ بِخَبْرِكُمْ أَفَئِنَّكُمْ لَتَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُعْقِلُونَ۔ ہمارے لیے
ایک مثال بیان کرتا ہے خود ہمارے اپنے حال سے کیا ہمارے لیے ہمارے اپنے ملک غلام ہمارے
شریک ہیں اس میں جو ہم نے بخشش کی تھیں تو تم سب اس میں برابر ہو کہ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک
دوسرے سے ڈرتے ہو ہم نشانیاں مفصل بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لیے۔

اس میں مشرکین کو مخاطب کر کے ارشاد ہے کہ اے مشرک تو تم اپنے حال پر غور کرو کہ ہمارے غلام جو ہمارے
ملک ہیں کیا ہمارے سا بھی میں مال و متاع میں یکساں مساوی استحقاق رکھتے ہیں اور ایسے ہی تمہارے میں جیسے تم
اگر ایسا ہے تو تم اپنے ملکوں میں بغیر ان غلاموں کی اجازت کے کچھ تصرف کرنے کا حق نہ رکھتے ہو گے۔
اس بیان سے یہ ثابت کرتا مقصود ہے کہ تم اپنے غلاموں کو کسی طرح اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو
کس قدر جہالت و حماقت ہے کہ اپنے عارضی ملک تو تم اپنے مساوی ملتے کو تیار نہیں اور اللہ تعالیٰ جس کی ہر شے
ملوک حقیقی ہے اسے تم اس کے سوا اپنا معبود بنا کر اس مالک حقیقی کا سا بھی اور شریک بنا تے ہو حالانکہ تم
بھی سمجھتے ہو کہ کائنات میں جو بھی ہے اس کا بندہ اور اس کی ملک ہے تو یہ شرک کرنا ان کا اپنی جانوں پر ظلم عظیم کرنا
ہے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہے وہ اسے تسلیم کرے گا اور جو لوگ اپنی خواہشوں
کے پیرو ہو کر اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں وہ درحقیقت آخری عذاب سے بے خبر ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ
نَاصِرِينَ۔ بلکہ یہ ظالم اپنی خواہشات کے پیرو ہو کر جہالت اور عذاب آخرت سے بے خبر ہونے کی بنا پر
لگے ہوئے ہیں تو اسے کون ہدایت کرے جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ ہی پیدا فرمایا اور ان کا کوئی بھی نصرت
میں مددگار نہیں ہوگا۔

یعنی جنہیں خالق کل مالک کل نے گمراہ پیدا کیا اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور ان کو عذاب آخرت
سے بچانے میں کوئی مددگار نہیں اس کے بعد بظاہر حضور سے مخاطبہ فرما کر اپنے بندوں کو حکم دیا جاتا ہے۔
چنانچہ ارشاد باری ہے۔

فَأَنصِرْ إِلَهُكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ

الدِّينِ الْقَيِّمِ وَالْكَثْرَةَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ تو اپنا رخ سیدھا کر دین الہی کے لیے صرف اسی ایک ذات کی طرف اللہ تعالیٰ کی فطرہ وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے اسے کوئی نہیں بدلے یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

یعنی خلوص کے ساتھ دین حق پر استقامت اور استقلال سے قائم رہو اور فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ چنانچہ ابن مردودہ جہاد بن الصفا سے راوی میں فرماتے ہیں میں نے حضرت قتادہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ دِينَ اللَّهِ تَعَالَى۔

وَالْمَوَدَّةِ بَيْنَهُمْ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ خَلَقْتُمْ قَابِلِينَ لَهُ غَيْرِنَا بَيْنَ عُنْدَ وَلَا مِنْكُمْ نَبِيٌّ لَكِنْ لِيُؤْتِيَ مَجَادِبًا لِلْعَقْلِ مُسَادِقًا لِلنَّظَرِ الصَّحِيحِ۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام پر سب کی پیداوار ہے اسے ملتے ہوئے ہر ایک پیدا ہوا۔

فَفِي الصَّحِيحِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلٍ يُؤَدُّ الْأَعْلَى الْفِطْرَةَ فَأَبْوَاكَ يَهُودِيَّةً أَوْ نَصْرَانِيَّةً أَوْ مَجَسَّانِيَّةً۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیدا ہونے والا نہیں پیدا ہوتا مگر فطرت اسلامیہ پر تو پھر اس کے بائباپ سے یہودی کر لیں یا نصرانی اور مجوسی۔

ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ حضور نے فرمایا اسْتَقِي سَبْقِي فِي بَطْنِ أُمَّيْ۔

اور لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ کے متعلق اسوسی فرماتے ہیں قِيلَ الْمَعْنَى لَا يَهْدِي أَحَدٌ عَلَى أَنْ يُغَيِّرَ خَلْقَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَفِطْرَتَهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور فطرت کو بدل سکے

ذَلِكَ الدِّينِ الْقَيِّمِ وَالْكَثْرَةَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ یہ دین ایسا سیدھا اور مستوی ہے کہ اس میں کوئی گجی نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور اگر جانتے تو ان پر لازم تھا کہ

مُنِيبِينَ إِلَيْهِمْ وَأَنْفُسَهُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ رجوع رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ اور اس سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے اور مشرکوں سے نہ ہوجے

مَنْ الدِّينِ فَخَرُّوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِ رِحْلَتِ مَبْعُوثٍ بَيْنَ دِينِ أُولَئِكَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

وہ ہیں جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ جس جماعت میں ہے خوش ہے اور اترتا ہے۔

یعنی وہ فرقے جس طرف پھر رہے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔
 فَإِذَا مَنَّ النَّاسُ وَدَعَاؤُهُمْ مِّنِي إِلَيْهَا إِذَا أَنَّهُمْ مَشَاءُ رَحْمَتًا إِذَا هِيَ تَقِي مَنَّهُمْ
 بِرَبِّهِمْ يُشِيرُونَ - لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَعُوا هَنُوتَ تَعْلَمُونَ - اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف
 تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف جھکتے رجوع لاتے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت
 کا مزہ دیتا ہے بھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ کفرانِ نعمت کرے
 ہماری دی ہوئی نعمت سے تو متمتع ہو لو نلے چندے پھر عنقریب اس کا انجام جان لو گے :-
 ضرے مراد شدت و کرب ہے۔

دَعَاؤُهُمْ مِّنِي إِلَيْهَا يَعْنِي دَاخِلًا إِلَيْهَا تَعَالَىٰ مِنْ دَعَاؤِ غَيْرِهَا عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْأَصْنَافِ
 وَغَيْرِهَا - اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں پھر بت وغیرہ سب بھول جاتے
 ہیں تُوَادُّوا إِذَا أَنَّهُمْ مَشَاءُ رَحْمَتًا خَلَاصًا مِّنْ تِلْكَ الشِّرْكَاتِ پھر جب انہیں اس شدت و تکبت سے
 خلاصی مل جاتی ہے إِذَا هِيَ تَقِي مَنَّهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشِيرُونَ تو انہیں غلصانہ پکارتے والوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ
 کا شریک ٹھہر لیتا ہے اور اس نجات کو بتوں ستاروں اور مثل اس کے کسی مخلوق کی طرف منسوب کر لیتا
 ہے اور مشرک ہو جاتا ہے۔

اِنْتِبَاهًا

ان آیتوں کو بعض مسلمان تباہے دین اولیاء کرام اور انبیاء عظام پر منطبق کر لیتا ہے اور کہہ دیتا ہے
 کہ اولیاء و انبیاء کے توسل سے جو لوگ اپنی مشکلات میں استمداد کرتے ہیں وہ بھی اسی شمار میں ہیں یہ
 غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس لیے کہ بتوں سے توسل کرنا جہاد اور لایعقل سے توسل کرنا ہے اور ان سے توسل ان کے
 تقرب اور محبوبیت کے طفیل ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے لہذا یہ تشدد بے جا ہے کہ جائز امور کو
 بھی اسی شرک کے مساوی قرار دیا جائے۔

پھر ان کا بتوں ستاروں پھروں سے توسل اس لیے ہے کہ
 لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ - تاکہ ہمارے دیے ہوئے کے ساتھ کفر کریں۔ (چنانچہ تو بیچارہ شاد ہے)
 فَتَمَعُوا هَنُوتَ تَعْلَمُونَ - اچھا برائے چندے برت لو متمتع ہو لو عنقریب تم جان لو گے۔

پھر دوبارہ التفات تو بخنی فرما کر ارشاد ہے۔

أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَكْفُرُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ - یا ہم نے ان پر اس پوجا پاٹ کی

کوئی سدا تار ہی ہے یعنی حجت یا کتاب علیحدہ نازل کی ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے۔
لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سب کچھ انکے اور ہم باطلہ فاسدہ کا سدہ و ذیلہ ہمیشہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کوئی سدا و رحمت نہیں آئی پھر ان کے تذبذب کا نقشہ اس طرح کھینچ کر بیان فرمایا گیا۔
وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَتَنَا فَرَحُوا بِنَاءِ وَإِنْ نَصَبْنَاهُمْ سَبِيحًا لِمَا قَدْ صَدَّقُوا بِهِمْ إِذَا هُمْ
يَفْتَضُونَ أَوْ رَجِبَ بِمُحِبِّهَا تَمَّ فِي لُوكُلٍ كُورِ حَمَتٍ سَعَى نُوخُوشٍ مَوْتِے اور اترتے ہیں اور اگر پہنچے انکو
برائی انکے اعمال کا بدلہ تو جہی یا یوس ہو جاتے ہیں۔

یعنی صحت۔ فراخی رزق دیکھ کر اترتے اور خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جس طریقہ پر ہیں وہی صحیح ہے
اور جب تنگی قحط امساک باراں یا کوئی بیماری کی شکل میں ان پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو علی القوی
یا یوس ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان کے عملوں کا نتیجہ ہوتا ہے اور مومن کی شان اس کے برعکس
ہوتی ہے اسے جب نعمت ملتی ہے تو بجائے اترتے کے اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہے اور جب
تنگی سختی کربت و نکبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر اسی کے حضور اپنی دعائیں اس کے
مقربین کے توسل سے فراخی طلب کرتا ہے آگے ارشاد ہے۔

أَوْلَمْ نَبِّدُوا أَنَّ اللَّهَ يَنْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
کیا وہ نہیں دیکھتے کہ بے شک اللہ ہی فراخی رزق فرماتا ہے جسے چاہے اور تنگی بھی وہ کرتا ہے بیشک اس
میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب تم یہ سمجھ چکے ہو تو اب تم پر لازم ہے کہ
قَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقًّا وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ
ذَٰلِكَ هُمْ الْمُقَدِّحُونَ۔

تو رشتہ داروں کو ان کے حق دو

اور مسکین غریب کی مدد کرو

اور مسافر بے وطن کی خدمت کرو۔

یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کرتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔

صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ اس آیه کریمہ سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لیے

کہ امر و وجوب کے لیے آتا ہے۔

اور ذوالقربی۔ مساکین۔ ابن السبیل کی خدمت میں احسان رکھنے کی بجائے رضائے الہی کا طالب

رہنا مسلمان کا مقتضا ہے۔ اور جو غمخوار ایمان پر ہے وہی کامیاب اور فلاح یافتہ ہیں

اس کے بعد ایک دستور اور رواج کی اصلاح کے لیے ارشاد ہے جو لوگوں میں مروج تھا کہ وہ دوست احباب اور برادری میں شادی بیاہ موت غمی میں اس نیت سے دیتے تھے کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ حاصل کریں تو اگرچہ یہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین آخرت میں کسی ثواب کا موجب نہیں لہذا مومن جو کام کرے گا وہ خالصتہً لوجہ اللہ ہی کرے گا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ ذِبَالٍ يُّرْوَوْنَ فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرِيْبُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ ذَمًا اَنْتُمْ مِّنْ ذِكْوٰتٍ
تُرِيْدُوْنَ وَحَسْبَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کا مال
بڑھے تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی (یعنی اس نیت سے دینا لینا مناسب نہیں اس کا اجر آخرت میں
کچھ نہیں ہے) اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں تو وہ تمہارے لیے دوتا ہے۔

اور دوتا ہی نہیں بلکہ فَلَئِنْ عَشَرَ اَمْثَلِمَا دَسْ گنا بھی ہوگا اور وَاللّٰهُ يَضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ
اور ضعفت درضعف بھی ہوگا جسے اللہ چاہے۔ اب آخر کوع میں اپنی قدرت مطلقہ کا مظاہرہ فرمایا جاتا
اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شَرِكٍ لَّكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ
مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَہٗ وَّلَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے

تمہیں پیدا کیا
پھر تمہیں رزق دیا
پھر تمہیں موت دیگا
پھر تمہیں زندہ کرے گا

گویا فرمایا گیا کہ پیدا کرنا۔ روزی دینا۔ مارنا جلانا یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں تم جنہیں
اللہ کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہو اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہرتے ہو ذرا بتاؤ تو کہ تمہارے معبودوں بتوں
میں کوئی بھی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ سُبْحٰنَہٗ یا کی ہے اس کی ذات کے لیے وَّلَعَالٰی اور
بلندی و برتری سے لے شرک سے۔ تَعَالٰی اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔

اور اس قسم کی خیر خیرات کی فضیلت میں کسی نے ایک شاندار رباعی کہی ہے جسے آلو سی نقل فرماتے ہیں
اِذَا جَادَتِ النَّبِيَا عَلَيْكَ فَجُدْ بِهَا
عَلَى النَّاسِ طُرًّا اِنَّهَا تَقَلِّبُ
فَلَا الْجُودُ يُفِيْئُهَا اِذَا هِيَ اَقْبَلَتْ
وَلَا الْبُخْلُ يُيَقِيْهَا اِذَا هِيَ تَذٰهَبُ
جب تجھ پر دنیا فراخ ہو تو تو بھی اس کے ذریعے احسان کر لوگوں پر کافی اور فراخ دلی سے اس لیے کہ

وہ جانے والی ہے جب دنیا آ رہی ہو تو سخاوت سے غم نہیں ہوتی اور جب جانے لگے تو بخل سے باقی نہیں رکھ سکتا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ روم پ ۱۱

ظاہر ہوا فساد خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کیں تاکہ انہیں کلمے بعض اعمال بد کا مزہ چکھائے شاید کہ وہ باز آئیں۔

آپ فرمائیں زمین میں سیر کرو دیکھو کیا انجام ہوا تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے۔

تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لیے قبل اس کے کہ آئے وہ دن جسے کوئی نہیں ٹلا سکتا اللہ کے مقابلہ میں اس دن الگ بھٹ جائیں گے۔

جو کفر کرے اس پر اس کے کفر کا وبال ہے اور جو اچھا کام کرے وہ اپنی جان کے لیے تیاری کرتے ہیں۔

تاکہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ

دینے کو اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی چلے اس کے حکم سے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ شکر گزار بنو۔

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجا ان کی قوم کی طرف تو وہ لائے ان کے پاس کھلی نشانیاں تو ہم نے بدلہ لیا ان سے جو مجرم تھے اور ہمارے ذمہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُبَيِّنَ لِقَوْمٍ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ه

قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ الْاَكْثَرُ مُشْرِكِيْنَ ه فَاقْرَءْ ذِكْرَكَ لِلَّذِيْنَ الْقِيَمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَنَّ يَوْمَ لَمَّا مَرَدُّكُمْ مِنْ اِلٰهِ يَوْمَئِذٍ لَّيْسَ عَوْنُ ه

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِمْ كُفْرُكَ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نُنْفِئُكُمْ مِنْهُ يَوْمَ ه

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّلَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ه

وَمِنْ اٰيَاتِهَا اَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحُ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُنْفِئَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِيَجْزِيَ الْفٰلِكُ بِاَمْرِهِ وَلِيَتَّبِعُوْا مِنْ فَضْلِهِ ذَلَّلَكُمْ لَتَسْكُرُوْنَ ه

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلَى قَوْمِهِمْ فَبَاءُوا بِآيَاتِنَا فَانْتَمْنَا مِنْ الْاٰنِيْنَ اَجْرُ مَا وَاكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا

حق کر رہے ہیں، مومنوں کی مدد کرتا۔

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوا میں کہ بھارتی ہیں بادل
پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جب چاہے اور
کرتا ہے اسے پارہ پارہ تو تو دیکھے کہ اس میں بیچ میں
سے مینہ نکل رہا ہے تو جب اسے پہنچاتا ہے جسے
چاہے اپنے بندوں میں سے تو سمجھی وہ خوشی کرتے
ہیں۔

اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے اس کو طے ہوئے
تھے۔

تو دیکھو اللہ کی رحمت کے اتار کیسے زمین جلاتا ہے
اس کے مرنے کے بعد بیشک اس طرح وہ مردوں
کو زندہ کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اور اگر ہم بھیجیں کوئی ہوا جس سے وہ کھیتی پھل کرے
تو ضرور اس کے بعد کفران نعمت کریں۔

تو بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہرہ
کو پکارنا سناؤ جب وہ کپشت پھیر کر لوٹیں۔

اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو
اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو
وہ جھکے ہوئے مسلمان ہیں۔

تَعْرِفُ الْمُؤْمِنِينَ

أَلَمْ يَكُنْ يَدْعُو مَلِكًا مِّنَ الْمَلَكِ
فِي سَمَاءٍ مِّنْ دُونِ سَمَاءٍ
كَيْفَ فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَابٍ
فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا
هُوَ يُسْتَبْشِرُونَ

وَإِن كَانُوا مِن قَبْلِ أَنْ يُنزَّلَ عَلَيْهِم مِّن
قَبْلِ الْمَلَائِكَةِ

فَأَنظُرْ إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ كَيْفَ يُخَيِّ
الْأَرْضَ يَبْعَثُ مَوْتِرَاتٍ ذَلِكَ لِيُخَيِّ
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وَلَئِن أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفًا
لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ

فَأَمَّاكَ لَا تَسْمَعُ الْوَدْقَ وَلَا تَسْمَعُ الضَّمَمَ
الدُّعَاءَ إِذَا دَاوَلُوا مَدِينَتَهُ

وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعَمَىٰ عَنْ صَلَاتِهِمْ
إِن تَسْمَعُ إِلَّا مَن يَوْمِنَا يُنَادِيهِمْ
مُسْلِمُونَ

لفظی ترجمہ

ظہورِ ظاہر ہوا	القَسَادُ - فساد	فی بیچ	الْبَدْرِ شَمْسِي
دور	الْبَحْرِ تَرِي كے	بمبار سبب اسکے جو	كَسِبَتْ - کمایا
آئیدی ہاتھوں	النَّاسِ - لوگوں نے	یُنَادِيهِمْ تاکہ چکھائے انکو	بَعْضُ - بعض

يُدْجَعُونَ - لوٹیں	لَعَلَّكُمْ - تاکہ وہ	عَمِلُوا - کیا انہوں نے	الَّذِي - اس کا جو
الْأَذْحَقِ نَزِيرِينَ كَعِ	فِي بَيْتِهِ	سَيَبُذُّوا سِيرًا	قُلْ - کہو
عَابَسْتُمْ - انجام	كَانَ - ہوا	كَيْفَ - کیسا	فَا نَظَرُوا - تو دیکھو
أَكْثَرَ - اکثر	كَانَ - تھے	مَنْ قَبْلَ - پہلے تھے	الَّذِينَ - ان کا جو
وَجْهَكَ - اپنا چہرہ	فَأَقْبَهُ - تو قائم رکھ	مُشْرِكِينَ - مشرک	هُوَ - ان میں سے
الَّذِي - اس سے کہ	مَنْ قَبْلَ - پہلے	الْقِيمِ - سیدھے کیلئے	بِالَّذِينَ - دین
قَهَرًا - واپس ہونا	لَا - کہ نہیں	يَوْمَ - ایسا دن	يَأْتِي - آئے
تَصَدَّعُونَ - الگ الگ	يَوْمَئِذٍ - اس دن	مِنْ اللَّهِ - اللہ سے	لَهُ - اس کو
فَعَلْبَةً - تو اس پر ہے	كُفْرًا - کفر کر کے	مَنْ جُو	يُوجِبُ - گے
مَنْ جُو	وَ - اور	لَا - اس کا	كُفْرًا - کفر
فَلَا تُفْسِدُمْ - تو ان کے اپنے لیے ہے	صَالِحًا - نیک	يَعْنِي - تاکہ بد نہ دے	عَمَلٍ - کام کر کے
أَمْوَالًا - ایمان لائے	الَّذِينَ - ان کو جو	عَمِلُوا - عمل کیے	يَهْتَدُونَ - تیار کرتے ہیں
مِنْ فَضْلِهِ - اپنے فضل سے	الصَّالِحِينَ - اچھے	لَا - نہیں	وَ - اور
الْكَافِرِينَ - کافروں کو	يُحِبُّ - پسند کرتا	مَنْ آيَاتِنَا - اس کی نشانیوں سے ہے	إِنَّهُ - بیشک وہ
أَنْ - یہ کہ	مُتَشَارِكًا - خوشخبری دینے والیاں	الزَّوْجِ - ہواؤں کو	وَ - اور
مِنْ دَحْمَةٍ - اپنی رحمت سے	بِأَمْرِهِ - اس کے حکم سے	لِيُنذِرَكُمْ - تاکہ چکھائے تم کو	يُرْسِلُ - بھیجتا ہے
بِأَمْرِهِ - اس کے حکم سے	الْفُلُكِ - کشتیاں	لِيَجْرِيَ - تاکہ چلیں	وَ - اور
مِنْ فَضْلِهِ - اس کے فضل سے	تَشْكُرُونَ - شکر کرو	لِيَسْتَعْمُوا - تاکہ دہونڈو	وَ - اور
وَ - اور	مَنْ قَبْلَكَ - تم سے پہلے	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	وَ - اور
رُسُلًا - رسولوں کو	فَجَاؤُوا - تولائے وہ	أَدْسَلْنَا - بھیجا ہم نے	لَقَدْ - بیشک
هُوَ - انکے پاس	مَنْ الَّذِينَ - ان سے جو	قَوْمًا - انکی قوم کے	إِلَى - طرف
أَجْرًا - مجرم تھے	حَقًّا - واجب	فَأَسْقَمْنَا - تو بد لیا ہم نے	بِالْبَيِّنَاتِ - روشن دلائل
عَلَيْنَا - ہم پر	كَانَ - ہے	كَانَ - ہے	وَ - اور
الَّذِي - وہ ہے	اللَّهُ - اللہ	الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کی	نَصْرًا - مدد کرتا

یُرْسِلُ مَبْعُوثًا هُوَ
فِي بَسْطَةٍ تَوَكَّهِي تَابَهُ فِي بَيْحِ
بِشَادٍ هُوَ
فَتَرَى تَوَلُّو دِي كَيْفَا هُوَ
فَاِذَا تَوَجِبَ
يَسْأَلُ رَجُلًا هُوَ
اِنَّ يَشْكُ
تَنْزِلَ اِنَّا جَاءتْ
فَانظُرْ تَوَدَّيْكُمْ
اللّٰهَ الرَّكِي
بَعْدَ بَعْدٍ
لَمْ يَحْيَ رَزَقَ كَرْنِ وَالَا
عَلَى اَوْ
وَاَوْ
فَاَوْ تَوَدَّيْكُمْ
مِنْ بَعْدِ بَعْدٍ
لَا نَهِي
لَا نَهِي
اِذَا جِب
مَا نَهِي
عَنْ ضَلَالَتِهِمْ اِنَّ كِي كَرَاهِي سِ
اَلَا لَمْ
فَمَنْ تَوَدَّ

الزِّيَاخِ بِمَوَاوِلِ كُو
السَّمَاءِ آسَمَانِ كِي
يُحْيِيهِ رَبَّنَا هُوَ اِس كُو
يُخْرِجُ تَكَلِّتِي هُوَ
يَهْ هُوَ
مِنْ عِبَادِكَ رِبْنِي بَدُو لِي مِنْ سِ
يَسْتَبْشِرُونَ رَخُوشِ هُو تِي هُو
كَانُوا رَقَعِي هُو
عَلَيْكُمْ اِن يَرْ
اِلَى طَرَفِ
كَيْفَ كَيْسِي
مَوْتَهَا اِس كِي مَوْتِ كِي
الْمَوْتِ مَرْدُو لِي كُو
ثَلِي بِرِ
لَيْتَن اَكُرِ
مَا اِس كُو
مَا اِس كِي
تَسْمَعُ رَسَا سَكُنَا
تَسْمَعُ رَسَا سَكُنَا
ذَلُّوا بِهَر جَابِي
اَنْتَ تُو
مَنْ اِس كُو
مَنْ اِس كُو
ذَلُّوا بِهَر جَابِي
اَنْتَ تُو
مَنْ اِس كُو
مَنْ اِس كُو
فَرَا بَنَر دَارِي هُو

سَمَّيْنَا بِاَدَلِ
كَيْفَ جَيْسَا
كَيْسَفَا لَمْ كَرِي كَرِي
مِنْ خَلِيلِهِ اِس كِي اَس كِي اَس كِي
مَنْ جِي كُو
اِذَا تَوَا جَانِكِ
وَاَوْ
اِنَّ اِس كِي كِي
لَيْسِي نَا اَمِيْدِ
رَحْمَةً رَحْمَتِ
الْاَرْضِ زَمِيْنِ كُو
ذَلِكِ بِرِي هُو
هُوَ هُو
قَدِي بُو قَادِرِي هُو
رَجِيَا هُوَا
نَطَلُوا تَو مَوْ جَابِي
فَانَدَّ بِشِي كِ تُو
وَاَوْ
الدُّعَاءِ بِكَارِ
وَاَوْ
العَمِي اِنْزَهُو لِي كُو
تَسْمَعُ سَنَا تُو
بَا يَا مَنَّا بِهَر اِي تُو لِي
يَوْمِن اِيْمَانِ لَائِي

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ روم پانچواں

جب مشرکین متمرّدین ان قدر توں میں سے کسی قدرت کا جواب نہ دے سکے اور ساکت و عاجز ہو کر رہ گئے دم مارنے کی مجال نہ رہی تو اب ارشاد ہوا

لَقَدْ هَمَمْنَا فِي السَّمَاءِ بِمَا كَسَبَتْ آيَاتِي النَّاسِ لِيَكُنَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
يُذْعَبُونَ - ظاہر ہو گیا فساد و خشکی اور تیرمی میں ان برائیوں سے جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کیے (یعنی کفر و شرک اور معاصی کے سبب ان پر قحط پڑا اور امساک باراں ہوا جس سے قلت پیداوار اور کاشت میں خرابیاں - تجارتوں میں نقصان اور جانوں کی اضاعت، جانوروں کی موت آتشزدگی اور غرق اور بے برکتی ہر شے میں ظاہر ہوئی یہی فساد بر و بکر ہے)

تاکہ انہیں ہم ان کے بد اعمال کا ذائقہ چکھائیں شاید وہ آئندہ کے لیے باز آجائیں۔ (اور کفر و شرک سے تائب ہوں)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانُوا أَكْثَرُ مَشْرِكِينَ
انہیں فرمائیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ کیسا ہوا انجام تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے۔
اور اسی شرک کے سبب ہلاک کیے گئے ان کے مساکن و منازل آج ویران پڑے ہیں مکان ہیں مگر
لیکن نہیں اور زینت مکان بالکین ہوتی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ اس کے بعد ارشاد ہے جو بظاہر
حضور سے مخاطب ہے اور اس میں قوم کو ہدایت فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَوْمَ تَصَدَّعُونَ
تو اپنا رخ سیدھا اللہ کی عبادت کے لیے رکھو اس سے قبل کہ وہ دن آئے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ٹکنا نہیں (یعنی قیامت کا دن جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا ہے اور اسے کوئی ٹال نہیں سکتا) اس دن سب
الگ الگ بھٹ جائیں گے۔

یعنی حساب کے بعد منفرق ہو کر جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف بھیج دیے جائیں
گے اور اس دن۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلَا نُقْسِمُ بِمَهْدَاوَنَ - جس نے کفر کیا اس پر اس کفر کا
وبال اس کی جان پر ہوگا اور جو نیک کام کرے وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں۔

یعنی کافر جہنم میں جا کر عذاب پائیں گے اور مومن نیک عمل کرنے والے منازل جنت میں راحت و آرام عیش و عشرت میں جائیں یہ صلہ ہے۔

يَجْزِيكَ يَوْمَئِذٍ الْمُنَادُ يَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّ لَكُم مِّنْ فَضْلِهِ تَاكِدًا لِّئَلَّا يَكْفُرَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ لَمَّا كَانُوا فِيهَا يَتَّبِعُونَ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّ كُمْ تَقْوٰى
تعالے ایمان والوں کو اچھے عملوں کا بدلہ اپنے فضل سے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔
نیکوں کو ثواب اور اجر عظیم اپنے فضل سے دیتا ہے اور کافروں پر غضب و عقاب کرتا ہے اس کے

بعد اپنی شیون قدرت سے بعض نشانیوں کا ہر فرمانا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں تین نشانیں بیان فرمائیں
وَمِنْ اٰيَاتِهَا اَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَرِيحًا مِّنْ رَّحْمَتِهِ وَرِيحًا مِّنْ عَذَابِهَا
وَلَيَسْتَعْمِلُنَّ مِنْ فَضْلِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اِنَّ رِجْسًا لِّكُفْرِهِمْ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗمْ كَانُوا يَكْفُرُوْنَ
اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ

ہوا میں بھیجتا ہے مردہ سناٹی (یعنی سرد ہواؤں سے بارش اور کثرت پیداوار کی بشارت ملتی ہے)
اور یہ کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے (فراخی و فراوانی سے)

اور اس لیے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے (دریاؤں میں ان ہواؤں سے)
اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو

یعنی سرد ہواؤں سے بارش ہو اور بارش سے دریا اور دریا میں کشتیاں چلیں تاکہ اس کا فضل یعنی تجارت و معاش دریاؤں کی سفروں کے حاصل کرو۔ اس آیت کریمہ میں کسب معاش کو فضل فرمایا اور جمعہ کے احکام میں بھی
فَاَنْتَشِرُ وَاِنِّي الْاَرْضِ وَابْتِغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فَرِيحًا جَسَدًا مِّنْ رَّحْمَتِي لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
حج کے احکام میں بھی ارشاد ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ اِسْمِ اللّٰهِ فِي حَرْجٍ مِّنْ اَرْضِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُوْنَ
تجارت کرنے کی اجازت ہے۔

اور یہ سب اس لیے کہ تم شکر گزار بنو یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی توحید کو قبول کرو۔
اس کے بعد انبیاء کرام پر ایمان نہ لانے والوں کا حال پھر بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَعَادُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ
اَجْرُمُوا وَاذْكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف
بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے جو ان رسولوں کی صدق رسالت پر دلیل واضح تھیں تو اس قوم
میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا تو جنہوں نے کفر کیا

فَاَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ اٰجْرَمُوا وَاذْكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ تو ہم نے بدلہ لیا مجرموں سے
اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مومنین کی مدد کرنا۔

یعنی یہ ہم پر حق کرم ہے کہ مومنین کو عذاب سے محفوظ رکھیں اور یہ ہمارا انتقام ہے کہ مجرموں کو دنیا میں ہی عذاب سے ہلاک کر دیں۔ آئیہ کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور عذاب پر فتح و نصرت کی بشارت ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جو بھائی اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت جہنم کی آگ سے محفوظ کرے گا اس پر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا گیا۔

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا يَبْسُطُهَا فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرَى الْوَدَّعَ يُخْرَجُ مِنْ خَلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مِنْ يَسَاءٍ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَإِن كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنَ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ فَانظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ يُغِيثُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَمُجِيبُ الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ وہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوا میں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر لے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسے چاہے دم یا زیادہ اور جس طرف چاہے ان بادلوں کو ہانکتا ہے، اور انہیں پارہ پارہ کرتا ہے یعنی کبھی ابر محیط بھیجتا ہے جس سے کالی گٹھا بھا جاتی ہے اور کبھی متفرق ٹکڑے لگے ہائے ابر کے نظر آتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے تو وہ خوشی مناتے ہیں اگرچہ اس بارش سے پہلے وہ بالوس بیٹھے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھو یعنی وہ بارش رحمت الہی کے آثار دکھاتی ہے اور بندوں کو دکھاتی ہے کہ اس نے کس طرح بوندیاں برسائیں کہ زمین کو سبز و شاداب کیا جسے قرآنی زبان میں ارشاد فرمایا۔

كَيْفَ يُغِيثُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَيْسے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد

زمین کا مرنا خشک و بخر ہو جانا ہے اور زندہ ہونا سرسبز و شاداب ہو کہ کہیں پھل کہیں پھول اگانا ہے یہ بیلا چھیلی۔ نسرن۔ ونسرن گلاب اور نرگس کا ہنکار۔ امرود سیب سنگترہ مالٹا۔ انکور آم اور انواع و اقسام کے پھلوں سے منمتع کرتا زمین زندہ کر کے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے آثار دکھاتا ہے اور اس میں فلسفہ نشر بعد الموت کو بھی واضح فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّ ذَلِكَ لَمُجِيبُ الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس میں یہ بھی ہے کہ ایسے ہی وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس لیے کہ وہ قادر مطلق سب کچھ کر سکتا ہے

اور یہ ہوا میں بارشیں لازمی طور پر سرسبز و شاداب کرنے والی نہیں ہوتیں بلکہ ان سے اگر مشیت الہی میں

نفسان پہنچانا ہو تو سر سبز کھیتیاں زرد پڑ جاتی ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَيْتَ اَدُسْنَا رِيحًا فَرَادًا مُصْفَرًا الظُّلْمَ اَمِنْ بَعْدِهَا يَكْفُرُونَ اور اگر تم کوئی ہو ابھی دجو کھیتوں کو مضر پڑے تو سر سبز و شاداب کھیتوں کو تم دیکھو گے کہ زرد پڑ گئی ہیں تو اس میں تم اپنا کچھ نور نہیں لگا سکتے سوا اس کے کہ اس حال کو دیکھ کر ناشکری کرنے لگو اور پہلی نعمت سے بھی منکر ہو جاؤ۔
حالانکہ ایمان کا مقتضایہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر ہر صورت میں بھروسہ کیا جاتا چنانچہ مومن کو جب نعمت پہنچتی ہے تو شکر بجالاتا ہے اور جب بلا آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور عباد استغفار کر کے اس کے دفعیہ کی سعی کرتا ہے۔

اس کے بعد اپنے حبیب حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا کو بطور تسلیہ فرمایا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کی محرومی اور ان کے بے ایمان ہونے پر غم نہ فرمائیں ہم نے کسی کے دل زندہ رکھے ہیں اور کسی کے مردہ دل میں جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ آپ کی ہدایت بھی نہ سنیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تَسْمِعُ الصَّمَّ الدَّاعِيَ اِذَا دَاوَا مُدْبِرٰیۡنَ۔ تو بے شک اے محبوب آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہرول کو اپنی پکار سنائیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جاؤں۔
یعنی جو مردہ دل ہیں اور جن کے کان قبول حق سے بہرے ہو چکے ہیں ان سے کسی طرح کے سمجھنے کی کوئی امید نہ رکھیے۔

اِسْتِیْبَاہ

اس کے معنی بعض جاہل ارباب قبور کو اپنی آواز نہ پہنچنا مراد لیتے ہیں حالانکہ مفردات راعب میں لفظ مَوْتٰی بمعنی عدم تعقل بھی لیا گیا ہے جو تفصیل کے ساتھ ہم اول بیان کر چکے ہیں تو یہاں مَوْتٰی کا عدم سماع قبول ہدایت کا عدم مراد ہے جیسے اصم بہرہ سے مراد صدی ہٹیلہ ہے۔ چنانچہ سیاق آیت بھی اسی کا موید ہے۔
حَيْثُ قَالَ وَمَا اَنْتَ بِرَہَادِ الْعٰیۡ عَنِ صَلٰۡتِنَا۔ اور آپ حق دیکھنے سے اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر نہیں لاسکتے۔

اِنَّ تَسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَمُؤْمِنُوْنَ۔ آپ تو اسی کو سنائے ولے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہی گردن رکھنے ولے مسلمان ہیں۔

یہاں اندھوں سے بھی ناہم دل کے اندھے مراد ہیں۔

غرضیکہ آیات بیانات میں مردوں سے کفار مراد ہیں جو دنیاوی زندگی رکھتے ہیں مگر وعظ و نصیحت سے منتفع نہیں ہو سکتے اس میں وہ مردہ ہیں۔

پھر کثرت احادیث میں جن سے مردوں کا سننا اور ان کی قبروں پر ڈاڑھین کا پھپھانا ثابت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ روم پ ۱۲

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ۔ فساد ظاہر ہو گیا خشکی اور تری میں بسبب لوگوں کی کریوں کے تاکہ چکھائیں ان کو ان کے عمل کا
بدلہ شاید وہ باز آجائیں۔

ظہور فسادِ بر و بحر میں قحط اور موتیں اور آگ لگنا، غرق ہونا۔ لوٹ مار عام ہونا برکتیں کم ہو جانا منافع کی قلت
اور نقصانات کی کثرت ہے۔

سید للفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَجْدَبَتِ الْأَرْضُ وَانْقَطَعَتْ مَادَّةُ الْبَحْرِ زَيْنِ تَشْكَا
ہوتا اور دریاؤں کا انقطاع فسادِ بر و بحر ہے۔

وَقَالُوا إِذَا انْقَطَعُ الْقَطْرُ عَمِينَا كَذَابٌ بَلْبٌ۔ ایک قول یہ ہے کہ جب بارش بند ہو جاتی ہے تو دریا
جا تو راندھے ہو جاتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ يَقْتُلُ ابْنُ آدَمَ أَخَاهُ وَفِي الْبَحْرِ يَأْخُذُ الشَّقِينِ غَضِبًا۔ مجاہد
کہتے ہیں ظہور فسادِ البر ابن آدم کا قتل اپنے بھائی کو ہے اور فسادِ البحر کشتیاں غاصبانہ طور پر پکڑتا ہے۔
قَالَ الضَّمَّالُ كَانَتْ الْأَرْضُ حَقِيرَةً مُؤَلَّفَةً لِيَأْتِي ابْنُ آدَمَ شَجْرَةً إِلَّا وَجَدَ عَلَيْهَا شُرَّةً وَكَانَ
مَاءُ الْبَحْرِ عَذْبًا وَكَانَ لَا يَفْتَرِسُ الْأَسَدُ الْبَقْرَةَ وَلَا الذِّئْبُ الْغَنَمَ فَلَمَّا قَتَلَ قَابِيلُ هَابِيلَ ائْتَمَرُ مَا فِي
الْأَرْضِ وَشَاكَتِ الْأَشْجَادُ وَصَادَ مَاءُ الْبَحْرِ مُلْحَا زَعَانًا وَقَصَدَ الْحَيَوَانَ بَعْضُ بَعْضًا۔

ضحاک کہتے ہیں کہ زمین سرسبز و شاداب تھی انسان کسی درخت پر نہ جاتا مگر پھیل حاصل کرتا اور سمندر کا
پانی شیریں تھا۔ اور شیر گاؤ کا شکار نہ کرتا تھا اور بھیڑ یا بکری پر نہ بڑتا تو جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو روٹے
زمین کی سریشے لرز گئی اور درخت تشک ہو گئے اور سمندر کا پانی کھاری کر طوا ہو گیا اور حیوانات ایک دوسرے
پر پڑنے لگ گئے۔

وَذَكَرَ ابْنُ أَقْلَ مَعْصِيَتِي فِي الْبَحْرِ غَضِبٌ جَلَنْدِي كُلِّ سَفِيئَةٍ تَمْرٌ عَلَيْهِ فَكَانَ تَخْضِصُ الْأَمْرِي
بِالذِّكْرِ لِذَلِكَ وَآيَاتُ مَا كَانَ۔ روایت ہے کہ پہلی معصیت دریا میں کھجور بھری کشتیوں کا جلندی کے ہاتھوں
غضب تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

وَكَانَ دَرَأَهُمْ مِلْكًا يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيهَةٍ غَضَبًا - بہر حال نہ اختلاف روایت فساد و بھروسہ اس طرح شروع

ہوا کہ بندوں نے بد اعمالیاں شروع کیں۔

بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ - یعنی بسبب مافعلہ الناس من المعاصي ذالذ ذنوب یعنی لوگوں کے

افعال معصیت کے سبب فساد ظاہر ہوا۔

لِيُنذِرَ يَوْمَ يَأْتِي الْعَمَلُ بِرُجُوعٍ - تاکہ چکھائیں بعض ان لوگوں کو ان کی کرنی کا بدلہ اس لیے

کہ شاید وہ باز آجائیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں کہ کان قبل ان تبعث النبي صلى الله عليه وسلم قلنا

بُعِثَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجَعَ مَنْ رَجَعَ مِنَ النَّاسِ عَنِ الضَّلَالِ وَالظُّلْمِ بِمَا تَمَامَ فَسَادِ حَضْرَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کی بعثت سے پہلے ہوا پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تو لوگوں میں سے جو لوٹ کر

آئے وہ گمراہی و ظلم سے لوٹ کر ہدایت پر آ گئے۔

وَقِيلَ كَانَ آدَائِلَ الْبُعْثَةِ وَذَلِكَ أَنْ كَفَرَتْ قُرَيْشٌ فَعَلُوا مَا فَعَلُوا مِنَ الْمَعَاصِي وَالْإِصْرَارِ عَلَى

التَّوَكُّلِ وَابْتِدَاءِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْطُوا وَحَلَّ بِهِ

مِنَ الْبَلَاءِ مَا حَلَّ فَأَخْبَرَ اللَّهُ سُبْحَانَكَ إِنَّ ذَلِكَ بِسَبَبِ مَعَاصِيهِمْ لِيُنذِرَ يَوْمَ يَأْتِي الْعَمَلُ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

ایک قول یہ ہے کہ اول زمانہ بعثت میں کفار قریش نے جو کچھ سیاہ کاریاں کیں اور شرک پر مصر رہے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پیش پہنچائیں تو حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی تو ان پر قحط پڑا اور بلائیں نازل ہوئیں

اور اس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی کہ یہ ان مشرکین کی معاصی کے سبب فساد آیا ہے کہ یہ اپنے افعال

ذمیرہ کا مزہ چکھیں اور ان میں سے بعض باز آجائیں اور برے اعمال ترک کر دیں آگے ارشاد ہے۔

قَدْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانُوا أَكْثَرَهُمْ مُشْرِكِينَ -

فرمائیے انہیں کہ سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام ان کا جو پہلے گزر گئے تھے اکثر مشرک تھے۔

اَلْوَسَى فَرَأَى فِي مَسْجِدٍ لَتَرَ كَيْدًا سَبَبَ الْمَعَاصِي لِعَظِيمِ اللَّهِ تَعَالَى وَنَكَالِهِ حَيْثُ أُمُودًا

بِأَنَّ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ أَهْلَكَ اللَّهُ تَعَالَى الْأُمَمَ وَإِذْ أَتَمُّ سُوْدَا الْعَاقِبَةِ لِمَعَاصِيهِمْ بِسَلْسَلَةٍ

بیان ہے معاصی کے سبب اللہ کے غضب اور عذاب کی وضاحت کا جس کے لیے حکم کیے گئے تھے کہ سیر کرو

تو دیکھو کس طرح ہلاک کیا اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو اور ان کے معاصی کا کیسا برا انجام ہوا اور ان میں کم مشرک

تھے بلکہ اکثریت مشرکین کی تھی جو تدمیر کی موجب ہوئی۔

اس کے بعد گویا یہ فرما کر ارشاد ہے اِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ حَبِيبَاتٍ يَرَىٰ بِهَا شُرَكَاءَ مِنْهَا
 وَنَكَالٍ آتِيهَا مِنْهُنَّ وَأُزْوَاجًا يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرُ إِذْ يُسْأَلُ
 فَاقْبَرْ وَيَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّيَّرِينَ مِن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ بِيَوْمِهِمُ الَّذِي كَذَّبُوا عَنْهُ
 يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّيَّرِينَ مِن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ بِيَوْمِهِمُ الَّذِي كَذَّبُوا عَنْهُ
 كَرِهُوا عِبَادَةَ اللَّهِ وَابْتَغُوا الْفِتْنَةَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

یوم لا مردگنا میں مودہ مصدر ہے یعنی رو۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے لا یبردا کا سببنا بعد ان
 یجئ پی۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ وقع نہ کرے گا جبکہ وہ آجائے گا ولا ردکنا من جہتہ عتر و جعل فیئنا
 ابتداء دد غیوہ تعالیٰ۔ اور چونکہ وہ دن اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے اس لیے بندہ بھی اسے رو نہ کر سکے گا
 جب کہ وہ آجائے گا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا مرنع لہا اعطیت۔ کوئی نہیں روک سکتا جو
 اللہ عطا فرمائے۔ اور

یَوْمَئِذٍ یَصْدُقُ عَذَابُهُمْ وَتَیَسَّرُ لِمَنْ یَشَاءُ لَیْسَ لِمَنْ یَشَاءُ لَیْسَ لِمَنْ یَشَاءُ لَیْسَ لِمَنْ یَشَاءُ
 تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں سب جیسے قرآن پاک میں ہے دوسرے مقام پر یَوْمَ یَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ
 الْمُبْتَدِئِ۔ اور

یَصْدُقُ عَذَابُهُمْ اصل میں یَتَصَدَّ عَذَابُهُمْ ہے ت صادر کے ساتھ بدل کر ص کا ص میں ادغام کیا گیا ہے اور
 تصدع کے معنی تفرق اجزاء الاوانی کے ہیں برتنوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ پھر یہ مطلق تفرق کے معنی میں
 استعمال ہونے لگا تو یہاں بھی وہی تفرق کے معنی دیکھائیے یَتَفَرَّقُونَ فَرِیقًا فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیقًا فِی السَّعِیرِ
 ایک فریق جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں۔ پھر ارشاد ہے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهَا كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسَیْمُ یَمْهَدُونَ بِحُكْمِ رَبِّكَ لِمَنْ یَشَاءُ لَیْسَ لِمَنْ یَشَاءُ
 نکال ہے اور جو نیک عمل کرے تو وہ اپنی جان کے لیے عیش کی تیاری کرے گا۔
 اٰی دَبَالُ كُفْرِهِ وَهِيَ النَّارُ الْمُؤَبَّدَةُ۔ یعنی وبال کفر دوائی ابدی آگ ہے۔

اور نیکوں کا بدلہ ہمہ دونوں سے ظاہر فرمایا
 یَمْهَدُونَ مِنْ مَّهَدٍ فَرَأَسَتْهَا ذُكُورًا اٰی یُوَطَّئُونَ لَانْفُسِهِمْ كَمَا یُوَطَّئُ الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ فَرَأَسَتْ
 لِنَفْسِهِ فَرَأَسَتْهَا ذُكُورًا اٰی یُوَطَّئُونَ لَانْفُسِهِمْ كَمَا یُوَطَّئُ الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ فَرَأَسَتْ
 یُوَذِّی التَّرَاقِدَ یَمْهَدُونَ۔ ہمد سے ہے اور وہ وہ بستر ہے جس پر سونے والا اپنے لیے آرام چاہتا ہے
 کہ اس کے لیٹنے میں کنکر کا ٹکڑا کچھ نہ چھبے۔ نرم و گلزار ہو۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ اعمال صالحہ کرنے والا اپنے

یہی آرام حاصل کرے گا۔

اِنَّكَ لَا تُهَيِّئُ الْكَافِرِيْنَ - اور تیشاب اللہ سرکش منکر کافر کو پسند نہیں کرتا۔

اور اس عدم محبت میں کنایہ ہے بغض کی طرف عرف عام میں گویا فرمایا گیا کہ اِنَّكَ لَا تُهَيِّئُ الْكَافِرِيْنَ وَجِنْدًا كَاتِبًا
اِلَّا الْمُؤْمِنِ الصَّالِحِيْنَ۔ اس کے بعد شیون قدرت سے اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِنَا اَنْ يُدْسِلَ الرِّيَّاحُ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَلِتُنَبِّئَكُمْ بِالْآيَاتِ
وَلِتَسْتَعْتَبُوا مِنْ فَضْلِنَا وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں بشارت
دیتی اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ جاری کرے کشتی اپنے حکم سے اور اس لیے
کہ تلاش کرو تم اللہ کے فضل سے اور اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔

عربی محاورہ میں رباح اور ریح دونوں کے خواص جدا جدا ہیں اور

ہواؤں کے نام آٹھ ہیں۔ چنانچہ آلو سی فرماتے ہیں

رِيَّاحُ الْجَنُوبِ وَهَيْهَاتَا مِنْ مَطْلَعِ سُهَيْلٍ اِلَى مَرْيَا - رباح جنوب اور اس کی حرکت مطلع سہیل
سے مطلع ثریا تک ہے۔

وَالصَّبَا وَهَيْهَاتَا مِنْ مَطْلَعِ الثَّرِيَّا اِلَى بَنَاتِ نَعَشٍ - اور صبا اور اس کا تحرک مطلع ثریا سے بنات
النعش تک ہے۔

وَالرِّيَّاحُ الشَّمَالِ وَهَيْهَاتَا مِنْ بَنَاتِ النَّعَشِ اِلَى مُسْقَطِ السَّرِ الطَّائِرِ فَإِنَّهَا رِيَّاحُ الرَّحْمَةِ
اور رباح شمال اس کی حرکت بنات نعش سے شروع ہے اور سر پرند کے گرنے کے مقام تک ہے اور
یہ تینوں ہوائیں رباح رحمت ہیں۔

وَأَمَّا الدَّجُورُ وَهَيْهَاتَا مِنْ مُسْقَطِ السَّرِ الطَّائِرِ اِلَى مَطْلَعِ سُهَيْلٍ فَرِيحُ الْعَذَابِ - دبور کی
تحریک سر طائر کے گرنے سے مطلع سہیل تک ہے۔ یہ ہوا عذاب والی ہے۔

اور پہلی تین ہوائیں بر سے ولے بادل لاکر جمع کرتی ہیں اس لیے انہیں رحمت فرمایا۔

اور ابو سعید کہتے ہیں الشَّمَالُ عِنْدَ الْعَرَبِ لِلرَّوْحِ - ہوا شمال عرب کے نزدیک تازگی لانے والی ہے
وَالْجَنُوبُ لِلْأَمْطَارِ - اور ہوا جنوب بارشوں کے لیے ہے۔

وَالْإِنْدَانُ وَالصَّبَا لِلنَّقَاحِ الْأَشْجَادِ - اور اندا و صبا درختوں کے پھل لاتی ہیں۔

وَالدَّجُورُ لِلْبَلَاءِ وَأَهْوَنُ اَنْ تُشِيرَ عِبَادًا غَاصِقًا يَقْدِرُ عَلَى الْعَيْنِ وَهِيَ أَقْوَمُ مِنْ هَبْوِيَا - اور دبور
بلا کے لیے ہے اور دبور میں ہلکی بلایہ ہوتی ہے کہ غبار اڑ کر آنکھوں میں جاتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ اس کی حرکت کا

عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن دَرَبِكُمْ - حج میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تجارت کے ذریعہ معاش حاصل کرو۔
 گویا یہ عقیدہ اسلام میں اہل اسلام کا ہرگز نہیں کہ حج کے ایام میں رہبانیت میں رہ کر تلاش معاش
 بالکل نہ کی جائے بلکہ ارکان حج ادا ہوں اور خالی اوقات میں تجارت وغیرہ بھی کی جائے تو گناہ نہیں۔
 وَكَفَّكُمْ فَشْكُكُمْ وَذَن - اور تاکہ اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو کر اس کا شکر ادا کرو۔

اس کے بعد حضور کے قلب اقدس کی تسکین کے لیے ارشاد ہے۔ کہ اے محبوب آپ سے قبل پہنے
 پہلی قوموں میں انکی ہی برادری سے رسول بھیجے اور وہ معجزات باہر لے کر آئے تھے تو لوگوں نے انہیں ہی
 جھٹلایا پھر ہم نے انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا البتہ یہ ہمارے ذمہ حق کرم ہے کہ ہم مومنین کی مدد کرنے
 میں حیث قال قلے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُواهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ
 أَجْرُ مَا وَدَّكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ - اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ان کی قوم کی
 طرف تو وہ معجزات و دلائل کے ساتھ ان میں تشریف لائے تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور اکثر نے
 تکذیب کی تو ہم نے انتقام لیا ان سے جو مجرم تھے اور یہ ہم پر حق کرم تھا ایمان والوں کی مدد کرنا۔
 اور یہ انتقام حق و عدل خالص تھا چنانچہ اوسی بھی فرماتے ہیں وَكَانَ الْإِلَهَاقَامُ حَقًّا وَعَدْلًا لَا
 ظُلْمًا وَجَوْرًا

گویا حضور کی تسلی فرمائی گئی کہ اے محبوب اگر یہ ہدایت قبول نہیں کرتے تو آپ اس پر غم نہ فرمائیں آپ
 سے پہلے رسولوں میں بھی سرکشوں نے تکذیب کی اور وہ ہلاکت کو پہنچے اور مومن محفوظ رہے پھر اپنی شیون
 قدرت کے بیان کی طرف اشیانہ فرمایا گیا۔

اللَّهُ الَّذِي يُوسِلُ الرِّيحَ فَتُبْرِسُ مَا يَافِي سَطْحًا فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ - اللہ وہ ہے جو چاہتا
 ہے ہوائیں کہ وہ ابر حرکت میں لاتی ہے تو وہ پھیل جاتے ہیں آسمان میں جیسے وہ چاہے۔

کبھی پھیلے ہوئے کبھی گھٹا کی طرح چھانٹے ہوئے کبھی کھڑے کبھی ادھر سے ادھر جلتے ہوئے۔
 وَيَجْعَلُكَ كَسِفًا - اور کرتا ہے اس ابر کو کسف یعنی ٹکڑے ٹکڑے کسفہ قطعہ کو کہتے ہیں۔

فَتَرَى الْمَوْدِقَ يُخْرَجُ مِنْ خَلَابٍ - تو تو دیکھتا ہے دوق یعنی بارش کہ ان میں سے برستی ہے اور ابر
 کے تخیل سے پانی گرنے لگتا ہے۔

فَإِذَا أَصَابَ مِنْ مِّنْ شَاءٍ مِّنْ عِبَادِكُمْ إِذَا هُمْ يَسْتَبِشِرُونَ - تو جب پہنچتا ہے کسی زمین پر
 اس ابر سے جسے چاہے اپنے بندوں سے تو وہ خوشیاں کرتے ہیں۔

وَأَنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يُنزَلَ عَلَيْهِمْ كِتَابٌ كَذِبٌ. اگرچہ وہ ہوتے ہیں اس سے قبل اس کے برتنے

سے مایوس و بد دل۔

ابلاس کے معنی ایاس کے ہیں اور ایاس ناامیدی کو کہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قلب انسان سرعت کے ساتھ متقلب ہو جاتا ہے ابلاس میں ہوتا ہے تو استبشار کی طرف بدل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کے دل کو قلب کہا جاتا ہے تَقَلَّبُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ جیسا نوحہ ارشاد ہے۔

فَانظُرْ إِلَىٰ إِثْرِهِ الَّذِي اللَّهُ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو دیکھو اللہ کے آثار رحمت کی طرف کہ کس طرح زندہ فرمایا زمین کو اس کے مرنے کے بعد بیشک ایسے ہی ضرور زندہ کرے گا مرے ہوؤں کو اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

گویا ارشاد ہے فَاظْهَرُ لِحَيَاتِهِ تَعَالَىٰ الْبَدِيْعُ لِلْأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کے کا زندہ فرمانا زمین کو اس کے مرجانے کے بعد یعنی جبکہ زمین سرسبز و شاداب تھی اسے خشک کر کے بنجر بنا کر اس کی قوت نامیہ کو ضائع فرما کر پھر اسے زندہ کیا اس بدائع صنایع کے ساتھ سمجھ لو کہ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتٰی ایسے ہی انسان و حیوان کی قوت نامیہ مٹا کر اسے خاک کر کے پھر زندہ کیا جائے گا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اور وہ قادر علی الاطلاق سب کچھ کرنے پر قادر ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَّادًا مُّصْفًّٰا۔ اور اگر ہم بھیجیں ریح کے بدلے ریح یعنی ایسی ہوا جو پانی برسائے کی بجائے سبز یوں کو زرد کر کے سکھا دے۔

گویا مقصود بیان یہ ہے کہ وَبِاللّٰهِ تَعَالٰی لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَّادًا اَوْ بَارِدًا فَضَرَبَتْ ذُرْعَهُمْ بِالصَّفَارِ قَرًا اَوْ مُمْصِقًا اَبْعَدَ حَضْرَتِهِمْ وَنَضَارَتِهِمْ لِيَطْلُقَ مِنْ بَعْدِهَا اَيُّ مِنْ بَعْدِ الْاُرْسَالِ اَوْ مِنْ بَعْدِ اَصْفَاوَارِ ذُرْعِهِمْ اَوْ مِنْ بَعْدِ كَوْنِهِمْ رَا حِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ يَلْقَوْنَ

اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت ہے کہ اگر وہ ریح حار یا بار دہیسی بھیج دے کہ وہ کھیتوں کو زرد کر دے جیسے سرد ہوا بھی ایسی ہوتی ہے کہ کاشت کو زرد کر دیتی ہے جیسے کہتے ہیں والا مار گیا اور گرم تو گرم ہوتی ہی ہے تو سرد ہوا و شاداب کاشت سے خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور کاشتکار خوش تھا کہ اس سال پیداوار خوب ہوگی کہ وہ مار گیا لوگ گئی اور کھیتیاں زرد پڑ گئیں تو فوراً ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ

حَيْثُ كَانَ الْوٰجِبُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَوَكَّلُوْا عَلٰی اللّٰهِ سُبْحٰنَہٗ فِیْ كُلِّ حَالٍ وَيَلْجِئُوْا اِلٰی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْاِسْتِغْفٰرِ اِذَا اَحْتَسِبَسْ عَنْہُمُ الْمَطَرُ وَلَا يَبْتَاسُوْا مِنْ رُوحِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَبَادِرُوْا اِلٰی الشُّكْرِ بِالطَّاعَةِ اِذَا رَخَّاهُمْ جَلَّ وَعَلٰی رُحْمَتِہٖ وَلَا یَفْرُحُوْنَ بِالْاِسْتِشَارِ وَاَنْ یَّصْبِرُوْا عَلٰی بِلَیْسِہٖ تَعَالٰی اِذَا

اعْتَرَضَ زُرْعَهُمْ اَنْتَ دَلَّيْكُمْ فَاِنْ بَعَايْتُمْ جَلَّ شَأْنُهُ فَعَكَسُوا الْأَمْرَ وَأَبَوْا مَا يُهَيِّبُكُمْ وَأَنْوَابَنَا
يُؤْذِيكُمْ دَلَّيْكُمْ مَا فِي الْآيَاتِ مِنَ الدَّلَائِلِ عَلَى تَدْرِيحِ جَانِبِ الرَّحْمَتِ عَلَى جَانِبِ الْعَذَابِ
فَلَا تَغْفُلْ -

حالانکہ مومن پر یہ واجب تھا کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ کرتا اور اس کا باراں یا گرم ہو یا یاد دہا پڑنے پر
اس کے حضور استغفار کرتا اور اس کی رحمت سے یلوس نہ ہوتا اور ہر حال میں شکر کی طرف مبادرت کرتا اور احوال
کی طرف مائل رہتا اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے تو خوشی منانے میں افراتنہ ہو اور بلا آئے تو صبر لازم ہے
جب کھیتی پر کوئی آفت آئے تو اس کی نعمتوں سے ناشکر نہ بنیں۔

لیکن ان مشرکین کا معاملہ برعکس ہے کہ جب فراخی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے منکر ہوتے ہیں اور جب
بلا آتی ہے تو ناشکری کرتے ہیں۔ غرض کہ آیات کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ فراخی و نعمت میں اللہ تعالیٰ
کو بھول کر عیش میں نہ بھولے اور عذاب و بلا میں ناشکری نہ کرے۔ آگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو مزید تسلی فرمانے کے لیے ارشاد ہوا کہ لَا تَحْزَنْ لِعَدْوِهِمْ اِهْتَدِ اِيْتَهُمْ يَتَذَكَّرُكَ -

فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى - کہ اے محبوب ان کے ہدایت نہ قبول کرنے پر آپ غم نہ فرمائیں اس لیے کہ آپ
ان مردوں کو اپنی آواز ہدایت نہیں سن سکتے۔ یہاں موتی سے مراد بے عقل جاہل مشرکین ہیں۔

سیاق مضمون میں اول تسلی فرمائی گئی وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلَى قَوْمِهِمْ فَمَا كَرِهْتُمْ
مِنَ الْاٰلِنِيِّنَ اَجْرُهُمْ اَوْ كَانُ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا كَرِهْتُمْ
اور پھر اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا ادَّكُوا مَدْبِرِيْنَ فَمَا كَرِهْتُمْ فَمَا كَرِهْتُمْ
اور اس کے بعد مفہوم کو واضح لائح اور روشن فرمانے کے لیے پھر ارشاد ہوا۔

فَمَا اَنْتَ بِمَهَادِلِ الْعَمِي عَنْ صَلَاتِهِمْ اِنَّ تَسْمِعُ الْاٰمِنَ يَوْمَئِذٍ اِيَّا تَتَا فَمُؤْمِنُونَ
یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سماع موتی پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ اس لیے کہ اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ
الْمَوْتَى سے مخالفت اپنی مقصد تاہید حاصل کرنے کی سعی بے حاصل کرتا ہے اور قائل سماع موتے اپنا
مقصد واضح کرتا ہے۔

علامہ آلوسی نے اس مقصد میں آیت کریمہ کے ماتحت اول مخالفت کے دلائل نقل فرمائے پھر قائل سماع موتے
کے دلائل دیے اس کے بعد محاکمہ فرمایا ہے۔

ہم یہاں اول مخالفت کے دلائل نقل کر کے پھر سماع موتی پر دلائل نقل کریں گے اس کے بعد محاکمہ
آلوسی پیش کریں گے۔ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

فَأَنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمَعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذْ أَدْلُوا مَدْبُورِينَ وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعَمِّيَّ عَنْ صَلَاتِهِمْ إِنَّ تُسْمِعُ الْأَمَنَ يُؤْمِنُ بِأَيْتِنَا فَمُؤْمِنُونَ - اور سورہ نمل میں بھی ارشاد ہے جو فاء تعقیب کے بغیر بعینہ ہی آیت ہے۔

فَأَنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمَعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذْ أَدْلُوا مَدْبُورِينَ وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعَمِّيَّ عَنْ صَلَاتِهِمْ إِنَّ تُسْمِعُ الْأَمَنَ يُؤْمِنُ بِأَيْتِنَا فَمُؤْمِنُونَ -

اور ایک جگہ ارشاد ہے وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔

ترجمہ آیت کریمہ یہ ہے: ہر بیشک تمہارے سناٹے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سناٹے پہرے پکا نہیں جب پھر میں پیچھے پھیر کر اور تم نہیں اندھوں کو گرہی سے ہدایت کرنے والے۔ تمہارے سناٹے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

اور تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور نہیں آپ سنانے والے انہیں جو قبول میں ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں میں وہ نقل کرتا ہوں جو سماع موتی کی بحث میں اجلہ علمائے فرمایا:

نُقِلَ عَنِ الْعَلَمَةِ ابْنِ الْهَمَامِ أَنَّهُ قَالَ أَكْثَرُ مَشَارِئِنَا عَلَى أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ۔ اول علامہ ابن الہمام

نے جو فرمایا وہ نقل کرتا ہوں کہ ہمارے اکثر مشائخ اسی پر متفق ہیں کہ میت خود نہیں سنتی۔ اور انکی دلیل اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى اور وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔ ہے۔

وَلَيْدَةُ الْإِسْطَقِيُّوْلُوْا يَتْلِفَيْنِ الْقَبْرَ۔ اسی لیے انہوں نے تلعین علی القبر کے لیے نہیں کہا۔

وَقَالُوا الْوَحْلَفَ لَا يَكْفُرُ قَلَانَا فَكَلِمَةً مَيِّتًا لَا يَحْيِيهِ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ فقہ کا مسئلہ طلب ہے کہ اگر کوئی

قسم کھائے کہ میں فلاں سے بات نہ کروں گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی میت سے بولا تو حنت یمین لازم نہ آئے گا۔

وَحَكَى السَّفَارِيُّ فِي الْجُودِ الزَّاحِرَةِ أَنَّ عَائِشَةَ ذَهَبَتْ إِلَى نَفِيِّ سَمَاعِ الْمَوْتَى وَوَأَفَقَتْهَا لِحْفَةً

مِنَ الْعُلَمَاءِ عَلَى ذَلِكَ۔ علامہ سفارینی جو ردِ اخیرہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفی

سماع موتی کی طرف گئیں اور ان کے ساتھ علماء کی ایک جماعت نے موافقت کی۔

اور اس قول کو قاضی ابو یعلیٰ اکابر اصحابِ خابله نے ترجیح دی چنانچہ جامع کبیر میں ان کا یہ قول موجود ہے

اور وہ آیت کریمہ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى سے حجت لیتے ہیں۔

یہ میں محقق سے دلائل عدم سماع موتی پر اب ان اکابر علماء محققین کے دلائل ملاحظہ فرمائیں جو سماع موتی

کے حامی ہیں وہ ہوندا۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْأَكْثَرِيُّ عَلَى ذَلِكَ - ابن عبد البر فرماتے ہیں اکثرین محققین سماع موتی کے

قائل ہیں ان میں سے ابن جریر اور طبری اور ابن قتیبہ وغیرہ ہیں۔

وَاحْتَجُّوا بِنَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنِ النَّسِّ عَنْ أَبِي طَالْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ ظَهَرَ
عَلَيْهِمْ يَعْزِي مُشْرِكِي قُرَيْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا بَعْضُهُ دَعَا عَشْرِينَ رَجُلًا وَفِي رِوَايَةٍ
أَرْبَعٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَأَلْقَوْا فِي طَوَى أَيْ بَيْتٍ مِنْ أَطْوَادِ بَدْرٍ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَاهُمْ

يَا أَبَا جَهْلٍ بَنَ هِشَامٍ

يَا أُمِيَّةَ بَنَ خَلْفٍ

يَا عُتْبَةَ بَنَ رَبِيعَةَ

الَيْسَ قَدًا وَجَدْتُمْ مَا وَعَدْتُكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدًا وَجَدْتُ مَا وَعَدْتُ رَبِّي حَقًّا -

فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَكَلَّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَدْرِي لَهَا

فَقَالَ ذَلِكَ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْدًا مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعِ لَهَا أَقُولُ مِنْكُمْ -

ابن جریر اور طبری اور ابن قتیبہ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے سند لیتے ہیں جو حضرت انس اور حضرت
ابو طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا اور مشرکین قریش پر مسلمان غاکب آئے تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور بیس مقتولین مشرکین کے لیے حکم دیا اور ایک روایت میں ہے کہ
چوبیس مشرکین کے مقتولوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں بدر کے کتوئیں میں ڈال دیا جائے چنانچہ وہ ڈال دیے
گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام لیکر آواز دی۔

اے اباجہل بن ہشام

اے امیہ بن خلف

اے عتبہ بن ربیعہ

کیا تم نے نہ پایا وہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ اور پورا ہم نے تو پایا لیا جو ہمارے رب نے
وعدہ فرمایا تھا حق حق۔

تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے حضور ان جموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے یہ قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان

سے زیادہ نہیں سننے جو ہیں کہہ رہے ہوں۔

کو واپس جسم میں کر دیتا ہے۔ تاکہ فرشتے سوال و جواب کریں۔ سوال و جواب کے بعد فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کی روح کو جہاں اللہ کا حکم ہے پہنچا دے۔

اور بخاری مسلم میں ہے کہ حضور نے فرمایا اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا دُفِنَ فِي قَبْرِهِ دَتَوَلَّى عَنَّا اَصْحَابُ السَّمْعِ وَ السَّمْعُ يَسْمَعُ قَدْرَ عِلْمِهِ۔ بندہ کو جب قبر میں دفن کر والیں ہوتے ہیں تو میت قدموں کی آواز سنتی ہے۔ اس پر اَفَافَتْ تَسْمِعُ الصَّمْعِ اور یہ فید اللمعی پیش کی گئی تو علامہ سہیلی نے جواب دیا کہ بالذات کوئی نہیں سنا سکتا اور ہدایت اندھے کو نہیں دے سکتا مگر ان اللہ تعالیٰ ہُوَ الَّذِي يُسْمِعُ وَ يَهْدِي لِلدَّهْرِ تعالیٰ میں سب کچھ قدرت ہے وہ سنا بھی سکتا ہے اور راہ بھی دکھا سکتا ہے۔ انتہی مختصراً۔ علامہ آلوسی نے منکرین سماع موتی کے اور اقوال بھی لکھے ہیں ہم نے نجوم طوالت انہیں چھوڑ دیا ہے آخر میں جو محاکمہ فرمایا ہے وہ تمام تفسیر کے فیصلہ کو کافی ہے۔

وَالْحَقُّ اِنَّ الْمَوْتَى يَسْمَعُونَ فِي الْجَمَلَةِ وَ هَذَا اَعْلَى اَحَدٍ وَ تَهْتَبُ صَحیح یہی ہے کہ میت ضرور سنتی ہے اور اس پر دو ذہنوں سے ایک وجہ ہے۔

اَوَّلُهُمَا اَنْ يَخْلُقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي بَعْضِ اَجْزَاءِ الْمَيِّتِ قُوَّةً تَسْمَعُ بِهَا مَتَى شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَ تَحْوَكُ مَا يَشَاءُ اللهُ سُبْحَانَ سَمَاعِ اَبَائِكَ وَ لَا يَمْنَعُ مِنْ ذَرِكِ كَوْنُهُ تَحْتَ اَطْبَاقِ التَّرَى۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اجزاء میت کو وہ قوت پیدا فرما سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ سن سکے جب اللہ چاہے اور ایسے ہی جو اللہ چاہے تو اسے سماعت دیدے اور اس سے اس کے تحت الترقا میں بھی ہونا مانع نہیں۔

وَ ثَانِيَهُمَا اَنْ يَكُونَ ذَلِكَ السَّمْعُ لِلرُّوحِ بِلَا فَاَسِطَةِ قُوَّةٍ فِي الْبَدَنِ وَ لَا يَمْتَنِعُ اَنْ تَسْمَعَ بِدَلِّ اَنْ تَحْسُ وَ تَذُرِكَ مُطْلَقًا بَعْدَ مَقَارِفَتِهَا الْبَدَنِ بِدَاوِنٍ وَ سَاطِئَةٍ قُوَّتِي فِيهَا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ سماع روحانی ہو بلا واسطہ قوت بدنیہ کے اور یہ ممتنع نہیں کہ روح مفارقت بدن کے بعد سن لے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ روم۔ پ ۲

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا کمزوری سے پھر تمہیں ناکوانی کے بعد توانائی بخشی پھر توانائی کے بعد

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ

مزدوری دی اور بڑھا پا دیا وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے
اور وہ جلتے والا قدرت والا ہے۔
اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے۔
کہ نہ رہے تھے مگر ایک ساعتہ اور ایسے ہی اوندھے
جاتے ہیں۔

اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بیشک تم رہے
اللہ کے لکھے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ
دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے۔
تو اس دن نہ تفع دے گی ظالموں کو معذرت ان
کی اور نہ ان سے کوئی خوشامد پسند کرے۔
اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں
ہر قسم کی مثالی بیان کی اور اگر تم ان کے پاس کوئی
نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے کہ تم نہیں مگر باطل
پرست لوگ۔

ایسے ہی ہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر
تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں
تیز نہ کر دیں ان کے انکار جو یقین نہیں رکھتے۔

قُوَّةٌ مُّضَعَّفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ
الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْقِئُ الْمُجْرِمُونَ
مَا لَبِئُوا غَيْرَ سَاعَتِكَ لَكَ كَأَنَّهُمْ لَأَوْفُونَ

وَقَالَ الَّذِينَ بَيْنَ أَدْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ
لَقَدْ لَبِئْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَمَا نَزَلْنَا
يَوْمَ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْنَدُهُمْ
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ
كُلِّ مَثَلٍ وَلَكِنَّ جِنَّةَهُمْ بِآيَاتِنَا لَيَقُولُنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطَلُونَ

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ بَيْنَ
لَا يَعْلَمُونَ

فَأَصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

لفظی ترجمہ

مِنْ مُضَعَّفٍ - مزدوری سے	خَلَقَكَ - پیدا کیا تم کو	الَّذِينَ - وہ ہے جس نے	اللَّهُ - اللہ
مُضَعَّفٍ - مزدوری کے	مِنْ بَعْدٍ - بعد	جَعَلَ - بنائی	تَشْرِبُهُمْ - پھر
مِنْ بَعْدٍ - بعد	جَعَلَ - بنائی	تَشْرِبُهُمْ - پھر	قُوَّةً - قوت
شَيْبَةً - بڑھا پا	ذ - اور	مُضَعَّفًا - مزدوری	قُوَّةً - قوت کے

د۔ اور	يَسَاءُ۔ چاہے	مَا جِئُوا	يَحْتَقُ۔ پیدا کرتا ہے
د۔ اور	الْقُدْرَةُ۔ قدرت والا	الْعَلِيمُ۔ جانتے والا	هُوَ۔ وہ ہے
يُقِيمُ۔ تقسیم کھائیں گے	السَّاعَةَ۔ قیامت	تَقْوَمُ۔ قائم ہوگی	يَوْمَ۔ جس دن
عَبْرًا۔ سولے	لَيْسُوا۔ ٹھہرے	مَا۔ نہیں	الْحَيُّونَ۔ مجرم
يَوْمَ۔ وہ دن	كَانُوا۔ تھے	كَذَلِكَ۔ اسی طرح	سَاعَةً۔ ایک گھڑی کے
وَأَقْوًا۔ دیے گئے	الَّذِينَ۔ وہ جو	قَالَ۔ بولے	د۔ اور
لَقَدْ۔ بیشک	الْإِيمَانَ۔ ایمان	د۔ اور	الْعِلْمِ۔ علم
اللَّهُ۔ خداوندی کے	كِتَابٍ۔ تحریر	فِي۔ بیچ	لَيْسُوا۔ ٹھہرے تم
قَهْتُمْ۔ تو یہ ہے	الْبُعْثِ۔ قیامت کے	يَوْمِ۔ دن	إِلَى۔ طرف
لَكِنَّا۔ لیکن تم	د۔ اور	الْبُعْثِ۔ قیامت کا	يَوْمِ۔ دن
قِيَوْمَئِذٍ۔ تو اس دن	تَقْلُبُونَ۔ جانتے	لَا۔ نہ	كُنْتُمْ۔ تھے
ظَلَمُوا۔ ظالم ہیں	الَّذِينَ۔ ان کو جو	يَنْفَعُ۔ فائدہ دیگا	لَا۔ نہ
هُوَ۔ انکو	لَا۔ نہ	د۔ اور	مَعْدِنِمْ۔ ان کا عذر
لَقَدْ۔ بیشک	د۔ اور	وَيَسْتَعْتِبُونَ۔ خوشامد کرنے کی اجازت ہوگی	وَيَسْتَعْتِبُونَ۔ خوشامد کرنے کی اجازت ہوگی
هَذَا۔ اس	فِي۔ بیچ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے	ضَوْبِنَا۔ بیان کہیں
د۔ اور	مَثَلٍ۔ مثالیں	مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کی	الْقُرْآنِ۔ قرآن کے
لِيَقُولُوا۔ تو ضرور کہیں گے	بِآيَةٍ۔ کوئی نشانی	جِئْتُمْ۔ لائے تو انکے پاس	لَيْتَ۔ اگر
أَنْتُمْ۔ تم	إِنْ۔ نہیں	كُفَرُوا۔ کافر ہیں	الَّذِينَ۔ وہ جو
يَطِيعُ۔ ہر کرتا ہے	كَذَلِكَ۔ اسی طرح	مُبْطَلُونَ۔ باطل پرست	إِلَّا۔ مگر
الَّذِينَ۔ ان کے جو	قُلُوبِ۔ دلوں	عَلَى۔ اوپر	اللَّهُ۔ اللہ
إِنْ۔ بیشک	فَاصْبِرْ۔ تو صبر کر	لِيَعْلَمُونَ۔ جانتے	لَا۔ نہیں
د۔ اور	حَقًّا۔ سچ ہے	اللَّهُ۔ اللہ	وَعَدًا۔ وعدہ
الَّذِينَ۔ وہ جو		يَسْتَعْجِلُكَ۔ ہلکا کر دیں تجھ کو	لَا۔ نہ
		يُوقِنُونَ۔ یقین کرتے۔	لَا۔ نہیں

خلاصہ تفسیر چھپار کوع: سورۃ روم پانچ

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ. اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا۔

یعنی اول جنین کی صورت میں بنایا کہ کیڑے کی طرح کھلا تارنگ تھا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً. پھر کمزور جنین کو ناتوانی سے توانا کیا۔

یعنی پھر رحم مادر سے باہر آ کر شیر خوار رہا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً. پھر کیا قوت کے بعد کمزور اور بڑھا پا دیا۔

یعنی پھر جوان کر کے قوی بنا کر ضعیف کیا یعنی بوڑھا کیا۔ یہ تین کیفیتیں رحم مادر سے بڑھیا پنے تک انسان پر

آتی ہیں ان کی تفصیل بیان کر کے اپنی قدرت کا ملکہ کا اظہار فرمایا۔

يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْغَدِيدُ۔ پیداکرتا ہے اللہ جو چاہے اور وہ علم و قدرت والا ہے۔

اس کے بعد کفار و مشرکین کا آخرت میں ملنا اور دنیا کے قیام سے انکار کرنا ظاہر فرمایا کہ وہ آخرت کو دیکھ کر

دنیا اور قبر کی مدت کا انکار کریں گے اور کہیں گے قسمیں کھائیں گے

ذِكْرُومُ تَقَوْمِ السَّاعَةِ يُعَسِّرُ الْعَسْرَ مَوْتٍ جِئِمْ دِنِ قِيَامَتٍ قَائِمٍ هُوَ تَوْجُرْمِ قَسْمِ كِهَائِمْ۔

مَا لَبِئْتُمْ أَغْيَسَ سَاعَتِهِ۔ اور کہیں نہ رہے تھے مگر ایک ساعت کے لیے۔

آخرت کی شان دیکھ کر انہیں دنیا اور قبر کا قیام ایک ساعت کے برابر معلوم ہوگا اور وہ اسے ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے

كذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ۔ وہ ایسے ہی تھے غلط باتیں بنانے والے۔

یعنی دنیا میں جیسے غلط اور باطل باتوں پر جھمبے ہوئے تھے اور حق سے انحراف کرتے تھے کہیں بعثت بعد الموت

کے منکر ہوتے ایسے ہی اب قبر یا دنیا میں رہنے کے انکار پر قسم کھاتے ہیں اور اس طویل قیام کو ایک گھڑی کا قیام

کر رہے ہیں۔ ان کی ایسی جھوٹی قسم پر اللہ تعالیٰ انہیں اہل عشر میں رسوا فرمائے گا اور ان پر ثابت ہو جائے گا کہ بھری

مخفل میں یہ کس طرح دروغ حلفی کر رہے ہیں چنانچہ اس وقت

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِئْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ هَذَا يَوْمَ الْبَعْثِ

وَالْكَتْمِ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ اور کہیں وہ جنہیں علم و ایمان ملا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو بیشک تم رہے اللہ

کی لکھی ہوئی مدت دنیا و قبر میں بعثت کے دن تک (جس کا تم انکار کرتے تھے) تو یہ یوم بعثت و عشر ہے لیکن تم

بہالت میں تھے۔

یعنی تمہاری دنیا کی عمر قبر کے اندر رہنے کی مدت اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دی تھی اس کے مطابق تم قبروں میں رہے اور دنیا میں جئے اور وہ دن جسے یوم بعثت کہا جاتا تھا اور تم اسے جھٹلاتے اور کہتے تھے۔
 إِذْ أَمْتْنَا ذُكُرًا أَيًّا ذَلِكَ رَجْعٌ لِّعَيْدِكُمْ وَجِبْ بِيَوْمِكُمْ مَرَكْمِي هُوَ جَائِسٌ كَيْ اس کے بعد لوٹنا عقلاً بعید ہے تو یہ دن بعثت کا ہے مگر وہ بہالت سے نہیں جانتے آگے ارشاد ہے
 فَيَوْمَئِذٍ لَا يُنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعِينًا لَهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ۔ تو اس دن نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی معذرت اور نہ ان کی طرف سے توبہ منظور۔

اسْتَعْتَابَ: رَاذَا لَنَا الْعَتَبَ كَالْعَطَاوِ الْإِسْتِعْطَاءِ عِتَابٍ بِرَجْشِ مَا كُنْتُمْ كَيْ تَحْرِيكٌ بِيَوْمِكُمْ مَرَكْمِي هُوَ جَائِسٌ كَيْ اس کے بعد لوٹنا عقلاً بعید ہے تو یہ دن بعثت کا ہے مگر وہ بہالت سے نہیں جانتے آگے ارشاد ہے
 وَقَعْدٌ خَرَيْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذِهِ الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ دَلِيلٌ جُنْتُمْ بِأَيْتِنَا لِيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مَبْطُلُونَ۔ اور بے شک ہم نے دیں اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشان لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نرے باطل پر ہو۔

ہر قسم کی مثالیں اس لیے دی گئیں تاکہ انہیں تنبیہ ہو مگر وہ اپنی سیاہ باطنی اور قسادت قلبی سے کسی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ ہدایت کرنے والے کو باطل پر تباتے ہیں۔

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ ایسے ہی مہر کر دی ہے اللہ نے جاہلوں کے دلوں پر لہذا قَاصِبَاتٍ وَعَدَا اللَّهِ حَقًّا وَلَا يَسْتَحِقُّكَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ۔ تو صبر کرو و منکروں کی ایذا و عدوت پر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ برا لکھیہ کرے (انکار ان کا آپ کو) ان پر جو ایمان نہیں لاتے۔

یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعثت و حساب کے منکر ہیں ان کی شدتیں اور ان کے انکار و نالائق حرکات آپ کو طیش میں نہ لے آئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا فرمانے میں عجلت فرمایا اور اس سے وہ ہلاک ہو جائیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورہ روم۔ پاپ

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ضعف سے۔

یہ مبتدا و خبر ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہاری ابتدا و ضعف سے ہے اور کمزوری اور ضعف کو انسان کی اساس قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا۔

مِنْ ضَعْفٍ میں من ابتدا ایہ ہے اور ضعف سے ضعیف شے مراد ہے اور وہ لطف ہے جسے قرآن کریم نے

ماہرین فرمایا پھر تدریجی ترقی کا ذکر فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفِ قُوَّةٍ - پھر اس قادر مطلق نے حالت ضَعْف سے قوت کی طرف بڑھایا۔

اس بیان میں بلوغ سے علم تک اور تعلق روح بالابدان کو واضح فرمایا اس کے بعد ترقی سے تنزل کی حالت

کا بیان فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً - پھر کیا قوت کے بعد جوانی کر کے انحطاط میں حتیٰ کہ شباب کے

بعد شیب طاری کیا جیسے بڑھاپا کہتے ہیں۔

گویا انسان ابتداء کمزور تھا اور پھر اس کی انتہا کو بھی کمزور فرمایا:

لَقَدْ ضَعُفَ - بفتح ضاد اور بضم ضاد مستعمل ہے۔ اس پر ارباب لغت کہتے ہیں إِنَّ الضُّعْفَ بِالضَّعْمِ مَا

كَانَ فِي الْبَدَنِ - ضاد کے پیش کے ساتھ ضَعْف اس کمزوری کے لیے مستعمل ہے جس کا تعلق بدن سے ہو۔

اور ضَعْف بفتح ضاد اس کمزوری کے معنی میں مستعمل ہے جس کا تعلق عقل سے ہو اور اسکی دونوں قوتیں ہیں

لغنت قوش میں بضم ضاد پڑتے ہیں اور عاصم بھی بضم پڑتے ہیں اور ابی عبد الرحمن اور مجرری بھی ایسے ہی پڑتے ہیں

اور فجاک پہلے ضَعْف کو ضم سے اور باقی ضَعْف کو فتح سے پڑتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ - وہ پیدا فرماتا ہے جیسے چاہے وہ علم و قدرت والا ہے۔

اسکی مشیت و قدرت میں کسی کو دخل دینے کی مجال ہی نہیں اس کے بعد کیفیت قیامت کا اظہار شروع ہے

ذِيَوْمَ نَقُومُ السَّاعَةَ يُقَسِّمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَلِكَ كَانُوا إِذْ يُفَكَّرُونَ - اور جب

قیامت قیامت ہو تو مجرمین مشرکین قسم کھائیں کہ ہم دنیا اور قبر میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ ایسے ہی

سچ بولنے سے منحرف ہو کر بھوٹ بکین گے۔

عربی میں ساعت زمان قلیل کے بھی ایک کو کہتے ہیں یا اچانک کسی امر کے ظاہر ہونے کو۔

ذٰلِیْ غَیْرٍ وَّاحِدٍ عَن قِتَادَةِ اَمٍّ یَعْنُوْنَ مَا لَبِثُوْا فِی الدُّنْیَا غَیْرَ سَاعَةٍ وَه دُنْیَا کے قیام کو مراد لے

کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہ رہے اور یَعْنُوْنَ مَا لَبِثُوْا فِی الدُّنْیَا غَیْرَ سَاعَةٍ کو کہتے ہیں چنانچہ حدیث صحیح میں

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا مَا بَیْنَ الْمَغْحَتَيْنِ اَدْبَعُونَ - لغتہ اوکے اور ثانیہ کے مابین

چالیس کی مدت ہے قیل اَدْبَعُونَ یَوْمًا یَا اَبَا هُوْبِرَةَ قَالَ اَبِیْتُ قَبْلَ اَدْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ اَبِیْتُ

قَبْلَ اَدْبَعُونَ سَنَةً قَالَ اَبِیْتُ - آپ سے پوچھا گیا چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال چالیس سے

کیا مراد ہے؟ آپ نے اَبِیْتُ فرمایا وَعَنْیَ یَقُوْلُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ اَبِیْتُ اِیْ اَمْتِنَعْتُ مِنْ مَتَعٍ کِیَا گویا ہوں

مِنْ نِّیَابٍ ذٰلِکَ لَکُمْ - اس امر کی وضاحت سے کرنے کے لیے۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں حضور سے اسکی تصریح معلوم کرنے میں رہ گیا۔

اسی لیے کہا گیا ہے کہ لَا يُعْلَمُ أَحَدٌ أَدْبَعُونَ سَتَةً أَمْ أَدْبَعُونَ الْفَسْتَةَ كَوْنِي نَهْنِي جَانَاكَ
یا میں النعمتین چالیس سال میں یا چالیس ہزار سال۔

وَجُودًا أَنْ يَكُونُوا عَدَا دَامِدًا كَالِقَابِئِمِ فِي الدُّنْيَا سَاعَةً لَعَدَمِ انْتِفَاعِهِمْ بِهَا وَالْكَثِيرِ بِلا نَفْعٍ
قَلِيلٍ كَمَا أَنَّ الْقَلِيلَ مَعَ النَّفْعِ كَثِيرٌ۔ اور یہ بھی جائز رکھا ہے کہ مشرکین نے ساعۃ کہہ کر دنیا کے قیام کی مدت
مراد لی ہو اس لیے کہ اس قیام دنیا میں وہ نفع اخروی حاصل نہ کر سکے اور کثیر بلا نفع قلیل ہے جیسے قلیل نفع
کے ساتھ کثیر ہوتا ہے تو نَالِبْتُوا غَيْرَ سَاعَةٍ تَأْسَفُ وَتَحْسَرُونَ وہ کہیں گے کہ ایام حیات دینا ضائع گئے۔
كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ۔ ایسے ہی جھوٹ یہ دنیا میں گھڑتے تھے۔

اس پر منجانب اللہ ارباب حشر کے مجمع میں انہیں رسوا کیا جائے گا اور ان کے آگے کہا جائے گا کہ
مفتریان کذاب یہ رہے ہیں کہ ہم گھڑی بھر ہی دنیا میں رہے تھے تو اس پر اہل علم و ایمان ان کے اس
قول کا رد کریں جیسا کہ فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِئْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا أَيُّومُ
الْبَعْثِ ذَلِكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ اور کہیں وہ جہنمیں ایمان و علم دیا گیا دنیا میں ان مشرکوں سے کہ بیشک
تم رہے دنیا میں علم اللہ اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی مدت تک (اور تم بعث و نشر کے وہاں منکر تھے) تو آج
دیکھ لو کہ ہمتا ایوم البعث کہ یہ دن ہے بعث و نشر کا۔ ذَلِكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ لیکن تم اپنی جہالت کے
اندر رہ کر ان سے سچ نہیں جانتے تھے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْنَدِنَا شَيْئًا۔ تو یہ دن وہ ہے کہ ظالموں کو ان کی معذرت نفع
نہ دے گی (یعنی وہ عذر جہالت اگر کریں تو وہ بھی ان کے لیے سود مند نہیں ہو سکتا)۔
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ۔ اور ان سے عتاب الہی کا دفع بھی نہ چاہا جائے گا۔ اَلَوْ سِي فَرَاتِي فِي
أَيِّ لَا يُقَالُ لَكُمْ اذْهَبُوا بِكُمْ بِالتَّوْبَةِ وَالطَّاعَةِ كَمَا كَانَ يُقَالُ لَكُمْ ذَلِكُمْ فِي الدُّنْيَا۔ یعنی
ان سے جیسے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اپنے رب کو توبہ و طاعت سے خوش کر لو آج وہ بھی موقعہ نہیں۔ اور
استعتاب طلب عتابی ہے جو از الہ عتاب کو چاہ کر عطا و بخشش چاہنے کے معنی دیتا ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ۔ اور بے شک میں ہم نے لوگوں کو اس قرآن
میں بہت سی مثالیں ہر قسم کی۔

وَلَنْ نَجْزِيَنَّهُمْ بِآيَاتِنَا لِيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطَلُونَ۔ اور اگر آپ لائیں ان پر کوئی

معجزہ یا نشان تو اسے قبول کرنے کی بجائے یہی کہیں گے تم کو کچھ نہیں مگر باطل پر ہو اس لیے کہ
 كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَحْتَمُوْنَ۔ ان کے دلوں پر اللہ نے ایسے ہی مہر کر دی
 ہے جہالت کی۔

اَمْ لَا يَتَذَكَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَلَا يَتَعَوَّدُوْنَ الْحَقَّ بَلْ يُصِرُّوْنَ عَلَىٰ خُوفَاتٍ اٰعْتَادَهَا۔ یعنی وہ اپنی
 جہالت میں رہ کر علم نہیں چاہتے اور حق نہیں ڈھونڈتے بلکہ مصر ہیں اپنی انہیں خرافات پر جن کے ساتھ یہ عقیدہ
 کر چکے ہیں۔ اس کے بعد حضور کو تسلی فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَصْبِرْ اِنَّ دَعْوَةَ اللّٰهِ حَقٌّ۔ اے محبوب صبر فرمائیں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
 اور وہ وعدہ نصرت کا اور غلبہ دین کا اور اعلاء کلمۃ الحق کا اور اس کا انجام لازم ہے کہ انہیں ان کی بد اعمالیوں
 اور بد کرداریوں کی سزا دی جائے۔

وَلَا تَسْتَحْفِظْكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ۔ اور نہ آپ کو ان کی سرکشی آمادہ کر دے ان کے لیے عذاب
 کی دعا پر کہ جب یہ یقین نہیں لاتے۔

سُورَةُ الْقَمَانِ

مِثْرًا وَهِيَ اَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ اٰيَةً وَاَرْبَعٌ وَاثَمَانُونَ حُرُوفًا۔ اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع اور
 پانچ سواڑ تالیس کلمے اور دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں۔
 ایک روایت ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں دو آیتیں مدنی ہیں ذَلَوَاتْ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامًا

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پارہ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الم۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے۔

وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر

اللّٰهُ تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِیْمِ

هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

تقین لائیں۔

یہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور اپنی کا کام بنیاد ہے اور کچھ وہ ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی بات کہ اللہ کی راہ سے ہر کا دیں بغیر جانے بوجھے اور اسے مٹھی بنا لیں یہ میں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اور جب اس پر ہماری آستیں پڑھی جائیں تو نگر کرتا ہوا پھرے جیسے اس نے وہ سنی ہی نہیں جیسے اس کے کان بند ہیں تو اسے دردناک عذاب کا مترادف دو بے شک ہو ایمان لائے اور اچھے کام کیسے ان کے لیے باغ نعمتوں والے ہیں۔

کہ ہمیشہ رہیں اس میں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

اسی نے آسمان بنا لے بے ستونوں کے کہ تم دیکھ رہے ہو اور ڈالنے زمین میں لنگر کہ نہ کانپے مع تمہارا اور پھیلا لے اس نے زمین میں ہر قسم کے چوپائے اور اتار ہم نے آسمان سے پانی تو اگائے ہم نے اس میں ہر قسم کے جوڑے۔

یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو وہ بھی مجھے دکھاؤ کہ کیا پیدا کیا انہوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ
أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَبْتَغِي كَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ
عَن سَبِيلِ اللَّهِ يُغْرِ عَلَيْهِ وَيَعِدَّ هَاهُنَا
أُولَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقِيلٌ

وَإِذْ أُنزِلَ عَلَيْكَ آيَاتِنَا وَلِي مُسْتَكْبِرًا كَانَتْ لَمْ
يَسْمَعُهَا كَانَتْ فِي أذُنَيْهِ وَقَرَأْنِشْرَا كَلِمَاتٍ
الْبَيْتِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ
الَّتِي فِيهَا

خَالِدِينَ فِيهَا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْأَرْضِ
فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ تُمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ
فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ

هُذَا خَلَقَ اللَّهُ فَاذْرُونِي مَاذَا خَلَقَ
الَّذِينَ مِن دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ
فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

تفہمی ترجمہ

الْكِتَابِ . كِتَابِ
ذِحَّةً رَحْمَتِ

آیاتِ آستیں میں
ڈ۔ اور

تِلْكَ . يَهْدِي . هُدًى . هِدَايَةِ

الْحَكِيمِ . حِكْمَتِ وَالِي كِي

لِلْمُحْسِنِينَ نِيكوں کے لیے	الَّذِينَ - وہ جو	تَقِيمُونَ - قائم کریں
وَالصَّلَاةِ نماز	يُؤْتُونَ - دیں	الزَّكَاةَ - زکوٰۃ
وَالزَّكَاةِ اور	بِالْآخِرَةِ - آخرت پر	هُوَ - وہ
يُؤْتُونَ - یقین رکھیں	عَلَى - اوپر	هُدًى - ہدایت کے ہیں
مَنْ رَبِّهِمْ - اپنے رب سے	أَدِلَّتْ - یہی	هُوَ - وہ ہیں
الْمَفْضُوحَاتِ - کامیاب	مِنَ النَّاسِ - بعض لوگوں سے	
مَنْ - ایسے ہیں جو	لَهُوَ - کھیل کی	الْحَدِيثَاتِ - بات
يُضِلُّ - تاکہ گمراہ کرے	اللَّهُ - خدا سے	بِغَيْرِ - بغیر
عِلْمٍ - علم کے	يَخْتِذُ - پکڑتا ہے	هَا - اس کو
هُوَ - وہ	لَهُمْ - کہ انکے لیے ہے	عَذَابٍ - عذاب
مُهَيَّنَ - ذلیل کرنے والا	إِذَا - جب	تَنَزَّلَتْ - پڑھی جاتی ہیں
عَلَيْهِ - اس پر	دَلَّى - پھرتا ہے	مُسْتَكْبِرًا - تکبر کرتا
كَانَ - گویا کہ	يَسْمَعُهَا - سنا اسکو	كَانَ - گویا کہ
فِي - بیچ	وَقَدَّ - بوجھ ہے	فَبَشِّرْهُ - تو خوشخبری دے اسکو
بِعَذَابٍ - عذاب	أَنْ - بیشک	الَّذِينَ - وہ جو
أَمَنُوا - ایمان لائے	عَمِلُوا - عمل کیے	الصَّالِحَاتِ - نیک
لَهُمْ - انکے لیے	النَّعِيمِ - نعمتوں کے	خَالِدِينَ - ہمیشہ رہیں
فِيهَا - اس میں	اللَّهُ - اللہ کا	حَقًّا - سچا ہے
وَالزَّكَاةِ اور	الْعَزِيْزِ - غالب ہے	الْحَكِيمِ - حکمت والا
خَلَقَ - پیدا کیا اس نے	بِغَيْرِ - بغیر	عَمَدٍ - ستون کے
تَرَدَّتْ - کہ دیکھتے ہو تم اسکو	الْقَى - ڈالے	فِي - بیچ
الأَرْضِ - زمین کے	أَنْ - یہ کہ	تَمِيْدًا - نہ حرکت کرے
بِكُمْ - تمہارے ساتھ	بِتَّ - پھیلائے	فِيهَا - اس میں
مَنْ - ہر طرح کے	وَالزَّكَاةِ اور	أَنْزَلْنَا - اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	مَاءً - پانی	فِيهَا - اس میں

مَنْ مَلَئَ بِرِطْرَحٍ كَيْ خَلْقٍ بِبِرَائِشٍ	ذُوْجٍ بَهِرْتَسِي اَللّٰهُ بِاَللّٰهِ كِي	كَمِ كَمِيْجٍ - بَارُوْتَقِ فَاذْذُوْتِيْ - تُوْدُ كَهَاؤُ مَجِيْ	هَذَا - يَهِيْ مَاذَا - كِيَا
خَلْقٍ بِبِرَاكِيَا هِي الظَّالِمُوْنَ - ظَالِم	اَلذِّيْنَ - اِهْوُوْنَ نِي فِي - يِيْجِ	مِنْ ذُوْتِيْ بِجُوْلَسِي سُوَا هِي ضَلَالِيْ - كَمِرَا سِي	بِيْلِي - بَلِكِه مَبِيْنِي - كَهْلِيْ كِي هِي

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ لقمان - پ ۱

اَللّٰهُ تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ - هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ اَلَّذِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَوَازِيْنُ
يُوْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ وَاٰلُكُمْ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
التَّو - یہ حروف مقطعات سے ہے جس کی تفسیر بیان ہو چکی ہے اور چونکہ اس کے معنی تاویلی منقولات
کے تتبع میں کیے جاسکتے ہیں لہذا یہ تیسرا کلم ہے۔ یہاں تیسرے پہلو سے یہ معنی اشارات میں علامہ آلوسی نے
یہ کیے ہیں۔ الف سے مراد آلاء الہی اور لام سے مراد لطف جل شانہ اور میم سے مراد مجد عز وجل ہے۔
تو گو یا فرمایا گیا جو اس کتاب حکیم پر عمل کرے گا۔ نماز قائم رکھے گا۔ زکوٰۃ دے گا اس پر آلاء الہی اور لطف
جلت پناہی اور مجد سبحانہ و تعالیٰ حاصل ہے پھر ارشاد ہے۔

تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ - یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں جو
هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ - ہدایت و رحمت ہیں نیکوں کے لیے۔
وہ نیک جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - یہ وہ ہیں جو اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور
یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس کے بعد مشرکین کی لغویت باہمی کا تذکرہ اور قصے کہانی سے دلچسپی رکھنے کا حال شروع فرمایا گیا۔
شأن نزول: سورۃ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تضر بن حارث کلدہ تجارت کے سلسلہ میں دوسرے
ملکوں کی طرف جاتا تھا اسے اس سفر میں جمیوں کی کتابیں مل گئیں یہ انہیں خرید لایا اور ان کا مطالعہ کر کے قرآن کو
قصے کہانیاں سناتا اور کہتا کہ رب کا ثناء اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عا دو و مٹو د کے واقعات سناتے ہیں
اور میں تمہیں رستم و اسفندیار اور شانان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں اسکی لغویت میں کچھ لوگ آگئے اور
ان کہانیوں کے سننے میں مشغول ہو گئے اور قرآن کریم سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن لَّيْسَتْ فِي لَهْوِ الْعَدِيَّةِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بَغْيًا عَلَيْهِمْ وَيَعْتَنَ هَاهُنَا دَا
 أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ وَإِذْ أَتَى عَلَىٰ عَيْشٍ أَيْتَانَا دُلَىٰ مُسْتَنْكَبًا كَانَتْ لَكُمْ لَيْسَمَعَهَا كَأَنَّ فِي آذَانِهِمْ
 وَقْرًا فَأَبَسُوا لِبِعَابِ الْيَمِيمِ - اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے
 بے سمجھے بوجھے اور اسے ہنسی بنالیں یہ وہ ہیں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب بڑھی جائیں اس پر
 ہماری آستیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جلتے جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بند ہیں تو اسے
 مردناک عذاب کی بشارت دو۔

یہ تمام تو بیخ آستیں نصر بن حارث اور اس کے اتباع کے حق میں ہیں یعنی یہ خود بھی دین سے جاہل اور اپنی جہا
 سے دوسروں کو بھی اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتا اور آیات الہی کے ساتھ تمسخر کرتا ہے
 تاکہ اور لوگ بھی التفات نہ کریں۔
 وقرعربی میں بہرے پن کو کہتے ہیں یعنی اگرچہ سنا ہے مگر آیات الہی کے سننے سے بہرا ہے تو ایسے خلیت کو
 عذاب کی بشارت دیجئے۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن پاک مومنین کا مقام ظاہر فرمایا گیا اس لیے کہ قرآن پاک میں عام طور پر
 یہی طریقہ بیان ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر لایا گیا ہے تو اس کے بعد جنتیوں کا تذکرہ ضرور فرمایا گیا اور اگر اول اہل
 جنت کا ذکر لایا گیا تو اس کے بعد اہل جہنم کا بیان فرمایا گیا چنانچہ اب اہل جنت کو بشارت ہے حیت قال
 رَبِّكَ إِنَّمَا يُرِيدُ لِلَّذِينَ آمَنُوا دَرَجَاتٍ مَّا كَانُوا يَفْعَلُونَ خَالِدِينَ فِيهَا وَعَذَابُ اللَّهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ
 الْحَكِيمُ۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے نعمتوں والے باغچے ہیں ہمیشہ ان میں رہیں
 گے اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ دنیا کی ہر نعمت میں زوال ہے اور ہر سائش میں دوام
 نہیں لیکن اخروی نعمت میں خوف زوال و نکال نہیں جو نعمت جتنی بھی جسے ملے گی وہ دوامی ہوگی۔ دنیا
 کی صحت و عافیت جوانی و فراخی و وسعت رزق و دولت سب عارضی ہیں برائے چندے ہیں اور آخرت
 میں جنت کے پھل پھول اور تمام نعمتیں فصل و موسم کے ساتھ نہیں ہوں گی بلکہ ہمیشہ ہوں گی جب جنتی
 جس نعمت کی خواہش کرے گا اسے بلا تاخیر و تعویق حاصل ہوگی۔ اب اپنی قدرت مطلقہ کا مظاہرہ تخلیق سما
 سے فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بَعْدَ عَمْدٍ تَرَوْنَهَا وَآلَتِي فِي الْأَرْضِ رَوَايَا أَنْ تَبْيُذَّبَكُمْ وَبَثَّ فِيهَا
 مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ذَا بَنَاتٍ فِيهَا مِن كُلِّ ذَوْجٍ كَوَيْسٍ اللَّهُ تَعَالَىٰ شَازِلًا

آسمان بنائے بغیر ایسے ستون کے جو تمہیں نظر آئیں یعنی اس کے نیچے کوئی ستون نہیں تمہاری نظر خود اس کی نشانی ہے اور زمین میں لنگر ڈالے بلند پہاڑوں کے (دروا اسی جمع ہے راسیہ کی اور راسیہ لنگر کو کہتے ہیں جن سے بلند میں جہاز قائم رہتے ہیں) کہ تمہیں لے کر نہ کانپے اس لیے کہ اگر زمین ڈالو تو اس پر ہوں وہ بھی پکولے کھائیں گے اس لیے بلند پہاڑوں کے لنگر قائم فرما دیے گئے کہ وہ قائم رہے اور اس زمین پر ہر طرح کے جانور پھیل دیے تاکہ ان سے دودھ دہی رکھی حاصل کرو ان میں سے حلال جانوروں کے گوشت کھاؤ۔ سواری کرو۔ سامان لے جاؤ اور ہم نے اپنے فضل سے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین میں ہر نفیس بوڑھا اگیا عمدہ عمدہ قسم کے نباتات پیدا کیے جو تم دیکھ رہے ہو تو برا اللہ کا بنایا ہوا ہے (تو اسے مشر کو منکر د) مجھے دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا یعنی وہ بت جنہیں تم پوج رہے ہو اور مستحق عبادت قرار دیتے ہو ان کی بھی کوئی تحقیق دکھاؤ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ لقمان۔ پ ۱

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آتَى الْكِتَابَ الْحَكِيمَ هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْحَسَنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔

الف۔ لام۔ میم۔ کی تصریح و تاویل خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی جو ہدایت اور رحمت ہے تیک لوگوں کے لیے وہ ہونا زیادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

رابطہ سورہ روم و لقمان

چونکہ آخر سورہ روم میں دَلَقْنَا صُرُبًا لِلنَّاسِ فِي هَذِهِ الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ قُرْآنِ عَجَازِ وَجَامِعِ الْقُرْآنِ پاك کی طرف اشارہ تھا۔ اس کے بعد قوم کی سرکشی بیان فرما کر سورہ ختم فرمادی تھی۔ اس سورہ مبارکہ میں شروع سورہ میں مقطعات کے ساتھ ابتدا فرما کر دعویٰ حقانیت قرآن کو مؤکد فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

أَلَمْ نَأْتِ اللَّهَ مِنْ قَبْلِكَ بِبُرْهَانٍ مِمَّنْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ بِهِ فَسُحْقًا لِّمَنْ كَفَرَ بِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا سِوَى الْقُرْآنِ وَاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ وَالْحَدِيدِ۔

الف۔ انا اللہ سے پہلے مراد لے کر فرمایا اُدسِلْ بوساطتہ جبریل ہذا الْقُرْآنَ۔ سے مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نام کا اول لے کر فرمایا اِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گویا فرمایا۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے جبریل کے واسطے سے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل فرمائی۔

۷۔ حضرت پر یقین رکھنا۔

۸۔ پھر حضور پر اور پنا اُنزل پر ایمان لانے کے ساتھ ذَلِكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ پر بھی ایمان ضروری ہوا تو یہ آنکھوں میں شرط ہو گئی۔

پھر یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ تقویٰ سے احسان کا مرتبہ بالا ہے چنانچہ حدیث جبریل میں حضور سے روح الامین علیہ السلام نے اول اسلام کی تعریف پوچھی پھر ایمان کی تعریف پر سوال کیا پھر تیسری بار احسان کے متعلق استفسار کیا۔

جس کے جواب میں حضور نے فرمایا اِنَّ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّ تَرَاهُ فَإِنَّ تَرَاهُ
احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت یہ سمجھ کر کی جائے کہ گویا تم سے دیکھ رہا ہے ہو اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ سمجھ لو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے جب وہ محسوس میں شمار ہوگا۔ تو اس کے بعد بشارت یہ ہے۔

اَذَلَّتْكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّكَ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضِلُّونَ۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر قائم ہیں اور پھر مٹوا کر فرمایا کہ یہی لوگ فلاح یافتہ کامیاب ہیں

اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ فرمایا جاتے ہیں جن کے عناد و اضرار علی الشکر کا ذکر سورہ روم میں خَلِدْنَ جَنَّتُمْ بِأَيْتِهِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن فَرَاغِهَا لَوْلَا نَزَّلَ اللَّهُ سُبُوْحًا مِّنَ السَّمَاءِ لَنُحِيطَ بِمَا تَكْفُرُونَ۔ اور بعض لوگوں میں وہ

میں جو لہو و لعب کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائیں۔

لہو الحدیث کی تفسیر بیضاوی شریف میں یہ ہے کہ مَا يُدْعَى وَلَا يَعْنِي كَالْحَادِيَةِ الْقِيَاسُ لِأَصْلِ لَهَا وَالْأَسَاطِيرُ الَّتِي لَا يُعْتَادُ فِيهَا دَالِ الْمَضَاحِكِ وَفَضُولُ الْكَلَامِ۔ لہو الحدیث لایعنی اور یسے فائدہ کلام کو کہتے ہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو اور وہ قصے کہانیاں جن میں کچھ عبرت نہ ہو اور مناسبے والے لطیفے اور فضول گفتگو کو کہتے ہیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود نے قسم کھا کر فرمایا کہ لہو الحدیث سے مراد راگ ہے (مدارک)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں لہو الحدیث کی بہترین تفسیر راگ رنگ ہے۔ اور یہی صحابہ و تابعین کا قول ہے امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے اللادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ اس سے مراد غنا یعنی راگ ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس سے مراد راگ ہے اور علماء و امصار راگ کے ممنوع و مکروہ ہونے

پر سب متفق ہیں۔ البتہ ابراہیم بن مسعود اور عبد اللہ بن عمری طبل جنگ اور عید میں شادیوں میں دف کے ساتھ اعلان کو جائز کہتے ہیں۔

باقی شہوت انگیز مضامین کا گانا اسکی حرمت میں وہ بھی متفق ہیں۔ مگر ان اشعار کے مجوز ہیں جن میں دنیا سے نفرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہوان کے کہنے اور سننے کے مجوز ہیں خواہ وہ بہ الحان دلیر با پڑھے جائیں یا بغیر الحان کے۔

عوارف المعارف اور احوال العلوم وغیرہ میں اس کی اباحت پر تصریح ہے کہ یہ اہل اللہ کے لیے خصوصیت سے جائز ہے لیکن وہ اہل اللہ جن پر غلبہ حال ہو اور شوق وصال جمیل حقیقی غالب ہے ایسے لوگوں کے لیے مکان و زمان اور اہل مجلس کے اہل ہونے کی بھی قید ہے۔

برخلاف موجودہ صوفیاء کی مجالس سماع جن میں عوام کا لالغام کا اجتماع ہوتا ہے اور ستار و سارنگی اور طبلہ سب ہی کچھ ہوتا ہے اس کے ممنوع ہونے میں کسی اہل علم نے انکار نہیں کیا (تفسیر احمدی)

شان نزول

میں ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہ آیت ایک قریشی کے متعلق نازل ہوئی۔ جو گلے والی لونڈیاں خرید کر لاتا اور انہیں گانے پر رکھتا۔

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کر لاتا اور اس کے ذریعہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے۔ انہیں شراب پلاتا گانا سنواتا اور کہتا تھا وہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا تے ہیں انکی تعلیم میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش ہے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نضر بن حارث بغرض تجارت سفر میں گیا تو وہاں سے عمیوں کے قصوں کی کتابیں خرید لیا جس میں اسفندیار اور رستم کے قصے تھے اور لوگوں کو وہ سنا کر کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عادی و متود کے قصوں کے سوا اور کیا سناتے ہیں۔

اور میں تمہیں رستم و اسفندیار کے حالات بتاتا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (مدارک) چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ جاہل جو لوگوں کو حدیث کے ساتھ تمہیں گمراہ کر کے اپنی جہالت کے ماتحت ایسی بے اصل باتیں کرتے ہیں اور آیات الہی کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَ هَاهُؤُورَ الْاٰثٰثِ لَمْ عَذٰبٌ مُّهِينٌ۔ تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور اپنی جہالت سے اس کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ فِي قَوْلِهِ لَقَالِي مَنْ يَشْتَرِي لَهَا وَالحَدِيثُ قَالَ الجَوَارِي
الضَّرِيحَاتُ. لَهَا وَالحَدِيثُ خَرِيدَةَ وَالِي لَوْنْدِيَا كَانِي بَجَانِي وَالِي هِي.

اور آدم ابن جریر اور بہقی اپنی سنن میں مجاہد سے راوی ہیں اسناد قال فیہ ہوا شتراد کا
المغنی والمغنیة والاشتماع الیہ والی مثلہم من الباطل۔ گانے والی لونڈیاں خریدتا اور ان سے
گانا سنا اور مثل اس کے ایسے ہی باطل افعال مراد ہیں۔

اور ایک روایت میں بہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا شان
نزول یوں بیان فرمایا ہُوَ دَجَلٌ یَشْتَرِي جَارِيَةً كَيْلًا أَوْ نَهَادًا. وہ ایک آدمی تھا جس نے ایک لونڈی
خریدی جو دن رات اسے گانا سنانی تھی۔

وَأَشْتَهَرَاتِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ. اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت نصر بن حارث
کے متعلق نازل ہوئی۔

اور بروایت جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ اسناد اشترى قينة فكان لا يسمع
بأحد يورث الإسلام إلا انطلق بها إلى قينته فيقول أطعني وأسقيني وعنيي ويقول
هذا خير مما يدعوك إليه محمد صلى الله عليه وسلم من الصلوة والصيام وال
يقاتل بين يديه فتزلت۔

نصر بن حارث نے ایک لونڈی خریدی تو جب وہ سنتا کہ فلاں مسلمان ہوا چاہتا ہے تو وہ اس
لونڈی کو اس کے پاس بھیجتا اور کہہ دیتا کہ اسے خوب کھلا پلا اور گانا گارے فریفتہ کر دے پھر خود جا کر
کہتا کہ یہ بہتر ہے یا وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ اور جہاد وغیرہ پیش کرتے ہیں جس میں محنت و
ونکر کے سوا اور کچھ نہیں۔

اور اس کے اسباب نزول واحدی، کلبی اور مقاتل سے یہ نقل فرماتے ہیں اسناد کان یحجر جرحاً
إلى فارس فيشترى أجاداً عاججاً وفي بعض الروايات كتب الأعاجم فيروها ويحج
بها قريشاً ويقول لهم إن محمداً عليه السلام يبعثكم بجدية عاد وثمود وإنما حدثكم
بجدية رستم وأسفند يار وأجاداً الكاسرة فيستمعون حديثاً ويتركون استماع
القرآن فتزلت۔

نصر بن حارث تجارت کے لیے فارس کو گیا تو اخبار عاجم وہاں سے خرید لایا اور بعض روایات میں
ہے کہ عجیبوں کی تاریخ کی کتابیں لے آیا اور اس سے قریش کو سنا تا اور ان سے کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں

عاد و ثمود کا قصہ سناتے ہیں اور رستم و اسفندیار کا حال اور اکاسرہ فارس کے حالات سناتا ہوں۔ تو یہ چپٹ پٹے اور نمکیں افسانے سن کر قریش نے قرآن کریم سننا ترک کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
 وَقِيلَ إِنَّمَا نَزَّلْنَا فِي آيَاتِنَا خَطْلٍ إِشْتَرَى جَارِيَةً تَغْنِي بِالسَّبَابِ. ایک قول ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن خطل کے حق میں نازل ہوئی اس نے ایک لونڈی خریدی تھی جو گالیاں گالیاں کرتی تھی۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نزول آیت کریمہ اس قسم کے گلے بجانے والیوں کے حق میں ہی ہے اس لیے کہ عورتوں کے حق میں ذینے للناس حب الشهوات من النساء بھی فرمایا گیا ہے۔

بجز اس سے انا اريد بانهو الحديث ما يقع عليه الشراء كالجواري المغنيات وكلت الاعاجم فالاشتراء حقيقي. لہو حدیث میں جو شراء واقع ہوا وہ گلے والی لونڈیاں ہیں یا افسانوں کے مجموعہ میں تو اشتراء حقیقی لہو حدیث کا صحیح ہے۔

أَيُّ مَنْ كَشَرْتَى لَهْوُ الْحَدِيثِ يَعْنِي ذَاتَ لَهْوِ الْحَدِيثِ تَوْجُو لَهْوٍ وَلَعِبٍ كِي يَأْتُوا كِتَابَ كَيْفِ الشُّكْلِ
 میں خریدے یا گلے بجانے کا سامان خریدے تو وہ اشتراء لہو حدیث ہوگا۔

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں لَنَا اشْتَرَيْتَ الْمَغْنِيَةَ لِعِنَا هَذَا كَمَا لِلْمَشْرَى هُوَ الْغَنَاءُ نَفْسًا فَتَدْبُرُ جِبْ كَانِ وَالِي كَانِ كَيْ يَشْرِي تَوْجُو لَهْوٍ نَفْسًا كَمَا هُوَ اب تَوْجُو لَهْوٍ الْحَدِيثِ سِ
 اشتراء غنا ہی لازم آیا

فِي الْأَيْتِ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ ذَمٌّ لِلْغِنَاءِ بِأَعْلَى صَوْتٍ وَقَدْ تَصَافَرَّتِ الْأَنْبَاءُ وَكَلِمَاتُ
 كَثِيرٍ مِنَ الصُّلَحَاءِ وَالْأَخْبَارِ عَلَى ذَمِّهَا مُطْلَقًا لِأَنَّ مَقَامَ حُذُونِ مَقَامِ آيَةِ كَرِيمَةٍ فِي أَكْثَرِ مَفْسَرِينَ كَيْ
 نزدیک غنا کی برائی کا بیان ہے جبکہ وہ بلند آواز سے کیا جائے اور اس پر بہت سی حدیثیں واضح آ رہی ہیں
 اور علماء کے اقوال بھی اس کی مخالفت میں معلقا وارد ہیں تہ یہ کہ کسی مقام پر ممنوع اور کسی جگہ جائز ہو۔
 وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي الشُّعْبِيِّ قَالَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ عَنِ الْغِنَاءِ فَقَالَ
 لِلسَّائِلِ إِنَّهَا كَأَنَّهَا كَرِهَتْكَ شُعْبِيُّ فَرَأَتْهُ فِي كَيْفِ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَأَلَ عَنِ الْغِنَاءِ فَقَالَ
 نَسَأَلُ كَيْ جَوَابَ دِيَا تَحْتَمِلُ اس سَعِي رُو كَا كِيَا هِي اُور تِيرِي لِي سِي رِي كَرُو سِي۔

تو سائل نے عرض کیا احرام ہو؟ حضور کیا وہ حرام ہے قَالَ أَنْظِرْ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا مَيَّزَ اللَّهُ
 نَعَالِي الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ فِي آيَةٍ مَا يَجْعَلُ سُبْحَانَ الْغِنَاءِ۔ آپ نے فرمایا اے بھتیجے جب اللہ تعالیٰ نے حق کو
 باطل سے متمیز کر دیا تو غنا کو حق میں رکھا یا باطل میں؟

اوپر یہ جواب نہایت جامع ہے اس لیے کہ حق عبادات و ریاضات و مجاہدات میں اور باطل عیاشی

فحاشی بے حیائی اور جملہ امور خلاف شرع میں تو اب خود ہی غور کر لیا جائے کہ مزار میر و غنا عبادات میں

میں یا عیاشی فحاشی ہیں۔
ظاہر ہے کہ یہ افعال فحاشی میں داخل ہیں اور وہ باطل ہے تو غنا باطل میں داخل ہے نہ کہ حق میں۔

چنانچہ حدیث میں ہے لَعَنَ اللَّهُ نَعْلَيْهِ وَالْمَعْنَى كَمَا. اللہ لعنت فرماتا ہے کانے والے پر اور
جس کے لیے گایا جائے اس پر۔

فِي الشُّنَنِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِنَاءُ يَنْبِتُ النَّفْسَ
فِي الْقَلْبِ كَمَا يَنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ غَنَا دَلَّ فِي نَفَاقٍ اس طرح پیدا کرتا ہے جیسے پانی چنا اگاتا ہے

ابن ابی الدنیا اور سہمی ابی عثمان لیبثی سے راوی ہیں کہ زید بن ولید ناقص نے کہا یا بنی امیہ
يَا لَكُمْ وَالْعِنَاءُ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ الْعِبَادَ وَيَزِيدُ فِي الشُّهُوةِ وَيَهْدِمُ الْمَرْوَةَ وَإِنَّهُ لَيَنْوِبُ عَنِ الْخَيْرِ
وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ الشُّكْرُ فَإِنَّ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاغْلِبِينَ فَحَبِّبُوا لِلنِّسَاءِ فَإِنَّ الْعِنَاءَ دَاغِيَةُ الزُّنَا.

زید بن ولید ناقص نے فرمایا اے بنی امیہ اپنے لوگوں کو گتے بجانے سے بچنا رکھو اس لیے کہ وہ حیوان میں
نقص لاتا اور شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو گرا کر شراب کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا سننے والا وہی
کام کرتا ہے جو نشہ میں کیے جاتے ہیں تو اگر لازمی طور پر ایسا کرنا ہے تو کم از کم عورتوں کو اس سے الگ رکھو
لیے کہ گانا بجانا نہ بنا کی طرف بلاتا ہے۔

ضحاک کہتے ہیں الْعِنَاءُ مُنْفَعٌ كَاللِّمَالِ مُسْخِطٌ لِلرِّبِّ مُفْسِدٌ كَالنَّارِ لِقَلْبٍ كَانَا مَالٍ خْتَمٌ كَرْتَا اور
اللہ تعالیٰ کا غضب پیدا کرتا اور دل میں فساد لاتا ہے۔

سعید بن منصور اور احمد و ترمذی اور ابن ماجہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم۔ احمد طبرانی
وغیرہ ابی امامہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَبْتَغُوا الْقِيَابَاتِ وَلَا تَشْتَرُوا هَوْنَ
وَلَا تَعْلَمُوا هَوْنَ وَلَا خَيْرٌ فِي تِجَارَةٍ فِيهِمْ وَتَمْتَهُنَّ حَوَامٍ فِي مِثْلِ هَذَا أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي كَمَا هُوَ الْحَدِيثُ الْخ

گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو نہ انہیں خریدو نہ انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں بھلائی نہیں
اور ان کی قیمت حرام ہے اسی کے بارہ میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي كَمَا هُوَ الْحَدِيثُ الْآیۃ نازل
ہوئی ہے۔

وَقِيلَ الْعِنَاءُ جَاوِسُ الْقَلْبِ وَسَارِقُ الْمَرْوَةِ وَالْعُقُولِ تَغْلُغُ فِي سُؤْيِ إِهَاءِ الْقُلُوبِ
يُطْلَعُ عَلَى سَرَائِرِ الْأَفْئِدَةِ وَيَدْبُ عَلَى الْبَيْتِ الْخَيْلِ فَيُنْتَرُ مَا عَزَّ فِيهَا مِنَ الْهَوَىٰ وَ

وَالشَّهْوَةِ وَالسَّخَافَةِ وَالرَّعْوَنَةِ فَبَيْنَمَا تَرَى الرَّجُلَ وَهَلِيئِي سَمِعَهُ الْوَقَارَ وَجَمَاءَ الْعَقْلِ وَ
 بَهَجَةَ الْإِيمَانِ وَوَقَارَ الْعِلْمِ كَلَامًا مَحْكَمًا وَسُكُوتًا غَيْرَ فَارِغًا إِذَا سَمِعَ الْغِنَاءَ فَقَصَّ عَقْلَهُ
 وَحَيَاؤُهُ وَذَهَبَتْ مُرُودَتُهُ وَبِهَآؤُهُ فَيَسْتَفْهِسُنْ مَا كَانَ قَبْلَ السَّمَاعِ يُسْتَفْهِسُنْ دَيْنًا أَوْ
 أَسْرَارًا مَا كَانَ يَكْفُهُ وَيَبْتَقِلُ مِنْ بَهَائِ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتِ إِلَى كَثْرَةِ الْكَلَامِ وَالْهَدْيِ بَيَانِ
 وَالْإِهْتِرَازِ كَأَنَّ جَانًا وَدُبًّا صَفِقَ بِيَدَيْهِ وَدَقَّ الْأَرْضَ بِرِجْلَيْهِ وَهَكَذَا اتَّفَعَلَ الْعَرَبُ
 إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ.

اب اس کے علم میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور قاضی ابوالطیب
 اور قرطبی اور ماوردی اور علامہ قاضی عیاض رحمہم اللہ تو اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں۔
 اور ان کے اتباع میں صاحب قنوی تا تاریخانیہ کہتے ہیں اَعْلَمُوا أَنَّ النَّغْمَةَ حَرَامٌ فِي جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ
 وَصَاحِبِ الْهَدْيِ أَيْتِنَا وَاللَّحْيُ خَيْرٌ سَمِيحًا كَيْبَرًا هَذَا فِي النَّغْمَةِ لِلنَّاسِ فِي غَيْرِ الْأَعْيَادِ
 وَالْأَعْرَاسِ وَيَدْخُلُ فِيهَا النَّغْمَةُ الصُّوْفِيَّةُ فِي زَمَانِنَا فِي الْمَسَاجِدِ وَالنَّعَوَاتِ بِالشُّعْرِ
 وَالْأَذْكَارِ مَعَ اِخْتِلَاطِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْأَمْرِ بِذَلِكَ هَذَا أَشَدُّ مِنْ كُلِّ نَعْمٍ لِأَنَّ مَعَ اِعْتِقَادِ
 الْعِبَادَةِ -

وَأَمَّا النَّغْمَةُ وَحْدًا بِالشُّعْرِ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ أَوْ فِي الْأَعْيَادِ وَالْأَعْرَاسِ فَاخْتَلَفُوا فِيهَا
 وَالصُّوَابُ مُتَعَدِّ مُطْلَقًا فِي هَذَا الزَّمَانِ -

وَفِي النَّارِ اِلْتِمَازُ النَّغْمَةِ لِنَفْسِهِ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ لِأَبَاسٍ بِعِنْدِ الْعَامَّةِ عَلَى مَا فِي الْعَنَابِيَةِ
 وَتَعْمَهُ الْعَيْبِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ وَلَوْ كَانَ فِيهِ دُعَاؤٌ فَحِكْمَةٌ فَجَائِزٌ -

وَقَوْلُهُ لِأَبَاسٍ بِهِ - لِمَا جَاءَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ وَجَلَ عَلَى أَخِيهِ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ -

ذَكَاتٍ مِنْ دُكَّانِ الصَّعَابَةِ وَكَانَ يَنْعَقِي - وَاجِبٌ بَأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَغْنًى يَنْعَقِي بِشَيْءٍ
 الْأَشْعَارِ أَيْ الْمِيَاهِ - وَمِنْهُمْ مَنْ أَجَازَكَ فِي الْعُرْسِ كَمَا جَاءَ حَرْبُ الدَّيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ أَبَاحَ
 مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ مُطْلَقًا أَيْ -

امام ابوبکر طوسی اپنی کتاب تحریم السماع میں فرماتے ہیں اِنَّ الْإِمَامَ أَبَا حَنِيفَةَ يَكْرَهُ الْعِنَادَ بِجَمَلٍ
 مِنَ الذُّنُوبِ وَكَذَلِكَ مَنْ هَبَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ سُفْيَانَ وَحَمَادَ وَإِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيَّ وَغَيْرَهُمْ
 لِإِخْتِلَافِ بَيْنِهِمْ فِي ذَلِكَ وَلَا تَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فِي كَرَاهَةِ ذَلِكَ وَالْمَنْعِ مِنْهَا
 وَكَانَ مَوَازِيءَ كَرَاهَةِ الْعُرْمَةِ وَالْمُقَدِّمُونَ كَثِيرًا مَا يُرِيدُونَ بِالْمَكْرُوهِ الْحَرَامَ كَمَا فِي قَوْلِهِ

تَعَالَى كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئًا عِنْدَ ذِيكَ مَكْرُوهًا.

خلاصہ

مفہوم عبادات منقولہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غنی بکروہ ہے اور مکروہ سے مراد حرام ہے اور یہی مذہب اہل کوفہ اور اہل بصرہ کا ہے۔ حضرت سفیان و حماد اور ابراہیم اور علامہ شعبی اسی مذہب پر ہیں۔ وَنَقَلَ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَتُ فِيمَا أَيْضًا عَنِ الْإِمَامِ مَالِكٍ أَنَّهُ تَهَيَّأَ عَنِ الْغِنَاءِ وَعَنِ اسْتِمَاعِهِ - اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے بھی غنا کو منع فرمایا اور حنا بلہ بھی حرمت کے قائل ہیں۔

اور علامہ طرطوسی نے کتاب الروایۃ الفقہاء میں فرمایا اِنَّ الْإِمَامَ الشَّافِعِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِنَّ الْغِنَاءَ لَهُ مَكْرُوهٌ كَالشَّبِّهِ الْبَاطِلِ وَ مَنْ اسْتَلْزَمَ مِنْهُ فَهُوَ سَفِيهٌ نَزْدَ شَهَادَتِهِ - امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غنا لہو اور مکروہ ہے اور اس میں زیادتی کرنے والا سفیہ ہے اور اس کی شہادت مردود ہے۔

اور شرح کبیر للحاج مع الصغیر میں علامہ مناوی فرماتے ہیں اِنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِنَّهُ مَكْرُوهٌ تَنْذِيهًا عِنْدَ اَمْنِ الْفِتْنَةِ - غنا بلا مزامیر مکروہ تترزی ہے جبکہ فتنہ سے امن ہو یعنی لہو و لعب یا لغو باتوں سے نہ ہو۔

منہاج میں ہے يُكْرَهُ الْغِنَاءُ بِلَا اَلَيْتٍ - بلا مزامیر بھی غنا مکروہ ہے۔ گذشتہ اقوال فقہاء محققین سے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نفس غنا میں بھی حرمت کراہت اور کراہت تترزی ہی ہے۔ رہا بلا مزامیر اس کی حرمت میں سب متفق ہیں۔ اب وہ تحقیق بھی نقل کرنا ضروری ہے جس سے اباحت بالشرط نکلتی ہے۔

وَمَثَلُ الْاِخْتِلَافِ فِي الْغِنَاءِ الْاِخْتِلَافُ فِي السَّمَاعِ قَابَا حَوْا قَوْمٌ كَمَا اَيَا حَوْا الْغِنَاءَ وَاسْتَدَلُّوا عَلَى ذَلِكَ بِمَا رَدَاكَ الْبُعَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ بَغْنَاءَ بَغَاثَ فَاَصْطَجَعَ عَلَى الْقَرَأِشِ وَحَوْلَ وَجْهِي - جیسے غنا میں اختلاف ہے۔ سماع میں بھی اختلاف ہے جو اباحت کے قائل ہیں وہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف میں ہے۔ فرماتی ہیں حضور تشریف لائے اور میرے پاس دو کتیرک تھیں جو گاتی تھیں تو حضور کر وٹ لے کر آرام فرما ہو گئے اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

وَفِي رِوَايَةِ اَبِي سَلِيحٍ تَمَّحِي بَثْوَيْهَا وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مَوْمَأُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بروایت مسلم یوں ہے کہ حضور کپڑا لپیٹ کر آرام گزین تھے کہ صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ حاضر آئے اور انہوں نے مجھے روکا یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اور فرمایا شیطان کا
راگ حضور کی موجودگی میں۔

فَأَيْدٍ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَذَّبًا قَلَّمَا عَقَلَ غَمَزَهُمَا فَمَرَجَا
وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ - تو حضور نے صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کر کے فرمایا چھوڑ دو انہیں تو حضور بھی اوس سے
بے توجہ ہو گئے تو حضرت سیدہ نے ان لوٹدیلوں کو کوچا لگایا تو وہ دونوں چلی گئیں اور وہ دن عید کا تھا۔

اس سے اباحت غنا و سماع کے حامی استدلال کرتے ہیں کہ یہاں غنا یا سماع تھا اور حضور حضرت صدیق
کو ان کے مشغلہ سے روکنے کو منع فرمایا اس سے یہ ثابت بھی ہوتا ہے کہ مرد لوٹدی کا گانا سن سکتا ہے اگرچہ
وہ اس کی مملو کہ نہ ہو اس لیے کہ حضور نے ان کا گانا سنا اور حضرت صدیق کو منع کرنے سے روکا اور وہ گاتی رہیں
حتی کہ حضرت سیدہ کے اشارہ سے وہ گئیں۔

وَأَنَّكَ إِذْ بَلَغْتَ عَلَىٰ ابْنَتَيْهِمَا عِنَّمَا مَعَ عَلَيْهِ بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُطْفِئُ
إِنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ بِعَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِكُونِهِ دَخَلَ فَوَجَدَ كَأَنَّ مَعْطَىٰ بِنْتَيْهِمَا قَطَنَةً نَائِمَةً
اور حضور کی موجودگی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا جب ہی جائز مانا جا سکتا ہے کہ حضرت صدیق نے
حضور کو چادر لپیٹے آرام کریں یا یا تھا تو آپ سمجھے کہ حضور خواب میں تھیں۔

وَفِي فَتْحِ الْبَارِي اسْتَدَلَّ جَمَاعَةٌ مِنَ الصُّوفِيَّةِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَىٰ إِباحَةِ الْغِنَاءِ وَمَعَاجِبِهَا بِالنِّسَاءِ
وَيَعْبُورُ آيَةً - فتح الباری میں ہے کہ ایک جماعت صوفیاء اس حدیث سے اباحت غنا اور سماع بالہ اور بلا آتہ
کا استدلال کرتی ہے۔

اور بخاری میں بخروایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ
وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تَغْنِيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتْ
مُغْنِيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْمَرَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ يَوْمَ
عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُ نَاعِمَتِ
فِيهِمَا عِنَّمَا مِنْ طَرِيقِ الْمَعْنَى مَا أَتَيْتَهُ لَمَّا بِاللَّقَطْرِ لِأَنَّ الْغِنَاءَ يُطْلَقُ عَلَىٰ رَفْعِ الصَّوْتِ وَعَلَىٰ الْمَرْثِ
الَّذِي تَسْمِيهِ الْعَرَبُ التَّصْيِبَ بِفَتْحِ التَّوْنِ وَسُكُونِ الْمُهْمَلَةِ وَعَلَىٰ وَلَا يُسْمِيهِ قَاعِدُ مُغْنِيَا
وَأَمَّا لَيْسِي بِذَلِكَ مَنْ يُشَدُّ بِمُطِيطٍ وَتَكْسِيرٍ وَهَيْجٍ وَتَشْوِيقٍ بِمَا يُمِيزُ تَعْرِضِي بِاللَّغَا
أَوْ تَصْرِحُ بِذَلِكَ -

اس پر علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

قَوْلَهَا - لَيْسِنَا مَعْنِيَتَيْنِ - أَي لَيْسِنَا مَعْنَى لَيْعْرُفُ الْغِنَا كَمَا تَعْرِفُ الْمَعْنِيَاتُ الْمَعْرُوفَاتُ
بِذَلِكَ وَهَذَا مِنْهَا تَجَوُّزٌ عَنِ الْغِنَا الْمَعْتَادِ عِنْدَ الْمُشْتَهَرِينَ بِهِ وَهُوَ الَّذِي يُعْرَفُ السَّنَاكِنُ
وَيُبْعَثُ الْكَامِنَ -

وَهَذَا النَّوعُ إِذَا كَانَ فِي شِعْرِ فِيهِ وَصِفَتْ مَحَاسِنُ الشَّيْءِ وَالْحَمْدُ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأُمُورِ
الْحَمْدُ مَتَى لَا يُخْتَلَفُ فِي تَحْرِيسِهَا -

وَأَمَّا مَا ابْتَدَأَ عَمَّا الصُّوْفِيَّةُ فِي ذَلِكَ فَمِنْ قَبِيلِ مَا لَا يُخْتَلَفُ فِي تَحْرِيسِهَا لَكِنِ النَّفْسُ
الشُّهُوَ أَيْتُهُ عَلِمْتُ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ يُسَبُّ إِلَى الْخَيْرِ حَتَّى لَقَدْ ظَهَرَتْ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ فَعَلَاتُ الْجَائِنِينَ
وَالصُّبْيَانِ حَتَّى رَقَصُوا الْحَرَكَاتِ مُتَطَابِعَةً وَتَقَطِيعَاتٍ مُتَلَاحِقَةً - وَأَنْتَى يَقُومُ مِنْهُمْ إِلَى
أَنْ جَعَلُواهَا مِنْ بَابِ الْقُرْبِ وَصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَأَنَّ ذَلِكَ يُتِمُّ سَيِّئَ الْأَحْوَالِ وَهَذَا عَلَى التَّحْقِيقِ
مِنْ أَثَارِ الزُّنْدَقِيَّةِ وَقَوْلُ أَهْلِ الْخُرْفَةِ وَاللَّهُ تَعَالَى الْمُسْتَعَانَ أَنْتَى كَلَامُ الْقُرْطُبِيِّ -

وَقَالَ بَعْضُ الْأَجَلَّةِ

لَيْسَ فِي الْخَيْرِ إِلَّا يَأْحَتُهُ مُطْلَقًا فَيُصَادُّ إِلَى مَا فِيهِ يَأْحَتُهُ فِي سُورِ شَرْعِي كَمَا فِي الْأَعْيَادِ
الْأَعْرَاسِ فَهُوَ دَلِيلٌ لِمَنْ أَجَازَ فِي الْعَرَسِ كَمَا أَجَازَ ضَرْبَ الدَّاقِ فِيهِ -
وَمَعَ هَذَا أَشَارَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّفَاقُهِ بِتَوْبِهِ وَتَحْوِيلِ دَجْهِهِ الشَّرِيفِ إِلَى أَنَّ الْعَمْرُ
عَنْ ذَلِكَ أَوْلَى -

وَسَمَاعُ صَوْتِ الْجَارِيَةِ الْغَيْرِ الْمَوْلُوكَةِ بِشِدِّ هَذَا الْقَوْلِ إِذَا أَمِنْتَ الْعَيْتَةَ مِمَّا لَا يَأْسُ بِهَا
فَلَيْكِنِ الْخَيْرُ دَلِيلًا عَلَى جَوَازِهِ -

وَهُوَ التَّعْقِيُّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ مِتَّامَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ -
وَسَعْيَانٌ مِنْ عَيْتَةٍ ذَا بُوْهُبِيَّةٍ فَتَرَ التَّعْقِيَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِالِاسْتِغْنَاءِ مَكَانَهُ قِيلَ
لَيْسَ مِتَّامَنْ لَمْ يَسْتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ عَنْ غَيْرِهِ وَهُوَ مَعَ هَذَا الْعِنَى لِذَاتِهِ الْوَحْشَةَ عَنْ نَفْسِهِ فِي
عَقْرِ دَارِكَةٍ وَمَثَلُهُ مَا رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ أَنْتَهَيْتُ إِلَى بَابِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَمِعْتُهُ
يَقُولُ فِي شِعْرِ

كَلَيْفَ تَوَاتَى بِالْمَدِيئَةِ بَعْدَ مَا قَضَى وَطَرًا مِمَّا جَبِيلٌ مِنْ مَعْرِ
أَدَابِ جَيْتَيْنِ الْجَمْعِيَّ وَكَانَ خَاصًّا بِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ قَالَ لِي أَسَمِعْتَ مَا قُلْتُ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّا إِذَا خَلَوْنَا قُلْنَا مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي بَيُوتِهِمْ -

وَحَرَّمَ جَمَاعَةَ السَّمَاعِ مُطْلَقًا۔

اور امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا۔

السَّمَاعُ إِذَا مَجُوبٌ بِأَنَّ غَلَبَ عَلَى السَّمَاعِ حُبُّ اللَّهِ تَعَالَى وَلِقَاؤُهُ كَلَيْسَتْ تَخْرُجُ بِهِ أَحْوَالُ
مِنَ الْمَكَشَفَاتِ وَالْمَلَاظِمَاتِ سَمِعَ اس صورت میں مجوب ہے اگر سامع پر حب الہی کا غلبہ ہو اور اس
سے ملنے کا مشتاق ہو تاکہ مکاشفات و ملاظمت کے برازخ میں اس پر احوال ظاہر ہوں

فَإِذَا مَبَاحٌ بِأَنَّ كَانَتْ عِنْدَكَ عِشْقٌ مُبَاحٌ لِحُبْلَيْتِهِ أَوْ كَوْنُ غَلَبِ عَلَيْهِ حُبُّ اللَّهِ تَعَالَى وَكَأَنَّ
الهُوَى۔ اور دوسری جائز ہے اگر اس کے دل میں اپنی بیوی کا عشق مباح ہو اگرچہ اس پر حب اللہ غالب ہو۔
اور نہ خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہو۔

وَإِذَا فَحْشٌ بِأَنَّ غَلَبَ عَلَيْهِ هَوَى مُحَرَّمٌ۔ اور اس صورت میں حرام ہے کہ اس سے خواہشات شہوانیہ
کا غلبہ ہو چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی نظریہ کے ماتحت فرمایا ہے۔

نگہ مستبح را بد اتم کہ کیست	ند اتم سماع لے برادر کہ چسیت
قوی تر شود لہوش اندر دماغ	اگر مرد لہواست بازی و لارغ
فرشتہ فردا نواز سیر او	وگر برج معنی بود طیر او
جہاں پر سماع است مستی و شور	
ولیکن چہ داند در آئینہ کور	

ترجمہ

سماع کو تو میں نہیں جانتا کہ کیا ہے مگر سننے والے کو سمجھتا ہوں کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔
اگر وہ لہو و لعب اور کھیل کود کا شکار ہے تو اس عقل میں اس کا لہو اس کے دماغ پر مستولی ہو جائیگا۔
اگر مرد حق نوش حقیقت نبوش ہے تو فرشتہ اس کے طیران و سیران سے پیچھے رہ جائے گا۔
اور حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا جہاں میں سماع و مستی کا شور ہے۔ مگر جس کا آئینہ قلب اندھا ہو وہ
اسے کیا جانے۔

دَسِئِلَ الْعَرَبِينَ عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ اسْتِمَاعِ الْإِنْسَادِ فِي الْحَمِيَّةِ وَالرَّقْصِ فَقَالَ الرَّقْصُ يَدْعُو
لَا يَتَعَاهَدُ كَالْأَتَا قِصُّ الْعَقْلِ فَلَا يُبْصِحُ إِلَّا لِلنِّسَاءِ۔ عز بن عبد السلام سے استفسار کیا گیا محبت میں
اشعار سننے اور رقص کرنے کے متعلق تو آپ نے جواب دیا کہ رقص بدعت ہے اس کی طرف مائل نہ ہوگا
مگر رقص العقل یہ مناسب نہیں مگر مستورات ہیں رول ہے۔

وَمَا سَمِعَ إِلَّا سَادَ الْجَمْرِكَ لِلْأَحْوَالِ السَّنِيَةِ تَذَكَّرُ أُمُورَ الْآخِرَةِ فَلَا يَأْسُ بِهَا بَلَدٌ
 يَتَذَكَّرُ عِنْدَ الْقُورِ وَسَامِعًا الْقَلْبِ دَلَا يُحْضِرُ السَّمَاعَ مَنْ فِي قَلْبِهِ هَوَى خَبِيثَةٌ فَإِنَّهُ يُجْرِكُ
 مَا فِي الْقَلْبِ - اور وہ سماع جس میں احوال سنیدہ امد ذکر امور آخرت کی تحریک ہو اس میں حرج نہیں بلکہ
 وہ مستحسن ہے ایسی حالت میں جب کہ اخلاق میں فتور اور دلیل میں ناشائستگی پیدا ہو چکی ہو۔
 اور وہ شخص مغل سماع میں درجئے جس کے دل میں خبیث خواہشات ہوں اس لیے کہ وہ بوجہ دل
 ہوتا ہے اسی کو حرکت میں لاتا ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔
 السَّمَاعُ مُخْتَلِفٌ بِأَخْتِلَاتِ السَّمَاعِيِّينَ وَالْمَسْمُوعِ مِنْهُمْ - سماع کا حکم سامع اور مسموع منہم
 کی کیفیت پر مختلف ہے۔

وَهُوَ مَا عَارَفُونَ بِاللَّهِ - اور کیفیات مختلفہ عارف باللہ افراد میں بھی مختلف ہوتی ہیں۔
 فَمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْخَوْفُ أَثَرُ قَيْسِ السَّمَاعِ عِنْدَ ذِكْرِ الْمُحَرِّقَاتِ مَخَوْحُورٍ دَبَّكَادٍ وَتَغْيِيرٍ لَوِينٍ
 جس پر خوف الہی غالب ہو اس پر وہ سماع جس میں ترغیبات ہی ہوں حزن و بکا لاتا ہے اور رنگ چہرہ کا
 متغیر ہو جاتا ہے۔

وَهُوَ مَا خَوَّفَ عِقَابِ أَذْفَوَاتٍ تَوَابِ أَوْ النَّسِ أَوْ قَرَبِ - وہ خوف عذاب یا فوات ثواب
 کے غم سے ایسا ہوتا ہے یا اس سے ان کا دل انس اور قرب کی طرف مائل ہوتا ہے۔
 مختصر یہ کہ عارف کامل کے لیے سماع کے ہر پہلو میں رجوع الی اللہ ہی حاصل ہوتا ہے برخلاف
 عوام کا انعام کے کہ ان میں اثر ان کے خیالات فاسدہ کا سدہ زدیلہ خبیثہ کا ہی ہوتا ہے۔

وَلِيَهْدِنَا السُّبُلَ نَسْتَعِزُّ بِاللَّهِ وَالصِّدِّيقُونَ وَالصَّحَابَةُ مِيعَاةُ الْمَلَائِكَةِ وَالْعِنَاةُ وَالْمَقَرُّونَ
 عَلَى كَلَامِ رَبِّهِمْ سُبْحَانَ - اسی وجہ میں ایسے لوہو لعب کی طرف انبیاء اور صدیقین اور ان کے اصحاب
 مشغول نہیں ہوئے وہ کلام اللہ کے سوا اور کسی کلام کو سننا پسند نہیں کرتے۔

غرض کہ خلاصہ کلام غزالی وہی ہے جو ہم شیخ سعدی کی رباعی میں بیان کر چکے ہیں۔
 چنانچہ قاضی حسین حضرت شیخ الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
 النَّاسُ فِي السَّمَاعِ أَمْعَاؤُمْ وَهُوَ حَوَامُّ عَلَيْهِمْ لِبِقَانِ قَوْسِهِمْ - سماع میں شرکت کرنے والے
 یا عوام ہوتے ہیں ان پر وہ حرام ہے اس لیے کہ ان میں نفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔

فَمَا زَادَهُمْ مَبَاحٌ لَهُمْ لِحُصُولِ مُجَاهَدَاتِهِمْ - یا نہ اہل لوگ شریک ہوتے ہیں ان کے لیے

مباح ہے کہ اس سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

فَمَا عَادِرُ قَوْمٍ دَهُوٌ مُسْتَحَبٌّ لَكُمْ لِحَيَاةِ قُلُوبِكُمْ . یا عارف لوگ شرکت کرتے ہیں انکے لیے مجتہد ہے کہ انہیں حیات قلب اور زندہ دلی حاصل ہوتی ہے۔

ایک قول حضرت عنید بغدادی سے یہ بھی ہے جبکہ آپ سے سماع کے متعلق سوال ہوا تو انکے فرمایا: هُوَ ضَلَالٌ لِمُبْتَدِئِي لَا يَجْتَبِجُ إِلَيْهَا . وہ مبتدی کے لیے گمراہی ہے اور مبتدی اس کا محتاج نہیں۔ علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں إِنَّ السَّمَاعَ شَرَايِطٌ مِنْهَا مَعْرِفَةُ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ لِيَعْلَمَ صِفَاتِ اللَّهِ آتٍ مِنْ صِفَاتِ الْأَفْعَالِ وَمَا يَمْتَنِعُ فِي نَعْتِ الْحَقِّ سُبْحَانَ، وَمَا يَجُوزُ وَصْفُهَا بِهَا وَمَا يَجِبُ وَمَا يُضَعُّ إِطْلَاقًا عَلَيْهِ عَرَبِيَّةً مِنْ الْأَسْمَاءِ وَمَا يَمْتَنِعُ .

سماع کے لیے شرائط ہیں ان میں سے معرفت اسماء اور صفات کا علم ضروری ہے تاکہ سماع صفات ذات و صفات افعال کا جاننے والا ہو اسماء میں سے اور سمجھنا ہو کہ اس لفظ میں کیا ممنوع ہے اور کیا نعت حق سبحانہ و تعالیٰ کے لیے صحیح ہے۔

ثُمَّ قَالَ فَهَذِهِ تَشَارِطُ صِحَّةِ السَّمَاعِ عَلَى لِسَانِ أَهْلِ التَّحْقِيقِ مِنْ ذَوِي الْعُقُولِ . پھر فرمایا یہ شرط الطہمت سماع ذوی العقول اور اہل تحصیل کی زبان پر ہیں۔

وَأَمَّا عِنْدَ أَهْلِ الْحَقَائِقِ فَالشَّرْطُ قِيَامُ النَّفْسِ بِالصِّدْقِ الْمَجَاهِدَةِ لِحَيَاةِ الْقَلْبِ بِرُوحِ الْمَشَاهِدَةِ حَتَّى لَوْ تَقَدَّمَ بِالصِّحَّةِ مَعَامَلَتُهُ وَلَوْ تَحْصِلُ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَتُهُ فَمَا عَدَّ صِبَاغًا . اور اہل حقائق کے لیے قیام نفس صدق مجاہدہ کے ساتھ شرط ہے پھر روح مشاہدہ کے ساتھ ولی کا زندہ ہونا بھی لازمی ہے اور جو اس مقام پر اپنے معاملہ میں صحیح نہیں اور منازل صدق سے اسے حاصل نہیں اس کا سماع محض اضعاف ہے۔

اس کے بعد آخر بحث میں صاف فرماتے ہیں۔

رَبِّهِ يَتَّبِعُونَ تَحْرِيمَ السَّمَاعِ عَلَى أَكْثَرِ مَتَصَوِّفَةٍ الزَّمَانِ لِفَقْدِ شَرْطِ الْقِيَامِ بِأَدَائِهِ . اور اس سے ظاہر ہے کہ اکثر متصوف زمانہ کے لیے سماع کی حرمت واضح ہے اس لیے کہ ان میں شرط قیام اداء مفقود ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الْعَجَبِ أَنَّهُمْ يُنْسِبُونَ السَّمَاعَ وَالنَّوْاحِدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوَدُ عَنْ هَطِيتَةَ أَسْرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَصْحَابِ الصِّفَةِ يَوْمًا مَجْلِسَ يَوْمًا وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ يُنْسِدُنَا فَقَالَ وَاحِدٌ

كَسَعَتْ حَيْثُ الْمَهْوَى كَيْدِي فَلَا طَبِيبَ كَسَا وَلَا دَاقِ
 إِلَّا الْحَبِيبَ الَّذِي شَغَفْتُ بِهِ فَعَبَدَا كَأُذُنَيْكِ وَتَرِيَاقِ
 فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَمَائِكَ حَتَّى سَقَطَ الرَّدَاءُ الشَّرِيفُ عَنْ مَنْكِبِهِ فَأَخَذَ كَأَصْحَابِ الصَّفَةِ
 نَفْسَهُمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ بِأَدْعِيَانِهِ فِطْعَةً -

سخت تعجب ہے ان صحابیوں نے سماع و تواجد کی نسبت حضور تک کہ ڈالی اور حضرت عظیم کے نام سے روایت کر ڈالی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اصحاب صفہ پر تشریف لائے اور ان میں جلوہ افروز ہو کر فرمایا تم میں کوئی ہے جو میں کچھ اشعار سنائے تو ایک ان میں سے کھڑے ہوئے اور مذکورہ رباعی سنائی جن کا ترجمہ علامہ ناجی مولانا عبدالرحمن جامی کی طرف رباعی میں منسوب ہے وہ یہ ہے -

بگریذ بار عشقت جگر کباب مارا نہ طبیب می شناسد نہ فسو نگرے دوارا
 مگر آں حبیب دلبر کہ ربود دل زدستم بفسو نگری گری آید بکند علاج مارا

اور اس روایت کو متاخرین صحابیائے سند میں نقل کیا۔

کہ حضور کو اصحاب صفہ میں سے کسی دل سوختہ نے مذکورہ رباعی سنائی اور اس پر حضور کو اتنا تو اجد ہوگا کہ دو بار ک دوش آقدس سے گر گئی اصحاب صفہ نے اسے اٹھالیا اور تیر کا چار سو ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا۔

علامہ آلوسی اس روایت کو غلط لکھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں - دَهْوُ كَعْرِي كَذِبٌ صَاحِبٌ وَاقِفٌ قَبِيحٌ
 لَأَمَلُ لُبِّهِ لِإِجْمَاعِ مُحَدِّثِي أَهْلِ السُّنَنِ فَمَا أَرَاكَ إِلَّا مِنْ دَضِيعِ الزَّيَادِ قَتِيلًا - یہ روایت قسم بہ خدا صاف جھوٹ اور گڑھت ہے اس کی کوئی اصل نہیں محدثین اہل سنت بالاجماع اسے بے اصل قرار دے دیں اسے زنادقہ کی گھڑی ہوئی روایت سمجھتا ہوں۔

فَهَذَا الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ يَتْلُوهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتْلُوهُ هُوَ أَيْضًا لِبَنَاتِهِ
 يَرْتَدُّ أَنْ كَرِيمٌ وَهُوَ مَحْبُوبٌ تَرْتِيلُ كَلَامِهِ كَمَا أَنَّ حَضْرَتَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَلِدْ حَضْرَتَ تِلَادَتِ كَمَا أَنَّ حَضْرَتَهُ يَحْيَى
 جِبْرِيلَ كَمَا سَمِعْتُمُ الْبَاقِيَةَ فِي رِجَالِهِمْ لَمْ يَلِدْ حَضْرَتَهُمْ لَمْ يَلِدْ حَضْرَتَهُمْ لَمْ يَلِدْ حَضْرَتَهُمْ لَمْ يَلِدْ حَضْرَتَهُمْ

وَقَدْ خَرَّجَهُمْ لِعَضِّ الْعُلَمَاءِ التَّصْفِيْقِي لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا التَّصْفِيْقِي لِلنِّسَاءِ وَعَلَى
 نَسْؤِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْشَاهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالْوَجَالِ وَالْمَنْشَاهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالْوَجَالِ
 بِالنِّسَاءِ - تالیبا بجانا عورتوں کا فعل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت مرو کی اور عورتوں کو مشابہت مردوں کی کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔

ذَكَرْنَا لَكَ تَقَاتُ الشُّعُورِ وَقَارِبُ الصَّدُودِ تَمَزِيْقُ الثِّيَابِ مُحْرَمٌ - ایسے ہی بال کو چھیننا مکروہ ہے۔
 کرنا کپڑے پھارنا یا بھی حرام ہے۔

وَأَيُّ تَمَزِيْقَةٍ لِضَوْبِ الصَّدُودِ دِنْتِ الشُّعُورِ وَشَقِّ الْجَبُوبِ الْأَرْعُفَاتِ صَادِقَةٌ عَنِ
 النَّفُوسِ - اور ضرب صدور تفت شعور اور شق جیوب سے کیا حاصل ہوتا ہے سولے دعوت نفسانیز کے
 اور مزامیر کے متعلق آخر میں یہ فیصلہ ہے۔

وَمِمَّا ذَكَرْنَا لَكُمْ مَا فِي الْأَسْتِدْلَالِ بِهَا عَلَى حُرْمَةِ الْمَلَاهِي كَالرَّبَابِ وَالنَّجْمِ وَالنُّطْبِ
 الْمَكْبُفَةِ وَاللُّهُومَارِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَلَاتِ الْمُطَهَّرَةِ بِنَاءً عَلَى مَا رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالتَّحْسِنِ أُنْهَمَا
 فَهَذَا لَهُوَ الْحَدِيثُ بِهَا نَعْمًا إِنَّهُ يُحْرَمُ اسْتِعْمَالُهَا وَاسْتِعْمَالُهَا لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ فَقَدْ صَحَّحَ مِنْ طَرَفِي خِلَافًا
 لِمَا وَهَرَفِيهِ ابْنُ حَرْمٍ الضَّالُّ وَالْمُضِلُّ -

فَقَدْ عَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ وَوَصَلَهُ الْأَسْمَاعِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبُؤَيْعِيُّ وَالْبُؤَدَاؤِيُّ وَ
 بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ لَا مَطْعَنَ فِيهَا وَصَحَّحَهَا جَمَاعَةٌ آخَرُونَ مِنَ الْأُمَّةِ كَمَا قَالَ لِعُضِّ الْمَقَاتِلَةِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَكُونَ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ سَيُحْتَلُونَ الْحَرْدَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَارِدَ وَهُوَ صَرِيحٌ فِي تَحْرِيمِ جَمِيعِ
 الْأَلَاتِ اللَّهُوَ الْمُطَهَّرَةِ وَمِمَّا لَيْشِبُ الصَّرِيحَ فِي ذَلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَابِ فِي كِتَابِ ذَمِّ الْمَلَاهِي
 النَّسِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا لِيَكُونَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ حَسَفٌ
 وَقَدْ تَدَمَّحٌ وَذَلِكَ إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ وَاتَّخَذُوا الْقَيْنَاتِ وَصَارُوا بِالْمَعَارِدِ -

اور حرمت آلات ملاہی پر سید المفسرین ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہما نے لہو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا
 کہ ان کا استعمال و استماع حرام ہے اور اس پر بخاری نے تعلیقاً حدیث نقل کی اور احمد اور ابن ماجہ۔ ابو نعیم اور
 ابو داؤد نے براسنید صحیح حدیث نقل کی اور اس کی صحت دوسرے محدثین و ائمہ نے تسلیم کی۔

وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسی قوم بھی ہوگی جو ریشم اور شراب اور
 مزامیر کو جائز کرے گی۔ اس سے صراحتاً تمام مزامیر و آلات لہو مطہرہ کی حرمت واضح ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الملاہی میں النس و احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے اور الو امامہ
 سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ میری اس امت میں حَسَفٌ اور مُسَخٌ ہوگا بیجب ہوگا بیجب

کہ شرابیں پی جائیں اور کھجریوں سے تعلقات قائم کیے جائیں اور گلے بجانے کے آلات رکھے جائیں
 اور عزیزین عبد السلام اور ابن دقیق العید نے جو روایت کہ یَوْمَ الْعِيدِ كَانُوا يُسَمِّعَانِ ذَلِكَ ذَا
 الظَّاهِرِ إِنَّهُ كَذِبٌ لَا أَصْلَ لَهُ - کہ عید بقرعید میں یہ چیزیں سنی جاتی تھیں یہ روایت خالص کذب ہے

اس کی کوئی اصل نہیں۔

اس کے بعد آخر میں ذمہ الناس من کثیرہ لہو الحدیث پر فرماتے ہیں
 وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِالْأَبِيَّةِ عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ لَهْوَ الْحَدِيثِ الْمَكْتُوبِ الَّتِي اسْتَدْرَاهَا نَظَرُ بَيْنِ
 الْعَوْنِ عَلَى حُومَةِ مَطَالَعَتِكَ كَتَبَ تَوَابِعَ الْفَرَسِ الْقَدِيمَةِ وَسَمَاعِ مَا فِيهَا وَقَوَائِمِهِ۔
 آیت کریمہ میں جو اشتر اور ابو حدیث ہے اس سے وہ کتابیں مراد ہیں جو نصر بن حمرت نے فارس سے
 خریدیں ان کے مطالعہ کی حرمت اور اسے سننا حرام فرمایا گیا۔ اس لیے کہ ان کتابوں میں کذب کا طوبار ہے اور
 کذب کے طوبار کو پڑھنا اضعاف وقت اور تشغل بغیر اللہ ہے اور تشغل بغیر اللہ پر اس آیت کریمہ سے حکم
 حرمت ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

يُضِلُّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بَعِيرٌ عَلَيْهِ دَبِيحَةٌ هَاهُنَا وَادْلُكُ لَمْ يَدَّ ابْنُ قُهَيْبٍ تَاكُمُ كَرَاهِ كَرِهَ اللّٰهُ
 كِرَاهِ سَ اور اس دین کا مذاق اڑانے پر وہ میں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔
 ۳۲ ویں فرماتے ہیں وَالْمَرَادُ يَنْبَغُ عَلَى صَلَاحٍ دِيُونِي فِيهَا۔ اس سے مراد ہے کہ ابو الحدیث کا
 اشتر اس لیے کرتا ہے کہ وہ اپنی گمراہی پر قائم و ثابت رہ کر یہ زیادتی اور کبرے اور لوگوں کو گمراہ کرے اور آیات
 اللہ کا مذاق اڑانے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

قُهَيْبٍ۔ ابانت سے ہے۔ آگے ارشاد ہے
 وَإِذَا تَشَلَّى عَلَيْهِ ابْنُ تَنَاكُلِي مُسْتَكْبِرًا كَانَ لَوْ لِي مَعَهَا كَانَتْ فِي أَدْنِي سِيْرًا وَقَرَأَ فَبَشَّرَهُ
 بَعْدَ ابْنِ أَبِي جَرِيْمٍ۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو تکبر سے پھر جاتا ہے گویا اس نے وہ سنی
 ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں ٹینٹ ہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دو۔
 عربی میں دقصر صمم کو کہتے ہیں اور صمم ہر اس نفل کو کہتے ہیں جو با نوح سماع ہو۔ تو گویا اس کا تکبر سے ایسا پھرا
 بنا دیتا ہے گویا وہ سننا سوا بہر ہے تو اسے دردناک عذاب کی خبر کا حکم ہے۔

اب جبکہ جنہیوں کا ذکر ہو چکا تو اس کے بعد لائے ہوا کہ مومنوں کا حال بھی بیان ہو اس لیے کہ کلام پاک
 کا یہی اسلوب بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

رَأَتْ الْكِنَانِ اُمَمًا وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ لَمْ يَجْنُ النَّعِيمِ خَالِدِينَ فِيهَا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا
 دَهُوَالْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے باغیچے میں نعمتوں کے ہمیشہ اس
 میں رہیں وعدہ اللہ کا سچا ہے اور وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

یہاں جنت نعیم کا بالخصوص تذکرہ اس وجہ میں ہے کہ ابن ابی حاتم مالک بن دینار سے راوی میں جنت

التَّعِيمِ بَيْنَ جَنَاتِ الْفِرْدَوْسِ وَبَيْنَ جَنَاتِ عَدْنٍ رَفِئَهَا جَوَارِحُهَا مِنْ دَرْدِ الْجَنَّةِ قِيلَ
وَمَنْ يَسْكُنْهَا قَالَ الْكَذِبُ هُوَ بِالْمَعَاصِي فَلَمَّا ذَكَرُوا عَظَمَتِي دَاخِلِي دَاخِلِي دَاخِلِي
أَصْلَابُهُمْ فِي حُشْبَتِي -

جنات تعیم جنات الفردوس اور جنات عدن کے بیچ میں ہے اس میں وہ کنیز کہیں ہوں گی جن کی
پیدائش جنت کے گلاب سے ہو۔ عرض کیا گیا اس میں کون رہے گا فرمایا وہ جو گناہ کے لیے تیار ہو تو جو
اس کے آگے میری عظمت کا ذکر کیا جائے تو میری طرف جھک جائے اور وہ جن کی صلب میں تم میرے
خوف کی ہو۔

اور عزیز کی تعریف یہ ہے الَّذِي لَا يُفْعِلُ شَيْئًا لِيَمْنَعُ مِنَ الْجَازِ كَالْعَزِيزِ هُوَ جَسَدٌ يَكُونُ عَالِمًا
أَكْرَمًا وَجُزْءًا مِنْهُ مَالِحٌ نَزَّهٌ هُوَ سَكْرٌ
حکیم وہ ہے الَّذِي لَا يُفْعِلُ إِلَّا مَا تَقَضَّتْهُ الْحِكْمَةُ وَالْمُصْلِحَةُ جو کوئی کام حکمت و مصلحت
کے مقتضائے خلاف نہ کرے۔ جیسے کہتے ہیں فَعَلُوا الْحِكِيمَ لَا يَجْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ۔ آگے اپنی قدرت کاملہ
اور حکمت عالیہ کا ذکر ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْأَرْضِ دَوَاسِيًّ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا
مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ (وہ عزیز و حکیم وہ ہے)
کہ اس نے آسمانوں کو بلا ستونوں پر اور پانی جو تم دیکھ رہے ہو اور زمین میں میٹھیں قائم کیں تاکہ تمہیں جھکولے
نہ دے اور پھیلا یا ہر قسم کا جانور زمین میں اور اتارا آسمان سے پانی تو اگایا ہم نے اس زمین میں ہر قسم کے
منافع والابوڑا۔

عَمَدٌ جَمْعٌ عِمَادٌ كَمَا فِي جَمْعِ أَهْبِ جَمْعٌ هَبَّ كَمَا فِي عَمَدٍ هَبَّ كَمَا فِي عَمَدٍ هَبَّ كَمَا فِي عَمَدٍ هَبَّ
چھت قائم رہ سکے۔

تَرَوْنَهَا - یعنی تم دیکھ رہے ہو۔ اگر ستون ہوتا تو تم دیکھتے۔
دَوَاسِيًّ - نشوونما۔ نَوَابِئُ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ
تَمِيدًا - اضطراب کے معنی دیتا ہے يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ يَوْمِ تَمِيزِ
تو تم زمین پر قائم نہ رہ سکتے۔ سعدی نے خوب کہا ہے۔

زمین از تپ و لرزه آدستوہ فرو کوفت بر دانش بیخ کوہ
وَتَمِيزِ كَيْفَ مَعْنَى أَوْ جَدًّا وَأَظْهَرَ كَيْفَ مَعْنَى وَأَصْلُ الْبَيْتِ الْإِشَارَةُ إِلَى التَّمْيِيزِ أَيْ أَوَّلِ الْبَيْتِ كَيْفَ مَعْنَى وَأَصْلُ الْبَيْتِ الْإِشَارَةُ إِلَى التَّمْيِيزِ أَيْ أَوَّلِ الْبَيْتِ

یعنی پھیلانے اور متفرق کرنے کے ہیں۔
 وَانزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً سَیِّئًا یُّغْرِی السَّیِّئِیْنَ وَیَسْقِی السَّیِّئِیْنَ
 بلند سما ہے اور بارش بلندی سے آتی ہے اسی بنا پر وَانزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً سَیِّئًا
 فَانبَتْنَا فِیْهَا لَیْسًا لِّیْسًا یُّغْرِی السَّیِّئِیْنَ وَیَسْقِی السَّیِّئِیْنَ
 کویسے یعنی شریف کثیر المنفعت۔

اس کے بعد آسمان وزمین پر اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرما کر ارشاد ہے۔
 هَذَا خَلْقِیْ اِنَّهُ فَادُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الذِّیْنَ مِنْ دُوْنِیْ بَلِیَاظَالِمُوْنَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔
 یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان تخلیق ہے تو کون ہے ان میں سے جو اللہ کے سوا تمہارے معبود ہیں جو اس قسم کی تخلیق
 کر سکیں بلکہ ظالم و مشرک دور کی گمراہی میں ہیں۔ کہ ہدایت پر نہیں آتے

بامحاورہ ترجمہ دوسرا شروع سورۃ لقمان پ ۲

اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا
 شکر کرے اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور
 جو کفران نعمت کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے سب
 خیروں سے سزا ہوا ہے۔

اور یاد رکھو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اور وہ اسکو
 نصیحت کرتا تھا اسے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرتا
 بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے
 حق میں اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری
 پر کمزوری برداشت کر کے اور اس کا دودھ دوہیں
 میں چھوڑنا ہے یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ

کا آخر میری ہی طرف آتا ہے۔
 اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اِذَا اشْكُرْ
 لِلّٰهِ وَمَنْ یُّشْكُرْ فَاِنَّمَا یُشْكُرُ لِنَفْسِیْهِ
 مَنْ لَقَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَنِیْ حَبِیْبٌ

وَاذْقَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِیْهِ وَهُوَ یُعْطِیْ
 یُبْنِیْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ
 لظُلْمٌ عَظِیْمٌ

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَسَنَةً
 اُمَّرًا وَهَمًّا عَلٰی ذٰهِنٍ وَیَضَّاكَ فِی
 عَامِلِیْنَ اِنَّ اشْكُرْ لِیْ ذُو الْاٰلِیْدِیْكَ
 اِلٰی الْمَصِیْبَةِ

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي

ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور ان کا ساتھ دے دنیا میں ابھی طرح اور اس کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف ہی نہیں واپس آتا ہے تو میں تم کو تباہ دل گا جو تم کرتے تھے۔

اے میرے بیٹے گناہ اگر رانی کے برابر ہو پھر وہ ہو پھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ سے لے آئے گا بے شک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے۔

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں اور کسی کے ساتھ گفتگو میں رخسار نہ ٹھیلا اور زمین میں اتر آنا نہ چل بیشک اللہ کو اتر آنا تکبر کرتا اچھا نہیں لگتا۔

اور درمیانہ روی اختیار کر اور لپست رکھ اپنی آواز بے شک مکروہ آوازوں میں گدھے کی آواز ہے۔

مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ تَعَالَىٰ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

يٰٓبُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ حَرْوٍ لَّيَكُنْ فِي مَخْرَجِهَا أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِي بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ

يٰٓبُنَيَّ اتَّبِعِ الصَّلَاةَ وَامْرًا بِالمَعْرُوفِ وَانْتِهَاءً عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِمَّنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَبِيرِ

لفظی ترجمہ

وہ اور	لَقَدْ بَشِك	اَبْتِنَادِی مِم نئے	لَعَانَ - لعان کو
الحکمت حکمت	اَنْ - یہ کہ	اَشْكُرُ شکر کر	بِاللّٰهِ - اللہ کا
وہ اور	مَنْ جُو	يُشْكُرُ شکر کرے	فَاِنَّا - تو وہ
يُشْكُرُ شکر کرے گا	لِنَفْسِمْ اِنْفِى لِي	وہ اور	مَنْ جُو

غَفِيٍّ - بے پروا	اللَّهُ - اللہ	قَاتٍ - تو بیشک	كَفَرًا - کفر کر کے
قَالَ - کہا	إِذْ - جب	وَأُورِ	حَبِيصًا - تعریف کیا گیا
هُوَ - وہ	وَأُورِ	لِأَبْنَيْهِ - اپنے بیٹے کو	لِقَاتٍ لِقَانِ نِي
تَشْرِكًا - شرک کرنا	لَا تَر	يَبْنِي - اے بیٹا	يُعْطِيهِ - نصیحت کرتا تھا اسکو
نُظْمًا - نظم ہے	الشُّرَكَ - شرک	إِنَّ - بیشک	بِأَمْرِهِ - اللہ کے ساتھ
أَلْأَنْسَانَ - انسان کو	وَصَيَّنَّا - نصیحت کی ہم نے	وَأُورِ	عَظِيمًا - بہت بڑا
أُمَّةً - اسکی ماں نے	حَفْنَةً - اٹھایا اسکو	وَأُورِ	بِوَالِدَيْهِ - اسکے ماں باپ کے متعلق
وَأُورِ	ذَهَبًا - کمزوری کے ساتھ	عَلَى - اوپر	ذَهَبًا - کمزوری
أَنْ - یہ کہ	عَامِينَ - دو سال کے	فِي - بیچ	فَضْلًا - دودھ چھرانا اس کا
لِوَالِدَيْكَ - اپنے ماں باپ کا	وَأُورِ	بِي - میرا	أَشْكُرُ - حق مان
إِنْ - اگر	وَأُورِ	الْمَصِيئَةِ - پھرنا ہے	إِلَى - میری طرف ہی
أَنْ - اس کے کہ	عَلَى - اوپر	لَكَ - تجھ سے	جَاهِدًا - جھگڑیں
لَيْسَ - نہیں ہے	مَا - اسکو جو	بِي - میرا	تُشْرِكُ - تو شرک بنائے
فَلَا - تو نہ	عِلْمًا - کوئی علم	بِهِ - اس کا	لَكَ - تجھے
فِي - بیچ	صَاحِبًا - ساتھ دے ان کا	وَأُورِ	نُظْمًا - کہا مان انکا
أَتَّبِعْ - پیروی کر	وَأُورِ	مَعَهُ - دُفًا - بھلائی سے	اللَّهُ نِيَا - دنیا کے
إِلَى - میری طرف	أَتَابَ - رجوع ہوا	مَنْ - اس آدمی کے جو	سَبِيلَ - راستے
فَاتَّبَعْتَهُ - تو میں بناؤں گا	مُوجِعًا - مہتا لوٹنا	إِلَى - میری طرف ہے	تَحْتَهُ - پھر
تَعْلُونَ - کرتے تھے	كُنْتُمْ - تم	بِنَا - جو	تَمَّ - کو
تَذُ - ہوگا	إِنْ - اگر	إِنَّمَا - وہ	يَبْنِي - اے بیٹا
فَتَكُنْ - پھر ہوو	مِنْ - خردیل - رائی کے	حَبِيصًا - ایک دانے	مِثْقَالَ - برابر
فِي - بیچ	أَذِيَا	صَغِيرًا - پتھر کے	فِي - بیچ
الْأَرْضِ - زمین کے	فِي - بیچ	أُورِيَا	السَّمَاوَاتِ - آسمانوں کے
إِنَّ - بیشک	اللَّهُ - اللہ	بِهَذَا - اسکو	يَأْتِ - تولائے گا
يَبْنِي - اے بیٹا	حَبِيصًا - خردار ہے	لَطِيفًا - باریک بین	اللَّهُ - اللہ

أَمْرٌ حَكِيمٌ	دُر اور	الصَّلَاةُ نَمَازٌ	أَقْبُو قَائِمٌ كَر
عَنِ الْمُنْكَرِ بَرَأَتِي سَعَى	أَنْتَ رُوكٌ	دُر اور	بِالْمَعْرِفَةِ بَهْلَانِي كَا
مَا اس كَعَى جَو	مَعْلَى رُ اُورِ	أَصْبِرْ صَبْرٌ كَر	دُر اور
مِنْ عَزْمٍ هَمَّتْ كَعَى	ذَلِكْ يَه	إِنَّ بِلَيْشِكْ	أَصَابِكَ تَكْلِيفٌ كَعَى تَجْهَلُ كَو
تَصْعَقُ رُ يَرْهَا	لَا رَه	دُر اور	الْأَمْرُ كَا مَوْلٍ سَعَى
لَا رَه	دُر اور	لِلنَّاسِ لُوكُولٌ كَيْلِي	خَدَاكَ رُ اِنَارِ خَارَه
مَرَحًا اَكْرَه	الْأَدْحِ رُ اِنِ كَعَى	فِي رُ بِيحِ	تَشِي رُ جِيلِ
يُحِبُّ رُ اِنْسَدِرَا	لَا رَهِنِسْ	اِنَّ رُ اَللَّهِ	إِنَّ رُ بِلَيْشِكْ
دُر اور	فُجُورٌ رُ اِنْتَكَبِرُ كَو	مُخْتَالٌ رُ اَكْرَه رُ اَلِ	مَعْلَى رُ اِنِ
دُر اور	مُشِيكٌ رُ اِنِي جَالِ كَعَى	فِي رُ بِيحِ	أَضْبُدُ رُ اِنِ رِيَا رَه
أَنْكَه رُ اِنْدَرِيْنِ	إِنَّ رُ بِلَيْشِكْ	مِنْ صَوْتِكَ رُ اِنِي آوَا زِ	أَغْضُضُ رُ اِنِي رُ كَه
	الْحَمِيدِ رُ اِنِ كَعَى كِي سَعَى	لِصَوْتِ رُ آوَا زِ	الْأَصْوَاتِ رُ اِنِ آوَا زِ

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ لقمان پر ۲

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ. اور بیشک ہم نے عطائی لقمان کو حکمت۔
 محمد بن اسحاق حضرت لقمان کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں لقمان بن باعور بن ناسور بن تارخ۔
 وہب کہتے ہیں حضرت لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے ہیں۔
 مقاتل کہتے ہیں لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کی حوالہ کے صاحبزادے ہیں۔
 واقفی کی تحقیق یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔
 اور ایک قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی۔ آپ نے حضرت
 داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور آپ نے انہیں سے تعلیم لی اور اس زمانہ میں آپ نے منصب اقاترک
 فرمایا۔ اس سے قبل آپ فتویٰ دیتے تھے۔

لقمان علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔
 علماء کی ایک جماعت اس طرف ہے کہ آپ حکیم تھے بنی نہ تھے۔

اور حکمت عقل و فہم کو ہی کہتے ہیں۔

ایک قول ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔
بعض نے کہا حکمت معرفت اور اصابت رائے فی الامور کو کہتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں وہ ڈالتا ہے اس سے اس کا دل
روشن ہو جاتا ہے۔

اِنَّ شُكْرًا لِلّٰهِ تَاكْرُمًا شُكْرًا لِلّٰهِ كَا

کہ اس نے اسے حکمت کی دولت عطا کی اور جو شکر کرتا ہے اللہ اس کے لیے نعمت زیادہ فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد
ہے لَنْ يُّزِيدَكَ تَكْوِيْنًا شُكْرًا لِلّٰهِ تَاكْرُمًا شُكْرًا لِلّٰهِ كَا

وَمَنْ يُّشْكُرْ لِيَّ شُكْرًا مِّنْ عِنْدِيْ لَّيُضْعِفْ لِيْ اَمْوَالَهٗ لَمْ يَحْسِبْهَا كِسْفَ السَّمَكِ الْمَرْمَرِ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اُمَّلَهُ عِنْدِيْ حَمِيْدًا۔ اور جو کفران نعمت کرے تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں سے

برہا گیا ہے۔
اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو جن کا نام انعم یا اشکم تھا تیرہ نصیحتیں فرمائی
ہیں ان کو مفصل بیان فرمایا گیا ہے۔

اس لیے کہ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ کامل ہو اور دوسرے کو کامل بنائے۔
چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام کا کامل ہونا آیتناہ الحکمة سے واضح ہوا ہے۔

اور صاحبزادہ کی تکمیل و نمو بظنہ سے ظاہر ہے۔

اور اس طریقہ نصیحت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت اول گھر والوں اور قرابت والوں سے شروع
ہونی چاہئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا جو دَاثِرًا رَّعِيْبًا تَتَّكِرُ الْاَقْرَبِيْنَ
سے واضح ہے۔

دوسرے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت کی ابتدا اکبر الکبائر شرک سے روکنے میں کی جائے۔ اس کے
بعد اور نصیحتیں ہوں چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے میں سب سے اول
شرک سے روکنے پر زور دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

نصیحت اول :- وَاِذَا قَالَ لِقَمَانَ لِدِيْنِهِ وَهُوَ يَعْظُمُ يَبْتَعِيْ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ
عَظِيْمٌ۔ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے وعظ و نپذ فرماتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ
کسی کو شریک نہ کرنا ہے شرک شرک بڑا ظلم ہے۔

اس لیے کہ اس میں غیر مستحق عبادت کو مستحق ماننا ہے اور ظلم و دَمْعُ الشَّيْءِ عَلَى غَيْرِ حَقِّهِ کو کہتے ہیں تو شرکِ ظلمِ عظیم ہوا۔

تفسیر دوم: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْتًا عَلَى وَهْنٍ. اور ہم نے آدمی کو تاکید فرمائی اس کے ماں باپ کے حق میں اس کی ماں نے لے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے۔ لہذا ان کے حقوق پر بحال ملحوظ رکھے جائیں اس لیے کہ ایامِ حمل میں اس کا ضعف و دن بدن ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا ہے اتنا ہی ضعف ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ دروزہ سب سے زیادہ سخت ہے۔

تفسیر سوم: وَفَضَّلْنَاكَ فِي عَامَيْنِ أَنْ تَشْكُرَ لِي ذَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيدِ۔ اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے اس حکمت میں میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار ہو۔

کہ ہم نے ان کے دل میں تیری محبت ڈالی اور انہوں نے تجھے پرورش کیا آخر مجھی تک آتا ہے۔
تفسیر چہارم: وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَرَبُّكَ فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَابْتَغِ سَبِيلَ مَنْ أَنْابَ إِلَىٰ تَحْوِيٍّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأَبَشِرْ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ إِذْ تَعْبُدُونَ۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے لے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی پیروی نہ کر اور دنیاں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کے راہ کی پیروی کر جو میری طرف لائے پھر میری ہی طرف متنبہ پھر آئے تو میں تبادلہ کا جو تم کرتے تھے۔

سفیان بن عیینہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر لیا اور جس نے پنجگانہ کے بعد والدین کی خدمت کی اور ان کے حق میں دعا کی اس نے والدین کا شکر بھی ادا کر لیا۔

اور نالیس لک بہ علم کے یہ معنی ہیں کہ جان بوجھ کر تو کوئی کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک محال ہے اب جو کسی کو میرا شریک بنا لے گا تو بے علمی سے ہی ٹھہرائے گا اور ماں باپ بھی اگر کہیں گے تو جہالت سے ہی کہیں گے لہذا ان کی پیروی جائز نہیں۔

علامہ سختی فرماتے ہیں کہ والدین کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَطَاعُوا الْخَلْقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ غَالِقِ كَيْ لَا يَفْرِيَنَّ فِيكُمْ كَيْسِي مَخْلُوقِ كَيْ لَا يَطَاعُوا رَوَاهُمْ۔

اور شرک کے حکم سے مخالفت کے باوجود وَصَّيْنَاكَ فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا کے یہ معنی ہیں کہ حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک اور تحمل و بردباری سے ان کی خدمت پھر بھی کی جائے۔

اور ذَاتِ بَعْدِ سَبِيلٍ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ - سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ ہے

اس کو مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔

ہیرہ کریمہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ رَبِّكَ مَا بَشَرْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ تک نصیحت ضروری ہے

لیکن یہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بیان نہیں ہے بلکہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کی شکر نعمت کا وعظ فرمایا اور شرک سے منع کیا تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت کی حد بیان فرمادی۔ اس لیے یہ بھی نصیحت لقمان میں شمار کیا گیا۔ اب پھر وعظ لقمان علیہ السلام شروع ہے۔

نصیحت پنجم - يٰبُنَيَّ اِنَّمَا اُنْتُ تُرْكٌ مِّثْقَالٌ حَبْتَةٍ مِنْ خُرْدٍ فَتَكُنْ فِيْ سَحَابٍ مِّمَّاتٍ اَدْرِيْ السَّمَوَاتِ اَدْرِيْ الْاَرْضِ بَيَاتٍ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطَيْْفٌ خَبِيْرٌ لَّيْسَ لَكَ مِنْهُ رَءِيٌّ كَمَا لَكَ مِنْ رَءِيٍّ لِّمَا تَعْبُرُ
کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ سے لے آئے گا بے شک وہ ہر باریکی کا جاننے والا اور خبردار ہے۔

یعنی گناہ اور برائی کیسی ہی پوشیدہ جگہ میں ہو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں رہ سکتی وہ علام الصیوب اور علیم بما فی الصدور ہے۔

نصیحت ششم - يٰبُنَيَّ اَقْبِرِ الصَّلٰوةَ لَعَلَّكَ تَقِيَّهَا نَزِيْرًا قَائِمًا رُكْعًا

نصیحت ہفتم - وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ - اور اچھی بات کا حکم دے۔

نصیحت ہشتم - وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ - اور بری بات سے منع کر۔

نصیحت نهم - وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر - اور جو کچھ تم پر افتاد ہو اس

پر صبر کر لے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز صغیر و کبیر اس کے احاطہ علم میں ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں مصائب و آلام بھی آئیں گے ان پر صبر کرنا ہمت کا کام ہے۔

نصیحت دہم - وَلَا تَصْعَقْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ - اور کسی سے بات کرنے میں کج رخی نہ کر۔

نصیحت یازدہم - وَلَا تَنْشِ فِي الدُّخَانِ مَوْحًا - اور زمین پر اترتا ہوا تہ چل اس لیے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ - بیشک اللہ اترنے والے اور متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

نصیحت دوازدہم - وَاَقْبِدْ فِيْ مَشِيْكَ - اپنی چال نرم عاجز نہ رکھ

نصیحت سیزدہم - وَاَعْفُضْ مِنْ صَوْتِكَ - اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ۔

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ایذا اگر پہنچے تو اس پر صبر ضروری ہے۔

اور غنی و فقیر امیر و کبیر مثنی و دبیر جوان و پیر سب کے ساتھ یکساں عاجزانہ برتاؤ کیا جائے۔ رقمائے بہت تیز
 ہونے بالکل نرم اور آواز اونچی کر کے شور و شغب مناسب نہیں آخر میں فرمایا
 اِنَّ اَنْتُمْ الْاَصْوَابُ لَتَصَوْتُ الْجَبَابِرَةَ فَكُلُّكُمْ لَمِنْ اُولٰٓئِكَ اَنْتُمْ اَوْ اَنْتُمْ اُولٰٓئِكَ
 اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے کلام ناپسند فرماتے تھے۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۃ لقمان پر

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ ۖ اور بے شک عطا فرمائی ہم نے لقمان کو حکمت۔

لقمان عجمی نام ہے نہ کہ عربی۔ یہ لقم سے مشتق ہے ان کے متعلق ۲۱ قول میں۔

اول۔ آپ باعور کہیے ہیں۔ هُوَ ابْنُ بَاعُورٍ ۙ

دوسرا قول وہب کہتے ہیں بھلانچے میں حضرت ایوب کے۔ قَالَ دَهَبٌ وَكَانَ ابْنُ اَخْتِ اَيُّوبَ عَلَيْهِ

تیسرا قول مقاتل کا ہے کَانَ ابْنُ بَخَالِيْتِهٖ ۙ آپ ایوب علیہ السلام کی خالہ کے صاحبزادے ہیں۔

چوتھا قول قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ السُّهَيْبِيُّ هُوَ ابْنُ عُنُقَابِ بْنِ سُرُوْدَانَ ۙ آپ عنقاب بن سرون کے بیٹے ہیں

پانچواں۔ کَانَ مِنْ اَوْلَادِ اَزْدٍ دَعَا شَ الْعَسْتَنَ كَادَرَكَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخَذَ مِنْهُ الْعِلْمَ

وَكَانَ يُعْتَبَرُ قَبْلَ مَبْعَثِ قَلْبًا بَعِثَ فَطَعَ الْفُتُوٰى فِقِيْلَ لَمَّا قَالَا اَلَا كُنْتُمْ اِذَا كُنْتُمْ قَبْلَ ۙ آپ ازرق کی اولاد

میں سے ہیں آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور آپ سے علم سیکھا

آپ فتویٰ دیا کرتے تھے جب آپ کی بعثت ہوئی تو فتویٰ دینا ترک کر دیا لوگوں نے وجہ پوچھی فرمایا کیا میں

کافی نہیں ہوں۔

چھٹا قول۔ كَانَ قَاصِيًا فِى بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ ۙ آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔

ساتواں۔ وَنُقِلَ ذٰلِكَ عَنِ الْوٰاقِدِيِّ اِلَّا اَنْتَ ۙ قَالَ وَكَانَ فِى زَمٰنِهٖ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى عَلَيْهِمَا

السَّلَامُ ۙ واقدی نے گذشتہ خیال بیان کر کے یہ اور کہا کہ آپ کا زمانہ عیسیٰ اور حضور کے مابین کا ہے۔

آٹھواں قول۔ قَالَ عِكْرَمَةُ وَالشَّعْبِيُّ كَانَ نَبِيًّا ۙ عِكْرَمَةُ اور شعبی کہتے ہیں آپ بنی تھے وَالْاَلْوَدِيُّ

حَلِيٌّ اَنْتَ ۙ كَانَ فِى زَمٰنِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۙ اکثر اس طرف ہیں کہ آپ زمانہ داؤد علیہ السلام میں تھے فَلَمَّا بَدَا

نَبِيًّا ۙ اور آپ بنی نہیں تھے۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ غلام تھے یا آزاد؟

(۱۱) وَالْأَكْثَرُونَ عَلَىٰ أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا

(۱۲) وَأَخْلَفُوا فَمِيلَ كَانَ حَبِشِيًّا. بعض نے کہا آپ حبشی تھے وُدوئی ذلک عن ابن عباس و مجاہد

(۱۳) وَأَخْرَجَ ذَلِكَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا وَذَكَرَهُ مُجَاهِدٌ فِي وَصْفِهِ أَنَّهُ كَانَ

عَلِيَّطَ الشَّفَتَيْنِ وَمَضَعَ الْقَدَمَيْنِ -

(۱۴) وَقِيلَ كَانَ مُؤَبَّيًّا مُشَقَّقَ الرَّجُلَيْنِ ذَامِشًا فِي وَجْهِهِ وَجَاءَ ذَلِكَ فِي رِوَايَتِي هُنَّ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ

السَّبَّابِ وَجَاهِدٍ -

(۱۵) وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِمَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَا أَتَى

الْيَهُودَ مِنْ شَأْنِ لُقْمَانَ قَالَ كَانَ قَصِيرًا أَظُنُّ مِنَ التَّوْبَةِ -

(۱۶) وَأَخْرَجَ هُوْدُ بْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ لُقْمَانَ كَانَ أَسْوَدَ مِنْ

سُودَانَ وَمَا ذَا مَشَافِرٍ أَعْطَاهُ الْحِكْمَةَ وَمَنْعَهُ النَّبْعَةَ -

(۱۷) وَأَخْتَلَفَ فِيمَا كَانَ يُعَابِتُهُ مِنَ الْأَشْغَالِ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الرَّبِيعِ كَانَ مُجَادًّا -

(۱۸) وَفِي مَعَانِي الزُّجَاجِ كَانَ مُجَادًّا بِالذَّالِ عَلَى وَدَيْنِ كَثَانٍ مِنْ يُعَاجِلِ الْفُرُشِ وَالْوَسَائِدِ

وَيُحَطِّبُهُمَا -

(۱۹) وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ جَمًّا

(۲۰) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ رَاعِيًّا -

(۲۱) وَقِيلَ كَانَ يَحْتَطِّبُ لِنَوْلِ كَلْبَةَ يَوْمَ حِزْمَةَ -

منقولہ بالا روایات نقل کر کے اسی فرماتے ہیں یہیں وثوق سے کوئی بات ان روایات سے حاصل

نہیں ہوئی سوا اس ایک روایت کے جو مفسرین نے نقل کی -

(۲۲) إِسْنَانٌ كَانَ دَجْلًا صَالِحًا حَكِيمًا وَأَلَمَّا يَكُنْ نَبِيًّا - کہ لقمان ایک نیک آدمی تھے اور حکیم تھے اور

نبی نہیں تھے - اور

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ. میں حکمت کی عطا جو فرمائی گئی اس کے ساتھ معنی ہیں -

(۱) الْحِكْمَةُ عَلَىٰ مَا أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْعَقْلُ وَالْقَوْمُ وَالْقِطْنَةُ. حکمت

سے مراد عقل اور قوم رسا اور ذہن ہے -

(۲) وَأَخْرَجَ الْقُرَيْبِيُّ وَأَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهَا الْعَقْلُ

وَالْقَوْمُ وَالْإِصَابَةُ فِي الْقَوْلِ. حکمت عقل اور لقمہ اور اصابت رائے کہتے ہیں -

(۳) وَقَالَ الرَّاعِبُ هِيَ مَعْرِفَةُ الْمَوْجُودَاتِ وَفِعْلُ الْخَيْرَاتِ حِكْمَتٌ نَامٌ هِيَ مَوْجُودَاتِ
کی معرفت اور نیک کاموں کی توفیق کا۔

(۴) وَقَالَ الْإِمَامُ هِيَ عِبَادَةٌ عَنْ تَوْفِيقِ الْعَبْدِ بِالْعِلْمِ حِكْمَتٌ سَعَى مَراد توفیق عمل اور
علم ہے۔

(۵) وَقَالَ أَبُو حَبِيبٍ هِيَ الْمُنْطِقُ الَّذِي يَبْعُظُ بِهِ وَيَتَنَاقَلُهُ النَّاسُ لِذَلِكَ وَهُوَ
منطق ہے جس کے ساتھ لوگوں کو وعظ اور تنبیہ کی جائے۔

وَقِيلَ اتَّقَانَ الشَّيْءُ عِلْمًا وَعَمَلًا حِكْمَتٌ اس یقین کا نام ہے جو علم و عمل میں حاصل ہو۔
وَقِيلَ كَمَالٌ حَاصِلٌ بِاسْتِكْمَالِ النَّفْسِ الْإِنْسَانِيَّةِ بِاِقْتِبَاسِ الْعُلُومِ النَّظَرِيَّةِ وَالْكِتَابِ
اَتَمَلَكْتَ التَّامَّةِ عَلَى الْأَفْعَالِ الْفَاعِلَةِ عَلَى قَدْرِ طَاقَتِهَا۔ وہ کمال حاصل ہے نفس انسانیت کا آفتاب
علوم نظریہ سے اور اکتساب ملکہ تامہ کا افعال فاضلہ میں بحد قدرت و طاقت۔

اور آپ کے وعظ پند و حکمت جو آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمائے قرآن کریم کے علاوہ کچھ
ایباب میر نے انہیں لفظ صحیح سے اتھار کے لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اول) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا وَاتَّقُوا النَّاسَ الَّتِي نَسُوا اللَّهَ فَنُفِثَتْ فِيهَا
تَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى وَخَشَوْهَا إِلَّا يَمَانًا وَاتَّقُوا اللَّهَ التَّوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى لَعَلَّكُمْ أَنْ تَجُودُوا أُولَئِكَ
نَاجِيًا۔ اے میرے بیٹے دنیا ایک گہرا دریا ہے اس میں بہت لوگ ڈوب چکے ہیں تجھے چاہیے کہ اس میں
اپنی کشتی اللہ کے خوف کی بنا اور اس میں یگانہ اور اس کے تختے ایمان کے ہوں اور اس کی نگرانی توکل کی ہو تو امید
ہے کہ تو نجات پا جائے گا۔

(۲) مَنْ كَانَ لِنَفْسِهِ عَظِيمًا كَانَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ عِزٌّ وَجَلَّ حَافِظٌ بِحُفَّتِ نَفْسُكَ يَلِي
واعظ ہو اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔

(۳) مَنْ أَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ ذَادَهُ اللَّهُ بِذَلِكَ عِزًّا بِحُفَّتِ نَفْسُكَ يَلِي
اللہ اسکی عزت زیادہ فرماتا ہے۔

(۴) وَالَّذِينَ فِي طَاعَتِنَا اللَّهُ أَقْرَبُ مِنَ النَّعْرِ زِيَالِ الْمُعْصِيَةِ۔ اللہ کی اطاعت میں اپنے کو ذلیل
سمجھنا معصیت سے علیحدہ رکھنے میں زیادہ قوت دیتا ہے۔

(۵) خَرَّبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ كَالسَّمَادِ لِلزَّرْعِ۔ باپ کی مار اولاد کو مثل تلائی کے جو کاشتکار اپنی
کھیتی کو کرتا ہے۔

(۶) يَا بَنِي آدَمَ ذُلُّ الدَّيْنِ فَإِنَّهُ ذُلُّ النَّهَارِ دَهْمُ اللَّيْلِ - اے میرے بیٹے قرظ سے اپنے کو بچا کہ وہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

(۷) يَا بَنِي آدَمَ رُدِّجَ اللَّهُ عَنْكَ وَجَلَّ رَجَاءُ لَا يُجْبِيكَ عَلَى مَعْصِيَتِهِ تَعَالَى - اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے امید رکھو ہر مقصود کی تو تو معصیت الہی کی طرف نہ جاسکے گا۔

(۸) وَخَفَّ اللَّهُ سُبْحَانَ خَوْفًا لَا يَأْتِيكَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى - اور اللہ سے ڈرنا رہت رحمت الہی سے تجھے بالوسی نہ ہوگی۔

(۹) مَنْ كَذَبَ ذَهَبَ مَاءٌ وَجَهْمٌ - جو جھوٹ بولے اس کے پیرے کی آبرو جاتی رہتی ہے۔

(۱۰) مَنْ سَاءَ خَلْقُهُ كَثُرَتْ عَمَلُهُ - جس کا خلق برا ہو اس پر غم زیادہ رہتا ہے۔

(۱۱) نَقَلَ الصُّخْرُ مِنْ مَوَاضِعِهَا الْبُيُوتَ مِنْ أَهْمَامٍ مَنْ لَا يَفْهَمُ - بھاری پتھاروں کا اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے اس کے سمجھنے سے جو نہ سمجھنا چاہیے۔

(۱۲) يَا بَنِي حَمَلَتِ الْجُنْدُ وَالْحَدِيدُ ذُكُلٌ شَيْءٌ ثَقِيلٌ فَلَمَّا حَمِلَ سَثِبًا هُوَ أَثْقَلُ مِنْ جَارِ الشُّؤْبِ - اے میرے بیٹے شکر اور لوہا اور ہر بھاری چیز اٹھانی جاسکتی ہے مگر برے ہمسایہ کی زیادتی سب سے بھاری ہوتی ہیں۔

(۱۳) وَذُقْتُ الْمُرَادَ فَلَمَّا أَذِقْتُ سَثِبًا هُوَ أَمْرٌ مِنَ الْقَصْرِ - میں نے بہت سی کڑوی چیزیں چکھیں مگر تلکدستی سے زیادہ میں نے تلخ کسی کو نہ پایا۔

(۱۴) يَا بَنِي لَا تَرْسِلْ رَسُولَكَ جَاهِلًا فَإِنَّ لَوْ تَجِدُ حِكِيمًا فَكُنْ رَسُولَ نَفْسِكَ - اے میرے بیٹے جاہل پیام بھیجی نہ بھیج اگر تجھے عقلمند ذکی و فہیم نہ ملے تو اپنے دل کو ہی اپنا پیامبر کر۔

(۱۵) يَا بَنِي آيَاتُكَ وَالْكَذِبُ فَإِنَّ شَهِيَةَ كَلْبِ الْعَصْفُورِ عَمَّا قَلِيلٍ لِيُعْلَى صَاحِبُهُ - اے میرے بیٹے اپنے کو دروغمانی سے بچا جیسے بڑیا کا گوشت کہ کم ہوتا ہے اور کھانے والے کو جوش میں لاتا ہے۔

(۱۶) يَا بَنِي أَحْضِرِ الْجَنَائِزَ وَلَا تَحْضِرِ الْعَرَسَ فَإِنَّ الْجَنَائِزَ تَذَكِّرُكَ الْآخِرَةَ وَالْعَرَسَ يَشْتَهِيكَ الدُّنْيَا - اے میرے بیٹے جنازوں میں ضرور شریک ہو اگر اور شادیوں میں نہ شریک ہو اس لیے کہ جنازہ آخرت یاد دلاتا ہے اور شادی دنیا کی حرص بڑھاتے ہیں۔

(۱۷) يَا بَنِي لَا تَأْكُلْ بِشَبْعًا فَإِنَّ الْفَاءَ لَكَ آيَاتُ الْكَلْبِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَأْكُلَ - اے میرے بیٹے قلم سیر ہو کر نہ کھایا کر اس لیے کہ تجھے لقمہ تر ڈالنے سے کتے کو ڈالنا بہتر ہے کہ وہ کھائے اور اپنے مالک کی حفاظت کرے۔

(۱۸) يَا بَنِي لَا تَكُنْ حُلُوقًا فَتَبْلَعُ وَلَا مَرًا فَتُلْفَظُ - بیٹے نہ آنا بیٹھا بن کر تجھے ہر کوئی نگل جائے۔

اور نہ اتنا کر لو ہوا کہ ہر ایک ٹھوک دے۔

(۱۹) لَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا الْآتِقِيَاءُ وَشَادِقِي أَمْرِكَ الْعُلَمَاءُ - تیرا کھانا سوا اتقیاء کے کھائے

کھا سکے اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کیا کرے۔

(۲۰) لَا خَيْرَ لَكَ فِي أَنْ تَتَّكِمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَلَمَّا تَعْمَلْ بِمَا قَدْ عَلِمْتَ فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ دَجَلٌ

اِحْتِطَبَ حَطْبًا مَعْمَلٌ حَزْمَةٌ وَذَهَبَ يَجْعَلُهَا قِجَعًا عَنْهَا فَصَمَّ إِلَيْهَا أُخْرَى - تیرا تعلیم حاصل کرنا جاہل سے بہتر نہیں اور جب تو اس تعلیم پر عمل کرے گا جو تو نے جاہل سے لی تو وہ مثل ایسے آدمی کے ہوگا کہ لکڑیوں

کا گٹھا بغیر اندازہ کیسے لے کر جلد یا راستہ میں تھک گیا تو دوسرے آدمی سے اٹھالے گئے۔

(۲۱) يَا بَنِي إِذْ أَنْوَاجِي دَجَلًا فَاغْضِبْهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّ الصَّمْكَ عَنْهُ غَضَبٌ وَالْأَفْجَانُ دَجَلٌ

بیٹے جب تو بردار نہ را بطہ کسی سے کرے تو وہ اس سے پہلے غضب ناک ہو تو اگر انصاف کرے اس کے غضب پر تو مناسب ہے ورنہ علیحدہ رہنے میں ہی بہتری ہے۔

(۲۲) لَنْ تَكُنْ كَلِمَتُكَ طَيِّبَةً دَلِيلُكَ وَجَهْلُكَ بَسِطًا تَكُنْ أَحَبَّ النَّاسِ مَنْ مَنُّوا يُعْطِيهِمُ الْعَطَاءَ

تیرے کلمات پاک ستھرے ہوں اور تو خود پشیمانی ہو تو لوگوں میں محبوب ترین ہوگا اس سے جو بہت کچھ بخشیش دیتا ہو۔

(۲۳) يَا بَنِي أَنْزَلُ نَفْسِكَ مِنْ صَاحِبِكَ مَنَزَلَةً مَنْ لَاحَاجَةٌ لَكَ دَلِيلُكَ مِنْهُ

(۲۴) يَا بَنِي كُنْ كَمَنْ يَبْتَنِي مُحَمَّدًا النَّاسِ وَلَا يَكْسِبُ ذَنْبًا فَنَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَذَابِ النَّاسِ

میں، فی داحتہ۔ بیٹے ایسی زندگی بسر کر کہ کسی سے اپنی مدد نہ چاہ اور برائی کسی سے لے کر اس سے اس کی جان غم میں ہو اور لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

(۲۵) يَا بَنِي إِفْعُ بِمَا يَخْرُجُ مِنْ فَيْكٍ فَإِنَّكَ مَا سَكْتَ تَسْكُوهُ وَإِنَّمَا يَبْنِي لَكَ مِنَ

الْقَوْلِ مَا يَنْقَعُكَ - خاموشی میں سلامتی ہے اور بولے اتنا ہی جو نفع رساں ہو۔

أَنْ أَشْكُرُ لِلَّهِ - تاکہ شکر کے اللہ کا۔

أَمْ أَشْكُرُ لِلَّهِ - ان تفسیر یہ ہے زجاج کہتے ہیں کہ ان مصدر یہ ہے۔

وَمَنْ يَشْكُرُ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ - اور جو شکر گزار ہوگا وہ اپنے بھلے کے لیے ہوگا۔

اور وہ بھلا اس کے حق میں یہ ہوگا کہ یہ شکر موجب رحمت اور تزیید نعمت اور جنت المخلدین فائز کا

کا سبب ہوگا۔

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ جَدِيدٌ - اور جو کفران نعمت کرے تو اللہ بے پرواہ ہے سہرا لگایا۔

یعنی وہ تمام اشیاء سے معنی ہے اسے شکر کی بھی احتیاج نہیں کہ کفر سے نقصان دے کفران نعمت کرنے والا اپنا بدلہ لے گا اور شکر گزار اپنا صلہ پائے گا۔

اور حمید البیضا حمید ہے کہ اگر کوئی بھی اس کی حمد نہ کرے تو جمیع مخلوقات زبان حال سے اس کی حمد کرتی ہے یہ حمید بر وزن فعیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں محمود کے۔

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الْحَمْدُ دَأْسُ الشُّكْرِ - لَمْ يَشْكُرِ اللهُ تَعَالَى عَبْدًا لَمْ يَحْمِدْهُ
اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا تذکرہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ - أَوْ رَبِّبْ كَمَا تَدْرِكُهُ هَيْبَةٌ -
ابن لقمان کا نام طبری اور قتیبی نے تاران بتایا ہے۔

ایک قول ہے کہ تاران نام تھا۔

ایک قول ہے کہ انعم تھا۔

ایک قول ہے کہ اشکم تھا۔

ایک قول ہے کہ مشکم تھا۔

اور وہ وعظ کرتے تھے۔ وَعْظٌ بِقَوْلٍ دَاعِبٍ زَجْرٌ مُّقْتَدِرٌ بِتَحْوِيلٍ کو کہتے ہیں یعنی خوف دلانا اور نصیحت کرنا۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ هُوَ التَّنْكِيرُ بِالْخَيْرِ فَيَا بَرِّقْ لِمِ الْقَلْبِ - علامہ خلیل فرماتے ہیں وعظ تذکیر بالخیر کو

کہتے ہیں جس کے سننے سے انسان کا دل نرم ہو۔

تو آپ نے پہلی نصیحت جو فرمائی وہ اجتناب عن الشرك کی فرمائی اس لیے کہ اکبر کہا شرک ہی ہے چنانچہ فرمایا۔

يَا بَنِيَّ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ - اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

اس لیے کہ ظلم دَضْعُ الشَّيْءِ عَلَى غَيْرِهِ هَبْ - کو کہتے ہیں تو غیر خدا کو خدا ماننا بے محل فعل ہے اسی لیے اسے ظلم عظیم فرمایا۔

بعض نے کہا کہ كَانَ ابْنُهَا كَافِرًا وَلَدَانَهَا عَنِ الشِّرْكِ فَلَوْ نَزَلَ يُعْطِيهِ حَتَّىٰ يَسْأَلَهُ وَكَسَدًا -
قِيلَ لِإِمْرَأَتِهَا - تاران یا تاران کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ کافر تھا تو آپ نے اسے شرک سے روکا اور نصیحت ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا اور یہی آپ کی بیوی کا حال تھا۔

وَأَخْرَجَ ابْنَ أَبِي الدُّنْيَا فِي نَعْتِ الْغَابِغِينَ عَنِ الْفَضْلِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ مَا ذَالَ لَعْمَانُ يُعْطَى ابْنَهُ حَقًّا مَاتَ - فضل رقاشی سے مروی ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے رہے حتیٰ کہ اس حال میں انتقال فرمایا۔

وَأَخْرَجَ عَنِ حَفْصِ الْكِنْدِيِّ قَالَ وَصَّعَ لُقْمَانُ جَوَابًا مِنْ خُرَدْلٍ وَجَعَلَ يُعْطَى ابْنَهُ مَوْعِظَةً وَيُخْرِجُ خُرَدْلًا فَغَدَا الْخُرَدْلُ فَقَالَ يَا ابْنِي لَقَدْ فَعَّطْتِكَ مَوْعِظَةً كَوْعِظَتِهَا جَبَلًا لَا تُعْطَرُ فَالْقَطْرُ ابْنُهَا - حضرت لقمان نے ایک خطیلی میں رائی بھری اور اپنے بیٹے کو وعظ فرماتے اور ایک رائی کا نکلنے حتیٰ کہ تمام دانے رائی کے ختم ہو گئے تو آپ نے فرمایا بیٹے میں نے تجھے اتنا وعظ سنایا کہ اگر میں پہاڑ کو اتنا وعظ کرتا تو وہ لرز جاتا تو بیٹا لرز گیا۔

وَقِيلَ كَانَ مُسْلِمًا وَاللَّهِ عَنِ الشِّرْكِ تَحْمِيذٌ يَدْرُكُ عَنْ صُدُورِهِ مِنْهُ فِي الْمُسْتَقْبَلِ - ایک قول ہے کہ وہ مسلمان تھا اور لقمان علیہ السلام اسے شرک کے حفظ یا تقدم کے لیے منع فرماتے تھے۔ اور ان الشِّرْكَ لَطْمٌ عَظِيمٌ یہ لقمان علیہ السلام کا ہی ارشاد تھا اور شرک ظلم عظیم یا اس معنی ہی ہے کہ ظلم کہتے ہیں وَصَّعَ الشَّيْءُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ کو اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی غیر کو ماننا ظلم عظیم ہے کہ اس کے برابر کسی کا ہونا محالات سے ہے۔

اس کے بعد کلام متنازع ہے جو اثنام و وصیت لقمان میں علیٰ نیج الاستطراد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَصَيَّبْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ - اور ہم نے انسان کو تاکید فرمائی اس کے والدین کے حقوق ہیں۔ اس لیے کہ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ - اس کی ماں اسے اٹھائے رہتی ہے کمزوری پہ کمزوری میں۔ وہن سے مراد تَضَعُفٌ ضَعْفًا مُتَزَايِدًا أَبَازِدِيًّا دِثْعَلِ الْحَمَلِ إِلَى مُدَّةِ الطَّلُقِ - کمزوری کا بڑھنا حمل کے بڑھنے میں وضع حمل تک۔

حاملہ پر تین ضعف طاری ہوتے ہیں اول ضعف حمل پھر ضعف دروزہ پھر ضعف نفاس۔ صاحب قاموس وہن کے معنی ضعف کرتے ہیں بحیث قال الْوَهْنُ الضَّعْفُ فِي الْعَمَلِ - وَفَصَالُهُ فِي عَامِيْنِ - اور اس کا دودھ پلانا دو سال میں ہے۔

اوسی کہتے ہیں وَظَاهِرُ الرِّوَايَةِ أَنَّ مُدَّةَ الرِّضَاعِ عَامَانِ - ظاہر آیت کا مفہوم یہی ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے وَإِلَى ذَلِكَ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَتَمِيمٌ وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّاهِرِيِّ اسی طرف امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ابو یوسف اور محمد بھی اسی طرف ہیں اور علامہ طحاوی بھی ایسے ہی کہتے ہیں

وَرَوَى عَنْ مَالِكٍ وَذَهَبَ إِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى أَنَّ مُدَّةَ الرِّضَاعِ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ الْحَبْرُ لَيْسَ هُوَ ثَلَاثُونَ شَهْرًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَحَمْلُهُ وَرِضَاعُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - امام مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دو بھہ حرام نہیں ماہ میں ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حمل اور رضاعت تیس ماہ میں ہے حضرت صدیقہ سے مروی ہے کہ الْوَلَدُ لَا يَبْقَى فِي بَطْنِ أُمِّهَا أَكْثَرَ مِنْ سِنْتَيْنِ - بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زائد نہیں رہ سکتا۔

بہر حال اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت حمل دو سال ہو سکتی ہے۔ اور رضاعت دو سال کے بعد ختم کر دینی چاہئے اور تیس ماہ کے بعد اسے پلانا حرام ہے۔

اب وصیت و تاکید جو حقوق والدین میں ہے اسے فرمایا گیا۔

أَنْ تَشْكُرُنِي ذُو الْوَالِدَيْنِ كَيْفَ يَكُنْ شُكْرُ مِيرِ ابْنِي وَأَبْنِي وَالِدَيْنِ كَابْنِي -

گویا یہ ارشاد ہوا دَوْصَيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ تُشْكِرُهُمَا وَذَكَرَ شُكْرَ اللَّهِ تَعَالَى لِأَنَّ صِحَّةَ شُكْرِهِمَا تَتَوَقَّفُ عَلَى شُكْرِهِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا قَبِلَ فِي لَا يَشْكُرُهُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ - گویا ہمارا شکر والدین کا شکر اور ایسے بغیر کمال نہیں جو والدین کا مشکور نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مشکور نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر تو صلوة وصیام ہوا اور حضرت سفیان بن عیینہ سے مروی ہے مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللَّهَ وَمَنْ دَعَا لِوَالِدَيْهِ فِي أَدْيَارِهَا فَقَدْ شَكَرَهُمَا جَوْشَخْفَ بِنَجْ وَقْتَهُ مَنْ أَدَاكَ رِيسَ وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا شَكَرَ كَذَلِكَ أَوْ جَوْشَخْفَ الْخَمْسَ لِنَسِ وَالِدَيْنِ كَيْفَ دَعَاكَ رِيسَ وَهُوَ وَالِدَيْنِ كَمَا شَكَرَ كَذَلِكَ -

إِلَى الْمُصْبِرِ - آخر میری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے۔

أَيُّ إِلَى الشُّجُوعِ إِلَى الْغَيْبِ فَأَجَازِيكَ عَلَى مَا صَدَرَ عَنْكَ وَمَا يَخَالِفُ أَمْرِي - یعنی میری طرف آنا ہے کسی اور طرف تو جا نہیں سکتے تو میں ہی جو کچھ تم میرے حکم کی خلاف ورزی کرو گے اس کا بدلہ دوں گا۔ فَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَى أَنْ تَشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا فَصَا جِهْمًا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَى مَرْجِعِكُمْ فَأَبَشِّرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ - اور اگر وہ تجھ سے امر لو کہیں اس پر کہ میرے ساتھ شریک کرے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کر اور ان کی خدمت نہ کر جو دنیا میں کی جاتی ہے اور اس راہ کا پیروں جو میری طرف لوٹا کر لائے پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہی ہے تو میں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی شان میں نازل ہوئی۔ چنانچہ ابوعلی اور طبرانی اور ابن مردودہ اور

ابن مساکر ابی عثمان ہندی سے راوی ہیں اَنْ سَعْدُ بْنُ ابْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اُنزِلَتْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَارْتِ
جَاهِدَاكَ الْاَيَاتِ

كُنْتُ رَجُلًا بَرًّا بِأُمَّيْ قُلْنَا اسَلَمْتُ قَالَتْ يَا سَعْدُ وَمَا هَذَا الَّذِي اَدَاكَ قَدْ اَحَدْتُ لَكَ لَدُنِّي
دِينَكَ هَذَا اَوْ لَا اَكُلُ وَلَا اشْرَبُ حَتَّى اَمُوتَ فَمَقْبُرِي فَيُقَالُ يَا قَاتِلَ اُمِّهِ -
قُلْتُ لَا تَفْعَلِي يَا اُمَّهُ فَاِنِّي لَا اَدْعُ دِينِي هَذَا الشَّيْءُ - فَمَكَثَتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَا تَأْكُلُ فَاصْبَحَتْ قَدْ
بَهَدَتْ فَمَكَثَتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَا تَأْكُلُ فَاصْبَحَتْ قَدْ اَشْتَدَّ بَهْدُهَا فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ يَا اُمَّهُ
تَعْلَمِينَ وَاللهُ لَوْ كَانَتْ لَكَ مِائَةٌ نَفْسٍ فَخَرَجْتُ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَوَكَّلْتُ دِينِي هَذَا الشَّيْءُ فَاِنْ شِئْتَ
فَجَلِي وَانْ شِئْتَ لَا تَأْكُلِي فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ اَكَلَتْ فَانزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ -

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ وان تجاہدک الہم میرے حق میں نازل ہوئی
میں اپنی والدہ کا خدمت گزار بیٹا تھا تو جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ بولیں اے سعد میں یہ کیا دیکھ
رہی ہوں کہ تو نے تو نبیؐ کی بات کر ڈالی میں ضرور تجھ سے یہ دین ترک کر ڈوں گی یا میں کھانا پینا ترک کر دوں گی
حتیٰ کہ مرجاؤں تو پھر تجھے لوگ ملامت کرتے ہوئے ماں کا قاتل کہیں گے۔

میں نے اپنی والدہ سے کہا ایسا نہ کرو اس لیے کہ میں یہ دین کبھی نہ چھوڑوں گا اور کسی وجہ سے مزید نہ ہوں گا
غرض کہ رات اور دن فاقہ سے گذرا صبح جب دیکھا تو ماں کی حالت کمزور ہو گئی تھی پھر ایک رات دن
اور گذر گیا کہ نہ کچھ کھایا نہ پیا اور حالت اور سخت کمزور ہو گئی۔

تو میں نے کہا اماں جان تمہیں سمجھنا چاہئے کہ میں قسم بخدا اگر تم میں سو جان ہوں اور وہ ایک ایک کر کے
نکلے تو بھی میں اپنا یہ دین کبھی ترک نہ کروں گا آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔
جب ماں نے دیکھا کہ سعد نہ سب اسلام ترک نہ کرے گا تو آخر کھانا پینا ترک کر دیا تو اس پر یہ آیت
کریمہ نازل ہوئی۔

یہ پہلا من برت تھا جو ام سعد نے رکھا جسے آج کانگریسی رکھتے ہیں۔
فَذَكَرُ بَعْضُهُمْ اَنْ هَدِيَهَا وَمَا قَبْلَهَا اَعْنِي قَوْلُهُ لَقَالِي دَوَّصَيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ - قَوْلًا فِى بَعْضِ
كَاقُولِ هَيْءَ كَمَا يَأْتِ اِدْرَاسُ سَهِلِ آيَةِ دَوَّصَيْنَا الْاِنْسَانَ - يَوْمَ نُوْنِ حَضْرَتِ سَعْدِ كَمَا حَقَّ فِي نَازِلِ هُوِيْنِ
بَعْضُ نَسِيءِ كَمَا كَرِهَتْ حَضْرَتِ صَدِيقِ اَكْبَرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كِي شَانِ فِي نَازِلِ هُوِيْنِ قِيَانِ اِسْلَامِ سَعْدِ كَمَا كَانَ سَبَبِ
اِسْلَامِهِ - اس لیے کہ سعد کا اسلام لانا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی قیانت اسلام سعد کا سبب
واحدی عہد سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ قَالَ إِنَّهُ يُرْوَدُ بِمَنْ آتَابَ أَبُو بَكْرٍ وَذَلِكَ

إِنَّ هَيْبَةَ اسْلَمَةَ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ وَعُمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَقَالُوا
بِأَبِي بَكْرٍ أَمَنْتُمْ وَصَدَقَتْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَعَنُوا فَأَنزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنُوا وَصَدَّقُوا فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ لِسَعِيدٍ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ يَعْنِي أَبَا
بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

بِسْمِ أَنْابِ إِلَى سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میں اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ابوبکر اسلام لے
آئے تو عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید اور عثمان وطلحہ اور زبیر آئے اور حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ کیا تم
مضوریہ ایمان لے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

تو یہ پانچوں دربار رسالت میں حاضر آئے اور ایمان قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ
مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ.

اس کے بعد فصاح لقمان علیہ السلام پھر شروع ہے۔

يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْفِجْيُونَ لِكَيْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ
بِمَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ۔ اے بیٹے اگر وہ گناہ رانی کے دانہ برابر ہو اور وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں
یا زمین میں تو اسے اللہ لے آئے بیشک اللہ لطیف وخبیر ہے۔

اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام سے ان کے بیٹے نے دریافت کیا تھا اَدَايَتِ الْحَبَّةِ
تَقَعُ فِي مَعَاصِنِ الْبَحْرِ لَعَلَّمَهَا اللَّهُ تَعَالَى تُوَابٍ نَعْنِي يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ الَّتِي سَأَلْتِ عَنْهَا إِنَّ تَكُ
مُسْتَقَالَ حَبَّتِي مِّنْ خَرْدَلٍ الْغَرِ

اباجان اگر ایک دانہ دریا کی گہرائی میں ڈال دیا جائے تو کیا اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے تو آپ نے
فرمایا بیٹے تو جن کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ ایسا خبیر و لطیف ہے کہ اگر رانی کے دانہ کے برابر تیری کوئی
مخلت و معصیت ہو اور وہ کسی چٹان میں یا آسمانوں اور زمین میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی پکڑ لے گا۔
گویا یہ فرمایا کہ وہ رانی کے برابر عالم علوی میں ہو یا سفلی میں یا زمین کی اندھیروں میں ہو یا آسمان کی پہنائیوں
میں تو اللہ تعالیٰ سے وہ بھی مخفی نہیں ہے۔

سید القسری بن عباس اور سندی کہتے ہیں إِنَّ هَذِهِ الصَّخْرَةُ هِيَ الَّتِي عَلَيْهَا الْأَرْضُ فَتَكُونُ فِي
صَخْرَةٍ سَلَىٰ مَرَادِيهِ وَهِيَ صَخْرَةٌ أُولَىٰ بِسَاحِلِ رِيْمٍ قَائِمٌ بِسَاحِلِ رِيْمٍ مَرَادِيهِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَلَىٰ رُوَايَتُهُ كَرِيْمٍ
الْأَرْضُ عَلَى نُونٍ وَالتُّونُ عَلَى الْبَحْرِ وَالْبَحْرُ عَلَى الصَّخْرَةِ وَالصَّخْرَةُ عَلَى الْقَرْنِ نُورٍ
وَذَلِكَ التُّورُ عَلَى التُّورِ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَحْتِ التُّورِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى.

زمین پھیلی پر ہے اور پھلی دریا پر ہے اور دریا سبز صحرہ پر ہے اور سمندر کی سبزی اسی صحرہ سے ہے اور صحرہ ایک گاڈ کے سینک پر ہے اور وہ گاڈ شری پر ہے اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو یہ علم نہیں کہ شری کس چیز پر ہے۔

ایک قول ہے کہ صحرہ ہوا پر ہے۔
ایسی روایتوں کے متعلق ابن عطیہ کہتے ہیں کہ کُلُّ ذَلِكَ ضَعِيفٌ لَا يَثْبُتُ سَنَدًا. ایسی سب روایات ضعیف ہیں ان کی سند ثابت نہیں۔

اگر یہ روایتیں تسلیم بھی کر لی جائیں تو وَالْأَقْوَىٰ عِنْدِي وَضَحَ هَذَا الْأَجْبَارُ وَخَوَّهَا فَلَيْسَتْ إِلَّا فِي جَهَنَّمَ الْمَاءُ وَكَيْسَ الْمَاءِ إِلَّا فِي جَوْفِ الْهَوَاءِ وَبَيْتِي الْأَمْرُ إِلَىٰ عَرْشِ الرَّحْمَنِ جَلَّ وَعَلَا وَكُلُّ فِي كَفِّ قُدْرَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ سب سے زیادہ قوی یہ روایت بنالی جائے تو ٹھیک ہے کہ زمین پانی کی گود میں ہے اور پانی جوف ہوا میں ہے اور اس کی انتہا عرشِ رحمن تک ہو اور اس سے اونچے تک اور یہ سب کچھ بد قدرت الہی میں ہے۔

اور آیاتِ شامہ اللہ بھی اسی توجیہ کی تائید میں ہے اس لیے کہ جب سب کچھ بد قدرت میں ہے تو اس کا لے آنا کیا مشکل ہے چنانچہ يُخَوِّهُمَا وَيَجَسِبُ عَلَيْهَا اس کے معنی آ لوسی نے کیے۔
إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ يَعْنِي يُصِلُ عِلْمَهُ لِقَالِي إِلَىٰ كُلِّ حَقِي خَبِيرٌ عَالِمٌ بِكُلِّ شَيْءٍ۔

ایک روایت ہے کہ رائی کا دانہ حضرت لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اٹھایا اور پر ہو کر میں لائے یہ ایک جنگل ہے ملک شام میں اور آپ نے اسے اس میدان میں ڈالا اور ایک مدت بعد اسے یاد کیا اور ہاتھ پھیلا تو ایک کھسی اڑ کر آئی اور وہ دانہ اس نے آپ کی ہتھیلی میں ڈال دیا۔ یہ بھی سیر کی ایک روایت ہے وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔

بہر کیف ہم ایسا ہونا تحت قدرت قادر ملتے ہیں رہا یہ کہ ہوا یا نہیں یہ اللہ ہی جانتے ہے۔
يَا بَنِي آدَمَ اتَّخَذُوا الصَّلَاةَ وَالْمَرْبُ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْتُمْ عَنْ الْمَنِكُمْ وَأَصِيدُوا عَلَىٰ مَا أَصَابَكُمْ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَنَّا وَالْمُؤْمِنِينَ لَمْ يَكُنْ يَدْعُوا إِلَىٰ عِبَادَتِي فَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ
ایذا پہنچے اس پر صبر کریں شک بہت بلند درجہ کا کام ہے۔

اس آیت کریمہ میں چار نصیحتیں قرآنی لکھیں۔
اول نماز قائم رکھنا۔
دوم امر بالمعروف کرنا۔

سوم نہی عن المنکر۔

چہارم حق گوئی پر جو اذیت و مصائب آئیں ان پر صبر کرنا انہیں برداشت کرنا۔
یہ چاروں کام بلند ہیں۔

نماز کے لیے تَوَدُّ اِنَّمَا لِكَبِيْرَةٍ ارشاد قرآنی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَلَا تَصْعَقْ حَدَاكُ لِلنَّاسِ۔ اور نہ پھلا اپنا منہ تکبر سے لوگوں کے دکھانے کو۔

۳ اوسی فرماتے ہیں یَعْنِي لَا تَمْدُ عَنْهُمْ وَلَا تَوَلِّمْ صَفْحَةً وَجْهَكَ كَمَا يَفْعَلُ الْمُتَكَبِّرُونَ۔ لوگوں سے

بے التفاتی نہ کر اور ان سے منہ پھیر کر نہ چل جیسے تکبر لوگ کرتے ہیں۔

صعق ایک مرض ہے جو اونٹ کو ہوتا ہے جس سے وہ گردن اونچی کر لیتا ہے تو اس لفظ سے استعارہ

تکبر سے کیا گیا۔

وَلَا تَمْسِسْ فِي الْأَرْضِ مَوْحَا۔ اور نہ چل زمین میں اترتا ہوا

مرج۔ فرج و بطر کو کہتے ہیں۔

إِنَّ اُمَّلَهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا ہر اترنے والے تکبر کو۔

راعب کہتے ہیں التَّكْبُوْرُ عَنْ تَحِيْلٍ فَضِيْلَةٌ تَرَاءَتْ لِلنَّاسِ مِنْ تَقْسِيْمٍ۔ تکبر وہ کھنڈ ہے جو

انسان اپنی بڑائی کے لیے لوگوں کو دکھلائے۔

وَأَقْصِدْ فِي مَسِيْكٍ۔ اپنی رفتار درمیانی کر۔

شرح جامع صغیر للناوہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے سُرْعَةُ الْمَسِيْكِ تَنْهَبُ يَهَاءُ

الْمُؤْمِنِ۔ رفتار کی تیزی مومن کا وقار لے جاتی ہے۔ علامہ منادی فرماتے ہیں اَيُّ هَيْبَتًا وَجَمَالَ كَأَيِّ

تُوْدَةٍ حَقَارَةٌ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ۔ یعنی تیز رفتاری ہیبت و جمال ختم کر دیتی ہے اور لوگوں کی نظروں

میں وہ حقیر ہو جاتا ہے۔ یعنی تکبر کے ساتھ چلا حقارت کا موجب ہے۔

وَأَغْضَضْ مِنْ صَوْتِكَ۔ اَيُّ الْقَصْرِ مِنْهُ وَأَقْصِرْ۔ یعنی آواز میں چیخ اور سیٹی نہ ہو جیسے کشتی کرنے کہا

بِهَيِّزِ الْكَلَامِ بَهَيِّزِ الْعَطَاسِ بَهَيِّزِ الْوَدَاءِ بَهَيِّزِ التَّعَسُّرِ

إِنَّ اَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْعَبِيْرِ۔ بے شک منکر و مکروہ آواز لقیبا گدھے کی آواز ہے۔

کہ اس کی تہیق میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ بلکہ نیچی اونچی چیخ سے بدنامی ہو جاتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ لقمان پ ۲

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیے جو
آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں پوری دین اپنی
نعیمیں ظاہر و باطن اور بعض آدمی اللہ کے معاملہ میں
جھگڑاتے ہیں لیکن علم کے اور نہ ہدایت اور روشن کتاب
کے۔

اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو جو اللہ نے
آپارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اتباع کریں گے جس پر پاپا ہم
نے اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ شیطان ہی بلاتا ہوا نہیں
جہنم کے عذاب کی طرف۔

اور جو جھگڑائے اپنا منہ اللہ کی طرف اور سو وہ نیلویکار
تو بے شک اس نے مضبوط تھامی گره اور اللہ کی طرف
ہے سب کاموں کی انتہا۔

اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کرو انہیں
ہماری طرف ہی لوٹنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو
وہ کرتے تھے بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں
کی بات کو۔

ہم انہیں کچھ متمتع کریں گے پھر انہیں بے بس کر کے
سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

اور اگر لو پھو ان سے کس نے بنائے آسمان اور
زمین ضرور کہیں گے اللہ نے فرما دیجئے سب خوبیاں
اللہ کو ہیں بلکہ ان کے کفر نہیں جانتے۔

اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

لَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ تَخَوَّنَكُمْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمًا
ظَاهِرَةً دَّيْبًا طِنْتُمْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ
فِي اللَّهِ لِيُغَيِّرَ عَلَيْهِ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ
مُنِيرٍ

وَإِذِ قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا
بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا آبَاءَنَا نَا
أَوْ لَوْ كَانَتِ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ
السَّعِيرِ

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
 فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ
عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزَنُ نَكَ كُفْرًا إِلَيْنَا
مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

لَتَتَّبِعَنَّهُمْ فَلَئِمَّا لَمْ تَضُرَّهُمْ إِلَى عَذَابٍ
عَلِيظٍ

وَلَكِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

بَلَىٰ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَمِيدُ

وَلَوَاتٌ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ
وَالْبَحْرُ مَيْدَانٌ مِّنْ بَعْدٍ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ
مَا نَقَدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بِكُمْ إِلَّا كُفَيْسٍ وَاحِدَةً
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ

الْعُرْوَاتُ اللَّهُ يُوجِعُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ
يُوجِعُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَجَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَدَّدٍ
وَإِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ذَلِكَ بَيِّنَاتُ اللَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَإِنَّ مَا
يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْيَاطِلُ وَإِنَّ
اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

بیشک اللہ ہی غنی ہے سرا ہا گیا۔
اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم ہو جائیں
اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر
اور تو نہ ختم ہوں گی اللہ کی باتیں بے شک اللہ
عزت و حکمت والا ہے۔

تم سب کا پیر اگرنا نہیں اور نہ تمہیں قیامت میں
اٹھانا مگر ایسا ہے جیسا ایک جان کا اٹھانا بیشک
اللہ شتا دیکھتا ہے۔

کیا تو نے نہ دیکھا کہ بے شک اللہ رات لاتا ہے
دن کے حصے میں اور دن لاتا ہے رات کے حصے
میں اور مسخر کیے سورج اور چاند ہر ایک اپنی مقررہ
میعاد تک چلتے ہیں اور بے شک اللہ تمہارے
کاموں سے خبردار ہے۔

یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جہنیں
پوجتے ہو سب باطل ہیں اور اللہ ہی بلند اور بڑا ہی
والا ہے۔

لفظی ترجمہ

آت۔ بیشک	تُوَدَّرُ دیکھا تم نے	لَعْرَزَةٌ	آری
مَا۔ جو کچھ	لَكُمْ دیکھا تمہارے لیے	تَنْقَرُ تالیاں کیا	اللہ۔ اللہ نے
مَا۔ جو	و۔ اور	السَّمَوَاتِ۔ آسمانوں کے	فِي۔ میں
أَسْبَغَ۔ پوری کیس	و۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کے	فِي۔ میں
و۔ اور	ظَاهِرًا۔ ظاہری	بِعَمَلِهِ۔ اپنی کعمتیں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
	مِنَ النَّاسِ۔ بعض لوگوں میں سے	و۔ اور	بِاطْنِهِ۔ باطنی

اِنَّهُ رَاسِدٌ لَا رَن كِتَابٌ كِتَابٌ رَقِيبٌ كَمَا جَانَا اَنْذَلْنَا اَتَانَا تَتَّبِعْ بِرِوٰى كَرِيْمِيْ هَم اَبَا نَسَا لِنَسِيْ بَابِ دَاوَا كُو الشَّيْطَانُ رَشِيْطَانٌ عَذَابٍ عَذَابٌ تَسْلِيْمًا فَرَا نَبْرًا رَا كَرِيْ وَا اَسْمَدًا تَحَا اَسْنِيْ	فِي رِيْحٍ وَا لَا رَن اِذَا رَجِبَ مَا رَا سَكِيْ جُو بَلْ بَلَكُه عَلَيْهِ رَا سِيْ كَانَ هُو اِلَى طَرَفِ مَنْ هُو اَللّٰهُ الشُّكُ فَقَدْ تَوْبِيْشِكُ وَا اَلْاُمُوْدُ سَبْ كَامُوْلُ كَا فَلَا تُوْنُ مَرِجُوْمًا اِنْ كَا لُوْتَا اِنَّ رِيْشِكُ اَلصُّدُوْدُ سِيْنُوْلِيْ هِيْ نَضَطْرًا لِيْسِيْ كَرِيْمِيْ عَلِيْظًا سَخْتُ كِي مَنْ رَكْسِيْ اَلْاَرْضُ زَمِيْنُ كُو اَلْعَقِيْ لِيْسِيْ پَرُوَا اِنَّ رِيْشِكُ مَنْ تَجْرِيْ وَرَحْتُ	يُجَادِلُ مَعْجَمًا قَتَا هِيْ عِلْمٌ عِلْمُ كِي وَا وَا اَشْعُوْرًا بِرِوٰى كَرُو قَالُوْا كَيْتِيْ هِيْ وَجَدْنَا پَا يَاهِمْنِيْ كُوَا كَرِيْمِيْ هَم اِنْ كُو وَا اِلَى طَرَفِ مُحْسِنًا نِيْكَ اَلْوَتَقِيْ مَضْبُوْبُ عَا جَمَّةً رَا نَجَامُ كَفَرًا كَفَرُ كَرِيْ اَلْيَنَّا بِهَامَا رِيْ طَرَفِ هِيْ عَمِلُوْا عَمَلُ كِيْ اِنهَوْلِيْ بِيْنَ اَتِ جُو رَا ز تَمَّ پَر عَذَابِ عَذَابِ سَاَلْتُمْ تُوَا ن سِيْ پُوْجِيْ وَا هُوَ وَهِيْ كُوَا كَرِيْمِيْ اَلْاَرْضُ زَمِيْنُ كِيْ هِيْ	مَنْ هُو بِعِيْنٍ لِيْغِيْرٍ هُدًى رِيْدَا رِيْتِ مَنْبُوْرُ رُوْشِنُ كِي كَم اِنْ كُو اَللّٰهُ رَا لُدْنِيْ مَا رَا سَكِيْ جُو اُوْرِيْ كَا يَدْعُوْا بِلَا تَا لِلسَّعِيْرِ دُوْرُخُ كِي وَجَهْدًا اِيْتَا پَرُو هُوَ وَهِيْ بِاَلْحَقَّةِ كَرُوَا اَللّٰهُ اَلشُّكُ هِيْ مَنْ هُو كَفَرًا اِسْ كَا كَفَرُ بِنَا اِسْ كِيْ جُو عِلْمًا جَانَا هِيْ قَلِيْلًا تَحْوُرًا اِلَى طَرَفِ كَيْتًا اَكْرُ السَّمَاوَاتِ اَسْمَاوُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَا فِي رِيْحٍ
--	---	--	---

وہ اور	بکھرا ہوا سمندر	یمنہ۔ یہاں ہی ہوں	تو اس کی
مِنْ قَبْلِ لَجْدٍ	وہ اس کے	سَبْعَةُ سَاعَاتٍ	آٹھ گھنٹوں اور بھی
مَا تَوَدَّ	تَقْدَاتٍ نَحْمُ هَوَىٰ	كَلِمَاتٍ رُكُلَاتٍ	اللہ کے
إِنَّ بَيْشَكَ	اللہ۔ اللہ	عَنْ يَمِينٍ غَالِبٍ هِيَ	حکیم اور حکمت والا
مَا نَبِيْنِ	خَلْقِكُمْ مِمَّنْ هِيَ سَائِدَاتُ	وہ اور	لہذا نہ
بَعْدَ مَا رَأَىٰ اٰثْمٰنًا	اَلْاَمْرَ مَكْرًا	كُنْفِيْنَ مَاتِدَ جَانِ	واحد تو جان ایک کی
إِنَّ بَيْشَكَ	اللہ۔ اللہ	سَمِيْعٍ سَمِعَ وَاللّٰهَ	بَصِيْرًا دیکھنے والا ہے
اَرَكِيَا	کورتہ	تَوَدَّ دِيْكَمَا تَوَدُّنَا	اِنَّ بَيْشَكَ
اللہ۔ اللہ	يُوْرِيْجُ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ	اَللَّيْلِ رَاْتِ كُو	فِي بَيْجِ
لَلنَّهَارِ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ	وہ اور	يُوْرِيْجُ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ	النَّهَارِ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ
فِي بَيْجِ	اَللَّيْلِ رَاْتِ كُو	وہ اور	النَّهَارِ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ
الْمَسْجِدِ سُوْرَجِ	وہ اور	اَلْقَمُوْرَ جَانِدُ كُو	مَنْعَةً تَابِعَ كِيَا
یجہاں چلتا ہے	اِلَى طَرَفِ	اَجَلِ سَدَاتِ	کلی ہر ایک
وہ اور	اِنَّ بَيْشَكَ	اللہ۔ اللہ	مُسْتَحْيٰ مَقْرَبِ كِيَا
قَمَلُوْنَ تَمَّ كَرْتَا هِيَ	خِيُوْرَ جَانِدِ كُو	فَرِيْلِكُ يٰ هِيَ	بِنَا جُو
اللہ۔ اللہ	هُوَ وِهِي	اَلْحَقُّ حَقُّ هِيَ	يَا تُو اس لیے کہ
اِنَّ بَيْشَكَ	مَا جَسَّ كُو	يَدَّ عُوْنَ پَكَارْتَا هِيَ	وہ اور
اَلْبَاطِلُ وَاخْلُ كَرْتَا هِيَ	وہ اور	اِنَّ بَيْشَكَ	مِنْ دُوْنِهِ اس کے سوا
هُوَ وِهِي هِيَ	اَلْعَلِيُّ بَلَنْدِ	اَلْكَلْبِيُّ بَرَّ	اللہ۔ اللہ

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ لقمان پ ۲۱

اَللّٰهُ تَوَدَّ اَنْ يَمُنَّ بِكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظٰهِرَةً وَّبَاطِنَةً
 کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر فرمائے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمہیں
 پوری پوری دیں اپنی نعمتیں ظاہری و باطنی۔

آسمانوں میں چاند سورج ستارے ہمارے لیے پیدا فرما کر ایسے مسخر کیے کہ اپنے اپنے محور میں کام کر رہے ہیں اور ہم ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اور زمین میں دریا، نہریں سمندر کانیں پہاڑ درخت پھل پھول چوپائے وغیرہ ہیں جو ہمارے کام آتے ہیں اور اسبابِ نعم ظاہرہ یہ کہ تندرستی اور اعضاء کی سلامتی جو اس کی صحت حسن صورت وغیرہ اور باطنی نعمتوں سے مراد علم معرفت و ملکات فاضلہ ہے۔

سید المفسر بن ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام و قرآن ہے۔ اور نعمت باطنیہ یہ کہ ہمارے معاصی پر پردہ ڈالنا ہے کہ ہم رسوائی سے محفوظ رہیں اور سزائے اعمال میں کوئی عجلت نہیں فرمائی۔

بعض نے نعمت ظاہری سے رزق مراد لیا اور باطنی سے حسن خلق۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے احکام شرعیہ میں نرمی مراد لی اور باطنیہ سے شفاعت۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام، دشمنوں پر فتیابی مراد لی اور نعمت باطنیہ سے ملائکہ کے

امور و کام۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام اور اتباع رسول کرام مراد لیا اور باطنیہ سے ان کی محبت۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ۔ اور بعض لوگوں میں سے

وہ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم اور عقل کے اور کسی روشن کتاب کے بغیر۔

اور ظاہر ہے کہ جب بغیر علم و عقل اور دلیل روشن کے کوئی بات کہی جائے گی وہ جہل اور نادانی ہی ہوگی

اور جہل و نادانی سے شانِ الہی میں لب کشائی کرنا ظلمِ خالص اور بے جا بگو اس سے۔

آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ نصر بن حارث اور ابی بن خلف وغیرہ سرکش باوجود جہالت اور لاعلمی

کے بنی کریم صلے اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر جھگڑتے اور بگو اس کرتے تھے اس پر ارشاد ہوا۔

وَإِذْ أُنزِلَ لَكُمْ آيَاتِنَا وَمَا نُنزِلُ إِلَّا لِقَوْمٍ عَادِلٍ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا تو کہتے ہیں

بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

یعنی ہم اپنے آباء و اجداد کے طریقہ پر ہیں گے اس کے سوا ہمیں کوئی تعلیم منظور نہیں حالانکہ یہ ان کی

جہالت تھی چنانچہ ارشاد ہوا۔

أَوَلَوْ كَانِ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَدْوٍ ابِ السَّعْيِيرِ رِيَانِدَعَى تَقْلِيدِ غَلَطٍ هِيَ كَمَا كَرِهَ الشَّيْطَانُ أَنْ يَكُو

جہنم کے عذاب کی طرف بلا تا جو جب بھی بلا غور و تامل اسی گمراہی پر مجس ہیں گے۔
 وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ
 وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزَنُكَ كُفْرُكَ الْيَتَامَ صِرِّحِهِمْ فَنَسِيهِمْ لِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ مَجْمَعًا
 ثُمَّ نَضَّطُّهُمُ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ۔

اور جو جھکاٹے اپنا منہ اللہ کی طرف حالانکہ ہو وہ نیکو کار تو بے شک اس سے مضبوط گره کھامی اور اللہ کی طرف ہے سب کاموں کا انجام اور جو کفر کرے تو تمہیں ان کا کفر عنکین نہ کرے انہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آتا ہے تو ہم انہیں تباہیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے بیشک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کی باتوں کو ہم سمیع ہونے دیتے ہیں کچھ دن پھر انہیں مضطر کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

یعنی باپ دادا اگر شیطان ہیں تو بھی ان کی ہی پیروی کرتے رہیں گے سن لو جو دین خالص اللہ کے لیے قبول کرے گا اور اس کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے گا وہی محسن ہے اور جو محسن یعنی نیکو کار ہے وہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی گره مضبوط کھامتے والا ہے۔

آگے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ کو تسلی فرمائی جاتی ہے کہ اے محبوب جو آپ کی تعلیم سے انحراف کر کے کافر ہو تو اس کا کفر آپ کو کیوں عنکین کرے فیصلہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور انہیں آخر ہماری طرف ہی آنا ہے اس وقت ہم انہیں ان کے عملوں کا بدلہ دے کر تباہیں گے کہ یہ برسے عمل تھے۔

ابھی برائے چند سے ہم دنیا سے متمتع ہونے کے لیے جہلت دیتے ہیں تاکہ دنیا کے مزے لیں پھر وہ اس عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے جس سے رہائی نہیں پاسکیں گے۔

وَلَوْ أَنَّ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
 اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمائے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

گویا فرمایا جس چیز کے وہ اقرار ہی میں اسی اقرار پر انہیں التزام دیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو خالق السماء و الارض مانتے ہو تو وہی لاشریک ہے اس لیے کہ اس کی شیون قدرت میں کوئی مماثل نہیں ہے تو لازم آیا کہ اسی کی حمد کی جائے اسی کا شکر ادا ہو اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے مگر عقل کج خوام انہیں اللہ راستے لے جا رہی ہے اور یہ نہیں سمجھتے۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلِّغْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ اللہ کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ بے نیاز ہے اور سب خوبیوں سے سراہا گیا۔

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی ملک ہے جتنی مخلوق ہے سب اس کے مخلوق اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور اس کی نشیون قدرت اتنی ہی کہ ارشاد ہے۔
 وَكَوْنَتُ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَوْ لَعْنَةٍ أَوْ مِنْ بَعْدِكُمْ سَاعَةً أَبْحَى مَا تَعْدَتُ
 كَلِمَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حِكِيمًا۔ اور اگر زمین کے سب درخت قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اسکے
 پچھلے سات سمندر اور بھی ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں بیشک اللہ عزت والا حکمت والا ہے۔
 یعنی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے اور وہ تمام قلم اور سمندروں کی سیاہی لکھتے لکھتے ختم ہو
 جائے تو بھی کلمات الہی ختم نہ ہوں اور وہ ایسا عزت و حکمت والا ہے کہ اس کی معلومات غیر تمنا ہی ہیں۔
 آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو علماء یہود و اہل انصاری آپ کی
 خدمت میں حاضر آئے اور بولے ہم نے سنا ہے آپ فرماتے ہیں وَمَا أَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا یعنی
 تمہیں فقط علم دیا گیا ہے تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف آپ اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔
 حضور نے فرمایا اس مخاطبہ میں تم لوگ اور میری قوم سب شریک ہے تو وہ بولے کیا آپ کی کتاب میں
 یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اور اس میں ہرشے کا علم ہے حضور نے فرمایا بیشک ہے لیکن ہرشے
 کا علم بھی علم الہی کے حضور قلیل ہے۔

اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو اور رفع پاؤ۔
 علماء یہود کہنے لگے آپ یہ کیسے فرما رہے ہیں آپ کا تو یہ قول بھی ہے کہ مَن يُؤْتِي الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ
 خَيْرًا كَثِيرًا جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کثیر دونوں کیسے مساوی ہو سکتے ہیں۔
 اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ مدنی ہوگی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہود نے قریش سے کہا تھا کہ مکہ میں جا کر حضور سے یہ سوال کریں۔ تو اس تقدیر
 پر یہ آیت کریمہ نکلے گی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین نے کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں عنقریب تمام
 ہو جائے گا پھر قصہ ختم اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ آگے ارشاد ہے۔
 مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْزُبُ عَنْكُمْ الْإِلَهُ الَّذِي يَسْمِعُ الْبَصِيرَ۔ تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت کے
 دن اٹھانا ایسا ہے جیسا ایک جان کا بنانا بیشک اللہ شہتا دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں اس کی قدرت یہ ہے کہ ایک کُن سے سب کچھ پیدا کر دے۔
 الْمَوْتَرَاتِ اِنَّهُ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَيَسْخَرُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلَّ يَوْمٍ يَجْعَلُ
 اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ اللّٰهَ لَيَبْصُرُ الْعَمَلٰتِ كَيْفَ يَرٰكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرْتُمْ لَنْ نَّهْبِتَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَآتِيًّا بِشَرِّ الْاَعْمٰلِ
 لَانَا هِيَ رَاتٍ كَيْفَ يَرٰكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرْتُمْ لَنْ نَّهْبِتَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَآتِيًّا بِشَرِّ الْاَعْمٰلِ
 ہے اور بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

یعنی رات دن اور چاند سورج کی رفتار ایک کی گھٹا کر دوسرے میں بڑھاتا ہے جس سے رات دن چھو
 بڑے ہوتے ہیں اور پھر انہیں ایک معین وقت میں مسخر کیا جس کے ذریعہ تم لیل و نہار کے حساب رکھتے ہو۔
 اور یہ سب ایک مقررہ مدت قیامت تک یہ نظام ہے اور وہ تمہارے ہر فعل سے خبردار ہے یہ سب
 مظاہر قدرت اس لیے ہیں کہ

ذٰلِكَ بَيِّنَاتٌ لِّلَّذِيْنَ اٰتٰنَا الْحَقَّ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهٗوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
 یہ سب کچھ اس لیے کہ (تم سمجھ سکو) کہ اللہ ہی حق ہے (اور وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہی مستحق عبادت ہے)
 اور اس کے سوا تم جسے پوجتے ہو وہ باطل ہے اور فنا ہونے والا ان میں سے کوئی مستحق عبادت نہیں،
 اور بیشک اللہ ہی بلند و بڑائی والا ہے۔

مختصر تفسیر اور تفسیر رکوع سورۃ لقمان پانچواں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَتَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً
 کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور پورا
 کیا تم پر اپنی نعمتوں کو ظاہری طور پر اور باطنی طریقہ سے۔

سورۃ لقمان سے قبل جو مشرکین سے مخاطب تھا اور جس طرح تو بیجا انہیں ان کے اصرار شرک پر ارشاد تھا
 وہی بیان پھر شروع فرماتا کہ دلائل توحید اور واضح ہوں۔

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَتَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً
 ہونا ہے جو اپنی عرش مخصوص پر کامیاب کر دے تمہارا ہوا القیاداً۔

اور ارشاد العقل السليم میں اس کے معنی یہ ہیں الْمُرَادِيْهِ اِمَّا جَعَلَ الْمُسْحَرَ بِحَيْثُ يَنْفَعُ الْمُسْحَرَةَ اَعْمٰرًا
 مِنْ اَنْ يُّكُوْنَ مُنْقَادًا لِّهٖ يَتَصَوَّفُ فِيْهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَسْتَعْمَلُ كَيْفَ يَرِيْدُ كَعَامَّةِ مَّا فِى الْاَرْضِ مِنْ

الْأَشْيَاءِ الْمُسْتَعْمَلَةِ لِلنَّسَانِ الْمُسْتَعْمَلَةِ لَهُ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالْحَيَوَانَ أَوْ لَا يَكُونُ كَذَا لِكَ بَلْ يَكُونُ سَبَبًا لِجَمْعِ
مُؤَادِيهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لَهُ دَخْلٌ فِي اسْتِعْمَالِ جَمِيعِ مَا فِي السَّمَوَاتِ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي يَنْطَلِقُ بِهَا
مَصَالِحُ الْعِبَادَةِ مَعَاشًا أَوْ مَعَادًا -

اور تم کے معنی یہ ہیں ائی لاجلکم فان جمیع ما فی السموات والارض من الکائنات مستخرجة
بِاللہ تعالیٰ مستتبع لمنافع المخلوق وما یستعملہ الانسان حسیما یشاء -

اسیع۔ ائی التردا وسیع علیکم لیس۔ اسیع کے معنی ہیں بھر پور اور وسیع طور پر اپنی نعمتیں تمہیں عطا
کیں اور نعم جمع نعمت کی ہے۔

ظاہرۃ و باطنۃ یعنی محسوس طریقہ سے اور عقل میں آنے والی صورت سے اور غیر محسوس طریقہ سے
وَعَنْ مُجَاهِدٍ النِّعْمَةُ الظَّاهِرَةُ ظُهُورُ الْإِسْلَامِ وَالنُّصْرَةُ عَلَى الْأَعْدَاءِ - نعمت ظاہرہ غلبہ اسلام
اور دشمن پر بدولتا ہے۔

اور نعمت باطنہ الامداد من الملئکة علیہم السلام۔ نعمت باطنی ملائکہ کے ذریعہ مدد ہے۔
وَعَنِ الصَّخَاكِ الظَّاهِرَةُ حُسْنُ الصُّورَةِ وَامْتِدَادُ الْقَامَةِ وَتَسْوِیَةُ الْأَعْضَاءِ - نعمت ظاہری
اچھی صورت ملنا۔ قد وقامت عطا ہونا اعضاء کا مناسب عطا ہونا ہے۔

وَالْبَاطِنَةُ الْقَلْبُ وَالْعَقْلُ وَالْفَهْمُ - اور نعمت باطنی قلب اور عقل اور سمجھ کا عطا ہونا ہے۔
ایک قول یہ ہے الظاہرۃ نعمة الدنیاء والباطنۃ نعمة الآخرة۔ ظاہری نعمت دنیا کے لذائذ ہیں
اور باطنی آخرت کے نعمات۔

ایک قول یہ ہے الظاہرۃ نعمة الحوائس والوسائل والانتزاع والکتاب والتوفیق لقبول الإسلام
والإتیان بہ والثبات علی قدم الصدق ولزوم العبودیۃ۔ نعمت ظاہری رسولوں کا بھیجنا کتاب
سماعی کا نازل کرنا ان کے قبول کی توفیق دینا ان کی اطاعت پر اگر ثابت قدم رہنا اور اپنی عبودیت کو لازم
جاننا ہے۔

اور باطنی نعمت یہ ہے کہ روح پر نور لم یزلی پر کار و ود ہونا اور نور النور کا ظہور۔
أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ
قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةَ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً قَالَ هَذِهِ مِنْ كُنُوزِ عِلْمِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ -

أَمَّا الظَّاهِرَةُ فَهِيَ سَوَى مِنْ خَلْقِكَ وَأَمَّا الْبَاطِنَةُ فَهِيَ سَوَى مِنْ عَوْدَتِكَ وَكَوْنِ بِنَاهَا

تَقْلَاكَ أَهْلَكَ قَبْلَ سَوَاءِهَا

اور روایت ابن مردودہ اور ذیلی اور بیہقی اور ابن النجار ابن عباس سے ہے کہ اَتَيْتُ النَّبَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ مَا سَبَّحَ عَلَيْكَ بِعَمَّا قَالَ أَمَا الظَّاهِرَةُ فَإِنَّ سَلَامَهُ مَا سَوَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا سَبَّحَ مِنْ أَرْقَبِ ذَالْبَاطِنَةِ فَمَا سَأَلْتُمْ مَسَارِدِي عَمَلِكَ
اقوال مذکورہ کی وضاحت جو بعض حدیثوں سے ملتی ہے وہ ابن ابی حاتم اور بیہقی متخالف روایت
یہی ہے کہ نعمت ظاہرہ اسلام ہے اور نعمت باطنیہ ہے کہ وہ بتا رہا ہے کہ ہمارے معاملے کا ستر فرمایا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنبِئٍ بِهِ لِبَعْضِ آدَمِيٍّ وَهُوَ يَحْسَبُ أَنَّ
جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بلا علم و عقل اور بلا دلیل کتاب منیرہ دیتے ہیں۔

یعنی بعض آدمیوں سے مراد وہ انسان نما حیوان نصر بن حارث اور ابی بن خلف ہیں جو حضور سے
جھگڑتے تھے توحید اور صفات الہی میں جہالت سے انہیں نہ علم تھا نہ عقل اور نہ کوئی کتاب روشن کرنے
دلیل پیش کرتے بلکہ

وَإِذِ اقْبَلْتُمْ إِلَيْهِمْ آيَاتِنَا مَا اتَّبَعُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَسْتَبِيعُ مَا جَدَدْنَا عَلَيْهِ آبَائَنَا حَيْبٌ انْ سَا
کہا جائے کہ اللہ کے نازل کیے کی پیروی کرو تو بولتے ہیں ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے
باپ دادا کو پایا۔
اس کا جواب ارشاد ہے۔

أُولَئِكَ اتَّبَعُوا الشَّيْطَانَ يَدْعُوهُمُ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ۔ اگرچہ تمہارے باپ دادا کو شیطان جہنم
کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا ہو۔

مگر تم ایسے اندھے مقلد ہو کہ بغیر سوچے سمجھے اسی جہالت کے گڑھے میں جاؤ گے۔ ایسے ہی تو بجا دوسرے
جگہ ارشاد ہوا۔ أُولَئِكَ اتَّبَعُوا آبَاءَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ۔ یہ مشرکین کے اس بیان کا رو ہے
جو انہوں نے کہا تھا بَلْ نَسْتَبِيعُ مَا لَلْفِينَا عَلَيْهِ آبَائُنَا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُسَلِّمْ دِينَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ
الْأُمُورِ۔ اور جو اپنے کو سپرد کر دے اللہ تعالیٰ کی طرف اور ہو وہ نیک نیت نیکو کار تو یقیناً اس نے تمام
لی مضبوطی دین کی اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام عملوں کا انجام ہے۔

وَمَنْ يُسَلِّمْ دِينَهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ جَمِيعِ أُمُورِهِ وَأَقْبَلَ عَلَيْهِ سُبْحَانَ بَقَلْبِهِ وَقَالِيَهُ فَإِنَّ سَلَامَهُ
کالتسليم فلتقويص۔ یعنی ایسا جھکے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سونپ دے اور اس کی طرف قلب

نور غالب یعنی بہیم سے متوجہ ہو جائے تو اس کا اسلام صحیح اسلام ہے۔

وہ بہیم سے مراد اپنی ذات ہے یعنی جن کا وجود دل اور جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گیا
فہو محسن۔ واو حالیہ ہے یعنی درناں حالیکہ وہ محسن یعنی نیکی کار ہوا ہے عمل میں۔

تو بے شک اس نے تھامی رسی اللہ کی دین کی۔

فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ - تَعَلَّقَ ثُمَّ تَعَلَّقَ بِأَوْثَقِ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ مِنَ الْأَسْبَابِ - وہ
مضبوطی سے متعلق ہو گیا اللہ کے ساتھ۔

آگے فرماتے ہیں ہذا تشبیہاً مَرَكَبٌ حَيْثُ شَبَّهَ حَالَ الْمُتَوَكِّلِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُؤْتَمِنِ
الْيَسِيرِ أَمُورًا كَثِيرًا الْمَحْسِنِ فِي أَعْمَالِهِ كَمَنْ تَدَقَّى فِي جَبَلٍ شَاهِقٍ أَوْ تَدَلَّى مِنْهُ فَتَمَسَّكَ بِأَوْثَقِ عُرْوَةٍ
مِنْ جَبَلٍ مُتَيْنٍ مَأْمُونٍ الْقَطَاعَةِ۔

گویا یہ ایسی تشبیہ ہے جو مرکب ہے جو متوکل علی اللہ کے حال پر پوری صادق آتی ہے یعنی جس نے اپنے
تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیے اور وہ محسن یعنی غلص ہے اپنے اعمال میں اس جیسا ہے جو بلند پہاڑ پر
چڑھنا اترتا بھی اسی کے بھر دوسرے پر کھتا ہے تو یقیناً اس نے مضبوط رسی اللہ کی تھام لی جو منقطع ہونے
سے مامون و محفوظ ہے۔

ذَالِي أَمَلِهِ عَاقِبَتَا الْأُمُورِ - اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں
الْأُمُورِ مِثْلُ جَوَالِفِ لَامٍ هِيَ وَهِيَ اسْتَعْرَاقِي هِيَ - یعنی انسان کا کوئی فعل ایسا نہیں جس کا انجام اللہ
تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں نہیں۔

اس کے بعد کفار کی سرکشی پر حضور کو تسلی فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَجْزِيكَ كُفْرُهُ الْيُنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

اور جو کفر کرتے ہیں تو آپ ان کے کفر سے غمگین نہ ہوں انہیں سب کو ہماری ہی طرف آنا ہے تو ہم انہیں
ان کے عملوں کا بدلہ دے کر تباہیں گے۔

الوسی اسی مفہوم کو اس طرح فرماتے ہیں اَيُّ فَلَاحٍ يَهْمُنُكَ ذَالِكَ الْيُنَا لِرَالِي غَيْرَهَا مَرْجِعُهُمْ
رَجُوعُهُمْ بِالْبَعْثِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا اَيُّ يَعْلَمُهُمْ اَوْ يَالَّذِي عَمِلُوهُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْكُفْرِ
وَالْعَاصِي بِالْعَذَابِ وَالْعِقَابِ۔

وَقِيلَ الْيُنَا مَرْجِعُهُمْ فِي الدُّنْيَا فَنُبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا بِالْإِهْلَاكِ وَالْتَعَذُّبِ - ایک قول یہ ہے کہ ہماری

طرف انہیں لوٹ کر آنا ہے تو ہم بدلہ دین گے ان کے عملوں کا ہلاک کر کے یا عذاب میں مبتلا کر کے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ - بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کا حال۔
لَا تَعْلَمُ عَزْوَاجٌ عِلْمَ بِالنَّصَائِرِ قَمَا طَلَمْتُكَ بِغَيْرِهَا -
تو تمہیں قلیلًا برائے بندے انہیں ہم بہت دیتے ہیں۔

یعنی تمہیں قلیلًا آدما نا قلیلًا چہ دون انہیں دنیا میں لذت دنیا سے متمتع کرتے ہیں۔
تو تفسیر ہمارے اب غلیظ پھر ہم سے اضطرار کی حالت میں سخت عذاب میں ڈالینگے
وَالَّذِينَ لَا يُؤْتُوا زَكَاةً وَلَا يَحْتَسِبُونَ لَأُولَئِكَ عَذَابُ الشَّدِيدِ - اضطرار سے یہ مراد ہے
کہ ان کی بد اعمالیاں ان پر ثابت کیے کہ انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے اَلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً
وَالَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يَحْتَسِبُونَ لَأُولَئِكَ عَذَابُ الشَّدِيدِ - اس سے علیحدہ ہونے کی قدرت ہی نہ رکھیں۔
میتا اسی لیے جس سے ان کا بچنا ممکن ہی نہ ہو اور وہ اس سے علیحدہ ہونے کی قدرت ہی نہ رکھیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے جس سے اضطرار کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ اَلْوَسِيُّ فَرَلْتُمْ فِي
ذِي الْاِنْصَابِ تَقْسِيرُهُ هَذَا الْاِضْطِرَّارُ مَا فِي الْحَدِيثِ مِنَ الْاَمْرِ لِشِدَّةِ مَا يَكْبِدُونَ مِنَ
التَّوْبَتِ لِيُطْلَبُوا الْبُرْدَ فَيُرْسَلُ عَلَيْهِمُ الزَّهْرُ فَيَكُونُ اَشَدَّ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهَبِ فَيَمْتُونَ حَوْلَهُ
اللَّهَبُ اِضْطِرَّارًا فَاَمَّا اِخْتِيَارُهُ عَنِ الْاِضْطِرَّارِ - وَيَا ذِي اَلْبَالِ هَذِهِ الْبَلَاغَةُ تَعْلُقُ الْكُتُبَ حَيْثُ قَالَ
يَرَوْنَ الْمَوْتَ قَدًا مَا وَاخْلَقًا فَتَحْتَادُونَ وَالْمَوْتَ اِضْطِرَّارًا

یعنی اضطرار اس حال کو کہتے ہیں کہ جتنی جیب آگ سے گھبرا جائیں اور ان کے کلیجے بھین جائیں تو وہ ٹھنڈ
طلب کریں تو ان پر زہر برڈ والا جائے تاکہ حرارت سے اشد برودت محسوس کریں تو وہ پھر اسی آگ کی تمنا کریں
یہ ہے اضطرار کا مفہوم اسے کندی نے بلاغت کلام سے بیان کیا چنانچہ کہتا ہے۔

دیکھیں گے جتنی آگے بچھے موت تو موت ہی اضطرار میں اختیار کریں گے۔
لیکن قرآن کریم میں ارشاد ہے تَحْتَادُونَ فِيهَا وَلَا يَحْتَسِبُونَ
آگے پھر اپنی شان قدرت پر مشرکوں کا اعتراف جلی ظاہر کیا گیا۔

فَلْيَنْسَأَلْتَهُم مِّنْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَقُولَنَّهُ اَمَّا قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ - اور جب ان سے پوچھیں کہ گس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے فرما
دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

یعنی کوئی مشرک بت پرست اس عقیدہ سے منکر نہیں سب اس بات کو جانتے ہیں کہ آسمان اور
زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اپنی جہالت سے غیر کے پجاری بنے ہوئے ہیں تو اے محبوب۔
قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ اکثر ان

کے جہالت میں ہیں۔ پھر ارشاد ہے۔

بَلِّغْهُمْ صَافِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَبِيدُ۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ بے نیاز حمد کیا گیا ہے۔

یعنی سب کائنات بنائے اور اس میں ہر قسم کا تصرف فرمائے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی مختار و مجاز نہیں تو اسی وجہ میں اس کے سوا کوئی مستحق عبادت بھی نہیں اور اسی وجہ میں اس کا شریک محال ہے اور وہ غنی اور ہر شے سے بے پروا ہے۔ اور وہی مستحق حمد کامل ہے۔

حمید کی مزید تفسیر روح المعانی میں یہ ہے جو نہایت ہی جامع ہے **لِلْمُسْتَقِيمِ لِلْحَمْدِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ لَهَا جَلًّا** **وَعَلَا أَحَدًا أَوْ مَجْمُودًا بِالْفِعْلِ يَجْمَدُ كَمَا كُلُّ مَخْلُوقٍ يَلْسَانِ الْحَمْدِ** مستحق حمد وہ ایسا ہے کہ اگرچہ اس کی حمد کوئی بھی نہ کرے تو وہ پھر بھی محمود یا بالفعل ہے اور مخلوق کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اس کی حمد میں رطب اللسان ہے ہر گیا ہے کہ از زمین روئید **وحده لا شریک له گوئید**

اور کسی نے کہا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتر لیبست از معرفت کردگار

اور ابن الصلت کی زبان سے بھی یہی نکلا ہے

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ وَاحِدٌ

اب مشرکین کے سرغنے اور یہودیوں کے علماء کا ایک خاص اعتراض تھا اس کے جواب کی طرف بیوج

فرمایا گیا چنانچہ شان نزول آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے جیسے ابن جریر عمرہ سے راوی ہیں۔

قَالَ سَأَلَ أَهْلُ الْكِتَابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَ

وَلَيْسَ مِنْكَ عَنِ الرُّوحِ قَوْلُ الرُّوحِ مِنْ أَمْرِي دَمَا أُوتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ سے روح کے

متعلق سوال کرتے ہیں فرمادیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علموں میں سے تھوڑا سا دیا گیا ہے۔ یہ سن کر یہود بارگاہ رسالت میں جی بنی بنی خطب کو لے کر آئے۔

اس نے عرض کیا **تَوْعُرُوا كَأَمْ تَوْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَقَدْ أُوتِيْنَا التَّوْرَةَ وَهِيَ الْحِكْمَةُ وَهِيَ تَوْتُ الْحِكْمَةِ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا** جی بنی بنی خطب نے عرض کی حضور آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں جو علم دیا گیا وہ تھوڑا ہے اور ہمیں تو یہ بت ملی جو حکمت ہی حکمت ہے اور جسے حکمت مل گئی اسے خیر کثیر عطا ہو گئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ذَوَاتَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ يَمِينًا مِنْ بَعْدِهَا سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفَدَاتِ
 كَلِمَاتِ اللَّهِ۔ اور اگر جو کچھ زمین میں درخت ہیں سب قلم ہوں اور دریا اس کی سیاہی اور اس کے بعد ساتوں
 دریا بھی ہوں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمات اس قدر غیر متناہی ہیں کہ ساتوں دریا سیاہی بن جائیں اور دنیا کے تمام
 درخت قلم ہو جائیں تب بھی وہ ختم نہ ہوں۔

وَالْمَوَاجِدُ بِكَلِمَاتِهِ تَعَالَى كَلِمَاتٌ عَلَيْهِ سُبْحَانَكَ وَحِكْمَتُكَ جَلَّ شَأْنُكَ۔ اور کلمات اللہ سے مراد
 علم سچا ہے اور حکمت الہی ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ قریش کا ایک وفد مدینہ گیا اور اس نے یہود کا یہ سوال پیش کیا تو اس سے یہ آیت
 کریمہ کی ثابت ہوتی ہے۔

پہلی روایت کے ماتحت یہ آیت کریمہ مدنی معلوم ہوتی ہے

فِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ نَزَلَ لِمَكَّةَ قَوْلَهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلْنَا هَاجَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 أَنَا أَجَارُ الْيَهُودَ فَقَالُوا بَلَّغْنَاكَ تَقُولُ وَمَا أَوْثَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

أَفَعَيْنَيْنَا أَمْ قَوْمَكَ؟ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا عَيْنَيْتُ۔ فَقَالُوا أَلَسْتَ تَتْلُو آيَاتِنَا
 جَانِكَ إِنَّا أَوْثَيْنَا التَّوْرَةَ وَفِيهَا عِلْمٌ كُلُّ شَيْءٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ فِي عِلْمِ اللَّهِ قَلِيلٌ وَقَدْ أَنَا لَمْ
 مَا إِنْ عَمِلْتُمْ بِهِ نَجَّوْتُمْ۔

ایک روایت میں ہے کہ آریہ دیکھو کہ اللہ نے روح قبل الروح من امر ربی دما اوتیتکم من
 العلم الا قليلا۔ مگر میں نازل ہوئی جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو اجار یہود حاضر ہوئے
 اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ دما اوتیتکم من العلم الا قليلا فرماتے ہیں یعنی تم علم نہیں دیے
 گئے مگر تھوڑا تو اس سے آپ کی مراد اپنی قوم سے ہے یا ہم سے؟ تو حضور نے فرمایا نہیں اس سے میری مراد
 تم اور میری قوم سب میں۔

تو وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے قرآن میں یہ نہ پڑھا کہ ہمیں تو ریت عطا ہوئی اور اس میں تمام اشیاء کا
 علم ہے تو حضور نے فرمایا وہ علم اللہ کے علم میں کہ ہے اور تمہیں جو دیا تو وہ اتنا ہے کہ تم اس پر عمل کر کے نجات
 پا جاؤ۔ قالوا يا محمد كيف تزعمو هذا وانت تقول ومن يوتي الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا۔

كَيْفَ يَجْمَعُ۔ اجار یہود بولے یہ آپ کا دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ آپ یہ بھی کہتے ہیں مَنْ يُؤْتِي
 الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔ جسے حکمت دی گئی بے شک اسے تیر کثیر دے دی گئی۔ تو یہ دونوں باتیں

کیسے جمع ہوں گی۔

تو حضور نے جواب دیا هَذَا عَلَمٌ قَلِيلٌ وَخَيْرٌ كَثِيرٌ یہ علم کے اعتبار سے قلیل ہے اور خیر کے اعتبار سے کثیر ہے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ کا یہ گمان باطل تھا کہ کلام اللہ اب ختم ہو جائے گا تو حضور کی تعلیم بھی ختم ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں جس کے اندر روح کا جواب دیا گیا اس میں یہ بھی بتا دیا کہ علم دو قسم کے ہیں۔

ایک عالم امر۔

دوسرا عالم کون۔

عالم کون میں نشوونما ترقی و تنزل تغیر و تبدل سب کچھ ہے جیسے انسان حیوان چرند پرند وغیرہ اور عالم امر میں نشوونما تنزل و تغیر نہیں اس میں ابدیت ہے جیسے آسمان زمین چاند سورج سیارہ روح۔ کہ ان کی ایک حالت رہتی ہے اسے ابدیت حاصل ہے۔

چنانچہ موت کا طیران بھی روح پر نہیں ہوتا بلکہ اجسام تک محدود رہتا ہے۔ روح کا صرف انتقال من المكان الی المكان ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْتَكُمُ الْاَلْكَنْفُسُ اِحَادًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيْرٌ ہمیں تمہارا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا مگر ایسا جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور اٹھانا بے شک اللہ ستیادیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا سب کا ایسا ہی آسان ہے جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا اس لیے کہ اس کی قدرت کمال یہ ہے کہ لفظ کن فرما کر سب پیدا کر دے اور کم لگن فرما کر سب کو فنا کر دے وہ سمیع مطلق ہے ہر مسموعات کا سننے والا اور بصیر مطلق ہے کہ سب مبصرات اس کی نظر میں ہیں۔

یہ جواب ہے مشرکین کا جبکہ انہوں نے دین پر طعن کر کے کہا اَسِرُّوْا قَوْمَكُمْ لَيْلًا لِّيَسْمَعَ الْعَمَلُ یعنی اپنی باتیں مخفی رکھو کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ سن لے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا اَسِرُّوْا قَوْمَكُمْ اَوْ اَجْمُرُوْا سِمْطًا عَلَیْمٍ ۗ اِنَّ الصُّدُوْرَ

وَ عَنِ مُقَاتِلِ اِنَّ كُفَّارًا قَرِیْبًا ۗ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَنَا اَطْوَارًا لُّطْفًا ۗ عَلَقْنَا مِنْصَفًا لَّحْمًا فَكَيْفَ یَبْعَثُنَا خَلْقًا جَدِیْدًا ۗ اِنِّیْ سَاعِتًا وَّ اِحْدَاۃً فَتَزَلَّتْ مُقَاتِلُ سے ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار طور پر پیدا کر کے انسان بنایا۔ اول لطفہ پھر علقہ

پھر مضمحل پھر تنم تو اب جب ہم خاک ہو جائیں گے تو یہ چاروں کیفیات ایک آن واحد میں کیسے بدلیں گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں یہ بھی بتایا کہ تمہاری پیدائش اور بعثت بعد الموت ہمارے لیے آسان ہے اور انہوں نے جو کہا تھا کہ ان باتوں کو مخفی رکھو کہیں آلہ محمد نہ سن لے اس کا جواب بھی دے دیا کہ اِنَّ تَعَالَىٰ سَمِيعٌ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ لِصِنْدِيقِنَا يُخْمَرُ ذٰنَا۔ وہ سمیع تمہارے خفیہ علانیہ اقوال کا ہے۔ اور جو کچھ تم دل میں چھپائے ہوئے ہو اس کا بھی دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد اَلَمْ تَرَ فَمَا كَرِهَ الْمُحَاطِبِينَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہوا ہے یا عام خطاب ہے اسے جس میں بھی صلاحیت ہو خطاب کی۔ اَلَمْ تَرَ بِمَعْنَى اَلَمْ تَعْلَمْ ارشاد ہے کہ اِنَّ اُمَّلَهُ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ۔ اِسْرَاجِ۔ عربی میں داخل کرنے کو کہتے ہیں تو یہ معنی ہوئے۔

بے شک اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں۔ آریہ کریمہ میں رات کو دن پر مقدم فرمانے کی حکمت علامہ آوسی یہ بتاتے ہیں وَقَدْ فَمَ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ لِمَا سَبَبَتْهَا لِعَالَمِ الْاِمْكَانِ الْمُظْلَمِ مِنْ حَيْثُ اِمْكَانِ النَّارِ۔ رات کو دن پر مقدم کرنا مناسبت عالم امکان سے کہ وہ امکان ذاتی میں مظلم تھا۔

وَفِي بَعْضِ الْاَشَارِكَانَ الْعَالَمِ فِي ظُلْمَةٍ فَرَسَّ اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمْ مِّنْ نُورٍ۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ عالم ظلمت میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نور اس پر چھڑکا تو اسی وجہ میں اصل ظلمت کو روشنی پر مقدم فرمایا۔

وَتَنَحَّرُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ كُلٌّ مِّمَّجِبِيٍّ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ اَللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ اور منخر کیا سورج اور چاند ہر ایک اپنی معینہ مدت میں چل رہے ہیں ایک مقررہ مدت تک اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

یعنی ان میں نشان ابیدیت ہے یہ بالاسرار مقررہ مدت قیامت تک یکساں چلتے رہیں گے اور وہ چونکہ واجب الوجود ہے بنا بریں وہ تمہارے ہر قسم کے اعمال سے خبردار ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اَللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُوْنِ الْبَاطِلِ وَاَنَّ اَللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔ یہ اس لیے کہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس لیے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ جسے اس کے سوا بوجتے ہو باطل ہے اور اس لیے کہ تم سمجھ لو کہ بے شک اللہ ہی بلند اور سب سے بڑا ہے۔

آریہ کریمہ میں نین باتیں الوسیت شان پر واضح فرمائیں۔

اَوَّلُ هُوَ الْحَقُّ - یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے۔
 دوسرے اَنْ مَائِدًا عُوْنٍ مِّنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ - اور جسے تم کہہ مانتے ہو وہ معدوم فی حد ذاتہ ہے
 اور وہ ممکنات سے ہے اور معدوم فی حد ذاتہ اور ممکن فی الوجود واجب الوجود نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ
 ہی واجب الوجود اور قدیم ازلی سرمدی ہے۔

تیسرے اَنَّ اَدْلَهٗ هُوَ الْعِلْمُ الْكَبِيْرُ - یہ وہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمام اشیاء سے بلند اور سب سے
 بڑا ہے تو اس کے سوا کوئی مصنف بصفات الوہیت نہیں ہو سکتا چنانچہ اَلْوَسْطَىٰ طِبْحِيٌّ هِيَ قَرْمَاتِيٌّ هِيَ
 وَوَجْهٌ سَبَبِيَّةٌ اَلْوَلِيٌّ لِمَا ذَكَرْنَا اَنَّ كَوْنَهُ تَعَالَىٰ وَحَدًا وَاَجِبُ الْوُجُوْدِ فِي حُدُوْدِهَا اِنَّ
 يَكُوْنُ هُوَ سُبْحَانَ وَحَدًا كَالْمَوْجِدِ لِسَائِرِ الْمَصْنُوْعَاتِ اَلْبَدِيْعَةُ الشَّانِ فَيَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِهَا
 عَزَّ وَجَلَّ وَحَدًا وَاَلِجَابِ قَدْ اَبْطَلَ الْاَصُوْلَ وَمَنْ صَدَّقَتْ عَنْ جَمِيْعِ هَا يَتِيْكَ لِمَصْنُوْعَاتِ لَا
 بُدَّ مِنْ اَنَّ يَكُوْنُ كَامِلًا عَلِيًّا عَلَى مَا يَتِيْنُ فِي الْكَلَامِ۔

دو جہ سَبَبِيَّةِ التَّالِثِ لِنَدِّكَ اَنَّ كَوْنَهُ تَعَالَىٰ وَحَدًا عَلِيًّا عَلٰى جَمِيْعِ الْاَشْيَاءِ مُنْسَلِطًا
 مَنَّا هَا عَنْ اَنَّ يَكُوْنُ لَهٗ سَبْحَةٌ شَرِيْكَ اَوْ يَتَّصِفُ بِتَقْوِيْنِ عَزَّ وَجَلَّ لِيَسْتَلِمَ كَوْنَهُ تَعَالَىٰ وَحَدًا
 وَاَجِبُ الْوُجُوْدِ فِي ذَاتِهَا وَقَدْ سَمِعْتُ الْكَلَامَ فِيْهَا
 چنانچہ لبید نے بھی یہی شان الوہیت مانی ہے

اَلْاَكْلُ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهُ بَاطِلًا ذَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ ذَا اِسْلٰ

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ لقمان پل

کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دنیا میں چلتی ہے اللہ کے
 فضل سے تاکہ دکھائے وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں
 بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے
 شکر گزار کے لیے۔

اور جب انہیں گھیر لیتی ہے کوئی موج مثل پہاڑوں
 کے تو اللہ کو ہی خالص عقیدہ سے پکارتے ہیں تو جب
 انہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِعَمْرِ
 اَللّٰهِ لِيُرِيْكُمْ مِنْ اٰيَاتِهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
 لَآيٰتٍ لِّكُلِّ صَبِيْرٍ شٰكُوْرٍ

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُلِ دَعَوْا
 اَللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُمُ الرَّاٰثِيْنَ فَكَمَا
 يَجٰهُدُوْنَ اِلَى الْبُرْجِ فَهُمْ مُّقْتَصِدٌ

اعتدال پر رہتا ہے اور نہ انکار کرے گا ہماری آیتوں
کا مگر وہی جو بڑا ہونا نا شکر ہے۔

مے لوگو ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن
کا جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے اور
نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے سکے بے شک
اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی
دنیا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں کوئی اللہ کے علم پر
وہ بڑا فریبی ہے۔

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت اور انارتا ہے
وہی بارش اور جاتا ہے جو کچھ مال کے پیٹ میں ہے
اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کل کیا کرے گی اور نہیں جانتی
کوئی جان کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ
جاننے والا تبارک والاعلیٰ ہے۔

وَمَا يَجْعَلُ يَأْتِينَا إِلَّا كُلُّ خَشَادٍ

تَقْوَرُهُ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَحْسُوا
يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ
وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا
إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ
الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ
الْغُرُورُ

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عِلمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ
الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ
عَدَا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ
تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

لفظی ترجمہ

آئی۔ بیشک	تَوَرَّ دیکھا تو نے کہ	کو نہ	آریا
الْبَصْرِ۔ دریا کے	فِي بَيْحٍ	تَجَرَّى۔ چلتی میں	الْفُلُكِ۔ کشتیاں
مِنْ آيَاتِهِ۔ اپنے نشان	لِيُرِيَكُمْ۔ تاکہ دکھائے تم کو	اللَّهُ۔ خداوندی سے	بِنِعْمَةِ۔ احسان
لآيَاتِهِ۔ نشانیاں میں	ذَلِكَ۔ اس کے	فِي بَيْحٍ	إِنَّ بَيْحَکَ
وَرِ اَوْر	شُكْرٍ۔ شکر گزار کے	مَتَّابٍ۔ صبر کرنے والے	بِالْحَوْلِ وَسُلْطَةِ رَبِّكَ
كَالْقَلْبِ۔ مانند پہاڑوں کی	مَوْجٍ مِّنْ مَّوْجٍ	غَشِيْمٍ۔ ڈھانپتی ہے انکو	إِذَا حُجِبَ
لَهُ۔ اس کے لیے	فَلْيَصْبِرْ۔ خالص کر کے	اللَّهُ۔ اللہ کو	فَعَمَّوْا تَوْبَكَرْتُمْ فِي
هُوَ رَأْنُ كُو	بِحَاجَاتِ اوتیا ہے	فَلَمَّا۔ پھر جب	الدِّينِ رَوِيْنِ
مُقْتَصِدًا۔ میاں زرو میں۔	بِقِيَمَتِهِ۔ تو بعض ان سے	الْبُرِّ۔ جنگل کی	رَأَى رَطْفَ

یا ایتنا ہماری آیتوں کا	یَجِدُ انکار کرتا	ما نہیں	وہ اور
گھوڑا ناشکرا	خَنَاد بے وفا	ٹٹل ہر ایک	الذکر
ذبحگو اپنے رب سے	انقوا ڈرو	الناس لوگو	یا ایتھا لے
یومہ اس دن سے کہ	یومہ اس دن سے کہ	احسوا ڈرو	وہ اور
عَنْ وَدَّیہ اپنے بیٹے کے	عَنْ وَدَّیہ اپنے بیٹے کے	والد باپ	یجھنی کام آئے گا
بجائز کام آنے والا ہے	ہو وہ	مؤود بچہ	کہہ کر
ان بیشک	سُنَّا کچھ بھی	عَنْ وَالِدِہ اپنے باپ کے	عَنْ وَالِدِہ اپنے باپ کے
فلا تونہ	حق سچا ہے	اللہ اللہ کا	وَعَد وعدہ
وہ اور	الدُّنیا دنیا کی	تَعْرَتُکُم دھوکہ دے تمکو	تَعْرَتُکُم دھوکہ دے تمکو
العقد دھوکے باز	باللہ اللہ کے منعلق	یَعْرَتُکُم دھوکہ دے تمکو	لا نہ
علم علم	عندک اس کے پاس ہے	اللہ اللہ	ان بیشک
الغیت بارش	یُنزل اتارتا ہے	وہ اور	الساعة قیامت کا
فی بیچ	ما جو	لَعَلَّو جاتا ہے	وہ اور
تَدْرِی جاتا	ما نہیں	وہ اور	الذخاہم رحموں کے ہے
عدا کل	تَنسِب کرے گا	مَاذَا کیا	نفس کوئی آدمی
نفس کوئی آدمی	تَدْرِی جاتا	ما نہیں	وہ اور
ان بیشک	توت مرے گا	أرض زمین میں	یا بی کوئی
خینو خبر والا ہے	خینو خبر والا ہے	عَلِم جانتے والا	اللہ اللہ

خلاصہ تفسیر جو پتھار کو ع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۱۲

اللَّحْر تَرَانَةُ الثَّقَلَيْنِ تَعْرِی بِنِعْمَةِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِحِجِّ صَبَاحٍ
 شُكْرِيہ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ وہ تمہیں دکھائے اپنی نشانیاں
 بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر جیسے صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے
 نعمت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و احسان ہے اور من آیاتہ سے قدرت کا

کچھ نشاں ہاں دکھانا بھروسہ میں ظاہر ہے اور فتنہ سے مراد وہ ہے جو بلا اول پر صبر کرے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار ہو اور صبر و شکر دونوں صفیوں میں تو شیون قدرت کا مشاہدہ مومن ہی کر سکتا ہے۔
وَإِذَا أَخْبَثْتُمْ مَوْجِجَ كَالظَّلِيلِ ذَهَبُوا بِاللَّهِ مَخْلَصِينَ كَسْرًا لِقَاتٍ. اور جب انہیں ڈانپ لیتی ہیں تو

مثل ابرو کے تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص و مخلص طریقہ سے۔
یعنی جب کفار پر دریا کی موجیں آتی ہیں اس وقت بت وغیرہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کو ہی پکارتے ہیں اور اس کے حضور تضرع و زاری کرتے ہوئے اور اس سے الحاد و دعا کرتے ہیں اور ماسوی اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغْنَا هَرَمَ آلِ الْبَرِّ قَسَمْنَا مَقْتَصِدًا فَمَا يَخْبَدُ يَا بَيْنَنَا إِلَّا كُلُّ خَتَارٍ كَقَوْدٍ. تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر بڑا بے وقافتا شکر۔

مقتصد اعتدال پسند کو کہتے ہیں یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ بعض تو اپنے ایمان و اخلاص پر قائم رہتے ہیں اور کفر نہیں کرتے اور بعض ایسے ناشکرے بے وقاف ہوتے ہیں کہ خشکی پر آتے ہی پھر وہی تا بخاری اور بد کرداری پر اتر آتے ہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ
عکرمہ بن ابی جہل جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے وہاں انہیں با و مخالف نے گھیر لیا اور جان خطرے میں پڑ گئی تو عکرمہ نے کہا اگر اللہ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت اسلام کروں گا چنانچہ فضل الہی ہوا ہوا کا رخ بدل گیا آپ اس بلا سے نجات پاتے ہی بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور مخلصانہ ایمان لے آئے۔

اور بعض وہ تھے جنہوں نے حضرت عکرمہ کے ساتھ عہد کیا لیکن بعد میں اپنی اسی جہالت پر رہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَحْسُوا إِلَىٰ وَالِدَيْكُمْ عَنِ الْوَالِدِ كَسْرًا لِقَاتٍ وَهَذَا اللَّهُ حَقٌّ فَلَا تَغْرُبَنَّكُمْ أَعْيُنُكُمْ وَاللَّيْلُ وَالنَّجْمُ وَاللَّهُ الْعَوْدُ لَكُمْ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ
اللہ اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن سے جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع پہنچا سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی دینا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں اللہ کے علم پر فریب کار۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ فِي أُمَّةٍ مِّنْكُمْ مَّخْطُوبٌ لِّمَن لَّمْ يَجْعَلْ لِّوَالِدَيْهِ إِتْمَانًا كَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کی حمایت نہ کر سکے گا اور بیٹیا باپ کی خدمت کرنے سے
 معذور ہوگا نہ مسلمان مانباپ کافر اولاد کی حمایت کر سکیں گے۔

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ يَوْمَ تَصْرَفُ الْأَكَادِمُ وَالْحِجَابُ وَيَصْرَفُ الْبُورُ وَالْمُؤَانِسُ
 تو دنیا کی فانی نعمتوں اور لذتوں کے دھوکہ میں نہ آنا اور ان پر اگر شفیقتہ ہو گئے تو شیطان ایسا مقرر ہے
 کہ دور دراز کی امیدوں میں تمہیں معصیت شعار کر دے گا۔

اس کے بعد علم خمس والی آیت کریمہ ہے جس کا شان نزول یہ ہے کہ
 حارث بن عمر و حضور کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا قیامت کب ہوگی۔
 اور میں نے کھیتی بوٹی ہے فرمائیں مینہ کب برسے گا۔
 میری عورت حاملہ ہے بتائیں اس کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا ہے یا لڑکی
 یہ بھی فرمائیں کل کیا ہوگا۔ اور میں کل کیا کروں گا۔
 میں یہ جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا آپ مجھے فرمائیں کہ میں کہاں مروں گا۔

اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمٌ السَّاعَةِ ۖ وَيُنزِلُ الْعَيْتَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي
 نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ ۚ عَدَاؤُ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۙ

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا۔

اور برساتا ہے وہی مینہ۔

اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گا۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گا۔

بے شک اللہ جانتے والا ہے۔

آیت کریمہ میں حارث بن عمر کے پانچوں سوالات کا صرف ایک ہی جواب دیا کہ کوئی نبی ولی غوث
 قطب ملائکہ بالذات کسی چیز کا علم نہیں رکھتے۔ اور جب یہ واضح ہے کہ ذاتی علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو
 حاصل نہیں تو حارث کا ہمارے جلیب سے سوال کرنا محض بے معنی ہے۔

اگرچہ یہ ضروری ہے کہ جسے چاہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ولی اور محبوبوں کو جب چاہے جتنا چاہے

جیسے چاہے خبردار کر سکتا ہے اس لیے کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے۔

چنانچہ حارث بن عمر کو جو اب دینے میں اس کی مسئولہ پانچ چیزوں کے متعلق فرمایا کہ
قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے۔

بارش برسانے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں برسا سکتا تو وہی اس کا وقت اور کیفیت
و کیفیت کو جانتا ہے

ماں کے رحم میں کیا ہے لڑکی ہے یا لڑکا اس کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

کل کیا ہوگا اور انسان کیا کماٹے گا اس پر کیا گزرے گی یہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وہ کہاں اور کب اور کس زمین پر مرے گا کہاں دفن ہوگا یہ بھی علم الہی میں ہے اگرچہ مسلمان یہ

عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ

دو چیز آدمی را گشدر زور زور یکے آب و دانه دوم خاک گور

اور مذکورہ علوم خمس اور اس کے علاوہ سب کچھ اللہ کے ہی علم میں ہے اور وہی جانتا ہے اور وہی بندہ

کو بتاتا ہے چنانچہ سورۃ جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلا استثنا علمی علوم خمس ارشاد فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ

فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهَا أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔ ہم ہی تمام غیب کے عالم ہیں خواہ علوم خمس

ہوں یا اس کے علاوہ اور ہم اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتے مگر جس کے ساتھ راضی ہو جائیں اپنے رسولوں میں

سے محبوبوں میں سے اسے بتا دیتے ہیں۔

تو خلاصہ مفہوم آئیہ کریمہ یہ نکلا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اپنے محبوبوں

مقرول نبیوں رسولوں میں سے جسے پسند فرمائے اس کو بتاتے پر قادر ہے۔

اس سے یہ عقیدہ مستنبط ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء اولیاء کو غیب

کا علم لبطا الہی بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے۔ اور لبطا الہی کسی نبی ولی کو بطریق معجزہ و کرامت

علم غیب ہونا اس اختصاص کے متنافی نہیں اس پر آیات کثیرہ اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ بارش کا وقت اور محل میں کیا ہے اور کل کو کیا کر لے ہے اور کہاں مرنے ہے ان امور کی خبریں بکثرت

انبیاء اولیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث میں وہ مذکور ہیں۔

حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کو و کثرت ناکا بیاستحق و من و دلواستحق یعقوب

کی بشارت ملی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت ملی یا زکریا انا نبی نزلناک بعلم اسمع یحییٰ

سے قرآن کریم میں ثبوت موجود ہے۔
حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی قَالَ رَأَىٰ أَنَا وَسَوَّلٌ يُدَبِّرُهُ
لَأَهَبَ لَكَ عَلَامًا مَّا ذَكِّيًّا۔

تو ملائکہ کو بھی ان چیزوں کا علم ہوتا ہے کہ فلاں حمل میں کیا ہے۔
اور ان کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطمینان دیا اور ان سب کا جانتا قرآن کریم سے ثابت ہے۔
تو آپ کو میرے قطعاً ہی معنی ہوں گے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی کو علم غیب نہیں ہو سکتا اور جب
وہ مطلع فرمادے تو نبی ولی کو علم ہوتا ہے و منتخب از خازن۔ بیضاوی۔ احمدی۔ روح البیان
یہ بحث تفصیل سے ہم اول بیان کر چکے ہیں۔ اب مفصل بقدر ضرورت تفسیر میں آگے ملاحظہ کیجئے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ لقمان پ ۱۲

الْحَوَاتِنَ الْفُلْكَ بَحْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَةِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِنَا فِي ذَلِكَ لَا يَأْتِي
بِحِكْمٍ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کی رحمت اور احسان سے تاکہ تمہیں دکھائے
اپنی نشانیوں سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔

یہ دوسرا استشہاد قدرت ہے اور اللہ عزوجل کی حکمت غایت۔ یہاں نعمۃ اللہ سے مراد احسان الہی ہے
اور لیریکم من آیاتہ سے مراد بعض دلائل الوہیت اور قدرت مطلقہ کا مظاہرہ ہے۔

إِنِّي فِي ذَلِكَ لَا يَأْتِي بِي شَكٌّ اس میں نشانیاں ہیں صبار و شکور کے لیے۔ صبار سے کنایہ ہے ان
مومن سے جو بے مقتضائے ایمان بہت صبر کرنے والا اور شکر گزار ہو۔

فَإِذَا عَشِيتُمْ مَوْجًا كَالظَّلِيلِ۔ اور جب ڈھانپے انہیں موج مثل لیر کے۔
یہاں ظلیل جو جمع ہے ظلمہ کی اس سے مراد مَا أَظْلَمَ مِنَ السَّمْعَابِ أَوْ جِبِلٍّ ہے یعنی جو گھیر لے مثل

ابریا پہاڑ کے وہ مرا ہے۔
رَأَىٰ كُنُوزٍ مَّا أَظْلَمَ السَّمْعَابِ تَظَلُّونَ ظلمہ سے مراد ابر ہے جو سایہ کر کے گھیر لیتا ہے۔

دَعُوا اللَّهَ لِيُخْلِصَ مِنْكُمْ الْبَدِينَ۔ پکارتے ہیں اللہ کو خالص و مخلص طریقہ سے۔
فَلَمَّا بَجَا هُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ۔ پھر جب ہم انہیں خشکی کی طرف نجات دیتے ہیں تو ان میں سے

کچھ لوگ قائم رہتے ہیں۔

وَمَا يَجِدُ بَيْنَنَا إِلَّا كَلَّ خَنَادٍ كَقَوْدٍ - اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتا مگر بے وفا وعدہ شکن

اور ناشکر اور

مُقْتَصِدٌ سِرِّهِ مَرَاوِسَالِكُ الْقَصْدِ هَيْبَةُ ارَادِهِ بِرِقَامٍ رَمَنُ وَالْآبِي الطَّرِيقُ الْمُسْتَقِيمُ لَا يَعْبُدُ
عَتَّةَ لِبَاغِيهَا وَأَسْتِقَامَةً الطَّرِيقِ يَعْنِي سِيدَهُ رَاسْتَهُ بِرِمْضِيوَلِي سَيِّدٍ قَائِمٍ رَمَنُ وَالْآبِي كَرَامٍ سَيِّدٍ هُوَ
كِرْسِي دُوسرے طریقہ کی طرف نہ آجائے۔

آلوسی فرماتے ہیں موجوں میں پھیننے والے دو قسم پر منقسم فرماتے۔ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَآخَرُونَ هُمُ الْمُقْتَصِدُونَ دُوسرے
باجاد تو مقتصد وہ جس کا بیان ہو چکا۔

اور باجاد وہ جو اپنے عہد سے مخوف ہو کر دھوکہ کرنے والا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَالْمُخْتَارُ مِنَ الْمُخْتَارِ
هُوَ أَسَدُ الْقَدْرِ۔

مفردات میں راغب بھی یہی تعریف کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں الْمُخْتَارُ الْقَدْرُ أَوْرِدَ مَا يَجِدُ كَمَا مَعْنَى
وَمَا يَكْفُرُ فِي - الْأَكْلُ خَنَادٍ يَعْنِي الْأَكْلُ عَدَارٌ كَقَوْدٍ يَعْنِي مَبَالِغٌ فِي كُفْرَانٍ يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى۔

فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ فِي مَن تَبْيِضِيهِ هَيْبَةُ بِرِمْضَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سِرِّهِ مَرْدِي هَيْبَةُ كَمَا عَكَرَ مَرْدِي
ابن جہل کا واقعہ سدی مصعب بن سعید اپنے والد سے راوی ہیں۔

قَالَ كَمَا كَانَ نَجْحَ مَكَّةَ أَمْرًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ أَنْ يَكْفُوا عَنْ قَتْلِ
أَهْلِهَا إِلَّا أَرَادِيَتَهُ لَعْنًا مِنْهُمْ قَالَ أَقْتَلُوهُمُ وَإِنْ وَجِدْتُمْهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عَكَرْتُمُنَّ
أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطْلٍ وَقَيْسُ بْنُ جَنَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَرْجٍ۔

فَأَمَّا عَكَرْتُمْ فَمَرَّ كَيْبُ الْبَعْرِ فَأَصَابَتْكُمْ رِيحٌ عَاصِفَةٌ فَقَالَ أَهْلُ السَّفِينَةِ أَخْلَصُوا فَإِنَّ الْهَيْبَةَ
لَا تَقْبَلُ عَنْكُمْ شَيْئًا هَهُنَا فَقَالَ عَكَرْتُمْ لَكُنْ لَكُمُ يَجِيئُ فِي الْبَعْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ مَا يَعْنِي فِي الْبَرِّ غَيْرُكَ۔
اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا أَنْ أَنْتَ عَاقِبَتِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى أَصْعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَا جِدَّةَ عَفْوًا كَرِيمًا۔
فَجَاءَ وَأَسْلَمَ۔

جب فتح مکہ ہوا تو حضور نے لوگوں کو حکم دیدیا کہ اب اپنے ہاتھ قتل اہل مکہ سے روک لیے جائیں مگر چار
آدمیوں کے لیے کہ وہ ضرور قتل کیے جائیں اگرچہ انہیں کعبہ کے پردوں میں پاؤ۔ عکر مرہ بن ابی جہل عبداللہ بن خطل
قیس بن جنابہ اور عبداللہ بن ابی سرح۔

لیکن عکر مرہ دریائی سفر میں چل دیے۔ راستہ میں انہیں ریح عاصف نے گھیر لیا تو کشتی والے کہنے لگے

اب خالص و مخلص طور پر اللہ کو پکارو اور اس لیے کہ تمہارے یہ بت تمہیں اس بلا سے نجات بہتیں دے سکتے۔
تو مگر کہہ گئے اگر یہ بت یہاں مدد نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالیٰ شانہ کے تو یہ بت خشکی میں
بھی نجات نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالیٰ کے۔

اگلی امیر ائیر سے ساتھ عہد ہے کہ اگر تو مجھے اس بلا سے نجات دیدے تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر
آکر ان کے دستِ حق پرست میں لاکھ دے کر قلاوہ غلامی ڈالوں گا اور میں نے حضور کو مجھ عقود کر م پایا ہے
چنانچہ اس طوفان سے نجات پائی اور بموجب عہد حاضر آکر شرف اسلام سے مشرف ہو گئے یہ تو
فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ مِّنْهُمْ۔

اور بقیہ تین یہ اپنی خجاست پر جمے رہے یہ جاحد اور خمار کھور ہیں۔

اس کے بعد حکم تقویٰ فرمایا جا رہا ہے اور یوم قیامت کا خوف دلایا جا رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ كَمَا اتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْعَلُونَ وَالِدًا عَنْ وَالِدِهِ وَلَدًا وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَالِدِيهِ سُبْحَانَ اللَّهِ حَقًّا فَلَا تُغْنِي عَنْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يُغْنِي عَنْكُمْ بِاللَّهِ الْعُرُودُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا جب کہ نہ کافی ہو کوئی باپ اپنی اولاد کے لیے اور نہ کوئی اولاد اپنے
باپ کو کافی ہو یہے شک اللہ کا وعدہ حق ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکہ میں ڈالے
تم کو اللہ کے متعلق وہ بڑا دھوکہ ہے۔

یہ حکم تقویٰ علی سبیل الموعظہ اور بطریق تذکیر ہے اس میں یوم عظیم کا ذکر فرما کر دلائل وحدانیت واضح
فرمائے اور لائیجزئی جزی سے یعنی قضی ہے یعنی کوئی اپنی مصیبت میں والد سے اعانت نہ لے گا اور
إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكُمْ عَلِيمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا
تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔
بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے علم قیامت۔

اور وہی بینہ برسانا ہے۔

اور جانتا ہے جو کچھ جموں میں ہے۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین پر مرے گا۔

بیشک اللہ ہی جاننے والا اور بتانے والا ہے۔

اس کا شان نزول علامہ آلوسی یہ بتاتے ہیں۔

أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عَمْرِوَةَ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ الْوَارِثُ بْنُ عَمْرِوَةَ وَجَدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ -
 وَقَدْ أُجْدِيَتْ بِلَادُنَا مَتَى تَحْصِبُ -
 وَقَدْ تَوَكَّتْ امْرَأَتِي حَبْلِي قَمَاتِلًا -
 وَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَسَبْتُ الْيَوْمَ قِمَاذَ الْكِسْبِ خَدَا -
 وَقَدْ عَلِمْتُ بِأَيِّ أَرْضٍ وُلِدْتُ فَبِأَيِّ أَرْضٍ أَمُوتُ
 فَذَلَّتْ هِدَاةَ الْاِيْتِ -

مشرکوں میں ایک شخص تھا جسے حارث بن عمرو یا وارث بن عمرو کہتے تھے۔ یہ حضور کی خدمت میں حاضر آیا اور بولا حضور قیامت کب قائم ہوگی؟ اور زمینیں ہمارے شہروں کی خشک ہو چکی ہیں اب بربک تو تازہ ہوں گی یعنی بارش کب ہوگی؟ اور میں اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر آیا ہوں تو اس سے کیا ہوگا لڑکا یا لڑکی؟ اور میں جانتا ہوں کہ آج میں نے کیا کیا تو فرمائیے کل میں کیا کروں گا؟ اور مجھے معلوم ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا فرمائیے میں کس زمین پر مروں گا۔ تو اس کے جواب میں یہ آیت گریہ نازل ہوئی اور اس میں واضح فرمایا کہ ایسے بے معنی اور لالچنی سوالات ہمارے حبیب سے کیوں کیے جاتے ہیں سنو اور کان کھول کر سن لو کہ علم قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور وہی بارش برساتا ہے۔

اور وہی خوب جانتا ہے کہ حاملہ کے حمل میں لڑکی ہے یا لڑکا مومن ہے یا کافر اس کی زندگی کتنی ہے اس کا رزق کس قدر ہے۔

اور وہی اپنے علم ذاتی میں جانتا ہے کہ انسان کل کیا کرے گا۔

اور وہی جانتا ہے کہ انسان کس زمین میں مرے گا۔

اور وہی جاننے والا خبر دینے والا ہے۔

اس آیت گریہ سے علم الخمس کا استنباط کیا جاتا ہے۔

اور اس بروہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں یہ مضمون ملتا ہے کہ حضور نے فرمایا ان پانچ باتوں کی ہر شے کے علم کی کنجیاں اللہ نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں۔ جیسے احمد طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوْتِنْتُ مَقَاتِيحَ

كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ

اور احمد ابو یعلیٰ۔ ابن جریر ابن المنذر ابن مروویہ ابن مسعود سے راوی ہیں اُدَّتِي نَبِيْتُكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَابِلَ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمُ الْخَمْسِ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ

اور ابن مروویہ علیٰ کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں قَالَ لَوْ يُعْرَفُ عَلَى نَبِيَّتِكَ إِلَّا الْخَمْسَ مِنْ سُرَابِ الْعَيْبِ هَذِهِ الْآيَةُ فِي آخِرِ لَقْمَانَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ الْآخِرَةَ الْآيَةَ الْآخِرَةَ

حضرت علیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مخفی نہ کیا گیا مگر پانچ اسرار غیبیہ یہ آیت سورۃ لقمان کے آخر میں آخر سورۃ تک ہے إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ الْآخِرَةَ

اور ایک حدیث ابن جریر ابن ابی حاتم میں قتادہ سے ہے جو مفصل اور واضح ہے۔ قَالَ فِي الْآيَةِ الْخَمْسَ مِنَ الْعَيْبِ اسْتَأْذَنَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِنَّ فَلَمْ يُطَلِعْ عَلَيْهِنَّ مَلَكَ مُقَمَّرًا وَلَا نَبِيًّا مَرْسَلًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ وَلَا يَدْرِي أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ فِي أَيِّ سَنَةٍ وَلَا فِي شَهْرِ الْيَلَاءِ أَمْ نَهَارًا

وَيُنَزِّلُ الْعَيْثُ فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَتَى يَنْزِلُ الْعَيْثُ الْيَلَاءِ أَمْ نَهَارًا
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا فِي الْأَرْحَامِ إِذْ كَرَّمَ أُمَّهُنَّ أُمَّهُنَّ أُمَّهُنَّ أُمَّهُنَّ
وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ عِنْدَ الْجِبْرَاءِ أَمْ نَهَارًا

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَدْرِي أَيَّنَ مَضْجَعًا مِنْ أُمَّ فِي بَيْتِ أُمَّ فِي جَبَلٍ

فرماتے ہیں آیہ کریمہ میں پانچ چیزیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص فرمائیں تو ان کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں ہوتا وہ یہ ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ۔ بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا تو نہیں جانتا کوئی کربا کب قائم ہوگی کس سن میں ہوگی اور کس مہینہ میں راستہ میں ہوگی یا دن میں۔

وَيُنَزِّلُ الْعَيْثُ۔ اور وہی مہینہ ہر ساتا ہے تو کوئی نہیں جان سکتا کہ کب بارش ہوگی رات میں ہوگی یا دن میں۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ اور وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں جو کچھ ہے اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا۔

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ۔ اور کوئی نہیں جان سکتا کہ کل کیا کرے گا بھلی بات یا بری بات یا نیکی

یا بدی؟

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ - اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بِدَارِيٍّ مَضْمَعُهُ مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَجْهَرُ أَمْرِي فِي سَهْلِ أَمٍّ فِي جَبَلٍ - کوئی نہیں جانتا لوگوں میں سے کہ اس کی خواب گاہ کہاں ہے زمین میں سے یا دریا میں خشکی میں ہے یا جنگل میں یا پہاڑ میں اس کے بعد اوسنی فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي يَتَّبِعِي أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ كُلَّ غَيْبٍ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَيْسَ الْمَغْيبَاتُ مَحْصُورَةً بِهَذِهِ الْخَمْسِ أَوْ بِيَاتٍ تَوِيهٍ بَعْدَ كَيْفِهَا فِي تَمَامِ غُيُوبٍ وَهِيَ جِبَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَيْفَ سَوَاءٌ ذَاتِي طُورٍ كَوْنِي نَهْنِي جَاتَا أَوْ مَغْيبَاتٍ صَرَفَ انْ يَابِجَ عِلْمٍ مَبْصُورَةٍ نَهْنِي -

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ ہی کو خصوصیت سے کیوں بیان فرمایا اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَإِنَّمَا حَصَرْتُ بِالذِّكْرِ لَوْ قُوعِ السُّؤَالِ عَنْهَا أَوْلَا تَمَا كَثِيرًا مَّا شَتَّافَ النَّفْسُ إِلَى الْعِلْمِ سَهْمًا -

یہ خصوصی تذکرہ علم خمس کا اس وجہ میں فرمایا گیا کہ وارث بن عمرو یا حارث بن عمرو نے انہیں باتوں کا سوال اٹھایا تھا تو اس کے سوال کا جواب دیدیا گیا کہ یہ چیزیں وہ ہیں جن کا علم بالذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے البتہ وہ جسے چاہے عطا فرما سکتا ہے۔

یا اس وجہ میں ان پانچ باتوں کا ذکر فرمایا کہ اکثر لوگ ان چیزوں کے شائق ہوتے ہیں۔

وَذَكَرْتُ الْقِسْطَ لِأَنَّ دَكْرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَسَّافَانِ كَانَ الْقَيْبُ لَا يَتَنَاهَى لِأَنَّ الْعَدَادَ

لَا يُفِي ذَاتًا عَلَيْهِ - علامہ قسطلانی نے ذکر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ علموں کا ہی ذکر فرمایا اگرچہ غیب تو اتنے ہیں کہ ان کی انتہا ہی نہیں ہے اور چونکہ ایک عدد معین منافی زوائد نہیں ہوتا اس لیے اس میں ہفتی الخمس لازم نہیں آتا۔

پھر فرماتے ہیں۔

وَإِنَّمَا يُجُودُ أَنْ يُطَّلِعَ اللَّهُ تَعَالَى بَعْضَ أَصْفِيَاءِهِ عَلَى إِحْدَى هَذِهِ الْخَمْسِ وَيُزِقُّ عَزْوًا جَلَّ الْعِلْمُ بِذَلِكَ فِي الْجَمَلَةِ وَعِلْمُ الْخَاصِّ بِهِ جَلٌّ وَعَلَامَا كَانَ عَلَى وَجْهِ الْإِحَاطَةِ وَالشُّمُولِ لِأَحْوَالِ كُلِّ مَنَابِتٍ وَتَقْصِيْلِهِ عَلَى وَجْهِ الْأَتْعَةِ -

اور یہ یقیناً جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیاء کو کسی غیب سے مطلع فرما دے عام اس سے کہ وہ علم خمس میں سے ہو یا دوسرے علوم سے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ ان علموں میں سے یا علوم

خاص میں سے علی وجہ الا تم مطلع فرما کر اس پر جسے چاہے محیط فرما دے۔

پھر شریح مناوی کبیر للجامع الصغیر میں اسی حدیث بریدہ پر جس میں خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ بحث کرتے ہوئے مذکور ہے۔

فَلَا يُنَافِيهِ اِطْلَاعُ اللَّهِ تَعَالَى بَعْضَ خَوَاصِّهِ عَلَى بَعْضِ الْمَغِيَّبَاتِ حَتَّىٰ مِنْ هِدَايَةِ اللَّهِ لِيُنَافِيهِ مَجْرِبَاتٌ مَعْدُودَةٌ وَأَمَّا الْمَعْتَرِكَةُ لِذَلِكَ مُكَابَرَةٌ - یہ منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض اپنے خواص کو بعض مغیبات سے اطلاع دیدے جتنی کہ علم خمس میں سے بھی اس لیے کہ وہ جزئیات معدودہ ہیں اور اس سے معترکہ کا انکار محض مکابرہ ہے۔

اور اس قسم کے مغیبات کا عطا فرمانے کی روایتیں شفا شریف اور مواہب لدنیہ میں موجود ہیں جیسے ثابت ہے کہ حضور نے بطریق معجزہ بہت سے مغیبات سے اطلاع دی۔

پھر جس چیز کا علم بے عطاء الہی حاصل ہو سکتا ہے وہ علم انبیاء کرام کو بطریق اولیٰ حاصل ہونا چاہیے جیسے بخاری شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

بِسْمِ اللَّهِ ذَكَرْتُ بِالرَّجِحِ مَلَكًا يَقُولُ يَا رَبِّ نَظْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مَضْغَةٌ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَ عَالٍ أَذْكَرٌ أَمْ أُنْثَىٰ سَتِي أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَيَكْتُبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ - فَيَحْتَسِبُ كَيْفَ عَمَلُ الْمَلَكِ بِذَلِكَ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ خَلْقِهِ عَمَّا وَجَلَّ وَهَذَا الْإِسْنَانُ الْإِخْصَاصُ وَالْإِسْتِثْنَاءُ -

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو رحم پر مقرر فرماتا ہے وہ عرض کرتا ہے الہی اب نطفہ ہے الہی اب علقہ ہے الہی اب مضغہ ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اس کی تخلیق فرمائے تو فرشتہ عرض کرتا ہے لڑکی ہو یا لڑکا ستی ہو یا نینک اس کا رزق کتنا ہو اس کی زندگی کتنی ہو تو یہ تمام باتیں ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی پیشانی پر لکھ دی جاتی ہیں۔

تو اس وقت ان تمام امور سے فرشتہ واقف ہوتا ہے اور جسے اپنی مخلوق سے اللہ چاہے واقف کرتا ہے تو یہ چیزیں اخصصاص کے منافی نہیں ہیں اس لیے کہ تمام معلومات بے عطاء الہی ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں کہ ان پانچ غیوب کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں حتیٰ کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کا ہزاروں حصہ ہیں تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے۔

اور برزخ غیب ہے۔

بہشت غیب ہے۔

دوزخ غیب ہے۔

جنت غیب ہے۔

حساب غیب ہے۔

نامہ اعمال غیب ہے۔

قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے۔

قبروں سے اٹھانا غیب ہے

فرشتے غیب ہیں

ان کے سوا اللہ تعالیٰ کے لشکر غیب ہیں۔

ان کے سوا اور ایسے ایسے غیب ہیں جن کی جنس تک ہم نہیں گنا سکتے۔

غرض کہ بے گنتی وہ غیب ہیں جو ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔

مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان کا ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ غیب کا بیان کیا اس

کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ پانچ غیب و خفا کے اندر زیادہ داخل ہیں۔

حالانکہ یہ وجہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کا ہنوں کا تھا۔

اور اس زمانہ کے کافر علم غیب جاننے کا دعویٰ رکھتے تھے۔

ربل سے نجوم سے قیافہ سے عیاقہ سے زجر سے طیر سے پالستوں سے اور ان کے سوا اپنی ہونسوں سے

بزرگدھیریوں میں محفی تھیں جن کا تعلق آخرت اور ملائکہ سے کچھ نہ تھا۔

اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان گمراہ فنون میں کوئی راہ تھی اندھے تھے اور اندھیریوں میں ٹکراتے

پھرتے تھے وہ یہی کہا کرتے تھے کہ

پینہ کب ہوگا کہاں ہوگا۔

پیٹ کا بچہ لڑکی سے یا لڑکا۔

اور کل کیا کیا جائے گا تجارت کا کیا حال ہوگا۔

اور مسافر گھر واپس آئے گا یا وہاں ہی کسی جگہ مر جائے گا۔

یہ چار چیزیں خاص طور پر وہ لوگ اپنی مرکز بحث پر لاتے اور سوالات کرتے تھے۔

ان کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرما کر کہا کہ یہ بھی انہیں باتوں کی جنس سے تھا چنانچہ یَسْئَلُونَكَ
عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِمُهَا. عَمَّا يُنْسَاءُ كَوْنٌ عَنِ النَّبِإِ الْعَظِيمِ الَّذِي هُوَ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ فِيهِ
ان کی پریشان خیالیاں ظاہر کی گئیں۔

اس لیے کہ جس کی موت ان کے سوالات میں تھی وہ فرداً فرداً تھی اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے
اور جو فن نجوم سے واقف ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس فن کے زعم پر ستاروں کی دلالت عام حادثوں
کی نسبت خاص کی بہت زائد ہے۔

اور کسی ایک گھر کی خرابی یا ایک شخص کی موت کے لیے ان کے پاس کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس پر وہ اپنے
زعم میں بھی یقین کر سکیں۔

اس لیے کہ ستاروں کی تطہیں اور جوگ اور باہمی نسبتیں جزئی باتوں میں اکثر ایک دوسرے کے خلاف
پڑتی ہیں بلکہ سب کے زائچہ پیدائش یا عمر کے زائچہ سال میں بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جو ستارہ کسی گھر
میں ہو یا اس کی طرف دیکھ رہا ہو وہ صنعت و قوت کی باہمی مزاحمت سے خالی ہو۔

تو اگر ایک طرف سے وہ بدی پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب سے بھلائی پر اور اس فن والے
صرف اٹکل دوڑاتے ہوئے ایک جانب کو ترجیح دیدیتے ہیں اور جہر کا پلہ ان کے نزدیک بھکتا ہے اس
پر حکم لگا دیتے ہیں۔

مگر ظاہر ہے کہ عالم میں انقلاب عام کے لیے ان کے یہاں ایک قاعدہ مقرر ہے اسے قرآن اعظم
کہتے ہیں یعنی دونوں اونچے ستارے زحل اور مشتری کا تینوں بروج آتش حمل۔ اسد۔ قوس سے کسی کے
اول میں جمع ہونا۔

جیسا کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام میں ہوا۔

اور حساب سے ظاہر ہے کہ آنے والے قرآن بھی یوں ہی معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ کہ وہ کتنے برس
کے بعد ہوگا اور کیا ہوگا۔

اور یہ کہ کس برج کے کس درجہ کس دقیقہ میں ہوگا اور کس طرف ہوگا اور کتنے دن رہے گا اور ایک
ستارہ دوسرے کو چھپائے گا یا کھلا رہے گا اور اس کے سوا اس سے اور کیا باتیں پیش ہوں گی۔

اس لیے کہ نجوم مسخرات بہ حساب قویم ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے ذٰلِكَ تَقْدِيرُ
الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ یہ ایک مضبوط حساب کے باندھے ہوئے ہیں یہ زبردست جاننے والے کا اندازہ
مقرر فرمایا ہوا ہے۔

تو گویا ذکر قیامت فرما کر ان کے دلائل کی بیخ کنی فرمادی گئی اور بتایا کہ تمہارے علموں اور وہموں کی اگر کچھ حقیقت ہوتی جیسا کہ تم اپنے اوام میں سمجھے ہوئے ہو تو کسی ایک شخص کی موت جانتے سے تمہیں قیامت کا علم زیادہ آسانی سے حاصل ہوتا۔

مگر تم نہیں جانتے محض اٹکل سے جو ذہن میں آتا ہے لکھتے ہو۔
اور حسابات کے تحت یہ امر ثابت ہے کہ اگر دنیا باقی رہی تو علویین کا قرآن اعظم ۸۴۲ھ کے بعد ضرور واقع ہوگا جو ہماری اس تاریخ سے ۲۳ رذی قعدہ ۱۸۶۱ھ کی آدھی رات کے قریب حمل کے تیسرے درجہ میں ہوگا۔

پھر ظہور امام ہمدی علیہ الرحمۃ اسی صدی کے آخر میں ہونا چاہیے چنانچہ لسان المحقق سید الملک الشافعی امام اجل شیخ اکبر شیخ الدین بن عربی اپنی کتاب الدر المنکون والجوہر المصنون میں فرماتے ہیں۔
إِذَا آذَانُ الزَّمَانِ عَلَى حُرُوفٍ
بِإِسْمِ اللَّهِ فَالْمُهْدِي قَامَا
وَيُخْرِجُ بِالْحَطِيمِ عَقِيْبَ صَوْمٍ
الْأَقْرَانُ مِنْ عِنْدِي السَّلَامَا
یعنی جب زمانہ ذور لیسم اللہ کے حروف پر ہوگا تو امام ہمدی علیہ الرحمۃ قائم ہوں گے۔

اور حطیم میں بعد روزہ کے خروج فرمائیں گے تو میری جانب سے انہیں سلام عرض کرنا
لیکن جو حدیث میں ہے إِنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبَعَةَ الْأَتِ سَنَةٍ أَنَا فِي آخِرِهَا الْفَا رِدَاةُ الطُّبَا
فِي الْكِبَرِ وَالْبَيْهِقِي فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنِ الضَّمَالِ بْنِ أَمَلِ الْجُهَيْنِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے پچھلے ہزار میں ہم ہیں۔
پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ پانچ باتیں
ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔ اے
محبوب آپ فرمادیں کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام حکم فرمایا اور ہم دونوں
فرمانوں پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے کہ

خاص عام کی نفی نہیں کرتا

تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان علوم خمسہ سے علو

و شرف میں وقت و لطافت میں کہیں زائد نہیں اہیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔
 بلکہ میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ کوئی کچھ نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔ بلکہ حقیقی وجود کسی کے لیے
 نہیں سوا واجب الوجود جلت و عظمت کے۔

اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کے تمام مقولوں میں سب سے زیادہ سچا قول لعید کو فرمایا جو
 اس نے کہا **الْأَكْلُ شَوْحٌ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ**

تیر دار رہو ہر شے اللہ تعالیٰ کے سوا بے حقیقت ہے۔

اور اسلام میں عوام کے اندر مسلم ہے کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود
 اور خواص میں اس کے معنی یہ ہیں **لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ** اللہ کے سوا کوئی مقصود ہی نہیں۔

اور اخص الخواص کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں **لَا مَشْهُودَ إِلَّا اللَّهُ** اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا
 اور مہتمی درجات عرفان کے نزدیک **لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ** معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود ہی

نہیں اور اہل اسلام میں یہ سب معنی سچی ہیں۔

مگر ایمان کا مدار **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** پر ہے۔

اور صلاح کا مدار **لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللَّهُ** پر ہے۔

اور سلوک کا مدار **لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ** پر ہے۔

اور وصول الی اللہ کا مدار **لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ** پر ہے۔

ذَقْنَا اللَّهَ مِنْ جَمِيعٍ حَظًّا وَإِنِّي لَأَمِنٌ بِكَرْهِهِ أَمِينٌ

اور حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں یہ اشعار پڑھے۔

فَأَسْتَهْدُ أَنَّ اللَّهَ لَا شَيْءَ عِوَاهُ وَأَنْتَ مَأْمُونٌ عَلَيَّ فِي عَائِبِ

وَأَنْتَ أَذَى الْمُرْسَلِينَ شَفَاعَتًا إِلَى اللَّهِ يَا بِنَ الْأَكْرَمِينَ الْأَطْهَانِ

فَكُنْ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ

سِوَاكَ بِمَعْنٍ عَنِ سِوَا دِينِ قَارِبِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہی اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام

مغیبات کے امین ہیں۔

اور بے شک آپ اے طیب و طاہر آباء و اہمات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت

میں اللہ کے قریب ہیں۔

تو آپ میرے سفارشی بن جائیں اس دن جس دن کوئی سفارشی نہ ہو اور کوئی سواد بن قارب کو
 نفع نہیں پہنچا سکتا۔

یہ رباعی مستدام احمد میں ہے۔ اب اس کی شرح لطیف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اول: حضرت سواد بن قارب نے اپنی شہادت میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے وجود کی نفی فرمائی۔
 دوم: حضور عالم غیوب کی ذات گرامی کو غیبوں کا علم ثابت کیا بلکہ علوم غیبیہ کا امین بتایا اور جسے تمام
 غیوب میں سے یہ پانچ نہیں معلوم اسے علوم غیبیہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

ہوم: اس عقیدہ کا اعتراف فرمایا کہ حضور کو منصب شفاعت عطا ہو چکا جیسا کہ خود حضور نے بھی فرمایا
 ہو مسلم شریف میں ہے وَأُعْطِيَتِ الشَّفَاعَةَ مجھے شفاعت کا منصب عطا ہوا۔ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا
 لِمَنْ أَذِنَ لَهُ کسی کی شفاعت نفع نہیں دے گی مگر اس کی جسے اذن دیدیا گیا۔

اور ارشاد ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
 لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ اور وَاسْتَغْفَرُ لَكَ ذُنُوبَكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اور اپنے خاص علاقہ
 والوں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے بخشش طلب فرمائیں۔

چہارم: یہ کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے
 قریب تر ہے۔

پنجم: یہ کہ سواد بن قارب نے حضور سے فریاد کی اور اس طرح حضور سے فریاد کرنا سنت صحابہ ہوئی۔

ششم: یہ کہ حضرت سواد بن قارب کے نزدیک شفاعت حضور ہی پر منحصر ہے حضور کے سوا کسی کو
 شفاعت کا حق نہیں جیسا کہ حضور نے فرمایا أَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِكُمْ وَلَا تُخَدُّوْنَ مِنْ سِوَايَ شَفَاعَتِ
 كَمَا لَكُ هُنَّ وَأُورِيَنَّ فِي خَزَائِنِ قُلُوبِكُمْ طُورِيَّهَ نَبِيٍّ قَرَأَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

ہفتم: یہ کہ سواد بن قارب کے نزدیک حضور کا دامن ہی پکڑنا کام آئے گا۔

ان تمام فنائوں و قوائیل کا خلاصہ پھر بھی یہی نکلتا ہے کہ جو کچھ جیسے جتنا عطا ہوا وہ سب لبعطاء
 الہی ہوا۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ بموجب تحقیق اللہ کرام آئیے کہ میرے نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے
 عطا الہی اپنے لیے علم غیب مانے۔

بحث مذکورہ سے سجدہ تعالیٰ واضح ہو گیا۔ لیکن اِنَّ اللَّهَ جِدُّكَ عَلَّمَ السَّاعَةَ الخیر یہ سوال پیدا
 ہو سکتا ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے یہ علم دے سکتا ہے مگر اس کا ثبوت کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے یہ علم کسی کو دیا بھی ہے۔

اور یہ آیت کہ یہ ان لوگوں کے لیے خاص دستاویز ہے جو تنقیص علم مصطفیٰ کرتے ہیں ہی اسلام سمجھتے
 رہیں اور بے جھگمے بوجھے پڑھ دیتے ہیں اور اس سے وہ اپنے خیال کے مطابق یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم عالم جمیع اشیاء نہیں ہیں۔

حالانکہ اصولاً یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں جہاں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم
 کی مقصود ہے جو بلا عطاء الہی ہو اور جو علم حق سجادہ و تعلقے خود تعلیم فرمادے اس کی نفی ہرگز نہیں بخالیہ
 الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِ أَحَدٍ الْأَمِنِ اذْ لَنْبِي مِنْ رَسُولٍ مِّنْ الْأَحْرَفِ اسْتِشَاءَ اِسْمِ طَرَفٍ مِّشْرِ بِي
 کہ بلا عطاء الہی کسی پر علم غیب ظاہر نہیں اور یہ عطاء الہی جس پر اللہ راضی ہو اس پر غیب کا انکشاف
 فرمادیتا ہے۔

اب ہم مذکورہ علوم خمس پر احادیث سے استشہاد کرتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ حدیث پیش کرتے ہیں
 وَهَاتَا أَتَاكَ فِي الْمَقْصُودِ بِعَوْنِ الْمَعْبُودِ

علم قیامت حضور کو حاصل تھا

مشکوٰۃ المصابیح - کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے۔

کہ جب روح الامین نے حضور سے سوال کیا کہ فَأَخْبِرْنِي بِالسَّاعَةِ حَضُورِ قِيَامَتِ كَيْبِ هُوَ كِي تُو
 فَرِيَا مَا الْمَسْئُولَ عَمَّا بَأَعْلَمُ مِنَ السَّائِلِ - جبریل اس سے جتنے تم واقف ہو میں بھی اتنا ہی واقف
 ہوں دریافت کرنا زائد ہے۔ اور آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَكَ عَلَمُ السَّاعَةِ تِلَاوَتِ فَرَانِي۔

اس پر صاحب اشعة الملععات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”مراد آن ست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل اینہاراندہ داند آہنا از امور غیب اند کہ جز خدا آند کہ
 نداند مگر آنکہ وے تعلقے از نزد خود کسی را بوجی والہام بداناند“

اس کا مفہیم ایک فارسی دان ہی سمجھ سکتا ہے کہ جسے جناب حق سبحانہ نے یہ علم تعلیم فرمادیا اس سے

اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اس شخص سے نفی کی گئی ہے جو شکل سے ان علوم کے جانتے
 کا دعویٰ دار ہو۔

علامہ ابوسیم سجوری رحمہ اللہ شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں وَكُنْ بِمُخْرَجِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِنَ الدُّنْيَا لِأَنَّكَ بَعْدَ أَنْ عَلَّمَهُ اللهُ تَعَالَى بِهَيْدِكَ الْأُمُورِ الْحَسَنَةِ حَضُورِ دُنْيَا سَيِّئَاتِ تَشْرِيفِ نَدَى كُنْ
 مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امور خمسہ بھی تعلیم فرمادیں۔

ابریز شریف میں ہے قُلْتُ لِلشَّيْخِ ذَخْرِي اللهُ عَنْهُ فَإِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ

اِحْتَفُوا فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الْمَذْكُورَاتِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اِنَّ
 اللهُ عِنْدَكُمْ عَلِمَ السَّاعَةَ فَقَالَ كَيْفَ يَخْفَى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَّاحِدُ
 مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ لَيْتِهِ الشَّرِيفِ لَا يُبَيِّنُ التَّصَرُّفَ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هِدَاةِ الْخَمْسِ -

میں نے اپنے شیخ عبد العزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء و خطباء سر محمدین وغیرہ کا اس مسئلہ
 میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا جس کا تذکرہ اِنَّ اللهُ عِنْدَكُمْ
 عَلِمَ السَّاعَةَ میں ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے جب کہ
 ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف کرنا ممکن نہیں۔

اس جواب سے واضح ہوا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں پر عطا الہی عالم تھے۔

تفسیر روح البیان میں ہے یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ تَمُوتُهَا كَيْفَ تَمُوتُ قَدْ ذَهَبَ لِبَعْضِ
 الشَّائِحِ اِلَى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِفُ وَقْتُ السَّاعَةِ بِاَعْلَامِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ
 لَا يَبْقَى اِلَّا فِي الْخَمْسِ فِي الْاَيَاتِ - بعض مشائخ کرام اسی طرف گئے کہ حضور وقت قیامت جانتے تھے اور اللہ
 تعالیٰ کے کتاب سے اور یہ اس صحر کے منافی نہیں جو آیت کریمہ میں ہے۔

فتوحات و سببہ تشریح از لعین نووی میں ہے فَاِنَّ قَوْلَ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِبْتِ
 اَنَا وَالسَّاعَةُ كَمَا تَكُنْ يَدُلُّ عَلَى اَنَّكَ عِنْدَكَ مِنْهَا عِلْمًا وَالْاَيَاتُ لِقَضَى اَنَّ اللهُ تَعَالَى
 تَعْلَمُ دِيْعَلِمَهَا فَاَلْحَوَابُ كَمَا قَالَ الْعَلِمِيُّ اَنَّ مَعْنَاهُ اَنَا النَّبِيُّ الْاٰخِرُ فَلَا يَلِيْنِي نَبِيٌّ اٰخَرٌ
 اِنَّمَا يَلِيْنِي الْعِمَّةُ وَالْحَقُّ كَمَا قَالَ جَمَعَ اِنَّ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يَقْبِضْ نَبِيًّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ حَتَّى اِطَّلَعَ عَلَى كُلِّ مَا اَبْرَهَمَ عَنْهُ الْاَيَاتُ اَمْرًا بِكُمْ بَعْضِ وَالْاَعْلَامُ بِبَعْضِ -

جہاں سے مذکورہ سے واضح و واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الہی وقت قیامت کا
 علم تھا مگر اس کے کتمان کا حضور کو حکم تھا۔

اور حضور دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل ان تمام علوم پر مطلع کر دیے گئے جو آپ پر مہم تھے
 ان میں سے بعض علوم ظاہر فرشتے کا اذن تھا اور بعض کے مخفی رکھنے کا۔

اب دُنَيْرُ بْنُ الْعَيْثِ رِبَارِشُ كَيْفَ عِلْمُكَ مَتَعَلَّقٌ بِكُلِّ حَدِيثٍ مَلَاخِظٍ هُوَ -

مشکوٰۃ شریف میں ترمذی میں ایک طویل حدیث تو اس بن سمعان کی روایت سے بَابُ الْعِلْمَانِ
 بَيْنَ يَدَيْهِ السَّاعَةِ فِي حَضْرَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسَتْ هِيَ -

ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرَدًا دَابِرًا - پھر اللہ تعالیٰ ایک پینہ بھیجے گا

جس سے کوئی گھر شہر اور گاؤں کا خالی نہ رہے گا۔

اور اسی مشکوٰۃ میں باب لَا يَقُومُ السَّاعَةَ إِلَّا عَلَى ثَرَارِ النَّاسِ میں عبداللہ بن عمر کی روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں تَعَزَّيْبُ سِنِّي اللَّهُ مَطَرًا كَانَتْهُ الظَّلُّ قَبِلَتْ مِنْهَا أَجْسَادُ النَّاسِ۔ پھر اللہ تعالیٰ مثل شبنم ایک بارش بھیجے گا جس سے تمام مردہ جسم دوبارہ اُگ سکیں گے۔
ان ہر دو احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضور نے قبل از وقت بارش کی خبر دی اور اس کا اثر ظاہر فرمایا۔ اور یہ علم حضور کے صدقہ میں حضور کے خدام کو بھی حاصل تھا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے جو اسی آیت کریمہ کے تحت منقول ہے۔

وَلَكِنْ كَثِيرًا مَّا سَمِعْتُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ يَقُولُ نَطَرُ السَّمَاءِ عَدَاوَةً لِكَيْلًا فَيَطْرُقُ كَمَا قَالَ كَمَا سَمِعْنَا أَنَّ يَحْيَى بْنَ مُعَاذٍ كَانَ عَلَى رَأْسِ قَبْرِ أَبِي ذَرٍّ وَقَدْ دَفِنَهُ وَقَالَ لِعَامَّتِهِمَا مَنْ حَقَرَاتٍ هَذَا الرَّجُلِ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ إِلَهِي إِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَأَنْزِلْ عَلَيْنَا الْمَطَرَ قَالَ الرَّادِيُّ فَظَنَّتْ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا دَأَيْتُ فِيهَا رَاحَةً سَحَابٍ فَأَنْشَأَ اللَّهُ سُبْحَانَكَ مَحَابَةَ مِثْلَ تَرْسٍ فَطَرَّتْ فَهَجَعْنَا مُبْتَلِينَ.

میں نے اکثر اولیاء سے سنا کہ کل مینہ برسے گا یا رات کو تو وہ برسے اور اس روز برسے جسکی بابت فرمایا اور ہم نے سنا کہ یحیی بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر تشریف فرما تھے آپ نے حاضرین جازہ سے فرمایا یہ جو دفن کیا گیا ہے اللہ کا ولی ہے۔

یا الہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آسمان پر نظر ڈالی تو بادل کا پتہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا کیا اور مینہ برسا یا ہم لوگ بھیجتے ہوئے وہاں سے لوٹے۔
اب دَعَلَكُمْ مَا فِي الْأَذْحَامِ۔ پر رجموں کے اندر جو ہے اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع باعلام الہی تھے۔

چنانچہ حضور نے حضرت امام ہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ خبر اس وقت دی گئی ہے جبکہ لطفہ بھی لپشت پدر سے رحم مادر میں نہ آیا۔

یہی خبر حضور نے سید الشہداء امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کی ولادت کی خبر پیدا ہونے سے قبل دی چنانچہ مشکوٰۃ باب المناقب اہل البیت میں بروایت ام فضل وارد ہے۔
کہ ام فضل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آج میں نے نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے حضور نے فرمایا وہ کیا دیکھا ہے؟

عرض کی حضور میں نے دیکھا کہ حضور کے جسم پاک سے ایک ٹکڑا اکٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا حضور نے فرمایا یہ خواب تو نہایت مبارک ہے انشاء اللہ سیدہ زہراء کے لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حدیث مبارک کے یہ الفاظ ہیں قَتِدْنَا فَاظْمَتْنَا اِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِي حَجْرِكَ۔

صاحب تفسیر عرّاش الیّان آہ کر یہ کہے سخت فرماتے ہیں۔
 وَ سَمِعْتُ اَيْضًا مِنْ بَعْضِ اَوْلِيَاءِ اللهِ (تَبَا) اَخْبَرَ مَا فِي الرَّجْمِ مِنْ ذِكْرِكَ وَاَنْتَ قَدَّائِتَ بَعِيْنِي مَا اَخْبَرَكَا مِنْ بَعْضِ اَوْلِيَاءِ كَرَامِ سَبِيْحٍ رَحِمَ فِيْهَا اس كِي پيشگوئی سنی کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی اور میں نے حسب پیشگوئی اس کی ولادت آنکھوں سے دیکھی۔

پھر ڈاکٹر لوگ اکیس ریز کے ذریعہ تقاضا دیتے ہیں کہ لڑکی ہے یا لڑکا ایک بچہ ہے یا دو۔
 حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔
 ”نقل میکنند کہ والد شیخ ابن حجر فرزند زہراء زینب کبریٰ کا بیٹا حضور شیخ رسید فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند۔“

شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی ایک روز آپ رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا تیری پشت سے ایسا فرزند آجمنڈ پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا پر ہوگی چنانچہ حسب پیشگوئی علامہ ابن حجر عسقلانی پیدا ہوئے۔

اور وَا تَذَرْنِي فَنَقِسْ مَاذَا لَكُنِي عَدَاةً سَلَكِي كَلَّ كِي بَاتٍ بِرَبِّهِ مَلَاظِمٌ هُو۔

مشکوٰۃ شریف باب معجزات میں عمرو بن الخطاب القساری سے مروی ہے۔

صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَانَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَفَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَاثِبٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمْنَا اَحْفَظْنَا دَاةً مُسَلِّمًا۔

حضور نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر ہو گئی آپ منبر سے اترے نماز ادا کی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو حضور نے قیامت تک جو ہونا تھا وہ سب بیان کیا۔ فرماتے ہیں اب ہم میں زیادہ عالم وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ یاد رکھا۔

اس حدیث سے کل کی خبر ہی نہیں بلکہ قیامت تک کی خبر دینا ثابت ہے۔

اور اگر فدا کے ماتحت ہی سند مطلوب ہے تو مشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب میں یہ حدیث ہے۔

قَالَ يَوْمَ خَيْرٍ لَّا أُعْطِيَتْ هَذِهِ الرَّايَةُ عَدَا رَجُلًا يَقْتَعُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ بِمُحِبِّ اللَّهِ وَ
 دَسُوكًا وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَدَسُوكًا. غزوه خيبر پر حضور نے فرمایا یہ جھنڈا کل ہم ایک ایسے شخص کو دینگے
 جس کے ہاتھ سے اللہ فتح عطا فرمائے گا۔ اللہ اور رسول اسے محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے
 محبت رکھتا ہے چنانچہ دوسرے دن وہ جھنڈا حضرت شہید خدا اسد اللہ اکرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا اور خیر فتح
 ہوا اس روایت کے راوی سہل بن سعد ہیں۔

یہاں بطور دفع دخل مقدر اس امر کا صاف کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے مقول آباء پر یوم بعات کا مرتبہ کرتے ہوئے جب گایا۔

وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي عَدُوِّ

تو منع فرمایا کہ یہ مصرعہ چھوڑ کر باقی گاؤں اس پر بعض یہ شبہ ڈالتے ہیں کہ تعلیم مافی غد گائے سے حضور نے روکا
 اور یہ روکتا نفی تقریبی ہے لہذا یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور کو کل کا علم ہے۔

اس کا جواب مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ میں ہے جو ملاحظہ فرمائیں۔

فَاِنَّمَا مَنَعَ الْقَائِلَةَ بِقَوْلِهَا وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي عَدُوِّ بِكَرَاهَةِ نِسْبَةِ عَلِيمِ الْغَيْبِ الْبَيِّنَاتِ لَا

يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللَّهُ وَ اِنَّمَا يَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَيْبِ مَا اَعْلَمَ.

اَوْ لِكِرَاهَتِهِ اَنْ يُدَنَّ كَرَاهِيَةً فِي اِتِّنَانِ فَضُوْبِ الدَّفْرِ.

اَوْ اِتِّنَانِ مَوْرِيْتِهِ الْقَتْلِي لِعِلْمِهِ مَنْصِبِهِ عَنِ ذَلِكِ.

لڑکیوں کو حضور نے اس واسطے منع فرمایا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً حضور کی طرف کر دی تھی

حالانکہ حضور کو تمام علوم بتعلیم الہی حاصل ہوئے تھے۔

یا اس واسطے کہ حضور نے اس بات سے کہ است کی کہ دف بجاتے ہوئے آپ کا ذکر کیا جائے۔

یا مرتبہ گائے ہیں آپ کی ثنا کی جائے اس لیے کہ یہ آپ کے علم منسوب کے خلاف ہے۔

اب ونا تدری نفس بائی ارض موت دس زمین میں مرے گا، اس کے متعلق بھی معلوم کیجئے۔

مشکوٰۃ المصابیح۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ

خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَصِّبُهُ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِمِشْبِي تَحْتَ رَاِحِلَتِي فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسَى اَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا اَوْ لَعَلَّكَ

اَنْ تَلْقَانِي بِمِجْدِي هَذَا اَوْ قَابِرِي فَبَكَى مُعَاذٌ حَسِيًّا لِقَرَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرماتے ہیں جب حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت

فرمانے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد بیماری
 تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزر رہا۔
 حضرت معاذ یہ کلمات جاگداز سنکر فراق حضور کے خیال سے بیقرار ہو کر رونے لگے۔
 حدیث مذکورہ سے بایں ارض تموت کی تفسیر صحیح و واضح ہے۔
 شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی الکمال فی اسماء الرجال میں امام شافعی رحمہ
 اللہ کے حال میں لکھتے ہیں۔

قَالَ الْمُؤَدِّيُّ دَخَلْتُ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي عِلَّتِهِ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَقُلْتُ كَيْفَ أَصَبَحْتَ قَالَ أَصَبَحْتُ
 مِنْ الدُّبْيَارِ أَحْلًا وَإِخْوَانِي مُفَارِقًا وَلِكَاثِ الْمَدِينَةِ شَارِبًا وَبِسُوءِ أَعْمَالِي مُدْلِقِيًا وَعَلَى اللَّهِ
 وَارِدًا۔ مرنے فرماتے ہیں میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آیا جبکہ آپ اس مرض میں تھے
 جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

میں نے عرض کی آج کیسی صبح فرمائی تو ارشاد ہوا ایسی صبح کی ہے کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں
 اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں
 اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے والا ہوں۔

فَلَا أَدْرِي أَدْخُنِي يَوْمَئِذٍ إِلَى الْجَنَّةِ فَأَهْنِيهَا أَدْرِي النَّارَ فَأَعْزِي بِهَا تَوْبَتِي وَأَنْشَأُ يَقُولُ
 وَلَمَّا نَسَا قَلْبِي وَصَاقَتْ مَدَاهِي
 تَعَاظَمَتِي ذَنْبِي نَسَا قَرْنَتَهُ
 فَمَا زِلْتُ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَكَ تَنْزِلُ
 فَلَوْلَاكَ لَكُنْتُ لَيْسَ مِنْ أَبْلِيسَ عَابِدُ
 جَعَلْتُ رِجَائِي نَحْوَ عَفْوِكَ سَلْمًا
 بِعَفْوِكَ رَبِّي كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمًا
 تَجُودُ وَتَعْفُو أَمَّا وَتَكْرُمًا
 وَكَيْفَ وَقَدْ أَعْوَى مَفِيكَ أَدْمًا

ترجمہ

تو اب میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارک دوں یا آگ میں جائے گی
 کہ میں اس سے تعزیت کر دوں۔ پھر آپ رونے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔
 جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے تیری معافی کی طرف امید اپنی کو
 سیرھی بنایا۔

مجھے میرے گناہ بڑے نظر آئے جب میں نے ان کو تیرے عفو کے مقابل رکھا تو تیری بخشش بہت
 بڑی نظر آنے لگی۔

تو ہمیشہ سے معاف کرنے والا ہے اور اپنے کرم اور احسان سے ہمیشہ سے لوگوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے۔

اگر تیری مدد شامل حال نہ ہو تو شیطان سے کوئی عابد نہ بچے اور کس طرح بچ سکتا ہے جبکہ اس نے آدم صغی اللہ کو دھوکہ دیا۔

اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی اطلاع امام مزنی (اپنے شاگرد) کو دی۔

سُورَةُ السَّجْدَةِ

مکی ہے۔ اس میں تین رکوع اور تیس آیت ہیں۔

بامحاورۃ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ سجدہ پ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الم۔ کتاب کا آغاز بلاشبہ رب عالم کی طرف سے ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَآ رِیْبَ فِیْهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

کیا کہتے ہیں یہ ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ اس قوم کو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنے والا نہ آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں۔

أَمْ یَقُولُونَ افْتَرَاۤهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا آتَاہُمْ مِنْ نَّبَیٍّ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُونَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پھر استوی فرمایا عرش پر نہیں تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم ہوش نہیں کرتے۔

اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِی سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ مَا لَکُمْ مِنْ دُوْنِہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَلَا یَسْتَفِیْعُ اَقْلَامُ تَنْتَنُ کَرُوْنُ ۝

کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھرتی
کی طرف عروج فرماتے گا اس دن جس کی مقدار ہزار
برس ہے تمہاری گنتی میں۔

یہ ہے عالم غیب و شہادت عزت و رحمت
والا ہے۔

جس نے بنائی ہر شے بہترین اور ابتدا انسان کی پیدائش
کی مٹی سے۔

پھر بنائی اس کی نسل ذلیل پانی کے خلاصہ سے۔

پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح
بھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیے بہت
ہی کم شکر گزار ہو۔

اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا ہم
پھر نئے نہیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر
ہونے سے منکر ہیں۔

فرما دیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کافر شے
جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس
جاؤ گے۔

يَذُرُوا الْأَرْضَ إِلَى السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ
ثُمَّ يُعْرَجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ
أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝

ذَلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ۝

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ وَبَدَأَ خَلْقَ
الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝

ثُمَّ جَعَلَ لَكَ مِنْ سُلالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝
ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ
لَكَ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ
قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

وَتَالُوهُ إِذَا صَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ عِرَانًا
لَقَدْ خَلَقَ جَدِيدًا بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ
كَفَرُونَ ۝

قُلْ يَتَوَكَّلْ عَلَى مَلِكِ الْمَوْتِ الَّذِي
وَكَلَّ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝

لفظی ترجمہ

لَا نَحْنُ	الْكِتَابِ الْكِتَابِ	تَنْزِيلٍ۔ اتاری گئی ہے	الْعَمَلِ
الْعَمَلِ	مِنْ رَبِّ	فِيهِ۔ اس میں	رَبِّ۔ شک
أَسْمَاءِ	أَفْتَرَاءِ	يَقُولُونَ كَذِبًا	أَمْ كَيْفَ
مِنْ رَبِّكَ	الْحَقُّ	هُوَ	بَلْ كَذِبًا
أَسْمَاءِ	مَا كُنْتُمْ	قَوْمًا۔ اس قوم کو	لَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ

مَنْ تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي وَالْأَلَمَ	مَنْ تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي وَالْأَلَمَ	مَنْ تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي وَالْأَلَمَ	مَنْ تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي وَالْأَلَمَ
أَمَّا وَاللَّهِ	أَمَّا وَاللَّهِ	أَمَّا وَاللَّهِ	أَمَّا وَاللَّهِ
وَأَرْضِ زَمِينِ كُو	وَأَرْضِ زَمِينِ كُو	وَأَرْضِ زَمِينِ كُو	وَأَرْضِ زَمِينِ كُو
بَيْنَهُمَا لَكِ دَرَمِيَانِ	بَيْنَهُمَا لَكِ دَرَمِيَانِ	بَيْنَهُمَا لَكِ دَرَمِيَانِ	بَيْنَهُمَا لَكِ دَرَمِيَانِ
لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ
مَا نَهَيْتَنِي	مَا نَهَيْتَنِي	مَا نَهَيْتَنِي	مَا نَهَيْتَنِي
وَأَرْضِ	وَأَرْضِ	وَأَرْضِ	وَأَرْضِ
تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي لَيْتَنِي تَمَّ	تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي لَيْتَنِي تَمَّ	تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي لَيْتَنِي تَمَّ	تَدْرِكُ كَوْنِي وَرَأْسِي لَيْتَنِي تَمَّ
مِنَ السَّمَاءِ أَسْمَانِ سِ إِلَى سَطْرِ	مِنَ السَّمَاءِ أَسْمَانِ سِ إِلَى سَطْرِ	مِنَ السَّمَاءِ أَسْمَانِ سِ إِلَى سَطْرِ	مِنَ السَّمَاءِ أَسْمَانِ سِ إِلَى سَطْرِ
يُخْرِجُ بِرُحْمَتِهِ	يُخْرِجُ بِرُحْمَتِهِ	يُخْرِجُ بِرُحْمَتِهِ	يُخْرِجُ بِرُحْمَتِهِ
كَانَ كَرِيهًا	كَانَ كَرِيهًا	كَانَ كَرِيهًا	كَانَ كَرِيهًا
مِمَّا اسْتَعْتَبَ	مِمَّا اسْتَعْتَبَ	مِمَّا اسْتَعْتَبَ	مِمَّا اسْتَعْتَبَ
الْعَيْبِ غَيْبِ	الْعَيْبِ غَيْبِ	الْعَيْبِ غَيْبِ	الْعَيْبِ غَيْبِ
الرَّحْمِ جَهْرِيَانِ	الرَّحْمِ جَهْرِيَانِ	الرَّحْمِ جَهْرِيَانِ	الرَّحْمِ جَهْرِيَانِ
خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو	خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو	خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو	خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو
الْإِنْسَانَ النَّاسَانَ كُو	الْإِنْسَانَ النَّاسَانَ كُو	الْإِنْسَانَ النَّاسَانَ كُو	الْإِنْسَانَ النَّاسَانَ كُو
نَسَلَهُ اس كِي نَسَلِ كُو	نَسَلَهُ اس كِي نَسَلِ كُو	نَسَلَهُ اس كِي نَسَلِ كُو	نَسَلَهُ اس كِي نَسَلِ كُو
لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ	لَعْنَةُ بَعْرِ
رَفِيهِ اس فِي	رَفِيهِ اس فِي	رَفِيهِ اس فِي	رَفِيهِ اس فِي
لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي	لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي	لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي	لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي
وَأَرْضِ	وَأَرْضِ	وَأَرْضِ	وَأَرْضِ
تَشْكُرُونَ شَكَرْتُمْ هُو تَمَّ	تَشْكُرُونَ شَكَرْتُمْ هُو تَمَّ	تَشْكُرُونَ شَكَرْتُمْ هُو تَمَّ	تَشْكُرُونَ شَكَرْتُمْ هُو تَمَّ
صَلَلْنَا بِل جَائِنِكِ سَمَّ	صَلَلْنَا بِل جَائِنِكِ سَمَّ	صَلَلْنَا بِل جَائِنِكِ سَمَّ	صَلَلْنَا بِل جَائِنِكِ سَمَّ
لَقِي بَعْرِ	لَقِي بَعْرِ	لَقِي بَعْرِ	لَقِي بَعْرِ
هُوَ وَهُ	هُوَ وَهُ	هُوَ وَهُ	هُوَ وَهُ

بِرَأْسِي وَرَأْسِي
 السَّمَاوَاتِ السَّمَاوَاتِ
 مَا جُو
 أَيَّامِ دُنِ كِي
 الْعَرَشِ عَرَشِ كِي
 مِنْ قَلْبِي كُو دُوسْتِ
 أَفَلَا كِيَا بَعْرِ نَهَيْتَنِي
 الْأَمْرَ كَامِ كِي
 لَعْنَةُ بَعْرِ
 يَوْمِ ايسے دن كِي
 سَنَةِ سَالِ
 عَالَمِ جَلْتَنِي وَاللَّهِ
 الْعَزِيزِ غَالِبِ
 كُلِّ شَيْءٍ بِرُحْمَتِهِ كِي
 خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو
 جَعَلَ بِنَايَا
 قَهِينِ ذِيلِ سِ
 نَفْعَ بَعْرِ كُو
 جَعَلَ بِنَايَا
 الْأَبْصَارِ الْبَصَارِ
 مَا جُو
 وَإِذَا كِيَا جَبِ
 وَأَنَا كِيَا سَمَّ
 بِلْ بِلْ
 كَامِ دُنِ مَنَكْرِ فِي

لَعْنَةُ بَعْرِ تَا كُو دُو
 خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو
 دَرِ اَرْضِ زَمِينِ كُو
 سَنَةِ بَعْرِ
 عَلِي اَرْضِ
 مِنْ دُونِ رَا كُو سُو
 شَفِيحِ سَفَارَشِي
 يَدَا بَعْرِ تَدِيرِ كُو تَلْ
 الْأَرْضِ زَمِينِ كِي
 فِي بَعْرِ
 الْفَتْ بَعْرِ
 ذَلِكَ بِرُحْمَتِهِ
 الشَّهَادَةِ حَاضِرِ كَا
 أَحْسَنِ اجْهِيَا كِيَا
 بَدَأَ شُرُوعِ كِيَا
 لَعْنَةُ بَعْرِ
 مِنْ مِمَّا اسْتَعْتَبَ رِيَا نِي
 دَرِ اَرْضِ
 دَرِ اَرْضِ
 قَلِيلًا تَهْوَرِ
 قَالُوا بُو لِي
 الْأَرْضِ زَمِينِ كِي
 جَدِيدِ نَتِي كِي هُونِ كِي
 دِينِ اَرْضِ اَرْضِ

مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي
 الْأَرْضِ زَمِينِ كُو
 فِي بَعْرِ
 اسْتَوَى قَرَارِ كِي طَا
 لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي
 لَانِ
 نَصِيحَتِ لِي تَمَّ
 إِلَى سَطْرِ
 إِلَيْهِ سَطْرِ اس كِي
 مَقْدَادُ كَرِ اَنْدَا زِهِ اس كَا
 لَعْنَةُ بَعْرِ تَمَّ كَتَمَّ هُو
 دَرِ اَرْضِ
 الْبَدَا فِي وَهُ جَسَنِ
 دَرِ اَرْضِ
 مِنْ طِينِ رَمِي سِ
 مِنْ سُلَالَةِ رَحْمَتِهِ
 سَوَاءَ بَرَابَرِ كِيَا اس كُو
 مِنْ دُونِ جِهْ اِنْتِي رُو حِ
 السَّمْعِ رَا كَانِ
 الْأَقْبَادِ كَا دُلِ
 دَرِ اَرْضِ
 فِي بَعْرِ
 خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو
 بِلْقَاءِ مَلَاقَاتِ

مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي
 الْأَرْضِ زَمِينِ كُو
 فِي بَعْرِ
 اسْتَوَى قَرَارِ كِي طَا
 لَكُم مِمَّا اسْتَعْتَبَ لِي
 لَانِ
 نَصِيحَتِ لِي تَمَّ
 إِلَى سَطْرِ
 إِلَيْهِ سَطْرِ اس كِي
 مَقْدَادُ كَرِ اَنْدَا زِهِ اس كَا
 لَعْنَةُ بَعْرِ تَمَّ كَتَمَّ هُو
 دَرِ اَرْضِ
 الْبَدَا فِي وَهُ جَسَنِ
 دَرِ اَرْضِ
 مِنْ طِينِ رَمِي سِ
 مِنْ سُلَالَةِ رَحْمَتِهِ
 سَوَاءَ بَرَابَرِ كِيَا اس كُو
 مِنْ دُونِ جِهْ اِنْتِي رُو حِ
 السَّمْعِ رَا كَانِ
 الْأَقْبَادِ كَا دُلِ
 دَرِ اَرْضِ
 فِي بَعْرِ
 خَلَقَ بِرُحْمَتِهِ كُو
 بِلْقَاءِ مَلَاقَاتِ

قُلْ كَلِمَةٌ

الْمَوْتِ - موت کا
لَقَدْ بَعَثْنَا

بَيِّنَاتٍ لِّكُمْ

الَّذِي جَاءَ
إِلَىٰ طَرَفِ

قُوْت كَرْتَا ہے تم کو

وَجِيءَ بِمَقْرَرِ كِيَا كِيَا ہے
رَبِّكُمْ سَلْبِنے رِب كِي

مَلَائِكَةٍ - فرشتہ

بِكُمْ - تم پر
مُرْسَلِينَ - بھیجے جاؤ گے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ سجدہ - پ ۱

ل - م - الف میں اشارہ آلاء الہی کی طرف ہے۔

لام سے اشارہ لطف حق جل شانہ کی طرف ہے۔

میم سے مجد الہی کی طرف اشارہ ہے۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَدَيْكَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ الْعَالَمِينَ - اتارنا کتاب کا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں
رب العالمین کی طرف سے ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ سورۃ السجدہ ہے۔ مکی ہے سو اتین آیتوں کے آفمن کان مؤمننا کانت قاسما
سے جو شروع ہیں۔ اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سواستی کلمے اور ایک ہزار پانچ سواٹھارہ حرف ہیں
اس میں قرآن کریم کی معجزانہ نشان کا اظہار ہے کہ یہ کلام پاک ایسا معجزانہ ہے کہ اس میں شک کرنے
والا اس کے مثل ایک سورت یا جھوٹی سی آیت بھی کوئی بنا کر نہیں لاسکتا اور بڑے بڑے فصحاء و بلغاء
اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔

رابطہ آیات

اس سے پہلی سورت میں توحید اور حشر و نشر کے دلائل بیان فرماتے تھے اب اس سورۃ مبارکہ میں
رسالت کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَدَيْكَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ الْعَالَمِينَ - فرما کر ارشاد ہوا
کہ اس کتاب کا نزول جس کے برحق ہونے میں کسی عاقل فہیم کو غور و تامل کے بعد کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا
اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ یہ کلام اس بے مثل ذات کا کلام ہے جس کی مثل کوئی نہیں تو اس کلام کا مثل
بھی محال ہے۔

اور رب العالمین فرما کر اس طرف اشارہ فرمادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ جیسے تمام جہان کا پالنے والا
ہے اور نشوونما جسمانی کرنے والا ہے ایسے ہی وہ روحانیات کا بھی رب ہے اور اس کی حکمت یہ مقتضی
تھا کہ انسانی شائستگی کے لیے وہ ایک ایسی کتاب نازل فرماتا جو اظہار من الشمس اور امین من الامس ہوتی اور

اس میں معاش و معاد کی مکمل تعلیم ہوتی اور اپنی صداقت میں آپ ہی گواہ ہوتی چنانچہ قرآن پاک ان تمام صفات سے متصف ہے۔

اگرچہ قسی القلب تھا و کفور جاہد و جاہل اپنی تیرہ بجتی سے اسے تسلیم نہ کریں اور کہتے پھریں کہ یہ کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بتالی ہے اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی انہیں بھی لا ریب فیہ من رزق العالمین فرما کر اگرچہ جو اب دیدیا مگر جن کے حصہ میں ایمان نہیں وہ اس کی تابانی اس کے لمعات کے آگے نکلاش جیتم ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

أَمْ يَكْفُرُونَ أَفْتَرَاكَ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لَتُنذِرَنَّهُمْ قَوْمًا مَا آتَاهُمْ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۔ کیا کہتے ہیں مشرکین یہ کتاب مقدس ان کی گھڑی ہوئی ہے یعنی سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تصنیف فرمایا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا۔

یعنی جو لوگ زمانہ فترت کے ہیں یہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا اس زمانہ میں اللہ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

اس لیے یہ غلط فہمی پیدا کرنا غلط ہے کہ حضور صرف عرب ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے بلکہ لَتُنذِرَنَّهُمْ قَوْمًا اس لیے فرمایا تاکہ سب سے اول انہیں کی طرف سے اعتراض ہوا تھا۔ ورتہ دوسری آیت میں ارشاد ہے
فَمَا أَدْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ كَيْفِيًّا أَذِّنُكَ نِوَاءً لِّمَنْ يَحْبُوبُ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بے شیر و تیزیر بنا کر بھیجا ہے۔

اور تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا اس بھی حضور کی بعثت تمام عالم کے لیے ثابت ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے نبی کیا گیا ہوں۔

البتہ آیت کریمہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حضور سے قبل اور بعد عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

اس کے بعد وہ باتیں ارشاد میں جن کا پہنچانا رسول پر فرض ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ إِلَهٍ وَلَا شَفِيعٍ إِلَّا تَنْتَهَىٰ عَنِ الْإِسْمِ وَهُوَ جَسَدٌ مِّنْ سَمَانٍ أَوْ زَبَدٍ مِّنْ حَلَىٰ أَوْ نَسْفِ مِمَّا رَمَىٰ أَوْ نَسْفٍ مِّنْ أُسْفٍ أَوْ يَخْتَلِفُ أَلْوَانُهُ فَكَيْفَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ أَوْ يَحْيِي الْمَوْتَىٰ أَوْ يَحْيِي الْمَوْتَىٰ أَوْ يَحْيِي الْمَوْتَىٰ

ہمارا اس کے سوا کوئی حمایتی سفارشی نہیں دینی لے گدوہ کفار جب تم ائدکی راہ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی سفارشی جو تمہاری شفاعت کرے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔

يَذَّبُوا إِلَىٰ مَوْتِ السَّمَاءِ إِلَىٰ الْأَرْضِ تُرْجَعُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهَا أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک دینی دنیا میں قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم و امر اور قضا و قدر سے تدبیر فرماتا ہے پھر رجوع فرمائے گا اس کی طرف اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

یعنی امر و تدبیر قضا و دنیا کی بعد اس دن فرمائے گا جو دن تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اور وہ دن قیامت ہے اور اس دن کی درازی ہزار برس اور تیس ہزار برس اور پچاس ہزار برس جو فرمائی گئی وہ بعض کافروں پر ہزار برس معلوم ہوگی اور بعض کو پچاس ہزار برس کے برابر چنانچہ سورہ معارج میں ہے

تَرْجِعُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهَا خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ۔
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی دن کافر پر ہزار برس سے پچاس ہزار برس تک کا معلوم ہوگا اور مومن پر یوں اتنا ہلکا ہوگا کہ ایک نماز فرض ادا کرنے کے برابر بلکہ اس سے بھی ہلکا۔ اس کی حقیقت اس شعر کے مطابق ہے جو کسی نے کہا ہے

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے ! دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے
درحقیقت یہ یوم قیامت کی ہولناک کیفیت کی مثال دی ہے۔

اور تم ترجع الیہ کے یہ معنی ہیں کہ جب عالم فنا ہو جائے گا اور نیا عالم پیدا ہوگا جیسا کہ ارشاد ہے یَوْمَ تَبَدَّلَ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءُ وَتَبَدَّدُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ پھر ترجع الیہ یعنی یدرج الیہ ہوگا۔ یعنی التفات مشیت اس طرف ہوگا اور اس دن کی حقیقی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ باعتبار کرب و اضطراب یہ دن کسی پر ایک ہزار برس کے برابر ہوگا کسی پر پچاس ہزار برس کے برابر اور کسی مومن مطیع پر دو رکعت فرض ادا کرنے کے برابر یہ ساری مقادیر سختی اور وحشت و دہشت و مصیبت و کربت کے اعتبار سے ہیں۔ پھر ارشاد ہے۔

ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَوَدَّ أَنْ يُخَلِّقَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَّاءٍ مَهِينٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔

”یہ ہے ہر غائب و حاضر کا جاننے والا عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی“
اور حسب اقتضاء حکمت بنائی اور ہر جاندار کو وہ صورت عطا کی جو اس کے لیے بہتر ہے اور اسے ایسے
اعضا دیے جو اس کی معاش کے لیے مناسب ہیں۔

”اور انسان کی پیدائش ابتداء مٹی سے فرمائی“۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا۔ پھر اس کی نسل
رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے۔“

یعنی نطفہ سے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش گارے سے شروع کی اور انہیں کسی فرد بشر کے نطفہ سے
نہیں بنایا بلکہ اسے خاک سے بنایا اگرچہ خاک کے ساتھ پانی وغیرہ اور بھی اجزاء عنصری تھے مگر چونکہ مٹی کا
عنصر غالب تھا اس اعتبار سے تغلیباً من طین فرمایا۔

اور لفظ بَدَأ سے یہ بھی دفع و دخل مقدر کر دیا کہ فلاسفہ کا یہ وہم غلط ہے کہ انواع اور مادیات قدیم نہیں ہیں
حکماء یونان اس توہم کے شکار ہیں چنانچہ اس کا رد علم کلام کی بڑی کتابوں میں زور کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلاَئِمٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ۔ اس میں اجراء نسل کا دستور بتایا کہ پھر ہم ناس
کی نسل کو نکھرے ہوئے بے قدر پانی سے جاری کیا جسے منی کہتے ہیں۔ منی ایک ایسا پانی ہے جو انسانی اخلاط
کا پتھر ہے۔ اور اتنا بے قدر ہے کہ انسان اس سے نفرت کرتا ہے بدن یا کپڑے پر لگ جاتی ہے تو
بغیر دھوئے اسے ناپاک سمجھتا ہے۔

اور نسل کو نسل اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسان سے نکلتی ہے رَسْلَ الصُّوفِ سَوْلاً سَقَطَ (قاموس)
نسل۔ ذریت سُمِّيَتْ بِهَا لِأَنَّهَا نَسَلٌ مِنْهَا أَيْ تَنَفَّصَتْ - سَلَاةٌ - سَلَّ سَلًّا سَلًّا سَلًّا سَلًّا سَلًّا سَلًّا
کے ہیں سِفِّفَ مَسْئُولٌ تَلَوَّ كَهْفِي هَوْنِي۔

وَالسُّلاَئِمُ مَا اسْتُخْرِجَ مِنْ أَدَمَ رَجْعَ الْجَارِمِ مَنِي كَوَسْلَالِهِ أَسِي بِنَا بِرَ كَهْتَمِي هِي كَوَدِ الْتَسَانِ كَعَبِمِي هِي
سے کھینچی ہے۔ مہین کے معنی ضعیف کے ہیں یا حقیر کے یا قلیل کے۔ (قاموس)
ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِ رَبِّهِ - پھر اسے شکم مادر میں ٹھیک کیا۔

سر کی جگہ سر گوشت کے مضغہ میں سے بنایا کان کی جگہ کان آنکھ کی جگہ آنکھ ناک کی جگہ ناک بڑی ٹھیک
بال کھال ایک تناسب سے بنائے اور ہر چیز کو اس انداز سے بنایا کہ علم تشریح کے واقف ہونے کے
بعد عاقل کو اس بات کا اقرار ہی کرنا پڑتا ہے یہ اس مدبر حکیم باکمال کی صنعت کاری ہے فَتَبَارَكَ اللهُ
أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِ رَبِّهِ - اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی۔

اور بے جان و بے حس ہونے کے بعد اسے حساس اور جاندار بنا دیا۔
 مِنْ رُوحٍ كَيْفَ يَمْنَعُ يَهْنَعُ كَيْفَ يَمْنَعُ يَهْنَعُ كَيْفَ يَمْنَعُ يَهْنَعُ
 یعنی کہ وہ روح جو اللہ تعالیٰ کی عمدہ اور لطیف چیزوں میں کی ایک چیز ہے وہ اس میں ڈال دی اور روح کو
 اپنی طرف اسکی خوبی و لطافت اور شرافت کے لیے مضاف کر دیا۔ جیسے حاکم بادشاہ اپنے خاص ملازم
 کو عزت دینے کے لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔

وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ وَرَبُّكُمْ عَلِيمٌ
 عَاطِفٌ ۗ وَالْأَفْئِدَةُ اور دل دیا یعنی قوائے باطنیہ و درکات عطا کیے مگر باوجود اس کے کہ ہم ان نعمتوں سے
 تمہیں لوٹا زاپھر بھی

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ تم بہت ہی کم اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہو۔ اور ان تمام نعمتوں کو اپنے گھر کی
 باتیں خیال کرتے ہو۔

آئیے کریمہ میں روح پھونکنے سے پہلے تک تو غائب کے صیغوں سے تعبیر کیا اور شہ سواہ فرمایا۔ اور
 روح پھونکنے کے بعد جعل لکم خطاب کے صیغے سے مخاطبہ فرمایا۔ اس لیے کہ قبل نفع روح بے جان سے مخاطبہ
 نہیں تھا جب روح آگئی تو قابل خطاب سے خطاب فرمایا۔

مشرکین مکہ مندرجہ ذیل توہمات باطلہ کا سدہ فاسدہ کے تشریح تھے۔

اول ان کا گمان تھا کہ حضور نے یہ کلام خود گھڑا ہے۔

دوسرے ان کے گمان فاسد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور چیزیں بھی شریک تھیں۔ ان دونوں کا

جواب شافی کافی دے دیا گیا۔

اب تیسری بات یہ تھی کہ حشر ممکن نہیں اس کا جواب ان کے شبہ کو نقل کر کے دیا گیا۔

وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ فَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ۔ مشرکین کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مرکز زمین
 میں گم ہو جائیں گے یعنی بدن کے اجزا متفرق و منتشر ہو کر فنا ہو جائیں گے تو کیا پھر دوبارہ زندہ ہوں گے
 اس پر ارشاد ہے کہ یہی نہیں۔

بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ۔ بلکہ یہ تو اپنے رب سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔ پھر جواب دیا گیا۔

قُلْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ انہیں فرما دیجئے کہ ایک روز ملک

الموت فرشتہ جو تمہاری جان قبض کرنے پر معین کیا گیا ہے تمہاری جان قبض کرے گا اور اس پر تو تمہارا بھی
 یقین ہے یعنی مرنے والے کو یقین سمجھتے ہیں۔

اب بارہ بارہ زندہ ہونا اس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ جس نے نیست و نابود کیا ہے وہ بارہ گز زندہ کرتے
پر کیوں قادر نہیں اسی لیے فرمایا

كَمْ اِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ - پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔
بعث بعد الموت کے منکر شہوات نفسانہ کی اسی وجہ میں شمار ہوتے ہیں کہ انہیں آخرت کی فکر ہی
لاحق نہیں ہوتی۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَنَزَّلُ الْكِتَابَ لِأَرْبَبٍ قَبِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - آنا کتاب کا جس میں کوئی شک
نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے۔

الْحَمْدُ - کی تفسیر تو خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ آلوسی نے مزید یہ بھی کہا کہ
الْحَمْدُ - اِنْ جُعِلَ اسْمًا لِلشُّوْرَا اَوْ الْقُرْآنِ اَيْ هَذَا الْحَمْدُ - اور تَنَزَّلُ الْكِتَابَ فَمَا كَرِهَ لِعَدُوِّهِ فَرَأَىٰ
اور لَأَرْبَبٍ قَبِيْهِ خبر ثلث ہے مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ خبر رابع ہے۔

گویا اس کا مفہوم یوں ہوا اے المسطحی بِالْحَمْدِ الْكِتَابَ الْمُنْتَوَّلَ لِأَرْبَبٍ قَبِيْهِ كَأَنَّ مِنْ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ - یا اس کی یوں عبارت بنے گی كُوْنُ مُمْتَوَّلًا مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لِأَنَّ تَنَزُّلَ الْكِتَابِ
كَانَ قَبْلَ لَأَرْبَبٍ فِي ذَلِكِ اَيْ فِي كُوْنِهِ مُمْتَوَّلًا مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -
اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاكَ - کیا کہتے ہیں کہ یہ گھڑ ملیا ہے۔

فَاِنْ قَوْلُهُمْ هَذِهِ اَمْثَلُ اِنْ كَارَ لَانَ يَكُوْنُ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَيْ قَالَ لَسِبَ اَنْ يَكُوْنُ
تَقَى الرَّبِّ عَمَّا اَنْتُمْ وَاكُ -

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ - بلکہ وہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔
لَسْتُمْ رَقُوْمًا مَا اَنَا هُمْ مِنْ تَدْبِيْرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّكُمْ يَهْتَدُوْنَ - تاکہ ڈرائیں آپ اپنی اس قوم
کو جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک زمانہ فترت رہا کہ اس میں کسی
نبی کی بعثت نہ ہوئی اور یہ قوم قریشی ہی تھی۔ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ بَشَرًا مِمَّنْ قَبْلُ رَسُوْلٍ اَللّٰهُ صَلَّى
اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا مَلَا زِمِيْنَ بَشَرًا اَيْ رَسُوْلٍ مِنْ قَبْلُ وَاِنْ كَانُوا مَقْصُوْرِيْنَ فِي الْبَعْثِ عَمَّا

لَا سِيَادَةَ إِلَّا لِلَّهِ وَابْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔ کہ اس میں حضور سے قبل کوئی رسول مبعوث نہ ہوا اور یہ دین ابراہیم و اسمعیل کے پر وقتے۔

وَأَنَّهُمْ لَعَنُوا لَوْ عَلَىٰ ذَلِكَ إِلَىٰ أَنْ فَشَتْ فِي الْعَرَبِ عِبَادَةُ الْأَصْنَامِ الَّتِي أَخَذَ سَابِقَهُمْ عَمْرُو
الْحَزَامِيُّ لَعَنَهُ اللَّهُ فَلَمَّا بَقِيَ مِنْهُمْ عَلَى الْمِلَّةِ الْخَبِيثَةِ الْأَقْبَلُ أَوْ أَقْلُ مِنَ الْقَلِيلِ۔

اور یہ لوگ اسی مذہب خبیث پر تھے کہ ان میں بت پرستی کا رواج دینے والا ایک شخص عمرو الخزامی

لَعَنَهُ اللَّهُ پیدا ہوا اور اس نے بت پرستی کو ایسے رواج دیا کہ اس سے اقل قلیل ہی لوگ بچے۔

اور ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل کرنے والے زید بن عمرو بن نفیل عدوی تھے جو حضرت

سعید کے والد تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ اور انہوں نے حضور پر قبل بعثت ہی ایمان قبول

کیا تھا اور اظہار نبوت سے قبل ہی انتقال فرما گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ قریش بنا کعبہ کر رہے

تھے اور یہ زمانہ بعثت سے پانچ سال قبل تھا اور اس زمانہ میں ملت ابراہیم و اسمعیل جاری تھی چنانچہ

بشام بن عروہ اپنے باپ سے اور وہ اسماء بنت ابی بکر سے راوی ہیں قَالَتْ لَقَدْ دَأَيْتُ زَيْدًا

بْنَ عَمْرِو بْنِ نَفِيلٍ مُسْتِنِدًا أَظْهَرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدَيْهَا مَا

أَصْبَحَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَىٰ دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زید بن عمرو بن

نفیل کو دیکھا کہ کعبہ اللہ سے لپٹ لگاٹے فرما رہے تھے اے قریشیو! قسم اس ذات مقدس کی جسکے

یہ قدرت میں میری جان ہے میں تم میں سے کسی کو اپنے سوا دین ابراہیم پر نہیں پاتا۔

اور حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا أَنَّ زَيْدًا بْنَ عَمْرِو كَانَ كَعْبِيًّا عَلَىٰ خَرِيشٍ ذَهَبًا لِعَبْرِ

اللَّهِ تَعَالَى۔ زید بن عمرو قریش کو پلا مت کرتے اور ذبح لغیر اللہ سے روکتے۔

وَصَحَّ أَنَّكَ كَانَ لَا يَأْكُلُ مِنْ ذَبَائِحِ الْمُشْرِكِينَ الَّتِي أَهَلُّ بِهَا الْعَبْرُ اللَّهُ۔ اور یہ صحیح ہے کہ آپ مشرکین

کے وہ ذبیحہ نہیں کھاتے تھے جس پر عند الذبح غیر اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔

یعنی اطلاق لغیر اللہ کا یہ مفہوم ہے

كَبْرُ بِسْمِ اللَّهِ الْكَبْرُ كِي سَجْدَةٍ تَبُولُ كَيْ نَامٍ لِيَسْ جَابِئِينَ أَوْ كَبْرُ بِسْمِ مَنَاتٍ بِسْمِ لَاتٍ بِسْمِ عَشْرِي

بِسْمِ نَابِلَةَ بِسْمِ صَائِلَةَ۔ وغیرہ۔ اسے طیالسی نے بھی ذکر کیا۔

اور زید بن عمرو بن نفیل کی طرح قس بن ساعدة الایادی بھی مومن تھے اور دعوت توحید دیتے تھے

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قبل بعثت حاضر رہے اور قبل بعثت ہی انتقال فرما گئے

ان کا دین ملت خبیث پر تھا یہ معمر تھے۔

علامہ سبھتانی فرماتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو اسی سال کی ہوئی۔

اور مرزبانی کہتے ہیں یہ چھ سو سال کی عمر یا کہ مرے۔

حافظ ابن حجر اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں فرماتے ہیں قَدْ أَفْرَدَ بَعْضُ الدُّوَاةِ طَرِيقَ قَبْرِ دَفِينِ

شَعْرًا وَحُطْبَةً وَهُوَ فِي الطَّوَالِيتِ لِلظُّرَّانِي وَغَيْرِهَا۔

وَأَمَّا الْعَرَبُ غَيْرَ الْمُعَاَصِرِينَ فَلَعُوِيَاتِهِمْ مِنْ عَهْدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٍّ مِنْهُمْ۔ بَلَى

لَعُوِيَاتُ نَبِيِّ مُوسَى وَمُوسَى وَعِيسَى وَغَيْرُهُمَا مِنْ أُنْبِيَاءِ دِينِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ لَعُوِيَاتُ نَبِيِّهِمْ عَلَى الْأَطْهَرِ۔

وَعَالِدُ بْنُ سِنَانَ الْعَيْسِيُّ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ لَيْسَ بِنَبِيِّ دَخِيرٍ وَدُوْدٍ بَدِيَّتِ لَهَا عَجُوزٌ عَلَى

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا مَوْجِبًا يَا بِنْتِ نَبِيِّ صَبِيحَةَ قَوْمٍ

وَدُخُوًا مِنَ الْأَجْبَادِ مِمَّا لِلْحَقَائِظِ فِيهِ مَقَالٌ لَا يُضْلِحُ مَعَهُ إِلَّا سِتْدًا لَأَلٍ۔

خلاصہ یہ کہ زمانہ قدرت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد سے ہمدرد عالم علیہ السلام تک

عرب میں ان کے معاصرین کے علاوہ کوئی نبی نہیں آیا۔

اور خالد بن سنان عیسیٰ اکثر محققین کے نزدیک نبی نہ تھا اور وہ حدیث جس میں اس کی بیٹی بڑھیا کا

حضور کی خدمت میں آنا اور حضور کا فرمانا کہ مبارک ہے وہ بیٹی نبی کی جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا اور اس

قسم کی اور اخبار ان سے استناد صحیح نہیں۔

لَعَلَّكُمْ يَهْتَدُونَ۔ أَيْ لِجَلِّ أَنْ يَهْتَدُوا بِأَنْتَ أَرَاكَ أَيَّاهُؤُا أَوْ دَاجِبًا لِأَهْتَدَا إِلَيْهِمْ۔ يَعْنِي أَنْ

کے سبب سے وہ ہدایت پائیں گے اور آپ کی تذییر سے امید ہے کہ وہ ہدایت پا جائیں۔

أَللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ

مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ دَلَّاسْتَفِيحٌ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے آسمان و زمین اور

جو کچھ ان میں ہے پھر دن میں پھر عرش پر استواء فرمایا نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی

تو کیا تم نہیں سنتے۔

سِتَّةِ أَيَّامٍ اور استوی علی العرش کی بحث سلف و خلف کے مذہب کی روشنی میں اول بیان ہو چکی

آیہ کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ مَا لَكُمْ مَجَادٍ وَذِينَ اللَّهُ عَمَّ وَجَلَّ أَعَى

رَضَاكَ سُبْحَانَكَ وَكَعَاثَةُ لَعَالِي وَلِيٌّ دَلَّاسْتَفِيحٌ أَعَى لَا يَنْفَعُكُمْ هَذَا مِنْ الْخَلْقِ عِنْدَ كَدُّونَ

رَضَاكَ جَلَّ جَلَالُكَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر ان کافروں کا حمایتی اور سفارشی نہیں ہو سکتا تو آئیہ کریمہ کے حاصل
 معنی یہ ہوئے مَا لَكُمْ فِیْ ذٰلِكَ لَا تَصَدَّقُوْنَ اِلَّا بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔ تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی
 نہیں۔ یہ اس خیال فاسد کا جواب ہے جو مشرکین ظاہر کرتے اور کہتے تھے اپنے معبودوں کے لیے۔
 یَقُولُوْنَ فِی الْمَہِمَّاتِ هُوَ لَا یَسْتَعَاذُنَا مِنْ عَمَلِ الْمَلَکِ وَاجِدَ مِنْهَا سَفِیْحًا لَّہُمْ۔ کہ یہ ہمارے
 سفارشی ہیں اللہ کے حضور اور ان کا گمان باطل تھا کہ ہر ایک بت ان کی سفارش کرے گا تو ارشاد ہوا۔
 اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اٰی اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ هٰذِہِ الْمَوَاعِظَ۔ کیا تم یہ نصیحتیں نہیں سنتے اور وہ دھیان
 ہی نہیں کرتے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلَی الْاَرْضِ تَحْوِیْعُ الْجِبَالِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهَا اَلْفَ سَنَہٍ
 مِّمَّا تَعْدُوْنَ تَدْرِیْرٌ فَرَاتَا ہے کام کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے اس کام کو بعد تیس کے ایک دن میں
 جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔
 اور سماء الی الارض سے مراد ابتداء اور انتہا ہے۔ یعنی اپنی حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کے نظام
 میں تدبیر فرماتا ہے

اور تدبیر الامر سے مراد امر دنیا اور شیون قدرت ہیں۔ اور تدبیر اصل میں نظر کو کہتے ہیں جس سے عاقبت
 امر محمود ہو جائے۔

تَحْوِیْعُ الْجِبَالِ۔ اٰی یَصْعَدُوْنَ وَیَنْفَعُ ذٰلِكَ الْاَمْرَ یَعْدُوْنَ بِیَوْمٍ۔ پھر ان کاموں کو چڑھاتا ہے
 اور بلند فرماتا ہے بعد اس کی تدبیر کے۔ حقیقت میں یہ عروج و صعود و مجاز فرمائے گئے۔
 فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهَا اَلْفَ سَنَہٍ مِّمَّا تَعْدُوْنَ۔ ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی میں
 ایک ہزار برس ہو۔

یہاں الف ستم سے مراد ہزار برس حقیقی نہیں ہیں بلکہ اس دن کی شدت و کربت اور کیفیت عذاب
 سے وہ ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا اور ایسے ہی کسی کو پچاس ہزار برس کے برابر اور مومنین کو وہ دن اتنا
 ہی معلوم ہوگا جتنی دیر میں ایک وقت کا فرض ادا کیا جائے یا دو نقل پڑھے جائیں اس کے بعد ارشاد ہے
 ذٰلِكَ عَالَمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَةِ الْعَزِیْمُ الرَّحِیْمُ الَّذِیْ اَحْسَنَ کُلِّ شَیْءٍ خَلْقًا وَبَدَا خَلْقَ
 الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلًا مِنْ سُلٰلَتِہِ مِنْ مَّاءٍ مَّہِیْنٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُوْحِہِ
 وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

یہ تو ہے پوشیدہ اور علانیہ کا جاننے والا غالب رحم فرمانے والا جس نے ہر شے اچھی صورت میں اور

شان میں پیدا کی اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی پھر اس کی نسل بڑھائی خلاصہ سے ناپاک پانی کے یعنی مٹی سے پھر برابر کیا اس کے اعضاء کو مناسب طور سے رحم مادر میں اور پھونکی اس میں اپنی روح سے اور کیا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل دگر باوجود ان نعمتوں کی عطا کرنے کے تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

عربی میں ذریت کو ہی نسل کہتے ہیں اور نسل کو نسل اس وجہ میں کہا جاتا ہے کہ تَنْسَلُ وَتَنْتَقِصِلُ وہ علیحدہ ہو کر کھینچتی ہے۔

سُئِلَ بِرُوحِنِي فِي خَلَاصِهِ كَوَيْتِي فِي اَوْرَاصِلِي فِي اِسِّ كَا اِسْتِعْمَالِ نَكْحَارِنِي كَيْ مَوْقَعِي بِرُوحِنِي هُوَ تَابِي۔

مادر جنین۔ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی کام آنے والا نہ ہو اس سے مراد مٹی ہے۔

تَمْ سَوَاؤُهُ رَاى عَدَاكَ بِنَتَكْمِيْلِ اَعْضَائِي فِي الرَّحْمِ وَ تَصَوُّرِي هَا فِي الرَّحْمِ عَلَى مَا يَبْنِي لِي عِنِّي كَيْ مَوْقَعِي بِرُوحِنِي هُوَ تَابِي اِسِّ كَا اِسْتِعْمَالِ نَكْحَارِنِي كَيْ مَوْقَعِي بِرُوحِنِي هُوَ تَابِي۔

علامہ ابو بکر رازی اسی تسویہ پر غور کرنے کو عرفان کا ایک درجہ قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں مَنْ عَرَفَتْ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَتْ رَبَّهُ۔

اور نفع روح میں روح کو اپنی طرف مضاف کرنا تعظیماً ہے جیسے بیت الکعبہ کو بیت اللہ کہا گیا حالانکہ ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ زمان و مکان سے منزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی رحمہ اللہ نے اس عقیدہ کو اپنے ایک شعر میں نہایت لطیف پہلو سے واضح کیا فرماتے ہیں۔
وہی لامکاں کے بلکہیں ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جن کا مکاں نہیں

چنانچہ روح کے متعلق ارباب کلام نے تصریح کی اِنَّ الدُّوْحَ جِسْمٌ لَطِيْفٌ كَالْمَاءِ وَ اَوْرَاصِلِي فِي الرَّحْمِ مَادِّيَاتٍ مَاءٍ الدُّوْحُ فِي الرَّحْمِ وَ النَّارُ فِي الرَّحْمِ۔ روح ایک جسم لطیف ہے مثل ہوا کے جو بدن انسان میں ایسے سیران کرتی ہے جیسے گلاب میں گلاب کا پانی یا انگاروں میں آگ۔

اور ہمیں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تقریباً سو دلائل بیان کیے ہیں۔

وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ يَهَا عَجِيبُ لَطَافَتِ بَيَانِ كَمَا مَظَاهِرُهُ هُوَ اَوَّلُ عِلْمٍ كَيْ لِي مَوْجِبُ لَطْفِهِ

اول ارشاد ہوا جس میں ضمائر غائب کے ہیں لَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ مِنْ سُلَالِيْتِ مَوْجِبِ طِينٍ۔ ثُمَّ سَوَاؤُهُ۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ مِنْ دُوْحِيْمَا نَكَّ سَبَّ مُمْرِغَاتِي كَيْ لِي۔

اور بعد نفع روح بَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ فَمَا كَرَّ مَخَاطِبُ كَيْ مُمْرِغَاتِي مَكَالِمُهُ فَمَا يَأْتِيهِ التَّفَاتُ خَطَابُ بَعْدَ نَفْعِ رُوحِ

ہوا یعنی نفع روح سے اول اہلیت مخاطبہ نہ تھی اسی وجہ میں غائب کی ضمیر میں لائی گئیں اور نفع روح ہو گیا تو انسان قابل مخاطبہ ہوا تو وَجَعَلْكُمْ ارشاد ہوا اس لیے کہ اب انسان میں صلاحیت مخاطب آگئی۔ آخر میں قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ فرما کر انسان کے کفران نعمت کو ظاہر فرمایا گیا اور بتایا کہ انسان تجھ پر ہم نے یہ احسان فرمائے مگر تو شکر گزار نہ بنا الا ماشاء اللہ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوا اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ اِنَّا لَنَالِى خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَاْفِرُونَ۔ اور مشرک بولے کیا جب ہم خاک میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئی پیداوار میں ہوں گے بلکہ وہ تو اپنے رب کے حضور حاضری سے ہی منکر ہیں۔

یہ کلام متناہت ہے مشرکین کے باطل کے اظہار میں۔ فَلَ لَيْسَ كِى تَحْقِيقِ ہم اول بیان کر چکے ہیں یہاں اتنا ظاہر کہ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وَلَا الضَّالِّينَ۔ اور اِذَا ضَلَلْنَا۔ وَأَتَيْنَ الضَّالِّينَ۔ الْكُفْرَ يَجْعَلُ كَيْدًا هُوَ فِي تَضْيِيقٍ۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا۔ تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ اِنَّ اَبَانَ الْاَلْفِ ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ان تمام مقامات پر ہر جگہ علیحدہ علیحدہ معنی مراد ہیں۔ کہیں گمراہ کے کہیں خاک میں ملنے کے کہیں از خود رفتہ محبت کے کہیں اپنی قوت سے کمزور ہونے کے۔

چنانچہ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ میں ضَعْفًا فِيهَا بَانَ جَوَانًا تَرَابًا مَخْلُوطًا کے ہیں یعنی مشرکین کہتے تھے کہ جب ہم خاک میں مل جائیں گے یا مٹی میں غائب ہو جائیں گے تو کیا پھر نئی پیداوار میں آئیں گے یہی استعجاب نہیں کرتے تھے۔

بَلْ هُوَ۔ بلکہ وہ تو اپنی کفر کی اندھیر لہوں میں اتنے گم ہیں کہ بعثت بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ اِذَا اسْتَفْهَمَ انکاری میں استعمال کیا اور جواب میں ارشاد ہوا۔

قُلْ يَتَوَشَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي ذُكِّرَ بِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَرْجِعُونَ۔ فرماد بیٹھے اے محبوب تمہاری روح قبض کرتا ہے وہ فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کے حضور لوٹ کر جاؤ گے وقات۔ عربی میں پورا پورا لینے کے معنی دیتا ہے تو یہاں یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ تمہاری جان پوری طرح لیتا ہے کہ ذرہ بھر تمہارے اجسام میں نہیں رہتی اور اس وقات میں تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا چنانچہ وقات کے معنی میں ارباب لغت کہتے ہیں اَصْلُ التَّوْفِى اَحْتَدُ الشَّيْءُ بِقَلْبِهِ۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يَعُوذُكَ فَاِذَا مَلَكَ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ دَائِسِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَلِكُ الْمَوْتِ اِرْتَفِقْ بِصَاحِبِيْ فَاِنَّهُ مُؤْمِنٌ۔

فَقَالَ ابْتِرْيَا مُحَمَّدٌ فَإِنِّي بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَفِيقٌ وَأَعْلَمُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَا أَقْبِضُ رُوحَ ابْنِ آدَمَ فَيَصْرُحُ
 أَهْلُكَ فَأَقْدُمُ فِي جَانِبٍ مِنَ الدَّارِ فَأَتُولُ وَاللَّهِ مَا لِي مِنْ ذَنْبٍ دَانٌ لِي لِعَوْدَةِ وَعَوْدَةِ الْحَمْدِ
 الْحَمْدُ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَهْلِ بَيْتِي وَلَا مَدِيدٍ وَلَا شَعِيرٍ وَلَا دَبِيرٍ فِي بَيْتِي وَلَا يَحْرُسُ إِلَّا دَانًا
 لَا أَقْبِضُ رُوحَ بَعُوضَةٍ حَتَّى يُكُونَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الدِّينَ يَا مُؤْتِئِضًا -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ملک
 الموت سر ہاتے کھڑے ہے تو حضور نے فرمایا

اے ملک الموت میرے اس صحابی کے ساتھ نرمی کرنا کہ یہ مومن ہے۔

ملک الموت نے عرض کی حضور خوش ہو جائیں کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ اور حضور میں کسی ابن
 آدم کی روح قبض نہیں کرتا کہ اس کے اہل رونے لگتے ہیں تو میں گھڑ کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں
 قسم بخدا یہ میری زیادتی نہیں ہے سوا اس کے کہ میں بار بار آتا اور ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی گھر میدان
 یا جنگل میں کوئی پیدائہ فرمایا اور نہ دریا میں کوئی جاندار چھوڑا
 حضور قسم بخدا میں مچھیر کی جان

بھی نکالنے پر قادر نہیں جتنک اللہ تعالیٰ مجھے حکم نہ دے۔
 اور ایسا ہی طبرانی اور ابو نعیم اور ابن منذر نے اسیرہ کریمہ اَللّٰهُ تَعَالَى فِي الْاَلْقَسَسِ كِي تَصْرَحُ فِيهِ فَرِيَا اِنَّ اَفْعَالُ
 الْبِعَادِ كُلِّهَا مَخْلُوقَةٌ لَّهٗ جَلَّ دَعْلًا لَمَّْا خَلَّ لِلْعِبَادِ فِيهَا - بندوں کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا
 کیے ہوئے ہیں بندوں کا ان میں دخل نہیں۔

اپنے بھیسے ہوؤں کی طرف تَوَقُّفًا رَسُلَنَا يَا مَلَا ئِكَةَ كِي طَرَفَ اَلَّذِيْنَ تَتَوَقَّأُ هُمْ الْمَلِيْكَةُ ظَالِمِي
 اَلنَّفْسِيْهُمْ وَغِيْرَهُ جَوَارِ شَادِهٖ يَرْسَبُ بَا جِرَا اَلْحَبِيْ يَسَّ

تَوَقُّفًا رَسُلَنَا يَا مَلَا ئِكَةَ كِي طَرَفَ اَلَّذِيْنَ تَتَوَقَّأُ هُمْ الْمَلِيْكَةُ ظَالِمِي
 اَلنَّفْسِيْهُمْ وَغِيْرَهُ جَوَارِ شَادِهٖ يَرْسَبُ بَا جِرَا اَلْحَبِيْ يَسَّ

یعنی حساب و کتاب جزا و سزا کے لیے تمہیں اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔

عَا ذَا صَلَّلْنَا فِي الْاَرْضِ كَمَا كَرَّ اسْتِغَا د عَقْلِي كَرَّ يَا اِن مَشْرُ كُوْلِي كِي جِهَالَتٍ سَّ اس لِي كَرَاتٍ
 اَلْقَادِرَ عَلَى الْاِمَا نَتِ قَادِرٌ عَلَى الْاِحْيَا ءِ - جسے مارنے کی قدرت ہے وہ زندہ کرنے پر بھی قادر
 ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

بالمعاوردہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو أَعْيُنِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
لِنَعْمَلَ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝

اور اگر تم دیکھو جبکہ مجرم سر نیچے ڈالے ہوں گے
اپنے رب کے حضور اور کہیں گے اے ہمارے رب
ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں بھیج دے دنیا میں کہ ہم
نیک کام کریں بیشک اب ہم یقین لائے۔

اور اگر ہم چاہتے تو مزدور دیتے ہر جان کو بدایت
لیکن بات قرار پا چکی کہ مزدور جہنم بھروں گاجنوں اور
آدمیوں سے سب سے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هَدَاهَا
وَلَكِن حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

تو اب چھو بدلا اس کا جو تم اس دن کی حاضری بھولے
ہوئے تھے ہم نے بھلی بہتیں بھلا دیا تو چکھو عذاب
ہمیشہ کا اپنے کیے کا بدلہ۔

فَذُوقُوا إِنَّا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ
هَذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ
الْعَذَابِ لِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو
یاد دلائی جائے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں اور تسبیح
کرتے ہیں اپنے رب کی اس کی پاکی کہتے ہوئے اور
وہ تکبر نہیں کرتے۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا
بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝

ان کی گردنیں جدار بنتی ہیں خواب گاہوں سے اور
پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے اور امید رکھتے
اور ہمارے دیے ہیں سے خیرات کرتے ہیں۔

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا ذَرَفْتَهُمْ
يَنْفِقُونَ ۝

تو کوئی جان نہیں جانتی جو پھیپھاڑھی ہے ان کی آنکھوں
کی ٹھنڈک بدلان کے کاموں کا۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ
أَعْيُنٍ جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

تو کیا جو ہے مومن وہ اس جیسا ہے جو بے حکم ہے
یہ برابر نہیں۔

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا
لَّا يَسْتَوُونَ ۝

لیکن جو ایمان لائے اور نیک کام کیسے تو ان کے

أَمْ أَلِدِينِ أَمْثَلُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

فَلَمْ جِنَّةَ الْمَادِي تَزَلَّ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ه
 وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَا لَهُمْ النَّارُ
 كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا
 فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ دُونُوا عَذَابَ النَّارِ
 الَّذِينَ كُنْتُمْ فِيهَا تُكْفَرُونَ ه
 وَلَئِنْ يَتَّبِعْتُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْإِدْنِي
 دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّكُمْ
 يَرْجِعُونَ ه
 وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ دُكِرَ بَيِّنَاتٍ رَبِّهِ
 ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّمَا مِنَ الْجَاهِلِينَ
 مُتَّبِعُونَ ه

یہ جنت تیسے کو ہے ان کے عملوں کے بدلے ہمانی
 رہے وہ جو فاسق ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب
 اس میں سے نکلتا چاہیں پھر لوٹا دیے جائیں اس میں
 اور کہا جائے انہیں چکو عذاب جہنم جسے تم چھوڑتے
 تھے۔

اور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس
 بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے
 کہ ابھی باز آئیں گے۔
 اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب
 کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے منہ پھیر لیا
 شک مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ- اور	كُو- اگر	تَو- دیکھے تو	اِذ- جب
الْجَاهِلُونَ- مجرم	تَاكْسُوا- جھکائے ہونگے	رُدُّوْهُمْ- اپنے سر	عِنْدَ- پاس
رَبِّهِمْ- رب اپنے کے	رَبَّنَا- اے ہمارے رب	الْبَصَوْنَا- ہم نے دیکھا	وَر- اور
سَمِعْنَا- ہم نے سنا	فَارْجِعْنَا- تو لوٹنا ہم کو	نَعْمَلُ- ہم کام کریں گے	صَالِحًا- اچھے
إِنَّا- بیشک ہم	مُؤْتِنُونَ- یقین لائے	و- اور	كُو- اگر
سَمِعْنَا- ہم جانتے	لَا تَنْتَابُوا- تو دیتے	كُلُّ- ہر	نَقِيسَ- جان کو
هَذَا- یہ ایت	هَذَا- اس کی	و- اور	لَكِنْ- لیکن
حَقٌّ- حق ہوئی	الْقَوْلِ- بات	مِنْ- مجھ سے کہ	لَا تَمْلِكُ- ضرور بھروں گاہیں
بِحَقِّمْ- دوزخ	مِنَ الْجَنَّةِ- جنوں	وَر- اور	النَّاسِ- آدمیوں سے
أَجْمَعِينَ- سب سے	فَذُوقُوا- تو چکو	بِنَا- بدلہ اس کا جو	نَسِيْتُمْ- بھولے تم
إِقَاتِ- ملاقات	يَوْمَ تَكُونُ- اپنے دن	هَذَا- اس کی	إِنَّا- بیشک ہم

ذَرُّوا حَقْوًا	و۔ اور	تَسْبِيحًا مَجْلَدًا	سے تم کو
كُنْتُمْ تَقْتُلُونَ	بہا۔ بدلہ اس کا جو	الْمَلَأْتُمْ بِهِ كَلْبًا	عَذَابِ
بِأَيْدِيكُمْ سَمَرًا	يُؤْمِنُونَ۔ ایمان لاتے ہیں	أَلَمْ يَكُن لَكُمْ آيَاتٌ	تَعْمَلُونَ عَمَلًا كَرِيمًا
سَمَرًا لَكُمْ سَاهِبًا	مگر وہ نصیحت کیے نہیں	أَذًا جِب	الَّذِينَ لَهُمْ
سَمَرًا كَرِيمًا	و۔ اور	سَجْدًا سَجْدًا	خَرُّوا تَوَكُّرًا
هَسْرًا	و۔ اور	ذَرُّوا رِجْلَيْ رِبِّكَ	بِجَهْدٍ سَاهِبًا
جَنُوبًا لَكُمْ	تَتَجَافَى أَعْيُنُكُمْ	يَسْتَكْبِرُونَ تَكْبَرًا	لَا يَذَرُون
خَوْفًا خَوْفًا	ذَرُّوا رِجْلَيْ رِبِّكَ	يَنَاعُونَ بِنَارِهِمْ	عَنِ الْمَضَاجِعِ لِمَبَرَاتِهِمْ
مِنَ اسِّ سَمَاءٍ	و۔ اور	كَلْبًا مَبِيدًا	و۔ اور
فَلَا تَوَدُّونَ	يُفْقُونَ خَرْجَ كَرِيمًا	نَفْسًا كَوْفِي آدَمِي	رَدَّ قُرْبَانَهُمْ
أَخْفَى بَحْبَاطِي كَرِيمًا	مَا جُو	مِنْ قُرْبَانِهِ كُفْرًا	تَعْلَمُ جَانِحَاتُ
جَزَاءً بَدَلًا	أَعْيُنُكُمْ كَلْبًا	كَأَنَّهُمْ تَحْقُقُونَ	أَنْ كَلْبًا
أَقْنَمًا تَوَكُّرًا	يَعْمَلُونَ عَمَلًا كَرِيمًا	مُؤْمِنًا مَوْمِنًا	بِمَا اس كَا جُو
كَانَ هُوَ	كَمَنْ - وہ اس جیسا ہے جو	لَا يَذَرُون	كَانَ هُوَ
أَمَّا بَحْرًا	يَسْتَوُونَ - برابر	أَمَّنُوا - ایمان لائے	فَأَسْقَا فَا سَقًا
عَمَلًا عَمَلًا	و۔ اور	فَلَمْ تَوَدُّوا كَلْبًا	الَّذِينَ جُو
الْمَادَى رِبْنِي كَلْبًا	جَنَّةُ جَنَّتِ هِي	بِمَا اس كِي جُو	الصَّلِحَاتِ - اچھے
يَعْمَلُونَ عَمَلًا كَرِيمًا	كَأَنَّهُمْ تَحْقُقُونَ	أَمَّا رِبْنِي	تَوَدُّوا جَمَانِي هِي
فَسَقُوا فَا سَقًا	الَّذِينَ لَهُمْ جُو	النَّارِ آگ سے	و۔ اور
أَرَادُوا كَرِيمًا	كَلْبًا جِب كَلْبًا	يَخْرُجُونَ نَكْلًا جَانِحًا	فَنَادُوا هَمًّا تَوَكُّرًا
أَعْبَدُوا لَوْ شَاءَ جَانِحًا	مِنَهَا اس سے	و۔ اور	أَنْ يَذَرُوا
أَنْ كَلْبًا	قِيلَ - کہا جائے گا	عَذَابِ عَذَابِ	فِيهَا اس میں
الَّذِينَ هُوَ جِب كَلْبًا	النَّارِ آگ کا	بِه تَحْقُقُونَ	ذَرُّوا حَقْوًا
و۔ اور	تَنَلَّكَ بُونٌ جِب كَلْبًا	كَلْبًا يَقْنَمُونَ	كُنْتُمْ تَقْتُلُونَ
الَّذِينَ هُوَ جِب كَلْبًا	مِنَ الْعَذَابِ عَذَابِ	مَنْ كَلْبًا	كَلْبًا يَقْنَمُونَ

كُذِّبَتْ - پہلے
 الْعَذَابِ - عذاب
 الْكَبِيرِ - بڑے سے
 لَعَلَّمْ - تاکہ وہ
 يَرْجِعُونَ لَوْ شَاءَ رَبِّي - اور
 مَنْ - اس سے جو
 ذُرِّيَّتِي لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ - نصیحت دیا گیا
 عَمَّا - اس سے
 أَنَا - بیشک ہم
 مُتَّقُونَ - بدلہ لینے والے ہیں۔
 مِنَ الْمَجْرُمِينَ - مجرموں سے

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ أَلَّا رَأَوْا كَيْفَ تَتَوَقَّعُ الْوَجْهَ كَيْفَ تَتَوَقَّعُ الْوَجْهَ كَيْفَ تَتَوَقَّعُ الْوَجْهَ كَيْفَ تَتَوَقَّعُ الْوَجْهَ

تاکہ سو اور دوسرے ہم عنداً ربکم۔ اپنے رب کے حضور سر نیچے کیے ہوں گے۔

نگس کا معنی اوسے لکھتے ہیں مطر قوہا من الجلاء والنجی۔ اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر عرض کرتے ہوں گے۔

رَبَّنَا ابْحَثْنَا وَاسْمِعْنَا فَأَرْجِعْنَا لِعَمَلِنَا صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا میں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں میں یقین آ گیا۔

یعنی جن باتوں سے ہم انکار کرتے تھے اور مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط جانتے تھے آج ہم نے دیکھ لیا کہ تیرے تمام وعید حق ہیں ہم اپنی جہالت سے دنیا میں منکر تھے اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور وہ جو کہتے تھے اے غلط سمجھتے تھے تو اب چونکہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو اب ہمیں بھیج تاکہ تیرے رسولوں کی تعلیم کے مطابق ہم نیک عمل کریں۔ لیکن اس وقت کا ایمان لاتا اور اعتراف صداقت کرتا انہیں کچھ کام نہ دے گا آگے ارشاد۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى وَ لَكِن حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو ہدایت عطا فرماتے لیکن میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے۔

یعنی اگر ہماری مشیت ہوتی تو ہم ایسا لطف و کرم فرماتے کہ سب ہدایت قبول کر لیتے لیکن ہم نے جلی کافروں پر وہ لطف نہ فرمایا اور ہمارا فیصلہ ان کے حق میں یہی ہو چکا کہ ہم ان سے جہنم پرہ کریں خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے۔

پھر جب وہ جہنم میں پہنچ کر عذاب میں مبتلا ہو جائیں تو انہیں خازنین جہنم کہیں۔
 فَذُوقُوا مَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا اِنَّا نَسِيتُكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ
 تَعْمَلُونَ۔ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اس دن کو اپنی حاضری بھولے ہوئے تھے اور دنیا پر تمہارا یقین
 تھا کہ یہی سب کچھ ہے مرے بعد کچھ نہیں، لہذا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا تو اب عذاب کے مزے لیتے
 رہو جو ہمیشہ ہمیش تم پر رہے گا بدلہ تمہاری کرنی کا۔
 اور تمہاری پکار پر التفات نہ ہوگا۔

اِنَّا يَوْمَئِذٍ نَّبَايِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
 تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا ذَرَفْتُمْ يَبْهَمُونَ۔ ایمان تو ہماری
 آیتوں پر وہی لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جائیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور خشوع و خضوع سے نعمت
 اسلام پر شکر گزار ہوتے ہیں، اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر
 نہیں کرتے اور ان کی گردنیں خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں (یعنی بچھی رات استراحت کو چھوڑ کر اللہ
 کی یاد کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور تہجد میں) اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے (یعنی عذاب
 سے خائف رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے ہیں سے کچھ خیرات بھی کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول

بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ یہ آیت انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی اور میں بھی انہیں
 میں سے ہوں۔ ہمارا یہ طریقہ تھا کہ مغرب کے بعد ہم لوگ گھر نہ آتے تھے جب تک حضور کی معیت میں
 عشا کی نماز ادا نہ کر لیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں تہجد گزاروں کی فضیلت بیان ہوئی۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تہجد ایک ایسی مقبول عبادت ہے کہ اس میں بندے کا اور رب تعالیٰ کا

خاص تعلق ہوتا ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْتُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا الْاَدْحَاةَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ سَلَامٌ
 روی پھیلاؤ۔ کھانے کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں عبادت کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

اس پچھلی شب کی دعا شبی پر کسی عارف باللہ نے خوب فرمایا۔

دعا نیم شبی دفع صد بلا بہ کند
 دلا بسوز کہ سوز تو کار با کند

فَلَا تَعْمَلُوْا نَفْسًا مَّا اَخْفَىٰ لَهُمْ مِّنْ قِسْمٍ مَّا اَعْيَنَ جَزَاءُ لِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ تو کوئی نہیں جانتی جو

آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے بدلہ ان کے اعمال صالحہ کا۔

یعنی عبادت کے صلہ میں جو اچھیں نعمتیں بخشیں مومنوں پر ہوں گی جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور کلیجے سکھیں ہوں گے اسے دنیا کی کسی شے سے نظیر نہیں دی جاسکتی ہے وہاں کی نعمتوں کی صفت حضور نے ان لفظوں میں فرمائی مَا لَدَعَيْنَ رَأَتْ وَلَا آذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَمٌ عَلَى قَلْبٍ بَشِيرٍ۔

اَقْمَنُ كَانَتْ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَتْ قَائِمًا لَا يَسْتَوُونَ۔ تو کیا جو ایمان لایا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسد اللہ شیر خدارضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑا پڑا باتیں بڑھ گئیں ولید بگڑ کر کہنے لگا کہ صاحبزادے خاموش رہو تم ابھی بچے ہو میں بوڑھا گرگ بارہاں دیدہ زبان آور ہوں میری سنان زبان تم سے تیز تر ہے اور میں تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ میرا جتہ تم سے طاقتور ہے۔

حضرت شیر خدارضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خاموش رہو کہ تم فاسق ہو مومن اور فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ گویا آپ نے فرمایا جن باتوں پر تو نازاں ہے انسان کے لیے وہ قابل مدح نہیں انسان کا شرف ایمان و تقویٰ میں ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت شیر خدا کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بسنے والے باغ ہیں ان کے اعمال کے صلہ میں مہانداری ہوگی۔

یعنی مومنین صالحین کی جنت الماویٰ میں مہانداری ہوگی۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَيُقَالُ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تَكْفُرُونَ وَلَنْ يُقَيِّمَ مِنَ الْعَذَابِ إِلَّا ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تَكْفُرُونَ۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ۔

رہے وہ جو کافر و فاسق ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ہم ضرور انکو چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھتے والا امید کرے کہ شاید ابھی واپس کر دیے جائیں گے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اسل کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے انحراف کیا ہے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

فاسق سے مراد ناقربان کافر ہیں۔

اور قریب کے عذاب سے دنیا کا عذاب مراد ہے یعنی وہ قتل بھی کیے جائیں اور گرفتار بھی ہوں۔
قحط و امراض وغیرہ میں مبتلا کیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہوا حضور کی ہجرت کے قبل قریش امرأئیں و مصائب اور
قحط میں مبتلا ہوئے اور بعد ہجرت مقتول و گرفتار ہوئے پھر سات برس قحط کی ایسی مصیبت میں مبتلا رہے
کہ ہڈیاں اور مردار کتے تک کھا گئے۔

اور عذاب اکبر سے مراد عذاب آخرت ہے۔

اور ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات الہی پر غور نہ کیا اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا انہیں ضرور سزا
دی جائے گی۔

مختصر تفسیر دو دوسرا کوں سورۃ سجدہ پ ۲

ذَلُّوا تَوَّابًا إِذَا الْمَاجِرُ مَوْتًا نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اور اگر آپ دیکھیں جبکہ مجرمین منکرین اپنے
رب کے حضور گردن جھکاٹے ہوئے ہوں۔

یہ مجرمین وہی مشرکین ہوں گے جو دنیا میں کہتے تھے: إِذَا صَلَّيْنَا فِي الْأَرْضِ بَرَاءَاتِنَا كَفَى خَلْقًا جَدِيدًا
یا جنس مجرمین مراد ہیں۔

نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ کے معنی مُطِرَ قُؤُوهَا مِنْ الْجَبَابِلِ وَالْجَذْبِ ہیں۔ یعنی شرم و محالیت سے ان کی گردنیں
جھکی ہوں گی۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جبکہ حساب لیا جائے اور ان پر انکے اعمال کی قباحتیں ظاہر ہو جائیں۔
جنہیں وہ دنیا میں اچھا سمجھتے تھے تو بارگاہ حق میں عرض کریں۔

رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا لَعَلَّ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا
اور سنا یعنی اب ہم دیکھنے سننے والے ہو گئے اس سے قبل ہم فی الواقع اندھے بہرے تھے کسی شے کا ہمیں
ادراک ہی نہ تھا لہذا

فَارْجِعْنَا فِي الدُّنْيَا۔ ہم کو اب دنیا میں بھیج دیجئے کہ نیک عمل کریں اس لیے کہ

إِنَّا مُوقِنُونَ۔ اب ہمیں یقین آ گیا۔ اس پر ارشاد ہوا۔

ذَلُّوا شَتَاتٍ لِّتَنَاقُلْ نَفْسٍ هَذَا هَذَا لِيَكُنْ حَقَّ الْقَوْلِ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

التَّائِبِينَ أَجْمَعِينَ۔ اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت پر ہی مبعوث فرماتے لیکن ہماری طرف سے فیصلہ جتنی سوچ چاہئے کہ ضرور ہم جہنم کو جنوں اور انسانوں سے سب سے پرہیز کریں گے۔

گویا آئیہ کہ میری یہ عبارت ہوئی وَكُوشِنَا إِنِّي أَيْدَى كُلِّ نَفْسٍ هَدَا هَا لَا تَتَنَا هَا إِنَّا كَالْكَافِرِينَ تَحْقُقُ الْقَوْلَ مِنِّي لَا مَكُنْتُ يَحْتَمُّ فَبُوجِبَ ذَاكَ الْقَوْلِ كَمَا نَشَاءُ إِعْطَاءَ الْهُدَى عَلَى الْعُدُومِ بِلِ مَعْنَاةٍ وَمَنْ اتَّبَعَ إِبْلِيسَ الدِّينَ انْتَمَ مِنْ مَجْلِبَتِهِمْ حِينَ فَارَقْتُمْ إِخْتِيَارًا كَمَا إِلَى الْبَغْيِ يَا غَوَاثِ هُوَ مَشِيئَتِنَا لِأَفْعَالِ الْعِبَادِ مَنُوطَةً بِإِخْتِيَارِهِمْ يَا هَا فَلَمَّا كَمْ تَخْتَارُوا الْهُدَى وَاخْتَارْتُمُ الضَّلَالَ كَمَا نَشَاءُ إِعْطَاءَةَ لَكُمْ۔

یعنی اگر ہم چاہتے ہر جان کو ہدایت فرمانا تو ضرور اسے ہدایت بخشتے لیکن ہمارا فیصلہ قطعی سوچا تھا کہ ضرور ہم جہنم کو بھی مخلوق فرمائیں گے تو بموجب اس فیصلہ کے ہم نے ہدایت سب کو عطا نہیں کی بلکہ ابلیس سے منع فرمایا پھر ان میں سے جو اپنے خیال و اختیار سے گمراہی کی طرف گیا وہ گمراہ ہوا یہ گمراہی ان کی اپنے اختیار کے ماتحت ہوئی اور ضلالت ان کے حصہ میں آئی انہیں ہم نے ہدایت نہیں دی لہذا فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ اب چکھو اس کا بدلہ جو تم نے بھلایا آج کے دن کا ملنا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور چکھو مزہ عذابِ دوامی کا بدلہ اس کا جو کچھ تم کرتے رہے دنیا میں۔

یہ بطریق تہدید و توبیخ ارشاد ہے کہ اب شرمندگی سے نکس روٹ کر تباہی جھکتا ناخجالت و الفعالت کا مظاہر کرنا بیکار ہے جبکہ تم اول ہمارے ملنے کے خلاف کھتے تو آج تمہارا تسلیم کرنا بے کار ہے آج ہم نے تمہیں بھلا دیا اور ترک فرما دیا تمہیں عذاب میں جو دوامی ہے تو اب عذاب چکھتے رہو جیسے دنیا میں تم انکار لقا پر قائم تھے۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا حُودُوا وَسُجِدُوا إِذْ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔ ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں نصیحت کی جائے تو سجدہ کرتے گریبان میں اور تسبیح و تہلیل کے ساتھ تنزیہ الہی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

آئیہ کہ میرے گویا مشرکین و مجرہین کو فرمایا ہے أَفَكُم لَا تُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا اللَّهُ الْغَرِيُّ شَتُونَ تَادَلًا تَعْمَلُونَ بِمُوجِبَاتٍ عَمَلًا صَالِحًا وَكُوَادُّنَا كَمَا إِلَى اللَّهِ نِيَا تَمَّ كَبْهِ إِيْمَانٍ لَانِ وَلِي نَهْنِ بِهَامِي ان آیتوں جو ہمارے شیون قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور تم کبھی ان کے موجبات پر عمل نہیں کرو گے اگرچہ تمہیں دنیا میں لوٹایا جائے۔

اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے ہیں وہ وہ ہیں کہ جب انہیں تذکیر و نصیحت اور وعظ کیا جائے تو سقٹو اساجدین تو اصعبا لله تعالیٰ و خشوعا و خوقا من عند رب عزوجل کرتے ہیں وہ سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے حضور متواضع اور خشوع و خوف عذاب الہی سے۔
 البوجیان کہتے ہیں ہذہ السجدة من عنایہ سبحو القرآن یہ سجدہ کی آیت قرآن کریم کے تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔

اور ابن جریر اور مجاہد کہتے ہیں ان الآیۃ نزلت بسبب قوم من المنافقین كانوا اذا اتممت الصلوة خرجوا من المسجد۔ یہ آیت کریمہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی تو وہ لوگ ایسا کرتے کہ خبیب کھڑی ہوتی تو مسجد سے باہر نکل جایا کرتے اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ آیت کریمہ بدنیہ ہے۔ اور

وَسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ دُخْرًا لَا يَسْتَكْبِرُونَ کے یہ معنی ہیں کہ وَتَذُوهُ تَعَالَى عِنْدَ ذَلِكَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَلِيْقُ بِهِ سُبْحَانَہ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی تنزیہ کرتے ہیں ہر اس صفت سے جو اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ایمان و اطاعت سے تکبر نہیں کرتے اس لیے کہ جو تکبر ہوتا ہے وہ آیات الہی ایسے سنتا ہے گویا سنی ہی نہیں۔

تَجَانِي جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا قِمَارًا وَرَقَمًا يَفْقُونَ ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید سے اور بھارتے دیے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔

یہاں سے جملہ مشتاقہ شروع فرمایا گیا تاکہ بقیہ محاسن مومنین کا بھی بیان ہو جائے۔

تجانی۔ عربی میں بعد کے معنی میں مستعمل ہے چونکہ یہاں پہلوئے مومنین کو خواب گاہوں سے دور بتانا مقصود ہے اس لیے تجانی فرمایا گیا۔

اور جنوب۔ جنب کی جمع ہے۔ راعب مفردات میں کہتے ہیں اصل الجنب الجارحتہم یستعاضون فی التاجیۃ الیٰہا۔ جنب کے اصلی معنی جارحہ کے ہیں پھر استعارۃ لے سے ایک طرف کے معنی میں لے لیا جو قریب کی سمت ہو۔

اور مضاجع۔ جمع ہے مضجع کی اور مضجع اماکن الاذنیۃ یعنی تکبیر لینے کی جگہ کو کہتے ہیں جو سونے کے وقت لی جائے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے فتی و ترفع جنوبہم عن مواضع النوم و هذا کنایۃ عن ترکہم النوم۔ اپنے پہلو ہٹا لیتے ہیں نیند کے مقام سے اور یہ کنایہ ترک نوم سے ہے

چنانچہ عبداللہ بن رواحہ نے حضور کی نعت میں کہا۔
 سَبَّحْتَ بِحَمْدِكَ جَنَّتْ عَنْكَ أَيْتُهُمْ
 إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالْمَشْرِكَاتِ الْمَضَاجِعِ
 وہ نبی ہے جس کے پہلو بستر سے اس وقت بھی الگ رہتے ہیں جب کہ مشرکین کے بستر بھی
 بو بھل ہو جاتے ہیں۔

اور مشہور اس کے معنی یہ ہیں النَّجَافِيُّ الْقِيَامُ لِصَلَاةِ التَّوَاقِلِ بِاللَّيْلِ وَهُوَ قَوْلُ حَسَنِ
 وَتَجَاهِدٍ وَمَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ حَسَنٍ مُجَاهِدٍ أَوْ مَالِكٍ أَوْ أَوْزَاعِي كَقَوْلِهِمْ تَجَافَى سَعْدُ بْنُ
 كَعْبٍ لِيَسِيرَ قِيَامُ كَرِيْمِهِ۔
 اور احادیث صحیحہ سے بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

احمد اور ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ اور محمد بن نصر اپنی کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن جریر اور ابن ابی
 حاتم اور امام حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے
 روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ
 نَسِيرٌ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ
 سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّمَا نَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَتَارَكُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُ بِهِ
 شَيْئًا وَتُعِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتُحُجُّ الْبَيْتَ۔
 ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمِ حَبْتًا وَالصَّدَقَةِ لَطْفًا الْخَطِيئَةَ وَصَلَاةَ
 الرَّجُلِ فِي جَوْفِ الْيَلْبِطِ ثُمَّ قَالَ تَجَافَى جُنُودَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔

فرماتے ہیں میں حضور کی معیت میں ایک سفر میں تھا تو ایک دن صبح کے قریب ہم سفر کر رہے
 تھے تو میں نے عرض کی حضور کوئی ایسا عمل فرمائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور رکھے
 تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا معاذ تم نے بڑا بھاری سوال کیا ہے اور وہ اس پر آسان
 ہے جس پر اللہ آسان فرمادے۔

اللہ کی عبادت ایسی کر کہ اس میں کسی غیر کو ذرہ بھر شریک نہ کرے۔
 اور نماز قائم رکھ۔

اور زکوٰۃ دیتا رہ۔

اور رمضان کے روزے رکھ۔

اور حج بیت اللہ کے

پھر قرابا معاذ تجھے ابواب خیر کی راہ نمائی کیوں نہ کروں یاد رکھ
روزہ ڈھال ہے جہنم سے۔

اور صدقہ خطاؤں کی شدت اور حرارت سرد کر دیتا ہے

اور مومن کا شب کے درمیان نفل ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے

پھر آپ نے آیت کریمہ تَجَانِيْ جَنُوْبِهِمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسْتَرْجَا تِلَاوَتِ فِرَائِي

اور البودرداء فرماتے ہیں اور قتادہ وضحاک یہ کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ مومن عشا اور فجر کی نماز

ادا کرے اور جماعت سے پڑھے۔

اور حسن و عطا سے مروی ہے کہ اِنَّ لَّيَّامَ الرَّجُلِ حَتَّى يُصَلِّيَ الْعِشَاءَ اَدَى عَشْرٍ مِّنْ سَنَةٍ

نہ سوئے تو تَجَانِيْ جَنُوْبِهِمْ کی تعریف میں داخل ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت کریمہ انصار کی تعریف میں نازل ہوئی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں تَزَلَّتْ قَيْنًا مَعًا مَثَرًا اَلْاَنْصَارُ كُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ فَلَا نَرْجِعُ اِلَى رِحَالِنَا حَتَّى نُصَلِّي

الْمِشَاءَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی اس لیے کہ ہم مغرب

پڑھ کر اپنی خوابگاہوں کی طرف نہ جاتے تھے جب تک ہم عشا حضور کے ساتھ نہ پڑھ لیتے۔

وَ اَلْجَاهِدُ عَدُوًّا عَالِيًّا مَا هُوَ الْمَشْهُورُ فِي فَضْلِ الرَّهْمِدِ مَا لَا يُحْضَرُ مِنَ الْاَجْدَادِ۔ اور جمہور اس

طرف میں کہ اس آیت کریمہ میں تہجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس پر بے گنتی احادیث وارد ہیں

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا قَوْمًا الَّذِيْنَ يُعْقِرُونَ۔ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف و عقاب

سے اور امید رحمت سے اور جو ہم انہیں دیں اس سے خرچ کرتے ہیں۔

یعنی بے نیازی سے خوف کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھتے ہوئے ہمارے دیے ہوئے ہیں

نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ تو کوئی جان نہیں

جاتی جو مخفی رکھا ہے ہم نے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ان کے نیک عملوں کا۔

یعنی جو ان نیک بندوں کے لیے ہم نے نعمتیں مخفی رکھی ہیں اسے کوئی جان نہیں جانتی۔ البتہ ملک

مقرب اور نبی مرسل اس سے واقف ہیں اس لیے کہ یہ جانوں سے بلند ہیں وہ نعمتیں وہ ہیں جن کے

ظاہر ہونے پر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَحَدٌ دُتَّ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَأَعْيُنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرٌ عَلَى قَلْبٍ بَشَرِيٍّ مَا أَطْلَعْتُكُمْ عَلَيْهَا أَقْبَرُ أَدَارًا مِنْكُمْ فَلَا تَقْلَعُوا نَفْسَ مَا أَخْفَى لَكُمْ مِنْ قُرْبَى أَعْيُنٍ -

حضور سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں صالحین کے لیے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی دل میں ان کا خطرہ آیا بلکہ وہ نعمتیں وہ جن کی میں تمہیں اطلاع دیتا ہوں اور اگرچہ ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو قَلَّا تَعْلَمُوا نَفْسَ مَا أَخْفَى لَكُمْ مِنْ قُرْبَى أَعْيُنٍ النہ

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے وہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک واقعہ کی تائید میں ہے چنانچہ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے ابن ابی حاتم اور سدی راوی ہیں اِنَّمَا تَوَلَّيْتُ فِي عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَوَيْدًا كَرَّمَ مَا جَرَى - یہ آیت کریمہ علی کرم اللہ وجہہ اور ولید بن عقبہ کے معاملہ میں نازل ہوئی آگے واقعہ بیان نہیں کیا۔

اور ایک روایت میں ہے:

اِنَّمَا تَوَلَّيْتُ فِي عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَوَيْدٍ كَرَّمَ - ایک روایت میں ہے

کہ یہ آیت حضرت علی اور ایک قریشی کے معاملہ میں نازل ہوئی اس میں نام اس قریشی کا نہیں بتایا۔ اور تفسیر کشاف میں ہے کہ اس کا تزلزل یوں ہے۔

اِنَّمَا تَوَلَّيْتُ فِي عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ يَوْمَ نَبِيٍّ رَكَلًا فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ اَسْأَلُكَ فَاِنَّكَ صَبِيٌّ اَنَا اَسْبُ مِنْكَ شَبَابًا وَاَجَلًا مِنْكَ جَلَدًا وَاَذْرَبُ مِنْكَ لِسَانًا اَحَدًا مِنْكَ سَنَانًا وَاَسْتَجِعُ مِنْكَ جَنَانًا وَاَمْلَأُ مِنْكَ حَشَوَانًا فِي اَهْلِ بَيْتِهِ -
فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ اَسْأَلُكَ فَاِنَّكَ فَاسِقٌ فَتَوَلَّيْتُ -

حضرت شیر خدا اور ولید کے باہن بدر و لے دن جھگڑا ہوا تو ولید بولا تم خاموش رہو کہ ابھی بچے ہو اور میں تم سے بڑھ کر جوان ہوں اور کوڑے مارنے میں طاقتور ہوں اور زبان میں چرب لسان ہوں اور نیزہ میں بھی تم سے بہتر ہوں اور دل کے لحاظ سے بھی تمہارے مقابلہ میں قوی ہوں اور جماعت میں بھی زیادہ ہوں۔

تو حضرت بشیر غزالی نے فرمایا خاموش رہ کہ تو فاسق ہے تو اس کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی
 اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔ کیا جو مومن ہے وہ مثل اس کے ہے جو فاسق

ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔

أَصْلُ الْفِسْقِ الْخُرُوجُ۔ فسق کے معنی میں خروج کے فسقت الثمر کا اذا خَرَجَتْ مِنْ قَشْرِهَا
 معاوردہ میں فسقت الثمرہ حُب بولتے ہیں جبکہ اس کا گودا گھٹی اس کے چھلکے سے نکل آئے۔
 تو اس آیت کریمہ میں واضح فرمایا کہ مومن کے اوصاف حسنہ فاسق کے احوال قبیحہ سے مساوی نہیں ہو سکتے
 اَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْدَى نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ جو ایمان
 والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ان کے جنت الماویٰ ہے اس میں وہ رہیں گے اپنے نیک کاموں
 کے بدلے میں۔

یہاں جنت کو ماویٰ کے ساتھ مضاف اس لیے کیا گیا کہ ماویٰ اس مکان مخصوص کا نام ہے جو

جنت میں ہے جسے جنت عدن۔

وَقِيلَ جَنَّاتُ الْمَأْدَىٰ لِلْمَأْدَىٰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهَا تَأْوِي إِلَيْهَا أَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ۔ ابن عباس

فرماتے ہیں جنت الماویٰ وہ ہے جہاں ارواح شہداء سکون لیں۔

وَرُوِيَ أَنَّهَا مِنْ بَيْتِ الْعَرْشِ۔ ایک روایت ہے کہ جنت الماویٰ عرش کی داہنی جانب ہے۔
 نُزُلًا۔ اَيُّ تَوَابًا وَهُوَ فِي الْأَصْلِ مَا يُعَدُّ لِلنَّازِلِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ۔ نزول کے معنی ہماندار

اور ثواب کے ہیں اصل میں نزل وہ ہے جو طعام و شراب کی تیاری سے متعلق ہے یعنی الطعمہ والعمہ لذیذہ نفسیہ
 تظیفہ ان کے لیے ہوں۔ یعنی اعلیٰ نعمتوں سے ان کی ہمانداری ہوگی۔

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ اَيُّ سَبَبِ الدِّعَى كَانُوا يَعْمَلُونَ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ۔

یعنی ان کے نیک اعمال کے سبب انہیں یہ نعمتیں عطا ہوں گی۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَبَادُوا لَهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ
 مَسْكَنٌ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ۔ وہ نکلنا چاہیں اس سے دھکیل دیے جائیں اسی آگ میں۔

يَعْنِي كُلَّمَا شَارَفُوا الْخُرُوجَ مِنْهَا وَقَرَّبُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا دَفْعًا إِلَىٰ آفَاقِهَا۔ جب وہ
 نکلنے کے لیے اوپر کی طرف آئیں اور نکلنا چاہیں تو اس لیے اس میں ڈال دیے جائیں اور جہنم کے گوشے میں
 دفع کر دیے جائیں۔

فَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُمْ يُضْرَبُونَ نَهَبُ النَّارِ فَيُرْفَعُونَ إِلَىٰ أَعْلَاهَا حَتَّىٰ إِذَا قَرَّبُوا مِنْهَا أُعِيدُوا

أَنْ يَخْرُجُوا عَنْهَا يَضْرِبُ بِمِ الْكَلْبِ فَيَهْوُدُونَ إِلَى قَعْرِهَا وَهَكَذَا يُفْعَلُ بِهِمْ أَيْدًا - روایت ہے کہ انہیں جہنم کی لپیٹ اور پوکولٹے جتنی کہ جب وہ باب جہنم کے قریب آئیں اور نکلنے کا ارادہ کریں تو دوسری لپیٹ انہیں جہنم کے گڑھے کی طرف لے جائے گی ایسا ہی ان کے لیے ہوتا رہے گا۔
وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهَا تُكْفَرُونَ اور انہیں کہا جائے کہ چکھو اب اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

یہ فرمانا بغرض تو بیخ ہوگا اور اس میں استمرار کا اقتضا بھی ہے تاکہ دوام وابدیت بھی واضح ہو۔
وَلَكِنَّ يَظُنُّونَ أَنَّ الْعَذَابَ الَّذِي كُنْتُمْ بِهَا تُكْفَرُونَ - اور ہم ضرور انہیں پہلا عذاب دنیا میں دیں گے بڑے عذاب سے پہلے تاکہ

عَذَابَ الَّذِي كُنْتُمْ بِهَا تُكْفَرُونَ سے مراد عذاب اقریب ہے۔
وَقِيلَ الْاَقْلُ وَهُوَ عَذَابُ الدُّنْيَا وَهُوَ اَقْرَبُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاقْلُ مَثَلٌ عَذَابِ
ادنیٰ سے مراد بڑے عذاب سے کم عذاب ہے اور وہ عذاب دنیا ہے جو عذاب آخرت سے پہلے ہے اور اس سے کم ہے۔

اور اس میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ لسانی اور ایک جماعت کے نزدیک بروایت ابن مسعود وہاں سے مراد تنگی اور محظ ہے۔

اور سخنی مقاتل اور طبرانی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر کا عذاب ہے۔
اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عذاب قتل بالسيف اور بھوکا مرنا ہے۔
اور مسلم اور عبد اللہ بن احمد اپنی مسند میں اور ابو عوانہ اپنی صحیح میں ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ اس سے مراد مصائب دنیا اور ردم اور بطنشہ و دغان ہے۔

اور ابن المنذر ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں هُوَ مَصَابِيْتُ الدُّنْيَا وَاسْتِقَامَهَا وَبَلَايَاهَا
اور ابن مردويه ابی اور لیس خولانی سے راوی ہیں قَالَ سَأَلْتُ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ قَوْلِهِ
وَلَكِنَّ يَظُنُّونَ أَنَّ الْعَذَابَ الَّذِي كُنْتُمْ بِهَا تُكْفَرُونَ فَقَالَ هِيَ الْمَصَابِيْتُ
الْاَسْقَامُ وَالْاَضْدَاعُ عَذَابُ الْمُسْرِفِ فِي الدُّنْيَا هُوَ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَمَا هِيَ لَنَا قَالَ زَكَاةٌ وَطَهْرٌ

عبادۃ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں نے وَلَكِنَّ يَظُنُّونَ کی آیت کریمہ کے متعلق حضور سے سوال کیا تو فرمایا وہ مصائب دنیا اور امراض و تنکالیفت میں اس کے لیے جو معاصی میں حد سے زیادہ ہو گیا ہو۔

اسے دنیا میں عذابِ آخرت سے پہلے عذاب ہوگا۔
میں نے عرض کی حضور ہمارے اس سے بچے رہنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا زکوٰۃ اور طہارت
اور اکبر سے مراد عذابِ یومِ قیامت ہے جہنم میں۔

بعض کے نزدیک اخروی عذاب سے قبل خروجِ دجال، خروجِ دابۃ الارض، خروجِ ہمدی وغیرہ ہے
لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ کے یہ معنی ہیں۔ اَيُّ لَعَلٍّ مِّنْ كَيْفٍ مِنْهُمْ يَتُوبُ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَائِدٌ

دین کی طرف لوٹ آئیں جو اس عذاب سے بچیں کما قال ابن مسعود۔

اور زحمتی کہتے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ يُرِيدُونَ الرُّجُوعَ وَيَطْلُبُونَ۔ شاید وہ واپس آنا چاہیں اور اللہ
تعالیٰ سے بخشش طلب کر لیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِنَا إِذْ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّمَا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مَنْتَقِمُونَ۔ اور
اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے نصیحت کی جائے ہماری آیتوں سے بچر وہ اس سے انحراف کرے ہم
مجرمین سے انتقام لیں گے۔

ظاہر ہے کہ آیاتِ الہی سن کر بھی جو اپنی گمراہی پر اڑ رہے وہ اظلم ترین خلایق ہے اس کے لیے عید
شدید ہے کہ اس پر عذاب شدید ہوگا۔

بامحاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ سجدہ پانچواں

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم
اس سے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی
اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور ہم نے ان میں سے
کچھ امام بنا دیے کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے جبکہ
انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یوراثتین
رکھتے ہیں۔

بیشک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت
کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔
اور کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی ہی بستیاں

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي
مُؤْتِنٍ مِّنْ بَقَائِهِمْ وَجَعَلْنَا كَاهِنًا هُدًى لِّبَنِي
إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آثِمًا يَهْدُونَ
بِأْمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا
يُوقِنُونَ ۝

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يُفَصِّلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝
أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

مَنْ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ إِنَّ
فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ أَفَلَا يَتَمَعُونَ ه

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا سَوَّيْنَا إِلَى الْأَرْضِ
الْجِبَالَ فَفُتِحَتْ بِهَا دَرَعَاتُ كُلِّ مَثَلٍ
أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ه

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ
قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا
إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ه
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرِ إِنَّهُمْ
مُنْتَظَرُونَ ه

ہلاک کر دیں ان سے پہلے کہ توح ان کے گھروں میں
چل پھر رہے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں
ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں زمین خشک
کی طرف تو نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ اس میں سے
ان کے چوپائے کھائیں اور وہ خود بھی تو کیا انہیں
نظر نہیں آتا۔

اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔
فرما دیجئے فیصلہ کا دن وہ ہے کہ کافروں کو اس دن
ایمان نفع نہ دے گا اور انہیں جہلت نہ ملے گی۔
تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بے شک انہیں
بھی انتظار کرتا ہے۔

لفظی ترجمہ

مُوسَى - موسیٰ کو	أَيُّهَا - وی ہم نے	لَقَدْ - بے شک	وہ اور
فِي - یہ سچ	تَكُنُّ - ہو تو	فَلَا - تو	الْكِتَابِ - کتاب
وہ اور	مِنْ لِقَائِهِمْ - اس کی ملاقات سے	مَنْ لِقَائِهِمْ - اس کی ملاقات سے	مِنْ لِقَائِهِمْ - اس کی ملاقات سے
بَيْنِي وَاسْطِهِ اَوْلَادٍ	هُدًى - ہدایت	جَعَلْنَاهُ - بنا کر ہم نے	جَعَلْنَاهُ - بنا کر ہم نے
مِنْهُمْ - ان میں سے	جَعَلْنَاهُ - بنا کر ہم نے	وہ اور	وہ اور
لَمَّا جِب	بِأَمْرِنَا - ہمارے حکم سے	بِمَدَانَتِنَا - ہدایت دیتے	بِمَدَانَتِنَا - ہدایت دیتے
بِأَيُّهَا - ہماری آیتوں کا	كَانُوا - تھے	وہ اور	وہ اور
هُوَ - وہ	ذِكْرًا - تیزاب	إِنَّ - بیشک	إِنَّ - بیشک
الْقِيَامَةِ - قیامت کے	يَوْمَ - دن	بِئْسَ مَا فِيهَا - اس میں	بِئْسَ مَا فِيهَا - اس میں
يُخْتَلَفُونَ - اختلاف کرتے	هِيَ - اس میں	كَانُوا - وہ تھے	كَانُوا - وہ تھے

اَوَكَيْفَا كَمْ تَكْتُمُونَ	كَمْ نَه اَهْلَكْنَا بِلَاكِ كَيْسٍ مِّنْهُ	يَهْدِيهِمْ بِدَائِيتِ هَوْنٍ مِنْ قَبْلِهِمْ اِنْ سَبَّحْتُمْ	كَمْ - ان کو مِنَ الْقُرُونِ كَيْفَا زَانَةً اِنَّ - بیشک اَقْلَامًا - تو کیا نہیں يَدْرَا - دیکھا انہوں نے اِلَى - طرف
اِنَّا - کہ ہم اَلَاذِىنَ - زمین ذُرْعًا - کھینتی کہ	اَوَكَيْفَا نَسُوْقًا - چلاتے ہیں اَلْبَحْرِيْنَ خَشْكَ كِي تَاكُلُوْا - کھاتے ہیں اَنْفُسِهِمْ - وہ خود بھی يَقُوْلُوْنَ - کہتے ہیں	اَلْمَاءَ - پانی کو فَخُرُجْ - تو نکالتے ہیں ہم مِنْهُ - اس سے اَقْلَامًا - تو کیا نہیں مَتَى - کب ہے كَيْفَا - ہوتے	ذ - اور ذ - اور اَلْفَجْرِ - فیصلہ قُلْ - کہہ دیں يَنْفَعُ - نفع دے گا ذ - اور فَاَعْرِضْ - تو منہ پھیر اِنَّهُمْ - بیشک وہ بھی
اِنَّ - اگر يَوْمَ - دن اَلَّذِيْنَ - ان کو جو لَا - نہ عَنْهُمْ - ان سے مَنْتَظِرُوْنَ - انتظار میں ہیں	اَلَّذِيْنَ - ان کو جو لَا - نہ عَنْهُمْ - ان سے مَنْتَظِرُوْنَ - انتظار میں ہیں	اَلْفَجْرِ - فیصلہ کا وہ ہے کہ كُفْرًا - کافر ہیں هُوَ - وہ ذ - اور	اِنَّ - اگر يَوْمَ - دن اَلَّذِيْنَ - ان کو جو لَا - نہ عَنْهُمْ - ان سے مَنْتَظِرُوْنَ - انتظار میں ہیں

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ سجدہ پانچواں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ - اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توریث)
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاتِهِ - تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔
یعنی اس میں شک نہ کر کہ موسیٰ کو توریث ملی یا نہ ملی۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے کہ تمہیں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے ملنے اور ان میں ملاقات ہونے میں شک نہ کرنا چاہئے جیسا کہ شب معراج حضور علی اللہ
علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا تذکرہ احادیث میں آتا ہے۔
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰئِيْلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰيْمَةً يَّمْتَدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ

كَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ - اور ہم نے اسے دیکھی حضرت موسیٰ کو یا تو ربیت کو، بنی اسرائیل کے لیے یہ بتایا گیا اور کیا ہم نے ان میں سے دیکھی بنی اسرائیل میں سے کچھ امام کہ ہمارے حکم سے ہدایت کریں اور لوگوں کو خدا کی فرمانبرداری و طاعت اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اتباع تو ربیت کے احکام کی تعمیل کریں اور یہ امام انبیاء بنی اسرائیل تھے یا انبیاء بنی اسرائیل کے متبع تھے اور لَمَّا صَبَرُوا - جبکہ انہوں نے سہر کیا۔

ان مسائب پر جو انہیں دین پر چلنے پر دشمنوں سے پہنچے۔ اس آیت کریمہ کے بھی یہ استفادہ ہوا کہ طاعت حق پر سہر کرنے کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔
وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ - اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔
إِنَّ ذَٰلِكَ هُوَ يُفَصِّلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذِجَارًا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُونَ - بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کرے گا بروز قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

یعنی امور دین میں سے حق و باطل کی جماعتیں علیحدہ علیحدہ متنازعہ فرما دے گا۔ یا جو منکر میں ان پر واضح کر دے گا کہ جن کے وہ منکر تھے زمین حق پر تھے اور یہ باطل پر تھے۔
أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَيسُرُونَ فِي مَسْجِدِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ أَفَلَا يَسْمَعُونَ - اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیاں ہلاک کر دیں کہ آج یہ ان کے گھروں میں ہیں پھر جسے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں۔

یعنی کیا اہل مکہ تو اس سے ہدایت نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور کتنی سنگتیں ہم نے ان کی گمراہی سرکشی کی وجہ میں ہلاک کر دیں کہ آج یہ اہل مکہ جب تجارت کے سلسلے میں ملک شام کو سفر کرتے ہیں تو ان ہلاک شدہ اقوام کے منازل و بلاد پر سے گزرتے ہیں اور ان کے کھنڈر اور محلوں کے آثار سے ان کو یہ شبہ خواں پاتے ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جن میں نشانیاں ہیں مگر یہ سن کر عبرت حاصل نہیں کرتے اور بندہ پذیر نہیں ہوتے۔

أَذَلُّوا نَسُوا إِلَى الْأَرْضِ الْبُحْرَ فَخَرَجَ بِهِ دُعَاتُهَا كُلٌّ مِّنَ الْأَعْمَامِ وَذَانْتَسِبُهُمْ أَفَلَا يَسْمَعُونَ - کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جزیر یعنی خشک زمین میں تو اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا انہیں کچھ سوچتا نہیں ہے۔

یعنی وہ زمین جسے بخر کہتے ہیں عزلی میں سے ارض جزر بولتے ہیں جس پر سبزہ کا نام و نشان بھی نہ ہو اس پر جب رحمت الہی سے پانی چلنے لگتا ہے تو اس میں سبزہ کھپتی اگتی ہے جس سے ان کے جانوروں کو بھوسہ چارہ میسر آتا ہے اور لوگوں کے لیے اس سے گندم جو چنامل جاتا ہے اس پر بھی وہ ایسے ہو گئے ہیں کہ اللہ قلعے کی کمال قدرت کا اعتراف نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ وہ قادر برحق جو خشک زمین سے سبزہ نکالنے پر قادر ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کر دینا اس کی قدرت سے بعید نہیں بلکہ بجا اعتراف کے مترادف طور پر کہتے ہیں۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔
چونکہ مسلمانوں کی طرف سے یہ جواب مشترکین کو ملتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غنیمت سب ہم میں اور تم میں قید کرے گا اور مطیع و سرکش کا امتیاز ہوگا۔

یعنی بروز قیامت جب ہم پر رحمت و بخشش ہوگی اور تم پر عذاب جہنم تو ملے گی و انج ہو جائے گا کہ کون باطل پر تھا اور کون حق پر تو تقاریر بطور استہزاء و تمسخر کہتے مَتَىٰ هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ان کا جواب زبان مسطفی علیہ التحیہ و التسلیم سے دلایا جاتا ہے۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاَنْتَظِرْ اِيْمَانَهُمْ مُّنتَظِرُونَ۔ فرمادیں فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں بدلنے ملے گا ان سے اعراض فرمائیں اور انتظار کیجئے بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

یعنی جب یوم فتح یعنی عذاب کا دن آئے گا تو اس وقت یہ لوگ تو بہ و معذرت ہی نہیں کریں گے بلکہ کہیں گے رَبَّنَا عَلِمْتَ عَلَيْنَا سِقُونَنَا دُكْنَا قَوْمًا صَادِقِينَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنَّ عُدَّتْ فَاِنَّظِلْمُونَ۔ تو اس دن کا یہ ایمان ان کے حق میں نفع نہ دے گا بلکہ جواب ملے گا۔ اِحْسَبُوْا فِيْهَا وَاَلَا تَكَلِمُونَ۔ بات نہ کرو اور اپنے نقصان و خسہ ان میں پڑے نہ ہو۔

اور اگر یوم فتح سے پہلے فتح ملے یا فتح بدر تو جب اس میں یہ قتل کر دیے گئے تو اب یہ بے کار ہو گئے اس لیے کہ تو بہ بچین حیات دینا مفید ہے اور بعد قتل کسی کی تو بہ مفید نہیں۔

تو انہیں بچوڑیے ان کی باتوں کی طرف التفات نہ فرمائیں اور ان پر عذاب کا انتظار کیجئے اور اپنی بھی انتظار کرنا ہے۔

کے لیے یہ ہے
کے لیے یہ ہے
کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

کے لیے یہ ہے

مختصر تفسیر اردو تفسیر رکوع سورۃ سجدہ پاک

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ - اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔

اس سے مراد توریت کے ملنے میں شک کرنا بھی ہے

اور بعض نے اس سے مراد قرآن کریم لیا۔

اور آیت کریمہ کے معنی پر آگوسی یہ کہتے ہیں اِنَّا آتَيْنَا مُوسَىٰ مِثْلَ مَا آتَيْنَاكَ مِنَ الْكِتَابِ وَلَقِينَاكَ مِنَ الْوَحْيِ مِثْلَ مَا لَقِينَاكَ مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تَكُنْ فِي شَكٍّ مِّنْ اَنَّكَ لَقِيتَ مِثْلَهُ -

اور بعض اس طرف گئے مثل ابن عباس اور طبرانی اور ابن مرددہ کے اِنَّهٗ قَالَ فِي الْاَيَةِ اَيُّ مِّنْ لِّقَاءِ

مُوسَى - موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کر۔

اور ابن منذر وغیرہ بھی اسی طرف ہیں۔

اور ابن ابی حاتم ابوالعالیہ سے بھی اسی قول کی تائید میں ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں فَعَقِيلٌ لِّدَوْلَقِي عَلَيْهِ السَّلَامُ مُوسَى قَالَ لَعَسَ الْاَلْتَرَىٰ اِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَاَسْئَلُ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَاَدَاةَ لِقَائِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّاكَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ - آپ سے پوچھا گیا کیا موسیٰ علیہ السلام سے حضور کی ملاقات ہوئی؟ تو ابوالعالیہ نے فرمایا ہاں کیلئے نظر نہیں آتا فرمان الہی وَاَسْئَلُ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا - اس میں اللہ تعالیٰ کی مراد لقاء مسدقی علیہ السلام لیل اسراء میں موسیٰ علیہ السلام سے ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

وَجَعَلْنَاكَ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ - اور کیا ہم نے اس کتاب تورات کو ہدایت بنی اسرائیل کے لیے

یعنی توریت بنی اسرائیل کے لیے ہادی بنائی گئی عنایت سے۔

وَجَعَلْنَا مِنْكُمْ اُمَّةً يُّهَدُونَ بِاَمْرِنَا لِنَصَّبُوْا وَاَوْكَافًا بَايْتِنَا يُوقِفُونَ - اور جیسے ان میں سے

ہم نے امام کو ہدایت کریں ہمارے حکم سے اور سب کریں مصائب پر اور اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے

اس پر قنادہ کہتے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل میں سے بعض روڈ سائبر تھے نہ کہ انبیاء کرام۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ بنی ہیں جو بنی اسرائیل میں گذرے۔

اور بائبر نام سے مراد وہی ہیں جو بنی نہ تھے بلکہ تبلیغ احکام توریت کرنے والے تھے جیسا کہ قرآن پاک

میں بھی امت مرحومہ میں سے چنے گئے اور فرمایا گیا وَلَنُكَلِّمَنَّكَ مِنكُم مَّتَدِينًا يَدْعُوكَ إِلَى التَّوْبَةِ وَيُبَشِّرُوكَ
بِالْمَعْرُوفِ۔

لَمَّا صَبَّوْا بِهِ اس بے ارشاد ہوا کہ حق کوئی پر مخالفین کی طرف سے شدت اور اکراہ ہوا کرتا ہے
لیکن حق نوش حق نبوش افراد ان سختیوں کو برداشت کرتے ہیں اور محور ایمان سے ان کے قدم متزلزل
نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد ہے۔

ذَكَاتُوا يَا بَنِي آدَمَ نَزَعْنَا مِنكُم مِّن قُلُوبِكُم الذِّكْرَ بِرَبِّكُم فَكُنْتُمْ

اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُونَ۔ بے شک تیرا رب حق و باطل
والوں میں فیصلہ فرمائے گا بزور قیامت جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یہ فیصلہ موتین و مشرکین میں کیا جائے گا یا انبیاء کرام اور مشرکین کے باہم ہوگا۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
أَقْلَامِيَّةً مَّعُونٍ۔ کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی اس سے کہ ہم نے کتنی بستیاں ان سے پہلے ہلاک کر ڈالیں کہ گذرتے
ہیں ان کے مساکن و اماکن سے بے شک اس میں ہماری نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

گویا لوگوں ارشاد ہے اَحْيَا اَعْمَلُوا وَلَوْ يَفْعَلُ الْبَرُّ اِيْتَهُمْ اَوْ لَوْ كَرِهَتْ اِيْتَهُمْ اَوْ لَوْ كَرِهَتْ اِيْتَهُمْ اَوْ لَوْ كَرِهَتْ اِيْتَهُمْ
كَثْرَةً مِّنْ اَهْلِكْنَا اَوْ كَثْرَةً اِهْلَاكٍ مِّنْ اَهْلِكْنَا مِّنَ الْقُرُونِ الْمَاضِيَةِ وَمثل عاد و ثمود و قوم لوط۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِّن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
أَقْلَامِيَّةً مَّعُونٍ۔ یعنی یہ غافل ہلاک اقوام باغیبہ سے بھی ہدایت نہیں لیتے اور ان پر
شک و کفر کا آن ظاہر نہ ہوا۔ باآنکہ یہ لوگ جب شام کی طرف تجارت کو سفر کرتے ہیں تو قوم عاد و ثمود اور
قوم لوط کی بستیاں ویران دیکھتے اور ان پر سے گذرتے ہیں اور ان کے مکانوں کے گھنڈرات دیکھتے ہیں
بے شک ان تمام بستیوں کی ہلاکت میں نہ بردست نشان ہیں تو ان سے وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے
آگے دوسرا نشان قدرت بیان فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجَدْرِ فَنُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ الْعَامَّةُ وَالنَّاسُ مَحْمُورُونَ
اَقْلَامِيَّةً مَّعُونٍ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جزیر یعنی بحر زین میں تو نکالتے ہیں اس پانی سے
کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے ان کے چوبائے اور وہ خود کیا انہیں سمجھائی نہیں دیتا۔

نَسُوقُ الْمَاءِ۔ کے معنی ہیں کسوت السحاب بادلوں کے ذریعہ پانی چلایا جاتا ہے یا بذریعہ سیل و

انہما رباً چشموں سے۔

اور اَرْضُ جُذَايَ النَّبِيِّ بَعْدَ زَيْبَاتِهَا آيَ قَطْعٍ۔ وہ زمین جس سے منبرہ منقطع ہو گیا ہو لہذا اَرْضُ
اور مجمع البیان میں ہے اَرْضُ الْجُذَايَا بِلِسَانِ النَّبِيِّ لَيْسَ فِيهَا بَيِّنَاتٌ لِإِسْتِنَاعِ الْأَعْيَانِ عَنْهَا
ارض جزو ہے جو بوجہ بارش نہ ہونے کے خشک ہو کر بخر ہو جائے۔

اور راجل جزو بہت کھلنے والے آدمی کو بھی کہتے ہیں۔
راغب مفہرات میں کہتے ہیں الْجُرُودُ مُنْقَطِعُ الْبَيِّنَاتِ۔ ارض جزو منقطع البينات کو کہتے ہیں۔
بسن اس طرف گئے ہیں مثل ابن ابی حاتم اور ابن کثیر اَقْرَبُ بَيْنَ الْبَيِّنَاتِ وَالشَّامِ۔ یہ ایک بستی
ہے یمن اور شام کے باہین۔

اور ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّمَا اَرْضُ الْبَلَدِ
یہ زمین یمن پر ہے۔

تو ایسی زمین میں ہم کھیتی اگاتے ہیں جس سے چار پائے چرتے ہیں اور آدمی اس کا دانہ اپنے کھانے
کو بیٹے ہیں۔

أَفَلَا يَبْصُرُونَ - آيَ الْآيِبِصِرُونَ فَلَا يَبْصُرُونَ ذَلِكَ لَيْسَتْ بِتَوَابِهِ عَلَى كَمَا لِقَدَرَتِهِ تَعَالَى وَ
فَشَيْبَةٌ تَحْتَهُ وَجَدَّ بِكَادِهِ نَبِيٌّ دَجِيثٌ اور انہیں سمجھانی نہیں دیتا تاکہ کہاں قدرت و نسل الہی پر استدلال کریں
اس کے بعد چونکہ مشرکین علی وجہ التکذیب والا شہزاد مومنین سے پوچھتے تھے کہ وہ وقت کب
آئے گا جبکہ حق و باطل واضح ہو گا تو اس کا جواب ان کا توں نقل کر کے دیا جاتا ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور کہتے ہیں مشرکین بطور شہزاد کہ کب یہ عالم
کھلے گا اگر تم سچے ہو۔ یہ شہزاد آیت کریمہ اِنَّكَ هُوَ يَقْضِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذِمَّتَنَا كَمَا نُوَافِيهِ
يَخْتَلِفُونَ کہرتے تھے۔

اور ابن جریر ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں قَالَ الصَّغَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ دَنَا يَوْمًا يَوْمَئِذٍ
اِنَّ دَسْتَجِعَ نَبِيٌّ وَنَسْتَقَمَ نَبِيٌّ صحابہ مشرکین سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن تمہارے پاس وہ آئے گا کہ تم
لوٹ کر دینا میں آنا چاہو گے اور اس دن تم سے بدلہ لیا جائے گا۔

فَقَالَ الْمَشْرِكُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ تو مشرکین کہتے کہ وہ دن کب آئے گا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہا
مہتمم را قبیلہ کرے گا۔ اس کا جواب ارشاد ہوا۔

قُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَنَبْلَغَنَّ الدِّينَ نَكْمًا فَإِيْمَانُكُمْ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ۔ فرما دیجئے وہ فتح کا دن وہ ہوگا
کہ کا ذلیل کو اس دن ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ بہت زیادہ پائیں گے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن منذر۔ ابن ابی حاتم مجاہد سے نقل ہیں قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ

فُتِحَ سے مراد یوم قیامت ہے۔

گویا منہوس عبارت یہ ہو اَقْبَلْ لَكُمْ لَا تَسْتَجِيبُوا لَهُ وَلَا تَهْتِكُوا فِيهَا مَا فِي بَعْدِهَا وَقَدْ حَاسَلْتُمْ فِي ذَلِكَ
الْيَوْمِ وَآءَانْتُمْ فَلَمْ يَنْتَعِكُوا أَيَا تَنْكُرُوا وَاسْتَنْظَرْتُمْ فِي آدْرَاكِ الْعَذَابِ فَلَمْ تَنْظُرُوا۔

مشرکین کو فرمایا گیا ہے کہ بلدی نہ کرو اور مذاق نہ اڑاؤ تم گویا اس دن میں کلمہ ہو اور نہیں وہ دن سے برابر
ہے اور تم ایمان لائے مگر تم میں اور اک عذاب کے بعد تمہارا ایمان نفع نہیں کرتا نہایت چاہ رہے ہو مگر تمہیں ہمت
نہیں مل رہی ہے۔

ابعض مفسرین نے یوم فتح سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔

ابعض نے یوم بدر بھی کہا ہے لیکن وَهَذَا اقْرَبُ رَيْبٍ مِّنْ اسْلُوبِ التَّكْوِينِ اس کے ایدار شاد ہے
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ۔ ان سے احوال کیجیو دَلَائِلُ بِنْتِكُمْ يَوْمَهُمْ۔ اور ان کی تکذیب کی پردہ نہ کیجئے۔

چنانچہ ابن عباس اس آیت کریمہ کو آیات بیعت سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔

وَاسْتَنْظَرُوا۔ اور انتظار فرمائیے نصرت الہی کا اور ان کی ہلاکت کا۔

يَوْمَ حُنَيْنٍ وَنَّ۔ وہ بھی اپنے گمان میں منتظر ہیں۔ یہ ایسے ہی ارشاد ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا قَاتِلُوا
اِنَّمَا مَعَكُمْ مَنَازِلُ بِصَوْنٍ يَابَسِيءٍ ارشاد ہے۔ هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي غَلْغَلَةٍ مِّنَ السَّمَاءِ۔ گویا یوں
ارشاد ہوا وَاسْتَنْظَرُوا عَدَا اِنَّا لَمُؤْتَمِرُونَ۔

سُورَةُ الْاَحْزَابِ مَدَائِنٌ

یہ بھی کہتے ہیں پر روایت ابن عباس نَزَلَتْ سُورَةُ الْاَحْزَابِ بِالْمَدِينَةِ يَوْمَ نَزَلَتْ فِي مَدِينَةِ
اور ابن مزدویہ ابن زبیر سے بھی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ۷ آیات ہیں طبری
نے بھی اسی قول کو اجماعی لکھا ہے۔

اور بعض روایات ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جس میں یہ واقعہ موجود ہے کہ زین بیدش
نے کہا کہ احزاب کی ۷ آیات ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَقْرَبُ وَلَقَدْ دَانِيهَا وَإِنَّهَا لَتُقَادِلُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ
لَقَدْ قَرَأْنَاهَا الشَّيْخُ إِذَا دَانِيهَا فَارْجُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَرًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

اسے بعض نے مشورہ قرار دیا۔ اور بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کانت فی صحیفۃ عند عائشہ
فأكلها الداجن۔ ان روایتوں سے منعلق اوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ فین ذویع الملاحیة کا دلالت بہم
ایسی روایتیں ملاحظہ کی گھڑی ہوئی ہیں۔ جو خالص کذب ہیں۔

غرض کہ ایسی جتنی روایتیں مدنی ہیں جن سے قرآن کریم پر تہ لیت کا الزام آئے یا ثابت ہو کہ فلاں آیت
ضائع ہو گئی فلاں آیت بکری چر گئی یہ سب روایات موضوع اور کذب اور ملاحظہ تفسیر رافضیہ کی گھڑی
ہوئی ہیں۔ قرآن کریم وہ ہے جس کی محافظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی اور فرمایا۔

إِنَّا نَحْنُ نُحَافِظُكُمْ وَإِنَّا لَمَحَافِظُونَ۔ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں
إِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ۔ یہ عزت والی کتاب ہے اس کے
آئے دیکھنے سے باطل نہیں آسکتا۔

اس میں ۷۲ آیت اور ۹ رکوع ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ احزاب پ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے غیبی بہتر میں تہ لے والے اللہ کا خوف رکھو اور کافر
اور منافقوں کی نہ سنا لے شک اللہ علم و حکمت والا
اور پیروی رکھنا اس کی جو تمہیں وحی ہوتی ہے تمہارے
رب کی طرف سے بے شک اللہ کے لوگو تمہارے
کام دیکھ رہا ہے۔

اور لے محبوب اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کا ہی
کام بنانے والا۔

اللہ نے نہیں رکھے کسی آدمی کے اندر دو دل اور نہیں
کیا تمہاری پیدیوں کو جنہیں تمہاں کے برابر کہہ دو
تمہاری ماں اور نہ تمہارے سے پاک سچے کو تمہارا
بیٹا بنا یا یہ تمہارا اپنے منہ کا کہہ نہ لے اور اللہ ہی فرمانا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ
الْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا
وَإِذْ نَادَىٰ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
عَلَّامٌ سَمِيعٌ

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ وَمَا
جَعَلَ أَدُوًّا لِّكُمْ اَلَّذِيْنَ تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ
أَمْ يَأْتِيكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ
كُفْرٌ بِكُمْ يَأْتُوا هٰكُمُ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى الْحَقَّ

ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

انہیں پکاروان کے باپ کا ہی کہہ کر یہ اللہ کے نزدیک بہت مسلمانہ بات ہے اور اگر تم نہ جانو ان کے والدین کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشر ہونے کے لحاظ سے تمہارے چچا زاد اور نہیں گناہ تم پر جو والدین سے ہے سرزد ہوا لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ بنی زیادہ مالک ہے مومنین کا ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے بعض سے بعض قریب ہیں کتاب اللہ میں بہ نسبت اور مومنین اور جہاد میں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہم نے نیویوں سے عہد لیا وہ وقت اسے محبوب یاد کیجئے اور تم سے بھی عہد لیا اور نور سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے یہ عہد سخت لیا۔

تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اللہ نے کافرین کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَهُوَ يُدِي السَّبِيلَ
أَدْعُوهُمْ إِلَىٰ آيَاتِنَا هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ
لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ
وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
فِي مَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَا لَكُنَّ مَا تَعْمَدُونَ
فَلْيُؤْذِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَفْسِهِمْ
وَأَزْوَاجِهِمْ وَأَوْلِيَّهِمْ وَأَوْلُوا الْأَدْحَابِ
بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَقْعَلُوا
إِلَىٰ أَوْلِيَّائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ
وَمِنْ نُوْحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ
وَعِيسَىٰ بَنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمُ
مِيثَاقًا غَلِيظًا

لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا

لفظی ترجمہ

اللہ۔ اللہ سے	أَتَق. ڈر	النَّبِيِّ. نبی	يَا أَيُّهَا. اے
الْكَافِرِينَ. کافروں	يَطْع. کھانا	وَأَوْلِيَّ. رشتہ	وَأَزْوَاجِهِمْ. اور
اللہ۔ اللہ	إِنْ. بیشک	الْمُنَافِقِينَ. منافقوں کا	وَأَوْلُوا. اور

کَانَ سَتَہ	عَلِيًّا، جِلْسَتے والا	حَكِيمًا، حِکْمَتِ وَالَا	ذَر اور
اَتَّبِعْ - پیرو کا کر	مَا، اسکی جو	يُؤْتِي - دے گی کی گئی	اَيْلُكْ - تیری طرف
مِنْ دُؤْبِكَ - تیرے رب سے		اِنَّ - بیشک	اللّٰه - اللہ
کَانَ - ہے	بِنَا، اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ - تم کرتے ہو	خَيْرًا - خیر دار
ذَر اور	تَوَكَّلْ - بھروسہ کر	عَلَى - اوپر	اللّٰه - اللہ کے
ذَر اور	كَفَى - کافی ہے	بِاللّٰه - اللہ	فَكَيْلًا - کار ساز
مَا - نہیں	جَعَلَ - بنائے	اللّٰه - اللہ نے	لِرَجُلٍ - کسی آدمی
مِنْ قَلْبَيْنِ - دو دل	فِي - بیچ	جَوْفِهِ - پیٹ اسکے کے	ذَر اور
مَا - نہیں	جَعَلَ - بنایا	اَزْدَا جَكْمُ - تمہاری بیویوں کو	اَللّٰہِ وَہ
تُظْهِرُوْنَ - کہ ظہانہ کرو تم		مِنْہُمْ - ان سے	اَمَّا تَكُمُ - تمہاری مائیں
ذَر اور	مَا - نہیں	جَعَلَ - بنایا	اَدْعِيَا كُمْ - تمہارے لئے پالنے والی
اَبْنَاءَ - بیٹے	كُومُ - تمہارے	ذِكْرِكُمْ - یہ	قَوْلِكُمْ - بات ہے
يَا قَوْمِ اِحْكُمُوْا لِحُكْمِ اللّٰهِ	ذَر اور	اللّٰه - اللہ	يَقُوْلُ - کہتا ہے
اَلْحَقِّ - سخی	ذَر اور	هُوَ - وہ	يَهْدِي - دکھاتا ہے
السَّبِيْلَ - راستہ	اَدْعُو - پکارو	هُوَ - ان کو	رِاٰيَاتِهِمْ - انکے پالنے والے نام پر
هُوَ - وہ	اَقْسَطُ - بہت انصاف کی بات ہے	عِنْدَ - نزدیک	اللّٰه - اللہ کے
ثَانَ - پھر اگر	تَعُوْرَتِ	تَقْلُبُوْا - جانو تم	اَبَادَ - باپ
هُوَ - ان کے	فَاِخْوَانِكُمْ - تو بھائی ہیں تمہارے		فِي - بیچ
الدِّيْنِ - دین کے	ذَر اور	مَوَالِيَكُمْ - دوست ہیں تمہارے	ذَر اور
لَيْسَ - نہیں	عَلَيْكُمْ - تم پر	جَنَاحٌ - گناہ	فِيْمَا - اس میں جو
اَخْطَا نَعْمَ غَلْطِي سے کہو	يَه - تم	ذَر اور	اِيْكُنْ - لیکن
مَا - اس پر جو	تَعَمَّدَتْ - جان بوجھ کر کر	تَلُوْبِكُمْ - تمہارے دل	ذَر اور
کَانَ - ہے	اللّٰه - اللہ	عَقُوْدًا - بخشنے والا	رَحِيْمًا - مہربان
اَللّٰہِ - نبی	اَدْفَا - زیادہ خیر خواہ ہے	بِالْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کا	مِنْ اَنْفُسِهِمْ - ان کی اپنی
جانوں سے	ذَر اور	اَزْدَا جَهُ - اسکی بیویاں	مِنَ - انکی مائیں ہیں

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَنْكَةٍ	اَكُوْلُوا اَلْاَشْجَارَ قَرَابَتِ وَاللَّيْلِ	وہ اور
كِتَابٍ - كِتَابٍ	بِبَعْضٍ لِبَعْضٍ كَيْفَ	اَدْنَى زِيَادَةً حَقْدَارٍ فِي
وہ اور	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں سے	اللَّهِ - اللہ کے
تَفَعَّلُوا - كَرِهْتُمْ	اِنَّ - یہ کہ	اَلْمُهَاجِرِينَ - ہماجروں سے
كَانَ - هُوَ	اَدْنَى لَنْكَةٍ - اپنے دوستوں کی	اَلْاَلِ - طرف
مَسْطُوْرًا - لَكَمَا هُوَ	اَلْكِتَابِ - کتاب کے	ذِكْرٍ - یہ
مِنَ النَّبِيِّينَ - نبیوں سے	اَخَذْنَا - لِيَا سَمْنَةَ	وہ اور
مِنْكَ - تَجَمُّعًا	وہ اور	خَاصًّا
اِبْرَاهِيْمَ - اِبْرَاهِيْمَ	وہ اور	وہ اور
عِيْسَى - عِيْسَى	وہ اور	وہ اور
اَخَذْنَا - لِيَا سَمْنَةَ	وہ اور	بِنِ سَمْنَةَ
لِيَسْمَلَ - تَاكُمَ بُوْحَيَّةَ	خَلِيْفًا - مَضْبُوْرًا	مِنْكُمْ - ان سے
وہ اور	عَنْ صِدْقَتِهِمْ - انکے سچ کے متعلق	اَلصَّادِقِيْنَ - سچوں کو
اَلْيَمَّا - دَرَوَاكُ	بَلْكَافِرِيْنَ - کافروں کے لیے	اَعَدَّ - تِيَارِكِيَا

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ احزاب اپنی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَلْبِسْ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا - اے نبی! خیر اور
دینے والے اللہ کا بدستور خوف رکھنا اور کافروں منافقوں کی باتوں میں نہ آنا ہے تاکہ اللہ علم و حکمت
والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ - میں منادی نبی ہے اور نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے ہیں یعنی مقصود ندا ہے
کہ آپ ہماری طرف سے خبریں دینے والے اور ہمارے تمام اسرار کے امین ہیں لہذا آپ ہمارا خطاب
ہمارے محبوب بندوں کو پہنچانے والے ہیں۔

یہاں یا مؤمنی یا عیسیٰ یا یحییٰ کی مثل حضور کو یا محمد نہیں کہا بلکہ نام کی بجائے محض منصب معطوفی سے
خطاب فرمایا اس سے مقصود حضور کی تکریم اور احترام اور آپ کی فضیلت ظاہر کرنا ہے ارادارک بسنی

روح المعانی - خازن

اور اَللّٰہِیۡنَ اللّٰہِیۡنَ اسْتَمْرار و دوام مضمون ہے اس وجہ سے اس کے معنی یہ بھی صحیح ہیں کہ جیسا خوفناک ہے کہ
قلب اقدس میں ہے ویسا ہی خوف رکھیں اور مشرکین و منافقین کی بات نہ سنیں۔

اس کا شان نزول ایک واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو سفیان بن حرب اور عکرمہ بن
ابو جہل اور ابوالاعور سلمی غزوہ احد کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول
و لعنہ اللہ کے گھر مقیم ہوئے۔

پھر حضور کی گفتگو کی درخواست کی اور امن طلب کیا حضور نے انہیں امن دیدیا۔

پھر یہ بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لات و منات اور عزری وغیرہ بتوں کی
جہتیں ہم پوجتے ہیں برائی نہ کہیں بلکہ یہ اعلان کر دیں کہ ان کی شفاعت انکے سچاریوں کے لیے ہے تو ہم لوگ
آپ کی اور آپ کے رب کی شان میں کچھ نہ کہیں گے۔

یہ سن کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبیدہ خاطر ہوئے اور صحابہ کرام ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔
لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا جسے ہم امان دے چکے
انہیں تم قتل نہیں کر سکتے البتہ انہیں مدینہ سے نکال دو۔

چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس میں اگرچہ خطاب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
لیکن اس مخاطبہ میں اہمیت حکم مقصود ہے اور حکم عامہ امت مرحومہ کو ہے کہ جب ہمارے حبیب نے
ان مشرکین کو امان دیدیا ہے تو تمہیں اس کی پاسداری کرنا لازم ہے اور نقض عہد مہتار سے لیے رو انہیں
ہاں اس پر پابند رہو کہ کفار و مشرکین اور منافقین کی خلاف تشریح بات نہ مانی جائے۔

پھر یا ایہا النبیؐ فرما کہ کیوں نہ افرائی یا نبی اللہ کیوں نہ فرمایا اس پر ارباب نحو و معانی نے یہ تفسیر فرمائی
جو ایک لطیف مفہوم واضح کرتی ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب منادی معرف باللام ہو تو اس پر حرف نداء کا داخل کرنا ممنوع ہے اس لیے کہ
یا بھی آ لہ تعریف ہے اور البت لام بھی معرفہ بنا تا ہے لہذا دونوں کا اجتماع جائز نہیں اس کے جواز کے
لیے منادی اور حرف نداء کے مابین آیتما مذکر کے لیے فاصل لاتے ہیں اور مؤنث کے لیے ایتمالاتے ہیں
اس پر اعتراض تھا کہ یا اللہ میں بھی یا ایہا اللہ کہنا ضروری تھا۔ اس پر کافیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ یا اللہ حضورؐ کا
طور پر مستثنیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

یہ فرما کر اس امر کا اظہار فرمادیا کہ تم اسباب ظاہر کے ماتحت جو خیال کرتے ہو کہ مصلحتاً اس وقت ہمیں بھک جانا چاہئے یا اس وقت مشرکین کی قوت کے مقابلہ کی ہم میں سکت نہیں یہ سب تخیلات باطل ہیں حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہی حکمت و علم پر محیط ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

وَ اتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرًا۔ اور پیروی کرتے رہو اس کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اور اسے لوگوں کو بیشک اللہ تمہارے ہر عمل دیکھ رہا ہے۔ یعنی تمہارا یہی فرض ہے کہ جو ہم اپنے حبیب پر وحی کریں تم اس کا اتباع کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے ظاہر باطن تمام عمل اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پھر حضور سے خصوصی مخاطب ہے اور ارشاد ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا۔ اور اے محبوب اللہ پر توکل کرو اور اللہ کافی ہے تمہارے کام بنانے میں۔

مہتین علل و اسباب ظاہری پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں تمہارا کار ساز صرف وہی تمہارا رب ہے۔ اس کے بعد جو آید کر لیں اس کا شان نزول یہ ہے کہ

ایک شخص ابو معمر حمید فہری تھا جس کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جو کچھ سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس کے دودل ہیں۔ اور وہ خود بھی یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میرے دودل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ میں زیادہ دانش و بینش ہے۔

لیکن جب بدر میں ہزیمت مشرکین ہوئی تو ابو معمر بھی اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی پیر میں تھی اور ایک جوتی ہاتھی میں۔

اسی حال میں ابو سفیان سے ملا۔ ابو سفیان نے پوچھا کیا حال ہے۔ گھبرا یا ہو کہنے لگا لوگ بھاگ گئے اور میں بھی اسی آخر تفری بھاگ نکلا ہوں۔

ابو سفیان بولا تیری جوتی ایک ہاتھی میں اور ایک پیر میں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

پرسن کر ابو معمر نے دیکھا اور بولا میں ایسی بد جو اسی میں بھاگا ہوں کہ مجھے اس کا ہوش ہی نہ رہا کہ جوتی ایک ہاتھی میں اور ایک پیر میں ہے۔ میں تو دونوں جوتیاں پیر میں ہی سمجھ رہا تھا۔

اس سے قریش کو معلوم ہوا کہ اس کے دودل نہیں اگر ہوتے تو یہ اتنا بد جو اس نہ ہوتا۔

ایک قول یہ ہے کہ منافقین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودل ملتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے اصحاب کے ساتھ۔

نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا اور اسے یہ لوگ غلامی ملتے تھے اور اس بیوی کو ظہار کرنے والے کی مال قرار دیتے تھے۔

ایسے ہی جب کوئی کسی غیر کی ادلاؤ کو بیٹا کہہ دیتا تو اسے حقیقی بیٹا مان لیتے تھے۔ اور اسے شریک میراث قرار دیتے تھے۔

اور اس کی بیوی کو عیسیٰ بیٹے کی طرح فرسعی باپ پر حرام جانتے تھے ان عقائد کے رد میں یہ آیات بینات نازل ہوئیں جیسے قال۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ الَّتِيْ تَطْهَرُونَ مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ
نہیں کیے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی میں دو دل رکھے ایک میں خوف الہی ہو اور دوسرے میں کچھ اور اور نہیں کہیں تمہاری وہ بیویاں جنہیں تم مان کہہ دو تمہاری بائیں دلی یعنی ظہار سے عورت مان کی مثل حرام نہیں ہو جاتی

تعریف ظہار

ظہار کہتے ہیں اپنی منکوحہ کو کسی ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو جو اس کے لیے ہمیشہ کے واسطے حرام ہو اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کا دیکھنا چھونا جائز نہیں مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری مان کی بیٹی یا بیٹ کی مثل ہے تو ایسا کہنے والا مظاہر ہو گیا۔ مسئلہ: ظہار سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا لیکن مظاہر پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے مظاہر کو اپنی بیوی سے علیحدہ رہنا اور اس سے متمتع نہ ہونا لازم ہے۔

ظہار کا کفارہ

مظاہر کو دو مہینہ متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔

اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا لازم ہے۔

سب سے اول اور آسان یہ تھا کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن آج کل غلام شرعی ہی میسر نہیں تو آزاد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کفارہ کے بعد عورت سے قربت اور تمتع حلال ہے (بدایہ)

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ۔ اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا۔

اگرچہ لوگ اسے تمہارا بیٹا کہیں جیسے حضرت زید کہ مشر کہیں مگر آپ کو حضور کا بیٹا کہتے تھے یہ تو ان تمہارا اپنے منہ کا کہا ہوا ہے۔ یعنی بیوی کو مان کے مثل کہہ دینا یا لے پالک کو بیٹا کہہ دینا

بے بیعت، بات ہے نہ بیوی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی اولاد بیٹا بیٹی ہو سکتی ہے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو یہود و منافقین میں چرمیگوٹیا
 ہونے لگیں اور ان کی زبان طعن کھلی کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کر لی۔

اس لیے کہ حضرت زینب بنت جحش حضرت زید کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید اسم المؤمنین خدیجہ الکبریٰ
 رضی اللہ عنہا کے زرخیز غلام تھے آپ نے انہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر کر دیا حضور نے حضرت
 زید کو آزاد کر دیا لیکن وہ حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور آپ پر شفقت فرماتے اور اولاد کی طرح ان کی نگرانی
 فرماتے لوگ حضرت زید کو حضور کا فرزند کہنے لگے۔

پھر جب حضرت زید اور حضرت زینب کی موافقت نہ رہی تو انہوں نے طلاق دیدی حضور نے اس کے بعد
 حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا تو مشرکین اپنے رواج کے مطابق طعن کرنے لگے اس کا رد اس
 آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ - اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے حق کی
 لہذا واضح ہو گیا کہ لے پالک کو ان کے والدین کے ساتھ مشوب کیا جائے اور کسی پالنے والے کی طرف
 منتسب نہ کیا جائے بلکہ۔

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ - انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوا) یہ اللہ
 کے نزدیک زیادہ انصاف ہے۔

فَإِنْ لَمْ تَقْلَمُوا آبَاءَهُمْ - تو اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں اور انہیں تم اس وجہ میں ان کے باپ
 کی طرف نسبت نہ کر سکو تو

فَاحْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ - تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں (تو تم انہیں دینی بھائی کہو اور وہ جس کے متبنی
 یا لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو) - وَمَوَالِيكُمْ - اور مجازاً۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - اور تم پر اس
 میں گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے سرزد ہو لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو یعنی ہمارے حکم کے نفاذ سے

قبل تم نے جو متبنی یا لے پالک کو بلا ارادہ پالنے والے کا بیٹا کہہ دیا یا کسی کی اولاد کو غیر کی اولاد بنا دیا تو اس صورت
 میں تم پر گناہ نہیں البتہ ممانعت کے بعد بھی ایسا ہی کرو گے تو تم پر جرم گناہ عائد ہوگا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

اور جہربان ہے۔

اس کے بعد منصب مصطفیٰ اور مقام و شان اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا تاکہ منافقین و عاذین

و حاسدین کی زیان بند ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَمْثَلِهِمْ وَأَزْدًا جَاهِدُوا لِرَحْمَةِ لِيَعْصِمُوا أُولَىٰ بَعْضُ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أُولِيَآئِكُمْ مَعَهُمْ فَكَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا۔ یہ بنی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

یعنی دنیا و دین میں تمام امور میں ان کا حکم سب پر نافذ و نافذ رہے اور سب پر ان کی اطاعت واجب ہے اسی لیے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا دوسرے مقام پر فرمایا کہ ان کی اطاعت کو اطاعت مطلقہ قرار دے دیا اور ان کے حکم کے مقابل خواہشات نفسانیہ کی پیروی واجب ترک ہے دوسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ بنی کریم مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ راحت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ ہمتار سے لیے نافع اور ہمتاری تمتی مدارج میں حریص ہیں جیسا کہ ارشاد ہے حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ دُونَ ذٰلِكَ حَرِيصٌ

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لیے دنیا و آخرت میں سب سے اولی ہوں اگر چاہوں تو اللہ تعالیٰ اولیٰ بالمؤمنین پر ہو۔ چنانچہ قرأت ابن مسعود میں اُولَىٰ مِنْ اَلْفِئْتِمُ کے ساتھ وَهُوَ اَبٌ لِّمَنْ هِيَ ہے۔ اور بقول مجاہد یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اس رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ۔

اور وہ اپنے نبی کی دینی اولاد قرار پاتے ہیں اور اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے۔

وَأَزْدًا جَاهِدُوا لِرَحْمَتِهِمْ۔ اور ان کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ رہا اعتبار حرمت و تعظیم اور نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہیں۔ باقی دیگر امور میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا۔ اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہن اور ان کے بھائیوں کو اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالہ بہنیں کہا جائے گا۔ وَأُولُوا الَّذِينَ يُبِعُوا بِكُمُ اللَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أُولِيَآئِكُمْ مَعَهُمْ فَكَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا۔ اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں اللہ کی کتاب میں بہ نسبت اور مسلمانوں اور ہماجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دو مستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

یعنی اور رشتہ دار بہ اعتبار توارث ایک دوسرے سے قریب ہیں مگر اجنبی کتابی محبوب و مرغوب ہو دینی برادری کے ذریعہ ورثہ کا حقدار نہیں ہو سکتا اور اگر کسی دوست کے مورث اعلیٰ مدد کرنا چاہے تو

بطور احسان وہ اسے مہربان کر سکتا ہے اور اگر وصیت کر جائے تو تہائی مترکہ پر نفاذ وصیت ہو سکتا ہے
خلاصہ یہ ہے کہ مترکہ میں بعد ادا دین و تجہیز و تکفین اول ذوی الفروض میں تقسیم ہوگا پھر عصبیات میں پھر
نسبی ذوی الفروض پر رہے ہوگا پھر ذوی الارحام میں پھر مولی الموالات میں کما فی تفسیر احمدی
اور کَانَ ذَلِكْ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا۔ سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں سب سے پہلے مسطور

و منضبط ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ دَمِمْ نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ
مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا۔ لِيَسْئَلُ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
أَلِيمًا۔ اور لے محبوب یا دفریبیے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ
اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس
نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

انبیاء سے جو عہد لیا وہ تبلیغ رسالت اور دین حق کی دعوت کا تھا۔

اور خصوصیت سے اپنے حبیب پاک جناب سید الانبیاء سے بھی یہی عہد لیا۔

یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا اس سبب سے ہے کہ حضور کی
فضیلت سب پر ظاہر ہے۔

اور نوح نبی اللہ ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ کے نام لے کر وَآخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا
غَلِيظًا وہ مضبوط عہد ان سے یا دن کی تصدیق کرنے والوں سے لینا مراد ہے۔

اس میں لِيَسْئَلُ الصَّادِقِينَ میں یہ سوال انہیں انبیاء سے کیا جائے گا جو انہوں نے اپنی قوم سے
فرمایا اور تبلیغ کی یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال ہوگا۔

یا انبیاء کرام کو جو ان کی امتوں نے جواب دیے وہ یو چھے بجائیں گے اور اس کے بدلہ میں منکرین
کی تذلیل ہو اور آخر میں فرمایا کہ کفار و مشرکین کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ احزاب پ ۱۱

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا لے
غیب کی خبریں بتاتے والے محبوب اللہ سے ڈرتے رہو اور کافروں منافقوں کی نہ سننا بے شک وہ

سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو منادی بالوصف فرمایا اور نام مبارک تعظیماً
و تعظیماً نہیں لیا یعنی یا محمد نہیں کہا بلکہ یا ایہا النبیؐ فرمایا۔ بنی حضور کی صفت ہے جو نبی سے مشتق ہے نبی
خبر کو کہتے ہیں تو نبی کے معنی خبر دینے والے ہوتے اور خبر وہی خبر ہوتی ہے جس کا علم سننے والے کو نہ ہو اور
وہ اس سے مخفی ہو تو معنی صحیح ہی ہوتے کہ اے غیب کی خبریں بتانے والے

اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہی منادی بالوصف کیا برخلاف دیگر انبیاء کہ ام کہ انہیں نام لے کر
مخاطب کیا جیسے یا موسیٰ۔ یا یحییٰ یا ادم۔ یا عیسیٰ وغیرہ بقول شاعر
یا آدم ست بہر خطاب ابوالبشر یا ایہا النبیؐ خطاب محمد است
اور جہاں قرآن کریم میں حضور کا نام پاک ہے وہ بطور اخبار ہے جس میں لوگوں کو تعلیم مقصود ہے
کہ یہ ہمارے رسول ہیں جیسے فرمایا محمد رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ بَعَثْنَا مِنْ قَبْلِهِ رُسُلًا مِنْ أَنْفُسِنَا فَإِنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ يَدْعُوا إِلَهُاتٍ أُولُو عِلْمٍ
دَامِنُوا بِمَا نَزَّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ۔ اس میں بھی حکم ہے کہ ایمان لاؤ اس پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔
يَأْتِي مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد جو تشریف لائیں
گے ان کا نام مبارک احمد ہے۔

بہر حال قرآن پاک میں یہ چار ہی مقام ہیں جہاں بطور تعلیم یا بطریق خبر نام پاک لیا گیا باقی تمام مقامات
پر تعظیماً حضور کی صفات سے حضور کا تعارف کرایا گیا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا۔

النَّبِيَّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ۔

يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔

يٰسَيِّدِ - وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ۔

لَهُ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى
عَنِ اللَّهِ عَنْكَ -

وَاتَّبِعْ مَا يُثْلَىٰ عَلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ - وَغَيْرِ ذَلِكَ

اور اتقی اللہ جو یا آیتہا النبوی کے بعد فرمایا اس سے مراد دوام وثبات علی الایمان ہے جیسا
قَالَ وَالْمَقْصُودُ الدَّائِمُ وَالثَّبَاتُ عَلَيْهَا - وَقِيلَ الْأَزْدِيَّةُ مِنْهَا فَإِنَّ لَهَا بَابًا وَعَرْضًا عَرِيفًا
لَا يُنَالُ مُرَادًا - آگے ارشاد ہے۔

وَلَا يَطِيعُ الْكَافِرِينَ - اور نہ اتباع کرتا کافرین مجاہدین کا کفر میں۔
وَالْمُنَاقِقِينَ - اور نہ منافقوں کی سننا۔

شان نزول

ہم یہ کہہ کر رہے کہ ابن جریر صحاح سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرماتے ہیں۔
إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ مِنْهُمْ الْوَلِيدُ بْنُ مَعْبُودَةَ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَ عَنْ قَوْلِهِ عَلَىٰ أَنْ يُعْطَوْا سَطْرَ أَمْوَالِهِمْ فِي رِدَائِهِمْ وَيَرْجِعَ شَيْبَةُ بِنْتَهُ
وَحَوْفُوكَ الْمُنَافِقُونَ وَالْيَهُودُ بِأَلْمَدِينَةِ إِنْ لَمْ يَرْجِعَ قَتَلُوكَ فَتَنَزَّلَتْ -

اہل مکہ میں سے ولید بن معبہ اور شیبہ بن ربیعہ نے حضور کو بلایا کہ وہ اپنے فرمان سے رجوع کر لیں تو ہم
اپنے مال سے حصہ مقرر کر دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ شیبہ نے اپنی بیٹی دینے کا بھی لالچ دیا اور منافقین
و یہود مدینہ کا خوف بھی دلایا کہ اگر وہ ہمارے مبعودوں کی مخالفت ترک نہ فرمائیں گے تو وہ قتل پر آمادہ ہو جائیں
گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور یہ روایت ثعلبی اور واحدی شان نزول بلا اسناد اس طرح مروی ہے کہ

أَنَّ أَيَّاسَ سَفِيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَعِكْرَمَةَ ابْنَ أَبِي جَهْلٍ وَأَيَّاسَ الْأَعْوَرِ السَّلَمِيِّ (سَمِيَ أَيَّاسَ عَمْرٍو) ابْنَ
سَفِيَانَ قَدِ مَوَّأَعَلِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي زَمَانِ الْوَادِعَةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبَيْنَهُمْ وَقَامَ مَعَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ذَرٍّ وَمُعْتَبٌ بْنُ قَشِيرٍ وَالْحَدَّادُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَضْتَ ذَكَرَ الْهَيْتَنَا وَقُلْنَا لَهَا نَسْفَعُ وَنَسْفَعُ وَنَدَّعَكَ وَذَلِكَ هَتَّىٰ ذَلِكَ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَهَتُّوا بِقَتْلِهِمْ فَتَنَزَّلَتْ -

ابوسفیان اور عکرمہ اور ابوالاعور جس کا نام عمرو بن ابوسفیان تھا یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر تھے
اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور حد بن قیس بھی شامل ہوئے اور حضور سے عرض کی آپ

ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ کر اتنا فرادیں کہ یہ بھی شفاعت کریں گے اور ترفع دیں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے خدا کو برا لکنا چھوڑ دیں گے۔

تو حضور کو یہ مطالبہ ناگوار گذرا اور صحابہ پر بھی شاق ہوا حتیٰ کہ وہ ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا معصالح و مفاسد دین و دنیا کو تو آپ کو وہ حکم نہیں دیتا مگر معصالح و مفاسد کے علم کے ماتحت تو وہ آپ کو نہیں روکتا مگر اس کے فسادات کی وجہ میں اور آپ کو حکم نہیں دیتا مگر بہ مقتضائِ حکمت بالغہ۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔ بے شک اور پیروی کیجئے اس کی جو آپ کی طرف وحی ہوئی آپ کے رب کی طرف سے۔

یعنی یہ عبارت یوں بنے گی اَتَّبِعْ فِي كُلِّ مَا تَأْتِي وَتَنْذَرُ مِنَ أُمُورِ الدِّينِ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ الَّتِي مِنْ جِبْتِنَهَا۔

چنانچہ صاحب المعانی فرماتے ہیں ہٰذِهِ الْآيَةُ الْأَمْرَةُ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى التَّاهِبَةِ عَنْ إِطَاعَةِ الْكُفْرَةِ وَالْمُنَافِقِينَ۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ کا حکم کرتی اور اطاعت کفار سے مانع ہے اور منافقین سے احتراز کا حکم دیتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔ بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ قِيلَ الْخَطَابُ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْمَعِ لِلتَّعْظِيمِ۔ ایک قول تو اس کے متعلق یہ کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور صیغہ جمع تعظیم کے لیے لایا گیا ہے۔

اور ابوالبقاء کہتے ہیں اِنَّمَا جَاءَ بِاجْمَعٍ لِأَنَّهُ عَنِّي بِقَوْلِهِ تَعَالَى اِتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ۔ يَعْنِي اِتَّبِعْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ يَهْتَمُّ بِاجْمَعِ كَيْفَ يَكُونُ لِيَسْمَعُوا مِنْ رَبِّكَ أَوْ يَسْمَعُوا مِنْ رَجُلٍ مِمَّنْ يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ أَوْ يَسْمَعُوا مِنْ رَجُلٍ مِمَّنْ يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ أَوْ يَسْمَعُوا مِنْ رَجُلٍ مِمَّنْ يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ۔ یعنی پیروی کیجئے آپ اور آپ کے اصحاب۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ يَعْنِي فَوْضُ جَمِيعِ أُمُورِكَ إِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا۔ اور کافی ہے اللہ ہر امر میں تمہارا محافظ۔

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے اس کا شان نزول احمد اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردويه اور ضیاء مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ قَامَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُصَلِّي فَمَطَرٌ خَطِرٌ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ الْاَتْرَىٰ إِنَّ كَلْبَيْنِ

قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَتَزَلَّتْ - فرماتے ہیں کہ حضور ایک دن نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو کوئی خطرہ لاحق ہو گیا منافقین جو نماز کے اندر حضور کے پچھے تھے بولے حضور کے دو قلب ہیں ایک قلب تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا مسلمانوں کے ساتھ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور مقاتل اپنی تفسیر میں اور اسمعیل بن ابی زیاد الشامی وغیرہ کہتے ہیں۔ نَزَلَتْ فِي أَبِي مَعْمَرٍ الْفَهْرِيِّ كَانَ أَهْلًا مَكَّةَ يَمُوكُونَ لَهُ قَلْبَانِ مِنْ قُوَّةِ حِفْظِهِ وَكَانَتْ الْعَرَبُ تَزْعُمُ أَنَّ كُلَّ لَبِيبٍ أَرِيْبٍ لَهُ قَلْبَانِ حَقِيقَةٌ - أَبُو مَعْمَرٍ هَذَا الشَّهْرَبِيْنِ أَهْلُ مَكَّةَ يَدِي الْقَلْبَيْنِ وَهُوَ عَلَى مَا فِي الْأَصَابِيْتِ جَمِيْلٌ بِنْتُ أَسِيْدٍ مُصَنِّعِ الْأَسَدِ -

یہ آیت کریمہ ابی معمر الفہری کے حق میں نازل ہوئی یہ مکہ والوں میں سے تھا وہ کہتے تھے کہ اس کے دو قلب ہیں قوت حافظہ کی وجہ سے اور عرب یہی گمان کرتے تھے کہ ہر لبیب ذہین کے دو دل ہوتے ہیں اور ابو معمر اہل مکہ میں ذوالقلبین مشہور تھا۔ اور اصابعہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ یہ جمیل بن اسید کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ذی القلبین ہے۔ اسید تصغیر ہے اسد کی۔

اور ایک روایت میں ہے ابی معمر یا جمیل بن اسید خود کہا کرتا تھا کہ اِنَّ لِي قَلْبَيْنِ اِحْمَ يَا حِدَاهِمَا اَكْثَرُ مَا يَفْعَمُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَرِي اِنَّهُ هَزَمَ يَوْمَ بَدْرٍ كَمَا يَأِي سَفِيَانَ وَهُوَ مَعْتَقٌ اِحْدَى تَعْلِيْبِيْ بِبِيَاةٍ وَالْاُخْرَى فِي دِجْلِيْهِ فَقَالَ لَهُ اَبُو سَفِيَانَ مَا فَعَلَ النَّاسُ فَقَالَ هُوَ بَيْنَ مَقْتُوْلٍ وَهَارِبٍ فَقَالَ لَهُ مَا بَالَ اِحْدَى تَعْلِيْبِكَ فِي رِجْلِكَ وَالْاُخْرَى فِي يَدِكَ فَقَالَ مَا ظَنَنْتُ اِلَّا اَنْتَ فِي رِجْلِيْ فَالْتَدَبَ اللهُ تَعَالَى قَوْلَهُ وَقَوْلَهُمْ -

ابی معمر یا جمیل بن اسید کہا کرتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں ایک دل کے ذریعہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔

روایت کہ جب یوم بدر میں ہزیمت ہوئی تو ابی معمر ابو سفیان کے پاس سے گذرا اور ایسے حال میں گذرا کہ ایک جوتی ہاتھ میں لٹکائی ہوئی تھی اور ایک جوتی پیر میں پہنے ہوئے تھا تو ابو سفیان نے اسے ابو معمر یہ کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک پیر رکھی ہے۔ ابو معمر کہنے لگا میرا خیال تو یہی تھا کہ میں جوتیاں جوتیاں پہنے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں تکذیب کی اور فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللهُ لِرِجْلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفٍ - انہیں کیا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل۔ حسن سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس خیال پر تھی کہ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ نَفْسٌ تَأْمُرُنِيْ وَنَفْسٌ تَنْهَانِيْ - ایک دل انسان میں وہ ہے جو کسی فعل کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور ایک دل وہ ہے جو منع کرتا ہے۔

یہاں لفظ جعل بمعنی خلق ہے وَالْمَرَادُ مَا خَلَقَ شَيْئًا لِأَحَدٍ أَوْلَادِي قَلْبٍ مِنَ الْحَيَوَانِ مُطْلَقًا قَلْبَيْنِ - مَا جَعَلَ اللَّهُ لِوَجَدٍ كَيْفَ مَعْنَى مَا خَلَقَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ هِيَ - یعنی نہیں پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے کسی ذی قلب میں دو قلب۔

حقیقت یہ ہے کہ قلب سے مراد وہ مضغہ ہے صنوبریہ جو جوت صدر میں بنایا گیا۔ اور نفس ناطقہ وہ ہے جسے نفس حیوانیہ کہتے ہیں اس سے لازمی طور پر روح متعلق ہے اور روح ایک جسم لطیف بخاریہ ہے جو اجزاء اغذیہ کے لطیف جزوں سے متکون ہوتی ہے۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا غَيْرَ ذَلِكَ أَنَّ أَوَّلَ عَضْوٍ يُخْتَلَقُ هُوَ الْقَلْبُ قَاتِلًا الْجَمْعُ يَلْتَمِزُ دُجًا - اکثر اس طرف سے کہ سب سے پہلا عضو جو پیدا جاتا ہے وہ قلب ہے۔ اور وہی روح کا مقام ہے فَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ التَّلَقُّ أَوْلَاهُ لِثَوْبِ بَوَاسِطَتِهِ بِاللِّمَازِ وَالْكَبِدِ وَيَسَائِرِ الْأَعْضَاءِ - فَيَمْنَعُ الْقَوَى بِأَسْرِهِا مِثْلَهُ ذَلِكَ يَمْنَعُ التَّعَدُّدَ - تو لازم ہوا کہ تمام اعضاء کا اول تعلق قلب سے ہو پھر قلب کے واسطے سے دماغ کا اور جگر کا پھر تمام اعضاء کا تو منیع قوی اسی کو مانا گیا ہے اور یہی مسلم ہے کہ وہ ایک ہے اور اس کا وہ ہونا ممنوع ہے اور یہی فرمان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جِئْتُ قَالَ -

إِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ لَمُضْغَةً إِنَّ صَلَحَتْ صَلَحَتِ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا ذَهِي الْقَلْبِ - انسان کے جسم میں ایک مضغہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمام جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد ہو جائے تو تمام جسم میں فساد ہو جاتا ہے۔ خبردار ہو وہ قلب ہے۔

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ الْبَشَرِ نَظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ تَمَّ لَوْ كُنَّ كِ سَبِيحَاتٍ كَوْنًا مِنْ تَمَّ ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں بنایا۔

نظاہرون - جمع مذکر حاضر ہے اور صیغہ مضارع کل ہے اس کا مصدر ظہار ہے۔ ظہار کے معنی شری کسی کا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی لپشت۔ یہ لفظ ظہر سے مشتق ہے اور ظہر لپشت کو کہتے ہیں۔

اصليّت ظہار

اسلام سے قبل عرب کا ایک رواج تھا جسے ظہار کہتے ہیں۔ وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتا تھا جب مرد عورت کو کہہ دے کہ تیری بیٹی مجھے اپنی کی جگہ ہے جس کا یہ مطلب ہوتا کہ تو میری ماں کی جگہ ہے۔ اس جملہ کے کہہ دینے سے ان کے تہذیب عورت مرد سے جدا ہو جاتی تھی۔ اور آج بھی بے علم

طبقہ ایسا ہی سمجھتا ہے۔ لیکن قانون اسلام میں اسے طلاق کی جگہ نہیں مانا گیا۔

بلکہ اس کا کفارہ مقرر کیا گیا جو اٹھائیسویں پارہ کی سورہ مجادلہ میں مذکور ہے جس میں ارشاد ہے۔
 وَالَّذِينَ يُطَاهِرُونَ مِنِّي لَمَا قَالُوا فَاذْكُرُونِي أَنِّي مَشَرٌّ مِّن قَبْلِكُمْ لِيَتَّعِبُوا مِنِّي
 ذِكْرًا لِّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ خَيْرَ مَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ
 أَن يَتَّعِبُوا مَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ وَسَكِينًا۔

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر لوٹ کر اسے اپنی بیوی رکھتے ہیں یا وہی کام کرتے
 ہیں جو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کریں گے تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے مسلمانوں
 تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس پر کاربند رہو اور اللہ تمہارے عملوں سے خیر دار ہے تو جسے غلام نہ بیسز ہو
 دجیسا کہ فی زمانہ شرعی غلام معدوم ہے تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے مسلسل ساٹھ روزے رکھے
 اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

یہ آیت کریمہ ہے جس سے فقہانے ظہار کے جزئیات نکلے۔ اور

دوسری رسم فقیح یہ بھی تھی کہ لے پالک کو عام طور پر پالنے والے کی اولاد تصور کرتے تھے آگے اس کا بھی رد

فرمایا اور ارشاد ہوا

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ ذُرِّيَّتَكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي
 السَّبِيلَ أَدْعُوهُمْ لَبَاءَ بَابِكُمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ
 وَوَالِدِيكُمْ۔ اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا یہ بات تمہارے اپنے منہ کی ہے اور اللہ تو
 حق بات فرماتا ہے اور وہی لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اَدْعِيَاءُ جمع دعویٰ کی ہے جیسے انقیاب جمع تقیٰ کی ہے۔ دعویٰ منہ بولے بیٹے کو کہتے ہیں جسے ہماری زبان
 میں مبتنی کہا جاتا ہے۔

هُوَ أَقْسَطُ مَبْنُوعٌ رَاجِعٌ اِدْعَاؤِ كِي مَصْدَرٌ كِي طَرَفٌ جِسْ طَرَحٌ اِدْعَاؤِ اَسْوَأُ اَقْرَبٌ لِلتَّقْوَىٰ فِي هُوَ رَاجِعٌ اِلَىٰ
 عَدْلِ كِي طَرَفٌ جِسْ اِدْعَاؤِ اَسْوَأُ اَقْرَبٌ لِلتَّقْوَىٰ فِي هُوَ رَاجِعٌ اِلَىٰ عَدْلِ كِي طَرَفٌ جِسْ اِدْعَاؤِ اَسْوَأُ اَقْرَبٌ لِلتَّقْوَىٰ فِي هُوَ رَاجِعٌ اِلَىٰ

اَقْسَطُ اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ كَالصِّغَةِ هِيَ جَوْشَقٌ هِيَ قَسَطٌ هِيَ اِسْ كِي مَعْنَى عَدْلِ كِي هِيَ۔

خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا کہ اپنی بیوی کو مال کے برابر کہنے والا ظہار کرنے والا ہے اس سے بیوی کے
 نکاح پر اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کہنے پر کفارہ ادا کرنا لازمی ہے۔ غلام شریعی اگر بیسز ہوا سکتا ہے یا
 ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس سے قبل بیوی سے قربت حرام ہے۔

ایسے ہی جسے منہ بولا بیٹا کہہ دیا وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہو سکتا یہ رسم مشرکین میں تھی۔ اسلام میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ چنانچہ
 اَدْعُوهُمُ لِأَسْمَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فِيں وضاحت ہے کہ اسے اپنے باپ کی طرف ہی منسوب
 کر وہی النصاب ہے۔

أَخْبَجَ الشَّيْخَانِ وَالْبُؤْمِنِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ
 حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتَّى نُنْزَلَ الْقُرْآنُ
 اَدْعُوهُمُ لِأَسْمَائِهِمْ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو جو حضور کے غلام آزاد شدہ تھے انہیں
 زید بن محمد ہی کہتے تھے حتیٰ کہ آیت کریمہ میں ممانعت آگئی اور ارشاد ہوا اَدْعُوهُمْ لِأَسْمَائِهِمْ۔
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاهِيلَ۔ چنانچہ حضور نے بھی
 فرمایا تم زید بن حارثہ بن شراہیل ہو۔

اس کا مفصل واقعہ تدرول

یہ ہے کہ ابن مردودہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

إِنَّمَا كَانَ فِي أَخْوَالِهِ بَنِي مَعْنٍ مِّنْ بَنِي تَعْلٍ مِّنْ طَيْ قَاصِيَةٍ فِي نَهْبٍ مِّنْ طَيْ فَقَدِمَ بِهِ
 سُوقَ عَكَاظٍ وَأَطْلَقَ حَكِيمُ بْنُ حِرَامٍ ابْنَ خُوَيْلِدٍ إِلَى عَكَاظٍ يَتَسَوَّقُ بِهَا فَأَدْرَجَتْهُ عَمَّ شَخِيحٌ
 أَنْ يَبْتِئَاعَ لَهَا غُلَامًا ظَرِيفًا عَرَبِيًّا أَنْ قَدَّرَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَ وَجَدَ زَيْدًا أَيْبَاعَ فِيهَا فَأَعْجَبَهُ
 ظَرْفُهُ فَأَتْبَاعَهُ فَقَدِمَ بِهِ عَلَيْهَا وَقَالَ لَهَا إِنِّي قَدَرْتُ ابْتِئَاعَ لَكَ غُلَامًا ظَرِيفًا عَرَبِيًّا فَإِنْ
 أَجْبَبَكَ فَعَنْدِيهِ وَالْأَنْدَاجِيَّةُ قَدَرْتُ أَجْبِئِي۔ وہ اپنے ہتھال بنی معن میں تھے اور
 بنی معن جو بنی تفل سے تھے ان کی شاخ بنی طے پر کسی جنگ میں ایسی افتاد پڑی کہ زید اس میں
 غلام بنا کر سوق عکاظ میں لائے گئے۔

اور حکیم بن حرام بن خویلد بطور سیر سوق عکاظ میں آئے انہیں ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
 نے کہہ رکھا تھا کہ کوئی اچھا عقلمند غلام عربی میرے لیے اگر ممکن ہو تو خرید لو۔
 حکیم بن حرام جب اس بازار عکاظ میں آئے تو حضرت زید کو بکتا ہوا دیکھا آپ کو وہ پسند گئے اور
 خرید کر حضرت خدیجہ کی خدمت میں لائے اور کہا میں نے ہتھارے لیے ایک غلام خریدیا جو فرم میں اور عربی
 ہے اگر تمہیں پسند ہو رکھ لو ورنہ رہنے دو۔

فَلَمَّا دَرَأَتْهُ خَدِيجَةُ أَجْبَبَهَا فَأَخَذَتْهُ۔ حضرت خدیجہ نے جب انہیں دیکھا پسند کر لیا اور اپنے پاس
 رکھ لیا۔

قَدْ وَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَهَا - پھر حضور کا عقد حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور زید ان کے پاس تھے۔
فَأَجَابَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَرْفَةً فَأَسْتَوْجَبَ مِنْهَا إِنَّكَ كَأَنَّ ابْنَتَ كَمَا تَجِدُ وَرُحْبَ
حضور کو حضرت زید کی ذہانت پسند آگئی اور حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس
غلام کو ہمیں سہیہ کر دو۔

فَقَالَتْ أَهْبَةُ لَكَ فَإِنْ أَرَدْتَ عِنْتَهُ فَأَلْوَا لِي - حضرت ام المومنین نے عرض کی حضور سہیہ تو میں
کرتی ہوں لیکن جب حضور اس کے آزاد فرمائے گا ارادہ فرمائیں تو اس کی دلامیر سے حتیٰ میں ہوگی۔
فَأَبَى عَلَيْهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ - اس سے حضور نے انکار فرمایا آخرش ام المومنین نے بلا شرط سہیہ کر دیا۔
فَادْهِنْتَهُ لَدُنَّ شَاءَ أَعْتَقَ وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَ - اور کہہ دیا حضور چاہیں آزاد کریں اور چاہیں تو غلام
بنا کر ہی رکھیں۔

مَشَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - پھر وہ حضور کی غلامی میں ہی جوان ہوئے۔
فَعَرَفَتْهُ خَدِجَةُ فِي ابْنِ ابْنِ طَالِبٍ بِأَرْضِ الشَّامِ فَمَتْرَ بِأَرْضِ قَوْمِهِ - پھر ایک بار حضرت زید ابوطالب
کے اونٹوں کے ساتھ ارض شام کی طرف گئے اور اپنی قوم کی زمین پر گذرے۔

فَعَرَفَتْهُ عَمَّةٌ تَوْحُّرَتْ زَيْدَ كَيْ جِئْتَهُ أَهْلِي بِحِجَابٍ لِيَا -
فَقَامَ إِلَيْهِ لَيْسَ وَهَآءِ أَسْبَ كَيْ جِئْتَهُ لِيَا -
فَقَالَ مَنْ أَنْتَ يَا غُلَامَ - چچانے پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔
قَالَ غُلَامٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ - حضرت زید نے کہا میں اہل مکہ سے ہوں۔
قَالَ مِنْ أَيْ قَوْمٍ - چچانے کہا کیا انہیں میں سے ہو۔

قَالَ لَا - زید نے کہا نہیں۔
قَالَ مُحَمَّدَانَتْ أُمُّ مَلُوكَ - چچانے کہا تو آزاد ہے یا غلام۔
قَالَ بَلْ مَلُوكَ - حضرت زید نے کہا نہیں میں غلام مملوک ہوں۔
قَالَ لِمَنْ - چچانے پوچھا کس کا غلام ہے۔

قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - حضرت زید نے کہا میں محمد بن عبد اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا غلام مملوک ہوں۔
فَقَالَ لَهُ أَعْرَبِي أَنْتَ أُمَّ حَجْمِي - چچانے پوچھا تو عربی ہے یا عجمی۔

قَالَ عَمْرِيٌّ زَيْدٌ نَسَبٌ عَرَبِيٌّ النَّسْلُ هُوَ
 قَالَ وَمَنْ أَصْلُكَ . چچانے پوچھا کس قبیلہ سے تیری اصل ہے .
 قَالَ مِنْ كَلْبٍ . زید نے فرمایا میں قبیلہ بنی کلب سے ہوں .
 قَالَ مِنْ أَيِّ كَلْبٍ . چچانے پوچھا کونسا بنی کلب تیرا قبیلہ ہے .
 قَالَ مِنْ بَنِي عَبْدِ قَدِّ . زید نے کہا بنی عبدود سے .
 قَالَ وَيَمُوكَ ابْنُ مَنْ أَنْتَ . چچانے کہا ہائے افسوس تو کس کا بیٹا ہے .
 قَالَ ابْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرِيحَةَ . حضرت زید نے کہا میں حارثہ بن شریحہ کا بیٹا ہوں .
 قَالَ فَأَيْنَ أَصَبْتَ . چچانے کہا تو کہاں گرفتار ہوا
 قَالَ فِي أَخْوَالِي . زید نے کہا اپنے تنہیال میں
 قَالَ وَمَنْ أَخْوَالِكَ . چچانے پوچھا تیرے تنہیال کون ہیں
 قَالَ طَيٌّ . زید نے کہا بنی طے .
 قَالَ مَا اسْمُ امِّكَ . چچانے کہا تیری ماں کا کیا نام ہے .
 قَالَ سَعْدَى . حضرت زید نے کہا میری ماں سعدی ہے .
 فَأَلْتَرَمًا وَقَالَ ابْنُ حَارِثَةَ وَدَعَا أَبَاكَ فَقَالَ يَا حَارِثَةُ هَذَا ابْنُكَ . تو چچانے حضرت زید
 کو گلے لگایا اور کہا حارثہ کا بیٹا . اور انکے باپ کو بلا کر کہا اے حارثہ یہ تمہارا بیٹا ہے .
 فَأَتَاكَ حَارِثَةُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ عَمْرِيٌّ . حارثہ جب آئے اور دیکھا تو اپنے لخت جگر زید کو پہچان لیا .
 قَالَ كَيْفَ صُنِعَ مَوْلَاكَ إِلَيْكَ . باپ نے پوچھا کیسا برتاؤ ہے تیرے مولیٰ کا تیرے ساتھ
 قَالَ يُؤْتُونِي عَلَى أَهْلِهِ وَوَلَدَيْهِ . حضرت زید نے فرمایا میرے ساتھ بیوی بچوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں
 فَكَبَّ مَعَهُ أَبُوهُ وَعَمُّهُ وَأَخُوهُ حَتَّى قَدِمُوا مَمْلَكَةَ فَلَقُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 پھر حضرت زید کے ساتھ حارثہ اور زید کے چچا اور بھائی سوار ہو کر مکہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی .
 فَقَالَ لَهُ حَارِثَةُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتُمْ أَهْلُ حَرَمِ اللَّهِ تَعَالَى وَجِبْرَاتِهِ وَعِنْدَ بَيْتِهِ تَفْكُونَ الْعَابِيَّ
 تَطْعَمُونَ الْأَسِيرَ ابْنِي عِنْدَكَ قَامَتُنْ عَلَيْنَا وَأَحْسِنْ عَلَيْنَا فِي مَدَائِنِهِ فَإِنَّكَ ابْنُ سَيِّدِ قَوْمِهِ
 وَإِنَّا سَدَقُوعُ إِلَيْكَ فِي الْقَدَائِمِ مَا أَحْبَبْتَ . اور حارثہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور آپ اللہ کے
 حرم ولے اور اس کے ہمسایہ ہیں اور اللہ کے گھر کے پاس آپ قبیلوں کو آزاد فرماتے اور اسیروں کو کھلاتے ہیں
 میرا بیٹا حضور کے پاس ہے تو آپ ہم پر احسان فرمائیں اور سلوک کریں اس کے آزاد کرنے میں آپ ابن سید

قوم ہیں اور ہم لوگ دست سوال بخشش کے لیے بلند کیے ہوئے ہیں اور وہ مانگتے ہیں جو مجھے محبوب ہے یعنی اپنا بیٹا آپ سے طلب کرتا ہوں)

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَكُمْ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ بِحُضُورِ نَفْسِي فِيهِمْ

بہتر آپ کو عطا فرمائے ہیں۔
قَالُوا وَمَا هُوَ - حارثہ نے عرض کی وہ کیسا ہے۔
قَالَ أُخْتِرَكُمْ فَإِنْ اخْتَارَكُمْ فَخُذُوا وَكَأَيْفَ قَدَّ آدِ وَإِنْ اخْتَارَ فِي فَلَكَوَا عَنَّهُ - فرمایا میں زید کو مختار کرتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں اختیار کرے لے جاؤ اور اگر وہ مجھے منظور کرے تو تم اس کے لے جانے سے باز آ جاؤ۔
فَقَالَ جَزَاكَ اللَّهُ تَعَالَى خَيْرًا فَقَدْ أَحْسَنْتُ - حارثہ خوش ہو کر عرض کرنے لگا حضور اللہ آپ کو جزا وغیر عطا کرے آپ نے بڑا احسان فرمایا۔

قَدْ عَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا زَيْدُ انْفِرْ هَذَا كَرِهَ حُضُورِ نَفْسِي فِيهِمْ كَرِهَ حُضُورِ نَفْسِي فِيهِمْ
فرمایا کیا تم انہیں جانتے ہو۔
قَالَ نَعَمْ هَذَا أَبِي دَعَمِي وَآخِي - زید نے عرض کی حضور میں انہیں جانتا ہوں یہ میرا باپ ہے اور یہ چچا اور بھائی ہیں۔

فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ مَن قَدْ عَرَفْتُمْ - تو حضور نے فرمایا تو یہ وہ ہیں جنہیں تم جانتے ہو۔
فَإِنْ اخْتَرْتُمْ فَأَوْهَبْ مَعَهُمْ وَإِنْ اخْتَرْتَنِي فَأَنَا مَن تَعْلَمُ - تو اگر تو انہیں چاہتا ہے تو ان کے ساتھ جا اور اگر مجھے چاہتا ہے تو میں وہ ہوں جسے تو جانتا ہے۔
قَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا أَنَا بِمُخْتَارٍ عَلَيْكَ أَحَدًا أَبَدًا أَنْتَ مَعِي يَمَكَانِ الْوَالِدِ وَالْعَجِّ - حضرت زید نے عرض کی حضور میں کسی کو آپ کے مقابلہ میں کبھی نہیں چاہتا آپ میرے حق میں باپ چچکے برابر ہیں۔
یہ سنتے ہی حارثہ اور چچا حضرت زید سے کہنے لگے۔

آيَا زَيْدُ ائْتِنَا بِالْعَبْدِيَّةِ - لے زید کیا تجھے غلامی پسند ہے۔
قَالَ مَا أَنَا بِمُفَارِقِي هَذَا الدَّجْلِ - حضرت زید نے جواب دیا غلامی ہو یا کچھ اور میں اس ہستی کی جدائی کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔

فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةَ عَلَيْهِ قَالَ اشْتَدُّ وَإِنَّهُ جُرْدَانَةٌ
ابْنِي بَرِئْتِي قَادِرَةٌ - جب حضور نے حضرت زید میں حرم فیض محبت پائی تو فرمایا تم گواہ رہو زید آزاد ہے اور وہ میرے بیٹے کے قائم مقام ہے اور میرے فیوض کا وہ وارث ہے اور میں اس کے جذبات حاصل کروں گا

فَطَايَبْتُ نَفْسِي أَبِيهِ دَعَيْتُهَا لَمَّا دَاوَا مِنْ كَرَامَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ - یہ سن کر باپ اور چچا کا دل خوش ہو گیا جیکہ حضور کا کم اس شان کا دیکھا۔

فَلَمَّا نَزَلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَدْعَى زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتَّى تَذَلَّ الْقُرَّانُ أَدْعُوهُمْ لِأَيَاتِهِمْ - تو زمانہ جاہلیت میں عموماً حضرت زید کو زید بن محمد ہی کہا جاتا رہا حتیٰ کہ آیت کریمہ اُدْعُوهُمْ لِأَيَاتِهِمْ نازل ہوئی۔ اس کے بعد فُدِّي عِي زَيْدُ بْنُ حَادِثَةَ - زید بن حارثہ آپ کو پکارا گیا۔ اس پر حکم کے بعد ارشاد ہے۔ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ - یہی عین انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَالْحَوْلَانُ فِي الدِّينِ دَمَوَالِيكُمْ - تو تم اگر نہیں جانتے ان کے آباؤ اجداد کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور دوست۔

اس کے معنی یہ ہیں وَأَوْلِيَاءُكُمْ فِيهِ فَأَدْعُوهُمْ بِالْأَخْوَةِ وَالْوَالِيَّةِ بِمَا بِالْأَخْوَةِ وَالْوَالِيَّةِ فِي اللَّهِ دَلِيلِينَ عَلَيْكُمْ جَنَاحٍ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - اہم پر کوئی گناہ نہیں جو غلطی سے ایسا کہہ دو لیکن دل کے قصد سے گناہ ہے۔ یعنی غلطی سے کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منسوب کر دیا تو گناہ نہیں البتہ قصد کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منتسب کر دیا تو وہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا اِنِّي لَسْتُ أَخَافُ عَلَيْكُمْ الْخَطَاةَ وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ الْعَمَدَ - میں تم سے تمہاری خطا پر خائف نہیں لیکن قصد اہم سے سزا دہوا اس کا خوف ہے ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَضَعَ عَنِّي الْخَطَاةَ وَالنِّسَانَ وَمَا أَكْرَهُوا عَلَيْهِ - میری امت سے خطا و نسیان اور اکراہ جو کرنا چاہئے وہ معاف کیا گیا۔

بہر حال قصد کسی غیر کی طرف کسی کو منسوب کرنا شرعاً ممنوع اور سخت ممنوع ہے۔ اور سہواً معاف ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - اسی لیے فرمایا کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلْيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ لَا يُحِبُّونَ انْتِسَابَ الشَّخْصِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ دَعَا ذَلِكَ لِعَصْمٍ مِنَ الْكِبَائِرِ

مفہوم آیت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انتساب الی غیر ابیہ کبائر میں سے ہے۔

چنانچہ شیخین اور ابوداؤد سعد بن ابی وقاص سے راوی میں أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ غَيْرَ أَبِيهِ فَأَجَبَتْهُ عَلَيْهِ حِقَابٌ يَوْمَ يَكْفَى كُفْرًا كُفْرًا - اس کے علاوہ منسوب کر کے اور جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

دوسری حدیث شیخین سے ہے مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ امْتَنَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَدَقًا وَلَا عَدْلًا۔

بہر حال انتساب الی الغیر سخت گناہ ہے اس سے اجتناب لازمی ہے۔ اس کے بعد حضور سید یوم النشور
کا منصب جلیل واضح کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

أَلَيْتِي أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجَهُمْ أَقْرَبُ إِلَيْهِمْ مِنْ نِسَائِهِمْ لِيُحَبِّبُوا إِلَيَّ وَالَّذِينَ يَمُنُّوا مِنِّي
سابقہ ان کی جانوں سے اور ان کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احق و اقرب بلکہ اس سے بھی از روئے ولایت و نصرت ان سے قریب
ہیں فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَأْمُرُهُمُ وَلَا يُؤْصِيهِمْ إِلَّا بِمَا فِيهَا صَلَاحٌ لَّهُمْ وَمَجَافَةٌ لَهُمْ۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے مومنین کو کوئی حکم نہیں ہوتا مگر وہی جس میں ان کی اصلاح اور نجات ہو بر خلاف نفس کے کہ
وہ امارۃ بالسوء بھی ہوتی ہے۔

نباہر میں ظاہر ہو گیا کہ حضور اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم ہیں اور افسے من کل الناس بھی ہیں۔
فَقَدْ أَخْرَجَ الْجَعْفَرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا أَنَا أَوْلَىٰ النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَهْرَؤًا إِنْ سَنَّتُمْ إِلَيَّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ
مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِنَّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثَهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانَ وَإِنَّمَا تَرَكَ ذِيئًا أَوْ ضِيَاعًا
(أَيَّ عِيَالًا) فَلْيَأْتِيهِ فَأَنَا مَوْلَاهُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لیے اولیٰ الناس ہوں دنیا و آخرت میں اگر پڑھنا چاہوں
تو التبتی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم پڑھ لو تو جو مومن مال چھوڑے تو اس میں اس کے عصبیات نصرت
ہیں اور اگر قرض یا عیال چھوڑے تو اسے میرے پاس لاؤ میں اس کا کفیل ہوں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ نَبَّحَ بِأَصْوَتِهِ فَامْرَأَاتُ النَّاسِ يَأْتِيَهُنَّ دُجُوعًا
أَنَّاسٍ مِنْهُمْ فَتَسْتَأْذِنُ أَبَاءَهُنَّ أَقْرَبَهُنَّ فَتَزُولُ عَنْهُنَّ حَضْرَةُ صَلَاحٌ لَّهُمْ وَمَجَافَةٌ لَهُمْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا اور لوگوں
کو حکم دیا کہ تیاری کریں تو بعض لوگوں نے عرض کیا ہم والدین سے اجازت لیں تو چلیں گے اس وقت یہ آیت کریمہ
نازل ہوئی جس میں تشبیہ فرمائی گئی کہ سرکار کے حکم کے مقابل باپ بھائی مال کی چیز ہیں ہمارے یہ نبی تمہاری جانوں
تمہارے مالوں اولادوں سب سے زیادہ احق ہیں۔

اور ان کی ازواج مطہرات کا یہ احترام ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے امت پر ماں کی طرح حرام ہیں۔ اور نظر ڈالنا
ان کی خلوت میں جانا ان کے درخت میں حق طلب کرنا یہ سب وہ امور ہیں جن میں ان کا حکم اجنبی کا ہے یَعْنِي مَنْزِلَةٌ
مَنْزِلَةٌ أَقْرَبَهُمْ فِي نَحْوِ السُّبْحِ وَالنِّكَاحِ وَاسْتِحْقَاقِ الْعَظِيمِ۔

چنانچہ فریبی اور حاکم اور ابن مردودیہ اور ہیثمی اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق راوی ہیں

اِنَّكَانَ يَفْرَأُ النَّبِيُّ اَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ ابٌ لَّهُمْ وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ حضرت ابن عباس
آیت کریمہ النبی اولى بالمؤمنین من انفسهم میں یہ جملے اور پڑھتے ہیں وہو اب لکم وهو اب لکم جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ حضور امت کے حق میں باپ ہیں اور آپ کی ازواج مائیں ہیں۔

اور حضرت ابی بن کعب کے معصوم ہیں آریہ کریمہ یوں تھی النبی اولى بالمؤمنین من انفسهم
وازدواجہ اُمَّهَاتُهُمْ وَهُوَ ابٌ لَّهُمْ

صاحب روح المعانی اس پر فرماتے ہیں۔ وَاَطْلَاقُ الْاَبِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاتِّسَابِ
لِلْحَيَاةِ الْاَيْدِيَّةِ كَمَا أَنَّ الْاَبَ سَبَبٌ لِلْحَيَاةِ بَلْ هُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْفٌ بِالْاَبُوَّةِ مِنْهُ۔

اور باپ کا اطلاق حضور پر اس لیے کیا گیا کہ حضور حیات ابدیہ کے سبب ہیں جیسے عام باپ اولاد
کے پیدا ہونے کا سبب ہے بلکہ حضور باپ سے زیادہ اپنی امت پر حق رکھتے ہیں۔

اور مجاہد کہتے ہیں كُلُّ نَبِيٍّ اَبٌ لِّاُمَّتِهِ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام
نے امت کی لڑکیوں کو ہڈوں لاد بنا کر فرمایا تھا۔

ابن سعد حضرت ام سلمہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اَنَا اُمُّ الرَّجَالِ مِثْلُ النِّسَاءِ وَعَلَيْهِ يَكُونُ مَا
ذَكَرَ وَجْهَ الشَّبِيهِ بِالنِّسَةِ اِلَى الرَّجَالِ وَاَمَّا بِالنِّسَةِ اِلَى النِّسَاءِ فَهِيَ اسْتِحْقَاقُ التَّعْظِيمِ۔ ہم لوگوں کی
مائیں ہیں اس میں جو تشبیہ دی گئی ہے وہ بالنسۃ الی الرجال ہے اور بالنسۃ الی النساء وہ استحقاق تعظیم ہے۔
وَاُولَئِكَ اَلْاَرْحَامُ لِبَعْضِهِمْ اَوْلَىٰ مِنْ بَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَّا اَنْ
تَفْعَلُوْا اِلَىٰ اَوْلِيَاكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا۔ اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے
تمام مؤمنین اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک دوسرے کے حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک
کرنا چاہو تو یہ علیحدہ بات ہے۔ یہی حکم کتاب اللہ میں مسطور ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اولوالارحام بحق قرابت اولیٰ بالمیراث من المؤمنین بحق اللہ ومن
المہاجرین بحق المہجرۃ۔

اسی کہتے ہیں اُولَئِكَ اَلْاَرْحَامُ اَوْ ذَوِي الْقُرَابَاتِ الشَّامِلُوْنَ لِلْعَصَبَاتِ لَامَّا يَفِي بِاللّٰهِ
لِبَعْضِهِمْ اَوْلَىٰ مِنْ بَعْضٍ فِي النَّفْعِ بِمِيرَاثٍ وَغَيْرِهَا مِنَ النَّفْعِ الْمَالِيِّ اَوْ فِي التَّوَارِثِ۔ اولوالارحام وہ
رشتہ دار ہیں جو عصبات کے ساتھ میراث میں شریک ہیں نہ یہ کہ مراتب ایمان میں بعض رشتہ کے سبب
ایک دوسرے سے افضل ہو۔

اور مؤمنین و مہاجرین پر اس آیت کریمہ میں فضیلت نہیں بلکہ بحق القرابت اولیٰ فی کل نفع اولیٰ۔

الَّذَاتُ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أُولِيَاءِ كُفْرًا مِّمَّا دَرَسْتُمْ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
یہ حکم کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ یا قرآن کریم میں مسطور ہے۔ گویا یہ ارشاد ہے۔

الْقُرْبَىٰ ذَوِي الْقُرْبَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي كُلِّ نَفْعٍ مِّن مِّمْلَاتٍ وَصَلَاتٍ
وَهَدْيَةٍ وَتَعْوِذِكَ الْإِنْفِ الْوَصِيَّةِ۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْهُمُ مِيثَاقًا غَلِيظًا۔ اور یاد فرمائیں اے محبوب اس وقت کو جب ہم نے تمام نبیوں سے
ہ تبلیغ رسالت کا عہد لیا اور خاص طور پر تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور
ان سے بکا عہد لیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ
وَالَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ الدِّينِ الْحَقِّ۔

فَأَخْرَجَ ابْنَ جَرِيْدٍ وَأَبِيْنَ ابْنِي حَالِيْعٍ عَن قِتَادِكَا أَنَّهُ سَمِعَهُ أَخَذَ مِنَ النَّبِيِّينَ عَهْدَهُمْ بِتَصَدِيقٍ
بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَاتِّبَاعٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ۔

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَىٰ عَنَّا أَنَّهُ أَخَذَ اللهُ تَعَالَىٰ مِيثَاقَهُمْ بِتَصَدِيقٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَاتِّبَاعٍ
بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَيَا عَلَانِ يَا مُحَمَّدًا أَرْسُولَ اللهِ وَإِعْلَانِ دَرْسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
أَنَّ لَانِي بَعْدَكَ۔

یعنی اس عہد کو یاد فرمائیں جو تمام انبیاء سے تبلیغ رسالت اور تصدیق بعض کو بعض کے لیے اور
دوسری روایت میں وہی عہد اور مزید یہ کہ اس امر کا اعلان کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
اور حضور سے یہ عہد مزید لیا گیا کہ وہ اعلان فرمائیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اور آپ کہ میرے میں منک فرما کہ حضور کے ذکر کو مخصوص فرمائی کی وجہ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور کی
فضیلت تمام مشائیر انبیاء پر بھی ہے یا آنکہ وہ رسولوں میں اولوا العزم ہیں اس کے علاوہ
بزرگ حضرت ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ یہ حدیث بھی لاتے ہیں اِنَّهُمْ خِيَارُ ذُلْدَا اَدَمَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ۔ یہ انبیاء میں اور اولاد آدم میں بہترین ہستی ہیں۔

وَتَقْدِيْمِ نَبِيْنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ دَسَلَمَ مَعَ أَنَّهُ اَخْرَجَهُمْ بَعْتَهُ لِدَايِنِ اِن بِيْرِيْدَا خَطِرَا
الْحَيْلِيْلِ اَدْتَقَدُّ مِه فِي الْخَلْقِ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم کیا یا آنکہ بعثت کے اعتبار سے
حضور آخر انبیاء ہیں لیکن پیدائش میں خلق اللہ سے اول۔

چنانچہ ابن ابی عامر اور ضیاء مختار میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا
 بُدِئْتُ بِالنَّحْلِ وَكُنْتُ آخِرَهُمْ فِي الْبَيْتِ - مخلوق کی ابتداء مجھ سے کی گئی اور میں بعثت میں سب کے
 آخر ہوں اسی وجہ میں جامی کہتے ہیں۔

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہ دور آمدہ !
 اور ایسی بہت سی احادیث ہیں جس میں حضور نے فرمایا كُنْتُ بَيْنًا وَاَدَمَ بَيْنَ الرَّوْحِ وَالْجَسَدِ
 میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح و جسد میں تھے۔

اور ابن مردودہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى أُخِذَ مِيثَاقُكَ
 قَالَ وَاَدَمَ بَيْنَ الرَّوْحِ وَالْجَسَدِ. عرض کیا گیا حضور سے یہ میثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم علیہ
 السلام روح و جسد میں تھے۔

اور وَاخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا۔ اور ان سے ہم نے بیکام عہد لیا۔

یہاں میثاق غلیظ سے مراد میں اللہ سے یعنی قسمیں لے لی گئیں۔

لِيَسْئَلِ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا۔ تاکہ آخر کار اللہ سچوں کو پوچھے
 پیغمبروں سے ان کے سچ یعنی تبلیغ رسالت پر سوال کرے اور ان سے منکروں کے لیے دردناک عذاب
 تیار کر رکھے۔

الْمُرَادُ مِنَ الصَّادِقِينَ النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أُخِذَ مِنْهُمْ مِيثَاقُهُمْ۔ صادقین سے مراد وہ نبی ہیں جن سے
 عہد لیا گیا۔ گویا ان سے سوال ہوگا کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی اس سے کفار و منکرین بھری محفل میں رسوا
 و ذلیل کیے جائیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرے رکوع سورۃ احزاب ۲

اے ایمان والو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو ان
 نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے لشکر آ رہے تھے تو بنے
 ان پر اندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجا جو تمہیں دکھائی
 دیتا تھا اور اللہ جو کچھ تم کو رہے تھے دیکھ رہا تھا
 جب دشمن آ رہے تمہارے اوپر سے اور تمہارا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
 إِذْ جَاءَكُمْ جُنُودٌ فَاسَلَّمْنَا عَلَيْكُمْ وَجَعَلْنَا
 جُنُودًا لَكُمْ تَرَوْنَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
 بَصِيرًا
 إِذْ جَاءَكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

نیچے کے رخ سے اور خوف سے تمہاری آنکھیں
پتھر اگیں اور کلیجے منہ کو آگے اور تمہارے
گمان اللہ کے ساتھ بدل گئے۔

اس موقع پر امتحان کیا اللہ نے مومنوں کا اور
خوب ہی سختی سے پایا۔

اور جب بولے منافق اور وہ جن کے دلوں
میں مرض نفاق تھا کہ جو وعدہ اللہ نے اور اسکے
رسول نے کیا وہ کچھ نہ تھا مگر دھوکہ۔

اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں سے ہے
اہل ثیرب تم نہیں پتھر سلو گے دشمن کے مقابلہ
میں تو لوٹ جاؤ اور اجازت طلب کرنے لگے
ایک گروہ ولے ان میں سے نبی سے اور کہنے لگے
بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ
نہ تھے مگر ان کا ارادہ اس بہانے بھاگ جانے کا تھا۔
اور اگر ایسے ہی لشکر آگسیں اطراف مدینہ سے پھر
ان سے وہ فتنہ کفر چاہیں تو ضرور وہ ادھر آجائیں
اور نہ کریں اس میں دیر مگر تھوڑی۔

اور بے شک وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے اس سے
پہلے کہ نہ بیٹھ دیں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائیگا۔
فرما دیجئے تمہارا بھاگنا نفع نہ دے گا اگر بھاگو گے
موت سے یا قتل سے اور اب دنیا میں نفع نہ
دے جاؤ گے مگر تھوڑا۔

فرما دیجئے کون ہے جو تمہیں اللہ کے حکم سے بچائے اگر
وہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا تم پر رحم
فرمائے اور نہ پائیں گے وہ اللہ کے سوا حامی اور نہ

وَإِذْ رَأَيْتُمُ اللَّيْلِيَّةَ وَالنَّجْمِ
الْمُجْتَمِعِينَ فَذَكَرْتُمُ اللَّهَ كَمَا
تُذَكَّرُونَ ۚ

هَذَا كَيْفَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَذُكِّرُوا
بِذَلِكَ ۚ

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
إِلَّا غُرُورًا ۚ

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ
يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا
يَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ
إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ
إِنَّهُمْ يُرِيدُونَ الْإِفْرَارَ ۚ

وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا شُكْرٌ
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاتَوْهَا وَمَا تَلَبَّتُوا
بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۚ

وَلَقَدْ كَانُوا عَاكِفًا عَلَى مَكَاتٍ
لَّيْلِيَّةٍ وَالنَّجْمِ وَقَانِ عَاهِدًا لِّلَّهِ
مَسْئُولًا ۚ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ
إِنْ فَرَدْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ
وَإِذْ لَمْ تَمْسُكُوا الْقَبْلَ ۚ

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ
إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ
رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
وَلِيًّا ۚ

مددگار۔

یہ شک اللہ جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ کی تکلیف میں نہیں پڑتے مگر تھوڑے۔

تمہارے معاملہ میں درگزر کرتے ہیں تو جب آنا ہے خوف تو دیکھتے ہیں تمہاری طرف ان کی آنکھیں پھر رہی ہوتی ہیں مثل اس کے جسے موت نے گھیر لیا تو جب یہ خوف چلا جاتا ہے طعنہ دیتے ہیں تمہیں سخت زبان سے مال غنیمت کے لالچ میں بیدار ایمان لاشے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے اکارت کر دیے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر کفار بھی نہیں گیا اور اگر لشکر دوبارہ آجائے تو چاہیں گے کہ کسی طرح گاؤں میں جا کر دمقانی بستی میں پہنچ کر تمہاری خبر لو لیں گے وہ تم میں رہتے بھی تو نہ لڑتے مگر کم۔

وَلَا تَصِيْرًا
قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَذِّبِينَ مِنْكُمْ وَ
الْقَابِضِينَ لِخِوَابِهِمْ هَلْمْ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا

أَشْتَعْتُمْ عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ
ذَابْتُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُودًا عَيْنِهِمْ
كَالِدَبِّ يُعْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا
ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالْبَسِيسَاتِ
حِدَادٍ أَشْتَعْتُمْ عَلَى الْخَيْرِ أُولَٰئِكَ لَمْ
يُؤْمِنُوا قَاطِبًا اللَّهُ أَعْمَلَهُمْ وَكَانَتْ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا
إِنِّي بَاتِ الْأَحْزَابِ يَوْمَ ذَا لَوْلَا لَهُمْ
بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَسْبَابِكُمْ
وَلَوْ كَانُوا زَانِدِينَ مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا	اَلَّذِيْنَ	وَهُ جُو
لَعَنَةُ	اللّٰهُ	رَاللّٰهُ
جَاءَتْكُمْ	بِهَا	جُنُودٌ لِّشكْر
رِيحًا	وَر	اَوْر
تَرَوْنَهَا	هَآ	اِن كُو
اللّٰهُ	بِنَا	اِسكُو جُو
يَا أَيُّهَا	اَلَّذِيْنَ	وَهُ جُو
لَعَنَةُ	اللّٰهُ	رَاللّٰهُ
جَاءَتْكُمْ	بِهَا	جُنُودٌ لِّشكْر
رِيحًا	وَر	اَوْر
تَرَوْنَهَا	هَآ	اِن كُو
اللّٰهُ	بِنَا	اِسكُو جُو

اَمَنُوا۔ ایمان لائے ہو
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
فَاَرْسَلْنَا۔ تو بھیجی ہم نے
جُنُودًا۔ ایسے لشکر کہ
وَر اور
هَآ۔ ان کو
بِنَا۔ اسکو جو
اَذْكُرُوا۔ یاد کر دو
اِذْ۔ جبکہ
عَلَيْكُمْ۔ ان پر
لَعَنَةُ۔
كَانَ۔ ہے
بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا

مِنْ فَوْقِكُمْ. تَمَّارِے	گمہ تم پر	جَاوِدَ آتِے	اِذْ حِجِبِ
مِنْ اَسْفَلَ. نیچے کے رخ سے	مِنْ اَسْفَلَ	ذ۔ اور	اور سے
ذَاتِ بَطْنِ كَيْسِ	اِذْ حِجِبِ	ذ۔ اور	مِنْكُمْ. تم سے
الْقُلُوبِ. دل	بَلَّغْتِ بِنَحْيِ	ذ۔ اور	الْاَبْصَارِ. آنکھیں
يَا اِلٰهَ. اللہ کے متعلق	تَطْمَئِنُّنَّ بِخِيَالِ كَيْمِ نِي	ذ۔ اور	الْمُتَجَاوِزِ بِسَبَلِ كُو
الْمُؤْمِنُونَ. مومن	اَبْتَلِ بِرِزَالِے كُتِے	هٰذَا لِكِ. اس وقت	الْمُتَوَاتِرِ بِرِاِمَا نِ كِرَا
شَدِيدًا. سخت	ذِكْرًا لَّا يَلَا نَا	ذِكْرًا لِّوَا بِلَا تِے كُتِے	ذ۔ اور
الْمُنَافِقُونَ. منافق	يَقُولُ. کہنے لگے	اِذْ حِجِبِ	ذ۔ اور
قُلُوبِهِمْ. انکے دلوں کے	فِي بَرَجِ	الَّذِينَ. وہ کہ	ذ۔ اور
نَا. ہم سے	وَعَدًا. وعدہ کیا	مَا نَهَيْتِ	مَوْضِعًا. بیماری ہے
اِلَّا مَكْرًا	دَسُوْلًا. اسکے رسول نے	ذ۔ اور	اَللّٰهُ. اللہ نے
قَالَتْ. کہا	اِذْ حِجِبِ	ذ۔ اور	عَرَضًا. دھوکے کے
اَهْلَ يَثْرِبَ. يَثْرِبِ کے	يَا اے	مِنْهُمْ. ان میں سے	طَائِفَةً. ایک جماعت نے
تَكْمُ. تم سے	مَقَامًا. مقابلہ ہو سکے گا	لَا نَهَيْتِ	رَبِّے وَالْو
يَسْتَاذِنُ. اجازت مانگتا تھا	خَرِيْقًا. ایک فرقہ	ذ۔ اور	فَارْجِعُوا. تو واپس ہو جاؤ
اِنَّ بِلَيْشِكِ	يَقُولُوْنَ. کہتے تھے	النَّبِيِّ. نبی سے	مِنْهُمْ. ان میں سے
مَا نَهَيْتِ تھے	ذ۔ اور	مَعْوَدًا. غیر محفوظ ہیں	وَوَدَّ بِنَا رِے كُھ
يُوَيِّدُوْنَ. چاہتے	اِنَّ نَهَيْتِ	بِعَوْدَةٍ. غیر محفوظ	ہی. وہ
لَوْ اِگر	ذ۔ اور	فِرَادًا. بھاگنا	اِلَّا مَكْرًا
مِنْ اَقْطَارِهَا. اسکے کناروں سے	عَلَيْكُمْ. ان پر	عَلَيْكُمْ. ان پر	دُخِلَتْ. داخل ہوں
لَا تَوْهَا. تو اس کتاب کریں اسکا	اَلْفِتْنَةَ. فتنے کا	سَلُّوْا. اسے مطالبہ ہو	نَتْرًا. پھر
بِهَادِے كِے مَقَابِلِ	تَلَبَّسُوْا. کھریں	مَا نَهَيْتِ	ذ۔ اور
لَقَدْ بِلَيْشِكِ	ذ۔ اور	بَسِيْرًا. تھوڑے	اِلَّا مَكْرًا
مِنْ قَبْلِ. اس سے پہلے	اَللّٰهُ. اللہ سے	عَا هِدُوا. عہد کر چکے	كَانُوا. تھے
ذ۔ اور	اَلادْبَارِ. پیٹھ	يُوَلُّوْنَ. پھیریں گے	لَا كِتْمًا

مَسْتَوْلًا - پوچھا گیا	اللہ - اللہ کا	عہد - عہد	کات - ہے
الْفِرَادِ - بھاگنا	يَنْتَعِمُونَ - فائدہ دیکھا تم کو	لَقَدْ - سرگزشتہ	قُلْ - کہہ
أَوْ يَا	مِنَ الْمَوْتِ - موت سے	فَرَدْتُمْ - تم بھاگو	إِنْ - اگر
لَا رَنَ	إِذَا رَأَسِ وَقْتِ	وَأُورِ	الْقَتْلِ - قتل سے
قُلْ - کہہ	فَقِيلًا - کھوٹا	إِلَّا - مگر	تَمَعُونَ - فائدہ دیے جاؤ گے
مِنَ اللَّهِ - اللہ سے	يَعْمَلُونَ - پچھتے تم کو	ذَآلِكُنِي - وہ جو	مَنْ - کون ہے
سَوَاءٌ - برائی کا	يَكُومُ - تمہارے متعلق	أَادَا - ارادہ کرے	إِنْ - اگر
رَحْمَةً - رحمت کا	يَكُومُ - تمہارے متعلق	أَادَا - ارادہ کرے	أَوْ يَا
لَكُمْ - اپنے لیے	يُجِدُونَ - پائیں گے وہ	لَا - نہیں	وَأُورِ
وَأُورِ	ذَلِيلًا - دوست	اللہ - اللہ کے	مِنَ دُونِ - سوا
يَعْلَمُونَ - جانتا ہے	قَدْ - بیشک	نَصِيرًا - مددگار	لَا رَنَ
وَأُورِ	مَنْكُمُ - تم میں سے	الْمُعَوِّضِينَ - دیر کرپوالوں کو	اللہ - اللہ
الْيَتَامَا - ہماری طرف	هَلُمَّ - آ جاؤ	إِخْوَانِهِمْ - اپنے بھائیوں سے	الْقَائِلِينَ کہنے والوں کو
الْبَآسِ - برائی کو	يَأْتُونَ - آتے	لَا - نہیں	وَأُورِ
عَلَيْكُمْ - تم پر	أَشْحَةً - بخیل میں	قِيلًا - کھوٹے	إِلَّا - مگر
ذَاتِهِمْ - دیکھتے ہیں تو ان کو	الْحَوْتُ - خوف	جَاءَ - آتا ہے	فَإِذَا - پھر جب
أَعْيُنِهِمْ - انکی آنکھیں	تَدُدُّ - پھرتی میں	الْيَدِ - تیری طرف	يَنْظُرُونَ - دیکھتے ہیں
مِنَ الْمَوْتِ - موت کی	عَلَيْهِ - ہو	مُعْتَشِي - غشی	كَأَنَّ نِي - جیسے اسکی جس پر
سَدَقُوا - طعنہ دیتے ہیں تم کو	الْحَوْتُ - خوف	ذَهَبَ - چلا جاتا ہے	فَإِذَا - پھر جب
عَلَى - اوپر	أَشْحَةً - بخیل میں	جَدَادٍ - تیرے	بِالسَّبْتِ - ساتھ زبانوں
يُؤْمِنُونَ - ایمان لائے	لَمْ - نہیں	أَدْلِكَ - یہ لوگ	الْخَيْرِ - بھلائی کے
وَأُورِ	أَعْمَالِهِمْ - ان کے عمل	اللہ - اللہ نے	فَأَحْبَبَ - تو ضائع کر دیے
اللہ - اللہ کے	عَلَى - اوپر	ذَلِكُمْ - یہ	كَات - ہے
لَمْ - نہیں	الْإِخْوَابِ - لشکروں کو کہہ	يَجْسَبُونَ - بخیال کرتے ہیں	لَيْسَ بِرَأْسَانِ
يَأْتِ - آجائیں	إِنْ - اگر	وَأُورِ	يَنْ هَبُوا - گئے

اَللّٰی اَبْدُوْا كَاوُنَ مِیْن نٰكِلْنِیْ وَلِیْ.

عَنْ اَبْنِیْ كُنْهٖ . یِه نَبَا سَیْ مَشْتَقِیْ سَی . نَبَا تَهْمِ كُو كَبْتِیْ سَی .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا . اے ایمان والو اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر اس نے فرمایا جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آنڈھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے .

یہ احسان جو یاد دلایا گیا وہ جنگ احزاب میں ہوا یہی جنگ احزاب جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے یہ جنگ احد کے غزوہ سے ایک سال بعد میں ہوئی اس جنگ میں منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا تھا اور اذ جاءکم جنودکم سے مراد قریش اور غطفان اور یہود قرظہ اور بنی نضیر کے لشکر ہیں .

اس حال میں مسلمان گھر سے ہوئے خندقوں میں بلا آب و دانہ پڑے ہوئے تھے کہ یکایک ایک زبردست آنڈھی آئی جس سے ان لشکروں کے گھوڑے مدک گئے ان کے خیمے الٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لشکر ملائکہ بھی امداد کے لیے بھیجا گیا جسے جنود اللہ فرمایا گیا کہ وہ مسلمانوں اور منافقوں کو نظر نہیں آتا تھا .

غزوة احزاب

کا مختصر بیان یہ ہے کہ

یہ غزوہ شوال سنہ ۶ ہجری میں ہوا . یہود بنی نضیر کو جب جلا وطن کیا گیا تو ان کے سرغنہ مکہ معظمہ میں مشرکین کے قریش کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا اور جنگ کے لیے آمادہ کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ میں ہوں گے اور تمہارا ساتھ دیں گے حتیٰ کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو مٹا کر چین لیں گے .

ابوسفیان نے ان کی یہ تحریک قدر کی نگاہ سے دیکھی اور چونکہ بے دین وقت پر اسلام کے مقابلہ کے لیے ہمیشہ ایک ہو جایا کرتے ہیں اَنْكُم مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ اسی وجہ میں حضور نے فرمایا . ابوسفیان نے غیر مبہم الفاظ میں کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ہمارا ہمنوا ہو . پھر قریش نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تم پہلی کتاب ولے ہو بناؤ ہم حق پر ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہود نے اپنے حد و عناد میں مداخلت کی اور کہا تم ہی حق پر ہو اس جو اب پر قریش بہت خوش ہوئے اور آئے کہ یہ نازل ہوئی .

الْحَرَّتْ إِلَى الدِّينِ أَدْوَأَ الصَّيْبَا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا۔ کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان
لاتے وہ بت اور شیطان پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔ یہ سنا
غرضکہ یہ یہودی قبائل بنی عطفان اور بنی قیس اور بنی غیلان وغیرہ میں گئے۔ اور وہی تحریک پیش کی اور سب
کو اپنے موافق کر لیا۔ علاوہ اس کے انہوں نے جا بجا در سے کیے اور عرب کے قبائل کو اسلام کے مقابلہ کے
لیے براگتہ کر لیا۔

جب نسب کو اپنی حمایت میں تیار کر لیا تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور
کفار و یہودی اس خفیہ سازش کی اطلاع دی حضور نے بھی بہ مشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تیاری شروع کی اور
خندق کھدوانی شروع کر دی۔

اس خندق کئی میں حضور بھی مسلمانوں کے ساتھ رہے۔

اس کے بعد جب مسلمان فارغ ہو گئے تو اجماعاً مشرکین نے جو میں ہزار کی تعداد میں
منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ صرف وہ خندق ہی ان کافروں اور
مدینہ

مسلمانوں میں حائل تھی۔

مشرکین چونکہ خندق کئی سے ناواقف تھے یہ طریقہ حفاظت دیکھ کر متحیر ہوئے۔ آخر کار انہوں نے تیز
اندازی شروع کی اور یہ محاصرہ پندرہ یا چوبیس روز رہا۔ مسلمانوں پر مشرکین کا خوف غالب آ گیا وہ گھبراتے اور
سخت پریشان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد اس صورت میں ہوئی کہ ان پر تیز آندھی آئی اور وہ نہایت
سرد تھی ادھر اندھیری رات اس میں مشرکین کے خیمے اڑنے لگے طنائیں ٹوٹ گئیں مچھن اکھڑ گئیں برتن اور
بھانڈے الٹ گئے۔ لشکر کے آدمی پر گرنے لگے گھوڑے اپنی بچھاڑیاں ٹوڑ کر بھاگنے لگے۔

اس پر وہ لشکر ملائکہ آیا جو انہیں نظر نہ آیا مگر انہوں نے انہیں چکر ادا کیا۔ ان کے دل بلیوں اچھلنے لگے ان
پر دہشت و وحشت اتنی مسلط ہوئی کہ وہ بھاگ پڑے جس کا جہر منہ اٹھا بھاگ پڑا۔

اس جنگ میں ملائکہ نے مقاتلہ نہیں کیا مگر مشرکین کو جھنجھوڑ ڈالا۔

اس کے بعد حضور نے حضرت خدیقہ بن میمان کو خبر لینے کے لیے بھیجا۔ رات نہایت سرد تھی مگر آپ
پر تعمیل ارشاد مسلح ہو کر روانہ ہوئے حضور نے بوقت روانگی آپ کے پہرے اور بدن پر دست فوری پھیرا
جس سے آپ پر سردی کا اثر نہ ہو سکا۔

غرضکہ آپ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔ یہاں تیز ہوا کے ساتھ شکرینے اڑا کر لوگوں کے اوپر لگ رہے

تھے ان کی آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی، عجیب پریشانی کا عالم تھا، لشکر کفار کا سردار ابوسفیان ہوا کا یہ حال دیکھ کر اٹھا اور قریش کو پکار کر متنبہ کرنے لگا کہ جاسوس سے ہتھیار رہو ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔ یہ اعلان سن کر ہر شخص نے اپنے برابر والے کو دیکھنا جانتنا شروع کر دیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دانائی سے اپنے برابر والے سے پوچھ لیا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں فلاں کا بیٹا ہوں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ نہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر چکے ہیں اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔ ہونے جو حال کیلئے وہ تم دیکھ رہے ہو میری رشتے میں یہی بہتری ہے کہ اب یہاں سے کوچ کر لو اور میں تو جاتا ہوں یہ کہہ کر ابوسفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور لشکر میں الریحل الریحل یعنی اب کوچ کرو کوچ کرو کا شور ہر طرف مچ گیا۔

اور ہوا ہر لمحہ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ ہر چیز کو الٹے دیتی تھی۔
محققر یہ کہ یہ لشکر بھاگ پڑا اور ایسی تیز آسمیگی میں بھاگا کہ اپنا سامان بار کر کے لے جانا بھی میسر نہ ہوا اور بہت کچھ سامان چھوڑ گیا۔

وَكَاثَ اللَّهُ بِمَا تَصْلَوْنَ نَصِيحًا - اور اللہ تعالیٰ تمہاری تدابیر اور عمل دیکھ رہا تھا۔

یعنی تمہارا خدق کھودنا اور ہمارے حبیب کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا یہ سب علم اللہ ہے۔
اِذْ جَاءَكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ مِمَّنْ اسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ دَاعَتْ الْاَيْصَارُ وَبَلَغَتِ الْعَنُوتُ الْحَنَاجِرَ وَتَنظُّوتُ بِاَعْيُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ - جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور کیجئے منہ کو آگئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے امید و یاس کے۔

یعنی وادی مدینہ کی بالائی جانب مشرقی سے قبیلہ اسد اور عطفان کے لوگ زیر قیادت مالک بن عوف نضری اور عبیدہ بن حصن قرظی ایک ہزار کی جمعیت لے کر آگئے اور ان کے ساتھ طلحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حبیب بن اخطب یہودی بنی قریظہ کی جمعیت لے کر آچر پڑھے۔

اور وادی زبیر بن مغزی سے قریش اور بنی کنانہ بسر کر دی ابوسفیان بن حویب آگئے۔

اور اس وقت لوگوں کی آنکھیں بھٹی کی بھٹی رہ گئیں اور شدت رعب و سببیت سے ہیرت میں گئیں اور کیجئے منہ کو آگئے اور خوف و اضطراب کی حد ہو گئی اور تم اللہ تعالیٰ پر طرح طرح کے گمان امید و یاس میں کرنے لگے اور منافق تو اس خیال میں جم گئے کہ اب مسلمانوں کا نام و نشان نہ رہے گا اس لیے کہ کفار کی اتنی

بڑی جمعیت کا مقابلہ مسلمان نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت یونہی مسلمانوں کو امیدوار بنا
ہوئے تھا ورنہ بات کچھ نہ تھی۔

هَذَا لِكِ اَيْتِي الْمَوْمِنُونَ دَرْتِنَ لَوَاذِنَا لَاسْتِدْيَا ۱۔ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب
زبردستی سے بھنپھوڑے گئے۔

اور ان کا صبر و اخلاص محکم امتحان پر لایا گیا۔

وَ اذِيقُوا التَّنَافُوتَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَّا وَعَدَ تَا لَلَّهِ وَرَسُولُهُ الْاَعْرَاجُ ۱۔
اور جب منافق کہنے لگے اور جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا جو وعدہ دیا ہمیں اللہ و رسول نے وہ کچھ نہ
تھا رسول نے فریب کے۔

یعنی جن کا ایمان ضعف اعتقاد اور مرض نفاق سے خراب ہو چکا تھا وہ بکنے لگے اور یہ کہنے والا
معتب بن قشیر تھا اس نے یہ دس بارہ پندرہ ہزار کا لشکر جہاد دیکھ کر کہا کہ حضور سید عالم اور انکے خدا کی
طرف سے تو ہمیں فتح فارس و روم کا وعدہ ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی مجال ہی نہیں کہ اپنے
ڈبرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دہو کہ ہی تھا۔

وَ اذِ قَالَتْ كَاَيْفَتَا مَنَّهُمْ يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ فَا رَجِعُوا ۱۔ اور جب منافقین کے
ایک گروہ نے کہا اے اہل یثرب یہاں تمہارے قیام کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو۔
مدینہ منورہ کو یثرب کہنے والے منافق تھے اس بنا پر اسلام میں مدینہ طیبہ کو طیبہ طاب مدینہ منورہ
کہنے کا حکم ہے اور یثرب کہنے کی ممانعت ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لیے کہ لفظ یثرب کے معنی
اچھے نہیں ہیں۔ علی قاری رحمہ اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے اسے چاہئے کہ ستر بار
استغفار کرتے۔

وَلَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ اِنَّ بَيْنَنَا عَوْدًا وَمَا هِيَ لِعَوْدَةٍ اِنْ تَوْبِدُونَ
الذِّفْرَا ۱۔ اور مسلمانوں میں سے بھی ایک گروہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگنے لگا یہ بہانہ بنا
کہ کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔

منافقوں کی باتوں میں آ کر بنی حارثہ اور بنی سلیم اتنے متاثر ہو گئے کہ دونوں قبیلہ بہانہ سازی سے
لشکر اسلام سے بھاگنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس پر ان کی کیفیت کا اظہار فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔
وَلَوْ دَخَلَتْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سَبَّحُوا الْقَبْتَةَ لَاقَوْهَا دَمَا تَلْبَثُوا بِهَا اِلَّا يَسِيرًا ۱۔

اور اگر اطرافِ مدینہ سے ان پر فوجیں داخل ہو جائیں پھر ان سے فتنہ یعنی کفر کرانا چاہیں تو ضرور وہ ان کے کفر پر آجائیں اور نہ دیر کریں مگر تھوڑی۔

یعنی ایسے کچے خیال والے جیسے قلیبہ بنی حارثہ اور بنی سلمہ اتنے متلون مزاج ہیں کہ اگر ان پر فوجیں ٹوٹ پڑیں اور ان سے کفر کا مطالبہ کریں تو ضرور وہ کفر میں آجائیں۔ سَلُوا الْفِتْنَةَ فِي فِتْنَةٍ مَّرَادُ الْكُفْرِ بِسَلْوَةٍ جِيسِي دوسری جگہ ارشاد ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيُكُونَ لِلدِّينِ دِيْنًا۔ یہاں بھی فتنہ سے مراد کفر و شرک ہے۔

اور کچھ دیر نہ لگائیں اور اسلام سے منحرف ہو جائیں یا آنکہ
وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدًا مِّن قَبْلِ لَا يُكْفُونَ الْاَدْيَارَ وَكَانَ عَمْدًا اِلَيْهِ مَسْئُوْلًا اُوَيْسِي
وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ نہ بیٹھیں گے ایڑیوں کے بل اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔
یعنی اول وہ عہد کر چکے تھے کہ اسلام سے منحرف نہ ہوں گے تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے ایفاء عہد کیوں نہ کیا۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ اَلْعَهْدُ اِنْ فَرَدْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذَا لَمْ تَمْتَعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا
اے محبوب فرما دیجئے تمہیں یہ بھانگنا ہرگز نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل کے خوف سے بھاگو تم بھاگ کر بھی دنیا سے متمتع نہ ہو سکو گے مگر تھوڑے وقت کیلئے۔

اس لیے کہ اگر ان کے لیے قتل مقدر ہے تو بھانگنا بے سود ہے اور اگر موت مقدر ہے تو اس سے بچنا ناممکن ہے رہا دنیا کی زندگی میں رہنا یہ چند روزہ ہوتی ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔

اور اگر چاہو کہ بھاگنے سے قتل یا موت سے بچ جاؤ گے یہ ناممکن ہے۔ البتہ اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھاگ کر بھگوڑے کیوں بنتے ہو گھمسان میں بھی نہیں مر سکتے اور اگر وقت آ گیا ہے تو لوگوں کو تم فی بروج مشیر
اگرچہ تم مضبوط برجوں میں کیوں نہ محفوظ ہو موت وہاں بھی نہ چھوڑے گی۔

قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْءًا وَاَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَكُمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وِلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ فرما دیجئے وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارے لیے برا ارادہ فرما چکا ہے یا تمہارے ساتھ ہر بانی کا ارادہ کر چکا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا حامی نہ پائیں گے اور نہ مددگار۔

یعنی جسے اللہ ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر مشیتِ الہی میں امن و عافیت ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّظِينَ مِنْكُمْ وَ الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلْهُمْ آيَاتٌ وَلَا يَأْتُونَ الْبِئْسَ الْأَقْبِلَاءَ
 بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف
 چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے۔

یعنی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ حضور کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ اور ان کا ساتھ
 چھوڑ دو جہاد میں شرکت نہ کرو اس لیے کہ اس میں جان کا خطر ہے۔

شان نزول

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی انہیں یہود نے پیغام دیا تھا کہ تم کیوں
 اپنی جانیں البوسفیان کے لشکر کے ہاتھوں ہلاک کر رہے ہو اس کے لشکر ہی اس مرتبہ اگر تمہیں پانگے تو تم میں
 سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے۔

ہمیں تمہارا اندیشہ ہے کیونکہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہمسایہ لہذا تم ہمارے پاس آ جاؤ یہ خبر پا کر
 عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مومنین کو البوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش
 کی مومنین کا ثبات و استقلال اور برتر ہوتا گیا۔

أَشْحَتْنَا عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْتَنَبُ عَلَيْهِمْ
 الْمَوْتُ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَدَقُوا كَمَا بِالْمُسْتَجِدِّ إِذَا اشْتَجَيْتَ عَلَى التَّحْيِيرِ أُولَئِكَ لَوْ يَوْمُنُوا
 فَأَخْبَطَ اللَّهُ أَعْمَاءَهُمْ ذَكَرَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا۔ تم میں مال بال کرتے ہیں تو جب ڈر کا وقت آئے تم
 انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں پھر رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو تو جب
 ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں
 تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

یعنی لشکر کفار کا غلبہ دیکھ کر بددب ہونے لگے اور جب امن اور غنیمت حاصل ہونے لگی تو زور دار لفظوں
 میں کہتے ہیں کہ ہمیں حصہ زیادہ دو اس لیے کہ تم ہماری ہی وجہ سے کفار پر غالب ہوئے ہو یہ لوگ مومن نہیں اگرچہ
 زبانوں سے ایمان کا اظہار کرتے رہیں اس لیے کہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لیے ان کے تمام ظاہری عمل اور
 جہاد وغیرہ کے اجر سب باطل کر دیے گئے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔

يُحْسِبُونَ الْأَخْزَابَ كَوَيْدًا هَبُوا ذُرِّيَّةَ الْأَخْزَابِ يُؤْتُوا لَكُمْ بَأْسًا كَمَا كَانُوا فِي الْأَعْرَابِ
 لِيَسْأَلُونَ عَنْ آبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہیں

گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح کسی گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر حضورؐ سے۔

یعنی منافقین کا اپنی بزدلی کے باعث یہ گمان ہے کہ کفار قریش قبیلہ غطفان و یہود میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں اگر چہ فی الواقع وہ بھاگ چکے ہیں اور ان کی یہ آرزو ہے کہ جنگ میں کسی گاؤں کے اندر روپوش ہو کر دینہ طیبہ کے آنے جانے والوں سے خبریں لیں کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا اور کفار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی اور اگر وہ تم میں ریاکاری سے رہتے تو عذر رکھنے کے لیے رہیں تاکہ کہہ سکیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا شروع سورۃ احزاب پ ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا لَكُمْ وَالْعَمَلُ الَّذِي كُنْتُمْ لِمَنْ آمَنُوا وَالْوَيْدُ كَمَا كُنْتُمْ لِمَنْ آمَنُوا
تمہیں دی۔ یہاں سے قصہ احزاب شروع کیا گیا اور وہی واقعہ خذق ہے۔

یہ بقول ابن اسحق شوال ۵ھ میں ہوا۔

وَقَالَ مَالِكٌ سَنَةَ اَرْبَعٍ - بقول مالک ۴ھ تھا۔

اور نعمت بمعنی انعام ہے۔

اِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ - جب آگے تم پر لشکر۔

جنود سے مراد لشکر ہیں اور وہ لشکر کیا تھے اس کی تفسیر یہ ہے۔

(۱) وَجُنُودُ قُرَيْشٍ يَهُودٌ هُمْ اَبُو سَفِيَانَ - وہ قریش مکہ تھے جن کا قائد ابو سفیان تھا۔

(۲) وَبَنُو اَسَدٍ يَهُودٌ هُمْ طَلِيحَةُ - اور قبیلہ بنی اسد جسے طلحہ لے کر چڑھا تھا۔

(۳) وَغَطَفَانَ يَهُودٌ هُمْ عَيْثَةُ - اور قبیلہ غطفان کو عیثہ لے کر آیا تھا۔

(۴) وَبَنُو عَامِرٍ يَهُودٌ هُمْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ - قبیلہ بنی عامر کو عامر بن طفیل لایا تھا۔

(۵) وَبَنُو سَلِيمٍ يَهُودٌ هُمْ اَبُو الْاَعْوَدِ السَّيِّحِيُّ - اور قبیلہ سلیم کو ابو الاعور سلیمی لے آیا۔

(۶) وَبَنُو الشَّخِيرِ دُوَسَاؤُهُمْ - اور قبیلہ بنی شخیر کو ان کے سردار لے آئے جو عی بن اخطب اور

انہما ابی الحقیق تھے۔

(۷) وَبَنُو قُرَيْظَةَ سَيِّدُهُمْ كَعْبُ بْنُ اَسَدٍ - بنی قرظہ کو ان کا سردار کعب بن اسد لے آیا۔

اور بنو قریظہ کے ساتھ حضور کا معاہدہ بھی تھا۔ مگر جی بن اخطب کی کوشش سے انہوں نے نقص عہد کیا اور یہ اسلام کی مخالفت پر شریک ہو گئے۔

وَكَانَ مَجْمُوعُهُمْ عَشْرَةَ الْآيَاتِ فِي قَوْلٍ. ان کی مجموعی تعداد ایک قول سے دس ہزار تھی۔

وَمِنْ بَيْنَتَهُمُ الْقَعَا فِي أَخْوٍ. اور ایک قول سے پندرہ ہزار تھی۔

وَقِيلَ ذَهَابَتْ أُمَّتِي عَشْرَ الْفَأْ. ایک قول ہے کہ تقریباً بارہ ہزار تھی۔

فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَقْبَالِهِمْ حَفَرَهُ خَنْدَقًا قَرِيبًا مَقَامَ الْمَدِينَةِ يُحِيطُ بِهَا بِأَشَادَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ. جب حضور کو ان کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے بمشورہ سلمان فارسی مدینہ کے چاروں طرف خندق کھدوایا اور اس کی کھدوائی دس آدمیوں میں چالیس گز مقرر فرمائی یعنی دس دس آدمی مل کر چالیس گز خندق کھودیں۔

ثُمَّ حَرَجَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَلَاثَةِ الْآيَاتِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبَ مَعَسِكَرًا وَالْمُخَدَّقَ بِيَدَيْهِ دَبَّيْنِ الْقَوْمِ. پھر حضور تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور لشکر بنایا اور خندق دشمن یعنی کفار اور مسلمانوں کے باہم حائل تھا۔

وَأَمَّا بِلَدِّ دَارِيٍّ وَالنِّسَاءِ فَذُو عَوَافِي الْأَطْرَامِ. اور بچوں اور عورتوں کو خمیوں میں محفوظ کر لیا۔
وَأَشَدَّ الْخَوْفِ وَظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ كُلَّ ظَنٍّ وَنَجَّوُ التِّفَاقِ كَمَا قَصَّ اللَّهُ تَعَالَى. اور مسلمانوں پر شدید خوف مستولی ہو گیا اور مسلمانوں میں طرح طرح کے گمان پیدا ہو گئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وَظَنُّوْنَ بِأَللَّهِ الظُّنُونَا۔

فَأَدَسْنَا عَلَيْهِمْ دِيْعًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ذَكَرَ اللَّهُ بِمَا لَعَنُونَ بِصِيْرًا. تو بھیجی ہم نے ان پر آندھی اور لشکر بنا کر جسے تم نہ دیکھتے تھے اور اللہ تمہاری تدبیر میں دیکھ رہا تھا۔

یہ واقعہ ایک ماہ تک رہا دونوں فریق سولے تیر اندازی اور سنگباری کے مقابلہ پر نہیں آئے دشمن خندق کے رے تیر اندازی اور سنگباری کرتا رہا اور مسلمان ادھر سے جواب دیتے رہے۔

إِلَّا أَنْ قَوَّادِسِيٍّ مِنْ قُرَيْشٍ مَكَرَ كَيْدًا فَرِيشِيٍّ كَهَوْرَسِيٍّ سَوَارٍ۔

مَنْهُمْ عَمْرُؤُ بْنُ عَبِيدَةَ وَكَانَ يُعَدُّ بِالْفِخْرِادِيسِ. ان میں سے عمرو بن عبدود ایک ہزار کا رسالہ

لے کر نکلا ہوا تھا۔

وَعَلِيٌّ مَوْلَى ابْنِ أَبِي جَهْلٍ. عكرمة ابو جهل کا بیٹا۔

وَضَرَّادُ بْنُ الْخَطَّابِ. ضرار خطاب کا بیٹا۔

وَهَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي ذَهَبٍ - بِبَيْتِ الْوَدَّيْنِ كَابِلِيَا
وَتَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - تَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَابِلِيَا

مَنْ دَكِبُوا خِيولَهُمْ وَيَتَمَوُّوا مِنَ الْخَنْدَقِ مَكَانًا صَيِّفًا فَضَرَبُوا بِحِيُولِهِمْ فَأَتَمَّحُوا مَحَالَّتِ بِهِمْ فِي
السَّبْعَةِ بَيْنَ الْخَنْدَقِ وَسَلِجٍ - يَه سَبْ كَهْوِ طُولِ پَر سَوَارِ سَوِ كَرْتَنُگِ رَاسْتَوِی سَے چَلِے اُور كَهْوِ طُولِ كَوَا پَر
لُكَا نِي حَس سے خَنْدَقِ مِی ان كَے لَے خَنْدَقِ اُور سَلِجِ كَے دَر مِی ان رَاہِ بِن كَی۔

خَدَّحَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ حَتَّى
أَخَذَ عَلَيْهِمُ الشَّعْرَةَ الَّتِي رَفَعُوا مِنْهَا فَأَقْبَلَتِ الْفَرَسَانِ مَعَهُمْ وَقَتَلَ عَلَى كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنْهَا
فِي قِصَّةٍ مَشْهُورَةٍ فَأَهْرَمَتْ خَيْلَهُ حَتَّى رَفَعَتْ مِنَ الْخَنْدَقِ هَارِيَةً وَقَتَلَ مَعَ عَمْرِ وَصَبَّةَ
بْنَ عُمَانَ وَتَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ۔

تو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اور ان کے ہزار
کو پکڑ لیا جو مسلمانوں پر چڑھائی کرتا ہوا خندق سے پار آ گیا تھا پھر گھوڑے سوار مسافر گئے چنانچہ حضرت
علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو ان کے گھوڑے بھگے حتیٰ کہ خندق پر بھگتے ہوئے جمع ہو گئے اور عمرو
بن عبدود کے بعد منبہ بن عثمان بن عبدالدار اور نوفل بن عبدالعزی بھی مارے گئے۔

ایک روایت ہے کہ نوفل کو خندق میں پایا تو مسلمانوں نے تیز اور تپھر مار کر اسے قتل کر دیا تو مشرکین
میں شور ہوا کہ اجمل قوم ہمارا مار دیا ہمیں چاہئے کہ ہم اس کا بدلہ لیں۔

اور ابن اسحق راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نوفل کو دیکھ کر اس کی سنسلی پر نیزہ مارا حتیٰ کہ
وہ خندق ہی مر گیا۔

اور مشرکین نے اس کی لاش خریدنے کا ارادہ کر کے حضور کی خدمت میں دس ہزار بھیجے حضور نے فرمایا
یہ لاش تمہارے آدمی کی ہے لے جاؤ ہم مردار کی قیمت نہیں لیتے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَأَدَّسْنَا عَلَيْهِمْ دِيحًا وَجُنُودًا كَثِيرًا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا - تُو بھجی اللہ نے
ان پر اندھی اور وہ لشکر جسے تم ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے اور اللہ جو تم تذاہیر کر رہے تھے سب دیکھ رہا تھا۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر اندھی بھیجی اور لشکر بلا تکہ جس کی تعداد ایک ہزار تھی۔

رُوي أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ عَلَيْهِمْ صَيَابًا رِيحًا فَاحْفَرُ هُمْ وَسَقَّتِ التُّرَابَ فِي دَجْوَرِهِمْ
وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ فَقَلَبَتِ الْأوتَادَ وَقَطَعَتِ الْأَطْنَابَ وَأَطَقَاتِ النَّيْرَانَ د

اَلْقَدَاتِ الْقُدُورِ وَمَا جِئَ الْجَيْلُ بَعْضًا فِي بَعْضٍ وَقَدَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَكَتَبَتْ
لِللَّيْلِ فِي جَوَابِ عَسْكَرِهِمْ - فَقَالَ طَلِيحَةُ بْنُ خُوَيْلِدٍ الْأَسَدِيُّ -

روایت سے اللہ نے ان پر باد صبا بھیجی جو اتنی سرد تھی کہ انہیں ٹھہرا دیا اور اتنی تیز تھی کہ ان کے
پہروں پر مٹی چڑھ گئی اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ ان کی میخیں اکھاڑوں اور خیموں کی طناس کاٹ دیں اور آگ
سرو کر دیں اور ان کے کھانے ہنڈیاں الٹ دیں اور گھوڑوں کو ایسا بدکاٹیں کہ ایک گھوڑا دوسرے گھوڑے
کو لات مارتا ہوا بھاگے۔ اور مشرکین کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور ملائکہ لشکر کی ایک سمت
سے نعرہ تکیہ بلند کرنے لگے یہاں تک کہ گھبرا کر طلحہ بن خویلد بول پڑا۔

أَمَّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِيدًا كَثُوبًا لَتَجَاةَ النَّجَاةَ فَاتَمَّ هَرَمًا - مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
عليه وسلم نے تمہارے مقابلہ کے لیے جاؤ سے ابتدا کی۔ خدا راہیں نجات دو ہمیں نجات دو اور وہ
سب بھاگ پڑے۔

وَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ ذَهَبَ لِيَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ
الْقَوْمِ خَرَجْتُ إِذَا دَنَوْتُ مِنْ عَسْكَرِ الْقَوْمِ تَطَرْتُ فِي صَوْبِنَايَلَهُمْ تَوَقَّدُ وَإِذَا رَجِلُ أَذْهُمُ
فَتَحْمُ يَقُولُ بِيَدِهِ عَلَى النَّارِ وَيَمِجُ حَاصِرَتَهُ وَيَقُولُ الرَّجِيلُ الرَّجِيلُ لَأُمُقَامَكُمْ وَإِذَا الرَّجِيلُ
فِي عَسْكَرِهِ هُوَ مَا يُجَادِرُ عَسْكَرَهُ هُوَ شَيْبَرًا حُوَّ اللَّهُ إِنِّي لَا أَسْمَعُ صَوْتِ الْجِمَادَةِ فِي وَحَالِهِمْ وَفَرَسِهِمْ
وَالرَّيْحُ تَفْرِهُمُ ثُمَّ خَرَجْتُ نحو النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا حَصَرْتُ فِي نِصْفِ الطَّرِيقِ
أَوْ حَوْذِ ذَلِكَ إِذَا أَنَا بِعُورِ عَشْرِينَ فَرَسًا مُتَعَمِّبِينَ فَقَالُوا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ إِنَّ اللَّهَ تَعَلَّى
كَفَاةَ الْقَوْمِ -

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دشمن کے لشکر میں تشریف لے گئے تاکہ حضور
کو وہاں کا حال آ کر سنائیں فرماتے ہیں جب میں گیا تو دشمن کے لشکر کے قریب جب ہوا تو میں نے ایک روشنی
دیکھی جو مشرکین کے تاپنے کے لیے الاؤ کی صورت میں روشن کر رکھی تھی اور ان میں ایک سیاہ فام عجیب و غریب
آدمی کو دیکھا کہ آگ ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر رہا ہے اور اپنی کمر پر ملی رہا ہے اور پکار رہا ہے یہاں سے
کوچ کرو تم یہاں نہیں رہ سکتے اور وہ آدمی ابھی ایک بالشت نہ بڑھا تھا کہ میں نے پتھروں کی آوازاں کے
کجاووں اور بستروں میں سنی، اور ہوا اتنی تیز تھی کہ انہیں مار رہی تھی۔

پھر میں حضور کی طرف واپس آ رہا تھا اور آہ راستہ عبور کیا تھا کہ بیس سوار عوام کی صورت میں میں نے
دیکھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اپنے صاحب و آقا کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کی قوم کے

لیے کافی ہے

یہ حدیث بن بیان ان صحابہ میں سے ہے جو حضور کے معتمدین خاص سے تھے۔
 اَلْكَفَالُ فِي اَسْمَاءِ الرِّجَالِ - هُوَ حَدِيثُ يَفْتَى بِنِ الْيَمَانِ وَاسْمُ الْيَمَانِ حُسَيْلٌ بِالتَّصْغِيرِ وَالْيَمَانُ
 لِقَبِّهِ وَكُنِيَ لَهُ حَدِيثُ يَفْتَى وَابُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَيْشِيُّ يَفْتَحُ الْعَيْنَ دَسْكُونِ الْبَاءِ -
 هُوَ صَاحِبُ بَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عَنْهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي
 طَالِبٍ وَابُو الدَّرْدَاءِ وَعَبْدُ رَهْمٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّالِعِينَ مَا تَبَايَعُوا مَاتَ يَأْتِيهِنَّ وَمِنْهَا قَبْرُهَا
 سِتَّةَ تَحْسِينَ وَثَلَاثِينَ ذِقِيلَ سِتِّ وَثَلَاثِينَ - بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ بِلَا يُعِينَنَّ لَيْلَتَهُ -
 حضرت حدیث بن بیان یہ اسم الیمان حسیل ہیں اور بیان ان کا لقب ہے اور حدیث کنیت اور
 ابو عبد اللہ عیسیٰ۔

یہ حضور کے خاص راز دار تھے ان سے عمر فاروق اور حضرت علی اور ابو الدرداء وغیرہ نے صحابہ و
 تابعین نے روایات کیں۔
 آپ کا انتقال مدائن میں ہوا اور ۳۵ھ میں وہیں مدفون ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ
 کا انتقال ۳۶ھ میں ہوا۔

وَكَاثَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا - اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا تھا۔
 مِنْ حَضْرَةِ الْخُدَّاقِ وَتَرْتِيبِ مَبَادِي الْحَرْبِ وَاعْلَاقِ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ تَعَالَى - حَذَقَ كَهْوَتَهُ
 اور لڑائی کے مبادیات کی ترتیب اور اعلا کلمہ الحق کے لیے تجاویز مرتب کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ
 دیکھ رہا تھا۔

اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ - جب وہ آگے تمہارے اوپر کی سمت سے۔
 يَعْنِي مِنْ اَعْلَى الْوَادِي مِنْ بَهْتِ الْمَشْرِقِ وَالْجَبَالِ مِنْ ذَلِكَ يَتَوَعَّظُونَ وَمَنْ تَابَهُمْ
 مِنْ اَهْلِ مَجْدٍ وَبَنُو مَرْيَطَةَ وَبَنُو النَّصِيرِ بِاللَّائِي سَمْتِ سَيْفِ وَكَانَ قَبِيلُهُ عَطْفَانٍ اور ان کے
 متبع اہل نجد سے تھے اور

یہ وہ ہیں سے بنو قریظہ اور قبیلہ بنی نضیر کے لوگ تھے۔
 وَمَنْ اَسْقَلُ مِنْكُمْ - اور نیچے سے تمہارے۔
 يَعْنِي مِنْ اَسْفَلِ الْوَادِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ - وادی کے نیچے کی سمت مغربی ہے۔
 وَالْجَبَالِ مِنْ ذَلِكَ قُرَيْشٌ وَمَنْ شَابِعِهِمْ مِنَ الْاَحَابِيشِ ذِيْنِي كَتَانَةَ وَاهْلِي تَهَامَةَ

یہ آنے والے قریش تھے اور جنہیں اعلان کر کے بلایا
جبشیوں سے اور

قبیلہ بنی کنانہ

اور اہل تہامہ یعنی مکہ والے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اوپر کی طرف سے آنے والے بنو قریظہ تھے
اور نیچے کے رخ سے آنے والے

قریش اور

بنی اسد اور

قبیلہ عطفان اور

سلیم تھے

اور اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ کِتَابِيَّةٌ عَنِ الْاِحَاظَةِ مِنْ جَمِيعِ الْجَوَائِبِ کہ کتایہ تباہ کہ
ہر طرف سے گھیر لیا گیا تھا مدینہ والوں کو اور منافقین اور مشرکین نے گھیر جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا يَغْتَا
الْعَدَايَةَ مِنْ قَوْمِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ الْاُحْيَانِ۔

وَإِذَا عَمَّتْ الْاَبْصَارُ دَبَلَّتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَطْمُتُونَ بِاللهِ الطَّنُونَ۔ اور جب آنکھیں
پتھر کیوں اور دہشت سے ہیرت میں غور ہو گئیں اور کلیجہ منہ کو آگیا اور لوگ طرح طرح کی بد نظمی کرنے لگے
زاعمت کا ترجمہ اُلوسی کرتے ہیں ائی جین مالت ال اَبْصَارُ عَنْ سِتِّهَا وَ انْحَرَفَتْ عَنْ مُسْتَوٰ
نَظْرِهَا حَيْرَةٌ دَدَهْشَةٌ۔ اس کا خلاصہ وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا۔

اور فرماتے ہیں ائی جین مالت عَنْ كُلِّ شَيْءٍ فَلَمْ تَلْتَقِ الْاِلٰهِي عَدُوِّهَا اس کے حاصل

معنی بھی وہی ہیں جو ہم نے ترجمہ میں لکھ دیے۔

دَبَلَّتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ۔ یعنی خافت خوفاً شديداً اذ فرغت فزعاً عظيماً۔ یعنی خوف

شديد اور انتہائی گھبراہٹ کا حال۔ عاودہ اردو میں کلیجہ منہ کو آنا کہتے ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت الوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ
هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُولُهُ وَقَدْ بَلَّغْتَ الْقُلُوبَ الْحَنَاجِرَ قَالَ لَعَلَّكُمْ اسْتَوْعَدْتُمْ اَنَا وَمَنْ دَعَاَنَا

ہم نے عرض کی حضور کیا ہیں ایسی حالت میں کچھ کہنا چاہئے جبکہ کلیجہ منہ کو آ رہا ہو اور پریشانی کی شدت
ہو فرمایا ہاں۔ اَللّٰهُمَّ اسْتَوْعَدْتُمْ اَنَا وَمَنْ دَعَاَنَا كَمَا جَاءَ۔

قَالَ فَصَوَّبَ اللَّهُ تَعَالَى دُبُوكَ أَعْدَائِهِ بِالرِّجْحِ فَمَهَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِالرِّجْحِ - فرما کر میں
پھر اللہ تعالیٰ نے آنکھی سے دشمن کا منہ پھیر دیا اور انہیں بھگا دیا۔

وَتَطْمَئِنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُونًا اور تم اللہ کے ساتھ مختلف گمان کرنے لگے۔

مخلصین تو وہ تھے جو اپنے محور ایمان پر ثابت رہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنا
وعدہ پورا فرمائے گا اور وہ رکن دین کو بلند کرے گا اور اپنے حبیب پاک کی نصرت فرمائے گا تو مومن تو
جب نصرت آئی تو بول پڑے هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

اور بعض وہ تھے جو اس امتحان میں خوفزدہ ہو کر اپنے قدم متزلزل کر بیٹھے تھے اور تکالیف
کے متحمل نہیں رہے تھے۔

ظنون جمع ظن کی ہے یہ وہ مصدر ہے جو قلیل و کثیر پر شامل ہے۔

اور منافقین مختلف ظن میں پڑ گئے اور کہنے لگے اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابُهُ
يُسْتَأْصَلُونَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو یہ لشکر جہاد سے اکھاڑ دے گا۔
وَأَيُّقَتَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقٌّ وَاتَّسَبَّحْتَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
اور مومنین اس یقین پر قائم تھے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے وہ حق ہے اور وہ عنقریب
تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرے گا۔

البتہ بعض مسلمانوں کا یہ گمان بھی ہو گیا کہ شاید اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی دکھائے اور کفار کی
مدد کر دے۔ آگے ارشاد ہے۔

هَذَا لِكَيْ اِيْتِي الْمُؤْمِنُونَ وَذَلُّوا اِنْزَالَ السُّبْحِ يَدًا - اس موقع پر مومنین کو امتحان میں
ڈالا گیا اور انہیں بھنجھوڑ دیا۔

یعنی یہ وہ موقع تھا جس میں مومن اور منافق مخلص و راسخ سب ظاہر ہو گئے تو یہ امتحان
بقول صحاح بھوک میں ہوا۔

وَعَلَى مَا ذُرِّي عَنْ تَجَاهِدِ بَشِيرَةَ الْحِصَادِ بقول مجاہد حصار کی سختی میں یہ امتحان ہوا۔
وَعَلَى مَا قِيلَ بِالصَّبْرِ عَلَى الْاِيْمَانِ - ایک قول یہ ہے کہ ایمان پر استقلال و صبر کے ذریعہ امتحان
فَذَلُّوا اِنْزَالَ السُّبْحِ يَدًا - اور بھنجھوڑے گئے سخت بھنجھوڑ میں۔

لَعْنَةُ اضْطِرَّ بَوَا اضْطِرَّ اِيَّا سُدِّيًّا مِنْ بَشِيرَةَ الْقُرَيْشِ وَكَثْرَةَ الْاَعْدَاءِ - یعنی وہ مضطر کر لیے
گئے سخت اضطرار و اضطراب میں شدت فرس اور دشمن کی کثرت سے۔

ضحاك كُتِبَ فِي رِثْمِهِمْ ذُرِّيُّوهُ اَعْتَمَا كَيْفَ حَتَّى كَتَبْتُمْ لَمْ اِلَّا مَوْصِعَ الْخُنْدَقِ - وہ اپنے رہنے کی

جگہ سے ہلا دیے گئے حتیٰ کہ سوا خندقوں کے کوئی جگہ نہ تھی۔
وَ اِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَاَلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَهَدَنَا اللّٰهُ نَدْوَى سَوْلًا اَعْمًا وَاَعْمًا -
اور یا و فریبیے وہ واقعہ جبکہ منافقوں اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا کہا اللہ اور اس کے
رسول تھے ہم سے وعدہ نہ کیا مگر زبا باطل۔

یعنی ہماری فتوحات اور کفار پر غالب ہونے کی جو بشارتیں دی گئیں وہ تیری باطل اور دھوکہ ہی تھیں
غور کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ صحابہ کرام جب خندق کھود رہے تھے تو کھدائی میں ایک چٹان گولی ایسی نکلی جو نہایت
سخت تھکر کی تھی اور معمول یعنی کدال سے وہ ٹوٹی نہ تھی فَسَكُّوا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تو صحابہ نے حضور سے عرض کیا۔

فَاَحَدَ الْمَعْوَلِ مِنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَرَ بِهَا صَرِيَةً بِرَقَتْ مِنْهَا بَرَقَةٌ اَصْأَاءُ
مِنْهَا مَا بَيْنَ لَابَتِي الْمَدِيْنَةِ حَتَّى لَكَاتَ مِصْبَاحًا فِي جَوْثِ لَيْلٍ مُّظْلِمٍ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ - تو حضور نے کدال حضرت سلمان فارسی سے لے کر اس چٹان پر مار
کر چھوڑ دی تو اس چٹان سے ایک بجلی سی جھپکی جس نے مدینہ کے کنارے تک روشن کر دیے گویا اندھیری
رات میں چراغ روشن ہو گیا تو حضور نے نعرہ تکبیر لگایا اور صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔

پھر وہی کدال دوبارہ ماری تو وہ چٹان ٹوٹی اور اس سے اتنا تیز نور نکلا کہ مدینہ کے اندر تیز روشنی ہو گئی۔
تو حضور نے پھر نعرہ تکبیر فرمایا اور صحابہ نے نعرہ لگایا۔

ثُمَّ صَرَ بِهَا الثَّالِثَةَ فَكَسَّرَهَا وَبَرَقَتْ بِرَقَتْ اَصْأَاءُ مِنْهَا مَا بَيْنَ لَابَتِيهَا فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ - پھر تیسری بار حضور نے کدال ماری تو وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور
اس سے اتنا نور نکلا کہ مدینہ کے کنارے خوب روشن ہو گئے اور حضور نے تکبیر فرمائی اور صحابہ کرام نے
بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور سے سوال کیا۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْأَاءُ لِي فِي الْاَقْدَالِ قُصُورُ الْحَيْرَةِ وَمَدَائِنُ كِسْرَى كَاتِمًا اَنْبَابُ
الْكَلاِبِ فَاَخْبَرْتَنِي جِبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اُمَّتِي ظَاهِرَةٌ عَلَيْهَا -

تو حضور نے فرمایا مجھ پر پہلی ضرب میں اللہ نے حیرہ کے محل اور کسری کی بستیاں روشن فرمائیں اور جبریل
نے مجھے خبر دی کہ میرے امتی ان مقامات پر غالب آئیں گے۔

وَأَضَاءُ فِي الثَّانِيَةِ قُصُورَ الْجَبْرِ مِنْ أَرْضِ الرُّومِ كَأَنَّهَا آتِيَابُ الْكِلَابِ وَأَخْبَرَنِي جَبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ أُمَّتِي ظَاهِرَةٌ عَلَيْهَا فَابْتِشَرُوا بِالنُّصْرَةِ فَاسْتَبَشَرُوا الْمَسْلُومُونَ
وَأَضَاءُ فِي الثَّلَاثَةِ قُصُورَ صَنْعَاءَ كَأَنَّهَا آتِيَابُ الْكِلَابِ وَأَخْبَرَنِي جَبْرِيلُ أَنَّ
أُمَّتِي ظَاهِرَةٌ عَلَيْهَا.

دوسری ضرب میں مجھ پر روم کے قبیلہ حمیر کے محل روشن ہوئے جیسے کتے کے کیلے چمکتے ہیں اور جبریل نے
مجھے خبر دی کہ میری امت اس پر غالب آئے گی تم اللہ کی مدد سے خوش ہو جاؤ تو مسلمان خوش ہو گئے۔
اور تیسری ضرب میں قصور صنعاء ایسے روشن ہوئے جیسے کتے کے کیلے چمکتے ہیں اور جبریل نے بشارت
دی کہ میری امت یہاں بھی غالب آئے گی

تو ایک شخص انصار میں سے تھا جسے معتب بن قشیر کہتے تھے اور یہ منافق تھا کہنے لگا اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اَنْ يُفْتَحَ لَنَا مَدَائِنُ الْيَمَنِ وَيَنْصُرَ الْمَدَائِنَ وَقُصُورَ الرُّومِ وَاحِدًا
لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَنَا اِلَّا قِتْلَ هَذَا اِنَّ اللّٰهَ الْعَزِيزَ فَانَزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ
حُضُورِمْ سَے وعدہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے لیے یمن کی بستیاں اور سفید محل مدائن کے اور روم کے قصور
فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ ہم میں کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ قضاے حاجت کو بھی نکل سکے کہ علی الفور قتل
ہی ہو خدا کی قسم یہ محض دھوکہ اور باطل دعوائے ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا تَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا كَذِبًا مُّبِينًا

ایک روایت یہ ہے کہ منافقین نے جب یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیرہ اور مدائن کسری کی فتوحات
کی بشارت دی ہے تو وہ کہنے لگے۔

اَلَا تَعْبَوْنَ يٰحَدِيثَكُمْ وَيَعِدُّكُمْ وَيَمِينِكُمْ الْيَاطِلَ اِنَّهٗ يَبْجُرُ مِنْ يَثْرِبٍ قُصُورَ الْحَيَوَةِ وَمَدَائِنَ
كَسْرَى وَاَسْمَا تَفْتَحُ لَكُمْ وَاَنْتُمْ تَحْفَرُونَ الْخُدَّاتِ وَلَا تَسْتَطِيعُونَ اَنْ تَبْرُزُوا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى
فَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَاَوْجِهَ الْجَمْعُ عَلَى الْقَوْلِ يَانَ الْقَاتِلَ وَاِحَدًا اَنَّ الْبَاقِيْنَ وَاَصِيْنَ بِذَلِكَ
وَقَابَلُوْهُ مَمْتًا

کیا تم یہ باتیں پسند کرتے ہو جو تم سے کی جا رہی ہیں اور تمہیں وعدے دیے جا رہے ہیں اور تمہیں باطل
طریقہ پر امید دار بنایا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یثرب سے قصور حیرہ اور مدائن کسری دیکھ لیتے
ہیں اور تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ وہ تمہارے لیے فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق کھود کر اپنی جانیں
بچا رہے ہو اور تم میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ خندقوں سے باہر بھی نکل سکو تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور وَاذِيقُوهُمُ الْمُنَافِقُونَ میں جو جمع کے ساتھ فرمایا گیا یا آنکہ کہنے والا صرف ایک تھا جس کا نام معتب بن قشیر تھا اور یہی ایک منافق کہنے والا تھا۔
اس کی وجہ جمع کی یہ ہے کہ اگرچہ کہنے والا ایک تھا مگر تمام منافق اس کے کہنے پر خوش تھے اور اس کی بات قبول کر رہے تھے۔

اور سب منافقین استہزاء میں شریک تھے۔
وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَاقًا۔ اور وہ واقعہ یاد فرمائیے جبکہ ایک جماعت منافقین نے کہا کہ اے اہل یثرب تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں تو تمہیں چاہئے کہ واپس جاؤ اس پر ایک جماعت نے ان میں سے اجازت طلب کی اور کہا ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے اور ان کا ارادہ ہی جگہ سے بھاگنے کا تھا۔

یہ جماعت رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی تھی کما قال السدی۔
اور بقول مقاتل یہ قبیلہ بنو سلمہ تھا۔

ایک قول ہے اوس بن رومان تھا جو اوس بن قبیطی کے قبیلہ اور بنو حارثہ سے تھے۔
آئیہ کہ یہ میں منہم کی ضمیر منافقین کی طرف ہے۔

اور یا اہل یثرب کہنے والے منافق تھے اور یہ نام حضور کی تشریف آوری سے قبل مدینہ منورہ کا تھا ابو سعید یثرب مدینہ کے کنارہ ایک بفقہ تھا اسے یثرب کہا جاتا تھا۔

وَقِيلَ اِسْمُ اَرْضِنَا وَهُوَ عَلَيْنَا مَنُوعٌ وَلَا يَنْبَغِي تَسْمِيَةُ الْمَدِيْنَةِ بِذَلِكَ۔ ایک قول ہے کہ مدینہ کے زمین کو یثرب کہا جاتا تھا اور اب اسے یثرب کہنا ممنوع ہے اور وہ مسلمان کو چاہئے بھی نہیں کہ مدینہ پاک کو یثرب کہے۔ چنانچہ

احمد اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت براد بن عازب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَى الْمَدِيْنَةَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَعْفِرِ اللَّهُ تَعَالَى هِيَ طَابَتْ هِيَ طَابَتْ هِيَ طَابَتْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ کا نام یثرب کہے اسے چاہئے کہ استغفار کرے یہ مدینہ طاب ہے یہ مدینہ طاب ہے یہ مدینہ طاب ہے۔

اور ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَدْعُوْنَهَا يَثْرِبَ قَالَتَا طَيْبَةٌ لِّعَنِي الْمَدِيْنَةُ وَمَنْ قَالَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَعْفِرِ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هِيَ طَيْبَةٌ هِيَ

طَبِيبًا هِيَ طَبِيبَةٌ۔ اسے شرب کہہ کر پکارو اس لیے کہ وہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور جو اس مدینہ کو شرب کہے
اسے چاہئے کہ تین بار استغفار کرے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے۔
ذِي الْحَوَاشِي الْحَفَاجِي اِنَّ تَسْمِيَتَهَا يَهْ مَكْرُوهَةٌ كَمَا هِيَ تَنْزِيهِيَةٌ۔ حَوَاشِي خَفَاجِي میں ہے کہ

مدینہ پاک کو شرب کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔
وَذَكَرَ فِي ذَوْبِهِ ذَلِكَ اِنَّ هَذَا الرَّاسْمَ يُشْعِرُ بِالتَّثْرِيْبِ وَهُوَ اللُّوْمُ وَالتَّعْيِيْرُ۔ اور اس کی
وجہ یہ بتائی گئی کہ شرب مشعر بہ تشریب ہے اور تشریب ملامت اور شرمندہ کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے

قرآن پاک میں ارشاد ہے لَا تَتَّوْبُ عَلَيْهِ الْيَوْمَ۔ آج کے دن تمہیں ملامت نہیں۔
علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں التَّوْبُ التَّقْرِئُحُ بِالذَّنْبِ وَالتَّوْبُ تَحْتَمَةُ رِقِيْقَةٍ
تشریب گناہ کے الزام پر مستعمل ہے اور توبہ تلی جھلی کو کہتے ہیں۔
وَقِيلَ يَتْرِبُ اسْمٌ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَبِهِ سُمِّيَتْ الْمَدِيْنَةُ وَكَانَ يُقَالُ لَهَا اَثْرِبٌ۔ ایک
قول ہے کہ تیرب ایک شخص کا نام تھا جو قوم عمالقہ سے تھا اور اسی کے نام پر یہ نام رکھا گیا اور اسے
اثر ب کہتے تھے۔

اور طبرسی شریف مرتضیٰ سے ناقل ہے کہ مدینہ کے مفرد نام تھے اس میں سے تیرب۔ طیبہ۔ طاہرہ۔
دار سکینہ۔ جائزہ۔ جمہورہ۔ مجبہ۔ محبوبہ۔ عذراء۔ مرحومہ۔ قاصمہ۔ منبہ بھی ہیں۔
تو منافقین نے ان ناموں میں سے تیرب پسند کیا تھا لِقَتَابِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلِمُوا
مَنْ كَرَاهِيَتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِهَذَا الرَّاسْمِ حَضْرَتِ كِي مَخَالَفَتِ كَرْنِي كِي لِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي كِي
اس نام سے کہ اہمیت فرلتے ہیں۔

لَا مَقَامَ لَكُمْ فَارِجُوا۔ یعنی یہاں تمہیں کھڑا مناسب نہیں یا۔ لَا يُمَكِّنُ لَكُمْ اِلْقَامَةً۔ یا
مہتمم را قیام یہاں ممکن نہیں۔ لہذا۔
فَارِجُوا اِلَى مَنَازِلِكُمْ بِالْمَدِيْنَةِ لِيَكُونَ ذَلِكَ اَسْمًا لَكُمْ مِنَ الْقَتْلِ۔ اپنے گھروں میں جا کر
محفوظ ہو جاؤ تاکہ قتل وغیرہ سے سلامت رہو۔

اس مشورہ سے ان کی مراد جنگ سے فرار ہوتا تھا۔
وَقِيلَ الْمَعْنَى لَا مَقَامَ لَكُمْ فِي دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِجُوا اِلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ
مِنَ الشِّرْكِ اَوْ فَارِجُوا عَمَّا بَايَعْتُمْ عَلَيْهِ۔ ایک قول یہ ہے کہ لَا مَقَامَ لَكُمْ سے یہ مراد تھی کہ مہتمم
دین محمدی میں رہنا مناسب نہیں لہذا اپنے شرک پر لوٹ آؤ۔ یا منحرف ہو جاؤ حضور کی بیعت سے۔

آیات حرب جمع کر لیں۔

اور حسین اور مجاہد اور قتادہ فتنہ کے معنی شرک کرتے ہیں۔

ایک قول میں فتنہ کے معنی ردۃ اور کفر کی طرف پلٹنے کے ہیں۔

يَعْنِي وَكَوَدُ خَلَّتْ عَلَيْهِمْ لَمْ يَسْتَلُوا الشُّرُكَ لَا شَرُّ كُودَمَا أَخْرَدُوا إِلَّا يَسِيرًا۔ اگر وہ ان پر داخل ہوں پھر ان سے وہ شرک طلب کریں تو یہ مشرک ہو جائیں اور تاخیر نہ کریں مگر تھوڑی تاخیر تاکہ تیاری کر لیں۔

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَنَا مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْتُونَ الْأَذْيَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا۔ اور بے شک وہ اس سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔

یعنی بنو عاصم اور بنو سلمہ آج اجازت لے کر بھاگنا چاہتے ہیں یہ عہد کر چکے تھے یوم خندق سے پہلے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے لیلۃ العقبہ میں حضور سے عہد کیا تھا کہ ہم حضور کا اتباع کریں گے مگر آج یہ پھر منحرف ہو گئے۔ تو اس عہد کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا اور قیامت کے دن پورے بائز پر ہی ہوگی۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْإِيمَانُ إِنْ قَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ إِذَا الْأَلْمُوتُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ ہرگز تمہیں نفع نہ دے گا بھاگنا اگر تم بھاگے موت سے یا قتل سے تو ایسی صورت میں تم متمتع نہ ہو گے مگر تھوڑے۔

یعنی یہ جنگ و قتل سے بھاگنا نفع نہیں دے سکتا اور فضاؤ قدر الہی بر غالب نہیں آسکتا جسے جس حال میں مرنا ہے وہ اسی حال میں مرے گا اگر قتل ہونا مقدر ہے تو بہر حال قتل ہوگا اور اگر کسی اور صورت میں مرنا ہے بہر حال مرے گا جیلہ جوئی اور موت سے بچنے کے پہلو نکالنا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتے چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ دَلِيلًا وَلَا نَصِيرًا۔ فرمادیں کون ہے جو تمہیں بچالے اگر اللہ چاہے تمہارے ساتھ برائی اور کون ہے جو تکلیف دے اگر اللہ چاہے تم پر رحم فرماتا۔ نہیں پائیں گے وہ اپنے لیے اللہ کے سوا اپنا حمایتی نہ مددگار۔

مَنْ ذَا الَّذِي اسْتَفْهَام انکاری ہے یعنی کوئی نہیں اللہ کے سوا تمہارا ربرا بھلا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمہارے بلا ٹال سکتا ہے اور وہی تم پر رحم فرما سکتا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہاری تکلیف دفع کر سکے یا تمہیں بلا سے بچا سکے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلْكُمْ إِلَيْنَا. اللہ خوب جانتا ہے
 تا فرمائی کرنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے آجاؤ ہماری طرف۔
 معوقین کے معنی الْمُتَتَبِّطِينَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں یعنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں یا منافقین اللہ خوب جانتا ہے۔ اور
 قَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ۔ اپنے بھائیوں سے کہنے والوں کو جانتا ہے۔ يَعْنِي أَقْبَلُوا إِلَيْنَا وَفَرِّجُوا
 أَنْفُسَكُمْ إِلَيْنَا۔

شان نزول :- آیت کریمہ

ابن سائب فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور ان لوگوں کے حق میں نازل
 ہوئی جو منافقین میں سے خدقوں سے نکل کر مدینہ چلے گئے تھے۔
 انہیں منافقوں نے کہا تھا وَيَجْعَلُ اجْلِسُ وَلَا تَخْرُجُ وَيَكْتَبُونَ إِلَى إِخْوَانِهِمْ فِي الْعَسْكَرِ
 اِنْ اَسْتَوْفَا قَاتَانَا نَنْظُرُكُمْ جَوَانِ كَيْهَ اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کہاں جا بھینسا بیٹھ جاؤ
 گھر سے باہر نہ نکل۔

اور انہوں نے اپنی برادری کے لوگوں کو لکھ کر بھیجا جو لشکر میں تھے کہ آجاؤ ہمارے پاس ہم تمہارے
 منتظر ہیں۔ ایک قول ہے کہ
 هُوَ كَلِمَةُ الْيَهُودِ كَانُوا يَقُولُونَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ تَعَالَوْا إِلَيْنَا وَكُونُوا مَعَنَا۔ یہ لوگ یہودی تھے
 جو اہل مدینہ میں سے انہیں کہتے تھے کہ ہماری طرف آجاؤ اور ہمارے ساتھ چل جاؤ۔ اس لیے کہ وہ انکے
 نفاق کو جانتے تھے۔

اور معوقین سے مراد وہی ہیں جو صفت نفاق میں مشترک تھے اور حضور کے ساتھ کفر کرنا پسند
 کرتے تھے۔ اور نَمَكَمَ كَامَعْنَى أَقْبَلُوا إِلَيْنَا ہے۔

وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا۔ اور نہیں آئیں گے وہ حرب و قتال میں مگر تھوڑے۔
 یعنی اس جماعت کے لوگ نہیں آئیں گے مگر دکھاوے کے لیے تھوڑے آجائیں گے تاکہ
 لوگ انہیں دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ بھی آئے ہوئے ہیں۔
 أَشْتَعَتْ عَلَيْكُمْ بَجَلُكُمْ وَاللَّهُ يَوْمَئِذٍ عَلِيمٌ۔

اشتمہ جمع ہے شجع کی یہ خلاف قیاس بروزن فعل ہے۔ تنگ نظر کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے
 ضنين واضنا اور خلیل واخلاء۔

فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدَاوُعُ عَيْنِهِمْ كَالَّذِي يُعْتَشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ
 الْمَوْتِ تَوْجِبُ دُشْمَنِ كَاخْوَفِ أَتَا هِيَ اَوْر تَوْجِعْ هُوْتِي هِي كِه اهل مدينه كا استيصال هو جائے گا تو دیکھو
 گے انہیں کہ آنکھیں پھر رہی ہیں شدت خوف سے گویا کہ ان پر موت چھائی ہوئی ہے۔
 اس کی عبارت یہ ہے اَي يَنْظُرُونَ نَظْرًا كَايُنَا كَنْظَرَ الْمُفْتَشِي عَلَيْهِ مِنْ مَعَالِمَتِهِ سَكَرَاتِ
 الْمَوْتِ حَدًّا رَاؤُخُوْنَا يَعْنِي وَه دِكْهِنْتِ لَكْتِي هِي نَشْرُوَالِي اَن كَهْ سِي جِكِه نَشْرِي هِي مَمُورِ هُو سَكَرَاتِ مَوْتِي هِي
 دَرْتِي هُوْتِي اَوْر خَوْفِ وَه حَالْتِي هِي۔

وَقِيلَ مَعْنَى الْأَيْتِ إِذَا جَاءَ الْخَوْفُ مِنَ الْقِتَالِ وَظَهَرَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَعْدَائِهِمْ رَأَيْتَهُمْ
 يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدَاوُعُ عَيْنِهِمْ فِي دُؤْيَتِهِمْ وَتَجَوْلُ وَتَضَطَّرِبُ رِجَالُهُمْ أَنْ يَلُوحَ مِنْهُمْ مَضْرِبٌ
 لِأَنَّهُمْ يَحْضُرُونَ عَلَى نَيْتِهِ شَرًّا لَعَلَّ نَيْتَهُ خَيْرٌ
 مگر پہلا قول ظاہر آیت سے منطبق ہے۔

فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُواكُمْ بِالْسَيْتِ حِدًا إِذَا شَجَّتِ عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَوْ يُؤْمِنُونَ
 فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا۔ تَوْجِبُ وَه خَوْفِ جَاتَا رِهِي تُو طَعْنِ زَنِي كَرْتِي
 ہوٹے زبان درازی کرتے ہیں اور بخل کے ساتھ مال غنیمت کے سر لیں بنتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ہرگز
 ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کفر ظاہر فرما کر ان کے سب عمل ضائع کر دیے اور اجماط عمل
 اس کے لیے آسان ہے۔ کہ وہ بے نیاز ہے۔

سَلَقُواكُمْ كَمَعْنَى اذْكُرُوا بِالْكَلَامِ وَخَاصُّوكُمْ تَهْنِي كَفْتَلُو سِي اذْهَبْتِي اَوْر جَهْلُ تِي هِي
 فَرَادِ اَوْر قَادِه كِهْتِي هِي بَسَطُوا اَلْسِنَتَهُمْ فَيَكْمُرُونَ قِسْمَةَ الْغَنِيمَةِ يَقُولُونَ اَعْطُونَا
 اَعْطُونَا قَسْمَتَنَا اَحَقُّ بِهَا مِنَّا۔ زَبَانِ پھیلَا کر مال غنیمت تقسیم ہوتے وقت بولتے ہیں ہمیں دو میں دو
 اس لیے کہ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں۔

وَقَالَ يُؤَيُّدُ بْنُ دُرْمَانَ لَسَطُوا اَلْسِنَتَهُمْ فِي اَذْكَرٍ وَسَيَكْمُرُونَ وَتَنْقِيصُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ
 مِنَ الدَّيْنِ۔ يَزِيدُ بِنِ رُوَانِ كِهْتِي هِي مَسْلَمَانُوں كِي اذْهَبْتِي كِهْتِي لِي زَبَانِ كِهْوَلْتِي اَوْر بَرَا كِهْتِي هِي اَوْر كِه
 دِينِ كِي تَنْقِيصِ كِهْتِي هِي۔

وَقَالَ بَعْضُ الْأَجَلَّةِ أَصْلُ السَّلْقِ يَسُطُ الْعَضْوِ سَوَاءٌ كَانَتْ يَدًا أَوْ لِسَانًا فَسَلَقَ اللِّسَانَ
 بِأَعْلَانِ الطَّعْنِ وَالذَّمِّ۔ بَعْضِ اَجَلْتِي كِهَا اَصْلِي هِي سَلَقِ عَضْوِ كِهْوَلْتَا هِي عَامِ اَسْ سِي كِه وَه اَتَا هُوَا
 لِسَانِ تُو سَلَقِ اللِّسَانَ طَعْنِ اَوْر بَرَا تِي كِهْتَا هِي۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی معنی کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں السَّلْقُ فِي الْآيَةِ الطَّعْنُ بِاللِّسَانِ
 سلق جو آیت میں ہے وہ زبان سے طعن کرنا ہے۔
 اور اشعۃ کے معنی آئی مُجَلَّاءَ حَرِثِيَيْنِ عَلَى مَالِ الْغَنَائِبِ۔

چنانچہ ان کی بدخصلت ظاہر فرما کر فیصلہ فرما دیا
 اَذَلَّتْ لَكُمْ يَوْمًا بِرُؤْيَا بِلُؤْغِ الْيَمَانِ نَهَيْتُمْ لَكُمْ اس لیے کہ قَاتِلُكُمْ مِّنَ الْفُقَرَاءِ وَهُوَ مَنَافِقٌ مِّنْ ظَاهِرِ
 ایماندار بنتے ہیں اور دل میں کفر دباٹے ہوئے ہیں۔

فَأَخِطَ اللَّهُ أَعْمَاءَكُمْ تَوَالِدُكُمْ نَعَى ان کی باطل پرستی ظاہر فرما کر ان کے سب عمل جھٹ کر دیے
 اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے اس لیے کہ وہ بے نیاز ہے۔

يَجْسِبُونَ الْأَحْزَابَ كَعَيْنٍ هَبْوَادٍ تَيَّابِ الْأَحْزَابِ يَوْضُوا لَوَائِمَهُمْ بِأُدُونِ فِي الْأَعْرَابِ
 يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِ كَوْمَا كَوْمًا تَوَالِدُكُمْ مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَيْلًا۔ گمان کرتے ہیں کہ دشمن کے لشکر نہیں گئے
 حال تک وہ چلے بھی گئے اور اگر دشمن کے لشکر پھر آ موجود ہوں تو یہ لوگ اسی کو پسند کریں گے کہ کاش کسی طرف
 کو جنگل میں نکل جائیں اور بستیوں میں رہیں اور وہاں سے ان جانبازدوں کی خبر معلوم کریں اور اگر کسی مجبوری سے
 انہیں تم میں رہنا بھی پڑے تو دشمن سے نہ لڑیں مگر تھوڑی جھڑا اتارنے کو تھوڑی دیر۔
 اس آیت کریمہ میں ان کی بزدلی ظاہر کی گئی ہے کہ جب تک لڑائی رہی اپنے لہاق اور بزدلی کے سبب بھاگوں
 بھاگ کرتے رہے اور جب دیکھا کہ مسلمان فتحیاب ہو گئے تو مال غنیمت میں اپنا حق جتانے کے لیے جلی گئی
 باتیں بنانے لگے کہ تم نے ایسا کونسا کار نمایاں کیا ہے جو ہم نے نہیں کیا ہم نہ ہوتے تو تم فتحیاب ہی نہ
 ہو سکتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ احزاب پ ۱۱

اور بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں
 بہترین نمونہ ہے اس آدمی کے لیے جو اللہ تعالیٰ
 اور قیامت کے دن کی ملاقات کا یقین رکھتا ہو
 اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرے۔

اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو بیکار اٹھے

وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
 حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ
 الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا

یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے اور ان کا ایمان اور فرمانبرداری اور زیادہ بڑھ گئی۔

مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے حج کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض ان میں سے انتظار میں ہیں اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

تاکہ اللہ سچے لوگوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور نیکو دے منافقوں کو اگر چاہے یا ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ بے شکستے والا مہربان۔

اور اللہ نے کافروں کو داپس کر دیا کہ وہ اپنا غصہ نکال سکے اور نہ انہیں کوئی بھلائی ملی اور اللہ نے مومنوں کو لڑائی سے بچالیا اور بے اللہ طاقتور غالب۔ اور اہل کتاب کے ان آدمیوں کو ان کے قلعوں سے اتار لایا جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تم کچھ لوگوں کو قتل کرتے تھے اور کچھ لوگوں کو قید کرتے تھے۔

اور تمہیں ان کی زمینوں اور گھروں اور مالوں کا دار بنا دیا اور ان زمینوں کا بھی جن پر تمہارے قدم نہ لگے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ مَشْرُطٌ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمَنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا

لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَذْيَابًا عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا رَحِيمًا وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَغِيظُهُمُ اللَّهُ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيمًا

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صِيبٍ عَلَيْهِمْ وَقَدَفَتْ فِي قُلُوبِهِمُ الرَّعْبَ فَمُتُّوا قَتَلُوا قَتْلًا وَدُونَ قَدْرِيَّاهُ

وَأَذْنَحُوا أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضَاتِهِمْ تَطَّوُّهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا

لفظی ترجمہ

اور نقد۔ بیشک کان ہے لنگھو۔ تمہارے لیے

اَسْوَأًا مِّنْهُ	اللَّهُ - اللہ کے	رَسُولٍ - رسول	فِي بَيْتِهِ
يَرْجُوا رَامِدًا كَهَاتَا	كَانَ - ہے	لَمَنْ - اسکے لیے جو	حَسَنَةً - اچھا
الْآخِرَةِ - آخرت کی	الْيَوْمِ - دن	وَأُورِ	اللَّهُ - اللہ کی
كَثِيرًا - بہت	اللَّهُ - اللہ کو	ذَكَرَ - یاد کرے	وَأُورِ
الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں نے	ذَائِرًا - دیکھا	كَمَا رَجِبَ	وَأُورِ
مَا - وہ ہے جو	هَذَا - یہ	قَالُوا - بول اٹھے	الْأَحْزَابِ - لشکروں کو
وَأُورِ	اللَّهُ - اللہ نے	ثُمَّ - پھر	وَعَدًا - وعدہ دیا
اللَّهُ - اللہ نے	صَدَقَ - سچ کہا	وَأُورِ	رَسُولَهُ - اسکے رسول نے
مَا -	وَأُورِ	رَسُولَهُ - اسکے رسول نے	وَأُورِ
إِيمَانًا - ایمان	إِلَّا - مگر	هُوَ - ان کو	ذَادَ - زیادہ ہوا
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں میں سے کچھ	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں میں سے کچھ	تَسْلِيمًا - فرمانبرداری	وَأُورِ
عَاهِدًا - عہد کیا تھا انہوں نے	مَا - جو	صَدَقُوا - سچ کر دکھایا	رِجَالًا - مردوں میں جنہوں نے
مَنْ - وہ ہیں جو	فَمِنْهُمْ - تو بعض ان سے	عَلَيْهِ - اس کا	اللَّهُ - اللہ سے
مِنْهُمْ - بعض ان سے	وَأُورِ	تُحِبُّهُ - اپنا کام	قَضَى - پورا کر چکے
مَا -	وَأُورِ	يَنْتَظِرُونَ - منتظر ہیں	مَنْ - وہ ہیں جو
اللَّهُ - اللہ	لِيُجْزِيَ - تاکہ بدلہ دے	بِتَدْبِيرٍ - کوئی تبدیلی	بَدَلُوا - تبدیل کیا انہوں نے
يُعَذِّبُ - سزا دے	وَأُورِ	بِصِدْقَتِهِمْ - اسکے سچ کا	الصَّادِقِينَ - سچوں کو
أُورِ	شَاءَ - چاہے	إِنْ - اگر	الْمُنَافِقِينَ - منافقوں کو
اللَّهُ - اللہ	إِنَّ - بیشک	عَلَيْهِمْ - ان کی	يَتُوبَ - توبہ قبول کرے
وَأُورِ	رَجِيمًا - مہربان	عَفُودًا - بخشنے والا	كَانَ - ہے
كَفَرًا - جو کافر ہیں	الَّذِينَ - ان کو	اللَّهُ - اللہ نے	تَدَّ - لوٹا دیا
خَيْرًا - کوئی بھلائی	يَنَالُوا - پائی انہوں نے		بِعِظَمِ - انکے غصے کے ساتھ کہ
الْمُؤْمِنِينَ - مومنوں سے	اللَّهُ - اللہ نے	كَفَى - کفایت کی	وَأُورِ
اللَّهُ - اللہ	كَانَ - ہے	وَأُورِ	الْقِتَالِ - لڑائی کی
أَنْزَلَ - اتارا	وَأُورِ	عَرَبِيًّا - غالب	قَوِيًّا - طاقتور

مِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ اِ	هُوَ اِن كى	ظَاهِرٌ وِ رِدْ كى	الَّذِينَ اِن كُوْجِبُوْنَ نِ
وَر اِ ر	مِنَ صَيَاصِيْهِ هُو اِن كِ قَلْعُوْنَ سِ		كِتَابِ سِ
الْوَعْبِ رِ عِب	قُلُوْبِهِمْ اِن كِ دِلُوْلِ كِ	فِي يَزِيْجِ	حَدَثَ رِ وَا ل
تَأْسِيْرَتِ قَبِدِ كِرْتِ قِ	وَر اِ ر	تَقْتُلُوْنَ تَم قَتْلِ كِرْتِ قِ	قَرِيْقَا اِيْ كِ كِرُوْه كُو
اَرْضِهِمْ اِن كِ زِيْمِن كَا	اَوْدَتْكُمْ وَا رِثَ بِنَا يَا تَم كُو	وَر اِ ر	قَرِيْقَا اِيْ كِ كِرُوْه كُو
وَر اِ ر	هُوَ اِن كِ كَا	دِيَا ذَ كْهَرُوْل	وَر اِ ر
تَوْر	اَوْضَا رِ اس زِيْمِن كَا كِ	وَر اِ ر	اَمْوَالَهُمْ اِن كِ مَالُوْل كَا
كَلَن هِ	وَر اِ ر	هَآ رِ اس كُو	فَطَنُوْ رِ وِنَا تَم نِ
شَيْخِ رِ بِيْرِكِ	نَجِيْ - هِر	عَلِيْ - اُوْ پَر	اِنَّهُ رِ اللّٰهُ
			قَدِيْمًا - قَاوِر

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ احزاب پ

لَقَدْ كَانَتْ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا - بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں تمام اچھے خصائص ہیں اس کیلئے جو اللہ کے حضور حاضر کی امیدوار ہو اور قیامت کے دن کا یقین رکھے اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

آیہ کریمہ میں اتباع مصطفیٰ کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ دین حقہ کی اعانت اسی میں ہے کہ ہمارے رسول کی اولوں پر مطبعا اور ان کی تعلیم پر پوری طرح کاربند رہو اور ان کی اتباع میں کوتاہی نہ کرو ان کا ساتھ چھوڑو معاشب پر صبر کرو ہمارے حبیب کے طریقوں پر چلو اور ہر موقع پر اللہ کا ذکر و خوشی کا موقع ہو یا غمی کا تنگی میں ہو یا فرحی میں اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔

وَمَا ذَاذَهُرًا اَلَا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا - اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو بولے یہ ہے وہ جو ہمیں اللہ دیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے ان کا اس سے ایمان بھی بڑھا اور تسلیم و رضا پر قائم رہے۔

یعنی جب صحابہ کرام پر مشرکین و منافقین کے لشکر چڑھے تو صحیح الایمان لوگوں کے ایمان اور بھی زیادہ

مضبوط ہو گئے اور کہنے لگے یہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کے مطابق سختی آئی جیسا کہ فرمایا تھا کہ کچھ بلا آئے تو صبر کرنا دشمن کے لشکر تم پر ٹوٹ پڑیں تو اللہ کا ذکر کرنا انجام کار تم ہی فتیاب ہو گئے۔

تو اللہ کا وعدہ سچا ہوا اب فتیابی ہماری ہونی ہے کیونکہ اس کے بعد وعدہ ہے کہ تمہاری مدد کی جائے گی جیسا کہ ارشاد ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ۔

یہ وہ پیشگوئی تھی جو حضور نے دس یوم پہلے کی تھی چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا کہ نو یا دس راتوں میں تم پر دشمن لشکر لے کر آئے گا اس وقت تمہیں ثابت قدم رہنا ہوگا تو صحابہ نے دیکھا کہ اس مدت میں دشمن کا لشکر آہٹھا تو سب بولے کہ

هَذَا مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُولُهُ. یہ وہ ہے جس کا ہمیں وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے دیا
وَصَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ اور بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ یعنی جو اس کے وعدے میں سب سچے ہیں اور سب یقیناً پورے ہوں گے۔ اب دشمن تو آ گیا اب ہماری مدد بھی ہوگی اور ہم ضرور دشمن پر فتیاب ہوں گے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُمْ مِّنْ قَضَىٰ نَجَبٍ وَوَعَدِهِمْ مَّنْ
يَنْتَظِرُ مَا بَدَأُوا بِآيَاتِهِ مَوْعِدًا مِّنْ قَبْلِهِمْ فِي سَعْيِهِمْ وَهُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ
الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْهُمْ مِّنْ قَبْلِهِمْ فِي سَعْيِهِمْ وَهُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی منتظر ہے اور وہ ذرہ نہیں بدلے۔
جو لوگ اپنا وعدہ پورا کر چکے یہ حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ حضرت سعید بن زید حضرت حمزہ سید الشہداء
حضرت مصعب وغیرہ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع ملے گا تو ثابت قدم رہیں گے
حتیٰ کہ شہید ہو جائیں گے اور پچھے نہ پلٹیں گے۔ ان کی شان میں ارشاد ہے فِيهِمْ مِّنْ قَضَىٰ نَجَبٍ
نَجَبٍ۔ عربی میں نذر و منت کو کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا اپنے اوپر کسی عمل کو واجب کر لینا۔

تو یہ لوگ جہاد پر ثابت قدم رہے حتیٰ کہ بعض ان میں سے شہید بھی ہو گئے جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ
عنہما اور منہم مَن يَنْتَظِرُ سے مراد وہ ہیں جو ابھی منتظر شہادت ہیں جیسے حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ
رضی اللہ عنہم۔

اور یہ ذرہ بھر نہ بدلے بلکہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے گویا شہید ہو جانے والے اور شہادت
کا انتظار کرنے والے دونوں محبوبانِ حق سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں منافقین پر اور جو مرصق القلب لوگ تھے ان پر تعریف بھی ہے کہ تم اپنے عہد پر

قائم نہ رہے اور ان پر بے شمار عذوبہ کا بہانہ بنا کر جنگ سے فرار ہوئے۔

يَعْرِىَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَفُوًّا رَحِيمًا. وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَأْتُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَ
كَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيمًا. تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے
یا انہیں توبہ کی توفیق بخشے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلی غیظ اور
غضب کے ساتھ رد فرمایا حتیٰ کہ کچھ بھلائی نہ پائی اور اللہ مسلمانوں کے لیے لڑائی میں کفایت فرماتا ہے اور
اللہ زبردست عزت والا ہے۔

آیہ کریمہ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا میں قبیلہ غطفان اور قریش کی طرف اشارہ ہے جن کا اول ذکر ہو چکا اور
لَمْ يَأْتُوا خَيْرًا میں ان کا ناکام بے نیل مرام واپس ہونے کی طرف اشارہ ہے۔
اور وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ میں اللہ تعالیٰ کی غیبی حمایت کی طرف اشارہ ہے جو ملائکہ کی تکبیروں سے
دشمن کے پاؤں اکھڑے اور وہ بھاگ پڑے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيِّبَاتٍ مِمَّنْ دَقَّتْ فِي قُلُوبِهِمُ الرَّعْبُ
فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَقَاسَمُودُنَ فَرِيقًا دَاوْرَتُكُمْ أَدْوَارَهُمْ دَرِيَا لَهُمْ دَأْوَالُهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَنْطَلِقُوا
وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا۔

اور جو ان مشرکین کی مدد کے لیے اہل کتاب سے آئے تھے انہیں ان کے صیغہ سے یعنی قلعوں سے
اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ان میں کا ایک گروہ تم نے قتل کیا اور ایک گروہ قیدی بنایا اور تم نے
بہتیں وارث بنایا ان کی زمینوں کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور وہ زمین بھی تمہیں ملے گی جس
پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ میں جو بنی قریظہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقابل کفار کی اعانت کو آئے اور غطفان وغیرہ انہوں نے بھی کفار کی مدد کی تھی۔
صَيِّبَاتٍ صیغہ کی جمع ہے اسے استعارۃ قلعے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں دراصل صیغہ کہتے ہیں اس
چیز کو جس کی وجہ سے حفاظت ہو سکے۔

جیسے پیل کے سینک اور مرغ کے پنجب کے اوپر کے کانٹے کو صیغہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کے ذریعے
وہ اپنی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں مِنْ صَيِّبَاتٍ میں فرمایا کہ غزوہ بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا یہ غزوہ آخروذ یقعدہ ۳۷ھ یا ۳۸ھ میں

مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔
اور دَاذْصَالِحٍ تَطُوتُوهُا سے مراد خیر ہے جو فتح قرظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔
یا قیامت تک جو فتوحات ہوں وہ سب مراد ہیں۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا کوع سورۃ احزاب اپ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
اللَّهَ كَثِيرًا۔ بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں خصلت حسنہ ہے جو خوف رکھتا ہے اللہ کے حضور
حاضری کا اور قیامت کے دن کا اور یاد کرتا ہو اللہ کی بہت۔

ظاہر عبارت میں مومنین غلصین سے خطاب ہے گویا ارشاد ہے وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللَّهِ حُصْنَةٌ حَسَنَةٌ مِّنْ حَيْثُمَا أَن يُؤْتَسَرَ وَيُقْتَدَىٰ بِمَا كَالثَّبَاتِ فِي الْحَرْبِ وَمَقَاسَاةِ الشُّرَكَاءِ
یعنی بے شک تمہارے لیے اس اللہ کے رسول میں خصلت حسنہ ہیں اور وہ مستحق ہیں اس کے کہ ان سے
موالفت کرو اور ان کی ہی اقتداء کرو جیسے میدان جنگ میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی شدید تکالیف برداشت
اور یہ اتباع عام ہے تمام افعال میں جب تک اس امر کا علم نہ ہو جائے کہ یہ حضور کے خصائص سے
ہے جیسے چار سے اوپر نکاح وغیرہ۔

چنانچہ حضور کے اسوۃ حسنہ کا اتباع صحابہ کرام اس حد تک کرتے تھے کہ عبادات نافلہ میں بھی حضور کا
پیروی مقدم رکھتے تھے۔

ابن ماجہ را بن ابی حاتم حفص بن عاصم سے راوی ہیں قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
ذَاتِيكَ فِي السَّفَرِ لَا تُصَلِّيَ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدًا وَكُنَّا أَقْلَمًا أَرَاكَ يُصَلِّيَ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا وَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حفص بن عاصم فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا حضرت میں نے آپ
کو دیکھا ہے کہ آپ نے سفر میں فرض نماز سے اول اور آخر تفلین نہیں پڑھیں۔

تو آپ نے فرمایا اے بھتیجے میں حضور کی معیت میں کہاں کہاں رہا تو میں نے حضور کو سفر میں فرض نماز سے
اول اور آخر تفلین پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں فتاویٰ سے راوی ہیں فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
عَنِ الْحَبِيبَةِ فَقَالَ رَجُلٌ الْبَيْسُ قَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهُمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى
الرَّجُلُ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَمَنْ تَرَكَ ذَلِكَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبرہ لباس کی مانعت فرمائی کا ارادہ کیا تو ایک شخص بولے کیا
آپ نے حضور کو جبرہ پہنتے نہیں دیکھا حضرت عمر نے فرمایا ہاں بے شک حضور نے پہنا ہے تو وہ آدمی کہنے لگا
کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنه نے منع کا ارادہ ترک فرمادیا۔

لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ - یہ اس کے لیے ہے جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے امیدِ ثواب
رکھتا ہے اور قیامت کو حق جانتا ہے۔
صاحب فرماتے ہیں يُمَكِّنُكَ أَنْ تَكُونَ التَّقِيَّةَ يُرِيدُ جُودَ رَحْمَةِ اللَّهِ أَوْ رِضَا اللَّهِ وَثَوَابَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ - اس کے معنی ممکن ہیں یہ ہوں جو امیدوارِ رحمتِ الہی اور رضا کا ہو اور ثوابِ یومِ آخرت
کا امیدوار ہو۔

وَالظَّاهِرَاتُ الْبُرْجَاءُ عَلَى هَذَا بِمَعْنَى الْخَوْبِ - اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ رجا یعنی خوف ہو۔
وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا - اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں - إِنَّ ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى الْمُتَعَبِّرُ شَرَعًا مَا يَكُونُ فِي ضَمَنِ جُمْلَةٍ مُعَيَّنَةٍ -
كُسْبِيَّاتِ اللَّهِ - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَ
تَحْوِذِ اللَّهِ - اللہ تعالیٰ کا ذکر اس حال میں معتبر ہے جبکہ مفید جملوں میں کیا جائے جیسے سُبْحَانَ اللَّهِ اور
الْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ - یا مثل اس کے۔

وَأَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الذِّكْرَ الْمُتَعَبِّرَ بِمَعْنَى لَا يُثَابُ صَاحِبُهُ مَا لَوْ سَخَّرَ مَعْنَاهُ
فَأَلْتَلَفُ بَيْنَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا كَانَ غَافِلًا عَنِ الْمَعْنَى غَيْرَ مُلَاحِظًا وَمُسَخَّرًا
إِيَّاهُ لَا يُثَابُ أَجْمَاعًا - وَالنَّاسُ عَنْ هَذَا غَافِلُونَ -

اور اس پر اجماع ہے کہ ذکر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے ذکر کو اس کا ثواب نہیں ملتا مثلاً سبحان اللہ اور
لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر معنی سے غافل ہے تو اسے اجماعاً ثواب نہیں ملتا۔

اور عوام اس سے غافل ہیں۔

وَلَمَّا دَا الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

فَمِنْهُمْ مَن قَتَلَ نَفْسًا مِّنْهُنَّ وَقَدْ جَاءَهُنَّ وَهْنٌ مِّنْ يَدَيْهِمْ وَأَمَّا كَثِيرٌ مِّنْهُنَّ لَأُتَمِّدْنَ فِي الْيَدَيْنِ وَمَا لَهُنَّ جِئَاشٌ عَلَيْهِمْ وَأَنَّهُنَّ لَكُنَّ بِمَنِّ رَبِّهِنَّ لِئَلَّامُنَّ أُولَٰئِكَ لِيَقُولَنَّهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِنَا إِذْ جَاءَهُنَّ فَهُوَ كَافِرٌ مِّنْ قَبْلِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُجْرِمُونَ

جہنوں نے اپنی منت پوری کر دی۔ اور شہید ہو گئے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو شہادت کے منتظر ہیں اور وہ اپنے ہمید میں ذرہ بھر نہیں بدلے۔

آگے اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی گئی۔

يَعْبُرِي اللَّهُ الصَّادِقِينَ بَصْدِقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أُوذِينَ عَلَيْهِمَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا رَّحِيمًا۔ رپڑ اٹی اس لیے پیش آئی کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے اور وہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آگے انجام جنگ کا بیان ہے۔

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَحُونًا لِّؤَالِيهِمْ وَأَكْفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ

اور اللہ نے کافروں کو مدینہ سے رد کر دیا اور وہ اپنے غصے میں جلتے ہوئے نہٹ گئے اور وہ اس جہم سے کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَّاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا يَمُوتُونَ وَفَرِيقًا يَأْسِرُونَ قَرِيبًا ۚ وَأَوَدَّتْكُمْ أَرْضُهُمْ وَأَمَّا الْمُهَاجِرُونَ فَمَثَلُهُمْ تَطَوُّرًا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۚ

اور اہل کتاب سے جو لوگ (یعنی یہودی) مشرکین کے مددگار ہوئے تھے خدا نے انہیں ان کی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دھاک بٹھادی کہ تم بے دھڑک ان کے بعض کو قتل کرو اور بعض کو قیدی بناؤ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور نیز اس سر زمین کا جس میں تم نے ابھی قدم تک نہ رکھے (یعنی یحیر) تمہیں مالک کر دیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نخبہ اور نخب بقول امام رغب اللہ الحکوم بوجوب ہے یعنی ایسی نذر جو اپنے ذمہ واجب کر لی جائے۔ محاورہ میں پوتے ہیں فلاں نخباً آئی ذی بتدیہ۔ فلاں نے نخب کر دیا یعنی اپنی نذر پوری کر دی۔ اور

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ كَمَا شَاءَ نَزُولِ

امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں قَالَ عَابَ عَمِّي النَّسْ

بِئِذِ النَّصْرُ عَنْ بَدْرِ مَشَىٰ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَوَّلُ مُشَاهِدٍ شَهِدَ كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 غَبِثَ عَنْهُ كَيْفَ أَدَانِي اللَّهُ تَعَالَى مُشَاهِدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا لَيْدًا
 لِيَرِيَنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَا أَصْنَعُ فَشَهِدَ يَوْمًا أَحَدًا فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو أَيْنَ قَالَ وَاهَا لِهَيْجِ الْجَنَّةِ أَحَدًا هَا دُونَ أَحَدٍ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ تَوَجِدُنِي فِي حَيْدٍ
 يَصْنَعُ وَتَمَانُونَ مِنْ حَضْرَتِي وَطَعْنَةٍ وَرَمِيَةٍ أُنزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
 مَا عَاهَدُوا وَاللَّهُ عَلَيْهِ -

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر بدر سے رہ گئے تو ان پر یہ غیر حاضری بہت شاق
 گزری اور فرمایا پہلا میدان جس میں حضور شریک تھے اس سے میں علیحدہ رہا اب اگر اللہ نے کوئی میدان
 دکھایا جس میں حضور کی معیت ہو اس کے بعد تو میں دکھا دوں گا کہ کیا کرتا ہوں تو احد کا جنگ جب ہوا
 تو حضور کے ساتھ آپ بھی شریک ہوئے تو سعد بن معاذ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا اے اباعمر وہاں آگئے
 تو آپ نے فرمایا آما میں احد کے پچھلے سے جنت کی خوشنویا رہا ہوں۔ اور پھر میدان احد میں
 آپ نے مشرکین سے مقابلہ فرمایا حتیٰ کہ شہید ہو گئے تو آپ کے جسم پر چیرا اور اسی زخم تھے تلوار نیزے
 اور تیر کے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
 اللَّهُ عَلَيْهِ -

اور تفسیر کشاف میں یوں ہے نَذَرَ رِجَالٌ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ إِذَا لَقُوا حَرِيَامَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَتُّوا وَقَاتَلُوا حَتَّى يُسْتَشْهِدُوا وَإِذَا نَذَرُوا الْمَنَاتِ التَّمَارُ
 الْقِتَالِ الَّذِي يُفِضِي بِحَسَبِ الْعَادَةِ إِلَى بَيْتِ الشَّهَادَةِ وَهُمْ عُمَانُ بْنُ عَفَانَ وَطَلْحَةُ
 بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ وَبْنُ عَمْرٍو وَبْنُ نَقِيلٍ وَحَمْرَةَ وَمُصْعِبُ بْنُ عَمْرٍو وَغَيْرُهُمْ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -

صحابہ کرام میں سے چند لوگوں نے منّت مانی کہ اگر وہ حضور کی معیت میں کسی جنگ میں گئے تو تان
 قدمی کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے یہ تذرمانے والے حضرت عثمان
 بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نقیل اور حمزہ سید الشہداء اور مصعب بن عمیر وغیر
 رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

اور بقول اگلی یہ تذرمانے والے وہ ستر بیعت عقبہ کرنے والے اصحاب تھے۔
 اور صدقوں کے معنی اتقوا بالصّدق کے ہیں یعنی سچائی اور صداقت ایمان کے ساتھ جنہوں نے

شرکت کی اور

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَجْبًا - سے دو جماعتیں مراد ہیں ایک وہ جو بموجب نذر میدان میں شہید ہو گئے اور دوسرے وہ جو میدان میں لڑے اور شہادت کی آرزو میں گھسان کرتے رہے اور شہید نہیں ہوئے چنانچہ ابن منذر اور ابن عساکر اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں قَالَتْ دَخَلَ كَلْحَتًا بَيْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا طَلْحَةَ أَنْتَ وَمَنْ قَضَىٰ نَجْبًا - حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے تو حضور نے فرمایا اے طلحہ تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دیا۔

اور ترمذی حضرت معاذ سے راوی ہیں سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلْحَةُ وَمَنْ قَضَىٰ نَجْبًا - طلحہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے ذَاكَ أَمْرٌ نَزَلَ فِيهِ كِتَابُ اللَّهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَجْبًا وَهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ - طلحہ ان میں سے ہیں جن کی شان میں فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَجْبًا نازل ہوا۔ ابو نعیم اور ابن مردودہ حضرت سعد بن قیر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَارَ كَأَنَّ يَنْظُرُ إِلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ قَدْ قَضَىٰ نَجْبًا فَلْيَنْظُرْ إِلَى الطَّلْحَةِ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو چاہے کہ زمین پر چلتا ہو اس شخص کو دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہے تو وہ طلحہ کو دیکھے۔

وَمَا يَدْرُؤُا بَدِيلًا - کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے عہد میں منافقوں کی طرح نہیں بدلے۔

يَجْزِي اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ - تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا اور وہ بدلہ جنت ہے۔
وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ - اور عذاب دے منافقوں کو ان کے نفاق کا۔

إِنْ شَاءَ اللَّهُ - اگر اللہ چاہے انہیں عذاب دینا۔

أَوْ يُتُوبَ عَلَيْهِمْ - یا انہیں توفیق تو بہ دے کہ ان کی توبہ قبول کرے اور عذاب نہ دے بلکہ رحم فرمائے۔
اور اس میں إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ معارض نہیں اس لیے کہ یہ مقام پوم آخرت کا ہے اور توبہ عین حیات دنیا میں ہوتی ہے۔

ایسے ہی إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ - اس مشرک کے لیے دعیہ ہے جو بجا لٹ شرک مر گیا۔
اس کی بخشش نہیں ایسے ہی منافق ہے جو بجا لٹ نفاق مر گیا اس کو نجات نہیں مگر اگر مشیت الہی میں اس کے لیے توبہ ہو تو بعد توبہ التصوح وہ منافق نہیں رہتا اس کی توبہ اور اس کا نفاق معاف ہو سکتا ہے۔

گویا مقہوم آئی کہ میرے سے ذیعدتہ لئنا فقیہین ان شاء ان عہدتم علی نفاقکم اذیتوب علیہم
 ینقلہم من النفاق الی الایمان یعنی منافقوں کو اگر عذاب دینا چاہے تو انہیں ان کے نفاق پر ہی عذاب
 یا توبہ کی توفیق دے کر انہیں نفاق سے ایمان کی طرف حیات دینا میں ہی لے آئے۔

اور آگے اپنی صفت ظاہر فرمادی کہ
 ان الله کان عفورا رحیماً جو توبہ کی توفیق سے متمتع ہو گیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے
 ودد الله الذین کفروا یغیظہم کعبتہم لئلا یخیرا۔ اور رد کر دیا اللہ نے کفر والوں کو ان کے دلوں کی اہل
 کے ساتھ وہ ہرگز کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔

اور بے نیل مرام انہیں ہزیمت ہوئی گویا یہ ارشاد ہے کہ فکان عاقبت الذین صدقوا ما عاہدوا
 الله علیہا ان جزاھم الله یمدقہم وردد اعدائہم مومنین کی صداقت سے انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ
 نے انہیں ان کی ثابت قدمی کے بدلہ میں ان کے دشمن کو ہزیمت دی اور وہ اپنے دل کا غیظ و غضب لے لے
 لوٹے کہ اپنے مقصد میں ذرہ بھر کامیاب نہ ہوئے اور بے نیل مرام بھاگے اور مسلمان ان کے ظلم و استبداد سے
 بچ گئے۔ آگے ارشاد ہے۔

ذکفی الله المؤمنین القتال وكان الله قویاً عزیزاً۔ اور کافی ہو گیا اللہ مومنوں کے لیے قتل و قتل
 سے اور اللہ قوت والا اور غالب علی کل شیء ہے۔

اور وہ کفایت و حمایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ہوئی کہ ریح اور ملائکہ کی مدد آگئی۔ چنانچہ ابن جریر ابن
 ابی حاتم حضرت قتادہ سے راوی میں بالریح والملائکہ علیہم السلام۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اعانت حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ سے عمرو بن عبدود کا قتل تھا۔ یا
 فأرسلنا علیہم رجلاً وجنوداً کثر عدوہا سے اعانت الہی تھی۔

وكان الله قویاً عزیزاً۔ اور اللہ تعالیٰ قوت والا غالب ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
 وانزل الذین ظاہر وھو من اهل الکتاب من صیاصیبہم وقدت فی قلوبہم الذم
 فربما تقتلون وتأسرون فربما۔ اور جو مدد کو آئے اہل کتاب اس حزب مروودہ کے یعنی بنی قریظہ یا بنی
 نضیر اپنے قلعوں سے اتار دیا اور ڈال دیا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب تو ایک جماعت کو تم نے قتل کیا
 اور ایک جماعت کو قیدی بنا یا۔

صیاصی جمع ہے صیصہ کی دھبی کل ما یتبع بہ تو صیصہ مروہ چیز ہے جو عاقبت کرے۔
 چنانچہ یقال لقرن الثور والطیاء شکوکہ الذی فی ریحہم کالقرن الصغیر۔ گائے کے سینگ

کو بھی صبیحہ کہتے ہیں اور مرغ کے کانٹے کو جو پھینچنے کے اوپر مثل سینگ کے ہوتا ہے اسے بھی صبیحہ بولتے ہیں اور صبیحہ کا اطلاق جو لہا ہوں کے اس آکر کو بھی کہتے ہیں جو لوہے کے تاروں کا سوت سمجھانے کے لیے ہوتا ہے اور درخت کی جڑ کو بھی صبیحہ بولتے ہیں۔

وَقَدَّاتِ فِي قُلُوبِهِمُ الذُّعْبُ - اور ڈال دیا دشمن کے دل میں رعب۔
یعنی خوف شدید حتیٰ کہ انہوں نے اپنی جانیں قتل کے لیے پیش کر دیں اور اپنے اہل و اولاد کو قید کرانا

منظور کر لیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَرِيقًا قَتَلُوا وَتَسَارُوتًا فَرِيقًا - ایک فریق کو تم نے قتل کیا اور ایک فریق کو قیدی بنایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ

لَمَّا كَانَتْ صَبِيحَةً اللَّيْلَةِ الَّتِي أَهْرَمَ فِيهَا الْأَحْزَابُ وَقَدَّ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ إِلَى دَاخِلِ الْمَدِينَةِ أَتَى جِبْرِيلُ مُعْتَجِرًا بَعَامَتِهِ اسْتَبْرَقَ عَلَى بَعْلَتِهِ عَلَيْهَا بِحَالَتِهَا عَلَيْهَا قَطِيفَةٌ مِنْ دِيْبَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ تَغْسِلُ دَأْسَهُ الشَّرِيفَ وَقَدْ عَسَلَتْ شِقَقَهُ فَقَالَ أَوْقَدِي وَصَعْتِ السِّلَاحَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ مَا وَصَعْتِ الْمَلِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ السِّلَاحَ بَعْدَ مَا رَجَعْتَ إِلَى الْأَيِّ فِي طَلِبِ الْقَوْمِ -

وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَا مُرْكُ بِالْمَسِيرِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَإِنِّي عَامِدٌ إِلَيْهِمْ فَمَنْ لَزِلْ بِهِمْ حَضُونَهُمْ - جب اس شب کی صبح ہوئی جس میں احزاب مشرکین بھاگ پڑے اور حضور معہ صحابہ مدینہ کے اندر آگئے تو روح الامین عمامہ استبرق باندھے ایک خچر پر جس پر زین کسا ہوا تھا اس پر دیا کی جھول تھی سوار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور حضور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں سر اقدس دھورے کئے اور پہلوئے مبارک کا غسل فرمایا تھا۔

تو جبریل امین نے عرض کیا حضور کیا اسلحات اتار دیے فرمایا ہاں عرض کیا اللہ معاف فرمائے ملائکہ علیہم السلام نے تو اب تک تمہیں نہیں رکھے۔

اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جائیں اور میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں تاکہ ان کے قلعے بلادوں۔

فَأَمْرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ سَامِعًا مَطِيعًا فَلَا يُصَلِّينَ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَقَدَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ

وَهُمْ يَدَّابِتِي الْيَوْمَ وَابْتَدَدَهَا النَّاسُ فَسَادَ كَرَمَ اللَّهِ وَهَمَّ حَتَّى إِذَا دَفِنِي مِنَ الْمُحْضَرِّ مَعَهُ
مَتَاهَا مَقَالَةً فَبَيَّعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ حَتَّى لَقِيَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَا عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَخَابِيثِ -

تو حضور نے منادی والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ جو حکم سننے والا اور اطاعت کرنے والا
ہے وہ مدینہ میں عصر نہ پڑھے بنی قریظہ پہنچ کر عصر ادا کرے اور مدینہ پر عامل مدینہ حضرت ابن ام مکتوم کو
مقرر فرمایا اور جھنڈ لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آگے آگے چلے اور لوگوں نے اعلان سنتے ہی بنی قریظہ
کی طرف روانگی شروع کر دی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ راستہ عبور کرتے ہوئے قریظہ کے قلعوں سے ایک قلعہ پر سے گزرے
تو وہاں حضور کی شان میں کچھ قبیح الفاظ سنے تو آپ وہاں سے لوٹے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض
کی حضور ان خبیثوں کی طرف سے نہ گزریں۔

حضور نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ان سے کچھ اذیت آمیز باتیں سنی ہیں۔
حضرت علی نے عرض کیا حضور یہ صحیح ہے تو حضور نے فرمایا ادھر ہی سے چلو اگر مجھے دیکھیں گے تو یہی
بیہودہ باتیں نہ کریں گے۔

فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُضُونِهِمْ قَالَ يَا إِخْوَانَ الْقُرَى هَلْ
أَخْرَاكُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَأَنْزَلَ بِكُمْ نِقْمَتًا - جب حضور ان کے قلعوں کے قریب سے گزرے تو فرمایا
اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل کر دیا اور تم پر عذاب نازل فرمایا۔
یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلوں کے حال پر فرمائے تھے جو قرآن پاک میں ہیں گو تو
جہاد کا خاسیٹین۔ تو چونکہ یہ بھی اسی برادری سے تھے اس لیے حضور نے اخوان القردة فرمایا۔ تو اس پر
قلعہ سے یہودی بولے۔

يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا كُنْتَ هُوَ لَاقِي دَوَابِّ فَحَاسِنًا وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ مَوَّبَقَهُمْ مِنْ أَصْحَابِهِ
بِالصُّوْدِيِّينَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ الْيَوْمَ - اے ابو القاسم آپ تو ایسے الفاظ فرماتے والے نہیں تھے۔
اور حضور اپنے اصحاب ان سے علیحدہ راستے پر لے جا رہے تھے۔ پھر حضور نے فرمایا۔
هَلْ مَرَّبِكُمْ أَحَدًا - کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی اس راہ سے گذرا۔

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ مَرَّبْنَا دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ عَلَى بَعْلَتِهِ بَيْعْنَا عَلَيْهَا وَحَالَتَ عَلَيْهَا قَطِيفَةٌ
دِيْبَانِج - عرض کیا حضور ہماری راہ سے دحیہ کلبی سپید خچر پر گزرے اس پندین کسا ہوا تھا اور زین پر دیباکی

رو میں دار ہجول پڑی ہوئی تھی۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعِثُّ إِلَىٰ نَبِيٍّ قَرِيبًا يُزَلُّ بِهِمْ حُصُونُهُمْ وَيَقْدِرُ الرُّعْبُ فِي قُلُوبِهِمْ حَضْرُوهُنَّ فَرَايَا بِهِمْ جِبْرِيْلُ تَحْتَهُ بَنِي قُرَيْظَةَ كَقُلُوبِهِمْ وَأَنَّكَ دُلُوْلٌ فِي سِلْمَانِ قَوْلِ كَارِ عِبٍ بِيْدِ اِفْرِيْقَةِ تَشْرِيفِ لَيْسَ كَيْسَ هِي.

غرض کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس کنوئیں پر پہنچے جسے وہ بیرانا کہتے تھے اور لوگ وہاں جمع ہو رہے تھے چنانچہ اجتماع عشا کے بعد تک ہوتا رہا اور بموجب حکم رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نے عصر اور انہیں کی مگر بنی قریظہ پہنچ کر بموجب سب آہنچے تو عشا کے بعد عصر پڑھی۔

فَمَا عَابَهُمُ اللهُ تَعَالَىٰ بِذَلِكَ فِي كِتَابِهِ وَلَا عَنَقْتُمْ دَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَاسِثًا نَبِيْرًا وَقَضَا عَصْرًا بِرَأْسِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ نَعْمَ قَرَأَنَ يَأْكُ فِي سِنِّ اِنِّ رِيْعِيْبٍ لِّكَ اِيْمَانِي حَضْرُوهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْمَ كُوْنِي سَخِيْتِي فَرَايَا وَحَا صَا وَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَةَ وَعَشْرِيْنَ لَيْلَةً حَضْرُوهُنَّ اِنِّ كَا عَا صَرَهٗ بِحَيْسِ رَا تَ فَرَايَا وَقِيْلَ اِحْدَىٰ وَعَشْرِيْنَ - اِيْك قَوْلِ هِي كَر اِيْسِ دِنِ عَا صَرَهٗ رَ كَهَا.

وَقِيْلَ خَمْسَ عَشْرَةَ - اِيْك قَوْلِ فِي نَبْرَهٗ دِنِ هِي - اِدْر اِيْك قَوْلِ هِي بِحَيْسِ دِنِ -

اور یہ حصار ان پر سخت رہا و خافوا اسد النخود - اور یہودی بہت سخت خائف ہو گئے۔

اور اس حصار میں جی بن اخطب بھی پھنس گیا جب کہ قریش اور غطفان کعب بن اسد کے ساتھ تھے۔

کر چکے تھے۔

فَلَمَّا اَيَقَنُوا بِاَنَّ دَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مَنصُوْبٍ عَنْهُمْ حَتَّىٰ بِنَا جَزَاهُمْ قَالِ لِمَ كَعْبُ بِنِ اسْدِ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ قَدْ تَنَلَّ بِكُمْ مِّنَ الْاَمْرِ مَا تَدْرُوْنَ وَاِنِّي عَارِضٌ عَلَيْكُمْ خِلَافًا فَلَآ تُؤَخِّرُوْهُ وَاِيْمَانِيْتُمْ -

جب انہیں یقین ہو گیا کہ حضور غیر فیصلہ کیے واپس نہ لوئیں گے تو کعب بن اسد نے کہا اے یہودیو!

تم پر جو مصیبت آئی ہے تم دیکھ رہے ہو اب میں تین باتیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں ان میں سے جو چاہو قبول کر لو۔

قَالُوا وَمَا هِيَ؟ يَهُودِيُوْنَ نَعْمَ كَا اِيْمَانِيْتُمْ؟

قَالَ لِمَ كَعْبُ تَتَابِعْ هَذَا الرَّجُلَ وَتَصَدِّقُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ اَمْرًا نَبِيٌّ مَّرْسُوْلٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَذِيْ فَحْدٍ وَّنَهٗ فِيْ كِتَابِكُمْ فَمَا مَسُوْنٌ عَلٰى دِمَانِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاِبْنَاءِكُمْ وَاَسْرَائِكُمْ - كَعْبُ بِنِ اسْدِ نَعْمَ كَا اِيْمَانِيْتُمْ تَوِيْبِيْ هِي كَر اِيْمَانِيْتُمْ وَاَمْرًا مَّسُوْدٌ كَا اِتْبَاعِ كَرِيْبِ اِدْر خِذَا كِي قَسْمِ تَمِ بِرِ رُوْشِنِ هُوِ جِي كَا

ہے کہ یہ نبی مرسل ہیں اور وہی ہیں جنکی لغت تمہاری کتاب میں موجود ہے ایسی صورت میں تم مامون الامین
 رہو گے تمہارا مال تمہاری اولاد اور عورتیں سب محفوظ رہیں گی۔
 یہ سن کر بد بخت یہودی کہنے لگے لَا تَقَارِفُ حُكْمَ التَّوَدَاتِ اَبَدًا اَدَلَا تَسْتَبْدِلُ بِهَا عِبْرَتَكُمْ
 حکم تو ریت سے کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہ پائیں گے۔
 یہ سن کر کعب بن اسد نے کہا۔

فَاِذَا اَبَيْتُمْ عَلٰی هٰذِهِ قُلْتُمْ قُلْنَا اَبْنَاؤُنَا وَنِسَاؤُنَا تَمْرُجٌ اِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاصْحَابِهِ مُصْلِبَتَيْنِ بِالسُّيُوفِ لَمْ نَتْرُكْ وَدَانَا نَقْلًا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَبْلَ
 تَهْلِكَ تَهْلِكُ وَلَمْ نَتْرُكْ وَدَانَا نَسْلًا نَحْشَى عَلَيْهِ وَاِنْ نَظَرُ فَلَغَمِي لَتَنَحْنُكَ النَّسَاءُ
 وَالْاَبْنَاؤُ-

قَالُوا نَقُلُّ هُوَ لَاءِ الْمَسَاكِينِ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَ هُمْ-

کعب بن اسد نے کہا اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر میں چاہے کہ اول اپنے بیٹے اور عورتیں قتل کر دیں
 ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر تلواریں سوت کر نکلیں اور پھر ہمارے پیچھے کوئی بوجھ
 تو ہو گا نہیں پھر جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو وہ ہو اگر ہم ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہو گئے ہم اپنے پیچھے کوئی نسل تو چھوڑ
 نہیں رہے جس کا میں خوف ہو اور اگر ہم فتح یاب ہو گئے تو اپنی جان کی قسم ہم عورتیں اور بیٹے پر طالعیں گے
 تو انہوں نے کہا۔

نَقُلُّ هُوَ لَاءِ الْمَسَاكِينِ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَ هُمْ- ہم ان بھوکوں مسکینوں کو قتل کر دیں گی
 تو ہماری زندگی میں کیا بھلائی ہوگی؟

تو کعب بولے

فَاِنْ اَبَيْتُمْ عَلٰی هٰذِهِ قَاتِ الْيَلْبَتَةَ لَيْلَةَ السَّبْتِ وَاِنَّ عَمْرِي اَنْ يَكُوْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَاصْحَابُهُ قَدْ اَمْتُونَا فِيهَا- اگر یہ تجویز بھی منظور نہیں تو آج رات ہفتہ کی ہے اور ممکن ہے اس
 رات حضور کی طرف سے امن ہو۔

ثُمَّ اَتَوْهُمْ بَعَثُوا اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ الْبَعَثَ الْيَبَنَاءُ اَبَا الْيَابَةِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ
 اَخَا بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَكَانَ حَلَفَاءُ الْاَدْوَسِ فَسْتَشِيرُوْكَ فِيْ اَمْرٍ قَا- پھر انہوں نے حضور کی طرف پیغام
 بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبد المذکر کو بھیج دیجئے یہ اوس قبیلہ کے حلیف تھے ہم ان سے اپنے معاملہ
 میں مشورہ کر لیں۔

فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَيْهِمْ - تو حضور نے ابولبابہ کو ان کی طرف بھیج دیا۔
فَلَمَّا دَاوَدَا قَامَ إِلَيْهِ الرَّجَالُ وَجُنُودُ الْيَسْرِ وَالصَّبِيَّانُ يَبْكُونَ - توحیب انہوں نے
ان کو دیکھا تو ان کی طرف سب مرد کھڑے ہو گئے اور عورتیں مضطربانہ ان کی طرف بڑھیں اور سب بچے
روتے ہوئے آئے۔

وَقَالُوا كَيْسًا يَا أَبَا لَيْبَا إِنَّ تَنَزَّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ أَنْتَ الذَّبْحُ - سب نے حضرت ابولبابہ سے کہا کیا آپ کی رائے ہے
کہ ہم حضور کی طرف جا کر ان کے حکم کی پیروی کر لیں آپ نے زبان سے تو ہاں کہا اور اشارہ سے حلق کٹنے کا
اور ان کے ذبح ہونے کا ایما فرمایا۔

فَعَرَفَتْ أَنَّهَا قَدْ خَانَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَرَبِطَ نَفْسَهُ بِحِجَابٍ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَوَلَّتْ تَوْبَتَهُ
بِوَضْعِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ -

آپ نے بعد میں محسوس کیا کہ یہ میری طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہوئی تو آپ
بارگاہ رسالت میں آنے کی بجائے مدینہ منورہ گئے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے کو بانڈھ دیا حتیٰ کہ
آپ کے لیے توبہ نازل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

مختصر یہ کہ بنی قریظہ اور قبیلہ اوس آپس میں خلیفے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔

أَلَا تَرَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَدْيَسِ أَنْ يَحْكُمَ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ - اے اوس والو کیا تم اس میں خوش ہو کر ان
میں تمہارے قبیلہ کا آدمی ہی فیصلہ کرے۔

قَالُوا بَلَىٰ بَرَسْنَا كَرَسَبًا لَطِيبٌ خَاطِرٌ مَّنْظُورٌ كَرِيهُمُ

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَهُ فِي خَيْمَةٍ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا رَيْدَةُ فِي مَسْجِدِهَا وَكَانَتْ تُدَاوِي الْجُرْحَى
وَتُحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلَىٰ خِدْمَتِهِ مَنْ كَانَتْ بِهِ صَبِيغَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ كَانَتْ سَعْدًا وَضَعَا
اللَّهُ عَنْهُ قَدْ أُصِيبَ يَوْمَ الْحُنْدُقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْعَرَقَةِ لِبَسْمِهِمْ فَاصَابَ
أَعْيُنَهُمْ فَفَقَطَعَتْ فَذَعَا اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تُمَتِّعْنِي حَتَّى تَقْرَأَ عَيْنِي مِّنْ قُرَيْظَةَ -

تو حضور نے فرمایا تو یہ سعد بن معاذ ہیں اور حضور نے حضرت سعد کو ایک عورت کے خیمہ میں ٹھہرایا ہوا
تھا ان کا نام رفیدہ تھا یہ مسلمان ہو چکی تھیں اور مسجد میں زخمیوں کی مرہم ٹہی کی خدمت انجام دیتی تھیں اور

اس خدمت سے اپنے لیے امید ثواب رکھتی تھیں اور حضرت سعد بن معاذ کو یوم خندق میں ابن عمر قریشی کے تیز سے رگ اکھل رہے تیر لگا تھا تو آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی کہ الہی مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک قرظیہ کے انجام سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

اور بنی قرظیہ نے قلعہ سے بحکم حضرت سعد بن معاذ اترنے کا اقرار کر لیا تھا اور حضور نے ان کے تقرب پر رضامندی کا اظہار فرمایا تھا چنانچہ آپ مسجد سے اپنی قوم اوس کی طرف گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور انہوں نے آپ کے لیے چمڑے کی کتر لڑوں سے بھرا ہوا گدھ بچھایا۔

آپ جمیل و جمیم کھتے پھر یہ لوگ حضرت سعد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور کہنے لگے یا ابا عمیر و احسن فی موالیک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اولک لتخین فیہم لے ابا عمرو یہ حضرت سعد کی کنیت ہے، اپنے دوستوں پر احسان کیجئے اس لیے کہ حضور نے تمہیں ان پر حکم مقرر فرمایا ہے تاکہ تم ان میں حسن سلوک سے پیش آؤ۔

فَلَمَّا أَكْتَرُوا عَلَيْهِ قَالَ لَقَدْ آتَانَا لِسَعْدِ أَنْ لَا تَأْخُذَكَ فِي اللَّهِ تَعَالَى نَوْمَةً لَا يُوجِبُ فَرْجِعَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ إِلَى دَارِ بَنِي الْأَشْهَلِ فَنَعَى إِلَيْهِمْ رِجَالُ بَنِي قُرَيْظَةَ قَبْلَ أَنْ يُقِيلَ إِلَيْهِمْ سَعْدًا عَنْ كَلِمَةٍ الَّتِي سَمِعَ مِنْهَا۔

جب اکثریت جمع ہو گئی تو حضرت سعد نے فرمایا بے شک اب سعد پر یہ لازم ہے کہ حقوق اللہ میں سے کسی ملامت کا خطرہ نہ ہو۔ یہ سن کر قوم کے بعض افراد واری بنی اشہل میں گئے اور موت کی خبر بنی قرظیہ کو سنا دی قبل اس کے کہ حضرت سعد ان تک پہنچتے ان کلمات کے ماتحت جو انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کی زبان سے سنے۔

یعنی لَقَدْ آتَانَا لِسَعْدِ أَنْ لَا تَأْخُذَكَ فِي اللَّهِ تَعَالَى نَوْمَةً لَا يُوجِبُ فَرْجِعَ جس کے معنی صاف تھے کہ حقوق اللہ کے مقابلہ میں سعد پر کسی قسم کی ملامت کا اثر نہیں ہو سکتا۔

فَلَمَّا آتَى سَعْدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْلَمَ وَالْمُسْلِمِينَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔ توجب حضرت سعد حضور کی خدمت میں اور مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو حضور نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ۔

یہ حکم سن کر ہاجرین قریشیہ یہ سمجھے کہ حضور نے انصار کو تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اور انصار سمجھے کہ حکم حضور نے عام دیا ہے چنانچہ سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔

يَا أَيُّهَا عِمْرُ وَا أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَلَّكَ أَمْوَقَهُ يُظَمُّ مَوَالِيكَ لِقَوْلِكَ

فَتَكْمَرُ فِيهِمْ۔ اے ابا عمر و حضور نے آپ کے ہاتھ میں حکومت قرظیہ دیدی ہے اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔

فَقَالَ سَعْدٌ عَلَيْكُمْ عَهْدُ اللَّهِ تَعَالَى وَمِيثَاقُهُ إِنَّ الْحُكْمَ فِيهِمْ لَمَّا حَكَمَتْ حَضْرَتِ سَعْدِ نَے فرمایا تم پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور پیمانہ ہے تو ان میں حکم وہی ہے جو اللہ کا حکم ہے سب نے یہ سن کر جواب دیا بیشک۔ آپ نے فرمایا۔

وَعَلَى مَنْ هُمْنَا فِي التَّاجِيَةِ الَّتِي فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَعْرُوضٌ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور ان پر جو لوگ اس جگہ حضور کے گرد و نواح میں ہیں اور حضور سے محرف ہیں وہی حکم ہوگا جو محرف سے کا ہوتا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ صحیح ہے۔
قَالَ سَعْدٌ فَإِنِّي أَحْكَمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الرِّجَالُ وَتُنَسَبَ الْأَمْوَالُ وَتُنْشَى الدَّارِيُّ وَالنِّسَاءُ حَضْرَتِ سَعْدِ نَے فرمایا تو میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کیے جائیں ان کا مال بطور غنیمت تقسیم ہوا ان کی ذریت قید کی جائے ان کی عورتیں کوٹریاں بناٹی جائیں۔

فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ۔ یہ فیصلہ بہترین فیصلہ ہے حضور نے نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے فرمایا بیشک تم نے اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ دیا۔

پھر وہ سب دار بنت الحرت میں قید کر دیے گئے۔ اور بنت الحرت بنی نجار میں سے ایک مسلمان عورت تھیں۔

ثُمَّ خَرَجَ إِلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ هِيَ سُوقُهَا الْيَوْمَ فَخَدَّقَ بِهَا خَدَّيْكَ لَمْ يَعَثَ إِلَيْهِمْ تَصَوَّبَ أَعْنَاقُهُمْ فِي تِلْكَ الْخَدَّيْكَ وَفِيهِمْ عَدُوٌّ وَاللَّهُ حَبِيبُ بِنِ الْأَخْطَبِ وَكَعْبُ بِنِ أَسَدِ رَأْسِ الْقَوْمِ وَهُوَ سِتْمَانِيَّةٌ وَالْمُسْتَكْبَرُ لَمْ يَقُولْ كَانُوا لَبَيْنَ الثَّمَانِ مِائَةٍ وَالْبَشِيعُ مِائَةٍ۔ پھر حضور بازار مدینہ میں تشریف لائے یہ وہی بازار ہے جو آج بھی مدینہ میں ہے اور خندق کھدوا کر ان قرظیہ والوں کو قتل کیا گیا انہیں میں حبیب بن اخطب اور کعب بن اسد بھی تھے جو اس قوم کے سردار بنے ہوئے تھے ان کی کل تعداد چھ سو تھی اور جو زیادہ بتانے والے ہیں ان کے بیان کے مطابق آٹھ سو نو سو کے مابین تھی۔

ایک روایت ہے کہ

حضرت ثابت بن نفیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے حضور سے زبیر بن باطا القرظی کو طلب کیا اس لیے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں یوم بعات میں ان پر احسان کیا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثابت

بن قیس وہ ہمارے لیے ہے۔

چنانچہ ثابت بن قیس بن شماس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا خون بخش دیا ہے اور وہ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔

زبیر بن باطاقر ظلی بولا لَتَشْتَعُ كَيْدًا فَمَا يَصْنَعُ بِالْحَيَاةِ وَلَا أَهْلَ كَسَاءٍ وَلَا وَكَلًا فِي ضَعِيفِ الْعُمُرِ طَحَاهُو
چکانہ میری بیوی سے ترچہ میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

فَأَنَّ ثَابِتَ دَسُؤَلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِذَاكَ ابْنِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَبْ لِي مَالًا
وَوَلَدًا. حضرت ثابت بن قیس حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر تیرا زبیر بن
باطاقر ظلی کے بیوی بچے بھی عطا ہوں۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ. حضور نے اس کے بیوی بچے بھی عطا فرمادے۔

تو حضرت ثابت بن قیس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا مجھے حضور نے تیرے بیوی بچے بھی بخش دیے ہیں
میں اب میں تجھے بخشا ہوں۔

تو زبیر بن باطاقر ظلی بولا أَهْلُ بَيْتِي فِي الْحِجَابَةِ لَا مَالَ لِي ثُمَّ فَمَا بَقَاءُ هُمُ عَلَى ذَلِكَ. میرے گھر والے پریشا
و بد حال ہیں ان کے پاس کچھ مال نہیں تو ان کی جان بخشی کا کیا فائدہ ہے۔

تو حضرت ثابت بن قیس نے اس کا مال طلب کیا حضور نے وہ بھی عطا فرمادیا۔ آپ نے زبیر سے فرمایا تیرا
مال بھی حضور نے مجھے بخش دیا ہے وہ میں تجھے دیتا ہوں۔

تو زبیر بن باطاقر ظلی کہنے لگا. أَفَمَا ثَابِتٌ مَا فَعَلَ الَّذِي كَانَ فِي وَجْهِهِ صِرَاطًا صَبِيئَةً يَتَمَرُّ مِنْهَا
عَدَا إِذَا لَيْعَنِي كَعَبِ بْنِ أَسَدٍ لَسْتُ ثَابِتٌ كَعَبِ بْنِ أَسَدٍ كَالْيَا كَالْيَا كَالْيَا؟

آپ نے فرمایا وہ قتل ہو چکا۔

پھر زبیر نے پوچھا عزال بن سہوال کا کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا وہ بھی قتل ہو گیا۔

پھر زبیر نے کہا۔ بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا حشر ہوا؟

آپ نے فرمایا وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

یہ سن کر زبیر بن باطاقر ظلی کہنے لگا۔ لے ثابت اب تجھے اختیار ہے کہ مجھے بھی انہیں سے ملا دے خدا کی قسم

اب زندگی کا مزہ نہیں اور مجھے ان کی جدائی پر صبر نہیں۔

چنانچہ حضرت ثابت سے لائے اور قتل کر دیا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا اسے اس کے دوستوں نے ہلاک کیا۔
حضرت ثابت بن قیس نے فرمایا یَقَاهُمْ وَآلَهُ فِي جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا مُتَعَلِّدِينَ۔ انہی کے دوستوں نے
ملا دیا اللہ نے جہنم میں ڈال دیا ہمیشہ ہمیش کے لیے۔

ایسے ہی سلمیٰ بنت اقیس ام المذر نے حضور سے سوال کیا کہ رفاعہ بن سموال قرظی کو مجھے عطا فرمادیں
تو حضور نے انہیں بخش دیا۔

یہ وہ سلمیٰ ہیں جو سلیمان قیس کی بہن اور حضور کی خالہ ہیں۔ انہوں نے حضور کے ساتھ دونوں قبلوں کی
طرف نماز ادا کی اور دستِ حق پرست پر عورتوں کے ساتھ حضور کی بیعت کی۔
ان کے کنبہ میں سے اولادِ ذکور مارے جا چکے تھے مگر عورتیں باقی تھیں۔ سو ایک عورت کے جسے کبابہ
زوجہ الحکم قرظی کہا جاتا تھا۔ اسے خلد بن سوید نے چکی اٹھا کر ماری تھی اس سے وہ مر گئی۔
اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال ان کی عورتیں اور ان کی اولادیں سب مسلمانوں
میں تقسیم فرمادیں۔

اس دن تقاسمِ غنائم میں حضور نے دو صورتیں تقسیم کی رکھیں۔
دو حصہ گھوڑوں کے لیے اور ایک حصہ پیادہ فوج کے لیے گویا سواروں کو نین حصے اور پیادہ پا کو
ایک حصہ دیا گیا۔

اور اس میں سے خمس علیحدہ نکالا گیا۔
گویا گھوڑے دو حصہ اور گھوڑے والے کا ایک حصہ اور پیادہ پا جس کے پاس گھوڑا نہیں تھا ایک ہی
حصہ رکھا گیا۔

اور اس غزوہ میں چھتیس سوار تھے۔

اور قیدی چھ سو پچاس تھے۔

اور لوٹنیوں میں سے حضور نے اپنے لیے ریحانہ بنت عمر کو منتخب کیا۔

اور یہ مرتے دم تک حضور کی غلامی میں رہیں۔

حضور نے ان کی زندگی میں انہیں چند بار فرمایا کہ اس کا عقد کر دیا جائے۔

تو انہوں نے عرض کر دیا کہ اپنی ملک سے مجھے حضور رذتہ فرمائیں یہ میرے لیے ذلت کا موجب ہے
حضور کی غلامی کا شرف میرے لیے بہت بڑی نعمت ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں نکاح
کے لیے فرما کر ترک کر دیا۔

اور جب ان کے اسلام کی خبر ابن شعبہ لائے تو حضور کو بڑی مسرت ہوئی۔

مختصر یہ کہ قرظہ کی جنگ سے فتحیابی آنرز ذیقعدہ میں ہوئی گو غزوہ خندق اور قرظہ ایک ہی سن میں ہو۔ اور جب قرظہ کا انجام پورا ہو گیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وہ زخم جو اکھل پر تھا جوش دینے لگا اور اسی زخم سے آپ شہید ہوئے۔ آپ کے ارشاد ہے

وَأَرْضُكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ وَأَرْضَالَهُمْ تَطْتُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا۔ اور مالک و قابض کیا تمہیں ان کی مزرعہ زمینوں اور گھروں اور مالوں پر اور قابض کرے گا اس زمین پر جس پر تم ابھی پہنچے نہیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس ملکیت سے مراد قرظہ کی ارض مزرعہ اور ان کے قلعے ہیں اور مال سے مراد ان کی نقدیاں اور ان کے مویشی وغیرہ ہیں اس سلسلہ میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا حکم دے کر ان کی عورتوں کے قید کا حکم دیا پھر ان کی اراضی مزرعہ صرف ہماجرین کے لیے تقسیم فرمائی۔

اور جب انصار نے عرض کیا کہ یہ زمین ہمیں کیوں نہیں دی گئی تو آپ نے فرمایا إِنَّكُمْ ذُرِّيَّةُ عَقَابٍ وَإِنَّ الْهَاجِرِينَ لَا عِقَادَ لَهُمْ۔ تم صاحب زرعت ہو اور ہماجرین کے پاس مزرعہ زمین نہیں ہے۔ فَاَمْضَى دَسُؤُا لِّلَّهِ مَتَىٰ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكْمًا۔ اور حضور نے ان کے فیصلہ کو منظور فرمایا۔ اور اَرْضَالَهُمْ تَطْتُوهَا سے مراد زمین خیبر ہے جو بعد فتح بنی قرظہ حاصل ہوئی اور قنادہ کہتے ہیں اس سے مراد زمین مکہ ہے۔

حسن کہتے ہیں اس سے مراد ارض روم و فارس ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد یمن ہے۔

حکمر کہتے ہیں اس سے مراد قیامت تک جتنی زمین مسلمان فتح کریں گے سب ہے۔ آخر میں اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرماتے کہ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا فرمادیا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ احزاب ۱۲

اے غیب بتانے والے، بنی اپنی بیبیوں سے فرمادیا کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالِ دولت اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ خُلِّ لِرَأْسِكَ إِنَّ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَدِينَهَا مَعَالِينَ أَمْ تَتْلُونَ وَاسْرَحْتُمْ سَرَاحًا جَمِيلًا

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر
چاہتی ہو تو اللہ نے نیکی والیوں کے لیے تمہیں سے
بڑا اور جہ تیار کیا ہے۔
اے نبی کی پیروی جو تم میں صریح جہا کے خلاف کوئی
حرکت کرے اس پر اوروں سے دگنا عذاب ہوگا
اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ فَمَا لَمْ تَأْتُوا اللَّهَ بِبُرْهَانٍ كَمَا جَاءَ
الْمُرْسَلِينَ ۚ لِيُحْكُمَ بَيْنَكُمْ وَلِيُخْرِجَ مِنْكُمْ
الْمُفْسِدِينَ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو
الْعَرْشِ الْعَلِيِّ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا
رِسَالَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تُحْسِنُونَ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا
رِسَالَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تُحْسِنُونَ ۚ

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا	اے	النَّبِيُّ	نبی	قُلْ	کہہ دیں	لَاذْوَابِكُمْ	اپنی بیویوں سے
إِنْ	اگر	كُنْتُمْ	ہو تم	تُرِيدُونَ	چاہتی	الْحَيَاةَ	زندگی
الدُّنْيَا	دنیا کی	وَأَنْ	اور	ذِيئْتَهُمْ	اسکی زینت	فَعَالِينَ	لو آجاؤ
وَأَمْتَكُمْ	میں سامان دولت کو	وَأَنْ	اور	أَسْوَأَكُمْ	چھوڑوں تم کو	سَوَاحًا	چھوڑنا
بِحَيْلٍ	اچھا	وَأَنْ	اور	كُنْتُمْ	ہو تم	كُنْتُمْ	ہو تم
تُرِيدُونَ	چاہتی	وَأَنْ	اور	رَسُولَهُ	اسکے رسول کو	رَسُولَهُ	اسکے رسول کو
وَأَنْ	اور	اللَّهُ	اللہ	الْآخِرَةَ	پچھلے کو	فَاتَّ	تو بیشک
اللَّهُ	اللہ	أَعَدَّ	تیار کیا	لِلْمُحْسِنَاتِ	نیکی عورتوں کیلئے	مِنْكُمْ	تمہیں سے
أَجْرًا	بہر	عَظِيمًا	بڑا	يَا	اے	لِسَاءِ	سوء عورتوں کو
النَّبِيِّ	نبی کی	مَنْ	جو	يَأْتِ	آتا ہے	مِنْكُمْ	تمہیں سے
بِفَاحِشَةٍ	بھیانی	مُبِينَةٍ	کھلی	يُضَاعَفُ	دگنہ	لَهُمْ	اس کو
الْعَذَابِ	عذاب	ضَعِيفِينَ	کئی کئی	وَأَنْ	اور	كَانَ	ہے
ذَلِكَ	یہ	عَلَى	اوپر	اللَّهُ	اللہ	يَسِيرًا	آسان

خلاصہ تفسیر جو پتھار کو ع سورۃ الاحزاب پر

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَذْوَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَذِيئْتَهُمْ فَعَالِينَ أَمْتَكُمْ وَبِحَيْلٍ يُرِيدُونَ اللَّهَ فَمَا لَمْ تَأْتُوا اللَّهَ بِبُرْهَانٍ كَمَا جَاءَ الْمُرْسَلِينَ ۚ لِيُحْكُمَ بَيْنَكُمْ وَلِيُخْرِجَ مِنْكُمْ الْمُفْسِدِينَ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو الْعَرْشِ الْعَلِيِّ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا رِسَالَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُحْسِنُونَ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا رِسَالَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُحْسِنُونَ ۚ

استرحمکم منی اَحَا حَمِيْدًا۔ اے غیب بتانے والے محبوب اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالِ دُور اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حنوز کی ازواجِ مطہرات نے حنوز سے دنیوی ساز و سامان طلب کیے اور اپنے نفقوں میں زیادتی کی درخواست کی اس لیے کہ یہاں تو کمالِ زہد تھا اور سامانِ دنیا اور اس کا جمع کرنا قصداً گوارا نہ تھا اگرچہ آپ کی شانِ اقدس تو یہ تھی کہ

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھیں

تو حنوز سرِ پا نورِ صلے اللہ علیہ وسلم کو ازواج کا یہ مطالبہ ناگوار ہوا اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ اور ازواجِ مطہرات کو اختیار دیدیا گیا۔

اس وقت حنوز کی نو بیویاں تھیں۔ ان میں پانچ قریشیہ تھیں۔

حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا۔

حضرت حفصہ بنت فاروق رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام حبیبہ بنت اوسیان رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

اور چار غیر قریشیہ تھیں

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت صفیہ بنت جہی بن اخطب خمیریہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔

حنوز سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نزولِ آیہ کریمہ کے بعد سب سے پہلے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا جو اب میں جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے اس پر عمل کرو۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حنوز کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں عرض کرتی ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔

اس کے بعد تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب عرض کیا۔

اس واقعہ سے فقہاء نے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط کیے۔

اول جن عورت کو اس کا خداوند اُمّ ربّ بیدک کہہ کر مجاز کر دے اور وہ اپنے خاوند کو ہی اختیار کیلے تو

طلاق واقع نہ ہوگی۔

اور اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کر لے تو اخاف کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگی بعد میں تبراہمی طرفین

عقد ہو سکتا ہے۔

دوسرا مسئلہ دائرہ حُکْم تَزْوِجًا جَمِیلاً سے یہ مستنبط ہوا کہ

جو عورت بعد نکاح مدخولہ ہو چکی یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی تو اسے کچھ کپڑا دینا مستحب ہے

جسے تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ کہتے ہیں۔

اور کپڑوں کی تعداد تین تک ہے دوپٹہ۔ کرتہ۔ پاجامہ۔

تیسرا مسئلہ یہ بھی نکلتا ہے کہ

جن عورت کا ہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اسے قبل دخول یا خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دی جائے تو یہ جوڑا

دینا واجب ہے اور نصف ہر مثل دینا بھی لازم ہے

اور سزا جَمِیلاً سے یہ حکم بھی مستفاد ہوا کہ اسے بغیر سز کے علیحدہ کیا جائے گا ارشاد ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّونَ اللَّهُ فَادْسُوْكُمْ فَالدَّادُ الْآخِرَةُ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمُ أَجْرًا

عَظِيمًا - يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُمُ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُصَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا - اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور ذرا آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک

اللہ نے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے تمہاری نیکی والیوں کے لیے۔ لے نبی کی بیویوں جو تم میں سے صریح جہا کے

خلاف کوئی حرکت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

اختیار سپرد کرنے میں ایک پہلو مخالفت ایک موافق ہوتا ہے تو پہلی آیت میں مخالفت پہلو ظاہر فرمایا گیا

اور اس آیت کریمہ میں موافق پہلو دکھایا یعنی اتباع سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کا بدلہ آج لَمْ حَسِنَتْ

مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا - میں ظاہر فرمادیا۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کی خصوصیات کا بیان ہے جو تمام دنیا کی عورتوں سے علیحدہ ہیں حیث

قَالَ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُمُ الْفَاحِشَةُ مُّبِينَةً مِنْكُمْ فَادْسُوْكُمْ فَالدَّادُ الْآخِرَةُ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ

ہے خواہ اس کے اندر خاوند کے ساتھ کچھ خلقی ہو خواہ بدکاری۔ تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ازواج انبیاء کو

اس سے پاک رکھنا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا مطہرات ہی ہونا ضروری ہے اس لیے کہ جب انبیاء مطہر ہیں تو ازواج کا مطہرات ہونا اصول قرآن کریم سے لازمی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

الْمُحْشَاتُ لِلْمُحْشَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ
 خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ایسے ہی پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔

چونکہ نزول آیت قصہ انک پر ہے اسی بنا پر آگے ارشاد ہے اُولَئِكَ مَبْرُؤَاتٌ مِّمَّا يَقُولُونَ
 یہ عورتیں منافقوں کی بگوئیں سے بری ہیں۔

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ مورد آیت جب خاص ہو تو اس کا حکم ہمیشہ عام ہو اگر تاہم جب تک مخصوص نہ ہو تاہم اگر یہ قصہ انک پر آئیہ کریمہ کا نزول ہے مگر اس کا حکم ہمیشہ کے لیے عام ہے۔ اور ظاہر ہے جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

جس کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی اوروں کے قصور سے اہم اور سخت قرار دیا جاتا ہے جیسے ایک عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ازواج کی سزا شریعت میں غلاموں سے زیادہ مقرر ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ افضل ترین ہیں اس لیے ان کی ادنی لغزش بھی سخت گرفت کے قابل ہے۔

اب یہ سوال اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ لفظ فاحشہ مبینہ اس جگہ کیوں فرمایا گیا اس لیے کہ عام طور پر فاحشہ کا لفظ زنا و لو اطت پر استعمال ہوتا ہے۔

حالانکہ معانی میں اس کی تصریح ہے اس قاعدہ سے اس کے معنی تین طرح لیے جاتے ہیں۔

لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا و لو اطت مراد ہوتی ہے۔

اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے تو اس سے ہر قسم کے گناہ مراد ہوتے ہیں۔

اور جب نکرہ موصوفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فساد معاشرت مراد ہوتا ہے۔

آئیہ کریمہ میں فاحشہ نکرہ موصوفہ ہے اس لیے یہاں مراد شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی مراد ہے

کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما رحمہما

مختصر تفسیر اردو پرچہ تمہارے کوع سورۃ احزاب پر

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ لَأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُمْ تُؤَدُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنْتُمْهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتُّكُمْ وَ
أَسْرَحْتُمْ سَرَاحًا جَمِيلًا۔ لے غیب بتانے والے فرمادیجئے اپنی بیویوں کو اگر تم چاہتے ہو آسائش و فراخی
دینا کی زندگی میں اور اس کا مال و دولت تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں۔

حیات دنیا سے وسعت و تنعم مراد ہے اور زینتہا سے مال و دولت سونا چاندی مراد ہے اور تعالین
کے یہ معنی ہیں کہ آؤ اپنے ارادہ و اختیار کے ساتھ۔

أُمْتُّكُمْ يَعْنِي أُعْطِيكُمْ مَتَاعَ الطَّلَاقِ۔ یعنی آؤ میں تمہارے مطالبہ کے مطابق تمہیں مال بھی دیدوں
اور آرام سے بلا کسی اذیت کے رخصت بھی کر دوں۔

أَلَوْسِي كَتَبْتُمْ فِي وَالْمَتْعَةُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِي كَتَبْتُمْ لَهَا وَكَوَيْدُ حَلِّهَا وَكَوَيْدُ حَلِّهَا فِي الْعَقْدِ وَاجِبَةٌ عِنْدَ أَبِي
حَنِيفَةَ رَجْمًا لِلَّهِ۔ متعہ ایسی مطلقہ عورت کے لیے جو مدخولہ بھی نہیں ہوئی اور اس کا ہر بھی عقد میں مقرر نہ ہو اور
ہے امام صاحب کے نزدیک۔

وَبَسَائِرِ الْمُطَلَّاقَاتِ مُسْتَحَبَّةٌ۔ اور باقی تمام مطلقہ عورتوں کے لیے مستحب ہے

اور متعہ کی کتنی مقدار ہے اس پر فرماتے ہیں۔

وَالْمَتْعَةُ دَرْعٌ وَخِمَارٌ وَحَقٌّ۔ متعہ ایک قمیص ایک دوپٹہ اور پاجامہ وغیرہ ہے جو حسب استطاعت

دینا چاہئے جو قیمت میں شرعی ہر کی نصف قیمت کا ہو

وَلَا يُنْقَضُ مِنْ ثَمَنِهِ ذَرًّا هِيَ۔ اور پانچ درہم سے کم کا لباس نہ ہو اس لیے کہ کم سے کم مقدار ہر دوں

درہم ہے کمانی الکشاف۔

اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جو اس زمانہ کے حساب سے ۹ کا تقریباً ہوا تو چار پانچ

روپیہ کے اندر تینوں کپڑے دینے واجب یا مستحب ہیں۔

اور اگر تمہیں۔ اور رخصت کر دوں تم کو

وَالشَّرِيحُ فِي الْأَصْلِ مُطَلَّقُ الْأَدْسَالِ ثُمَّ كَتَبَ فِيهِ عَنِ الطَّلَاقِ أَيُّ وَأُطْلِقُكَ سَرَاحًا أَيُّ طَلَاً

جَمِيلًا أَيُّ ذَا حُسْنٍ كَثِيرٍ بَيَانٌ يَكُونُ سَبِيحًا لِأَخْرَافِئِهِ كَمَا فِي الطَّلَاقِ الْبِدْعِيِّ الْمَعْرُوفِ عِنْدَ الْقَهْقَرَاءِ

تسریع اصل میں مطلق چھوڑنے کو کہتے ہیں پھر اس سے طلاق مراد لی گئی تو اسر حکن کے معنی یہ

ہوئے کہ طلاقِ دہل مہتیں اچھی طرح بلا ضرر و غصہ کے جسے طلاقِ بدعی فقہاء کے نزدیک کہتے ہیں۔

بعض نے کہا وَالسَّوَّاحِ الْاِخْوَانِ مِنَ الْيَهُودِ بِسَرِّحِ كَهْرُودٍ سے نکال دینے کو کہتے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے اَنْ اَذْقَا حَيْدًا عَلَيَّ السَّلَامَ سَأَلْتُهُ تِيَابَ التَّيِّبَاتِ وَزِيَادَةَ النِّفْقَةِ

کہ ازواجِ مطہرات نے حضور سے اچھا لباس اور نفقہ میں فراخی طلب کی تھی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور احمد و مسلم اور نسائی اور ابن مردودہ بطریق ابی الزبیر جابر رضی اللہ عنہ سے راوی میں قَالَ اَقْبَلَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ

اَللّٰهُ عَنْهُ وَالتَّائِسُ بِيَايِهِ جُلُوْسٌ وَالتَّيِّبُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا يُؤَدِّتُ لَهُ لَتَمَّ اِذْنُ لَبِيٍّ بَكْرٍ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَدَخَلَ وَالتَّيِّبُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَحَوْلَهُ نِسَاؤُكَ وَهُوَ سَاكِتٌ فَقَالَ عُمَرُ

لَا كَلِمَتٌ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّه يَضْحَكُ۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللهِ اَيْتُ ابْنَتَا زَيْدٍ يَعْنِي امْرَاَتَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَأَلْتَنِي النِّفْقَةَ اِنْفَاؤِجَاتٍ

عَنْهَا فَضَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَا اَنَا حِدَا وَقَالَ هُنَّ حَوْلِي سَأَلْتَنِي النِّفْقَةَ فَقَامَ

اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلَى عَائِشَةَ لِيُخْبِرَهَا بِمَا دَقَّامَ عُمَرُ اِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَكِلَاهُمَا يَقُوْلَانِ تَسَالَا

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ فَهِيَ اَهْدَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق حضور کی خدمت میں آئے اور لوگ بابِ عالی پر جمع تھے اور حضور انور

جلوہ افروز تھے تو آنے کی اجازت نہ ملی پھر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو صدیق اور فاروق

رضی اللہ عنہما کو اجازت مل گئی۔

اور حضور جہاں رونق افروز تھے وہاں حضور کے گرد ازواجِ حاضرہ تھیں اور حضور خاموش تھے تو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے حضور کو تنہا کرنے کی غرض سے عرض کیا اور ازواج کی طرف مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں

کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میری بیوی اگر مجھ سے نفقہ کی وسعت طلب کرے تو میں

اس کی گردن توڑ دوں۔

یہ سن کر حضور نے تبسم فرمایا حتیٰ کہ دندانِ مبارک روشن ہو گئے۔

پھر فرمایا یہ سب ہمارے گرد جمع ہیں اور ہم سے نفقہ میں زیادتی طلب کر رہی ہیں۔

تو حضرت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی ہمائش کو لٹھے اور حضرت عمر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف

ٹپھے اور فرمایا تم حضور سے وہ سوال کرتی ہو جو حضور کو دل میں ناپسند ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق

فاروق کو روک دیا کہ انہیں کچھ نہ کہو اور ازواجِ مطہرات ہیں اور ام المومنین۔

اس کے بعد تمام ازواج نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا اور فُتِحَتْ بَسَائِدُهَا دَامَتْهَا لَأَسْأَلَ دَسْوَلَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْهَجْلِسِ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا۔ تمام ازواج نے عرض کیا خدا کی قسم ہم حضور سے اس مجلس
 کے بعد کوئی ایسا سوال نہ کریں گی جو حضور کے نزدیک پسند نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات پر اختیار نازل فرمایا اور ارشاد ہوا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجُكُمْ
 إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرًا مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

تو یہ حکم اول حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر فرمایا اور حکم دیا کہ میں بہتیں جو حکم الہی سنا تا ہوں اسے میں چاہتا
 ہوں کہ جواب میں عجلت نہ کرو جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو۔

سیدہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا نبیؐ حضور وہ کیا بات ہے
 تو حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجُكُمْ
 إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرًا مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا تَكُنَّ
 لِامْرَأَةٍ مِمَّنْ نَسَأْتُكَ مَا اخْتَرْتُ۔ حضور آپ کے معاملہ میں والدین سے استشارہ کس لیے بلکہ میں بلاتال
 عرض کرتی ہوں کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ اب حضور ایک سوال ہے وہ یہ کہ ازواج میں میرا
 یہ جواب ظاہر نہ فرمایا جائے۔

حضور نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَسَوْ يَبْعَثُنِي مُتَعَبِتًا وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُبْتَدِئًا لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةً
 مِنْهُنَّ عَمَّا أَخْبَرْتَنِي إِلَّا أَخْبَرْتَنِي۔ اللہ نے مجھے رنج میں ڈالنے والا مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے معلم و مبشر بنا کر
 بھیجا ہے مجھ سے کوئی بیوی اس معاملہ میں اگر سوال کرے گی تو میں اسے صاف بتا دوں گا۔

ایک روایت میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ اور حسن سے راوی ہیں أَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْخِيَابِ
 كَانَ لِحْتِ عَائِشَةَ السَّلَامُ تِسْعَ لِسُوخٍ خَمْسٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَالِشَةُ وَحَفْصَةُ وَأُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سَعْيَانَ وَ
 سَوْدَةُ بِنْتُ دَمْعَةَ وَأُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ۔ جب آیت تخمیر نازل ہوئی اس وقت حضور کی نو بیویاں
 تھیں جن میں پانچ قریشی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودة بنت زمعه رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام سلمہ بنت امیر رضی اللہ عنہا۔

اور چار متعدد قبائل سے تھیں وَكَانَ تَحْتَهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَبِيبِ الْخَيْمَرِيَّةِ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ
الْهَلَالِيَّةِ وَذَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ الْأَسَدِيَّةِ وَجُوَيْرِيَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

چنانچہ حبیب سے حضرت صفیہ بنت حبیب تھیں۔

اور قبیلہ ہلالیہ سے حضرت میمونہ بنت الحارث تھیں۔

اور قبیلہ بنی اسد سے حضرت زینب بنت جحش تھیں۔

اور قبیلہ مصطلق سے حضرت جویریہ بنت الحارث تھیں۔

سب سے پہلے آیہ تحریر حضور نے حضرت صدیقہ کو سنائی۔

فَلَمَّا اخْتَارَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِي آذَى الْأَخْرَجَةَ دَرِي الْقَرْحِ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

مَلَكًا فَمَتَابَعْنِ كُلَّهُنَّ عَلَى ذَلِكَ جَبَّ سَيْدُهُنَّ اللَّهُ وَأَرَادَ أَنْ يَزَوِّجَهُنَّ لِيُكْمِلَ لِيَوْمَئِذٍ أُمَّةً
اَقْدَسَ بِرَأْسِهَا فَرَحَتْ دِيكُمُ لَكُمُ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَنَّ بَدَلَ بِيَهُنَّ مِنْ زَوَاجٍ دَلُوا عَجَبًا حَسَنَةً

فَلَمَّا اخْتَارَهُنَّ وَاخْتَارَتِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ وَالَّذِي آذَى الْأَخْرَجَةَ شَكَرَهُنَّ اللَّهُ جَلَّ شَانَهُ عَلَى

خَلْقِكَ إِذْ قَالَ سُبْحَانَكَ لَا يَعْجَلُ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ زَوَاجٍ دَلُوا عَجَبًا حَسَنَةً

تو جب ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو لطیب خاطر اختیار کیا تو اللہ
تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں تو ازواج کے ساتھ

پابند فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا: اب اے محبوب آپ کے لیے اس کے بعد کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ

طلاق دے سکتے کسی اور کو اس کے بدلے لیں اگرچہ آپ کو اس کا حسن پسند بھی ہو۔

گویا اللہ تعالیٰ نے تو ازواج میں ہی حضور کے اہلیت محصور فرمادیے۔

یہ واقعہ اس وقت کہے جبکہ مدینہ سے اجزا اب مشرکین کا رہ گیا اور تفسیر و قرظہ پر فتح حاصل ہوئی

تو ازواج مطہرات یہ سمجھیں کہ یہودی تفسیر اشیاء اور خزانہ جب حضور کے ہاتھ آچکے ہیں تو ہمیں بھی ان سے

متمتع ہونا چاہیے۔

اس طرف خیال نہ کیا کہ انبیاء کرام خزانہ دنیا سے بے نیاز ہوتے ہیں چنانچہ تمام ازواج حضور کے گرد

حاضر آئیں اور عرض کرنے لگیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ بَنَاتُ كَسْرَى وَبَيْتِ فِي الْحَبْلِي وَالْحَبْلِي وَالْإِمَاءُ وَالْحَوَالِي وَهُنَّ عَلَى مَا تَرَاكُنَّ مِنَ

الْفَاقَةِ وَالصَّبِيحَةِ وَالْحَنِّ قَلْبَهُ الشَّرِيفِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمِطَابَرَتِهِمْ لَمْ يَتَوْسَعْتَ الْحَالِ وَأَنْ تَعَامَلِينَ

بِمَا تَعَامَلُ بِهِ الْمُلُوكُ وَأَبْنَاؤُ الدُّنْيَا زَوَاجَهُمْ فَامْرَأَةُ اللَّهِ تَعَالَى بِأَنْ يَتَلَوَّعَ عَلَيْهِنَّ مَا نَزَلَ فِي آيَاتِهِنَّ

حضور قیصر و کسریٰ کی لڑکیاں زیور است و مکلف لباس سے مزین ہیں اور ہم جس حال میں ہیں حضور بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس گفتگو میں اتنا زور دیا کہ حضور کے خاطر اقدس پر گراں گذرا۔
گویا انہوں نے یہ خواہش کی کہ جب معمولی عارضی ارباب سلطنت میں یہ فراموشی ہے تو حضور جب کہ شہنشاہ کو بین ہیں تو ہمارے لیے شاید فریحاں کیوں نہ ہوں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور اگر پسند فرماتے تو سب کچھ ممکن تھا لیکن وہاں تو غایت تند و قناعت تھا دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے تنفر و تجنب تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَجَمِيعُ الْمُحْسِنِينَ وَكَانَ اللَّهُ عَظِيمًا
اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہو اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے
بیکو کاروں کے لیے تم میں سے زبردست بدلہ رکھا ہے۔

یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں نعم عقبیٰ چاہتی ہو تو وہ اجر وہ ہے جس کی حد نہیں۔
اب اس میں غور طلب امر یہ ہے کہ اس تخمیر میں تفویض طلاق تھی یا کیا اس پر علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں
أَنَّكُمْ يَكُونُ تَفْوِضُ الطَّلَاقِ وَإِنَّمَا كَانَ تَخْمِيرًا لِمَنْ يَبِينُ الْإِدَادِ تَيْنِ عَلَى إِتْمَانٍ إِنَّ أَدَّتِ الدُّنْيَا
فَارَقَّتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُبْنَى عَنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَعَالِينِ أُمْتِعْتُمْ وَأَسْرَحْتُمْ
مَتْرًا حَاجِمِيًّا۔

یہ تفویض طلاق نہیں تھی بلکہ تخمیر تھی ازواج مطہرات کو کہ اگر وہ دنیا چاہتی ہیں تو حضور انہیں علیحدہ کر دیں
جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے فَمَعَالِينِ تُوَادُّونَ مَتْرًا حَاجِمِيًّا۔

اور اگر تم اللہ و رسول اور دار آخرت چاہتی ہو تو اللہ نے تمہارے لیے عقبیٰ میں بڑے درجات رکھے ہیں
اس کے بعد ازواج مطہرات کا منصب جلیل ظاہر فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنِ يَا بَاتِ مِنْكُمْ يَفَاحِشَةً قَبِيئَةً يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ
ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا لَسَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ
عَذَابٌ مُّهِينٌ لَسَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ سَبُّ نَبِيِّكُمْ

فاحشہ بیعتہ سے مراد زوج کی نافرمانی ہے جس سے معاشرہ میں خرابی پڑے۔
بعض اس طرف گئے ہیں کما اُخْرِجَ الْبَيْتَ فِي الشُّكِّ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ۔ فاحشہ بیعتہ سے
مراد عام معصیت ہے اور ایسے مطالبات جو خاندان پر شاق گذریں۔
بعض نے اس سے مراد نکاح لیا۔

لیکن زنا ازواج سے جزاً ممنوع الوقوع ہے فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ صَاتَ اللَّهُ تَعَالَى ذُجَّارَتَهُمْ عَنْ ذَلِكَ
 اس لیے کہ انبیاء کرام کی ازواج کو اس سے اللہ تعالیٰ نے معشوں و محفوظ رکھا ہے۔
 اور يُضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ان کے علوم و تربیت کے لحاظ سے فرمایا گیا۔ چنانچہ علامہ روح المعانی فرماتے ہیں
 وَسَيِّبُ تَضْعِيفِ الْعَذَابِ أَنَّ الذَّنْبَ مِنْهُنَّ أَتَمُّ فَإِنَّ زِيَادَةَ قُبْحِ تَابِعَتِ لِيَزِيدَ فَضْلَ
 الْمَذْنِبِ وَالنِّعْمَةَ عَلَيْهِ وَتِلْكَ طَاهِرَةٌ فِيهِمْ۔ دو چند عذاب اس لیے کہ ان سے کوئی گناہ قبیح نہیں بلکہ
 اقبح ہے اس لیے کہ قبح کی زیادتی مذنب کی زیادہ فضل و نعمت پر موقوف ہے اور یہ ازواج مطہرات
 میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ ازواج نبی ہیں۔

وَلَيْدًا الْكَجُجْلُ حَتَّىٰ تَحْرُضُ عَنْ حَدِّ الرَّبِّ قَبْلَ۔ اسی لیے آزاد کی حد غلام سے دو چند ہوتی ہے۔

اور یہی حال عالم کا ہے بمقابلہ جاہل کے۔

وَرَوَى عَنْ زَيْنِ الْعَابِدِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا دَجَلُ أَنْكَرَ أَهْلَ بَيْتِ مَعْقُودٍ لَكُمْ
 فَغَضِبَ وَقَالَ لَمَنْ أَحْرَىٰ أَنْ يُجْهَرِي فَيَتَمَّا أَحْرَىٰ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِنْ أَنْ تَكُونَ كَمَا نَقُولُ إِنَّمَا نَرَىٰ لِحَسْبِنَا ضَعْفَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ فَلَسِيئَتَنَا ضَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ
 وَقَدْ هِنَا الْآيَةُ۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا آپ تو اہل بیت سے ہیں آپ کے لیے تو
 بخشش ہی بخشش ہے تو آپ اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا ہم آزاد بھی ایسے ہیں جیسے ازواج نبی
 اللہ علیہ وسلم تو اب کے معاملہ میں۔

ہمیں جہاں دو چند ثواب ہے وہاں ہم پر عذاب بھی دو چند ہے پھر يُضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ
 ضَعْفَيْنِ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔

پَارَةُ ۲۲

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ احزاب ۲۲

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور عمل کرے نیک ہم سے اوروں سے دونا ثواب میں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی رکھی ہے۔

اے نبی کی بیویوں اور عورتوں کی طرح نہیں اگر اللہ سے ڈرو تو نہ نرمی کرو بات میں کہ دل کا بیمار کچھ لالچ کرے

اور اچھی بات کرو۔

اور اپنے گھر میں قرار پیکر دو اور بے پردہ نہ بھر دینا جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز قائم رکھو اور

زکوٰۃ دو اور پیروی کرو اللہ اور رسول کی اللہ تو یہ ہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاک دور فرما دے اے نبی

کے گھر والو اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھر کر دے۔

اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آستیں اور حکمت بے شک اللہ ہر بار کی جانتا خبردار ہے۔

وَمَنْ يَفْعَلْ مِنْكُمْ اللَّهُ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا ثَوَابُهَا أَجْرًا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا بِذَقًا كَرِيمًا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُ مِنْ أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْعَمَ الَّذِي

فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَ

أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

وَأَذْكُرَنَّ مَا بُدِئَ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا

خَبِيرًا

لفظی ترجمہ

مَنْ يَفْعَلْ مِنْكُمْ اللَّهُ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا ثَوَابُهَا أَجْرًا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا بِذَقًا كَرِيمًا

یہاں سے تم میں سے جو اللہ اور رسول کی اور عمل کرے نیک ہم سے اوروں سے دونا ثواب میں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی رکھی ہے۔

و۔ اور	رَسُولِهِ۔ اس کے رسول کی	و۔ اور	يُدِّعُكَ اللَّهُ۔ اللہ کی
أَجْرَهَا اس کا اجر	نُؤْتِيهَا بِمِثْلِهَا اس کو	صَالِحًا اچھے	تَعْمَلُ۔ عمل کرے
لَهَا۔ اس کے لیے	أَعْتَدْنَا۔ تیار کیا ہم نے	و۔ اور	مَرَّتَيْنِ۔ دو گنا
نِسَاءً۔ بیویوں	بِأَرْوَاحِهِ	كَمِثْلِهَا اچھا	رِزْقًا رِزق
مِنَ النِّسَاءِ عورتوں جیسی	كَأَحَدٍ دوسری	كُنْتُمْ۔ نہیں ہو تم	النَّبِيِّ۔ نبی کی
تَخْتَعِنَ۔ نرم کرو	فَلَا تَوْنَهُ	الَّذِينَ تَزْمُ لَهَا رِجَالًا	إِنَّ۔ اگر
فِي بَيْتِ	اللَّذِي رُوِيَ كَه	فَيَطْمَحُ۔ کہ لالچ کرے گا	بِالْقَوْلِ۔ بات
قُلُوبِكُمْ۔ کہو	و۔ اور	مَوْضِعٍ بيماری ہے	قَلْبِهِ۔ اس کے دل کے
قَرْنٍ۔ ٹھہری رہو	و۔ اور	مَعْدِنًا۔ بھلی	قَوْلًا۔ بات
لَا تَرَهُ	و۔ اور	بَيِّنَاتٍ۔ اپنے گھروں کے	فِي بَيْتِ
الْأُولَى۔ پہلی کا	الْبَاهِلِيَّةِ۔ جاہلیت	تَبْرُجٍ۔ بے پردہ نکلنا	تَبْرُجِينَ۔ بے پردہ نکلو
و۔ اور	الصَّلَاةِ۔ نماز	أَقْنَعُ۔ قائم کرو	و۔ اور
أَطْعَمَ۔ کھا ناؤ	و۔ اور	الزُّكُوفَ۔ زکوٰۃ	أَرْبَعِينَ۔ دو
إِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	رَسُولَهُ۔ اس کے رسول کا	و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ کا
عَنْكُمْ۔ تم سے	يُنَادِيهِ۔ کہے جاٹے	اللَّهُ۔ اللہ	يُرِيدُ۔ چاہتا ہے
و۔ اور	الْبَيْتِ۔ بیت	أَهْلَ۔ اے اہل	الدِّجْسِ۔ گندگی
و۔ اور	نَطْهِيرًا۔ پاک کرنا	كُمُ۔ تم کو	يُطَهِّرُ۔ پاک کرے
فِي بَيْتِ	يُنَادِيهِ۔ پڑھا جاتا ہے	مَا جِئُوا	أَذْكَرًا۔ یاد کرو
و۔ اور	اللَّهُ۔ اہی سے	مِنْ آيَاتِ۔ آیات	بَيِّنَاتٍ۔ تمہارے گھر کے
كَانَ۔ ہے	اللَّهُ۔ اللہ	إِنَّ۔ بیشک	الْحِكْمَةَ۔ حکمت سے
		خَيْرًا۔ خیر دار	لَطِيفًا۔ باریک بین

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ احزاب ۲۲

وَمَنْ يُقِنْتُ مُتَكِّفًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلُ صَالِحًا نُؤْتِيهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا

لَهَا ذُقَّا كَرِيمًا۔ اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور اس کے رسول کی اور اچھے عمل کرے ہم سے اور دل سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

یہاں میں عام ہے مگر مذکور غنہ کے زمرہ میں ہے اس لیے سیاق مضمون کے لحاظ سے مُنْكَرٌ میں مخاطب ازواجِ نبوی ہیں تو میں کی عمومیت زمرہ ازواجِ طیبات تک ہے۔ گویا یوں ارشاد ہے کہ اے نبی علیہ السلام کی بیویوں عام طور پر ہماری طرف سے ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں مقرر ہیں لیکن یہ تمہاری خصوصیت ہے کہ تمہارے لیے ایک نیکی پر میں گنا اجر ہے۔

اسی لیے تمہارا شرف تمہاری فضیلت تمام جہان کی عورتوں پر ہے۔ اسی لیے تمہارے عمل میں بھی دو جہنمیں ہیں۔ ایک اولیٰ فریضہ و طاعت۔

دوسرے ہمارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی میں قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور کو خوش رکھنا۔ اور جو رزق کریم کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے وہ انعمہ و الطعمہ جنت ہیں

اس کے بعد ازواجِ مطہرات کے منصبِ حلیل کو واضح فرمایا اور یہ منصب منصوص قطع ہے اس کے خلاف جو بھی کسی زوجہ مطہرہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرے گا وہ منکر قرآن حکیم قرار پائے گا اور ظاہر ہے کہ منکر قرآن مسلمان نہیں رہتا۔

پھر ازواجِ مطہرات میں کسی زوجہ مکرمہ کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہنا اسی لیے کفر ہے کہ آیت کریمہ ان کی فضیلت میں مطلقاً ناطق ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لیے گفتگو کرنے کا قانون بھی نافذ کر دیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ التَّقِيْتَنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الْكَاذِبُ فِي قَلْبِهِ مَوْصِيٌّ وَقُلْتَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ اے نبی کی بیویوں تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا بیمار کچھ لالچ کرے اور اچھی بات کہو۔

آیت کریمہ میں ازواجِ مطہرات کو منادی فرما کر لَسْتَنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ فرمایا جس کے صریح معنی یہ ہو کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ تمہارا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اسی وجہ سے تمہیں اہمات المؤمنین بنایا اور

وَأَذَّأْنًا أَهْمَانَهُمْ فرمایا۔ لیکن یہ اہمیت اعزاز ہے نہ کہ حقیقتاً اس لیے ماں ہو جانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تم پردہ بھی اہمیتوں سے نہ کرو بلکہ تم جب پس پردہ کسی غیر سے گفتگو بھی کرو تو ایسی طرح کرو کہ تمہارے لہجہ میں نزاکت کا اظہار اور گفتگو میں لوج نہ ہو بلکہ گفتگو میں سادگی ہو غفت تاب تو اتین کے لیے یہی نشانیاں ہیں۔

اور تمہاری گفتگو جس سے بھی ہو اس میں نپد و نصائح اور دین و دیانت اور اسلام کی تعلیم ہونی چاہیے

بینگی وسعادت کی تلقین ہوتی چاہئے۔

اور آج ہم تمہیں حجاب کا بھی حکم دیتے ہیں جیسا پچھرا تھا۔
وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْعِجَالِ هَلِيئَتِنَا الْأُولَى۔ اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ

نہ رہو جیسے پہلے ایام جاہلیت میں بے پردہ تھیں۔

اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے قبل کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس زمانہ میں عورتیں بناؤ سنگار کے
اتراقی نکلتیں اور اپنے حسن وزینت کا ایسے ہی مظاہرہ کرتی تھیں جیسے آج چودھویں صدی میں مغرب زدہ
خواتین اور جدید تہذیب کی لڑکیاں کرتی ہیں۔

یورپ میں تو سہرخی پاؤ ڈر شریف لیڈی نہیں کرتیں بلکہ وہاں کی آوارہ عورتیں اس کے استعمال کی خوگر ہیں مگر
یہاں تو ہماری بو بیٹیاں بیویاں عام طور پر اسے ضروریات معاشرت میں داخل کہ چکی ہیں پھر گھس رہ کر اپنی
تزیین اس حال میں بھی کر لیں تو شکوہ نہیں ہمارا تو یہ حال ہے کہ باہر نکلتے وقت اسے لازمہ حیات قرار
دیتی ہیں۔

اسی بنا پر تبرج فرما کر بتا دیا کہ ایسے مظاہرہ حسن وزینت نہ کرو جیسے زمانہ جاہلیت میں غیر مردوں کو اپنی
زینت دکھائی جاتی تھی۔

ان کی جاہلیت کے لباس بھی ایسے ہوتے تھے جن سے جسم کے اعضاء نہ چھپتے تھے گویا جاہلیت اولیٰ
کا اثر جاہلیت اخروی میں لوٹ کر آگیا اور حضور نے آخر زمانہ کی عورتوں کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا
تھا کہ وہ کاسیات العاریات ہوں گی یعنی کپڑے پہنے ہوئے تنگے جسم والیاں۔

تو ازواج مطہرات سے ابتداء امر فرمائی گئی تاکہ عامہ امت کی خواتین سمجھ لیں کہ جب احض الخواص خواتین
اہمات المؤمنین پر یہ قانون نافذ ہے تو ہم تو ان کی بانڈیاں ہیں ہمارے لیے یہ قانون زیادہ اہمیت رکھتا ہے
جیسے حضرت مولا نے کائنات سیدنا علی کریم اللہ وجہہ کو مخاطب فرما کر لَکَ الْأُولَىٰ وَ عَلَیْکَ الثَّانِیَةَ فرمایا
یعنی علی غیر عورت پر پہلی نظر تو تمہیں معاف ہے کہ وہ بلا قصد پڑتی ہے مگر دوسری نظر تمہارے لیے گناہ ہے
حضرت شیر خدا پر یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ آپ معاذ اللہ غیر عورتوں کو گھورتے تھے بلکہ اس لیے آپ کو
مخاطب فرما کر یہ حکم دیا گیا تاکہ عوام کی آنکھیں غیر عورت پر نظر ڈالنے سے خود بخود رک جائیں اور وہ سمجھ لیں
کہ جب قاتل مرحب فاتح خیبر اسد اللہ شیر خدا کو یہ حکم ہے تو ہم پر اس کا اتباع سب سے زیادہ لازم ہے۔
اسی طرح ازواج مطہرات کو یہ حکم دے کر عامہ خواتین پر اہمیت احکم واضح فرمادی آگے ارشاد ہے
وَأَقْبَتِ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَأَطَعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکاۃ دواد

اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا - اللہ تو یہی چاہتا

ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اسے نبی کے گھر والوں اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے

سیاقِ مضمون ازواجِ مطہرات کے ساتھ مخاطب ظاہر کر رہا ہے لیکن یہاں لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ کی بجائے عَنْكُمُ الرِّجْسَ ارشاد ہوا اور يُطَهِّرْكُمْ کی بجائے وَيُطَهِّرْكُمْ جمع مذکر مخاطب کے ساتھ مخاطب کیا

اس کی وجہ سوا اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتی کہ اہل بیت میں صرف ازواج ہی نہیں ہیں۔ بلکہ

شہزادہ کوئین سیدنا حسین اور بنت رسول سیدہ زمرہ اور شیر خدا اسد اللہ اور سیدنا صدیق و فاروق

سب گھر والے ہیں اس لیے تغلیباً سب کے حق میں تطہیر کا وعدہ دینے کے لیے يُطَهِّرْكُمْ اور لِيُذْهِبَ

عَنْكُمُ فرمادیا تاکہ مرد و عورت سب شامل ہو جائیں۔ اور ازواج کے ساتھ اہل بیت اطہار میں سب ہی

شمار ہوں۔

یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔ اب

آگے ارشاد ہے۔

وَأَذْكُرَنَّ مَا بُيِّنَ لِي فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا اور

یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

اس سے مراد قرآن کریم اور سنت رسول رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسليم کی تعلیم دینا مراد ہے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ احزاب ۲۲

وَمَنْ يَعْزُبْ عَنْكَ بِلَهِّهِ دَرْسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا فَوْتَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا

لَهَا زُجَّاجًا كَثِيرًا - اور جو خشوع و خضوع کرے تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور نیک عمل کرے

میں سے دوں گا اس کا بدلہ دوچند اور اس کے لیے ہم تے تیار کر رکھا ہے عزت و الارزاق۔

لَيَقْنُتَنَّ رَقَنُوتَ سَعِيءٍ اَوْ رَقَنُوتَ سَكُوْتٍ كَوْ كَيْفِي كَهْتِي هِي اَوْ رَخْشَوْعٍ اَوْ رَخْشَوْعٍ كَوْ كَيْفِي اِسْ سَعِيءٍ

مراد امثال او امر اور اجتناب نو ایسی ہے۔

اور مَنْ يَعْزُبْ عَنْكَ بِلَهِّهِ دَرْسُولِهِ فرما کر اس امر کا اطہار فرمادیا کہ تعظیم و تکریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیر منفق ہے

اطاعت الہی سے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ ہو تو وہ اطاعت لغو اور بے معنی اور بے فائدہ ہے۔

اللہ کا عطا کردہ رسول پر جو ہے اس میں واو معیت کا ہے۔ ایسے ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول میں بھی واو معیت کا ہے اطاعت الہی بلا اطاعت رسالت پناہی بے کار ہے علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَذَكَرَ اللَّهُ إِنَّمَا هُوَ لِيَتَعَزَّيْمَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ طَاعَتَهُ عَزْزَ مُنْفَكَةٍ عَنِ طَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

توجیب اطاعت مع اطاعت سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو ثواباً آجڑھا مَدْرَتَيْنِ تو وہہ کی گیا کہ ہم سے اس اطاعت الہی اور امتثال امر رسالت پناہی کے سبب سے دہرا اجر دیں گے۔

ابن ابی حاتم ربیع بن انس سے راوی ہیں اِنَّ قَالَ فِي حَاصِلِ مَعْنَى الذَّيْتَيْنِ اِنَّ مَنْ عَصَى مُنْفَكَةً فَإِنَّهُ يَكُونُ الْعَذَابُ عَلَيْهِمَا الضَّعْفُ مَثَرَةً عَلَى سَائِرِ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ عَمِلَ مَعَهَا فَإِنَّ الْأَجْرَ الضَّعْفُ عَلَى سَائِرِ نِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ۔

آیت کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ جو حضور کی نافرمانی کرے گی تم میں سے اس پر عذاب بھی دنیا کے مومنہ عورتوں سے دوچند ہے اور جو نیک عمل کرے اس کا اجر بھی تمام مسلم خواتین سے دوچند ہے۔

تو عام اعمال صالحہ پر فی عمل جہاں دس نیکیاں مسلمان مرد عورت کے لیے ہیں وہاں خصوصی طور پر ازواج مطہرات کے لیے بیس گنا اجر کا وعدہ ہوا۔

اور اگر دس سے زیادہ کسی کو اجر ملا تو ازواج مطہرات کو اس سے دوچند اجر لازمی ہے اور اس تفضیف کی وجہ صاف ہے کہ ازواج کے علوم تربیت اور خصوصیت کی بنا پر یہ تخصیص ہے گویا یہ تبتانا مقصود ہے کہ ازواج مطہرات اور عام مومنہ عورتیں برابر نہیں۔

اور چونکہ بشارت مطلق ہے تو یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اعمال ازواج حین حیات سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک دوچند درجہ پر ہوں گے نہیں بلکہ ان کے اعمال صالحہ کا اجر بعد وفات بھی بالضعف ہوتا ہے گا۔ قال آلوسی فی روح المعانی۔

وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذَا كَيْسٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَعْمَالِهِنَّ الصَّالِحَاتِ الَّتِي عَمِلَتْهَا فِي حَيَاتِهِنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطُّ بَلْ يُضَاعَفُ أَجْرُهُنَّ عَلَيْهَا وَعَلَى الْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ الَّتِي يُعْمَلُهَا بَعْدَ وَقَاتِهَا مِنَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ۔

وَاعْتَدْنَا لَهَا دَرَجَاتٍ كَثِيرًا. اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے عزت والارزق۔

يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ زِيَادَةً عَلَى أَجْرِهَا الْمُضَاعَفِ رِزْقًا كَرِيمًا - عَظِيمَ الْقَدْرِ رَفِيعَ الْخَطَرِ مَرْضِيًّا

لِصَاحِبِهِ جَنَّتْ فِيهِ ان كَا اَجْر دُو چنڈ سر چنڈ ہو جو نہایت عظیم القدر رفیع الخطر ہو۔

اگے ازواج مطہرات کی دوسری خصوصیت کا بیان ہے جو تمام عورتوں سے علیحدہ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النَّسَائِ انْ تَقِيَّتَنَّ فَلَا تَخْضَعَنَّ بِالْقَوْلِ فَيَطْعَمَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ
مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا - اے نبی کی بیویوں تم اور عورتوں جیسی نہیں اگر تم تقویٰ کرو تو نہ نرم کلام کرو کہ اس
کے دل میں طبع پیدا ہو جس کا دل بیمار ہے اور جو کچھ کہو قول معروف پر از نصیحت کہو۔

ان انقیات سے مراد حکم الہی کی مخالفت سے ڈرنا اور رضا حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنا ہے۔

اور لَا تَخْضَعَنَّ بِالْقَوْلِ کے یہ معنی ہیں لَا تَلْتَقِ الْكَلَامَ وَلَا تَرْقِئْنَا نہ نرمی کرو اپنی گفتگو میں اور نہ

تراکت دکھاؤ بات کرنے میں چنانچہ مروی ہے عَنْ بَعْضِ أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا كَانَتْ لَصْنَعُ يَدِهَا
عَلَى فَمِهَا إِذَا كَلَمَتْ أَحَبِيًّا تَغَيَّرُ صَوْتَهَا بِذَلِكَ خَوْفًا مِنْ أَنْ تَسْمَعَ رَجِيمًا لَبِنًا۔

بعض اہمات المؤمنین جب اجنبی سے کلام فرماتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز بدل لیتیں اس خوف سے

کہ سننے والا آواز باریک اور نرم نہ سن لے۔

فَيَطْعَمَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ - تاکہ جو بیمار دل منافق میں ان کی نیت گندی نہ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں امشی کے قول کو پیش کیا ہے۔

حَافِظٌ لِلْفَرْجِ رَاضٍ بِالنَّفْسِ وَكَئِذَا مَنَّ قَلْبُهُ فِيهِ مَرَضٌ

ازواج کی یہ شان تھی کہ باعصمت باعفت تھیں اور تقویٰ کے ساتھ راضی وہ ان سے نہ تھیں جن کے

دل بیمار ہوں۔

یعنی جن کے دل میں شہوت و زنا کا مرض ہو۔

تقادہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں جن کے دل میں نفاق ہو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم زید بن علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا الْمَرَضُ مَوْضَانِ مَرَضٍ

رِنَاءٌ وَمَرَضٌ نِفَاقٌ۔ مرض دو ہیں مرض زنا اور مرض نفاق۔

وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا کے معنی پر روح المعانی میں یوں ہے وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا حَسَنًا لِعِبَادِ عَنِ

الرَّيْبِ غَيْرِ مُطْمَئِنِّينَ وَلَا حَيْدٍ۔ اور گفتگو کرو تو اچھی نصیحت کی جو کسی قسم کے شک اور خواہش سے بعید ہو۔

اس کے بعد تیسرا حکم اول ازواج کے لیے نافذ ہے جو بعید میں عامہ مومنات کے لیے بھی عام ہو گیا

جیٹ قال تعلقے۔

دَقَرَتْ فِي بَيْتِكُمْ - اور قرار پکڑ لو اپنے گھر دل میں۔

اس کے معنی اقرن بنتے ہیں یہ قرقر سے ہے اس میں یہ تعبیل ہوئی کہ پہلی را حذوف ہوئی اور قاف پر فتح لاکر ہمزہ حذوف کر دیا اس لیے کہ حرکت قاف کی وجہ سے ہمزہ زائد تھا۔ قرن ہو گیا۔

چنانچہ ترمذی۔ ہزار ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْدًا فَادَا حَوِيَتْ مِنْ بَيْتِهَا اسْتَشْرَقَهَا الشَّيْطَانُ وَاَقْرَبَ مَا تَكُونُ مِنْ دَحْمَةٍ تَبْهَاهُ دَهِيٌّ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا عَوْرَتُ سِرِّهَا عَوْرَتُ بَيْتِهَا تُوَجِّبُ وَهِيَ بَيْتِهَا اس کے پیچھے اچکنا ہے اور رحمت الہی کے قریب وہ ہوتی ہے جو اپنے گھر کے گوشہ میں رہے۔

وَاَخْرَجَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ جِئْتُ النِّسَاءَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِالْقُضَلِ وَالْمَجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَا لَنَا عَمَلٌ نُدْرِكُ بِهِ فَعَمَلُ الْمَجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ قَعَدَ شِمْنُكَ فِي بَيْتِهَا فَاسْتَدْرِكْ عَمَلُ الْمَجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔

فرماتے ہیں حضور کی خدمت اقدس میں عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور مرد تو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بڑھ گئے کیا ہمارے لیے بھی کوئی ایسا عمل ہے جس سے ہم مجاہدین کی فضیلت حاصل کر سکیں فرمایا ہوا تم میں سے اپنے گھر میں بیٹھے وہ عمل مجاہدین فی سبیل اللہ کا اجر پائے گی۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَقَدْ يَحْرُمُ عَلَيْهِمُ الْخُرُوجُ بَلْ قَدْ يَكُونُ كَيْدًا كَثِيرًا وَهِيَ لَمْ يَأْتِ الْقُبُورَ إِذَا عَطِثَتْ مَفْسَدَاتُهَا وَخَرَجَتْ وَلَوْ اِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ اسْتَعْطَرْنَ وَتَزَيَّنَّ إِذَا تَحَقَّقَتْ أَمَّا إِذَا طَلَّتْ فَهُوَ حَرَامٌ غَيْرُ كَيْدٍ۔ بے شک عورتوں پر حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے گھر سے نکلنا جیسا ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جبکہ فتنہ کا خطرہ ہو اور مسجد کی طرف جانا بھی ممنوع ہے جبکہ خوشبو سے معطر ہو کر اور زیورات و لباس سے مزین ہو کر نکلیں تو حرام ہے اور اگر مفسدہ و مظنہ فتنہ نہ ہو تب بھی ممنوع ہے اگرچہ کبیرہ نہیں۔ البتہ حج اور زیارت والدین یا عیادت مرہقین جو رشتہ میں ہو اور تعزیت اموات اقارب وغیرہ کے لیے خروج جائز ہے بشرطیکہ زینت و تعطر نہ ہو۔

وَلَا تَبْرُجَنَّ تَبْرُجَ الْمَجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔ اور نہ اتراقی نکلو بہالت کے زمانہ کی طرح۔

عربی میں تبرج اور خروج میں فرق ہے۔ خروج گھر سے سادگی کے ساتھ بضرورت نکلنا ہے اور تبرج بقول مجاہد اور قتادہ اور ابن ابی جیح مشی تبخر ہے یعنی بناؤ سنگار کے اترتے ہوئے نکلنا تبرج ہے ہبیر کہتے ہیں التَّبْرُجُ أَنْ تُبْدِيَ مِنْ ثَمَّاسِهَا مَا يَجِبُ عَلَيْهَا اسْتُرُّهُ۔ تبرج اس مظاہرہ کو کہتے

میں جس میں عورت اپنے وہ محاسن ظاہر کرے جن کا ستر اس پر واجب ہے۔
 قَالَ اللَّيْثُ يُقَالُ تَبَرَّجَتْ الْمَرْءُ إِذَا ابْتَدَتْ مَحَاسِنَهَا مِنْ وَجْهِهَا وَجَسَدِهَا لَيْثٌ فَرَاتٌ
 ہیں تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے پھرے اور جسم کے محاسن ایثار پر ظاہر کرے۔
 اور جاہلیتِ اولیٰ سے مراد ایام جاہلیت کی تہذیب ہے جو زمانہ اولیٰ میں تھی اور موجودہ زمانہ میں لوٹ
 کر پھر آگئی۔

اور ابن جریر ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی
 عن ابی اہلیتہ مابین نوح وادریس علیہما السلام وکانت الفستۃ جاہلیتہ کا زمانہ نوح اور ادریس علیہما
 السلام کے زمانہ کے مابین ایک ہزار سال کا زمانہ ہے۔

قَالَ وَانَّ بَطْنَيْنِ مِنْ دُودِ اٰدَمَ كَانَ أَحَدُهُمَا يَسْكُنُ السَّهْلَ وَالْآخَرُ يَسْكُنُ الْجِبَالَ - اولادِ آدم
 علیہ السلام میں سے ایک قبیلہ میدان میں رہتا اور ایک پہاڑوں میں۔

وَكَانَ نِسَاءُ السَّهْلِ وَرِجَالُهُمْ عَلَى الْعَكْسِ فَأَمَّا أَهْلُ السَّهْلِ عِيْدًا يَجْتَمِعُونَ الْيَمِيْنَ فِي السَّنَةِ
 فَتَبْرَجُ النِّسَاءُ لِلرِّجَالِ وَالرِّجَالُ لَهُمْ وَإِنَّ رِجَالَ مَنْ أَهْلِ الْجِبَلِ يَجْمَعُونَ فِي عِيْدِهِمْ فَرَأَى النِّسَاءُ وَ
 صَبَّاحَهُنَّ فَأَتَى اصْحَابَهُ وَأَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ فَتَوَلَّوْا الْيَمِيْنَ فَانزَلُوا إِلَيْهِنَّ فَظَهَرَتْ الْفَاحِشَةُ فِيهِنَّ
 تو میدان میں رہنے والی عورتیں اور مرد سالانہ پہاڑ پر عید کرتے یعنی میلہ بناتے تو عورتیں مردوں کے لیے
 اور مرد عورتوں کے لیے عید بناتے۔

پھر ایک پہاڑی آدمی اس میلے میں آیا اور اس نے ہجوم کیا تو عورتوں کی صباحت و تزین و دکھی اور
 اس نے اوروں کو خبر کی وہ بھی اس طرف رجوع ہو گئے حتیٰ کہ بے حیائی ان میں عام ہو گئی۔ اس طرف آئیہ کریمہ
 میں تَبْرَجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ فَمَا كَرَّ اِشَارَهُ فَرِيَا۔

بعض اس پر زور دیتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں زمانہ جاہلیت کی بے حیائی اور بے پردگی مراد ہے۔
 غرض کہ اس حکم حجاب کے بعد ازواج مطہرات حج کے لیے بھی گھر سے نہ نکلیں۔

پناہ عبد اللہ بن حمید اور ابن المنذر محمد بن سیرین سے راوی ہیں قَالَ بَدَتْ اَسْتَقْبِلُ لِسُوْحَكَ رَضِيَ اللهُ
 عَنْهَا ذُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِكَ لَا تَجْمَعِينَ وَلَا تَعْمَرِينَ كَمَا يَفْعَلُ اَخْوَانُكَ فَقَالَتْ
 قَدْ بَحِجَّتْ وَاعْتَمَرْتُ وَامْرَاَتِي اللهُ تَعَالَىٰ اَنْ اَقْرَبِي فِي بَيْتِي فَوَاللهِ لَا اَخْرُجُ مِنْ بَيْتِي حَتَّىٰ اَمُوْتُ
 حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور آپ نے حج
 کرتی ہیں نہ عمرہ جیسے اور کہتی ہیں آپ نے فرمایا میں حج کر چکی ہوں اور عمرہ بھی اب اللہ نے مجھے حکم دیا ہے

کہ میں اپنے گھر میں قرآن پکھڑوں تو قسم بخدا اب میں گھر سے باہر نہ نکلوں گی حتیٰ کہ مر جاؤں۔
 راوی فرماتے ہیں قَوْلَ اللَّهِ مَا حَزَجَتْ مِنْ بَابِ مُجْمَرٍ تَنَاخَتْ أُخْرِجَتْ جَنَازَتُهَا۔ خدا کی قسم آپ گھر کے
 دروازے سے باہر نہ تشریف لائیں یہاں تک کہ جنازہ ہی نکلا۔

اور یہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد تھا۔

اس لیے کہ دیگر ازواج مطہرات حج کو تشریف لے گئیں سواہ حضرت زینب بنت جحش اور حضرت

سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما کے

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتَيْنَ الزَّكَاةَ وَآطَعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ اور تمارے قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور

اللہ ورسول کی پیروی کرتی رہو۔

اس میں عبادتِ بدنی اور عبادتِ مالی کی پابندی کا حکم دیا گیا۔

آگے ارشاد ہے جو ازواج مطہرات اور اہلیتِ اطہار کے لیے مشترک خصوصیت کی دلیل ہے چیت ^{قال}

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے

کہ تم سے ہر قسم کی برائی لے جائے لے اہلیت اور تمہیں پاک کر دے حق پاک کرنے کا۔

رجس کی تعریف میں مفسرین کے یہ قول ہیں۔

(۱) وَالرِّجْسُ فِي الْأَصْلِ الْقَدْرُ وَارْتِدَاءُ بِهِ هُمْنَا عِنْدَ كَثِيرٍ الدَّنِيَّةُ مَجَازًا۔ رجس اصل میں گندی

کو کہتے ہیں اور اس جگہ اس سے مراد اکثر کے نزدیک مجازاً گناہ ہے۔

(۲) وَقَالَ السُّدِّيُّ الْأَثَمُ۔ سدی کہتے ہیں کہ رجس سے مراد اثم یعنی برگناہ ہے۔

(۳) وَقَالَ الزُّجَاجِيُّ الرِّجْسُ الْفِسْقُ۔ زجاج کے نزدیک رجس سے مراد فسق ہے۔

(۴) وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ الشَّيْطَانُ۔ ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔

۵) وَقَالَ الْحَسَنُ الشَّرْكَ۔ حسن کے نزدیک رجس شرک ہے۔

(۶) وَقِيلَ الشُّكُّ۔ ایک قول ہے کہ رجس شک ہے۔

(۷) وَقِيلَ الْمَجْلُ وَالطَّمَعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس مجل ہے اور طمع۔

(۸) وَقِيلَ الْأَهْوَالُ وَالْبُدْعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس بڑھوس و ہوا اور ارتکابِ بدعات ہے۔

(۹) وَقِيلَ إِنَّ الرِّجْسَ يَقَعُ عَلَى الْإِثْمِ وَعَلَى الْعَدَايَةِ وَعَلَى الْجَنَاسَةِ وَعَلَى النِّقَالِصِ۔ ایک قول

ہے کہ رجس کا اطلاق اثم اور عذاب پر بھی ہوتا ہے اور نجاست پر بھی اور ہر قسم کی ناقص باتوں

پر بھی رجس کہہ دیتے ہیں۔

وَالْمَرَادُ بِهِ هَهُنَا مَا يَجْمَعُ كُلُّ ذَلِكِ - احسن قول یہ ہے کہ یہاں جس سے مراد گناہ فسق تو سوس شیطانی اور شرک و شک اور بخل و طمع اور حرص و ہوا و بدعات سب ہی سے پاک کرتا ہے۔

اب اہل البیت میں الف لام جنسی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ
وَالَّذِي فِيهِ يُلْقِينَ أَوْلَادًا سِنْفًا أَوْ ذَا الْمُرَادُ بِالْمُظْهِرِ -

قِيلَ التَّحْلِيَةُ بِالتَّقْوَى

وَقِيلَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الذَّنْبَ وَالْمَعَاصِيَ فَمَا تَهَاكُمُ وَيُحْيِيكُمْ بِالتَّقْوَى تَحْلِيَةً
يَلْبِغَةُ فَمَا أَمْرُكُمْ - یہ الف لام جنسی ہے یا استغفر اتی - اور تطہیر سے مراد ایک قول کے مطابق تزیین بالتقوی
ہے اور ایک قول میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے تمام گناہ جن سے تمہیں منع کیا
یہ دور کر دے اور تمہیں تقوی کی زینتوں سے فرین کرے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اور آیت کریمہ کا خلاصہ یہ نکلتا ہے گویا ارشاد ہے يُرِيدُ اللَّهُ إِذْ هَبَ الرِّجْسَ عَنْكُمْ وَيُطَهِّرَكُمْ
اللَّهُ تَمَّ مِنْ قِسْمِ كِي كُنْدُ كِي دور کر کے تمہیں پاک اور ستھر کرنا چاہتا ہے۔

اب یہ بحث کہ ازواج مطہرات اہلیت میں ہیں یا نہیں؟

اس کے متعلق روح البیان میں آلوسی نے مختلف فیہ اقوال نقل کر کے واضح کیا ہے کہ اکثر نے ازواج کو
داخل اہلیت مانا ہے اور بعض نہیں ملتے۔

نہاتے والے حدیث ثقلین سے استناد کرتے ہیں اس میں ایک چادر کے اندر ایک گھر میں حضرت ام
سلمہ کے یہاں سیدہ فاطمہ زہراء اور علی اور حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور نے لیا اور فرمایا اللَّهُمَّ
إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَرِيَا تُو مَعْلُومُ ہوا کہ اہل بیت صرف سیدہ اور حسن و حسین اور حضرت علی ہی ہیں۔
باقی ازواج مطہرات نہیں۔

لیکن یہ سب اخبار آحاد میں نص قطعی جو آیت قرآنی ہے اس میں سیاق و سباق یہی کہتا ہے کہ اہلیت
میں ازواج اہل المؤمنین اور سیدہ زہراء و حسین اور حضرت علی سب داخل ہیں چنانچہ بعض روایتیں وہ
بھی ہیں جن سے ازواج کا اہل بیت سے ہونا ثابت ہے۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَمَّ إِلَى أَهْلِ الْكِسَاءِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِحُضُورِ

چادر میں صرف حضرت زہراء و حسین اور حضرت علی کو ہی لیا تو لقیہ نبات اس چادر میں نہ تھیں تو اگر چادر میں
لینا ہی مستلزم اہلیت ہے تو لقیہ نبات کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا أَمَا أَنَا مِنَ أَهْلِ الْبَيْتِ فَقَالَ بَلَى إِنَّكَ مِنَ أَهْلِ الْبَيْتِ

حضور کیا ہم ازواج اہل بیت سے نہیں فرمایا کیوں نہیں انشاء اللہ
ایک روایت میں ہے اَتَمَّهَا قَالَتْ لَمْ صَلِّى اللهُ عَلَيْهٍ وَوَسَّوْهُ السَّتِّ مِنْ اَهْلِكَ قَالَ بَلَى وَارْتَه
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَدْخَلَهَا الْكِسَاءُ بَعْدَ مَا قَضَى دُعَاؤَهُ لَهُمْ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور
میں آپ کے اہل سے نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں اور حضور نے آپ کو بھی چادر میں لے لیا دعا فرماتے کے بعد
پھر آل نبی اور آل سببی کے فرق کے ساتھ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں ہیں جیسا
حضور نے فرمایا سَلَّمَانٌ وَمِنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ۔

اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے عرض کیا اَنَا مِنْ اَهْلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَنْتَ مِنْ اَهْلِي۔ واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے عرض کیا کیا میں حضور کے اہل سے ہوں۔ فرمایا ہاں تم میرے
اہل سے ہو۔

اور لَيْدُنْ هِيَ عُنُقُ الرَّجِيِّ اور وَيَطْفُرُكُمْ تَطْفِيرًا كَيْ يَجِيءَ عُنُقُ الرَّجِيِّ وَيُطْفِرُكُمْ تَطْفِيرًا
کی وجہ ظاہر کی گئی الْمُرَادُ هُوَ فَيْسَادُ كَلِمَةِ الْمَطْفِرَاتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ وَصَحَابِهِمْ جَمِيعًا الْمَذْكُورِ لِتَعْلِيْبِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ عَلَيْهِنَّ۔ اسے ہم اول خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

آخر میں تمام روایات کے نقل کے بعد علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔
وَيَدْخُلُ فِي ذَلِكَ اِذَا جَاءَ وَالْاَدْبَعَةُ اَهْلُ الْكِسَاءِ وَعَلَى كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ مَعَ مَا لَمْ يَنْقَلِ
مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس میں ازواج مطہرات اور چاروں اہل کساء اور علی کرم اللہ وجہہ
معہ اس قرابت کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں سب داخل ہیں۔
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَاتِ اِنَّ اللهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔ اور ذکر کرو
بطور وعظ و نصیحت اس کا جو پڑھا جاتا ہے تمہارے گھروں میں قرآن کریم سے اور سنت نبی رحیم سے بیشک
اللہ لطیف و خبیر ہے۔

یہاں آیات اللہ سے مراد قرآن حکیم ہے اور حکمت سے مراد سنت نبی کریم ہے۔

یا معاویرہ ترجمہ یا نچوالا رکوع سورۃ احزاب ۲۲

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن
مرد اور مومنہ عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ

وَالصَّادِقِينَ وَالصَّابِرِينَ
وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ
وَالْمُتَضَمِّنِينَ وَالْمُتَضَمِّنَاتِ
وَالصَّامِتِينَ وَالصَّامِتَاتِ
وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ
وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا
وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا
قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ
يَعْمَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلَالًا مُبِينًا

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَالْعَمَتْ عَلَيْهَا أَمْسِكْ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُحْفَى
فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتُحْفَى النَّاسِ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ
تُخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدًا مِنْهَا
وَطَرًا أَرْوَجْنَا كَمَا لَبَّيْنَاكَ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ خَرَجَ فِي أَرْوَاحٍ
أُدْعِيَاءِهِمْ إِذَا قَضُوا مِنْهُمْ
وَطَرًا وَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ مَفْعُولًا

عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد
اور صابر عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد
اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے
والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ
دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور محافظت کرنے
والے شرمگاہوں کی اور محافظت کرنے والیاں
اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو
بہت یاد کرنے والی عورتیں ان کے لیے اللہ نے
بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اور نہ کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومنہ عورت کو
یہ اختیار ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم
فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ میں کچھ اختیار رہے
اور خودنا فرمائی کرے اللہ اور رسول کی وہ بیشک
صریح گمراہی میں بہکا۔

اور لے محبوب وہ واقعہ یا کیجئے جب آپ فرما
رہے تھے اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور آپ
نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے
دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں معافی رکھتے
تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرتا تھا اور تم لوگوں کے
طعن سے خائف تھے اور اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس
سے خوف کیا جائے تو جب زید کی غرض اس سے
نکل گئی تو وہ ہم نے تمہارے نکاح میں دے دی
تاکہ نہ مومنین پر کچھ حرج لگے یا لکلوں کے بیویوں
میں جیب ہو جائے ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور
اللہ کا حکم ہو کہ رہنا چاہتا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا
فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْهُ اللَّهُ فِي
الَّذِينَ يَخْتَلُوا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أُنْفُرًا لَلَّهِ
قَدْرًا مَقْدُودًا

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ
وَيُحْشِرُونَ وَلَا يُحْشِرُونَ أَحَدًا إِلَّا
اللَّهُ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِمَّنْ رَجَّالِكُمْ
وَالَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

نہیں ہے بنی پر کوئی حرج اس بات میں جو اللہ نے
اس کے لیے مقرر فرمادی اللہ کا دستور چلا آ رہا
ہے ان میں جو پہلے گذر گئے اور اللہ کا کام مقرر شدہ
ہے۔

وہ جو پہنچتے ہیں اللہ کے پیام اور اس سے ڈرتے
ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ
کافی ہے حساب لینے والا۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں
لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری
نبی اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ- اور	الْمُسْلِمِينَ - فرمانبرداری کرنے والے مرد	وَ- اور	الْمُسْلِمَاتِ - فرمانبرداری کرنے والی عورتیں
وَ- اور	الْمُؤْمِنِينَ - ایمان لانے والی عورتیں	وَ- اور	الْمُؤْمِنَاتِ - ایمان لانے والی عورتیں
وَ- اور	الْقَائِمِينَ - عاجزی کرنے والے مرد	وَ- اور	الْقَائِمَاتِ - عاجزی کرنے والی عورتیں
وَ- اور	الصَّادِقِينَ - سچ بولنے والی عورتیں	وَ- اور	الصَّادِقَاتِ - سچ بولنے والی عورتیں
وَ- اور	الصَّابِرِينَ - صبر کرنے والے مرد	وَ- اور	الصَّابِرَاتِ - صبر کرنے والی عورتیں
وَ- اور	الْمُحَاشِعِينَ - ڈرنے والے	وَ- اور	الْمُحَاشِعَاتِ - ڈرنے والی عورتیں
وَ- اور	الْمُتَّقِينَ - صدقہ کرنے والے مرد	وَ- اور	الْمُتَّقَاتِ - صدقہ کرنے والی عورتیں
وَ- اور	الصَّائِمِينَ - روزہ رکھنے	وَ- اور	الصَّائِمَاتِ - روزہ رکھنے والی عورتیں

خود دیکھو۔ اپنی شرمگاہوں کی

ڈ۔ اور

کثیراً۔ بہت اور

اللہ۔ اللہ نے

اجدا۔ اجر

کان۔ ہے

مؤمنۃ۔ مومن عورت کیلئے

ڈ۔ اور

یكون۔ ہو

هو۔ ان کے کا

اللہ۔ اللہ کی

صدا۔ گمراہ ہوا

اذا۔ جب

اللہ۔ اللہ نے

علیہ۔ اس پر

ڈ۔ اور

تخفی۔ چھپاتا تھا تو

اللہ۔ اللہ

الناس۔ لوگوں سے

ان۔ یہ کہ

قضى۔ پوری کر لی

زوجتہا۔ تو نکاح اس کا

علی۔ اوپر

ازواج۔ بیویوں

قضا۔ پوری کر لیں

المحافظین۔ حفاظت کرنے والے مرد

المحافظات۔ حفاظت کرنے والی عورتیں

اللہ۔ اللہ کا

اعداء۔ تیار کیا

ڈ۔ اور

ما۔ نہیں

لا۔ نہ

اللہ۔ اللہ

ان۔ یہ کہ

من۔ انہر۔ کام

یعنی۔ تافرمانی کرے

فقد۔ تو بیشک

ڈ۔ اور

العام۔ العام کیا

العامت۔ العام کیا تو نے

زوجک۔ اپنی بیوی

ڈ۔ اور

ما۔ جو

تخفی۔ تو ڈرتا تھا

اتقی۔ زیادہ حقدار ہے

فلما۔ تو جب

وطلأ۔ حاجت

یكون۔ ہو

فی۔ بیچ

اذا۔ جبکہ

ڈ۔ اور

ڈ۔ اور

الذکرین۔ ذکر کرنے والے

الذکوات۔ ذکر کرنے والیاں

لکم۔ ان کے لیے

عظیماً۔ بڑا

لؤمن۔ واسطے کسی مومن

اذا۔ جب کہ

رسولہ۔ اس کا رسول

کم۔ ان کے لیے

ڈ۔ اور

ڈ۔ اور

صلاً۔ گمراہی

تقول۔ تو کہتا تھا

علیہ۔ اس پر

اصبک۔ روک رکھ

اتق۔ ڈر

فی۔ بیچ

صیبید۔ ظاہر کرنے والا تھا

ڈ۔ اور

تخشا۔ ڈرے تو

ذین۔ زید نے

تھے

المؤمنین۔ مومنوں کے

ادعیاء۔ لے پا لکوں

وَظَرًا حَاجَتِ	وَرَّ اور	كَانَ سَبَّ
اللَّهُ - الشُّكَا	مَعْتُولًا - پورا ہونے والا	مَا - نہیں
عَلَى - اوپر	النَّبِيِّ - نبی کے	مِنْ حَرَجٍ - کوئی چیز
فَوْضَ - مقرر کر دیا	اللَّهُ - اللہ نے	لَهَا - اس کے لیے
اللَّهُ - الشُّكَا	فِي - بیچ	الَّذِينَ - ان کے جو
مِنْ قَبْلُ - پہلے	وَرَّ اور	كَانَ سَبَّ
اللَّهُ - الشُّكَا	قَدَرًا - اندازہ	مَقْدُودًا - کیا ہوا
الَّذِينَ - وہ جو	يَبْلُغُونَ - پہنچتے ہیں	رِسَالَاتِ - پیغام
وَرَّ اور	يَحْشُونَ - ڈرتے ہیں اس سے	وَرَّ اور
يَحْشُونَ - ڈرتے	أَحَدًا - کسی سے	إِلَّا - سوا
وَرَّ اور	كَفَى - کافی ہے	بِاللَّهِ - اللہ
مَا - نہیں	كَانَ - میں	مُحَمَّدًا - محمد
أَحَدٍ - کسی کے	مِنْ رَجَائِكُمْ - تمہارے مروں میں سے	اللَّهُ - اللہ کے
لِيَكُنْ - لیکن	رَسُولَ - رسول میں	وَرَّ اور
خَاتَمَ - ختم کرنے والے	النَّبِيِّينَ - نبیوں کے	وَرَّ اور
اللَّهُ - اللہ	بِكُلِّ - ہر	كَانَ - ہے
		عَلِيمًا - جانتے والا

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ احزاب ۲۲

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَائِمِيْنَ وَالْقَائِمَاتِ
 وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْحَاشِعِيْنَ وَالْحَاشِعَاتِ
 الْمُصِدِّقِيْنَ وَالْمُصِدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ
 وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا
 مسلمين و مسلمات مومنين و مومنات قانتين و قانتات صادقين و صادقات

صابرات - خاشعین و خاشعات - متصدقین و متصدقات - صائمین و صائمات - حافظین و فوج
و حافظات - ذاکرین و ذاکرات -

یہ دس مراتب مرد و عورت کے برابر بیان فرمائے گئے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو اذکار
مطہرات سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ عورتوں کے حق میں کبھی کوئی آیت نازل ہوئی یا نہیں؟
سب نے جواب دیا کہ نہیں۔

تو حضرت اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عورتیں بڑے خسران و نقصان میں
ہیں۔ حضور نے فرمایا کیوں؟

اسماء نے عرض کیا مردوں کے ذکر تو ہر ہیلتے سے آتے ہیں لیکن عورتوں کا ذکر خیر کے ساتھ قرآن پاک
میں کہیں نہیں آیا۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں جہاں دس مراتب مردوں کے بیان فرمائے وہاں وہی دس
مراتب عورتوں کے بھی بیان ہوئے۔

ان مراتب میں سب سے اول درجہ اسلام کا ہے جو بلا اطاعت خدا اور رسول کے مکمل نہیں ہوتا۔
دوسرا درجہ ایمان کا ہے کہ وہ عقائد صحیحہ اور ظاہر و باطن کے موافق ہوئے بغیر پورا نہیں ہوتا۔
تیسرا درجہ قنوت کا ہے جو خالص اطاعت ہے۔

چوتھا درجہ صدق کا ہے جو صدق نیت و صدق کلام و صدق اعمال سے پورا ہوتا ہے۔

پانچواں درجہ صبر کا ہے جس کے ذریعہ احکام کی پابندی اور منہیات سے انحراف کیا جاتا ہے خواہ نفس پر
وہ کتنا ہی شاق گذرے مگر رضاء الہی کے لیے وہ ضرور کیا جائے۔

چھٹا درجہ خشوع کا ہے جس کے ذریعہ طاعتوں عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ مومن متواضع
بن جاتا ہے۔

ساتواں درجہ صدقہ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی روزی سے اس کی راہ میں بطریق فرض زکوٰۃ اور
بطور نفل خیرات دینا ہے۔

آٹھواں درجہ صوم کا ہے یہ بھی فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو ہر ہفتہ ایک درم صدقہ کرے وہ متصدقین سے ہے اور جو ہر مہینہ ایام

بیض کے تین روزے رکھے وہ سائیمین میں شمار کیا جاتا ہے۔

نویں درجہ میں عفت و عصمت کا بیان ہوا وہ یہ ہے کہ مرد عورت اپنی عصمت محفوظ رکھے اور جو حرام ہے اس سے اجتناب کرے۔

دسواں مرتبہ ذکر کا ہے یہ تسبیح و تہلیل۔ تمجید و تکبیر و قدرت کلام پاک اور علم دین پڑھنا پڑھانا اور نماز پجکانہ ادا کرنا۔ وعظ و نصیحت۔ ذکر و ولادت رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کرنا وہ لغت خوانی جو حدود و ضوابط میں ہوں کرنا یہ سب ذکر الہی ہیں داخل ہیں۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ بندہ ذاکرین میں جیب شمار ہوتا ہے جبکہ وہ کھڑے بیٹھے بیٹھے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتا رہے۔

ایسی صفات سے متصف انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑے ثواب تیار کر رکھے ہیں۔ اس کے بعد حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور انکی والدہ امیہ بنت عبدالمطلب کے واقعہ میں فرمان الہی ہے۔ امیہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کھوپڑی میں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ دَرَسُوكُمْ أَمْرًا أَنْ تَكُونَ لَكُمْ الْحِجْرَةُ مِنْ أَهْلِ هَهُودٍ
مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ صَدَّقَ صِدْقًا سَلَامًا. اور نہیں حق کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو جبکہ اللہ اور اس کا رسول کچھ فرمائے اپنے معاملہ میں کسی قسم کے اختیار کا اور جو حکم نہ ملے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

واقعہ یہ تھا کہ حضرت زینب بنت جحش نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آزاد کیا مگر وہ حضور کے فیضِ محبت سے علیحدگی پسند نہ کرتے ہوئے خدمتِ اقدس میں بھی رہے حضور کو کھلی یہ محبوب تھے۔

جب یہ خدمتِ والا سے علیحدہ نہ ہوئے تو حضور نے حضرت زینب بنت جحش کے لیے ان کے رشتہ کا پیام دیا۔ اس پیام کو اول حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے منظور نہیں کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ جب حضرت زینب اور ان کے بھائی نے یہ حکم سنا علی القور راضی ہو گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے آپ کا نکاح کر دیا۔ حضور نے حضرت زینب کا ہر دس دینار ساٹھ درہم اور ایک جوڑا اور پچاس مد کھانا تیس صاع کھجوریں رکھا۔

اس مقدار پر حساب کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نے ہر کی یہ مقدار بھی رکھی جو آج کل کے

حساب سے

دس دینار چار سو کے ٹھینا ہوتے ہیں۔

ساتھ درم تیس روپے کے ہوتے ہیں۔

جوڑا تقریباً بیس روپیہ کا۔

ڈپرٹھ من کھانا تین ڈیگ ۲۴۰ کے۔

تیس صاع کھجور پونے دو من اسی روپیہ کی۔

تو موجودہ زمانے کی قیمت کے لحاظ سے نو سو سے قریب ہر ہوا۔

اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہوئے۔

مومن پر حضور کی اطاعت ہر امر میں لازم ہے۔

مومن حضور کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش کا مختار نہیں

اس کے بعد دوسرا واقعہ بیان فرمایا گیا۔

وَرَأَى الْقَوْلُ لِلَّهِ مَا اللَّهُ مُبْدِيًّا وَتَخَشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ - اور یاد فرمائیں اے محبوب

جب آپ نے فرمایا اے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے

اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں چھپاٹے ہوئے تھے وہ جسے اللہ نظر کرنا چاہتا تھا اور تمہیں لوگوں سے طعن

و تشنیع کا خطرہ تھا اور اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرو۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

حضرت زید کا عقد زینب سے ہو چکا تو حضور کو وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل

ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے۔ اس کے متعلق سیر کی روایتیں متعدد ہیں جو قطعاً بے اختیاطی کی بنا پر مروی

ہیں۔ اصلیت اتنی اور صرف اتنی ہے کہ مشیت الہی میں حضرت زینب کا ازواج میں داخل ہونا تھا اس کے

اسباب یہ ہوئے کہ زید اور حضرت زینب میں موافقت نہ ہوئی حضرت زید نے بارگاہ رسالت میں شکایت

کی کہ زینب سخت کلامی اور تیز زبانی کرتی ہے اور میری اطاعت سے معرت رہتی ہے اور باجبار خاندان اپنے

کو مجھ سے بڑا کہتی ہیں ایسا بارہا اتفاق ہوا۔

حضور حضرت زید کو سمجھاتے رہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ زینب پر بکبر و ایدائے شوہر کا

الزام جو زید لگا رہے ہیں اس پر آپ انہیں اللہ کا خوف دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔

اور جو حقیقت ہم نے وحی سے واضح کر دی ہے اسے آپ اپنے دل میں مخفی رکھے ہوئے ہیں اور یہ اختلاہ
محض اس خوف سے آپ فرما رہے ہیں کہ مشرکین مبتدی کو بیٹے کے قائم مقام سمجھ کر اس کی بیوی کو پالنے والے پر حرام
سمجھتے ہیں اور ہم اس رسم کو دفع کرنے کے لیے زینب کا عقد تم سے کریں گے تاکہ قیامت تک مومنین میں یہ
رکاوٹ نہ رہے۔

آپ صرف اللہ سے ڈریں اور ان جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کریں۔

اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِسْخَابِ وَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِسْخَابِ
سے مراد حضور کا وہ انعام ہے جو حضرت زید پر حضور نے انہیں آزاد کر کے اپنی پرورش میں لیا اور ان کی اتنی
بہدردی اور نگہداشت فرمائی کہ عرب میں آپ زید بن محمد مشہور تھے۔ اسے ادعیاء کہتے ہیں یعنی منہ بولا بیٹا لے
پالک یا بیٹنی۔

اور مخفی فی نفسک کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ زینب سے زید کا نباہ نہیں ہو سکتا
اس لیے کہ وہ مشیت الہی میں آپ کی بیوی بننے والی ہیں۔

تو آپ اسے چھپا رہے ہیں اور زید کو فرما رہے ہیں اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ۔ لیکن اللہ تعالیٰ
اس حقیقت کو واضح فرمائے گا کہ وہ آپ کی ازواج میں آئیں گی۔

چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا وَّجُنَّهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاءِهِمْ
اِذَا حَضَرُوا مِنْهُمْ وَطَرًا وَّكَانَ اَمْرًا لِلّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ توجیب پورا کر دیا زید نے اپنا ارادہ رابعی زینب کو طلاق
دے دی تو بعد عدت ہم نے اسے ہمارے نکاح میں دے دیا کہ مسلمانوں میں یہ رسم نہ رہے اور ان میں اس سے
حرج نہ واقع ہو اور یہ تو اللہ کا حکم پورا ہی ہونا تھا۔

کہ لے پالک ادعیاء یعنی منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے برابر نہ ہو اور اس کی بیوی پالنے والے پر حرام نہ رہے۔
چنانچہ جو اندیشہ حضور کو حضرت زینب سے نکاح کر لیتے ہیں عوام کے طعن کا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح
کر لیا اسے دفع فرما دیا کہ امر مباح میں طعن عوام کی پرواہ نہ کرنی چاہئے ایسے ہی آج بھی مریدہ سے پیرا کر نکاح کر لے
تو عوام سے بھی قابل اعتراض قرار دیتے ہیں حالانکہ بشرعاً مریدہ سے پیرا کر نکاح شاکرہ سے استاد کا عقد مباح
ہے چنانچہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا۔

اس رشتہ کا پیام حضرت زید ہی لے کر گئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن کر گردن جھکالی اور جواب
دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر میری رائے کو کوئی دخل نہیں اس لیے کہ مَا كَانَتْ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا لِمُؤْمِنَةٍ

إِذْ أَتَى اللَّهُ رَسُولَهُ، آمْرًا أَنْ يَكُونَ لَمْ الْخَيْرِ عَمَّ الْقُرْآنِ حَكِيمٌ هُوَ - پھر آپ نے نوافل پڑھنے شروع کر دیے کر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس شادی کا ولیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اہتمام و وسعت کے ساتھ کیا اس کے بعد عوام کی زبانِ اعتراض بند کرنے کو ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فَمَا فَرضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ذَكَاتِ
آمْرًا اللَّهُ قَدَرًا مَقْدُورًا لِيَأْتِيَ الَّذِينَ يَبْتَغُونَ رَسُولَاتِ اللَّهِ وَيَحْتَسِبُونَ وَلَا يَحْتَسِبُونَ أَحَدًا إِلَّا
اللَّهُ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا - نہیں کوئی حرج ہی پر اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مباح و جاری فرمائی
عہد کا قانون چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا معمول رہے وہ جو اللہ کے پیام لاتے
اور اس سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے اور اللہ کا فی ہے حساب لینے والا۔

آیہ کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امور مباح ہیں اور باب
نکاح میں جو دستیں رکھ دی گئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ انبیاء و اہل کرم کو باب نکاح میں امتیوں سے زیادہ وسعت دی گئی ہے امتی چار سے زیادہ نکاح
بیک وقت کرنے کا مجاز نہیں مگر نبی اس سے زیادہ نکاح کرنے کا مجاز ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو اور یہ ان کی
خصوصیات تھیں ان کے سوا اوروں کو مجازتہ نہیں نہ کسی کو ان کے اس اقدام پر کسی قسم کے اعتراض کا حق ہے
اس لیے کہ احکام الہی اس کی حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ آیہ کریمہ میں یہود کا رد ہے جنہوں نے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا۔

آیہ کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص اجازت ہے جیسے انبیاء
سابقہ کے لیے تعدد و ازدواج میں خاص احکام تھے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمًا - نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں
میں آخری نبی ہیں۔

اس سے یہ ثابت کیا کہ جب ہمارے محبوب مردوں میں کسی کے باپ نہیں تو حضرت زید کے باپ
وہ کیسے ہو سکتے ہیں اور جب زید بیٹے ہی نہیں تو ان کی مشکوٰۃ بعد طلاق آپ کے لیے کیوں حلال نہیں۔
یہ صحیح ہے کہ قاسم اور طیب اور طاہر اور ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر اس عمر کو نہیں پہنچے جس میں

انہیں رجال یعنی مردوں میں شمار کیا جاتا بلکہ وہ ایام طفولیت میں ہی وفات پا گئے۔

اور یہ صحیح ہے کہ سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر لازم الطاعة ہونے کے لحاظ سے امت کے باب کھلائے جاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے کہیں زیادہ ہیں لیکن اس لحاظ سے ان کی امت حقیقی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اور نہ حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ ان کے لیے ثابت اور وَخَاتَمِ النَّبِيِّینِ آخر میں اس لیے فرمایا گیا کہ علم اللہ میں مدعیان کذاب کا ظہور تھا تو یہ بتا کر تمام راہیں بند فرمادیں اور مطلقاً خاتم نبوت ذات گرامی کو قرار دے کر دروازہ نبوت بند کر دیا اور بتا دیا کہ اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے اور خاتم الانبیاء کے بعد اپنے کو مورد وحی مانے اور منصب نبوت پر متمکن ہو وہ نہ خارج از اسلام ہے۔

مسیلمہ۔ اسود عتسی۔ طلحہ۔ محمد بن تو مرت حتیٰ کہ کذاب قادیان وغیرہ سب اسلام میں مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور ان کے متبعین کا بھی وہی حکم ہے جو مدعیان کذاب کا ہے۔ حتیٰ کہ جو جماعت ایسے مدعی مفسری کو مجدد یا ولی بھی کہے وہ بھی خارج از اسلام ہے۔ اس لیے کہ وہ اسے مجدد کہنے والے ہیں جو کذاب و مفسری مدعی نبوت ہے تو جیسے شیطان کو نیکے ماننے والا بھی شیطان ہے ایسے ہی مدعی نبوت کو مجدد تو مجدد بھلا ماننے والا بھی بے انجام ہے۔

مختصر تفسیر اردو یا پنجواں رکوع سورۃ الاحزاب ۲۲

- (۱) اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں
- (۲) وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔
یعنی جو تصدیق فرض ہے اس کے مصدق مرد ہوں یا عورتیں۔
- (۳) وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ۔ اور ہمیشگی رکھنے والے اطاعت الہی میں مرد ہوں یا عورتیں۔
اور اس پر قائم رہیں۔
- (۴) وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ۔ اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں۔
اپنے اقوال میں جن میں سچ بولنا واجب ہے قول و عمل میں
- (۵) وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ۔ اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔

ہر قسم کے مکارہ پر اور عبادات میں ترک معاصی پر۔
(۷) وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ - تواضع کرنے والے اور تواضع کرنے والیاں۔
اللہ تعالیٰ کے حضور دل اور اعضاء سے۔

(۸) وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ - اور صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں۔
زکوٰۃ مفروضہ اور صدقہ نافلہ سے۔
(۸) وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔

یعنی صوم مشروع فرض ہو یا نفل۔
وَقِيلَ مَنْ تَصَدَّقَ فِي كُلِّ اسْبُوعٍ بِدَاهِيَةٍ فَهُوَ مِنَ الْمُتَصَدِّقِينَ وَصَامَ الْبَيْضَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَهُوَ مِنَ الصَّائِمِينَ۔ جو ہر ہفتے میں ایک درہم صدقہ دیتا رہے وہ متصدقین سے ہے اور ہر مہینہ ایک مہینہ یعنی تیرہ چودہ پندرہ قمری تاریخ میں روزہ رکھتا رہے وہ صائمین سے ہے۔
(۹) وَالْحَافِظِينَ حُرِّمَاتِهِمُ وَالْحَافِظَاتِ - اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے اور محافظت کرنے والیاں۔
ہر اس طریقہ سے جس سے اللہ راضی نہ ہو۔

(۱۰) وَالَّذِ كَرِهَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالَّذِ كَرِهَ آتِ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔
عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں قَالَ لَا يَكْتَبُ الرَّجُلُ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ اللَّهِ كَثِيرًا حَتَّى يَبْدَأَ اللَّهُ تَعَالَى قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُصْطَجِعًا یعنی انسان وَالذِّكْرُ بَيْنَ اللَّهِ كَثِيرًا میں نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اللہ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور بیٹے نہ کرے۔
اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ ابی سعید خدری سے راوی ہیں آتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَيَقظَ الرَّجُلُ إِمْرَأَتَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلِّ بِهَا رَكَعَتَيْنِ كَأَنَّكَ اللَّيْلَةَ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ اللَّهِ كَثِيرًا وَالذِّكْرُ آتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو جگاٹے اور رات میں دونوں دو رکعت پڑھیں تو دونوں اس رات میں ذاکرین اللہ کثیر اور ذاکرات میں ہوں گے۔
وَقِيلَ الْمَوَادِّ بَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُ الْأَيْشِ وَرَبِيعَةَ - اور ایک قول ہے کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور نعمت کا ذکر ہیں۔

یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکر و اناث مساوی ہیں ان کا تذکرہ فرما کر اس کا اجر بیان فرمایا۔
أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔ تبارک رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے ان کے ان اعمال کے

آیت کریمہ کا شان نزول۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالسَّائِقُ وَغَيْرُهُمَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا لَا تَدُكُرُ فِي الْقُرْآنِ كَمَا يَدُكُرُ الرِّجَالُ فَعَرَّضَ عَنِّي مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْأَيْدِ اثْنَا عَلَى الْمُنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے کیا بات ہے کہ قرآن پاک میں ویسے ذکر نہیں جیسے مردوں کا ذکر ہوتا ہے۔

تو حضور نے ایک روز منبر پر بلار عایت فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْ

دوسری روایت شان نزول۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَآخَرُونَ عَنْ أُمِّ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّهَا اتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَرَى كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا أَرَى الْمُسْلِمَاتِ يُدْكَرْنَ بِشَيْءٍ فَتَزَلَّتْ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْ

حضرت ام عمارہ انصاریہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کوئی بات نہیں مگر مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کا ذکر قرآن پاک میں کسی فضیلت کے ساتھ نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْ

اور اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ فِي جَهَنَّمَ مِثْرًا مِّمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ وَكَانَ مِثْرًا مِّمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ وَكَانَ مِثْرًا مِّمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ
اور انہیں کوئی حق مومن مرد اور مومنہ عورت کو جب کہ حکم دے اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا یہ کہ ہوا انہیں اس میں کچھ اختیار۔

کہ جو چاہیں جیسے چاہیں کریں بلکہ ان پر واجب ہے کہ امتثال امر کریں اور انقیاد حکم میں جھک جائیں اس آیت کریمہ میں حکم الہی اور حکم رسالت پناہی کو جمع کر کے اس لیے ظاہر فرمایا کہ اِنَّ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِيَّةً عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْ
تعمیم لائی گئی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ماننے میں ہمارے لیے حضور کا ہی واسطہ ہے

حضور سے قبل زمانہ فترت میں چھ سو سال ہم بتوں کے ہی پرستار تھے حضور کے تبتے سے ہی ہم نے اللہ تعالیٰ کو مانا قرآن کریم ہم نے نازل ہوتے نہ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے حضور کے ہی فرمان سے قرآن کو کلام الہی

ہاں تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی حضور کی ہی تعلیم کے ماتحت ہم پڑھ رہے ہیں۔
 اگر ہم اپنی عقل سے پڑھتے تو اول محمد رسول اللہ پڑھتے پھر لا الہ الا اللہ کہتے۔
 لیکن جن کا اتباع ہم نے کیا ان کی تعلیم ہی یہ ہوئی کہ اول لا الہ الا اللہ کہو پھر محمد رسول اللہ پڑھو اس
 لیے ہمارے کلمہ میں اول شہادت تو حید ہے اس کے بعد شہادت رسالت۔
 آگے ارشاد ہے

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا۔ اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول
 کی وہ کھلی گمراہی میں بہکا۔

اس کا شان نزول ایک روایت میں یہ ہے جس کو ابن عباس اور قتادہ اور مجاہد وغیرہ سے روایت کیا
 تَوَلَّتْ فِي ذَيْبِ بِنْتِ عَجْشٍ مِّنْ عَمَّتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ
 وَأَخِيهَا عَبْدِ اللَّهِ حَظِيمًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَوْلَاةٍ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَقَالَ
 ابْنُ أَبِي بَرْدٍ أَنَّ زَوْجَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَاتِي قَدْرَضِيَّتَهُ لَكَ قَابَتٌ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 لِكَيْ لَا أَرْضَاكَ لِنَفْسِي وَأَنَا قَوْمِي وَبِنْتُ عَمِّكَ فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلْ۔

یہ آیت کریمہ حضرت زینب بنت عجم کے معاملہ میں نازل ہوئی یہ پھوپھی آنحضرت کی امیرہ بنت عبدالمطلب
 کی بیٹی تھیں۔ ان کے بھائی عبد اللہ تھے حضور نے انہیں پیام دیا اپنے غلام آزاد شدہ حضرت زید بن حارثہ
 کے لیے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں زید بن حارثہ سے منسوب کروں اور میں اس میں خوش ہوں۔
 تو حضرت زینب نے اس سے انکار کیا اور عرض کیا حضور میں اپنے لیے زید بن حارثہ کو پسند نہیں کرتی
 میں بلند خاندان سے ہوں اور آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں میں تو اس رشتہ کے لیے تیار نہیں۔

ایک روایت میں یہ اور زیادہ ہے قَالَتْ أَنَا خَيْرُ مَنَّا حَسْبًا وَوَأَقْرَبُهَا أَخُوهَا عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 ذَلِكَ فَلَمَّا تَوَلَّتِ الْآيَةَ رَضِيًا وَسَلَّمًا فَانكحها رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ
 جَعَلَتْ أَمْرَهَا بَيْدًا وَسَأَى عَلَيْهَا عَشْرَةَ دَنَانِيرَ وَسِتِّينَ دِرْهَمًا مَهْرًا وَخِمَارًا وَمِلْحَفَةً وَدِرْعًا
 وَأَذْرًا وَخَمْسِينَ مَدًّا مِّنْ طَعَامٍ وَثَلَاثِينَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

حضرت زینب نے عرض کیا حضور میں زید سے حسب میں افضل ہوں اور اس پر آپ کے بھائی
 عبد اللہ نے بھی موافقت کی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو دونوں راضی ہو گئے اور حضور کے حکم کے
 آگے جھک گئے۔

حضور نے یہ عقد حضرت زید سے کر دیا اور ان کا ہر دس دینار اور ساٹھ درہم رکھا اور ایک دوپٹہ اور

چادر یا جامہ اور پچاس دکھانا (عرب میں مذہبوا سیر کا ایک پیمانہ ہے) اور تیس صلح کھجوریں دین۔

ایک روایت میں ابن ابی حاتم ابن زید سے ہے۔

قَالَ تَزَلَّتْ فِي أَمْرِ كَلْتُومِ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَكَانَتْ أَوْلَ امْرَأَاتِهِمَا جَدَّتْ مِنَ النَّسَاءِ فَوَهَبَتْ لِنَفْسِهَا اللَّيْثِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَهَا زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَسَجَّطَتْهُمُ وَ أَخُوهَا وَقَالَتْ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْؤَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَهَا عَبْدًا۔

یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی اور یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے خواتین کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے کو حضور کے اختیار میں دیا حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا اور یہ اور ان کے بھائی ناراض ہوئے اور حضرت ام کلثوم نے کہا ہم نے تو حضور کے سپرد کر دیا تھا جب حضور نے اپنے غلام سے یہ رشتہ کر دیا تو ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

وَأَذِّنْ لِقَوْلِ الَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَاعْفُ فِي نَفْسِكَ مَا أَحَبَّ اللَّهُ مُبْدِيَهَا وَتَحَشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَحْشَى۔ اور وہ وقت یاد فرمائیے جب آپ نے لے فرمایا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور تم نے انعام کیا روکے رہ اپنے اور اپنی بیوی کو اور اللہ سے ڈر اور محفی رکھا تم نے اپنے دل میں وہ راز جسے اللہ ظاہر فرمانے والا ہے اور خطرہ محسوس کیا آپ نے لوگوں کے طعن کا اور اللہ زیادہ بخدا رہے اس کا کہ اس سے ڈریں۔

یہ واقعہ حضور کی زندگی کا اہم واقعہ ہے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور کی چھوٹی زاد بہن تھیں ان کی والدہ کا نام امیہ تھا یہ حضور کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔

دوسری طرف حضرت زید بن حارثہ تھے اگرچہ یہ بشریت گھرانے کی اولاد تھے مگر بچپن میں ان کو کسی پکڑ لیا اور غلام بنا کر فروخت کر دیا حضور نے انہیں خرید لیا اور آزاد کر کے اپنے پاس رکھا حتیٰ کہ متبنی کر لیا۔ ابھی تک متبنی کے متعلق کوئی حکم من جانب اللہ نافذ نہیں ہوا تھا۔ اور رسم کے مطابق متبنی کے ساتھ حقیقی بیٹوں کے سے ہر تاڑ کیے جاتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضور نے ان کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ کرنا پسند فرمایا اور یہ حضور کا وہ انعام تھا جس پر وَالْعَمَّتْ عَلَيْهِ ارشاد ہو اور اَلْعَمُّ اللّٰهُ عَلَيْهِ سے مراد ان کا ایمان لانا ہے اور اس کے علاوہ انعام متبنی کا اگرچہ حضرت زینب کو یہ رشتہ پسند نہ تھا مگر حکم ہر کار کے لیے تسلیم کر لیا۔ حضرت زینب کے مقابلہ میں حضرت زید اپنے وحیہ نہ تھے جتنی حضرت زینب تھیں۔

قصہ مختصر یا بھی موافقت نہ ہوئی اور زید زینب کو چھوڑنے اور طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے بارگاہ رسالت میں یہ بات پہنچی حضور نے حضرت زید کو فرمایا اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ .
اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ، مگر حیب میاں بیوی کے تعلقات ناموافق ہو جاتے ہیں اور دلوں میں فرق آجاتا ہے تو لطف نہیں رہتا۔ آخر حضرت زید نے زینب کو طلاق دیدی۔
اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کئی باتیں تھیں۔
سب سے پہلے حضرت زینب اپنی بھوپھی زاد بہن کی دلجوئی کہ انہیں حضور نے حضرت زید سے بیاہا تھا اور اب طلاق ہو گئی تھی۔

دوسرے بذریعہ وحی یہ اطلاع بھی سامنے تھی کہ متبنی کی بیوی سے عقد نہ کرنے کی رسم بد مٹائی جائے۔
پہلے عرب میں متبنی کرنا ممنوع نہیں تھا بلکہ متبنی کے حقوق مشرکین میں حقیقی بیٹے کے برابر سمجھے جاتے تھے لہٰذا بھی منظور تھا اور اس کے لیے لازمی تھا کہ متبنی کی بیوی سے بعد اتمام عدت عقد کیا جائے تاکہ عوام اسے حقیقی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں۔

اور اس کا بھی بہترین طریقہ ہو سکتا تھا کہ حضور خود اس پر عمل فرما کر نمونہ بنیں اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ کا بھی یہی مقتضی تھا۔

اور اس ذریعہ سے دلجوئی بھی حضرت زینب کی ہو جاتی تھی۔

اگرچہ مخالفین کی طرف سے انواع و اقسام کے الزام بھی حضور پر لگائے جانے لگے تھے۔
لیکن امور مباح میں عوام کی لسانی طعنہ زنی اور بدزبانی کی پرواہ نہیں کی جاتی اگرچہ حضور کو بھی باقتضای بشری یہ محسوس ہوتا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔

چنانچہ بعض روایات اسرائیلی سے واقعات پر کچھ رنگ آمیزی بھی کی گئی جو محض خرافات ہیں۔
بہر حال پہلوئے اصلاح غالب رہا اور حضور نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تاکہ قیامت تک کے لیے یہ نظیر قائم ہو جائے اور کوئی اپنے متبنی کی بیوی سے بعد طلاق وعدت نکاح کرنے میں نہ ہچکچائے اور متبنی جسے عربی زبان میں ادعیاء فرمایا وہ صلیبی بیٹے کی جگہ نہ پائے۔

چنانچہ مَا اللَّهُ مُبْدِي سِرِّكُمْ وَتَخَشَى النَّاسَ كَمَا تَخَشَى اللَّهَ مِنْ أَيْ تَخَافُونَ مِنْ أَعْتَابِهِمْ
آپ عوام کے طعنوں سے خائف ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ تَسْتَجِيبِي مِنْ قَوْلِهِمْ إِنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزْوُجَ زَوْجَتِ رَبِّهِ وَالْمُرَادُ
بِالنَّاسِ الْجِنْسُ وَ الْمُنَافِقُونَ۔ آپ فرماتے ہیں ان کے اس کہنے سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے

کی بیوی سے نکاح کر لیا اور ناس سے مراد عام لوگ ہیں اور منافقین۔ آگے ارشاد ہے۔
 وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاكَ - یعنی ذمہ اللہ تعالیٰ وَحْدًا اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاكَ فِي كُلِّ اَمْرٍ تَفْعَلُ مَا اَبَا حَتّٰى
 سُبْحٰنَكَ لَكَ وَاَذِنَ لَكَ فَيَسِّرْ - اللہ تعالیٰ زیادہ مقدس ہے کہ اس سے ہر کام میں خوف کیا جائے اور آپ کے
 خوف ہو کر وہ کام کریں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر مباح کیا اور اجازت دی۔
 اور اس پر پہلے غتاب دکھایا کہ آپ نے باوجود اس کے کہ آپ جانتے تھے کہ زینب مطلقہ ہوں گی
 اور حضور اس سے عقد کریں گے پھر آپ نے اُمساک عَلَيكَ زَوْجًا كَيْسِيًّا فَرِيًّا اس غتاب میں ترک اولیٰ کے
 پہلو پر غتاب ہے۔

یا اس بنا پر ارشاد ہے کہ اے محبوب جبکہ آپ کا رابطہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہے تو آپ کو کسی غیر کا منظر
 لانے کی کیا حاجت تھی آپ کو تو اپنے رب سے ہی ڈرنا چاہئے اور کسی کے طعن و تشنیع سے بے نیاز بننا چاہئے
 پھر آپ کو جب ہم نے شائع بنا کر بھیجا ہے تو آپ کا جاری کردہ اسوہ حسنہ ہے اور دوسروں کے رواج
 محض رواج ہیں لہذا بلا خوف و متردد آپ اپنا اسوہ حسنہ جاری فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے۔
 فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدًا مِّمَّا فُطِنَ - توجب زید زینب سے قطع تعلق کر چکے اور طلاق دیدی۔

عربی میں وطرح حاجت کو کہتے ہیں اس کی جمع اوطار ہے اور قضاء وطر کنا ہے طلاق سے یعنی جب زید
 طلاق دے چکے اور عدۃ گذر گئی چنانچہ اوسو ہی بھی کہتے ہیں اَيُّ قَلَمًا قَضَىٰ زَيْدًا مِّمَّا وَطَرًا وَاَوْفَقَتْ
 عِدَّتُهَا - تو پھر
 ذَوِّجْتُمَا - نکاح کیا ہم نے تم سے اس کا۔

اَيُّ جَعَلْتُمَا ذَوِّجْتُمَا لَكَ بِلَا وَاَسْطَرَةِ عَقْدٍ وَّ
 اَوْ وَاكَالَتِ لَيْعِنِي هَمَّ نَسَبِ زَيْنَبِ كَوْبِلَا وَاَسْطَرَةِ عَقْدٍ
 و وکالت آپ کی بیوی بنایا۔

فَقَدْ صَحَّ مِنْ حَدِيثِ الْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ أَنَّهُمَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَتْ تَفَخَّرُ عَلَىٰ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ ذَوِّجْتُ أَهْلًا لَيْكُنْ وَذَوِّجَنِي اللَّهُ تَعَالَىٰ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ
 بخاری و ترمذی کی روایت سے اس دعویٰ کی تصحیح ہوتی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس پر فخر
 فرماتی تھیں اور ازواج النبی سے کہتی تھیں تمہارے عقد تمہارے اہل نے حضور نے کیے اور میرا عقد اللہ تعالیٰ
 نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔

اور ابن جریر شعبی سے راوی ہیں قَالَ كَانَتْ تَقُولُ لِبَيْتِي عَلَيْ السَّلَامُ إِنِّي لَأَدُلُّ عَلَيْكَ بِثَلَاثِ
 مَا مِنْ نِسَائِكَ أَمْوَاجٌ تَدُلُّ بِهِنَّ -

إِنَّ حَيْدِي وَحَدَّكَ وَاحِدًا
وَإِنِّي أَلْعَلُّكَ اللَّهُ أَيَّامِي مِنَ السَّعَاءِ
وَالسَّقِيْبُ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور سے فخر پر عرض کرتی تھیں میں حضور پر ازواج مطہرات میں تین طرح سے افضل ہوں۔

اول میرے جد اور حضور کے جد ایک ہیں۔

اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا۔

اور میرا سفیر جبریل علیہ السلام ہے

وَلَعَلَّهَا آدَاتُ سَفَاوَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ رَسُولِهِ۔ اور یہ سفارت اللہ تعالیٰ

اور حضور علیہ السلام کے مابین ہی ہوگی۔

ورنہ یہ عقد نظام سفارت زید رضی اللہ عنہ سے ہی ہوا تھا۔ جیسا کہ احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَزَيْدٍ إِذْ هَبَ فَأَذْكُرَهَا عَلَيَّ۔ فَأَنْطَلَقَ قَالَ فَلَمَّا دَأَيْتُهَا عَطَمْتُ فِي صَدْرِي فَقُلْتُ يَا

زَيْنَبُ الْبَيْتِيُّ أُرْسَلْتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُكَ قَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ

شَيْئًا حَتَّى أُوامِرَ دَرِي فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَدَخَلَ بِعَيْرِ آذِنٍ۔

فرماتے ہیں جب حضرت زینب کی عده گزر گئی تو حضور نے حضرت زید کو فرما دیا تم جاؤ اور میرا تذکرہ

کرو۔ آپ تشریف لے گئے اور جب حضرت زینب کو دیکھا تو فرماتے ہیں میرے دل میں ان کی عظمت

پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا زینب آپ کو بشارت ہو کہ مجھے حضور نے آپ سے مذکرہ عقد کے لیے بھیجا

ہے حضرت زینب نے فرمایا

”میں کچھ نہیں کروں گی جب تک میرا رب مجھے کوئی حکم نہ دے“

اور آپ معلوم فرمائیے کہ تشریف لے گئیں اور آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور وحی کے بعد حضور بلا اجازت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اس لیے

کہ توجہ کما وحی میں آچکا تھا۔

چنانچہ طبرانی اور بیہقی اپنی سنن میں اور ابن عساکر بطریق ابن زید الاسدی راوی ہیں۔

عَنْ مَنْكُورٍ مَوْلَى زَيْنَبَ قَالَتْ كَلَفَقْتُ زَيْدًا قَبْلَ طَلَاقِ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي لِحَوَاسِعِي
لِدَا نَيْفٍ عَلَيَّ لِلسَّلَامِ قَدْ دَخَلَ عَلَيَّ وَأَنَا مَكشُوفَةٌ الشَّعْرَ فَقُلْتُ هَذَا مِنَ السَّمَاءِ فَخَلَّتْ
رَسُولَ اللَّهِ بِلاَ خَطِيئَةٍ وَلَا مَشَاهِدَةٍ فَقَالَ اللَّهُ لِلزَّوْجِ وَجِبْرِيلَ الشَّاهِدُ-

آپ اپنے غلام آزاد شدہ سے تذکرہ فرما رہی تھیں کہ مجھے زید نے طلاق دیدی تھی، تو جب میری
عدت پوری ہو گئی تو میرا خیال کچھ نہ تھا نہ کوئی ارادہ تھا کہ اچانک حضور بلا اجازت مانگے تشریف لائے
اور میں بال کھولے بیٹھی تھی۔

تو میں نے عرض کیا کیا حضور یہ آسمانی حکم کے ماتحت ہے کہ حضور بلا خطبہ و اجازت اور شہادت شہداء
تشریف لے آئے فرمایا اللہ نے یہ نکاح تم سے کیا ہے اور جبریل شاہد ہیں۔

اسی بنا پر بعض نے دَوَّجَتْكُمَا کے معنی امَوْنَاكَ بِذَوِّجَمَلِكَيْسے ہیں۔ چنانچہ اس کی حکمت آگے بیان کر
لیگی لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي اَزْوَاجِ ادْعِيَائِهِمْ اِذَا اقْتَضَوْا مِنْهُمْ وَطَرَ اَوْ كَانَتْ اَمْرًا لِلَّهِ
مَعْقُولًا تاکہ نہ رہے مومنین پر حرج اور عیلامنہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جبکہ وہ بعد طلاق
وعدت قدر ہو چکی ہوں۔ اور اللہ کا حکم تو پورا ہی ہونے والا ہوتا ہے۔

حرج کے معنی ضیق و اٹم ہیں۔

ادْعِيَائِهِمْ۔ الَّذِينَ تَبَنَوْا هُمْ وَهُمْ جَنِينٌ مَبْنِيٌّ كَيْسے۔

اِذَا اقْتَضَوْا مِنْهُمْ وَطَرَ۔ يَعْنِي اِذَا اَطْلَقْتُمُ الْاَدْعِيَاءَ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهُمْ فَاِنَّ لَهُمْ فِي
رَسُولِ اللَّهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ۔ نہیں ہے نبی پر کوئی حرج یعنی گناہ اس میں؟
اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا۔

فِي مَا فَرَضَ کے معنی فتاویٰ کہتے ہیں فِيمَا فَرَضَ کہ جو اللہ نے حلال فرمایا ہے۔

سُنَّتِ اللّٰهُ فِي الدِّينِ خَلْوًا مِنْ قَبْلِ وَكَانَ اَمْرًا لِلّٰهِ قَدَرًا مَقْدُودًا۔ اللہ کا طریقہ ان میں سے
جاری تھا جو تم سے پہلے گذرے (خلوا بمعنی مضوا ہیں جو گذر چکے) اور اللہ کے احکام مقرر شدہ ہیں جو ہو کر
ہی رہتے ہیں۔

یعنی وہ انبیاء و جو اول گذر چکے ان میں بھی یہ احکام جاری تھے۔ چنانچہ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَمُّوا النَّهْيَ
وَالسَّوَادِي وَكَانَتْ لِدَاؤُ دَعِيَسِ السَّلَامِ مَائَةً اِمْرًا وَتَلَمَّاسَةً سَرِيَّةً وَلسَيِّمَانَ عَلَيَّ السَّلَامِ
كَلَّمَاسَةً اَمْرًا وَسَبْعَ مَائَةٍ سَبْعًا۔

سابقہ انبیاء کے تحت ہر والی بیویاں اور لونڈیاں تھیں۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

اور سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

اور ابن سعد محمد بن کعب قرظی سے راوی ہیں اِنَّهٗ كَانَ لَهُ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْفَاتِمَاتُ حضرت

سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیوی تھی۔

وَيُرْوَى أَنَّ اِيْمُوْدًا قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ عَابُوْكَ وَحَاشَاكَ مِنَ الْعَيْبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ بِكَثْرَةِ النِّكَاحِ

وَكَثْرَةِ الْاَزْوَاجِ كَمَا رَدَّ اللّٰهُ بِقَوْلِهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ فِي الدِّیْنِ خَلَا مِنْ قَبْلُ۔

روایت ہے کہ ہودیوں نے حضور پر عیب لگانا چاہا کثرت نکاح اور کثرت ازواج کا اور حضور کی ذات

اقدس اس سے منزه ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا ہمارے حبیب پر تو بیویاں کرنے پر تم ان

پر عیب لگاتے ہو۔ ان سے قبل کے بنی تو وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے کہیں زیادہ نکاح حلال فرما

اور اس میں تناؤ سے بکریوں کے کنایہ کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ هٰذَا اَرْحٰی لَكُمْ تَسْعًا وَتَسْعَوْنَ لِحِجَّتِیْ وَلِیْ لِحِجَّتِیْ وَاحِدًا۔ تو وہ سوئیں بیوی جس کا نام اوریہا

یا یسبہ تھا۔ اگر یہ محققین کے نزدیک یہ ایسے قصے ہیں کہ لا اَصْلَ لَهَا۔

اور بعض نے کہا سُنَّتَ اللّٰهِ فِي الدِّیْنِ خَلَا مِنْ اَشْرَہِہٖ اِس قَصَہٗ كِی طَرَفِہٖ جِس مِیْنِ حَضْرَتِ

سیدنا داؤد علیہ السلام کا ایک عورت اوریہا کا واقعہ ہے جس کی تفصیل بیسویں پارہ سورۃ قص میں آئیگی۔

بِالدِّیْنِ یَبْلَغُوْنَ رِسَالَتِ اللّٰهِ وَیَجْشَوْنَ مَا دَلَّ یَجْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَى بِاللّٰهِ

حَسِیْبًا۔ وہ گزرے ہوئے انبیاء پہنچاتے تھے پیام الہی اور اس سے ڈرتے تھے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے

مگر اللہ سے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

یعنی ان کا طریقہ بھی یہی تھا کہ حکم الہی پہنچانے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو ہی حساب

لینے والا اور سزا و جزا میں کافی سمجھتے تھے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتِ خاتمیت پر ارشاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول اور آخری

نبی ہیں اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اول البیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کے حق میں انکار فرمایا گیا۔

اس لیے کہ مشرکین یہ بگو اس کرتے تھے اِنَّ مُحَمَّدًا عَلِيْبِ السَّلَامِ تَزَوَّجَ زَوْجَتَا ابْنَيْ زَيْدٍ بِنْتِي كَوْنِ
 زَيْدٍ ابْنَةُ النَّبِيِّ يَحْرَمُ نِكَاحُ زَوْجَتَيْهِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے
 زید کی بیوی سے نکاح کر لیا۔

اس آیت کریمہ میں نفی فرمادی گئی کہ زید وہ بیٹے نہیں جس کی بیوی کا نکاح حضور پر حرام ہو اس لیے کہ
 تمہارے رسم و رواج میں لے پا لک منہ لولا متبنی بیٹا ہوتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں وہ بیٹا نہیں
 ہوتا بلکہ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے تم میں سے باپ نہیں تو زید کے لیے وہ کیسے
 باپ ہو سکتے ہیں۔

رَجَالٌ - جمع ہے رَجُلٌ كِي۔

اور قاموس میں ہے اَلَّذَكَرُ اِذَا اَحْتَلَمَ وَشَبَّ اَوْ هُوَ رَجُلٌ سَاعَةً يُوَلِّدُ - ذکر جب کہ بالغ ہو کہ
 جوان ہو جائے لے کہتے ہیں یا وہ رجل ہوتا ہے پیدا ہونے کے بعد سے بلوغ پر۔

اور لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ اور وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوَرِّثُكَ اَخًا
 میں میراث کے لیے لفظ رجال عام لایا گیا۔ لیکن اگر اس کے معنی بالغ و نابالغ کے لیے عام مان لیے جائیں
 تُوَدَّ الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ كَيْفَا مَعْنَى هُوَلَّيْ كِي۔

اس لیے آیت کریمہ میں رجال - نساء و ولدان علیحدہ علیحدہ فرمایا گیا۔ یعنی بالغ مرد اور عورتیں اور بچے تو معلوم
 ہوا کہ رجال بالغ پر صیح مستعمل ہے۔

پھر علامہ زرخشری جو امام لغت ہیں اور علوم عربیہ کے بڑے اسخ مانے گئے ہیں وہ بھی یہی فرماتے ہیں
 يَدْأُلُ عَلَى اَنَّ الرَّجُلَ هُوَ الذَّكَرُ الْبَالِغُ - رجل ذکر بالغ کہہ رہے ہیں۔ پھر استدراک فرمایا گیا۔
 فَلَيْكِنْ دَسُوْلُ اللهِ - باپ تو کسی بالغ مرد کے نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں۔

روح المعانی میں ہے اِسْتِدْرَاكٌ مِّنْ نَّصِ كَوْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِهِمْ عَلَى رِجَالِهِمْ
 لِقِصَّتِي حُرْمَةِ الْمَصَاهِرَةِ وَنَحْوِهَا اِلَى اِثْبَاتِ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا الْكُلِّ وَاَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ
 فِيمَا يَرْجِعُ اِلَى دُجُوْبِ التَّوْقِيْرِ وَالتَّعْظِيْمِ كَمَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُجُوْبِ الشَّقَقَةِ وَالتَّصِيْحَةِ اَلَمْ
 عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنْ كَلَّمَ دَسُوْلِ اَبِ لَامْتِهِ فِيمَا يَرْجِعُ اِلَى ذٰلِكَ۔

استدراک ہے اس امر کی نفی کے بعد کہ حضور کسی بالغ مرد کے باپ ہیں اور ایسے باپ ہیں جو مقتضی
 حرمت مصاہرہ ہو پھر اثبات فرمایا کہ حضور امت کے ہر فرد کے باپ ہیں جس کے لحاظ سے حضور کی
 توقیر و تعظیم ہر امتی پر واجب ہے اور شفقت و نصیحت ہر امتی پر حضور کے ذمہ ہے اس لیے کہ ہر رسول

اپنے امتی کا باپ ہوتا ہے۔ تو اس استدراک سے یہ فائدہ ہوا کہ حقیقی باپ تو حضور کسی بالغ مرد کے نہیں
مگر مجازی باپ شان رسالت کے لحاظ سے حضور سب کے باپ ہیں۔

اور یہ ابوت۔ ابوت کا لہجہ ہے جو تمام رسل کرام کی ابوت سے بلند ہے اور حضور کی ہی ایک ذات
ہے جو آخر النبیین ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَاثِمَةُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اور وہ آخر ہیں تمام نبیوں کے اور اللہ ہر شے کا
جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ابوت کا سلب فرمایا جس ابوت سے حضور اور متبنی کے درمیان
حرمت مصاہرت ہو۔ حالانکہ حضور کی ابوت عام ہے كَانْ اَبَاكُمْ وَاَبَاكُمْ وَاَبْنَاكُمْ وَاَبْنَاكُمْ
اَبْنَاكُمْ وَهَكَذَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِحَيْثُ يَجِبُ لَكُمْ وَعَلَى مَنْ تَنَاسَلُ مِنْكُمْ اِحْتِرَامًا وَ
تَوْقِيرًا۔ حضور تمہارے سب کے باپ اور بیٹے پوتوں کے باپ ہیں قیامت تک جو بھی پیدا ہوں
سب کے باپ ہیں اس حیثیت سے کہ سب پر حضور کا احترام دو قائل لازم ہے۔

اور میں رجا کلم اس لیے ارشاد ہوا تاکہ یہ وہم بھی اٹھ جائے کہ حضور اپنے صاحبزادوں میں سے ان کے
بھی باپ نہیں جو مبلغ رجال تک پہنچ گئے ہوں بلکہ جننے صاحبزادے ہوئے وہ طفولیت میں انتقال فرما گئے
تو جب حقیقی صلبی صاحبزادہ بھی طفولیت میں انتقال فرما گئے تو لے یا لک متبنی کا بیٹا ہونا کیسے صحیح ہو
سکتا ہے۔ اسی بنا پر بعض روایتیں اس کی شاہد ہیں کہ اگر حضور آخر النبیین ہوتے تو آپ کے صاحبزادے
جوان ہوتے پر ضرور نبی ہوتے۔

جیسے ابراہیم اسدی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانْ اَبَا هَيْمٍ يَعْنِي ابْنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَلَ لِهَدًا وَ لَوْ لَقِي لَكَانْ نَبِيًّا لَكِنْ لَمْ يَبْقَ لَانْ نَبِيًّا كَخِرَ الْاَنْبِيَاءُ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گو د بھری اور اگر وہ زندہ
رہتے تو ضرور نبی ہوتے لیکن نہیں رہے اس لیے کہ تمہارے نبی آخر انبیاء ہیں

بخاری میں بطریق محمد بن بشر بن اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے۔ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْفَى
اَرَاَيْتَ اَبَا هَيْمٍ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَ لَوْ قَفِي لَعَدَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا عَاشَ اَبْنَاءُ اَبَوَا هَيْمٍ وَلَكِنْ لَانِّي بَعْدَكَ۔

فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے میں نے عرض کیا آپ کے ابراہیم علیہ السلام کی زیارت
کی فرمایا وہ تو طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے اور ان کا حضور کے بعد رہنا مقدر ہوتا حضور کے بعد تک

وہ بنی ہوتے لیکن حضور کے بعد بنی ہوتا ہی نہ تھا۔

پھر احمد و کعب سے بروایت اسماعیل راوی ہیں سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَدْنَى يَقُولُ لَوْ كَانَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ بَنِي مَا مَاتَ أَيُّهَاً مِنْ بَنِي ابْنِ أَبِي أَدْنَى سِوَاكَ فَرَمَاتے تھے اگر حضور کے بعد بنی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔

ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لَهُ مَوْصِعًا فِي الْجَنَّةِ وَ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدْقًا نَبِيًّا۔

جب حضرت ابراہیم صاحبزادہ والا تبار نے انتقال فرمایا تو حضور نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ان کے لیے جنت میں دو دھپلانے والی مقرر ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور صدیق بنی ہوتے۔ اور بعض محدثین نے ان تمام روایتوں کو باطل قرار دیا۔ قسطلانی انہیں ضعیف کہتے ہیں۔

اور ابن مندہ بھی انہیں غریب بتاتے ہیں۔

اور نووی تہذیب الاسماء واللغات میں ان کی صحت میں تو وقت کرتے ہیں۔

بعض متقدمین لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا بَاطِلٌ۔ فرماتے ہیں اور آگے کہتے ہیں فَقَدْ وُلِدَ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرِنَبِيٍّ وَ لَوْ كَوْنِ بَدِ النَّبِيِّ الْأَنْبِيَاءُ لَكَانَ كُلُّ أَحَدٍ نَبِيًّا۔ نوح علیہ السلام کی اولادیں ہوئیں اور وہ بنی نہ تھیں اور اگر بنی سے بنی ہی ہوتا تو سب کے سب بنی ہونے ضروری تھے۔

لَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي إِبْرَاهِيمَ خَاصَّةً بِأَن يَكُونَ قَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّ لَوْ عَاشَ لَجَعَلَ جَلًّا وَعَلَا نَبِيًّا لَا يَكُونُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَأَمْرٌ هُوَ جَلُّ شَأْنِهِ بِهِ أَعْلَمُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔

ظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حکم لکان صدیقاً نبیاً کا علی الخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں ہے اس صورت میں کہ علم اللہ میں یہ تھا کہ اگر وہ زندہ رہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں نبی بنائے گا۔ نیز کہ ابن النبی ہونے کی وجہ سے آپ صدیق نبی ہیں بلکہ حکم الہی کا ان کے حق میں یہ فیصلہ علم الہی میں پہلے ہی تھا۔ واللہ اعلم۔

آگے خاتم کی تحقیق ملاحظہ ہو

وَالْخَاتَمُ اسْمُ النَّبِيِّ لَمَّا جُتِمَ بِهِ كَالطَّابِخِ لَمَّا يُطْبَعُ بِهِ فَعَنَى خَاتَمَ النَّبِيِّينَ الَّذِي فِي خَاتَمِ النَّبِيِّينَ بِهِ وَمَا لَهُ إِخْرَ النَّبِيِّينَ خَاتَمُ اسْمٍ لَهُ هِيَ جِسْمٌ كَوْنِ كَيْسٍ كَوْنِ كَيْسٍ جِسْمٌ طَابِخٌ جِسْمٌ طَابِخٌ

کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے۔
اور جمہور خاتم کبیر تا کہتے ہیں تو اس سے اسم فاعل ہوتا ہے تو معنی یہ ہوتے کہ خاتم وہ ہے جو نبیوں کو
ختم کرے اور اس سے مراد نبیوں کا آخر نبی ہے۔

اور ابن مسعود فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَزُّ مِنَ الرَّسُولِ فَيَلْزِمُهُمْ مِنْ كَوْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَوْنَهُ خَاتَمَ الْمُرْسَلِينَ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُمْ أَنْفِطًا
حُدُوثِ وَصْفِ النَّبُوَّةِ فِي أَحَدٍ مِنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحْلِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فِي هَذِهِ النَّشَاطَةِ
خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ حضور کا خاتم النبیین ہونا خاتم المرسلین کے معنی میں ہے تو اس سے لازم آیا کہ وصف
نبوت کا حدوث ہی حضور کے نبی ہونے کے بعد منقطع ہو گیا۔

اور اس تحقیق کے بعد اس امر پر نہیں ہو سکتی کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ ہو اس لیے کہ وہ پہلے ہی
نبی ہیں حضور سے اول ہی تھے۔

اور حضرت خضر کی بقا پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اور جیسا کہ صحیح حدیث میں صحیحین میں ہے إِنَّ عِيسَى يَنْزِلُ حَكَمًا عَدَلًا يُكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ

الْحَنَظِيرَ وَيَصْعُقُ الْجُذَيْتَةَ۔ تو یہ نزول سابقہ نبوت کے ساتھ ہو گا نہ کہ جدید نبوت کے ساتھ

علامہ خضاجی فرماتے ہیں الظاهر ان المراد من كونه على دين نبينا صلى الله عليه وسلم وانما يحكم

بما يتلقى عن نبينا عليه السلام ودينه يتقدم لإمامته الصلوة مع المهدي۔ آپ کا نزول ہمارے

حضور کے دین پر ہو گا اور آپ وہی احکام جاری کریں گے جو حضور سے آپ کو ملیں گے اسی وجہ سے آپ حضرت

امام ہدی علیہ الرحمۃ والرضوان پر امام نہ ہوں گے کہ حضور کا ارشاد ہے إمامكم منكم ثم للهدين الأئمة۔

اور یہ عقیدہ خالص الحاد ہے کہ کسی نبی یا رسول کا نزل ہوا اور کسی وقت نبی رسول نہ رہے البتہ وصف

تبلیغ احکام وحی سے نہیں رہتے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل رفع الی السماء نبی رسول تھے اور آسمان

میں بھی نبی رسول ہیں اور بعد نزول لے الارض بھی نبی رسول ہیں حتیٰ کہ بعد وفات بھی نبی و رسول رہیں گے۔

كما قال الخفاجي۔ ولقد ألدانه لا يبقى له وصف تبليغ الأحكام عن وحى كما كانت له قبل الرفع

فهو عليه السلام نبى رسول قبل الرفع وفى السماء وبعد النزول وبعد الموت أيضا۔

آگے فرماتے ہیں۔

وَبَقَاءُ النَّبُوَّةِ وَالرَّسَالَةِ بَعْدَ الْمَوْتِ فِي حَقِّهِ وَحَقِّ غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ

السَّلَامُ حَقِيقَةٌ مِمَّا ذَهَبَ إِلَيْهِ غَيْرُهَا جِدًّا فَإِنَّ الْمُتَصِفَ بِهَا وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ هُوَ الرُّوحُ ذَهَبَ

بَاقِيَةً لَا تَسْتَعْبِدُ مَوْتِ الْبَدَايِ -

نَعَمْ ذَهَبَ الْأَشْعَثِيُّ كَمَا قَالَ النَّسْفِيُّ إِلَىٰ أَنَّهُمَا بَعْدَ الْمَوْتِ بِأَقْيَانٍ حُكْمًا - أَبُو الْحَسَنِ أَشْعَثِيُّ
 بھی اسی طرف نہیں علامہ نسفی بھی یہی کہتے ہیں کہ نبی و رسول بعد موت باقی رہتے ہیں حکم کی حیثیت میں۔

علامہ سفاریتی اپنی کتاب بحور الذخرہ میں فرماتے ہیں جو نسفی نے کہا ہے

وَقِيلَ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حُدَّ الْأَحْكَامَ مِنْ بَيْنِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفَا هَا بَعْدَ
 نُؤُودِهَا وَهُوَ فِي قَبْرِهَا الشَّرِيفِ عَلَيْهِ السَّلَامُ - ایک قول ہے کہ حضرت علیہ السلام حضور سے احکام

بالمشاہدہ لیں گے جبکہ آپ نازل ہوں گے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں جلوہ فرمایا ہوں گے

اور اس پر حدیث ابو یعلیٰ بھی مؤید ہے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْزِلُكَ عَيْسَىٰ بِنَ مَرْيَمَ كَوْمَ
 لَكِنَّ قَامَ عَلَىٰ قَبْرِي وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا حَيَاتَةَ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قسم اس ذات
 کی جس کے یہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر
 یا محمد کہیں گے تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات جاگتے ہوئے کلام امت نے مکالمہ بھی کیا چنانچہ شیخ سلیمان
 الدین بن الملقن لطیقات الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْكَيْلَانِيُّ قَدَّسَ سِرُّهُ - رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ
 الظُّهْرِ فَقَالَ لِي يَا بَنِي لِمَ لَا تَتَكَلَّمُونَ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ أَنَا رَجُلٌ أَعْجَمٌ كَيْفَ أَتَكَلَّمُ عَلَىٰ نَصْحَاءِ بَعْدَادٍ
 فَقَالَ أَفْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتَهُ فَتَقَلَّ فِيهِ سَبْعًا وَقَالَ تَكَلَّمُوا عَلَى النَّاسِ وَادْعُوا إِلَى سَبِيلِ رَبِّكُمْ
 بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ -

فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَجَلَسْتُ وَحَضَرَنِي خَلْقٌ كَثِيرٌ فَأَرْتَجُّ عَلَىٰ فَرَأَيْتُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَجْهَهُ
 قَائِمًا يَأْذُرُنِي فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ لِي يَا بَنِي لِمَ لَا تَتَكَلَّمُونَ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدِ ارْتَجَّ عَلَيَّ فَقَالَ أَفْتَحْ
 فَاكَ فَفَتَحْتَهُ فَتَقَلَّ فِيهِ سَبْعًا قُلْتُ لِمَ لَا تَقْلَمُهَا سَبْعًا فَقَالَ أَدْبَامَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَادَىٰ عَنِّي فَقُلْتُ عَوَّضَ الْفِكْرِ يَعْوِضُ فِي مَجْرَى الْقَلْبِ عَلَى دُرِّ الْمَعَارِفِ فَسْتَعْنَىٰ
 إِلَىٰ سَاحِلِ الصَّدْرِ -

حضور سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
 کی ظہر سے قبل مجھے حضور نے فرمایا اے بیٹے تم تقریر کیوں نہیں کرتے۔
 میں نے عرض کیا ابا جان میں غمی ہوں فصحاء بغداد کے روبرو کیسے کلام کروں؟

حنور نے فرمایا متہ کھول میں نے منہ کھولا حنور نے سات بار میرے منہ میں تھنکارا اور فرمایا اب تم تقریب کرو اور لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی طرح وعظ کر کے۔ میں نے ظہر پڑھی اور بیٹھ گیا کہ میرے گرد مجمع کثیر آ گیا جس سے میرا دل ہل گیا۔ تو میں نے شہر خدا اسد اللہ کریم اللہ دجہم کو دیکھا کہ میرے برابر قیام فرما میں اور فرما رہے ہیں بیٹھے کیوں نہیں بولتے میں نے عرض کیا ابا جان میرا دل مجمع سے ہل گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے چند بار میرے منہ میں تھنکارا میں نے عرض کی ابا جان سات بار آپ نے کیوں نہیں تھنکارا۔

حضرت اسد اللہ نے فرمایا حنور کے ادب میں سات پورے نہیں کیے پھر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں بولا اور ایسا بولا کہ خواص فکر بحر قلب میں غوطہ لگا کر معارف کے موتی ساحل صدر پر لا رہا تھا۔ انتہی

ییسے ہی ترجمہ شیخ میں خلیفہ بن موسیٰ النہرملکی جو شرف زیارت سرور عالم سے بارہا مشرف ہوئے ہیں اور جاگتے سوتے آپ کو زیارت ہوئی ہے فرماتے ہیں مجھے حنور کی زیارت آ جاگتے سوتے ایک رات میں سترہ بار بھی ہوئی ہے۔

اور ایک بار مجھے ارشاد ہوا یا خلیفتہ لا تفخر منی فکتیر من الاولیاء ماتت بحسرة ذویتی لے خلیفہ میری کثرت زیارت پر فخر نہ کرنا بہت سے اولیاء وہ ہیں جو ہماری ایک جھلک کی آرزو میں مر گئے ہیں۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ لطائف المنن میں فرماتے ہیں لَوْ حَجَّ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَمْتُ فَرْجِي مَاعَدَدْتُ نَفْسِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ اگر مجھ سے جمال مصطفیٰ ایک پلک جھپکنے تک محبوب ہو تو میں اپنے کو مسلمان بھی نہ سمجھوں۔

جامی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں ۵

گرچہ صدر مرحلہ دور است زینت نظم وَجْهًا فِي نَظَرِي كَلِي عَدَاةٌ وَعَنِي

اور امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تنویر المحلک میں منکرین رویت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاگتے ہوئے دلائل دیتے ہیں اور استدلال میں ابتدا حدیث بخاری و مسلم اور ابو داؤد پیش کرتے ہیں۔ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَانِي فِي الْمَتَامِ فَيَسِيْرَانِي فِي الْبَيْعَةِ وَلَا

يَمْتَلِ الشَّيْطَانُ فِي -

حضور نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب جلگتے ہوئے بھی دیکھے گا اور شیطان پہلی

صورت میں متمثل ہو کر نہیں آسکتا۔

اور ایسا ہی طبرانی نے حدیث مالک بن عبد اللہ ثقفی اور حدیث ابی بکرہ سے روایت کیا اور اس

نے حدیث ابی قتادہ سے ایسا ہی کہا۔

اور امام ابو محمد بن ابی جبرہ اپنی تعلیقات میں صحیح بخاری کی حدیث پر فرماتے ہیں هَذَا الْحَدِيثُ يُدَلُّ

عَلَى أَنَّ مَنْ يَرَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَسَيَرَاكَ فِي الْيَقَظَةِ وَهَلْ هَذَا عَلَى عَمُومٍ فِي حَيَاتِهِ

وَلَعَدَا مَمَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ هَذَا كَانَ فِي حَيَاتِهِ وَهَلْ ذَلِكَ لِكُلِّ مَنْ رَأَى مَطْلَقًا أَوْ خَاصًّا بَيْنَ الْأَعْيَانِ

وَالْإِتْبَاعِ لِسُنَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. اللَّفْظُ يُعْطَى الْعَمُومَ وَمَنْ يَدَّعِي الْخُصُوصَ فِيهِ يَغْيِرُ مَخْصُوصًا مِنْهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَسَّفَ وَالْحَالُ الْكَلَامُ فِي ذَلِكَ -

یہ حدیث اس امر پر دال ہے کہ جس نے حضور کی زیارت کا شرف خواب میں حاصل کیا وہ یقیناً جاگتے

ہوئے بھی مشرف ہوگا اب چند سوالات اس پر آتے ہیں وہ ہوں گا۔

کیا یہ مردہ زیارت عموماً بحین حیات کے لیے ہے یا بعد وفات بھی ہے۔

اور کیا یہ بشارت صرف حین حیات تک ہے۔

اور کیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جس نے زیارت کی یا خاص ہے اس کے لیے جو متبع سنت ہو

اور اس شرف کا اہل ہو۔

اس کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ حدیث کے لفظ عموم کا فائدہ دے رہے ہیں۔

اور جو اس میں تخصیص کرتا ہے وہ بغیر مخصص تخصیص کر رہا ہے یعنی حضور نے عموماً بلا مخصص جس امر کی

بشارت دی اس میں تخصیص کرنے والا تمسّفت ہے۔ اس بحث پر امام محمد بن ابی جبرہ نے بہت طویل بحث

فرما کر پھر فرمایا۔

وَقَدْ ذَكَرَ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَهَلْ جَرَامُ مَنْ كَانُوا رَأَوْا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ

وَكُلُّ مَا مِنْ لَيْسَ قَوْتٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَرَأَوْا بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْيَقَظَةِ وَسَأَلُوا عَنْ أَسْيَاءِ كَانُوا

مُتَشَوِّشِينَ فَأَخْبَرَهُمْ بِتَفْرِئِهِمْ -

اور ان سلف و خلف نے مسلسل بیان کیا جنہوں نے حضور کی زیارت خواب میں کی انہوں نے اس

حدیث کی تصدیق کی اور انہوں نے بجاالت بیداری بھی اس کے بعد زیارت کی اور حضور سے ان چیزوں کے

متعلق سوال کیا جس میں انہیں تشویش تھی تو حضور نے ان کی تفریح خاطر فرمادی۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اس قسم کی بہت سی احادیث نقل فرما کر آخر میں فرماتے ہیں۔
فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ هَذَا الْكَلَامِ وَالْقَوْلِ ذَاكَ الْحَادِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا مَيِّتًا
وَرُوحًا وَإِنَّهُ يَتَخَرَّفُ وَيَسِيرُ حَيْثُ شَاءَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ فِي الْمَلَكُوتِ وَهُوَ هَيِّئَتِهِ الَّتِي
كَانَ عَلَيْهَا قَبْلَ وَفَاتِهِ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنَّهُ مُعَيَّبٌ عَنِ الْأَبْصَارِ كَمَا عَيَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ
أَحْيَاءَ بِأَجْسَادِهِمْ فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى دَفْعَ الْحِجَابِ عَنْ أَرَادِ الْكَرَامَةِ بِرُؤْيِيهَا رَأَاهَا عَلَى هَيْئَتِهِ
الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا الصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْهَا لِأَمَانَةٍ مِنْ ذَلِكَ وَلَا دَاعِيَ إِلَى التَّخْصِصِ بِرُؤْيِيهِ الْمَثَالِ۔

تو ان تمام بحثوں اور اقوال احادیث کے بعد نتیجہ کلام یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ العصر ہی زندہ
ہیں اور حضور کی روح مبارک اس سے وابستہ ہے اور بیشک وہ ہستی مقدس متصرف ہے اور جہاں چاہے اور
جب چاہے جیسے چاہے جس طرف چاہے اقطار زمین اور ملکوت میں سیر فرماتی ہے۔

اور حضور اسی ہیئت میں آج بھی ہیں جیسے قبل وفات تھے ہرگز آپ کا کچھ متبدل نہیں ہوا البتہ اب حضور
عام نظروں سے مخفی ہیں جیسے ملائکہ کہ باوجود جسم و حیات کے مخفی ہیں تو جب اللہ چاہتا ہے اس سے رفع حجاب
فرمادیتا ہے جس پر رویت و زیارت کا اکرام فرماوے وہ حضور کی اسی ہیئت میں زیارت کرتا ہے کہ جس
حال میں حضور تھے۔

اس میں کوئی مانع نہیں اور نہ اس پر داعیہ تخصیص ہے رویت مثال کا۔

ذَهَبَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى نَحْوِ هَذَا فِي سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّهُمْ أَحْيَاءُ رُدَّتْ
إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قَبِضُوا وَإِذْ نَكَّهُمْ فِي الْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّخَرُّفُ فِي الْمَلَكُوتِ
الْعُلُويِّ وَالسُّفْلِيِّ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تمام انبیاء اکرام کی بھی شان ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کی روہیں
بعد قبض روح لوٹا دی جاتی ہیں اور انہیں اپنی قبروں سے نکل کر تصرف ملکوت علوی و سفلی کا اختیار ہوتا ہے۔

اس پر بہت سی احادیث نقل فرماتے ہیں جو ان کے اس دعویٰ پر شاہد ہیں چنانچہ ابن جبان اپنی تاریخ میں
اور طبرانی کبیر میں اور ابوالقیم نے حلیمہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ فَيُقِيمُ فِي قَبْرِهِ إِلَّا أُرْعِيَنَ صَبَاحًا۔
حضور نے فرمایا کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں رہتا۔

عبدالرزاق اپنی مصنف میں سفیان ثوری سے اور وہ ابی المقدام سعید بن مسیب سے راوی ہیں۔
قَالَ مَا مَكَتَ نَبِيٌّ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا۔ کوئی نبی چالیس دن سے زیادہ وفات کے بعد

زمین میں نہیں رہتا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کے متعلق فرمایا اَنَا أَكْبَرُكُمْ عَلَى كُنْفِي مِنْ أَنْ يَتَرَكِبُنِي فِي قَبْرِي يَعْدُ ثَلَاثًا. اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت عطا فرمائی کہ میں اپنی قبر میں تین دن سے زیادہ رہوں گا اور بعض نے تین کے بجائے کوئی دو دن بھی بتائے۔

اور شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور شیخ عبدالقادر شیخ ابوالعباس طنجی سے راوی میں اسناداً ذلک السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَالْعَرْشَ وَالْكَرْسِيَّ مَنْ لَوْ كُنَّا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

كَالشمسِ فِي كِبَادِ السَّمَاءِ وَضَوْءِهَا
يُعْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَمَغَارِبًا

یعنی حضور کی جلوہ ریزی سے زمین۔ آسمان و عرش و کرسی سب ملو ہیں۔

جیسے سورج آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی روشنی تمام آبادیوں کو مشرق و مغرب میں گھیرے ہوئے ہے۔

اور اس حدیث میں اختلاف الفاظ بھی ہے۔ جیسے مَنْ ذَا فِي فَقْدِ ذَا فِي۔ اور مَنْ ذَا فِي فَقْدِ الْعَرْشِ

اس کے ہی معنی نکلتے ہیں۔ کَانَ رُؤْيَاكَ صُحْبَةً حَضْرًا كَأَنْوَابٍ فِي دِكْحَانٍ لَقِينًا صَحْحٌ ہے۔

اور جب شہدائے حق میں قرآن پاک میں ارشاد ہے بَلْ أَحْيَاؤُكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ يَرْزُقُونَ۔ فَمَجِينِ الْوَيْلِ

أَحْيَاؤُكُمْ لَكِنَّ لَا تَشْعُرُونَ تَوْحِيَاةً نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلُ دَاكُمُ مِنْ حَيَاةٍ سَابِقِهَا هَمٌّ عَلَيْهِمُ

السَّلَامُ۔ وَهِيَ فَوْقَ حَيَاةِ الشُّهَدَاءِ بِكَثِيرٍ۔ ہمارے حضور کی زندگی اکل و اتم ہے سب کی حیات سے تم کہ

وہ حیات شہدائے حیات سے بھی بلند ہے (روح المعانی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر اوسی کہتے ہیں وَكُوْنُكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَصَدَّعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَكَمُومًا مَدَانًا

خِلَافِهِ فَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَ۔

اور حدیث میں اس مسئلہ پر احمد اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن مردودہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

راوی ہیں أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ دَجَلٍ بَيْنَ

دَارِ بَنَاءٍ فَأَحْسَنُ وَأَجْمَلُ الْأَمْوَاعِ لَيْسَتْ مِنْ ذَاوِيَةٍ مِنْ ذَوَائِهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يُطَوَّقُونَ بِهَا

يَتَجَبَّوْنَ كَسًا وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّيْسَةَ فَإِنَّا اللَّيْسَةُ وَإِنَّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَنَعْمَ

عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا مَوْحُوًّا هَذَا۔

فَكَذَّاعَنَّ ابْنِ بِنِ كَعْبٍ وَابْنِ سَعِيدِ الْحُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ۔

وَاللَّيْحُ فِي الدِّينِ عَرَبِيٌّ قَدِيسٌ بِسُرَّةِ كَلَامٍ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ قَدْ اُنْقَدَ لَا عَلَيْهَا جَمَاعَةٌ
مِنَ الْأَجَلَةِ فَعَلَيْكَ بِالنُّسْكِ يَا كِتَابَ وَالسُّنَّةِ وَاللَّهِ تَقَالَى الْمُحَافِظُ مِنَ الْوُقُوعِ فِي الْفِتْنَةِ
وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

عام اس سے کہ وہ موجود ہو یا معدوم اس کا وہ علم ہے فیَعْلَمُ سُبْحَانَ الْحُكَّامِ وَالْحُكْمِ الَّتِي بُنِيَتْ
بِمَا سَبَقَ وَالْحِكْمَةِ فِي كَوْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ تو اللہ تعالیٰ تمام احکام کی حکمت کا بھی عالم
ہے اور حضور کے خاتم النبیین ہونے میں جو حکمت ہے اسے بھی وہی جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ الزاب ۲۲

لے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام
اس کی پاکی بولو۔

وہی ہے کہ درود پھینکتے ہیں تم پر اور اس کے فرشتے
تا کہ تمہیں نکالے اندھیریوں سے روشنی کی طرف اور
وہ مومنین پر تمہارا ہے۔

ان کے لیے نلتے وقت کی تواضع سلام ہے اور
تیار کر رکھو ان کے لیے عزت کا ثواب۔

لے غیب کی خبریں بتانے والے لیے شک ہم نے
بھیجا تمہیں شاید اور خوشخبری دینا اور ڈر سنانا۔

اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چکا
دینے والا چراغ۔

اور خوشخبری دو ایمان والوں کو کہ ان کے لیے اللہ کا
بڑا افضل ہے۔

اور تمہا کو کافروں اور منافقوں کی بات اور درگزر فرماؤ
ان کی ابتداؤں سے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی
ہے کار ساز۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا
وَسَبِّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيَجْزِيَكُمْ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَحِيمًا

يَوْمَ يَقُولُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ
أَجْرًا كَرِيمًا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
مُنِيرًا وَتَنْذِيرًا

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِينِهِ وَسِرَاجًا
مُنِيرًا

وَلَنُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ
فَضْلًا كَبِيرًا

وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ
أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
وَكِيلًا

اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مومنہ خاتون سے
پھر انہیں طلاق دو بے ہاتھ لگائے تو انہیں تم پر
کچھ عدت جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دوا اور حسن
سلوک سے انہیں چھوڑو۔

اے غیب دان نبی ہم نے تمہارے لیے حلال کیں
وہ بیویاں جنہیں تم مہر دوا اور وہ کنیز جو اللہ نے
تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے ہاتھ کا مال اور
تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور
ماموں کی بیٹیاں اور خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے
تیرے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورت مومنہ جو اپنے
کو نبی کے حضور نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا
چاہے یہ خاص تمہارے لیے ہے اور مومنوں کو
انہیں نہیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر
کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال یعنی
کنیزوں میں تاکہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔

پچھے بٹاؤ جسے چاہو ان میں سے اور اپنے پاس رکھ
دو جسے چاہو اور جسے تم چاہو ان میں سے کتارے
کر دو تو انہیں گناہ تم پر یہ اس کے نزدیک تر ہے ان
کی آنکھیں کھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں
اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو
تمہارے سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم
حلم والی ہے۔

انہیں حلال ان کے بعد تمہیں اور عورتیں اور نہ بکرا
کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ پسند آئے تمہیں ان کا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَكَتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ
تَمَّ طَلَقَهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ
فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا لِيُتَبَعُوا
وَسَارِعُوهُنَّ سَرًّا حَاجِبًا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ
الَّتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ
يَمِينُكَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ
عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ
خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ
مَعَكَ وَأُمَّوَاكَ مُؤْمِنَاتٍ إِنْ وَهَبْتَ
نَفْسَ الْبَيْتِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَنْتَحِبَهُمَا
خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ
عَلِمْنَا مَا قَرَضْنَا عَلَيْكُمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ
وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِيَكُونَ عَلَيْكَ
حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

تُرْجَى مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤَدَّى إِلَيْكَ
مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ إِذْ أَنْ تَقَرَّ
أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يُجْزَى وَيَرْضَيْنَ بِمَا
آتَيْتَهُنَّ كُلَّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي
قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ
تَبْدَلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَتَى بَعْضُكَ

حَسْبُكَ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَتْ
اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَءِيفًا
حسن مگر کبیر تمہارے ہاتھ کا مال ہے اور اللہ ہر چیز
پر نکیبان ہے۔

لفظی ترجمہ

یَا أَيُّهَا اللَّهُ - اللہ کا سبب سے پاکی بولو اس کی ہو وہ	الَّذِينَ - وہ جو ذُكِرُوا ذُكْرًا مُبْرَكًا - صحیح	أَمْثَلًا - ایمان لائے ہو كثِيرًا - بہت	أَذْكَرًا - ذکر کرو وَرِ - اور
وَأُورِي الرُّبُوعَ - اس کے فرشتے الْمُؤَدِّرِ - روشنی کی	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	يُصَلِّي - دُور دیکھتا ہے لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے	أَصِيلًا - شام عَلَيْكُمْ - تم پر
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے
بِالنُّورِ وَالْمُؤْمِنِينَ - مومنوں پر بِالنُّورِ - طیس گے اسے	الَّذِي - وہ ہے جو مَلَائِكَتُهُ - اس کے فرشتے	لِيُخَرِّجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے عَلَيْكُمْ - تم پر	عَلَيْكُمْ - تم پر مِنْ الظُّلُمَاتِ - اندھیروں سے

اَلَّذِيْنَ رَفَعُوْا
 اَلْمُؤْمِنَاتِ مَوْنٍ مَّوْرُوْلُوْنَ
 مِنْ قَبْلِ يَوْمِ
 قُنَا لَوْ نَبِيْنَ
 تَعْتَدُوْنَ لَهَا كَمْ
 اَنْكِي عَدَّتْ شَمَارُكَرُو
 وَرْ اُوْر
 جَبِيْلًا اِجْمًا
 اَخَلَلْنَا حَلَالِ كِيْنَ
 اَنْتِيْتِ دِيَا تُوْنِي
 مَا جُو
 اَقَاةَ غَنِيْمَتِ دِي
 بِنَاتِ بِيْتِيَا
 عَمَانِكَ بِيْرِي بِيْهِيُوْلُوْ كِي
 وَرْ اُوْر
 هَا جَرِيْنٌ سَجَرَتِ كِي
 مُؤْمِنَةٍ رَمُوْنِ
 لِلْبِنْتِي بِنِي كُو
 اَنْ يِيْرُ كُو
 مِنْ دَدِيْنِ سُوْلِيْ
 مَا جُو
 اَلْدَا اِيْهَمُ اَنْكِي بِيُوِيُوْلُوْ كِي
 اَيْمَانُهُمْ لَنْكِي لَانْتَهْ
 عَلِيْكَ سَجْهِيْرُ
 اَللّٰهُ - اللّٰهُ
 مَنِ جِيْبِيْ
 اِذَا جِيْبِيْ
 طَلَقْتُوْهُ طَلًا قِ دُو
 تَمَسُّوْهُ لَانْتَهْ لِكَا دُمُ
 عَلِيْمِنَ - اِنْ يِيْرُ
 فَمَتَّعُوْهُ لَوْ فَا نَدِهْ دُو
 هُنَّ - اِنْ كُو
 سَتْرُوْهُ - چُوْرُو
 يَا اَيْمَانُ لِيْ
 لَكَ تِيْرِيْ يِيْرِيْ
 اُجُوْدٌ حَقِيْ تِهْرِ
 مَلَكَتْ - مَلَكَتْ بِيْنَ اِيْمَانِ
 اَللّٰهُ - اللّٰهُ
 عَلِيْكَ تِيْرِيْ چِيْ كِي
 وَرْ اُوْر
 بِنَاتِ بِيْتِيَا
 خَالِكَ تِيْرِيْ مَانُوْلُوْ كِي
 وَرْ اُوْر
 خَالِيْكَ بِيْرِيْ خَالُوْلُوْ كِي
 اَللّٰقِيْ - وَهِيْ هُوْلُوْ لِيْ
 وَرْ اُوْر
 دَهَبَتْ رَجَشُ دِي
 اَدَاةُ چِيْ جِيْبِيْ
 خَالِيْتُهُ يِيْرِيْ خَالِيْتُهُ
 قَدُّ بِيْشِيْكَ
 عَلِيْمِنَ - اِنْ يِيْرُ
 مَا جُو
 لَدِيْنِ
 وَرْ اُوْر
 دَجِيْبًا مِهْرًا
 مَهْمَانُ - اِنْ بِيْنَ سِيْ
 اَمُوْا يَابِيْمَانِ لَانْتَهْ يِيْرُوْ
 اَنْكِي سِيْ سِيْ
 اِنْ - اِس سِيْ كِي
 كَمْ تِهْمَارِيْ يِيْرِيْ
 سَتْرُوْهُ - چُوْرُو
 يَا اَيْمَانُ لِيْ
 لَكَ تِيْرِيْ يِيْرِيْ
 اُجُوْدٌ حَقِيْ تِهْرِ
 مَلَكَتْ - مَلَكَتْ بِيْنَ اِيْمَانِ
 اَللّٰهُ - اللّٰهُ
 عَلِيْكَ تِيْرِيْ چِيْ كِي
 وَرْ اُوْر
 بِنَاتِ بِيْتِيَا
 خَالِكَ تِيْرِيْ مَانُوْلُوْ كِي
 وَرْ اُوْر
 خَالِيْكَ بِيْرِيْ خَالُوْلُوْ كِي
 اَللّٰقِيْ - وَهِيْ هُوْلُوْ لِيْ
 وَرْ اُوْر
 دَهَبَتْ رَجَشُ دِي
 اَدَاةُ چِيْ جِيْبِيْ
 خَالِيْتُهُ يِيْرِيْ خَالِيْتُهُ
 قَدُّ بِيْشِيْكَ
 عَلِيْمِنَ - اِنْ يِيْرُ
 مَا جُو
 لَدِيْنِ
 وَرْ اُوْر
 دَجِيْبًا مِهْرًا
 مَهْمَانُ - اِنْ بِيْنَ سِيْ

تُوَدِي قَرِيبَ كَرِي	اَبَيْكَ اِبْنِي طَرَف	مَنْ حَبَسَ	تَشَاءُ حَابِ
د۔ اور	مَنْ حَبَسَ	اَبْتَعَيْتَ حَابِ	مَنْ اَنْ سَهَبِي
عَمَّرْتَهُ دَوْرِي كَمَا	فَلَا تُوْنِي	بِحَاخِ كِنَاهِ	عَلَيْكَ تَجْهَرُ
ذَلِكَ يَرِي	اَذْفِي بَهْت قَرِيبَ هِي	اَنْ يَرِي كِه	لَقَرِ كَهْنَدِي رِي
اَعْيُنَهُ اَنْ كِي تَكْمِي	د۔ اور	لَا نِه	يَحْتَرِي غَم كَهْنِي
د۔ اور	يُضَيِّقُ رُخْشِ رِي	يَمَا اس رِي جُو	اَتِيَهْت تُوَان كُو دِي
كَلِمَتِ سَب كُو	د۔ اور	اَللّٰهُ اَللّٰهُ	يَعْلَمُ جَاتَا هِي
مَا رِي جُو	فِي رِي بِيحِ	قَلُوبِكُمْ تَهَارِي لُولِي كِي	د۔ اور
كَانَ مَتَا	اَللّٰهُ اَللّٰهُ	عَلِيْمًا جَاتِي وَالَا	حَلِيْمًا حَلْمِ وَالَا
لَا رِي	يَحِلُّ حَلَالِ	لَكَ رِي لِي	النِّسَاءُ عَوْرِي
مَنْ بَعْدُ اَن كِي بَعْدُ	د۔ اور	لَا نِه	اَنْ يَرِي كِه
تَبَدَّلَ تَبْدِيلِ كَرِي تُو	رِي هِي اَن كِي سَاكُه	مِنْ اَذْوَابِ رِي يُوِيَا	د۔ اور
تُو اَكْرِي جُو	اَبْجَدِكَ رِي سِنْدُ كِي تَجْهَرُ كُو	حَسْبُهُ اَنْ كَا حَسَنِ	اَلَا نِكِرُ
مَا رِي جُو	مَلَكْتُ مَالِكِ هُو	لِنَيْتِكَ رِي تِرَا لَاهُ	د۔ اور
كَانَ سِي	اَللّٰهُ اَللّٰهُ	عَلَى اَوْر	كَلِي رِي هِر
شَيْ شِي كِي	رَقِيْبًا نِكْمِيَا		

خلاصہ تفسیر چھپارہ کو ع سورۃ احزاب پ ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا دَسْمُو كَا يَكْرَهُ وَأَصْبِلَا لِي اِيْمَانِ وَالْوَالِدِي كِي
يا و کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔
ذکر کثیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنا ہے اور تسبیح بکرۃ یعنی صبح و آصبلا یعنی شام اس
لیے خصوصیت سے کرنے کا حکم ہے کہ صبح و شام کے اوقات ان بلائیکہ کے جمع ہونے کے اوقات ہیں
جو روز و شب جمع ہوتے ہیں یعنی جو فرشتے عصر کے بعد سے صبح تک رہتے ہیں وہ صبح دوسرے فرشتوں
سے ملتے ہیں اور صبح کے فرشتے عصر تک رہ کر جاتے ہیں تو فجر اور عصر کی عبادت ایسی ہے جس پر بلائیکہ

گو اسی دیتے ہیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ اطراف میں دہار کا تذکرہ کرنے سے مداومت ذکر کی طرف اشارہ ہے۔
هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُكَ لِيُصَلِّيَنَّكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ اَلَى التَّوْبَةِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيماً
وہ ذات وہ ہے کہ درود بھیجتی ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالے اندھیروں سے اجلے کی طرف
اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

آیہ کریمہ کا نشان نزول،

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَي النَّبِيِّ
نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی شرف و نفع
عطا فرماتا ہے تو آپ کے نیاز مندوں کو بھی بطفیل سامی نوازتا ہے مگر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَي
النَّبِيِّ میں غلاموں کو کوئی شرف نہیں عطا ہوا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور ارشاد ہوا کہ ہم اپنے حبیب پر درود بھیج کر تمہیں کفر و معصیت اور ناخدا شناسی کی اندھیروں سے
خروج و ہدایت اور معرفت الہی کی روشنی کی طرف ہدایت فرماتے ہیں اور ہم تو ایمان والوں پر مہربان
ہی مہربان ہیں۔

يَوْمَ يَقُونَ سَلَامًا وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَثِيْرًا اِنَّ كِي دَعَلْنِي وَاَلِي دِن سَلَامٍ هِي اوردان
کے لیے عورت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

ملنے کے دن سے مراد یا یوم انتقال ہے یا قبروں سے نکلنے کا دن یا جنت میں داخل ہونے کا دن۔
روایت ہے کہ جب ملک الموت قبض روح مومن کرنے آتے ہیں تو فرماتے ہیں تیرا رب تجھے
سلام فرماتا ہے۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ ان پر سلام کہیں گے کما قال تعالیٰ
سَلَامٌ عَلَیْكُمْ طِبُّم فَاَدْخَلُوْهُم اِلٰی جَنَّةٍ رَّحِيْمٍ خَاذِل

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَاَوْمَبِّشًا اَوَّلَ نَبِيٍّ اَدَّ اِحْيَا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَاَسْرًا جَامِبًا
لے غیب کی خبریں دینے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد مطلق اور نحو تخبری دینے والا اور رسالت
والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کا ترجمہ گواہ بھی ہے اور شاہد اسی وجہ میں گواہ کہہتے ہیں کہ موقعہ کا مشاہدہ کیے ہوتا ہے تو
شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہی ہوگا۔

مفردات راغب میں ہے ہمارے اس دعویٰ پر تائید ہے وہ فرماتے ہیں الشُّهُودُ وَالشَّاهِدَةُ الْحُضُورُ
مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ. شہود اور شہادت کے معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے ہیں عام
اس سے کہ بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شاہد مطلق ہیں اس لیے اِنَّا اَدْسَلْنَاكَ شَاهِدًا تَمُوْنِ تَنْكِيْبِ كَسَاةٍ
فرمایا یعنی آپ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں کَمَا قَالَ تَعَالَى فَمَا اَدْسَلْنَاكَ اِلَّا كَفَرْنَا لِلنَّاسِ لِيَشِيْرُوْا
تَنْذِيْرًا. تو جب آپ کی رسالت رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورۃ نور کی پہلی آیت میں لِيَكُوْنُ لِلْعَالَمِيْنَ
تَنْذِيْرًا فرمایا۔

تو حضور پر قیامت تک ہونے والی ہر شے منکشف ہونی لازم ہوتی تاکہ آپ شاہد خلق ہوں اور ایسے
شاہد ہوں کہ ہر مشہود کے اعمال و افعال اور احوال تصدیق و تکذیب ہدایت و ضلال پر آپ واقف ہوں
اور كَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا کے مصداق حضور اور صرف حضور
ہوں۔ تفسیر البوسعود و جمل میں یہی تصریح ہے۔

اور مُبَشِّرًا مِّنْ رَبِّكَ وَرَاضِعًا لِّبَنِيْكَ اِنَّكَ لَكَاخِبٌ بِمَا كُنتَ تَعْمَلُ اور وہاں کی عیش و آرام کی تصریح
فرمانے والے ہیں۔

وَتَذِيْرًا مِّنْ كَفٰرِنَا بِنَارِ جَهَنَّمَ كَاذِبًا لِّمَنْ لَّمْ يَلْمِ يٰسِرًا وَّكٰفِرًا لِّمَنْ لَّمْ يَخْشِ يٰسِرًا
اور ذٰعِيًّا اِلَى اللّٰهِ يٰ اَذِيْنَ سَعٰى اِسْمٰى كٰفِرًا لِّمَنْ لَّمْ يَخْشِ يٰسِرًا اور وہاں کی تکالیف کی وضاحت فرمائی ہے۔
آپ دینے والے ہیں۔

وَسِرًا اَجْمِيْنَ لِكُلِّ قَلْبٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ يٰ اَذِيْنَ سَعٰى اِسْمٰى كٰفِرًا لِّمَنْ لَّمْ يَخْشِ يٰسِرًا
معنی آفتاب ہی صحیح ہیں تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَٰوٰتِ بُرُوْجًا وَجَعَلَ فِيْهَا سِرًا اَجَادًا قَمُوْا مِّنْ دُوْنِ
آیت کہ یہی سراج آفتاب کو فرمایا اور جَعَلْنَا فِيْهَا سِرًا اَجَادًا وَهٰذَا سُرُوْجٌ كَلِمَةٌ لِّمَنْ لَّمْ يَخْشِ يٰسِرًا
مراد آفتاب ہی ہے سورۃ نوح میں تَوَصَّاتُ اللّٰهِ لِيُنْزِلَ رِجْلًا مِّنْ سَمٰوٰتِہٖ اِسْمٰى كٰفِرًا لِّمَنْ لَّمْ يَخْشِ يٰسِرًا
چمکا دینے والا آفتاب حضور کی ذات بابرکات کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بھی
اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے

اَفَلَتَ تَمُوْسُ الْاَدْلِيْنَ وَتَمَسَّنَا
اَبَدًا عَلٰى اُخُوِّ الْعُلٰى لَا تَعْرَبُ
اور شیخ صفی الدین ابن ابی منصور نے شیخ ابو العباس طبری کا جو شعر فرمایا اس میں بھی یہی ہے
كَالشَّمْسِ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ وَضُوْءُهَا
يُعِيْنِي الْبِلَادَ مُسَارِقًا وَ مَعَارِبًا

اور میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ سراج و باج تو آفتاب عالم کتاب کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے لیکن نور عظیم
تاجدار عرب و عجم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو درحقیقت وہ نور ہیں کہ ایسے ایسے ہزار آفتاب اس نبوت
کے نور سے مشتیر ہوئے اور اس آفتاب حق سے تو کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افزہ سے
مٹا دیا اور خلق میں معرفت تو حیدر الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن کر دیں اور وادی منالست کی تاریک راہوں میں
گم ہونے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ پر قائم کر دیا اور اپنے نور نبوت سے ضماثر و بصاثر اور قلوب و
ارواح کو روشن و منور فرمادیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ وجود جسے سراج منیر فرمایا وہ وجود ہے جس نے ہزار ہا سراج و باج بنا دیے اس لیے نور
آپ کی شان میں ارشاد ہوا تا کہ سمجھنے والا سمجھ لے کہ یہی وہ منور کائنات ہے جس کے نور کی تیزی بارگاہ اہدیت
کا مشاہدہ کر سکتی ہے یہی وہ منیر ہے جس کا استنار حقیقت کی حقیقت کو ہم پر روشن و واضح کرتا ہے چنانچہ
اپنی کو ارشاد ہوا کہ

وَلَيَسِّرَ اللَّهُ لِيَأْتِيَ الْبِلَادَ الْمُؤْمِنِينَ بِنَاتٍ لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضَلًا كَيْدًا لَّعِيبٍ
اللَّهُ كَبِيرٌ فَافْعَلْ هَـ

کہ اس نے اس سراج منیر کو اس غیب کی خبریں دینے والے کو اس شاہد کائنات کو اس مبشر عظیم کو اس
نذیر عالم کو اس داعی الی اللہ کو اس سراج منیر کو تم پر مبعوث فرمایا جس کی ادنیٰ صفت یہ ہے جو بومیری نے کی
كَالَّذِي هُوَ فِي تَدْوِيَةِ الْبَدْرِ فِي شَرَابٍ وَالْبَحْرِ فِي كَرِيمٍ وَاللَّهِ هَرِي فِي هِمَجٍ
جس کے حضور تمام انبیاء کرام اور بارگاہ قدس کے تمام ملک عظام جھولیال بھیلائے ہوئے ہیں۔
ذِكْرُهُمْ مِّنَ رَسُولِ اللَّهِ مُلْكِمًا عُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ أَوْرَسَفًا مِّنَ الْبَيْتِ
اشعار منقولہ کی شرح ہماری شرح قصیدہ "الطیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ" میں ملاحظہ فرمائیں
اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَطْعُ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعِ إِذَا هُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا۔ اور نذیر
کرنا کافروں اور منافقوں کی اور ان کی ایذا رسانی سے درگزر فرمائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور وہ اللہ کا
ہے تمہارا کارساز۔

اس لیے کہ ابھی ہم نے حکم جہاد ناقذ نہیں فرمایا تو جب تک حکم جہاد نہ آئے ان کی ایذا رسانی سے درگزر
فرمائیں پھر جب حکم قتال آجائے اس وقت اس پر عمل فرمائیں۔
یہ حکم دینا نہ دینا حکمت الہی کے ماتحت ہے جسے اللہ اور اس کا حبیب جانتا ہے ہمارا کام اتباع اور محض

ابتداء ہے۔ اس کے بعد خدا حکام تو اتین اسلام کے حق میں مومنوں پر نافذ کیے گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤَنَاتِ لَمْ تَكُنَّ مُؤَنَاتٍ مِّنْ قَبْلٍ أَلَمْ تَسْأَلُوهُنَّ مَا لَكُنَّ
عَلَيْهِنَّ مِنْ عَهْدٍ لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ وَسَأَلْتَهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا لِّمَنِ الْإِيمَانُ وَالْوَجِيبُ لِمَنِ الْمَسْئَلَةُ
عورتوں سے نکاح کر دیکر انہیں بلا غلوت صحیح طلاق دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں ہے گنہگار تو انہیں کچھ
فائدہ دو اور اچھی طرح حسن سلوک سے چھوڑ دو

تیسرے جہن کی تفسیر پہلے ہم کر چکے ہیں اس آیت کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر عورت کو قبل قربت و غلو
صحیح طلاق دی جائے تو اس بعدت واجب نہیں۔

غلوت صحیح قربت و مجامعت کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر میاں بیوی تخلیہ میں ایک جگہ ہو گئے تو عدت
واجب ہو گئی اگر یہ مباشرت ہو یا نہ ہو۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم مومنہ کے لیے ہے اور کتابیہ کے لیے بھی تبعا یہی حکم ہے اور یہی اس

حکم سے مستفاد ہوا کہ نکاح مومنہ سے کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے۔ اور
سَأَلْتَهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا کے تحت یہ تصریح ہے کہ اگر ہر مقرر ہو چکا ہو تو نصف یعنی آدھا ہر قبل

غلوت صحیح واجب ہے اور اگر ہر کا تعین نہیں ہوا تھا تو ایک چھوڑ اتین کی طرف کا دینا واجب ہے۔
اور تیسرے جہن سے یہ مفہوم ہوا کہ اسے اچھی طرح چھوڑ دو کا یہ مطلب ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دو اور انکو
کوئی ضرر نہ پہنچاؤ نہ انہیں روکو اس لیے کہ ان بعدت نہیں ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص احکام نافذ کیے گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أَجُودَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ الَّتِي
هَاجَرْنَ مَعَكَ لَيْسَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ عَلَيْهِنَّ فِي مَقَامِكُمْ إِذَا خَلَا بِهِنَّ مِنْكُمْ لَمَسَ مِنْكُمْ لَمَسٌ
تَمَّ جُزْؤُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ وَأَمْوَاجُهُنَّ
اور یہ کہ ہر شرط حلت ہو ایسا نہیں۔ اسی وجہ میں ہر کو مجمل طریقہ پر دینا یا ہر مجمل مقرر کرنا افضل اور
اولیٰ ہے واجب نہیں کما فی تفسیر احمدی ملا حیون علیہ الرحمۃ۔

اور مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ سے یہاں مراد حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ ہیں جنہیں حضور نے آزاد فرما کر

ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں ازواج منکوحہ اور کنیزوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ
 بھاد میں غنائم جو آئیں ان میں کنیزیں ملوک ہلک بھین ہوتی ہیں خواہ وہ خریدی جائیں یا سہرے کے طور
 پر آئیں یا وراثت میں ملیں یا وصیت سے حاصل ہوں سب حلال ہیں۔

یہاں ان کا تذکرہ فضیلت کے لیے ہے۔ ایسے ہی ہاجرن معک بھی بطور فضیلت بیان کیا گیا
 اس لیے کہ ہجرت کے علاوہ بھی جو مملوکات ہیں وہ بھی حلال ہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم حضور کے لیے خاص ہو اور وہ علت اس قید کے ساتھ ہو کہ وہ ہجرت
 کرنے والیاں ہوں حضور کی معیت میں جیسے حضرت ام ہانی بنت ابوطالب تھیں۔

اور نبات عم چچا کی لڑکی نبات عمات بھوپھیوں کی لڑکیاں و نبات خال ناموں کی بیٹیاں نبات عمات
 خال اول کی اولاد تو عموماً شریعت مطہرہ میں حلال ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے ہاجرن معک کی تفریح
 برائے فضیلت ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَأَمَّا الْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُؤْمِنَاتُ إِنْ دَاوَدَ النَّبِيُّ إِنْ تَبَسَّطَتْ لَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دِينِ
 الْمُؤْمِنَاتِ - اور ہر ایمان والی خاتون اگر وہ اپنے کو نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے حلال ہے
 یہ خاص آپ کے لیے ہے امت کے لیے نہیں۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے اس مومنہ عورت کو بھی حلال فرمایا جو بغیر ہر اور
 بغیر شرط نکاح اپنے کو حضور کی خدمت میں سہہ کرے اور حضور اسے نکاح میں لانا منظور فرمائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے اس لیے کہ وقت
 نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو سہہ کے ذریعہ سے مشرف بہ زوجیت ہوئی ہوں
 اور جن مومنہ عورتوں نے اپنے کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا وہ حضرت میمونہ بنت حارث
 حضرت خولہ بنت حکیم اور حضرت ام شریک اور حضرت زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (تفسیر احمدی)

اور اس قسم کا نکاح بے ہر خاص حضور کے لیے جائز ہے امت کے لیے نہیں۔ امت پر ہر حال ہر
 واجب ہے خواہ وہ ہر معین نہ کریں یا قصد ہر کی نفی کریں

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ فِي أَزْوَاجِكُمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لَكِي لَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ
 كَانَ اللَّهُ عَقُودًا رَجِيمًا۔ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی
 مملوک کنیزوں میں تا کہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے ہر اور گواہ اور باریاں یہ سب واجب ہیں اور چارچند

عورتوں تک نکاح کرنا جائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعاً ہر کی مقدار مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے

نوٹ

درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے تو ۳۵ ماشہ چاندی ہر میں لازمی ہے اس سے کم کرنا جائز نہیں اور زیادہ جتنا چاہے بتراضی طرفین جائز ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔
بِكَيْلَا يُوْتَّ عَلَيَّ خَرَاجٌ. اور وہ خصوصیت جو حضور کی ہے وہ صرف حضور تک ہی محدود ہے اور وہ یہ کہ محض سب سے بغیر ہر حلال میں۔ دوسروں کے لیے نہیں۔

تُرْجِي مَنْ نَسَأَ مِنْهُمْ وَتُوْوِي إِلَيْكَ مَنْ نَسَأَ وَمَنْ ابْتَعَيْتَ مَنْ عَزَلَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ إِذْ لَمْ تَكُنْ عَلَيْهِمْ وَلَا يَجُوزُ وَيَرْضَيْنَ بِمَا ابْتَيْتَهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا بچھے بٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ حکم اس لیے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حکم والا ہے۔

تُرْجِي. ارجح سے ماخوذ ہے اور ارجح کہتے ہیں موخر کرنے کو یعنی پیچھے ہٹانے کو۔ یہاں ترجی سے مراد مضاجعت ترک کرنا ہے یعنی ہمبستری میں کسی کو علیحدہ کر دینا۔

وَتُوْوِي إِلَيْكَ. تُوْوِي مشتق ہے اِيْوَاء سے اور اِيْوَاء کہتے ہیں جگہ دینے کو
وَمَنْ ابْتَعَيْتَ مَنْ عَزَلَتْ. ابْتَعَيْتَ کے یہاں معنی طَلَبْت کے ہیں اور عَزَلَتْ کے معنی ترک ت ہیں۔ خلاصہ تفسیر آیت یہ ہوا کہ اے محبوب آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور ازواج میں باری مقرر کریں یا نہ کریں۔

لیکن باوجود اس کے حضور ہمیشہ ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور سب کی باریاں برابر رکھتے سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ آپ نے اپنی باری کا دن حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا حشر اہمات المؤمنین میں ہو۔

چنانچہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت ان خواتین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے کو حضور

کے سپرد کر دیا تھا اور منجانب اللہ حضور کو غنا کیا گیا کہ ان میں سے جسے چاہے حضور قبول فرمائیں تو وہاں کو
اور جس سے چاہیں انکار فرمادیں۔

وَمَنْ ابْتَعَيْتَ مِنْهُنَّ عَلَّمْتُكَ يَوْمَ تَكُونُ الْأَنْفُسُ فِي الْمَصَابِلِ
کہ وہیں سے جسے چاہیں اپنے پاس بلا لیں اور اسے نوازیں اس میں حضور مختار ہیں۔

اور دَا اللَّهُ يَعْزِبُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ كَمَا يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ لِمَنْ يَخْتَارُ
کو منجانب اللہ عطا ہوا ہے جو ان کتنی ناز داتا اور ان کتنی ناز داتا الحیوة الدنیا میں ہے۔
تو ان کے دل مطہش ہو جائیں گے یا یہ معنی میں کہ عززل و نصب کا ازواج میں جو اختیار حضور کو ملا ہے وہ
من جانب اللہ ملا ہے۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کے حق میں ان کے اس ایشار کے بعد یہ حکم نازل ہوا اور نصاب تو کے
اللہ ختم فرمادیا چنانچہ ارشاد ہے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ بَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَ
يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ذَقِيًّا۔ ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور
بیویاں بدل لو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر کثیر جو آپ کی مملوک ہو اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔
بعد ان نو بیویوں کے جن کے اسماء گرامی ہم پہلے لکھ چکے ہیں جو حضور کے نکاح میں تھیں جنہوں نے
اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تھا اور تارک دینا ہو گئی تھیں۔

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ازواج کا نصاب تو تک رکھ دیا گیا جیسے امت کے
لیے چار کا نصاب ہے۔

اور ذَٰلِكَ بَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ کے یہ معنی ہیں کہ انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے
نکاح بھی ممنوع فرمادیا یہ احترام تھا ازواج مطہرات کا۔ اس لیے کہ جب حضور نے حکم الہی انہیں اختیار دیا
تھا کہ اللہ و رسول اور یوم آخرت قبول کر دیا دینا کے لو۔ تو انہوں نے بر طیب خاطر ترک دینا کیے اللہ
رسول اور دار آخرت قبول کیا تھا اس پر ان کا یہ احترام ہوا کہ حضور کو ان کے علاوہ اور رشتہ کی بھی مخالفت
ہو گئی اور حضور نے بھی انہیں نو پر قناعت فرمائی اور آخر تک یہی نو بیویاں رہیں۔

حضرت صدیقہ اور ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتیں چاہیں ان
سے نکاح فرمائیں۔ اس روایت کے لحاظ سے یہ آیت کہ یہ منسوخ الحكم ہے اور اس کی ناسخ وہی آیت ہے
أَحَلَّلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

اور ملوکہ کی حلت اس آیت کریمہ میں بھی موجود ہے۔
 چنانچہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور کی ملک میں آئیں اور ان سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی ولادت ہوئی جنہوں نے طفولیت میں ہی وفات پائی۔
 اور وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا۔ فرما کر اس امر کی وضاحت فرمائی کہ نگہبانی سب کی ہمارے
 ہی ہاتھ میں ہے۔

مختصر تفسیر اور وچھٹا رکوع سورۃ احزاب ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا بِحَمْدِهِ قَائِمِينَ وَإِذَا قَامُوا فَسَبِّحُوا لَهُ
 بہت کرو اور اس کی تسبیح صبح و شام کرو۔
 اسی فرماتے ہیں بِنَا هُوَ جَلَّ وَعَلَا أَهْلُهُ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّجْدِيدِ وَالتَّقْدِيسِ
 اس شان سے اس کی یاد کرو جس شان کا وہ اہل سے تہلیل و تحمید و تجدید و تقدیس میں۔
 ذِكْرًا كَثِيرًا۔ يَعْمُرُ أَعْلَبَ الْأَوْقَاتِ وَالْأَحْوَالِ بِهَرِوَقْتِ اور ہر حال میں اس کا ذکر کرو۔
 چنانچہ ابن عباس فرماتے ہیں الذِّكْرُ الْكَثِيرُ أَنْ لَا يَنْسَى جَلَّ شَأْنُهُ۔ ذکر کثیر سے یہ مراد ہے کہ اپنے
 رب کو کسی حال میں نہ بھولے۔
 اور ایک قول یہ ہے کہ اسماء حسنی کے ساتھ اس کی یاد کرے اور جو امور اس کے لائق نہیں ان سے اسے
 منترہ جائے۔

مقاتل کہتے ہیں ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت کتنا رہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ مَنْ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثِينَ مَرَّةً فَقَدْ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرًا كَثِيرًا۔ جو تیس بار یہ پڑھے
 وہ ذکر کثیر کرنے والوں میں ہے۔

اور مجمع البیان میں واحدی سے بسند ضحاک بن مزاحم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ
 جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا هَمْدُ قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدَ مَا
 عَلِمَ وَرَدَّتْ مَا عَلِمَ وَمِلْءَ مَا عَلِمَ۔
 قَائِلُهُ مَنْ قَالَهَا كَتَبَ لَهَا سِتُّ خِصَالٍ۔

كُتِبَ مِنَ النَّارِ كَبِيرَيْنِ اللَّهُ تَعَالَى كَثِيرًا - وَكَانَ أَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِهَا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَلَكِنْ
لَمْ يَنْسَأْ فِي الْجَنَّةِ - وَتَحَافَتُ عَنْهُ خَطَايَا كَمَا تَحَافَتُ وَرَقُ الشَّجَرِ الْيَابِسَةِ - وَيَنْظُرُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ
وَمَنْ نَظَرَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ - كَذَا آيَةٌ فِي مَدْوَنَةٍ فَلَا تَغْفَلْ -

فرماتے ہیں حضرت روح الامین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
عرض کیا آپ فرمائیں سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة
الا بالله العلي العظيم عند ما علمه ذرته ما علمه ذم له ما علمه -

جو یہ پڑھے گا اسے چند خصلتیں عطا ہوں گی

- (۱) اللہ کے بہت ذکر کرنے والوں میں اس کا نام لکھا جائے گا۔
- (۲) اور وہ رات دن کے فکروں سے افضل ہو۔
- (۳) اور اس کے ذکر کا جنت میں ایک پورا اگایا جائے۔
- (۴) اور اس کی تمام خطائیں گہرائیوں جیسے سوکھے درخت کے پتے گرتے ہیں۔
- (۵) اور اللہ اس کی طرف بہ نظر رحمت دیکھے۔
- (۶) اور جس کی طرف اللہ بہ نظر رحمت دیکھے وہ عذاب سے محفوظ رہے۔

وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - اور اس کی تسبیح و تتریز صبح و شام کرو۔ یعنی اول بہار سے آخر بہار تک

آلوسی فرماتے ہیں فَصَلِّمَا عَلَى سَائِرِ الْأَوْقَاتِ لِكَوْنِهَا مَحْضُورًا لِمَا مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
یُصْبِحُ وَشَامَ کِی تَسْبِیحِ کِی تَخْطِیصُ مَحْضُ اس لیے ہے کہ ان دونوں وقتوں میں ملائکہ لیل و نہار موجود ہوتے ہیں
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ بِالتَّسْبِیحِ الصَّلَاةَ اِی بِالطَّلَاقِ الْجُزْءِ عَلَی الْکَلِمِ
وَالتَّسْبِیحُ بُکْرَةً وَاَصِیلاً صَلَاةُ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ - تسبیح سے مراد نماز ہے یہاں جز کا اطلاق کل پر کیا گیا ہے
اور صبح کی تسبیح سے مراد فجر کی نماز ہے اور شام کی تسبیح سے مراد عشاء ہے۔

اور قتادہ کہتے ہیں کہ ابن عباس کے قول میں دو وقت چور کھے ہیں اس سے نماز صبح اور نماز عصر مراد ہے
بعض نے کہا صبح و شام کی نماز کہہ کر تمام نمازیں مراد لی گئی ہیں۔

نماز فجر نماز عصر یا فجر اور عشاء یہ نمازیں اور نمازوں سے افضل ہیں اور طاعت بدنیہ میں یہ خاص ہیں

آگے ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ - وہی ہے جو درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے ملائکہ۔
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بمعنی رحمت ہے اور ملائکہ کی طرف

بخشش طلب کرنا اور مؤمنین جن و انس کی طرف سے دعا کرنا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا سے اس امر کی طرف دلالت ہے کہ إِنَّ التَّوَّابِينَ بِالصَّلَاةِ الرَّحِيمَةِ۔ کہ

صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ مَا أَخْرَجْنَا عَبْدًا مِنْ حَبِيدٍ وَابْنِ الْمَتْنِ رَقَالٍ لَمَّا تَوَلَّاتِ ابْنُ اللَّهِ وَ
مَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ خَيْرًا إِلَّا اشْرَكْنَا
بِهِ فَتَوَلَّاتِ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ جِبَ آيَةُ كَرِيمَةٍ إِنَّ اللَّهَ دَلَّ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ تَبْلُ
ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی فضیلت نازل کی تو ہمیں
اس میں شریک فرمایا لیکن اس آیت کریمہ میں ہمیں شریک نہیں کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل
فرمائی ہُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ۔

يُصَلِّي عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لِي التَّوَّابِينَ تاکہ تمہیں نکالے ظلمات سے نور کی طرف۔

یعنی ظلمات کفر و معاصی سے نور ایمان و طاعت کی طرف۔

وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ۔ مِنَ الْجَهْلِ بِاللَّهِ إِلَى مَعْرِفَةِ عَمَلِهِ وَجَلَّ فَإِنَّ الْجَهْلَ أَشْبَهُ شَيْءٍ بِالظُّلْمَةِ
وَالْمَعْرِفَةَ أَشْبَهُ شَيْءٍ بِالنُّورِ طبری کہتے ہیں یُجْمَعُ كَلِمًا سے مراد جہل سے نکالنا ہے معرفت الہی کی طرف
اس لیے کہ جہل زیادہ تر مشابہ ہے ظلمت سے اور معرفت اشبہ ہے نور کے ساتھ۔

وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ أَيُّ مِنَ الصَّلَاتِ إِلَى الْهُدَى۔ ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد گمراہی سے نکال

کہ ہدایت کی طرف لانا ہے۔

وَقَالَ مُقَاتِلٌ مِنَ الْكُفْرِ إِلَى الْإِيمَانِ۔ مقاتل کہتے ہیں کفر سے نکال کر ایمان کی طرف مراد ہے۔

وَقِيلَ مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ۔ ایک قول ہے کہ جہنم سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا۔ اور اللہ ایمان والوں پر ہرمان ہے۔

يَعْنِي كَانَ سُبْحَانَكَ بِكَافَّةِ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ أَنْتُمْ مِنْ ذَمِّهِمْ كَامِلُ الرَّحْمَةِ۔ اللہ تعالیٰ

تمام مؤمنین پر جو ایمان والوں کے زمرہ میں ہیں کامل الرحمتہ ہے۔

يَجْتَنِبُكُمْ يَوْمَ يَأْتُكُمْ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَكُمْ أَجْرًا كَرِيمًا۔ ان کے لیے اکرام ہے جس دن وہ خدا

سے ملیں گے سلام کا۔ اور ان کے لیے عزت والا اجر ہے۔

تختہ مصدر ہے جو مضارع ہے مفعول کی طرف۔ تو اس کے معنی ہوئے مَا يَجِيئُكُمْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یعنی وہ اکرام جس سے تمہاری زندگی تازہ ہو اور ذقیامت۔

تختہ۔ محاورہ میں سچا ک اللہ کے معنی و تباہ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اللہ تجھے عمر دے جیسا کہ رو میں
عمرت دراز باد فارسی کا مقولہ بول دیتے ہیں یا عمر دراز ہو کہہ دیتے ہیں۔
پھر ہر دعائیہ جملہ تختہ کہلانے لگا۔

آلوسی کہتے ہیں رُوِيَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ هَيَاوَىٰ أَنَا هُنَا رَاضٍ فَمَا أَنتُمْ
عَنِ رَاضُونَ فَيَقُولُونَ يَا جَمِّعُ يَا رَبَّنَا رَاضُونَ كُلِّ الرِّضَا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
میرے بندوں تم پر سلام ہو تم سے ہم راضی ہیں تو کیا تم بھی ہم سے راضی ہو تو سب عرض کہ یہاں سے ہمارے
رب ہم راضی ہیں پوری رضا کے ساتھ۔

اور ایک روایت میں ہے إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَوْحِيًا لِعِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ
الَّذِينَ آذَنُوا فِي دَارِ الدُّنْيَا بِاتِّبَاعِ أَمْرِي۔ اللہ تعالیٰ فرماتے السلام علیکم مبارک ہو میرے ان بندوں
کو جنہوں نے مجھے دنیا میں راضی رکھا اور میرے حکم کا اتباع کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے تَحِيَّتُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ لَدُنْكَ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ كَمَا قَالَ تَعَالَى
وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔ کہ ملائکہ کی طرف سے مومنین پر تحیہ سلام کے
ساتھ موجب و رحمت میں داخل ہوں جیسا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ ملائکہ اہل جنت پر دروازے سے
داخل ہوں اور سلام علیکم کہیں۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اسْتَقَالَ إِذَا جَاءَ مَلَكَ الْمَوْتِ لِقَبْضِ الرُّوحِ الْمُؤْمِنِ
قَالَ رَبُّكَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ حِينَ لَمْ يَمُوتْ مومن کی روح قبض کرنے آئیں تو کہیں تیرے رب نے
تجھے سلام فرمایا ہے۔

راغب کہتے ہیں يَوْمَ يَلْقَوْنَآسَءَ مَرَاتِلَاتٍ أَلْحَىٰ بِهٖ بَرُوزِ قِيَامَتِ۔

طبری کہتے ہیں وہ ملاقات اجہ ہے من جانب اللہ۔

تادم کہتے ہیں أَنَّهُمْ يَوْمَ دَخَلُوا الْجَنَّةَ يُحَيُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِالسَّلَامِ أَيْ سَلِمْنَا وَسَلِمْتُمْ مِنْ
كُلِّ مَخْوَبٍ۔ یہ تحیہ جنت میں داخل ہونے کے دن ہوگی جب جنتی آپس میں سلام سلام کہیں جس کے معنی
یہ ہوں گے کہ ہم بھی سلامت رہے اور تم بھی ہر خوف سے سلامتی میں رہے۔

وَأَعَدَّ لَكُمْ أَجْرًا كَرِيمًا وَأُورِثَارَہٗ ان کے لیے بھاری اجہ۔

أَيْ وَهَيَّا لَكُمْ عَزْوَاجًا كَوَايَا حَسَنًا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَدْرَسْنَاكَ شَاهِدًا عَلَىٰ غَيْبِ تَبَانِ وَاللَّيْلِ نَبِيٌّ بِشَيْكٍ هَمَّ نَزَّ بَحِيحًا تَمِينًا شَاهِدًا

آپ کو یہ پر روح المعانی میں ہے۔ قَلِي مَنْ بُعِثَتْ تَرَاقِبُ أَحْوَالِهِمْ وَتَشَاهِدُ أَعْمَالَهُمْ وَتَحْتَمِلُ عَنْهُمْ الشَّهَادَةَ بِمَا صَدَقَ عَنْهُمْ مِنَ الصُّدُقِ وَالْكَذِبِ وَسَائِرِ مَا هُنَّ عَلَيْهِ مِنَ الْهُدَى وَالضَّلَالِ وَتُوَدِّيهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذْ أَدَاءٌ مَقْبُولًا فِيمَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ وَهُوَ حَالٌ مُفْتَادَةٌ فَإِنَّ اعْتِبَارَ الْإِرْسَالِ أَمَدًا مُتَمَدًّا لِإِعْتِبَارِ الْحَمَلِ وَالْأَدَاءِ فِي الشَّهَادَةِ۔

یعنی حضور کی ذات مقدس کی بعثت ان کے احوال پر عبور رکھنے اور ان کے اعمال کے مشاہدہ کے لیے کی گئی اور آپ کی ذات ان کی گواہی پر متحمل ہے جو ان سے تصدیق و تکذیب کا صدور ہوا اور جس طرح وہ ہدایت و ضلال پر ہیں ان کی حالت پر بروز قیامت حضور شہادت دیں گے۔

چنانچہ حضرت ابو بکر اور انس اور جذیفہ اور سمہ اور الوالد روا سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا لِيُؤَدِّيَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِي الْحَوْضِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَهُمْ وَعَرَفْتَهُمْ اخْتَجَعُوا حَتَّى يَأْتِيَ بِي أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقَالُ لِي إِنَّكَ لَا تَذُرُنِي مَا أَحَدْتُوا بَعْدَكَ۔ ایک جماعت حوض پر گزرے حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں اور پہچان لوں تو مجھ سے علیحدہ کیے جائیں تو میں عرض کروں اے میرے رب یہ میرے لوگ ہیں تو مجھ سے کہا جائے حضور آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔

اس سے بعض حضور کا عدم مشاہدہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ جس سستی کو قیام قیامت سے قبل یہ علم ہے کہ فرشتے یہ کہیں گے اور ہم یہ فرمائیں گے انہیں اس چیز کا علم کیوں نہ ہو جو بعد میں امت کی طرف سے حادث میں آئے۔

مگر بعض مسلمان اس قسم کی تفتیش نشان کو اپنے ایمان کی جلا کا موجب جانتے ہیں واللہ الباقی۔ چنانچہ آلوسی کہتے ہیں لَعَلَّ قَدْ يُقَالُ إِنَّهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ بِطَاعَاتٍ وَمَعَاصِي تَقَعُ بَعْدَ مِنْ أُمَّتِهِ لَكِنْ لَا يَعْلَمُ أَعْيَانِ الطَّائِعِينَ وَالْعَاصِينَ۔ ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان طاعات و معاصی کا علم رکھتے ہیں جو آپ کی امت سے آپ کی وفات کے بعد واقع ہوئے لیکن فرمانبرداروں اور نافرمانوں کو نہیں جانتے۔

لیکن یہ عقیدہ بھی السنن و جماعت کا ہے۔

إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِرُوحِهِ وَجَسَدِهِ لَيْسَ يُوْحِيَتْ شَاءَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَالْمَلَكُوتِ فَبِنِي عَلَى مَا عَلِمْتَ حَيَاتَهُ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روح و جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور مجاز میں جہاں چاہیں جیسے چاہیں جب چاہیں اقطار ارض و ملکوت کی کبیر فرمائیں تو اس پر مبنی ہے کہ حضور سب کے حال سے ان کے اعمال سے بھی واقف ہیں۔

وَأَشَارَ بَعْضُ سَادَاتِ الصُّوفِيَّةِ إِلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اطَّلَعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْمَالِ الْعِبَادِ فَتَنظَّرَ لِيَمَّا وُلِّتَ لَكَ أُطْلِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَاهِدًا - اور بعض سادات صوفیہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اعمال عباد پر مطلع فرمایا اور حضور نے ان کا معائنہ کیا اسی بنا پر حضور کو شاہد فرمایا گیا۔

اور مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بھی اپنیثنوی میں فرمایا۔

در نظر بودش مقامات العباد زان سبب نامش خدا شاہد نہاد
وَقِيلَ الْمُرَادُ شَاهِدًا عَلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَنَّ أَنْبِيَاءَهُمْ قَدْ بَلَّغُوهُمُ
الرِّسَالَةَ وَدَعَوْهُمُ إِلَى اللَّهِ وَشَهِدَتْ بِذَلِكَ بِمَا عَلِمُوا مِنْ كِتَابِهِ الْمَجِيدِ - ایک قول ہے کہ
شاہد اسے مراد یہ ہے کہ آپ تمام اہم پروردگیاں مت اس امر کے شاہد ہوں گے کہ انبیاء کرام نے تبلیغ بیان
فرمائی اور انہیں توجید الہی کی طرف بلایا اور یہ شہادت حضور کی قرآن کریم کے ذریعہ ہوگی۔
بعض نے کہا شہادت حضور کی کلمہ شہادت ہے۔

بہر حال إِنَّا أَدُسْنَاكَ شَاهِدًا حضور کے منصب جلیل کے لیے بنص صریح قرآن کریم میں ہے اب
اس کے معنی تاویل کیے جائیں یا حقیقی معنی کی طرف رجوع ہوں۔

معنی حقیقی جو نص سے ثابت ہیں وہ یہی ہیں کہ حضور شاہد مطلق ہیں اور شاہد وہی ہے جو مشاہدہ کے
شہادت دے اب وہ مشاہدہ کسی صورت میں ہو حضور کے لیے ثابت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
شاہد علی الاطلاق ہیں۔

وَمُبَشِّرًا ذُنُوبًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِشَارَتِ وَيْنِهِ وَالْأَمْرَيْنِ
کو اور ڈرسانے والا کفار و مشرکین و منافقین کو اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور چمکا
دینے والا آفتاب۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ وَمُبَشِّرًا - بُشِّرُ الطَّالِعِينَ بِالْجَنَّةِ - بشارت جنت کی دینے والے اپنے
اتباع کرنے والوں کو

وَبِنْدِيًّا - تُنذِرُ الْكَافِرِينَ وَالْعَاصِينَ بِالنَّارِ - ڈرسانے والے کافروں اور عاصیوں کو جہنم کا۔
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ - اور بلانے والے اللہ کے اقرار کی طرف اس کی وحدانیت کی طرف اس
کے حکم سے اور تمام ان احکام کی طرف دعوت دینے والے جو ایمان لانے کے بعد اس پر واجب ہوتے ہیں
دَسِرًا جَامِتِيًّا - يَسْتَضِيئُ بِدِ الصَّاكُونَ فِي ظُلُمَاتِ الْعَمَلِ وَالْغَوَايَةِ وَيَقْتَبِسُ مِنْ نُورِهَا

اَنُوَادِ الْمُؤْمِنِينَ اِلَىٰ مَنَاجِحِ الدُّشْدَانِ وَكُلِّهَا اَيْتِيْنِ . یعنی ایسا روشن آفتاب جو گرہوں کو ظلمات جہل و گمراہی سے روشنی ایمان کی طرف لانے والا ہے اور اس نور سے عالم میں انوار بدایت اور بھلائی کا اقتباس کیا جاتا ہے۔

وَيَشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِآيَاتِ لَّهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا . اور ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

کہ ان پر شاہد علی الاطلاق بمبشر جنت، تذیرہ جہنم، داعی الی اللہ اور سراج منیر جیسی صفات والا نبی خاتم الانبیاء امام الکمل فی الکمل ہادی سبیل مبعوث فرمایا اسی بنا پر امت مرحومہ کی فضیلت میں ارشاد ہوا **لَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِآيَاتِ لَّهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا**۔ دوسری جگہ **فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي دُورِ الصَّلَاتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ وَقِيلَ لَمَعْنَى فَضْلًا عَلَىٰ سَائِرِ الْأُمَمِ فِي الرَّقَبَةِ وَالشَّرَفِ**

اَوْزِيَادَةً عَلَىٰ أُجُورِ أَعْمَالِهِمْ بِطَرِيقِ الْقَصْدِ وَالْإِحْسَانِ . اور شان نزول میں ہے۔

أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَابْنُ عَسْكَرٍ مَتْنًا عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَمَّا نَزَلَ لِيُعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَوْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا قَاتَلَ اللَّهُ وَيَشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِآيَاتِ لَّهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا .

عکس و حسن فرماتے ہیں جب آپؐ کو یہ کہہ کر یہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا حضورؐ کا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپؐ سے کیا رابلہ ہے تو اب ہمارا حال بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آخرت میں کیا حشر ہوگا تو **وَيَشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِآيَاتِ لَّهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا** کی بشارت نازل ہوئی کہ اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا . اور نہ اتنا کر و کافروں اور منافقوں کی خواہشات کا اور نہ ارادہ کرو ان کی ایذاؤں کا۔

روح المعانی میں ہے تہی عن مدائنہم فی امر الداعوة و تہی الجانِبِ فی التبلیغ و اللسانِ

فی الامتداد۔

وَدَعْ أَذَاهُمْ . اَحَى لَا تَبَالٍ بِرَأْيِنَا اِيَّاكَ لِسَبَبِ اِسْتِادَاكَ اِيَّاهُمْ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَبْتَغِيكَ

آپ کی حق گوئی پر ان کی طرف سے جو ایذا اور تکالیف پہنچیں ان پر صبر کریں۔
یہ اول حکم تھا پھر آیات سبقت سے منسوخ حکم ہو گیا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ذَكَرَىٰ بِاللَّهِ ذِكْرًا ۚ وَأَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ السَّمْعَ السَّمِيعَ ۚ
اس پر علامہ طیبی طیب النذراہ فرماتے ہیں۔ مَا ذَرَاةَ الْبُعَادِ وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ
قَالَ لَقِيْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي التَّوَارِكِ قَالَ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوَارِكِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَجَزَاءُ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّكَ عَلَيْهِمْ حَتَّىٰ تَمُوتَ أَوْ
تَمُوتُوا ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۚ وَلَا تَلْمِزْهُمَا فِي الْحَدِيثِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ
وَيَصْنَعُ كَمَا يَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَىٰ حَقًّا يُقِيمُ بِهِ الْبَلَاءَ الْعَوْجَاءَ وَيَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا عَمِيًّا وَإِذَا نَادَىٰ
وَقُلُوبًا غَلْظًا ۚ

اور یہی روایت حضرت عبداللہ بن سلام سے ہے۔

اس کے بعد حضور کے لیے خصوصی احکام طلاق اور اس کا حکم عدۃ واضح کیا جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ فَطَلِّقُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ
عِدَّةٍ لَعَنَهُمَا فَمَسُوهُنَّ وَسَارَّحُوهُنَّ سَارًّا حَبِيلاً ۚ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ الْفَاسِقِينَ ۚ
خواتین سے نکاح کرو پھر انہیں قبل خلوت صحیح طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جو گنی جائے تو انہیں کچھ
کہہ آرام سے اچھی طرح رخصت کر دو۔

یہاں نکاح سے بالاتفاق عقد مراد ہے اور مفہوم نکاح میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں نکاح وطی اور عقد کے معنی میں مشترک ہے۔

بعض کہتے ہیں نکاح حقیقتاً عقد کے معنی دیتا ہے اور مجازاً وطی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

اور راعب کہتے ہیں هُوَ حَقِيقَتًا فِي الْعُقْدِ كَمَا اسْتَعْبِدَ لِجَمَاعٍ - نکاح کے معنی حقیقت میں عقد

میں اور استعارة سے جماع کے معنی میں لیا گیا۔

صرف علامہ زحشری کہتے ہیں النِّكَاحُ الْوَطِيُّ وَتَسْمِيَةُ الْعُقْدِ نِكَاحًا لِأَنَّ بَيْتَهُ مِنْ حَيْثُ تَلَّ

كَلِمَاتِهِ لَمْ يَكُنْ نِكَاحًا لِمَعْنَى وَطِيٍّ مَسْتَعْمَلٌ هُوَ أَوْ عَقْدٌ كَوْنِ نِكَاحٍ اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ ذریعہ وطی ہے۔

اس کی مثال فرماتے ہیں فَلَنظِيرُكَ تَسْمِيَةُ الْعَمْرِ إِتْمَالًا لِأَنَّهَا سَبَبٌ فِي إِقْتِرَافِ الْأَثْمِ ثُمَّ كَوْنِ نِكَاحٍ

میں جیسے يُسْتَلُونَكَ عَنِ الْعَمْرِ وَالْمَيْبِرِ قُلْ فِيهَا أَثْمٌ كَثِيرٌ - اس لیے کہ وہ سبب سے اقتراف اثم ہیں

کے فرماتے ہیں وَاَنْتُمْ يَرْثُوْنَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَقَدْ اَنْكَحَ الْاَقْرَبُ مَعَقِبًا لَّا تَنْتَرِيْ حَتّٰى الْوَلِيُّ
اور کتاب اللہ میں لفظ نکاح کہیں نہیں آیا مگر عقرب کے معنی میں اس لیے کہ وہ وطن کی عدت کے لیے ہوتا ہے
جیسے فرمایا حَتّٰى تَبْتَغِ زَوْجًا غَيْرًا یہاں حاصل معنی وطنی ہے۔

تو آ کر ہم کے معنی یہ ہوئے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا عَقَدْتُمْ عَلٰى الْمُؤْمِنَاتِ وَتَزَوَّجْتُمْ
تُمْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّخْرُجُوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ يَا يَوْمَ تَبْتَلُوْنَ بَاَنْفُسِهِنَّ
فِيْهَا تَسْتَوْفُوْنَ عِدَّةَهَا عَلٰى اَنْ تَعْتَدُوْنَ مَطَارِعَ عَدَّةٍ۔

اور فَمَا لَكُمْ اس لیے فرمایا اِنَّ الْعِدَّةَ حَقُّ الْاَزْوَاجِ کہ عده زوج کے حق میں ہے۔ اسی وجہ میں
ایام عده کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے۔

بعض کے نزدیک عده حق شرع ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے اِنَّهَا حَقُّ الشَّرْعِ وَلِذَا لَا تَسْقُطُ لَوْ
اَسْقَطَهَا الزَّوْجُ وَلَا يَجُزُّ لَهَا الْخُرُوجُ دُوْنَ اِذْنِ۔ عده حق شرع ہے اسی وجہ میں یہ ساقط نہیں ہوتی
اگرچہ خاوند ساقط کر دے اور عورت کو گھر سے نکلنا جائز نہیں اگرچہ خاوند اسے نکلنے کی اجازت دیدے۔
اور پھر اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن البوداؤد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ طبرانی۔ ابن عدی ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے مرفوعاً راوی میں اَبْغَضُ الْحَلَائِلِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ۔

اس پر ابن ہمام فرماتے ہیں کہ طلاق بلا وجہ دینا مکروہ ہے مگر کسی وجہ معقول کے باعث دے سکتا ہے
اس لیے کہ طلاق درحقیقت کفران نعمت نکلج ہے۔

اسی وجہ میں البوداؤد کی روایت میں ہے مَا اَحَلَّ اللّٰهُ سَيِّئًا اَبْغَضَ اِلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا اس میں مبغوض ترین طلاق ہے اور جب کسی وجہ سے طلاق دے دی
گئی تو ارشاد ہے۔

فَمَتَّعُوْهُنَّ۔ تو انہیں مالی اعانت سے متمتع کروا کر اَعَطُوْهُنَّ وَهِيَ فِي الْمَشْهُورِ دَرَجَ لَمْ
قَبِيْضٍ وَخِمَارٌ وَهُوَ مَا تَعْطِيْهِ الْمَرْءُ دَاسَهَا وَمِلْحَفَتُهَا مَا تَلْبَعُفُ بِهِ مِنْ قَرْنِهَا اِلَى قَدْرِهَا
وَلَعَلَّهَا مَا يُقَالُ لَهَا اِذَا رَأَيْتُهَا۔ یعنی اسے قبض اور طرہنی اور پاجامہ دو۔
اور بدائع میں ہے اَذْنِيْ مَا تَكْسِيْ بِهِ الْمَرْءُ وَتَسْتَوْعِدُ الْخُرُوجِ۔ کم سے کم آنا لباس دیا جائے
کہ وہ گھر سے نکلنے وقت مستور ہو سکے۔

وَسَتْرُ حَوْثُوْهُنَّ سَوَا حَلِيْبِيْلًا۔ اور انہیں اپنے گھروں سے اچھی طرح رخصت کرو۔ اس لیے ان پر
مہارے پے عده نہیں ہے۔

تسریج محاورہ عرب میں اونٹ پھرانے کو کہتے ہیں اور سرح اس درخت کو کہتے ہیں جس میں پھل ہوں
پھر یہ جانور کے چرانے اور آواز دھچھوڑ دینے کے معنی میں مستعمل ہو گیا۔
یہاں اس کے معنی ہیں اچھے الفاظ کے ساتھ انہیں لینے گھروں سے نکالو جو اذیت وغیرہ سے خالی ہو
ایک قول یہ ہے کہ سرح جمیل یہ ہے کہ آن لَّا تَطْلُبُوهُنَّ بِنَا اَتَيْتُمُوهُنَّ جو کچھ اسے ایامِ ہجرت
میں دیدیا ہے اسے واپس نہ لو۔

اس کے بعد حضور سے مخاطبہ فرما کر مخصوص حکم دیا جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أُجُودَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
مِمَّا آدَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ
الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ۔ اے غیب کی خبر میں دینے والے نبی ہم نے تمہارے لیے حلال کیں وہ بیویاں جن
کا ہر تم نے ادا کر دیا اور جو آپ کی مملوک ہیں اللہ کے دیے ہوئے غنیمت سے اور آپ کی بیٹیاں
اور آپ کی بھوپھی کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالوں کی بیٹیاں جو آپ کے ساتھ ہجرت میں آئیں
اور ملکِ یمین میں اول اسلام شراعت ثابت نہیں اسی بنا پر بعض متورعین نے شراعت کے بعد عقد کیا۔
لیکن حضرت ماریہ بنت شمعون قبظیہ رضی اللہ عنہا خریدی نہ گئیں بلکہ انہیں امیر قبیط جریج بن یزید نے
بدیہ پیش کیا یہ اسکندریہ اور مہر کا حکمران تھا اور اہل حرب کے ہدایا امام کے لیے حکم فیہ میں داخل ہیں۔
ایسے ہی ایک سریہ میں زینب بنت جحش بیہ میں آئیں رضی اللہ عنہا۔

اور بنات العم اور بنات العمت اور بنات خال و بنات خالات کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ فَمَنْ
أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِنَّ۔ یہ غیروں سے افضل ہیں۔

اور ہاجرین معک کی قید مقارنت کے لیے ہے جیسے اسَلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ فَرِيَا كَيْفَا حَالًا لَكُم بَلَقِيسَ
تبلیغ سلیمان علیہ السلام سے اسلام میں آئیں اور سلیمان علیہ السلام نبی تھے۔
الوجہان محاورہ بتاتے ہیں يُقَالُ دَخَلَ فُلَانٌ مَعِيَ وَخَرَجَ مَعِيَ أَي كَانَ عَمَلًا كَعَمَلِي وَإِنْ
لَمْ يَفْتَرِقَا فِي الزَّمَانِ۔

اور بعض نے تحریم نکاح غیر مہاجرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اول اول مانا بعد میں اس حکم
کو منسوخ قرار دیا۔

اور قنادہ کہتے ہیں هَاجَرْنَ مَعَكَ كَيْفَ مَعْنَى هِيَ أَيِ اسَلَمْنَ مَعَكَ وَعَلَى هَذَا الْأَيْمِ مَعَكَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا الْكَافِرَاتُ۔

ہا جرن معک۔ یعنی جو آپ پر ایمان لائیں وہ حلال ہیں اسی بنا پر حضور پر کافرات حلال نہ تھیں اور آیت
 ابورمن کے یہ معنی ہیں کہ وہ ازدواج جن کے ہر حضور نے ادا کر دیے تھے۔
 جیسے حضرت عائشہ اور حفصہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔

وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ مِنْ حَضْرَتِ رِجَالِهِمْ
 محمد بن اسحق کہتے ہیں اِنَّمَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ لَمَّا قَتَعَ قَرْنُ نَطِيئَةِ اصْطِفَا هَا لِنَفْسِهَا فَكَانَتْ
 عِنْدَكَ حَتَّى تُوَفِّيَتْ عِنْدَكَ وَهِيَ فِي مَلَكَكَ حَضْرَتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَتَعَ قَرْنُ نَطِيئَةِ فَمَّا يَأْتِي تُوَفِّيَتْ
 رِجَالَهُمْ كَوَحْشٍ لَمْ يَلْبَسْ لِيَسْتَقَالِ تَكْرًا رِجَالَهُمْ۔

اور وہ ازدواج جو قریش میں اور حضور کے عقد میں آئیں چھ ہیں۔ باقی دوسرے قبائل سے ہیں۔
 وَأَمْرًا مُمْتَنًا إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَنْتِنِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ
 دُونِ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور کوئی مومنہ عورت اگر بیہ کرے اپنے نفس کو نبی کے لیے اگر نبی چاہیں اس سے نکاح کرنا
 یہ خالص آپ کے لیے ہے سوا مومنین کے۔

تو آیت کریمہ کی یہ عبارت ہوئی وَيَجُوزُ لَكَ إِمْرًا أَوْ رَحَلْنَا لَكَ إِمْرًا مُمْتَنًا أَوْ حَلَالًا بِنِيبِ
 کے لیے یا حلال کی ہم نے آپ کے لیے ہر مومنہ عورت۔ اگر وہ آپ کو اپنا نفس بیہ کرے اور آپ بھی اسے
 نکاح میں لانا پسند فرمائیں یہ حکم صرف آپ کے لیے ہے مومنین امت کے لیے نہیں۔
 إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَنْتِنِحَهَا كَمَعْنَى هِيَ بِنِي تَقْبُولُ فَرَأَيْتُمْ يَطْلُبُ النِّكَاحَ كَمَا يَهَى تَقْبُولُ مِنْ
 میں واسبہ کے متعلق اختلاف ہے۔

ابن عباس اور قتادہ اور عکرمہ فرماتے ہیں۔ یہ بیہ فرمانے والی حضرت میمونہ بنت الحارث بلا یہ تھیں۔
 یہ ہجرت کے ساتویں سال خیبر کے بعد کا واقعہ ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے مکہ معظمہ سے
 دس میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں مکان بنایا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما اور ضحاک و مقاتل سے ہے ام شریک غزیرہ بنت جابر بن حکم الدوسی
 اور عروہ اور شعبی کہتے ہیں هِيَ زَيْنَبُ بِنْتُ خَدِيجَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ تُدْعَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ أُمَّ
 الْمَسَالِكِينَ لِاطْعَامِهَا إِيَّاهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَلَمْ تَنْبُتْ عِنْدَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
 وَسَلَّمْ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى تُوَفِّيَتْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا۔

وہ حضرت بنت خریمہ انصاریہ تھیں یہ زمانہ جاہلیت میں ام المساکین مشہور تھیں اس لیے کہ آپ
 غریبوں کے لیے کھانا بنا کر تقسیم کرتی تھیں اور یہ سہ ماہ کا واقعہ ہے اور آپ حضور کے پاس زیادہ تر رہیں یہاں

تک کہ انتقال فرما گئیں رضی اللہ عنہا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بہقی اپنی سنن میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں۔
قَالَتْ اَتَيْتُ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوْلَتُ بِنْتُ حَكِيمٍ وَقَدْ اُدْجَاهَا عَلِيَّةُ
السَّلَامُ فَلَمَّا وَجَّهَتْهَا بِنْتُ مَطْعُونٍ بِأَذِينِهِ - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ جنہوں
نے اپنے کو حضور کے لیے ہمہ کیا وہ خولہ بنت حکیم تھیں حضور نے انہیں قبول نہ کیا اور حضرت عثمان بن مظعون
نے باجائز حضور ان کو اپنے عقد میں لے لیا۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے جب حضور کو اپنے نفس کا ہمہ کیا تو
حضور نے قبول نہ فرمایا تو حضرت صدیقہ نے سفارش کرتے ہوئے عرض کیا اَمَا فَتَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ اَنْ تَهَبَ
نَفْسَهَا لِلرَّجَالِ - کیا اس عورت کو غیرت نہیں آتی کہ وہ اپنا نفس ہمہ کرے کسی کو اور وہ قبول نہ کرے۔
فَلَمَّا تَذَلَّتْ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ - جسے آپ چاہیں علیحدہ کریں یا اپنے قریب کے شرف سے
نوازیں تو صدیقہ نے عرض کیا يَا رَسُولَ اللهِ مَا اَذَى ذَلِكُ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَالِكَ حَضْرِي
آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی مرضی پر عجلت فرماتا ہے۔

ابن سعد ابن ابی عوف سے راوی ہیں کہ لیلۃ بنت الحطیم نے اپنا نفس حضور کو ہمہ کیا اور بہت سی
خواتین نے حضور کی خدمت میں اپنے کو پیش کیا فَمَنْ سَمِعَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ
مِنْهُنَّ اَحَدًا - مگر ہم نے نہیں سنا کہ حضور نے کسی کو بھی قبول فرمایا ہو۔

ابن ابی حاتم - ابن جریر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بہقی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی
فرماتے ہیں لَمَّا كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِمَا يَجْعَلُ
نَفْسِي الْقَبُولِ وَيَجْعَلُ نَفْسِي الْهَيْبَةَ - حضور کی خدمت میں کسی خاتون نے اپنے کو پیش نہیں کیا مگر حضور کی طرف
سے نفی قبول ہی رہا۔

خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ - فرمانا حضور کے شرف خدمت کے لیے تھا اور حضور
کی ذات تقدس تا ب ہی اس شرف کے ساتھ عنقش تھی۔ گو مقصود ارشاد ہی یہ تھا اَيُّ خَالِصَةٍ لَكَ
اِحْلَانُهَا - خَالِصَةً - خَالِصَةً اَيُّ حُلُوصًا -

اور زجاج بھی یہی کہتے ہیں اَيُّ اَحْلَانُهَا خَالِصَةً لَكَ لَا يَجْعَلُ لِاحِدٍ غَيْرِكَ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ -

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِيَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ

وَكَانَ اللَّهُ عَقُودًا رَجِيمًا۔ بے شک ہم جانتے ہیں جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی مملو کات کنیزوں میں اور آپ کی خصوصیت یوں ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہر بار ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ ہر مقرر کیا ہے اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چار حور عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر کی مقدار شرعاً اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم میں سے کم ہر مقرر کرنا ممنوع ہے جس کا حکم احادیث سے ثابت ہے۔

اور حضور کے لیے جو حلال کی گئیں وہ محض بطور مہر بلا ہر حلال تھیں۔ آگے ارشاد ہے۔

تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤَدِّي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمِنْ ابْتِغَاءِ مَتْنٍ عَمَّ نَتَّ فَلَاجِنَاحِ عَلِيَّةٍ عَلِيَّةٍ كَرِجْ جَسَّ جَاهُوا اور اپنے سایہ میں رکھو جسے چاہو ان میں سے علیحدہ کر دو تو آپ پر کچھ گناہ نہیں توجی لیا گیا ہے اور راجاء سے اور راجاء کہتے ہیں تاخیر کو یہاں ترک معیت مراد ہے۔

حاصل معنی آئیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور باری مقرر کریں یا نہ کریں۔ لیکن باوجود اس اختیار کے حضور اپنی ازواج مطہرات میں عدل فرماتے تھے۔ سوا حضرت سوہہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔

تُرْجِي كَمَعْنِي هِي اِي تُوَجَّرُ مِنْ تَشَاءُ مِنْ نِسَائِكَ وَتَتْرُكُ مَضَاجِعَهَا۔

وَتُؤَدِّي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ يَعْنِي وَتَضْمُّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتَضَاجِعَهَا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ الرِّجَاءُ وَالْأَيُّوَاءُ لِأُطْلَاقِهَا يَتَنَاوَلْنَ۔

اس کے معنی حسن فرماتے ہیں مِنْهُنَّ لِنِسَاءِ الْأُمَّةِ وَالْمَعْنَى تَتْرُكُ النِّكَاحَ مَنْ تَشَاءُ مِنْ نِسَائِكَ

فَلَا تَنْكُحُ وَتَنْكُحُ مِنْهُنَّ مَنْ تَشَاءُ (روح المعانی)

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ وَالطَّبْرِيِّ أَنَّ لِلْوَاهِيَاتِ أَنْفُسَهُنَّ أَيْ تَقْدُرُ مَنْ تَشَاءُ مِنْ

الْمُؤْمِنَاتِ اللَّاتِي يَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لَكَ فَوَدَّيْهَا إِلَيْكَ وَتَتْرُكُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ فَلَا تَقْبَلُهَا۔

وَمِنْ ابْتِغَاءِ مَتْنٍ عَمَّ نَتَّ۔ اور جسے آپ چاہیں ان میں سے علیحدہ کر دیں تو آپ پر کچھ گناہ نہیں

یعنی جس سے چاہیں مضاجعت فرمائیں اور جس سے چاہیں علیحدگی اختیار کریں اس میں حضور علیہ

الصلوة والسلام پر کچھ گناہ نہیں۔

ذَلِكَ آدَتِي أَنْ تَقْرَأَ آيَاتِهِمْ وَلَا يَحْتَرَتَ دِيَارَهُمْ بِمَا آتَيْتَهُمْ كَلِمَاتٍ وَآيَاتٍ لِيُعْلَمَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ

علم و علم والا ہے۔
یعنی جب وہ سمجھ لیں گی کہ یہ حکم اور تفویض کا اختیار جو بھی دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے۔

اس کے بعد تبدیل حکم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حَيْثُ قَالَ

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ أَنْ يَنْبَغِيَ لَكَ مِنْ أَزْوَاجٍ ذَلُوا بِحَيْثُ حَسَنَتْ الْأَمَّا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَءِيفًا۔ اب کوئی عورت عورتوں میں سے ان کے بعد آپ کو حلال نہیں اور نہ یہ حلال کہ ان کے عوض اور بیویاں بدل کر چہ ان کا حسن آپ کو پسند آئے مگر وہ مخلوک کتیز کیں کہ وہ حلال ہیں اور اللہ ہر چیز پر نگران و محافظ ہے۔

یعنی ان نو بیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں حلال نہیں جنہیں آپ نے اختیار کر دیا تھا کہ دنیا پسند کریں یا اللہ اور اس کے رسول کو تو انہوں نے دنیا کے مقابل اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور نہ یہ اختیار ہے کہ کسی بیوی کے بدلے اور بیوی کروا کر چہ وہ کتنی ہی حسین ہو یعنی ان کے لیے طلاق بھی ممنوع ہے کہ انہیں طلاق دے کر دوسری بیوی کروا لیں اور اللہ آپ کا نگہبان ہے۔

یہ ازواج مطہرات کی اللہ اور رسول کو ترجیح دینے کے احترام میں حکم آیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً عمر انہیں پر اکتفا فرمایا۔

بلکہ بعد میں حضور کے لیے حلال بھی کر دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اور اس آیت کریمہ کی ناسخ آیت رَأَاتَا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجًا الَّتِي آتَيْتَ أُجُودَهُنَّ ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ آیت قرآن کریم میں پہلے ہے اور لَاحِلٌ لَكَ النِّسَاءُ بعد میں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب نزول علیحدہ ہے اور ترتیب جمع قرآن علیحدہ لہذا ترتیب جمع میں یہ مقدم موخر ہے ترتیب نزول میں پہلی آیت لَاحِلٌ لَكَ النِّسَاءُ ہے پھر رَأَاتَا أَحْلَلْنَا لَكَ ہے چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مَا بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ تَرْجِي مَنْ نَسَاءَ

مِنْهُنَّ فَقِيلَ لَهَا مَا كُنْتَ تَقُولِينَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَسَ إِنْ كَانَ ذَلِكَ إِلَىٰ قَاتِي لَا أُرِيدُ أَنْ
أُوتِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا مَّا مَلَكْتُ مَعَ حِكَايَةِ الْإِتْفَاقِ السَّابِقِ -

وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَأَبِي عُبَيْسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالضَّمَّالِكِ ابْنِهِمَا مَنْسُوقًا
وَدُرِي فَلَكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا -

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ فِي تَابِعِيهِ وَالْبُرْمَنِيُّ وَصَحَّحَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُتَدَرِّجُونَ
وَعَبْرُهُمْ عَنْهَا قَالَتْ كَرِهَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّىٰ أَحَلَّ اللَّهُ لَسَ أَنْ يَتَزَوَّجَ
مِنَ الْمَسَاءِ مَا سَاءَ إِلَّا لِحُرْمٍ -

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبْنُ لُؤْلُؤٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَدَّادٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا أَنْ يَتَدَلَّ لَمْ يَدَلَّ لَمْ يَطْلُقْهُنَّ لَمْ يَجْعَلْ لَسَ أَنْ يُسْتَبَدَّلَ
وَقَدْ كَانَ يُنْجَحُ بَعْدَ مَا تَرَكْتُ هَذِهِ الْآيَةَ مَا سَاءَ وَتَوَلَّتْ وَصَحَّحَهُ تَسْعُ سُوَّةً ثُمَّ تَزَوَّجَ
بِعَدَامِ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ وَجُوبَيْرَةَ بِنْتِ الْحَوِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ احزاب ۲۲

اے ایمان والو! اپنی کھردوں میں بلا اجازت
تو داخل ہو کھانے کی طرف بلائے جاؤ تو اس کے
پکڑنے کی راہ نہ دیکھو لیکن جب بلائے جاؤ تو داخل ہو
تو جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ باتیں کرنے میں
دل بہلاؤ بے شک اس میں ہمارے نبی کو تکلیف ہوتی
ہے وہ تمہارا لحاظ فرماتے ہیں اور اللہ حق بات کہنے
میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی
چیز مانگو تو پر دے سے مانگو یہ تمہارے لیے زیادہ
ستھرا ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور
اور تمہیں نہیں چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف
دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ
النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرِ
نَاطِلِينَ إِنَّهَا وَإِلَيْكُمْ إِذَا دُعِيتُمْ
فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا
مُسَافِرِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ
يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَعِثُّ مِنْكُمْ وَاللَّهُ كَمَا
يَسْتَعِثُّ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا
فَأَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَا بَعْضُكُمْ
أَطْفَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبُهُنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ
أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا
أَزْوَاجَهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَا أَيْدَانُ ذَا بَعْضُكُمْ

کہ وہ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔
 اگر تم کچھ ناپسند کر دیا چھپاؤ تو اللہ سب کچھ جانتا ہے
 ہاں گناہ نہیں ان پر ان کے باپوں سے اور بیٹوں سے
 اور نہیں گناہ ان کے بھائیوں سے اور بھتیجیوں سے
 اور بھائیوں سے اور اپنی مذہبی عورتوں سے بے
 پردہ رہیں اور مملوک کنیزوں سے اور اللہ سے
 ڈرتی رہیں بے شک اللہ پر ہر شے سلمنے ہے۔
 بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں
 نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام
 بھیجو۔

بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے
 رسول کو ان پر لعنت ہے اللہ کی دینا اور آخرت
 میں اور تیار کیا ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب۔
 اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومن مردوں کو اور مومن
 عورتوں کو بغیر اس کے کہ وہ کچھ کریں تو بے شک
 انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

كَانَ عِندَ اللَّهِ عِظَمًا
 اِنْ يَتَذَكَّرْ فِيهَا اَوْ تَحْفَظُوا فَاِنَّ اللَّهَ كَانَتْ
 بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي اَبَائِهِمْ وَ
 لَّا اَبْنَائِهِمْ وَلَا اَخْوَانِهِمْ وَلَا اَيْتَانَ اَخْوَانِهِمْ
 وَلَا اَيْتَانَ اَخْوَاتِهِمْ وَلَا نِسَاءَهُمْ وَلَا مَا
 مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ اِنَّ اللَّهَ
 كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا
 اِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ
 سَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ
 اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ
 عَذَابًا مُّهِينًا
 وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
 بَغَيْرِ مَا كَسَبُوا فَقَدْ اَحْتَلَوْا بِهِتَانًا
 اِنَّهَا مُّبِينَةٌ

لفظی ترجمہ

اَمَّنُوا۔ ایمان لائے ہو۔ لآ۔ نہ	الَّذِينَ۔ وہ جو	يَا أَيُّهَا۔ اے
النَّبِيِّ۔ نبی کے	بِئُوتَهُ۔ گھروں میں	تَدَخَّلُوا۔ داخل ہو
كُلُّهُمُ۔ تم کو	يُؤْذُونَ۔ اجازت ہو	اِنَّ۔ یہ کہ
فَاظْهَرِينَ۔ اظہار کریں والے	غَيْرِهِ۔ نہ	طَعَامِهِمُ۔ کھانے کی
اِذَا۔ جب	لِيَكُنْ۔ لیکن	و۔ اور
فَانْتَشَرُوا۔ تو چلے جاؤ	فَاِذَا۔ تو جب	فَادَخَلُوا۔ تو داخل ہو

مُشْتَرَسِيْتٍ - دل بہلانے والے	لَا تَرَوْا	وَالَّذِينَ
خُرُوجِهِمْ - یہ	إِنَّ رَبَّكُمْ	بَعْدَ نِيَّتِهِمْ - باتوں میں
فَيَسْتَعِجِلُونَ - تو وہ شرماتے	الَّذِينَ هُمْ	يُؤْذِي تَكْلِيفٍ دِيْنَا
لَا تَرَوْا	اللَّهُ - اللہ	وَالَّذِينَ
إِذَا حُجِبَ	وَالَّذِينَ	مِنَ الْعَقْلِ - حق سے
فَأَسْتَوُوا - تو مانگو	مَتَاعًا - سامان	سے کوئی
ذُرُوعَهُمْ - یہ	حُجَابٍ - پردے کے	مِنْ قُدْرَةِ رُوحِهِمْ
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	لِقُلُوبِكُمْ - تمہارے دلوں کے لیے
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	کے لیے
أَنْ يَرِيكُمْ	كُفْرًا - تمہارا حق	كَانَ سَبَّ
وَالَّذِينَ	اللَّهُ - خدا کو	رَسُولٍ - رسول
أَزْدًا حَرَجًا - اسکی بیویوں سے	فَيُنْكِحُوا - نکاح کرو	أَنْ يَرِيكُمْ
ذُرُوعَهُمْ - یہ	إِنَّ رَبَّكُمْ	أَبَدًا - کبھی بھی
عَظِيمًا - بڑی بات	اللَّهُ - اللہ کے	عِنْدَ - نزدیک
أَوْ يَأْتِي	شَيْئًا - کسی چیز کو	تَبَدُّلًا - تم بدل کر
كَانَ - ہے	اللَّهُ - اللہ	قِيَانًا - تو بیشک
لَا تَرَوْا	عَلِيمًا - جانتے والا	شَيْءًا - چیز کو
أَبَائِهِمْ - انکے باپوں کے	فِي رَيْبٍ	عَلَيْهِمْ - ان پر
وَالَّذِينَ	أَبَائِهِمْ - انکے بیٹوں کے	لَا تَرَوْا
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	أَخْوَانِهِمْ - انکے بھائیوں کے
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	أَخْوَانِهِمْ - انکے بھائیوں کے
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	أَخْوَانِهِمْ - انکی بہنوں کے
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ
وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	أَبَائِهِمْ - ان کے باپ کے
وَالَّذِينَ	اللَّهُ - اللہ	إِنَّ رَبَّكُمْ

اِنَّ بِشَيْك	شَهِيدًا - گواہ	شَيْءٍ - چیز کے	مَلِكٍ - پھر
يُصَلُّونَ - درود پڑھتے ہیں	مَلِكًا - اس کے فرشتے	وَهُ - اور	اِنَّ اللّٰهَ - اللہ
اَلَّذِيْنَ - وہ جو	يَا اَيُّهَا - اے	النَّبِيِّ - نبی کے	عَلَى - اوپر
وَهُ - اور	عَلَيْهِ - اس پر	صَلُّوا - درود بھیجو	اٰمَنُوا - ایمان لائے ہو
اَلَّذِيْنَ - وہ جو	اِنَّ - بیشک	تَسْلِيْمًا - سلام کہنا	سَلِّمُوا - سلام کہو
رَسُوْلَكَ - اس کے رسول کو	وَهُ - اور	اِنَّ اللّٰهَ - اللہ کو	يُوْذُوْنَ - تکلیف دیتے ہیں
الدُّنْيَا - دنیا	فِي - بیچ	اِنَّ اللّٰهَ - اللہ کی	لَعَنَتُمْ - لعنت ہے ان پر
اَعْدَاءَ - تیار کیا	وَهُ - اور	الْاٰخِرَةِ - آخرت کے	وَهُ - اور
وَهُ - اور	مُهَيَّبًا - ذلیل کرنے والا	عَذَابًا - عذاب	لَكُمْ - ان کے لیے
وَهُ - اور	اَلْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کو	يُوْذُوْنَ - تکلیف دیتے ہیں	اَلَّذِيْنَ - وہ جو
اَلتَّسْبُوَا - کمایا انہوں نے	مَا - اس کے جو	بَغْيًا - بغیر	اَلْمُؤْمِنَاتِ - مومن عورتوں کو
وَهُ - اور	بِهَتَانٍ - بہتان	اَحْمَلُوا - اٹھایا انہوں نے	فَقَدَر - تو بیشک
		مُهَيَّبًا - ظاہر	اِنَّمَا - گناہ

خلاصہ تفسیر سائو ال رکوع سورۃ احزاب ۲۲

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوْا بِيُوْتِ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُوْذَنَ لَكُمْ اِلَى الطَّعَامِ غَيْرَ نَاطِلٍ يُنَ اِنَاكَ وَاَيْكُنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَاَدْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَبِرُوْا وَلَا مَسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثِ اِلَيْهِ اِيْمَانِ وَالْوَبِيُّ كَيْفَ هِيَ وَاخْلُ زَهُو جَنك مَهِيْن اِحَا زت نه ملے كھانے كى بلائے جاؤ تو اس كے چلنے كى كھڑيان نه گنو ليكن جب بلائے جاؤ تو حاضر هو جاؤ اور جب كھا چكو تو متفرق هو جاؤ اور باتوں ميں بيٹھے دل نه بهلاؤ۔

آيہ كرميه سے واضح هو اكه كھر مرد كا هو تا ہے اس ليے اس ميں داخله كى اجازت مرد سے هي ليني چا شوهر كے كھر كو اگر چه عورت كا كھر بھي كهه ديتے هي مگر يه محض اس لحاظ سے كه وه اس ميں سكونت كا حق ركھتي ہے اسي لحاظ سے دوسري جگه كھر كى نسبت عورت كى طرف بھي كى گئي ہے كَمَا قَالَتْ تَعَالَى وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِيْ يَوْمِئِذٍ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات جن میں ازواج مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی حین حیات تک انہیں میں رہیں لیکن وہ ملک حضور کے ہی تھے اور حضور نے ان میں سے کوئی حجرہ کسی زوجہ مطہرہ کو بھی نہیں فرمایا بلکہ انہیں ان حجرات میں سکونت کی اجازت تھی۔ اسی وجہ سے ان کے انتقال کے بعد ازواج کے دروازے کو نہیں دیے بلکہ مسجد نبوی میں ملا دیئے تاکہ وقف میں اور اس کے حکم میں آکر لَا تَبُوتُ وَلَا تُوَدَّتُ والی حدیث صادق آجائے اور اس کا نفع عام مسلمانوں کو پہنچے۔

اور لَا تَبُوتُ وَلَا تُوَدَّتُ الَّتِي فَمَا كَرِهِي ظاہر فرمادیا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مرد کو کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔

اگرچہ مورد حکم ازواج مطہرات اور بیوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے تو تمام مسلمان عورتوں پر یہ حکم عائد ہوتا ہے۔

آئیے کہیمہ کا شان تردول یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو کہیمہ کی عام دعوت فرمائی تو لوگ کھانے آئے اور کھا کر چلے گئے آخر میں تین آدمی ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بھی نہ گئے اور طویل سلسلہ گفتگو کا شروع کر دیا۔

مکان تنگ تھا مستورات کو ان کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جانے کا حکم اپنے وسعت خلق سے نہیں دیتے تھے۔ آخر میں حضور ازواج مطہرات کے جھروں میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد جب تشریف لائے تو وہ تینوں بدستور مصروف گفتگو تھے۔

حضور پھر تشریف لے گئے اور وہ بعد میں چلے گئے تو حضور دولت برائے میں تشریف لائے۔ اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا تو یہ آیت کہیمہ نازل ہوئی۔ اور اگلی آیت کہیمہ میں حضور کے کمال حیا اور شان کرم کو واضح فرمایا گیا۔

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي الْمُتَّبِعِي فَيَسْتَعِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِي مِنَ الْحَقِّ - اس میں بے شک ہمارے نبی کو تکلیف ہوئی اور وہ اپنے خلق سے تمہارا لحاظ فرماتے رہے اور اللہ حق فرماتے میں کسی کا لحاظ نہیں فرماتا۔ جیسے ہمارے حبیب کو باوجود رات کے اپنے اصحاب کو جانے کا حکم نہیں فرماتے بلکہ حسن آداب سے انہیں اشارہ جانتے کا فرمایا کہ خود تشریف لے گئے اور زبان مبارک سے نہیں فرمایا کہ تان کہ خوردی خانہ برؤ۔ نہ تہو کہ دم خانہ گردو۔ یہ وسعت خلق کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا۔

اس سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ کسی کے گھر کھانے جاتے تو وہاں جم کر بیٹھے بلکہ فارغ ہونے کے بعد واپس ہو

ہو جائے اس لیے کہ وہاں بیٹھارہنا اہل خانہ کے لیے تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔

اور صاحب خانہ آئے ہوئے کو باقضاٹے خلق اگر چہ جانے کو نہیں کہتا مگر مسلمان کو خود خیال کرنا چاہئے

اس کے بعد ازواج مطہرات کے احترام پر ارشاد ہے۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ دُونِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقَوْلِكُمْ وَقَوْلِهِنَّ. اور
جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر سے طلب کرو اس میں تمہارے دلوں اور ان
کے دلوں کی سقرائی ہے۔

اس لیے کہ انسان کی جبلت میں وساوس و خطرات لازم ہوتے ہیں اس کا سدباب پردہ سے ہی ہو سکتا
ہے اور یہی صورت امن کی ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا آيَاتِهِ مِنْ بَعْدِ مَا أَيْدَأْتُمْ ذَاكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا۔ اور تمہیں یہ مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور کوئی ایسا کام کرو جو تمہارے
حبیب اقدس کی خاطر پر گراں گذرے حتیٰ کہ تم انہیں اپنی ماں برابر سمجھتے ہوئے ان سے کبھی نکاح بھی نہ کرنا
بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

اس لیے کہ یہ حق انبیاء کرام ہے کہ جو خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آچکی وہ بمتزلہ ماں ہو گئی
اور ظاہر ہے کہ ماں سے عقد نہیں ہو سکتا اسی لیے ازواج مطہرات امت پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اسی طرح
وہ کتیزیں جو بیاباب بارگاہ رسالت ہو چکی ہیں اور حضور کی قرابت سے سر فراز ہو چکی ہیں وہ بھی بمتزلہ ماں ہیں
ان سے بھی عقد حرام اور ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

اس حکم سے حضور کی عظمت کا مظاہرہ فرمانا مقصود ہے تاکہ ہر مسلمان سمجھ لے کہ آپ کی عزت و عظمت
امت پر واجب ہے

إِنَّ تَبْدَأُوا شَيْئًا أَوْ خَفَوْا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اگر تم کوئی کام ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک
اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس لیے کہ علام الغیوب والشہادۃ ہے اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

اب جو ارشاد ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب احکام حجاب نازل ہوئے تو خواتین کے باپ
بیٹے بھائی اور قریبی رشتہ والوں کو خیال ہوا کہ جب پردہ اور حجاب کا حکم عام ہے تو اس کا اثر ہم پر بھی پڑنا
ہے چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اب پردہ کا حکم آچکا ہے تو کیا ہم بھی اپنی ماؤں بہنوں
بیٹیوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ وَلَا أَبْنَائِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ وَلَا أَسْبَاقِيهِمْ وَلَا نِسَابِهِمْ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَتْ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا
کوئی مضائقہ نہیں ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجیوں کے سامنے آنے میں اور اپنی
دینی عورتوں اور اپنی کنیزوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

یعنی باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجیوں سے پردہ ضروری نہیں اور مسلمان عورتوں سے اور اپنی عمو کو
کنیزوں سے بھی پردہ نہیں اور کافر عورت سے پردہ مومنہ عورت پر ضروری ہے اس لیے کہ وہ مثل مردانہ
کے ہے (جمل)

اور حقیقی حجاب مومنوں کی یہاں صراحت اس لیے نہیں کی گئی کہ وہ باپ کے حکم میں ہیں۔
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس عیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو ان پر
اور خوب سلام کہو۔

صَلُّوا صلیغہ امر ہے جو خوب کا متقاضی ہے اسی پر نبی پر حضور پر درود بھیجا ہر مسلمان پر واجب ہے
بلکہ بقول معتاد مسلمانوں پر ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے پر ایک مرتبہ درود واجب ہے
اور ایک بار سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے۔
اسی وجہ سے التحیات کے اندر السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھنا واجب ہے۔

اور اس کے بعد درود پڑھا جاتا ہے وہ سنت ہے اس درود میں آل پاک پر بھی درود ہوتا ہے۔
اور اس کے ماتحت اصحاب اور مومنین و اولیاء کا بلین پر درود بھیجا جائے تو مستحسن ہے البتہ اگر حضور کا نام
پاک لے کر درود بھیجے بغیر ان پر اگر درود بھیجا جائے تو مکروہ ہے اور درود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے۔

بلکہ بعض نے تو یہ کہا کہ جس درود میں آل پاک کا ذکر نہ ہو وہ مقبول نہیں۔

اور درود شریف میں چند پہلو ہیں۔

ایک درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے

اور اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ کے معنی علماء کرام یہ کہتے ہیں

کہ اہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما اور دنیا میں ان کا دین غالب اور بلند فرما کہ ان کی شریعت
کو بقا دے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول کر کے اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کہ انبیاء

ومرسلین اور ملائکہ مقررین اور تمام خلائق پر ان کی شان بلند فرما۔

حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود خواں جب مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے لیے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ عَشْرًا مُحَمَّدٌ بِرَأْسِ بَابِ دَرُودٍ طَرِيقُهُ هُوَ اللَّهُ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذَكَرْتُمْ عِنْدَكَ فَلَحِقَ بِصَلِّيٍّ عَلَيَّ بِخَيْلٍ وَهُوَ فِي حَسْبٍ كَرِيمٍ میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود تر پڑھے۔

عام اس سے کہ درود کے لفظ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ہوں یا اللہم صل علی سیدنا محمد ہوں یا درود تاج ہو یا بعد کے تصنیف کیے ہوئے ہوں اس لیے کہ سب کے الفاظ عظمت شان مصطفیٰ میں کم یا زیادہ ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا۔ بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں وہ بکواس کرتے ہیں جس سے وہ منزہ ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنا ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا۔

اور اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو شان مصطفیٰ کی تنقیص کرتے ہیں حضور کے علم کے مقابلہ میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو نصوص قطعی سے مانتے ہیں اور حضور کے لیے وہ علم منصوص نہیں جانتے حضور کے اصحاب کی شان میں گستاخیاں کرنے والے۔ صدیق و فاروق و ذوالنورین کو غاصب و غادر کہنے والے یہ سب اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے ہیں۔

اس قسم کی جماعتوں پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں ہے اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار ہے وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا ظَالِمًا قَدِ احْتَلَوْا بِحُرْمَتِ اللَّهِ وَإِيَّاهُ فَسَاءَ مَا كَانُوا عَمَلًا۔ اور جو ایذا دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کچھ کیے تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ سر لیا۔

آئیے کہہ دیکھیں کہ شان رسول یہ ہے کہ منافقین کی جماعت میں ایسے لوگ بھی تھے جو حضرت شہید خدایا اللہ کی بدگوئی کر کے انہیں ایذا دیتے تھے۔

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ جا نوروں کو ایذا دینا بھی بلا کسی تصور کے جائز نہیں تو مومنین و مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔

مختصر تفسیر اُردو سائوال و کوع سورۃ احزاب ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى الطَّعَامِ غَيْرَ نَاظِرِينَ
إِنَّهَا سَاءَ لِمَنْ يَفْعَلْهَا وَمَا كَانَ لِمَنْ فَعَلَهَا أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اگر مفسرین کے نزدیک یہ حکم اس دن نازل ہوا جب حضور نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تھا۔

چنانچہ امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم نسائی اور ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن مردودہ اور بیہقی اپنی سنن میں بطریق النس بن مالک راوی ہیں۔

قَالَ لَمَّا تَرَوْحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعَمُوا
لَمْ يَجْلِسُوا يَتَخَذُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَهَيِّئُ لِيُقِيَامَ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا دَرَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ
قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثًا تَقَرَّ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ
جُلُوسٌ لَمْ يَسْتَقِيمُوا قَامُوا فَأَنْطَلَقَتْ فَحَبَّتْ فَأَخْبَرَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ قَدْ
أَنْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبَتْ أَدْخَلَ فَالْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو ولیمہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اتفاق سے حضور تنگی مکان کی وجہ سے انہیں رخصت کرنا چاہتے تھے جب حضور نے ملاحظہ کیا کہ وہ ابھی نہیں جا رہے تو حضور خود لٹھے تو بہت سے حضور کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اور تین پھر بھی بیٹھے رہے تو حضور بیوت ازواج میں دوبارہ دورہ فرما کر تشریف لائے تو بدستور بیٹھے ہوئے تھے حضور پھر تشریف لے گئے تو وہ بھی لٹھے اور چلے گئے انس رضی اللہ عنہ حضور کے خادم خاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو حضور تشریف لائے اور دروازہ بھرہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى الطَّعَامِ غَيْرَ نَاظِرِينَ** نازل ہوئی۔

اسی فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ بِرَبِّهِ حُرْمَتِ كَيْسِي كُنْتِي۔

گویا مفہوم آیت یہ ہوا اَللّٰهُمَّ خَلُوْهَا فِي دَقِيْقَةٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ يُوْذَنُ لَكَ۔

اِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَاطِلٍ بَيْنَ اِنَاكَ۔ اور کھانے کا انتظار نہ کرو۔

يَعْنِي غَيْرِ مُنْتَظَرٍ بَيْنَ لُبْسِيْهِ۔ یعنی کھانا پینے کا انتظار نہ کرو جب تک نہیں دعوت طعام نہ

دی جائے۔

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَاَدْخُلُوْا فَاِذَا اطْعِمْتُمْ فَاَنْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِجَدِيْتٍ۔ لیکن جب تم

بلائے جاؤ تو حاضر آؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں دل

نہ پہلاؤ۔

اَيُّ الْجَدِيْتِ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَوْ لِجَدِيْتِ اَهْلِ الْبَيْتِ۔ یعنی اوہر اوہر کی باتوں میں یا گھر کے قصے

سننے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس لیے کہ

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعِجِبُ مِنْكُمْ وَاَللّٰهُ لَا يَسْتَعِجِبُ مِنَ الْحَقِّ۔ یہ تمہارا طریقہ ہمارے نبی

کی تکلیف کا موجب ہے اور وہ اپنی وسعت خلق سے تمہیں صاف طور پر فرماتے شرم کرتے ہیں اور اللہ

تعالیٰ اپنے حبیب کی حمایت حق سے نہیں شرم کرتا۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کی حرمت کا اظہار ہے۔

وَ اِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِمَّنْ قَدَّ اِنَّ الْحَجَابِ اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی برتنے

کی چیز طلب کرو تو پردہ سے طلب کرو۔

یعنی اگرچہ ازواج مطہرات تمہاری باتیں ہیں لیکن حقیقی ماں کی طرح نہیں بلکہ احترام میں وہ ماں کے بچاٹے

ہیں مگر ان کا احترام یہ ہے کہ ان سے جو کچھ طلب کرو پردہ سے کرو۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جسے بخاری اور ابن جریر اور ابن مردودہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبُرُوقُ وَالْقَا

فَلَوْ اَهْرَتِ اَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى اَيَّتَهُ الْحِجَابِ۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ

عنہ نے عرض کی حضور آپ پر نیک اور فاجر آتے ہیں لہذا اگر اہمات المؤمنین کو حجاب کا حکم فرمادیا جائے

تو بہتر ہے تو آیت حجاب نازل ہوئی۔

وَ كَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَوِيصًا عَلَيَّ حِجَابِيَّ وَ مَا ذَاكَ اِلَّا لِجِبَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيَّ وَ

سَلَّمَ۔ فاروق اعظم پردہ کے معاملہ میں بہت حریص تھے اور اس کی وجہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے محبت تھی۔

ابن جریر حضرت عائشہ ام المومنین سے راوی ہیں رضی اللہ عنہا۔ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ اِذْ يَزِدْنَ اِلَى الْمَنَاصِيحِ وَهُوَ صَعِيدٌ اَمِيحٌ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَحَى اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْبَبْ لِنِسَاءِكَ فَلَوْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَحَوَّجَتْ سُوْدَةَ بِنْتُ دَمْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا لَيْلَتًا مِّنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتْ اِمْرَاةً طَوِيْلَةً فَتَادَا هَا عُمَرُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلَى قَدْ عَرَفْنَاكَ يَا سُوْدَةَ حُرْصًا اَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ فَانْزَلَ اللهُ تَعَالَى الْحِجَابَ وَذَلِكَ اَحَدُ مُوَافِقَاتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

صدیقہ فرماتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات رات میں قضاء حاجت کو نکلا کرتی تھیں اور وہ جنگل میں جاتی تھیں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے پسند نہ فرماتے اور حضور سے پردہ کے لیے عرض کرتے مگر حضور بغیر دلیل حکم پردہ پر ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم نہ دیتے۔

ایک دن ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عشاء کے وقت رات میں نکلیں آپ قد میں طویل تھیں تو فاروق نے انہیں دیکھ کر باواز بلند فرمایا میں نے سودہ بہنیں پہچان لیا ہے اس غرض سے کہ حکم حجاب نازل ہوئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیہ حجاب نازل فرمائی اور یہ منجملہ ان آیات کے ایک آیت ہے جو فاروق اعظم کی موافقت میں نازل ہوئی۔

اور آیات حجاب کا نزول ۵۷ھ میں ہوا کما قال ابن سعد عن انس سَنَةَ خَمْسٍ مِّنَ الْمُهْجَرَةِ اور صالح بن کیسان فرماتے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ۔ یہ حکم ۵۷ھ ذیقعدہ میں نازل ہوا ذَلِكُمْ اَطَهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَذَلُّوْهُنَّ۔ یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے بہترین تطہیر ہے۔ خواہر شیطانیہ سے جو انسان کے دل میں ٹوسوس پیدا کرتا ہے۔ اور اس قسم کے ٹوسوسات ایذا دہن قلب مبارک کا موجب ہیں چنانچہ حدیث میں بھی ہے اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِیْسَ۔ نظر ایک زہریلا تیر ہے شیطانی تیروں سے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللهِ۔ اور تمہیں زیبا نہیں کہ ایذا دو کسی قسم کی اللہ کے رسول کو یعنی ایسی کوئی بات کہ وہیں حیات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو آپ کو مکروہ محسوس ہو یا جس سے آپ کو اذیت پہنچے اور جین حیات میں ہی اس کی احتیاط نہ ہو بلکہ بعد وفات بھی بنی کا پاس ادب رکھنا ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ذَلَا أَنْ تُنْكِحُوا أَزْوَاجَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكَ لَمَنْ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا۔ اور نہ نکاح کرو تو
ازواج مطہرات سے حضور کی وفات کے بعد بھی یہ تمہاری حرکت اللہ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی
یعنی حضور کو ایذا پہنچانے کی ازواج مطہرات سے ان کے بعد نکاح کا خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے
تذریک بہت بھاری گستاخی اور ایذا رسانی ہے۔ اور اس قسم کا خیال کفر ہے۔

وَفِيهَا مِنْ تَعْظِيمِهِ تَعَالَى لِشَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتَابِ حُرْمَةَ حَيَاتِنَا
مَا لَا يَخْفَى۔ اس حکم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مظاہرہ
اور آپ کی حرمت حیات و وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں واجب کی گئی ہے۔
إِنَّ تَبَدُّدَ أَسْتَيْنَا أَوْ تَخْفُوكَ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اگر تم ظاہر کرو کچھ یا مخفی طور پر تو بیشک
اللہ سب جاننے والا ہے۔

یعنی ازواج مطہرات کے متعلق نکاح وغیرہ کی باتیں علانیہ کر دینا اپنے دل میں اس کا خیال مخفی رکھو دونوں
قسم کے خیال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے کہا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے ام سلمہ اور حضرت حفصہ سے عقد فرمایا تو وہ کہنے لگے مَا بَالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَزْوَاجِ
بَنَاتِنَا وَاللَّهِ لَوْ قَدَّمْنَا لَجَعَلْنَا السَّهْمَ عَلَى نِسَائِهِ۔ حضور نے ہمارے خاندان کی عورتیں نکاح میں
لی ہیں خدا کی قسم اگر حضور کی وفات ہو گئی تو ہم حصہ ڈالیں گے حضور کی ازواج پر۔ محاذ اللہ۔

اور ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں إِنَّ رَجُلًا آتَى بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهَا
وَهُوَ ابْنُ عَمِّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومَنَّ هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَ يَوْمِكَ هَذَا فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا ابْتَدَأْتَنِي وَاللَّهِ مَا قُلْتُ لَهَا مَتَكُمْ أَوْ لَا قَالَتْ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَأَلَكُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ ذَلِكَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدًا غَيْرُكُمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدًا غَيْرُكُمْ فَمَضَى
قَالَ مَتَعْنِي مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَأَتَزَوَّجُهَا مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَاعَتِي ذَلِكَ الْوَجَلُ رَجَبًا
وَحَدَّثَ عَلَى عَشْرَةِ الْبَعْرَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَجَّ مَا سَأَلْتُمْ مِنْ كَلِمَتِهِ۔

ایک شخص حضور کی بعض ازواج کے پاس آ کر گفتگو کر رہا تھا اور وہ چچا کا بیٹا بھائی تھا تو حضور نے
اسے فرمایا آج کے بعد تم اس جگہ نہ کھڑے ہونا اس نے عرض کیا حضور وہ میرے چچا کی بیٹی ہے خدا کی قسم میں نے
اس سے کوئی بات ایسی نہیں کی اور نہ اس نے مجھ سے کوئی خاص گفتگو کی حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے
کوئی گفتگو ایسی نہیں کی لیکن کوئی اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں اور مجھ سے زیادہ غیرت والا تم میں نہیں۔
پھر وہ چلا گیا اور کہنے لگا حضور نے مجھ سے سختی کی میرے چچا کی لڑکی سے بات کرنے میں۔

اب میں ضرور اس سے رشتہ کرول کا حضور کے بعد۔

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آیت کریمہ سن کر اس نے ایک غلام آزاد کیا اور دس اونٹ اللہ کی راہ میں دیے اور پاپیادہ حج کیا۔
اور یہ ایک شخص طلحہ نامی تھا جس نے یہ کہا۔

اور یہ طلحہ وہ نہیں جو عشرہ مبشرہ سے تھے۔ بلکہ یہ دوسرے طلحہ ہیں۔ اب ان کا استثنا فرمایا جانے سے
جن سے حجاب واجب نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَسْرَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَالتَّقِيْنَ اللهُ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا۔ نہیں گناہ خواتین پر اپنے باپوں
کے سامنے آنے میں نہ اپنے بیٹوں سے نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ بھائیوں کی اولاد سے اور نہ اپنی ہم مذہب
عورتوں سے اور نہ مملوک غلاموں سے اور اللہ سے ڈریں بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے دیکھنے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے

لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ قَالَ الْأَبَاءُ وَالْأَبْنَاؤُ وَالْإِقَارِبُ أَوَلَحْنُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكَلِمَهُنَّ الصَّ
مِنُ ذَوَاتِ الْحِجَابِ حَبِ حِجَابٍ نَزَلَ هُوَ تُوْبَابِ بِيْطِے اور اقارب بولے حضور کیا ہم بھی اپنی بیوی
بیٹوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے۔

فَرَزْتُ۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ جلیباً یعنی تم ان کے سامنے ہو سکتی ہو اور بیداً

زینت ان پر ممنوع نہیں۔ گویا حکم ہو گیا کہ

كُلُّ ذِي رَجٍ مَحْرَمٍ مِّنْ نَّسَبٍ أَوْ ذِصَاغٍ بَرٍّ ذِي رَحْمٍ حَسْبُ مِنْ نَّسَبٍ كَمَا تَحْتِ نِكَاحٍ حَرَامٍ أَوْ
یا رضاعت سے وہ حرام ہو اس سے پردہ ضروری نہیں۔

اور آیت کریمہ میں عجمی مملوک کا ذکر اس لیے ضروری نہ تھا کہ یہ بمنزلہ والدین ہیں چنانچہ اگوسی فرماتے ہیں
وَالْحَوَائِجُ كَمَا الْعَوْدُ وَالْمَخَالِ لِأَنَّهَا بِنَزْلِهَا الْوَالِدَيْنِ أَوْلَادٌ كَمَا كَتَبْنَا عَنْ دَكْرِ هَذَا بَدِيْنُ كَرِ الْبَنَاءِ
الْإِخْوَةِ وَالْأَبْنَاءِ الْإِخْوَاتِ۔

وَلَا يَسْتَأْذِنَنَّ عَنْهُ سِوَى الْمَوْلَى الْعَرَبِيِّ عِنْدَ الْوَالِدَيْنِ أَوْ الْوَالِدَاتِ أَوْ الْأَقْرَابِ عِنْدَ الْوَالِدَاتِ أَوْ الْأَقْرَابِ عِنْدَ الْوَالِدَاتِ
نہیں

چنانچہ ابن عباس اور ابن زید و عابد فرماتے ہیں وَالْإِضَافَةُ إِلَيْهِنَّ بِإِعْتِبَارِ إِيْتِهِنَّ عَلَى دِينِهِنَّ فَيَحْتَجِبْنَ
عَلَى الْكَافِرَاتِ ذَكَرْنَا بَيِّنَاتٍ۔ لَسَا هُنَّ فِي إِضَافَةِ الْوَالِدَاتِ بِلَا حَرَجٍ كَمَا فِي الْوَالِدَاتِ كَمَا فِي الْوَالِدَاتِ
اور کافرات سے پردہ ضروری ہے اگرچہ کتابیہ ہی کیوں نہ ہوں۔

ذَلَمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فِي نَظَائِرِهِمْ كَ غَلَامٍ أَوْ لَوْ تَدْرِي دُونَ ذَلِكَ مِنْ حِجَابٍ هُنَّ لَكِنَّ عِلْمًا مِنْ خِيَابٍ
 فرماتے ہیں مَدَّ هَبَّ أَيْ حَيْثُفَتَا أَيْ مَخْصُوصًا بِالْأَهْلِ نَدْبًا بِأَمَامِ الْوَحَيْفَةِ فِي اس سے مراد حضرت
 کنیز ہیں نہ کہ غلام۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ حجاب کے احکام میں فرماتے ہیں فَرَضَ الْحِجَابَ مِمَّا أَحْصَاهُ بِهِ فِيهِمْ مَوْضِعٌ
 عَيْنٌ بِإِخْلَافٍ فِي الْوَجْهِ وَالْكُفَّيْنِ فَلَا يُعْوِزُ لَهُنَّ كُشْفُ ذَلِكَ فِي شَهَادَتِهِنَّ وَلَا عَيْدِهِنَّ جِنِّسًا
 حجاب فرض ہے ان پر بلا خلاف منہ اور ہاتھوں کا چھپانا فرض ہے اور ان کا کھولنا شہادت وغیرہ میں
 بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ موطا میں ہے۔

إِنَّ حَفْصَةَ لَمَّا تَوَقَّى عَمْرٌ دَخَلَ اللَّهُ عَنْهُ سَدْرَتَهَا الْبَسَاءُ عَنْ أَنْ تَرَى شَخْصَهَا وَإِنَّ زَيْنَبَ
 بِنْتَ جَحْشٍ جَعَلَتْ لَهَا الْقُبَّةَ فَوْقَ نَعْشِهَا لِتَسْتُرَ شَخْصَهَا - حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بعد از
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مستورات سے بھی پردہ شروع کیا ایسی صورت ہیں کہ آپ کا قدم و قامت کوئی
 بھی نہ دیکھے۔

اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ کے جنازہ کے لیے گہوارہ بنایا تھا تاکہ آپ کا
 قدم بھی مستور رہے جیسا کہ زمانہ جنازہ پر آج بھی قمیوں کا گہوارہ بناتے ہیں یا بعض جگہ لکڑی کا گہوارہ ہوتا ہے
 جس سے میت کا قدم و قامت مستور رہتا ہے۔

اور بحر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
 کے جنازہ میں سولے محرموں کے کوئی شریک نہ کیا جائے تو حضرت اسماء بنت عبید نے مشورہ دیا کہ گہوارہ
 بنا دیا جائے چنانچہ انہوں نے اس کا طریقہ بتایا جیسا کہ بلا حدیث میں آپ نے دیکھا تھا چنانچہ حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے وہ گہوارہ بنوایا اور یہ سنت فاروقی آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

وَدُوِّي أَنَا صَبَّحَ ذَلِكَ فِي جَنَازَتِي فَأُطِئْتُ بِبِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ایک روایت میں ہے کہ یہ گہوارہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے لیے بنایا گیا۔
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے ایمان والوں کو
 بھی درود بھیجو اور سلام۔

آیت کریمہ کا طریق بیان حضور کے سہر رُفْعَتِ وَعَظَمَتِ کی وہ شان دکھار رہے جس کی نظیر میں ملتی
 اور جملہ اسمیہ سے تعبیر کرنا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ اس درود کو دوام و استمرار کے ساتھ

حضور کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

اور جملہ اسمیہ باعتبار لفظوں فعل مضارع کے مؤید تجدد بھی ہوتا ہے تو اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ حضور پر درود نئے نئے آداب و القاب کے ساتھ بھیجا جائے
تو درود تاج پر پڑھتے ہیں صَاحِبُ النَّجْرِ وَالْمَعْرَاجِ وَالْبِرَقِ وَالْعَلَمِ. ذَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْفَقْهِ وَالْمُرْءِ
وَاللَّامِ مِنَ الْقَابِ وَالْآدَابِ شَاهِي كَاتِبِ تَجْدُدِهَا

درود تاج پر پڑھتے ہوئے صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً عَلَى سَيِّدَاتِنَا وَبَنِيْنَاتِنَا وَمَوْلَاتِنَا مُحَمَّدٍ تَخَلَّى بِهَا
الْعَقْدُ وَتَقَرَّحُ بِهِنَّ الْكُرْبُ وَالْقَضَى بِهِنَّ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِنَّ الرَّغَائِبُ وَحَسُنَ الْحَوَائِجُ وَ
يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهَا الْكُرْبُ جِيسے الفاظ کے ساتھ کیا گیا جو آیت کریمہ کے اقتناء سے
مستفاد ہوتا ہے چنانچہ اسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

بِئْسَ الْجَمَلَةُ تَقْبِيْدُ الدَّوَامِ نَظَرُ إِلَى صَدْرِهَا مِنْ حَيْثُ انْهَارَ جَمَلَةُ اسْمِيَّةٍ وَتَقْبِيْدُ
الْمَجْدُ وَنَظَرُ إِلَى عَجْرِهَا مِنْ حَيْثُ انْهَارَ جَمَلَةُ فِعْلِيَّةٍ فَيَكُونُ مَعَادَهَا اسْمُهَا اِرْصَلُوْهُ
وَتَجَدُّدُهَا وَقِسْا قَوْثًا

اور پھر يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ فَرِيَا يُصَلُّونَ عَلَى مُحَمَّدٍ نہیں کہا اس لیے کہ یہ درود مختص کرنا تھا حضور
کے لیے تمام انبیاء کرام میں سے جن میں محامد و کرامت اور علو قدر آپ کی ذات اقدس کی پوری
طرح واضح ہو جائے۔

اور وَلَا تُكَلِّمُهُ فَرِيَا یہ ملائکہ عظمت کے لیے ہے اس لیے کہ وَلَا تُكَلِّمُهُ عام ہے اور ملائکہ میں اضافت
لی اللہ ہے اس سے بھی حضور کی عظمت شان واضح ہے۔

اب صلوة کے معنی میں اختلاف ہے۔ اس لیے کہ ایک صلوة اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایک
ملائکہ کی طرف سے اس پر

ایک قول تو یہ ہے کہ هِيَ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادُّكَ عَلَيْهِ عِنْدَ مَلَائِكَتِهِ وَتَعْظِيْمِهِ لِعِنَى اللّٰهِ تَعَالَى
کی صلوة ملائکہ پر حضور کی عظمت شان کے اظہار کے لیے ہے۔

اور بخاری ابو العالیہ وغیرہ سے اور ربیع بن النضر سے اور بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں۔ وَ
تَعْظِيْمِهِ تَعَالَى اِيَّاكَ فِي الدُّنْيَا بِاعْلَانِ ذِكْرِكَ وَاظْهَارِ دِينِكَ وَاِنْقَاءِ لِسَانِ لِعَيْنِكَ وَفِي الْآخِرَةِ
بِتَشْقِيْعِهِ فِي اُمَّتِكَ وَاَجْزَالِ اَجْوَدِ وَمَتَابِعِهِ وَاِبْدَانِ فَضْلِهِ لِلدَّوْلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ بِالْمَقَامِ
الْمَحْمُودِ وَتَقْدِيْمِهِ عَلَى كَافَّةِ الْمُقْرَبِيْنَ الشُّهُودِ

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کے لیے اظہارِ تعظیم اعلاء ذکر کے لیے دنیا میں اور غلبہ دین و القاب
عمل بشریعت کے واسطے ہے۔

اور آخرت میں امت کی شفاعت اور جزا و اجر اور ثواب اعمال اور ابداء فضیلت اولین و آخرین
پر مقام محمود اور حضور کی تقدیم تمام مقررین پر فرمانے کے لیے ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ کی طرف سے حضور کے لیے دعا مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت۔
اور بعض نے کہا الصَّوَابُ إِنَّ الصَّلَاةَ لَعَنَتْ مَعْنَى وَاحِدٍ وَهُوَ الْعَطْفُ ثُمَّ هُوَ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ
تَعَالَى الرَّحْمَةُ وَإِلَى الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْإِسْتِعْقَادُ وَإِلَى الْأَدِيمِيِّينَ الدُّعَاءُ۔
صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ از روئے لغت ایک معنی میں ہے۔

اور وہ عطف ہے ایک دوسرے پر لیکن بالنسبۃ الی اللہ وہ بمعنی رحمت ہے۔
اور بالنسبۃ الی الملائکہ بمعنی استغفار ہے۔
اور بالنسبۃ الی الانسان بمعنی دعا ہے۔
اب آگے ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِمْ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ اے ایمان والو! اور وہ بھیجو ان پر اور سلام
اس پر اوسے فرماتے ہیں اُنَّ عَظُمُوا شَانَهُمْ عَاطِفِينَ إِلَيْهِ فَأَتَاكُمْ أَدْلَىٰ بِنَالِكٍ يَعْنِي سِرَّكَ
ابد قرہ کی شانِ عظمت میں مبالغہ کر دہ بہتارے لیے بہتر ہے۔

چنانچہ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ دَجَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ
قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

فرماتے ہیں ایک صحابی نے عرض کی حضور سلام تو ہمیں معلوم ہے لیکن صلوٰۃ حضور پر کیسے ہو تو فرمایا
یوں کہو اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

امام مالک امام احمد اور بخاری و مسلم ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ ابو حمید ساعدی سے راوی
ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا حضور ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں تو حضور نے فرمایا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَذَرِّبْتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآلِ مُحَمَّدٍ وَذَرِّبْتَهُ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مُجِيدٌ - کہا کرو
ایسی بہت سی حدیثیں ہیں منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ حضور نے فرمایا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَرَحِمْتَهُ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مُجِيدٌ -

اب صلوة کے معنی کے اعتبار سے روح المعانی میں یہ تفسیر ہے

وَمِنْهُمَا أَنَّ الصَّلَاةَ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ مَلَائِكَتِهِ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَوْعٌ
مِنْ تَعْظِيمٍ لِأَنَّ لِيَشَأَنَّ ذَلِكَ النَّبِيُّ الْكَلِيمُ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالْأَمَلُ
لِلتَّسْلِيمِ كَمَا يَدْرُؤُ اللَّائِقُ مِنْهُمْ مِنْ كَيْفِيَّاتِ تَعْظِيمِ ذَلِكَ الْجَنَابِ وَسَيِّدِ ذَوِي الْأَبْيَابِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَسَلَامًا لِيَسْتَعْرِقَانَ الْحِسَابِ فَسَاكُوا عَنْ كَيْفِيَّاتِ
ذَلِكَ التَّعْظِيمِ فَأَوْشَدَهُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى مَا عَلِمْنَا أَنَّهُ أَوْلَى أَنْوَاعِهِ وَهُوَ بِهِمْ
رَوْفٌ رَحِيمٌ - فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا -

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ - إِلَى الْآخِرَةِ مَا فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيحَةِ وَبِهِ الْإِمَاءُ إِلَى أَنْتُمْ
عَاجِزُونَ عَنِ التَّعْظِيمِ اللَّائِقِ فِي فَاطِلِبُوكُمْ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِي -

تو یہ سمجھا گیا کہ صلوة من جانب اللہ اور من بلائکہ علیہ السلام یہ ایک قسم کی تعظیم ہے جو شانِ مصطفیٰ
کے لائق ہے اور کامل تسلیم ہے اس لیے کہ کوئی نہیں جانتا کہ تعظیم سرورِ عالم کی کیا کیفیت ہے اس لیے کہ آپ
کی تعظیم و تکریم میں تو حساب ہی کم ہے تو صحابہ نے حضور سے ہی سوال کیا کہ صلوة حضور پر کیوں کر ہو تو حضور
نے انہیں راہ نمائی فرمائی اس لیے کہ حضور علیہ السلام مومنین کے لیے روفِ رحیم ہیں چنانچہ فرمایا تم کہا کرو
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ إِلَى الْآخِرَةِ - جیسا کہ صحیح روایات سے منقول ہے۔

اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تم عاجز ہو اس تعظیم سے جو شانِ والا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لائق ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے ہی میرے لیے صلوة طلب کر لیا کرو۔

اور ایک قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے آپ نے فرمایا الْعَجْزُ عَنْ دَرَجَةِ
الْإِحْدَاثِ إِحْدَاثٌ - ادراک ذاتِ مصطفیٰ سے عاجزی ادراک ہے۔

چنانچہ الفاظ صلوة میں اس قسم کے الفاظ بھی جائز کیے گئے۔ اللَّهُمَّ صَلِّ أَنْتَ عَلَى رَسُولِكَ لِأَنَّ
أَعْلَمُ بِمَا يَلِيْقُ بِهِ وَيَبَا أَرَدْتُمْ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
وَيَلِيْقُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ - اور یہ بھی کافی ہے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ - لِأَنَّكَ اتَّفَقْتَ عَلَيْهِ

الرِّدَايَاتُ فِي بَيَانِ الْكَيْفِيَّةِ - اس لیے کہ روایات بیان کیفیت ہیں اس پر متفق ہیں۔
چنانچہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ - اس پر متفق ہیں۔
اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ

شہد میں چونکہ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اٰیْمَةُ النَّبِیِّ - آیات سے اور یہ نمازیں واجب ہے تو اس کے معنی میں اگر
باختلاف الفاظ درود ہو تو افضل ہے جیسے

اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ - صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ
خَلْقِ اللّٰهِ - صَلِّ اللّٰهُ عَلٰى بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا - اور خوب سلام بھیجو۔

اوسی فرماتے ہیں اَيُّ دَعْوَا السَّلَامِ عَلَیْكَ اٰیْمَةُ النَّبِیِّ دَعْوَا - اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اٰیْمَةُ النَّبِیِّ
یا اس کے مثل درود پڑھو۔

علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ درود کے وجوب کی وجہ مجھ پر یہ ظاہر ہوئی کہ۔
اِنَّ السَّلَامَ عَلَیْهِ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ یُسَلِّمُهُ عَمَّا یُوْذِیْهِ فَلَمَّا جَاءَتْ هَذِهِ الْاٰیَةُ عَقِبَ
ذِكْرِ مَا یُوْذِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُحُوْرًا بِسَلَامٍ سَلَامَتِیْ كَمَا یَسْتَلِیْمُ اِنْ اذِیْتُوْا اَنْ اذِیْتُوْا سَبَّ
حضور کو پہنچانی جاتی تھیں۔

پھر جب ان ایذا پہنچانے والوں پر لعنتیں آئیں اور آیه کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُوْذُوْنَ اللّٰهُ دَرَسُوْلًا
لَعْنَتُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ کے نزول کے بعد اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ یُصَلُّوْنَ نازل ہوئی۔
وَالَّذِیْنَ اٰتٰنَا هٰی مِنْ الْبَشْرِ وَقَدْ صَدَدَتْ مِنْهُمْ فَتَنًا سَبَّ التَّخْلِیْفِ بِهُمْ وَالتَّكْلِیْفِ اَوْ اذِیْتِ
انسان کی طرف سے ہے اور اسی سے ہمارے ہوئی تو حضور کے لیے یہ تخصیص ہوئی اور تاکید مومنین کو
فرمادی گئی۔

اسی بنا پر علامہ قرطبی درود کو کلمہ کے موافق عمر میں ایک بار واجب کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں وَاجِبٌ
فِی الْعَمْرِ كَجَلَسَةِ التَّوْحِیْدِ۔

لیکن جمہور جن میں امام ابو حنیفہ اور مالک وغیرہ میں وہ کہتے ہیں وَاجِبَةٌ فِی الشَّهَادَةِ مُطْلَقًا شَهِدَ
میں درود واجب ہے

ایک قول ہے کہ وَاجِبَةٌ فِی مُطْلَقِ الصَّلَاةِ - درود ہر نماز میں مطلقاً واجب ہے۔
اور قاضی ابوبکر بن بکیر کہتے ہیں یَجِبُ الْاِكْتِسَادُ مِنْهَا مِنْ غَيْرِ تَعِیْنِ بَعْدِ - درود کی کثرت کرنی

بلا تعین عدد واجب ہے۔

ایک قول ہے کہ تَجِبُ فِي كُلِّ مَجْلِسٍ مَرَّةً وَاثْنَتَا تَكَرَّرَ ذِكْرُكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً اَبْرَأَ عِلْسٍ
میں درود ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

ایک قول ہے تَجِبُ فِي كُلِّ دُعَاءٍ بِرُغْبَائِهِمْ دُرُودًا وَاجِبٌ هُوَ۔

ایک قول ہے تَجِبُ كُلَّمَا ذُكِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِهِ قَالَ جَمَعَ مِنَ الْخَفِيَّةِ مِنْهُمْ الطَّهَادِيُّ۔ علامہ

طحاوی اور حنفیوں کے نزدیک واجب ہے جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر آئے۔

اور جو درود ذکر حضور کے وقت نہ پڑھے وہ بخیل ہے الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ مَنْ ذَكَرْتُ عِنْدَكَ قَلِمٌ

يُصَلِّي عَلَيَّ۔

اور جنہوں نے ان روایات کو ضعیف کہا وہ غلط اس لیے کہ اصولاً صلوات امر ہے اور اطلاق امر

مفید تکرار و وجوب ہے اس کے علاوہ حدیث کے دلائل بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیثوں میں درود نہ پڑھنے والے کو بخیل فرمایا اور فقہ جہانی بھی ارشاد ہوا وَهُوَ عِنْدَ الْاَكْثَرِ

مِنْ اَعْلَامَاتِ الْوُجُوبِ۔ اسی وجہ میں اکثر فقہاء اسے واجب کہتے ہیں۔

اور صحابہ میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تشہد پڑھتے ہوئے حضور

پر درود بھیجے پھر اپنے لیے دعا کرے۔

اور ابو مسعود بدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لَا تَكُونُ صَلَاةً اِلَّا قَرَأْتَهُ وَتَشْهَدُ

وَصَلَاةً عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ نماز ہی نہیں ہوتی مگر قراءت اور تشہد اور درود کے ساتھ

بلکہ فرماتے ہیں فَاِنْ نَسِيتَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَاسْتَجِدْ مُجِدًّا تَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ اگر ان میں

سے کچھ بھی بھول جائے تو اسے بعد سلام سجدہ سہو کرنا چاہئے۔

اور سنی کہتے ہیں مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّهَادَةِ فَلْيَعِدْ صَلَاةً

اَوْ قَالَ لَمْ يَجْزِي صَلَاةً۔ جو حضور پر درود تشہد میں نہ پڑھے اسے اپنی نماز دہرائی ضروری ہے یا فرمایا

اس کی نماز پوری نہیں ہوئے۔

اور یہ بھی ایک قول ہے اِذَا تَرَكْتُمْ اَعْمَدًا اَبْطَلْتُمْ صَلَاتَكُمْ اَوْ سَهَوْتُمْ اَوْ جَوْتُمْ اَنْ تُجِزْتُمْ۔ اگر

قصداً درود المتجات میں ترک کر دے تو نماز باطل ہوگی اور اگر بھولے سے رہ گیا تو میں امید کرتا ہوں

کہ پوری ہو جائے۔

علامہ نووی اپنی کتاب رد ضعیف درود بیان کرتے ہیں کہ درود میں حضور پر بہترین طریقہ

سے درود پیش کیا جائے۔

چنانچہ امام رافعی فرماتے ہیں کہ علامہ مروزی نے کہا کہ درود میں **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ** کما
ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَكَلَّمَا سَمَاعُهَا عِنْدَ الْغَافِلُونَ کہا جائے
 قاضی حسین فرماتے ہیں درود میں اچھا طریقہ یہ ہے کہ جامع ہو جیسے **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ**
كَمَا هُوَ أَهْلُهُ وَاسْتَحْفَهُ۔

علامہ بازری فرماتے ہیں افضل درود یہ ہے **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلُ**
صَلَوَاتِكَ وَعَدَدُ مَعْلُومَاتِكَ۔

کمال ابن ہمام فرماتے ہیں **اللَّهُمَّ صَلِّ أَبَدًا أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ تَلْعَبِيدِ كَشَوْبَتِكَ**
وَدَسْوَلِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلِّ عَلَيْهِ تَسْلِيمًا وَشَرَفًا وَتَكْرِيمًا وَأَنْزِلِ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

غرض کہ درود میں جتنے الفاظ بھی جامع جمع کر لیے جائیں وہ افضل و بہتر ہیں یہی وجہ ہے کہ درود تنجیما
 درود تاج درود ناجیہ اور متاخرین نے جتنے درود لکھے وہ سب انہی منقولہ روایات کے تتبع میں تالیف
 کیے اور یہ تالیف مبارک و مستحسن ہے۔

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْكُمْ قَالُوا فَعَلِمْنَا قَالَ قُولُوا
اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَدَحْنَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ
وَحَاثِمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْغَيْرِ وَقَائِدِ الْغَيْرِ وَرَسُولِ الْوَحْمِيَّةِ
اللَّهُمَّ اَبْعَثْ مَقَامًا مَحْمُودًا يُعْبَطُ بِهِ الْأَدْوَانُ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آبَائِهِمْ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

اور در فتوہ میں ایک حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **تَعْرَضُ عَلَى صَلَوَاتِكُمْ**
وَآسَمَاتِكُمْ وَصُسَمَاتِكُمْ۔ جب تم درود پڑھتے ہو تو مجھ پر تمہارے درود کے ساتھ تمہارے نام
 اور تم بھی پیش کیے جاتے ہو۔

علاوہ اس کے درود خواں کی آواز تک پہنچنا حدیث سے ثابت ہے جیسے فرمایا **يَلْفَخِي صَلَوَاتُ**
حَيْثُ كَانَ۔ درود خواں کی آواز مجھ پر پہنچتی ہے یہاں بھی وہ ہو۔

یعنی وہ شرق میں ہو یا غرب میں جنوب میں ہو یا شمال میں ہند میں ہو یا سرحد میں مصر میں ہو یا چین

میں عرض کہ حَبِثٌ كَانَ فَمَا كَرِهْتُمْ وَبَعْدَ ذَلِكَ نَسَبْتُ سَعْدِي فَمَا دِيَا۔
اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ درود صرف حضور پر ہی بھیجا جائے یا دیگر انبیاء علیہم السلام پر
بھی بھیجا جاسکتا ہے؟

اس کا جواب احادیث سے یہ ہے کہ سب پر درود بھیجا جائے چنانچہ عبد بن حمید اور ابن المنذر مجاہد
سے راوی ہیں لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ خَيْرًا إِلَّا أَنْتَ كُنَّا فِيهَا حَبِثٌ
كِرِيمَاتٍ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ نَزَلَ هُوَ تَوْصِيَةً لَكَ أَوْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَسَبْتُ سَعْدِي
فَمَا دِيَا كَرِهْتُمْ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ اللَّهُ تَعَالَى كِي وَهَذَا تَبَعٌ لَكَ دَرُودٌ يَجُوزُ بِهَا
أَوْ اس کے ملائکہ بھی۔

بنا بریں وَالصَّلَاةُ فِيهَا عَلَى الْأَنْبِيَاءِ مَا عَدَا أَنْبِيَاءَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَائِزٌ كَمَا
يَكْرَهُتُ۔ ثابت ہوا کہ ہماری طرف سے درود تمام انبیاء پر بھی حضور علیہ السلام کے علاوہ بلا کہ اہت جائز ہے
چنانچہ مستدحیح علامہ عبد اللغوی ناقل ہیں کہ حضور نے فرمایا إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ الْمُرْسَلِينَ فَصَلُّوا عَلَيَّ
مَعَهُمْ فَإِنَّ رَسُولًا مِّنَ الْمُرْسَلِينَ جِبْتُمْ مَرْسَلِينَ كَرَامٍ بِرُودٍ وَطَرَهُو تَوْجِهُدٍ بِرُودٍ ان کے ساتھ درود
بھیجو اس لیے کہ میں بھی ایک رسول ہوں مرسلیں کرام سے۔

اور عبد الرزاق اور قاضی اسماعیل اور ابن مردودہ اور بیہقی شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے راوی ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلُّوا عَلَيَّ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ فَإِنَّ
اللَّهَ تَعَالَى كَعَبْتِي كَمَا تَعْبَهُمْ۔ تمام انبیاء الہی اور مرسلیں پر درود بھیجو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں
بھی مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے مبعوث کیا۔

اور غیر نبی پر درود نہ پڑھنے پر صرف مالک سے ایک روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں لَا يُصَلِّي عَلَى غَيْرِ
نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ سولہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر درود نہ پڑھا جائے۔
اس کے جواب میں اقوال علماء مضطرب ہیں۔

بعض کہتے ہیں مطلقاً جائز ہے۔

چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اس پر عامہ علماء بھی متفق ہیں اور اس کا استدلال آیت کریمہ
هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ اللَّهُ تَعَالَى كِي وَهَذَا تَبَعٌ لَكَ دَرُودٌ يَجُوزُ بِهَا
اور حضور کا فرمان بھی اس کا مؤید ہے جیسے کہ فرمایا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي آدَى۔

اور ہاتھ اٹھا کر حضور نے فرمایا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى اِيْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔
 اور ابن جہان بخبر صحیح راوی ہیں اِنَّ امْرَاةً قَالَتْ لِيَلٰهِيْ صَلٰى اَللّٰهُ عَلَيَّ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰى وَعَلٰى
 ذُرِّيَّتِيْ فَفَعَلَ۔ ایک خاتون نے حضور سے التجا کی کہ مجھ پر اور میرے خاندان پر درود فرمائیے یعنی رحمت
 کی دعا کیجئے تو حضور نے دعا کی۔

اور مسلم شریف میں ہے اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَقُوْلُ لِهٰذَا رُوْحُ الْمُؤْمِنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى جَسَدِكَ
 لَّا تَكُوْمُ رُوْحُ مُؤْمِنٍ كُوْفَرًا تَنْتَهِيْ فِيْ اللّٰهِ رَحْمَتٌ تَجْهَرُ اُوْر تَبْرُءُ جَسْمًا بِر
 لیکن یہ تمام درود غیر نبی پر تبعا میں اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھے جاتے ہیں اور بالاستقلال
 جائز نہیں ہے۔

چنانچہ تنویر الابصار میں ہے وَلَا يُصَلِّيْ عَلٰى غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا بِطَرَقِ التَّبِيْعِ۔
 چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کو حکم لکھا تھا کہ لوگ اپنے حلفاء اور موالی کو درود میں پڑھنا
 دیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جب تمہیں بہار حکم ملے تو سب کو حکم دیدو کہ ان کا درود حضور پر خاص ہو
 اور مسلمانوں کے لیے عام طور پر دعا ہو۔

اور جو لوگ غیر نبی پر درود کے مانع ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ
 لَقَدْ اَصْلُوْهُ صَادِقًا تَعٰوَدًا لِّلْعَظِيْمِ الْاَنْبِيَاءِ وَتَوَقُّرًا لِّهٖمْ فَلَا تُقَالُ لِيْغِيْرِهِمْ اِسْتِقْلَالًا لِقَطْعِ
 حضور کے لیے شعار ہو چکا ہے غلٹ انبیاء کے لیے اور ان کے وقار کے لیے لہذا غیر نبی پر درود نہ ہو
 بالاستقلال بلکہ تبعا۔

جیسے محمد عزوجل کہنا ممنوع ہے اس لیے کہ لفظ عزوجل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ایسے
 ہی لفظ صلوة مخصوص ہے انبیاء کرام کے لیے۔

حالانکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور عزوجل میں لیکن چونکہ عزوجل اللہ تعالیٰ کے لیے
 شعار ہو چکا ہے ایسے ہی صلوة حضور کے لیے شعار ہے فَلَا يُشَارِكُ فِيْهَا غَيْرُوْهُ۔

اور ایسا ہی ابو الیمین بن عساکر کہتے ہیں حیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ صَلَاتِيْ عَلٰى نَبِيِّكَ
 مُطْلَقًا لَّا تَشْرَاحُفُ وَمَنْصَبُهُ فَلَهُ التَّشَارُفُ فِيْهِ كَيْفَ شَاءَ مُخْلَافِ اُمَّتِهِ اِذْ لَيْسَ لَكُمْ اَنْ يُؤْتُوْا اَنْفُسًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا اس لیے کہ یہ ان کا حق اور منصب ہے تو آپ کو اختیار تصرف ہے
 درود میں جس طرح چاہیں بہ خلاف امت کے کہ اسے حق نہیں کہ جسے چاہے شریک کر سکے۔

اور امام بیہقی نے فرمایا اَلْقَطْبُ بِالْمَنْعِ عَلٰى مَا اِذَا جُعِلَ ذَلِكَ تَعْظِيْمًا وَتَحِيَّةً وَبِالْحَوَازِ عَلَيْهَا اِنَّا

كَانَ دُعَاءَ وَتَبَرُّكَ مَنَعَكَ قَوْلَ بَلِيٍّ صَحِيحٌ هُوَ أَكْرَهُهُ دُرُودٌ تَعْلِيمٌ وَتَجْبِيهِ كَيْفَ يَكُونُ جَوَازٌ بَلِيٍّ هُوَ أَكْرَهُهُ دُرُودٌ
کو بہ نیت تبرک و دعا پڑھے۔

اور غالبہ کہتے ہیں إِنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الْأَلِ مَشْرُوعَةٌ تَبَعًا وَجَائِزَةٌ كَمَا اسْتَقْلَلْنَا عَلَى الْمَلِيكَةِ
وَأَهْلِ الطَّاعَةِ عَمَّا جَائِزَةٌ۔ درود آل اطہار پر مشروع ہے بہ تبعیت سے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور بالاسنقلان اگر آل پاک پر پڑھا جائے تو جائز ہے اور ملائکہ اور اہل طاعت پر بھی عموماً جائز ہے۔
اور صحیح حدیث سے تشہد میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فَدَحْنَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ چونکہ مروی ہے
بنا بر این تدایا رسول اللہ کے ساتھ درود خوانی ممنوع نہیں آگے ارشاد ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ يُؤْذَنُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا
بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو لعنت فرماتا ہے اللہ ان پر دنیا و آخرت میں اور تیار کیا
ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب۔

یہاں اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے سے یہ مراد ہے کہ اس کی شان میں ایسے ناپسندیدہ الفاظ کہیں جیسے
یہود و نصاریٰ نے کہے اور مشرکین نے بکواس کی کہ يَكْفُرُ اللَّهُ مَعْلُومَةٌ اور مسیح ابن اللہ ہے اور ملائکہ خدا
تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور بیت اللہ کے شریک ہیں تَعَالَى اللَّهُ عَن ذَرْبِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے یہ مراد ہے کہ آپ کو شاعر سا بحر کا منہ مجنون کہا اور یہ صفتیں
ایسی رکھیں کہ حضور کو ان سے واسطہ ہی نہیں۔

ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد کسر و باعیات چہرہ اقدس پر پتھر مارنا ہے جیسا کہ غزوہ احد میں ہوا۔
ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد حضور پر نکاح صغیرہ نبوت جی پر طعن کرنا ہے۔
ان سب پر اللہ کی لعنت ہے جس کی وجہ سے وہ رحمت سے بعید ہیں اور دنیا و آخرت میں ذلیل ہیں
اور راہ ہدایت سے محروم اور آخرت میں عذاب جہنم میں ذلیل ہوں گے۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَيْسُوا بِغَيْرِ مَا كَتَبُوا فَقَدْ احْتَلَوْا بِهِمَا تَانَا وَانَّمَا
مُحِبِّنًا۔ اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومنین و مومنات کو بغیر کسی گناہ کے تو بے شک وہ بہتان اور کھلا گناہ
اپنے سر لیتے ہیں۔

یعنی مومنین و مومنات پر ایسے الزام تراشی جس کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو یہ ایذا دینا ہے
چنانچہ اسی لیے لَيْسُوا بِغَيْرِ مَا كَتَبُوا قَالُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى كَذِبِ الْكَاذِبِينَ۔
چنانچہ آلوہی اس کے ماتحت فرماتے ہیں أَيْ لَيْسُوا بِغَيْرِ مَا كَتَبُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى كَذِبِ الْكَاذِبِينَ۔

یہ اذیت ہے اور جو اذیت دینے والا ہے اس نے

قَتَبُوا حَتْمًا لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ أَتَتْهُمُ آلُ الْكُفْرِ أَزْوَاجًا مُّسَوِّمَاتٍ لَّا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَأْتِيََهُنَّ الْحَبْشَاتُ لِلَّذِينَ أُكْرِهُوا وَنَسَأَ فِي أَسْنَانِهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَئِيْلٌ مَّا كَانُوا يَفْعَلُونَ

شان نزول آیت کریمہ یہ ہے

تَوَلَّكَ فِي مَنَاقِبَةٍ كَانُوا يُؤْذُونَ عَلَيْكَ اللَّهُ وَجْهًا. یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی وہ حضرت اسد اللہ کرم اللہ وجہہ پر اہتمام لگا کر ایذا دیتے تھے۔

اور ابن جریر صحاح سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ تَوَلَّكَ فِي عَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَعَهُ قَدْحٌ مِّنْ عَابِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَحَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَنْ يُعَذِّبُ مِنْ رَجُلٍ يُؤْذِيهِ وَيَجْمَعُ فِي بَيْتِهِ مَنْ يُؤْذِيهِ قَتَلْتَهُ. فرمایا یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور اسکی جماعت کے لیے نازل ہوئی جبکہ اس نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا جو اس سے قبل قصہ انکس میں مفصل بیان ہو چکا تو حضور نے خطبہ دیا اور فرمایا کون مجھے اس شخص سے معذور رکھے گا جو مجھے ایذا دیتا ہے اور اس کے گھر جمع ہوتا ہے جو مجھے اذیت پہنچاتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ تَوَلَّكَ فِي الدِّينِ كَلْمًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحَدِ صَفِيَّتَيْهِ بَدَّتْ حُجَّتِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. یہ جیب نازل ہوئی جبکہ منافقین نے حضور پر طعن کی حضرت صفیہ بنت حبی کے عقد پر تو یہ آیت نازل ہوئی۔

غرض کہ آیت کریمہ کے شان نزول میں متعدد روایات ہیں۔

خلاصہ یہ کہ کسی آیت کا مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں ہوتا بلکہ جب تک شخص نہ ہو حکم ہمیشہ عام ہی ہوتا ہے۔ بنا بریں کسی پر بہتان تراشی کرنا بعض صریح سخت گناہ اور فعل شنیع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ احزاب ۲۲

اے غیب دان نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی غوزتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالیں رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستانی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلْبَابٍ ذَٰلِكَ أَذَىٰ أَنْ يُعْرِضْنَ فَلَا يُؤْذِينَ كَمَا كَانَتِ اللَّهُ عَقُودًا رَّحِيمًا

جہاں ہے۔

اگر نہ باز آئے متعلق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جھوٹ اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور تمہیں ان پر غالب کریں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس رہیں گے مگر تھوڑے دن۔

ملعون ہیں جہاں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں۔

اللہ کا دستور ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور ہرگز نہ پاؤ گے اللہ کی سنت کا بدلنا۔ لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرما دو اس کو علم تو اللہ کے پاس ہے اور تم کیا جاؤ شاید قیامت پاس ہی ہو۔

اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم آگ تیار کر رکھی ہے۔

ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ پائیں گے کوئی حمایتی اور مددگار۔

جس دن منہ الٹ پلٹ ہو کر آگ میں ڈالے جائیں کہیں گے لے کاش ہم اطاعت کر لیتے اللہ کی اطاعت کر لیتے رسول کی۔

اور کہیں گے لے ہمارے رب بیشک ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی۔ تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

لے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِمُ الْمُتَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَوْضِعٌ وَالْمُؤَجَّفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِزُكَ فِيهَا إِكْرَامًا قَتِيلًا

مَلْعُونِينَ أَيْنَ مَا تُعْقَبُوا آخِذُوا وَقْتِكُمُوعًا تَقْتِيلًا

سُئِنَّا اللَّهُ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ نَجْعَلَ لِكُفْرِهِمْ تَبْدِيلًا
يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِلَّا يَجِدُوكَ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقَالُونَ

يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَ تَنَادَ كِبْرًا نَا قَا ضَلُّوْنَا السَّبِيلَ

رَبَّنَا ارْتَبِمُ ضَعُفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ الْعَنَمُ لَعْنَا كَبِيرًا

رَبَّنَا ارْتَبِمُ ضَعُفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ الْعَنَمُ لَعْنَا كَبِيرًا

یہ
نہ
ہیں
ہے
نہ
جیکہ
کلمہ
اور
یک
تہ

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا لَيْ	النَّبِيُّ - نَبِي	قُلْ - فَرِيضے	لَا ذَا جِلْدٍ ابْنِي مَسِيحِينَ سِے
وَأُور	بَنَاتِكَ ابْنِي مَسِيحِينَ سِے	وَأُور	سِتَاءُ عَوْرَتُول
الْمُؤْمِنِينَ مَوْمَنُونَ كِي سِے	يُدْنِينَ - لُكَا كِر كِهِيں	عَلَيْهِمْ - اِنْسِے اُوپر	مِنْ جَلَا سِيْرَهْتِ ابْنِي مَسِيحِينَ
ذَلِكْ - يِہ	أَخَى - بَہْت قَرِيبِ سِے	أَنْ - يِہ كِه	لِيَعْرِفَنَّ پِہچَانِي جَائِيں
خَلَا تَوْنِہ	يُؤذِينَ - تَكْلِيفِ دِي جَائِيں	وَأُور	كَانَ - سِے
اللَّهُ - اللہ	عَقُوبًا كَحْسَے دَالَا	رَجِيمًا - مِہرِيَان	لَيْتَن - لُكِر
تَعُورِہ	يَنْتِ - بَارِزِے	الْمُنَافِقُونَ - مَنَافِق	وَأُور
الَّذِينَ - وَہ كِه	فِي بِيحِ	قُلُوبِهِمْ - اِنكِے دِلُوں كِے	مَرَضًا - بِيْمَارِي سِے
وَأُور	الْمُرْجِفُونَ - اُوں مِیں اُڑَاوَالِے فِي - بِيحِ		الْمُدْبِئِينَ - مَدِينِے كِے
لَنْفَعِيَنَّكَ - تُو عَلِيمِ دِیں كِے	بِهِمْ - اِن پِر		تَعُورِ - پِہر
لَا - نِہ	يُعَادِدُكَ - پَاس رِہ سَكِيں كِے	أَبْنِي - اِس مِیں	فِيهَا - اِس مِیں
إِلَّا - لُكِر	فَلْيَلَا - تَهُوْرِے	مَلْعُونِينَ - لَعْنَتِي مِیں	أَيُّنَ مَا - جِہَاں كِجِي
تَفَقُّوْا - پَاشِے جَائِيں	أَحَدًا - پِكْرِے جَائِيں	وَأُور	قَتَلُوا - قَتْلِ كِے جَائِيں
تَعْتَبِلَا - گِن گِن كِر	سُنَّةَ - طَرِيقِے	اللَّهُ - اللہ كَا	فِي بِيحِ
الَّذِينَ - اِن كِے جُو	خَلَّوْا - كِزِجِے	مِنْ قَبْلِ - پِہلِے	وَأُور
لَنْ - ہر گِزِہ	نَجِدَ - پَاشِے كَا تُو	سُنَّةَ - طَرِيقِے	اللَّهُ - خِداوندِي مِیں
تَبْدِيلًا - كوئی تَبْدِيلِي	يَسْأَلُكَ - پُوچھتِے مِیں پِے	النَّاسِ - لوگ	عَنِ السَّاعَةِ - قِيَامَتِ
كِے مُتَعَلِقِ	قُلْ - كِہ دِیں	أَنَّمَا - اِس كِے سِوَا نِہِيں	عِلْمًا - اِس كَا عِلْمِ
عِنْدَ - پَاس	اللَّهُ - اللہ كِے سِے	وَأُور	مَا - كِيَا
يُتَدَبَّرُكَ - مَعْلُومِ تِہِيں	لَعَلَّ - تِشَانِدِ	السَّاعَةِ - قِيَامَتِ	تَكُونُ - ہُو
قَرِيبًا - قَرِيبِ	إِنَّ - بِيْشَاكِ	اللَّهُ - اللہ نِے	لَعَنَ - لَعْنَتِ كِي
الْكَافِرِينَ - كَا فِرُوں پِر	وَأُور	أَعَدَّ - تِيَارِ كِيَا	لَهُمْ - اِنكِے لِيے

أَبَدًا بِمِثْرِكَ قَدْرٌ	رَبِّهَا نَاسٍ مِّنْ دِينِهِ دَوِيسَتِ	خَالِدِينَ بِمِثْرِهِمْ يَجِدُونَ - يَأْتِيهِمْ كَيْفَ يَكُونُ	سَعِيدًا وَبِغَيْرِ كَيْفٍ لَا يَنْبَغُ
تَقَلُّبِ الْكَلِمَاتِ يَوْمَ يَقُولُونَ كَيْفَ كُنَّا اللَّهُ وَاللَّهُ كَا دَرٌ	يَوْمَ حَسْبُكَ النَّارُ أَكْثَرُ أَطْعَمْنَا بِمِثْرِكَ الرَّسُولِ رَسُولًا إِنَّا - بِمِثْرِكَ كُنَّا نَأْتِيهِمْ بَرُوقًا	فِي رَيْحٍ نَبْتْنَا - كَاشٍ أَطْعَمْنَا كَمَا نَأْتِي دِينًا لِّسَعِيدٍ كُنَّا نَأْتِيهِمْ رَيْحًا دَرٌ	وَجُوهَهُمْ - لَكَيْفَ يَأْتِيهِمْ قَالُوا كَيْفَ كُنَّا سَادَتْنَا - أَيْنَ مَرَدُّونَ لَيْسَ لَكُمْ صَعْفِينَ - دُكْنَا لَعْنًا لَعْنَتِ
أَطْعَمْنَا - كَمَا نَأْتِي فَأَصَلُّوا نَا - تُوْكَرَاهُ كَيْفَ إِيْتِمُّ - دَعَا نَ كُو الْعَنَمُ لَعْنَتِ كِرَانِ	دِينًا لِّسَعِيدٍ كُنَّا نَأْتِيهِمْ رَيْحًا دِينًا لِّسَعِيدٍ مِنَ الْعَذَابِ عَذَابِ دَرٌ	السَّيِّئِينَ رَاهُ مِنَ الْعَذَابِ عَذَابِ كَيْفًا - بَرُوقًا	لَعْنَتِ

خلاصہ تفسیر کھوش رکوع سورۃ احزاب ۳۲

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِكُنَّ مِثْرَتَكَ مِمَّا رَزَقْنَاهُ مِنْ حَلَاٰلٍ حَرَامٍ
اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی حیا اور
کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

اور سر اور پھرے کو چھپانے میں جب کسی حاجت کے لیے وہ تکلیفیں۔

عربی میں جلیباب مفتح چادر یا ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جو سر سے پیر تک جسم کو چھپانے کے لیے بنا کر برقعہ
بھی اس میں آسکتا ہے اور ترکی برقعہ پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بدن ڈھلپنے اور ستر قائم
رکھنے کے لیے بنایا جائے۔

آریہ کریمہ کا منشا حجاب و ستر ہے لہذا ہر وہ کپڑا جو بلبوسات پر ڈالا جائے اور اسے پوری طرح چھپا
لے وہ جلیباب ہے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَضَ عَلَیْكَ فَلَا يُؤْخَذُ بِكَ مَا كَانَتْ اُمَّةٌ عَفْوَاۗءًا حِیَّا بِرَاسِیْكَ مِنْ سَمٰوٰتِ رَبِّكَ
کی پہچان ہو تو نہ سٹائی جائیں اور اللہ بخشنے والا ہر بان ہے۔

یعنی جوہ اور کثیر ہیں اس سے قریب تر اور بچان نہیں چونکہ منافقین کثیروں لوندیوں کی طرف آوازے کھتے اور پر وہ ہیں کوئی امتیازی نشان نہ کھتی تو وہ آوازہ حمرہ خواتین پر بھی کس دیتے اور جب معلوم ہوتا کہ یہ لوندی نہ کھتی تو شرمندہ ہو کر رہ جاتے تو اللہ تعالیٰ سے لوندی اور آزاد عورت میں جلیباب کو ماہر الامتیاز رکھنا تاکہ وہ نشانے جانے آوازے لگنے سے محفوظ رہیں اور اس سے پہلی بے پردگی معاف ہے اس لیے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَئِنْ كَفَرْتُمْ لَنُرْسِلَنَّ الْمَنَافِقِينَ فِي قُلُوبِكُمْ قَمْرًا ذَاتَ آخْتٍ يُفْتِنُوا الَّذِينَ آمَنُوا وَلَوْلَا دُرُودُنَا لَمَكَّنَّاهم فِي الْأَرْضِ لَئِنِ آمَنُوا لَكُنَّا عَنْهُمْ عَائِلًا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مَدِينَةَ مَدِينَةٍ فِي قُلُوبِهِمْ مَنَافِقِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَكِنَّ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُؤْتُونَ ذَاتَ الْبَاطِنِ أَلْفًا بِأَلْفٍ وَمَن يَأْتِ الْبَاطِنَ فَلَهُ الْعَذَابُ الَّذِي لَا يُؤْتَى إِلَّا الصَّادِقِينَ

اور وہ جو مدینہ میں دل ہلا دینے والے فتنے اٹھاتے ہیں تو ضرور ہم ان پر مسلمانوں کو غلبہ دیں گے پھر وہ تمہارے پاس مدینہ میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

یہاں منافقوں کو تین قسموں پر ظاہر فرمایا۔ ایک تو وہ جو بظاہر مسلمان ہیں اور باطن دشمن ہیں۔ دوسرے منافق وہ جو گندے خیالات زنا و فسق و فجور کے ساتھ اپنے دلوں میں ردگ بڑھائے ہوئے ہیں اور یہی بھی منافق

تیسرے وہ جو اپنی بد باطنی سے اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑا کر مومنین کے دل ہلا دیتے ہیں گوشش کرتے ہیں بلا وجہ تک دیتے ہیں کہ فلاں جگہ مسلمانوں کو نہر بیت ہو گئی فلاں جگہ مسلمان قتل کر دیے گئے فلاں جگہ مسلمانوں پر لشکر آیا اس سے ان کا نشانہ مسلمانوں میں کمزوری اور انتشار اور پریشانی بڑھنا ہوا ہے چنانچہ فرمایا اور زجر آتو بجا فرمایا۔

لَئِنْ كَفَرْتُمْ لَنُرْسِلَنَّ الْمَنَافِقِينَ فِي قُلُوبِكُمْ قَمْرًا ذَاتَ آخْتٍ يُفْتِنُوا الَّذِينَ آمَنُوا وَلَوْلَا دُرُودُنَا لَمَكَّنَّاهم فِي الْأَرْضِ لَئِنِ آمَنُوا لَكُنَّا عَنْهُمْ عَائِلًا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مَدِينَةَ مَدِينَةٍ فِي قُلُوبِهِمْ مَنَافِقِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَكِنَّ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُؤْتُونَ ذَاتَ الْبَاطِنِ أَلْفًا بِأَلْفٍ وَمَن يَأْتِ الْبَاطِنَ فَلَهُ الْعَذَابُ الَّذِي لَا يُؤْتَى إِلَّا الصَّادِقِينَ

تو تمہیں اللہ مسلمانوں ہم ان پر ضرور غلبہ دیں گے بلکہ پھر وہ مدینہ میں تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے وہاں سے نکال دیے جائیں گے اور مدینہ کی زمین کو ان سے پاک اور خالی کر لیا جائے گا اس لیے کہ

مَلْعُونِينَ أَيْنَ مَا تَقِفُوا أُخِذُوا وَقَتِلُوا قَتْلًا كَرِيمًا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مَدِينَةَ مَدِينَةٍ فِي قُلُوبِهِمْ مَنَافِقِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَكِنَّ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُؤْتُونَ ذَاتَ الْبَاطِنِ أَلْفًا بِأَلْفٍ وَمَن يَأْتِ الْبَاطِنَ فَلَهُ الْعَذَابُ الَّذِي لَا يُؤْتَى إِلَّا الصَّادِقِينَ

جہان کہیں بھی وہ بلبیں گے پکڑے جائیں گے اور جن جن کو قتل ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ فتنہ پرداز اور اسلام کے دشمن ہیں۔ اور

سَنَّةُ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَكِن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْيِيدًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا

چلا آ رہا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گذر گئے اور تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

یعنی اہم ماحضیہ میں بھی منافقتیں تھیں اور جب انہوں نے ایسی ناشائستگی کی تو اللہ تعالیٰ کا یہی عمل رہا کہ انہیں جہاں وصلے ہلاک کر دیا گیا اب بھی ایسا کیا جائے گا اللہ کے اس طریقہ کو کوئی بدلنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ عَمَّا تَهْتَبُهَا - آپ سے لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں فرما دیجئے اس کا علم بالذات اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور تم کو کیا معلوم شاید قیامت عنقریب ہی ہو جائے۔

شان نزول آئیے کہ یہ یہ ہے کہ مشرکین تو بطریق استہزاء و تمسخر قیامت کا سوال کرتے تھے کہ کب ہوگی۔ اور اہل کتاب یہودی اس سوال کو امتحان لالٹے تھے اس لیے کہ توریت میں انہیں معلوم تھا کہ علم قیامت حقیقی رکھا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان پر کوئی بات ظاہر نہ کریں تاکہ یہودی کی دہن دوزی اور مشرکین پر تہدید ہو جائے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ لَعْنَةُ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا - خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِلَّا يَجِدُكَ دَلِيلًا وَلَا نَصِيرًا - بیشک اللہ نے لعنت فرمائی کافروں پر اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

یعنی وہ کافر و منافق اللہ کی رحمت سے بعید کر دیے گئے اب اس جماعت کا نہ کوئی مددگار ہے نہ حمایتی ہے جو انہیں خدائی عذاب سے بچاسکے آگے ارشاد ہے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ - جس دن ان کے منہ الٹے کر کے آگ میں تلے جائیں گے تو کہہ رہے ہوں گے ہائے ہم نے کسی طرح اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کی پیروی کی ہوتی۔

اور ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے اور کہیں گے۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَ تَنَا وَكُنَّا نَمَاتَنَا فَأَصَلُّونَا السَّبِيلًا - اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اور قوم کے بڑوں کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔

یعنی قوم کے سرداروں اور قوم کے بڑی عمر والے لوگوں اور اپنی جماعت کے عالموں نے ہمیں کفر کی تعلیم دے کر بہکا دیا اور گمراہ کر دیا۔

ذَبْنَا أَرْهَمُ مَنَعَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَمُ لَعْنَا كَيْتًا - اے ہمارے رب انہیں آگ کا دوا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اس لیے کہ یہ خود گمراہ تھے اور انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا لہذا ان پر فدا اب بھی ہم سے دو چند کیا جائے۔

مختصر تفسیر دو آٹھواں رکوع سورۃ احزاب ۲۲

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ لَأْوَدِجُوكَ وَبَنَاتِكَ فَرَسَائِلُ الْمُؤْمِنِينَ يَدُؤْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ
 لے غیب کی خبر بتانے والے نبی فرما دیجئے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور مؤمنین کی عورتوں کو کہ وہ اپنی چادریں
 کا ایک حصہ اپنے اوپر رکھیں۔

آیت کریمہ کے ماتحت اوسی نقل کرتے ہیں اِنَّكَ كَانَتْ الْحُرَّةَ وَالْاِمْرَةَ تَخْرُجَانِ لَيْلًا لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ
 فِي الْغَيْطَاتِ وَبَيْنَ النَّجْدِ مِنْ غَيْرِ امْتِيَارٍ بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْاِمْرَةَ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ فَسَاقٌ يَتَعَرَّضُونَ
 لِلْاِمْرَةِ وَدُبَّهَا يَتَعَرَّضُونَ لِلْحَرَامِ۔ مدینہ میں فساق کی ایک جماعت تھی کہ لونڈیوں سے متعرض ہوتی تھی
 اور اس حکم سے پہلے آزاد خواتین اور لونڈیاں قضا و حاجت کے لیے کھجوروں کے بھنڈوں میں جایا کرتی تھیں
 اور لباس میں آزاد اور لونڈیوں کے اندر کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا تو فساق مدینہ جہاں بانڈیوں سے پھیر پھار کرتے
 کبھی آزاد خواتین سے بھی متعرض ہو جاتے تھے تو آزاد خواتین کو حکم ہوا کہ وہ جلیباب کے ساتھ اپنے کو ممتاز کریں
 تاکہ فساق ان کی طرف جرات نہ کریں۔

وَالْجَلَابِيبُ جَمْعُ جَلِيَابٍ. وَهُوَ عَلَى مَا رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهَا كَيْسَتْ مِنْ فَوْقِ الْاِسْفَلِ
 جلیابیب جلیباب کی جمع ہے اور وہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ کپڑا ہے جو سر سے لے کر پاؤں تک
 عورت کو چھپالے۔

وَقَالَ ابْنُ جَبْرِ الْمُقْتَبَةُ۔ ابْنُ جَبْرِ كَيْسَتْ مِنْ فَوْقِ الْاِسْفَلِ۔

وَقِيلَ الْمَلْحَقَةُ۔ اِيك قَوْلٌ بِسُوءِ جَمْعِ كَوَلِيبٍ دِينَ وَالْاِبْرَاهِيمَ۔

وَقِيلَ كُلُّ تَوْبٍ تَلْبَسُهُ الْمَرْءَةُ فَوْقَ ثِيَابِهَا۔ اِيك قَوْلٌ بِسُوءِ جَمْعِ كَوَلِيبٍ دِينَ وَالْاِبْرَاهِيمَ۔ جسے عورت اپنے
 اوپر پہنے وہ جلیباب ہے۔

وَقِيلَ كُلُّ مَا اسْتُرِيَ بِهِ مِنْ كِسَاءٍ اَوْ غَيْرِهِ۔ اِيك قَوْلٌ بِسُوءِ جَمْعِ كَوَلِيبٍ دِينَ وَالْاِبْرَاهِيمَ۔ مثلاً
 ہو یا کچھ اور

وَقِيلَ هُوَ تَوْبٌ اُدْسَعُ مِنَ الْحَدَادِ دُونَ الرِّدَّاءِ۔ اِيك قَوْلٌ بِسُوءِ جَمْعِ كَوَلِيبٍ دِينَ وَالْاِبْرَاهِيمَ۔
 کی طرح ہو وہ جلیباب ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں ابو جہان کسائی سے نقل ہے اِنِّی تَقْتَحَتِ بِنَدَائِحِهِمْ مُنْتَمَةً عَلَيْهِمْ یعنی
 کپڑا اور پھلے رہیں اپنی چادر سے اور اس میں لپٹی رہیں چنانچہ قتادہ کہتے ہیں
 تَلَوَى الْجَنَابَ فَوْقَ الْجَبِينِ وَتَشَدُّ كَأَنَّهَا تَحَطُّ عَلَى الْأَنْفِ فَإِنَّ ظَهْرَهُ عَيْنَاهَا وَذَلِكَ
 نَسْرٌ وَمُعْطَاهُ الْوَجْدُ۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کہتے ہیں تَقَطَّى وَجْهَهَا مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا بِالْجَنَابِ فَتَبَدَّى
 عَيْنَاهَا وَاحِدًا كَمَا مَنَّهُ سَارًا وَصَحَّارَةً سَرَّكَهُ أَوْ سَرَّكَهُ سَائِدًا أَوْ رَايَا أَوْ رَايَا أَوْ رَايَا
 عبد الرزاق ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب يُدْنِيْنِ عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِيهِمْ
 نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلتیں ان پر سیاہ چادر ہوتی۔

اور ایک تفسیر نکتہ اس آیت کریمہ سے بیان فرماتے ہیں۔ فِي الْآيَةِ دَعْوَى مَنْ دَعَا مِنَ الشَّيْخَةِ
 أَنْ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا يَكُنْ كَمَا مِنَ الْبَنَاتِ الْأَخْلَاطِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى آيْمَانِ
 عَلَيْهَا وَسَلَامٌ وَأَمَّا ذِيئَةُ وَأُمُّ كَلْثُومٍ فَدَبِيئَةٌ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔ اس آیت کریمہ میں شیعوں کے اس
 زعم باطل کا رد بھی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضور کی صاحبزادیاں نہ تھیں سوا حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اور
 حضرت رقیہ اور ام کلثوم یہ دونوں ربیبہ تھیں۔

یعنی حضور کی ازواج پہلے خاوندوں کی بیٹیاں لاتی تھیں۔
 تُوَايِهَ كَرِيمِيَهٗ يٰٓآيْمَانُ النَّبِيِّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ كَيْفَ فَرِيَا وَبَنَاتِكَ فَرِيَا
 اور بنات کے بعد عامہ مومنین کی خواتین کے لیے وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ ارشاد ہوا۔
 تو ثابت ہوا کہ حضور کی متعدد صاحبزادیاں تھیں کم از کم تین ضرور تھیں اس لیے کہ جمع بافوق الاثنین پر
 آتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کا خیال غلط ہے بلکہ بنات البنی تین تھیں سیدہ زہرا و سیدہ رقیہ
 سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔

فَلَا يُؤْذَنُ۔ تو جلاب لینے کے بعد وہ نہ سناٹی جائیں گی۔

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یعنی اس سے پہلی فرودگذاشتت معاف ہے اللہ کثیر الرحمتہ ہے۔
 لَيْسَ كَمَنْ يَنْتَبِهُ الْمُنَافِقُونَ وَالْبَنِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَوْضِعٌ وَالْمَرْجُوفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَمْ يَنْتَبِطِكْ
 بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَادِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا۔ اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض فسق ہے اور چھوٹی
 باتیں اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور ہم ان پر غلبہ دیں گے تمہیں اور آپ کے وہ قریب نہ رہ سکیں گے مگر
 حضور سے ہی دن۔

یعنی منافقین اگر ایذا دینے والے کاموں سے باز نہ آتے اور وہ لوگ جو ضعیف الایمان ہونے کی وجہ سے
بیدینی کے کاموں کی طرف مائل ہیں اور وہ یہودی جو لشکر اسلام کے متعلق بڑی ظہریں اڑانے والے ہیں
جن سے موہتین کے دل بل جایش تو ہم معترب ان پر مسلمانوں کو غالب کر کے انہیں مدینہ سے نکال
دیں گے۔ رجعت و ارجات اصل میں زلزلہ کو کہتے ہیں یا اس حرکت کو جس سے زلزلہ آئے یہاں اس سے
اخبار کا ذکر اڑانا مقصود ہے جس سے لوگوں میں زلزلہ واقع ہو اور مسلمان مضطرب ہوں۔

ابن منذر مالک بن دینار سے راوی ہیں قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَةَ عَنِ الدِّينِ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَّضٌ
فَقَالَ هُوَ أَصْحَابُ الْقَوَاجِشِ. فرماتے ہیں میں نے حضرت عکرمہ سے الدین فی قلوبہم مَرَّضٌ
کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا وہ بے حیائی کے عادی لوگ ہیں۔

وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّكَ سَأَلْتَهُمْ بِذَلِكَ عَطَانِي فِي تَفْسِيرِي۔
اور عبد بن حمید نے فرمایا إِنَّ الدِّينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَّضٌ وَالْمَرْجُفُونَ جَمِيعًا هُوَ الْمُنَافِقُونَ فَيَلُو
الْعَطْفُ مَعَ الْإِثْمَانِ بِالدَّائِرَةِ لِتَغَايُرِ الصِّفَاتِ عَلَى حَدِّ۔

وہ لوگ جن کے دل مرہق ہیں اور مرجفین یہ سب منافقین کی جماعت تھی اسی وجہ سے اتحاد کیلئے
عطفت کیا گیا اور ان میں صفات متغایر تھیں اس لیے علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا۔

گویا ان میں وہ بھی ہیں جو بطہر نیک اور باطن بے ایمان ہیں۔

اور وہ بھی ہیں کہ مسلمان بنے ہوئے ہیں اور فسق و فجور اور بیدینی پر مائل ہیں۔

اور وہ بھی ہیں جو مسلمان بن کر مسلمانوں میں ایسی باتیں اڑاتے ہیں جن سے ان کے دل بل جایش نکلا
خبر اڑی کہ مسلمانوں کا فلاں لشکر مارا گیا فلاں جگہ مسلمان ہزیمت کے شکار ہو گئے وغیرہ وغیرہ یہ تینوں درحقیقت
بیکساں منافق ہیں تو اگر یہ ایسی حرکتوں سے باز نہ آتے تو۔

لَتَغْرِبَنَّكُمْ بِهَمْ كَمَا لَا يُجَادِدُونَكَ إِلَّا قَلِيلًا۔ ہم یقیناً ان پر مسلمانوں کو ان پر غلبہ دینگے پھر یہ محبوب
آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

لَتَغْرِبَنَّكُمْ بِهَمْ كَمَا لَا يُجَادِدُونَكَ إِلَّا قَلِيلًا۔ ہم یقیناً ان پر مسلمانوں کو ان پر غلبہ دینگے پھر یہ محبوب
آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

مخاورہ میں بولتے ہیں انہما کما بکننا اذا ادعانا الى تناؤله بالفتح ین علیہ۔
راعن کہتے ہیں۔ تغربنا کما بکننا اذا ادعانا الى تناؤله بالفتح ین علیہ۔

سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّا كُنَّا نَطْمِئِنُّ عَلَيْكُمْ بِمَهْمٍ تَهْتَمُونَ بِمَنْ يَمَسُّكُمْ مِنْكُمْ اَوْ يَمَسُّكُمْ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ اور یہی معنی قریب قریب پہلی عبارتوں کے ہیں۔

ثُمَّ لَا يُبَادِدُ ذُنُوكَ۔ پھر وہ آپ کے جو ارادہ رحمت ہیں نہ رہیں گے۔

اور جو ارادہ رسول سے بعد اشد تر بن مصیبت ہے۔

فِيهَا الْاَقْلِيْلُ۔ یعنی مدینہ پاک میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

الْاَقْلِيْلُ کے معنی ذماتاً اَوْ جَوَاذًا اَقْلِيْلًا۔ پھر ارشاد ہے یہ سب اس لیے کہ

مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَ مَا تَقْفُوْا اِحْتِذُوا وَقْتِلُوْا تَقْتِيْلًا۔ وہ لعنت کیے گئے اور رحمت سے دور ہیں

جہاں بھی وہ پکڑیں جائیں گرفتار کر کے قید کیے جائیں اور قتل کر دیے جائیں۔

کہ یہ لوگ فتنہ بردار منافق ہیں۔

سُنَّتُهُ اَمَلُهُ فِي الدِّيْنِ خَلُوْا مِنْ قَبْلُ ذَلِكُمْ يَحْدِثُ لِسُنَّتِ اللّٰهِ يَتَدَيَّلُ اللّٰهُ كَمَا دَسْتُوْرُ

اہم ہاضیہ میں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب انہوں نے فساد کی کوشش کی تو بلاک کیے گئے تو اے حبیب آپ اللہ کے دستور میں آپ تبدیلی نہ پائیں گے۔

گویا یہ ارشاد ہوا اِنِّي لَيْسْتُ هٰذِهِ السُّنَّةُ مِثْلَ الْحِكْمِ الَّذِي يَتَّبَعُكَ وَيَنْسَخُ فَاِنَّ الْمَسْخُوْبَ

فِي الْاَحْكَامِ اَمَّا الْاَفْعَالُ وَالْاَجْرَارُ فَلَا تُنْسَخُ۔ یعنی یہ دستور ان احکام کی طرح نہیں کہ وقتاً فوقتاً بدلتے اور نسخ ہوتے ہیں اس لیے کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے لیکن افعال و اجراء میں کوئی نسخ نہیں۔

چنانچہ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں كَانَ التَّفَاقُ عَلَى قِلَاسٍ اَوْ حَبٍ۔ تَفَاقٌ مِثْلُ تَفَاقِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلُوْلٍ

وَتَفَاقُ الدِّيْنِ فِي قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ وَتَفَاقُ الْمُرْجِفِيْنَ دَهْرٌ مُنَافِقُوْنَ يُكَابِرُوْنَ النِّسَاءَ يَقْتَفُوْنَ

اَنْزَهُمْ فَيَغْلِبُوْهُنَّ عَلَى اَنْفُسِهِنَّ فَيَفْخِرُوْنَ وَتَبَهَتْ۔ یہ تینوں قسم منافقوں کی ہیں۔

بڑا منافق رَأْسُ الْمُنَافِقِيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلُوْلٍ ہے۔

اور اس کی ذریت میں وہ دل کے روگی۔

اور تیسرے منافق مُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ وہ ہیں جو عورتوں پر غلبہ کرتے اور ان کے پیچھے لگتے ہیں پھر انہیں

مُرْتَلِبٌ فُجُوْرًا تَبَاتُ فِيْهِ اَسْجَارُ شَادِيٍّ۔

يَسْتَلْكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ۔ آپ سے اے محبوب قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔

یہ سوال مشرکین تھا بطریق استہزاء و استعجال اور منافق یہی سوال بطور تعنت کرتے اور یہودی

یہی سوال کرتے مگر بطور امتحان اس لیے کہ وہ توریت میں پڑھ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت سے ساعت

اور اس کی مدت قیام کے اظہار کو معفی رکھنے کا حکم دیا تھا تو حضور سے وہ امتحان پوچھتے تھے کہ دیکھیں تباہی
ہیں یا نہیں۔

اگر تباہی کے توہم انکار نبوت کرنے میں حق بجانب ہوں گے اور نہ تباہی گے تو اگرچہ وہ سچے ہوں
لیکن عوام میں ان کی مخالفت کر سکیں گے کہ نبی ہو کر قیامت کی خبر بھی نہیں بتا سکے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا کہ اے حبیب آپ انہیں جواب دیجئے۔
قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يَذُرُّكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ فرما دیجئے اس کا علم تو اللہ
کے پاس ہے اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔

اس طرز بیان و جواب میں مشرکین و منافقین اور یہود کو تہدید ہے کہ تم میں ایک جماعت ہمارے حبیب
کا امتحان لیتا چاہتی ہے جیسے یہود۔ ایک منکر قیامت ہونے کی وجہ میں عجلت چاہتی ہے اور ایک استہزاء
سوال کر رہی ہے جیسے منافقین و مشرکین ان سب کے لیے۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا۔ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وِلْيَاءً وَلَا نَصِيرًا
بیشک اللہ نے لعنت کی ہے کافر ہوں یا ان کے ہمنوا اور ان کے لیے کر رکھا ہے بھڑکتا ہوا جہنم جس میں
ہمیشہ رہیں گے اور نہ پائیں گے اس وقت اپنا کار ساز نہ کوئی مددگار۔

جو انہیں اس عذاب سے بچائے یا مدد کرے۔ اس کے بعد اس دن کی اجمالی تعریف بیان فرمائی ہے
چنانچہ ارشاد ہے۔

يَوْمَ تَقُومُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ۔ جس دن وہ
اوتارھے منہ جہنم میں ڈلے جائیں تو کہیں ہٹے افسوس ہم اللہ کی اطاعت اور رسول کی پیروی کر لیتے۔
تو اس کے شکار نہ ہوتے اور ابتلاء مصیبت ہونے سے بچ جاتے۔

وَقَالُوا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَصَلُّوا السَّبِيلَ لَدِينِنَا إِيَّاهُمْ ضَعُفَيْنِ مِنَ الْعَنَاءِ
وَالْعَنَمِ لَعَنَّا كَيْبَرًا۔ اور کہیں اے ہمارے رب ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اور قوم کے بڑے
بوڑھوں کی تو انہوں نے ہماری راہ ماری اور گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان پر دو چند عذاب کر اور ان پر
بڑی لعنت فرما۔

کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹکایا۔

بامحاورہ ترجمہ نوال رکوع سورۃ احزاب ۳۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ بَدَأَ
آدَامُ مُوسَىٰ قَبْرًا كَمَا اللَّهُ مَثَاقًا لَّوَادٍ
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

اے ایمان والوں ان جیسے تہ ہونا جنہوں نے
موسیٰ کو سنایا تو اللہ نے اسے بری فرمایا اس بات
سے جو انہوں نے کہہ لی تھی کہ تم اللہ کے نزدیک آبرو
والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا
قَوْلًا سَدِيدًا
يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ
فَوْزًا عَظِيمًا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔۔۔ اللہ سے ڈرو اور
سیدھی بات کرو۔

تمہارے اعمال تمہارے خیر سے گا اور تمہارے
گناہ بخش دے گا اور جو فرما برحاری ہے اللہ اور
اس کے رسول کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا
وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ
كَانَ ظَلُومًا كَهُولًا

بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمان پر اور زمین
اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے
انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا ہے انسان
نے بے شک وہ ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔

تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو
اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ
قبول فرمائے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور
اللہ بخشنے والا ہر بان ہے۔

لِيَعَذَّبَ الَّذِينَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَ
التَّشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبُ اللَّهُ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ
اللَّهُ عَفُورًا رَحِيمًا

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔۔۔ اے ایمان والے۔۔۔ وہ جو
تَكُونُوا۔۔۔ ہو جاؤ۔۔۔ کَالَّذِينَ بَدَأَ۔۔۔ اسی طرح جنہوں نے
آدَامُ مُوسَىٰ قَبْرًا۔۔۔ موسیٰ کو۔۔۔ لَوَادٍ۔۔۔ لاد

قَالُوا - انہوں نے کہا	مِنَّا - اس سے جو	اِنَّهُ - اللہ نے	توبہ کیا سے
اللّٰهُ - اللہ کے	عِنْدَ - پاس	كَانَ - ہے وہ	وہ اور
اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو	الَّذِيْنَ - وہ جو	يَاۤ اَيُّهَا - اے	وَجِيْهًا - عورت والا
قُولُوْا - کہو	وہ اور	اِنَّهُ - اللہ سے	اَقْبُوْا - ڈرو
لَكُمْ - تمہارے لیے	يُصْلِحُ - درست کرے گا	سَدِيْدًا - سیدھی	قَوْلًا - بات
لَكُمْ - تم کو	يَعْفُو - بخشنے کا	وہ اور	اَعْمَاكُمْ - تمہارے عمل
يُطِيعُ - فرمانبرداری کیے	مَنْ - جو	وہ اور	ذُنُوْبِكُمْ - تمہارے گناہ
فَقَدْ - تو بیشک	رَسُولٍ - اس کے رسول کی	وہ اور	اِنَّهُ - اللہ کی
اِنَّا - بیشک ہم نے	عَظِيْمًا - بڑی	قُوْدًا - کامیابی	فَاذْ - کامیاب ہوا
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	عَلٰى - اوپر	الْاِمَاٰتِ - امانت کو	عَرَضْنَا - پیش کیا
الْجِبَالِ - پہاڑوں کے	وہ اور	الْاَرْضِ - زمین کے	وہ اور
وہ اور	يَجِيْئَنَا - اٹھائیں اس کو	اَنْ - یہ کہ	فَاَيُّهَا - تو انکار کیا انہوں
حَمَلْنَا - اٹھالیا اس کو	وہ اور	مِنَّا - اس سے	اَسْفَقْنَا - ڈر گئے
ظَلُوْهَا - ظالم	كَانَ - ہے	اِنَّهُ - بیشک وہ	الْاِنْسَانَ - انسان نے
وہ اور	الْمُنٰفِقِيْنَ - منافق مردوں	يَعِدُ بِاللّٰهِ - تاکہ منہ اڑے اللہ	جَهْلًا - نادان
وہ اور	الْمُشْرِكِيْنَ - مشرک مردوں	وہ اور	الْمُنٰفِقَاتِ - منافق عورتوں
اللّٰهُ - اللہ	يَتُوْبُ - توبہ قبول کرے	وہ اور	الْمُشْرِكَاتِ - مشرک عورتوں
لِلْمُؤْمِنٰتِ - مومن عورتوں کے	وہ اور	الْمُؤْمِنِيْنَ - مومن مردوں	عَلٰى - اوپر
عَقُوْدًا - بخشنے والا	اللّٰهُ - اللہ	كَانَ - ہے	وہ اور
			رَجِيْمًا - ہر باغ

خلاصہ تفسیر نوازل رکوع سورۃ احزاب ۲۲

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذٰنُ مُوسٰى قَبْرًا ۗ اِنَّهُٗ مِمَّا قَالُوْا وَا كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۗ اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری کیا اس بات

سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے۔

آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کی نظیر دے کر مومنین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ بنی کریم صلوات اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام سجالاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرو جو ہمارے حبیب کے رنج و ملال کا باعث ہو۔

اور کَالَّذِينَ بَدَأُوا مَوْسَىٰ فِي اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جیاؤ شرم کی وجہ سے اپنا جسم اطہر کسی پر ظاہر نہ فرماتے تھے۔ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ سب ننگے آپس میں بہاتے رہتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ بدن کھول کر غسل نہیں فرماتے تو انہوں نے عیب لگایا اور کہا موسیٰ علیہ السلام کو برص ہے اسی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ نہیں بہاتے اور الگ رہتے ہیں۔

تو اس الزام سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح بری کیا کہ آپ لب دریا اوٹیں کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے جب آپ غسل سے فارغ ہوئے کپڑے لینے کے لیے بڑھے تو پتھر وہاں سے چل دیا آپ اس کے پیچھے دوڑے اور حجر ٹوٹی حجر ٹوٹی فرماتے رہے بنی اسرائیل نے آپ کو دیکھ لیا اور جو الزام آپ پر لگایا تھا اس سے شرمندہ ہوئے اس لیے کہ آپ کا جملہ نوری ہر قسم کے عیب اور داغ سے پاک تھا۔

وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے۔

یعنی آپ صاحب جاہ و منزلت میں اور مستجاب الدعوات ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی

بات کہو۔

یعنی سچی اور حق و انصاف کے ساتھ گفتگو کرو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو جو بھلائی اور اصلاح کی بڑ ہے۔

يُضِلُّكُمْ تَكُونُ أَعْمَالُكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔

اگر ایسا کرو گے تو تمہارے لیے تمہارے اعمال ستور دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرے گا اس نے بڑی کامیابی پائی۔

یعنی تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری عبادتیں قبول فرمائے گا اور تم کامیابی کے مدارج حاصل کرو گے
رَفَعْنَا أَسْمَاءَهُنَّ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْكَرُحِيِّ وَالْجِبَالِ مَا يَبْتَئِنَ أَنْ يُعْبِدْنَهَا وَأَسْتَفْقِنَ مِنْهَا وَحَمَلْنَا
الْإِنْسَانَ إِتْرَاكَاتٍ ظَلَمُوا مَا جُودُوا بِهِمْ نَسُوا مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ اور زمین اور آسمانوں کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں

نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان مشقت میں ڈالنے والا ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔

سید المفسر بن ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں امانت سے مراد اطاعت و ادلے فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ آسمان زمین پہاڑوں پر پیش کیا کہ اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کیے جائیں گے

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں امانت نمازیں ادا کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ حج بیت اللہ کرنا۔ سچ بولنا۔ ناپ تول کو ایمانداری سے پورا کرنا لوگوں کی امانتوں میں عدل و دیانت ملحوظ رکھنا ہے۔

بعض نے کہا امانت سے مراد وہ تمام قانون ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔

حضرت عمرو بن عاص فرماتے ہیں امانت سے مراد اعضاء کا نہ ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔ اور صوفیائے کرام کے نزدیک امانت محبت و عشق کی تھی۔

بہر حال یہ امانت جو کبھی تھی جن قسم کی بھی تھی اللہ تعالیٰ نے اعیان سماوات وارض و حیال پر پیش فرما کر ارشاد کیا تم ان امانتوں کی حفاظت کرو گے سب نے عرض کیا اہی ذمہ داری کیلئے فرمایا یہ کہ اگر تم انکی ذمہ داری لے کر ادا کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا نافرمانی کرو گے سزا دی جائے گی تو سب خوفزدہ ہو کر بولے اہی ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔

ان کا یہ عرض کرنا بربنا خوف تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امانت بطور تخیر پیش کی گئی تھی انہیں اختیار تھا قبول کریں یا نہ کریں تو انہوں نے اپنے میں یہ قوت نہ پائی۔ اور اگر ان پر لازم کیا جاتا تو ان کو مجال انکار نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ امانت آدم صغی علیہ السلام کے پیش کی اور فرمایا آسمان زمین پہاڑ اس کا بار نہ اٹھا سکے کیا تم اس کا بار اٹھاؤ گے حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کر لیا۔

آسمان بار امانت تو انست کشید قرعۃ قال بنام من دیوانہ زدند

لِيَعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ عَزُودًا رَجِيماً۔ تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مومنہ عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گویا فرمایا کہ اس امانت کے بعد منافقین کا نفاق مشرکین کا شرک باسانی ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان پر عجز قائم فرما کر عذاب دیگا اور مومنین کو مقبول فرمائے گا (خازن)

مختصر تفسیر دو تو اول رکوع سورۃ احزاب ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَأَ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ حُجْرًا
 لے ایمان والو! نہ ہوتا ان کی طرح جنہوں نے اذیت دی موسیٰ کو تو اللہ نے انہیں بری فرمایا اس سے جو وہ
 کہتے تھے اور موسیٰ عند اللہ بڑے مرتبہ والے تھے۔

اس کے متعلق ایک قول تو یہ ہے کہ آریہ کریمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے جب حضور نے عقد
 فرمایا اور منافقین نے اعتراضات کیے اس وقت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر پر بنی اسرائیل نے عیب لگایا تھا اس کی تکفیر
 یہاں دی گئی ہے چنانچہ امام احمد اور بخاری و ترمذی اور ایک جماعت بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 راوی ہیں کہ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ دَجْلًا حَيًّا سَيِّرًا
 لَا يُرَىٰ مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ إِسْتِغْيَاءً مِنْهُ فَإِذَا كَانَ مِنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالُوا مَا فَسَّرَ هَذَا
 سَأَلُوا لِمَنْ عَيْبٌ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُورُوقٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ أَرَادَ أَنْ يُتْرَكَ مِمَّا
 قَالُوا وَإِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلَا يَوْمَ مَا وَحَّدَا فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَىٰ حَجْرٍ فَغَرَسَ قَلْبًا فَرَعٌ
 أَقْبَلَ إِلَىٰ ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَ بِهَا وَإِنَّ الْحَجْرَ عِنْدَ ابْتِوَابِهِ فَأَخَذَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَصَاهُ وَطَلَبَ
 الْحَجْرَ فَجَعَلَ يَقُولُ تَوْبِي حَجْرٌ وَتَوْبِي حَجْرٌ حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَىٰ لِلْأَمْرِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ
 مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَبَرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجْرُ فَأَخَذَ تَوْبِي فَكَيْسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجْرِ ضَرْبًا
 بِعَصَاهُ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ -

کہ حضور نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ جہاد رکھے نہایت پردہ پوش تھے حتیٰ کہ کوئی آپ کی
 جلد اقدس کا کوئی حصہ نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے انتہائی جہاد کی وجہ سے تو بنی اسرائیل نے بہ نیت ایذا کہنا شروع
 کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اتنی جہاد کرتے ہیں وہ درحقیقت آپ کے جسم میں کوئی عیب ہے اسے مخفی رکھنا
 چاہتے ہیں یا تو آپ کو برص یعنی پھلہری ہے یا خبیثے بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی سخت مرض ہے اور اللہ
 نے چاہا کہ ان کا یہ الزام دفع ہو اور آپ اس سے بری ہوں۔

چنانچہ ایک روز آپ تنہا ہی میں غسل کے لیے تشریف لائے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے اور غسل فرما

کہ کپڑے لینے کو پتھر کی طرف آئے تو پتھر آپ کے کپڑے کے برابر چلا۔ موسیٰ علیہ السلام عصل کے کپڑے کی طرف چلے اور فرماتے جلتے تھے لے پتھر میرے کپڑے لے پتھر میرے کپڑے جتنی کہ آپ اس کے نقاب میں وہاں تک تشریف لائے جہاں ایک جماعت بنی اسرائیل کی موجود تھی انہوں نے آپ کو عریاں دیکھ لیا اور جن عیبوں سے آپ کو ملوث کہتے تھے ان سے آپ کو پاک بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے الزام سے اس پہنانے آپ کو پاک فرما دیا۔ پتھر ٹھہر گیا آپ نے اس پتھر کو مارا یہ ہے وہ واقعہ جس کی طرف فاترہ اللہ مَثَاقِنَا تَوَافَرَا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ہارون کی وفات پر بنی اسرائیل نے آپ کے مرنے کا قتل لگایا اور کہا کہ ہارون چونکہ ہمارے محبوب تھے اس لیے موسیٰ نے انہیں مار دیا جیسا کہ۔

ابن مہزیب اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ آیہ کریمہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ

صَجَدَ مُوسَىٰ وَهَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لُجَيْلَ فَمَاتَ هَارُونَ فَقَالَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَىٰ أَنْتَ قَتَلْتَهُ كَانَ أَسَدًا جَمَلْنَا مِنْكَ وَالْبَيْنُ فَادُّوْكَ مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَمْرًا وَابِئْسَ عَلَىٰ فَجَالِسِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَتَكَلَّمَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِمَوْتِهِ فَبَرَّكَ اللَّهُ تَعَالَى فَأَنْطَلَقُوا بِئْسَ قَدَفْتُوْكَ وَلَمْ يَعْرِفْ قَمْرًا إِلَّا الرَّضْمُ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ أَصَمَّ وَأَبْكَمَ۔

دُفِعَ دَوَابِّينَ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسَ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ اللَّهَ أَدْحَىٰ إِلَىٰ مُوسَىٰ إِيَّاهُ مَتَوَاتِرًا هَارُونَ فَأَبْتَجَلِ كَذَا فَأَنْطَلَقَا نَحْوَ الْجَيْلِ فَإِذَا هُمَا بِشَجَرَةٍ دَبِيَّتٍ فِيهَا سَرِيرٌ عَلَيْهِمْ قَرْنٌ وَرِيحٌ طَيِّبَةٌ فَلَمَّا نَظَرَا هَارُونَ إِلَىٰ ذَلِكَ الْجَيْلِ وَالْبَيْتِ وَمَا فِيهِ الْعَجْبُ فَقَالَ مُوسَىٰ إِيَّاهُ أَحِبُّ أَنْ أَمَامَ عَلَىٰ هَذَا السَّرِيرِ قَالَ لَمْ عَلَيْهِ قَالَ فَنُجِمِي فَلَمَّا مَا أَخَذَ هَارُونَ الْمَوْتَ فَلَمَّا بَصُرَ دُفِعَ ذَلِكَ الْبَيْتَ وَذَهَبَتْ تِلْكَ الشَّجَرَةُ وَدُفِعَ السَّرِيرُ إِلَىٰ السَّمَاءِ فَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالُوا قَتَلَ هَارُونَ وَجَسَدَكَ لِحَبِّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمَا كَانَ هَارُونَ أَكْفُ عَنْهُمْ وَالْيَيْنُ لَهُمْ وَكَانَ فِي مُوسَىٰ بَعْضُ الْغِلْظَةِ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا بَلَغْنَا ذَلِكَ قَالَ وَيَجْعَلُكُمْ أَفْتَرًا فِي أَقْتُلْنَا فَلَمَّا كَثُرُوا عَلَيْهِ قَامَ فَصَلَّىٰ دُكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا اللَّهَ تَعَالَىٰ فَنَزَلَ بِالسَّرِيرِ حَتَّىٰ نَظَرَ وَالْيَسْبَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَصَدَّقُوا۔

پہلی روایت سے دوسری روایت زیادہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ

ہارون کو وفات ہوگی لہذا تم فلاں پہاڑ پر آؤ۔

چنانچہ موسیٰ و ہارون دونوں اس پہاڑ پر چلے کہ وہاں ایک درخت نظر آیا اور ایک گھر جس میں ایک مسہری تھیں بستر سے سچی ہوئی ملی جو خوشبو سے معطر تھا جب ہارون علیہ السلام نے پہاڑ پر سلمان دیکھا تو بہت پسند کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا جی جانتا ہے کہ میں اس پر سو جاؤں۔
موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو جاؤ تو حضرت ہارون نے عرض کیا آپ بھی میرے ساتھ سوئیں آپ بھی لیٹ گئے کہ اچانک ہارون علیہ السلام پر موت آگئی جب آپ کی روح قبض ہو گئی تو وہ گھراٹھا اور وہ درخت بھی چلا گیا اور وہ مسہری بھی آسمان کی طرف اٹھ گئی۔

موسیٰ علیہ السلام تنہا بنی اسرائیل میں جب تشریف لائے تو وہ وفات ہارون سن کر بولے آپ نے انہیں مار ڈالا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یسین کر انہیں کہا افسوس سے تم پر کیا مجھ پر افتراء کرتے ہو کہ میں نے انہیں مار ڈالا وہ بولے چونکہ ہارون میں محبوب تھے اور ہم سے نرم برتاؤ فرماتے تھے اس لیے آپ نے ایسا کیا اور موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کچھ غلظت اور سختی فرماتے تھے تو انہوں نے آپ پر الزام لگایا کہ حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کر دیا ہے۔

آپ نے کھڑے ہو کر دو گانہ ادا فرمایا پھر بارگاہ الہی میں دعا کی چنانچہ وہ مسہری اتری اور آسمان و زمین میں معلق ٹھہر گئی اور سب نے دیکھ کر آپ کی تصدیق کی کہ فی الواقع ہارون علیہ السلام کی وفات ہو ہو گئی ہے **تَوَخَّرَ آكَ اللَّهُ وَمَقَالُوا** میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ آپ پر الزام نہ لگایا گیا معاذ اللہ تو اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا بعض نے قصہ ہارون جس کا مفصل حال سورہ قصص میں بیان ہو چکا اس طرف اسے منسوب کیا۔ بعض نے آپ کے ذمہ سحر اور خون کا الزام رکھا۔

بہر حال الزام یقیناً بنی اسرائیل نے لگایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے پاک کیا۔ اور کیوں ذکر تاجیب کہ

فَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ ذِجِّيًّا ۖ آتَىٰ اللَّهُكَ تَرْدِيكَ جَاهٍ وَمَنْزِلَتٍ رَكْتَةً ۖ

ذِجِّيًّا کے معنی آگوسی کرتے ہیں کَانَ ذَا جَاهٍ وَمَنْزِلَتٍ عِنْدَكَ عَزَّ وَجَلَّ۔ آپ اللہ کے نزدیک

ذی جہاد و منزلت تھے۔

اور قطرب بھی ایسا ہی کہتے ہیں کَانَ رِيحَ الْقَدْرِ ۖ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَدَ عِزَّتٍ تَحْتَهُ ۖ

ابن زبیر کہتے ہیں كَانَ مَقْبُولًا۔ آپ اللہ کے مقبول تھے۔
اور ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں رَسَتْ قَالَ وَجِيهًا مُسْتَجَابَ الدَّعَوَاتِ۔ وَجِيهًا کے معنی
مستجاب الدعوات ہے۔

بعض نے کہا مَا سَأَلَ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا الذُّكُورَةَ فِي الدُّنْيَا۔ آپ نے جو بھی اللہ تعالیٰ
سے طلب کیا وہ ضرور دیا گیا سوا رویت فی الدنیا کے۔ جب کہ آپ نے عرض کیا رَبِّ اِنظُرْ إِلَيْكَ
تو اس کا جواب لَنْ تَرَانِي مَلَا۔

بعض نے کہا وَجِيهًا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرما کر کَلِمَةَ اللّٰهِ بَيَانًا لِّكُلِّ ارْتَادٍ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذُكُورًا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جب
بات کرو نرم طریقہ سے ہو لو تمہارے اعمال درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اطاعت
کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ یقیناً دین و دنیا میں کامیاب ہوا۔

اتَّقُوا اللَّهَ کا معنی ہے اللہ کا خوف رکھو ہر حرکت و عمل میں خصوصاً ان باتوں میں جو حضور کو ایذا دینے
والی ہیں اور اپنا کلام نرم رکھو اور حضور کو اذیت دینے والے مکالمہ سے اجتناب کرو۔

چنانچہ قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں إِنَّ الْمَعْفَى وَقَوْلُوا قَوْلًا سَدِيدًا فِي شَأْنِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَذَيْبٍ وَذَيْبٍ حضور کی شان میں اور حضرت زیدوزینب کے معاملہ میں اپنی زبان روکو اور نا
ملائم الفاظ سے اجتناب کرو۔

اور قول سَدِيدٍ سے بعض نے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مراد لیا۔

اور اس کے بعد اس کا اجر و ثواب فرمایا۔

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ۔ تمہارے اعمال میں صلاحیت قبول بخشتی جائے گی اور
اس کا ثواب دیا جائے گا۔

جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ تمہاری استقامت اور اعمال صالحہ
کفارہ ہوں گے تمہارے گناہوں کے۔ اور

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی

وہ داریں میں کامیاب ہے۔

یعنی اللہ و رسول کے اوامر و منہا میں جو اتباع کرے وہ زبردست کامیاب ہے۔

إِنَّمَا هُمْ صِنَا الْأَمَانَتِ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَيُّنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا بے شک ہم نے پیش کیا اپنی امانت کو آسمانوں اور
زمین اور پہاڑوں پر تو وہ انکاری ہوئے اس کے اٹھانے سے اور زمین سے اور اٹھایا اسے انسان
نے بیشک وہ اپنے اوپر زیادتی کرنے والا ناعاقبت اندیش تھا۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عظمت شان اطاعت الہی اور اتباع رسالت پناہی ظاہر فرمائی
تھی پھر عذاب الیم سے نجات پانے والوں اور احکام کی رعایت کرنے والوں کی زبردست کامیابی
بیان کی اس کے بعد امانت کا ذکر فرمایا۔

یہ دراصل مصدر ہے جیسے امن اور امان۔

گویا تنبیہ کی گئی کہ حقوق اللہ کی حفاظت اور اس امانت کا خاص خیال رکھا جائے
اس کی استعداد اجرام فلکیہ اور ایمان ارضیہ و خیال میں نہیں تھی اسی وجہ میں ان کی طرف سے اباد و
معذرت ظاہر کی گئی اس لیے کہ تکالیف شرعیہ اور صعوبت ادا کے یہ قابل ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ ان
پر امر تنجیری ہوا اور اگر یہ امانت اٹھانا ان پر بطریق تکلیف ہوتا تو انہیں شعور و ادراک بھی دیا جاتا اسی
بنیاد پر ارشاد ہے۔

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ۔ اس امانت کو انسان نے اٹھایا۔

اس لیے کہ وہ ذی شعور و ادراک تھا اور اس میں ظلوم و جہول بھی تھے یا اس کی فطرت میں تھا کہ
وہ مفرط فی الظلم اور مبالغہ فی الجہول بھی ہے۔

تو جو ان میں اپنی فطرت سلیمہ اور قبول امر میں سابق ہوگا اس سے انکا اختیار ہو جائے گا جو اوامر و نواہی
پر عمل کریں گے بچانچہ فرمایا۔

لِيَعْتَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ تاکہ عذاب دیے جائیں اللہ کی طرف سے منافق
مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتیں اور توبہ قبول فرمائے اللہ مومن مردوں کی اور مومنہ
عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

الوسی کہتے ہیں لِيَعْتَدَ اللَّهُ تَعَالَى بَعْضَ أَفْرَادِ الْإِنْسَانِ كَمَا يَرَا عَوْهَا وَلَمْ يُقَابِلُوها بِالطَّاعَةِ
بعض ان افراد کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا جو اطاعت اوامر و مناسی کی رعایت نہیں کریں گے۔

اللَّهُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ توبہ قبول کرے گا مومنین و مومنات کی

اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اب امانت کے مفہوم کے متعلق جو اقوال ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

پہلا قول اَلْاِمَانَةُ الْكَمَالَةُ الْاِمَانَةُ لِاَزْمَةِ الْاَدَاءِ امانت سے

مراد طاعت ہے اس لیے کہ وہ لازمہ وجود ہے جیسے امانت لازمہ ادائے ہے۔

دوسرا قول اَلْاِمَانَةُ الْقَرِيبَةُ امانت سے مراد قرابت ہے۔

تیسرا قول اَلْاِمَانَةُ الصَّلْوَةُ امانت سے مراد نماز ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے۔

اِسْمًا اِذَا دَخَلَ وَوَقْتُ الصَّلَاةِ اِضْمَرًا وَبِهِمُ التَّشْرِيفُ وَتَغْيَرُ كَوْنُهُ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ اِسْمًا
دَخَلَ عَلَيَّ دَقْتُ اِمَانَةً عَرَضَهَا اللهُ لِعَالِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ قَابِلِينَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا
وَأَشْفَقَنَ مِنْهَا وَقَدْ حَمَلْنَهَا اِنَّمَا مَعَ مُنْعَفِي فَلَا اَدْرِي كَيْفَ اَوْجِبَهَا۔

آپ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کے چہرہ اقدس کارنگ زرد ہو جاتا اور رنگ بدل

جاتا تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے حضرت۔ تو آپ فرماتے کہ یہ وقت اداء امانت کا ہے اور

اس امانت کا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر جب پیش کی تو وہ صاف خائف

ہو کر انکاری ہو گئے اب میں باوجود ضعف کے نہیں جانتا کہ اس امانت فرضی کو کیسے ادا کریں۔

چوتھا قول یہ ہے الصَّلْوَةُ وَالصِّيَامُ وَالغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ امانت سے مراد نماز روزہ

اور غسل جنابت ہے۔

چنانچہ عبدالرزاق۔ عبد بن حمید۔ زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اَلْاِمَانَةُ ثَلَاثُ الصَّلَاةُ

وَالصِّيَامُ وَالغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ امانت سے مراد تین چیزیں ہیں نماز۔ روزہ اور غسل جنابت۔

چھٹا قول سدی اور فتحاک سے ہے اِنَّهَا اِمَانَاتُ النَّاسِ الْمَعْرُوفَةِ وَالْوَقَائِدِ بِالْعَهْدِ۔

اس سے مراد امانات مشہورہ اور ایفاء عہود ہیں۔

ساتواں قول ہے هِيَ كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ لِاَنَّهَا الْمَدَادُ الْاَعْظَمُ لِلتَّكْلِيفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ اَمَانَتِ

سے مراد کلمہ توحید ہے اس لیے کہ اس پر تمام تکلیفات شرعیہ کا مدار ہے۔ اگر کلمہ توحید نہیں تو کوئی بھی

عبادت نہیں ہے۔

آٹھواں قول ہے کہ امانت سے مراد اعضاء انسان میں جس نے اعضاء کی محافظت کی وہ ہیں

امانت ہے اور جس نے ان اعضاء کو بے جا استعمال کیا وہ خائن ہے۔ اعضاء میں شرمگاہ عورت و مرد بچا

داخل ہیں۔ چنانچہ حکیم ترمذی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْإِنْسَانِ فَرَجًا ثُمَّ قَالَ هَلِكُمْ إِمَانَتِي عِنْدَكُمْ فَلَا تَضَعُهَا
الَّذِي حَقَّقَهَا فَالْفَرْجُ إِمَانَةٌ وَالسَّمْعُ إِمَانَةٌ وَالْبَصَرُ إِمَانَةٌ -
اور آباء سے ملو انہما رنج سے چنا بچہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری ابن جریر سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالْجِبَالِ قَالَ اِنِّي فَارِضٌ فَرِيضَةٌ وَخَالِقٌ خَلْقَةٌ وَنَادَا وَتَوَابًا لِمَنْ
اَطَاعَنِي وَعِقَابًا لِمَنْ عَصَانِي فَقَالَتِ السَّمَوَاتُ خَلَقْتَنِي فَسَخَّرْتَنِي فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
وَالنُّجُومِ وَالسَّمَابِ وَالرِّيحِ فَاَنَا مَسْخَرَةٌ عَلٰى مَا خَلَقْتَنِي لَا اَتَحْمَلُ فَرِيضَةً وَلَا اَبِيْ تَوَابًا
لَا عِقَابًا وَتَعُوذُ بِكَ قَالَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ -

اللہ تعالیٰ نے جب آسمان زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو سب سے ارشاد ہوا میں کچھ فریض فریض
کرنے والا ہوں اور جنت و دوزخ اور ثواب و عذاب بھی مقرر کر دیں گا۔ ثواب مطیع کے لیے عذاب
نافران کے لیے تو اس پر آسمان زمین اور پہاڑوں نے عرض کیا الہی تو نے ہمیں پیدا کر کے مسخر فرمایا ہے
اور سورج چاند ستارے بھی مسخر کیئے بادل اور ہوا میں بھی مسخر فرمائیں تو ہم سب اپنی خلقت میں تیرے
مسخر ہیں مگر ایسے فریض کی ہم میں استعداد و قوت نہیں ہے اور ہم ثواب اور عذاب کے بھی طالب
نہیں ہیں۔

فَلْيَعْلَمُوا مَتَادُكُمْ اَنَّ الْاِبَاءَ لَكُمُ يَكُونُ مَعْصِيَةً لِاِنَّهُ لَكُمُ يَكُونُ هُنَاكَ تَكْلِيفٌ يَلُ تَعْبِيرُ
اور جو کچھ فرمایا گیا ظاہر ہے کہ اس میں ابا و انکار ہو گیا معصیت و نافرمانی نہ تھا اس لیے کہ یہاں انہیں
مکلف نہیں کیا گیا تھا بلکہ تخمیر دے کر ارشاد ہوا تھا کہ اگر تم چاہو تو تم پر بھی یہ فریض مقرر کر دیا جائے۔ تو
انہوں نے عاجزانہ طور پر انکار کر دیا۔ اس کی تفسیر

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اس طرح روایت کرتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى عَرَضَ الْاِمَانَةَ
عَلَى السَّمَاوَاتِ الدُّنْيَا فَابَتَتْ ثُمَّ الَّتِي تَبِيْهَا فَابَتَتْ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ الْاَرْضِيْنَ ثُمَّ الْجِبَالِ ثُمَّ
عَرَضَهَا عَلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ نَعُوْبِيْنَ اٰذُنِيْ وَعَايِنِيْ

اللہ تعالیٰ نے امانت فریض آسمان دنیا پر پیش کی تو اس نے عاجزی سے انکار کیا پھر اس کے
قریب دئے آسمان پر پیش کی اس نے اپنی نااہلی ظاہر کر دینی نظر نہ کہ پھر زمین پر پیش کیا پھر پہاڑوں پر
پیش کیا جب سب نے اپنی عدم استعداد کا اظہار کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا آپ نے
عرض کیا ہاں یہ امانت میرے سر اور کندھوں پر ہے۔

اور ابن جوزی کہتے ہیں لَمَّا خَلَقَ اللهُ عَادَ وَجَعَلَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ مِنْ مِثْلِ
كَمُ الْأَمَانَةِ بِصُخْرٍ حَزْبِ اللَّهِ تَعَالَى نَعَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَيْدِ كَيْفَا أَوْرَانِ فِي نَفْخِ رُوحِ كَرِيهًا كَوَيْدِ
أَمَانَةِ الْهَى كَوَيْدِ بَصْرِهِ لَيْعْنَى أَيْكِ بَطْجَانِ كَى صَوْرَتِ فِي كَرَكِ۔

ثُمَّ قَالَ لِلسَّمَوَاتِ أَجْمَلُ هُنَا قَابَتْ وَقَالَتْ الْهَى لَا طَاقَتَ لِي بِهَا۔ پھر آسمانوں کو
فرمایا کیا تم یہ اٹھا سکتے ہو انہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کیا الہی ہمیں اس کی طاقت نہیں۔
وَقَالَ لِلْأَرْضِ أَجْمَلُهَا فَقَالَتْ لَا طَاقَتَ لِي بِهَا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرمایا اسے
اٹھا اس نے بھی عرض کی الہی مجھ میں طاقت نہیں۔

وَقَالَ تَعَالَى لِلْجِبَالِ أَجْمَلُهَا فَقَالَتْ لَا طَاقَتَ لِي بِهَا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو فرمایا کہ اس
امانت کو اٹھاؤ انہوں نے عرض کیا الہی مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔
قَابَلَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَعَرَّكَهَا بَيْدِ كَأُتُورِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ آتَى أَوْرَانِ بَطْجَانِ كَوَيْدِ سَمَلَا
پھر عرض کیا۔

لَوْ شِئْتَ لَحَمَلْتَنَا فَحَمَلْنَا حَتَّى بَلَغْتَ حَقْوِيهِ ثُمَّ وَصَمْنَا عَلَى عَائِقِهِ فَلَمَّا أَهْوَى لِبَعْضِهَا
فَوَدَّعَى مِنْ جَانِبِ الْعِزِّ يَا آدَمُ مَكَانَكَ لَا تَضَعُهَا فَهَذَا الْأَمَانَةُ قَدْ بَقِيَتْ فِي عُنُقِكَ
وَعُنُقِ أَوْلَادِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَكُمْ عَلَيْهَا ثَوَابٌ فِي حَمْلِهَا وَعِقَابٌ فِي تَرْكِهَا۔

الہی اگر تیری مشیت ہو تو میں اسے اٹھا لوں غرض کہ اٹھالیا حتی کہ وہ آپ کی کمر تک پہنچا پھر اسے کندھوں
پر رکھا تو جب آپ اس کے بوجھ سے جھکے جانتے تھے کہ اسے اتار دیں تو اللہ عزوجل کی طرف سے
نہا آئی اسے آدم اپنی جگہ رہو اور اب اس امانت کو اٹھانے کے بعد نہ گراؤ یہ وہ امانت ہے جو آپ کی اور
آپ کی اولاد کی گردن پر ہے قیامت تک رہے گی اور اس کا ثواب اتباع میں ملے گا اور عذاب اس کے
ترک میں ہوگا۔

اور مثل بصرہ ہونا ایسا ہی ہے جیسے موت کے متعلق ہے کہ وہ مینڈھے کی صورت میں لائی جلتے
اور ذبح کر دی جاتے۔

إِنَّمَا كَانَتْ ظُلُومًا جَهْلًا لَيْعْنَى لَسَ مَلَائِكَةُ مَزِيدِ ظُلْمِ وَجْهِ كَأَعْمِيهِ جَانَتِ تَحْتِ۔

یاد یعنی ہیں کات ظُلُومًا لِنَفْسِ حَيْثُ حَمَلْنَا عَلَى صُنْعِهِ وَهِيَ أَيْ جَانِ بِرَبِّهَا وَجُودِ صُنْعِ زِيَادَتِي كَرَنِي

والا تھا اور

جہولاً۔ بایں معنی کہ جس کی برداشت سے اجسام قویہ عاجز ہوئے لے ناعاقبت اندیش انسان نے اٹھالیا۔

توال قول امانت کے معنی میں یہ بھی ہے اَلْمُرَادُ بِالْاِمَانَةِ مُطْلَقُ الْاِقْتِيَادِ۔ امانت سے مراد مطلق

اقتیاد و اتباع ہے۔

اور سوال قول یہ ہے اَلْاِمَانَةُ تَعْلِيًا تَعَرَّفَتْ وَجَلَّ بِاَسْمَائِهِ الْحُسْنَى وَصِفَاتِ الْعُلْيَا امانت سے

مراد تعلیات عزوجل ہیں اسماء حسنی اور اس کی بلند صفات کے ساتھ۔

وَكَانَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اَرْحَمًا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

باب الاشارات میں آلوسی شیخ اکبر ابن عربی کا قول نقل کرتے ہیں اِنَّ الْاِمَانَةَ اَلَّتِي عَمِرْضَتْ عَلٰی

السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ قَائِلِينَ اَنْ يَّجْبِلْنَهَا هِيَ السَّعْتَةُ لِعَمْرِهَا اللهُ تَعَالَى۔ یہ امانت عرفان

عرفان الہی ہے جس کا بار سوا انسان کوئی نہ اٹھا سکا۔

سُورَةُ سَبَا

بامخاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ سبأ ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ اس کی ملک ہیں جو
آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے
آخرت میں اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

جاتا ہے جو کچھ جالت ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے
نکلتا ہے اور جو برستا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا
ہے اس میں اور وہی مہربان بخشنے والا ہے۔

اور یوں وہ جو کافر ہیں نہیں آٹے گی ہم پر قیامت
فرما دیجئے ضرور آٹے گی میرے رب کی قسم جو غیب
بالذات جانتے والا ہے نہیں پوشیدہ اس سے ذرہ
بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ ذرہ سے چھوٹی نہ بڑی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسٰ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِی الْاَرْضِ وَكَهٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ
الْحَكِیْمُ الْخَبِیْثُ

یَعْلَمُ مَا یَبْجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا
یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ
الرَّحِیْمُ الْعَفُوْدُ

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِنَا السَّاعَةُ
قُلْ بَلٰی وَتَأْتِیْ لَنْ تَنْتَظِرُوْا عَالِمِ الْغَیْبِ لَا
یَعْرُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا

مگر صاف بتانے والی کتاب میں ہے۔
تاکہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے
والوں کو یہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور عزت
والا رزق۔

اور وہ جو ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں عابث
کرنے کی یہ وہ ہیں جن کے لیے عذاب ہے سخت
دردناک۔

اور دیکھتے ہیں وہ جنہیں علم ملا جو کچھ ہماری طرف نازل
ہوا ہمارے رب کے پاس سے وہی حق ہے اور
وہ بتاتا ہے راہ سب خوبیوں والے سرے گئے
کی۔

اور کافر بولے کیا ہم ایسا آدمی بتائیں جو ہمیں خبر ہے
کہ جب تم ٹکڑے ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو تم پھر نئی
پیداوار میں آؤ گے۔

کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے جنوں ہے
بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ عذاب اور
دور کی گمراہی میں ہیں۔

تو کیا نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان و
زمین میں اگر ہم چاہیں تو انہیں دھنسا دیں زمین میں
یا ان پر ٹکڑا کر دیں آسمان سے بے شک اس میں
نشانی ہے ہر رجوع لانے والے وترک کے لیے۔

الْكَذِبَ الَّذِي كِتَابٌ مُّبِينٌ
لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُولَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَرْزُقٌ كَرِيمٌ

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ
أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمِنْ رِجْزِ الْبُحْمِ

وَيَذَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِينَ
أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَ
يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُبِينٍ

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُوكُمْ عَلَى
رِجْلٍ يُبَيِّنُكُمْ إِذَا مَرَّكُمْ كُلُّ مُمْرِقٍ أَنْتُمْ
لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

أَفَتُؤْتَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ
بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي
الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبُعِيدِ

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ لَشَأً
نَحِيفًا بِهِمُ الْأَرْضُ أَوْ سَقَطَ عَلَيْهِمْ كِسْفًا
مِّنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ

لفظی ترجمہ

الحمد۔ سب تعریفیں اللہ۔ اللہ ہی کو ہیں اللہ ہی وہ کہ کہ۔ اسی کا ہے

مَا جِئُوا	فِي يَوْمٍ	السَّمَوَاتِ سَمَانُونَ كَمَا فِي وَرْ
مَا جِئُوا	فِي يَوْمٍ	الْأَرْضِ زَمِينٌ كَمَا فِي وَرْ
لَا تُرَى فِي	الْحَقِّ لَعَلَّ	الْأَخِرَةِ آخِرَتِ كَمَا فِي
وَءَاخِرُ	هُوَ وَهُوَ	الْحَبِيبِ نَبْرَارِ
مَا جِئُوا	مَا جِئُوا	فِي يَوْمٍ
وَءَاخِرُ	مَا جِئُوا	بِخُرُوجِ نَكَلَتِهِ
وَءَاخِرُ	مَا جِئُوا	يَنْزِلُ أَتْرَابِهِ
وَءَاخِرُ	مَا جِئُوا	يُخْرِجُ حُرَّ هَتَايِهِ
وَءَاخِرُ	هُوَ وَهُوَ	الْحَرِيمِ رَحْمَ كَرْنِي دَالَا
وَءَاخِرُ	قَالَ كَمَا	الَّذِينَ أَنْهَلْتُمْ جَو
لَا نَهْنِي	تَأْتِيَنَّكُمْ	السَّاعَةَ قِيَامَتِ
بَلَى كَيْفَ	وَءَاخِرُ	بَلَى مِيرِ سَ رَبِّ كِي
لَا نَهْنِي	عَالِمٌ وَهُوَ	الْعَيْبِ غَيْبِ كَا
وَءَاخِرُ	عَنْهُ اسَ سَ	مُسْقَالٌ بَرَابَرِ
فِي يَوْمٍ	السَّمَوَاتِ سَمَانُونَ	وَءَاخِرُ
فِي يَوْمٍ	الْأَرْضِ زَمِينُونَ	وَءَاخِرُ
أَصَغَرَ	مِنْ ذَلِكَ اسَ سَ	وَءَاخِرُ
الْكَبِيرِ	إِلَّا مَكَرٌ	فِي يَوْمٍ
مُتَبِينِ	يُخْرِجُ مَا تَاكَ	الَّذِينَ انَ كُو
وَءَاخِرُ	عَمَلُوا عَمَلُ كَيْفِ	الصَّالِحَاتِ نِيَكِ
لَمْ يَكُنْ	مَغْفِرَةً مَغْفِرَتِ	وَءَاخِرُ
كُونُوا	وَءَاخِرُ	الَّذِينَ وَهُوَ جُو
فِي يَوْمٍ	أَيُّ أَيُّنَا	بِهَارِي آيَتُولِ كَمَا فِي
لَمْ يَكُنْ	عَنْ آبِ عَذَابِ	مِنْ رَحْمَةِ سَمَتِ
وَءَاخِرُ	يُرَى دَيْكَيْتِهِ	الَّذِينَ وَهُوَ جَمِينِ

أَنْزِلَ تَارِكًا	الَّذِي - وہ جو	الْعِلْمِ - علم	أَدْتُوا - دیا گیا
و - اور	مِنْ رَبِّكَ - تمہارے رب سے	مِنْ رَبِّكَ - تمہارے رب سے	أَيْدِيكُمْ - آپ کی طرف
الْعَرَبِ يَزِيغُ غَالِبَ	صَلَاطٍ - راہ	إِلَى - طرف	يَهْدِي - راہ دکھاتا ہے
الَّذِينَ - انہوں نے جو	قَالَ - کہا	و - اور	الْعَبِيدِ - تعریف کیے گئے کی
عَلَى - وہ	نَدَّكُمْ - بتائیں ہم تم کو	هَلْ - کیا	كُفَرُوا - کافر ہیں
وَمَنْ يَكْفُرْ يَكْفُرْ لَكُمْ	إِذَا - جب	تَبَيَّنَ - بتاتا ہے تم کو	زَجَلٍ - آدمی جو
لَعْنِي - بیچ	أَنْتُمْ - بیشک تم	مَنْزِقٍ - ٹکڑے	كُلِّ - پوری طرح
عَلَى - اوپر	أَفْتَرَى - کیا بانڈھا	جَدِيدٍ - نئی کے ہو گئے	سِي - پیدائش
يَه - وہ	أَمْ - یا	كُنَّ - جھوٹ	لَهُ - اللہ کے
لَا - نہیں	الَّذِينَ - وہ جو	بَلٍ - بلکہ	جَنَّةٍ - دیوانہ ہے
الْعَذَابِ - عذاب	فِي - بیچ	بِالْآخِرَةِ - آخرت پر	كُوفِرُونَ - ایمان لاتے
أَفَلَمْ - کیا نہ	الْعَبِيدِ - دور میں ہیں	الضَّلَالِ - گمراہی	و - اور
يَتَّبِعُونَ - آگے	مَا - اسکی جو	إِلَى - طرف	يُؤَدُّوا - دیکھا انہوں نے
خَلْفَهُمْ - پیچھے انکے ہے	مَا - جو	و - اور	أَيْدِيَهُمْ - ان کے ہے
إِنَّ - اگر	الْأَرْضِ - زمین سے	و - اور	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
الْأَرْضِ - زمین میں	بِهِمْ - ان کو	تَخَسِفُ - دھنسا دیں	نَشْأًا - ہم جا رہے تو
كَيْسَفًا - ٹکڑا	عَلَيْهِمْ - ان پر	وَسُقُطًا - گریں	أَوْ - یا
ذَلِكَ - اس کے	فِي - بیچ	إِنَّ - بیشک	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
مُنْتَبِهٍ - رجوع کر نیوالے کے	عَبِيدٍ - بندے	تَكَلِّ - ہر	كَلَامَةٍ - نشانی ہے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع - سورۃ سبأ - ۲۲

سورہ سبأ کی ہے سو ایک آیت و تیرے الذین ادتوا العلم کے۔
اس میں چھ رکوع ۵۴ آیتیں۔ آٹھ سو بیس کلمے ایک ہزار پانچ سو بارہ حرفت ہیں۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَا مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ

الْغَيْبُ۔ سب تعریفیں ہیں اس کی ذات جل و علا کو جس کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں۔

یعنی ہر چیز کا مالک و خالق اور حاکم و متصرف وہی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر خوبی اسی کو زیبا ہے تو وہی حمد و ثنا کا مستحق و سزا دار ہے اور جس حمد کا دنیا میں مستحق ہے ایسا ہی آخرت میں بھی وہی مستحق حمد و ثنا ہے چنانچہ دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد واجب ہے اس لیے کہ یہ داخل ہے اور آخرت میں اہل جنت نعمتوں کے سرور اور راحت کی خوشی میں اس کی حمد کریں گے۔

اور وہ حکمت والا خبر دار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَرْجِعُ فِيهَا وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ جاتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی ہے ہر بان بچھنے والا۔

زمین میں داخل ہونے والا بارش کا پانی اور مردے اور دھینے میں یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور زمین سے نکلنے والا سبزہ اور درخت پشمے اور کانیں اور یوم حشر مردے ہیں ان کا علم بھی اس علیم و خیر کو ہے اور زمین سے آسمان کی طرف جانے والا ابر ہے جو شعاع شمسی سے سمندر سے بخار میں کھڑتا ہے اس سے اولے بھی بنتے ہیں پھر اس سے انواع و اقسام کی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور بندے کی دعائیں اور ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ زمین سے بندوں کی دعائیں لے کر چڑھتے ہیں۔ اور وہ ہر بان بچھنے والا بھی۔ اور بچھنے والا بھی۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَدَعِيَ لَنَايَتَكُمْ۔ اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی آپ فرمادیں کیوں نہیں قسم بخدا ضرور تم پر آئے گی۔

یعنی مشرکین نے جب قیامت سے انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے آنے کو قطعی یقینی ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ غیب جاننے والا ہے اس سے مخفی نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک بتلنے والی کتاب میں ہے۔

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ غیب جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے اور یہ تمام امور روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں

ہیں۔ لَا يُعْرَبُ عَنْهُ۔ عرب کے لغوی معنی دور ہونے کے ہیں یا غائب ہونے کے۔ عائد میں بولنے میں عَرَبٌ عَرَبِيٌّ مَلَائِكَةٌ أَيْ يُعَدُّ وَغَابَ فَلَانَ مَجْهَسٌ دُورٌ هُوَ كَمَا يُقَالُ يَأْتِي غَائِبٌ هُوَ كَمَا يُقَالُ۔

اور اونٹ پر اگاہ میں دور چلا جائے تو عَرَبَتْ بَيْتَ الْإِبِلِ فِي الْمَدِينَةِ بُولْتُمْ فِي۔ اور عرب لفظ تین تجربہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ عَرَبَ الرَّجُلُ۔ مرد مجرب ہے عَرَبَتْ الْمَرْءَةَ عورت بلامرہ ہے تَعَرَّبَ فُلَانٌ أَيْ تَأَهَّلَ كَمَا تَأَهَّلَ كَمَا تَأَهَّلَ كَمَا تَأَهَّلَ كَمَا تَأَهَّلَ۔

يَعْبُرِي الدِّينَ آمِنًا وَادْعُوا الصَّالِحِينَ أُولَئِكَ لَمْ يَغْفِرْ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ تَاكِرًا صُلْبًا۔ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیلئے یہ بخشش ہے اور عزت کا رزق۔ یعنی ان کیلئے جنت ہے اور وہاں کی نعمتیں۔

كَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ حِزْبٌ أُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ يَرْتَابُونَ۔ آیتوں میں بہانے کی کوشش کی ان کیلئے سخت عذاب دردناک ہے۔

یعنی آیات الہی میں طعن کر کے انہیں شعر و سحر وغیرہ بنا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہتے ہیں آیت کریمہ کی تفصیل اس سورۃ مبارکہ کے رکوع پنجم میں مذکور ہوا ہے۔

وَيَوْمَ الَّذِينَ ادَّعُوا إِلَهُهُمْ أَلَيْسَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ الْبُحْرِ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صَوَابِ الْعَزِيمِ أَلَيْسَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ الْبُحْرِ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صَوَابِ الْعَزِيمِ۔ یعنی اصحاب رسول یا مومنین اہل کتاب جنہیں علم ملا مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے پیروں کے وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے اور ہدایت کرتا ہے اس راہ کی جو عزت والے خوبیوں والے کی ہے۔

یعنی یہودی اور مومنین اہل کتاب اور صحابہ کرام کو معلوم ہے کہ قرآن کریم سچا راہ نما اور حق ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نُنَبِّئُكَ عَلَىٰ دَجَلٍ بَيْنَ يَدَيْهِمْ إِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ لِمَا هُوَ بِمَشْرِقٍ أَوْ مَغْرِبٍ أَلَيْسَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ الْبُحْرِ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صَوَابِ الْعَزِيمِ۔ اور کافر بولے کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں مطلع کرے جب تم پر ریزہ پڑے ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو تمہیں پھر نئی پیداوار میں آنے ہے۔

یہ کفار کا متعجبانہ قول تھا جو آپس میں کہتے تھے کہ تمہارے وہ مرد عجیب بھی دیکھا یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ بنائے جاؤ گے یعنی وہ ایسا عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آگے اس کا رد فرماتا ہے۔

مَمْرُوقٌ۔ مصدر ہے اور تمزق اور فرق ایک معنی دیتا ہے۔ کپڑے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے لیکن تمزق میں مبالغہ ہے۔

اَفْتَدَىٰ عَلَىٰ اٰمْرِ يَاۤ اَمْرِ بِرَحْمَةٍۢ بَلَّ الدِّينَ لَا يُوْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَدَاۤءِ بِالْاَضْلٰلِ

الْبَعِيْدِ كَمَا اَلَّفَ اِسْرَاسَ تَعْنِي حَبِيْبٌ اَكْرَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْمُوْتُ بَانْدَهَا يَالِئِ سَمِعَاذَ اللّٰهِ جَوْنُ سَمِعَا
بلکہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب اور دوزخ کی گمراہی کہیں ہیں۔

یعنی ہمارے حبیب کی ان باتوں کو کیا کافر سمجھتے ہیں یا انہیں جنون اور سودا کا مرہض سمجھتے ہیں بلکہ
حقیقت یہ ہے کہ یہ منکرین گمراہ ہیں اور عذاب آخرت میں مبتلا ہونے والے ہیں بعث و حساب کا انکا
ہی انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اَقْلَمُوْا يَدُوْا اِلَىٰ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَمَّا حَلْفُهُمْ فَمِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشِئْنَا مُخَفِّفِيْهِمْ اَلْاَرْضَ
اَوْ نَسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّكُلِّ عٰبِدٍ مُّبْتَلِيْۢ - تو کیا نہ دیکھا انہوں نے
جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین میں ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان
کا ٹکڑا گرے اس میں بیشک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے۔

یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نگاہ نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا
ہی انہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر سمت سے احاطہ میں ہیں اور اقطار زمین و آسمان سے باہر نہیں جا
سکتے اور خدا کی ملکیت سے باہر نہیں نکل سکتے انہیں ان پاؤں سے نکل کر کہیں بھاگنے کی راہ نہیں۔
انہوں نے کس قدر جرأت کی ہے کہ آیات اور اللہ کے رسول کی تکذیب کی اور یہ ایسا خطرناک جرم کیا
ہے کہ اگر انہیں اس جرم میں زمین میں دھنسا دیا جائے یا آسمان کا ٹکڑا ان پر ڈال دیا جائے تو وہاں کہاں بچ
کر جائیں گے ان کے سامنے فارون کا انجام موجود ہے انہیں سوچنا چاہیے انہیں موجودات میں اللہ تعالیٰ
کی نشانیاں ہیں نظر و فکر والوں کے لیے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ سبا ۲۲

بروایت ابن عباس وقتا وہ یہ سورۃ ملی ہے اور اس کے کلی سونے پر اجماع ہے۔
ابن غطیہ کہتے ہیں مَكِّيَّةٌ اِلَّا قَوْلَهُ تَعَالٰى دِيۡرَى الْاٰدِيۡنِ اُوۡدُوۡا لِعِلْمِهِ تَمَامُ سُوْرَةٍ مَّكِّيَّةٌ هِيَ مَكِّيَّةٌ مَكِّيَّةٌ

دِيۡرَى الْاٰدِيۡنِ اُوۡدُوۡا لِعِلْمِهِ مَكِّيَّةٌ مَكِّيَّةٌ مَكِّيَّةٌ

اور ابن العصبیہ کہتے ہیں هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْعِصَّةَ مَدِيْنَةٌ لِاَنَّ هٰذَا جَرْمٌ وَّهٰذَا بَعْدَ

اِسْلَامٍ تَقِيْمٌ سَنَةٌ تَسْعٌ - یہ قصہ مدنی ہے اس لیے کہ ہاجر فرورہ بعد اسلام قبیلہ ثقیف میں تھے۔

اس کے شان نزول پر اسی لکھتے ہیں۔

اِنَّ سَبِيْبٌ نُّزُوْلُهَا اَبَا سَفِيَّانَ قَالَ يَكْفَارُ مَكَّةَ لَمَّا سَمِعُوا يُعَذِّبُ اللهُ الْمُنَافِقِيْنَ
وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ كَانَ مُحَمَّدًا اُمَّتُو عِدْنَا يَعْنِي اَبَا بَعْدَ اَنَّ لَمُوتِ وَ
يَعُوْذُنَا بِالْبَعْتِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ اَمَّا اَوْ لَا تَبْعَثُ -

فَقَالَ اللهُ تَعَالَى قُلْ يَا مُحَمَّدُ بَلَى وَرَبِّي لَتُبْعَثَنَّ قَالَهُ مُعَاتِلٌ وَبِاقِي السُّوْرَةِ تَهْدِيْدٌ
وَتَحْوِيْفٌ وَمِنْ هَذَا اَظْهَرَتْ الْمُنَاسِبَةُ بَيْنَ هَذِهِ السُّوْرَةِ وَالَّتِي تَلِيهَا -

ابوسفیان نے کفار مکہ سے کہا جب یہ آیت سنی لیعدت ب اللہ المنافقین و المنافقات کہ یہ
آیتیں سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عذاب کا وعدہ دے رہے ہیں ہمارے مرنے کے بعد بعث
و نشر سے ڈرا رہے ہیں اور قسم ہے لات و عزی کی ہم پر قیامت کبھی نہ آئے گی۔ نہ ہم مکر اٹھیں گے تو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب انہیں فراد بیٹھے بے شک یقیناً تم مکر اٹھائے جاؤ گے یہ قول مقاتل کا ہے
اور باقی سورۃ میں تہدید و تحویف ہے اور اس سے پہلی سورت اور اس سورت مبارکہ میں مناسبت بھی
پائی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لِلْحَمْدِ لِلَّهِ الَّذِي كَتَبَ فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ

الْجَبِيْرُ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی ملک میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں
ہے اور اس کے لیے حمد آخرت میں بھی ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔

یعنی اس عزوجل کے لیے جو تعریفیں ہیں وہ از روئے تخلیق و تملیک اور تصرف و ایجاد و اعدام اور اجزا
و اماتت ہیں ہیں اور وہ محمود نعیم دنیا کے ساتھ ہے اور وہ الیاسی محمود نعیم آخرت پر بھی ہے چنانچہ جنی جنت
میں داخل ہو کر اس طرح حمد کریں گے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَاةً وَأَوْدَتْنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مَتَّ
الْحَيَاةِ حَيْثُ نَشَاءُ - اور الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْعَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ وَالَّذِي أَنْحَأْنَا
عَادَ الْقَامِرَةَ مِنْ فَضْلِهِ -

اور نعم دنیوی حاصل کرنے پر ان کی یہ حمد ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا أَجِنَا نَحْمَدُكَ يَا رَبَّنَا إِنَّ أَهْلَ
الْحَيَاةِ يَلْمُوكُنَّ السَّبِيْحَ كَمَا يَلْمُوكُنَّ النَّفْسَ -

چنانچہ علامہ رحمتی فرماتے ہیں اِنَّ الْاَوَّلَ دَاجِبٍ لَآتِيْ عَلَى نِعْمَةٍ مُنْقَضِلٍ بِهَا وَالتَّانِي لَيْسَ بِاَوَّلٍ
لَآتِيْ عَلَى نِعْمَةٍ وَاجِبَةٍ اِلَيْهِ مُسْتَقْبَلٍ - دنیا میں شکر نعمت واجب ہے اس لیے کہ دنیا میں سے

اپنے فضل سے نعمتیں عطا کی گئیں اور آخرت کی نعمتیں واجبۃ الالبصا ہیں مستحق نعمت کے لیے اور یہ معتزلہ کا خیال ہے۔

اور اہل سنت کے عقیدہ میں نعم اخروی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی عطا ہوں گی۔
وَهُوَ الْحَكِيمُ اوروہ حکمت والا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ امور داریں کا مدبر حقیقی وہی ذات سبحانہ و تعالیٰ ہے اور اس کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں۔

الْحَيُّ اوروہ تمام عالم کے بواطن اور ملکوتات سے وہی خبردار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْعَفُوفُ
وہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو چڑھتا ہے آسمان میں اور وہ ہر بان و بخشش فرمانے والا ہے۔

اس میں حکیم و خیر کی مزید توضیح ہے گویا ارشاد ہے کہ وہ ایسا خبردار ہے کہ جو زمین میں جانے والی چیزیں مثل بارش وغیرہ کے ہیں انہیں بھی خوب جانتا ہے کہ یہ پانی بارش کا زمین میں پہنچ کر کیا کرے گا مکانات کی بنیادیں ڈھیلی کرے گا یا سبزہ اگلے گا دلدل کرے گا یا باغ و بہار لائے گا اور زمین سے جو کچھ نکلتا ہے اس سے بھی خبردار ہے کہ کتنی گھاس لگے گی کتنے پھول اور پھل آئیں گے کتنا غلہ پیدا ہوگا اور آسمان سے کتنا مینہ برسا اور اس سے کتنا برف بنا اور کتنے اونے بن کر ترالہ باری کے موجب ہونے کتنی بردت برسی کتنی بجلیاں گریں اور تمام مقادیر اس کے احاطہ علم میں ہیں۔

وَمَا يَخْرُجُ فِيهَا مِنْ زَيْبٍ سِوَا مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ سَمَكٍ أَوْ دَبَّابٍ أَوْ حَيَّةٍ أَوْ كَلْبٍ أَوْ بَعِثْنَا مِنْ دُونِ ذَلِكَ مَا نَشَاءُ لِمَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا
کتنے بد عمل کتنی دعائیں مقبول ہونے کو پڑھیں کتنی رد کی گئیں کتنے ملائکہ زمین پر آئے ہوئے چڑھے اور وہ ہر بان بخشنے والا ہے۔

رُوحُ الْمَعَانِي مِنْ سِوَا مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ النَّبَاتِ قَالَ الشُّدِّيُّ وَمَا يَدْخُلُ فِيهَا مِنَ الْأَمْوَاتِ
وَمَا يَخْرُجُ مِنْ جَوَاهِرِ الْعَادِيَةِ۔

و کون کے معنی دخول کے ہیں اور خروج کے معنی نکلنے کے ہیں۔

اور مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا أَيْ مِنَ الْمَلَكَةِ قَالَ الشُّدِّيُّ۔

مَا يَنْزِلُ - الْمَطَرُ وَالْبَلَدُ وَالصَّاعِقَةُ وَالْمَقَادِيرُ وَهِيَ هِيَ أَيْضًا۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا أَيْ مِنَ الْمَلَكَةِ وَالْأَجْرُ وَالْأَدْحَنَةُ وَالْعَمَالُ الْعِبَادُ وَأَدْعِيَتِهِمْ وَهِيَ هِيَ أَيْضًا۔

وَيَذُرُ بِالسَّمَاءِ جَهَنَّمَ الْعُلُوقَ مُطْلَقًا - آسمان سے مراد بلندی کی جہت مطلقاً ہے۔
 وَهُوَ الرَّحِيمُ الْعَفُودُ - رحیم و عفو ہے لِلْمُفْرَطِينَ فِي آدَاءِ مَا جِبُّ شُكْرُهَا - اس منکرین قیامت
 کا رد فرمایا جاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ذَاتَ تَابِتِنَا السَّاعَةُ - اور کافر بولے ہم پر کبھی قیامت نہ آئے گی۔
 اس میں ان کا انکار جنس بشر سے قاطبہ قیامت آنے پر تھا اور اتیان قیامت کی نفی سے وہ جو قیامت
 کا انکار مقصود تھا اور یہ استہزاء و مسخر اوہ یہ کہتے تھے جیسے هُنَّ هَذَا الْوَعْدُ بھی کہا یہ بھی استہزاء ہی کہا
 گیا اس کا جواب تریان مصطفیٰ علیہ التَّحِيَّةُ وَالنَّهَادُ سے دیا گیا اور ارشاد ہوا۔

قَدْ بَلَغَ دَرَجَتِي كِتَابَتِي نَكْرًا - اے محبوب فرما دیجئے تم انکار کرو یا نہ کرو وہ قیامت ضرور ضرور آئے گی
 میرے رب کی قسم
 گو اس پر تاکید علی اتم الوجوه فرما کر اس کا آنا یقینی از عانی صحتی ظاہر فرمایا۔

اور اس کا وقت اور دن تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا اس لیے کہ
 عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يُعْرَبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ
 وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ - غیب کا بالذات جلتے والا وہی ہے اس سے رائی کے دہرہ برابر کچھ
 مخفی نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی کوئی شے اور نہ بڑی کوئی شے مگر روشن کتاب میں ہے
 لَا يُعْرَبُ كِتَابٌ مِمَّنْ كَتَبَتْ فِيهَا آيَاتٌ لَا يَبْعَدُ مِنْهُ دَوْحٌ عَزِيزٌ أَيْ يُعِينُنَا مِنَ النَّاسِ
 یعنی اس سے کچھ بعید اور مخفی نہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں رَوْحٌ عَزِيزٌ - باعینہ عزیز ہے یعنی بعید ہے
 لوگوں سے (آبادی سے)

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ - یعنی سرخ چوٹی سے کم مقدار آسمانوں اور زمین میں اور ذرہ سے کم مقدار یا بڑی مقدار
 سب اس کے محیطہ علم میں یعنی کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں مسطور ہے لَاتِ الْكِتَابِ هُوَ عِلْمُ اللَّهِ تَعَالَى
 یہاں جیسے لَا يُعْرَبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ارشاد ہے دوسری جگہ فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ دَرَجَاتِهَا لَا يَعْلَمُهَا
 وَلَا حِيَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا دَابَّ وَلَا يَأْتِي الْكِتَابَ مُبِينٌ۔

يُنَجِّئُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ كَانُوا فِي دَرَجَاتٍ كَرِيمَةٍ تَكَرَّرَ
 انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں بیوہ میں جن کے لیے بخشش ہے اور عزت کا رزق۔

اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ جنتی بہنہی دونوں کے مابین امتیاز ہوگا اس کے بعد ایمان والوں کو جنت میں
 عزت کا رزق اور نعمتیں ملیں گی اور بخشش کے مستحق ہوں گے۔ آگے منکرین کا تذکرہ ہے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْحٍ أَلِيمٍ۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی مخالفت میں کوشش کرتے ہیں اور دلائل قرآنی کو کمزور بنانا چاہتے ہیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

معاجزین پر آلوسی لکھتے ہیں اَمْ مَّسَابِقِينَ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ لَيُبَدِّلْنَا عِلْمَهُمْ كَيْفَ يَشَاءُونَ۔

عکس کہتے ہیں مُؤَاعِزِينَ

ابن زید کہتے ہیں۔ مُجَاهِدِينَ فِي الْبَطَالِيهَا۔

جن کا خلاصہ مفہوم یہی ہے کہ آیات الہی پر اعتراضات لایعنی کر کے اس کے ابطال کی جو سعی کرنے والے ہیں ان کے لیے عذاب اور ذلت کا مصیبت اور بلائیں ہیں۔
رتجز کے معنی بقول قتادہ مطلق عذاب کے ہیں۔

اس کے بعد اہل کتاب اور مومنین کی شہادت پیش کی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَيَذُرُ الَّذِينَ آذَوْا آلَ مُحَمَّدٍ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ۔ اور دیکھتے جانتے ہیں وہ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپ پر نازل ہوا آپ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے اور راستہ کی عزت والے تعریف کیے گئے کی راہ کی طرف۔

اس کی تفسیر میں روح المعانی لکھتے ہیں اَمْ يَذُرُّونَ أُولَٰئِكَ أُولَٰئِكَ مِنْ أَصْحَابِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَطَّأُ عَقَابَهُمْ مِنْ أُمَّةٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ آمَنَ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا نُوِي عَنْ قَتَادَةَ كَعْبِدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَكَعْبٍ وَآخَرِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔

الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ۔ اٰی الْقُرْآنِ۔

هُوَ الْحَقُّ۔ مَعْطُوفٌ عَلَى مَا قَبْلِهِ، مَسْئُوقٌ بِالِاسْتِشْهَادِ بِأُولِي الْعِلْمِ عَلَى الْجَمَلَةِ السَّاعِيْنَ فِي الْآيَاتِ۔ یعنی اہل علم اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تابعین امت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں یا وہ علماء اہل کتاب جو ایمان لائے جیسے بقول قتادہ مثل عبد اللہ بن سلام اور حضرت کعب بن جراح اور ان کی مثل رضی اللہ عنہم جو کتاب یعنی قرآن کریم کو حق جانتے تھے۔

اس پر عطف کر کے سیاق مضمون میں استشہاد کیا گیا اہل علم کا ان جاہلوں پر جو آیات کلام اللہ کے ابطال میں سعی ہیں۔

چونکہ جہلاء عرب کا یہ وہم تھا کہ قیامت نہیں آئے گی لیکن اہل علم جانتے تھے کہ وہ حق ہے اور قیامت ضرور آئے گی اور منکرین حشر و نشر باطل پر ہیں۔

اور وہ قرآن پاک کو جانتے تھے کہ یہ قطعی ہدایت کرنے والی ہے اس عزیز جمید کی راہ کی طرف۔

عَزِيزٌ كِي صَفَتْ يَرْسِي الْكِنِي يَقْفُو وَلَا يَفْتَهُدُ۔

اور جمید کے معنی پر الحمد للہ فی مجمع شیوہ عَزَّوَجَلَّ۔

عزیز وہ ہے جو سب پر غالب ہو اور کسی سے مغلوب نہ ہو اور جمید وہ ہے جو اپنی تمام مثالوں میں قابل ستائش ہو جیسا کہ بالا۔

اور صراط سے مراد توحید و تقویٰ کی راہ ہے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْكِنِي كَفَرُوا هَلْ تَدْرِكُوهُ عَلَىٰ دَجَلٍ يُنْبِئُكُمْ إِذَا مَرَّ بِكُمْ كُلُّ مَمْدُوحٍ أَنْتُمْ كُنْتُمْ خَلْقٌ جَدِيدٌ

اور کافر بولے کیا تمہیں وہ آدمی بتائیں جو خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو نئی پیداوار میں آؤ گے۔

کفار مکہ آپس میں یہ طریق تعجب و استہزاء کہتے کہ وہ آدمی یعنی جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والتسلیم کی بھی تم نے

سستی وہ کہتے ہیں جب تم مرکز ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تمہاری بعثت اور تم پر حشر ہوگا اور تم دوبارہ اٹھو گے ان

کی مڑھم سے مراد تھی اِذَا مَرَّ بِكُمْ وَفَوَّتَ اجْسَدُكُمْ جِبْتُمْ مَرَكُزًا اِنْسَانِيًّا جَمْعًا مِنْ رِيْزَةٍ رِيْزَةٍ هُوَ جَاؤُا يَعْنِي جِبْتُمْ

گل کر مٹی ہو جاؤ گے۔

اَنْتُمْ كُنْتُمْ خَلْقٌ جَدِيْدٌ۔ تو تمہاری نئی پیداوار ہوگی۔

اَفْتَدَىٰ عَلَىٰ اَللّٰهِ كَيْفًا اَمْ رِيْبًا جَنَّةً۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اللہ پر افتراء فرما رہے ہیں یا انہیں جنوں ہے

یعنی انہوں نے کہا نہ معلوم یہ شخص یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ پر بھوٹ افتراء کرتے ہیں یا

انہیں کوئی جنوں ہے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔

بَلِ الْاٰنِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ الصَّلٰلِ الْبَعِيْدِ۔ بلکہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں

رکھتے وہ عذاب اور پرے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ہمارے صیب نے نہ افتراء بانڈھا ہے نہ انہیں جنوں ہے بلکہ یہ خود گمراہی جنوں اور بد اعتقاد کی

گمراہی کے شکار ہیں پھر تو بیجا ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ يَبْدُءَ اِلٰى مَا يَتَّبِعْنَ اَبْدِيْنَهُمْ وَمَا خَلَقَهُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَسَا تَخْفِضْ بِهِنَّ الْاَرْضَ اِذْ

نَسَقَطْ عَلَيْهِنَّ كَسَفَا مِنَ السَّمٰوٰتِ فِيْ ذٰلِكَ لَا بِيْتَةَ لِكُلِّ عِبْدٍ مُّسْتَبِيْبٍ۔ تو کیا ان لوگوں نے وہ چیزیں نہیں

جو ان کے آگے چمپے ہیں آسمان اور زمین سے ہم جہاں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹپکے

گر ادیں یہ وہ نشانہاں ہیں جن میں ایمان والے اور خدا کی طرف رجوع لانے والے کے لیے بڑی عبرت ہے

آپ نے کہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے وہم و گمان اور اقوال و اہمیر کا ابطال فرمایا چنانچہ کسی روح اللعالم

میں فرماتے ہیں۔

كَانَتْ قَبْلَ لَيْسَ الْأَمْوَكَمَا زَعَمُوا بَلْ هُوَ فِي كَمَالٍ اِخْتِلَالَ الْعَقْلِ وَغَايَةِ الضَّلَالِ عَنِ النَّوْمِ
وَالْاَدْوَالِ الْكُنَى هُوَ الْجَبُونَ حَقِيقَةً وَبِمَا يُؤَدِّي اِلَيْهِ ذَالِكِ مِنَ الْعَذَابِ حَيْثُ اُنْكَرُ مَا حِكْمَتَا
اَللّٰهِ تَعَالَى فِي خَلْقِ الْعَالَمِ وَكَذَلِكَ بُوَهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي وُعْدِهِ وَوَعْدِهِ وَتَعَرُّضُوا سَطْحًا مَسْجَاتًا -
گو یا اللہ تعالیٰ نے جو آپ میں فرمایا مشرکین نے ہو کہا کہ وہ افتراء کرتے ہیں یا انہیں جنون ہے یہ بات قطعاً
نہیں بلکہ وہ خود اپنے احتمال عقل اور غایت گمراہی میں ہیں۔ فہم سلیم اور ادراک ہیں جنون میں اور یہی حقیقتاً جنون
ہے اور اس سے جو ان کے لیے ملے ہے وہ عذاب ہے اس لیے کہ وہ حکمت الہیہ سے انکار کرتے ہیں اور
تخلیق عالم کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے وعدہ و وعید سے منحرف ہیں تو ان پر اللہ
تعالیٰ کا عین غضب ہے اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے۔

اَقْلَمُ يَدُوْا اِلَى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ - يَهْتَكِرُ مَا يَكْتُمُ لَكَ

آگے چھپے آسمان اور زمین سے جو انہیں گھیرے ہوئے ہے۔
اِنَّ نَّشَأَنَهُمْ اِلَى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اَوْ لَسْقَطُ عَلَيْهِمْ كَسْفًا مِنَ السَّمَاوَاتِ - اَلَا تَرَوْنَ اَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ
مِنْ دُونِ مَا يَخْلُقُونَ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ تَعَالَى اَمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَسْتَدُّ حَلَقًا اَمْ هِيَ ذَاتَانِ اِنَّ نَّشَأَنَهُمْ اِلَى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اَوْ لَسْقَطُ عَلَيْهِمْ كَسْفًا
اَي قَطْعًا مِنَ السَّمَاوَاتِ كَمَا اسْقَطْنَا عَلَى اَعْصَابِ الْاَنْبِيَاءِ لَتُنَكِّنَ فِيْهِمْ بِالْاٰيَاتِ بَعْدَ ظُهُورِ الْبَيِّنَاتِ -

دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا ڈال کر انہیں کھیل دیں۔

اَلْوَسَى فِرَاتِيْ هِيَ - وَاللَّعْنَةُ اَعْمُوْا فَاَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى مَا اَحَاطَ بِجَوَانِبِهِمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ فَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا
اَنَّهُمْ اسْتَدُّ حَلَقًا اَمْ هِيَ ذَاتَانِ اِنَّ نَّشَأَنَهُمْ اِلَى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اَوْ لَسْقَطُ عَلَيْهِمْ كَسْفًا
اَي قَطْعًا مِنَ السَّمَاوَاتِ كَمَا اسْقَطْنَا عَلَى اَعْصَابِ الْاَنْبِيَاءِ لَتُنَكِّنَ فِيْهِمْ بِالْاٰيَاتِ بَعْدَ ظُهُورِ الْبَيِّنَاتِ -

آیہ کریمہ کا مفہوم منطوق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ اندھے ہیں انہیں نظر نہیں آتا کہ ان کے
چاروں جانب جتنے گھیر رکھا ہے وہ آسمان و زمین ہے یہ اتنا نہیں سوچتے کہ ان سے کہیں زیادہ شدید ترین
مخلوق ہے اور اس کے مقابل کچھ نہیں اور ہم وہ قادر و قیوم ہیں کہ اگر چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں۔
جیسے فارون کو دھنسا یا کھایا ان پر کسف سماویہ یعنی آسمان کا ٹکڑا ان پر ڈال دیں جیسے اصحاب ایکیر پر
ڈالا اور یہ سب تکذیب آیات الہی کی سزا تھی جبکہ ان پر دلائل روشن آئے تو ماننے کی بجائے تکذیب کرنے
کی جرأت کر بیٹھے ایسا ہی ان کا سحر ہو گا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ - بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور عبرت ہے

ایمان والے رجوع لانے والے کے لیے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ سبأ ۲۲

اور بے شک ہم نے دیا داؤد کو اپنا بڑا فضل اسے
پہاڑوں اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور
اسے پرندوں اور ہم نے نرم کیا اس کے لیے لوہا
تاکہ وسیع زبر میں بنائے اور اس کی کڑیاں اندازے
سے بنائے اور تم سب نیکی کرو بے شک میں جو کچھ
تم کرتے ہو دیکھتا ہوں۔

اور سلیمان کے لیے ہوا مسخر کی اس کی صبح کی سیر
ہمیتہ کی راہ اور شام کی متزل ایک ہمیتہ کی راہ سے تھی
اور یہاں ہم نے اس کے لیے چشمہ نکھلے ہوئے تانبے
کا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے
اس کے رب کے حکم سے اور جو منحرف ہوا ان میں سے
ہمارے حکم سے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکائیں
گے۔

بناتے اس کے لیے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور
تصویریں اور لگن بڑے جو جنوں کے برابر اور لشکر دار
دیگیں عمل کرو اسے داؤد شکر کے ساتھ اور بہت کم ہیں
میرے بندوں میں شکر گزار۔

تو جب حکم بھیجا ہم نے اس پر موت کا نہیں بتایا ہم
نے جنوں کو اس کی موت کا حال مگر زمین کی دیکھ
نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی تو جب سلیمان زمین پر
پڑے ظاہر ہوا جنوں پر تو پکارے کہ اگر وہ غیب
جانتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فُضِّلَ بِهِ
أَوْيُّ مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَنَّا لَهُ الْخَبِيرُ

أَن آتَمَّكَ سَابِغَاتٍ وَقَدَّرْنَا فِي السَّرْدِ
وَأَعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غَدُوًّا هَاشِمًا
ذَوَا أَمْحَا شَهْرًا وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ
الْقَطْرِ وَمِنَ الْجِبِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ
يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَن يَزِغُ مِنُّهُم
عَنْ أَمْرِنَا نُنزِلْهُ مِنْ عَذَابِ
السَّعِيرِ

لَيَعْمَلُونَ لَكَ مَا يُشَاءُ مِنْ تَحَارِيْبٍ
وَأَمَّا تِلْكَ ذُرِّيَّتُكَ كَالْجَوَابِ وَقَدَّرْنَا
رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ سُكُورًا
وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ
فَلَمَّا فَضَّيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ
عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ
مِنْ سَلَاتِهِ فَلَمَّا خُرَّتَبَيَّنَّتِ الْجِبُّ
أَن لَّوْكَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبِ مَا
لَبُتُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ

بے شک ملک سبا کے لیے ان کی آبادی میں
تسانی تھی دو باغ کو اس میں ہم نے اپنے رب کا رزق
کھاؤ اور شکر کرو اس کا پاکیزہ شہر اور بخشنے والا
رب۔

تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے بھیجا ان پر زور کا
بہاؤ پانی کا اور بدل دیا ہم نے ان دو باغوں کے
بدلے دو باغ جن میں یکساں میوہ اور جھاؤ اور
کچھ پیریاں تھیں۔

یہ ہم نے بدلہ دیا انہیں ان کی ناشکری کا اور ناشکری
کی سزا ہی یہ ہے اور ہم نے کہے ان میں اور ان شہروں
میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور مقرر
کیا ہم نے منزل کے اندازے پر چلو ان میں راتوں
اور دنوں میں امن و امان سے۔

تو بولے لے ہمارے رب ہمارے سفر میں مدد
ڈال اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے
انہیں افسانہ کر دیا اور انہیں ہم نے پر اگندہ کر دیا
پریشان کر کے بے شک اس میں ضرور نشانیاں
ہیں ہر پورے صبار شکر گزار کے لیے۔

اور بے شک سچ کر دکھایا ان پر ابلیس نے اپنا
گمان تو اس کے پیرو ہو گئے مگر ایک گروہ مؤمنین
میں سے۔

اور نہیں تھا ان پر شیطان کا قابو مگر اس لیے کہ
ہم دکھادیں کہ کون ایمان لایا آخرت پر ان میں سے
جو شک میں ہیں اور تمہارا رب ہر شے پر نگہبان
ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْئَلِهِمْ آيَاتٍ جَبِينٍ
عَنْ يَمِينٍ وَشَمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ
وَاشْكُرُوا لَئِنْ كَفَرْتُمْ أَزِيدَنَّ
عَذَابَهُ

فَاعْرِضْهُمْ نَوْأًا فَنَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِمْ سَيْلَ
الْعَجْرِ مَرْدَبًا لَكُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ
ذَوَاتِ أَكْحَامٍ فَحِطَّ ذَاتِلِ وَشَيْءٌ مِّنْ
سِنْدٍ قَلِيلٍ ۝

ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَآدَهَلَّ
نَجْمَتِي إِلَّا الْكُفُورَهُ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرَى
ظَاهِرَةً وَغَدَّ رِجَالُهَا السَّيْلُ لِيَكُونَ لِأُولَئِكَ
لِيَالِي دَائِمًا الِٰمْنَيْنِ ۝

فَقَالُوا رَبَّنَا لِعِدَّتَيْنِ أَسْغَارًا أَتَمَلَّؤُوا
أَنْفُسَهُمْ فَيَعْبَثُونَ أَحَادِيثَ وَمَوْقِنًا لَهُمْ
كُلِّ مَمْرُزٍ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ
صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ
إِلَّا قَرِيظًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

وَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِذْ لَمَسَ
لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ
مِنْهَا فِي شَكٍّ وَذَبَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظًا

لفظی ترجمہ

وَ- اور	لَقَدْ بَشِك	اَنْتِنَا- دیا ہم نے	وَ- اور
مِنَّا- اپنی طرف سے	فَقَضَا فِضْل	يَا- اے	وَ- اور
اَذِي رَجوع کرو	مَعَنَا- اس کے ساتھ	وَ- اور	وَ- اور
وَ- اور	اَلنَّآ- نرم کیا ہم نے	لَهُ- اسکے لیے	وَ- اور
اَنْ يَمير کہ	اَعْمَل- بنا	سَالِفَاتِ كَهْلِي در عین	وَ- اور
قَدَّر- اندازہ رکھ	فِي- بیچ	السَّوْدِ- پرونے کے	وَ- اور
اَعْمَلُوا- عمل کرو	صَالِحًا- نیک	اِنِّي- بیشک ہیں	وَ- اور
تَعْمَلُونَ- کرتے ہو تم	نَصِيرًا- دیکھنے والوں	وَ- اور	وَ- اور
الذَّيْحِ- ہوتا تابع کی	عَنْدُو- پہلا پیر	كَمَا- اس کا رستہ	وَ- اور
وَ- اور	ذَوَا حَمَلًا- پھیلا پیر	شَهْرًا- ایک مہینہ	وَ- اور
اَسَلْنَا- بہا دیا ہم نے	لَهُ- اس کے لیے	عَيْنِ- چشمہ	وَ- اور
وَ- اور	مِنَ الْيَمِينِ- جنوں میں سے	مَنْ- وہ بھی تھے جو	وَ- اور
يَمِينِ- آگے	يَدَيْهِ- اس کے	بِاِذْنِ- حکم	وَ- اور
وَ- اور	مَنْ- جو	يَنْزِعُ- ٹیڑھا ہو	وَ- اور
عَنْ اَمْرَتَا- ہمارے حکم سے	تَعْمَلُونَ- بناتے	مِنْذَرًا- چکھاتے ہم اسکو	وَ- اور
السَّعِيرِ- جلنے کا	مِنَ مَحَادِيْبِ- اونچے اونچے محل	لَهُ- اس کے لیے	وَ- اور
كَيْشَاءُ- بجا ہوتا	وَ- اور	وَ- اور	وَ- اور
تَمَائِيْلٍ- تصویریں	قَدَّوْرٍ- دیکھیں	جَنَابِ- لگن	وَ- اور
وَ- اور	دَاوُدَ- داؤد	رَاسِيَابٍ- لنگر دار	وَ- اور
اِلٰى- اے آل	وَ- اور	شُكْرًا- شکر	وَ- اور
قَلِيْلٍ- کھوٹے ہیں	مِنَ عِبَادِي- میرے بندے	الشُّكْرَ- شکر گزار	وَ- اور
قَلَمًا- پھر جب	فَضِيْنَا- بھیجا ہم نے	لِلْمَوْتِ- موت کو	وَ- اور
	عَلَيْهِ- اس پر		

موتہ موتہ موتہ اسکی کے	علیٰ - اوپر	ذکرہم خبر ہوئی انکو	ما نہ
تاکلی - کھا گئی	الارض زمین کی نے	دایۃ - ویک	الاد مگر
تنبئت - تو معلوم ہوا	خزہ وہ گرا	قلنا توجب	مسناتہ اسکی لاکھی
کانوا وہ ہوتے	تو اگر	ان یریکہ	الجن جنوں کو
کننا کھرے رہتے	ما تونہ	الغیب غیب کو	یعلنون جانتے
للمہین رسوا کرنے والے کے	لقد یشک	العذاب عذاب	فی بیح
مسکنتم انکے گھروں کے	فی بیح	سببہ سب کے لیے	کان بھی
وہ اور	عن ینین - واپس	جنتین - دو باغ تھے	ایۃ - نشانی
ذبلکہ اپنے رب کا	من ذرق - رزق	کلوا - کھاؤ	یشال - یائیں
کلبتہ پاکیزہ	بلدک شہر ہے	کہ اس کا	واشکر وا - اور شکر کرو
فاعرضوا - تو منہ پھیرا ہوتے	غفور بخشنے والا	ذہ رب	وہ اور
العرم - پانی کا	سئل سیلاب	علیم - ان پر	فارسلنا تو بھیجا ہم نے
وہ اور	بعثتیم - دو باغوں کے بدلے	بدلتیم بدل دیے ہم نے انکو	وہ اور
وہ اور	خط کیلے	انھی بچل تھے	ذواتی جن میں
من سدر بیریاں	شی - کچھ	وہ اور	انہل بجاؤ
ہوہ ان کو	جزینا بدلہ دیا ہم نے	ذلیک یہ	قلیل تھوڑی سی
ہل الیسا نہیں	وہ اور	کفر وا کفر کیا انہوں نے	بہد اس کا جو
وہ اور	الکفور ناشکروں کو	الاد مگر	تجنی بدلہ دیتے ہم
ین درمیان	وہ اور	ینم انکے درمیان	جعلنا نبائیں ہم نے
جہنا اس میں	بوکتا برکت کھی ہم نے	التی کے جو	القری ان لبتیوں
قد دنا اندازہ کیا ہم نے	وہ اور	ظاہر کا - سہراہ	قری لبتیاں
جہنا ان میں	سیروا - چلو	السیر چلنے کا	رفہا اس میں
فقالوا تو لوہے	امنین - امن سے	واياما - اور دن	کیا رات
اسفارنا - ہمارے سفروں کے	ین درمیان	باعدا - دوری کہ	کینا کے ہمارے رب
فجعلتم تو بتایا ہم نے انکو	انفسہم - اپنی جانوں پر	ظلموا ظلم کیا انہوں نے	وہ اور

مَدَقْنَا لَوْ رَأَيْتُمْ نِي اِنَّ بَشِيكَ لَكُنَّ بِرَ اِيك لَقَدْ بَشِيكَ خَلَّةً اِبْنَا لِمَان	وَ اَوْر مُهَيَّبِي تَوْرَانَا لَا اِيْتِ نَشَانِ هِي وَ اَوْر اِيْلِيْسِي اِبْلِيْسِي نِي فَمَرِيْقَا اِيك جَمَاعَتِ مَا نِهِيْسِ مَنْ سُلْطَانِ كُوْنِي غَلِيْبِي يُوْمِنُ اِيْمَانِ رَكْعِي مُهَيَّبَا اِسْ سِي رَبِّيْكَ تَبْرَابِ حَفِيْظًا نَكْرَانِ هِي	اِحَادِيْثِ اِفْسَانِي مَحَلِّيْ پُوْرِي طَرِيْحِ ذَلِكْ اِسْ كِي سُكُوْرِي شَكْرِي كَرِيْمُوْلِي كِي عَلَيْهِمْ اِنِ پَرِ اَلَا مَكْرِ وَ اَوْر عَلَيْهِمْ اِنِ پَرِ مَنْ اِسْ كُوْجُو هُوَ وَه وَ اَوْر نَتِيْجِيْ حِيْرِي كِي
هُوَ اِنِ كُو فِي رِيْحِ صَبِيْرِي مِهْرِي كَرِيْمِي نِي صَدَقْ سِيْحْ كَرِيْمِي كُو فَاَبْعُوْكَ كُو سِيْرِي كِي اَبْرِيْمِي مَنْ الْمُؤْمِنِيْنَ مَوْْمِنُوْلِي كِي نِي لَا اِسْ كَا لِنَعْلَمُ تَا كَرِيْمِي كَرِيْمِي مَنْ اِسْ سِي كِي سَتِيْكَ شَكْ كِي هِي مَحَلِّيْ هِي	كَانَ رَحْمَا اَلَا مَكْرِ بِالْاِخْوَةِ اَخْرِيْتِ پَرِ فِي رِيْحِ عَلِيْ اَوْرِ	وَ اَوْر عَلَيْهِمْ اِنِ پَرِ مَنْ اِسْ كُوْجُو هُوَ وَه وَ اَوْر نَتِيْجِيْ حِيْرِي كِي

اس رکوع کی نادر لغات

اَلتَّاءُ نَزَمَ كِيَا مِمَّنِي نِي اَعْمَلُ سَابِيْعَاتِ فَرَاخِ بِنَاؤِ عَدُوْهَا صَبِيْحِ اِسْ كِي فَاَسْأَلْنَا لَهْ جَارِي كِيَا مِمَّنِي نِي اِسْ كِي پَرِ دَمْنِ تِيْنِغِ اَوْر جُو كُو كِي كَرِ سِي مَحَارِيْبِيْ اُو پَنَجِيْ مَعْلِ جَفَانِ لَكْنِ وَقَدْ دُرْدَا سِيَابِ دِيْكِيْسِ لَكْرِدَارِ مِنْسَانَتِيْ اِسْ كِي لَكْرِي كُو عَنْ اِبْنِ الْمُهَيَّبِيْنَ خَوَارِي كَا عَذَابِ	اِقْوِي رَجُوْعِ لَاؤِ حَدِيْدِيْ لُوْهَا وَقَدْ دَرِي السُّوْرِي كَرِيْمِي اِبْرِيْمِي وَدَدَا حَمَا اَوْر شَامِ اِسْ كِي عَيْنِ الْقَطْرِ بِسِيْمِي كِي پَرِ تَابَرِي كَا سَعِيْرِي مَحْرُكِيْ تَبْرَابِ تَنَابِيْلِيْ تَعَاوِيْرِ كَانِ جَوَابِ مِثْلِ حَوْضِ كِي كَانَتِ الْاَرْضُ زَمِيْنِ كِي دِيْكِي خَرِيْ لَكْرِي كِي
--	---

سَبَّأٌ - بلا دین کا ایک شہر جس کی بلکہ بلقیس تھی اور وہ بعد میں سبلا ب سے تباہ ہو گیا۔
 سَبَّأٌ الْعَرَبُ - بہاؤ مصیبت کا
 اَشْلُ - جھاؤ کا درخت
 كَفُودٌ - ناشکرا
 سَبَّوْهُمُ - متزل کا مقام
 ذَوَاتِ الْأُنْثَىٰ تَخْضَعْنَ - بکھٹے میوے
 سِدْرٌ - بیری
 قَدْرًا - اندازہ کر دیا ہم نے
 مَذْقَانَهُمْ - پیرہہ ریزہ کر دیا یا منتشر کر دیا

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ سبأ

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فَضَّلْنَا - اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا افضل دیا۔
 یعنی نبوت اور کتاب زبور عطا کی۔

ایک قول ہے کہ فضل سے مراد ملک اور حکومت ہے۔
 ایک قول ہے اس سے مراد صوتِ حَسَنٌ و لَحْنٌ دل افروز ہے اور اسکے ساتھ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہونا
 يَا جِبَالُ أَدِّبِي مَعَنَا وَالطُّيُورُ لے پہاڑ اور پرندو داؤد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ۔
 اور جب وہ تسیح الہی کی نغمہ سنجی کریں تو تم بھی ان کی ہمنوائی میں نغمہ سنج ہو جاؤ۔ چنانچہ جب حضرت داؤد
 علیہ السلام تسیح فرماتے تو پہاڑوں سے بھی تسیح کی آواز سنی جاتی اور پرندو مرغابن خوش الحان دل ربا میں شریک
 ہوتے تھے۔

اگرچہ موجودہ دور آزادی کا مسلمان ان چیزوں کو گوش توہم و اشتباہ سے سن کر تاویلات کی دلیل میں
 پھنس جاتا ہے لیکن جبکہ ہمارے سامنے لاؤڈ سپیکر کا مائیکروفون اور ریڈیو زندہ شہادت ہے کہ بے جا
 جماد محض ہماری آواز کی طرف رجوع ہو کر اس آواز کو برقی قوت سے دو یا لابلکہ دس گنا کر دیتے ہیں قوت
 برقیہ نبوت تو اس سے کہیں زیادہ اقوی ہے اس کے ذریعہ اگر ایسا ہوا تو استبعاد عقلی کیوں واللہ اللہ
 ٹیلیفون ہماری آواز لے کر یہاں سے لندن جاسکے تو نبوت کی قوت باطن سے کیوں مستبعد ہو۔
 فلاسفہ اس کے قائل ہیں کہ مادی قوت کے مقابل روحانی قوت بہت قوی ہے تو پھر عقل کے پیرو
 کو گنجائش انکار نہیں رہتی چاہیے۔

يَا جِبَالُ أَدِّبِي - میں حکم حکیم علی الاطلاق ہے اور اسپیکر میں ریڈیو میں اور ٹیلیفون میں حکم برقی مادی ہے
 اور دونوں کا فرق اتنا ہے جتنا خالق و مخلوق میں ہے۔ ایسے ہی آگے جو ارشاد ہے وہ بھی ملتے کے قابل ہے

چنانچہ ارشاد ہے۔

وَأَلْتَمَسْنَا لَكَ الْفَيْدَ أَنْ تَعْمَلَ سَابِقَاتٍ وَقَدَّرَ فِي الشُّرُودِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا لِحُرَّاتِهَا يَتِمُّونَ لِمَعِي
اور ہم نے نرم کیا اس کے لیے لوہا کہ بنا وسیع زرہیں اور ان کی کڑیاں اندازے سے رکھا اور تم سب نیکی کرو
بیشک میں تمہارے سب کام دیکھ رہا ہوں۔

تسود عربی میں چڑھوڑنا۔ سوراخ کرنا۔ زرہ بننا۔ مسلسل باتیں کرنا۔ لگاتار روزے رکھنا کے معنی دیتا ہے
یہاں تسود زرہ بننے کے معنی میں لایا گیا۔

وَقَدَّرَ فِي الشُّرُودِ۔ زرہ کی کڑیاں مساوی رکھنے کے معنی میں لایا گیا۔

اور سَابِقَاتٍ فرارخ زرہ کو کہتے ہیں۔ سَابِقَاتِ اس کی جمع ہے۔

آگے نیک عمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اس کے ماتحت مفسرین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کے دست مبارک
میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کی مدد اور بغیر ٹھونکے بیٹے بنا لیتے۔
اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں
کے تاثرات و وجدانیات کی جستجو کرنے کو لوگوں میں ایسی نشان سے نکلتے کہ آپ کو کوئی نہ پہچان سکے پھر
آپ کو جب کوئی ملتا تو دریافت فرماتے کہ داؤد کیسا ہے تو سب لوگ تعریف کرتے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بصورت انسان بھیجا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے دریافت
فرمایا تو اس نے کہا داؤد ہیں تو بہت اچھے مگر کاش ان میں یہ خصلت نہ ہوتی کہ وہ اپنے اہل و عیال کا خرگ
بیت المال سے کرتے ہیں۔

تو آپ کو محسوس ہوا کہ فی الواقع یہ نہ ہونا چاہئے آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ کوئی ایسا سبب کہ
دے کہ آپ جس کے ذریعہ بیت المال سے بے نیاز ہو جائیں۔

دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہا نرم کر دیا اور صنعت زرہ سازی کا علم عطا
فرمایا چنانچہ آپ ہی پہلے میں جنہوں نے زرہ سازی شروع کی۔

آپ دن میں ایک زرہ بنا لیتے وہ چار ہزار درہم کو فروخت ہوتی اس سے آپ اپنے اہل و عیال
کے اخراجات پورے فرما کر فقراء و مساکین پر بچا ہوا خرچ فرماتے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ میں ارشاد ہے

وَأَلْتَمَسْنَا لَكَ الْفَيْدَ۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہے۔

فَلَسِيْمَتِ الرِّجِّحِ عِنْدَ ذَهَابِ شَهْرٍ وَذَهَابِ شَهْرٍ وَذَهَابِ شَهْرٍ - اور سلیمان کے لیے ہوا مسخر کی جس کی صبح کو منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے۔
آپ دمشق سے روانہ ہوتے تو دو پہر کو قیلولہ اصطخر میں فرماتے جو ملک فارس میں ہے اور دمشق سے ایک ہفتہ کی راہ پر ہے۔ پھر شام سے اصطخر سے روانہ ہو کر رات کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لیے ایک ماہ کا راستہ ہے۔

وَأَسْتَأْتِ الْعَيْنِ الْقَطْرِ - اور ہم ناس کے یعنی سلیمان کے لیے نگھلے ہوئے تانبہ کا چشمہ بہایا۔
جو تین روز سرزمین میں پانی کی طرح جاری رہا۔

ایک قول یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں تین روز یہ چشمہ جاری رہتا تھا۔
ایک قول ہے کہ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوسہ کو نرم کیا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبہ نگھلایا۔

وَمِنَ الْجِبِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ دَمْنٌ يَبْغُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِ تَائِدٍ قَسُ مِنْ
عَنْ أَبِي السَّعْدِيِّ - اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو سلیمان علیہ السلام کے آگے اللہ کے حکم سے کام کرتے
تھے اور وہ بھی تھے جو اللہ کے حکم سے نافرمانی کرتے تھے انہیں بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع کر دیا
تھا اور بعض وہ تھے جو نافرمان تھے ان کے لیے وعید شدید عذاب بہنم کا بھڑکتی آگ کا سنایا۔
یَبْغُ - زیغ سے ہے اور زیغ کجی اور نافرمانی کے معنی میں مستعمل ہے۔

آگے یہ تصریح ہے کہ وہ جن کیا کام کرتے تھے اور اس کی تفصیلات ارشاد ہیں۔

يَعْمَلُونَ لَكُمَا يَشَارِكُونَ مِنْ حَمَإٍ رِيبٍ وَنَمَائِثِلَ وَجِجَانٍ كَالْجَوَابِ وَقَدْ وَرَدَ السِّيَاتِ -

حَمَإٍ رِيبٍ - حُرَاب کی جمع ہے۔

اور نَمَائِثِلَ - نَمَائِل کی یعنی تصویر کے معنی میں ہے۔

اور جِجَانٍ لکن کو کہتے ہیں۔

اور جَوَابِ - بڑا حوض اور کسی سوالی کے مقابل جواب دینا۔

قُدُورٌ - قدر کی جمع ہے۔ لائق ہے۔ یعنی لیکن جب وہ راسیات کے ساتھ مضاف ہوگی جو سمر کے
معنی میں ہے تو قُدُور الراسیات - اونچے سمر کے دیکھے جو لنگر دار دیگ پر بولی جائے۔ تو آئیہ کرلیہ کا ترجمہ یہ
ہوا۔ سلیمان کے لیے بناتے جو وہ چاہتے اونچے اونچے حُرَاب اور عمارتیں اور تصویریں اور بڑے بڑے

لگن مثل حوض کے اور دیگیں لنگہ دار۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ وہ جن حکم سلیمان علیہ السلام عالی شان مہرابوں والی عمارتیں اور مسجدیں بنائے چنانچہ بیت المقدس بھی اسی زمانہ کی عمارت ہے۔

اور نقاد پر درندوں پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور تپھر وغیرہ سے بنائے جو شریعت سلیمان میں حرام نہ تھا آج شریعت محمدی میں یہ صنعت حرام ہے۔

اور صنعت کاری میں وہ اتنے بڑھ چکے تھے کہ ایک ایک لگن مثل حوض کے بنا ڈالتے جس پر ایک ایک ہزار آدمی بیٹھ کر کھا سکیں۔

اور دیگیں ایسی شان کی بنائے کہ ایک جگہ سے ان کا ہٹانا دشوار تھا۔ سپرھیاں لگا کر ان پر پڑنے اس کا ایک نمونہ تو اجیر شریف میں مغرب نواز کے آستانہ پر ملتا ہے کہ یہاں دو دیگیں ہیں ایک دیگر تیار ڈیرہ سو پوری چاول پکتا ہے اور دوسری میں تقریباً چاس پوری۔

یہ دیگیں یمن میں تھیں اس پر ارشاد ہے کہ ہم نے فرمایا۔

اعْمَلُوا اِنَّ دَاوُدَ شَكَرْنَا وَاَقْلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِيْنَ

اور میرے بندوں میں کم سے شکر گزار۔

گویا یہ نعمتیں عطا فرما کر ارشاد ہے کہ ان نعمتوں کا شکر کرو جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔

اس کے بعد جو تذکرہ ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنوں پر ظاہر نہ ہوتا کہ لوگوں کو تپہ چل جائے کہ جن علم غیب نہیں جانتے پھر آپ حراب میں داخل ہوئے اور حسب عادت نماز کے لیے اپنے عصا پر ٹکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے جنات حسب دستور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں۔ ایسے حال میں ایک مدت تک کھڑے رہے۔ اور جنات کے لیے یہ تمدد زمانہ اس وجہ میں موجب حیرت نہ ہوا کہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دو دو ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک مسلسل عبادت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی دعا بہت ہی دراز ہوتی تھی۔

اس بار آپ کا قیام عصا کے ساتھ ایک سال تک رہا جنات وفات پر مطلع نہ ہوئے اور اپنی خدمت میں مشغول رہے حتیٰ کہ حکم الہی دیکھتے آپ کا عصا کھایا اور آپ کا جسم مبارک جو عصا کے سہارے پہ کھڑا تھا زمین پر آیا اور انہیں آپ کی وفات کا علم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا فَصَّيْنَا عَلَيْكَ الْمَوْتَ مَا دَلَّمْنَا عَلَى مَوْتِكَ الْاَدَابَةَ الْاَرْضِ تَحَاكُلٌ وَمِثْلَانَةٌ فَلَمَّا خَذَ

تَبَيَّنَتْ الْجَنَّةُ أَنَّهُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْعَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ إِلَّا لَمَّهَيْنِ - توجب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ تباہی مگر زمین کی دیکھنے کے اس نے وہ عصا کھا لیا پھر جب سلیمان زمین پر گر پڑے جنوں کو وہ حال ظاہر ہو گیا کہ کہتے تھے اگر ہم غیب جانتے ہوتے تو اس خوارگی کے عذاب میں نہ ہوتے۔

گویا اس بے خبری سے جنوں کو علم ہوا کہ وہ غیب نہیں جانتے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو ضرور وفات سلیمان سے باخبر ہوتے۔

غرض کہ بعد وفات سلیمان علیہ السلام بھی وہ ایک سال تک مشقت کے ساتھ تعمیر میں مصروف رہے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خیمہ نصب کیا تھا۔

پھر داؤد علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور نبی بیت المقدس ناقص رہ گئی۔ لیکن بوقت وفات آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔

مختصر یہ کہ آپ نے اجنہ کو اس عمارت کی تکمیل کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ کی وفات کا وقت بھی آگیا اور تعمیر ناقص رہی تو آپ نے دعا کی کہ میری وفات کا انہیں علم نہ ہوتا کہ یہ عمارت مکمل ہو جائے اور انہیں جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ بھی باطل ہو جائے اور یہ مصروف تعمیر رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر جب تیرہ سال کی تھی تو آپ سر پر آرائے سلطنت ہوئے اور پالیس سال آپ نے سلطنت فرمائی آپ کی کل عمر مبارک تیرہ سال کی ہوئی تھی۔

اس کے بعد ملک سب کا تذکرہ شروع فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِهُمْ آيَةٌ جَنَّتَيْنِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِن زَرْقٍ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا
لَهُ بَلَدًا طَيْبًا زَرْقٍ عَفُورٌ كَبَّ شَاكٍ سَبَاكٍ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا كَانُوا فِي أَرْضِ مِصْرَ

بائیں دہم نے انہیں فرمایا اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو پاکیزہ شہر اور بھٹنے والا رب۔
سبأ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے دادا کے نام سے مشہور ہے اور دادا سبأ بن یثجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ان کی آبادی حدود یمن میں تھی۔

ان کی بستی میں اکثر قلعے تھے انہیں ایسی نعمتیں عطا کی تھیں کہ ہر سنے والے کے دائیں بائیں دو باغ اور ایسے بار آور کہ اگر کوئی ایک جگہ سے خالی ٹوکری لے کر چلتا تو بغیر ہاتھ سے توڑے پھولوں سے وہ ٹوکری

بھرجاتی اور اس میں قسم قسم کے میوے بھر جاتے۔
 تو انہیں حکم ہوا کہ ہماری بخشش ہوئی نعمت کا شکر کرو سم نے تمہیں پاک بستی دی جس میں نہ پھیر نہ کھی
 نہ موذی جانور۔ لطیف آب و ہوا صاف ستھری زمین جس میں نہ کھٹل نہ لپٹو۔ سانپ نہ بچھو غرض کہ عیب و
 غریب صحت افزا جگہ تھی۔ بلکہ ہوا میں یہ لطافت کہ اگر کوئی باہر کا مسافر جوڑوں سے لدا ہوا آجاتا تو اس بستی
 میں آتے ہی سب بوئیں مریجاتیں جیسے کشمیر جاتے ہوئے پیر پنجال کی گھاٹی سے عبور کرتے ہوئے تمام
 لالیال گرمی و لے رفع دفع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ شہر صنعاء سے تین فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔
 غرض کہ انہوں نے ناشکری کی چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاعْرِضْهُمَا فَاذْهَبْنَا عَنْهُمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِحَبْلِهِمْ جَدَّتَيْنِ دَرَاتِي أَكْلِي خَطِّ وَائِلٍ
 وَشَيْءٍ مِّنْ سِدِّ دَقِيلٍ۔ ذَلِكُمْ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَ أَهْلَ بَيْتِ الْحَاذِي إِلَى الْكَفُورِ۔ تو انہوں نے انہوں
 کیا اور منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا طوفان پانی کا بھیجا اور ان کے باعزوں کو بدل کر دو باغ ایسے بدل دیے
 جن میں کھیلا کھٹا میوہ اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں چھوڑ دیں۔

تو انہوں نے شکر گزاری سے اتنا اعراض کیا کہ انبیاء کو ام کی تکذیب شروع کر دی۔

حضرت وہیب کہتے ہیں اس بستی میں تیرہ نبی دعوت حق دینے کے لیے مبعوث ہوئے جنہوں
 نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انہیں یا ددلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر انہوں نے ان کی تکذیب میں
 کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ہے یہ جو کچھ
 ہے ہماری حسن تدبیر سے ہے آپ اپنے خدا سے کہہ دیں کہ وہ اگر ایسی قوت رکھتا ہے تو ہم سے ان
 نعمتوں کو روک دے۔

سَيْلَ الْعَرِمِ عَظِيمِ سَيْلَابٍ يَأْتِيهِمْ دِرْهَمًا كَمَا يَأْتِيهِمْ يَوْمَئِذٍ مَّوَدَّعًا مِّنْ سِدِّ دَقِيلٍ
 وَ شَيْءٍ مِّنْ سِدِّ دَقِيلٍ۔ ذَلِكُمْ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَ أَهْلَ بَيْتِ الْحَاذِي إِلَى الْكَفُورِ۔ ان کے تمام
 باغ اور سارا مال غرق ہو گیا اور ان کے رہنے کی وہ نفیس کوٹھیاں ریت کے اندر دفن ہو گئیں۔
 غرض کہ ایسے تباہ ہوئے کہ ملک سبا ایک افسانہ بن کر رہ گیا اور اہل عرب کے لیے وہ مثل بن گیا۔
 أَكْلِي خَطِّ بَدْمَزَةٍ نَهَابِيَةٍ بَدْمَزَةٍ كَوَكَيْتِي۔

اتل۔ عربی میں جھاؤ کے درخت کو کہتے ہیں جو بھول دے نہ پھلے نہ اس کا سایہ ہو۔

سیدہ عمریٰ میں بیری کی جھاڑی کو کہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ ان کی ناشکری کا نتیجہ تھا جیسا کہ
 ذَلِكُمْ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَ أَهْلَ بَيْتِ الْحَاذِي إِلَى الْكَفُورِ۔ یہ بدلہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کا

دبا اور کسی کو نقصان نہیں دیتے اور نہز جب ہی دیتے ہیں جب وہ ناشکر ہو جائے۔

یہاں بَدَا نَحْمُ بِعَيْتِكُمْ مَجْتَبِينَ فَرَاكَرُ بِطَرَفِ مَشَاكِلَتِ اِرْشَادِ هُوَا كِه اِن كِه دُو بَاغِ اِلَيْسِه بَاغِ
ہو گئے جیسے دیر انوں میں بھاڑے یاں جم جائی ہیں اور وحشت ناک جنگل ہونے ہیں اس قسم کے باغ
بنادیں یہ ان کے کفر کی سزا دی گئی۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْكُفْرِ الْقُرْءَانَ الَّذِي بُرِّئْنَا فِيهَا قُرْءَى ظَاهِرَةً وَقَدْ دَنَا فِيهَا السَّيْرُ سَيْرًا
مِنَّا لِيَلِيَ وَيَمَّا اِمْتِنَتْ۔ اور ہم نے کفر سے ان میں (یعنی ملک سیا میں) اور ان شہروں میں جن میں
ہم نے برکت رکھی سر راہ کئے شہر اور ان میں ایک سے دوسری بستی تک انداز سے سے بستیاں کھین
ان میں چلو راتوں میں اور دنوں میں امن و امان سے۔

یعنی شہر سیا سے شام تک رہنے والوں کو اتنی وسیع نعمتیں اور پانی اور سایہ دار درخت اور چشمے
عمایت کیے گئے تھے کہ سیا سے شام کے ملک تک جانے والے کو راستے کے لیے ناشتہ اور پانی بہراہ
لے جانے کی حاجت نہ تھی اور بستیاں ایسی قریب قریب رکھی تھیں کہ سفر کرنے والا صبح چلے تو دوپہر
کو کسی بستی میں پہنچ جائے جہاں اسے اپنی تمام ضروریات مل سکتی تھیں اور آسانی سے سفر تمام ہو
جائے غرض کہ من سے ملک شام تک تمام سفر آسانی سے پورا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تیار
کر تم سفر امن و امان سے کرتے ہو یہ ہماری بخشش ہے۔

اس پر مقولوں کے اندر حسد پیدا ہوا کہ ایسی آبادی کی صورت میں ہمارے اور غریبوں کے درمیان
کوئی امتیاز ہی نہیں رہا۔ پاس پاس بستیاں ہیں جو چلے خراہاں خراہاں ہو انوری کہ تاجیلا جاتا ہے۔
چند قدم پر دوسری بستی آجاتی ہے وہاں آرام کر کے پھر کس و نا کس آگے چل دیتا ہے نہ تکاں سفر
محسوس ہوتی ہے نہ منزل کی کوفت۔

اگر منزلیں دور دور ہوتیں تو مدت سفر بھی دراز ہوتی ہم متمول لوگ جنگلوں بیابانوں سے گذرتے
ہمارے ساتھ ناشتہ ہوتا پانی بھی ساتھ ہوتا سواریاں اور خدام ہمراہ ہوتے لطف سیر کے علاوہ امیر و
عرب ہیں امتیاز ہوتا۔

یہ سوچ کر انہوں نے کہا جس کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے۔

فَقَا لُوَادِنَا بَعْدَ يَبِيْنَ اَسْفَارِنَا فَظَلَمُوَا اَنْفُسَهُمْ فَبَعَلْنَهُمْ اِحَادِيثَ وَمَوْقِنَهُمْ كَلَّ
مَمْرَقِرَانِ فِي ذٰلِكَ لِيَايِتْ رُكْبًا صَبَا اِدْ شَكُوْدَ تُو لُو لے لے ہمارے رب ہماری منزلوں میں دوری
ڈال دے اور انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ہم نے ان کی دیر پر فخر آبادی افسانہ بنا دی اور انہیں ایسا

منتشر کیا کہ پورے پریشان ہو گئے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر پڑے صبر کرنے والے اور پورے شکر گزار کے لیے۔

گویا انہوں نے چاہا کہ یمن اور شام کے درمیان جنگ اور بیابان اور دشوار گزار راہ ہو جائے کہ بغیر توشہ اور پانی کے سفر ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ عذاب الہی آیا اور ان کی ناشکری کا انہیں بدلہ ملا ان بیابانوں میں بعد و انوں کے لیے نشانیاں ہیں کہ ان کے احوال شکر عبرت حاصل کریں کہ کیسی منظم اور خوش حال بستیاں تھیں اب قبیلہ قبیلہ منتشر ہو گیا اور تمام بستیاں ایک ہی سیلاب میں غرق ہو گئیں اور لوگ بے خانماں ہو کر جدا جدا آیا دیلوں سے جا بسے۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبیلہ عسّان شام میں اور قبیلہ ازل میں عمان میں اور خزاعہ تہام میں اور آل خزیمہ عراق میں اور اوس و خزرج کا دادا عمرو بن عامر مدینہ میں جا بسے۔

ان آیات کے اخیر میں لُحْلُ صَبْرًا دَشْكُورًا شَاوِدَہ سے اس سے مومن کی صفت بیان فرمائی ہے کہ صبر و شکر صفت مومن ہے جب وہ بلا و مصائب میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور حجب نعمت پاتا ہے شکر کرتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ شیطان کا گمان اہل سبأ پر صحیح ہو گیا کہ انسان کو شہوت اور حرص اور غضب کے ذریعہ آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اہل سبأ کو اس نے اسی ذریعہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْكُمْ آيَاتُنَا فَأَنْتُمْ عَنَّا لِغَافٍ وَأَكْبَرُ
مَنْ سُلْطَانِ إِلَّا تَعْلَمُونَ يَوْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ أَشَدُّ ذُرِّيَّتَكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ۔

اور بیشک سچ کر دکھایا شیطان نے اپنا گمان تو وہ اس کے پھپھے ہو لیے مگر ایک جماعت جو مسلمانوں میں سے تھی اور شیطان کا ان پر کھجگان نہ تھا مگر ہم نے لگراہ اور ایمان والوں میں یہ فرق یوں دکھایا کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ اہل سبأ شیطان کے مکر و فریب میں آئے اور اس کی پیروی کرنے سے تباہ ہوئے اور جو مومن تھے اس کے دام تزدور میں نہ آئے۔

حسن فرماتے ہیں کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوار کھینچی نہ کوڑے مارے صرف جھوٹے وعدوں اور باطل امیدوں پر اہل باطل کو گمراہ کر دیا اور وہ اس کے متبع ہو گئے مگر مومن اس کے اتباع سے محتسب رہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بے نیازی کا اظہار فرما کر مؤمنین کو دکھا دیا کہ شک میں پڑنے والے شیطان کے یوں متبع ہوتے ہیں اور ایمان والے اس حال میں بھی اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع، سورۃ سبا ۲۲

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فُضِّلَ بِهِ شَكَّ بِمَنْ نَعْنِي إِنَّا فَضَّلْنَا دَاوُدَ عَلَى سَائِرِ الْعَالَمِينَ
اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ آیتنا کا بھین اتا بیتہا و صحتہا تو بیتہا فضلًا آئی نعمتہ و احسانًا
ان کے رجوع مخالف اور صحیح رجوع پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کا احسان فرمایا۔
ذِكْرُ فَضْلِهِ وَ زِيَادَةِ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُتَقَدِّمِينَ عَلَيْهِ - دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کو فضیلت اور زیادہ مرتبت آپ سے پہلے انبیاء پر عطا ہوئی۔

اور انبیاء بنی اسرائیل - تیسرا قول یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل پر آپ کو فضیلت عطا ہوئی۔
أَمَّا عَدَاؤُنَا عَلَيْكَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ لِأَنَّ مَا مِنْ فَضِيلَةٍ فِي أَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ إِلَّا وَقَدْ أُوتِيَ عَلَيْكَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ مِثْلَهَا بِالْفِعْلِ أَوْ تَمَكَّنَ مِنْهَا فَلَمْ يَجْعَلِ لَهَا دَرَاهِمًا
چونکہ اس لیے کہ ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ وسلم کے سوا سب پر فضیلت دی اس لیے کہ حضور کے لیے
جبھی فضیلتیں کسی نبی کو انبیاء میں سے عطا ہوئیں وہ سب ان جیسی حضور کو ملیں عام اس سے کہ وہ بالفعل
ہوں یا بالقوة تو ان کے اظہار کی حضور کو اجازت نہ ہو۔

اور یہاں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی معجزاتہ شانوں کا تذکرہ پہلے رکوع کی مناسبت
سے فرمایا گیا اس کے آخر میں لَاقِي عِبْدٍ مُّتَّبِعِينَ ارشاد دکھا اس وجہ میں داؤد و سلیمان علیہما
السلام کی انابت کی بنا پر ان کا تذکرہ فرمایا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَسْتَعْبِدُوا لَهَا هَذَا فَقَدْ
تَفَضَّلْنَا عَلَى عِبِيدِنَا قَدْ كُنَّا هَكَذَا كُنَّا - فَلَمَّا فَرَّغَ الْمُتَّبِعِينَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجَعَ الْمُتَّبِعِينَ بِهِمْ
بِسَبَابٍ مَا كَانَتْ مِنْ هَلَاكِهِمْ بِالْكَفْرِ وَالْعَتْوِ - اسے منکر و ہماری شان قدرت پر استیغاب و عقل نہ کرو
بے شک ہم نے اپنے بندوں کو بڑی بڑی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے گزرے ہیں منجملہ اس کے داؤد علیہ
السلام کو یہ اور سلیمان علیہ السلام کو یہ۔

جب ان دو ہستیوں کی فضیلت سے مثال دیدی تو پھر ملک سبا کو مثال میں پیش فرمایا اور جو کچھ ان
کی ہلاکت ان کے کفر اور نافرمانی سے ہوئی۔

پھر ارشاد ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے لغات تسبیح کی طرف تم بھی رجوع لاؤ چنانچہ ارشاد ہوا۔

يَا جِبَالُ اُرِي مَعَكُمْ الطَّيْرُ لِيْ يَرْجِعَ لِيْ بِرُجُوْعِ لَافَاكِنِ كَمَا تَرْتَدُّ

اس کی تفسیر میں اوسی کہتے ہیں۔ اے چھپو تم بھی داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرو۔

ابن عباس۔ قتادہ۔ ابن زید اور ابن جریر ابی میسرہ سے فرماتے ہیں وَالظَّاهِرُ اَنَّهَا اَمْرٌ لِّعَمْرِيٍّ مِّنَ التَّادِيْبِ

وَالْمُرَادُ رَجْعِيٌّ مَعَهُ التَّسْبِيْحُ۔ اور یہ اول لغت عربی ہے تادیب سے اور اس سے مراد ہے رجوع کرنا

ان کے ساتھ تسبیح میں گویا حکم ہوا کہ اے پہاڑ اور پرندو تم ان کی آواز پر تسبیح کرو۔

چنانچہ مروی ہے کہ اِنَّ عَلِيْهِ السَّلَامُ كَانَ اِذَا سَمِعَ سَجَّتِ الْجِبَالُ مِثْلَ تَسْبِيْحِهَا بِصَوْتٍ تَسْمَعُ فِيهَا

جِبِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَسْبِيْحٌ كَرْتِيْ تُوْهِرُ لِيْ اَبِيْ كَمَا تَسْبِيْحٌ كَرْتِيْ اَلْبَسِيْ اَوَّازِ سَعْدٍ كَرْتِيْ سَمِيَّ جَانِيْ

وَلَا يَعْجُزُ اَللّٰهُ عَنْ رَجَلٍ اَنْ يَّجْعَلَهَا يَحِيْثُ تَسْبِيْحٌ بِصَوْتٍ تَسْمَعُ وَقَدْ سَمِعَ اَلْحَصَى فِيْ كَفِّ نَيْنَا

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَسْمَعُ تَسْبِيْحًا وَكَذَلِكَ اِنِّيْ كَفْتُ اَبِيْ يَكْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ قادر ہے

جس سے چاہے جیسے چاہے جب چاہے جتنی چاہے تسبیح کی قوت دے کہ اس سے تسبیح کرا سکتا ہے۔

اور ایسی تسبیح جس کی آواز دوسرے سنیں ورنہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا لِيَسْمِعَنَّ مَجْمِدًا وَلٰكِنْ لَا تَقْضُوْنَ تَسْبِيْحًا

تو صاف قرآن مجید میں موجود ہے۔

اور کنکریوں نے دست اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تسبیح کی اور ایسے ہی دست صلی اللہ علیہ وسلم

میں تسبیح کی۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

آگے اوسی فرماتے ہیں وَلَا يَبْعُدُ عَلٰى هٰذَا اَنْ يُقَالَ اِنَّ تَعَالٰى حَقَّقَ فِيْهَا الْقَوْمَ اَوْ لَا فَنَادَاهَا

كَمَا يَنَادِيْ اَوْ كَوَالْقَوْمِ وَاَمَرَهَا۔ اور یہ مستبعد نہیں اگر مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ اور طیر میں

اول فہم پیدا فرمایا ہو پھر انہیں حکم دیا ہو جیسے اہل فہم کو حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس کے نظائر عقلی ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اس پر علامہ اوسی نے ایک طویل بحث کی

فَلْيَنْظُرْ فِيْهَا مَنُ شَاءَ۔

وَالَّذِيْ لَمْ يَحْدَيْدَ۔ اور نرم کیا ہم نے ان کے لیے لوبا۔

اَمْحٰ وَجَعَلْنَا فِيْ يَدَيْكَ كَالسَّمِيْعِ وَالْعَيْنَيْنِ يُصَوِّرُ كَمَا يَشَاءُ مِنْ غَيْرِنَا رِدًّا وَلَا ضَرْبَ مَقْطَعٍ

یعنی آپ کے دست اقدس میں لوبا موم کی طرح نرم ہو کر گندھے آٹے کی صورت ہو جاتا تو آپ جس میں

میں چاہتے سے بناتے بغیر آگ کی تپائی اور ہتھوڑے کی ضرب کے۔

آبِ الْعَمَلِ سَابِغَاتٍ بِهِ كَمَا بَنِيَتْ اس سے زرہ۔

گویا معنی یہ ہوئے۔ اَلتَّائِكَةُ الْعَبْدُ يَعْتَلُ سَابِغَاتٍ لَوْ بَاهِمُ نَعْنِي دَسْتِ دَلُوْدٍ مِّنْ زَرَّةٍ بَنَانِي كُو
نرم فرمایا۔ اور سَابِغَاتٍ لَعْنَتِ عَرَبٍ مِّنْ زَرَّةٍ كُو كَتَبْتَنِي مَن كَمَا قَالَ الْاَلْمُوْسِي وَ الْمَسَابِغَاتِ الدُّوْعُ
وَقَدِّدِي السُّوْدُ۔ اور اندازہ رکھو اس کی بنائی ہیں۔

سرد عری میں منبے کو کہتے ہیں السُّوْدُ تَسْبِجٌ فِي الْاَصْلِ اور زرہ میں چونکہ کرطیاں بنی جاتی ہیں اس لیے
قَدِّدِي السُّوْدُ فَرَمَا يَعْنِي اِقْتَصِدِي فِي تَسْبِجِ الدُّوْعِ بِحَيْثُ تَتَنَاسَبُ حَكْمَهَا۔ زرہ بنانے میں اس
کا خیال رکھ کرطیاں برابر کی ہوں۔

اور ابن عباس۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی جاتم فرماتے ہیں اَحْيَا اجْعَلْ حِلَقَهَا عَلٰی مَقَادِيْرٍ
مُتَنَاسِبَةٍ۔ اس کی کرطیوں کو ایک اندازہ پر رکھو مری ہے۔
اِنَّ عَلَيَّ السَّلَامَ كَانَ يَعْمَلُ الْحِلَقَ مِنْ غَيْرِ فَرَسِجٍ۔ حضرت داؤد علیہ السلام تعمیر ہمال لگائے
کرطیوں کو جوڑتے اور وہ بے جوڑ ہوتی تھیں۔

وَحِكْيَ اَنَّ عَلَيَّ السَّلَامَ اَقْلَ مَنْ صَنَعَ الدَّارِعَ حِلَقًا وَكَانَتْ قَبْلَ صَفَاحِجٍ۔ رُوِيَ ذَلِكُ عَنْ
قَتَادَةَ۔ قتادہ فرماتے ہیں اول جس نے زرہ کرطیوں سے بنائی وہ داؤد علیہ السلام ہیں اس سے پہلے وہ ہے
کے تیرے جوڑے جاتے تھے۔

زرہ کی ابتداء کا حال یہ ہے کہ جبے مقاتل نقل کرتے ہیں۔
اِنَّ عَلَيَّ السَّلَامَ حِينَ مَلَكَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ يَخْرُجُ مُتَنَكِّرًا فَيَسْأَلُ النَّاسَ عَنْ حَالِهِ
فَعَرَضَ لَهُ مَلَكٌ فِي صُورَةِ الْاِنْسَانِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لِعَمْرِ الْعَبْدِ لَوْلَا خَلْقُ فِئَةٍ فَقَالَ وَمَا هِيَ
قَالَ يَرْزُقُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَكُلُوَاكُلٍ مِنْ عَمَلِ يَدِيهِ فَنَسَتْ فَصَابِلُكَ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْتَ
لِعَلْمِي صَنَعْتَهُ وَبِيْسِهِمْ عَلَيَّ فَعَلِمَهُ صَنَعْتَ الدَّارِعَ وَ الْاَنْ كَسَرُ الْعَبْدِ يَدِيهِ وَكَانَ
يُنْفِقُ ثُلُثَ الْمَالِ فِي مَصْرَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ يَفْرَعُ مِنَ الدَّارِعِ فِي بَعْضِ يَوْمٍ اَوْ فِي بَعْضِ
لَيْلٍ وَتَمَّتْ الْفِتْنَةُ ذَهَبًا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے عیب کے تحسب میں بھیس بدل کر قوم میں نکلتے اور پوچھتے داؤد کیسے
آدمی میں تو سب تعریف ہی کرتے۔

ایک روز ایک فرشتہ انسانی صورت میں آپ کو ملا آپ نے اس سے بھی دریافت کیا اس نے
کہا داؤد بندہ تو اچھا ہے اور بالکل ہی اچھا ہوتا اگر ایک کمی بھی نہ ہوتی آپ نے فرمایا وہ کیا کمی ہے؟

اس نے کہا وہ بیت المال ہے کھانا پیتا ہے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا تو یہ اس کی فضیلت پر ہی طرح نکل ہو جاتی۔

آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ کوئی ایسی صنعت تعلیم فرمائے کہ آسانی سے وہ روزی حاصل کی جا سکے تو اللہ تعالیٰ نے زندہ بنانا تعلیم فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا۔

تو آپ یہی کام کرتے اور دن کے کچھ حصہ میں یا رات کی کسی ساعت میں زندہ تیار کر لیتے اور اس زندہ کی قیمت ایک ہزار درہم ہوتی اس میں سے آپ تہائی مال مصلح المسلمین میں خرچ فرماتے۔

اور حکیم ترمذی تو اور الاصول میں اور ابن ابی حاتم ابن شوزب سے راوی ہیں۔

قَالَ كَانَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْفَعُ فِي كُلِّ يَوْمٍ دِرْعًا فَيَبِيْعُهَا هَيْئَةَ الْآيَةِ حُرِّمَ الْفَاءُ

لَهُ دَلَاهِلُهُ وَادْبَعَتْ الْآيَةَ لِيُطْعِمَ مِنْهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْخَيْرُ الْخَوَارِجِيُّ حَضْرَتِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ہر روز ایک زندہ تیار کرتے وہ چھ ہزار درہم کو بکتی اس میں سے دو ہزار اپنے لیے اور اہل و عیال کے لیے صرف کرتے اور چار ہزار اپنے لشکریوں کو متکذروں کے کھانے میں صرف فرماتے۔

مجموع البیان میں ایک روایت ہے کہ آپ نے تین سو ساٹھ زرہیں تیار کر کے تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دیں اور آپ بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔

وَاعْمَلُوا أَصْحَابِ الْحَرَاتِ إِنَّمَا تُعْمَلُونَ بِصِدْقٍ وَأَعْمَلُ صَالِحٍ كَرِيمٍ تَهَارَسُ عَمَلٍ دَلِيكِرْ هِيَ هِيَ۔

یہ داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل سب کے لیے حکم ہے۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کا

تذکرہ شروع فرمایا۔

وَسُلَيْمَانَ الرَّيْحِ عَدُوَّ هَامَةَ هَرَوْدَ وَأَحْمَاشَةَ هُوَ۔ اور سلیمان کے لیے مسخر کی ہوا کہ اس سے سیر

صبح کی ایک ماہ کے راستہ پر تھی اور شام کی سیر ایک ماہ کے راستہ کی تھی۔

آلوسی لکھتے ہیں۔ اَعْدَاؤُهَا تَالَهُ الرَّيْحِ يَعْنِي جَيْسَ الْكَلْبِ الْحَدِيدِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْ يَبِيْعُ

فرمایا تھا ایسے ہی وَتَعْمَلُ تَالِ السُّلَيْمَانَ الرَّيْحِ ارشاد ہوا۔

روح المعانی میں ہے فَكَانَتْ قَبْلَ مَا ذُكِرْنَا لِدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ الرَّيْحِ فَانْهَارَتْ لَهَا كَلْبُ

الْحَقِصِ بِالْمَالِكِ يَأْمُرُهَا بِمَا يُرِيدُ فَكَيْسِيُو عَلَيْهَا حَيْثُمَا شَاءَ۔ گویا ارشاد ہے کہ جیسے ہم نے داؤد

علیہ السلام کے لیے پہاڑ طبر مسخر کیے اور لوہا نرم فرمایا ایسے ہی سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر کی

جو آپ کی مملوک خاص تھی آپ اسے جو حکم فرماتے وہ اس کی تعمیل کرتی جہاں چاہتے تھے اس کے

ذریعہ تشریف لے جاتے۔

گویا جیسے ایر ویلین پٹرول اور گیس کے ذریعہ اڑتا ہے بلا تشبیہ ایسے ہی سلیمان کی سواری بلا پٹرول اور مشین اور گیس کے اتنی تیز روانہ ہوتی کہ صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت قطع فرماتے اور شام کی سیر میں بھی ایک ماہ کے بعد مسافت قطع کرتے چنانچہ احمد زید میں حسن سے دوسی ہیں۔

اِنَّهُ قَالَ فِي الْاَيَاتِ كَانَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فِي قَبِيلِ يَاصْطَخْرَ لِيَتَوَدَّعَ مِنْ اَصْطَخْرَ فَيَقْبِلُ لِقَلْعَةِ خَوَاسَانَ. حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح کی سیر کو نکلتے تو اصطخر میں دوپہر کو آرام فرماتے اور اصطخر سے صبح چلتے تو قلعہ خراسان میں آ کر قیلو کو فرماتے ۵

اس سوا کی تعریف میں بعض پرانے اشعار جنہیں وسب بن منبہ نے بحر میں نقل کیا۔ وسب فرماتے ہیں وَجَدْتُ اَيَّامًا مَنقُورَةً فِي صَخْرَةٍ بِاَرْضِ كَسْرٍ لِبَعْضِ اصْحَابِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دُهِئَ فِيهَا مِنْ جَنَابِ بَيْتِ اَبِي تَمْرٍ يَكْنَهُ اَرْضِ كَسْرٍ مِنْ جَوْ لِبَعْضِ اصْحَابِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَهَيِّ اَوْ دَهِيَّةٍ ۵

نُورٌ مِنَ الْاَدْطَانِ مِنْ اَرْضِ تَدْمُرَ
مَسِيرَةٌ شَهْرٌ وَالْعَدُوُّ لِاَخِرِ
بِنَصْرِ ابْنِ دَاوُدَ النَّبِيِّ الْمَطَهَّرِ
وَاَنْ تَسْبُوْا يَوْمًا مِنْ خَيْرِ مَعْتَبِرِ
مُبَادَرَةٌ عَنْ شَهْرٍ هَاكُمُ تَقْصُرُ
مَتَى دَفَرْتُ مِنْ فَوْقِهِمْ لَمْ تَنْفَرُوا

۱:- وَجَدْتُ دَلًا حَوْلَ سَوَى حَوْلِ رَبِّيَا
۲:- اِرَادَ اَتَمُّنُ دُحْنًا كَانَ رَبِيْتُ دَوَا حِنَا
۳:- اِنَّا سُنُّرٌ دَاوُدَ اِنَّهُ طَوْعًا نَفُوسُهُمْ
۴:- لَمْ يَكُنْ فِي مَعَالِي الدِّيْنِ فَضْلٌ وَرَفْعًا
۵:- مَتَى تَرْكَبُ الرِّيحَ الْمَطِيْعَةَ اَسْرَعَتْ
۶:- تَطْلُمُ طَيْرٌ صَفْوَةٌ عَلَيْهِمْ

(۱) اور ہم غیر بناہ کے سوا اپنے رب کی پناہ کے چلتے ہیں اپنے وطن و زمین تدمر سے۔
(۲) جب ہم چلتے ہیں تو چلنے کی بہاری مدت ایک ماہ کے بعد مسافت پر صبح کی ہوتی۔

دریث مدۃ سفر

(۳) لوگ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر کے ابن داؤد سلیمان بنی کی مدد سے چلتے تھے۔
(۴) ان کی زندگی دین کی بلندیوں کے ساتھ تھی اور اگر دنوں کی طرف مشوب کریں تو وہ بظاہر بہترین جماعت تھی

(۵) جب ہم مطیع ہوا پر سوار ہوں تو اس کی سرعت سیر ایک ماہ سے کم نہیں ہوتی۔

(۶) پرند صفت لبتہ اس پر سایہ کیے ہوئے ہیں جب وہ اترتی ہے بلندی سے تو ناگوار نہیں گذرتا۔

اور حضرت و سب رهنی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کا مستقر یعنی ایروڈ نام تدمر تھا اللہ مال بھول
نے میدان میں اونچے اونچے ستون رخام ایضاً اور اشقر کے قائم کیے تھے۔
اور تدمر یہ عوام کی مشہور ہے اور علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں یہی نام ایک رباعی کے ساتھ بطور

فرمایا وہ رباعی یہ ہے یہ
الْأَسْتِیْمَاتُ إِذْ قَالَ الْإِلَهُ لَهَا
وَجِئْتِی الْجِنِّ اِنِّی قَدْ اِذْنْتُ لَہُمْ
تھاموس میں تدمر بردن تضر ہے اور تضر بنت حسان ابن اذینہ ہے اور اسی کے نام کے ساتھ اس
شہر کا نام رکھا گیا۔

وَأَسَلْنَاكَ عَيْنَ الْقَطْرِ۔ اور جاری کیا ہم نے اس کے لیے چشمہ تانبہ کا۔
قطر پر روح المعانی میں ہے آی الثخاس الذ ائب۔ قطر سے مراد پگھلا ہوا تانبہ ہے یہ قطر لقطر
قطر اذ قطر ناسکون الطاء ہے۔
وَقِيلَ الْفِلْتَاتُ الثخاس وَ الْحَدِيدُ وَ غَيْرِہمَا۔ ایک قول ہے اس سے مراد تانبہ لوہے کی دھات ہے
وَأَوْدِيْدُ بَعَيْنِ الْقَطْرِ مَعْدَاتُ الثخاس بعض نے کہا عین القطر تانبہ کی کان ہے۔
مگر دَأَسَلْنَاكَ عَيْنَ الْقَطْرِ سے مراد یہاں ہے پگھلا کر جسے دَأَسَلْنَاكَ الْحَدِيدُ فرمایا گیا۔ فَبِئْسَ مَا
يَبِئْسَ الْمَاءُ مِنَ الْعَيْنِ قَلْبُ الْإِلٰہِ سَمِيَّ عَيْنِ الْقَطْرِ۔ وہ ابلتا تھا جیسے پانی چشمہ سے ابلتا ہے اسی لیے اسے
عین القطر یعنی تانبہ کا چشمہ فرمایا۔

روح المعانی میں ہے وَمَعْنَى أَسَلْنَا أَدْبْنَا۔ اسلنا کے معنی پگھلانا ہی ہیں۔
فَالْمَعْنَى أَدْبْنَا لَمْ الثخاس عَلَى نَحْوِ مَا كَانَ الْحَدِيدُ يَلِينُ لَدَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَتْ الْأَعْمَالُ
تَبَاتِي مِنْهُ دَهُوًا بَارِدًا دُونَ نَارٍ وَ كَوَيْلِيْنَ وَ لِذَاؤَبِ لِحَدِّ قَبْلَهُ۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اسلنا یعنی ادبنا
الثخاس جاری کیا ہم نے یعنی پگھلا دیا ہم نے تانبہ اسی طرح جیسے لوہا پید داؤد میں نرم کر دیا تھا تو اس سے
کام ہوتا رہا وہ ٹھنڈا لہیر آگ کے ہی کام میں آتا ہے نرم کیا جاتا ہے پگھلا یا جاتا۔
اس میں لکھتے ہیں وَالظَّاهِرُ الْمَوْثِقُ بِأَنَّ اللہ تَعَالَى جَعَلَهُ فِي مَعْدِنِهِ عَيْنًا تَسِيلُ كَعْيُونِ الْمَاءِ
بیان کا قرینہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تانبہ کا چشمہ اس کی کان سے ایسے ہی جاری فرما دیا تھا جیسے پانی
کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔

ابن منذر حضرت مکر مہ سے راوی ہیں اِنَّہ قَالَ فِي الْاَيَةِ اسْأَلِ اللہ تَعَالَى لَہُ الْقَطْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ

يَسِيلُ كَمَا يَسِيلُ الْمَاءُ - اللہ تعالیٰ نے نین دن یہ چشمہ تانبہ کا ایسے جاری کیا جیسے پانی کا چشمہ بہتا ہے۔
 وَقِيلَ إِلَى آيَتِن قَالِ لَا أُخْرِجِي - اور پوچھا گیا کہ یہ چشمہ کہاں تک جاری تھا تو جواب دیا معلوم نہیں۔
 اور ابن عباس اور سدی اور مجاہد فرماتے ہیں قَالُوا أُخْرِجَتْ كَمَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
 بِلَيْلِيهِمْ وَكَانَتْ بَارِضٍ الْيَمَنِ - یہ چشمہ سلیمان علیہ السلام کے لیے نین رات دن جاری کیا گیا اور یہ
 یمن میں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ارض صنعاء میں یہ چشمہ تھا۔

اور یہ قول بھی ہے کہ كَانَ يَسِيلُ فِي الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِرَمِيْنٍ مِّنْ تَيْنِ دِنٍ يَوْمَ حَلَّتْهَا تَقَا -
 وَمِنْ الْحِجِّ مَنْ يَعْمَلُ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ دَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذْرٌ مِنْ
 عِنْدِ ابِ السَّعِيدِ - اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو حکم الہی آپ کے سامنے کام کرتے اور جو کچھ دتھے اور
 حکم الہی سے سرتابی کرتے تھے انہیں ہم بھرکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔
 یزغ کے معنی پر ایک قول یہ ہے کہ دَمَنْ يَغْتَابُ مِنْهُمْ عَمَّا أَمَرْنَا بِهِ مِنْ طَاعَةِ سُلَيْمَانَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ - اور جو ان میں سے نافرمانی کرتا اس حکم کی جو اسے دیا جاتا اطاعت سلیمان علیہ السلام پر
 دوسرا قول یہ ہے فَمَنْ يُمَلِّ وَيَصْرِفْ نَفْسَهُ جَوْمَنْ يَهْرِتَا أَوْ مِنْ مَانِي كَرْتَا تَوْ هَم لَسَ عَذَابِ نَارِ
 كَا ذَا ثِقَ آخِرَتِ مِّنْ حَلَّهَا مِّنْ كَسَ۔

بعض نے کہا الْمُرَادُ نَعْنِ يَسِيلُ فِي الدُّنْيَا - اس سے مراد دنیا میں ہی عذاب دینا ہے۔
 سدی راوی ہیں - إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعَهُ مَلَكٌ يَبْدَأُ سَوْطًا مِّنْ تَارِكُلٍ مَا اسْتَصَى
 عَلَيْهِ حَتَّى ضَرَبَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَاكَ الْحِجُّ - حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آگ کا کوڑا لے
 ہوتا جب کوئی جن قصور کرتا وہ ایسے ایسے مارتا کہ جن مارنے والے کو نہ دیکھ سکتا۔
 ایک قول ہے کہ جو جن حکم کے خلاف کرتا جلادیا جاتا۔

اور یہ عقلاً مستبعد نہیں اس لیے کہ جن آگ کی مخلوق ہے تو عنصر نار سے انہیں سزا دینا قرین عقل ہے۔
 يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ وَجِجَاتٍ كَالْحُجَّابِ وَقَدْ وَرَدَ اسْبَابُ بِنْتِ
 وہ جو جانتے بلند محرابیں اور تصویریں اور لگن حوض جیسے اور لنگر دار دیگیں۔
 محارِبُ محراب کی جمع ہے وہ بقول عطیہ قصر کے معنی میں مستعمل ہے۔ وَيُطَلَّقُ عَلَى الْمَكَاتِ
 الْمَعْرُوفِ الَّذِي يَقَعُ بِحَدِّهَا الْإِمَامُ - اور اس کا اطلاق اس حصہ معروف پر ہوتا ہے جہاں امام
 کھڑا ہوتا ہے۔ وَهُوَ مَا أُخْرِجَتْ فِي الْمَسَاجِدِ وَتَحْوِيكُنْ فِي الصَّنَدِ - اور وہ عموماً مساجد میں بتائی جاتی
 ہے اور یہ طریقہ صدر اول میں ہے تھا۔

اسی بنا پر فقہائے محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز گزارنا مکروہ لکھا ہے بلکہ محراب سے پیر یا ہرگز
 کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ کہراہت لازم نہ آئے۔

اور ابن منذر اور قتادہ کہتے ہیں تَفْسِيْرُهُا بِاَلْقُصُوْرِ وَالسَّاجِدِ . محل اور مساجد پر اس کا

اطلاق ہوتا ہے۔

وَقَدْ تَمَّيْلُ . اور تصویریں۔

صحاک کہتے ہیں کَانَتْ صُوْرًا حَيَوَانًا . وہ جانوروں کی تصویریں ہوتی تھیں۔

وَقَالَ الزَّمْشَرِيُّ صُوْرًا الْمَلِيْكَةِ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالصُّلْحَاءِ كَانَتْ تُعْمَلُ فِي الْمَسَاجِدِ مِنْ

تُحَاسٍ وَصَفْرٍ وَدُجَاجٍ وَدُخَانٍ لِيَرَاهَا النَّاسُ فَيَعْبُدُوْنَهَا وَنَحْوَ عِبَادَتِهِمْ وَكَانَتْ اِتِّخَاذُ الصُّوْرِ
 فِي ذَلِكَ الشَّرْعُ جَائِزًا .

زعمشری اور صحاک اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ کی تصاویر اور انبیاء و صلحاء کی تصویریں ہوتی
 تھیں اور یہ مسجد میں بناتے تھے تا بنہ بتیل اور شیشہ اور سنگ رخام سے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور انہیں
 عبادت کی طرح اور یہ تصاویر پرستی اس شرع میں جائز تھی۔

چنانچہ حکیم ترمذی تو اور الاصول میں ابن عباس سے راوی میں قَالَ فِي الْاَيْتِ اَتَّخَذَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ تَمَاتِيْلَ مِنْ تُحَاسٍ فَقَالَ يَا رَبِّ اَلْفُ فِيهَا الرَّوْحُ فَاتِمًا اَقْوَى عَلَى الْخِدْمَةِ فَيَنْفَعُ اللهُ
 تَعَالَى فِيهَا الرَّوْحُ فَكَانَتْ تُعْبَدُ مَسَاءً وَاسْفندِيَارِ مِنْ بَقَايَا هُمْ .

سليمان عليه السلام نے تانبہ کی صورتیں بنا کر دعا کی الہی ان میں لفتح روح فرما دے کہ یہ خدمت
 میں نیادہ قوی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے لفتح روح فرما دیا تو وہ خدمت کرتی تھیں اسی کے بقایا میں اسفند
 بھی ہے۔ اس کے بعد اوسے فرماتے ہیں۔

هَذَا مِنَ الْعَجَبِ الْعَجَابِ وَلَا يَبْنِي اِعْتِقَادُ حَقِيْقَةٍ . یہ اسفندیار کا اسی کے بقایا سے ہے یہ عجیب

ترین چیز ہے اس پر اعتقاد صحت روایت نازیبا ہے۔

وَأَمَّا مَا رَوَى مِنْ أَنَّكُمْ عِبَادُكُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْدِيْنِ فِي اسْفَلِ كُرْسِيِّهِ وَتَسْوِيْنِ قَوْمِهِ
 فَإِذَا ارَادَ أَنْ يَضَعَهُ لِيَسْطُرَ اسْدَانِ لَمْ يَدْعُ عِيَهَا وَإِذَا قَعَدَ اظْلَمَ الشَّرَاحِ بِأَجْحَتِهَا قَامَ عَلَيْهِ
 مُسْتَبْعِدًا فَإِنَّ ذَلِكَ يَكُوْنُ بِاللَّيْلِ تَحْرُكُ عِنْدَ الصُّغُوْدِ وَعِنْدَ الْقُعُوْدِ فَتَحْرُكُ الدُّعَا عِيْنُ
 الْأَجْحَتِ وَقَدْ اُسْتَبْتَّ صَنَائِعُ الشَّرِّ إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ فِي الْعَرَابِيَّةِ .

اور یہ جو روایت ہے کہ آپ کی کرسی کے نیچے جنوں نے دو شیر بنائے تھے اور دو عقاب تھے

باز کہتے ہیں کہ سی کے اوپر بنائے تھے۔

تو جب آپ بلندی کی طرف بڑھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ شیر اپنے بازو پھیلا دیتے اور جب آپ اتر کر بیٹھنا چاہتے تو عقاب آپ پر سایہ کرتے اپنے بازووں سے۔

یہ روایت ایسی ہے جو عقلاً مستبعد نہیں اس لیے کہ ایسے آلات ہو سکتے ہیں جو معدود و مہبوط میں حرکت کریں اور دور موجودہ میں دور انسانی کی ایجادات حد کو پہنچ چکی ہیں

ایر و پلین جب اترتا ہے تو اس کے جوت سے بڑے بڑے پٹھے باہر نکل آتے ہیں اور اڑنا چاہتا ہے تو وہ پٹھے خود بخود اس کے جوت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پھر وہ تین تین سو آدمیوں کو معہ سامان لے کر تپدرہ تہ رافٹ بلندی پر پرواز کرتا ہے اور دس دن کی راہ چار گھنٹہ میں قطع کر لیتا ہے۔

لاہور سے ڈہاکہ جانے کے لیے ہم رات کے ۱۲ بجے سوار ہوئے اور ساڑھے تین بجے ڈہاکہ کے ایرو ڈرام میں جا آئے یہ راستہ اہل بھار کے ذریعہ تقریباً دس دن کا ہے۔

پھر فلاسفہ نے طلسمات کے ذریعہ بڑے بڑے جبروت ناک مظاہرے کیے۔ اسی فرماتے ہیں۔
 وَعَلَى الْبَابِ الشَّهِيْرَةِ بِيَابِ الطَّلِسْمِ مِنْ اَبْوَابِ بَعْدَادٍ تُمْنَالُ حَيْثُ يَزْعُمُونَ اَنَّ
 لَمَنْعَ الْحَيَاتِ عَنِ الْاَيْدِي اِمْرًا اِخْلَى بَعْدَادٍ وَنَحْنُ قَدْ شَاهَدْنَا مَرَادًا اَنَّاسًا لَسَعَتْهُمْ الْحَيَاتُ
 فَمَنْ مَن لَعُوْنِيَاذٍ وَمَنْ مَن تَاذِي لَيْسِيَاذٍ لَعُوْنًا هَذَا مَوْتٌ اَحَدٍ مِّنْ ذٰلِكَ۔

باب الطلم کے نام سے ایک دروازہ مشہور اور دروازوں کے بغداد شریف میں ہے اس پر ایک سانپ کی تصویر ہے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ وہاں کے سانپوں کو بغداد کے اندر ایذا رسانی سے مانع ہے اور اسی کہتے ہیں کہ میں نے بار بار مشاہدہ کیا کہ لوگوں کو جب سانپ ڈستا ہے تو ان میں سے بہت ایسے ہیں جن پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور بعض کو اگر اثر ہوا بھی تو معمولی سا ہوتا ہے اور میں نے سانپ سے کسی کو وہاں مرتے نہ دیکھا۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بغداد کے اندر ایسی قسم کے سانپ ہوں جن میں زہر کم ہوتا ہو۔

اور میں کہتا ہوں

کہ یہ اثر کرامت شاہ بغداد کا ہو سکتا ہے کہ آپ کی برکت سے وہاں کا سانپ ڈستا ہی نہ ہو۔ اور اگر ڈس بھی لیتا ہو تو وہ زہر کی پوٹلی جو اس کے گلے میں ہوتی ہے اس سے زہر نہ ڈال سکتا ہو اور اثر نہ طلسمات ہے نہ ان کے صنف زہر کا بلکہ جنور غوث الثقلین شاہ بغداد کا تصرف ہے جسے کرامت

کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ کرامت الاولیاء حق ہے اور وہاں سلیمانی معجزہ سے وہ تماثل یکوہ ہوں۔ بہر حال تصرفات انبیاء و اولیاء بھی مسلم ہیں اور ایجادات اہل مادہ بھی اپنے وجود میں نوبت پر یہ کام حسن عقیدہ اور مادہ پرستی کی لعنت کے ماہین ہے۔

اور ایک قول ہے کہ کانت تماثل صنودک شجر اذ حیوانا ت محمد و کنت الرؤس مناجوز فی شئ عتا۔ وہ تصویریں درختوں اور مقطوع الراس حیوانوں کی بناتے تھے اور ایسی تصویریں بنانا ہمارے شرع میں بھی جائز ہے۔

اور اس میں ہماری شریعت مطہرہ میں کوئی فرق نہیں عام اس سے کہ تصویر سایہ دار ہو یا بلا سایہ جسے کاغذ پر یا دیوار پر نقش کی جاتی ہے دونوں حرام ہیں حیث قال روح المعانی۔
وَلَا هَرَفَ عِنْدَ تَابِئِينَ أَنْ تَكُونَ الصُّورُ كَمَا ذَاتُ خِلِّ وَأَنْ لَا تَكُونَ كَمَا لَيْكَ كَصُورَةِ الْفَرَسِ الْمَنْقُوشَةِ عَلَى كَاعِنٍ أَوْ جِدَارٍ مَثَلًا۔

اور اس حرمت کی علت اور مجوزین نصاب پر کی حثیت آگے فرماتے ہیں۔
وَحَكَى كَلْبِيُّ فِي الْهَدَايَةِ أَنَّ قَوْمًا جَارُوا التَّصْوِيرَ۔

وَحَكَى كَالْتَحَاسُ أَيْضًا وَكَانَ ابْنُ الْفَرَسِ وَاسْتَجْبُوا بِهَذِهِ الْآيَةِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ لَدُنِّي شَرَعْنَا مِنْ تَشْدِيدِ الْوَعِيدِ عَلَى الْمَصُورِينَ رَكْمًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَصُورَ أَشَدُّ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَسَوَى ذَلِكَ أَحَادِيثٌ سَنِي فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ وَلَا يُبْعَثُ إِلَّا خِجَابٌ بِالْآيَةِ۔

وَكَانَتْ حُرْمَتُ التَّمَاثِيلِ لَدُنَّا بِمَرَدِّ الزَّمَانِ اتَّخَذَ هَا الْجَهْلَةُ مِمَّا يَعْبُدُ وَظَنُوا فِي الْمَعَايِدِ بِذَلِكَ فَشَاعَتْ عِبَادَةُ الْأَصْنَامِ أَوْ سَدَّ الْبَابَ التَّشْبِيهِ بِمُتَجَنِّدِي الْأَصْنَامِ بِالنُّكْلِيَّةِ۔

کلبی ہدایہ سے حاکمی ہیں کہ ایک جماعت مجوز تصویر ہے۔

اور تحاس بھی یہی کہتے ہیں اور ایسا ہی ابن الفرس نے کہا اور ان کا احتجاج اس آیت سے ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہماری شریعت میں اس کی حرمت پر وعید شدید ہے۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصورین قیامت کے روز سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اس کے سوا اور بھی احادیث موجود ہیں۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے اقوال کی طرف التفات نہ کریں اور آیت کریمہ سے اس کے جواز پر احتجاج

بھی صحیح نہیں ہے۔

اور یہ حرمت جو شریعت مطہرہ میں ہے اس کی وجہ وجہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ مرد یا ماہ کے بعد جاہل لوگ اسے پوجنے لگتے ہیں اور عبادت گاہوں میں اسے بقرن عبادت رکھتے ہیں پھر بت پرستی شائع و ضائع ہو جاتی ہے۔

یا اس کی حرمت کی وجہ سبب تشبیہ متخذی الاضنام ہے۔

أَقُولُ ذِيَاللَّهِ التَّوْفِيقُ

موجودہ دور میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تصویر کو میں نے خود سلام کہتے۔ اور ہار پھول چڑھاتے دیکھا حالانکہ مرحوم جناح کے وہم میں کبھی یہ بات نہ نکلتی تھی کہ ان کا مجسمہ بنانا بھی تجویز ہوا ہے جس پر مرکزی جمعیت نے مخالفت آواز اٹھائی اور وہ ارادہ ملتوی ہوا۔

ہفت سے مرید پتے پیروں کی نقاد پر کو موقع شریف کہتے اور صبح اٹھتے ہی اس کی زیارت کرنا ہی عبادت سمجھتے ہیں والیما ذی اللہ تعالیٰ۔

وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ اور لگن مثل حوض کے۔

جَفَانِ جفن کی جمع ہے وَهِيَ مَا يُوَضَّعُ فِيهَا الطَّعَامُ مُطْلَقًا جَفْنُهُ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کھانا نکالا جائے اردو میں اسی کو لگن کہتے ہیں

وَقَالَ لِعَصْفُ اللَّغْوَيْنِ الْجَفْنَةُ أَكْظَرُ الْقَصَاعِ وَيَلِيهَا الْفَصْعَةُ وَهِيَ مَا تُسَبَّحُ الْعَشْرَةَ وَيَلِيهَا الصَّحْفَةُ وَهِيَ مَا تُسَبَّحُ الْحَمْسَةَ وَيَلِيهَا الْمَيْكَلَةُ وَهِيَ مَا تُسَبَّحُ الْإِثْنَيْنِ وَالثَلَاثَةَ وَيَلِيهَا الصَّحِيفَةُ وَهِيَ مَا تُسَبَّحُ الْوَاحِدَةَ۔

اور بعض نے کہا ارباب لغت سے جفن بڑی رکابی ہے اس کے عرض و طول کی یہ شان ہے کہ اس پر دس آدمی بیٹھ کر کھا سکیں جیسے سینٹی اس سے ادنیٰ وہ ہے جس پر پانچ بیٹھ سکیں اس سے ادنیٰ مشکہ ہے جس پر دو آدمی کھا سکیں یا تین اور اس سے ادنیٰ صحیفہ ہے جس پر ایک کھا سکے جسے پلیٹ یا رکابی بولتے ہیں۔

لیکن یہ جفان وہ تھے جن کی تشبیہ کالجواب ہے۔ اور جواب جمع ہے جاہلیہ کی جو جاہلیہ سے ہے یہ حوض جیسے تھے چنانچہ اس کی وسعت پر فرماتے ہیں وَذَكَرْتُ فِي سَعْنَةِ جَفَانِ سُلَيْمَانَ عَكِيْبِ السَّلَامِ إِنَّهَا كَانَتْ عَلَى الْوَاحِدَةِ مِثْمَا أَلْفٌ رَجُلٍ جَفَانِ سُلَيْمَانِي كِي وَسَعْتِ بِرُودِي هِيَ كَرْدَهَاتِنَا لِمَا جَوْرَانِيَا تَحْفَا كَرَاكِي لَكِنِ بِرَرَارِ رَارِ آدَمِي بِلِيْجَه كَر كَهَاتِي تَحْفَا۔

وَقَدْ دَرَدَ اسِيَاتٍ - اور دیکیں لشکر دار
 قدور جمع قدر کی ہے اور قدر ہوا ما یطبخ فیہ من فخار او غیرہا ذلکو علی مشکلی مخصوص
 قدر وہ ہے جس میں فخر یہ طور پر پکاتے ہیں اور وہ مخصوص طرز پر بنتی ہیں۔
 داسیات - ثابتاً علی الاثر فی الاستاذ عتبا لعظمتہا قالہ قتادہ - بقول قتادہ راسیات
 کے معنی میں قائم رہنے والی اپنے چوٹھوں پر۔

آثار فی چوٹھے کو کہتے ہیں اتنی بلند دیکیں اپنے عرض و طویل ہونے کی وجہ سے اس سے انسان پڑھ کر
 نہ اتر سکے جیسی غریب نواز کے آستانہ پر اجمیر شریف میں دیکیں ہیں۔

ایک قول ہے کانت عظیمۃ کالجبال - وہ پہاڑ کی طرح بھاری اور بڑی ہوتی تھیں۔
 وَقَدْ مَتَّ الْجَفَانُ عَلَى الْقُدُورِ مَعَ أَنَّ الْقُدُورَ كَالْمَطْبُخِ وَالْجَفَانَ التُّرَاكِي وَالْمَطْبُخُ
 اَلَاكِلِي - یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جہاں کو قدر پر مقدم کیوں کیا حالانکہ قدر پکانے کا آلہ ہے اور جہاں کھانے
 کھانے کا آلہ ہے اور کھانے سے پہلے طبع ہوتا ہے۔

اس کا جواب روح المعانی میں یہ دیا کہ
 لَمَّا يَتَنَّ الْجَفَانَ إِشْتَقَى إِلَى حَالِ الْقُدُورِ قَدْ كَرَّ لِلْمُنَاسَبَةِ - جب لگنوں کی کیفیت بیان کی
 گئی تو دیکوں کی کیفیت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا کہ جن لگنوں میں وہ کھانا اتار گیا اس کی دیکیں
 کیسی ہوں گی تو مناسبت بیان سے قدر کو مؤخر کیا گیا۔

اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقِيلَ مَنْ عِبَادِي الشُّكْرُ - عمل کرو آلے داؤد والو اور میرے بندوں
 میں شکر گزار کم ہیں۔

اس میں اس امر کا اظہار ہے کہ عمل بندہ کا حق ہے تاکہ وہ شکر کے لیے ہونہ کہ امید و خوف کے لیے
 احمد زبید میں اور ابن منذر اور بہیقی شعب الایمان میں مغیرہ بن عقبہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ هَلْ يَا ت أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ أَطْوَلُ ذِكْمًا مِنِّي
 فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ الْيُسْرَى الْيُسْرَى وَأَنْزَلَ سُبْحَانَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا
 دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ أَطِيقُ شُكْرَكَ وَأَنْتَ الَّذِي تُنْعِمُ عَلَيَّ لَمْ تَرُدُّ قِيَّتِي عَلَى النِّعْمَةِ الشُّكْرُ
 قَالَتُ مِمَّنْكَ وَالشُّكْرُ مِنْكَ فَكَيْفَ أَطِيقُ شُكْرَكَ فَقَالَ جَلَّ وَعَلَا يَا دَاوُدَ الْآنَ عَرَفْتَنِي
 مَعْرِفَتِي -

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الہی کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے تو

اللہ تعالیٰ نے بندگ کے متعلق وحی فرمائی اور حکم فرمایا اے داؤد! لو شکر کرتے ہوئے عمل کرو تو داؤد علیہ السلام نے عرض کی اتنی شکر میں میں کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں تو وہ منعم حقیقی ہے کہ مجھ پر القام بھی فرماتا ہے اور رزق بھی دیتا ہے اور حقیقتاً شکر بھی تیری عطا و توفیق سے ہے اور نعمت بھی تیری طرف سے ہے تو میں ان نعمتوں سے شکر میں کیسے مقابلہ کروں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! اب تو نے مجھے پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے۔
وَقِيلَ مَنْ عِبَادَتِي الشُّكْرُ اور میرے بندوں میں کم شکر گزار ہیں۔

شکر گزار وہ ہے کہ نَشْكُرُ عَلَىٰ أَحْوَالِهِمْ كَمَا شَكَرْنَا لَكَ تُوَدُّهُ بِمَا جَاءَكَ مِنْ شُكْرِهِ
کثافت میں ہے شکر گزار وہ ہے کہ ادائے شکر میں متوفر ہو اور اس کا دل، زبان، اعضاء سب اعترافاً اور اعتقاداً شکر کریں۔

سہی کہتے ہیں هُوَ مَنْ يُشْكِرُ عَلَى الشُّكْرِ شُكْرًا۔ شکر گزار وہ ہے کہ اس کا شکر کرے کہ اس نے توفیق شکر بخشی ہے۔ اشعار ذیل سے شکر کی تعریف واضح ہوتی ہے۔

۱۔ اِذَا كَانَ شُكْرِي نِعْمَةً اَللّٰهُ نِعْمَةً
عَلَىٰ لَسَانِي مِثْلَهَا يَجِبُ الشُّكْرُ
۲۔ فَكَيْفَ يُلَوِّحُ الشُّكْرُ اِلَّا بِفَضْلِهَا
وَانْ طَالَتِ الْاَيَّامُ وَاتَّسَعَ الْعَمْرُ
۳۔ اِذَا مَسَّ بِالنَّعْمَاءِ عَوَسٌ وَّرُدُّهَا
وَانْ مَسَّ بِالضَّرَائِدِ اَعْقَبَهَا الْاَجْرُ

ترجمہ

۱۔ میرا شکر جب اللہ کی نعمت پر ہو تو وہ بھی نعمت ہے اس شکر پر اس کے مثل شکر واجب ہے۔

۲۔ تو کیسے پہنچ سکتا ہے شکر تک مگر اس کے فضل سے اگرچہ دن طویل ہو جائیں اور عمر وسیع۔

۳۔ جب نعمتیں پہنچتی ہیں ان کا سرور عام ہوتا ہے اور اگر تکلیفیں آتی ہیں تو اس کے بعد اجر ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّكُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ اِلَّا دَابَّتْ اِلَآءِ اَرْضٍ تَأْكُلُ وَمَنْ اسْتَشْرَفَ حِينَئِذٍ سَمِعَ نَفْسًا اِنْشَاءً
تَقْضِيْنَا لَكُمْ مَعْنَى اَوْ قَعْنَا عَلَىٰ سُلَيْمَانَ الْمَوْتَ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَوْتِهِ كَمَا حَكَمْنَا فَاذْكُرْ اِيَّاكُمْ
سے واقف نہ ہوئے اور برابر کام کرتے رہے۔

اور دَابَّتْ اِلَآءِ اَرْضٍ۔ ہرزین پر چلنے والے کو لوتے میں لیکن آلوسی روح المعانی میں کہتے ہیں وَالْمَوْتُ اَحْيَا اِيَّتْ
اِلَآءِ اَرْضٍ تَأْكُلُ بِمَعْنَى وَهِيَ دُوَيْبَةُ تَأْكُلُ اَلشَّجَرُ وَتَسْتَهِي سُرْفَةً يَصْنَعُ السُّبْحَانَ وَاسْكَاةَ
الْوَاءِ وَبِالْقَاءِ۔ یہاں دَابَّتْ اِلَآءِ اَرْضٍ سے مراد اَرْقَمَةٌ ہے وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو لکڑی کو اندر ہی اندر

کھائے سے شرف کہتے ہیں۔

فِي حَيَاةِ الْحَيَوَانَاتِ عَنِ ابْنِ الشَّكَيْبِ أَنَّهَا دَوَيْبَةٌ سَوْدَاءُ الْوَدَّاسِ وَسَابِغَةٌ حَمْرٌ تَحْتِ
لِنَفْسِهَا نَيْتًا مَوْكَبًا مِنْ دِفَاقِ الْعَيْدَانِ تَضُمُّ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ يُلْعَابُهَا ثُمَّ تَدْخُلُ فِيهَا وَتَسْوَرُ

حیوانہ حیوان میں ابن شکیت سے ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا کیر ہے جس کا سر سیاہ اور باقی سرخ رنگ کا ہے وہ اپنے لیے مربع گھر کھجور کے درخت میں اس کے پورے سے بناتا ہے۔ عیدان کھجور کے تنہ کو کہتے ہیں پھر وہ اس کا منہ بند کرتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

اور دیک کا نام بھر میں سوسہ الخشب لکھا ہے۔

مِنَسَاتَةٌ پَر لکھتے ہیں وَالْمِنَسَاةُ الْعَصَا. مَنَسَاتَةٌ عَصَا. لَكْرَطِي. سَوْتِي كَو كَهْتِي مِي.

تو اس جانور نے جب آپ کا عصا نیچے سے کھایا جس کے سہارے آپ قیام فرماتے تو آپ زمین پر آئے یعنی گر پڑے۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَتْ الْحَيَاتُ أَنَّ لَوْكَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ إِلَّا الْمُهَيَّنِ. تَوْجِبُ ظَاهِرًا
جنوں نے کہا کہ اگر ہم غیب جانتے اس دلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

چونکہ جنوں کو اس امر کا زعم تھا کہ ہم غیب جانتے ہیں تو ایک سال تک مصیبت میں مبتلا نہ رہتے
واقف رہے کہ

إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ عَادَةِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ الْمُدَدَ
الطَّوَالَ فَمِنَ ذَلِكَ إِجْدُ لَوْ يُصْبِحُ الْإِدَائِي فِي فُجْرَابِهِ شَجْرَةً ثَابِتَةً قَدْ أَنْطَقَهَا اللَّهُ تَعَالَى فَيَسْأَلُهَا
إِلَّا تِي شَيْءِي أَنْتَ فَقَوْلُ هَكَذَا حَتَّى أَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَأَى الْمُخْرُوتِيَةً فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ مَبْتُ
لِخْرَابِ هَذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُخْرِبَهُ وَأَنَا حَيٌّ. أَنْتِ الَّتِي عَلَى وَجْهِكَ هَلَاكِي وَخَرَابِ
بَيْتِ الْمُقَدَّسِ.

فَنَزَعَهَا وَعَرَسَهَا فِي حَائِطِهَا وَاتَّخَذَ مِنْهَا عَصَا وَقَالَ اللَّهُمَّ اعْمُرْ عَلَى الْحَيِّ مَوْتِي حَتَّى
يَعْلَمُوا أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ كَمَا يُبَوِّهُونَ وَقَالَ لِمَلِكِ الْمَوْتِ إِذَا أُمِرْتُ فِي فَأَعْلِبُنِي
فَقَالَ أُمِرْتُ بِكَ وَقَدْ بَقِيَ مِنْ عَمْرِكَ سَاعَةٌ فَدَعَا الْحَيُّ فَبِنُوا عَلَيْهِ صَرْحًا مِنْ قَوَائِدِ
لَيْسَ لَهُ بَابٌ فَقَامَ يُعَلِّقُ مِنْكُنَا عَلَى عَصَاةٍ فَخَبِضَ رُوحًا وَهُوَ مَتَلِي عَلَيْهَا وَكَانَتْ الْعَيْدَانُ
تُجْتَمِعُ حَوْلَ فُجْرَابِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ فَلَمَّا بَدَأَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فِي صَلَاتِهِ إِذَا احْتَرَقَ.
فَمَرَّ حَتَّى فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَهُ تَوَدَّعَ فَلَمَّا سَمِعَ فَظَنَّهُ إِذَا سُلَيْمَانَ قَدْ خَرَمِيًا فَقَالَ

فَإِذَا عَصَاكَ أَكَلَتْهَا الْأَرْضُ فَادْعُوا أَنْ يَغْفِرَ لَكُمْ وَإِن كُنْتُمْ مَوْتًا قَوْضِعُوا الْأَرْضَ عَلَى الْعَصَا
فَأَكَلَتْ مِنْهَا فِي يَوْمٍ ذَلِيلَةٍ وَمَقْدَرًا فَحَسِبُوا عَلَى ذَلِكَ الْغَوْفَ وَوَجِدُوا قَدْ مَاتَ مُنْتَهَى سَنَةٍ
وَكَانُوا يَعْمَلُونَ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهَا مُبْتَلَى فَتَبَيَّنَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ
كَمَا لَبِثُوا فِي الْعَتَا أَبِ سَنَةٍ -

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت کہ یہ تھی کہ مسجد میں بیت المقدس کے لمبی لمبی مدت تک اشکاف
فرمایا کرتے تھے تو حجب مدت قریب آئی تو صبح آپ نے محراب میں ایک درخت قائم ہوا پایا جسے اللہ
تعالیٰ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا کس لیے تو ظاہر ہوا تو اس نے کہا
میں اس لیے ظاہر ہوا ہوں -

حتیٰ کہ ایک دن آپ نے صبح کی تو آپ نے خرواب کو دیکھا یعنی کانٹے دار جھاڑی تو بولی یہ درخت
مسجد کے خراب کرنے کو آئی ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی یہ نشان نہیں کہ اسے خراب کرے
اور میں یہاں زندہ ہوں۔ تو وہ درخت ہے کہ تیری صورت سے میری ہلاکت اور بیت المقدس کی خرابی
نظر آتی ہے تو اسے اکھاڑ دیا اور اسکے ارد گرد کے کاشوں کو کاٹا اور اس سے آپ نے اپنا عصا بنایا اور دعا کی آپی مجھ سے
جنوں کو ایسا اندھا کر کہ وہ میری موت سے بے خبر رہیں اور جو انہیں یہ تو ہم ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں وہ انہیں
معلوم ہو جائے کہ فی الواقع یہ غیب نہیں جانتے -

اور آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب تجھے میری روح قبض کرنے کا حکم ہو تو مجھے خبر کر دینا تو
ملک الموت بولے حضور مجھے حکم ہو چکا ہے اب آپ کی عمر میں ایک گھنٹہ باقی ہے تو آپ نے جنوں کو
بلا کر حکم دیا کہ ایک مکان شیشہ کا ایسا بنایا جائے جس میں کوئی دروازہ نہ ہو اور آپ اس عصا کے سہارے
قیام میں کھڑے ہو گئے اسی حالت میں آپ کی روح قبض ہو گئی۔ آپ اسی طرح تکیہ لگائے کھڑے رہ گئے
اور جن اس شیشہ کی عمارت کے چاروں طرف جمع ہوتے اور حجب دیکھتے تو جل جاتے -

اس خرابی جن وہاں سے گذرا تو اس نے سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی پھر واپس ہو گیا اور پھر آیا تو
آواز نہ سنی اور دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر نہیں سب جنوں نے مل کر وہ عمارت کھولی تو دیکھا
کہ وہ عصا جس کے تکیہ پر آپ قیام پذیر تھے اسے دیکھ کھا چکی ہے -

اب انہوں نے کوشش کی کہ اس عصا کو دیکھنے کے لیے کھایا اس کی مدت کا حساب کرنے
کو ایک دیکھ اس عصا پر چھوڑی اس نے رات اور دن میں جتنا کھایا اس سے حساب کیا تو معلوم ہوا
کہ آپ کو انتقال فرمائے ایک سال گذر چکا ہے اور وہ آپ کو زندہ سمجھ کر ایک سال تک کام کرتے رہے

ہیں۔ اس وقت ان پر ظاہر ہوا کہ اگر جن غیب جانتے تو اس مشقت میں ایک سال تک نہ رہتے۔
 ایک روایت ہے اِنَّ دَاوُدَ عَلِيْهِ السَّلَامُ اَسَّسَ بِنَاءَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فِي مَوْضِعٍ فَسَطَرَ
 مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ اَنْ تُبَيِّنَ قَوْصِي بِسْمِ اِلٰى سُلَيْمَانَ فَاَمْرًا لِيَجْعَلَ بِاسْمِهَا قَلْبًا
 بَقِيَ مِنْ عُمْرِهِ سِتَّةَ سَاَلٍ اَنْ يُعْبَى عَلَيْهِمْ مَوْتُهُ حَتَّى يَفْرُغُوا مِنْهَا وَتَبْجَلُ دَعْوَاهُمْ عَلِمَ الْعَنِيْبُ
 دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَى بِنَاءِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اِسْ جَلَسَ فَرَمَانِي جِهَانِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْ تَحْمِي نَفْسَهُ
 تُوَابٍ كَا اِتِّقَالَ قَبْلَ اَتْمَامِ هُوَا تُوَابٍ نَعَى حَضْرَتِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُو دَعِيَّتِ كِي كِه وَه لَسِي پُورَا كِرِي
 تُوَابِ اَسْ كِي عُمُرِي سِي اِيك سَالِ بَاتِي رِه كِيَا تُوَابٍ نَعَى دَعَا كِي كِه مِيرِي مَوْتِ كَا عِلْمِ جِنُوں كُو تِه سُو جِتِي كِه
 بَيْتِ الْمُقَدَّسِ كَمَلِ كَرِيں اُو رَا نَكَا دَعُوِي عِلْمِ غَيْبِ كِهِي بَا طَلِ هُو جِلَسِي۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ مکمل فرمانے کے بعد چالیس سال بعد
 بیت المقدس کی تعمیر شروع کی پھر وہ خراب ہو گیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے دوبارہ تعمیر شروع کی اور
 اتمام سے قبل آپ کی وفات ہو گئی تو سلیمان علیہ السلام نے تکمیل فرمائی۔
 اس کے علاوہ بہت سی روایتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔
 مختصر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک ۵۳ سال کی ہوئی۔
 وَمَلِكٌ بَعْدَ اَبِيْهِا وَعُمُرُهُ ثَلَاثَتَا عَشَرَ مَسْتَةً۔ اور سر پیرا کے سلطنت ۱۳ سال کی عمر میں
 بعد وفات حضرت داؤد علیہ السلام ہوئے۔

وَابْتَدَا فِي بِنَاءِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لِاَدْبَعِ بَسِيْنٍ مَّصِيْبٍ مِنْ مُلْكِهِ۔ اور تعمیر بیت المقدس
 بادشاہ ہونے کے چار سال بعد شروع کی۔

اب بعد ذکر داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کے شکر اور فضل کے اسلوب بیان کے مطابق
 تھا کہ منکرین اور کفران نعمت کرنے والوں کا بھی ذکر ہوا چنانچہ سب کا تذکرہ شروع فرمایا۔
 لَقَدْ كَانَتْ لِسَيِّفِيْ مَسْجِدِيْكُمْ اَيُّتًا جَنَّتٍ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالِيْ كُلُوْا مِنْ رِزْقِيْ وَتَكُوْنُوْا شَاكِرِيْنَ
 لَمَّا يَلْدَا طَيْبَةً وَّ رَدَبٌ عَفُوْرٌ بِيْ شُكْرِ سَادِ الْوَالِدِيْنَ كُو اِن كِي رَسِيْ كِي جَلَسِيں ہِمَارِي نَشَانِي تَقِي۔
 باغ دیش بائیں کھاؤ اپنے رب کا رزق اور اس کا شکر کرو پاک بستی اور رب بخشنے والا۔
 سب اصل میں ایک آدمی کا نام ہے وہ سب ابن لیشجب تھا۔

اور بعض احادیث میں ہے عَنْ قُرُوْةِ ابْنِ مَسِيْبٍ قَالَ اَتَدَّتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ يَا دَسُوْلَ اللهِ اَخْبِرْنِيْ عَنْ سَبَا اَدْرَجَلُ هُوَا امْرَاةٌ فَقَالَ هُوَا رَجُلٌ مِنَ الْخَرَوَانِ

عَشْرَةَ تِيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَنَشَاءَمَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ - فَاَمَّا اَلْبَيْنُ تِيَامَنُوْا فَالَاذْ ذُو كُنْدَا وَ
مَنْحُجٌّ وَالَا شَعْرُ قِيَوْتٍ وَانْمَا رُوْمُهُمْ بِهَيْبَتِهِ -

وَأَمَّا اَلْبَيْنُ نَشَاءَمَ مُوَافِعًا مَلَكَةً وَغَسَّانُ وَنَحْمُ وَجَبَاهُمْ -

فردہ بن میک فرلتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا حضور سب کے متعلق مجھے
فرمائیں کہ وہ مرد تھا یا عورت ؟

تو حضور نے فرمایا وہ عرب کے لوگوں میں سے تھا اس سے دس خاندان نکلے اس میں سے چھ
ایمان لائے اور چار کافر ہوئے -

جو ایمان لائے وہ قبیلہ آزد اور کندہ اور ندج اور اشعر کویں اور انمار اور نجلیہ ہیں

اور وہ چار جو کافر ہوئے وہ قبیلہ عائلہ اور غسان اور نحم اور جذام ہیں

اور شرح قصیدہ عبد المجید بن عبد دن میں ہے جو عبد الملک بن عبد اللہ بن لوبرون حضرت علیؑ سے

ہے اِنَّ سَبَابِيْنَ لِيَشَجِبَ اَوَّلُ مَلُوْكَ اَلْيَمِيْنِ فِيْ قَوْلٍ وَاسْمُهُ عَيْدٌ شَمْسِيٌّ وَانْمَا سَمِيَّ سَيَا اَلنَّشَاءِ

اَوَّلُ مَنْ سَبَى السَّبْيِ مِنْ دَوْلِ قَحْطَانَ ذَكَرَتْ مَمْلَكَةُ اَرْبَعًا وَارْبَعًا تَمَائِيْنِ سَنَةً تَمَّ سَمِيَّ

یہ اشعری۔ سبابین شجیب میں کے پہلے بادشاہ ہیں اور ایک قول ہے کہ اس کا نام عبد شمس تھا اور سبب اس

لیے کہا جانے لگا کہ سب سے اول جس نے وجود الہی کا انکار کیا وہ یہی شخص قبیلہ قحطان کی اولاد سے تھا

اس کی حکومت چار سو چوہر اسی سال رہی پھر یہ گاؤں کے امراء کہلانے لگے -

ان کی بستی اور مکانات کی تعریف میں ہے -

فِيْ مَسْكِنِهِمْ اَيْتَةٌ - ان کے رہنے والی جگہوں میں نشانی تھی -

اور یہ مقام بلاد یمن میں صنعاء سے تین میل کے فاصلہ پر تھا یا تین دن کی بعد مسافت تھی اور نشانی

سے مراد علامات قدرت الہی ہیں جس وجود صالح مطلق معلوم ہو -

جَنَّاتِيْنَ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالِيْنَ - دو باغ دائیں بائیں -

اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ جماعتان من البساتین جماعۃ عن یمنین بکدھو وجماعۃ

عن شمالیہ - آبادی کے دائیں بائیں باغات تھے -

یا اس سے مراد بستان کل رجل منهم عن یمنین مسکینہ وشمالیہ دو باغ ہیں ہر ایک مکان کے

دائیں بائیں جیسے کہ کوٹھیوں میں ہوتے ہیں -

بہر حال وہ بستی نہایت سرسبز و شاداب تھی اور ارشاد تھا کہ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر

کہ رو پاک بستی اور سترے رزق اور رب غفور کی نعمتیں۔

اس بستی کے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے تیرہ نبی مبعوث ہوئے جو انہیں دعوت الی اللہ دیتے رہے اور نعماء آہی یا دولت لے رہے تو انہوں نے صاف جواب دیدیے مَا نَعْرِفُ بِذَلِكَ نِعْمًا بِمِثْلِكَ طَرَفٍ سِوَى نِعْمَتٍ نَحْنُ نَحْنُ۔

جیسے آج بھی طبقہ جہلاء میں سے بعض کہہ دیتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں کیا دیا محنت کی تو ہم نے پیر کیا یہ نہیں سمجھتے کہ یہ محنت کی قوت بھی تو منجانب اللہ ہے ورنہ اگر ہاتھ پیر شل ہو جائیں تو کمانے والا کیا کما سکتا ہے۔

اور اس قسم کے انکار کفر ہی نہیں بلکہ اعظم کفر میں۔

الْبُحْرَانُ فَمَا تَعْلَمُ مِنْ أَعْرَاضِهِمْ أَمَا جَاءَ بِالْبُرْهِمِ أَيْبَاءُ وَهُوَ الثَّلَاثَةُ عَشْرَ حَيْثُ دَعَوْهُمُ إِلَى اللَّهِ تَعْلَمُ وَذَكَرُوا لَهُمْ نِعْمَةً فَكَذَّبُوهُمْ وَقَالُوا مَا نَعْرِفُ بِذَلِكَ نِعْمًا تَوَكَّرَ انْ يَرْعَابُ أَيَا جِنَاخِرَ شَادِبِ۔

فَأَسَلْنَا عَلَيْهِمُ السَّبِيلَ الْعَرَمِ۔ تو بھیجا ہم نے ان پر سبیل عرم۔

یعنی سخت سیلاب وَقِيلَ الْعَرَمُ الْمَطَرُ الشَّدِيدُ۔ عرم سخت بارش کو کہتے ہیں۔

وَقِيلَ هُوَ اسْمٌ لِلْجَبْرِ الَّذِي نُقِبَ عَلَيْهِمْ سَدُّهُ هُوَ فَصَادَ سَيِّبًا لِلسَّلْطِ السَّبِيلِ عَلَيْهِمْ وَهُوَ الْفَارُ الدَّهِيُّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الْخُلْدُ۔ ایک قول ہے کہ عرم اس فصیل کا نام ہے جس میں سوراخ کیا اور وہ لے لیے سبیل کا سبب ہوا اور وہ اندھے چوہے تھے جنہیں چھو ندر کہتے تھے۔

سحاک اور قتادہ کہتے ہیں هُوَ اسْمٌ الْوَادِي الَّذِي كَانَ يَأْتِي السَّبِيلُ مِنْهُ وَبَنِي السَّدِّ فِيهِ۔ وہ جھل جس میں سیلاب آیا یہ ایک میدان پہاڑوں کے بیچ میں تھا اس کے جانب فصیل بنائی تھی پانی پہاڑوں سے بند کر کے جمع ہو اور اس سے باغات سیراب ہوں۔

اس فصیل کو چھو ندر نے نیچے سے کھوکھلا کر دیا اور ان سوراخوں میں سے پانی جو چلا تو تمام فصیل کو بہا کر لے گیا اور باغات ویران کر دیے۔

مفصل روایت یہ ہے کہ جب بلفیس ملک سبا کی ملکہ ہوئی تو قوم اتنی غیر نستعلیق تھی کہ جھل کے پانی پر باہمی مقاتلہ کرتی تو بلفیس نے تخت چھوڑ دیا اور ایک مکان میں چلی گئی تو قوم نے یہ چاہا کہ یہ واپس آکر تخت نشین ہو۔ بلفیس نے کہا تم بیوقوف بے عقل لوگ ہو اور میرا کہا بھی نہیں سنتے تو پھر میں تخت نشینی کس پر کروں؟

سب نے متفق ہو کر کہا کہ اب ہم تیرے حکم کی پیروی کریں گے چنانچہ ایک جنگل تھا پہاڑوں کے بیچ میں جس کا عرض و طول تین دن کی مسافت پر تھا بلقیس نے حکم دیا کہ اس وادی پر پہاڑ سے پہاڑ تک ایک فصیل بناؤ۔

چنانچہ انہوں نے بڑی چٹانوں سے پتھروں سے اس فصیل کو تیار کیا اور جو پانی بارش کا انرا وہ سب اس میں جمع ہوا اس فصیل میں بہت سی نہروں کے لیے راستے رکھے جو شہر میں پانی پہنچاتیں جو بارہ نہروں پر مشتمل تھی غرض کہ خوب شادابی ہوئی بہر طوت سبزہ ہی تھا پھل پھول کافی ہونے لگے۔

اس فصیل کا انجینیر عمیر تھا جو یمنیوں کا ابوالقباثل بھی تھا۔

بعض کہتے ہیں اس کا بنانے والا لقمان الاکبر ابن عاد تھا جس نے چٹائی میں پتھروں کے اندر سکہ لکھلایا تھا اور لوہا ڈالا تھا اور یہ ایک فرسخ لمبی چوڑی فصیل بنی تھی۔

اور اس فصیل سے اس قدر فرادانی ہوئی کہ حَتَّىٰ اِنَّ الْمَرْءَ اَخْرَجَ وَعَلَىٰ رِاسِهِ الْبِكْتَلُ فَتَعْمَلُ بَيْنَ يَمَآءِ وَتَسِيرُ فِيمَنْطِقِ الْبِكْتَلِ مِمَّا يَنْسَاقُ مِنْ اَشْجَارٍ لَسَا يَسْتَنْبِطُهَا اِنَّ اَعْرَضُوا عَنِ الشُّكْرِ وَكَذَّبُوا الرَّسُلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَسَلَطَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْخُلْدَ قَوْلًا فِيهِ فَحْرَقَهُ فَاَرْسَلَ سُبْحَانَ سَيِّدَا عَظِيمًا فَعَمَلُ السَّنَةِ وَذَهَبَ بِالْجَنَانِ وَكَيْتَابٍ مِنَ النَّاسِ۔

آدمی اپنے سر پر ٹوکری لے کر نکلتا اور چلتا تو پھل گر کر اس ٹوکری کو بھر دیتے حتیٰ کہ انہوں نے اللہ کی ان نعمتوں سے اعراض کیا اور انبیاء کرام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پانی پر جسے فصیل بھی کہتے ہیں چھپو پندریں مسلط فرما دیں انہوں نے وہاں بچے دیے اور فصیل میں چھید کر ڈالے پھر ایک زبردست سیلاب جسے سیل عرم فرمایا ہے بھیج دیا اس نے فصیل کو اٹھا کر پھینک دیا اور وہ پانی جو ان کے لیے موجب رحمت تھا زحمت و عذاب بن گیا اس نے تمام باغ بہا دیے اور بہت سی آبادی ہلاک کر ڈالی جس کا مختصر سامنوہ اس سال اور اس سے گذشتہ سال ۷۵۰ھ میں سیالکوٹ، لاہور اور سندھ و گھٹھہ و کراچی میں وہ ظہور پذیر ہوا۔

یہ سیلاب عہد ملک ذی الازعار بن حسان میں آیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بیچ میں تھا۔ اس کے بعد جو حشر ہوا اس کا بیان ہے۔

وَبَدَّلْنَا هُمْ مَجْتَنِبِي حَتِّينَ ذَوَاتِ اَكْلِ خَمِيْطٍ وَاَتْلِي وَاَشْيَ مِنْ سِدْرٍ قَيْلِي۔ اور بدل دیا ہم نے ان باغوں کے بدلے دو باغ جو کیلے کر وے پھل والے تھے اور جھاڑ کے درخت اور کچھ بھڑ بھری کی جھاڑیاں۔

يَعْنِي اَذْهَبْنَا جَنَّتَيْكُمْ وَانْتَبَايَدْنَا لَهَا۔ وہ باغ تباہ کر کے اس کی جگہ جنگلی بڑھی بوٹیاں لگا دیں
پنچاچھ کیلے کر پوسے پھل والے درخت جیسے اٹل یعنی جھاڑ اور خرّفہ بھی جھاڑ کے درخت کا دوسرا نام ہے
اور اسم بھی جھاڑ ہی کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَلْمَخْطُ الْاَدَاكُ سَيْطَةُ ذَا الْقَرَّةِ وَالْاَدَاكُ رِخْتُ اِرَاكٍ هِيَ اَدَاكُ
پیلو کا درخت ہے جو اکثر قبرستانوں میں ہوتا ہے جس کی مسواک بھی بناتے ہیں اور اسے پنجاب میں دُون
کہتے ہیں۔ ان درختوں کے باغ بدل دیے۔

اور حکماء میں داؤد انطاکی نے بھی کہا لَسْنَا نَشْرُكُكَ بِالْحَمِصِ۔ اس کا پھل چنے جیسا ہوتا ہے۔
وَسْتَيْ مِنْ سِدِّ دِقْلِيْلٍ۔ اور کچھ پیری کی جھاڑیاں۔

یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک پیری ہے جسے منال کہتے ہیں اور دوسری وہ ہے جسے بنق کہتے ہیں۔
اس کے پتے سے کپڑے دھوتے ہیں اور اس کا پھل عناب کی طرح ہوتا ہے۔

بہر حال یہ حال اس جنت ارضی کا اعمالِ طالح اور تکذیبِ انبیاء سے ہوا پنچاچھ ارشاد ہے۔
ذَلِكَ جَزَاءُ مَا كَفَرْنَا وَ اَ هَلْ نَجْزِي الْاَكْكَفُوْدَ۔ یہ بدلہ دیا ہم نے ان کے کفر کا اور ہم تم
ہیں دیتے مگر ناشکروں منکروں کو۔

یعنی ان میں تیرہ انبیاء تبلیغ و ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے اور ہر قسم کی لغمتوں سے متمتع فرمایا۔
مگر وہ سرکشی اور انحراف سے باز نہ آئے تو پھر ہم نے انہیں یہ سزا دی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کا زمانہ زمانہ
قرۃ ہے اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ لَانَبِيَّ يَنْبِئُ بِنَبِيٍّ اَعْرَبِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ حضور اور عیسیٰ علیہما السلام
کے درمیانی زمانہ میں کوئی نبی نہیں لیکن

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ بَيْنَهُمَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَرْبَعَةٌ اَنْبِيَاءُ تَلَاثَةٌ مِّنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ وَوَاحِدٌ
مِّنَ الْعَرَبِ وَهُوَ خَالِدُ الْعَبْسِيُّ وَهُوَ قَدْ بُعِثَ لِقَوْمِهِمْ وَبَنُو اِسْرَائِيْلَ كَوُيُبَعَثُوْنَ لِلْعَرَبِ۔ بعض
نے کہا کہ زمانہ قرۃ میں چار نبی آئے ہیں تین بنی اسرائیل سے اور ایک عرب سے خالد العبسی اور وہ اپنی قوم
کی طرف مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل عرب میں مبعوث نہیں ہوئے۔

اور یہ تیرہ نبی ان کی قوم سب ابن لیشجب سے تشریف لائے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی
مگر اسی کی وجہ سے اسے ہلاک فرمایا۔ اسی لیے وہی سچا زبّیٰ فرما کہ مل یعنی نفی ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ ذَيْبَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُورَى طَاهِرَةً وَقَدْ ذَرَبْنَا فِيهَا السَّيْذَ اور کچھ

ہم نے ان کے اندر مسلسل شہر کہ ان میں کھلی آبادیاں تھیں اور جہانے آنے کی مقدار میں مقرر۔
 يُعْنِي جَعَلْنَا لِسِنَةِ بَعْضِهَا إِلَى بَعْضٍ عَلَى مِقْدَارِ الْمُعَيَّنِينَ مِنَ السَّنِينَ قَبْلَ مَنْ سَادَ مِنْ قَرْيَتَيْ صَبَا
 وَصَلَّ إِلَى أُخْرَى وَقَتِ الظُّهْرِ وَالْقِيلُولَةِ وَمَنْ سَادَ بَعْدَ الظُّهْرِ وَصَلَّ إِلَى أُخْرَى عِنْدَ الغَرْبِ
 فَلَا يَخْتَارُ لِحَيْلٍ ذَا دَوْلَا مَبِيَّتٍ فِي أَرْضٍ خَالِيَةٍ وَلَا يَخَافُ مِنْ عَدُوٍّ وَدَمْحُوَّةٍ۔

یعنی ہم نے آبادیاں مناسبت کے حساب سے مقدار معین پر رکھی تھیں۔
 چنانچہ ایک قول ہے کہ جو ایک گاؤں سے صبح روانہ ہو تو ظہر کے وقت دوسری آبادی میں جا کر قیلولہ کرتا
 اور جو بعد ظہر روانہ ہوتا تو مغرب کے وقت دوسری آبادی میں پہنچ جاتا۔
 تو ناشتہ اور راحلہ اور استراحت جہانے کی حاجت نہ ہوتی اور کثرت آبادی کی وجہ سے کسی چور اور ڈاکو
 کا بھی خطرہ نہ ہوتا۔

وَقِيلَ كَانَتَيْنِ قَرْيَتَيْنِ مَبِيدٍ۔ ایک قول ہے کہ دونوں آبادیوں کے باہم ایک میل کا فاصلہ ہوتا
 تھا۔ گویا بوجہ قرب منزل کسی کو یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ سفر کیلئے چنانچہ ارشاد ہے۔
 سَيُرَوُّ فِيهَا كَيْلَابِي وَآيَا مَا أَمِينِينَ۔ سفر کرو ان شہروں میں راتوں اور دنوں میں امن وامان سے۔
 یہاں رات کو مقدم کرنا اس حکمت سے ہے کہ دن کی بہ نسبت رات میں مظنہ خوف زیادہ ہوتا ہے۔
 قادم کہتے ہیں کائو ایسیڈون مسیبرکا اذبعنا اشمہر فی امان۔ چار ماہ کی مدت سفر ایسے ہی امان
 سے گذرتی تھی تو یہ نعمت بھی گوارا نہ ہوتی اور بنی اسرائیل کی طرح انہوں نے بھی کفران نعمت کیا چنانچہ
 انہوں نے لَنْ تَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَآجِدُ كِهْرَمَشَقْتٍ اور مصیبت مولیٰ انہوں نے مسلسل
 آبادیوں کو پسند نہ کیا اور کہا۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْنَا بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا الْقِسْمَ لَجَعَلْنَا هُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَقْنَا هُمْ
 كُلَّ مَمْرَقٍ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ تو وہ بولے کہ ہمارے رب ہمارے سفروں
 میں بے بعد کر دے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی یہ بستیاں افسانہ کر دیں اور علیحدہ علیحدہ
 کر دیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہماری بہ صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔
 علامہ روح المعانی فرماتے ہیں لَمَّا طَالَ بِهِمْ مَدَّةُ التَّجْرِ بِطَرَفِهَا وَمَكَوَدُ أَكْثَرِ الدِّينِتِ هُوَ الَّذِي
 عَلَى اتِّصَالِ الْعِمْرَانِ وَفَصْلِ الْقَارِوِ وَالْفَقَارِوِ فِي ضَمْنِ ذَلِكَ أَظْهَرُ الْقَارِوِ بَيْنَ مَنَّهُمْ عَلَى قَطْعِهَا بَوَكُ
 الرَّوَّاحِلِ وَتَرْوُدِ الْأَذْدَادِ وَالْعَمْرِ وَالْكَبْرِ عَلَى الْفَقْرِ الْعَاجِزِينَ عَنْ ذَلِكَ لَجَعَلَ اللَّهُ تَعْلُكُ
 لَكُمْ الْإِحَابَةَ بِنَجْرِئِ الْقَرْيِ الْمُتَوَسِّطِ وَجَعَلَهَا بِلِقَاءِ لَا يَسْمَعُ فِيهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٍ۔

جب سب اولوں پر نعمتیں وسیع ہوئیں اور ان سے ان کا بھی بھر گیا تو انہیں ان سنگیوں کی طرف التفات ہو اور ان نعمتوں کے مقابل ادنیٰ نعمتیں آبا دیوں کے قرب سے گھبرائے اور یہ جاہل کہ جنگل اور میدان بھی میں ہوں اور ہم جب چلیں تو سواریاں بھیجے اور کھانے پینے کے سامان ہمراہ ہوں تاکہ غریب لوگوں میں ہلرا اقباز رہے۔

یہ جو کچھ انہوں نے وہ بلسان افعال ہی کہا لیکن لَعَلَّ اِنَّهُمْ اِلَاجَابَتًا۔ اور تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جلد منظور فرما کر ان کی آبادیاں خراب کر ڈالیں اور جہاں مسلسل بستیاں اور گاؤں آباد تھے وہاں جنگل دیباہان ہو گئے اور ایسے بیابان ہوئے کہ کوئی کسی کی آواز بھی نہ سن سکے اور کوئی مصیبت میں بھنس جائے تو کوئی اس کی مدد بھی نہ کر سکے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَلَّمُوا الْقَوْمَ۔ انہوں نے کفران نعمت کر کے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور نعمتیں انہی سے محروم ہو گئیں اور ان کی یہ سرسبز شادابی افسانہ بن کر رہ گئی۔ اور تمام قبائل متفرق ہو گئے۔

تمزق کے معنی خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکے۔
آلوسی فرماتے ہیں۔ یہاں تمزق سے مراد ان کی تفریق ہے یعنی بعد از آبادیاں ہو گئیں۔

چنانچہ کثافات میں ہے۔ لِحَقِّ عَسَانُ بِالشَّامِ۔ قبیلہ بنی عسان شام سے جا ملے۔

وَأَسَادُ بَنِي كَثُوبٍ۔ اور قبیلہ انمار سینہ والی سے مل گیا

وَحَيْدَانُ بِبَهْمَاتٍ۔ اور قبیلہ حیدام تہامہ سے جا ملا۔

وَالْأَزْدُ بَعْنَانَ۔ اور قبیلہ ازد عمان میں چلا گیا

اور تحریر میں ہے۔

وَقَعَ مَتَمُّ قَضَاعَةَ بِنَكْتَةَ۔ بنی قضاعہ مکہ چلا گیا۔

وَالْأَسَدُ بِبَحْرَيْنٍ۔ اور قبیلہ اسد بحرین میں آ گیا

علامہ میدانی کلیبی سے اور وہ ابو صلح سے راوی ہیں۔

لَا تَطْرُقُ نَفِيَةُ الْكَاهِنَةَ قَدَاثَاتٍ فِي كِتَابِهِمَا أَنْ سَدَّ مَادِبَ سَيْحَرِبٍ وَإِنَّ سَيَارِي سَيْلِ الْعَدْرِ
فِي حَرْبِ الْبَحْرَيْنِ فَبَاعَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ أَمْوَالَهُ وَسَادَهُ وَوَقَوْمَهُ حَقًّا لَهُ إِلَى مَكَّةَ فَأَقَامُوا
بِهَذَا وَيَسْأَلُونَهَا فَأَصَابَتْهُمُ الْعُمَى وَكَانُوا يَبْكُونَ لَا يَدْرِفُونَ فِيهِ الْعُمَى فَذَعَوْا طَرِيفَةَ فَشَكَوْا إِلَيْهَا
أَلَنْ مِي أَصَابَتْكُمْ فَقَالَتْ لَكُمْ أَصَابِي الْكِنَى تَشْكُونَ وَهُوَ مَقْرَبٌ بَيْنَنَا قَالُوا هَذَا أَتَا مَرِيضٌ قَالَتْ
مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا هَوٍّ بَعِيدٍ دَجَمِلٍ شَدِيدٍ ذَمْرَادٍ حِيدٍ فَيَلْحَقُ يَقْعُرُ عَمَانَ الْمَشِيدَ كَانَتْ

أَزْدُ بَعْمَانَ -

كَمْ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا بَعْلٍ وَقَسِيرٌ ذَا صَبْرٍ عَلَى أَرْمَاتِ الدَّهْرِ فَطَلِبُ بَدَايَاتِ
أَوَاكٍ مِنْ بَطْنٍ مَرَّةً كَانَتْ خُرَاعَةً.

كَمْ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الدَّاسِيَاتِ فِي الْوَحْلِ الْمُطْعِمَاتِ فِي الْجَلِّ فَلْيَلْحَقْ سَبْرًا
فَكَانَتْ الدَّاسِيَةُ وَالْمَخْرُوجُ.

كَمْ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الْحَمْرَ وَالْخَمِيرَ وَالْمَلْدَكِ وَالنَّاسِيرَ وَيَلْبَسُ الدِّيَابِجَ وَالْحَمْرَ
فَلْيَلْحَقْ بِبَطْنِي دَعَسِيْرٍ وَهَذَا مِنْ أَرْضِ الشَّرَامِ.

فَكَانَ الَّذِي سَكَنُواهَا الْجُفْنَةَ مِنْ عَسَانَ.

كَمْ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ النَّيَّابَ الرَّقَاقَ وَالْحَيْدَ الْعِتَاقَ فَمَنْ وَدَّ الْأَرْضَ رَاقِيَةً
الْمَهْدَاقِ فَيَلْحَقْ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ فَكَانَ الَّذِي سَكَنُواهَا الْجُدَيْمَةَ الرَّيْثِيَّةَ وَمَنْ كَانَ بِالْحَبْرَةِ وَ
الْمُحَدَّرِي.

وَالْحَقُّ لَنْ تَمْرِيْعَهُمْ وَتَقْرِيْعَهُمْ فِي الْبِلَادِ كَانَ يَعْدُوَادُ سَالِ السَّبِيلِ -

طریقہ ایک کاہنہ تھی اس نے اپنی کہانت سے دیکھا کہ ملک سبکی سد تار ب عنقریب خراب ہو جائیگی
اور اس پر زبرد دست سیلاب آئے گا اور وہ ان باغوں کی تباہی کا موجب ہوگا جو سکان ملک سبکے دائیں
بائیں سرسبز و شاداب ہیں۔

چنانچہ جب اس کے خاوند عمر دین عامر کو معلوم ہوا اس نے اپنا سب مال بیچ ڈالا اور معہ اپنی قوم کے
دہاں سے نکل کر مکہ اور اس کے مضافات میں جا لیا۔ یہاں انہیں بخاریکی ویاٹری اور جو تکمہ یہی سیستی سے
آئے تھے جو بخار و غیرہ سے واقف ہی نہ تھے تو انہوں نے طریقہ کو بلا کر یہ شکوہ کیا اس نے کہا تمہیں تمہا یہ
بخار نہیں آیا مجھے بھی اس بخار نے گھیر رکھا ہے اور یہ ہمارے تمہارے مابین جدائی اور مفارقت کا موجب
ہے تو قوم نے کہا اب تیرا کیا مشورہ ہے۔

طریقہ بولی تم میں سے جو صابر اور بلاکش ہے اسے چاہئے کہ سپلو کے پھلوں پر قناعت کرے۔ اور
بطن میں رہے چنانچہ خدا نے یہ گوارہ کر لیا۔

اور جو دور دراز راہ اور اونٹوں کا سفر منظور کرے اسے چاہئے کہ قعر عملان میں چلا جائے۔ چنانچہ
ازد کا قبیلہ وہاں چلا گیا۔

پھر کہنے لگی اور جو چاہتا ہے کہ پہاڑوں میں رہے اور کیچڑ کارے میں کھٹے پٹے اسے چاہئے کہ

کھجوروں کے علاقہ یثرب میں رہے چنانچہ اس اور خراج وہاں آیا دہو گئے۔

پھر لوبی جو تم میں شراب اور خمیر اور حکومت چاہتا ہے اور دیا اور ریشم بہتا پسند کر تلپے سے چاہئے کہ بھری میں رہے اور یہ بستی شام میں ہے یہاں آل جفنه قبیلہ عسنان سے جا کر آیا دہو گئے۔

پھر کہنے لگی جو تم میں باریک لباس اور تیز گھوڑے اور خزانوں کا خواہشمند ہو اور خون بہنے کی بہاریں دیکھنا چاہے سے عراق میں چلا جانا چاہئے چنانچہ آل جذیمہ الابرش یہاں رہے۔
غرض کہ یہ تفریق و تفریق قبائل بعد سبیل عزم ہوئی۔

اس کے ساتھ روح المعانی میں اس قصہ کو ذرا طویل کر کے بھی لکھا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ اِس تَمَرِيْقٍ وَتَفَرِيْقٍ مِّنَ الْبَنَةِ لَنَسِيٰلٍ مِّنْ مِّنْ صَبْرٍ كَرِيْمٍ
ولے شکر گزار کے لیے۔

وَلَقَدْ صَدَقَآ عَلَیْكُمْ اٰیٰلِیْسُ ظَلَمًا فَاَتَّبَعُوْكُمْ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور بیشک سچ کر دکھایا ان پر شیطان نے اپنا گمان تو متبع ہو گئے اس کے مگر ایک جماعت ایمان والوں کی۔

روح المعانی میں ہے اِنِّیْ حَقَّقَ عَلَیْكُمْ ظَلَمًا اَدْرَجَدًا ظَلَمْتُمْ صَادِقًا۔ یعنی شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا یا اس نے اپنا گمان سچا پایا۔ یعنی اہل سیارہ شیطان کا گمان سچا ہو گیا اور اہل سب سے اس کے متبع ہو گئے مگر ایک جماعت جو مومن تھی اس نے شیطان کی پیروی نہ کی۔

فَمَا كَانَتْ لَكُمْ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ اور نہیں اس شیطان کا کوئی تسلط و اختیار اپنے تو سوس کا ان پر۔
اِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍ وَّذٰلِكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ۔ مگر یہ کہ ہم دکھادیں جو ایمان لائے آخرت پر اور کون ان میں سے شک میں ہے اور تیرا رب ہر شے کا محافظ ہے۔
گویا ارشاد ہوا کہ یہ سب کچھ ضروری تہ تھا مگر یہ دکھانے کو کہ ایمان پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔
وَذٰلِكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ۔ اور لے محبوب تیرا رب ہر شے کا محافظ اور وکیل ہے جو قائم ہے تمام احوال و شیوں پر۔

بامحاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ سیاق ۲۲

لے محبوب فرما دیجئے پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا
معبود سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں

قُلْ اِذْ عُبُوْا الْاٰلِهٰدِيْنَ دَعَمْتُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

آسمانوں اور زمین میں اور نہیں ان دونوں میں
ان کا کچھ حصہ اور نہ ان میں سے کوئی مددگار۔

اور نہ نفع دے گی شفاعت اللہ کے حضور کسی کی
مگر جس کے لیے اس کا اذن ہوتی کہ جب ان کے
دلوں کی گھبراہٹ دور ہو جائے کہیں ایک دوسرے
سے تمہارے رب نے کیا فرمایا کہیں جو فرمایا حق
فرمایا اور وہی بلند و بالا ہے۔

فرمائیں انہیں کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں اور
زمین میں فرمادیں اللہ اور ہم یا تم یا تو بدایت پر ہیں
یا کھلی گمراہی میں۔

فرمادیں تم ہمارے گناہ میں اگر ہم نے کوئی جرم کیا
تو تم نہ پوچھے جاؤ گے اور تمہارے عمل سے ہم نہ
پوچھے جائیں گے۔

فرمادیں اللہ میں تمہیں سب کو جمع کرے گا پھر
ہمارے تمہارے یا میں فیصلہ کرے گا حق اور وہی بڑا
فیصلہ کرنے والا جلتے والا ہے۔

فرمادیں مجھے وہ شریک دکھاؤ جو تم اس سے ملاتے
ہو مگر تمہیں بلکہ وہی ہے عزت والا حکمت والا۔

اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر ایسی رسالت سے جو
تمام لوگوں کے لیے ہے جو شجرہٴ حدیث اور ڈھنساٹا
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔

فرمادیں تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے
کہ جس سے تم ایک ساعت نہ ہٹ سکو گے اور نہ

فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مَا لَكُمْ
مِنْ شَيْءٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ ظَهْرٍ
وَلَا تَسْفَحُ الشَّفَاعَةَ عِنْدَكَ إِلَّا لِمَنْ أَدَّتْ
لَهُ حَقُّهُ إِذَا فُرِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا
قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْيَاكُمْ لَعَلَىٰ
هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
قُلْ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرُ مِنَّا وَلَا نَسْأَلُ
عَمَّا نَعْمَلُونَ

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْعَلُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ
وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ

قُلْ أَدْرِي أَيُّ الدِّينِ الْحَقُّ رَبِّهِمْ شَرِكًا قُلْ
بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ
نَبِيْرًا وَمَنْ دِينًا وَابِكُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ

وَيَعُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ
صَادِقِينَ

قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخْرِدُونَ
عَنَّا سَاعَةً وَلَا تَسْتَعْدِمُونَ

آگے بڑھ سکو گے۔

لفظی ترجمہ

ذَعَمْتُكُمْ - تم نے خیال کر رکھا ہے	الَّذِينَ - ان کو جنکو	ادْعُوا - بلاؤ	قُلْ - کہو
يَبْكُونَ - مالک میں	لَا - نہیں	اللَّهُ - اللہ کے	مِنْ دُونِ - سوا
السَّمَاوَاتِ - آسمانوں کے	فِي - بیچ	ذَرَّةً - ایک ذرہ کے	مِثْقَالٍ - برابر
الْأَرْضِ - زمین کے	فِي - بیچ	لَا - نہ	وَر - اور
فِيهَا - ان میں	لَمْ - انکی	مَا - نہیں	وَر - اور
لَهُ - اس کا	مَا - نہیں	وَر - اور	مِنْ شَرِكٍ - کوئی شراکت
لَا - نہیں	وَر - اور	مِنْ ظَهْمٍ - کوئی مددگار	مِنْهُمْ - ان میں سے
إِلَّا - مگر	عِنْدَكَ - اس کے پاس	الشفاعة - سفارش	تَنْفَعُ - نفع دیتی
حَتَّى - یہاں تک کہ	لَهُ - اس کو	أَذِنَ - اجازت دے	بَلَدٍ - اس کو کہ
عَنْ قُلُوبِهِمْ - ان کے دلوں سے	قَالَ - فرمایا	خَمَعَ - گھبراہٹ دور ہوئی	إِذَا - جب
رَبُّكُمْ - تمہارے رب نے	وَر - اور	مَاذَا - کیا	قَالُوا - کہتے ہیں
هُوَ - وہ ہے	وَر - اور	الْحَقُّ - حق	قَالُوا - کہتے ہیں
مَنْ - کون	قُلْ - کہہ دو	الْكَبِيرُ - بڑا	الْعَلِيُّ - بلند
وَر - اور	مِنَ السَّمَاوَاتِ - آسمانوں سے	يَبْدُو فِكْرَهُ - رزق دینا ہے تم کو	الْأَرْضِ - زمین سے
وَر - اور	اللَّهُ - اللہ	قُلْ - کہہ	إِنَّا - ہم
لَعَلَى - اوپر	أَيُّكُمْ - تم	أَدْرِيَا -	هُدًى - ہدایت کے ہیں
صَلَاحٍ - گمراہی	فِي - بیچ	أَوْ - یا	مُبِينٍ - ظاہر کے
تَسْأَلُونَ - پوچھے جاؤ گے تم	لَا - نہ	قُلْ - کہہ دیں	عَمَّا - اس سے جو
لَا - نہ	وَر - اور	أَجْرَهُنَّ - ہم نے جرم کیا	تَسْأَلُ - پوچھے جائیں گے ہم
قُلْ - کہہ دیں	تَسْأَلُونَ - تم کہتے ہو	عَمَّا - اس سے جو	يُجْعَلُ - جمع کرے گا
ثُمَّ - پھر	ذُنُوبَنَا - ہمارا رب	بَيْنَنَا - ہمارے درمیان	

بِقَوْلِهِمْ فَيُصَلِّهِمْ كَيْسَ كَمَا هُوَ وَهُوَ يَسْ	بَيْنَتَنَا بِنَايَسَ دَرْمِيَانِ الْفَتْحُ فَيُصَلِّهِمْ كَرْنِيَاوَالَا	بِالْحَقِّ سَاكِحَ حَقِّ كَيْ الْعَلِيمُ جَانِنِي دَالَا	ذَرِ اَوْر
اَزُوْنِي دَكْحَاوَجِي شُوْكَاَدَ شَرِيْكَ	الَّذِيْنَ يَنْ رُوْهُ يَنْهِيْنَ كَلَّا بِلْ هِرْ كَرْزِيْلِكْ	الْحَقُّ تَمْ مَلْتِيْ هُو هُوَ وَهُوَ هِيْ	اَللّٰهُ - اللّٰهُ
الْعَزِيْزُ غَالِبُ اَدَسْتَنَا بِيْجِيَا هَمْنِي	الْحَكِيْمُ حِكْمَتِ دَالَا لَا تَجْهَكُو	ذَرِ اَوْر	مَا يَنْهِيْنَ
لِلنَّاسِ لُوْغُوْلُ كَيْسِيْ ذَرِ اَوْر	لَشِيْرًا نُوْ شَجْرِيْ يَنْ دَالَا اِكْتَرُ اِكْتَرُ	ذَرِ اَوْر	كَاسْتَرُ - تَمَامُ
لَا يَنْهِيْنَ مَتِيْ كَبْ هُوْكَ	يَعْلَمُوْنَ جَلْتِي هَذَا يَسِيْ	ذَرِ اَوْر	تَنْ يَزَا دَرْ سَانِيْ دَالَا
كُنْتُمْ هُوْ تَمْ مِيْعَاذُ وَعَدَهْ هِيْ	صِدْقِيْنَ سِيْجِي يَوْمَ اِيْكَ دَنْ كَاكْ	ذَرِ اَوْر	النَّاسِ - لُوْكَ
عَنْهُ نَاسِ سِي تَسْتَفِيْدُ مَوْنُ اَكِيْ بَرْ هُوْ كِيْ	سَاعَةً اِيْكَ كَهْرِيْ ذَرِ اَوْر	ذَرِ اَوْر	يَقُوْلُوْنَ كَيْسِيْ هِيْ
			اِنْ - اَكْر
			كُنْتُمْ - هُوْ تَمْ
			تَسْتَاخِرُوْنَ - سِيْجِي بَرْ هُوْ كِيْ
			لَا يَنْهِيْنَ

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ سبأ - ۲۲

قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ دَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ - آپ فرمادیں اے محبوب آپ مکہ معظمہ کے کافروں سے
جو اللہ کے سوا غیروں کو اپنا معبود گمان کیے ہوئے ہیں۔
لَا يَبْلُغُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَمْ يَبْلُغُوا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
مِّنْ ظَهْرٍ - وہ قرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے اور نہ اللہ کی طرف
سے ان کا کوئی مددگار ہوگا۔ بلکہ وہ بس اپنی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہوئے۔
بِاِذْنِ اللّٰهِ جِيْسِيْ اَنْبِيَا دَوْلِيَا دَكْتَا بَرْ هُوْ كِيْ
چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَكَ اِلَّا لِمَنْ اِذْنًا لَكَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ عَن قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا اَقَالَ

وَيُكْفَرُ فَمَا أَتَى اللَّهُ الْعَمَلُ الْكَبِيرُ۔ اور نہیں فائدہ دے گی اس کے حضور کھنٹی کی شفاعت مگر اس کی جو مادوں بالشفاعت ہو حتیٰ کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جائے تو ایک دوسرے سے کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں جو فرمایا وہ حق فرمایا اور وہی بلندی اور بلندی کا مالک ہے یعنی بطریق استبشار مشرکین کہیں کہ تمہارے لیے تو شفاعت کا حکم مل گیا اس لیے کہ تم ایمان والے ہو ایمان والوں کی شفاعت کرو گے تو اس پر مومن صالحین جو اب دیں گے کہ جو حکم دیا وہ حق ہے اور وہ بلند و بالا ہے۔

یہاں ذہو الْعَمَلُ الْكَبِيرُ ارشاد ہے دوسری جگہ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ہے۔ ایک فرقہ تفسیر یہ کہ اس کے معنی کرتا ہے کہ اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں کہم اللہ وجہہ حال الذکر آیت کریمہ کا مفہوم منطوق واضح کر رہا ہے کہ یہاں سیاق و سباق میں حضرت شیر خدا سے کوئی بھی تعلق نہیں کر رہا۔ معنی کرتے ہیں کہ بیشک اللہ وہ علیؑ زبردست ہے اور یہ جہالت واضح ہے جو کفر ہے۔ سو گے ارشاد ہے قُلْ مَنْ يُّؤْتِيْكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ۔ فرمادیں گے کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے بتا دیجئے وہ اللہ ہی ہے۔

یعنی آسمان سے بارش کر کے اور زمین سے سبزہ اگا کر رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔
وَ اِنَّا اَوْ اَيُّكُمْ لَعَلٰى هُدٰى اَوْ نٰى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں۔

اس لیے کہ اس سوال کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں اس لیے کہ کافر و مومن دو فریق ہیں ان میں سے ایک ہدایت پر ہے۔ یا تم ہدایت پر ہو یا ہم اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو رزق دینے والا پانی برسانے والا مخلوق کا پالنے والا سبزہ اگانے والا جانتا ہے وہ بے جان جماد محض کی پوجا کیوں کس لیے کرے گا وہ تو دنیا میں سے کسی ذرہ کو بھی کسی چیز کا مالک و مختار نہیں سمجھ سکتا اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو متصرف بالذات سمجھتا ہے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں ہے۔

قُلْ لَا تَسْئَلُوْنَ عَمَّا جَعَلْنَا وَاٰلًا مِّنْ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ انہیں فرمادیں گے کہ ہم نے تمہارے وہم و گمان میں اگر کوئی جرم کیا ہے تو اس کی تم سے پرسش نہ ہوگی اور نہ تمہارے کرتوت سے ہم سے باز پرس ہوگی بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے اپنے عمل کی جزا و سزا پائے گا جیسا کہ ارشاد ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اٰخْرٰى وَاٰلًا مِّنْ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ فرمادیں گے ہمارا رب تمہیں

جمع فرما کر تمہارا ہمارا صحیح فیصلہ کرے گا اور وہی بڑا انصاف کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرما کر فیصلہ سنائے گا اور اہل حق کو جنت میں اور سب اہل باطل کو جہنم میں داخل کرے گا۔

قَدْ أَدْرَأَ فِي الدِّينِ الْمُحَقَّقِينَ بِسْمِ شَرِكَاءَ كَلَّيْلٍ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ فرما دیجئے مجھے دکھاؤ وہ شریک جنہیں تم اللہ تعالیٰ سے ملائے ہوئے ہو بالکل غلط بات ہے بلکہ وہی اللہ ہے عزت والا اور حکمت والا۔

یعنی ان بتوں کو ہمیں دکھاؤ جن کو تم پوجتے ہو اور اللہ کی عبادت میں شریک کرتے ہو تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کس قابل میں کیا پیدا کر سکتے ہیں کس طرح روزی دیتے ہیں کیسے آسمان سے مینہ برساتے اور زمین سے سبزہ اگاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے اور حجب یہ صحیح ہے تو اس وحدہ لا شریک کا نہیں شریک ٹھہرانا کہاں کی عقلمندی ہے اور کہاں کی انسانیت ہے یہ خطا، عظیم اور صریح گمراہی اور ضلال میں ہے آگے ارشاد ہے۔

فَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَاتِبًا لِلنَّاسِ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الْآيَاتِ الَّتِي أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَالَّذِينَ أَسْلَمُوا مِنْ قَبْلِهَا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ اور اے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا بلکہ تمام آدمیوں کے لیے خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے اور تمام لوگ آپ کی رسالت کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے گھجی ہوں یا عربی پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے پانچ خصوصیات ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

اول ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔
دوسرے جُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا أَكُفِّرُ فِيهَا۔ تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی تاکہ میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے ادا کرے۔

تیسرے مجھ پر اُجِّلْتُ لِي الْعَنَابُ۔ تمام غنمیں حلال کیں جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں۔
چوتھے مجھے شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا۔

پانچواں بہر نبی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا۔
اس حدیث میں حضور کے فضائل خصوصی کا بیان ہے جن میں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کی رسالت عام رسالت عام ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِالنَّاسِ لَا يُعْلَمُونَ . لیکن کافر سے نہیں جانتے اور آپ کی مخالفت اپنی جہالت سے کرتے ہیں .

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ . اور کافر جنت میں یہ وعدہ قیامت کب آئے گا

اگر تم سچے ہو . تو قیامت قائم کر کے دکھاؤ .

قُلْ لَكُمْ مِثْلُ مَا دُيُومِرُ لَا تَسْأَلُونَ عَنْ سَاعَتِهِ إِلَّا اسْتَعْتَابَ مُوتَ . لے محبوب انہیں فرمادینے

مہتارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی سمجھے بہت سکونہ آگے بڑھ سکو .

مہتارے لیے لازمی ہے .

یعنی اس وقت اگر تم جہالت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدم ناممکن ہے بہر صورت

ایسے وعدہ کا پتے وقت پورا ہونا لازمی ہے .

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع . سورۃ سبا . باب ۳۲

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ دَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ فِيهَا مِنْ شَرِكٍ وَمَا لَكُمْ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ فَمَنْ يَكْفُرْ بِمَا كَفَرَ اللَّهُ فَمَا يَحْمِلُهَا إِلَّا وَجْهًا مِّنْ يَّوْمِهِمْ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْفَارُ وَنُصِبَ الْعَرْشُ وَنُزِّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ مِّنْ سَمَاءٍ مَّوَدَّةً لِّلنَّاسِ يَصْعَدُ فِيهَا رِجَالٌ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ أَجْرُ الْكَافِرِينَ

سوا مبعوث سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ وہ شریک ہیں زمین و آسمان میں اور نہ اللہ کی طرف سے انہیں کوئی مددگار .

روح المعانی میں ہے قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِلشِّرِكِيِّنَ الَّذِينَ صَرَبَ لَمْ لِمَثَلُ يَقْتَصِبُ سَبَابَ الْمَعْرِفَةِ عِنْدَ هُوَ بِالنَّفْلِ فِي أَجْرِهِمْ وَأَشْعَارُهُمْ تَبِيهَا عَلَى بَطْلَانِ مَا هُوَ عَلَيْكَ وَتَبِيهَا اللَّهُمَّ ادْعُوا الَّذِينَ دَعَمْتُمْ . اے زعمو هو هو الہیة

مِن دُونِ اللَّهِ . دُوبِ اَنَّ ذَلِكْ نَزَلَ عِنْدَ الْجُوعِ أَصَابَ قَرِيشًا لَا يَبْلُغُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَنَارٌ تَلْفَعُ وَضُرٌّ كَيْفَ يَكُونُونَ الْهَيْتَةَ لَعْبَدًا .

فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ . ذَكَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لِلنَّعِيمِ عَمَّا قَدْ فَادَى بِهَا جَمِيعَ الْعَالَمِينَ وَمَا لَهُمْ أَى لِإِلَهِيَّتِهِمْ .

فِيهَا مِنْ شَرِكٍ . اے شرک تمہارا ما لا خدقا ولا ملکا ولا تصرفا .

وَمَا لَكُمْ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ . اے اللہ تمہارے معین ، یعیین ، سبحانہ ، فی تدابیر امرہا .

اے محبوب ان مشرکوں سے فریضے جو قصہ سیا کی مشہور مثال جلتے ہیں ان کے خیال کے بطلان اور تہکیت کے لیے کہ انہیں بچار و جنہیں تم اپنے زعم میں آتے کہتے ہوں اللہ کے سوا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا نزول اس وقت ہوا جبکہ قریش مکہ پر قحط آیا اور وہ بھوکوں مرنے لگے تو ارشاد ہوا کہ جو ذرہ بھر نفع و ضرر کے مالک نہیں وہ کیسے الہ ہو سکتے ہیں جو پوجے جائیں۔ آسمانوں اور زمین میں ان کی کہیں ملکیت نہیں

یہاں آسمان اور زمین کو بطور تعمیم فرمایا ورنہ اس سے مراد جمیع موجودات ہے کہ اس میں وہ کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں جتنی کہ تمہارے معبودوں کی طرف سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا تدبیر امور میں معاون بھی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس لیے کہ خالق کل مالک کل تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور اسے نہ کسی کی اعانت کی احتیاج اور نہ کوئی اس کے تدبیر امور میں معین ہو سکتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَكَ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ۔ اور کسی کی سفارش اس کے حضور نفع نہیں دے سکتی مگر جسے اجازت ہو۔

اَلْوَسِي فَيَا تَعَالَى وَالْمَوَادُّ تَعَالَى الشَّفَاعَةُ اِلَهِيَّتِهِمْ لَمْ يَكُنْ ذِكْرُكَ عَلَيَّ وَحِيْدًا عَامًّا لِيَكُوْنَتْ طَرِيْقًا بِيُوْهَابِيْنَا اِنِّي لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ فِيْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ اَوْ كَايْتُمْ لِمَنْ كَانَتْ اِلَّا كَايْتُمْ لِيَسْرِفِ اِذْنَ لَمْ فِيْهَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَنَحْوِهِمْ مِّنَ الْمُسْتَاْهِلِيْنَ بِمَقَامِ الشَّفَاعَةِ۔

یہاں لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ میں جو نفی شفاعت ہے اس سے مراد مشرکین کے معبودات باطلہ ہیں لیکن یہاں علی وجہ العام جو ذکر فرمایا وہ اس لیے کہ طریقہ بیان واضح ہو جائے یعنی آیت کریمہ کا مقہوم عام ہو کہ کوئی شفاعت کسی حال میں نفع بخش نہیں جیسا کہ وہ ماذون بالشفاعت نہ ہو یا ملک یا مثل اس کے کوئی ولی غوث قطب جو مقام شفاعت کے اہل ہیں۔

اور اس سے یہ امر بھی واضح اور بین ہو گیا کہ لَا يُؤْذَنُ لَكُمْ فِي الشَّفَاعَةِ لِلْكَفٰرِ كَمَا كَفَرْتُمْ لِيَسْرِفَ عَنَّا حَقُّ اِذْنِ لَمْ يُوْهَبْ لَكُمْ اِلَّا لِمَنْ اِذِنَ لَهُ۔ اور اس سے یہ امر بھی واضح اور بین ہو گیا کہ لَا يُؤْذَنُ لَكُمْ فِي الشَّفَاعَةِ لِلْكَفٰرِ كَمَا كَفَرْتُمْ لِيَسْرِفَ عَنَّا حَقُّ اِذْنِ لَمْ يُوْهَبْ لَكُمْ اِلَّا لِمَنْ اِذِنَ لَهُ۔

حَقُّ اِذْنِ لَمْ يُوْهَبْ لَكُمْ اِلَّا لِمَنْ اِذِنَ لَهُ۔

فَرَزِعَ صِيْفُهُ يَاب تَفْعِيلٌ سَبَبٌ لِّعَنِ اِلَهِيَّتِهِ اِلَّا لِمَنْ اِذِنَ لَهُ۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے تو کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں

سچ اور حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔
یعنی جب شفاعت کرنے والوں کے دلوں سے پریشانی رفع ہو جائے اور جن کی شفاعت ہوگی
وہ مطمئن ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فِي شَأْنِ الْأَذْنِ بِالشَّفَاعَةِ
ہمارے رب نے اجازت شفاعت میں کیا حکم دیا تو شفاء جواب دیں قَالَ تَبَيَّنَ الْقَوْلُ الْحَقُّ وَهُوَ
الْأَذْنُ بِالشَّفَاعَةِ لِمَنْ تَقْبَلُ. ہمارے رب نے حق فرمایا اور اجازت شفاعت ہے اس کے
یچے جس کے حق میں اس کی رضی ہے۔

ذَهْوَانِ الْعِلْمِ الْكَبِيرِ أَوْ رُوحِ بَلَدٍ وَبِاللَّحْمِ
قَالُوا أَعْتَرَأْنَا بِعَظْمَتِكَ جَنَابِ الْعِزَّةِ جَلَّ جَلَالُهُ. وہ علی الکبیر بطور اعتراف کہیں ہو عظمت
رب العزۃ جل جلالہ کے لیے ہے۔

زجاج کہتے ہیں اس کی تفسیر یہ ہے کہ اَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَحْيِ ظَنَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ نَزَلَ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْمَسَاعِدَةِ فَفَرَعَتْ
لِنَظَرِكَ فَلَمَّا انْكَشَفَ عَنْهَا الْقَرَعُ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ سَأَلْتُ لِأَيِّ شَيْءٍ نَزَلَ جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا الْحَقُّ۔

جبریل علیہ السلام جب حضور کی طرف نازل ہوئے وحی لے کر تو ملائکہ نے گمان کیا کہ قیامت کا
حکم لے کر جبریل حاضر آئے ہیں تو اس سے ملائکہ گھبرائے تو جب انہیں منکشف ہوا کہ قیامت کا حکم لے
کر نہیں آئے تو ان کی گھبراہٹ رفع ہو گئی تو انہوں نے سوال کیا کہ کیا حکم آئی لائے جو جبریل فرمائیں جو
حکم بھی ملا وہ حق ہے۔

اور قتادہ اور مقاتل ابن السائب سے راوی ہیں کہ ملائکہ گھبرا جائیں تو جبریل علیہ السلام بہر اسما
پر گذر کر ان کی گھبراہٹ رفع کرنے کو فرمائیں کہ وہ وحی کھنی۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں ذَٰلِكَ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا دَعَوْا شَفَاعَةَ الْأَيْمَةِ وَالْمَلَائِكَةِ
أَجَبُوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْمَلَائِكَةِ
لَيْسَ لَهُمْ شَرَفٌ بِنِعْمَةِ تَعَالَى وَالْجَعْفَرِ إِلَيْكُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَسْتَجِيبُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا
فِي الْأَرْضِ وَلَا يَنْتَفِعُ الشَّفَاعَةُ مِنْهُ هُوَ إِلَّا لِلَّذِينَ يَكُنُ مَعَ الْأَذْنِ وَالْقَرَعِ الْعَظِيمِ
ذَهْوًا لَيْشْفَعُونَ إِلَّا لِلْمُحْسِنِينَ۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مشرکین تہوں اور ملائکہ کو شفاعت کے لیے پکارینگے اور جواب دیے جائینگے کہ ان سے کہو
کہ نہیں پکارو جنہیں تم اپنے زعم میں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو تمہوں اور فرشتوں میں سے اور انہیں خدا کے نام سے مولا کہو

دوستوں کو تم اپنا معبود سمجھے ہو۔ وہ حقیقتاً ذرہ برابر بھی آسمانوں اور زمین میں اختیار نہیں رکھتے اور ان کی شفاعت نفع دے سکتی ہے مگر ملائکہ کو وہ باذن الہی شفاعت کریں گے اور بعد رقع فزع اکبر شفاعت کریں گے انہیں کی جن کی شفاعت مرضی الہی سے ہو۔

وَعَنْ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ - اور ابن ابی حاتم زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ آیت کریمہ میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے کہ حَقٌّ إِذْ أَفْرَغَ الشَّيْطَانُ عَنْ قُلُوبِهِمْ نِقَارَ قَوْمٍ وَأَمَّا بَيْتُهُمْ وَمَا كَانَتْ يَنْتَهُمُ بِهِ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ثُمَّ قَالَ هَذَا فِي نَبِيِّ آدَمَ أَيْ كَفَارَتُهُمْ عِنْدَ طُوفِ آقْرُؤًا حِينَ لَا يَنْفَعُهُمُ الْإِقْرَارُ

جب شیطان کے دلوں سے گھرا ہٹ جاتی رہے گی تو ان باتوں سے جسے کہہ گمراہ کرتے تھے اور اپنی آرزوؤں سے تو کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہیں حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔

فرماتے ہیں یہ کفار ہی آدم کہیں گے موت کے وقت جبکہ انہیں ان کا اقرار فائدہ مند نہ ہوگا۔

قُلْ مَنْ يَوْمَ تَوَدَّدُ كَوْمَ السَّمَادَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْيَاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي سَلَاحٍ مُّبِينٍ - فرمادیکے کون تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے فریٹے اللہ ہی دیتا ہے اب ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں۔

یہ امر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبکیت للمشرکین کے لیے کہ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے معبود ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور تم سمجھتے ہو کہ رزاقی مطلق اللہ عزوجل ہے اس سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں۔

تو اب دونوں فریقوں میں سے یعنی مومنین و موحدین اور مشرکین و ملحدین میں سے کون ہدایت پر ہے یا ہم ہدایت پر ہیں یا تم بہر حال ایک ہدایت پر ہے اور ایک کھلی گمراہی کا شکار ہے اور صاف ظاہر ہے کہ ہدایت پر وہی فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور وحدانیت کو مان رہا ہے اور وہ یقیناً گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا پتھر بت جہاد لایعقل کی الوہیت کا معترف ہے۔ لہذا فرمادیکے۔

قُلْ لَا تَسْأَلُونَنَا عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ - کہ جو جرم ہم کریں اس سے تم پر باز پرس نہیں اور جو تم کر رہے ہو اس کے متعلق ہم سے سوال نہ ہوگا۔

یہ آیت فیصلہ اور ابلیغ النصار ہے کہ تمہارے گمان باطل ہیں اگر ہم جرم کریں گے تو تم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی اسی کی طرح تمہارے کہ تو ت اور بد اعمالی کا ہم سے جواب طلب نہ ہوگا۔ یہ آیت کریمہ ایسے ہی حکم میں ہے جیسے لَسْأَلُكُمْ فِي دِينٍ وَعَلَمٍ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور مامور النکاحات ہے چنانچہ

روح المعانی میں ہے۔
 وَذَعَمَ بَعْضُهُمْ آيَاتِهِمَا مِنْ بَابِ الْمُتَادَكَةِ وَإِنَّمَا مَسُوخَتَا بَابِ السَّيْفِ - اگے ارشاد ہے۔
 قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا لِلْعَفْوَ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ - انہیں فرما دیجئے کہ میں تمہیں
 اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا بروز قیامت پھر فیصلہ دے گا ہمارے تمہارے مابین اور وہ بہترین فیصلہ دینے
 والا اور علم والا ہے۔

یعنی شکر و تشکر کے بعد بروز قیامت فیصلہ صحیح ہو جائے گا کہ کون جہنم میں جاتا ہے اور کون جنت میں اور
 اس کا فیصلہ ہی صحیح ہو جائے گا اس لیے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔
 قُلْ أَرَأَيْتُمْ أَتُحْشَمُونَ أَتَشْرِكُوا مَا كَفَلَ اللَّهُ لَهُ الْغَنَاءُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - اے محبوب انہیں یہ تو
 فرمائیے کہ مجھے ان کی حیثیت تو دکھاؤ جہنم تم اللہ کے ساتھ ملا کر اس کا شریک بنا رہے ہو افسوس ہے
 تم پر بلکہ وہ اللہ سب پر غالب زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

اسی فرماتے ہیں ذَا الْمَعْنَى مَا زَعَمُوا كَأَنَّ شَرِيكَآئِزُّ لِلْعِيُونِ وَهُوَ حَجْرٌ وَخَشَبٌ مِمَّا فَضِيحَتَكَ
 گویا فرمایا کہ ان سے فرمائیے کہ جن پر تمہارا گمان شریک الہی ہونے کا ہے ان کی حقیقت آنکھوں پر ظاہر ہے
 کہ وہ لکڑی اور پتھر ہیں تو تمہارے گمان کی فضیحت تو واضح ہو گئی۔

پہلے کیلئے تلسی - کثیر - پتھر - رڈرا - چٹان - چاند سورج - ستارے ہی تو وہ ہیں جہنم تم معبود سمجھے بیٹھے
 ہو اور ان کی حقیقت واضح ہے کہ وہ اپنی کھٹی اڑانے کی استعداد نہیں رکھتے تو کتنی جہالت اور کس قدر
 حماقت ہے کہ ایسے جہادے جان کو اس قادر ذوالجلال کے برابر شریک کرتے ہو۔

یہاں لفظ کُفْرًا کہ روع زعم مشرکین کیا گیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ فَمَا كَرِهَ اللَّهُ لَمُنَّافِقِينَ فَمَا تُشِيرُونَ - ایسے ہی یہاں کُفْرًا کہ انہیں جھڑک دیا۔ اس کے معنی ہمشیت کے
 بھی ہو سکتے ہیں جیسے بے سمجھی کی بات کا جواب ہمشیت کہہ کر دے دیتے ہیں ایسے ہی عربی میں کُفْرًا اور اُفٍّ
 نکتہ بولتے ہیں۔

ذَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - اور
 نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے محبوب مگر تم لوگوں کے لیے بشارت دیتا اور ڈرستانا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے
 اس پر کافۃ للناس سے مراد ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر مجاہد سے راوی ہیں اِنَّهَا قَالَتْ فِي الْآيَةِ
 اِلَى النَّاسِ جَمِيعًا کہ اس سے مراد تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر ہے۔
 اور ابن ابی حاتم محمد بن کعب سے راوی ہیں اِنَّهَا قَالَتْ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً۔

اور ایسا ہی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی عاصم قتادہ سے راوی ہیں اَدَسَكَ اللهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْعَرَبِ وَالْحَبَشَةِ فَكَمْ مِمَّنْ عَلَى اللهِ تَعَالَى اَطَوْعُهُمْ لَسَاءَ اللهُ تَعَالَى لَنْ يَحْضُرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَعْرَبٍ وَبَعْضٍ كِي طَرَفٍ بَعْضًا لِيُؤَيِّدَ الشُّرَكَةَ تَرَدِيكَ اِنْ يَرَى سَبَّ زِيَادَةَ كَرْمٍ اَوْ اِسْكَرَ اَنْ يَكُنْ اَبْنُ عَبَّاسٍ سَعَى مَرُودِي هِيَ اِلَى الْعَرَبِ وَالْحَبَشَةِ وَسَائِرِ الْاُمَمِ حَضْرَتِ بَعْثَتِ عَرَبٍ وَبَعْضٍ اَوْدِ تَمَامِ اُمَّتِوْنَ كِي طَرَفٍ هِيَ۔

علامہ تحفہ جی فرماتے ہیں۔ وَاصْلُهُ مَا اَدَسْنَاكَ لِشَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا لِتَبْلِيغِ النَّاسِ كَا قَتَّ اَصْلُ مَعْنَى يَرِي هِيَ كِه مِمَّنْ نَهِيْنَ نَهِيْنَ بَعْضِيَا كِسِي شَيْءٍ كِي طَرَفٍ مَكْرَمًا لُوْكَوْنَ كِي تَبْلِيغِ كَيْ لِيْئِ۔

اور ابو جہان کہتے ہیں مَا اَدَسْنَاكَ اِلَّا كَاتًا وَمَا نَعَا لِنَّاسٍ عَنِ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِي۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر روکنے والا اور منع کرنے والا لوگوں کو کفر و معاصی سے۔ اور علامہ رحمتی کہتے ہیں اَيْ مَا اَدَسْنَاكَ اِلَّا رِسَالَةً كَا نِيْتَةُ اَيْ عَامَّةً اَمَّ مَحِيْطَةً بِهَمَّ رَايْتَهَا اِذَا سَمَلْتُمْ فَعَدَّ كَقْتُمْ عَنَّا اَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا اَحَدًا مِنْهُمْ۔ ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بھیجا عام۔ کہ آپ کی رسالت ان پر محیط ہے اس لیے کہ جب سب پر محیط ہوگی تو ہر ایک کو روکا جاسکے گا اور یہ حضور کی تبلیغ کا اثر عام ہے۔

گویا یہ حکم ایسا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللهِ اِيْتَكُمْ جَمِيْعًا۔ تو حضور متبعین کو بشارت دیتے اور ڈر سنانے تشریف لائے۔ لیکن جو مصرعے المعنی والفضائل میں وہ نہیں جانتے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔ اس میں مشرکین کا مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دیا گیا۔

قُلْ لَكُمْ مِيْعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَاخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔ کہ اے محبوب اور اے ایمان والو! انہیں کہہ دو کہ تمہارا دن مقرر ہے جو ایک دن نہ پیچھے ہوگا نہ آگے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں هُوْمِيْتُمْ سَاَلُوْا عَنْ وَّقْتِ اِدْسَاكِ السَّاعَةِ وَاُجِيْبُوْا عَنْ اَحْوَالِهَا فَمِنْهَا۔ یہ ان کے سوال کا جواب ہے جو انہوں نے قیامت کے وقت کے متعلق پوچھا تھا اس کا جواب دیا گیا۔ گویا ارشاد ہوا۔

دَعُوْا السُّوْاْلَ عَنْ وَّقْتِ اِدْسَاكِ مَا قَاتَ كَيْتُوْنَتُمْ لَا بُدَّ مِنْهُ بَلْ سَاَلُوْا عَنْ اَحْوَالِ اَنْفُسِكُمْ

حَيْثُ تَكُونُونَ مَبْهُوتِينَ مُتَّخِذِينَ فِيهَا مِنْ هَوَاهُ مَا تَشَاهِدُونَ فِيهِ آيَاتٍ بِيحَاكِمِكُمْ مِنْ أَنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا وَهِيَ كَمَا تَنْزَى.

گویا ارشاد ہوا کہ چھوڑو اس کا سوال کہ وہ کب آئے گی اس لیے کہ وہ تو ضرور آتی ہے جسے قیامت کہتے ہیں بلکہ تمہیں یہ پوچھنا چاہئے کہ اس وقت تمہاری جانوں پر کیا بنے گی جب کہ تم مہبوت و متخیر ہو گے ان احوال و اسوال سے جو دیکھو گے۔ تو یہ زیادہ مناسب ہے کہ اس کی بابت پوچھئے اس سے کہ اس کا وقت پوچھ رہے ہو۔

وَتَنزَى النَّاسَ سُكَارَىٰ - وَتَنزَى الْأَرْضَ هَامِدَةً - فَلِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ - وَتَنزَى الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ - كَيْفَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السَّجِلِ لِنُكْتِبَ عَلَيْكُمْ بُدْءَ الْأَرْضِ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَادَاتِ مُطَوِّبَاتٍ وَغَيْرَ ذَلِكَ - إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ - وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ - وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ - وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ - وَإِذَا الْبُحُورُ سُجِّرَتْ - إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ - إِلَىٰ غَيْرِ الْبَيِّنَاتِ - ان تمام نقشوں کو بھلا کر اپنی دھماکی سے کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورہ سبأ ۲۲

اور کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں اور اگر تم دیکھو کہ جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو کمزور تھے ان سے کہیں گے جو متکبر تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے اور جو متکبر لوگ تھے وہ ان سے کہیں جو کمزور تھے کیا ہم نے تمہیں روک رکھا تھا ایمان و ہدایت سے بعد اس کے کہ آئی تمہارے پاس وہ ہدایت بلکہ تم خود مجرم تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كُنَّا نَدْرِكُ الْقُرْآنَ فَلَا يَأْتِنَا بِهِ يَدَايِهِ وَلَوْ أَنَّا كُنَّا نَدْرِكُ الْقُرْآنَ لَوَقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُدْرِعُ لِعَعْصِمُ إِلَىٰ بَعْضِهِ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا الْوَلَايَةَ لَكُنَّا وَمُتَّبِعِينَ

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُوا لَأَنْحَنُ صِدَادًا نَكُرُ عَنْ الْهُدَىٰ لَعَدَا إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ تُخْرَجُونَ

اور کہیں گے وہ جو کمزور تھے ان سے جو متکبر
تھے کہ یہ تو بیل و تہار کے انقلاب کا داؤں تھا
جبکہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کرو
اور اس کے برابر دوسرا معبود مانیں اور دل ہی دل
میں پھینانے لگے جب عذاب دیکھا اور ہم نے
ڈال دیے طوق ان کی گردنوں میں جو منکر تھے
ان کا کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جو کچھ وہ کرتے تھے
اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا
تو وہاں کے متمول آسودہ حالوں نے یہی کہا کہ تم
جو دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔
اور بولے ہم مال اور اولاد میں سب سے زیادہ
ہیں اور ہم پر عذاب نہیں آسکتا۔
اے محبوب آپ فرمادیں میرا رب بے شک
رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے۔ اور
تنگی کرتا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا لِكُنْ يَت
اسْتَكْبِرُوا بِل مَكْر اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ
تَأْمُرُونَ اَنْ تَنْكُرَ بِاللهِ وَتَجْعَلَ لَكَ
اَسْنَادًا وَاَسْوَدَ اللّٰهَ امْتًا لَمَّا كَاذًا
الْعَذَابِ وَجَعَلْنَا الِاعْلَاقَ فِيْ اَعْنَاقِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجِبُوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ه

وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا
قَالَ مُتَرَفُوْهَا اِنَّا اُرْسِلْتُمْ بِهَا
كَافِرُوْنَ ه

وَقَالُوْا مَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَمَّا
مَحْنُ يَمَعَدَ بَيْنِنَا ه

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يُّشَاءُ وَيَقْدِرُ وَاَلَيْكَ اَكْثَرُ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ه

لفظی ترجمہ

اور	قَالَ - بولے	الَّذِينَ - وہ جو	كَفَرُوا - کافر تھے
تو	تُؤْمِنَ - ایمان لائیں گے ہم	بِهَذَا - اس	الْقُرْآنِ - قرآن پر
اور	لَا رَهَ -	بِالَّذِي - ان کتابوں پر جو	بَيْنَ يَدَيْهِ - اس سے پہلے ہیں
اور	كَذًا - اگر	تَوَى - دیکھے تو	اِذْ - جب
الظالمون ظالم	مُؤْتَفُونَ - کھڑے ہونگے	عِنْدًا - نزدیک	ذِيْهِمْ - اپنے رب کے
يُرجع لوٹے گا	بَعْضُهُمْ - بعض ان کا	اِلَى رَطْرٍ -	بَعْضُهُمْ - بعض کی
القول بات کو	يَقُولُ - کہیں گے	الَّذِينَ - وہ جو	اسْتَضَعُوا - کمزور تھے

لَا تَدْرِي	نُورًا كَرِيمًا	اَسْتَكْبَرُوا رَبَّهُمْ فَمَا يَكْفُرُ	بِالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِہٖ
قَالَ كَلِمَاتٍ كَثِيرًا مِّنْ	مُّؤْمِنِينَ مَوْجِبِينَ	كَلِمَاتٍ تَوْہِیۡتِہٖمۡ سَمۡعًا	اَتَمُّوۡنَہُمْ یَوْمَ تَمۡتُرُ
اَسْتَضْعَفُوا لِمَکْرُوۡرٍ یَّجۡرُ	بِالَّذِیۡنَ اِلٰہِہٖمۡ کُوۡجُوۡہُ	اَسْتَكْبَرُوا رَبَّهُمْ فَمَا یَكْفُرُ	اَلَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ
کُوۡرًا مِّنۡ دُوۡنِہٖ لَیۡسَ	صَدَدًا دُوۡنَہٗا رَوۡکَاتِہَا	تَحۡقُقُہُمْ یَوْمَہُمۡ نَعۡیۡ	اَیۡ کَیۡۤا
جَاۡءَ اٰتِیۡہٗمۡ	اِذۡ جِیۡبُہُمۡ	یَعۡتَدُ لِعِبَادِہٖ مَا یَکۡفُرُ	عَنِ الرَّحۡمٰنِ ہٰذَا یَسۡتَکۡبِرُ
مُجۡرِمِیۡنَ مَجۡرِمِیۡنَ	کَمۡتَمۡتُمۡ کَلِمٰتِہُمۡ	یَلٰۤیۡ بَلۡکَہُمۡ	کُوۡرًا مَّتَّارًا مِّنۡ دُوۡنِہٖ
اَسْتَضْعَفُوا لِمَکْرُوۡرٍ یَّجۡرُ	اَلَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ	قَالَ کَلِمَاتٍ کَثِیۡرًا	وَرۡ اُوۡر
مَکْرُوۡرٍ یَّجۡرُ	بَلٰۤیۡ بَلۡکَہُمۡ	اَسْتَكْبَرُوا رَبَّهُمْ فَمَا یَكْفُرُ	بِالَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ
اِذۡ جِیۡبُہُمۡ	اَلنَّارِ دُوۡنَہٗا	وَرۡ اُوۡر	اَللَّیۡلِیۡۃِ رَاۡتِ
تَکۡفُرُ کَفۡرًا یَّجۡرُ	اَنۡ یَّہۡبِطَہُمۡ	مَّتَّارًا مِّنۡ دُوۡنِہٖ	تَاۡمُرُوۡہُمۡ حَکۡمًا یَّجۡرُہُمۡ
لَیۡسَ یَسۡکُنُہُمۡ	یَجۡعَلُہُمۡ بَنٰیۡۃً یَّجۡرُہُمۡ	وَرۡ اُوۡر	بِاَمۡرِہٖمۡ اَللّٰہِ کَیۡۤا
اَلنَّارِ اَمۡتًا نَدَامٰتِہٖ	اَسۡرَادًا یَّجۡعَلُہُمۡ	وَرۡ اُوۡر	اَنۡتَاۡ اَدۡاۡءِ شَرِیۡکِہٖ
وَرۡ اُوۡر	اَلعَذَابِ عَذَابِہٖ	ذَاۡ اَدۡاۡءِ یَّکۡفُرُہُمۡ	کَلِمَاتٍ جِیۡبُہُمۡ
اَعۡنَاقِہُمۡ کَرۡوۡنِیۡۃً	فِیۡۤا یَّجۡرُہُمۡ	اَلۡاِخۡطَآءِ طَوۡقِہُمۡ	جَعَلۡنَا کَلِمٰتِہُمۡ
یُجۡنَبِۡنَہُمۡ یَدۡہُمۡ	ہَلٰۤیۡۃً یَّجۡرُہُمۡ	کَفۡرًا وَاۡکَافِرِیۡنَ	اَلَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ
یَعۡمَلُوۡنَ وَاۡکَافِرِیۡنَ	کَاۡنُوۡا یَّجۡرُہُمۡ	مَا یَدۡعُوۡنَہُمۡ	اِلَّا مَکۡرُہُمۡ
فِیۡۤا یَّجۡرُہُمۡ	اَرۡسَلۡنَا یَّجۡعَلُہُمۡ	مَا تَدۡعُوۡنَہُمۡ	وَرۡ اُوۡر
قَالَ کَلِمَاتٍ کَثِیۡرًا	اِلَّا مَکۡرُہُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِہٖ کُوۡلِیۡۃً	قَرۡیۡۃً کَیۡۤا
یَدۡعُوۡنَہُمۡ سَاۡجِدِہُمۡ	اِنۡتَاۡ بَشِیۡکِہُمۡ	ہَا یَسۡکُنُہُمۡ	مُتَّخِذِیۡۃً وَاۡتَمۡذُوۡلِیۡۃً
وَرۡ اُوۡر	کَاۡفِرُوۡنَ اِنۡکَارِہُمۡ	یہۡ اِسۡکَافِہُمۡ	اَرۡسَلۡنَا یَّجۡعَلُہُمۡ
اَمۡوَالًا مَّالِہُمۡ	اَکۡثَرُ زَیَادَہٗہُمۡ	تَحۡقُقُہُمۡ	قَالُوۡا یٰۤا
مَا تَدۡعُوۡنَہُمۡ	وَرۡ اُوۡر	اَوَّلَادًا اُوۡلَادِہُمۡ	وَرۡ اُوۡر
اِنَّہٗ بَشِیۡکِہُمۡ	قُلۡ کَلِمٰتِہُمۡ	یُعۡتَدِیۡۃً یُنۡزِلُہُمۡ	تَحۡقُقُہُمۡ
لِیۡنۡ یَّجۡرُہُمۡ	اَلرِّزۡقِ رِزۡقِہُمۡ	یَبۡسُطُہُمۡ فَاۡرَخَہُمۡ	نِیۡۃً یَّجۡرُہُمۡ
وَرۡ اُوۡر	یَقۡدِرُہُمۡ تَنۡکِیۡۃً	وَرۡ اُوۡر	نِیۡۃً یَّجۡرُہُمۡ

ایکہ بیان اکثر اکثر الناس لوگ نہ نہیں
تَعْلَمُونَ جانتے

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورہ سبا ۱۲

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَدَّيْهِ۔ اور کافر بولے ہم
ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔
یعنی توریت و انجیل اور زبور گویا وہ اپنے حسد باطنی کے ماتحت نہ قرآن کریم ملتے تھے نہ توریت
وانجیل و زبور پر ایمان لاتے تھے۔

وَلَوْ تَوَدَّىٰ اِذَا الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَدْرَجُونَ بِعَصْمِهِ الْقَوْلَ۔ اور اگر تم
دیکھو جب ظالم کھڑے ہوں اپنے رب کے پاس ان میں ایک دوسرے پر باتیں لوٹائے گا۔
یعنی جو لوگ گمراہ ہوئے وہ گمراہ کرنے والوں پر بات ڈالیں گے اور گمراہی کی ذمہ داری ان پر
تھوپیں گے اور کہیں گے۔

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَالْوَالِدَاتُ كُنَّ مَوْمِنِينَ۔ کمزور غرابتکبر
لوگوں سے کہیں اگر تم نہ ہوتے اور ہمیں گمراہ نہ کرتے تو ہم ضرور ایمان لائیں والوں میں ہوتے۔
یعنی غریب قوم اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے تو ہم ضرور ہی
مومن ہوتے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَدَّيْهِ۔ اور کافر بولے ہم
ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔
یعنی توریت و انجیل اور زبور گویا وہ اپنے حسد باطنی کے ماتحت نہ قرآن کریم ملتے تھے نہ توریت
وانجیل و زبور پر ایمان لاتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَدَّيْهِ۔ اور کافر بولے ہم
ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔
یعنی توریت و انجیل اور زبور گویا وہ اپنے حسد باطنی کے ماتحت نہ قرآن کریم ملتے تھے نہ توریت
وانجیل و زبور پر ایمان لاتے تھے۔

یہی ہمارے میل و ہنار کے مگر تھے جس سے تم میں شرک کی طرف بلاتے اور حکم کہتے کہ اللہ سے کفر کریں اور اس کے برابر بتوں کو معبود ٹھہرائیں۔ اب دل ہی دل میں اپنی ندامت کیے ہوئے موجب غیاب دیکھا اور ہم نے ڈال دیے ان کے گلوں میں طوق آگ کے جو منکر تھے کیا ایسے منکروں کا سوا اس کے اور کیا ہے یہی کہ عیسا کیا ویسا پایا۔

آیہ کریمہ میں مذہب اور متمول متکبر تابع و مقبوع کا تذکرہ ہے۔ ان میں بہکانے والے اور بہک کر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر ہے اور کافر لوگوں کی سزا جہنم فرمائی ہے اور اس امر کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ بہکانے والے اور بہکنے والے دونوں کی سزا یہی ہے کہ وہ جہنم میں جائیں آگے ارشاد ہے۔

وَمَا أَدُسْنَا فِي قُلُوبِنَا مِنْ مَّنْ يُدْرِى الْقَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أَدُسَلْنَا بِكَافِرُونَ
ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈرستانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار آسودہ حال یہی بولے کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس سے منکر اور کفر کرتے ہیں۔

اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان منکروں کی تکذیب و انکار سے رنجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی طور طریقہ رہا ہے اور مالدار لوگ یہی اپنے مال و اولاد کے غرور میں تکذیب انبیاء کرتے رہے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

دو شخص آپس میں شریک تجارت تھے ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں راجب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں حضور کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور حضور کا مفصل حال معلوم کیا اس کے شریک نے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت لکھ کر بتایا کہ ان کی پیروی ابھی تک چھوٹے درجے کے غریب و حقیر لوگوں نے کی ہے بڑے متمول اور منادید ابھی پیرو نہیں ہوئے۔

جب یہ جواب شام میں اسے ملا وہ علی الفور تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا مجھے حضور کی خدمت میں جانا ہے چنانچہ تہ لے کر وہ حاضر دربار ہوا اور عرض کی حضور آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور جو آپ کی پیروی کرے اس سے کیا جانتے ہیں۔ حضور نے جواب نہیں فرمایا وہ یہ تھا کہ بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہ لا شریک کی عبادت چاہئے۔

ہوں پھر حضور نے اسے احکام اسلام بتائے۔ یہ گفتگو اس کے دل میں اثر کر گئی وہ توریت و انجیل کا عالم تھا بے ساختہ عرض کرنے لگا

گو اہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔
 حضور نے فرمایا تو نے کیسے جانا کہ ہم سچے رسول ہیں۔
 اس نے عرض کی کہ جب کبھی کوئی نبی آیا اس کے اتباع کے لیے اول غریب لوگ ہی آگے آتے ہیں یہ
 سنت اللہ ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور منکروں کا بیان بھی فرمایا۔
 وَقَالُوا مَتَىٰ أَكْثُرُ الْمَوَالِدِ وَإِن لَّا نَحْنُ بِمُعَدَّةٍ بَعِيدٍ - اور منکر لوگ بولے ہم اولاد اور مال میں زیادہ
 ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا۔

یعنی جب دنیا میں ہم خوشحال ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ہمارے افعال سے خوش ہے تو
 آخرت میں بھی ہم پر عذاب نہ ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال کا جواب دیتا ہے
 قُلْ إِنِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ذَلِكَ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - اے محبوب فرما
 دیجئے کہ بے شک میرا رب رزق کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس پر چاہے لیکن بہت
 لوگ نہیں جانتے۔

یعنی فراخی و وسعت بھی بطور ابتلا و امتحان ہوتی ہے تو کشادگی رزق رضا، الہی کی دلیل نہیں ایسے ہی
 تنگی و عسرت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر دلیل نہیں۔ فراخی گنہگار پر بھی ہوتی ہے اور متبع احکام پر بھی یہ سب
 اس کی حکمت ہے اسے ثواب آخرت پر قیاس کرنا جہالت ہے۔

مختصر تفسیر دو چوتھا رکوع سورۃ سبأ ۲۲

وَقَالُوا لَنُؤْمِنَنَّ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا نَسْتَدِينُكَ - اور کہا فریو لے ہم ہرگز اس قرآن اور
 اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان پر ایمان نہیں لاتے۔

یعنی زبور کو ملتے ہیں نہ انجیل اور توریت کو نہ قرآن کریم کو چنانچہ ارشاد ہے۔
 ذَلُّوا تَرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ مَوْجُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْجَعُ لِيُغْضِبَهُمْ إِلَى الْقَوْلِ - اور اگر تم دیکھو
 جبکہ ظالم مشرک اپنے رب کے حضور کھڑے ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں۔

یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر اس مومن سے ہے جو وہاں حاضر ہو تو خلاصہ مفہوم آیت
 یہ ہوا ذَلُّوا تَرَىٰ إِذَا هُمْ مَوْجُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ أَىٰ فِي مَوْقِفِ الْحَاسِبَةِ - یعنی جب وہ محاسبہ کے میدان

میں کھڑے ہوں تو اگر تم اے محبوب یا ایمان والو دیکھو کہ

يُذِجُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الْقَوْلِ - أَيْ يَتَحَادَثُونَ وَيَتَرَا جَعُونَ الْقَوْلَ - یعنی ایک دوسرے پر بات

ڈالیں گے وہ کیا بات ڈالیں گے اسے آگے ظاہر فرمایا جاتا ہے۔

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا أَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ كَمْ وَكَيْفَ اسْتَكْبَرُوا

سرداروں سے جو دنیا میں تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔

یعنی تمہاری طرف سے اگر غی و منکرات کی تحریک نہ ہوتی اور تم ہمیں بدایت قبول کر لیتے تو ہم جو تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے ضرور ملتے اور ایمان لے آتے تو متکبر کہیں اور متولین قوم

کے سردار جواب ہیں کہیں گے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُوا أَهْتَأْتُمْ صَدَدًا كَمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمُ

بَلْ كُنْتُمْ تُخَيِّرُونَ - بولیں متکبر ضعیف لوگوں سے کیا ہم نے تمہیں بدایت سے روکا بعد اس کے کہ جب

تمہیں بدایت آئی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔

گویا وہ اس سے صاف انکار کر دیں اور بطریق استفہام انکار کہیں ہم نے تمہیں کب روکا تھا بلکہ تم

خود ہی مجرم و شرک کے عادی و خوگر تھے تو اس پر غرہ اور کفر جواب دیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الْمَيْمِلِ وَالنَّهَادِ إِذْ تَأْمُرُونَ أَنْ تَنْفَرُوا

بِأَمْرِهِ وَيَجْعَلُ كَسْرَ أَمْرٍ إِذَا - اور کہیں وہ جو ضعیف تھے ان سے جو متکبر اور سردار تھے کہ تمہاری چالیں ہمارے

ساتھ دن رات رہیں جب تم ہمیں حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے مقابل غیر کو خدا پیش

اس قسم کی باہمی باتیں ہوں اس کے بعد آخری نتیجہ بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَأَسْرَدُوا النَّهَادَ كَمَا دَاوُدَ الْعَنَابَ وَجَعَلْنَا الْأَعْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - اور وہ چھپائیں اپنی ندامت جبکہ عذاب دیکھیں اور کیا ہم نے طوق ان کی گردنوں پر

جو کافر ہوئے کیا بدلہ دیا جاتا انہیں مگر وہی جو انہوں نے کیا۔

یعنی وہ شرنا کہ اپنی ندامت چھپائیں گے اور عذاب دیکھ کر کھپتائیں گے اور مہبوت ہو کر رہ جائیں گے

اس وقت ان میں بولنے جواب دینے کی طاقت ہی نہ رہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هَلْ يُجْزَوْنَ - یہاں تل تاقیہ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اَحَى لَا يُجْزَوْنَ وَالْأَمْثَلُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ

مِنَ الشَّرِّ - یعنی ہماری طرف سے کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جیسا وہ عمل کرتے رہے وَحَاصِلُهُ لَا يُجْزَوْنَ إِلَّا

شَرًّا - آگے ارشاد ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ مِّنْ قَبْلِهَا قَالُومُ كَذِبًا إِلَّا جَاءَهَا بَصِيرَةٌ أَوْ سَاقِطَةٌ أَوْ كِتَابٌ مُّزَيَّلٌ أَوْ فَزَعٌ عَرِيسٌ لَّذِينَ ظَلَمُوا أُولَٰئِكَ سَاءَ لِمَن لَّمْ يَأْتِهِ الْبَصِيرَةُ ۚ

بستی ہے اس میں ہم نے اپنا تذبذب بھیجا مگر متمول ہی کہتے رہے کہ ہم تمہاری رسالت سے منکر ہیں۔ یعنی مشرکین و کفار میں آج ہی انکار نہیں کر رہے بلکہ ہمیشہ یہ ایسے ہی منکر و معبود رہے ہیں اور ان کے مالدار خصوصیت سے انکار ہی رہے چنانچہ آیت کریمہ میں حضور کو تسلی دی گئی کہ اے محبوب ان صنادید مکہ کی مخالفت پر کچھ غم نہ فرمائیں یہ آپ کے اگر مخالف ہیں تو آپ سے پہلے انبیاء کرام کے پہلے لوگ مخالف رہے ہیں اور مترقین یعنی متمولین کو خاص طور پر اس لیے بیان کیا کہ وہ عموماً آفتِ مال سے متاثر ہو کر اپنی شہوات اور طمع دنیا میں منہمک رہے ہیں۔

یہ خلافِ غریب اور فقراء قوم کے کہ ان میں قبولیت کا مادہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث ہرقل میں بھی غریب کا ایمان لانا حیب بیان ہوا تو اس نے کہا یہ علامت تو ان کی صداقت و ہدایت کی ہے پہلے نبیوں پر بھی غریب ہی کثرت سے ایمان لائے اور متمولین تو برسہا برسہا پر غاش ہی رہے۔

چنانچہ اہل مکہ قریش کا ہی قول تھا کہ ہم مال و اولاد کے اعتبار سے زیادہ ہیں ہمیں عذاب نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا كُنَّا مَوَالِدًا وَآوَالِدًا مَا كُنَّا بِمُعَذِّبِينَ ۚ

اور مالدار قریش بولے ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں لہذا ہم معذب نہیں ہوں گے۔

اس لیے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ جو دنیا میں عزت سے بسر کرے گا وہ آخرت میں بھی عزت سے ہی رہے گا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ إِنَّ الْمَالَ وَالْوَالِدَ يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْهُمْ ۚ اور عام مشرکین بھی کہتے تھے کہ إِنَّ الْمُنْعَمَ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مُنْعَمٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ ۚ دنیا میں عیش و عشرت سے رہنے والا آخرت میں بھی عیش ہی کرے گا۔

حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ہم سے کفر کرنے والوں کے لیے ہم دنیا اتنی فراخ کرتے ہیں کہ ان کے گھر چاندی کی چھتوں کے ہوتے ان کے مکانوں کی سیڑھیاں سونے کی اور ان کے بیٹھنے کے تخت سونے کے ہوتے اور یہ سب دنیا ہی دنیا کے لیے ہے اور آخرت کی نعمتیں امت کے مومنین کے لیے ہیں۔

وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّتًا وَاحِدًا لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِيُذِيقَهُمْ سِقَاقَاتٍ مِّنْ نَّارٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۚ وَلِيُذِيقَهُمْ آيَاتِنَا وَسُدَّ عَنَّا عَنَّا وَتَكْفُرُونَ وَذُخْرًا وَأَنْ حُلُّكُمْ لَنَا مَنَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۚ

چنانچہ آخر میں ارشاد ہے کہ اے محبوب! انہیں مطلع کر دیجئے اور
 قُلْ اِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ وَاِنَّكَ لَشَدِيدُ التَّائِبِ لَا يَعْلَمُونَ فَرَادِيحُ
 کہ میرا رب فرخ کرتا ہے رزق جیسے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
 یہ فراخی و تنگی اس کی حکمت کے ماتحت ہے ایک احمق قارخ الیبال وسیع الحال ہوتا ہے اور
 ایک عالم دانہ دانہ کو ترستا ہے کسی نے خوب کہا ہے ہ
 دَمَتِ الدَّيْلِيلُ عَلَى الْفَقْرَاءِ وَحَكِيمٌ بُؤْسُ التَّيْبِ وَطَيْبُ عَيْشِ الرَّحِمِ

بامحاورہ ترجمہ یا پخواں رکوع سورہ سبأ ۲۲

اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل کہ تمہیں
 ہمارے قریب پہنچا سکیں مگر وہ جو ایمان لائے اور
 عمل صلح کریں تو وہی اس قابل ہیں کہ ان کے لیے
 دو چند بدلہ ہے ان کے عملوں کا صلہ اور وہ بالافعال
 میں امن سے ہیں۔

اور وہ جو کوشش کریں ہماری آستین کمرہ کرنے کی
 یہ وہ ہیں کہ عذاب میں حاضر کیے جائیں۔

فرادے بجٹے میرا رب بیشک وسیع کرتا ہے رزق جس کو
 لیے چاہے اپنے بندوں میں اور تنگی فرماتا ہے اور جو
 تم خرچ کرتے ہو کسی چیز کو اللہ کے لیے وہ اس کے

بدلے میں دیکھا اور وہ بہتر رزاق ہے۔
 اور جس دن ان سب کو اٹھانے کا پھر فرشتوں سے
 فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔

کہیں پاکی ہے تجھے تو ہمارا مال کسے نہ وہ بلکہ وہ
 جنوں کو پوجتے تھے اکثر ان کے انہیں پر ایمان
 رکھتے تھے۔

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي
 تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا ذُلْفَى الْأَمْنِ أَمْنًا وَ
 عَمَلٍ صَالِحًا قَدْ أُولَيْكَ لَمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ
 بِمَا عَمِلْتُمْ وَ هُمْ فِي الْعُرْفَاتِ
 آمِنُونَ ۝

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ
 أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ

قُلْ اِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ
 مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۗ وَمَا تَقْتُمُ
 مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُعْلِمُ ۗ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

وَيَوْمَ يُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
 اَهُلًا ذُرِّيًّا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۗ

قَالُوا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيِّنَا مِنْ دُونِهِمْ
 بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْيَحْيٰنَ اَكْثَرُ هُمْ
 مِنْ مُؤْمِنُونَ

مُعَاجِزِيْنَ عَاجِزِ كَرْنِ دَلِ	أَذَلَّتْكَ يَه لُوك	فِي - بِيح
الْعَذَابِ كَيْ مَحْضُوؤَاتِ حَاضِرِ كَيْ جَاشِ كَيْ	يَنْبَسُطُ - فَرَاخُ كَرَا هَيْ	قُلْ - كَهْرِي
رَاتٍ - بِلِيَتِك	زَيْ - مِيرَاب	الرِّزْقِ - رِزْقِ
لِمَنْ جِسْ كَا	بِيْتَاؤُ - جَا هَيْ	مَنْ عِبَادِهِ - لِيْنِي نَبْدَلِ مِي سِي
دَوْرَ اَوْر	يَقْدِرُ - تَنَگْ كَرْتَلِي	لَهْ - لِسْ كَيْ لِي
مَا جُو	أَنْفَقْتُمْ - نَمْ خَرِجْ كَرُو	مَنْ شَيْءٍ - كُوْنِي خَيْرِ
يُجِيفُ - اسْ كَا بَدَلِ دِي تَا هَيْ	دَوْرَ اَوْر	هُوَ - رَه هَيْ
خَيْرٌ - بَهْتَرِ	الذَّارِقِيْنَ - رِزْقِ دِيْنِي دَالِ	يَوْمَ حِسْ دِنِ
يَحْتَرُ - اَكْطَا كَرِي كَا	هُوَ - اِن كُو	كَيْ - بَهْرِ
يَقُولُ - كَيْ كَا	لِللَّذِيْنَ - فَرَشْتُو كُو	هُوَ - لَوِي - يَه وَ هِي
اِيَّا - خَاصِ	كُو - مَهَارِي	يَعْبُدُؤَاتِ - پُو جَاتِي هِي
قَالُوْا - كَهِي سِي كَيْ	سُبْحَانَكَ - نُو بَا كْ هَيْ	أَنْتَ - تُو
مِنْ دُوْرِهِمْ - اِن كَيْ سُوَا	بَلَى - بَلْ كِه	كَانُوا - وَ هُ كَهِي
يَعْبُدُؤَاتِ - پُو جَاتِي	الْحَيُّ - بَهْتَرِ كُو	هُوَ - اِن كَيْ
بِهِمْ - اِن پَر	مُؤْمِنُوْنَ - اِيْمَانِ لِيْنُو كَيْ هِي	رَكَرْ هِي سِي
يَمْلِكُ - مَالِكْ هُو كَا	بَعْضُكُمْ - لِبَعْضِ مَهَارِ	بَعْضُ - لِبَعْضِ كَيْ
دَوْرَ اَوْر	لَا رَه	خَرَا - لِفَقْصَانِ كَا
يَقُولُ - كَهِي كَا	الَّذِيْنَ - اِن كُو جُو	ظَلَمُوا - ظَالِمِ هِي
عَذَابِ - عَذَابِ	النَّارِ - آگْ كَا	الَّتِي - وَ هُ كِه
بِهَا - اسْ كُو	تَنَكَّتْ بُوْنِ - جَهْلَاتِي	دَوْرَ اَوْر
شَيْءٍ - پَرِي جَاتِي هِي	عَلَيْكُمْ - اِن پَر	اِيْتْنَا - مَهَارِي اَسْتِي
قَالُوْا - كَهْتِي هِي	مَا - هِي سِي	هَذَا - يَه
رَجُلًا - اِيكْ آدَمِي جُو	يُرِيْدُ - چَا هْتَا هَيْ	اَنْ - يَه كِه
كُو - تَمْ كُو	عَمَّا - اسْ سِي كِه	كَانَ - كَهِي
اَبَاؤُكُمْ - مَهَارِي بَاپِ دَا دَا	دَوْرَ اَوْر	دَوْرَ اَوْر

مَا نَهَيْتُمْ	هَذَا يَهْدِي	إِلَّا مَكْرًا	إِنَّمَا جَهْلُوتُ
مُعْتَدِي - گھڑا ہوا	درا اور	قَالَ - بولے	الَّذِينَ رَوَّهْجُو
كُفْرًا - کافر ہیں	بَلِّغِ حَقِّكَ مَعْلُوقِ	لَمَّا رَجِبَ	جَادًا - آیا
هُوَ - ان کے پاس	إِنْ - نہیں	هَذَا يَهْدِي	إِلَّا مَكْرًا
بِشَيْءٍ جَادُو	مُبِينًا - ظاہر	وَأُورِ	مَا جُو
أَيُّنَادِيں جیتے	هُوَ - ان کو	مِنْ كُتَيْبٍ - کتا ہیں	يَدْرُسُو تَمَّا - کہ پڑھیں ان کو
وَأُورِ	مَا رَنَ	أَدُسْتَنَا - بھیجا ہم نے	إِلَيْهِمْ - انکی طرف
مَبْدَكَ - تم سے پہلے	مِنْ تَبْنِيُو - کوئی ڈرتے تو الا	وَأُورِ	كَذَّابٍ جَهْلِيَا
الَّذِينَ انہوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ - اسے پہلے تھے	وَأُورِ	مَا رَنَ
يَلْقُوا - پہنچے وہ	مِعْشَارًا - دسویں حصہ کو	مَا رَجُو	أَيُّنَا - دیا ہم نے انکو
هُوَ - ان کو	فَكَذَّبُوا - تو جھٹلایا انہوں نے	دُسِّي - میرے رسولوں کو	فَكَيْفَ - تو کیسا
كَانَ - ہوا	نَكْبِيرًا - میرا جھٹلانا		

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ سیاہ ۲۲

فَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا ذُلًّا لِّمَنْ آمَنَ وَعَمَلٌ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ
لَهُمْ جَزَاءُ الصَّعْفِ لِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ - اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل
کہ تمہیں ہمارے قرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لیے دو چند بدلہ
ہے ان کے عمل کا اور وہ بالآخر انہوں میں امن سے ہوں گے۔ تو اسے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔
مطلب صاف ہے کہ تم نے جو کہا مَنَعْنَا كَثْرًا مَّا أَوْلَادًا ذُلًّا لِّمَنْ آمَنَ تو یہ خیال خام ہے مال و اولاد کسی
کے لیے تقرب الہی کا موجب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ مومن صالح کا ایمان موجب تقرب
ہوتا ہے اور اس کا مال بھی سبب قرب بن جاتا ہے کہ وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرتا ہے جیسے ہی اولاد
کہ مومن اسے نیک تعلیم دیتا ہے علم دین سکھاتا ہے منفق متورع بناتا ہے ورنہ مال و اولاد دونوں سبب
عذاب بھی ہو سکتے ہیں جب کہ اسے لہو لعب میں خرچ کرے اس سے حرام حاصل کرے اور اولاد کو
برے راستے پر چلائے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ۔ اور وہ جو ہماری آیتوں میں سعی کرے کمزور کر کے وہ عذاب میں پھنسنے گا۔

اور لَيْسَعُونَ فِي آيَاتِنَا سے مراد قرآن کریم پر زبان طعن دراز کرنا مراد ہے اور اس سے یہ خیال کرنا کہ ہم ایسے لغو اور باطل طریقہ سے لوگوں کو ایمان لانے سے روک لیں گے اور ہماری یہ مکر اسلام پر چل جائے گا اس سے ہم اسلام کو کمزور کر لیں گے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُوسِلَةٍ مِمَّا تَرَ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ۔ مثال اس کی جو راہ راہ میں خرچ تو اسے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی اور ضعف فرما کر سات سو تک کی مثال دے کر اس سے بھی زیادہ کا امیدوار بنانا اور وہ جنت کے چھروکوں میں امن و امان سے ہوں گے پھر آخرت کے متعلق ان کا یہ عقیدہ کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو عذابِ ثواب کیسا یہ محض باطل اور لغو ہے ایسے لوگ عذاب میں پھنسیں گے اور ان کی مکاریاں اور عیاریاں ان کے کسی کام نہ آئیں گی۔

قُلْ إِنِّي بَدَّلْتُ قَلْبِي لِأَنِّي أَخِيفُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنِّي عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَكَ ذَمًّا أَن تَقْتُمُوا مِن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ فرما دیجئے بے شک میرا رب وسیع رزق فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے۔

اپنی حکمت سے یعنی جس کے لیے علم اللہ میں وسعت رزق تھی اس پر وسعت اور جس کے لیے تنگی رزق مقدر کی گئی اس کے لیے تنگی رزق ہوتی ہے۔

وَمَا أَنفَقْتُمْ مِن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ اور جو کچھ خرچ کروالہ کی راہ میں وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اور یہ بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں تو ضروری ملے گا۔ پھر یہ الفاق فی سبیل اللہ کا بدلہ صرف مسلمان کے ہی لیے ہے کافر کو نہیں اس لیے کہ کافر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر صاف وعید شدید ہے فَكَلَن يُؤْتِيكَ مِنْ أَحَدٍ هُوَ مِنَ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَكَوَأَنَّ يَبِأُوه بَرَكَةً بَرَكَةً قَبُولُ نَبِيٍّ هُوَ كَا
اگر چہ روٹے زمین سونے سے بھر کر بھی بدلہ دے مومن کے لیے بخاری و مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے اور

جو اضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے اور وہ پھر الہ از قین یہ این معنی ہے کہ جو کوئی کسی کو دیتا ہے جیسے بادشاہ لشکر کو۔ آقا غلام کو یا صاحب خانہ اپنے عیال کو وہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اسی کی بخشی ہوئی روزی سے دیتا ہے۔ رزقی اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب وہی پیدا فرمانا ہے اسی بنا پر رزاق حقیقی وہی ہے یوں مجاز کسی کا رزق کسی کے ذریعہ ہو۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔

نہ کس میدہاند نہ کس میدہد خداے دلاند خدا میدہد

وَيَوْمَ يُنْفَخُ سُورُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَذَا رِجَالٌ كَانُوا يَعبُدُونَ - اور جن دن

مشور فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کیا یہ لوگ تمہیں کو پوجتے تھے۔

یعنی مشرکین کو مشور فرما کر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا کہ یہ لوگ تمہیں اپنا معبود بنا تے تھے تو

کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ تمہاری پوجا کرتے تھے تو ملائکہ کرام عرض کریں جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوا لَشَيْئَانِكَ اَنْتَ وَاٰمِنًا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُ مِنْهُمْ مُّؤْمِنُونَ

قَالِيَوْمَ لَا يَمْلِكُ لِبَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ نَفَعًا وَلَا ضَرًّا اَنْتَ قَوْلِ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهَا تُكْفِرُونَ -

فرشتے عرض کریں تیرے وہم منیر کو پاکی ہے تو ہمارا ولی اور دوست ہے نہ کہ وہ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے ان میں سے اکثر انہیں پر ایمان لائے ہوئے تھے تو آج تم میں سے ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم دنیا میں ٹھٹھکاتے تھے۔

ملائکہ جواب میں عرض کریں الہی ہم تیرے چلنے والے ہیں ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں پھر ہم ان کی پوجا پاٹ سے کیسے خوش ہو سکتے تھے ہم ان سے اور ان کی پوجا سے بری ہیں البتہ یہ شیاطین کے پجاری تھے ان ہی کے یہ مطیع تھے اور یہ غیر خدا کو پوج کر مشرک ہوئے آج وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع و نقصان پہنچانے کے مالک نہیں اور اپنی پوجا پاٹ کرنے والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ تم عذاب جہنم کی بھی تکذیب کرتے تھے لہذا آج عذاب جہنم کا مزہ چکھو اور دیکھو کہ وہ عذاب سچا کھنیا یا نہیں۔

مشرکین مکہ عذاب و ثواب کا استہزاء کرتے اور کہتے تھے اِذَا مَنَّادُكُنَّا تَرَابًا ذَلِكِ دَجَعُ يَفِيْدًا - جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو عقل سے بعید ہے کہ پھر زندہ ہوں اور یہ بھی کہتے کہ یہ یعنی حضور صلی

الہ علیہ وسلم کیا میں ایک آدمی ہی تو میں جس کا تذکرہ آگے ہے۔

وَإِذْ اَنْتَ عَلَيْهِمْ اِيَّا تَنَا بَيِّنْتَ قَالُوْا مَا هَذَا اِلَّا دَجَلٌ بَرِيْدٌ اَنْ يَّصِيْدَ كُمْ عَمَّا كَانَتْ

يَعْبُدُونَ آبَاءَهُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رِجَالٌ مِثْلُكُمْ مُغْتَرَىٰ وَقَالَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ لِمَ إِذَا سَأَلْتَهُمْ عَنِ رَبِّهِمْ أَخَذُوا إِلَهُهُمْ بِغَيْرِ حُجَّةٍ هُنَّ
 الْآيَةُ الْمُؤْتَمَنِينَ۔ اور جب پرہی جا میں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہیں ایک آدمی کی طرف
 سے کہ وہ روکنا چاہتا ہے ہمیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر صرف
 جوڑا ہوا بہتان ہے اور کافروں نے کہا حق کے لیے جب ان کے پاس آیا یہ کچھ نہیں مگر کھلا ہوا
 جادو ہے۔

یعنی جب دنیا میں ان پر آیات قرآنیہ زبان مصطفیٰ علیہ التیمتہ والتنا سے سنائی گئیں تو اپنے معبود
 و عناد باطنی سے یکے لگے کہ حضور کیا ہیں ایک آدمی اور یہ آیتیں جنہیں وہ خدا کا کلام بتاتے ہیں یہ سب
 گھڑے ہوئے افتراء و بہتان ہیں معاذ اللہ کلام اللہ نہیں ہیں۔

حالانکہ انہوں نے اپنی کفر کی ظلمت میں یہ بھی بک دیا اور کلام حق کی شان میں کہہ دیا جب کہ ان سے
 اس کا مقابلہ نہ ہو سکا تو جادو سے تشبیہ دے دی اور کلام حق تعالیٰ کو سحر میں کہہ دیا۔ چنانچہ آگے
 اس کا جواب ارشاد ہے۔

وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كِتَابٍ يَدَّبُّهُمْ عَلَيْهِمْ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ قِبْلَكَ مِنْ تَحْتِ السَّمَاءِ
 کہ ہم نے انہیں کتابیں دیں جنہیں وہ پڑھتے ہوں اور اے محبوب آپ سے قبل ہم نے ان کے پاس
 کوئی ڈر سننے والا بھی نہیں بھیجا۔

یعنی مشرکین عرب کو تو کتاب الہی سے کچھ ملا نہ آپ سے قبل ان میں کوئی رسول آیا جس کے ذریعہ
 وہ اپنے دین کی نسبت دین الہی کرتے۔ تو یہ بلاشبہ اپنے خیال کی پیروی کر رہے ہیں جو ان کا فریب نفس
 اور اتباع ہو رہے۔

اس کے بعد کفار مکہ سے پہلے کفار کا حال اجمالاً بیان فرما کر اظہار فرمایا ہے کہ یہ ان کے مقابل کیا ہیں
 ہم نے انہیں تباہ و ہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا بُعِثُوا مَعشَارًا مِمَّا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلًا فَكَيْفَ كَانَ تَكْوِينُ
 اور ان سے پہلوں نے بھی نبیوں کو جھٹلایا تھا اور یہ ان کے دسویں کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا تو
 انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو اس انکار کا انجام کیا ہوا۔

یعنی پہلے مشرکوں نے بھی قریش مکہ کی طرح ہمارے رسولوں کی تکذیب کی اور انہیں ہم نے جو قوت
 و کثرت مال و اولاد عطا کی تھی ان کے مقابل تو یہ قریش مکہ دسواں حصہ بھی نہیں ان سے پہلے جو تھے وہ
 مال و اولاد اور دولتیں ان سے دس گنے سے بھی زیادہ تھے تو جب انہوں نے میرے رسولوں کی

تکذیب کی تو اس انکار کے بدلہ میں میرے مذاہب کو ان کی کوئی قوت نہ روک سکی اور ان کے کام ان کا کفر و شرک نہ آسکا تو ان کی کیا حقیقت ہے۔

زلفی بروزن کبھی سے قربت کے معنی میں مصدر ہے۔

مختلفہ یہ اختلاف سے لیا گیا ہے ایک چیز کے جاننے کے بعد دوسری چیز اس کے قائم مقام کرنے

کے معنی دیتا ہے۔

کُتِبَ يَدْرُسُوهُمَا۔ کتب کتاب کی جمع ہے اور يَدْرُسُوهُمَا۔ درس سے مشتق ہے جو پڑھنے کے

معنی میں آتا ہے۔

مِثْثًا۔ عشر سے لیا گیا ہے اور عشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں جیسے مِثْثًا رُبْعٍ سے لے کر چوتھے

حصہ کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ سبأ ۲۲

فَمَا أَمْوَالِكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُفَرِّقُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ إِذْ لَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَرِّ الْأُمَّمِ

ہو سکتے ہمارے حضور قریب کرنے کا۔

یہ جملہ متناقضہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں عامۃ الناس مخاطب ہیں اور اس میں اس امر کی تفسیر کی گئی ہے جس وہم میں مشرکین تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے تم کو کفر سے بچا دیا اور تم کو ایمان سے

ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم مغرب نہیں ہو سکتے۔ وَهَذَا الصِّفَاتُ تَكُونُ كَثْرَةَ الرِّزْقِ سَبَبًا لِلتَّقَرُّبِ وَالْكَرَامَةِ وَيَكُونُ الْخَطَابُ لِلْكَفَرَةِ۔ اس میں کفار کو ارشاد ہے کہ کثرت اموال و اولاد

موجب تقرب نہیں ہو سکتے۔

زلفی سے مراد تقرب ہے۔ زلفۃ التقرب۔

پانچویں آیت کے استثناء فرما کر مومنین کا درجہ ظاہر کیا۔

الْأَمْنِ أَمَّنْ وَهَيْلًا صَالِحًا قَائِلًا لَكَ لَمْ يَجْزَأْ الصِّعْفُ بِمَا عَمِلُوا وَهُوَ فِي الْعَرَفَاتِ لَمُنُونَ

مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے اس کے لیے اس عمل کا بدلہ دو چند ہے اور وہ بالآخر ان لوگوں میں امن و

امان سے جنت میں ہوں گے۔

یہ اگر استثناء متصل لیا جائے تو خطاب مومن و کافر کے لیے عام مانا جائے گا اور اگر خطاب خاص

کفار سے لیا جائے تو استثناء منقطع لیا جا سکتا ہے تو آیت کریمہ کے یہ معنی ہوں گے لَنْ كُنْتُمْ مِّنْ آمَنٍ وَّعَمَلٍ صَاحِحًا فَإِنَّمَا تَذَكَّرُكُمْ لِيُذَكِّرَ بآيَةٍ تَوْخَلَّصَهُ مَعْنَى يَرِيحُوهُ۔

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَنْفَعُونَ إِلَّا الْمُؤْمِنِينَ تمہارے مال و اولاد تقرب کے موجب نہیں مگر مومن کے لیے کہ انہیں خیرات و صدقات کا صلہ دو چیز سے سات سو گئے تک ملے گا۔

أَيُّ لَكُمْ أَنْ يَجَازِيَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى الضَّعْفَ أَيِ الثَّوَابِ الْمُضَاعَفَةِ فَيَجَازِيَهُمْ عَلَى الْحَسَنَةِ بِعَشْرٍ أَمْثَلِهَا أَوْ بِأَكْثَرِ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ يَعْنِي وَهَذَا فِي كَيْفِ تَعَالَى اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يَجَازِيَهُمْ ثَوَابَ مَضَاعَفَةٍ دَسْ كُنْتُمْ سَعَى زَادَ سَاتِ سَوَكُنَا تَكِ عَطَا فَرَاوَعِ۔

اور یہ بدلہ ان کے ایمان اور عمل صالح کا ہے اور وہ عرفات جنت میں اور بلند مخلوق میں ہر قسم کی تکالیف و مکروہات سے مامون و مصئون ہوں گے۔

وَالَّذِينَ لَيْسَعُونَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ۔ اور وہ جو ہماری آیتوں کی تکذیب میں سعی کرتے ہیں اس زعم باطل سے کہ آیات الہی اور انبیاء پر غالب آجائیں گے یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

أَلَوْ سِي فَرَلْتُمْ فِي آيَاتِنَا بِالرِّدِّ وَالطَّعْنِ فِيهَا۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں طعن اور رد کی سعی کرتے ہیں

مُعَاجِزِينَ بِحَسَبِ طَعْنِهِمُ الْبَاطِلَ۔ اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم السلام کو بہرانا چاہتے ہیں اپنے زعم باطل میں اللہ تعالیٰ یا انبیاء علیہم السلام کو۔

فَحَاصِلُكُمْ ذَرِّعِيْنَ سَبَقْتُمْ وَعَدَمَ قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى۔ اور انبیاء علیہم السلام خلاصہ یہ کہ ان کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کو ان پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔

أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ۔ لَا يَجِدُ مِنْهُمْ مَّا لَوْ لَوْ أَعْلَيْهِ لَفَعَا۔ ایسے لوگ عذاب میں ایسے پھنسیں گے کہ اس سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ملے گا۔

قُلْ إِنِّي بَسِطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَيَقْدِرُ لَهُ۔ فرما دیجئے بیشک میرا رب کشادہ فرماتا ہے رزق جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جسکے لیے چاہے۔

أَيُّ يُوسَعُ سُبْحَانَ عَيْبِ تَارَةً وَيُضَيِّقُ عَلَيَّ أُجْرِي فَلَا تَحْشَوْا الْفَقْرَ وَ اتَّقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلَقَرَبُّو الدَّائِيَةَ عَزَّ وَجَلَّ يَا مَوَالِكُمْ وَ تَعَرَّضُوا لِنِقْمَاتِ بَعْدِ عِلْمِ عِلْمِ يَعْنِي كَيْفِي وَهُ لِنَفْسٍ سَعَى زَادَ سَاتِ سَوَكُنَا تَكِ عَطَا فَرَاوَعِ۔

یعنی کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرمادیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرمادیتا ہے تو تمہیں

جہاں فقر و فاقہ کا خوف نہ کرو اور اللہ کی راہ میں خرچ کر کے تقرب الی اللہ اپنے مالوں کے ذریعہ حاصل کر کے نعمات رحمت سے متمتع ہو۔ اس لیے کہ

وَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُعْطِيكُمْ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ جو کچھ اس کیلئے خرچ کر دے تو وہ

اس کے بدلے میں تمہیں اجر دے گا۔

إِنَّمَا فِي الدُّنْيَا بَالُ مَالٍ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ أَوْ بِالْقِنَاعَةِ الَّتِي هِيَ كَثْرًا لَا يَقْبَلُهَا غَوَاهُ وَهِيَ بِيْرِيَا
میں ملے جیسا کہ ظاہر ہے یا قناعت سے کہ وہ ایسا خزانہ ہے کہ کبھی فنا ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ بہترین
رزاق ہے۔

بخاری مسلم میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قَالَ دَسُّوْا اللّٰهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ عِبَادٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهَا إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا
خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُسْكًا تَلْفًا۔ حضور نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے نازل ہو کر دعا
کرتے ہیں الہی تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ دے دوسرا دعا کرتا ہے الہی تجیل و تمسک کا
مال تلف کر دے۔

اور سہقی شعب الایمان میں جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ
مَا أَتَقَى الْعَبْدُ لِنَفْسِهِ فَعَلَى اللَّهِ تَعَالَى خَلْقًا صَامِتًا إِلَّا تَفَقَّتْ فِي بَنِيَانٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ۔
ہر صدقہ اور خرچ کا بدلہ دینے کا اللہ تعالیٰ ذمہ لیتا ہے مگر مکان بنانے یا گناہ کرنے میں جو خرچ
کیا جائے وہ بے اجر ہے۔

اور بخاری شریف میں ابن مردودہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَتَفِقُ يَا ابْنَ آدَمَ أَتَفِقُ عَلَيْكَ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن
آدم خرچ کر کہ ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔

نوادر الاصول میں حکیم ترمذی راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّ الْمَعُونَةَ تَنْزِلُ
مِنَ السَّمَاءِ عَلَى قَدَرِ الْكُفْرَانِ

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
أَتَفِقُ عَلَيْكَ وَدَسَّعُ أَدْبَعُ عَلَيْكَ وَلَا تُضَيِّقُنِي أَضَيِّقُ عَلَيْكَ وَلَا تُصْرِ قَاصُوعِي عَلَيْكَ
وَلَا تُخْرِنُنْ فَأُخْرِنُ عَلَيْكَ إِنَّ يَابَ الْأُدْدَا قِي مَفْشُوحٌ مِّنْ قَوِي سَبِيحِ سَمَوَاتٍ مُّتَوَاصِلٍ
إِلَى الْعَرْشِ لَا يُعْتَقُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا يَنْزِلُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ الرِّزْقَ عَلَى كُلِّ امْرِيٍّ بِقَدَرِ نَيْبِهِ

وَعَطِيَّتِي، وَصَدَقْتِي، وَتَقَاتِي، مَتَّ كَثْرًا كَثْرًا، وَمَنْ أَقَلَّ أَقَلَّ لَسَا وَمَنْ أَسْرَدَ
أَمْسَكَ عَلَيْهَا بِأَذْيُرُ فُكْلٌ وَأَطْعَمَهُ دَلَّ تَوَكُّبًا يُوَدُّكَ عَلَيْكَ وَلَا تَعْصِي فِيمَا عَلَيْكَ
وَلَا تَقْتَرِي مِقْتَرًا عَلَيْكَ وَلَا تُصِرْ فِيمَا عَلَيْكَ الْحَدِيثُ -

خلاصہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ حضور نے فرمایا خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا تو وسیع کر تجھے وسعت
ملے گی تنگی نہ کر ورنہ تجھ پر تنگی ہوگی۔ صدقہ کر کہ کہیں تجھ پر سختی نہ ہو جمع نہ کر کہیں تیری بد اعمالیاں جمع نہ ہوں
بے شک رزق کا دروازہ ساتویں آسمان سے عرش تک کھلا ہوا ہے اور وہ رات دن میں بند نہیں ہوتا
جو کثرت سے خرچ کرے اللہ اس کے مال میں برکت دیتا ہے جو خرچ میں کمی کرے اللہ اس کے مال
میں کمی کرتا ہے۔

جو مسک ہو اس پر رزق میں امساک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اس کی نیت اور خیرات
و صدقات کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے جو خوب خرچ کرے اللہ اس کے مال میں کثرت کرتا ہے جو
کم خرچ کرے اللہ اس کے رزق میں کمی کرتا ہے۔ اے زیر کھا اور کھلا اور مشک کا منہ بند نہ کر کہ تجھ پر
رزق بند ہو جائے گا اور گن گن کر نہ رکھ کہ تجھ کو گن کر ہی دیا جائے گا اور تنگی سے خرچ نہ کر کہ تجھ پر تنگی
ہوگی سختی نہ کر کہ تجھ پر سختی ہوگی۔ الی آخر الحدیث

اور وَهُوَ خَيْرُ الْمَوَازِينِ۔ فرمانے سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ رزق دینے میں ہرگز کرنے والے کو مجازاً
رازق کہا جاسکتا ہے، مگر حقیقتاً رزاق مطلق سوا ذات واجب تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور غیر
خدا کو رازق یا اس اعتبار کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایصال رزق کا واسطہ ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ لَهُمْ جَمِيعًا تُحَرِّقُونَ لِلسَّيِّئَاتِ أَهْلًا لَكُمْ وَأَهْلًا لَكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ۔ اور جس دن
محشور کریں ہم سب کو پھر کہیں فرشتوں سے کیا یہ تمہیں پوچھتے تھے۔

یعنی مستکبرین اور منصفین اور جو غیر کے بچاری ہیں سب یوم حشر میں جمع کیے جائیں۔
یہاں یوم، ظرف ہے مضمون کے لیے جو مقدم ہے تو گو اس کے معنی یہ ہوئے وَاذْكُرْ يَوْمَ تَحْشَرُونَ
جَمِيعًا۔ یا وقربائیں اس دن کو جب ہم سب کو محشور فرما کر ملائکہ سے فرمائیں۔ أَهْلًا لَكُمْ كَانُوا
يَعْبُدُونَ۔

چنانچہ مروی ہے کہ تمام مخلوق بعد حشر موقف میں کھڑی ہو اور ان سے سات ہزار برس تک
کلام نہ ہو حتیٰ کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لیے کھڑے ہوں تو اس وقت
اللہ تعالیٰ ملائکہ سے یہ فرمائے جس کا ذکر ہو چکا۔

جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا: **أَنْتِ قَدْ تَرْتِ لِلنَّاسِ التَّحِدَ وَتِي دَائِمِي الْهَيْبِينَ مِنْ حُدُوثِ اللَّهِ**۔

اور اہل عرب میں شرک کی ابتدا یہ بنے جسے علامہ ابن الوردي اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ
**إِنَّ سَبَبَ حُدُوثِ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ فِي الْعَرَبِ أَنَّ عَمْرًا وَبَنِي لَحْمِي مَرُّوا بِقَوْمٍ بِالشَّامِ
 قَرَأُوا هُوَ يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ فَسَأَلْتَهُمْ فَقَالُوا لَسْنَا هُنَاكَ أَرْيَابَ نَعْبُدُهَا عَلَى سُكُلِ الْهَيْبِ الْهَيْبِ
 الْعَلَوِيَّةِ فَسْتَنْصَرْنَا بِهَا وَتَسْتَسْقِي قَبْعَهُمْ وَأَتَى بِصَنَمٍ مَعَهُ إِلَى الْحِجَازِ وَسَوَّلَ لِلْعَرَبِ عِبَادَةَ
 وَأَسْمَرَتْ عِبَادَةَ الْأَصْنَامِ فِيهِمْ إِلَى أَنْ جَاءَ الْإِسْلَامُ**۔

وَحَدَّثَتْ عِبَادَةَ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ذَلِكَ بِزَمَانٍ كَثِيرٍ فَيُظْهِرُ قَصُورَهُمْ عَنْ
 دُبَّتِ الْمَعْبُودِيَّةِ وَتَتَذَرُهُمْ عَنْ عِبَادَتِهِمْ يُظْهِرُ حَالَ سَائِرِ الشَّاكِرِ كَمَا بَطِيحِي الْأَدْوِيَّةِ۔
 عرب میں بت پرستی جاری ہونے کا بانی عمرو بن لحي ہے یہ اپنی قوم کے ساتھ ملک شام گیا تو اس نے
 دیکھا کہ وہ بت پوج رہے ہیں اس نے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے رب ہیں جنہیں ہم نے
 اختیار کیا ہے اور ان کی شکلیں بلند اور لطیف بنائی ہیں تو ان سے ہم مدد مانگتے اور بارش طلب کرتے ہیں۔
 عمرو بن لحي اور اس کی قوم نے ان کی پیروی کی اور اپنے ساتھ ایک بت حجاز میں لے آیا اور عرب لوگ
 بھی اسے پسند کرنے لگے۔

مختصر یہ کہ وہ بھی بت پرستی کرنے لگے اور اس طرح بت پرستی ان میں جاری ہو گئی حتیٰ کہ بعد اسلام
 آیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستاری عیسائیوں میں پیدا ہوئی۔ الی آخر وہ غرض کہ ملائکہ جناب
 باری میں عرض کریں جس کا تذکرہ آگے آئے۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَآلِنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْحِجْنَ أَكْثَرَهُمْ مِنْهُمْ مَوْمِنُونَ
 ملائکہ عرض کریں الہی تیرے وجہ منبر کو پاکی ہے تو ہی ہمارا والی ہے ان سے ہمارا کیا واسطہ بلکہ وہ جنوں اور
 شیاطین کو پوجتے تھے اکثر ان کے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے **أَيُّ أَنْتَ الَّذِي نُوَالِيهِ مِنْ دُونِهِمْ لِأَمْوَالِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ**
كَأَنَّهُمْ يَتَوَالَوْنَ ذَلِكَ بِوَالِيَّتِهِمْ مِنَ الْوَصَالَةِ بِعِبَادَتِهِمْ یعنی فرشتے عرض کریں الہی تو ہے جس سے
 ہماری دوستی سے نہ کہ یہ لوگ ان سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں گویا ان سے اور ان کی عبادت سے براءت ظاہر
 کریں گے اور عرض کریں گے۔

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْحِجْنَ۔ بلکہ وہ توحین و شیاطین کو پوجتے تھے اور انہی پر ایمان رکھتے تھے ان

میں سے ایک جماعت انہیں نبات اللہ کہتی تھی جیسا کہ ارشاد ہے **وَجَعَلُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْيَحْيَىٰ نَسَبًا**
 اس پر ارشاد ہے۔

قَالِیَوْمَ لَا یُبَلِّغُکُمْ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ فَعُقِدُوا ذَلَٰلًا وَّآسَافًا۔ سچ کے دن ان میں کا ایک دوسرے کو نہ نفع دے
 سکتا ہے نہ نقصان۔

یعنی نہ ملائکہ سے انہیں نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان بلکہ جناب باری کی طرف سے ارشاد ہو جیسا کہ فرمایا
وَقَوْلِیٰلَئِنَّ بَیْنَکُمْ لَظُلُومًا وَّذُو قُوٰعٍ اِنَّ النَّارَ الَّتِیْ کُنتُمْ بِہَا تُکَذَّبُوْنَ۔ اور ہم فرمائیں انہیں جو
 ظالم و مشرک ہیں چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔
 اور کہتے تھے عذاب و ثواب مرنے کے بعد کچھ نہیں ہے گے ارشاد ہے۔

**وَ اِذْ اٰتٰنَا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا یٰٰنَاثَ قَالَوَا مَا هٰذَا اِلَّا دَجْلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّضِلَّکُمْ عَمَّا کَانَ
 یَعْبُدُ اٰبَاؤَکُمْ وَّ قَالَوَا مَا هٰذَا اِلَّا افْکٌ مَّقْتَرٰی وَّ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ اِنْ هٰذَا
 اِلَّا لَهْوٌ مُّبِیْنٌ**۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے ایک آدمی جو چاہتا
 ہے کہ تمہیں روک دے اس سے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور مشرک بولے یہ قرآن کیا ہے
 مگر نرا دھوکہ اور بہتان اور کافر بولے اس حق سے جو ان کے پاس ہمارا حبیب لایا یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو۔
 یعنی جب حضور کی زبان مبارک سے آیات قرآن مشرکین نے سنیں جن میں بطلان مشرک اور
 احقاق توحید ہے تو وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکتے لگے **ذَقَاتُہُمُ اللہ** یہ کچھ نہیں مگر
 ایک آدمی ہیں اور ان کا منشا یہ ہے کہ تمہیں اپنے پرانے مذہب سے روک دیں اور جنہیں تمہارے باپ
 دادا پوجتے تھے ان کی پرستش سے باز رکھیں اور ساتھ ہی کلام پاک کی شان میں بولے کہ یہ قرآن بھی کچھ
 نہیں مگر گھڑا ہوا بہتان ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اور عام کفار بھی کہتے لگے اس کتاب حق کی شان میں جب وہ ان کے سامنے آئی اور وہ اس کے مقابلہ
 سے عاجز آگئے تو بول پڑے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

اس پر جناب باری تعالیٰ نے عزا سہ فرمائی ہے کہ یہ بگو اس تو وہ جب کہتے جبکہ ان کے پاس ہماری بھی
 ہوئی کوئی کتاب آجکی ہوتی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

**وَمَا اٰتٰیْنٰکُمْ مِنْ کِتٰبٍ یَّذُورُہَا وَا مَا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ مِنْ نَّبِیٍّ وَّ اِنْ تَرٰوْہِمْ فَاِنَّمَا
 اہیں کوئی کتاب کہ لے پڑھتے اور نہ بھیجا ہم نے ان کی طرف تم سے قبل کوئی ڈر سننے والا۔
 یعنی کفار مکہ کو ہم نے کوئی کتاب بھی نہ دی اور ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول بھی نہ آیا ہے**

الزامی جواب قرآن پاک میں اور بھی دیے ہیں چنانچہ ارشاد ہے اَمْ اَتُوْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهٗوْ يَنْكُرُوْنَ
بِنٰكًا لِّذٰلِكَ اَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - ایک جگہ ارشاد ہے اَمْ اَتَيْنٰكُمْ كِتٰبًا بٰرًا مِّنْ قَبْلِهِمْ فَمِنْ حَيْثُ مَسْتَمْسِكُوْنَ
یہ اس لیے الزام دیا گیا کہ ہر منکر کسی دلیل سے انکار کرتا ہے لیکن ان کے پاس تو کوئی دلیل ہی نہیں سوا
اپنے عناد اور حسد کے کہ اس سے ہی جو چاہتا ہے وہ بکثرت لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مشرکین تک میں حضور سے قبل کوئی رسول بھی نہ آیا کہ اس کے بیانات و ہدایات کے
خلافت حضور کی تعلیم قرار دے سکتے تو ان کے انکار پر ان کے پاس کوئی وجہ و حجہ موجود نہیں
وَكَذٰبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ مَا يَلْعَوْنَ اَعْشٰدًا مَّا اَتَيْنٰهُمْ فَكَذٰبًا وَّ اُوْدٰسِيًّا كَذٰبًا كٰذِبًا وَاٰرٰنَ
سے پہلے جنہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی اور اس کی سزا میں وہ ہلاک ہوئے ان کی قوت و متول
اور درازی عمر میں یہ کم ولے تو دسویں درجہ کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تو کیا ہوا
ان کے انکار کا نتیجہ۔

یہی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے اور ان کی تدبیر ایسی ہوئی کہ وہ افسانہ بن کر رہ گئے تو انہیں ڈرنا چاہئے۔
اس لیے کہ ہر کارا بد قرار صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور ان کی تکذیب
تمام انبیاء کرام کی تکذیب ہے تو مشرکین تک اگر ہمارے نبی آخر الزمان کی تکذیب کر رہے ہیں تو یہ مکذب
جمع انبیاء میں تو ان پر عذاب بھی سب سے زیادہ ہوگا اور یہ اشد ترین کفار ہیں۔
ایسے جو خاتم الانبیاء علیہ التیمہ والثناء کا منکر ہو کر کسی غیر کو نبی یا مسیح موعود مانتا ہے وہ عقیدہ اساسی
کا منکر ہو کر قطعی مرتد قرار پاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ سبأ ۲۲

فرمادیجئے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ
کے لیے کھڑے ہو دو دو یا کیلے پھر سوچو کہ تمہارے
ان صاحب ہیں کوئی بات جنوں کی ہے یا نہیں وہ
تو تمہیں ڈر سنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے سخت
عذاب ہے۔

اے محبوب فرمادیجئے کہ میں نے تم سے اس تعلیم پر

قُلْ اِنَّمَا اَعْطٰكُمْ بِوَا حِدٰثَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا
بِلٰهِ مَشٰىءٍ وَّ ذُرٰدٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْنَ اَمَّا
بِصٰحِبِكُمْ مِّنْ جَنَّةٍ اِنَّ هُوَ اِلَّا سَدِيْرٌ
لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِه

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِنْ اَجْرِ فَا هُوَ

سَكْرَاتٍ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْعُثُ بِالْحَقِّ عَسَلًا مِّنَ
الْعُيُوبِ
قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِّلُ الْبَاطِلَ
وَمَا يُعِيدُهُ

قُلْ إِنَّ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَجِدُ عَلَى
نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحَى
إِلَى نَبِيِّي أَتَى سَمِيعٌ قَرِيبٌ
وَلَوْ تَرَى إِذْ قُرْعُوا فَلَاقُوا فَتًى وَاجْتَدُوا
مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ
وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَإِنَّا لَكُمُ التَّشَاوِسُ

مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ
وَقَدْ كَفَرَ فَوَيْبٌ مِّن قَبْلٍ وَيَقْدِرُونَ
بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ
وَجِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا
فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّن قَبْلٍ إِنَّهُمْ كَانُوا
فِي سُلْطٰنٍ قَرِيبٍ

کچھ بدلانا لگا ہو تو تمہارا سے لیے سے میرا بدلا نہیں
مگر اللہ تعالیٰ پر اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔
انہیں فرما دیجئے کہ بیشک میرا رب القافر مانگے
حق کا وہ بہت جانتے والا ہے غیبوں کا۔
فرما دیجئے حق آیا اور باطل نہ ملیٹ کر آئے اور نہ
واپس لوٹے۔

فرما دیجئے اگر میں بہکا تو اپنے ہی لیے بہکا اور اگر میں
نے راہ پائی تو اس کے ذریعہ جو مجھے وحی کی میرے
رب نے بے شک وہ سنتے والا قریب ہے۔
اور تو دیکھے جب گھبراہٹ میں مبتلا ہوں تو کوئی
بچنے کی راہ نہیں اور پکڑے جاؤں گے قریب سے۔
اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے لیکن حال یہ
ہوگا کہ اب وہ ایمان حاصل نہیں کر سکتے دور سے
اور بے شک وہ کفر کر چکے ہیں اللہ سے پہلے ہی اور
اب دور سے غیب کی بات پھینک رہے ہیں۔
اور حائل سوچیں گے ان میں اور اس ایمان میں سے
چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا
بے شک وہ شک میں اور دھوکے میں ہیں۔

لفظی ترجمہ

أَعْظَمُكُمْ فِي نَفْسِي كَمَا كَرِهْتُمْ
تَعْمُورًا كَهَرُطٍ هُوَ تَمَّ اللَّهُ - اللہ کے لیے
قَرَادِي - اکیلے
بِصَاحِبِكُمْ مِمَّا رَاحِبًا مِّنْ جَنَّةٍ دِلْوَانٍ

إِنَّمَا - اسکے سوا نہیں

أَنْ - یہ کہ

وَأُورِدُ

مَا - نہیں ہے

قُلْ - کہہ

بِوَأَجْدِثًا - ایک بات کی

مَنْتِي - دو دو

تَعْمُورًا - سوچو کہ

نَدْبِيُو. دُرَانِي وَالَا	إِلَّا مَر	هُوَ وَه	إِن نَبِي
شَدِيدِي سَخْتِ كِي	عَنْ أَيْب. مَذَاب	بَيِّنَ. پَهْلِي	مَنْ مَتَارِي لِي
مَنْ أَجْرِي. كُوِي مَزْدَرِي	سَأَلْتُكَ. مَگُولِي مِي تَمِ سِي	مَا جُو	قُلْ. كَبُو
أَجْرِي. مِيرِ اَجْرِي	إِن. نَبِي	كَمْ. مَتَارِي سِي لِي سِي	فَهُوَ تُووَه
وَهُوَ. اوروَه	اللَّهُ. اللّٰهْ كِي	عَلَى. اُوپَر	إِلَّا مَر
تَشَهَّدِي. گَوَاهِي	شَيْءِي. چيزِي كِي	مَعْلِي. سِر	عَلَى. اُوپَر
يَقْدُوفُ. ڈَالْتَابِي	كَيْ. مِيرِ اَرَب	إِن. بِيَشِيك	قُلْ. كَبُو
قُلْ. كَبُو	الْغَيْبُ. غَيْبُولِي كَا	عَلَّمَ. جَانِنِي وَاللّٰهِي	بِالْحَقِّي. حَقِّي كُو
مَا. نَبِي	و. اُو	الْحَقِّي. حَقِّي	جَاءَ. آيَا
مَا. ن	و. اُو	الْبَاطِلُ. باطل	يَبْدِي. شُرُوعِي سُوگَا
صَلَّتْ. مِيں مَرَاهِي سُولِي	إِن. اَكْر	قُلْ. كَبُو	لُعْبِدْ. لُوٹِي كَا
نَفْسِي. مِيرِي سِي	عَلَى. اُوپَر	أَضَلْ. مِيرِي مَرَاهِي	فَانْتَا. تُو
أَهْتَدَيْتْ. مِيں مَرَاهِي سِي	كَيْ. مِيرِ اَرَب	إِن. اَكْر	وَا. اُو
أَنْدَ. بِيَشِيك وَه	و. اُو	إِلَى. مِيرِي طَرَف	يُوجِي. وحي كَرْتَابِي
لَوْ. اَكْر	فِي عَوَا. وَه لَهْرِي مِيں	قَرِيبَ. قَرِيبِي سِي	يَمْنَعُ. سَنَنِي وَالَا
فَلَا. تُووَه	أُخِذُوا. پَكْرِي جَانِي كِي	إِذْ. جَب	تَوِي. تُووِي كِي
مِنْ مَكَانٍ. جگہ	قَالُوا. كَبِيں كِي	و. اُو	فَوْتِ. بِيچنَا سِي
أَمَّا. مِيں اِيْمَانِ لَائِي	أَلَى. كَبَاں سِي	و. اُو	قَرِيبَ. قَرِيبِي سِي
لَهُمْ. ان كِي لِي	لُعْبِدُوا. دُور سِي	و. اُو	يَه. اس پَر
و. اُو	يَه. اس كَا	مِنْ مَكَانٍ. جگہ	التَّوَاتُفِ. حَاصِل كَرْتَا
مِنْ قَبْلِ. پَهْلِي	بِالْغَيْبِ. غَيْبِي كِي بَاتِيں	كَفَرُوا. كَفَرِي كِي اَنهُونِي	قَدْ. بِيَشِيك
مِنْ مَكَانٍ. جگہ	حَيْثُ. حَاصِل سُوگَا	يَقْتِنُونَ. پَهْنِي كِي مِيں	و. اُو
بَيْنَهُمْ. ان كِي	مَا. اس كِي جُو	و. اُو	لُعْبِدُوا. دُور سِي
يَسْتَهْتُونَ. چَاسِيں كِي	بِالشُّبُهَاتِ. نَكِي سَاقِيُولِي سِي	بَيْنَ. مَر مِيَان	و. اُو
مِنْ قَبْلِ. پَهْلِي		قُلْ. كِيَا كِيَا	كَمَا. جِي سَا كِي

شک و شک

فی بیچ

کاٹوا تھے

بیشک وہ

مڑیپ دھوکے والے کے۔

نادر لغات

اس رکوع کی لغات نادرہ اول سمجھ لینی چاہئیں
 اَعْظَمُكُمْ وَعَظْمٌ سَمِيٌّ اس کے معنی نصیحت کے ہیں۔
 مَثْنِيٌّ ذَمٌّ اَذَى مَثْنِيٌّ کے معنی دودھ کے ہیں اور قرادی کے معنی ایک کے
 يَقْهَرُ قَرْفٌ سے ہے اور قَرْفٌ کہتے ہیں کسی چیز کے پھینک مارنے کو یہاں حق کو باطل
 پر پھینک مارنا مراد ہے۔

وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعْيِدُ۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جو ایسی جگہ بولتے ہیں جہاں ایک چیز
 اس درجہ بٹ جلتے کہ اس کا اثر و نشان بھی نہ رہے جیسے کسی شاعر نے کہا۔

انْقَرَضَ أَهْلُهُ عَيْدٌ لَيْسَ يُبْدِي وَيُعْيِدُ
 تو اس جگہ یہ بتانا مقصود ہے کہ دین باطل ایسا ہٹا کہ اس کا مطلقاً اثر ہی نہ رہا۔

وَأَنَّ لَهُمُ التَّنَافُسَ تَنَافُسٌ کہتے ہیں کسی چیز کو آسانی سے لینے کو تو معنی ہوشے مِنْ أَيْنَ لَمْ
 أَنْ يَتَنَافَسُوا إِلَّا لِيَمَانٍ تَنَافُسًا مَسْهَلًا کہاں ان کے لیے اب وہ وقت آسکتا ہے کہ وہ ایمان آسانی
 سے حاصل کر سکیں۔

كَمَا فَعَلَ بِأَشْيَاءِهِمْ۔ اشباع کہتے ہیں اشباہ کو اور اشباہ مجہول کے معنی دیتا ہے۔
 مَرِيْبٌ رَيْبٌ سے ہے اور رَيْبٌ کہتے ہیں شک و شبہ کو

خلاصہ تفسیر چھپار رکوع سورۃ سبا۔ ۲۲

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَأْحَدٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنِيٌّ وَفَرَادِيٌّ۔ اے محبوب فرمادیجئے میں تو
 تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ صرف ایک ہی نصیحت ہے یہ کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو دو دو
 اور ایک ایک۔

یعنی اگر تم میری اس ایک نصیحت پر عامل رہے تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم تو سوس شیطانی اور توہم و گمراہی سے نجات پا جاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ تم طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو حق پر داری اور تعصب قومی سے خالی کر کے اللہ کے لیے قائم ہو جاؤ۔ دو وقتا کہ باہم مشورہ کر سکو اور تنہا ایک ایک تاکہ متوش نہ ہو اور اطمینان سے دل میں انصاف کرو۔

لَسَوْفَ تَنفَعُكُمْ دَامًا بِصَاحِبِكُمْ مَنِ جِئْتُمْ اِنَّ هُوَ الْاَسَدُ يَرُّ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ
تم پھر تم غور کرو اور سوچو کہ تمہارے اس سردار میں جنون کی کوئی بات ہے کہ نہیں وہ تو نہ جنون کے مرض میں نہ کچھ اور مگر مہمتیں ڈرنا نے والے ہیں ایک سخت عذاب کا جو تمہارے آگے ہے۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کفار کہتے ہیں اور آپ پر خون کی نسبت کرتے ہیں اس میں کسی پہلو سے بھی شائبہ صداقت ہے یا محض حسد و رزی و عناد پروری ہے اور قریش کے اونچے دماغوں سے تو ازان کر دو کہ ان میں ایک بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل و نظر کے مساوی ہے ایک بھی ان میں ان جیسا صاحب الرائے اور ذہین ہے کوئی ان کے مقابلہ کا صدق و امین ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ان جیسا پاک نفس ہے۔

جب تمہارا ہمہ فیصلہ کر دے اور تمہارے ذہن میں مرکوز ہو جائے کہ حضور تو حضور ہی ہیں اور اپنی صفات میں یکتا اور بے نظیر ہیں تو تم انہیں نبی اللہ مانو اور وہ جس آنے والے عذاب سے ڈراتے ہیں یعنی عذاب قیامت سے اس کا یقین کرو۔ پھر اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہے۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَمَوْلَاكُمْ اِنْ اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔ فرماد مجھے میں نے تم سے اس تعلیم پر کچھ اجر مانگا سو تو وہ تمہیں مبارک رہے میرا اجر تو اللہ پر ہی ہے اور وہ ہر شے پر گواہ ہے یعنی تبلیغ رسالت و ہدایت پر میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا اور جو کچھ تم دیتے ہو وہ تمہارے لیے ہے اور وہ ذات پاک شہید علی کل شے ہے۔

قُلْ اِنَّ كَذٰبِيْ يٰقٰنِيْنَ بِالْحَقِّ غَلَامٌ الْعِيُوْبُ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِيْ الْبٰطِلُ وَمَا يُعْبِدُ۔ فرماد مجھے بیشک میرا رب حق کا القافر مانا ہے بہت جلتے والا سب غیبوں کا فرماد مجھے حق آگیا اور باطل کی نہ ابتدا ہو نہ پھر کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی طرف بذریعہ وحی القاء فرماتا ہے کہ وہ سب غیبوں کا جاننے والا ہے اور جَاءَ الْحَقُّ سے مراد قرآن و اسلام ہے اور جب لوز اسلام آگیا تو اس کے بعد نہ کفر کی ابتدا رہی اور نہ اس کا اعادہ ہو سکتا ہے۔

فَلَمَّا أَصَلْتُ عَلَىٰ نَفْسِي كَرِهتِ اهْتَدَايْتُ فِيمَا يُوجِي اِلَىٰ رَبِّي اِسْمًا سَمِيحًا
 قَرِيْبًا۔ انہیں فرما دیجئے کہ اگر میں بہکا تو اپنے پر بہکا اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب کہ میرا رب
 میری طرف وہی فرمانگاہے بیشک وہ سنے والا قریب ہے

کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ رمعاذ اللہ! آپ گمراہ ہو گئے ہیں اس کا جواب
 اللہ تعالیٰ نے حضور سے لکھ دیا کہ انہیں فرما دیجئے کہ اگر تمہارے گمان باطل میں ہیں بہکا ہوا ہوں تو اس کا
 وبال میرے اوپر ہے اور اگر میں راہ پر ہوں تو اس کا سبب وہی الہی ہے جو مجھے کی جاتی ہے جس میں حکمت
 و بیان حق ہے اس لیے کہ راہیاب ہوتا اللہ تعالیٰ کی توفیق و ہدایت پر ہے۔

اور متفقہ الامریہ ہے کہ تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ نہیں ہو سکتا اور حضور سید عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الرسل افضل الكل میں تمام خلق کو نیک راہیں آپ کی ہی اتباع سے ملتی ہیں باوجود
 جلالت منزلت و رفعت مرتبت آپ کو حکم الہی ہوا کہ نسبت علی سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں
 تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ ضلالت کا منشأ نفس انسان ہے جبکہ اسے اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو ضلالت پیدا
 ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق کی رحمت و مہربت سے حاصل ہوتی ہے اس کا مبدأ منشأ نفس نہیں
 اور وہ اتنا قریب اور سمیع ہے کہ ہر ہدایت یا قہ اور گمراہ کو جانتا ہے اور اس کے عمل و کردار سے پورا
 طرح باخبر ہے۔

کوئی کتنا ہی چھپ کر کوئی عمل کرے مگر اللہ تعالیٰ سے وہ مخفی نہیں ہو سکتا۔

عرب کے ایک ماہر ناز شاعر جب اسلام لے آئے تو کفار مکہ نے انہیں طعنہ کیا اور کہا کہ تم اپنے
 دین سے پھر گئے با آنکہ تم بڑے شاعر اور ماہر لسان تھے۔

انہوں نے کہا ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ماہر زبان اور شاعر تھا مگر وہ کلام مجھ پر غالب آ گیا اور حضور سے
 جب میں نے تین آشتیں سنیں تو میں نے ابڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس کے قافیہ پر میں تین شعر کہوں۔ لیکن
 نہ کہہ سکا تو مجھے یقین آ گیا کہ فی الواقع یہ کلام لشر نہیں ہے وہ تین آشتیں یہ ہیں۔

قُلْ اِنَّ رَبِّي يَفْقَهُ بَابِ الْحَقِّ عَلَامُ الْعِيُوْبِ ه قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِي مِي الْبَاطِلُ وَمَا
 يُعِيْدُه قُلْ اِنَّ ضَلَلْتُ فَاِلْمَا اَصَلْتُ عَلَىٰ نَفْسِي وَاِنَّ اِهْتَدَايْتُ فِيمَا يُوجِي اِلَىٰ رَبِّي اِسْمًا سَمِيحًا
 قَرِيْبًا (ردح البيان)

ذَلُو تَزِي اِخْفِيْ عَمَّا فَلَ تَوْتِ وَاِحْتَدَايْتُ مَمَّا كَانَتْ قَرِيْبًا۔ اور اگر تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ
 میں ڈالے جائیں گے تو پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے اور پکڑ لیے جائیں گے قریب سے۔

یہاں قرعہ سے مراد کفار کا مرتے کا بعد کا وقت ہے یا قبر سے اٹھنے کا یا میدان بدر میں ذلیل ہونے کا اور قلاتوت۔ عمارہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں جب بھل گئے بچتے اور چھپنے کی کوئی جگہ نہ مل سکے پچانچہ کفار جہاں بھی ہوں اس دن انہیں چھپنے بچنے کی کوئی جگہ نہ ملے۔

اور قرعہ عموماً کے معنی اضطراب و اضطراب کے ہیں تو اس وقت وہ گھبراتے ہوئے ہوں اور گھبراہٹ میں پڑے جا میں اس وقت وہ معترف ہوں اور ایمان کی طرف میلان کریں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ذَا قَبْلِ لَمْ نَكُنْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۰ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے یعنی

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حالانکہ اب وہ ایمان کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں اب تو وہ دور ہو چکے۔ یعنی توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ دار العمل سے نکل کر دار الجہنم میں آ چکے اب نہ توبہ ہے نہ ایمان اب تو جیسا کیا اس کا بدلہ ملے گا یہ سب کچھ عذاب دیکھنے سے پہلے پہلے تھا۔

وَقَدْ كَفَرَ اٰبَآءُ مَنْ قَبْلُ وَيَقْبَلُوْنَ بِالْعَنِيْبِ ۝۱۰۱ مَنْ مَّكَّانٍ لَّعِيْبٍ ۝۱۰۲ بے شک وہ کفر کر چکے اس وقت سے پہلے اور بے دیکھے عنیب کی ڈینگ مارتے تھے دور سے۔

یعنی نہ کچھ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے لیکن ہمارے حبیب کی شان میں بے سوچے سمجھے بکتے تھے کہ وہ شاہرہ میں ساحر ہیں کا من میں حالانکہ انہوں نے حضور سے شعر و سحر اور کہانت کا کبھی صدور نہ دیکھا مگر حقیقت آشنائی کے مقام سے بعید رہ کر دور سے ہی بولیاں کھولیاں کھینکتے تھے۔

وَجِئِلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فَعَلْ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۝۱۰۳ اور

لڑک کر دی گئی ان میں اور توبہ و ایمان میں جسے وہ اب چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلوں سے کیا گیا تھا۔ اشباع سے مراد ان جیسے لوگ ہیں جو پہلے گزر چکے وہ ہیں وہ بھی دھوکہ ڈالنے والے اور شک میں تھے یہ بھی ایسے ہی ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹار کو ع سورۃ سبا ۲۲

قُلْ اِنَّمَا اَعْطٰكُمْ بِوَاٰجِدَةٍ ۝۱ فرمادیتے ہیں تو تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں۔

اَلَوْ سِيْ قَرَّبْتُمْ اَيُّ مَا اَدْبَسْتُمْ كُفْرًا وَاَلَمْ تَكُنْ لَكُمْ اِلٰهٌ مَّخْلُوْبَةً وَاٰجِدَةٍ ۝۲ میری نصیحت و ہدایت تمہارے لیے صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ

اِنَّ لِقَوْمِ مَدْيَنَ مَتْنًا وَاٰجِدَةٍ ۝۳ تم اللہ کے لیے دو دو ایک ایک ہو کر قائم ہو جاؤ۔

روح المعانی میں اس کی تفسیر یہ ہے اَنْ تَعْبُدُوا وَتَخْشَوْنَ فِي الْاَمْرِ بِاخْلَاصٍ لِّوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی
 یہ کہ تم سنی و کوشش کرو اور اسلامی میں خالصاً لوجہ اللہ۔

مثنیٰ و قراذی سے مراد یہ ہے کہ مَثْنِيَّاتٍ اِثْنَيْتَيْ اِثْنَيْتَيْ دَا جِدَا اَدَا جِدَا اَسَانٌ
 فِي الْاَزْدِ حَامٍ عَلَى الْاَغْلَبِ تَشْوِيْشُ الْخَاطِرِ وَ الْمَنَعُ مِنَ الْفِكْرِ وَ تَحْلِيْطُ الْكَلَامِ وَ نَقْلَةُ الْاِنصَابِ
 كَمَا هُوَ مَشَاهِدٌ فِي الدُّرُوسِ الَّتِي يَجْتَمِعُ فِيهَا الْجَمَاعَةُ فَاِنَّهٗ لَا يَكَادُ يُوَقَّفُ فِيهَا عَلَى تَحْقِيْقِ
 وودو ایک ایک متفرق ہو کر غور کرو اس لیے کہ اکثر از دحام متوحش خاطر ہو جاتا ہے اور غور کرنے
 میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے اور مختلط گفتگو سے انصاف پر نظر نہیں رہتی جیسے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر
 مدرسوں میں کہ اس میں جماعتیں ہوتی ہیں تو تحقیق کا موقف نہیں رہتا۔

مَثْنِيَّاتٍ اِثْنَيْتَيْ اِثْنَيْتَيْ دَا جِدَا اَدَا جِدَا اَسَانٌ
 اَخْرَجَتْ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ لَكُمْ الْبَحْرَ الْمَعْنَى اِيْضًا جَبْرًا مِّنْ جِبْرٍ
 آخرت پر حاوی ہو اس کا دعویٰ ایک مجنون کیسے کر سکتا ہے۔

پھر دلائل و برہان ایسے مسکت کیوں کر وے سکتا ہے۔
 اور جب سب نے دیکھ بھی لیا کہ اِنَّكَ عَلَيَّ السَّلَامُ اَرْخِ النَّاسِ عَقْلًا وَاَصْدَقَمَ قَوْلًا وَّ
 اَذْكَاهُمْ نَفْسًا وَاَفْضَلَهُمْ عِلْمًا وَاَحْسَنَهُمْ عَمَلًا وَاَجْمَعَهُمُ لِلْكَمَالَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَجَبَّ اَنْ تُصَدِّقُوْهُ
 فِي دَعْوَاكَ حُضُوْرُ صَلَوةِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلْمٌ اَزْ رُوْثِ عَقْلِ سَبِّ سَبِّ زِيَادَةِ عَقِيْلِ وَ فُهِيْمٍ فِي سَبِّ سَبِّ زِيَادَةِ
 كَلَامٍ فِي سَبِّ
 عمل میں بہتر ہیں اور سب سے زیادہ کمالات بشری کے جامع ہیں تو تم پر واجب و لازم ہے کہ ان کے
 دعویٰ کی تصدیق کرو۔

پھر اس کے ساتھ یہ قصائل بھی ان میں ہیں کہ بطور معجزہ بے جان پتھر بھی ان کے آگے جھکتا ہے
 سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْخَجْرُ شَقَّ الْقَمْرُ بِاشَادَتِهِ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے تعلقہ کلام میں خوب فرمایا

جان شوق ہو پیر بولیں جا نوز سجدے کریں بَارِكُ اللّٰهُ مَرَجِ عَالَمٍ يٰ هِيَ سِرْ كَارِ سَبِّ
 جن کو سوئے آسمان بھیلے کے جل قفل کر دیے صَدَقَ اَنْ يٰ اَقْوَالِ كَا يٰ اِرَا سَبِّ كُوْهُ يٰ دَرَا سَبِّ
 اسی لیے تم تنفکرو اور فرمایا کہ پھر غور کرو تا کہ تم سمجھ سکو کہ صَابِضًا جَبْرًا مِّنْ جِبْرٍ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ
 طرف جنون کی نسبت کرتا غلط ہے بلکہ تم پر واضح اور روشن ہو جائے گا کہ
 اِنَّ هُوَ اَلَا مَسْنَدٌ يُّوَكَّلُ مَبْدِيَّ عَدَا اِبِ سَبِّ اِيْدِيَّ وَ هُوَ مَجْنُوْنٌ يٰ هِيَ مَكْرُورٌ شَرِيْفٌ

ڈر سنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے شدید عذاب آ رہا ہے۔

اور عذاب شدید سے مراد ہُوَ عَذَابُ الْآخِرَةِ قَاتِلَةُ صَلَاتِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَسَلَامٌ مَبْعُوثٌ فِي
نَسْرَةِ السَّاعَةِ وَجَاءَ لُبَعْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَمَا يَتَيْنِ وَحَمَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ الْوَسْطَى وَالسَّيَابَةَ
عذاب قیامت ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آثاراتِ ساعتر کے مخبر ہیں جیسا نچر حدیث میں ہے
کہ حضور نے فرمایا میں ایسے حال میں مبعوث ہوا کہ قیامت اس طرح سامنے ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضور
نے مبارک اور وسطی ملا کر دکھائیں۔ یعنی فرمایا جیسے کلمہ کی انگلی اور بڑی انگلی تمہارے سامنے ہے اور ساتھ ساتھ
میں آگے ارشاد ہے۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔ یعنی
جب بھی میں تم سے تبلیغ رسالت پر کچھ مانگوں تو وہ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے۔ اَيُّ الَّذِي سَأَلْتُكُمْ
مِنَ الْأَجْرِ فَهُوَ لَكُمْ وَتَمَرْتُمْ لِنُجُودِ الْبِكْرِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِشَادَةٌ إِلَى الْمَوْدَةِ فِي الْقُرْبَى فِي قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ
عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوْدَةَ فِي الْقُرْبَى۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اجر تبلیغ کا تم سے مطالبہ صرف مودہ
فی القربى ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لے محبوب انہیں فرمادیکھئے کہ میں تم سے اجر تبلیغ
میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر مودہ فی القربى۔

اس میں قربی سے حضور کے قریبی مراد ہیں اور دوسری آیت کریمہ میں ہے مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ ذَاتِهِ سَبِيلًا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مودہ فی القربى اتحاد سبیل
الی اللہ میں ہے۔

یہی وجہ ہے محبت قربی بجزو ایمان ہے اور جزو ایمان مومن کے لیے ہی فائدہ دے گا اور چونکہ اللہ
تعالیٰ ہر شے پر مطلع ہے تو وہ صدق و خلوص نیت سے واقف ہے اسی لیے فرمایا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
اور قربی میں صدیق و فاروق عثمان و علی و حسین اہمات المؤمنین سب داخل ہیں۔

اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں

سِتُّ مَبْرُجَعٌ مَعْرًا بِلِ أَقْرَبَائِي كُلِّهِمْ

فِي الْقَبْرِ يَشْفَعُ يَا شَفِيعُ بِالصَّادِقِ وَالنُّوْبِ وَالْعَلِمِ

آگے ارشاد ہے۔

قُلُوبًا نَبِيٌّ يَقْضِي بِالْحَقِّ عَلَامَ الْغُيُوبِ۔ لے محبوب آپ فرمادیں میرا رب وحی فرماتا ہے

حق کے ساتھ اور وہ غیوب کا خوب جانتے والا ہے۔

قذوف بالحق سے مراد علامہ سدی وحی کے ذریعہ حکم دینا مراد لیتے ہیں۔

اور قذوف اس سے مراد قرآن کریم لیتے ہیں۔

اور قذوف کی تعریف یہ ہے اَلْحَقُّ بِدَاغِ سُدِّ سِدِّ - وَهُوَ هُمْنَا بِعَازِ عَنِ الْاَلْقَابِ - قذوف یعنی

ہی شدید آتا ہے لیکن اس کے معنی عجازی القاء کے ہیں۔

اور اس میں لَقِذْفُ بِالْحَقِّ جو فرمایا یہاں یہ زائد ہے تو معنی یہ ہوئے اِنَّ دَعْوِيَّ يُلْقِي الْوَحْيَ وَيُنزِلُ

عَلَى قَلْبِ مَنْ يَّخْتَارُ مِنْ عِبَادِهِ سُبْحَانَ تَعَالَى۔ بے شک میرا رب وحی فرماتا ہے اور اپنا حکم اس

شخص کے قلب پر نازل کرتا ہے جسے اپنے بندوں میں سے چن لے۔

ایک قول ہے کہ قذوف متضمن معنی امر ہے ایسی صورت میں یہ زائد نہیں ہوگی تو معنی یہ ہونے

اِنَّ دَعْوِيَّ يُلْقِي مَا يُلْقِي اِلَى اَنْبِيَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الْوَحْيِ بِالْحَقِّ لَا بِالْبَاطِلِ۔

عَلَامُ الْغُيُوبِ۔ یہ خبر ثانی ہے یعنی ہو علام الغیوب وہ خوب جانتے والا ہے غیبوں کا

آگے ارشاد ہے۔

قَدْ خَاءَ الْحَقُّ مِمَّا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعْبِدُ۔ فرماد چٹے حق یعنی اسلام آگیا اور تو وحد عام ہو

گئی یا قرآن آگیا اور توحید کا سکھ جم گیا اور باطل یعنی کفر و شرک گیا اور اس کے دلائل مضحل ہو گئے اور ایسے

ہو گئے کہ ان کا اثر بھی باقی نہ رہا۔

یہ محاورہ میں ہلاکت حتی پر بولا جاتا ہے تو جیسے زندہ ہلاک ہو کہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جاتا ہے

ایسے ہی دلائل قرآن و اسلام اور برہان توحید کے مقابل اب کفر و شرک زندہ نہیں ہو سکتا اور اس سے

دینا و آخرت میں نفع نہیں پہنچ سکتا۔

بعض نے اس سے مراد بت لیا چنانچہ ابی سلیمان کہتے ہیں اِنَّ الْمَعْنَى اِنَّ الصَّمَّ لَا يُبْتَدِئُ مِنْ

عُنْدِكَ كَلَامًا۔ باطل سے مراد صمم ہے اس لیے کہ صمم بولنے کے لیے بنا ہی نہیں اور اس سے کلام ہو ہی

نہیں سکتا پھر ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّ ضَلٰكْتَ فَاِنَّمَا اَصْنَدُ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنِ اهْتَدَيْتَ فَمَا يُؤْمِرُ اِلٰى رَبِّيْ اِنَّمَا سَمِيعٌ

قَرِيْبٌ۔ انہیں فرماد چٹے کہ اگر میں بہکا حق سے تو اس کا یا ر مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت پر رہا تو اس وحی

کی نسبت سے جو میرے رب نے مجھے کی اور وہ بیشک سننے والا قریب ہے۔

یعنی اگر تمہارے گمان باطل میں ہیں ہدایت سے ہٹا ہوا سوں تو یہ تمہارا میرے اوپر ہی ہے اور اگر میں

بدایت پر ہوں تو یہ بدایت منجانب اللہ ہے جو وحی کے ذریعہ میرے رب نے کی اور وہ سنتے والا اور قریب ہے۔

گویا مقصد ارشاد یہ ہے کہ قُلْدَانٌ ضَلَّتْ قَائِمًا أَضَلُّ عَلَى نَفْسِي أَيْ لَيْسَبِ نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتَ فَأَنَا اهْتَدَيْتُ لِنَفْسِي بِهَذَا آيَاتِ اللَّهِ وَتَوْفِيقِهِ سُجَّاتِمْ
علامہ رخصشی اس کا حکم عام فرماتے ہیں اور کہتے ہیں وَإِنَّمَا أَمْرٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسِينَا إِلَى نَفْسِي لِأَنَّ الرَّسُولَ إِذَا دَخَلَ تَحْتَ مَعَ جَلَّالَتِهِ فَعَلَيْهِ وَسَدَّ إِذْ طَرِيقَتِهِ كَأَنَّ غَيْرَكَ أَوْلَى بِهَا حَنُورِ كَأَنَّ ذَاتِ أَقْدَسٍ كِي طَرَفِ ضَلَالَتِ كَأَنَّ مَسُوبٍ كَرْنَا بِحُكْمِ اللَّهِ بِهَذَا اس لیے کہ رسول بھی جبکہ اس میں مع جلالہ عمل و سداد و طریقت کے داخل ہو سکتا ہے تو غیر بطریق اولی داخل ہے۔

علامہ رازی فرماتے ہیں أَيْ إِنَّ ضَلَالَ نَفْسِي كَضَلَالِكُمْ لِأَنَّهَا إِذْ مَن نَفْسِي وَوَيْالَ يَلِينَا وَإِنَّمَا اهْتَدَيْتُ أَي فَلَيْسَ كَأَهْتَدَا إِثْمُكَ بِالنَّظَرِ وَالْإِسْتِدْلَالَ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ دُخَى الْمُنْبِرِ
میرے نفس کی گمراہی تمہارے جیسی ہے کیونکہ وہ میرے نفس سے ہے اور اسکا وبال اسی پر ہے اور میرا بدایت پانا تمہاری بدایت جیسا نہیں اس لیے کہ تمہاری بدایت نظر و استدلال سے ہے

اور بدایت انبیاء کرام بذریعہ وحی منیر ہے۔
إِنَّمَا يَمِينُ قَرِيبٌ اس لیے فرمایا کہ ذات واجب تعالیٰ شاتر سے کوئی شے محقق نہیں وہ بدایت یا قہ اور گمراہ کو جاتا ہے۔

وَلَوْ تَرَى إِذْ ذُكِرُوا فَلا قُوَّةَ وَأَخَذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ اور آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں تو وہ بچ کر نہ جاسکیں گے اور جہنم کے لیے پکڑے جائیں گے قریب سے۔
اس میں حنور کے لیے خطاب ہے یا میر اس سے مخاطب ہے جس کی رویت صحیح ہو اور اذ ذکر عول سے مراد کفار کی گھبراہٹ ہے۔

ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے۔
ابن منذر کہتے ہیں إِنَّ فِي الدُّنْيَا عِنْدَ الْمَوْتِ حِينَ عَابَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ اس سے مراد دنیا میں مرنے کا وقت ہے جب وہ ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے۔
اور عبد بن حمید صحاح سے راوی ہیں إِنَّ يَوْمَ يَدْرُفُ قَيْلٌ هُوَ خَرْجُ الْحَرْبِ اس سے مراد یوم بدر میں جنگ کی گھبراہٹ ہے۔

اور فَلَاقُوْتِ كَيْ مَعْنَى فِيهِمْ فَلَاقُوْتُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ

نہیں سکتے اور
 وَأُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ - وہ قریب سے پکڑے جائیں گے جہنم کی طرف
 وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّى لَهُ الْمَتَابُ وَقَالَ السُّعُودُ مَنْ مَكَانٍ يَعْزِبُ - اور کافر کہیں ہم ایمان لائے
 اللہ عزوجل پر یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکن کہاں حاصل ہو سکتا ہے انہیں ایمان اب دور سے۔
 یعنی ایمان کے جہاں مکلف تھے وہاں ایمان نہ لائے اب عذاب دیکھ کر آئنا کہتے ہیں اور یہ
 مقام جہاں سے موقع جہاں پر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔

تناوش کے معنی راعب اصفہانی تناول کرتے ہیں یعنی ایمان حاصل کرنا۔
 زخشری مجاہد سے ناقل ہیں هُوَ تَنَاولٌ سَهْلٌ الشَّيْءِ - تناوش کا معنی آسانی سے کسی چیز پر چڑھنا
 کرنا۔ تو فرمایا وَأَنَّى کہاں آسان ہے انہیں اب ایمان کا حاصل کرنا مقام لعید سے یعنی وہ وقت جب
 کہ ایمان مل سکتا تھا وہ اب دور چلا گیا اور جب وقت تو یہ اور ایمان کا تھا اس وقت انہوں نے
 کیا کیا سے فرمایا جاتا ہے۔

وَقَدْ كَفَرَ مِن قَبْلُ وَيَقِينُ قَوْلَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ يَعْزِبُ - اور اس سے پہلے یہ کفر کیا
 کرتے تھے اور عیب پر بولیاں ٹھولیاں پھینکتے تھے دور سے۔

يَعْنِي كَانُوا يُزْجِمُونَ بِالْمُظُنُّونِ وَيَتَكَلَّمُونَ بِمَا كَرِهَ لِقَوْمِهِمْ - اپنے گمان باطل سے
 وہ باتیں کرتے تھے جن کی حقیقت ان پر ظاہر نہ تھی یعنی کبھی کہتے اللہ کے شریک یہ بت میں کبھی بولتے
 یہ رسول و معاذ اللہ جادوگر اور کاسن و شاعر میں کبھی کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تَعَالَى اللَّهُ
 عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا -

آج آمتابہ کہتے ہیں تو آج آمتابہ کہاں حاصل کر سکتے ہیں بلکہ
 وَجِبِلَّ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فَعَلَ بِأَسْبَاعِهِمْ مِنْ قَبْلِ أَن يَمُوتُوا كَانُوا فِي شَكٍّ
 مَدُونٍ اور حاصل ہو گیا ان میں اور اس میں جو وہ چاہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے مشاہیر پہلے کافروں پر حاصل
 ہوا ہے شک وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں جِبِلَّ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ سے مراد حشر کے دن رجوع الی الدنیا

کی آرزو ہے۔

حسن فرماتے ہیں اس سے مراد ایمان مقبول ہے

قتادہ کہتے ہیں طاعة اللہ مراد ہے۔

سُورۃ کہتے ہیں تو یہ مراد ہے۔
 مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد اہل و مال اور اولاد کے ذریعہ نجات چاہنا مراد ہے۔
 اور اشیاغ بمعنی اشیاء ہے اور اس سے اصحابِ فیل کے ساتھ جو ہوا وہ ہے۔

سُورۃ فَاطِرٍ

وَسُمِّيَتْ سُورَةَ الْمَلِكِيَّةِ - اس سُورۃ کا نام سُورۃ ملائکہ بھی ہے۔
 یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکیہ ہے۔
 اور مجمع البیان میں حسن فرماتے ہیں کہ یہ مکی ہے مگر دو آیتیں اِنَّ الدِّينَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ اور
 وَاَدْرٰتْنَا الْكِتَابَ يَهٰكِيْ نَهِيْنَ ہیں۔
 اس میں ۴۶ آیت ہیں اور روایت شامی ۴۵ آیت ہیں۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سُورۃ فاطر پر

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمان
 وزمین پیدا کیے اور فرشتوں کو رسول کرنے والا بنائے
 دو دو تین تین چار چار پر میں بڑھاتا ہے آفرینش میں
 جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
 جو کھولے اللہ لوگوں کے لیے رحمت سے اس کا
 کوئی روکنے والا نہیں اور جو روکے تو نہیں کوئی
 چھوڑنے والا اس کے بعد اور وہی عزت و حکمت
 والا ہے۔

لے لوگو یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر کی گئی کیا اللہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
 جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّلِيْ اٰخِثِيْمًا مِّنۡتٰی وَّتَلٰوٰتٍ
 وَّرِيْعٍ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ
 اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
 مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَتِهٖ فَلَا مُمْسِكَ
 لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَهِيَ
 لَعِيْبَةٌ وَّهِيَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

هَذَا مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرُدُّكُمْ مِنْ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَإِنَّ اللَّهَ هُوَ فَاعِي
تُؤَخَّرُونَ ۝

وَإِنَّ سُبْحَانَكَ يُؤَكِّدُ فَكْرَكَ بِتِلْكَ
مَنْ قَبْلِكَ وَإِنَّا اللَّهُ نَرْجِعُ الْأُمُورَ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ
فَلَا تُغْرِبْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا
يُغَيِّرْكُمْ بِاللَّهِ الْعَمْرُورَ

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوا
عَدُوَّكُمْ عَدُوًّا وَارْتَمُوا بِكُلِّ
مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ عَذَابُ شَدِيدٍ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ روزی دے لہتیں
آسمان و زمین سے نہیں کوئی معبود اس کے سوا تو تم
کہاں اوندرھے جاتے ہو۔

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو بے شک جھٹلائے گئے
کتنے رسول تم سے پہلے اور اللہ کی طرف ہی سب
کام پھرتے ہیں۔

اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ
تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ قریب دے لہتیں اللہ کے
نام پر وہ بڑا فریبی ہے۔

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن
سمجھو وہ بلا تائبے اپنے گروہ کو تاکہ ہو جائیں وہ دوزخوں
میں سے۔

کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے
اور نیک عمل کئے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب
ہے۔

لفظی ترجمہ

الحمد۔ تمام تعریفیں	اللہ۔ اللہ ہی کی ہیں جو	فاطر۔ پیدا کرنے والا ہے	السموات۔ آسمانوں
و۔ اور	الأرض۔ زمین کا	جاعل۔ بنانے والا ہے	الملكوت۔ فرشتوں کو
رسلاً۔ پیغام رساں	أولئ أبعثنا پرول کے	مثنیٰ۔ دو دو	و۔ اور
ثلث۔ تین تین	و۔ اور	رباع۔ چار چار	یزید۔ بڑھاتا ہے
فی بیچ	الخلق۔ پیدا شدہ کے	ما جو	فیتنا۔ چاہے
ان۔ بیشک	اللہ۔ اللہ	علیٰ۔ اوپر	کل۔ ہر
شئی چیز کے	قد یرتار ہے	ما جو	یقع۔ کھوے

اللہ۔ اللہ	لِلنَّاسِ لَوْ كُؤُلُ كَے لیے	مِن رَحْمَتِي۔ اپنی رحمت سے
فَلَا تَوْبَنِينَ	مُنْسِكًا كُوٹی روکنے والا	لَهَا۔ اس کو
مَا جُو	يُنْسِكًا۔ روک لے	فَلَا تَوْبَنِينَ كُوٹی
لَهُ۔ اس کو	مِن بَعْدِكَ۔ اس کے بعد	ذ۔ اور
الْعَزِيْزُ غَالِبٌ ہے	الْحَكِيْمُ حَكْمَتُ وَالَا	يَا أَيُّهَا۔ اے
أَذْكُرُّوْا۔ یاد کرو	فَعَمَّةٌ نَعْمَتٌ	اللَّهُ۔ اللہ کی
هَلْ كِيَا كُوٹی	مِن خَالِقٍ بِيْدٍ اِكْرِيْمٍ اِلَا ہے	عِيْدٌ سَوَا
يُوْرُقُ كُوْرُقٌ مِّن مِّن كُوْم	مِن السَّمَاوَاتِ۔ آسمان سے	ذ۔ اور
لَا تَوْبَنِينَ	إِلَّا كُوٹی مَعْبُوْدٌ	إِلَّا۔ مگر
فَأَنَّى تَوَكَّلَا	تَوَكَّلُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہو	ذ۔ اور
يُبَكِّدُنَّ يُؤَيُّدُ بَحْبَلَاتِيْنَ	لَهُ۔ تجھ کو	فَقَدَّرُ تَوْبِيْشِكُ
رُسُلًا۔ رسول	مِن قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	ذ۔ اور
اللَّهُ۔ اللہ کی	تُوْجِعُ۔ لوٹاٹے جاتے ہیں	الْاُمُوْدُ۔ سب کام
النَّاسِ۔ لوگو	إِنَّا بِيْشِكُ	وَعَدُ۔ وعدہ
حَقٌّ سِجَا ہے	فَلَا تُوْنُ	تَعْمَرُ كُوْمُ۔ دسو کر دے تمہیں
الذِّيْنَ اِرْتَابُوا	ذ۔ اور	لَا رَنُ
بِاللَّهِ۔ اللہ کے متعلق	الْعَرُوْدُ۔ دھوکے باز	إِنَّا بِيْشِكُ
كُوْمُ۔ تمہارا	عَدُوٌّ۔ دشمن ہے	فَأَمْحَدُ دُكَا۔ تو بناؤ اے
إِنَّمَا اس کے سوا نہیں	يَبْدُوْا كُوْمُ۔ کہ بلاتا ہے وہ	جُوْبَةٌ۔ اپنے لشکر کو
مِن اَصْحَابِ السَّعِيْرِ۔ دوزخ والوں سے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	الذِّيْنَ۔ وہ جو
لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَمْتُوَارُ اِيْمَانٍ لَّا تُسُ	سَبْدٌ يَبْدُ۔ سخت
الذِّيْنَ۔ وہ جو	لَهُمْ۔ ان کے لیے	ذ۔ اور
الصَّالِحَاتِ۔ اچھے	كُوْمُ۔ ان کے لیے	مَغْفِرًا۔ بخشش ہے
اَجُوْرًا۔ اجر	كُوْمُ۔ ان کے لیے	ذ۔ اور

ذ۔ اور
موسیل۔ بھیننے والا
ہو۔ وہ
الناس۔ لوگو
عليكم۔ اپنا اور
اللہ۔ اللہ کے جو
الأرض۔ زمین سے
ہو۔ وہی
ان۔ اگر
كذبت بھلاٹے گئے
الی۔ طرف
يَا أَيُّهَا۔ اے
اللہ۔ اللہ کا
الحيوة۔ زندگی
يعمرنكم۔ دسو کر دے تم کو
الشيطان۔ شیطان
عدوا۔ دشمن
يكونوا تاکہ ہوں وہ
كفر دا۔ کافر ہوئے
ذ۔ اور
عملوا عمل کیے
ذ۔ اور

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولٰٓئِیْ اٰجْحِبٰٓہٗ مُتَشٰٓئِبًا وَذٰلِكَ ذَرٰٓئِعٌ - فرشتوں کو رسول کرنے والا اور اپنے انبیاء کی طرف جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ زَیَادَہٗ کَرِیْمٌ فَرِیْشٌ فِیْ جَوْہِلَہٗ۔

ان فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - مَا یَفْقِہُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَۃٍ فَلَآ مُمْسِکَ لَہَا۔ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت کھولتا ہے لوگوں کے لیے اس کا کوئی روکنے والا نہیں۔ جیسے بارش کہ لے کر کوئی نہیں روک سکتا لیسیم ہی رزق اور صحت وغیرہ کے۔

وَمَا یُمْسِکُ فَلَآ مُرْسِلَ لَہَا مِنْ بَعْدِہٖ ذَہُو الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔ یٰۤاٰیہَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ اور جو کچھ وہ روک لے تو اس کے روکنے کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت اور حکمت والا ہے لے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو۔

کہ اس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر کسی ستوں کے قائم کیا۔ راہ مستقیم دکھائی اور دعوت الی اللہ دینے کے لیے پتے رسولوں کو بھیجا اور تم پر رزق کے دروازے کھولے کیا ایسا احسان کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے ہے۔

ہَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرِ اللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کہا ہے کوئی خالق اللہ کے

سوا جو تمہیں رزق دے آسمان اور زمین سے۔

میں بے سوا کہ انواع و اقسام کے نباتات پیدا کر کے۔

لَا یَسْأَلُہٗ الْاَہْوَقَ اَنْ یُّوْفَیْہٗمْ کُوْنِیْ مَعْبُوْدٌ مَّوَدَّہٗی اللّٰہُ تُوْتَمُّ کَہَا ل اوندھے جاتے ہو۔

باہم تم جانتے ہو کہ وہی خالق و رازق ہے پھر ایمان سے اور اس کی توحید سے کیوں مخوف ہو کہ اوندھے راستہ چل رہے ہو۔

اس کے بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے ارشاد ہے۔

وَأَنَّ كُفْرًا كَبِيرًا فَتَبَيَّنَ مِنْ قَبْلِكَ وَاللَّهُ تَوَّعُّعُ الْأُمَمِ ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ لَمَّا جَاءُواكَ كَافِرِينَ
جھٹلائیں۔ اور آپ کی نبوت و رسالت کو نہ مانیں اور ہماری توحید اور لعلت و حساب اور عذاب آخرت
کا انکار کریں تو آپ سے پہلے جتنے رسول آئے انہیں بھی یہ جھٹلا چکے ہیں۔

مگر انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیں۔ کفار کا دستور انبیاء کرام کے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہی رہا
ہے بلکہ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی تکذیب کرنے والے اور خاتم النبیین کے معنی میں تاویلات
بعبیدہ بھی کرتے والے پیدا ہوں گے جو آپ کے منصب کے خلاف ہی نہ ہوں گے بلکہ قرآن میں بھی
دست اندازی کریں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا باہیں معنی ہے کہ آپ ہر مدعی نبوت
کی تصدیق کریں گے خواہ وہ آپ سے پہلے بنی ہوئے یا آپ کے بعد۔ خاتم کے معنی آخر نبی کے نہیں
گئے جیسے محمد بن تو مرت۔ اتیق آخرس۔ طلیحہ۔ مسیلہ کذاب۔ اسود عشی حتی کہ غلام احمد کا دیانی جو مرزا تھا
اور کا دیال میں پیدا ہوا اعادتا اللہ تعالیٰ۔

اور سب کام اللہ کی طرف پھرتے ہیں۔ جس سے تکذیب کرنے والے سزا پائیں گے اور وہی اللہ اپنے
نبیوں کی مدد فرمائے گا۔ اب ارشاد عام ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دَعْوَةَ اللَّهِ حَقٌّ لِّمَن لَّوْغُلُوبُهُ شَكَ اللَّهُ كَادِعْدَهُ سِجَاةً ۗ

اور قیامت ضرور آئے گی مرنے کے بعد تم ضرور اٹھائے جاؤ گے اور آخرت میں تمہارے اعمال کا
حساب ضرور ہوگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال صالح کی جزا اور اعمال طالح کی سزا ضرور ملے گی۔

فَلَا تَحْزَنُوا لِمَا كَفَرَ اللَّهُ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِمْ دُونُ اللَّهِ حَقٌّ ۗ

کہ اس کی لذتوں میں مشغول رہ کر آخرت کو بھول جاؤ۔

ذَلِكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۗ وَاللَّهُ يَكْتُبُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۗ

یعنی وہ لعین ابلیس تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ خوب گناہ کرو۔ اللہ تعالیٰ
رحیم کریم حکیم ہے وہ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم کریم
حکیم ہے لیکن شیطان کے قریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس سے صالح اعمال سے روکتا ہے۔ اور
عصیان شعاری پر حرات دلاتا ہے لہذا اس سے ہوشیار رہو اس لیے کہ

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا ۗ بَشَرًا مِّمَّنْ لَمَّا كَفَرَ بِرَبِّهِ فَجَاءَ بِسُورَةٍ مِّنْ دُونِهَا مِثْلَهَا ۗ

تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔

اور ظاہر ہے کہ دشمن کے قریب میں آنے والا خراب ہی ہوتا ہے لہذا اس کا قریب نظر میں رکھو

اور اپنے رحم الرحیم کی اطاعت میں مشغول رہو اور وہ اپنے متبع گروہ کو کفر کی طرف بلاتا ہے۔
 إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنَ الْمُضِلِّينَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الشُّعْبَانَ شُعْبًا ۚ وَاللَّهُ بِكُفْرِكُمْ لَاطِفٌ خَبِيرٌ
 اس لیے ہے کہ وہ جہنم والے ہو جائیں۔

اس کے بعد شیطان کے پیروکاروں اور اس کے مخالفین کا حال مفصل بیان فرمایا جاتا ہے۔
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلْوَنٌ ۚ

یعنی متبعین شیطان خدا کے منکر کافر ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔
 وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۚ

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں
 کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

فاطر۔ فطر سے مشتق ہے۔ اور فطر کہتے ہیں مطلق شوق کو یعنی پھاڑنے کو خواہ طولاً کوئی چیز پھاڑ دی
 جائے یا عرض میں تو فاطر السماوات آسمانوں کا پھاڑنے والا تاکہ وہاں سے روحیں اتریں۔ اور زمین کا پھاڑنا
 والا تاکہ اس سے اجسام کا خروج ہو۔

آیہ کریمہ میں فاطر کے مراد مبدع اور موجود ہے یعنی کتبہ عدم سے منصفہ شہود پر لانے والا اور فاطر
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پیکار کوع سورة فاطر پر ۲۲

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى ۚ
 آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اے موجد کما مین غیر مثال یحییٰ و لا قاتون یحییٰ
 یعنی آسمان و زمین کا موجد بلا ایسی مثال کے جو مقابلہ میں ہو اور نہ کسی قانون کے جو اس کے مقابل ہو۔
 قَاتِلِ الْأَعْدَاءِ ۚ

وَقَالَ الْوَاعِبُ هُوَ أَيْجَادُكَ تَعَالَى الشَّيْءِ وَإِنَّا أَعْمَى عَلَى هَيْئَتِهِ مَتَرٌ شَحْتٌ لِيَعْمَلَ مِنَ الْأَعْيَالِ فطر
 یہ اللہ تعالیٰ کی ایجا وہے کسی شے کی اور اس کی ابداع اس کی سببیت پر جو افعال الہی کے کسی فعل سے ہو۔
 لغت فطر کی تصریح پر اہل عرب کی طرف سے وضاحت

عبد بن حمید اور ہفتی شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی میں قَالَ نَسِيتُ لَكَ دِيْنًا
 مَا فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّىٰ آتَانِي أَعْرَابِيَاتٍ يَخْتَصِمُ فِي بَيْتِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَنَا فَاطِرُهَا يَابِ

اِبْتَدَا ثُمَّ اَصْلُ الْقَطْرِ الشَّقِ - فرماتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ فَاطِر السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ کا کیا مفہوم ہے تو دو اعرابی جھکڑتے ہوئے آئے ایک کو بٹن پر تو ایک ان میں سے کہنے لگا میں نے اس کا فطر کیا تھا۔ جس کے یہ معنی مراد لیے کہ میں نے اس کی ابتداء کی تھی۔

اور فطر کے اصل معنی پھرنے کے ہیں۔

وَقَالَ الرَّاعِبُ اَكْتَشَى طَوْلًا ثُمَّ هَجَزَ فِيهَا عَمَّا تَقَدَّمَ وَشَاعَ فِيهَا حَتَّى صَارَ حَقِيقَةً اَيْضًا - وَقِيلَ فِي ذَلِكَ كَأَنَّ تَعَالَى مَثَقَ الْعَدَامِ بِاخْتِاجِهَا مِنْهُ - اس میں یہ بتایا گیا کہ گویا اللہ تعالیٰ

نے عدم کو پھیر کر زمین و آسمان خارج فرمائے۔

وَيَكُونُ اِسْتِزَادَةً اِلَى الْمَطَارِ وَالنَّبَاتِ - اور اس میں اشارہ ہے بارشوں کی طرف آسمان سے

اور نبات کی طرف زمین سے

تو گویا آیہ کریمہ میں ارشاد ہے الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ
تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو آسمانوں کو پھیرتا ہے بارش کے ساتھ اور زمین کو پھیرتا ہے
سبز لوہوں کے ساتھ۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا - کرنے والا ہے فرشتوں کو رسول

اس پر دو قول ہیں۔ يَخْتَلِفُ اَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهَا جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَسَآئِطِيْنًا وَبَيِّنِ

اَنْبِيَآئِهِ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِهِ يُبَلِّغُوْنَ اِلَيْهِمْ رِسَالَتَهُ مَشْتَعَةً بِالْوَحْيِ وَالْاِلْهَامِ وَالرُّوْحِ
الصَّادِقَةِ - ایک قول تو یہ ہے کہ ملائکہ علیہم السلام کو ذریعہ نباتا ہے اپنے اور انبیاء کرام کے مابین
اور اپنے صالح بندوں کو ان کی رسالت پہنچاتا ہے جو انہیں وحی اور الہام اور رو یا صادوقہ سے پہنچتی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جَاعِلِهِمْ وَسَآئِطِيْنًا وَبَيِّنِ خَلْقَهَا عَزَّوَجَلَّ يُوَصِّلُوْنَ اِلَيْهِمْ اَشَادَ
قُدْرَتِهِ وَصُنْعِهِ كَالْمَطَارِ وَالرِّيَّاحِ وَغَيْرِهِمَا وَهُوَ الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُتَوَكَّلُوْنَ بِاُمُوْرِ الْعَالَمِ
ذریعہ نباتا ہے ان میں اور اللہ کی مخلوق میں کہ انہیں اشارت قدرت اور صنعت کمال مثل بارش اور ہوا
وغیرہ کے پہنچاتے ہیں اور وہ وہی ملائکہ ہیں جو مومل ہیں امور عالم پر جن کا تذکرہ قالمذہب است امر فرما کر
سورہ نازعات میں بتایا گیا ہے۔

وَقَالَ اِلْهَامًا اِنَّ الْحَمْدَ يَكُوْنَ عَلَى النِّعَمِ وَيَعْمَى تَعَالَى عَاجِلَةً وَّاجِلَةً وَهُوَ فِي سُوْرَةِ سَبَا
اِسْتِزَادَةً اِلَى لِعْمَتِهِ اِلَى اِيْجَادِ وَالْحَشْرِ وَدَلِيْلِكَ يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاءِ وَمَا يَرْجِعُ فِيهَا -

حمد اللہ کی نعمتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عاجل اور آجیل یعنی فوراً اور دیر سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ جو سورۃ سبائیں ہے وہ اشارہ ہے نعمت ایجاد اور حشر کی طرف اور اس کی دلیل آیت کریمہ ہے
مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَالْجِبَالِ

اور اس سورۃ مبارکہ میں حمد سے اشارہ ہے اس نعمت کی طرف جو آخرت میں باقی ہو اور جاعل
الْمَلٰئِكَةِ رُسُلًا كَيْ يَبْعَلَهُمْ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا يَتَلَفَّوْنَ عَبَادًا لِلَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ سُبْحَانَ
تَتَلَفَّاهُمْ الْمَلٰئِكَةُ فَيَجُودُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنَى الْحَمْدُ لِلَّهِ شَاقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لِيُزَوَّلَ الْاَفْوٰجُ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَخُرُوْجِ الْاَجْسَادِ مِنَ الْاَرْضِ وَجَاعِلِ الْمَلٰئِكَةِ رُسُلًا فِىْ ذٰلِكَ
الْيَوْمِ يَتَلَفَّوْنَ عِبَادًا

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو رسول بنا یا کہ وہ اللہ کے بندوں سے جیسے ارشاد تعلقاً ہم ملائکہ
میں گے ان سے فرشتے تو یہ معنی جائزہ ہوں گے جو کہے جائیں الحمد للہ الخ

سب حمد اللہ کو ہیں جو آسمان و زمین کا نزول ارواح کے لیے پھرنے والا ہے بروز قیامت کہ وہ
آسمان سے اتریں اور زمین کا پھرنے والا ہے خروج اجساد کے لیے کہ وہ زمین سے نکلیں گے اور ملائکہ کو
رسول اس دن بنایا جائے گا کہ وہ بندوں سے مل کر کہیں ہذا یوم مکہ الذی کنتم توعدون
تو پہلی سورۃ سبائے کے مضمون سے سورۃ فاطر کا یہ ربط ہوا کہ

سبائیں ارشاد ہوا وَجِئَ لَكُمْ دِيْنٌ مِّمَّنْ دِيْنِ مَا لَيْسَ بِكُفْرٍ كَمَا فَعَلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا
فِىْ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ بِرُؤْيَا قِيٰمَتِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُشْرِكُوْا اور قبولیت تو بہ کے یا میں آ کر فرمائے گا اور مشرک
مشرکوں میں ہی رہ جائیں اس لیے کہ وہ ریب و شک میں ہی رہتے تھے تو ان آتے والوں میں انقطاع
زجا قبولیت فرمایا گیا۔

اب سورۃ فاطر میں حال مومنین بیان کرنے سے اول ارسال ملائکہ کی بشارت دی اس لیے لفظ
اَلْوَابِ الرَّحْمٰتِ كُمْ مومنین کے لیے ابواب کھول دیے جائیں گے۔
اسی وجہ میں مفسرین نے فاطر اللہ تعالیٰ کی صفت فرمائی۔ اور اضافت اضافت محضہ رکھی آگے
ارشاد ہے جو صفت ہے ملائکہ کی چنانچہ ارشاد ہے۔

اَدْنٰى اَجْحَتِ۔ وہ ملائکہ جو رسل بنائے جائیں گے وہ پر اور بازو والے ہوں گے۔

مَثْقٰتٍ وَتِلْكَ اَنْتَ وَرَبِّجِ۔ دو دو تین تین چار چار اس سے یہ مراد ہے کہ ہم ذواجنم متعددہ متفاد تہ فی
العدو حسب تفاوت ما لکم من المراتب يتزلزلت بہا و ليعرجون اذ ليسرعون بہا جین یومئذ

وہ فرشتے پرولے ہوں گے اور وہ پر متفاوت ہوں گے گنتی میں بموجب تفاوت مرتبہ کے ان کے ذریعہ وہ اتریں گے اور چڑھیں گے اور تیزی سے جائیں گے جب کہ وہ حکم کیے جائیں اور یہ ایسی مخلوق ہے جس کے دو پر بھی ہیں اور تین بھی اور چار بھی حسب مراتب۔

چنانچہ شیخین اور ترمذی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ لَقَدْ دَايَ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ کی تفسیر میں ہے دَايَ جَبْرِئِيلُ كَمَا سَيَتْ مَائِتًا جَنَاحَ - حضور نے جبریل امین کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔ اور ترمذی مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَّرَ جَبْرِئِيلَ فِي صُورَتِهِمَا الْأَمْرَتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى دَمْرَةً فِي جَبَادِكُمْ سِتْمَائِتًا جَنَاحَ قَدْ سَدَّ الْأَفْقَ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دوبار ملاحظہ فرمایا ایک بار سدرۃ المنتہی پر اور ایک بار جباد میں آپ کے چھ سو پر تھے جنہوں نے افق سما کو ڈھانپ رکھا تھا (روح المعانی)

بہر حال ملائکہ فواجحہ میں اور ان کی صفت یہ ہے جو اباب شرايح نے کی۔
 إِنَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَجْسَامٌ لَطِيفَةٌ تُوَدِّيَتْ لِقُدْرَتِهَا عَلَى الشُّكْلِ بِالصُّورِ الْمُخْتَلِفَةِ وَعَلَى الْأَفْعَالِ الشَّاقِقَةِ - بے شک ملائکہ علیہم السلام اجسام لطیفہ نوریہ ہیں انہیں قدرت دی گئی ہے کہ وہ صورت مختلفہ پر مشتمل ہوں اور سخت سے سخت مشکل کاموں پر غالب ہوتے ہیں۔
 اور فلاسفہ اپنے عقل کے خردنگ پر جب تحقیق کو نکلے تو انہوں نے یہ کہا اِنَّ الْمَلَائِكَةَ هِيَ عَقُولٌ مُجَرَّدَةٌ - ملائکہ عقول مجردہ کا نام ہے۔

ایسے ہی اشرافین نے بھی اپنے عقلی چکر سے بہت لمبی بحث کر ڈالی ہے۔ محقر یہ کہ اس کے بعد ارشاد الہی ہے۔

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - اپنی خلق میں جو چاہے بڑھا دے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہاں زجاج کہتے ہیں هَذَا فِي الْأَجْنَةِ الَّتِي لِلْمَلَائِكَةِ أَيَّ يَزِيدُ فِي خَلْقِ الْأَجْنَةِ لِلْمَلَائِكَةِ مَا يَشَاءُ فَيَجْعَلُ لِكُلِّ سِتْمَائَةٍ أَجْنَةً أَوْ كَثْرًا - یہاں یزید فرما کہ ملائکہ کے لیے ارشاد ہوا یعنی خلق اجنحہ میں ملائکہ کے لیے جو چاہے زیادہ کر دے تو ان میں چھ پر یا اس سے زائد بھی پیدا کرے۔ اور حسن فرماتے ہیں یزید دفع توہم کے لیے ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ چار سے زائد نہیں فرما سکتا۔

روک دے تو اسے کوئی جباری نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

کہ وہ اپنی حکمت و مصالح سے جو چاہے کرے۔

آیہ کریمہ پر ابن منذر عامر بن عبد قیس سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اَدْبَحْ آيَاتِ فِي كِتَابِ

اللَّهِ تَعَالَى إِذْ آخِرَ آيَاتِهِتَ فَمَا أَبَا لِي مَا أَصْبَحُ عَلَيْهٖ وَآمَنِي۔

مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهُمَا فَمَا يُسِيكَ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِكَ۔

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُودِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ۔

وَسَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔

وَبَعْدَ مَا بَيَّنَّ سُبْحَانَ أَنَّهُ الْمُوَحِّدُ لِلْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْمُتَصَرِّفِ فِيهَا عَلَى الْإِطْلَاقِ

أَيُّ النَّاسِ قَاطِبَةً أَوْ أَهْلَ مَكَّةَ۔

چار آیتیں ہیں قرآن کریم میں جب میں نے انہیں پڑھا تو اب مجھے پرواہ نہیں رہی کہ شام کیا

ہوتی ہے اور صبح کیسی۔

پہلی آیت مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ۔

اور دوسری آیت وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ۔

اور تیسری آیت سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا۔

اور چوتھی آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔

اس کے علاوہ جس پر آیتیں اور بھی ہیں مثلاً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اس پر

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إِذَا اسْتَدَّتْ بِكَ الْبُكْوَى فَفَكِّرْ فِي الْحَرْشِ رَاحٍ

فَعَسَارِ بَيْنَ يُسْرَيْنِ إِذَا فَكَّرْتَ فَافْرَحْ

یعنی جب تجھ پر بلاؤں کی شدت ہو تو سورۃ الم نشرح میں غور کر۔ اس لیے کہ ایک تنگی دو آسانیوں

کے درمیان ہے جب تو اس پر غور کرے گا تو خوش ہوگا۔

یعنی جب الم نشرح کی تلاوت کی جائے گی تو اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا میں غور کرنے

کے بعد واضح ہوگا کہ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کے ساتھ مَعَ الْعُسْرِ آتا ہے تو اس کے اول میں عسر لیسرا کے بعد عسر ہے

پھر لیسر ہے تو ایک عسر یعنی سختی اول آخر کے دو لیسر یعنی آسانی کے بیچ میں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ

ان اپنی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے جو بندوں پر فرما میں چنانچہ ارشاد ہے۔
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ هَدَىٰ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَدْعُكُمْ مِنْ
 السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لِأَنَّ الْهَوَاقِي تُوَفَّقُونَ۔ اے لوگو اللہ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تمہیں
 دی کی ہے کوئی پیدا کرنے والا سوا اللہ کے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے نہیں کوئی مہر
 مگر وہی تو کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَقَدْ جَعَلَ الْخَطَابَ لِمَنْ نَبَّحَ اذْكُرُوا لِلَّهِ
 عَلَيْكُمْ حَيْثُ اسْتَكْنَمُوا حَرَمًا وَمَسَعَكُمْ مِنْ جَمِيعِ الْعَالَمِ وَالنَّاسُ يُحْفَظُونَ مِنْ حَوْلِكُمْ بِخَطَابِ
 ہر اس شخص کو ہے جو اس خطاب کو سنے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر فرمائی اور تمہیں حرم میں ٹھہرایا اور تمہیں
 محفوظ کیا تمام عالم سے حالانکہ لوگ تمہارے گرداگرد ایک لیے جلتے ہیں۔
 تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ایسا خالق جو تمہیں روزی دے آسمان سے بارشوں کے ذریعہ
 اور زمین سے سبزہ اگا کہ یہاں استفہام انکاری سے یہ ثابت ہوا کہ لا خالق الا اللہ تعالیٰ کوئی خالق نہیں
 مگر اللہ تعالیٰ۔ پھر ارشاد ہے۔

فَإِن تَوَفَّقُونَ۔ تو کہاں اوندھے پھر رہے ہو۔
 گویا ارشاد ہے اِذَا تَبَيَّنَ تَفَرُّدُكَ تَعَالَىٰ بِالْأَلُوْهِتَةِ وَالْمَخَالِقَةِ وَالرَّازِقِيَّةِ فَبِنِ اٰيَاتِهِ
 تَصَرُّفُونَ عَنِ التَّوْحِيدِ اِلَى التَّشْرِكِ۔ جب تفرود ذات واجب تعالیٰ الوہیت اور خالقیت
 رازقیت کے دلائل سے واضح ہو چکی تو پھر کس وجہ سے تم توحید سے شرک کی طرف پلٹ رہے ہو۔
 اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے۔

وَإِن يُكَيِّدْ بُولُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اے محبوب اگر
 وہ تمہاری تکذیب کریں (تو انوکھی بات نہیں) آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور آپ
 کے کام اللہ کی طرف لوٹیں گے۔

الوہی قبلتے ہیں وَإِن اسْتَمُرُّوا عَلٰی اَنْ يُكَيِّدَ بُولُوكَ فَبِمَا بَلَغْتَ الْيَوْمَ مِنَ الْحَقِّ الْمُبِينِ بَعْدَمَا
 اَقَمْتِ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةَ وَالْقَمْتَهُمُ الْبَحْرَ فَتَأْتِي بِأَدْلٰكِ الرُّسُلِ فِي الصَّبْرِ فَقَدْ كَذَّبْتَهُمْ قَوْمَهُمْ
 وَصَبَرُوا۔ اور اگر یہ اس بات پر جمے رہیں کہ تکذیب ہی کریں اس کی جو روشنی حق انہیں پہنچا بعد قیام عن
 نسا طعہ کے تو پہلے رسول بھی صبر فرماتے رہے اور ان کی قوم ان کی تکذیب کرتی رہی اور وہ صبر ہی کرنے
 رہے۔ آپ بھی صبر فرمائیں۔

ہنرمیں یہ کہاں جائیں گے ان کا مرجع کسی غیر معبود کی طرف نہیں بلکہ ہماری طرف ہی انہیں آنا ہے پھر ہم انہیں وہی بدلہ دیں گے جو ان کے قابل ہوگا اور وہ عذاب ہے۔ اب عام مخاطب کے ساتھ عام کو مخاطب ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغْرِبْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ذَلِيلًا لِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ
لَهُ غَفْلَةٌ شَعَارًا لَوْ كُفِيَ الشُّكَّ اللَّهُ كَا وَعْدِهِ سَچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کے لذائذ دھوکہ نہیں اور شیطان تمہیں اللہ کی طرف سے دھوکے میں ڈالے۔

گویا آئیہ کریمہ میں خطاب عام فرما کر ارشاد ہوا تم دنیا کی عیش و عشرت سے دھوکے میں نہ پڑنا کہ بس جو کچھ ہے یہی ہے اور حیات دنیوی کے کھیل میں مشغول نہ ہو جاتا اور اس دہم میں نہ پڑنا کہ اللہ تعالیٰ غفور و کریم اور رؤف و رحیم ہے۔

یہ تو ہمت اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے شیطان تم میں پیدا کرتا ہے کہ وہ غفور و رحیم رؤف و کریم ہے جو جاسو کر وہ بخش دے گا۔ بلکہ وہ جبار و قہار و منتقم بھی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا بَلِّغْ شَيْطَانَ تَمَّارًا دُشْمَنُ هِيَ تُوْمَنُ هِيَ لَسَةُ اِپِنَا
دشمن ہی جانو۔

اس کے اس تو سوس میں نہ بتلا سو با آنکہ وہ غفور بھی ہے کریم بھی ہے رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ لیکن صرف انہی صفتوں پر بھروسہ کر کے گناہ کرنے والے مرجع میں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالْوَجْرِ - مومن کا ایمان خوف بے نیازی اور امید بخشش کے بائیں ہے۔
اِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبًا لِيَكُوْنُوْا مِنَ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ - شیطان تو اپنی جماعت اور اپنے متبعین کو ایسے ہی راہ پر بلاتا ہے کہ وہ اسی راہ چل کر جہنم والے ہو جائیں۔

اور تکلذ دنیا اور اتباع ہو میں تباہ رہیں۔ لہذا یاد رکھو دو فرقے ہیں ایک کافر دوسرے مومن۔ لہذا
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَدَاۗءُ لِمَنْ يَدْعُوْا كَافِرُوْنَ هِيَ اِسْمُ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَعْلَمَ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ لَهُمُ مَّغْضٰۗةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ - اور جو مومن ہیں اور نیک عمل ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا ثواب۔

یا محاورہ ترجمہ دوسرا کو ع سورۃ فاطر پ ۲

اَفَمَنْ رَّبِّیْنَ كَسَّ سُوْدًا عَلَیْهِ فَرَاکَا
تو کیا وہ جسے اس کا عمل بد راغوائے شیطانی سے

اچھا کر دکھایا اور وہ خواہش نفسانی کی پیروی کے
سے اچھا سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے
گمراہ کر دے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے تو
جلتے بہتاری جان ان پر افسوس کرتے کرتے بے
شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے
اور اللہ وہ ہے جو ہوا میں چلاتا ہے پھر ہوا میں اُبل
ابھارتی ہیں تو سیراب کرتے ہیں ہم بجز زمین تو
زندہ کرتے ہیں ہم اس سے زمین کو مرنے یعنی پتھر
ہونے کے بعد ایسے ہی مردوں کا نشتر ہوگا۔
جو عزت چاہتا ہے تو تمام عزت اللہ کے لیے
ہے اسی کی طرف پہنچتی ہیں یا کب باتیں اور نیک
عمل اور جو مگر گناہتے ہیں گناہوں کے لیے ان کے
لیے سخت سزا ہے۔ اور ان کا مکہ تمام کا تمام بلیا
میٹ ہوگا۔

اور اللہ نے مہتیں پیدا کیا مٹی سے پھر لطف سے
پھر مہتیں کیا جوڑا جوڑا اور جنس عورت کو حمل ہوتا
ہے وہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے اور جو کسی
کی عمر زیادہ ہوتی ہے یا کم مگر سب کتاب میں ہے
اور یہ سب اللہ پر مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔
اور سمندر دونوں قسم کے ہیں ایک بڑھا خوشگوار
ایک کھاری کرٹوا اور باوجود اس کے تم کھاتے ہو
دونوں دریاؤں سے مچھلی جس کا تازہ گوشت ہوتا
ہے اور اس میں سے زیور موتیوں کے نکالتے ہو
جو بیٹتے ہو اور کشتیاں تو دیکھتا ہے کہ دریا میں مٹی
پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل تلاش کرو

حَسَنَاتٍ اِنَّ اللّٰهَ يُجِزُّ مَنْ يُشَاءُ
وَيَهْدِي مَنْ يُشَاءُ فَلَا تَدْرِي
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيمٌ بِمَا يَصْعَوْنَ

وَ اِنَّ اللّٰهَ اَنَّ فِي اَرْسَلِ الرِّيَّاحَ قُنُطُبُ
سَحَابًا فَنُفِثْنَا اِلَىٰ بَلَدٍ مَّيْمَنٍ
فَاَجْبَتْنَا بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِرَّةَ فَهِيَ الْاِعْرَاقُ
جَبِيْعًا اِلَيْهٖ يَصْعَدُ الْكَلْبُ الطَّنْبُ
وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ
السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ
مَّا كَرِهْتَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ يُبَوِّرُهٗ

وَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا مَّا تَحْمِلُ
مَنْ اُنْثَىٰ وَ لَا تَضَعُ اِلَّا عَلِيمٌ وَ مَا
يَعْمُرُ مِنْ مَّعْبُرٍ وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ
عَمْرِهٖ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَىٰ اللّٰهِ يَسِيْرٌ
وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذَابٌ فَرَاتٌ
سَّائِحٌ شَرَابٌ وَ هٰذَا اَمْلَحٌ اَجَاجٌ وَ مِنْ
كُلِّ تَاْكُلُوْنَ لِحَبَاطِيْرٍ اَوْ تَسْتَحْرِجُوْنَ
جَلِيْرًا تَلْبَسُوْنَهَا وَ تَرَى الْفُلُكَ
فِيْهٖ مَوَاجِلًا يَّتَّبِعُوْنَ مِنْ قَصِيْدٍ
وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اور اللہ کے شکر گزار بنو۔

داخل کرتا ہے رات کے حصہ کو دن میں اور دن کو رات میں اور سورج اور چاند کو اپنی نشیمنیوں میں رکھتا ہے یہ سب ایک مقرر وقت تک ہیں یہ ہے اللہ تمہارا رب جس کی سب ملک ہے اور وہ جو پوجتے ہیں اس کے سوا وہ کعبور کی کھلی پر بھی قبضہ نہیں رکھتے۔

اگر تم انہیں بلاؤ تو نہ سنیں گے تمہاری آواز اور اگر خود وہ سنیں تو جواب زدے سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تمہارے شرک سے اور وہ تمہیں نہیں بتا سکتے مثل اس خیر کے۔

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَيَعْتَدُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا يَخْرِجُنِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَاِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرَةٍ
إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعْوَانَكُمْ وَلَا يُسْمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَهُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشْرِكُوهُمْ لَا يَنْبِتُكَ مِثْلُ خَبِيرَةٍ

لفظی ترجمہ

آگیا	قَمَّ بچھڑا آدمی کہ	ذَبَّتْ خوشنما معلوم ہوئے	کہ۔ اس کو
شود۔ برے	عَمِدَ عمل اس کے	قَرَأَ۔ تو دیکھا انکو	حَسَنًا۔ اچھے
فَات۔ تو بیشک	اللَّهُ۔ اللہ	يُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے	مَنْ جسے
يَشَاءُ۔ چاہے	و۔ اور	يَهْدِي۔ ہدایت دیتا ہے	مَنْ جسے
يَشَاءُ۔ چاہے	فَلَا۔ تو نہ	تَدَّهَبُ۔ چلی جائے	نَفْسِكَ۔ تیری جان
عَلَيْكُمْ۔ ان پر	حَتَّىٰ۔ افسوس کرنے	إِنَّ۔ بیشک	اللَّهُ۔ اللہ
عَلِيمٌ۔ جانتا ہے	بِمَا۔ جو وہ	يَصْنَعُونَ۔ کرتے ہیں	و۔ اور
اللَّهُ۔ اللہ	الَّذِينَ۔ وہ ہے جس نے	أَدْسَلُ۔ بھیا	الرِّبَاحِ۔ ہواؤں کو
فَتُخْرِجُ۔ تو اٹھاتی ہیں	مَتَحَايَا۔ باول	مُسْقِنًا۔ پھر لے جاتے ہیں	ہم اس کو
إلى طرف	يَلِدُ۔ شہر	مَيِّتٍ۔ مردہ کے	فَأَحْيَيْنَا۔ تو زندہ کیا ہم نے

بہ۔ اس سے
گناہ لک۔ اسی طرح ہے

یونین چاہتا
جمعاً ساری

الطیب پاکیزہ
یوسفہ ماٹھانا ہے اسکو

السینات برے
د۔ اور

یونہ زیاد ہوگا

من تذاب مٹی سے

حکک بنایا تم کو
تھیل حاملہ موتی

تفتح جنتی

ما۔ نہیں

الرد مگر فی بیج

علی۔ اور

ما۔ نہیں

عداب بیٹھا ہے

د۔ اور

د۔ اور

لحمًا گوشت

جلیبہ۔ زیور کہ

الفلک کشتی کو

من فضیلہ۔ اس کا فضل

یویج داخل کرتا ہے

الارض زمین کو

النسود اٹھنا

العترۃ عزت

الیس۔ اسی کی طرف

د۔ اور

د۔ اور

کم درنگ لیے

مکر۔ مکر

د۔ اور

تشر پھر

ازواج جوڑے

من اتقی۔ کوئی مادہ

الاد مگر

یعمہ۔ عمر دیا جانا

کتاب۔ کتاب کے ہے

اللہ۔ اللہ کے

یسئوی۔ برابر ہیں

خرابت۔ خوش مفہم

ہذا یہ

من۔ ہر

ظریا۔ تازہ

تلبسوتھا پہنتے ہو اسکو

فیہ۔ اس میں

د۔ اور

اللیل۔ رات کو

بعث۔ بعد

مت۔ جو

قللہ۔ تو اللہ ہی کے لیے ہے

تصدق۔ چڑھتے ہیں

العمل۔ عمل

الذین۔ وہ جو

عداب۔ عذاب ہے

ادلک۔ ان کا

اللہ۔ اللہ نے

من لطفہ۔ لطف سے

د۔ اور

د۔ اور

یعنی۔ اسکے علم میں ہے

من معتبر۔ کوئی عمر سیدہ

ان۔ بیشک

سیر۔ آسان ہے

البحران۔ دو دریا

سائر۔ خوشگوار ہے

ملح۔ نمکین ہے

کل۔ ایک میں سے

د۔ اور

د۔ اور

مواخذ۔ پانی بھاڑتی

تعلکم۔ تاکہ تم

د۔ اور

فی بیج

موتھا۔ اسکے مرنے کے

کان سے

العترۃ۔ عزت

الکلمہ۔ کلمات

الصالح۔ نیک

تیکر دن۔ مکر کرتے ہیں

شدید۔ سخت

ہو۔ وہ

حککم۔ پید کیا تم کو

تشر۔ پھر

ما۔ نہیں

لا۔ نہیں

د۔ اور

مومن۔ مومن

ذلیل۔ یہ عمر زیادہ ہوئی ہے

د۔ اور

ہذا یہ

شراذہ۔ اس کا پانی

اجاج۔ کر لو

تاکون۔ کھاتے ہو

تسخر۔ چون نکالتے ہو

تزی۔ دیکھتا ہے تو

تبتغوا۔ تاکہ تم ڈھونڈو

تسکر۔ دن۔ شکر کرو

الہاد۔ دن کے

وَمَلَأَ	يُؤَلِّجُ - داخل کرتا ہے	الْمَنَادَ - دن کو	فِي - بیچ
الْيَلِيلِ - رات کے	و - اور	بِشَيْءٍ تَالِيعٍ كَمَا	الْمَشْقَى - سورج
و - اور	الْقَمَرِ - چاند کو	كُلِّ - ہر ایک	يُحْرِفُ - چلتا ہے
رَجَلِهِ دَرَّتْ	مُسْتَقَى - مقرر تک	ذُرِّيَّتُكَ - بیٹے تمہارا	اللَّهُ - اللہ
ذُرِّيَّتُكَ - تمہارا رب	لَمْ - اسی کی	الْمَلِكُ - بادشاہی ہے	و - اور
الْكُنُوبِ - وہ جہنمیں	تَدْعُونَ - تم پکارتے ہو	مِنْ دُونِهِ - اس کے سوا	مَا - نہیں
يَبْلُغُونَ - مالک ہیں	مِنْ قَطِيبٍ - کھجور کی گٹھلی کے پھلکے کے		إِنَّ - اگر
تَدْعُونَ - تم پکارو	هُوَ - ان کو	لَا - نہ	يَسْمَعُونَ - سنیں گے
دَعَاءٍ - پکار	كُودٍ - تمہاری	و - اور	لَوْ - اگر
يَسْمَعُونَ - سن بھی لیں تو	مَا - نہ	اسْتَجَابُوا - جواب دیں	كَمْ - تم کو
و - اور	يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	يَكْفُرُونَ - کفر کریں گے
بِشَيْءٍ كَمْ - تمہارے شرک کا	و - اور	لَا - نہ	يُنشُدُ - بتائے گا
مِثْلُ مِثْلٍ	خَبِيرٍ - خبر والے کے		

حل لغات تارہ

اس رکوع میں بعض لغات دقیق ہیں انہیں اول سمجھ لینا ضروری ہے۔

لَا تَدْعُ هَبْ تَفْسُدْ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ - حَسْرَاتِ مفعول لہ ہے تَدْعُ تَنْزِيہ کا اِیُّ الْحَسْرَاتِ اور عَلَيْهِمْ صلہ ہے تَنْزِيہ کا۔ محاورہ ہے هَلَاكَ عَلَيْهِ حَسْرَاتٌ مَاتَ عَلَيْهِ حَسْرَاتٌ۔ تو اس اعتبار سے اس کے معنی ہوتے اے محبوب ان کی جہالت پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ جان نہ دیدیں۔ بلکہ آپ صبر سے انتظار فرمائیں۔

الْيَبِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ

يَصْعَدُ بمعنی یصل ہے یعنی پہنچتا ہے

اور الْكَلِمُ چونکہ اسم جنس ہے اسی لیے اس کی صفت الطیب کا ذکر لانا جائز ہوا۔ اور يَرْفَعُ کا فاعل مخلوق اللہ ہے اور ضمیر منصوب راجع ہے العمل الصالح کی طرف۔

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ - میں السیئات صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی تو اس کے

معنی یہ ہوں گے یتیموں کو مکرر التبتیات -
 هُوَ يُوَدُّكَ مَعْنَى يَهْدِيكَ وَيُقْسِدُ - کے ہیں یعنی راہنمائی کے۔
 هَذَا عَذَابٌ مُرْتَبِعٌ لِّمَنْ أَشْرَكَ - عَذَابٌ مُرْتَبِعٌ اس سے تشنگی رفع ہو اور تشنگی کی تیزی
 ملے سَلْبُغٌ وہ جو اپنی شیریں اور باذائقہ ہونے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ گلے میں اتر جائے۔
 وَهَذَا مِزْجٌ اجْتَابَ - نَمْلٌ کھاری - اجْتَابَ نہایت تلخ بولنے کھاری نملے کی وجہ سے گلا جلادے۔
 لَحْمًا طَرِيًّا - لَحْمٌ گوشت طری تازہ اور یہاں لحم طری سے مراد مچھلی کا گوشت ہے۔
 قَبِيْرًا مَوَاجِرًا - مَوَاجِرًا ماخرہ کی جمع ہے اور ماخر اس کشتی کو کہتے ہیں جو چلنے میں آواز کرتی ہے یا
 جو اپنے سینہ سے پانی پھاڑتی ہے یہ مشتق ہے مخر سے اور مخر کہتے ہیں پھاڑنے کو محاورہ ہے مخر
 الْبَحْرَ اِي تَسْتَقِي -

مِنْ قَطْمِيْرٍ - قَطْمِيْرٍ اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے اور عرب نے اسے قیریز پر
 ضرب المثل بنا لیا جیسے اردو میں تل رانی - سنی بولتے ہیں -
 خَلَقَكَ عَلٰى اَللّٰهِ يَعْزِيْرٌ - لغت میں عزیر غالب کے معنی میں ہے محاورہ میں بولتے ہیں مِنْ عَزِيْرٍ
 اِي مَنْ عَلَبَ سَلَبٌ - اس جگہ دشوار کے معنی میں ہے یعنی یہ بات اللہ پر دشوار نہیں - اب مقرر
 خلاصہ ملاحظہ کیجئے -

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ فاطر پر ۲۲

اَفَتَدْرِيْنَ لِمَ سَوَّوْا عَمَلِيْہِمْ فَرًاۗكًا حَسْبًا - تو کیا وہ جس کی نظر میں اس کا برا کام اچھا دکھایا گیا
 تو اس نے اسے بھلا سمجھا۔

بدایت یافتہ کے برابر ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں برے کام کو اچھا سمجھنے والا بدایت یافتہ کی طرح
 کیسے ہو سکتا ہے اس لیے کہ وہ تو بدکار سے بدتر ہے۔

اس لیے کہ برا کام کرنے والا اپنے اس کام کو برا جانتا ہے اور یہ اس برے کام کو اچھا سمجھتا ہے
 آپ کہ میرے کا نشان نزول :-

یہ آیت کہ میرے ابو جہل وغیرہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے مشرکانہ اور کفر پر جسے قبح
 افعال کو تو سوس شیطانی سے اچھا سمجھتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آریہ کریمہ اصحاب بدعت گمراہ طریقہ پر چلنے والوں کے حق میں نازل ہوئی جن میں جن میں رواقص و تجار و غیرہ گمراہ فرقے داخل ہیں جو اپنی بد اطواریوں کو اچھا جانتے تھے اور آج بھی جو ایسے ہیں وہ بھی انہیں میں داخل ہیں جتنی کہ مرزائی نجدی لائڈ سب، چکر ڈالوی پرویزی نیچری دہریے اور نثرانی جواری بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ البتہ وہ اس حکم میں داخل نہیں جو مرتکب کبائر تو ہیں مگر انہیں گناہ سمجھتے ہیں۔

قَاتِ اللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَنْ هَبْ نَفْسَكَ عَلَيْهِمْ خَسْرَاتٍ
اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور ہدایت دے جسے چاہے تو اے حبیب ان کی حالت پر افسوس کرتے کرتے آپ اپنی جان نہ دیں۔

اور اس کا رنج نہ فرمائیں کہ فلاں ایمان نہیں لایا اور حق قبول نہیں کیا اور ہدایت سے محروم رہا، خلاصہ یہ کہ آپ ان کے کفر و گمراہی سے ہلاک ہونے کا غم نہ فرمائیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔ اللہ ان کے کرم قوت اور کوتاہی خوب جانتا ہے۔
اس کا بدلہ ہم ہی انہیں دیں گے۔ اس کے بعد اپنی کمال قدرت کا بیان فرما کر اپنا تعارف فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاللَّهُ الَّذِي أَسْبَلَ الرِّيحَ فَتَنَّا بِهَا الْقَوْمَ إِلَىٰ بِلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَخْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا كَذَلِكَ النُّشُورُ۔ اور اللہ وہ اللہ ہے جس نے ہوائیں چھوڑیں جو بدل اٹھاتی ہیں پھر
اسے زوال کرتے کسی مردہ شہر کی طرف بیلد مہیت سے مراد وہ آبادی ہے جس میں سبزہ
اور کھیتی خشک ہو گئی ہو اور خشکی کی وجہ سے وہاں کی زمین بخر اور مردہ ہو چکی ہو

فَأَخْيَيْنَا بِهِ، تو اس کے سبب ہم زندہ فرماتے ہیں زمین کو اس کے مردہ اور بخر ہو جانے کے
بعد یعنی اس کا مہیت ہونا عدم تحقر اور سبزہ نہ رہنا ہے اور زندہ کرنا سہ سبز و شاداب فرماتا ہے اور اسی
شان قدرت کا نقشہ دکھا کر آگے ارشاد ہے۔

كَذَلِكَ النُّشُورُ۔ یونہی شہر میں تمہارا نشتر یعنی مرے بعد زندہ ہونا ہے۔
چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ انسان
کو مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرمائے گا، حضور نے فرمایا کیا تیرا کبھی ایسے جنگل سے بھی گذر ہوا جو سہ سبز
و شاداب تھا اور وہاں سبزہ کا نشان بھی نہ رہا پھر دوبارہ جب وہاں سے گذرا تو اسے لہلہانا ہوا اور
سہ سبز و شاداب پایا۔

عرض کیا بیشک ایسا دیکھنے میں آیا ہے حضور نے فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا
یہی اس کی شان قدرت کا مظاہر ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَنْ كَاتَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ كُلَّهَا جُوعُ عِزَّتِكَ يَا عِزَّتُ اللَّهِ تَمَامُ الْعِزَّةِ لِلَّهِ تَعَالَى
کے یہ قدرت میں ہے۔

دنیا و آخرت کی تمام عزتیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے
ذلت دے تَعَزُّوْا مَنْ تَشَاءُ وَنُذَلِّ مَنْ نَشَاءُ يُبَدِّلُ الْخَيْرُ لَكُمْ أَمْثَلًا تَعَزُّوْا مَنْ تَشَاءُ تَعَزُّوْا مَنْ تَشَاءُ
اللہ سے مانگتی چاہتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ ہر روز فرماتا
ہے کہ جسے عزت داریں کی خواہش ہے اسے چاہئے کہ وہ رب العزت کی اطاعت کرے اس لیے کہ فریغ
عزت ایمان اور اعمال صالح میں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

إِيَّاهُ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ اسی کی طرف پہنچتا ہے پاکیزہ کلام اور
عمل صالح سے بلند کرتا ہے۔

یعنی نیک کلام اور نیک عمل محل قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید اور تسبیح و تحمید
اور تکبیر ہے کَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَاللَّيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْعِزَّةَ مِنَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يُسْوَدُ۔ اور وہ جو دنیا
چاہیں اور گناہ کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ایسے مکر و گناہ کرنے والوں سے مراد قریش میں جو دارالزندہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے قید کرنے کے منصوبے کرتے اور قتل کے مکر اور داؤں چلاتے اور حضور کو جلا وطن کرنے کی تدابیر
سوچتے تھے ان کا مفصل بیان سورۃ الفال میں ہو چکا ہے۔

وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يُسْوَدُ۔ اور ان کا مکر برباد و رائیگاں ہوگا اور وہ اپنی چالوں میں کامیاب نہ ہوئے۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور ان کی چالوں شرارتوں سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنے کربوت کی
بدریں سترائیں پائیں قید بھی ہوئے اور قتل بھی کیے گئے اور مکہ معظمہ سے نکلے بھی گئے اس کے بعد تخلیق
انسانی کی کیفیت کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا۔ اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی
سے یعنی تمہاری اصل حضرت آدم صلی علیہ السلام سے ہے اور وہ مٹی سے ہی مخلوق کیے گئے ہیں اور تم
بھی مٹی سے پیدا کیے گئے مِمَّنْ خَلَقْتُمْ۔ پھر پانی کی بوند یعنی نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا جوڑا کیا یعنی مرد

اور عورت بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بُعِثَ وَمَا يَعْتَدُونَ مَعْتَدِينَ وَلَا يَحْصُونَ مِنْ عُمرِهِ
الذی کتاب۔ اور جو بھی حمل رہے اور نہیں جنمئی کوئی عورت مگر اس کے علم میں ہے اور جس بڑی عمر والے
کو عمر دی جائے یا کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔
یعنی لوح محفوظ میں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ معمر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال تک ہو جائے اور کم
عمر وہ ہے جو اس سے قبل انتقال کرے۔

بِذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

یعنی عمر طرہانا گھٹانا سے لوح محفوظ میں اجل و عمل کے ساتھ مکتوب فرماتا اس کی کمال قدرت کا
ادنی سا کرشمہ ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذُوبٌ مُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُمْ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنَ كُلِّ
تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حَبِيبَةً تُنَبِّسُونَهَا۔ اور دونوں سمندر یکساں نہیں بلکہ دونوں میں اتنا
فرق ہے کہ یہ بیٹھا خوشگوار پینے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا اور ہر ایک سمندر سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت
مچھلی کا اور انہیں سمندروں سے تم نکالتے ہو گہنا زبور موتیوں کا اور مرجان کا جو پتے جاتے ہیں۔

وَتَرَى الْقُلُوبَ فِيهَا مَوَاجِدًا تَبْتَغُوا مِنْ قَضِيلِهِمْ وَالْعُكُودُ تُشْكِرُونَ۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا
ہے کہ پانی چرتی ہیں دریا میں چلتے ہوئے یا آواز کرتی ہیں اور ایک ہی ہوا میں آتی ہیں اور جاتی بھی ہیں تاکہ
تم اس کا فضل تلاش کرو اور اپنی تجارت کے ذریعہ نفع حاصل کرو اور تاکہ تم شکر گزار ہو اور اللہ تعالیٰ
کی نعمتوں کو مانو۔

يُوجِبُ اللَّيْلُ نِيَّ النَّهَارِ وَيُوجِبُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلَّ يَوْمٍ فِي إِجَالٍ مُّسَمَّيَّةٍ
رات لانا ہے دن کے حصہ میں (تو دن بڑھ جاتا ہے) اور دن لانا ہے رات کے حصہ میں (تو رات بڑھ
جاتی ہے حتیٰ کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹہ کا
رہ جاتا ہے) اور منظر کیسے اس نے چاند سورج ہر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے (یعنی روز قیامت تک تو
جب قیامت آئے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا)

ذُرِّكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ كَمَا الْمَلَائِكَةُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهَا مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْبِ
ان تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُونَ دَعْوَكُمْ۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملکیت مطلق ہے اور اس کے سوا
بہنیں تم پوجتے ہو (بت وغیرہ) وہ دانتہ خیرا کی گھٹی کی جھلی تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ تمہارا

پکار رہے ہیں (کیونکہ وہ بے جان جمادِ معصن ہیں)
 ذَلُّوا سَعْوًا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ذَلُّوا لِمَنْ كُنْتُمْ تُخِيبُونَ خَبِيرًا - اور بنا لفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت
 روانہ کر سکیں (کیونکہ وہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے) اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک اور
 پکارنے سے منکر ہوں گے) اور اظہارِ نیراری کریں گے (اور کہہ دیں گے کہ ہم انہیں جانتے ہی نہیں) اور
 تمہیں کوئی خبر نہ دے سکے گا اس خبردار کی طرح (جو عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ہے) سے دارین کے احوال اور بت
 پرستوں کی پرستش سب معلوم ہے۔

مختصر تفسیر اردو و سہرا رکوع سورۃ فاطر ۲۲

اَفَمَنْ ذُرِّيَّتَ لَكُمْ سُوءِ عَمَلٍ كَمَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ شَيْءٌ
 اَلْوَسِيٌّ كَتَبْتُمْ لَهَا حُسْنَ كَمَا عَمِلَتْ السَّيِّئَةُ -

فَرَأَاهُمْ حَسَنًا تَوَدُّوهُ اِنَّمَا اَجَابَا تَسَابُحًا فَاعْتَقَدَا لِسَبَبِ التَّوْبَةِ تَوَشِيَّتَانِ كَمَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ
 بَرِّ اَفْصَالٍ كَوَاجِبًا مَحْتَسَبًا خَلَاصَةً مَعْنُومًا اَيْتٌ يَرِيحُ -

اَهْمَا اِي الدِّينِ كَفَرًا وَاذَلِكَ يَنْ اَمْتُوا وَاَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ مُتَسَاوِيَانِ قَالَتِي ذُرِّيَّتَ لَكُمْ
 مِنْ جَهَنَّمَ عُدُوًّا الشَّيْطَانِ فَاعْتَقَدَا حَسَنًا وَاَهْمَكَ فَيَسِّرُ كَمَنْ اسْتَقْبَحَا وَاَحْتَسَبَا وَاَحْتَارَا
 اَلْاِيْمَانَ وَاَلْعَمَلِ الصَّالِحِ اَي مَا هُمَا مُتَسَاوِيَانِ لِيَكُونَ الدِّينُ ذُرِّيَّتَ لَكُمْ اَلْكَفْرُ كَمَنْ اسْتَقْبَحَا
 كَمَا وَهوَ كَافِرٌ وَاَوْرَدَهُ جَوَ اِيْمَانٍ لَا يَا وَاَعْمَلُ صَالِحٍ كَمَا رَا دُونَ مَسَاوِيٍّ هُوَ سَكْتَةٌ هِيَ تَوَجُّبًا كَفْرًا اَجِبًا
 مَعْلُومٌ هُوَ اَشْيَاطَانِ كَمَا تَوَسُّوسٌ سَعْوٍ اَوْرَاسِ نَسَبِ كَفْرٍ كَمَا اَجِبًا اَعْتِقَادًا كَمَا لِيَا اَوْرَاسِيٍّ هِيَ مَهْمَكٌ
 هُوَ كَمَا اِسْ جَيَا نَهِيٍّ هُوَ سَكْتَةٌ كَمَا قَبِيحٌ جَانِ كَمَا اِسْ سَعْوَتَبَّ رَا اَوْرَاسِ نَسَبِ اِيْمَانٍ اَخْتِيَارًا كَمَا - اَوْرَ
 عَمَلِ صَالِحٍ كَمَا -

یعنی دونوں مساوی نہیں جسے کفر اچھا نظر آیا اور وہ جس نے کفر کو قبیح سمجھا۔ اور ایسی استفہام نکالنا
 آیات قرآن کریم میں متعدد جگہ ہیں۔

جیسے اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ دَيْبِهِ كَمَنْ ذُرِّيَّتَ لَكُمْ سُوءِ عَمَلٍ -

اَفَمَنْ يَعْلَمُ اَنَّمَا اُنزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ اَلْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى -

اَوَمَنْ كَانَ مِيثًا قَا حِيِيَاكَ وَاَجْعَلْنَاكَ نُودًا يَّبِيْثِيٍّ يَّبِيٍّ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلًا فِى

فَاتَ اللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ توبے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور

ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

توجیب ہدایت و فطالت مشیت الہی کے ماتحت ہے تو لے حبیب

فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ۔ آپ اپنی جان ان پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے ہیں
 ہوسے کہتے ہیں اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِمْ وَ سَلَّمَ کَانَ حَرِيصًا عَلٰی اٰیٰتِ الْقَوْمِ وَاَنْتَ کُنْتَ
 الْمَضَالِبِ فِيْ ذِمَّةِ الْهُدٰی فَعِیْلَ لَمْ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِنْکَارِ۔ اَقَمْتُمْ ذَمِّ لَمْ عَلَیْہِ
 عَلَیْہِ مِنْ هٰذِهِ الْفَرِیْقِیْنِ کَمَنْ لَمْ ذَمِّ لَمْ عَلَیْہِ فَلَا تَبَدُّ اَنْ یَّقْرَہَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ لَمْ عَلَیْہِ
 وَ یَقُوْلُ لَا فِیْمَنْ یُنَادِیْ یُقَالُ لَمْ عَلَیْہِ فَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَیْہِمْ حَسْرَاتٍ فَاِنَّ
 اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ فَقَدْ فَمَ وَاخِذ۔

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم حریص تھے اپنی قوم کے ایمان لانے پر اور آپ چاہتے تھے کہ ان
 گمراہوں کو ہدایت یا فتنہ لوگوں کے طریقہ پر چلائیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برسبیل انکار ارشاد ہوا اَقَمْتُمْ ذَمِّ لَمْ عَلَیْہِ اِنَّہٗ وَ فَمَ
 میں سے جس کا ایک ہدایت پر ہے دوسرا کافر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

تو لازمی طور پر حضور کی طرف سے نفی میں لابی عرض کیا گیا تو اس موقع پر ارشاد ہوا کہ جب یہ
 بات ہے تو آپ ان کے مومن ہونے کی حرص نہ فرمائیں اور اپنی جان پاک ان کی حسرت میں ہلاک
 نہ کریں۔ اس لیے کہ جب اللہ چاہے ہدایت پر لائے اور جسے چاہے گمراہ بنا دے یہ تقدم و تاخر بطریق
 لطف و تشریح مرتب کے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلَیْہِمْ لَمَّا یَصْنَعُوْنَ۔ بے شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے۔

لِہٰذَا الذِّیْنِ کَفَرُوْا اَنْتُمْ عَدَاۤءُ اَبِی سَدِّیْدٍ جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

وَ الذِّیْنِ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَمْ یُحْمَزْ مَغْفِرًا کَا وَاَجْرٌ کَبِیْرٌ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک

عمل کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اس کا شان نزول بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے

تَذَلَّتْ فِیْ اَبِی جَہْلِ وَ مُشْرِکِیْ مَکَّتَ۔ یہ آیت مشرکین مکہ اور ابو جہل کے حق میں تامل ہوئی۔

وَ اَخْرَجَ جَرِیْرٌ عَنِ الصَّخَّالِیْ اَنَّہَا نَزَلَتْ فِیْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ وَاَبِی جَہْلِ حَيْثُ هَدٰی

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَبَا بَهْلٍ جبر پر ضحاک سے راوی ہیں کہ یہ آیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے متعلق نازل ہوئیں کہ حضرت عمر کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ابو جہل کو گمراہ کیا۔ آگے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔

وَ اللّٰهُ الَّذِي يَرْسِلُ الرِّيَّاحَ فَتُبْرِسَّحَابًا فَتُسْقِنَا ۗ اِلَىٰ يَدَيْ مَيْمَنٍ فَاحْيِنَا ۗ بِهٖ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ۔ اور اللہ وہ ہے جو ہوا میں بھیجتا ہے تو بادل چلاتا ہے تو سیراب فرماتا ہے مرد و شہر و لوگوں کو کہ ہم اس کے ذریعہ زندہ کرتے ہیں زمین اس کے مرنے سے بچر اور خشک ہو جانے کے بعد ایسے ہی مردوں کا نشور ہے۔

اس قسم کا بیان سورۃ روم میں بھی ہے اللّٰهُ الَّذِي يَرْسِلُ الرِّيَّاحَ فَتُبْرِسَّحَابًا۔ اور سورۃ اعراف میں بھی ہے وَ هُوَ الَّذِي يَرْسِلُ الرِّيَّاحَ فَتُبْرِسَّحَابًا اِيْن يَدَايِ دَحْتِهِمْ فَتُسْقِنَا ۗ اِلَىٰ يَدَيْ مَيْمَنٍ سے مراد قطعہ زمین ہے جس پر سبزہ نہ ہو۔ مَيْمَنٍ کی تعریف کلیات ابو البقا کفوی میں ہے الْمَيْمَنُ بِالْتَّخْفِيْفِ هُوَ الَّذِي مَاتَ وَالْمَيْمَنُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالْمَائِنُ هُوَ الَّذِي لَمْ يَمُتْ بَعْدَ مَيْمَنٍ اسے کہتے ہیں جو مر جائے اور مَيْمَنٍ اسے کہتے ہیں جو بعد میں نہ مرے جیسے سبزہ گھاس وغیرہ اس پر کسی شاعر نے بھی کہا ہے
فَمَنْ يَكْذٰبُكَ فَاَدْخِجْ فَاِنَّكَ مَيْمَنٌ فَمَا الْمَيْمَنُ الْاَمْنُ اِلَى الصَّبْرِ يُجْعَلُ
تو الیٰی بَلَدٍ مَّيْمَنٍ بِالتَّشْدِيْدِ اسی لیے ارشاد ہوا کہ وہ سر سبز ہو کر سرا بھرا ہو جاتا ہے چنانچہ اول کی تفصیل تحقیق ہم اول بیان کر چکے ہیں۔

فَاحْيِنَا ۗ بِهٖ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ تو ہم زندہ کرتے ہیں اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد یعنی خشک ہونے کے بعد اسی فرماتے ہیں اِنِّیْ بِالْمَطَرِ الْمُنْزِلِ مِنْهُ الْمَدَّوْلُ عَلَیْهِ السَّحَابُ فَاِنَّ بَيْنَمَا تَلَاوَمَا فِي الدِّهْنِ كَمَا فِي الدِّهْنِ كَمَا فِي الْخَارِجِ اَوْ بِالسَّحَابِ فَاِنَّ سَبَبَ السَّيْبِ وَاحْتِاٰءُ الْاَرْضِ اَنْبَاَتُ الشَّجَرِ وَالْكَلْبُ فِيْهَا یعنی بارش رستنے والی جو بادل سے آتی ہے وہ سبب ہوتی ہے زمین کی زندگی کا جسے سر سبز ہی کہتے ہیں جس سے چارہ گھاس پیدا ہوتا ہے۔
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ایسے ہی تم زمین سے اٹھو گے۔

آیہ کریمہ سے پہلی آیت میں اَحْيِنَا فرما کر اپنی ذات پاک کا تعارف کرایا اور اپنے افعال میں ایک فعل ارسال ریح ظاہر کیا پھر گویا ارشاد ہوا۔

اِنَّا الَّذِي عَزَّمْتُ نِيْ سُقْتِ السَّحَابِ وَ اَحْيَيْتُ الْاَرْضَ۔ اس کے پہلے جملہ میں اپنی تعریف

فصل عجیب کے ساتھ فرمائی اور دوسرے جملہ میں تذکرِ نعمت کی گئی۔ اور فرمایا اِنَّ كَمَالَ نِعْمَةِ الرَّيَّاحِ وَالشَّجَرِ بِالسُّوقِ وَالْاَحْيَاءِ۔

اور نہایت ابن امیر میں ہے يُقَالُ نَشَرَ الْمَيْتَ يَنْشُرُ نَشُورًا اِذَا عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالنَّشْرُ مَا نَشَرَهُ اللهُ تَعَالَى اَحْيَاكَ۔ نَشْرٌ مَيْتٌ بِرَجَبٍ كَمَا جَاءَ فِي تَوَلَّدَ مَوْتٌ زَنْدَةً كَرْنَةً كَمَا مَعْنَى هِيَ هُوَتْ هِيَ۔ وَقَالَ الدَّرَاغِبُ قِيلَ نَشَرَ اللهُ تَعَالَى الْمَيْتَ وَالنَّشْرُ كَمَا مَعْنَى وَالْحَقِيقَةُ اَنَّ نَشَرَ اللهُ تَعَالَى لِلْمَيْتِ يُسْتَعَارُ مِنْ نَشْرِ الثَّوْبِ اَيْ يَسْطُرُ۔ نَشَرَ اللهُ تَعَالَى كَمَا مَيْتٌ كَمَا لِيَعْنَى فِي مَسْتَعْلَمٍ هِيَ اَوْرَ حَقِيقَتِهِ يَرْهَى كَمَا مَيْتٌ كَمَا نَشْرٌ مَعْنَى زَنْدَةً كَمَا مَسْتَعَارٌ هِيَ نَشْرٌ ثَوْبٌ سَيَعْنَى اس كَمَا مَعْنَى كَمَا اَبْجَلَنِي كَمَا هِيَ۔

وَالْمُرَادُ بِالنَّشْرِ هَهُنَا اَحْيَاءُ الْاَمْوَاتِ فِي يَوْمِ الْحِسَابِ اَوْ كَذَلِكَ الْمَشُورُ سَيَعْنَى مَراد اس جگہ مردوں کا یومِ قیامت زندہ کرنا ہے۔

گویا فرمایا کہ جیسے بادلوں کو اللہ تعالیٰ نیچر اور مردہ زمین کی طرف ہانکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ روح اور حیات کو بدن انسان کی طرف ہانکے گا اور بدن مٹی میں ملا ہوا ہوگا جیسے گھاس وغیرہ خشک ہو کر زمین میں مل جاتی ہے اسی وجہ میں بعض کے نزدیک یہ باعتبار کیفیت تشبیہ ہے۔

چنانچہ ابن جریر وغیرہ عبد اللہ بن مسعود سے راوی میں قَالَ يَقُومُ مَلَكُ الصُّورِ يَتَنَبَّأُ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَيَنْفُخُ فَلَا يَنْفُخُ حَتَّى يَخْلُقَ اللهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اَمِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى الْاِمَامَاتِ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ تَعَالَى مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مَاءً كَثِيْرًا الرَّجَالِ فَيَنْبِتُ اَجْسَادَهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ وَهِيَ الْاَيَةُ لَمْ يَقُومُ مَلَكٌ فَيَنْفُخُ فِيْهِ فَيَنْطَلِقُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَى حَسَدِهَا۔

ملک صور آسمان و زمین کے مابین کھڑا ہو کر صور بھونکے جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سب مرجائیں سوا اس ہستی کے جسے اللہ چاہے۔

پھر اللہ تعالیٰ تختِ عرش سے پانی مثل متی کے بھیجے تو اس سے اجسام اگیں پھر آریہ کریمہ تبارک فرمائی پھر فرشتہ کھڑا ہو کر تفریح صور کرے تو ہر جان چلنے لگے اپنے جسم کی طرف۔

اور مسلم شریف کی حدیث میں مَرْوَعًا اس طَرَحٍ هِيَ يُنْزِلُ اللهُ تَعَالَى مَطْرًا كَأَنَّهَا الطَّلُّ فَيَنْبِتُ اَجْسَادَ النَّاسِ وَنَبَاتًا الْاَجْسَادِ مِنْ تَحْتِ الدُّنْيَا عَلَى مَا وَرَدَ فِي الْاَتَادِ۔ اللہ تعالیٰ مثل شبنم بارش فرمائے جس سے لوگوں کے اجسام اگیں اور اجساد کے لگنے کی ابتدا عجب ذنب یعنی ریڑھ کی ہڈی سے ہو جیسا کہ اکثر احادیث سے ثابت ہے۔

وَقَالَ أَبُو زَيْدٍ الْوَقْوَانِيُّ هُوَ جَوْهَرٌ فَرْدٌ يَبْقَى مِنْ هَذِهِ النَّشْأَةِ لَا يَتَغَيَّرُ أَبُو زَيْدٍ وَقَوْلُهُ
 کہتے ہیں کہ ہر مخلوق کے جسم سے ایک جوہر باقی رہتا ہے جو متغیر نہیں ہوتا اس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی
 اس کے علاوہ فلاسفہ کے بہت سے اقوال عجیب عجیب ہیں منجملہ
 ایک قول فلسفیوں کا یہ بھی ہے هُوَ الْعَقْلُ الْهَيْجُولَانِي جس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی وہ ہیولانی ہے
 اور بعض نے کہا وہی ہیولانی ہے۔

غزالی کہتے ہیں إِنَّمَا هُوَ النَّفْسُ وَعَلَيْهَا نَشَأَتِ النَّشْأَةُ الْآخِرَةُ۔ وہ نفس ہی ہے جس پر نشاۃ
 ثانیہ ہوگی وغیرہ وغیرہ بہت سے اقوال ہیں لیکن علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَأَمَّا حَاجَتِي إِلَى التَّأْوِيلِ
 بَعْدَ التَّصَدِيقِ بِقُدْرَةِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ جَلَّ شَأْنُهُ۔ ان تاویلات بعیدہ کی کیا حاجت ہے
 جبکہ قدرت قادر کی ہم تصدیق کر چکے ہیں۔

لہذا بہر حال جیسے جس طرح اور حجب چاہے وہ گزراؤں کی نشور فرما چکا ہے لہذا امرنے کے بعد
 زندہ ہونا ہے آگے ارشاد ہے جس میں عبدة الاوثان مشرکین کے اوہام باطلہ کا رو ہے کہ تم جن بتوں سے
 عزت حاصل کرنا چاہتے ہو یہ تمہارا وہم باطل ہے حیث قال سبحانه

مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا جَوْ عِزَّتِ جَلْبَسَ تُوہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے
 آلوسی فرماتے ہیں الْعِزَّةُ الشَّرْفُ وَالْمَنْعَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ اَرْضُ عِزٍّ اِذَا مَيَّ صَلَبَتْ عِزَّتْ شَرَفَتْ
 دولت کو کہتے ہیں جیسے محاورہ میں ارض عزراز بولتے ہیں یعنی سخت زمین۔ آیت کا

شان نزول

یہ ہے کہ مشرکین بتوں سے عزت مانگتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
 إِلَهًا لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا۔

اور ارشاد ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيْتَبَعُونَ عِنْدَ اللَّهِ
 الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا۔

یہاں بھی مشرکین کو فرادیا گیا فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا گویا تنبیہ فرمادی گئی اور ارشاد ہوا مَنْ كَانَ يُرِيدُ
 الْعِزَّةَ فَلْيَطْلُبْهَا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى فَلِلَّهِ وَحْدًا لَا لِبَعْضِ الْعِزَّةِ فَهُوَ سُبْحَانَكَ يَتَصَوَّرُ فِيهَا كَمَا
 يُرِيدُ جو بھی عزت چاہے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور ایک
 ذات ہے نہ کہ کوئی اور اور وہی متصرف ہے جیسے چاہے جسے چاہے عزت دے۔

اور اس بیان سے اس فرمان الہی کی نفی نہیں ہوتی جو ارشاد ہے فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

لَا تَمَاتُ مِنْهُ تَعَالَى وَحَدَاةُ الْعَزَّةِ بِالذَّاتِ فَصَالِحُ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزَّةُ بِوَأَسْطَةِ قُرْبٍ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا لِلْمُؤْمِنِينَ الْعَزَّةُ بِوَأَسْطَةِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔
اس لیے کہ جو عزت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ بالذات ہے۔

اور جو عزت حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے وہ بواسطہ قرب الہی ہے۔
اور جو عزت مومنین کو ہے وہ بواسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ اسی کی طرف پڑھتا ہے کلام طیب
اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

کلمہ طیب اللہ کے حضور پہنچتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔
اور کلمہ طیب سے کیا مراد ہے اس کے متعلق متعدد رائے ہیں۔

کشاف میں ہے ابن عباس فرماتے ہیں کلمہ طیب سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اور اسی پر مدار نجات ہے اور یہی وسیلہ نعيم مقیم ہے۔

اور ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہ کلمہ طیب کی تفسیر میں ذکر اللہ مطلقاً فرماتے ہیں۔
اور ایک قول ہے کلمہ طیب سے مراد سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ذِكْرُ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ
اکبر کہنا ہے۔

اور یہی ابن مردودہ۔ ذہبی ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

اور ابن ابی حاتم شہر بن حوشب سے راوی ہیں کہ کلمہ طیب سے مراد قرآن کریم ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد ثناء حسن ہے جو مومنین صالحین کی کی جائے۔

ایک قول ہے کہ کلمہ طیب سے وہ دعا مراد ہے جس میں کسی پر ظلم نہ ہو۔

اور صعود سے مراد قبول ہے۔

اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ کے یہ معنی ہیں کہ کلمہ طیب کو عمل صالح بلند کرتا ہے۔

اور ایک قول ہے کہ وَاللَّهُ تَعَالَى يَتَقَبَّلُ مِنْ كُلِّ مَنْ اتَّقَى الشِّرْكَ وَاللَّهُ تَعَالَى ہر اس کلمہ کو

قبول فرماتا ہے جس میں شرک سے اجتناب ہو۔

اور ایک حدیث میں ہے لَا يَقْبَلُ اللَّهُ قَوْلًا إِلَّا بِحَمْدٍ وَلَا يَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا إِلَّا بِنِيَّةٍ وَلَا

يَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا وَنِيَّةً إِلَّا بِصَابِرَةِ السُّنَّةِ۔ اللہ کسی قول کو قبول نہیں فرماتا مگر عمل کے ساتھ

اور کوئی قول و عمل قبول نہیں مگر نیت کے ساتھ اور قول و عمل اور نیت مقبول نہیں مگر اتباع سنت سے۔

وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَكَ فَتُ السَّبِيحَاتِ لَمْ يَمُوتُوا ابْنَ سَبِيحٍ اور وہ جو برائی کے دائل کا نتیجہ ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

مگر السبحات سے مراد بقول ابو العالیان لوگوں کی جالین میں جو وہ دارالندوہ میں جمع ہو کر ان کے غلات جلتے تھے جس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا وَاذْ يَبْتِغُونَكَ ابْنَ سَبِيحٍ كَفَرُوا لِيَبْتِغُوا لَكَ وَيَقْتُلُوا اَوْ يَحْمِلُوا جُودَكَ۔ اس آیت کریمہ میں حکایت حال ماضیہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔
وَمَكَرَ اَدْلٰتُكَ هُوَ يَمُوْدُ۔ اور ان کا مکر ہی برباد ہوگا۔

یوآر کے اصل معنی انتہاء کساد ہے یا بلاک ہے۔ یہاں فساد سے استعارہ کیا گیا یعنی ان کا مکر فساد پرمانہ اور دَمَكْرًا فَاوَمَكَرَ اللهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَاكِرِيْنَ میں اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا مکر فساد سوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا مکر جو خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے ایسا غالب آیا کہ انہیں مکہ معظمہ سے نکالا قتل کیا گیا قید کیا گیا ان کی لاشیں قلیب بدر میں ڈالی گئیں۔ اب تخلیق انسانی پر کلام فرمایا گیا۔
وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ان سے پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا کیا۔

یہ دلیل ہے مسئلہ لعنت و نشر پر اس میں فرمایا گیا کہ خلق آدم علیہ السلام کے ساتھ تمہاری تخلیق اور ان کے فرما کر پھر تخلیق تفصیلی لطف سے فرمائی پھر تمہاری قسمیں ذکر و اناث میں بنائیں جیسا کہ دوسری جگہ بھی ارشاد ہے اَوْ يَزِدُّكُمْ ذِكْرًا وَاِنَّا اَنۡتَا۔

اور ابن ابی حاتم سدی سے اور قتادہ سے راوی میں اِنۡتَا ذَرِيَّتُكَ الذَّوْجِيَّةُ دَرَجَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ زوجیت مقدر فرما کر بعض کو بعض کا جوڑا بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنۡتَىٰ وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمٍ۔ اور کوئی حاملہ نہیں ہوتی اور بچہ نہیں جنمی مگر اللہ کے علم میں ہے۔

وَمَا يَعْمَرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ عُمُرٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔ اور انہیں عمر پانا کوئی معمر اور نہیں کمی ہوتی کسی کی عمر میں مگر وہ کتاب میں ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ آسان ہے۔
معمر کی تعریف میں آوسی کہتے ہیں وَالْمُعَمَّرُ هُوَ الَّذِي جَعَلَ اللهُ لَهُ عُمُرًا طَوِيْلًا اَوْ قَصِيْرًا معمر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عمر طویل دے یا قصیر وَلَا مَانِعَ اَنْ يَكُوْنَ لِلْمُعَمَّرِ وَمَنْ يَنْقُصُ مِنْ يَنْقُصُ مِنْ عُمُرٍ اَوْ يَخْتَصُّ اِحۡدًا۔ اور اس میں کوئی مانع نہیں کہ کوئی طویل عمر ہو یا جس کی عمر میں کمی ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی عمر سو سال کی لکھی گئی پھر اس کے نیچے لکھ دیا گیا کہ ایک دن یا دو دن

اس پر گزریں۔

ایک قول یہ ہے کہ کمی یا زیادتی عمر میں باعتبار اسباب مختلفہ ہوتی ہے اور وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی حدیث میں ہے۔ **الصَّدَاقَةُ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ حَتَّىٰ تَمُوتَ فِيهَا** ترقی کر دیتا ہے یہ اسباب مختلفہ کی صورت ہے۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں **يَجُودَانِ يَكُونُ أَحَدًا مَعْتَرًا أَيْ مُزَادًا فِي عُمُرِهِ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا وَيُنْقُصُ مِنْ عُمُرِهِ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا** وَهَذَا الْإِيلَةُ مِمَّا تَغْيِيرُ التَّقْدِيرَ لِأَنَّ فِي تَقْدِيرِ تَعَالَى مَعْلُوقٌ یہ جہاں ہے کہ ایک شخص کی عمر بڑھی ہو تو اس کی عمر بڑھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ عمل صالح کرے اور عمر میں نقص آسکتا ہے اگر وہ نیک عمل نہ کرے اور اس تغیر و تبدل سے تغیر تقدیر لازم نہیں آتی اس لیے کہ اس کے لیے تقدیر اللہ میں ایسا ہی معلق تھا۔

وَلَيْتَ أَجَادَ الْدُّعَاءِ بِطُولِ الْعُمُرِ۔ اسی لیے طول عمر کی دعا جہاں ہے۔

وَقَالَ كَعْبٌ لَوَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا اللَّهَ تَعَالَى أَخْرَاجَكَ كَعْبٌ اجہاں فرماتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو یقیناً ان کی موت کا وقت موخر ہو جاتا۔ اور **إِذَا لَجَأَ أَجْلَهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ** کے خلاف بھی نہ ہوتا اس لیے کہ اجل مشیت الہی پر موقوف ہے اور یہی تقدیر ہے تو اگر مشیت میں طوالت عمر دعا پر معلق ہوتی تو آپ دعا کرتے اور طوالت عمر معلق بالذات نہ ہوتی تو دعا بھی نہیں کی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **إِنَّ الصَّدَاقَةَ وَالصَّلَاةَ لَعُمُرَانِ الدَّيْلَانِ وَتَزِيدَانِ** فِي الْأَعْمَارِ حَتَّىٰ تَمُوتَ فِيهَا اور صلہ رحمی گھروں کو آباد کرتے اور عمریں بڑھاتے ہیں۔ یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے۔ اور **إِنِّي كِتَابٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ إِذْ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ** اور بعض نے کہا کتاب سے مراد صحیفہ النسان ہے۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ حضرت خلیفہ بن اسید القفاری فرماتے ہیں **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النَّاطِقَةِ لَعَدَمَاتِ تَقَرُّ فِي الرَّجْوِ يَأْتِي عَيْنًا أَوْ يَخْمِسِينَ أَوْ يَخْمِسِينَ وَالرَّيْعِينَ لَيْلَةً فَيَقُولُ يَا رَبِّ اسْتَعَى أَمْ سَعِيدٌ إِذْ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ** فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى وَيَكْتُبُ لَكَ بِكَتَابِ عَمَلِكَ وَذِقْهُ وَاجْلَهُ وَاتْرُكْهُ وَمُصِيبَتَهُ ثُمَّ تَطْوَى الصِّحْفَةَ فَلَا يَزِيدُ فِيهَا وَلَا يُنْقِصُ مِنْهَا۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت خلیفہ بن اسید القفاری سے مروی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ صحیفۃ الانسان ایہ ہے کہ فرشتہ بعد استقرارِ حمل کے چالیس دن یا پچاس یا پچاس رات گزارنے کے بعد لطف پر آتا ہے اور وہ بارگاہ رب الالباب میں عرض کرتا ہے الہی سے شفی لکھوں یا سعید مرد لکھوں یا عورت تو جو حکم ہوتا ہے وہی وہ لکھ دیتا ہے پھر اس کے عمل اس کا رزق اور عمر اور اثرات زندگی اور مصائب وغیرہ سب لکھ دیتا ہے پھر وہ صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے اس سے کم زیادہ پھر نہیں ہوتا اور اس نظام حیات کو بیان فرما کر ارشاد ہوا۔

إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ علل و اسباب سے مستغنی ہے اور ایسے لعنت و نشتر بھی اس پر آسان ہے اب آگے ارشاد ہے۔

فَمَا يَسْتَوِي الْعِبْرَاتِ هَذَا عَذَابٌ مُّزِينٌ۔ اور وہ دریا مساوی نہیں یہ عذاب ہے پاک و شرف ہے۔
فَرَاتٍ مَّسْكِنٍ عَطَشٍ أَوْ مَزِيلٍ تَشْتَنِي۔

علامہ راغب کہتے ہیں الْفَرَاتُ الْمَاءُ الْعَذْبُ۔ فرات اور ماء عذب ایک ہی چیز ہے۔
سَائِعٌ شَارِبٌ۔ سَائِعٌ إِلَّا يَجِدُ إِلَّا جَوْحَلًا مِّنْ آسَانٍ مِّمَّ اتْرِنَا وَاللَّهِ۔

ذَهَابًا مَّلْحًا أَوْ جَائِحًا۔ اور یہ ٹمکین ہے کڑوا۔ ارباب لعنت مَلْحٌ اور مَالِحٌ میں فرق کرتے ہیں۔ مَلْحٌ وہ پانی ہے جو قدرتی طور پر سمندر کے پانی کی طرح کھاری اور کڑوا ہو اور مَالِحٌ وہ پانی ہے جس میں نمک ڈال کر اس کا ذائقہ بدلا جائے۔

اور آجاج سے کہتے ہیں جو شدید الملوحة اور شدید المرارت ہو یعنی وہ پانی جو اپنی ملوحت سے گلا جلا ڈالے۔ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن پر دی آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْ كُلِّ قَوْمٍ طَائِفَةٌ لَّيْسَ بِهَا عِلْمٌ وَلَا يَكْفُرُونَ۔ اور کڑوے پیٹھے پانی سے تم کھلتے ہو تازہ گوشت۔
أَوْ سَمِيحًا كَيْفَ مَاتَ أَيُّ قَوْمٍ قَدْ جَدِيدًا أَوْ هُوَ السَّمَكُ۔ تازہ بنازہ گوشت یعنی مچھلی۔

اس پر مالک اور ثوری فرماتے ہیں۔ کہ آیہ کریمہ سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ لحم طری اور لحم البقر دونوں علیہ ہیں اس لیے کہ لحم طری سے مراد مچھلی ہے اور لحم سے مراد بیچہ گاؤ اور واہ ہے بنا پر اس مَن حَلْفًا لَا يَأْكُلُ لَحْمًا وَلَا يَأْكُلُ السَّمَكُ لَا يَحْتَنُ بِهٖ قَوْمٌ كَمَا كَانُوا يَأْكُلُونَ لَحْمًا وَلَا يَأْكُلُونَ سَمَكًا۔ اس پر حضرت پرفٹ

یہیں لازم نہیں آئے گا۔

وَلَا يَأْكُلُ لَحْمًا وَلَا يَأْكُلُ سَمَكًا وَلَا يَأْكُلُ مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ۔ اللہ تعالیٰ سَمًا كَادَابًا

فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ إِنَّ سَمًّا كَادَابًا عِنْدَ اللَّهِ الْكٰفِرُونَ۔ اسی وجہ میں عانت نہ ہو گا جو قسم کھائے

کہ دایرہ سوار نہ ہوگا اور کافر پر سوار ہو جائے یا آنکہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو فرمایا اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ
 اٰدَمَ الْكَلْبُ كَقَرْدٍ۔ تو دایرہ کافر بھی ہے مگر قسم میں مراد کافر نہیں بنا بریں حاشیہ نہ ہوگا۔
 وَتَسْفَحُونَ حَيْثُ تَلْبَسُوهُنَّ۔ اور نکالنے ہو اس دریا سے زیورات کہ لے سکتے ہو۔
 وَالْحَيْثُ الَّتِي تَسْفَحُ مِنَ الْبَحْرِ الْمَلْحِ الْكُلُوْا وَالْمَرْجَانُ وَيَلْبَسُ ذَرِيْعَةُ الرِّجَالِ وَالسَّلْوُ
 اِنَّ اَخْتَلَفَتْ كَيْفِيَّةَ اللَّيْسِ۔ اور حلیہ وہ زیور ہے جو کھاری سمندر سے موتی اور مونگانکال کر زیور کی
 شکل میں استعمال ہوتا ہے مگر یہ ان کے بہنے کے طریقے علیحدہ ہیں۔
 وَلَا تَعْلَمُو حَيْثُ تَسْفَحُ مِنَ الْبَحْرِ الْعَذَابِ۔ اور مٹی سے سمندر سے زیور موتی مونگانکال نکلتے
 نہیں دیکھا حالانکہ اللہ تعالیٰ یَخْرُجُ مِنْهَا الْكُلُوْا وَالْمَرْجَانُ فرماتا ہے یہ بطور مقاربت ارشاد ہے
 یا جیسے مچھلی کی بڈی سے توار کا قبضہ بھی بنتا ہے اور وہ مٹی کھاری دونوں دریاؤں سے نکالی جاتی ہے
 اور مچھلی کی بڈی سے زیورات بھی بنتے ہیں۔

اور علامہ خفاجی فرماتے ہیں لَا مَانِعَ مِنْ اَنْ يَخْرُجَ الْكُلُوْا مِنَ الْمِيَاهِ الْعَذَابِ وَاِنَّ لَكُمْ يَدًا
 نَامِكُنْ تَوْبِرُ بِهَا نَهَيْتُمْ كَرْمُوتِيْ مِثْلِيْ پانی سے بھی نکلتے ہوں اگر دیکھے نہیں گئے۔
 وَتَدْرِي الْقُلُوبُ فِيْهَا مَوَآخِرَ لِيَتَّبِعُوْا مِنْ فَعِيْلِهِ وَتَعْلَمُوْا تَشْكُرُوْنَ۔ اور تو کشتی دیکھتا ہے
 کہ اس میں اس کے چلنے وقت پانی میرے جانے کی آواز ہے (جسے عربی میں شواق الماء کہتے ہیں)
 راعنہ کہتے ہیں يُقَالُ فَحَرَّتِ السَّفِيْنَةُ فَحَرًّا اَوْ فُجُوْرًا اِذَا سَفَّتِ الْمَاءُ فُجُوْرًا حَتَّى يَجِبَ پانی
 اپنی حرکت میں کشتی سے پھٹنا جاتا ہے اسے فَحَرَّتِ السَّفِيْنَةُ کہتے ہیں۔
 اور صاحب کشاف کہتے ہیں يُقَالُ فَحَرَّتِ السَّفِيْنَةُ الْمَاءُ وَيُقَالُ لِلشَّعَابِ نِيَاثُ فَحَرِّ لَاتْمَا
 فَحَرُّ الْهَوَاوِ وَالسَّفِيْنَةُ الَّتِي اسْتَقَّتْ مِنْهَا السَّفِيْنَةُ قَرِيْبًا مِنَ الْخَيْرِ لَاتْمَا لَتَضُنَّ الْمَاءَ كَمَا تَمَّا
 تَقِيْنُ كَمَا تَمَّا فَحَرًّا۔

اور ایک قول ہے کہ الْخَرَصُوْتُ جُرِي الْقُلُوبِ فَحَرَّتِ كَشَقِيْ كَشَقِيْ كَشَقِيْ كَشَقِيْ كَشَقِيْ كَشَقِيْ
 اسے کہتے ہیں چنانچہ سورہ نحل میں بھی ہے وَتَدْرِي الْقُلُوبُ مَوَآخِرَ فِيْهَا۔
 فَلْيَتَّبِعُوْا مِنْ فَعِيْلِهِ۔ اور تاکہ ڈھونڈو اس کے فصل سے۔
 اس ملک سے اس ملک میں سفر کر کے اپنے تجارتی منافع حاصل کرو۔ اور
 وَتَعْلَمُوْا تَشْكُرُوْنَ۔ اور تاکہ تم شکر کرو بجا ہی نعمتوں پر کہ ارشاد ہے۔
 يُوْجِزُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَيُوْجِزُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ۔ داخل کرتا ہے رات کا حصہ دن میں اور داخل کرتا

دن کا حصہ رات میں یعنی کبھی دن بڑا کر دیتا ہے کبھی رات طویل فرمادیتا ہے۔
 ذِكْرُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً مَرَّةً - اور سورج اور چاند مسخر فرمائے کہ ہر ایک چل رہا ہے
 ایک مقررہ مدت تک۔

یعنی ان کا طلوع و غروب قیامت تک کے لیے مقرر ہے یا سورج کی مدت سیر ایک سال ہے
 اور چاند کی سیر ایک ماہ مقرر ہے اگے ارشاد ہے۔

ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ وَالْمَلَكِ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْبِئِرٍ
 یہ تمہارا اللہ ہے جو رب ہے تمہارا اسی کی ملک ہے اور وہ جو اس کے سوا پوجتے ہو وہ مالک نہیں تمہارا
 کی گھٹلی کے چھلکے برابر۔

ذِكْرُ اللَّهِ کے یہ معنی ہیں ذِكْرُ الْعَظِيمِ الشَّابِ الَّذِي آتَى هَذِهِ الصَّنَائِعَ الْبَدِيعَةَ
 یہ وہ اللہ ہے جس کی عظیم شانیں اس کی صنعت کمال سے ظاہر ہیں کہیں بیٹھے کر دوسے سمندر بنا لئے اور
 کہیں ان میں سے موتی اور مرجان نکال کر بیننے کے زیور پیدا کیے کہیں سمندر میں کشتی بہا کر چلائے جو آواز کیا
 دیتے ہوئے پانی پھرتے چلتے ہیں جس کے ذریعہ تم اپنی تجارتوں میں ترقی کر رہے ہو کہیں اپنی شیون قلقت
 سے رات دن میں داخل کر کے دن بڑا کیا کہیں دن رات میں ڈال کر رات بڑھاٹی پھر چاند سورج ایسے
 مسخر کیے کہ

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ہر ایک اپنے اپنے محور پر چلی رہا ہے پچانوچ سورج سال بھر میں اپنا دورہ
 ختم کرتا ہے اور چاند وہی دورہ ایک ماہ میں پورا کر لیتا ہے اور ان کے دورے ایک مقرر وقت تک
 ہیں جو قیامت تک ہے جب وہ دن آئے گا ختم ہو جائیں گے۔

یہ سب شانیں تمہارے رب جل مجدہ کی ہیں جو لائق پرستش ہے اور جنہیں مشرک پوجتے ہیں ان میں
 شانِ مالکیت کھجور کی گھٹلی کی چھلی پر بھی نہیں۔

قطمیر عربی زبان میں خرے کی گھٹلی پر جو چھلی ہوتی ہے اسے کہتے ہیں مَا أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْجٍ
 عَنْ مُجَاهِدٍ لِقَافَةَ النَّوَاكِدِ هِيَ الْقِشْرُ الْأَبْيَضُ الَّذِي بَيْنَ الْقَشْرِ وَالنَّوَاكِدِ۔
 اور ابن جریر ابن منذر کہتے ہیں قطمیر وہ ہے جو کھجور کے سر پر ایک ٹوپی ہوتی ہے إِنَّ الْقَشْرَ
 الَّذِي هُوَ عَلَى دَأْسِ الْقَمَرِ۔

اور عبد بن حمید قنادہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ چھلکا ہے جو کھجور کی گھٹلی کے سر پر ہوتا ہے
 ایک قول ہے کہ وہ لہسن کا چھلکا ہے هُوَ قَشْرُ التَّوَمِ۔

بہر حال اس سے مراد کم سے کم مقدار و مالیت کی پیر ہے گویا جیسے اردو میں بولتے ہیں وہ توفیق بھر
کا بھی مالک نہیں ایسے ہی مائیکرون میں قطر قطر کا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ معبودات باطل باطل محض ہیں
ان کی پوجا پاٹ بھی باطل ہے۔ معبود حقیقی وہی ذات ہے جو متفرد بالالوہیت ہے جو ایک اور
صرف ایک ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ مَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ دَعْوَهُمْ وَلَا يَشْعُرُوْنَ مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ
بِشْرِكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ اور اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار تم سن سکیں اور اگر پوچھو تو تمہارے
پوچھ سے وہ بے خبر ہیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری حاجت پوری نہ کر سکیں اور روز قیامت تمہاری پوجا
پاٹ شرک سے وہ منکر ہوں۔

یعنی اگر روز قیامت اللہ تعالیٰ بتوں کو بولنے کی استعداد دے بھی دے تو وہ کہیں مانتے
اینا فاعبداؤن۔ تم ہماری پوجا ہی نہ کرتے تھے۔

آئیے کہہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے قول کو بیان فرمایا جو پہلی سورت میں آچکا ہے۔
وَيَوْمَ نَحْشُرُكُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اٰهْوٰٓا۟ اَيُّكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ
اَنْتَ وَاٰتِيْنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَلَّذِيْنَ هُمْ مُؤْمِنُوْنَ۔ جس دن ہم سب کو
محشور فرمائیں پھر فرمائیں ملائکہ سے کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔ سب ملائکہ عرض کریں الہی تیرے وہ مہر منیر کو
پاکی ہے تو ہی ہمارا مالک ہے بلکہ یہ تو جنوں کی پوجا کرتے تھے اور انہی پر ان کا ایمان تھا۔
فَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ اور یہ اس خبیر و بصیر کی طرح تھے کہ استفولے خبر نہیں دے سکتے یُنَبِّئُكَ
میں خطاب حضور سے بھی ہو سکتا ہے۔

اور لَا يُنَبِّئُكَ اِيْمًا السَّمِيْعُ بھی جائز ہے۔

بہر حال حضور کو علم خبیر کی طرف سے ہی عطا ہوا اور ہر سننے والے کو جو کچھ معلومات ہوتی ہیں
تمام اس خبیر و علیم بصیر و سمیع کی طرف سے ہی ہیں۔

یا محاورہ ترجمہ تفسیر اُرکوع سورۃ فاطر پر ۲۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمْ الْفٰقِرُوْنَ اِلٰى اللّٰهِ وَاللّٰهُ
هُوَ الْعَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کے اور اللہ ہی غنی ہے
اور نہرا لا گیا۔

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جاٹے اور لے آئے نہی
غلوئی اور یہ اللہ پر دشوار نہیں۔

اور نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والی جان جو دوسرے کا
بوجھ اٹھائے اور اگر بلائے اپنا بوجھ اٹھانے کو
لپٹے بوجھ کی طرف تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ
نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔

اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کے لیے مفید ہے
جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز
قائم رکھتے ہیں اور جو ستھر ہو تو اپنی جان کے لیے
ستھر ہوا اور اللہ کی طرف پھرتا ہے۔

اور نہیں برابر اتدھا اور آکھ والا۔

اور نہیں برابر اندھیریاں اور نور۔

اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ۔

اور نہیں برابر زندہ اور مردے۔

بے شک اللہ سنا تا ہے جسے چاہے اور نہیں تم اپنی
قوت سے سنانے والے قبر والوں کو۔ تم تو ڈر ہی سنانے
والے ہو۔

بے شک ہم نے بھیجا تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دینا
اور ڈر سنانا اور کوئی گروہ نہیں مگر ہم نے ان میں ڈر
سنانے والا بھیجا۔

اور اگر تمہیں یہ جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی جھٹلائے
گئے ہیں جب ان میں ان کے رسول آئے روشن دلیلیں
لے کر اور صحیفے اور حکمتی کتاب لے کر۔

پھر میں نے کافروں کو پکڑا تو کیسا ہوا ان کے انکار کا
انجام۔

إِنَّ يَشَاءُ بِنَهْمِكُمْ وَيَأْتِ بِمَخْلَقٍ جَدِيدٍ
وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌّ
وَلَا تَسْؤُرُ وَازِدَةٌ وَذَرَأُ أُخْرَى وَإِن
تَدْعُ مُتَمَلِّئِينَ إِلَىٰ جَنبِهَا لَا يَجْمَعُ
مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ -

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ ذِكْرَهُمْ
بِالْعَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَن
تَذَكَّرْ فَإِنَّا بِتَذَكَّرِي لَتَفْسِدُنَّ إِلَىٰ اللَّهِ
الْمَصِيرَةَ

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَةَ
وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ

وَلَا الظُّلُمُ وَلَا النُّورُ

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ه

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ
بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ إِنَّ أَنتَ إِلَّا
سَنَدِيرٌ

إِنَّا نَدْعُو سَلْنَاكَ بِالْحَقِّ كَيْشِيرًا وَنَدِينَا
وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

وَإِن تُكَذِّبُوا بَدَأْنَا كَذِبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ رُحْمًا
وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ

لَمَّا أَخَذَتْ الَّذِينَ كَفَرُوا كَيْفَ
كَانَ نَكِيرُهُ

لفظی ترجمہ

یَا أَيُّهَا لے	النَّاسِ . لوگو	أَنْتُمْ . تم	الْفُقَرَاءُ . محتاج ہو
إِلَى . طرف	اللَّهُ . اللہ کی	وَ . اور	اللَّهُ . اللہ
هُوَ . وہی ہے	الْعَنَقُ . بے نیاز	الْحَبِيدُ . تعریف کیا گیا	إِنْ . اگر
يَشَاءُ . چاہے	يَدٌ هَبِيكُ . لے جائے تم کو	وَ . اور	يَأْتِ . لے آئے
مَخْلُقٍ . مخلوق	جَدِيدٍ . نئی	وَ . اور	مَا . نہیں
ذَلِكَ . یہ	عَلَى . اوپر	اللَّهُ . اللہ کے	يَعْنِي . بڑا مشکل
وَ . اور	لَا رَهْ	تَزِدُ . اٹھائے گی	وَأَزِدَا . کوئی جان
وَزِدَ . بوجھ	أُخْرَى . دوسرے کا	وَ . اور	إِنْ . اگر
تَدْعُ . پکارے	مُنْقَلَبًا . کوئی بوجھل	إِلَى . طرف	جَمَلًا . اپنے بوجھ کی
لَا رَهْ	يُجَدَّدُ . اٹھایا جائے	هِنَّ . اس سے	شَيْءٍ . کچھ
وَ . اور	تَوَّارِكِهِم	كَانَ . ہووہ	ذَاتِهِ . رشتہ دار
إِنَّمَا . اسکے سوا نہیں	تَنْذِرًا . تو ڈرتا ہے	الَّذِينَ . ان کو جو	يَجْتَسُونَ . ڈرتے ہیں
رَبِّهِمْ . اپنے رب سے	بِالْغَيْبِ . بن دیکھے	وَ . اور	أَقَامُوا . قائم کرتے ہیں
الصَّلَاةَ . نماز	وَ . اور	مَنْ . جو	تَزَكَّى . پاک ہوا
فَأَنَّمَا . تو وہ	يَتَزَكَّى . پاک ہوا	لِنَفْسِهِ . اپنی جان کے لیے	وَ . اور
إِلَى . طرف	اللَّهُ . اللہ کی	الْمُصِيبِ . لوٹتا ہے	وَ . اور
مَا . نہیں	يَسْتَوِي . برابر	الْأَعْمَى . اندھا	وَ . اور
الْبَصِيرِ . دیکھنے والا	وَ . اور	كَرَاهٍ	الظُّلُمَاتِ . اندھیرے
وَ . اور	لَا رَهْ	بِالنُّورِ . روشنی	وَ . اور
لَا رَهْ	الظُّلِّ . سایہ	وَ . اور	لَا رَهْ
الْمَحْرُودِ . گرمی	وَ . اور	مَا . نہیں	يَسْتَوِي . برابر
الْأَحْيَاءِ . زندے	وَ . اور	لَا رَهْ	الْأَمْوَاتِ . مردے

مَنْ حَبَسَ	سَمِعَ شَاتِلِي	اللَّهُ رَأَى	إِنَّ بِيْشِكْ
أَنْتَ تَو	مَا بِنِي	وَأَو	لَيْشَاءُ جَابِي
الْقُبُورِ قَبْرُوكِ هِي	بِي بِي	مَنْ رَأَى جَو	مُسْمِيحِ شَانِي وَالَا
مَنْ يَرِي دُرِي وَالَا	إِلَّا مَكْر	أَنْتَ تَو	إِنَّ بِنِي
بِالْحَقِّ بِنِي كِي سَاهِي	لَ تَجْهَكُو	أَرْسَلْنَا بِيْجَا	إِنَّا بِيْشِكْ مَمْتِي
وَأَو	مَنْ يَرِي دُرِي شَاتَا	وَأَو	لَيْشَاءُ بِنِي شَجْرِي دِي تَا
خَلَا كَدْرَا	إِلَّا مَكْر	مَنْ أَمَمْتَا كُوْنِي أَمْت	إِنَّ بِنِي
إِنَّ أَر	وَأَو	مَنْ يَرِي دُرِي وَالَا	فِيهَا اس مِي
كَذَّبَ جَهْلَايَا	فَقَدَّ تَو بِيْشِكْ	لَ تَجْهَكُو	بِيْكَ تَو جَهْلَايَا
رَسُولَمَ ان كِي رَسُول	جَاءَتْهُمْ آيَاتِي لَكِي پَاس	مَنْ قَبْلِيَمَ الشِّيْءِ پِيلِي تَحِي	الَّذِيْنَ انْهَوِي لِي جَو
وَأَو	بِالْحَقِّ بِنِي صِيْفُو	وَأَو	بِالْبَيِّنَاتِ رُشِنِ دَلَالِ
أَخَذَاتُ بِي كِي اس مِي	تَو بِيْشِكْ	الْمُنْيُورِ رُشِنِ لِي كَر	بِالْكِتَابِ كِتَابِ
كَانَ هُوَا	فَكَيْفَ تَو كِي سَا	كَفَرُوا كَا كَفَرْتِي	الَّذِيْنَ انْ كُو جَو
			نَكْبُورِ مِيرَا انْكَارِ

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ فاطر پر ۲۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ لَ لَوْ كُنتُمُ اللَّهُ كِي طَرَفِ مَحْتَجِ هُوَا
اللَّهُ غَنِي وَسَرَا لَكِي هِي

یہاں انتم الفقراء الی اللہ سے یہ مراد ہے کہ تم سب اللہ کے فضل و احسان کے محتاج ہو اور
تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ خلق اس کی ہر طرح محتاج ہے اور حقیقت
یہی ہے کہ سب کی مستی و بقا اسی کے کرم سے ہے۔

إِنَّ لَيْشَاءُ مِي هِي كُو دِيَا تِ بِيْعَتِي جَدِيدِي دَمَا ذَلِكَ عَلَيَّ اللَّهُ بَعْرِي زِي. اگَر وَه جَابِي تَو
ہمیں لے جاٹے اور فنا کر دے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ قلعے پر کچھ دشوار نہیں۔
یعنی اگر وہ چاہے تو ہمیں معدوم اور فنا کر دے کیونکہ وہ لے نیاز ہے اور غنی بالذات ہے اور

ہمارے بھلے جو مطیع و فرمانبردار ہو لے لے گئے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔ اور کوئی جان بوجھا ٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔
مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کا گناہ اسی کے ذمہ ہوگا جو اس نے کیے اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض گرفتار نہ ہوگی۔ البتہ جو گمراہ کرنے والے میں یا کسی کو غلط راہ پر لگاتے والے میں وہ اپنی تبلیغ گمراہی کے سبب مانوڑ ہوں گے اور جتنے ان کے سبب گمراہ ہوئے سب کا بار ان پر ہوگا جیسا کہ کلام پاک میں ہے وَ لَيَجْمَعَنَّ أَتْقَانَهُمْ مَعَ أَتْقَانِهِمْ فِي حَقِيقَتِ ان کے اپنے کیے کی سزا ہے نہ کہ دوسروں کے اعمال کی۔

وَأَنْ تَدْعُ مُتَّبِعُونَ إِلَىٰ حِمْلِهِمْ وَلَا يَجْمَعُونَ مِثْلَ شَيْءٍ لَّوْكَانَ ذَا حُرْبٍ۔ اور اگر کوئی بوجھ ٹھانے کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ بٹا سکے گا اگرچہ قریبی رشتہ دار ہو۔
یعنی قریبی رشتہ میں باپ ماں بیٹا۔ بھائی کوئی ہو وہ گناہوں کا بوجھ نہ بٹا سکے گا چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیٹے ماں باپ کے لپٹیں اور ماں باپ باپ کے لپٹیں کہ ہمارے گناہوں کا کچھ بوجھ بٹالیں تو وہ جواب دے دیں کہ ہمارے امکان اور قوت سے یہ بات بلند ہے اس لیے کہ ہمارا اپنا بوجھ ہی کم نہیں ہے۔

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يُحْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ۔ اے محبوب ہمارا ڈر سنانا انہیں کو کام دے گا جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھر اور پاکیزہ رہا تو وہ اپنے ہی بھلے کو ستھر اسوا اور ان کا اللہ ہی کی طرف لوٹتا ہے۔

یعنی جو بدیوں سے بچا اور نیک عمل کیے اس نیکی کا فائدہ لے سے ہی ملے گا بہر حال پاکیزگی سے مراد گناہوں سے بچنا ہے کہ انجام کار یہی ہے کہ سب کو اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظُّلُّ وَلَا النُّورُ۔ اور نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا اس سے مراد عالم اور جاہل ہے یا کافر اور مومن، اور نہ اندھیریاں (یعنی کفر کی ظلمتیں) اور نہ روشنی (یعنی ایمان کا اجالا)، اور نہ سایہ (یعنی جنت یا حق دلائل) اور نہ تیز دھوپ (یعنی جہنم یا باطل) پھر ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْواتُ۔ اور نہیں برابر زندہ اور مرے۔

یعنی مومن کہ نور ایمان سے زندہ ہیں اور نہ کافر کہ جہالت کفر میں مرے ہوئے ہیں یا علماء و جاہل مراد ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُبْصِرُ مَنْ يُنَادِيهِمَا فَمَا اَنْتَ بِمُبْصِرٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ اِنَّ اَنْتَ اِلَّا نَذِيرٌ بَدِئَكَ
 اللہ جسے چاہے سنا دے (یعنی جسے ہدایت دینا منظور ہو سکے تو فوق گوش قبول عطا فرما دیتا ہے)
 اور تم خود اپنی قوت سے نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں (یعنی وہ کفار جو مردوں کی طرح اپنے
 دل کی میت کی طرح جسم میں پڑے ہیں انہیں آپ کی نصیحت اثر انداز نہیں ہو سکتی۔
 یہاں مردہ سے تشبیہ کفار کو دی گئی گویا فرمایا جیسے مردہ سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتا اور
 پسند پذیر ہونے سے محروم رہتا ہے ایسے ہی یہ کافر ہیں)

اس آیت کہ یہ سے مردوں کے زسننے پر استدلال کرنا جہل ہے یہ تمام مثالیں مسلمانوں اور کافروں اور
 اسلام اور کفر کی میں چنانچہ آگے فرمایا۔

اِنَّ اَنْتَ اِلَّا نَذِيرٌ يُّرَاتُ اَرْسُلْنَاكَ بِالْحَقِّ لَيْسَ بِاَدْنٰى يَدَا اِلٰهٍ مَّجُوبٌ تَمَّ تُوْعَذَابِ اِلٰهِيٍّ
 ڈرانے والے ہو آگے لوگوں کو اختیار ہے کہ سنیں یا نہیں (میں نے بیشک آپ کو خوشنودی خدا کی خوشخبری
 دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی گروہ نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو چنانچہ
 ارشاد الہی ہے۔

وَ اِنَّ مِّنْ اُمَّةٍ اَلْحَدِيْثِهَا تَدْرِوْا اِنَّ مِيْكَنَ بُوْكُ فَقَدْ كَذَّبَ اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَلَدُوْهُمْ
 دُساَمٌ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالذُّرُوْرِ اَلْكِتَابِ الْمُنِيْرِ۔ اور اگر یہ منکرین کفار آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے
 پہلے ہو گذرے وہ بھی اپنے وقت میں اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں (یہاں انکے ان کے پیغمبر ان کے پاس
 معجزے اور صحیفے اور ایسی کتابیں لے کر آئے جن میں نور ہدایت تھا مگر اس پر بھی جھٹلاتے رہے۔
 ثُمَّ اَخَذْتُ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاَكْفَيْفَا كَا تَمَكِيْرٍ۔ پھر ہم نے بھی ان کو پکڑ لیا (جو تم نے اے محبوب
 دیکھ لیا) کہ ہماری ناخوشی ان کے حق میں کیسی زبوں حالی کا موجب ہوئی۔

اب چند لغات کا حل بھی سمجھ لیں

فَمَا ذٰلِكَ عَلٰى اللّٰهِ يَعْنِيْ بِيْرٍ لِّغْتٍ مِّنْ عَزِيْزٍ غَالِبٍ كُو كَهْتِيْ مِّنْ مَّحَاوِرِهٍ مِّنْ لُّوْلَتِيْ مِّنْ عَزِيْزٍ
 اَي مِّنْ غَلْبٍ سَلَبٍ۔ تو وہاں ذلک علی اللہ یعنی بیزر لغت میں عزیز غالب کو کہتے ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں مَن عَزِيْزٍ
 نئی مخلوق کا لے آنا اللہ تعالیٰ پر غالب نہیں اس لیے کہ اللہ غالب سب پر غالب ہے۔

مُشَقَّلَةٌ صِفَتٌ مِّنْ مَّوْصُوْفٍ مَّخْذُوْبٍ كِي اَيْ نَفْسٌ مُّشَقَّلَةٌ۔ اور مُشَقَّلَةٌ وہ ہے جسے گناہوں کے
 بوجھنے کے بارے دیا ہو۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ۔ ظِلٌّ سَايَةٌ حَرُّوْرٌ بِرُوْزٍ فَعُوْلٌ بِهٖ حَرٌّ مِّنْ مُّشَقَّقَةٍ۔ اور حَرُّوْرٌ مِّنْ مُّشَقَّقَةٍ۔

چنانچہ عاودہ میں جو گرم مواد میں چلے اسے سموم کہتے ہیں اور جو شب میں چلے اسے ضرور بولتے ہیں۔ مگر یہاں ظل کا تقابل ہے جو دو سوپ سے کیا گیا۔
الاحتداد غلامعنی کے معنی دیتا ہے اس کی اصل خلوکھی واد متحرک اپنے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف کے ساتھ بدل گیا۔

مختصر تفسیر ارونیسر اروع سورۃ قاطر ۲۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ لَوْ كُنْتُمْ سبَّ الشُّدَّكَ
محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے۔

یہاں الفقراء پر الف لام جنس ہے یا استقراتی۔ کاتھم لکثرة اِقْتَارِهِمْ وَشِدَّةِ اِحْتِيَانِهِمْ
ہم الفقراء۔ گویا تمام کے تمام کثرت اِقْتَارِهِمْ اور شدة احتیاج میں اللہ کے حضور فقیر ہیں۔
اس لیے کہ قرآن کریم میں انسان کو ضعیف فرمایا گیا وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ صَعِيفًا۔ اور جنوں پر یہ حکم
نہیں آتا اس لیے کہ وہ محتاج مطاعم و ملائیس نہیں ہیں جیسے انسان وہ مطاعم و ملائیس میں محتاج لے اللہ
ہے اسی وجہ میں جن قوم کو لوگوں میں داخل نہیں فرمایا لیکن تغلیبا جن اور انسان سب ہی مقتدر الی اللہ
چنانچہ علامہ طبری فرماتے ہیں الَّذِي يَقْتَضِيهِ النَّظْمُ الْجَلِيلُ أَنَّ يُجْمَلَ التَّعَرُّفُ فِي النَّاسِ عَلَى
الْعَهْدِ وَفِي الْفُقَرَاءِ عَلَى الْجَنَسِ لِأَنَّ الْخَاطِبِينَ هُمُ الَّذِينَ خُوطِبُوا فِي قَوْلِهِ لَعَالَى ذَلِكَ اللَّهُ
تُبَكُّوهُ الْمَلِكُ - أَي ذَلِكَ الْمَعْبُودُ هُوَ الَّذِي دُصِفَ بِصِفَاتِ الْجَلِيلِ لِأَنَّ بَيْنَ تَدْعُونَ
وَمِنْ دُونِهِ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ اِخْلَافًا حَتَّى جَاءَ إِلَيْهِمْ عَزَّ وَجَلَّ -

آیہ کریمہ کا مقتضی یہ ہے کہ الناس کا الف لام عہد ذہنی ہو اور الفقراء کا الف لام جنسی ہو اس لیے
کہ مخاطب میں جن و انس سب ہی داخل ہیں جیسے ذلکم اللہ ربکم لہ الملک کے یہی معنی ہیں یہ ہے تمہارا سب
کا معبود جس کی صفت جلیل بیان ہوئی نہ کہ وہ جسے تم کو پوجتے ہو اس کے سوا اور تم سخت ترین خلایق ہو
کر بھی محتاج الی اللہ عزوجل ہو۔

وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے سے غنی ہے اور سراہا گیا۔ منعم جمیع موجودات ہے
اور وہی مستحق حمد ہے۔

اور یہاں غنی کو حمید پر مقدم کرنے میں مناسبت خاص ہے اس لیے کہ غنی فقیر کو اس وقت تک

تقع نہیں دے سکتا جب تک جو ادا اور متم نہ ہو تو ذات واجب تعالیٰ شانہ غمی ہی نہیں بلکہ جو ادا اور حمید بھی ہے اور ایسی صفت والا ہی مستحق حمد ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ
 اَنْتَ لَمَّا كُنْتُمْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعَاوِكُ كَثْرَةُ الْاِصْرَارِ مِنَ الْكُفَّارِ قَالُوا
 لَعَلَّ اللهُ تَعَالَى مُتَّحِجٌ بِعِبَادَتِنَا فَتَزَلَّتْ جَبْ حَضْرَةَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ دَعَاكَ نَسِىَ اللهُ
 حضور سوال کرنے پر اصرار ہوا تو کفار کہنے لگے شاید اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا کا محتاج ہے تو یہ آیت
 کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا
 اِنْ يَشَاءُ يُدْهِبْكُمْ اَوْ يَحْبِبْكُمْ اَوْ يَجْعَلْ لَكُمْ اٰيَاتٍ اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ
 اِنَّمَا النَّاسُ

وَيَا بَنِي إِسْرَائِيلَ خُذُوا زِينَتَكُمْ لِيُذَكَّرَ بِكُمُ الْيَوْمَ لَعَلَّكُمْ
 اِذْ كُنْتُمْ اٰتِيْنَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنْتُمْ تُخْرَجُونَ مِنْهُ لِيُذَكَّرَ بِكُمُ الْيَوْمَ لَعَلَّكُمْ
 اِذْ كُنْتُمْ اٰتِيْنَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنْتُمْ تُخْرَجُونَ مِنْهُ لِيُذَكَّرَ بِكُمُ الْيَوْمَ لَعَلَّكُمْ

یعنی وہ مخلوق لے آئے لوگوں کے علاوہ جنہیں تم نہ جانتے ہو۔ یہ معنی اس صورت میں ہے جب کہ
 خطاب عام ہو یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ چاہے تو اسے مشرک کو یا اے عرب والو تمہیں فنا کر دے اور
 تمہاری جگہ ایسی مخلوق لے آئے جو تمہاری طرح ٹھیلی مندی نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ ہماری اطاعت اور توجید
 پر قائم رہے۔

وَمَا ذَلِكَ عَلَىٰ اِلٰهِ بَعِيْزٌ اُو اِلَيْسَا كَرِيْمًا اَللّٰهُ تَعَالٰى پَر و شَوَارِ نِهِيں
 اس لیے کہ اس کے کمال قدرت سے یہ ہے کہ اِذَا اَرَادَتْ اَنْ يَقُوْلَ كَمَا كُنْتُمْ تُقُوْلُونَ جَبْ
 ارادہ فرمائے کسی شے کے ہونے کا تو کُنْ حکم دیتا ہے تو وہ علی الفور ہو جاتی ہے لہذا اس کی مشیت اگر
 تمہارے فنا کرنے اور دوسری مخلوق لانے کی طرف منعطف ہو جائے تو اس کے کمال قدرت سے
 یہ کیا بعید ہے۔

وَلَا تَنْبِذُوْا اٰيٰتِيْ فَاذْرُوْا اٰخِرِيْ - اور کوئی گناہ گار جان نہیں اٹھا سکتی دوسرے گناہ گار کا بوجھ
 اَلْوَسِيْ فَرَاتِيْ هِيْ اَيُّ لَا تَحْمِلُ نَفْسًا اِثْمًا اٰخِرِيْ نَفْسِيْ اٰخِرِيْ بَلْ تَحْمِلُ كُلُّ نَفْسٍ وِزْرَهَا
 اور سورۃ سجدہ اور عنکبوت میں جو ارشاد ہے وہ اس کے منافی نہیں جیت قال وَ لِيَحْمِلَنَّ اَنْفُسَهُمْ
 وَ اَنْفَالَ مَعَ اَنْفَالِهِمْ فَاَسْبَغِيْ الصَّالِيْنَ الْمُضِلِّيْنَ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اِثْمَ اَصْلَابِهِمْ مَعَ اِثْمِهِمْ

مَلِكًا لِيَوْمِ كَوْمٍ ذَٰلِكَ أَشْأَمُهُمْ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ أَثَامٍ غَيْرِ هَذَا - وہ ضرور اٹھائیں گے نیکے
 بوجھ لینے بوجھوں کے ساتھ اس لیے کہ وہ گمراہ ہو کر گمراہ کرتے ولے ہیں تو وہ گمراہ کرنے کا بوجھ بھی
 اپنی گمراہی کے گناہ کے ساتھ اٹھائیں گے اور یہ ان کا اپنا ہی بارگناہ ہے نہ کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ۔
 وَإِنَّ تَدْعُ مُثَقَّلَتَا الْإِحْمَالِ إِلَىٰ أَحْمِلْهُمَا لَا يَحْتَمِلُ مِنْهُ شَيْءٌ ذَلُّكَ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ - اور اگر بلائے بوجھ والے
 اپنے گناہوں کے بوجھ کے لیے کسی کو تو وہ کچھ بوجھ نہ اٹھائے اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

إِنَّ الْمَوْلِيَةَ بِنْتُ الْمُغِيرَةَ قَالَتْ لِقَوْمٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ الْكُفْرَ وَإِيْحَمِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَدُّ كُفْرًا - ولید بن مغیرہ مومنین سے کہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرو اور اس کا گناہ
 میرے ذمہ ہے۔

اس کے جواب میں ارشاد ہوا وَإِنَّ تَدْعُ مُثَقَّلَتَا الْإِحْمَالِ إِلَىٰ أَحْمِلْهُمَا لَمْ تَدْعُ وَلَا تَدْرُ وَلَا تَدْرُ وَلَا تَدْرُ
 اُخْرَىٰ بھی اسی مضمون کا حامل ہے۔

گویا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ اِنْسَا لَا مُسْتَعَانَ مِنْ هَوْلِ ذَٰلِكَ الْبُحْمِ - کہ اس دن کوئی مستغنا
 نہ ہوگا ہول قیامت پر۔

فَلَوْكَانَ ذَا قُرْبَىٰ - اگرچہ جسے پکارے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اسکے بعد ارشاد ہے۔
 إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ - آپ تو لے محبوب انہیں اپنے رب کے عذاب
 سے ڈرانے ولے ہیں جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے اور۔
 وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ - نماز قائم رکھتے ہیں۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں آئِي يَخْشَوْنَ تَعَالَىٰ غَائِبِينَ عَنْ عَدَائِهِمْ سُبْحَانَ جِوَانِدِ تَعَالَىٰ
 سے ڈرتے ہیں عذاب غائبانہ سن کر اور نماز قائم رکھتے ہیں آئِي دَاعُوهُمْ كَمَا يَنْبَغِي -

فَمَنْ تَذَكَّرْ فَإِنَّا نَتَذَكَّرُ لِنَفْسِنَا وَإِلَىٰ اللَّهِ الْمَصِيرُ - اور جو گناہوں سے پاکی حاصل کرے
 آپ کے انذار و تنذیب سے تو وہ اپنے بھلے کے لیے پاکی حاصل کرے گا اور ملنے نہ ملنے ولے سب
 کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی پہنچتا ہے۔

کسی اور جگہ تو ٹھکانہ نہیں تو وہی اعمال طالح کی منراد سے گا اور اعمال صالح کی جزا عطا فرمائے گا۔
 اس کے بعد کافر و مومن کا فرق اور دونوں میں عدم تساوی مثالوں سے بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ
 ارشاد آہی ہے۔

السَّلَامُ مِنَ الْيَمَانِمْ۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْجِحٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ كَقَتِّهِمْ هِيَ۔ وَالْمَرَادُ بِالِسَّمَاعِ هُنَا مَا أُرِيدَ بِهِ فِي سَابِقَتِهِ وَلَا يَأْتِي إِذَا دَكَ سَمَاعِ الْمَعْرُوفِ مَا وَدِدْتُ فِي حَدِيثِ التَّقْيِيدِ لِأَنَّ الْمَرَادَ هُوَ الْإِسْمَاعِ بِطَرِيقِ الْعَادَةِ۔ يَهَا سَمَاعٌ سَمِعَ مِنْ مَرَادٍ هِيَ مِثَالُوهَا كَمَا لَوْ كَانَ فِي مَرَادٍ نَهَى اس لیے کہ حدیث قلبیب بدر والی سے ثابت ہے کہ حضور نے مقتولین کفار کو پکارا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ حضور کے ندا فرما ہے میں اجساد لا اذواح فیہم بہ تو جہم ہی جہم میں ان میں روح نہیں جو سننے کی استعداد رکھتی ہے تو حضور نے جواب دیا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَسْتُمْ بِاسْمِعِ مِنْهُمْ قَسْمٌ نَجْرَةٌ لَا يَزَالُ تَمُورُ مِنْهَا سَمَاعٌ مِنْهُمْ سَمَاعٌ۔

چنانچہ حدیث قلبیب بدر یہ ہے جو مشکوٰۃ المصابیح فی المعجزات میں منقول ہے۔

يَقُولُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ جَدُّنَا عَنِ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ يَا لَأَمْسٍ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعٌ قُلَانِ عَدَانِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَهَذَا مَصْرَعٌ قُلَانِ عَدَانِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَالَّذِي بَعَثَ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَوْا الْحَدَّ وَكَانَتْ حِدَّةً هَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا فِي بَدْرِ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَا دَسَّوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقِّي أَنْتَهَى إِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بِنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بِنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ كُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا۔ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَكَلِمَ اجْسَادًا لَا أَدْوَاخَ فِيهَا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِاسْمِعِ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ عِيَاظُهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُرَدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا إِذَا كُنْتُ مُسَلِّحًا۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ حضور نے بدر میں کفار کے گرنے کی جگہ رات میں ہمیں دکھائی اور فرمایا یہ فلاں کے تڑپنے کا مقام ہے یہ فلاں کے تڑپنے کی جگہ ہے تو قسم اس ذات پاک کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ جو حدیں حضور نے بتائیں اسی جگہ وہ لاشیں تڑپیں پھر انہیں اس کنویں میں ایک پر ایک لاش ڈال دی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے (جسے قلبیب بدر کہتے ہیں) اور وہاں حضور نے نام لے کر ندا فرمائی اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے کیا تم نے پالیا جو تم سے اللہ اور رسول نے وعدہ کیا پورا پورا تو ہم نے بیشک پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا۔ تو حضرت عمر نے عرض کی حضور جہول سے کیسے کلام فرما رہے ہیں ان میں تو روحیں نہیں ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں سوا اسکے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ یہ حدیث مسلم میں ہے۔

اور دوسری حدیثوں میں ذالک فی نفسی بیدیا بھی آیا ہے کہ حضور نے یہ قسم فرمایا۔
مختصر یہ کہ مَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔ سے سماع موتی سے انکار غلط ہے اور یہ عقیدہ فارسی اور جو لطیف و تفسیر طرز سے مومن کافر کی تشبیہات دی گئیں وہ کلام پاک ہی کا حصہ ہے۔
اول تشبیہ مومن اور کافر کی بحرین سے دی گئی اور اس میں عذاب فرات کو طبع اجاج پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

پھر اعمیٰ و بصیر سے تمثیل دی گئی۔ پھر ظلمات اور نور سے پھر ظل اور حرور سے پھر اجزاء و اموات سے اور یہ ظاہر ہے کہ کافر اعمیٰ نہیں اور ہر مومن بصیر نہیں دونوں بظاہر اعمیٰ و بصیر ہوتے ہیں ایسے ہی ہر جگہ ظلمت نہیں ہوتی اور ہر مقام پر نور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر وقت ظل یا نور ان حرور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر مومن اجزاء نہیں اور ہر کافر بظاہر اموات نہیں ہوتا اس میں ترقیات کی نسبتیں ہیں۔
جو اعمیٰ و بصیر سے بڑھتے بڑھتے ظلمات و نور اور ظل و حرور تک تشبیہی ترقی کی اور اتہا اجزاء و اموات پر فرمائی۔

اور آخر میں وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ فَاكِظًا لَهَا كَمَا ظَلَمْتَ بَاطِلًا اَلَا اِنَّكَ وَالْاٰلُ اَوْرَاثُهَا۔

اور ظلمات و نور ایسے ہی جیسے جہالت اور علم

اور ظل و حرور ایسے ہی جیسے ثواب و عقاب

تو ظلمات منافی نور ہے ایسے ہی کافر و جاہل مخالف مومن ہے و قس علیٰ ہذا۔

اور جیسے اجزاء میں اشارہ مومنین کی طرف ہے اور اموات میں اشارہ کافر کی طرف۔ اور آخر میں

فیصلہ ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ۔ بیشک اللہ جسے چاہے گوش قبول عطا فرمادے۔

اور آپ بلا مشیت الہی اور بغیر عطائے اذن کسی کافر مردہ دل کو ہدایت کی طرف نہیں لاسکتے۔

جیسا کہ ارشاد ہو چکا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَاِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلَّا مَن يَّوَسَّعُ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّهِ فَاِنَّكَ تَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ۔
آپ اپنی قوت و ارادے سے کسی کو ہدایت نہیں فرماتے بلکہ جسے اللہ چاہے اسے آپ کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔

ورد ابو جہل ابولہب - امیر بن خلف - ابن سلول سب ہدایت پر ہوتے اس لیے کہ آپ کے وجود باوجود کوسم نے رحمت عالم نبایا ہے اور صرف اور صرف منظر رحمت ہیں اور ہماری ذات منظر رحمت و رحمت ہے ہم رحمن در عیم بھی ہیں اور جبار و قہار بھی لیکن آپ روف در عیم اور رحیم علی الامین ہیں اس لیے ہم آپ کی نعمتیں فرماتے ہیں۔
 اِنَّ اَنْتَ الْاَنْزِلُیْنَ اَبْ نَحْسٍ مَّکْرُوْرٍ لِّیْ دَلِیْ۔

اسی وجہ سے ماعلیٰ کذا لانا ننبیغ و ننبیغ و ننبیغ و ننبیغ آپ پر یہ بار نہیں کہ آپ تبلیغ و تذبذب کے بعد ہدایت و عدم ہدایت کے بھی ذمہ دار ہوں بلکہ آپ سے ڈرائیں ہدایت فرمائیں اس کے لیے اگر اللہ چاہے کہ ہدایت ہو تو وہ سن کر ہدایت پر آجائے گا۔

اور جسے اللہ چاہے کہ اسے ہدایت ہو وہ گمراہ ہی رہے گا بلکہ اس کے دل پر تہ ضلالت ہوگی لہذا آپ پر یہ بار نہیں ہوگا کہ آپ اس کی ضلالت کے متعلق مسئول ہوں اس لیے کہ
 اِنَّا اَدْسَلْنَاکَ بِالْحَقِّ کِیْثًا وَّ اَدْبَدْنَا نِیْرًا۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دیتا اور گمراہ بنا دیتا بھیجا ہے۔

اور یہی ہماری عادت مستمر ہے۔ چنانچہ
 وَاِنَّ مِنْ اُمَّتٍ اَلَا خَلٰیفَتِہَا نَبِیٌّ۔ اور کوئی جماعت زمانہ ماضیہ میں ایسی نہ گذری مگر اس میں ہمارا تذبذب گدرا۔ یہاں خلا یعنی مضمی ہے۔
 اب یہ کہ وہ تذبذب ہی آیا یا عالم۔

اس پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں مِنْ نَبِیٍّ اَوْ عَلٰیہِ یُنَبِّئُہَا۔
 وَ قَبْلِ خُصْمِ النَّبِیِّ بِاللَّحْمِ لَنْ اَلْبَشَارِکَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِالسَّمْعِ مَهْمُوْمٌ خَصًّا لِصِفَةِ النَّبِیِّ
 عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَالْبَشِیْرُ نَبِیٌّ اَوْ نَاقِلٌ عَنْہُ بِعِلَالِ النَّبِیِّ فَاِنَّہَا تَكُوْنُ سَمْعًا وَّ عَقْلًا فِلَدَا
 وَ جَمْعَ النَّبِیِّ کُلِّ اُمَّتٍ۔

ایک قول یہ ہے کہ تذبذب ہوا کر ارشاد فرمایا گیا وَاِنَّ مِنْ اُمَّتٍ اَلَا خَلٰیفَتِہَا نَبِیٌّ۔ اس لیے کہ بشارت نہیں ہو سکتی جب تک بشریح و طاعت کا اہل نہ ہو اسی وجہ سے بشریح ہونا خاصا انبیاء سے ہے۔ تو بشریح بنی ہو سکتا ہے یا بنی کے احکام کا ناقل۔

پر خلاف نذارت کے کہ وہ سن کر بھی ہو سکتی ہے اور عقل کی روشنی سے بھی۔
 اسی لیے ہر جماعت میں تذبذب کا آنا فرمایا۔

اور یہ عقیدہ یا پل ہے کہ تمام حیوانات و بہائم میں بھی انبیاء یا علماء آئے ہیں و دآیت فی بعض
الکُتُبِ الْقَوْلُ بِذَلِكَ كُفْرًا وَالْعِبَادَةُ بِاللَّهِ -

وَإِنْ يُكْفِرُ بُولُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالْزُجُرِ
وَإِلَى الْكِتَابِ الْمُنِيرِ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ - اور اگر یہ سرکش آپ کی تکذیب
کریں تو فلا تخزن من تكذب هو لاد اياك - تو آپ عمگین نہ ہوں ان کے جھٹلانے سے یہ تو
ہمیشہ سے اپنے نبیوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور جب تکذیب کی ہے جبکہ وہ نبی معجزات باہر
اور صحت سا طعہ مثل ابرہہ علیہ السلام کے لائے اور روشن کتاب مثل توریت و انجیل و قرآن کریم
کے لائے یہ تکذیب ہی کرتے رہے۔ آخرش

ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ - میں نے ان کافروں کی گرفت کی تو ان کا انکار
ان کے لیے ان پر ہی وبال ہوا۔

اس آیر کریمہ میں حضور کو تسلیہ ارشاد ہوا کہ ان کی تکذیب کی آپ پر واہ نہ کریں۔

یا محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ فاطر پر

الْمَرْتَرَاتِ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَأَخْرَجْنَا بِهَا شَجَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا
وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ
أَلْوَانُهُمْ وَغَرَابِيبُ سُودٍ

وَمِنَ النَّاسِ وَالذَّوَابِ وَالْأَنْعَامِ
مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
عَفُورٌ

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوْا مَا رَزَقْنَاهُمْ

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے
پانی تو ہم نے اس سے نکلے پھل جن کے رنگ
مختلف ہیں اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور
سرخ مختلف رنگوں کے اور بہت سے گہرے
سیاہ کالے۔

اور لوگوں میں اور حیوانوں میں اور جانوروں میں
رنگ ایسے ہی رکھے اللہ سے تو ڈرتے ہیں اسکے
بندوں میں وہی جو علم والے ہیں بے شک اللہ
عزت والے ہے۔ بخشنے والا ہے۔

بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور نماز
قائم رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ہمارے لیے

ہوئے میں سے پوشیدہ اور علائقہ امیر کہتے
میں ایسی تجارت کی جس میں ٹوٹا نہ ہو۔
تاکہ پورا دیا جائے انہیں بدلہ ان کا اور اپنے نفل
سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشے والا
قدر کرنے والا ہے۔

اور وہ کتاب جو ہم نے وحی فرمائی تمہاری طرف
وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے اس کی جو اس سے
پہلے آئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار
دیکھنے والا ہے

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا انہیں جنہیں جینا
ہم نے اپنے بندوں سے تو ان میں کوئی ظلم کرنا
ہے اپنی جان پر اور ان میں سے کوئی درمیانہ پھال
پر ہے اور ان میں سے کوئی بھلائیوں میں سبقت
لے جائے اللہ کے حکم سے یہ بڑا افضل
بسنے کے باغ میں داخل ہوں گے وہ ان میں
سونے کے گنگن اور موتی پہنائے جائیں گے
اور ان کا لباس ریشم ہو۔

اور کہیں گے سب حمد اللہ کے لیے جس نے
ہمارا غم ہم سے دور کیا بے شک ہمارا رب بخشے
والا قدر کرنے والا ہے۔

وہ جس نے اتارا ہمیں آرام کی جگہ اپنے فضل سے
تہیں پہنچتی ہیں اس میں کوئی تکلیف اور زحمت
میں کوئی تکان۔

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لیے ہے آگ جہنم
کی نہ موت آئے انہیں کہ مر جائیں اور نہ تخفیف

سَيَرَوْنَ عِلَاقَةَ يَوْمَئِذٍ لِّبَنِي
نَبِيِّهِمْ
لِيُؤْفِقَهُمْ أَجْرًا هُمْ وَبَنِيهِمْ هُمْ
فَضْلًا إِنَّ اللَّهَ عَفْوٌ شَكُورٌ

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ
هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
إِنَّ اللَّهَ لَبِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ

ثُمَّ أَوْدَعْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِهِ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ
بِالْخَيْرَاتِ يُأْتِي اللَّهَ ذَلِكَ هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيرُ

حَتَّىٰ عَدَّتْ يَدَا خُلُوتِهَا يَحْتَسِبُونَ
فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا
قَلْبًا لَهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَعَفْوٌ
شَكُورٌ

وَ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَاتِ مِنْ
فَضْلِهِ لَا تَجِدُنَا فِيهَا نَصَبًا وَلَا جَمِئًا
فِيهَا نُغْوِبُ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ
لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ

عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نُفَجِّرُ كُلَّ
كَقَوْلِهِ

وَهُوَ يُصْطَفَى خُوفٌ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ
أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرُ
وَنَجَاءُ كَوْمَاةٍ يَذُرُّهُ

فَذُرُّوا قَمَا يَلْظُمُ الْبَيْتَ مِنَ نَصِيرِهِ

ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں
ہم ہر سرکش کو۔

اور پختے ہوں اس میں لے ہمارے رب ہمیں
نکال کہ نیک عمل کریں سوا ان عملوں کے جو کرتے
تھے اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی کہ سمجھنا ہو
تو اس میں سمجھ لیں اور آئے تم میں نذیر۔

تو چکھو اب عذاب کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

لفظی ترجمہ

آت۔ بیشک	تَوَرَّ بِرَبِّهَا تَوَنَّى	لَحْرَةً	آر کیا
مَاء۔ پانی	مِنَ السَّمَاءِ۔ آسمان سے	أَنْزَلَ۔ اتارا	اللہ۔ اللہ نے
مُخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں	تَمْرَاتٍ۔ پھل	يَدْرُسُكَ سَائِقًا	فَاخْرَجْنَا تَوَنَّى لَمْ يَمُتْ
جُدَادًا۔ دھاریاں ہیں	مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں کی	و۔ اور	أَلْوَانَهَا۔ نلکے رنگ
مُخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں	حَمْرًا۔ سرخ	و۔ اور	بَيْضًا۔ سفید
سُودًا۔ سیاہ	غَرَابِيبًا۔ گہری	و۔ اور	أَلْوَانَهَا۔ نلکے رنگ
و۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے	و۔ اور	و۔ اور
مُخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں	الْأَنْعَامِ۔ چارپایوں سے	و۔ اور	الذَّوَابِ جَانُورِو
يُجْتَنَى۔ ڈرتے ہیں	إِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	كذَلِكَ۔ اسی طرح میں	أَلْوَانُهُ۔ اس کے رنگ
الْعُلَمَاءُ۔ علم والے	مِنَ عِبَادِكَ۔ اس کے بندے	و۔ اور	اللہ۔ اللہ سے
عَقُورًا۔ بچنے والا	عَرِيضًا۔ غالب ہے	اللہ۔ اللہ	إِنَّ رَبَّكَ
كِتَابٍ۔ کتاب	يَتْلُونَ۔ پڑھتے ہیں	الَّذِينَ۔ وہ جو	إِنَّ رَبَّكَ
الصَّلَاةَ۔ نماز	أَقَامُوا۔ قائم رکھیں	و۔ اور	اللہ۔ اللہ کی
يُؤْمِنُونَ۔ جو ایمان لائے	مِنَّا۔ اس سے	الْفُقَرَاءُ۔ خیر چاہنے والے	و۔ اور
يُؤْمِنُونَ۔ امید رکھتے ہیں	عَلَانِيَةً۔ ظاہر	و۔ اور	بِئْسَ مَا يَشِيرُ

بِعَادَتِكَ اِیسی تجارت کی جو	کُنْ ہرگز نہ	تُؤَدَّ برباد ہو	لَبِو قَبِيْمٌ تاکر پورا دے انکو
اُجُوْدٌ اچھ	هُنُو ان کے	و۔ اور	يَزِيْدٌ زیادہ دے
هُنُو ان کو	مَنْ فَضِيْلٌ اپنے فضل سے	اِنَّهُ يَشِيْكُ وہ	اَلَّذِي وہ جو
عَفُوْدٌ بخشنے والا	شُكُوْرٌ قدر دان ہے	و۔ اور	هُو۔ وہ
اَوْحِيْنَا وحی کی ہم نے	اَلْبَدِكُ تیری طرف	مِنَ الْكُتَابِ کتاب	بَيْنَ يَدَيْهِ پہلے اس سے
اَلْحَقُّ حق ہے	مُصَدِّقًا تصدیق کرتی ہے	يَا۔ اس کی جو	لَخَبِيْرٌ خبردار
اِنَّ يَشِيْكُ	اَللّٰهُ اللہ	بِعِبَادِكَ اپنے بندوں سے	اَلْكِتَابِ کتاب کا
لَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے	لَتَمَّ بھرا	اَوْدَتْنَا وارث بنایا ہم نے	فِيْمَنْ تو بعض ان سے
اَلَّذِيْنَ ان کو جنہیں	اَصْطَفَيْنَا چنا ہم نے	مِنْ عِبَادِكَ اپنے بندوں سے	مِنْكُمْ کچھ ان سے
ظَالِمٌ ظالم ہیں	لِنَفْسِہِ اپنی جان کیلئے	و۔ اور	سَابِقٌ پہلے والے ہیں
مُقْتَصِدٌ مہیا نہ تو ہیں	و۔ اور	مِنْكُمْ کچھ ان سے	خَبْرًا یہ
بِالْخَيْرَاتِ نیکیوں کی طرف	بِاِذْنِ حکم	اَللّٰهِ خدا سے	جَنَّتْ بلغ میں
هُو۔ وہ ہے	اَلْفَضْلُ فضل	اَلْكَبِيْرُ بڑا	فِيْمَا اس میں
عَدِيْنٌ ہمیشہ کے	يَدٌ حُلُوْمًا داخل ہوں اس سے	مُجَلُوْنٌ پہنائے جائیں	لَوْ لَوْ ا۔ موتی
مِنْ اَسَادِدِ کنگن	مِنْ ذَهَبِ سونے کے	و۔ اور	جَوِيْرٌ رشیم ہوگا۔
و۔ اور	لِبَاسُهُمْ لباس ان کا	فِيْمَا اس میں	بِذِہِ اللہ کو میں
و۔ اور	قَالُوْا کہیں گے	اَلْحَمْدُ سب تعریفیں	اَلْخَيْرُ غم
اَلَّذِي وہ جو	اَذْهَبَ لے گیا	عَنَّا ہم سے	شُكُوْرٌ قدر دان ہے
اِنَّ يَشِيْكُ	ذُنْبًا ہمارا رب	لَعَفُوْدٌ بخشنے والا	اَلْمَقَامَةُ رقیام میں
وَالَّذِي وہ جس نے	اَحْلَنَّا انا را ہمیں	ذَا۔ گھر	فِيْمَا اس میں
مِنْ فَضِيْلِہِ اپنے فضل سے	لَا۔ نہیں	يَمِيْنًا پہنچے گی میں	يَمِيْنًا پہنچے میں
نَصَبٌ بھوک	و۔ اور	لَا۔ نہ	اَلَّذِيْنَ وہ جو
فِيْمَا اس میں تکان	لَعُوْبٌ تکان	و۔ اور	جَهَنَّمَ جہنم کی
كُفْرًا کافر ہیں	كَمٌ ان کے لیے	فَاذ۔ آگ ہے	فِيْمَا تَوَارِمْ جائیں
لَا۔ نہ	لِيُقْضَى فیصلہ ہو	عَلَيْكُمْ ان کا کہ	

وَعَمْرٍۭاۙ اِنۢ سِیۡ	یُخَفَّفُۙ كَمۡ كِیۡا جَآئِیۡ كَا	لَاۤ اِنَّ	ذَاۤ اُوۡر
تَجَزِیۡاۙ بَدَلۡہ دیتے ہیں ہم	كُنۡ ذٰلِكَۙ اِسۡی طَرِحِ	مَنْ عَدَاۤ اِیۡمَآاۙ اِسۡ كَا عَذَابِ	كُلِّۙ ہر
عَمۡۙ وہ	ذَاۤ اُوۡر	كُفُوۡرِۙ نَآشِرۡكِیۡ كُو	یَصۡطَرِیۡحُوۡنَۙ صَیۡحۡتِیۡ ہُوۡنِ كِی
اٰخِرِۡ جَنَآاۙ نِكَآلِ ہِمۡ كُو	ذٰبِنَاۙ اِسۡ ہِمَارِیۡ رِبِ	یٰہِنَاۙ اِسۡ ہِیۡ	نَعۡمَۙ ہِمۡ عَمَلِ كَرِیۡمِ كِی
اَلذِّیۡۙ اِسۡ كِی ہُو	عَیۡرِۙ سَوَا	صَآلِحَاۙ نِیۡكِ	كُنَّاۤ رَقۡعِیۡ ہِمۡ
كُوۙ نہ	اَدۡۙ كِیَا	نَعۡمَۙ رُۡ عَمَلِ كَرِیۡمِ كِی	نُعۡمِۙ رُۡ عَمۡرِیۡ ہِمۡ تِی
یٰتِنَاۙ كُرۡۙ نَصِیۡحَتِیۡ لَیۡتَا	مَاۙ اَتِنَاۙ كِی	كُوۙ تَمۡ كُو	فِیۡہِۙ اِسۡ ہِیۡ
ذَاۤ اُوۡر	تِنَاۙ كُرۡۙ نَصِیۡحَتِیۡ لَیۡتَا	مَنْۙ ہُو	جَاۡدۡۙ رِیَا
فَاذۡقُوۡاۙ تُوۡ كَچھو	اَلذِّیۡۙ رُۡ دَرَاۡنِیۡ وَآلَا	كُوۙ تہارے پاس	فَمَاۙ كِی ہِیۡ ہِیۡ
	مِنْۙ كُضِبِۡۙ كُوۡیۡ مَدَدِ كَارِ	لِلظَّآلِمِیۡنَۙ ظَآلِمُوۡلِ كَا	

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ فاطر پر ۲۲

اَلَّذِیۡرَاتِۙ اِنَّہٗ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۙ كِیَاۤ اِنۢ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ یعنی بارش نازل فرمائی۔

فَاٰخِرِۡ جَنَابِہٖۙ عَمْرٰٓیۡۙ مُخْتَلِفًاۙ اَلْوَانِہَاۙ تُوۡ نِکالے ہم نے اس سے پھل رنگ رنگ۔ یعنی سبز سرخ۔ زرد مثل انار سیب، انجیر۔ انگور۔ انار کھجور۔ کیلا۔ سنگترہ۔ ناشپاتی چکوتہ یعنی بگوگوشہ۔ سیرفاسے ہوسمی آہم۔ خرچوہ۔ ترلوز۔ لوکاٹ۔ خوبانی۔ لیچی۔ ارٹڈ۔ لکڑھی۔ سرداد وغیرہ وغیرہ کے بیشمار۔

وَمِنَۙ اَلْجِبَالِۙ جُدَدٌۙ دَبِیۡضٌۙ وَحُمْرٌۙ مُّخْتَلِفٌۙ اَلْوَانِہَاۙ وَعَرَابِیۡۙ سُوۡدٌۙ۔ اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف اللون اور کالے بھونجک۔

یعنی پھلوں میں جیسے مختلف الالوان میں ایسے ہی پہاڑوں میں راستے سفید پتھر ولے سفید سرخ پتھر ولے سرخ رنگ کے اور سیاہ پتھر ولے پہاڑوں میں سیاہ رنگ کے راستے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانہائے قدرت اور آثار صنعت ظاہر فرمائے تاکہ اس کی ذات و صفات پر استدلال کیا جاسکے

وَمِنَۙ النَّاسِۙ وَالدَّآبِّۙ وَآلِۡ اَلْاَنْعَامِۙ مُخْتَلِفًاۙ اَلْوَانِہَاۙ كُنۡ لٰکَۙ اِنۢ شَاۡءَ اَللّٰہُۙ مِمَّنۡ عِبَادِہٖۙ اَلْعُلَمَآءُۙ اِنَّ اَللّٰہَۙ عَزِیۡزٌۙ عَفُوۡرٌۙ۔ اور بعض آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ ایسے

ہی مختلف ہیں اللہ سے ڈرنے والے بندوں میں وہی ہیں جو علم رکھتے ہیں بے شک اللہ عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

علماء پر خوف و خشیت کا حصر اس وجہ میں فرمایا کہ وہ صفات الہی اور عظمت کو جانتے ہیں اسی سے علم کا تفاوت کچھ زیادہ کی نسبت سے ہے جتنا علم زیادہ ہوا اتنا ہی خوف بھی زیادہ ہوا ہے۔ اسٹیج پر بولنے والے واعظ قسم کے علماء اس تعریف میں داخل نہیں کہ وہ محض پیشہ ور کا سب اموال ہیں۔ وہ علماء جو خشیت الہی کے ماتحت اپنے لیل و نہار گزارتے ہیں وہ انھیں الخواص میں موجودہ دور میں پیشہ ور زیادہ ہیں اور خوف و خشیت والے معدوم نہیں لیکن نادر ہیں اور اللہ تعالیٰ عزت والا بخشنے والا ہے جسے چاہے معاف فرما دے۔

اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ يَنْتَوْنَ كِتَابِ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُسِرُّوْنَ
 يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوَدَّ بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز نقصان نہیں۔
 یہ ان اہل علم کی تعریف ہے جو کتاب اللہ پڑھتے نماز قائم رکھتے اور جو اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے تنہا خوری کی بجائے غراب و مساکین اور تیمی پر خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ علانیہ و پوشیدہ وہ کرتے ہیں اور کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے جسے وہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی ہمدرد اور اس کی عزت و شان جانتے ہیں پھر ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خیرات میں ایسی تجارت کی امید ہے جس میں نقصان و خسران کا احتمال نہیں آگے ارشاد ہے۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اَجْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ اِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ
 پورا پورا ثواب دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائے بے شک وہ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے جسکی وہ امید رکھتے ہیں تو ان کی امید سے بھی زیادہ انہیں بخشا جائے۔

وَالَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ مِنْ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَبَعْدُ
 تَعْبُوْرٌ صٰدِقٌ اور وہ جو ہم نے تمہاری طرف وحی فرمائی کتاب وہی حق ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا ہے۔

وحی کے ذریعہ جو کتاب کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کریم ہے اور کاف مخاطب کا حضور کی طرف سے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ کتاب عطا فرمائی جسے تمام کتابوں پر فضیلت ہے۔ اور جن کی امت تمام اہم ماضیہ سے اشراف ہے اور اللہ تعالیٰ تمام کے تمام لوگوں کے ظاہر و باطن کو

جاننے والا ہے۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بإذنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندوں کو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہوں نے تمام اعمال پر فضیلت ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی اور نیاز مندی کی شرافت سے وہ نوازے گئے ان کے مختلف مدارج و مراتب ہیں تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی درمیانہ روی میں ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی وہ فضیلت ہے جو اللہ کا بڑا فضل ہے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ تین گروہ وہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے سبقت لے جانے والا گروہ مومن و مخلص ہے۔

اور مقتصد گروہ یعنی میانہ روی میں رہنے والا گروہ وہ ہے جس کے عمل میں بگیریا سے ملوث نہیں اور ظالم لنفسہ یعنی اپنی جان پر ظلم کرنے والا وہ گروہ ہے جو نعمات الہی کا منکر تو نہیں لیکن شکر بھی بجا نہ لائے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ہمارا سابق بالخیرات تو سابق ہی ہے
اور مقتصد ناجی ہے۔

اور ظالم مقفور۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔

نیکیوں میں سبقت لے جانے والا بے حساب جنت میں جائیگا۔
اور مقتصد سے حساب ہوگا لیکن اس کے حساب میں آسانی ہوگی۔

اور ظالم حساب میں روکا جائے گا جس سے لے کر پریشانی ہو مگر وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔
حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

سابق عہد رسالت کے وہ عشرہ مبشرہ ہیں جن کے لیے حضور نے بشارت جنت دی۔
اور مقتصد وہ اصحاب ہیں جو حضور کے طریقہ پر عامل رہے۔

اور ظالم لنفسہ ہم تم لوگ ہیں۔ یہاں ام المؤمنین کا یہ فرمانا کمال انکسار کا مظاہرہ ہے کہ اپنے کو آپ
تیسرے طبقہ میں شمار فرما رہی ہیں۔

با آنکہ آپ جلالت مرتبت میں وہ ہیں جو آیت تطہیر تیار ہی ہے اس لیے کہ سیاق آیت تطہیر ازواج مطہرات کے لیے ہے جو یا ایستاء البیاتی کسنتن کا حدیث من النساء سے شروع ہو کر انما یدید ائذک لئذہب عنکم الذخین اهل البیت پر ختم ہے اور اس کے علاوہ مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے جو مختصر تفسیر میں بیان ہوگا۔

پھر ہر سہ گروہ کے لیے ارشاد ہے۔

حَتَّ عَدَابٍ يَدَّ خُلُوتَهَا يُجَلُونَ فِيهَا مِنْ آسَاوَرٍ مِنْ ذَهَبٍ قُلُوتُهَا قَلْبَا سَمِّ قِيَا
حزیرہ ہمیشہ آباد رہنے کے باغیچے میں جن میں پیر ہر سہ گروہ) داخل ہوں (اور ان ہر سہ گروہ کو) سونے کے کنگن اور موتی کے زیور پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس وہاں ریشم ہوگا۔

اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کا یہ بیان ہو جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْبُزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا
دَارَ الْمَقَامَاتِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَبْسُئُ فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَبْسُئُ فِيهَا عُوبٌ۔ اور کہیں گے سب تعریفیں
اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمارا غم دور کیا اور ہمیں اپنے فضل و کرم سے بخش دیا ہے شک ہمارا رب بخشنے والا
قدر فرماتے والا ہے۔

یعنی ہمیں عذاب جہنم کا خوف اور گناہوں کا غم تھا یا جو ہم نے عمل کیے ان کا فکر تھا کہ قبول ہوں گے یا نہیں اور ہول قیامت کی فکر تھی کہ وہاں کیا ہوگا اس پر وہ بخشش دیکھ کر حمد الہی کریں گے اور کہیں گے کہ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اور یہ سب اس کے فضل سے ہے کہ ہمیں نہ کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہمیں اس میں کوئی ناپسندیدگی محسوس ہوئی

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَا كَانُوا وَلَا يُعْقَبُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا
كذالك تجزي كل كفور۔ اور وہ جو کافر ہی رہے ان کے لیے آگ جہنم کی ہے نہ انہیں قضا آئے
کہ مر جائیں اور نہ ان پر ان کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر ناشکرے کو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے ثُمَّ لَا يُبَدِّلُ فِيهَا وَلَا يُجِزِي۔ پھر وہ نہ مرے نہ زندہ رہے نہ مرنا تو یوں نہیں
کہ اگر مر جائیں تو عذاب سے نجات پائیں اور جینا یوں نہیں کہ وہاں کی تکالیف سے موت پسند کریں
اور عذاب جہنم میں ان کی چیخ و پکار سے تخفیف کھی نہ ہو چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَهُمْ يُصْطَرَّحُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ۔ وہ اس جہنم میں
چیخیں اور پکاریں کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال تا کہ ہم اچھے عمل کریں ان اعمال کے خلاف جو ہم

پہلے کر حکمے میں۔ اس کے جواب میں ارشاد ہو۔
 اذْكُمْ تَعْمَرُكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا فِيكُمْ مَنْ قَدْ كَرِهَ دَعَاءُكُمْ التَّنْبِيْهُ فَذُوْا فَمَا لِلنَّكَالِيْنَ
 مِنْ نَّصِيْرٍ۔ کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سناٹے والا تم میں اکثر لایا تو اب چکھو عذاب کہ ظالم کے لیے کوئی مددگار نہیں۔
 یعنی ہم نے تمہیں عمریں دیں اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں بھیجے مگر تم نے ان کی بات قبول نہ کی ان کی فرمانبرداری کی طرف تم نہ جھکے۔ لہذا اب عذاب اپنے اعمال کے بدلے قبول کرو اور سزا کا مزہ چکھو ہمارے یہاں ظلم کی مدد نہیں ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ فاطر پر ۲۲

تفسیر سے پہلے چند لغات کا حل سمجھ لینا ضروری ہے وہ ہونگا۔
 جِدَادٌ جمع جَدَاةٌ کی ہے جَدَاةٌ خط اور راتنے کو کہتے ہیں۔ گدھے کی پشت پر جو بڑھک بڑی دم تک ہوتی ہے اس پر ایک خط سیاہ ہوتا ہے اسے جَدَاةُ الْحَمَارِ کہتے ہیں۔
 چادر پر جو دھاریاں ہوتی ہیں اسے عربی میں كِسَاءٌ مُجَدَّدٌ کہتے ہیں۔
 آبیہ کریمہ میں وَجَدُوْا بَيْضًا جَوْفَرَايَا اس سے بہاڑوں کے طبقے مراد ہیں۔
 بَيْضٌ جمع سے اَبْيَضٌ کی اور اَبْيَضٌ سفید رنگ کو کہتے ہیں۔ اس کی اصل بَيْضٌ ہے سے سلامت رکھنے کو بے کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔ بَيْضٌ اس لیے پڑھا گیا۔

حَمْرٌ جمع ہے حَمْرَاءُ کی اور حَمْرَاءُ مَوْنَتٌ ہے احمرا اور احمرا کے معنی سرخ رنگ کے ہیں۔
 عَرَابِيٌّ سُودٌ۔ عَرَابِيٌّ جمع ہے غَرَبِيٌّ کی اور غَرَبِيٌّ سخت سیاہ کو کہتے ہیں جسے اردو میں کالا بھوچنگ کہتے ہیں اور تیز سرخ کو لال کہتے ہیں تو یہاں عَرَابِيٌّ سُودٌ فرما کر غَرَابِيٌّ تاکید کے لیے لایا گیا اور بطور مبالغہ تاکید کو مؤکد پر مقدم کیا گیا۔

كَذٰلِكَ۔ کافات مختلف کے مصدر مخذوف کی صفت کے متعلق ہے تو عبارت یوں ہوگی

اٰخْتَلَفَا كَاثِنًا كَذٰلِكَ اٰتٰى كَاخْتِلَافِ التَّمَارِ وَالْجِبَالِ۔

اِنَّمَا يَخْتَلِفُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادَةِ الْعُلَمَاءِ۔ یہاں الْعُلَمَاءُ بخشیش کا فاعل ہے اور اللہ مفعول ہے۔

حَبَّتْ عَدُوْنِ۔ یہ بدل ہے الْفَضْلِ الْكَثِيْرِ سے یا مبتدا ہے اور خبر بدخلو نہا ہے۔

يُحَلِّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرٍ مِّنْ يُّجُلُونَ وَدُورِ مِثْلِ حَبِيبِ جَنَّتِ عَدْنُ كِي بِأَسْمَاءِ - أَسَاوِرٌ جَمْعُ سَوْرَةٍ
 كِي اور اسورہ کا مفرد سوار ہے۔ سوارہ زبور کو کہتے ہیں۔

وَلَوْلَوْآ - اس کا عطف یحلوں من اساور ہے۔

أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ - حَزْنٌ يَفْتَحُنِ أَوْ حَزُونٌ يَضْمُ حَاءٌ وَدُكُونٌ ذَا - دونوں کے معنی
 رنج و غم کے ہیں۔

أَحَلَّنَا ذَا الْقَامَةِ - مَقَامَتُ صَيْغَةُ مَفْعُولٌ بِعَيْنِي أَقَامَةٌ مُسْتَعْمَلَةٌ بِسِ اس لِيَةِ كَر صَيْغَةُ سَمِ
 مَفْعُولٌ كَثْرَ مَصَدْرٍ كَمَعْنِي فِي مَسْتَعْمَلٌ يَهْوَى بَعِي خَوَاهُ كَسِي بِأَبٍ سَعِي هُوَ جَسِي ذَبٌ أَدَجَلْنِي مَذْ خَلٌ
 صِدْقِي ذَا خُرُجِي فَخُرُجٌ صِدْقِي أَوْ مَزْقَانًا هُوَ كَلٌّ مُنْزَقِي - اور یہ اس لیے کہ مصدر حقیقت میں مفعول
 ہی ہوتا ہے اسی وجہ میں مفعول کا مصدر کے قائم مقام ہونا جائز ہے۔

لَا يَمَسُّنَّ فِيهَا نَضَبٌ دَلِيلٌ يَمَسُّ فِيهَا الْعُذْبُ - نَضَبٌ بِمَعْنَى تَعَبٍ أَوْ مَشَقَّةٍ آتَا بِهٖ أَوْ لِعُذْبِ
 یعنی تکان اور رساندگی مستعمل ہے۔

فَيَمُوتُونَ - واصل فیوتون تھا۔ ف کے بعد ان ناصبہ جو مقدر ہے اس کی وجہ سے نون اعرابی

حذف ہو گیا ہے۔

وَهُوَ يَصْطَرِحُونَ - اِصْطِرَاحٌ مَصَدْرٌ بِهٖ بِأَبِ اِنْفِعالٍ كَامْشَقِي هُوَ صِرَاحٌ كَمَعْنِي فِي سِحْنِي كَوِيَا جَلَانِي
 کو چونکہ مستغنی بھی بوقت استغناء بلند آواز سے فریاد کرتا ہے اسی لیے اسے اصطرخ کہتے ہیں۔ اور اس
 کے معنی میں کَسْتِغْنِيُونَ۔

اب مختصر تفسیر دو جو تھار کو ع سورۃ فاطر پہ شروع ہے۔

الْحَرَّتُونَ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً - کیا نہ دیکھا تو نے کہ بیشک اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے

پانی۔ یعنی اس کی قدرت کا یہ مشاہدہ نہ کیا کہ اس قادر و قیوم نے آسمان سے بارش کی۔

یہ استفہام تقریری ہے جو رویت قلبی کے بعد ہر انسان پر واضح ہے یعنی بارش کا ہونا اگرچہ آنکھ بھی

دیکھتی ہے لیکن دل کی آنکھ اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتی ہے کہ بلندی سے اسفال کی طرف پانی برسانا اسی

قادر علی الاطلاق کا کام ہے اور پھر وہ بیکار نہیں بلکہ۔

فَأَخْرَجْنَا مِنْهَا نَضَابًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانًا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا زَيْتًا سَوِيًّا وَمِنْهَا قَبْلُ كَمَعْنِي فِي سِحْنِي كَوِيَا جَلَانِي
 مختلف ہیں۔

أَيُّ الْأَنْوَاعِ مِنَ النَّفَّاحِ وَالرَّمَانِ وَالْعُنْبِ وَالْبَتِينِ وَغَيْرِهَا مِمَّا لَا يُحْصَى - یعنی اقسام سیب

اور نار اور انگور اور انجیر وغیرہ اور پھر ان کے ذائقوں کا اختلاف اور ان کے رنگ زرد، سرخ، سبز وغیرہ
یعنی ایک پانی سے کتنے رنگ پھلوں میں رہتے۔ ایسے ہی
وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيْضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُمَا وَخَرَابِيثٌ سُودٌ - اور پہاڑوں سے راستے
سرخ مختلف رنگوں والے۔

جُدَدٌ جُدَّةٌ كِي جَمْعُ هِيَ الطَّرِيقَةُ مِنْ جَدَّكَ إِذَا قَطَعْتَ - وہ راستہ ہے جُدَّةٌ کہتے ہیں
جب راستہ کاٹ لیا جائے۔

وَقَالَ أَبُو الْفَضْلِ هِيَ مِنَ الطَّرِيقِ مَا يُخَالِفُ لَوْنَهُ لَوْنِ مَا يَلِيهِ وَمِنْهُ جُدَّةُ الْحِمَارِ لِلْخَطِّ
الَّذِي فِي وَسْطِ ظَهْرِهِ يُخَالِفُ لَوْنَهُ - ابو الفضل کہتے ہیں وہ راستوں میں جو مختلف رنگ ہوتے ہیں
جُدَّةٌ بولتے ہیں۔ اور گدھے کی پشت پر جو ایک خط ہوتا ہے اسے بھی جُدَّةٌ بولتے ہیں۔

اور ابن الاثرق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جُدَّة کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا كَرَابِيثٌ
طَرِيقَةٌ بَيْضَاءٌ وَطَرِيقَةٌ خَضْرَاءٌ - وہ راستے ہیں ایک راستہ سفید ہے کہیں راستہ سبز ہے۔
صاحب لوا مع کہتے ہیں هُوَ جَمْعُ جَدِيدٍ بِمَعْنَى اَثَرٍ جَدِيدٍ كَمَا وَاصِحَةُ الْاَلْوَانِ -

اور غریب غریب کی جمع ہے وہ دور کی سیاہی سے هُوَ الَّذِي اَلْبَعْدُ فِي السَّوَادِ وَالْغُرُوبُ هُنَا
فَمِنْهُ الْغَرَابِيثُ - خلاصہ یہ کہ سخت سیاہ جسے کالا بھونجک کہتے ہیں اور اسی وجہ میں غراب کو بولتے ہیں
چنانچہ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الشَّيْخَ الْغَرِيْبِيَّ وَهُوَ الَّذِي يَخْتَصِبُ بِالسَّوَادِ
اللّٰهُ تَعَالَى شَيْخٌ غَرِيْبٌ كَوَيْبُضٍ سَيِّئٌ وَيَكْتُمُ سِرَّهُ - اور شیخ غریب وہ ہے جو بڑھا ہو کر بالوں پر سیاہ خناب
کریے اور مَنْ سَوَّدَ شَعْرًا كَسَوَّدَ اللّٰهَ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بھی فرمایا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهُمْ كَذَلِكَ - اور لوگوں سے اور دواب چمیلوں
سے بھی مختلف رنگ ہیں ایسے ہی۔

جیسے پھلوں اور پھولوں میں اور سب صنوع مطلق کی صنعت و رنگ آمیزی ہے بقول شاعر
رنگ وہ رنگتے ہیں جس رنگ کا رنگنا مشکل روپ وہ بھرتے ہیں جس روپ کا بھرتا ہے ٹھن
ان تمام علامات قدرت کا بیان فرما کر ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ - اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
یعنی جیسے رنگ اور طبائع کا اختلاف ہے ایسے ہی بندوں میں خشیت اللہ کے درجات کا بھی اختلاف
ہے۔ ایسے ہی ابن منذر ابن جریر سے روایت کرتے ہیں اِنَّهٗ قَالَ فِي الْاَيَاتِ كَمَا اِخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْاَنْعَامُ

تَخْتَلِفُ النَّاسُ فِي حَسْبَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ -

وَالْمَرَادُ بِالْعُلَمَاءِ الْعَالِمُونَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا الْعَادِمُونَ بِاللُّغُودِ الصَّارِبِ مَثَلًا مَثَلًا أَلْحَسْبِيَّةِ
ذَلِكَ الْعِلْمُ لِأَهْلِهَا الْمَعْرِفَةُ فَكُلُّ مَنْ كَانَ أَعْلَمُ بِهِ تَعَالَى كَانَ أَحْسَى -

علماء سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھیں نہ کہ وہ جو خود صرف کے عالم ہیں تو مدار خشیت
علم و عرفان الہی سے نہ کہ وہ معرفت جو صرف و نحو وغیرہ منطق و تاریخ سے متعلق ہو تو میر وہ شخص جو اللہ
تعالیٰ کا عرفان زیادہ رکھتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی خشیت زیادہ رکھتا ہے -

رَوَى السَّادِقُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ أَيُّ عِبَادِكَ أَحْكَمُ قَالَ الَّذِي
يُحْكُمُ لِلنَّاسِ كَمَا يُحْكُمُ لِنَفْسِهِ -

قَالَ يَا رَبِّ أَيُّ عِبَادِكَ أَحْسَى قَالَ أَرْضَاهُ بِمَا قَسَمْتُ لَهُ -

قَالَ يَا رَبِّ أَيُّ عِبَادِكَ أَحْسَى قَالَ أَعْلَمُهُمْ بِي -

دارمی حضرت عطاء سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تیرے کون سے
بندے صحیح حکم دینے والے ہیں فرمایا جو لوگوں پر وہی حکم کریں جو اپنے نفس پر حکم کرتے ہیں -

عرض کیا اے میرے رب کون سے بندے سب سے زیادہ دہے پر واغنی ہیں فرمایا جو میری تقسیم پر راضی ہیں
موسیٰ نے عرض کی الہی کون سے تیرے بندے زیادہ تجھ سے خوف کرتے ہیں فرمایا جو میری سنتوں
قدرت کو زیادہ جانتے والے ہیں -

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ علماء وہی ہیں جو دین کا علم رکھتے ہیں اور اسی مفہوم کو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اَنَا أَحْسَنُكُمْ دِينًا وَأَتْقَاكُمْ لِي - میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے
والا اور منہیات سے اجتناب کرنے والا ہوں -

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُؤَقِّدُ بِي شَاكِ اللَّهِ غَالِبٍ أَوْ خَشْيَةِ دَالٍ -

یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور آپ کی خشیت عام طور
پر ظاہر ہو چکی ہے - آگے ارشاد ہے -

إِنَّ الَّذِينَ بَيْنَ يَدَيْكَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ
يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ - وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے
دیے سے تحفیہ و علائقہ خرچ کرتے ہیں اور امیڈوار ہیں ایسی تجارت کے جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں -

يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ بِرَأْسِهِمْ فَرَاتِهِمْ فِي يَوْمِئِذٍ عَلَى قُرْبٍ إِنَّهُمْ فِي لَقَابٍ صَادِقٍ

بِسْمِ اللَّهِ یعنی کتاب کی تلاوت اور نماز ادا کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کی پیشانیوں پر نشان میں۔
 علامہ عبد الغنی بن سعید ثقفی اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی میں اِنَّمَا نَزَّلَتْ
 فِيْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْقُرْآنَ شَرِيْهُنَّ الْعِبْرَةَ بِعُمُرِ الْقَطْرِ۔ یہ آیت حضرت
 حسین بن عارت کی شان میں نازل ہوئی لیکن عبرت عموم لفظ کے ساتھ ہوتی ہے۔
 بنا بریں یہ بشارت ہر اس مومن کے لیے عام ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔
 اور سدی کہتے ہیں هُوَ اصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور عطا فرماتے ہیں کہ اس تعریف میں عامہ مومنین داخل ہیں اور یہی قول راجح ہے۔ کہ اس میں اول
 درجہ کے اندر صحابہ کرام ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ تِلْكَ كِتَابُ اللَّهِ سے مراد یَتَّبِعُونَ مَا تَشَاءُ يَتَّبِعُونَ مَا فِيْهِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ
 يَتَّبِعُونَ كِتَابَ اللَّهِ سے مراد یہ ہے کہ اجماع کتاب کرتے ہوئے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کریں
 گو مفہوم آیت سے یہ معنی قیاد ہوتے ہیں کہ کتاب اللہ پڑھتے ہوئے اس کے مخارج و حقوق کا
 لحاظ رکھنے والے اسی تعریف میں داخل ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذُبَّ قَادِيٍّ لِلْقُرْآنِ
 وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ۔ بہت سے قرآن ایسے پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اول خشیتہ الہی کا ذکر فرمایا جو عمل بالقلب ہے اس کے بعد عمل اللسان
 اور عمل جوارج ہے پھر عبادت مالی ہے۔

اور يُتَّبِعُونَ سِرًّا اَعْلَانِيَةً سے یہ امر واضح ہوا کہ اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والا پوشیدہ خرچ
 کیے یا علانیہ دونوں میں ماجور ہے البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ

التَّكْرِيْفُ فِي الْاِنْفَاقِ الْمَسْتُوْبِ وَالْعَلَانِيَةُ فِي الْاِنْفَاقِ الْمَقْرُوْبِ۔ صدقات مسنونہ پوشیدہ کیے
 مسنون ہیں اور صدقات مفروضہ مثل زکوٰۃ وغیرہ کے علانیہ دینے بہتر ہیں۔ مگر اسراف سے بچتے ہوئے
 وَلَوْ يَسْتُوْبُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلَّ الْبَسِيْطِ آگے ارشاد ہے۔

يَدْخُوْنَ تَجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ امید رکھتے ہیں اپنے رب کے ساتھ ایسی تجارت کی جس میں کھوٹ
 اور نقصان نہیں ہے۔

اَعْمَامًا مَّلَكًا مَّعَ اللَّهِ لِيُنِيْلَ رِيْحَ الثَّوَابِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے معاملہ رکھتا ثواب کا نفع حاصل
 کرنے کو اسی بنا پر روح المغانی میں ہے۔ اِنَّ التَّجَارَةَ تَجَارَةٌ عَمَّا ذَكَرْنَا۔ یہاں مجازاً تجارت فرمایا گیا۔ اور
 لَّنْ تَبُوْرَ کے یہاں معنی میں لَنْ تَكْسِبَنَّ دَلَّ تَهْمَلِكُ بِالْحُسُوْبِ۔ اللہ سے جو معاملہ کیا جائے

وہ نیت کے کھوٹ سے نہ ہو تو وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس میں نقصان و خسران کا احتمال نہیں۔
 چنانچہ قنادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں الْقَارِئَةُ بِالْحَجْتِ أَيْ مَا حَازَعِنَ التَّوَجُّحِ۔ آگے ارشاد ہے
 وَيُؤَيِّدُهُمْ أَجْرُهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ إِتْنَا عَقُودًا شُكُورًا۔ تاکہ پورا پورا دیا جائے
 ان کا بدلہ اور زائد عطا ہو اس کے فضل سے بے شک وہ بخشنے والا قادر دان ہے۔

وَيُؤَيِّدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ۔ پر مفسرین نے متعدد پہلو بیان فرمائے۔
 مِّنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ مَا يَشَاءُ۔

ابی وائل کہتے ہیں زِيَادَتُهُ تَعَالَىٰ أَيَّا هُمْ بِتَشْفِيْعِهِمْ فَمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهِمْ۔
 ضحاک کہتے ہیں تَغْيِيْبُ الْقُلُوبِ۔ کشادگی دلوں میں پیدا فرمانا۔

حدیث میں ہے بِتَضْعِيْفِ حَمَاتِهِمْ نِكِيُوْنَ فِي سُنْعَتِ فِرَانَا وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ۔
 ایک قول ہے بِالنَّظْرِ إِلَىٰ دَجْهِهِ الْكَبْرِ لِيُجِبَ جَمَالَ الْبَنِي حَاصِل ہونا۔

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ
 بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ۔ اور وہ کتاب جو وحی فرمائی ہم نے وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو
 آپ سے پہلے آئیں بے شک اللہ اپنے بندوں کے احوال سے خبردار ہے اور ہر ایک کو دیکھنے والا۔
 یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور من برائے تبیین ہے اس لیے کہ حضور سے مخاطب میں
 وحی کا تذکرہ مخصوص قرآن کریم کے لیے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے یعنی لا رَيْبَ فِيْهِ اس کے سچ ہونے میں
 کوئی شک و شبہ نہیں اور

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ تصدیق فرماتا ہے ان کتابوں کی جو پہلے آئیں۔

أَيُّ لِمَا تَقَدَّمَ مِنَّا مِنْ الْكُتُبِ السَّابِقَةِ۔ اور مصدقاً پر نصب اس لیے آیا کہ وہ حالیہ ہے یعنی

یہ کتاب حق ہے در انحالیکہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ۔ اور بے شک اللہ محیط ہے بواطن امور اور ظواہر امور عباد سے
 اور خبردار ہے اور دیکھنے والا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ أَعْمَالِكُمْ
 وَإِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان بندوں

کو جنہیں ہم نے چنا۔

اس جگہ بھی کتاب سے مراد عند الجمہور قرآن کریم ہے اور ثَمَّ أَوْرَثْنَا سے مراد ہے ثُمَّ أَعْطَيْنَا

مِنْ غَيْرِ كَيْدٍ وَتَقِيٍّ فِي ظُلْمٍ - پھر ہم نے بلا محنت و تعب وہ قرآن کریم عطا فرمایا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔

اس سے مراد بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما امت مرحومہ ہے اس لیے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں میں سے چاہے اور اسے امت وسط فرمایا لیکن نوا شہدنا آدھلی الناس اور حضور کی ذات اقدس کو اکرم الرسل اور افضل الرسل فرمایا اور یہاں تم اگرچہ تراخی کے لیے لیکن یہ تراخی رہتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ میں ارشاد ہے اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اَلَّا اَدْخَلْنَا فِيهَا مَن يَذُكَّرُ اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِنَّ لَفِي ذُرِّيٰرِ الْاَوَّلِيْنَ

گویا اس امر کا بیان ہے کہ اہم سابقہ کو کبھی ہم نے کتاب دی اور بعد میں اپنے چنے ہوئے بندوں کو جو عطا فرمائی وہ اُمت محمدی ہے جسے قرآن کریم عطا کیا۔
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يَا ذُرِّيَّةَ بَرَّانِ
متعدد فرقے ہو گئے۔

بعض وہ ہوئے جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

اور بعض درمیانہ رو ہیں۔

اور بعض بھلائیوں میں سبقت لے گئے۔

اس پر مفسرین کے متعدد قول ہیں۔

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ - وہ ہے جو کتاب پر عمل کرنے میں کوتاہی کرے اور اپنی جان پر ظلم کرے۔
اور مُّقْتَصِدٌ وہ جو متردد ہو عمل کرنے اور مخالفت میں تو کبھی عمل کرے کبھی مخالفت کرے اور اصل میں معنی اقتصاد تو وسط کے ہیں اتباع احکام میں۔

اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ ثواب اور جنت حاصل کرنے میں مسابقت کرنے والے یعنی بھلائیوں

کے سبب اور اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کے مستحق ہوں۔

اور ایک قول ہے ظالم لِنَفْسِهِ سے مراد معصیت شعار ہے۔

اور مقتصد درمیانہ رو۔

اور سابق بالخیرات اعمال صالحہ میں آگے نکلنے والے۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ مَن خَفَّتْ حَسَنَاتُهُ بِجَوَاحِلِ اَعْمَالِ صَالِحٍ مِّنْكُمْ هُوَ۔

وَالْمُقْتَصِدَاتُ مِمَّنْ اسْتَوَتْ بِحَسَنِ نِيكِيٍّ أَوْ كُنَّاهُ بَرَابَرًا هُنَّ
وَالسَّابِقُ مِمَّنْ دَجَّحَتْ بِحَسَنِ نِيكِيَّاتٍ زِيَادَةً هُنَّ
حضرت معاذ فرماتے ہیں۔

وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الَّذِي مَاتَ عَلَى كِبِيرَةٍ لَمْ يُتَبِّ مَتَهَا جَوْزُورٌ سَبَقَ قَبْلَ مَعْصِيَةِ شَعَارِيٍّ فِي
مَرَجَاتِهِ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ هُوَ۔

وَالْمُقْتَصِدَاتُ مِمَّنْ مَاتَ عَلَى صَغِيرَةٍ دَلَّحُ يُصِيبُ كِبِيرَةً لَمْ يُتَبِّ مَتَهَا مُقْتَصِدَةٌ هُوَ صِنْفٌ كَرِهَ
اِتِّكَابُهَا فِي مَرَجَاتِهِ أَوْ كِبَارُهَا فِي حَذَنِكَ نَهْجِيٍّ هُوَ أَوْ صَغِيرَةٌ سَبَقَ تَوْبُهُ بَلْغِيٍّ نَهْجِيٍّ هُوَ۔

وَالسَّابِقُ مِمَّنْ مَاتَ تَابِتًا مِّنْ صَغِيرَةٍ وَكِبِيرَةٍ أَوْ لَمْ يُصِيبْ ذَلِكَ سَابِقًا بِالْخَيْرَاتِ وَهُوَ جَوْزُورٌ
صَغِيرٌ وَكَبِيرٌ سَبَقَ تَوْبُهُ كَرِهَ مَرَّةً يَأْتِي سَبَقَ صِنْفٌ وَكِبَارُهَا كَالْفَاقِ هِيَ نَهْجِيٍّ هُوَ۔

ایک قول یہ ہے کہ الظالم لنفسه العاصی المسرف ظالم لنفسه وہ ہے جو عصیاں شعار ہو۔
اور مقتصد وہ ہے جو کبار سے پرہیز کرے۔

اور سابق وہ ہے جو مطلقاً متقی اور پرہیزگار ہو۔

اور ایسے ایسے بہت سے اقوال ہیں۔

بعض نے اس کی تفسیر میں تین تالیس اقوال تک لکھے ہیں

لیکن تفاسیر کے تتبع سے یہ واضح ہوتا ہے إِنَّ الْأَصْنَافَ الثَّلَاثَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ كَمَا تَقُولُ قَوْمٌ

اہل جنت کی ہیں۔

چنانچہ امام احمد اور طحاہسی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ
اور بیہقی اور ترمذی حضرت ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمنا
الْكِتَابِ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
يَأْتِي اللَّهُ هَؤُلَاءِ بِكَلِمَةٍ لِّنَزِلِنَا وَأَحَدًا ذَكَرَهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔ آیت کہ میری تلاوت فرما کر تباہا کہ یہ سب جنتی
ہونے میں بمنزلہ واحد میں اور سب جنتی ہیں۔

اور طبرانی اور ابن مردودہ اسامہ بن زید سے ناقل ہیں کہ حضور نے آیت کہ میری تلاوت فرمایا یہ تمام اس امت

کے افراد میں اور سب جنتی ہیں۔

اور ابن النجار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ سَابِقُنَا سَابِقٌ وَمُقْتَصِدُنَا

نَاجٍ فَظَالِمُنَا مَعْفُودٌ۔ ہمارے سابق تو سابق ہی ہیں اور مقتصد نجات یافتہ ہیں اور ہمارے ظالم

بخشے ہوئے ہیں۔

اور امام احمد عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردودہ اور بیہقی حضرت ابی ذر سے روای میں فرماتے ہیں سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَمَّا أَدْرَيْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُرِيدُ اللَّهُ فَمَا آتَى الَّذِينَ سَبَقُوا فَأُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَأَمَّا الَّذِينَ اتَّقَوْا فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يُحَاسِبُونَ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأُولَئِكَ يَحْسَبُونَ فِي طُولِ الْخَيْرِ ثُمَّ هُوَ الَّذِينَ يَتَّقُوا هُوَ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ فَمَنْ الَّذِينَ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ

حضرت نے آیت کریمہ لَمَّا أَدْرَيْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا تکرار فرمایا کہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ وہ لوگ جو سابق ہیں وہ تو جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔

اور مقتصدین یہ بلکہ حساب دے کر جنت میں جائیں گے۔

اور ظالم لِنَفْسِهِ ان کا حساب طول محشر تک ہو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے ملے گا۔

تو وہ یہی لوگ ہیں جو کہیں گے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ اور طبرانی کہتا ہے إِنَّ هَذَا التَّرْتِيبَ عَلَى مَقَامَاتِ النَّاسِ فَإِنَّ أَحْوَالَ الْعِبَادِ ثَلَاثٌ مَقْصُودَةٌ ثُمَّ تَوَسَّطًا ثُمَّ قَرِيبًا فَأَمَّا الْعَصَى الْعِبَادُ فَمِنْهُمْ الظَّالِمُ فَإِذَا تَابَ فَهُوَ مُقْتَصِدٌ فَإِذَا عَصَى تَوَسَّطًا وَكَثُرَتْ مُجَاهِدَاتُهَا فَهُوَ سَابِقٌ۔

اس ترتیب میں مقامات میں لوگوں کے اس لیے کہ احوال عبادت میں ہیں۔

پہلے معصیت۔ پھر توبہ۔ پھر قربت۔

تو جب بندہ معصیت کرے تو وہ ظالم ہے تو جب توبہ کرے تو وہ مقتصد ہے اور جب اسکی توبہ صحیح ہوگئی اور مجاہدہ کثرت سے ہو گیا تو وہ سابق ہے۔

ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا افضل۔

جس میں بندے کے عمل اور کسب کو دخل نہیں ہے۔

جَنَّاتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجَلُونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيُلْبَسُونَ فِيهَا حُلِيِّنَ

وَاللَّذِينَ هُمْ عَنْهَا كَانُوا فِي سَعْيٍ مَبْهُورِينَ اس میں داخل ہوں زیور پہنائے جائیں اس میں کنگن سونے کے اور موتیوں کے اور ان کا لباس اس میں ریشم ہو۔

خریر۔ ابریشم کو کہتے ہیں جو ریشمی کپڑا شہوت کے پتے کھا کر بناتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو موجودہ ریشم ہے مثلاً دل کی پیاس۔ آنکھ کا نشہ وغیرہ چائنا سلک سن لکڑہ انڈا بوسکی۔ فلش۔ لیڈی منٹن وغیرہ کا ہوتا ہے وہ ریشم نہیں بلکہ یہ درختوں کی چھال اور سن وغیرہ سے بنتا ہے یہ وہ نہیں جو مردوں کے لیے حرام ہے۔ ابریشم کا بنا ہوا سلک صرف مرد پر حرام ہے۔ اور سونے کے لنگن اور موتیوں کا بڑا ڈیز پور جنت میں جنتیوں کو ملے گا دنیا میں یہ مردوں پر حرام ہے۔
کما صرح فی مجمع البیان۔

اور جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے جس کا ذکر آگے فرمایا جاتا ہے۔
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَآ يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا الْعُوبُ رَاوِر جنت میں داخل ہونے والے کہیں اس ہی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو ہم سے حزن و دلال لے گیا اور ہمیں بے فکر کیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قادر دان ہے جس نے ہمیں اتنا ہمیشہ کے مقام والے گھر میں اپنے فضل سے جس میں ہمیں نہ تکلیف پہنچی اور نہ کوئی قلبی کوفت۔

حُزْنٌ۔ قلب قلب اور خوف عاقبت کو کہتے ہیں۔

اور قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء نے فرمایا حُزْنٌ سے مراد اہوال قیامت ہے اور جو کچھ ظلم نفس سے مہینیں آئیں۔

اور حاکم اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حُزْنٌ سے مراد آگ ہے۔

ضحاک فرماتے ہیں حُزْنٌ سے مراد حُزْنُ الْمَوْتِ ہے تو أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ اس وقت کہیں گے جب موت ذبح کر دی جائے۔

اور قتادہ کہتے ہیں حُزْنٌ یہ ہے کہ اِنَّ لَا تُقْبَلُ اَعْمَالُهُمْ حُزْنٌ اس وقت ہوگا جب کہ اعمال قبول نہ ہوں۔

اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں بہر حال جس چیز کا فکر تھا جب وہ ٹل گیا تو کہیں گے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ کے یہ معنی ہیں کہ بے شک ہمارا رب بخش فرمائے والا ہے مطیعوں کی ابن منذر ابن عباس سے اس کی تفسیر فرماتے ہیں غَفَرَ لَنَا الْعُظِيمَ مِنْ ذُنُوبِنَا وَشَكَرْنَا الْعَلِيلَ مِنْ اَعْمَالِنَا۔ اللہ تعالیٰ بخش فرمائے والا ہے ہمارے گناہ کو اور حقیقت پوشی کرنے والا ہے ہمارے

عملوں کی کمی سے۔
 الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَاتِ مِنْ فَضْلِهِ - جس نے ہمیں آنا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے
 جس سے کبھی نکلنا نہ ہو اور وہ جنت ہے۔ اور مِنْ فَضْلِهِ سے مراد انعام الہی ہے اس لیے کہ
 عمل اگرچہ سبب ہیں دخول جنت کے لیکن بغیر فضل الہی کوئی عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔
 لَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا النَّصِبَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا الْعُتُوبَ - نہیں پہنچتی یہیں کوئی تکان اور نہیں چھوٹی یہیں ان
 میں کوئی آفت۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں مَلَائِكٌ وَتُورٌ وَهُوَ نَيْبُ النَّصِبِ وَقَالَ بَعْضُ النَّصِبِ
 الْجَسَامِيُّ وَالْعُتُوبُ الْمُعْتَبُ النَّفْسَانِي - جسمانی تکان کو نصب کہتے ہیں اور نفسانی کو فت کو لغوب
 کہتے ہیں اور ابن جریر حضرت قتادہ سے راوی ہیں کہ نصب درد کو کہتے ہیں۔
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَمْ نَدْرِكْهُمْ لَأَيُّضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَوَلَّوْا وَلَا يَخَفُ عَلَيْهِمْ مِنَ عَذَابِنَا لَأَنَّ
 بَعْضَهُمْ كَانَ كَافِرًا - اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے ان پر دوسری موت کا حکم نہ دیا جائے
 کہ وہ مرے تاکہ عذاب سے استراحت حاصل کریں اور نہ تخفیف ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلتے
 ہیں ہم ہر سرکش منکر کو۔

یعنی جیسا کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے لَمْ نَدْرِكْهُمْ لَأَيُّضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَوَلَّوْا وَلَا يَخَفُ عَلَيْهِمْ مِنَ عَذَابِنَا
 میں جہنمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نہ مرتبہ نہ جیتتا ہے۔

یہاں سے واضح الفاظ میں فرمایا کہ کافروں کے لیے جہنم ہے وہاں وہ جا میں گے کہ مر جائیں لیکن مرنے
 کے بعد پھر مرنا کہاں اگر موت کے بعد پھر موت آتی تو کافر کے لیے عذاب کی کوئی اہمیت ہی نہ ہوتی اسی
 لیے فرمایا لَا يَخَفُ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَوَلَّوْا۔ ان پر موت کا حکم نہیں کیا جائے گا کہ وہ مر کر عذاب سے نجات پالیں
 بلکہ ان کا عذاب ابد الابد تک رہے گا اور جہنمی جہنم میں پکارتے ہوں گے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔
 وَهُمْ لَيَصْطَرِحُونَ فِيهَا بِنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ - وہ چیختے ہوں گے جہنم
 میں کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال اس جہنم سے کہ اب ہم نیک عمل کریں ان عملوں کے سوا جو ہم پہلے
 کرتے تھے۔

اس سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ وہ پکاریں أَخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ فِدْوَةً إِلَى الدُّنْيَا نَعْمَلْ صَالِحًا كَمَا
 كُنَّا نَعْمَلُ الصَّالِحِ التَّوْحِيدِ وَإِمْتِنَانِ أَمْرِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْإِنْقِيَادَ لَهُ - یعنی الہی ہیں
 جہنم سے نکال کر دنیا میں واپس بھیج دے کہ وہاں عمل صالح کریں گویا وہ جا میں گئے عمل صالح یعنی اعتقاد

توحید اور اتباع امر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا پیرو ہونا اور کلمہ توحید پڑھنا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبیخاً جواب ہو۔

كُلُّكُمْ قَعْبٌ مَّا يَتَذَكَّرُ مِنْكُمْ وَاَجَاءَكُمْ التَّنْبِيْهُ فَذُقُوْا فَاِنَّ لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ عَذَابِ
 كِي تہیں ہم نے عمر نہیں دی دنیا میں کہ جو تم میں بدایت قبول کرنا چاہے وہ کر لے اور تم میں ہماری طرف سے تذبیہ یعنی انبیاء کرام تشریف لائے تو جو اب ان کی تذکیر سے تم پند پذیر نہ ہوئے تو اب چکو عذاب کا مزہ آج ظالم یعنی کافر کا کوئی مددگار نہیں۔

يَصْطَرِحُونَ۔ باب افعال سے ہے اس کا مبداء اشتقاق صرّح ہے اس کے معنی شذّہ الصیغ
 سختی سے چھینا اور یہ اصل میں اصترّح تھا تو لہجہ تنون پڑھا جاتا۔ لیکن ت کو کھ سے بدل لیا گیا لہجہ تنون
 ہو گیا اس کا استعمال اکثر استغاثہ کے معنی میں ہے اور مستغیث ہمیشہ بکارتا اور چھتا ہے۔
 چنانچہ قنادۃ اس کی تفسیر میں یستغیثون فرماتے ہیں۔

اور وہ عمر جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔ اس کی مقدار بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ساٹھ سال ہے۔
 اور احمد و بخاری اور نسائی سہل بن سعد سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعَدَّ رَاكِبٌ
 لِّعَالِيٍّ اَمِيْرًا اَخْرَعَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو اس کی آخر عمر تک ہمت دیتا
 ہے حتیٰ کہ ساٹھ سال تک پہنچے۔

ایک قول ہے وہ مدت پچاس سال تک ہے۔

ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اِنَّ سِتًّا وَاَدْبَعُونَ سَنَةً۔ یہ عمر چھیالیس
 سال تک ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں اِنَّهٗ اَدْبَعُونَ سَنَةً۔ وہ چالیس سال تک عمر ہے۔

گویا یہ ارشاد ہوا اَعَدَّ رَاكِبٌ اَلْوَدَّ اَجَاءَكُمْ التَّنْبِيْهُ۔ تمہیں عمر دی اور اپنا تذکرہ
 اور اَوَّلَكُمْ نَعْمٌ كَمَنْعَةٍ يَبْلُغُ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ اس کے معنی ہیں کہ اگر تمہارا ہلکنا و نفعہ کما گیا ہم نے تمہیں ہمت دی اور عمر
 نہ عطا فرمائی۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ فاطر پانچواں

اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ بے شک اللہ جاننے والا ہے یہ آسمانوں

اور زمین کے بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی باتوں کو
وہی اللہ ہے جس نے ہمیں جانسین کیا زمین میں
پہلوں کا تو جو کفر کرے تو وہ کفر اسی پر ہے اور
نہیں بڑھائے گا کافروں کو ان کا کفر مگر ان کے رب
کے حضور پزیری اور نہیں بڑھائے گا اللہ ان کو مگر
نقصان۔

انہیں فریضے بھلا کیا تم دیکھتے ہو اپنے ان شریکوں کو
جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے
زمین میں کوئی نسا حصہ نبایا یا ان کا سا جھلے آسمانوں
میں کیا سم تے دی ہے انہیں کوئی کتاب تو وہ
اس کی روشن دلیلوں پر ہیں بلکہ وعدہ دیتے ہیں
ظالم ایک دوسرے کو اور یہ محض دھوکہ ہے۔

بے شک اللہ رو کے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین
کو کہ نہ بل سکیں اور اگر وہ بل جائیں تو انہیں کون روک
سکتا ہے اللہ کے سوا بے شک وہ علم والا اور
بخشنے والا ہے۔

اور قسم کھاتی انہوں نے اللہ کی اپنی قسموں میں حد کا
کوشش سے کہ اگر آٹے کوئی ڈر سناے والا ان کے
پاس تو وہ ضرور سب میں یکجہ رائے پر ہوں گے تو
جب آیا ان کے پاس نذیر تو نہ بڑھایا انہوں نے
مگر نفرت کرنا۔

تکبر سے اپنے کو اونچا کرتا زمین میں اور برائی کے دلوں
کا ٹھٹھا اور نہیں پڑتا برا مگر برائی کرنے والے پر
تو کیا انتظار میں ہیں مگر برائی طرح کی ہلاکت کے تو
ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے۔

وَالَّذِينَ إِذَا لُوحِيٰ إِلَيْهِمْ بَيِّنَاتٌ مِّنَ الْمُتَدَاوِرِ
وَهُوَ الذَّنْبُ فِي جَنَاحِكُمْ حُلُوفٌ فِي الْأَرْضِ
فَسَوَّ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ لَا يُؤْمِرُ الْكَافِرِينَ
كُفْرَهُمْ جِنْدًا وَبِهِمُ الْاِمْتِنَانُ لَا يَسِيدُ
الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا حَسَادًا

قُلْ اَدَّيْتُمْ شُرَكَاءَ كُفْرُ الْبَاطِنِ تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ اِدْوِي مَا ذَا خَلَقُوا مِنَ
الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ
اَمْ اَيْتَنَّمُ كِتَابًا فَمِنْ عَلٰى يَتَسَيَّرُ مِنْهُ
بَلْ اِنْ يَعْبُدِ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
الْاَعْمٰى وَاِه

اِنَّ اللّٰهَ يُبْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ
اَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ ذَا التَّارِ اَنْ اَمْسِكُهُمَا
مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهَا اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا
عَفُوْرًا

وَاَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَمْدًا اِيْمَانِهِمْ لَئِنْ
جَاءَهُمْ نَذِيرٌ يَّوْتِلُكُوْنُوْنَ اِهْدٰى مِنْ
اِحْدٰى الْاُمَمِ قَلِيْمًا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ
مَا ذَا اَدَّهُمْ اِلَّا نَفُوْرًا

اِسْتِكْبَادًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّ وَا
يَحِيْقُ الْمَكْرَ السَّيِّ الْاِبٰهِيْلِبِ فَاَهْلُ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ
يَجِدَ اِسْنَتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

وَلَنْ نَّجْعَلَ لِسْتِمْ اَللّٰهُ تَعْوِيْلًا

اَوَلَمْ يَسْبُرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّمَا كَانَ مِنَ اللّٰهِ لِيُعْجِزَهُ مِنْ
شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ
كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا

وَلَوْ يُوْا اِحْتِ اَللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا
تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابِّيْهَا وَلٰكِنْ
يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ لَبَصِيْرًا

اور ہرگز اللہ کا قانون تم ملتا نہ پاؤ گے۔

کیا نہ سیر کی تم نے زمین میں کہ دیکھتے ان سے پہلوں
کا کیا انجام ہوا اور وہ ان سے سخت نقصان میں
اور اللہ وہ نہیں کہ جس کے قابو سے کوئی نکل سکے
آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم قدرت
والا ہے۔

اور اگر اللہ لوگوں کے کرتوت پکڑے تو نہ چھوڑے
زمین پر کسی چلنے والے کو لیکن اس نے چھوڑا ہے
ایک مقرر میعاد تک تو جب وقت آئے گا تو
بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ بِيْشَك	اللّٰه - اللہ	عَالِمٌ جٰلِتْنِيْ وَاللّٰهِيْ	عَلِيْمٌ جٰلِتْنِيْ وَاللّٰهِيْ
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	و - اور	الْاَرْضِ - زمیں کے	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں
عَلِيْمٌ جٰلِتْنِيْ وَاللّٰهِيْ	بِيْنَ اَيِّ الشُّدُوْر - سینوں کی باتیں	الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	جَعَلَكُمْ - بنایا تم کو	كَلْبًا - جانسین	كَلْبًا - جانسین
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	فَمَنْ - تو جو	كُفْرًا - کفر کرے	كُفْرًا - کفر کرے
كُفْرًا - اس کا کفر	و - اور	لَا - نہیں	لَا - نہیں
الْكَافِرِيْنَ - کافروں کو	كُفْرًا - کفر	هُوَ - ان کا	هُوَ - ان کا
رَبِّهِمْ - ان کے رب کے	اِلَّا - مگر	مَقْتًا - ناراضگی	مَقْتًا - ناراضگی
لَا - نہیں	يُؤَخِّرُهُمْ - بڑھاتا	الْكَافِرِيْنَ - کافروں کو	الْكَافِرِيْنَ - کافروں کو
هُم - ان کا	اِلَّا - مگر	خَسَادًا - نقصان	خَسَادًا - نقصان
آ - کیا	رَبِّيْكُمْ - دیکھا تم نے	شُرَكَاءَ - شرکیوں	شُرَكَاءَ - شرکیوں
الَّذِيْنَ - وہ جن کو	تَدْعُوْنَ - پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ - سوا	مِنْ دُوْنِ - سوا

عَلِيْمٌ - غیب

اِنَّهٗ - بیشک وہ

هُوَ - وہ

فِي - بیچ

فَعَلِيْبِهِ - تو اس پر ہے

يُؤَخِّرُهُمْ - بڑھاتا

عِنْدَ - نزدیک

و - اور

كُفْرًا - کفر

قُلْ - کہہ

كُفْرًا - اپنے کو

اللّٰه - اللہ کے

اَرُوْا دِكْهٰوْ

فِي رُجْحِ كُو

مَا ذَا كِيَا

حَلَقُوْا بِسِيْدَا كِيَا اَنْهَوْنَ

مِنَ الْاَرْضِ زِيْنِ سِي

اَمْ رِيَا

لَكُمْ اَنْكَا

تِيَارِكْ سَا جِهَابِي

السَّمَوَاتِ اَسْمَاوُنِ كِي

اَمْ رِيَا

اَيْتِنَا دِي بِهَمْنِي

فِي سِي جِ

كِتَابَا كِتَابِ كُوْنِي

فَهْمُ تُو دِه

عَلِي اُو پَر

هَمْ اِنْ كُو

مِنْهُ اِس سِي

بَلْ بَلِكِه

اِنْ نِي نِي

يَتِيْتِي رُو سِي لِي كِي سِي

الطَّالِمُوْنَ نَطَالِمِ

لِعَصْمِ لِعِضْنِ كِي

لِعَصْمَا لِعِضْنِ كُو

يَعِيْدُوْا وَعِدِه دِي تِي

عُرْدَرَا دِهْوِ كِي كَا

اِنْ يَشِي كِي

اَللّٰه اَللّٰه

اَللّٰمُ

يُسِرْ كِي رُو كِي سُو تِي سِي السَّمَوَاتِ اَسْمَاوُنِ

وَر اُو ر

اَلْاَرْضِ زِيْنِ كُو

تَزُوْلَا بِلِ جَا سِي

وَر اُو ر

لِيْن اَلر

اَنْ رِي كِه

اِنْ رِي

اَمْ سَكْمَا رُو كِي سِي اَنْكُو

مِنْ اَحَدِ كُو تِي كِي

ذَا لَمَّا بِلِ جَا سِي تُو

اِنَّهُ يَشِي كِي

كَا تِي سِي

حَلِيْمَا بُو سِي اَللّٰه

مِنْ يَعِيْدَا اِس كِي بَعْدِ

وَر اُو ر

اَقْعُوْا قِسْمِي كِهَا سِي اَنْهَوْنَ

بِاَللّٰه اَللّٰه كِي

عَقُوْدَا بِي خَشِي تِي اَللّٰه

اَيْمَانِيْمِ قِسْمِي

لِيْن اَلر

جَاوَرَا سِي

بِحَدِّ مَضِيُوْبِ

نَنْ يُوْرُوْا اَللّٰه

بِي كُو تِي تِي تُو صُوْرِي سُو

اَهْدِي زِيَادِه دِي اَللّٰه

هَمْ رُو كِي پَا سِي

اَلْاَمْوَرِ اَمْتُوْلِ سِي

قَلَمًا تُو جِي بِي

جَاوَرَا اِيَا

مِنْ اِحْدَا ي اِي كِي

نَنْ يُوْرُوْا اَللّٰه

هَا رِي

زَا دِ زِيَادِه كِيَا

هَمْ اِنْ كِي پَا سِي

اَللّٰمُ

نَفُوْرَا تَقْرَتِي

اِسْتِكْبَارَا تَكْبِرِي

هَمْ سَا نِ كُو

اَلْاَرْضِ زِيْنِ كِي

وَر اُو ر

حَكْمًا تَدِيْرِي

فِي سِي جِ

وَر اُو ر

لَا رِي نِي

بِحَقِّ كِهِيْرَتِي

اَلشَّيْءِ بُرِي سِي

اَلشَّيْءِ بُرِي

اَللّٰمُ

بِاَهْلِي اِس كِي كَرِي تِي كُو

اَلْمَلِكِ تَدِيْرِي

يَنْظُرُوْنَ اَنْتَظَارِ كِي تِي

اَللّٰمُ

سِي تِي طَرِيْقِي

فَمَلْ تُو تُو نِي

قَلَنْ تُو بَرِ كَرِي تِي

بِحَدِّ پَا ئِي كَا تُو

سِي تِي طَرِيْقِي

اَلْاَوَّلِيْنَ پِي لُو كِي كَا

تَبْدِيْلَا كُو تِي تَبْدِيْلِي

وَر اُو ر

لَنْ بَرِ كَرِي تِي

اَللّٰه اَللّٰه كِي سِي

لِسِيْرَتِي طَرِيْقِي

اَللّٰه اَللّٰه كِي سِي

قُوْبِيْلَا طَلَمَا

بِحَدِّ پَا ئِي كَا تُو

كُوْرِي

بِي سِيْرَتِي اَوَّلِيْ پِي رِي

فِي سِي جِ

اَدِ كِيَا

الْأَرْضِ زَمِينِ كَيْفَ كَيْفًا	فَيَنْظُرُوا كَرِيهِيْنَ	الْأَرْضِ زَمِينِ كَيْفَ كَيْفًا	الْأَرْضِ زَمِينِ كَيْفَ كَيْفًا
عَاقِبَةُ انْجَامِ	الذَّنِيْنَ اِنْ كَابُوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ اِنْ سَبَقْتَهُمْ	عَاقِبَةُ انْجَامِ
كَانُوا تَحْتَهُ وَه	اَسْتَدَّ زِيَادَةَ سَخْتِ	مِنْهُمْ اِنْ سَبَقْتَهُمْ	كَانُوا تَحْتَهُ وَه
وَ اُوْر	هَآءِ لَيْسَ	كَانَ سَبَقَ	وَ اُوْر
لِيُعْجِبَكُمْ عَابِرَةً كَرِهَ اسْكُوْ	مِنْ شَيْءٍ كُوْنِيْ حَمِيْزٍ	فِيْ بِيْعٍ	لِيُعْجِبَكُمْ عَابِرَةً كَرِهَ اسْكُوْ
وَ اُوْر	لَا رَنَ	فِيْ بِيْعٍ	وَ اُوْر
اِنَّهُ بَشِيْكَ وَه	كَانَ سَبَقَ	عَلَيْهَا جَانِنٌ وَاَلَا	اِنَّهُ بَشِيْكَ وَه
وَ اُوْر	لَوْ اَكْرَهَ	يُوْا خِذْ بِكَرْبِ	وَ اُوْر
النَّاسِ رُلُوْكَوْلُ كُوْ	بِنَا بَدَلِ	كَسْبُوْا اَنْكِيْ كَمَا تِيْ كُوْ	النَّاسِ رُلُوْكَوْلُ كُوْ
تَوَلَّوْا مَجْهُوْرِيْ	عَلَى اُوْر	ظَهَرِ بِيْعِيْ	تَوَلَّوْا مَجْهُوْرِيْ
مِنْ دَاآئِيْ كُوْنِيْ جَانِدَارِ	وَ اُوْر	اَلِكِنْ لِيْكَنِ	مِنْ دَاآئِيْ كُوْنِيْ جَانِدَارِ
هُوَ اِنْ كُوْ	اِلَى طَرَفِ	اَجَلِ مَدَتِ	هُوَ اِنْ كُوْ
فَاِذَا تَوَجِيْبِ	جَاءَ اَسْءَى كِيْ	اَجَلِهِ اَنْكِيْ مَدَتِ	فَاِذَا تَوَجِيْبِ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ	كَانَ سَبَقَ	رَبِّعَادِيْكَ اِنِّيْ بِنَدُوْلِيْ كُوْ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ

خلاصہ تفسیر یا پنجواں رکوع سورۃ فاطر پر

اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّآ عَلِيْمٌ بِذٰلِكَ الْمُسْتَدْرِ بَشِيْكَ اللّٰهُ جَانِنٌ وَاَلَا
ہے پوشیدہ امور آسمانوں اور زمین کے بیشک وہ جانتا ہے دل کی باتیں۔
اس جگہ غیب ذاتی مراد ہے اس لیے کہ غیب ذاتی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور غیب
عطا ثی جسے جتنا اللہ تبارک و تعالیٰ دے وہ انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے۔
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ خَلْقَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيْدُ الْكَافِرِيْنَ كُفْرًا
عِنْدَ رَبِّهِمْ اَلَا مَقْتًا وَلَا يَزِيْدُ الْكَافِرِيْنَ كُفْرًا هُوَ اَلَا حَسَادًا۔ وہ ذات وہ ہے جس نے تمہیں زمین
میں پہلوں کا جانشین کیا اور ان کی متروکہ زمین و جاہد او اور مقبوضات کا مالک و متصرف بنایا اور ان
کی آمدنی اور منافع تمہارے لیے مباح کیے تاکہ تم ایمان و طاعت کیے کے شکر گزار بنو تو جو کفر کرے اور

سرکش رہے تو اسی پر اس کفر کا بار ہے یعنی جو شکر گزار نہ بنے اور ہماری نعمتوں پر ہنسنے جھکائے تو اس پر اس کفر کی بار اور سزا ہے اور کافروں کو تہ بڑھائے گا ان کے رب کے حضور مگر بیزاری یعنی ان کے کفر کا جہل انہیں پر پڑے گا جس سے بیزار ہو کر کہیں گے دَیْتَا اَخْرَجْنَا لَعْمَلْ صَالِحًا عَابِرَا الدِّیْنِ کَمَا نَعْمَلُ اور یٰلَیْقِنِیْ اَطْعَمْنَا اللّٰهَ وَاَطْعَمْنَا الدُّسُوْلَ پھر دوبارہ ارشاد ہے کہ کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان دہ خسراں یعنی آخرت میں ان پر غضب الہی ہوگا اور اپنے کیسے پر افسوس اور حسرت کریں گے۔ آگے ارشاد ہے

قُلْ اَدْبِیْتُمْ شُرَکَآءَ کُمْ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ۔ انہیں فرمائیے کیا تم دیکھتے ہو کہ تمہارے شرکاء بت جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ پیدا کیا یا ان کے لیے آسمانوں میں کوئی سا جھایا یا

شرکت ہے۔ اگر سا جھایا ہے تو آسمانوں میں ان کا دخل عمل ہوگا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں مستحق عبادت کیسے سمجھتے ہو اگر یہ نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ

اَمْ اَرٰیْتُمْ کِتٰبًا مِّنْ کِتٰبِ اللّٰهِ الَّذِیْ یَنْزِلُ عَلٰی الرِّسٰلِ لَیُبَدِّلَ اِلَیْہِمْ اَشْیَآءًا مِّنْہٗمْ بَلْ اِنَّ یُعْبَدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ اِذَا کَانُوْا اِلَیْہِمْ

نے انہیں دی ہے کوئی کتاب کہ وہ اس کی روشنی اور رہبر بنیں۔ اور جب یہ بھی نہیں اور یقیناً نہیں تو ہم فرماتے ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو جو وعدہ دیتے ہیں وہ نہ فریب ہے۔ یعنی ان میں جو سرکش ہیں وہ بہکانے کے لیے اپنے متبعین کو دھوکہ دیتے ہیں اور اپنے بنوں کی طرف سے انہیں باطل اور لال یعنی بے اصل امیدیں دلاتے ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَمُسٰکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْ تَزُوْلَا۔ بے شک اللہ اپنی قدرت سے روکنے والے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

یعنی آسمان اور زمین میں قدرت الہی سے اپنی جگہ قائم ہیں اور ہل نہیں سکتے۔

وَلَیْسَ ذٰلِکَ اِلَّا اَنْ اَمْسَکُم مِّنْ اَحَدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ کَانَ حٰدِمًا مَّغْفُوْرًا۔ اور اگر وہ ہل جائیں تو انہیں کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالیٰ کے سوا بیشک وہی علیم و غفور ہے۔

یعنی آسمان اور زمین کا قیام قبضہ قدرت الہی میں ہے اور یہ اس کا علم و شان عقاری ہے ورنہ ہمارے اعمال و افعال پر اگر وہ غضب فرماوے تو زمین و آسمان ہل جائیں اور یہ بت اور مہبودات باطلہ دھوکے کے دھرے رہ جائیں اور کچھ نہ کہہ سکیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جِئْنَا بِنَبِيٍّ لَهُمُ بُرْهَانٌ وَإِنِّي مُبَشِّرٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن آتِيَةِ الْعَذَابِ وَآلَاءِ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ
انہوں نے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اپنی قسموں کو پختہ دکھایا اور کہا، اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو ضرور وہ ہدایت پر ہوں گے کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ۔

اسیہ کہ یہ کہانہ نازل بتاتا ہے کہ قبل بعثت جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا تمام قریش یہود و نصاریٰ کی مذمت کرتے تھے کہ انہوں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور مضبوط قسمیں کھا کر کہا کہ اللہ ان پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے رسول کا اتباع نہیں کیا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس خدا کا بھیجا ہوا کوئی رسول آئے تو ہم ضرور ان کی پیروی کریں گے اور اتنا اتباع کریں گے کہ یہود و نصاریٰ کے متبع گروہ پر سبقت لے جائیں گے لیکن ان کی یہ قسمیں بھی رکھی رہ گئیں اور جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف لائے تو متکبرانہ صورت میں منحرف ہو گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَبِيٌّ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا تَفَوُّذًا اسْتَكْبَادًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرًا السَّيِّئِ - توجیب

ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا یعنی سید المرسلین حبیب رب العالمین جب ان میں جلوہ آئے ہدایت ہوئے تو بموجب اپنی قسم کے اتباع کرنے کے بجائے انہوں نے نفرت کا اظہار کیا اور اپنی ہند پر اڑے رہے اور ایمان نہ بڑھایا اور حق و ہدایت قبول کر کے بلکہ اپنے کوزین میں اوجھا کر ناپا اور برے داؤں چلنے کی ٹھانی۔

یعنی شرک و کفر کو فروغ دینا چاہا یا مکر اور فریب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برائیاں کرنے کی ٹھانی مگر چاہ کن را چاہ در پیش کے مطابق ہوا کیا اسے یہاں بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ يَرْسُومُ مَكَرًا وَفَرِيبًا أَسَى كُوْهُرَتِي فِي جُودِهِ جَالِسٌ جَلِي

چنانچہ یہ مکر میدان بدر میں مارے گئے اور قید کیسے گئے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَمَلَّ يَنْظُرُونَ الْأَسْتِنَةَ الْأَدْلِيْنَ فَلَمَّ يَجِدُ لِسْتِنَةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَمَّ يَجِدُ لِسْتِنَةَ اللَّهِ

تجویلاً تو کیا انتظار کر رہے ہیں یہ کافر مگر اسی عذاب کا جو ان سے اگلوں اور پہلوں پر آیا جس کا نقشہ شام و عراق اور یمن کے سفروں میں یہ دیکھتے ہیں کہ ان سے پہلی قوموں پر کیسے ہلاکت آئی چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّ يَجِدُ لِسْتِنَةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا تو ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز قانون الہی ملتا نہ دیکھو گے۔

جس قوم نے بھی انبیاء و مرسلین کی تکذیب کی ان کا جو ہشتر ہوا وہی ان کا ہوگا۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشْدَّ

وَمِنْ حُوقًا۔ کیا یہ زمین میں سفر نہیں کرتے کہ دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا یا آکر وہ ان سے قوت و طاقت میں بہت اشد اور سخت تھے۔

یعنی تباہ شدہ آبادیاں اور ان کے کھنڈر سفر کرنے والوں کی نظر میں ہیں کہ ان مکہ والوں سے قوت اور زور میں سخت تھے مگر جب بطش الہی آیا تو بھاگ کر بھی جان نہ بچا سکے اور کسی جگہ انہیں پناہ نہ ملی۔
 وَمَا كَانَتْ اِلٰهُهُ لِيُعْجِبَهُ كَمَا مَشِيَ فِي السَّمٰوٰتِ دَلٰلِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا وَاِنَّهٗ
 وہ نہیں کہ جن کی گرفت سے کوئی شے نکل سکے آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے
 یعنی جسے اللہ عذاب دینا چاہے یا جس پر اپنا قہر نازل فرمائے تو اس سے بچ کر نکل جانے والا کوئی نہیں
 اس کی شان وسیع القدرت ہے۔

ذٰلِكُمْ لِئَلَّا يَتَذَكَّرَ اَلَّذِيْنَ اٰتٰهُم مِّنْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُوْنَ اِلَى الْاٰجِلِ
 مُسْتَمِيْنَ فَاِذَا اَجَاءَ اٰجِلُهُمْ فَاِنَّ اِلٰهَهُمْ كَانَ بِعَيْنٍ بَصِيْرًا۔ اور اگر گرفت فرمائے اللہ لوگوں کی کر نیوں پر
 تو لپشت زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے لیکن خدائی گرفت ایک مقررہ میعاد پہنچے اسی لیے اس وقت
 تک انہیں ڈھیل دے رہی ہے تو جب وہ وقت مقرر آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے ان
 کی نگاہ میں ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ بندوں کے معاصی پر گرفت فرمائے تو کوئی بھی نہ بچے۔

لیکن اجل مسمیٰ یعنی قیامت کا دن اس کے لیے مقرر ہے اس دن ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے
 گا جو عذاب کا مستحق ہے وہ عذاب پاٹے گا اور جو لائق کرم ہے اس پر رحم و کرم ہوگا۔ غرض کہ کائنات
 کا ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے۔

اس رکوع کی لغات ناوہ کی تفسیر اول سمجھیں پھر تفسیر عرض ہوگی۔

لغات ناوہ

مَا زَادَهُمْ اِلَّا تَقْوٰرًا اِسْتِكْبَادًا۔ استکبار مفعول لہ ہے اس کے معنی یہ ہیں اِنِّیْ لِنَسْتَكْبِرُ

فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں تکبر کرنا۔

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ذٰلِكُمْ اِلٰهُهُ لِيُعْجِبَهُ كَمَا مَشِيَ فِي السَّمٰوٰتِ دَلٰلِي الْاَرْضِ۔

یہاں السئی فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے جس کے معنی یہ ہوں گے وَمَكْرًا وَمَكْرًا السَّيِّئِ۔

مَقْتًا - اسْتَدَّ الْاِحْتِقَارَ وَالْبُغْضَ وَالْقَضِبَ -

اَدُوْنِي - يَعْنِي اَخْبِرُونِي مَجْهِي تَبَاؤُ -

اَدَايَهُمْ - يَعْنِي اَخْبِرُونِي - مَجْهِي تَبَاؤُ -

اِنَّ اللّٰهَ يُبْسِكُ السَّمٰوٰتِ - اَيُّ اِنَّ اللّٰهَ يَحْفَظُ السَّمٰوٰتِ - اللّٰهَ حَفَظَتْ فَرَارًا هَيْسَ سَمٰوٰتِ

اور زمین کی گرنے اور پلٹنے سے۔

بعض نے زوال کی تفسیر اِنْتِقَالَ عَنِ الْمَكَانِ کی ہے۔ گویا انہوں نے یوں تفسیر کی اِنَّ اللّٰهَ يَمْنَعُ

السَّمٰوٰتِ مِنْ اَنْ تَنْقَلُ عَنْ مَكَانِهَا فَتَرْتَفِعَ اَوْ تَنْخَفِضَ وَيَمْنَعُ الْاَرْضَ اَيْضًا مِنْ اَنْ تَنْقَلُ

كَذَلِكَ -

مَا زَادَهُمْ اِلَّا تَقْوٰرًا - تَبَاهِدًا عَنِ الْحَقِّ وَهَرَبًا مِنْهُ - حَقٌّ سِوَى دَوْرِي اَوْ رِدَايَتِي سِوَى بَهَاكُنَا -

وَمَكْرَ السَّيِّئِ - هُوَ الْخَدَاعُ الَّذِي يَوْمُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ -

وَلَا يَحِيطُ الْمَكْرُ - اَيُّ لَا يَحِيطُ - نَهِيں گھیرتا مگر مکار کو۔

رَاغِبٌ كَهْتَمِيں لِيَصِيْبُ وَلَا يَنْزِلُ - نَهِيں پہنچتا مگر کافر اسی کو جو مگر کرے۔

اس کی اصل حَاقِي ہے۔ عربی میں اس پر مثال ہے مَنْ حَفَرَ بَيْدًا رَاجِبًا وَقَعَ فِيْهَا - فارسی میں اس

کا ترجمہ ہے۔ چاہ کن را چاہ در پیش - یعنی جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود آپس میں گرتا ہے

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ فاطر پر

اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّمَا عَلِمَ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بَعْضَ شَيْءٍ جَاتَا

ہے مہیبت سادہ وارضی کو بے شک وہ دلوں کے مخفی امور جانتا ہے۔

یعنی ہر غیب سادہ وارضی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں اور وہ مضمرات صدور کا بھی جانتے والا ہے

اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ جس کے دل میں کفر ممکن ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو قَدْ اَلْظَلَمَلِيْنَ

مَنْ لَّيْسَ بِرَاجِبٍ مِّنْ ظُلْمٍ يَعْنِي مُشْرِكٌ وَكَافِرٌ جِسْمِ دَلِّمْ كَفْرًا سِوَا اِيْمَانٍ نَهِيں وہ اللہ تعالیٰ کی

نصرت کا مستحق نہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط بالاشیاء ہے تو جس کا وہ نصیر ہے وہ وہی ہے جس کے

دل میں ایمان آسکتا ہے اور جو علم الہی میں مشرک اور کافر ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفی

نصرت کا اعلان ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا
 رَجِيمًا الْأَمْثَلُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَادًا - وہ ذات وہ ہے جس نے بتایا تمہیں خلیفہ ہیں
 میں تو جو کفر کیسے اس پر اس کا کفر ہے اور کافروں کو نہیں بڑھاتا ان کا کفر ان کے رب کے حضور گر سخت کرتے
 اور عقوبت اور کفر کے لیے اس کا کفر نقصان ہی بڑھاتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں تم سے پہلی امتوں کے مترکہ جائداد اور مال پر وارث بنایا تاکہ تم
 شکر گزاری کرو تو جو اس عطا نعمت پر بھی سرکشی اور کفر کیسے تو اس پر اس کے کفر کا وبال سے یہ غافل
 عام ہے یا اہل مکہ کے لیے اور خلافت جمع خلیفہ کی ہے۔ یہاں لَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَادًا
 یہ اس لیے کہ پہلا کفر دنیا میں موجب اشتقاق اور بعضی و غضب کا موجب ہے اور دوسرے کفر
 آخرت کا بدلہ نقصان و خسار مراد ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا ذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ
 شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ أُنزِلَتْ كِتَابًا مِنْهُمْ عَلَى بَيْتٍ مِّنْهُ بَلْ إِن لَّغَيْدُ الظَّالِمِينَ بَعْضًا
 الْأَعْمَىٰ وَذُرِّيَّةَ الْأَعْمَىٰ وَذُرِّيَّةَ الْأَعْمَىٰ وَذُرِّيَّةَ الْأَعْمَىٰ وَذُرِّيَّةَ الْأَعْمَىٰ وَذُرِّيَّةَ الْأَعْمَىٰ
 انہوں نے کیا پیدا کیا زمین سے یا ان کا کچھ سا جھلے آسمانوں میں یا لاشے ہیں ہم ان کے پاس وہ کتاب
 جس کی روشنی پر وہ ہیں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو جھوٹا وعدہ دیتے ہیں۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ تَدْعُونَ شُرَكَاءَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ إِنَّمَا نَدْعُوهُم
 لِأَنَّهُمْ كَانُوا آبَاءًا نَّحْنُ بَنَاءٌ وَإِخْوَانٌ نَّحْنُ إِخْوَانٌ نَّحْنُ إِخْوَانٌ نَّحْنُ إِخْوَانٌ نَّحْنُ إِخْوَانٌ نَّحْنُ إِخْوَانٌ
 ہو ہین کا الٹی تَدْعُو تہما ما ہی انہیں جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو یہ کیا ہیں۔ انہوں نے آسمان زمین
 میں کو تساحصہ بنا لیا ہے یا وہ آسمانوں میں سے کسی حصہ کے شریک ہیں جس کی وجہ سے وہ بھی مستحق عبادت
 ہو گئے اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو یقیناً کوئی کتاب ناطق تمہارے پاس ہوگی جس کے اوپر
 تمہارا عمل ہوگا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں بلکہ یہ وعدہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں کہ یہ بت اللہ کے ان
 شفاعت کرنے والے ہیں ان تمام عبادۃ الاصلنام کو ایسے ہی جھوٹے وعدہ دیتے ہیں دھوکہ دیتے ہیں
 الْأَسْلَابِ لِلْأَخْلَافِ وَأَصْلًا لِّلرُّسُلِ لِّلْإِتِّبَاعِ بِأَنَّهُمْ شَفَعَاءُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَىٰ لِيُشْفَعُونَ
 لَكُمْ بِالتَّقْوَىٰ إِلَيْكُمْ۔

إِنَّ اللَّهَ يُمِيطُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا بَلْ عِندَ اللَّهِ حَافِظَتَا كِتَابِ آسْمَانِ
 اور زمین کی ان کے ہلنے اور مٹنے سے۔

یُؤسِفُكَ كَيْفَ مَعْنَى زَبْرَانِ كَيْفَ كَيْفَ يَمْنَعُ كَيْفَ كَيْفَ يَمْنَعُ السَّمَوَاتِ مِنْ آتِ
تَنْفَلُ عَنْ مَكَامِنَ مَا تَرْتَقِعُ أَوْ تَنْفَضُ وَ يَمْنَعُ الْكَلْبَ الْيَمْنَاءِ مِنْ آتِ تَنْفَلُ كَذَلِكَ -

اور عبد بن حمید اور ایک جماعت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں کہ یہ زوال سے روکتا ہے
جیسا بھی بلقنناہ حرکت ہو۔

اور ایک قول ہے ذَا السَّمَاوَاتِ دَرَجَاتٍ مَعًا سَاكِنَاتٍ وَالذَّاكِرَةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ أَفلاكُهُمَا وَهِيَ غَيْرُ
السَّمَاوَاتِ - ان کا زوال ان کا چکر ہے اس لیے کہ زمین و آسمان ساکن ہیں اور دائرہ نجوم فلکی میں
جو آسمانوں کے علاوہ ہیں۔

سیدنا سید بن منصور اور ابن جریر اور ابن منذر اور عبد بن حمید شقیق سے مروی ہیں قَالَ قَيْسُ
رَبِّبٍ مَسْعُودٍ إِنَّ كَعْبًا يَقُولُ إِنَّ السَّمَاوَاتِ تَدْفِنُ قَطْبَ مِثْلِ قَطْبَةِ الرَّحَى فِي عُمُودٍ عَلَى مَنْكِبِ
مَلِكٍ - ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت کعب نے کہا آسمان اپنے قطب میں چکی کی طرح پھرتا ہے
اور اس کا کیلہ ایک فرشتے کے کندھے پر ہے۔ تو آسمان نے فرمایا غلط ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
هَرَاتِ أُمَّةٌ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا -

اس میں فلاسفہ قدیم و جدید کے بہت اختلافات ہیں بہر حال قرآن کریم یُسَبِّحُ السَّمَوَاتِ كِ
الْأَرْضِ فَرَارٍ لَهَا بِسَبْعِينَ سَائِرًا بَاطِلٌ قِيَّاسُ آرَائِيَّاتٍ كَرِ كَرِ زَبْرَانِ كَيْفَ كَيْفَ يَمْنَعُ كَيْفَ كَيْفَ يَمْنَعُ السَّمَوَاتِ مِنْ آتِ
اس لیے خلاف نص ہے۔

وَأَنْتَ ذَا الْتَارَاتِ أَمْسِكُهَا مِنْ أَحْبَابٍ مِنْ نَجْبِ كَاتِ كَاتِ كَاتِ حَلِيمًا عَفُودًا - اور اگر وہ مل جائیں تو
کون انہیں روک سکتا ہے اس کے سوا بیشک وہ حلیم و عفور ہے۔

یعنی اگر اس کا زلزہ ساعت آجائے تو کون ہے جو انہیں سنبھال سکے اور جب وہ وقت آئے گا
تو کوئی سنبھال ہی نہ سکے گا جبکہ طی سادات اور نسبت خیال ہوگا یہ اس کا علم اور بخشش ہے کہ تمہارے

اعمال پر چشم پوشی فرماتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ قریش مکہ نے قبل مبعث نبی علیہ السلام جب ایک جماعت کو اہل کتاب
سے دیکھا کہ وہ اپنے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ تَعَالَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ قَوْلُ اللَّهِ لَئِنْ جَاءَنَا
رَسُولٌ كُنُوتًا أَهْدَى مِنْ إِيحَادِي الْأَمْرِ - اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ ان کے پاس
رسول آئے تو انہوں نے تکذیب کی خدا کی قسم اگر ہمارے اوپر رسول آیا تو ہم سب سے زیادہ بُرا

اور اتباع میں ثابت ہوں گے۔

چنانچہ حیب سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ بھی انہیں کی طرح منحرف ہو گئے
اب اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَاقْتُمُوا بِمَنِّ اللَّهِ بَهْدًا يَمْلَأَنَّهُمْ لِيَتَنَبَّأَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۗ وَهُوَ الَّذِي يَهْدِي مَن يَشَاءُ مِنَ الْأُمَّةِ
اور انہوں نے مضبوط قسمیں کھائیں کہ اگر ان میں کوئی نذیر تشریف لایا تو وہ ہدایت قبول کرنے میں
پہلی امتوں سے زیادہ ہوں گے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا آذَوْا حُرًّا لَأَنْفُورًا اسْتِكْبَادًا فِي الْأَرْضِ ۖ ذَمَكُوا النَّبِيَّ ذَمًّا
يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا يَأْهُلُهَا ۖ تَوَجَّبَ ان فِي مَهْمَرِي طَرَفٍ سَعَى نَذِيرٍ تَشْرِيفٍ لَأَسَى تَوَانِي فِي كِبَرٍ
زیادہ نہ بڑھا مگر تباعد عن الحق اور اس سے بھاگتا اور تکبر سے اپنے کو اونچا کرنا زمین میں اور حضور کی طرف
سے لوگوں میں مکاری کہنے اپنی خداع اور چالیں چلانا اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکار کو۔

یعنی ان میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تدرین کر تشریف لائے تو وہ اپنی نچوڑتھیں
سب فراموش کر بیٹھے اور حضور کی تعلیم سے بھاگنے لگے اور نئی نئی چالیں چلنے لگے۔

مکر کی تعریف قتادہ کے نزدیک شرک ہے۔

اور بعض کے نزدیک مکر سے مراد سازش کرنا مخالفت میں خفیہ چالیں چلانا ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا يَأْهُلُهَا ۖ اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکر کرنے والے کو راعی لَا يَحِيظُ

راغب کہتے ہیں اَفَى لَا يَصِيبُ وَلَا يَنْزِلُ ۖ گو باغلامہ یہ ہے جو عربی فارسی کی ضرب المثل سے

واضح ہوتا ہے مَنْ حَفَرَ لَاجِبٍ جُبًّا وَقَعَ فِيهِ مِكْتَابًا ۖ جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودے وہ منہ کے

بل اس میں جائے جیسے فارسی والے بولتے ہیں چاہ کندہ را چاہ در پیش۔

اسی بنا پر ارشاد الہی ہے اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ ۗ لَا تَتَّبِعُوا اَدْلًا لَّعِينًا يَابِغِيًا ۗ

وَقَدْ حَاقَ مَكْرُهُمْ هَوْلًا بِهَمِّ يَوْمٍ بَدِيدٍ ۗ اور اس مکر نے ان کفار کو بدروالے دن گھیرا قتل ہوئے

اور قیدی بنائے گئے۔

وَالْاٰیٰتِهَا مَآثِرًا عَلٰی الصَّٰغِيۡنَ ۗ وَاللّٰهُ تَعَالٰی يَمِہْلُ وَلَا يَمِہْلُ ۗ وَرَاٰ الدُّنْيَا الْاٰخِرَةَ وَسَيَعْلَمُ

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا اَيُّ مَنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ۗ اور بقول صحیح چونکہ آئیہ کریمہ عام ہے اور اللہ تعالیٰ وکیل

دنیائے دنیا میں اس کے بعد پھر نہ چھوڑے جائیں گے اور وہ یوم آخرت ہے جیسا کہ ارشاد ہے

سَيَعْلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا اَيُّ

أَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى بِحُرْمَتِ حَبِيبِهِ الْأَعْظَمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْفَعَ وَيُرْفِعَ عَنَّا
مَكْرَ الْمَلَائِكَةِ وَأَنْ يُعَاذِلَهُمْ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ بَعْدَ لَيْلِ لَيْلَةِ سُبْحَتِ الْقَوِيِّ الْمَتِينِ -
فَهَلْ يَنْظُرُونَ الْأَسْتَةَ الْأُولَى فَلَنْ نَجِدَ لِمُنْتَهَى اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ نَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا
تو کیا انتظار کر رہے ہیں مگر پہلوں کی طرح عذاب کا تو ہرگز نہ پائے گا تو پہلے طریقہ میں تبدیلی یعنی عذاب کا
ٹلنا اور نہ پائے گا تو اللہ کے دستور میں کوئی تحویل۔

کہ عذاب مکذبین سے پلٹ کر کسی اور کی طرف چلا جائے۔
أَوَلَمْ نَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَنَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكُنَّا لَهُمْ
مَنْعًا قَوْكًا - کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ انہوں نے دیکھا ہو کہ کیا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے
تھے اور وہ قوت میں ان سے سخت تھے۔

اس میں جبریاں سنتہ اللہ پر استسھا سے تعذیب مکذبین پر جو وہ سیر شام اور میں و عراق کرتے
ہوئے احم باضیہ کی عمارتوں کے ٹھنڈے اور ان کی ہلاکت کی علامتیں دیکھیں۔ یہاں اولم میں ہم نے ہتھیار
انکاری ہے اور وہ قوم اہل مکہ سے زیادہ قوی تھے۔

وَمَا كَانَتْ اللَّهُ لِيُخْزِنَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا -
اور اللہ وہ نہیں کہ اس کی گرفت سے کوئی نکل جائے آسمانوں اور زمین میں بے شک وہ علم والا اور
قدرت والا ہے۔

وَلَوْ يَوَازِحُنَّ اللَّهُ النَّاسَ لِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِمَا مِنْ ذَاتِهِ ذَلِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ
إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا - اور اگر اللہ گرفت کرے ان کی
کہ نیوں پر تو نہ چھوڑے زمین کی لپٹ پر کسی چلنے والے کو لیکن وقت مؤخر کر رکھا ہے ایک معین
بدت تک توجیب وقت مقررہ آئے گا تو اللہ کی نظر میں بندے ہیں۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ گرفت فرمانا چاہے تو روٹے زمین پر کوئی نہ رہے مگر عذاب کا ایک وقت
معبود ہے اور وقت معبود روز قیامت تک ہے۔ اور قیامت کے قیام پر سہر بندہ اللہ تعالیٰ کے
حضور حاضر ہوگا۔ اس دن نیک پر نیکیوں کا اجر اور بد پر برائی کا عذاب ہوگا۔ اور ہر ایک عمل خیر و شر
کا بدلہ دیا جائے گا۔

سورۃ یس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ یس ۲۲

۱۔ انسان کامل۔
حکمت والے قرآن کی قسم۔
بے شک آپ بھیجے گئے ہو۔
مستقیم راہ پر۔

اتارا ہوا عزت والے رحم فرماتے والے کا۔
تاکہ تم ڈرناؤ اس قوم کو جس کے ماننا پڑا
گئے تو وہ عقلت میں ہیں۔
بیشک ثابت ہو چکی بات ان کے اکثر یہ تو وہ ایمان
نہ لائیں گے۔

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق لعنت کر دیے
میں تو وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ مزہ اٹھائے
گئے۔

اور ہم نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان
کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں
تو وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

اور یکساں ہے انہیں اگر تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ
وہ ایمان نہ لائیں گے۔

یس
وَالْقُرْآنِ الْعَلِیْمِ
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
تَنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ
لِنُشْنِ رَقُوْمًا مَّا اَنْشَدَا بَا دُوهُ
فَمَنْ غَافِلُوْنَ
لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ
لَا یُؤْمِنُوْنَ

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِیَ
اِلٰی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا
وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَعْمٰیوْنَ فَهُمْ
لَا یُبْصِرُوْنَ

وَسَوَاءٌ عَلَیْهِمْ اَمْ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ
تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

آپ تولے محبوب اسی کو ڈر سنا میں جو نصیحت
پر چلے اور رحمان سے ڈرے بغیر دیکھے تو اسے
بشارت دیجئے بخشش اور عزت والے ثواب کی
ہم زندہ کریں گے مردوں کو اور ہم لکھ رہے ہیں
جو انہوں نے آگے بھجیا اور نشانیاں جو چھوڑ
گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک تیلنے
والی کتاب میں۔

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ
الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ مُبَشِّرًا بِمُقَرَّبَةٍ
وَأَجْرٍ كَرِيمٍ
إِنَّا نَعْتَنُقُ نَفْسِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا
فَعَلَتْ مُؤَاوَاظَاتُهَا لَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ
أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ

لفظی ترجمہ

ہیں۔ اے انسان کامل	و قسم ہے	القرآن۔ قرآن	الحکیم۔ حکمت والے کی
انک۔ بیشک آپ	لہن۔ المرسلین۔ پیغمبروں سے ہیں	تَنْزِيلٍ۔ اتاری گئی ہے	علی۔ اوپر
صراط۔ راہ	مُسْتَقِيمٍ۔ سیدھی کے	قَوْمًا۔ اس قوم کو کہ	الْعَزِيْزِ۔ غالب
الْوَجِيْهِ۔ رحم والے کی طرف	بَلْتُنذِرَ لِّمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ	هُم۔ ان کے	مَا۔ نہیں
أَنْذِرَ۔ ڈرائے گئے	أَبَادٍ۔ باپ دادا	حَقٍّ۔ حق ہوئی	فَم۔ تو وہ
عَامِلُونَ۔ پتھر ہیں	لَقَدْ۔ بیشک	حَقٍّ۔ حق ہوئی	الْقَوْلِ۔ بات
علی۔ اوپر	أَكْثَرِ	هُم۔ ان کے کے	فَم۔ تو وہ
لَا۔ نہیں	يُؤْمِنُونَ۔ ایمان لاتے	إِنَّا۔ بیشک	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے
فِي رَيْبٍ	أَعْيُنًا قَوْمٍ۔ انکی گردنوں کے	أَعْلَانًا۔ طوق	هِيَ۔ تو وہ
إِلَى طَرَفٍ	الْأَذْقَانِ۔ ٹھوڑیوں کے	فَم۔ تو وہ	مُعَصَّوْنَ۔ منہ اٹھائے ہیں
و۔ اور	جَعَلْنَا بَنَاتِي هَمًّا	مِنْ بَيْنِ أَيْدِي هَمِّهِمْ۔ ان کے آگے	
سَدًّا۔ دیوار	و۔ اور	مِنْ خَلْفِهِمْ۔ انکے پیچھے	سَدًّا۔ دیوار
فَأَغْشَيْنَاهُمْ۔ تو ہم نے ان کو ڈھانپا	و۔ اور	فَم۔ تو وہ	لَا۔ نہیں
يُبْصِرُونَ۔ دیکھتے	و۔ اور	سَوَاءً۔ برابر ہے	عَلَيْهِمْ۔ ان کے اوپر
مَا۔ کیا	أَنْذَرْتَهُمْ۔ ڈرائے تو انکو	أَمْرًا۔ یا	كَمْرًا۔

يَوْمَئِذٍ يُؤْمِنُونَ - ايمان لائیں گے	لا۔ نہیں	ظنوا۔ ان کو	مُنْتَهَى دُرِّ لُؤْلُؤٍ
اتَّبِعَ پيروی کرے	مِنَ۔ اس کو جو	لُؤْلُؤٍ۔ لڑائیاں	رَأْمًا۔ تو صرف
الرَّحْمٰنِ۔ رحمن سے	حَتَّى۔ ڈرے	و۔ اور	الْمَدَائِنِ۔ قلعوں کی
بِمَغْفِرَةٍ۔ بخشش کی	ع۔ اس کو	عَبَّاسًا۔ نوخیز خنجر دو	بِالْعَبِيْبِ۔ پتھر دیکھ
اِنَّا۔ بیشک	كِرَامٍ۔ اچھے کی	اَجْرًا۔ اجر	و۔ اور
و۔ اور	الْمَوْتِ۔ مردوں کو	فُوِي۔ زندہ کرتے ہیں	عَمَّ۔ ہم
اور	قَدْ مَوَّأَسَّكَ بَعْضُهُمْ اَنَّهُمْ	مَا۔ جو	كَلَّمْتُمْ بَعْضَهُمْ كَقَوْلِهِمْ
كَلَّ۔ ہر	و۔ اور	هُوَ۔ ان کے	اَشَادَ۔ گمانات
اِمَامٍ۔ کتاب	اِحْصِيْنَ۔ گناہوں کو	اِحْصِيْنَ۔ گناہوں کو	شَيْءٍ۔ چیز
	فِي۔ بیچ		مُبِيْنٍ۔ روشن کے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ یس ۳۲

یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے اس میں پانچ رکوع۔ تراسی آیتیں سات سو اسیس کلمے اور تین ہزار حروف ہیں۔

مختصر فضائل سورۃ یس شریف

ترمذی شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن کریم کا قلب یس ہے جس نے سورہ یس پر صلی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب لکھا ہے۔ اگرچہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ایک راوی مہول ہے لیکن فضائل میں مسلم نے علاوہ ازیں دوسری احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔

چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنے اموات پر یس پڑھا کر وہی بنا پر جان کنڈن اور سکرات موت کے وقت یس پڑھی جاتی ہے۔ اس کے باقی فضائل مختصر تفسیر میں ملاحظہ کریں۔

یس۔ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اِنَّكَ لَبِنَ الْمَوْسِدِیْنِ۔ اے انسان کامل قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک۔ آپ صراط مستقیم پر بھیجے گئے ہیں۔

انسان کامل سے مراد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور واؤ قسمیہ کے بعد مقسم بہ قرآن کریم لاکر ارشاد ہے کہ اہل اللہ کی طرف سے سیدھے اور سچے راستے پر مبعوث ہوئے ہیں جس کے ذریعہ مومن منزل مقصود تک پہنچے گا اور سیدھا سچا راستہ توحید کا راستہ ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی راہ پر رہے ہیں۔ اہیت کریمہ میں کفار کے اس جملے کا بھی رد ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ آپ رسول نہیں۔ اللہ تعالیٰ جو اب میں فرماتا ہے وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

اس کے بعد ارشاد ہے

تَنْزِيلُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ لِيُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمُ آيَاتُهُمْ فَمُوعَفَلُونَ۔ یہ قرآن عزت والے رحم فرماتے والے کا اتارا ہوا ہے تاکہ تم ڈرناؤ اس قوم کو جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ غافل بے خبر ہیں۔

یعنی اس قوم کو ہدایت کرنے کے لیے یہ قرآن پاک نازل ہوا جس قوم کے آباؤ اجداد میں کوئی نبی تشریف نہ لایا۔ چنانچہ یہ حال قوم قریش کا تھا کہ ان میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی رسول نہیں آئے اور ان کے آباؤ اجداد عقلمندی کی ظلمت میں ہی رہے لیکن ان میں چونکہ امام الکمل ہادی سید المرسلین تشریف لائے ہیں تو۔

لَقَدْ خَفَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَمَّا لَا يُؤْمِنُونَ۔ اب بیشک ان میں ان کے اکثر پر بات ثابت

ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

یعنی حکم الہی اور عقائد قدر لم نبلی ان کے کافر رہنے اور تمہی ہونے پر جاری ہو چکی ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَا مَلِكُ لَكُمْ مِنْ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ جو کفر پر اپنے اختیار سے مصر میں اور حق کے طعنے سے منکر ہیں ان سے ضرور میں جہنم بھروں گا جنوں سے بھی اور ایسے آدمیوں سے بھی اور وہ مشیت الہی سے ایمان نہ لائیں گے اس پر ایک مثال دی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْيُنِهِمْ أَغْلًا لَّا تَرَوْنَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَقُونَ۔ ہم نے کر دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق لعنت کے کہ وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے۔

اس مثال سے یہ ظاہر و نا نام مقصود ہے کہ وہ اپنے کفر میں ایسے راسخ ہیں کہ بند و نفاخ اور آیات و ہدایت کسی سے منتفع نہیں ہو سکتے جیسے وہ شخص جس کی گردن میں غل کی قسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں جھکا سکتے یہی حال ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف

التفات نہیں ہونا اور اس کے حضور سر نہیں جھکاتے۔
 لیکن مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ان کی حقیقت کا حال ہے جہنم میں انہیں اسی طرح کا عذاب کیا جائیگا
 جیسا دوسری جگہ ارشاد ہے وَالْأَعْلَالُ فِيْ اَعْتَابِنَا۔

آیت کریمہ کا شان نزول

ابو جہل اور اس کے دو بیٹے مخزوم کے دوستوں نے قسم کھائی کہ اگر وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز
 میں دیکھے تو پتھر سے سر کھل دے گا تو جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ ایک بھاری پتھر کے کھ
 چلا تو اس کے ہاتھ گردن سے چکے رہ گئے یہ دیکھ کر وہ اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور واقعہ بیان
 کیا یہ سن کر اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا

یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پتھر لے کر چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی نماز میں ہی تھے جب یہ پتھر
 پہنچا اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا اور بینائی سلب کر لی یہ حضور کی آواز سنتا تھا اور کچھ دیکھ نہ سکتا
 تھا پریشان ہو کر اپنے دوستوں کی طرف واپس آیا تو وہ بھی اسے نظر نہ آئے آخر میں اس کے دوستوں نے
 اسے پکارا اور پوچھا کیا کر آیا بولا مجھے آواز آتی تھی مگر حضور نظر نہ آئے۔

ابو جہل کے دوسرے دوست نے ہمت کی اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پورے وثوق
 کے ساتھ چلا اور قریب پہنچ کر لٹے پاؤں واپس ہوا اور نہایت بدحواسی میں بھاگا ہوا آ کر اوندھا کر
 دوستوں نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا۔ بولا حضور کے میرے بائیں ایک بہت بڑا اثر ہوا دیکھا لات
 وعزی کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے کھا جاتا (خازن جہل)

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَعْيَنَهُمْ فَمَنْ لَّا يَبْصُرْ وَّنْ۔ اور ہم
 نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا ہے تو انہیں کچھ
 بھی نہیں سو جھتا۔

یہ بھی ایک تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لیے دونوں طرف دیواریں ہوں اور نہ طرف سے
 راستہ بند ہو وہ کیسے مقصود تک پہنچ سکتا ہے ایسے ہی ان کفار کے آگے پیچھے جہالت اور تکبر کی دیواریں
 ہیں۔ ایمان کی راہ بند ہے جہالت کے بند قبضہ میں محسوس ہیں وہ آیات الہی اور پند و نصائح سننے سے
 محروم ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے جس میں ان کے کفر پر جہل کا وہی گئی ہے
 وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاذُنُ الدَّاعِيْنَ اَمْ لَمْ يَأْتِهِمُ الدُّعْوَانُ فَاَعْيَنَهُمْ فَمَنْ لَّا يَبْصُرْ وَّنْ۔ اور یکساں ہے ان پر کہ کلمہ
 ڈرائیں نصیحت فرمائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

یعنی جبکہ وہ انہی کا فریبی نہیں آپ کی نصیحت کرنا نہ کرنا یکساں ہیں اس لیے کہ
 إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْعَلِيمَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ
 آپ تو اسی کو ڈر سنا نہیں جو نصیحت پر چلے اور رحمن سے بغیر دیکھے غائبانہ ڈرے تو اسے بخشش اور عزت
 کے ثواب کی بشارت دو۔

عزت کے ثواب سے مراد جنت ہے اور یہ اسی کے لیے ہے جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرنے والا ہے
 إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْعَلِيمَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ
 بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے کئے کھے اور جو نشانیاں چھپے چھپور گئے
 اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

یعنی مردوں کو زندہ کرنے کے بعد ان کا محاسبہ ہوگا کہ دنیا کی زندگی میں کتنی نیکی اور کتنی بدی کی ہے
 تاکہ اس کے مطابق جزا و سزا مرتب ہو۔

وَأَنذَرْتُمْ سَعَةَ مَرَادُوهَ طَرِيقَهُ فِي جَوَابَاتِ دِيَانِيَةِ انْهَوْنَ لَمْ تَكُلْ مِثْلَانِجِ رَنْجِ بَا جَابُوْثِ
 کے نئے نئے طریقے جنہیں اصطلاح شرعیہ میں بدعت

سیدنا کہتے ہیں چنانچہ ان کی نوعیت حدیث میں ہے۔
 مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِ هَمْرٍ
 شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِ
 شَيْئًا۔ یعنی نیک طریقہ جو صلحاء اولیاء اللہ کی اتباع میں جاری کرے اسے اس کا اجر ملے گا اور جتنے اس پر
 عمل کریں گے اور سب کے ثوابوں کے برابر اسے ثواب ملے گا اور برے طریقہ رائج کرنے والا خود گنہگار ہوگا
 اور جتنے اس کے ساتھ خراب ہونے ان سب کا عذاب علیحدہ علیحدہ ہوگا اور اس بانی پر ان سب کے
 گناہوں کے برابر عذاب ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدیوں امور خیر ایسے ہیں کہ اللہ کے نیک بندوں نے جاری کیے انہیں ناجائز
 ناجائز ہے یہ امور اگرچہ بدعت میں لیکن بدعت حسنہ ہیں اور صدیوں امور مثل سینما ڈانس بے حیائی کی مخلوق
 کے ایسے ہیں کہ پہلے نہ تھے وہ بدعت سیئہ ہیں۔ اور مذموم ہیں۔

بعض نے مسجد میں آنے کے قدم کی فضیلت بیان کی ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول

بنی سلمہ مدینہ طیبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد نبوی کے قریب آئیں تو انہیں

حضور نے فرمایا مکان نہ بدلو وہاں سے آنے میں تمہارے قدم لکھے جائیں گے اور ثواب زیادہ ملے گا
اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
وَإِن تَادَّبْتُمْ أَهْلَ الْبُيُوتِ فَاصْبِرُوا لَهَا إِنَّهَا خَالِفَةٌ بِمَا كُنْتُمْ تُعْمَلُونَ

لغاتِ نادرہ

اس رکوع میں چند ایک لغاتِ نادرہ ہیں پہلے ان کو سمجھ لیں
أَعْنَاقٌ - جمع سے عُنُق کی عُنُق گردن کو کہتے ہیں۔
أَعْلَالٌ - جمع سے عُلل کی عُلل کہتے ہیں طوق کو۔
أَذْقَانٌ - جمع سے ذِقْن کی ذِقْن کہتے ہیں ٹھوڑی کو۔
فَمَقْمُوحُونَ - مَقْمُوح کہتے ہیں جو سر اوپر کو اٹھاتے ہو جو اونٹ یا نی کے لیے سر نچانہ کرے
لے بَعِيرٌ قَلَمٌ بُولْتٌ ہوں۔ قَمَحٌ الْبَعِيرُ فَمَوْحًا إِذَا ذَرَعَ رَأْسَهُ عَنِ الْخَوْضِ وَكَحْرٍ لَشَرَابٍ۔
إِمَامٌ مُّبِينٌ - امام مفرد بھی ہے اور جمع بھی۔ مفرد ہونے کی صورت میں حجاب اور کتاب کے وزن
پر ہے اور جمع ہونے کی صورت میں بروزن جبال اور جبال ہے۔
امام پیشوا کو کہتے ہیں اور شارع عام کو۔
مُبِينٌ - یعنی مٹھرا ہے۔

مختصر تفسیر اور دو پہلا رکوع سورۃ النیس ۲۲

امام احمد ابو داؤد و نسائی۔ ابن ماجہ۔ طبرانی مقفل بن یسار سے راوی ہیں اِنَّ دَسْوَلَ اللّٰهِ صَلَّ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ قَلْبُ الْقُرْآنِ وَغَدَا ذَلِكُمْ اَحَدًا سَمَائِيًّا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ نیسین قرآن کریم کا دل ہے اور اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ النیس فرمایا۔
اور فرمایا لَعَلَّ هَذَا اَهُوَ السَّائِرِي الْاَمْرِ الْوَارِدِ فِي تَمْجِيعِ الْاَخْبَارِ يَقْرَأُهَا تَهْتَا عَلَي الْمَوْتِي لَمْ
الْمُحْتَضِرِيْنَ اس سورۃ مبارکہ کے لیے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کریں۔
اور ابو نصر سخری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں فرماتی ہیں قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَتَسْكُرَاتُ فِي الْقُرْآنِ لَسُوْرَةٌ تُدْعَى الْعَظِيْمَةُ هُنْدًا اللهُ وَيُدْعَى صَاحِبَهَا الشَّرِيْفُ
 هُنْدًا اللهُ يَشْفَعُ صَاحِبَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْكُفْرِ مِنْ رَبِّيَعْتَا وَمَضْرُوْدَهِي سُوْرَةٌ لِيْسِيْنَ - قرآن کریم
 میں ایک سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیمہ ہے اور اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور
 ایسا شرافت والا ہے کہ قیامت کے دن بیع و مفر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا اور وہ
 سورتہ لیسین ہے ۔

سعید بن مسعود اور یحییٰ بن جہان بن عطیہ سے راوی ہیں اِنَّ دَسُوْلَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 سُوْرَةٌ يَسَى تَدْعِي فِي التَّوْبَاةِ الْمُعِيْبَةِ لَعَمَّ صَاحِبَهَا يَحْيَى اللهُ تَبَا وَالْآخِرَةَ وَتَكَايِدُ عِنْدَ بَلُوْسِ
 اللهُ تَبَا وَالْآخِرَةَ وَتَدْفَعُ عَنْهُ اَهَادِيْلَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ وَتَدْعِي الْمَدَاقِعَةَ الْقَافِيَةَ تَدْفَعُ عَنْ
 صَاحِبِهَا كُلَّ سُوْرَةٍ وَتَقْضِي كُلَّ حَاجَتِهِ -

حضور نے فرمایا سورتہ یس تو ریت میں معیہ کہلاتی ہے اس کے پڑھنے والے کو دنیا و آخرت کی جلا
 ہیں اور یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے اور دنیا و آخرت کے ہول سے محفوظ رکھتی ہے۔
 اور ہر قسم کی مصیبتیں جو اس کے لیے مقرر ہوں دفع کرتی ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے۔
 اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر جیدعانی سلیمان بن دفاع سے بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

اس کے مکی ہونے پر ابن الفریس اور نحاس اور ابن مردویہ اور یحییٰ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کرتے ہیں اور

بعض نے اس کے مکی ہونے پر اس آیت کا استشہاد کیا۔ اِنَّا نَحْنُ مُحِي الْمَوْتِ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا
 وَآخَرَهُمْ اِنَّ كَادَعُوِيْ يَسَى كَرِيْمٌ اَيْتٌ مَدِيْنِيَّةٌ نَازِلٌ مَوْتِيْ . اور واقعہ بطور نشان نزول یہ بتاتے ہیں۔
 لَمَّا ارَادَ بَنُو سُلَيْمَةَ النُّقْلَةَ اِلَى قُرْبِ سَعِيْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا فِي فَاجِيْنِ الْمَدِيْنَةِ
 فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اِتَادَكُمْ تَكْتُبُ فَلَمْ يَنْتَقِلُوا -

قبیلہ بنی سلمہ نے جو نواسی مدینہ میں رہتے تھے جب ارادہ کیا کہ وہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی
 کے قریب سجاہش توجھور نے فرمایا تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں جس کا تمہیں زیادہ نواب ہے تو وہ
 وہاں سے منتقل نہ ہوئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اللهُ يَرْزُقُكُمْ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ

بھی مدنی ہے۔

بہر حال اس پر صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس سورتہ مبارکہ میں تراسی آیتیں ہیں۔

اور اس کے فضائل میں بہت سی احادیث ہیں علاوہ ان کے جو بیان ہو چکیں یہ بھی ہیں کہ معقل بن یسار سے صحیح حدیث ہے۔

لَا يَغْفِرُ أَهْمًا عَبْدًا يُرِيدُ اللَّهُ تَعَالَى وَالَّذِي الْآخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكُمْ
بِئْسَ الشُّرْكَ وَالْوَاسِطَةُ أَوْ آخِرَتِ كِي نَجَاتِ كَيْ لِيْ جِبِ پْرُ مَقْتَابِ تُو اس كَيْ سَبِ كِنَاهِ نَحْسِ
دِيْے جَاتِيْے ہي۔

اور ترمذی دارمی حدیث انس سے راوی ہیں مَنْ قَرَأَ لَيْسَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِقِرَائَتِهَا قِرَاءَةَ
الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ - جو سورۃ یسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ سے اسے دس قرآنوں کا ثواب عطا فرماتا
ہے۔ وَذَكَرَ لِبَعْضِهِمْ أَنْ مَنْ قَرَأَهَا أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ كَمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ اِثْنَتَيْنِ وَخِشْرَيْنِ مَرَّةً
جو سورۃ یسین پڑھے اسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تلاوت کا اجر عطا فرماتا ہے۔

اور سنی شعب الایمان میں ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں جو کیا زنا لعین سے ہیں اِنَّ مَنْ
قَرَأَهَا فَكَانَ ثَمَّ قَرَأَ الْقُرْآنَ اِحْدَى عَشْرَ مَرَّةً - جو سورۃ یسین ایک بار تلاوت کرے اس نے
گو یا گیارہ قرآن ختم کیے۔

اور ایک حدیث مرفوع سے بھی جس کے راوی ابن عباس معقل بن یسار عقبہ بن عامر اور
ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر ثابت ہے۔
اب فاطر کے بعد سورۃ یسین کا اتصال کس ربط کی بنا پر ہے۔

اس کے متعلق امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ سورۃ فاطر میں وَجَاءَ كُوْنُ التَّنْزِيلِ
وَاقْتَمُوا بِاللهِ جَهْدًا اَيْبَاتِهِمْ لَنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ اَوْ قَلْبًا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ فَرِيَا جِسْ سِ
مراد ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناہی۔

اور مشرکین مکہ نے حضور سے اعراض و انکار کیا اور تکذیب کی تو اس سورۃ مبارکہ میں قسمیں یاد
فرما کر حضور کی صحت رسالت ظاہر کر کے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلٰی صَوَابٍ مُّسْتَقِيمٍ اَوْ لَنْ
قَوْمًا اَمَّا اَنْتَ اَبَاؤُهُمْ غَافِلُوْنَ جو مشرکین کے گمان باطلہ حاطلہ فاسدہ کا سدھ کے رویں
بیان کیا گیا ہے۔

اور فاطر میں وَنَجَّ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلَّ يَجْمَعِيْ اِلَاجِلٍ مُّسْتَقِيمٍ فرمایا تو اس سورۃ مبارکہ میں ذ
الشَّمْسِ يَجْمَعِيْ لِيَسْتَقَرَّ لَهَا اَوْ وَالْقَمَرَ قَدْ رَزَاكَ مَنَازِلَ ارشاد ہوا
لہذا فاطر سے یسین کے مضمون کا پیر ربط ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ اسے سرور عالم یا الے انسان کامل۔

الوسی فرماتے ہیں اَلْکَلَامُ قَبْلُ کُلِّ کَلَامٍ فِی السَّمَاءِ وَنَحْوِہَا مِنَ الْحُرُوفِ الْمُقَطَّعَاتِ فِی اَوَّلِ السُّورَةِ اَعْتَرَا یَا لَیْسَ یُرْکَبُہِی الْاَلْمُ کِی طَرَحَ بَہِتَ کَیْچَ تَاوِیْلِی مَعْنٰی ہُو سَکُنَہِ ہِی اَوْر لَیْسَ ہِی دُوسرے حُرُوفِ مُقَطَّعَہ کَے ہُو سُوْرَہ کَے اَوَّلِ ہِی ہِی۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم چند طرق سے یہ المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل ہیں کہ لیسین کے معنی یا انسان ہیں۔ روح المعانی اور ابو جہان کہتے ہیں کہ عرب میں تصغیر انسان انیسیان ہے وَهُوَ ذَبِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِنْسَانَ مِنَ النَّیْسَانِ وَاصْلُ النَّیْسَانِ الْاِنْسَانُ کِی تصغیر انیسیان ہے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ انسان نسیان سے ہے اور اس کی اصل نسیان ہے۔

وَمَعَ ذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ التَّصْغِیْرُ فِی اَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کَمَا لَا یَجُوْزُ فِی اَسْمَاءِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ اور یہ بھی ہے کہ تصغیر اسماء انبیاء میں ایسے ہی ناجائز ہے جیسے کہ اسماء الہی کی تصغیر ممنوع ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا یَمْتَنِعُ مِمَّا دَامَا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَلْبًا سَمِعْتَا اَنْ یُّطْلَقَ عَلٰی نَفْسِہٖ عَزَّ وَجَلَّ وَعَظْمَاہِ خَلْقِہَا مَا اَدَا دَمُجْمَلٌ حَبِیْبٌ عَلٰی مَا یَدْبِقُ کَاللَّعْظِیْمِ وَالتَّحْبِیْبِ وَنَحْوِہَا مِنْ مَعَانِ التَّصْغِیْرِ کَمَا قَالَ ابْنُ الْفَارِضِ

مَا قُلْتُ حَبِیْبًا مِنَ التَّحْبِیْبِ بَلْ لَعَنْتُ بِ اِسْمِ الشَّیْءِ بِالتَّصْغِیْرِ

یہ تصغیر اگر ہماری طرف سے ہو تو ممنوع ہے لیکن اگر مخالف اللہ کے ہو تو وہ مختار مطلق ہے اور اپنی معظم مخلوق کو جس طرح چاہے مخاطب کرے اور یہ مخاطبہ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے وہ مثل تنظیم ہی ہے یا بطریق تحبیب اور اس میں تصغیر کھلی ہے۔

چنانچہ ایک جماعت اس طرف سے کہ ایسان بمعنی انسان اور لفظ لیسین پر اجماعاً کہا گیا کہ یہ ایاسین ہے۔ اس میں یا حروف اور سین انسان کے مقام کا ایک نام ہے۔

اور اسکی تائید سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتی ہے جو آپ نے اَلْحَمْدُ عَسَقٌ وَغَیْرَہ حُرُوفِ مُقَطَّعَاتِ ہِی فُرَا یَا اِسْمَا حُرُوفٍ مِنْ جُمْلَةِ اَسْمَاءِہَا کہ تَعَالٰی ذَرَّہِی حَیْمٌ وَعَلِیْمٌ وَسَمِیْعٌ وَتَدْبِیْرٌ وَنَحْوِ ذٰلِکَ۔ یہ تمام حروف اسماء الہی سے ہیں رحیم، علیم، سمیع، قدیر

اور مثل اس کے ہیں۔
چنانچہ بعض نے مثل ابن جبر کے کہا کہ یسین اسماء سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک نام

ہے جیسا کہ سید جمہری کے اس شعر سے ظاہر ہے۔
يَا نَفْسُ لَا تَعْصِي بِالْوَدِّ جَاهِدًا عَلَى الْمَوَدَّةِ إِلَّا إِلَيْ سَيِّدِنَا

اور رواج کہتے ہیں النَّصْبُ عَلَى تَقْدِيرِ أَثَلِ يَسِينٍ وَهَذَا عَلَى قَوْلِ سَيِّدِي إِنَّ
رَأْسَهُ لِلشُّوْرَةِ۔ یسین میں مقدر اثل ہے یعنی حکم ہے اثل یسین۔ یسین پڑھا اور یہ بموجب قول

سیبوری ہے نام سونہ کا ہے۔
وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ اور قسم قرآن حکمت والے کی بے شک آپ

بنی مرسل ہیں۔
وَالْقُرْآنِ مِیْنِ وَاوَقْسِمِیْہِ بِہِ اِتْبَدَلِہِ اَوْر حَکِیْمِ سَہِ مَرَادِ حَکْمَتِ وَاوَلِہِہِ لَیْنِ اِسْ کَا ہِ رِیَآئِ
بیان حکمت ہے۔

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ بیشک آپ ہی ہمارے بنی مرسل ہیں۔

یہ جواب قسم ہے اور اس میں رد ہے مشرکین کے انکار رسالت کا چنانچہ آگوسی فرماتے ہیں۔
جَوَابٌ لِقَسْمِهِمْ وَابْتِهَاتِهِ لِرَدِّ انْكَارِ الْكُفْرَةِ دَسَالَتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ قَالُوا لَسْتَ مُرْسَلًا

چنانچہ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا تھا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مِمَّا آذَاهُمْ إِلَّا تَوَدَّوْنَ اِسْتِكْبَادًا فِي الْاَرْضِ

وَمَكْرُ السَّيِّئِ۔ یعنی جب ہمارا تذکرہ تشریف لایا تو ان میں کچھ نہ پڑھا مگر نفور و استکبار زمین میں اور

واؤل۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں فرمایا۔ اے انسان کامل یا اے سرور عالم قرآن حکمت والے

کی قسم بے شک آپ ہمارے مرسلین سے ہیں۔ اور

عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ یہ بجز ثانی سے کہ مرسلین سے ہیں اور سیدھے راہ پر ہیں۔

اس لیے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مرسلین کو ام ہی جب ہونے میں جب وہ صراط مستقیم پر ہوں

تو یہاں اس تصریح کی ضرورت نہ تھی مگر بغرض اعلام فرمایا کہ ہمارے حبیب ان صفات سے متعلق ہیں

تَنْزِيلِ الْعَزْزِ الَّذِي جِئْنَا بِكَ فِيهِ نَذِيرًا لِّقَوْمٍ كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ تاکہ اس قوم کو آپ ڈرنا میں جن کے

آباؤ اجداد ڈرتے سنائے گئے اور غافل ہیں۔

یہاں آبا سے مراد قریب کے آباؤ اجداد ہیں اس لیے کہ بعد آباؤ کو تو حضرت سیدنا اسمعیل

ذبح اللہ شریعت ابراہیم کی تبلیغ فرما چکے تھے۔ عہد عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مدید زمانہ فترت گذرا جس میں تعلیم عیسیٰ علیہ السلام نسیا منسیا کر دی گئی اور آپ کی شریعت میں سے سوائے نام عیسائیت کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

تو آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ قریش میں نذیر تشریف نہیں لائے یعنی رسول نہیں آئے اور غیر نبی کے ذریعہ انذار و تنذیر ہی جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ قس بن ساعدہ وغیرہ اور ذان مٹ امتی الاخلاقیہا نذیر کا بھی یہی مقصد ہے۔

اسی وجہ میں فترت کے معنی یہی ہیں کہ ارسال رسل نہیں ہوا نہ کہ مطلقاً انذار بھی نہ رہا تو ان کے آباء اقرب کو کسی رسول کی طرف سے انذار نہیں ہوا اور غیر نبی کے انذار و تنذیر کو انہوں نے قبول نہیں کیا اور غافل ہی رہے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ اور بے شک ثابت ہو گیا قول الہی اور وہ ایمان نہ لائے۔ یعنی۔

حَقَّ الْقَوْلُ کے معنی لَقَدْ ثَبِتَ وَوَجِبَ الَّذِي قُلْتُمْ لَا يُبَلِّسُ يَوْمَ قَالَ لَا غُورِيَهُمْ أَجْمَعِينَ وَهُوَ لَا يَمْلِكُنَّ لَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَجْمَعِينَ۔ بے شک ثابت ہوا جب ہو گیا وہ قول چھٹے ابلیس کو فرمایا جبکہ اس نے کہا رَبِّ إِنَّمَا أَعُوذُ بِكَ مِنِّي لَا غُورِيَهُمْ أَجْمَعِينَ۔ اے میرے رب تو نے مجھے دھتکار دیا ہے تو اب میں ان بندوں کو سب کو گمراہ کر دوں گا اِلَّا عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ۔ سوائے تیرے جلی نیک بندوں کے۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ضرور میں جنوں اور لوگوں سے جہنم بھروں گا اور علی اکثر جہنم سے مراد وہ ہیں جو علم اللہ میں جہنم کے لیے ہی پیدا کیے گئے چنانچہ اس کی تفسیر دوسری آیت میں ہے

إِنَّ الدِّينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُكَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ وہ جن کے لیے واجب و ثابت ہو چکا حکم تیرے رب کا وہ ایمان نہیں لاسکتے۔ ان کے لیے مثال میں واضح فرمایا۔

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَقُونَ۔ ہم نے کر دی ہیں ان کی گردنوں میں مشکیں تو وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ منہ اٹھائے رہ گئے ہیں۔

اس مثال میں عربی محاورہ کے ماتحت منکرین نے حیوانیت دکھائی ہے۔

أَعْنَاقُ عُنُقٍ کی جمع ہے وَهُوَ الْجُمُودُ یہ ایک قسم کی پھانسی یا پھندا ہے۔

أَغْلَالٌ غُلٌّ کی جمع ہے بالفرض یہ اس موقع پر بولتے ہیں جبکہ کسی کے ہاتھ باندھ کر گردن سے باندھ دے

جائیں اور راعب اصغمانی کہتے ہیں اِنَّ مَا يُقْبَلُ بِهَا فَيَجْعَلُ الْاَعْضَاءَ وَسَطًا۔ ایسے قید کرنے کو اعلیٰ کہتے ہیں جبکہ اس کے اعضاء گھڑی کی طرح باندھ دیے جائیں۔

فَمَا إِلَى الْاَذْقَانِ تُوُوهُ پھالسی یا پھندا گھوڑی تک ہے۔

اَذْقَانِ جمع ذقن کی ہے اور ذقن گھوڑی کو کہتے ہیں۔

فَمُؤَقَّحُونَ۔ مقح کی تعریف نہایت ہے اَلَّذِي يُؤَقِّعُ دَاسًا وَيَعْضُّ بَصْرًا۔ مقح وہ ہے جس

کا سر اٹھا ہوا اور آنکھیں بند ہوں۔

ابو علیہ کہتے ہیں يُقَالُ فَمَحَ الْبَعِيرُ فَمُوْحًا اِذَا رَفَعَ دَاسًا عَنِ الْحَوْضِ وَلَمْ يَشْرَبْ وَالْجَمْعُ

فَمَاحٌ۔ محاورہ میں بولتے ہیں فَمَحَ الْبَعِيرُ اور پچا منہ کر لیا اونٹ نے جبکہ وہ حوض سے منہ اونچا کر لے اور پانی

نہ پئے اس کی جمع فمواح ہے۔

اور لیش کہتے ہیں هُوَ دَفَعُ الْبَعِيرِ دَاسًا اِذَا شَرِبَ الْمَاءَ الْكَبِيْرَةَ لَوْ لَعُوْدًا وَهَؤُلَاءِ

کا سر اونچا کرنا ہے جب وہ کر بہ پانی پئے پھر اسکو لوٹا دے۔

وَالْمَعْرُوْفُ فِي الْقَمْحِ الدَّفْعُ۔ اور مشہور فمح کے معنی سر اونچا کرنے کے ہیں۔

پھر دوسری مثال میں منکرین مشرکین کا حال ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اَفَاَعَشَيْنَاهُمْ فَمًّا لَا يُبْصِرُوْنَ۔ اور

کر دی ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں کچھ

نزدیکہ سکیں۔

مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ۔ یعنی مِنْ قُدَامِهِمْ ان کے آگے سَدًّا عَظِيْمًا۔ بھاری دیوار

وَمِنْ خَلْفِهِمْ یعنی مِنْ قُدَامِهِمْ۔ یعنی پیچھے اور یہ آگے پیچھے اس امر کا کنایہ ہے کہ وہ ہر پہلو

سے اندھے ہیں۔

فَاَعَشَيْنَاهُمْ۔ یعنی فَعَطَبْنَا بِمَا جَعَلْنَاكَ مِنَ السَّدِّ تُوُوْدًا نَظْمًا دِيَارًا۔ اور

فَمًّا لَا يُبْصِرُوْنَ۔ بسبب ذَلِكَ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَى الْبَصَادِ شَيْءٍ مَا اَصْلًا۔ اس سبب سے وہ

کسی شے کے دیکھنے سمجھنے پر قادر ہی نہیں۔

لَقَدْ سَدَّ بِالضَّمِّ اَوْرِبَالَ فَمَحَ دُونِ طَرَحٍ پڑھتے ہیں اس پر یہ تفریح ہے کہ مَا كَانَ مِنْ عَمَلِ

النَّاسِ فَمُوْحًا بِالْفَتْحِ سَدًّا لَوْ لَوْ كَوْنِ كَيْفِ عَمَلٍ مِنْهُ لَوْ لَوْ فَمَحَ سَبِيْنًا پڑھتے ہیں وَمَا كَانَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی

فَمُوْحًا بِالضَّمِّ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہو تو لَوْ لَوْ فَمَحَ سَبِيْنًا پڑھیں گے۔

فَاَعْتَيْنَاهُمْ كَوْبًا لِعَيْنِ بِيْهِ يُرْهَأُ كَيْفَا يَسِي مِنَ الْعِشَاءِ وَهُوَ ضَعْفُ الْبَصَرِ فَاَعْتَيْنَاهُمْ
 عتاسے ہے جو ضعف بصر کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ آیہ کریمہ کا شان نزول ابن مردودہ اور ابو نعیم کے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بتانے
 میں کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المسجد یجھد بالقراءة فتأذی منہ ناس من قریش
 حتی قاموا لیاخذوا فإذ أیدیہم مجبوعتہ الی أعناقہم وإذا ہوا لا یبصرون فجاءوا الی النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا نشتدک اللہ تعالیٰ والرحمہ یا محمد قال اولو ینک یطن من
 یطون قریش الی الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہم قرابتہ فدعا النبی علیہ السلام حتی
 ذهب ذلک عنہم فتزلت لیس والقرآن الحکیم انک لیس المرسلین علی صراط مستقیم
 تنزیل العزیز الوحیم لتتذرقوا ما ائتدا اباذہم ہم غافلون لقد حق القول علی الکریم
 ہم لا یؤمنون... الی وسواء علیہم ما ائتذرتہم امرکم لتتذردہم لا یؤمنون۔ فلکم یؤمن
 من ذلک التفراحد۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بالجہر قراءت فرماتے تھے تو لوگ قریش کے اسے ناگوار
 محسوس کرتے تھے حتی کہ وہ کھڑے ہو گئے تاکہ مواخذہ کریں کہ مجانب اللہ حضور کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ
 ان کی مشکیں بندھ گئیں اور ہاتھ گردن میں لپٹ گئے اور اندھے ہو گئے۔
 مجبور ہو کر بارگاہ رسالت میں آئے اور پکارے کہ حضور آپ کو خدا کی قسم ہم پر رحم فرمائیں کیا آپ
 قریش نہیں ہیں اور یہ حضور کے قرابتی تھے حضور نے ان کے لیے خلاصی کی دعا فرمائی اور وہ کھل گئے۔
 اس وقت لیس والقرآن الحکیم سے امرکم لتتذردہم لا یؤمنون تک نازل ہوا۔
 یہ غالباً پہلا حکم ہے جس میں مشرکین کے لیے ایسی دعا کی ممانعت نہیں ہوئی بلکہ صرف لا یؤمنون
 ہی فرمایا گیا ہے۔

اس کے بعد ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ اور ولا تصل علیہم
 ان صلوتک سکنکم کا حکم آیا۔ چنانچہ ان نابکاروں میں سے بموجب پیشگوئی قرآن کریم ایک بھی
 ایمان نہ لایا۔

اور دوسری روایت شان نزول پر یہ ہے۔

ذووی ان الایتین نزلتانی بنی محمد وہو ذلک ان اباجمل حمل حجر الینال بہا ما یؤید
 برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فاشتبت یدک الی عنقہ حتی عاد الی اصحابہ

وَالْحَجْرُ مَذَكِرَةٌ بِيَدِكَ فَمَا فَكَّرُوا إِلَّا يَجْهَدُوا فَآخَذَ كَافِرٌ دِينِي أَخْرَقْنَا مَا دَنَا مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسَى اللَّهُ تَعَالَى بَصَرُهُ فَعَادَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَلَمَّا بَيَّضَهُمْ حَتَّى نَادَوْا كَقَوْلِهِمْ
 ثَالِثٌ فَقَالَ لَا شَيْخَ خَتَّانًا دَأَسَهُ ثُمَّ آخَذَ الْحَجْرَ وَالنُّطْقَ فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى يَنْكُصُ عَلَى عَقْبِيهِ
 حَتَّى حَرَّ عَلَى قَفَاكَ مَغْتَبِيًّا عَلَيْهِ فَهَيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ قَالَ عَظِيمٌ ذَا بَيْتِ الرَّجُلِ فَلَمَّا دَنُوْتُ
 مِنْهُ فَإِذَا فَعَلُ مَا ذَا بَيْتِ فَعَلًا عَظِيمًا مِنْهُ حَالَ يَدِي وَيَدِيهِ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَوَدُنْتُ
 مِنْهُ لَأَكَلْتَنِي -

اَنَا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَعْلَالًا وَأَوْجَعْنَا مِنْ يَدَيْنِ أَيْدِيَهُمْ سَدًّا إِيَّاهِمْ دُونَ آسِتِينَ قَبِيلِهِ بَنِي
 مَخْرُومٍ كَيْ حَتَّى فِي تَانِلِ بُوَيْسٍ - واقعہ یہ ہے کہ ابو جہل نے ایک پتھر اٹھایا اور لے کر چلا اسی ارادے
 سے کہ حضور پر اسے ڈال دے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے تو ابو جہل کے ہاتھ گردن
 میں لپیٹ گئے حتیٰ کہ یہ اپنے قبیلہ والوں میں واپس آ گیا اور پتھر اس کے ہاتھوں سے چمٹا ہوا کھٹا ہرچند
 کوشش کی گئی مگر پتھر علیحدہ نہ ہوا آخر شش بڑی کوشش کے بعد وہ علیحدہ ہوا۔

تو ایک اور مخرومی کھڑا ہوا اور اس نے پتھر اٹھایا جب حضور کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے
 اسے اندھا کر دیا۔ گھر کر لینے آدمیوں میں واپس آیا مگر اس کے ساکھی نظر نہ آئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے
 پکارا۔ آخر ان میں سے تیسرے سرکش اٹھا اور دعوے کرنے لگا میں سر اقدس پر پتھر بارول گا بھلا پتھر
 لے کر چلا اور قریب پہنچ کر لٹے پاؤں اٹریوں پر واپس ہوا حتیٰ کہ عیش کھا کر گر گیا ساکھیوں نے اس سے
 پوچھا تجھے کیا ہوا بولا ایک بھاری بھر کم آدمی میں نے دیکھا جب میں قریب حضور پہنچا تو ایک بہت بڑا
 سانڈ میں نے دیکھا کہ اس جیسا سانڈ کبھی نہ دیکھا تھا وہ میرے اور حضور کے بائیں حائل تھا قسم لات
 عزی کی اگر میں اور قریب ہوتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

فَعَلَّ مَنجِدٍ فِي بَرَجَانُورِ كَيْ نَرُ كَوْ بَهِي كَيْتِي فِي الْفَعْلِ الذَّاكِرُ مِنْ كَلِّ حَيَوَاتٍ - اس اعتبار سے اژدر
 بھی ہو سکتا ہے۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں فَعَلَّ الْغُلَّ يَكُونُ اسْتِعَارَةً عَنْ مَنَعٍ مِنْ أَدَاةٍ أَوْ عَالِيَةٍ
 السَّلَامُ وَجَعَلَ السَّدَّ اسْتِعَارَةً عَنْ سَلْبِ قُوَّةِ الْأَنْصَارِ كَمَا قِيلَ -
 وَقَالَ السُّدَّيُّ السَّدُّ ظَلَمَةٌ حَالَتْ فَمَنَعَتِ التُّؤْبَةَ - کہ غل جس کی جمع اغلال ہے یہ
 استعارہ ہے روکنے کا ہے جو حضور کو اذیت دینا چاہے۔ اور سَدَّ سے بھی استعارہ کیا گیا سلب توت
 البصار سے۔

اور سدی کہتے ہیں کہ سزودہ ظلمت ہے جو حائل ہو جائے اور دیکھنے سے روکے آگے ارشاد ہے۔
 وَ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأْتَدُّهُمْ أَمْ لَمْ تَأْتَدُّهُمْ لَوْلَا يُؤْمِنُونَ۔ اور برابر ہے ان کے لیے آپ
 انہیں ڈر سنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

یہ وہی مضمون ہے جو سورہ کے پہلے رکوع میں صاف اس جگہ آتا ہے اَلَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ
 ءَأْتَدُّهُمْ أَمْ لَمْ تَأْتَدُّهُمْ لَوْلَا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ
 غِشَاوًا۔ وہ جو کفر کر رہے ہیں برابر ہے ان کے لیے کہ آپ ڈر سنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے
 اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر جہر کر دی ہے (تاکہ نصیحت انداز نہ جائے اور کفر باہر نہ آئے)
 اور جہر کر دی ہے ان کے کانوں پر (تاکہ آیات سن کر قبول کرنے کے قابل بھی نہ رہیں) اور ان کی آنکھوں پر
 غشا جہالت ہے (وہ اس کی دھندلاہٹ سے دیکھ بھی نہیں سکتے)

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور ان کے لیے بڑا دردناک عذاب (مقدر ہو چکا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
 إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الذِّكْرَ بِالْغَيْبِ فَأَنذِرْهُ بِمُغْضَبِكُمْ وَأَنتُمْ كَارِهِونَ
 تو اسی کو ڈرائیں جو نصیحت مانیں اور رحمن سے غائبانہ ڈرے تو اسے خوشخبری دیجئے تجھش کی اور عذاب
 والے بدلہ کی۔

جس کی شان یہ ہوگی جسے قنادہ فرماتے ہیں اَجْرُكُمْ لِيَوْمِ الْجَنَّةِ ذَا الَّذِي نَدَعُمُهَا الشَّامِلُ لِمَا
 لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ نَبِيٍّ ذَا جَلِّ جَمِيعِ ذَلِكَ رُوِيَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 اجر کریم سے مراد جنت ہے اور اس کی وہ نعمتیں جو اس جنت میں ہوں وہ ایسی ہوں کہ نہ کسی آنکھ نے
 دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دل میں نظر بھی آیا ہو اور سب سے بڑی نعمت رویت الہی
 کا شرف ہے۔

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الذِّكْرَ بِالْغَيْبِ فَأَنذِرْهُ بِمُغْضَبِكُمْ وَأَنتُمْ كَارِهِونَ
 ہم ہی ہیں جو مردہ کو زندہ کرنے اور جو کچھ وہ دنیا کی زندگی میں عمل و صدقات سے آگے بھیجے وہ لکھتے
 ہیں اور اس کے نشان دعاء اس سے کہ برے اعمال کے رواج دینے سے ہو یا اس کے لچھے برے
 قدموں سے ہو اور ہر شے حفاظت میں لوح محفوظ کے اندر ہے۔

یہ مشرکین و مومنین کے لیے ترمیب و ترغیب ہے اور مشرکوں کے لیے وعید اور مومنین کے
 لیے وعدہ ہے۔ اور چونکہ مشرکین اس غلط فہمی میں تھے اور کہتے تھے۔ إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
 نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ۔ آگے کچھ نہیں صرف یہ دنیا کی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے

ہیں اس کے بعد ہماری بعثت نہیں ہوگی اس کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا کہ اس گمان باطل میں رہنا ہم ہی ہیں جو تمہیں مرنے کے بعد زندہ کریں گے۔
 اور جو کچھ حیات دنیا میں تم لچھے برے عمل کرو گے سب ہم لکھتے ہیں۔
 وَأَنذَرْتَهُمْ۔ اور تمہارے نشان جو تم چھوڑ کر مرو گے عام اس سے کہ وہ طریقہ نیک ہو یا بد سب
 ہمارے پاس لکھا ہوا ہے

اعمال حسن جیسے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کر کے چھوڑ گئے۔
 یا دینی کتاب لکھ کر دنیا سے لگ گئے۔

یا مدرسہ بنا کر وقف کر گئے۔

یا بیمار فی سبیل اللہ طیار کر کے چھوڑ گئے۔

یا عید میلاد النبی کا سلسلہ جاری کر گئے۔

یا بزرگان دین کی فاتحہ کے لیے کچھ وقف کر گئے۔

یا مسجد تعمیر کر کے انتقال کیا۔

یا برے رواج مروج کرنے کو کلب بنا گئے جہاں ڈانس کیے جائیں یا گانا بجانا ہو۔

یا شراب نوشی کی جگہ تعمیر کر گیا۔

یا جوئے بازی زنا کاری کا اڈہ قائم کر گیا۔

یا ایسے قانون بنا کر مر گیا جس میں ظلم و عدوان اور شر و فساد نشوونما پائیں۔

دونوں قسم کے اعمال خدا تعالیٰ لکھ رہا ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم جریر بن عبداللہ سجلی سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقِصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً شَرًّا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ لَا يُنْقِصُ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا تَلَا وَتَكْتَبُ مَا قَدْ مَوَّادَا تَارَهُمْ۔

جو کوئی اچھا طریقہ جاری کرے اسے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کریں اس کے بعد ان کا اجر بھی بلا نقص
 اجر عالیین سے ملے گا۔ اس کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔

اور جو برا طریقہ جاری کرے گا اس کا اس پر عذاب ہے اور جو اس برے طریقہ پر چلیں اس کے بعد
 ان کا عذاب بھی اس پر ہے بلا نقص عذاب عالیین پھر یہ آیت کہ یہ تلاوت فرمائی وَتَكْتَبُ مَا

تَمَّ مُؤَادَاتِهَا هُوَ -

الن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کے قدموں کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اس میں مسجد کی طرف مطلقاً آنے والوں کے قدموں کی فضیلت ہے۔

اور عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ترمذی بطریق حسن حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَتْ بَنُو سَلَمَةَ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا أَنْ يَنْتَقِلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَأَتَوْا اللَّهَ تَعَالَى إِنَّا نَحْنُ نَحْيُ الْمُؤْتَى لِمَا عَاهَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي بَكَيْتُ إِتْرَافَكُمْ تَلَا عَلَيْهِمُ الْآيَةَ فَتَرَكُوا -

فرماتے ہیں قبیلہ بنو سلمہ مدینہ پاک کے ایک کنارے میں آباد تھے انہوں نے چاہا کہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی المؤمنی دَنَكْتُبُ مَا قَدَّمَ مُؤَادَاتِهَا الخ آیت نازل فرمائی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر فرمادیا کہ تمہارا مدینہ کے کنارے سے یہاں آنا مفید نہیں ہے کیونکہ تمہارے قدم کھسے جاتے ہیں اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور یہ سن کر بنو سلمہ نے تبدیلی برائش کا ارادہ ترک کر دیا۔

اور امام احمد اس واقعہ کو زہد میں اور ابن ماجہ وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح راوی ہیں کہ انصار مدینہ کے مکان مسجد نبوی سے دور تھے تو انہوں نے منتقل ہو کر قرب مسجد میں آباد ہو جانا چاہا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یہ سن کر انصار بولے بَلَى نَسَكْتُ مَكَانَنَا بِمِثْلِ مَكَانِ نَحْنُ فِيهَا رَهْبٌ كَيْفَ نَسْكُهَا رُوحُ الْمَعَانِي فِي سَعَى وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْكِتَابَةِ الْكِتَابَةُ فِي صُحُفِ الْمَلِكَةِ الْكِرَامِ الْكَلْبَتِينَ لَكُنْ مِنْ سَعَى مَرَادُ كَرَامَاتِنِ كَمَا تَبَيَّنَ كَمَا حَقِيقَاتٍ فِي لَكُنْ مِنْ سَعَى

وَقَسْرُ بَعْضِهِمْ الْكِتَابَةَ بِالْحَقِيقَةِ أَيْ تَحْفِظُ ذَلِكَ وَنَسَبْنَا فِي عَلِينَا لَانْسَاكَ - بعض مفسرین نے اپنی تفسیر میں کتابت سے محافظت الہی مراد لیا یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں سب کے اعمال ہیں۔ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاكَ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ - اور ہر شے لکھی ہوئی ہے بیان و محافظت میں۔ یعنی ہمارے سامنے روشن اور واضح ہے۔

قتادہ مجاہد سے اور ابن زید سے روایت فرماتے ہیں أَلْوَجُّ الْحَفُوظُ - اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

رَوِيَانُ كُلِّ شَيْءٍ فِيهَا - اور ہر شے کا اس میں بیان ہے۔

یہاں شیعہ حضرات کا خیال بھی خالی از حدیحی نہ ہوگا ملاحظہ کریں
 علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَحِكْمِي فِي هَذِهِ بَعْضُ غَلَاةِ الشِّيْعَةِ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْاِمَامِ الْمَبِينِ عَلِيٍّ
 كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَاحْصَاؤُكَ كُلُّ شَيْءٍ - بعض شیعہ نے مجھ سے کہا کہ امام مبین سے مراد حضرت علی
 کرم اللہ وجہہ ہیں اور انہوں نے ہر شے کا احصا فرمایا ہے۔ اس میں ہم کہتے ہیں
 لَيْسَ عَلَى اللهِ بِمُسْتَنْكِهَا اَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمُ فِي وَاِحِدٍ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ بعید نہیں کہ تمام عالم ایک میں جمع ہو جائے۔
 لیکن نثر اثن معلومات مثل لوح محفوظ کسی ولی میں آجانا جب ممکن ہے تو سینہ مولا علی میں آجانا
 مستبعد نہیں وَلَا يَحْتَفَى مَا فِي ذَلِكَ مِنْ عَظِيمِ الْجَهْلِ بِاَنَّ كِتَابَ الْجَلِيلِ نَسَّأَلُ اللهُ الْعُقُودَ وَالْعَاقِبَةَ
 لیکن یہ اسرائیل علم پر مخفی نہیں کہ آپ کریمہ کی تفسیر میں وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاكَ فِي إِمَامِ قَبِيْنٍ پڑھ کر ایسی
 جہالت کی بجائے میں اللہ تعالیٰ سے عقود عاقبت طلب کرتا ہوں۔

وَكَمَالُ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ لَا يُنْكِرُكَ كَالْاِنْفِصِ الْعَقْلِ عَدِيْبُو الدِّيْنِ - اور حضرت مولائے
 کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات کا وہی منکر ہوگا جو ناقص العقل بے دین ہو۔
 اس طرز تردید میں علامہ آلوسی بغدادی ہمیں طریقہ تردید تعلیم دے گئے جو ہمارے لیے سبق آموز
 ہے روکتے جذب اور محتاط رویہ سے فرمایا کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی عظمت بھی ہاتھ
 سے نہ گئی اور غلو شیعہ کا رد بھی ہو گیا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یس ۲۳

اور انہیں مثال دو اس شہر والوں کی جب ان کے
 پاس آئے ہمارے بھیجے ہوئے
 جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو مرسل پھر انہوں
 نے انہیں جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا
 تو بولے وہ سب بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے
 گئے ہیں۔

بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر اور کچھ امانت نہیں

وَاَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اصْحَابِ الْقَرْيَةِ اِذْ
 جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ه
 اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا
 فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْنَا
 اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ه

قَالُوا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا

أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْفِرُونَ ه
قَالُوا رَبَّنَا يَا لَيْسَ لَنَا إِلَهٌ سِوَاكَ مَا كُنَّا نَدْعُو

کیا رحمن نے تم توڑے جھوٹے ہو۔
وہ بولے ہمارا رب جانتے ہیں کہ ہم تمہاری طرف
بھیجے گئے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ه

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَكِنَّا لَم
نَجِدُوا لَكُمْ جِنَّةً وَّلَا يَمَسُّكُمْ مِنْ
عَذَابِ إِلَهِمْ ه

اور ہمارے ذمہ سوا حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں۔
بولے ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں اگر تم باز نہ آتے
تو ہم ضرور تم پر پتھر اڑا دیں گے اور ضرور تمہیں ہمارے
ہاتھوں دکھ پہنچے گا۔

قَالُوا طَائِفُكُمْ مَعَكُمْ أَلَيْسَ ذِكْرُكُمْ
بِأَنَّكُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ه

وہ بولے تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے کیا
ہماری نصیحت سے بدکتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھتے
دلے ہو۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدْيَنَةِ رَجُلٌ
يَسْتَعِي قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ه
اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَأْتِيكُمْ بِالْحَدِّ أَجْرًا هُمْ
قَوْمٌ مُّتَدَاوِنُونَ ه

اور آیا شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا
کہنے لگا اے میری قوم پیروی کرو بھیجے ہوؤں کی۔
جیکہ وہ پیروی پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتے اور وہ
بدایت پر ہیں۔

لفظی ترجمہ

مَثَلًا مِّثَال	لَهُمْ۔ انکے لیے	اَخْرَجَ۔ بیان کر	وَرِاؤْر
جَاءَ۔ آئے	اِذ۔ جب	الْقَرِيْبَةِ۔ بستی کی	اَفْتَحَ۔ رہنے والوں
اَوَسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے	اِذ۔ جب	الْمُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے ہوئے	هَآ۔ انکے پاس
هَآ۔ ان کو	فَكَذَّبُوْا۔ تو جھٹلایا	اَتَّبَعُوْا۔ دو پیچھے	اَلْيَوْمِ۔ ان کی طرف
اِنَّا۔ بیشک ہم	فَقَالُوْا۔ تو کہا انہوں نے	بِثَابِتٍ تَلْسِرٍ سِے	فَعَزَّزْنَا۔ تو ہم نے غلبہ دیا
مَا۔ نہیں	قَالُوْا۔ بولے	مُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے گئے ہیں	اَلْيَوْمِ۔ تمہاری طرف
مِثَلًا۔ ہمارے جیسے	بَشَرًا۔ آدمی ہو	اَلْاِرْمٰكُ	اَنْتُمْ۔ تم
الرَّحْمٰنُ۔ رحمن نے	اَنْزَلَ۔ اتاری	مَا۔ نہیں	وَرِاؤْر

مَنْ يَتَّبِعْ كُوفِي حَيْرٍ	بَنِي - نَبِيں تم	اَنْتُمْ - تم	اَلَا - مگر
تَكْفُرُونَ جَهَنَّمَ بَلِيغَةً قَالُوا - انہوں نے کہا	اَيْنَكُمْ مَهْتَارِي طَرَفٍ	ذُنُبًا - ہمارا	يَعْلَمُ مَهْتَابِكُمْ
مَنْ يَشِكُّ بِهَمِّ	عَلَيْنَا - ہم پر	اَلَا - مگر	اَلْبَلَاغُ - پہنچانا
مَا - نہیں	قَالُوا - بولے	اِنَّآ - بیشک ہم نے	تَطْبَرْنَا - بدشگونیاں
اَلْمَيْمُوتُ - ظاہر	لَوْثٌ - اگر	كُوفٍ -	تَنَمُّوا - باز آئے
بِكُوفٍ - تم سے	كُوفٍ - اگر	ذ - اور	كَيْمَسْتَكُمْ - ضرور پہنچے گا تم
كَلْبُ جُنُكُمُ - تو ہم سنگسار کریں گے تم کو	مَنَّا - ہم سے	عَذَابٌ - عذاب	اَيْنُمْ - دروناک
قَالُوا - انہوں نے کہا	كَلْبًا - بدشگونیاں	كُوفٍ - مہتاری	مَعَكُمْ - تمہارے ساتھ ہے
اِنَّكُمْ - اگر	مَنْ يَتَّبِعْ كُوفِي حَيْرٍ	بَلِيغَةً - بلکہ	اَنْتُمْ - تم
قَوْمٌ - قوم ہو	مَنْ يَتَّبِعْ كُوفِي حَيْرٍ	مَنْ يَتَّبِعْ كُوفِي حَيْرٍ	جَاءَ رِيًّا
مَنْ اَقْبَى - دور کنارے	لَدَيْمُوتٍ - شہر سے	ذَجَلٌ - ایک آدمی	يَسْتَعِي - دوڑتا
قَالَ - اس نے کہا	يَقَوْمٍ - اے میری قوم	اَتَّبِعُوا - پیروی کرو	اَلْمُرْسَلِينَ - پیغمبروں کی
اَتَّبِعُوا - تابعداری کرو	مَنْ - اسکی جو	لَا - نہیں	يَسْأَلُكُمْ - مانگتا تم سے
اَجْرًا - مزدوری	ذ - اور	هُنَّوہ	فَهْتَادُونَ - ہدایت پر ہیں

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورہ یس - ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اصْحَابَ الْقَرْيَاتِ - اور انہیں مثال دو اس شہر والوں کی۔
یہ شہر انطاکیہ تھا۔ اس کی شان یہ تھی کہ اس میں چشمہ اور پہاڑ کافی تھے اس شہر کا دور بارہ میل میں تھا
اس کی شہر نیاہ سنگین تھی۔
اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ - جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئے۔
جن کے نام صادق اور صدوق تھے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے آپ نے انہیں
ہدایت فرما کر انطاکیہ بھیجا تھا اس لیے کہ یہ لوگ بت پرست تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر انہیں بتایا کہ ہم
دعوت حق دینے آئے ہیں۔ شہر کے کنارے انہیں ضعیف العمر بزرگ ملے جن کا نام حبیب بن حار تھا بلکہ

پہرتے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

انہوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ ہیں ہماری ہدایت صرف یہ ہے کہ یہ قوم بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہ لا شریک کی پیروی کرے۔

حلیب بخار نے اس پر نشانی طلب کی انہوں نے کہا نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو صحت یاب کرتے ہیں نائینا کو بینا کرتے ہیں مبروص یعنی برص جسے پنجابی میں پھلپہری کہتے ہیں اسے صحت یاب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حلیب بخار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اسے پیش کیا فرستادوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حلیب یہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔

یہ خبر آبادی میں مشہور ہو گئی اور ایک کثیر جماعت نے ان کے ہاتھ سے شفا پائی حتیٰ کہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی اس نے انہیں طلب کر لیا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے معبودوں کے سوا کبھی کوئی اور معبود ہے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔

انہوں نے بیاکا کہ جواب دیا کہ ہاں وہ معبود ہے جس نے تجھے اور تیرے بتوں کو پیدا کیا اس پر لوگ بگڑ گئے اور ان کے درپے ہو گئے غرض کہ انہیں مارا بیٹا اور بادشاہ نے انہیں قید کر دیا۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ قصہ سنا تو حضرت شمعون کو انطاکیہ بھیجا اور فرمایا تم اجنبی نیک ان کی رہائی کی تدبیر کرو۔

آپ بالکل اجنبیانہ انداز سے انطاکیہ پہنچے اور حکمت عملی سے مصاحبین و وزراء سے ملے اور ان میں ایسے غلام ملا ہوئے کہ دوستانہ تعلقات ہو گئے۔

شده شدہ اپنی رسائی بادشاہ تک پیدا کر لی بادشاہ ان سے مانوس ہو گیا۔

ایک روز باتیں کرتے ہوئے حضرت شمعون نے پوچھا کہ وہ دو آدمی جو قید کیے گئے ہیں آپ نے

ان کی بات بھی سنی یا یونہی سنی سنائی یا انہیں قید کیا ہے۔

بادشاہ بولا میری ان کی گفتگو تفصیلی نہیں ہوئی جب انہوں نے نیا خدا اور نیا دین طلب کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے قید کر دیا۔

حضرت شمعون نے مشورہ فرمایا کہ بادشاہ کا خیال ہو تو انہیں بلا چلائے اور معلوم کیا جائے کہ ان کا

دعویٰ ہی دعویٰ ہے یا ان کے پاس کوئی برہان بھی ہے۔

مشورہ معقول سمجھ کر بادشاہ نے انہیں بلایا اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے وہ بولے اس اللہ

نے جو خالق کل اور مالک کل ہے اور رزاق مطلق ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

حضرت شمعون نے فرمایا اس کی کچھ مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ فعال لمایرید ہے اور احکم الحاکمین ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

حضرت شمعون نے فرمایا تمہارے دعویٰ کی صداقت پر کیا نشانی ہے۔

دونوں بولے جو بادشاہ چاہے ہم وہی پیش کریں گے۔
بادشاہ نے ایک اندھا لڑکا بلایا اور کہا اس کی آنکھیں ٹھیک کر لو و انہوں نے دعا کی اور وہ انکھیاں راہو گیا۔

اس کے بعد حضرت شمعون نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب ہمیں اس کے جواب میں اپنے تئوں سے کتنا چاہیے کہ وہ بھی ایسا ہی ایک اندھا سوا نکھا کہیں تاکہ تیری عزت بھی ہو اور ان کی بھی۔
بادشاہ نے حضرت شمعون سے کہا آپ سے کیا چھپاؤں اور کیوں چھپاؤں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معبود تو خود آنکھ نہیں رکھتے دوسرے کو آنکھ کہاں سے دیں گے ان کی زبان ہے نہ کال پھر وہ کسی کا نہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ کسی کا کچھ بنا سکتے ہیں۔
پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا اگر تمہارا خدا مردے زندہ کر دے تو ہم مل پر ایمان لے آئیں گے۔

حواری بولے مردہ زندہ کرنا ہی نہیں وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو تو چاہے وہ کر دے گا۔
بادشاہ نے ایک زمیندار کے لڑکے کو بلایا جسے مرے ہوئے سات دن ہو چکے تھے کاہم بھول گیا تھا لاش متعفن تھی حواریوں سے کہا اسے زندہ کرادو۔
حواریوں نے دعا کی جکم آئی وہ زندہ ہو گیا۔

اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ مرنے کے بعد تو کہاں تھا؟
لڑکا بولا میں مشرک تھا مجھے جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا تھا۔
میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم لوگ ہو یہ بہت برا دین ہے۔ تم ایمان لاؤ میں بھیان لاتا ہوں۔ میرے لیے ابواب سماویہ کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جس نے ان تینوں آبیوں کی اتباع کی تعلیم دی۔

اور میرا واقعہ یہ ہے کہ جو میں نے بیان کر دیا۔
بادشاہ نے پوچھا وہ تین کون ہیں۔

حضرت شمعون کی طرف اشارہ کر کے لڑکا بولا یہ

اور حواریوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اور دو یہ ہیں۔

بادشاہ نے ہجرت میں آکر متعجبانہ طور سے دیکھنا شروع کیا۔

حضرت شمعون سمجھ گئے کہ زندہ شدہ لڑکے کی بات بادشاہ پر اثر کر گئی ہے۔

پھر آپ نے بھی اسے نصیحت کی حتیٰ کہ وہ ایمان لے آیا اور اس کی قوم کے کچھ آدمی ایمان لے آئے اور کچھ سرکش رہے ان پر ایسا عذاب آیا کہ ہلاک ہو گئے چنانچہ اس قصہ کو الجمالایہاں بیان فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِذْ وُسَّلْنَا اِلَيْهِمْ اَشْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا. جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو تو تکذیب کی ان دونوں کی

یہ دو جن کا ذکر ہے بقول وہب حواری تھے ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس۔

اور بقول کعب ان کا نام ایک کا صادق تھا اور دوسرے کا صدوق۔ تو جب انہیں جھٹلایا تو اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَعَزَّزْنَا بِنُجَاتٍ فَقَالُوا اِنَّا اِلَيْكُمْ مُّسَلِّمُونَ. تو ہم نے تمہارے سے ان پر نور دیا اور تینوں نے انطاکیہ والوں سے کہا کہ بے شک تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

عزیزتا سے مراد تقویت و طاقت ہے گویا ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت شمعون کو ان کا تیسرا ساتھی بنا کر بھیجا کہ ان دو کو تائید حاصل ہو۔ اب یہ تینوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں تو قوم بولی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالُوا مَا اَنْتُمْ اِلَّا مَنَّا مُّسَلِّمُونَ وَمَا اَنْزَلَ الدَّخَانُ مِنْ شَيْءٍ اِنَّ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْتُمُونَ. بولے

تم کیا ہو ہمارے جیسے آدمی اور رحمن نے کچھ نہ اتارا تم کچھ نہیں مگر زاجھوٹ بول رہے ہو۔

جب صادق صدوق اور شمعون نے خلاف جواب سنا تو بولے اور بلا تم تاکید کہنے لگے جس کا ذکر

آگے آ رہا ہے۔

قَالُوا اَوْ بِنَا يَعْلَمُ اِنَّا اِلَيْكُمْ مُّسَلِّمُونَ. وہ تینوں بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ہم

مزدہ تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ. اور ہمارے ذمہ صاف حکم پہنچا دینا ہے۔

یعنی دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے تمہیں بتادیں کہ وہ مردوں کو جلائے والا اور اندھوں کو

انکھیا کر کے والا ہے اس پر بھی وہ راہ راست پر تر آئے تو امساک باراتاں کا عذاب ان پر آیا جس سے

یہ ہوا کہ قبول ہدایت کی بجائے اور بگڑ گئے حتیٰ کہ کہنے لگے۔

قَالُوا إِنَّا لَطَّيْرُ نَابِكُمْ لَرَبِّكُمْ لَعَنَ كُفْرًا وَتَكْفُورًا لَيْسَ لَكُمْ مَنَاعَةٌ أَبِ الْيَمِّ - بولے ہم
 تمہیں مخوس قدم سمجھتے ہیں اب سمجھ لو اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں تپھروں سے ماریں گے اور تمہیں
 بیشک ہمارے ہاتھوں دکھ پہنچے گا۔

بدشگونی یا نحوست سے یہ مراد ہے کہ جب سے تم ہمارے اندر گئے ہو بارش بند ہو گئی یہ تمہاری
 نحوست ہے حالانکہ اساک باران کی وجہ ان کی سرکشی تھی جب انہوں نے ہدایت قبول نہ کی تو اساک
 باران کا عذاب ان پر آیا چنانچہ حواریوں نے انہیں جواب دیا۔

قَالُوا طَائِفًا مِّنْكُمْ مَّزَّكُوا آبًا أَن تَكُونَ مِنَّا مَنًّا فَذُوقُوا مَسْرُوفُونَ حواریوں نے فرمایا کہ تمہاری بدشگونی
 اور نحوست تمہارے بد اعمال کی وجہ سے تمہارے ساتھ ہے کیا جب تمہیں نصیحت کی گئی تو اس سے
 بدشگونی لیتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

یعنی جب تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو تم چمکتے ہوئے اس آواز سے بدگئے اور اپنی گمراہی
 اور طغیان میں بڑگئے ہو یہ تمہاری نحوست ہے

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى - اور آیا شہر النطاکیہ کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا
 یعنی حبیب نجار جو شہر کے کنارے ایک پہاڑ کے غار میں رہتے تھے جب انہوں نے سنا کہ قوم کے
 لوگ ان بھیجے ہوئے حواریوں کی تکذیب کر رہی ہے تو وہ غار سے نکل کر دوڑے ہوئے قوم میں تشریف لائے
 قَالَ يَقَوْمِ اتَّبِعُوا اللَّهَ سَلِينٌ - اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْتَلِكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ - اور کہنے لگے
 اے میری قوم پیروی کرو ان کی جو بھیجے ہوئے ہیں اور ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے
 اور وہ راہ پر ہیں۔

یعنی حبیب نجار نے قوم کو ہدایت کی اور بتایا کہ یہ تم سے کچھ نہیں مانگتے بلکہ تمہاری خیر اندیشی میں
 تمہیں نصیحت فرماتے ہیں۔

اس رکوع کی خاص لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں

وَاصْرِفْ لَكُمْ مَثَلًا - قرآن کریم میں ضرب المثل کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے ایک کسی حالت غریبہ
 کو ایسی حالت کے ساتھ جو پہلی حالت کی مانند ہے تطبیق دینے میں۔

دوسری کسی حالت غریبہ کو بے قصد تطبیق لوگوں کے لیے بیان کرنے میں پہلی کی مثال ہے صَدَقَ
 مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَأَمْوَاجٌ كَالْوُجُوحِ وَأَمْوَاجٌ كَالْوُجُوحِ - اور دوسری کی وَاصْرِفْ لَكُمْ مَثَلًا ہے۔
 فَصْرًا زَيْنًا بِنَائِلٍ - عَمَّا زَيْنًا مَحَاوِرَہِہِمْ قَوْلِيكَ مَعْنَى ہِیْ لَوْلَا جَانِبُہِہِ - عَمَّا زَيْنًا مَحَاوِرَہِہِہِ۔

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ - پیرہ بدشگونی کے معنی میں آتا ہے جیسے حدیث میں ہے۔ لَعَدَدِي وَلَا طَيْرًا
لَنُؤْتِيَنَّكُمْ - رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو۔
قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ - مسرف حد سے بڑھنے والے کو کہتے ہیں۔
اَفْصَا الْمَدْيَنِيِّينَ - افصا کنارے کا پرلاحدہ مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرے شروع سورہ یس ۲۲

وَأَضْرَبَ لَہُمْ مَثَلًا اصْحَابَ الْقَرْيَةِ - اور مثال میں بتائیں انہیں قریہ والوں کا حال
یعنی انہیں ڈر سائیں اور مثال دیجئے۔ وَضَرْبُ الْمَثَلِ يُسْتَعْمَلُ تَارَةً فِي تَطْيِيقِ حَالِ غَيْرِيَّةٍ
بِأُخْرَى مُثْلَهَا كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ضَرْبَ اللَّهِ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَالْمَرَاةُ نُوحٍ
وَأُخْرَى فِي حَالِ غَيْرِيَّةٍ وَبَيَانِهَا لِلنَّاسِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ إِلَى تَطْيِيقِهَا لِيُظْهِرَ لَهَا
كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَضَرْبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ - اس کی تفسیر ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔
إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ - جب آئے اس قریہ میں بھیجے ہوئے۔
یہ بدل اشتمال ہے اصحاب قریہ سے۔ یہاں اِذْ جَاءَهَا فرمایا۔ اِذْ جَاءَهُمْ نہیں فرمایا۔ اس میں اس
طرف اشارہ ہے کہ وہ مرسلین اس قریہ کی قیام گاہ پر آئے۔
اور یہ بھیجے ہوئے جو آئے تھے وہ قنادہ وغیرہ اجلہ مفسرین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے بھیجے ہوئے حواری تھے بَعَثَهُمْ جِئْنَا إِلَى السَّمَاءِ - آپ نے انہیں اس وقت بھیجا جبکہ آپ
آسمان کی طرف گئے۔

وَنِسْبَةُ إِذْ سَأَلَهُمْ آيِسُ تَعَالَى فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ - اور ان کے
بھیجنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف آئیہ کریمہ میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ جب ہم نے بھیجا اس قریہ
والوں کی طرف ان دو کو یہ اس بنا پر ہے کہ ان کا بھیجنا بحکم الہی تھا۔
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب اجمار فرماتے ہیں کہ هُمُ دُسُّ
اللَّهِ تَعَالَى یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہی تھے۔

اور بعض اجلہ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتباع شریعت عیسیٰ علیہ السلام
پر بھیجا تھا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِذْ اُرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ اَتَيْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَمَّ زُنَابِلُهُمْ فَقَالُوا اِنَّا اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ يٰحِبِّمْ
ہم نے بھیجا ان کی طرف دو کو تو جھٹلایا انہوں نے تو ہم نے قوت دی انہیں تیسرے کے ساتھ تو وہ بولے
ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔

تو چونکہ اہل قریہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بشریت منافی رسالت ہے بنا بریں وہ جھٹلانے پر آمادہ
ہوئے تو انہوں نے انہیں کہا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔

وَاسْتَدَالَ الْمَعْضُ عَلَىٰ ذٰلِكَ بِظُهُورِ الْمَعْجَزَةِ كَاِبْرَاءِ الْاَكْمَسِ وَاِحْيَاءِ الْمَيِّتِ عَلَىٰ اَيْدِيهِمْ
کما تجاء فی بعض الآثار والمعجزة مختصة بالنبي على ما قرئ في الكلام۔

اسی بنا پر بعض نے ان پر استدلال کیا ظہور معجزہ کی وجہ میں نبوت کا جیسا کہ انہوں نے اندھا اکھیر
کیا اور نیکے سلمے مردہ زندہ کیا جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔

اور معجزہ کے متعلق ارباب کلام یہ عقیدہ بتاتے ہیں کہ وہ مختص بالنبی ہوتا ہے۔

حالا کہ معجزہ اور کرامت دونوں کا ظہور یکساں ہوتا ہے البتہ اگر بنی سے سرزد ہو تو معجزہ ہے اور اگر دلا
سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

لہذا اگر وہ سواری مانے جائیں تو بطریق کرامت ان سے یہ خرق عادت ظاہر ہوا اور اگر انہیں رسول
اکہی مانا جائے تو مذکورہ امور معجزہ مانے جائیں گے۔

اب یہ سوال کہ وہ کون تھے ان کے نام کیا تھے ؟

اس پر ایک قول تو یہ ہے کہ ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس تھا۔

اور مقاتل کہتے ہیں ایک کا نام اومان تھا اور دوسرے کا بولس۔

اور شعیب الجبائی کہتے ہیں ایک کا نام شمعون تھا اور دوسرے کا نام یوحنا۔

اور وہب اور کعب فرماتے ہیں ایک کا نام صادق تھا اور دوسرے کا نام صدوق تھا۔

ایک اور قول ہے کہ ایک کا نام نازوص تھا اور دوسرے کا نام ماروص۔

اور یہ اس قریہ میں جب تشریف لائے تھے اس وقت یہ سب کے سب بت پرست تھے۔

اور فعتر زنا پر آکوسی فرماتے ہیں اٰحٰی قَوْنِنَا هُمَا وَشَدَّ دُنَا۔ قوت دی ہم نے ان دو کو تیسرے

سے اور مضبوط کیا۔

مجاورہ بتاتے ہیں يُقَالُ تَعَزَّزَ لَحْمٌ النَّاقِسَةُ اِذَا صَلَبَ حَبِ اَوْنَسِي كَا كَوْشْتِ سَخْتِ يَوْجَانِي

تو کہتے ہیں تَعَزَّزَ لَحْمٌ النَّاقِسَةُ۔

اور محاورہ ہے جب بارش سے زمین نرم ہو جائے تو بولتے ہیں عَزَّ ذَٰلِ الْمَلَأِ الْأَرْضِ
اور سخت زمین کو ارض عزاز بولتے ہیں۔

اور یہ تیسرے بروایت ابن عباس شمعون الصفا تھے۔
اور بعض نے کہا سمعان تھے۔

اور وہیب و کعب کہتے ہیں وہ تیسرے شلوم تھے۔
اور شعیب حیائی کے نزدیک وہ بولص تھے۔

تو اہل الطائیف اپنے عقیدہ کے موافق ان سے بولے۔

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْتُمُونَ بُؤْتِ رَبِّمْ نَسُوا
یَعْنِي تَمَّ بِرِ كُوْنِي وَحِي نَهِيْسَ آتَىٰ اُوْر تَمَّ بِهَارِي مِثْلُ بَشَرٍ هُوَ كَرِيْمِي وَرَسُوْلٍ كَيْسِي هُوَسْكْتِي هُو۔ اِس بِيَان سِي يِه
ظَاهِر هُو تَا هِي كَر اَكْر حِي وَه بِي تَ بِر سْت تَحْتِي لِي كِن اَلْوَسِي تَ خِذَا وَنَدِي اُوْر تَبُوْل كِي قَا ئِل تَحْتِي اِن كَا نَكَار اَكْر
تَحَا تُوْر سَا لَت اُوْر تُوْر تَبَّ سِي تَحَا اُوْر تَبُوْل سِي تُو سَل كِي قَا ئِل تَحْتِي حِي نَا خِي وَه كِي تِي تَحْتِي لَا اَلِهَا وَرِي سَا لَت
حِي نَا خِي لِي عِي نَ اَحَا دِي ثَ سِي تَا بِي تَ هِي كَر وَه كِي تِي تَحْتِي اَلْبَشَا اَللَّهِ سِي وَى اَلِهِي تِنَا۔ كِيَا هِي مَارَا كُوْنِي اُوْر
خِذَا هُو سَكْتَا هِي سُوَا هِي مَارِي مَعْبُو دُوْل كِي حُو بِي تَ تَحْتِي۔
اِسِي وَجَرِي سِي وَه كَرِي مِي طِي تِي اِن اَنْتُمْ اَلَّا تَكْتُمُونَ۔ تَمَّ كِي حِي نَهِي سَ مَكْرِي رِي مَكْرِي مَكْرِي مَكْرِي مَكْرِي مَكْرِي
اَلرَّحْمَنُ مَحْفُ حِكَا يَه كِي تِي تَحْتِي۔

اس پر ان مرسلوں نے تیسری بار لام تاکید کے ساتھ اپنا دعویٰ موکر کیا۔ اور فرمایا۔

قَالُوا دُنَا يَعْزَمُ اِنَّا اَلَيْكُمْ كَمَا دَسَلْتُمْ۔ فَرَا يَا اِنهَوْل نِي هِي مَارَب جَا تَا هِي كَر هِي مَ تَهَارِي طَرَف
ضَرُوْرِي حِي جِي سِي هُو سِي هِي۔

یہ استشہاد بعلم اللہ فرما کر اپنا مرسل ہونا ثابت کیا گویا فرمایا دُنَا يَعْزَمُ اِنَّا اَلَيْكُمْ۔ ہمارا رب جانتا
اگرچہ تم نہیں جانتے کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں پھر فرمایا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔ اور ہمارے ذمہ کچھ نہیں سوا ظاہر تبلیغ دین حق کے چھانا۔
یعنی اگر تم ہماری ہدایت اور نصیحت قبول کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر قبول نہ کرو گے
تو ہم اپنے عہدہ سے ہٹ سارے ہو گئے ہم پر تمہاری مگر اسی وانکار کا کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔
اور ان ابراء اکر اور اجماعیت کا دعویٰ پیش کیا۔

یہ معجزہ اس صورت میں مانا جائے گا جبکہ انہیں رسول تسلیم کر لیا جائے۔ دوسرے عادت کے خلاف اللہ
بطریق کرامت مانے جاسکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب ان دو کو قید کر لیا تو حضرت شمعون ابنی بن کر تشریف لائے جس کی تفصیل ہم
خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

اور شاہ اٹلا کیہ معہ اکثر قوم کے لوگوں کے مشرف بر اسلام ہو گیا تو سرکش لوگ انہیں قید کر
رہے اور ان کے پاس جواب نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر امساک باراں فرمایا جیسا کہ مقابل کا قول ہے
اور بعض نے کہا اَسْرَحَ فِيهِمْ الْجِدَارُ عِنْدَ تَكْلِيفِهِمُ الرَّسُولَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ان پر خدا نے جو
مسلط ہو گیا تکذیب رسول کرام علیہم السلام کی سزا میں تو کہنے لگے۔

قَالُوا اِنَّا نَطَّوْرُنَا بِكُمْ لَيْتِنَا لَوْ تَتَّبَعُوا الذُّرِّيَّةَ لَكُنْتُمْ مَنَاعِدَ ابْنِ الْمَرْمُومِ
بدشگونی لیتے ہیں اور تمہیں منحوس کہتے ہیں اگر تم اس تبلیغ و ہدایت سے باز نہ آتے تو تمہیں تیھروں کے
اور ضرور ہم تمہیں سخت نذاب اور تکلیف پہنچائیں گے۔
تظیر اصل میں نحوست اور بدشگونی کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور رجم تیھروں سے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

تو اس قسم کی دھکیاں انہوں نے دیں۔

اس کے جواب میں انہوں نے بے پرواہ ہو کر جواب دیا۔

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَكْفُرْ لَبَّيْكُمْ يَوْمَ مَسَرُّوْنَا
تمہارے ساتھ ہے رکہ کفر میں پڑے ہو یہ بدشگونی اسی وجہ سے لے رہے ہو کہ ہم نے نصیحت کی تو تم بگڑ
گئے اور ہدایت سے بدگ گئے درحقیقت تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔

یعنی تمہاری عادت میں اسراف اور حد سے متجاوز ہونا اور اپنی معصیت شکاری میں منہمک رہنا ہے

اسی وجہ میں تم بدشگونی لیتے ہو۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدْيَنَةِ رَجُلٌ يُسْمَى - اور آیا شہر کے بعید حصہ سے ایک شخص بھاگا ہوا۔

یہاں رَجُلٌ رَجُلٌ تعظیمی ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تنوین تنکیر ہو کہ اس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ بھجے ہوئے انہیں نہیں بچا
سکے تھے (کہ وہ کون ہے)

ان کا نام ابن عباس اور ابی مجاز اور کعب اجار اور مجاہد اور مقاتل حبیب بخاری تھے ہیں یہ اسرائیل

کے بیٹے تھے چنانچہ روح المعانی میں ہے
 وَاسْمُهُ عَلَى مَا رَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ فَجَّازٍ وَكَعْبِ الْأَجْبَارِ وَجَاهِدِ وَمُقَابِلِ حَبِيبٍ وَهُوَ
 ابْنُ اسْتَرْشِيْلٍ -

اور بعض نے کہا وہ ابن مری تھے۔

وَكَانَ عَلَى الْمَشْهُورِ مَجَادًا -

وَقِيلَ كَانَ حَرَّاشًا -

وَقِيلَ كَانَ قَضَارًا -

وَقِيلَ كَانَ اسْكَافًا

وَقِيلَ نَحَاتًا لِلْكَضَامِ

وَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ جَامِعًا لِهَذِهِ الصِّفَاتِ -

بعض نے کہا وہ مری کے بیٹے تھے۔

یوں مشہور تر کہاں تھے۔

ایک قول ہے وہ کاشتکار تھے۔

ایک قول ہے کہ دھوئی تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ موجی کا کام کرتے تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ بت تراش تھے۔

اور ممکن ہے وہ ان تمام صفات کے جامع ہوں۔

ان کے حالات میں بعض نے لکھا ہے إِنَّهُ كَانَ فِي عَارٍ مُؤْمِنًا لِعِبَادَتِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمَّا

سَمِعَ أَنَّ قَوْمَهُ كَفَرُوا بِالرُّسُلِ جَاءَ بَيْتَهُ - أَيْ يَعْنِي دَوْلَيْتِي فِي مَشِيْبِهِ جَوْصًا عَلَى

نَهْجِ قَوْمِهِ - بِيَاكِنَا فِي رَيْتِهِ تَحْتَهُ مَوْنٌ تَحْتَهُ لَيْسَ رِبِّكَ عِبَادَتِهِمْ مَشْغُولٌ رَيْتِهِ تَحْتَهُ -

انہوں نے جب سنا کہ قوم نے ان مرسلین کو جھٹلایا تو وہ دوڑنے ہوئے دور سے آئے قوم کو نصیحت

کرنے کی غرض سے۔

وَقِيلَ إِنَّهُ سَمِعَ أَنَّ قَوْمَهُ عَزَمُوا عَلَى قَتْلِ الرُّسُلِ فَقَصَدَ وَجَّهَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْقَتْلِ

عَنْهُمْ فَسَعَى هَهُنَا وَمَثَلَهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَسَعَى لَهَا سَعِيرًا -

ایک قول ہے کہ جب حبیب نے سنا کہ ان کی قوم ان تینوں کے قتل پر آمادہ ہے تو روکنے کے

لیے انہوں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ وہ اس ارادے سے باز آئیں اور دوڑے ہوئے قوم میں آئے
جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ان کے لیے وہ دوڑتا ہوا آیا۔

ابن ابی لیلے سے بھر میں مروی ہے کہ سَبَّأُ الْأُمَمِ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَكْفُرُوا قَطُّ فَتَعَيْنَ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَصَاحِبُ بَيْتِنَ وَمُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ۔

پہلی امتوں میں تین ہیں کہ جنہوں نے قطعاً کفر نہ کیا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور صدیق اکبر اور ایک
آل فرعون کا مؤمن۔

زعتر شری کہتے ہیں اِنَّ مَن اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اٰمَنَ تَبِعَ
الْاَكْبَرُ وَوَدَّ بَيْنَ نَفْسِهِ وَغَيْرِهَا۔

وہ ان لوگوں میں سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے تبع اکبر اور زقر بن نوفل
وغیرہما۔ رضی اللہ عنہم

ایک قول ہے کہ حبیب بخار کو جذام تھا ان کی قیام گاہ شہر سے باہر تھی یہ ستر سال تک بت
پوجتے رہے اور اپنے جذام یعنی کوڑھ سے نجات کی دعا کرتے رہے مگر لچھے نہ ہوئے۔

تو جب ان حواریوں نے انہیں دعوت اسلام دی تو حبیب بخار نے ان سے کہا تمہاری
صداقت پر کیا دلیل ہے؟

حواریوں نے کہا ہم اپنے رب قادر سے جس مریض کے لیے دعا کرتے ہیں تو وہ صحت یاب
ہو جاتا ہے۔

تو حبیب نے اپنے مرض کے لیے کہا انہوں نے دعا کی وہ فوراً صحت یاب ہو گئے اور کہنے لگے
اِنَّ هٰذَا الْعَجَبِ اِلٰى سَبْعُوْنَ سَنَةً اَدْعُوْا هٰذِكَا الْاِلٰهَةَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ تَفْرِجِيْهَا فَكَيْفَ
يُفْرِجِيْهَا رَبُّكُمْ فِيْ عَدَاةٍ وَّ اِحْدَاةٍ۔

پہلی بات ہے کہ مجھے ستر سال دعا کرتے ہو گئے ان پتھروں سے تو وہ قطعاً مرض سے نجات
دینے پر قادر نہ ہوئے اور تمہارا رب الہی ہے کہ مجھے ایک صبح میں ہی اس مہلک مرض سے نجات دے
حواری بولے رَبَّنَا عَلٰی مَا نَشَاءُ قَدِيْرٌ وَّ هٰذِكَا لَا تَنْفَعُ شَيْئًا قَلًا نَصْرًا۔ ہمارا رب ہو
چاہے اس پر قادر ہے اور یہ بت نہ کچھ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔

فَاٰمَنَ وَدَعَا رَبَّهُمْ سُبْحٰنَ مَنْ كَشَفَ عَنَّا وَجَلَ مَا يَبْهٰرُكَ اَنْ لَّوْ يَكُنْ بِهٖ يٰسُ۔ تو وہ ایمان
لے آئے اور حواریوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف ایسی دفع کی کہ گویا

کبھی وہ تکلیف ہی نہ کھتی۔

پھر حبیب اپنی کماٹی اساس البیت لے آئے اور شام تک اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا اور آدھا اپنے لیے رکھ لیا۔

تو جب قوم ان مرسلین کے قتل پر آمادہ ہوئی تو یہ آبادی کے کنارے سے دوڑتے ہوئے پہنچے تو فرمانے لگے۔

قَالَ يَقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْئَلْكُمْ اَحْرًا وَهُم مَّقْتَدُونَ بُولَاا

میری قوم پیروی کرو ان کی جو مرسلین ہیں اور تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں۔
یعنی انہیں کسی معاوضہ کا لالچ نہیں بلکہ صرف لوجہ اللہ تبلیغ ہدایت کرتے ہیں لہذا ایسے خالص و مخلص لوگوں کا اتباع کرو جن کے ذریعہ تم بھی ہدایت پر آ جاؤ۔

اس پر قوم نے حبیب بخاری سے کہا تو کیا تو بھی ان کے دین پر ہے اور ان کے معبود پر ایمان لے آیا ہے؟ اس کے جواب میں حبیب بخاری نے فرمایا۔

بِحمد اللہ وفضلہ بانی سوال پارہ تفسیر کا ختم ہوا

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرقی

۱۹۵۶ء


سید احمد سعید کاظمی
 استاد العلماء حضرت
 شیخ الحدیث علامہ
 امام اہلسنت غزالی دوران

تفسیر الحسنات آیات "ترجمہ مختصر قرآن حضرت مہر ابوالحسن سید محمد احمد قادری برائے تفسیر کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا
 سبحان اللہ تفسیری حاسن کا حسین جمیل مرقع ہے۔ کیونکہ جو جس کے توفیق فاضل اجل عالم ہے بدل مقام قاری علامہ ابوالحسن سید
 محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو آج بھی بدادارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ حقیقہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری
 تفسیر و حدیث فقہ و تفسیر کے علوم کے جامع بلکہ طبیب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق، صاحب متقی شریعت و طریقت کے حامل
 نصیحت و تالیف میں بے مثال انکی بھی بڑی تفسیر کیسی نہیں اور مدد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں جسے تفسیر کہا جاسکتا ہے وہ
 تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو مل کر دیا اور با محاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کے مفہوم کو آسان کر دیا۔ شان نزول تحریر فرما کر
 مطالب قرآن کو مزید واضح فرادیا۔ افسوس ہے کہ حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ لیکن جو کچھ دیکھا جہاں تک دعویٰ
 صفحات اور ذوق پر جو اہم پایے اور ڈھاتے نایاب بکھرے ہوئے پاسے سورۃ تک حضرت توفیق قدس سرہ تفسیر الحسنات لکھنے پاسے تھے کہ
 رب الغلیب کی بارگاہ حکمت میں ماضی کا وقت آگیا۔ اے کاشس بقیرہ تفسیر ہی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب
 ہوتیں۔ بر فروع اور جتنا بقصد اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت توفیق عید الرحمن کے تحت بکر صاحبزادہ سید فیصل امجد
 قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد عید الرحمن کے اس علمی خزانہ کو محفوظ
 رکھا اور تفسیر الحسنات کو جس خوبی کے ساتھ تراجم صحیح ترتیب سے تراجم کر کے کتب خانہ میں منظم رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجر و ثواب کو ان کے
 اسلاف کرام کی حسنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات سید محمد فیصل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے
 ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی بیکٹی بڑی نشانی ہیں۔
 فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

سرسنکیٹ

تفسیر الحسنات
 آیات و معانی کو حرفاً حرفاً پڑھا۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس
 کے متن میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

تصدیق کنندہ

صاحبزادہ مشتاق الرحمن ہاشمی
 خطیب جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ، اسلام پورہ، لاہور
 و رکن اسلامی قرأت کمیٹی حکومت پاکستان

پارہ ۳۳

بامحاورہ ترجمہ نصف دوسرے اور شروع سورۃ یسٰ ۳۳

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدَ الَّذِي فَطَرَنِي وَالَّذِي
تَرْجَعُونَ ۝

أَمْ آتَيْنَا مِنْ دُونِهَا إِلَهًا إِن تُرِيدُونَ
الَّذِينَ إِصْرًا لَا تَعْلَمُونَ عَنِ شَفَاعَتِكُمْ سَيَبْقَى
وَلَا يُنْقِذُون ۝

إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمِعُون ۝

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي
يَعْلَمُونَ ۝

يَسْمَعُوا لِي رَبِّيٰ وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمَكْرُمِينَ

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهَا مِنْ

جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۝

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ
خَامِدُونَ ۝

يُعَسِّرُكَ عَلَىٰ الْعِبَادِ مَا يُبَاهِيهِمْ مِنْ

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِنَاءٍ لِّسُنِّهِمْ ذُرِّيَّةً ۝

الَّذِينَ يَرَوُوكَ كَرَاهًا هَلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ

أَنَّهُمْ إِلَهُهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں اسے جس نے مجھے پیدا
کیا اور تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

کیا میں اختیار کروں اس کے سوا اور خدا اگر چاہے
رحمن میرا کچھ برا تو نہ مستغنی کرے گی ان بتوں کی
سفارش مجھے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں۔

میں بیشک ایسی صورت میں کھلی گمراہی میں ہوں۔
میں ایمان لایا تمہارے رب پر تو سنو۔

اس سے فرمایا گیا جنت میں داخل ہو۔

کہا اس نے لے کاش میری قوم جانتی۔

جیسی بخشش کی میرے رب نے اور مجھے کیا عزت
والوں میں۔

اور نہیں اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی

لشکر آسمان سے اور نہ ہم لشکر اتارتے والے تھے۔

وہ تو بس ایک ہی بیخ تھی تو وہ ٹھنڈے پڑ کر رہ
گئے۔

حسرت ان بندوں پر جب آتا ہے ان کے پاس کوئی

رسول تو ہلکنے کی بجائے ان کا استہزاء ہی کرتے ہیں

کیا نہ دیکھا انہوں نے ہم نے کتنے ہلاک کر دیے

ان سے پہلے جماعتیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے

ولے نہیں۔
اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے پاس
حاضر کیے جائیں گے۔

وَاتَّكِلْ كُلُّ لَنَا جَمِيعًا لَدَيْنَا مَحْفُورَاتٌ

لفظی ترجمہ

لَا تَدْرُ	بی۔ مجھے کہ	مَا كَيْفَ سَے	دہ اور
فِي دَجْدِكُمْ	خَطَرَ۔ پیدا کیا	الَّذِي اسکی جس نے	أَعْبَدُوا۔ پوجا کروں
عَا كَيْفَا	تُرْجَعُونَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے	الْبَيْتِ اس کی طرف	وہ اور
إِنْ رَاكُمْ	الْبَهَّةَ۔ مہبود	مِنْ دُونِهِ۔ اس کے سوا	الْمُحَدِّثِينَ۔ پیکروں میں
لَا تَدْرُ	بِقَوْلٍ۔ کوئی تکلیف	الَّذِينَ رَعَيْنَا	تَبُذُّونَ۔ جہاں سے میرے متعلق
شَيْئًا۔ کچھ بھی	شَفَاعَتِهِمْ۔ ان کی شفاعت	عَمِّي۔ مجھے	تَعْلَمُونَ۔ پچانے گی
إِنِّي بِيَشِكُ فِي	يُنْقِذُ دِينَ مَجْهَبِي	لَا تَدْرُ	وہ اور
مُشِينٍ نَظَاهِرٍ فِي هَوْنٍ	ضَلِيلٍ۔ گمراہی	تَفْوِجٍ۔ بیچ	إِذَا اس وقت
فَأَسْمَعُونَ۔ تو سنو	بِرَبِّكُمْ۔ تمہارے رب پر	أَمَّنْتُ۔ ایمان لایا	إِنِّي بِيَشِكُ فِي
قَالَ۔ کہنے لگا	الْجَنَّةِ۔ جنت میں	أَدْخِلْ۔ داخل ہو جا	قَوْلٍ۔ کہا گیا
بِمَا سَأَلْتُمْ	يَعْلَمُونَ۔ جانتی	قَوْمِي۔ میری قوم	يَلِيَّتُ۔ اے کاش
وہ اور	رَبِّي دُرِّمِي رُبِّي	بِي دَجْدِكُمْ	عَفْرَةَ بَحْثًا
وہ اور	مَنْ أَلْمَسَ مَيْتَانَ عِزَّتِ وَالْوَلَّى سَے	مَنْ أَلْمَسَ مَيْتَانَ عِزَّتِ وَالْوَلَّى	جَعَلْتَنِي۔ بتایا مجھ کو
قَوْمِهِ۔ اسکی قوم کے	عَلَى۔ اوپر	أَنْزَلْنَا۔ اتار اسم نے	مَا تَدْرُ
وہ اور	مِنْ السَّمَاءِ۔ آسمان سے	مِنْ جُنْدٍ۔ کوئی لشکر	مَنْ تَعْبُدُ۔ اسکے بعد
إِنْ۔ نہیں	مَنْزِلِينَ۔ اتارنے والے	كُنَّا۔ تھے ہم	مَا نَهْنِي
وَأَحَدًا۔ ایک	صَبِيحَةً۔ چمکھاڑ	إِلَّا مَكْرًا	كَأَنَّتُ۔ تھی
يُحْضِرُونَ۔ اے حسرت	خَامِدَاتٍ۔ بجھ گئے	هُوَ۔ وہ	فَيَا ذَا لَوْنَا كَمَا
يَأْتِيكُمْ۔ آیا انکے پاس	مَا تَدْرُ	الْعِبَادِ۔ بندوں کے	عَلَى۔ اوپر

مَنْ رَسُولٍ كَوْنِي رَسُولٍ	اَلَا مَكَر	كَانُوا تَحْتَهُ	بِهِ اس سے
يَسْتَهْزِءُونَ مَهْطًا كَرْتَهُ	اَرَكِيَا	لَعَنَهُ	يُرَدُّا وَيَكْفُرُوا اِنهوں نے
كَمْ كَفْتَهُ	اَهْلَكْنَا بِلَاكِ كَيْسِهِمْ	فِيهِمْ اِن سے پہلے	مِنَ الْقُرْآنِ زَمَانَهُ
اَنَّهُمْ يَدِيشِكُ وَه	اَلَيْكُمْ اِن كِي طَرَف	لَا يَنْهِي	يُرْجَعُونَ - لوٹتے
وَاور	اِن يَدِيشِك	كُلُّ - ہر ایک	لَمَّا اس وقت
جَمِيعًا رَاكُطَةً سَوَاكِر	لَدَيْنَا - ہمارے پاس	مُحَضَّرَاتٍ حَاضِرٍ كَيْسِهِمْ	

خلاصہ تفسیر نصف دوسرا شروع سورۃ یس ۲۳

وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (حبیبِ بخار نے اپنی قوم سے فرمایا) اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں میں سے جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے۔ جب حبیبِ بخار نے قوم میں آکر قوم کو سمجھایا اور بتایا کہ ان رسولوں کی مخالفت نہ کرو وہ ہدایت پر ہیں اور تمہیں صحیح اور سچی دعوت دے رہے ہیں تو قوم نے بگڑ کر حبیبِ بخار سے کہا معلوم ہوتا ہے تم بھی انہیں کے خدا پر ایمان لائے ہو تو حبیبِ بخار نے جواب دیا کہ میں کیوں ایمان نہ لاتا جبکہ ان کی ہدایت سے میں سمجھ چکا کہ ان کا جو معبود ہے وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہ قادر علی کل شے ہے اور ایک دن اسی کے حضور مجھے اور تمہیں سب کو حاضر ہونا ہے۔ ابتداء ہستی سے اس کی نعمتیں ہم پر ہیں اور انجام کار اسی کے فضل سے ہماری بخشش ہوگی ایسے مالک حقیقی قادر تحقیقی کی عبادت و اطاعت نہ کرنا کیا معنی اور اس کی اطاعت سے انحراف کس عقل کے تحت ہے اس کی نسبت اعتراض کرنا کہاں کی ذہانت اور عقلمندی ہے ہر کس و نا کس اور غور و تامل کے بعد اس کے حق نعمت اور احسان کو سمجھ سکتا ہے۔

عَاثِمُنَّ مِنْ دُونِهِمَا إِلَهْتَرَاتٍ يُرِيدُ الرَّحْمَنُ لِيُبْصِرَ لَأَتَعْنِي عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ اِنِّي اِذَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ گویا میں پکڑوں اللہ کے سوا اور آگے کہ اگر رحمن میرے ساتھ چلے برائی تو ان بتوں کی سفارش مجھے مستغنی نہ کر سکے اور میرے کام نہ آئے اور وہ بت مجھے عذاب سے نہ بچا سکیں میں جب تو کھلی گمراہی میں ہوں۔

اگر سمجھ بوجھ کر بھی بتوں کا پرستار بنوں۔
یہ مضمون حبیبِ بخار سے سن کر قوم کے لوگ یکبارگی ان پر حملہ آور ہو گئے اور ان پر سنگ باری شروع

کر دی اور آپ کو گرہ کر تپھروں سے شہید کر دیا آپ کی قبر مبارک آج تک اٹلا کیہ میں ہے :
 آپ کا یہ حال جب قوم نے شروع کیا تو آپ نے جلدی سے ہر سہ برس میں عیسیٰ علیہ السلام کو
 مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا

إِنِّي أَمِنْتُ بِرَبِّي لَكُمْ فَاسْمَعُونِ - میں آپ کے رب پر ایمان لاچکا ہوں اچھی طرح سن لیجئے۔
 یعنی آپ میرے ایمان کے شاہد ہیں اور اللہ کے حضور میرے ایمان کی گواہی دیں۔ اس کے بعد
 بطریق اکرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حبیب کو یہ بشارت ملی۔
 قَدْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ - اور فرمایا گیا حبیب جنت میں جا۔

جب آپ داخل جنت ہو گئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں تو قوم کی منگالت پر افسوس کرتے ہوئے
 فرمایا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ - حبیب بخار نے جنت
 میں پہنچ کر کہا کیا کسی طرح میری قوم جان سکتی ہے جو میرے رب نے میرے ساتھ کرم فرمائی گی اور
 مجھے عزت والوں میں کیا۔

یہ حضرت حبیب بخار کی تمنا بیان فرمائی گئی کہ وہ داخل ناز و نعمت الہی ہو کر یہ آرزو کرتے تھے کہ
 کاش میری قوم میرے اس ناز و نعم کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب بخار پر کیا کرم فرمایا اور کیسی عزت
 دی تاکہ ان برسوں کے دین کی طرف انہیں بھی رغبت ہو۔
 محقر یہ کہ جب حبیب شہید ہو چکے تو اس کے کیفر کردار پر معائب اللہ تاخیر و تعویق نہ ہوئی اور
 عذاب کسی لشکر کی صورت میں نازل نہ ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهَا مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ إِنْ كَانَتْ
 إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَاذَآهُمْ خَامِدُونَ - اور ہم نے انہیں نازل فرمایا اس قوم پر حبیب بخار کے بعد
 کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چنگھاڑ تھی تو جی وہ گھنڈ
 ہو کر رہ گئے۔

یعنی اٹلا کیہ کے سرکش اور قاتلین حبیب بخار سے انتقام لینے کے لیے ہم نے نہ آسمان سے
 کوئی لشکر اتارا نہ ہمیں ان کے لیے کوئی لشکر اتارنا ہی تھا چنانچہ اس قوم کی ہلاکت کے لیے بس ایک
 چنگھاڑ تھی جس کی وجہ سے ایسے گھنڈے ہو کر رہ گئے جیسے آگ بجھ کر سرد ہو جاتی ہے اس کے بعد اللہ
 تعالیٰ کی طرف سے ان پر افسوس فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

يُخْسِرُونَ عَلَىٰ أَعْيَادٍ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ افسوس ہے ان بندوں پر ان پر کوئی رسول نہ آیا مگر اس کا استہزاء ہی کرتے رہے۔

جمع کے صیغہ سے یہاں اس لیے فرمایا کہ یہی فقط ایسے نہیں تھے بلکہ ان کے علاوہ اور قومیں بھی جو ہلاک ہوئیں سب کا یہی طریقہ تھا کہ وہ رسولوں کے ساتھ استہزاء و مذاق ہی کرتے تھے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے رسولوں کی تکذیب انہیں ہلاک ہی کر کے چھوڑتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
اہل انطاکیہ اور ان کی مثل جو بھی رسولوں کی تکذیب کرنے والے تھے سب ہی ہلاک ہوئے لوط ہو یا ثمود و عاد ہو یا اہل مدین فرعون ہو یا مزود و شداد ہو یا قارون اب سوال اہل مکہ کا ہے انہیں سبق عبرت حاصل کرتا چاہئے چنانچہ ارشاد ہے۔

أَوَلَمْ نَذَرِكُمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ وَإِن كُنَّا لَمَّا جَمَعْنَا لَدُنَّيْنَا مُحْضَرُونَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں اور وہ اب ان کی طرف پلٹ کر آنے والی نہیں اور یقیناً جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے سامنے حاضر لائے جائیں گے یعنی اہل مکہ نے کیا نہیں دیکھا جو ہمارے حبیب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ جو اپنی عمارتوں کے کھنڈر شام و یمن اور عراق میں چھوڑ گئے ہیں ایسے ہلاک ہوئے کہ اب وہ واپس آکر اپنا حال بیان نہیں کر سکتے ان سے سبق عبرت لینا چاہئے تھا اس کی بجائے اور سرکشی کر رہے ہیں انہیں یقین رکھنا چاہئے تھا کہ تمام امتیں بروز حشر ہمارے حضور حساب دینے کے موقع پر حاضر کی جائیں گی۔

بعض تاویلغات کی تصریح پہلے سمجھ لینا ضروری ہے

وَمَا لِي۔ اس کے معنی ہیں کیا ہے میرے لیے یا مجھے کیا ہوا۔

فَكَرِهِي۔ فطرتی کے پیدا کرتے کے معنی دیتا ہے۔

يُنْقِذُونَ۔ نجات دہنے کے معنی دیتا ہے و لایم یُنْقِذُونَ۔ انہیں نجات نہیں ہو سکتی

مُكْرَمِينَ۔ اگر اہم اعزاز کو کہتے ہیں۔ مگر میں عزت والوں میں۔

جُنْدٍ۔ لشکر کے معنی میں مستعمل ہے۔

صَبْحًا۔ چنگھاڑ۔ پینچ

خَامِدُونَ۔ خاند۔ آگ سرد ہونے کے معنی دیتا ہے خود سے مشتق ہے آگ بجھ جانے کے معنی دیتا ہے۔

مُحْضَرُونَ۔ حضور سے ہے حاضر ہوں گے۔

مختصر تفسیر اردو نصف دوسرا رکوع سورۃ یس ۲۳

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اور مجھے کیا ہوا کہ اسے نہ پوجوں جس نے مجھے پیدا کیا فوراً ہی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں آی ائی شئی لی اذالہ اعبد خالقہ والیہ ترجعون مؤذون عند البعث فیحسبیکم بکم کہ یعنی کیا وہ میرے لیے جبکہ وہ میرا خالق ہے اور میں اس کی عبادت نہ کروں یا آنکہ مجھے اسی کی طرف پلٹنا ہے اس وقت جبکہ اس کے حضور پہنچو گے بوقت بعثت تو اپنے کفر پر نثر اپاؤ گے

بعض نے یہ تفسیر کی آی مابلی فلا اعبد الذی من علی بیعتہ الا بیاد و نعمۃ الانتقام منکم و الشئی من عیظکم اذ ترجعون الیہ فیحسبیکم بکم کہ و تکذبیکم الرسول و عنادکم۔ آگے حبیب بخارا کا بیان بطریق انکار اور نفی جنس الہیہ پر علی الاطلاق ہے۔

ء آتخذ من دونہ الہۃ کیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو خدا مان لوں۔ اس میں بت پرستوں کی حماقت ظاہر کی گئی گویا فرمایا جیسے تم احمق ہو اور بت پرستی کرتے ہو ایسے ہی میں بھی تمہاری طرح جاہل اور احمق ہو جاؤں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ

ان یؤدین الریحون بصرہ لا یغنی عنی شفاعتہم شیئاً ولا یبقین ذن ابی اذ اللفی ضلال مبین۔ اگر رحمان چاہے کوئی مہری برائی تو تمہیں کسی کی سفارش مستغنی نہیں کرے گی اور نہ تمہیں اس عذاب سے خلاصی ملے گی میں ایسی گمراہی میں رہتا ہوا کھلی گمراہی میں ہوں گا۔

یعنی اگر میں تمہاری خاطر سے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی پوجا کروں تو کھلی گمراہی میں ہوں گا اور شرک کا بدلہ نفع تو ہرگز نہیں لیکن دفع ضرر پر بھی یہ قادر نہیں لہذا اے مرسلین کرام۔

ای امنت بربکم فا سمعوت۔ میں تو تمہارے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں سنو۔ اور میرے شاہد ہو یا یہ کہ میں بت پرستی ترک کر کے تمہارے خالق اور رب پر ایمان لایا ہوں تم سناؤ کہ یہ بت باطل ہیں یا یہ معنی ہیں کہ فا سمعوا قولی فیانی لا ابالی بما یتکون منکم علی ذلک۔ سن لو میرا بیان مجھے تم سے جو کچھ تکالیف پہنچے گئیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ایمان باللہ کے مقابلہ میں۔ چنانچہ جب حضرت حبیب بخارا اپنا بیان قوم کو دئے چکے تو ابن عباس اور کعب احبار اور وہب

بن منبہ اور حاکم ابن مسعود سے زاوی میں کہا قال صاحب یسین یا قوم ایتوا المرسلین خذوا
 لیموت فالتفت الی الدنیاء فقال انی امنت بربکم فاسمعون ای فاشهد انما انما انما انما
 یلدرسل بطریق التلوین۔

حب حبیب بخاری نے قوم کو ہدایت کی اور کہا ہے میری قوم کھینچے ہوئی کی پیروی کرو تو قوم نے
 ان کا کلا گھونٹا تاکہ وہ مر جائیں پھر ان ہر سہ مرسلین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپ کے رب پر ایمان
 لے آیا ہوں لہذا آپ سن لیں اور گواہ رہیں۔

وطلب السماع منهم لیشهدوا انما انما انما عند الله عز وجل۔ اور فاسمعون کہہ کر ان کو
 سنانا اس لیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گواہ رہیں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اب ان کے شہید ہو جانے کے بعد انہیں جو بشارت ہوئی اس کا ذکر ہے۔

قيل ادخل الجنة۔ انہیں فرمایا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

الوسی اس پر فرماتے ہیں والظاهر ان الامراء ان كذبوا بحدوث الجنة حقيقة۔ آپ کہہ رہے ہیں
 ہوتا ہے کہ حبیب بخاری کو دخول جنت کا حکم ملا وہی ذلک اشارة الی ان الرجل قد فارق الدنيا
 اور اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حبیب بخاری دنیا سے جا چکے تھے۔

فمن ابن مسعود ان بعد ان قال ما قال قتلوه بوطن الكدجل حتى خرج قصب من

دبيرة والقي في بئر۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ وہ جب انی امنت بربکم فرما چکے تو انہیں شہید کرنے

کے لیے پیروں سے رگڑا حتی کہ ان کی رگڑھ کی ٹڈی کو پیوں سے باہر آگئی۔ اور آپ کو کنوس میں ڈال دیا۔

وقال السدي رموا بموكة بالجارية وهو يقول اللهم اهد قومي حتى مات۔ سدی کہتے ہیں کہ ان

کو پیروں سے ماننا شروع کیا اور حبیب کہتے رہے الہی میری قوم کو ہدایت فرما حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔

وقال الكلبي رموا في حفرة وددوا التراب عليه فمات۔ حبیب بخاری کو ایک گڑھے میں ڈال کر

مٹی ڈالنی شروع کی کہ وہ شہید ہو گئے۔

وعن الحسن خرقوه حتى مات وعلقوه في بئر المدينة وقبروه في انطاكية۔ حسن بصری

فرماتے ہیں انہیں جلا کر جان سے مار کر شہر کے میدان میں لٹکا دیا اور آپ کی قبر مبارک انطاکیہ میں ہے۔

وقيل تشردوا بالمشارة حتى خرج من بين جليبي ودخوله الجنة بعد الموت ودخول

دوجه فطوا فمات فيها لدخول سائر الشهداء۔ ایک قول ہے کہ آپ کو آ رہ رکھ کر ایسے شہید کیا

کہ وہ آ رہ دونوں پیروں کے بیچ سے نکلا اور دخول جنت بعد موت ہوا روحانی طور پر اور ان کا

آزاد پھرنا اس جنت میں ایسا ہی ہے جیسے تمام شہداء کو ام کا پھرنا ہے۔
 اور قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ يَا عَبْدُ اللَّهِ إِنَّكَ بِهَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَكُونُ
 کے معنی وَجِبْتَ كَمَا الْجَنَّةُ تَكُونُ ہیں کہ ان پر جنت واجب ہو گئی۔
 اور ایک قول حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے لَمَّا أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ رَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 إِلَى السَّمَاءِ حَيًّا كَمَا رَفَعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي السَّلَامِ إِلَى السَّمَاءِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَمُوتُ إِلَّا بِقَوْلِ السَّمَكِيِّ
 هَلَاكِ الْجَنَّةِ فَإِذَا آعَادَ اللَّهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ أُعِيدَ لَهُ دُخُولُ الْجَنَّةِ فَالْأَمْرُ كَمَا فِي الْأَوَّلِ وَالْجَمْعُ
 عَلَى أَنْ تُقْتَلَ

جبکہ آپ کی قوم نے قتل کا ارادہ اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا جیسے حضرت علیؑ السلام
 کو آسمان پر اٹھالیا اب وہ جنت میں ہیں اور میں گے نہیں مگر جب آسمان اور جنت فنا ہوں گے قیامت
 کے روز نفخہ صور کے وقت تو جب جنت اور آسمان دوبارہ بنائے جائیں گے تو یہ بھی دوبارہ جنت میں جائیں
 گے تو ادْخُلِ الْجَنَّةَ کا اول کے لیے ہے اور جمہور اسی طرف ہیں کہ حبیب بخاری شہید کیے گئے۔
 اور اس پر ابن عطیہ بخاری المتواترة اور روایات کثیرہ سے زور دیتے ہیں۔

اور قول قتادہ اَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَهُوَ فِيهَا حَيٌّ يُرْزَقُ لَيْسَ نَصٌّ فِي نَفْيِ الْقَتْلِ۔ اور حضرت
 قتادہ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں داخل فرمادیا اور اس میں زندہ رزق دیے جاتے ہیں یہ نفی
 قتل پر نفی نہیں۔ اور بات یہی صحیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ جنت میں بعد انتقال بھی جو داخل ہوتا ہے
 وہ نعیم جنت سے متمتع ہوتا ہے۔

اور وَهُوَ فِيهَا حَيٌّ يُرْزَقُ اگر یہ قول قتادہ حبیب کے حق میں ہے تو بَلْ أَحْيَيْنَاهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُ
 عام شہداء کے حق میں بھی موجود ہے۔ بہر حال قول قتادہ حَى بِالْجَنَّةِ کی دلیل نہیں ہو سکتی ارشاد ہے
 قَالَ يَلِيَّتْ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ۔ کہا حبیب بخاری نے اے کاش
 میری قوم جان لیتی جو بخشش مجھ پر میرے رب نے فرمائی اور مجھے عزت والوں میں داخل فرمایا۔

روح المطانی میں ہے وَإِنَّمَا نَمُنُّ عَلَى قَوْمٍ مِمَّا جَاءَ لِيُعَلِّمَهُمُ ذَلِكَ عَلَى الْكِتَابِ مُثَلِّبًا بِالتَّوْبَةِ عَنِ
 الْكُفْرِ ذَلِكَ تَحْوِيلٌ فِي الْأَيْمَانِ وَالطَّاعِنَةِ۔ قوم تک اپنے حال کا علم ہونے کی تمنا کرتا اس نغرض سے جفا کردہ
 بھی کتاب عمل میں مثل حبیب کے آمادہ ہو اور توبہ کر کے کفر سے محنت ہو جائے اور اطاعت الہی کرنے
 لگے اور مومن بن جائے۔

اب آگے اہل الناکہ کے کیفر کردار کا تذکرہ ہے۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِم مِّنْ بَعْدِهِ مِّنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ۔ اور ہم نے حبیب کی قوم پر ان کے بعد کوئی لشکر نہیں بھیجا جو آسمان سے آکر انہیں ہلاک کرنا اور ہم آسمان سے ان کیلئے لشکر اتارنے والے نہ تھے۔

یعنی حبیب کی قوم پر ہم لشکر آسمان سے اتارنے والے نہ تھے کہ اسے ہلاک کرے۔
 مِّنْ بَعْدِهِ مِّنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ حَتَّىٰ۔ یعنی حضرت حبیب بخار کے بعد یعنی قتل یا زندہ آسمان پر چلے جانے کے بعد۔
 جُنْدٍ یعنی لشکر ہم نے نازل نہ کرنا تھا جُنْدٍ لغت میں ہے وَالْجُنْدُ الْعَسْكَرُ جُنْدٌ شُكْرٌ۔
 وَالظَّاهِرَاتُ الْكُرُوحُ هَذِهِ الْجُنْدُ الْجُنْدُ الْمَلِكَةُ أَيْ مَا أَنْزَلْنَا إِلَّا هَلَاكِهِمْ مَلَائِكَةً۔ اور ظاہر ہے کہ اس جگہ لشکر سے مراد لشکر ملائکہ ہے یعنی ارشاد الہی یہ ہے کہ ہم ان کے ہلاک کرنے کو لشکر ملائکہ نازل فرمانے والے نہ تھے۔

چنانچہ حکمت الہی میں جب سب کی ہلاکت منظور ہوتی ہے تو اس کے اسباب بھی مقرر ہوتے ہیں پھر اسی کے مطابق ہلاکت کا عذاب بھی مقرر ہوتا ہے جیسے سابقہ امتوں پر خصب سے عذاب آیا خصب کہتے ہیں دھنسنے یا مکان کے گرتے کو تو وہ مکانوں میں ہی رہ گئے اور زمین میں دھنسا دیے گئے۔
 بعض پر عذاب آیا محض چنگھاڑ سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔
 اور بعض پر عذاب آیا زمین کے اندر چلے گئے جیسے خسف کہتے ہیں۔
 اور بعض مشخ کر دیے گئے جیسے کو تو اَفْرَدَةٌ خَاسِبِينَ۔
 اور بعض غرق طوفان کیے گئے۔

اور بعض پر ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے انہیں مارا جیسے بدر میں۔

کسی پر آندھی آئی ریح عاصف اور ریح صرصر۔
 پھر نوحہ اہل الطاقیہ پر غصن صبیحہ آیا یعنی چنگھاڑ چنانچہ ارشاد ہے۔
 إِنَّ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً قَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ۔ وہ کچھ نہیں مگر ایک چنگھاڑ تھی کہ اچانک سب ٹھنڈے ہو گئے۔

أَيُّ قَطَعْنَا عَنْهُمْ الرِّسَالَاتِ حِينَ فَعَلُوا مَا فَعَلُوا وَلَوْ نَعْبَأُ بِهِمْ وَأَهْلَكْنَا هُمْ۔ یعنی ہم نے ان سے رسالت منقطع کر دی جبکہ انہوں نے ہمارے رسول شہید کیے اور ہم کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

صیغہ کا واقعہ اوسی لکھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَ عَلَیْهِمْ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی اَخَذَ
بِعَضَادِیْ فِیْ بَابِ الْمَدِیْنَةِ فَصَاحَ بِہُمْ صَیْحَتًا وَّ اِحْدَاکَا فَمَا تَوَابَ جَمِیْعًا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل النباکیہ پر
حضرت روح الامین مبعوث فرمائے آپ نے دروازہ شہر کا کنارہ پکڑ کر ایک چنگھاڑ ماری جس سے عیب مری
کے مری رہ گئے جیسے قَاوِاْ اَنْہُمْ خَابِدُوْنَ فَرِیَا
خمود کہتے ہیں آگ ٹھنڈی ہو جانے کو تو ان کی آتش کفران کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ چنانچہ
لبید شاعر کہتا ہے۔

فَمَا الْمُرُؤُا الْمَا الشَّہَابُ وَصَوْبُهُ
یَجُوْرُ مَا دَا الْبَعْدَا اِذْ هُوَ سَاطِعٌ
فِیْ بَعْضِ الْاَشَارِ اَنْتَا اَمِّنَ الْمَلِکُ وَاَمِّنَ قَوْمٌ مِّنْ حَوَاسِبِہِ وَمَنْ لَّوْ یُؤْمِنُ هٰذِکَ
بِالْقَیْبِیْحَتِہِ۔ بعض احادیث میں ہے کہ النباکیہ کا بادشاہ اور اس کے حاشیہ نشین ایمان لے آئے اور چونکہ
ایمان لائے وہ چنگھاڑ سے ہلاک ہو گئے اس پر من جناب اللہ ان کے لیے اظہار حسرت و افسوس را
ہے جیٹ قال تعالیٰ۔

یَجْتَسِرُوْنَ عَلٰی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ الْاِکَاثِ اَوْ یَسْتَهْزِؤْنَ۔ اے افسوس بندوں پر
ان میں کوئی رسول نہ آیا مگر انہوں نے ان سے استہزاء و مستحزہ ہی کیا۔
یہ قول ابن جریر وغیرہ قتادہ کے نزدیک ملائکہ کا ہے یعنی ملائکہ نے افسوس کیا اور کہا کہ کتنے بد نصیب
یہ بندے نکلے کہ ان میں جو رسول بھی تشریف لایا انہوں نے ان کا استہزاء ہی کیا حتیٰ کہ ہلاک ہی ہوئے۔

اب جناب رب العزت اپنی جباری جبروتی شان کا مظاہر فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
اَلْحَوِیْدُ وَاَکْوَ اَهْلُکُنَّا قَبْلَہُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنْہُمْ اَلِیْہِمْ لَا یُجْعُوْنَ وَاَنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا
مُحْضَرُوْنَ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ کتنی قومیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں کہ اب وہ ان کی طرف ہائیں
آنے والی نہیں اور یقیناً سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے۔

قرون۔ قرن کی جمع ہے اور یہ قوم کے معنی میں مستعمل ہے جو ایک وقت میں جمع ہوں جیٹ قال
اَلْاَلُوْسِیُّ وَاَلْقُرُوْنُ جَمْعٌ خَرَابٍ وَّ هُوَ الْقَوْمُ الْمُقْتَرُونَ فِی زَمَنِ وَّ اِحْدِ کَعَادٍ وَّ ثَمُوْدٍ وَّ غَیْرِہُمْ۔
جمع قرن کی ہے اور وہ ایک وقت میں ایک زمانہ میں جمع ہونے والی قوم ہے جیسے قوم عاد و قوم ثمود
وغیرہ۔ زجاج کہتے ہیں کیا نہ دیکھا اکثر بار ان سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کو کہ وہ اب ان کی طرف لوٹ کر
آنے والے نہیں۔

مُحْضَرُوْنَ کے معنی ابن سلام معذ بون کرتے ہیں۔

بامجاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ یس۔ ۲۳

اور ان کے لیے نشانی بنجر زمین ہے جو مردہ سے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے دانہ نکالنا تو اس سے تم کھاتے ہو۔

اور کیے ہم نے اس میں باغ کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں جاری کیے کچھ چشمے۔

تاکہ کھا میں اس کے پھولوں سے اور یہ انکے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں تو کیا شکر نہیں کریں گے۔

پاکی ہے اسے جس نے بنائے تمام جوڑے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے اور ان سے جنہیں وہ نہیں جانتے۔

اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس سے دن کھینچ لاتے ہیں تو وہ اندھیرے میں رہتا اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر میں یہ مقرر کیا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ لوٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈالی۔

سورج کو نہیں زیبا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاوے اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔

اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی ذریت کی پشت میں سوار کیا بھری کشتی کے اندر۔

اور ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنا دیں جن پر سوار

وَاٰیٰتِ لَہُمُ الْاَرْضُ الْمَلْبٰتِیۡۃُ اٰحِیۡتِنَا ہَا
وَاَخْرَجْنَا مِنْہَا حَبًّا فَاٰیۡتِنَا
یَا کُلُوۡنَ ہ

وَجَعَلْنَا فِیہَا جَنۡتٍ مِّنۡ تَحِیۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ
وَتَجَرَّتۡ اَیۡہَا مِنَ الْعِیۡوۡنِ ہ

لِیَا کُلُوۡا مِنْ ثَمَرِہَا فَمَا عَمِلۡتُمْ اٰیٰتِیۡمِ
اَفَلَا یَشکُرُوۡنَ ہ

سَمِعَ الَّذِیۡ خَلَقَ الْاَزۡوَاجَ کُلَّہَا وَّمَا
تُنۡبِتُ الْاَرْضُ وَّمِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَّمِمَّا
لَا یَعۡلَمُوۡنَ ہ

وَاٰیٰتِ لَہُمُ اللَّیۡلُ تَسۡلُخُ مِنْہُ النَّہَارِ
فَاِذَا ہُوۡا مُظۡلَمُوۡنَ ہ

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَہَا ذٰلِکَ
تَقَدِیۡدُ الْعَرۡسِ یٰۤاَعۡلِیۡمِ ہ

وَالْقَمَرَ قَدَرًا کَا مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ
کَالعَرۡجُوۡنِ التَّقَدِیۡمِ ہ

لَا الشَّمۡسُ یَنۡبِغِیۡ لَہَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ
وَلَا اللَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ وَاٰیۡتِنَا فِیۡ ذٰلِکَ
یَسۡجُوۡنَ ہ

فَاٰیٰتِ لَہُمۡ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَہُمۡ فِی
الْفُلۡکِ الْمَشۡجُوۡنِ ہ

وَخَلَقْنَا لَہُمۡ مِّنۡ مِّثۡلِہِ مَا یُرۡکَبُوۡنَ ہ

سوار ہوتے ہیں۔

اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں تو نہ کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ انہیں کوئی بچائے والا۔

مگر ہماری رحمت اور ایک مدت کے لیے رہتا۔ اور جب انہیں کہا جائے ڈرنا اس سے جو تمہارے آگے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

اور جب آتی ہے کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر اس سے اعراض کرتے ہیں۔

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے دیے ہوئے میں کچھ خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو ایمان والے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں۔

اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کیا منتظر ہو مگر ایک چنچ کے کہ انہیں بکڑنے کی اور وہ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوں گے۔

تو نہ طاقت ہوگی ان میں وصیت کی اور نہ اپنے گھر بیٹ کر جائیں۔

وَإِن تَشَاءُ نَحْنُ قَاهِرٌ فَلَاحِمْ نَحْنُ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُقَدُّونَ ۝

الْأَرْضَ مَثَاوِعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ
إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ
قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَنْفِقُوا مِمَّن لَوْ تَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمُ إِنْ
أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدًا تَأْخُذُهُمْ
وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ
يَرْجِعُونَ ۝

لفظی ترجمہ

و۔ اور	آیۃ۔ نشانی ہے	تَمُّ۔ ان کے لیے	الْأَرْضِ۔ زمین
الْمِثَّةِ۔ مردہ	أَحْيَيْنَا۔ زندہ کیا ہم نے	هَآ۔ اس کو	و۔ اور
أَخْرَجْنَا۔ نکلے ہم نے	مِنْهَا۔ اس سے	حَبَّآ۔ دانے	مِنْهُ۔ تو اس سے
يَأْكُلُونَ۔ وہ کھاتے ہیں	و۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	مِنْهَا۔ اس میں

جَنَّتِ بِلَدٍ	و۔ اور	مِنْ مَجْمَلٍ كَهَجُورِ	و۔ اور	أَهْتَابِ الْمَكُورِ	كَيْفَ تَأْتِي
و۔ اور	وہا۔ اس میں	فَجَهْرًا تَأْتِي بِهَا	و۔ اور	مِنَ الْعَيُونِ حَيْثُ	مِنَ الْعَيُونِ حَيْثُ
لِيَأْكُلُوا مَا كَمَا هُنَّ	و۔ اور	مِنْ تَمْرٍ مَا يَسُ كَالْبَحْلِ	و۔ اور	مَا نَه	فَلَا يَكْفُرُ
مَجْمَلَةٌ بِنَايَا اس كُو	و۔ اور	أَيْدِيهِمْ أَنْكِي لَمْ تَكُونِ	و۔ اور	فَلَا يَكْفُرُ	فَلَا يَكْفُرُ
يَشْكُرُونَ شَكَرْتُمْ	و۔ اور	وَسَيُخَنُّ بِأَكْبَعِ	و۔ اور	خَلَقَ بِيَدِكِ	خَلَقَ بِيَدِكِ
الْأَرْضِ بِجُورِ	و۔ اور	كَلَّمَا بِمَرْقَمِ	و۔ اور	تَبَيَّنَتْ أَلْفَا تِي	تَبَيَّنَتْ أَلْفَا تِي
الْأَرْضِ بِزَمِينِ	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	مِنَ الْقَسِيمِ ان کی جانوں سے	مِنَ الْقَسِيمِ ان کی جانوں سے
و۔ اور	وہا۔ اس سے جو	مَتَا اس سے جو	و۔ اور	لَا يَكْفُرُ	لَا يَكْفُرُ
و۔ اور	اَيْتًا نَشَانِي	اَيْتًا نَشَانِي	و۔ اور	يَعْلَمُونَ جَاتِي	يَعْلَمُونَ جَاتِي
و۔ اور	مِنَهُ اس سے	مِنَهُ اس سے	و۔ اور	الْقَلِيلِ رَاتِ	الْقَلِيلِ رَاتِ
و۔ اور	مُظْلَمُونَ مَانَدِ بِي	مُظْلَمُونَ مَانَدِ بِي	و۔ اور	فَاذَا تَوَاجَانِكِ	فَاذَا تَوَاجَانِكِ
و۔ اور	لِيَسْتَقْرِ بِأَيْدِي	لِيَسْتَقْرِ بِأَيْدِي	و۔ اور	الشَّمْسِ سَوْرَجِ	الشَّمْسِ سَوْرَجِ
و۔ اور	الْعَرَبِ بِغَالِبِ	الْعَرَبِ بِغَالِبِ	و۔ اور	ذَلِكَ رِي	ذَلِكَ رِي
و۔ اور	قَدَرْنَا مَقْرَرِ كَيْسِ	قَدَرْنَا مَقْرَرِ كَيْسِ	و۔ اور	مَنْ أَسْرَجِ	مَنْ أَسْرَجِ
و۔ اور	عَادَ هُوَ كَيْسِ	عَادَ هُوَ كَيْسِ	و۔ اور	كَالْعَرَجِ مَانَدِ	كَالْعَرَجِ مَانَدِ
و۔ اور	الشَّمْسِ سَوْرَجِ كُو	الشَّمْسِ سَوْرَجِ كُو	و۔ اور	يَتَّبِعِي لَاتِقِ	يَتَّبِعِي لَاتِقِ
و۔ اور	تَدْرِكُ بِأَلِي	تَدْرِكُ بِأَلِي	و۔ اور	الْقَمَرِ جَانِدِ كُو	الْقَمَرِ جَانِدِ كُو
و۔ اور	الْقَلِيلِ رَاتِ	الْقَلِيلِ رَاتِ	و۔ اور	مَبَانِقِ رُكْبِ	مَبَانِقِ رُكْبِ
و۔ اور	كُلِّي بِهَرَا كِي	كُلِّي بِهَرَا كِي	و۔ اور	فِي مَبَانِقِ	فِي مَبَانِقِ
و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	الْقَلِيلِ رَاتِ	الْقَلِيلِ رَاتِ
و۔ اور	حَمَلْنَا أَطْهَابِ	حَمَلْنَا أَطْهَابِ	و۔ اور	فَلَا تَسْمَعُونَ بِتِيرَاتِي	فَلَا تَسْمَعُونَ بِتِيرَاتِي
و۔ اور	الْمَشْحُونِ بِهَرِي هُوِي كِي	الْمَشْحُونِ بِهَرِي هُوِي كِي	و۔ اور	أَنَا كِي مَمْنِي	أَنَا كِي مَمْنِي
و۔ اور	مِنْ مَثَلِهِ اِسِي جِي	مِنْ مَثَلِهِ اِسِي جِي	و۔ اور	الْفَلَكِ بِشَيْئِ	الْفَلَكِ بِشَيْئِ
و۔ اور	إِنْ أَلِكِ	إِنْ أَلِكِ	و۔ اور	أَنْمِ ان كِي	أَنْمِ ان كِي
و۔ اور	حَرِي نَحْ بِسِجَانِي	حَرِي نَحْ بِسِجَانِي	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	و۔ اور	فَلَا تَوَازِنِي	فَلَا تَوَازِنِي

لَا رِبَّ	ہم۔ وہ	يُنقِذُونَ بِحَبْلِ جَنَّتِ الْاِذْكَرُ
لَحْمًا رَمَتْ	وَتَنَا بھاری طرف سے	مَتَاعًا بَرْتَنَا
لِلْاِ اِیْک	حَبِیْبِ۔ وقت تک	اِذَا حَبِیْب
رَقِیْبًا کَمَا جَاءَتْ	لَحْمًا سَانَ کُو	مَا اس سے جو
بَیْنَ اَمِّیْدِیْکُو۔ تمہارے آگے سے	وَر اورد	مَا جُو
خَلْفَکُو۔ تمہارے پیچھے	وَر رورور۔ رحم کیے جاؤ	وَر اورد
مَا نَبِیْس	تَا بَیْہِم۔ ستنے کے پاس	مِّنْ اٰیٰتِ۔ نشانوں
رَبِّہِم۔ ان کے رب سے	اِذَا مَکَر	عِنَّمَا اس سے
مُعْرِضِیْنَ۔ منہ پھیرنے	وَر اورد	قَبْلَ۔ کہا جائے
لَحْمًا۔ ان کو	اِنْفِقُو۔ خرچ کرو	رَذَقُو۔ دیا تم کو
اَللّٰہُ۔ اللہ نے	قَالَ۔ تو کہتے ہیں	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں
یَلْدِیْنَ۔ انکو جو	اَضْوَا۔ مومن ہیں	نَطَعُوْا کھلائیں ہم
مَنْ۔ اس کو کہ	تُو۔ اگر	اَللّٰہُ۔ اللہ
اَطَعَمَهُ۔ تو کھلائے اس کو	اِنْ۔ نہیں	اِذَا مَکَر
فَاِیْ۔ بیچ	مَلِیْلٍ۔ گمراہی	وَر اورد
یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں	مَتٰی۔ کب ہوگا	اَلْوَعْدُ۔ وعدہ
اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ ہو تم	مَا نَبِیْس
یَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے	اِذَا مَکَر	فَاِحْدًا۔ ایک کا
تَاخِذُوْا۔ کہ بکڑے	ہُو۔ ان کو	ہُو۔ وہ
یَجْضَعُوْنَ جھگڑتے ہوں	فَلَا۔ تو نہیں	یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ طاقت رکھیں گے
تَوْصِیَّةً۔ وصیت کی	وَر اورد	لَا رِبَّ
اٰہِلِہِم۔ اپنے گھر کے	یَرْجِعُوْنَ۔ لوٹیں گے۔	

خلاصہ تفسیر ارکوع سورۃ لیس۔ ۳۳

وَاٰیٰتِہُمُ الْاَرْضُ الْمَیِّتَةُ اٰحِیْنَاہَا وَاَخْرَجْنَا مِنْہَا جِبَابًا مِّنْ یَّاكُلُوْنَ۔ اور ایک نشان

ان کے لیے مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور نکالا اس سے دانہ تو اس میں سے کھاتے ہیں۔
جب وہ زمین جو اپنا سبزہ خشک کر کے مردہ ہو جاتی ہے اسے پھر سرسبز کر کے زندہ کر دیتا ہے یہ اس بات
پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا اور پانی برسا کر اس سبزہ سے دانہ یعنی جوار باجرہ
گندم چنا کی نکالتا ہے جیسے بندے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ هَبْلٍ ذَّاغْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مَوْتَ الْعُيُوتِ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهَا وَمَا عَمِلَتْهُ
أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ۔ اور کیسے ہم نے اس میں بلخ انگوروں اور کھجوروں کے اور بنائے ہم نے اس میں کچھ
چھتے تاکہ کھاؤ اس کے پھلوں سے اور یہ وہ نہیں جو ان کے ہاتھ بنائیں تو کیا شکر نہیں کرتے۔
یعنی اس زمین میں جو بلخ بنائے وہ کھجور، انگور، انار، کیلہ، سنگترہ، مالٹا، سیب، ناکھ، ناشپاتی اور
کیا کیا پھل اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں کوئی اپنے ہاتھوں سے بنائے پر قدرت نہیں رکھتا تو ان نعمتوں کا شکر
بجائے لائیں گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ حَلَقَ الْاَازْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنَ الْمَسِیْمِ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُونَ
پاکی سے جس نے بنائے جوڑے ہر چیز کے جو زمین اگاتی ہے یعنی ہر درخت اور پھل پھول سب کے
زیادہ بنائے اور تمام اصناف و اقسام چڑھی بوٹی میں جمیلی جمیلہ، نیم نیٹری، اٹلا، اہلی وغیرہ سب زرمادہ
بنائے یہ اس کی قدرت ہے۔

وَمِنَ الْمَسِیْمِ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُونَ۔ اور ان کی جانوں سے اور ان چیزوں سے جن کی خبر نہیں۔
یعنی آدمیوں اور جانوروں میں ذکور و انات مرد و عورت، شیر شیرنی، طوطا طوطی، چڑھی چڑھی وغیرہ
بنائے اس کے بعد پانچویں نشانی ظاہر فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِیْقَٰتِ لَیْلٍ لَّمْ یَسْلَخْ مِنْهَا النَّهْلُ فَاذٰ هُمْ مُظْلَمُونَ۔ اور ان کے لیے ایک نشانی رات
ہے کھینچتے ہیں ہم اس سے دن کہ وہ بھی اندھیرے میں ہوتے ہیں۔

یعنی دن میں آرام سے کام کرتے چلتے پھرتے ہوتے ہیں کہ یک لخت رات آجاتی ہے۔ اور اندھیرا
ہو جاتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آسمان و زمین کے مابین جو فضا ہے وہ تاریک ہے اور آفتاب کی
روشنی سے روشن اور متور کرتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو وہی تاریکی جو اصل میں فضاؤں
کے اندر ہے ظاہر ہو جاتی ہے اور تاریکی ہی تاریکی رہ جاتی ہے۔

اس کے بعد چھٹی نشانی کا اظہار ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ كَمَا ذٰلِكَ تَقْدِرُ یَوْمَ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر کی

جو اس کا ہے یہ تعین و تقریر ہے زبردست علم دلے کا۔
 مستقر اس حد کو کہتے ہیں جہاں تک چلنے کی حد سوا اور یہ مقدار ہیں مقررہ میں قیامت کے لیے
 جو عزیز و
 علیم نے مقرر کی ہیں یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کی ایک نشانی ہے۔ پھر ساتویں
 نشانی کا بیان ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَارًا مِّنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْوَةِ الْقَدِيمَةِ۔ اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر
 کیں حتیٰ کہ پلٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈال۔
 چنانچہ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جنہیں وہ طے کر کے لوٹ آتا ہے۔

یہ ہر شب ایک منزل طے کرتا ہے اور اگر تیس کا مہینہ ہو تو آخری منزل میں دو شب رہ کر طلوع ہوتا
 اگر تیس کا ہو تو زرد رنگ کا باریک خطین کر ظاہر ہوتا ہے جیسے کھجور کی ڈال خشک ہو کر زرد رہ جاتی ہے۔
 لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ كَسِبُونَ
 سورج کو اختیار نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرے
 میں تیر رہے ہیں۔

یعنی شب میں جو اس کے ظہور نور کا وقت ہے یعنی جب چاندنی چھٹک رہی ہوتی ہے تو سورج کی
 یہ قوت نہیں کہ اس کے ساتھ مل جائے اور چاند کے نور کو مغلوب کر سکے اور نہ چاند میں یہ قوت کہ سورج
 کی تابانی اس میں مل کر سرد کر سکے اس لیے کہ ہر ایک کے ظہور نور کا وقت ہے جو دن رات کے نام سے معلوم
 ہے اور رات کے لیے چاند اور دن کے لیے سورج ہے چنانچہ دائرہ سے اسی وقت نور پھینکے گا جو
 اس کا وقت ہے۔

اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے چاند اپنی نور بیزی کر سکے یا رات پوری ہونے
 سے قبل سورج اپنی نور بیزی رات میں کر دے۔

اگرچہ فلاسفہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کسب نور سورج سے کرتا ہے۔ اور ہمیں اس کے
 رد کی حاجت نہیں اس لیے کہ جب ہر ایک اپنے اپنے دائرے اور فلک میں ہیں۔ سورج شمس کے مقابل آ
 کر اگر مستنیر ہو جائیں تو ہمارے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ قرآن کریم کا دعویٰ بہر حال صیغہ ثابت ہوتا ہے کہ
 چاند سورج ایسے گھیرے ہوئے ہیں کہ محور چھوڑ کر سورج چاند سے آگے نہیں آ سکتا نہ سورج سے آگے چاند
 آ سکتا ہے پھر آٹھویں نشانی کا بیان ہوتا ہے۔

وَإِنَّا لَنَدْرِتُمْ فِي الْفَلَكَ الشُّجُونِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ

اور ایک نشانی ان کے لیے یہ ہے کہ انہیں سوار کہا ہم نے معہ ان کی ذریت کے بھری کشتی میں اور ان کے لیے اس کشتی کی مثل بنا دی جس پر سوار ہوتے ہیں۔

اس کشتی سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے جو کشتی منزل کی تھی جس کی تفصیل ہم سورہ ہود میں بیان کر چکے ہیں بارہویں پارہ کے چوتھے رکوع میں دیکھیں۔ اس کشتی میں ان کے اجداد سوار کیے گئے تھے اور ان کی ذریتیں ان کی نسیبت میں تھیں آگے ارشاد ہے۔

وَإِن تَشَاءُ نَحْنُ قَوْمٌ فَلَا صَیْحُ لَہُمْ وَلَا هُمْ یُثْقَلُونَ ذٰلِکَ الَّذِیْنَ مَنَّا وَمَنَّا عَالِی حِیْبِہٖ
اور اگر ہم چاہتے تو انہیں تفرق کر دیتے تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچا اور نہ وہ پچلے جلتے مگر ہماری رحمت سے اور ایک وقت تک انہیں متاع دنیا کا برتنا ہے۔

یعنی کشتی میں سوار ہو کر بھی ہماری رحمت سے نجات ہے ورنہ اگر ہم چاہیں تو کشتی سمیت تفرق کر دیں مگر ہماری رحمت اور حیات مستعار جو مقدر و مقرر ہے اس کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

وَإِذْ أَقْبَلْ لَہُمْ الْقَوْمَآءَ مَا بَیْنَ أَيْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ۔ اور جب ان سے فرمایا جائے ڈرو اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے آ رہا ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

سامنے سے مراد عذاب دنیا ہے اور پیچھے سے مراد عذاب آخرت ہے اس کے بعد مشرکین کفار نابجا کی عادت مستمرہ کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا تَأْتِیْہُمْ مِّنْ آیٰتٍ مِّنْ آیٰتِ رَبِّہِمْ إِلَّا کَانُوا عَنْہَا مُعْرِضِیْنَ وَإِذْ أَقْبَلْ لَہُمْ لِقَآؤَہُمْ
مَّا دَرَبَکُمْ اَللّٰہُ قَالَ الذّٰلِیْنَ کَفَرُوا لَیْسَ لَہُمْ اَللّٰہُ اَلطّٰعِمُونَ لَیْسَ لَہُمْ اَللّٰہُ اَلطّٰعِمُونَ۔ اور جب ان

ان اُنْتُمْ اَلذّٰلِیْنَ ضَلَلْتُمْ سُبُلَیْنِ۔ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی ہٰذَا الْوَعْدِآءُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اور جب ان کے رب کی کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو اس سے انحراف کرتے ہیں اور جب انہیں فرمایا جائے

اللّٰہ کے عطا کیے ہوئے سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کر دو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو مومن ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہے تو کھلا دے تم کچھ نہیں مگر کھلی گمراہی میں ہو اور کہتے ہیں کب آئے گا تمہارا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

یعنی ان کی عادت مستمرہ تھی کہ ان کے سامنے جب کبھی کوئی آیت آتی تو صاف اعراض و انحراف اور روگردانی کرتے کی طرف جاتے۔

اور اس سے اگلی آیت کا نشان نزول یہ ہے کہ کفار قریش سے مسلمانوں نے کہا تم کم از کم وہ حصہ اپنے مالوں کا مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے

بزرگم خود اللہ کے لیے نکالا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم انہیں کیوں دیں جنہیں اللہ دینا چاہتا تو تو دیدیتا اور کھلاتا پلاتا۔

اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہی یہ منظور ہے کہ وہ مسکین و محتاج ہیں تو ہمیں دینا اور ان کی محتاجگی دفع کرنا مشیت الہی کے خلاف ہوگا۔

لہذا ہم اس وجہ سے نہیں دیتے یہ جو اب لہجوائے خوئے بد راہاتہ مال بسیار تھے جو بخیل و کخیل تھے اپنا مال خرچ کرنے سے بچانے کے لیے یہ ہانہ بنا لیا یا بطور متسخر یہ بگو اس کرتے تھے۔ حالانکہ یہ محض خیال باطل تھا حقیقت یہ ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے۔ فقیر کی آزمائش صبر سے اور امیر کی آزمائش صرف سے ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک جماعت زندیقوں کی تھی جب ان سے کہا جاتا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو وہ یہ جواب دیتے کہ ہم کیسے دے سکتے ہیں جب کہ اللہ ہی کی طرف سے وہ محتاج بناائے گئے ہیں۔

ان کے حق میں یہ آیت کریمہ تعریفاً نازل ہوئی انہیں گمراہ فرمایا۔
یا مشرکین مسلمانوں کو کھلی گمراہی میں تباتے۔
اور تیسری آیت منکرین لعنت و الشکر کے رد میں نازل ہوئی۔

وہ کہتے تھے اور حضور سے اور صحابہ کرام سے استہزاء کرتے تھے کہ وہ آپ کا وعدہ قیامت اور شکر و تشکر بپورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو جلدی پورا کرو۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ۔ یہ انتظار نہیں کرتے مگر ایک چیخ کا جو انہیں اچانک پکڑے گی اور یہ دنیا کے جھگڑوں میں بھنسے ہوں گے تو جب ان میں اتنی بھی قوت نہ ہوگی کہ وصیت بھی کر سکیں اور نہ اپنے گھر بیٹ کر جاسکیں۔

جس کی کیفیت دوسری جگہ فرمائی ہے يُعْرَضُونَ نَبَاتٍ هَلْ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَبْلٍ حَمْلَهَا۔ نیز اس کی تفسیر سورہ حج میں دیکھیں متر ہو ہیں پارہ میں چنانچہ حدیث میں اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی گئی کہ قیامت ایسے اچانک آئے گی کہ مشتری اور بائع کے مابین کپڑا پڑا ہوگا اور سودا ہونے سے پہلے قیامت ہو جائے۔

اور لوگ اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اسی لیے صحیحہ واحد

فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور ہر نفخہ منصور فرمائیں گے تو پہلے نفخہ میں قیامت برپا ہو جائے گی اور سب جہاں کے تہاں مرے رہ جائیں تو بھاگ کر گھر پہنچا یا کسی سے وصیت کرنا کہاں ہوگا۔ اب نادار لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں۔

وَاٰیٰتِہُمْ الْاَرْضُ الْمَیِّتَةُ۔ یہاں ارض میت سے مراد بجز زمین ہے یا خزائن رسیدہ سبزہ
فَجَوْنًا۔ فجر اور فحش و دونوں ایک معنی میں ہیں یعنی بہنا یا بہا لے جانا۔
مِنَ الْعُیُوْنِ۔ اصل میں تھا بَعْضًا مِنَ الْعُیُوْنِ۔ یہاں من تبعیضیہ ہے
مُسْتَقًا الَّذِیْ خَلَقَ۔ سبحان علم ہے تسبیح کا اور تسبیح کے معنی تبعید کے ہیں یہ مشتق ہے تسبیح فی
الْاَرْضِ وَالْمَاءِ اِذَا اَبْعَدَ فِہِمَا۔ اور اسی سے فرس سبوح ہے اُسے و اسیح البحر ہے اُسے اسیح سبحانہ۔
تَسْبِیْحٌ۔ تسبیح کہتے ہیں کھال اتارنے کو۔ تسبیح منہ الہنا یعنی ضیاء ہمارا کلباس اتار دیتے ہیں تو فاذا ہم
مُظْلَمُوْنَ۔

وَالشَّمْسُ تَجْرُ اٰیًا مُّسْتَقَرًّا لِّہَا۔ اِسْتَقَرَّ کلام معنی الی سے مستقر ٹھکانے کو کہتے ہیں۔
حَقًّا فَاذْکَا لَعْرُجُوْنَ الْقَدِیْمِ۔ عاد یعنی ریح ہے۔ عروجون تیلی بیہر تیلی کو کہتے ہیں۔ عروجون برون
فلون یہ التوج سے مشتق ہے اور التورج کسی چیز کے ٹیڑھا ہونے کو کہتے ہیں۔
کَبُجُوْنَ۔ مہاجر سے مشتق ہے اور مہاجر کہتے ہیں آسانی و سہولت سے چلنے کو۔
فَلَا صِرَیْحٌ۔ صریح کہتے ہیں فریاد رسی کو یا فریاد کے پہنچنے والے کو۔
یَجْتَمِعُوْنَ۔ اصل میں یَجْتَمِعُوْنَ تھا۔ ت ساکن کر کے صاد میں ادغام کر دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے
ت کو کسرہ کی حرکت دیدی۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ لیس۔ ۲۳

وَاٰیٰتِہُمْ الْاَرْضُ الْمَیِّتَةُ۔ اور ایک نشانی ان کے لیے مری ہوئی زمین ہے۔
اس میں کہم میں ضمیر جمع جو ہے وہ کفار اہل مکہ کی طرف ہے اور میتہ جو فریاد ہے وہ بائیں اعتبار کہ میتہ
کا محاورہ جیب زمین پر استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد زمین غیر مختصر ہوتی ہے یعنی زندہ زمین وہ ہے جس پر
سبزہ پھول پھل و سبزہ زار و مرغزار ہو اور مردہ زمین وہ ہے جس پر خاک اڑ رہی ہو اور سبزہ کا نام نہ ہو۔
جسے اردو عرف میں بجز یا خزائن رسیدہ کہتے ہیں۔ اور وہی میتہ جیب انسانی پر مستعمل ہو تو کسی جگہ اس

سے مراد عدم تعقل اور جہالت لینے میں جیسے إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَإِنَّا نَكْفِيهِمْ مَا يُرِيدُونَ
وغیرہ میں بے عقل جہال مراد ہیں۔

اور کسی جگہ قبض روح کے موقع پر مستعمل ہے۔ یہاں ارض میتہ کے بعد ارضینا فرماتا یوں فرزدی تھا
کہ کفار مکہ حشر تھے اور کہتے تھے اِنَّ هِيَ الْاَجْيَاثُ النَّارِيَا لَمُوتٍ دَخِيْبًا وَمَا هُنَّ بِمَبْعُوْتِيْنَ
اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہماری کمال قدرت کی ایک نشانی مری زمین ہے کہ اس پر سبزہ نہیں پڑتا
پھر بغیر تخم پاشی کے ہم سے

اَحْيَيْنَا هَا وَاَحْيَيْنَا مِنْهَا جَنَاتٍ مِّنْ اٰكْلُوْتٍ يَّا كٰلُوْتٍ۔ زندہ کرتے ہیں اور اس سے دانے نکالتے ہیں گندم
چاول چنا باجرہ جواری کی وغیرہ کہ اس سے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنَاتٍ مِّنْ نَّجِيْلِ دَاخِنَابٍ وَفَجْرًا فِيْهَا مِّنَ الْعِيُوْتِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهَا وَمَا
هِيَ لَشَاەءٍ اَبْدِيْمٌ اَفَلَا تَتَنَبَّهُوْنَ۔ اور کیسے ہم نے اس زمین میں باغیچے کھجوروں اور انگوروں سے اور پھل
ہم نے اس زمین میں چشمے تاکہ تم کھاؤ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنائے بے پھل اور دانے لگے اٹھوں
نے تو کیا ان نعمتوں پر تنگ نہ بنیں کرتے۔

جَنَاتٍ بَّخْتٍ كِي جَمْعٌ هٗ۔ راعب کہتے ہیں الْجَنَّةُ كُلُّ بَسْتَانٍ ذِي شَجَرٍ يَسْتَوِيًا تَجَارِدُ الْاَرْضَ
جنت بروہ باغ ہے جس کے درخت زمین کو ڈھانپ لیں۔
اور فَجْرًا فِيْهَا مِّنَ الْعِيُوْتِ۔ فجر نا فیہا کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے زمین میں پھاڑے مِّنَ الْعِيُوْتِ
چشمے اور چونکہ چشمے عام طور پر نہیں ہوتے اسی لیے مِّنْ تَبْعِيْضِيَّةٍ لِّاِنَّ كَمَا تَحْتَمِلُ عَامٌ زَمْهَوْنَ بَلْكَ لِعَبْضٍ لَّعَبْضٍ
مقامات پر مانتے جائیں۔

اور ان سے جو پھل ہوں وہ کھائے جائیں۔
اور وَا مَا عَلِمْتُمْ اَبْدِيْمٌ میں اگر نا موصولہ مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ باغوں کی سیرابی ڈول چسی سے لگتا
ہاتھ کرتے ہیں جو کنویں نالاب نہروں سے پانی نکالتے ہیں اور باغوں میں پہنچاتے ہیں۔
اور اگر نا قیہ کیا جائے تو ضمیر مگر کی طرف راجع مانی جائے گی تو معنی یہ ہوں گے کہ ان پھلوں کو ہتھ
ہاتھ نہیں بناتے بلکہ ہم بید قدرت سے انہیں رنگ آمیزی کرتے اور اپنی صنعت دکھاتے ہیں کہ کوئی پھل
سبز کوئی زرد کوئی نارنجی کوئی سرخ اور کیا کیا شکل میں ہوتے ہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور اور ابن منذر سے مروی ہے اِسْتَقَالَ وَجَدُوْهُ مَعْمُوْلًا لَّهٗ تَعْلَمُ اَبْدِيْمٌ
يَعْنِي الْفَرَاتَ وَاللَّيْلَةَ وَتَمَّ بَلِغٌ فَاَسْبَاهُمَا فَرَاتٌ فِي مَلَمَ نَهْرُوْنَ فِي فَرَاتٍ وَوَجَلِبُ اَوْر نَهْرِيْمٌ

بنائی پاتے ہو اس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ عمل نہیں کیا پھر ان تمام نعمتوں کو دیکھ بھی رہے ہو۔
 أَفَلَا تَشْكُرُونَ کیا تم شکر نہیں کرتے۔

اس کے بعد استینافاً اپنی تشریح پڑھا ہر فرما کر منکرین کے ترک شکر کی قباحت ظاہر فرمائی اور اپنی حقیقت اور صنعت کمال کا بیان کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الذُّرٰجَ کُلَّمَا مَتَّتْنَا مِنَ الْاَرْضِ مِنْ اَلْقِسْمِ فَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ - پاک
 ہے وہ ذات اور منترہ ہے ہر قسم کی برائی اور نقص سے یعنی اُسْتَجِیْ سُبْحٰنَ اٰی اَنْزَلْنٰہَا عَمَّا لَا یَلِیْقُ
 بِہَا عَقْدًا اَوْ عَمَلًا تَنْزِیْہًا خَاصًّا بِہَا حَقِیْقًا بِشَیْءٍ عَمَّرْنَا سَمٰنًا - میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات

کی ہر اس صفت سے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے۔
 جس نے پیدا فرمایا جوڑا ہر اس چیز کا جسے زمین اگاتی ہے اور جانداروں سے جوڑے پیدا فرماتے
 مرد عورت کے اور انہیں بتایا جنہیں کوئی نہیں جانتا۔

جیسے دوسری جگہ فرمایا وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وہ ایسی ایسی مخلوق پیدا فرماتا ہے جسے تم نہیں جانتے
 چنانچہ اجمالاً چند مخلوق اول ظاہر فرمائیں وَالْخِیْلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَبِیْرَ لِتَرْکَبُوْہَا وَرِیْبَہَا کَھُوْرَہُ
 گدھے خچر ہم نے پیدا کیے کہ تم ان پر سوار ہو اور اپنی زینت کے لیے رکھو اس کے علاوہ ایسی ایسی سواریاں
 ہم پیدا فرمائیں گے جنہیں تم نہیں جانتے۔ چنانچہ سائیکل۔ موٹر سائیکل۔ ریل۔ انجن۔ ایروپلین یہ علم اللہ نے
 پیدا کرتی تھیں اور ہمیں ان کا علم بھی نہ تھا اور نہ معلوم ابھی کیا پیدا فرمائی جائیں۔ اس کے بعد دوسری نشانی
 کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَ اٰیٰتِنَا لَیْلٌ لِّمَنْ اَلَّیْلٌ تَسْلَخُ مِنْہَا النَّہَارُ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ - اور ایک نشانی ان کے لیے رات
 ہے کہ اس سے کھینچ کر دن لاتے ہیں تو پھر وہ اندھیروں میں ہوتے ہیں۔

تَسْلَخُ سَلَخٌ سَلَخٌ سے ہے علامہ قطب فرماتے ہیں اِنَّ السَّلَخَ قَدْ یَكُوْنُ بِمَعْنٰی التَّنَزُّعِ فَمَوْسَلَخَتْ الْاِہَابُ
 عَنِ السَّآءِ وَقَدْ یَكُوْنُ بِمَعْنٰی الْاِخْرَاجِ فَمَوْسَلَخَتْ السَّآءُ مِنَ الْاِہَابِ وَالسَّآءُ مَسْلُوْحَةٌ - سَلَخٌ کَبھی
 کھینچنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے سَلَخَتْ الْاِہَابُ عَنِ السَّآءِ بولتے ہیں کھینچی میں نے کھال بکری
 سے اور کبھی بمعنی اخراج استعمال کرتے ہیں جیسے سَلَخَتْ السَّآءُ مِنَ الْاِہَابِ وَالسَّآءُ مَسْلُوْحَةٌ نکالا
 میں نے بکری کو کھال سے تو ایسی صورت میں بکری کھال سے نکلی ہوئی ہوگی۔

تو جب بمعنی اخراج بولیں گے تو اخراج النہار من اللیل کہیں گے نکالا دن رات سے اور اگر سَلَخٌ
 بمعنی تنزع لیں گے تو تَنْزَعُ صُوْرَ الشَّمْسِ عَنِ الْاَبْوَابِ۔ سورج کی روشنی ہوا سے کھینچ لی۔

اسی بنا پر رات دن کی تحقیق میں آلوسی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْاَصْلَ الظُّلْمَةَ وَالنُّورَ طَارِيَةً هِيَ مَا يَسْتَوِي
بِضْوَيْهَا۔ اصل میں قصا میں ظلمت ہے اور نور شمس اس پر طاری ہو کر اپنی روشنی سے تاریکی کو مستور کر
دیتا ہے چنانچہ حدیث میں بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

امام احمد اور ترمذی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے راوی ہیں قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْفَى عَلَيْهِمْ مِنَ النُّورِ فَتَمَّتْ اَصَابَةُ مِنَ
النُّورِ اِهْتَدَى وَمَنْ لَخَطَا ضَلَّ۔ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر اپنا نور ڈالا تو جسے اس نور سے کچھ پہنچ گیا وہ
ہدایت پا گیا اور جو اس نور سے ٹھٹک گیا گمراہ ہو گیا۔ چنانچہ آیت کریمہ میں بھی یہی ترتیب بیان ہے۔
وَالشَّمْسُ شَجْرًا لَمْ يَسْتَقِرَّ لَهُ اذْكَ تَقْدِيرًا الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ وَالْقَمَرُ قَدَارًا كَمَا مَنَابِلُ حَتَّى
عَادَ كَالْعُرْوَةِ الْقَدِيمَةِ۔ اور ایک نشان ان کے لیے یہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں عَطَفَ عَلَى الْكَلْبِ
اَيْ دَايَمًا لَمْ يَسْتَقِرَّ الشَّمْسُ۔ یعنی وَالشَّمْسُ شَجْرًا كَمَا عَطَفَ دَائِمًا لَمْ يَسْتَقِرَّ الشَّمْسُ
اس اعتبار سے آیت کریمہ کے یہ معنی ہوں گے۔

اور ایک نشانی سورج ہے کہ تیزی سے چلتا یا تیرتا ہے اپنی حد معین میں سال کے اندر یہ معین
ہے اس غالب علم والے کی اور چاند کے لیے مقرر گن ہم نے مترسین یہاں تک کہ وہ واپس پلٹتا ہے
مثل پرانی شاخ کے۔

تعریف مستقر

لَمْ يَسْتَقِرَّ لَهَا اِحْدًا مَعِيْنٍ نَتَبَيَّ الْيَمِّ مِنْ فُلِكِهَا فِي اَخْرِ السَّنَةِ شَيْءًا لَمْ يَسْتَقِرَّ الْمَسَافِرُ
اِذَا قَطَعَ مَسِيرًا مِنْ حَيْثُ اَنَّ فِي كُلِّ اِسْتِهَادٍ اِلَى مَحَلٍّ مُعَيَّنٍ وَاِنَّ لِلْمَسَافِرِ قَرَارًا مَعِيْنًا۔
قُدْرَتِي هَذَا عَنِ الْكَلْبِيِّ وَاخْتَارَ ابْنُ قَتِيْبَةَ وَالْمُسْتَقَرَّ عَلَيْهِ اِسْمُ مَكَانٍ وَاللَّامُ مَعِيْنَةُ اِلَى
وَجُودَاتٍ تَكُوْنُ تَعْلِيْقًا اَوْ اِلْتِمَاسًا لَهَا مِنْ الْمَشَارِقِ الْيَوْمِيَّةِ وَالْمَقَادِمِ لِاَنَّهَا سَقَطَتْ اِلَى
مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا حَتَّى تَبْلُغَ اَقْصَاهَا ثُمَّ تَرْجِعُ وَذَلِكَ حَادُّهَا وَمُسْتَقَرُّهَا لِاَنَّهَا لَا تَقْدَرُ
مُسْتَقَرَّ مَعِيْنٍ هِيَ يِهَانُ تَكِ اس کی سیر نلتی ہوتی ہے اپنے دائرے میں سال کے آخر تک اسے مستقر
مسافر سے تشبیہ دی کہ جب وہ اپنی سیر قطع کر لیتا ہے تو جیسے ہر ایک سیاح کے لیے ایک انتہاء سفر ہوتی
ہے مقام معین تک اگرچہ مسافر اس کے علاوہ بھی ٹھہر جاتا ہے۔
اور کلبی وقتیبہ مستقر کو اسم مکان کہتے ہیں اور مستقر کے لام کو بمعنی الی ملتے ہیں۔

بعض نے لام تعلیل کہا یا یہ اس معنی مانا کہ یہ ممتی لہا ہے کہ مشرقی یومیہ سے مغرب تک اس کی رفتار کی حد ہے اس لیے کہ یہ سیر مشرق سے مشرق اور مغرب سے مغرب تک پوری ہوتی ہے حتیٰ کہ یہ اپنے مستقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے پھر واپس آجاتا ہے تو یہ اس کی سیر کی حد ہے اور مستقر اس لیے فرمایا کہ اس سے آگے نہیں جاتا۔

ایک قول یہ ہے کہ تَجْرِى كَيْلَتَمَا وَهُوَ بَرُوجُ الْأَسَدِ۔ رات میں یہ برج اسد میں سیر کرتا ہے۔ اور احدی کہتے ہیں۔ وَعَلَىٰ هَذِهِ الْمُسْتَقَرِّ هَاتَيْنِهَا سِيرَهَا عِنْدَ انْقِضَاءِ اللَّيْلِ وَهَذَا اخْتِيَارُ التَّحَاجِجِ۔ سورج کا مستقر یہ ہے کہ اس کی انتہا سیر دنیا کے آخر تک ہے اور اس قول کو زجاج نے لیا۔

اور صحیح میں حضرت ابو ذر غفاری سے ایک حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔
 كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ عَلِمَ قَالَ تَذْهَبُ لِتَسْجُدَ فَتَسْأَلُكَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُؤْتِيكَ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْأَلُكَ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا فَيُقَالُ لَهَا اِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَدْ لَكَ قَوْلُ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔

میں غروب شمس کے وقت حضور کی خدمت میں مسجد کے اندر حاضر تھا حضور نے فرمایا اے ابو ذر کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں گیا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔
 حضور نے فرمایا یہ جاتا ہے کہ سجدہ کرے تو وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے۔
 اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے تو اس سے وہ سجدہ قبول نہ ہو اور پھر اجازت طلب کرے تو اسے اجازت نہ ملے اور کہا جائے کہ

بجایسے آیا تھا تو وہ طلوع ہوگا اپنے مغرب سے یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان
 وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔

ایک روایت میں ہے اَتَذْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَانَ هَذِهِ تَجْرِى حَتَّىٰ تَنْتَهِيَ إِلَىٰ مُسْتَقَرِّهَا مَحْتِ الْعَرْشِ فَيَعْرِضُ سَلْجِدًا مَحْدِيثًا۔ اور ایسی ہی بہت سی روایتیں ہیں۔

اور احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردويه اور

بہت سی روایت کرتے ہیں۔
 قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔

قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَلْمَسَتْكُمْ مَكَانِ الظَّاهِرِ أَنَّ لِلشَّمْسِ فِي قَرَارِ حَقِيقَةٍ
قَالَ النَّوَوِي قَالَ جَمَاعَةٌ بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ -

قَالَ الْوَاحِدِيُّ وَعَلَى هَذَا الْقَوْلِ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ كُلَّ يَوْمٍ اسْتَقَرَّتْ تَحْتَ الْعَرْشِ
إِلَى أَنْ تَطْلُعَ -

اب خلاصہ مفہوم عبارت حدیث و اقوال نووی یہ ہے

کہ حضور نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ بعد غروب سورج کہاں جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ
اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ سورج چلتا چلتا اپنے مستقر تک پہنچتا ہے یعنی عرش کے نیچے اور موجود ہو جاتا ہے۔
اور دس محدثین حضرت ابو ذر سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آیت کہ یہ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا کے متعلق سوال کیا تو فرمایا اس کا مستقر تحت عرش ہے۔
اس پر شرح فرماتے ہیں کہ مستقر اسم مکان ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سورج کے لیے اس میں حقیقتاً قرار ہے۔
اس پر نام نووی اور واحدی اور ایک جماعت ظاہر الفاظ سے یہی معنی لے رہی ہے۔

اس پر بعض نے کہا دن بھر کے بعد جب سورج غروب ہوتا ہے تو عرش کے نیچے ٹھہرتا ہے حتیٰ کہ
صبح پھر طلوع ہو جاتا ہے۔

اور اہل ہدایت کی تحقیق استقرانی علیحدہ ہے۔

اس کے متعلق یہاں کچھ لکھنا طوالت مضمون کے سوا اور کچھ فائدہ نہیں دے گا اس لیے اسے ہم
یہاں لکھنا بیکار سمجھتے ہیں۔ سوا اس کے سورج کا غروب اور طلوع وہ ہے کہ جس پر رات کا طویل ہونا اور
دن کا بڑھنا ہے۔ اور رات دن کا طول و قصر خط استواء کے نزدیک ہے۔

چنانچہ بلاد بلغاریہ میں باعتبار عرض بلد نوے درجہ تک ہے تو وہاں اس وقت تک طلوع رہتا ہے
جب تک بروج شمالیہ اس کے مقابل رہیں اور ایسے ہی اس وقت تک غروب رہتا ہے جب تک بروج
جنوبیہ اس کے مقابل نہ آئیں تو ایسے مقامات پر آدھا سال غروب اور آدھا سال طلوع رہتا ہے۔

اس کی تحقیق کتب ہدایت میں مفصل موجود ہے

اور اہلہ محققین کہتے ہیں اِنَّ نُوْرَ جَمِيعِ الْكُوْكِبِ ثَوَابِتًا وَ سَيَّادَاتِهَا مُسْتَقَادِمٌ وَ نُوْرُ الشَّمْسِ
وَ هُوَ مَفَاضٌ عَلَيْهِمَا مِنَ الْفَيَاضِ الْمَطْلُوقِ جَلَّ جَلَالُهُ وَ عَمَّا نُوْرُ الشَّمْسِ - تمام کوکب ثوابت و سیارہ
شمس سے مستفید ہیں اور اس کو افاضہ فیض مطلق جل جلالہ سے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَالْقَمَرِ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ وہ طے منازل کے بعد لوٹ آتا ہے مثل برائی ڈالی کے۔

اسوسی فرماتے ہیں وَالْمَنَازِلُ جَمْعُ مَنَزِلٍ۔ منازل منزل کی جمع ہے اور اس سے مراد چاند کی مسافت قطع کرتا ہے جو ایک رات دن میں ہوتی ہے۔ اہل ہند کے حساب سے ستائیس منزل ہیں۔

اس لیے کہ چاند ان ستائیس برجوں کو ستائیس دن میں قطع کرتا ہے اور تین برجوں کو حذف ہاتھ میں اس لیے کہ وہ تنصیف میں ناقص ہیں اور اصطلاح اہل تخمیر میں اسے ناقص ہی کہتے ہیں۔

اور اہل عرب کے حساب سے اٹھائیس برج ہیں اس کا دورہ مانا گیا ہے اس حساب سے انتیس دن میں اسے پورا کر لیتے ہیں غرض کہ اس طرح قمری حساب سے انتیس اور تیس کا ہمینہ ہوتا ہے۔ اور شمسی حساب سے انتیس تیس اور اکتیس کا ہمینہ بن جاتا ہے۔ اہل نجوم میں اسے ایک شعر میں جمع کیا گیا ہے

لَا وَهْلًا لَّابِلٌ لَا وَهْلًا لَّاشْتِشْ مَهْ اسْتِ تَلَّ كَطَوَّلَ لَاشْهُورَ كَوْتَهْ اسْتِ

اور اس کا حساب شمسی انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں سے بھی پورا نکلتا ہے۔ مٹھی بند کر کے انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں پر گنا جائے تو

جوری ۳۱۔ گھائی میں فروری ۲۸۔ یا ۲۹ ہوگا۔ مارچ ۳۱۔ اپریل ۳۰۔ مئی ۳۱۔ جون ۳۰۔ جولائی ۳۱۔ اگست ۳۱۔ ستمبر ۳۰۔ اکتوبر ۳۱۔ نومبر ۳۰۔ دسمبر ۳۱۔

یہ بحث ہیئت کے فن سے متعلق ہے اس لیے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس فن کے متعلق صاحبِ روضہ فرماتے ہیں

مَنْ أَعْتَقَدَ أَنَّ النَّوْمَ بِمِطْرٍ حَقِيقَةٌ صَادِقَةٌ وَأَنَّ أَدَابِهَا أَنَّ النَّوْمَ سَبَبٌ يُنَزِّلُ اللَّهُ تَعَالَىٰ بِهَا الْمَاءَ حَسْبًا عَلَيْهِ فَتَدَارِقُهُ وَبَيْسَ بَلْ مَبَاحٌ لِّكُنْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُوَ وَإِنْ كَانَ مَبَاحًا كَفَرًا بِنِعْمَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ - وَجَهْلٌ بِطَبِيعَتِ حِكْمَةٍ -

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نودستارے نے بارش کی حقیقت تو وہ مرتد ہے اور اگر یہ عقیدہ کرے کہ نود سبب ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ بارش کرے جیسا اس کے علم میں ہے اور اس نے بارش مقدر فرمائی ہے تو کفر نہیں بلکہ مباح ہے۔ لیکن علامہ عبد البر فرماتے ہیں اس عقیدہ کا رکھنا اگرچہ مباح ہے لیکن نعمتِ الہی سے کفر و انکار ضرور لازم آتا ہے۔ اور لطائفِ حکمتِ الہی سے بہل ہے۔

اور صحیحین میں زبیر بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اَتُوا الشَّمَاخَةَ هَلْ تَنَادُّونَ مَا قَالَتْ يُكْفِرُ قَالُوا اَللّٰهُمَّ قَدْ سَوَّلْنَا اَعْلَمَكَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي
 مُؤْمِنِي وَكَافِرِي فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ لَعَالِي وَدَخَيْتَهُ قَدْ لَيْسَ مُؤْمِنِي فِي كُفْرِي
 بِاللَّكُوبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِبُورِكَاتِ اَمْرٍ كَا فَرِي وَمُؤْمِنِي بِاللَّكُوبِ۔

مختصر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمانی اثر کے متعلق تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب فرجیل
 نے کیا فرمایا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں سے صبح مومن ہوتے ہیں اور کافر ہوتے ہیں تو جو کہے
 ہم پر بارش کی اللہ نے اپنے فضل سے اور رحمت سے یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ سے منکر ہے
 اور جو کہے ہم پر بارش ہوئی فلاں ستارے کے اثر سے تو وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارے کا۔
 اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَظَاهِرٌ اَنَّ اَلْكُفْرَ مُقَابِلُ الْاِيْمَانِ فَيَحْتَمِلُ عَلٰى مَا اِذَا اَدَّ الْقَائِلُ
 مَا سَمِعْتَ اَوَّلًا وَاللّٰهُ تَعَالٰى الْحَافِظُ عَنِ كُلِّ سُوءٍ لَّا دَبَّ غَيْرُكَ وَلَا يَرْجُو الْاٰخِرَةَ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں کفر مقابل ایمان بیان ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ نجومیوں پر عقیدہ رکھنا اللہ
 تعالیٰ سے کفر کرتا ہے۔ اللہ پر برائی سے حفاظت کرنے والا ہے۔ ہمارا رب اس کے سوا کوئی نہیں اور
 اس سے ہماری امید نہیں مگر بھلائی کی۔

اور قمر کیا ہے عرف عام میں ایک ستارہ ہے چنانچہ سات سیارہ یہ ہیں
 قمر است و عطارد و زہرہ شمس مریخ و مشتری و زحل
 لیکن قمر وہ سیارہ ہے جو سیارہ شمس کے ماتحت متنبہ ہوتا ہے اور اس کا نام قمر صرف تین رات
 سے چھبیسویں رات تک ہے اس کے علاوہ اسے ہلال کہا جاتا ہے چنانچہ وَالْقَمَرُ قَدَّرْنَا كَمَا مَنَّا ذَلِ
 كَ لِعِدَارِ شَاوِبِے۔

حَتَّى عَادَ كَالْعُرْوَةِ الْقَدِيمَةِ حَتَّى كَلِمَةٌ اَتَا بِهٖ مَثَلُ رِيَانِي تَهْنِي كَے۔
 یعنی او آخر شہر میں اور قمر شمس میں مثل عروج قدیم ہوتا ہے۔ عروج اس لکڑی کو کہتے ہیں جو
 سوکھ کر پیر بھی ہو جائے۔ چنانچہ رویت ہلال کے وقت چاند ایک گول کمان کی طرح خط نظر آتا ہے اور ایسے
 ہی آخر میں تاریخوں میں ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقِي النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَاكِ وَتَسْمُونَ
 سورج کو یہ قدرت نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور رات دن سے مسابقت نہیں کر سکتی اور دونوں

اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں۔
گویا ارشاد ہے کہ سورج کو یہ طاقت نہیں کہ چلتے چلتے چاند کو پالے پھیناچھ بعض فضلانے حاشیہ بیضا
پر ارقام فرمایا ہے۔

بَعُوثُ النَّفْثِ عَلَى الشَّمْسِ لِلدَّلَاكَةِ عَلَى أَنَّهَا مُسْتَعْرِضَةٌ لَا تَبْتَسِرُ لَهَا إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهَا حَرِثُ نَفْثٍ يَعْنِي
لا سورج پر اس لیے لایا گیا تاکہ دلیل واضح ہو کہ سورج مسخر بقدرت الہی ہے اسے اپنا ارادہ سے چلنا
آسان نہیں۔ تو خلاصہ مفہوم کلام یہ ہوا کہ

إِنَّ الشَّمْسَ لَكَيْسَ كَمَا قَدْ دُرِّكَ عَلَى إِذْدَاكِ الْقَمَرِ وَسُرْعَتِ الْمَسِيرِ الَّتِي هِيَ صِدْقٌ لِحُرَاكَتِهَا النَّجْمِ
بِالْمُدَارَةِ عَلَيْهَا بِإِذْنِ اللَّهِ سُبْحَانَ مَا هُوَ فَاعِلٌ لِحُرَاكَتِهَا حَقِيقَةً. سورج میں قوت و قدرت نہیں اور اک
قمریہ اور اپنی رفتار میں سرعت حاصل کرنے کی بلکہ دونوں رفتار بالضد میں اور دونوں پر قدرت سبحانہ
محرک حقیقی ہے۔

رَوَى الْعِيَّاشِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ بِالْإِسْنَادِ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ حَارِثٍ قَالَ كُنْتُ بِمَحْرَسَاتِ جَبِيتٍ
اجتمع الرضا رضي الله عنه والمأمون والفصل بن سهل في الأيوان بمرو فوضعت للملكة
عياشي اپنی تفسیر میں اشعث بن حاتم سے راوی میں فرماتے ہیں میں خراسان میں تھا کہ مقام مرو میں حضرت
موسیٰ رضا اور مأمون اور فضل بن سهل محل میں جمع ہوئے دسترخوان بچھا اور

حضرت موسیٰ رضائے فرمایا إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَنِي بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ خَلِّقْ
قَبْلَ أَمِّ الْيَتِيمِ فَمَا عِنْدَكَ كَقَدْرِ إِذْدَاكِ الْكَلَامِ فَاجْعَلْ لِي كُنْزًا عِنْدَكَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ. ایک آدمی نے جو بنی اسرائیل
سے تھا مجھ سے پوچھا کہ رات پہلے پیدا ہوئی یا دن۔ تو سب نے جواب کی کوشش کی مگر ٹھیک
جواب ان سے نہ بنا۔

فَقَالَ الْفَصْلُ لِلرَّضَا أَخْبِرْنَا بِهَا أَصْلَحَكَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ لَعَزَّ مِنَ الْقُرْآنِ أَمْرٌ مِنَ الْحِسَابِ
قَالَ لَهُ الْفَصْلُ مِنْ جَهْتِ الْحِسَابِ. تو فضل نے حضرت رضا سے عرض کیا آپ فرمائیں آپ نے
فرمایا ہاں میں تبادول گا۔

مگر یہ تبادول کہ حساب سے جواب دوں یا قرآن کریم سے۔

تو حضرت فضل نے عرض کیا حساب سے فرمائیں تو حضرت موسیٰ رضائے فرمایا۔

قَدْ عَلِمْتُ يَا فَصْلُ أَنَّ طَائِعَ الدُّنْيَا السَّرَطَانُ وَالْكَوْكَبُ فِي مَوَاضِعَ شَرِّهَا. فَزَجَلْ فِي الْمِيْرَانِ
وَالْمُسْتَرْتِي فِي السَّرَطَانِ وَالْمَرِيحُ فِي الْجِدِّي وَالشَّمْسُ فِي الْعَمَلِ وَالزُّهْرَةُ فِي الْحَوْتِ وَعَطَلَدُ

فِي الْمَسْبُوكَةِ وَالْقَمَرِ فِي الثُّورِ فَتَكُونُ الشَّمْسُ فِي الْعَاشِرِ وَسَطَ السَّمَاءِ فَالْيَوْمَ قَبْلَ اللَّيْلِ.

اسے فصل تم جانتے ہو کہ طالع دنیا سلطان ہے۔
اور تمام کو الگ اپنے مواضع ثروت میں ہوتے ہیں۔

تو زحل میزان میں ہوتا ہے۔

اور مشتری سرطان میں۔

اور مریخ جدی میں۔

اور شمس حمل میں۔

اور زہرہ حوت میں۔

اور عطارد سنبلہ میں

اور قمر ثور میں۔

اور شمس درجہ دہم میں وسط سما میں ہے۔

تو دن رات سے قبل ہے۔

وَمِنَ الْقُرْآنِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ أَيَّ اللَّيْلِ قَدْ سَبَقَتْ النَّهَارُ أَهْ قُرْآنِ كَرِيمٍ
سے بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ یعنی رات پر نہار کی مسالقت ہے۔

وَأَيُّ الْمَجْمُوعَاتِ أَنْ أِبْتَدَأَ الْحَالِدَ دَائِرَةً لِصِفِّ النَّهَارِ وَلَكِنْ مُوَافَقَةً لِمَا ذَكَرَ
اور منجموں کے نزدیک ابتداء دورہ دائرہ لصف النهار ہے اور وہ روایت مذکورہ کے موافق ہے۔

اور وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ إِنَّ اللَّيْلَ مَسْبُوقٌ لَأَسَابِقِ كَمَا رَأَى
مَسْبُوقٌ ہے نہ کہ سَابِقِ۔

وَكُلٌّ فِي فَلَكَ كَيْسُجُونٍ۔ اور دونوں اپنے دائرہ میں چل رہے ہیں۔

راغب۔ مجری الکوکب کو فلک کہتے ہیں۔

کيسجودن کے معنی كيسيريون فيہ بانساطر میں یعنی فراخی سے چلنے کے ہیں۔

اور بساحت پانی میں تیرنے کو بھی کہتے ہیں۔

وَأَيُّكُمْ أَنَا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُونِ وَخَلَقْنَا مِنْ مِثْلِهِ مَا يُؤْكَبُونَ۔ اور ان

کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کیا اور پیدا کیا ہم نے ان کے
لیے مثل اس کشتی کے جس پر سوار ہوتے ہیں۔

یہاں ذریت سے مراد ان کی اولادیں ہیں۔ راعب کہتے ہیں الذَّرِّيَّةُ أَصْلُهَا الصِّغَارُ مِنَ الْأَوْلَادِ
ذریت سے اصل چھوٹی اولاد مراد ہے۔

اور اس میں تین قول ہیں فَيَقِيَنَّ هُوَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اللَّهِ الْخَلْقِ۔ ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ مخلوق میں

پیدا فرمائے وہ ذریت ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ أَفْسَلُهُ ذُرِّيَّتُهُ۔ اصل ذریت کی ذُرِّيَّةُ ہے۔

وَيَقِيَنَّ هُوَ فَعَلِيَّةٌ مِنَ اللَّهِ بِمُحَقِّقَتِهَا۔ ایک قول ہے کہ ذریت بر وزن فعلیۃ ہے جو ذر سے

ہے جیسے قمریۃ ہے۔

اور فِي الْفُلْكِ سے مراد کشتی ہے سے کشتی بقول مجمع البیان ولے اسی لیے کہتے ہیں کہ تَدَاوَدُ

فِي الْكَمَّارِ بِرِيَابَانِي فِي تِيرْتِي اوردورہ کرتی ہے۔

مَشْحُونِ كَمَا مَعْنَى مَلُوكِ هِيَ لِعَيْنِي بَهْرِي هَوِيَّ۔

ایک قول یہ بھی ہے جو وارد دی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے الذَّرِّيَّةُ

النُّطْفَةُ وَالْفُلُوكُ الْمَشْحُونُ بَطُونُ الْمَسَاءِ۔ ذریت سے مراد نطفہ ہے اور فُلُوكُ الْمَشْحُونِ سے مراد

بطون نسوانی ہیں جن میں حمل رہتا ہے لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں اور اس کا انتساب حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ

کی طرف صحیح نہیں۔

وَدَخَلْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ۔ سے مراد اونٹ ہے کہ وہ سفینہ بری ہے چنانچہ سفائن و

اسراب بجاراً چنانچہ یہی قول حسن اور عبداللہ بن شداد کا ہے۔

اور سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں سفینہ سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے جِئْتِ قَالَ

إِنَّ الْمَرَادَ بِالْفُلْكِ سَفِينَتَا نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ التَّعْرِيْفَ لِلْعَهْدِ فِي عِبَادَةِ عَمَّا سَمِعْتِ۔

وَإِنْ نَسَأْنَا لَكُمْ فَهَرَفَ فَلَاصِيحَ لَكُمْ كَلَاهُمْ يَنْقَدُونَ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ۔ اور اگر ہم

چاہتے تو انہیں غرق کر دیتے تو کوئی ان کا مغیث نہیں ہوگا جو ان کی محافظت کرے اور نہ کوئی انہیں نجات

دے موت سے مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک مدت کے لیے انہیں زندگی گزارنا۔

فَرَجٍ بِمَعْنَى مَغِيْثٍ وَمَحَافِظٍ بِمَعْنَى حَبِيْبٍ جَبَّ بِمَعْنَى غَرِقَ كَرِيْمٌ تَوَدُّوْنَ بِنَيْ سَمْعٍ كَوْنِي بَحْلَانِي وَاللَّاهِيْنَ هُوَ سَمْعٌ

كَمَا قَالَ الْجَاهِدُ وَفَتَادَةُ۔

اور وَلَا يَنْقَدُونَ كَمَا مَعْنَى هِيَ نَجَاتٌ وَبِنَيْ وَالْمَوْتُ سَمْعٌ أَلَوْ سَمِعْتُمْ هِيَ أَيْ لَا يَنْجُوْنَ مِنَ

الْمَوْتِ بِهَذَا قَوْلِهِ۔

إِلَّا رَحْمَةً مِنِّي لِيُغَاثُوا بِهَا وَيُؤْتُوا لَهَا شَيْئًا مِّنَ الْأَشْيَاءِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ
عَظِيمَةٌ مِّن قَبْلِنَا إِذَا عَيْنُهُ إِلَى الْغَاثِثَةِ وَالْإِنْقَادِ۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ اور جب کہا جائے
انہیں کہ ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے آگے اور پیچھے ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔
یہ اہل مکہ کو بطریق اذار ارشاد ہے۔

تقادہ اور مقاتل کہتے ہیں مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ سے مراد عَذَابُ الْأُمُورِ الَّتِي قَبْلَكُمْ ہے یعنی پہلی
امتنوں پر جو عذاب آئے وہ مراد ہیں۔

اور وَمَا خَلْفَكُمْ سے عذاب آخرت مراد ہے۔

اور مجاہد کہتے ہیں مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ سے مراد مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكُمْ ہے اور وَمَا خَلْفَكُمْ سے مراد
مَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ ہے۔

اور حضرت حسن بصری کا یہی قول ہے۔

اور ایک قول ہے کہ مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ سے مراد نوازل سماوی ہیں اور مَا خَلْفَكُمْ سے مراد نواب رضی
اور ایک قول ہے کہ مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وہ تکالیف مراد ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھا جاسکے اور وہم و گمان
میں آئیں اور مَا خَلْفَكُمْ سے مراد وہ تکالیف ہیں جن کا گمان و حسان بھی نہ ہو۔

تو خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ تم ان عذابوں سے ڈرو جن کا تمہیں حسان و گمان ہو اور ان سے بھی بچو جن
کا گمان بھی تمہیں نہ ہو۔

اور لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ سے مراد نجات ان عذابوں سے ہے جو ان پر آسکتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی

آیت آیت الہی سے مگر وہ اس سے اعراض و انحراف کرتے ہیں۔

گویا یہ ارشاد ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا الْعَذَابَ أَوْ اتَّقُوا مَا يُوجِبُهُ أَعْرَضُوا لَهَا وَاعْتَدُوا لَهَا

عَلَيْهِمْ۔ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ۔ اور یہ کہ عذاب سے

ڈرو اور ایسے کاموں سے اجتناب کرو جو موجب عذاب ہیں تو اعراض و انحراف ہی کرتے ہیں اس لیے

کہ انہیں تعلیم اسلام سے غنا و اور ضد ہے۔ یہاں تا نافیہ ہے اور یا تمہیں صیغہ مضارع اس لیے لایا گیا کہ

تم و قسوات کی سببگی پر دلالت کرے۔

اور دوسری تفسیر میں اس سے زیادہ وضاحت کی چنانچہ ارشاد ہے أَمْ مَّا تَرَى الْوَحْيَ يَا نَبِيَّ

مِنَ الْآيَاتِ النَّاطِقَةِ بِذَلِكَ إِلَّا كَانُوا عَتَمًا مَعْرَضِينَ عَلَى دُجَيْبِ التَّكْلِيبِ وَالْإِسْتِهْزَاءِ لِعِنِّي أَنْ كُنْتُ
 بِذَلِيلِهِمْ كَوْنِي آيَاتِ نَاطِقَةٍ سَ نَازِلٍ هُنَّ هِيَ مَكْرَسٌ سَ اِعْرَاضٍ كَرْتِى اُورْ تَكْزِيبِ وَاسْتِهْزَاءِ هِى كَرْتِى
 وَادَّافِيلُ لَمْ اَنْفَقُوا مِمَّا دَفَقُوهُ اللهُ قَالَ الدِّينُ كَفَرُوا بِاللَّيْنِ بَيْنَ امْنَا اَنْطَعُو مَنْ كُوَيْشَاءُ
 اَمَقَّهُ اَجْمَعَةً اَنْ اَنْتُمْ اَلَا فِى ضَلَالٍ مُّبِينٍ - اور جب انہیں کہا جائے کہ خرچ کرو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں
 عطا فرمایا تھا تو کافر کہتے ہیں مومنوں کو کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تمہارا خیال نہیں مگر
 کھلی مگر اسی ہے۔

اس کے معنی صاحب روح المعانی اس طرح کرتے ہیں۔

اِذَا قِيلَ لَكُمْ لَطِرِيْقِ النَّصِيْحَةِ وَالْاَوْشَادِ اِلَى مَا يَشَاءُ نَفَعَمُ اَنْفِقُوا لِعَصَى مَا اَتَاكُمْ اللهُ مِنْ
 قَسْدٍ عَلَى الْمُتَحَاجِينَ فَاتَّ ذَلِكَ فَاتَّ مِمَّا يَرُدُّ الْبَلَاءَ وَيُدْفِعُ الْمَكَارَةَ - یعنی جب انہیں بطور نصیحت
 خیر اندیشی کہا جاتا ہے ان کے نفع کے لیے کہ کچھ اس میں سے اللہ کے لیے خرچ کرو جو تمہیں اللہ نے دیا اپنے
 قفل سے محتاجوں پر اس لیے کہ خیرات و صدقات بلائیں دفع کرتے ہیں اور بدوہات و مصائب کو دفع
 کرتے ہیں۔

تو کافر بطریق استہزاء و تمسخر کرتے ہیں آپ لوگوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جیسے اللہ چاہے اسے فراخی
 سے رزق دیتا ہے، تو اللہ چاہتا تو جس کے لیے چاہتا رزق دیتا رہم سے کیوں دیں، تم اس خیال میں کھلے

گمراہ ہو۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ آتِ الْاٰیٰتِ نَزَلَتْ فِي قَوْمٍ مِّنَ الزَّانِقِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالصَّالِحِ
 وَانْكُرُوْا وَاَجْحَدًا قَوْلَهُمْ كُوَيْشَاءُ اللهُ مِنْ بَابِ الْاِسْتِهْزَاءِ بِالْمُسْلِمِيْنَ - یہ آیت قوم زنادقہ کے
 لیے نازل ہوئی وہ صالح مطلق پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہو کر بطریق استہزاء
 مسلمانوں سے یہ کہتے تھے۔

اور زندقہ کیسے کہتے ہیں اس کی تعریف اوسمی فرماتے ہیں اَلزَّنْدِيقُ مُتَكِرُ الصَّالِحِ - زندقہ وہ
 ہے جو صالح مطلق کا منکر ہو۔

اور حسن اور ابو خالد سے مروی ہے آتِ الْاٰیٰتِ نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ اَمْرًا وَاِبْرَاقًا عَلَى الْفُقَرَاءِ
 فَقَالُوْا ذٰلِكَ -

وَيَقُولُوْنَ مَتَى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے
 یہ مطالبہ کفار مشرکین کا اس لیے تھا کہ وہ بعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر

تھے تو یہ سوال بطریق استہزاء و انکار تھا۔

اور اس میں ان کا مخاطبہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور مومنین بھی اس مخاطبہ میں شامل تھے۔ اس کا جواب منجانب اللہ دیا گیا۔

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهِيَ يَجْعَلُوهُمْ كَالَّذِينَ كَفَرُوا قُلْ لَا يَسْتَلْبِثُوهُمْ وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ۔ یہ وعدہ پورا ہونے کا کیا انتظار کر رہے ہیں مگر ایک چمکھاڑ کا کہ وہ اچانک انہیں پکڑ لے گی ایسے حال میں کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے تو وہ کسی قسم کی وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور نہ وہ آپس اپنے گھر جاسکیں گے۔

صحیحہ عظیم سے مراد نغمہ صبور اولے ہے جس سے روئے زمین کی سب مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ آلوسی فرماتے ہیں وَهِيَ الصَّوْرَةُ الْأُولَىٰ فِي الصُّورِ الَّتِي تَبُوتُ بِهَا أَهْلُ الْأَرْضِ۔ اور یہ صحیحہ لازمی طور پر ہونے والا ہے یہ اسی کے منتظر ہیں۔

تَأْخُذُهُمْ۔ انہیں یہ جب پکڑے گا تو سب کو ہلاک کر دے گا۔
وَهُمْ يَجْعَلُوهُمْ۔ یعنی بیجا مضمون و تَبُوتُ الْعَمَلِ فِي مَعَامِلِهِمْ وَمَتَّاجِرِهِمْ لَا يَحْطُرُ بِبِالْهَمِّ شَيْءٌ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَآخُذُهُمُ السَّاعَةَ لَعْنَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔

چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عمر سے راوی ہیں لَسْفَعَتْ فِي الصُّورِ وَالنَّاسُ فِي طَرَفِهِمْ وَأَسْوَأُ ذَلِكَ إِلَيْهِمْ حَتَّىٰ إِنَّ التُّوبَ لَيَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَتَسَادَمَانِ فَمَا يُرْسِكُهُ أَحَدُهُمَا مِنْ بَيْدِهِ حَتَّىٰ يَبْفَحَ فَيَسْرِ أَيُّ فِي الصُّورِ فَيُصْعَقُ مِثْرًا۔ صور جب پھونکا جائے گا تو لوگ اس وقت بازاروں میں راستوں میں اپنی بیٹھکوں میں بے فکر بیٹھے ہوں گے حتیٰ کہ کپڑا پھیلائے دکھا رہے ہوں تو خریدار ہاتھ سے کپڑا نہ چھوڑ سکے گا کہ نغمہ صبور سے سب ہلاک ہو جائیں گے اسی قسم کی اور حدیثیں ہیں جن کا یہی مضمون ہے۔

تو یہ کیفیت ایسی اچانک آئے کہ کسی کو وصیت کرنے یا اپنے اہل و عیال میں جانے کی بھی ہمت نہ ملے گی۔ والیعاذ باللہ تعالیٰ۔

بامحاورہ ترجمہ پوٹھار کو ع سورہ یس ۳۲

وَيَفْخُ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً قبروں سے اپنے

إِلَى رَبِّهِمْ يُنْسَلُونَ ه

قَالُوا يَوْمَئِذٍ لَنَأْمَنُنَّ بِعَثْنَا مِنْ مَرْقَدِنَا
هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ه

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ
لَدُنَّا مُحْضَرُونَ ه

فَالْيَوْمَ لَا تَنْظُرُونَ نَفْسًا سِتِيًّا وَلَا تَحْزُونَ
إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ه

إِن أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَالِهُونَ ه

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَعْدَابِ
مُتَّكِنُونَ ه

لَهُمْ فِيهَا قَائِقَةٌ وَلَهُمْ مَائِدَاتُ عُونَ ه

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ ه

وَأَمَّا زَوْجُ الْيَوْمِ أَيْهَا الْجَحِيمُونَ ه

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا
الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ه

وَأَنْ أَعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ه

وَلَقَدْ أَضَلُّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا
تَعْقِلُونَ ه

هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ه

أَصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ه

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا

رب کی طرف رنگینے لگیں گے۔

کہیں گے ہلے افسوس کس نے میں اٹھا دیا ہمارا
قبروں سے یہ وہ وعدہ ہے جو رحمان نے کیا تھا

اور سچ فرمایا رسولوں نے۔

وہ نہ ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو فوراً وہ سب ہمارے
حضور آجائیں گے۔

تو آج کے دن نہیں ہوگا ظلم کسی جان پر کچھ اور تم
تو دیے جاؤ گے بدلہ مگر اپنی کرتی کا۔

بے شک جنت والے آج کے دن اپنی عیش
میں پھیل کھاتے ہوں گے۔

وہ اور ان کی بیویاں ساتھ میں تخت نشین
تکبیر لگاتے ہوں گے۔

ان کے لیے اس میں پھیل ہوں گے اور ان کے
لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگیں۔

سلام ہے ان پر رب رحیم کا کہا ہوا۔

اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔

تم سے کیا عہد نہ لیا تھا اے ابن آدم میں نے کہ
شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ دشمن ہے تمہارا

کھلا کھلا۔

اور میری ہی پرستش کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔

اور بے شک گمراہ کیے تم میں سے اس نے بہت
سی خلقت کو کیا تمہیں عقل نہ تھی

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سنے وعدہ تھا۔

واصل بنو اس جہنم میں اپنے کفر کے بدلے میں۔

آج کے دن ہم تم پر کرتے ہیں ان کے موتیوں پر اور

بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور شہادت
 دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کرتے تھے
 اور اگر ہم چاہتے تو مٹا دیتے ان کی آنکھیں تو
 بعجلت جلتے راستہ کی طرف تو انہیں کیا لگا
 اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں مسخ کر دیتے
 ان کی جگہ پر توڑ گے بڑھکتے نہ سمجھے بڑھتے

أَيُّدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا
 كَانُوا يَكْسِبُونَ ه
 وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ
 فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ ه
 وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا
 اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ه

لفظی ترجمہ

فی بیچ	نفع نہ پھونکا جائے گا	دو اور
مِنَ الْأَجْدَاثِ قُبُورٍ سِیِّئَةٍ إِلَىٰ طَرْفِ	ہو وہ	فَإِذَا تَوَلَّوْا أَجَانِكُ
یُوْتِلْنَا بِكُمُ الْاَفْسُوسُ	یُنْسَلُونَ بِرِیْغِیْهِمْ	دِیْمِیْنِیْ سِبْ كِی
مِن مَّوْقِدِنَا۔ ہماری خوابگاہوں سے	بَعَثْنَا۔ اٹھایا ہم کو	مَنْ رَكْسَیْ
الرَّحْمٰنِ رَحْمٰنِیْ	مَا۔ وہ ہے جو	هٰذَا۔ یہ
اِنْ۔ نہیں	صَدَقَ۔ سچ کہا	دو اور
وَاحِدًا۔ ایک	اَلَا مَكْرُ	كَانَتْ ہونگی
لَدٰیْنَا۔ ہمارے پاس	هٰمْ۔ وہ	فَإِذَا تَوَلَّوْا أَجَانِكُ
تَظَلُّوْا۔ ظلم کیا جائے گا	فَالیَوْمِ تَوَاجَّ	مُحَضَّرُونَ حَاضِرِیْہِیْ جَائِیْنَ
لَا۔ نہ	شَیْئًا۔ کچھ بھی	نَفْسٍ۔ کوئی آدمی
وہ۔ جو	اَلَا مَكْرُ	مُحَضَّرُونَ۔ بدلہ دیے جاؤ گے
اصْحٰبِ الْجَنَّةِ۔ جنت والے	اِنَّ۔ بیشک	تَعْلَمُوْنَ۔ عمل کرتے
فَاكھوں خوش ہونگے	سُعٰی۔ عیش کے	فی بیچ
فی بیچ	اِذَا جِئْتُمْ۔ انکی پیوٹیاں	دو اور
مَتَكَلِّفُوْنَ۔ تکلیف لگائے ہونگے	اَلَّذٰی لِكُ تَحْتُوْنَ كِی	عَلٰی۔ اوپر
وہ۔ ان کے لیے	فَاكھتے۔ میوے ہونگے	یٰہٰذَا۔ اس میں

قَوْلًا بَابٍ هُوَ	سَلَامٌ بِسَلَامِ كِي	يَدْعُونَ. يَأْتِينَ	مَا جَاء
أَمَّا إِذَا الْكَلْبُ هُوَ جَاء	قَدْ أَوْر	تَجِيءُ بِجَمِّ سَعِي	مَنْ دَبَّ رِبِّ
أَيُّ كِيَا	الْجَمُّ مَوْتٌ بِجَمْرٍ مَوْلَى	أَيْتَمَّ لَعِي	الْيَوْمَ - آج
يَا - لَعِي	الْبَيْتُ كُوْتَمَّ سَعِي	أَعْمَدٌ مَهْدِيَا سِي نَعِي	لَوْ نَعِي
لَا نَعِي	أَنْ - يَبِي كَعِي	أَدَمٌ - آدَم	يَنْفِي - اِطْلَاو
نَعِي - مَهْمَا لَعِي	إِنَّهُ - بَيْتِكُ وَهِي	الشَّيْطَانَ - شَيْطَانِ كِي	تَقْبِدُوا عِبَادَتِ كَرُو
أَنْ - يَبِي كَعِي	وَ - أَوْر	مُبِينٌ - كَهْلَا كَهْلَا	عَدُوِّ وَشَمْنِ بَعِي
مِهْرَاطِرَ رَاسْتَهِي	هَذَا - يَبِي بَعِي	رَبِّي - مِيرِي	اعْبَادُوا عِبَادَتِ كَرُو
أَضَلُّ لَمَّا كِيَا سِي نَعِي	لَقَدْ - بَيْتِكُ	وَ - أَوْر	مُسْتَقِيمٌ - سِيدِهَا
أَفَلَحُوا - كِيَا نَعِي	كَثِيرًا - بَهْتِ كُو	جَبَلًا - خَلَقْتَ	مِنْ كُو - تَمَّ سِي سَعِي
جَهَنَّمَ - جَهَنَّمَ	هَذِهِ - يَبِي	تَعْقِلُونَ - سَوِجْتِي	تَكُونُوا - تَحْفِي تَمَّ
وَأَصْلُهُ - دَاخِلٌ هُوَ	تُوَعْدُونَ - وَعْدَهُ بَعِي جَاء	كُنْتُمْ - تَحْفِي تَمَّ	الْقَى - وَهِي كَعِي
كُنْتُمْ - تَحْفِي تَمَّ	بِمَا بَدَلَهُ اس كَا كَعِي	الْيَوْمَ - آج	هَذَا - اس سِي
عَلَى - أَوْر	تَحْتَمُّ - سَمَّ مَهْرُ كَرِي سِي كَعِي	الْيَوْمَ - آج	تَكْفُرُونَ - كَفَرُ كَرْتِي
أَبْدَانِهِمْ - انْكَ لَاهَقْ	تَكَلَّمْنَا - بُولِي سِي كَعِي سَمَّ سَعِي	وَ - أَوْر	أَقْوَاهُمْ - انْكَ مَوْتَهُو لِي كَعِي
بِمَا - بَدَلَهُ اس كَا كَعِي	أَذْجَلَمَ - انْكَ يَأُولُ	تَشْهَدُ - كُوَا سِي وَشِي كَعِي	وَ - أَوْر
لَوْ - أَكْرَهِي	وَ - أَوْر	يَكْسِبُونَ - كَمَا نِي كَرْتِي	كَانُوا تَحْفِي
أَعْيُنِهِمْ - انْ كَحْفِي	عَلَى - انْ كِي	لَطْمَسْنَا - تُو مَسَا دِي	نَشَاءُ - سَمَّ جَاء سِي
وَيَصِدُونَ - وَكَيْ سِي كَعِي	فَأَنَّى - تُو كَهَا	الصِّرَاطِ رَاسْتَهِي كِي طَرَفِ	فَاسْتَقِيمُوا - تُو مَوْتِي سِي
مَسْتَحْتَمُّ - تُو مَسْحُ كَرِي سِي انْ كُو	نَشَاءُ - سَمَّ جَاء سِي	لَوْ - أَكْرَهِي	وَ - أَوْر
اسْتَطَاعُوا - طَاقَتِ كَحْفِي	فَمَا - تُو نَعِي	مَكَانَتِهِمْ - انْ كِي جَلْهِي كَعِي	عَلَى - أَوْر
بِرُجُوعِهِمْ - سَحْفِي بَيْتِي كِي	لَا نَعِي	وَ - أَوْر	مُضِيًّا - كَعِي بَرِي سِي كِي

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ لیس - ۳۳

وَنَفِخْ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ

مَرَقِدَاتًا اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف گرتے پڑتے
 پونچھیں گے کہیں گے ہائے افسوس کس نے اٹھا دیا ہمیں بہار سے مرقد سے۔
 یہ نغمہ ثانیہ کا ذکر ہے پہلا نغمہ تمام کو ہلاک کرے گا اور دوسرا نغمہ مردوں کو جلاسنے اور اٹھانے
 کے لیے ہوگا اور دونوں نغموں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ اس وقت کفار کہیں
 گے یَوْمَئِذٍ نَّأْمَنُ بَعَثْنَا مَنْ مَرَقِدَاتًا یعنی اے افسوس ہمیں کس نے سوتے ہوئے جگا دیا
 اپنی خواہگاہ سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں نغموں کے مابین یہ چالیس سالہ مدت ان کے لیے
 سوئے رہنے کی ہوگی اس مدت میں انہیں کوئی عذاب نہ ہوگا جب دوسرے نغمہ کے بعد جاگیں گے
 اور اس وقت قیامت دیکھیں تو گھبرا کر چیخیں اور کہیں یَوْمَئِذٍ نَّأْمَنُ بَعَثْنَا مَنْ مَرَقِدَاتًا۔
 ایک قول یہ ہے کہ عذاب قیامت سے انہیں عذاب قبر کا محسوس ہوگا اس وجہ سے وہ افسوس
 کریں اور کہیں کہ جس عذاب میں ہم تھے وہ آسان تھا آج یہ عذاب جو ہم پر آیا وہ خطرناک ہے۔
 اس وقت ان امور کا جن کا تعلق بعثت و نشر سے ہے اقرار کریں لیکن اب یہ اقرار ان کے لیے نہ
 نجات نہ ہو چنانچہ وہ سرسبکی اور پریشانی میں کہیں۔

هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ۔ یہ وہ ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا اور رسولوں
 نے سچ فرمایا تھا۔

لیکن انکا یہ کہنا اس وقت کوئی فائدہ نہ دے گا یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے فرعون نے غرق کے وقت اَمْتُ
 اَنْدَلَا الْاَلَا الذَّنْحَى اَمْتُ بِهِنَّ وَاَسَارِ اَيْلٍ وَاَنَامِ الْمَسْلُوبِينَ کہا تھا۔ یہ آواز نغمہ ثانیہ کے موقع پر
 ایک ہولناک ہوگی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ كَانَتْ الْاَصِيْعَةُ وَاَجْدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُخْضَرُونَ۔ وہ نہیں ہوگی وہ آواز مگر حج تو فوراً وہ سب
 سب کا حضور حاضر ہو جائیں گے تاکہ ان سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے اور انہیں یہ بھی فرما دیا جائے
 فَاَلْيَوْمَ لَا تَنْظُمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاَلَا تُحْزَنُ وَاَلَا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اِنَّ اَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَلْيَوْمَ فِي سَعْدٍ فَالَّذِينَ
 آج کے دن کسی جان پر ظلم نہ ہوگا مگر اپنی کرتی کا بدلہ دیا جائے گا بیشک جنت والے آج کے دن عیش میں کھلے کھلتے ہیں
 یعنی النوار و اقسام کی نعمتوں سے متمتع ہوں گے اور قسم قسم کی خوشیاں انہیں ہوں
 گی۔ یہ شغل ان کے لیے ہوں گے کہیں حسینان جنت کے طرف انگیزہ نعمات ہوں گے
 اور کہیں انعمہ و اطعمہ لذیذہ ہوں گے جن کو پہلے کبھی دیکھا سنا نہ ہوگا۔ اور پھر کہیں

سبزہ زار کی دلنواز فضا میں فرحت انگیز ہوائیں اٹھیں خوش کریں گی۔

مَنْ دَخَلَ جَنَّتَهُمْ فِي طَلَلٍ عَلَى الْأَرْضِ لِكَثْرَةِ مَنَافِعِهَا كَمَا كُنْتُمْ فِيهَا فَكَيْفَ تَدْرِكُونَ مَا يَدْعُوْنَ سَلَامًا قَوْلًا
مَنْ دَخَلَ جَنَّتَهُمْ - وہ جنتی اور ان کی بیویاں سایوں میں ہوں نعمت پر تکبیر لگائے ان کے لیے اس میں میوے
ہیں اور ان کے لیے ہے اس میں جو مانگیں ان پر سلام ہوگا رب تعالیٰ رحم دل سے کافراں کو۔
یعنی جنت میں زیریں تخت ہوں گے جن پر مسد زریں لگی ہوں پر جنتی اور ان کی بیویاں ہوں اور اللہ
عزوجل کی طرف سے ان پر سلام اور امن و امان کی بشارتیں ہوں یہ جو اسطہ ملائکہ ہوں یا اللہ تعالیٰ ہی کی
طرف سے بشارتیں ہوں۔

وَأَمَّا ذُو الْأَيْمَنِ الْأَئِمَّةُ الْجَحِيمُونَ - اور آج کے دن جدا جدا ہو جاؤ لے مجرمو۔

جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ ہوں اس وقت یہ حکم جہنمیوں کو دیا جائے کہ راہ میں نہ کھڑے
رہو الگ الگ بچھڑ جاؤ اور مومنین کے ساتھ نہ رہو۔

ایک قول یہ ہے کہ جہنمیوں کو حکم ہو کہ جہنم میں الگ الگ اپنے مقام عذاب میں چلے جاؤ۔
أَلَمْ آتَيْنَاكَ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ فَإِنْ اعْبُدْتُمْ
هُنَّ اصْرَاطُ شَتَقِيمٌ - کیا تم سے عہد نہ لیا تھا کہ بنی آدم اس کا کہ شیطان کو نہ پوجو گے بے شک وہ
تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرتا یہ سیدھی راہ ہے۔
یعنی بوساطت انبیاء کرام تم سے کیا یہ عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی پرستاری نہ کرنا وہ تمہارا دشمن ہے
اور میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا مگر تم نے عہد شکنی کی اور میرے سوا اس کی اطاعت کی۔
وَلَقَدْ آصَلْنَا مِنْكُمْ جِبَلًا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ - اور بے شک گمراہ کر دیا تم میں سے بہت
سی خلقت کو تو کیا تمہیں عقل نہ تھی۔

یعنی اس کے بہکانے گمراہ کرنے کا تمہیں شعور نہ ہوا۔ اس کے بعد جب وہ جہنم میں چلے جائیں تو پھر
ان سے کہا جائے گا۔

هَذَا جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ - اَصْلُوهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ - یہ وہ جہنم ہے جس کا تم
سے وعدہ تھا آج کے دن اس میں جاؤ یہ ہے بدلہ تمہارے کفر کا۔

یعنی اب بھگتو جیسا تم نے کیا اس کی سزا اب برداشت کرو اور آج تمہیں انکار و اقرار کا موقع نہیں
ہے اس لیے کہ

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ - آج ہر

دیں گے ہم ان کے مونہوں پر اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پیران کے کر توت کا گواہی دیں گے۔

ہر تو منہ پر اسی لیے لگائی جائے گی کہ وہ بول نہ سکیں اور جھوٹا جواب نہ دے سکیں کہ ہم شرک نہ تھے اور ہم نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا۔ اس کی شہادت ان کے ہاتھ پر دیں گے اور بتائیں گے کہ ہم نے فلاں نبت کو پوچھا فلاں پتھر کو پوچھا۔

وَلَوْ شَاءَ لَكُمْ سُنَا عَلٰی اٰهِنِيْمِمْ فَاَسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ قَانِيْ مَبْعُوْدَتٍ دَلُوْا شَاءَ لَمْ سَخْنِمِمْ عَلٰی مَكَانِيْمِمْ
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مَصِيْبًا وَلَا يَرْجِعُوْنَ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے پھر عجلت سے راستہ کی طرف جلتے تو انہیں کچھ نہ سوچھتا اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ ان کی صورتیں مسخ کر دیتے تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹ سکتے۔

یعنی اندھا کرنا علیحدہ ہے یہاں طمس عین فرمایا کہ آنکھوں کا نشان بھی نہ رہتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے فضل سے نعمت بھرا ان کے پاس رہی اور ان کی صورت بھی مسخ کر کے انہیں بند اور سورا بنایا بلکہ انہیں عجلت نہ دی۔

بعض لغات نادر کا تفصیل

اَجْدَاثٌ۔ جدت کی جمع ہے قبر کہتے ہیں۔
يُنْسَلُوْنَ۔ نسلان سے مشتق ہے۔ تیزی سے چلنے کے معنی میں مستعمل ہے۔
مَرَقَدٌ۔ مہر مہمی ہے یا ظرف مکان۔ یہ رقاد سے مشتق ہے اور رقاد سونے کو کہتے ہیں۔
فِي شُغْلٍ۔ شغل اس حالت کو کہتے ہیں جو آدمی کو اور طرف متوجہ ہونے سے روک دے اس میں تین لغت ہیں شُغْلٌ بَقْمَتِيْنِ شُغْلٌ بَقْمَتِيْنِ شُغْلٌ بَقْمَتِيْنِ اور سکون غین کے ساتھ۔
خِلَاكٌ۔ جمع نکل کی ہے۔ سایہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

وَلَمَّا مَآيَدًا مَّوَدَّ اَهْلٌ فِيْ يَدَا تَعُوْدَتٍ بَرُوْرًا يَحْتَسِبُوْنَ سِتًّا كُوْدَالٍ سَيِّدًا كُوْدَالٍ فِيْ اَوْغَامٍ كَمَا
واو کا ضمہ ماقبل کو دیدیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واو حذف ہو گیا۔

سَلَامٌ قَوْلًا سَابِيْنِ مَعْنٰی هُوَ يُقَالُ لَمْ قَوْلًا مِّنْ دَبِّ دَجِيْمٍ

جَبَلًا كَثِيْرًا۔ جبل۔ ج۔ ب۔ ل۔ مشدود سے مرکب ہے یہ ہمیشہ اجتماع کے معنی دیتا ہے مخلوق کو جبل اسی واسطے کہا گیا کہ اس میں اجسام کا اجتماع ہوتا ہے۔ چنانچہ جس بکری کے تھنوں میں دودھ جمع ہوتا ہوا ہے شاة جَبَلًا کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ النور ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ۔ اور پھونکا جائے صور میں تو فوراً وہ سب اپنی قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنے رب کی طرف چلیں گے۔
یہ نغمہ ثانیہ کا ذکر ہے اس میں اور پہلے نغمہ میں چالیس سال کی مدت کا فرق ہوگا۔
اور اجداث جہت کی جمع ہے۔ جہت قبر کو کہتے ہیں۔ اجداث سے مراد قبریں ہیں۔ جہت بفتح تین
إِلَىٰ رَبِّهِمْ یعنی مالک امر کی طرف۔

يَسْأَلُونَ لِمَا سُيِّرْتُم بِطِرٍ لِّبِئْسَ الْأَجْبَارِ یعنی جلدی جلدی حکم الہی سے مجبور ہو کر چلیں گے۔
قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا۔ بولیں گے اے افسوس کس نے ہمیں اٹھایا ہماری خوابگاہ سے
تقاد مصدر بھی ہے یا طرف مکان ہے اور یہاں مفرد کہہ کر جمع مراد ہے یعنی مرقد سے مراد مراد ہے اور
مرقد سے مراد مقام استراحت ہے۔

وَيَحْذَرُونَ الْكَافِرِينَ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِخُونَ فِي الصُّورِ وَإِنَّا مُخْرِجُونَ
لَهُمُ الْأَذْدَانُ يَوْمَ تَأْتِي سَاعَةُ الْوَعْدِ يُصْرَفُونَ عَنْ آلِهِمْ وَآلِهِمْ فِي الْيَوْمِ
ہو اور احتلاط عقول سے وہ برگمان کر س کہ سور ہے ہیں اور انہیں اس مدت میں ادراک عذاب قبری نہ ہو تو وہ
نغمہ ثانیہ پر یہ سمجھیں کہ سوئے سے اب جاگے ہیں تو اس وقت یا ویلنا کہیں۔

اور فریابی عبداللہ بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آپ
نے فرمایا یٰنَا مَوْتٌ قَبْلَ الْبَعْثِ نَوْمٌ۔ نغمہ ثانیہ سے قبل وہ سو رہے ہوں جس کی مدت پہلی روایتوں میں
چالیس سال تک ہے۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّ اِلٰهَ تَعَالٰی يَرْفَعُ عَنْهُمْ الْعَذَابَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ فَيُرَقِّدُهُنَّ فَاِذَا
بَعَثُوهُنَّ بِالنَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ وَشَآءَ هَدًى وَّالْاَهْوَالَ قَالُوْا اٰذِلْكُ۔ اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے مابین عذاب
اٹھائے گا تو وہ سو جائیں گے تو جب وہ اٹھائے جائیں نغمہ ثانیہ سے اور اس سوال قیامت دیکھیں تو کہیں
یا ویلنا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا۔

اور سب کچھ دیکھ کر تصدیقاً کہیں لیکن وہ تصدیق انہیں اس وقت فائدہ نہ دے گی۔
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ یہ ہے وہ جو رحمن نے وعدہ دیا اور اس کے رسولوں

نے سچ فرمایا تھا۔

اَلَوْ سِیْ فَرِمَاتِیْ هٰذَا الَّذِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَالَّذِیْ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اٰی قِسْمٍ مِّنْ قِسْمِ
صَدَقَتْ زَیْدًا۔ الحدیث یعنی یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمن یعنی رب العزت جل مجدہ نے دیا ہے
جس کی مرسلین کے ایم نے تصدیق کی۔

اور ابن زید کہتے ہیں هٰذَا الْجَوَابُ مِنْ قَبْلِ الْكُفَّارِ عَلٰی اَنَّهُمْ اَجَابُوا اَنْفُسَهُمْ حَيْثُ تَدَّكَرُوا
سَمْعُوكُمْ مِنَ الْمُؤَسِّلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ یہ کفار کی جانب سے کہا جائے گا جبکہ انہیں انبیاء کے ایم کی
نصیحتیں یاد آئیں گی۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صِيغَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُوَ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ قَالِیَوْمَ لَا تَنْظُرُوْنَ نَفْسًا وَّلَا جَسَدًا
اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ یہ نغمہ نہ ہوگا مگر جگھاٹا ایک تو فوراً سب ہمارے حضور حاضر ہوں گے تو آج کے دن کسی
جان پر ظلم نہ ہوگا کچھ اور انہیں بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو وہ کہ گئے تھے۔

اِنْ كَانَتْ كَيْ مَعْنٰی نَاكَانَتْ ہیں یہاں اِنْ تافیہ سے اور صیغہ وہ آواز ہے جو نغمہ اسرافیل سے سنا ہوگا
اور ایک قول ہے کہ اس نغمہ میں اٰیٰتُهَا الْعِظَامُ الْمُجْتَمِعَةُ وَالْاَدْوَامُ الْمُتَقَطِّعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَرِّدَاتُ
اِنَّهٗ لَعَالٰی یَا مَرْکُزٌ اَنْ یَّجْمَعَنَّ لِقَضٰی الْقَضَا۔ آواز ہوگی۔ اے گلی ہوئی ہڈیوں اور علیحدہ کیے ہوئے پھول
اور خاک میں ملے ہوئے بالوں اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم سب جمع ہو جاؤ۔

اس آواز کے بعد حساب کے لیے طرفہ العین میں سب جمع ہو جائیں گے پھر ارشاد ہوگا۔
قَالِیَوْمَ لَا تَنْظُرُوْنَ نَفْسًا وَّلَا جَسَدًا۔ تو آج تم ذرہ بھر ظلم نہ کیے جاؤ گے۔

اور تمہارے اعمال تباہ و بربکام ہوں گے گا اب ظاہر ہے کہ جیسا دنیا کی زندگی میں کیا ہوگا ویسا
ہی بدلہ ملے گا مگر۔

اِنَّمَا یُوْفٰی الصّٰبِرِیْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور یُوْفٰی الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرَهُمْ وِیَزِیْدًا
فَصَلٰہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین و صابرین کے اجر کا کوئی حساب ہی نہیں اور مومنین کے اجر پر اضافہ
مضاعفہ کا وعدہ ہے تو کیا مشرکین کے بد اعمال پر بھی ویزید ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نیکیوں کی جزا پر از حد و اجر ہے اور مشرکین کی زجر پر مثل جرم سزا
سے یہ رحمت خاص ہے جیسا کہ ارشاد ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهُ
مِثْلُهَا اِلَّا مَثَلًا یُّبَدَّلُ دَسْ كُنْہے اور پرانی کا اس کی مثل۔ وہی یہاں ارشاد ہے وَلَا تُحْزِنُ رُءُوسَ الْمُؤْمِنِیْنَ
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ عمل کے مطابق ہی تمہیں بدلہ ملے گا۔ چنانچہ اَلَوْ سِیْ فَرِمَاتِیْ ہیں اِنَّ الصّٰلِحِیْنَ لَا یُغْفَرُ لِحَسَبِ

وَالطَّالِحُ لَا يَزِيدُ عِقَابَهُ سِوَاكَ ارشاد ہے۔

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِرُونَ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَعْرَابِ مُتَّكِئِينَ
لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَائِدَاتُ مَعُونٍ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ دَجِيمٍ بے شک جنت والے اپنی عیش میں ایسے
مسرور ہوں کہ انہیں جہنمیوں کے مصائب کی طرف التفات ہی نہ ہو تو اپنی مشغول پر اپنی بیویوں کے
ساتھ ٹھنڈے سایہ میں تکیہ لگ کے بیٹھے ہوں ان کے لیے ہر قسم کے پھل اور میوے ہوں اور جو وہ چاہیں سلام
کی آواز میں ان کے رب رحیم کی طرف سے آئیں۔

شغل کی تعریف ہے کہ وہ ایسے حال میں منہمک ہوں کہ اپنے عیش کے سوا سب سے بے خبر ہوں
وَالشُّغْلُ هُوَ الشَّانُ الَّذِي يَصِدُّ الْمَرْءَ وَيَشْغَلُهُ عَمَّا سِوَاكَ مِنْ شَأْنٍ يَكُونُهُ إِتْمَامٌ عِنْدَكَ
مِنَ الْكُلِّ أَمَّا لِإِيحَابِهِ كَمَا لِمَسِيرَةِ أَدُكُمَاكَ لِلسَّادَةِ۔

ابن کثیر فرماتے ہیں ضَيَّافَةُ اللَّهِ وَهِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْفَرْدَسِ الْأَعْلَى عِنْدَ كَتِيبِ
الْمَسْكِ دَهْنًا كَيْتَبِي شَجَانَهُ لَمْ يَدْرُونَ جَلْسَانَهُ جَمِيعًا۔ وہ ایک دعوت منجانب اللہ جمعہ کے
روز ہو کرے گی فردوسِ اعلیٰ میں اور مشکِ طیوں پر جنتی بیٹھے ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی تجلے
سب پر فرمائے گا۔

حرمیان اور ابو عمر و شغل کو نغمہ شن و سکون الغین پرہتے ہیں۔
اور حجازی قرأت میں شغل نغمہ شن ہے جیسا کہ فرما رہتے ہیں۔
اور مجاہد اور ابو اسماعیل اور ابن ہبیرہ ابن خالویہ سے ناقل ہیں کہ وہ شغل نغمہ شن تبتے ہیں۔
اور ابو الفضل رازی شغل نغمہ شن و اسکان الغین پرہتے ہیں۔

هُم وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گے۔
أَلَوْ سِي فَرَاتِي هِيَ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ الظَّلَّ بِالمَعْنَى الَّذِي تَعْتَبِرُ فِيهِ الشَّمْسُ لَا يَنْصَوِّرُ فِي الْجَنَّةِ
إِذْ لَا شَمْسَ فِيهَا۔ تو جانتا ہے کہ ظل بمعنی سایہ جو سورج سے مانا جاتا ہے وہ یہاں مقصور نہیں ہے۔
اس لیے کہ جنت میں سورج نہیں ہوگا۔ سورج تو دنیا میں ہی ہے۔

چنانچہ ابن قیم اپنی کتاب حاوی الارواح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں أَنَّهُ سُئِلَ مَا
أَرْضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَرْمَرَةٌ بِيضَاءٍ مِنْ فَضَّةٍ كَأَنَّهَا مِرْآةٌ قِيلَ وَمَا نُودُّهَا قَالَ أَمَّا ذَا بَيْتِ السَّاعَةِ
الَّتِي قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَذَلِكَ نُودُّهَا إِلَّا أَنَّهُمْ لَيْسَ فِيهَا شَمْسٌ وَلَا زَهْرٌ وَلَا نَارٌ وَلَا قَبْرٌ وَلَا حَيْوَاتٌ
كِي زین کیسی ہوگی فرمایا مرمَر کے رنگ پر سفید چاندی کی گویا کہ آئینہ ہے عرض کیا گیا اور اس میں نور کس چیز کا ہوگا

فرمایا جیسے ساعت ہنار دیکھی جاتی ہے طلوع شمس سے قبل تو ایسا ہی وہاں تو رہو گا مگر وہاں سورج بھی نہ ہوگا اور سخت سردی بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی ابن عطیہ نے کہا۔

اور حدیث میں ہے مَا يَدُلُّ عَلَىٰ آتٍ حَوْذَاءِ مَنْ حَوْذِ الْجَنَّةِ لَوْ ظَهَرَتْ لِأَضَاءَتِ مَنَهَا اللَّذَائِلُ
سورین جنت والی اگر اپنا حسن ظاہر کر دے تو دنیا روشن و منور ہو جائے۔

اور ابن ماجہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَهْلُ مُثَمَّرُ الْجَنَّةِ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا سَائِي لَاهْدَالٍ وَلَا مَمَلٌ وَهِيَ وَدِدٌ اللَّصِيَّةُ تَوَسَّعَ الْأَحْدِيثِ۔

شخصین کی روایت میں ہے أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً تَسِيرُ الْوَالِدِيُّ
ظِلْمَا مَا نَسْتَعْمِرُ لَا يَقْطَعُهَا قَافِرٌ وَدَانِ سِيَّتُمْ وَظِلِّ مَمْدُودٍ يَحْضُرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظِلْمَا جَنَّاتٍ
ایک درخت ہے کہ گھوڑے سوار اس کے سایہ میں سو برس تک چلے گا اور وہ سایہ منقطع نہ ہوگا اگرچہ سو
تو قرآن میں پڑھ لو وَظِلِّ مَمْدُودٍ اس کا سایہ پڑھتا ہوا ہو۔

اور ابن ابی الدینار سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئی کہ میری تفسیر میں راوی میں اتفق
الظِّلُّ الْمَمْدُودُ شَجْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ عَلَىٰ سَائِي قَدْ دَمَا سِيرُ الرَّكَبِ الْمَجْدُ فِي ظِلْمَا مَانَتْ عَائِدِي فِي كَلِّ
نَوَاجِبَهَا۔ وہ ظل ممدود اس جنت کے درخت کا سایہ ہوگا جس کی مقدار یہ ہوگی کہ اس کے سایہ میں سو
سو برس تک جاسکے گا۔

عَلَى الْأَدَائِكِ مُتَكُونَتٍ مَسْدُودٍ تَرَكِيه لَكَ بِيْطِي هُولِ۔

اَرَائِكَ أَرِيكِيهِ كِي جَمَعِ هِي اُوْرِيهِ سِرِيكَ اُوْ سِرَانَا هِي۔

وَقِيلَ الْوَسَادَةُ۔ اِيك قول ہے کہ وہ وسادہ ہے یعنی گاؤتکیہ کا قال الطبرسی۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ كُلُّ مَا أَتَى عَلَيْهَا فَهُوَ أَرِيكِيهِ۔ ہر وہ چیز جس کا تکیہ لگایا جائے وہ اریکے ہے۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں لَا تَكُونُ أَرِيكِيهِ حَتَّىٰ يَكُونَ السَّيْرُ فِي الْحَجَلَةِ فَإِنَّ كَانَ مَرَّ يَوْمَ يَحْبُو

حَجَلَتِ لَا تَكُونُ أَرِيكِيهِ وَإِنْ كَانَتْ حَجَلَتِ بَعْدَ سَيْرٍ وَلَوْ تَكَونُ أَرِيكِيهِ فَالسَّيْرُ فِي الْحَجَلَةِ أَرِيكِيهِ بِج

تک مسہری پر وہ دار نہ ہو اس وقت تک اریکے نہیں کہا جاتا اور اگر چارپائی پھر مسہری کے ہو تو وہاں اریکے

نہیں ہوتا تو چارپائی معہ چھردانی کے جہاں ہو وہاں اریکے ہوتا ہے۔

اور حاوی الارواح میں ہے لَا تَكُونُ أَرِيكِيهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ السَّيْرُ فِي الْحَجَلَةِ وَإِنْ يَكُونُ عَلَى

السَّيْرِ يَفْرَسٌ وَفِي الصَّحَاحِ الْأَرِيكِيهِ سَيْرٌ مَجْدُودٌ مُتْرَفٌ فِي بَيْتِ أَوْبَيْتٍ اَرِيكِيهِ نَهِي هُوَ اَمَّا سِرِيهِ

پر جو مسہری کے پردوں میں ہو اگرچہ سر پر زینت ہو اور صحاح میں ہو کہ اریکہ چارپائی کو فرین کرنے والا ہے جو قبہ میں یا گھر میں ہو۔

قَالَ الرَّاعِبُ الْأَدِيكَةُ حَجَلَةٌ عَلَى الشَّرِيدِ وَالْجَمْعُ أَدَايِكُ - اریکہ مسہری ہے جو چارپائی پر ہوتے

میں اور اس کی جمع اریک ہے۔

وَيُجَوِّذَاتٌ يُقَالُ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ تَارِكًا يَتَكَبَّرُونَ عَلَى الْأَدَايِكِ وَأَخْرَجَ يَتَكَبَّرُونَ عَلَى الشَّرِيدِ الْقِيَامِ كَيْسَتْ بَادَايِكُ وَسَيَاتِي إِنَّ شَاءَ اللَّهُ مَا دَدَكُنِي وَصَفِ سُرْدِهِمْ ذَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى وَإِيَّاكَ الْحَجَلُ عَلَى هَاتِيكَ الشَّرِيدِ وَالْإِتْكَارُ مَعَ الْأَزْوَاجِ عَلَى الْأَدَايِكِ -

اور یہ چارپائی ہے اگر کہا جائے کہ اہل جنت کبھی اریک پر تکیہ لگائے ہوں اور کبھی چارپائیوں پر تعمیر تکیہ ہوں اور اس کی مفصل بحث غالباً سورہ دہر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ جو کچھ اوصاف سر پر ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں ان مسہریوں پر بیٹھنا لیٹنا نصیب کرے اپنے جوڑوں کے ساتھ۔

اور بیٹھا ہر ہے کہ ازواج سے مراد وہی ازواج مومنات ہیں جو ایمان و اعمال صالحات کے ساتھ دنیا میں تھیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ازواج سے مراد وہ ازواج ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارا تزویج فرمایا اور وہ حور عین ہیں۔

اور وہ بیویاں جو مومنہ تھیں اور ان کے خاوند کفار تھے وہ تو ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور وہ مومنہ بیویاں جنت میں جائیں گی جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ۔

ان کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں ہوں گی چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں فَقَدْ جَاءَ فِي الْأَخْبَارِ أَنَّهُمَا تَكُونُ زَوْجَتَا نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لَمْ يَهَيَا فَكَهْتَهُ ذَكَمَ مَا يَدْعُونَ سَلَامًا قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ - ان کے لیے اس جنت میں پھل ہوں اور ان کے لیے ہر وہ نعمت ہو جو وہ چاہیں اور سلام اللہ کے فرمان سے ان کے رب رحیم کا۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں بَيِّنَاتٌ لِمَا يَتَّبِعُونَ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْمَأْكَلِ وَالْمَشَارِبِ فَمَا يَتَلَذَّذُونَ بِهِ مِنَ الْمَلَأَةِ الْجَسْمَانِيَّتِ وَالرُّوحَانِيَّتِ - اس میں اس امر کا بیان ہے کہ جنت میں جنتی جس چیز کی تمنا اور

خواہش کریں کھانے کی ایشیا اور پینے کی چیزوں کی اور جو چیزیں تلذذ جسمانی اور روحانی کی ہیں سب انہیں حاصل ہوں گے فرماتے ہیں تَكَادُ تَقِيلُ إِذَا كَانَ حَالَهُمْ مَا ذَكَرْنَا فَكَيْفَ يَصْنَعُونَ فِي أَمْرِ مَا كَلَّمَهُمْ فَأَجِيبْ بِقَوْلِهِ سَمِعْنَا وَتَعَالَى لَكُمْ فِيهَا كَهْتَهُ - تو گویا کہا گیا کہ جب یہ حال ان کا ہوگا جیسا کہ بیان ہو چکا تو کیسے ان کے اکل و

شراب کا حال ہوگا تو آیہ کریمہ میں جواب دیا گیا۔

لَهُمْ فِيهَا قُلُوبٌ وَلَهُمْ فِيهَا يَدَاؤُا۟ - اٰی مَا يَدْعُوْنَ - اٰی مَا يَدْعُوْنَ بِهٖ لَا تَفْسِدُمْ اٰی لَمْ يَكُنْ مٰی يَطْلُبُ اٰی لَمْ يَطْلُبُ

یعنی جو وہ چاہیں اپنے نفسوں کے لیے۔

یَدْعُوْنَ - اصل میں یَدْعُوْنَ بِرُزْنٍ لِّفَتْلُوْنَ تَقَا - یَدْعُوْنَ - صیغہ جمع مذکر غائب باب انتقال سے ہے

اس کی اصل یَدْعُوْنَ ہے۔ وال واقع ہوئی باب انتقال کے ت کلمہ میں تا، انتقال کو وال سے بدل دیا

یَدْعُوْنَ ہو گیا۔ پھر ضمہ یا پر بعد کسرہ کے ثقیل تھا اسے دور کرنے کے بعد میں کلمہ کو کسرہ سے دیا پھر جمع

ساکین یا اور وا میں ہوا اس لیے یا اگر ادی یَدْعُوْنَ ہو گیا۔

اور ابوعلیہ کہتے ہیں الْعَرَبُ تَقُولُ اَدْعُ اِلَى مَا سَنَتُ بِمَعْنَى تَمَّتْ بِعَرَبٍ كَقَوْلِهِمْ اَدْعُ اِلَى مَا سَنَتُ

یعنی تَمَّتْ عَلٰی مَا سَنَتُ مانگ کیا مانگتا ہے کہتے ہیں۔

زجاج کہتے ہیں هُوَ مَا خُوذُ مِنَ الدَّعَا۟ءِ اِنَّمَا كَلَّمَ مَا يَدْعُوْنَ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَا تَيْمَمٌ - مَا يَدْعُوْنَ

دعا سے ماخوذ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ وہ مانگیں گے انہیں ملے گا۔ اور قرآن کریم میں دوسری جگہ

واضح طور پر ارشاد ہے وَكَلِمَةٍ مَّا تَشْتَرِيْ اَنْفُسَكُمْ وَكَلِمَةٍ مَّا تَدْعُوْنَ تَهْتَكُوْنَ اَنْفُسَكُمْ لِيَسْئَلَكُمْ

میں ہے جو تمہارا دل چاہے اور جو تم چاہو وہ ملے گا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيْمٍ - رَّبِّ رَحِيْمٍ كَلَامٌ سَلَامٌ كَيْفَ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ

اس پر اوسی فرماتے ہیں اٰی سَلَامٌ يُقَالُ لَمْ قَوْلًا مِّنْ جَهَنَّمَ رَبِّ رَحِيْمٍ اٰی يُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ مِّنْ

جَهَنَّمَ تَعَالَى بِلَا وَاسِطَةٍ تَعْظِيْمًا لِّكُمْ - جَهَنَّمَ كَلَامٌ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ كَلَامٌ سَلَامٌ

واسطہ کلام ہوا ان کی عزت و عظمت کے اظہار کے لیے۔

چنانچہ ابن ماجہ اور ایک جماعت محدثین کہتے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَهْلُ

الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَوْلِهِمْ

فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيْمٍ -

حنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ ایک لخت ان پر ایک نور متعلق ہو

وہ لے دیکھنے کے لیے اپنے سر اٹھائیں تو دیکھیں کہ رب جل مجدہ ان کی طرف جلوہ ریزی فرما رہا ہے

اور ان پر سلام ارشاد ہو رہا ہے کہ سلامتی ہے تم پر سے جنت والو۔ یہی قرآن پاک میں ارشاد ہے سَلَامٌ

قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيْمٍ -

قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْكُمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوا يُنظَرُوْنَ اِلَيْهِ

حَقِّ يَحْتَبِعَ عَنْهُمْ وَيَبْقَى نُوذُكَ وَبُرُكَّتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ. فرمایا جنتیوں کی طرف نظر رحمت رحمن ہو اور جنتی اس ذات کی طرف ایسے دیکھتے ہیں جو مہول کہ کسی نعمت کی طرف ان کا التفات نہ رہے۔ جب تک وہ جمال الہی دیکھ رہے ہوں حتیٰ کہ ان کی طرف سے حجاب جمال ہو اور اس کا نور اور برکت ان پر باقی رہے اور جنت کے در و دیوار پر وہ تجلی نور نیر رہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تجلی بواسطہ ملائکہ ہو جیسا کہ ارشاد ہے وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامًا عَلَيْهِمْ۔ اے ارشاد ہے۔

وَأَمَّا ذُو الِیَوْمِ اَلْاٰخِرِ مَوْتٍ۔ اور آج کے دن تم مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ گے مجرموں۔ اٰی الْاٰخِرِ دَوَاعِنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَى مَصِیْرِ كُوَالِی النَّارِ مومنین سے تم لے مشرکوں کافروں اور جہنمیوں علیحدہ ہو جاؤ اپنے جہنم کی طرف پہنچنے کے لیے۔

عبد بن حمید قتادہ سے راوی ہیں اٰی اِعْتَدُوا عَنْ كُلِّ خَبْرٍ۔ ہر بھلائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ سخاک کہتے ہیں بَیِّنٌ كَافِرٌ بَيِّنٌ مِّنَ النَّارِ یَكُوْنُ فِیْهَا لَا یُوْیُّ وَلَا یُوْرَى۔ ہر کافر کے لیے جہنم میں ایک ایسا گھر ہو کہ اس میں جہنمی نہ کچھ دیکھ سکے اور نہ اسے کوئی دیکھ سکے پھر ارشاد ہو۔

اَلْوَعْدُ الَّذِیْ كُوْنٰ بِیْ اٰدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمُ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَاَنْ اَعْبُدُوْا هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ کیا تم سے اقرار نہ لیا گھا کہ بتی آدم پر کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ مجھے ہی پوجنا ہی سیدھا راستہ ہے۔

اسی قسم کے دوسری جگہ بھی قرآن پاک میں احکام ہیں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمُ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اور ارشاد ہے یٰۤاٰیُّهَا اٰدَمُ لَا یَفْتِنَنَّكَ الشَّیْطٰنُ کَمَا اَخْرَجَ اٰبُوْنَكَ مِنَ الْجَنَّةِ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اٰصَلْنَا مِنْكُمْ جِبَلًا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک گمراہ کر دیے تم میں سے اکثر گروہ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یہ تو بیجا ارشاد ہے اور جہیل کی تعریف علامہ راغب مفردات میں الْجَمَاعَةُ الْعَظِیْمَةُ قَوْلَتْے ہیں۔ اور سخاک اُمت عظیمہ کہتے ہیں جس کی مقدار روس نہ رہا ہو۔

هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ۔ اِصْلُوْهَا الِیَوْمَ لِیَا کُفْرًا تَكْفُرُوْنَ۔ اے اوسے کہتے ہیں اٰی هٰذِهِ الَّتِیْ تَرَوْنَهَا لَمْ تَرَالُوْا تُوْعَدُوْنَ بِیْنَ خَلْقِهَا عَلٰی اَلْسِنَةِ الرَّسُوْلِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَالْمُبَلِّغِیْنَ عَنْهُمْ بِمُقَابَلَةِ عِبَادَةِ الشَّیْطٰنِ۔ یعنی یہ جہنم جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہارے لیے دوامی طور پر

وعدہ دیا گیا ہے کہ اس میں جاؤ گے اور یہ خبر تمہیں انبیاء کرام اور رسل عظام اور مبلغین ذوی الاثرام کی زبانی تمہیں پہنچا چکی ہے۔

اِصْلُوْهَا الْيَوْمَ اَجْرُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ اَمْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ اِسْمَاءٌ لِّمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ اَمْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ اِسْمَاءٌ لِّمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
طبری اس کے معنی فرماتے ہیں الْمُرْتَمُوا الْعِدَّةَ ابْرَاهِيمَ وَاصْلُوا الصَّلَاةَ الْكَثْرَةَ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ الْمُصَلِّ الْكَثْرَةَ
بِحَقِّهَا فِي اَثَرِ السَّابِقِ لَكِنَّهُمْ اَنْدَرُوا۔

بنا کہ تم تکفرو گے۔ اور یہ تمہارے اس کفر کا صلہ ہے جو کرتے رہے تھے یعنی کفر کو مستمر
فی الدُّنْيَا۔ یعنی وہ تمہارا کفر جو دنیا میں تم کرتے رہے تھے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ اَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِقُ نَاۤ اَيْدِيَهُمْ وَنَشَدُّ اَرْجُلَهُمْ لِيَسْمَعُوْا يَوْمَ اَحْسَبُوْنَ
نے ہر کر دی ان کے منہ پر اور بولیں گے ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر جو کچھ
کیا کرتے تھے۔

یہ کنایہ ہے منع تکلم سے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر معنی حقیقی منہ پر لگانا محقق ہو یہ ایسے ہی ہے جسے
ہر سکوت بولتے ہیں یا کہتے ہیں سب کے منہ پر ہر سکوت لگ گئی یہ سب عدم تکلم سے کنایہ ہے غلام
معنی یہ ہوئے کہ اَلْيَوْمَ نَسَخَ اَفْوَاهِهِمْ مِّنَ الْكَلَامِ مَنَعًا شَيْئًا بِاِلْحَتِمِ اَحْسَبُوْنَ۔ آج منہ سے کلام منوع
ہے مثل ہنر کے۔

اور جو کچھ حیات دنیا میں کیا ہے وہ سب ہاتھ پر ہی تبا دیں گے نے خوب کہا ہے۔
دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھدا خطا کا رکھا۔

اَللّٰكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ الْاَلْكُ
اس لوسی فرماتے ہیں اَيُّ بِالذِّنٰى اِسْتَمْرَدًا عَلٰى كَسْبِ فِي الدُّنْيَا۔ یعنی جن اعمال سے دنیا میں وبالہ
تھے ان کا حال ہاتھ پیروں سے ظاہر ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کلام یا کہ میں متعدد جگہ ارشاد ہوا۔ يَوْمَ
يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاۤهُ اَوْ رَمَتْ اَيْدِيْهِمْ اَوْ رَمَتْ اَيْدِيْهِمْ اَوْ رَمَتْ اَيْدِيْهِمْ اَوْ رَمَتْ اَيْدِيْهِمْ
آیات مبارکہ سے واضح ہے۔

ادھر سے پرتک جو کچھ بذریعہ اعضاء انسان سے اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ سب ان کی طرف
اعمال منسوب فرمائے گئے۔ چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابی موسیٰ اشعری سے راوی ہیں۔
يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَالْمُنٰفِقُوْنَ لِلْحِسَابِ قَبْرُكُمْ رُبُّكُمْ عَلَيْهِمْ عَلِمًا فَيُحْجَدُونَ وَيَقُولُ اَيُّ ذَنْبٍ وَعِزَّتِكَ
لَقَدْ كَتَبَ عَلٰى هٰذَا الْمَلِكِ مَا كَوْنًا عَمَلًا۔ کا فرد منافق حساب کے لیے بلایا جائے تو اللہ ان پر

ان کے عمل پیش فرمائے تو وہ صاف انکار کر دے اور عرض کرے کہ میرے رب تیری عزت و جلال کی قسم یہ سب فرشتے نے لکھ دیا میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔

فَيَقُولُ لَهُ الْمَلَكُ أَمَا عَلِمْتَ كَذًا فِي يَوْمِ كَذًا فِي مَكَاتِ كَذَا. تو فرشتہ کہے کیا تو نے فلاں دن ایسا نہیں کیا فلاں مقام پر ایسا نہیں کیا۔

فَيَقُولُ لَأَعْرِضُكَ أَيْ رَبِّ مَا عَلِمْتُكَ. تو کافر اور منافق کہے نہیں تیری عزت و جلال کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔

فَلَا أَفَعَلَ ذَلِكَ حُجَّتُمْ عَلَى قِيَرٍ فَإِنِّي أَحْسِبُ أَوْلَّ مَا تَنطِقُ مِنْهُ فِحْنًا كَالْيَمْنِيِّ - ثُمَّ تَلَا الْيَوْمَ نَحْنُمْ عَلَى أَقْوَاهِهِمْ نَحْبٌ وَهُوَ الْجَنَابِ وَهُوَ أَيضًا انكار کرے تو اس کے منہ پر ہر کر دی جائے اور ارشاد ہو کہ میں حساب اس سے لوں گا جو اول کلام کرے اس کے جہم سے اس کی ران دامنہ طرف کی پھر الیوم نَحْنُمْ علی اقواہم تلاوت فرمائی۔

دوسری حدیث مسلم اور ترمذی اور بیہقی کی ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے جو مرفوع طریقہ سے بیان کی کہ اِنَّ رَبِّي لَأَعْرِضُكَ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى لَكَ الْحَاكِمُ بَعْدَهُ اللهُ كَيْتَ اللهُ حَاضِرٌ هُوَ۔ تو ارشاد کیا میں نے تجھے عزت زدی تھی۔

فَيَقُولُ آمَنْتُ بِكَ وَيَكْتَابُكَ وَيُدْسُو لَكَ وَصَلَيْتُ وَصَمَّتْ وَتَصَدَّقَتْ وَيُتْقِي بِحَيْوَمَا اسْتَطَاعَ۔ تو وہ عرض کرے کہ ابھی میں تجھ پر ایمان لایا تیری کتاب پر ایمان لایا تیرے رسول پر ایمان لایا میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا اور اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کیا اور اپنی طاقت کے مطابق ایچی شہار کی۔

فَيَقُولُ الْآبِئْتُمْ شَاهِدًا نَاعَلَيْكَ فَبِكُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الدِّنَى لَيْسَتْ عَلَى قِيَتُمْ عَلَى قِيَدِ يُعَالُ لَفْحَتِنَا انْطِقِي فَتَنطِقُ فِحْنًا كَالْيَمْنِيِّ وَأَعْظَمُ مَا يَعْلَمُ۔ تو ارشاد کیا ہم تجھ پر اپنا گواہ نہ پیش کریں تو کافر اپنے دل میں سوچے کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ تو اس کے منہ پر ہر کر دی جائے اور اس کی ران کو حکم ہو کہ بولے تو وہ کلام کرے اور اس کا گوشت اور ہڈیاں بولنے لگیں اور اس کے اعمال بیان کریں۔ یہ بولنا قدر مطلق کی قدرت مطلق سے ہوگا اور اس کی نظیر انسان کی قدرت ضعیفہ حادثہ سے بھی ملتی ہے جیسے گرامفون کے ریکارڈ اور ریڈیو کی آواز یہ جادو محض اور بیجان عنصری ہیریز ہے اور انسان کے ادنی تصرف کے بعد بولتی اور کلام کرتی ہے۔

بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بندہ اپنے جرائم پر گواہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر ہر لگا کر اس کے اعضاء سے شہادت دلائے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث جیسے احمد اور مسلم اور ابن ابی الدنیاء انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الْيَوْمَ نَحْنُمْ عَلَىٰ أَهْوَاهِمُ بِرَبِّهِمْ وَاقْتِهِمْ بِمَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقُولُ وَحَسْبِي بَدَنَتْ نَوَاحِدُنَا قَالَ أَتَدْرُونَ مَعَكُمْ ضَعُفْتُ فَلَمَّا لَا يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ - ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ حضور نے ضحک فرمایا حتیٰ کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے فرمایا تمہیں معلوم ہے ہم کس بات پر سنے سب نے عرض کیا حضور ہمیں معلوم نہیں۔

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبِيدِ رَبِّهِ يَقُولُ يَا رَبِّ اللَّهُ تَجَرَّبْتُ مِنَ الْمَطَالِحِ فَيَقُولُ بَلَىٰ فَيَقُولُ إِنِّي لَا أُحِبُّ عَلَىٰ الشَّاهِدِ أَمْنِي - فرمایا بندے کی اس بات پر ہمیں ہنسی آئی کہ وہ اپنے رب سے عرض کرے گا کہ میرے رب کیا ظالم سے تو نے امن نہ دی فرمایا جائے کیوں نہیں تو بندہ عرض کرے مجھ پر اثباتِ حرم میں صرف ایک فرشتہ کی گواہی گذری ہے تو

يَقُولُ لَقَدْ بَغَيْتُكَ عَلَيْهِ سَهْمًا أَدْبَا لِكُمْ أَمْرَ الْكَاثِبِينَ سَهْمًا فَيَحْتَمِ عَلَيْهِ وَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ الْبَطْنِ فَتُطَقُّ بِأَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُعْتَلَىٰ بَيْنَهُمَا وَيُنَادِيَنَّ الْكَلَامَ - تو اللہ تعالیٰ فرمائے تیری جان نری گواہی کے لیے کافی ہے اور ہمارے کرنا کاتبین کی شہادتیں پھر اس کے منہ پر ہر کر دی جائے اور اعضا کو حکم ہو کہ بولو تو ہر عضو اس کے اعمال پر بولے پھر اس میں اور اس کے بولنے میں تخلیہ ہو جائے اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصُّرُاطَ فَآتَىٰ يُبْصِرُونَ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَا بِهِمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ - اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے تو کہاں سے وہ دیکھتے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل دیتے ان کی جگہ پر تو طاقت نہ رکھتے پینچنے کی اور نہ واپس آنے کی۔

عربی محاورہ میں طمس ازالہ اثر کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد آنکھوں کی روشنی محو ہو جانا ہے کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

چنانچہ اس جزیرے سے مروی ہے وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ أَغْمَيْنَاهُمْ وَأَصْلُنَا لَهُمْ عَنِ الْهُدَىٰ فَآتَىٰ يُبْصِرُونَ فَكَيْفَ يَهْتَدُونَ -

اور وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَا بِهِمْ أَيْ لَمَحْنَا صُورَهُمْ إِلَىٰ صُورَةٍ أُخْرَىٰ قَبِيحَةٍ - اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں بصورتِ قبیح مسخ فرما دیتے۔

اور عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ - اَيْ كَمَا كُنْتُمْ فِي مَسَاكِنِكُمْ - یعنی اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں ہم ملاک

کہتے ان کے مکاتوں میں۔
 فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا أَوْ رَجُوعًا لَّكَ الْحُكْمُ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا
 وَلَا يَرْجِعُونَ۔ اور نہ لوٹ کر دین اسلام میں آنے کے قابل ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ لیس ۲۳

اور جسے علم دیں بڑی سے انہیں پھیر دیں پیدائش
 میں تو کیا عقل نہیں رکھتے۔

اور ہم نے اسے (یعنی محبوب کو) نہیں سکھایا شعر اور
 نہ ہی وہ ان کے شایان شان ہے وہ قرآن نہیں
 مگر نصیحت اور روشن ٹپسنے والا۔

تاکہ ڈراؤ سے اسے جو زندہ ہے اور ثابت ہو ہمارا
 قول کا قول پر۔

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے پید کیا اپنے ہاتھ
 سے بنائے جو پائے تو وہ ان کے مالک ہیں۔
 اور دست نگر کیا ہم نے انہیں ان کے لیے تو کسی
 پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔

اور ان کے لیے ان میں بہت سے منافع ہیں اور
 پینے کی چیزیں ہیں تو شکر نہ کریں گے۔

اور پیکر سے انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا اس امید
 پر کہ ان کی مدد کریں۔

نہیں طاقت رکھتے وہ ان کی مدد کی اور وہ ان کے
 لشکر گرفتار حاضر نہیں گے۔

تو تم ان کی بات کا علم نہ کرو ہم جانتے ہیں جو وہ تخنیہ
 کرتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

وَمَنْ نُعَمِّرْكُم مَّا نَتَّكِسِرُ فِي الْخَلْقِ
 أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ
 إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝

لِيُبَيِّنَ مَا كَانَ خَيْرًا وَيُحَقِّقَ الْقَوْلَ عَلَى
 الْكَافِرِينَ ۝

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ
 أَيْدِيئُهُمُ الْغَمَامَ قَوْمًا لَّهُمَّا يَكُونُونَ ۝
 وَذَلَّلْنَاهَا هَالِكَةً فَانْهَارُوا كَوْمَهُمْ
 وَمِنْهَا يَا كَلْبُونَ ۝

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا
 يَشْكُرُونَ ۝

وَإِنَّمَا أَمْرُهُمْ شُكْرٌ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيمِ
 يُبَشِّرُونَ ۝

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ
 جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ ۝

فَلَا يَجْزِيكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُو مَا
 يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

کیا نہ دیکھا آدمی نے کہ ہم نے پیدا کیا اسے لطف سے تو اب وہ کھلا جھگڑا ہوئے۔

اور ہمارے لیے مثال دیتا ہے اور بھول گیا اپنی پیدائش کی حقیقت۔ بولتا ہے کون زندہ کہے گا گلی بڑیاں۔

فرما دیجئے زندہ کرے گا انہیں وہی جس نے اول بار انہیں زندہ کیا اور وہ ہر قسم کی پیدائش جانتا ہے جس نے کیا تمہارے لیے سرسبز درخت سے لے کر تم سے سلگاتے ہو۔

کیا وہ اللہ نہیں قادر جس نے آسمانوں کو بنایا اور زمین کو پیدا کیا اس پر کہ از سر نو اس جیسا پھر بنا دے بے شک وہ سب کچھ بنا سکتا ہے اور علم والے اس کا کام یہی ہے جب ارادہ کرے کسی چیز کو تو فرماتا ہے اسے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

تو یا کی ہے اسے جس کے قبضہ میں ہر ملکیت ہے اور اسی کی طرف تمہیں واپس جانا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْقَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسَى خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُغِيثُ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ

قُلْ يُغِيثُهَا الَّذِي أَنشأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهَا تُوقِدُونَ

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ كُنْ فَيَكُونُ

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَكْرُوهَاتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

لفظی ترجمہ

۱۔ اس کو	۲۔ ہم ٹری عمروں	۳۔ جسے	۴۔ اور
۵۔ کیا	۶۔ الخلق۔ پیدائش کے	۷۔ فی بیچ	۸۔ پھر نہیں
۹۔ ما۔ نہیں	۱۰۔ اور	۱۱۔ یعقلون۔ عقل کرتے	۱۲۔ علمتہ۔ سکھایا ہونے اسکو
۱۳۔ ما۔ نہ وہ	۱۴۔ اور	۱۵۔ الشعر۔ شعر	۱۶۔ ینبغی۔ لائق ہے
۱۷۔ ہو۔ وہ	۱۸۔ نہیں	۱۹۔ لہ۔ اس کے	۲۰۔ الا۔ مگر
۲۱۔ قرآن۔ قرآن	۲۲۔ اور	۲۳۔ ذکر۔ نصیحت	

مَبِينٌ رَوْشَنٌ	لَبِئْسَ ذَاكَ تَاكُورًا	مَنْ - اس کو جو	كَانَ - ہو
حَيًّا - زندہ	وَأُورِ	يَحْقُوقُ عَقْبَ كَرِيءٍ	الْقَوْلِ - بات
عَلَى - اوپر	الْكَافِرِينَ كَافِرِينَ	أَوْ كَيْفَا	كُفْرًا
يُؤَدِّعُ دِيكْحًا اِهْنُولُ نَعْمَ	أَنَا - ہم نے	خَلَقْنَا - پیدا کیے	لَهُمْ - انکے لیے
مِمَّا اس سے	عَمِلْتُمْ جَوْنًا	أَبَدًا بِنَا - ہمارے بقول نے	أَعْمَامًا جَالُوزًا
بِمَدِّ تُوَدِّعُ	لَهُمَا - ان کے	مَا يَكُونُ مَالِكًا فِي	وَأُورِ
ذَلَّلْنَاهَا تَابِعَ كَيْفَا سَمْعِي	لَهُم - ان کا	فِيهَا - تو بعض اس سے	مَدِّ كَوَيْبًا - انکی سواریاں ہیں
وَأُورِ	مِنَهَا - بعض سے	يَأْكُلُونَ وَهَ كَهَاتَمِي	وَأُورِ
لَهُم - ان کے لیے	فِيهَا - اس میں	مَنَافِعُ - فائدے ہیں	وَأُورِ
مَشَارِبٌ - پینا ہے	أَفَلَا - تو کیا نہیں	يَشْكُرُونَ - شکر کرتے	وَأُورِ
أَتَعْنَدُ وَابِكْرِي اِهْنُولُ	مِن دُونِ - سوا	اللَّهِ - اللہ کے	الْهَيْهَاتَ - معبود
لَعَلَّكُمْ - تاکر وہ	يُنصَرُونَ - مدد کیے جاں	لَا - نہیں	لِيَسْتَطِيعُونَ طَاقَتِ رَكْعَتِي
نَصْرًا - مدد	هُوَ - ان کی کی	وَأُورِ	هُوَ - وہ
لَهُم - ان کا	جُنْدًا - لشکر ہیں	مُضَوِّدًا - حافز کیے گئے	فَلَا - تو نہ
يَجْزِيكَ غَمٌّ فِي ذَاكَ تَجْهَلُونَ	قَوْلَهُمْ - انکی بات	أَنَا - ہم	نَعْلَمُ - جانتے ہیں
مَا جُو	يُسَيَّرُونَ - چھپاتے ہیں	وَأُورِ	مَا - جو
يَعْلَمُونَ - ظاہر کرتے ہیں	أَوْ كَيْفَا	لَعْنَةً	يُؤَدِّعُ كَيْفَا
الْإِنْسَانَ - انسان نے	أَنَا - کہ ہم نے	خَلَقْنَا - پیدا کیا	عَا - اس کو
مِنْ لُطْفَةٍ - لطف سے	فَإِذَا - تو کہاں	هُوَ - وہ ہے	خَصِيمٌ - جھگڑالو
مَبِينٌ - کھلا	وَأُورِ	ضَوْبٌ - بیان کی	لَنَا - ہمارے لیے
مَثَلًا - مثال	وَأُورِ	كَيْفَا - بھول گیا	خَلَقْنَا - اپنی پیدائش
قَالَ - بولا	مَنْ - کون	يُحْيِي - زندہ کرے گا	الْعِظَامَ - ہڈیوں کو
وَأُورِ	هِيَ - وہ ہوں	رَمِيمًا - بوسیدہ	قُلُوبًا - کہہ دیجئے
يُحْيِيهَا - زندہ کرے گا انکو	الَّذِي - وہ جس نے	أَنْشَأَ - پیدا کیا	هَارًا - ان کو
أَكْلًا - پہلی	مَرْتَبَةً	وَأُورِ	هُوَ - وہ

بُحْلِ - بھر خیر	خَلَقَ - مخلوق کو	عَلِيمٌ - جاننے والا ہے	الذی - وہ جس نے
جَعَلَ - بنا کر	لَكُمْ - تمہارے لیے	مِنَ الشَّجَرِ - درخت	الْأَخْضَرِ - سبز سے
نَادَا - آگ	فَإِذَا - تو اچانک	أَنْتُمْ - تم	مِنْهُ - اس سے
تَوَقَّدُوا - جلاتے ہو	أَوْ - کیا	لَيْسَ - نہیں	الذی - وہ جس نے
خَلَقَ - پیدا کیا	السَّمَاوَاتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْأَرْضِ - زمین کو
بِقَادِرٍ - قادر	عَلَى - اوپر	أَنْتَ - اس کے کہ	يَخْلُقُ - پیدا کرے
مِثْلَهُمْ - انکی مثل	بَلَى - کیوں نہیں	وَ - اور	هُوَ - وہ ہے
الْمَخْلُوقِ - پیدا کرنے والا	الْعَلِيمِ - جاننے والا	إِنَّمَا - اسکے سوا نہیں	أَمْوَالٌ - اس کا حکم
إِذَا حِبَّ	أَرَادَ - ارادہ کرتا ہے	شَيْئًا - کسی چیز کا	أَنْ - یہ کہ
يَقُولُ - کہتا ہے	لَمْ - اس کو	كُنْ - ہو جا	فَيَكُونُ - تو ہو جاتا ہے
مَسْبُوحًا - تو پاک ہے	الذی - وہ کہ	يَبْدَأُ - اسکے ہاتھ میں ہے	مَلَائِكَةً - بادشاہی
كُلٌّ - ہر	شَيْءٍ - چیز کی	وَ - اور	الْبَرِّ - اسی کی طرف
تَرْجَعُونَ - تم لوٹاٹے جاؤ گے۔			

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ یس ۲۳

وَمَنْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ تَتَّبِعُهُ فِي الْخَلْقِ أَقْلًا يَعْقِلُونَ - اور جسے ہم عمر دین اسے اس کی تخلیق میں اللہ پھیر دین تو کیا عقل سے کام نہیں لیتے۔

یعنی طویل العمر ہونے کے بعد ضعف و ناتوانی ان پر لوٹ آتی ہے جیسے بچہ اٹھتے بیٹھتے کرتا ہے ایسا ہی طویل العمر ناتوان بڑھا بھی چلتے بیٹھتے گرنے پڑنے لگتا ہے اور جو اس میں اتنا ضعف ہو جاتا ہے کہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے تو منکروں کو عقل سے کام لینا چاہئے کہ جس قادر علی الاطلاق میں انسان کے احوال زندگی بدلنے کی اتنی طاقت ہے کہ طفولیت کے ضعف و ناتوانی کو شباب اور جوانی کی آہن شکن قوتوں سے بدل کر ویسا ہی ضعیف و ناتوان بنا دیتا ہے اور جوانی کی تمام قوتیں سلب کر کے اسے ایسا حقیر و ناتوان بنا دیتا ہے کہ نشست و برخاست میں بھی بچے کی طرح بہارے کا محتاج ہو جاتا ہے اور عقل بھی کام نہیں کرتی۔ حافظہ بھی جواب دیدیتا ہے حتیٰ کہ اعزہ و اقربا کی پہچان بھی نہیں رہتی تو جو اتنا عظیم

ہتلا ب کرنے پر قادر ہے وہ آنکھ دے کر طمس اعین پر بھی قادر ہے بصورت بخش کر مسخ بھی کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور موت دے کر زندہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہے۔

وَمَا عَلَّمْنَا الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَذِكْرٌ هُنَّ اَنْ قُبِيْنَ . اور ہم نے انہیں شعر نہیں سکھایا اور نہ انہیں وہ شایان شان ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر گوئی کی تعلیم نہیں دی۔

یاد رہے معنی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں شعر گوئی کی تعلیم نہیں بلکہ وہ نصیحت اور روشن ہدایت ہے۔

الشعر سے مراد باقتضاء الف لام لغو کلام اور کاذب بیان ہے خواہ وہ کلام موزون اور مقفے ہو

یا غیر موزون تک بند ہی ہو۔

جیسے شاعر اور ماٹر کا ایک قصہ ہے کہ کوئی شاعر بلغ میں گلگشت کر رہا تھا کہ اچانک ایک تکتا آگیا اور شاعر سے پوچھنے لگا تو کیسٹی؟

تو شاعر نے جواب دیا میں شاعر مگر تو کیسٹی؟

اس نے جواب دیا میں ماٹر م

شاعر سے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں شاعر ہوں لیکن تو بتا کہ تو کون ہے اس نے جواب

دیا کہ میں ماٹر ہوں۔

شاعر نے کہا ماٹر کیا ہوتا ہے تو اس نے کہا شاعر کیا ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں شاعر نے کہا شاعر وہ ہے جو شعر کہے تو اس نے اس کے وزن پر جواب دیدیا

کہ ماٹر وہ ہے جو مٹر کہے۔

شاعر نے پوچھا مٹر کیا ہوتا ہے اس نے کہا شعر کیا ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا شعر یہ ہے رفتار تو مٹر مندہ کند کبک درمی را

ماٹر نے کہا مٹر ایسے ہوتا ہے مرارہ تو مر مندہ کند مر مری را

خلاصہ یہ کہ لغو شاعری شایان شان اقدس نہ تھی اسی بنا پر وَمَا عَلَّمْنَا الشِّعْرَ فَمَا بَاكَ لَغْوُ كَلَامٍ كَاذِبٍ

بندشوں پر ہم نے اپنے حبیب کو نہیں سکھایا۔

اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم تو

وآخرین سے نوازا اور کشف حقائق پر قوت دی چنانچہ حضور کے معلومات نفس الامری ہیں اور آپ کے

کلام میں کذب شعری نہیں۔

اس میں وہ شعر جو کلام موزون سے ہو اس کی نفی لازم نہیں آتی جیسے حضور نے میدان جنگ میں یہ شعر کلام موزون میں فرمایا۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

تعمیر مسجد نبوی کے موقع پر ایک پتھر سے انگشت سیاہ میں قرب لگائی اور وہ خون دینے لگی تو آپ نے فرمایا۔

ذَمًّا أَنْتَ إِلَّا صَبِيحِي دُمَيْتٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقَيْتُ

آیہ کریمہ کا نشان نزول

کفار مکہ نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور جس کلام کو وہ کلام الہی بتاتے ہیں وہ شعر ہے اس سے مراد یہ تھی کہ کلام اللہ کو کلام کاذب قرار دیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کفار نے کہا نَبِيٌّ أَفْتَرَا كَذِبًا هُوَ شَاعِرٌ اس کا رد اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ لِعِزَّتِي أَنْتَ بَشَرٌ مِثْلِي بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ اس کا رد اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ لِعِزَّتِي أَنْتَ بَشَرٌ مِثْلِي بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب حکیم اشعار و اکاذیب پر مشتمل ہی نہیں ہے۔

یہ کفار زبان سے بد ذوق اور نظم عروض سے ناواقف تو نہ تھے کہ تشریح کو نظم کہہ دیں مگر اپنے عقائد کے ماتحت جانتے بوجھتے کلام پاک کو شعر عروض بتانے کی جرأت کر بیٹھے اور کسی کلام کا محض وزن عروضی پر ہونا قابل اعتراض نہیں ہوتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان بے ذہنوں کا کلام پاک کو شعر کہنے سے کلام کاذب بتانا مقصود تھا۔ (مدارک - جمل - روح البیان)

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کریمہ کے معنی میں فرمایا کہ مفہوم آیت یہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام مجمل عطا نہیں فرمایا اور ہم نے ان کے ساتھ اجمالاً خطاب بھی نہیں کیا کہ اس کے معنی محفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ ایسا صاف اور صریح کلام فرمایا ہے کہ جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم روشن ہوں۔

اور چونکہ شعر میں اجمال ہوتا ہے اس لیے شعر کے علم کی نفی فرما کر اس کے معنی بیان فرمادیے اور صاف ظاہر کر دیا کہ کلام اللہ کیا ہے۔

إِنَّ هُوَ الَّذِي كَرَّمَ ذُنُوبَ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ نَصِيحَتٌ أَوْ رُوحٌ كَلَامٌ بَعْدَ تَنَاقُظٍ

لَيْسَ مَنْ كَانَ حَيًّا ذَمِيحًا الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ تاکہ وہ کلام اسے ڈرائے جو ایمانی زندگی میں

فَلَا يَحِزُّكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُهَيِّئُونَ وَمَا يَعْهَدُونَ. تو دل سے محبوب، تم ان کی اس بات کا غم نہ کرو ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ کفار کی تکذیب و انکار اہل ان کی اپنا وہی سے آپ تمکین نہ ہوں ہم ان کے خفیہ و علانیہ تمام عمل جانتے ہیں اسکی انہیں سزا دیں گے۔
 اس کے ارشاد سے جو عاص بن وائل یا ابوہریر اور بقول مشہور ابی بن خلف جمعی کو اس کے انکار بعثت کے جواب میں ہے وہ کہتا تھا ان ہذا الاحیوتنا اللہ انبیا موت و حیا و ما نحن بمبعوثین ہم دنیا کی زندگی میں مرتے جیتے ہیں اس کے بعد مر کر اٹھنا غلط ہے جیسا کہ جواب دیا گیا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ فَأَذاهُمُ حَصْبًا مِمَّنْ دُونَ ذَٰلِكَ لَنَا مَثَلٌ لِّوَلِيِّي
 خَلَقَهُ قَالَ مَنْ يُعْبِي الْعِظَامَ دُحَىٰ دَمِيمٌ۔ کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے لطف کے ایک قطرے سے پیدا کیا تو اب وہ کھلا جھگڑا لوہے اور ہم پر مثال دیتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کون نذا کرے گا گلی بڑیاں جو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ عاص بن وائل یا ابوہریر یا ابی بن خلف جمعی حضور سے بخت و تحیص کے لیے آیا اور اپنے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی بڑی لایا اسے چٹکی سے توڑتا اور ہوا میں مل کر اڑاتا اور حضور سے عرض کرتا آپ کے خیال میں اس بڑی کے ریزے زندہ ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ زندہ ہوں گے اور تجھ جیسے سرکش جھگڑا لو کو زندہ کر کے اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ذَٰلِكَ هُوَ يُحْيِي خَلْقَ عَلِيمٌ۔ اے محبوب اسے فرما دیجئے کہ گلی بڑی وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

یعنی گلی بڑی کا بکھر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے حاصل جانتا ہے وہ کتنا احمق ہے کہ اپنی ابتداء کو نہیں دیکھتا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بڑی سے بھی حقیر تر قطرہ سے پیدا کیا اس میں جان ڈالی اسے پروان پڑھایا حتیٰ کہ آدمی بنا دیا تو آج وہ غرور و نخوت سے اس کی قدرت کا منکر ہے اور ہمارے حبیب سے جھگڑتا ہے اتنا نہیں دیکھتا کہ قطرہ بے جان میں جان ڈالنا جس کے لیے آسان ہے بڑی کو زندہ کر دینا اسے کیا مشکل ہے اور وہ ہر قسم کی خلق کا عالم ہے حتیٰ کہ وہ گلی بڑی ہاتھ سے مسل کر مثال دیتا ہے حالانکہ

وَالَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ نُوقِدُونَ جِئْنَا بِكُمْ لِبَاسٍ لَّيْسَ

سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی جسے تم سلگاتے ہو۔

ایک تحقیق اس کی یہ ہے کہ ریل کا کوئلہ کان کی شکل میں جو نکلتا ہے وہ سرسبز درختوں کے سیلاب میں بہ جانے کے بعد حرارت ارضی سے سیاہ ہو کر نکلتا ہے تو سرسبز درخت جسے سلگایا جائے تو آگ بن جاتا ہے۔

دوسری تحقیق یہ ہے کہ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں جو جنگلوں میں پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرج ہے اور دوسرے کا نام عفاران کی خاصیت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے سے رگڑیں تو ان سے آگ نکلتی ہے یا آگ وہ اتنی تر ہوتی ہے کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔ اس میں قدرت الہی کی یہ عجیب صنعت ہے کہ آگ پانی ایک جا جمع ہیں نہ پانی آگ بھاتا ہے نہ آگ پانی خشک کرتی ہے۔

تو اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہے اگر وہ ایک جسم کو موت کے بعد پھر زندہ کر دے پھر یہ شان قدرت دیکھ کر بھی اگر انکار کیا جائے تو اسے عناد اور جہل کے سوا کیا کہا جائے گا۔ گے ارشاد ہے
 اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ اَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ اِنَّمَا اَمْرٌ اِذَا اَرَادْنَا شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَمْ يَكُنْ فَيَكُوْنُ فَنَسْفَحْنَا الَّذِي بِبَيْدِكَ مَلَكُوْتٌ كُلِّ شَيْءٍ وَالْيَبِ اَنْ تَرْجَعُوْنَ۔ کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔ کیوں نہیں اور وہ بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے اور اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے تو یا کی ہے اس کے وجہ منیر کو جس کے یہ قدرت میں ہر چیز کا قبضہ ہے اور تم اسی کی طرف پھرے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ وجود مخلوقات اس کے حکم کے تابع ہے اور آخرت میں تمہیں سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لغاتِ ناوہ

تَعْمَرُوْا۔ یہ عمر سے ماخوذ ہے اور عمر زندگی کو کہتے ہیں۔
 تَنْكَسُوْا۔ نكس سے ماخوذ ہے۔ اوندھا کرنے اور بد پرہیزی سے صحت مند ہو کر اٹا مرض کی طرف لوٹ جانے کے معنی دیتا ہے۔

يَحِقُّ الْقَوْلُ - حق کے معنی میں ثبوت و وجوب کے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غَسَلُ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ - اس کے معنی ہیں کہ غسل جمعہ ثابت و واجب ہے ہر مسلم پر۔
وَدَلَّلْنَاهَا لَهُمْ - اس کے معنی ہیں حثیثاً یا شقاً واداً۔ اس لیے کہ ذلت کے معنی مغلوب و عاجز کے
ہیں اور عجز اطاعت و انقیاد کو لازم ہے۔

خَصِيمٌ - بروزن فعلیہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی شدید الخضومت ہیں یعنی بڑا جھگڑالو۔
دَحِيمٌ - یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے بہت پرانی بوسیدہ ہڈی مبالغہ میں مذکر مؤنث یکساں ہیں
رَمِيمَةٌ یہاں کہنا ضروری نہیں۔

تَوَقَّدُونَ - وقد سے ہے آگ کا لپٹیں مارتا اور بھڑکتا۔ بہت سخت گرمی۔ تَوَقَّدُونَ سلگان
کے معنی میں آتا ہے۔

مختصر تفسیر روپا نچوال رکوع سورۃ لیس ۱۳۳

وَمَنْ لَعَنَّا كَانَتْ نَفْسُهُ فِي الْخَلْقِ أَقْلًا يَعْقِلُونَ - اور جس کی عمر ہم بڑھائیں اسے پہلی عمر میں پلٹ
دیتے ہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی عمر بڑھا کر پھر اسے ایسی حالت ضعف میں پلٹتے ہیں کہ اتنا ضعف کی وجہ سے وہ چلنے
پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت سفیان فرماتے ہیں إِنَّ النَّفْسَ فِي سِتِّ ثَمَانِينَ سَنَةً - طفولیت کی نالوال
عمر کی طرف پلٹنا اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ زیادہ ضعف انسان پر بااختلاف افزجہ و عوارض یکساں عمر پر نہیں آتا کسی کو
ساٹھ کی عمر میں کسی کو ستر کی عمر میں اور کسی کو اسی سال بلکہ نوے سال بلکہ سو سال کی عمر میں ضعف آتا
ہے۔ بہر حال جوانی اور شباب کے ایام گزر جانے کے بعد ایک نہ ایک عمر میں انسان کو اسی ضعف
میں پلٹنا پڑتا ہے جو ضعف ایام طفولیت میں ہوتا ہے۔

نفس کے معنی پلٹنے کے ہیں یعنی ایام طفولیت میں بچہ کی سمجھ بوجھ صحیح نہیں ہوتی پھر جوانی اور
شباب میں فہیم و عقیل ہو جاتا ہے پھر عمر شیب میں اس کی عقل اور فہم و فراست بھی جواب دے
دیتی ہیں اور اعضاء بھی اتنے ضعیف ہو جاتے ہیں کہ بچوں کی طرح اٹھنے بیٹھنے میں تکلف ہوتا ہے۔

جس قادر مطلق میں یہ قدرت ہے وہ طمس و مسخ پر کیوں قادر نہیں۔

وَمَا عَلَّمْنَا الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ ذُرِّيَّتٍ لِّبَنِي آدَمَ لِيُذَكَّرَ بِذُنُوبِهِمْ كَمَا نَحْنُ
الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ اور ہم نے اپنے حبیب کو شعرتہ سکھایا اور نہ یہ ان کی شایان شان ہے یہ تو شعر
نہیں مگر نصیحت اور قرآن روشن ہے تاکہ ڈر سناٹے اس قوم کو جو روح ایمان کے ساتھ زندہ ہے۔
اور قوم کفار پر حق ثابت ہو جائے۔

آیہ کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ یہ قرآن حکیم منقہ بہ جمیع منافع دینیہ و دنیویہ ہے اس میں اور
شعر میں ثریا اور ثری جیسا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ باعتبار الفاظ بھی اس میں نہ وزن شعری ہے نہ قافیہ
بندی اور باعتبار معنی بھی شعر نہیں اس لیے کہ شعر نام ہے تخیلات منفردہ کا اور اس میں سوا استعارات
کا ذہب کچھ نہیں ہوتا چنانچہ شعریہ ہے۔

تھمتا نہیں ایک دم جو ہو دیدہ تر کا ٹانکا کوئی پھر ٹوٹ گیا زخم جگر کا
بھلا غور فرمائیں کہ دیدہ تر کا لہو اور زخم جگر کا ٹانکا اس میں کہاں کی حقیقت ہے اول تو جگر اس چیز کا
نام ہے جس میں ٹانکا لگنا ہی ممکن نہیں کہ وہ تو مضغہ کا ہے ٹانکا ہمیشہ جلد میں لگ سکتا ہے نہ کہ مضغہ
یا علقہ میں۔ اور اگر جگر

یہ صحیح ہے کہ بخارات جگر سے جب اٹھتے ہیں تو آنسو آجاتے ہیں نہ کہ خون جگر کا آنکھوں سے بہنے لگے
ایسے ہی فارسی کے شعر کا حال ہے چنانچہ بڑا فاضل شاعر کہتا ہے۔

خندہ بر جوہر فر دست دلیل تقسیم گہ بہ بازیچہ شوم مجرم ارباب کلام
یعنی دہن مشوق جسے ہم نقطہ کے مشابہ مانتے ہیں اور نقطہ وہ ہے جس کی تجزی نہ ہو آج ہمارے
فرضی مشوق کے ہنسنے سے ثابت ہو گیا کہ جزو لایتجزی بھی منقسم ہو سکتا ہے۔
یہاں اس امر پر غور کیا جائے کہ دہن مشوق کو اگر شعراء نقطہ مان کر جزو لایتجزی فرض کر لیں۔ تو
اہل نظر سے کبھی جزو لایتجزی ماننے کے لیے تیار نہیں۔

ایسے ہی عربی شعراء خیالات فاسدہ کا سدہ کا مظاہرہ کر گئے ہیں چنانچہ ابو نواس کہتا ہے۔
نَبَدَا فِي الظُّلَامِ فَقُلْتُ بَدَا
تَجَلَّى فِي السَّوَادِ عَلَى الْعَبَادِ
یہاں بھی اکاذیب کا طوبار ہے بھلا کسی کا کسی کے سامنے آنے سے چاند کا منظر نور کے ساتھ کہاں
سے آسکتا ہے اور اندھیرے میں روشنی کا متخیل ہونا کیسے ممکن ہے۔

اور یہاں حضور کی ذات اقدس کو عیوب سے پاک کرنا مقصود ہے چنانچہ امام محمد بو صیری رحمہ

فرماتے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبْدَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

بہر حال آئیہ کہ یہ ہیں یہ بتایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تعلیم دی گئی وہ قرآنی تعلیم ہے اور اس میں اس امر کا رد کیا گیا جو کفار مکہ نے کہا تھا کہ اِنَّ الْقُرْآنَ شِعْرٌ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاعِرٌ وَ غَرَضُهُمْ مِنْ ذَلِكَ اَنْ مَا جَاءَ بِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ مِنَ الْقُرْآنِ اِفْتِرَاءٌ وَ تَخْيِيلٌ وَ حَاشَاكَ تُوْحَاشَاكَ مِنْ ذَلِكَ. قرآن کریم شعر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ حضور جو کلام الہی لائے اور جسے قرآن فرمایا وہ معاذ اللہ افتراء و تخیل ہے اور یہ خیال مشرکوں کا محض خیال فاسد و کاسد تھا اسی لیے ارشاد ہوا۔

وَمَا يَتَّبِعِي كَمَا. ایسے اشعار جو افتراء محض اور خیالات کا مجموعہ ہیں وہ ہمارے جلیب کو زیبا نہیں۔ صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں کہ بعض اس طرف گئے کہ جامع کمال ہونے کے اعتبار سے حضور شعر فرماتے پر اگرچہ قادر تھے لیکن آپ پر شعر کوئی حرام کر دی گئی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ ذَهَبَ اِلَى اَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَدُنْهُ كَذِبٌ عَلَى الشِّعْرِ اِلَّا اَنْهُ يَجْهَرُ عَلَيْهِ اَنْ يُشْعِرَ. اسی اس کی تائید میں لکھتے ہیں نَعْمَ الْقَوْلُ بِجَهْمَةِ اَنْشَاءِ الشِّعْرِ مَقْبُولٌ. ہاں شاعری کی حرمت والا قول مقبول ہے۔

اور حضور کا مقام تمام انبیاء کے مقام سے بلند ہے اس لیے قدرت علی الشعر حضور کے لیے مانتی ضروری ہے۔ اس لیے کہ حضرت آدم صلی علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے قتل کے وقت یرباعی فرمائی۔ تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ دَجَّتِ الْأَرْضُ مُغْبَرًا قَبِيحًا
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي طَعْمٍ وَ لَوِي وَ قَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِيحِ

اور ابن حجب لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اگر حضور شعر فرماتے تو قرآن کریم پر مشرکین کی ہمت آسکتی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا بھی ایک معجزہ ہے۔

اور یوم حنین میں حضور کا

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَيْدَ بِي أَنَا ابْنُ هَيْدِ الْمُطَلِّبِ

فرمانا اس پر اعتراض کرنا قابل تسلیم نہیں اس لیے کہ اسے شعر نہیں کہہ سکتے بلکہ کلام مقفی کہیں گے جو علی سبیل القصد زبان درفشالی پر جاری ہو گیا۔

اور ایسے کلام موزون اکثر حضور نے فرمائے اس لیے کہ آپ افصح العرب والعم میں جہاں چہ حدیث
 میں بھی ایسے الفاظ متفنی آتے ہیں حَيْثُ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ
 اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ -

وَرُوِيَ أَنَّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَ إِصْبَعَهُ الشَّرِيفَةَ حَجْرًا فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ
 فَدَمِيَتْ فَمَثَلَ بِقَوْلِ الْوَلِيدِ بْنِ مُعْبِرٍ عَلَى مَا قَالَهُ ابْنُ هِشَامٍ فِي السِّيَرَةِ وَأَبْنُ دَوْدَةَ
 عَلَى مَا صَحَّحَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ -

مَا أَنْتَ إِلَّا أَصْبَعٌ دَمِيَتْ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتُ
 سیرت ابن ہشام میں ابن رواحہ سے مروی ہے جس کی تصحیح ابن جوزی بھی کرتے ہیں کہ حضور کی
 انگشت مبارک پتھر سے کسی غزوہ میں زخمی ہو گئی اور خون دینے لگی تو حضور نے
 فرمایا کہ تو کیا ہے مگر ایک انگلی جو خون دے رہی ہے، حالانکہ اللہ کے راستہ میں تجھے تکلیف پہنچی جو پہنچی
 اور حضور نے ابن رواحہ کا یہ شعر بھی پڑھا۔

يَبِيْتُ يُعْبَأِي جَنِيْبًا عَنْ قَرَابَتِهِ إِذَا مَا سَتَّقَلْتُ بِالْمُشْرِكِينَ لِلضَّاجِعِ
 وَرُوِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْشَدَ - حضور نے یہ شعر بھی پڑھا
 سَتِيْدِي لَكَ الْآيَامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا

وَيَا بَيْتِكَ مَنْ لَمْ تَزِدْ بِالْأَخْبَارِ
 اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیسے ہو گا ایسا رسول اللہ کے رسول شعر سہرا نہیں
 فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَنَا بِشَاعِرٍ وَلَا يَنْبَغِي لِي حَضْرَةٌ فِي قَوْمٍ نَجَّدُوا شَأْرَ

انہیں اور شاعری میری شایان شان بھی نہیں

بہت ہی اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں قَالَتْ مَا جَمَعَ رَسُولُ
 اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ شِعْرٍ قَطُّ إِلَّا بَيْتًا ذَا جِدَا -

تَفَاعُلٌ بِمَا تَهْوَى بَكُنْ فَكَلَّمَا يُقَالُ لَشَيْءٍ كَانَتْ إِلَّا تَحَقَّقَ

قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَهْرُ بَقْدُ تَحَقُّقًا لِثَلَاثِ عَرَبِيَّةٍ قَبِيْبِي شِعْرًا

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا حضور نے کبھی مصرعہ کا شعر نہیں فرمایا مگر ایک بیت اور مثال میں
 مذکورہ شعر سنا کر فرمایا کہ اس میں تحققاً حضور نے اس لیے نہیں فرمایا کہ کہیں وزن شعری میں پورا نہ ہو جائے

بلکہ تحقق فرمایا۔

بہر حال خلاصہ مفصل سمجھنے کے لیے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ ایک طرف حضور نے شعر و اشعار پسند نہیں فرمائے جیسا مسند احمد بن حنبل میں ہے جسے حضرت امام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں
كَانَ ابْغَضَ الْحَدِيثِ الْيَسْرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّعْرُ وَحُضُورُكَ تَرْدِيكَ بِلَاوَلِّ فِي شِعْرٍ سَبَّ
زیادہ مبغوض تھا۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اِنَّ دَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَآنَ
يُمْتَلِئُ جَوْفُ أَحَدِكُمْ فَيَمْلَأُ خَيْرًا مِّنْ أَنْ يُمْتَلِئَ شِعْرًا حُضُورُ صَلَوةِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرًا فَرَمَا يَمْتَلِئُ
جوف بطن میں اگر راد سپ بھر جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر بھرا ہو۔
اس کے مقابلہ میں غیل سے مروی ہے اِنَّهُ قَالَ كَانَ الشُّعْرُ أَحَبَّ إِلَى دَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْكَلَامِ حُضُورُكَ دَوَسْرَ كَلَامٍ سَعَى شِعْرٍ مَّجُوبٍ تَرِيْنٍ تَحَا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر شعراء کے کلام پسند آتے تھے۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ایک غلام
بارگاہ نے یہ رباعی سنائی

لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوَى كَيْدِي فَلَا طَيْبَ لَكَ وَلَا رَاقِي
إِلَّا الْحَيِّبُ الَّذِي شَغَفْتُ بِهِ فَعِدَّةٌ كَرُفِيَّتِي وَتُرِّيَاتِي

اس کا ترجمہ علامہ نامی عبدالرحمن جامی نے رباعی میں فرمایا۔

بگزید بار عشقت جگر کباب مارا نہ طیب می شناسد نہ فسونگرے دورا

مگر اس حبیب دل برکہ ر بود دل زدستم بفسونگری گر آید بکند علاج مارا

لےید کا یہ شعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا تھا

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ وَكُلُّ خَلْقٍ لَا مَحَالَةَ ذَابِلٌ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ استاد الشعراء حضور کے محبوب نعت خواں تھے چنانچہ انہوں

نے حضور کی منقبت میں کہا

مَا لَمْ مَدَّ حَتَّ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي لَكِنْ مَدَّ حَتَّ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

آپ فرماتے ہیں۔

وَسَقَى كَسَمٍ مِنْ أَسْمِهِ لِيَجْلَسَا فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا الْمُهَيَّبُ

اور آپ کا یہ شعر ہے۔

وَصَمَّ الْإِلْمَ اسْمًا بِاسْمِ نَيْبِهِ
 اِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمَوْذِنِ أَشْهَدُ
 حضرت مولانا کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

تَغَيَّرَتِ الْمَوَدَّةُ وَالْإِخَاءُ
 وَقَلَّ الصِّدْقُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ
 آپ کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

إِنِ افْتَحَرْتَ يَا بَاءَ مَضْنُو سَلَفَا
 قَلْنَا صَدَقْتَ وَإِلَكُنْ بِسَمَّا قَلَدَا
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جَدُّ يُلْطِفُكَ يَا إِلَهِي مَنْ كَذَّادٌ قَلِيلُ
 مُغْلِسٌ بِالصِّدْقِ يَا تِي عِنْدَ بَابِ كَلِيلِ
 حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

إِن تِلْت يَارِجِجِ الصَّبَا يَوْمًا إِلَى أَرْضِ الْحَدَمِ
 تَبْلُغُ سَلَا حِي دُؤُصَةً فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَمَرُ
 تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اشعار جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبغوض تھے وہ تھے جن میں بے معنی لایعنی مجموعہ

اکاذیب اور تخیلات و توہمات کا اجتماع ہو۔

اور جو اشعار بدایت امیر مضامین سے یہ ہوں جن میں تو محدود رسالت کے فضائل ہوں جو مناقب و مناعت سید الکونین کا مجموعہ ہوں وہ محمود و مستحسن ہیں چنانچہ حضور کی لغت میں حسان جب اشعار پڑھتے تو مسجد نبوی میں آپ کے لیے منبر لگایا جاتا اور حضور دعا دیتے اور فرماتے اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْحَسَنَاتِ بِرُؤُجِ الْقُدْسِ۔ الہی حسان کی مدد روح قدس کے ساتھ فرما۔

اور وہ اشعار جن میں ہزلیات و فواحشات مملو ہوں ان سے بہتر ہے کہ انسان کے جوت میں راد سپ بھرا ہو چنانچہ سورہ شعراء میں جہاں مذمت شعراء ہے وہاں تفریح موجود ہے۔ وَالشُّعْرُ إِذْ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ اَللّٰهُمَّ تَدَاثَمُوا فِي كَلِمَةٍ دَاوِدَ يَبْرَهَيْيُونَ۔ وہ شعراء جو اپنی غواہیت و خواہشات کے تابع ہیں وہ وادی فحش و غواہیت میں سرگرداں رہتے ہیں۔

جیسے حماسہ مبتنی۔ سبغہ معلقہ کا مجموعہ یا دعل۔ ابو القتاہیہ۔ ابو الواس وغیرہ کے اشعار اور فرزدق ابو القراس کے اشعار۔

بعد اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار۔ لبید کے اشعار۔ امام زین العابدین اور امام شافعی اور حضرت صدیق و فاروق و مولا علی کرم اللہ وجہہ۔ امام محمد بو میری وغیرہ وغیرہ کے اشعار جو منقبت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں یہ سراسر محمود ہیں۔ اردو میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا تعنیہ کلام

حسن میاں کا کلام۔ حافظ پبلی بھتی کا کلام۔ کیفیت کا مجموعہ مناعت یہ سب پسندیدہ بارگاہ رسالت ہیں
تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ وہ شاعری جو انبیاء اولیاء کی منقبت میں ہونا یعنی مضامین کا مجموعہ ہو وہ سب
مستحسن ہے اور وہ شاعری جس میں کسی خیالی فرضی معشوق کے رخصاروں کو سیب آنکھوں کو لیموں سے
بھٹوں کو شمشیر سے تشبیہ دے کر کمر کو معدوم قرار دے کر دہن کو نقطہ بنا کر تباہ یا جاٹے اور تفسیح اوقات
کے سوا اس کا کچھ حاصل نہ ہو ایسے اشعار سے بہتر ہے کہ انسان کے جوت میں راد سیب بھر جائے۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کو جو یوہم جنین میں اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبٌ اَنَا ابْنُ عَبْدِ
المَطْلَبِ فرمایا تھا اسے عروص کے قاعدہ میں شعر نہیں مانا گیا بلکہ اسے کلام ملتور ہی کہا۔

اس لیے کہ اس شعر میں ایک مصرعہ کی تقطیع تین بار مستفعلن کہنے سے پوری ہوتی ہے دونوں مصرعے
چھ بار مستفعلن کہنے سے پورے ہوتے ہیں۔
اور یہاں مستفعلن کے بعد لاکذب پر پورا مستفعلن نہیں آتا۔ گویا دونوں مصرعوں میں تین
مستفعلن آتے ہیں۔

وَأَضْمَكَ مَا كَانَتْ عَلَى هُتَفَعْلَتٍ سِتِّ مَرَاتٍ شِعْرًا وَلَا لَيْسَتْ قَائِمَةً رَاجِزًا وَلَا شَاعِرًا۔ اسی لیے
اس کا قائل نہ راجز کہلائے گا نہ شاعر۔

اور اس میں دعویٰ استحالہ کذب علی البنی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اس فرمانے سے اس امر کا اظہار
ہے اَنَا النَّبِيُّ وَالنَّبِيُّ لَا يَكْتُمُ بَلْ قَلَسْتُ بِكَاذِبٍ فِيمَا اَقُولُ حَتَّى اَتْرَهْوَمَ وَاَنَا مُتَبَيِّنٌ اِنَّ الدَّ
دَعَا فِي اَمَلِهِ تَعَالَى مِنَ التَّصَوُّحِ فَلَا يَجُوزُ عَلَيَّ الْفِرَادُ۔ ہم نبی ہیں اور نبی جھوٹ نہیں کہتا تو میں
جھوٹا نہیں اس دعویٰ میں جو فرما چکا اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں جو میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا
ایسی صورت میں یہ ان سے الزام جائز نہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ هُوَ الَّذِي ذَكَرَ وَاَقْرَأَ مَسِيْنٌ۔ یہاں ان تافیہ کے ساتھ فرمایا یہ قرآن کریم نہیں ہے بلکہ نصیحت اور
آسمانی کتاب روشن۔ یعنی یہ کلام شعر نہیں ہے بلکہ کلام الہی ہے۔
لَيْسَتْ دَمَنٌ كَانَتْ حَبًا وَيَحْتَقُ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ تاکہ یہ کلام انہیں ڈر لے جو زندہ ہیں اور عذاب
واجب کرے اس پر جو کافر ہیں اور حیات ایمانی سے مردہ ہیں۔

یہاں لفظ حئی فرما کر تشبیہ دی حیات ایمان سے اس لیے کہ مومنین ہی بعد موت حیات ملتے ہیں
اور کفار تو ان ہی الَاَحْيَاءُ تَنَا الدُّنْيَا مَوْتٌ وَنَحْيٌ وَمَا نَحْنُ بِمَعْنَى بَيْنٍ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔
یعنی وہ اپنے اعتقاد کے ماتحت کہتے تھے یہ زندگی دنیا کی ہی زندگی ہے اسی میں جینا ہے اور اسی میں

مرتا اور ہم آخرت میں عذاب نہیں پائیں گے۔ اسی عقیدہ پر وہ مہر تھے۔ اس کے بعد بطریق استفہام انکار ارشاد ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا الْعَا مَاقِمًا لَهُمَا مَا يَكُونُ مِنَّا لَنَنزِلُنَّهُمْ
فِيمَنَّا لَكُوفٌ وَمِنَّا يَأْكُلُونَ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَسَارِبٌ أَقْلًا لِيَشْكُرُوا ۗ
کہ ہم نے پیدا کیا ان کے لیے اپنے یقین سے چار پائے اور انہیں ان کے ملک کیا اور انہیں ان کے لیے ہر طرح مسخر کر دیا تو ان میں بعض کو سواری میں لیتے اور بعض کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں اور منافع بھی ہیں کھانے پینے کے۔

یعنی یہ قدرت سے چار پائے بنا کر ان پر انسان کو قابض کیا اور اتنا مقہور فرمایا کہ ان پر سوار ہو کر سیر کریں اور ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کریں۔ اون اتار کر سویٹر، جراب، ٹوب جراب مفلحہ اور بنائیں اور جلد رنگ کر بوتیاں اور سوٹ کیس فریش وغیرہ تیار کریں۔ دودھ نکال کر نمک دہی کھویا پنیر کھائیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اس کی قدرت کا ملکہ معائنہ کرتے ہوئے بھی شکر ادا نہیں کرتے۔ باوجودیکہ یہ صنعت ایسی ہے کہ بندہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے پھر ارشاد ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَصَدَّقُونَ ۗ لَئِن لَّمْ يَظْهَرِ لَهُمْ جُنْدٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَذَلَّلُوا وَوَدِدُوا لَئِن لَّمْ يَظْهَرِ لَهُمْ جُنْدٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَيَقْبُنَّ عَدُوَّ اللَّهِ ذَا الْقُرْبَىٰ ۗ
نہیں اور وہ مشرکوں کے ساتھ جماعت کی جماعت حاضر کی جائے۔

ابن ابی حاتم اور ابن منذر حسن اور قتادہ سے راوی ہیں الْمُعْتَرَاتُ الْمُشْرِكِينَ جُنْدٌ لَّا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا مَعْزُودٌ لِّلْبَارِي فِي الْآخِرَةِ - وَهُوَ لَمْ يَجِدْ مَعْزُودًا فِي الدُّنْيَا لِيَقْبُنَّ عَدُوَّ اللَّهِ ذَا الْقُرْبَىٰ ۗ
معبودوں کے لیے دنیا میں جیسے جمع ہوتے ہیں آخرت میں جہنم کی آگ کے لیے سب حاضر کیے جائینگے اعانت و نصرت کہاں سے کریں گے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیتہ ارشاد ہے۔

فَلَا يَجْرُوكَ غُلَامٌ وَلَا يَخْرُوكَ الْعِجْلُ ۗ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ ۗ وَمَا يُعْلِنُونَ ۗ
انگلیں نہ کریں ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو کچھ علانیہ کرتے ہیں۔

یعنی جب ان کا یہ حال اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہے کہ اس کے مقابل انہوں نے غیر خدا بنا لیے تو آپ ان کے اس قول سے انگلیں نہ ہوں کہ وہ آپ کی شان میں بکتے ہیں کہ هُوَ سَلْعٌ سَاجِدٌ

مجنون ہیں۔ جنوں ہیں۔ توجیب وہ اپنی سخاقت عقل سے ایسا ایسا کرتے اور الزام و اقسام کی بکو اس کرتے ہیں ان کا خفیہ اعلانیہ بہر فعل ہمیں معلوم ہے ہم ان کے بہر عمل کا بدلہ دیں گے اور انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔

اور ان کا مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار بھی ان کی بے عقلی کی صاف نشانی ہے ورنہ ہم بتاتے ہیں کہ انکا انکار بعث اسی بنا پر ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل جائیں گے اور مٹی میں جان پڑنا محال ہے اسی لیے تو انہوں نے کہا مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ - عَرَاذًا مِمَّنَّا كُنَّا تَبَاذِلًا رَجَعُ يَعْبُدُ لِيكُنْ اس امر پر غور نہیں کرتے کہ ان کی ابتدا کس چیز سے ہوئی چنانچہ ارشاد ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا الْإِنْسَانَ إِذَا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ - کیا نہ دیکھا انسان نے کہ ہم نے اسے پیدا کیا لطفہ سے تو وہ کھلا جھکڑا لو ہے۔

آیہ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ انکار بعث بعد الموت جو کرتا ہے وہ اپنی ابتداء تخلیق سے بیخبر ہے اس لیے کہ اس کی ابتداء لطفہ سے ہوئی ہے اور لطفہ وہ ذلیل و قلیل قطرہ ہے جس میں جان نہیں ہے اور اتنا ناپاک ہے کہ کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو بغیر پاک کیے نماز نہ ہو۔

حَقَّقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ - اس آیت کریمہ میں دلیل بعث بعد الموت ہے چنانچہ اوسے فرماتے ہیں اِنَّا نَبِّئُكُمْ الْإِنْسَانَ وَكَمْ يَعْلَمُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ - کیا وہ انسان جو بعث بعد الموت کا منکر ہے اس نے غور نہ کیا کہ وہ پیدا ہی لطفہ سے ہوا تھا جو بے جان اور جاد محض ہے۔

توجیب قطرہ بے جان سے اول پیدا کیا گیا تو اس کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس قادر قیوم پر کیوں کہ مشکل سمجھا جاتا ہے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ ابتداء تخلیق مشکل ہے اور دوبارہ بنانا تو آسان ہے مگر فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ - وہ ہے کہ بلا دلیل جھکڑتا اور انکار کرتا ہے۔

گویا آیہ کریمہ میں یہ فرمایا گیا کہ انسان نے کیا یہ نہ دیکھا کہ ہم نے اسے اخس اشیاء سے اور قطرہ ہمیں سے جب بنایا تو آج وہ ہمارے سامنے جھکڑتا ہوا آ رہا ہے اور کَسْبِي خَلَقْنَا قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ - اپنی ابتدا بھول گیا اور کہتا ہے کون بڑیاں زندہ کرے گا جب وہ بوسیدہ اور مٹی ہوں گی۔

اس کا جواب فرمایا گیا کہ اے محبوب قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَرَادِجِيَّةٌ وَهِيَ زنده کرے گا جس نے پہلی بار اسے زندہ فرمایا۔

یہاں انسان سے مراد جنس ہے اور خصیم سے مراد وہ کافر ہے جو منکر بعث بعد الموت ہے۔

البتہ متمنع بالذات جسے کہا جاتا ہے وہ کذب ہے کہ وہ صدق سے متباین ہے اور صفت صدق باری
 تعالیٰ ازلی ابدی سردی قدیم ہے ایسے ہی ذات واجب تعالیٰ شانہ احد ہے اس کا ثانی محال ہے۔ لہذا
 تحقیق ثانی بھی محال ہے و قس علیٰ ہذا۔

تو علاوہ ممنوعات کے وہ ہر شے پر قادر علی الاطلاق ہے۔

اسی لیے اپنے حبیب پاک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اقل لے محبوب فرما دیجئے یحییٰ
 النَّبِیُّ اُنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بَجَلٍ خَلَقَ عَلَیْکُمْ۔ وہ مرنے کے بعد ان سب کو زندہ فرمائے گا جنہیں
 اول زندہ کیا اور وہ تمام خلق کو جانتا ہے۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پیدا فرما سکتا ہے تو حضور کا نظیر بھی پیدا فرما سکتا ہے حالانکہ
 یہ محال ہے اس لیے کہ ان کے متعلق وعدہ فرمایا گیا کہ وَ لَیْسَ دَسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ وہ ہمارے
 رسول اور آخری نبی ہیں۔

اور خاتم کے معنی آخر زمان مصطفیٰ ہی سے ہم نے لیے ہیں اس لیے کہ حضور نے خود فرمایا اَنْخَاَتُمْ
 الْاَنْبِیَاءَ وَ لَا یَبْقٰی بَعْدِیْ۔ ہم آخری نبی ہیں اب ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قَبْلًا۔ کون ہے کلام میں اللہ سے زیادہ سچا۔ بنا بریں حضور کا نظیر بھی متمنع
 ہے اور جو حضور کے بعد نبی ملنے وہ منکر کلام الہی ہے اور کلام الہی کا انکار رذہ خالص ہے۔

البتہ فلا سفر کا ایک اشکال ضرور قابل غور ہے کہ ہڈیوں میں حیات ہے یا نہیں؟ اگر ہڈی میں حیات
 ہے تو اس پر موت اثر پذیر ہوگی جیسے اعضاء انسانی پر موت آتی ہے تو وہ زندہ ہو گئے اور اس کا فرسے
 مَنْ یُّحِیُّ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ کَمَا کَفَا۔

اس پر جالیئوس خود اپنے کلام میں مضطرب ہے چنانچہ ابن زہر کتاب التفسیر میں لکھتا ہے۔

اِضْطَرَبَ کَلَامُ جَالِیئُوْسٍ فِی الْعِظَامِ هَلْ لَهَا اِحْسَاسٌ اَمْ لَا۔ جالیئوس اس میں مضطرب ہے

کہ ہڈیوں میں احساس ہے یا نہیں۔ اس پر ابن زہر لکھتا ہے۔

وَ اَلَّذِیْ ظَلَمَ لَهَا اَنْ لَهَا حِسًّا یَطِیْبًا۔ اور جو میری تحقیق میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہڈی میں حس لطی ہے۔

لیکن خود ہی آگے کہتا ہے وَ کَلِیْتَ شَعْرَتِیْ مَا یَمْتَعَمَانِ التَّعَفُّنِ۔ لیکن تعجب ہے کہ جب اس میں حس لطی

ہے تو مانع تعفن کیا ہے۔

اسی بنا پر فقہاء کی تحقیق میں ہے اِنَّ الْعِظَامَ لَا حَیَاةَ فِیْهَا بِنِیِّ عَلَیْهَا الْحُكْمُ بِطَهَارَتِهَا مِنَ الْمِیْتَةِ

اِذْ الْمَوْتُ ذَوَالِ الْحَیَوَةِ فَحَیْتُ لَمْ یَعْلَمْهَا الْحَیَاةُ لَمْ یَعْلَمْهَا الْمَوْتُ فَلَوْ لَمْ یَكُنْ حِسًّا۔ ہڈیاں وہ ہیں

کہ ان میں جیسا کہ نہیں اسی بنا پر ان کی طہارت تسلیم کی گئی خواہ وہ زندہ کی ہوں یا میتہ کی۔ اس لیے کہ موت تام ہے زوال حیات کا توجیب حلول جہات بدیوں میں نہیں تو حلول موت بھی نہیں اسی وجہ میں وہ جس بھی نہیں

وَلَوْ أَنَّ مِنَ الْمَشْرِقِ مَاءٌ رَأَتْهُ يُسْقَى بِهِ الْمَرْءُ مَاتَ كَمَا مَاتَ إِذَا لَمَمْتَهُ إِذَا الْوَيْطَانُ يَحْكُمُ بِغُلَّتَيْهِ فَإِذَا كُنَّ عُنُقٌ وَجَدْتَهُ حَكِيمًا

اذا الموت ذوال الحيوة بحيث لو تحلها الحياة لم يحلها الموت فلو تكن نجسة وهو بكل خلق عليم۔ اور وہ ہر خلق کا عالم ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

الذی جعل لكم من الشجر الاخشضر نارا فاذا انتم منه توقدوت۔ وہ قادر وہ ہے جس نے

مہتاب سے لیے ہرے درخت سے آگ بنائی کہ تم اسے دھکتے ہو۔

اس پر علامہ اوسمی فرماتے ہیں وَالْمَشْرُوقَاتِ الْمَرَادُ بِهَذَا الشَّجَرِ الْمَرْخُ وَالْعَفَارُ يَجْتَمِعُ مِنَ الْمَرْخِ وَهُوَ ذَكَرَ الزَّمْدَ الْأَعْلَى وَمِنَ الْعَفَارِ يَفْقُ الْعَيْنِ وَهُوَ أَثَرُ الزَّمْدِ السُّفْلِيِّ وَيُسْتَحَقُّ الْأَوَّلُ عَلَى الثَّانِي وَهُمَا خُضْرَانِ يَقْطُرُ مِنْهُمَا الْمَاءُ فَتَنْقَدِحُ النَّارُ بِأَذْنِ اللَّهِ تَعَالَى۔

مشہور یہ ہے کہ اس درخت سے مراد شجر مرخ اور عفار ہے۔ مرخ مذکور ہے اور عفار مثنوی جب مرخ کو عفار پر ٹھسے تو دونوں سبز پانی ٹپکتے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان سے آگ چمکنے لگتی ہے۔ اور علامہ زحمتی وغیرہ کہتے ہیں مرخ بمنزلہ نر ہے اور عفار بمنزلہ انثی ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور کلبی بھی یہی کہتے ہیں کہ فی کل شجر نارا الا العناب کہ مرخ و عفار ہی یہ کیا موقوف ہے ہر درخت میں آگ ہوتی ہے سوا عناب کے۔

چنانچہ علامہ حجاجی اپنے حسب حال فرماتے ہیں

أَيَا شَجَرِ الْعُنَابِ نَارُكَ أَوْقَدَتْ بِقَلْبِي وَمَا الْعُنَابُ مِنْ شَجَرِ النَّارِ

اے عناب کے درخت تیری آگ بھی بھڑک اٹھی میرے دل میں اور عناب آگ والے درخت

سے نہیں ہے۔

اور مرخ و عفار کی خصوصیت سے یوں مثال دی کہ ان سے آگ کے سوا کچھ نہیں پیدا ہوتا۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ

إِنَّمَا هُوَ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي يُبْدِئُ الْخَلْقَ وَيُعِيدُهُ وَالَّذِي يُجْعَلُ لَكُمْ فِي السَّمَوَاتِ مَا يَأْتِيكُمْ بِهِ يَأْتِيكُمْ فِي سَحَابٍ مُمْتَطٍ أَسْفَلَ سَافِلَاتِ السَّمَوَاتِ يَكْسِفُ لَكُمْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَنْ لِي بِمَا يَكْفُرُونَ

نہیں وہ قادر ہے اور زبردست خلاق علم والا ہے اور اس کا تو یہی کام ہے کہ جب ارادہ فرماتا ہے کسی شے کا تو حکم فرمادیتا ہے کہ ہو جا تو وہ فی الفور ہو جاتی ہے۔

اُولَئِكَ فِي اسْتِقْهَامِ انْكَارِي هِيَ حَسْبُكَ مِنْكَ بِرَقِيَامِ حَبْتِ مَقْصُودِ بِي حَسْبُكَ دُوسَرِي جَبْرُ ارْشَادِ
 هِيَ اَدْلَيْسُ اَلَّذِي اُنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ يَابَسِيَةً فَرَايَا اَلَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ اَلْاَخْضَرِ نَارًا ۗ اِس
 بِيَانِ سَعِ مَقْصُودِ وَفَعِ تَوْبِهِ هِيَ اَوْرَبِلِي فَرَاكَرِ اِسْ اَمْرُكَ اَطْهَارِ فَرَايَا كَيْفَا كَبِي شَكْبِ وَهْ ذَاةِ عَلِي كَلِ شَيْ
 قَدِيرِ هِيَ اَوْرُوهُ اِيْجَادِ اَوْرُ عَالَمِ وَقَادِرِ عَلِي اَلْاِطْلَاقِ هِيَ ۛ

بلکہ اس کی شان قدرت تو یہ ہے کہ ایجاد میں وہ کسی مادہ کا محتاج نہیں بلکہ کُن فرما کر معدوم کو
 کتم عدم سے منصفہ شہود پر لے آتا ہے بلکہ معظمین سلف تو یہ کہتے ہیں کہ کُن بھی فرمانا ضروری نہیں اس کی
 شکون قدرت تو اتنی بلند ہیں کہ انہام مخلوق کی وہاں پر رسائی نہیں ہمیں یہی مناسب ہے کہ اس کی شان
 قدرت میں کلام بند کریں اور اعتراف کی گردن جھکائیں اور بارگاہِ تعالیٰ شانہ میں عرض کریں۔
 فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِكَ مَكْرُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَاِيْمَةُ تَرْجُعُونَ ۗ تَتْرَبِيَهُ اَوْرِيَا كِي هِيَ اِسْ ذَاةِ وَاِجْبِ
 الوجود کو جس کے یہ قدرت میں ملک و ملکوت ہے اور اس کی ملکیت ملکیت تمام ہے ہر شے پر اور اس کی
 طرف ہمیں یعنی مومنین کو لوٹ کر جانا ہے اور منکرین کو بھی پہنچنا ہے۔
 آئیہ کریمہ میں ملکوت فرما کر ملکیت تمام پر مبالغہ فرمایا گیا۔

اور بعض نے ملکوت کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ عالم امر و غیب دونوں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔
 اور وَاِيْمَةُ تَرْجُعُونَ میں خطاب عام ہے مومنین و مشرکین کو۔
 اور بعض نے کہا کہ اس میں خطاب مشرکین سے ہی ہے اور تو بیخا اہنی کو فرمایا اور آیات بیانات میں
 ملخصاً علامت واضح ہے معاد جسمانی پر اور شبہ مشرکین کا پورا دفع ہے۔
 اور مشکہ معاد ہمت مسائل دین سے تھا جسے اس سورت مبارکہ میں علی الخصوص واضح اور لائح فرما
 دیا گیا۔ اسی وجہ میں اس سورت مبارکہ کو اجملہ علمائے قلب قرآن فرمایا۔

تحقیق الروح والانسان

اَعْلَمَكُمْ اَوَّلَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْتَلَفُوا فِي اَنَّ الْاِنْسَانَ مَا هُوَ؟ پہلے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ مسلمانوں
 میں اس امر پر اختلاف ہے کہ انسان کیا ہے؟

فَقِيلَ هُوَ هَذِهِ اَلْاَهْمِيْكُلُ اَلْمَحْسُوسِ مَعَ اَجْزَاءِ سَارِيَتِهِ فَيَسِرُ سِرِّيَاتِ مَاءِ الْوُدِيِّ فِي الْوُدِيِّ وَالنَّارِ
 فِي النَّحْوِيِّ وَهُوَ جِسْمٌ لَطِيْفٌ نُّورَانِيٌّ ۗ تو بعض نے کہا وہ یہی سیکل محسوس ہے مع اجزاء ساریہ کے اس میں ہے
 سر بیان ایسے ہے جیسے گلاب میں گلاب کا پانی یا کوئلہ میں آگ اور روح ایک جسم لطیف ہے جو نورانی ہے
 وَلَا تَعْلَمُوْا حَقِيْقَتَهُ هَذِهِ الْجِسْمِ وَهُوَ الشَّرُوحُ اَوْر اِسْ كَيْ جِسْمِ كِي حَقِيْقَتِ نَهِيْنَ جِلْتِي سَوَا اِسْ كَيْ

کہ وہ روح ہے اور اللہ تعالیٰ نے قَلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي فَرِيًّا ہے۔

تو عالم کون تو وہ ہے جس کی تخلیق اور نشوونما تدریجی ہے جیسے جسم انسان و حیوان اور درخت پتھر وغیرہ اور عالم امر وہ ہے جس کی تخلیق یک لحظت ہے اور اس کی نشوونما ایک بار ہے جیسے فلک فلک نجوم و سیارہ عرش و کرسی لوح و قلم اور روح۔

چنانچہ روح کے متعلق جب سوال کیا گیا تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے حضور کو ارشاد ہوا
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے فرمادیں
امر رب سے ہے۔ اسی کو عالم امر کہتے ہیں۔ آلوہی لہذا ہی فرماتے ہیں۔

عِنْدَ مُعْظَمِ السَّلَفِ الصَّالِحِ يَتَبَيَّنُ الْبَدَنَ عِلَاقَةً لِعَبْرَتِهَا بِالرُّوحِ الْحَيَوَانِيَّةِ وَهُوَ جَمَاعٌ
لَطِيفٌ إِذَا فَسَدَ وَخَرَجَ عَنِ الصَّلَاحِيَّةِ لِأَنَّ يَكُونُ عِلَاقَةً تَخْرُجُ الرُّوحُ عَنِ الْبَدَنِ خُرُوجًا
إِصْطِرَاقِيًّا وَتَزُولُ الْحَيَاةُ وَمَا دَامَ بَاقِيًا عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي يُصَلِّحُ بِهِ لِأَنَّ يَكُونُ عِلَاقَةً تَبْتَدِي
الرُّوحُ وَالْحَيَاةُ۔

معظمین سلف صالحین کے نزدیک روح و بدن میں جو علاقہ ہوتا ہے اسے روح حیوانیہ کہتے ہیں اور وہ
ایک لطیف بخار ہے جب وہ فاسد ہو کہ صلاحیت نہیں رکھتا تو روح بدن سے اصطراری حالت میں خارج
ہو جاتی ہے اور حیات انسانی کا زوال ہو جاتا ہے اور جب تک وہ روح حیوانی باقی رہتی ہے بدن میں صلاحیت
رہتی ہے اور روح و حیات کا علاقہ ہوتا ہے۔

علامہ امام قرطبی اپنی مولف تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ روح کے لیے اول و آخر کی نسبت نہیں معنی آتے
لَا يُفِي دَانَ قَلَاتِ الْبَدَنِ الْمَحْسُوسِ۔ وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّ مَنْ قَالَ اسْتَأْذِنِي فَهُوَ مُلْجِدٌ۔ براین معنی کہ وہ
فانی نہیں اگرچہ بدن محسوس سے وہ علیحدہ ہو جاتی ہے اور اسی تذکرہ میں فرمایا کہ جو روح کو فانی کہے وہ ٹھک ہے۔
ایسے ایسے بہت سے احتمالات ہیں جو فلاسفہ نے نکالے چونکہ ایسے مضامین سے نہ ہی تعلق کہ ہے
لہذا ہم سے نظر انداز کر کے کلام الہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جیسا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے واقعہ میں ہے كَيْفَ اَدْبَى كَيْفَ نَحْيِ الْمَوْتَى لِي مِثْرَب
مجھے دکھا دے کہ کس طرح مردہ کو زندہ فرماتا ہے۔

اور ارشاد ہے اَيُّسَبُّ الْاِنْسَانَ اَنْ لَنْ يَجْعَ عِظَامًا۔ بَلَى قَادِرِينَ عَلَى اَنْ مَسْوَى بِنَانًا
کیا انسان اس گمان و خیال میں ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے۔ کیوں ہم قادر ہیں اس پر کہ اسکے
جوڑ بھی صحیح کر دیں چنانچہ ایسا ہی یسین میں ارشاد ہوا

أَوَلَيْسَ الَّذِينَ هُمْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقُوا مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ
 کیا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے قادر نہیں اس پر کہ پیدا کر دے اس جیسا دوبارہ۔ بلیٰ فرما کر ارشاد ہے
 کیوں نہیں وہ خلاق اور علم والا ہے۔

بلکہ وہ ایسا خلاق ہے کہ اسے تمام اجزاء کی بھی احتیاج نہیں۔ بلکہ
 إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ كُنْ فَيَكُونُ۔ اس کی شان تخلیق یہ ہے کہ جب کسی شے کا
 ارادہ فرماتا ہے حکم دیتا ہے کہ ہو جاوہ ہو جاتی ہے اور کتم عدم سے منصفہ شہود پر آجاتی ہے۔

اس کی تحقیق دقیق ایسی عمیق ہے کہ فلاسفہ اپنے توہمات میں ہیں اور معتزکہ اپنے خیالات میں ہیں
 اور اس موجٹ پر اقوال کثیر ہیں جن کے لکھنے سے سولٹے خوف اضلال و ضلال کچھ حاصل نہیں اس لیے
 وہ سب مضامین ترک کر دیے گئے۔

اور صوفیائے عظام نے یسین سے مراد سیادت بنی الاینبیا علیہ التحیہ والتثالی اور اس کے یہ معنی
 کیے یَا سَيِّدَ الْخَلْقِ اور حضور کی ہستی بمنزلہ قلب قرار دی اور عالم کو بمنزلہ ابدان بتایا۔
 چنانچہ شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا

أَنَا الْقُرْآنُ وَالسَّبِيحُ الْمَشَاقِي وَدُوحُ الرُّوحِ لَا دُوحَ الْآدَامِي
 وَلَا أَحَدًا كَمَنْ مِنَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ هَذَا الْإِدْعَامِ۔

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الصافات پ ۲۳

قسم ہے ان غازیوں کی جو صفت بستہ کھڑے ہوتے ہیں
 تو اپنے کھوپڑوں کو ڈالتے ہیں
 اور تلاوت کرتے ہوئے ذکر میں مشغول ہیں۔

وَالصَّافَّاتِ صَفَّاه
 فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرَاه
 فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرَاه

بِئْسَ الْهَيْكَلُ لَوْ اِجِدَّهٗ

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ

رَبُّ الْمَشْرِقِ ۝

اِنَّا دَرَيْتُمَا السَّمٰءَ الدُّنْيَا بِزَيْنَتِ

۝ اَلْكَوٰكِبِ ۝

وَخَفَّضْنَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدًا ۝

لَا يَتَمَنَّوْنَ اِلَى الْمَلٰٓئِكِ الْاَعْلٰى وَوَقَّعَهُ قُوَّتٌ

مِنْ كُلِّ جَلْبٍ ۝

۝ دُخُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝

اَلَا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَابْتَعَتْ شِهَابًا

ثَابِتًا ۝

فَاَسْتَقَمَّ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمَّوْنَ

خَلْقُنَا اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِيْنٍ

لَازِبٍ ۝

بَدَلٌ مَّجِيْبٌ وَيَسْفُرُوْنَ ۝

۝ وَاِذَا دُكِرَ وَالِدَيْكُمْ ذُرِّيَّةً ۝

۝ وَاِذَا الْاٰوَآءُ اٰتَيْتُمْ كَيْتَسْفُرُوْنَ ۝

۝ وَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

۝ اِذَا مِثْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ۝

۝ اِنَّا لَنَبْعُوْهُنَّ ۝

۝ اٰوَآءُنَا اَلَا وُكُوْنُ ۝

۝ قُلْ لَعَنُوْا اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝

بے شک تم سب کا معبود ایک ہے

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا

رب ہے اور سورج کے نکلنے کی جگہ کا رب ہے

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا ستاروں

کی تزیین سے۔

اور محافظت کی ہر سرکش شیطان سے۔

ہمیں سن سکتے ملا اعلیٰ کی باتیں اور مارے جلتے

ہیں ہر طرف سے۔

اور دھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لیے لازمی

عذاب ہے۔

مگر شاڈوتا در کوئی چھپ کر سنا چاہے تو اس کے

پچھے چمکتا انکار الکتا ہے۔

تو کس محبوب ان سے پوچھئے کہ کیا ان کا پیداکرنا

مشکل ہے یا ان کا جو ہم نے پیدا کیا بے شک

ہم نے پیدا کیا ان کو چکنے والی مٹی سے۔

اے محبوب آپ ان کے انکار پر تعجب کرتے

ہیں اور وہ مستحقر کرتے ہیں۔

اور جب انہیں نصیحت کریں وہ نصیحت قبول

نہیں کرتے۔

اور جب آپ کا معجزہ دیکھتے ہیں تو مستحقر کرتے ہیں۔

اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

بھلا کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے

اور ہڈیاں تو کیا ہم زندہ ہوں گے۔

کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے۔

اے محبوب فرما دیجئے کہ ہاں اور تم اس وقت ذلیل و

ناتواں ہو گئے۔
 وہ تو ایک جھڑکی ہوگی جس سے تم سب زندہ ہو
 کر دیکھتے ہو گئے۔
 اور قیامت کے منکر کہیں گے ہائے افسوس یہ تو
 وہی سزا کا دن ہے۔
 اللہ فرمائے یہ وہ دن ہے فیصلہ کا جس کی تم تکذیب
 کرتے تھے۔

فَأَنبَأْنَاهُنَّ ذُرِّيَّتَهُنَّ وَأَحَدًا مِّنْ آهْلِ
 بَيْتِهِ
 وَقَالُوا لَوْلَا بَيِّنَاتٌ مِّنَ رَبِّكَ
 الْمَلِئِيَّةِ
 هَذَا يَوْمَ الْقُضْلِ الَّذِي كُنْتُمْ
 بِهِ تُكَذِّبُونَ

لفظی ترجمہ

صَفَا. آراستہ ہو کر	الصَّافَاتِ. صفت باندھنے والے فرشتوں کی	وَقَسَمَ
قَالَتَا يَا تِيبَاطِ. پھر اپنے	ذُرِّيًّا. جھڑکی کہ	قَالَ الرَّجُلَاتِ. پھر ڈانٹنے والوں کی
الْمَهْجُورِ. تمہارا معبود	إِنَّا بَشِيكٌ	وَالْوَالِي
وَر. اور	السَّحَوَاتِ. آسمانوں	لَوْ أَحَدًا. ایک ہے
بِنْتَا. انکے درمیان ہے	مَا جُو	الْأَرْضِ. زمین کا
إِنَّا بَشِيكٌ بَمِنَ	الْمُشَارِقِ. مشرقوں کا	وَر. اور
بِزَيْبَتِ. زینت	الدُّنْيَا. دنیا کو	ذَبَّ. رب ہے
مِّنْ كُلِّ. ہر ایک	حِفْظًا. حفاظت	السَّمَاءِ. آسمان
يَسْمَعُونَ. سن سکتے	لَا. نہیں	وَر. اور
وَر. اور	الْأَعْلَى. بلند کی	مَّارِدٍ. سرکش سے
دُعُودًا. دھتکارے ہوئے	جَانِبِ. طرف سے	الْمَلَأِ. مجلس
وَاصْبِ. لازم ہے اللہ	عَذَابٍ. عذاب ہے	مِّنْ كُلِّ. ہر ایک
الْمَخْلُوقَةِ. کچھ اچکنا	خَلْفًا. اچک لیا	تُمْ. ان کے لیے
فَأَسْتَفِيحُوا. تو پوچھنے	عَاقِبَةٍ. چمکتا ہوا	مَنْ جِئْتُمْ
خَلْقًا. پیدا نہیں	أَشَدَّ. سخت سے	يَسْأَلُونَ. پوچھنے لگا اسکے
		هُوَ. وہ
		آ. کیا

اَنَا بِبَيْتِكَ نَهْمُ نِي	حَقَّقْنَا نَهْمُ نِي بِبَيْتِكَ نِي	مَنْ بَعْدُ	أَمْ يَا
تَيْسُرُ مَوَدَّتْ - وَهَذَا مَقَامٌ كَرِيمٌ	لَذِيْبٍ جَلِيْبٍ وَآلِي سِي	مَنْ طَبِيْبٍ - مَشِي	حَقَّقْنَا نِي اَنْ كُوْبِيْدِيْكَ
اَنَا نَهْمُ نِي	وَكَمْ مَوَدَّتْ نَهْمُ نِي كَيْسِيْ جَالِي	بِحَبِيْبَتِيْ كُوْنِيْ لَعِيْبِيْ كِيَا	بَلْ بِيْلِكِيْ
دَاوَادُ دِيْكِيْتِيْ هِي	اِذَا جِيْبِي	اِذَا جِيْبِي	وَاوْرِي
وَاوْرِي	تَيْسُرُ مَوَدَّتْ - تُوُوْهُ كُطْمَا كَرِيْمِيْ هِي	وَاوْرِي	يَنْكُرُوْنَ نَهْمُ نِي بَحِيْبِيْتِيْ لِيْتِيْ
اَلَا مَكْرِي	هَذَا رِيْبِي	اِنْ نَهْمُ نِي	اَيَّةُ كُوْنِيْ مَعْبُرِيْ
اِذَا جِيْبِي	عَرِيْ كِيَا	مِيْبِيْنِيْ رَطَا بِيْرِي	قَالُوْا اِيْلُوْكَ
تِيْدَا اِيْلُوْكَ مَشِي	كُنَّا نَهْمُ نِي جَالِيْ هِي	وَاوْرِي	مَتَنَا نَهْمُ نِي مَرَجَالِيْنِيْ
اَنَا نَهْمُ نِي	مَرِيْ كِيَا	عِظَامَا بِيْدِيَا	وَاوْرِي
نَا - نَهْمُ نِي	اِيْلُوْكَ بَابِ دَاوَادِي	اَدْرِيْ كِيَا	لَبِ مَوَدَّتْ اَكْهَلِيْ جَالِيْنِيْ
وَاوْرِي	نَهْمُ نِي	قُلِيْ - كَهْمُ نِي	اَلَا دُوْنِيْ هِي
هِي رُوْهِي	فَاِنَّمَا نَسَكُوْا نَهْمُ نِي	دَاخِرُوْنِيْ - ذِيْلِيْ هِي	اَنْتُمْ تَمُ
هِي رُوْهِي	فَاِذَا - تُوُوْجَانِكِي	وَاحِدَتَا - اِيْكِي	ذِيْلُوْكَ - وَانْتِ هِي
يُوِيْلُنَا هِي اَفْسُوْسِي	قَالُوْا - كَهْمُ نِي	وَاوْرِي	يَنْظُرُوْنَ دِيْكِيْتِيْ هِي
هَذَا رِيْبِي هِي	الدِّيْنِي - قِيَامَتِي كَا	يَوْمُ - دِنِي	هَذَا رِيْبِي هِي
كُنْتُمْ كُنْتُمْ تَمُ	اَلذِيْ رُوْهِي كَرِي	اَلْفَصْلِي فَيَصِيْلِي كَا	يَوْمُ - دِنِي
		تُكَلِّمُوْنَ - يَهْمَلَتِي	بِهَاسِي كُو

خلاصہ تفسیر پہلار کوع سورۃ صافات ۲۳

یہ سورۃ یکبیر ہے۔ اس میں پانچ رکوع ایک سو بیاسی آیتیں ہیں آٹھ سو ساٹھ کلمے تین ہزار آٹھ سو پچھن ہفت ہیں۔

وَالصَّافَاتِ صَفًا فَالتر اجوات ذجوا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے قسم یاد فرمائی متعدد گروہ کی چنانچہ بعض کے نزدیک اس سے مراد گروہ ملائکہ ہیں جو نماز پڑھنے والوں کی طرح صفت بستہ کھڑے ہو کر اس

کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد گروہ علماء ہے یا جماعت اولیا جو تہجد اور تمام نمازوں میں صفیں بانڈھ کر مصروف عبادت ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد غازیوں کے گروہ ہیں جو راہ خدا میں کفن بردوش صفت بستہ دشمنان دین سے مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہیں (مدارک)

فَالْتَرِاجِدَاتِ زَجْرًا كَيْفِي مَعْدَمِ مَفْهُومِ هِيَ۔

پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والے وہ ملائکہ ہو سکتے ہیں جو ابرو باد پر متصرف ہیں اور انہیں مانگتے ہیں۔ دوسری تقدیر پر وہ علماء و اولیاء ہیں جو وعظ و پند اور تہذیب کے ذریعہ لوگوں کو توجہ و توبیح کرتے اور راہ ہدایت پر چلاتے ہیں۔

اور بر تقدیر ثالث وہ غازی جو میدان جنگ میں اپنی سواریاں دوڑاتے اور زجر کرتے ہوئے اٹھانگتے ہیں

فَالْتَالِيَاتِ ذِكْرًا۔ اور قسم ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھنے والیاں ہیں ہماری یاد میں۔

إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَذَبَّ الْمُسَارِقِ بے شک تمہارا معبود

یقیناً ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اور مالک مشرقوں کا۔

یعنی آسمان اور زمین اور احوال کے اندر جتنی کائنات ہے اور جس قدر حدود و جہات ہیں سب کا وہی ایک

مالک ہے تو دوسرا اس کے مقابل کس قدر اور کس طرح مستحق عبادت ہو سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ شریک سے پاک و منزہ ہے۔

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِذِينَاتٍ الْكُوكِبِ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ۔ بیشک ہم نے

آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ فرمایا اور محافظت سماوی کے لیے ہر شیطان سرکش سے حفظ فرمایا کیے ہیں۔

سما و دنیا وہ ہے جسے آسمان اول کہا جلتے اور وہ آسمانوں سے زمین کے قریب ہے اور سب آسمانوں

میں جو کچھ ہے اس کی محافظت کو نافرمان شیاطین سے ملائکہ پاسبان مقرر فرماتے ہیں چنانچہ جب شیاطین آسمان پر

جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتے ان پر شہاب مارتے ہیں جس سے وہ دفع ہو جاتے ہیں اور آسمان پر نہیں جا

سکتے اور یہ جانا اس غرض سے ہوتا تھا کہ ملائکہ کی گفتگو سن کر کابھنوں کے ذریعے عوام میں غلط فہمیاں پیدا

کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ دَائِبٌ إِلَّا

مَنْ خَطَفَ الْخَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَابِتٌ يَنْهَى كَان لَكَ سَكْتَةٌ طَاعِلِي كِي طَرَفِ اَو سَطْرَتِ سَوَهَارِ كِي
جالتے ہیں اور انہیں مردود و مطرود کرنے کو مقرر ہیں اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے مگر جو ایک آدمی
بار بھنگ اچانک لے چلا تو چمکتا انگارا اس کے پیچھے لگا۔

یعنی شیاطین اور آسمان تک پہنچ کر ملائکہ کی گفتگو نہیں سن سکتے جب وہ وہاں کی خبریں لینے کو اڑتے
ہیں تو انگاروں کے گزراں پر گرتے ہیں اور اگر کوئی شیطان مکالمہ ملائکہ کی گفتگو سن کر لے بھاگا تو اس کے پیچھے
شہابِ سیاہی چمکتا ہوا چلاتا کر اسے جلادے اس کی تحقیق تفسیر عزیز می مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے
مفصل بیان فرمائی ہے۔ آگے حضور سے مخاطب ہے۔

فَأَسْتَفْتِمُ أَهْلَهُ اسْتَأْذِنًا خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ۔ اے محبوب ان سے
پوچھئے کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی بے شک ہم
نے انہیں چمکتی ہوئی مٹی سے بنایا ہے۔

یعنی کفار مکہ سے پوچھئے کہ جس قدر مطلق کو آسمان و زمین جیسی زبردست اور عظیم الجثہ مخلوق پیدا کرنا
کچھ مشکل نہیں تو انسانوں کا پیدا کر دینا سے کیا دشوار ہے اور ان کے ضعف اور ذلت کی یہ بڑی دلیل
ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادہ مٹی ہے اور وہ بھی چمکتی ہوئی ہے تو اب جسم کے گل جانے اور مٹی ہو جانے
کے بعد اسی مٹی سے دوبارہ پیدا کرنا کیوں ناممکن ہے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ وَإِذْ كُنَّا لآيَاتِنَا كُرْهُونَ۔ بلکہ تم متعجب ہو اور وہ تمہارے ہنسنا اور سبھانے
نہیں سمجھتے۔

وَإِذَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنَّ يَسْخَرُونَ وَقَالُوا إِنَّا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ وَإِذْ آمَنَّا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظَامًا
عَرَانَا لَبَعَثْتُمْ أَوَّابًا وَنَا الْآلُ كُرْهُونَ۔ اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشان ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ
کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے بھلا کیا ہم مگر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم زندہ اٹھائے جائیں گے اور
کیا ہمارے باپ دادا بھی زندہ ہوں گے۔

یعنی آپ اس پر متعجب ہیں کہ ایسے واضح الدلالہ معجزات بنیات کے باوجود وہ کیسے تکذیب
کی جرات کرتے ہیں اور مرنے کے بعد اٹھنے کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ سے تمسخر کرتے ہیں بشقِ قمر
رجعتِ شمس مری گوہ کے زندہ ہونے کلمہ شہادت پڑھنے، دعا سے عین امساک باراں میں موسلا دار
بارش ہونے وغیرہ وغیرہ معجزات کو جادو کہہ رہے ہیں۔

اور مرنے کے بعد مٹی اور ہڈی رہ جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ان کے باپ دادا کا جینا ان کو

مستبعد نظر آتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔
 قُلْ نَعْمَ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ. فرما دیجئے ہاں اور تم ذلت کے ساتھ اٹھو گے۔
 یعنی تم زندہ ضرور کیے جاؤ گے لیکن انتہائی ذلت میں۔

فَأَمَّا هِيَ زَجْرًا وَوَجْدًا فَإِذَا هِيَ تَنظُرُونَ وَقَالُوا يُؤَيِّنَا هَذَا يَوْمَ الدِّينِ هَذَا يَوْمُ
 الْفُضْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِمُنْكَدٍ تُؤْتُونَ. وہ تو ایک جھٹکا ہی ہے کہ جھبی دیکھتے رہ جائیں گے اور کہیں
 گے ہائے مصیبت (یہ کیا ہوا انہیں جو اب ملے گا) یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے۔
 یعنی وہ ایک بولناک آواز ہوگی جسے نغمہ ثانیہ کہتے ہیں اس کے بعد جب سب اٹھیں گے اور اپنے
 افعال کا نقشہ سامنے آئے گا تو افسوس کریں گے تو فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ دن فیصلہ کا ہے جس کی تم
 تکذیب کرتے تھے۔

حل لغات ناوہ

وَالصَّاقَاتِ صَفًا صفت باندھے لشکروں کی قسم۔ اس میں واو قسمیہ ہے اور صافات اصل میں صافات
 تھا۔ پہلی ف کو ساکن کر کے دوسری ف میں ادغام کر دیا۔ صفا مفعول مطلق ہے جو اپنے عامل کی تاکید کرتا ہے
 قَالَ الرَّجُلَاتِ زَجْرًا۔ پھر گھوڑوں کو زور سے ڈانٹ کر ہانکنے والے۔ زجر عربی زبان میں جانور کے
 ہانکنے کو کہتے ہیں۔ اور آدمی کو کسی فعل سے باز رکھنے یا جھڑکی دینے میں استعمال کرتے ہیں۔ محاورہ ہے زَجْرًا
 الْبَعِيرَ فَإِذَا زَجْرًا إِذَا احْتَشَسْتَهُ لِبَعْضٍ۔ وَذَجْرَتْ فَلَانًا عَنْ سُورٍ فَإِنَّ زَجْرًا أَي تَهَيَّبًا
 قَاتِلِي۔ یہی مفعول مطلق ہے۔

قَاتِلِيَا تِ ذِكْرًا۔ اور تلاوت کرنے والے از روئے ذکر تلاقہ اسی سے ماخوذ ہے اور یہی مفعول
 مطلق ہے۔

وَحِفْظًا اس کے معنی میں حَفِظْنَا حِفْظًا۔ ہم نے اس کی محافظت کی حفظ تام۔
 لَا تَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى۔ نہیں سن سکتے ملا اعلیٰ تک۔ لیسْمَعُونَ۔ اصل میں تسمعون تھا کہ اس
 سے بدل کر سین کو سین میں ادغام کر دیا اس لیے کہ دونوں مخرج میں مشترک ہیں تسمع کہتے ہیں کان لگا کر سننے کو۔
 ملا اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ ان کا مقام سکونت آسمان ہے۔
 دُجُورًا وَأَنْتُمْ عَذَابٌ وَأَصِيبٌ مِّمَّنْكَارِے ہوئے ان کے لیے مسلسل عذاب ہے۔

دوسرے کتب میں سخت ذلت کو اور بعض کے نزدیک دُخور ہانکنے اور نکالنے کے معنی دیتا ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں دُخُوْرَةٌ دُخُوْرًا وَاذْخُوْرًا اَي دَفَعَتْهُ وَاظْهَرَتْهُ۔ یہ مفعول مطلق ہے فعل مخذوف کا ائی وَيَدْتُوْرًا دُخُوْرًا جیسے قرآن کریم میں دوسری جگہ مَلُوْمًا قَدْ دُخُوْرًا۔ فرمایا گیا۔

وَاصِبٌ کہتے ہیں دائم اور لازم کو اور اس کی مزید تحقیق سورہ نحل میں دَلَمُ الدِّيْنِ دَاوِصًا سے مل جاتی ہے۔ پوری آیت یہ ہے رُكُوْعٌ ۶ وَدَلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ دَلَمُ الدِّيْنِ دَاوِصًا اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اسی کی فرمائندگی لازم ہے۔

یہاں دین سے مراد طاعت ہے اور وَاصِبٌ کے معنی دائم و لازم ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں قَصَبٌ الشَّيْءُ لَيَسِبُ وُضُوْبًا اِذَا اَكَامَ وَلَا اَذَمَ۔

وَلَكُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ۔ بعید المسافت یعنی وہ جگہ جس کی مسافت بعید ہو یا جس کی انتہا نہ ہو۔ اور علیل و بیمار کو وَاصِبٌ اس وقت کہتے ہیں جبکہ اس کا مرض طویل پکڑے اور جملی لازمہ کو بھی جملی وَاصِبٌ کہتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ خَطَفَ الْخَطْفَةَ۔ خَطَفَ خَطْفَةً۔ تیز چلا۔ اچک لے جانا۔ بجلی سے چکا چونڈ ہونا۔ جھپٹ کر لے جانا۔

فَاتَّبَعْنَا شَهَابًا ثَابِتًا۔ پھپھے گتا ہے چمکتا تارا۔ یہ وہ شہاب یا تارہ ہے جو آسمان سے ٹوٹتا ہے۔ ثَابِتٌ نہایت روشن۔ یہ ثقب سے مشتق ہے۔ اس کے معنی سوراخ کے ہیں جو مکہ شہاب بھی اپنے ٹور کی تیزی سے ہوا میں سوراخ کر کے باہر نکلتا ہے۔ اس وجہ سے اسے ثقب بولتے ہیں۔ یہ وہ گرنیڈ بم ہے جو ملائکہ شیطا میں برہارتے ہیں۔

طِيْنٌ لَّا ذِبَّ يَحْتَنِے والی مٹی۔ فَاِنَّمَا هِيَ دُجُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ۔ وہ تو ایک جھٹکا یا جھڑکی ہے۔ زجر کے معنی ہلا دینے یا جھڑکنے کے ہیں زجر روکنا۔ منع کرنا۔ ڈانٹنا۔ دفع کرنا۔ جھڑکنا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ صافات ۲۳

وَالصّٰفٰتِ صَفًّا فَاَلَّذِیْ جَرٰتِ زَجْرًا قَالَتَا لَیٰبِئْسَ ذِکْرًا اِنَّ اِلٰهَکُمْ لَوَ اِحِدٌ قَسَمٌ ہِے صفت باندھنے والوں کی اور ڈانٹ کر ہانکنے والوں کی اور تلاوت ذکر الہی سے کرنے والوں کی بیشک

مہاربا رب ایک ہی ہے۔

یہ قسمیں اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائیں۔ ملائکہ مقربین کی جیسا کہ ابن عباس با بن مسعود مسروق مجاہد
عکرمہ قتادہ۔ سدی نے فرمایا اور ابو مسلم نے بھی ایسا ہی کہا۔

بعض نے کہا یہ لفظ مشعر التائینت ہے۔ اور ملائکہ اس سے متبراد منترہ ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ
اسے جمع الجمع کے معنی میں لیا جائے تو یہ بمعنی صاف لیا جائے گا جس کے معنی طائفہ یا جماعت کے ہونگے
وَحَلِیْکَ بِاِعْتِبَادِ تَقَدُّمِ الرَّتْبَةِ وَالْقُرْبِ مِنْ حِطِّیْرَةِ الْقُدْسِ . اور الصَّافَاتُ
الْقَائِمَاتُ مُنْفَوْفًا لِلْعِبَادَةِ۔

بعض نے کہا اس سے مراد نماز کی صف باندھنے والے ہیں۔

بعض نے کہا صافات سے مراد ہوا میں اپنے پرول سے صف باندھنے والے ملائکہ ملو ہیں جو منتظر
افر ابھی ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا وہ پرند مراد ہیں جو صف بستہ فضاء ہوا میں پرواز کرتے ہیں جیسے ارشاد الہی ہے ذ
الطَّیْرَ صَافَاتٍ۔

اور زاجرات سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو مدبرات امور میں جن کا تذکرہ خَالِدٌ تَبَاتِ اَمْرًا میں ہے۔
اور زجر اصل میں معنی دفع مستعمل ہے اور یہ بمعنی چلائے اور کسی کام سے روکنے کے معنی بھی دیتا ہے۔
بعض نے زجر سے مراد بندوں کا روکنا بھی معاصی سے مراد لیا خواہ وہ بالہام تخریر ہو اور زجر شیطان
کے لیے یہ ہے کہ وہ وسوسہ اور اغول سے رکار ہے اور استراق سمع سے باز رہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ زاجرات سے مراد آیات الہیہ ہیں جو قرآن کریم میں ہیں۔

اور تالیات سے مراد ملائکہ ہیں۔

ابو صالح فرماتے ہیں اس سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے احکام قرآن لوگوں کے لیے

لاتے ہیں۔

اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَوَاحِدَةٌ بے شک مہاربا معبود ایک ہے۔

یہ جواب قسم ہے جس کے یہ معنی بنتے ہیں کہ وحدۃ صانع مطلق دلیل عقلی و عقلی سے جب ثابت ہو چکی تو

واضح ہو گیا کہ معبود حقیقی ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاَحَدًا

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّہٗ اٰیۃٌ

جیکہ ہر شے میں اس کے وجود واحد کے دلائل ہیں تو ثابت ہوا کہ وہی ایک معبود حقیقی ہے۔

ذَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ذَبَّ الْمَشَارِقِ - مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور کچھ اس میں ہے اور مالک مشارق کا ہے۔

یہاں مشارق سے مراد مشارق شمس ہیں۔ اس لیے کہ مشارق شمس سال بھر کے دنوں کے برابر ہیں۔ اس لیے کہ ہر دن طلوع شمس ایک نئے مشرق سے ہوتا ہے اور غروب بھی نئی جگہ ہوتا ہے۔

اسی بنا پر حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نزود پر عجت قائم کرنے کو فرمایا
قَاتِلْهُ يَأْتِي بِالسَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِينَ كَفَرُوا -

چنانچہ ابن عطیہ فرماتے ہیں اِنَّ مَشَارِقَ الشَّمْسِ مَا شَتَا وَتَشَاؤُنَ - مشارق شمس ایک سو اسی ہیں اس لیے کہ مشارق شمس رأس سرطان سے شروع ہوتا ہے۔

اور یہ پہلا برج بروج صیف کا ہے اور یہ اس جدی تک جاتی ہے اور جدی اول برج بروج متناہی ہے۔

اور اس جدی سے رأس سرطان تک متحد ہے اس اعتبار سے ایک سو اسی مشرق ہوتے ہیں اور اگر لغیر مشرق کا اعتبار کیا جائے تو تین سو ساٹھ مشرق ہوں گے۔ اس لیے کہ سن شمسی باعتبار عدد چھ دن زیادہ کا ہوتا ہے۔

اور رب المشرقین و رب المغربین جو فرمایا وہ باعتبار مشرق صیف اور مشرق متناہی سے ایسے ہی مغربین کا حال ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّا دَخَلْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزَيْنْتِنِ الْكَوَاكِبِ - ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا کواکب کی تزین سے اس سے مراد اقرب سما ہے جو اپنی زمین سے قریب ہے۔

اور اجل فلاسفہ کے نزدیک

قمر تھا آسمان دنیا پر ہے۔ اور

عطارد آسمان دوئم پر ہے اور

زمرہ آسمان سوئم پر ہے اور

شمس آسمان چہارم پر ہے اور

مریخ آسمان پنجم پر ہے اور

مشتری آسمان ششم پر ہے اور

زحل آسمان ہفتم پر ہے اور

ثوابت اس فلک پر ہیں جو آسمان ہنقم سے اوپر ہے جسے اصطلاح شرع میں کسی کہتے ہیں۔
یہ ساتوں سیارے ایک شعر میں منظوم ہیں۔

قمر است و عطارد و زہرہ شمس۔ مریخ۔ مشتری و زحل
و حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ۔ اور حفاظت کی ہم نے ان کی ہر سرکش شیطان سے
الوسی فرماتے ہیں کَلَسْنَا قَبْلَ اِنَّا خَلَقْنَا الْكَوَاكِبَ زِينَةً لِلسَّمَاءِ فَحِفْظًا لَهَا۔ گویا فرمایا گیا ہے
شک ہم نے تارے زینت سما کے لیے بنائے اور ان کے محافظ مقرر کیے تاکہ ہر سرکش شیاطین وہاں تک
نہ پہنچ سکیں۔

مارد بہتر لوں سے معرکہ کہتے ہیں حَيْثُ قَالَ وَالْمَارِدُ كَالْمَرْبِدِ الْمُتَعَرِّى عَنِ الْخِيَارِ مِنْ
قَوْلِهِمْ شَجَرًا مَّوَدًّا اِذَا تَعَرَّى مِنَ الْوَدْقِ۔ جیسے بولتے ہیں شجر امر و جبکہ اس میں تپتے نہ رہیں۔
وَمِنَّا قَبْلَ ذَمَلْنَا مَوْدًّا اِذَا الْكَرْتِ بَثَّ شَيْئًا۔ اسی کے ماتحت رملہ مرد و امر بولتے ہیں
جب کہ اس میں کھجور اور نہ ہو۔
وَمِنَّا الْاَمْوَدُ مَهْجَرًا دَعَا عَنِ الشَّجَرِ۔ اسی سے امر وہ ہے کہ اس کے چہرہ پر سبزہ نہ اگے اور
بلالیش ہی رہ جائے۔

اور ارباب شرائع نے مارو کی تفسیر خارج عن الطاعة کے لیے اس لیے کہ وہ اطاعت سے
معرئی ہوتا ہے۔

لَا يَسْتَمْعُونَ اِلَى الْمَلَا الْاَعْلَى۔ نہیں سن سکتے ملا اعلیٰ کی باتیں۔
يَسْمَعُونَ یعنی یسمعون۔ اور یہ اصل میں یسمعون ہی ہے ت کو سین میں اوغام کر دیا پھر
وہ یسمعون ہو گیا۔

اور ملا اصل میں جماعت کو کہتے ہیں جیسے وَقَالَ الْمَلَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ وَقَالَ الْمَلَا مِنْ
قَوْمِ خُرَيْجٍ وَغَيْرِهِ ارشاد ہے۔ اور یہاں ملا اعلیٰ سے مراد جماعت ملائکہ علیہم السلام ہے جیسا کہ
سدی نے کہا اور ملا اعلیٰ من جہۃ العلو اعلیٰ ہے اور من جہۃ السفلی بلاد اسفل ہے جن میں انس و
جن رہتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہوا ہے لَا يَسْمَعُونَ مِنَ السَّمَاءِ۔

وَيَقْتَدُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُخُوْرًا وَاَنْتُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ۔ اور مارے جلتے ہیں ہر سمت
سے مطر و دود و دگر نے کو اور ان کے لیے دوامی عذاب ہے۔

یعنی وہ شیاطین رجم کیے جاتے ہیں جو انب سما سے جبکہ وہ پڑھ کر آسمانی خبریں لینے کا ارادہ کرتے

ہیں رُو حور عربی میں وقع کرنے اور در کر وینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور واصل بہ معنی دائم آتا ہے۔

الْأَمْ مِنْ حَطَفِ الْخَلْفَةِ فَأَتْبَعَهَا شَهَابٌ ثَابِتٌ مَّا قَبَّ. مگر ان شیطا طین میں سے جو بھی آواز کی بھینک اچک کر جانا چاہے تو اس کے پیچھے شہاب ثابت لگ جاتا ہے۔

حطف عربی میں احتکاس اور لٹکے سے کسی چیز کے ایک لینے کو کہتے ہیں یا جلدی سے لینے کو کہتے ہیں اور یہاں احتکاس سے مراد کلام ملائکہ کو چرا کر کا بہنوں تک پہنچانا ہے تو جب شیطا طین کلام ملائکہ چرا کر چلتے ہیں تو ان کے پیچھے شہاب لگتا ہے۔ شہاب اصل میں وہ شعاع ہے جو آگ کی طرح دھکتا ہوا آسمان سے نکلتا ہے اور اسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں۔

اور ثاقب بمعنی روشن مستعمل ہے اور یہ نجوم سماویہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک شعاع ہے جو شیطا طین کے جلانے کو ملائکہ بھینکتے ہیں۔

اس لیے کہ کو اکب سماویہ تو ایک ایک تارا زبردست پہاڑ کے برابر ہے۔

اور فلاسفہ کی تحقیق میں ثوابت کی یہ شان ہے کہ ایک ایک تارا اودے زمین سے اڑے پھر ظاہر ہے کہ اگر تارے ہی ٹوٹتے تو آج آسمان پر تھوڑے سے ہی وہ جاتے۔

اور قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے وَ لَقَدْ وَتَّيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَ جَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ سَاءَ دُنْيَا كُوْرُجُوْلٍ سَے مَرِيْنِ فَرِيَا يَا اُوْر شِيْطَا طِيْنِ كَے لِيْے رُجُوْمِ عَلِيْجِدِه رُكْنِے۔

اور اِنَّا وِتَّيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمِزْيَنَاتٍ اَلْكُوْاْكِبِ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ۔ سماء دنیا کو کو اکب سے مَرِيْنِ فَرِيَا يَا اُوْر سُرْكش شِيْطَا طِيْنِ كَے لِيْے عَلِيْجِدِه نَطَاْم رُكْهَا۔ كَے اسْتِرَاقِ سَمْعِ نَه كَر سَكِيْنِ۔ اُوْر شِيْطَا طِيْنِ كِي رَا ه بِنْد هُو جَا شَے۔

اس کے بعد حضور کو ارشاد ہے کہ ان مشرکین سے پوچھئے اس لیے کہ اسْتَفْتَا بِمَعْنِي اسْتَفْجَارَاتَا هے چَانِيْجِ مَشْرِكِيْنِ مَكْرُ سَے وِيَا فِت كَرْنِے كَا حَكْم هُوَا اُوْر اَرشَا دِ هُوَا۔

فَا سْتَفْتَيْتُمْ اَهْلَهُمْ اَسْتَفْتَا اَمْ مِّنْ خَلْقِنَا اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّا ذِيْبِ۔ تو ان مشرکوں سے پوچھو کہ کیا وہ مشکل ہیں بتانے میں یا جو ہم نے بنائے ہم نے انہیں پیدا کیا چگتی مٹی سے۔

ابن منذر وغیرہ قتا وہ سے راوی ہیں اِنَّهُ يَلْوِقُ بِالْيَدِ اِذَا مَسَّ بِهٖا۔ لَّا زَب وَ هے هُوَا هَتْجِه لُكْلَنِ سَے حَكْے۔

اور طبری کہتے ہیں خُلِقَ اَدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَ مَاءٍ وَ هُوَا دُوْنَا رِ وَ هَذَا اَكْمَرُ اِذَا خَلَطَ صَا رِ طِيْنًا

لاذیبا۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی پر پانی بہا۔ آگ سے مٹی اور یہ سب جب مل گئے تو طین لازب یعنی چمکتی مٹی ہو گئی۔ اور لغت میں طین لازب کو لازم اور لاتب بھی کہتے ہیں اور ان سب کے معنی ایک ہی ہیں۔

وَأَخْرَجَ عَدْنُ بْنُ حَمِيدٍ وَابْنُ الْمُثَنِّنِ رِعْنَ مُجَاهِدًا أَنَّهُ قَالَ لِالذَّبِّ آخِي لِذِمْرَيْنِ وَعَلَّ وَصَفَهُ بِمُتَيْنٍ مَاخُودٌ مِّنْ قَوْلِهِ تَعَالَى مِّنْ حَيَاةٍ مَّسْنُونٍ۔ لازب سے مراد سڑی مٹی ہے اور غالباً اسے سڑی مٹی اس لیے کہا گیا کہ دوسری جگہ ارشاد سے مِّنْ حَيَاةٍ مَّسْنُونٍ۔

لِكُنْ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ الَّلَّذِبُ وَالْحَمَاءُ الطِّينُ وَاحِدٌ كَانَ أَوَّلُهُ تَزَابًا ثُمَّ صَارَ حَمًا مَّسْنُونًا ثُمَّ صَارَ طِينًا لِالذَّبِّ فَخَلَقَ اللهُ مِنْهُ إِهْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِالذَّبِّ أَوْ حَمًا أَوْ طِينًا أَوْ حَمًا أَوْ طِينًا أَوْ حَمًا أَوْ طِينًا۔
لاذب اور حما اور طین ایک ہی چیز ہے اول یہ تراب تھی پھر حامتین بنی پھر طین لازب یعنی چمکتی مٹی ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

بہر حال جو مٹی سے پیدا کیا جس میں سلاکت و قوت ہی نہ تھی تو جس خالق مطلق نے طین لازب سے بنایا اور بے نظیر بنایا تو یہ منکرین بعثت کس دلیل سے منکر ہیں کہ دوبارہ ہمیں نہیں بنایا جاسکتا۔ اور کہتے ہیں إِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا تَزَابًا وَعِظَامًا إِنَّا لَبَعُوثُونَ۔ اس پر باری کی طرف سے ارشاد بَلْ تَحِبُّونَ وَيَنْهَوْنَ۔ آپ تعجب کرتے ہیں کہ واضح دلیل یہ کیوں قبول نہیں کرتے اور وہ آپ کا مستحضر اڑ رہے ہیں۔

وَإِذَا ذُكِرُوا بِاللَّيْنِ كَرُّونَ وَإِذَا أَرَادُوا أَيْتًا لَّيْسَتْ سَجْرُونَ وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّحِينٌ اورا جب وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اپنے مستحضر میں اور بڑھ جاتے ہیں۔

شان نزول :- آیت کا یہ ہے کہ

إِنَّ دَكَاتَهُ دَجَلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَقِيَهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَبَلِ خَيْلٍ بَرِيحًا غَمَّاكَةً وَكَانَ مِنْ أَقْوَى النَّاسِ فَقَالَ لَهَا يَا دَكَاتَةُ أَرَأَيْتَ إِنْ صَارَ عُنُقُ الْوُفِيِّ فَقَالَ نَعَمْ فَصَرَ عُنُقًا ثَلَاثَةً عَرَضَ لَهَا بَعْضُ الْآيَاتِ فَحَمَّهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ شَجْرَةً فَأَقْبَلَتْ فَلَمَّا يُؤْمِنُ دَجَلًا إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ يَا بَنِي هَاشِمٍ سَاجِدُوا لِصَاحِبِكُمْ أَهْلَ الْأَرْضِ فَانزَلَتْ فِيهِ وَأَحْزَابِهِ۔

وَلَيْسَتْ سَجْرُونَ قَرِيحٌ لَّيْسَتْ سَجْرُونَ بِالْحَمْدِ الْمَهْمَلَةِ أَي لَعْدًا وَتَمَّ سِحْرًا۔

رکانہ مشرکین مکہ سے ایک شخص تھا جو حضور سے ایک پہاڑ پر بلا جہاں اس کی بکریاں چرائی جاتی تھیں اور یہ قوی میل آدمی تھا حضور نے فرمایا اے رکانہ اگر میں تجھے پھیلا دوں تو تو ایمان لے آئے گا اس نے کہا ہاں حضور نے اسے تین بار پھیلا ڈالا۔ پھر چند ایک اور معجزات ظاہر فرمائے۔ ایک درخت کو بلایا تو وہ آگیا مگر یہ ایمان نہ لایا اور مکہ میں آ کر کہنے لگا اے ابنائے ہاشم تمہارے صاحب زمین والوں پر جادو کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ - اور بولے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آیات باہرہ دیکھیں تو بجائے ایمان لانے اور اعتراف حق کرنے کے بولایہ تو کھلا جادو ہے اور کہنے لگا۔

مَا أَذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُدَابًّا وَعِظَامًا وَأَنَا الْبَعُوثُونَ أَوَّابًا وَأَنَا الْأَذِلَّةُونَ - جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو کیا ہم پھر زندہ اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا جو پہلے ہیں۔

یعنی اَبَعَثْنَا إِذَا مِتْنَا - اور اسی کے ساتھ کہنے لگے أَوَّابًا وَأَنَا الْأَذِلَّةُونَ مَبْعُوثُونَ أَيضًا یہاں اپنے زندہ ہونے کا محال ظاہر کرتے ہوئے بعث آیات کو زیادہ مستبعد کرنا مقصود ہے اس لیے کہ وہ ان سے پہلے مر چکے تھے تو ان سے ان کا زندہ ہونا زیادہ مستبعد تھا اس لیے أَوَّابًا وَأَنَا الْأَذِلَّةُونَ کہا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا۔

قُلْ نَحْنُ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ اے محبوب فرمادے ہاں تم اور تمہارے باپ دادا سب اٹھائے جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تمہارا اٹھنا ایسے حال میں ہوگا کہ تم سب ذلیل اور بے بس ہو گے۔

گویا عبارت یوں نبی قُلْ نَحْنُ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ اے نبی قُلْ نَحْنُ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ اے نبی قُلْ نَحْنُ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ اور یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کو اس وقت دیا جبکہ وہ ایک بوسیدہ بڑی لے کر اپنی چکی میں

اس کے ذرات بل کر دکھا رہا تھا اور حضور سے عرض کر رہا تھا۔

فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَيَبْعَثُكَ وَيُخِذُكَ بِحَقِّمْ - تو حضور نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ تجھے اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اس کے بعد نوعیت بعث بعد الموت کی تفصیل بیان فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

فَإِنَّمَا هِيَ زُجْرَةٌ وَأَحَدَةٌ فَإِذَا هُمْ يُنْفِثُونَ - اور یہ بعث ایک چکھارے سے ہوگی تو اپنے اپنے مردوں میں پڑے پڑے دیکھیں گے۔

مجاورہ عرب میں زحزحہ صبح کے معنی میں مستعمل ہے اور صبح اس آواز کو کہتے ہیں جو چرواہے اپنے

جانوروں کے ہانکتے میں لگاتے ہیں۔
 آلوسی ذیل میں ہے۔ وَالزُّجُجَةُ الصَّيْحَةُ مِنَ زَجْرِ الرَّاعِي عَمَهُ صَاحَ عَلَيْهِمَا۔ اور یہ نغمہ تانیر ہوگا

جب صبح اور اقبل دوبارہ پھونکا جائے گا تو اس وقت سب اپنے اپنے مقدر میں زندہ ہو کر دیکھتے
 رہ جائیں گے اور یہ دیکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے دنیا میں دیکھتے تھے اِنِّى فَاذًا هُمْ قِيَامَةٌ مِّنْ مَّوَاقِدِهِمْ
 اَجْبَلَةٌ يَبْصُرُونَ كَمَا كَانُوا فِى الدُّنْيَا۔ اور اس وقت دیکھیں گے

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِى كُنْتُمْ بِهٖ تُنكَدُ بُوتَ تَكُوْبِیْنَ

گے ہلٹے ہلاکت ہماری یہ تو وہی بدلہ کا دن ہے۔ دین معنی جزا ہے جیسے گناہ بدین نڈان بولا جاتا ہے
 جس کے معنی جیسے کرنی ویسے بھرنی ہے۔ یعنی اس وقت حسرت و افسوس کے ساتھ مشرکین کہیں گے
 ہلٹے خرابی یہ تو وہی دن ہے جس دن ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ ملنا تھا۔

ان بد نصیبوں کو اس دن یقین آئے گا جب آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور یہ دن وہ ہوگا کہ اب
 یقین آنا نہ آنا بیکار ہوگا بیچارہ بلائکہ فرمائیں گے۔

هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِى كُنْتُمْ بِهٖ تُنكَدُ بُوتَ تَكُوْبِیْنَ۔ یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے
 اب تم کتنی ہی معذرت کرو آج تمہاری شنوائی نہیں ہے بقول شخصے۔

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیا نہ ہیت

اب بچھٹائے کیا ہوت ہے چڑیاں چگ گئیں کھیت

بامجاورہ ترجمہ دوسرا کوع صافات پ ۲

حاضر کرو انہیں جو ظلم کرتے رہے اور ان کے
 ساتھیوں کو اور انہیں جو پوجے جاتے تھے اللہ
 کے سوا پھرے چلو انہیں بہنم کی راہ کی طرف۔
 اور کھڑا رکھو انہیں وہ پوچھے جائیں گے۔
 کہ اب تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں
 کرتے ہو۔

أَحْشَرُوا الْكِنَانِ ظَلَمُوا وَأَوَّجَهُمْ
 وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
 فَأَهْدُوا هُم إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ه
 وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْتَوْفُونَ ه
 مَا لَكُمْ لَا تَنصُرُونَ ه

بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝

قَالُوا إِنَّكُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۝

قَالُوا بَلْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝

وَمَا كَانَتْ تَأْتِيكُم مِّن سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغٰةً ۝

نَعَىٰ عَلَيْنَا قَوْلَ رَبِّنَا إِنَّ آلَ الْاِنْفٰثِ عٰثِرُونَ ۝

فَاغْوَيْنَا كَمَا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝

فَاِنَّكُمْ يَوْمَ مِثْقٰلِ عِثَابٍ مُّشٰرِكُونَ ۝

اِنَّكَ لَك تَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

وَيَقُولُوْنَ ءَا اِنَّا لَتَارِكُوْا اِلٰهِنَا لِشٰعِيْرِ

مُجْنُوْنٍ ۝

بَلْ جَادَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اِنَّكُمْ لَكٰنْتُمْ اِلٰهًا اِلٰهِيْمَ ۝

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ۝

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

فَوَاكِسٌ وَهُم مَّكْرُمُونَ ۝

بلکہ وہ اس دن نہی گردن کیے ہوں۔

اور ان کا ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا

تو وہ آپس میں کہیں تمہیں ہم پر دائیں طرف سے

آ کر بہکاتے تھے۔

وہ کہیں بلکہ تم ہی مومن نہ تھے۔

اور نہیں تھا ہمارا زور تم پر بلکہ تم سرکش تھے۔

تو پورا ہو گیا ہم پر وعدہ اسکے عذاب کا فرمان الہی

سے اب ہمیں ذائقہ عذاب چکھنا ہے۔

تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم سب گمراہ تھے۔

تو وہ اس دن عذاب میں سب مشترک ہونگے۔

ایسا ہی ہمارا کام مجرموں کے ساتھ ہوتا ہے۔

یہ ایسے سرکش تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ کوئی

معبود نہیں مگر اللہ تو یہ تکبر کرتے تھے۔

اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ کر ایک شاعر

مجنون کے پر و ہو جائیں۔

بلکہ وہ آئے ہیں دین حق کے ساتھ اور پہلے نبیوں

کی تصدیق فرماتے ہیں۔

تم اس سرکشی کی وجہ میں دردناک عذاب کا مزہ

چکھنے والے ہو۔

اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر تمہاری جیسی کرنی

ہوگی ویسا ہی بدلہ ہوگا۔

مگر اللہ کے مخلصین بندے

یہ وہ ہوں گے کہ انہیں اللہ کے کرم سے ان کی رزق

مقرر ہوگی۔

جو میووں سے ہو اور وہ عزت سے باغوں میں

ہوں گے جہاں نعمتیں ہیں۔
تختوں پر اٹنے سے سامنے ملتے ہیں۔
ان پر دور چل رہا ہو صاف شراب کا۔
سفید لذیذ شراب۔

کہ نہ ہو اس میں بدحواسی اور نہ اس سے ان کی عقل
مغموں پر ہو۔
اور ان کے پاس شرمیلی نیچی نگاہ برسی آنکھ والی
بیویاں ہوں۔

گویا وہ بڑے چمکتے موتی ہیں۔
تو وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں اور آپس
میں پوچھ گچھ کریں۔
اور کہنے والا کہے ان سے میں تھا دنیا میں تمہارا
فریق۔

اور وہ تعجب سے کہے کیا تو بھی قیامت کو ملتے
والا تھا۔

کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں کیا ہم
دوبارہ اٹھیں گے، اور اپنی کرنی کا بدلہ دیے جائیں گے
کہے بیشک تم دیکھ سکتے ہو۔
تو وہ دیکھے تو دیکھے بیچوں بیچ جہنم کے۔
لو لے قسم خدا اگر تیرا کرخیل جاتا تو مجھے ہلاک ہی کرتا
اور اگر اللہ کی نعمت نہ ہوتی تو میں بھی انہی میں رہ کر
عذاب پاتا۔

تو کیا ہم مرے نہیں۔
مگر ہمارا مرنے پہلا ہو گیا اور اب ہم عذاب میں نہیں
جائیں گے۔

فِي حُجَّتِ النَّعِيمِ ه
عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ه
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَايَسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ه
يُضَاهِيهِ كَذَلِكَ لِلشَّرِبِ يُبِينُ ه
لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْفَوْنَ ه

وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ مِّنَ الطَّرِيقِ عِينُ ه

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكَوْنٌ ه
فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ه

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ه

يَقُولُ إِنَّا كُنَّا لِلصَّادِقِينَ ه

مَا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا مَا
لَمْ نُبَيِّنْ ه

قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُّطِيعُونَ ه
فَأَطَاعَ قَرِينُ قَائِلٍ سَوَاءٌ أَلْحَجَّيْمُ ه
قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْنَا لَنُزِدْنَهُ
وَأَوْلَا نِعْمَتِي لَكُنْتُ مِنَ الْخَاصِرِينَ ه

أَفَمَا نَحْنُ بِمَبْتَلِينَ ه
الْأَمْوَاتِ تَتَنَادَى وَا مَا نَحْنُ بِمَعْدَابِينَ ه

إِنَّ هَذِهِ أُمَّةُ الْقَوْمِ الْعَظِيمِ
مِثْلَ هَذِهِ أُمَّةُ الْعَامِلِينَ ه

أَذَلَّ خَيْرٌ نَزَّلَا مِنْ شَجَرَةِ الزَّقِيمِ ه

أَنَّا جَعَلْنَاهَا قِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ه
إِنَّمَا شَجَرَةُ يُجُوجَ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ه
ظَلَمْنَا كَأَنَّا زُفْرٌ مِنَ الشَّيَاطِينِ ه
فَأَنَّهُمْ لَا كَلِمَةَ مِنهَا قَائِلُونَ مِنهَا الْبَطُونَ ه
تُعْرَى كَرِيمٌ عَلَيْهَا لِشُوبًا مِنْ جَمِيمِ ه

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ه
إِنَّهُمْ الْقَوَائِدُ ه وَصَالِيْنَ ه

فَمَعْلَى أَشَارَهُمْ مَهْرَعُونَ ه
وَلَقَدْ صَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرَ الْأَوْلِيْنَ ه
وَلَقَدْ لَاسَلْنَا فِيهِمْ مُنْدَرِيْنَ ه
فَأَنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَدَرِيْنَ ه
الرَّعْبَادِ اللهُ الْخَالِصِيْنَ ه

بیشک یہ بڑی کامیابی ہے

اور نیک عمل کرنے والے کامیاب ہیں تو ہر ایک
کو ایسا ہی عمل کرنا چاہئے۔

کیا یہ نعمت بہتر ہے اور ہم انی یا تھوہر کے دست
کی تو اضع۔

بے شک کیا ہے ہم نے اسے ظالموں کی آزمائش
وہ درخت سے جو نکلتا ہے درخت کی ٹہری سے
اور اس کا پھل گویا سانپ کا سر ہے۔

تو جہنمی لے لکھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں
پھر ان کے لیے اس پر جہنم کا کھولتا پیپ ملا پانی
ڈال جائے۔

پھر لوٹ کر اسی جہنم میں جائیں۔

اے محبوب یہ وہ ہیں کہ باپ دادا کی محبت میں
گمراہ ہیں۔

تو انہی کے قدم لقمہ لیک رہے ہیں۔
اور بے شک ان سے پہلے بھی اکثر ایسے ہی گمراہ ہوئے
اور بیشک بھیجے ہم نے ان میں ڈرناٹے والے۔
تو دیکھئے کیا ہوا انجام ان ڈرٹے ہوؤں کا۔
مگر اللہ کے غلص بندے۔

لفظی ترجمہ

وہ اور
گائوا تھے وہ
فَا هَذَا نُورًا وَكَهَاؤ

ظَلَمُوا ظَالِمِينَ
كَا جَن كُو
اللَّهِ - اللّٰہ کے

اَشْرُوا الْكُهَّارُو
اَزْوَانِهِمْ لِكَيْ سَأْتِيُوں كُو
يَعْبُدُونَ يُوَجِبْنَ
الذَّيْنِ - ان کو جو
وہ اور
مِنْ دُونِ سِوَا

الْحَجِيمِ وَوَرِثَةِ كِي
 قَسَدُ لَوْنٍ - يَوْجِي جَانِبِي
 تَنَاصُفُوتِ مَدَكِي لِي
 مَسْتَسِيلُوتِ فَرَاغِي لِي

علی - اور
 اَنُكُو - بیشک تم
 قَالُوا - کہیں گے
 مُؤْمِنِي - مومن

لَنَا - ہمارا
 كُنْتُمْ - تھے تم
 عَلَيْنَا - ہم پر
 لَدَانِقُوتِ - چکنے والے ہیں
 كُنَّا - ہم تھے
 فِي - بیچ

كَذَلِكَ - اسی طرح
 كَانُوا - تھے
 لَا - نہیں کوئی
 يَسْتَكْبِرُونَ - تکبر کرتے تھے
 اِنَّا - ہم

مُجْتَنِبُونَ - دیوانے کے لیے
 وَ - اور
 لَدَانِقُوتِ - چکنے والے ہو
 مَا - نہ

كُنْتُمْ - تھے تم
 اللهُ - اللہ کے

وَطَرِطِ رَاهِ
 اَنُكُو - بیشک وہ
 لَا - کہ نہیں
 اَلْيَوْمَ - آج کے دن
 بَعْضُهُمْ - بعض ان کا

قَالُوا - کہیں گے
 عَنِ الْمَيِّتِينَ - دایں جانب سے
 نَكُونُوا - تھے تم

كَانَ - تھا
 بَلْ - بلکہ
 فَحَقٌّ - تو حق ہوئی
 اِنَّا - بیشک ہم
 اِنَّا - بیشک
 يَوْمِيْنِ - اس دن

مُشْتَرِكُونَ - شریک ہو گے
 بِالْمُجْرِمِيْنَ - مجرموں کے ساتھ
 كُمْ - ان کو
 اللهُ - اللہ تو

ع - کیا
 اَلشَّاعِرِ - شاعر
 بِالْحَقِّ - حق کے کہ
 اَنُكُو - بیشک تم
 وَ - اور

مَا - جو
 عِبَادَ - بندے

اِلَى طَرَفِ
 هُوَ - ان کو
 كُنُو - تم کو
 هُوَ - وہ
 اَقْبَلَ - متوجہ ہو

يَتَسَاءَلُونَ - سوال کرتے
 تَأْتُوْنَنا - آتے ہم کو
 كُوْنُ

مَا - نہیں
 مِنْ سُلْطَانٍ - کوئی غلبہ
 طَاعِيْنَ - سرکش
 رَبَّنَا - رب ہمارے کی
 كُوْنُ - تم کو
 فَايَمُّوْا - تو وہ

مُشْتَرِكُونَ - شریک ہو گے
 بِالْمُجْرِمِيْنَ - مجرموں کے ساتھ
 قَبْلَ - کہا جاتا
 اِلَّا - مگر
 يَقُولُونَ - کہتے تھے

اَلِهَيْتَنَا - اپنے معبودوں کو
 جَاءَ رَايَا
 اَلْمُرْسَلِيْنَ - پیغمبروں کی
 اَلْاَلِيْمِ - دردناک

مَا - جو
 اِلَّا - مگر

هُوَ - ان کو
 وَ يَقُوْا - کھڑا کرو
 مَا - کیا ہے
 بَلْ - بلکہ
 وَ - اور

بَعْضِ - بعض کے
 كُنْتُمْ - تھے
 بَلْ - بلکہ
 وَ - اور

عَلَيْكُمْ - تم پر
 قَوْمًا - قوم
 قَوْلِ - بات
 فَاغْوَيْنَا - لو گراہ کیا ہم نے
 غُلُوْبِيْنَ - گمراہ

اَلْعَذَابِ - عذاب کے
 نَفْعًا - کرتے ہیں
 اِذَا حِبِ
 اِلَّا - مگر
 وَ - اور

لَتَأْتِكُوْا - چھوڑنے والے ہیں
 بَلْ - بلکہ
 صَدَقَ - تصدیق کی
 اَلْعَذَابِ - عذاب

مُجْرِمُونَ - بدلہ دینے والے
 لَعْمَلُوْنَ - کرتے

الْمُتَّصِلَاتِ بِخَالِصٍ

أَفَلَيْتَ بِرِ لُؤْكَ

لَمْ تَكِ لِيْهِ

رِذْقًا رِزْقٌ هُوَ

مَعْلُومٌ مَقْرُورٌ فِيْهِ
مَلَكٌ مَوْتٌ بِرِزْقِ كَيْفِ جَا

فَوَاكِهِ مِيْوَعِيْهِ

وَأُوْرُ

هُوَ وَهُوَ

عَلَى الْوَجْهِ

شُرُوْدِ تَحْتُوْلِ كَيْ هُوْنِكِيْ

مُنْتَقِبِيْنَ رَمْنِيْ سَلْمِنِيْ

بُطَاثٌ دُوْرٌ هُوْكَ

بَلِيْمٌ اِنْ يِ

بِكَاْسِيْ بِيْلِيْ

مِنْ مَعِيْنِ شَرَابِ

بِيْضَاءِ سَفِيْدَا

لَذِيْذٌ لَذِيْذٌ هُوْكَ

لِلشَّارِبِيْنَ يَنْبِيْ وَالْوَالِيْنَ كَيْلِيْ

لَا تَهْ هُوْكَ

فِيْمَا اسِيْ

عَوَلٌ بِدِ حَوَاْسِيْ

يَنْزُوْنٌ سِرْدَرٌ هُوْ

وَأُوْرُ

عِيْنًا بِاسِيْ

عِنْدًا اسِيْ

فَصِيْرَةٌ نِيْحِيْ

الطَّرِيْبُ نِكَاةٌ وَالِيْ عُوْرِيْ

عِيْنٌ مَوْتِيْ اَنْكَمُ وَالِيْ

هُوَ اِنْ كَيْ هُوْنِكِيْ

بِيْضٌ مَوْتِيْ هِيْ

مَكْنُوْنٌ چِيْپِيْ هُوْنِيْ

فَاَقِيْلٌ تُوْ تُوْرٌ كَرِيْجَا

كَأَيُّهَا كُوِيَاوَهُ

عَلَى اُوْرِيْ

بَعْضُ بَعْضُ كَيْ

بِيْضَاءُ لُوْنٌ سَوَالٌ كَرِيْ

بَعْضُهُمْ بَعْضُ اِنْ كَا

قَائِلٌ اَيْكُ كَيْنِيْ وَالَا

مِنْ اِنْ مِيْ سِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

قَالَ كَيْ كَا

لِيْ مِيْرُ

فَرِيْقٌ اَيْكُ سَاكِنِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

كَانَ تَحَا

اِنَّكَ تُوْ

لِيْمَنُ الْمُصَدِّقِيْنَ سِيْجٌ مَا تَا هِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

اَيْ كِيَا

اِذَا حِيْبٌ

مِنْنَا سِيْمٌ مَجَاثِيْ كِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

اَيْ كِيَا

تُوْ اَبَا مِثِيْ

وَأُوْرُ

عِظَامًا بِيْجَا

كُنَّا سُوْ جَاثِيْ كِيْ

اِنَّا سِيْمٌ

لَمَّا يَنْوُوْنَ بَدَلِيْ جَاثِيْ كِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

اَيْ كِيَا

اَنْتُمْ تَمُّ

مُطَّلَعُوْنَ مَجَاثِيْ وَالِيْ سُوْ فَاَطْلَعُ تُوْ جَاثِيْ كِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

هَلْ كِيَا

فِيْ دِيْ بِيْجِيْ

سَوَاوِيْ دَرِيْمَا

اِيْ بِيْشِيْكَ

فَرَاةٌ تُوْ دِيْ كِيْ كَا اسِيْ كُوْ

تَا اَللّٰهُ خَدَا كِيْ تَسْمِيْ

اِيْ بِيْشِيْكَ

اِيْ بِيْشِيْكَ

قَالَ كَيْ كَا

وَأُوْرُ

كُنْتُ تُوْ مَوْتَا مِيْ

لَا تَهْ

لَتُوْدِيْنَ بِلَاكُ كَرِيْ مَجَاثِيْ كُوْ

بِيْ دِيْ مِيْرِيْ رِبَا كَا

تَحْنُ سِيْمٌ

مِنْ اَلْحَضْرِيْ حَاضِرِيْ كِيْ سُوْلِيْ

لَعْنَةُ اِحْسَانِ هُوْتَا

فَمَا بِيْشِيْ

اَلْاَلِيْ سِيْمٌ

مِيْنِيْ مَرِيْ كُوْ

اَيْ كِيَا

مَوْتَنَا مَوْتِ سَا مِيْ

اِيْ بِيْشِيْ

وَأُوْرُ

اَلْاَلِيْ

تَحْنُ سِيْمٌ

بَعْدًا سِيْمٌ سَمْرُوْدِيْ كِيْ

اِيْ بِيْشِيْ

فَمَا بِيْشِيْ

الْعَظِيمِ - بڑی	الْفَوْذِ - کامیابی	لَهُوَ - وہ ہے	هَذَا - یہ
فَلْيَعْبُدِي - چاہئے کہ عمل کریں	فَلْيَعْبُدِي - چاہئے کہ عمل کریں	هَذَا - اس کی	بَيْشِكِ - مثل
تَزَلَّجَ - جھانپا	خَبْرًا - خبر	ذَلِكَ - وہ	أَيُّهَا - کیا
أَنَا - میں	الْمَرْفُوعِ - تھوہر کا	بَعْدَ - بعد	أَمْ - یا
بَشِكْ - ہمنے	لِلظَّالِمِينَ - ظالموں کیلئے	فَتَشْتَدُّ - آرائش	جَعَلْنَا - بنا یا اسکو
أَصْلُ - جڑ	فِي - در	تَفْجُجُ - ٹکٹا ہے	تَفْجُجُ - درخت ہے
دَدُّسُ - سر میں	كَأَنَّهُ - گویا کہ وہ	طَلَعْنَا - اس کے پھل	أَبْجَحِيمِ - دوزخ کے
مِنْهَا - اس سے	كَأَكْلُونَ - کھانے والے ہیں	فَأَتَمُّ - بیشک وہ	الشَّيَاطِينِ - شیطانوں کے
تَوَّجَّهْ - پھر	الْبَطُونَ - بیٹ	مِنْهَا - اس سے	فَمَا لَتَوَّتَّ - تو بھرنے والے ہیں
مِنْ جَحِيمِ - گرم پانی کی	لَشَوْبًا - ڈوبی ہے	أَنْتُمْ - تمہارے لیے	أَنْتَ - بیشک
لَاكِي - طرف	مُرْجِعِهِمْ - ان کا لوٹنا ہے	أَنْتَ - بیشک	تَوَّجَّهْ - پھر
أَبَاءَ - بالوں	أَلْفَوْا - پایا	أَنْتُمْ - بیشک انہوں نے	أَبْجَحِيمِ - دوزخ کی
عَلَى - اوپر	فَمَنْ - تو وہ	ضَالِّينَ - گمراہ	هُوَ - اپنے کو
وَأُورِ - اور	يَهْرَعُونَ - دوڑتے ہیں	هُوَ - تمہارے لیے	أَثَارَ - قدموں
أَكْثَرُ - اکثر	فَبَلَّغْ - ان سے پہلے	ضَلَّ - گمراہ ہوئے	لَقَدْ - بیشک
أَسْأَلْنَا - بھیجے ہم نے	لَقَدْ - بیشک	وَأُورِ - اور	الْأُولَئِينَ - پہلے لوگ
كَيْفَ - کیسا	فَانظُرْ - تو دیکھ	مُنْتَدِرِينَ - ڈرانے والے	رَبُّهُمْ - ان میں
الْمُنْتَدِرِينَ - ڈرانے والوں کا	الْمُنْتَدِرِينَ - ڈرانے والوں کا	عَاجِزَةً - انجام	كَانَ - ہوا
الْمُخْلِصِينَ - نخلص	الْمُخْلِصِينَ - نخلص	اللَّهُ - اللہ کے	جَعَلْنَا - بنا دے

خلاصہ تفسیر دوسرے اور سورہ صافات ۲۳

أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَذَابُ أَجْحَمٍ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ - جمع کرو انہیں جنہوں نے ظلم و شرک کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو دوزخ کی راہ کی طرف چلاؤ۔

یہ حکم بجانب اللہ فرشتوں کو ملے اور جوڑوں سے مراد ظالم کافروں کے شیاطین ہیں جو دنیا میں ان کے جلس و قرین تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ جہنم کی راہ پر مشور رہوں اور ایک ہی زنجیر میں جکڑے جائیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قَارُونَ اَجْرُہُمْ سے مراد ہر ایک کافر اپنی ہم قسم کافر کے ساتھ مشور کیا جاوے۔ بیت پرست بت پرست کے ساتھ۔ آتش پرست آتش پرست کے ساتھ۔ ستارہ پرست ستارہ پرست کے ساتھ بلا کر جمع کیا جائے۔

وَقِفُوہُمْ اَیُّہُمْ قَسَبُوۡنَۃٌ ۙ مَا لَکُمْ لَا تَنۡصَرُوۡنَ ۚ بَلْ هُمۡ اَیُّہُمْ مُّسۡتَسۡلِمُوۡنَ ۙ اِدۡرٰہُکُمۡ ہُوَکُمۡ اَیُّہُمْ جَہنم کے راستہ پر کھڑا رکھو۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیا ہوا سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ سچ کیوں دشر مساری سے اگر دن ڈلے ہوئے ہو۔ یعنی انہیں روکو تاکہ ان سے جو اب طلب ہو کہ آج ان کی مدد کیوں نہیں کرتے، حدیث شریف میں ہے کہ ہر ذی قیامت بندہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا جب تک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھی لی جائیں اور وہ یہ ہیں۔

اول اس کی عمر کہ اس نے کس کام میں گذاری۔

دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔

تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

چوتھے اس کا جسم کہ اسے کس کام میں لایا۔

اور مَا لَکُمْ لَا تَنۡصَرُوۡنَ ۙ - خازن جہنم ان سے بطریق تو بیخ کہے گا کہ دنیا میں تو تم ایک دوسرے کی مدد کے دعویدار تھے سچ کیلئے کہ عاجزی سے گردن جھکائے کھڑے ہو کوئی تم میں سے کسی کا پرسان حال نہیں ہے سب ذلیل و عاجز کھڑے ہو۔

وَاَقْبِلْ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوۡنَ ۙ - اور بعض ان کا بعض کی طرف منہ کر کے پوچھتا ہے،

قَالُوۡا اَنتَکُمْ کُنۡتُمْ تَنۡاَوۡنُنَا عَنِ الْیَمِیۡنِ قَالُوۡا بَلْ لَکُنۡتُمْ نَوَۤاۡمِرًاۙ مُّؤْمِنِیۡنَ ۙ - سب کہیں تم ہمارے دینی طرف ہٹانے آتے تھے۔ بولیں تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے۔

کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے جو دنیا میں انہیں گمراہ کرتے تھے۔ کہ تم خود ہی بے ایمان تھے۔

فَمَا کَانَ لَنَا عَلَیۡکُمْ مِّنۡ سُلۡطٰنٍۭ بَلْ کُنۡتُمْ قَوْمًا طٰغِیۡتَیۡنَ ۙ - (سردار کہیں) اور ہمارا تم پر کچھ زور

نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔

یعنی ہم تمہیں اپنے زور سے گمراہ نہیں کرتے تھے بلکہ تم خود ہی مائل بہ سرکشی تھے اور اپنے اختیار سے

تم گمراہ ہوئے تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّكَ لَآتِيَهُنَّ فَاَعُوْبُنَا كَمَا اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ - فَاَتَتْهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ
مُشْتَرِكُوْنَ - اِنَّا كُنَّا بِكَ نَفَعْلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ - تو ثابت ہو گئی ہم پر بات ہمارے رب کی بے شک
ہیں سزا کا مزہ چکھنا ہے۔ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا اس لیے کہ ہم خود گمراہ تھے تو وہ آج کے دن عذاب میں
شریک ہیں ہم ایسا ہی مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے زبان انبیاء علیہم السلام سے جو عذاب کے وعدے دیے تھے وہ صاف طور
پر ثابت ہو گئے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا لَا مَلٰٓئِكُ مَعَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وہ عذاب اور
ہمیں اس کا مزہ لیتا ہے اور اس عذاب میں گمراہ اور گمراہ کتنے ان کے سردار سب سزائیں مساوی شریک
ہیں یہ قانون الہی ہے کہ ضال مضل دونوں عذاب میں شریک ہوتے ہیں اور ایسی ہی سزا اللہ تعالیٰ
دیتا ہے آگے ارشاد ہے۔

اِنَّكُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ - یہ وہ تھے کہ جب انہیں کہا گیا کہ کوئی معبود
تہیں سوا اللہ تعالیٰ کے تو استکبار کرتے۔

اور اپنے کو اونچا دکھاتے اور شرک سے باز نہ آتے تو حید قبول نہ کرتے بلکہ انحراف میں اتنے پختہ ہوتے کہ
وَيَقُوْلُوْنَ - اِنَّا كُنَّا رُكُوْا الْهَيْتِنَا الشَّاعِرِ خَبِيْثُوْنَ - کہتے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو
چھوڑ دیں گے۔

یعنی ان خبیثوں نے شاعر و مجنون کہہ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیجے اور کہا کہ حضور
کے فرط نے سے ہم اپنے پرانے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔
بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِيْنَ - بلکہ ہمارے حبیب تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی
تصدیق فرمائی ہے۔

یعنی ان کے دین اور توحید الہی کی تصدیق فرما کر شرک کی نفی کی ہے ہمارے اس شرک اور تکذیب
کے بدلے ہیں۔

اِنَّكُمْ لَكُنْتُمْ اِيْقُوْا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ وَمَا تَجِدُوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِلَّا يَهَادِ اللّٰهُ الْخٰلِصِيْنَ
تم بے شک ذائقہ عذاب اور دردناک تکلیف پاؤ گے اور حقیقت حال یہ ہے کہ تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر
اپنی کرنی کا مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔

یعنی شرک اور تکذیب انبیاء کا بدلہ تمہیں آخرت میں ملے گا کہ ہمارے یہاں فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ اِنَّ اللّٰهَ سَعِيْدٌ بِمَا تَعْمَلُ

ذَلِكَ خَيْرٌ لَّيْسَ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ كَمَا قَالُوا نَحْنُ مِنَ الْبَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَنْ يَحْسَبْ بِحَسَابِ غَلَصِ

ہندے ہیں ان کے رہنے ایسے بلند ہیں کہ۔
 اُولَئِكَ لَمْ يَذُوقُوا مَعْلُومًا قَوَائِمًا وَهُمْ مُكْرَمُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ يُطَافُ
 عَلَيْهِمْ بِكَايَسٍ مِنْ مَّعِينٍ بَيْضَاءَ لَدْنًا لِلشَّارِبِينَ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ وَعِنْدَهُمْ
 قُحُوفُ الْأَنْهَارِ عَيْنًا كَانَتْ بَيْضًا مَكْنُونًا ان کے لیے وہ روزی اور نعمت ہے جو ہمیں معلوم ہے
 میوے اور ان کی عزت ہوگی عیش و عشرت کے باغوں میں جو نعمتوں سے مملو ہوں آمنے سامنے تختوں
 پر ہوں ان پر فور چلے گا پاک شراب کے جاموں کا سفید رنگ والا شربت پینے والوں کو لذت دیگا
 اس میں نہ شمار اور نشہ ہو اور نہ اس سے ان کے سر پھریں نہ مدہوش ہوں اور ان کے پاس وہ شرمیلی حور
 ہوں جو اپنے شوہروں کے سوا کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر کبھی نہ دیکھیں بڑی آنکھ والیاں گویا کہ وہ اندر
 میں محفوظ۔

یعنی ان غلصہ میں ایمان والوں کے لیے نفیس و لذیذ میوے اور نعمتیں خوش ذائقہ خوشبو اور خوش
 منظر ہوں۔ عزت کے ساتھ تخت نشین ہوں اور ایک دوسرے سے مانوس اور باہم مسرور و محفوظ
 اور ان کے سامنے ستھری نہریں جاری ہوں جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوں اور ان کے گرد جام
 گردش کریں جن میں وہ شربت و شراب ہو جس میں نہ بدبو ہو اور نہ بد ذائقہ نہ نشہ اور نہ حواسی اور نہ
 اس کے پینے سے اتحلال عقل ہو نہ مدہوشی بر خلاف دنیا کی گندی شراب کے کہ بدبو ہونے کے علاوہ
 بے گنتی مضرات و فسادات پیدا کرتی ہے کہیں دوسرا کبھی چکر در و شکم پیشاب میں سوزش حتی
 کہ قے آنے لگتی ہے عقل میں فتور آجاتا ہے۔

اور یہ وہی حوران جنت ایسی صاف ستھری ہوں کہ نہ جھپ نہ نفاس نہ ان کی نظریں غیروں کی
 طرف اٹھیں اپنے شوہروں کے سوا کسی طرف نظر نہ ڈالیں۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ایسی صاف گویا
 صاف شہر محفوظ اندر ہے۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ تَوَانٍ فِي لَبْسٍ لَبِئْسَ لَكُم مَّا كَانَتْ تَأْتِيكُمُ الْمَلَائِكَةُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا
 نعمتوں پر سوال کریں۔

یعنی اہل جنت جنتیوں سے پوچھیں کہ دنیا میں کیا حالات و واقعات پیش آئے۔
 قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قِسْمٌ يُقُولُ إِنَّكَ لَمِنَ الْمَصْدِقِينَ ان میں سے کہنے والا
 بولا میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو اسے سچ مانتا ہے۔

عَزَّادًا مَتْنًا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظًا مَا عَرَاتُ الْمَدَى يُثْوَتُ - یعنی دنیا میں ایک ایسا بھی تھا جو مردے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور وہ طنزاً مجھ سے کہا کرتا تھا کہ دیکھا تو مردے کے بعد اٹھنے کو مانتا ہے کیا ہم چپ مڑ کر مٹی اور بڑیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں چیز اور سزا دی جائے گی۔

یہ بیان کر کے وہ جنتی اپنے جنتی دوستوں سے کہے۔

قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلَعُونَ - کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔

تاکہ معلوم کرو کہ اس ہمتشین ہمتی کا کیا حال ہے۔

فَاطْلَعَ قَسْرًا كَأَنِّي سَوَاءُ الْجَحِيمِ - تو اس کی طرف جنتی جب جھانکے تو اسے بھڑکتی آگ میں دیکھے۔

کہ عذاب میں گرفتار ہے تو وہ اس جہنمی سے کہے۔

قَالَ تَأَلَّفَهُ إِنْ كُنَّا تَلَوْدِينَ - خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔

یعنی صراطِ مستقیم سے ہٹا کر اور راہِ راست سے بھٹکا کر اپنی طرح مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔

وَلَوْلَا رِجْمَتِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ - اور اگر میرے رب کی نعمت نہ ہوتی اور اس کا فضل

شامل حال نہ ہوتا تو ضرور میں بھی پکڑا جاتا اور تیرے ساتھ ہی حاضر کیا جاتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے مجھے تیرے بہکانے سے محفوظ رکھا اگر ایسا نہ ہوتا اور

اسلام سے منحرف ہو جاتا تو تیرے ساتھ میں بھی جہنم میں ہوتا۔

اب جبکہ موت کو موت آگئی اور وہ ذبح کر دی گئی۔ تو آج ہم کہتے ہیں۔

أَمَّا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ الْأَمْوَاتِنَا الْأُولَى وَمَا نَحْنُ بِمَعْدِيَيْنِ إِنَّ هَذَا الْهَوَ الْفَوْزَ الْعَظِيمَ -

تو کیا ہمیں اب مرنے سے نہیں سوا اس موت کے جو ہم پر آچکی دنیا میں اور اب ہم مطمئن ہیں کہ ہم عذاب

نہیں دیے جائیں گے۔ یہ سے یقیناً زبردست کامیابی۔

یہ باتیں اطمینان ملنے کے بعد اہل جنت کریں گے۔ یا بلائکہ اہل جنت سے کہیں گے کہ بے شک

تمہاری بڑی کامیابی ہے۔

بِمِثْلِ هَذَا أَقْلِيَعْبُدُ الْعَامِلُونَ - ایسے ہی کام کرنے والوں کو کرنے چاہئیں۔

یعنی نیک عملوں کے بدلے میں رحمتِ الہی سے نلذذ اور عیشِ دائم حاصل ہوگا۔ اور ہر قسم کے ناکل و

مشارب سے تمتع ملے گا جو موجبِ راحت و سرور ہوگا اس کے بعد فرمایا جائے گا اور اہل جنت سے

سوال ہوگا کہ

أَذِلَّكَ خَيْرٌ نَزَلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ - اِنْبَاعِلْمَهَا فِئْتَنًا لِلظَّالِمِينَ اِنْمَا شَجَرَةُ تَخْرُجُ فِي اصْلِهَا

ظلمہا کاشد ذمومت الشیاطین۔ کیا یہ ہماری بہتر ہے یا تھوہر کا درخت ہم نے اسے کیسے تلال
کی جانچ کے لیے بے شک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑوں سے نکلتا ہے۔ اس کا شکوہ ایسا ہے
کہ یا شیاطین کے سر ہیں۔

یعنی یہ جنت کی نعمتیں۔ لذتیں اور نفیس نعمہ و اطعمہ اور دوامی عیش بہتر ہیں یا وہ تھوہر کا درخت
جو نہایت تلخ انتہا درجہ کا بدبو دار درجہ کا بد مزہ ہے جس سے جہنمیوں کی میزبانی ہوگی اور انہیں اس کے
کھانے پر مجبور کیا جائے گا اور انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارا یہ گمان باطل اور لغو تھا کہ آگ درختوں کو جلا دیتی
ہے پھر آگ میں درخت کیسے ہوگا آج دیکھ لو کہ اس کی شاخیں درکات جہنم سے نکلتی ہیں اور اس کے شکوے
کیسے بدہمت اور قبیح المنظر ہیں اس کو بھوک سے مجبور ہو کر کھانیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَاتَمَّ لَأَكْلُون مِمَّا قَبْلُ الثُّوتِ مِمَّا الْبُطُونُ تُحَارَاتُ لَأَمَّ لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ كُنُوتٌ مَّرْجِعُهُمْ
لِأَلِ الْحَمِيمِ۔ تو وہ مزہ اور اس سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لیے اس پر کھولتا پانی ہوگا
پھر لانی طور پر ان کی بازگشت بھرکتی آگ کی طرف سے۔

یعنی وہ بھوک سے تنگ آکر اس تھوہر کو کھائیں گے اس کی جلن سے ان کے شکم بھلس جائیں گے
اور پیاس کی شدت سے جب پانی چاہیں گے تو گرم کھولتا پانی انہیں ملے گا۔ جو شدت حرارت سے
ان کے اضطراب و اضطراب کو دو بالا کر دے گا۔ اس حال میں وہ درکات جہنم میں بے چین و مضطرب
الحال ہوں گے۔

حتیٰ کہ اس اضطراب ہی میں انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور آگ سے اس عذاب کی وجہ بیان
فرمائی جاتی ہے۔

إِنَّهُمْ أَلْفُوا أَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ۔ فَمَّ عَلَىٰ إِثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ وَلَقَدْ مَلَّ قَبْلَهُمُ الْكُفْرَ الْأَوَّلِينَ۔
وَلَقَدْ أَسْأَلْنَا فِيهِمْ مُّسَدِّدِينَ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَنَبِّدِينَ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْأَخْلَاصِينَ
بے شک وہ اپنے گمراہ باپ دادا کی محبت میں ہلاک ہوئے اور وہ انہیں کے قدم قدم دوسرے گئے
اور بیشک ان سے پہلے بھی گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈرسانے والے بھیجے تو دیکھیے
ان ڈرسانے ہوؤں کا کیا انجام ہوا مگر وہ چنے ہوئے بندے محفوظ رہے۔

یعنی انہیں یہ عذاب ان کے گمراہ باپ داداؤں کی محبت سے ہوا کہ ان کی طرف داری میں دلائل
واضح سے انہیں بند کر کے ان کے پیچھے لگ گئے اور غلط راہ پر لگے اور ہدایت سے فائدہ نہ اٹھایا۔
باہر ان میں ہم نے انبیاء کرام ڈرسانے والے بھیجے۔ انہوں نے ان کی بد عملی اور گمراہی سے متنبہ

کیا۔ مگر انہوں نے ان کی ایک نہ سنی تو دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا کہ غدا ب میں گرفتار ہوئے مگر ایماندار اور غفلت
بندے نجات یافتہ نکلے۔ رکوع ہذا کے

لغاتِ نادرہ کا حل

وَقِفُّوْهُمُ۔ قِفُّوا صیغہ امر ہے۔ وقف سے مشتق ہے یا وقوف سے اور وقف دو قوف
کھڑے اور رکنے کو کہتے ہیں۔ یہ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ وَقَفْتُ الدَّائِبَةَ
اَقْفَهَا وَقَفًا وَقَفَّتْ هِيَ وَقُوفًا۔ جس کے معنی ہوتے ہیں اَحْسَبُوْهُمْ فِي الْمَوْقِفِ۔

مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ اسْتَسْلَمَ سے ہے۔ اس کے معنی سلامتی طلب کرنے کے ہیں ترک نماز و عت
کے بعد اور عرف عرب میں ٹھکنے اور متقاد ہونے کے معنی میں مستعمل ہے جب کوئی کسی کا متقاد و مطیع
ہو جائے تو اسْتَسْلَمَ فَلَانَ لِفُلَانٍ بولا کرتے ہیں۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُوْنَآ عَنِ الْيَمِيْنِ۔ لفظ یمین استعارہ ہے قوت و قہر سے اس لیے کہ وایاں بائیں
کی نسبت قوی ہوتا ہے اس سے قہر و بطش وقوع میں آتا ہے تو معنی یہ ہوئے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُوْنَآ
عَنِ الْقُوَّةِ وَالْقَهْرِ۔

الْاَعْبَادِ اللّٰهِ۔ یہ مشتق منقطع ہے۔ وَالْقَوَاكِبِ ضمیر سے اور درمیانہ جملہ مقرر ضمہ ہے۔
لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ۔ قَوَاكِبٌ۔ قواکب کی جمع ہے اور قواکب اس غذا کو کہتے ہیں جو صرف لذت حاصل
کرنے کو کھاتے ہیں۔

بِكَاسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيِّنًا لِّدَاكَا لِّلشَّارِبِيْنَ۔ کاس اس برتن کو کہتے ہیں جسے جام بھی کہتے
ہیں جو شراب پینے میں استعمال ہوتا ہے۔ شعراء کا قول ہے۔

وَكَاْسٍ شَرِبْتُ عَلٰی لَدَاكَا
وَاٰخِرٰی تَنْوِيْبٌ

مِّنْ مَّعِيْنٍ۔ ایک مخذوف کے متعلق ہو کر کاس کی صفت ہے۔ عبارت یوں بنی اٰی كَاَسْتَا
مِّنْ شَرَابٍ مَّعِيْنٍ۔ اور معین اس شہمہ کو کہتے ہیں جو زمین پر جاری ہو۔ بیضیاء اور لذت دونوں کاس
کی صفتیں ہیں۔

لَا جِبْهًا غَوْلًا۔ غول اس دروہر کو کہتے ہیں جو لشہ اتارنے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے اصل معنی ہلاک
کرنے کے ہیں مجاورہ ہے غَالًا غَوْلًا اٰی اَهْلِكُمْ۔ وَالْقَوْلُ وَالْغَائِلُ لِلْمُهْلِكِ اور دروہر کو غول

اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی موفی ہوتا ہے اور مودی الی الہاک ہوتا ہے۔
 وَلَا تُهْمُوا الَّذِينَ هُمْ أَغْنَىٰ عَنْكُمْ مِنَ النَّاسِ وَأَنْتُمْ كُفَرَاءٌ
 أَهْلًا إِذَا ذَهَبَ عَنكُمُ الشُّكْرُ۔

وَعِنْدَهُمْ قِصَصُ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ كَانُوا مِنْكُمْ مَكُونًا۔ قصہ لغت میں روکنے کو کہتے
 ہیں اہی یعیسٹن نظر ہوتے۔ عین جمع ہے عینا مکی۔ اور عینا بطری آنکھ والی کو کہتے ہیں۔ مکنون
 مستور کہتے ہیں۔

كَانَ لِي قَرِينٌ۔ قرین مصاحب ہم نشین کو کہتے ہیں۔ یہ کان کا اسم ہے اور لی خبر ہے۔
 تَرَانِمًا لِّدِينُونٍ۔ مدنیوں۔ دین سے لیا گیا ہے اور دین بدلے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے گما
 تَدِينُ مَدَانٍ۔ اہی گما تجازی تجازی یفعلک۔ یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ تو مدنیوں کے
 معنی مجرگوں کے ہوتے۔

أَمْ تَحْجِبُونَ الْمُنَافِقِينَ۔ زقوم ارض تہا مہ میں چھوٹے چھوٹے تپوں کا ایک نہایت تلخ اور بدبو دار درخت ہوتا
 ہے۔ بعض نے زقوم سے قہور مراد لیا ہے۔

اور اس کے پھلوں کو بد صورتی میں سانپ سے تشبیہ دی ہے اور ہر بی اور ڈراونی صورت کے
 سانپوں کو محاورہ میں شیاطین سے تعبیر کرتے ہیں۔

لَسَوْفَ يَأْتِي الْجَحِيمُ شَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ۔ شوب مصدر ہے جو یعنی مفعول ہے اور شوب کہتے ہیں گرم پانی میں ملونی کو تمہیم
 سخت گرم خلاصہ یہ نکلا کہ جہنمی لوگوں کو گرم پانی اور زقوم ملے گا۔
 عَلَىٰ أَشَادٍ هُمُ يُدْعَوْنَ۔ اہر اع کہتے ہیں تیزی سے دوڑنے کو۔ محاورہ ہے هَرَعَ وَاهْرَعَ
 إِذَا اسْتَعْجَلَ۔

مختصر تفسیر اردو و سرائیکی و صافات۔ ۲۳

أَحْسَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَذَابُ اللَّهِ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْتَدُوا هَرَّ إِلَىٰ
 صَادِقِ الْجَحِيمِ جمع کروا نہیں جو مشرک ہیں اور ان کی مثل اور انہیں جو پوجتے تھے اللہ کے سوا غیر کو تو
 انہیں جہنم کے راستہ پر ہانکو۔
 یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ کو ہوگا۔ یا ملائکہ ملائکہ کو کہیں گے چنانچہ اسی روح المعانی میں

فرماتے ہیں خُطَابٌ مِّنَ اللَّهِ تَعَالَى لِمَن لَّيْسَتْكَ اَوْ مِنَ اللَّيْسِيَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضٍ -

ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں تَقُولُ اللَّيْسِيَّةُ لِلشَّرِّ بَيِّنَةٌ اَحْسَرُوا
لانکہ زبانہ جہنم یعنی ان فرشتوں کو کہیں گے جو جہنم میں جہنیوں کو دھکیلیں گے۔ زبانہ جمع زبنتہ کی ہے
یزبن سے لیا گیا ہے اور زبن لعنت میں وقع کو کہتے ہیں۔

اور سُنْتُعِ مَعَ الدِّيَابِ نَيْتًا جو سورہ اقرآ میں ہے اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو کفار کو جہنم
کی طرف دھکیلیں گے۔ اور یہ حشر ظالمین کا امر ہے جو ان کے اماکن سے موقف حساب پر کیا جائے
گایا موقف حساب سے جہنم کی طرف ہوگا۔

اور ازواجہم سے مراد امثال ہیں یعنی بیاج خوار بیاج خواروں میں۔ زانی زانیوں میں۔ اور شرابی
شرابیوں میں جمع کیے جائیں۔

اور ابن جریر و عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد مقارن ہیں یعنی بیویاں کافر اور ان کے ازواج۔
فَمَا كَانُوا يَعْبُدُوكَ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ - یعنی اللہ کے سوا بتوں کے پجاریوں کو اور بتوں کو جو
جماد میں سب کو جمع کرو۔

یہ جمع کرنا مشرکوں کی تخمیر اور تجھیل کے لیے ہوگا۔ اس لیے کہ پتھر کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی
ہے۔ لیکن بت پرست دیکھ لیں گے کہ جنہیں ہم لو جتے تھے وہ بھی جہنم میں ہیں اور
فَا هُدُوا لِكُرْسِيِّ جَارِطِ الْجَحِيمِ - انہیں جلاؤ جہنم کی راہ پر۔

تاکہ وہ اپنی راہ کا انجام دیکھ لیں اور جحیم سے مراد جہنم ہے اور جحیم طبقہ جہنم کا نام ہے جس میں تند
سے آگ دھکتی ہوئی ہے۔ چنانچہ جحیم جحیم سے ہے اور جہم شدت کی حرارت کو کہتے ہیں۔

وَقِفُّوا لَهُمْ هَمًّا مَّسْتُوُونَ - اور انہیں روکو ان سے سوال ہونا ہے۔

وَقِفُّوا كَمَا مَعْنَى اَحْسَرُوا میں یعنی روکے رہو تاکہ ان کے عقائد کی حقیقت اور اعمال کی کیفیت کے

متعلق لو چھیا جائے۔
کہ ان بتوں کو یہ کیا سمجھتے تھے اور ان کی لوجایاٹ کس طرح کرتے تھے۔

حدیث میں ہے لَا تَزُولُ فَمَا عَابِدًا حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَمَا اَمَّلَا
کوئی بندہ اس وقت تک نہ چھوڑا جائے گا جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے گا۔ کہ جو ان کی لوجایاٹ

وَعَنْ عَمْرٍو فَمَا اَفْنَاكَ اس کی عمر ہے اس نے گزارا تو کس طرح لمبے فنا کیا۔

وَعَنْ مَالِكٍ فَمَا يَكْسِبُ فَمَا اَنْفَقَهُ - اس کے مال کے متعلق سوال ہو کہ کیسے کمایا اور کس

راہ میں خرچ کیا۔

وَعَنْ عَلَيْهِ مَاذَا عَمِلَ بِهِ - اور علم کے متعلق پوچھا جائے کہ اس پر کیسے عمل کیا۔
حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں يُسْئَلُونَ عَنْ كَلِمَةِ إِلَّا اللَّهُ - اس دن کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے متعلق سوال ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ - آج کیا ہوا تمہیں کہ تمام ملتان سب چھوڑ بیٹھے ہو۔
تمام محاورہ عربی میں ایک دوسرے کا جب معاون ہو اور بعض بعض کی اعانت کرے تو اسے تمام تعاون کہتے ہیں۔ گویا یوں ارشاد ہوگا مَا لَكُمْ لَا تَنْصُرُونَ بَعْضًا - آج تمہیں کیا ہوا کہ بعض تمہارا بعض کی مدد نہیں کرتا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَالْحِطَابُ لَمْ يَلْمِ قَوْمَهُمْ أَمْ مَا لَكُمْ لَا تَنْصُرُونَ بَعْضُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ فِي الدُّنْيَا - یہ خطاب مشرکین اور ان کے معبودوں سے ہوگا کہ تمہیں کیا ہوا کہ آج تمہارا بعض بعض کا مددگار نہیں بنتا جیسا کہ تمہیں دنیا میں زعم تھا۔
فَقَدْ رُدِّيَ أَنْ آيَا أَجْهَلٍ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْنُ جَمِيعٌ بَيْنَكُمْ - ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل نے بدر والے دن کہا تھا ہم سب ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ آج تو بیجا ارشاد ہوگا کہ یہ موقع ہے آپس میں مدد کا اب وہ مدد کام میں لاؤ۔

بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ - بلکہ آج وہ اپنے عجز سے جھکے پڑے ہیں۔
یعنی ان کے سب جیلے ان پر بند ہیں اور اپنی عاجزی اور غبوری میں جھکے ہوئے ہیں مُسْتَسْلِمُونَ استسلام سے ہے اور استسلام کہتے ہیں طلب سلامتی کو یعنی جب انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے اور ذلت سامنے آجائے تو بعض مجرم بعض سے سلامتی حاصل کریں گے جیسے پوچھے بیجا بیجا ارشاد
وَأَقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ - قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ - قَالُوا بَلْ كُنْتُمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - وَمَا كَانَتْ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَائِفِينَ فَعَقِبْنَا قَوْمًا يَبْتِغُونَ النَّفْسَ لَنَا فَأَغْوَيْنَا كَمَا لَكُنَّا غَاوِينَ -

اور رؤسا اور ان کے گمراہ پیرو آپس میں رخ کر کے پوچھیں کہ تم تو دنیا میں اپنے طریقہ کو یمن و برکت کا موجب بتا کر ہمیں یقین دلا دلا کر اپنی طرف راغب کرتے تھے حالانکہ تم سرگزشت ایمان والے تھے اس پر وہ سرور اریس گئے ہمارے پاس تمہارے اوپر کوئی قوت و حکومت نہ تھی کہ غبور ہو کہ ہمارے پاس تم گئے بلکہ تم خود ہی کفر و عصیان اور نافرمانی میں حد سے متجاوز تھے۔ اسی وجہ سے ہم پر فرمان لایا

لازم ہو گیا اب تو ہم ضرور عذاب کا نرہ چکیں گے۔ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے۔
 قَالُوا بَلْ لَكُمْ تِلْكَ آيَاتُ مَوْمِنِينَ - یہ رسولؐ کے مشرکین کا جواب ہو گا گویا وہ انکار افسانہ کریں گے
 اور کہہ دیں گے تم نے خود ہی اپنے کو گمراہ کیا اور کفر میں پڑے درحقیقت تم مومن ہی نہ تھے۔ اور
 دَمَا كَانَتْ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ هِيَ رُسُلُكُمْ يُخْفُونَ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَخْتَفُونَ
 نہیں کہ ہم نے تمہارے اختیار سلب کر لیے تھے بلکہ تم متجاوزین الحدیث تھے اور عصیان شکاری میں تم ہی
 مصرف تھے اور تم طامنی لاغی تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّذِينَ اتَّقَوْا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّذِينَ اتَّقَوْا تِلْكَ
 کرو ہم تم سب کے سب درحقیقت مومن ہی نہ تھے اور ایمان کی استعداد ہم میں نہ تھی تو ہم لازم
 ہوا قول رب الارباب اور فرمان خالق عالم بس اب ہمیں کسی کو ملامت کرنا زیبا نہیں۔
 قَاعُوَيْنَاكُمْ اِنَّا كُنَّا غَاوِينَ - تو ہم نے تمہیں غی و ضلالت کی طرف بلایا اور ہم خود بھی غی و ضلالت
 میں مبتلا تھے۔

گویا انہیں اس کا علم تھا یوم تساول و خصام ہو گا لیکن اپنی غوایت و ضلالت اور عناد و حسد سے
 اس کا انکار کرتے تھے چنانچہ دوسری جگہ ان کا بیان صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ مشرکین جب جہنم میں اتار
 دیے جائیں اور ان کے رؤساء بھی وہیں ہوں تو وہ عرض کریں۔

رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اتَّخَذْنَا حُرْمًا حَرَامًا كَمَا اتَّخَذْنَا حُرْمًا حَرَامًا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ
 کیا ہم نے انہیں کے بہکانے پر گمراہی قبول کی۔ تیرا نا۔ آج ان سے تبری کہتے ہیں لیکن یہ تبری بے کار ہے
 اس لیے کہ جب وقت تھا اس وقت تو گمراہی کی تباہی میں پڑے رہے اب جبکہ یوم تساول و اختتام
 آیا تو آج تبری بیکار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

قَاتِلْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ - تو بے شک وہ رسولؐ کے قوم اور ان کے متبعین آج عذاب
 میں مشترک ہیں۔

جیسے کہ یہ گمراہی ضلالت اور غوایت میں مشترک تھے۔ اگرچہ کمی زیادتی عذاب بقدر عمل طامع
 ہوگی۔ گمراہ کرنے والے اشد عذاب میں ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کا گناہ دوسروں سے زیادہ ہے۔ تو
 شرکت عذاب مقتضی مساوات نہیں۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اِلَيْهِ مُخْلِطِينَ - اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اِلَيْهِ مُخْلِطِينَ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اِلَيْهِ مُخْلِطِينَ
 ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں یہ وہ سرکش ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے اور قبول کرنے سے مخرف ہوتے۔

یعنی مشرکین کے لیے یہی قانون حکمت ہے کہ انہیں سزا دی جائے اس لیے کہ انہیں جب کلمہ طیبہ سنا یا جانا اور اس کی طرف بلا یا جاتا تو یہ بجائے قبول کرنے کے تکبر کرتے اس لیے کہ ان کے زعم باطل میں ایک معبود نہیں بلکہ متعدد معبود تھے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔

ءَاِنَّا لَتَارِكُوْا اِلٰهِنَّا لِشَاعِرٍ مُّجْتَوٍۭتٍۭۙ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے لیے چھوڑ دیں۔

آلوسی فرماتے ہیں یَعْتُوْنَ بِذٰلِكَ قَاتِلَهُمْ اَللّٰهُ تَعَالٰی النَّبِیُّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذَقُوْا یٰۤاٰیُّهَا النَّبِیُّ اِنْكَارِ الْوَحْدِ اٰیَّتِۙ وَ اِنْكَارِ الرَّسَالَةِ وَ ذُصِّفَ الْمُشَاعِرُ بِالْمَجْنُوْنِۙ مشرکین نے کہا کہ کیا ہم اپنے معبود ایک شاعر مجنون کے لیے چھوڑ دیں۔ اس سے وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے اللہ انہیں ہلاک فرمائے وہ سب باہم حدائیت پروردگار اور رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر جمع تھے۔ اور حضور کی صفت میں وہ خبتاً جمعا شاعر مجنون کے الفاظ استعمال کرتے تھے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَۙ یہ ان کا گمان باطل ہے بلکہ وہ تو توحید لائے توحق اور پہلے رسولوں کی تصدیق فرماتے ہوئے آتے۔

اور اس کا ثبوت براہین سے قائم ہو چکا اور تمام مرسلین کو اس پر اجماع ہوا تو کہاں شعور مجنون اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیعہ۔ لہذا اس گستاخانہ کلمہ اور تکذیب رسالت اور استکبار پر ارشاد فرمایا۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اِلٰهَ الْعَذَابِ الْاَلِیْمِۙ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَۙ بے شک تمہیں دروغ غلاب کا ذائقہ لینا ہے اور تم بدلہ نہ دے جاؤ گے مگر جیسا تم عمل کرو گے یعنی جیسے تمہارے عمل ہیں ویسا ہی اس کا تمہیں بدلہ ملنا ہے۔ اگے غلصین مومنین کا استثناء فرمایا گیا اور ان کا مقام و مرتبہ ظاہر کیا گیا۔

اَلْاٰیۡمَاتُ اِلٰهُ الْغُلٰصِیۡنِۙ اُولٰٓئِكَ اَمْرٌ رِّزْقٍ مَّعْلُوْمٍ فَوَاكِلٌ وَّ هُمْ مَكْرُمُوْنَ فِی جَنَّتِ النَّعِیْمِ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَبِّلٰتٍۭۙ لِّیَطَافَ عَلَیْہِم بِكَاۡبِسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍۙ بَیۡضَآءَ لَدُنِّ الشَّٰدِیۡنِۙ لَا فِیۡہَا غَوْلٌ وَّلَا هُوَ عَنْہَا یُتْرَفُوْنَۙ مگر اللہ کے غلص بندے یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے رزق معلوم انحصاراً ہے کہ وہ نہ مقلوع ہونے ان کے لیے ممنوع اور وہ حسن المنظر اور لذیذ الطعم طیب الرائحہ وغیرہ صفات مرغوبہ کے ساتھ متصف ہو۔

قتادہ کہتے ہیں کہ رزق معلوم سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں اس کے حصول کی تصریح کی گئی ہے۔
 قَوَاكِرُ وَهَوْمٌ مُّكْرَمُونَ - يَتَّبِعِي يَتَذَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَعَالًا يَكْبُحُونَ تَحْتِ الْجَنَّةِ
 لَا يَتَذَقُونَ وَلَا يَقْتَدِرُونَ مطلب یہ کہ انہیں عزت کے ساتھ اتنا رزق عطا ہوگا کہ حساب ہی نہیں اور وہ
 کسی حد کے ساتھ محدود ہی نہیں اور مکرّمون فرلنے سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ وہاں حصول رزق میں کسی
 تکلیف میں نہ ہیں بلکہ انہیں وہاں ما تشبهونہم الا انفس و تذلّ الا عين و انتم فيها خالدون یہ نعم دنیا
 کی نعمتوں میں ہے کہ ہر شے کے حصول کی مسرت کے ساتھ اس کے زوال کا خوف بھی ہوتا ہے وہاں جو
 عزت نعمت رحمت سے عطا ہوگی وہ دوامی ہوگی اور اس کے حصول میں تکلیف و تکلف کا وہاں
 بھی نہ ہوگا۔

وَهُوَ مُكْرَمُونَ عِنْدَ اللَّهِ - اور اللہ کے یہاں عزت والے ہوں وَ ذَلِكُمْ أَكْثَرُ الْمَثُوبَاتِ
 اور یہ سب سے بڑا ثواب ہے۔ یہ گویا اس طرف اشارہ ہے کہ نعیم جسمانی اور نعیم روحانی کو اسطرح اکل
 و شرب عطا ہوں۔ اسی لیے فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ فرمایا یعنی ان باغیچوں میں سوا نعمتوں کے کوئی ناکوار
 بات ہی نہ ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

عَلَى سَائِدٍ مُّتَقَابِلِينَ - آمنے سامنے سب تخت نشین ہوں اور
 يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ بَيِّنَاءَ بَلَدٍ كَاللَّذَابِثِينَ - دور ہوتا رہے ان پر جام کا
 سفید اور پیئو والوں کے لیے لذت دینے والی بیجا نچہ ان
 عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر وغیرہ ضحاک سے راوی ہیں کہ کُلُّ كَأْسٍ ذَكَرَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ
 إِنَّمَا عَنَى بِهَا الْخَمْرَ - ہر کاس جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے اس سے مراد شراب ہے۔
 وَ أَكْثَرُ اللَّغْوِيِّينَ عَلَى آثَانِ الْخَمْرِ لَا يُسْمَعِي كَأْسًا حَقِيقَةً إِلَّا فِيهَا خَمْرٌ فَإِنْ خَلَا مِنْهُ فَهُوَ
 قَدَاحٌ - اور اکثر اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ کسی برتن کو کاس حقیقتہً نہیں کہا جاتا جب تک کہ اس میں
 شراب نہ ہو اور اگر وہ شراب سے خالی ہو تو اسے قدرح کہتے ہیں چنانچہ کاس فرما کر گے ارشاد ہے۔
 لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُذَفُّونَ - وہ شراب ہوگی لیکن اس میں غول نہ ہوگا اور غول اس کیفیت
 کو کہتے ہیں جو دنیا کی شراب میں ہوتی ہے۔

واعب کہتے ہیں الغول اهل الكاف الشئ من حيث لا يحسب یہاں غول بے حسی کے عالم میں
 کسی شے کے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں فی النخیر اذ یبع خصالی الشکر والصداع والقی والبول فتذک الله
 لعلی الخمر الخمر عنہا لا یہا غول لا تقول عقلم من الشکر۔ دنیا کی شراب میں بیارخصت لازمی
 ہوتی ہیں۔ سکر۔ صداع۔ قے اور پیشاب تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان خصائل سے منزہ
 فرمایا چنانچہ لا یہا غول فرما کر تباہ کیا کہ وہاں کی شراب میں نشہ سے عقل خراب نہ ہوگی۔
 وَلَا هُمْ عَنْهَا یذفون۔ اور جنتی اس شراب سے قے کریں گے جیسے دنیا کے شرابی
 کرتے ہیں۔ تزق کے اصلی معنی تزغ الشیء اذا ھابہ بالتذریج کے ہیں یعنی کسی شے کو نکالنا
 اور بتدریج اسے ہالٹ کر دینا۔

مجاہد میں بولتے ہیں تَزَقَّتْ الْمَاءُ مِنَ الْبُیْرَاذِ اَنْزَقَتْ وَتَزَعَّتْ كَلْمًا۔ میں نے کتوں
 سے پانی نکالا جبکہ تھوڑا محفوظ کر کے تمام پانی نکالا جائے۔
 وَعِنْدَ هُمْ قَاعَاتُ الطَّرْفِ عِینٌ كَاثِرَةٌ بِيضٌ مَمْنُونٌ۔ اور ان کے پاس نیچے نظر
 والیاں بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہوں گویا وہ محفوظ اندھے ہیں۔

قَاعَاتُ الطَّرْفِ کی تعریف اوسوی یہ کرتے ہیں قَصْرٌ اَبْصَارُهُمْ عَلَى اَذْوَاجِهِمْ اَلْیَمِیْنِ
 طَرَفًا اِلَى غَیْرِهَا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَجَاهِدٌ وَابْنُ زَيْدٍ۔ یعنی وہ اپنی نظر میں اپنے خاوندوں تک
 محدود رکھنے والیاں ہوں غیر کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی یہی تعریف سید المفسرین ابن عباس اور
 مجاہد اور ابن زید نے کی۔

گویا یہ کنایہ ہے فرط محبت سے جو حوران بہشتی اپنے خاوندوں سے کریں گی ان کا میلان غیر
 کی طرف قطعاً نہ ہو۔

یعنی جمع ہے عیناء کی یہ حسن کی ایک خاص شان ہے یعنی موٹی آنکھ والیاں جیسے آہو چشم کہہ کر مشرق
 کی تعریف کی جاتی ہے پھر اس کی تشبیہ
 كَاثِرَةٌ بِيضٌ مَمْنُونٌ سے وی اس لیے کہ انہا جب جوش کر لیا جائے تو اس کی زردی گولی
 خوبصورت آنکھ کی صورت میں ہو جاتی ہے اور یہ مجاہد عرب میں حسن کی تعریف میں تشبیہا بیان
 کیا جاتا ہے۔

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ۔ اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرے۔
 کہ یہ نعمتیں حسب وعدہ ہمیں مل گئیں اور جو بعثت کے منکر تھے انہیں آج سچپانے کے سوا کیا ملا۔
 قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ يُعْمَلُ بِكَ لِمَنِ الْمَصْدِقَاتُ إِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا

وَعِظًا مَّا وَاِنَّا لَمَدِينُونَ - تو کہنے کہنے والا میرا بھی ایک معاصب تھا جو مجھے کہتا تھا کہ کیا تو بھی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو کر بڑی رہ جائیں گے کیا ہم پھر اٹھیں گے اور بدلا پائیں گے۔

بَدِيئَاتٍ - دین سے ہے اور دین بلعنی جزا ہے حضرت عطا خراسانی آئیہ کریمہ کے شان نزول کے متعلق فرماتے ہیں۔ كَانَ رَجُلَانِ شَرِيكَيْنِ فَكَانَ لِمَا لَمْ يَسْتَا اِلَّا فِي دِينَارٍ فَاَقْتَسَمَا هَا فَعَبِلَا الْاَبْرَهُنَا فَاَشْتَرِي بِالْفِ دِينَارًا اُضًا - دو آدمی مشترک الوراثة تھے اور ان کے پاس آٹھ ہزار دینار تھے انہوں نے بچھڑ مسادی تقسیم کر لیے۔ تو ان کے بڑے عمدہ دار نے اپنے حصہ سے ایک ہزار دینار میں زمین خرید لی۔

تو دوسرے نے بارگاہ الہی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا اشْتَرِي بِالْفِ دِينَارًا وَاِنِّي اشْتَرِي مِنْكَ بِالْفِ دِينَارًا وَاَضًا فِي الْجَنَّةِ فَصَدَّقَ بِالْفِ دِينَارًا الہی فلاں شخص نے زمین ایک ہزار دینار میں خریدی اور میں تجھ سے ہزار دینار میں جنت کی زمین خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ بَنِي صَلْبِيَةً دَا اِبَالَفِ دِينَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا قَدْ بَنِي خَلَا اِبَالَفِ دِينَارٍ وَاِنِّي اشْتَرِي مِنْكَ فِي الْجَنَّةِ دَا اِبَالَفِ دِينَارٍ - پھر پہلے ساٹھی نے ایک ہزار دینار لگا کر مکان بنوایا تو اس نے عرض کی الہی فلاں نے ایک ہزار دینار میں دنیا کے اندر مکان بنایا میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار میں مکان خریدتا ہوں۔

فَصَدَّقَ بِالْفِ دِينَارٍ - تو ایک ہزار دینار اس نے صدقہ کر دیے۔
ثُمَّ تَزَوَّجَ اِمْرَاةً فَانْفَقَ عَلَيْهَا اَلْفَ دِينَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا تَزَوَّجَ اِمْرَاةً فَانْفَقَ عَلَيْهَا اَلْفَ دِينَارٍ وَاِنِّي اَخْطُبُ اِيْكَ مِنْ لِسَانِ الْجَنَّةِ بِالْفِ دِينَارٍ فَصَدَّقَ بِالْفِ دِينَارٍ پھر اس نے ایک عورت سے نکاح کیا اس پر ہزار دینار خرچ کر ڈلے تو اس نے دعا کی الہی فلاں شخص نے بیوی پر ہزار دینار خرچ کیے ہیں میں تیرے حضور جنت کی بیوی کے لیے پیام دیتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ اشْتَرِي خَدًا مَّا قَمَاعًا بِالْفِ دِينَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا اشْتَرِي خَدًا مَّا قَمَاعًا بِالْفِ دِينَارٍ وَاِنِّي اشْتَرِي مِنْكَ خَدًا مَّا قَمَاعًا فِي الْجَنَّةِ بِالْفِ دِينَارٍ فَصَدَّقَ بِالْفِ دِينَارٍ - پھر اس کے ساٹھی نے ایک ہزار خرچ کر کے غلام اور سامان نکال کر ایک ہزار میں خرچ کیا۔

تو اس نے بارگاہ الہی میں عرض کی خداوند اذلال شخص نے خدمت و متاع خانگی ایک ہزار دینار خرچ کر کے بنائے تو میں تجھ سے خدمت و متاع جنت میں ایک ہزار دینار کے بدلے خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

اس کے بعد اسے سخت ضرورت پیش آئی تو اس نے خیال کیا کہ اپنے ساتھی کے پاس جاؤں چنانچہ یہاں گیا اس نے دیکھ کر کہا کہ تو وہی ہے جس سے میں نے حصہ تقسیم کیا تھا اس نے اقرار کیا اس نے پوچھا وہ چار ہزار دینار کیا کیے اس نے سب قصہ سنا دیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ تو میں نے بائید آخرت سب صدقہ کر دیے۔ تو اس نے بگر کر کہا۔

عَمَّا نَكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ - کیا تو بھی بعث بعد الموت کو مانتے والے ہے۔ لہذا
 اذْهَبْ فَوَادِّعُ لَا أُعْطِيكَ شَيْئًا فَرَدَّكَ فَقَضَىٰ لَهُمَا أَنْ تُوَفِّيَا فَمَا كَانَ مَالُ الْمُصَدِّقِ
 لِعَنَتِهِ وَمَالُ الْآخِرِ النَّارِ وَفِيهَا نَزَلَتِ الْآيَةُ - اسی وجہ سے تیرا مال ضائع ہوا تو قسم بہ خدا میں تجھے
 کچھ نہ دوں گا اور اسے یا یوس واپس کر دیا تو انہ تعلقے نے ان کے لیے حکم دیا کہ دونوں کی روح قبض
 کی جائے تو صدقہ کرنے والے کا انجام جنت ہوا اور دوسرے کا جہنم۔ ان دونوں کے حق میں یہ آیت
 کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں بھائی تھے اور ان میں آٹھ ہزار دینار نصف نصف تقسیم ہوئے
 ان میں سے ایک نے صدقہ کر دیے اور دوسرے نے وہی کیا جو دنیا دار کرتے ہیں یہ دونوں بھائی
 بنی اسرائیل سے تھے اور انہیں کو قرین کہا گیا اب جبکہ ان کا انجام واضح ہو گیا تو
 قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ - فَاطْلَعْنَا فِي سَوَادِ الْجَحِيمِ - کہا جنتی نے اپنے قرین سے
 کیا تم ان جہنمیوں کو دیکھ رہے ہو کہ کس حال میں ہیں تو دیکھے وہ جہنمیوں کا حال کہ وسط جہنم میں ہے۔
 یکنے والا وہ جنتی ہوگا جس کا قرین وہ منکر بعث و نشر تھا تو جب وہ دیکھے تو معلوم ہو کہ منکر
 بعث و نشر وسط جہنم میں ہے۔

اس پر یوس فرماتے ہیں وَ لَعَلَّكُمْ إِذَا أَرَادُوا ذَرْكَ وَ قِفُوا عَلَى الْأَعْرَافِ فَاطْلَعُوا عَلَى مَنْ
 أَرَادُوا مِنْ أَهْلِ النَّارِ - شاید یہ یوں ہو کہ جب وہ ارادہ کریں تو اعراف پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اہل
 جہنم کا حال انہیں ظاہر ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اِنَّ لَكُمْ طَاقَاتٍ فِي الْجَنَّةِ يَنْظُرُونَ مِنْهَا مِنْ عُلُوِّ اِلَى اَهْلِ النَّارِ وَاَعْلَى
 الْقَائِلِ بِأَنَّ الْقَرِيْنَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لِعَلَّيْهِمْ بَأْسٌ كَانَ بَيْنَكُمْ الْبَعْثُ وَ مِنْكُمْ كَامِنٌ قَطْعًا

وَمَا تَعْنُ بِعَدَدِ بَيْنَاتٍ هَذِهِ الْهُوَ الْعَوْزُ الْعَظِيمُ۔ اب ہم لقیثا عذاب نہ دیے جائیں گے اور یہ ہماری زبردست کامیابی ہے۔

اور جنہیوں کا یہ حال ہو کہ شجر لا یموت فیہا ولا یحیی وہ نہ مرے نہ زندہ ہوں تو اس پر بلا لگے ہیں
بیشکل ہذا اقلی علی العالمون اذک حیدر تزلل امر شجرہ الزقوم۔ اس قسم کے عمل اہل عمل
کو کرنے جائیں کیا یہ نعمتیں بہتر ہیں یا شجرہ زقوم اور اصل التزلل الفضل۔ تزلل کے معنی فضل الہی ہیں جیسے اول
فرا دیا گیا تھا اولئک کم ذوق معلوم قواکس وھم مکرمون۔

اور زقوم کے متعلق فرماتے ہیں وَالزقوم اسم شجرة صغيرة الودی مد کا گہر ہیئتہ الذراحتہ
ذات لبن اذا اصاب جسد انسان تو وہ تگن فی النار۔ زقوم ایک درخت کا نام ہے جس
میں چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں سخت تلخ بدبو دار دودھ والا جب یہ انسان کے جسم کو پہنچتا ہے
تو اسے متورم کر دیتا ہے یہ صحرا و تہا میں ہوتا ہے۔

اور ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے بعض جنگلوں میں اسے ارد میں تھوہر کہتے ہیں اور اس کی فریڈ
تعریف میں ارشاد ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا هَا فِتْنَةً لِلظالمین اِنہا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم طلحہا کانه رؤس الشیاطین
ہم نے اسے بہت ہی لعنت و عذاب بنا یا مشرکین کے لیے۔

اور دنیا میں ان کے لیے امتحان ہے (مشرکین نے جب سنا کہ وہ) ایسا درخت ہے کہ اس کی
بڑھتی ہوئی سے اس کے شگونے ایسے ہیں گویا شیاطین کے سر ہیں۔

وَالْعَرَبُ مُشْتَبِهَاتٌ بِالصُّورَةِ بِالشَّیْطَانِ۔ اہل عرب قبیح صورت والی چیز کو شیطان سے
تشبیہ دیتے ہیں اسی محاورہ کے ماتحت یہاں یہ تشبیہ استعمال فرمائی ہے۔

فَاَنَّهُمْ لَا یُکَلِّمُونَ وَنہا فمالتون منہا البطون ثورات ثم علیہا الشوباب من جحیم ثورات
مُصِیْعُم لالی الجحیم۔ تو وہ اس تھوہر سے کھائیں گے تو پھر جائیں گے اس سے ان کے پیٹ
شدت گریا سے پانی نہیں۔ شوب شراب مخرج بلاء

الحرارة کو کہتے ہیں۔

وہو الصدیق۔ وہ را داوریپ جنہیوں کا ہو۔

اور غسق یہ ایک چشمہ ہے جنہم کا جس سے سانپ اور بھوڑوں کا زہر اہل کو نکلے گا۔

شدت تشنگی سے وہ اس سے نہیں گئے جس سے ان کا جسم گل جاٹے مگر کماً انضبت جلودہم
بَدَلْنَا هُوَ حَلُودًا غَيْرَهَا حَبِيبٌ ان کی کھال گل برط جاٹے تو دوسری کھال پیدا دی جاٹے تاکہ لیزوق
العذاب عذاب برابر چکے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں کَوَانَتْ قَطْرَةً مِّنَ الذُّقُومِ الْجَهَنَّمَ أَنْزَلْتُمَا إِلَى الْأَرْضِ لَا فُسَدَاتُ عَلَى
النَّاسِ مَعَاشُهُمْ۔ اگر ایک قطرہ زقوم جہنم کا زمین پر گر جائے تو لوگوں کی زندگی ختم و خراب ہو جائے
تَعَرَّاتٌ مِّنْجَمِّ لِي الْجَحِيمِ۔ پھر ان کا لوٹنا جہنم میں ہو

یعنی ان کا مقر اور قیام جہنم ہو اور فرمایا هَلِذَا جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ يَطُوفُونَ
بِهَا ذَوِينَ جَهَنَّمَ ان یہ وہی جہنم ہے جسے یہ مجرم جھٹلاتے تھے اس میں پھرتے رہیں اور گرم گرم عذاب
پاتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ یہ عذاب کس وجہ سے ان کے لیے مقر ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔
أَنَّهُمْ كَفَرُوا إِيَّاهُ فَصَالَيْنَ فَمَنْ عَلَىٰ أَثَرِهِمْ فَذَعُونِ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ
پایا پھر بھی انہیں قدموں پر دوڑتے رہے۔

انتراع۔ عربی میں اسرائع شدید کو کہتے ہیں یعنی ابدا ہند کسی کے پیچھے لگ جانا۔ پھر ارشاد ہے
کہ ان پر ہی کیا منحصر ہے ان سے پہلے بھی اکثر گمراہ ہوئے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَكُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّتَنذِرِينَ فَأَنْظَرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُتَنذِرِينَ۔ اور بے شک ان سے پہلے اکثر گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سننے والے
بھیجے تو اے محبوب دیکھئے کیا ہوا انجام ان ڈر سننے والوں کا۔

یعنی ہدایت سکر منکر رہنے کا برا انجام ہے
إِلَّا عِبَادًا لِلَّهِ الْخَالِصِينَ۔ مگر اللہ کے غلص بندے۔ اس قسم کے عذاب سے محفوظ رہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ صافات۔ ۲۳

اور بے شک نور نے پکارا ہمیں مدد کیلئے

تو ہم بہتر فریادرس ہیں۔

اور ہم نے نجات دی اسے اور اسکے گھر والوں کو

سخت مصیبت سے۔

وَلَقَدْ تَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْجِيبُونَ

وَجِيبُنَا دَا هَلْكَ مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ

اور کیا ہم نے اسے اور اس کی ذریت کو باقی
رہنے والے۔

اور چھوڑا ہم نے ان کا ذکر خیر آنے والی امتوں میں۔
کہ نوح پر سلام ہو۔

ایسے ہی ہم بدکہ دیا کرتے ہیں نیکوں کو۔ بیشک
وہ ہمارے ایمان والے بندوں سے ہے۔

پھر غرق کر دیا ہم نے اوروں کو۔
اور بے شک اسی کے پیروؤں سے ابراہیم ہے۔
جب آیا وہ اپنے رب کی طرف صاف دلی سے۔
جب کہا اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے
کیا پوجتے ہو تم۔

کیا چھوٹے خدا بنا کر اللہ کے سوا چاہتے ہو۔
تو تمہارا رب حقیقی کے ساتھ کیا گمان ہے۔
تو اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا۔

تو فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔
وہ اس پر پلٹھو دے کر پھر گئے۔

تو چلا چل کر ان کے خداؤں کی طرف تو کہا کیا تم
نہیں کھاتے۔

کیا ہو کہ بولتے نہیں
تو نظر بجا کر انہیں سیڑھے ہاتھ سے مارنا شروع کیا
تو کافران کی طرف چھپٹ کر آئے۔
بولے ابراہیم کیا تم ہاتھ سے تراشے ہوؤں کو
پوجتے ہو۔

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عمل بیدا۔
کافر بولے اس کے لیے ایک عمارت بناؤ تو وہاں

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمْ فِي الْأَخْرَبِ ۝

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝

إِنَّا لَنَكْتُبُ لَكَ فِي هَذِهِ الْقُرْآنِ ۝

آتَةً مِنْ جِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

ثُمَّ أَعْرَضْنَا الْأَخْرَبِينَ ۝

وَأَنْ مِنْ شَيْعَتِكَ لِأَبْرَاهِيمَ ۝

إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝

إِذْ قَالَ لِأَبِي وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝

عَرَفْنَا إِلَهًا حُفَّتْ عَنَّا اللَّهُ تَوَيْدُونَ ۝

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝

فَرَأَى إِلَى الْإِلَهِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۝

فَرَأَى عَلَيْهِمْ قَرِيبًا بِالْيَمِينِ ۝

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ ۝

قَالَ تَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُيُوتًا فَأَلْفُوهَا فِي الْجَبِّ ۝

سے بھرکتی آگ ہیں۔

تو انہوں نے یہ مکر کا ٹھکانا توہم نے انہیں کرنا نہیں
اور فرمایا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے
والا ہوں وہ مجھے راہ دیگا۔

اے میرے رب مجھے لائق اولاد دے۔

توہم نے اسے بشارت دی ایک عقلمند لڑکے کی
توجیب پہنچ گیا اس کے ساتھ کام کرنے کی قابلیت
کو فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ
میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے
ہے۔

کہا اے میرے باپ وہی کہ جو تجھے حکم ملا ہے آپ
مجھے پائیں گے ان شاء اللہ صابر۔

توجیب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی۔
توہم نے اسے ندا فرمائی اے ابراہیم
بے شک خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے
ہیں نیکوں کو۔

بے شک یہ امتحان تھاروشن۔

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیا۔ اور
بچا لیا۔

اور چھوڑا ہم نے اس کو پھولوں میں۔

سلام ہو ابراہیم پر

ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

بیشک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے ہے۔

اور بشارت دی ہم نے اسے اسحق کی جو صلح نبی ہے

اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور اس کی

فَارَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝
وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ الصَّالِحِينَ ۝

فَبَشِّرْنَاهُ بِعَلَمٍ حَلِيمٍ ۝

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي أدُّعِيهِ
فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَدْبُهَكَ فَاظْطُرْ مَاذَا
تَدْعِي ۝

قَالَ يَا آيَاتُ أَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ

شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّمَ لِلْحَيِّينِ ۝

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُ
الْمُحْسِنِينَ ۝

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝

وَقَدْ بَدَأْنَا بِإِبْرَاهِيمَ عَظِيمٍ ۝

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝

كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

وَبَشِّرْنَا ذَاكَ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ وَمِمَّنْ

اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور ظالم اپنی جان پر کھلا ہوا۔

وَلَقَدْ نَبَّأْنَا هَارُونَ وَظَلَمَ لِنَفْسِهِ
مِثْلَهُ

حل لغات

وَدَّ اور	لَعَنَ - بیشک	نَادَانَا - پکارا ہم کو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
فَلَمَّا تَوَلَّوْا بَدَّلْنَا بَدَلًا لَّيِّنًا	الْمُجْتَبُونَ - قبول کرنے والے	وَدَّ اور	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	أَهْلَكَ - اسکے گھر والوں کو	مِنَ الْكُرْبِ سَخْتِي	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	جَعَلْنَا - بنایا ہم نے	خُرَيْبَةً - اسکی اولاد کو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	وَدَّ اور	تَوَكَّنَا - چھوڑا ہم نے	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	الْآخِرِينَ - پھلوں کے	سَلَامًا - سلام ہو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	فِي يَبْرُوجَ	الْعَالَمِينَ - جہانوں کے	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	مُجْرِي - بدلہ دیتے ہیں	الْمُحْسِنِينَ - نیکوں کو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	مِنَ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ - ہمارے مومن بندوں کے	تَحَرَّ - پھر	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	الْآخِرِينَ - پھلوں کو	إِنَّا - پھر	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	لَا بُرْءَ لَكُمْ إِيَّاهُمْ أَبَرَّاسِيمَ تَهَا	جَاءَ - لایا	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	بِقَلْبِ دَل	إِذْ جَبَّ	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	لَا يُبَدِّلُ آيَاتِنَا بَدَلًا لَّيِّنًا	قَوْمِهِ - اپنی قوم کو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	تَعْبَادُونَ - پوجتے ہو تم	إِنَّمَا - جھوٹے	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	كُونَ سَوَاءً	تُرِيدُونَ - چاہتے ہو	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	ظَنُّكُمْ يَجْعَالُكُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا	الْمُطَلَبِينَ - جہانوں کے متعلق	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	نُظَرُوا - ایک بار	الْيَوْمَ - آج	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	رَأَى فِيهَا	فَوَلَّوْا - تو پھرتے	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	مُدْبِرِينَ - پیچھے دے کر	إِلَى - طرف	وَدَّ اور	وَدَّ اور
وَدَّ اور	فَقَالَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	تَاكُلُونَ - تم کھاتے	وَدَّ اور	وَدَّ اور

فَرَاغَ تَوَجَّحَا	تَنْطِقُونَ - بولتے تم	لَا - نہیں	لَكُمْ - تم کو
فَاتَّبَعُوا - لوائے	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - اے ایمان والو!	فَاتَّبَعُوا - مارنے ہوئے	عَلَيْكُمْ - ان پر
أَيُّهَا - کیا	قَالَ - فرمایا	يَذْفُونَ - دھرتے	الْبُيُوتِ - اسکی طرف
وَأُولَئِكَ - اور	تَخْتَفُونَ - کر دیتے ہو تم	مَا يَجُوزُ - مہاجر	تَعْبُدُونَ - پوجتے ہو
مَا يَجُوزُ	وَأُولَئِكَ - اور	خَلَقَكُمْ - پیدا کیا تم کو	اللَّهُ - اللہ نے
لَهُ - اس کے لیے	أَبْنَاءُ - بناؤ	قَالُوا - بولے	تَعْمَلُونَ - تم کرتے ہو
الْبُيُوتِ - بھڑکتی آگ کے	فِي - بیچ	فَالْقَوَاعِدُ - توڑ دو اسکو	بُنِيَانًا - ایک عمارت
تَجْعَلْنَاهُمْ - تو بنایا ہمیں ان کو	كَيْدًا - تدبیر کرنا	بِهِ - اس کے ساتھ	فَأَادُّوا - تو جہاں انہوں نے
إِنِّي - بیشک میں	قَالَ - کہا	وَأُولَئِكَ - اور	الْأَسْفَلِينَ - ذلیل
سَيَهْدِي - وہ جلدی بھج	ذِي - اپنے رب کی	إِلَى - طرف	ذَاهِبًا - جانے والا ہوں
بِي - مجھ کو	هَبْ - عنایت کر	ذِي - اے میرے رب	كُورًا - دکھائے گا
بِعَلَامٍ - لڑکے	فَبَشِّرْنَاكَ - تو ہم نے بشارت دی اے	فَبَشِّرْنَاكَ - تو ہم نے بشارت دی اے	مِنَ الصَّالِحِينَ - نیک لوگو
مَعَهُ - اس کے ساتھ	بَلَّغْ - پہنچا	فَلَمَّا - تو جب	حَلِيمٍ - بردبار کی
إِنِّي - بیشک میں نے	يُنَبِّئُكَ - اے میرے بیٹے	قَالَ - کہا	السَّخِيءِ - بھاگ دور کو
أَنِّي - کہ میں	الْمَنَامِ - خواب کے	فِي - بیچ	أَدَى - دیکھائے
تَوَى - خیال ہے	مَاذَا - کیا	فَانظُرْ - تو تو دیکھ	أَذْبَحُكَ - تجھے ذبح کرتا ہوں
أَفْعَلْ - کر	أَبْتِ - میرے باپ	يَا - اے	قَالَ - بولا
سَتَجِدُنِي - جلدی یا پھر گمھے ان - اگر	مِنَ الصَّابِرِينَ - نیکوں سے	تَوَمَّوْا - حکم دیا گیا ہے تو	مَا يَجُوزُ
قَتَلْنَا - لٹایا اسکو	وَأُولَئِكَ - اور	اللَّهُ - اللہ	شَاءَ - چاہے
فَأَدْبَسْنَا - آواز دی ہم نے اسکو ان - یہ کہ	قَدْ - بیشک	أَسَلْنَا - فرما کر وار ہو گئے	فَلَمَّا - تو جب
صَدَّقَتْ - تو سچ کر دکھایا	كَذَلِكَ - اسی طرح	وَأُولَئِكَ - اور	لِلْجِبِينَ - پیشانی کے بل
فَجَزَى - بدلہ دیتے ہیں	هَذَا - یہ	إِبْرَاهِيمَ - ابراہیم	يَا - اے
لَهُ - وہ ہے	وَأُولَئِكَ - اور	إِنَّا - بیشک ہم	الرَّؤْيَا - خواب کو
فَدِينَهُ - قدر ہم نے اس کا دیا		إِنَّ - بیشک	الْمُحْسِنِينَ - نیکوں کو
		الْمُتَّقِينَ - گھلا	الْبَلَادِ - امتحان

تَوَكَّلْنَا بِحُجُورِ إِيْمَانِنَا	وہ اور	عَظِيمٍ بِطَرِيْقَةٍ	بہنچ قرانی
سَلَامٌ سَلَامٌ سَلَامٌ	الْآخِرِينَ بِكَلِمَاتٍ	فِي رِيْحٍ	عَلَيْهِ سَلَامٌ
تَجَنَّبْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	كَذَلِكَ الْإِسْرَائِيلِيَّةِ	إِبْرَاهِيمَ إِبْرَاهِيمَ	عَلَى أَوْجِ
بَدَلْنَا بَدَلًا مِنْ بَدَلِهَا	مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ	إِنَّهُ بِدَيْشِكِ وَه	الْمُحْسِنِينَ نِيكُولِ كُو
بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	بِاسْتِغْنَى اسْحَاقَ كِي	بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	وہ اور
بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	وہ اور	مِنْ الصَّالِحِينَ نِيكُولِ كُو	وہ اور
بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	وہ اور	عَلَيْهِ سَلَامٌ	وہ اور
بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	وہ اور	مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُنْثَى	فَاللَّهُ أَكْبَرُ طَالَمٌ
بَدَلْنَا بِدَلَّةِ إِيْمَانِنَا	وہ اور	بِنَفْسِهِ أُنْثَى	

خلاصہ تفسیر شروع سورہ صافات۔ ۲۳

وَلَقَدْ قَادْنَا نُوْحًا - اور بیشک نوح نے ہمیں پکارا۔ اور ہم سے اپنی اس قوم پر عذاب و ہلاک کی درخواست کی جسے سارے نوسو برس تبلیغ فرماتے رہے تھے۔

فَلَنَنْعَمَ الْمُجِيبُونَ - تو ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔

تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں ان کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا حتیٰ کہ انہیں غرق طوفان کر کے ہلاک کر دیا۔

وَلَنَنْعَمَ الْمُجِيبُونَ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ وَتَوَكَّلْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ أَخْرَقْنَا

الْآخِرِينَ - اور نجات دی ہم نے اسے اور اس کی ذریت کو طرہی سخت تکلیف سے اور کیا ہم نے اسی کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے اور چھوڑی ہم نے پھلوں میں اس کی تعریف سلام ہو نوح پر جہاں بھر میں بیشک ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ - فرما کر یہ ظاہر کیا کہ اب دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نوح کے کشتی سے اترنے کے بعد جتنے مرد و عورت تھے سبھی مر گئے سوا آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے انہیں سے دنیا کی رچنا چچی اور انہیں سے تسلیں چلیں عرب فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں۔ اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔ اور ترک اور یاجوج ماجوج آپ کے تیسرے بیٹے یافث سے ہیں۔ اور وَتَرَكْنَا عَلِيَّ بْنَ اِيُوْبَ بْنِ كَعْبٍ فِي الْاَخْيَرِيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل ان کی امتوں میں باقی رکھا گیا۔ اور

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ سے یہ مراد ہے کہ ملائکہ اور جن و انس سب قیامت تک آپ پر سلام بھیجیں گے اور

لَمَّا اَخْرَجْنَا الْاَخْيَرِيْنَ سے یہ مراد ہے کہ آپ کی قوم کے تقیہ کا فر بھی ہلاک کر دیے گئے۔
 وَانَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَآيْرَاهِيْمُ اِذْ جَاءَتْهُ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِذْ قَالَ لِاٰبِيْهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ
 اَيُّكُمْ الْهَيْهَاتُ حُفَّتْ اِلٰهُهُ تَرْيِدُوْنَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ اور بے شک ان کے گروہ سے ابراہیم میں جبکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے قلب سلیم لے کر جب انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان تراشی سے اللہ کے سوا اور خدا جانتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین کے ساتھ
 وَانَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَآيْرَاهِيْمُ سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام کا دین و ملت میں ایک طریق و سنت پر ہونا ہے اگرچہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے مابین دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ حائل ہے اور اس مدت میں صرف دو نبی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام مبعوث ہوئے۔

اِذْ جَاءَتْهُ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا دل اللہ تعالیٰ کی طرف خالصاً مخلصاً متوجہ کیا اور اپنے کو ماسوی اللہ سے فارغ فرمایا حتیٰ کہ اپنے باپ کو بطریق توہین فرمایا اور قوم کو دعوت دی اور سوال کیا۔

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ۔ یہ کیا ہیں جنہیں تم پوجتے ہو یا اگر تم اس کے سوا کسی چیز کو پوجو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اور تم سمجھتے ہو کہ منعم حقیقی وہی ایک ہے اور وہی مستحق عبادت ہے۔
 اَيُّكُمْ الْهَيْهَاتُ حُفَّتْ اِلٰهُهُ تَرْيِدُوْنَ۔ کیا ان چھوٹے معبودوں کی طرف اللہ کے سوا تمہارا رجحان ہے تو
 فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا گمان ہے تو قوم نے حضرت خلیل علیہ

السلام سے عرض کیا کہ کل ہماری عید ہے وہاں میلہ لگے گا ہم لوگ نفیس کھانے پکا کرتوں کے پاس جاتے ہیں اور وہاں پہلے بطور تبرک اس میں سے کھاتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور میلہ کی رونق دیکھیں اور بتوں کی آرائش اور ان کا بناؤ سنگار آپ دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ یہ منظر دیکھ کر آپ ہماری بت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔

یہ زمانہ نجوم پرستی اور ان کے اثرات کے فائلوں کا تھا تو آپ نے بھی جیسے سندھ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقع انصاف و انصاف کو دیکھا کرتے ہیں ویسے ہی آپ نے انہیں مطمئن کرنے کو کہا چنانچہ ارشاد ہے
فَنظَرَ نَظْرَةً فِي الْبُحُورِ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ۔ تو ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

تو قوم اپنے معتقدات کے ماتحت سمجھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں سے اپنی بیماری کا حال معلوم کر لیا اب یہ معاذ اللہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہونے والے ہیں اور یہ متعدی امراض سے بہت ڈرتے تھے اسی بنا پر اریاب تحقیق کے نزدیک علم نجوم حق ہے اور اس پر عقیدہ کرنا ممنوع ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَعْدُوا فِي ذَلَالِطِهَا جُحُوتٌ جَحَاتٌ كَظَمِئِمْ وَأَوْ كَسَى كَأَمْرٍ كَسَى كَوِي بِلَا مَشِيئَةِ اللَّهِ نَبِيٌّ لَيْسَ لَكَ سَكْتًا۔

مادوں کے فساد اور ہوا کی سمیت سے ایک وقت ایک ہی مرض عام ہو سکتا ہے لیکن اس کا حدوث ہر ایک میں جداگانہ ہوگا۔

فَتَوَلَّوْا عَنَّا مُدْبِرِينَ۔ تو وہ یہ دیکھ کر چلے گئے۔ اور اپنے میلے میں پہنچ گئے۔
فَرَاغَ إِلَى إِلِهِهِمْ فَقَالَ لَا تَأْكُلُون۔ تو نظر بچا کر ان کے معبودوں کی طرف گئے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد پوشیدہ طور پر ان کے مندر میں تشریف لے گئے اور ان کے آگے جو کھانے رکھے ہوئے تھے دیکھ کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں اور فرمایا
مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ۔ تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں۔

اس کا جواب بت کیا دیتے اس لیے کہ وہ بت ہی تھے اور بت کہتے ہی اسے ہیں جو بولنے کی استعداد نہ رکھتا ہو محض ہو تو آپ نے انہیں توڑنے کے ارادے سے ان پر ضرب مارنی شروع کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ۔ تو آپ نے ان پر عوام کی نگاہ بچا کر سیدھے ہاتھوں مارنا شروع

کیا تھی کہ انہیں پارہ پارہ کر دیا جب یہ خبر مشرکین کو پہنچی تو
فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ كَافِرٌ مِّثْلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو ان بتوں کو پوجتے ہیں اور تم نے انہیں پارہ پارہ کر دیا اپنے فرمایا
قَالَ اتَّعْبُدُونَ مَا تَشْتَعُونَ وَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ کیا اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوؤں کو پوجتے
ہو اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

تو وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ بت اس پر وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے
سکے سوائے اس کے کہ

قَالُوا ابْنُوا آلَئِنَّا قَالُوا قُوَّةً فِي الْعَجْمِ فَأَرَادُوا بِسَيِّدِنَا أَنُجْعَلَنَّهُمُ الْإِسْقَلِينَ كَافِرُونَ كَرِهُوا
ابراہیم کے لیے ایک مکان بناؤ پھر اسے بھر لگتی آگ میں ڈال دو تو انہوں نے ابراہیم کے ساتھ چال چلنی چاہی
تو ہم نے انہیں ہی نچا دکھایا۔

چنانچہ نرودیلوں نے پتھر کی تیس گز لمبی تیس گز چوڑی چار دیواری بنا کر اس میں لکڑیاں بھر دیں اور آگ
لگا دی جب وہ بھڑک گئی تو منجبتیق کے ذریعہ آپ کو اس میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ چال نہ
چلتے دی اور حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ سے محفوظ فرمایا چنانچہ جب آپ اس میں سے باہر تشریف لائے
تو آپ نے اس دار الکفر سے ہجرت کا عزم کیا اور فرمایا
وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِيئِنِ اور کہا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں
اب وہ مجھے راہ دے گا۔

چنانچہ آپ اس دار الکفر سے ہجرت فرما کر روانہ ہو گئے اور منتظر حکم الہی رہے کہ کہاں جاؤں کہ حکم
الہی ملا کہ سرزمین شام میں ارض مقدسہ کے مقام پر جائیں آپ جب وہاں پہنچ گئے تو آپ نے بارگاہِ اہلبیت
المراد میں دعا کی اور عرض کیا۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ الہی مجھے ایک لائق صالح اولاد دے۔ دعا مستجاب ہوئی اور
فَبَشِّرْنَا بِمَا كُنَّا لَهَا كَاذِبِينَ۔ ہم نے ابراہیم کو ایک عقلمند لڑکے کی بشارت دی چنانچہ حضرت اسمعیل
ذبیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَؤُا إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ تَوَجَّهَ
اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

یہ سن کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام بخوشی خاطر تیار ہو گئے اور بولے جس کا ذکر آتا ہے
 قَالَ يَا آيَّتُ افْعَلْ مَا تَوْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ۔ اسماعیل نے جواب دیا ابا
 جان وہی کام کیجئے جس کا آپ کو حکم ہوگا، خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب سچی ہوتے ہیں اور ان کے تمام افعال حکم الہی سے کہتے ہیں بنا
 بریں صاحبزادہ ذبیح اللہ بھی تعیل حکم کے لیے آمادہ ہو گئے اور سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ اس
 لیے فرمایا کہ وہ اسے حکم الہی سمجھتے تھے اور خلیل اللہ علیہ السلام نے فَاَنْظُرْ مَاذَا تَدْرِي اس لیے کہا کہ فرزند کو ذبیح
 سے وحشت نہ ہو اور اطاعت امر کے لیے وہ بہ رضا و رغبت تیار ہوں چنانچہ ذبیح علیہ السلام نے حکم الہی پر
 فدا ہونا کمال شوق و رغبت سے ظاہر کیا۔

یہ واقعہ منی میں ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کے حلقوم پر چھری چلائی قدرت الہی نے
 یہ مظاہرہ کیا کہ چھری نے رواں بھی نہ کاٹا چنانچہ آگے فرمایا جاتا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَمَاوْتُمْ لِلْحَبِيْبِيْنَ وَنَادَيْتُمْ اَنْ يَا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كُنَّا لِكَفَّحْدِي
 الْمُسْتَبِيْنِيْنَ اِنَّ هٰذَا هُوَ الْكَلْبُ الْمَلِيْنُ وَقَدْ نَبَّأْنَا مِنْ مِّنْ عَظِيْمٍ وَنَوَكْنَا هَلِيْبًا فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلَامًا عَلٰى
 اِبْرَاهِيْمَ كُنَّا لِكَفَّحْدِي الْمُسْتَبِيْنِيْنَ اِنَّ مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تو ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن جھکا
 دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہمارا دریا شے رحمت جوش زن ہوا اور ہم نے اسے نہا فرمائی
 کہ اے ابراہیم بیشک تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم بیشک ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن
 امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ قدریہ میں دیا اور اسے بچا لیا اور ہم نے اس سنت کو پھیلوں میں اس کی
 تعریف کے لیے باقی رکھا سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل
 الایمان بندوں میں ہے۔

یعنی جب خلیل نے اپنی شان تخلت دکھا دی اور رضا جوئی محبوب میں فرزند قربان کرنے کو جھک گئے
 اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر چھری چلا دی تو من جانب اللہ آواز آئی کہ ابراہیم بس اتنا ہی کافی ہے تمہارا
 امتثال امر کے لیے جھک جانا ثابت ہو گیا۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرزند حضرت اسمعیل ہیں یا حضرت اسحاق علیہما السلام لیکن دلائل کی روشنی
 اسی پہلو کو واضح کرتی ہے کہ ذبیح حضرت اسمعیل ہی ہیں۔

اور جنت سے قدریہ میں جو ذبیحہ بھیجا گیا وہ بکری تھی جسے حضرت خلیل نے ذبیح فرمایا اور اسی واقعہ کے بعد
 ارشاد ہے کہ ہم نے نبی صالح کی بشارت دی جیسا کہ فرمایا۔

وَكَبَّرْنَا بِمَا تُفَعِّلُ يَدَاكَ يَا مُنْفِقُ نَبِيَّاتٍ الصَّالِحِينَ - اور ہم نے بشارت دی اسماعیل کی جو غیب کی خبر تھی اس کے
صالح ہے۔

یہی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہی میں اودان کے بعد حضرت اسحاق بنی صالح پیدا
ہوئے اور وَكَبَّرْنَا عَلَيْكَ فِي الْآخِرِينَ سے یہ سنت قیامت تک جاری رہنے کی خبر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا وَكَبَّرْنَا عَلَيْكَ وَاعْتَقَ دَمِنَ ذُرِّيَّتِنَا حُسْنًا فَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ أَفَبُيِّنُكَ وَأَمَّا نَمَّ نَسَبُكَ تَارِي
اس پر اور اسماعیل پر اور ان کی اولاد میں اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔

یعنی ہم نے ہر طرح کی برکت دینی و دنیوی سے محنت کیا اور ظاہر برکت یہ فرمائی کہ حضرت خلیل علیہ السلام
کی اولاد میں کثرت فرمائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیاء و کرام بنائے حتیٰ کہ یعقوب
علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب آپ کی ہی نسل سے ہوئے۔

اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ آپ کی ذریت سے حسن یعنی مومن اور ظالم لنفسہ یعنی کافر بھی ہوئے۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ باپ کے ذی فضائل ہونے سے اولاد کا ویسا ہی ہونا لازم نہیں یہ اللہ
تعالیٰ کی شیون قدرت ہیں کسی نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرمادے۔

اور اولاد کے بد ہونے سے آباؤ اجداد پر عیب نہیں لگتا اور آباؤ کے بد ہونے سے اولاد پر عیب نہیں
چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے بڑی بڑی ایذائیں پہنچیں اور یہ سلسلہ ساڑھے نو سو برس تک
جاری رہا آخر کار آپ نے اپنے رب کو پکارا اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعہ آپ کی نجات مقدر کی۔
اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس طوفان سے مطلع فرمادیا اور آپ کو کشتی تیار کرنے کا حکم دیا آپ نے تعلیم
الہی کشتی بنالی اور اس میں اپنے خاندان اور ایمان والوں کو سوار کر لیا اور ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک بڑا
بھی رکھ لیا۔ وقت موعود پر جب طوفان آیا تو صرف کشتی والے بچ گئے باقی دنیا غرق ہو گئی انہیں ڈوبنے والوں
میں آپ کا بیٹا کنعان بھی تھا اور وہ کفر کی وجہ سے خاندان سے خارج کر دیا گیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ
لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ۔

لغات نادرہ

وَاتَّ مِنْ شَيْعَتِهِمْ اَبْرَاهِيمَ - شیعۃ کی ضمیر نوح کی طرف راجع ہے شیعہ کے معنی مشائخ کے ہیں
اور مشائخ کہتے ہیں کسی کے پیچھے چلنے والے کو۔

تو اہیت کریمہ کی یہ عبارت بنی تاملہ لَقَدْ دَعَا نُوْحٌ حَيْثُ اٰتٰىتْ مِنْ اٰيٰتِنَا قَوْمًا لَقَدْ اٰتٰىتْهُمْ اٰحْقَابًا وَاذْهُوْنَا فَلَمْ يَزِدُوْهُمُ دَعَا وَاذْهُوْنَا وَاذْهُوْنَا فَلَمْ يَزِدُوْهُمُ دَعَا وَاذْهُوْنَا
 لَقَدْ اٰتٰىتْهُمْ اٰحْسَنَ الْاِحْبَابِ فَوَاللّٰهِ لَنْعَمَ الْعَبِيْدُوْنَ هُنَّ ذَالِجَمْعِ لِلْعَطِيَّةِ وَ الْكِبْرِيَا يٰۤا قَوْمِ نَحْنُ اَبْرٰهِيْمَ
 میں نوح نے اس وقت پکارا جبکہ وہ اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے بعد اس کے کہ مدت عیدہ
 اور عرصہ بعیدہ تک دعوت ایمان فرمائی تو ان میں سولے فروردن فور کچھ نہ بڑھا تو ہم نے اس کی پکار سنی۔ اور
 یقیناً ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔ اور عبیدوں صیغہ جمع عظمت ذات اور کبریائی کے لیے لایا گیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اِذَا صَلَّى فِي بَيْتِيْ فَهِيَ بِهَدِيَّةِ الْاٰيَةِ وَقَدْ نَادَا نُوْحٌ فَلَنْعَمَ الْعَبِيْدُوْنَ قَالَ حَسَدًا قَدْ دَبْنَا اَنْتَ اَقْرَبُ
 مَنْ دَعَى وَاَقْرَبُ مَنْ لَقِيَ فَلَنْعَمَ لَلدَّعُوِّ لَنْعَمَ الْمُعْطَى وَاَنْعَمَ لِلْمَسْتَوَلِ فَلَنْعَمَ لَلْوَلٰى اَنْتَ دَبْنَا وَاَنْعَمَ
 النَّصِيْبُ مَحْضُوْرٌ جِبْ مِرَّے یہاں نماز ادا فرماتے اور اس آیت سے گذرتے وَقَدْ نَادَا نُوْحٌ فَلَنْعَمَ الْعَبِيْدُوْنَ
 تو فرماتے سچ فرمایا اے میرے رب تو پکارنے والے کے قریب ہے اور لقاوت کرنے والے کو نزدیک میں
 قریب ہے تو بہترین پکارا گیا ہے اور بہترین عطا فرمائے گا ہے اور بہترین سوال کیا گیا ہے اور اچھا مددگار ہے
 تو اے ہمارے رب اور اچھا مددگار۔

وَبَعِيْنَا كَا وَاَهْلًا مِّنَ الْكُرْبِ الْعَظِيْمِ وَجَعَلْنَا خَدِيْتًا هُوَ الْبَاقِيْنَ اور نجات دی ہم نے اہل
 اس کے اہل کو شدید غم سے اور غرق سے اور کیا ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے۔

عربی میں کرب لاغیب کے قول کے مطابق شدید غم کے معنی میں مستعمل ہے اور بموجب دعائے نوح
 عَلَيْهِ السَّلَامُ دَبَّ لَاتَنَّ رُحَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَبَّ اَدَا۔ تمام کافر سرکش ہلاک کر دیے گئے حتیٰ کہ گناہ
 بھی ہلاک ہوا اور اس کے لیے فرمایا اِنَّمَا لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ يٰۤا نَحْنُ اَبْرٰهِيْمَ سے نہیں ہے۔
 چنانچہ مروی ہے اِنَّمَا مَا تَكُلُّ مِنْ فِى السَّفِيْنَةِ وَاَنْعَمَ لَلْوَلٰى اَنْتَ دَبْنَا وَاَنْعَمَ لَلْوَلٰى اَنْتَ دَبْنَا
 سَامٌ وَحَامٌ وَاِيْفِثْ وَاذْهُوْنَا فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ فَاِيْفِثْ
 گئے اور تین بیٹوں کے سوا کوئی تہیجا یعنی سام، حام، یاقت اور ان کی بیویاں باقی رہیں جن سے تو والد و ناسل
 قیامت تک رہے گا۔

اور ترمذی بطریق حسن اور ابن سعد اور احمد اور ابو یعلیٰ اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم
 حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ اَبُو
 الْحَيْثِ دَبَّ اِيْفِثْ اَبُو الرَّدْمِ۔

سام سے عرب میں اور حام سے حبش کے لوگ ہیں اور یافث سے رومی نسل ہے۔

اور ابن ابی حاتم اور خطیب ^{تخصیص میں} راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قَالَ وَسُؤْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ نُوْحٌ مِّنْ نُّوْحٍ ثَلَاثَةٌ سَامٌ وَحَامٌ وَيَافِثٌ فَوَلَدَ سَامٌ الْعَرَبَ وَفَارِسَ وَالرُّومَ وَالْخَبَرِيَّةَ۔

وَوَلَدَ يَافِثٌ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَالْتُرُكَ وَالصَّقَالِيَةَ وَالْخَبَرِيَّةَ۔

وَوَلَدَ حَامٌ الْفِئْطَ وَالسُّودَانَ وَلَا أَعْرَفْتُ حَالَ الْخَبَرِ

وَأَلَا كَثُرُونَ عَلَى أَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَيْدًا أَقْبَلَ لَهُ آدَمُ الثَّانِي۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام سے تین بیٹے ہوئے سام حام یافث تو سام سے عرب اور فارس اور روم پیدا ہوئے اور ان میں برکت و خیر تھی۔

اور یافث سے یاجوج و ماجوج اور ترک اور قوم صقالیہ ہوئی اس میں خیر و برکت نہ تھی۔

اور حام سے قبط اور سوڈانی قوم ہوئی ان کا حال خیر و برکت کا معلوم نہیں۔

اور اکثر محققین اس طرف ہیں کہ تمام لوگ شرقی و غربی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی ہے اسی وجہ سے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمْ الْبَاقِينَ۔ تو یہ ظاہر فرمایا کہ ذریت نوح علیہ السلام ہی باقی رہی نہ کہ وہ سب جو کشتی میں تھے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمْ فِي الْأَخْرَبِ سَلَامًا عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّا كُنَّا لَكَ فَخْرِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔ اور چھوڑا ہم نے باقیوں کو پھیلوں کے حال پر۔ اوسے فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِتَقِينَا كَمَا دُعَاةَ النَّاسِ وَتَسْلِيمِهِمْ عَلَيْهِمْ أُمَّتًا بَعْدَ أُمَّتِنَا۔ اس سے مراد ہے کہ ہم نے باقی رکھا لوگوں کی دعا اور سلام ہمیشہ کے لیے کہ وہ کہتے رہیں سَلَامًا عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ۔ سلام ہو نوح پر زمانہ بھر میں۔

إِنَّا كُنَّا لَكَ فَخْرِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔ ہم ایسے ہی نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں بے شک وہ یعنی نوح ہمارے ایمان والے بتوں سے ہے۔

لَشَرَّ أَعْرَفْنَا الْأَخْرَبِ۔ پھر ہم نے ان کی دوسری قوم کو جو کافر تھی غرق کر دیا۔

یہاں تم اس لیے لایا گیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ بعد غرق کے جو باقی تھے وہ بھی بتدریج ہلاک کر دیے گئے

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَأَنَّ مَن شَبَّحَهَا لِأَبْدَاهِمُ. اور نوح کے پیروں سے ابراہیم ہیں۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو ہیں اگرچہ قروعی احکام میں آپ مختلف ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نوح و ابراہیم علیہما السلام کی شریعت میں اتفاق مکمل تھا گے آگے اسی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا جن کا نام مجھے یاد نہیں کہ کتابیں کون سی تھیں کہ نوح علیہ السلام توحید اور اصول عقائد میں مرسل تھے اور فروع میں نہیں۔

وَقِيلَ كَانَ يَتَّبِعُ أَبْدَاهِمُ وَيَتَّبِعُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نِيَّتَانِ هُوَ ذُو صَالِحٍ لَّا عَيْبَ.

اور کہا گیا ہے کہ ابراہیم و نوح علیہما السلام کے درمیانی عرصہ میں صرف دو نبی حضرت ہود اور صالح ہوا کرتے ہیں یا

وَهَذَانِ ابْنَاءُ عَلِيٍّ أَن سَامًا كَانَ يَتَّبِعُ كَانَتَيْنِمَا عَلَى مَا جَاءَ فِي جَامِعِ الْأَصُولِ الْقِتَابِ سَنَةِ ١٠٠٠
وَأُمَّتَانِ وَارْتَبُوعُونَ سَنَةً۔ اور یہ اس بنا پر ہے کہ سام نبی تھے اور ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے ہیں بموجب روایت مذکورہ جامع الاصول ایک ہزار ایک سو پچاس سال کا تفاوت ہے۔

وَقِيلَ الْفَاعِلُ دَسْتِمَاتِي وَارْتَبُوعُونَ سَنَةً۔ اور ایک قول ہے کہ دو ہزار چھ سو پچاس سال ہیں اور فرماتے ہیں کہ شیعہ ہیں ضمیر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور اسی کی تائید میں مجاہد
وقادہ و سدی ہیں۔

اور قصہ ابراہیم علیہ السلام قصہ نوح علیہ السلام کے بعد اسی لیے لایا گیا کہ آپ بالنسبة الى الانبياء المرسلين آدم ثالث کے مثل ہیں اور آپ ذریت نوح علیہ السلام سے ہیں اور اس میں نوح و ابراہیم علیہما السلام میں یہ نسبت بھی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غرق سے نجات دی اور ابراہیم علیہ السلام کو حرق سے۔ اب آگے ارشاد ہے۔

إِذْ جَاءَ دَيْبًا بِقَلْبٍ سَلِيمٍ جِبَّ آتَىٰ وَهُوَ ابْنُ رِبِّهِ سَلَامَتِ دَلِّ كَسَاهُ.

یعنی ایسا سلامت دل لے کر اپنے رب کے حضور آئے جو تمام آفات سے مثل فساد اعتقاد اور نیات سببہ اور صفات قبیہ مثل حسد اور دھوکہ وغیرہ سے سلامت تھا۔

اب سلیم القلب کی تفسیر میں پانچ قول ہیں

اول یہ کہ عَنْ قِتَادَةَ يَخْتَصُّ السَّلَامَتَا بِالسَّلَامَتِ مِنَ الشُّرُوكِ۔ سلامتی کے ساتھ قلب کی تخصیص

اشترک باللہ سے محفوظ ہونے کے معنی میں ہے۔

دوسرے یہ کہ أَوْ سَلَامَتِ الْعَلَقَاتِ الدُّبُوبِيَّةِ يَعْنِي أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ تَجْبِئَاتِ الشُّرُوكِ

وَاللَّيْلِ إِلَيْنَا دَالِي أَاهِلِنَا سَلِيمِ الْقَلْبِ سَعَى بِرِ مَرَدٍ سَعَى كَمَا أَنَّ عِلَاقَ دِيْبُوِيْبِ سَعَى سَلَامَتِ نَحْنُ لِيَعْنِي آدِ كَمَا
دل میں دنیا کی محبت اور اس کی طرف التفات قطعاً تھا سستی کہ اہل و عیال سے بھی
محبت نہ نکلتی۔ اور

تیسرا قول یہ ہے۔ سَلِيمِ أَيْ حُزِينٍ وَهُوَ عَجَازٌ مِّنَ السَّلِيمِ بِمَعْنَى اللَّذِي لَيْغٌ مِّنْ حَيْثُ أَدْعَى رِبَّ فَاثِ
الْعَرَبِ لَسَلِيمِيَّةً سَلِيمًا كَمَا قَالُوا لَا يَسْلَمُنِي فَصَادَ حَقِيقَةً فِيهِ سَلِيمٌ سَعَى مَرَادُ عَجَازٍ بِمَعْنَى لَدِيغٍ هُوَ لِيَعْنِي آدِ كَمَا سَأَلْتُ
بھو سے محفوظ تھے۔ چنانچہ سلیم عرب اس پر بولتے ہیں جو سانپ بھوکے ٹھونسنے سے محفوظ ہو۔
چوتھا قول یہ ہے کہ جَاءَتْ كَلْبَةٌ بِقَلْبِ سَلِيمٍ سَعَى مَرَادٍ يَرْبُ هُوَ كَمَا أَنَّ آدِ كَمَا سَأَلْتُ رِبَّ كَمَا حَضَرَ خَالِصٌ وَخَالِصٌ
قلب لے کر حاضر ہوئے جو رضائے حق کے لیے خالص ہے۔

پانچویں قول میں ہے نَحَاصِلُ مَعْنَى التَّرْكِيبِ إِذَا خَلَصَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِدَعَايِ قَلْبِ السَّلِيمِ
مِنَ الْأَفَاتِ أَوِ الْمَنْقَطِحِ عَنِ الْعَلَائِقِ حَاصِلُ مَعْنَى يَرْبُ هُوَ كَمَا حَضَرَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَسَى لِيَعْنِي قَلْبِ سَلِيمِ
کو آفات دنیا سے خالص فرمایا اور علایق سے منقطع کر لیا۔

إِذْ قَالَ لِأَيُّهَا قَوْمِي مَاذَا تَعْبُدُونَ ؕ أَأَنْتُمْ تَعْبُدُونَ إِلَهًا مِّمَّنْ تَدْعُونَ فَمَا تَخْلُقُونَ بَدَنَ
الْعَالَمِينَ حَبِ فَرَايَا اِبْرَاهِيمَ نَسَى لِيَعْنِي بَابِ اِبْرَاهِيمِ قَوْمِ سَعَى كَمَا تَمَّ كَمَا لَوْ حَبِ هُوَ كَمَا بَهْتَانِ وَكَمَا نَسَى اَللَّهِ
سوا اور خدا جانتے ہو تو تمہارا اللہ تعالیٰ پر کیا گمان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطریق تبلیغ و توبیح آذر اور قوم کو مخاطب فرماتے ہوئے سمجھایا کہ فریضی
معبود بنا کر حقیقی معبود کو چھوڑنے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا وہ تمہیں عذاب دے بغیر چھوڑ دے گا یا انکا اس
کا فرمان ہے کہ إِنَّ إِلَهًا لَّا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ وَهُوَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور رزاق حقیقی اور رزاق تحقیقی وہی ایک
ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے اور وہی مستحق عبادت ہے تو اس پر قوم نے کہا کہ کل ہماری عیب ہے جنگل
میں ہم سب بتوں کے ساتھ جمع ہوں گے اور اپنے بتوں کے سامنے تھیں کھانے پکا کر بھوک چڑھائیں گے
اور بتوں کا اس میں سے بچا ہوا ہم گھر لاکر کھائیں گے آپ بھی چلیں اور رونق دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ اس کے بعد آپ
ہمارے ہمنا ہو جائیں گے اور ہمارے بتوں کو برا کہتا چھوڑ دیں گے تو آپ نے ان کے دستور کے موافق
تعمیر کیا ایک ستارہ کی طرف نظر ڈال کر فرمایا کہ کل میں پیار ہونے والا ہوں تمہارے ساتھ نہ چل سکوں گا چنانچہ
اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَنظَرَ نَظْرًا فِي الْيَوْمِ فَقَالَ رَبِّي سَعِيمٌ تَوَابُ اِبْرَاهِيمَ نَسَى لِيَعْنِي نَظْرًا فِي الْيَوْمِ نَسَى لِيَعْنِي نَظْرًا فِي الْيَوْمِ نَسَى لِيَعْنِي نَظْرًا فِي الْيَوْمِ
ہونے والا ہوں۔

یہ نظر ستاروں میں ایسے ہی ڈالی جیسے ستارہ شناس ماہرین فن نجوم ستاروں کے مواقع اتصالات والفرقات کو دیکھا کرتے ہیں چونکہ قوم عام پرست پر نجوم پرست تھی انہیں مطمئن فرمانے کو آپ نے ایسا کیا اور وہ مطمئن ہو گئی اور مجھے حضرت خلیل کے ستارہ سے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم فرمایا اب یہ متعدی مرض میں معاذ اللہ مبتلا ہوں گے مثل طاعون وغیرہ کے اور ایسے امراض سے بلوگ مثل ڈاکٹروں کے بہت خائف ہوتے تھے اس سے چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

علم نجوم اگر صحیح ہے لیکن اس میں مشغول ہونا اور اس پر اعتقاد کرنا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں منسوخ ہو چکا ہے۔

دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَدْعُو دِلَّالِيَّةً نہ مرض کسی کا کسی کو لگتا ہے نہ بد شگونیاں میں ہے جیسے بلی راستہ کاٹ گئی۔ تو کی آواز منحوس ہے وغیرہ وغیرہ

امراض متعدیہ کے متعلق جیسا کہ مغربی حکمت والے ڈاکٹر یقین کرتے ہیں کہ مرض کے جراثیم مریض سے تندرست کو لگ جاتے ہیں اور بعینہ وہ مرض تندرست کو لگ جاتا ہے یہ اسلام کے عقیدہ میں صحیح نہیں البتہ فساد مادہ اور ہوا کی سمیت کے اثرات صحت مند کو مریض بنا سکتے ہیں اور ایک وقت میں بہت سے صحت مند ایک قسم کے مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ لیکن حدوث مرض ہر ایک میں جدا گانہ ہو گا کسی کا مرض کسی دوسرے میں حلول نہیں کر سکتا۔

فَوَلَوْ كُنَّا غَنَةً مُدْبِرِينَ۔ تو وہ آپ سے پیٹھ پھیر کر بلیٹ گئے۔

اور اپنی عید منانے میں مشغول ہو گئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر مصرت ہوئے اور آپ نے یہ کیا کہ ان کے چلے جانے کے بعد آپ بجانہ میں تشریف لائے اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فَرَأَى إِلَى الْوَهْبِ فَقَالَ الْاِتَّكَالُونَ مَا كُنُوا لَانْتِظِقُونَ۔ تو آپ خفیہ طور سے ان کے مصبودوں کی طرف چلے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں۔

بتوں کے آگے کھانے رکھا کرتے تھے جب وہ بھوک کہتے ہیں آپ نے وہ کھانے سامنے رکھے دیکھ کر فرمایا تم یہ کھانے کیوں نہیں کھاتے اس کا جواب بت دے بھی کیا سکتا تھا اس لیے کہ بت تو بت ہی ہوتا ہے تو آپ نے دوسرا سوال فرمایا کہ تم بولتے کیوں نہیں اس پر بھی جب جواب کچھ نہ ملا تو آپ نے وہ کچھ کیا ہیں کا ذکر آگے آتا ہے۔

فَرَأَى عَلَيْكُمْ صَئِرًا يَا لَيْمِيْنِ۔ تو لوگوں کی نظر سے بچ کر ان بتوں کو سیدھے ہاتھوں مارنا شروع کیا۔ یعنی حضرت خلیل علیہ السلام نے مشرکین سے خفیہ بتوں کو پارہ پارہ کر دیا جب کافروں کو بجز بچنے

تو جلدی سے اپنے بتوں کی مدد کے لیے آئے جس کا تذکرہ آگے ہے۔
 قَاتِلُوا إِلَيْهِ يَذْفُونَ. تو جلدی سے مشرکین حضرت ابراہیمؑ لپکے۔
 اور حضرت خلیل سے کہنے لگے ہم تو ان کی پوجا کرتے ہیں آپ نے انہیں پارہ پارہ کر دیا تو آپ نے
 انہیں دلیل عقلی سے جواب دیا اور فرمایا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔

قَالَ اتَّعْبُدُونَ مَا تَخْتُونَ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ. فرمایا ابراہیمؑ نے کیا انہیں پوجتے ہو جنہیں
 تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے عمل پیدا کئے۔

تو جو تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق ہے وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ ہاتھ کے گھڑے بت تو وہ
 اس پر لا جواب ہو کر جھنجھلا گئے اور تجویز کیا کہ ان کے دلائل کا تو جواب دے سکتے نہیں لہذا ان کے ہلاک
 کرنے کو ایک عمارت بناؤ اور اس میں آگ دھکا کر انہیں اس میں ڈال دو چنانچہ ارشاد ہے کہ انہوں نے
 آپس میں کہا۔

قَالُوا ابْنُوا لَنَا بُيُوتًا مِثْلَ بَيْتِ الْكَلْبِ فِي الْعَجِيمِ. بولے ابراہیمؑ کے لیے ایک عمارت چھو بھر اس میں بٹھرتی
 آگ جھکاؤ اور ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دو۔

چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی چار دیواری چن کر اس میں لکڑیاں جلائیں اور حضرت خلیل کو اس میں ڈال
 دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

قَادُوا ذَوَابِحَهُمْ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْإِسْقَلِينَ. تو انہوں نے حضرت خلیل پر داول چلانا چاہا تو ہم نے انہیں
 کو نیچا کر دکھایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلیل جلیل کو اس آگ سے محفوظ و سلامت نکال لیا اور مشرکین ذلیل ہو گئے اب
 آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ. اور فرمایا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھے ہدایت
 یعنی آپ نے فرمایا کہ میں اس دار الکفر سے جہاں مزدی خدائی ہے ہجرت کر کے وہاں جاؤں گا جہاں
 میرا رب جانے کا حکم فرمائے گا۔

چنانچہ آپ حکم الہی سر زمین شام میں ارض مقدسہ پر تشریف لے آئے اور یہاں آپ نے اپنے
 رب سے دعا فرمائی جس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے حیث قال۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ. اے میرے رب! صلح عطا فرما تو ہم نے اسے
 بشارت دی ایک حلیم و عقلمند فرزند کی۔

یعنی حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام کی ولادت کا مشورہ دیا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَؤُا إِنِّي أَنَا فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَدْبَعُكَ فَاظْهَرُ مَا ذَاتِي تَوَجُّبًا

اسماعیل حضرت ابراہیم کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گئے تو ابراہیم نے فرمایا آپ میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب بتا کہ تیری کیا رائے ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حضرت خلیل اللہ کے نبی تھے اور نبی کا خواب سچی ہوتا ہے اور ان کے افعال حکم الہی ہوتے ہیں اور فَاظْهَرُ مَا ذَاتِي فرماتا محض دفع و حشمت کے لیے تھا تاکہ آپ حکم الہی پر رضا و رغبت آمادہ ہوں اور متوحش نہ ہوں چنانچہ آپ نے حکم الہی سنتے ہی جواب میں عرض کیا۔

قَالَ يَا أَبَتِ أَفْعَلُ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔ اسماعیل نے جواب دیا کہ ابا جان جس کا آپ کو حکم ہوا ہے وہ کچھ بے خدانے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

چنانچہ یہ واقعہ مقام منیٰ میں ہوا اور حضرت خلیل نے رضا الہی حاصل کرنے کے لیے اپنے فرزند ارجمند کے حلقوم پر چھری چلا دی اور قدرت الہی نے اس چھری کو کاٹنے سے روک دیا آپ نے چھری کو حکم دیا کہ تیرا کام کاٹنے کا ہے یہاں کیوں نہیں کاٹی چھری نے زبان حال سے عرض کیا اَلْخَيْلُ يَا صَدْرِي بِالْقَطْعِ وَالْجَيْلُ يَنْهَانِي فَخَيْلٌ تُوْكَاطِنُ كَمَا حَكَمَ دَعَا رِبِّيْ اُوْرْبِ جَلِيلٍ مِّنْعَ فَرَارٍ مَا هُوَ مَخْفَرٌ يٰرَبِّ اُوْرْبِ مَعْرِجٍ وَسَلَامٍ رَّبِّيْ جِسْمِيْ كَا اَجْمَالًا ذَكَرَ اَكْرَمُ سُوْرًا هُوَ۔

فَلَمَّا اسْلَمْنَا فَتَلَّامَا لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَا اَنْ يَا اَبْرَاهِيْمَ قَدْ صَدَقْتَ الرَّؤْيَا اِنَّا كُنَّا لِكَ تَجْمِيْرِ الْحُسَيْنِيْنَ اِنَّ هَذَا اَلْهُوَ الْبِكْرَةُ الْمُبِيْنِ وَقَدْ يَنْسُبُ بَيْنَ نَجْمٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهَا فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلَامًا عَلٰى اَبْرَاهِيْمَ كُنَّا لِكَ تَجْمِيْرِ الْحُسَيْنِيْنَ اِسْمًا مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ توجیب دونوں جھک گئے ہمارے

حکم پر اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل ٹٹا دیا تو ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تیرا خواب سچا ہو گیا ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ کھلا اور روشن امتحان تھا اور ہم نے اس کے فدیہ میں ایک بڑا ذبیحہ دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے یہ سنت پھیلوں میں باقی رکھی سلام ہے ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔

باری تعالیٰ عزا اسمہ کے حکم کی تعمیل میں جب حضرت خلیل جھک گئے اور ذبح کرنے کے لیے چھری چلا دی یہ منظر حوئی ایسا مہبت ناک تھا کہ بلا اعلیٰ میں کھلی تھی حوران بہشتی جنت کے چھروں سے کلمہ تھامے یہ واقعہ بے نیازی کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ ایک تخت ندا آئی کہ ابراہیم تم پر تعمیل کا فریضہ تھا وہ تم نے پورا کر دیا اب یہ ہماری رحمت ہے کہ چھری کی دھار رک گئی اس لیے کہ مؤثر حقیقی ہماری ذات ہے نہ کہ اشیا

ہر شے میں اثر ہم نے رکھا ہے لیکن اس اثر سے موثر ہوتا یہ ہمارے قبضہ میں ہے یہاں اس امتحان سے دنیا کو دکھانا تھا کہ خلیل وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے حکم کے آگے اس طرح جھکے اور ہم اسے تاج خلعت سے نواز کر اس طرح بچا بھی لیتے ہیں اور اس سنت کو کھیلوں میں باقی رکھنے کے لیے جنت سے بکری بھیج کر ذبح بھی کر دیتے ہیں یہی اصل ہے عید اضحیٰ میں قربانی دینے کی۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام کے ساتھ ہوا یا حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ۔ لیکن قوت دلائل سے یہی ثابت ہے کہ یہ واقعہ حضرت ذبیح اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ہی ہوا۔ اور اس واقعہ کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری ملی جیسا کہ آیت کریمہ سے بھی واضح ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ نَادَانَا بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ
وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ۔ اور خوشخبری دی ہم نے اسحاق کی جو غیبی خبریں دینے والا صالحوں میں سے ہے اور برکت اتاری ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور ان دونوں کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔

آیت کریمہ کے ابتدائی مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ذبیح علیہ السلام ہی ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام ان کے بعد ہیں۔

اور برکت سے مراد دینی و دنیوی عام ہے اور ظاہر برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کثرت فریائی اور نسل اسحاق علیہ السلام سے بہت سے انبیاء و کرام ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہ نسل رہی۔ محسن سے مراد مومن ہے اور ظالم سے مراد کافر ہے۔ ہاں یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی باپ کے ذی فضیلت ہونے سے اس کی اولاد کا ویسا ہی ہونا ضروری نہیں ہے۔

پسر نوح با بداراں بہت مست خاندان بنو نوح گم شد
یہ نشان آہی ہے کہ نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرماتا ہے اور کبھی بد سے بد ہی بنتا ہے اس سے
آباء کے لیے عیب نہیں نہ اولاد کے نیک ہونے سے برے آبا کو کوئی فضیلت ملتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع صافات۔ ۲۳

اور بے شک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہرون پر

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

اور ان کی قوم کو چنے کرب عظیم سے نجات دی۔
 اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب ہوئے۔
 اور ہم نے ان دونوں کو کتاب روشن عطا کی۔
 اور انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی۔
 اور باقی رکھی ان کی تعریف پھلوں میں۔

سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر
 بے شک ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو
 بے شک وہ دونوں ہمارے بندے مومن ہیں
 اور بیشک ایسا پیغمبروں سے ہیں۔

جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں۔
 کیا پوچھتے ہو تم بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سچھے
 پیدا کرنے والے کو۔

اور اللہ سے تمہارا رب اور تمہارے پہلے بارے اول کا
 تو انہوں نے جھٹلایا انہیں وہ ضرور پکڑے جائیں گے
 مگر اللہ کے مخصوص بندے۔

اور ہم نے چھوڑی ان کی تعریف پھلوں میں۔
 سلام ہے ایسا پر۔

ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔
 بیشک وہ ہمارے مومن بندوں سے ہے۔
 اور بیشک لوہ ہمارے رسولوں سے ہے۔

جب ہم نے اسے نجات دی اور اس کے گھر والوں کو
 سب کو۔

مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ جانے والی
 پھر باقیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔
 اور بیشک تم ان پر گدرتے ہو صبح

وَجِيئَا هُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ ۝
 وَنَصَرْنَا هُمَا فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝

وَإِنَّمَا الْكِتَابُ الْمُسْتَقِيمُ ۝

ذَكَرْنَا لَهُمُ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْأَخْرَبِ ۝

سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝

إِنَّا كُنَّا لَكَ فِجْرِي الْحَسَنِينَ ۝

إِنَّمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

كَرَّاتٍ أَلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الْأَتَقُونَ ۝

أَنْتُمْ دَعَوْتُمْ لِعِبَادَتِنَا وَتَدْعُونَ أَحْسَنَ التَّحَالِقِينَ ۝

اللَّهُ ذَكَرَ فِي آيَاتِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝

فَكَذَّبُوهُ فَأَنَّهُمْ مُحْضَرُونَ ۝

لِلْإِعْبَادِ اللَّهِ الْخَالصِينَ ۝

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْأَخْرَبِ ۝

سَلَامٌ عَلَىٰ إِيَّاسِينَ ۝

إِنَّا كُنَّا لَكَ فِجْرِي الْحَسَنِينَ ۝

إِنَّمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

وَإِن لَّوَطَّا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

إِذْ جَعَلْنَا وَاهِلَهُمْ أَجْعِينَ ۝

الْأَعْمُورَ فِي الْغَابِرِينَ ۝

تَمَّ دَمْرُنَا الْأَخْرَبِينَ ۝

وَإِن كُنتُمْ تَهْتَدُونَ عَلَيْهِمْ مُصِيبَاتٌ ۝

لفظی ترجمہ

و۔ اور	لَقَدْ بَشَّكَ	مَتَّادِمٌ نَسِ احْصَانِ كَمَا	عَلَى۔ اوپر
مُوسَى۔ موسیٰ	و۔ اور	هَرُونَ۔ ہارون کے	و۔ اور
بَيَّنَّا نَجَاتٍ مِّمَّنْ نَعْنَى هُنَا۔ ان کو	و۔ اور	وَأَمَّا انْكَرِيحًا وَمِمَّنْ نَعْنَى هُنَا۔ انکی قوم کو	و۔ اور
مِنَ الْكُفْرِ الْعَظِيمِ۔ بڑی مصیبت سے	و۔ اور	نَصْرًا مِّمَّنْ نَعْنَى انْكَرِيحًا۔ انکی مدد کی	و۔ اور
فَكَانُوا تَوْمًا مَّوَدَّةً	هَسُو۔ وہی	الْقَالِينَ غَالِبِ	و۔ اور
اَتَيْنَاهُمْ رِيسًا مِّمَّنْ نَعْنَى انْكَرِيحًا	اَلْكِتَابِ۔ کتاب	الْمُسْتَبِينَ۔ روشن	و۔ اور
هَدَيْنَا وَكَمَا نَعْنَى مِمَّنْ	هَمَّا۔ ان کو	الْقُرْطَانِ رَاهِ	و۔ اور
و۔ اور	تَوَكَّنَا جَهْرًا مِمَّنْ	عَلَيْهَا۔ ان پر	و۔ اور
الْآخِرِينَ پھیلوں کے	مَسْلَمًا۔ سلام ہو	عَلَى۔ اوپر	و۔ اور
و۔ اور	هَرُونَ۔ ہارون کے	اِنَّا بَشَّكَ مِمَّنْ	و۔ اور
فَجَزَىٰ۔ بدلہ دیتے ہیں	الْحَسَنِينَ۔ نیکوں کو	اِنَّمَا بَشَّكَ وَهَٰؤُلَاءِ	و۔ اور
مُؤْمِنِينَ بَدَلوں سے ہیں	و۔ اور	اِنَّ بَشَّكَ	و۔ اور
لَمِنَ الْمُتَسَلِّطِينَ۔ پیغمبروں سے ہیں	اِذْ حَبِ	اِذْ حَبِ	و۔ اور
لِقَوْمِهِ۔ اپنی قوم کو	اَلَا نَعْنَى	لَا نَعْنَى	و۔ اور
اَلَا نَعْنَى	تَدْعُونَ۔ پکارتے ہو	بَعْلًا۔ بعل کو	و۔ اور
تَدْعُونَ جھپوڑتے ہو	اَحْسَنَ۔ بہترین	الْمُتَالِقِينَ۔ پیداکرن والے کو	و۔ اور
تَدْعُونَ رَبَّ سَبَّحْنَا رَبَّ سَبَّحْنَا	و۔ اور	رَبِّ رَبِّ	و۔ اور
پہلے باپ دادا کا	فَكَذَّبُوهُ۔ تو جھٹلایا اسکو	فَاَنصَرْنَا تَوَدَّعِي سَوَّءِ	و۔ اور
اَلَا نَعْنَى	عِبَادًا بَدَلًا	اَللّٰهُ۔ اللہ کے	و۔ اور
و۔ اور	تَوَكَّنَا جَهْرًا مِمَّنْ	عَلَيْهَا۔ اس پر	و۔ اور
الْآخِرِينَ پھیلوں کے	مَسْلَمًا۔ سلام ہو	عَلَى۔ اوپر	و۔ اور

اِنَّا بَشَرٌ مِّمَّنْ
 اِنَّهُ بِشَرٌّ مِّمَّنْ
 اِنَّكَ بِشَرٌّ مِّمَّنْ
 اَذْجِبْ
 اَجْعَلِيْنَ سَبَّكَو
 اَلْقَابِرِيْنَ پھیلوں کے
 وَ- اور
 مُصْبِحِيْنَ صبح
 تَعْقِلُوْنَ عقل رکھتے تم

كَذٰلِكَ- اسی طرح
 مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں سے تھا وَ- اور
 لَوْطًا لُّوط
 وَ- اور نجات دی ہم نے اسکو وَ- اور
 اِلَّا مَكْرُ
 نَشْرًا پھر
 اَنَّا كَرِهْنَا لَكَ تَم
 وَ- اور
 اَهْلًا سَاكِنًا گھر والوں کو
 مَجْزٰٓءًا- ایک ٹھہریا
 دَفْنًا- ہلاک کیا ہم نے
 لَمَّا مَرُّوْنَ- گزرتے ہو
 بِاَيُّبٰٓءٍ شَام
 فِيْ- بیچ
 الْاٰخِرِيْنَ- دوسروں کو
 عَلَيْهِمْ- ان پر
 اَقْلًا- کیا پھر نہیں

خلاصہ تفسیر جو مہما رکوع سورہ صافات- ۲۳

وَقَدْ مَنَّ اٰلٰهُ عَلَىٰ مُوسٰى وَهَارُونَ وَجَعَلْنٰهُمَا قَوْمًا مِّنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ وَلَقَدْ نَاوَاهُمُ
 الْغَالِبِيْنَ وَاٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمَ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمًا
 عَلَىٰ مُوسٰى وَهَارُونَ اِنَّا كُنَّا لَكُم مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ اور بیشک ہم نے احسان
 فرمایا موسیٰ اور ہارون پر اور انہیں نجات دی اور ان کی قوم کو بڑے کرب سے اور ہم نے مدد کی ان کی تو وہی غالب
 رہے اور دی ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب اور دکھائی ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ اور باقی رکھی
 پھیلوں میں ان کی تعریف سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں
 ہمارے ایمان والے بندوں سے ہیں۔

یہ احسان فرماتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو تہمت اور رسالت عنایت فرمائی اور فرعون
 کے مظالم سے انہیں اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کے مظالم سے نجات دلا کر انہیں یعنی قوم سبط کو قوم قبط پر
 غالب فرمایا اور ان کے لیے کتاب روشن یعنی تورات عطا فرمائی جس میں بیان بلیغ کے ساتھ حدود و احکام
 وغیرہ موجود ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہے اور وہ نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے اور فرمایا
 کہ یہ موسیٰ اور ہارون ہمارے مومن بندوں سے ہیں۔ اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت
 بیان کی اور ارشاد ہوا۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ آلَتَقَوُّونَ - اور بے شک ایلاس پیغمبروں سے ہے جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

حضرت ایلاس علیہ السلام بعلبک اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث تھے اس قوم کا ایک بت تھا جس کا نام بعل تھا جو سونے کا تھا یہ بتیں گزرتی رہتی تھیں اس کے چار منہ تھے ان کی نظر میں یہ بت واجب التعمیر تھا جہاں اس بت کو رکھا تھا اسے بک کہتے تھے اور اپنے بت کی نسبت سے اسے بعلبک کہنے لگے بعلبک بلاد شام میں ہے تو حضرت ایلاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم بعل کو پوجتے ہوئے اس خدا سے نہیں ڈرتے جس کی صفت ہے واحد قہار الغفار۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ اللَّهُ ذِي الْكُرْسِيِّ وَذِي الْإِبْرَةِ الْأُولَى - کیا تم بعل کی پوجا کرتے ہو اور سب سے اچھے خالق کو چھوڑتے ہو جو اللہ اور تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے تو انہوں نے آپ کی نصیحت قبول نہ کی اور

فَكَذَّبُوا بِآيَاتِهِمْ لِحَضْرَتِ الْأَعْيَادِ اللَّهُ الْغَالِبِينَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامًا عَلَى إِلْيَاسِينَ - آپ کو جھٹلایا تو وہ یقیناً پکڑے آئیں گے مگر اللہ کے مخلص بندے اور ہم نے ان کی تعریف پھولوں میں باقی رکھی۔ سلام ہے ایلاس پر۔

إِنَّا كُنَّا لَكُمْ غُزًى الْمُحْسِنِينَ إِنَّمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ - بیشک ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نیکیوں کو بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں چمنیوں کی مذمت اور اپنے صالح بندے حضرت ایلاس علیہ السلام کی تعریف فرمائی اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر فرما کر کوع ختم کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ أَخْبَرَهُمْ أَنَّكُمْ أَجْعَلُونَ آلَ الْعَادِيِّينَ - اور بے شک لوط ہمارے پیغمبروں سے ہے جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی مگر ایک بڑھیا لہرہ جانے والوں میں رہی۔

جب حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے گھرانے والوں کو عذاب سے نجات ملی اور باقی سب ہلاک کیے گئے مگر اس بڑھیا کے سوا جو بچے رہ گئی تھی

ثُمَّ دَعَوْنَا الْأَخْرِيزِينَ وَانكحهم قَوْمَهُمْ وَبِالْأَيْدِي أَعْلَى تَقُولُونَ - پھر ان کے دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور بیشک تم ان پر صبح و شام گذرتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ یعنی جنہیں ہم نے ہلاک کیا انہیں تمہارے مگر والوں اپنے سفر میں صبح و شام دیکھتے اور ان پر سے

گذرتے ہو مگر تمہیں عقل نہیں کہ اس سے عبرت پکڑو۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ صافات۔ ۳۱

وَلَقَدْ مَتَّعْنَا عَلَىٰ مُوسَىٰ دَهْرًا مَّا أَهْرَؤْتِ - اور بیشک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارون پر۔
 اس پر علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں کہ وہ احسان یہ تھا کہ اَلْعَمَلُ عَلَيْهِمَا بِالْمُتَّبِعَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ
 الْمَنَافِعِ الدِّينِيَّةِ وَالْمَالِيَّةِ - ہم نے ان دونوں پر العام فرمایا نبوت وغیرہ کا منافع دینی اور دنیاوی
 کا۔ دینیہ تو یہ کہ توریت عطا کی اور ان کے ذریعہ فرعون پر فتح عطا کی اور دینیویہ یہ کہ ان پر من و سلوی اتا کر معاش
 کے تفکرات سے بے نیاز کیا ان کے لیے ایک پتھر سے بارہ چٹھے جاری کر دیے وغیرہ وغیرہ
 وَبِحَبِّتِهِمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ - اور انہیں اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی۔
 اور کرب عظیم سے نجات فرعون پر علیہ دے کر قوم قبط سے عذاب اور ظلم سے نجات دینا ہے۔
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا نام سبط تھا اور فرعون یعین کی قوم کا نام قبط تھا۔

وَقَصْرِنَا هُمْ فَكَانُوا هُمُ الْعَالِيَيْنِ - اور ہم نے ان کی مدد فرمائی تو وہ ان پر یعنی فرعونوں پر غالب
 با آنگہ فرعون جابر و ظالم تھا اور قوم قبط اس کی وجہ سے اظلم تھی مگر نصرت حق نے انہیں مغلوب کیا
 اور سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی ملتج جماعت تھی وہ غالب رہی۔ اور اس کے بعد

وَإِذِ ابْتِئْنَا الْكُتُبَ الْمُسْتَبِينَ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ
 سَلَامًا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِنَّكَ لَلْكَافِرِينَ الْمَجْنُونِينَ - اور انہیں
 عطا فرمائی وہ کتاب جو بلیغ البیان اور تفصیل میں مکمل ہے جسے توریت کہتے ہیں اور ہم نے انہیں وہ ماہ
 دکھائی جو موصل الی الحسن والصلو اب ہے اور تفہیل شرائع میں اور تفاریح احکام میں کامل ہے اور ان کا
 ذکر تیسرے پچھلوں میں ہم نے چھوڑا اسلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم بے شک ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کو
 بیشک وہ دونوں ہمارے بندوں میں مکمل ایمان والے ہیں۔

اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت فرمائی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ - اور بیشک الیاس رسولوں سے ہے۔

لفظ الیاس کی تحقیق پر علامہ طبری فرماتے ہیں هُوَ الْيَاسُ بْنُ يَاسِينَ بْنِ قَعْنَانَ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ
 هَارُونَ أَخِي مُوسَىٰ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَهُوَ إِسْرَائِيلُ مِمَّنْ سَبَّطَ هَارُونَ - حضرت الیاس یاسین کے بیٹے

تھے اور وہ قحاص کے اور وہ عیزار کے اور وہ ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کے تو یہ سبط ہارون علیہ السلام سے اسرائیل تھے۔

وَحَكِي الْقُتَيْبِيُّ اِنَّهُ مِنْ سَبْطِ يُوْسُفَ . اور قتیبی کہتے ہیں کہ حضرت الیاس سبط یوشع سے تھے
وَحَكِي الْكَلْبِيُّ اِنَّهُ ابْنُ عَمِّ الْمَسْحُ وَ اَنَّهٗ لَبِثَتْ بَعْدَ حُرْقِيْلٍ . طبری کہتے ہیں کہ حضرت الیاس
حضرت المسح کے چچا کے بیٹے تھے اور آپ کی بعثت حضرت حرقیل کے بعد ہوئی۔

اور عجائب کر مافی میں سے اِنَّهُ خَدُو الْكُفْلِ . حضرت الیاس می ذوالکفل ہیں۔
وَعَنْ وَهْبٍ اَنَّهٗ عَمُّ كَمَا عَمَّ الْخَضِرُ وَيُنْبَغِي اِلَى قِتَاءِ الدُّنْيَا . وہب فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر
علیہ السلام کی طرح عمر ابیدی میں رہیں اور قناء دنیا تک آپ دنیا میں رہیں گے۔

وَ اَخُو جَابِرِ بْنِ عَسَاكِرَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ مُوَكَّلٌ بِالْقِيَاةِ وَ الْخَضِرُ بِالْبِحَارِ وَ الْجَبْرُ اَثَرُهُمَا
يُجْعَلَانِ بِاَكْمُوْسَمِ فِي كُلِّ عِلْمٍ . آپ قیاتی پر موکل ہیں اور حضرت خضر دریا اور جبر اثر پر ادریہ دونوں ایک
خاص موقع پر ہر سال میں جمع ہوتے ہیں۔

قیاتی . قیفت کی جمع ہے۔ ایفایات اور فیوت وغیرہ بھی اس کی جمع ہے۔ نجد میں سے الْمَقْلَذَةُ لَا
مَدْرِيْهَا الْمَكَانُ الْمَسْتَوِيُّ لِعَيْنِ وَهٗ مِيْدَانٌ جَسْمٌ فِيْ بَانِي نَهْرٍ هُوَ يَامِيْدَانٌ حَبِيْلٌ .

اور ایک حدیث میں حضور کے ساتھ ان کا اجتماع بھی ثابت ہے کہ بعض سفروں میں حضور سے ملے
اور ایک دسترخوان پر کھانا بھی تناول فرمایا جو آسمان سے نازل ہوا تھا اس میں روٹی مچھلی اور کرفس تھا اور نماز
عصر حضور کی مصیبت میں ادا کی۔ یہ روایت حاکم انس سے نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں هٰذَا احَدِيْثٌ
صَحِيْحٌ الْاِسْتَاذِ .

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی
میں کہ اِنَّ بَنِيَّاسَ هُوَ اَحَدٌ كَيْسِيُّ الْيَاسِ حَضْرَتِ اِهْرِيسَ بِيْ هِيْ .

اور یہ وہی اہریس علیہ السلام ہیں جن کی شان میں دَرَضْنَا كَمَا مَكَانًا عَيْدًا فَرِيَا كِيَا رِيْ وَهٗ فِيْ جَنِّ كَا شَجَرِيْ
اقنوخ بن یزد بن ہملائیل بن الوثن بن قینان بن شکیث بن آدم ہے۔

اور بموجب اقوال مورخین نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں اور مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے اَنَّ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ نُوْحٍ كَلْفٌ سَنَتًا . آپ میں اور حضرت نوح علیہ السلام میں ہزار
سال کا فاصلہ ہے۔

اور الیاس بقول مشہور یاس ہیں جو سبط بنی اسرائیل سے ہیں انہیں حضرت یوشع علیہ السلام نے جب

لغاسم الخ کہا تو ایک لہنتی میں جسے راج بعلبک کہتے ہیں ٹھہرایا۔

اس لہنتی کا اصلی نام بکہ یا بکت تھا۔ آپ نے وہاں کے لوگوں کو تبلیغ توحید فرماتے ہوئے ہدایت کی اور کہا جس کا تذکرہ اجمالاً فرمایا۔

اذْ قَالِ لِقَوْمِهِمُ الْاَتَّعُونَ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ اَدُلَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
اَبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ۔ جب کہا اس نے اپنی قوم سے کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا بعل کو پوجتے اور احسن الخالقین
اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تمہیں عذاب الہی کا خوف نہیں تم بعل کو پوجتے
اور اس سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔

بعل کی اصل حقیقت

هُوَ اسْمٌ صَنَعْتُمْ كَمَا قَالِ الصَّحَّاحُ۔ بعل ایک بت کا نام تھا جسے یہ قوم پوجتی تھی جیسا کہ حضرت
صحاہک نے کہا۔ اور احسن اور ابن زید نے بھی کہا۔

وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ طُولُهُ عَشْرُونَ ذِرَاعًا قَلْبُهُ اَرْبَعَةٌ اَوْ جِهَةٌ فِتْنًا وَاَيْهٍ وَعَظْمُهُ كَهَيْئَةِ
اَخْدَمُهُ اَدْبُجَانًا سَدَاوَنٌ وَجَعَلُوهُ اَنْبِيَاءًا فَكَانَ الشَّيْطَانُ يَدْخُلُ فِي جَوْفِهِ وَيُنْكِرُ
لِيَتَرِي لِعَيْبِهِ الْفُضْلَ لَتَدْرُسُنَّهَا وَيَحْفَظُونَهَا وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ۔ بعل سونے کا بت تھا جس کا قد
بیس ٹاٹھ تھا اور اس کے چار چہرے تھے جس میں وہ مبتلا تھے وہ اسکی اس حد تک تعظیم کرتے تھے کہ اس کے
چار سو خادم و محافظ تھے اور ان خادموں کو انہوں نے انبیاء کا درجہ دے رکھا تھا اور شیطان بعل کے
پیٹ میں گھس کر گمراہی کی باتیں تعلیم کرتا اور وہ خادم اس کو یاد رکھتے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے
تھے۔

اور عکرمہ اور قتادہ کہتے ہیں اَلْبَعْلُ الرَّبُّ بِلُغَةِ الْيَمَنِ لَغْتٌ يَمَنٌ فِي بَعْلِ رَبِّ كَالِاسِي نَامٍ سَ۔
چنانچہ سید المفسرین ابن عباس اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَتَدْعُونَ بَعْلًا اَتَدْعُونَ رَبًّا مَتَنَ اَنْتَ
وَتَذَرُونَ اَيَّ دَنَتِكُمْ عِبَادَةَ تَعَالَى اَوْ طَلَبَ جَمِيعِ حَاجَاتِكُمْ مِّنْ عَزْرٍ وَجَلٍّ۔ یعنی آپ نے فرمایا
تم بعل کو پوجتے ہو یعنی اسے رب مانتے ہو اور رب عزوجل کی عبادت ترک کرتے ہو۔ اور اس سے اپنی
حاجتیں مانگتے ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

فَكَذَّبُوهُ فَاَنزَلْنَاهُمْ لِحَضْرَتِهِمُ الْاَعْيَادَ اَللّٰهُ الْمَخْلُصِينَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمْ فِي الْاٰخِرِينَ سَلَامًا عَلٰى
الْيَاسِيْنَ۔ اِنَّكَ لَكُ بَعِيْزٌ الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تو انہوں نے کذیب کی

تو وہ ضرور کہنے جائیں گے کہ وہ بندے جو غلط ہیں اور چھوڑا ہمت ان کا ذکر پھلوں میں سلام ہے
ایساں پر ہم ایسے ہی نیکوں کو صلہ دیتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندے ہیں۔

تحقیق الیاسین

ال یاسین۔ لغت یاس سے ہے جو عربی میں مستعمل ہے۔

اور صاحب کشف کی تحقیق یہ ہے کہ لَعَلَّ لِيْزِيَادَةَ الْيَاسِ وَالْمُتَوَاتِرَ بِمَعْنَى فِي لُغَتِ السُّرِّيَّانِيَّةِ
اس باب میں سینہ اور سین ہے یہ تفسیر ابن حاجب نے تشریح مفصل میں کی۔

اور تافع اور ابن عامر اور یعقوب اور زید بن علی نے آل یاسین بالاضافہ پڑھا اور فرمایا قُبِيْلُ
الْأَلِ عَلَى الْيَاسِ وَفِي الْكِتَابِيَّةِ عَنْهُ تَفْجِيْمٌ كَمَا فِي آلِ ابْنِ أَبِي عِيْمَانَ عَنْ تَيْبِنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كَمَا فِي رُوحِ الْمُعَاوِيَةِ۔

وَقِيْلَ يَاسِيْنَ فِيهَا اسْمٌ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآلُ يَاسِيْنَ الْمَنْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔ اس پر ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردويه ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِسْتَقَالَ فِي
سَلَامٍ عَلَى الْيَاسِيْنَ نَحْتُ آلِ مُحَمَّدٍ آلُ يَاسِيْنَ وَهُوَ طَاهِرٌ فِي جَعْلِ يَاسِيْنَ اسْمًا لَمْ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَقِيْلَ هُوَ اسْمٌ لِلشُّوْرَةِ الْمَعْرُوفَةِ۔

وَقِيْلَ اسْمٌ لِلْعُرَانِ وَآلُ يَاسِيْنَ هَذِهِ الْأُمَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ أَوْ خَوَاصُّهَا۔

یہ تمام اقوال بیان فرما کر آلوسی فرماتے ہیں وَلَا يُخْفِي عَلَيْكَ أَنَّ السِّيَاقَ وَالسَّبَاقَ يَبَيِّنُ
أَكْثَرُ هَذِهِ الْأَقْوَالِ، اور مخفی نہ رہنا چاہئے کہ سباق و سیاق اسکا تکرار اس کے خلاف ان اقوال سے زیادہ
قول آئے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ

آل یاسین کسی نے تسلیم نہیں کیا اس لیے کہ سیاق میں قَاتَ الْيَاسِ كَيْفَ لَمْ يَسِيْنَ اچکلے اور
لَمِنْ الْمُرْسَلِيْنَ فرما کر ان کی رسالت کی تصدیق بھی فرمادی گئی ہے۔

اور آل یاسین اہلبیت اطہار کو نبی رسول کسی نے نہیں مانا اس لیے کہ وَ لَكِنَّ رُسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّيْنَ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص ہے۔

اور جب نبوت و رسالت حضور پر ختم کر دی گئی تو الیاس سے آل یاسین قرار دے کر انہیں كَيْفَ
لَمْ يَسِيْنَ کہنا خلاف چہورا اور خلاف مقتضائے نص ہوگا۔ لہذا

سَلَامٌ عَلَى الْيَاسِيْنَ سے جو سلام ملتا ہے وہ بالخصوص حضرت الیاس علیہ السلام کے لیے ہی

ہے اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے۔
 وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ جَاءَتْهُ وَآهْلَهُ أَجْمَعِينَ إِلَّا جَوْذَاءَ فِي الْغَابِرِينَ تَوَدَّ هُوَ لَوْ كَانَ مِنَ السَّامِرِينَ
 الْأَخْيَرِينَ فَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ وَبِالْكَلْبِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ اور بیشک لوط ہمارے رسولوں
 سے ہے جب ہم نے اسے اور اس کے اہل کو سچا لیا سب کو سوا ایک بڑھیا کے جو پھلوں میں رہ گئی تھی
 پھر سب کو ہلاک کر دیا ہم نے اور لے اہل مکہ تم ان پر سے صبح و شام ملک شام کا سفر کرتے ہوئے ملک سدوم
 سے گذرتے ہو تو کیا تمہیں شعور و عقل نہیں۔

یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم شہر سدوم میں آباد تھی یہ شہر ملک شام کا سفر کرتے وقت اہل مکہ
 کی راہ میں پڑتا ہے وہ صبح و شام سفر کرتے ہوئے اس شہر کے گھنڈروں اور ان کی تباہی کو دیکھنے میں اور بہت
 نہیں پکڑتے۔ قوم لوط کے عذاب اور تباہی کا مفصل تذکرہ سورۃ شعراء میں گذر چکا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ

یا محاورہ ترجمہ یا سچواں رکوع سورہ صافات۔ ۲۳

اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے۔
 جبکہ وہ بھری کشتی کی طرف نکلا۔
 تو قرعہ اندازی میں وہی دھکیلے ہوئے ہیں ہوا۔
 تو اسے نکل لیا مچھلی نے اور وہ اپنے کو ملامت کرتا تھا۔
 تو اگر نہ ہوتا وہ تسبیح کرنے والا۔
 تو ضرور کھڑتا اس کے پیٹ میں قیامت کے دن تک
 تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھا۔
 اور اگائی ہم نے اس پر کدو کی بیل۔
 اور بھیجا ہم نے اس کو لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس
 سے زیادہ۔

تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے انہیں ایک مدت تک
 بسنے دیا۔
 تو پوچھئے ان سے کیا تمہارے رب کے لیے سیال

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ه
 إِذْ أَتَى إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ه
 فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ه
 فَالْتَقَمَ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ه
 فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ه
 لَلَبِثَ فِي بَطْنِهَا إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ه
 فَجَنَّبْنَاكَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَعِيمٌ ه
 وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهَا شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ه
 وَأَرْسَلْنَاكَ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ه

فَأْمِنُوا فَتَمَحَّوْا إِلَىٰ جِبْرِيلَ ه

فَأَسْتَقْبِرْتُمْ أَلَيْسَ أَلْبَنَاتُ وَالْكَلْبُ ه

الْبَنَاتِ ۝

أَمْ خَلَقْنَا الذَّلِيلَةَ إِنَاثًا وَهُوَ شَاهِدُونَ ۝
 الْإِنثَىٰ مِنْ إِيكُم لَيَقُولُنَّ ۝
 وَلَدَّ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝
 أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝
 مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝
 أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ ۝
 فَأْتُوا بِنَاتِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
 وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ لَنبَاءً لَقَدْ عَلِمْتُمُ
 الْجِنَّةَ أَنَّهُمْ لَمَحْضُونَ ۝
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۝
 الْأَعْبَادَ لِلَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝
 فَأَتَكُمْ وَمَا تُعْبُدُونَ ۝
 فَمَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ۝
 إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝
 وَمَا نَرَا إِلَّا لَكُمْ مَقَامًا مَعْلُومًا ۝

وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ ۝
 وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝
 وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُنَّ ۝
 لَوَآئِكَ عِنْدَ قَوْمِكُمْ مِنَ الْأُولِينَ ۝
 لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝
 فَكْفَرُوا بِهِ فَسُوفَ يَعْلَمُونَ ۝

ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔

یا بتایا ہم نے ملائکہ کو عورتوں میں اور وہ موجود تھے۔
 خبردار رہو وہ بیشک اپنے بہتان سے یہ کہہ رہے ہیں۔
 کہ اللہ کی اولاد ہے اور بیشک وہ جھوٹے ہیں۔
 کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹیوں پر۔
 تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے ایسے حکم لگاتے ہو۔
 تو کیا نصیحت نہیں پکارتے۔

کیا تمہارے لیے کوئی روشن سند ہے۔
 تو اپنی کتاب لاؤ اگر ہو تم سچے۔
 اور اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ ٹھہرایا اور جن
 جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔
 پاکی ہے اللہ کے لیے ان صفتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔
 مگر اللہ کے مخلص بندے۔
 تو تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو۔
 نہیں تم اس کے خلاف بھڑکانے والے۔
 مگر وہی جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے۔
 اور فرشتوں نے کہا نہیں ہم میں مگر اس کا ایک
 مقام معلوم ہے۔

اور بیشک ہم پر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں۔
 اور ہم بے شک اسکی تسبیح کرنے والے ہیں۔
 اور بیشک وہ کہتے ہیں۔
 اگر ہمارے پاس نصیحت ہوتی پہلوں کی۔
 تو ضرور ہوتے ہم مخلص بندے اللہ کے۔
 تو کفر کیا انہوں نے اس کے ساتھ تو عنقریب وہ جان
 لیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝

إِنَّمَا لَهُمْ آيَاتُنَا مَنصُورَةٌ ۝

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

وَأَبْصُرُهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝

أَفَبِعَدْنِ إِنَّا لَنَاسِتَجْمِلُونَ ۝

فَإِذَا تَنَزَّلَ بِسَآخِثِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ۝

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

وَأَبْصُرُهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور بیشک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہے۔

بندوں بھیجے ہوؤں کے لیے۔

بیشک وہ مدد کیے ہوئے ہیں۔

اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

تو پھیر لو ان سے اپنا منہ ایک مدت کے لیے

اور انہیں دیکھتے رہو تو وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

تو جب اترے گا ان کے میدان پر تو بڑی موبہ

ڈرائے گیوں کی۔

اور منہ پھیر لو ایک وقت تک ان سے۔

اور انتظار کرو وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

پاکی ہے تیرے رب عزت والے کو ان کو کیا اور

اور سلام ہے پیغمبروں پر۔

اور سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالَمین ہے۔

لفظی ترجمہ

لَیْسَ لَکُمْ سُلْطٰنٌ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ شَیْءٍ

یونس۔ یونس ہیں

إِنَّ بَیْشٰکَ

و۔ اور

الْقَدٰکِ کَاشِی

الی طرف

أَبَقَ۔ گیا

اذا جب

مِنَ الْمَدٰحِیْنِ رَیْحٰی

فکان۔ تو ہو گیا

فَسَاھَمَ۔ تو قرعہ والا

المشعون بھری ہوئی کے

و۔ اور

الْحَوٰی مَجْجٰی

فَالْتَقَمٰ۔ تو کھل گئی اسے

ہوؤں سے

لَا۔ نہ

فَلَوْ۔ پھر اگر

مَلِیْمٌ۔ ملامت کیا گیا

ہو۔ وہ تھا

مِنَ الْمَسْجُوْنِ۔ تسبیح کرنے والوں سے

كَانَ۔ وہ

اِنَّ۔ ہوتا

بَطْنِ۔ اس کے پیٹ کے

فِی۔ بیچ

لَلْبَیْطِ۔ تو کھڑتا

فَنَبَذْنَا۔ تو ڈال دیا ہم نے اس کو

وَيُجْعَلُوْنَ۔ اٹھائے جائیں

یَوْمِ۔ دن کے کہ

سَقِيمٌ بِمَا رَمَتْهَا	هُوَ وَهُ	و۔ اور	بِالْمَاءِ الْمَيِّدَانِ فِي
تُفَصِّرُهَا رَوْحَتِ	عَلَيْهِمْ مَاسٍ بِهِ	أَيْسْتَأْجِلُ أَكْبَابَهُمْ	و۔ اور
طَرَفِ	أَنْ سَلَّمَ أَكْبَابَهُمْ لِيَسْكُوَ لِي - طَرَفِ	و۔ اور	مَنْ يَفْطِينُ كِدْوَا
فَامْتَوَا - لَوْلَا يَمَانُ لَأَثَى	يَزِيدُ دُونَ مَوْزِيَادِهِ تَحْتِ	أَوْ يَأِي	مَائَةِ أَلْفٍ - أَيْ كَلِمَةِ كَدْوَا
حَبِيبٍ - أَيْ كَقَوْلِكَ	لِي - طَرَفِ	فَتَسْتَعْتَمُونَ تَوْهَمَ نِي ان كَو قَائِدَهُ دِيَا	فَتَسْتَعْتَمُونَ تَوْهَمَ نِي ان كَو قَائِدَهُ دِيَا
أَلْيَتَاتٍ - بِيَدِيَا فِي	لَمَّا تَرَكَ - تِيرَ بِي سَبِ كَيْلِي	آ۔ كِيَا	فَأَسْتَعْتَمُونَ تَوْهَمَ نِي ان كَو قَائِدَهُ دِيَا
أَمْ يَا	أَلْيَتَاتٍ بِيَدِيَا	كَمْ - ان كِيَا لِي	و۔ اور
و۔ اور	إِنَّا تَأْمُرُونَ فِي	أَلْمَلِكُ كَتَا - فَرَشْتُونَ كَو	خَلَقْنَا - بِيَا كِيَا سَمِي
إِنَّمَا - بِيَشِيكِ وَهُ	أَلَا - خَبْرُ دَارِ	شَاهِدَاتٍ مَوْجُودَتِي	هَمْ - وَهُ
اللَّهُ - اللّٰهُ نِي	وَلَدَا - اَوْلَادِ حَبِي	كَيْفُ وَاوُونَ - كَيْفِي فِي	مَنْ أَفَكَمُ اِيْشِي بِيَتَانِ سِي
أَصْطَفَى - كِيَا لِي سَبِيَا سِي نِي	لَكَ اذِ بُونَ - جِهَوْنِي فِي	إِنَّمَا - بِيَشِيكِ وَهُ	و۔ اور
مَا كِيَا سِي	أَلْيَتِينَ - بِيَشُونَ كِيَا	عَلَى - اَوِي	أَلْيَتَاتٍ - بِيَشُونَ كَو
أَفَلَا - كِيَا نِي فِي	تَحْكُمُونَ - فَيَسِي كَرْتِي سِي	كَيْفِي كِيَا سِي	كَمْ - تَمْ كَو
سُلْطَانٍ - دِيَلِي سِي	كَمْ - تَهَارِي سِي يَا	أَمْ - يَا	تَذَكَّرُونَ نَبِيحَتِي بِرِي تِي
إِن - اَكْمَرِ	يَكْتَابِكُمْ - اِيْشِي كِتَابِ	خَانَوَا - تَوْلَاؤُ	مُبِينٍ - رَوْشِنِ
جَعَلُوا - بِيَا اِيْشُونَ نِي	و۔ اور	صِدَائِقِينَ - سِي	كَلِمَةٍ - مَوْجُودَةٍ
الْحَيَّةِ - جِيُونِ كِيَا	بَيْنَ - دَرْمِيَا نِي	و۔ اور	بَيِّنَاتٍ - اِسْكَ دَرْمِيَا نِي
عَلِمَتِ - جَانِ لِيَا	لَقَدْ - بِيَشِيكِ	و۔ اور	نَسْبًا - نَسْبِ
سُبْحَانَ - يَاكِي سِي	كَمْ - تَهَارِي سِي يَا	إِنَّمَا - كَرُو	الْحَيَّةِ - جِيُونِ نِي
إِلَّا مَكْرُ	يَعْبِقُونَ - بِيَا نِي كَرْتِي فِي	عَمَّا - اِسْ سِي جِي	اللَّهُ - اللّٰهُ
فَأَنْتُمْ - تَوْهَمِ	الْمُخْلِصِينَ - خَالِصِ	اللَّهُ - اللّٰهُ كِيَا	بِعِبَادَتِي نِي
مَا - نِي فِي	تَقْبِدُونَ - لِي جَا كَرْتِي سِي	مَا - جِي كِيَا	و۔ اور
إِلَّا مَكْرُ	بِفَاتِنِينَ - كَرَاهِي كَرْتِي فِي	عَلَيْهِ - اِسْ كَو	أَنْتُمْ - تَمْ
الْحَيَّةِ - جِيُونِ فِي	صَالٍ - دَاخِلِ سِي فِي اِلَا سِي	هُوَ - وَهُ	مَنْ - اِسْ كِيَا
إِلَّا مَكْرُ	مِنَّا - كَوْنِي سَمِي سِي	مَا - نِي فِي	و۔ اور

مَعْلُومٌ مَّقْرَرٌ	مَقَامٌ مَقَامٌ	ہے	تو اس کے لیے
الصَّافُونَ صِفَ بَانِطٍ	لَعْنٌ	ہم	إِنَّا بَشِيكٌ
المُسْتَجِبُونَ تَسْبِيحٌ كَرِيهُنَ	لَعْنٌ	ہم	إِنَّا بَشِيكٌ
لَوْ اَكْرَمٌ	لَيَقُولُونَ كَيْتَ	كَانُوا خَلْفِي	بَيْنَ بَشِيكٍ
فِي تَسْبِيحِ	ذِكْرًا ذَكَرَ	عِنْدَنَا بِهَارِے پَسِں ہوتا	أَنَّ بَشِيكٌ
اللَّهِ - اللّٰه كے	عِبَادَ - بندے	نَكْتًا - تو ہوتے ہم	الْأَدْلِيْنَ - پہلوں کے
فَسَوْفَ تُوْجَلِدِي	بِه - اس کے ساتھ	فَكَفَرْنَا - تو كفر کیا انہوں نے	الْمُخْلِصِيْنَ خَالِص
سَبَقَتْ كَذْرَحِي	لَقَدْ بَشِيكٌ	وَ - اور	لَيَعْلَمُونَ بِجَانِئِ كَيْ
الْمُرْسَلِيْنَ - پیغمبروں کے	نَا - ہمارے	لِعِبَادِ - واسطے بندوں	كَلِمَتُنَا - ہماری بات
وَالْمَنْصُورُونَ - مدد دیے گئے	وَالْمَنْصُورُونَ - مدد دیے گئے	لَهُمْ - وہی ہیں	بِشِيكٍ - وہ
الْمُغَالِبُونَ - غالب	لَهُمْ - وہی ہیں	جُنْدَنَا - ہمارا لشکر	إِنَّ بَشِيكٌ
حِينَ - وقت تک	حَتَّى - ایک	عَنَّا - ان سے	تَوَلَّى - تو منہ پھیر
فَسَوْفَ تُوْجَلِدِي	هُدًى - ان کو	الْمُؤَدِّكِي	وَ - اور
لَيَسْتَعْجِلُونَ جَلْدِي كَيْتِي	فَبَعَدَ إِنَّا - ہمارا عذاب کی	آ - کیا	يُجْعَلُونَ دِكْهِيں گے
فَسَاءَ تُوْجَرِي سَوِي	بِسَاخِنِم - ان کے میدان میں	تَزَل - آئے گا	فَإِذَا تُوْجِب
تَوَلَّى - منہ پھیر	وَ - اور	الْمُنَادِيْنَ - ڈرائے ہوؤں کی	صَبَاحٌ - صبح
وَ - اور	حِينَ - وقت تک	حَتَّى - ایک	عَنَّا - ان سے
بِيضَارُونَ - دکھیں گے وہ بھی	بِيضَارُونَ - دکھیں گے وہ بھی	فَسَوْفَ جَلْدِي	الْمُؤَدِّكِي
عَمَّا - اس سے جو	الْعِزَّةِ - عزت کا	رَبِّ - رب	رَبِّكَ - تیرا رب
عَلَى - اوپر	سَلَامٌ - سلام ہو	وَ - اور	لَيَصِفُونَ - بیان کرتے ہیں
بِئْسَ كُفْرًا - اللہ کو ہے جو	الْحَمْدُ - سب تعریف	وَ - اور	الْمُرْسَلِيْنَ - پیغمبروں کے
	الْعَلِيْنَ - سب جہانوں کا		رَبِّ - رب ہے

خلاصہ تفسیر اردو و پنجابی کو ع. صافات. ۲۳

وَاتَّيُّوْنَا لِيَوْمِ الْمُرْسَلِيْنَ - اور بیشک یونس ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں۔

اس رکوع میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
 إِذْ أَتَىٰ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ. جبکہ وہ کشتی کی طرف نکلا جو بھری

ہوئی تھی۔

اس کے متعلق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور وہب فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو ہدایت پر آتے نہ دیکھا تو انہیں عذاب کی بھری لیکن عذاب میں تاخیر ہوئی تو آپ قوم سے پوشیدہ طور پر نکل گئے اور دریائی سفر کا عزم کر لیا اور کشتی میں سوار ہو گئے راستہ میں کشتی درمیان دیا ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہر جانے کا سبب معلوم نہ ہوا تو ملح کہنے لگے کشتی بلا وجہ نہیں ٹھہری ہے ہمارے اندر کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے مولا سے بھاگ کر سوار ہوا ہے چنانچہ فساهم یعنی قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں آپ کا نام آیا۔

آپ نے فرمایا تمہارا سهم یعنی قرعہ صحیح ہے میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے مولا سے بھاگ کر آیا ہوں مختصر یہ کہ آپ پانی میں ڈال دیے گئے کہ ملاحوں میں یہی دستور تھا کہ بھاگا ہوا غلام دیا میں جتک نہ ڈال دیا جائے کشتی پانی میں جلتی ہی نہ تھی۔

إِذْ أَتَىٰ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ. جب وہ چلے طرف ایک بھری ہوئی کشتی کے تو قرعہ ڈالا گیا تو وہ دھکیلے ہوئے تھے۔

یہ تذکرہ سابقہ ذکر سے ملحق ہے دحض عربی میں دھکیلنے کو کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے آپ کو کشتی سے پانی میں ڈال دینے کا آگے ارشاد ہے۔

فَالْقَمَرُ مَحْوٌ وَهُوَ مَيْتٌ. تو اسے نکل لیا مچھلی نے اور یونس اپنے کو ملامت کر رہے تھے۔
 کہ میں نے نکلنے میں کیوں جلدی کی اور قوم سے جدا ہونے میں حکم الہی کا انتظار نہ کیا۔
 فَلَوْلَا أَنسَاكَاتٍ مِنَ اللَّسِيِّينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهَا إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ. تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو فرود اس کے پیٹ میں رہتا اس دن تک جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں ذکر الہی کرنے والے نہ ہوتے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ نہ پڑھ رہے ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

فَبَدَّدْنَا بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ. تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھا۔
 یعنی مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد اختلاف روایہ علیٰ معنی میدان میں ڈال دیا آپ شکم ماہی کے اندر رہنے سے اس مدت میں نحیف وضعیف ہو چکے تھے اور

آپ کی عظمت کو جتنی بھی جی چاہے مجھ کی ولادت کے وقت موتی ہے آپ کے جسم کی کھال لفظ فصیح کی طرح
زیر قنداق ہوئی تھی اسی کو فرمایا زُحْرُومِطِمْ۔

وَأَبْنَاءُ عِيسَىٰ نَجْرَةَ مِمَّنْ لَّيْقَطِينَ۔ اور کہا دیا تم نے ان پر ایک پودا لگا دو گا۔

تاکہ آپ پر صدیوں اور لکھوں سے بچنے اس لیے کہ گدو پر کھنٹی نہیں آتی اور اگرچہ گدو کی بیل موتی ہے
لیکن حضرت یونس علیہ السلام کی یہ معجزانہ نشان تھی کہ آپ کا یہ درخت گدو کی بیل کی بجائے شامخار پودا اسی کی
دھار کے چھوٹے پتوں کے سائے سے آپ تشریف فرما تھے۔

اور حکم آتی ایک بکری رفدانہ آگ اپنے تھن منہ میں دے کر دو دھو دے جاتی تھی حتیٰ کہ جسم مبارک کی
جگہ مضبوط ہو گئی اور جہاں بال لگنے کی جگہ تھی وہاں بال آگئے۔ آگے ارشاد ہے

وَأَرْسَلْنَا إِلَىٰ عَادٍ آيَاتٍ بَارِئَاتٍ فَكَفَرُوا فَجَاءَهُمُ الْمَوْتُ وَنُفِخَ فِي السُّنُوفِ وَأُنزِلُوا إِلَىٰ جَنَّةٍ
نُورِهَا كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ زُرْقِيٌّ يُرْبَدُونَ بِهَا مِنَ الْعَبَقِ۔ اور صحیحاً ہم نے اسے ایک لاکھ سے

نیا نئی طرف تو وہ ایمان لائے اور تم نے انہیں ایک مدت تک آباد کیا۔

اس قصہ کو مفصل سورہ انبیاء میں چھٹے رکوع کے اندر بیان کیا گیا ہے۔
مختصر یہ کہ آپ سرزمین موصل میں قوم نینیا کے اندر مبعوث ہوئے ان کی آبادی ایک لاکھ سے زائد تھی
اب بھی آپ کو وہیں بھیجا۔ خراب کا ذکر تو سورہ یونس کے دسویں رکوع میں ہو چکا اور بقیہ قصہ سورہ انبیاء
میں گذر گیا۔

فَمَقَامُ آلِ جَنَّةٍ سے یہ مراد ہے کہ ایمان لانے کے بعد یہ قوم آخر حمر تک آسائش سے آباد رہی۔ اس
یمان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سید لولاک صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے محبوب ان منکوں
سے اور کفار کو سے انکار کی وجہ معلوم فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فَأَسْتَفْتِيكُمُ الْبَنَاتُ وَكَلِمَ الْبَنُونَ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ أَلَا
يَعْلَمُونَ أَنَّ الْبَنَاتِ لَخَيْرٌ مِّنْ الْبَنِينَ وَإِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ۔ اصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُونَ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔

تو اے محبوب ان سے پوچھئے کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے یا ہم نے نہ لاکہ
کو ان کی موجودگی میں نہات بنایا خبردار جو بیشک وہ بہتان سے ایسا کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ یقیناً کذاب
ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیا حکم لگاتے ہو تو کیا تم بدایت نہیں جھلس گے
قیلہ جہینہ اور بنی سلمیٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس کے رویں یہ مضمون
ہے۔ اور نہایت حسین طرز بیان اختیار فرمایا کہ یہ بے عقل ہمارے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے قرار دیتے

ہیں تو جب ملائکہ پیدا کیے گئے تھے گویا یہ اس وقت موجود تھے ان کی بگو اس سے ہوشیار رہو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر اہتمام لگا رہے ہیں اور اسی اہتمام تراشی میں بک رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اولاد ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں عقوبت خدا کا اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اپنے گمان فاسد میں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں پسند کرتے ہیں ان کی شعور عقل ہی زائل ہو چکے ہیں اور نصیحت اور ہدایت قبول نہیں کرتے اصول بھی یہی ہے کہ ہر جہ بر خود نہ پسندی بہ دیگر ان پسند۔ لیکن انہیں پتھر پوجتے پوجتے ہوش ہی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

أَمْ لَكُمْ سُلْطٰتٌ مُّبِيْنَةٌ فَاْتُوْا بِكُتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - کیا تمہارے لیے کوئی کھلی سند ہے تو لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو۔

یعنی تمہارا دعویٰ بے دلیل ہے اور اگر کوئی دلیل تمہارے پاس ہے تو لاؤ مگر یہ گنہگار نہیں بلا سکتے مزید براں یہ کہ مشرکین کے بعض افراد نے یہ بھی بگو اس کی تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی شادی جنوں میں کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے معاذ اللہ اس کے رد میں ارشاد ہے۔

وَجَعَلُوْا اٰيٰتِنَا دِيْنًا وَبَيِّنَاتٍ لِّمَنْ يَّحْكُمُ بَيْنَهُمْ لِيُخْرِجُوْهُمْ مِّنْ اَرْضِهِمْ لَمَّا كَفَرُوْا - سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُوْنَ الْاِلٰهَآءَ اللّٰهِ الْمُتَخَلِّصِيْنَ - اور بتایا ان مشرکین نے اللہ اور جنوں کے مابین رشتہ اور یقیناً جن جا میں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے پاک ہے اللہ تعالیٰ شانہ اس قسم کی باتوں سے مگر اللہ کے چنے ہوئے مخلص بندے۔ وہ ایسے گندے خیالات سے میرا یہ یہ عظیم کفر ہے جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاْتَاكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِۤ اِلٰهٰتٌۭ بَٰغِيَاتٌۭ اِلٰلٰهٍۭ اَلْمُنْعٰجِمِۭ - تو تم لے مشرکین مکہ اور وہ بت جنہیں تم پوجتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے خلاف بہکا کرتے میں ڈال نہیں سکتے یعنی تم اور تمہارے بت اس قابل ہی نہیں کہ مومنین میں یہ قتلہ برپا کر سکیں مگر وہی گمراہ ہوں گے جو جہنم کے کندھے میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور پاکی بیان کرتے ہیں اور یہ حمد و تسبیح بیان کرنے والے آسمانوں میں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے ہیں کہ ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں چنانچہ فرشتوں کا خود بیان موجود ہے جو آگے مذکور ہے۔

وَمَا مِّنْآلٰٓءٍ مِّمَّا مَعْلُوْمٌ وَّاِنَّا لَنَعْلَمُ الصّٰٰفٰتِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ الْمُسْتَعِيْنَ - اور فرشتوں نے کہا کہ ہم میں ہر ایک کا ایک مقرر و معلوم مقام ہے اور بیشک ہم پر پھیلائے صفت بستہ بانتظار حکم کھڑے ہیں اور بیشک ہم اس کی تسبیح میں مصروف ہیں۔

اب کفار مکہ کی بہانہ سازیاں واضح فرمائی جا رہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فَإِنْ كَانُوا يَقُولُونَ لَوَآئِ عِنْدَنَا ذِكْرُ مَنِ الْأَوَّلِينَ لَكُنَّا عِبَادًا لِلَّهِ الْمُخْلِصِينَ - اور بیشک کفار
مکہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس انگوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے۔

یعنی کفار و مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح آدھی سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں ہمارے
پہلوں کی کوئی ہدایت یا کتاب ملتی تو ہم ضرور اس کی پیروی کرتے لیکن نہیں ملا اور جب تمام کتابوں سے افضل
واشرف کتاب معجز نظام یعنی قرآن پاک ان میں آیا تو انہوں نے وہ کیا جس کا ذکر آگے ہے۔

فَكَذَّبُوا بِهَا فَوَسَّوْا يَظُنُّونَ - تو انہوں نے اس کتاب سے کفر کیا تو عنقریب وہ جان لیں گے۔
یعنی ان کے اس کفر کا انجام ان پر واضح ہو جائے گا اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ ثُمَّ لَمْ نَمْنُوكُمْ الْمُنصُورُونَ وَإِن جُنَدُنَا لَمَّا الْعَالَمُونَ - اور

بیشک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے بیشک وہ مدد دے جائیں گے اور بیشک
ہماری لشکر غالب رہے گا۔

یعنی اہل ایمان و اسلام ہی غالب رہیں گے اس پر مشرکین و مجرمن اور منکر بطریق استہزاء و تمسخر کہنے لگے
کہ وہ علیہ اور قوجات کہاں ہیں ابھی تو ہم ہی غالب ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔

قَوْلَ عَنَّمُ حَتَّىٰ حِينٍ وَابْصُرُوا هُمْ فَوَسَّوْا يُبْصِرُونَ أَفَبِعَدْنِآئِنَا لَيْسْتَ تَجْعَلُونَ - انہیں تمسخر کرنے
دیجئے تھوڑی دیر ان سے منہ پھیر لو اور انہیں دیکھتے رہو اور وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے تو کیا کفار ہمارے عذاب
کی جلدی کرتے ہیں۔

یعنی ان کا استہزاء و تمسخر ادا ان کا عذاب آنے پر جلدی کرنا فائدہ مند نہیں بلکہ۔

فَإِذَا نَزَلَ بِسَآءِجَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ - جب ہمارا عذاب ان کے آنگن میں اترے گا تو ان
لوگوں کا انجام اور ان کی صبح بہت بری ہوگی۔

اس وقت ان کا پھٹنا بے کار ہوگا۔

وَقَوْلَ عَنَّمُ حَتَّىٰ حِينٍ وَابْصُرُوا هُمْ فَوَسَّوْا يُبْصِرُونَ - اور اے محبوب تھوڑی مدت تک ان سے منہ
پھیر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

کہ کس طرح ہلاک ہوتے ہیں اس کے بعد اپنی شان کی تمثیل اور مسلمان پر سلام اور اپنے لیے حمد بیان فرما
کہ سورۃ ختم کی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - تمہارے

رب کے لیے پاکی ہے جو عزت والا رب ہے اور ان صفوں سے وہ منتر ہے جو مشرکین بیان کرتے ہیں اور

سلام ہے پیغمبروں پر اور تمام خوبیاں اسی کے وجہ میں کہیں جو تمام جہان کا پلنے والا ہے۔

مختصر تفسیر دو پانچواں رکوع سورہ صافات۔ ۲۳

وَإِنْ يُوَفَّسَنَّ لَكَ الْمُرْسَلِينَ - اور بے شک یونس ہمارے رسولوں سے ہیں۔
 علامہ لوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں بُرْدَى عَلَى مَا فِي الْبَحْرِ أَسْرَعُ عَلَيْكَ السَّلَامُ رَبِّي وَهُوَ ابْنُ ثَنَانٍ
 وَعَشْرَيْنَ سَتَرَ ذُحَلَى فِي الْبَحْرِ أَسْرَعُ كَانَ فِي ذَمِّنِ مُلُوكِ الطَّوَائِفِ مِنَ الْخَارِ وَهُوَ ابْنُ مَتَى بَفَتْحِ
 الْمِيمِ وَتَشْدِيدِ التَّاءِ الْفَوْقِيَّةِ مَقْصُودٌ وَهَلْ هَذَا اسْمٌ أَوْ أَيْبٍ فِيهِ خِلَافٌ فَقِيلَ اسْمٌ
 أَيْبٌ وَهُوَ الْمَدَنِيُّ كُورِي فِي تَفْسِيرِ عَبْدِ الرَّزَاقِ -
 وَقِيلَ اسْمٌ أَيْبٍ وَهَذَا كَمَا قَالَ ابْنُ جَرِّاحٍ - وَبَعْضُ أَهْلِ الْكِتَابِ يُسَمِّيهِ يُونَانَ بْنِ مَالِي
 وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّيهِ يُونَةَ ابْنَ اِمْتِيَانِي -

حضرت یونس علیہ السلام نبی تھے اٹھائیس برس کی عمر میں انکو نبوت ملی۔ اور بحیر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ
 ایرانیوں کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں ہوئے

آپ متی کے بیٹے ہیں متی بفتح میم اور تشدید تاء ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے یا ماں کا تفسیر عبد الرزاق نے اسے بیان کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر سے مروی ہے۔

اور بعض اہل کتاب نے کہا کہ آپ کا نام یونان بن مالی تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام یونہ ابن ایتیان تھا۔

إِذْ أَتَى إِلَى الْفُلِّكَ الْمَشْحُونِ فَسَاهَا هَكَذَا كَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ - جبکہ وہ چلے بھری ہوئی کشتی کی طرف

تو فسائم تو قرعہ ڈالا۔ سائم کے معنی قارع ہیں یعنی اس امر کا قرعہ ڈالا کہ کشتی میں کون ہے تو قرعہ اندازی میں آپ
 مغلوب ہو گئے۔ مدحضین کے معنی مغلوب ہیں۔ اور یہی وہ آیت ہے جس سے قرعہ اندازی مشروع رکھی گئی۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ یہ عذاب تین
 دن میں آئے گا لیکن تین دن گذر جانے کے بعد بھی وہ عذاب نہ آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم
 حاصل کیے بغیر ہی وہاں سے نکل گئے۔ اس شرم سے کہ قوم مجھے جھوٹا مانے کہے۔

اور جب قوم پر آزارات عذاب نمودار ہوئے تو انہوں نے آپ کو تلاش کیا مگر نہیں پایا تو کبار قوم نے

سب کو جمع کیا اور فیصلہ کیا کہ اگر یونس نہیں ملے تو ان کا خدا تو ہے اور سب چھوٹے بڑے اپنے گھر کے جانوروں سمیت جنگل میں نکلوا اور بارگاہ مستجاب الدعوات میں توبہ کرو ورنہ تم کو وہ عذاب مل گیا اور قوم تائب ہو کر عذاب سے بچ گئی۔

آپ کشتی میں تشریف لے آئے اور فرمایا لَا أَرْجِعُ إِلَيْكُمْ كَذَّابًا أَبَدًا۔ میں مجھوٹا بن کر قوم میں کبھی نہ جاؤں گا حتیٰ کہ جب کشتی موجوں میں گھر گئی اور پانی میں رک گئی تو کشتی والوں نے کہا مَا يَجْمَعُهُمَا أَنْ تَكْسِرَ الْوَالِدُ فَيَكْفُرُ بِوَالِدِهِ مَشْتُمًا يَكْتُمُونَ لِيَوْمٍ لَيْسَ لَهُمْ حِجَابٌ سَمْعُ الَّذِينَ هُمْ يُكْفِرُونَ أَصْفَاؤُهُمْ هُمْ أَكْثَرُ بِئْسَ رِجْزًا قَدِ افْتَرَعُوا لِلْكَفُورِ أَمْثَلٌ وَقَدْ خَلَقْنَاكَ عَلَىٰ قَوْلٍ مِّثْلِ الْقَوْلِ الَّذِي كَفَرْتَ بِهِ كَذَّبْتَ وَكَانَ إِلَىٰ بِئْسَ أَهْلًا يَكْفُرُونَ۔

عَلَيْهِ فَلَمَّا دَاوَىٰ ذَرْبًا دَهَىٰ يَنْفَسِبُ فِي الْمَاءِ۔ اس کے لیے قرعہ اندازی کی گئی فسائهم سہم سے ہے جس کے معنی قرعہ اندازی کے ہیں تو کشتی والوں نے پہلی بار قرعہ ڈالا تاکہ جس کے نام پر قرعہ نکلے اسے دریا میں پھینک دیں تو قرعہ میں آپ کا نام نکلا کشتی والے حیران ہوئے کہ ایسی بزرگ ہستی پر قرعہ صحیح نہیں پڑا پھر دوبارہ قرعہ اندازی کی اس بار بھی آپ ہی کا نام نکلا جب حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا دیکھا تو آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا گے ارشاد ہے۔

قَالَ تَقَمَّتْ الْحَوَاتِي وَهُوَ مَلِيحٌ يَعْنِي اِبْتَلَعَتْ مِنَ الْقَوْمِ مَجْلِي نِي اَب كُو غَرَقَ هُو نِي سِي قِبَل لَقَمِهِ كَر لِيَا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ اَخْرَجْنَا اَحْمَدًا وَعَبْدًا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ اَنَّ اَنِي قَوْمًا فِي سَفِينَةٍ مَحْلُوقَةٍ وَعَرَفُوهُ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَكِدَاتٍ وَالسُّفُوفُ تَسِيرُ بَيْنَنَا وَشِمَالًا فَقَالَ مَا بَالُ سَفِينَتِكَ قَالَوَا مَا نَدْرِي قَالَ وَبِكَيْ اُدْرِي اَنْتَ فِيهَا عَبْدٌ اَبِيكَ مِنْ رَبِّهِ وَانْتَمَا دَا اَللّٰهُ لَا تَسِيرُ حَتّٰى تَلْقَوْهُ قَالَوَا مَا اَنْتَ وَاَللّٰهُ يَا نَبِيَّ اَللّٰهُ فَلَمَّ مَلَيْكَ فَقَالَ لَمْ اُفْتَرِعُوا حَتّٰى فُرِحَ فَلْيَبْقُ۔ قَاتَرَ عَوَاتِلَتْ مَرَّةً وَفِي كُلِّ مَرَّةٍ تَفْعُ الْقَرْعَةُ عَلَيْهِ فَرَفِي يَنْفَسِبُ فَكَانَ مَا فَضَّ اَللّٰهُ تَقَالَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس کشتی میں آئی انہوں نے آپ کو چپا لیا اور کشتی میں سوار کر لیا جب آپ کشتی میں آئے تو وہ چلنے سے رک گئی اور وہیں بائیں بچکے کھلنے لگی تو آپ نے پوچھا تمہارا کشتی کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا میں معلوم نہیں۔ آپ نے کہا البتہ میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مالک سے کھاگ کر آیا ہوا ہے اور یقیناً خدا کی قسم یہ کشتی نہیں چلے گی جب تک وہ دریا میں نہ ڈالا جائے گا وہ لوگ لوگ اور خدا کی قسم اے اللہ کے نبی وہ آپ نہیں ہیں۔ پس ہم آپ کو دریا میں نہیں ڈالیں گے۔

تو آپ نے ان سے کہا قرعہ ڈالو تاکہ جس کے نام پر قرعہ آئے اسے ڈال دیا جائے چنانچہ تین بار قرعہ اندازی کی گئی مگر ہر بار قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا آخر حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی اپنے کو دریا میں

ڈال دیا یہ ہے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

اور قرعہ کس طرح ڈالا اس کا حال صاحب بھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اِتَّخَذُوا الْكَلْبَ سَهْمًا عَلَىٰ أَنْ مَنْ طَعَسَهُ هَمْسًا قَبِلَهُ وَمَنْ عَرَقَ سَهْمًا فَلَيْسَ بِآيَةٍ فَطَعَسَهُمْ يَوْمَئِذٍ۔ اس ہی واقعہ کے ماتحت قرعہ اندازی کو مشروع قرار دیا اور آیت کریمہ قَبَا هَمْسًا سے استدلال کیا گیا۔ روایت ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پر گھرے ہوئے تاکہ اپنے کو دریا میں ڈالیں تو آپ نے ایک مچھلی دیکھی کہ پانی سے تین گز کی مقدار منہ نکالے ہوئے ہے اور آپ کی طرف بڑھ رہی ہے آپ نے اپنے کو دریا میں جانے کا دوسری سمت سے ارادہ فرمایا تو وہ مچھلی اس طرف آگئی ترسکہ آپ نے سمجھ لیا کہ یہ مچھلی حکم الہی میرے لیے آئی ہے اور آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا مچھلی نے آپ کو پانی میں پہنچنے سے قبل ہی لقمہ کر لیا۔

اس مچھلی کا نام پروایت ابن ابی حاتم وقتادہ نجم تھا (روح المعانی) وَهُوَ مَلِيْمٌ كَمَا مَعْنَى الْوَسِي يَكْرَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي الْمَلَامَةِ۔

ابن عباس فرماتے ہیں یہاں ملیم کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے اپنے کو قصور وار تصور فرمایا اور اس حال میں آپ شکم ماہی میں گئے اسی لیے بعض نے کہا سہ

قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دہان ماہی شد

یہاں قرص خورشید سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں اور مصرعہ ثانی میں نام مبارک بھی صاف بتا دیا۔ اب ملیم سے مراد مسمی و تذب ہونا حضرت یونس علیہ السلام میں مگر یہ مسمی ہونا الحرام کے نزدیک نہیں۔ بلکہ خود حضرت یونس علیہ السلام کے خیال میں ظاہر کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسات الابرار سیئات المقربین لہذا سے اسادت اور خطا مقام یونس علیہ السلام کے اعتبار سے بتایا گیا کہ وہ حسات سے بھی راعی ہے پھر ارشاد ہے۔

قُلُوبًا لَّآئِمًا كَانَتْ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ لَلْبَيْتِ فِي بَطْنِهَا إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ تو اگر وہ نہ ہوتا تسبیح کرنے والوں سے تو ضرور کھڑتا اس کے پیٹ میں قیامت تک۔

یعنی آپ کا شکم ماہی میں سلامت رہنا تسبیح کی برکت سے تھا چنانچہ ابن ابی شیبہ ضحاک بن قیس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اُدْكِرَ اللهُ تَعَالَى فِي الرَّخَاءِ بَيْنَ كُرْكُرِي الشُّدَّةِ فَإِنَّ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ عَيْنًا صَالِحًا اُدْكِرَ اللهُ تَعَالَى فَلَمَّا وَقَعَ فِي بَطْنِ الْعُوتِ قَالَ اللهُ تَعَالَى قُلُوبًا لَّآئِمًا كَانَتْ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ كَانَتْ عَيْنًا اطَاعِيًا نَاسِيًا لِدِكْرِ اللهِ تَعَالَى فَلَمَّا اُدْكِرَ الْعُرْقُ قَالَ اٰمَنْتُ اِنَّهُ لِرَاٰلِمَ

إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ، يَتَوَسَّأُ رَائِبِلَ دَانَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِقِيلَ لَهَا الْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ
وَكُنْتِ مِنَ الْمُفْسِدَاتِ -

صغور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے رہو فراخی ہیں وہ تمہیں یاد فرمائے گا تمہاری تنگی کے موقع پر اس لیے
کہ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے صالح بندے تھے اور اس کی یاد میں رہتے تھے اور جب یطین باہمی میں گئے
تو بھی اس کی یاد کرتے رہے اسی بنا پر ارشاد ہے فَلَوْلَا أَنَا كَانَتْ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ الخ اور فرعون سرکش بندہ تھا
اللہ کی یاد بھلا دینے والا تھا تو جب اسے غرق نے پکڑ لیا تو بولائیں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود نہیں مگر
وہ جس پر نبی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا الْآنَ دَقْدَ عَصَيْتَ قَبْلُ الخ اب تجھے ایمان کی سوجھی حالانکہ اس سے
قبل تو پڑانا فرمان اور فساد ہی تھا۔

علامہ آلوسی اس پر توضیح فرماتے ہیں وَالْأَوَّلَى حَيْثُ زَمَانِ كَوْنِهِ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ عَلَى مَا يُعْمَرُ زَمَانَ
الرَّحَاءِ وَذَمَانَ كَوْنِهِ فِي يَطِينِ الْحَوْتِ فَإِنَّ لِلْبَصَائِفِ بَيْنَ الْكَلْبِ فِي كَلَا الزَّمَانَيْنِ مَدْخَلًا فِي خَوْفِ
مَنْ يَطِينِ الْحَوْتِ الْمَقْهُومِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَلَوْلَا أَنَا كَانَتْ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ لَكَبْتُ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ
يَبْعَثُونَ كَمَا يُبْعَثُ بِهِ مَا فِي حَدِيثِ أَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَابْنُ جُرَيْرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْثُومٍ
عَنْ النَّبِيِّ مَرْفُوعًا مِنْ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا الْبَقِيَ الْحَوْتُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَا انْتَهَى مِنْ
الْأَرْضِ سَمِعَ تَسْبِيحَ الْأَرْضِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَوْلَا أَنَا كَانَتْ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
فَأَقْبَلَتِ الدَّعْوَةَ نَحْوَ الْعَرْشِ فَقَالَتِ الْمَلَكَةُ يَا رَبَّنَا إِنَّا نَسْمَعُ صَوْتًا صَغِيرًا مِنْ بِلَادِ عَرَبِيَّةٍ -

قَالَ سُبْحَانَ مَا تَدْرُونَ سَاءَ الذَّمُّ؟

قَالُوا لَا يَا رَبَّنَا - قَالَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ يُونُسُ -

قَالُوا الَّذِي كُنَّا لَأَنْزَالِ نَرْفَعُ لَهُ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَدَعْوَةً مُسْتَجَابَةً - قَالَ نَعَمْ

قَالُوا يَا رَبَّنَا الْآنَ نَرَوْكَ مَا كَانَ يَصْنَعُ فِي الرَّحَاءِ وَتُجِيبُ عِنْدَ الْبَلَاءِ قَالَ بَلَى قَامِعَةً وَجَلَّ
الْحَوْتُ فَلَقَطَهَا -

پہلے جو فرمایا وہ متعل زمان مطلق ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام مطلقاً مسیح تھے عام اس سے کہ
فراخی کے زمانہ میں تھے تو مسیح تھے اور جب شکم باہمی میں گئے تو مسیح تھے اس لیے کہ آپ کی صفت میں دونوں
زمانہ داخل ہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے فَلَوْلَا أَنَا كَانَتْ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ - اور ایسا ہی اس حدیث سے واضح ہے
جسے عبد البرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت

یونس علیہ السلام کو جب پھیلی نے نگلی لیا اور اس کے شکم کی گہرائیوں میں پہنچے تو زمین کی تسبیح آپ کو سموع ہوئی تو آپ نے بھی ظلمات شکم میں پڑھنا شروع کیا لا اِسْمَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تو آپ کی دعا جب عرض کی طرف گئی تو ملائکہ نے عرض کیا الہی ہم ایک ضعیف و نحیف آواز ایک غریب و کئیب مقام سے سن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا تم جانتے ہو یہ کس کی آواز ہے؟ ملائکہ نے عرض کیا الہی ہم نہیں جانتے۔

ارشاد ہوا یہ میرے بندے یونس علیہ السلام کی آواز ہے۔ ملائکہ نے عرض کی یہ وہی یونس ہیں جن کے عمل ہم لایا کرتے اور ان کی دعا مستجاب ہوتی تھی۔ ارشاد ہوا الٰہی یہ وہی یونس ہیں۔

ملائکہ نے عرض کی الہی کیا ان پر رحم نہ ہو گا جو فرنجی میں تیری تسبیح کرتا تھا اب اسے بلا کے موقع پر نجات دیدے۔

ارشاد ہوا کیوں نہیں اور پھلی کو حکم ہوا اس نے آپ کو اگل دیا۔

الوجان فرماتے ہیں لکبت فی بطنہ سے یہ مراد ہے کہ آپ شکم باہر میں قیامت تک رکھے جاتے لیکن آپ کی تسبیح کی برکت سے

قَبِیْذًا نَّكَالًا بِالْحَرَمِ وَهُوَ سَقِیْمٌ۔ تو ڈال دیا ہم نے یونس کو میدان میں اور وہ بیمار تھا۔

یعنی ایسی جگہ تیز یونس علیہ السلام کیا گیا جو مکان خالی اور میدان تھا۔ قاموس میں تیز کی تعریف یہ ہے طَهْرًا كَالشَّيْءِ اِمَامًا اَوْ دَاوًا۔ تیز کسی شے کا پھینکنا آگے یا پیچھے۔ تیز دونوں کے لیے عام ہے

علامہ راغب فرماتے ہیں النَّبْتُ الْقَاءُ الشَّيْءِ وَطَرَحًا لِقَلْبِهِ اِدْبِیَّةً وَالْمُرَادُ بِهِ هُمَا الطَّرْحُ وَالرُّمَى۔ تیز کسی شے کا ڈال دینا ہے۔

بِالْعَرَبِ۔ اِنِّیْ بِالْمَكَانِ الْخَالِیِّ عَمَّا یُعْطِیْهِ مِنْ شَعْرِ اَوْ بَنَاتٍ۔ یعنی ایسا میدان جسے کسی درخت کا سایہ نہ پہنچے۔ آگے سے اوسی فرماتے ہیں۔

وَيُرْوَى اَنَّ الْحَوْتَ سَادَمَعَ السَّفِيْثَةَ رَافِعًا دَاوَسًا يَّتَنَفَّسُ وَيُوْنُسُ فَيَسْبِجُ حَتّٰی اَنْتَوَا

اِلَى الْبَرِّ فَيَلْفِظُوْنَ۔ روایت ہے کہ پھلی کشتی کے ساتھ سطح آب سے منہ نکالے سانس لیتی ہوئی چل رہی تھی اور یونس علیہ السلام تسبیح میں مشغول تھے حتیٰ کہ وہ پھلی ایک میدان میں پہنچی تو وہاں اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔

اور یہ سائنس اس لیے مچھلی لیتی رہی کہ آپ کا دم نہ گھٹے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دریا میں مچھلی پھرتی رہی حتیٰ کہ جب دجلہ کے کنارے آئی تو نینو ارض موصل کے پاس آپ کو اگل دیا۔ کما فی الکشف۔

بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ مچھلی دجلہ کی مچھلیوں میں سے تھی اور وہاں بڑی بڑی مچھلی دیکھی گئی ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ مچھلی دریائے نیل کی تھی۔

اور چونکہ روایات شہہ سے غالی نہیں ہوتیں اس لیے اس روایت کی صحت پر حضرت وہب نے ایک قصہ نقل کیا جو ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ وَهْبِ أَنَسِ جَلَسَ هُوَ وَطَاوُسٌ وَنَجْوَاهُمَا مِنْ أَهْلِ ذَا الْكُرْمَانِ فَذَكَرَ دَأْبُ اللَّهِ تَعَالَى اسْرِعُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى كَلَّمَ الْبَصِيرَ۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ السَّرِيحُ جِئْنَا بِهٖ سُلَيْمَانَ۔

وَقَالَ وَهْبٌ اسْرِعْ أَهْمُ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّ يُونُسَ عَلَى حَافِيَةِ السَّفِينَةِ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ سُبْحَانَ

وَتَعَالَى إِلَى نُؤُوفٍ فِي بَيْتِ الْمَصْرِ فَمَا خَرَمْنَا حَافِيَتَهَا إِلَّا فِي جَوْفِهِ وَلَا سَبَّهَتْ فِي أَنْ قُدْرَةَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ اعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ أَيْكُنَّ الشَّبَهَةُ فِي صِحَّةِ الْخَبَرِ۔

وہب فرماتے ہیں کہ وہ اورطاؤس اور مثل ان کے چند اس زمانہ کے لوگوں سے بیٹھے تھے تو امر الہی پر بحث ہو گئی کہ اسرع امر الہی کونسا ہے۔

بعض نے کہا اس کا حکم لمح بصر کی طرح پورا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا تحت بلقیس بر حکم کی سرعت واضح ہوئی۔

حضرت وہب نے فرمایا اسرع امر الہی یہ تھا جبکہ یونس علیہ السلام کشتی کے کنارہ پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حقیقہ حکم دیا کہ مصر کے دریا سے نیل سے چلے اور یونس دریا میں نہ گرنے پائیں اور اس کے شکم میں داخل ہو گئے۔

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قدرت الہی اس سے بھی بلند ہے لیکن روایت کا شبہ ضرور باقی

رہتا ہے۔ اب اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کتنی مدت شکم ماہی میں رہے اس کے متعلق ہمارے سامنے سات قول ہیں۔

اول عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد میں شعبی سے راوی ہیں قَالَ التَّقْمَةُ لِحَوْتٍ مُضْعَى وَلا فَلَ عَسِيَّةٌ

كَانَتْ أَدَا حَيْثُ أَظْلَمَ اللَّيْلُ - دوپہر کو مچھلی نے قلمہ کیا اور شام کو اگل دیا۔
دوسرا قول عبد بن حمید وغیرہ قنادہ سے ہے اِنَّ كِبْتَ فِيْ جَوْفِهَا ثَلَاثًا۔ آپ مچھلی کے پیٹ
میں تین گھڑی رہے۔

تیسرا قول کتب اہل کتاب سے ہے ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَثَلَاثَ لَيَالٍ تَمِنُ لَيْلٌ تَمِنُ رَاتٍ رَهْ -
چوتھا قول حضرت عطا اور ابن جریر سے ہے سَبَقَهُ اَيَّامٍ سَاتِ لَيْلٌ اَبَّ جَوْفِهَا سِيٍّ هِيَ -
پانچواں قول ضحاک سے ہے عَشْرَتَيْنِ يَوْمًا بَعْسِ لَيْلٍ رَهْ -

چھٹا قول سید المفسرین ابن عباس اور ابن جریر اور ابی مالک اور سدی اور قتال بن سلیمان اور کلبی اور
عکرمہ سے ہے اَرْعَيْنِ يَوْمًا۔ چالیس دن آپ شکم ماہی میں رہے۔

ساتواں قول صاحب بحر کا ہے وہ کہتے ہیں صحیح روایت مدت لبث کی ہمیں نہیں ملتی جس سے
ہم یہ تیا سکیں کہ کتنی مدت آپ رہے۔

لبثتہ یہ قطعی یقینی ہے کہ آپ کشتی سے لطن ماہی میں تشریف لے گئے اور وہ سو سقیم جو فرمایا
سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ لطن حوت کی حرارت کا اثر بھی آپ کے جسد اطہر پر ہوا۔

چنانچہ ابن عباس اور سدی کہتے ہیں اِنَّ عَادِدًا بَدَا نَسَا كَبَدَانَ الصَّبِيَّ حَيْثُ يُوَلَّدُ۔ آپ کا
جسم اس بچے کی مانند ہو گیا تھا جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

اور ابن جریر کہتے ہیں اِنَّ عَلِيًّا السَّلَامُ الْفِيْ وَلَا شَعْرَةً وَلَا جِلْدًا وَلَا ظْفُرًا۔ حضرت یونس علیہ
السلام کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ کے جسم پر نہ بال کھے نہ کھال نہ ناخن چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَاَنْبَتْنَا عَلِيًّا شَجْرَةً مِّنْ يَقْطِيْنِ۔ اور آگادیا ہم نے اس پر ایک درخت یقطین کا۔

اور یقطین اگر قطن سے لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ پر مثل خمیہ کوئی سایہ بنا دیا گیا۔

اور طبری کہتے ہیں کہ یہ سایہ عارضی کیا گیا تھا۔ نہ کہ نختہ

اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور عمرو بن مہمون اور قنادہ اور عکرمہ اور ابن جریر اور مجاہد کہتے ہیں وہ درخت
خرمایا لچی یا گھیا تھا۔ وَهُوَ الْقَرْعُ الْمَعْرُوفُ اور گھیا کا درخت مشہور وہی ہے جسے عربی میں قرع بھی کہتے ہیں
اور حدیث میں ہے وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجْتَبًى اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا یعنی
گھیا محبوب تھا۔

اور اوسے فرماتے ہیں اِنَّبَتْنَا اللهُ تَعَالَى مَظْلَّةً عَلِيًّا لِأَنَّهَا تَجْمَعُ خِصَالًا - يُوَدُّ الظِّلَّ وَالْمَلْسِ
وَعُظْمُ الْوَدْقِ وَإِنَّ الدُّبَابَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا وَكَانَ عَلِيًّا السَّلَامُ لِيُقْتَمِرَ جَلِيدَهُ مُكْتَشِفًا فِي لَبْنِ الْعَوْنِ

يُؤْذِيهِمُ الْغُلَّ يَابٌ وَمَا سَكَّتْ مَا فِيهِمْ خَشْوَةٌ وَيُؤْلِمُ حَرُّ الشَّمْسِ وَيَسْتَنْطِيبُ يَأْرِدُ الْظِلَّ
فَلَطَفَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَ لَكَ -

اللہ تعالیٰ نے اس بیل کو درخت کی شکل میں پیدا فرمایا تاکہ وہ آپ پر سایہ گستر رہے اس لیے
کہ اس درخت میں متعدد فضائل ہیں۔

یہ سایہ میں برودت ہے۔

ہاتھ لگانے میں تھابت نرم اور چکناب ہے۔

اس کے پتے بڑے بڑے اور چوڑے ہیں جو سایہ پورا کرتے ہیں۔

کھٹی اس پر اور اس کے پتوں پر نہیں بیٹھتی

اس کے چکنے ہونے اور نرم ہونے کی وجہ سے یہی درخت حضرت یونس علیہ السلام پر سایہ کرنے کے
لیے مخصوص کیا گیا اس لیے کہ آپ شکم مابھی میں رہنے سے مثل جنین مفضل ہو گئے۔ اور ایسی حالت میں کھٹی سے
محفوظ رکھنا ضروری تھا اور سایہ بھی ضروری تھا کہ حرارت شمس آپ کو اذیت نہ پہنچا سکے اور یہ سب اللہ تعالیٰ
کا لطف و کرم تھا جو اپنے نبی پر فرمایا۔

اور ایک روایت ہے کہ کھیا کے پتے اس کے لیے افع تیرین ہیں خشکی جلد کچی ہو جائے اور یہ بیل درخت
کی شکل میں قدرت الہی سے ہو گئی۔

ابو جحان یہ بھی کہتے ہیں کہ بیل کا درخت کی شکل میں ہو جانا خارق عادات امور سے ہے تاکہ وہ آپ
پر سایہ کرتا رہے۔

اور عبید بن حمید اور ابن جریر ابن جریر سے نقل ہے کہ کُلُّ شَجَرَةٍ لَأَسَاقٍ لَهَا فَمِنْهُمَنْ مِنَ الْبِقَطِيِّينَ
سِرْوَةٌ وَرَحْتٌ جَنْ كَاتِمَةٌ نَهَبُولٌ سَلْقَطِيَّينَ كَمَا جَانَتْ هِيَ ذَاكُنْ فِي يَكُونُ عَلَى وَحْيِ الْأَرْضِ مِنَ الْبَطِيحِ وَ
الْقَتَادِ - اور جوزین پر لکھا ہے وہ تر بوزیا لکڑی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ أَنَسُ سَأَلَ عَنِ الْبِقَطِيِّينَ أَهِيَ الْقَرْعُ قَالَ لَا وَ لَكِنَّا شَجَرَةٌ سَمَّاها
اللَّهُ الْبِقَطِيَّينَ - يقطين کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ کدو کھیا ہے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس
علیہ السلام کے سایہ کے لیے جو درخت پیدا فرمایا اس کا نام يقطين رکھا۔

اور ایک قول ہے شَجَرَةُ الْبِقَطِيِّينَ هِيَ شَجَرَةُ الْمَوْزِ نَعْتِي بَوْدِ قَهَا وَ تَطِلُّ بِأَعْصَانِهَا وَأَنْطَرُ عَلَى
شَادِهَا ذِقِيلُ شَجَرَةِ التَّيْنِ وَالْأَصْحَمُ مَا تَقَدَّمَ - يقطين کیلئے کے درخت کو کہتے ہیں اس نے اپنے پتوں میں
حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کیا اور اس کے پھل سے آپ نے افطار فرمایا۔

ایک قول ہے وہ اخیر کا درخت تھا اور صبح پہلی ہی روایت ہے۔

اور احمد نے زبد میں فرمایا جس کے راوی وہب ہیں کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر گھیا اگا دیا وہ دن بھر سایہ کرتا رہتا۔

ایک روایت ہے کہ گھیا کا سایہ کر دیا اور غیب سے ایک بکری صبح و شام آکر آپ کو دودھ پلا جاتی۔

ایک روایت ہے کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آگئی اللہ تعالیٰ نے آپ پر گھیا کی بیل اگا دی

وہ دن مہین آپ پر سایہ کرتی رہی آپ نے اس کا سبزہ اور سایہ دیکھ کر مسرت حاصل کی پھر آپ سو گئے اب

بوجگے تو دیکھا وہ خشک ہو گئی ہے تو آپ غمگین ہو گئے۔

تو ارشاد ہوا یونس تم وہ ہو کہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور آج اس درخت کے خشک ہو جانے پر غمگین ہو رہے

اور ہم وہ ہیں کہ ایک لاکھ آپ کے امتی پیدا کیے بلکہ اس سے بھی زاید پھر ان پر رحم فرمایا اور وہ اہل نینوی

میں جس کا ذکر آگے فرمایا۔

وَلَوْ سَلَطْنَا عَلَىٰ عِبَادِكُم مِّنَّا لَذُنُّوا لَكُمْ لَاحِظًا أَوْ يَزِيدُونَ. اور ہم نے بھیجا ہے ایک لاکھ یا اس سے زاید کی طرف۔

فَأَمَّا نُومًا فَتَضَاعَفُ لِيَوْمِهِمْ. تو وہ یونس پر ایمان لے آئے تو ہم نے ایک مدت تک انہیں جینے بسنے

کی عمر دی۔ اس لیے کہ یہ لوگ آپ کی بعثت کے بعد ایمان نہیں لائے تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ جب یونس علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے تو انہوں نے عذاب دیکھا تو خوفزدہ ہو

کر ایمان لے آئے۔ اسی کے متعلق ارشاد فرمایا قَامِنُوا. (روح)

اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ایک طویل حدیث ہے جس میں مفصل بیان یہ ہے جسے احمد

نے زبد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام جب شکم ماہی سے میدان میں آگئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نند کی بیل یا کیلیہ

یا اخیر پیدا کیا اور آپ کی حالت سختیاب ہو گئی تو آپ دہاں سے نکلے تو راہ میں ایک لڑکا بکریاں چراتا ہوا ملا۔

آپ نے فرمایا لڑکے تو کس قوم سے ہے؟

اس نے کہا میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے ہوں۔

آپ نے فرمایا جب تو اپنی قوم میں جائے تو لے میرا سلام کہتا اور کہہ دینا میں حضرت یونس علیہ السلام

سے مل کر تمہیں ان کا سلام پہنچا رہا ہوں۔

غلام نے عرض کیا اگر آپ یونس ہیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے اس بیان کو قوم بھوٹ سمجھے گی اور

مجبوراً قتل کیا جاتا ہے تو اس بیان پر میرے لیے گواہ کی ضرورت ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا یہ درخت تیرا گواہ ہے اور یہ مقام تیرے حق میں شہادت دیکھا۔
غلام نے عرض کی حضور اسے حکم فرمادیں۔

آپ نے اس مقام اور درخت کو حکم دیا کہ جب یہ لڑکا آٹے تو تم گواہی دینا۔ درخت اور بقعہ نے اقرار کیا
اب یہ لڑکا قوم میں آیا اور اس کے بھائی اس واقعہ کے بیان کرنے سے روکتے رہے مگر وہ بادشاہ کے پاس
پہنچا اور کہنے لگا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔
بادشاہ نے یہ سنا کہ اسے جھوٹا قرار دیا اور قتل کا حکم دے دیا۔

لڑکے نے کہا حضور میرے پاس گواہ ہیں۔
بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے گواہ دیکھو چنانچہ وہ آدمیوں کو اس درخت اور بقعہ پر لایا اور کہا میں تمہیں
خدا کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔
درخت اور بقعہ نے شہادت دی۔

چنانچہ ان آدمیوں نے اگر بادشاہ کے حضور تصدیق کی۔
بادشاہ نے کہا تیری شہادت شجرہ اور بقعہ نے دی اور لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر بٹھالیا اور کہا
تو اس مسند کا زیادہ حقدار ہے میرے مقابلہ میں۔

چنانچہ چالیس سال تک یہ لڑکا اس ملک کا حکمران رہا۔
اس واقعہ سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم میں واپس تشریف نہیں لائے
جب تک کہ مچھلی کا واقعہ اور قصہ پورا نہ ہو گیا۔

تو اس سال اول میں قوم نے انحراف کیا جس پر ارشاد ہے **وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ**۔
اور اس سال ثانی بعد قہم حوت آپ کا تشریف لانا اہل نینوی کی طرف نہیں ہوا چنانچہ اسرئیلیات سے
بھی یہ امر واضح ہوتا ہے اور **وَأَرْسَلْنَاكَ إِلَىٰ مِائْتَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدٌ** دن پر اسے روایت کرتے ہیں کہ ایک
لاکھ پچیس ہزار تھکے۔

اور مفصل قصہ یونس علیہ السلام یہ ہے جو کتب اہل کتاب سے روح المعانی میں نقل کیا گیا

مفصل قصہ یونس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اہل نینوی کو دعوت اسلام دینے کے لیے آپ کو بھیجا۔

آپ کے مقام سے نینوی کا راستہ تین روز میں قطع ہوتا تھا اور اہل نینوی شہر و فساد میں مشہور تھے۔
 آپ نے انہیں دعوت اسلام دی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا آپ نے انہیں عذاب سے ڈرایا اور
 تین روز میں عذاب آنے کی خبر دی تیسرے دن جب عذاب نہ آیا آپ وہاں سے نکل پڑے۔ آپ مقام
 تریسین میں تشریف لائے اور وہاں سے یافا آئے۔
 یہاں آپ نے کشتی دیکھی جو جلنے والی تھی اس میں سواریاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے بھی کرایے
 کر اس میں سواری فرمائی۔

اچانک چاروں طرف سے طوفانی ہوائیں اٹھیں اور موجوں کا تلاطم ہونے لگا اور کشتی چکر اکر ڈوبنے کے
 قریب آگئی تو ملاح گھبر گئے اور کشتی کا بہت سا سامان دریا میں ڈالنا شروع کیا تاکہ کشتی ہلکی ہو جائے۔
 حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے بیچ میں تشریف لاکر سو گئے حتیٰ کہ آپ کا تنفس بند ہو گیا۔ کشتی کا
 مالک آپ کے پاس آیا اور بولا آپ بے فکر سو رہے ہیں اٹھئے اللہ کے حضور دعا کیجئے تاکہ اللہ خلاصی عطا
 فرمائے اور ہمیں ہلاکت سے محفوظ فرمائے۔

اور کشتی والوں نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی کہ قرعہ اندازی کر کے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس بلا کا
 موجب کون ہے۔

پچانچہ قرعہ اندازی میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا۔
 لوگوں نے آپ سے استفسار کیا کہ ہمیں بتائیے کہ آپ نے ایسا کیا کام کیا ہے جس سے یہ مصیبت
 ہم پر آئی اور آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں آپ کس قوم سے ہیں اور کس قبیلہ سے آپ
 کا نکاس ہے؟

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میں اس اللہ کا بندہ ہوں جو زمین و آسمان کا رب اور خالق بحر و بر ہے
 اور اپنا سب حال انہیں سنایا۔

لوگ آپ سے سخت خائف ہوئے اور کہنے لگے آپ نے ایسا کیوں کیا اور ملامت کرنے لگے۔ پھر
 آپ سے ہی سوال کیا کہ اب آپ ہی فرمائیں کہ ہم اب کیا کریں جس سے کشتی سکون پکڑے اور دریا طوفان سے
 سکون پکڑے۔

آپ نے فرمایا مجھے دریا میں ڈال دو دریا ساکن ہو جائے گا اس لیے کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے۔
 لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح آپ کو کشتی سے نکلنے پر اتار دیں۔ مگر ایسا نہ کر سکے اور خشکی پر اتارتے
 میں کامیاب نہ ہوئے۔

آخرش محبوباً حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی والوں کی نجات کے لیے دیا میں ڈال دیا اور علی الفور دیا
میں سکون آگیا۔

ادھر مغرب اند ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ آپ کو نکل کر محفوظ رکھے چنانچہ آپ اس کے پیٹ میں
تین دن تین رات رہے اور اس کے پیٹ میں تسبیح و تہلیل فرماتے رہے اور نجات کی درخواست کی
تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں خشکی میں اگل دے چنانچہ قَبْنَدِنَا بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ قرآن پاک
میں بھی ارشاد ہے کہ اس مچھلی نے آپ کو میدان میں ڈال دیا اس وقت آپ سقیم و نحیف اور کمزور تھے۔

پھر جناب باری تعالیٰ عز و شانہ کی طرف سے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہوا قَسْوَدَ اَمْرِي الْيَتِيمِ
کھڑے ہو اور یتیمو پہنچو۔ وَتَادِي اَهْلِيَا كَمَا اَمَرْتُكَ مِنْ قَبْلُ اور وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرو جس کا معنی
تمہیں اس سے قبل حکم دیا تھا۔ فَمَضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَادَى مُخْسَفُ يَتِيمِي بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ چنانچہ حضرت
یونس علیہ السلام ان میں پہنچے اور انہیں پکار کر فرمایا یتیمو تین دن بعد دھنس جائے گا۔

فَاَمَنْتُ رَجَالٌ يَتِيمِي يَا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَتَادَا يَا لِصِيَامٍ وَلَيْسُوا الْمَسُوْحُ جَمِيْعًا وَوَصَلَ الْغَبْرُ
اِلَى الْمَلِكِ فَقَامَ عَنْ كُرْسِيِّهِ وَقَرَعَ حُلَّتَهُ وَلَيْسَ مَسُوْحًا وَجَلَسَ عَلَى الرَّمَادِ وَتَوَدَّى اَنْ لَا
يَبْدُوَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَاَلَيْهَا يَبْعُ طَعَامًا وَاَلَيْهَا يَبْعُ اَبَا وَاَجَادًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجَعُوا عَنِ الْمَثَرِ
وَالظُّلْمِ فَسَمِعَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَمَّ يَنْزِلُ بِهِمُ الْعَذَابُ فَمَزِنَ يُونُسُ وَقَالَ اَلِهٰى مِنْ هٰذَا اِهْرٰبُ
فَاِنِّي عَلِمْتُ اَنَّكَ الرَّحِيْمُ الرَّؤُوْفُ الصُّبُوْرُ الْمَثُوْبُ يَارَبِّ خُذْ نَفْسِيْ قَالَمُوْتُ حَيِّدِيْ مِنْ لِحْيَا

یہ سن کر یتیمو والے ایمان لے آئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ روزے رکھیں اور سب ٹاٹ پہنیں
یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی اپنی کرسی سے اٹھا اور لباس شاہی اتار کر لباس ٹاٹ کا بلبس کیا اور خاک پر بیٹھ
گیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی کسی سے کچھ لے کر نہ کھائے جانوروں سے کوئی گوشت نہ لے نہ دودھ پیئے اور
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہے اور شرک اور جور و ظلم سے رک جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا
اور عذاب اتا ہوا رک گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ عذاب موعود نہیں آیا تو غمگین ہوئے کہ میں ان میں جھوٹا کہلاؤں گا
تو آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کی خدایا میں یہاں سے جاتا ہوں۔

اس لیے کہ میں جانتا ہوں تو رحیم رؤف، صبور اور توبہ قبول کرنے والا ہے یا اللہ اب تو میری جان تفس
کر لے اس لیے کہ مجھے موت اس زندگی سے بہتر ہے جس میں مجھے اپنی قوم کے آگے جھوٹا بننا پڑا تو ارشاد ہوا
يَا يُونُسُ حَزْنَتٌ مِّنْ هٰذَا اَجِدًا اے یونس کیا تمہیں اس کا بہت زیادہ رنج ہے۔

عرض کی نعم پارت۔ ہاں اے میرے رب دَخْرَجَ يُؤْتِنُ وَجَسَّ مُقَابِلَ الْمَدِينَةِ وَصَنَعَ لَهُ هُنَالِكَ مَنَظْلَةً وَجَلَسَ قَهْتَا إِلَى أَنْ يَزِي مَا يَكُونُ فِي الْمَدِينَةِ. اور یونس علیہ السلام نکلے اور شہر کے سامنے ایک پھر پناہ اس میں بیٹھ گئے تاکہ آپ شہر والوں کے کوائف سے آگاہ ہو سکیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کدو درخت بن کر آپ کو سایہ کرے چنانچہ اس ٹھنڈے سایے سے آپ بہت خوش ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو حکم دیا اس نے قبطین کو کھوکھلا کر دیا وہ سوکھ گیا۔

پھر بادِ موم آئی اور سورج حضرت یونس علیہ السلام کی طرف پرٹھا حتیٰ کہ آپ دہوپ سے گھبر گئے اور موت پسند فرماتے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

يَا يُونُسَ اٰخِرَتٌ جِدًّا اَعْلَى الْيَقْطِينِ لِي يونس کیا کدو کے خشک ہونے سے آپ کو بہت رنج ہوا آپ نے عرض کی بیشک اے میرے رب مجھے بہت زیادہ رنج ہوا۔

ارشادِ الہی ہوا یونس تم صرف درخت کے خشک ہونے پر غمگین ہو گئے اور میں نینوی کی بستی کی ہلاکت پر بھی رحم نہ آتا جو بارہ بستیوں میں لوگ آباد ہیں اور وہ اپنا دایاں بائیاں کچھ نہیں جانتے اور ان کے جانور اور مویشی بکثرت ہیں۔

یہ قصہ اسرائیلیات سے بفرض تفکر ناظرین لکھ دیا گیا وَكَمْ لَاهِلِ الْكِتَابِ مِنْ بَاطِلٍ۔

اس کے بعد مشرکین مکہ کے عقائدِ باطلہ فاسدہ کا سدہ کی طرف رجوع فرما کر اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔

فَاسْتَفْتِمُ الْوَيْكَ الْبَنَاتُ وَكَمْ الْبَنَاتُ۔ تو اے محبوب آپ ان سے پوچھیں کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔

عرب میں قبیلہ جہینہ اور سلیم اور خزاعہ اور بنی بلج کا یہ عقیدہ تھا کہ ملائکہ معاذ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں۔ تعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عَلَوًا كَبِيرًا۔ اسی طرح یہود کا عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام ابن اللہ ہیں۔ اور عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں ان سب کا رد اور بطلان فرمایا گیا اور فرمایا تم میں جو رسول گئے انہوں نے تمہیں بتایا سمجھایا مگر تم اپنے باطل اعتقاد پر اڑے ہوئے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بَدِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اَلَى يَكُونُ لَسَا وَكَلَّا۔ زمین اور آسمان کا بنانے والا کائنات کا خالق اس کے لیے اولاد قرار دینا عقل کا نقصان اور سمجھ کی کوتاہی ہے۔ رب السموات والارض کے لیے اپنے حبیبِ کتبہ قرار دینا بے شعوری اور کفر صریح ہے۔

اسی لیے قاسمیتھم فرما کر ارشاد ہوا کہ اپنے لیے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے لیے جو بیٹیاں پسند کر رہے ہیں وہ کتبے عقل میں اور حضور کو اس سوال پر مامور فرماتا حضور کی شرافت تام اور اعزاز خاص کے لیے ہے۔ پھر ارشاد ہے۔

أَمْ حَقَّقْنَا الْمَلِكَةَ إِنَّا نَاذِرُهُمْ شَاهِدُونَ - ان سے دریافت فرلیے کیا ہم نے ملائکہ کو انات بنایا تو وہ اس امر کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

حالانکہ ملائکہ تو وہ لطیف نورانی اجسام سے ہیں جنہیں سوا انبیاء کرام کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ انہیں کم از کم اتنا ہی سوچنا تھا کہ ملائکہ جیب ان سے اقوی اور اعظم تقدس ہیں جو ناقص طبعی سے بھی منترہ ہیں وہ انات کیسے ہو سکتے ہیں اس لیے کہ الوثیت تو اخس صفات حیوانیت سے ہے اس لیے دوسری جگہ فرمایا اَشْهَدُ خَلَقْتُمْ دُجَاوہ پیدائش ملائکہ کے وقت حاضر تھے آخر فیصلہ فرمایا۔

أَلَا إِنَّكُمْ كَذِبٌ قَبِيحٌ - اور بعض ان کے یہ بھی کہتے ہیں یعنی عیسائی اور یہودی۔

وَلَدَ اللَّهُ - کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور حضرت عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو ابن اللہ بناتے ہیں۔

إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ - یقیناً وہ نرے جھوٹے کذاب ہیں۔

عربی میں اذک بمعنی اتہام و کذب مستقل ہے۔

أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ - کیا بیٹیوں پر اس نے بیٹیاں چنی۔

عربی میں اصطفا کہتے ہیں أَخَذُ صَفْوَةَ الشَّيْءِ لِنَفْسِي - کسی شے کی صفت خاص کو اپنے لیے

پسند کر لینا۔ آخر میں ارشاد ہے۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ أَفَلَا تَدْرِكُونَ - تمہیں کیا ہو گیا کیسے محاکمہ کرتے ہو کیا تم ہدایت نہیں لیتے

أَمْ نَكُودُ سُلْطَانَ قَبِيلٍ - فَا تَوَابِكُمْ يَكْفُرُونَ كُنْتُمْ صِدِّيقِينَ - کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے تو لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

یعنی اگر تمہارے پاس کوئی حجت واضح ہے جو آسمان سے تم پر اتاری ہے کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں تو

لاؤ اپنے صحت دعویٰ پر ناطق دلیل اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد ان مشرکین کے اولیاء باطلہ کا رد ہے جو جن و شیاطین اور رب العزت جلت مجدہ تبارک

و تعلقے شانہ کے مابین رشتہ مصاہرت قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے علی سید الکبریٰ سے سوال فرمایا کہ
 مَنَّا نَمُّ تَوَانِ كِي مَائِيں كُون هِيں فَعَالُوْا اَبْنَاتٌ مَّوَدَاتِ الْجِنِّ تَوْبُو لِيْ خَبُوْلِيْ سَيِّئَاتِ
 چنانچہ حضرت حسن بصری سے بھی یہی روایت ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ زیادہ کا یہ عقیدہ تھا کہ شیطان اور اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بھائی ہیں۔ تو
 اللہ تعالیٰ خیر کریم ہے اور ابلیس لعین شریر لعین۔ اسی کا رد فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے
 وَجَعَلُوْا اَيْتِيْنِ وَيَتِيْنِ الْجِنَّةِ نَسِيْبًا وَّلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةِ اَنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔ اور ان زندیقوں نے
 اللہ تعالیٰ اور شیاطین میں رشتہ بنایا اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے
 جائیں گے چنانچہ

طبرسی گلپی سے اور امام رازی بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ مذہب مجوس کا تھا وہ کہتے تھے کہ نیردان اور
 اہرن۔ ان میں سے ایک نوری ہے اور ایک ظلمت ہے لیکن اس اعتقاد کی اصل قریش اور ان کے
 قبائل میں نہیں ملتی۔

اور مجاہد اور عبد بن حمید عکرمہ سے راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ ابی صالح سے کہ اِنَّ الْمَرَادِيَّ بِالْجِنَّةِ
 الْمَلَكِيَّةِ۔ جنت سے مراد ملائکہ ہی ہیں۔

اور معجم البیان میں قتادہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ جن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وَجِبَ السَّمِيَّةِ بِالْجِنِّ الْاِسْتِزَادُ عَنْ عِيُوْنِنَا فَالْجِنُّ
 الْجِنَّةُ بِمَعْنَى مَفْعُوْلٍ مِنْ جَنَّتْ اِذَا سَتَرَكَ۔ جن ہماری نظروں سے مستتر ہے تو جن اور جنت بمعنی مفعول
 ہے اور جنت اس وقت بولتے ہیں جب اس میں پوشیدہ ہو جائیں۔

سید القسریٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ تَوَعَامِنَ الْمَلَكِيَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سَيِّئِي
 الْجِنِّ۔ ایک قسم ملائکہ کی وہ ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے وَمِنْهُمْ ابْلِيْسُ اور انہیں سے ابلیس علیہ اللعنة ہے۔
 لیکن قرآن کریم میں ابلیس کو کائنات میں الْجِنِّ فرمایا گیا مگر ملائکہ کو جن نہیں کہا بنا بریں یہ اقوال من حیث
 الاقوال منقول کیے گئے تھیں وہی ہے جو قرآن کریم سے واضح ہے۔ اور

وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةِ اَنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اِذَا سَتَرَكَ اِسْمِيْ لِيْ فَرِيَاكِيْ اِنَّ رِشْتَةَ مَا تَنْتَ وَاَلِيْ زِيَادَةَ خَالِصٍ مَّكْرَهٍ
 ہیں اس لیے کہ وَاللّٰهُ لَقَدْ عَلِمْتِ الشَّيَاطِيْنَ اَيَّ جَنَّتِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِضُّوْهُمْ وَاَلَيْدُ لَكُمْ النَّارُ
 وَقِيَّتُوْهُمْ مَّهْمًا۔ اور قسم بخدا شیاطین الجن اور تمام جنین جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں محضور فرمائے گا اور
 لازمی طور پر ان کے لیے جہنم ہے اور انہیں عذاب دیگا۔

یاس کے پر معنی ہیں وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الْمَلَائِكَةَ النَّازِلِينَ بِجَعَلُوا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ تَبَاتُحًا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَصَارُونَ الْآذَانُ مَعَهُمْ بَوْنٍ بِمَا لِكُنْتُمْ فِي قَوْلِهِمْ ذَلِكَ

قسم پر خدا ملائکہ انہیں جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور جنت کے مابین نسب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملائکہ اسکی معاذ اللہ بیٹیاں ہیں کہ بہ تمام کفار ضرور جہنم میں ہوں گے اور عذاب دیے جائیں گے اپنے جوڑا خیال اور افرامکی وجہ سے آخر میں ارشاد ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ صفت کرتے ہیں۔

تمام وجود سے وہ مترہ سے اس کے لیے یہ لائق ہی نہیں۔
الْإِعْبَادِ اللَّهُ الْمُخْلِصِينَ۔ مگر اللہ کے خالص بندے۔

یہ استثناء منقطع ہے من المحضین سے یعنی مخلص بندے جہنم میں نہیں جائیں گے کہ وہ نجات پاتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

فَأَنْتُمْ وَمَا تُعْبُدُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنَاتٍ الْآمَنُ هُوَ صَالِحُ الْحَجِيمِ۔ تو تم اور جسے تم پوجتے ہو اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ مومنین کو فتنہ میں ڈالو مگر وہی جو تقدیر اللہ میں جہنم سے ملنے والے ہیں۔
یعنی جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ مومنین مخلصین نجات یافتہ ہیں تو تم انہیں فتنہ کفر میں مبتلا نہیں کر سکتے مگر وہی جن کے لیے جہنم مقدر ہو چکا ہے گویا یہ ارشاد ہے۔ أَنْتُمْ وَالْمُهْتَكِرُونَ فَرَمَاءُ لَا تَبْرَحُونَ تَعْبُدُونَ وَنَهْمَا تَحْرَقُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَى عِبَادَةٍ مَا يُعْبَدُونَ وَبِأَعْيُنِنَا أَوْحَامِ الَّذِينَ عَلَى طَرِيقِ الْقَيْمَةِ وَالْقِيَامَةِ أَحَدًا الْآمَنُ سَبَقَ فِي عَلَيْهِ تَعَالَى أَتَاهُ مِنَ أَهْلِ النَّارِ۔ یعنی تم اور تمہارے ساتھی جہنم میں جوتے ہو اس کے ساتھ فتنہ کی راہ پر نہیں ڈال سکتے اور کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اسی آدمی کو علم الہی میں بھی لکھا گیا ہے۔

قَالَ فِي الْكُشْفِ وَمَعْنَى الْآيَةِ أَيُّ عَلَيْهِ إِنَّكُمْ يَا كُفْرًا مَعَ مَعْبُودِيكُمْ لَا يَسْتَهْلِكُ كُفْرًا الْآتِ تَقْتَبُونَ آمَنٌ هُوَ صَالِحٌ مِثْلَكُمْ۔ صاحب کشف فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے کافر تو تم پر معہ اپنے معبودوں کے آسان نہیں مومنین کو فتنہ میں ڈالنا مگر وہی گمراہ ہو سکتے ہیں جن کے لیے علم اللہ میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

یہ اسلوب بیان ایسا ہی ہے جیسا کہ لیلید بن عقیب بن ابی معیط جَعَلَهُ اللَّهُ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ نَزَّهَتْ امیر معاویہ کو امیر المومنین علی کریم اللہ وجہ سے جنگ پر برا لکھتے کرتا چاہا تھا مگر آپ آمادہ نہ ہوئے اور فتنہ میں پڑنے سے محفوظ رہے۔

اس کے بعد ملائکہ مقررین کا اعتراف عبودیت ظاہر فرمایا تاکہ ان کے زعم باطل کا رد ہو جائے۔ حدیث قال
 وَمَا مِنَّا إِلَّا كَمَا مَقَامٌ مَّعْلُومٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسْتَجِدُونَ ہم میں سے کوئی
 فرشتہ نہیں مگر اس کا ایک مقرر مقام ہے اور ہم لازمی طور پر صاف بستہ پر پھیلائے ہوئے اس کی تشبیح کرتے ہیں
 اس آیت کریمہ میں ملائکہ کا اعتراف عبودیت بیان فرمایا اور جن کا زعم باطل تھا کہ ملائکہ نبات
 اللہ میں اس کا رد فرمایا اور بتایا کہ تمام ملائکہ عبادت میں جھکے ہوئے اور امر الہی کے انتظار میں صاف بستہ پر پھیلائے
 ہوئے ہیں وہ امر الہی سے ذرہ بھر متجاوز نہیں ہو سکتے اور ہر حال میں عظمت ذات کے حضور خشوع و خضوع
 میں خشیت الہی سے سر بسجود اور متواضع ہیں جلال الہی جل و علا سے جیسا کہ حدیث میں ہے فَمِنْهُمْ رَاكِعٌ لَا يُقِيمُ
 مُلْكُهُ وَسَاجِدٌ لَا يُدْفِعُ رَأْسَهُ - ملائکہ میں سے ایک جماعت راکع ہے وہ کمر سیدھی نہیں کرتے اور ایک
 جماعت ساجد ہے جو سر نہیں اٹھاتی۔

اور ترمذی نے بسند حسن اور ابن ماجہ اور ابن مردیہ نے حضرت ابو ذر سے روایت کیا قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي آذَى مَا لَا تَدُونَ وَاسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ إِنَّ السَّمَاءَ أَطَتْ وَحَقُّ لَهَا
 أَنْ تَبْطَأَ مَا فِيهَا مَوْضِعَ أَرْبَعِ أَصْبَاحٍ إِلَّا دَفِيسًا مَلَكٌ وَاصْفًا جَهَنَّمَا سَاجِدًا لِلَّهِ حَضُورًا لِلَّهِ
 علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے بیشک آسمان
 پڑا رہے اور اس کا پڑنا صحیح ہے آسمان میں چار انگل جگہ نہیں مگر اس میں فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ
 میں پڑے۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور محمد بن نصر مروزی کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی میں قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي السَّمَاءِ
 مَوْضِعٌ قَدِمَ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ وَسَاجِدٌ أَوْ قَائِلٌ وَذَلِكَ قَوْلُ الْمَلِكَةِ وَمَا مِنَّا إِلَّا كَمَا مَقَامٌ مَّعْلُومٌ
 وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ - آپ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا آسمان میں ایک قدم جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ
 ساجد یا قائم ہے اور یہ ہے وہ بیان ملائکہ جو قرآن کریم میں ہے وَمَا مِنَّا إِلَّا كَمَا مَقَامٌ مَّعْلُومٌ وَإِنَّا
 لَنَحْنُ الصَّافُونَ۔

اور سدی کہتے ہیں اللہ مقام معلوم سے مراد قرب و مشاہدہ ہے۔ اور
 سُجَّانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ سے مراد تتر یہ ملائکہ ہے جو مشرکین نے کہا کہ ملائکہ نبات اللہ میں اور
 الْأَعْيَادَ اللَّهُ الْخَالِصِينَ میں برادت مخلصین ہے کہ وہ ایسی مگر اسی سے باتیں نہیں کرتے گویا آیت
 کریمہ میں یوں ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْمَلَائِكَةَ إِتَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَعَدًا بُرُوتَ لِقَوْلِهِمْ ذَلِكَ وَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ
 لَكُنْ عِبَادَ اللَّهِ الْكَنِينِ نَحْنُ مِنْ جُمَّلِهِمْ بُرَاءٌ مِنْ ذَلِكَ الْوَصْفِ - بیشک ملائکہ جانتے ہیں کہ مشرکین
 ضرور معذب ہوں گے لہٰذا اس قول کی وجہ میں اور ملائکہ نے کہا وہ ذات تعالیٰ شاکہ پاک ہے ایسی باطل اور
 گمراہ باتوں سے جو مشرکین کہتے ہیں لیکن ہم اللہ کے بند سے وہ ہیں کہ ان کی ان باتوں سے بری ہیں اور ایسے
 اوصاف بیان کرنے سے محترز ہیں۔ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ - جو جنوں کے پرستار ہیں وہ جہنمی ہیں اور
 إِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ میں یہ بھی تصریح ہے کہ ملائکہ عبادت الہی میں صاف بستہ ہیں۔

اس پر متعدد دقہل ہیں

قَالَ نَاصِرُ الدِّينِ أَيُّ فِي آدَاءِ الطَّاعَةِ وَمَنَائِلِ الْحُدْمَةِ - ناصر الدین کہتے ہیں کہ ملائکہ اداءِ اہل
 اور منازلِ خدمت میں صاف بستہ ہیں۔

وَقِيلَ الصَّافُونَ حَوْلَ الْعَرْشِ مُتَنظِرُ الْأَمْرِ الْإِلَهِيِّ - ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ صاف بستہ نظر حکم
 الہی کھڑے ہیں۔

وَقِيلَ صَافُونَ اجْتِبَاهًا فِي الْهَوَاءِ مُتَنظِرِينَ مَا يُؤْمَرُ بِرُحْمَيْلَائِهِ هُوَ اس انتظار امر الہی کرتے
 ہیں کہ کیا حکم ہوتا ہے۔

وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حُنَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ
 بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ لَنَا تَرْتِيبُهَا
 طَهْرًا إِذَا أَلْحَ الْجِبَدِ الْمَاءَ هِيَ آدَمِيَّةٌ بِرَتْنِ فَضِيلَتَيْهَا حَاصِلٌ هِيَ۔

ہماری عبادت میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صاف ہیں۔

ہمارے لیے روئے زمین مسجد کی گئی۔

ہمارے لیے زمین کی مٹی پاک کی گئی جب ہم پانی نہ پاسکیں۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسْتَجِوُونَ - اور ہم ضرور اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

یعنی اس کو منترہ سمجھتے ہیں ان صفات سے جو اس کے لائق نہیں اور مسجون کے اور معنی بھی ہیں۔

أَخْرَجَ عَبْدُ بَنِ حُمَيْدٍ وَعَبْدُكَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ الْمُسْتَجِوُونَ مَسْجُونٌ مَسْجُونٌ مَسْجُونٌ

اور ابن عباس فرماتے ہیں إِنَّ كُلَّ تَسْبِيحٍ فِي الْقُرْآنِ بِمَعْنَى الْعَلْوَةِ - قرآن کریم میں تمام تسبیح جو مذکور

میں وہ بمعنی نماز ہیں۔

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ لَوْ أَنَّ وَعَدْنَاكَ ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ فَكَفَرُوا بِهِ

اَسْوَفَ يَفْكُوْنُ۔ اور بیشک یہ کفار قریش کہتے ہیں حضور کی بعثت سے پہلے کہ اگر ہمارے پاس ہوتی پہلے سے کوئی کتاب تو ہم ضرور مخلص بندوں سے ہوتے تو کفر کیا انہوں نے قرآن کے ساتھ تو اس انکار کا بدلہ عنقریب جان لیں گے۔

ترجمہ سے مفہوم آیت کریمہ واضح ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ اِنَّهُمْ لَهَمَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ الْمَنصُورُونَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَمِنَ الْعَالَمِيْنَ
اور یقیناً قطعاً ہمارا وعدہ ہمارے مرسلین کو اس کے ساتھ اول ہی ہو چکا ہے کہ وہ منصور و منظر ہیں اور ہمارا لشکر لازمی طور پر غالب ہے۔

ایسا ہی ارشاد دوسری جگہ بھی فرمایا گیا لَا تَحْلِبْنَ اَنَّا دُسُوْنِي۔ اور جند سے مراد انبیاء کو اس کے تابعین میں اور مومنین مشرکین پر ضرور غالب رہیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔
فَقَوْلٌ عَزِيزٌ حَتَّىٰ جِيْنًا وَاَيْصُرُ هُمْ فَسُوْفَ يُبْصِرُوْنَ۔ ان سے ایک مدت تک اعراض فرمائیں اور صبر کیجئے عنقریب یہ اپنے کفر کی سزا دیکھ لیں گے۔

یعنی ابھی اعراض فرمائیں اور قتال کی طرف نہ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہے۔
سہی کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ بدر کے دن تک اعراض فرمائیں۔

بعض کہتے ہیں حدیبیہ تک صبر و اعراض کا حکم ہے۔

اور ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں اِنَّهُ قَالَ اِلَىٰ يَوْمٍ مَّوْتِهِمْ۔ ان کی موت تک استقامت کا حکم ہے۔
وَالْبَصِيْرُ مِمَّنْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ۔ اور مسلمانوں نے اپنی فتح و نصرت دیکھی فَسُوْفَ يُبْصِرُوْنَ سے مراد مومنین کی فتح اور نصرت دیکھنا ہے اس کے بعد بطریق استفہام تو بخیر ارشاد ہے۔

اَقْبَعَتَا بِنَايَسْتَجْعَلُوْنَ فَاِذَا اَنْزَلْنَا سَاءَ صَبَاحُ الْمُنْتَدِرِيْنَ۔ یہ کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں تو جب وہ عذاب ان پر میدان میں اترے گا تو صبح کی طرح ڈرائی بری ہوگی ڈرائے ہوؤں کی آہ یہ کریمہ کے شان نزول سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مشرکین کا جواب ہے جو انہوں نے حضور سے سوال کیا تھا بحیرہ ابن عباس سے راوی ہیں قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اَرِنَا الْعَذَابَ الَّذِي تَخَوِّفُنَا بِهِ وَتَعْلِيْمَنَا مَا فَتَوَّلَتْ۔

مشرکین نے حضور سے عرض کیا حضور ہمیں وہ عذاب دکھا دیجئے جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اور جلدی کیجئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔ اَقْبَعَتَا بِنَايَسْتَجْعَلُوْنَ الخ اور جواب دیا گیا۔

فَاِذَا اَنْزَلْنَا سَاءَ صَبَاحُ الْمُنْتَدِرِيْنَ۔ تو جب عذاب موعود نازل ہو گیا بسا حتم ان کے

انگنوں اور میدانوں میں ساتھ میدان وسیع کے معنی میں مستعمل ہے۔

تو بری صبح ہوگی ان کے لیے اور صباح عرف میں استغارتا وقت عذاب کے معنی میں فرمایا گیا جیسے صباح الجیش بولتے ہیں جو اچانک دشمن کو غافل پا کر حملہ کیا جائے اور قتل و غارت عموماً صبح کے وقت ہی کی جاتی رہی ہے چنانچہ خیر کے موقع پر صبح کے وقت حضور نے فرمایا آتتھ الکرخوبت خیراً نبأ اذا انزلنا بساحتہ قومہ فسأ صباخ المئذین۔ اللہ اکبر خیر خراب ہوگا جبکہ ہم ان کے میدانوں میں تازل ہوں گے تو بری صبح ہوگی ڈرائے ہوؤں کی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیہ ارشاد ہے۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ جِئْنَا وَابْعَثْنَا فُسُوفَ يُصَوِّدُونَ۔ اور ایک مدت تک ان سے منہ پھیرے رہیے اور دیکھئے یہ بھی عقرب دیکھ لیں گے۔

کہ انہیں دنیا میں کیا رسوائی اور عذاب آتے ہیں اور آخرت کا عذاب کیسا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تمیزیہ کا بیان ہے جو مشرکین اس کی ذات پر کہتے تھے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ۔ پاکی ہے تمہارے رب کے لیے جو رب العزت ہے ان چیزوں سے جس کے ساتھ اس کی صفت یہ مشرک کرتے ہیں۔

یعنی اولاد بیٹے اور بیٹیوں سے منترہ ہے اس کے بعد شرافت انبیاء و ائمہ پر فرمانے کو ارشاد ہوا۔
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اور اللہ کے رسولوں پر سلامتی ہے ہر طریقہ سے وہ دشمنوں میں اسی سلامتی کے ماتحت محفوظ و مصنون ہیں۔ اور تمام محامدا اسی کے وجہ میں کو ہے جو رب العالمین ہے۔

سورۃ مبارکہ کی آخری آیت کی فضیلت اور اجر آوسی فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْآيٰتُ مِنَ الْجَامِعِ وَالْكَوَامِلِ وَوَقُوْعَهَا هٰذَا اِيْنَادِي بِلِسَانِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَلَامٌ مِّنْ لَّمَا الْكِبْرِيَاءِ وَمِنْهُ الْعِزَّةُ جَلَّ جَلَالُكَ وَعَمَّ تَوَالِكَ۔ یہ آیت جامع و کامل ہے اور اس کا وقوع یہ ہے کہ عجز کے ساتھ زبان سے اس ذات کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے جس کے لیے کبریائی زیادہ ہے اور اسی کی ذات کے لیے عزت ہے جل جلالہ و عم توالہ و اعظم شانه و تم برانہ۔

خطیب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَعْدَ أَنْ يُسَلِّمَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ حضور جب نماز کا سلام فرماتے تو بعد میں سبحان ربك رب العزة۔ آخر تک پڑھتے طبرانی حضرت زید بن ارقم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بعد نماز

کے کہے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ الخ تین بار تو اس نے پڑھے یہاں میں اپنا اجر پاب لیا اور ابن ابی حاتم شعبی سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ سَوَّكَ أَنْ يَكْتُمَ بِالْمَكِّيَّاتِ الْأُولَى مِنَ الْأَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَقُلْ أَخِرَ فَيَلْبَسْ حَبِينَ يُرِيدُ أَنْ يَقُومَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ الخ جسے پسند ہو کہ اس کا اجر قیامت کے دن پورا تو لا جلتے سے چائے کہ تمان کے آخر میں جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پڑھے۔

اور ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے میں کہ اسے جو بھی بعد القرائت نماز کھڑے ہوتے ہوئے تین بار پڑھے تو اس کے صغائر کے لیے کفارہ ہو جاتے ہیں وہ کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اور اگر یہ بھی پڑھے تو افضل ہے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ص - ۲۳

۱۔ صادق و مصدوق
قسم سے قرآن اللہ کی یاد دلانے والے کی۔
بلکہ وہ جو کافر ہیں تکبر و نفاق و شقاق میں ہیں۔
کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے تو اب
وہ بیکار ہیں اور نہیں تھا ان کے لیے چھوٹنے کا وقت
اور تعجب کیا انہوں نے اس پر کہ ان کے پاس آیا
ڈر سنے والا انہی میں سے تو کافر لوگ یہ جادوگر
کذاب ہے۔

۲۔ کیا کر دیے اس نے سب خداؤں کا ایک خدا بیشک
یہ عجیب بات ہے۔
اور چلے ان کے سرداران میں سے کہ ان کے پاس سے

ص ۵
وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ه
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقِ ه
كُفْرًا هَلْ كُنَّا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرِينٍ فَجَادُوا وَأَوَّلَاتِ ه
جِئِن مِّنَّا ه
وَيَعْبُؤْنَ أَنْ جَاءَهُمْ مُّسَدِّدٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُونَ ه
هٰذَا سَاحِرٌ كَذٰبٌ ه

۳۔ اجعل الالهة الهاوا احد ان هذ الشى
عجاب ه
وانطلق الملا منهم ان امشوا واضبروا

عَلَىٰ الْيَمِينِ ۖ إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ لَكِرَادَةٌ

مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْأَمْثَلِ الْأَخْرَجَاتِ ۖ إِنَّ هَذَا إِلَّا
اِخْتِلَاقٌ ۝

عَٰ أَتَوَىٰ عَلَيْهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ
فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي بَلْ كَتَابٌ قَدُ وُقُوءَا
عَنَّا ۖ ۝

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنٌ رَّحْمَتِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ
الْوَهَّابِ ۝

أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝
فَجَدْنَا مَا هُنَالِكَ مَهْزُومًا مِنَ الْآخِرَابِ ۝

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنٌ
ذُو الْأَوْتَادِ ۝

وَتَمُودٌ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ أُولَٰئِكَ
الْآخِرَابُ ۝

إِنَّ كُلَّ الْآكَاثِبِ الرُّسُلِ فَحَقَّ
عِقَابُهُ ۝

چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس
میں اس کا کچھ مطلب ہے۔

ہم نے نہ سنا کچھ دین نظر نیت میں بھی یہ تو نری
من گھڑت بات ہے۔

کیا ان پر اتار گیا ہے قرآن ہمارے اندر بلکہ وہ شک
میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی نہیں چکھا انہوں نے
میرے عذاب کا مزہ۔

کیا ان کے پاس رحمت کے خزانہ ہیں تمہارے رب
عزت والے کے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین
کی اور جو کچھ ان میں ہے تو چڑھ جائیں رسالہ ڈالکر
یہ ایک ایسا لشکر ہے جو اس کی طاقت نہیں رکھتا
بھگا دیا گیا خدائی لشکروں سے۔

جھٹلا چکے ہیں پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور فرعون
جو مینا کرتے والے۔

اور تمود اور قوم لوط اور بنوں والے یہ سب گروہ
تھے۔

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کی تکذیب
نہ کی ہو تو لازم ہوا میرا عذاب۔

لفظی ترجمہ

ذِي الدِّكْرِ نَصِيحَتِ الْوَالِدِ
فِي رِيحٍ
كَمْ كُنْتُمْ

الْقُرْآنِ - قرآن
كُفْرًا وَكَافِرِينَ
بِشَقَائِقِ بَدِئَتِي كَمْ هِيَ

وَقِسْمِهِ
الَّذِينَ يَوْمَهُ
وَأُولَٰئِكَ

مَا
بَلٍ - بلکہ
عِزَّةٍ - عزت

أَهْلَنَا بِلَاكِ كَيْسِهِمْ تَعْلَمُ
 وَ- اور
 وَ- اور
 هُمْ اِن كَيْسِهِمْ
 الْكُفْرُونَ كَافِرُونَ تَعْلَمُ
 اِن كَيْسِهِمْ
 وَاجِدًا- اِن كَيْسِهِمْ
 عَجَابٌ عَجِيبٌ
 وَ- اور
 مِنْهُمْ- اِن كَيْسِهِمْ
 اَصْبَدُوا صَبْرًا
 هَذَا يَوْمَ
 بِمَعْنَى- سَمِئًا
 الْاٰخِرَةَ- بَحْلِي
 اُخْلَاقًا مِنْ كَثْرَتِ
 الذِّكْرِ- قُرْآنِ
 فِي- بَعْضِ
 لَقَدْ نَبِيٍّ
 عِنْدَهُمْ- اِن كَيْسِهِمْ
 الْعَزِيْزِ بِيَمْرِتِ
 مُلْكٍ- بِلَا شَاہِي
 وَ- اور
 فِي- بَعْضِ
 هُنَالِكَ- اِن كَيْسِهِمْ
 قَبْلَهُمْ اِن كَيْسِهِمْ
 عَادَ- عَادَ

مِنْ قَبْلِهِمْ- اِن كَيْسِهِمْ
 لَا تَعْلَمُ
 مَجْبُوْرًا تَعَجِبُ كَيْسَهُمْ
 مُتَبَدِّلًا لِنَفْسِهِ
 هَذَا يَوْمَ
 جَعَلَ- تَبَايَا اِسْمُ
 اِن- بِيَشْكُ
 وَ- اور
 اِن- يَوْمَ
 عَلِي- اُوْبَيْرِ
 لَشَيْءٍ- بِيَشْكُ
 يَهْتَدَى- اِن كَيْسِهِمْ
 اِن- نَبِيٍّ
 عَمَّ- كَيْسِهِمْ
 مِنْ بَيْنِنَا- اِسْمُ
 شَكٍّ- شَكٍّ
 يَدُّوْا قُوًّا- اِن كَيْسِهِمْ
 خَزَائِنُ- اِن كَيْسِهِمْ
 اَلْوَهَّابِ- عَطَاكَ
 السَّمٰوٰتِ- اِسْمُ
 مَا- اِسْمُ
 اَلْاَسْبَابِ- اِسْمُ
 مَهْزُوْمٌ- شَكْسْتِ
 قَوْمٌ- قَوْمٌ
 وَ- اور

مِنْ قَبْلِهِمْ- زَمَانِ
 حِينَ- وَقْتِ
 اِنَّ- يَوْمَ
 مِنْهُمْ- اِن كَيْسِهِمْ
 سَلْحًا- جَادُوْا
 الْاِلٰهَةَ- سَبَّ خَدٰوٰى
 هَذَا يَوْمَ
 اَلطَّلَقِ- عَلِيٍّ
 اَمْشَوْا- جَلُوْا
 اَلْمُهَيَّبُ- اِسْمُ
 يُرَادُ- مَطْلَبُ
 فِي- بَعْضِ
 هَذَا يَوْمَ
 اَنْزَلَ- اِن كَيْسِهِمْ
 بَل- بَلْ
 مِنْ ذِكْرِي- مِيْرِي
 عَذَابِ- مِيْرِ
 دَعَمْتَا- رَحْمَتِ
 اَم- كَيْسِهِمْ
 وَ- اور
 بَيْنَمَا- اِن كَيْسِهِمْ
 وَجَدَا- لَشَكْرِ
 مِنَ- اَلْاَحْزَابِ
 نُوْحٍ- لُوْحِ
 فِرْعَوْنَ- فِرْعَوْنَ

فَتَادُوا- اِن كَيْسِهِمْ
 مَنَاصِبَ- بِيَادُوْا
 جَادُوْا- اِسْمُ
 فَقَالَ- تَوَكَّلَا
 كَذٰبًا- جَهْلًا
 اِلٰهًا- خَدَا
 لَشَيْءٍ- بِيَشْكُ
 الْمَلَا- سَمْرَدًا
 وَ- اور
 اِنَّ- بِيَشْكُ
 مَا- نَبِيٍّ
 اَلْمَلَكَةِ- مَلَكَةٍ
 اِلَّا- اِسْمُ
 عَلَيْهِ- اِسْمُ
 هُوَ- هُوَ
 بَل- بَلْ
 اَم- كَيْسِهِمْ
 ذٰلِكَ- اِسْمُ
 لَمْ- اِسْمُ
 اَلْاَرْضِ- اِسْمُ
 فَلْيَدْعُوا- اِسْمُ
 مَا- اِسْمُ
 كَذٰبًا- جَهْلًا
 وَ- اور
 ذٰلِكَ- اِسْمُ

ذ۔ اور
 نُود۔ نود
 ذ۔ اور
 لوط۔ لوط
 ذ۔ اور
 اُولَئِكَ يَبِئَاتُونَ
 ذ۔ اور
 فَاتُوا لُوطًا
 ذ۔ اور
 اُولَئِكَ يَبِئَاتُونَ
 ذ۔ اور
 فَاتُوا لُوطًا
 ذ۔ اور
 اُولَئِكَ يَبِئَاتُونَ

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ قس۔ ۲۳

سورۃ قس اس کا نام سورۃ داؤد بھی ہے۔
 یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں پانچ رکوع۔ اٹھاسی آیات اور سات سو تیس کلمے اور بیس ہزار
 ستر سٹھ حروف ہیں۔

قس۔ فرمانے سے حضور سے اگر مخاطب ہے تو اس کے معنی ہوں گے اے صادق و مصدق۔
 اور اگر یہ رموز میں ارشاد ہے تو بموجب اقوال مفسرین اللہ اعلم بمرادہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے
 حقیقی معنی کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور لبطاء اللہی صاحب قرآن حبیب رحمن صلی اللہ علیہ وسلم جانتے
 ہیں بہار صرف اتنا ایمان ہے کہ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔

ذَٰلِقُرْآنٍ ذِی الْبَرِّ الْكَبْرِ۔ اور ذکر مکمل قرآن کریم کی قسم

جو شرف و عظمت میں تمام کتابوں سے افضل اور تاسخ ادیان و مفل ہے جس میں معجزانہ نشان یہ ہے کہ اس
 جیسی کوئی بھی جن والنس میں سے ایک آیت بھی نہیں لاسکتا جیسا کہ ارشاد ہے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ
 الْاِنْتِ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يٰۤاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖؕ وَكُوْنٰ لِّبَعْضِهِمْ ظٰهِرًا۔ لیکن جنس
 مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناء سے مدادوت تھی اور وہ اپنے بکر میں اندھے تھے وہ اس کے منکر ہوئے چنانچہ ارشاد ہے
 كَفَرًا هٰكُنَّا مِنْ قَبْلِهِمْ مَنْ قُرْبٰنٍ فَمَا ذُؤَا قِلَاتٍ حٰثِرًا لِّبَعْضِهِمْ مِّنْ قَبْلِہُمْ
 کر دیں تو اب وہ پکاریں ان کے چھوٹنے کا وقت نہ تھا۔

اس میں ذلالت یعنی بے لکھ یعنی لیس جنس مناص لہم ہے مثلاً میں حرمتہ الطائین النصرانی کہتا ہے
 ظَلَبُوا صُلْحًا وَاذَاتٍ اَوْ اِنٍ فَاجْبِنَا اِنَّ لَاتٍ حٰثِرًا بَقَا

گویا لات جنس کے معنی لیس جنس لیے گئے یعنی نہیں وقت نجات کا حاصل معنی یہ ہونے کے لیے محبوب

آپ سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دی گئیں ان کے تکبر اور انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے تو انہوں نے وقت نزول عذاب فرمایا تو بہت کی کہ خلاصی پاسکتے تو اس وقت ان کی فریاد بے کار تھی مگر کفار مکہ نے ان کے مال سے عبرت حاصل نہ کی۔

وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ أَجَعَلَ الْإِلَهَ الْهَاتِ الْهَاتِ وَالْمَآءِ وَالْجَدِّ
 إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ اور تعجب کیا انہوں نے کہ ان کے پاس ایک ڈر سنلے والا انہیں میں کا تشریف لایا اور
 کافر لوگ یہ جا دو گڑا جھوٹا ہے۔ بھلا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا بے شک یہ عجیب ہی
 بات ہے۔

یعنی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے تشریف لائے تو کافروں نے معجزات باہرہ مثل کنکروں
 کا پڑھنا وغیرہ دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ یہ جادوگر اور کذاب ہیں۔ آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ
 جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے تو مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور
 مشرکین دشمن بن گئے۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ نے عمائدین قریش سے مجلس آدمی جمع کیے اور انہیں ابوطالب کے پاس
 لایا۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا آپ ہمارے سردار اور بزرگ ہیں ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمارے اور
 اپنے بھتیجے کے باہم فیصلہ کر دیں۔ ان کی جماعت کے وہ لوگ جو چھوٹے درجے کے آدمی ہیں اب انتہائی شورش
 پراٹھے ہیں اور انہیں آپ بھی جلتے ہیں۔

ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں آپ سے صلح چاہتے
 ہیں آپ ان سے یک لخت اعراض و انحراف نہ فرمائیں۔

حضور نے فرمایا یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

مشرکین کے وفد نے عرض کیا ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کا تذکرہ چھوڑ دیں ہم
 بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ کا اور آپ کے معبود کا ہم بھی برا کھیلنا ذکر نہ کریں گے۔

حضور نے فرمایا کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو اگر ایسا کرو گے تو عرب و عجم کے مالک و فرمانروا ہو جاؤ گے۔
 اس پر ابوجہل نے کہا ہم ایک نہیں دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بولوا لا اله الا اللہ یہ سنتے ہی وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ انہوں
 نے تو ہمارے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود رکھ دیا جو سمجھ میں نہیں آتا اتنی بہت سی مخلوق کے لیے
 ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالنَّظَقَ الْمَلَكُ مِنْهُمْ أَنْ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى الْإِهْتِكِرَاتِ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ۔ اور ان کے سردار چل دیے

اور بولے چلو یہاں سے اور اپنے معبودوں پر صابر رہو بے شک اس میں ان کا کوئی مطلب ہے۔
یعنی البوطالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اس تعلیم میں ان کا کوئی مطلب ہے
اس لیے کہ

مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمَلَأَةِ الْآخِرَةِ إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ بِهِمْ نَسُوا تَعْلِيمَ تِلْكَ الْأُمَّةِ الَّتِي سَبَقَتْهُمْ فِيهَا
میں بھی نہیں سنتی یہ تو نئی گھڑت ہے۔

اس لیے کہ عیسائی بھی تین خدا مانتے ہیں اور یہ تین کے خلاف ایک ہی بنا رہے ہیں جو بالکل نئی بات ہے
حقیقت یہ ہے کہ اہل مکہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر حسد ہوا اور وہ سوچنے لگے کہ
ہم میں ذی عزت اور ذی ثروت آدمی تھے انہیں چھوڑ کر قرآن کریم ایک یتیم البوطالب پر کیوں اترا۔ چنانچہ
ان کا کہنا تھا لَوْلَا نَزَّلَ هَذِهِ الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرْبَتَيْنِ عَظِيمٍ۔ یہ قرآن طائف کے سرداروں یا مکہ
کے صنادید پر کیوں نہ اترا۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا اَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ لَنْ نَقْتُنِبَ لِيَنبِئَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنُقَعْنَا لِبَعْضِهِمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ۔ کیا وہ اپنے رب کی رحمتیں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ہم
ان میں ان کی معاش تقسیم کرتے ہیں حیات دنیا میں اور ہم ہی ان کے بعض کو بعض پر درجہ دیتے ہیں۔
وہی اعتراض مشرکین کا بیان ظاہر فرمایا کہ انہوں نے کہا۔

عُذْرًا لَّنَا وَلِئَلَّ نَسُوهُنَّ لَقَدْ نُنزِّلُ الْكِتَابَ لَعَلَّ الْبَاقِيَاتُ مِنَ الْإِنْسَانِ يُذَكَّرْنَ وَنَنزَلَهُ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِقُرْآنِ الْفَجْرِ يُنذِرُ الْبَاقِيَاتُ مِنَ الْإِنْسَانِ
خَزَائِنُ رَحْمَتِ رَبِّكَ الْغَزْزِ الْوُهَابِ أَمْ كُمْ مِّمَّنْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ
جُنْدًا مَّا هُنَالِكَ فُجُودًا مِّنَ الْأَحْزَابِ۔ کیا ان پر نازل کیا گیا قرآن ہم سب میں سے بلکہ وہ شک میں ہیں
میری کتاب سے بلکہ ابھی میرے عذاب کی مار نہیں چکھی ہے کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچے میں وہ
عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا ان کے لیے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان کے درمیان
ہے تو رسیاں لگا کر چڑھ جائیں یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہی لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا۔

مشرکین نے بغرض تکذیب کہا کہ قرآن لانے والے نے یہ نہیں باوجودیکہ ہم میں بڑے بڑے صنادید ہیں اس
تکذیب کی وجہ سے جب ان پر عذاب آئے گا تو توبہ کریں گے مگر اس وقت کی توبہ انہیں مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا
کہ ان کے خیال میں ہماری رحمت کے ہی خزانچے بنے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ جسے یہ چاہیں دیں اور جسے نہ چاہیں
نہ دیں۔ حالانکہ غالب معطی اور وہاب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ حسب اقتضاء حکمت جسے چاہے
دے جسے چاہے نہ دے چنانچہ اس نے اپنے حبیب پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی

اس میں کسی کو دخل دینے کا مجاز نہیں۔

اور اگر انہیں نذرانہ الہی میں اختیار ہے تو جسے چاہیں وہی کے ساتھ خاص کر لیں اور تدبیر عالم میں اپنا دخل دیں اور جب یہ نہیں تو امور ریائیہ اور حکمت الہیہ میں کیوں دخل دیتے ہیں انہیں اس میں دخل ہونے کا کوئی حق نہیں۔ اس جواب کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم رؤف و رحیم کو تسلیہ فرمایا گیا اور نصرت و اعانت کا وعدہ دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

جَمَدًا مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومًا مِنَ الْاَحْزَابِ۔ یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہیں جماعتوں میں سے جو بھگا دیا جائے گا۔

یعنی قریش کی جماعت انہی لشکروں میں سے ہے جو اے محبوب آپ سے قبل انبیاء کے مقابل آئے اور ہلاک کر دیے گئے اس کی مثال میں ارشاد ہوا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ وَثَمُودٌ وَقَوْمٌ لُوطٍ وَاَصْحَابُ الْاَيْكَةِ اُولَئِكَ الْاَحْزَابُ اِنْ كُلَّ الْاَكْثَرِ الرَّسُلُ فَمَنْ يَعْصِ عِقَابِ جَهَنَّمَ لَمْ يَأْتِ الْاِنْسَانَ بِدَلَالٍ وَاِنْ يَرَوْهُ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ يَرَوُّهُ مُطَوِّئِينَ وَاِنْ يَرَوْهُ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ يَرَوُّهُ مُطَوِّئِينَ وَاِنْ يَرَوْهُ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ يَرَوُّهُ مُطَوِّئِينَ

نئے رسولوں کو زچھٹلایا ہو تو میرا عذاب ان پر لازم ہوا۔ فرعون جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اسے لٹا کر اور ہاتھ پر بندھوا کر پھوٹا تھا اسے فرعون ذوالاوتاد فرمایا اس کے علاوہ بھی وہ سختیاں کرتا تھا۔

ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے تھے۔ یہ سب وہ ہیں جو حق سے باز رہ کر مشرکین مکہ کی طرح آئے تھے انہیں اور مشرکین مکہ کو ایک قسم کا گروہ فرمایا۔ اور فحوق عقیاب فرما کر ظاہر کیا کہ جیسے پہلی جماعتوں پر عذاب آیا تو ان کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب آئے گا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ ص ص ۳۱

سورۃ ص کے متعلق اسی فرماتے ہیں

مَكِّيَّةٌ كَمَا دَوَّىٰ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ۔ یہ سورت بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکہ ہے۔ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتَمَانُونَ آيَةً فِي الْكُوفِيِّ وَبِسِتٍّ وَتَمَانُونَ فِي الْحِجَازِيِّ وَالْبَصْرِيِّ وَالشَّامِيِّ۔ اس سورت

میں اٹھاسی آیت کوئی ہیں اور چھپاسی حجازی، بصری شامی ہیں۔ گما قال الدانی۔

ص۔ وَحَدَّهَا آيَةً كَمَا قِيلَ فِي غَيْرِهَا مِنَ الْحُرُوفِ فِي آدَائِلِ الشُّوْبَةِ۔ یہ ایک آیت ہے جیسا کہ اور بعض سورتوں میں بھی ہے جیسے لیس۔ ق۔ ن۔ الر۔ الم۔ المص۔ وغیرہ۔
ابن جریر حسن سے راوی ہیں اِنَّ اَمْوَمِنْ صَادِي اَى عَارِضٍ۔ یہ حکم ہے صادی سے جس کے معنی عارض کے ہیں۔

وَمِنْهُ الصَّادِي وَهُوَ مَا يُعَارِضُ الصَّوْتِ الْاَوَّلَ۔ اور اسی سے صدی ہے اور وہ آواز ہے جو مکانِ خالی یا گنبد سے معارض ہوتی ہے۔
تو ص کے یہ معنی ہوئے عَارِضِ الْقُرْآنِ بِعَمَلِكَ اَى اَعْمَلُ بِاَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ اپنے عملِ قرآن کے مطابق اوامر و نواہی میں کر۔

علامہ عبدالوہاب شمرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَى اَعْرَضَ عَلَى عَمَلِكَ فَانْظُرْ اَيْنَ عَمَلِكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ اپنے عمل پر نظر رکھ اور دیکھ کونسا عمل قرآن سے ہے۔
ایک قول ہے اِنَّ صَادًا مَنْصُوبًا يَفْعَلُ مُضْمَرًا اَى اَذْكَرُ اَوْ اَقْرَبُ صَادًا۔ صا میں فعل مضمر ہے تو معنی یہ ہوئے یاد کر صا دیا پڑھ صا۔

بعض نے یہ سورت کا نام بتایا اور خبر بتدائم محذوف قرار دے کر لکھا اَى هُنَا صَادٌ يَعْنِي رِسْوَةٌ صَادٍ ہے۔

عبد بن حمید ابی صالح سے راوی ہیں سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ صَادٍ فَقَالَا مَا نَدَوْنِي مَا هُوَ۔ حضرت جابر اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ صا کے کیا معنی ہیں فرمایا ہم نہیں جانتے۔
ابن جریر کہتے ہیں ص ایک دریا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نَفْحَتَيْنِ کے ماہین مردے زندہ کرے گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ المعنی۔

ابن جریر ضحاک سے راوی ہیں قَالَ صَ صَدَقَ اللَّهُ۔ ص سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے سچ فرمایا۔
ابن مردویہ کہتے ہیں ص يَقُولُ اللَّهُ اِنِّي اَنَا اللَّهُ الصَّادِقُ۔ ص کہہ کر ارشاد ہے ہم اللہ صادق ہیں محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں هُوَ مِفْتَاحُ اسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى صَدَقَ وَصَانِعِ الْمَصْنُوعَاتِ وَصَادِقِ الْوَعْدِ۔ یہ اسماء الہی صمد، صنائع المصنوعات اور صادق الوعد کی کنجی ہے۔

علامہ خلیل کہتے ہیں یہ سورۃ مبارکہ کا نام ہے۔

سیبویہ وغیرہ کہتے ہیں یہ قرآنِ کریم کا نام ہے۔

ایک قول ہے اِنَّ الْمَعْنَى صَادٌ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوبَ الْخَلْقِ وَاسْتَمَالَهَا حَتَّى

امّا ذی القُرآنِ ص کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت مخلوق کے دلوں نے قبول کر لی تھی کہ آپ پر ایمان لے آئے۔ انتہی محضراً

وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ۔ اور قسم ہے قرآن نصیحت والے کی۔

قرآن کریم میں ذکر سے مراد نصیحت و ہدایت ہے جیسے وَإِنَّ لَكَ لَكُمْ ذِكْرًا وَلَقَوْمِكَ۔ حضرت صفحاک کہتے ہیں ذِكْرٌ مَا يَجْتَنِيهِ الْبُيُوتُ فِي أَمْرِ الدِّينِ مِنَ الشَّرَائِعِ وَالْأَحْكَامِ وَغَيْرِهَا۔ ذکر اس کا ہوتا ہے جس کی احتیاج امور دین میں شرائع اور احکام سے ہو وغیرہا من أفاضل النبیاء علیہم السلام وَالْمَسْئَلَةُ وَالْأَخْبَارُ الْأَمْسُ الْمَاضِيَةِ وَالْوَعْدُ وَالْوَعْدُ۔ اور اس کے علاوہ انبیاء کرام کے قصے اور گذشتہ امتوں کی خبریں اور وعدہ و وعید۔

اور ص سے اسی وجہ میں یہ معنی لیے گئے صَدَقَ اللهُ تَعَالَى أَوْ صَدَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ نے سچ فرمایا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔

گویا ص۔ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ کے یہ معنی ہوئے هَذِهِ السُّورَةُ الَّتِي اعْجَبَتْ الْعَرَبَ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ یہ وہ سورت ہے جس کے مقابلہ سے عرب عاجز آ گئے۔ اور قرآن کریم جو مجموعہ ہدایات ہے آگے ارشاد ہے۔

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ۔ بلکہ کافر لوگ اپنے تکبر و تفاق میں ہیں۔

اس وجہ میں وہ رسالت سید اکرم تسلیم کرنے سے منحرف ہیں اور امثال امور یا جہاد من اللہ سے منکر ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اس انکار و تکبر کی وجہ سے۔

كُوَاهِنًا مِّن قَبْلِهِمْ مِّن قُرْبٍ فَنَادَوْا وَلا ت جِئِن مَنَاجٍ۔ کتنے ہلاک کر دیے ہم نے ان سے پہلے لوگوں کے جتنے تو نزول عذاب کے وقت نجات حاصل کرنے کو پکارے تو نہ ملی انہیں نجات اور نہ بھل گئے کی کوئی راہ۔

آلوسی فرماتے ہیں فَنَادَوْا عِنْدَ نُزُولِ يَاسِنًا وَحُلُولِ نَقْمَتِنَا اسْتِغَاثَةً لِّيَجُومُوا مِنْ ذَلِكَ يَعْنِي جب ان پر عذاب نازل ہوا تو وہ استغاثہ کرتے ہوئے پکارے تاکہ نجات پائیں۔ اور حسن و قتادہ بھی یہی فرماتے ہیں رَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالنُّوْبَتِ جِئِن مَّاعِيُوا الْعَذَابَ لِيَجُومُوا أَكْزَابِ تَوْبَةٍ كِي بَلَدُ كَرْنِي لَكِي جَبَكِي انہوں نے عذاب دیکھا تاکہ نجات پائیں۔

وَلا ت جِئِن مَنَاجٍ۔ لَات۔ سید یوہر کے نزدیک لامشہہ بلس سے جو لقی کے معنی دیتا ہے یہاں لاپرواہی تائید زائد کی گئی اس لیے کہ زیادہ البناء زیادت معنی پر دلالت کرتی ہے۔

بعض نے کہا کہ مبالغہ کے لیے لگتے ہیں چنانچہ متنبی کہتا ہے۔
لَقَدْ نَصَّبْتُ حَقِّي لَاتٍ مُّصْطَبِرًا قَالَانَ أَفَحَقِّقَاتٍ مُّفْتَقِمًا

تو معنی یہ ہوئے لیس الجین جین مناص۔ اب وقت بچ کر لکھنے کا نہیں۔

منذربن حرملہ طائی نصرانی کہتا ہے۔

طَلَبُوا صُلْحَنَا وَلَا تَأْتِ أَدَابُ فَاجِبْنَا أَنْ لَا تَجِيْنَ بَقَاءِ

گویا یہ ارشاد ہوا لَاتٍ مِنْ جِيْنٍ مَنَاصٍ وَلَا تٍ مِنْ أَدَابِ صُلْحِ۔

اور یعنی بخار اور قوت آتا ہے جیسے بولتے ہیں نَاصًا يَتَوَصَّأُ إِذَا قَاتَا۔

فراہم کہتے ہیں الْمَوْصُ التَّأَخَّرُ چنانچہ خلاصہ معنی یہ ہوئے تَادُوا وَإِذَا اسْتَفَانُوا أَطْلَبُوا لِلنَّجَاةِ وَالْحَالِ

أَنْ لَيْسَ الْجِيْنُ جِيْنٌ قَوَاتٍ وَنَجَاةٍ۔ وہ بیکارے اور عاجزی کرنے لگے تاکہ نجات مل جائے حالانکہ نجات ملنے کا وقت گزر چکا تھا۔ اسی لیے ارشاد الہی ہے۔ إِنَّ عَذَابَ ابْنِ عَدْنٍ غَيْرُهُ دُوْدٌ رَمِيْرٌ عَذَابِ أَنْزَلِ الْوَيْسُ نَهِيْنَ هُوْنَا اُوْر قَوْمِ لُوْسٍ عَلِيْهِ سَلَامٌ بِرَانَ كِي تُوْبَسَ عَذَابِ أَنْزَلِ الْوَالرَّكُ كِيَا تَقَانَهُ عَذَابِ أَنْزَلِ الْوَيْسُ هُوَا تَقَا۔

اور علامہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں إِنَّ تَارِفَ ابْنِ الْأَدْرِقِيِّ قَالَ لَسْتُ أَخْبِرُ عَنْ قَوْلِ نَعَالِي وَلَا تَجِيْنَ مَنَاصٍ۔ فَقَالَ لَيْسَ الْجِيْنُ فِرَارًا وَأَشَدُّكَ قَوْلُ الْأَعْمَشِيِّ۔

تذکرہ تیبلی لَاتٍ جِيْنٌ تَدْنُكُمْ وَقَدْ بَدَأَتْ عَنْهَا وَالْمَنَاصُ يَعِيْدُ نافع بن اوزق نے سوال کیا وَلَا تَجِيْنَ مَنَاصٍ کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا اب وقت بھاگنے کا نہیں اور اعشى کا شعر سنیں سنایا۔

کلبی کہتے ہیں جب مقاتلہ کہتے کہتے اضطراب واضطراب بڑھتا ہے تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں مناص یعنی علیکم بالفرار۔ مناص مناص کہتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں بھاگو بھاگو۔

وَيَجِبُ أَنْ جَاءَهُمْ مُنَادٍ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ اُوْر عِيْبٍ وَاسْتَبْرَا كِيَا انہوں نے یا تعجب کیا اس پر کہ تشریف لائے ان میں انہیں میں سے ایک منذر یعنی ڈرانے والے تو کافر بولے یہ جھوٹے جادوگر ہیں۔

یعنی مشرکین اپنے نفاق و شقاق سے سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکبر کرتے ہوئے منکر ہو گئے اور حضور کی ہدایت قبول کرنے سے امتراز کر کے کہتے یہ جادوگر کذاب ہیں۔ معاذ اللہ اس لیے کہ قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز تھے تو ان کے پاس اس جواب کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا یا کہتے تھے۔

أَجْعَلُ الْأَرْضَ لِلْهَامِ وَأَجْعَلُ الْإِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجَابٌ . کیا کر دیا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود یہ نہایت ہی عجیب بات ہے۔

یعنی اتنے معبود ہوتے ہوئے نظام صحیح نہیں ہوتا تو ایک معبود سے نظام کیوں کر مکمل ہو گا ہم کو اس پر سخت تعجب ہے۔

اور ویسے یہ اللہ تعالیٰ کو خالق السماء والارض مانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ . ان سے اگر پوچھیں کہ زمین و آسمان پیدا کرنے والا کون ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سلمیٰ اور عیسیٰ اور ابن مقسم نے بہ تشدید حیم عجاب پڑھا اور وہ ابلغ سے مخفف سے۔

اور مقاتل کہتے ہیں لغت ازد شنودہ میں عجاب ہے۔

اور شان ترویل آیت کریمہ یہ ہے جسے احمد ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی بسند صحیح اور اسے اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روای ہیں قَالَ لَمَّا مَرَّ بِأَبِي طَالِبٍ نَزَلَ عَلَيْهِ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ فَقَالُوا إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ لَيْسَ بِمُحَمَّدٍ وَيَفْعَلُ وَيَقُولُ قُلُوبِعْتِ الْيَهُودَ فَهَيْبَتًا . جب حضرت ابوطالب بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک جماعت قریش کی آئی ان ہی میں ابو جہل بھی تھا اور کہنے لگے آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور کہلواتے ہیں تو آپ ان کے پاس کسی کو بھیج کر منع کر دیں۔

فَبَعَثَ إِلَيْهَا فُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْيَطَاءِ قَدْرٌ مَجْلِسٍ فَجَعَلَتْ أَبُو جَهْلٍ إِنْ جَلَسَ إِلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يَكُونَ أَدَقَّ عَلَيْهِ فَوَثَبَ مَجْلِسَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَلَمَّا مَجِدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا قَرِيبَ عَمِّهِ فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ فَقَالَ لَهُ أَبُو طَالِبٍ أَيُّ ابْنِ ابْنِي مَا بَالُ قَوْمِكَ لَيْسَ كَوْنُكَ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ تَشْتُمُ الْيَهُودَ وَتَقُولُ فَتَقُولُ قَالَ ذَاكَ تَرَدُّدًا عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ .

ابوطالب نے حضور کو بلایا حضور تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے تو قریشیوں اور ابوطالب کے باہن ایک آدمی کی جگہ تھی تو ابو جہل کو ذکر اس خوف سے وہاں بیٹھ گیا کہ حضور ابوطالب کے پاس اگر بیٹھ گئے تو ان کا دل نرم ہو جائے گا چنانچہ جب حضور نے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ پائی تو دروازے کے قریب تشریف فرما ہو گئے۔ تو ابوطالب نے کہا اے بھتیجے ان لوگوں کو تم سے کیا شکایت ہے یہ کہتے

ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو برا کہتے ہو اور اس پر یہ بہت کچھ مجھ سے کہہ چکے ہیں۔

فَقَالَ يَا عَجْرَانِي أُرِيدُ هَهُنَا عَلَى كَلِمَتِي وَاحِدَةً يَقُولُونَ مَا يَدِينُكُمْ مِمَّا الْعَرَبُ وَتَوَدُّ
إِلَيْكُمْ مِمَّا الْعَجْمُ الْجَهَنِيَّةِ فَصَوِّخُوا الْكَلِمَةَ وَقُولِيهِ . فَقَالَ الْقَوْمُ حُضُورُنِي فَرِيَا جِحَايَا ان سے
ایک کلمہ پر صلح چاہتا ہوں اگر وہ کہیں تو تمام عرب و عجم انہیں جزیہ دے اور باجگذار ہو جائے یہ سن کر سب
خوش ہوئے اور قوم نے کہا۔

مَا هِيَ وَابْنِكَ لِنُعْطِيَنَّكَهَا دَعَشْرًا - وہ کیا کلمہ ہے ہم ایک نہیں دس کلموں پر صلح کر لیں گے۔ قَالَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حُضُور نے فرمایا وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

فَقَامُوا فَهَرَعِينَ يُتَقَضُّونَ نِيَابَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ أَجْعَلُ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا
كَلِمَتِي عَجَابٌ - تو وہ گھبرا کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا بہت سے معبودوں کے مقابل
یہ ایک معبود کرتے ہیں یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

وَفِي ذَوَاتِنَا إِيَّاهُمْ قَالُوا اسَلْنَا غَيْرَ هَذَا - اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اس کے
علاوہ کچھ اور فرمائیں۔

فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَوْ جِئْتُونِي بِالسَّمْسِ حَتَّى تَضَعُوَهَا فِي يَدِي مَا سَأَلْتُكُمْ
غَيْرَهَا حُضُورِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم سورج لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دو تو بھی میں اس کے سوا تم
سے اور کچھ طلب نہ کروں گا۔

فَقَضَبُوا وَقَامُوا غَضَابًا وَقَالُوا وَإِلَّا اللَّهُ لَنَشْتَمَنَّكَ وَإِلْمَهَكَ الْإِنْدِي يَأْمُرُكَ بِهَذَا - تو وہ
عقب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور بولے قسم بخدا ہم تمہیں اور تمہارے اس خدا کو برا کہیں گے جو ہمیں اس قسم
کا حکم دیتا ہے جتنا نیکہ ارشاد ہے۔

وَأَنْطَلَقَ الْمَلَائِكَةُ مِنْكُمْ أَنْ أَمْشُوا وَأَصْبُرُوا عَلَى إِلَهِيكُمْ إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ يُؤَادُ - اور چل دیے

سر داران قریش اس سے یہ کہتے ہوئے چلو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو یہ تو بات قابل قبول ہی نہیں۔
یعنی اشرف قریش مجلس ابو طالب سے حضور کا عقیدہ توحید میں تعلق دیکھ کر بحالت بالوسی
چل دیے اور انہیں جو امید تھی کہ بواسطہ ابو طالب ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یاس سے بدل گئی۔ اس ربط
یعنی وفد میں ابو جہل، عاص بن ہاشم، اسد بن مطلب بن عبد یغوث اور عقبہ بن ابی معیط تھے۔

اور ابن ابی حاتم ابی حجاز سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے یوم بدر میں کہا مَا هُمْ إِلَّا النَّسَاءُ مَرِيحًا
تو عورتیں ہی تھیں تو حضور صلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَلْ هُمْ الْمَلَأُ وَتَلَا وَأَنْطَلَقَ الْمَلَائِكَةُ مِنْكُمْ عَوْرَتِيْنَ نَبِيَّكَ

وہ دند تھا قریشیوں کا اور وانطلق الملامنہم تلوادت قرآنی۔

اور ان اَمْشُوا سِوَا عَلٰی طَرِيقَتِكُمْ وَادَاؤُمَا عَلٰی سَبِيْلَتِكُمْ ہے یعنی اپنے پرانے

راستے پر رہو اور اسی طریقہ پر چلے رہو۔

وَاصْبِرُوا عَلٰی الْاِهْتِكُمْ۔ یعنی اُتبتوا عَلٰی عِبَادَتِنَا۔ اور اپنے خداؤں پر صابر رہو۔ یعنی قائم رہو انہیں

کی پوجا پاٹ پر۔

اِنَّ هٰذِهِ السُّنَّةُ يُرَادُ۔ یعنی اِنَّ هٰذِهِ الْاٰدَاءُ يَدْعِيْ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ اَوْ يَقْضِيْهَا مِنْ التَّوْحِيْدِ
وَالْتَرْجُحِ عَلٰی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ لَشَيْءٍ يَّمْتَنِيْ اَوْ يَرِيْدُ كَمَا كَلَّ اَحَدًا وَّلٰكِنْ لَا يَكُوْنُ لِكُلِّ مَا يَمْتَنَا اَوْ يَرِيْدُ

فَاَصْبِرُوا فَاِيَهُ تَوْحِيْدِكُمْ پورے میں ریاست و حکومت اور عرب و عجم پر حکومت چاہتے ہیں اور ہمارے

ہر ایک پر حکومت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا لہذا تم اپنی پوجا پاٹ پر ثابت و قائم رہو۔ اور

مَا سَمِعْنَا مِنْ اِنْفِ الْمَلِكَةِ الْاٰخِرَةِ بِمَنْ نَعَى تُوْجُّهِيْ مِلْتُوْلٍ فِيْ بَابِ تَرْكِيْحِيْ تَرْسِيْ۔

سید المفسرین ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن کعب اور مقاتل کہتے ہیں اَدَاؤُا مِلَّةِ النَّصَارَى وَالنُّصْرَى

بِالْاٰخِرَةِ بِحَسَبِ الْاِعْتِقَادِ لِاَنَّ الْمَلِكَةَ الْاٰخِرَةَ لَا يُوْمِنُوْنَ بِنَبُوْةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُرَادُهُمْ

مِنْ قَوْلِهِمْ مَا سَمِعْنَا اَنْ يَمْتَنِيْ مِلَّةَ مَنْ سِوَا نَبِيِّ نَبُوْتِهِ سِرُّوْا عَالَمِ صَلَ

اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے اور تعلیم اسلام میں انہیں اختلاف تھا۔ اور پھر دوسرے اعتراض کا پہلو

پر بھی تھا کہ۔

عَا نَزَّلَ عَلَيْنَا الْاٰتِ كُرْمٍ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِنْ ذِكْرِىْ بَلْ لَمَّا يَنْزِلُ وُقُوْا عَنَّا اَبِ كَيْفَا اس

یہ نازل ہوا قرآن ہمارے ہوتے ہوئے بلکہ یہ شک میں ہیں میرے قرآن سے بلکہ جب میرا عذاب چکھیں

گے تو انہیں معلوم ہوگا۔

ذکر سے مراد قرآن پاک ہے اور میں بینا کہہ کر یہ ظاہر کیا کہ تقسیم ابوطالب ہی اس کے قابل سمجھے گئے

کہ ان پر قرآن اترے وَنَحْنُ زُوْسَاؤُا النَّاسِ وَاَشْرَاؤُا فِئْم۔ حالانکہ ہم لوگوں کے سردار اور شرفاء سے تھے۔

یہی اعتراض ان کی طرف سے پہلے بھی ہو چکا تھا جس کا ذکر دوسری جگہ ہے۔

لَوْلَا نَزَّلْنَا هٰذِهِ الْقُرْاٰنَ عَلٰی دَجَلٍ مِّنَ الْقَمَرِ يَتَّبِعِيْنَ عَظِيْمٍ۔ یہ قرآن طائف کے سرداروں اور مکہ کے

پہیلوں پر کیوں نہ اترتا اس کا جواب دیا گیا تھا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ کیا یہ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کرنے والے

ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ ہم تقسیم معاش میں تمہارے میں جہات دنیا میں اور ہم نے بعض کو ان کے بعض پر درجات

میں تفصیلت دی۔

یہی اس جگہ فرمایا اور بتایا کہ یہ سب کچھ حسد و عناد کے ماتحت ان کا کہنا ہے اور قرآن کریم کے ساتھ اظہار شک کرتا محض اپنے دل کی علین کی وجہ سے ہے ابھی انہیں عذاب نہیں پہنچا ہے جب یہ ہمارے عذاب کی آگ میں چلیں گے تو ان کا حسد و عناد جاتا رہے گا۔ اور مضطر بنا نہ تصدیق کریں گے اور کہیں گے يَا لَيْتَنَا اطعنا الله وَاَطعنا المرسلين كاش ہم اللہ اور اس کے رسول کے مطیع ہوتے لیکن اس وقت کی حسرت فائدہ مند نہ ہوگی تو آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا۔ اَيُّكُمْ يَذُوقُوا عَذَابِي فَاِذَا اَذُوقُوا ذٰلِكَ شَكَّمُوْا وَاَضْطَرُّوْا اِلَى الصُّدُوْقِ بِيْنِكُمْ سِيءٌ۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنٌ رَّحْمَتِيْ رَبِّكَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ۔ کیا ان کے پاس میں تمہارے رب کی رحمت کے خزانے جو عطا فرمائے والا ہے۔

یہ محل انکار میں ارشاد ہوا۔ اس کی عبارت یہ ہوئی اَيُّكُمْ يَلِيْلُكُمْ خَزَائِنٌ رَّحْمَتِيْ بَعَالِي وَيَقْرُوْنَ فِيْهَا حَسْبًا يَشَاقُوْنَ حَتّٰى اَنْهُمْ لَيُصِيبُوْنَ بِهَا مَنْ شَاءُوْا وَيَصِرُ فَوْقَهَا عَمَنُ شَاءُوْا وَيَتَّكِمُوْنَ فِيْهَا بِمَقْتَضٰى رَاٰيِهِمْ فَيَتَّبِعُوْنَ النَّبُوَّةَ لِبَعْضِ صِنَادِيْدهِمْ اور یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف و لطف کے لیے فرمایا گیا۔

اور عزیز الوہاب فرما کر یہ بھی واضح فرمادیا کہ اِنَّ النَّبُوَّةَ هُوَ هَيْبَةٌ رَبَّانِيَّةٌ نبوت کسی نہیں ہوتی بلکہ موسبت ربانیہ سے وہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کسی اساذ کے رہیں منت نہیں ہوتے بلکہ ان کا علم علم لدنی ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

لَمْ يَكُنْ لَكُمْ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلَْيُرْتَقُوا فِي الْاَسْبَابِ۔ کیا ان کے لیے آسمان و زمین کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر تصرف ہے اگر ایسا ہے تو فَلَْيُرْتَقُوا اِعْنِيْ فَلْيَصْعَدُوْا پڑھ جائیں آسمانوں پر اپنی سیرتھوں کے ذریعہ۔

یعنی آیت کریمہ میں ارشاد ہے اَللّٰهُمَّ مَلِكُ هٰذِهِ الْاَجْرَامِ الْعُلُوْبِيَّةِ وَالْاَجْسَامِ السَّقْلِيَّةِ حَتّٰى تَتَّكِمُوْا فِي الْاُمُوْرِ الرَّيَاسِيَّةِ وَيَتَّكِمُوْا فِي النَّدَابِ اِيْضًا اِلٰهِيَّةِ الَّتِي يَسْتَاْنِرُ بِهَا رَبُّ الْعِزَّةِ وَالْاَلْبَابِ فَلْيُرْتَقُوا فِي الْاَسْبَابِ۔ اَيُّكُمْ يَلِيْلُكُمْ خَزَائِنٌ رَّحْمَتِيْ رَبِّكَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ۔ کیا ان کے لیے آسمان و زمین کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر تصرف ہے اگر ایسا ہے تو فَلَْيُرْتَقُوا اِعْنِيْ فَلْيَصْعَدُوْا پڑھ جائیں آسمانوں پر اپنی سیرتھوں کے ذریعہ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اگر ان کا تصرف اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ پر ہے یہاں تک کہ امور ربانیہ میں کلام

کر سکتے ہیں اور تذاویر الکیبہ میں اتنے محاکمہ کے مجاز ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ ان کی مرضی کے مطابق کرے تو انہیں چاہئے کہ اپنی سیڑھیوں کے ذریعہ چڑھیں اور آسمانوں پر پہنچیں اور اپنے تصرفات سے اپنی مرضی کے موافق نظام بدل دیں لیکن ان کے تصرفات و تذاویر کا وہاں تک کوئی راستہ ہی نہیں بلکہ ارشاد ہے

فَجَدْنَا مَا هُنَالِكَ مَهْزُومًا مِنَ الْآخْزَابِ - وہ ایک ذلیل لشکر ہے جو اس درجہ کا اہل ہی نہیں۔

جدھر سے آئیگا بھگا دیا جائے گا پہلے لشکر وں کی طرح۔

اس میں حضور کے لیے تسلیہ ہے اور بشارت کہ وہ مقابلہ میں نہیں کھڑے سکتا ان کے انہزام کی بیشکونی ذمائی گئی اور ان کے تذلان و تحقیر اور اہانت کی خبر دی گئی جیسے کسی شاعر نے کہا۔

الْحَرَتْرَاتُ السَّيْفُ يَنْقُصُ قَدْرَهُ إِذَا أَقْبَلَ إِنَّ السَّيْفَ أَمْضَى مِنَ الْعَصَا

اور اسی آیت کریمہ میں مکہ معظمہ کی فتح پر اخبار بالغیب ہے چنانچہ آلوسی کہتے ہیں وَجُعِلَ ذَلِكَ أَجْبَادًا بِالْغَيْبِ عَنْ هُنَّ مِمَّتِهِمْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَقِيلَ يَوْمَ بَدِدَ

دُرْدِي ذَلِكَ عَنْ هُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ - اس روایت کو مجاہد وقتادہ نے بھی نقل کیا۔

ہنرم کی لغوی تشریح

أَصْلُ الْهَنْزِمِ عَمْرُ الشَّيْءِ الْبَائِسِ حَتَّى يَنْحَطِرَ كَهَنْزِمِ السَّنَةِ وَهَنْزِمُ الْفِتْنَاءِ وَالْبَطْحِ وَمَنْ الْهَنْزِمَةُ لِأَنَّ كَمَا يُعْتَبَرُ عَنْهُ بِالْحَطْرِ وَالْكَسْرِ نَزْمٌ كَمَا هُوَ مَعْنَى كَلْمٍ خَرِبُوزِهِ كِي طَرَحَ بَهْطَ جَانِسَ كَيْ هِي أَوْ رَاسِي نَهْزِمَتِي هِي حِينَ كَيْ مَعْنَى لُؤْسِ كَيْ لِيَسْجَاتِي هِي -

اور جنہ کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں اسی ہنرم کے حاصل معنی کلمہ کی خبر بوزہ کی طرح پھٹ جانے کے ہیں اور اسی نہزمت سے جس کے معنی لؤس کے لیے جاتے ہیں۔

اور جنہ کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں اسی ہنرم کے حاصل معنی کلمہ کی خبر بوزہ کی طرح پھٹ جانے کے ہیں اور اسی نہزمت سے جس کے معنی لؤس کے لیے جاتے ہیں۔

اور جنہ کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں اسی ہنرم کے حاصل معنی کلمہ کی خبر بوزہ کی طرح پھٹ جانے کے ہیں اور اسی نہزمت سے جس کے معنی لؤس کے لیے جاتے ہیں۔

كَذَّبَتْ قُلُوبُهُمْ قَوْمٌ يُوْحٍ وَعَادُوا فِرْعَوْنَ ذُو الْأَفْنَادِ وَتَتَوَدُّ قَوْمٌ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ أُولَئِكَ الْأَخْزَابُ إِنَّ كُلَّ الْأَكْثَبِ الدُّسَلِ لَمَحَقَّ عِقَابٍ - جسٹلا چکی ہیں ان سے قبل نوح کی قوم اور عاد اور مخزوم و لے فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور بن ولے یہ سب جماعتیں تھیں انہوں نے سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب ان پر لازم ہو گیا۔

یعنی عذاب ان پر قائم ہوا چنانچہ قوم نوح غرق طوفان ہوئی۔ اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی

تکذیب کی تھی۔

قوم فرعون ہلاک و غرق نیل ہوئی۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کے مقابلہ میں لشکر کشی کی۔

قوم ہود بتوح صحر سے تباہ کی گئی۔ ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔

قوم ثمود ایک چٹکھاڑ میں ختم ہوئی ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے۔

قوم لوط پر پتھروں اور رال کی بارش ہوئی۔ ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھیجے تھے تشریف لائے۔

قوم انجیہ ان کی طرف بھی حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یہ قوم گرم کو سے ہلاک کی گئی۔

اور ان سب کی ہلاکت کا سبب ان کی اَلْاَكْثَابِ الرَّسُلِ تھا۔

قوم ایک کو اصحاب غیظہ بھی کہتے ہیں اور اصحاب ایکہ بھی۔ یہ تمام ان کی بستی کے ہیں۔

یعنی یہ سب وہ اقوام تھیں جنہوں نے رسول کریم کی تکذیب کی اس تکذیب کی سزا میں یہ ہلاک کی گئیں فرعون کے ذوالاوتاد ہونے کی وجہ تسمیہ

آلوسی فرماتے ہیں۔ ذی الاوتاد سے اس کی صفت مبالغہ ہے جس کے معنی میں مضبوط حکومت اور

حکم سلطنت والا۔

ابن مسعود اور ابن عباس فرماتے ہیں اوتاد سے مراد وہ لشکر ہے جس سے سلطنت مستحکم اور مضبوط تھی

اور قتادہ اور عطا کہتے ہیں کانت کنا علیہ اللعنة اوتاد و خشب یلعب یہ اس ملعون نے

میچیں اور لکڑیاں جسے شک کہتے ہیں جمع کر رکھے تھے اور ان سے یہ کھیلا کرتا تھا جیسے ہاکی بالوں کو کھیلا جاتا ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ سزا دینے وقت چار میچیں قائم کر کے اس پر ملزم کو باندھ دیتا تھا حتیٰ کہ اسی حال

میں اس کی موت واقع ہو جاتی۔

اس کے علاوہ اور بھی اس کے مظالم کی کیفیتیں ہیں بہر حال ظالم بلکہ اظلم تھا اور مدعی الوہیت تھا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ص ۳۳

اور یہ منتظر نہیں مگر ایک جگھاڑ کے جس کے پھرنے
کی کسی میں قوت نہیں۔

اور بولنے لے ہمارے رب جلدی دے ہمیں ہمارا
حصہ یوم حساب سے پہلے۔

لے محبوب آپ صبر کریں ان کی باتوں پر اور یاد کریں
ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو بے شک وہ
بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

بے شک ہم نے مسخر کیے اس کے لیے بہار اس
کے ساتھ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے وقت
اور پرندے جمع کیے ہوئے سب اس کے سر پہ
اور ہم نے مضبوط کیا اس کی سلطنت کو اور اسے
حکمت اور قول فیصل دیا۔

اور کیا آئی خبر آپ کے پاس متخاصمین کی جب وہ
دیوار کو دکر مسجد میں آئے۔

جب وہ داخل ہوئے داؤد پر تو داؤد ان سے گھبرا
تواہنوں نے عرض کی خوف نہ کیجئے ہم دو فریق ہیں
کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو فیصلہ
دیجئے ہم میں سچا اور حق کے خلاف نہ کیجئے اور ہمیں
سیدھی راہ دکھائیے۔

بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس متانوسے
دنییاں ہیں اور میرے پاس ایک دہنی ہے۔ تو یہ
کہتا ہے مجھے وہ دہنی بھی دیدے اور اس بات میں

وَمَا يَنْظُرُ هُوَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا كُنَّا
مِنْ قَوَائِمٍ ه

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجَلْ لَنَا قِتْنًا قَبْلَ يَوْمِ
الْحِسَابِ ه

إِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَادْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ
ذَ الَّذِي بَدَأْنَا آدَابَهُ ه

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحُنَّ بِالْعَشِيِّ
وَالْأَشْرَاقِ ه

وَالطَّيْرَ فَحُشُودًا كُلِّ لَّهُ آدَابٌ ه
وَسَدَدْنَا مَلَكًا وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ زَادَ

فَصَلَ الْخَطَابِ ه
وَهَلْ أَتَاكَ نَبِيُّ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّدُوا

الْحِجَابَ ه
إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا

لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغِي بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ
فَأَحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَ

أَهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ه

إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَجْمَةً
وَلِي نَجْمَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا

وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ه

مجھ پر زور دیتا ہے۔

داؤد نے فرمایا بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری
دینی اپنی دنیویوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے
شک اکثر ساجھی دلے ایک دوسرے پر زیادتی
کرتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے
اور وہ بہت کم ہیں اور داؤد نے گمان کیا کہ اپنے
اس کی جانچ کی تھی تو اس نے اپنے رب سے
استغفار کی اور سجدے میں گرا اور رجوع کیا۔

تو ہم نے اسے بخش دیا اور بے شک اس کے لیے
ہمارے حضور ضرور قرب اور اچھا مقام ہے۔

اے داؤد ہم نے کیا تمہیں زمین میں نائیب تو علم
پہنچا لوگوں میں سچ اور نہ سمجھے لگ خواہش کے
کہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی بے شک
وہ جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت
عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول
گئے تھے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ لَعْنَتِكَ اِلٰى
بِعَاجِبِهَا وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَّاءِ لَيَبْتَغِيْنَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُوَ
وَوَلَّىٰ دَاوُدَ اٰتَمَافَتْنَهٗ فَاَسْتَعْفَفَ
رَبُّهٗ وَخَرَدَ اٰكَعًا وَاَنَابَہٗ

فَقَعَّمْنَا كَمَا كَرِهْتَ اَلَمْ عِنْدَنَا الَّذِيْ وَ
حُسْنَ مَا يٰہ

يٰۤا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَتَنَا فِى الْاَرْضِ
فَاَحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ
الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ لِّمَا
كُنُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ

لفظی ترجمہ

ہو لایا یہ	بیتظر۔ انتظار کرتے	ما۔ نہیں	وہ اور
ہا نہیں	واحد کا ایک	صیغتنا۔ چنگھاڑ	الہ۔ مگر
قالوا۔ بولے	وہ اور	من کوائی۔ کوئی دیر	کہا۔ اس کے لیے
قطنا۔ ہمارا احمد	لنا۔ ہمارے لیے	تجلی۔ جلدی کہ	دینا۔ اے ہمارے رب
اصبر۔ صبر کر	المحساب۔ حساب سے	یوم۔ دن	قبل پہلے
وہ اور	ذہولون۔ کہتے ہیں	ما۔ اس کے جو	علی۔ اوپر

Handwritten text in Urdu script, arranged in approximately 10 vertical columns. The text is dense and appears to be a collection of notes or a manuscript. The script is in a traditional style, with some variations in line thickness and spacing. The columns are roughly parallel to each other, filling most of the page area.

۵۔ اور	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	اَلَّذِيْنَ رَوَّهٖ جُو	اِلَّا۔ مگر
قَلِيْلٌ مَّا تَقُوْرُوْنَ مِنْ	۵۔ اور	الصَّٰلِحِيْنَ۔ اچھے	عَمَلُوْا عَمَلٍ كِيَسَ
خٰوِدُوْا۔ ڈاؤدنے	فَلَنْ۔ گمان کیا	۵۔ اور	هُو۔ وہ
رَبِّهٖ۔ اپنے رب سے	فَاَسْتَغْفِرُ۔ تو بخش مانگی	فَتَنَّاكَ۔ آزمایا ہم نے اس کو	اَنۡتَا۔ کہ بیشک
۵۔ اور	رَاكِعًا۔ جھکتا ہوا	خَوَّٰرًا۔ گر پڑا	۵۔ اور
۵۔ اور	لَهٗ۔ اس کو	فَغَفَرْنَا۔ تو ہم نے بخش دیا	اَنۡتَا رَجُوْعٌ كِيَا
نَا۔ ہمارے	عِنۡدَا۔ پاس	لَهٗ۔ اس کے لیے	اِنَّ رَبَّكَ
مَّآبٍ۔ جگہ	حُسْنًا۔ اچھی	۵۔ اور	كَرِيْمٌ۔ یقیناً قرب ہے
جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے	اِنۡتَا۔ بیشک	خٰوِدًا۔ ڈاؤد	يَا۔ اے
اَلۡاَرْضِ۔ زمین کے	فَا۔ بیچ	خَلِيْقًا۔ تخلیق	كَرِيْمًا۔ تجھ کو
بِالْحَقِّ۔ انصاف سے	النَّاسِ۔ لوگوں کے	نِيۡنًا۔ درمیاں	فَاَحْكُمْ۔ تو فیصلہ کر
اَلْهٰوٰی۔ خواہش کی	تَتَّبِعْ۔ پیروی کر	لَا رَمَّ	۵۔ اور
اَللّٰهَ۔ خدا سے	عَنْ سَبِيْلٍ۔ راہ	فِيۡضِلُّكَ۔ تو وہ گمراہ کر دے گی تجھ کو	فِيۡضِلُّكَ۔ تو وہ گمراہ کر دے گی تجھ کو
عَنْ سَبِيْلٍ۔ راہ	لِيُضِلُّوْكَ۔ گمراہ ہوتے ہیں	اَلَّذِيْنَ رَوَّهٖ جُو	اِنَّ رَبَّكَ
شَدِيْدًا۔ سخت	عَذَابٍ۔ عذاب ہے	لَهُمْ۔ انکے لیے	اَللّٰهَ۔ خدا سے
اَلْحِسَابِ۔ حساب کا	يَوْمَ رَدِّ	نَسُوْا۔ وہ بھولے	يَمًا۔ بدلہ اس کا کہ

خلاصہ تفسیر دوسرے کوع سورۃ قص۔ ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هُوَ اِلَّا صَيْحَةً وَّ اِحۡدَاةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ اور نہیں منتظر یہ لوگ مگر ایک جھگڑا کے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

یہ صبح جھگڑا کے معنی میں ہیں جو بروز قیامت نغمہ اولیٰ میں مشرکین کے عذاب کے لیے ہوگا اور اس نغمہ کو کوئی طاقت روک نہیں سکے گی۔

وَقَالُوْا اَدۡبَابًا حٰجِلٌ لَّنَا قَطۡنًا قَمِيْلٌ يُّوْمِ الْحِسَابِ۔ اور مشرک بولے الہی ہمارا حصہ ہمیں یوم حساب سے قبل دے دے۔

یہ نفل لَنَا قَلْبًا بِطَرِيقٍ مَسْحَرٍ لَفْزِهِن حَارِثٌ نَعْنِي كَمَا تَقَالُ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہوتا ہے کہ

اَضْبُرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدًا نَادًا قَدْ ذَا الْاَلْيَابِ اِنَّهَا اَوَّابٌ۔ لے محبوب آپ ان کی باتوں پر صبر فرمائیں اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کریں بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جنہیں عبادت کی ہم نے بہت قوت عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ ایک روز افطار فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے۔ شب بیداری کی یہ شان تھی کہ نصف رات عبادت کرتے پھر درمیانی حصہ میں آرام فرما کر پھلی رات مشغول عبادت رہتے اور اپنے رب کا قرب حاصل کرتے گویا اشارہ فرمایا گیا کہ بے دنیوں کی بگو اس سے بے پرواہ ہو کر عبادت داؤد کی طرف متوجہ رہیں۔ اس کے بعد ان کی معجزانہ شان کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّا نَسْخَرُ نَا الْجِبَالِ مَعًا يَسِيْرًا بِالْعَيْشِيِّ وَالْاَسْرَاقِي وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرًا كَمَا كَلَّمْنَا اَدَّابًا وَنَسَخْنَا مَلَكًا وَاَنْتَبَهْنَا الْحِكْمَةَ وَقَصَلْنَا الْجَنَابَ۔ بے شک ہم نے مسخر کیے اس کے ساتھ پہاڑ کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرند جمع کیے ہوئے سب اس کے مطیع تھے اور ہم نے مضبوط کیا اسکی سلطنت کو اور می ہم نے اسے حکمت اور قول فیصل۔

یعنی پہاڑ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے۔ اور صاحب مدارک آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے پہاڑوں کو ایسا مسخر فرمایا تھا کہ جہاں آپ چاہتے انہیں ساتھ لے جاتے۔ اور حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح فرماتے تو پہاڑ اور پرند سب آپ کے ساتھ تسبیح کرتے۔

اور شد دنا ملکہ کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو حکمرانی کی قوت کے لیے فوج بھی بکثرت عطا کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روٹے زمین کے حکمرانوں میں آپ کی سلطنت مضبوط اور قوی تھی حتیٰ کہ آپ کے محراب عبادت کے پہرے دار چھتیس ہزار مرد تھے۔

اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔

بعض نے حکمت کی تفسیر عدل سے کی ہے۔

بعض نے کتاب اللہ یعنی زبور مراد لی ہے۔

بعض نے تفسیر فی الدین بتایا۔

بعض نے سنت مراد لی اور

قول فیصل سے علم قضا اور سیاست حکمرانی مراد لیا جو حق و باطل میں تمیز کر دے۔

وَبَلَّغْنَاكَ فِيهَا مِنْ مَّخَابِرَ كَثِيرَةٍ سَمِعَ اللَّهُ مِنْهُ لَمَنَةً وَهُوَ فِي عِلِّيِّينَ

اور نبی اکرم سے مراد آنے والے فرشتے تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کے لیے آئے تھے اور اڈ کسور والی کھراب جیب وہ دیوار بچاند کر مسجد داؤد میں آئے۔ اور اچانک آپ پر ظاہر ہوئے تو لازمی طور پر اس آنے سے فرغ اور گھبراہٹ ہوئی کھلی چنانچہ ارشاد ہے۔

إِذْ دَخَلْنَا عَلَىٰ دَاوُدَ دَفِّقَ عِ مَنَّهُمْ - وہ داؤد پر داخل ہوئے تو ان سے گھبرائے۔

آپ متحیر ہو کر گھبرائے کہ چھتیس ہزار پرے والوں سے محفی طور پر یہ کیسے آگئے تو فرشتے عرض کہنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمِينَ لَئِن لَّبِغْنَا عَلَىٰ بَعْضِنَا لَعَنَّا لَلْإِنسَانِ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطَبُوا أَهْدَانَا إِلَىٰ سَمَاوَاتِ الصَّٰرِاطِ - فرشتوں نے عرض کی گھبرائیے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں آپ سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے۔
واقصہ یہ تھا کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی تنانوے بیویاں تھیں اور ایک مسلمان کے پاس ایک بیوی تھی جن کی طرف حضرت داؤد علیہ السلام کا رجحان تھا۔ آپ نے اس پر اپنی رغبت کا اظہار فرما کر اسے اس امر کی طرف آمادہ کر لیا کہ وہ طلاق دیدے تاکہ بعد عدۃ اسے آپ اپنے نکاح میں لیں۔

ایک قول یہ ہے کہ تنانوے بیویاں آپ کے پاس تھیں اور اس پر ایک عورت کے لیے پیغام دیا یہ بیوی وہ تھی جسے ایک مسلمان پیام دے چکا تھا اور آپ کے علم میں وہ پیام دینا نہیں تھا۔ ورنہ خطبہ علی الخطیبہ آپ نہ دیتے، لڑکی کے والدین خطبہ داؤدی کے مقابلہ میں کسی کا خطبہ کیوں کہ قبول کرتے۔ چنانچہ یہ عقد آپ سے ہو گیا۔

اس زمانہ میں ایسا رواج تھا کہ اگر کوئی کسی عورت کی طرف رغبت رکھتا ہو تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلوادیتا اور بعد عدت نکاح کر لیتا۔

یہ طریقہ نہ شرعاً ممنوع تھا نہ اس رسم و رواج کے خلاف۔ لیکن انبیاء کرام کی شان اس سے ارفع ہے تو مرضی الہی یہ ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔

اس تشبیہ کا ذریعہ یہ نکالا گیا کہ ملائکہ مدعی وہ عا علیہ کی شکل میں آپ کے حضور پیش ہوں اور مسئلہ کو ایک فرضی شکل میں پیش کرے۔ چنانچہ وہ ملائکہ حاضر دربار ہوئے اور عرض کیا۔

إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ كَفَرَ فَمَنْ يَمُرُّ بِهِ فَلْيُسَبِّحْهُ فَإِنَّهُ كَفَرٌ كَمَا كَفَرْتُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ فِي الْخَطَابِ
 یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس تنا تو سے دنیویاں ہیں اور میرے پاس ایک دینی ہے اس یہ کہتا ہے کہ وہ
 بھی میرے حوالے کرنے اور اپنے مطالبہ میں مجھ پر زور ڈالتا ہے۔

یعنی تنا تو سے دنیویوں والا مجھ سے ایک دینی بھی طلب کر کے مجھ پر زور ڈالتا ہے۔ یہ فرضی شکل مسئلہ
 کی پیش کر کے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرشتوں نے استفسار کیا اس کا جواب آپ نے دیا جس کا
 ذکر آگے آتا ہے۔

قَدْ نَفَعْنَا ظَلَمَتِكَ سُؤَالَ نَجْمِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَرَأَتْ كَثِيرًا مِّنَ الْخَطَايَا لَبِيبِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ دَاوُدُ
 نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور تیری دینی اپنی دنیویوں میں ملاتا ہے اور بیشک اکثر ساجھی دلے ایک
 دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔

یہ جواب سن کر ملائکہ نے آپس میں دیکھا اور متنبہم ہو کر نظر سے غائب ہو گئے۔

اس سوال میں دینی ایک کنا یہ تھا جس سے تنا تو سے بیویاں اور ایک بیوی مراد تھی اور متنبہم ہو کر
 ملائکہ کا نظر سے غائب ہو جانا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کے پاس جب تنا تو سے بیویاں ہیں
 تو دوسرے کی بیوی کی طرف خواہش کرنا آپ کی شان کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے جواب میں فرمایا۔
 اَلَا الْبَيْنَ اٰمَنُوْا وَعٰمِلُوْا الصَّالِحٰتِ ذٰلِكُمْ مَّا هُمْ بَلٰغٌ لِّمَنْ وَّلٰى مِنْهُمْ اٰمَنُوْا وَعٰمِلُوْا الصَّالِحٰتِ
 کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو محسوس ہوا کہ میرے لیے یہ امتحان تھا سوال میرے ہی متعلق
 تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِكُمْ دَاوُدُ اٰمَنَّا فَنَتَّأَلُ فَاَسْتَعْفَضْ رَبِّ اَوْ خَرَّ اٰكِعًا وَاَنَا بَ . اور داؤد سمجھے کہ یہ سوال کرنے والے
 من جانب اللہ آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کا امتحان فرمایا تھا تو اسی وقت آپ نے استغفار
 فرمائی اور سجدے میں گر گئے اور اللہ کے حضور رجوع لائے۔

اس آیت کریمہ میں وَخَرَّ اٰكِعًا وَاَنَا بَ پر سجدہ تلاوت ہے۔
 یہاں یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے کہ آیت سجدہ پڑھنے والا اگر رکوع نیت سجدہ کر لے تو وہ رکوع سجدہ
 کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَعَفَّرْنَا لَكَ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَنَا عِنْدَنَا لَلْزُلْفٰى وَحُسْنُ مَا يَ . تو ہم نے اسے معاف فرمایا اور
 اس کے لیے ہماری بارگاہ میں قرب اور بہترین مقام ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ لغزش بھی نہیں ہونے دیتا مگر باقتضا بشریت ان کا رجحان ان کی شان کے خلاف ہو تو بذریعہ ملائکہ انہیں اس سے روک دیتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الدَّيْنَ يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ لِيُعَذِّبُنَا لَسُوْا أَيُّوْمَ الْحِسَابِ۔ اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا تاکہ اللہ کے بندوں کی تدبیر امور فرمائیں اور آپ کا حکم ان میں نافذ ہو تو آپ لوگوں میں حق فیصلہ دیں اور خواہشات کے پیچھے نہ لگیں کہ وہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بنا پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں۔

ایسے لوگ گمراہ ہیں اور ایمان سے محروم لہذا ان کے پیچھے لگنا غلط روی ہے۔

لغات ناوہ

مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ فَوَاقِ اس افاقہ کو کہتے ہیں جو دودھ کے وقت ایک دہار سے دوسری دہار کے بائیں ہوتا ہے اس کے اصل معنی رجوع کے ہیں۔

أَفَاقٌ مِنْ مَرَضٍ۔ اُنَّ رَجَعَ إِلَى الْقَوِيَّةِ۔

اس میں دو لغت ہیں فَوَاقِ لفتح فا اور فَوَاقِ بضم فا۔ یہاں فَوَاقِ سے مراد توقف ہے۔

عَجَلٌ لَنَا فِطْنًا۔ قِط کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں یہ مشتق ہے قِطْرٌ إِذَا قَطَعَتْ سَ مِنْ حَيْفَةٍ جَارِئَةٍ كَو قِطِ كَيْتَ هِيَ كَرَاهِيَةٌ كَانَتْ كَالِإِخْرَاقِ كَو قِطْرٌ إِذَا قَطَعَتْ سَ۔

ذَا الْأَيْدِ۔ اید کہتے ہیں قوت کو اور اسی سے وَآيَاتُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ هِيَ۔ اور وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ بھي کہا ہے۔

بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ۔ اشراق وہ وقت ہے جس میں آفتاب خوب چمکنے لگے اور شروق آفتاب کے طلوع کے وقت کو کہتے ہیں شَرَقَتِ الشَّمْسُ إِذَا طَلَعَتْ وَ أَضَاءَتْ وَالطَّيْرُ مَحْشُودَةٌ۔ پرندوں کا یکجا جمع ہونا۔

إِذْ سَوَّدُوا الْحَرَابَ۔ سَوَّدُوا کے معنی ہیں جب وہ دیوار کی طرف آئے۔ سَوَّدُوا الشُّوْبَا

مختصر تفسیر رو و دوسرا رکوع سورۃ ص ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هُوَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ - اور نہیں منتظر یہ کفار کے ایک ایسی جگہ پر
کی جس کے اندر کسی کرنے کی کسی میں قوت نہیں۔

یہاں سے عذاب کفار کے بیان شروع ہے۔ نیز تفسیر سے مراد یہاں انتظار ہے وَالْمَرَادُ بِالْمُضَيَّعَةِ
الْمُضَيَّعَةُ الثَّانِيَّةُ اور صیغہ سے مراد نفعہ ثانیہ ہے گویا عبارت یوں ہے مَا يَنْظُرُونَ هُوَ لَا الْكُفْرَةَ
الْمُضَيَّعُونَ الَّذِينَ هُمْ أَمْثَالُ أَوْلِيَاءِ الطَّوَائِفِ الْمُهْلِكُونَ فِي الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ شَيْئًا إِلَّا
الْمُضَيَّعَةَ الثَّانِيَّةَ الَّتِي يَقُومُ بِهَا السَّاعَةُ - یہ ذیل وحقیر کفار جو پہلے ہلاک کیے گئے تھے انہوں کی ہم
مثل ہیں وہ بھی کفر و کذب کے اندر تھے اور یہ بھی اسی راہ پر ہیں انہیں انتظار نہیں مگر نفعہ ثانیہ کا جس کے
سابقہ قیامت قائم ہوگی۔

اور یہ نفعہ وہ ہوگا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں گے اور یہ سنت الہیہ حضور پر اثر انداز
نہ ہوگی اور آپ کے تابعین بھی اس سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں
وَاللَّيْلِيُّ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُودٌ خَارِجٌ عَنِ السُّنَّةِ إِلَّا الْمُهَيَّبَةَ الْمُبَيَّنَةَ
عَلَى الْحَكْمِ الْبَاهِرَةِ كَمَا نَطَقَ بِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ إِذِ الْمُرَادُ
وَأَنْتَ فِيهِمْ وَجُودًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود ہوں گے اور نفعہ ثانیہ کے اثر سے آپ معاف ہوتے
کے محفوظ ہوں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ آیت
کریمہ میں أَنْتَ فِيهِمْ سے مراد وجود یا وجود سر در عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَالْفَوَاقِ الزَّمَنُ الَّذِي بَيْنَ حَلَّتِي الْحَالِ
رُفَعَتِي الرَّاجِعِ وَيُقَالُ لِلْبَيْتِ الَّذِي يَجْتَمِعُ فِي الصَّرْحِ بَيْنَ الْحَلَّتَيْنِ فَيْقَةً وَيُجْمَعُ عَلَى أَهْوَاءِ
وَأَفَاقٍ جَمْعُ الْجَمْعِ۔

تو خلاصہ معنی یہ ہوئے مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ مَقْدَرِ فَوَاقٍ
وَقِيلَ الْمَفْتُوحُ اسْمٌ مَصْدَرٌ مِنْ أَفَاقِ الْمَرْيُوضِ إِفَاقَةً وَفَاقَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى الصَّحْتِ۔

ذَقَالُوا آدِنَا نَحْمِلْ لَنَا قَطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ۔ اور مشرک بولے اے ہمارے رب جلدی کر ہمارے لیے ہمارا حصہ یوم حساب سے پہلے۔

یہ بیان ہے نضر بن حارث اور ابو جہل کا جب اس نے سنا کہ عذابِ آخرت موخر ہے اس دن تک جسے یوم حساب کہتے ہیں تو نضر بن حارث بن علقمہ بن کاوہ اور ابو جہل بن ہشام نے بطریق استہزاء کہا کہ آخرت والا عذاب ہم پر ابھی کیوں نہیں آتا چنانچہ سورہ معارج میں بھی اس کا تذکرہ ہے سَمَلٌ سَائِلٌ يَعْتَابُ ذَاقِجٌ لِّلْكَافِرِينَ كَيْسَ لَمْ دَافِعٌ۔

تعریف لفظ قَطٌّ

الْقِطُّ وَالْقِطْعَةُ مِنَ الشَّيْءِ مَنْ قَطَّ إِذَا قَطَعَهُ وَيُقَالُ لِيُصْعِقِفَتِ الْجَائِزَةُ قِطْرًا لَأَنَّهَا قَطَعَتْ مِنَ الْقِرْطَاسِ۔ چنانچہ ایشی بھی کہتا ہے۔

وَلَا الْمَلِكُ التُّعْمَاتُ يَوْمَ لَقِيَتْهَا بِبِعْتَبِهَا يُعْطَى الْقَطُوطُ وَيُطْرَقُ

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ قِطْنَا میں جو لفظ قِطٌّ ہے وہ حصہ یا کسی شے کے ٹکڑے یا جز کے متعلق ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اسی وجہ میں

کلی کہتے ہیں اِنِّي نَحْمِلُ لَنَا صَعِيفَةً اَعْمَالِنَا نَنْظُرُ فِيهَا۔ ہمارا صحیفہ اعمال ہمیں جلد دے دیا جائے تاکہ اس میں اپنا عمل دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت ابن جبر فرماتے ہیں وَذَلِكَ اِنَّهُمْ لَمَّا سَمِعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُوْنَ وَعَدَّ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ فَقَالُوا هَلٰى سَبِيْلُ الْهَزَاءِ عَجَلٌ لَّنَا نَصِيْبِنَا مِنْهَا نَعْمُ بِهَا فِي الْمَدَائِنِ۔ جب مشرکین نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنین سے جنت کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ تو مشرکین نے استہزاء کیا کہ ہمارا حصہ بھی اس میں سے ہمیں دے دیا جائے تاکہ دیتا میں ہم نعمتیں لے سکیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملا کہ اے محبوب ان کے مقالات باطلہ موزیہ پر صبر کیجئے اور انبیاء سابقہ کے حالات یاد فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

رَاصِبُوْهُ لِيْ مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدًا نَّادًا وَاذْكُرْ اِلَّا يَدِ اِسْتِاْذَابٍ۔ اے محبوب ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد بڑی قوتوں والے کا معاملہ یاد فرمائیں بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا طاعت الہی میں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام علوشان اور منصب نبوت کے حامل تھے مگر یا وجود اس کے آپ کی مخالفت ہوئی مگر انہوں نے صبر فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرج الم فرمایا اور اس غم کا انجام اچھا کیا۔

تفسیر لفظ آوَاب

ابن جریر: ابن عباس مجاہد فرماتے ہیں **الْأَوَابُ الْمَسْبُوحُ**۔ آوَاب سے مراد تسبیح کہنے والے کہتے ہیں عمرو بن شریح کہتے ہیں **إِنَّهُ الْمَسْبُوحُ بِلُغَةِ الْجَبَشِيِّ**۔ مسیح لغت حبشہ میں آوَاب کو کہتے ہیں دیلمی مجاہد سے راوی ہیں **قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْآوَابِ فَقَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالَ هُوَ الرَّجُلُ يَذُكُرُ ذُنُوبَهُ فِي الْخَلَاءِ فَيَسْتَغْفِرُ اللَّهُ تَعَالَى**۔ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لفظ آوَاب کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا میں نے حضور سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا آوَاب وہ آدمی ہے جو اپنے گناہ یاد کر کے تنہائی میں اپنے رب سے استغفار کرے۔ اور **الْأَوَابُ قُوَّةٌ دِينِيَّةٌ** رکھنے والے کو کہتے ہیں **وَهُوَ الْقُوَّةُ عَلَى الْعِبَادَةِ كَمَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَقَتَادَةُ وَالْحَسَنُ** اور یہی قوت عبادت کی ہے۔

اسی بنا پر حضرت داؤد علیہ السلام کو قومی الجسم بھی لکھا گیا۔

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو درداء سے نقل کیا **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذُكِرَ دَاوُدُ وَحَدَّثَ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَبْدًا الْبَشِيرِ** حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت داؤد کا ذکر فرماتے تو فرماتے وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

وَرُوي أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَقِطِرُ يَوْمًا وَكَانَ يَقُومُ لَيْلِي۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک دن بوزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور آدھی رات قیام فرماتے۔
إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعًا يُسَبِّحُنَّ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطُّيُورُ مَحْسُودَةٌ كُلُّ لَسَةٍ آوَابٌ۔ ہم نے مسخر کیے پہاڑ ان کے ساتھ غروب و طلوع کے وقت تسبیح کرتے اور پرند جمع ہوتے سب ان کے لیے مطیع تھے۔

یہاں تسخیر جبال وہ نہ تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تھی کہ ہوا بھی تابع فرمان اور پہاڑ بھی مطیع حکم تھے بلکہ یہ تسخیر یہ طریق اقتداء تھی عبادت الہی میں۔ اس کا ذکر سورۃ انبیاء میں ہو چکا ہے جہاں **وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ** آیا ہے۔ یہ تسخیر جبال تسبیح میں تھی جیسے **تَسْبِيحُ الْحَصَى الْمَسْمُوعِ فِي كَهْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** جیسے کنکر پلوں کا تسبیح جو مسموع ہوئی کھت اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں۔

صرف ایک قول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑ آپ کے ساتھ مسخر تھے **سَيُّوَاتُ مَعَسَ عَلَى أَنَّ** **أَنْ يُسَبِّحَنَّ مِنَ السَّبْحِ**۔ پہاڑ آپ کی معیت میں چلتے تاکہ تسبیح کرتے رہیں۔

عشقی و اشراق کی توضیح

هُوَ كَمَا قَالَ الرَّاعِبُ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى الصَّبَاحِ أَيْ يُسْتَعْنَى بِهَذَا الْوَقْتِ بِرَأْسِ كَيْفٍ
ہیں عشقی و اشراق زوال شمس سے صبح تک کے وقت کو کہتے ہیں یعنی پہاڑ اس وقت میں تسبیح کرتے تھے۔
اور اشراق سے مراد وقت اشراق ہے۔

تَلْبَسُ كَيْفَةً فِي مَحَارِهِ فِي سَاعَةِ تَارِقَتِ الشَّمْسِ إِذَا طَلَعَتْ وَأَشْرَقَتْ إِذَا أَضَاءَتْ وَصَفَتْ
قَوِّمَتْ الْأَشْرَاقِ وَقَدْ أَرْتَفَاعَهَا مِنَ الْأَفْقِ الشَّرِيقِ وَصَفَاءِ شُعَائِهَا وَهُوَ الصُّغْرُ الصُّغْرَى حَيْثُ
آفتاب طلوع ہو کر روشن ہو جائے اور شعاعیں صاف ڈالنے لگے تو وہ اشراق ہے جبکہ وہ افق شرقی سے
بلند ہو کر صاف شعاعیں ڈالنے لگے اور اسی کو ضوہ صغری کہتے ہیں۔

اور اسے نماز اشراق سنت داؤدی کے ماتحت کہتے ہیں جو حضور نے بھی پڑھیں۔

صلوة الاشراق کی اصل

حضرت ام ہانی بنت ابوطالب سے مروی ہے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ
قَالَ هَذَا صَلَاةُ الْأَشْرَاقِ بِحُضُورِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَلْبَسْ بَلَدًا سَوْتًا وَقَدْ نَفَسَ فِيهَا
اشراق ہے۔

وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَدَأَ فِي صَلَاتِهِ
مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى قَرَأَتْ هَذِهِ الْآيَةَ يُسْتَعْنَى بِالْعِشِيِّ وَالْأَشْرَاقِ بِحُضُورِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَمَاتَ فِي مِيزَةٍ
دل میں نماز اشراق کے متعلق کچھ شبہ تھا حتیٰ کہ جب آیت کریمہ يُسْتَعْنَى بِالْعِشِيِّ وَالْأَشْرَاقِ پڑھی تو یقین ہو گیا کہ
نماز اشراق کی اصل ہے اور یہ مشروع ہے۔

رکعات نماز اشراق

کی بابت شیخ امام ولی الدین ابن العزاقی نے متعدد احادیث نقل فرمائیں اور محمد بن جریر طبری نے فرمایا
کہ اس کی روایتیں حدیثوں میں صحیح ہیں۔ البتہ صحیحین سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تِلْكَ الصَّلَاةُ كَانَتْ صَلَاةً
تُشْكِرُ لِنَيْلِكَ الْفَتْحِ الْعَظِيمِ مَادَتْ ذَلِكَ الْوَقْتِ لِأَنَّهَا عِبَادَةٌ مَحْضُوعَةٌ فِيهِ دُونَ سَبَبِ أَدَائِهَا۔
یہ نماز صلوة شکر ہے اس لیے کہ فتح عظیم بدر پر حضور نے ادا فرمائی۔

اور مسلم شریف کی کتاب الطہارۃ بطریق ابی ہریرہ روایت ہے کہ تَشَوَّصَ تِلْكَ الرُّكُوعَاتِ سَبْعَةً
الصُّغْرَى أَكْثَرَ رُكُوعَاتِ أَدَائِهَا۔

اور ابن عبد البر متنی میں بطریق عکرمہ بن خالد راوی ہیں کہ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَكَتًا فَصَلَّى ثَمَّانَ رَكَعَاتٍ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ قَالَ هَذِهِ صَلَاةُ الْمُقْتَمِي حَضُورُكُمْ فِي تَشْرِيفِ اللَّائِي
تو اٹھ رکعت ادا فرمائیں۔ میں نے عرض کیا یہ کونسی نماز ہے فرمایا یہ نماز اشراق ہے۔

اور ابن ماجہ میں ہے كَانَتْ دَسُوْلُ اَمْرِئِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّمَى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ
اللَّهُ حَضُورُ صَلَاةِ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اشْرَاقِ كِي چار رکعت بھی پڑھیں اور زیادہ بھی ادا فرمائیں۔

اور اس نماز کے متعلق حاکم حضرت ابو ذر غفاری اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور ابو ہریرہ اور بریدہ سلمی
اور ابو ذر داء اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عثمان بن مالک اور عتبہ بن عبد اسلمی اور نعیم بن بہام غطفانی اور
ابو امامہ یابی اور ام ہانی اور ام سلمہ وغیرہ سے افضل نوافل فرماتے ہیں۔

بہر حال روایت بخاری سے اس کی اقل مقدار دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہیں
اگرچہ حضور نے اس سے زائد بھی پڑھیں۔

وَالطَّيْرُ تَحْتُوذَةً كُلِّ لَسَاءٍ اَذَابٌ۔ اور مستحربے پرند کہ جمع رہتے اور سب یعنی پہاڑ اور پرند تسبیح کے
لیے آپ کی طرف رجوع تھے۔

یہاں اذاب بمعنی مستحربے آگے ارشاد ہے۔

وَشَدَادَتَا مَلِكًا وَاثْنَيْنَا الْحِكْمَةَ وَفَصَلَ لُحْطَابٍ۔ اور مقبوط کی ہم نے ان کی حکومت اور
عطا کی ہم نے حکمت اور فیصلہ دینے کی طاقت۔

یعنی معیت و نصرت اور کثرت جنود سے آپ کی حکومت مقبوط فرمائی چنانچہ ابن جریر اور حاکم راوی
ہیں اِنَّكَ كَانَتْ يَجْرُسُ كُلَّ يَوْمٍ وَيَكْتُمُ اَذْبَعَةُ الْاَيِّ۔ آپ کے پیرے دار رات اور دن
کے چار ہزار تھے۔

وَحِكْمِي اِنَّكَ كَانَتْ حَوْلَ فُجَارِيهَا اَذْبَعُونَ اَلْفَ مُسْتَبِيحِيْمٍ يَجْرُسُونَ۔ ایک روایت ہے کہ
آپ کی عبادت گاہ کے محافظ چالیس ہزار پریدار تھے۔

آپ کی حکومت و حکمت کی نیچگی پر عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم سید المفسرین ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی اسرائیل کے ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام
کے حضور ایک آدمی پر دعویٰ کیا کہ اس کی گائے دینے سے وہ منکر ہے اس پر گواہ طلب کیے تو وہ گواہ
نہ دے سکا آپ نے دونوں کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور اس میں کہا گیا
کہ مدعا علیہ کو قتل کر دیا جائے۔

آپ نے خیال فرمایا کہ یہ خواب ہے اس پر میں کسی کے قتل پر عجلت نہیں کر دوں گا۔ دوسری رات

خواب میں پھر قتل کا حکم ہوا آپ نے پھر ٹال دیا۔ پھر تیسری رات بھی قتل کا حکم ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو عذاب الہی آئے گا۔

آپ نے مدعا علیہ کو بلا کر فرمایا کہ تیرے قتل کا مجھے حکم ہوا ہے۔ وہ بولا حضور بلا ثبوت جرم مجھے قتل کیوں کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے حکم الہی ہے اس کے نفاذ سے میں رک نہیں سکتا۔
تو اس آدمی نے عرض کیا حضور میں سچ سچ عرض کر دوں قسم بخدا میں اس جرم میں مانوؤ نہیں بلکہ میں نے مدعی کے والد کو قتل کیا تھا اس پر میری گرفت ہوئی ہے۔

غرض کہ آپ نے اس کو قصاص میں قتل کر دیا۔ اس کی وجہ سے بنی اسرائیل میں آپ کی ہدایت طاری ہو گئی اور آپ کا ملک مضبوط ہو گیا۔ چنانچہ وَشَدُّدْنَا مُلْكَهُ اِسْمٰی بِنَا بِرِ قَرَّیَا گِیَا اور
ذَاتِنَا الْحَكْمَتَا سے مراد ثبوت و کمال علم اور اتقانی العمل ہے۔
ایک قول ہے زیور اور علم مترادف مراد ہیں۔

ایک قول ہے کہ آپ کو ایسا جامع الکلم فرمایا کہ حکمت سے خالی کوئی کلام نہ ہوتا تھا۔ اور
فَضْلُ الْخَطَابِ سے مراد حق و باطل کی تمیز ہے۔

چنانچہ آپ مقدمات میں اور حکومت اور تدبیر ملک اور مشوروں میں نہایت صاحب لائق تھے
اس کے بعد ایک خاص واقعہ کا ذکر شروع ہے۔

وَهَلْ اَتَاكَ بِنَاؤُ الْغَضَمِ اِذْ تَسُوْدُوْنَ الْحَرَابَ۔ اور کیا آئی تمہیں خبر جھگڑا کرنے والوں کی جبکہ وہ
دیوار پھانڈ کر آئے۔

غصم اصل میں مصدر ہے غصم کے لیے اس کے معنی خاصمہ وغلبہ کے ہیں۔

اِذْ تَسُوْدُوْنَ الْحَرَابَ۔ یعنی جبکہ وہ چڑھے دیوار پر اور اندر آئے۔

اور سور دیوار کو کہتے ہیں جو مکان کے چاروں طرف ہوتی ہے۔ اور حراب بمعنی غروف ہے یعنی کھڑکی یا

روشن دان اور حراب مسجد بھی اس سے مانوؤ ہے۔

رَاغِبٌ کہتے ہیں حَرَابُ الْمَسْجِدِ قَبْلُ شَتْمِيْ بَيْنَ لَيْلَاتِهِ مَوْضِعُ مُعَادَاةِ الشَّيْطَانِ وَالْمَقْدِي

مسجد کے حراب کو حراب اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ موضع محاربہ شیطان ہے۔ یہاں شیطان سے امام کو اپنا
مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حراب مسجد کو حراب رہا اس معنی کہتے ہیں کہ انسان کج اس مقام پر اشتغال دنیا ترک کر

کے حرم و ہواٹے نفسانہ سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

اور امام جلال الدین سیوطی نے اس مضمون میں ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں تحقیق مہراب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں اِنَّ الْعَادِيْبَ الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَنَا الْمَعْرُوْفَةَ الْيَوْمَ لَمْ تَكُنْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ مِهْرًا بِهٖ مِهْرًا فِي اس مہیت پر بعد رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ مہیت کذائی کی عمر میں ہمدشاہان مغلیہ سے بنی ہیں۔ بہر حال بناءتھاکم المحضین کا تذکرہ منصوص ہے اور دیوار پھانڈ کر آنا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذْ دَخَلُوا عَلٰی دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۗ جَبِكُمْ وَهٗ دَاخِلٌ هُوَ دَاوُدُ پرتو اس آنے سے آپ گھبرائے۔ اس لیے کہ جس جگہ کی حفاظت چار ہزار سے لے کر چالیس ہزار پرے داروں سے ہو رہی ہو۔ وہاں اچانک متحاصین کا داخل ہونا باقتضاء بشریت موجب فرغ اور باعث تخریر ضرور تھا اس لیے کہ فرغ کی تعریف میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَالْفَرْغُ اِنْقِضَاؤُ وَتَقَادِرُ يَعْتَرِي الْاِنْسَانَ مِنَ الشَّيْءِ الْخَفِيفِ فرغ انقباض و نفور کو کہتے ہیں جو انسان پر کسی شے خفیف سے طاری ہوتا ہے۔

واقعیہ ہے

رُوِيَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةَ فِي صُورَةِ إِنْسَانِينَ قَبْلَ هَمَّا جَبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَطَلَبَا أَنْ يَدْخُلَا عَلَيْهِ فَوَجِدَاكَ فِي يَوْمٍ عِبَادَتِهِ فَمَسَّحُمَا الْحُوسَ فَتَسَوَّرا عَلَيْهِمَا الْحَرَابَ فَاحْوَشِيَعُمَا لِأَدْوَاهِمَا يَدَيْهِ جَالِسًا وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَزَاءَ مَا تَرَا بَعَثَ أَحْزَابُ يَوْمًا لِلْعِبَادَةِ وَيَوْمًا لِلْقَضَاءِ وَيَوْمًا لِلِاسْتِغَاثَةِ بِخَاتَمِ نَفْسِهِ وَيَوْمًا لِلْجَمْعِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَيَحْطَمُهُمْ وَيُبَكِّرُهُمْ۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی تشبیہ میں دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے توجیب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو دیکھا کہ آپ مشغول عبادت میں اور پیرے داروں نے داخل ہونے سے روک دیا تو انہوں نے دیوار پھانڈ کر پتے کو خدمت داؤد میں پہنچایا اور ایسے حال میں رہنے لگے کہ کوئی نہ سمجھ سکا کہ کدھر سے داخل ہوئے۔

اور بروایت ابن عباس مروی ہے کہ آپ نے اپنے اوقات چار طرح تقسیم فرما رکھے تھے ایک دن عبادت کے لیے اور ایک دن مقدمات کے فیصلے کے لیے اور ایک دن اپنے خصوصی کاموں کے لیے

اور ایک دن تمام بنی اسرائیل کے لیے کہ اس میں ان کو نصیحت فرمائیں اور رلائیں۔

وَسَبَبَ الْقَمْرَاجَ قَبْلَ مَا تَزَكُوا مِنْ فَوْقِ الْحَائِطِ فِي يَوْمِ الْاِحْتِجَابِ وَالْحَرَسِ حَوْلَهُ لِيُرَكَّبَ
مَنْ يُرِيدُ الدُّخُولَ عَلَيْهَا فَمَا تَعَلَّمَتْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ يُوَدُّوْهُ لَا يَسْمَعُوْنَ عَلَيْهِ مَا قَبِلَ اِنَّهٗ كَانَ لَيَسْرًا

اور آپ کے گھر جانے کا سبب یہ ہوا کہ وہ دیوار پر سے آپ پر اترے اور یہ دن خاص پردہ کے لیے رکھا گیا تھا اور پھر سے دار آپ کے گرداگرد تھے جس کی وجہ سے کسی کی مجال نہ تھی کہ داخل ہوتا تو آپ خوفزدہ ہوئے کہ یہ حرکت کسی ایذا دہندہ کی ہے خصوصاً جبکہ یہ واقعہ رات کا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے گمان فرمایا کہ مملکت کے کسی صوبہ نے نظام کی اہانت کا خیال کیا ہے ایسا نہ کیا ہو۔ اور بلا حصول اجازت وہ داخل ہو گیا ہو اس وجہ میں آپ خائف ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کے قلعہ کی دیوار اتنی بلند تھی کہ ہمینوں مدد لگانے کے بعد بھی کوئی دیوار چھانڈ نہ سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ کو خائف دیکھ کر دونوں فرشتے بولے۔

قَالُوا لَا تَخَفْ خُضَّامَانِ بَغِي لِعُضُنَا عَلَى بَعْضِ فَا حَكْمُ بَيْنِنَا يَأْتِيكَ وَلَا تَشْطَطُ وَاهْدِنَا
اِلَى سَوَادِ الصِّرَاطِ عَرْضُ كَيْفَ خَوْفٌ نَهْ فَرَاثِيں ہم دو متخاصم ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے اندر حق حق فیصلہ دیں اور حق سے متجاوز نہ ہوں اور ہمیں صحیح سیدھی راہ پر لے آئیں۔

گویا فرشتوں نے یہ کہہ کر خاموشی اختیار کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے دریافت کیا یا امرؤم تمہارا کیا معاملہ ہے تو انہوں نے عرض کیا خُضَّامَانِ یعنی ہم مدعی مدعا علیہ ہیں جَاذَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضِ ایک نے دوسرے پر جوڑ کیا ہے اس طرح انہوں نے آپ کو مطمئن کر کے عرض کیا ہمارا فیصلہ فرما دیجئے جو حق ہو اور حق سے تجاوز نہ فرمائیں۔ اور تَشْطَطُ۔ شَطَطٌ سے ہے جس کے معنی تبعد عن الحق کے ہیں۔ يَعْنِي لَا تَشْطَطُ لَنْ لَا تَبْعَدَ عَنِ الْحَقِّ۔

وَاهْدِنَا اِلَى سَوَادِ الصِّرَاطِ۔ اور ہماری راہنمائی فرمائیں وسط طریق حق پر۔

پھر ایک مفروضہ وضاحت مسئلہ کے لیے پیش کیا جیسے سوال میں کیا کرتے ہیں مثلاً لکھتے ہیں الف نے ب کے ساتھ ایسا کیا تو جیم اس پر دعویٰ کرتا ہے اور حق فیصلہ چاہتا ہے حالانکہ نہ الف کوئی ہوتا ہے نہ ب اور تہ جیم اسی طرح فرشتوں نے فرضی شکل بنا کر پیش کی کیا قال تعالیٰ۔

اِنَّ هٰذَا اَرْحَىٰ لَسَوْفَ تَسْعَوْنَ وَتَسْعَوْنَ لِحِجَّتِي وَرَبِّي لَعَجَبًا وَاِحْدَاةً فَقَالَ اَكْفَلِيْنَهَا وَاَعْدُوْنِي فِي
الْحِطَابِ۔ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس تنانوں سے دنیاں ہیں اور میرے پاس ایک دینی ہے تو اس نے کہا ہے کہ یہ دینی بھی میرے ملک کرے اور اس مطالبہ پر زور دیتا ہے۔

یہاں بھائی کہہ کر انھوت دینی یا انھوت شرکت مراد لی گئی ہے۔

ایک قول ہے کہ اس انھوت سے مراد انھوت نسبی تھی اور یہ متخاصمین بنی اسرائیل سے حقیقی بھائی تھے۔ لیکن یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آنے والے دونوں فرشتے تھے اور انہوں نے تانوسے دینی کہہ کر تانوسے بیوی مراد لی تھیں اور ایک دینی کہہ کر ایک بیوی ظاہر کی تھی۔

اور وعزتی فی الخطاب کہہ کر اس امر کا اظہار کیا کہ میں کمزوریوں اور یہ طاقتور ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے بیان سے کہ فیصلہ دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نِعْتِكَ لِيْ نَعَايِهَا فَمَا يَزِيدُكَ اِلَّا عِبْرًا وَرِيَاءًا وَرِيَاءًا وَرِيَاءًا
دینی مانگتا ہے اپنی دنیویوں کی طرف۔

یعنی جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی کا ضعف اس درجہ دیکھا کہ وہ مظلوم ہے تو صاف فیصلہ دیا اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْمُخَلَّفِينَ لَيَبْتَغِيْنَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ - اور اکثر خلفاء یعنی شریک لوگ ضرور زیادتی کرتے ہیں آپس میں۔ اور مراعت حق ملحوظ نہیں رکھتے۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ - مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے گویا فرمایا إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ الَّذِي جَرَىٰ بَيْنَنَا وَإِيَّاهُمَا الْمُخْلِفَاتِ كَثِيرًا مَّا يَبْتَغِيْنَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ - یہ معاملہ جو تم دونوں کے مابین ہوا یہ اکثر شریکوں میں ہوتا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد متخاصمین نے آپس میں دیکھا اور منہ سے پھر آسمان کی طرف غائب ہو گئے چنانچہ آ لوسی اس روایت کو نقل کرتے ہیں۔

لَمَّا قَضَىٰ بَيْنَهُمَا نَظَرَ أَحَدُهُمَا إِلَىٰ صَاحِبِهِ فَصَوَّبَ ثُمَّ صَعِدَ إِلَى السَّمَاءِ جِبَالٍ وَجْهًا فَعَلِمَ بِذَلِكَ أَنَّ تَعَالَىٰ اِبْتِلَاءًا - اس سے حضرت داؤد علیہ السلام سمجھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے

آزایا ہے جیسا آگے ارشاد ہے۔

وَقُلْ دَاوُدُ إِنَّمَا مَنَّنَا - اور یقین کیا داؤد نے کہ وہ آزایا گیا ہے۔

اور ظن کے قرآنی معنی یقین و علم کے ہیں چنانچہ آ لوسی فرماتے ہیں فَاَلْمَعْنَىٰ وَعَلِمَ دَاوُدُ وَإِيْقَانٌ

بِنَجْوَىٰ فِي مَجْلِسِ الْمُرُوءَةِ إِنَّ اللَّهَ اِبْتِلَاءًا

اور آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میرے مرتبہ کا گناہ ہے۔ اگرچہ حسناات الابرار سیئات المقربین ارشاد

فرمایا جا چکا ہے۔ تو آپ وہیں سجدہ میں گر گئے اور استغفار کرنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔
 فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ۔ تو اپنے رب سے معافی چاہی اور سجدہ میں گر کر رجوع کیا۔
 جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ۵

فَخَرَّ عَلَىٰ وَجْهِهِ رَاكِعًا وَتَابَ إِلَىٰ اللَّهِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ

چنانچہ آیہ کریمہ آیت سجدہ بھی ہے۔ اس کے بعد سجدہ تلاوت کرنا چاہئے۔

چنانچہ نسائی نے ابن مردویہ سے یسجد بن عبد بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدًا فِي حَضْرَةِ هَادٍ أَوْ دَاوُدَ تَوْبَةً وَتَسْبِيحًا هَا شُكْرًا۔ اُنْی عَلٰی قَبُولِ تَوْبَةِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ص میں اس آیت پر سجدہ کیا اور کہا داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم قبولیت توبہ داؤد پر بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔

اور حضرت ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سجدہ واجب فرمایا۔

اور اَنَابَ کے معنی توبہ کے ساتھ بارگاہ حق میں رجوع کرنے کے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

فَعَفَرْنَا لَكَ ذَلِكَ وَإِنَّ لَكَ عِنْدَنَا لَنُفًى وَحُسْنَ مَآبٍ۔ تو ہم نے انہیں معاف کیا اور بے شک ان

کے لیے ہمارے پاس تقرب اور بہترین مقام ہے جنت میں۔

احمد عبد بن حمید۔ یونس ابن جبان سے راوی ہیں اِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَغَ اَدْبَعِيْنَ لَيْلَةً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ حَوْلَهُ مِنْ دُمُوعِهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَرِّحْ اَلْحَبِيْنَ وَدَقِّ اَلدَّمَعَ وَخَطِّبْنِي عَلٰی كَمَا هِيَ تَوَدِّي يَا دَاوُدَ اَجَاعٌ فَتَطْعَمُهُ اَمْ ظَنَانٌ فَتُسْقِيْ اَمْ مَطْلُوْمٌ فَيَنْصُرُكَ فَتُحِبُّ هَاجٍ مَّا هُنَالِكَ مِنْ اَلْمُخَافَةِ فَخَفَّرْنَا لَكَ عِنْدَ ذَلِكَ۔

خلاصہ یہ کہ آپ چالیس رات روتے رہے اور اس مدت میں آپ کے آنسوؤں سے گھاس اگ آیا۔

دوسری روایت ہے کہ چالیس رات کے گریہ سے مٹر اگ آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے چالیس دن تک کھانا پینا ترک فرما دیا بہر حال اللہ تعالیٰ نے معافی دیا

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ روتے روتے اتنے نحیف ہو گئے کہ انتقال فرما جائیں کہ ایسا آپ کے

بیٹے نے دعا کی اور آپ کو معافی ملی۔ پھر بنی اسرائیل کے گندہ خیال افراد نے مخالفت کی اور محارہ ہوا آپ نے

انہیں ہزیمت دی۔

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔ من شاء فليتنظرنی روح للعانی

آخر ش اللہ تعالیٰ نے ان کے مراتب کی بلندی کا اعلان فرمایا اور ارشاد ہوا۔

ذَاتَ لَسَانٍ عِنْدَ نَاكِرَتِ لَفِي دُحْسَنٍ مَّأَيٍ اُوْرُوْدُ كَسِي لِيَسْمَارُ قَرَبٍ اُوْرٍ اَبْتَرِيْنِ مَقَامِ هِي بِحِيْرٍ شَاوِيْ
یہاں سیر کی روایت سے واقعہ آ لوسی نقل کرتے ہیں۔

اِنَّ عَلِيَّ السَّلَامَ زَاىِ اِمْرَاَةً رَجُلٍ يُقَالُ لَسَا اُوْرِيَا مِنْ مُؤْمِنِي تَوْبِهِ فِي نَجِيْضِ الْاَثَارَاتِ
ذَلِكَ جَانِبًا فِي شَرِيْعَتِهِ مَعْتَادًا فِيْمَا بَيْنَ اُمَّتِهِ غَيْرُ مُجَلِّ بِالسَّرْوَةِ حَيْثُ كَانَ لِيَسْأَلَ لِعَضَانٍ يَنْزِلُ
لَهُ عَنْ اِمْرَاَتِهِ فَيَنْزُوْجُهَا اِذَا اَعْجَبَتْهُ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْاَضْرَابِ فِي صَدْرِ الْاِسْلَامِ نَعْدَ الْهَجْرَةِ
اِذَا كَانَتْ لَسَا زَوْجَتَانِ تَوَلَّ عَنْ اِحْدَاهُمَا لِمَنْ اَتَّخَذَ اَخَا لَسَا مِنْ الْمُهَاجِرِيْنَ اِيَكْتَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِعَظْمِ مَنْزِلَتِهِ وَاِرْتِفَاعِ مَرْتَبَتِهِ وَعُلُوْ شَانِهِ نَبِيًّا بِالْمَثْبُتِ عَلٰى اَنَّهُ لَسَا يَكُنُ يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَّتَعَاطَى مَا
يَّتَعَاطَا اَحَادُ اُمَّتِهِ وَيَسْأَلُ رَجُلًا لَيْسَ لَسَا اِلَّا اِمْرَاَةً وَاِحْدَةً اَنْ يَنْزِلَ عَنْهَا فَيَنْزُوْجُهَا مَعَ كَثْرَةِ
نِسَائِهِ بَلْ كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُعَالِبَ مَيْلَهُ الطَّبِيعِيَّ وَيَقْبَهُ نَفْسَهُ وَيَصِيْرُ عَلٰى مَا اُمِّمَتْ بِهِ۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نگاہ ایک شخص کی بیوی پر پڑی جس کا نام اوریا تھا یہ شخص
آپ کی قوم کے مومنین میں سے تھا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اوریا آپ کے وزراء میں سے تھا۔
آپ کلال اس کی طرف مائل ہو گیا آپ نے اس سے طلاق کے لیے فرمایا اس نے انکار کرنے سے
جہا کی اور طلاق دیدی پھر آپ نے اس سے عقد فرمایا۔ یہ عورت ام سلیمان تھی اور شریعت داؤد میں یہ
جائز تھا اور اس زمانہ میں یہ بھی معیوب نہیں تھا کہ کسی کی عورت کے لیے طلاق کا سوال کر کے اس سے
عقد کر لیا جائے جبکہ وہ اسے پسند ہو۔

اور عہد سمر در عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں الفزار نے ہاجرین کے لیے بھی یہ ایثار کیا کہ جس کی دو بیویاں
تھیں اس نے ایک بیوی کو طلاق دے کر اپنے بھائی ہاجر کے لیے پیش کیا مگر خود حضور سمر در عالم صلے
اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظیم منزلت اور ارتفاع مرتبت اور علو شان کے ماتحت اسے گوارا نہ فرمایا۔
یہاں حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ یہ ہے کہ باوجود کثرت بیویوں کے میلان طبع کی وجہ سے
اوریا کی بیوی کے لیے خطبہ دیا اور یہ معصیت ہے۔

اور دوسری روایت سے کہ ایک عورت کو کسی نے خطبہ دے رکھا تھا اور آپ نے بھی خطبہ علی
الخطبہ دیدیا۔ لیکن اس کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ آپ کا خطبہ لاعلمی میں دیا گیا۔ بہر حال روایت میں
حیث الروایت روایت ہی ہے۔

ہمارا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن العصیان ہوتے ہیں رہا ملائکہ کا حاضر ہونا اور حضرت

داؤد علیہ السلام سے ایک مفروضہ پیش کر کے سوال کرنا یہ کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ اور
 وَظَنَّ دَاوُدَ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ بِمِثْلِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ وَظَنَّ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ بِمِثْلِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَعْصُومُونَ مِنَ الْعَطَاءِ لَا يَمُوتُونَ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا صَدْرُودًا وَأَمَّا رُوَاؤُهُمْ
 تَسْلِيمًا كَرِيمًا تَوَلَّيْتُ الشَّرَائِعَ

بنا بریں ایسی روایتوں کو ہم موثق نہیں مانتے سوائے واقعہ کے کہ اس میں حضرت داؤد کا امتحان تھا
 اور واقعہ جو بھی ہوا وہ علم اللہ میں ہے۔

چنانچہ اختلاف روایت سے یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک قوم آپ کے قتل کے ارادہ سے دیوار بھانڈ
 کر آئی اور جب وہ قتل پر قادر نہ ہوئے تو یہ قسمہ سوالی کی صورت میں پیش کر دیا جس کا تذکرہ قرآن کریم
 میں ہے تو آپ نے ان کے ایسے آنے پر انتقام لینا چاہا اس پر آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میری آزمائش ہے
 تو آپ سر بسجود ہو گئے۔ بہر حال۔

فَقَعَّرْنَا لَهُ ذَلِكُ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَكُنُفًى وَحَسُنَ مَا أَجْرُ الْمُجْرِمِينَ
 مقدمہ صاف فرمایا گیا اب اعتراض کرنے والا اگر معترض ہوتا ہے تو دھیما جاہل ہو گا یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے
 کا مخالفت۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد ارشاد ہے جو ہماری مزید تائید کرتا ہے۔

يَا دَاوُدَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ
 سَبِيلَ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ لِّمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
 داؤد تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا زمین میں تو لوگوں میں فیصلے دے حق اور نیکی
 کی خواہشات کی کہ تجھے اللہ کے راستہ سے بہکا دے گا بے شک وہ جو اللہ کے راستہ سے ہکتے ہیں ان کے
 لیے سخت عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ حساب کے دن کو بھلا چکے۔

آیہ کریمہ میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا گیا اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی
 عطا کی گئی اور یہ نیابت و خلافت ملک کی حضرت داؤد علیہ السلام کو دی گئی غرض کہ حضرت داؤد علیہ السلام
 خلیفۃ اللہ مقرر کیے گئے۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خلیفۃ اللہ سولے رسول کے کوئی نہیں ہو سکتا مگر رسولوں کے خلیفہ ہو سکتے
 ہیں قیس رقیانی کہتے ہیں

خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي نَبِيِّهَا جَعَلْتُ بَيْنَكَ الْأَقْلَامَ وَالْكِتَابَ
 اللہ کا خلیفہ تمام عالم کا خلیفہ ہوتا ہے اس پر قلم قضا اور کتب الہمیہ فیصلہ لکھ کر خشک ہو گئیں

وَقَالَتِ الْفَجَّاعَاتُ لِكَيْتَبِكُمْ خَلِيفَةً رَسُولِ اللَّهِ وَبِنَدَائِكَ كَانَتْ يُدْعَى إِلَى أَنْ تُتَوَقَّى فَلَمَّا دَلِي
 مَعَهُمْ قَالُوا خَلِيفَةً خَلِيفَةً رَسُولِ اللَّهِ فَعَدَاكَ إِخْرَضًا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ - اور صحابہ کرام حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے اور آپ بھی اسی طرح اپنے کو خلیفہ رسول فرماتے تھے
 حتی کہ جب آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو آپ کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا
 اور اسی پر عہد علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک عمل رہا اور

شیخ اکبر محمد بن الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ رسول کی طرف سے خلافت تفویض شراعیع کے معنی
 میں ہے اور یہ اصطلاحات ہیں ولا مشاققہ فی الاصطلاح۔

یہی وجہ ہے کہ من جانب اللہ داؤد علیہ السلام کا استخلاف نصب امامت کے لیے تھا جو لطف و
 کرم واجب تعالیٰ شانہ سے تھا چنانچہ حکم ہوا۔

فَأَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - تو لوگوں میں حق
 حق فیصلہ دو اور خواہشات کا اتباع نہ کرو بے شک وہ لوگ جو خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے والے ہیں
 ان کے لیے سخت عذاب ہے جو بھول جانے یوم حساب کے۔

یعنی فیصلہ کرو اللہ کے حکم کے مطابق اور خلافت حکم فیصلہ اتباع ہوئی ہے جو معصیت ہے اور
 معصیت موجب گمراہی ہے اس میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے ہے لیکن یہ حکم آپ کے امتیوں
 کے لیے ہے کہ وہ یوم حساب سے بھول سکتے ہیں۔ نہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ معصوم ہیں اس قسم کے
 مخاطبہ اہمیت حکم کے لیے ہوتے ہیں۔

جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور نے فرمایا لَكَ الْأُولَى وَعَلَيْكَ الثَّانِيَةَ - اے علی غیر
 عورت پر پہلی نظر جو پڑے وہ معاف ہے لیکن بالقصد دوسری نظر تمہارے اوپر ہے۔
 اس سے مراد حضرت بشیر خدا کی ہدایت نہیں بلکہ اہمیت حکم کی غرض سے حضرت علی مخاطب فرمائے
 گئے اور یہ حکم عامہ مومنین کے لیے ہے کہ وہی یوم حساب کے خوف کو فراموش کر سکتے ہیں نہ کہ انبیاء
 کرام علیہم السلام۔

باجاوردہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ ص ص ۲۳

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اور نہیں پیدا کئے ہم نے آسمان اور زمین اور جو

کچھ ان میں ہے یہ یکار یہ ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے کافروں کی آگ سے۔

کیا ہم کر دیں انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان جیسا جو فساد پھیلاتے ہیں زمین میں یا ہم کر دیں پرہیزگاروں کو شر پر فجار جیسا۔

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نازل فرمائی آپ کی طرف برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل والے نصیحت یابنیں۔

اور ہم نے عطا کیا داؤد کو سلیمان بہترین بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

جبکہ پیش کیے گئے اس پر تبسیرے پیر کو کہ روکیں تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا گناہ زمین پر لگاٹے ہوئے تو چلیں تو سوا ہو جائیں۔

تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسندائی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا حتیٰ کہ نگاہ سے پردہ میں چھپ گئے۔

پھر حکم دیا انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پیٹوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

اور بے شک ہم نے امتحان لیا سلیمان کا اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک بے جان جسم پھر رجوع لایا۔

عرض کی کہ اللہ مجھے بخش دے اور مجھے دے ایسی سلطنت کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے۔

تو ہم نے مسخر کی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نہ چلے جہاں وہ جایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ
وَالذِّينَ كَفَرُوا مِنْ النَّارِ

أَمْ تَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ تَجْعَلُ
الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا
آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ
إِنَّهُ أَوَّابٌ

إِذْ عَرَضَ عَلَيْكَ بِالْعِشِيِّ الصَّافِيَاتُ
الْجِبَادُ

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ
رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

رُدِّدْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ
وَالْأَعْنَاقِ

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَالْقَبِيْنَ عَلَىٰ كُرْسِيِّ
جِسْدًا ثَمَّ أَنَابَ

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا
لَّأَيُّبِنِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ
الْوَهَّابُ

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً
حَيْثُ أَصَابَ

اور یوں مسخر کیے ہوئے معمار اور غوطہ زن اور دوسرے
یٹیر لوہوں میں جکڑے ہوئے۔
یہ ہماری بخشش ہے تو احسان کریا رک رکھ تجھ پر
کچھ حساب طلبی نہیں۔
اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں قرب
اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

وَالشَّيَاطِينِ كُلِّ بَنَاءٍ وَعَوَاجِ
وَالْحَوِيِّنَ مَقَرِّ بَيْنِ فِي الْأَصْفَادِ
هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْتَنُ أَوْ امْسِكْ يُغَيِّرْ
حَسَابِ
وَإِنْ لَمْ نَعْتَدْ لَكَ لُذُنِي وَحُسْنِ
حَسَابِ

لفظی ترجمہ

و۔ اور	مَا رَه	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمَاءِ۔ آسمان
و۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کو	و۔ اور	مَا جُو
بیتھما۔ ان کے درمیان ہے	يَا طَلَّاءَ۔ بیکار	ذَلِكْ رِيه	ظُنُّ۔ گمان ہے
الَّذِينَ۔ ان کا جو	كَفَرُوا۔ کافر ہیں	فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے	بِالَّذِينَ۔ ان کو جو
كَفَرُوا۔ کافر ہیں	مِنَ النَّارِ۔ آگ سے	أَمْ رَكِيَا	يَجْعَلُ۔ بنائیں گے ہم
الَّذِينَ۔ ان کو جو	آمَنُوا۔ ایمان لائے	و۔ اور	عَمَلُوا۔ عمل کیے
الصَّالِحَاتِ۔ اچھے	كَالْمُضْمِرِ بَيْنِ۔ فساد کرنے والوں کی طرح	فِي۔ بیچ	الْمُتَّقِينَ۔ پرہیزگاروں کو
الَّذِينَ۔ زمین کے	أَمْ رَكِيَا	يَجْعَلُ۔ بنائیں گے ہم	أَنْزَلْنَاكَ۔ اتار رہے تے اسکو
كَالْقَبَادِ۔ شریوں کی طرح	كِتَابٍ۔ یہ کتاب ہے	آيَاتِنَا۔ اسکی باتوں پر	أَيُّكَ۔ تیری طرف
مُبَلِّغٌ۔ برکت والی	بَيِّنَاتٍ۔ تاکہ غور کریں	و۔ اور	و۔ اور
بَيِّنَاتٍ۔ تاکہ نصیحت	بِكُرْبِي	أُولُو الْأَلْبَابِ۔ عقل والے	و۔ اور
وَهَبْنَا۔ دیا ہم نے	لِدَاؤُدَ۔ داؤد کو	سُلَيْمَانَ۔ سلیمان	بِعَمِّ۔ اچھا
الْعَبْدُ۔ بندہ تھا	إِسْمَاءَ۔ بیشک وہ تھا	أَقَابَ۔ رجوع کرنے والا	رَأَى جَبِيحَةَ
عُرْضُ۔ پیش کیے گئے	عَلِيَّةَ۔ اس پر	بِالْعَشِيِّ۔ بچھے پر	الصَّافِيَاتِ۔ تین پاؤں پر کھڑے
الْبَيْدِ۔ اچھے گھوڑے	فَقَالَ۔ تو کہا	إِنِّي بِبَيْشِكِ مَيِّنٌ	أَحْبَبْتُ۔ پسند کیے
حَبِي۔ اچھے	الْبَيْدِ۔ گھوڑے	عَنْ ذِكْرِ يَاد	ذِي۔ اپنے رب کی سے

حَقٌّ يَهَانُ تَكُّهُ	تَوَارَتْ جَهْبُ كِيَا	بِالْجَبَابِ - پَر دے ہیں	دُدُو - واپس لاؤ
هَذَا - اس کو	عَلَى - مجھ پر	فَطَفِقَ - تو شروع ہوا	مَسْحًا - چھونا
بِالشُّوْقِ - پشلی	وَرَأَى	الْاِخْتِنَابِ - گردن کو	وَرَأَى
لَقَدْ - بیشک	فَتَنَّا - ہم نے آزمایا	سَيِّمَاتِ - سیلیمان کو	وَرَأَى
الْقَيْنَا - ڈال دیا	عَلَى - اوپر	كَمْ سَيِّبَةٍ - اسکی کرسی کے	جَسَدًا - ایک جسم
تَوَجَّهَ - پھر	اِنَابَ - رجوع لایا	قَالَ - کہا	ذِي - اے میرے رب
اَعْظَمَ - بخش دے	لِي - مجھ کو	وَرَأَى	هَبْ - عطا کر
لِي - مجھ کو	مُلْكًا - ایسی بادشاہی کہ	لَا رَهْ	يَتَّبِعُنِي - لائق ہو
اِلَّا حِدٍ - کسی کے لیے	مَنْ يَبْعِدُنِي - میرے بعد	اِنَّكَ - بیشک تو	اَنْتَ - تو ہی ہے
اَوْ هَابٍ - عطا کرنے والا	فَسَمَّيْنَاهَا - تو تابع کیا ہم نے	لَهُ - اس کے	الرَّيْحُ - ہوا کو
تَجْرِي - وہ چلتی	بِاَمْرِهِ - اس کے حکم سے	رُحَاءٌ - نرم نرم	حَيْثُ - جہاں
اَصَابَ - وہ چاہتا	وَرَأَى	الشَّيَاطِينِ - دیو	كُلٌّ - ہر ایک
بِنَاءٍ - معمار	وَرَأَى	عَوَاصِفٍ - عوطلہ خور	وَرَأَى
اِخْرِيَيْنِ - دوسرے کچھ	مَقَرَّيْنِ - جگڑے ہوئے	فِي - بیچ	الْاَصْنَافِ - زنجیروں کے
هَذَا - یہ ہے	عَطَاءٍ - عطا	نَا - ہماری	فَاْمُنُّنَ - تو دے کسی کو
اَوْ يَا	اَمْسِكْ - روک	بِغَيْرِ - بغیر	حِسَابِ - حساب کے
وَرَأَى	اِنَّكَ - بیشک	لَهُ - اس کے لیے ہے	عِنْدَنَا - ہمارے پاس
لَنْ نُلْفِيَ - قرب	وَرَأَى	حُسْنٍ - اچھا	مَنَابٍ - ٹھکانا

خلاصہ تفسیر تیسرا کوع سورۃ ص - ۲۳

حل لغات نادرۃ

اِذْ عَمَّرْتَنِي عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ الصَّافِيَّاتِ اَلْجِيَادِ - اُو منسوب ہے اُو مقرر کی وجہ سے

عَشِيَّتِي - عصر سے شام تک کے وقت کو کہتے ہیں۔

صَافِيَّاتِ - جمع ہے صافین کی۔ صافین اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تھان پر بندھا ہوا ایک پاؤں اٹھاتا ہے

رکھتا ہو یہی وجہ ہے کہ تین پاؤں پر کھڑے رہنے والا گھوڑا خیل جیاد میں داخل ہے یعنی اچھا اور شاہی گھوڑا۔
جیاد جمع ہے جواد کی اور جواد اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہو اس سے جواد اس آدمی کو بھی کہا
جاتا ہے جو بیدار نہ ہو۔

حَقًّا تَوَادَّتْ بِأَنْحَابِ دُودَهَا عَلَيَّ - جتنی متعلق ہے انْحَبَّتْ کے۔
تَوَادَّتْ ضمیر راجع شمس کی طرف۔ اگرچہ پہلے شمس کا ذکر نہیں ہے مگر غشی جس کا تعلق شمس کے ساتھ
ہے اسی بنا پر ضمیر کا سورج کی طرف عود کرنا صحیح ہے۔
اور دُودِهَا کی ضمیر صافنات کی طرف ہے۔

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ - طَفِقَ کے معنی أَخَذَ ہیں یا شَرَعَ۔
مَسْحًا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اِی مَسَحَ بِالسُّبُوفِ مَسْحًا۔ اور مَسَحَ بمعنی ضَرَبَ ہے اِنْفِصَالًا
اور سُوق جمع ہے ساق کی۔ اور ساق نیڈلی کو کہتے ہیں۔
أَعْنَاقِ عُنُقِ کی جمع ہے اور عُنُقُ گردن کو کہتے ہیں اس کی تحقیق میں مفسرین کے مختلف بیانات ہیں جو
تفسیر اردو میں آگے بیان ہوں گے۔

وَأَلْقَيْنَا عَلَيَّ كُرْسِيًّا جَسَدًا - کرسی بمعنی تخت ہے اور اس کی لغوی تحقیق تیسرے پارہ کے دوسرے
رکوع میں ہے وہاں دیکھ لیں۔

جَسَدًا جِسْمُ بِالرُّوحِ کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد دھڑ ہے۔
رُخَاءٌ حَيْثُ أَصَابَ - رُخَاءٌ مشتق ہے رُخَادَ سے اور رُخَادَ اور رُخْوَه لِينَتٌ وَزَحْمِيٌّ کے معنی میں آتا ہے
تو دُخْرَانًا کہ الرِّيحُ تَجْرِي بِأَمْرِ رُخَاءٍ اور آیت کریمہ وَالسَّلِيمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةٌ میں کوئی منافات نہیں اس لیے کہ دراصل
وہ ہوا نرم اور آہستہ ہی چلتی تھی لیکن جب سلیمان علیہ السلام کو کسی جگہ جلدی پہنچنا ہوتا تو تیز ہو جاتی تھی۔
نَحِيثٌ أَصَابَ مِثْلُ أَصَابَ كَيْفَ مَعْنَى قَصَدَ كَيْفَ مِثْلُ مَحَاوَرَه مِثْلُ لَبَسَ مِثْلُ أَصَابَ الْعُتُوبَ فَاقْطَعًا
قصہ کیا صحیح کا لیکن ہو گئی غلطی۔

فَالشَّيَاطِينُ كُلُّ بِنَاءٍ وَعَوَّاصٍ - الشَّيَاطِينُ كَالرِّيحِ پَر ہے۔
كُلُّ بِنَاءٍ بِالشَّيَاطِينِ كَابَدَلٍ ہے۔

بِنَاءٌ اور عَوَّاصٍ - دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ بِنَاءٌ جمع ہے بانی کی اور عَوَّاصٍ جمع ہے غائص کی۔

وَالْآخِرِينَ مَقَرَّيْنِ فِي الْأَصْفَادِ - آخِرِينَ کا عطف ہے کل بنا پر۔ اور
مَقَرَّيْنِ - ماخوذ ہے مَقَرِّينِ سے اور مَقَرِّينِ اور مَقَرِّينِ کے ایک معنی ہیں یعنی ایک چیز کو ایک سے

ملا کر باندھ دینا۔
 اعتقاد جمع ہے صفد کی اور صفد کہتے ہیں زنجیر کو محاورہ ہے صفد قیدہ۔ اب ملاحظہ فرمائیں

خلاصہ تفسیر

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَلُّمٌ الَّذِينَ كَفَرُوا قَوْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ
 النَّارِ اور نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے بیکار یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں تو ظرا ہی ہے
 ان کی جو کافر ہیں آگ سے۔

کافر لوگ اگرچہ صراحت نہیں کہتے کہ آسمان و زمین اور باقیہا بے کار نہیں بنائے گئے لیکن جب وہ بعث و فرست
 اور جزا و سزا کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مَا هَذِهِ الْأَشْيَاءُ الَّتِي أَنْشَأْنَا قَمُونًا وَفَحْيًا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ تو تہم
 یہی نکلا کہ ان کے نزدیک ایجاد و عالم بعث اور بے فائدہ ہے تو ایسے فاسد کا سد اعتقاد و الوں کو جنہاں آگ
 میں خرابی ہے اس لیے کہ ان کا یہ گمان خلاف حکمت ہے اس لیے کہ جو جزا و سزا کا قائل نہیں وہ اپنے گمان
 باطل میں مفسد و مصلح خابرو متقی کو مساوی سمجھنے والا ہے اور ایسا خیال جاہل ہی کر سکتا ہے

شان نزول

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تم کو
 ملیں گی وہ ہمیں بھی ملیں گی اور ہماری تمہاری جزا برابر ہے۔ اس پر ارشاد باری ہوا کہ یہ تمہارا گمان غلط ہے
 أَمْ يَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ
 كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ لِيَذَّبُوا الْاَيْتَةَ فَلْيَتَذَكَّرُوا أَلْوَاكِلَ كِتَابٍ۔ کیا ہم بنا دیں انہیں جو ایمان
 لائے اور نیک عمل کیے ان جیسا جو شریر و مفسد ہیں یا ہم پر سبز گاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ظہر
 دیں یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں پر غور کریں۔ اور
 عقلمند تصبیحت پکڑیں۔

آپ کریمہ میں ارشاد ہے کہ نیک و بد مومن و کافر کو مساوی کر دینا حکمت کے خلاف ہے جیسا کہ
 کفار کا خیال باطل ہے ایسا ہماری طرف سے نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ہم حکیم مطلق ہیں اور فعل الحکم
 لَا يُجْلُو عَنْ الْحُكْمِ

اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے لے غور و تدبر سے پڑھنے والے ہدایت پاتے ہیں اور اہل

عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔ آگے ارشاد ہے جو ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَذَهَبْنَا لِدَاؤُدَ سُلَيْمَانَ نَقَسَ الْمَبْدَأَ إِكْتِدَاءً إِذْ عَرَضَ عَلَيْنَا بِالْعِشِيِّ الصَّافِنَاتِ الْإِجْيَادِ
فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ . ذُكُّهَا عَلَى قَطْرِ عَيْنٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ
وَالْأَعْنَاقِ۔ اور بنشائم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے جبکہ اس پر پیش کیے
گئے تیسرے پہر کو باندھے ہوئے تین پیروں پر کھڑے ہونے والے اخیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں
محبوب رکھتا ہوں ان کی کثرت کو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) پھر انہیں دوڑایا حتیٰ کہ وہ نگاہ سے چھپ
گئے (پھر حکم دیا) کہ انہیں میرے پاس لاؤ تو ان کی پنڈلی اور گردنیں ملنے لگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام جیسا فرزند ارجمند عطا فرمایا جو ایسے عبادت
گزار تھے کہ ہر لمحہ تسبیح و ذکر میں ہی گزارتے تھے حتیٰ کہ جب ان کے حضور بعد ظہر جہاد کے گھوڑے اخیل اور
خاصہ پیش ہوئے جن کی اصالت اس درجہ تھی کہ پھل پیر ہمیشہ ادھر رکھتے اور تین پیروں پر کھڑے ہوتے یہ
اخیل گھوڑے کی خاص علامت ہے۔ یہ گھوڑے بعد ظہر آپ کے سامنے لائے گئے اور آپ انہیں
ملاحظہ فرماتے رہے۔

اور اس شغل کے متعلق آپ نے فرمایا کہ انہیں اس لیے محبوب رکھتا ہوں کہ یہ جہاد کے لیے ہیں اور جہاد
کلمۃ الحق کے لیے ہوتا ہے۔

پھر انہیں دوڑا کر ملاحظہ کیا تو وہ ایسے تیز دوڑے کہ قطر سے غائب ہو گئے۔

تو آپ نے انہیں واپس لانے کا حکم دیا تو جب وہ واپس آئے تو آپ نے ان کی عیال پر ہاتھ پھیرا
اور پنڈلیاں ملیں، چابک سوار عموماً گھوڑوں کی گردن اور پنڈلی پر ہاتھ پھیرا کرتے ہیں اور یہ ہاتھ پھیرنا خوشنودی کی
اور عطائشرف کی غرض سے تھا اور یہ عطائشرف اس لیے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں معین ہوتے ہیں امور سلطنت
میں ان سے مدد ملتی ہے اور آپ چونکہ گھوڑوں کے عیب و ہنر جاننے میں خاص ماہر تھے بنا بریں یہ ایک ہزار
گھوڑے آپ نے جہاد کے لیے خاص فرمائے تھے۔

مفسرین نے اس جگہ مختلف تفسیر کی ہیں۔ اور ایسی ایسی روایات لکھ دی ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل
نہیں وہ محض حکایتیں ہیں جو مفہوم منطوق آیت کریمہ اور دلائل قریہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں۔
اور جو تفسیر ہم نے یہاں پیش کی ہے وہ عبارت قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے اور صاحب تفسیر
کبیر لکھی اسی کی صحت کے موید ہیں۔

ایک روایت بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ آج میں اپنی فوتے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور جب وہ حاملہ ہوں گی تو ان سے جو اولاد پیدا ہوگی اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کروں گا اور ہر ایک کو جہاد کے لیے اعلیٰ سوار بناؤں گا۔

لیکن یہ فرماتے کسی ایسے شغل میں آپ محو تھے کہ انشاء اللہ فرمانا بھول گئے۔

چنانچہ اس رات کو کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی سوا ایک کے اور یہ بھی ناقص الخلقیت ہی ہوا چنانچہ حضرت نے فرمایا اگر سلیمان ان شاء اللہ فرمالتے تو تمام بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور سب جہاد فی سبیل اللہ کرتے۔ بخاری شریف کتاب الانبیاء

چنانچہ اس واقعہ کی طرف اگلی آیت میں اشارہ ہے جیٹ قال

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَالْقَيْنَانَ عَلَيَّ كُمُوسٍ جَدًّا اِنَّهُمْ اَنَابُوا۔ اور بے شک ہم نے امتحان کیا

سلیمان کا اور اس کے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے انشاء اللہ کہے بغیر بیویوں سے بچوں کے ہونے کا دعویٰ فرماتا اگر معصیت نہ کھا، اگر مرتبہ رسالت کے خلافت اور شان مرسلین کے مغاثر تھا تو ہم نے ان کا دعویٰ پورا نہ کیا اور ایک بیوی سے جو حمل وضع ہوا اسے بھی ناقص الخلقیت بنا کر ان کے تخت پر ڈال دیا آپ کو علی الفور خیال آیا کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا بدلہ ہے آپ نے اسی وقت بارگاہ رحمت میں اس پر بھی استغفار فرمائی اور اپنے سہو کو خطا مانا اس کے بعد آپ نے معطی حقیقی کے حضور عرض کیا۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ عِبَادِي إِنَّكَ الْوَهَّابُ۔ عرض

کیا اے میرے رب میرا سہو معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے۔

دعا و استغفار کے بعد آپ نے اپنے لیے ایسا ملک طلب کیا جو معجزانہ شان رکھتا ہو چنانچہ ارشاد ہوا

کہ ہم نے وہ ملک انہیں عطا فرمایا

فَتَقَرَّبْنَا لَهُمُ الثَّرِيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهَا رِيحًا حَبِثُ أَصَابِ وَالشَّيَاطِينُ كُلَّ بَنَاءٍ وَغَوَاصٍ وَأَخْرَجْنَا

مَقَرَّبَيْنَا فِي الْأَصْفَادِ۔ تو ہم نے مسخر کر دی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو جن کی مسخر دیے جو ہر قسم کے مہار اور غوطہ زن تھے اور دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔

ہو اسے نہراد ہوا ٹی گھوڑے ہیں جیسا کہ سورۃ انبیاء میں مفصل فرمایا جا چکا ہے وَلِسَلْمُنَ الرَّسَّاجِ

حَدُّوْهَا شَهْرٌ وَرَدُّوْهَا شَهْرٌ۔ اور یہ اربابین سلیمان ہی ہے کہ آج تک بڑے بڑے سائنسدان اس کے

مقابلہ کا ایروپلین نہ بنا سکے جس کا عرض و طول اتنا تھا کہ رعایا توج و راء سلطنت اس میں آجاتے۔ اور وسط میں آپ کا تخت زرنکار ہوتا۔ مستغیث و مدعی حاضر ہوتے مقدمات فیصل ہوتے جاتے راہیں جو آبادی گذتی اس کے ہر فرد کی آواز فردا فردا مسموع فرماتے تھی کہ جو نیلی کی آواز بھی آپ نے سنی جیسا کہ سورہ نمل میں ہے قَالَتْ لَمَّا يَأْتِيهَا الْمَلَأُ اَدْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَغِيْبُكُمْ عَلَيْهَا ذُرُوءَكُمْ وَلَاكُمْ لَا يَنْشُرُونَ۔

پھر جتنا تیز وہ چاہتے بلا ٹپروں وہ چلتا اور جتنا آہستہ چاہتے چلتے۔ سیر کی روایتوں میں ایک قصہ مذکور ہے جو یہاں حسب موقع لکھا جاتا ہے جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بستبوں کے رہنے والوں کی گفتگو فردا فردا مسموع ہونا واضح ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سواری پر گزر رہے تھے کہ ایک جنگل میں ایک لکڑہارا تھا جس کا نام بھی سلیمان تھا۔ اس نے سلیمانی ایروپلین گذرنا دیکھ کر اپنے رب کی بے نیازی کا بیان کرتے ہوئے کہا۔ اہی تو بھی عجیب بے نیاز ہے جسے چاہے جیسے چاہے رکھے جس قدر جتنا چاہے دے۔ ایک سلیمان علیہ السلام یہ ہیں کہ اس کو فرسے مالک ہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان شبینہ کا محتاج ہوں۔ یہ آواز ہونے لگا تو سلیمانی میں پہنچانی آپ نے ہو پر سواری روکی اور حکم اس لشکر کو دیا کہ اس راہی میں سلیمان نام کا ایک لکڑہارا ہے۔ ہمارے حضور پیش کیا جائے۔

مختصر یہ کہ غریب پیش ہو گیا لہذا و ترساں سامنے کھڑا ہوا آپ نے فرمایا تو جنگل میں کیا کہہ رہا تھا سلیمان نے عرض کی حضور میں جو کچھ کہہ رہا تھا اپنے رب سے کہہ رہا تھا آپ سے کچھ مخاطبہ نہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا الفاظ تھے اب ہمیں سنا۔

غریب سلیمان جھیکا ڈرا کر کہے بغیر چارہ بھی کب تھا آخر اس نے سنا دیا کہ میں اپنے رب کی شان بے نیازی بیان کر رہا تھا کہ نسبت اسمی کی بھی پرواہ نہیں فرماتا ایک سلیمان یہ ہیں جن کے کو فر کا منتہی ہی نہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان جو میں کو ترستا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس پر رحم آیا اور نسبت اسمی کی غیرت نے آپ کو بخشش کی طرف مائل کیا آپ نے اسے ایک قیمتی یا قوت عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ اب اسے فروخت کر کے عیش کی زندگی بسر کرے۔ غریب سلیمان ممنون منت ہوتا اس یا قوت کو اپنی روٹیوں میں بانٹ دھک چل دیا۔ راستہ میں کتا ملا اور

وہ روٹیاں مع دسترخوان اور یاقوت کے لئے کپڑے دیا اس نے اس میں سے چھڑانے کی سعی بلیغ کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا اور آج یہ بھوکا ہی رہا۔

دوسرے دن پھر وہی لکڑیاں کاٹنے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ چند روز بعد آپ کی سواری انصر سے پھر گزری دیکھا کہ وہی سلیمان لکڑیاں کاٹ رہا ہے حکم دیا کہ اسے لایا جائے وہ پیش ہوا اس نے فرمایا تو بڑا ناشکر انسان ہے تجھے حوص نے پھر اپنے کام میں لگا رہنے کے لیے مجبور کر دیا اور یاقوت قوت کر کے فارغ البالی لپٹ نہ آئی۔

بد نصیب سلیمان نے عرفن کی حضور میں ناشکرانہ نہیں ہوں بلکہ اس دن مجھے فاقہ بھی کرنا پڑا میں نے وہ یاقوت اپنے دسترخوان میں باندھ لیا تھا کہ راستے میں کتے نے وہ جھپٹ لیا اور مجھے اس دن فاقہ بھی کرنا پڑا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے تہدید فرمائی اور کہا بے وقوف دسترخوانوں میں یاقوت نہیں رکھا کرتے۔ اچھا لے یہ اور یاقوت ہم عطا فرماتے ہیں اب اسے حفاظت سے لے جا اور فارغ البالی سے بسر کر۔

غریب سلیمان نے اس یاقوت کو اپنی پگڑی میں باندھ لیا کہ راستے میں چیل نے جھرب مارا کہ معہ پگڑی کے یاقوت لے لیا۔

اب یہ غریب تنگے سر رہ گیا صبر کر کے پھر جنگل میں چوب تراشی کرنے لگا اب پھر اس طرف سے سلیمانی سواری گزری دیکھا وہی سلیمان ہے اور جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا ہے۔ آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا اب کیا ہوا جو تو اسی حال میں ہے۔

سلیمان نے عرفن کی حضور اس دن سے تنگے سر اور ہو گیا عطا کر وہ یاقوت پگڑی میں باندھ کر جارا تھا کہ چیل نے جھپٹ لیا۔

آپ نے اسے تیسرا یاقوت عطا فرمایا اور تاکید کی کہ اسے احتیاط سے لے جا اور جا۔ یہ غریب یاقوت تمٹھی میں دبائے راہ طے کر رہا تھا۔ پیاس معلوم ہوئی ایک تالاب کے کنارے آکر پانی لینا چاہا کہ پھسل گیا اور از خود رفتگی میں وہ یاقوت حوص میں گر گیا صبر و شکر کرتا ہوا آیا اور وہی پنے پرانے کام میں مصروف ہو گیا۔ کہ

سلیمانی سواری پھر ادھر سے گزری اور سلیمان کو اپنے پرانے پیشہ میں مصروف پایا آپ نے اسے بلوا کر پوچھا کہ میاں سلیمان اس دفعہ کیا ہوا۔

غریب نے سرگذشت سنا دی آپ نے فرمایا کہ سلیمان اللہ کی مرضی یہ ہے کہ تو اس ہی حال میں رہے اب ہم کیا کر سکتے ہیں اچھا جاؤ اللہ تم پر رحم کرے۔
 لکڑہارا سلیمان علیہ السلام کو سلام کرتے واپس آگیا۔
 اب سلیمانی سواری بعد چند سے اس جنگل سے گزری تو وہ سلیمان نہ ملا۔ سواری روک کر معلوم کیا کہ وہ لکڑہارا سلیمان کہاں ہے۔

جنگل والوں نے عرض کیا حضور وہ لکڑہارا جب کبھی ہوگا ہوگا اب تو وہ رئیس اعظم ہے روزانہ غریبا کو حیرت لقمہ کرتا ہے اور نہایت خوشحال ہے۔ سترش حکم سلیمانی وہ لایا گیا۔
 سامنے آیا تو نہایت قیمتی گھوڑے پر سوار لباس فاخرہ میں حاضر آیا۔
 حضرت نے فرمایا سناؤ سلیمان کیا حال ہے؟

سلیمان نے عرض کیا حضور آپ کے دیے پوری نہ پڑی لیکن معطلی حقیقی نے جب دینا چاہا تو وہی یا قوت دے دیے میں ایک درخت کاٹ رہا تھا کہ اس کی ڈالی میں چیل کا آستیانہ تھا اس میں یا قوت مل گیا اور آج میں اس حال میں ہوں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس حکایت سے چند باتیں ہدایت آموز نکلتی ہیں

اول یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو بشارت کھنی **هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْتِنْ أَوْ اَمْسِكْ لِغَيْرِ حَسَابٍ** یہ ہماری عطا کردہ نعمتیں ہیں ان میں سے جسے چاہیں آپ عطا کریں جس پر احسان فرمائیں چاہیں یا روک کے کہیں آپ سے اصلاحا سبہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے جتنا چاہا بخشا احسان فرمایا اور جب چاہا روک لیا لیکن حقیقی معطلی اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کے دیے سے پورا پڑتا ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ کے پاس دیو و جن ایسے تھے کہ سمندر میں غوطہ لگا کر موتی جو اہرات نکال کر لاتے چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی نے سمندر کے موتی اور جو اہرات نکالے۔

تیسرے یہ کہ نبی۔ رسول۔ ولی۔ مقربان الہی انباء و وطن پر احسان کر سکتے ہیں اور یہ احسان سنت انبیاء کرام ہے چنانچہ ہر گے کی آیتوں میں ارشاد ہے۔

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْتِنْ أَوْ اَمْسِكْ لِغَيْرِ حَسَابٍ۔ **وَرَأَى لَمَّا عَشْنَا نَالَ لِرَافِعِي وَحَسَنَ مَا يَب**
 یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں اور بیشک اس کے لیے ہمارے حضور قریب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ عطا الہی سے بندہ جس پر چاہے جتنا چاہے احسان کر سکتا ہے

اور یہ عطاء الہی ہے

نہ کس سے دہانہ نہ کس میں بد
خدا سے دہانہ خدا سے دہد
لیکن ہذا عطاؤنا فی من اوانسک بغیر حساب کے اندر من جانب اللہ اختیار تام حضرت سلیمان علیہ السلام کو من جانب اللہ عطا ہوا ہے جس کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ ہماری عطا ہے۔ تسخیر ریح تسخیر برہ
بناء وغواص۔ انہیں سے جو آپ چاہیں کسی پر احسان فرمائیں یا روک رکھیں۔
قصہ سلیمانی مفصل سورۃ انبیاء کے رکوع ششم میں ملاحظہ کریں۔
نوٹ

زنجیروں میں جکڑے ہوئے شیاطین برائے تادیب و اصلاح آپ کے قبضہ میں تھے۔

مختصر تفسیر اور تیسرا رکوع سورۃ ص ۲۳

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكُمْ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا مِنَ النَّارِ۔ اور نہیں پیدا کیے ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں سے عبت یہ گمان ان کا ہے جو
کافر ہیں تو خرابی سے انہیں جو کافر ہوئے آگ کی۔
آلوسی فرماتے ہیں وَالْبَاطِلُ مَا لَجَّكُمَا فِيهِ۔ باطل وہ ہے جس کے بنانے میں کوئی حکمت نہ ہو۔
دوسرا قول ہے وَالْبَاطِلُ اللَّعِبُ وَالْعَبَثُ۔ باطل وہ ہے جو کھیل اور لغو ہو۔

چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ۔ گوا
ارشاد ہے مَا خَلَقْنَا هَذَا الْعَالَمَ لِلْبَاطِلِ الَّذِي هُوَ مَتَابَعَةُ الْهَوَىٰ بَلْ لِلْحَقِّ الَّذِي هُوَ مُشْفَى
الرُّسُلِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَاللَّذُّعِ بِالشَّرَائِعِ۔ نہیں بنایا ہم نے اس عالم کو باطل کے لیے کہ متبع ہو لے
بلکہ اس حق کے لیے بنایا جو مفسد رسل سے توحید و اتباع شرع میں۔

آگے ارشاد ہے ذَلِكُمْ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ یہ گمان باطل کافروں کا ہے کہ إِنَّ هَذَا إِلَّا جِبَابٌ لَّأَنَّا
مَوْتٌ وَنَحْيٰی۔ یہ عالم کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی ہے جس میں مرتے جیتے ہیں۔ اس پر ان کے لیے وعید شدید
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ تو خرابی ہے ان کے لیے جو کافر ہوئے آگ کی۔

جیسے ایک جگہ فرمایا فَوَيْلٌ لِّمَنْ كَفَرَ وَمَا كُنْتُمْ آيِدِيهِمْ وَوَيْلٌ لِّمَنْ يَكْسِبُونَ۔ یعنی جو تکلیف
عالم کے متعلق یہ گمان باطل رکھتے ہیں ان کے لیے آگ کی خرابی ہے چنانچہ تخلیق عالم کی فلاسفی بیان فرمائی

کہ عالم کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ چھپے کام کرنے والوں کو آخرت میں اجڑے اور برے فعل کرنے والوں پر زجر ہو تاکہ برے اور کھلے کا امتیاز ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

أَمْ جَعَلْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۚ كَيْفَ نَكْتُبُ لَهُمْ أَجْرَهُمْ وَيُؤْتُوا جُزْءَهُمْ يَوْمَئِذٍ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

کالْبَعْدَ ۚ کیا ہم کر دیں ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں فساد یوں کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا کر دیں پرہیزگاروں کو بے عملوں فاجروں کی طرح۔

یہاں اُم منقطعہ ہے اور ہمزہ انکار تسویہ کے لیے ہے کافر و مومن کے مابین تو عبارت مفہوم آیت یوں ہوئی اَجْعَلُ الْمُؤْمِنِينَ لِلصَّالِحِينَ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ الَّتِي جُعِلَتْ لَهُمْ مَقَرًا لَّهُمْ كَمَا لَقِيتُنِي عَدُوًّا أَلْبَعَثُ وَمَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مِنَ الْخَبَرِ إِلَّا سِنُوًّا إِذْ لَقِيتُنِي فِي التَّمِيحِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بَلْ أَكْثَرُ الْكُفْرَةِ أَوْ فَرِحْتَ مِنْهَا مِنْ أَكْثَرِ الْمُؤْمِنِينَ لَكِنَّ ذَلِكَ أَلْجَعَلُ فَعَالَ مُخَالَفٌ لِلْحِكْمَةِ فَتَقَبَّلَ الْبَعَثُ وَالْجَعَلَ أَدْحًا لِمَرْفَعِ الْأَوَّلِينَ إِلَى أَعْلَىٰ عَلَيْهِمْ فَدَدَّ الْأَخْرَبِينَ إِلَىٰ أَسْفَلِ السَّافِلِينَ۔

کیا مومنین صالحین کو مثل کفار مفسدین فی الارض کے۔ یا کر دیں ہم ان کا ٹھکانہ ان کے عقیدہ انکار بعث کی وجہ سے اسفل السافلین رکھا ہے یا آنکہ دنیا میں وہ کافی متمتع ہو چکے ہیں بلکہ اکثر کافر مومنین سے زیادہ حصہ نعم دنیا کا لے چکے ہیں۔

لیکن یہ مجال ہے کہ وہ آخرت میں بھی نعمتوں سے متمتع ہوں اور یہ خلاف حکمت ہے کہ عقیدہ فاسدہ کا بدلہ انہیں نہ ملے اس لیے حتمی طور پر بعث بعد الموت اور جزاء اعمال لازم کی گئی جس کی بنا پر مومنین اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور کفار اسفل السافلین میں۔ اسی لیے ارشاد ہوا اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۚ اب آگے ارشاد خداوندی ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۚ یہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر اسے محبوب نازل کی برکت والی ہے تاکہ اس کی آیتوں میں غور و تدبر کریں اور تاکہ اہل عقل اس سے ہدایت حاصل کریں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے مبارک اس کی صفت ہے یعنی یہ کتاب کثیر المنافع ہے دینی اور دنیوی امور میں۔

لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ متعلق ہے اَنْزَلْنَاهُ کے۔ اور حضرت علی کریم اللہ وجہ سے اس کے معنی یوں فرمائے۔ اَنْزَلْنَاهُ لِيَتَفَكَّرُوا فِي آيَاتِهِ الَّتِي مِنْ جَمَلِنَا هَذِهِ الْآيَاتِ الْمُعْرَبَةُ عَنْ اسْمِهَا التَّكْوِينِ وَالتَّشْرِيحِ فَيَعْرِفُوا مَا يَدَّبَّرُوا وَيَتَّبِعُوا ظَاهِرَهَا وَمِنَ الْمَعَانِي الْفَائِضَةِ وَالتَّأْوِيلِ الْكَرِهُنَةِ۔

اور اَيْلِكَ سے حضور کو اور علماء امت کو خطاب ہے آگوسی کہتے ہیں وَالْخِطَابُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُلَمَاءُ أُمَّتِهِ عَلَى النَّقْلِ أَيْ لِيَتَذَكَّرُوا أَنَّكَ وَعُلَمَاءُ أُمَّتِكَ.

وَلِيَتَذَكَّرُوا أَوْلُوا الْأَلْبَابِ - یعنی قَلْبُكَ يَعْظُمُ بِذِكْرِ الْعُقُولِ التَّرَاكِبِ الْخَالِصِ مِنَ الشَّوَابِ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی صفت کا بیان ہے اور ایک واقعہ بھی سنایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَدَجَسْنَا لِلدَّاءِ ذَمًّا كَمَا تَرَى الْعَيْنُ الْعَيْنَ الْوَدَّابِ - اور عطا فرمایا ہم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ ہے شک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔

اس کے بعد واقعہ رجوع کا بیان ہے۔

إِذْ عَرَضَ عَلَيْهَا بِالْعِشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْبِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَادَّتْ بِالْحِجَابِ - اور یاد فرمائیے اس واقعہ کو جبکہ ان پر پیش کیے گئے ظہر کے وقت صافنات الجیاد خاصہ اھیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں محبوب رکھتا ہوں انہیں اپنے رب کے ذکر کے لیے حتی کہ وہ نظر والے سے غائب ہو گئے۔

آگوسی فرماتے ہیں وَذَا مَنْصُوبٌ بِذِكْرِ الْمَرَادِ بِذِكْرِ الزَّمَانِ مَا وَقَعَ فِيهَا - یعنی اَوْ مَنْصُوبٌ بِذِكْرِ مَا أَذْكَرُكَ سَاطِدٌ أَوْ اس سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے اذْكَرُ مَا صَدَرَ مِنْهُ إِذْ عَرَضَ عَلَيْهَا -

بِالْعِشِيِّ پُرْ رَاغِبٌ كَهْتُمْ فِي الْعِشِيِّ مِنْ ذَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى الصَّبَاحِ عِشِي سَوْرَجِ كَيْ دَهْلِي سَ صَبْحِ تَاكُ كُو كَهْتُمْ هِي -

بعض نے کہا مِنْهُ إِلَى اِجْتِادِ التَّمَادِ سَوْرَجِ دَهْلِي سَ سے آخر نہایت تک عشی کہتے ہیں۔ صَافِنَاتُ - جمع ہے صَافِنٌ كِي وَالصَّافِنُ الْجَيْدُ الَّذِي يُوَقِّعُ اِحْدَاى يَدَايَا اَوْ رَجُلِيَا ذَ يَقِفُ عَلَى مَقْدَامِ حَافِرِهَا - صَافِنٌ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے پیروں میں سے ایک پر اٹھ کر رکھے یا پھلے پیروں میں سے ایک سُم کا کنارہ زمین پر رکھے یہ گھوڑے کے اھیل ہونے کی صفت ہے۔ اِجْتَادٌ - یہ جمع ہے جَوَادِ كِي - مَوْنُكُ وَذَكَرُكَ كَيْ لِيَسْتَغْمَلَ هُوَ تَاكُ هِي اِجْتَادُ اَوْ خَاصِمُ كَهْوِطُوں كَيْ لِيَسْ بُولْتِي هِي - بعض نے کہا تيز رفتار گھوڑے کو جَوَادُ اَوْ جَوَادُ كَهْتُمْ هِي -

كَلْبِي كَهْتُمْ هِي اِنَّ هَذِهِ الْجَيْدُ كَانَتْ اَلْفُطْرُ هِي عَمَّا اُسْتِيْمَاتُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَمِشْقُ وَنَصِيْبِيَا فَاصَابَهَا - یہ ایک نر گھوڑے سے تھے جو سلیمان علیہ السلام کو غزوہ دمشق و نصیبین سے حاصل ہوئے۔

لیکن اس روایت کے تسلیم کر لینے سے یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ اِنَّ الْقَائِمَ ثُمَّ تَهْلِكُ بِغَيْرِ نَبِيٍّ
مَنْ اَمَلَهُ عَلَيْهِ وَتَسَلَّمَ كَمَا قَدَّحِي الْحَدِيثِ الْقَبِيحِ۔ قناتم سوا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو حلال
رہتے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے وَأَحَلَّتْ لَنَا الْقَائِمِ۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ غنیمت سے نہ ہوں۔ بلکہ
ہدیہ کے طور پر آئے ہوں۔

اور مقابل کہتے ہیں اِنَّهَا الْفُفْرَسُ فِي دَرْتِمَا مِنْ اَيْبِي دَاوُدَ فَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا اَصَابَهَا
مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَهُوَ بَنِي عَمَلِيْقَ بَنِي عَادِيْنَ اِدَمَ۔ یہ تبار گھوڑے ورثہ داؤد علیہ السلام سے آئے تھے
اور وہ آپ کو عمالقہ سے ملے تھے اور عمالقہ عمیلیق بن عوص بن عاد بن ارم تھے۔

لیکن یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يُوْرِدُوْنَ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ
الَّذِي نَوَاكَ اَنْبِيَاكُمُ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ مَعْنُ مَعَاشِرِ الْاَنْبِيَاءِ لَا يُوْرِدُ وَلَا تُؤَدُّ مَا تُوَكِّنَاهُ
فَهُوَ صَدَقَاتُ۔ انبیاء کرام ورثہ کسی کا نہ لیں نہ اپنا ورثہ کسی کو دیں جیسا کہ حدیث میں ہے جسے حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک کے معاملہ میں حضرت سیدہ کو جواب دیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ من حیث السلطان یہ گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تصرف
میں آئے ہوں نہ کہ ملکیت سلیمانی قرار دیے گئے ہوں۔

اور عوف فرماتے ہیں کہ مجھے ایک روایت سے معلوم ہوا کہ کانت جملًا ذات اجحختہ اُخوجت لہ
مَنْ بَلَّغْتُمْ لَكُمْ يَكُنْ رَاْحِدًا قَبْلًا وَلَا يَعْدَا۔ وہ گھوڑے پر دار تھے جو دریا سے آپ کے لیے نکالے گئے
تھے اس کے بعد پھر نہیں نکلے نہ اس سے پہلے نکالے گئے۔

ابن جریر وغیرہ ابراہیم تمیمی سے راوی ہیں اِنَّهَا كَانَتْ عَشْرِيْنَ اَلْفَ فَرَسٍ ذَاتِ اجْحَحْتِ يَرْبِسُ بَرَارٍ
اُتْرُسُوْا لَمْ يَكُوْرُوْا تَقِي۔

اس قسم کی اور بہت سی روایتیں ہیں جو پیشہ وروا غطوں کے لیے نفاکہ طبع کی موجب ہوتی ہیں علامہ
الوسی کی رائے یہ ہے کہ لَيْسَ فِي هَذَا الشَّيْءِ سِوَى الْاِسْتِبْعَادِ۔

لیکن میں خیال ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کی دعارتِ نبی لی لَمَّا لَا يَنْبَغِي رَاْحِدًا
مَنْ بَلَّغْتُمْ لَكُمْ يَكُنْ رَاْحِدًا قَبْلًا وَلَا يَعْدَا۔ تو کیا استبعاد ہے اور یوں اگر دیکھا جائے تو
معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جو خالق عادات امور سے ہو اسی بنا پر اسے معجزہ کہا جاتا ہے یعنی جس کے سمجھنے
سے عقل عاجز ہو جیسے۔

سگر زیدوں کا کلمہ پڑھتا۔ نکلی ہوئی آنکھ کا تندرست آنکھ سے زیادہ روشن ہونا۔ ٹوٹی ہوئی نپٹلی کا

صحیح پٹری سے زیادہ طاقتور ہونا۔ ستونِ خاندان کا ہر جہت میں گریہ کرنا۔ اندھے کا سوا نکھار ہونا اور مدرسے کا دروازہ ہو جانا۔ اور فری ہوئی گوہ کا زندہ ہو کر کلمہ پڑھنا۔ ادنیٰ کا بارگاہ رسالت پناہ سے اللہ علیہ السلام میں استغاثہ کرنا۔ مگر یہ سب

كَمْ اَبْدَانٌ قَصَبًا بِاللَّيْلِ نَاخِنَةٌ ذَا اَطْلَقَتْ اِنْبَاءً مِنْ رُبْعِيَةِ الْيَمِّ

تو اندر میں حالی سلیمان فی سوار یوں ہیں ایسے پر دار گھوڑوں کا ہونا کیوں مستبعد ہو۔ اب راہِ حقیقی تواریثِ بانجباب کا معاملہ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ترجمہ اور صدرالفاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں نظر سے بعید ہونا جو ثابت ہے وہ ان کی تیز رفتاری سے بہت قریب ہے۔ اور مفسرین کے مختلف اقوال وہ بھی میرے نزدیک ممکن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آلو سی بھی اس کے خلاف نہیں گئے بلکہ فرماتے ہیں۔ فَلَمَّا اَنَّ تَقْوَالَ هِيَ خَيْلٌ كَانَتْ لَنَا كَالْخَيْلِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الْمُلُوكِ فَصَلَّتْ اَلَيْسَ يَسْتَبِيحُ مِنْ اَسْبَابِ الْمَلِكِ فَاَسْتَعْرَفَهَا فَلَمَّا تَزَلْ تُعْرَضُ عَلَيْهَا حَتَّى عَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ ہم کہتے ہیں کہ ان روایتوں پر یوں کہا جائے کہ وہ گھوڑے ایسے خاصہ ہوں گے جیسے بادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں جو ان کو کسی ذریعہ سے پہنچے ہوں تو انہیں ملاحظہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور طبری حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتادہ اور سدی بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں اور یہ بھی توجیہ کرتے ہیں کہ فَاِنَّ اَقْلَ الْوَقْتِ۔

اور بعض نے کہا اول وقت عصر فوت ہوا جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی شان کے خلاف اور مرتبہ کے خیال کیا۔

جہاں کہتے ہیں لَمْ يَفْتَهُ الْقَرْصُ وَ اِنَّمَا خَانَتْهُ نَقْلٌ كَانَتْ يَفْعَلُهُ اِسْرَ الْمَهَادِ فَرَضَ قُوْتٌ نَهْنِ هُوَا تَقَابَلِكُمْ وَه تَقْلِيں قُوْتٌ هُوَتِي تَقْلِيں جُوَا پ آخردن میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ تو آپ نے اپنی شان کے مطابق اسے بھی پسند نہ فرمایا۔ اور کہا۔

رَأَيْتِي اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ میں نے مال کی کثرت کو اپنے رب کے ذکر سے محبوب رکھا۔

یہ فرمانا اشتغالِ ملاحظہِ بخیل کے متعلق تھا جس پر اعترافِ ندامت فرمایا جو آپ کے تورع اور تقویٰ اور مرتبہ منصبِ نبوت کے مقابل آپ کے لیے شایانِ شان تھا۔ اس لیے کہ خیر کا استعمال کثرتِ مال پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے وَمَا تَنْفَعُ مَوٰمِنٌ خَيْرٌ يٰعِلْمًا اَللّٰهُ۔ اور وَاِنَّ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدًا۔ یہاں دونوں آیتوں میں خیر سے مراد کثرتِ مال ہے۔

چنانچہ بعض علماء کا تو یہ قول ہے لَا يُقَالُ لِلنَّهْلِ حَيْثُ حَتَّى يَكُونَ كَثِيرًا دَمِنْ مَكَانٍ طَيِّبٍ مَا لِحَبِّتِكَ
 کثیر نہ ہونے سے خیر نہیں کہنے کیسے ہی مکان جتنا کہ شہزادہ ہونے سے خیر نہیں کہتے۔
 اور ابن جریر۔ ابوجحان کہتے ہیں يُؤَادُ بِالْحَيْدِ الْغَيْلِ وَالْعَرَبُ تَسْتَمِي الْجَيْلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ مِنْ مَرَادِ الْكُفْرِ
 ہیں اور عرب گھوڑے کا نام ہی خیر رکھتے ہیں۔ پھر

أَحْبَبْتُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي فِي تَفْسِيرِهِ بَعْضُ اس طَرَفٍ بَلَّغْتُ أَنَّ الصَّلَاةَ كَمَا اس سے مراد نماز ہے۔
 نَفَعْتُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي عَنْ صَلَاةِ رَبِّي الَّتِي تَدْرَعُهَا - تَوْعْنُ ذِكْرُ رَبِّي كَمَا مَعْنَى صَلَاةِ رَبِّي هِيَ اوردہ نماز جسے آپ
 پر مشروع کیا گیا مراد ہے۔

اور بعض نے معنی تعبیل کیے اور آئیہ کریمہ کی تفسیر میں اسی طرف گئے کہ رُبِّي سے مراد کتاب الہی ہے اور وہ
 تورات ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ أَحْبَبْتُ الْغَيْلَ بِسَبَبِ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ التَّوْدَاةُ فَإِنَّ رَبِّي
 الْمَدْحُ أُدْبِيهَا - یعنی میں نے گھوڑوں سے محبت کی بسبب کتاب اللہ کے کہ وہ توراہیت ہے۔ اور
 اس میں گھوڑے باندھنے والے کی مدح اور فضیلت ہے۔ اس طرف ابو مسلم جعفر۔ ابونافع اور ابن
 کثیر اور ابو عمر گئے۔

حَتَّى تَوَادَّتْ بِالْحَبَابِ يَهْمُ مَعْنَى حَبَّتٍ مِنْ حَبِّ اِسْتَمْرَارِ مَحَبَّتٍ بِالْحَيْلِ تَقِي تَوَاسُّ كِي
 و نیز میں توارت بالحجاب ہوا تو عبارت یوں بنی اَمْ اَنْتِ حُبُّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي وَاسْتَمْرَارِ ذَلِكَ مَعْنَى
 عَمَرِيَتِ الشَّمْسِ - شَمْسًا لَمَّا دَرَبَهَا فِي مَغْرِبِهَا - كَمَا كَانَتْ مَحَبَّتُكَ مَعْنَى ذِكْرِ رَبِّي مِنْ اَسْرَارِهَا
 رہا کہ غروب شمس کی صورت مغرب میں نظر آنے لگی۔

تَوَارَتْ كَمَا مَعْنَى اِنْ اَلُوْسِي فَمَا تَمَّ فِي يَتَوَادَى الْحَبَابُ بِحَبَابِهَا عَلَى طَرَفِي اِلَّا سِتْعَارًا اَلَا تَعْبِيْرًا
 لِيُجُوْدَانِ يَكُوْنُ هُنَاكَ اِسْتِعَارًا مَكْنِيَةً تَجْبِيْلِيَةً - یعنی آپ کو ایسا معلوم ہوا کہ غروب شمس قریب
 ہے حالانکہ ایسا نہ تھا۔

اس غروب کی کیفیت پر ابن منذر۔ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کعب سے یہ بتاتے ہیں قَالَ الْحَبَابُ
 هُوَ حَبَابٌ مِّنْ يَّا قُوْتِ اَخْطَرَ حَيْطٍ بِالْمَخْلُقِ وَمِنْ اِخْطَارِ السَّمَاءِ حَبَابٌ وَهُوَ حَبَابٌ بِاَقْوَاتِ اَخْفَرِ
 کا ہے جو مخلوق پر محیط ہے اور اسی کی سبزی آسمان پر ہوتی ہے۔

وَمَا قَبِلَ اِنَّ حَبْلَ كُوْنِ قَابِ بِسَبَبِ تَعْرِفِ الشَّمْسِ وَرَأَى اَلَا يَجْعَلُ حَالًا - اور یہ بھی ایک قول ہے
 کہ وہ قاف کے پیچھے وہ پہاڑ ہے جس میں سال بھر کے اندر سورج غروب ہوتا ہے
 آگے کہتے ہیں وَالنَّاسُ فِي ثُبُوْتِ جَبَلِ قَابٍ يَبْنِي مَصَدِّقٍ وَمُكْتَابٍ وَالْقُرَافِي لَا يَسْلَمُ وَجُوْدًا

وَأَيُّهَا أَمِيْلُ وَإِنَّ قَوْلَ الْمُشْتَبِثَاتِ مَا قَالُوا - کہتے ہیں کہ کوہ قاف کے ثبوت میں معاملہ مصدق وکذیب کے اندر ہے اور تحقیقات الارض ولے کہتے ہیں کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے اور وہ اس پر مائل ہیں اگرچہ ثابت کرنے ولے اپنے دلائل پر زور دے چکے ہیں۔ وانشاء تعالیٰ اعلم بہر حال اگر شمس کے غروب کی طرف ہی جایا جائے تو۔

دُرُّوْهُمَا عَلٰی تَمَّعٍ مَعْنٰی یَبْنِیْ گے کہ ڈوبے سورج کو مجھ پر واپس لوٹایا جائے۔

اور اگر دوہا کی ضمیر صافناات الجیاد کی طرف لائی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ خاصہ گھوڑے جو تیز رفتار سے حد نظر سے غائب ہو چکے ہیں انہیں واپس لاؤ۔ اور جب وہ واپس آگئے تو

فَطَرِقَ مَشْعَابَ السُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ - یَعْنٰی فَرَدُّهَا عَلَیْهِ فَطَرِقَ مَشْعَابَ السُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ تِلْكَ تِلْكَ گام گھوڑے آپ کے آگے لائے گئے تو آپ نے ان کی بندیلیوں اور گردن پر تلوار چلا دی۔

اس لیے کہ مسح شرعی معنی میں مَسَّحَ السَّيْفِ بِسُوقِهَا وَأَعْنَاقِهَا کے ہیں یعنی تلوار سے بندلیاں اور گردن کاٹ دی۔ مسح کے معنی راغب بھی یہی کرتے ہیں کہ كَتَبَ عَنِ الْقَرْبِ۔

اور کشف میں ہے مَسَّحَ السَّيْفِ بِسُوقِهَا وَأَعْنَاقِهَا لِقَوْلِ مَسَّحَ عِلَادَتَهُ إِذَا صَارَتْ عَقَّةً وَمَسَّحَ الْمِشْفَرُ الْكِتَابَ إِذَا قَطَعَ أَطْرَافَ قَدِّ سَيْفِهِ۔

اور طبرانی اوسط میں اور اسمعیل اپنی معجم میں اور ابن مردودہ سید حسن سے حضرت ابی بن کعب سے نقل میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فَطَرِقَ مَشْعَابَ السُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ پر فرمایا قَطَعَ سُوقَهَا وَأَعْنَاقَهَا بِالسَّيْفِ یعنی تلوار سے بندلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔

اور ایسا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لِلَّهِ تَعَالَى کیا یہ وہ سب گھوڑے قربانی کر دیے اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ ان کی شریعت میں مشروع تھا (روح المعانی)

وَقِيلَ إِنَّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَسَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ كَانَ ذَلِكَ السَّمْعُ الصَّادِرُ مِنْهُ وَسَمَّاهَا لِمَعْرِفَةِ أَهْلِهَا جَيْلٌ مَحْبُوسَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ تَطْيِيرٌ مَا يَفْعَلُ الْيَوْمَ مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ وَالْبَاسِ فِي شَأْنِ مَا لَوْ يَكُنُّ فِي الْوَجْهِ - ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے باندھے ہوئے تھے اور یہ مسح سوق و اعناق جو ہوا وہ اس نشان کی طرف اشارہ ہے جس سے دیکھنے والے سمجھ سکیں کہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے باندھے ہوئے ہیں اور وہ آج بھی نشانات آگ پر لاہا کر کے لگائے جاتے ہیں اور اس میں شرفا کوئی حرج نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَلَعَلَّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأَى الْوَسْمَ بِالسَّيْفِ أَهْوَى مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ فَخَارًا

اور غالباً حضرت سلیمان علیہ السلام نے تلوار سے نشان لگانا آسان تصور فرمایا آگ کے داغ کے مقابلہ میں تو
اسے ہی اختیار فرمایا۔ یا اس زمانہ میں ایسا ہی رواج ہوگا:

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مستخر فرمادی یہ آپ کی من جانب
اللہ عزت افزائی تھی

غرض کہ بعض نے یہ بھی لکھا کہ آپ گھوڑوں میں تنے مشغول ہوئے کہ نماز سے غفلت ہو گئی اس لیے آپ
نے وہ تمام گھوڑے اللہ کی راہ میں قربان کر دیے لیکن اس پر سید الصوفیہ حضرت عبدالوہاب شعرانی اپنی
کتاب الیواقیت والجمہ اسرفی عقائد الاکابر میں تنبیہ فرماتے ہیں کہ ایسی روایات ہرگز صحیح نہیں اور ان کا
تسلیم کرنا شیخ غلطی ہے۔

بعض اس طرف گئے کہ رُذْوَا عَلٰی میں جو ضمیر ہے وہ شمس کی طرف ہے اور یہ خطاب حضرت سلیمان
علیہ السلام کا ملائکہ سے تھا جو موکلین شمس تھے۔

چنانچہ جب آپ نے رحمت شمس کا مطالبہ ملائکہ سے فرمایا کہ عصر فائتہ ادا کریں تو رحمت شمس ہوئی۔
اور آپ نے وقت پر عصر ادا فرمائی۔

اور ایسا واقعہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے ساتھ بھی ہو چکا ہے جسے علامہ خفاجی اور طبرسی نے روایت کیا
اور اس پر امام رازی نے تعجب کیا کہ جب خدا علی الاطلاق تحریک افلاک و کواکب پر صرف اور صرف اللہ
تعالیٰ ہے تو بصیغہ جمع رُذْوَا کیوں فرمایا؟

پھر فرماتے ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ضمیر جمع تعظیم کے لیے لائی جاسکتی ہے جیسے رب ارجعون میں بعض
تعظیم جمع لائی گئی۔ لیکن رحمت شمس بعد الغروب اگر ہوئی ہوگی تو دنیا نے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا لیکن کوئی
روایت اس مشاہدہ پر نہیں ملتی۔

اور اگر رُذْوَا شمس ایسا ہوا ہو جیسا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہوا
اور جیسا کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام پر ہوا جیسا کہ حدیث العیر اور یوم خندق پر ہوا جیسا کہ حضرت علی کریم
اللہ وجہہ حضور کی آرام گستری کی وجہ میں حضور پر عصر قربان کر چکے تھے تو حضور کی دعا سے سورج واپس آ گیا۔
جس کا واقعہ یہ ہے۔

فَقَدْ دُعِيَ عَنْ آسَمَا بِنْتِ عُمَيْسِ ابْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ يُوسَى الْيَسَاءَ وَدَأَسَ فِي حَجْرِ
عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فَلَمَّا بَصَلَ الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلِّتِ يَا عَلِيُّ قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَرَى أَنَّكَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ

رَسُولِكَ فَأَرَادَ دَعَايِبِ الشَّمْسِ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَمَا بَيْنَهُمَا غَرَبَتْ لَمْ تَرَ دَائِبَتَهَا طَلَعَتْ لَبَدًا مَا غَرَبَتْ وَقَفَعَتْ
عَلَى الْأَرْضِ وَذَلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِي خَيْبَرَ

حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پر وحی کا نزول ہوا اس حال میں کہ آپ کا ہر مبارک
حضرت علی کریم اللہ وجہہ کی گود میں تھا کہ حضرت علی نے حضور کی کیفیت وحی میں خلل اندازی نہ کی اور نماز
عصر نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج مغرب ہو گیا جب آثار وحی فرو ہو گئے تو حضور نے حضرت علی سے پوچھا تم نے
عصر پڑھی یا نہیں عرض کی نہیں تو حضور نے دعا کی الہی علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت
میں تھے۔ لہذا سورج واپس فرما۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب چکا تھا پھر دیکھا کہ وہ طلوع ہوا اور اس کی
کرتیں زمین پر پڑنے لگیں اور یہ واقعہ منزل صہبائے خیمہ میں ہوا۔

اس پر علامہ آلوسی ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہیں وَهَذَا الْخَبْرُ فِي صُغْنَةِ خِلَافَتِكَ فَقَدْ ذَكَرْنَا فِي
الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَالَ إِنَّ مَوْضُوعَ بِلَا شَكِّ

وَفِي سَنَدِهِ أَحْمَدُ بْنُ حَمْدَانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ
وَقَالَ ابْنُ جَبَانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ

لیکن دوسری طرف علامہ طحاوی اور قاضی عیاض اس کی تصحیح فرماتے ہیں۔

اور صاحب طبرانی اپنی معجم کبیر میں بسند حسن اسے روایت فرما رہے ہیں۔

اور شیخ الاسلام ابن عراقی شرح تقریب میں حضرت اسماء سے اس کے ناقل ہیں۔

اور ابن مردیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

اور احمد بن صالح فرماتے ہیں لَا يَنْبَغِي لِمَنْ سَبِيلُهُ الْعِلْمُ أَنْ يَخْلُفَ عَنْ حِفْظِ حَدِيثِ أَسْمَاءَ
مِنْ عِلْمَاتِ النَّبِيِّ ذَلِكَ أَنَّ خِلْفَ فِي حَدِيثِ الرَّذِيئَةِ الْخَنْدَقِي فَقِيلَ ضَعِيفٌ وَقِيلَ مَوْضُوعٌ

غرض کہ طبرانی معجم کبیر میں اور طحاوی اور قاضی عیاض اس کی سند کو حسن فرما رہے ہیں اور ابن مردیہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے راوی ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حدیث اسماء بنت عیس رضی اللہ عنہا سے خلف
نازیب ہے اس لیے کہ یہ علامات نبوت سے ہے۔

علاوہ ازیں علامہ ابن حجر ہیتمی اس کی صحت کے مدعی ہیں۔

علاوہ اس کے حدیث یوشع بن نون میں لَمْ تُعْبَسِ الشَّمْسُ إِلَّا بِوَشْعِ ابْنِ نُؤَيْبٍ جَوَابًا سَبَّ

کے اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔

اور علامہ ابن حجر سیبوی تحفۃ العلام میں فرماتے ہیں تو عَادَتِ الشَّمْسِ بَعْدَ الْغُرُوبِ عَادَ الْوَقْتُ
تَمَا ذَكَرْنَا فِي الْعِبَادَةِ۔ کہ ابن العباد کہتے ہیں اگر سورج لوٹا آیا غروب کے بعد تو وقت بھی ضرور لوٹ آیا۔
اور یہ لوٹ کر آجانا معجزانہ نشان میں سے ہے اور معجزہ نظر بند ہی نہیں ہوتی بلکہ حقیقتاً ظہور ہوتا ہے
یہی وجہ ہے کہ عصر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت پر ادا فرمائی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی فرمایا۔

مولانا علی نے واری تیری نیت پر نماز اور وہ بھی عصر جو کہ اعلیٰ حضرت کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جہاں اس پر چکے اور حفظ جہاں تو حفظ فرائن غرر کی ہے

ہاں تو نے پھر وہی انہیں جہاں اور انہیں نماز پر وہ تو کہہ چکے تھے جو کہ فی بشر کی ہے

علاوہ اس کے یہ بھی کہاں تسلیم ہے کہ عصر مشغلہ معائنہ خیل میں قضا ہوئی اس لیے کہ ایک جماعت محققین
تو اس کے معنی ہی اور کہتی ہے بیجا نیچہ تھی تو اورت باکجاب پر آ لوسی فرماتے ہیں۔ حَقُّ قَوَادِمِ الْبِحَابِ فِي
السَّابِقَةِ بِمَا يُجِبُّهَا عَيْنَ الْمُنْظَرِ۔ جس کے صاف معنی نکلتے ہیں کہ وہ گھوڑے ایسی تیزی سے دوڑے کہ نظر
سے مخفی ہو گئے۔

اور رُوْدُهَا عَلَى فَطْفِقَ مَسْحَابِ السُّوقِ وَالْعِنَاقِ بِرُؤْسِي كَهْتَمِي فِي عَرَفِ عَلَى سُلَيْمَانَ الْخَيْلُ وَهُوَ
فِي الصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ إِنِّي فِي الصَّلَاةِ فَإِذَا الْوَهْلَعْتُ حَتَّى دَخَلْتُ فِي الْأَصْطَبِلَاتِ فَقَالَ لِمَا فَرَعُ مِنْ
صَلَاةِي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْلِ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے پیش کیے گئے اس وقت آپ نماز
میں مشغول تھے تو ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں نماز میں ہوں تو وہ گھوڑے اصطبل میں داخل کر دیے گئے
جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں گھوڑوں کی کثرت کو محبوب رکھتا ہوں۔ اور آئیہ کریمہ
کی تفسیر یہ فرماتے ہیں

أَيُّ الدُّنْيَى لِي عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَخِرَةِ بِسَبَبِ ذِكْرِي نَبِيٍّ۔ یعنی یہ گھوڑے مجھے عند اللہ آخرت کے
لیے بہ سبب ذکر الہی محبوب ہیں۔ كَأَنَّهُ يَقُولُ فَتَخَلَّتْ ذَلِكَ عَنْ رُؤْيَةِ الْخَيْلِ حَتَّى دَخَلَتْ أَصْطَبِلَاتِهَا
رُوْدُهَا عَلَى فَطْفِقَ يَمْسُحُ أَعْرَافَهُمَا وَسُوقَهُمَا بِحَبَّةٍ لَهَا وَتَكْرِيماً۔ گویا آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے دیکھنے
میں میں مشغول ہوا حتیٰ کہ اصطبل میں وہ داخل ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ اب انہیں میرے پاس لاؤ جب
وہ لائے گئے تو محبت سے آپ ان کی گردنیں اور پنڈلیاں ملنے لگے اور ان کا اعزاز بڑھانے کو ایسا عمل کیا۔
اور ابن عباس۔ زمہری۔ ابن کبیر نے بھی یہی روایت کی اور طبری نے بھی اسی روایت کو ترجیح دی۔

اور امام رازی اس روایت کو بیان فرما کر جس میں عصر قضا ہونا بیان ہوا ہے چند پیغمبر بیان فرما کر
تردید کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ایسے بیانات ایک نبی کی طرف منسوب کرنا ان کی طرف از کتاب کیا کہ

کا الزام دینا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں۔
 وَالصَّوَابُ أَنْ يُقَالُ إِنَّ رَبَّاطَ الْجَيْلِ كَانَتْ مَثَدًا بِنَا إِلَيْهِ فِي دِينِهِمْ كَمَا أَنَّكَ كُنْتَ لَكَ فِي دِينِ نَبِيِّنَا
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اور صحیح یہی ہے کہ کہا جائے کہ گھوڑا باندھنا مستحب و مشروع تھا ان کے دین میں
 جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں بھی مستحب ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ إِنَّ سُلَيْمَانَ أُخْتِجَ إِلَى الْعَرْسِ وَمَجْلَسَ وَأَمَرَ بِأَخْضَارِ الْجَيْلِ وَأَمَرَ بِأَخْرَاجِهَا وَذَكَرَ أَنَّي لَا أُجْهَلُ بِالْجَيْلِ
 الَّذِي نَبَا وَنَصِيبِ النَّفْسِ إِنَّمَا أُجْهَلُ الْأُمُورِ اللَّهُ تَعَالَى وَتَقْوِيَةِ دِينِهِ وَهُوَ الْكِرَامُ مَنْ قَوْلِهِ عَنِ ذِكْرِ رَبِّي
 ثُمَّ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ بِأَعْدَائِهَا وَتَسْبِيحِهَا حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ أَيْ غَابَتْ عَنْ بَصَرِهِ ثُمَّ أَمَرَ
 الرَّايضِينَ بِأَنْ يَتَوَدَّوْا تِلْكَ الْجَيْلَ إِلَيْهِ فَلَمَّا عَادَتْ إِلَيْهِ ظَعَنَ مَسْمُوعٌ سَوْفَهَا وَأَعْنَقَهَا وَالغَضَبُ مِنْ
 ذَلِكَ لِلْمَسْمُوعِ مَمْدُودًا

سلیمان علیہ السلام کو غزوہ کے لیے تیاری کرنی پڑی تو آپ نے گھوڑوں کے معائنہ کا حکم دیا اور انہیں
 دوڑا کر دیکھنا چاہا اور فرمایا میں ان گھوڑوں کو دینے کے لیے یا اپنے نفس کے لیے محبوب نہیں رکھتا بلکہ ان سے میری
 محبت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہے اور تقویت دین الہی کے لیے اور انہی احییت حب الخیر عن ذکر
 ربی کا یہی مفہوم ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دشمن کی طرف گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا تو وہ گھوڑے
 دوڑائے اور اتنے دوڑائے کہ حتیٰ تو اورت بالْحِجَابِ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نظر سے غائب ہو گئے پھر آپ نے
 تیز بازوں کو حکم دیا کہ انہیں ٹوٹالائیں تو جب وہ گھوڑے واپس لائے گئے تو آپ نے ان کی گردنیں اور نڈلیاں
 ملیں اور اس مسح فرمانے سے تین مقصد تھے۔

اول یہ کہ انہیں شرف بخشا جائے اور ان کی عزت افزائی کی جائے اس لیے کہ لشکر کے بڑے معادن
 اور دفع عدو میں یہی عمد ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان سے آپ نے اس ضبط سیاست اور حفاظت ملک فرمانی تھی تو ان سے اظہار
 آپ نے محبت کا کیا۔

تیسرے یہ کہ آپ گھوڑوں کے معاملے میں خاص ماہر تھے ان کے امراض و عیوب جانتے تھے تو ان کی
 پینڈی پر اور گردن پر ہاتھ پھیر کر ان کا امتحان فرما رہے تھے۔ اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

فَهَذَا التَّفْسِيرُ الَّذِي تَنْطِقُ عَلَيْهِ لَفْظُ الْقُرْآنِ انْطَبَاقًا مُوَافِقًا لِأَدِلَّةِ مَنْاسِتِهِ شَيْءٌ مِنْ تِلْكَ
 الْمُتَكَرِّرَاتِ وَالْحَدِيثَاتِ إِلَى نَبِيِّهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. یہ وہ تفسیر ہے جس پر لفظ قرآن کریم ناطق ہے
 اور یہی مفہوم منطبق و موافق ہے۔

اور ہم پر اس تفسیر کے بعد کسی منکر و مخدور حیرت کا کسی نبی کی طرف فسوس کرنا لازم نہیں آتا۔
پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں پر انتہائی تعجب ہے کہ ایسی روایتیں کیوں قبول کر لیتے ہیں جنہیں
عقل و نقل قبول کرنے سے عاری ہے۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب ہمارا اساسی عقیدہ عصمت انبیاء ہے تو ہمیں ان روایتوں کی طرف
التفات نہ کرنا چاہئے۔ روح المعانی۔

اور مسح سوق و اعناق کے معنی قطع کے جو لیتے ہیں وہ واسعوا برؤسکم کے کیا معنی لیں گے۔ ان کی
تفسیر کے ماتحت تو یہ ماننا پڑے گا کہ واسعوا برؤسکم میں حکم قطع سر کا ہے حالانکہ یہ نہیں ہے۔
علامہ خفاجی فرماتے ہیں اسْتَعْمَالُ الْمَسِيحِ بِمَعْنَى الْقَطْبِ الْعُنُقِ اسْتِعَاذَةً بِمَسْحِ بَعْضِ صُرَبِ اسْتِفَارَةٍ
ہے اور حقیقی معنی ہاتھ پھیرنے کے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثَوَابًا۔ اور بے شک امتحان کیا ہم نے سلیمان
کا اور ڈالا ہم نے اس کے تخت پر ایک جسم بے جان پھر اس نے رجوع کر لیا۔
یہ اس واقعہ کا اظہار ہے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے فرمایا کہ میری جو ستر ہویاں ہیں ان پر میں ایک
رات میں پھروں گا ان سے ایک ایک سواری پیدا ہوگا جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے فرماتے ہوئے آپ
ان شاء اللہ کہنا بھول گئے اور یہ بھول عوام سے آگے ہو جائے تو یقیناً معصیت نہیں ہوتی اور اس پر پشتر عا
گرفت بھی نہیں لیکن ع جن کے رتبے میں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ عِنْدَ اِلٰهٍ
اِنْ يَّشَاءُ اللّٰهُ۔ اے محبوب آپ بغیر انشاء اللہ فرماتے کسی کام پر یہ نہ فرمایا کریں کہ کل میں یہ کام کروں گا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رسول الہی ہیں لہذا ان کی شان رسالت کا مقتضا بھی یہی تھا کہ کوئی
دعویٰ بغیر ان شاء اللہ کہے نہ کرے۔ مگر سہواً آپ ان شاء اللہ نہ فرما سکے اور ازواج میں گزر گئے۔ نتیجہ
یہ ہوا کہ کوئی بیوی بھی حاملہ نہ ہوئی۔ مگر ایک بیوی کو حمل ہوا اور اس سے بھی ناقص تخلقت ایک جسم
بے جان پیدا ہوا۔

اصلی عبارت منقولہ روح المعانی یہ ہے۔

رَسُوْلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا طَوْلَ لِيَّ عَلٰى سَبْعِيْنَ اِمْرَاةً تَاْتِيْنَ كُلَّ وَاحِدَةٍ بِفَارِسٍ مُّجَابِلٍ
فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَوْ قِيْلَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَطَّافٌ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَقْبَلُوْا اِلَّا اِمْرَاةً وَ حَادَتْ لِيَّ شَيْءٌ رَّجُلِيْ

اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قَدْ اَلَيْتُ نَفْسِي مُحَمَّدًا يَبِيدُ كَلَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاءَهُنَّ دَاهِرُ سَانَا. حضور نے فرمایا قسم بخدا اگر حضرت
 سلیمان علیہ السلام اللہ فرمادیتے تو ضرور مجاہد سوار پیدا ہوتے۔

اور صحیح بخاری میں جو حدیث ہے اس میں ستر کی جگہ چالیس بیویاں مذکور ہیں
 اور ترک استثناء پر آ لوسی فرماتے ہیں عَائِشَةُ تَوَكَّلْتُ الْاَوَّلَى فَلَئِنْ بَدَأْتُ بِذَلِكَ عَدَاةً هُوَ
 عَلَيْكَ السَّلَامُ ذَنْبًا۔ یہ ترک استثناء غایت مافی الباب ترک اولیٰ ہو سکتا ہے اگرچہ حضرت ابی بن عثمان
 کے اعتبار سے اسے بھی ذنب محسوس فرماتے ہوں۔ اور اسی کی تصریح تم اناب میں فرمائی گئی ہو۔
 اور حید سے مراد وہی ناقص الخلقیت جسم ہے جو متولد ہوا اور فالقینہ علیٰ کرسیہ کے معنی القا علی
 کرسیہ ہے جو وَصَّحَ الْقَابِلَةُ لَهَا عَلِيٌّ لِيَبْرَأَ۔ دایر نے آپ کے ملاحظہ کے لیے تحت پر لاکر ڈالنا کہ
 آپ ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس قسم کی روایتوں کے متعلق حضرت ابوہریرہ سے بعض ارباب تحقیق روایت کرتے ہیں کہ لَا
 يُشَكُّ فِي دُخْبِ اَلَا مَن كَيْتُكَ فِي عَصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ ایسی روایتوں کے موضوع ہوتے ہیں
 وہی شک کرے گا جو عصمت انبیاء میں شک رکھے۔ پھر لوسی کہتے ہیں۔

وَ اَنَا فِي حِجَّتِي هَذَا التَّخْبِيرُ لَيْسَتْ عَلَيَّ يَقِينٍ۔ اور ہم بھی اس خبر کی صحت پر یقین نہیں رکھتے۔
 اور اس قسم کی روایتیں عموماً پیشہ ور و اعطول کے لیے مفید ہوتی ہیں جن کے ستنے سے دماغی عیاشی
 اور نعرے لگا کر مجلس گرم کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ واعظ نے کیا کہہ دیا۔ منجملہ اس قسم کے افسانوں کے اور
 بہت سے واقعات ہیں۔

مثلاً خاتم سلیمانی کا ایک عجیب قصہ ہے جسے مختلف رنگ میں بیان کیا گیا۔
 اول کہا گیا کہ آپ کی سلطنت خاتم سلیمانی میں تھی اور آپ جب غسل فرماتے اور حمام میں تشریف
 لے جاتے تو اپنی انگوٹھی بستر کے نیچے رکھ جاتے۔

ایک بار آپ حمام میں غسل کو تشریف لے گئے تو شیطان نے آکر وہ انگوٹھی نکال کر بہن لی لوگ
 اس کی طرف مسخر ہونے لگے جب آپ غسل خانہ سے تشریف لائے تو دیکھا لوگ ایک شیطان کی طرف
 مائل ہیں آپ نے فرمایا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَنَا سَلِيمَانُ بِنِي اَللهِ فَمَا فَعُوْكَ فَمَا سَاخَ اَوْ يَعْزِيْنَ يَوْمَ مَا فَا
 اَهْلَ سَفِيْنَةٍ فَا عَطُوْكَ حُوْتًا فَسَقَمًا فَا ذَا هُوَ بِالْخَاتِمِ فِيْهَا فَتَحْتَمُ بِهٖ ثُمَّ جَاءَهُ فَخَذَ بِنَاصِيَتِهٖ
 لے لوگو میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں تو لوگوں نے انکار کیا آخر آپ چالیس دن پھرتے رہے ایک روز تشریف

والوں میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی پیش کی آپ نے اسے کاٹا تو اس کے شکم میں وہ انگوٹھی نکلی آئی آپ نے وہ پہنی پھر آپ تشریف لائے اور اس شیطان کی چوٹی پکڑ کر قید فرمایا۔ اور نسائی۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ناقل ہیں اور ابن حجر اور سیوطی سند قوی سے راوی ہیں کہ ابن عباس فرماتے ہیں اَرَادَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَدْخُلَ الْخَلَاءَ فَأَعْطَى الْجَاهِلَةَ خَائِنَةً وَكَانَتْ إِمْرَأَةً وَكَانَتْ أَحَبَّ نِسَائِهِ إِلَيْهَا فَجَاءَ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا هَاتِي خَائِنَتِي فَأَعْطَتْهَا فَلَمَّا لَيْسَتْ دَانَتْ الْإِنْسَانَ وَالْجِنَّ وَالشَّيَاطِينَ فَلَمَّا خَرَجَ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا هَاتِي خَائِنَتِي قَالَتْ قَدْ أَعْطَيْتُكَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنَا سُلَيْمَانَ قَالَتْ كَذَبْتَ كَذَبْتَ لَسْتَ سُلَيْمَانَ فَجَعَلَ لَهَا فِي أَحَدِهَا فَيَقُولُ لَهَا أَنَا سُلَيْمَانَ إِذْ كَذَبَتْ بِهٖ حَتَّى جَعَلَ الصَّبِيَّاتُ يَوْمُونَ بِأَجْمَادِهَا فَلَمَّا دَايَ ذَلِكَ عَرَفَتْ أَنَّهَا مِنْ أَمْرٍ لِلَّهِ تَعَالَى وَهِيَ الشَّيْطَانُ يَجْعَلُ بَيْنَ النَّاسِ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت الخلاء جانے کے ارادے سے جرادہ کو اپنی انگوٹھی دی یہ آپ کی تمام بیویوں میں محبوب بیوی تھی شیطان متمثل بصورت سلیمان ہو کر آیا اور انگشتری طلب کی جرادہ نے دے دی اس نے اس انگشتری کو جیسے ہی پہنا انسان و جن اور شیاطین اس کے تابع ہو گئے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے بیوی سے فرمایا میری انگشتری دو جرادہ بولوی میں تو وہ انگشتری سلیمان کو دے چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا میں سلیمان ہوں جرادہ کہنے لگی تم جھوٹ بولتے ہو تم سلیمان نہیں غرضکہ آپ جس کے قریب جا کر فرماتے کہ میں سلیمان ہوں سب جھٹلاتے حتیٰ کہ بچے آپ پر ہتھیار پھینکتے گئے۔

جب آپ نے دیکھا کہ تو بت بہا تک پہنچ گئی ہے تو سمجھے کہ اللہ کے حکم سے ہے اور شیطان جس نے انگشتری لی تھی وہ حکمرانی پر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں میں مقدمات کے فیصلے دینے لگا۔

مختصر یہ کہ پھر اس فرضی سلیمان کی طرف سے اس کی بد اعمالیوں کی بنا پر تنقیر پیدا ہوا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری حکومت منقطع ہے غرضکہ اس نے وہ انگشتری دریا میں ڈال دی اور اسے ایک مچھلی نے نکل لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان ایام میں دریا کے کنارے مزدوری فرماتے رہے۔

ایک روز ایک شخص مچھلیاں خرید کر اجرت پر حضرت سلیمان کو ساتھ لے گیا جب آپ اس کے گھر تک وہ مچھلیاں پہنچا دیں تو اس نے ایک مچھلی آپ کو دی آپ نے جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں وہ انگشتری ملی آپ نے وہ پہن لی فی الفور آپ کی پیروی کے لیے اللہ و جن و شیاطین سب حاضر ہو گئے اور کئی ہوتی سلطنت لوٹ آئی۔

اور وہ شیطان جس نے وہ انگشتری لی تھی ایک جزیرہ کی طرف بھاگ گیا آپ نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تو اس کی گرفتاری پر کوئی جن کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ ایک روز وہ سو رہا تھا تو جنوں نے اس کے اوپر ایک مکان بنا دیا جو درمیان میں بیٹھے سکے کا تھا۔

غرض کہ ایک دن وہ مارا گیا اس کے رنج میں جرادة جو آپ کی محبوب بیوی اور اس جن کی بیوی تھی اروتی رہی اور اس کے آلتوں کو کسی وقت خشک نہ ہونے لگے وغیرہ وغیرہ۔
مختصر یہ کہ اس شیطان کا نام روایت سدی سے حقیق لکھا گیا۔
اور بعض نے اس کا نام صخر تیارا۔

بعض نے اس سے بھی زیادہ نہ معلوم کیا کیا لکھا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِي تَفْسِيرِ رُوحِ الْعَانِي۔
لیکن اس قسم کی روایتوں پر آلوسی، ابن حبان وغیرہ کی تحقیق نقل کرتے ہیں کہ إِنَّ هَذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ
أَوْصَاعِ الْيَهُودِ وَالنَّارِ دَقَّةِ الشُّؤْمِطِ يُسْتَبْتَرُ وَلَا يُبَيِّنُ لِعَاقِلٍ أَنْ يُعْتَقَدَ مَا فِيهَا إِذْ نَسَّأَلُ اللَّهُ تَعَالَى سَلَا
بِهَيْبَتِنَا وَعَقُولِنَا وَمِنْ أَفْجَحِ مَا فِيهَا زَعْمُ تَسَلُّطِ الشَّيْطَانِ عَلَى نِسَاءِ بَنِي۔

یعنی اس قسم کی روایات اسرائیلیات اور یہودیوں کی گھڑی ہوئی ہیں اور ان کی صحت پر یقین کرنا بے
عقل لوگوں کا کام ہے اس لیے کہ انبیاء کرام کی نبوت و معجزات پر شیطان تسلط ہرگز ممکن نہیں۔
اور تم اناب سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ماسوی اللہ سے القطار اور اپنے رب کی طرف بھاگ
فرمانا ہے جو شایان شان انبیاء علیہم السلام ہے چنانچہ آپ نے اپنے رب سے ملک عظیم طلب فرمایا
اور عرض کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَخِيذٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اے میرے رب مجھ
کو بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے بیشک تو بڑا بخشش فرماتے والا ہے۔
لَا يُبَيِّنُ لِأَخِيذٍ مِنْ بَعْدِي بِمَا لَوْ سِي فَرَلْتُمْ فِي وَهُوَ أَحَدٌ مِنْ أَنْ يَكُونَ الْغَيْرُ فِي عَصْوَةٍ بِهَا لَا
يُنْبَغِي عَامٍ هِيَ اس سے کہ آپ کے زمانہ میں غیر الہی سلطنت والا نہ ہو۔

اور عبد بن حمید اور بخاری و مسلم اور نسائی اور حکیم ترمذی نو اور الاصول میں اور ابن مردودہ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن والنس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
بھی تصرف تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَفْرِيَّتَا يَتَفَلَّتُ عَلَى الْبَارِحَةِ لِيَقْطَعَ عَلَى صَلَوَتِي
وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَلَنِي مِنْهُ فَلَقَدْ هَمِمْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَلْصِقُوا

فَتَقَرَّبَ إِلَيْهِ مُكَلَّمًا فَدَنَّهُ فَأَتَى كُنُوزًا كُفْرًا وَعَبَدَ مُكَلَّمًا أُولَىٰ بِمُكَلَّمِهِ
فَرَّغَ اللَّهُ تَعَالَىٰ خَاسِمًا.

حضور سید یوم القشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سرکش جن نے صبح ہماری طرف التفات فرمایا
تاکہ ہم پر نمازیں اٹھا کرے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قوت عطا فرمائی ہوئی تھی تو ہم نے ارادہ کیا کہ
اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیں حتیٰ کہ جب دن نکلے تو تم لوگ سب اسے دیکھو کہ ہمیں ہمارے بھائی
حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آ گیا جو انہوں نے اپنی دعائیں فرمایا تھا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُكَلَّمًا
يَتَّبِعُنِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي كَوَيْلِي كَمَا وَهَبْتَ لِي مُكَلَّمًا

اور لا يَتَّبِعُنِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ان کے زمانہ کے اہل
سلطنت ہیں اور یہ معجزانہ سلطنت طلب کرنے کی وجہ بتاتے ہیں إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فِي ذَمِّ الْجَبَّارِينَ
وَقَفَّاحِيهِمْ بِأَمَلِكِ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ظالم جابر بادشاہوں کا تھا اور وہ اپنی مملکت پر فخر
کیا کرتے تھے تو آپ نے اپنے رب سے وہ سلطنت طلب کی جس کا مقابلہ کرنے سے تمام سلاطین جبارین
عاجز ہوں اور اس کی تفسیر فرمائی گئی۔

فَمَعْرُوفًا لِّمَنْ دَرَجَاتٌ يَّرْتَمِقْنَ يُرْتَمِقْنَ وَأَصَابَ كَؤُودٌ مِّنْ أَوْبَانِ كَمَا وَهَبْتَ لِي مُكَلَّمًا
كَمَا وَهَبْتَ لِي مُكَلَّمًا

یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ سلطنت سلیمانی اس لیے نہ تھی کہ آپ حکومت چاہتے تھے بلکہ
جس قوم میں جو نبی مبعوث ہوا اسے وہی معجزانہ عطا کیے گئے جو ان کے تفاخر و تکبر کو مٹانے والے ہوں چنانچہ
عہد سلیمانی جبارین حکمرانوں کا تھا۔ آپ کو ایسی معجزانہ سلطنت دے کر مبعوث فرمایا گیا جس سے
ان کا تفاخر و تکبر کٹ گیا۔ عہد موسوی میں ساحری کا زور تھا حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو ایک عصا سی ایسا معجزہ
معاطا ہوا کہ جادو گروں کو سر بسجود ہو کر ایمان لانا پڑا۔

عہد مسیح علیہ السلام میں فن طب زوروں پر تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم و ابرہہ اور اجیاء موتی
کا معجزہ دے کر مبعوث فرمایا جس سے تمام قوم مغلوب ہو گئی۔

عہد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں فصاحت و بلاغت کا اتنا زور تھا کہ میدان فصاحت میں
کوس لکن الملک سجانے والے موجود تھے انہیں مقہور کرنے کے لیے حضور کو وہ کلام معجز نظام عطا فرما
کر بھیجا کہ اس کلام کا مقابلہ ایک سورت ایک آیت سے بھی کوئی نہ کر سکا۔

چنانچہ روح المعانی میں ہے إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فِي ذَمِّ الْجَبَّارِينَ وَقَفَّاحِرُهُ بِالْمُلْكِ

وَمُعْجَزَةً كُلِّ نَبِيٍّ مِّنْ حُنُسٍ مَّا اسْتُهْرَفِيْ عَصِيْرَةَ الْاَثَرِيْ اَسْتَهْرَفَا لَمَّا اسْتَهْرَفَا السَّحْرَ وَغَلَبَ فِيْ عَهْدِ الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَهُمْ بِمَا يَبْتَلَقُ مَا اَتَوَابِعِ .

وَلَمَّا اسْتَهْرَفَا الطَّبَّ فِيْ عَهْدِ الْمَسِيْحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَهُمْ بِاَيِّدِ الْاَكْبَسِ قَالَا بَرِحْنَا فَاحْبَابُ الْمَلِكِ
وَلَمَّا اسْتَهْرَفِيْ عَهْدِيْ خَاتِمِ الرَّسُلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَصَاحَةَ اَنَا هُمْ بِكَلَامِهِمْ لَمْ يَقْبَلُوْا
عَلَى اَقْصَرِ فَضْلٍ مِّنْ فَضُوْلِهِ .

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدت سلطنت چالیس سال بتائی گئی۔ اور آپ کی آزمائش میں سال سلطنت کرنے کے بعد ہوئی جیٹ قال الاوسی و ذکر بعض الذہبین الی ذلک اثناء علیہ السلام اقام فی ملکہ قبل ہذہ الفتنۃ عشرین سنۃ و اقام بعدہا عشرین سنۃ۔

اور اسرائیلیات کا رد جو کیا گیا وہ اس وجہ میں کیا گیا کہ اوسی نے معقول و جہ بیان کی وہ کہتے ہیں رد الحق ان استعد ام العجت الثابت سلیمان علیہ السلام لکن یواسطرت اسماء و قد یخصات بل هو تسعیو الرہی من غیر فاسطرت شی صحیح یہ ہے کہ جنوں کا مطیع ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہر کسی اسم یا ریاضت سے ہرگز نہ تھا۔ بلکہ یہ تسخیر من جانب اللہ تھی جو بلا واسطہ کسی عمل اور انکسری کے تھی۔ ورنہ آج بھی سب عامل ایسے ہیں جو حاضر ات کے جنوں کے بادشاہ تک کو طلب کر لیتے ہیں اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو عاملوں اور انبیاء کے ام میں کیا فرق ہوگا۔

اوسی فرماتے ہیں ومن الاتفاقیات الغریبۃ ائی اجتمعت یوم تفسیر ہی ہذہ الآیۃ یوجی موصیٰ بدعی ذلک ذامتنہ بما یصدق دعوا کا فی محفل عظیم و آئی بالجیب العجاب۔ اتفاقاً دن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تھا کہ ایک موصلی نے میرے سامنے دعویٰ کیا کہ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں میں نے اس کے دعویٰ کی تصدیق کی لیے اس کا امتحان لیا اس نے بھری محفل میں پڑے پڑے عجائبات دکھائے اور اس کے اس مظاہرہ میں کسی قسم کے شعبدہ کا بھی احتمال نہیں ہوا اس لیے کہ بڑے بڑے ذی فہم وال موجود تھے اور اس نے کوئی اسلج یا پردہ نہیں رکھا تھا جیسا کہ شعبدہ دکھانے والے کرتے ہیں تو۔

فَقَرْنَاكَ الرَّيْحَ تَجْرِحِيْ بِأَمْرِهِ رُخَاءَ حَنْتِ اَصَابَ فِيْ عَطَا رِيَانِيْ بِالْمَعَادِضِ هِيَ مَاتِيْ لِلذَّمِّ هِيَ
یعنی یہ مرتبہ استغفار کے بدلہ نہیں تھا بلکہ استغفار تو انبیاء کے ام کا خاصہ ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ائی استغفر اللہ فی کل یوم سبعین موعۃ۔

اور اگر استغفار کے بدلے میں یہ عطا مانی جائے تو آپ کہہ لیں یوں مانتی پڑے گی فققرناک و سخرناک
الرَّيْحَ حَالًا نَكَ آیت یوں ہے کہ انا ب قال رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاِحِدٍ اَنْ يَّجْرَا شَادِيْ

فَمَقْرِنَا لِمَا لَمْ يَجْعَلْ تَجْرِ فِي بَأْمُرِكَ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ . یہاں ریح فرمانا اس وجہ میں ہے کہ دشمن کو زیر کرنے کے لیے یہ تسخیر ریح تھی اور اِنَّ الرِّيحَ تَسْتَعْمَلُ فِي الشَّوْرِ وَالرِّيحَ فِي الْخَيْدِ۔ ریح محاورہ میں شر کے موقعہ پر استعمال ہوتی ہے اور ریح خیر کے لیے۔ تو جب ریح شر مسخر کر دی گئی تو ریح تو بطریق اولیٰ مسخر مانی جائے گی چنانچہ

تَجْرِ فِي بَأْمُرِكَ سے وضاحت ہے کہ ریح جو شر کے لیے تھی وہ بھی آپ کے حکم سے چلتی تھی۔

رُخَاءً۔ اُنہی اور وہ بھی نرم نرم چلتی تھی۔ رُخَاءُ۔ رخاوت سے ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَسَلِيمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةٌ جِسْمِ كَيْفِ مَعْنَى هِيَ هَوَلَتْ شَدِيدَةً فِي تَوْخَلَّاصِهِ نَكَلًا كَمَا مَرَّ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَمَ اَوْ رَخَتْ حَلَّتِي تَحْتِي۔

اگرچہ اصل خلقت کے اعتبار سے وہ شدید ہوتی تھی لیکن حکم سلیمانی سے وہ نرم اور ملکی رہتی تھی اور جب آپ کی سواری جاتی تو شدید و تند ہو جاتی تھی تو یہ دونوں حال ظاہر کئے گئے کہ جب آپ چاہتے نرم ہو جاتی اور جب آپ چاہتے تو شدید ہو جاتی اس لیے کہ جب مسخر و مطیع کر دی گئی تو امر سلیمانی کے ماتحت ہی لے چلنا تھا۔ پھر

حَيْثُ أَصَابَ فَمَا كَرِهَ اَوْ رَخَتْ فَمَا دَامَ جِسْمِ كَيْفِ مَعْنَى هِيَ هَوَلَتْ شَدِيدَةً فِي تَوْخَلَّاصِهِ نَكَلًا كَمَا مَرَّ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَمَ اَوْ رَخَتْ حَلَّتِي تَحْتِي۔

قائدہ بھی اَصَابَ کے معنی اَرَادَ فرماتے ہیں۔ یہ لغات بحیرہ یا بحیر سے ہے۔ پہلی شان تسخیر ہوا تھا کہ اب دوسری شان کا بیان ہے۔

وَالشَّيَاطِينِ كُلِّ نَبَاءٍ دَعْوَايَ وَآخِرِينَ مَقْرِنِينَ فِي الْاَصْفَادِ۔ اور مسخر کیے ہم نے دیو تعمیر کرنے والے اور غوطہ زن اور دوسرے جو مقید ہیں زنجیروں میں۔

یہ عطف ہے وَتَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ پھر۔ یعنی جو دیو قوت تعمیر رکھتے ہیں وہ اور جو دریا میں غوطہ لگا سکتے ہیں وہ

مسخر کیے اور ان کے علاوہ دوسرے جن جو مقید ہیں۔

اَصْفَادِ صَفْدُ كِي جَمْعُ هُوَ اَوْ رِقْدُ كَيْفِ مَعْنَى دِيْنَا هُوَ۔

اور یہ بھی قول ہے کہ مَقْرِنِينَ فَمَا كَرِهَ فِي الْاَصْفَادِ فرماتے ہیں اَعْنَى الثَّقَلَيْنِ يَجْعَلُ الْاَلَمِينَ

اِلَى الْعُنُقِ۔ اس سے مراد وہ زنجیر ہے جس سے دونوں ہاتھ باندھ کر گردن تک قید کیا جائے اس لیے صَفْدُ

کہہ کر قیدہ مراد لیتے ہیں اور اس سے وہ سرکش شیاطین مراد ہیں جو قید رکھے جاتے ہیں چنانچہ رُوحُ الْمَآثِيں

هِيَ وَالْمَرَادُ بِهَؤُلَاءِ الْمَقْرِنِينَ الْمَرْجَةُ مَقْيِدًا۔ اس سے مراد وہ سرکش شیاطین ہیں جو قید ہیں۔ تو تعمیر کرنے

والوں سے محل بنوائے جاتے اور غوطہ زنوں سے دریا کے موتی اور جو اسرار نکلوئے جائے وہو عَابِدُ

السَّلَامُ عَلَى مَا قَبِلَ أَوَّلَ مَنْ اسْتَسْتَجَّحَ الدُّرَّ حَضْرَتِ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ وَهِيَ فِي خَيْرٍ مِمَّنْ نَعَى أَوَّلَ دَرِيَا أَوْ سَمَدًا
سے ہوتی نکلوانے۔

اور شیاطین اگرچہ اجسامِ ناریہ لطیفہ رکھتے ہیں اور ارواحِ خبیثہ مجروحہ ہیں ان کا مقید کرنا ممکن نہیں لیکن
معجزانہ شان سے ان کا قید کرنا بھی ممکن ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عفریت کو قید فرمایا کہ مسجد کے
ستون سے باندھنے کا ارادہ فرمایا اور بذرِ ریحہ عزیمت و اعمالِ حُب غیر نبی بھی اس پر قادر ہے تو نبی کی شان
تو معجزانہ طور پر بظاہر الہی بطریقِ اولے قادر ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

هَذَا عَطَاؤُنَا مَا مَنَنْتُ إِذَا مَسَّكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَإِنَّ لَكَ جَنَّةً نَالَتْ لِقَائِي وَحَسَنَ مَا يَبْرَأُ بِهَا مِثْلِي
تو احسان کرو جس پر چاہو اور روکے رکھو تم پر اس معاملہ میں کوئی محاسبہ نہیں اور سلیمان کے لیے ہمارے پاس
تقرب اور بہترین ٹھکانہ ہے۔

یہ مخاطبہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بطور حکایت ہے جو بفرضِ اطہار عظمتِ شان بیان فرمایا۔ یا
تقولیض اختیار کے لیے فرمایا کہ جو نعمتیں تم نے آپ کو دیں آپ اس پر کتنے فخر میں جیسے چاہیں جتنا چاہیں
جو چاہیں جب چاہیں عطا فرما کر کسی پر احسان کریں یا تمام قوتیں اپنی ذات تک روک رکھیں بغیر حساب۔
اس پر آپ سے محاسبہ نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: مَا حَكَايَةٌ لِمَا حُوِّطَ بِهِ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنِيَّةٍ لِعَطَاؤِ شَانِ
مَا أُوتِيَ مِنَ الْمَلِكِ وَإِنَّهُ مَقْوُصٌ إِلَيْهِ تَقْوِيضًا كَلِمًا. گویا یوں ارشاد فرمایا۔

هَذَا الْكُنَى اعْطَيْنَاكَ مِنَ الْمَلِكِ الْعَظِيمِ وَالْبَسْطَةَ السَّلْبِيَّةَ عَلَى مَا لَوْ تَسَلَّطَ عَلَيْكَ عَطَاؤُنَا
الْخَاضِ بِكَ فَاَعْطِهِ مَنْ شِئْتَ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ غَيْرَ مَحَاسِبٍ عَلَيَّ شَيْءٍ مِنَ الْأَمْرَيْنِ وَلَا مَسْئُولَ عَنْهُ
فِي الْآخِرَةِ لَتَقْوِيضِ الْمَقْدُورِ فِيهِ إِلَيْكَ عَلَى الْإِطْلَاقِ. ابن مسعود کی قرأت میں تو صاف ہے۔ هَذَا إِذَا مَنَنْتُ
أَوْ إِذَا مَسَّكَ عَطَاؤُنَا بِغَيْرِ حِسَابٍ.

اور ذلکی کا ترجمہ فرماتے ہیں: لَقَرِبَتْ دِكْرًا مَعَهُ مَالَهُ مِنَ الْمَلِكِ الْعَظِيمِ يَعْنِي سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْلِ
بہارِ اقرب اور ہماری طرف سے عزت ہے مع مال اور ملکِ عظیم کے۔
اور حَسَنَ مَا يَبْرَأُ بِهَا مِثْلِي. حَسَنَ مَوْجِعَ فِي الْجَنَّةِ. اچھا ٹھکانہ جنت میں ہے۔

اور باوجود اس مرتبہ جلیل کے آپ کے عجز و انکساری کی یہ شان تھی کہ آپ اپنے ہاتھ سے کھیت میں
پانی دیتے جو کی روٹی نوش فرماتے اور بنی اسرائیل کے لیے اچھی چیزیں کھلاتے۔ یہ روایات احمد نے مذہب
میں عظمت سے نقل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ قَالَ دَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
رَفَعَ سُلَيْمَانَ طَمَعًا لِّلْسَّمَاءِ تَخَشُّعًا۔

اور آپ کے زمانہ میں ملوک فارس سے کیخسرو و تھار
پنا پڑھتے ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت
داؤد علیہ السلام کی سلطنت پر زمانہ کیخسرو ابن سیاوش میں قبضہ فرما کر ملک شام کی طرف رخ فرمایا
اور عراق تک فتح کیا۔

جب یہ تمبر کیخسرو کو پہنچی تو وہ خراسان کی طرف بھاگ گیا اور چند دن زندہ رہ کر مر گیا۔
پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مرو پر قبضہ فرما کر بلاد ترک فتح کیے پھر چین کے ملکوں سے بھی
تجاوز فرما کر بلاد فارس فتح کر کے چند دن یہاں ٹھہرے پھر آپ واپس ملک شام میں تشریف لائے
اور بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا جب اس سے فارغ ہوئے تو تمامہ کی طرف رخ فرمایا اور یہاں سے
صفا تک فتح فرمایا۔

پھر بلاد مغرب اور اندلس اور طنجہ وغیرہ پر قبضہ کیا اور ہر جگہ افواج سلیمانی کے کیپ قائم کیے۔
روح المعانی مُسَبِّحَاتُ الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْكَبِيْرِ كَلِيْمٌ مِّنْ مَّلِكِهِ دَلَالَةٌ بِقَضَى سُلْطَانِهِ

بامحاورہ ترجمہ پو تھار کو ع سورۃ قص ۳۱

اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جبکہ اس نے
پکارا اپنے رب کو کہ مجھے شیطان نے چھو تکلیف
واید کے ساتھ۔

مہم نے فرمایا بار اپنا پاؤں زمین پر یہ ہے سر دھتہ
کھنڈا تہانے کو اور پینے کو۔

اور ہم نے عطا فرمایا اسے اس کے گھروالے اور
ان کی مثل اپنی رحمت سے اور نصیحت عقلمندوں کو۔

اور ہم نے فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر
اسے مار اور قسم نہ توڑ ہم نے اسے صابر پایا اچھا

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أِنِّی
مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِضُرِّ وَعْدَانِیْہ

اَلرَّكْضِ بِرِجْلِکَ هَذَا مُعْتَسِلٌ بِاِدْرَادِ
تَلَابِہ

وَوَهَبْنَا لِمَا اٰهَلْنَا وَصَلَّوْا مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ
ذِكْرًا لِّاٰقِلِ الْاَلْبَابِ ہ

وَعَدْنِیْ بِدَاکَ صُغْرًا فَاَصْرَبْ بِہ وَلَا تَمَحَّنْ
اِنَّا وَجَدْنَا صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّا

بندہ ہے بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔
اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور
یعقوب قوت اور علم والوں کو۔
بے شک ہم نے انہیں ایک گھری بات سے قیام
تختا وہ اس گھر کی یاد ہے۔

اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً چنے ہوئے اور
پسندیدہ ہیں۔

اور یاد کر واسع اور الیسع اور ذوالکفل کو اور یہ
سب اچھے لوگ ہیں۔

یہ نصیحت ہے اور یقیناً نیکوں کا ٹھکانا ہے۔
بسنے والے باغ کھلے ہوئے ہیں ان کے لیے دروازے
ان میں تکیہ لگائے ہوں ان میں جو چاہیں کثرت سے
میوے ہوں اور پنیے کو شربت۔

اور ان کے پاس پاک دامن بیویاں ہوں ایک عمر کا
یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ حساب کے دن کا ہے۔
بیشک یہ ہمارا روزی دیا ہوا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔
یہ ہے اور بیشک سرکشوں کا برا ٹھکانا ہے۔

جہنم کہ اس میں جائیں گے وہ بیشک برا بھوناب ہے۔
یہ ہے تو اسے چکھیں ابلتا پانی اور پیپ۔
اور اسی کی شکل کی اور چیزیں۔

ان سے کہا جائے یہ ہے اور فوج ہمارے ساتھ
دعوتی پڑتی ہے جو ہمارے ساتھ کھتی انہیں مبارک
تہ ہو یہ تو جہنم میں جائیں۔

بولیں بلکہ تمہیں مبارک نہ ہو تمہیں نے گے بھیجا ہے
لیے تو بہت برا ٹھکانا ہے۔

اَوَابٍ ۝

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرٰهٖمَ وَاِسْحٰقَ وَيٰعِقُوْبَ
اُولٰٓئِکَ اٰتٰی وَاَلْبَصٰرَہٗ
اِنَّا اَخْلَصْنٰہُمْ بِمَا لٰصَتْ ذِکْرَ الدّٰارِہٖ

وَاِنھُمْ عِنْدَ نٰلِیْنٍ لِّلْمُصْطَفٰیْنَ الْاٰجِارِہٖ

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَاَلِیْسَعَ وَاِذَا الْکِفْلَ کُلِّ مِّنْ
الْاٰجِارِہٖ

ہٰذَا اِذْ ذُکِّرَ اَنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لِحَسَنَ مَا یَبِہٖ
حَسَنٌ عَدْنٍ مُّقْتَدٰتِہُمْ الْاَبْوَابُ ۝
مُتَّکِیْنِ فِیہَا یَدْعُوْنَ فِیہَا بِقٰلِہٖ کَثِیْرًا
وَشَرَابُہٗ

وَعِنْدَہُمْ قَصِیْرٰتُ الطَّرْبِ اَتْرَابُہٗ

ہٰذَا اَمَّا تُوْعَدُوْنَ لَیَوْمِ الْحِسَابِ ۝
اِنَّ ہٰذَا لَمِرْ رُزْقًا مَّا لَمْ یُنْفَاقِہٖ
ہٰذَا اِنَّ لِّلطَّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَا یَبِہٖ

بِھُمْ یَصْلُوْنَہَا فِیْسُ الْمَہٰدِہٖ
ہٰذَا اَقْلَبُ وَاَقْوٰہُ جِیْمٌ وَّعَسَاقِہٖ

وَاٰخِرُ مِّنْ شَکْلِہٗ اَزْوَاجُہٗ

ہٰذَا اَفْوَجٌ مُّقْتَدٰتِہُمْ لَامْرَجًا بِہُمْ اَتْرَابُہُمْ
صٰلُوْا النَّارَہٗ

قَالُوْا یٰلَ اَنۡتُمْ لَامْرَجًا بِکُمْ اَنۡتُمْ قَدۡمَقُوْا
لَنَا فِیْسَ الْقَرٰرَہٗ

قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا أَفْرُدْكَ عَدَابًا
 مُنْفَا فِي النَّارِ
 وَقَالُوا مَا لَنَا لَنْزِي رَجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِثَّ
 الْأَشْرَارِ
 أَخَذْنَا لَهُمْ سِجِّينًا أَمْزَاجَتْ عَنْهُمْ
 الْأَبْصَارَ
 إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ تَخَافُكُمْ أَهْلُ النَّارِ

بولے اے ہمارے رب جو آگے لایا یہ مصیبت تو
 زیادہ کر انہیں دو چند عذاب جہنم میں۔
 اور ہمیں کیا ہوا کہیں گے ہم ان لوگوں کو نہیں
 جہنم برا سمجھتے تھے۔
 کیا ہم نے انہیں مستخر انبالیایا آنکھیں ان کی طرف
 سے پھر گئیں۔
 بے شک یہ ضرور حق ہے جہنمیوں کا باہم جھگڑا۔

لفظی ترجمہ

و۔ اور	اَذْكُرْ يَا ذَكَر	عَبْدًا بِنْدے	تَا۔ ہمارے
اَيُّوبَ۔ اَيُّوبِ كُو	اِذْ۔ جِکے	تَاذِي۔ پکارا اس نے	رَبِّهٖ۔ اپنے رب کو
اَيُّ بَشِيك	مَسْتَقِي جھپو مجھے	الشَّيْطَانُ شَيْطَانُ نِي	بُنْصِبُ تَكْلِيْف
و۔ اور	عَدَابٍ۔ اِذَا سِي	اِرْكُضْ۔ مار زمین پر	بِحِجَابٍ۔ اپنا پاؤں
هَذَا يِي	مَغْتَسِلٍ۔ چشمہ سے نہانے کا	بَارِدٌ۔ ٹھنڈا	و۔ اور
شَرَابٍ۔ پینے کا	و۔ اور	وَهَبْنَا عَطَا كِيَا سَمِ نِي	كِدْ۔ اس کو
اَهْلًا سَكَّة كَهْرَوَالِي	و۔ اور	مِثْلًا مِثْلُ اِن كِي	مَعْمُ۔ انکے ساتھ
رَحْمَةً يِي رَحْمَتِ يِي	مِنَّا۔ ہم سے	و۔ اور	ذِكْرِي نَصِيحَتِ يِي
اُولٰٓئِي الْاَلْبَابِ عَقْلَمِنْدُوں كِي لِيِي	و۔ اور	خَذَّ۔ لِيكُر	و۔ اور
بَيِّنَاتٍ اِيْنِي مَاتَهِيں	ضَعْنَا۔ جھاڑو	فَاُضُوْبُ۔ تو مار	يِي۔ اس کو
و۔ اور	لَا رَتِي	تَحْنِثُ۔ قسم توڑ	اِنَّا بَشِيكِ هَمِ نِي
وَجَدْنَا يَا يَا	كَ۔ اس کو	صَابِرًا صَبْر كُوْنِي وَا لَّا	نَعْمُ۔ اچھا
اَلْعَبْدُ۔ بندہ تھا	اِنَّهٗ۔ بَشِيكِ وَه تَهَا	اَوَّابٍ۔ پُرا ر جو ر كَر نِي وَا لَّا	و۔ اور
اَذْكُرْ يَا ذَكَر	عِيَادَتَا۔ ہمارے بندوں	اِبْرَاهِيْمَ۔ ابراہیم	و۔ اور
اِسْحٰقَ۔ اِسْحٰقِ	و۔ اور	يَعْقُوْبَ۔ يعقوب کو	اُولٰٓئِي الْاَبِيَا نِي يِي قُوْتِ

وَلَعَلَّ	و۔ اور	الْأَبْصَارِ عِلْمِ وَالْ	إِنَّا بَشِيرٌ
أَخْتَصْنَاهُمْ بِمَنْ لَمْ يَكُنْ	و۔ اور	مَعَالِيَتِهِ كَهَرِي بَاتٍ	ذِكْرٌ - وَهِيَ يَادُ
الْمَدَارِ اس كَهْرِي	و۔ اور	إِنَّمَا بَشِيرٌ وَه	عِنْدَنَا - بِنَارِ كَرِيمٍ
لَمْ يَكُنْ الْمَصْطَفِيَّتِ	و۔ اور	الْأَخْيَارِ لَسْتُمْ يَدْرِكُونَ	و۔ اور
أَذْكَرٌ بِأَوْكِر	و۔ اور	وَالسَّعْيِ السَّعْيِ	وَالسَّعْيِ السَّعْيِ
وَالسَّعْيِ السَّعْيِ	و۔ اور	وَالسَّعْيِ السَّعْيِ	وَالسَّعْيِ السَّعْيِ
ذَا الْكِفْلِ - ذُو الْكِفْلِ	و۔ اور	هَذَا - يَه	ذِكْرٌ نَفِيحٌ يَه
مِنَ الْأَخْيَارِ لَسْتُمْ يَدْرِكُونَ	و۔ اور	إِنَّا بَشِيرٌ	وَالسَّعْيِ السَّعْيِ
وَالسَّعْيِ السَّعْيِ	و۔ اور	جَنَّتْ - بَارِعٌ	مَابٍ - مَحْكَانَةٌ يَه
إِنَّا بَشِيرٌ	و۔ اور	الْأَجْوَابِ - دَرَوَارِ	لَهُمْ - ان كَسْبِ
جَنَّتْ - بَارِعٌ	و۔ اور	فِيهَا - اس میں	يَتَدَاعَوْنَ - لَكِنِ كَسْبِ
الْأَجْوَابِ - دَرَوَارِ	و۔ اور	شَرَابٍ - شَرِبَتْ	و۔ اور
فِيهَا - اس میں	و۔ اور	قَصْرَاتٍ - نِيحِي	لَهُمْ - ان كَسْبِ
شَرَابٍ - شَرِبَتْ	و۔ اور	مَا جُو	هَذَا - يَه
قَصْرَاتٍ - نِيحِي	و۔ اور	إِنَّا بَشِيرٌ	الْحِسَابِ عَسَابِ كَا
مَا جُو	و۔ اور	لَا - اسكو	مَا - نَهْنِي يَه
إِنَّا بَشِيرٌ	و۔ اور	إِنَّا بَشِيرٌ	و۔ اور
لَا - اسكو	و۔ اور	جَهَنَّمَ - جَهَنَّمَ	مَابٍ - مَحْكَانَةٌ يَه
إِنَّا بَشِيرٌ	و۔ اور	هَذَا - يَه	الْمَهَادُ - مَحْجُونَا
جَهَنَّمَ - جَهَنَّمَ	و۔ اور	عَسَائِي - سِي	و۔ اور
هَذَا - يَه	و۔ اور	أَزْوَاجٍ - مَلْتِي مَلْتِي	مِنَ شَكْلِهِ - اسكي شَكْلِ
عَسَائِي - سِي	و۔ اور	مَعَكُمْ - لَهَارِ سَاكِر	مَقْتَحُونَ - دَاخِلِ سَوْنِ
أَزْوَاجٍ - مَلْتِي مَلْتِي	و۔ اور	إِنَّمَا بَشِيرٌ وَه	بِهَمٍّ - ان كَو
مَعَكُمْ - لَهَارِ سَاكِر	و۔ اور	بَلْ - بَلْ	قَالُوا كَيْسِ كَسْبِ
إِنَّمَا بَشِيرٌ وَه	و۔ اور	يَكُونُ - تَم كَو	مَدَجًا - مَبَارَكِ سَو
بَلْ - بَلْ	و۔ اور		
يَكُونُ - تَم كَو	و۔ اور		

قَالُوا لَوْلَا لَنَا بِهِارے لیے	الْقَرَارُ شَعَكَانَ قَدَّمَ سِمْكَةَ كَيْبِيَا	فَبَشِّرْهُ بِتَوْبَةٍ مَنْ جِئْتَهُ	قَدَّمَ سِمْكَةَ كَيْبِيَا فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَبَشِّرْهُ بِتَوْبَةٍ مَنْ جِئْتَهُ	قَدَّمَ سِمْكَةَ كَيْبِيَا فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ
قَالُوا لَوْلَا تَوْبَى كَيْبِيَا	وَأَوْزِيَا لَا نَهِيَا	لَنَا بِهِارے لیے	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ
قَالُوا لَوْلَا تَوْبَى كَيْبِيَا	وَأَوْزِيَا لَا نَهِيَا	قَدَّمَ سِمْكَةَ كَيْبِيَا فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ
قَالُوا لَوْلَا تَوْبَى كَيْبِيَا	وَأَوْزِيَا لَا نَهِيَا	قَدَّمَ سِمْكَةَ كَيْبِيَا فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ	فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ فَرَحْنَاكَ تَوْزِيَا وَهَدَاكَ

أَهْلُ النَّارِ يَوْمَ نَزْحِ وَالْوَالِدِ كَا

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ ص - ۲۳

وَأَذْكُرُ عَبْدًا نَا الْيُؤَبَّ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَدَا إِيَّايَا وَكُرَّهِيَا رَبُّهُ
یووب کو جبکہ وہ پکارا مجھے چھو اشیطان نے تکلیف اور ایذا سے۔
اس کا مفصل حال سورۃ انبیاء میں گذر چکا یہاں اجمالاً مال اور جسم میں تکلیف و ایذا کا ذکر فرمایا گیا سورۃ انبیاء
میں چھٹے رکوع میں دیکھنا چاہئے۔

أَرْكُضُ بِرُجُلَيْكَ هَذَا مَعْتَسِلًا بِأَرْدَفَيْكَ وَأَبْكَ حَكْمَ مَلَاكٍ إِيَّايَا وَنِيَا زَمِينَ بِرِيارِ رُيَا سِرُّو
چشم نہانے اور بیٹنے کو۔

چنانچہ آپ نے زمین پر پیرا اس سے آب شیری کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ملا یہ ہے سر
چشم نہانے اور بیٹنے کو چنانچہ آپ نے اس سے پیرا اور غسل کیا جس سے تمام جسمانی باطنی تکلیف و قح ہو گئیں
حتی کہ آپ کی جو اولاد اس ابتلاء میں مر چکی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے بھی زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے
اسے ہی اور عطا فرمائے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَدَّهَبْنَاكَ أَهْلَكَ وَمَثَلْتُمْ مَعَهُمُ رَحْمَةً وَذِكْرًا لِّلْأُولَى الْأَلْبَابِ . اور ہم نے اس کے گھروالے
اور ان کے مثل اور عطا فرمادے اپنی رحمت سے اور عقلمندوں کے لیے یادگار بنادے۔

اس کے بعد اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں آپ نے اپنی بیوی کو سوز میں مارنے کی قسم کھائی تھی ان کے دیر سے حاضر ہونے کی سزا میں چنانچہ حبیب آپ صحت یاب ہو گئے تو خیالی آیا اب میں قسم کیسے پوری کروں اس کے ایام مرض میں مجھ پر اجمانات ہیں اس کا بدلہ سوز میں مار کر کیسے دوں۔ چنانچہ حرکت آہی جوش نہ ہوئی اور ارشاد ہوا۔

وَحَدَّثَ بِيَدِكَ صَنْعًا فَضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْتِثُ إِنَّا وَجَدْنَا صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّا آدَابُكَ
اور پکڑ پکڑ پٹنے ہاتھ میں خشک وتر گھاس کا ایک مٹھا لے مار دو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے اسے سزا دیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

اس کے بعد چچا نبیاء کرام کا ذکر فرمایا گیا جس میں حضرت ابراہیم حضرت اسحق حضرت یعقوب حضرت اسمعیل حضرت یسع حضرت ذوالکفل مذکور ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَأَذْكُرُ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصٍ ذِكْرٍ
اللَّهِ إِيَّاكُمْ عِنْدَنَا لِمَنْ لَلْمُصْطَفَيْنِ الْآخِيَارِ وَأَذْكُرُ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكُفْلِ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ
اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت علمیہ عطا فرمائی بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے ممتاز فرمایا کہ وہ اس گھرانے کی یادگار ہیں اور وہ دانا آخرت کی لوگوں کو یاد دلاتے ہیں اور خود اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں ان کے دلوں میں محبتِ نبوی کی جگہ نہیں ہے۔

اور یاد کرو اسمعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور ان کے صبر اور فضائل کو تاکہ ان کے فضائل معلوم کر کے لوگ نیکیوں کا ذوق و شوق حاصل کریں۔

نوٹ

حضرت ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ولایت یقینی ہے اس کے بعد ارشاد ہے۔
هَذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ جِئْتُمْ عَنْ دِينٍ مُّسْتَقِيمٍ لَكُمْ الْأَبْوَابُ مُتَكِينِينَ فِيهَا يُدْعَوْنَ مِنْهَا
بِأَكْهَبَةٍ كَثِيرَةٍ وَالشَّارِبُ وَعِنْدَهُمْ قُورَاتُ الْمَطْرَاتِ الْفَرَاتِ هَذَا مَا تَوْعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ إِنَّ
هَذَا الْمَرْءَ ذُقْنَا مَا كُنَّا نَقَادُ۔

ہذا ایہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ یقیناً اچھا ہے بسنے کے باغ میں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں ان میں تکبیر لگائے مرصع مسندوں پر بیٹھے ہوں۔
ان باغوں میں کثرت سے میوے اور شراب ہو جسے وہ چاہیں گے۔

اور ان کے پاس وہ بیویاں ہیں جو اتنی دو شیرہ عقیقہ میں کہ اپنے شوہر کے سوا کسی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں
سب اترے اب یعنی ہم عمر رہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا حساب کے دن کا۔
بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہو ان کو تو رہے۔

اب رہے باطنی طاعنی فاسق و منافق ان کے لیے جو کچھ ہے اس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے چنانچہ ارشاد ہے
وَإِنَّ لِلطَّاعِنِينَ كَثْرًا مَّا بَخَّخُمْ لِيُصَلُّوا بِهَا فَيَسَّوْا لَهَا مِنْهَا قَلِيلًا وَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
شَكِلْنَا أَلْوَابِجَ هَذَا فَوْجٍ مُّقْتَضٍ مَعَكُمْ لَا مَرْجَا بِكُمْ أَنْتُمْ صَالُوا النَّارَ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَمَرْجَا بِكُمْ أَنْتُمْ
فَدَمَّوْا لَنَا فَيَسَّوْا لَهَا قَرَأَ

اور بیشک سرکشوں کا برا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں جائیں گے تو بہت ہی برا بھونکے جہاں بھڑکتی آگ
ہے ان کے لیے یہ ہے تو اسے چکھیں کھولنا پانی اور پیپ جو جہنمیوں کے جسم سے نکل کر بے گاہے طینتہ النجیل
کہا گیا اور اسی شکل کے بہت سے عذاب جوڑے دار۔

آگے کی آیت میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما جہنمیوں کے سرداروں کا ذکر ہے جبکہ وہ جہنم میں
جائیں اور ان کے پیچھے پیچھے ان کے تابعین بھی ٹھونسے جائیں تو خازن جہنم ان سے کہیں یہ تمہارے تابعین کی
فوج ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں دھنس رہی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَضٍ مَعَكُمْ لِيُصَلُّوا بِهَا فَيَسَّوْا لَهَا مِنْهَا قَلِيلًا وَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
لَا مَرْجَا بِكُمْ أَنْتُمْ صَالُوا النَّارَ إِنْ هِيَ جَهَنَّمُ فِي كَهْلِي جَكَهَ نَهْوَاكُم مِّنْ أَنْ تَوَابِعُوا جَهَنَّمَ
قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَمَرْجَا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمْ لَنَا فَيَسَّوْا لَهَا قَرَأَ تَوَابِعُوا جَهَنَّمَ كَهْلِي جَكَهَ نَهْوَاكُم مِّنْ أَنْ تَوَابِعُوا جَهَنَّمَ
ہمارے آگے لائے تو یہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ تو کفار کے عمائد اور سردار کہیں۔

قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَزِدْهُ عَذَابًا إِنَّهُ كَانَ كَاذِبًا
آگے لایا ہے آگ میں دو چند عذاب دے۔

جب جہنمی ان غریب مومنوں کو وہاں نہ دیکھیں جہنم دنیا میں بر ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے تو بولیں۔
قَالُوا مَا لَنَا لَنْزِيلِ رَجَا لَنَا نَعْدُ لَهُمْ مِنَ النَّارِ اور کافر کہیں ہمیں کیا ہوا کہ ہم انہیں نہیں دیکھتے جنکو
دنیا میں ہم ذلیل اور برا سمجھتے تھے۔

أَتَعْتَدُ نَاهُو سَخْرِيَا أَمْ دَاعَتْ عَنَّمُ الْأَبْصَارُ كَيْبَا هُمْ نَسِي بِنَالِيَا ان كُو اور در حقیقت وہ ایسے نہ
تھے وہ تو جہنم میں نہیں آئے سچ ہیں معلوم ہوا کہ ان سے سخر کرنا ان کی ہنسی اڑانا ہمارا باطل تھا۔ یا ہماری آنکھیں سخر
کرتی تھیں کہ ہم نے دنیا میں ان کا مرتبہ اور مقام نہ سمجھا۔

اس کے بعد حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

إِنَّ ذَلِكَ لَنُفْحٌ قَتَامُهُمْ أَهْلَ النَّارِ اے محبوب بے شک یہ نخی بات ہے اور دوزخیوں کا نخی قطعہ ہے

اس رکوع میں بعض ادق لغات میں ان کی تفسیر صح ضروری ہے

حل لغات

نُصِبَ نَصَبٌ کہتے ہیں رنج و مشقت اور تکلیف و الم کو

الرَّكُضُ بِرُجُلِكَ - رکض کہتے ہیں زور سے پاؤں مارنے کو۔ محاورہ ہے رَكُضُ الْفَرَسِ گھوڑے نے سوار

وَحَذُّ بَيْدِكَ ضَعْفًا ضَعْفٌ کہتے ہیں سوکھی ہری گھاس کے مٹھے کو یا تنکوں کے چھوٹے مٹھے یا بھار کو

مُصْطَفَيْنِ الْأَخْيَارِ - اخیار خیر کی جمع ہے جیسے اشتر ارثر کی جمع ہے۔

جَدَّتْ عُدُنٌ - رہنے بسنے اور آباد رہنے والے باغ

قاصرات الطرف - اس کی تفصیل سورۃ صافات کے دوسرے رکوع میں گزری ہے

آتواؤ - جمع ہے نرب کی۔ ہم عمر کے معنی میں مستعمل ہے۔

مَا كَرِهَ مِنْ نَفَادٍ - نفاذ کے معنی انقطاع کے ہیں۔

حَمِيمٌ جوش کھا کر کھولتا پاتی۔

غَسَّاقٌ - زخم سے بہتا ہوا کچھ لہو۔ راد پیپ۔ یہ عشق سے مشتق ہے اور اس کے معنی ٹھنڈ کے بھی ہوتے ہیں

جو سخت ٹھنڈ ہو جیسے من شہر غاسق اذ اوقب۔ یہاں رات مراد ہے اس لیے کہ رات بہ نسبت دن کے

ٹھنڈی ہوتی ہے۔

وَأَخْرَجْنَا مِنْ شَكْلِهِ أَذْوَاجًا - سے مراد اجناس ہیں۔ یعنی عذاب کی جنس سے اور انواع و اقسام کے عذاب

هَذَا أَفْوَاجٌ مُفْتَقِرَةٌ مَعَكُمْ - اقسام سے لیا گیا ہے اور یہ قحہ سے مشتق ہے۔ اور قحہ کہتے ہیں شدت کو

ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جب اثر دعائم کرے تو اسے اقسام کہتے ہیں اور یہی معنی فَلَاقِقَةٌ

العقبة کے ہیں۔

لَا مَرَجًا بِيَهْدٍ - یہ بد دعا کے موقع پر لقی بلا کے ساتھ بولتے ہیں اور دعا کے موقع پر بغیر لقی کے۔

تو مرجح کے معنی ہیں اَنْتَبِتْ رَجَبًا فِي الْبِلَادِ - آیا تو فراخی و کشادگی سے شہر دل کے اندر جب اس پر کلمہ لا لگا

دیا جائے تو اس کے برعکس معنی ہوتے ہیں۔ اس کی اردو کالامتہ ہے جیسے بولتے ہیں کالامتہ نیلے ہاتھ

اور پاؤں۔

اَلْحَدَّ نَاهَهُ سِحْرًا - سحر اور استہزاد کی جگہ مستعمل ہے۔

أَمَّا نَعْتٌ عَنْهُمْ الْأَبْصَادُ زَارِعٌ مِمْزَعٌ كَوَيْتٌ فِي يَمِينِهَا أَلْفٌ مِمْزَعٌ وَتَمِيمٌ جَانِبٌ كَيْفَ فِي مَسْتَعَارٍ

مختصر تفسیر اور دو چوتھا رکوع سورۃ ص ۲۳

وَأَذْكُرْ عَبْدًا تَابًا الْيُؤَبُّ - اور یاد کرو ہمارے بندے یوب کو
ابن اسحق فرماتے ہیں الصَّبِيحُ إِسْمٌ كَانَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَوْ لُصِّحَ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ غَيْرَ أَنَّ إِسْمَ أَبِيهِ
اموص صحیح یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے تھے اور آپ کے نسب کے متعلق سو آپ کے نام اور آپ
کے والد کے نام اور کچھ نہیں ملتا۔ یوب بن اموص ہی معلوم ہوتا ہے۔
اور ابن جریر کہتے ہیں هُوَ أَيُّوبُ بْنُ أَمْوِصَ بْنِ دُومِرِ بْنِ عَيْصِ بْنِ إِسْحَاقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ الْيُؤَبُّ
اموص کے صاحبزادے تھے ان کے دادا روم بردا داعیص اور لکھنؤ دادا اسحق علیہ السلام ہیں۔
اور ابن عساکر سے روایت ہے إِنَّ أُمَّهُ بَيْتٌ كَوْطُونَ أَبَاكَ وَمَنْ أَمَّنْ بِأَبْنَائِهِمْ قَعْلَى هَذَا كَانَتْ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ - آپ کی والدہ لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور والدان میں سے
تھے جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اس اعتبار سے حضرت یوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے پہلے ہوئے۔

اور ابن جریر کا ایک قول یہ ہے كَانَ بَعْدَ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ - آپ حضرت شعیب علیہ السلام
کے بعد ہوئے ہیں۔

اور ابن جریر کا ایک قول یہ ہے كَانَ بَعْدَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَذْكُرْ عَطْفَ عَلِيٍّ أَذْكُرْ
عَبْدًا تَابًا دَاوُدَ وَعَدْنًا تَصْدِيْقًا سُلَيْمَانَ بِهَذَا الْعُنْوَانِ لِكَمَالِ الْإِتِّصَالِ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ دَاوُدَ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ حضرت یوب علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئے اور ارشاد الہی اذکر عبدنا یوب
کا عطف اذکر عبدنا داؤد پر ہے۔ اور عدم صدور قصہ سلیمان علیہ السلام اس عنوان سے ہے جو کمال اتصال
ان میں اور داؤد علیہما السلام میں ظاہر کرتا ہے آگے ارشاد ہے۔

إِذْ نَادَى رَبَّهُ أِنِّي مُسْتَشْفِي الشَّيْطَانَ بِنُصْبٍ وَعَدْنًا بِحُبِّهِ وَرَبُّهُ كَوَيْتٌ كَرِيْمٌ شَيْطَانٌ
لَمْ يَشْفِهُ وَتَكْلِيفٌ سَهْوًا هُوَ -

نُصْبٌ - بضم نون وسكون الصاد بمعنى تعيب اور تكليف آتا ہے اور نعتين نُصْبٌ بھی یہی معنی
دیتا ہے اور نُصْبٌ اور نُصْبٌ اس میں محض اختلاف قراءت ہے معنی تینوں صورتوں میں

ایک ہی میں اور سب نے مشقت و تکلیف کے معنی میں ہی اسے لیا ہے۔
البتہ نصیب اور عذاب میں یہ فرق ضرور کیا ہے کہ نصیب انصافی الجسد یعنی نصیب سے جسما کی تکلیف
مراو ہے اور عذاب سے اہل اور مال کی تکلیف مراو ہے۔

اور مس شیطان کا واقعہ یہ بتایا جاتا ہے۔

إِنَّ عَلَيْهِ اللَّعْنَةَ سَمِعْنَا الْمَلِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُسَلِّطَ
عَلَى جَسَدِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ فَفَعَلَ عَمَّا وَجَلَ ابْتِلَاءً لَكَ. ایسے لعین نے ملائکہ علیہم السلام سے حضرت ایوب
کی تعریف سنی اس کی رگ حمد پھڑکی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ مجھے جسم ایوب اور اس کے مال و اولاد پر
مسلط فرمایا جائے شان بے نیازی کی طرف سے اسے تسلط دیدیا گیا تاکہ صبر ایوب کی استقامت کا
امتحان دیا پر ہو جائے۔

اور بارگاہ الہی میں تسلط شیطانی نے اس لیے اجازت طلب کی کہ بلا اذن الہی نبی پر کوئی شیطان
مسلط نہیں ہو سکتا۔

ایک قول یہ ہے کہ وَسَوَسَّ إِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُسَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْبَلَاءَ لِيَتَّخِذَ وَيُعْرِضَ
صَبْرًا عَلَى مَا لَقِيَهُ. آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ اللہ تعالیٰ سے بلا طلب کریں تاکہ آپ کا امتحان ہو
اور بلاؤں پر صبر کا تجربہ کریں۔ جیسا کہ حضرت شرف الدین عمر بن الفارض کا شعر ہے۔

وَمَا سَأَلْتُ فِي هَوَاكَ اخْتِبَرْتُ فَاخْتِبَارِي مَا كَانَ فِيهِ رِضَاكَ

اور جیسے تو چاہے اپنے ارادہ سے مجھے جانچ۔ میرے اختیار رات وہی میں جس میں تیری رضا ہو۔

اور بقول شاعر ع راضی میں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ إِنَّ رَجُلًا اسْتَعَاثَ عَلَى ظَالِمٍ فَوَسَّسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ بِتَرْكِ عَائِشَةَ
فَلَمْ يَفْعَلْ فَنَسَّ اللَّهُ بِسَبِّ ذَلِكَ بِمَا مَسَّهُ. ایک شخص نے کسی ظالم پر استغاثة کیا تو تو سوس شیطانی سے
آپ نے اس کی مدد نہ کی تو منجانب اللہ آپ پر وہ سب کچھ ہوا جو ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو کثرت مال و اولاد پر فخر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ابتلا میں ڈالا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی روایات ہیں جن پر علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔

وَكُلُّ هَذِهِ الْأَقْوَالِ عِنْدِي مُتَضَمِّنَةٌ مَا لَا يَلِيْقُ بِمَنْصِبِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. ایسے تمام اقوال

وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہیں۔ البتہ پیشہ درواغظوں اور خطیبوں کے لیے یہ ایک دلچسپ
مصلحہ ضرور ہے۔

اور ایک روایت آخر میں ہے جو قابل تسلیم معلوم ہوتی ہے وَذَهَبَ يَجْمَعُ إِلَىٰ أَنْ التَّصَبُّبِ وَالْعَدَابِ
 لَيْسَ مَا كَانَ لَهُ مِنَ الْمَرَضِ وَالْأَلْحَادِ وَالْمَرَضِ وَذَهَابِ الْأَهْلِ وَالْمَالِ بَلْ أَمْرَاتٌ عَرَضَالَةٌ وَهُوَ مَرِيضٌ -
 فَاقْدُ الْأَهْلَ وَالْمَالِ قَتِيلٌ لَهَا مَا كَانَ لَهُ مِنْ وَسْوَاسِ الشَّيْطَانِ الْيَبْرِ فِي مَرَضٍ مِنْ عَطْرِ الْبَلَاءِ وَالْقَنُوطِ
 مِنَ الدُّعْمَةِ وَالرُّغْمِ عَلَى الْجَنَاحِ كَانَتِ الشَّيْطَانُ يُوسُوسُ إِلَيْهِ بِذَلِكَ وَهُوَ يُجَاهِدُ فِي وَضْعِ ذَلِكَ حَتَّى تَقْبَلُ
 وَتَأْتِي عَلَى مَا هُوَ فِيهِ مِنَ الْبَلَاءِ فَتَأْذِي رَبِّهِ لِيَتَصَرَّفَ عَنْهُ وَلِيَسْتَعِينُ عَلَيْهِ أَيْ مَسْنَى الشَّيْطَانِ
 بِنُصْبٍ وَعَدَابٍ -

محققین کا اس پر اجماع ہے کہ نصب و عذاب جو تھا وہ مرض اور الم اور اہل و مال کے جانے کا نہ تھا
 بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب عوارض تھے کہ آپ مریض بھی تھے اور فاقد الاہل و المال بھی تو بعض نے ان
 کیفیات کو دوسوسہ شیطان کہہ دیا کہ آپ مریض بھی تھے اور عیال و مال بھی ضائع ہو چکے تھے بلکہ آپ اپنی
 طرف سے ان وسوسوں کا دفع فرماتے فرماتے جب تھک گئے تو اپنے رب سے عرض کی اور مدد مانگی کہ یہ بلائیں
 دے چنانچہ عرض کی اِنِّیْ مَسْنَى الشَّيْطَانِ بِنُصْبٍ وَعَدَابٍ -

ایک قول یہ ہے کہ یہ دوسوسہ غیر ایوب علیہ السلام کی طرف تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان بصورت طیب
 آپ کی بیوی کی طرف آیا آپ نے اس سے کہا کہ یہ بیمار میں کیا تم ان کا علاج کر سکتے ہو وہ بولا ہاں میں علاج
 کر سکتا ہوں بشرطیکہ بعد صحت ایوب کہیں کہ تو نے مجھے شفا دی۔ انہوں نے اقرار کر لیا اور حضرت ایوب
 علیہ السلام سے یہ مقدمہ عرض کر دیا تو آپ نے بھانپ لیا کہ وہ طیب صورت شیطان تھا اور بیوی کا یہ اقرار
 آپ پر بہت گراں گذرا تو آپ نے اپنے رب سے عرض کی اِنِّیْ مَسْنَى الشَّيْطَانِ بِنُصْبٍ وَعَدَابٍ -
 اس کے علاوہ اور بھی ایسے اقوال ہیں جسے آلوسی نے روح المعانی میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ایوب علیہ السلام کو بشارت ملی۔

أَرْكُضُ بِرُجْلِكَ - اپنا پاؤں زمین پر مار

گویا عبارت یہ ہوئی اَحَى قَتَلْنَاكَ أَرْكُضُ بِرُجْلِكَ - ہم نے ایوب کو فرمایا زمین پر پیار

اَرْكُضُ کے معنی اَضْرِبْ پہا کے ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے

هَذَا مَقْتَسَلٌ بَادِدٌ وَشَرَابٌ - یہ غسل کے لیے ٹھنڈا اور پینے کا چیمہ ہے۔

گویا ارشاد ہے فَضَرَبَهَا فَبَعَثَ عَيْنَيْنِ قَتَلْنَاكَ هَذَا مَقْتَسَلٌ تَغْتَسِلُ بِهِ وَشَرَابٌ مِنْهُ قِيَابٌ
 ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ - تو آپ نے پیار تو چیمہ اہل پڑا تو ہم نے فرمایا یہ غسل کے لیے ہے آپ غسل کریں اور
 اس سے پئیں تو اندر باہر کی تکالیف سے آپ معنیاب ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوب علیہ السلام نے داہنا پاؤں اقدس مارا تو چشمہ اہل پڑا اس سے
 آپ نے غسل کیا پھر بائیں پاؤں مارا تو اس سے سر و چشمہ پھوٹ پڑا اس سے آپ نے پیرا
 یہ دو پاؤں مارنے سے یہ مراد ہے کہ غسل کے لیے گرم اور پینے کے لیے سرد چشمہ پھوٹ پڑے
 یہ واقعہ بروایت قتادہ اور حسن اور مقاتل شام میں ارض جابیه میں ہوا۔
 اس کے بعد جبکہ تمام عوارضات جانی و مالی سے آپ صحت یاب ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے ہلاک شدہ
 اولاد اور اس کے مثل اور بھی اولاد عطا فرمادی جیسا کہ ارشاد ہے

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِمَّا كَرِهُوا لَكُمْ يُدْرِكُهُ الْوَيْلُ وَالْحُزْنُ وَالْحُزْنُ وَالْحُزْنُ
 آل اور مثل اس کے اور اس کے ساتھ رحمت تھی ہماری طرف سے اور نصیحت وغیرہ عقل والوں کے لیے۔
 بروایت حسن بایضا ہم بعد بلکہ ہم یعنی جو اس امتحان میں ہلاک ہو چکے تھے وہ زندہ کر دیے اور انکی
 مثل اور اولاد بھی بخشی۔

طبرسی کی روایت میں ہے جو ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّ اَهْلَهُ لَتَعَالَىٰ اَجْمَالُهُمْ
 مِنْ اَهْلِهِ وَعَفَا الرَّضِيُّ وَبِجَمْعٍ عَلَيْهِ مَنْ تَشَبَّهَتْ مِنْهُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے یوب علیہ السلام کے لیے وہ زندہ
 فرمادے جو آپ کے اہل و عیال سے ہلاک ہو چکے تھے اور تمام مرض مٹا دیا اور سب کو جمع کر دیا جو آپ سے
 منتشر ہو چکے تھے۔

وَمِمَّا كَرِهُوا لَكُمْ یعنی جو اس امتحان میں ہلاک ہو چکے تھے اور تمام مرض مٹا دیا اور سب کو جمع کر دیا جو آپ سے
 منتشر ہو چکے تھے۔

وَمِمَّا كَرِهُوا لَكُمْ یعنی جو اس امتحان میں ہلاک ہو چکے تھے اور تمام مرض مٹا دیا اور سب کو جمع کر دیا جو آپ سے
 منتشر ہو چکے تھے۔

آپ اس ابتلاء میں سات سال مسلسل رہے اور چند ماہ چنانچہ قتا دہ کہتے ہیں۔ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 اَبْتَلِيَ سَبْعَ سِنِينَ وَاشْهَرًا قَالِقِي عَلَيَّ كُنَّا سِتِي بَنِي إِسْرَائِيلَ تَخْتَلِفُ الدَّوَابُّ فِي جَسَدِهِ
 فَصَبَدَ قَفْرًا جِ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَاعْظَمَ لَهُ الْاَجْرُ وَاحْسَنَ۔ آپ اس امتحان میں سات سال اور چند
 ماہ رہے آپ کو بنی اسرائیل کے کوڑے پڑا دیے آپ کے جگر نور پر جانور پھرتے اور آپ صبر سے
 رہے آخر اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو کھولا اور زہر دست ابرو سے کہ بہترین مبادلہ عطا کیا۔
 ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں سے لے کر ہر تک زخم ہی زخم تھے
 آپ کو ریت ڈال دیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی پسلیاں نظر آتی تھیں۔ آپ کی بیوی جو آپ کی خدمت کرتی تھی

وہ کہنے لگیں ایوب اب تو خدا کی قسم ہم پر مصیبت کی حد ہو گئی۔ فاقہ مستی نے بھی پریشان کر دیا ہمیں ایک ٹکڑا روٹی کا تین ملتا کہ آپ کو تو کھلاؤں تو اب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو شفا دے آپ نے یہ سن کر فرمایا۔

وَيَجْعَلُ كُنْفَايَ الْيَعْنِيمَ سُبُعِينَ عَامًا فَاصْبِرْ حَتَّىٰ تَكُونَ فِي الضَّرِّ سَبْعِينَ عَامًا أَوْ سَوْسَبَعًا
تجھ پر ہم ستر برس نعمتوں میں رہے تھے تو صبر کر اب حتیٰ کہ ستر برس اس مصیبت میں گذریں۔

تو آپ کو ابھی سات سال ہی گزرے کہ آپ نے بارگاہ مستجاب میں دعا فرمائی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور پاء اقدس زمین پر مارنے کو کہا اور چشمہ ابلا غسل فرمایا صحت حاصل فرمائی اور صلہ بہشتی ملیں فرما کر آپ سر راہ تشریف فرما ہوئے کہ آپ کی بیوی آئیں اور آپ کو نہ پہچان سکیں تو بولیں کہ اے خدا کے بندے یہاں ایک بیمار تھا وہ کہاں ہے شاید اسے جانور نہ لے گئے ہوں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بے خبر وہ ایوب ہیں ہی ہوں اللہ تعالیٰ نے میری تمام تکالیف رفع فرمادیں اور اب مجھے میری آل و اولاد بھی واپس ملے گی اور اس کے مثل اور بھی عطا ہوگی۔

وَأَمْطَرَ عَلَيْهِ جَرَادًا مِّنْ ذَهَبٍ فَيَجْعَلُ يَأْخُذُ الْجَرَادُ بِبَيْتِهِ وَيَجْعَلُ فِي تَوْبِهِ وَيُنْشَرُ كَسَانُهُ فَيَجْعَلُ هَيْدَرًا
فَادَّخَىٰ اللَّهُ إِلَيْهِ يَا أَيُّوبُ أَمَا سَبَّغْتَ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ الْكِنْدِيُّ يَشْبَعُ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ أَوْر
اللہ تعالیٰ نے آپ پر بارش کی جس سے ٹیڑھیاں سونے کی برسیں تو آپ انہیں اٹھا اٹھا کر اپنے کپڑے میں رکھتے رہے پھر آپ نے اپنی مکمل بھیلادی اور اس میں بھرتے رہے۔ تو وحی ہوئی ایوب اب تو جی بھر گیا عرض کیا ابھی وہ کون ہے جس کا جی تیرے فضل و رحمت سے بھرے۔

اور حضرت النضر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَيُّوبَ بَقِيَ فِي هَجْرَتِهِ
ثَنَانِي عَشْرًا سِتَّةً يَتَسَاءَلُهُمْ حَتَّىٰ مَلَأَ الْعَالَمُ وَلَمْ يُصْبِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَمْرًا اَنَّكَ يَا أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس بلا و مصیبت میں اٹھارہ سال رہے آپ کے جسم مبارک سے گوشت جھڑ گیا حتیٰ کہ اس پر زمانہ ٹمگین ہو گیا اور کسی کو صبر نہ تھا مگر آپ کی بیوی صابرہ کاملہ قانعہ رہیں۔

لیکن علامہ طبرسی کہتے ہیں کہ محققین اسے جائزہ نہیں دیتے کہ ایک نبی ایسے مرض میں ہو جس سے لوگ متفرق کریں البتہ فقر اور مرض اور ذل اب اہل یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لے تاکہ لوگوں پر ان کی شان ظاہر ہو اور لوگ ان کا مرتبہ جانیں۔

اور ہدایۃ المرید میں علامہ قافی فرماتے ہیں اِنَّهُ يَجُوزُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كُلِّ عَرَضٍ بَشَوِيٍّ لَيْسَ مَعَهُمْ مَا وَلَا مَكْرُوهًا وَلَا مَبَاحًا مَزَايَا وَلَا مُزْمِنًا وَلَا مِمَّا تَعَاَفَا لَانْفُسِ وَلَا مِمَّا يُودَعِي اِلَى الْمَقْرَبَةِ۔

انبیاء علیہم السلام پر عوارض بشری آنا نہ حرام ہے نہ مکروہ اور نہیں جائز ان کے لیے ایسا مرض جس سے عقل میں فتور آئے یا بدحواسی ہو یا ایسا مرض جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

اس کے دو ورق بعد آگے لکھتے ہیں وَاحْتَرَزْنَا بِقَوْلِنَا وَلَا مَزْمِنًا وَلَا مَمَّا تَعَاثَرُ الْأَنْفُسُ عَمَّا كَانَ كُنْتُ لَكَ كَالِإِقْعَاءِ وَالْبُرْصِ وَالْجَذْرِ وَالْعَمَى وَالْجُنُونِ۔ اور ہم نمرن وغیرہ سے محترز ہو کر مصرح کہتے ہیں کہ گٹھیا، برص، جذام، اندھا پن، جنون ایسے امراض بھی نبی کے لیے جائز نہیں۔

لیکن دھندلا نظر آنا اس پر علامہ نووی فرماتے ہیں لَا سَتَكْفِي جَوَازَهُ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُ مَرُوضٌ بِمَخْلَاتِ الْجُنُونِ فَمَا تَنْقُصُ آنکھوں میں دھند ہو جانا یہ بلاشک جائز ہے اس لیے کہ یہ مرض ہے برخلات جنون کے کہ وہ نقص ہے۔

فَمَا ذَكَرَهُ عَنْ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ خَيْرًا لِمَا يَثْبُتُ وَأَمَّا لِيَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحَصَلَتْ لَهُ عَشَاوَةٌ ذَاكَ۔ اور جو شعیب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ آپ نابینا تھے یہ بروایات صحیحہ ثابت ہیں اور یعقوب علیہ السلام کے متعلق جو ہے وہ قرآن کریم میں وَابْيَضَّتْ عَيْنَاكَ آيَاً ہے اور وہ ایک قسم کی دھند تھی جو جاتی رہی۔

جیسا کہ ارشاد ہے اِذْ هَبُوا الْقَبِيضَ هَذَا فَاَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ ابْنِ يَاسِينَ بِصَيْرًا۔ تو وہ دھند تھیں یوسف علیہ السلام کی خوشبو اور مسرت سے جاتی رہی۔ یا قمیص یوسف علیہ السلام کی معجزانہ شان سے وہ عشاوہ جاتی رہی۔

وَخَذُ بِيَدِكَ صَفْعًا فَاصْرَبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ اِنَّا وَجَدْنَا صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدَانِ اِنَّ آدَابَ اَبِی لَيْسَ يَاتُحِرُ فِي اِيكٍ جَهَارًا وَلَكِنْ اس سے مارو اور عانت نہ ہو ہم نے اسے صابر پایا نیک بندہ اور بہت رجوع لانے والا۔

یہ عطف ارفض پر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی حضرت رحمة بنت اقرئیم یا میثابن یوسف یا لیثہ بنت یعقوب یا ماخیر بنت میثابن یوسف باختلاف روایہ آپ کسی کام کے لیے گئیں اور وہ سے واپس آئیں۔ یا شیطان نے ان کے ذریعہ کسی کلمہ مخدورہ کے کہنے کا پیغام دیا تاکہ شفا پاجائیں اور ساتھ ہی کہا کہ آخر کب تک اس تکلیف میں رہیں گے جو کلمہ میں بتاؤں وہ کہہ دیں بعد صحت استغفار کر لیں اللہ معاف کرنے والا ہے۔

انہوں نے اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے وہ قصہ بیان کر دیا آپ نے خیال کیا کہ حضرت رحمہ سے یہ گناہ ہوا ہے جو حرام تھا اس لیے کہ رضابا لکفر کفر ہے۔

تو آپ نے قسم کھائی کہ جب اللہ مجھے صحت عطا فرمائے گا تو اپنی بیوی رحمہ کو سو ضرب لگاؤں گا۔ اب صحت یاب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کی بجائے سو ضربیں لگانی ہیں تو حکم الہی ہوا۔ کہ یوب ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس کی لے کر انہیں مارو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے وہ جھاڑو لی جس میں سوتنگے گھاس کے تھنے ایک بار حضرت رحمہ کو مار دی۔ اللہ تعالیٰ نے حنث یمن سے آپ کو بری کر دیا۔

یہ حسن خدمت رحمہ اور صبر الیوب علیہ السلام کا بدلہ تھا۔ اس پر آلوسی

متعدد حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

أَخْرَجَ عَبْدُ الدَّرَاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ المُنْذِرِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ حَمَلْتُ وَوَلِدًا كَأَنَّ فِي بَنِي سَاعِدَةَ مِنْ زَنَافِقٍ كَمَا مَنَّ حَمَلُكَ قَالَتْ مِنْ فَلَاحٍ لِلْقَعْدِ فُسَيْلُ الْمُقْعَدِ فَقَالَ صَدَقَتْ فَرَفِعَ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوا عَثْوًا فِيهِ مِائَةٌ شَمْرَاجٍ فَاضْرِبُوا بِهِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً فَفَعَلُوا.

ایک لڑکی قبیلہ بنی ساعدہ کی زنا سے حاملہ ہوئی اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی وہ بولی فلاں لڑکے آدمی سے تو جب اس ایسا سچ سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا تو اسے اٹھا کر حضور کی خدمت میں لایا گیا تو حضور نے فرمایا ایک عثول یعنی کھجور کا شاخ والا کچھالے کہ اس کے مار دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شمر اج انکور کے خوشہ کو کہتے ہیں۔ یہاں استعانة سو سوخ مراد لی گئیں۔

(۲) أَخْرَجَ عَبْدُ الدَّرَاقِ وَعَبْدُ بْنُ جَمِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ دَجْلًا أَصَابَ فَاحِشَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَرِيضٌ عَلَى شَفَا مَوْتٍ فَأَخْبَرَ أَهْلَهُ بِمَا صَنَعَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَنْوِ فِيهِ مِائَةٌ شَمْرَاجٍ فَضْرِبَ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ عہد رسالت تک اب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص مرتکب زنا ہو گیا۔ اور وہ جان بلب موت کے کنارے پر تھا تو اس کے اہل نے اس کے فعل مذموم کی اطلاع دی تو حضور نے حکم فرمایا کہ ایک کھجور کی شاخ لو جس میں سو سوخ ہوں اسے مار دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۳) أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَيْخٍ قَدْ ظَهَرَتْ عَرُوقُهُ قَدْ ذَنَى بِأَمْرَاةٍ فَضْرِبَ بِصَفْتٍ فِيهِ مِائَةٌ شَمْرَاجٍ ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شیخ فانی لایا گیا جس کی رگیں جھم پر ابھری ہوئی تھیں۔ اس نے ایک عورت سے زنا کیا تھا تو حضور نے اسے ایک بار جھاڑو لگوائی جس میں سو سوخ تھیں۔

اس پر علامہ آلوسی محاکمہ فرماتے ہیں۔
 وَلَا دَلِيلَ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ عَلَى عُمومِ الْحُكْمِ مِنْ تَطَبُّقِ الْجِلْدِ الْمُتَعَارَفِ ذَلِكَ الْقَائِلُ بِبَقَا
 حُكْمِ الْأَيَّةِ قَائِلًا بِالْعُمومِ لَهْنِ شَرَطُوا فِي ذَلِكَ أَنَّ يُصِيبَ الْمُضْرِبُ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْمِائَةِ أَمَا
 بِأَكْثَرِ أَهْلِ أَوْبِيَا عَرَضَهَا مَبْسُوطَةً عَلَى هَيْئَةِ الْمُضْرِبِ۔

ان احادیث کو دلیل عموم حکم پر نہیں مانا جائے گا جس میں جلد متعارف یعنی درے درے کھلنے کی طاق
 ہے سے درے ہی مارے جائیں گے لیکن آیت کے حکم کی بقا کو ماننے والے عموم کے بھی قائل ہیں لیکن
 یہ شرط پیش کرتے ہیں کہ مضروب ایسا ہو کہ حد کے وقت کھڑا رہ سکے یا پھر اپنے پہلو پر پڑا رہ کر ضرر
 برداشت کر سکے۔

علامہ حجاجی کی تحقیق یہ ہے کہ اِتِّمَّ شَرَطُوا فِيهِ الرِّبْلَةَ أَمَا مَعَ عَدْمِهِ بِالْكَلْبَةِ فَلَا فَلَ وَضَرْبُ
 يَسُوطٍ وَاحِدًا كَمَا سَعَبَتَانِ خَمْسِينَ مَوْكًا مَنْ حَلَفَ عَلَى ضَرْبِ مِائَةٍ بَرَّ إِذَا تَأَلَّمَ فَإِنَّ لَكُمْ تِيَالَكُمْ لَا يَبْرُ
 وَلَوْ ضَرْبَ مِائَةٍ لَأَنَّ الضَّرْبَ وَضَعُ يَفْعَلُ مَوْلِمٌ بِالْبَيْتِ بِالْأَلَةِ التَّادِيَةِ۔

پھر ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہیں لَا يَجُوزُ ذَلِكَ لِأَحَدٍ لَعِنَا الْيُوبَ إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ سزا یا لفظت یعنی جھاڑو سے پوری کر دینا یہ رعایت منجانب
 اللہ صرف انبیاء کے لیے ہے ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔

اور احکام القرآن للسیوطی ہیں ہے قَالَ مُجَاهِدًا كَانَتْ هَذِهِ الْيُوبُ خَاصَّةً بِإِجَازَتِ مَخْصُوصِ
 طُورٍ بِصِرْفِ الْيُوبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا لِي فِي كِتَابِي۔

اور امام مالک رحمہ اللہ اس حکم کو حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے تھی خاص فرماتے ہیں۔

بعض کا قول ہے إِنَّ الْحُكْمَ كَانَ عَامًّا ثُمَّ نُبِخَ بِهِ حُكْمٌ أَلْمِ بِعَامٍ تَحَا پھر منسوخ ہو گیا۔

علاوہ اس کے آیت کریمہ کا مفہوم منطوق بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے اس حکم کو مخصوص ظاہر فرمایا
 ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّا وَجَدْنَا نَاكَ صَابِرًا نَعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ۔ ہم نے ایوب کو صابر فرمایا اچھا بندہ ہے
 اور وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

یعنی جو کچھ آپ پر اور آپ کے اہل اور مال پر گزری اسے صبر و شکیبائی سے برداشت کیا۔ روح المعانی

میں ہے وَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ كُلَّمَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ أَلْتَمَسْتُ أَنْتَ أَحَدَاتٍ وَأَنْتَ أَعْطَيْتَ وَالْحَمْدُ
 لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَحِلُّ بِذَلِكَ بِشُكْوَاكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَسْنَى الشَّيْطَانِ لِأَنَّ الصَّبْرَ عَدَمُ الْجُرْحِ وَالْجُرْحُ
 فِي مَا ذَكَرْتُ كَمَثَلِي الْعَافِيَةِ وَطَلِبِ الشَّفَاعَةِ أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ عَلَى مَا قِيلَ جِيفَةَ الْفُتْنَةِ فِي الدِّينِ كَمَا

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ ابتلا ہوا تو آپ نے بارگاہِ حق میں عرض کی الہی تو نے ہی لیا اور تو نے ہی دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے اور اس میں ان کا شکوہ اللہ تعالیٰ سے شیطان کا تھا اس لیے صبرِ حسی ہے جس میں جزع نہ ہو اور جزع اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں تمنا عافیت اور طلب شفا ہو اور آپ نے جو بھی عرض کیا وہ خوفِ فتنہ شیطان اور دین کے نقصان پر کیا جیسا کہ اول گذر چکا۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی مناجات میں یہ عرض کیا الہی قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ كَرُمِيَا لَفَتْ لِسَانِي قَلْبِي وَكَلَمِي بَلِيحٌ قَلْبِي بَصْرِي وَكَلِمِي يَهْفِي مَا مَلَكَتْ يَدِي وَكَلِمِي الْاَوْمَعِي بَيْنِي وَكَلِمِي اَبْتُ سُبُعَاتٍ وَلَا كَسْبِيَا وَ مَعِي جَانِعٌ اَوْ عَرِيَانٌ فَكَشَفَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ بیشک میری زبان نے میرے دل کی مخالفت نہ کی اور میرا دل آنکھوں کا متبع نہ ہوا اور مجھے میرے مال نے مشغول نہ کیا میں نے کبھی نہ کھایا مگر میرے ساتھ یتیم تے بھی کھایا اور میں شکم سیر نہ سویا اور میں نے کبھی کپڑا نہ پہنا مگر میرے ساتھ بھوکا اور تنگابھی کھاتا پہنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ابتلاء ایوب علیہ السلام کو دفع فرمایا۔

بَعْدَ الْعَبْدِ يَعْنِي الْيُوبَ اِجْمَعًا نَبِيٌّ هُوَ

اِنَّ اَوَّلَ مَا رَوَى وَهُوَ بَدِيحٌ رَجُوعٌ لِّلنَّبِيِّ وَاللَّاسِيءِ۔ اس کے بعد تین نبیوں کے اوصاف کا بیان ہے۔

وَأَذْكَرُ عِبَادَنَا اَبَوَ اِهِيْمَ وَاشْحَقَّ وَبِقُوبٍ اُولَى الْاَيْدِي وَالْاَبْصَارِ اُورِيَا وَكِرْوَلِ هَمَارِ كَبَدُولِ الْاَهْمِي اُورِ اسحاق اور يعقوب کو جو اطاعت الہی میں قوت والے اور صاحب بصیرت ہیں۔

يَعْنِي اُولَى الْقُوَّةِ فِي الطَّاعَةِ وَالْبَصِيرَةَ فِي الدِّينِ عَلَى اَنَّ الْاَيْدِي هِيَ جِازُ مَوْسَلٍ عَنِ الْقُوَّةِ وَالْاَبْصَارُ جَمْعُ بَصَرٍ يَعْنِي بَصِيرَةً وَهُوَ جِازُ اَيْضًا لِكُنْ مَشْهُورَةٌ اَوْ اِلَى الْاَحْمَالِ الْحَلِيلَةِ وَالْعُلُومِ الشَّرِيفَةِ۔

وَقِيلَ الْاَيْدِي النَّعْمَ يَعْنِي طَاعَتِ الْاَلٰهِي كَيْفَ مُسْتَعَدِّ اُورِ دِينِ كَيْفَ مَعَامَلَاتِ فِي بَصِيرَتِ رَكْنِ وَاللَّي اِي جِازِ مَوْسَلِ هِيَ قُوَّةُ اُورِ اَبْصَارِ سَعِ اُورِ اَبْصَارِ جَمْعِ هِيَ بَصِيرَةٌ كَيْفَ هِيَ جِازًا اِسْمَعِي فِي اِسْتِعْمَالِ كَيْفَ اُورِ اِسْمَعِي كَيْفَ مَشْهُورَةٌ مَعْنِي اَعْمَالِ حَلِيلِيَّةِ اُورِ عُلُومِ شَرِيفِيَّةِ كَيْفَ مَالِكِ۔

اِنَّا اَخْلَصْنَا هُمْ بِجَالِصَتِهِ ذَكَرَ اَللَّهِ اِرْوَاهُمْ عِنْدَنَا لِمَنْ لِّلْمُصْطَقِينَ الْاَجْبَادِ۔ ہم نے انہیں اپنے لیے خالص کیا ہے سببِ خصمتِ خالصہ اور حلیل الشان کے اور ان کا ذکر خیر دارِ آخرت میں ہے اور وہ ہمارے نزدیک ضرور چنے ہوئے بہترین لوگوں سے ہیں۔

ابن منذر صحاح سے راوی ہیں کہ ذکر دار سے مراد لوگوں میں تالیف کا ذکر خیر دارِ آخرت میں ہو گا کہ

سبب اس کے کہ ان کا زہد و تقویٰ اور خطوط نفسانیہ سے وہ خالص و مخلص تھے جو انبیاء کی شان سے
اور ایک قول یہ ہے کہ دار دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور لسان صدق اس شان سے ہو کہ غیر کو
ایسی شان سے نہیں فرمایا۔ اس کے بعد ان کے آباء و اجداد کی تعریف فرمائی جیسا کہ
وَ اذْکُرْ اِسْمَاعِیلَ وَ اَلِیْسَعَ وَ ذَا الْکِفْلِ وَ کُلًّا مِّنَ الْاِحْبَارِ۔ اور یاد کیجئے اسمعیل اور یسع اور ذوالکفل
اور یہ سب بہترین لوگ ہیں۔

حضرت اسمعیل ذبیح اللہ اور اسم خلیل اللہ کے صاحبزادہ ہیں ان کے صبر کا مقابل کوئی نہیں رہا
حضرت یسع کے متعلق ابن جریر کہتے ہیں هُوَ ابْنُ خَطُوبِ بْنِ الْعَجُوزِ۔ یہ خطوب کے بیٹے اور عجز
کے پوتے ہیں۔ آپ کو حضرت ایاس علیہ السلام نے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور یہ بنی اسرائیل سے ہیں۔ پھر
انہیں نبی کیا گیا۔

ایاس کو بعض نے عجمی کہا اسی وجہ میں اعلام عجمیہ پر الف لام لگا کر معرب کیا گیا جیسے سکندر
عجمی کو اسکندر کہہ کر معرب کر لیا گیا۔

اور ایک قول اتقان میں سیوطی نے نقل کیا هُوَ اسْمٌ عَرَبِيٌّ مِّنْ قَوْلِكَ مِّنْ يَّسَعَ مَضَارِعُ وَ يَسَعَ اسْمٌ
عَرَبِيٌّ هُوَ يَسَعَ مَضَارِعُ هُوَ يَسَعَ مَضَارِعُ۔

اور قاموس میں ہے يَسَعَ كَيْفَ يَضَعُ اَدْخَلَ عَلَيْهِ اَل۔ یسع بروزن یضع اسم عجمی ہے اس پر اَل لگا
اور ذوالکفل کے متعلق ہے هُوَ ابْنُ اَيُّوبَ۔ یہ ایوب کے بیٹے ہیں۔

وَ عَن ذَهَبٍ اَنَّ اَللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ بَعْدَ اَيُّوبَ سَوْتِ ابْنِ اَيُّوبَ نَبِيًّا وَ سَمَّاهُ ذَا الْكِفْلِ وَ اَمْرًا
بِاللَّحْمِ اِلَى تَوْحِيدِهِ وَ كَانَ مُقِيمًا بِالشَّامِ عُمُرًا حَتَّى مَاتَ وَ عُمُرُهُ خَمْسٌ وَ سَبْعُونَ سَنَةً۔ وہ نبی
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعد ایوب علیہ السلام حضرت سوت بن ایوب کو مبعوث کیا اور ان کا نام ذوالکفل
رکھا اور انہیں دعوت توحید دینے تک شام بھیجا وہاں آپ نے عمر گزار لی حتیٰ کہ پچھتر سال کی عمر میں
آپ نے وفات پائی۔

اور عجائب الکبریٰ میں ہے قَبْلَ هُوَ اَلِیَّاسُ۔ ایاس ہی ذوالکفل ہیں۔
وَقَبْلَ هُوَ يُوْسَعُ بْنُ يُوْنُسَ۔ ایک قول ہے کہ ذوالکفل یوشع بن یون کو کہا گیا۔

ایک قول ہے کہ وہ بنی ہیں ان کا نام ذوالکفل ہے۔

اور ایک قول ہے کَانَ ذَجَلًا صَالِحًا تَكْفِلَ بِأُمُودٍ فَوْقَ بِنَانِ۔ ذوالکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے ذمہ

چند امور تھے جو انہوں نے پورے کیے۔

ایک قول ہے هُوَذَكْرًا مِّنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَلَّمَهَا ذَكَرًا يَّأَيُّهَا لَعْنَةُ الْكُفْلِ حَضْرَتِ ذَكَرًا بِأَعْلِيهِ السَّلَامُ هِيَ
 جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَكَلَّمَهَا ذَكَرًا يَّأَيُّهَا۔

ابن عساکر کہتے ہیں هُوَ بِنْتِي تَكَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى لَهَا فِي عَمَلِهِ لِيُضْعِفَ عَمَلَهَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ۔ وہ
 بنی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے عمل میں دوسرے انبیاء سے دو چند عمل کرنے کا ذمہ دار بنایا۔
 ایک قول یہ ہے کہ وہ نبی تو نہیں تھے لیکن حضرت یسوع نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے اپنے ذمہ
 لیا کہ صائم الیوم اور قائم اللیل رہیں۔

ایک قول میں یہ بھی آیا کہ وہ دن میں سو رکعت ادا کرتے تھے۔

ایک قول ہے کہ ذوالکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے زمانہ میں چار سو نبی انبیاء نبی اسرائیل سے تھے
 تو ایک ظالم جابر بادشاہ نے انہیں قتل کر ڈالا مگر جو رہے وہ جان بچا کر ذوالکفل کے پاس آگئے تو انہوں
 نے اپنی پناہ میں لیا اور انہیں مخفی رکھ کر ان کی حفاظت میں رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ذوالکفل رکھا
 اگے ارشاد ہے۔

وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ۔ یہ تمام کے تمام اخیار سے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول ہیں۔

هَذَا إِذْ كَرِهَ إِبْرَاهِيمُ أَنْ يُتَبَّعَ بِمِلَّةِ آبَائِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَآوَىٰ إِلَىٰ بَيْتِ اللَّهِ عِزًّا
 فَكَلَّمَهُ كَثِيرَةً مِّنَ الشَّرَاطِ وَعِنْدَهُمْ قَهْرَاتُ الظُّرُبِ الْأَنْثَاءِ هَذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ إِنَّ
 هَذَا لَكُرْدٌ فَمَا مَلَكَ مِنْ قَهْرٍ هَذَا۔ یہ پہلوں کا ذکر ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے ضرور اچھا ٹھکانہ
 ہے باعجبی بستے رہنے کے جن کے در کھلے ہوں ان کے لیے وہ مسدوں پر ان میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں۔
 اور بہ کثرت پھل اور شراب اور ان کے پاس وہ بیویاں ہوں جو نظر اٹھا کر کسی جانب نہ دیکھیں سب
 تم ٹرہو یہ نعمتیں ہیں جن کا تمہیں وعدہ دیا گیا حساب والے دن کو بے شک یہ تمہارا وہ رزق ہے جسے
 تم ہونا تمہیں یہ ہے بدلہ۔

یہاں ذکر سے مراد مذکورہ شرافت انبیاء محمد و جن سے اور ذکر میں الناس مراد ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں هَذَا إِذْ كَرِهَ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔
 اور ذَاتُ الْمُتَّقِينَ لِحَسَنٍ مَا يَبْرُكُ فِيهَا كَرِيمًا۔ فرمایا گیا۔ گویا یوں ارشاد ہے هَذَا إِشْرَافٌ
 لَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ لِحَسَنٍ مَا يَبْرُكُ۔

اس کے بعد بطریق بدلی اشتمال جنات عدن ارشاد ہوا۔

اور جنات عدن ایسے ہی ہے مدینۃ طیبہ۔

بعض نے کہا اِنَّ عَدَنًا مَّصْدَرٌ عَدَنٌ بِمَكَانٍ كَثُرَ اسْتَقْرَارُهَا مِنْهُ الْمَعْدَنُ لِاسْتَقْرَارِ الْجَوَاهِرِ فِيهَا
 مصدر ہے اس مکان کا جس میں استقرار ہوا اس سے معدن ہے جو مستقر جواہر کو کہتے ہیں۔

تو جنات عدن سے مراد جنات استقرار و ثبات جہاں ہمیشہ قرار و ثبات رہے۔

اور ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ سَأَلْتُ كَعْبًا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى جَنَّاتٌ عَدْنٌ فَقَالَ جَنَّةٌ
 گمراہی و اغصاب حضرت کعب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد انگور و اغصاب کے باغیچے ہیں
 یہ سریانی کا لغت ہے اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اسے لغت رومی کہا ہے۔

اور وہ باغیچے وہ ہوں کہ مُفَقَّحَاتُكُمْ الْأَنْبَابُ اس کے در پر سبز گاروں کے لیے کھلے ہوں پھر ان کی
 شان رہائش ظاہر فرمائی۔

مُتَكَيِّفَاتٍ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِقَالِكُمْ كَثِيرًا وَشَرَابٍ۔ منذ نشینی کے ساتھ کثرت سے پھل میوے
 اور شراب ان کی طلب اور خواہش سے وہاں ہوں اور

وَعَدْنٌ هِيَ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ الْأَنْبَابُ۔ ان کے پاس وہ بیویاں ہم عمر اور ہم سن عقیقہ ہوں کہ ہر
 طرف ان کی نظر نہ اٹھے۔

ان آب سے مراد ایک سن و عمر والیاں ہیں۔

اس ہم عمری کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے حسن و جمال پر رشک تو کجا غبطہ بھی نہ کرے اور ہم عمری کا
 دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ازواج اپنے خاوندوں سے مانوس ہوں اور خاوند اپنی بیویوں سے۔

هَذَانِ مَا تَوْعَدُونَ لِيَوْمٍ الْحِسَابِ۔ یہ ہے تمہارے اعمال صالحہ کا بدلہ جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو

حساب ولے دن۔

إِنَّ هَذَانِ الرِّزْقَ مِمَّا كَسَبْتُمْ مِنْ قَبْلُ هَذَا لِيَوْمِ الْحِسَابِ۔ یہ ہے تمہارا وہ عطیہ ہے جسے تم ہونا نہیں۔ یہ ہے

ہماری نعمت۔

تفاد کے معنی انقطاع کے ہیں یعنی جو انواع و اقسام نعمت ہم نے بیان فرمائی وہ تمہیں عطا کیے
 جائیں گے اور ان نعمتوں کا انقطاع نہ ہوگا۔ یہ مومنین کے لیے وعدہ ہے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن حکیم نیکوں کے ذکیر کے بعد طاعنی لاغی افراد کا حال بھی بیان فرمایا

تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَإِنَّ لِلطَّاعِنِينَ لَشَرَّ مَا بَلَغُوا فِيهَا وَمَا كَانُوا يُسْتَعْتَبُونَ۔ اور بے شک کافروں کے لیے بہت برا مکان

ہے جہنم کے اندر داخل ہوں گے تو وہ بہت برا بھونتا ہے۔

طاغین کے متعلق اسی کہتے ہیں وَالطَّاهُوتَ هُمْ ذَاكَ الْكُفَّارِ۔ یہاں طاغین سے مراد کفار ہیں اور یہی سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اَيُّ الدِّينِ طَفُوا عَلَيَّ وَكَذَّبُوا رُسُلِي۔ اور جانی کہتے ہیں اَصْحَابُ الْكِبَابِ كُفَّارًا كَانُوا اَوْ كَمُ يَكُونُوا۔ طاغین سے مراد اصحاب کبائر ہیں کافر

بول یا نہ ہوں۔

اور کثرتاً پ۔ مقابلہ میں حسن مآب کے ہیں۔

چنانچہ حماسہ میں مزوقی نے کہا۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَظِيْنًا مَّآبٍ وَحُسْنَ مَّآبٍ وَاِنَّ لِلطَّاغِيْنَ لَنُجْمٍ مَّآبٍ

وَسَاءَ مَّآبٍ۔

نَجْمٌ يَصْلُوْنَهَا۔ اَيُّ يَدُ خَلُوْهَا۔ جہنم میں داخل ہوں۔

فِيْسُ الْمَهَادُ تَوِيْرُ اِسْمٍ يَكُوْنُ وَالْمَهَادُ كَالْفَرَّاشِ۔

هَذَا اَقْلِيْدٌ وَفَوْكَ حَمِيْمٌ وَغَسَّاقٌ۔ یہ ہے عذاب تو چھو کھولتا ہو اپانی۔ اور جہنمیوں کی راد پپ۔

حَمِيْمٌ كِي تَعْرِيفٌ بِسَمِّ الْحَمِيْمِ الْمَاءِ الشَّدِيْدِ الْحَرَارَةِ حَمِيْمٌ كَهُوْلَتَا پَانِي بِسَمِّ وَالْفَسَّاقُ اسْمٌ لِمَا يَجْبَرُ

مِنْ صُدْيِدِ اَهْلِ النَّارِ۔ غَسَّاقٌ نَامٌ بِسَمِّ اس كَابِ جَهَنْمِيُوْلٍ كَابِيْبٍ بِسَمِّ۔

ابن جریر کہتے ہیں اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ جَهَنَّمَ تَسِيْلُ اِلَيْهَا حَمَلٌ ذِي حَمَةٍ مِّنْ حَيْثُ وَغَسَّاقٌ

وَعَبْرُهُنَّ اَيْسُ فِيْهَا الْكَافِرُ فَيَسْقَطُ جِلْدُهُ وَنَحْمُهُ۔ غَسَّاقٌ جَهَنَّمِ فِيْ اَيِّ حَيْثُ فِيْهَا سَمٌّ بِسَمِّ رَادِيْبٍ

كِي كِيْمٌ فِيْ سَمِّ بَحْبُو وَغِيْرِهِ فِيْ اس مِيْن كَا فَرْغُوْلٌ كَهَاتِ بِسَمِّ جِسْمِ اس كِي جِلْدِ اَوْ كُوْتِ سَبِّ

كِرْجَاتِ بِسَمِّ۔

اور احمد و ترمذی اور ابن حبان اور حاکم حضرت ابو سعید سے نقل ہیں قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوَاتٌ ذُكُوْرٌ مِّنْ غَسَّاقٍ يُهْرَقُ فِي الدُّنْيَا لَانْتَنَ اَهْلُ الدُّنْيَا حَضْرَتِيْ فَرِيَا اِكْرَ اِيْكٌ ذُوْلُ حَشِيْمِيْ

غَسَّاقٌ سَمِّ دُنْيَا فِيْ بَدَا دِيَا جَلُّ تُو دُنْيَا وَا لَمْتَفَنُ سُو جَاهِيْنِ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ الْغَسَّاقُ عَذَابٌ لَا يَعْلَمُهُ اِلَّا اللّٰهُ۔ غَسَّاقٌ اِيْسِيْ عَذَابٌ كَا نَامٌ بِسَمِّ

سُو اللّٰهُ تَعَالَى كِي كُوْفِيْ نَهِيْنُ جَاتَا۔

وَاخْرُ مِنْ شَكْلِهِ اَدْوَا جُحُ۔ اور دوسرے عذاب اس کی مثل جوڑا جوڑا ہیں۔

یعنی جہنم کے عذاب انواع واقسام کے ہیں کہ ان کی تفصیل احاطہ بیان سے باہر ہیں۔

هَذَا اَفْوَحٌ مَّقْتَضِيْهِ مَعْلُوْمٌ لَا مَرَجًا فِيْهِمْ اِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ۔ یہ جماعت کثیر تمہارے ہمنواؤں کی تمہارے

ساتھ دھکیلی جا رہی ہے۔

مقیم کی تعریف رَاكِبُ الشَّيْطَانِ فَادْخُلْ فِيهَا كَمَا كُنِيَ فِيهَا كَيْسٌ مِّنْ جَنِّهِمْ كَمَا كُنِيَ فِيهَا كَيْسٌ مِّنْ جَنِّهِمْ
ہے لَامْرَجًا بِكُمْ کے معنی نہ فراخی ہو تمہیں ہو سکتے ہیں۔

معاورہ میں بولتے ہیں مَرَجًا بِكُمْ يَعْنِي رَحِيْبًا بِكَ ذَكَرَ رَجَبًا يَعْنِي آتَيْتَ رَجَبًا مِّنَ الْبِلَادِ لَا صِنْفًا
لَا مَرَجًا بِكُمْ کے معنی ہوئے لَا رَحِيْبَتَ بِهِمُ الْمَدَارُ مَرَجًا - مَرَجًا مِّنَ الْمَرْحَبِ بِصَمِّ الدَّاءِ وَهُوَ السَّعَةُ
وَمِنْهُ الدَّجْبَةُ لِلْفَضَاءِ الْوَاسِعِ. خلاصہ مفہوم یہی نکلتا ہے کہ مرحبا مرحب سے ہے اور یہ فضائی فراخی وسعت
کے معنی میں مستعمل ہے۔ لَامْرَجًا بِكُمْ کے معنی ہوئے نہ فراخی و وسعت ہو نہیں۔

إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ بَلْ شَكَّوْهُ آگ میں جانے والے ہیں۔

آلوسی فرماتے ہیں كَانَتْ قِيْلًا رَأَيْتُمْ دَاخِلُونَ النَّارَ بِأَعْمَالِكُمْ مِثْلَنَا فَأَنَّى تَفْعَلْنَا مِنْهُمْ فَلَا مَرَجًا بِهِمْ
گویا یوں کہا گیا کہ وہ جہنم میں اپنے اعمال کے بدلے ہماری طرح داخل ہوں گے تو ہمیں کیا فائدہ ان کے لیے
بھی وسعت و کشادگی نہیں تو اتباعِ روسائے کفار جو فوجِ مقیم ہوں اپنے روسا کو کہیں۔
قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرَجًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدْ مَتَمَّوْا لَنَا فَنَسِيَ الْقَرَارُ - کہیں وہ سردار بلکہ تم وہ ہو کہ تمہیں نہ
فراخی و کشادگی ہو تم نے ہمیں عذاب میں ڈالا جو بدترین قرار کی جگہ ہے۔

یعنی تم نے ہمیں گمراہ کر کے اس عذاب میں مبتلا کیا جو بدترین جگہ ہے۔

اس کے جواب میں وہ اتباعِ کفار بارگاہِ الہی میں بتضرع عرض کریں۔

قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدْ هَمَّ لَنَا هَذَا أَفَرَدْنَاكَ عَنَّا يَا صِدْقًا فِي النَّارِ مَتَّبِعِينَ سِرْدَارَانَ كَفَّارٍ كَيْسٌ لَكَ رَبِّ

ہمارے جس نے یہ عذاب ہم پر کیا تو انہیں عذاب دو چند جہنم میں کر۔

یعنی اتباعِ سردارانِ کفار بتضرع و زاری بارگاہِ الہی میں عرض کریں کہ خدایا جن کی وجہ سے ہم پر عذاب

آیا انہیں عذاب زیادہ کر کہ وہی ہماری گمراہی کا سبب بنے۔

اور فقراءِ مومنین جنہیں یہ بنظر حقارت دیکھتے تھے انہیں جب وہ اپنے ساتھ نہ دیکھیں اس لیے کہ وہ بنو

وَعَدَهُ الْبَلَاءُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا إِنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ جَنَاتٍ عَالِيَةٍ مِّنْ سَوْدٍ تَوَكَّلُوا
وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَدَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمُ مِّنَ الْأَسْرَارِ أَتَمَخَّنَّا هُمْ سَهْرًا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْبَصَالُ

اور کہیں جہنم والے کیا بات ہے کہ ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جنہیں ہم شہرِ یرگمان کرتے تھے ہم نے انہیں سحر سمجھا تھا
یا ان کے مراتب سے ہماری نظریں تھم گئی تھیں۔

یہ ان فقراءِ صحابہ کی شان میں ہے جنہیں یہ مشرکین بنظر ذلت دیکھتے اور ان کا مستحقر کرتے تھے۔ صدقہ دیدہ قریشی

الوجہیں۔ امیر بن خلف اور اصحابِ قلیب بدر حضرت عمار بن یاسر اور صہیب رومی اور حضرت سلمان اور جناب

بن اللارنت اور بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ استہزاء کرتے اور انہیں اراذل میں شمار کرتے تھے۔
 اَفَنَدُّنَا هُمْ سِنِيًّا اَمْ دَاغَتْ عَنْهُمْ الْاَبْصَارُ هُمْ لَنْ نُوَاظِبَهُمْ وَاسْتَهْزَاؤُكُمَا تَحَا۔ یا ان کے مراتب
 میں نظر نہ آئے۔ گئے ارشاد ہے۔
 اِنَّ فُلَاكَ لَخَنَّتُمْ فَعَاَصَمُ اَهْلِ النَّارِ يَشِيكُ فَمَا صَمُّهُ اَوْ كَفُّوْهُ حَقٌّ هُوَ جَوْنُهُمْ اَلَيْسَ فِيْ خَمَامِهِمْ كَرْتَةٌ تَحَى۔

بامحاورہ ترجمہ یا نحو اُل رُكُوْعِ سُورَةِ ص ۲۳

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنذِرٌ وَمَا مِّنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَّاحِدُ
 الْقَهَّارُ
 رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ
 الْغَفَّارُ
 قُلْ هُوَ نَبَاٌ عَظِيْمٌ اَنْتُمْ عَنْهُ مَعْرَضُوْنَ ه
 مَا كَانْ لِيْ مِنْ عِلْمٍ بِاللَّامِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ه
 اِنَّ يُّوْحٰى اِلَيَّْ اِلَّا اَنْتَا اِنَّمَا يَرْمِيْنِ ه
 اِذْ قَالَ رَبِّيْكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا
 مِّنْ طِيْنٍ ه
 فَاِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا
 لَهٗ سٰجِدِيْنَ ه
 فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اِجْمَاعًا اِلَّا اِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ
 وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ه
 قَالَ يَا اِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا
 خَلَقْتُ بِیَدٰیِّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ
 الْعٰلٰیۃنَ ه
 قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ سَخِرْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

آپ فرمادیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں اور معبود کوئی
 نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔
 مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے
 عزت والا بڑا بخشنے والا۔
 فرمادیکھئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم عقلمند ہیں ہو۔
 مجھے ملا اعلیٰ کی خبر نہ تھی جب وہ جھگڑے تھے۔
 مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر میں روشن ڈر
 سنانے والا ہوں۔
 جب ملائکہ سے تیرے رب نے فرمایا کہ میں بناؤں
 گا انسان مٹی سے۔
 توجیب میں اسے ٹھیک بناؤں اور پھونک دوں اس
 میں اپنی طرف سے روح تو تم کہ جانا اس کے لیے سجید
 تو سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے اس نے
 تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا۔
 فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے
 اس کے لیے جسے میں نے اپنے بقدرت سے بنایا
 کیا تجھے غرور آیا یا تو کھابہ مغروروں میں۔
 بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا

اور سے بنایا مٹی سے۔

ارشاد ہوا تو نکل جا جنت سے تو نازا گیا ہے
اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک
بولالے میرے رب اگر یہ بات ہے تو جہنت
دے مجھے نذر لے دن تک۔

فرمایا تو جہنت والوں میں ہے
وقت معلوم کے دن تک۔

بولاقسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ضرور فرود
سب کو گمراہ کر دوں گا۔

مگر تیرے بندے جو چننے ہوئے ہیں۔

فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں۔
بیشک میں ضرور بھر دوں گا جہنم تجھ سے اور ان سے
جتنے تیری پیروی کریں گے شب سے۔

فرمادیتے ہیں نہیں مانگتا اس تعلیم پر کوئی اجر اور میں
تفنیح کرنے والوں سے نہیں۔

وہ قرآن تمام عالموں کے لیے نصیحت ہے اور فرود
تم جہان لوگے اس کی خبر ایک وقت۔

وَحَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝

قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَأَنْتَ بِرَبِّكَ ۝
وَأَنْتَ عَلَيْهِ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدَّيْنِ ۝
قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْ فِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝

إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ۝

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَتَّبِعُ مِنْهُمْ

أَجْمَعِينَ ۝

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ

الْمُتَكَلِّفِينَ ۝

إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

وَلَتَعْلَمَنَّ بَنَاءُكَ بَعْدَ حِينٍ ۝

لفظی ترجمہ

مَنْدَر۔ ڈر سناے والا ہوں

إِلَّا مگر

رَبِّ رَب

و۔ اور

دیکھ کر بکھشنے والا۔

أَنَا میں

مِنْ إِلَهٍ کوئی معبود

الْقَهَّارُ زبردست

الْأَرْضِ زمین کا

الْعَزِيزُ غالب

إِنَّمَا صرف

مَا نہیں

الْوَاحِدُ اکیلا

و۔ اور

بَيْنَمَا۔ نکلے درمیان ہے

قُلْ کہہ دوں

و۔ اور

اللَّهُ اللہ

السَّمَاوَاتِ آسماؤں کا

مَا جو

عظیم بہت بڑی	نباہ خبر ہے	ہو وہ	ہو وہ
ما نہیں	متر متون منہ پھرتے ہو	عنه اس سے	انہم تم
بالملاہ مجلس	من علم کوئی علم	لی مجھے	کان ہے
ان نہیں	یحققون جھگڑتے تھے	اذ حیب	از عن بلند کا
انما یہ کہ	الا بگر	الی میری طرف	پوچی دہی کی جاتی
اذ حیب	مبین ظاہر	ند یو ڈرانے والا ہوں	انا میں
الی بیشک ہیں	لملائکۃ فرشتوں کو	دبک تیرے رب نے	قال کہا
فاذا پھر حیب	من طین مٹی سے	بشرا بشر	خالق پیدا کرنے والا ہوں
ذیہ اس میں	لنحت پھونک دوں	ور اور	سوینتہ میں درست کر لوں گا
ساجدین سجدہ کرتے	لہ اس کے سامنے	فقعوا تو گر پڑو	من روح اپنی روح
اجعون سب نے	کلام دوسب کے	الملائکۃ فرشتوں نے	قنجد تو سجدہ کیا
ور اور	استکبر تکبر کیا	ابلیس ابلیس نے	الا بگر
یا لے	قال فرمایا	من الکافرین منکروں سے	کان ہوا
ان یہ کہ	متکف روکا تھو کو	ما کس نے	ابلیس ابلیس
بیذا اپنے اٹھ سے	خلقت پیدا کیا میں نے	لہا اس کو کہ	تسجد تو سجدہ کرے
کت ہے تو	اھر یا		استکبرت کیا تو نے تکبر کیا
انا میں	قال بولا		من العالین سرکش لوگوں سے
من نادر آگ سے	خلقتی پیدا کیا تو نے مجھے	منہ اس سے	خیر بہتر ہوں
قال فرمایا	من طین مٹی سے	خلقتی پیدا کیا اسکو	ور اور
رحیم مردود ہے	فانک بیشک تو	ہنہا اس سے	فخرج نکل جا
لعنتی میری لعنت ہے	علیک تجھ پر	ان بیشک	ور اور
قال بولا	الدین قیامت کے	یوم دن	الی طرف
الی طرف	نی دمجھ کو	فانظر جہلت دے	کپ اے میرے رب
فانک بیشک تو	قال فرمایا	ور یور بیعتوں ٹھننے کے	یوم دن
الوقت وقت	یوم دن		من المنظرین جہلت والوں سے

فِي عِزَّتِكَ تِيرِي عِزَّتِ كِي قِسْم لَا تُعِدُّنِيْمَ لِيْنِ الْكُوْلُوْمِ كُوْلُوْمًا	قَالَ - بُولَا	المعلوم مقرر کے
عِقَادَ بِنْدَسے	اِرَاد مگر	اَجْمَعِيْنَ سب کو
قَالَ - فَرِيَا	الْمُفْصِلِيْنَ خَالِص	مِنْهُمْ ان میں سے
اَقُوْلُ میں کہتا ہوں	الْحَقُّ سچ ہی	وَر اور
وَر اور	مِنْكَ تجھ سے	بُحْتَمُ حتم کو
اَجْمَعِيْنَ سب سے	مِنْهُمْ ان میں سے	تَبَعَكَ پیروی کریں تیری
عَلَيْهِ اس پر	اَسْئَلُكُمْ مانگتا ہوں تم سے	مَا نہیں
اَنَا میں	مَا نہیں	وَر اور
هُوَ وہ	اِنَّ نہیں	وَالْوَالُوْنَ سے
وَر اور	لِلْعَالَمِيْنَ جہانوں کیلئے	ذِكْرٍ نَضِيْحَت
جِيْنِ ایک وقت کے	بَعْدُ بعد	بِنَاء كَا اسکی خبر

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورہ ص ۲۳

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنذِرٌ - آپ فرمادیجئے اے محبوب کفار مکہ سے کہ میں تو ڈرسانے والا ہی ہوں وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهْمَادُ - اور کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْفَقَادُ - وہی ایک رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بڑا بخشنے والا۔

گویا اس امر کو واضح فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے مابین بھی نہ معلوم کسی کسی مخلوق ہے جسے سائنس والے اپنے فن کے ذریعہ معلوم کر لیں گے۔ اور کیا کیا معلوم کر چکے ہیں لیکن اس کے ساتھ انہیں یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان سب کا مالک اور رب وہی ایک عزیز و تقار ہے اگے ارشاد ہے۔

قُلْ هُوَ نَبَا عَظِيْمٌ - اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ - اے محبوب انہیں فرمادیجئے کہ وہ بڑی خبر ہے تم اس سے اعراض کر رہے ہو اور غفلت میں ہو۔

یعنی قرآن کریم یا روز قیامت یا رسول کریم کا متذکر ہونا یا اللہ تعالیٰ کا وحدہ لا شریک ہونا ان لوگوں سے تم غفلت میں رہ کر اعراض کرتے اور چھپر ایمان نہیں لاتے یا آنکہ حقیقت یہ ہے کہ

مَا كَانَ لِأَيِّمَنِ عَلَىٰ الْمَلَاةِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ - مجھے بھی عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑے تھے۔
یعنی ملائکہ مقررین حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں جو سوال و جواب دے رہے تھے اس کا مجھے کچھ
علم نہ ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا۔ یہ میرے نبی ہونے کی بین دلیل ہے کہ بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا
چنانچہ ارشاد ہے اے محبوب فرما دو۔

إِنَّ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ الْأَلْمَانَةُ يَوْمَئِذٍ يَكْتُبُونَ مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں روشن ڈر سنانے والا ہوں۔
چنانچہ دارمی اور ترمذی میں حدیثیں ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں
اپنے رب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے
گمان میں یہ واقعہ خواب کا ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب عالم بالا کے
ملائکہ کس معاملہ میں مخاصمہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اہی تو ہی دانہ ہے تو پھر رب العزت جلت مجدہ سے
اپنا یہ قدرت میرے دونوں شانوں کے بائیں رکھا میں نے اس کے فیض کی برودت اپنے قلب میں پائی
تو تمام آسمان و زمین کی ہر شے میرے اوپر منکشف ہو گئی۔

پھر ارشاد ہوا اے محبوب تباؤ عالم بالا کے ملائکہ کس امر میں مخاصمہ کرتے ہیں میں نے عرض کی ہاں اے
رب وہ کفالات میں مخاصمہ کرتے ہیں۔

اور کفارات یہ ہیں۔

نمازوں کے بعد مسجی میں کھڑنا۔

اور پیادہ یا جماعت کے لیے جانا۔

اور سردی کے وقت جبکہ پانی ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا۔

جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر اور موت بھی بہتر ہے۔

اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا پیدائش کے دن تھا۔

پھر جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا اے محبوب نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ إِذَا أَدَدْتَ بَعْدَ ذَلِكَ
سُنَّةً فَأَقْبَضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَقْتُولٍ

بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں
نے جان لیا جیسی ہی کل شئی و علمت۔

ایک حدیث میں ہے فَعَرَفْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ فَمَعَادِبَهَا میں نے جان لیا جو کچھ زمین کے مشرق و مغرب میں ہے۔

اور علامہ خازن اپنی تفسیر میں اس حدیث پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ نور کھول دیا اور قلب مبارک کو متور فرما دیا اور جس کا کسی کو علم نہیں اس علم کی معرفت آپ کو عطا فرمادی حتیٰ کہ آپ نے نعمت و معرفت کی برودت اپنے قلب منور میں پائی اور قلب اقدس متور ہو گیا اور سینہ مبارک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلام الہی جان لیا آگے ارشاد ہے
إِذَا قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ ذِيْ سُلْطٰنٍ طٰيْبٍ۔ جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں
مٹی سے انسان بناؤں گا۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کروں گا۔ یہ آدم علیہ السلام کا میلاد شریف بیان ہو رہا ہے
چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاِذَا سَوَّيْتُمْ وَاَنْفَخْتُمْ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهَا سٰجِدِيْنَ سٰجِدًا مَّلٰئِكَةً كَلِمًا اٰمِنًا
اِلَّا اٰيٰتِيْنَ اسْتَكْبَرُوْكَ اِنَّ مِنَ الْكَٰفِرِيْنَ۔ توجیب میں برابر بنا لوں اور اس میں اپنی طرف سے رہیں چاہیں
دول تو تم اس کے لیے سجدے میں گر جانا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا کوئی منحرف نہ ہوا مگر ابلیس کہ اس
نے تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا۔

علم الہی ہیں۔ اس آیت کریمہ سے چند امور ظاہر ہوئے۔

اول یہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت پر ملائکہ کو بشارت دی گئی۔

دوسرے یہ کہ فقط پلہ خاک کی پر ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہ دیا بلکہ فرمایا جب میں اس کا مجسمہ بنا کر اس میں اپنے
حکم سے جان ڈال دوں تو اس کے لیے تعظیماً سجدہ کرنا۔

معلوم ہوا کہ ولادت آدم کی خوشی میں سجدہ کا حکم منجانب اللہ ہوا اور ولادت مصطفیٰ علیہ التعمیر والسلام
کی فرحت میں فَبٰرِكْ فُلَيْفٌ حٰوَا حٰكِمٌ مَّلٰئِكَةً مِّلَادِ اٰدَمِ پُ سَجْدَةٍ حٰكِمٌ حٰوَا اور ولادت محبوب دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر اظہار فرح و سرور کا مبالغہ کرنا واجب فرمایا۔

پھر جناب باری عز اسمہ کی طرف سے ارشاد ہوا

قَالَ يَا اٰيٰتِيْٓسَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيْٓنَاۤيْ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعٰلِيْنَ۔ فرمایا

اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا اس سے کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے
بنایا کیا تجھے غرور کیا یا تو مغروروں میں ہی تھا۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ شیطان جیسے ابلیس فرمایا گیا وہ قوم جن سے تقاضا فرشتوں میں سے نہ تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ وَهُنَّ خَلْقٌ آخَرَ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ مِنْ دُونِ آلِهَتِكُمْ فَوَسْوَسَ إِلَيْكُمْ فَاذْنَبْتُمْ الْكُفْرَانَ (سجده: ۶۲)۔
 دیتے ہوئے بھی اپنا امتیاز تخلیقی بیان کیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ شیطان بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس جواب سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا ہوتے تب بھی میرے برابر ہوتے اور ایسی صورت میں بھی مجھ پر سجدہ لازم نہ تھا چر جائیکہ وہ مٹی سے بنائے گئے تو میں اسے کیسے سجدہ کر سکتا ہوں اسی قیاس کی خدمت میں حضور نے فرمایا اَقْلَ مِنْ قَاسِ الشَّيْطَانِ۔

حالا کہ اسے یہ سوچنا تھا کہ آگ یا مٹی سے مخلوق ہونے میں کوئی امتیاز نہیں من حیث المخلوق سب مخلوق ہیں پھر ان میں سے جسے جتنا اور جیسا شرف دیا جائے یہ دینے والے کا عطا کردہ ہے تو امتثال امر کرنے والے وہ معصوم تھے جو بھیک گئے اور تکبر و غرور کرنے والا وہ تھا جس نے سرتانی کی اور بموجب حکم الہی رحیم و مہود و مقہور ہو گیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لعنتی إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل جنت سے کہ تو راند گیا اور بیشک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

جنت سے تو اس لیے نکال دیا گیا کہ اس نے سرکشی اور نافرمانی کی اور تکبر کے باعث اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا اب بد شکل اور روسیہاہ کر دیا گیا اور اس کے چہرہ کی لوزانیت سلب کر لی گئی۔

اور اس پر قیامت تک لعنت و پھکار اور انواع و اقسام کے عذاب ہیں۔ اس کے بعد شیطان نے بالگاہ بے نیاز میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ بولا اے میرے رب اگر مجھے ملعون کر دیا گیا ہے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مجھے ہمت دی جائے اس دن تک جبکہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

چونکہ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنی فنا کے بعد جزاء اعمال کے لیے اٹھائے جائیں گے تو شیطان نے اس دن تک کی ہمت اس لیے طلب کی کہ وہ اپنا آدم کو اس ہمت میں گمراہ کرے اور اس ذریعہ سے اپنا بعض خوب نکلے اور حیات دنیا میں موت سے محفوظ رہے کہ لعنت و نذر کے بعد موت نہیں۔

اور ذات بے نیاز چونکہ بے نیاز ہے اسے اس کی مراد کا یقینا علم تھا۔ مگر پھر بھی اس کی آرزو پوری فرما دی اور ارشاد ہوا۔

قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ لِلْعُلَمَاءِ - فرمایا تو مہلت والوں میں ہے جانے پہلے
وقت کے دن تک۔

یعنی نعمت اوتنے تک جس کو خلق کی فنا کے لیے متعین فرمایا گیا ہے۔ غرض کہ جب شیطان نے یہ مہلت حاصل
کر لی تو اس کے بعد عرض ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا جِبَادَكَ مِنْهُمُ الْخَالِصِينَ - بولا اب تیری عزت و جلال کی قسم
میں ضرور انہیں سب کو گمراہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اس لیے کہ تیرے چنے ہوئے بندوں پر میرا داول چلنا ناممکن ہے ارشاد باری ہوا۔

قَالَ الْفَالِحُ وَالْحَقُّ أَقُولُ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ - فرمایا سچ بات یہ
ہے جو سچے طریقے پر ہم فرماتے ہیں بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے معہ تیری قوم کے جو تیری
پیروی کریں گے سب کو۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے محبوب

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَلِتَعْلَمُنَّ مَا
لَعَنَّا جِنَّةً - اے محبوب فرمادیں میں اس تعلیم قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ کرنے لالوں
میں سے نہیں وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر
جان لو گے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے بعد یا بقول ثانی قیامت کے روزے
لَعَنَّا جِنَّةً مراد ہے۔

مختصر تفسیر اروپا پانچواں رکوع سورہ ص ۲۳

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مَذْمُومٌ مِمَّنْ إِلَيْهِ إِلَافَةُ الْوَاحِدِ الْفَهَامُ - رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا الْحَزِينُ الْعَقَّارُ - اے محبوب ان مشرکین مکہ سے فرما دیجئے کہ میں تو ڈرانے والا ہی ہوں تمہیں
عذاب آخرت سے۔

اسو سی فرماتے ہیں یہ مشرکین مکہ کے اس قول کا روزے جو وہ کہتے تھے نڈا سا حُرْ كَذَابٌ - اسلے
کہ انذار منافی سحر و کذب ہے گویا اس کے یہ معنی ہوئے اِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ مُنذِرٌ لِّأَسَاحِرِكُمْ أَبٌ - میں تو
رسول ہی ہوں نہ کہ ساحر و کذاب۔ اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو وصف رسالت و انذار سے

مستحق ہوگا اس کے لیے وحدت سحر و کذب منافی ہے۔ نیز مضمون کا یہ فرمانا کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ ہی ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور یہی وحدت رسالت پر موید ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
ذَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ وہی مالک اور رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔

یعنی موجودات کی پیدائش اسی ذات سبحانہ و تعالیٰ سے ہوئی اور وہی مدبر جمیع امور ہے اور وہی غالب ہے اس پر کوئی کسی امر میں غالب نہیں اور وہی بخشنے والا ہے جسے چاہے یہ تقریر تو حید ہے۔
آئیے کہہ لیں کہ پہلے ختم میں قہار فرمایا اور دوسری کے ختم پر غفار کہا۔

یہ اس لیے کہ قہار علی کل شئی وہی ہو سکتا ہے جو ایک ہو اور اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو پھر وہ قہار نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اسے اللہ مطلق نہیں کہہ سکتے اس واسطے کہ دو قہار مانتے میں یہ بھی ماتنا پڑے گا کہ کبھی جو قہار ہے وہ دوسرے قہار سے مقہور ہوگا اور وحدت مقہوری منافی الوہیت ہے تَعَالَى اللَّهُ عَن ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

اس لیے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اس کے باہر ہے ان کا قیام ناممکن ہو جاتا ہے اس لیے کہ ایک قہار زمین و آسمان بنا نا چاہے گا اور دوسرا مٹانا چاہے گا تو لَقَسَدًا کا ہی ظہور ہوگا اس لیے ضروری ہے کہ قہار ایک اور صرف ایک ہی ہو اور یہاں قہار کا ایک ہونا ضروری ہے وہاں غفار بھی ایک ہی ہونا ضروری ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هُوَ بِنَاءٍ عَظِيمٍ اَنْتُمْ عِنْدَ مَعْرُضُوْنَ۔ فرمادیکھئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم بے خبر اور معرض ہو۔
وہ بناء عظیم تین امور پر مشتمل ہے۔

اول حضور خاتم نبوت کا رسول ہونا۔

دوسرے منذر یعنی عذاب آخرت سے ڈرانے والا ہونا۔

تیسرے اللہ تبارک و تعالیٰ کا وحده لا شریک لہ ہونا۔

اور یہ خبر عظیم یقینی تمہارے لیے مفید ہے اور اس کے اندر کسی قسم کا ریب و شک نہیں۔ مگر تم اس سے بے خبر اور اعراض پر قائم ہو۔

اور اس مضمون سے اس سورہ مبارکہ کی ابتدا کی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔ ص۔ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ

بَلِ الْكَافِرِينَ لَكُفْرُ وَاَقْبَىٰ عَمَلُهُمْ شِقَاقٌ۔

تھا
مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَائِكَةِ الْاَعْلَىٰ اِذْ يَخْتَصِمُونَ۔ مجھے علم نہ تھا عالم بالا کا جبکہ ملائکہ میں خاصہ مورث تھا
گویا اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ ملائکہ میں جو خاصہ تھا اس کا علم بلا اعلام الہی کچھ نہ تھا اور علم قیامت

یہی تفسیر اہل علم نے لکھی ہے۔ لہذا یاد رکھنا کہ میرا علم تمام کمال عطائی سے ذاتی علم مجھے نہیں۔
 چنانچہ ترمذی سے بسند صحیح ہے اور طبرانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جو ہمارے
 دعویٰ کی مؤید ہے۔

قَالَ أَحْتَسِبُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ عَدَاةٍ مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّىٰ كِدْنَا
 نَنزِلُ فِي عَيْنِ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سِرِّيْعًا تَوَكَّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّىٰ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ
 دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ عَلَىٰ مَصَافِكُمْ ثُمَّ انْقَضَتْ عَلَيْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنِّي أَحْبَبْتُكُمْ لِمَا حَسَبْتَنِي عَلَيْكُمْ الْغَدَاةَ
 إِنِّي قُتِبْتُ اللَّيْلَةَ. فَكُنْتُ وَمَلَكَتُ مَا قَدَّرَ لِي وَلَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّىٰ اسْتَنْقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي
 تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَنَبِيِّكَ رَبِّي قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَىٰ
 قُلْتُ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ كَفَّيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدْتُ بُرْدًا نَامِلَهُ بَيْنَ تَدْيِي فَفَعَلْتُ لِي كُلَّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ
 فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَنَبِيِّكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَىٰ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ فَقَالَ
 مَا الدَّرَجَاتُ فَقُلْتُ اطْعَامُ الطَّعَامِ وَأَنْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ
 صَدَقْتَ فَمَا الْكَفَّارَاتُ قُلْتُ اسْبَاحُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَإِبْتِهَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ
 قَبْلُ الْإِقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ قَالَ صَدَقْتَ.

سَلِّ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسْكِينِ
 وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتُ بِعِبَادِكَ قُنْتُ فَأَقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُفْتُونٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
 حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ أَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُفْعَلُ بِنَبِيِّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ هُنَّ
 أَدْرُسُوهُنَّ.

اس طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

صبح کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ ہم سورج کی کرلوں کے
 طلوع کا گمان کرنے لگے تو حضور تیزی سے تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے جب نماز سے فارغ
 ہوئے تو باوا زبیلند ہمیں حکم دیا کہ اپنی اپنی صفوں میں کھڑے رہو پھر ہماری طرف التفات فرما کر ارشاد کیا
 میں تمہیں بتاتا ہوں جس وجہ میں آج صبح نماز میں دیر ہو گئی۔

میں شب میں اٹھا اور مشغول نوافل رہا کہ مجھ پر نیند غالب ہو گئی حتیٰ کہ اس نیند کا بوجھ مجھے محسوس
 ہوا کہ میں اپنے رب تعالیٰ شانہ کے پاس تھا اور میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا کہ
 مجھے ارشاد ہوا۔

لے محمد!

میں نے عرض کیا لے میرے رب میں حاضر ہوں۔
ارشاد ہوا عالم بالا کے فرشتے کس معاملہ میں جھگڑتے ہیں؟
میں نے عرض کیا آپ ہی میں نہیں جانتا۔

تو رب جلالت مجدہ نے اپنا یہ قدرت میرے شناتوں کے سامنے رکھا
تو میں نے اس کی رحمت کی انگلیوں کی برودت اپنے سینے میں محسوس کی۔
تو مجھ پر تمام ایشائے کائنات متحلی ہو گئی اور میں نے سب کچھ جان لیا۔
پھر ارشاد ہوا لے محمد!

میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔
فرمایا تباؤ وہ کون سے علی ہیں جن پر پلاء اعلیٰ والے جھگڑتے ہیں؟
میں نے عرض کیا درجات اور کفارات ہیں
ارشاد ہوا درجات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا کھانا کھلاتا۔ سلام عام کرنا یعنی ہر ایک مسلمان کو سلام کہنا اور رات میں اس وقت
نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

ارشاد ہوا تم نے سچ کہا لیکن کفارات کیا ہیں؟
میں نے عرض کیا۔ وضو پورا کرنا تکلیف میں اور نماز کا انتظار کرنا بعد نماز کے اور قدموں کا اٹھانا
جماعت کی طرف۔

پھر ارشاد باری ہوا لے مجھ سے تم نے سچ فرمایا۔
پھر ارشاد ہوا لے محمد صلے اللہ علیک اب مانگے جو آپ مانگنا چاہتے ہیں۔
تو میں نے عرض کیا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَقْضِيَ لِي دَعْوَتِي
فَإِذَا أَرَدْتُ بَعَادَكَ فَتَنَّهُ فَأَقْضِنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَقْتُونٍ۔ اگہی میں تجھ سے اچھے کاموں کی توفیق طلب کرتا
اور اچھے کاموں کے ترک کی ہمت اور مساکین سے محبت اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور
جب تو اپنے بندوں سے امتحان کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ و امتحان سے قبل قبض فرما۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ أَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يَقْتَرِبُنِي إِلَيْكَ۔ اگہی میں تجھ سے تیری

محبت کی توفیق کا سائل ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرے اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کرے۔

اس کے بعد حضور سید عالم نے فرمایا تَعَلَّمُوا هُنَّ وَادْرُسُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ حَقٌّ۔ اس دعا کو سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ یہ الفاظ حق ہیں۔

معنی اختصاصاً ملائکہ

جو سوال میں حضور سے ارشاد ہوا اِنَّمَا يُخَيَّرُ الْمَلَائِكَةُ الْعَالِي۔

اوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں وَمَعْنَى اِخْتِصَامِ هَهُنَّ فِي ذَلِكَ عَلَى مَا فِي التَّجْرِ اِخْتِصَامٌ فِي تَقْدِيرِ تَوَابِهِ۔ بجز میں اختصاصاً کے معنی یہ ہیں کہ ملائکہ اعلیٰ میں مقدار تواب پر اختلاف ہو۔ یعنی کوئی کہے اتنا تواب ہے کوئی کہے یہ کم ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ اگے ارشاد ہے۔

اِذْ قَالَ ذِكْرًا لِّلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَاقٌ بَسْرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ یاد فرمائیے وہ واقعہ جب فرمایا آپ کے لب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں ایک بشر مٹی سے۔

علامہ شہاب خفاجی اِذْ کے متعلق فرماتے ہیں اِیُّ مَطْلَقًا تَعْلُقُ اِذَا ذُكِرَ الْمَقْدَرُ۔ اِذْ متعلق ہے اِذْ کے مقدر سے چنانچہ جہاں بھی اِذْ کے ساتھ کلام شروع ہوگا اِذْ کے ساتھ مقدر ماننا پڑے گا۔

تعریف لفظ بشر

وَالْبَشَرُ الْجَسْمُ الْكَثِیْفُ یَلَاقِ وَیَبْا شَارَ اَوْ بَادِیَ الْبَشَرِ ظَاهِرُ الْجِلْدِ غَیْرُ مَسْتَوٍ یَّبْشُرُ اَوْ یَبْرُدُ صَوْتٌ وَاَلْمَرَادُ بِهٖ اَدَمٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ بشر اس جسم کثیف کو کہتے ہیں جو ہر ایک سے ملے اور باشر ہونا یا لفظ بشر رکھے جس کی جلد صاف ہو یا لول سے یا صوف اور اون سے چھپی نہ ہو جیسے پھیر بکری رچھ و غیرہ اور یہاں اس سے مراد حضرت آدم صغی اللہ میں علیہ السلام۔

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آدم صغی کی تخلیق طین سے کرنا ظاہر فرمائی۔

اور آل عمران میں خَلَقَ مِنْ تَرَابٍ فَمَا كَرِهَ لَهَا بَشَرًا مِنْهَا۔

اور سورہ حجر میں مَلْصَالٍ مِنْ حَمَامِ مَسْنُونٍ فَمَا كَرِهَ لَهَا بَشَرًا مِنْهَا۔

اور سورہ انبیاء میں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ فَمَا یَا حَسْبُ مِنْ عَجَلٍ ہوتی مٹی مراد ہے۔

اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ صورت سے تخلیق ظاہر کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے منافات لازم نہیں آتی۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ کسی جگہ مادہ قریب سے شان تخلیق ظاہر کی ہے اور کہیں مادہ بعید

چنانچہ اوسی فرماتے ہیں۔ وَلَا مُنَاقَاةَ عَايِنَتْ مَا فِي الْيَابِ اِنَّكُمْ فِي لَبْعِ الْمَادَّةِ الْكَرِيْمَةِ فِي لَبْعِ الْمَادَّةِ الْعَبْدَانَا۔ اے ارشاد ہے۔

فَاذْ اَسْوَيْتَنَا وَكَفَحْتُمْ فَيَسْرَمِنَ دُوْحِي فَقَعُوْا اَسْبَا جِدِيْنَ . جب میں اسے صورت انسانی میں اور خلقت بشری میں برابر کر دوں اور اس میں اپنے حکم سے روح ڈال دوں تو تم سجدے میں اس کے لیے گریاؤ۔ اس پر اوسی فرماتے ہیں اَيُّ صَوْرَتِهِ بِالصُّوْرَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْخَلْقَةِ الْبَشَرِيَّةِ اَوْ سَوِيَّتْ اَجْزَاؤِ بَدَنِهِ يَتَعَدَّى لِيَلْطَبَّ اَيْسَهُ وَتَفَحَّتْ فِيْهِ مِنْ دُوْحِي تُمْتِيْلُ لِاِقَاَصَةِ مَا بِهِ الْحَيَاةُ بِالْفِعْلِ عَلَى الْمَادَّةِ الْقَابِلَةِ لَهَا فَلَيْسَ يَمْتَنِعُ نَفْحٌ وَلَا مَنْفُوحٌ . یعنی جب میں اس کی صورت کو صورت انسانی اور خلقت بشری سے بنا دوں یا اس کے اجزاء بدن کو طبائع انسانی سے معتدل کر دوں اور اس میں اپنے حکم سے روح ڈال کر اسے حیات بالفعل سے مکمل کر دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گریاؤ اور یہاں نَفْحٌ وَمَنْفُوحٌ سے مراد القاء روح ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے فَاذْ اَكْمَلْتُ اِسْتِعْدَاذَكَ وَاَقْضْتُ عَلَيْكَ مَا يَخْتَابُ مِنْ الدُّوْحِ الطَّاهِرَةِ الَّتِي هِيَ اَمْرِيْ تَوْتَمُّ اس کے لیے سجدہ میں گریاؤ۔

اور یہاں سجدہ بمعنی انحناء نہیں ہے بلکہ قَعُوْا کے معنی اَسْقَطُوْا کے ہیں یعنی سجدہ میں گریا ہی مراد ہے اور سَابِجِدِيْنَ سے سجدہ تجتہ و تکريم مراد ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔ کہ

سجدہ تجتہ و تکريم شریعت آدم علیہ السلام میں جائز تھا اور شریعت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء میں حرام ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر خدا کے لیے ہر قسم کا سجدہ حرام فرمایا حتیٰ کہ جب حضور کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو حضور نے فرمایا اِذْ اَيَّتْ لَوْ مَزِدَتْ بِقِيْرِيْ اَلْتَّسْبِيْحُ لَكَ بَعْلَاهُ لَوْ تَبَايَبَ تُوْمِرِيْ قَبْرِ رِيْ كَزْرَعِيْ كَا تُو كِيَا لَسَّ بِيْ سَجْدَه كِرَعِيْ . گاہے گاہے اس نے عرض کیا کہ میں نے سجدہ نہیں فرمایا جس کی قبر کو سجدہ نہیں اس قبر والے کو سجدہ نہیں۔

خواتین اسلام نے جب سجدہ کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اگر غیر خدا کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں مگر چونکہ غیر خدا کے لیے میں اپنی شریعت میں سجدہ حرام کرتا ہوں بنا ہر میں عورتوں کو بھی ممانعت کرتا ہوں کہ وہ اپنے شوہروں کو بھی سجدہ نہ کریں۔ اور جو لوگ سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبودیت کا فرق نکالتے ہیں وہ جاہل ہیں۔

اور قرآن کریم میں جو سجدہ بوسفت علیہ السلام کو ثابت ہے یا آدم علیہ السلام کو یہ سب پہلی شریعتوں کا حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شریعت میں غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام فرمادیا خواہ تعظیمی

ہو یا عبودی۔ آگے ارشاد ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا ابْنِيسَ ابْنِ الْكَاذِبِينَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. یعنی جب آدم علیہ السلام بنا دیے اور ان میں نفع روح ہو گیا تو انہیں تمام ملائکہ نے سجدہ کیا کوئی سجدہ سے مقدم و موخر نہ رہا۔ یعنی جنس ملائکہ اثنال امر الہی میں سجدہ کو کر گئے۔ آگے استثناء متصل ہے حیث قتل۔

ابن ابیسیس۔ مگر شیطان۔ یہاں استثناء متصل اس لیے ہے کہ اگرچہ وہ جہنمی تھا مگر زمرہ ملائکہ میں گنجانا تھا اور ان کی صفات سے مستثنا تھا اس کا اٹھنا بیہنا ان کے ہی ساتھ تھا تو تعلیبا ملائکہ میں شامل تھا۔

اسْتَكْبَرُوا وَكَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔ اس نے تکبر کیا اور سجدہ سے انکاری ہوا اور وہ علم اللہ میں کافر ہی تھا۔

۳۔ اوسے لکھتے ہیں وَيُجُودُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى وَكَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى لِعِلْمِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَيِّمٌ وَيَصُدُّ عَنْهُ مَا يَصُدُّ رَبًّا خَيْرًا وَحُبَّتْ طَوَيْتِهِ وَاسْتَعَدَّ إِدَاةً۔ آگے ارشاد ہے۔

قَالَ يَا ابْنِيسَ مَا مَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيَدَيَّ۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجھے روکا اس

کہ سجدہ کرے اسے جسے میں نے اپنی قدرت سے بنایا۔

یعنی ان کی پیدائش بلا تو سطا ب و ام ہوئی اور چھوٹے سے جسم کو عالم اکبر میں منطوی کیا۔ اور بعض نے

خَلَقْتُ بِيَدَيَّ کے معنی کیے قدرت کے۔

وَذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فِي خَلْقِهِ أَفْعَالًا تَمْتَلِقَتْ مِنْ جَعَلِهِ طِينًا حَمْرًا لَمْ يَجْمَعْ ذَلِكَ الْحَمْرُ وَعَظْمٌ ثُمَّ نَفَخَ الرُّوحَ فِيهِ وَاعْطَاهُ قُوَّةَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَنَحْوَ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ دَالٌّ عَلَى مَزِيدِ قُدْرَةِ خَلْقِ الْقَوَى وَالْقُدْرَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

اور ابن جریر اور ابو الشیخ عظیمہ میں اور سیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى

الرُّبْعَ بِيَدَيْهِ۔

الْعَرْشِ۔

وَجَعَلَ عَدْنٍ

وَالْقَلَمِ

وَالْحَمْرِ۔

ثُمَّ قَالَ لِكُلِّ نَسَبٍ كُنْتُ كُنْتُ كُنْتُ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمائے۔

اول عرش

دوم جنات عدن

سویم قلم
چارم آدم علیہ السلام

پھر ہر شے کے لیے فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئی۔

اَسْتَلْبِثُتْ اَمْ كُنْتِ مِنَ الْعَالِيْنَ - کیا تو نے تکبر کیا یا تو تھا بلندی کے گمان میں۔

اَسْتَلْبِثُتْ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی ہوئے اَسْتَلْبِثُتْ مِنْ غَيْرِ اسْتِحْقَاقٍ تو نے تکبر کیا اور بلا مخلوق یعنی ملائکہ کی برابری کا تجھے وہم ہو گیا اس لیے کہ بلند مخلوق صنف ملائکہ ہے اس لیے کہ يُقَالُ لَهُمْ

اَلْمُهَيْمُونَ مُسْتَعْرِضُونَ بِمَلَاحِظَةِ جَبَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَلَالِهِ لِاَيْلَعِهِ اَحَدٌ هُوَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ غَيْرَكَ لَمْ يُؤْمَرْ وَاِيَّا السُّجُوْدِ لِاَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ هُوَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَكُلُّهُمْ وَاِيَّا السُّجُوْدِ

وَاِنَّمَا اَلْمَاْمُوْرُ مَلَائِكَةُ الْاَرْضِ - تو اس کے جواب میں ابلیس بولا

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ - ابلیس نے کہا اکیں میں آدم سے افضل

ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا فرمایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اور یہ جواب ابلیس کا احمقانہ تھا اس لیے کہ افضلیت مادہ سے کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ

بطاء خالق النکل سے ہوتی ہے اسی وجہ میں اسے مطرود و مردود کر دیا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ - ارشاد ہوا نکل اس جنت سے کہ تو راندہ ہوا ہے۔

یہاں منہا سے مراد من الجنة ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اِنَّهٗ كَانَ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ لَا فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ جِسْمٌ مِنَ ابْلِيسَ

نکالا گیا وہ جنت عدن تھی نہ کہ جنت خلد۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وَقِيلَ - مِنْهَا اَيُّ مِنْ ذُمَّةِ الْمَلَائِكَةِ الْعَزِيزِيْنَ وَهُوَ الْمَرْدُ مِنَ الْهَبُوْطِ لَا الْهَبُوْطِ

مِنْ السَّمَاءِ -

اور ایک قول یہ ہے وَقِيلَ اَخْرَجَ مِنَ الْخَلْقَةِ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا وَالسَّلْحُ مِنْهَا وَالْاَمْرُ لِلنَّكُوْبِيْنَ يَعْنِيْ ابْلِيسَ كُو

اس خلقت ملکی سے نکلنے کا حکم ہوا اور النسلخ کیفیت ملکی کیا گیا۔

فَمَا كَانَ عَلَيْهِ اللُّعَّةُ يُفْتَحُ بِخَلْقَتِهِ فَغَبَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَلْقَتَهُ فَاَسْوَدَ بَعْدَ مَا كَانَ اَبْيَضَ وَقَبِحَ بَعْدَ

مَا كَانَ حَسَنًا وَاظْلَمَ بَعْدَ مَا كَانَ نُورًا نَيًّا - ابلیس لعین اپنی خلقت پر فخر کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس

کی خلقت بدل دی چنانچہ سیاہ فام کر دیا بعد اس کے کہ سرخ و سپید تھا اور قبیح المتظر کر دیا گیا بعد اس کے کہ

حین تھا اور ظلمانی کر دیا گیا بعد اس کے کہ نورانی تھا اور

فَانْكَرْ جِحْمٌ۔ یعنی مطرود فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوئے کہ تو بر قسم کی خیر و کرامت سے نکالا ہوا ہے
تو رجم میں کنایہ ہے طرد یعنی دھنکار سے۔

اور رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو یا شیاطین کو شہب ثاقب سے۔ جیسے رجم اللشیاطین فرمایا
گیا اور کبھی رجم یعنی ذلیل بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورہ اعراف میں فَاخْرَجْنَاكَ مِنَ
الصَّاعِرَاتِ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي اِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔
اور لعنت کے معنی الْبَعَادُ عَنِ الرَّحْمَةِ ہے یعنی رحمت سے دور کر دینا اور سورہ حجر میں اِنَّ عَلَيْكَ
الْلَعْنَةَ ارشاد ہے۔

یعنی ملائکہ اور ثقلین کی طرف سے بھی اس پر لعنت ہے۔
اور اِلَى يَوْمِ الدِّينِ فرما کر یہ بتایا کہ قیامت تک لعنت رہے گی اور قیامت یوم جزا و عقوبت
ہے اس لیے اس کے بعد انواع و اقسام کے عذاب ہمیشہ کے لیے ہوں گے۔ چنانچہ جب ابلیس نے یہ سنا
تو عرض کی جس کا آگے تذکرہ ہے۔

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي اِلَى يَوْمِ مَعْيُونٍ۔ ابلیس نے عرض کی ابھی جب تو نے مجھے رحیم و مطرود کر دیا تو
کہ از کم حیات دینا میں تو مجھے ہمت دیدے۔

یعنی دینا میں تو مجھے زندہ چھوڑ دے اور قیامت تک موت سے مجھے محفوظ فرما۔ یعنی اَيُّومِ مَعْيُونٍ
اَدْمُ وَذُرِّيَّتِهِ لِمَخْرَجِهِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَهُوَ قَدْ اتَّخَذَ النَّاسُ اِيَّاهُ اَللَّعِينُ بِذَلِكَ اَنْ يَّخْرُجَهُ
مِنْ اَغْوَاثِهِمْ۔ یعنی جس دن آدم اور ان کی ذریت مرنے کے بعد جزاء اعمال کے لیے اٹھائی جائے اور
لغمتِ ثانیہ کا وقت ہے اور اس سے ابلیس لعین نے یہ سوچا کہ جب میں لغتِ ثانیہ تک موت سے بچ رہوں گا
تو مجھے اغواء اولاد آدم کے لیے گنجائش مل جائے گی۔

اور رب تعالیٰ شانہ اگرچہ اس کی نیت کا عالم تھا لیکن گمراہ ہونے والوں اور راہِ راست پر رہنے
والوں سے باخبر تھا۔ بنا بریں بے نیازانہ طور پر اسے یہ ہمت عطا کی گئی اور ارشاد ہوا۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ اِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔ ہاں تجھے ہمت دی گئی وقت معلوم کے
دن تک یعنی وقت معلوم لغتِ ثانیہ تک تجھے ہمت ہے اور موت سے محفوظ رہے گا۔

قَالَ فَبِعَن تَنَكُّ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ ابلیس بولا ابھی اب تیری لعنت

وہاں کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا سوالن تیرے بندوں کے جو تیری اطاعت کی وجہ میں محفوظ ہیں۔
یعنی جنہیں تو نے جن لینے اپنی عبادت و اطاعت کے لیے انکے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقْوَلُ لَا مَلَكَيْنِ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَتَّبَعُ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔ ارشاد ہوا ہم جو فرماتے ہیں وہ حق ہی فرماتے ہیں ہم ضرور جہنم بھر دیں گے تیری جنس اور تیرے متبعین سے سب سے۔

خواہ وہ اولاد آدم ہو یا تیری جنس کے شیاطین سے جو بھی تیرے اغواء سے گمراہ ہوں گے ان کے لیے جہنم ہے۔ گویا عبارات کا مفہوم یہ ہوا لَا مَلَكَيْنِهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ وَمِمَّنْ تَتَّبَعُ مِنْ جَمِيعِ النَّاسِ لَا تَقَادَتْ فِي ذَلِكَ بَيْنَ نَاسٍ وَنَاسٍ بَعْدَ وُجُودِ الْإِنْبَاءِ مِنْهُمْ مِنْ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَتَعَلَّمْتُ نَبَأَكَ بَعْدَ حَبِينٍ۔ اے محبوب فرمادیکھئے میں تم سے اس تبلیغ و تعلیم قرآن پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ میں تصنع کرنے والوں سے ہوں یہ قرآن نہیں مگر ہدایت ہے ثقلین کے عالم والوں کے لیے اور جو کچھ اس میں خبریں ہیں تھوڑی مدت کے بعد تم جان لو گے کہ سچ اور حق ہیں۔

حضرت ابن عباس لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ سے مراد تعلیم فرماتے ہیں اور بعض نے کہا وہ تبلیغ مراد ہے جو بذریعہ وحی حضور نے فرمائی۔

اور اجر سے مراد مال دینا ہے۔

اور مَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ سے مراد تصنع اور وہ دکھا رہے جو اصل میں نہ ہوا اس کا رویے۔

چنانچہ ابن عدی حضرت ابو بزرہ سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُبْتَلَاكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُوَ الرَّحْمَنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ حَضْرَتِي جَنَّتِي كِي عِلْمَتِي تَبَادُلُ عَرَضٌ كَمَا بَلَ حَضْرَتِي فَرِيَا وَهُ رَحْمٌ وَمَحَبَّتٌ وَالْمَلِي فِي جَوْ أَيْسِي فِي رَكْبِي۔

پھر فرمایا جہنمیوں کی علامت بھی تبادول عارض کیا کیوں نہیں ضرور فرمادیکھئے فرمایا هُمْ إِلَّا سُورَةُ الْقَائِلُونَ الْكُنُ أَيْدِي الْمُتَكَلِّفُونَ۔ وہ یا یوس اور نا امید بھوٹ بولنے تصنع کرنے والے ہیں۔

اور وَتَعَلَّمْتُ نَبَأَكَ بَعْدَ حَبِينٍ سے مراد وہ وعدہ و وعید ہیں جو حضور نے اور کلام اللہ نے بتائے وہ جا لند کے تھوڑی مدت بعد۔

اور بعد میں سے مراد

ابن عباس اور عمر اور زید فرماتے ہیں روز قیامت ہے۔

اور قتادہ۔ فراد۔ اور زجاج کہتے ہیں اس سے مراد بعد الموت ہے۔

اور بعض نے فتح بدر مراد لیا۔
وانتدلعے اعلم وعلہ انم واحکم۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ زمر ۲۳

نازل کرنا ہے کتاب کا اللہ عزت و حکمت و لہجہ
طرف سے۔

بے شک ہم نے نازل کی تمہاری طرف یہ کتاب حق
کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو اس کے خالص
بندے ہو کر۔

خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص بندگی اور وہ قبول
نے اللہ کے سوا اور والی بنا لیے کہتے ہیں ہم تو انہیں
اس لیے پوجتے ہیں کہ نزدیک کر دیں ہمیں اللہ کی طرف
بے شک اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس کا جس میں وہ
اختلاف کر رہے ہیں۔

بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو بھڑانا شکر ہو۔
اگر اللہ اپنے لیے بچہ بنا نا چاہتا تو پھر لیتا بچہ اپنی غفلت
سے جسے چاہتا یا کی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب
پر غالب۔

بنائے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ وہی
کو دن پر لپٹتا ہے اور لپٹتا ہے رات کو دن پر اور
اس نے مسخر کیا سورج اور چاند کو سب چلتے ہیں ایک
مقرر میعاد سے خبردار ہو وہی صاحب عزت ہے
بخشنے والا۔

تمہیں پیدا کیا ایک جان سے پھر اسی سے اس کا پورا

تَنْزِيلِ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ
اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا
مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا
إِلَى اللَّهِ ذُلْفَاتٍ إِنَّ اللَّهَ يُحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا
هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ
لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ وَلَدًا لَوْلَا صَافِي مَا يَخْلُقُ
مَا يَشَاءُ مُخْتَصِرًا هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يَكُونُ اللَّيْلُ
عَلَى النَّهَارِ وَيَكُونُ النَّهَارُ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى
إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ

لَا يَجِبُ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمِينَةَ الذَّوَابِ
يُغْلِقُكُمْ فِي بُطُونِ أَهْمَاتِكُمْ حَلْقًا مِّنَ الْعَدِ
خَلْقِي فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثَ ذَا بَعْدِ اللَّهُ رَبُّكُمْ
لَهُ الْبَلَدُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَىٰ نَصْرُ قَوْمِهِ

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ
لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ
مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
إِنَّمَا عَلَّمِ بِنَاتِ الصُّدُورِ

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا
إِلَىٰ رَبِّهِ ثُمَّ إِذَا حَوَّكَ، لَعْنَتًا مِّنْهُ تَسِيءُ
مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ
بِاللَّهِ أَسَدًا إِذْ أَلْبِصِلُ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قُلْ
تَسْبَعُ بِكُفْرِكَ قَبِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ

أَمَّنْ هُوَ قَاتِلٌ إِنَّهُ الْبَلِي سَاحِدًا أَوْ
قَاتِلًا يُجِدُ رَأْسَ خِرَّةٍ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَبِّهِ
قُلْ هَلْ يَسْكُو الَّذِينَ يَلْمُونَ وَاللَّيِّنِينَ
لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

بنایا اور اتارے تمہارے لیے چوپایوں سے
۳ ٹھہ جوڑے پیدا کرتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے
شکم سے پیدا کرتا ایک طرح کے بعد اور طرح تین
انڈھیر لیوں میں یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملک
ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی تو تم کہاں پھرتے ہو۔
اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ تم سے غنی ہے اور
نہیں خوش اپنے بندوں کے کفر سے اور اگر تم شکر
کو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور کوئی
بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے
گا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرتا ہے تو وہ
تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے بیشک وہ دلوں
کی بات جانتا ہے۔

اور جب پہنچتی ہے آدمی کو کوئی تکلیف پکارتا ہے
اپنے رب کو اس کی طرف جھکا ہوا پھر جب اسے
دیتا ہے اپنی نعمت اپنی طرف سے تو بھول جاتا
ہے اس پکار کو جو پہلے پکارتا تھا اور بتاتا ہے اللہ
کا برابر کہ تا کہ اس کی راہ سے بہکا دے فرما دیجئے کہ
اے سرکش کچھ دن اپنے کفر میں رہ لے بے شک
تو جہنم والوں سے ہے۔

کیا وہ جس کی فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں
سجود اور قیام میں آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب
کی رحمت کا امیدوار ہے فرما دیجئے کیا وہ نافرمانوں
جیسا ہو جائے گا۔ فرما دیجئے کیا برابر میں جانتے والے
اور جاہل نصیحت تو وہی ملتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

لفظی ترجمہ

العزیز - غالب	مِن اللّٰهِ - اللہ	الکتاب - کتاب کا	الکتاب - کتاب کو	انسان سے
الکلیک - تیری طرف	انزلنا - ہم نے اتارا	انا - بیشک	بالحق - حق کے ساتھ	انجیم حکمت والے کی طرف سے
اللہ - اللہ کی	فَاعْبُد - سو عبادت کر	لہ - اس کے لیے	الذین - دین	مخلصانہ - خالص کرتا ہوا
الذکر - اور	الدین - دین	الذین - دین	اتخذوا - بنا لیے	اللہ - اللہ کے لیے ہے
اولیاء - کارساز	من دونه - اس کے سوا	اتخذوا - بنا لیے	تعبدا - عبادت کرتے ہم	الذین - وہ جنہوں نے
الامر - اور	ھو ان کی	تعبدا - عبادت کرتے ہم	تا ہم کو	ما - نہیں
اللہ - اللہ کی	الی - طرف	ان - بیشک	فی بیچ	لیقرنوا - تاکہ قریب کریں بہو
یحمک - فیصلہ کریگا	اللہ - اللہ	فی بیچ	یختلفون - اختلاف کرتے تھے	ذلفی - نزدیک
ھو - وہ	ما - اس کے کہ	یختلفون - اختلاف کرتے تھے	ان - ان کے درمیان	بینہم - ان کے درمیان
اللہ - اللہ	من - اس آدمی کو کہ	یہدنی - ہدایت دیتا	کاذب - جھوٹا	فیہ - اس میں
ھو - وہ	لو - اگر	کفارا - ناشکر ہوا	لا - نہیں	لا - نہیں
اواد - ارادہ کرے	یتخذ - بنائے	ان - یہ کہ	کاذب - جھوٹا	کاذب - جھوٹا
ولد - اولاد	یخلق - پیدا کر دیا	منا - اس سے جو	اللہ - اللہ	اللہ - اللہ
ما - جو	ھو - وہ	سینا - پاک ہے وہ	لا مطلق - تو جن لیتا	لا مطلق - تو جن لیتا
اللہ - اللہ	خلق - پیدا کیا	القہار - زبردست	یساء - چاہے	یساء - چاہے
السموات - آسمانوں	بالحق - حق کے ساتھ	الارض - زمین کو	الواحد - اکیلا ہے	الواحد - اکیلا ہے
یکود - لپیٹتا ہے	النہار - دن کے	علی - اوپر	و - اور	و - اور
و - اور	علی - اوپر	النہار - دن کو	اللیل - رات کو	اللیل - رات کو
اللیل - رات کے	الشمس - سورج	سخر کیا	یکود - لپیٹتا ہے	یکود - لپیٹتا ہے
و - اور	یجری - چلتا ہے	و - اور	و - اور	و - اور
رجل - مدت		و - اور	القمر - چاند کو	القمر - چاند کو

تمہاری مقرر تک
الغفار بخشنے والا

آلا خبردار
خلاق کو پیدا کیا تم کو

الغنیٰ غلبہ غالب
واحد بنا۔ ایک سے

هو۔ وہ ہے
من نفس۔ جان

تو پھر
و۔ اور

بجلی۔ بنا یا
انزل۔ اتارے

ذو جہا۔ اسکی بیوی کو
من الانعام۔ چار پائے

نکو۔ تمہارے لیے
یخلفکم۔ پیدا کرتا ہے تم کو

اذا ج۔ چوڑے
اقرہم تکو۔ اپنی ماؤں کے

فی بیج
من بعد۔ بعد

خلفا۔ پیدائش
ظلمات۔ اندھیروں

فی بیج
اللہ۔ اللہ

ثلث۔ تین کے
کہ۔ اسی کی

ذیکم۔ تمہارا رب
الن۔ کوئی معبود

لا۔ نہیں
فانی۔ تو کہاں

الاکر۔ لکر
ان۔ اگر

تصرفون۔ پھیرے جاتے ہو
اللہ۔ اللہ

فان۔ تو بیشک
و۔ اور

عنی۔ بے نیاز ہے
یرضی۔ پسند کرتا

لا۔ نہیں
و۔ اور

انکم۔ کفر کو
یرضی۔ تو پسند کرتا ہے

ان۔ اگر
و۔ اور

کم۔ تمہارے لیے
واذکر۔ کوئی بوجھ اٹھائے

تزد۔ بوجھ اٹھائے گا
ثو۔ پھر

و۔ اور
ذکر۔ اپنے رب کی ہے

کم۔ تمہارے لیے
واذکر۔ کوئی بوجھ اٹھائے

ثو۔ پھر
فینشکو۔ تو بتائے گا تم کو

ذکر۔ اپنے رب کی ہے
کنتم۔ تم تھے تم

واذکر۔ کوئی بوجھ اٹھائے
الی۔ طرف

انہ۔ بیشک وہ
و۔ اور

بینا۔ جو
علیم۔ جانتے والا ہے

واذکر۔ کوئی بوجھ اٹھائے
اذا جب

و۔ اور
حق۔ تکلیف تو

مسن۔ پہنچتی ہے
ذہ۔ اپنے رب کو

اذا جب
ثو۔ پھر

الیہ۔ اسکی طرف
بعثت۔ نعمت

اذا جب
نسی۔ بھول جاتا ہے

ثو۔ پھر
منہ۔ اپنی طرف سے تو

کان۔ تھا
و۔ اور

الیہ۔ اسکی طرف اسکی
یلہ۔ اللہ کے لیے

ثو۔ پھر
جعل۔ بنا تا ہے

و۔ اور
لیضیل۔ تاکہ گمراہ کرے

یلہ۔ اللہ کے لیے
اللہ۔ خدا سے

جعل۔ بنا تا ہے
عن سبیل۔ رستے

تینتہ۔ آٹھ
بطون۔ بیٹوں

خفی۔ پیدائش کے
ذیکم۔ یہ ہے

الملک۔ بادشاہی ہے
هو۔ وہ

تکفر۔ تم کفر کرو
عنکم۔ تم سے

لعبادہ۔ اپنے بندوں کیلئے
تکفر۔ تم شکر کرو

لا۔ نہیں
آخری۔ دوسرے کا

موجعکم۔ تمہارا لوٹنا
تعملون۔ عمل کرتے

کی باتیں
الانسان۔ انسان کو

صیبار۔ رجوع کرتا ہوا
خولہ۔ سویتا ہے اسکو

ما جو
من قبل۔ پہلے

اندا۔ آقا۔ شریک

قُلْ - اپنے کے	يُكْفِرُ - ساتھ کفر	يَمْنَعُ - فائدہ اٹھا	قُلْ - کہہ
النَّارِ - والوں سے ہے	مِنْ اَحْتِطَابِ اَك	اِنَّكَ - بیشک تو	قَلِيلًا تَهْوَرُ اسَا
اِنَّا - گھڑیوں	قَابِتًا - فرمانبردار ہے	هُوَ - وہ	اَمَّنْ - کیا جو کہ
قَابِلًا - قیام کرتے	وَ - اور	سَاجِدًا - سجدہ کرتے	الْكَلْبِ رِ رَاتِ مِمْ
يَرْجُو - امید کرتا ہے	وَ - اور	الْاٰخِرَةَ - آخرت سے	يَمْنَعُكَ - ڈرتا ہے
هَلْ - کیا	قُلْ - کہہ	رَبِّهِ - اپنے رب کی	رَحْمَةً - رحمت
وَ - اور	يَعْلَمُونَ - جانتے ہیں	الَّذِينَ - وہ جو	يَسْتَوِي - برابر ہیں
اِنَّا - اسکے سوا نہیں کہ	يَعْلَمُونَ - جانتے	لَا - نہیں	الَّذِينَ - وہ جو

يَتَدَنَّ كَمَا تَصِيحْتُمْ كَرْتُمْ مِمْ اُولُو الْاَلْبَابِ - عقلمند لوگ

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ زمر پر ۲۳

اس سورۃ مبارکہ کا نام زمر ہے یہ کہیہ ہے سواد و آیات کریمہ کے قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اسْتَوْفُوا لِي اللهُ تَزَلْ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ کے -

اس سورۃ مبارکہ کے آٹھ رکوع اور پچھتر آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتر کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں -

تَنْزِيلِ الْكِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ - کتاب اتارنا ہے اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے کہ اسے نازل فرمایا گئے حضور سے مخاطبہ ہے -

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ قَاعِيدِ اللهُ مُخْلِصًا لِّلَّذِينَ - بے شک ہم نے آپ کی طرف سے محبوب یہ کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی تو اللہ کی پوجا کرو خالص و مخلص اس کے بندے ہو کر - اس میں اتا اترنا الیک فرما کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے -

اَلَّذِينَ اَلْبَانِ الْمُخْلِصِ وَالَّذِينَ اَتَمَّوْا وَاحِدًا دُوْنَهُ اَوْلِيَاءَ يَخْفَوْنَ اِنَّهُ لَكُنْ يَسْتَعْتَبُ لِي اللهُ تَزَلْ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ کے - اس ذات پاک کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور جو اس کے سوا دوسروں کو اپنا والی بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

مَا تَعْبُدُوْهُمْ اِلَّا لِيَقْرَبُوْا اِلَى اللهِ تَزَلْ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ کے - ہم تو انہیں نہیں پوجتے مگر صرف اتنی بات کے لیے کہ یہ

تمہیں اس نے ایک جان سے بنایا پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور تمہارے لیے اس نے چوہا یوں میں سے آٹھ جوڑے تمہارے تمہیں پیدا کرتا ہے تمہاری ماڈل کے پیٹ میں ایک طرح کے بعد اور طرح میں اندھیرے میں یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کی ملکیت ہے سب کچھ اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں تو تم کہاں بیٹھے جلتے ہو۔
 مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ سَعَادَاتٍ حَضْرَتِ آدَمَ صَفِيٍّ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُمْ مِنْ سَمَوَاتٍ مَعْبُودَاتٍ
 اور تم بھلے تمہارا جوڑا ہے مراد حضرت حوا ہیں کہ وہ سب کی ماں ہیں جیسا کہ حضرت علی کریم اللہ وہمہ
 الکریم نے فرمایا۔

النَّاسُ مِنْ نَسَبٍ وَاحِدٍ وَأَنْتَ الْغَنِيُّ الرَّحِيمُ

اور تم انسانی نسلوں میں چار چار یوں میں چار قسم کے جوڑے مراد ہیں۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ بیڑ۔
 چار یہ نر اور چار ان کی مادہ۔ اور ازواج سے مراد نر اور مادہ ہیں۔ پھر

يَخْتَلِكُ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ سَعَادَاتٍ حَضْرَتِ آدَمَ صَفِيٍّ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُمْ مِنْ سَمَوَاتٍ مَعْبُودَاتٍ
 میں نطفہ سے علقہ کی صورت میں بدلتا ہے پھر خون بستہ سے مفصلہ ہوتا ہے جسے گوشت پارہ کہتے ہیں چنانچہ
 کہ دوسری جگہ فرمایا مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ سَعَادَاتٍ حَضْرَتِ آدَمَ صَفِيٍّ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُمْ مِنْ سَمَوَاتٍ مَعْبُودَاتٍ

فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ سَعَادَاتٍ حَضْرَتِ آدَمَ صَفِيٍّ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُمْ مِنْ سَمَوَاتٍ مَعْبُودَاتٍ
 اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ ہیں شانیں تمہارے رب کی جس کی بادشاہی اور سلطنت ہر شے پر ہے اس کے سوا
 کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَعْنَةُ النَّاسِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ
 موڑ رہے ہوں۔ اس کے بعد اپنی شان لے نیازی کا مظاہرہ فرمایا جانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّ تَكْفُرًا وَقَاتِنًا اللَّهُ عَنِّي عَنْكُمْ وَلَا يُرِضُنِي لِإِعْبَادِكُمْ وَالْكَفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا لَا يُرِضُنِي وَلَا أَزِيدُكُمْ
 وَاذْخُرِيكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرَّجِعَكُمْ فَيُنشِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّ سَاءَ عَٰلِمِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
 کہ تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں کی ناشکری سے وہ ناراض ہے اور اگر تم شکر کرو تو اسے
 تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور کوئی جان بوجھ نہیں اٹھا سکتی دوسرے کا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرتا
 ہے تو وہ تمہیں تبارک سے گاجو تم کہتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

یعنی اگر تم کفران نعمت کرو اور طاعت و عبادت چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہاری طاعت و عبادت
 سے بے نیاز ہے۔ البتہ تم ضرور اس کے محتاج ہو اور ایمان لانا تمہارے ہی لیے مفید ہے اور کفر تمہارے اپنے
 ہی لیے مضر ہے۔

اور شکر گذاری سے اللہ خوش ہے لیکن وہ بھی تمہاری ہی کامیابی کا سبب ہے اس پر منجانب اللہ تمہیں ثواب ملیگا اور جنت میں تمہیں داخل کیا جائے گا۔

اور لائنوں کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہیں سوا اس کے کہ جو اس طلبی ہو سکتی ہے مثلاً اولاد بیوی کے متعلق یہ جو اس طلب ہوگا کہ اسے تم نے کیا تعلیم دی اس کے چال چلن کی تم نے نگرانی کیوں نہ کی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذَاہِ وَکُلُّکُمْ مَسْتَوٍ عَنْ دَعَائِنَہِ کے یہی معنی ہیں۔

اور بیشک سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت میں تمہارے اعمال کی جزاء دینے لے گی۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَرْبُ دَعَارٍ مِّنْ يَّبِئَاتٍ أَلِيَّةٍ، ثُمَّ إِذَا حَوَّلَهُ حَمَلَةٌ مِّنْهُ كَتَبَتْ يَدَا عُوا إِلَيْهِ مِّنْ قَبْلُ وَجَعَلْ لِلّٰہِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِہِ۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف جھکا ہوا اور جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے اس پکار کو جو پہلے پکاری تھی۔ اور اللہ کے شریک بنانا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے۔

یہاں انسان سے مراد مطلقاً کافر یا صرف ابو جہل یا عقبہ بن ربیعہ ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب اسے دنیاوی نعمتیں مل جاتی ہیں تو وہیں تنگدستی کے زمانہ کو بھول جاتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی اور حاجت براری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے۔

فَلْتَمَعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ اے محبوب! تمہیں فریاد کیجئے کہ کچھ دن اپنے کفر کے ساتھ بسر کر لے تو بیشک اہل نار سے ہے۔

یعنی دنیا کی زندگی پوری کر لے آخرت کو فراموش نہ کرنا ہے۔

اس کے بعد جو آیت ہے اس کے شان نزول میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے جو سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی۔

دوسرا قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ یہ آیت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سلمان فارسی کے حق میں نازل ہوئی۔

اس آیت کہ یہ میں رات کے نوافل کا دن کے نوافل سے افضل ہونا ظاہر ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ رات کا عمل خفیہ ہوتا ہے اس میں لیا کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شب میں دنیا کے کاروبار بند

ہوتے ہیں اس وجہ میں قلب بہ نسبت دن کے زیادہ یکسو ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ شب راحت و خواب کے لیے ہوتی ہے اس میں بیداری نفس کے لیے موجب مشقت ہوتی ہے تو خواب بھی اس کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

أَمْ مَنْ هُوَ قَانِتٌ آتَاءَ الْكَيْلِ سَاجِدًا أَوْ قَائِمًا كَيْدًا الْآخِرَةَ وَيُجْوَازُ حَسْبَ دَيْهِ - کیا وہ جس کی شب فرما بیداری میں گذری سجدہ اور قیام میں آخرت کے خوف اور اپنے رب کی رحمت کی امید میں۔

اس سے ثابت ہو کہ مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ بین الخوف والمرجا رہے اور اپنی تقصیر عمل پر نظر رکھ کر عذاب سے خائف ہو اور رحمت الہی کی امید میں رہے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں بے خوف ہونا اور رحمت الہی سے مایوس ہو جانا دونوں علامت کفر و کفار میں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ اور ارشاد ہے لَا يَتِيَسُّونَ مِنْ دَرَجِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ - قرآن مجید کیا وہ جو جانتا ہے اور وہ جو نہیں جانتا برابر ہے نصیحت تو وہی مانتا ہے جو عقل والے ہیں۔ جاہل اور عالم کا فرق ذی عقل اور نا عاقلیت اندیش کا تفاوت آہے کہ یہ میں واضح فرمادیا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ زمر پر ۲۳

اس سورت مبارکہ کا نام انفان و کشاف میں الغرہ بھی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے لَمْ يَخْرُجْ مِنْ قَوْمِهَا عُرْفًا

ابن خزیمہ اور ابن مردودہ اور بیہقی دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّمَا تَوَلَّكَ بِنْتُكَ لَمْ يَسْتَتِنِ یہ سورت مکر میں نازل ہوئی اور کسی آیت کا استثناء نہیں کیا۔

اور نحاس ابن عباس سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا تَوَلَّكَ سُورَةُ الزُّمَرِ بِبَيْتِكَ سَوَى ثَلَاثِ آيَاتٍ تَوَلَّكَ بِالْمَدِينَةِ فِي وَحْشِي قَاتِلِ حَمْرَةَ قُلْ لِيُعْبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ إِلَى ثَلَاثِ آيَاتٍ وَذَادَ لِعَصْمِمْ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّ سَوْرَةُ زَمْرٍ مَكْرَمٍ نَازِلٌ بِرَبِّي سَوَاتِينَ آتِيَةٍ كَمَا

کہ وہ مدینہ میں نازل ہوئیں حضرت وحشی کے حق میں۔

أُولَئِكَ يَلْعَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّ سَوْرَةُ زَمْرٍ مَكْرَمٍ نَازِلٌ بِرَبِّي سَوَاتِينَ آتِيَةٍ كَمَا

دوسرے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔

تیسرے۔ اِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔

بعض نے قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ اٰيٰتِيْكُمْ اَنْزِلُوْهُ اور زيادہ کی علامہ سخاوی جمال القراء میں اور ابو حیان مقاتل سے اس کی تائید میں راوی ہیں اور بعض نے اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كُو اور زيادہ کیا کما حکاہ ابن الجوزی۔ اور بعض نے سات آیتیں قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا سَعَتِ اَيۡتُوْا تٰكۡمَلۡنَ تٰبٰتِيۡنَ۔ اس سورۃ مبارکہ میں ہا آیتیں کوئی ہیں اور تین شامی ہیں اور دو آیتیں اور اس حساب سے اسی آیتیں کل ہوتی ہیں۔

اس سورت کا سورۃ ص سے اتصال کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آخر ص۔ اِنَّ هُوَ الَّذِيْ ذَكَرَ لِلْعٰلَمِيْنَ سَبۡئًا اور سورۃ زمر کا شروع تنزیل کتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے دونوں آیتیں ملی ہوئی ہیں بلکہ اگر لیسم اللّٰہ سے سورۃ شروع نہ ہو تو کلام مسلسل ہو جاتا ہے۔

پھر آخر سورۃ ص میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے اور سورۃ زمر میں خلق ازواج اور خلق فی بطون اہبات اور خلق من بعد خلق وغیرہ ہے جو مناسبت سے بہت ہی قریب ہے۔

سورۃ زمر

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ زمر ۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ نازل کرنا کتاب کا عزت والے اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

اس کی عبارت ابتدا اور خبر کے اعتبار سے یہ ہوئی هٰذَا الَّذِيْ كُوْدُ تَنْزِيْلٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اور کتاب سے مراد تمام قرآن کریم ہے۔ یا صرف یہ سورۃ مبارکہ

اِنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ۔ ہم نے اسے لے کر محبوب آپ کی طرف کتاب کی صورت میں

حق کے ساتھ نازل فرمایا۔

قَاعِبِدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ . تو اللہ کو پوجو جو خالص اللہ کے لیے ہر قسم کے شوائب شرک سے اور توہمات ریاء سے محترز رہتے ہوئے۔

اَللّٰهُمَّ الدِّيْنَ اَلْمَخْلِصُ . خبر دار رہو دین خالص اللہ کے لیے ہے۔

دین لغت میں تقریباً تیس معنی دیتا ہے۔ دین مذہب کے معنی میں مستقل ہے اور بدلہ اسلام عبادت کام عبادت۔ بارش۔ ترشح۔ نرم چیز۔ ذلت۔ بیماری۔ حساب۔ ضلع۔ اقتدار۔ عزت۔ برتری۔ بادشاہ حکم خصلت۔ تدبیر۔ توجید۔ پرہیزگاری۔ پاکبازی۔ زبردستی۔ حال۔ فیصلہ۔ تالعدار۔ قوم۔ اسکی صحیح ادیان ہے تو آیت کریمہ کی اس عبارت سے معنی مکمل ہوتے ہیں۔

اَلَا هُوَ سُبْحٰنَهُ الَّذِي يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ الْاَوْلِيَاءَ . اَلَّذِي هُوَ الْاِطْلَاعُ عَلَى السَّكْرٰتِ وَالصَّمَاوٰتِ . چنانچہ ایک حدیث میں آیت کریمہ کے معنی ہماری تائید میں اس طرح مرقوم ہے

ابن مردودہ نے بیدر قاشی سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا حضور ہم اپنا مال لوگوں کو دیتے ہیں تاکہ ہمارا تذکرہ ہو تو کیا ہمیں اس کا اجر ملیگا تو حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے عرض کیا ہم اپنا مال دیتے ہیں یا میرا اجر اور بغرض مذکرہ تو کیا ہمیں اس کا اجر ہے حضور نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَقْبَلُ الْاٰمَنَ اَخْلَصَ لَهُ ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ الْاٰيَةُ اَللّٰهُمَّ الدِّيْنَ اَلْمَخْلِصُ . بے شک اللہ کسی کی خیرات و عبادات قبول نہیں کرتا مگر جو خالص و مخلص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَللّٰهُمَّ الدِّيْنَ اَلْمَخْلِصُ آگے اوسی لکھتے ہیں وَ مُؤَيَّدٌ هٰذَا اِنَّ الْمُرَادَ بِاللّٰدِيْنِ فِي الْاٰيَةِ الطَّاعَةَ . اس امر کی موید آیت ہے کہ دین سے یہاں مراد اطاعت خالصہ ہے۔

وَ اَلَّذِيْنَ اَتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَاۗءَ . اور وہ جنہوں نے بجز اللہ کے سوا اپنا والی۔

اس میں توحید الہی کا اثبات اور شرک کا البطل ہے۔ تاکہ حقیقت اخلاص جان لی جائے اور مشرکین

قریش وغیرہ کے عقائد باطلہ واضح ہو جائیں جیسا کہ مجاہد نے کہا

اور حضرت جیمسید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ آیت کریمہ عام اور کثانہ اور نبی سلمین

قبائل کے خلاف نازل ہوئی یہ بتوں کے پجاری تھے ان کا عقیدہ تھا کہ طائفہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

لیکن خصوصیت مورد سے حکم خاص نہیں ہو جاتا اس لیے یہ حکم عامہ مشرکین پر ہے فَيَكُوْنُ الْاَوْلِيَاۗءَ

آیت کریمہ میں اولیاء سے مراد مشرکین

عِبَادَةٌ عَنْ كُلِّ مَعْبُوْدٍ

اور یہ ارشاد باری تعالیٰ شانہ

باطل ہے

مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا لِيُقَرَّبَ بُرُونَا إِلَى اللَّهِ ذَلْفَى۔ سے مشرکین کا وہ بہا دظاہر کیا گیا جو وہ کہتے تھے کہ ہم ان تہوں کو صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔

گویا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر نیت خالص نہیں کرتے وہ غیر خدا کی عبادت یہ کہہ کر کہتے ہیں کہ مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا لِيُقَرَّبَ بُرُونَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى تَقَرَّبْنَا۔ ہم کسی شے کو نہیں پوجتے مگر اس لیے کہ ہمیں تقرب الی اللہ حاصل ہو جائے چنانچہ اس کا جواب فرمایا گیا۔

إِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ بیشک اللہ ان میں محاکمہ فرمائے گا ان باتوں کا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

اس کے معنی میں مختلف قول ہیں۔

پہلا قول تو یہ ہے کہ إِنَّ تَعَالَى يُفَضِّلُ الْخُصُومَةَ بَيْنَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُخْلِصِينَ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَالْإِشْرَاقِ بِبَيْتِكَ اللَّهُ تَعَالَى فِيمَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا مشرک و مومن کی خصومت کا جو توحید اور اشراک بالہ میں جھگڑتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مخلصین و موحدین کو جنت میں داخل فرما کر مشرکین کو جہنم میں داخل کرے گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عابدین و معبودین کا فیصلہ کرے گا اس صورت میں کہ عابدوں کو اپنے معبودوں سے امید شفاعت ہوگی اور جہنم میں معبود بنایا تھا وہ تبری کریں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ جن ولیوں نبیوں کی اتباع سے جو لوگ ان سے امید رکھیں گے وہ مع اپنے متبعین کے جنت میں داخل ہوں گے اور جو نا اہل بجائے اتباع ان کی عبادت اور پرستش کرتے تھے جیسے بت پرست انہیں معہ تہوں کے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اور كَادِحًا لَّا أَصْنَدُهُمُ التَّارِكِينَ لِيَتَعَبُوا بِهَا يَلُ تَتَعَبُونَ بِعَبْدَاتِنَا هُنَا۔ اور تہوں کا جہنم میں داخلہ عذاب کے لیے نہ ہوگا بلکہ پوجنے والوں کے عذاب کے لیے ہوگا تا کہ وہ سمجھ سکیں کہ جن کی ہم نے پوجا کی وہ بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ہیں تو امید شفاعت کس سے کریں۔ آگے ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ بے شک اللہ سے راہ نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکر ہے۔ یعنی وہ جھوٹا جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مانے اور ناشکر وہ جو قدرت کاملہ الہیہ کا مشاہدہ کر کے بھی غیر خدا کا پرستار ہو کہیں ملائکہ کو نبات اللہ کہتا پھرے کہیں عیسیٰ و عزیٰ علیہما السلام کو ابن اللہ بتائے اس کا جواب آگے آتا ہے۔

لَوْ أَدْرَاكَ اللَّهُ أَن يُبْعَثَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَسُبْحَنَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ

بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔ یا کی ہے اس کے لیے وہ اللہ ایک اور قہار ہے۔
 اس فرماں میں تحقیق حق اور ابطال قول کفار ہے جو وہ کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور حضرت
 عیسیٰ و عزیٰ علیہما السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

اس بیان میں اللہ الواحد القہار فرما کر استحالہ اتحا ذولد حق واجب تعالیٰ علی الاطلاق ظاہر ہو گیا۔
 حاصل معنی یہ ہوئے کہ اِذَا دَا اَللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اِتَّخَذَ الْوَلَدَ لَا مَمْتَنَعَ تِلْكَ الْاِذَا ذَا لَتَغْلِبَهَا بِالْمَمْتَنِعِ اَعْنِي اِتَّخَذَ
 اَيْ كُنْ لَا يَجُوْزُ لِبَدَايِ اِذَا ذَا فَتَمْتَعًا لِاِنَّهَا تَرْجُوْهُ بَعْضُ الْمَلَائِكَةِ عَلَى بَعْضٍ۔ اگر اللہ تعالیٰ بیٹیاں کا
 ارادہ کرتا تو یہ ارادہ بھی ممتنع بالذات تھا اس لیے کہ اتحا ذولد کا ارادہ بھی ذات واجب تعالیٰ شانہ کے
 لیے ممتنع ہے اس لیے کہ شان الوہیت کے خلاف ہے۔

علاوہ اس کے جو ذات قہار ہے اس کی قہاریت متفقہ معنی ہے اور غنی کا اقتضاء تخرج ہے اور
 تخرج کا مقتضی یہ ہے کہ وہ مادہ اور تولد ولد سے بھی مجرد ہو۔ اس کی تفصیل سورہ اخلاص میں آئے گی۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی روح المعانی میں فرماتے ہیں اِنَّ الْقَهَّارِيَّةَ تَقْتَضِيْ كَمَالَ الْعِنْيِ وَهُوَ يَقْتَضِيْ
 كَمَالَ الْجَبْرِ الَّذِيْ هُوَ مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ فَلَا يَكُوْنُ هُنَاكَ جِنْسٌ وَفَصْلٌ وَمَادَّةٌ وَصُوْرَةٌ وَاَعْرَاضٌ وَ
 اَبْعَاضٌ اِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَجْعَلُ بِالْبَسَاطَةِ الْكَامِلَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ وَاِتَّخَاذِ الْوَلَدِ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْاِنْفِصَالِ وَالْمَلْتَمَسِ
 مَجْعَلٌ بِتِلْكَ الْبَسَاطَةِ فَيَجْعَلُ بِالْعِنْيِ فَيَجْعَلُ بِالْقَهَّارِيَّةِ وَقَدْ اَشَارَ سُبْحٰنَهُ اِلَى اَنَّ الْعِنْيَ يِنَايَ اَنْ يَكُوْنَ كَمَا
 سُبْحٰنَهُ وَكَذٰلِكَ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَقَالُوْا اَتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ هُوَ الْعِنْيُ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اتحا ذولد متفقہ انفصال سے ہے تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جز اس
 سے منفصل ہو اور جب ایسا مان لیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ متاخر و مقہور ہے معاذ اللہ کہ مشرک
 قہار۔ تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا۔

توجیب واجب تعالیٰ شانہ اپنی صفت ذاتی میں قہار ہے جیسا کہ اقتضاء الوہیت سے تو استحالہ لازم ہے
 کہ اس ذات کے لیے اولاد ہو۔

پھر ایک قول اور بھی واضح ہے وہ ہوتا اِنَّ الْقَهَّارِيَّةَ مُنَافِيَةٌ لِلزَّوَالِ لِاَنَّ الْقَهَّارَ لَوْجَدَهُ كَانَ مَقْهُودًا اِذْ
 الْمَرْئِيْلُ قَاهِرٌ وَلَنْ اَقْبَلَ سُبْحٰنَ مَنْ قَهَّرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ۔ انتہی مختصراً۔

چنانچہ اپنی شان قہاری کے لیے اظہار کیا گیا۔
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِالْحَقِّ يَكُوْدُ الْكَيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيَكُوْدُ اللَّيْلَ عَلَى اللَّيْلِ وَتَسْمُو السَّمْسُ وَالْقَمَرُ
 كُلٌّ يَجْرِيْ لِاجْلِ مَّسْمِيٍّ اِلَآهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَقُوْدُ۔ پیدا کیے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ لپٹتا ہے ان

کو دن پر اور لپٹتا ہے دن کو رات پر اور مقرر کیا سورج اور چاند کو سب جہاں میں اپنے وقت مقرر ہے۔
اس لیے کہ حدوث لیل و نہار تحریک اجرام سماویہ کے ساتھ ہے اور نگوہ بر اصل میں لپٹنے کو کہتے ہیں۔
اور عامہ سر پر لپٹنے کو کاذالعمامة علی دأوسہ بولتے ہیں اور یہاں تکویر سے مراد پروایت قنادہ ایک کو
دوسرے سے ڈھانپنا ہے۔ چنانچہ کور ایسا لفظ ہے جو لپٹنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ایسے ہی یُوُجِجُ الْبَيْتَ فِي النَّهَارِ وَيُوجِجُ الْبَيْتَ فِي اللَّيْلِ ہے ولوج کہتے ہیں ایک شے کو دوسری میں داخل کرنا۔
اور وَجَعَلَ الْبَيْتَ وَالنَّهَارَ خَلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَاتِ الْبَيْتَ۔ وہ ذات وہ ہے جس نے لیل و نہار کو ایک پر دوسرے کو خلیفہ
کیا اور بَيْتُ الْبَيْتِ وَالنَّهَارِ يَطْلُبُ حَيْثُ مَا۔ یہاں حثیت بروزن فعل ایک دوسرے پر براکتیختہ و آمادہ
ہونے کے معنی میں ہے تو رات دن پر آمادہ ہے اور دن رات پر آمادہ ہے۔

یہ تمام استعارات میں کہیں استعارہ تبعیہ کہیں استعارہ مکنیہ کہیں استعارہ تخنیلیہ اور تمثیلیہ ہے۔
اور تغیر شمس و قمر باین معنی ہے کہ یہ دونوں حکم کے ساتھ پابند ہیں اسی لیے فرمایا اَجَلٌ يُخَيَّرُ لِحَيْثُ مَسَّتْهُ لَيْلٌ
دونوں اپنے دور میں یا القطر ع حرکت میں جلتے ہیں۔

اور چونکہ ارباب بیست کے نزدیک شمس متحرک ہے بنا براین یہ تقریر قرآنی اس سے منطبق ہے
اور بیست جدیدہ کا زعم ہے کہ شمس ساکن ہے اور وہ مرکز عالم ہے یہ خلاف آیت کہ یہ ہے مگر اب بعض
ارباب فرنگ شمس کے متحرک ہونے کو کہتے ہیں اس کے مرکز میں تو یہ کل فی فلک ایسجون کے مطابق ہے۔
الْأَهْوَالُ الْعَظِيمَةُ الْعَقَادُ خَيْرٌ دَارٌ هُوَ عَزَمْتُ وَالْقَادِرُ ہے۔

باطل عقائد والوں پر اصرار کرنے والوں پر عذاب کرتا ہے اور عفار ہے ان کے لیے جو اپنے گناہوں سے
تاب ہوں آگے ارشاد ہے۔

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمِمَّا يَتَذَكَّرُ فِيهَا لِقَاءَ رَبِّكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

یہ دوسری دلیل ہے وحدت و قہر قہار پر کہ نفس واحدہ حضرت آدم صلی علیہ السلام سے کائنات
پیدا فرمائی۔ اور نفس انسان ایک قطرہ سے ہے اور خود آدم صلی علیہ السلام ذات احدیت کی ایسی شان میں کہ ان
کی ولادت بید قدرت سے ہے پھر عالم سفلی سے متعلق ہو کہ عالم علوی سے بلند تر ہے یہی وجہ ہے کہ
شیخ اکبر نے فرمایا

وَدَأْتِكَ فَيْتِكَ وَلَا تَشْعُرُ
وَدَأْتِكَ فَيْتِكَ وَلَا تَشْعُرُ
وَدَأْتِكَ فَيْتِكَ وَلَا تَشْعُرُ
وَدَأْتِكَ فَيْتِكَ وَلَا تَشْعُرُ

آگے ارشاد ہے

تَوَجَّعَلْ مِنْهَا زُجُجًا۔ پھر اسی جرم صغیر انسان سے اس کا جوڑا بنایا۔

یعنی حضرت حوا کو بائیں پسلی سے پیدا کیا اور بائیں پسلی بھی جو تمام پسلیوں کے نیچے ہے۔ اس شانِ تخلیق میں تین بائیں خاص ہیں۔

اول آدم علیہ السلام کا بغیر بائیں پسلی سے پیدا فرمانا۔

دوسرے حضرت حوا کا بائیں پسلی سے پیدا فرمانا۔

تیسرے آپ کی ذریت کا پیدا فرمانا کہ جس کی گنتی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ آگے ارشاد ہے۔
وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَاتٍ أَنْزِلَهَا فِي مِائِدَاتِ الْغُدَاوِلِ وَأَنْزَلَ الْغُلَامَ الْفَارِسِيِّ لَكُمْ أَوَّلِيًّا وَأَنْزَلَ الْغُلَامَ الْفَارِسِيِّ لَكُمْ أَوَّلِيًّا

اس میں بنوع دیگر استدلال ہے عالم سفلی کا۔ اور انزال بطریق مجاز فرمایا جس سے مراد قضا ہے اور قسمت غیر قضا ہی ہے۔

اور یہ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور تقسیم کرتا ہے تو اسے لوح محفوظ میں ثبت فرماتا ہے پھر ملائکہ موکلین اس کے اظہار کے لیے نازل ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ بھی کہ نزول سے تخلیق کو موصوف کرنا بائیں معنی صحیح ہے کہ انزال وقضا ظہور بعد التحفایں متعارف و شائع ہے گویا یہاں انزال میں استعارہ تبعی ہے۔

اور اسے مجاز مرسل بھی کہہ سکتے ہیں۔

اور انعام سے مراد اونٹ۔ گائے۔ بکری اور بھیر ہیں یہ چار جب جوڑا جوڑا ہوئے تو اکٹھے ہو گئے چار۔ چار ماہ۔ آگے ارشاد ہے۔

يَتَخَلَّفُكُمْ فِي بَطُونٍ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ۔ تمہیں پیدا فرماتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک پیدائش سے اور پیدائش پر تین اندھیروں میں۔

آیت کہ یہ ہیں اپنی عجائب قدرت کا بیان ہے۔ کہ تمہاری پیدائش تمہاری ماؤں کے پیٹ میں حالت ایک پر نہیں بلکہ لطف سے علقہ بنایا گیا پھر علقہ سے مضغہ پھر مضغہ سے جووان عظام پھر عظام پر گوشت غرضکہ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ پورا کر کے فی ظلمات ثلاث ہیں اس کی پرورش کی۔ اول ظلمت بطن۔ دوسرے ظلمت رحم تیسرے ظلمت مشیمہ۔

یعنی تے کہا ظلمت صلب۔ ظلمت بطن اور ظلمت رحم مراد ہے۔ اس کے بعد اپنے وجود واجب الوجود کا تعارف فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الَّذِي يُخْرِجُكُم مِّنَ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لِيَعْلَمَ أَشْكُرُونَ

یہ ہے تمہارا اللہ جو تمہارا رب ہے اسی کی ملک ہے

سب پر کوئی معبود نہیں مگر وہی تو کہاں بھٹک رہے ہو۔

یعنی یہ قوتیں سوا اللہ تعالیٰ کے کسی میں نہیں اسی کی ملکیت علی الاطلاق دنیا و آخرت میں ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک واحد قہار ہے تو تم کہاں بھٹکے پھر رہے ہو باوجود اس کے تمہیں اس کی شیوں و قدرت کا مشاہدہ ہو رہا ہے آگے اپنی بے نیازی کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَبْزُقِي لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ - اب بھی اگر تم کفر کرو تو اللہ بے نیاز ہے تمہارے ایمان و عبادت سے اور وہ راضی نہیں اپنے بندوں کی ناشکری سے البتہ۔

وَإِن تَشْكُرُوا وَابْتَغُوا لَكُمْ - اور اگر شکر گزار رہو تو وہ تم سے راضی ہے۔

اور بندے کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب کہے بارگاہ رحمت میں یہ کہے فَصَيِّتُ بِاللَّهِ لِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فَذَصِيْتُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَبًّا وَقَاصِيًّا۔

تو غلامی کا نام یہ ہوا کہ اس جگہ شانہ لا يَسْتَعِيدُ الْكُفْرَ لِعِبَادِهِ كَمَا يَسْتَعِيدُ الْإِسْلَامَ لَهُمْ وَيُؤْتِيهِمْ وَلَا تَزِدُ وَازِدًا وَتُؤَدُّ الْآخِرَىٰ تَعَالَىٰ رَبِّكُمْ مَزْجَعَكُمْ فَيَنْبِسُكُمْ لَهَا كَمَا تَعْمَلُونَ إِنَّمَا عَلَيْهِمْ بِنَاتِ الصُّدُورِ - اور نہیں اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹو گے تو وہ تمہیں متنہہ کر دے گا جو کچھ تم نے کیا ہے شک وہ تمہارے سینوں کے حالات سے واقف ہے۔

آئیے کہ یہ کیا مفہوم واضح ہے کہ کسی کے عمل کا بوجھ دوسرے پر نہیں پھر آخر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں تمہارے عملوں کی حالت سے مطلع فرما دے گا اور وہ یقیناً تمہارے صدری حالات سے واقف ہے آگے ارشاد ہے۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا رَبَّهُ مَنِيبًا آتِيسٍ - اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا اور رجوع ہوتا ہے۔

یہ عقیدہ بن ربیعہ جیسے سرکش کافر کی کیفیت ظاہر فرمائی۔ اور بقول ابن جبان یہ کیفیت جنس کافر کی فرمائی گئی۔ چنانچہ دوسری فرمایا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَطَلُومٌ كَفَّارٌ - اور اس کی دوسری کیفیت کا آگے اظہار فرمایا۔

تَعَالَىٰ أَخْوَالُهُ لِعَمَّةٍ مِّنْهُ نَسَىٰ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ - پھر جب اسے دنیاوی نعمت عطا کر دی جاتی ہے تو اس پکار کو بھول جاتا ہے جو پہلے پکارا تھا اور اللہ کے لیے شریک بنا لیتا ہے عبادت اور پرستش میں تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اللہ کے راستہ سے۔

آلو سی خوار کے معنی رجوع الیہ مرہ بعد آخر کے کہے فرماتے ہیں وَأُطْلِقُ عَلَى الْعَطَاءِ بِلَا إِتِّانٍ لِلْعَطِيءِ الْكِرَامِيِّ يَبْعَثُ مَنْ هُوَ رَيْبٌ أَحْسَانُهُ وَنَشْوَا مِتْنَانِهِ بِنَكْبِ يَدِ الْعَطَاءِ عَلَيْهِ مَوَّلًا بَعْدَ آخِرَىٰ۔

خلاصہ مفہوم عبارت یہ ہوا کہ بندے کو عطا پر عطا فرمائے اور وہ ایسا معطی ہے کہ بندے کو لہر دے دیتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

لے کر بیٹے کہ از خستہ را نہ غیب گبر و ترسا و طیفہ خورداری
دوستناں را کجا کنی محروم تو کہ یا دوست مناں نظر داری
تو منع حقیقی کو بھلا کر اس کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑ کر وہی بتوں کی طرف جھکنے لگتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کا شریک بتوں کو بنا لیتا ہے حالانکہ اس کی یہ شان ہے کہ

لَا شِدَّةَ لَنَا وَلَا نِدَّةَ إِلَّا مَا كَانَ كَلِمَتِي ذَوَالِ

اسی وجہ سے آگے تہذیباً ارشاد ہے۔

قُلْ تَتَّبِعُوا بَنِيَّ فَإِنِّي لَا أَمُرُّكُمْ بِالْعِبَادَةِ إِنَّمَا أُمُورُنِي يُحْسِنُ وَيَتَّقِي
نفع حاصل کر لے اے عتبہ تو جہنمیوں سے ہے۔

اس کے بعد کی آیتوں میں صدیق و فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ کے طریقہ عبادت اور مقام تفریح
ظاہر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

أَمْ مِّنْ قَوْمٍ أَنذَرَ آلَ الْكَافِرِينَ أَن يَدْخُلُوا فِي عَذَابٍ أَذْهَبْنَا عَاقِبَتِ الْفٰكِرِيْنَ

بہتر ہے یا وہ جو انہوں میں سجدہ اور قیام کرے آخرت کے خوف اور امید رحمت رب الارباب ہیں۔

یہاں حرف ام منقلب سے گویا ارشاد ہے بطریق تہذیباً اَنْتَ اَحْسَنُ حَالًا مَّا لَمْ يَمُنْ بِهٖ
مَوَاجِبِ الطَّاعَاتِ وَكَانَ عَلَى وَطَائِفِ الْعِبَادَاتِ فِي سَاعَاتِ اللَّيْلِ الَّتِي فِيهَا الْعِبَادَةُ اَقْرَبُ اِلَى
الْقَبُولِ وَابْعَدُ عَنِ الرِّيَاءِ حَالَتِي السَّوَادِ وَالضَّرْبِ لَاعِنْدَ مَسَائِنِ الضَّرْفِ فَقَطُّ لَدَا اِيَّكَ حَالِ كَوْنِهِ
سَاجِدًا اَوْ قَائِمًا۔

یعنی کیا تو نے عتبہ بن ربیعہ اپنی حالت شرک و بت پرستی میں اچھلے ہے اور اس کا انجام جو عذاب

آخرت ہے بہتر ہے یا وہ جو قائم ہے مواعبات طاعات پر اور دائم ہے و طائف عبادت پر ساعات

لیل و نهار میں جو اقرب الی القبول اور البعد من الریاء میں تہذیباً طور پر مشغول عبادت حالانکہ انہیں کوئی تکلیف

نہیں پہنچی تیری طرح نہیں کہ جب تکلیف پہنچے تو اللہ کو بچا کرے اور جب تکلیف رفع ہو جائے تو اللہ کو قبول کرے

اس کے بعد آگے ارشاد ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ فَرَادِيحِي كَمَا بَرَّيْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اُمّ من ہوقانت سے یہاں تک آیت کریمہ حضرت عثمان غنی

الذہین کے حق میں نازل ہوئی۔

اور ابن سعد طبقات میں اور ابن مردویہ اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اور حضرت جوہر راوی ہیں کہ یہ آیت عمار اور ابن مسعود اور سالم مولے ابی حذیفہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور حضرت عکرمہ صرف عمار بن یاسر کے لیے فرماتے ہیں۔

اور مقاتل کہتے ہیں کہ یمن ہجرت سے مراد صہیب رومی اور ابن مسعود اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ضحاک کہتے ہیں بروایت ابن عباس کہ اس میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے اور حضرت یحییٰ بن سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اس میں کسی کی تعین نہیں جو ان اوصاف کا حامل ہے وہی اس فضیلت میں داخل ہے اور اس میں فضیلت خوف ورجا ظاہر فرمائی گئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں اور نسائی میں اور ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے ایک حدیث ہے کہ

دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ
أَرْجُو أَنْ أَخَافُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا
أَعْطَاهُ اللَّهُ يَرْجُو وَأَمَّا الَّذِي يَخَافُ حَضُورَ سَيِّدِ الْعَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْك شخص کے پاس تشریف
لائے اور وہ موت کے قریب تھا تو حضور نے فرمایا تو کیا محسوس کر رہا ہے اس نے عرض کی امید رحمت
اور خوف بے نیازی تو حضور نے فرمایا بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اسے
امید رحمت سے نواز دیتا ہے اور خوف بے نیازی سے امن دیتا ہے۔ آخر رکوع میں صہر کر کے شاد ہے

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَئِكَ يَنْفَعُهُمْ لِيُفْهَمُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ وَأَلْهَمُوا بِهِمْ فَذُوقُوا تَذَكُّرًا

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ بِهَذَا الْبَيِّنَاتِ الْوَاضِحَةِ أَصْحَابُ
الْعُقُولِ الْغَالِصَةِ عَنْ سُؤَالِ الْغَلَلِ جِسْمِ كَا خَلَاصَهُ تَرْجُمَهُ بِهَذَا كَمَا أَنَّ وَاضِحَ بَيِّنَاتٍ سِ
صرف وہی عقلمند نصیحت لیتے ہیں جن کی عقلیں اختلال کی ملاوٹ سے پاک ہیں۔

یا محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ زہرہ ۲۳

آپ فرمادیں اسے میرے بندو جو ایمان لائے ہو
ڈرو اپنے رب سے ان کے لیے جو بھلائی کریں
اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے
بے شک صبر کرنے والوں کو یہی پورے گمان کا اجر
بے حساب۔

فرمادیں مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پوجا کروں اس کا
خالص بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے اعلیٰ
اس کے حضور گردن جھکاؤں۔

فرمادیں مجھے کہ مجھے خوف ہے اگر میں نافرمانی کروں
رب کی سخت عذاب سے قیامت کے دن۔

فرمادیں اللہ ہی وہ ہے جس کی پوجا کروں خالص
اس کا ہو کر تو پوجو جسے چاہو اس کے سوا فرمادیں
بیشک انہیں نقصان ہے جو اپنی جانوں کو نقصان
میں ڈال چکے اور اپنے گھر کو روز قیامت خراب رہو
یہ نرا کھلا نقصان ہے۔

ان کے لیے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے
پہاڑ ہیں اس سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اپنے
میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

اور جو بچتے ہیں بتوں کی پوجا سے کہ انہیں پوجیں اور
رجوع لائیں اللہ کی طرف انہیں بشارت ہے تو انہیں
خبری دو میرے بندوں کو۔

جو سنتے ہیں بات اور اس پر اچھا اتباع کریں یہی وہ

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّ كَمَا
لَكُنْتُمْ أَحْسَنُ مَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَأَرْضُ
اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ
بِغَيْرِ حِسَابٍ

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ
الدِّينَ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيمٍ

قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْهُ مُخْلِصًا لِدِينِي فَاعْبُدْهُ وَآمَّا
سُنَّمُ مَنْ دُونِهِ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ

لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ
ظُلَلٌ ذَلِكَ يُخَوِّتُ اللَّهَ بِهِ عِبَادَهُ يَا عِبَادِ
فَاتَّقُونِ

وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا
وَأَنَا بِنُورِ اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى فَبَشِّرْ
عِبَادِي

الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

میں جنہیں اللہ نے راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقل والے ہیں
تو کیا جس پر ثابت ہو چکا حکم عذاب کا تو تم بچا لو گے
جو آگ میں ہے۔

لیکن وہ جو ڈرے اپنے رب سے ان کے لیے بالا
خانے میں اور بالا خانوں پر بالا خانے بنے ہوئے
جاری ہیں ان کے نیچے نہیں۔

اللہ کا وعدہ ہے کہ کبھی خلاف نہیں ہوگا۔

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی
پھر جاری کیسے تھے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی
مختلف رنگوں کی پھر سوکھ جاتی ہے تو دیکھے تو اسے سند
رنگ کی پھر اسے کر دیتا ہے ریزہ ریزہ بے شک اس
میں ہدایت ہے عقل والوں کے لیے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَنْهَى اللَّهُ عَنْهُمُ
أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ سَبِيلَهُ وَأُولَئِكَ هُمُ
أُولَئِكَ الَّذِينَ يَنْهَى اللَّهُ عَنْهُمُ
أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ سَبِيلَهُ وَأُولَئِكَ هُمُ
أُولَئِكَ الَّذِينَ يَنْهَى اللَّهُ عَنْهُمُ

بَلَى الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ عُرْفٌ مِّنْ
فَوْقَ عُرْفِ مَبْنِيِّهَا فَعَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ

وَعَدَا اللَّهُ لَا يَجْعَلُ اللَّهُ الْمِيعَادَةَ

الْمُتَرَاتِكِ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

فَسَلَكَ يَنْبِيعٌ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ
زُرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانًا ثُمَّ يَهْبِطُ فَتَوَارَتْ مِنْهُ
الْجِبَالُ وَهُوَ حَطَامَاتٌ فِي ذَلِكَ كَذِبٌ لِّمَنْ هِيَ الْأُولَى
الْأَلْيَابُ

لفظی ترجمہ

عِبَادِي - میرے بندو	يَا لَيْ	قُلْ - کہہ دیں
رَبِّكُمْ - اپنے رب سے	اتَّقُوا - ڈرو	أَمْنُوا - ایمان لائے ہو
هُدًى - اس	فِي - بیچ	أَحْسَدًا - نیکی کی
أَرْضٍ - زمین	و - اور	حَسَنًا - نیکی ہے
يُؤْتِي - پورا دیے جائینگے	إِنَّمَا - اس کے سوا نہیں	وَأَسْعَدًا - فرائض ہے
بِغَيْرِ - بغیر	هُمُ - اپنا	أَجْرٍ - اجر
أُحْزِنَتْ - حکم دیا گیا ہوں	إِنِّي - بیشک میں	قُلْ - کہہ دیں
مُخْلَصًا - خالص کر کے	اللَّهُ - اللہ کی	أَعْبُدُ - عبادت کروں میں
أُحْزِنَتْ - میں حکم دیا گیا ہوں	و - اور	الَّذِينَ - عبادت
الْمُسْلِمِينَ - فرمانبردار	أُولَئِكَ - پہلا	أَكُونُ - ہوں میں

عَصِيَّةٌ مَّا فَرَّانِي كَرِهًا مِّنْ	اِنَّ رَاكِبًا	اَخَافُ دُرَّتَا يَدَايَ	اِنِّي دَرِيْشِكُ مِيْنِ
عَظِيْمٍ بَرُّهُ سَعَةً	يَوْمَ عَدَابِ	عَذَابِ عَذَابِ	رَبِّيْ رَايْتُهُ رَبًّا كِي
مُخْلِصًا مَّا خَالَسَ كَرِهًا	اَعْبُدُ فِيْ مِيْنِ عِبَادَتِ كَرِيْمًا	اَللّٰهُ اَللّٰهُ هِيَ كِي	قَلْبِيْ كَرِهِيْنِ
مَا جِيْنُ كِي	فَاعْبُدُوْا لَوْ عِبَادَتُ كَرُوْ	دِيْنِيْ اِنِّيْ عِبَادَتُ	كَلَّا اِسْ كِي لِيْ
اِنَّ رَاكِبًا	قَلْبِيْ كَرِهِيْنِ	مِنْ دُوْنِيْ اِسْ كِي سَوَا	سَيِّئًا تَمَّ جَاوِيْ
اَلْقَسَمُ اِنِّيْ جَاوِلُوْا كُو	خَسِرُوْا بِخَسَارِهِ دِيَا	اَلذِّيْنِ وَهِيَ فِيْ جَنُوْبِيْنَ نِيْ	اَلْمَخَابِرِيْنَ بِخَسَارِهِ وَلِيْ
اَلْيَوْمِ تَقِيَامَتُ كِي	يَوْمَ دِيْنِ	اَهْلِيْنِ اِنِّيْ كَرِهِيْنَ لُوْ	وَر اُوْر
اَلْمَخَارِبُ اِنِّيْ خَسَارُهُ	هُوَ وَه	ذَلِكُ يَرِيْ	اَلَا يَجْرُوْر
ظَلَلُ بِيَارِيْنِ	مِنْ قُوْتِيْمِ اِنِّيْ اُوْر	كَمُ اِنِّيْ لِيْ	اَلْمَبِيْنُ نَظِيْر
ظَلَلُ بِيَارِيْنِ	مِنْ قُوْتِيْمِ اِنِّيْ نِيْ	وَر اُوْر	مِنْ اَلنَّارِ اِنِّيْ كِي
بِه اِسْ كِي	اَللّٰهُ اَللّٰهُ	يُغَوِّتُ دُرَّتَا يَدَايَ	ذَلِكُ يَرِيْ جِيْنِ سَعِيْ
فَاَلْقُوْنِ مَجْدُ سَعِيْ	عِبَادِيْ مِيْرُ بِنْدُو	يَا لِيْ	عِبَادًا اِنِّيْ بِنْدُو لُوْ
اَلطَّاعُوْتِ بِنُوْلِيْ سَعِيْ	اَجْبُوْا بِنِيْ	اَلذِّيْنِ وَهِيَ	وَر اُوْر
وَر اُوْر	كَمَا اِن كُو	يُعْبَدُوْا يُوْجِيْنِ	اَنِّيْ يَرِيْ كِي
كَمُ اِنِّيْ لِيْ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ كِي	اِنِّيْ لِيْ	اَنَّا جُوْر اِنِّيْ جُوْر كِيَا
اَلذِّيْنِ وَهِيَ	عِبَادِيْ مِيْرُ بِنْدُو لُوْ	بِنِيْ تُوْخُوْ شَخِيْرِيْ دُو	اَلْبَشَرِيْ نُوْ شَخِيْرِيْ سَعِيْ
اَحْسَنُ اِسْ كِي اِيْ	يَتَّبِعُوْنَ تُوْ پِيْرُوِيْ كَرِيْ	اَلْقَوْلِ بِيَا ت	كِي سَمْعُوْنَ سَمْعِيْ
هُوَ اِن كُو	هُدَا اِنِّيْ كِي	اَلذِّيْنِ وَهِيَ كِي	اُوْلِيْكَ يَرِيْ
كَمُ وَهِيَ	اُوْلِيْكَ يَرِيْ	وَر اُوْر	اَللّٰهُ اَللّٰهُ نِيْ
حَقِّيْ حَقِّيْ نُوْنِيْ	اَقِيْنُ تُوْ كِيَا جِيْنِ يَرِيْ	اَلْاَبْيَابِ عَقْلِ	اُوْ كُو اِنِّيْ صَا حِبِ
اَقَانَتُ تُوْ كِيَا تُو	اَلْعَذَابِ عَذَابِ كِي	كَلِمَةُ بِيَا ت	عَلِيْبُ اِسْ يَرِيْ
اَلنَّارِ اِنِّيْ كِي	فِيْ رِيْجِ	مَنْ لِيْ سَعِيْ	تَنْقِيْنُ بِيْلَانِيْ كِيَا
رَبِّيْ اِنِّيْ رَبِّيْ	اَلْقُوْر اُوْر	اَلذِّيْنِ وَهِيَ	اَلِكِنِ لِيْ كِنِ
عَرَفْتُ بِالَا خَانِيْ	مِنْ قُوْتِيْمَا اِنِّيْ اُوْر	عَرَفْتُ بِالَا خَانِيْ	كَمُ اِن كِي لِيْ
اَلَا تَهَادُ نِيْرِيْ	مِنْ قُوْتِيْمَا اِنِّيْ نِيْ	تَهْرِيْ جَلِيْ مِيْنِ	مَبِيْنِيْ بِنِيْ سَعِيْ

وَقَدْ بَعَدَ مِنْهُ	اللَّهُ - اللہ کا	کہہ نہیں	مُخْتَلِفٌ خِلَافٌ كَرْتَا
اللَّهُ - اللہ	الْمِيْعَادِ - وعدے کا	آ کیا	كُورِ
تَوَدَّ وَكَيْفَا تَوَدَّنِي	أَنْتَ - کہ بیشک	اللَّهُ - اللہ نے	أَنْزَلَ - اتارا
مِنَ السَّمَاءِ سَمَانٍ	مَاءً - پانی	مَسَلَكًا - توجہ یا اسے	يُنَابِغُ - پشموں میں
فِي بَيْحٍ	الْأَرْضِ - زمین کے	مُتَعَبٍ - پھر	يُخْرِجُ - نکالتا ہے
بِهِ - اس سے	ذُرْعًا - کھیتی	مُخْتَلِفًا - مختلف ہیں	الْوَانِدُ - اس کے رنگ
لَتَعْرِفَهُ	بِعَيْنٍ مُّشْتَكٍ - ہوتی ہے	فَتَرَاهُ - تو دیکھے تو اسے	مُصْفًى - نذر رنگ
لَتَعْرِفَهُ	يُجْعَلُ - کہ تلے سے	حُطَامًا - ریزہ ریزہ	إِنَّ رِيَشِكِ
فِي بَيْحٍ	ذَلِكَ - اس کے	لَنْ كُفْرِي - نصیحت ہے	لِأَذَى - واسطے صاحب
الْأَلْبَابِ - عقل کے			

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لَكُنْ مِنْ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ - آپ فرمائیں اے میرے وہ بندوں جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور صابروں کے لیے ہے اس کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا بلا حساب۔

أَحْسَنُوا سے مراد دنیا میں طاعت بجالانا ہے اور اچھے عمل کرنا اس کا بدلہ صحت و عافیت ہے۔ اور اَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ میں ہجرت کی ترغیب ہے اور ارشاد ہے کہ جہاں معصیت شکاری تعافل دشاری بہت جائے اور مومن کو وہاں رہنے میں دینداری مشکل ہو تو اسے چاہئے کہ وہاں سے ہجرت کرے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ہاجرین حبشہ کو اجازت ہجرت دی گئی۔

اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا وزن کیا جائے گا۔ مگر صبر ایسی نیکی ہے کہ اس کا اجر بلا وزن ہے حساب ملے گا۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ معصیت زدہ مومنین برہنہ قیامت حاضر کیے جائیں اور ان کے سر پر کابلہ لپیٹ دیا جائے کہ نہ ان کے لیے میزان قائم ہو نہ ان کا حساب کیا جائے ان پر رحمت رحمان کی بارش کی جائے اور بے حساب کی جائے حتیٰ کہ وہ تپا میں امن و عافیت سے بسر کرنے والے جب دیکھیں تو آرزو کریں کہ کاش ہم بھی ان معصیت زدوں میں ہوتے اور ان کے ہم مقررین سے کاٹے جاتے تاکہ ہم بھی اجوبے حساب پاتے اس کے بعد حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔

قُلْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَلِّمَهُمُ اللَّهُ مَخْلَصًا لِّلَّذِينَ وَافَرْتُمْ كَلِمَاتِهِمْ لِيَسْتَسْتَفِئُوا بِهَا
عَنْ أَبِي يُوسُفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ قَالَ قَدْ نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيَّ آيَاتٍ مِنْهَا مَا يَخِفُّ عَلَى الْقُلُوبِ إِلَّا لِقَوْمٍ أَعْيُنُهُمْ أَغْمِيَتْ وَأَسْمَاعُهُمْ أَصْفَرْتُمْ لِيَسْمَعُوا كَلِمَاتِي فِي سَمْعٍ بَعِيدٍ
عَنْ أَبِي يُوسُفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ قَالَ قَدْ نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيَّ آيَاتٍ مِنْهَا مَا يَخِفُّ عَلَى الْقُلُوبِ إِلَّا لِقَوْمٍ أَعْيُنُهُمْ أَغْمِيَتْ وَأَسْمَاعُهُمْ أَصْفَرْتُمْ لِيَسْمَعُوا كَلِمَاتِي فِي سَمْعٍ بَعِيدٍ
عَنْ أَبِي يُوسُفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ قَالَ قَدْ نَزَّلَ اللَّهُ عَلَيَّ آيَاتٍ مِنْهَا مَا يَخِفُّ عَلَى الْقُلُوبِ إِلَّا لِقَوْمٍ أَعْيُنُهُمْ أَغْمِيَتْ وَأَسْمَاعُهُمْ أَصْفَرْتُمْ لِيَسْمَعُوا كَلِمَاتِي فِي سَمْعٍ بَعِيدٍ

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں اہل طاعت و اخلاص میں مقدم فرمایا ہوں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جس کا تعلق عمل قلب سے ہے اس کے بعد اطاعت کا حکم ہے جس کا تعلق عمل بالجوارح سے ہے۔

اس میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ احکام شریعیہ کا نفاذ رسول کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی اس حکم کے پہنچانے والے ہیں تو اس اعتبار سے رسول احکام میں سب سے مقدم اور اول ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے اول اپنے رسول کو حکم دے کر عامۃ المسلمین کو تنبیہ فرمائی کہ حجت ہمارا رسول ہمارے احکام میں پابند ہے تو تم پر اس کی پابندی اشد ضروری ہے۔

آیت کہ میرے کاشان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ لاسا اور عزی کی پرستش کرتے ہیں تو ان کے رویں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد بطریق تہدید و توبیخ مشرکین کو حضور کی طرف سے اعلان کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاعْبُدُوا مَا بَشَرْتُمْ مِنْ دُونِهِ - تو اب تم لو جو جسے چاہو اللہ کے سوا۔ اور اگر اہی میں پڑ کر ہمیشہ کے لیے جہنم کے مستحق ہو جاؤ اور جنت کی نعمتوں سے محروم کہ یہ نعمتیں یہاں لائے

پر مل سکتی ہیں اس کا نقشہ آئینوں میں بیان ہو رہا ہے۔

لَهُمْ مِنْ قُوهِمْ ظِلٌّ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظِلٌّ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ لِيُعَابِدُوهُ أَتَلْقَوْنَ

ان کے لیے اوپر آگ کے سایہ ہیں اور ان کے نیچے آگ کے پہاڑ اس سے اللہ تعالیٰ خوف دلاتا ہے اپنے بندوں کو کہ اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

خلاصہ آیت کہ یہ ہے کہ بیت پرستوں کو ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی اللہ اس سے خوف دلا کر حکم دیتا ہے کہ ایمان لاؤ اور ممنوعات سے بچو اور وہ کام نہ کرو جو میری ناراضگی اور غضب کا سبب ہو۔
 وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنۡ يَّجۡتَوٰاۤ اِلَى اللّٰهِ لَمۡ يُبۡشِرۡ عِبَادِيَ الَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ اَلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحْسَنَۤ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰۤا اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمۡ اُولُوۡاۤلِ الْاَبۡرَارِ اور وہ جو بتوں کی پوجا سے اجتناب کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں ان کے لیے خوشخبری ہے تو اے محبوب مژدہ دو میرے بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں اور اچھی طرح اتباع کریں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی عقل والے ہیں۔

آیت کہ یہیہ کا مفہوم لفظی ترجمہ سے واضح ہے۔ اس کا نشان ترول یہ ہے جسے حضرت سید المفسرین ابن عباس نے بیان فرمایا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید حاضر آئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی معصومیت اور صداقت بیان کی اور اپنے ایمان لانے کی خبر دی یہ سن کر سب کے سب بیک وقت ایمان لے آئے اس پر آیت کہ یہ نازل ہوئی۔

اور بشارت آئی اب رہے انہی مشرک لنگے لیے آگے جو ارشاد ہے وہ انہی جہنمی بد بخت لوگوں کے لیے فرمان ہے۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنقِذُ مَنْ فِي النَّارِ۔ تو کیا وہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا وہ نجات یافتہ لوگوں کے برابر ہو جائیں گے تو کیا تم لےے محبوب ان کی قسمت بدل کرنا چاہتے ہو کہ مستحق انہی کو جہنم سے بچا لو گے۔

یعنی جو علم الہی میں انہی جہنمی ہے اسے آپ اپنی ذاتی قوت و ہدایت سے نہیں بچا سکتے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بولہب اور اس کے لڑکے ہیں۔

لٰكِنۡ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَمۡ نُعۡرِفۡ مِنْ قَبۡلِهَا عَرَفَ مَبِيۡتُهَا تَجۡرِيۡ مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلۡاَنۡهَرُ وَوَعَدَ اللّٰهُ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ الْمِيۡعَادَ۔ لیکن وہ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کے لیے بالاخلتے ہیں ان پر اور

بالا خانے بنے ہوئے ان کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کا خلاف
بہرگز نہیں کرے گا۔

یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ان کے لیے جنت میں منانزل رفیعہ ہیں جن کے اوپر
اور بلند مرتبہ ہیں اور ان کے نیچے نہریں صاف ستھری رواں۔
اس کے بعد اربعی شیون قدرت کا اظہار ہے جنانچہ ارشاد ہے۔

الَّذِي تَوَاتَتْ آيَاتُهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسُكَّتْ أَيْتَابُهَا فِي الْأَرْضِ فَجَاءُ بِهَا مَخْتَلِفًا
أَلْوَانًا ثُمَّ يَهْبِجُهَا فَتَجَاوَزَ مِصْرًا ثُمَّ يَتَّبِعُهَا حُطَامًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِمَنْ كَانَ يَكْفُرُ
تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی تازل کیا پھر اس سے جاری کیے چشمے زمین میں پھر اس سے کھیتی نکالی
مختلف رنگوں کی پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد و پورگنی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بیشک
اس میں تذکیر ہے عقل والوں کے لیے۔

مختلف اللون کھیتیاں کہ ظاہر ہے کہ سرسوں آنکھوں میں پھول کر کتنا خوشگوار رنگ کا تازہ پھول دیتی
ہے۔ آلو کا پودا کتنا خوبصورت پھول نکالتا ہے۔ غرض کہ زرد و سبز سرخ و سفید قسم قسم کی گندم جوار۔
باجرہ بکٹی اور انواع و اقسام کے غلے پیدا فرماتا ہے۔ حالانکہ پانی ایک رنگ کا اور مٹی ظاہری شکل میں
ایک قسم کی ہوتی ہے۔

اور لڑکھری لاولی الالباب فرما کہ اس امر کو ظاہر کیا کہ عقلمندان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
وقدرت پر دلیلین قائم کرتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ زمر ۲۳

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ لَكُمْ مَرْغُوبٌ أَفْرَأَيْتُمْ لِي مِيرَاسًا بَدُوًّا يَوْمَئِذٍ لَآتٍ
ہو ڈرو اپنے اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔

اس کی تفسیر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اَمْرٌ مَسْئُولٌ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَزِّلَ
الْمُؤْمِنِينَ وَيَجْعَلَهُمْ عَلَى التَّقْوَى وَالطَّاعَةِ حَضْرَةً عَلَى اَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَاسِمٍ اَيْتٌ كَرِيمَةٌ فِي عِلْمٍ هِيَ كَقَابِ
مومنین کو ہدایت فرمائیں اور انہیں تقویٰ و طاعت پر آمادہ کریں آگے فرماتے ہیں۔

وَفِي رَأْيِنَا اِنَّ يَأْتِيهِمْ هُمْ اَنْ قُلْ لَكُمْ قَوْلِي هَذَا اِيْعَيْنِي وَفِيهِ تَسْرِيْفٌ لَمْ يَأْضَافِيهِمْ اِلَى اَصْبَابِ

الْبَلَاءِ. اس میں اعلان ہے کہ احکام میں وہ ذہبی ہیں۔ یعنی اے حبیب آپ میرا قول بعینہ فرمادیں اور اس میں حضور کی شرافت کو بڑھانے کے لیے فرمایا اور حضور کی طرف اضافت تمہیر جلالت کی طرف کی گئی۔ یہی مضمون مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا چنانچہ قَدْ نِعِبَادِي الْكَافِرِينَ اسْتَفْهَمُوا كَيْفَ تَحْتَ ثَنُوِي رُومِي مِيں فرماتے ہیں

بندہ خود خواند احمد دارشاد جملہ عالم را بگو قتل یا عباد

اسی کی وضاحت امام اہل سنت حضرت والد قبیلہ شیخ الحدیث والفقہ قدس سرہ نے ایک شعر میں فرمائی۔

بندہ بنے بن اوس کے کب بندہ خدا ہو دیدار ہوں میں بندہ اس بندہ خدا کا

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ عبد اللہ اور عبد المصطفیٰ ایک معنی میں ہیں یا فرق ہے۔ اس کے متعلق عبیدی و اُمتی کا استعمال ہی معنی متعین کر دیتا ہے۔

باعبار تلفظ ظاہر ہے کہ عبیدی کے معنی میرے غلام اور مطیع کے ہیں اور عبد اللہ کے معنی خدا کا بندہ اور عابد حق کے ہیں۔ تو جب عبدیت مضاف لے کر رسول ہوگی تو مطیع اور فرمانبردار کے معنی دے گی اور جب مضاف الی اللہ ہوگی تو پرستش کرنے والے پوجنے والے کے معنی دے گی آگے ارشاد ہے۔

وَلْتَنِيْنَ اَحْسَنُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً. وہ لوگ جو بھلائی کریں ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے۔ گویا عبارت یوں ہوئی۔

اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ اَيُّ حَسَنَةً. وَالْمَرَادُ بِهَا الْجَنَّةُ يَبْكِي كَرْنِ وَالْوَلْوَلِ كَيْ لِيْ دُنْيَا مِيں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی اور آخری بھلائی سے مراد جنت ہے جیسا کہ رَبَّنَا اِنْتَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ میں دنیا و آخرت کے لیے حسنہ طلب کیا گیا۔ اس سے دنیا کا حسنہ فراخی رزق و صحت اور حسن معاش ہے اور آخرت کا حسنہ جنت ہے جس کی برکت سے جہنم سے خلاصی ہوگی۔

اس کے بعد بطریق جملہ معترضہ فرمایا گیا کہ وطن سے ہجرت اگر برعایت او امر و مناہی کی جائے تو جائے خدا ننگ نیست و پائے گرد ننگ نیست چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَرْضِ اللّٰهِ وَاَسْعَتَا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور عبادوں کو ہے البتہ ان کا بدلہ بے حساب۔

آیہ کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ اگر حمایت مذہب و ملت میں تمہیں ابتائے وطن بھی چھوڑنا پڑیں

یومِ عظیمِ یومِ قیامت ہے۔ اور آیتِ کریمہ میں ذرات واجبِ تعالیٰ شاد کی بے نیازی اور جلالت کا اظہار فرمایا کہ تم ہی نہیں میں بھی نافرمانی سے عذابِ الہی سے خائف ہوں با آنکہ میرا تقرب میری عظمت اتنی ہے کہ کسی کی نہیں یہ تہدیداً حضور نے فرمایا کہ مجھے بھی خوف ہے تو تمہاری کیا حیثیت ہے۔

قُلْ اِنَّهُ اَعْبَدُ مُخْلِصًا لِّدِينِي۔ فرما دیجئے میں تو اللہ تعالیٰ کو ہی پوجتا ہوں خالص و مخلص اس کا بندہ ہو کر۔ اس عبادت سے مراد خالص و مخلص طریقہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی پوجنا ہے اور اس میں کسی شے کی طلب مفود نہیں جیسے حضرت رابعہ بصریہ اپنی دعائیں کہتی تھیں سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ خَوْفًا مِنْ عِقَابِكَ وَلَا رَجَاءً نَوَابِكَ۔ تیرے وہ منیر کو پاکی ہے میں تیری عبادت خوفِ عقاب سے نہیں کرتی اور نہ امیدِ ثواب پر۔

اور یہ اعلانِ حضور کا کفارِ قریش کے جواب میں تھا جبکہ انہوں نے اپنے دین میں آنے کی حضور کو دعوت دی تھی اس پر تہدیداً یہ جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا گیا۔

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ۔ تو تم جسے چاہو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجو۔

اس کا نتیجہ تمہیں عذابِ شدید سے ملے گا۔

قُلْ اِنَّ الْخَاسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَّذِيْنَ هُوَ الْخَسِرَاتُ الْمُبِيْنُ۔

فرما دیجئے بیشک وہ جو خسران و نقصان میں ہیں وہ اضاعت و اتلاف میں ہیں انہوں نے اپنی جان اور اپنے اہل کو نقصان میں ڈالا بروزی قیامت اور یہ کھلا نقصان ہے۔

اور جس نقصان و خسران میں وہ پڑے اس کی تصریح اگلی آیت میں بیان فرمائی جیٹ قال۔

لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ۔ ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے بھی آگ۔ اوسے فرماتے ہیں وَالْمُرَادَاتِ النَّارِ حَيْطَرُهُمْ۔ گویا یہ فرمایا کہ ان پر آگ محیط ہے۔

ذٰلِكَ يَخَوِّفُ اللّٰهُ بِعِبَادَتِكَ۔ اس عذابِ قطع سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے يٰۤاَعْبَادِ قَاتِلُوْا سَعْيَكُمْ يَشَتْوٰنِ۔ اے میرے بندو ڈرو مجھ سے

یہ ہدایت و نصیحت ہے من جانب اللہ اپنے غایتِ لطف و ترحم سے۔ آگے ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا

الطَّاغُوْتِ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَا بُوَا اِلٰى اَمَلِهِ لَمُ الْبَشٰرِيْ۔ اور وہ جو اجتناب کریں طاغوت سے اور قبول و رجوع کریں اپنے رب کی طرف انہیں بشارتیں ہیں۔

ابن زید فرماتے ہیں یہ آیت تین جماعتوں کے حتیٰ میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں لا الہ الا اللہ کہتے تھے وہ زید بن عمرو بن نقیل اور سلمان اور حضرت ابو ذر ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن ابی وقاص اور سعید بن

زید اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہوں نے اسلام صدیق اکبر کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم اسلام لے آئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نَعُوذُ بِكَ اللَّهُ تَعَالَى فَاَمَّا مَا جَمَعْتُمْ بَيْنَ يَدَيْكُمْ فَلَا خِيَارَ لَكُمْ فِيهَا لَقَدْ نَزَّلَ آيَاتُكُمُ فِي هَذِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی جلالت شان بیان کی تو یہ سب بیک وقت ایمان لے آئے اور ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تعریف طاعوت

طاعوت فعلوت کے وزن پر ہے یہ طغیان سے مشتق ہے۔

اس کی اصل طغیوت یا طغوت ہے یکے ساتھ یا واو کے ساتھ چنانچہ طغی لطفی و لطفوا دونوں

ثابت ہیں (جوہری)

اس کے معنی صحاح میں شیطان اور کافروں کے ہیں اور اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو اس الضلال

گمراہی کا سرغنہ ہو۔

اور راعتب کہتے ہیں هُوَ عِبَادَةٌ عَنْ كُلِّ مُعْتَدٍ وَكُلِّ مَعْبُودٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَسَيِّئٌ بِالسَّاجِدِ وَالْكَاهِنِ

وَالْمَادِي مِنَ الْجِنِّ وَالصَّارِفِ عَنِ الْخَيْرِ۔ طاعوت ہر حد سے گزرنے والا اور اللہ کے سوا ہر معبود اور ساجد

وکاہن اور سرکش جن اور نیکی سے منحرف کو بھی کہا جاتا ہے اور بتوں پر اس کا اطلاق ہے۔

اور لہم البشری سے وہ بشارات جنت ہیں جو زبان رسل علیہ السلام سے ملیں یا ملائکہ بوقت موت

دیں گے اور برور محشر سلام علیکم فرمائیں گے۔ آگے حضور کو حکم ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَ أَوْلِيَاءِكَ الَّذِينَ هَدَاهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَابِلٌ

هُوَ أَوْلُو الْأَلْبَابِ۔ تو بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات سنتے اور اس کا اچھی طرح اتباع کرتے ہیں

یہی وہ ہیں کہ اللہ نے انہیں راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقلمند ہیں۔

آیہ کریمہ میں ان کی مدح ہے جو اتباع دین کرتے ہوئے حسن اور احسن اور فاضل اور افضل میں تمیز کرتے

ہوئے واجب و مستحب اور مباح میں تمیز کرتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اوامر الہیہ کو سن کر اچھی طرح بطیب خاطر اتباع کرتے ہیں جیسے قصاص اور غزوہ

اور عیشم کو پستی اور اخیار میں کی تعریف قرآن کریم میں ہے وَأَنْ تَعْبُدُوا أَقْرَبَ لِلتَّقْوَىٰ وَأَنْ تَخْشَوْا هَٰذَا

تَوَاتَوْهَا الْفُقَرَاءُ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ گویا مفہوم آیت یہ ہوا يَتَّبِعُونَ أَحْسَنَ الْقَوْلِينَ وَالْوَالِدِينَ فِي مَعْرِبٍ

الْأُولَىٰ يَتَّبِعُونَ الْأَحْسَنَ مِنَ الْقَوْلِينَ مُطْلَقًا كَالْإِيحَابِ بِالسُّنَنِ إِلَى النَّدَابِ مُنَادًا۔

اور زجاج کہتے ہیں یُسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ وَغَيْرَهُ فَيَتَّبِعُونَ الْقُرْآنَ۔

پھر حال جن کی صفت فرمائی گئی ان کے لیے فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور یہی اصحاب عقل سلیمہ ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْفِتُ مَنْ فِي النَّارِ كَمَا جِئْتَ بِحُكْمِ عَذَابِ ثَابِتٍ هُوَ يَحْكُمُ بِهٖ
کیا تم اپنی قوت سے انہیں جہنم سے بچا سکتے ہو۔

یعنی وہ عبادۃ الطاعت جو بیت پرستی کرتے ہوئے جہنم میں گئے جن پر عذاب نار عقیق ہو چکا ہے اور لَا يَغْفِرُ اِنَّ كَيْتَارَكَ يَه اور لَا مَدْنُكُمْ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَنْ يَتَّبِعْ مِنْكُمْ اَجْمَعِينَ۔ فرمایا گیا ہے انہیں کوئی اپنی ذاتی قوت سے نہیں بچا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ مغائب اللہ جسے جتنی طاقت عطا ہو وہ اس طاقت کو کام میں لاسکتا ہے۔ آیت کریمہ ابوہل اور اس کے اتباع کے حق میں آئی۔

اور قادر و مالک علی الاطلاق تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے علاوہ جسے جتنی قوت دی گئی وہ عطا ہی ہے اس کے بعد بطریق استدراک ارشاد ہے۔

لٰكِنَّ الْكَافِرِيْنَ الْغَوٰى اَدْبَهُمْ لَهُمْ كَفْرًا وَّمَنْ فَوْقَهَا عُرْفٌ مَّبْنِيَّةٌ بِغَيْرِ رُءُوسٍ اَلَا تَنْتٰذِرُوْهُمْ
اللہ لَا يُغْلِبُ اللہُ الْاُمِّيْعَاد۔ لیکن جو پرستیزگار ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بالا خانوں پر بالا خانے ہیں قائم جن کے نیچے نہیں رواں ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔ یہاں عرف مغرفہ کی جمع ہے اس لیے کہ جنت میں ایک منزل یا ایک مکان نہ ہوگا۔

ایسے ہی جہنم میں یہاں کی نہروں کی طرح نہیں ہوں گی بلکہ ہر منزل کے نیچے ہیں رواں ہوں گی۔ چنانچہ اولیٰ کی مرض میں سلاطین مغلیہ نے بھی اپنے عرفوں میں پانی کی آباریں جاری کی تھیں۔

الْمَوْتُوَاتِ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنْبِيعٌ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا وَّلْوَانًا ثُمَّ يَجْعَلُ فِىْهَا مَجْمُوْعًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنْبِيعٌ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا وَّلْوَانًا ثُمَّ يَجْعَلُ فِىْهَا مَجْمُوْعًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ
آسمان سے پانی نازل کیا تو جاری کیے اس سے چشمے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی مختلف رنگ کی پھر وہ سوکھ جاتی ہے تو دیکھیے اسے کہ پہلی پڑ گئی پھر کرتا ہے اسے ریزہ ریزہ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے تذکیر ہے۔ یعنی صرف پانی برسا کر زرد سفید سرخ بستنی پیلے پیلے پھول والی کھیتی آکا کر کے خشک کر کے ریزہ ریزہ کر کے پھیر دیتا ہے پھر اس سے پھل اور دانہ نکالتا یہ سب قدرت قادر کے لیے زبردست دلیل ہے جسے عقل والے دیکھ کر ہدایت لیتے ہیں۔

بامحاوہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے کھول دیا اسلام کے لیے
تو وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے تو خرابی ہے
شکل کے لیے جو اللہ کے ذکر سے سخت ہے یہ کھان
گمراہی میں ہے۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ ہے جس نے نازل کیا سب سے اچھی کتاب کو جو
اول سے آخر تک ایک سی ہے دوسرے بیان والی
جس کی بہیت سے روئیں کھڑے ہوں ان کے جو
ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر ان کی جلد اور دل نرم
ہوتے ہیں اللہ کی طرف رغبت کرتے ہیں یہ ہدایت
ہے اللہ کی راہ دکھانے اس سے جسے چاہے اور جو گمراہ
کرے سے اللہ تو نہیں اس کا کوئی ہادی۔

تو کیا بچا سکتا ہے وہ اپنے چہرے کو برے عذاب
قیامت سے اور کہا جائے گا ظالموں کو چکھو اپنا
کما یا سو عذاب۔

جھٹلایا ان سے قبل والوں نے تو آیا ان پر عذاب ایسے
کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔

تو اللہ نے چکھائی انہیں رسوائی دنیا کی زندگی میں اور
بے شک آخرت کا عذاب بڑا ہے کاش وہ جانتے
اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں
ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح ہدایت پر لیں
قرآن عربی زبان کا جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ وہ ڈرنا
بیان کرتا ہے اللہ مثال دیتا ہے ایک آدمی کے

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَكَ بِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَى
نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبِهِمْ مِّنْ ذِكْرِ
اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا
مَّثَانِي تَنْفَعُ مَنَ جُلُودَ الَّذِينَ يَخْتُونُ
ذِيهِمْ ثُمَّ تِلْكَ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ
ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكِ هَدَىٰ اللَّهُ يَهْدِي بِمَنْ مَّن
يَشَاءُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ
هَادٍ ۝

أَفَمَنْ يَتَّبِعِ بَوَاجِهُهُ سُوَاءَ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيَقِيلُ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ
تَكْسِبُونَ ۝

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَآتَاهُمُ الْعَذَابُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝

فَإِذَا قَرَأَهُمُ اللَّهُ الْحُزْنَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
لَعَنَ آبَ الْآخِرَةِ الْكَبِيرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝
وَلَقَدْ قَرَّبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝
قَرَأْنَا عَرَبِيًّا وَعَرَبِيٌّ عَرَبٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝
ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

مَنْ شَاكَسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ كَيْسَتُونِ
مَقْلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ه

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ثُمَّ لَكُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ه

اس کے چند مالک ہیں بدخوا اور ایک خالص مالک
ایک کا کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے سب خوبیاں
اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے
پھر تم بہ روز قیامت اپنے رب کے حضور بھگے ہو گے۔

لفظی ترجمہ

اَللّٰهُ - اللہ نے	شَارِح - کھول دیا	مَنْ جِبْنَ كَا	اِي كِيَا
فَهُوَ - تو وہ	لِلْاِسْلَامِ - اسلام کے لیے	كَ - اس کا	صَدْرَ سِيْنِهٖ
فَوَيْلٌ - تو خرابی ہے	مَنْ رَدَّهٖ - اپنے رب سے	تُوْر - نور کے ہے	عَلَى - اوپر
اَللّٰهُ - الہی سے	مَنْ ذَكَرَ - ذکر	قُلُوْبِهِمْ - انکے دل	لِلْقَاسِيَةِ - سخت ہیں
مُؤْمِنِيْنَ - ظاہر کے	مَثَلًا - گمراہی	فِي - بیچ	اُولٰٓئِكَ - یہی ہیں
اَلْحَدِيْثِ - بات	اَحْسَنَ - بہترین	نَزَلَ - اتاری	اَللّٰهُ - اللہ نے
تَقْشَعْرَةً - رنگے کھڑے ہوتے ہیں	مَثَانِي - دوسرے مضمون کی کہ	مُتَشَابِهًا - ملتے جلتی	كِتَابًا - کتاب کی صورت میں
يَجْشَعُونَ - ڈرتے ہیں	اَلَّذِيْنَ - انکے جو	جُلُوْدًا - چمڑوں پر	مِنْهُ - اس سے
جُلُوْدًا - چمڑے	تَلِيْنًا - نرم ہوتے ہیں	تَتَرَى - پھر	رَبَّهُمْ - اپنے رب سے
اَللّٰهُ - الہی کے	ذَكَرَ - ذکر	هُدًى - ہدایت ہے	هُدًى - ان کے دلوں پر
يَهْدِيْ - ہدایت دیتا ہے	اَللّٰهُ - اللہ کی	مَنْ جَسَّهٖ	ذٰلِكَ - یہ
وَ - اور	يَشَاءُ - چاہے	يُضِلُّ - گمراہ کرے	بِهٖ - اس کی
فَمَا - تو نہیں	اَللّٰهُ - اللہ	مَنْ هَادٍ - کوئی ہدایت دینے والا	مَنْ جَسَّهٖ
فَمَنْ - جو	اَللّٰهُ - اللہ	بِوَجْهِ - اپنے چہرے سے	لَمْ - اسکو
اَلْعَذَابِ - عذاب سے	سُوْرًا - سورتوں	اَلْقِيَامَةِ - قیامت کے	اَيُّقِيْنَ - بچے گا
قِيْلَ - کہا جائے گا	وَ - اور	ذُوْقُوْا - چکھو	اَلْيَوْمَ - دن
كُنْتُمْ - تم تھے	مَا - جو		اَلظَّالِمِيْنَ - ظالموں کو

مَنْ قَبْلِهِمُ الشَّرُّ هَلْ يَرَوْنَ	كَذَّابٌ جَبَلِيًّا	تَكْسِبُونَ كَمَا تَكْتَسِبُونَ
مِنْ حَيْثُ اسْطَرَحَ كَمَا	هُوَ رَأَى	فَأَنَّا تَوَّأَيَا
اللَّهُ - اللہ نے	بِشْعَرَاتٍ خَيْرٌ مِمَّا يَحْتَمِلُونَ	لَا يَهْتَبُونَ
الدُّنْيَا - دنیا کے	فِي رِيحٍ	الْمَخْرَجِ - دولت
الْكَوْبِ - بہت بڑا ہے	لَعْنَةُ ابْنِ الْبَنَةِ عَذَابٌ	وَأُورِ
وَأُورِ	كَأَنَّهُمْ رَوَاهُ سَوَاءٌ	كُلٌّ أَكْرَهٌ
فِي رِيحٍ	خَوَّيْنَا بِمَنْ نَبَيَّا كَيْفَ	لَقَدْ بَدِيعٌ
مَثَلٍ - مثالیں	الْقُرْآنِ - قرآن کے	هَذَا اس
عَرَبِيًّا عَرَبِيًّا	يَتَنَكَّرُونَ بِصُحُفٍ كَذِبٍ	لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
يَتَّقُونَ - ڈریں	ذِي عِوَجٍ - کوئی کجی	عَيُّوْا - نہیں اس میں
رَجُلًا - ایک آدمی کی	اللَّهُ - اللہ تعالیٰ سے	خَرَّبَ - بیان کی
وَأُورِ	شَرِكًا - شریک میں	فِيهِ - اس میں
هَلْ - کیا	سَلَمًا - پورا	رَجُلًا - ایک آدمی
بِاللَّهِ - اللہ کی ہیں	مَثَلًا - مثال میں	يَسْتَوِيَانِ - دونوں برابر ہیں
لَا - نہیں	أَكْثَرُ - اکثر	بَلَى - بلکہ
وَأُورِ	إِنَّكَ بَدِيعٌ كَمَا بَدِيعٌ	لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
إِنَّكُمْ - تم	مَمِيَّتُونَ - مرنے والے ہیں	بَدِيعٌ كَمَا بَدِيعٌ
رَبِّكُمْ - اپنے رب کے	عِنْدَ - پاس	يَوْمَ - دن
		تَحْتَقِمُونَ - جھگڑو گے

خلاصہ تفسیر تیسرا شروع سورہ زمرہ ۲۳

اَمِنْ شَرِّ اللَّهِ صَدَدًا كَلَامًا لِّلْإِسْلَامِ فَمَوْعِدًا لِّتُؤَدِّعْنَ رَبَّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبِهِمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ

نور پر ہے اس جیسا ہر جگہ سے گاہو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یاد خدا سے سخت ہوتے

یہ کھلی گمراہی ہے۔

یعنی جن کا شرح صدر اسلام کے لیے متجانس اللہ کر دیا گیا وہ نور ایمان پر قائم ہو گیا اور اسے توفیق نیک عطا ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کی حضور شرح صدر کیسے ہوتا ہے فرمایا جب نور ایمان دل میں روشن ہوتا ہے تو شرح صدر ہو جاتا ہے اور قلب مومن میں وسعت ہوتی ہے صحابہ نے سوال کیا اس کی علامت کیا ہے فرمایا وہ دار الخلود کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دار دنیا سے لے کر نفرت ہو جاتی ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے آمادہ رہتا ہے۔

نفس النسان میں چار ہیں۔ امارہ۔ لوائمہ۔ مطمئنہ۔ امارہ وہ نفس خبیث ہے جسے قبول حق سے بہت دور رہی ہوتی ہے اور ذکر اللہ کی سماعت سے اس میں سختی آتی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے آفتاب کی حرارت سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سختی حاصل کرتا ہے۔

ییسے ہی مومن کا دل ذکر اللہ سے نرم ہوتا ہے اور کافر کا دل سخت ہوتا ہے۔
آیہ کریمہ سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ذکر اللہ سے خود دور اور دوسروں کو روکنے والے ہیں۔
صوفیاء کرام کے ذکر کا استہزا کرنے کے ساتھ اسے بدعت و ناجائز کہہ کر اس سے لوگوں کو روکتے ہیں۔
نمازوں کے بعد ذکر اور صلوة و سلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

حتی کہ میت کے ایصال ثواب میں قرآن پڑھنے ذکر کلمہ شریف کو ممنوع کہتے ہیں۔

اس پر ارشاد ہے اُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اللَّهُ تَوَلَّىٰ جُلُودَهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَمَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ۔ اللہ نے نازل فرمائی سب سے اچھی کتاب کہ وہ تمام کی تمام یکساں بلاغت والی ہے۔ اور دوسرے بیان والی اس سے بدن کے روئیں لہرتے ہیں جو اللہ سے ڈریں پھر ان کے جسم کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں یاد الہی کی رغبت کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہے راہ دکھائے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھائے والا نہیں۔

احسن الحدیث سے مراد قرآن کریم ہے اور اس کی بلاغت و فصاحت کی یہ شان ہے کہ اول سے آخر تک تمام کا تمام بلیغ و فصیح ہے۔ متشابہ اس لیے فرمایا کہ اس کی آیتوں میں سے کسی آیت کو پہلی آیت سے اپنی اعلیٰ نہیں کہہ سکتے اور متشانی اس لیے فرمایا کہ نظم و شعر سے منترہ اور احکام میں واضح بار بار حکم دینا

اور پہلے حکم میں علوم و فنون کی جامعیت ہونا۔
تفسیر منہ۔ یہاں تشابہ کتاب کی پہلی صفت ہے۔

اور مثنائی دوسری صفت۔

اور تفسیر تیسری صفت۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صفت اولیاء کرام کی ہے کہ ذکر الہی سے ان کے جسم کے رنگے کھڑے ہو جاتے اور جسم کا پینے لگتے ہیں اور دل حین پاتے ہیں۔

گویا کتاب تشابہ اور مثنائی ایسی ہے جس سے تفسیر منہ جلو دہی ہے۔ مثنائی مثنیٰ کی جمع ہے
تفصیل لفظ تفسیر

تفسیر منہ خود ہے افسحار سے اور افسحار کے معنی سگریٹ کے ہیں۔ محاورہ ہے افسحار الجلد اذا
انقبض تقبضاً شديداً۔ اس میں قی ش عربی کے لیے کیا گیا۔ قشع کے معنی سوکھی کھال کے ہیں۔

پھر رباعی اور زائد معنی پر دلالت کرتے کی غرض سے ر سے ملائی گئی۔ اب افسحار کے معنی بدن کے رنگے
کھڑے ہونے کے ہو گئے چنانچہ بولا جاتا ہے افسحار جلد کا اذا دقت شعركا من الخوف والفرح کے ارشاد ہے

اقمن يتقى بوجهه سوء العذاب يوم القيمة وقيل للظالمين ذوقوا ما كنتم تكسبون۔ كذاب
الدين من قبلهم فاننا هم العذاب من حيث لا يشعرون فاذا هم الله الخزي في الحياة الدنيا والعذاب

الآخرة اكبوا لو كانوا يعلمون۔ تو کیا جو شخص بروز قیامت اپنے منہ کو بدترین عذاب کی سپر بنا تاکہ وہ اس عذاب
سوسکتا ہے جو بہشت میں ہے اور ظالم نافرمانوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کچھ کرتے رہے ہو اب اس کے
مزے چکھو۔ ان لوگوں نے تکذیب کی پیغمبروں کی جو پہلے گزر گئے ہیں انہیں ایسے عذاب نے آلیا کہ انہیں اس کی
خبر بھی نہ ہوئی تو انہیں اس دنیا کی زندگی میں اللہ نے ذلت و رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو اس
سے کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ لوگ جانتے۔

اپنے چہرے کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کرنے والا کافر ہوگا جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دے
جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو بھلس ڈالے گا اس حال میں
اسے اندھا کر کے آتش جہنم میں ڈالا جائے گا وہ اس مومن کے برابر کیوں کر سوسکتا ہے جو عذاب سے سامان
اور بہشت میں بافرح و سرور داخل ہوگا۔ اسے تو کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کفر و سرکشی کرتا رہا اب اس کا وبال و
عذاب برداشت کر۔ اور کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کی تکذیب کی ان پر ایسا تک ایسا عذاب آیا کہ انکو
خبر بھی نہ ہوئی وہ بے فکر بیٹھے تھے کہ ہلاک کر دیے گئے جیسے عاد و ثمود کہ ان میں سے کسی کو مسخ کر دیا گیا کوئی زمین

میں دھنسا دیا گیا۔ اگر یہ سمجھ لیتے اور جان جاتے تو تو یہ کہہ لیتے اور انبیاء کی تکذیب ذکر کرتے۔ اب دنیا کے عذاب سے علاوہ آخرت کا بڑا عذاب بھی انہیں ملے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذِهِ الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ - قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ - اور بے شک ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح انہیں ہدایت ہو۔ عربی زبان کا قرآن جس میں قطعاً کوئی کجی نہیں تاکہ سننے والے ڈریں۔

ایسا صاف فصیح و بلیغ کلام جس نے فصحاء و بلغاء خطباء کو اس کے مقابلہ سے عاجز کر دیا پھر مضمون کی یہ شان کہ وہ تناقض و اختلاف سے پاک ہے۔ یہ کلام اسی لیے نازل فرمایا کہ کفر و تکذیب سے باز آکر موجود مومن بن جائیں۔ آگے دوسری مثال بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام کہ اس میں چند بدخو آقا شریک ہوں اور ایک غلام خالص ایک مالک کا ہو کیا یہ دونوں مساوی ہیں۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ مُتَشَاكِسُونَ کی تشریح

یہ متشاکس کی جمع ہے اور اسم فاعل ہے۔

تشاکس کہتے ہیں باہم بدخوئی کرنے اور اختلاف کرنے کو۔

یہ باب تفاعل سے ہے اس کا مادہ شکس ہے۔

اور شَكَسَ شَكْسًا بولتے ہیں جب تنگ ہو جائیں۔

اور ات دن پر بھی مُتَشَاكِسَان بولتے ہیں اسلئے کہ وہ باہمی ایک دوسرے کی قدم ہیں۔

سَلَمًا لِرَجُلٍ کی تفسیر

سلم مصدر ہے۔ اس کے معنی خالص کے ہیں۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا سے مراد مشرک و مومن کی مثال ہے۔

گویا ارشاد ہے کہ ایک جماعت کا غلام پریشیاں ہے اور پریشیاں ہی رہیں گی اس لیے کہ ہر فرد اسے اپنی طرف کھینچے گا جیسے سات ماموں کا بچا بچا کہ وہ ہر ماموں کے زیر حکم رہ کر ہر ایک کے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے گا اور سب کے حکم کی تعمیل میں پریشیاں ہے کہ کس کی مانوں تمام آقاؤں کے حکم کی تعمیل ایک غلام کے لیے ناقابل تعمیل ہوگی لازمی طور پر ایک آقا عدم تعمیل کی وجہ میں غلام سے ناراض ہوگا اور یہ غلام سب کو راضی رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اور یہ غلام جب اپنی حاجت کے لیے کچھ کہنا چاہے تو اسے یہ مشکل ہے کہ کس آقا سے کہے تو اپنی حاجت روائی کرنا اس کے لیے مشکل ہے۔

برخلاف اس غلام کے جن کا ایک ہی آقا ہے وہ اپنے آقا کی خدمت کے اسے راضی رکھ سکتا ہے اور جب اسے کوئی حاجت پیش آئے تو اس سے عرض کر سکتا ہے اسے کوئی پریشانی نہیں ہو سکتی۔

یہ حال مومن موحّد کا ہے کہ وہ ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا اسی سے سب کچھ مانگتا ہے خواہ کسی مقرب خاص کے تو سئل سے مانگے یا خود عرض کرے اور جس کا تو سئل کرتا ہے اسی مالک کا بندہ جانتا ہے البتہ مقرب سمجھتا ہے اس سے انبیاء و اولیاء کا وسیلہ ممنوع نہیں اس لیے کہ مومن جس نبی ولی کا تو سئل کرتا ہے اسے وہ خدا نہیں جانتا اور نہ اپنے کو اس کا عبد ملوک سمجھتا ہے بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عبودہ و رتوبہ کہتا ہے۔ مالک الملک صرف اور صرف ایک ہی ذات کو جانتا ہے۔ پھر کسی کے تو سئل کو آپ کریم سے ممنوع سمجھنا بہالت ہے۔

اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے اس لیے کہ وہ کئی گروہ معبودوں کا بندہ ہے اور سب کی پوجا پاٹ کرتا ہے۔

تو دونوں قسم کے غلام یکساں نہیں ایک کامیاب عبد ملوک خدا ہے اور دوسرا نامتعدد خداؤں کا بندہ ہے۔ اسی لیے بنی اکثریم لایعلمون فرما کر وضاحت کر دی گئی کہ یہ فرق اکثر نہیں جانتے آگے ارشاد ہے:

إِنَّكَ مَبِيتٌ وَإِيَّاهُمْ مَبِيتُونَ لَتَوَّابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ عِنْدَ رَبِّكُمْ مَخْفُونُونَ۔ بے شک اے محبوب تمہیں انتقال کرنا ہے اور ان کا قہر کو بھی مرنا ہے پھر تم بروز قیامت اپنے رب کے حضور جھگر دو گے۔

آیت کریمہ میں کفار کے اعتقاد کا رد ہے جو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے منظر

مخفی تھے کہ ان کی وفات کے دن ہم آزادی سے اپنے معتقدات پر عمل کریں گے۔

انہیں فرمایا کہ تم خود مرنے والے ہو کہ دوسرے کی موت کا انتظار کر رہے ہو یہ تمہاری حماقت ہے تم لو وہ ہو کہ زندگی دنیا میں بھی مرے ہوئے ہو اور انبیاء کرام کی موت ایک آن کی موت ہے پھر وہ حیات جاہلا پاتے ہیں۔ اس پر بشرعی براہین احادیث صحیحہ سے موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اس پر ایک رباعی فرمائی جس میں مسئلہ حل فرما دیا ہے

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے۔ مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

پھر اس آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا جسم پر نور بھی روحانی ہے

اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

چنانچہ حدیث میں بھی یہی وارد ہے **الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ**۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ نماز بغیر صحت اعضاء ادا نہیں ہو سکتی اسی لیے ان کے اجسام بھی زمین پر حرام ہیں وہ نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ حدیث میں ہے **إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ مَا لَدُنْهُ** زمین پر حرام فرمایا کہ انبیاء کرام کے جسم کھائے۔

اور بروز قیامت محضمون جو فرمایا وہ یہ ہے کہ انبیاء کرام امت پر رحمت قائم کریں گے کہ انہوں نے تبلیغ رسالت اور دعوت دین میں جہد تبلیغ فرمائی۔ آج کافر بے فائدہ معذرتیں کر رہے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اختصام سے مراد حکومت عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں جھگڑیں گے اور اپنا حق ہر ایک طلب کرے گا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ زمر ۳۳

أَفَنْ شِئَخَ اللَّهُ صَدْرَكَ لِلْإِسْلَامِ۔ کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کشادہ کیا۔ عربی میں شِئَخَ بسط و کشادگی کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں **وَالشَّيْخُ فِي الْأَصْلِ الْبَسْطُ وَبُيِّنَ بِهِ عَنِ التَّوَسُّيعِ**۔

اور اس سے مراد نفس نا طلقہ کا مستعد ہونا ہے قبول کی طرف۔

اور نفس نا طلقہ کا محل قلب ہے۔ اس کے جوہ میں بخار لطیفہ غذا کی کیفیت سے متکون ہوتے ہیں اور

اس کے واسطے سے تمام بدن پر تدبیر و تصرف والبتہ ہے۔

پھر یہی نفس متصف بالاسلام والا ایمان ہوتا ہے۔

تو جس کے سینہ میں اللہ تعالیٰ استعداد اسلامی پیدا فرمادے وہ فطرت اصلی کی طرف مائل ہو جاتا ہے

اور اس کے ایمان میں تغیر نہیں آتا خواہ کتنے ہی وسوسے و فتنے اس پر مستولی ہوں اس لیے کہ

فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ۔ وہ اللہ کے نور عظیم کی روشنی میں ہوتا ہے۔

اور جس میں یہ نور نہ ہو اس کے حق میں ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبِهِمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَفَلَمْ يَكُنْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ تو خرابی ہے سنگدلوں کو جو اللہ کے ذکر

سے منحرف ہیں یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ذکر الہی کا مقنا یہ ہے کہ سننے والے کا دل نرم ہو اور سچا شے نرم ہونے کے دل میں قسارت پیدا ہو
ان کے لیے ہلاکت اور خیرانی کا موجب ہے اور یہ عدم قبول اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے دل مثل صخرہ صلب کے
ہیں اسی بنا پر حدیث میں ہے **إِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ لَمُضْغَةً إِنْ مَسَّحَتْ مَسَّحَتْ مَلَكُوتَ الْجَسَدِ كُلَّهُ فَإِنَّ قَسَدًا تَسَدَّتْ**
الْجَسَدُ كُلَّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو تمام بدن درست ہوتا
ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں فساد آجاتا ہے اور وہ انسان کا قلب ہے تو ایسے قسے القلب لوگ کلی
گمراہی میں ہیں۔

آیہ کریمہ حضرت شیر خدا اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی اور اس کا دوسرا حصہ ابوہب اور اس کے
بیٹے کے لیے آئی۔ شیر خدا اور حمزہ کے لیے **أَفَنَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَكَ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَى نُورٍ قَدْ نَزَلَ بِهِ**
اور ان کے لیے **قَوْلٌ لِلْقَائِمِينَ قُلُوبِهِمْ ارشاد ہوا۔ آگے فرمایا جاتا ہے۔**

اللَّهُ تَزَلَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مَشَابِهًا تَفْشَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ لَخَوَاتِيمٍ جُلُودٌ
وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ۔ اللہ نے نازل فرمایا قرآن بہترین کلام کتاب میں جو اپنے معنی اور مطالب میں ایک دوسرے کے
مشابہ ہے بار بار دہرایا گیا جس کے سننے سے رونق کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر نرم
ہو جاتی ہیں ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔

احسن الحدیث سے مراد قرآن کریم ہے۔ نشان نزول آیہ کریمہ یہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ ایک جماعت صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا **يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنَا بِأَحَادِيثٍ حَسَنٍ وَيَأْجُرُ اللَّهُ**
حضور ہمیں اچھی اچھی حدیثیں سنائیں اور زمانہ کی خبریں دیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور احسن الحدیث کا بدل کتابا ہے اور تشابہا سے مراد **مَا تَشَابَهَ مَعَانِيهِ فِي الصِّفَةِ وَالْأَحْكَامِ** ہے یعنی معانی
اور صحت احکام میں تمام مشابہت تام رکھتا ہے۔

مثانی میں دوسری صفت کتاب کی بیان کی گئی۔ مثانی جمع ہے مثنی کی جس کے معنی مکرر کے ہیں یعنی احکام و موا
مکرر اور قصص کا بار بار ذکر۔

اور ایک قول کہ **ثَنِيٌّ** سے مراد **ثَنِيٌّ فِي التَّلَاوَةِ** یعنی تلاوت بار بار کی جائے۔ آگے ارشاد ہے۔
تَفْشَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔ **أَفْشَعُ** یعنی تقبض ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں **أَفْشَعُ الْجِلْدَ**
إِذَا التَّقْبِضُ تَقْبِضًا شَدِيدًا۔ اور یہ **تَفْشَعُ** سے مرکب ہے اور **تَفْشَعُ** سوکھی کھال کو کہتے ہیں جیسے بولتے ہیں **أَفْشَعُ**
جِلْدًا إِذَا وَقَفَ شَعْرًا إِذَا عَرَفَ كَهْوَتَ شَدِيدًا مِنْ أَمْرٍ كَائِلٍ وَهَمَّ لِقَتَّةٍ تو اس کے معنی یہ ہوتے۔
أَنْتُمْ إِذَا سَمِعُوا الْقُرْآنَ وَقَوَارِعَ آيَاتِ وَعِيدِهِ أَصَابَتْكُمْ وَهْبَةٌ وَخَشْيَةٌ تَفْشَعُ مِنْهَا جُلُودُكُمْ۔

وَعَدِ كَتَّالِي وَالطَّافِي تَبَدَّلَتْ خَشِيئَتُهُمْ رَجَاءٌ وَقَدْ هَبَّتْهُمْ رِيحٌ وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
 يَوْمَ تَبْيَضُّ بُيُوتُهُمْ وَبُيُوتُ الَّذِينَ كَفَرُوا خَاوِيَةً يُحَرُّونَ وَأَعْرَابٌ يُعْرَبُونَ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
 فِي يَوْمٍ مِثْلِهِ لَمَحْرُومُونَ
 میں اور مطمئن ہو جاتے ہیں ذکر اللہ کی طرف۔

بعض اس طرف گئے کہ یہ نعت اولیاء کرام ہے اور بعض نے کہا کہ اقشعار جلود سماعت قرآن پاک سے
 ہونا پھر رحمت الہی سے سکون پاتا یہ تو صفت اولیاء کرام ہے لیکن صعق و وجد اور صفحہ جیسا کہ کلام سن کر
 بعض لوگ کرتے ہیں یہ نعت اولیاء کرام نہیں۔

چنانچہ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن زبیر سے راوی ہیں قُلْتُ لِحَدَّثَنِي اسْمَاءُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ اصْحَابُ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأُوا الْقُرْآنَ - میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے پوچھا کہ صحابہ کرام جب قرآن
 پڑھتے تھے تو کیا کرتے تھے۔

قَالَتْ كَانُوا كَمَا نَعْتَمُ اللَّهُ تَعَالَى تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُ جُلُودُهُمْ - فرمایا ان کا وہی حال ہوتا تھا جیسا کہ
 اللہ تعالیٰ نے ان کی نعت میں بیان فرمایا ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتیں اور انکے جسم کے روئیں کھڑے ہو جاتے تھے۔
 قُلْتُ إِنَّ نَاسًا هُمُهَا إِذَا سَمِعُوا ذَلِكَ تَأْخُذُ هُمْ غَشِيَةٌ يَسْتَسْتَعِينُونَ فِيهَا لَوْ كَانُوا يَسْمَعُونَ
 پر غش طاری ہو جاتا ہے۔

قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - فرمایا میں اللہ کی اپناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے۔
 اور زبیر بن بکر موقیاتی میں عامر اور عبداللہ بن زبیر سے راوی ہیں قَالَ جُنْتُ أُمِّي فَقُلْتُ وَجَدْتُ
 قَوْمًا مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْهُمْ فَظَنَنْتُ كَرَمًا لِلَّهِ تَعَالَى فَارْعَدُوا أَحَدَهُمْ حَتَّى يُعْشَى عَلَيْهِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى
 فَقَالَتْ لَا تَقْدَمُ مَعَهُمْ - میں اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے ایک قوم کو پایا تو میں نے
 ان میں قطعاً بھلائی نہ دیکھی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں اچھلتے اچھلتے ہیں حتیٰ کہ ان پر خوف الہی سے غشی
 طاری ہو جاتی ہے تو فرمایا بیٹیا ان کے پاس تو نہ بیٹھے۔

لَوْ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُو الْقُرْآنَ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَتْلُونَ الْقُرْآنَ فَلَا
 يُصَيِّبُهُمْ هَذَا أَفْتَرَاهُمْ أَحْسَنِي مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ابو بکر اور عمر
 رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے تو ان پر یہ کیفیت طاری نہ ہوتی تھی تو کیا تو انہیں صدیق
 و فاروق سے زیادہ خوف الہی کرنے والا سمجھتا ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ آپ نے ایک شخص کو قرآن کریم سنتے ہوئے غشی میں گرہوا دیکھا تو
 فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور غش ہو کر نہیں گرتے یہ لوگ جن کا یہ حال ہوتا ہے ان میں شیطان نہیں

جاتا ہے اور کچھ نہیں

اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن المنذر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے آیت کریمہ کے متعلق فرمایا ہذا آتت اذیباً اللہ تعالیٰ قال تفتشہم جلودہم و تیکل اعینہم و تطمئن قلوبہم الحدیث اللہ وکم ینعتہم اللہ سمعتہم ینتہا ہاب عقولہم و انشیان علیہم انما ہذا فی اہل الیداع و انما ہوں من الشیطان کریم کریم میں لغت اولیاء کرام ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں روتی ہیں اور ان کے دل ذکر الہی سے اطمینان پاتے ہیں اور ان کی لغت ہرگز نہیں فرمائی جن کی عقل زائل ہو جائے اور جو غشی سے بیہوش ہو جائیں یہ تو اہل بدعت کی علامت ہے اور وہ اثر شیطان سے ہے۔

ابن ابی شیبہ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ اَصْعَقْتُ مِنَ الشَّيْطَانِ یعنی چیخا یہ حرکت

شیطانی سے ہے۔

ابن سیرین کی ایک روایت ہے جس سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں سَيِّئَاتُ دِينِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَصْعَقُونَ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَنْ يُجِلَّ أَحَدُهُمْ عَلَى حَائِطٍ يَأْسُطُ رَجُلِيكَ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ كَمَا قَرَأَتْ رَحِي بِنَفْسِهِ فَمُوْصَادِقٌ فَهَذَا كَأَخْبَارِنَا عَنِ عَلَى بَعْضِ الْمُتَصَوِّفِ مَنَعْتَهُمْ وَقَوْلُهُمْ هُوَ وَضَرْبٌ رُوْسِهِمُ الْأَرْضِ عِنْدَ سَمَاعِ الْقُرْآنِ۔

تلاوت قرآن پاک کے وقت ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان یہی حالت رہی جبکہ وہ لوگ اونچی جگہ یا اونچے پھیلانے ہوئے اور ان پر قرآن کی تلاوت ہوتی تو اگر وہ خود بخود گر پڑتے تو سمجھے جوتے۔ یہ بعض صوفیائے خون کی خبریں ہیں کہ وہ سماع قرآن پر چیخ مار کر تو اجد میں آجاتے اور اپنے سر زمین پر مارنے لگتے۔

وَيَقُولُ مَشَارِقُهُمْ إِنَّ ذَلِكَ بَصْعَةُ الْقُلُوبِ عَلَى مَحْمَلٍ الْوَارِدِ وَكَيْسٍ فَأَعْلُوا ذَلِكَ فِي الْكَمَالِ كَالصَّحَابَةِ أَهْلِ الصُّدُورِ الْأَوَّلِ فِي قُوَّةِ التَّحْمَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا دَلِيلٌ النَّقْصِ بِدَلِيلِ أَنَّ السَّالِكَ إِذَا كَمَلَ دَسَخَ وَقَوَى قَلْبَهُ وَكَمْ يَصْدُرُ مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ وَيَقُولُونَ كَيْسٌ فِي الْآيَةِ أَكْثَرُ مِنْ آيَاتِ الْأَشْعَارِ وَاللَّيْنِ وَكَيْسٍ فِيهَا تَقَى أَنْ يُعْتَرِبَهُمْ حَالُ الْخَوْبِ فِي الْآيَةِ اسْتَعْدِيَاتِ الْمَدَنِيِّ كَوْرَحَالِ الْوَارِثِينَ الْكَمَالِيْنَ حَيْثُ قَالَ سَجَنَةُ الَّذِينَ يَجْحَتُونَ دَبْهُمُ۔

اس پر مشائخ فرماتے ہیں یہ کیفیت عدم تحمل پر ہوتی ہے اس لیے کہ جن کا دل کمزور ہوتا ہے وہ برداشت نہیں کر سکتے اور صحابہ کرام صدر اول میں وہ تھے کہ ان میں تحمل و ضبط کی قوت علی وجہ الکمال تھی اور آیت کریمہ میں اسی وجہ میں تفتشہم جلودہم اللہ ینتہا ہاب ینعتہم اللہ سمعتہم ینتہا ہاب ہے اس لیے کہ جب سالک کامل ہو جاتا ہے

اور اس کا دل قوت حاصل کر لیتا ہے تو اس سے ایسی اضطراری حالت صادر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ میں آیت کریمہ اس قسم کی کیفیت کی نفی نہیں کرتی بلکہ اس کی طرف مشعر ہے کہ راسخ کامل پر یہ حالت طاری ہو کر رہ جاتی ہے اور ناقص الحال پر اس سے زیادہ تو اجد وغیرہ ہو سکتا ہے تو ایسے حالات کی مذمت صحیح نہیں بلکہ کوشش کی جائے کہ وہ ناقص الحال نہ رہے بلکہ راسخ الحال بننے کی سعی کرے لَسَّأَلُ الْمَلَّةَ الْعَظِيمَةَ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْنَا وَمَا يَّتَفَضَّلُ بِهَا عَلٰى اَصْحَابِ بَيْتِنَا صَلَّى اللهُ عَلَیْهِمْ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

آگے ارشاد ہے

ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِىْ بِہٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَكَ مِنْ هَادٍ يَّهْدِى اللّٰہ کی ہدایت ہے جسے چاہے ہدایت فرمائے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی ہادی نہیں۔ یعنی جسے اللہ ہدایت فرمادے اسے نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جس میں گمراہی کا مادہ پیدا کر دے وہ اعراض عن الحق ہی کرے گا اس لیے کہ اس میں استعداد ہی گمراہی کی ہے تو اس کا کوئی ہادی بھی نہیں ہو سکتا کہ اسے درپردہ فضالت سے نکال سکے آگے ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ يَّتَّبِعِ ذُو جُنُہٖ سُوۡءَ الْعٰذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ کیا وہ جو اپنے چہرے کو ڈھال بنائے دن قیامت تک۔

آیت کریمہ میں بوجہ اس لیے فرمایا کہ چہرہ اشرف اعضاء جسم ہے اور کافر بروز قیامت عذاب شدید میں اس طرح مبتلا ہوگا کہ بے کونیتہ کا گنہگار بننا کان بیقی المکار کا مقولہ لست الیٰ عتیقہا کہ اس کا وہ ہاتھ جو تکالیف و مکروہات سے بچاتا ہے وہ اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہو اور تمام لپٹیں اسکے چہرے پر آئیں گی تو ایسا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں اس لیے کہ مومن بے فکری سے باغیجوں میں عیش کرتے ہوں گے۔ گویا آیت کریمہ کے یہ معنی ہوئے اَفَمَنْ یَّتَّبِعِ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَا لِحٰجِرٍ عَلٰی کَفْرٍ۔

اس آیت کا شان نزول ابو جہل کے حق میں ہے۔

وَقَدْ لَبِثْنَا لِبٰیۡنٍ ذُوۡقُوۡا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوۡنَ۔ اور مشرکوں سے کہا جائے گا اب چکھو اپنے کید کا بلہ۔ یعنی جو کچھ حیات دنیا میں تم نے کیا اس کا وبال و نکال ہمیشہ کے لیے تم پر آگیا اب اس کا مزہ چکھتے رہو لَبِثَ الدِّیۡنِ مِنْ قَبْلِہُمْ فَاَتَاہُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیۡثُ لَا یَشْعُرُوۡنَ۔ جھٹلایا انہوں نے فیول کو جو پہلے گذرے تو ان پر ایسے عذاب آیا کہ انہیں خیال بھی نہ تھا۔ یعنی ان کے گمان و دہم میں بھی عذاب کے آنے کا خطرہ نہ تھا۔

فَإِذَا قَامُوا إِلَهُاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَوَعَدَ اللَّهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 تو اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھایا اور آخرت کا عذاب بڑا ہے اگر وہ جانتے
 یعنی اگر وہ جانتے تو عبرت پکڑتے اور مثل بہ ہدایت ہو جاتے مگر گمراہ دنیا کی عیش میں آخرت
 سے اندھے تھے۔

وَلَقَدْ خَرَّبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كَلِمٍ مَثَلٍ لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ قُرْآنَ عَرَبِيًّا
 غَيْرِ ذِي زُجْجٍ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ بے شک ہم نے ہر قسم کی مثال اس قرآن کریم میں دیں کہ کہیں ہوش کریں
 قرآن عربی زبان میں جس کے اندر کوئی کجی نہیں تاکہ وہ ڈریں۔
 عوج سے کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا اختلال ہو اور چونکہ قرآن پاک ہر قسم کے اختلال سے پاک
 ہے اس لیے غیر ذی عوج فرمایا۔

بعض نے عوج کے معنی شک و تلبیس کیے تو اس کے معنی یہ ہونے کہ شک و تلبیس سے پاک
 کلام چنانچہ اوسی فرماتے ہیں الْمُرَادُ بِالْعُوجِ الشُّكُّ وَالتَّلْبِيسُ۔
 اور مجاہد کا ایک شعر بھی اسی معنی کا مؤید ہے۔

وَقَدْ آتَاكَ يَقِينٌ غَيْرُ ذِي عُوجٍ مِّنَ الْأَلْبِ، وَقَوْلٌ غَيْرُ مُكْدُوبٍ
 اور حضرت عثمان بن عفان فرماتے ہیں اِنِّي غَيْرُ مُضْطَرِبٍ وَلَا مُتَنَاقِضٍ۔ اضطراب و تناقض
 پاک کلام غیر ذی عوج ہے۔

اور دیلمی مشد القردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اِنَّكَ قَالَ غَيْرُ ذِي عُوجٍ
 مخلوق حضور نے غیر ذی عوج کے معنی غیر مخلوق فرمائے۔

لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ تاکہ تقویٰ حاصل کریں اور اللہ سے ڈریں پھر ارشاد ہے۔
 خَرَّبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّرَجُلٍ فِيهَا شَرَكًا مُّتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَّمَ الرَّجُلِ هَلْ يَسْتَوِيانِ
 مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ يَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ اللہ مثال دیتا ہے ایک آدمی کی کہ اس میں مشرک معبودوں
 اور ہر معبود مختلف مزاج کا ہے اور اس آدمی کی جو موحد و مخلص ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں تمام تصریحیں
 اللہ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان مشرکوں سے نہیں جانتے۔

علامہ آلوسی اس کے معنی میں فرماتے ہیں خَرَّبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلْمُشْرِكِ حَسْبَمَا يَقُولُ اللَّهُ مَثَلًا
 مِنْ أَدْعَاءِ كُلِّ مَعْبُودٍ عِبَادًا يَتَشَارَكُ فِيهَا جَمَاعَةٌ مُّتَشَاكِرُونَ لَشَكَاسَةِ الْخَلْقِ
 وَسُوْطِبَا لِعِمِّمْ يَتَجَاذِبُونَ وَيَتَعَادَرُونَ فِي مِهْمَاتِهِمُ الْمُتَبَايَسِينَ فِي تَحْوِيلَةِ وَتَوَجُّعِ الْخَلْقِ

اللہ مثال دیتا ہے مشرک کے لیے جیسا کہ وہ اپنے مذہب باطل میں جتنا ہے اپنے خیال قاسد میں بنیگی کرتا ہے سب ولات و منات کی۔ تا بلکہ و اسات کی تو اس کے معبود ایک جماعت ہے جو باہمی جھگڑتے ہیں اپنی بد اطواری کے ماتحت اور برے اخلاق سے اور گندی طبیعتوں کے ساتھ ہر ایک اپنی طرف جذب کرتا ہے جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تخریر میں پڑ جاتا ہے کہ یہ مصیبت میں کس سے دفع کر اؤں اور اس تخریر میں اس کا دل اپنے نظام میں پریشان ہو جاتا ہے۔ بقول مرید ہا میں دونوں گٹھے مایا ملی نہ رام اور دوسری مثال مرد مومن کی ہے جو خالص و مخلص ایک ہی رب کا بندہ ہے۔ سلم عربی میں خالص کو کہتے ہیں تو وہ اپنے رب سے ہی سب کچھ طلب کرتا ہے اور اسے ملتا ہے وہ راحت میں ہے۔ اس کے بعد استفہام انکاری میں

هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا فَرِيًّا لِعَيْنِي كَيْفَا دَوْلُوں بَرَابَرِمْ - یعنی ہرگز برابر نہیں ہو سکتے دونوں میں بون بعید ہے اِنَّ اَحَدَهُمَا فِي كَوْمٍ وَعَنَاءٍ وَالْآخَرُ فِي رَاحَةٍ يَا لِي وَرَضَاءٍ اس لیے کہ ایک ملامت اور غم میں ہے اور دوسرے اپنے حال میں خوش اور راضی ہے۔

اور الحمد للہ فرما کہ نفی استواء فرمادی اور مشرکین کی جہالت ظاہر فرمائے كُوَيْلًا اَكْتُوهُو لَا يَفْلَحُوْنَ فرمایا۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان لوگوں کا رد ہے جو حق بات ماننے کی بجائے حضور کی وفات کے منتظر تھے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ثُمَّ اَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكَ تَحْتَصِمُوْنَ - اے محبوب تم بھی متحل ہونے والے ہو اور یہ کافر بھی مرنے والے ہیں پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے حضور جھگڑو گے اسی فرماتے ہیں وَفِي الْبَحْرِ اَنْتُمْ لَمَّا كَرِهْتُمْ لِقَاءَ الْاَحْقِقِ وَلَكُمْ يَنْتَقِعُوا بِضَرْبِ الْمَثَلِ اَحْبَرُ سِيحَانًا بِاَنَّ مَصِيْبَةَ الْجَمِيْعِ بِالْمَوْتِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّهُمْ يَخْتَصِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ عَزُوْ جَلَّ الْحَكْمُ الْعَدْلُ فَيَمِيْزُهُمْ هُنَاكَ الْحَقُّ وَالْمَبْطُلُ۔

بھر میں ہے کہ جب مشرکین حق کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور انہوں نے مثالوں سے بھی کفح حاصل نہ کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی کہ سب کا لوٹ کر آنا موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور یہ مشرکین اس دن قیامت کو مخاصمہ کریں گے بحضور الہی اور وہ ذات عادل اور فیصلہ دینے والی ہے تو اس کے بعد حق پرست اور باطل نواز میں تمیز ہو جائے گی۔

اور بعض اجلہ علماء نے فرمایا کہ اول سورۃ زمر سے آخر تک براہین سے رگ مشرکین کا ٹی گئی۔ لیکن مشرکین اپنے بہل میں رہ کر حضور کی طرف رجوع نہ ہوئے اور یہ قیاس کرنے لگے کہ جیسے ہمیں مرتا ہے

یسی ہی حضور کی بھی وفات ہوئی ہے تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے محبوب آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور یہ تو مردار ہیں ہی۔

چنانچہ ابن زبیر اور ابن ابی اسحاق اور ابن معین اور عیسیٰ اور یحییٰ اور ابن ابی جوش اور ابن ابی عیلمہ اپنی قرابت میں اِنکَ مَا بَئْتُکُمْ وَمَا بَئْتُکُمْ وَمَا بَئْتُکُمْ یُرْتَبِعُہُمْ۔

وَالْفَرْقُ بَيْنَ مَيِّتٍ وَمَا بَئْتُ اَنَّ الْاَوَّلَ صِفَةً مُّشَبَّهَةٌ وَهِيَ تَدُلُّ عَلَى الْمَيِّتِ فِيهَا اشْعَارُ بَانَ حَيَاتِهِمْ عَيْنَ الْمَوْتِ وَاِنَّ الْمَوْتَ طَوْقًا فِي الْعُنُقِ لِذِمِّ اِنِّكَ مَيِّتٌ فَاسْتَمَّ مَا بَئْتُکُمْ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا صفت مشہبہ ہے جو دلالت کرتا ہے ثبوت پر اور اس میں اشعار ہے کہ مشرکین کی تنگی عین موت ہے اور وہ موت ان کی گردن میں طوق لازم ہے۔

وَالثَّانِي اسْمُ فَاعِلٍ وَهُوَ يَدُلُّ عَلَى الْحُدُوثِ فَلَا يُفِيدُ هُنَا مَعَ الْقَرَابَةِ الْكَثْرَةَ مِنْ اَنَّهُمْ سَيُحْدِثُ لَكُمْ الْمَوْتَ اور دوسرا بئْتُ اسم فاعل ہے اور وہ دلالت کرتا ہے حدوث پر تو یہاں قرینہ حدوث اس سے زیادہ فائدہ نہیں دیتا کہ سمجھ لیا جائے کہ حدوث موت حضور پر بھی ہوگا جیسا کہ فضل بریلوی فرما گئے۔

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

اقسام موت

قَالَ الدَّاعِي الْأَصْفَهَانِي. اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسَبِ اَنْوَاعِ الْحَيَاتِ. موت کی اقسام حسب انواع حیات ہیں یعنی جس طرح زندگی سب کی یکساں نہیں ایسے ہی موت بھی سب کی یکساں نہیں۔ چنانچہ موت کا اطلاق بارہ صورتوں میں ہوتا ہے۔

اول۔ موت کا اطلاق از الہ قوت نامیہ پر ہوتا ہے جیسا کہ شیخ ططار نے فرمایا۔
بچھو سبزہ بارہا روئیدہ ام ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
سبزہ کی طرح میں بارہا پیدا ہوا ہوں۔ سات سو ستتر قالب دیکھ چکا ہوں۔

اس کی تشبیح یہ ہے کہ انسان اول لطفہ بنتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین۔ پھر مولود پھر وضع پھر طفل پھر صبی پھر شباب پھر شبیب پھر شیخ فانی پھر میت پھر مقبور پھر مقبور یا مقبور ہو کر علیین یا اسفل الساقلین میں پہنچتا ہے۔

اور یہ تشریح اسی پر مکتفی نہیں ہوتی۔

بلکہ عالم ہوتا ہے یا جاہل۔ زائل ہوتا ہے یا حافظ۔ متکبر ہوتا ہے یا منکسر غضب ناک ہوتا ہے یا بردبار حسین ہوتا ہے یا تلخ سیاہ فام ہوتا ہے یا صلیح یا صلیح ہو کر ہے یا گور یا بیمار ہوتا ہے یا تندرست زمین ہوتا ہے یا غنی وغیرہ وغیرہ لے غیر التہات۔

تو انواع حیات جتنی فرض کر لی جائیں انواع ممات بھی ایسی ہی ہیں۔

نبی کی موت۔ ولی کی موت۔ عالم کی موت۔ حاکم عادل کی موت۔ نامور کی موت۔ گناہ کی موت۔ بچے کی موت۔ جوان کی موت۔ پہلوان کی موت۔ مدقوق کی موت۔ ایسے ہی شہید اور مومن اور عالم باعمل کی موت۔ مشرک کافر گبر و ترسا کی موت۔ خائب و خابسر مرتد کی موت۔ تائب و ذاکر کی موت۔ ان جملہ اموات میں وہی فرق ہے جو زندہ افراد کی حیات میں فرق ہے۔ چنانچہ انسان میں حیوانات و نباتات میں جیسے کہ کلام پاک میں ارشاد ہوا۔

يُنحَى الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِنَا۔ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یہاں موت سے مراد عدم تھخر ہے جب زمین بخر ہو جائے تو اسے مردہ زمین کہتے ہیں اور جب سرسبز و شاداب ہو جائے تو اسے زندہ بولتے ہیں۔

أَحْيَيْنَاكَ بَدَدًا مَّيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ۔ ہم زندہ کرتے ہیں مردہ آبادی کو ایسے ہی قبروں سے نکالتے ہیں۔ یعنی جب زمین خاک اڑا رہی ہو تو بارش سے اس پر سبزہ اگتا ہے ایسے ہی قبروں سے مردے نکلیں گے۔

دوسری قسم موت کی زوال قوت عاقلہ ہے اور وہ جہالت ہے جیسے ارشاد ہے۔

أَوْمَنَ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاكَ۔ کیا جو جہالت کفر سے مراد ہوا ہے تو اسے ہم ایمان دے کر زندہ کرتے ہیں۔ وَإِيَّاكَ فَصَدَّ بِقَوْلِهِ إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى۔ اور اسی طرف اشارہ سے فرمان الہی میں کہ آپ ان کافروں کو ہدایت نہیں پہنچا سکتے اس لیے کہ یہ مرے سوئے ہیں اور وہ انہم یلتینون بھی اسی مقصد کے لیے فرمایا گیا۔

تیسری قسم زوال قوت حاسہ ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے قول میں ہے يَلِيْتَقِي مِثُّ قَبْلِ هَذَا۔ اسے کاش میری قوت حاسہ جاتی رہتی اور ارشاد ہے۔

عَرَاذًا مَّامُوتٌ لَسَوَتْ أُخْرُوجَ حَيًّا۔ تو کیا مجھ میں جب قوت حاسہ نہ رہے گی تو پھر میں زندہ قبر سے نکلا جاؤں گا۔

جو کھنی قسم، حزن بکدر حیات ہے جیسا کہ ارشاد ہے **وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ** وَ
مَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور آتی ہے اسے قدم قدم پر موت حالانکہ وہ مر رہا نہیں ہوتا بلکہ حزن و ملال بکدر حیات
جب ہوتا ہے تو اسے بھی موت کہہ دیا جاتا ہے۔

پانچویں قسم منام قلیل ہے چنانچہ **الْوَمُوتُ خَفِيفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ تَقْبِيلٌ** عرف میں کہا جاتا
ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے **هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَرَبِّ ذَاتِ السُّجُودِ** جو تمہیں وفات
دیتی ہے رات میں۔

اور ارشاد ہے **اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَحَرَّمَتْ فِي مَنَازِلِهَا** اللہ تعالیٰ کو وفات

دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سوتے میں

اور ارشاد ہے **وَلَا تُحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّكَ**
کہ نابھو قتل کیے گئے اللہ کے راستے میں مر رہے بلکہ وہ زندہ ہیں۔

قِيلَ نَفَى الْمَوْتُ هُوَ عَنَّا وَرَأَيْتُمْ فَانَّهُ نَبَتْ عَلَى نِعْمِهِمْ۔ موت کی نفی ان کی روحوں سے ہے
اس لیے کہ ان کا نعمتوں میں ہونا بتایا۔

وَقِيلَ نَفَى عَنْهُمْ الْحُزْنَ الْمَذْكُورَ فِي قَوْلِهِ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ اور ایک قول
ہے کہ یہاں نفی حزن ہے جیسا کہ **وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ** میں ہے۔

چھٹی قسم زوال قوت حیوانیہ اور روح کا جسم سے علیحدہ ہونا ہے جیسے **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ**
میں ارشاد ہے۔

ساتویں قسم **إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ حَيٌّ** میتوں ہے۔

فَقَدْ قِيلَ مَعْنَاهُ سَمَوْتَ سَبِيحًا أَنْهَ لَا يَدُلُّ لِأَحَدٍ مِنَ الْمَوْتِ۔

جیسا کہ کہا گیا **وَالْمَوْتُ حَتْمٌ فِي دِقَابِ الْعِبَادِ**۔

۲ ٹھوس قسم موت کی یہ ہے کہ تحلل و النقص پر اس کا اطلاق ہوتا ہے **فَإِنَّ الْبَشَرَ مَا دَامَ فِي
الدُّنْيَا يَمُوتُ جُزْءًا فُجْرًا**۔

وَقِيلَ الْمَيِّتُ هُوَ الْمَتَّحِلُّ۔ تو اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متحلل عن البشر
ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نوویں قسم **يَتِيهِ كَيْفَ هُوَ وَهُوَ مَا ذَالَ دُوحًا** یعنی بغیر تَوَكُّيَةٍ۔ یعنی بغیر بسم اللہ اللہ اکبر کے
حیوان کی روح نکلے وہ بیٹہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے **حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْمَيْتَةُ**۔

دسویں قسم شراب کی صفت بدل جانے پر بولتے ہیں جبکہ اس کا رنگ بدل جائے۔
گیارہویں: جنوں پر کھبی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ وَالْمَوْتَةُ بِشِبْهِ الْجَنَّةِ
بارہویں زوال عقل و علم کے معنی میں بولتے ہیں۔

اور علامہ نسفی نے اپنی تفسیر میں فرمایا قَالَ التَّحْيِيلُ اُنْشُدَ ابُو عَمْرٍو۔

وَتَسَالَتْنِي تَفْسِيرًا مَيِّتٌ كَمَا مَيِّتٌ
فَدُونَكَ قَدْ فَتَرْتُ اِنْ كُنْتَ تَعْقِلُ
وَمَا الْمَيِّتُ اِلَّا مَنْ اِلَى الْقَبْرِ يُحْيَى

اور مجھ سے پوچھتے ہیں میت اور میت کی تفسیر۔ تو کھڑے میں تفسیر کہتا ہوں اگر تو عاقل ہے۔
جو ذمی روح ہے وہ میت ہے۔ اور میت کوئی نہیں مگر وہ جسے قبر کی طرف لے جایا جائے۔
مشرکین جنوں کی وفات کے منتظر تھے تو انہیں خبر دی گئی کہ موت سب کے لیے عام ہے۔ تو
انتظار بے معنی ہے۔

صاحب تفسیر نسفی فرماتے ہیں۔ كَانُوا يَتَرَبَّصُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخِرَ
إِنَّ الْمَوْتَ يُعْتَمَدُ فَمَا مَعْنَى لِلْمَوْتِ بِشِبْهِ الْجَنَّةِ الْقَائِي بِالْقَائِي كَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وفات کا انتظار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب موت سب کے لیے عام ہے تو کسی کی موت
کا انتظار کرنا یا اس پر خوش ہونا بے فائدہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ۔ پھر تم سب قیامت کے روز اپنے رب
کے حضور متخاصم ہو گے۔

نسفی فرماتے ہیں إِنَّكَ وَإِيَّا هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ فَتَحْتَمِ أُنْتِ عَلَيْهِمْ بِأَنَّكَ
بَلَّفَتْ فَكَذَّبُوا فِي الدَّعْوَةِ فَاجْعَلِي فِي الْعِبَادِ وَيَعْتَنِ دُونَ بِمَا لَا طَائِلَ تَحْتَهُ تَقُولُ
الْأَتْبَاعُ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُنَّا كِبْرَاءَنَا وَتَقُولُ السَّادَاتُ أَغْوَيْنَا الشَّيَاطِينُ وَإِيَّاؤُنَا
الْأَقْدَامُونَ۔ یعنی تم لوگ اور مشرکین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور متخاصم ہو گے تو اے
محبوب آپ ان پر حجت لائیں گے کہ آپ نے انہیں دعوت اسلام پہنچا دی۔

اور وہ تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑے سرداروں کا اتباع کیا تھا اور ان کے
سردار کہیں گے یہیں شیطان نے گمراہ کیا اور ہمارے پرانے باپ دادوں نے بہکایا۔

وَيَعْتَنِ دُونَ بِمَا لَا طَائِلَ تَحْتَهُ۔ اور عذر کریں گے جو محض لاطائل ہوں گے۔
قَالَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْعَلِينَ مَا خَصَّوْنَا وَمَنْ اِخْوَانًا قَلَمَّا قَبْلَ عُثْمَانَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالُوا هَذَا كُفْرٌ مِمَّنَّا -
 صحابہ نے فرمایا ہم میں خصومت کیسے ہوگی حالانکہ ہم بھائی ہیں تو جب حضرت عثمان شہید کیسے گئے
 تو وہ کہنے لگے یہ ہماری خصومت تھی۔

روح المعانی میں ہے۔ سعید بن منصور حضرت ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ
 تُشْرَاكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے رَبَّنَا فَإِنَّا كُنَّا فَاخِرًا فَلَمَّا
 كَانَ يَوْمَ صِفِّينَ وَشَدَّ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ بِالسُّيُوفِ قُلْنَا لَعَنَهُ هُوَذَا ارْهَابًا رِبَايَا
 اور دین ایک پھر جھگڑا کیسا۔ پھر حیب یوم صفین آیا اور ہمارے بعض نے بعض پر تلوا رہیں سو میں تو
 ہم نے کہا بے شک یہ ہے تُشْرَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ۔
 اور اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں مَن شَاءَ فَلْيَنْظُرْ
 فِي رُوحِ الْمَعَانِي۔

تَمَّتْ بِآيَاتِهِ ۲۳ فَمَنْ أَظْلَمُ - يَعُونِ اللهُ تَعَالَى
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۲۳ وَاِنْ پَارَہِ شَتَمُ ہُوَا۔ ۲۴ وَاِنْ شَرُوعُ ہِے۔

فقیر قادری ابوالحسنات قادری ،
 ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء

پارہ ۲۲

بامحاورہ ترجمہ سورہ زمر جو تھا رکوع

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹا ہند
اور سچائی کو بھٹکائے جب اس کے پاس آئے کیا
جہنم میں ٹھکانا نہیں کا فزول کا۔

اور وہ جو صداقت لے گئے اور وہ جہنوں نے
تصدیق کی ان کی ہی میں متقی۔

ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں ان کے رب کے
پاس یہی بدلہ ہے نیکو کاروں کا۔

تا کہ اللہ اتار دے ان سے سخت برے عملوں کا
بوجھ اور بدلہ دے انہیں اچھے عملوں کا جو انہوں
نے کیے۔

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ ص کو اور تمہیں ڈراتے
میں ان کے سوا سے اور جسے اللہ گمراہ کر دے
تو اس کا کوئی ہادی نہیں۔

اور جسے ہدایت دے اللہ تو اسے کوئی بہکانے
والا نہیں کیا نہیں اللہ عزت والا ہدایت دینے والا۔
اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے پیدا کیے آسمان
اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمادیں
کھلا بتاؤ تو وہ ہیزیں جنہیں اللہ کے سوا پوجتے
ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے کیا وہ ہٹا

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَىٰ اللَّهِ وَ
كَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي
قَلْبِهِ مَنَئِيٓمٌ لِّلْكَافِرِينَ ۗ

وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۗ

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ
الْحَسَنِينَ ۗ

لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا
وَيُعْزِبَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا
يَعْمَلُونَ ۗ

أَلَيْسَ لِللَّهِ لِكُلِّ شَيْءٍ عِندَكَ وَيَخُوفُونَ ۗ أَلَيْسَ
مِنْ دُونِهِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا
لَهُ مِنْ هَادٍ ۗ

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّضِلٍّ
أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۗ

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَقْرَأَيْتُمْ مَا
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ

اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ

سکتے ہیں وہ تکلیف یا وہ مجھ پر رحمت فرمائے تو
کیا وہ اس رحمت کو روک سکتے ہیں فرمادیں گے
اللہ مجھے کافی ہے اسی پر پھر دوسرے والے پھر دوسرے
کہتے ہیں۔

فرمادیں گے میری قوم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور
میں اپنے عمل کرتا ہوں تو تم عنقریب جان لو گے
کہ کس پر آنا ہے عذاب جو اسے رسوا کرے اور
کس پر اترتا ہے دوا می عذاب۔

بے شک ہم نے آپ پر نازل کی لوگوں کی ہدایت
کے لیے حق احکام کی کتاب تو جو ہدایت قبول
کرے تو اپنے لیے اور جو بہکا تو وہ بہکا اپنے لیے
اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

أَوَادَادِي بِرَحْمَتِي هَلْ هُنَّ مُنْسِكَةٌ
رَحْمَتِي قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ
الْمُتَوَكِّلُونَ

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ
فَسَوْتَ تَعْلَمُونَ

مَنْ يَأْتِ بِعَذَابٍ يَجْزِيهِ وَيَجْزِي
عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ

إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ
بِالْحَقِّ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَ
مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ وَامَّا نَتَّ
عَلَيْهِمْ يَوْمَئِذٍ

لفظی ترجمہ

قَمَنَ لَوْ كُونَ	اَظْلَمَ زِيَادَةً ظَالِمٌ هُوَ	مَمَّنْ . اس سے جو	كَذَّابٌ جَهْلِيٌّ بُولُ
عَلَى . اوپر	اللَّهُ . اللہ کے	ذ . اور	كَذَّابٌ جَهْلِيٌّ
بِالصِّدْقِ سچائی کو	أَذْرَ جِبْهَةً	جَاءَهُ آتَى اس کے پاس	الْيَسْرِ . کیا نہیں ہے
فِي جَهَنَّمَ . جہنم میں	مَنْوَى . ٹھکانا	لِلْكَافِرِينَ . کافروں کا	وَر . اور
الذَّيْ . وہ جو	جَاءَ سَلَامًا	بِالصِّدْقِ سچائی	وَر . اور
صِدْقِي . تصدیق کی	يَه . اس کی	أَوْلِيَّتِكَ . یہ لوگ	هُم . وہی ہیں
الْمُتَّقُونَ . پرہیزگار	لَكُمْ . ان کے لیے	مَا . جو	يَشَاءُونَ . وہ چاہیں
عِنْدَ مَرْوَبِكِ	وَرَبِّمُ بِنْتِ رَبِّكَ	ذَلِكَ . یہ	جَزَاءً . بدلہ ہے
الْمُحْسِنِينَ . نیکوں کا	لِيُكْفَرُوا . تاکہ دور کرے	اللَّهُ . اللہ	عَنْهُمْ . ان سے
أَسْوَأَ بَرِّكَ	الذَّيْ . وہ جو	عَمَلُوا . انہوں نے کیے	وَر . اور

یا أَحْسَنَ - اچھا	هُوَ - ان کا	أَجْو - اجر	بِجَزَائِهِمْ - بدلہ دے انکو
أ - کیا	يَعْمَلُونَ - عمل کرتے	كَأَنفَاء - تھے	مَا اس کا جو
عَبْدًا - اپنے بندے کو	بِكَافٍ - کافی	اللَّهُ - اللہ	لَيْسَ - نہیں ہے
بِالَّذِينَ - ان سے جو	يَخْتَرُكَ - ڈراتے ہیں تجھ کو	يَخْتَرُونَكَ - ڈراتے ہیں تجھ کو	و - اور
يُضِلُّ - گمراہ کرے	مَنْ جِئَ - من جیسے	و - اور	مَنْ دُونَہ - اسکے سوا ہیں
مَنْ هَادٍ - ہدایت کرنے والا	كَذَلِكَ اسکو کوئی	فَمَا - تو نہیں	اللَّهُ - اللہ
اللَّهُ - اللہ	يَهْدِي - ہدایت دے	مَنْ جِئَ - من جیسے	و - اور
أ - کیا	مَنْ مُضِلٍّ - گمراہ کرنے والا	كَذَلِكَ اس کو کوئی	فَمَا - تو نہیں
ذِي انتقام - بدلہ لینے والا	يَعزُّزُ غَالِبٌ	اللَّهُ - اللہ	لَيْسَ - نہیں
مَنْ - کس نے	سَأَلْتُمْ - تو ان سے پوچھے	كَيْفَ - اگر	و - اور
الْأَرْضِ - زمین	و - اور	السَّمَاوَاتِ - آسمان	خَلَقَ - بیدار کیے
أَفَرَأَيْتُمْ - بھلا بناؤ	قُلْ - کہہ دیں	اللَّهُ - اللہ نے	يَقُولُونَ - تو ضرور کہیں گے
اللَّهُ - اللہ کے	مَنْ دُونَہ - سوا	تَدْعُونَ - پکارتے ہو	مَا جِنُّو
يَضْرِبُ - تکلیف کا	اللَّهُ - اللہ	أَرَادَہِ - ارادہ کرے میرے لیے	إِنْ - اگر
مَضْرِبًا - اسکی تکلیف	كَاشْفَاتٍ - دور کرنے کے	هُنَّ - وہ	هَلْ - کیا
بِرَحْمَتِهِ - اپنی رحمت کا	اللَّهُ - اللہ	أَرَادَہِ - ارادہ کرے میرے لیے	أَوْ بآ
رَحْمَتِهِ - اس کی رحمت کو	مُمْسِكَاتٍ - بند کرنے کے	هُنَّ - وہ	هَلْ - کیا
عَلَيْہِ - اسی پر	اللَّهُ - اللہ	حَسْبِيَ - کافی ہے مجھ کو	قُلْ - کہہ
يَقُومُونَ - میری قوم	قُلْ - کہہ دیں	الْمُتَوَكِّلُونَ - بھروسہ کرنے والے	تَيَوَكَّلُوا - بھروسہ کریں
إِنِّي - بیشک میں	مَكَانَتِكُمْ - اپنی جگہ کے	عَلَى - اوپر	أَعْمَلُوا - عمل کرو
مَنْ - کہ کون ہے کہ	يَعْلَمُونَ - جانو گے تم	فَسَوْفَ - تو جلدی	عَامِلٌ - عمل کرنے والا ہوں
و - اور	يَخْتَرِيهِ جِوْرًا سِوَاكَ - اسکو	عَذَابٌ عَذَابٌ	يَأْتِيهِمْ - آتا ہے اسکو
مُعِيمٌ - دائمی	عَذَابٌ عَذَابٌ	عَلَيْہِ - اس پر	يُحِيلُ - اترتا ہے
الْكِتَابِ كِتَابٌ	عَلَيْكَ - تجھ پر	أَنْزَلْنَا - اتارنی	إِنَّا - بیشک ہم نے
أَهْتَدَى - ہدایت پائی	فَمَنْ - تو جس نے	بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ	لِلنَّاسِ - لوگوں کے لیے

مَنْ جَوَّ - كَمَا هُوَ
وَأُورِ
بِوَكِيلٍ - وَمَعَا

مَنْ جَوَّ
عَلَيْهَا لَيْسَ أَوْجُو
عَلَيْهِمْ - انْكَارًا

فَلْتَقَسِمَ - تَوَاقُفُ جَانِ كَيْفِيَّةً - ذُرَّ - أَوْ
فَأَنَّكَ تَوَاقُفُ سَوَاقُفٍ يَصُدُّ كَمَا هُوَ
أَنْتَ - تَوَاقُفٌ
مَا - نَهَى

خلاصہ تفسیر جو تھار کو عسورۃ زمرب

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ تَوَاقُفٌ سَعَى بَرُّهُ كَرَامًا كَوْنِ جَوَّ اللَّهِ بِرَجُوعِ بَانْدِهِ
اور اس کا شریک ملنے اور اس کے لیے اولاد قرار دے کیسیا کہ مشرکین مکہ کا خیال تھا اور عیسائی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے
وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أُوْرَغِي كِي تَكْذِبَ كَرِي جَبَ اسْكَ يَاسَ آئِي
یعنی قرآن کریم کو جھٹلاتے یا صدق محمد صاب مصطفیٰ علیہ الخیرہ والتنا کی تکذیب کرے۔
أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ دَالِدًا نَّجِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَقَ بِهِ أَذَلِّكَ هُوَ الْمُتَّقُونَ
کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو تشریف لائے سچائی کے ساتھ اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق
کی یہی تقویٰ والے ہیں۔

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ اسْتِفْهَامِ انْكَارِي هِي جَسِ كِي لَقَوِي مَعْنِي يِي سُوْشِي كِي كَافِرِي كَاطْكَانِي جَهَنَّمَ هِي
وَالَّذِي جَاءَ سِي مَرَادِ حَضْرِي صِي اللّٰهُ عَلِيهِ وَسَلْمِي جُو سِجَاطِي كِي سَاكْهُ قُرْآنِ اُورِ اِسْلَامِ اُورِ تَوْحِيْدِ لَئِي اَمْرًا
یہ میں حضرت صدیق اکبر مردوں میں اور حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم لڑکوں میں ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ
عنه نے سب سے پہلے مردوں میں تصدیق اسلام کی اور لڑکوں میں حضرت علی کریم اللہ وجہہ ایمان لائے
ان پر اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور خوف الہی کی تصدیق کی اور بشارت کے ساتھ فرمایا۔

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ - ان کے لیے سب نعمتیں ہیں جو وہ چاہیں
ان کے رب کے پاس یہی صلہ ہے نیکو کاروں کا۔

لِيَكْفُرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ اَللّٰهُ
انہوں نے جو بدترین اعمال کا جو وہ زمانہ بے مہالت میں انہوں نے کیا اور انہیں ان کے عملوں کا
اجر اچھا دے جو انہوں نے اچھے عمل کیے
یعنی ان کے برے عملوں کو تو یہ کے بعد معاف فرما دے اور نیکوں کا بہترین بدلہ دے گا

بِجَدِّهِ ارشاد ہے اَلْاٰمَنُ تَابَ دَاۤمِنًا وَعَبَدَ عَمَلًا حَتّٰی فَاٰلِکُمْ بِیَدِیْکُمْ اَللّٰهُ سَيِّدًا یُّتِمُّ حَسَنَاتِکُمْ
پھر آگے ارشاد ہے۔

اَلِیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدًا کَا وَیُضَوِّقُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ فَمَنْ یُّضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَہٗ مِنْ
ہَادٍ وَّمَنْ یُّہِدِ اللّٰهُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُضِلٍّ اَلِیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ یُّذِیۡ اِتِّقَاہُمْ کیا اللہ اپنے بند کے
کو کافی نہیں اور لے محبوب تمہیں وہ ڈراتے ہیں اللہ کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے
کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت کرے اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ عزت
والا اور بدلہ لینے والا نہیں۔

بِکَافٍ عَبْدًا کی بجائے بکاف عبودہ بھی ایک قرأت میں آیا ہے تو عبدہ کی قرأت سے حضور
مراد ہیں یعنی اللہ اپنے بند سے جناب مہبطی کے لیے کافی ہیں اور عبادہ کے ماتحت تمام انبیاء کرام
آتے ہیں جن کے ساتھ ان کی قوم نے سختیاں کیں اور ایذا میں پہنچائیں اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے
انہیں محفوظ رکھا تو سب کے لیے وہی کافی ہوا اور اگر حضور ہی مراد ہوں تو مشرکین مکہ کے شر سے
اللہ تعالیٰ نے حضور کو محفوظ رکھا۔

اور وِجْوَ قُوْتَاکَ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ کفار مکہ آپ کو اے محبوب تبوں سے ڈرانا چاہتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت نہ کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچا دیں گے۔ بلکہ
ہلاک کر دیں گے تو حضور کو تسلی دے کر آخر میں فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ عزت والا اور پورا انتقام لینے
والا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ بنایا اسے کوئی راہ پر نہیں لاسکتا اور جسے
ہدایت کے لیے پیدا کیا اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا یہ کفر و اسلام میں جناب اللہ ہے اس لیے کہ جب
مکہ کسی شے کی ضد مقابلہ میں نہ ہوا چھے اور رے کا امتیاز نہیں ہوتا اسی بنا پر تعرفُ لِلّٰہِ اَشِدُّ بِالْفِدَا
مقولہ فلاسفہ سے تو اسلام کی شان پہنچانے کے لیے کفر کا ہونا ضروری ہوا تاکہ ظلمت کفر کے مقابل
تو اسلام چمکے اور گمراہی سے ہدایت متمیز ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ تَخْلِیْقُ سَمَآءٍ وَّ اَرْضٍ کَا خَالِقٍ یُّمَشْرِکُ بِہِیْ اللّٰہُ
تعالیٰ کو مانتے ہیں

وَلَیْسَ سَآءِلُہُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَّالْاَرْضِ کِیْقُوْلُوْنَ اللّٰہُ۔ اور اگر آپ ان سے سوال فرمائیں
کہ آسمان و زمین کس نے بنائے تو عرض فرمائیں گے اللہ نے۔

گویا یہ ظاہر فرمایا کہ مشرکین بھی وجودِ عظیم و حکیم اور خالق کائنات تسلیم کرتے ہیں اور یہ چیز تمام
خالق میں مسلم ہے اور فطرتِ خلائق اس کی شاہد ہے اور جو شخص بھی آسمان و زمین کے عجائبات

پر نظر ڈالے اسے یقینی طور پر منکشف ہوگا کہ یہ موجودات ایک قادر مطلق حکیم علی الاطلاق کی تخلیق سے
اور اس سے کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا بلکہ سائنس ہمارے اس دعویٰ کی موید ہے چنانچہ ارشاد ہوا اگر
محبوب آپ ان پر حجت عقلی قائم فرمائیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ أَهْلَ آيَاتِهِمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ
أَذَاتِي بِرُحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِي لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ۔ کیا یہ بت اس کی بھیجی ہوئی تکلیف پہنچانا چاہیے۔ کیا یہ بت اس کی بھیجی ہوئی تکلیف ٹال سکتے ہیں یا
وہ مجھ پر رحمت فرمائے کیا یہ بت اس کی رحمت کو روک سکیں گے۔

گویا عقلی دلیل سے مشرکین پر حجت قائم فرمائی کہ رحمت و رحمت تو بڑی چیز ہے یہ بت تو ایسے جماد
لا یعقل میں کہ اپنی مکھی بھی اڑنے کی قوت نہیں رکھتے پھر یہ قحط و مرض و بلا کے دفع کرنے کی طاقت کہاں
سے لاسکتے ہیں۔ یہ سوال جب حضور نے مشرکین سے فرمایا تو وہ لاجواب ہو کر گونگے بن کر رہ گئے اس
کے بعد ارشاد ہوا

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ۔ فرمادیتے مجھے اللہ کافی ہے اسی پر ہی بھروسہ کرتے
ہیں بھروسہ کرنے والے۔

یعنی مجھے اللہ نکلے پر بھروسہ ہے اور جس کا بھروسہ اللہ پر ہو وہ کسی سے نہیں ڈرتا تم مجھے بت
جیسی جماد لا یعقل شے سے ڈراتے ہو یہ تمہاری اتنا درجہ کی بے عقلی ہے اور اسی جہالت نے تمہیں دلیل
کر رکھا ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَاتِبِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ
وَيَجِدْهُ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ انہیں فرمادیتے کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو اور میں اپنا کام کر رہا ہوں
تو عنقریب جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کس پر دوامی مصیبت آتی ہے۔
یعنی تم اپنے مکرو چیلے اور میرے ساتھ عداوت کرتے رہو اور میں جس کام پر مامور ہوں وہ کرتا ہوں
گا یعنی دین کا قائم کرنا میرا کام ہے میں وہ کروں گا اس میں اللہ نکلے میری مدد فرمائے گا اور تم عنقریب
اپنی رسوائی دیکھو گے چنانچہ بدریس رسوائی کے شکار ہوئے اور عذاب مقیم آخرت میں جہنم کا عذاب
ان پر لازمی ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَفْسِدُ
عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ۔ بے شک ہم نے تم پر کتاب نازل کی لوگوں کی ہدایت کے لیے

ساتھ تو جس نے راہ پائی تو اپنی جان کے لیے اور جو گمراہ ہوا وہ اپنی ہی برائی کے لیے گمراہ ہوا اور آپ کچھ ان کے ذمہ دار نہیں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جس سے لوگوں کو ہدایت ہو اور جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے ہی نفع کے لیے اور جو گمراہ ہو گا وہ اپنے ہی لیے اور آپ سے اس کی گمراہی کا مواخذہ نہ ہو گا۔

مختصر تفسیر اردو پوٹھارہ کو عسورۃ زمر پر

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَتَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَكَ. تو کون ظالم ترین ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلائے جب وہ لایا۔

اظلم ترین اسے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر جھوٹ باندھے یا اس کے لیے اولاد قرار دے اور سچائی کو جھٹلانے سے قرآن کریم کا جھٹلانا مراد ہے کہ اس سے زیادہ سچ و صدق اور کیا ہو سکتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تو جھوٹے بہتان لگانے والا اور اللہ تعالیٰ کی اولاد دیا اس کا شریک ماننے والا اظلم من کل ظالم ہے

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَاذِبِينَ. کیا جہنم میں ٹھکانہ ایسے کافروں کا نہیں۔
جو اللہ تعالیٰ پر اقرار کریں اور تکذیب حق میں پیش ہوں جیسے ایک جگہ فرمایا جِئْتُمْ بِحُجَّتِكُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَإِن تُكْفِرُوا بِاللَّهِ إِنَّكُمْ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينَةٍ۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ بِهِمْ آذَانًا هُمْ الْمُتَّقُونَ۔ اور وہ جو سچ اور صدق لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہ سب متقی پر سزا گار ہیں۔

جاء بالصدق سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ ہی قرآن کریم لائے۔ اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اسہاد و صفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صدق کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور دلالتہ سیاق کے اعتبار سے مومنین بھی اس میں داخل ہیں۔

اور باعتبار دخول تبعات گے ارشاد ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔

اور ابو العالیہ اور کلبی وغیرہ جاء بالصدق کے ماتحت فرماتے ہیں هُوَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور وصدقی بہ فرماتے ہیں هُوَ أَبُو سَيِّدِكُمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ۔ اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

میں اور یہی ابن جریر نے کہا اور علامہ ماوردی معرۃ الصحابة اور ابن عساکر بطریق اسیدین صفوان جو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے صحبت یافتہ ہیں سب نے فرمایا۔

اور ابو الاسود اور مجاہد ایک روایت میں اور اہل بیت کرام کی ایک جماعت کہتی ہے صدیق ہے
مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اور بعض اس طرف لکھے کہ الذی جَاءَ بِالصِّدْقِ سے روح الامین مراد ہیں اور صدیق ہے
حضور سید لوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

غرض کہ اقوال ثلاثہ میں اگر حضور اور حضرت صدیق اور حضرت علی تینوں مراد لے لیے جائیں تو بھی
صحیح ہے اس لیے صلہ تو ہو جو کے لیے ہوتا ہے۔

اور ممکن ہے کہ حضرت صدیق اور حضرت علی کا ذکر اس بنا پر ہو کہ كُونَهُ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدِّقٌ
مِنَ الرَّجَالِ ذِي عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ كَوْنَهُ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدِّقٌ مِنَ الصَّبِيَّانِ اَوَّلَ مَرُوءٍ فِي
اِيْمَانٍ لَّا كَرَّ تَصْدِيقٌ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ لَّا كَرَّ تَصْدِيقٌ فَرَمَانِي وَلَمْ يَكُنْ
عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ

اور اگر دیکھا جائے تو جب تمام صحابہ حافظ قرآن تھے اور جو احکام نازل ہوتے ان پر عمل کرنے
والے تو وہ صدیق ہے تمام صحابہ ہی مراد ہیں چنانچہ آگوسی فرماتے ہیں فَاِنَّ جُمْلَةَ الْقُرَّانِ حِفْظُهُ
الْقَضَائِمُ عِنْدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَاَحَدُهَا كَمَا اُنزِلَ اس کے بعد سب کو بشارت ہے
لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں ان کے
رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکوں کا۔

یعنی جنہوں نے نیک عمل کیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وہ جو چاہیں اللہ تعالیٰ
سے بدلہ حاصل کر لیں گے۔ آگوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں اِنِّي لَمُّ كُلِّ مَا يَشَاءُونَ مِنْ
حَبْلِ الْمَنَافِعِ وَكَفَّحِ الْمَضَارِّ فِي الْاٰخِرَةِ لَا فِي الْجَنَّةِ فَقَطْ لِمَا اِنَّ بَعْضَ مَا يَشَاءُونَ مِنْ تَكْوِينِ
السِّيَّئَاتِ وَالْاَمْنِ مِنَ الْقَضَائِمِ الْاَكْبَرِ وَسَائِرِ اَهْوَالِ الْقِيَامَةِ اِنَّمَا يَقَعُ قَبْلَ دُخُولِ الْجَنَّةِ
یعنی ان کے لیے ہر وہ نعمت ہوگی جو چاہیں گے جلب منافع اور دفع مضار کی نعمت میں اور یہ لفظ

جنت میں ہی نہیں بلکہ وہ بھی جو تکفیر سیئات وغیرہ سے ہیں جیسے قزع اگر اور تمام اسوأل قیامت
سے اس لیے کہ یہ سب کچھ دخول جنت سے قبل ہوگا اور وہ اس سے بھی محفوظ رہیں گے اسی لیے فرمایا
ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ يُعْنِي الدِّينَ اَحْسَنُوا اَعْمَالَهُمْ فِي الدُّنْيَا اَنَّهُمْ اَرَادُوا
لِيُكَفِّرَ اللهُ عَنْهُمْ اَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ

تاکہ ہمارے اللہ ان سے بوجھ ان برے عملوں کا اور بدلہ دے ان کے اچھے عملوں کا جو انہوں نے کیے۔
 اس کی تفسیر میں آگوسی کہتے ہیں اِنْحَى دَعَا كُمْ اللَّهُ جَمِيعَ مَا يَشَاءُ مِنْ ذُنُوبِ الْمُضَارِفِ وَحَصُولِ الْمَسَاءِ
 لِيَكْفَرُ عَنْهُمْ بِمُوجِبِ ذَلِكَ الْوَعْدِ اَسْوَأُ الْاَلْذَى عَمِلُوا فَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ
 یعنی اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہر اس نعمت کا جو وہ چاہیں تکالیف کے درمیان اور آسانوں کے حصول
 کا اور وعدہ فرمایا اس وعدہ کے سبب ان سے ان کے برے عملوں کی معافی کا اور پورا بدلہ دینے کا ان کے نیک
 عملوں کا جو انہوں نے کیے۔

گو یا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ ایام جاہلیت کے برے کاموں کا عذاب انہیں معاف ہوگا اور نیک
 عملوں کا پورا بدلہ ملے گا۔ چنانچہ آگوسی بھی یہی کہتے ہیں وَ اَلْمَسَاءُ لِيَكْفَرُ بِجَمِيعِ مَا سَلَفَتْ مِنْهُمْ قَبْلَ الْاِيْمَانِ مِنَ
 الْمَعَاصِي۔ اَسْوَأُ لِيُوزِنَ اَفْعَالُ هِيَ يَرْتَقِي بِسَبِيْطِهَا كَيْ تَرْتَقِيَ اَكْبَادَ اَشْرَادِهَا هِيَ فِي حَضْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَو
 مشرکین کے ڈرنے پر تسلی ہے۔

اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدًاكَ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔
 یہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی اثبات میں ہیں یعنی اللہ کافی ہے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ و
 آلوہ وسلم کی مدد اور نصرت کے لیے۔

وَيَجُودُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ۔ اور مشرکین ڈرتے ہیں آپ کو اللہ کے سوا غیروں سے۔
 یعنی مشرکین مگر ان بتوں کا خوف حضور کو دلاتے تھے جنہیں وہ معبود بناٹے ہوئے تھے چنانچہ نزاد
 ہے کہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتوں کی مخالفت پر کہا ہم خوف کرتے ہیں کہ ہمارے معبود
 بت کہیں آپ کے دماغ پر خراب اثر نہ ڈال دیں یعنی معاذ اللہ اختلال دماغی نہ پیدا کر دیں اس پر یہ آیت
 کریمہ نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُضِلِلِ اللهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَهْدِ اللهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ اَلَيْسَ اللهُ بِعَزِيزٍ
 ذِي انتقام۔ اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑے اس کے لیے کوئی ہادی نہیں اور جسے وہ ہدایت دے لے کوئی
 گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ تو لے غالب اور انتقام لینے والا نہیں۔

جو اسلام کے دشمنوں سے انتقام لے اور ظاہر ہے کہ جیسے اللہ قلعے نے جہنم کے لیے پیدا فرمایا جیسے
 ابوہلبل۔ ابولہب۔ نصر بن حمرہ۔ امیہ بن خلف کعب بن اشرف اور عامر مشرکین وہ اگر ہدایت پاتے ہیں تو
 بتوفیق الہی ایسے ہی ہدایت پر جو مخلوق ہوئے انہیں کون راہ راست سے بھٹکا سکتا ہے آگے ارشاد ہے جس
 میں منکرین و مشرکین پر حجت قائم فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ - اے محبوب اگر ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اس لیے کہ اس پر دلیل ظاہر ہے اور خالق عالم کی طرف سے دلیل واضح اس پر عقول عامہ قائم ہیں اور تمام ممکنات پر تصرف واجب الوجود عقلاً ثابت اس وجہ میں برہان عقلی قائم فرمائی آگے ارشاد ہوا۔

قُلْ أَكْرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ إِنْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ - ان سے فرمائیے بھلا یہ تو بتاؤ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو اگر اللہ میرے لیے کوئی برائی کرنا چاہے کیا وہ اس تکلیف کو کھول سکتے ہیں یا اگر اللہ میرے ساتھ رحمت کا ارادہ فرمائے کیا وہ اسے روک سکتے ہیں۔

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ - فرمادیں مجھے میرا رب کافی ہے اس پر ہی بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

اس لیے کہ وہ جلتے ہیں کہ کائنات اس کے تحت قدرت ہے اور اس کے زیر ملکوت ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ - فرمادیں مجھے لے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو میں اپنی جگہ کر رہا ہوں تو عنقریب با لوگے کہ کس پر عذاب ذلیل کرنے والا آتا ہے اور کس پر دوا می عذاب قائم ہوتا ہے۔

یہ ارشاد بطور تمہید ہے۔ پھر اس میں قوم کو تو اعملاً علی مکانتکم ارشاد ہوا مگر انی عامل علی مکانتی نہیں فرمایا اس میں یہ لطیف پہلو ملحوظ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ فرماتے کہ انی عامل علی مکانتی تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ حضور کا تعلق بھی ایک حال پر ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں نہ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔

حالانکہ حضور کا تعلق ہر آن ترقی پر ہے ہر زمان بلندی پر ہے اور نصرت الہی ہر آن حضور کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فسوف تعلمون فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب پر منصور ہے اور دنیا اور آخرت میں منصور ہے۔

اور وہ قوم جسے اعملاً علی مکانتکم فرمایا گیا اسے فسوف تعلمون فرما کر اول من یاتئیبہ عذاب بجزیرہ سے لہا کا ذلتیں ظاہر کر دیں جیسے بدر میں ان کے سامنے آئیں اور وحیل علیہ فرما کر دوا می عذاب جہنم کی خبر دے دی ہے پھر ارشاد ہے۔

إِنَّا نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْبَيِّنَاتِ لِقَالِ الْفٰسِقِينَ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ

عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ۔ ہم نے اے محبوب آپ کی طرف لوگوں کے لیے یہ کتاب نازل فرمائی تھی کے ساتھ توجہ و ہدایت پائے گا وہ اپنے لیے اور جو گمراہ ہوگا وہ گمراہی کا بار اپنے اوپر لے گا اور آپ اے محبوب ان کی گمراہی کے ذمہ دار نہیں۔

آپ کا فرض تو حکم پہنچا دینا ہے اِنِّ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ یعنی ہدایت و ضلالت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کوئی نبی تو مگر اسی کا جواب دہ نہیں۔ بالذات ہادی مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور خالق ہدایت و ضلالت وہی خالق علی الاطلاق ہے۔

ہادی عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ رَاوِدَةُ الطَّرِيقِ ہے اور ہدایت پائے اسے موصل الی المطلوب حضور کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ زمر پر

اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو جب انہیں موت ہو اور وہ جوتہ میں اپنی نیند میں تو روک رکھتا ہے انہیں جس پر موت کا حکم فرمادیا اور چھوڑ دیتا ہے ایک مقرر میعاد تک بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔

کیا انہوں نے اللہ کے کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں فرمادھیے کیا نہیں وہ اگر کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں۔

فرمادیجئے شفاعت تو اللہ کے ہاتھ ہے اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاوے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے تو جھمی خوشیاں مناتے ہیں۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ كُتِبَ فِي مَتَابَعِهَا فِيمَسْكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأَخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

أَمْ أَمِنُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شَفَعَآءَ قُلُوبِهِمْ أَوْ لَوْ كَانُوا لَا يُبَلِّغُونَ سَخِيْمًا وَلَا يُعْقِلُونَ

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَعَلَّ الْبَاطِلَ يُرْجَعُونَ

وَإِذْ أُنذِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَاكِتُ قُلُوبِ الدِّينِ لَا يَوْمُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذْ أُنذِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ

قَدْ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ
عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُونَ ۝

وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَأَ اللَّهُ مِنَ
اللَّهِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

وَبَدَأَ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ
بِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ فَذَرَدَانَا ثَمَّ إِذَا
خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ
عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِن أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ۝

قَدْ قَالُوا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا آتَانِي
عَنَّهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا
مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝
أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

آپ اللہ سے عرض کریں اے اللہ آسمان و زمین کے
پیدا کرنے والے نہاں اور عیاں کے جاننے والے
تو فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں میں جس میں وہ اختلاف
رکھتے تھے۔

اور اگر سوتنا ظالموں کے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور
زمین میں ہے سب کچھ اور اس کے ساتھ اس جیسا
تو ضرور یہ سب کچھ قدر کر دیتے ہوئے عذاب کے
بدلے قیامت کے دن اور ظاہر ہوئی ان کے لیے
اللہ کی طرف سے وہ بات جو ان کے گمان میں نہ تھی
اور ظاہر ہو گئی ان کے لیے اپنے گناہوں کی گمانی اور
آپڑا ان پر وہ جس کا یہ استہزاء کرتے تھے۔

تو جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا
ہے پھر جب اسے پہنچاتے ہیں ہم کوئی نعمت تو کہتا
ہے یہ مجھے ایک علم کے ذریعہ ملی بلکہ وہ تو آزمائش ہے
لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

بے شک کہہ چکے ہیں ان سے پہلے بھی تو انہیں مستحق
نہ کر سکا ان کا کیا ہوا۔

تو ان پر پڑ گیا ان کی کمائیوں کا عذاب اور وہ جو ان
میں ظالم ہیں عنقریب پہنچے گی برائی ان کے کرنے کی
اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ کشادہ کرتا ہے جس
پر چاہے روزی اور تنگ کرتا ہے بے شک اس
میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

حل لغات

اللہ۔ اللہ	بیتوفی۔ فوت کرتا ہے	الْأَنْفُسَ بِجَانُودٍ كَوَّ	حین۔ وقت
موتنا۔ ان کی موت کے	و۔ اور	الَّتِي رُوِيَ	لَمْ۔ نہیں
ثمت۔ مری	فِي۔ بیچ	مَنَاهِمَا۔ اپنی نیند کے	فِيمَسْكٍ۔ تو روکتا ہے
الَّتِي اس کو کہ	قَضَىٰ۔ فیصلہ ہو گیا	عَلَيْهَا۔ اس پر	الْمَوْتِ۔ موت کا
و۔ اور	يُرْسِلُ۔ بھیجتا ہے	الْآخِرَىٰ۔ دوسری کو	إِلَىٰ۔ طرف
اجل۔ مدت	مُسَمًّى۔ مقرر کے	إِنَّ۔ بیشک	فِي۔ بیچ
ذَلِكَ۔ اس کے	لَايَتٍ۔ نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم	يَتَفَكَّرُونَ۔ سوچنے والی کے
اُم۔ کیا	أَتَّخَذُوا بَنَاتٍ لَّهُنَّ	مِنْ دُونِ سِوَا	اللَّهِ۔ اللہ کے
شَفَعَاءَ۔ سفارشی	قُلُوبٍ۔ کہہ	أَوْ۔ کیا	لَوْ۔ اگرچہ
كَانُوا۔ ہوں	لَا۔ نہ	يَتَذَكَّرُونَ۔ اختیار رکھتے	شَيْئًا۔ کچھ
و۔ اور	لَا۔ نہ	يَعْقِلُونَ۔ سمجھتے	قُلُوبٍ۔ کہہ
بِاللَّهِ۔ اللہ کے لیے ہے	السَّفَاعَةَ۔ سفارش	جَمِيعًا۔ ساری	كَهٰذَا۔ اسی کی
مَلِكٌ۔ بادشاہی ہے	السَّمَاوَاتِ۔ آسمانوں	و۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کی
لَمْ۔ پھر	الْبَيْتِ۔ اسی کی طرف	تُرْجَعُونَ۔ لوٹائے جاؤ گے	و۔ اور
إِذَا حِجِبَ	ذِكْرِهِ۔ ذکر کیا جاتا ہے	اللَّهُ۔ اللہ	وَحَدًّا۔ اکیلے کا
أَشْرَافَتِ۔ تو گھٹ جائیں	قُلُوبِ۔ دل	الَّذِينَ۔ ان کے جو	لَا۔ نہیں
يُؤْمِنُونَ۔ ایمان لائے	بِالْآخِرَةِ۔ قیامت پر	و۔ اور	إِذَا حِجِبَ
ذِكْرِهِ۔ ذکر کیا جاتا ہے	الَّذِينَ۔ ان کا جو	مِنْ دُونِهِ۔ سوا اسکے ہیں	إِذَا۔ تو اس وقت
هُوَ۔ وہ	يَسْتَنْشِرُونَ۔ خوش ہوئیں	قُلُوبِهِ۔ کہہ	اللَّهُمَّ۔ اے اللہ
فَاطِمَہ۔ پیدا کرنے والے	السَّمَاوَاتِ۔ آسمانوں	و۔ اور	الْأَرْضِ۔ زمین کے
عَالِمٍ۔ جانتے والے	الْعَيْبِ۔ غیب	و۔ اور	الشَّهَادَةِ۔ حاضر کے
أَنْتَ۔ تو	فَعَلِمَ۔ فیصلہ کریگا	بَيْنَ۔ درمیان	عِبَادِكَ۔ اپنے بندوں کے

فی بیح

لَيُخْتَلَفُونَ - اختلاف کرتے

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِبُوا - ان لوگوں کیلئے ہو

لَا تَرْضَىٰ لَكُمْ - زمین کے ہے

مَعَدًا - اس کے ساتھ

الْعَذَابِ عَذَابٍ - سے

بَدَا ظَاهِرٌ - ہوگا

لَكُمْ - ان کے لیے

يَكُونُوا - تھے

لَكُمْ - ان کے لیے

وَأَنْتُمْ - اور

كَانُوا تَحْتَهُ - تھے

مَنْ يَنْتَهِبْ - ہنچتی ہے

نَا - ہم کو

وَأَسْرًا - اس کو

إِنَّمَا سِوَاكَ - سوا کے نہیں

بَلْ بَلَدٌ - بلکہ

لَكِنَّ لَكِنَّ - لیکن

لَيَعْلَمُونَ - جانتے

مَنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے

مَا جِئُوا - ما جو

سَيِّئَاتٍ - برائی

مَا نَهَىٰ - ما نہیں

لَكُمْ - ان کے

فَأَصَابَهُمْ - تو پہنچی ان کو

وَأَنْتُمْ - اور

أَوْ كَيْفَ - اور کیا

اللَّهُ - اللہ

يَسْأَلُ - پوچھے

مَا - اس کے جو

وَأَنْتُمْ - اور

فَلْيَمُوتُوا - جو ظالم ہیں

جَمِيعًا - سب

لَا تَرْضَىٰ - تو فریادیں

يَوْمَ - دن

لَكُمْ - ان کے لیے

يَكُونُوا - تھے

لَكُمْ - ان کے لیے

وَأَنْتُمْ - اور

كَانُوا تَحْتَهُ - تھے

مَنْ يَنْتَهِبْ - ہنچتی ہے

نَا - ہم کو

وَأَسْرًا - اس کو

إِنَّمَا سِوَاكَ - سوا کے نہیں

بَلْ بَلَدٌ - بلکہ

لَكِنَّ لَكِنَّ - لیکن

لَيَعْلَمُونَ - جانتے

مَنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے

مَا جِئُوا - ما جو

سَيِّئَاتٍ - برائی

مَا نَهَىٰ - ما نہیں

لَكُمْ - ان کے

فَأَصَابَهُمْ - تو پہنچی ان کو

وَأَنْتُمْ - اور

أَوْ كَيْفَ - اور کیا

اللَّهُ - اللہ

يَسْأَلُ - پوچھے

كَانُوا تَحْتَهُ

لَكُمْ - ان کے لیے

يَكُونُوا - تھے

لَكُمْ - ان کے لیے

وَأَنْتُمْ - اور

كَانُوا تَحْتَهُ

مَنْ يَنْتَهِبْ

نَا

وَأَسْرًا

إِنَّمَا سِوَاكَ

بَلْ بَلَدٌ

لَكِنَّ لَكِنَّ

لَيَعْلَمُونَ

مَنْ قَبْلِهِمْ

مَا جِئُوا

سَيِّئَاتٍ

مَا نَهَىٰ

لَكُمْ

فَأَصَابَهُمْ

وَأَنْتُمْ

أَوْ كَيْفَ

اللَّهُ

يَسْأَلُ

فِيهِ - اس میں

أَنْتُمْ - بیشک

فِي - بیح

مِثْلَهُ - مثل اس کی

مِنْ - سو وہ بہ

وَأَنْتُمْ - اور

مِنْ - اللہ سے

يَحْتَسِبُونَ - خیال کرتے

وَأَنْتُمْ - اور

سَيِّئَاتٍ - برائی اس کی

خَاقٍ - گھیرے گا

بِهِ - اس کو

الْإِنْسَانَ - انسان کو

تَحْتَهُ - پھر

نِعْمَةٌ - نعمت

أَوْ قَبِيحٌ - دیا گیا ہوں میں

هِيَ - وہ

أَكْثَرُ - اکثر

قَدْ - بیشک

فَمَا - تو نہ

كَانُوا تَحْتَهُ

مَا - اس کی جو

هُمْ - وہ

لَيَعْلَمُونَ - جانا انہوں نے

الرِّزْقِ - رزق

يُقَدَّرُ - تنگ کرتا ہے

لَيْسَ - جس کا

إِنَّ - بیشک

لَيْسَ هَذَا وَنَحْوُهُ

مِنْ كَلِمَاتِ

إِذَا حَبِيبٌ

مِنَّا أَمْرًا

عَلَىٰ - اوپر

فَقَدْ - آواز

هُوَ - ان کے

قَالَتْ - کہا تھا

أَعْنَىٰ - کام آیا

يَكْسِبُونَ - کہتے

كَسَبُوا - کیا انہوں نے

مِنْ - عاجز کر کے

أَنْتُمْ - بیشک

لَيْسَ - جس کا

إِنَّ - بیشک

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ زمر پ ۱

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا فَاَلَّتِي كُفِّرَتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ دَ يُرْسِلُ الْأَخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کی سوتے وقت تو اسے روک رکھتا ہے جس پر موت کا حکم فرمادیا اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو ایک مقرر ميعادتک۔

یعنی جسے مرنا ہے اسے اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا اور جس کی موت مقدر نہیں اسے اس کی موت کے وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔ گویا یہ فلسفہ موت اور سونے کا فریابا کہ الکووم تحت الموت۔ نیند موت کی بہن ہے سو با مر برابر ہے لیکن جس کی موت مقدر نہیں وہ نیند میں رہ کر پھر جاگ پڑتا ہے اس لیے کہ اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا اور جس کی موت مقدر ہے وہ سو کر جاگتا ہی نہیں۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔ بیشک اس سونے جاگنے میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کو۔ یعنی سوچنے سمجھنے والوں کے لیے اس میں سبق ہے کہ جو ذات اس امر پر قادر ہے کہ سلا کر جگا دے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں إِنَّ فِي ابْنِ آدَمَ نَفْسًا وَرُوحًا بَيْنَهُمَا مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ فَالْنَفْسُ هِيَ الَّتِي يَمَّا الْعَقْلُ وَالتَّمْيِيزُ وَالرُّوحُ هِيَ الَّتِي يَمَّا النَّفْسُ وَالتَّحْرُكُ فَيَتَوَفَّىٰان عِنْدَ الْمَوْتِ وَتَتَوَفَّىٰ النَّفْسُ وَحَدَّهَا عِنْدَ النَّوْمِ وَهُوَ قَوْلُ بِالْفَرْقِ بَيْنَ النَّفْسِ وَالرُّوحِ۔

انسان میں نفس اور روح ہیں اور دونوں میں تعلق سورج کی شعاع کی مثل ہے

تو نفس وہ ہے جس سے عقل و تمیز قائم ہے

اور روح وہ ہے جس کے ساتھ نفس و تحریک ہے۔

تو نفس و تحریک سلب ہو جاتے ہیں موت کے دن

اور فقط نفس کو وفات ہوتی ہے سونے کے وقت

اس قول سے نفس و روح میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

اور بعض نے یہ تقسیم کی کہ نفس عبارت ہے نفس ناطقہ سے اور روح امریہ عبارت ہے روح البیہ سے اور روح سے مراد روح حیوانیہ ہے اور ایسے ہی نفس سے مراد نفس حیوانیہ ہے۔

بنا بریں روح حیوانیہ مثل عرش کے ہے۔

اور بعض حکماء فلسفہ الکیات کہتے ہیں

کہ قلب صنوبری ہے جس میں بخارات لطیف ہیں وہ روح حیوانیہ کے لیے بمنزلہ عرش ہے۔ اور اس کی محافظ ہے۔

اور روح حیوانیہ عرش اور آئینہ ہے روح الکیہ کے لیے اور اس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔

اور یہی واسطہ ہے روح و بدن میں اور اسی سے تدبیر بدن ہے۔

شیخین اپنی صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 إِذَا أَدَى أَحَدُكُمْ إِلَى قَرَابَتِهِ فَيَنْقُضُهُ بِدَاخِلَةٍ أَوْ إِذَى فَإِنَّهُ لَا يُدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ كَمَا لَيَقُولُ
 اللَّهُمَّ يَا سَمِيعُ رَبِّي وَصَعْتُ جُنْبِي وَيَا سَمِيعُ أَرْفَعُ إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْجَمَهَا وَإِنْ أَدَسَلْتَ فَاحْطَمَهَا
 بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ۔ جب تمہارا کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنے ازار سے لبر کو ہٹا
 لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پچھے کیا ہے پھر کہے الہی تیرے نام کے ساتھ کہ میرے رب میں اپنا
 پہلو رکھتا ہوں اور تیرے نام سے اپنے پہلو کو اٹھاتا ہوں اگر تو نے میری جان روک لی تو اس پر رحم فرما اور
 اگر تو نے میری جان چھوڑ دی تو اسے محفوظ فرما جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اور احمد اور بخاری اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ حضرت ابو قتادہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ایک رات جنگل میں فرمایا إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ
 شَاءَ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری روہیں قبض فرمائے گا جب چاہے اور رد فرمادیتا ہے جب چاہے۔

اور ابن مرددہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ مَنْ لَيْكُونَ اللَّيْلَةَ فَقُلْتُ أَنَا وَنَاَمَ النَّاسُ وَنَاَمَ هُوَ وَنَمْتُ فَكَمَا اسْتَيْقَظُوا
 يَحْمِي الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذِهِ الْأَرْوَاحَ عَادِيَتُهُ فِي أَجْسَادِ الْبَنِي
 قَبَضَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ وَيُرْسِلُ إِذَا شَاءَ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں حضور کے ساتھ ایک سفر میں تھا سو فرمایا
 تم میں سے کون رات میں ہمارا محافظ ہوگا حضرت انس نے عرض کیا حضور میں اس کے بعد حضور آرام فرما ہو گئے
 اور لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا تو ہم سب حرارت آفتاب سے اٹھے تو حضور نے فرمایا لوگو یہ روہیں بندوں
 کے جسموں میں عاریت ہیں تو جب اللہ چاہے قبض کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے جب چاہے۔

احادیث منقولہ سے بھی ثابت ہوا کہ قبض ارواح عند النوم اور عند الموت فیغنیہ قدرت الہی میں ہے۔
 اَمِ الْغَنَاءُ وَارْمِنْ دُونَ اِنَّكَ سَنَفَعَاءَ قُلْ اَوْ كَوَا كُنُوْا اَلْاَنْبِيَا كُنُوْا سَنِيْثًا قُلْ لَا يَعْزُبُ عَنْكَ
 اللہ کے سوا اپنے سفارشی بنائے ہیں انہیں فرما دیجئے کیا اگر یہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں اور کسی شے پر کچھ نہیں
 نہ رکھیں اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔

یعنی وہ بت جو جہاد محض میں وہ بقول مشرکین اللہ کے حضور سفارشی ہیں جنہیں نہ عقل نہ وہ کسی چیز
 کے مالک ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شفیع وہی ہو سکتا ہے جو ذی فہم و عقل ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے تہرت و ملکیت بھی عطا کی گئی ہو جیسے انبیاء اولیاء علیہم السلام نہ کہ وہ بت جو تبرکے ترانے ہوئے ہوں۔
 یادہ شیاطین جو مردود بارگاہ ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَّا يَمْلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لٰسَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَرَادِيْجُ الشَّفَاعَةِ
 تو سب اللہ کے اختیار میں ہے اسی کے لیے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

جو ماذون بالشفاعت ہو وہی شفاعت کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے
 اذن شفاعت دے نہ کہ بتوں کو جو جہاد محض ہیں نہ شیاطین کو جو مردود بارگاہ ہیں اسی وجہ سے عبادت سوا اللہ
 تعالیٰ کے کسی کی جائز نہیں اور اگر کوئی شفیع ہو بھی سکے اس کی عبادت بھی شرک ہے حتیٰ کہ جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی عبادت بھی شرک ہے اس کے بعد مشرکین کا طریقہ ظاہر فرمایا جیت قال۔

وَ اِذَا دُكِرَ اللّٰهُ وَحَدَا اِسْتَاذَتْ قُلُوْبُ الدّٰنِيْنَ لِاَيُّوْمِيْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا دُكِرَ الدّٰنِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ
 اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں
 لاتے اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اللہ کے سوا ہیں تو وہیں خوشیاں مناتے ہیں۔

اشمئزاز اور استبشار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ استبشار اس خوشی اور سرور کو کہتے ہیں جس سے
 دل اتنا کھجھڑے کہ اس کا اثر پیرے پر نمایاں ہو۔ اور پھر چمک اٹھے اور اشمئزاز اس غیظ و غم کو کہتے
 ہیں جس سے روح داخل قلب میں منقبض ہو جائے جس کا اثر پیرے پر اتنا پڑے کہ ظلمت و کدورت کے
 آثار نمایاں ہوں۔

چنانچہ اشمئزاز فرما کر مشرکین کے غلط عقیدے کا رد فرمایا اور استبشار فرما کر بتوں کے
 ساتھ ان کا تعلق دکھایا کہ ان کے ذکر سے مسرور اور فرحت سے معظوظ ہوتے ہیں آگے ارشاد ہے اور اس
 آیت کے متعلق ابن مسیب فرماتے ہیں کہ جو اس آیت کو پڑھ کر دعا مانگے اللہ ضرور قبول فرماتا ہے بشرطے کہ
 جائز دعا ہو چنانچہ اپنے حبیب سے مخاطب ہے۔

قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ تَمَّ عَرْضُ كَرَامَةِ اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْاِحْتِخَارِ كَرِهَتْ
تَوَلَّى بَنَدُولٍ فِي فِصْلِهِ فَرَأَى كَأَنَّ فِيهَا مِنْ دُونِهَا خَلْقًا رَافِعًا ۗ

یعنی اے محبوب ان کے اختلافات کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیں اور یہ دعا کریں جو ہم نے بتائی
وَلَوْ أَنَّ لِلدُّنْيَا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِثْلًا مِمَّا كَفَرْنَا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَبَدَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَبَدَا لَكُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَخَافَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَسْتَهْزِئُونَ ۗ
اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو ضرور بدل
میں دیتے قیامت کے روز کے برے عذاب سے اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے
وہم و گمان میں نہ تھی اور ظاہر ہوئی ان پر اپنی کی ہوئی برائیاں اور ان پر آ پڑا وہ عذاب جس کا وہ استہزاء
کیا کرتے تھے۔

گویا ارشاد ہے کہ اگر بالفرض کا فر تمام اموال و ذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے ہلک
میں ہوتا تو عذاب آخرت کے بدلے سب کچھ دے ڈالتے کہ کسی طرح اس عذاب عظیم سے رهایی مل جائے
لیکن اس سے نجات ملنا ناممکن ہے۔ بلکہ ایسے ایسے عذاب شدید ہوں گے جس کا انہیں سان اور گمان
کبھی کبھی نہ تھا۔

بعض نے آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ مشرکین اپنی دانست میں یہ گمان کرتے ہوں گے کہ انکے پاس
نیکیاں ہیں اور جب ان کے اعمال نامے کھلیں تو سب برائیاں بد اعمالیاں ظاہر ہوں جو انہوں نے حیات دنیا
میں کی ہوں گی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اس کے دوستوں محبوبوں کو ستانا وغیرہ وغیرہ ان
آیات میں مشرکین کے اعتقاد میں تلون مزاحی ظاہر فرمائی گئی۔

فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَلُّوهُمَا تَنَاوَلَا أَخْوَلْنَا بِغَمَّتْ مَنَاوَلَا إِنَّمَا أُوتِيَتْ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ قِنْتَةٌ
وَالِكِنَّ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۗ تَوْجِبُ آدَمِي كَوْنِي تَكْلِيفٍ يَسْتَحْتِي بِهِ تَوْجِبُ بِيكَارَتَا بِي بِحَرْبٍ مِمَّا
اپنے پاس سے فراخی نعمت فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے بلکہ وہ تو آزمائش ہے
لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

اس پر کسی شاعر عربی نے خوب کہا ہے

إِذَا مَسَّ الشُّدَّيْدُ عَلَىٰ نَهْمَا ۗ وَإِذَا مَجَّاسُ الْجَيْشِ يُدْعَى الْجُنْدُ
جب مصیبت آتی ہے تو اللہ کو پکارا جاتا ہے اور جب مالیدہ بنایا جائے تو خدب کو پکارا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تکلیف پہنچتی ہے تو بتوں کو بھول کر میں ہی پکارتے ہیں اور جب نعمتوں سے فراخی دی جائے تو اعراض و نایجاب ہم سے منحرف ہو کر اس فراخی کا سبب اپنی عقلمندی اور کوشش کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نعمت اور فراخی میرے اس تجربے اور علم کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے جیسا قارون نے بھی کہا تھا۔

تخویل عربی میں تفصلاً اور احساناً کسی چیز کے دینے کو کہتے ہیں تو تم اذاتوں ناہ کے معنی ہوئے پھر جب ہم احساناً اپنی نعمت سے مالامال کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتا ہے اِنَّمَا اُوْتِيتُمْ عَلٰی عِلْمٍ بِهٖ تُوْمِرُوْنَ اِلٰلٰہِیْ اَدْرَ جَالِبِازِیْ سَے دولت ملی ہے اس پر ارشاد ہوا۔

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ بلکہ درحقیقت یہ ایک امتحان ہے لیکن ان غفلتوں کے اکثر نہیں جانتے۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا اَعْنٰی عَنْهُمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔ ان سے پہلے لوگ بھی ایسے ہی کہہ چکے ہیں تو ان کا کیا ہوا انہیں مستغنی نہ کر سکا۔

اس میں قارون کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ سب کچھ دولت میرے علم و چالاک کی سے مجھے ملی اور اس کی قوم بھی اس پر خاموش رہی اور اس کی خاموشی اس کے لیے وبال ہوئی چنانچہ فَاصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوْا وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَیُصِیْبُهُمُ السَّیِّئَاتُ مَّا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ۔ تو پہنچ گئیں انہیں ان کی برائیوں کی سزا اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑے گی ان کے عملوں کی برائیاں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔

یعنی ان کی برائیوں کی سزا ان کو ملے گی اور ان کے ساتھ جو ظالم تھے انہیں بھی اس کا وبال پڑے گا چنانچہ یہ لوگ سات برس قحط میں مبتلا کیے گئے۔

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اس میں نشانیوں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ زمر پ ۲

اللّٰهُ یَتَوَفّٰی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فِیْمَسِکُ الَّتِیْ قَضٰ عَلَیْهَا الْمَوْتَ

وَيُرْسِلُ الْآخَرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ - اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور وفات دیتا ہے ان جانوں کو جو نہیں مرتیں اپنے سوتے وقت اور دیکھ لیتا ہے جس پر حکم موت کا ہو اور چھوڑتا ہے دوسری کو ایک وقت مقرر تک بیشک اس میں سوچنے سمجھنے والوں کے لیے بہت سی نشانیوں ہیں

یعنی سوتے ہوئے بھی قبض روح اور مرنے کے وقت بھی قبض روح پھر ایک قبض کے بعد ارسال اللہ ایک کے بعد وفات یہ اس کی شیون قدرت کی زبردست نشانی ہے آگے ارشاد ہے۔

إِنَّمَا اتَّخَذْنَا مِنْ دُونِ اللَّهِ سُلْفَاءَ - کیا کفار قریش اللہ کے سوا شفاعت کرنے والوں کو رفع قضا کا مختار جانتے ہیں۔

یہ بطور استفہام انکار ارشاد ہے یعنی کفار مکہ جن بتوں کو اپنے لیے شفیع مانتے ہیں یہ ان کا خیال غلط ہے۔ امور اخرویہ اور دنیویہ میں انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے اس لیے کہ بت جہاد محض۔ اور لایعقل ہوتا ہے۔

چنانچہ قاضی بیضاوی نے تو نہایت واضح طور پر وضاحت کر دی چنانچہ فرماتے ہیں وَمَعْنَى مَنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ دُونِ رِضَاءِ اللَّهِ وَأَذْنِ اللَّهِ سُلْفَاءَ لَا يَشْفَعُ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا مَنْ أَدَانَ كَرَمًا مِنْ أَرْضِهِ وَمِثْلُ هَذِهِ الْجَمَادَاتِ الْحَسْبِيَّةِ كَيْسَتْ مَوْضِعَةً وَلَا مَا دُونَهَا۔

من دون اللہ کے معنی ہیں من دون رضاء اللہ اور اذن اللہ یعنی بلا رضاء الہی اور اذن کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اس لیے کہ اس بارگاہ میں وہی سفارش کر سکتا ہے جسے اجازت مل چکی ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماذون بالشفاعت ہیں یا وہ جس پر رضاء الہی ہو اور ان جمادات کے مثل جو ذلیل ترین ہیں یہ کبھی رضاء حق کے مستحق نہیں اور نہ یہ ماذون ہو سکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ أَوْلُوا كَانُوا إِلَّا يُلِدُّوا شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ - فرمادے کہ کیا یہ شفاعت کریں گے جو کسی چیز کے مالک نہیں نہ عقل رکھتے ہیں۔

آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں ائيشفعون حال نقدي بغير عدم ملكهم شيئاً من الاشياء وعدم عقولهم ايها اور حاصل معنی یہ لکھتے ہیں ائيشفعون وهم جمادات لا تقدر ولا تفعل کیا یہ شفاعت کریں گے جو جہاد محض ہیں کسی شے پر قادر نہیں اور نہ کچھ جانتے ہیں۔

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جو ماذون بالشفاعت ہیں یا بروز قیامت بر اذن الہی شفاعت کریں گے وہ لبطائے الہی اشیاء پر قدرت بھی رکھتے ہیں اور انہیں علم بھی ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوا۔

قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَمَّا مُدَّتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ لَشَرِّ اَيُّهَا تَرْتَجِعُونَ۔ اے محبوب
 فرمادیجئے کہ اذن شفاعت کا مالک اللہ ہے اور تمام امور اسی کی ملک ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ملکیت
 اسی کے لیے ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹنے والے ہو۔

آیہ کریمہ میں مشرکین کے اس زعم باطل کا رد ہے جو وہ کہتے تھے کہ هُوَ لَا يَشْفَعُنَا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ
 بَتِ اللّٰهِ كَيْفَ هِيَ بِيَاں ہمارے شافع ہیں کہا قال الاكوسى ان الشفاعة ليست الا هتنام انفسها بل
 الا شفاص مقرر بون هي تما تيلهم والمعنى ان تاعالى مالك الشفاعة كلها لا يستطيع احد
 شفاعه ما الا ان يكون المشفوع مرتضى والشفيع ما دون له۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ شفاعت کا بتوں کو حق نہیں اور مالک شفاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ
 ہے کوئی قطعاً شفاعت کا حجاز نہیں مگر وہی جو مرتضى ہو اور شفيع وہی ہو سکتا ہے جسے اذن شفاعت
 حاصل ہو۔ آگے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ يُسْتَدَلُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلَى وُجُوْدِ الشَّفَاعَةِ فِي الْجَمَلَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ آیہ کریمہ سے
 استدلال کیا ہے وجود شفاعت پر بروز قیامت اور جو نفی شفاعت پر استدلال کرتے ہیں وہ غایت
 ضعت میں ہیں آگے کہ ملک السموات والارض کی نفیس توجیہ فرماتے ہیں حیث قال
 اسْتِيفَاتٌ تَعْلِيْقِيٌّ يَكُوْنُ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا عَزَّوَجَلَّ كَمَا قِيلَ وَذٰلِكَ لِاَنَّ عَزَّوَجَلَّ
 مَالِكُ الْمَلِكِ كُلِّهَا فَلَا يَتَصَرَّفُ اَحَدٌ بِشَيْءٍ مِّنْهُ يَدُوْنِ اِذْنِهَا وَرِضَاةِهَا فَالسَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ
 كَمَا يَتَرَعَّنُ كُلُّ مَا سِوَاكَ سُبْحَانَكَ۔

یہ استیفات تعلیلی ہے اس لیے کہ شفاعت کے تمام اختیارات رب تعالیٰ عزوجل کو ہیں۔ گویا یہ
 فرمایا گیا کہ یہ سب قوۃ اللہ عزوجل کو ہے اس لیے کہ مالک الملک ہے کسی کو اس کے ملک میں بلا اذن و رضا
 اختیار تصرف نہیں اور کہ ملک السموات والارض میں کل یا سوا کی طرف کتا یہ ہے۔
 تَتَوَّ اَيُّهَا تَرْتَجِعُونَ۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔

اس کے معنی صاف ہیں کہ اس مالک الملک کی طرف ہی تمہیں جانا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے
 اختیار میں سب کا قیصلہ ہے آگے ارشاد ہے۔

وَ اِذَا دُرِّكُمُ اللّٰهُ وَحْدًا لَا اِشْرَاقَ لِقُلُوْبِ الدِّينِ لَا يَوْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔ اور جب صرف اللہ تعالیٰ
 کا ذکر کیا جائے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔
 یعنی بے دنیوں کے دلوں میں انقباض ہو جاتا ہے اور اس ذکر سے نفرت کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ

ارشاد ہے وَإِذَا دُكِّرْتُمْ فِي الْقُرْآنِ وَحَدَاةً وَكَوَا عَلَىٰ أَذْيَارِهِمْ نُنْفُوذًا يَجِيبُ آيَاتِ بِنْتِ رَبِّكَ
 فرماتے ہیں تو وہ اٹھ بیویوں کے بل نفرت سے لوٹ جاتے ہیں۔
 وَإِذَا دُكِّرَ الْكِنَانِ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يُسْتَبْشِرُونَ - اور جب ذکر اس کے سوا بتوں کا ہوا تو
 سے کھل جاتے ہیں۔

استبشار کہتے ہیں خوشی سے دل کا بھر جانا حتیٰ کہ اس کی خوشی چہرہ پر ظاہر ہو جانا اور اشعر از یہ ہے کہ
 دل میں غیظ و غضب اور غم بھر جانا چنانچہ اوسی کہتے ہیں
 اَلدُّسْتَبْشَارُ اَنْ يَّمْتَلِيَ الْقَلْبُ سُرُودًا حَتَّىٰ يَبْسِطَ لَهَا بَشْرَةَ الْوَجْهِ وَالْاَسْمَاءُ اَزْ اَنْ يَمْتَلِي
 غَيْظًا وَغَمًّا يَنْغَضُّ عَنْهُ اَدْيُو الْوَجْهِ كَمَا يَشَاهِدُ فِي وَجْهِ الْعَابِسِ الْمُحْزَنِ
 ابن مردويه ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آیت کریمہ ابو جہل بن ہشام اور ولید بن عقبہ اور
 صفوان اور ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض اس طرف گئے کہ یہ آیت مطلقاً مشرکین کیلئے
 نازل ہوئی ہے۔

اور اَلَّذِينَ مِنْ دُونِهِ سے مراد لات و عزیٰ میں جو مشرکین مکہ کے محبوب معبود تھے۔
 بعض نے کہا اس آیت میں وہ واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الحجرات
 قرآنی تھی اور آپ کعبہ میں تھے اور مشرکین یاب کعبہ پر اَلْاَتِ وَالْعَرَىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرَىٰ کے
 ساتھ تِلْكَ الْعَرَا اِنَّكَ الْعَلِيُّ کہہ دیا تھا۔ اس کا جواب اس آیت کریمہ میں دیا گیا کہ یہ باطل طریق سے آیا
 جکتے ہیں اس کے بعد اوسی کہتے ہیں۔

وَقَدْ رَأَيْنَا كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَلَىٰ لُحُوْهِ هَذِهِ الصِّفَةِ الَّتِي وَصَفَ اللهُ تَعَالَىٰ بِهَا الْمُشْرِكِيْنَ
 يَهْتَسُونَ لِنَاكَ اَمْوَاتٍ يُسْتَعِيْبُونَ بِهِنَّ وَيَطْلُبُونَ مِنْهِنَّ وَيَطْرُقُونَ مِنْ سَمَاعِ حِكَايَاتِ كَثِيْرَةٍ
 عَنْهُمْ تُوَاقِفُ هَوَاهُمْ وَاِعْتِقَادُهُمْ فِيْهِنَّ وَيُعْطَمُونَ مِنْ تَعْلِيْلِكَ لَمْ ذَلِكَ وَيَنْقَضُونَ مِنْ ذِكْرِ
 تَعَالَىٰ وَحَدَاكَ وَنِسْبَةِ اِلِسْتِقْلَالِ بِالنَّصْرِ اِلَيْكَ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرَدِ مَا يَبْدُلُ عَلَىٰ مَوْجِدِ عَظِيْمَةٍ
 جَلِيْلَةٍ وَيَنْقَرُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ كُلَّ النَّفْرَةِ وَيَسْبُوْهُ اِلَىٰ مَا نَكْرَهُ۔

وَقَدْ قُلْتُ يَوْمًا لِرَجُلٍ لِّسْتَعِيْبُ فِي سِدِّي بِبَعْضِ اَلْاَمْوَاتِ وَيُنَادِي يَا فُلَانُ اَعْتَقَا
 قُلْتُ كَه قُل يَا اَللهُ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ وَاِذَا سَأَلْتُكَ عِبَادِي عَمِّي فَاِنِّي قَرِيْبٌ اَحْبَبْتُ دَعْوَةَ اَللهِ
 اِذَا دَعَا نَفْعِيْبٍ وَبَلَعَنِي اَللهُ فُلَانٌ مُّنْكَرٌ عَلَى الْاَوْلِيَاءِ وَسَمِعْتُ عَنْ بَعْضِهِمْ اَللهُ قَالَ الْوَلِيَّ
 اَسْرَعُ اِجَابَةً مِّنَ اَللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهَذَا مِنَ الْكُفْرِ

اور ہم نے اکثر لوگ دیکھے کہ وہ اللہ کی صفوں کے ساتھ مشرکوں کی طرح بندوں کو متعصب کہتے ہیں اور مردوں کا ذکر کر کے ان سے ایسی طرح مدد مانگتے ہیں کہ (بندہ و خالق میں فرق نہیں کہتے) اور گناہگار جھوٹی حکایتیں بیان کر کے اپنی خواہشات اور اعتقادات باطلہ بیان کرتے ہیں اور جو ایسی روایتیں بیان کرے اسے بیظہر علمت دیکھتے ہیں اور جو صحیح اعتقادات اعلیٰ بیان کرے اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرے اس سے وہ منقبض ہوتے ہیں اور اموات کو ایسا ہی متصرف بالاستقلال سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کو اور مزید علمت و جلال اور نصرت میں انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر جانتے ہیں اور جو اس کے خلاف کہے اس سے متنفر ہوتے ہیں اور اس کے متعلق کراہت کی باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے ایک شخص کو اموات سے استغاثہ کرتے دیکھا اور سنا کہ وہ پکار رہا تھا کہ اے فلاں میری مدد کو پہنچ تو میں نے اسے کہا یا اللہ کہہ کر مدد مانگ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ تم سے اے محبوب میرا سوال کرے تو میں اس کے قریب ہوں پکار کو پہنچتا ہوں جو مجھے پکارے تو وہ غضب ناک ہو گیا اور مجھے خبر ملی کہ وہ کہتا ہے کہ فلاں منکر اولیا ہے۔ اور بعض سے میں نے سنا کہ ولی، اللہ تعالیٰ سے بھی جلدی دعا قبول کرتے ہیں اور یہ کفر ہے۔

أَقُولُ وَبِاللَّهِ التَّوْقِیُّ

عبارت بالا سے بعض غبی الذہن یا مفرط فی العقائد آلوسی بغدادی کو مائل لوہا بٹیت کہہ دیں گے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو آلوسی نے سچ کہا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ میں ولی تو ولی نبی کو بھی یہ قدرت نہیں کہ بلا رضائے الہی کسی کی مدد کر سکیں اور جو بالاستقلال متصرف غیر خدا کو سمجھے وہ کفر ہے اور یقیناً کفر ہے البتہ بعباد الہی اولیا انبیاء کو حق تصرف ہے۔

اور آلوسی اس سے منکر نہیں دوسرے کسی نبی ولی کو جو اسرع اجابت من اللہ نے یہ بھی کفر ہے بنا کر اور عقیدہ میں غبی الذہن ہو کر کسی کی طرف سے بدظن ہونا سوہ ظن ہے۔

اور عقیدہ حقہ کے ماتحت بعباد الہی متصرف ملنے سے وہ منکر نہیں۔ بلکہ اکثر مقامات پر آلوسی نے اس کی تائید کی ہے اور بالاستقلال متصرف ماتا اور غیر خدا کو متصرف تسلیم کرنا کسی بھی مذہب میں روا نہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فَسَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُعْصِمَنَا مِنَ الذَّيْعِ وَالطُّغْيَانِ - آگے ارشاد ہے۔

قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ - عرض کیجئے اے میرے اللہ آسمان و زمین کے بنانے والے غیبوں کے عالم

اور حاضر کے جلتے والے تو یہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں میں اس سے جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔
 آیت کریمہ میں حکم دعا والتجاء ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس حکم سے مقصود بت پرستوں کے حال
 کا بیان کرنا اور جو عیدان پر ہے اس کا ظاہر کرنا اور اپنے حبیب جناب مصطفیٰ کو تسلیہ فرنانا ہے اور یہ بتانا بھی
 مقصود ہے کہ مومنین کی سعی اور کوشش علم الہی میں ہے اور بندوں کو التجاء اور دعا کی تعلیم ہے۔
 چنانچہ حضرت ربیع بن خثیم سے جب قتل سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا
 پڑے اور یہ آیت اَللّٰهُمَّ قَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
 فَمَا كَانُوا فِيْهَا يَخْتَلِفُوْنَ تلاوت کی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكُوْنَتِ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّثْلًا مَّعًا لَا قُدْرٰٓةَ عَلَيْهِ مِنْ سُوْرِ الْعَذَابِ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَّ اَلَهُمْ مِنْ اَللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ وَبَدَّ اَلَهُمْ سَيِّئٰتٍ مَّا كَسَبُوْا
 وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ اور اگر ان کے لیے جنہوں نے ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے سب ہو
 جائے اور اس کے مثل اتنا ہی اور ہو تقیباً قدر اور بدلہ میں دیں برے عذاب سے بروز قیامت اور ان کے
 لیے ظاہر ہو وہ جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے اور ظاہر ہوا ان کے لیے ان کے برے اعمالوں کی سزا جو انہوں نے
 دینا پس کیے اور گھر جائیں اس عذاب میں جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

یعنی یہ ظالم مشرک جب عذاب آخرت دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ عذاب تو ایسا ہے جس کا
 ہمیں گمان بھی نہ تھا تو دنیا میں جو کچھ مال و ذخائر ان کے پاس ہیں وہ اور اس کے مثل اتنا ہی اور ملا کر دینا چاہتے
 گے تاکہ اس عذاب سے نجات پا جائیں لیکن وہ قبول نہ ہوگا اس لیے کہ عذاب آخرت ان کے لیے لازم ہے
 اس سے خلاصی کسی طرح نہیں ہوگی۔ یہ مفروضہ اس لیے فرمایا گیا تاکہ وعید آخرت اس پر قطعی لازم ہو اور ان
 کے لیے بالیوسی پوری ہو۔

اور وَبَدَّ اَلَهُمْ قَرَارًا کہ ان کے لیے عذاب ان پر ایسے ایسے ظالموں کہ ان کا سان گمان بھی نہیں
 نہ ہوگا اور جو اعمال ظالم انہوں نے کئے اس کے بدلے میں انہیں عذاب گھیر لے گا اور وہ عذاب وہی ہوگا
 جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے آگے ارشاد ہے۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَا تَعُوْذًا اِذْ اَخْوَلْنَاہٗ نِعْمًا مِّنَّا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيتُنَا عَلٰی عِلْمِنَا
 هٰی فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّا لَآ نَعْلَمُوْنَ۔ تو جب انسان کو کوئی تکلیف مس کرتی ہے تو ہمیں پکارتا
 ہے پھر جب اس پر ہماری عطا ہوتی ہے نعمتوں کی ہماری طرف سے کتنا ہے یہ سب میرے علم سے بلا لیا
 وہ امتحان ہوتا ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

تو لانا کا مطلب، تحویل مہربانی سے کسی کو کچھ دینا، عطا کرنا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ کماٹی کٹے ہوئے ٹکڑے
مجھے معلوم تھے اس لیے یہ نعمت ملی، حالانکہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ بندہ
اس پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأِجِبَ نَجِيبًا اور جب ہم تم کو
پراہمان فرماتے ہیں تو منحرف ہو کر اس کا میاں بی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ قرار دے کر اسے اپنی طرف
ہی منسوب کر لیتا ہے

یہ حذیفہ بن مغیرہ کے حق میں ارشاد ہوا بعض کے نزدیک عام کافروں کے حق میں اس کا نزول ہوا
اس کا رویا گیا اور فرمایا گیا بَلْ هِيَ قِتْمَتٌ لِّكُفْرٍ كَثِيرٍ لَّا يُعْلَمُونَ یعنی یہ اس کی آزمائش ہوتی ہے۔
جو عوام کے سامنے واضح ہو کہ یہ نعمت و فراخی پر شکر کرتا ہے یا ناشکری کا ہی شکار بنا رہتا ہے اور
یہ ایسی حقیقت ہے جسے اکثر نہیں جانتے۔

یہی کیفیت ذکر الہی کے ساتھ ہے جیسا کہ اول ارشاد ہوا إِذْ أذْكَرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْرَاكَتٌ
جب ذکر الہی کیا جائے تو منکروں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں اور جب غیر اللہ کا ذکر کیا جائے تو إِذْ
هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ یعنی اپنے باطل معبودوں کا ذکر سن کر ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں۔
قَدْ قَالُوا آلَ الْإِنِّ مِمَّنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ بے شک ایسا ہی کہا
ان کے پہلوں نے تو متاع دنیا انہیں مستغنی نہ کر سکی اپنی کماٹی سے۔

یعنی قارون، ہامان، شداد، فرعون اور ان کی قوم کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی ایسا ہی کہتے تھے
مگر ان کی متاع دنیا اور کسب مال انہیں مستغنی نہ کر سکا باآنکہ انہوں نے اتنے خزانہ جمع کیے کہ چالیس
چالیس اونٹوں پر ان کے خزانہ کی کتھیاں لادی جاتی تھیں مگر
فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا
كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ تو پہنچا انہیں بدلہ ان کی کرنی کا اور وہ جو ان میں سے ظالم ہیں عنقریب
ان کی کرنی کا بدلہ ان کو پہنچے گا اور وہ اس عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے۔

اس مضمون کو دوسری طرح یوں فرمایا وَجَزَاءُ سَيِّئَاتِهِمْ سَيِّئَاتُهَا اور والذین ظلموا سے مراد
وہ مشرک ہیں جو مصر علی الشریک ہو کر اس شرک پر قائم رہیں انہیں بھی وہی عذاب ہو گا اور دنیا میں بھی
مغذیب ہوں گے جیسے اپنی نیک سات سال قحط میں مبتلا رہے اور بدر میں ان کے صنادر دیدہ ہلاک
کٹے کٹے اور وَاٰتٰهُمْ بِمُجْرِبٰتٍ سے یہ مراد ہے کہ اس دن انہیں اس عذاب کو دفع کر کے اللہ تعالیٰ کی

قدرت کو عاجز کرنے کی ہمت نہ ہوگی
 اَوْلَمْ يَتْلُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْتَبِرُوْنَ
 یہ آیت نلاحظ کر رہی ہیں کہ عبادت تمام کے تمام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں ان میں
 اور کسی کا دخل نہیں ہے۔

باجاؤرہ ترجمہ چھپارکوع سورۃ زمر پیک

آپ کہہ دیں لے میرے بندو جنہوں نے اپنی
 جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید
 نہ ہونا یقیناً اللہ سارے گناہ بخش دے گا بے
 شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔
 اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اس
 پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم مدد کیے جاؤ اور یہ وہی کوہنتر
 اس چیز کی جو تمہاری طرف آتا رہی گئی تمہارے پہلے اس کے
 آئے تمہارے پاس عذاب اچانک اور تم نہ سمجھتے ہو یہ کہہ گئے کوئی
 آدمی ہائے افسوس اس پر جو میں نے کو تا ہی کی اللہ کے معاملہ
 میں اور میں تو اس کو مذاق سمجھ رہا تھا۔

یا کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا تو میں
 بھی پرہیزگاروں سے ہو جاتا۔
 یا کہے جب دیکھے عذاب کاش کہ مجھے پھر ایک
 دفعہ دینا نہیں جانا نصیب ہو تو میں بھی نیک
 لوگوں سے ہو جاؤں۔
 بلکہ تیرے پاس یقیناً میری آستین آئی تھیں

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْتَرْسَوْا عَلٰى
 اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ
 اللّٰهَ يُغْفِرُ الذَّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَفُوْدُ
 الرَّحِيْمُ
 فَاَنْبِئُوْا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَلُوْا اللّٰهَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ اَنْ تَقُوْا
 لَنْصُرُوْكُمْ وَاَتَّبِعُوا الْحَسَنَ مَا اتْرَلْ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ
 مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ
 اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يَّعْسَىٰ عَلٰى مَا فَرَطْتِ فِيْ جَنِبِ
 اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتَ لِمَنْ السَّخِرِيْنَ

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰ اِنِّ لَكُنْتُ
 مِنَ الْمُتَّقِيْنَ
 اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرٰى الْعَذَابَ اَبْ كُوْ
 اَنَّ لِيْ كُرَّةٌ فَاَكُوْنُ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ
 بَلٰى قَدْ جَاءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَدَّبْتِ

فَلَا تَبْتَ يَهَا وَأَسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ
الْكَافِرِينَ

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا
عَلَى اللَّهِ وَجُوهَهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ
فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ

وَيَعْبُدِ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِمَّا فَرَغُوا
لَا يَشْعُرُونَ السُّودَ وَلَا هُمْ
يَعْمُرُونَ

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ وَكِيلٌ

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا بآيَاتِ اللَّهِ أُولَئِكَ
هُمُ الْخَاسِرُونَ

تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں
میں سے تھا۔

اور قیامت کے دن تو ان لوگوں کو دیکھے گا
جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بانڈھا کہ ان کے چہرے
سیاہ ہیں کیا جہنم میں متکبر لوگوں کے لیے جگہ
نہیں ہے۔

اور اللہ پر سیرگاریوں کو نجات دے کر کامیاب
کرے گا انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ وہ کسی قسم
کا غم کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ
ہر شے پر مختار ہے۔

اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں
اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی
ہیں خسارہ اٹھانے والے۔

حل لغات

عِبَادِي - میرے بندو	يَا اِيَّايَ	قُلْ - آپ کہہ دیں
الَّذِينَ - جنہوں نے	عَلَى - اوپر	اسْتَفْزَأُوا - ظلم کیا ہے
لَا - نہ	مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ - اللہ کی رحمت سے	لَقَطَطُوا - بالوس ہو
إِنَّ - بیشک	الذُّنُوبَ - گناہ	أَدْلَهُ - اللہ
بِجَمِيعًا - سارے	الْعُقُورَ - بختیے والا	رَأَى - بے شک وہ
الْمُرْتَدِّمِ - مہربان	إِلَى - طرف	وَأُورِ
ذِكْرًا - پشمے رب کی	أَسْلَبُوا - فرما بردار ہو جاؤ کہ اس کے	وَأُورِ
مِنْ قَبْلِي - پہلے	الْعَذَابِ - عذاب	أَنْ - اس سے کہ
بِقِتَّةٍ - ناگہان		

وَأَنْتُمْ تَمُوتُونَ	وَأَنْتُمْ تَمُوتُونَ	وَأَنْتُمْ تَمُوتُونَ	وَأَنْتُمْ تَمُوتُونَ
تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا
عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ
جَنِّبَ - يَمْلُؤُا	جَنِّبَ - يَمْلُؤُا	جَنِّبَ - يَمْلُؤُا	جَنِّبَ - يَمْلُؤُا
كُنْتُمْ فِي نُكُوحٍ	كُنْتُمْ فِي نُكُوحٍ	كُنْتُمْ فِي نُكُوحٍ	كُنْتُمْ فِي نُكُوحٍ
تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا	تَقُولُ كَذِبًا
هَذَا - بِرَأْيِ رَبِّكَ	هَذَا - بِرَأْيِ رَبِّكَ	هَذَا - بِرَأْيِ رَبِّكَ	هَذَا - بِرَأْيِ رَبِّكَ
مِنَ الْمُتَّقِينَ - بِرَبِّكَ	مِنَ الْمُتَّقِينَ - بِرَبِّكَ	مِنَ الْمُتَّقِينَ - بِرَبِّكَ	مِنَ الْمُتَّقِينَ - بِرَبِّكَ
تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً
لِي - مِيرَاسٍ	لِي - مِيرَاسٍ	لِي - مِيرَاسٍ	لِي - مِيرَاسٍ
مِنَ الْمُحْسِنِينَ - نِيكَ	مِنَ الْمُحْسِنِينَ - نِيكَ	مِنَ الْمُحْسِنِينَ - نِيكَ	مِنَ الْمُحْسِنِينَ - نِيكَ
جَاءَتْكَ - أَيْ تِيْرَاسٍ	جَاءَتْكَ - أَيْ تِيْرَاسٍ	جَاءَتْكَ - أَيْ تِيْرَاسٍ	جَاءَتْكَ - أَيْ تِيْرَاسٍ
أَسْتَكْبَرْتَ - تَكْبَرًا	أَسْتَكْبَرْتَ - تَكْبَرًا	أَسْتَكْبَرْتَ - تَكْبَرًا	أَسْتَكْبَرْتَ - تَكْبَرًا
مِنَ الْكَافِرِينَ - كَافِرًا	مِنَ الْكَافِرِينَ - كَافِرًا	مِنَ الْكَافِرِينَ - كَافِرًا	مِنَ الْكَافِرِينَ - كَافِرًا
الْقِيَامَةِ - قِيَامَتِكَ	الْقِيَامَةِ - قِيَامَتِكَ	الْقِيَامَةِ - قِيَامَتِكَ	الْقِيَامَةِ - قِيَامَتِكَ
تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً	تَرَىٰ - دِكْمَةً
اللَّهُ - الشَّكَّ	اللَّهُ - الشَّكَّ	اللَّهُ - الشَّكَّ	اللَّهُ - الشَّكَّ
لَيْسَ - نَهْنِي	لَيْسَ - نَهْنِي	لَيْسَ - نَهْنِي	لَيْسَ - نَهْنِي
بَلْ تَكْبَرُونَ - مَغْرُورِينَ	بَلْ تَكْبَرُونَ - مَغْرُورِينَ	بَلْ تَكْبَرُونَ - مَغْرُورِينَ	بَلْ تَكْبَرُونَ - مَغْرُورِينَ
الَّذِينَ - ان كُوجُو	الَّذِينَ - ان كُوجُو	الَّذِينَ - ان كُوجُو	الَّذِينَ - ان كُوجُو
بِمَسْئَلِهِمْ - يَنْجِي	بِمَسْئَلِهِمْ - يَنْجِي	بِمَسْئَلِهِمْ - يَنْجِي	بِمَسْئَلِهِمْ - يَنْجِي
وَهُمْ - وَهْمٌ	وَهُمْ - وَهْمٌ	وَهُمْ - وَهْمٌ	وَهُمْ - وَهْمٌ
كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ
عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ	عَلَىٰ - أَوْ
كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ	كُلِّ - بِرَبِّكَ
مَقَالِيدُ - كُنُوزٍ	مَقَالِيدُ - كُنُوزٍ	مَقَالِيدُ - كُنُوزٍ	مَقَالِيدُ - كُنُوزٍ
وَأَنْتُمْ - تَكْبَرُونَ	وَأَنْتُمْ - تَكْبَرُونَ	وَأَنْتُمْ - تَكْبَرُونَ	وَأَنْتُمْ - تَكْبَرُونَ
الَّذِينَ - تَكْبَرُونَ	الَّذِينَ - تَكْبَرُونَ	الَّذِينَ - تَكْبَرُونَ	الَّذِينَ - تَكْبَرُونَ

گفروا منکر میں بیائیت - آیات اللہ خداوندی سے اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ
 ھو۔ وہ ہیں الخاسر وقت بخمارہ اٹھانے والے

خلاصہ تفسیر چھپار کو ع سورۃ زمر پیک

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَعْيُنِنَا لَنْ نَسِيَنَّهُمْ لَاتَقْنَطُوا مِن رَّحْمَتِنَا إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
 الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ ۝۱۰۰
 پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے یا یوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ
 بخشنے والا ہر باری ہے۔

آیت کریمہ میں قل بصیغہ امر لایا گیا اور اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آقا قرار دے
 کر ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو خوشخبری دیدیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ
 رحمت باری سے یا یوس نہ ہوں کیوں کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور
 اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا اور ہر باری کرنے والا ہے یہ آیت رحمت الہی لاقتناہی کی
 وسعت اور بندوں پر کمال ہر باری و شفقت پر دلالت کرتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

دائما خاقان ما کر دست طو گوش مارا سے کشد لا تقنطوا

نیستم امیدوار از بیچ سو وال کرم میگویدم لاتیاسوا

ترجمہ یہ ہمارا رب ہمارے لیے ہمیشہ دست رحمت کئے ہوئے ہے اور ہمارے
 کان اس کی صدائے لا تقنطوا پر لگے ہوئے ہیں اور جب ہمیں کسی طرف سے بھی کوئی امید نہیں نظر آتی
 تو وہ ایسا ہر باری ہے کہ ہمیں کہتا ہے کہ تم یا یوس نہ ہو۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا دین بے
 شک حق اور سچا معلوم ہوتا ہے لیکن ہم نے بڑے گناہ کیے ہیں بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے
 ہیں تو کیا آپ کی غلامی میں آجانے کے بعد ہمارے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے تو اس پر یہ آیت
 نازل ہوئی جس میں بتایا کہ جس نے میرے محبوب کی غلامی کر لی اس کا اسلام اس کے کھلے گناہوں کا

کفارہ ہو گیا اور جس نے میرے محبوب کی غلامی میں ہوتے ہوئے اقرار تو بہ کیا اس کے پچھلے گناہ
معاف کر دیے جائیں گے بشرطیکہ وہ سچے دل سے تائب ہو اور رحمت باری سے ناامیدی فی
نفسہ گناہ ہے اور تائب کی شان میں فرمایا: **التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ** گناہ سے توبہ کرنے
کے بعد تائب ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے ذمہ کوئی بھی گناہ نہیں پھر ارشاد ہوا۔

وَ اَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَاَسْلَمُوا لَمْ يَنْ يَأْتِكُمُ الْعَذَابُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاسْتَعِزُّوْا اور
رجوع لاؤ اپنے رب کی طرف اور گردن جھکاؤ اس کے حضور اس سے قبل کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر
مہتماری مردہ ہو۔

یعنی توبہ کرنے کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس کے حضور گردن اطاعت جھکاؤ اس لیے کہ اسلام
کی تعریف ہی گردن لطاعت نہادن کے ہیں تو **اَسْلَمُوا** کے معنی گردن اطاعت اس کے لیے جھکانے
کے ہوئے تو اخلاص سے اس کی اطاعت کرنا اسلام ہوا اور یہ اطاعت و فرمانبرداری اسی وقت تک
مفید ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافرمانی کی گرفت ہو کر عذاب نہ آئے اس لیے کہ عذاب
آجانے کے بعد **اَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ** اور عید ہے یعنی جب عذاب آجائے تو پھر توبہ کی
جائے وہ عذاب کے رد ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی۔

اور قوم پولیس علیہ السلام پر چونکہ ابھی علامات عذاب کا ہی ظہور ہوا لہذا اسے یہاں نظر نہیں
پیش کیا جاسکتا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ بَعَثْنَا نَارًا تَشعُرُونَ
اور پیروی کرو اس کی جو بہترین تعلیم تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی اس سے قبل کہ تم پر عذاب
اچانک آجائے اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

وہ بہترین تعلیم قرآن پاک کی ہے اور اس سے بے خبر رہنے والوں پر عذاب اچانک آئے گا
لہذا اس کے آنے سے قبل اتباع کلام الہی کی ہدایت کی اور ظاہر ہے کہ یہ اتباع اسی صورت میں صحیح ہو
سکتی ہے جبکہ اس ہستی پاک کا بھی اتباع ہو جس پر یہ کلام نازل ہوا یعنی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
پھر ارشاد ہے کہ ہمارا یہ ارشاد اس لیے ہے کہ

اَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا عَلَيَّ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لِبَيْنِ السَّاجِدِيْنَ کہ
کہیں کوئی جان یہ نہ کہہ دے کہ ہائے افسوس ان معصیتوں پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیں
بے شک میں مستحقر کرنے والوں میں سے تھا۔

گو یا ارشاد ہے کہ ہمارے انتباہ کا مقصد یہ ہے کہ عذاب آجانے کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ افسوس
مجھے میرے اس متوخر کی سزا یہ معلوم نہ تھی جو اب دیکھی گئی ورنہ میں ایسا نہ کرتا یا یہ عذر لنگ بناٹے اور کہے
أُولَئِكَ لَوْ أَنَّهُمْ لَمَّا نَالُوا الْآخِرَةَ لَآتَيْنَاهُمْ مِنْهُم مَّا كَانُوا يَكْفُونَ۔ یا کہے اگر مجھے ہدایت فرماتا اللہ تو میں مزور
پر میری گاروں میں سے ہوتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور کتاب کی پیروی کرتا آگے ارشاد ہے۔

أُولَئِكَ لَوْ أَنَّهُمْ لَمَّا نَالُوا الْآخِرَةَ لَآتَيْنَاهُمْ مِنْهُم مَّا كَانُوا يَكْفُونَ۔ یا کہے اور آرزو کرے جب

عذاب دیکھے کہ اگر مجھے واپسی مل جائے اور دنیا میں بھیجا جائے کہ میں نیکو کار ہو جاؤں۔

یعنی قیامت کے دن حیرت سے اس قسم کی باتیں کہنے کی کوئی گنجائش نہ رہے اور اس قسم کی بیکار

باتیں نہ کہنے پائے لیکن عذاب کو دیکھ کر دنیا میں لوٹ جانے کی آرزو کا پورا ہونا ناممکن ہے۔

بَلَىٰ قَدْ جَاءَ نَصْرُكَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ مَعَ الصَّادِقِينَ۔ یا کہے ہاں کیوں نہیں ہے

شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں سے ہو گیا

یعنی جو جلی کافر ہو لے ان باطل صندوقوں کا جو اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہو گا جیسا کہ فرمایا

کہ تمہارے پاس میری آیتیں آئیں یعنی تمہارے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر

دی گئیں اور تمہیں حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دے دی گئی باوجود اس کے تم نے حق کو چھوڑ

دیا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا اور گمراہی اختیار کی جو حکم دیا گیا تھا اس کی ضد اور مخالفت کی تو اب تم

لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں راستہ دکھاتا تو ہم ڈروالوں میں سے ہوتے۔ کفار کے بارے

میں ارشاد ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَدُّوا إِلَيْكُمُ السُّلْطَانَ أَمْ لَمْ يَدُّوا إِلَيْكُمُ السُّلْطَانَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ کہ لے

بہی آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں۔ لہذا آج ان کے سب عذر چھوٹے ہیں۔

ذِكْرُ الْقِيَمَةِ تَدْرِي الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ

اور بروز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اللہ تعالیٰ پر وہ الزام لگایا

جو اس کی شایان شان نہ تھا اس کا شریک ٹھہرایا اس کے لیے اولاد تجویز کی اس کی صفات کا انکار کیا اس

کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے منہ کالے ہیں کیا مغرور و متکبر کا ٹھکانا جہنم میں نہیں۔

ہاں مزور جہنم ہے اور آگے بموجب اسلوب بیان قرآن منکروں کا انجام ظاہر فرما کر اب مومنوں

پر میری گاروں کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

وَيُنْفِئُ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَقَارِبِهِمْ لَا يُمْسِكُهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يُخْزَنُونَ۔ اور نجات دے گا اللہ

پر پتھر گاروں کو ان کی نجات کی جگہ نہ چھوٹے گا انہیں عذاب اور انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔
یعنی ان کی پرستیزگاری کا صلہ جنت ہوگی اور وہاں انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔ آگے ارشاد ہے جس میں

اپنی قدرت و رحمت کا اظہار ہے۔

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَمَّا مَقَالِيدَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّيْلِ
كَقَرِّ وَأَبَايَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَائِبُونَ ۝ اللَّهُ هِيَ بِرُشْتِ كَا خَالِقِ هَيْے اور وہی ہر شے پر مختار
ہے اسی کے لیے میں کتیاں آسمانوں اور زمین کی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا
وہی نقصان و خسار میں ہیں۔

یعنی خزاں رحمت و رزق اور بارش وغیرہ کی کتیاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں
وہی ان سب کا مالک ہے اس میں بجز عطاء الہی کسی بندے ولی نبی کو اختیار نہیں جسے وہ اختیار
دیدے وہ لبطاء الہی تصرف کر سکتا ہے اپنی قدرت و قوت سے کچھ نہیں کر سکتا یعنی خزان
حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بندے جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ لبطاء الہی
کر سکتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس آیت کریمہ کی تفسیر دریافت
کی تو حضور نے فرمایا مقالید سماوات و زمین یہ ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ وَاللَّهُ الْكَبِيرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ
وَبِحَمْدِهِ ۝ وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۝ وَهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
الْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْغَيْبُ يُخَبِّرُ وَيُبَيِّنُ ۝ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ گویا حضور نے ان کلمات کے
لیے فرمایا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تمجید ہے یہ آسمان و زمین کی بھلائیوں کی کتبی ہے جو مومن
پر بھے گا وہ دین و دنیا کی بھلائی حاصل کرے گا۔

مختصر تفسیر اردو چھٹار کوع سورۃ زمر پ ۲۲

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ
الذُّنُوبِ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ۔ اے محبوب آپ فرمائیں اے میرے وہ غلام جو اپنی
جانوں پر زیادتی کر چکے ہوں یا یوس ہونا اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخش دے گا تمہارے تمام
گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس پر علامہ اوسمی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اَنْیْ اَقْرَطُوْا فِی الْمَعَاصِیِّ جَانِبَیْنِ عَلَیْہَا یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں کی کثرت کی اور اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اسراف کے بارے میں فرماتے ہیں مَا مَلُ الْاِسْرَافِ الْاِفْرَاطُ فِی صَارِفِ الْمَالِ اور اسراف کی حقیقت یہ ہے کہ مال و دولت کو بجا تخریج کیا یعنی حرام کاموں میں لگایا۔

اور امام راغب کہتے ہیں هُوَ تَجَاوُزُ الْحَدِّ فِی كُلِّ فِعْلٍ یَفْعَلُهُ الْاِنْسَانُ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْاِتْقَانِ یعنی اسراف انسان کے کسی فعل میں جو کہ وہ کرتا ہے حد سے بڑھتا ہے اگرچہ وہ خرچ کرنے کے معاملہ میں ہی ہو اور یہی قول حسن ہے اور اسراف کے معانی جنابیت کے بھی ہیں وَصَمِنَ مَعْنٰی الْجَنَابِیَّتِ اور اسراف کا ظلم کی حمایت کرنا بھی ہے اور یہ لازم نہیں ہے کہ اسراف کے ہی معنی میں لیا جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسراف کے معنی ظلم اور بوجھ اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔

لَا تَقْتَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اور رحمت خطاب خاص ہے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے ساتھ کیونکہ قل یا عبّادِی سے محبت کی جانب بھی اشارہ ہے اور رحمت الہی اس وقت تک منظور نہیں جب تک مغفرت اس کے ساتھ نہ ہو۔ اسی وجہ میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

بندہ خود خواند احمد درر شاد جملہ عالم را بخوان قل یا عبّاد
 نہیں اللہ تعالیٰ نے حضور کا غلام بتایا اور فرمایا تمام عالم کو آپ یا عبّادِی اے میرے غلامو فرما کر مخاطب کیا۔ اسی بنا پر عبد الغنی عبد الرسول غلام رسول غلام نبی نام رکھنا جائز و مباح ہے یہی وجہ ہے کہ عبد المصطفیٰ بھی نام رکھا گیا۔ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ایک شعر میں یہ مسئلہ واضح کیا فرماتے ہیں۔

بندہ بننے میں اس کے کب بندہ خدا ہو دیدار ہوں میں بندہ اس بندہ خدا کا
 اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ هُوَ الْعَفُوْدُ الرَّحِیْمُ۔ بے شک بخش دے گا تمہارے سب گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں بطریق صنعت الاحتماء کہہ کر فرمایا لَا تَقْتَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَ مَغْفِرَتِہٖ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَ یُدْخِلُہُمْ۔ اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت سے یا یوس نہ ہونا بے شک وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما کر رحم کرے گا اور اس کی تائید اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ فِيهِمْ بَعَثْنَا ابْنًا لَكُمْ بِأَعْلَمَ مَعَاصِي هِيَ جَسَدٌ نَحْتَشِسُ فِيهِمْ الْكُفْرَ
والاشرك کرتا ہوا مرا۔ اس کے علاوہ تمام معاصی قابلِ بخشش ہیں بشرطیکہ توبہ کر کے اسکی طرف
رجوع لائے۔

اور یقین کے معنی آگوسی کرتے ہیں الْمُرَادُ بِمَغْفَرَةِ الذُّنُوبِ التَّجَافِي عَنْهَا وَعَدَمُ الْمَوَاحِدَةِ
بِهَا فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَهُوَ الْمُرَادُ وَبِشَاؤِهَا مَغْفَرَتِ ذُنُوبٍ سَعَى مَرَادِ عَدَمِ مَوَاحِدَةِ اور ظاہر
وباطن معاصی کا معنی کرتا ہے

ایک قول ہے الْمُرَادُ بِهَا مَعْوَاهَا مِنَ الصَّحَائِفِ بِالْكَلِمَةِ كُنَاهُ لَهَا كَمَا صَحَّافٌ سَعَى كَلِمَةٍ مَرَادِهَا
مراد ہے اور اس پر متعدد وجوہ نکلتی ہیں

اول یہ کہ عبودیت کے ساتھ اپنے رب کو پکارنا غایتِ مذلت کے ساتھ یہ معاصی کے لیے ظاہر
طور پر السب ہے اور اس کی نداد ترجمہ کے لیے ہے۔

دوسرے یہ کہ بندہ کی نداد اپنے مولا کی طرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ شانِ مالک یہی ہے کہ
اپنے بندے پر رحم کرے اور شفقت فرمائے۔

وَإِنِّي بِيَوْمِ الدِّينِ وَأَسْلِمُوكُمْ وَأَسْلِمُوا لَنَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ۔ اور رجوع
لاؤ اپنے رب کی طرف اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے۔ پھر تم مدد
نہ کیے جاؤ۔

یعطف ہے لَا تَقْنَطُوا بِرِ الْتَعْلِيلِ مَعْتَرِضٍ هِيَ كَوِيَا لِيُولِ ارْتَادِ هِيَ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
تَعَالَى فَتَقْنَطُوا أَنَّهُ لَا يَقْبَلُ تَوْبَتَكُمْ وَإِنِّي بِيَوْمِ الدِّينِ تَعَالَى وَأَخْلَصُوا لِعَمْرٍ وَجَلَّ

اور بعض اجلہ مدققین نے فرمایا اِنَّ قَوْلَكَ تَعَالَى يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا خِطَابٌ لِلْكَافِرِينَ
وَالْعَاصِيِينَ كَلَامِ الْهَيِّ فِي يَأْتِي عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا خِطَابٌ لِلْكَافِرِينَ وَالْعَاصِيِينَ كَلَامِ الْهَيِّ
میں یا عبادِی الذین اسرفوا سے خطاب کفار اور معصیت شعار سے ہے۔

شان نزول آیت کریمہ

فَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْرٍ وَابْنُ مَرْدُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ قَالُوا يَا ذَا
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَدِ الْأَوْثَانِ وَدَعَامَعَ اللَّهُ إِلَهُهَا الْخِرَاقَةَ قَتَلَ النَّفْسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَكَيْفَ نُهَاجِرُ وَنُسَلِّمُ وَقَدْ عِيدْنَا إِلَى الْإِلَهَةِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ وَنَحْنُ
أَهْلُ شِرْكَ فَاذَلَّ اللَّهُ قُلُوبَ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا الْهَيْ اِهْلُ مَكَّةَ نَهَى كَمَا مَحْضُورٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ایسا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

یہاں مشرک کے لیے مغفرت کا ذکر اس صورت میں ہے جو توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے یا بحالت اسلام شرک کا مرتکب ہو تو توبہ پر معافی ہوتے وقت حقیقی شرک کے لیے مغفرت نہیں ہے اور آپ کا سکوت انتظار وحی کے لیے تھا یہ آیت وسعت مغفرت پر دال ہے اور گنہگاروں کے لیے بشارت عظیم ہے اور مغفرت الہی ایمان کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان کے بغیر مغفرت نہیں ہے اور مومن عامی جو بغیر توبہ مرگئے ان کو بھی یہ آیت شامل ہے۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن المنبہری اور حاکم اور ابن مردویہ حضرت اسما بنت یزید سے راوی ہیں کہ میں نے حضور سے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ولا ینالی ائمة هو العفو الرحیم یعنی وہ ایسا بے نیاز ہے کہ بخشش پر آئے تو توبہ کے ساتھ مشرک معصیت شعار سب کی بخشش فرمائے۔

چنانچہ ابن جریر ابن سیرین سے راوی ہیں کہ حضرت مولانا علی شیر خدا اسد اللہ نے صحابہ سے فرمایا کونسی آیت وسیع تر ہے گنہگار کے حق میں تو جو اب میں آیات قرآنی سنائی گئیں منجھ اس کے من یتعمل سوءاً او یظلم نفسه لیسْتَغْفِرَ اللہُ وغیرہ بھی پڑھی گئی پھر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا قرآن کریم میں اس سے وسیع تر کوئی آیت نہیں قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمة اللہ انم

وَالظَّاهِرُ انَّ مَغْفِرَةَ كَذُنْبِ لَا تَجَامِعُ الْعَذَابَ عَلَيْهِمْ اَمَلًا۔ اور ظاہر ہے گناہ کی بخشش اور غنا دونوں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے اس لیے کہ رحمت کی بند رحمت سے اور عذاب ان لا یجتمعا ان مقولہ اصولین سے اور انابت کے اصل معنی رجوع کے ہیں لہذا ذَا ذُنُوبٍ اِلَى رَبِّکُمْ کے معنی ہوں گے اِیُّ رَجُوعًا اِلَیْہِ سُبْحٰنَہُ بِالْاَعْرَاضِ عَنِ مَعَاصِیْہِ وَالنَّدْمِ عَلَیْہَا۔

فَرَّقَ بَيْنَ الْاِنَابَةِ وَالتَّوْبَةِ

اَنَّ التَّائِبُ يَرْجِعُ مِنْ خَوْفِ الْعُقُوبَةِ وَالْمُنِيبُ يَرْجِعُ اِسْتِجْمَالًا لِكَرَمِهِ تَعَالَى۔ توبہ کرنے والا خوف عذاب سے رجوع کرتا ہے اور منیب رجوع لاتا ہے اللہ کے کرم کی امید اور حیا معصیت سے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جریر کی حدیث اور ابن منذر کی روایت سے استخارج اور میں من ايس من العباد من التوبة فقد تجدد كتاب الله تعالى۔ لكن لا يقدر العبد ان يتوب حتى يتوب الله تعالى عليه۔ جو بندوں میں سے کوئی توبہ قبول ہونے سے مایوس ہو اس نے کتاب

سے مجد و انکار کیا لیکن کوئی بندہ اس پر قادر نہیں کہ توبہ کر سکے جب تک اللہ تعالیٰ اسے توفیق تو بہ نہ دے
آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ لَبِئْسَ مَا كَانَتْ مِنْكُمْ لَآ
تَشْعُرُونَ۔ اور اتباع کرو اس بہترین کتاب کا جو تم پر نازل کی گئی تمہارے رب کے پاس سے قبل اس
کے کہ تم نے تم پر عذاب اچانک اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

لبئس کے معنی فجاہدہ ہیں اور یہ اچانک کے معنی میں مستعمل ہے
یہ حکم ہر مخاطب پر ہے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر اور انزل الیکم سے مراد قرآن کریم
ہے جو مومن اور کافر کے لیے حجت ہے اور مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ سے مراد موت یا قیامت
ہے یا عذاب ناگہانی۔

وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ سے مراد یہ ہے کہ تم کو خیال بھی نہ ہو کہ یہ عذاب کہاں سے آیا اور کیسے
آیا۔ موت کھل کی بات۔ اور قیامت کا علم کسی کو نہیں سوائے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و
سلم کے جن کو یہ علم لبطائے الہی حاصل ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں آیا ہے کہ جبریل نے حضور علیہ
السلام سے پوچھا اخبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ
مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ جس سے پوچھا گیا ہے اس کا علم قیامت کے بارے میں پوچھنے
والے سے زیادہ نہیں ہے یعنی امر قیامت کے بارے میں جس قدر تم کو خبر ہے اسی قدر ہم کو ہے۔

اور یہاں خطاب سے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے اپنے رب کی ہدایت کی پیروی کر لو اور
اس کے مطابق عمل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم پر ناگہانی آفت آجائے اور تم افسوس کرتے رہ جاؤ
کیونکہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو کوئی عذر معذرت کام نہ دے گا۔

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ لِمَسَرَّتْ عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لِمِنَ السَّاجِدِينَ اور کہیں کوئی
یہ نہ کہے اے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی اور یقیناً میں تو اسے مذاق ہی سمجھتا رہا۔
یعنی کل ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے کہ افسوس اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور احکام خداوند
پر ہنستا رہا۔ اَنْ تَقُولَ سے یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے نفس میں تنوین تکثیر کے لیے ہے یا تَقِيلُ کے لیے
ہے کیونکہ قیامت کے دن ایسا کہنے والے کچھ ہی لوگ ہوں گے بحسرت غم میں پڑ جائے گا کہتے ہیں۔
عَلَى مَا فَرَّطْتُ میں ما مصدر یہ ہے یعنی تقصیر کوتاہی کرنا۔ عربی میں تفریط تقصیر کو کہتے ہیں۔

اور جَنْبِ اللَّهِ میں جو جنب لایا گیا ہے اس کے متعلق راغب اصفہانی مفردات میں کہتے ہیں

أَصْلُ الْجَنِّبِ الْجَارِحَةُ ثُمَّ يُسْتَعَارُ لِدُنَا حَبِيبَةٍ وَالْجَهَنَّمِ الَّتِي تَلِيهَا تَوْحَاصلُ مَعْنَى جَنْبِ الشَّرِكِ فِي طَائِفَةٍ

الذی بانی حقہ نقائے چنانچہ حماسہ میں ہے ۵
أَمَّا تَشْقِيَتِ اللَّهُ فِي جَنْبِ عَاشِقِ

كَمَا كَيْدًا حَرِيٌّ عَلَيْكَ نَقَطُغْ

حاصل معنی یہ ہوتے کہ عذاب دیکھ کر پھر منہصیت شعار کہے گا ہٹے خرابی میرے حد سے گذرنے پر
جو اطاعت الہی کے خلاف میں نے کی اور میں متشکر کرنے والوں میں سے تھا اس وقت سے قبل ہی
الشان کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جو بہترین تعلیم یعنی قرآن کریم میں ہے اچانک عذاب
جلنے سے قبل

أَوْ قَوْلُ كَوَاتٍ اللَّهُ هَدَانِي كُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ يَا كَيْسَ كَاكَرُ اللَّهُ مَجْهَرٌ رَاهُ دُنْيَا فِي مَرْوَرِي
پر ہیزگاروں میں سے ہوتا۔

اور سرکشی اور معاصی سے پرہیز کرتا ہوا نیکی کی طرف مائل ہوتا۔ تفسیر قول اس کا یہ ہوگا جس میں اس
کی تمنا رجعت الی حیات الدنیا کی ہوگی حیش قال

أَوْ تَقُولُ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ كَوَاتٍ لِي كَرِهًا فَاكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ يَا كَيْسَ جَبِ عَذَابٍ دَكِي

کہ اگر مجھے پھر دنیا میں بھیجا جائے تو میں عقیدہ شرک سے محبت رہ کر محسنین میں ہو جاؤں۔
کوات لئی کرہ کے معنی آلو سی ائی دُجوعاً الی الدنیا فرماتے ہیں یعنی وہ تمنا کرے گا کہ اگر مجھے دوبارہ
دنیا میں بھیجا جائے تو میں نیکو کار ہو جاؤں حالانکہ قیام قیامت سے قبل ہی حیات دنیا میں جزا و سزا
ہے اس کے بعد پھر تمہاری ہوگی اور اس کا داپس دنیا میں جانا محال ہے چنانچہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ
کی طرف سے دیا گیا۔

بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ هَلْ بَشَرٌ

تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کی تکذیب کی اور تکبر کیا اور تو اول میں ہی کافر دل میں تھا۔
آج تیرا عذاب دیکھ کر یہ کہتا غلط ہے کہ کوات اللہ ہدانی۔ یہ کہتا بعد ذوق عذاب ہوگا اور
عذاب آنے کے بعد پھر تمنا ہے باطل باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے أَوْ قَوْلًا عَلَى الشَّادِ
فَقَالُوا يَا أَيُّهَا نَارُ دَوْلَا نَكْتَابُ۔ حالانکہ دخول نار کے بعد عذاب سے نجات کافر کے لئے محال ہے
اب جبکہ متقیوں کا مقام اور جہنم کا عذاب مشابہہ میں آگیا اب تبدیلی اور آخرت سے دنیا میں آنا
ناممکن ہے تو ایسی تمنا کرنا بھی باطل ہے۔

چنانچہ علامہ طیبی بھی یہی فرماتے ہیں إِنَّ النَّفْسَ عِنْدَ دَرْجَتَيْهَا يَتَمَتَّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَتَمَتَّى

تَعْبُدُونَ بَاعْتِبَالِهِمْ مُتَعَبِّرِينَ عَلَى تَقْوِيَةِ الْأَعْمَالِ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ قَدْ تَبَعَلُّ بِأَنَّ التَّقْصِيرَ لَمْ يَكُنْ حَتَّى
فَأَزَّ النَّظْمُ وَعَلِمَ أَنَّ التَّقْصِيرَ كَانَ مِنْهُ. تمنا ہے رجوع اور اب ان النفس سے مراد شخص اور فرد انسانی
فرمایا۔ یہاں معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے کہ

أَنَّ الْعَيْنَ خَالِقٌ لِأَفْعَالِهِ كَمَا أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ فِعْلٌ كَمَا أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ فِعْلٌ كَمَا أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ فِعْلٌ كَمَا أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ فِعْلٌ
باطل ہے چنانچہ اشاعرہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ افعال کا خالق اللہ ہے لیکن بندوں کے
افعال میں قدرت خداوندی دخیل و اثر انداز ہے اور یہ آیت اہل سنت کے مسلک کی تائید کرتی
ہے یعنی ہم نے تو تجھے افعال پر قدرت دی تھی اور تجھے افعال کے خیر و شر پر مطلع کر دیا تھا اور اب
باعتبار قدرت تو نے جو کسب کیا اسی پر جزا و سزا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو کسی کو یونہی عذاب نہیں
دیتا اور اس آیت میں بلی قد جلتک آیاتی میں اس قول کی مزید تردید کر دی ہے کہ ہم نے تو تجھے
قدرت دی تھی جس راستہ کو اختیار کرنا چاہے اختیار کر لے اسی پر عذاب و ثواب کی عمارت کی بنیاد
ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو سبھی چیزوں کا خالق ہے۔ نیک و بد، خیر و شر، ایمان و کفر سب کا وہی خالق
ہے جس طرح بندوں کا خالق اسی طرح بندوں کے افعال کا بھی خالق ہے اس پر نقص وارد ہے وَخَلَقَ
مِمَّا تَعْمَلُونَ اور جو تم کرتے ہو اس نے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے تخلیق خیر و شر کے ساتھ بندے کو اچھائی
اور برائی کی ہدایت بھی دیدی ہے اب کوئی چاہے تو نیک کام کرے یا برا کام کرے ایسا کرنے پر
آدمی کو قدرت حاصل ہے چاہے اچھا کرے یا برا کرے اور اصطلاح قرآن میں اس قدرت و فعل کو

کسب کہا گیا ہے اور کسب پر ہی جزا و سزا ہے۔
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَانُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهًا مَسْوُودَةً كَالسُّودِ فِي جَهَنَّمَ مَتَّوِيًّا لِلتَّلْبِيزِ
اور قیامت کے تو ان لوگوں کو دیکھے گا جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے
کیا جہنم میں متکبر لوگوں کے لیے جگہ نہیں ہے۔

یہ خطاب استفہام تقریری ہے یعنی ضروران کی یہ حالت نظر آئے گی یعنی مومن لوگ ایسا دیکھیں
گے یا یہ اس صاحب رویت سے جسے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کافی عطا فرمائی ہے وہ کافروں کو اس
حال میں دیکھے گا۔

دیکھنے والے لوگوں سے مراد وہ منکرین نہیں جن پر آیات الہی آئیں اور انہوں نے اسے محض لایا
اور قبول کی بجائے تکبر کیا۔

اس کے بعد قبول اسلام پر چھکنے والوں کا حال ہے جیسا کہ اسلوب بیان قرآن ہے کہ اگر اول

جنہیوں کا ذکر ہو جائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اگر اول جنتیوں کا ذکر فرمادیا جائے تو بعد میں جنہیوں کا ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَنَّاتِهِمْ لَمْ يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ اور نجات دے گا اللہ انہیں جو پرہیزگار ہیں ان کی کامیابی سے اور فلاح عمل سے نہیں پہنچے گی انہیں برائی اور نہ ہوں گے وہ کبھی غمگین۔

مقارنہ تم سے مراد نجات کی جگہ ہے یہ اسم مکان ہے یعنی پرہیزگار مقام امن میں ہوں گے اور انہیں برائی اور تکلیف سے نجات ہوگی آگے ارشاد ہے۔

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ۔ اللہ ہی ہر شے کا خالق و مالک ہے اور وہ ہر شے کا محافظ ہے۔

چنانچہ آلوسی لکھتے ہیں لَلْعَنَىٰ اللَّهُ تَعَالَىٰ حَفِيفَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ جِيسَ دُوسَرَىٰ جِگہ ارشاد ہے وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ۔ یہاں بھی وکیل سے مراد حفیظ ہے۔

لَمْ يَقْلِبُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ اسی کے پاس ہیں کجیاں آسمانوں اور زمین کی اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا وہ ہی نقصان و خسران والے ہیں۔

مقابلہ کا ترجمہ آلوسی مفاتیح کرتے ہیں لکھا قال ابن عباس والمحسن وقتاده وغيرهم۔ اور بتاتے ہیں کہ مقابلہ مقلید و مقلد کی جمع ہے یہ تقلید سے ہے اور اس سے قلابہ ہے جو گردن میں ڈالا جاتا ہے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ کے بیان پر فرماتے ہیں هُوَ كِنَايَةٌ عَنْ قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَحِفْظِهِ لَهَا وَفِيهِ مَزِيدٌ دَلَالَةٍ عَلَى الْإِسْتِقْلَالِ وَالْإِسْتِنَادِ۔

اور علامہ راعب اصفہانی مقابلہ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَا يُحِيطُ بِهَا۔ اس سے مراد ہر شے کا احاطہ ہے وَجُودُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى لَا يَبْدُلُكَ التَّصَرُّفَ فِي خَدَائِثِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کوئی تصرف کی طاقت بالذات نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ گویا آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں هُوَ تَعَالَىٰ يَتَوَلَّىٰ التَّصَرُّفَ فِي كُلِّ شَيْءٍ لِأَنَّهُ لَا يَبْدُلُكَ مَا فَعَلَ سِوَاكَ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور ابو لعلی اور یوسف قاضی اپنی سنن اور ابو الحسن القطان مطولات میں اور ابن السنی عمل الیوم واللیلہ میں اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردیہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سے راوی میں قال سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَسَمَقَالِيدُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مَا اسْتَعْفَرُ
اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ - وَهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يَجِي
دُمَيْتٌ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تمجید ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کی کھلاشوں
کی کنجیاں ہیں اور جس مومن نے یہ کلمے پڑھے دارین کی بہتری پائے گا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے
کہ خزانہ رحمت رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اس کے پاس ہیں وہی اس کا مالک ہے ان حسنت
ازلیہ ابدیہ کے منکر پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ - یعنی جن لوگوں نے اللہ کی
آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں۔

آیات اللہ سے مراد قدرت مستقلہ کے نشانات و علامات ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ زمر پ ۲

ان کافروں سے فرمائیں کہ کیا تم اللہ کے سوا غیر
کے پوجنے کو مجھے کہتے ہو اے جاہلو۔

اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے
پہلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ
کا شریک کیا تو ضرور تیرے عمل اکارت ہو جائیں
گے اور ضرور تو نقصان و خسار میں ہوگا۔

بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر گزار ہو۔
اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ حق ہے
قدر کرنے کا اور وہ بروز قیامت سب زمین
قبضہ میں لے گا اور آسمانوں کو اپنی قدرت
سے لپیٹ دے گا اور اللہ بلند ہے ان کے

قُلْ أَفَعَبَّرَ اللَّهُ نَافِرًا وَبِيْءَ عِبَادٌ بِهَا
الْبَاهِلُونَ ه

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكَ لَنْ أَسْرُكَتَ يَحْبُطَنَّ عَمَّا ك
وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ه

بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ه
وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ
جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ
مَطْوِيَّاتٌ يَمِينًا سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى
عَمَّا يُشْرِكُونَ ه

شُرک سے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ لَعَنَ
نُفِخَ فِيهِ أَخْذَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ
الْكِتَابُ وَوُجِّى بِالْبَيِّنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ
وَقَضَىٰ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُونَ

وَوُضِعَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ
أَعْلَمُ بِمَا يُفْعَلُونَ

اور صور بھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں
گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں
مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ بھونکا جائے
گا تو وہ جھبی دیکھتے ہوئے کھڑے رہ جائیں گے
اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے
اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے
انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پرگاہ
ہوں گے اور فیصلہ دیا جائے گا حق حق ان میں
اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور ہر جان کو اس کی کرنی کا بدلہ پورا دیا جائے
گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے۔

حل لغات

فَعَيَّرَ - سوائے	آ - کیا	قُلْ - کہہ دیں
اللَّهُ - اللہ کے	أَعْبَدُكُمْ ہیں پوجوں	تَاْمُرُوْنِي بِحُكْمٍ دیتے ہو مجھے
الْبَٰجَاهِلُوْنَ - جاہلو	لَقَدْ بَشَّيْتُكَ	وَا - اور
الْيَمِيْنُ - تیری طرف	إِلَى - طرف	وَا - اور
مِنْ قِبَلِكَ بَحْسًا بے لگے	أَتَشْرِكُ بِشُرْكَ كَمَا تُوْنِي	لَيْتَن - اگر
لَيَجْبُطُنَّ - تو برباد ہو جائیگی	لَتَكُوْنَنَّ - ہوگا تو	وَا - اور
مِنَ الْخَٰسِرِيْنَ - نقصان والوں سے	اللَّهُ - اللہ ہی کی	بَلِي - بلکہ
فَاعْبُدْ - عبادت کر	مِنَ الشُّكْرِيْنَ - شکر گزاروں سے	كُنْ - ہو جا
وَا - اور	قَدْرًا - قدر کی انہوں نے	مَا - نہ
حَقًّا - حق	اللَّهُ - اللہ کی	قَدْرًا - اسکے قدر کا
جَمِيْعًا - ساری	الْأَرْضِ - زمین	وَا - اور

یَوْمَ - دن	یَوْمَ - دن	مُطَوِّیَاتٍ مِّلِیْطِیْہِ ہونگے	مُطَوِّیَاتٍ مِّلِیْطِیْہِ ہونگے	بِمِیْنِدِہِ اس کے دہن میں ہاتھ میں	بِمِیْنِدِہِ اس کے دہن میں
تَعَالٰی - بلند ہے	تَعَالٰی - بلند ہے	نَفَخَ - پھونکا جائیگا	نَفَخَ - پھونکا جائیگا	فِی - بیچ	فِی - بیچ
مَنْ جِو	مَنْ جِو	مَنْ جِو	مَنْ جِو	فِی - بیچ	فِی - بیچ
مَنْ جِو	مَنْ جِو	مَنْ جِو	مَنْ جِو	تَسَادَرُ جَابِہِ	تَسَادَرُ جَابِہِ
ہم - وہ	ہم - وہ	اَشْرَقَتْ جِہَاک اٹھے گی	اَشْرَقَتْ جِہَاک اٹھے گی	فِیہِ - اس میں	فِیہِ - اس میں
وہ	وہ	وہ	وہ	رِقَامٌ - کھڑے	رِقَامٌ - کھڑے
وہ	وہ	وہ	وہ	اَلْاَرْضِ - زمین	اَلْاَرْضِ - زمین
وہ	وہ	وہ	وہ	وَضَعُ رُکھِ جَائِے گی	وَضَعُ رُکھِ جَائِے گی
وہ	وہ	وہ	وہ	بِالْتَّیْنِ - تینوں کو	بِالْتَّیْنِ - تینوں کو
وہ	وہ	وہ	وہ	فَضٰی - فیصلہ کیا جائیگا	فَضٰی - فیصلہ کیا جائیگا
وہ	وہ	وہ	وہ	وہ	وہ
وہ	وہ	وہ	وہ	وَقِیْتُ - یوں دیا جائیگا	وَقِیْتُ - یوں دیا جائیگا
وہ	وہ	وہ	وہ	عَمَلْتُ - عمل کیا اس نے	عَمَلْتُ - عمل کیا اس نے
وہ	وہ	وہ	وہ	بِنَا - جو	بِنَا - جو
وہ	وہ	وہ	وہ	اَعْلَمُوْا خُوب جاتا ہے	اَعْلَمُوْا خُوب جاتا ہے
وہ	وہ	وہ	وہ	یَفْعَلُوْنَ - وہ کرتے ہیں	یَفْعَلُوْنَ - وہ کرتے ہیں

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع سورۃ زمر پر

قُلْ اَفَعْبَدُوْا اللّٰهَ تَامُرُوْنَ اَعْبَادَ اٰیْمَانِہَا اَلْجَاہِلُوْنَ لے محبوب تم فرماؤ تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کو پوجتے ہو؟
 یعنی اے معنطقی صلے اللہ علیہ وسلم ان کفار قریش سے جو آپ کو اپنے دین یعنی بت پرستی کی طرف بلاتے ہیں ان کو کہہ دو کہ تم مجھے کس طرف بلاتے ہو تو کہہ دیجئے کہ کیا تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ

دیتے ہو حالانکہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور جابل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں یا وجودیکہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔

آگے آیت وَلَقَدْ اَوْحٰی الْیٰسَکَ اٰیٰتِہٖ اُوْرٰیہٗ شَک وَّحٰی کٰی کٰی ہِتَّارِی طَرَفٍ اُوْرَمَّہٗ سَہٗ اَکْوَہٗ کٰی کٰی کٰی کہ لے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو خسارے میں رہے گا۔ یہ کلام مبتنی بر فرض ہے اس سے مراد کافروں کو نا امید کرنا اور امت کو ذمہ پر وہ تنبیہ کرنا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں کہا گیا ہے کہ مرتد ہو جانے سے تمام گذشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط کر دیا جاتا ہے اور یہاں خطاب امت سے ہے بتی سے نہیں کیونکہ انبیاء سے شرک کا صدور محال ہے۔

بَلِ اللّٰہِ فَاَعْبُدُوْا کُنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ہ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو جا۔ یعنی جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تجھ کو عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر ان کی شکر گذاری کر کافروں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا تھا یعنی غیر اللہ کی پوجا کریں تو یہ آیت اس کی تردید ہے۔ لفظ اللہ کو فاعل سے پہلے ذکر کرنا مفید چھ ہے۔ وَکُنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ سے مراد شکر گزار رہنا ہے اور اطاعت بجالانا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبَضْتْہٗ یَوْمَ الْقِیَامٰتِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیٰتٌ بَیْہِیْنِہَا سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ ہ اور انہوں نے نہیں قدر کی اللہ کی جیسا کہ حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ لے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیے جائیں گے اور اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت نہ کرنے کی وجہ سے ہی تو یہ لوگ مبتلائے شرک ہوئے اور اگر عظمت الہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ جان لیتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و جلال کا اظہار فرمایا اور کہا وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبَضْتْہٗ وہ ایسا صاحب جلال ہے کہ ہر زمین تمام زمینیں اپنی قدرت سے سمیٹ ڈے گا اور تمام آسمان اس کی قدرت مطلقہ سے سمیٹ دیے جائیں گے اور اس کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں وہی سجان ہے وہی بلند و بالا ہے شرک کے شریکوں سے پھر گئے اس سے بھی بلند قدرت کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَفِیْخٌ فِی السُّجُوْدِ فَصَبَقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ الْاَمْنُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ ہ اور پھونکا جائے گا صور تو سب بے ہوش ہو جائیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے

پہلے نغمہ کا بیان ہے اس نغمہ سے جو بیہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور سکان زمین جو اس وقت زندہ ہوں اور ان پر موت نہ ہوئی ہو سب مرجائیں اور جن پر موت وارد ہو چکی تھی اور انہیں اللہ تعالیٰ نے حیات عنایت فرمائی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے
 الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ - تمام نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں ایسے ہی شہداء کرام کہ قرآن کریم میں ہے بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَدُّوْنَ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ ان پر بھی اس نغمہ سے کیفیت بیہوشی طاری ہوگی مگر بقول اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ موت اپنی ہوگی اس کے پھر وہ حیات جسمانی مل جائے گی چنانچہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے ! مگر ایسی کہ فقط آتی سے !
 اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نغمہ اولیٰ کا شعور بھی نہ ہوگا کمانی الجمل وغیرہ۔
 اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ الْأَمْنُ شَاءَ اللّٰهِ اس استثناء کس کس کا ہے اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نغمہ صغیر سے تمام آسمان و زمین والے مرجائیں گے مگر جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام پر اس کا اثر نہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نغمہ اولیٰ و ثانیہ کے بائیں چالیس سال کی جو مدت ہے اس میں انہیں بھی موت دیگا۔
 دوسرا قول یہ ہے کہ اس استثناء سے مراد شہداء کرام ہیں جن کے حق میں بَلْ أَحْيَاءُ ارشاد ہو چکا ہے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اس سے مراد وہ شہداء ہیں جو تلواریں لگاٹھے گرد عرش حاضر ہوئے تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس استثناء میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہیں جو کوہ طور پر پہلے بیہوش ہو چکے ہیں اس وقت آپ ہوش میں رہیں گے۔
 چوتھا قول یہ ہے کہ اس استثناء میں حوران جنت اور سکان عرش و کرسی ہیں۔

پانچواں قول صحاح کا ہے کہ اس نغمہ کے اثر سے مستثنیٰ رضوان جنت اور حوران بہشتی اور حفظہ جہنم یعنی وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں اس کے علاوہ جہنم کے سانپ اور کچھو ہیں۔
 شَرِّحُ نَغْمِ قَبْرِ أَحَدِي - پھر وہ دوبارہ بچھونکا جائے گا اس سے مراد نغمہ ثانیہ ہے جس کے بعد مردے زندہ کیے جائیں گے اور یہاں اس کا ہی ذکر ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ - جیسی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے یعنی اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر مہبوت شخص کی طرح ہر طرف

نکاح میں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ دیکھتے ہوئے گئے کہ اب انہیں کیا معاملہ درپیش آئے اور مومنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے **يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفَدًا** دونوں مرتبہ صمد پھینکے گا میں پالیس سال کا فصل ہوگا اور بنظر ورن کی کیفیت جو نغمہ بنتنا نغمہ کے بعد ہوگی اس کا ذکر سورۃ الحج میں بھی آیا ہے ارشاد ہے **يَوْمَ تَرَوْنَهَا جَسَدًا** جس دن تم اسے دیکھو گے۔ اور تری الناس سگاری اور تو لوگ محبوب لوگوں کو دیکھیں گے جیسے نشہ میں ہیں اور مہوت ہو کر دیکھیں اب کیا ہوگا۔

تو جب حضور زلزہ ساعت میں سب کی کیفیات ملاحظہ فرمائیں گے تو نغمہ اولیٰ کی کیفیت بھی کیوں نہ ملاحظہ فرمائیں گے اور استثناء ان کا کیا گیا جب یہ کیفیت آتی ممکن تھی۔ اسی وجہ میں حضور کو غمناک کوثر مانا گیا اس لیے کہ حضور کے ذمہ حشر کا تمام نظام ہوگا آگے ارشاد ہے۔
فَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَنُجِيَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ وَأُوقِفُ النَّاسُ
بِأَلْحَقٍ ذُهُبًا لَا يُظْلَمُونَ۔ اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور ان کی امت اس پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں حق حق فیصلہ فرمایا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور اشراق ارض نور رب سے جو ہوا سے مفسرین نے بتایا کہ زمین بھی نئی ہوگی جیسا کہ **يَوْمَ تَبْدَأُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ** سے ظاہر ہے تو اب یا تو یہ نور اللہ تعالیٰ سے پیدا فرمائے گا جیسا کہ صاحب جمل نے لکھا یا وہی نور ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ** بتایا یعنی جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نقاب جلوہ افروز ہوں جس کی تابانی سے اشراق ارض ہو اور نور رہا بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ حضور نور الہی ہیں۔

اور **وُضِعَ الْكِتَابُ** سے مراد اعمال نامہ بھی ہو سکتے ہیں اور لوح محفوظ بھی ہو سکتی ہے اس لیے کہ اس میں تمام احوال و اعمال موجود ہیں اور ان کے موافق حق حق فیصلہ دیا جائے جس میں بے لسانی اور ظلم کا دائرہ بھی نہ ہو۔

وَوُضِعَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ۔ اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر کام کو اور اسے خوب علم ہے ہر فعل کا جو جس نے کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے کچھ مخفی نہیں اور اسے اپنے علم کے مقابلہ میں شاید و کتاب کی حاجت نہیں اور جو گواہ امت محمدیہ کے بلائے جائیں گے وہ تمام حجت کے لیے ہیں۔ جمل

مختصر تفسیر اردو سالتوال رکوع سورۃ زمر پر

قُلْ أَفَقِيرًا لِلَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبِدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ - فرما دیجئے کیا غیر خدا کی پرستاری کے لیے تم
مے مشرک جاہلو مجھے کہتے ہو۔

مشرکین مکہ نے حضور سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے بعض بتوں کو پوجئے ہم آپ کے
خدا کو پوج لیں گے یہ غایت جہل و غیارت سے انہوں نے کہا اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے عنوان جلی
کے ساتھ ان کی حقیقت واضح کی اور ایہا الجاہلون فرمایا یعنی کیا تم مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ میں سوائے

ذات واجب تعالیٰ کے غیر کی پوجا کروں حالانکہ یہ کام جاہلوں کا ہے اس لیے کہ
وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَىٰ الَّذِينَ يَتْلُونَ آيَاتِكَ أَن تَنبَذُوا آلِهَتَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُعْبُدُوا اللَّهَ الَّذِي تَوَكَّلُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

مِنَ النَّبِيِّينَ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُشْرِكُونَ اور بے شک تمہاری طرف بذریعہ رسل کہ ام حکم علی چکا ہے اور تم سے پہلوں کو بھی بتا
دیا گیا ہے کہ اگر تم مشرک کرو گے تو تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور ضرور تو کھائے گے میں سے گا۔

یہ کلام بنی بر فرض ہے اس سے مراد ہے کافروں کو نا امید کرنا اور امت کو درپردہ متنبہ کرنا اس آیت

کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہو جانے سے تمام گذشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط ہو جاتا ہے حسب طرح
اسلام سابق تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اسی طرح ارتداد ساری گذشتہ نیکیوں کو اکارت کر دیتا ہے

بیضاوی نے لکھا ہے کہ حسب اعمال کا حکم شاید انبیاء کے لیے مخصوص ہو کیونکہ انبیاء کا شرک کرنا امت
کے شرک کے مقابلہ میں بہت بڑے لیکن یہ قول باطل ہے اس لیے کہ کلام محض فرض محال پر ہے اور

انبیاء کا شرک کرنا امر محال ہے اور ایسا تصور بھی انتہائی مذموم ہے اور اس آیت میں امت کو تعلیم و انبیا
مقصود ہے کہ شرک جہلک اور عظیم جرم ہے۔

بَلِ اللَّهُ قَائِمٌ وَكُنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ - بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنا اور شکر والوں میں سے
ہو جاؤ۔ گویا لوں فرمایا گیا کہ

إِنْ كُنْتُمْ عَابِدِينَ أَوْ عَاقِلًا فَاعْبُدُوا اللَّهَ - اگر تو عاقل و عابد ہے تو اللہ کی عبادت کر کہ اس کے سوا
کسی غیر خدا کی پوجا بے عقلی اور حماقت ہے اس لیے کہ وہی پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہے

چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے قُلِ اعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ تَوَلَّوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
اس گھر کے رب کو جو تمہیں بھوک میں کھلاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رزاق مطلق وہی رب البیت

ہے۔

اس گھر کے رب کو جو تمہیں بھوک میں کھلاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رزاق مطلق وہی رب البیت

ہے اگرچہ مجازی رب مخلوق ہیں لیکن حقیقی رب و ذائقہ ہی ایک اور صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے
چنانچہ آگے ارشاد ہے جس سے قدرت مطلقہ کا اظہار ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْكَذِبُ يَجْعَلُ الْمُضْتَبِّحِينَ يَوْمَ تَفِثُ السَّمَاوَاتُ
مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ - اور نہ قدر و عظمت کی اللہ کی انہوں نے
جیسا کہ حق تھا یا آگے تمام روئے زمین اس کی مقبوضہ و محروسہ ہے اور بروز قیامت تمام آسمان
اس کی قدرت سے پیٹے ہوئے ہوں پاک اور بلند ہے وہ ان کے شرک سے۔

علامہ آلوسی اس آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے ہیں ائی مَا عَظُمُوهُ جَلَّ جَلَالُهُ حَقَّ عَظَمَتِهِ اِذْ
عَبَدُوا وَاعْتَدُوا لِقَاءِ اللَّهِ مِنْ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَةَ غَيْرِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ یعنی عظمت
نہ کی حق تعالیٰ کی حق عظمت اس لیے کہ انہوں نے غیر اللہ کی پوجا شروع کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے غیر اللہ کی پرستش کا مطالبہ کیا۔ قَالَ الْحَسَنُ وَالسُّدِّيُّ

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ أَصْلُكُمْ مِنْ قَوْلِهِمْ فَلَانَ عَظِيمِ الْقَدْرِ يُرِيدُونَ بِذَلِكَ جَلَالَتُمْ - مَا قَدَرُوا اللَّهَ
حَقَّ قَدْرِهِ میں جلالت شان اور عظمت ذات کا اظہار مقصود ہے اور قدر کی اصل پر فرماتے ہیں وَ
أَصْلُ الْقَدْرِ اِخْتِصَاصُ الشَّيْءِ بِعَظِيمٍ أَوْ صَغِيرٍ أَوْ مُسَاوَاةً -

علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں ائی مَا عَظُمُوهُ عَزَّوَجَلَّ یعنی مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ
کے یہ معنی ہیں کہ کنہ ذات اور عظمت صفات کو ان بے دینیوں نے نہیں جانا۔

اور اس کو نہایت لطیف طریقہ پر آلوسی نے واضح کر دیا چنانچہ فرمایا أَعْجَبُ عَنْ ذَلِكَ إِذْ ذَكَرَ
إِدْرَاكَ وَابْتَحَثَ عَنْ كُنْهِ ذَاتِ اللَّهِ إِشْرَاكَ - کنہ ذات کے ادراک یعنی معرفت الہی کے کما حقہ
ادراک کا انکار ہی درحقیقت ادراک ذات ہے اور ذات الہی کی عظمت سے ناواقفیت ہی
تو شرک ہے یعنی

جس شخص کو معرفت الہی حاصل ہوئی تو اس نے معرفت کے باوجود یہ کہا کہ میں عظمت الہی سے
کما حقہ بیگانہ ہوں یعنی عجز کا اظہار کیا کیونکہ کنہ ذات کا ادراک حقیقی ممکن ہی نہیں کیونکہ فانی باقی کی
حقیقت کو کیونکہ ادراک کر سکتا ہے اور لا تناسبی تناسبی کے ادراک میں کیونکہ کر سکتا ہے لہذا اصل
معرفت کا اظہار عجز درحقیقت اپنی نفی اور معرفت الہی کا اثبات ہے اور جو عظمت الہی سے بیگانہ
رہا تو وہ اس بے گانگی اور بے ہنبری کے سبب شرک میں مبتلا ہوا۔ اور اگر وہ مرتبہ الہی پہنچانے تو بھی
شرک پر مضرب ہوتے اور واجب تعالیٰ شانہ کی معرفت کے نور سے معور و منور ہوتے۔ اور فنا

قُدْرَةُ اللَّهِ سے مراد یعنی ان لوگوں نے خدا کی قدر نہ جانی مراد مشرک لوگ ہیں یا پھر وہ لوگ ہیں جنہوں نے محض روایات پر چھڑ کر کورانہ تقلید کی اور اپنے جہل پر مصر رہے ایسوں کو مشرک طریقت کہتے ہیں ورنہ ادراک ذات کا دعویٰ بھی عظیم خطا ہے کسی نے کہا خوب کہا ہے۔

سمجھ آئی سمجھ میں سمجھ نہ آیا سمجھنا ہی تمہارا پس خطا ہے۔

اور وَاللَّهُ جَمِيعًا قَبِضَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ كَمَا مَفْهُومِ
واقع ہے کہ قبضہ بمعنی مقبوضہ ہے یعنی تمام روٹے زمین المدجل و علائقہ کے قبضہ اقتدار میں ہے جو چاہے اس میں تصرف فرمائے چنانچہ آلو سی بھی اسی طرف گئے ہیں اور اس کے مفہوم پر روح المعانی میں فرمایا قَبِضَتْهُ لَاحَةً مَقْبُوضَةً. البتہ ارض کو منقرض اور واحد ذکر کرنے پر فرمائے ہیں کہ یہ اس لیے ہے تاکہ سمجھا جائے کہ زمین کی تخلیق اول امر ہے اور یہ بتانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ارض سے مراد ایک ہی ارض ہے۔ بلکہ ارضیں پر بھی باعتبار اول امر ارض کہا جا سکتا ہے اور ایسے ہی آسمانوں کے متعلق اسی قبضتہ پر عطف فرماتے ہوئے فرمایا وَالسَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ
قدرت جلیل اکبر یہ ہے کہ زمین اور آسمان اس کے دانے بید قدرت بروز قیامت ہوں گے اس فرمانے سے صرف جلالت شان سے متنبہ کرنا مقصود ہے چنانچہ آلو سی بھی یہی فرماتے ہیں
قَالَ بَعْضُهُمُ الْمَرَادُ التَّنْيِيسُ عَلَى مَزِيدٍ جَلَالَةٍ عَزَّ وَجَلَّ. جس کا مفہوم یہی نکلا کہ زمین و آسمان تمام قبضتہ اقتدار میں ذات واجب تعالیٰ شانہ کے ہے اور اس کے سوا کوئی اس پر متصرف اور قابض نہیں اور یہ ملکیتیں جو کاشکار اور زمیندار دکھاتے ہیں یہ تمام کی تمام مجازی ہیں نہ کہ حقیقہ ان کا تصرف اس پر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لین لارڈ مرعبوں کے مالک اس مجازی تصرف و قبضہ کے باوجود عظمت الہی کے سامنے جھکے ہوئے ہیں کہ ان کی مملوکہ محروسہ زمینوں پر ان کو حقیقی تصرف حاصل نہیں اور ہر وقت اس خطرے سے خالی نہیں ہیں کہ ان کی ملکیت ان سے چھین نہ جائے۔
دنیا دار حاکم جب یہ اعلان کرتے ہیں کہ پندرہ ایکڑ سے زیادہ زمین نہیں رکھی جا سکتی تو ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کو اپنا عارضی قبضہ و تصرف متزلزل نظر آتا ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے لے گا۔ پھر فرمے گا کہاں ہیں جبار کہاں ہیں متکبر ملک و حکومت کے دعویٰ دار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لیگا اور یہی فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ یعنی جو دنیا میں بڑے

دعوے کرتے تھے آج ان کا قبضہ و تصرف کہاں ہے۔ بلا تصرف غیر ہم ہی زمین و آسمان پر متصرف ہیں اور بروز قیامت ارشاد ہوگا کہ لَبِنَ الْمَلَأِ الْيَوْمَ آج کون ہے جو ملک و مملکت کا مدعی ہو۔ بَلْكَ الْمَلَأِ الْيَوْمَ آج کے دن ملک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو ہمیشہ سے متصرف تھا اور آج بھی ہے اور اپنی قدرت کا بلکہ کے اظہار میں اور بھی وضاحت کی اور فرمایا کہ یہ آسمان جس کے سایہ تلے مخلوق انسانی و حیوانی بس رہی ہے جس تک پہنچنے کے لیے سائنس والے اپنی قوت پر داز مادیات کی مدد سے دکھا رہے ہیں اور یہاں تک دعوے کر رہے ہیں کہ چاند میں ایروڈرم بھی بنا رہے ہیں اور وہاں تک پہنچنے کے لیے شعا میں اپنے ہائی ڈروجن بم میں ریزرو کر رہے ہیں۔

لیکن اس افسانے کو سنتے سنتے ہمیں بھی تقریباً چالیس سال گذر گئے ہیں مگر جو ایٹم بم چلا اس میں بندر کو بٹھایا۔ چوہا رکھاتے کو بند کیا محض اس امر کو دیکھنے کے لیے کہ وہاں کی لطافت ہو ان کو زندہ چھوڑتی ہے یا نہیں۔ وائرلیس کے ذریعہ ان جانے والوں کی سائنس سنتے رہے یہاں تک کہ وہ سائنس والے تو کہاں وہ بم ہی جل کر فضاء ہوا ایتھ میں فنا ہو گیا۔ اگرچہ قرآن کریم اس کو بھی بتاتا ہے کہ وہ جانے والے کیسے جائیں گے اور کس طرح دم زد دن میں واپس آکر حالات بتائیں گے جیسا کہ واقعہ معراج سے وضاحت ہو گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ يَا مَعْشَرَ الْجِبِّ وَالْأَنْبِإِ انِ اسْتَفَعْتُمْ ان تَنْقُذُوا مِنْ اَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ فَاَنْقُذُوا وَ الْاَنْقُذُوا الْاِبْسِلْطَانَ۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ جن تو اپنی جماعتوں کے ساتھ قبل بعثت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلاموں پر چلے جاتے اور وہاں فرشتوں کا کلام سنتے اور خبروں کے ساتھ واپس آتے اور جن انسانوں سے زیادہ قوی ہیں تاہم قوت کے بغیر نکلنا ممکن نہیں اور الابلطان کے تحت قوت سے مراد روحانی قوت ہے جو فیضان الہی کا نتیجہ ہے یعنی اگر یہ زمین کے کنارو اسے نکلیں گے تو قوت کے ساتھ اور یہ نکلنا بھی بس آنا جانا ہی ہوگا اور وہ بھی قطعی نہیں کہتی نفسہ پہنچے یا نکلے تاہم بڑے زور شور سے دعوے جاری ہیں کہ ہم آسمانوں پر پہنچیں گے۔

امریکہ اور روس آسمانوں پر پہنچنے اور چاند و مریخ کی تسخیر کے تصور کے تحت وہاں زمینیں الاٹ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگرچہ آج تک وہ نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے مگر جو پہنچے ان کے لیے الابلطان فرما کر استثناء کیا کہ قوت نبوت اس نشان پر ہے کہ اگر خدا چاہے تو انہیں براق کی برق رقاری نہ صرف آسمانوں پر عبور کر لے بلکہ جنت و دوزخ جو روحانان اور تمام ملکوت السموات کی سیر کر کے دم زد دن میں بلکہ طرز العین میں واپس لے آئے اور یادداشت کی یہ شان ہو کہ مَا ذَاغَ الْبَصَارُ وَمَا طَفَى الْاَوْثَارُ اسْتَوَى وَ هُوَ

بِالْأَمْرِ الْأَعْلَىٰ كَمَا يَنْبَغِي كَرَامًا مِّنْ مَّسْجِدِ حَرَامٍ مِّنْ لَّدُنَّكَ يَا غَیْبُ خَبْرٌ طویل ہے اس کو ان شاء اللہ سورہ نجم کی تفسیر میں تفصیلاً بیان کریں گے یہاں تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس قادرِ قیوم کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ

وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ سَمَانِ اس کے یہ قدرت میں لپٹے ہوئے ہوں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا یَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ ۗ لِكُتُبٍ جِنَانِ ارباب لغت مطویات کے ترجمہ میں فرماتے ہیں طَيُّ السِّجِلِّ لِكُتُبٍ بِقُدْرَتِهِ الَّتِي لَا تَبْعَا صَاهَا شَيْءٌ یعنی اپنی قدرت کاملہ سے وہ آسمانوں کو ایسے لپیٹ دیگا جیسے کاغذ کے جرن لپیٹ دیے جاتے ہیں اور اس بیان میں یہ مراد ہے کہ ستارے والا سمجھ سکے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کاملہ وہ نہیں جسے مشرکین مثالوں میں ارضی و سماوی کہہ کر ذات واجب تعالیٰ شانہ پر بحثیں کرتے ہیں جیسا کہ آگوستین فرماتے ہیں۔

وَفِي سِدْرٍ مَّرْوِيِّ مَا لَيْسَ لِكُلِّ نَسَمَةٍ مَعَهُ عَزٌّ وَجَلٌّ اَرْضِيًّا كَانَتْ اَمْ سَمَاوِيًّا مَعَهُ مَوْجِدَتْ سُلْطَانِيَّةً جَلَّ شَأْنُهُ وَعَزَّ سُلْطَانُهُ فَالْقَبْضَةُ مَجَازٌ عَنِ الْمَلِكِ اَوْ الْمَصْرُفِ كَمَا يُقَالُ يَكْدُ كَذَا فِي قَبْضَةٍ فَلَانِ وَالْمَعِينُ مَجَازٌ عَنِ الْقُدْرَةِ التَّامَّةِ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ تو پروردگار کے ساتھ شُرک کر رہے ہیں زمینیں ہوں یا آسمان پروردگار عالم کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور قبضہ ملکیت و حکومت یا تصرف کا مجاز ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شہر فلاں کے قبضہ میں ہے اور وائیں ہاتھ میں ہونے سے مراد مکمل قدرت و تصرف ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے منزہ ہے جیسے ہمارے زمانے میں حکومت ایوبی ہے اور پاکستان اس کے قبضہ و تصرف میں ہے لیکن یہ قبضہ و تصرف مجازی ہے حقیقی نہیں جبکہ خداوند عالم حقیقتاً قادر و متصرف ہے اور وہ فرماتا ہے بَلَا تَصْرِفُ غَيْرَ مِمَّا فِي زَيْمِنِ وَاَسْمَانِ بِرِصْرِفٍ مِّنْ۔

اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہے ان کے منہ کے ساتھ طور ہے اور وہ منتظر ہیں کہ انہیں اشارہ نفعِ صور کا ہو اور وہ بھونکیں۔

(حقیقت صور) وَالصُّورُ قُرْبٌ عَظِيمٌ فِيهِ نَقَبٌ بَعْدَ كُلِّ رُوحٍ مَخْلُوقَةٍ وَنَفْسٍ مَّنْفُوسَةٍ اور صور ایک بہت لمبا چوڑا سینک ہے جس میں تمام مخلوق کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں۔

اور ایک روایت میں ابو الشیخ نے وہب سے روایت کی اِنَّ مِّنْ لُّوْةٍ بَيِّنَاتٍ صَفَاءُ الرَّجَائِ بِهٖ نَقَبٌ دَقِيْقَةٌ بَعْدَ دَالِ الْاُرُوْحِ وَفِي وَسْطِهَا كُوَّةٌ كَاِسْتِنَادِ اَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهِنَّ نُوْمِنُ بِهٖ وَنَقُوْضُ كَيْفِيَّتِهٖ اِلَى عَلَامِ الْغَيْبِ جَلَّ شَأْنُهُ کہ وہ صور ایک شفاف موتی ہے جو مثل

شیشہ کے روشن ہے اس میں بہ تعدادِ ارواحِ سمواتِ حق ہیں اور اس کے بیچ میں ایک کھڑکی ہے کہ جس سے تمام مخلوق زمین و آسمان کی نظر آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اعتقاداً ہمارا اس پر ایمان ہے اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

اور بعض نے صور کو بفتح و او پڑھ کر صورِ مخلوق مراد لیا بہر حال قراءتِ قنادرہ میں اگرچہ نَفْخِ فِي الصُّورِ آیا مگر اختلاف نے قراءتِ خفض کے مطابق صور ہی پڑھا ہے۔ لہذا ہم اللہ اعلم بمرادہ کہہ کر اس بحث کو ختم کرتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

فَصَوِّقْ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ۔ صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے زمین و آسمان والے مگر جسے اللہ چاہے۔

اس استثناء میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

جمل اور تفسیر کبیر میں کہا کہ وہ مستثنیٰ منہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ نفخہ و صغق سے تمام آسمان و زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و مالک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دیگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں نلی اجراء نازل ہوا ہے حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حامل کیے گئے عرشِ حاضر ہوں گے۔

تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس مستثنیٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اس سے پہلے کہ وہ طور پر بے ہوش ہو چکے تھے اس لیے آپ اس نفخہ سے مستثنیٰ متیقظ و ہوشیار رہیں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرشِ ذکر سی کے رہنے والے ہیں۔

اور نحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر یا مور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ و کچھو ہیں۔ اور ایسا ہی روح المعانی میں آلوسی نے اور درمنثور میں اور تفسیر نسفی میں بیان کیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ جب نفخہ صور سے مستثنیٰ منہ موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ملائکہ مقربین اور حاملانِ عرش حتیٰ کہ جہنم کے مالک تک مراد میں تو لازمی طور پر یہ باتنا پڑے گا کہ ہمارے حضور امام الانبیاء سید الاصفیاء رئیس الملائکہ صلے اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے نفخہ صور والے اور نفخہ ثابینہ سب کی حقیقت ہی بیان نہیں فرمائی بلکہ ملائکہ کے جسم و جسمانیات کا عرض و طول بھی بیان فرما کے مدتِ صور اولیٰ اور صور ثابینہ ظاہر کر دی اور چالیس کے عدد کی تصریح

ابوداؤد کی حدیث میں ثابت کی اور فرمایا اِنَّهَا اَذْبَعُونَ عَامًا كَمَا كَرِهْتُمْ مِنْ رَاوِيهَا لَيْسَ سَالٍ
مِنْ بَعْدِ رِشَادِهِ

تَنْفَعُ فِيهَا أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔ پھر مدت معہودہ کے بعد دوسرا نفع ہوگا
تو وہ سب مخلوق قبروں سے نکل کر حیرت زدہ دیکھ رہی ہوگی۔ کہ رب کیا حکم دیتا ہے اور فکر مند
ہوگی کہ ان کے ساتھ رب کیا کرتا ہے۔

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ امام احمد وغیرہ ابی ہریرہ سے راوی ہیں جس سے ثابت ہوتا
ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضور سید لوم المشور صلی اللہ علیہ وسلم اس استثناء کے زیادہ حقدار
ہیں جو اللہ منشاء اللہ میں ہے جتنا نوح آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا فَاكُونَ اَوَّلُ مَنْ
يَرْفَعُ رَأْسًا فَاِذَا اَنَا مَوْسَى اِحْتَدَيْتُمْ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اُخْرَى اَدْفَعُ رَأْسًا
فَبَلِي اَوْ كَانَ مِثْنِ اسْتَنْتَى اللّٰهُ تَعَالَى۔ پس میں سب سے اول ہوں گا جسے اٹھایا جائے گا
تو میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش الہی کے پالیوں میں سے ایک پالیہ کو کھائے ہوئے
ہوں گے پس مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھائے ہوئے ہوں گے یا ان میں سے ہوں
گے جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمایا۔

بخاری۔ مسلم۔ نسائی اور ترمذی وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کی خدمت
میں ایک پیر آئے جو نصاریٰ کی اصطلاح میں عالم کے معنی دیتا ہے اور اس نے حضور کی خدمت میں عرض
کیا ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو قیامت کے دن ایک انگلی میں اٹھالے گا اور زمینوں کو ایک
انگلی پر اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی و فضا ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا کر
نظرے گا کہ میں ہلک مطلق ہوں۔

یہ بیان سکر اس نصرانی عالم پر حضور اتنے سنسے کہیلے دانتوں کے ظاہر ہو گئے اور پھر حضور نے یہی
کلمہ شروع سے تلاوت فرمایا اور قَدَرَا اللّٰهُ حَقَّ قَدْرًا سے سنایا حالانکہ اس کی تاویل میں تناوین
سفر کیا کہ انگلیوں پر اٹھانا یا سیدھے ہاتھ میں لینا یہ معنی عدم کلفت ہے نہ کہ بمعنی حقیقی بیچارہ لوسی
لہذا المعانی میں یہی بخت اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

فقد اخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وغيرهم عن ابن مسعود قال جاء
جبرئيل الاحبار الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد انا نجد الله يجعل السموات
على اصبع والارضيات على اصبع والشجر على اصبع والماء والذرى على اصبع وسائر الخلق على اصبع

فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَصَحَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهَا لَصَدْرِيهَا
 لِقَوْلِ الْحَبِيرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ الْإِنْسَانُ
 أَلَمْ تَأْتُوا لِنُفُوسِكُمْ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ الْمَتَّادُونَ يَتَأَوَّلُونَ الْأَصَابِعَ عَلَى الْإِقْتِدَارِ وَعَدَمِ الْكَلْفَةِ كَمَا فِي قَوْلِ الْقَائِلِ أَقَلُّ زَيْدًا
 بِأَصْبَعِي -

اور ایک واقعہ اسی کی تائید میں اور ہے جو آیت کریمہ کا شان نزول بھی ہے جسکو امام احمد ترمذی
 بیہقی وغیرہ صحیح فرماتے ہیں جیسا کہ ابن عباس قال عن ابن عباس قال قال مترہودی علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وهو جالس قال کیف تقول یا ابا القاسم اذا وضع الله السموات علی ذہ و
 اشار بالسموات والارضین علی ذہ والجبال علی ذہ وسائر الخلق علی ذہ کل ذلک کثیر
 بأصابعه فانزل الله تعالی وما قدروا الله حق قدره -

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے
 گذرا اور آپ تشریف فرما تھے اس نے کہا اے ابوالقاسم آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں جبکہ اللہ
 آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور اس نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور زمینوں کو
 ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر اس نے اس طرح اپنی ساری انگلیوں
 سے اشارہ کیا اور کہا ایسا کیونکر ہوگا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وما قدروا اللہ حق قدرہ نازل کی۔
 اور بعض متاویلین نے فرمایا یہ سب اشارات ہیں تمثیل میں اور بعض نے کہا یہ آیت ہی اعتقاد
 یہود کے رد میں نازل ہوئی کہ ان کے زعم میں اللہ تعالیٰ کی انگلیاں تھیں اور ہر انگلی پر زمین و آسمان پہاڑ
 اور تمام مخلوق اٹھائی جائے گی اَعَاذَنَا اللَّهُ تَعَالَى عَمَّا يُفْتَرُونَ اور اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سنتے ہوئے ان کے اعتقاد باطل کا ابطال فرمایا۔

اور علامہ امام نووی فرماتے ہیں حضور نے جو الارض جمیعاً پر مٹھی بند فرمائی یہ محض تمثیلاً فرمایا اور یہ حقیقت
 اس کی قوت مطلقہ کا اظہار مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ اس کی شان جبروتی اس کے قبضہ اقتدار میں
 و ملوکہ ہے چنانچہ آخر میں ارشاد ہوا سُبْحَانَہُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ پاک اور بلند ہے وہ ذات جس کے
 ساتھ شریک ٹھہرتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ - اور پھونکا جائے گا صور۔

نُفِخَ فِي الصُّورِ کی حقیقت روح للعانی میں اس طرح منقول ہے کہ نَفِخَ صَوْرٌ كَرْنِ وَلِے حضرت اسرافیل
 علیہ السلام میں اور علامہ قرطبی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

اور ایک حدیث جس کو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن مردودہ نے حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ تفتح صور کے واقعہ میں اور اس کی تائید میں دوسری احادیث بھی ہیں۔ احمد اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دونوں صور بھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہوں گے ان دونوں میں سے ایک کا سر مشرق میں اور یا اول مغرب میں وہ منتظر ہوں گے کہ انہیں کب حکم دیا جائے کہ وہ دونوں بھونکیں صور میں پس وہ بھونکیں گے اور بعض آثار میں ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ یقیناً وہ ایک ہی ہے اور وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ ہے اور جب سے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ انتظار میں ہیں کہ انہیں کب حکم ملے اور وہ اس صور میں بھونکیں۔

اور جب تفتح صور ہو تو سب بہوش ہو جائیں اور میں اچانک دیکھوں کہ موسیٰ علیہ السلام عرش اعظم کا پارہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ فرمایا کہ فَلَا أُدْرِي أَدْفَعُ دَأْسَهُ قَبْلِي أَوْ كَأَن مَسْتَنِيَّ اللَّهُ تَعَالَى يَعْنِي فِي نَهْنِي جَاتَا كَمَا مَوْسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَجَبٌ سَهْلٌ سَرَّ طَهَائِيں يَا وَه هَوْنٌ اِنْ مِيں سَهْلٌ جَاهِيں اللّٰهُ تَعَالَى مَسْتَنِيَّ كَمَا۔

اس مقصود سے واضح ہو گیا کہ استثناء میں مستثنیٰ متہ صرف اور صرف حضور ہی میں جیسے تیسرے پارہ میں بھی فرمایا گیا ہے مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَنَا إِلَّا بِإِذْنِهِ أَوْ رَوَاتُ الشَّفَاعَةِ إِلَّا لِمَنْ أَدْنَىٰ كَمَا فِي ان تمام استثناء کے مستثنیٰ متہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تو کوئی وجہ نہیں کہ الْأَمْنُ شَاءَ اللَّهُ كَمَا فِي مستثنیٰ متہ حضور نہ ہوں فَتَدَّ بَرُوتًا مَلًّا۔

اور علامہ قرطبی نے توجیہ انبیاء و رسل کے لیے صدق تسلیم نہیں کیا اور موت نہیں مانی چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ اروی ابن ماجہ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي مَبَرِّهِمْ يُصَلُّونَ وَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَلْزَمُونَ۔ چنانچہ قرطبی کا قول ہے جسے روح للعانی سے ہم نقل کرتے ہیں

فَرَدَّ الْقُرْطُبِيُّ بَيِّنَاتٍ أَخَذَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَائِمَةِ الْعَرْشِ إِنَّمَا هُوَ عِنْدَ نَفْخَةِ الْبَعْثِ وَادْعَىٰ مِنَ الصَّيْحِ أَنْ لَيْسَ إِلَّا نَفْخَاتٍ لَا تَلَدَاتٌ وَلَا أَرْبَعٌ كَمَا قِيلَ لَمْ يَلِدْ وَالَّذِي يُزْمَعُ الْأَشْكَالُ مَا قَالَ يُعْضُ مَشَابِهَاتٍ الْمَوْتِ لَيْسَ بَعْدَهُمْ بَعْضٌ بِالنَّبِيِّ لِلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالشُّهَدَاءُ فَهُمْ مَوْجُودُونَ أَحْيَاءٌ وَإِنْ لَمْ نَرَهُمْ فَإِذَا نَفَخَتْ صَوْتٌ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَصَعْقَةُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتِ وَصَعْقَةُ عَشِيٍّ فَإِذَا كَانَتْ نَفْخَةُ الْبَعْثِ عَاشَ مَنْ مَاتَ وَآفَاقَ مَنْ عَشِيَ عَلَيْهِ وَلِنَا وَقَعَ فِي الصَّحِيحِينَ فَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يَفِيقُ إِنْتَهَى

اور علامہ قرطبی نے رد کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو عرش اعظم کا پایہ بیکڑے ہوں گے تو ایسا نفی بعثت
 ہی کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ نفی اولیٰ اور ثانیہ میں اس لیے کہ انبیاء کرام اور شہداء کے لیے موت
 نہیں ہے وہ زندہ موجود ہیں اگرچہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے اور نفی اولیٰ اور ثانیہ میں سب پر موت
 طاری ہوگی مگر انبیاء و شہداء اس سے مستثنیٰ ہیں اور صغیرہ انبیاء کے سوا سب کے لیے موت ہے۔
 اور انبیاء کا صغیرہ بطور غشی کے ہوگا نہ کہ بصورت موت اب جب نفی البعث ہوگا تو جو مر گیا ہے وہ زندہ
 ہو جائے گا اور جس پر غشی تھی اس کو افاقہ ہو جائے گا۔

اسی لیے صحیحین میں حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا فَاكُونُ اَوَّلَ مَنْ يَفِيْقُ كَه سب سے پہلے
 میں ہوں گا کہ جس کو اس غشی سے افاقہ ہوگا۔ وَبِئْسَ الْحَمْدُ - مذکورہ بالا مضمون سے ماخوذ فیہ پر کافی روشنی
 پڑ گئی اب اس کے بعد وَاشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا کی تفسیر ملاحظہ ہو کہما قال تعالیٰ
 فَاشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا۔ اور زمین روشن ہو جائے گی اپنے رب کے نور سے۔
 تفسیر جہل میں اس کی تفسیر صحیح یوں ہے کہ وہ روشنی بہت تیز ہوگی یہاں تک کہ اس میں سرخی کی
 جھلک ہوگی اور یہ زمین جس پر رہتے بستے ہیں یہ نہیں ہوگی بلکہ یَوْمَ تَبْدُلُ الْاَرْضَ غَيْرَ الْاَرْضِ اس دن
 محفل حشر سجانے کے لیے زمین بھی بدل دی جائے گی۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں
 کہ وہ اشراق جس سے زمین روشن ہو اور جگہ جگہ کاٹھے وہ اس چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ وہ نور کوئی توکھا
 ہی نور ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ توکھا نور وہی توکھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہو سکتا ہے جنہیں قرآن
 کریم نے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اس نور کی مثل نہیں
 اور نہ ہی یہ نور چاند اور سورج کا نور ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا۔ اور
 زمین روشن ہو جائے گی یعنی نور محمدی جلوہ گر ہوگا جو مخلوق ہے اور اس کے انوار سے زمین جگہ جگہ
 کی جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلا میں ہی ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہوگی اور کدورت
 محشر کے بیان کے بعد کہ لوگ قبروں سے نکل کر انتظار کریں گے کہ آئندہ ہمارے متعلق کیا ہوگا فرمایا
 الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا مفسرین نے تفسیر صحیح کی ہے کہ اس سے مراد ارض محشر ہے نہ کہ ارض دنیا۔
 اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَفِي الصُّبْحِ يُجْتَذَرُ النَّاسُ عَلَى اَرْضٍ بَيْضَاءٍ عَمَلًا كَقَرَصَةِ النَّقْيِ لَيْسَ
 فِيهَا عَلْوٌ رَاحٍ وَهُوَ اَوْسَعُ بِكُنْزٍ مِنَ الْاَرْضِ المعروف تفسیر صحیح روایت یہ ہے کہ لوگ محشر کیے جائیں
 گے سفید و ستھری زمین پر جیسے صاف کی ہوئی ٹھکیہ۔ اس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ چاندی کی ہو یا کسی اور چیز

یہ واضح ہے کہ اس زمین کے علاوہ وہ زمین ہوگی۔

بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمین چاندی کی ہوگی مگر اس روایت کی تصحیح نہیں
 ہوئی بہر حال وہ روشن ہوگی اللہ تعالیٰ کے نور سے اور بروایت ابن عباس یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور
 شمس و قمر کے واسطہ کے بغیر وہ زمین جگمگائے گی اور ظاہر ہے کہ نور شمس و قمر نور مصطفیٰ سے مستقیم
 ناپی کسی عاشق نے تصریح کی ہے اور کہا ہے۔

وَاللَّيْلُ دَجِيٌّ مِنْ وَفَرْتِهِ
 أَهْدَى السُّبُلَا بَدَا لَاتِيهَا
 هَادِي الْأَمَمِ لِشَرِيعَتِهَا
 سَقَى الْقَمَرَ بِإِسْخَارَتِهَا
 فَالْعُرْنَا لَنَا لِإِجَابَتِهَا
 الصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهَا
 فَاقِ الرُّسُلَا فَضْلًا وَعُلَى
 كَذَا الْكِرَامِ مَوْلَى رِعْمِ
 سَلَكَ الشَّجَرَ نَطَقَ الْحَجَرُ
 مُحَمَّدًا نَا هُوَ سَيِّدُنَا

اس نعت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ لیل و نهار کا اشتراق و سواد چہرہ زیبائے مصطفیٰ اور کیسوی
 سے اور یہی کیا وجود کائنات حتیٰ کہ انبیاء و رسل سب کا ظہور صدقہ مصطفیٰ میں ہے۔ تو
 اشرف الارض بنور ربانیت سے مراد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب الفہم ہے۔ اس کے علاوہ
 کار و روح المعانی میں زمین کے جگمگانے کو متعدد تاویلات سے واضح کیا اور اس پر مثالیں بھی دیں وہ یہاں

غیر زوری سمجھ کر نہیں لکھی گئیں۔ گے ارشاد ہے

وَوَضِعَ الْكِتَابَ وَجِّحًا بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ
 اور لکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے لوگ ان پر گواہ ہو
 گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرمایا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور کتاب سے مراد اعمال کی کتاب ہے حساب کے لیے یا پھر اس سے مراد لوح محفوظ ہے
 جس میں دنیا کے تمام احوال قیامت تک مفصل موجود ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ ہے جو اس کے لاکھ
 ملا موجود ہوگا۔

اور انبیاء کے سامنے شہداء کا لانا بایں معنی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ انبیاء کی شہادت
 دینا کے اور اسی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہوگا۔ اور یہی تشریح روح المعانی میں آلوسی
 نے کی۔ اس تشریح و تفصیل سے مقام مصطفیٰ علیہ التمجید و الثناء کا اعلیٰ ہونا ثابت ہو گیا۔ اور آیت کریمہ
 تَلْفِيفًا إِذْ أَجْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ لَشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا اسے بھی منصب مصطفیٰ واضح

ہوتا ہے اور وہم لا یظنون کہہ کر تصدیق شہادت سید الانبیاء فرمادی جس سے واضح ہو گیا کہ حضور کی شہادت کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ آگے ارشاد ہے۔

فَدَقِیْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ۔ اور پورا پورا دیا جائے گا سر جان کو اس کے عمل کے مطابق اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو جس نے عمل کیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا عمل مخفی نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ زمر پ ۲

اور ہانکے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف
گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہاں جائیں گے کھول
دیے جائیں گے جہنم کے دروازے اور اس کے
داروغہ ان سے کہیں گے کیا نہ آئے تھے تمہارے
پاس رسول جو تم ہی میں سے تھے اور تم پر تمہارے
رب کی آستین پڑھتے تھے اور ڈرتے تھے تم کو
اس دن کے آنے سے وہ کہیں گے بے شک

مگر عذاب مقدر ہو چکا تھا کفر کرتے والوں پر۔
کہا جائے گا اب داخل ہو جہنم کے دروازوں میں
ہمیشہ ہمیش کو۔ اس میں رہو تو بہت برے مقام
متکبروں کا۔

اور چلائے گا ان کا رب انہیں جنت کی طرف جو
پرہیزگار ہیں گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے
اس جنت پر اور دروازے کھول دیے جائیں گے
اس کے اور کہیں گے داروغہ جنت تم پر سلام ہو
مبارک ہو ہمیشہ اس میں رہو۔

اور کہیں گے جنتی تمام حمدیں اس اللہ کے لیے

وَسِیْقَ الدِّیْنِ کَفْرًا وَاِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا
حَتّٰی اِذَا جَاؤْهَا فَتَحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ
لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَاْتِكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْكُمْ
یُنۡبِیۡنُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وِیُبٰدِرُوۡنَکُمْ
لِفَاۗءِ یَوْمِکُمْ هٰذَا قَالُوۡا بَلٰی وَا
لٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلٰی
الْکٰفِرِیۡنَ ۝

قَبْلَ اَدْخُلُوۡا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِیۡنَ
فِیۡهَا فِیۡسُ مَثُوۡی الْمُتَكَبِّرِیۡنَ ۝

وَسِیْقَ الدِّیْنِ اَتَقُوۡا رَبَّہُمْ اِلٰی
الْجَنۡتِ زُمَرًا حَتّٰی اِذَا جَاؤْهَا وَا
فَتَحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا
سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبۡتُمْ فَاَدْخَلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ

وَقَالُوۡا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الدِّیۡنِ صَدَقْنَا

وَعَدَا وَ أَوْرَثْنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوا
مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ
الْعَامِلِينَ

میں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور وارث
کیا ہمیں جنت کی زمین کا کہ ہم جنت میں رہیں
جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے
والوں کا۔

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس
حلقہ کیے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی
پاکی بولتے اور لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ فرما
دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ
ہی کے لیے ہیں جو جانوں کا پروردگار ہے۔

وَتَدْرَى الْمَلَائِكَةُ حَافِينَ مِنْ
حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَقَفَعْنَا بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حل لغات

و۔ اور	سَبِّحُوا۔ چلائے جائینگے	الَّذِينَ۔ وہ جو	كَفَرُوا۔ کافر ہیں
إلى۔ طرف	يَحْتَمُونَ۔ جہنم کی	ذَمْرًا۔ گروہ گروہ	حَتَّى۔ یہاں تک کہ
إذَا جب	جَاؤُوا۔ آئیں	هَآءِ۔ اسکے پاس	فَقِيحًا۔ کھولے جائیں
أَبْوَابَهَا۔ اسکے دروازے	و۔ اور	قَالَ۔ کہیں	لَهُمْ۔ ان کو
خَزَائِنَهَا۔ اسکے داروغہ	آ۔ کیا	لَهُ۔ نہ	يَأْتِكُمْ۔ آئے تمہارے پاس
رَسُولٍ۔ رسول	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	يَتْلُونَ۔ پڑھتے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
الْبَيْتِ۔ آستین	رَبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی	و۔ اور	بَيْنَ رُؤُوسِكُمْ۔ درمیان تم کو
لِقَاءِ مَلَائِكَاتٍ	يَوْمِكُمْ۔ تمہارے دن	هَذَا۔ اسکی سے	قَالُوا۔ کہیں گے
بَلَىٰ كَيْفَ لَا يَهْدِي كَلِمَةَ بَاتٍ	و۔ اور	لَكِنِّ۔ لیکن	حَقًّا۔ حق ہوئی
قِيلَ۔ کہا جائیگا	الْعَذَابِ۔ عذاب کی	عَلَىٰ۔ اوپر	الْكَافِرِينَ۔ کافروں کے
حَالِدِينَ۔ ہمیشہ رہیں	ادْخُلُوا۔ داخل ہو	أَبْوَابِ۔ دروازے	تَحْتُمْ۔ دوزخ میں
الْمُتَكَبِّرِينَ۔ تکبر والوں کا	فِيهَا۔ اس میں	فَبَشِّرْ۔ تو بشارت دے	مَتَّوًى۔ ٹھکانہ
و۔ اور	و۔ اور	سَبِّحُوا۔ چلائے جائیں	الَّذِينَ۔ وہ جو

اَلْقَوَامِ بِرَبِّكَ اِيْمَانًا

مَرَّةً - گروه گروه

هَذَا اس کو

وَأُورِثُ

سَلَامًا وَسَلَامًا

هَذَا اس میں

اَلْحَمْدُ سَبَّ تَعْرِيفِيْنَ

وَعَدًا وَعَدًا

اَلْاَرْضِ زِيْنًا

فَنَسَاءُ بِهَمْ جَاهِيْنَ

وَأُورِثُ

مِنْ حَوْلِ - گرداگرد

رَبِّهَمْ - اپنے رب کے

بِالْحَقِّ - انصاف سے

بِاللَّهِ - اللہ کی ہیں جو

رَبِّهَمْ - اپنے رب سے

حَقًّا - یہاں تک کہ

وَأُورِثُ

قَالَ - کہیں

عَلَيْكُمْ - تم پر

خُلْدًا يَبِيْنٌ - ہمیشہ رہنے والے

بِاللَّهِ - اللہ کو ہیں

وَأُورِثُ

مِنْ جِهَنَّمَ - ہم جگہ پکڑتے ہیں

فَنِعْمَ - تو اچھا ہے

تَرَى - دیکھے گا تو

اَلْعَرْشِ - عرش کا

وَأُورِثُ

وَأُورِثُ

رَبِّ - رب ہے

إِلَى - طرف

إِذَا - جب

فَتَحَّتْ - کھولے جائیں

لَهُمْ - ان کو

طَبَقًا - مبارک ہو

وَأُورِثُ

اَلَّذِيْ - جس نے

وَأُورِثُ

مِنْ اَلْجَنَّةِ - جنت سے

اَجْرًا - اجر

اَلْمَلٰئِكَةِ - فرشتوں کو

يُسَبِّحُوْنَ - تسبیح کرتے ہیں

فَقَضٰى - فیصلہ کیا جائیگا

قِيْلَ - کہا جائے گا

اَلْعٰلَمِيْنَ - سب جہاتوں کا

اَلْجَنَّةِ - جنت کی

جَاءَ - آئیں

اَبُوْا سَمَاءَ - اسکے دروازے

خَزَنَتًا - اسکے داروغے

فَاَدْخَلُوْهُ - داخل ہو

قَالُوْا - کہیں گے

صَدَقْنَا - سچ کر دیا ہم سے

اُوْرَثْنَا - وارث کیا ہم کو

حَيْثُ - جہاں

اَلْعَمَلِيْنَ - عمل کرنے والوں کا

حٰقِقِيْنَ - گھیرے ہوئے

بِحُجْرٍ - ساتھ تعریف

بَيْنَهُمْ - ان میں

اَلْحَمْدُ - سب تعریفیں

حَلُّ لُغَاتٍ نَادِرَةٍ

وَسَيِّقٌ بوزن قَيْدٍ وَبَيْعٌ مَجْمُولٌ كاصْبَغَةٌ هِيَ اَدْرَسُوْقٌ سَيِّقٌ مَخْذُوْبٌ هِيَ اَدْرَسُوْقٌ كَهْتَمٌ هِيَ مَسْكَلَةٌ

اور چلانے کو

زَمْرًا - زَمْرٌ جَمْعٌ هِيَ زَمْرَةٌ كِي اَوْرَزْمَرَةٌ كَهْتَمٌ هِيَ جَمَاعَةٌ كُوَيْشْتَقٌ هِيَ زَمْرٌ سَبَّحَ اَصْلًا مَعْنَى اَدَاةٌ كِي هِيَ جَمْعٌ جَمَاعَةٌ بَلِيٌّ اَدَاةٌ سَيِّقٌ خَالِيٌّ هِيَ اَسْوَدٌ هِيَ زَمْرَةٌ كُوَيْشْتَقٌ هِيَ جَمَاعَةٌ كَهْتَمٌ هِيَ مَسْكَلَةٌ

حَقَّقْتُ - یہ پیرا معنی میں مستقل ہے منجملہ ان کے وَكَذَلِكَ حَقَّقْتُ كَلِمَةً زَيْبًا هِيَ اَدْرَسُوْقٌ اَبُوْا سَمَاءَ وَكُنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ حِينَ كَيْ مَعْنَى حَسْبٌ مَقْتَضَاةٌ حِكْمَتٌ كَسَى كَيْ لِيْهِ مَقْرَأَةٌ مَتَعِيْنٌ هِيَ نَابَةٌ هِيَ مَفْرَوَاتٌ

مَثْوَى - ٹھکانہ کے معنی دیتا ہے۔

طَبِئْتُمْ۔ یہ لفظ خوشخبری اور شہادہ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ طَبِئْتُمْ کے معنی بنتے ہیں تم بڑے مزے میں آئے
تَبَّوْا۔ رہنے کے معنی میں ہے۔

حَافِئِينَ۔ حَفُوف سے ماخوذ ہے اور حَفُوف کہتے ہیں کسی چیز کے گھیرنے اور اس کے ارد گرد پھرنے کو
یوں لاکر ہے میں حَفَّتِ الْقَدَمُ بِسَيِّدِهِمْ يُحْفُونَ حَفًّا إِذَا طَافُوا بِهِ۔

مختصر تفسیر اردو اٹھواں رکوع سورہ زمر پ ۲۲

وَسِبْقِ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ ذَمًّا۔ اور چلائے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گروہ گروہ۔
اس سے مراد قیدیوں کی طرح ذلت سے جہنم کی طرف لے جائے۔ آگوسی فرماتے ہیں۔
أَيُّ سَبَقُوا إِلَيْهَا بِالْعَنَفِ وَالْإِهَاتَةِ أَفْوَاجًا مُتَفَرِّقَةً بَعْضُهُمَا فِي أَثَرِ بَعْضٍ مُتَوَاتِرَةً حَسَبَ تَرْتِيبِ
لُحِقَاتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ وَالشَّارِدَةِ۔ اور جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے سختی اور درشتی اور ذلت کے ساتھ۔ اور
زمکا ترجمہ افواج متفرقہ کیا اور بعض ان میں اپنی گمراہی کے درجات کے مطابق اور بعض اپنے برے اعمال
کے مطابق جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

حَقًّا إِذَا جَاؤُهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا۔ یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ابواب جہنم پر تو دروازہ کھول دیا جائے
اور انہیں اس میں داخل کر دیا جائے چنانچہ جہنم کے جیل خانہ کا دروازہ ہمیشہ ہی بند رہے گا جہنمیوں
کے آنے پر کھولا جائے گا اور پھر بند کر دیا جائے گا چنانچہ اسی کی نقل دنیا کے جیل خانہ کی ہے کہ یہ بھی بند رہتا
ہے جب قیدی آئے تو کھولا جاتا ہے جِئْتِ قَالَ الْأَكُوْسِيُّ فِي دُورِجِ الْمَعَانِي۔ لِيَدْخُلُوْهَا وَكَانَتْ
فَلِجْنِيْمٍ غَيْرِ مُفْتُوْحَةٍ فَهِيَ كَسَابِرِ الْبَوَابِ السُّجُوْنِ لِأَنْزَالِ مُعَلَّقَةٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَ الصَّعَابُ الْجَاهِلِيَّ
الَّذِينَ يُسْجِنُونَ فِيهَا فَيَفْتَحُ لِيَدْخُلُوْهَا فَإِذَا دَخَلُوْهَا أُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ۔

وَقَالَ لِمَنْ حَزَنَتْهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ
لِقَاءِ يَوْمِكُمْ هَذَا۔ اور کہیں گے انہیں داروغہ جہنم کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں
سے جو پڑھتے تم پر ہماری آیتیں اور ڈراتے تم کو اس دن کے آنے سے۔

یہ خزانہ جہنم بطریق تو بیخ ان کافروں کو کہیں گے چنانچہ وہ شرمندہ ہو کر جواب دیں گے۔
قَالُوا بَلَىٰ وَذَلِكَ حَقٌّ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ بے شک آئے ہم پر رسول اور انہوں نے
اس دن سے ڈرایا لیکن عذاب کا حکم مقرر ہو چکا تھا کافروں پر۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس آیت سے استدلال فرماتے ہیں کہ اسلام میں اکراہ اور برہنہ ہے بلکہ انبیاء کرام کے ذریعہ کفار کو دلائل عقلیہ سے قبح کفر واضح فرمایا جانتے پھر ان پر ایسا دیکھا گیا کہ انکار کی بنا پر عقاب مقرر ہوتا ہے یہی دوسرے مقام پر قرآن کریم میں ہے لَا تُكْرَهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ اللَّهُ مِنَ النَّبِيِّ
اسلام میں اکراہ واجباً نہیں ہے شک ظاہر کر دیا گیا راہ رشد کو گمراہی سے اور تباہی گمراہی کی برائیوں اور ایمان کی خوبیوں کو فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى
لَا انْقِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ تو جس نے بتوں کے ساتھ کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے اللہ کی رسی کو پکڑ لیا جو مضبوط ہے۔

اس سے ارباب عقائد نے کفر کی دو قسم رکھی ہیں ۱) ایک کفر ثابت (۲) دوسرا کفر زائل کفر ثابت وہی ہے جو مومن کو طاغوت اور بتوں کی مخالفت میں حاصل ہوتا ہے اور یہ جتنا حیات دنیا میں ہے بعد ممات اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور یہی نجات کا موجب ہے۔ دوسرا کفر زائل یہ کفر کفار ہے جو حق سے انکار اور بتوں کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اپنی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر و انکار سے بچائے آمین بِرُكْحَةِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ

قِيلَ ادْخُلُوا ابْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا فَبئسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ہ فرمایا جائے گا جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہتے تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کے لئے یہاں متکبروں سے مراد کافر ہی ہیں۔

اب مومنین کا حسب اسلوب بیان قرآن مذکور ہے۔ اس لیے کہ پہلے جنہیں کا تذکرہ فرمایا اب جنہوں کا تذکرہ ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَسَيَقُ الِّدِّيْنِ اتَّقُوا اَدِيْمَ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ اِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لِمُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ اور چلائے جائیں گے پرہیزگار جنت کی طرف گروہ گروہ۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں تو اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور کہیں گے حفظہ جنت سلام ہو تم پر تم اچھے رہے فادخلوهها تو داخل ہو تم اس جنت میں ہمیشہ کے لیے یہاں سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نعمت دنیا اور عیش و عشرت یہ سب عارضی ہیں کوئی عیش میں نہیں رہ سکتا۔ دولت مند ہمیشہ متمول نہیں رہ سکتا۔ ارباب سلطنت ہمیشہ متمکن حکومت نہیں رہ سکتے حتیٰ کہ جوان ہمیشہ جوان نہیں رہ سکتا اس کی عمر میں زوال آئے گا بخلاف جنت کے کہ وہاں کی ہر نعمت ابدی ہے ہر عیش ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ پھل پھول اور موسم کی کیفیت

فَمَنْ جَرَّ الْعَمَلَيْنِ - اہل جنت کہیں گے تمام حمدیں اس کے وجہ منیر کو ہیں جس نے ہمیں زمین جنت کا مالک بنا یا رہیں اس جنت میں جہاں چاہیں تو پڑا اچھا بدلہ ہے نیک عمل والوں کا۔

وَتَدْرَى أَعْلَى كَتَمًا حَاقِبِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - اور آپ ملاحظہ فرمائیں گے ملائکہ کو کہ وہ گرداگرد عرش کے پھر رہے ہوں گے یا ماحول عرش کو گھیرے ہوئے ہوں گے اور تسبیح کر رہے ہوں گے اپنے رب کی اور کہتے ہوں گے کہ تمام حمدیں رب العالمین کے وجہ منیر کو ہیں

یہاں ترمذی کے معنی تم دیکھو گے سے دراصل سید المناطین سر در دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَشَادَةً إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَنَا مَلِيكًا مُقْتَدِرًا - ترمذی سے اشارہ سر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے جو ایسا ملاحظہ فرمائیں گے عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور مجلس حق میں۔

اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جلوہ گرہوں گے اور حروف ملائکہ ملاحظہ کر رہے ہوں گے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھشتر کا تمام نقشہ عرش کی تمام کیفیات ملائکہ مقربین کے تمام حالات مفصل بیان فرمادیں اور یہ ثابت کر دیا کہ حضور پر عالم مستحضر ہے اور ما غیر وانہم زیر نظر و لہ الحمد۔

اسی بنا پر قَضَى بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ پر مفسرین نے کہا اِنِّي عَلَى مَا قَضَى بَيْنَنَا بِالْحَقِّ یعنی اعمال صالح پر ہم میں صحیح حکم نافذ فرمادیا اور جنہیوں کے عمل طالح کا بدلہ عذاب جنم دیا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى اِفْضَالِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَاجْبَابِهِ وَعَائِلَتِهِ وَسَلَامٌ وَسَلَامٌ كَثِيرًا

سورة مومن

یہ سورۃ مکی ہے اس میں پچاسی آیتیں اور نور کو ع ہیں

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورة مومن ۲۴

لے حامد و محمود

ختمہ

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ
الْعَلِيمِ

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ
شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لِأَنَّ
الْأَهْلَؤَ الْيُسْرِ الْمَصِيئَةَ

مَا يَجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ
كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرُكَ تَقْلِبُهُمْ فِي
الْبِلَادِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ
مَنْ بَعْدَ هُمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرِسْوَالِ
لِيَأْخُذُوا وَهَ وَجَادُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا
بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْنَاهُمْ فَكَيْفَ كَانَ
عِقَابُ

وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ
كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ

الَّذِينَ يَجْعَلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ
لَسَعُونَ بَعْدَ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ
وَلِيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا
فَاعْقِرِ الَّذِينَ تَابُوا وَاسْعُوا
سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

یہ کتاب اتارنا ہے اس اللہ کی طرف سے جو
عزت اور حکمت والا ہے۔

بخشنے والا گناہ کا اور توبہ قبول کرنے والا سخت
عذاب کرنے والا۔ بڑے انعام والا اس کے
سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اسی کی طرف لوٹنا ہے
اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر کافر تو بے سننے
والے زدھوکہ دے تجھے ان کا زور و شور بیچ
ملکوں کے۔

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے اور جاعتوں
نے ان کے بعد اور آئادہ ہو گئی ہر قوم کہ اپنے
رسول کو بکریں اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس
سے حقانیت کو ٹال دیں تو میں نے انہیں پکڑ
لیا پھر کیسا ہوا میرا عذاب۔

اور یونہی تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت
ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔

وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس
کے گرد ہیں تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی
 حمد کے ساتھ اور اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں
اور بخشش مانگتے ہیں ان کے لیے جو ایمان لائے
ہے ہمارے رب ہر شے کی سمائی ہے تیری رحمت
و علم میں تو بخش ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور
تیرے راستہ کی پیروی کی اور بچا ان کو عذاب
جہنم سے۔

ہے ہمارے رب اور داخل کرا نہیں ہمیشہ کے
باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور

رَبَّنَا وَاَدْخِلْنَاهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ
الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور
بیبیوں اور اولاد میں بے شک تو غالب
حکمت والا ہے۔

اور بچا ان کو گناہوں سے اور جسے تو بچالے
گناہوں سے اس دن تو بے شک تو نے
اس پر رحم فرمایا۔ اور یہی زبردست کامیابی ہے

مَنْ آبَاؤُهُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ
السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ
وَذَلِكَ هُوَ الْقُوَى الْعَظِيمُ ۝

حل لغات

تَنْزِيلٌ - اتارنا ہے	تَنْزِيلٌ - اتارنا ہے	حکمر - اس میں عام سے کنایہ ہے حامد کا اور میم میں محمود کا
الْحَكِيمُ - حکمت والے سے	الْحَكِيمُ - حکمت والے سے	مِنَ اللَّهِ - اللہ
غَافِرٌ - بخشتے والا	غَافِرٌ - بخشتے والا	الْعَزِيزُ - غالب
التَّوْبِ - توبہ کا	قَابِلٌ - قبول کرنے والا	وَأَزْوَاجُهُمْ
ذِي الطُّولِ - بڑے انعام والا	ذِي الطُّولِ - بڑے انعام والا	الْعِقَابِ - عذاب والا
هُوَ - وہی	إِلَّا - مگر	إِلَّا - مگر
يُجَادِلُ - جھگڑتے	مَا - نہیں	الْمُصِيبُ - پھرنا ہے
الذَّيْنِ - وہ جو	إِلَّا - مگر	فِي آيَاتِ اللَّهِ - اللہ کی آیتوں میں
كَانَ - تھا	يَعْرُدُ - دھوکے میں لے	كَفَرُوا - کافر ہیں
كُنَّ - تھیں	الْبِلَادِ - شہروں کے	تَقَلَّبُوا - ان کا پھر
وَأَزْوَاجُهُمْ	نُوحٍ - نوح نے	قَبْلَهُمْ - ان سے پہلے
وَأَزْوَاجُهُمْ	هَمَّ - ان کے	الْأَحْزَابِ - لشکروں نے
بِأَسْمَاءِ - اپنے رسول سے	أُمَّةٍ - امت نے	هَمَّتْ - قصد کیا
جَادَلُوا - جھگڑیں	وَأَزْوَاجُهُمْ	يَأْخُذُوا - کہہ پکڑیں
الْحَقِّ - حق کو	بِهِ - اس سے	بِالْبَاطِلِ - باطل سے
كَانَ - ہوا	فَكَيْفَ - تو کیسا	فَأَخَذْتَهُمْ - تو میں نے ان کو پکڑا
حَقَّتْ - حق ہوئی	كَذَلِكَ - اسی طرح	عِقَابٍ - میرا عذاب

دَبِّكَ تَبْرَةً رَبِّكَ	علیٰ اور	اللّٰدِیْنِ اَمْرًا
اَسْمًا كَرِيْمًا	اَصْحَابِ النَّارِ اَكْبَرًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
يُحْمِلُونَ اِطْحَاتِي	الْعَرْشِ عَرْشِ كُو	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
حَوْكَةً رَسَكَةً	يَسْبُحُونَ بِتَسْبِيْحٍ كَثِيْرَةٍ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا	يَوْمِنُوْنَ اِيْمَانًا لّٰتِيْ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
يَسْتَغْفِرُوْنَ نَجْمًا	وَسِعَتْ سَمٰوٰتُوْنَ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
رَحْمَةً رَحْمَةً	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
لِلّٰدِیْنِ اَمْرًا	تَابُوْا تَوْبَةً	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
سَبِيْلِكَ تَبْرَةً	وَقَرِيْبًا اِنْكُوْا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
رَبَّنَا اَسْمًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
عَدُوْنَ سَمِيْمَةٍ	بِالَّتِيْ كَرِهْتُمْ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
مَنْ رَانَ كُوْجُوْ	صَلَحَ نِيْكًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
اَزْوَاجِهِمْ اِنْكُوْا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
اَنْتَ تُوْجُوْ	الْعَزِيْزُ غَالِبٌ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
قَمِيْمًا رَجَا اِنْكُوْ	السَّيِّئَاتِ رَجَا اِنْكُوْ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
تَقِيْ رَجَا اِنْكُوْ	السَّيِّئَاتِ رَجَا اِنْكُوْ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
رَحْمَةً تُوْنَةً	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا
الْفُوْزِ كَامِيَابِي	الْعَظِيْمِ بَرِيْ	وَاللّٰدِیْنِ اَمْرًا

حل لغات نادرہ

ذی الطویل :- اس کے معنی فضل و زیادت کے ہیں کہا جاتا ہے اَفْلَانِ عَلٰی فُلَانٍ طَوْلًا لَمْ
 فَضْلًا وَزِيَادَةً اور اسی سے ہے تَطَوَّلَ بِمَعْنَى تَفَضَّلَ طَوْلًا جو قصر کی ضد ہے اسی لیے طویل کہتے ہیں کہ اس
 میں کمال اور زیادت ہوتی ہے اور طویل سے تمویل اور فراخ دستی بھی مراد لی جاتی ہے اسی لیے دولت مند

آدمی کو وہ تفضل و زیادت حاصل ہوتی ہے جو مفلس کو نہیں ہوتی۔

فَلَا يَغْرُوكَ: ہر وہ چیز جو انسان کو دہوکہ میں ڈالے۔ مال بجاہ۔ شہوت اور تو سوس شیطانی سے
تَقَلُّبُكُمْ: تغلب کہتے ہیں۔ آمدورفت کرنے کو۔

وَهَشَّتْ: آمادہ کرنے کے معنی دیتا ہے

لِيُدْخِلُوا: اصلہ من دحض الرجل یعنی پاؤں پھسلنے کے معنی دیتا ہے یہاں لید حضوا کے

معنی راہ حق سے پھسلا دینے کے ہوں گے۔

وَقَامَتْ: وَقَامَتْ بمعنی نگرانی۔ قی صیغہ امر ہے۔

جَنَّاتٍ عَدْنٍ: جمع جنت ہے جس کے معنی باغ کے آتے ہیں اور عدن ہمیشہ سرسبز اور شاداب

رہنے والے کو بسنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ مومن پ ۲

اس سورت مبارکہ کا نام سورۃ مومن ہے اور اسے سورۃ غافر بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکہ ہے۔
سولٹے دو آیتوں کے جو اَلَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں نو
رکوع پچاسی آیتیں ایک ہزار ایک سوتنا نو سے کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ حرف ہیں۔

حرف: جس سے سورۃ شروع ہے یہ حروف مقطعات سے ہے مفسرین نے اس کے متعلق یہی
کہا ہے کہ اللّٰهُ اعْلَمُ بِمُرَادِهِ یعنی اس کے حقیقی معنی اللہ اور اس کے حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن مقتضائے حروف کے اعتبار سے تھا اور تمیم دونوں میں کنایہ بن سکتے
ہیں جن کو معنی تعبیری کہیں گے اور حاسے یا حابد اور تمیم سے یا محمود معنی بن سکتے ہیں اس لیے کہ اس میں
مخاطبہ سید الخاطبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ میں اپنی ذات کا تعارف کرایا گیا اور فرمایا کہ اس
کتاب کا نازل ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غالب اور علم والا ہے۔

پھر اپنی صفت غفرانی دکھانے کو ارشاد ہوا۔

عَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ۔ بخشنے والا گناہوں کا اور قبول کرنے والا توبہ کا۔

اور چونکہ توبہ متعدد ہوتی ہے اس لیے جمع کے صیغہ توب کو استعمال کیا جو توبہ کی جمع ہے اور

اسی کے ساتھ جہاں ایمان والوں کی توبہ قبول فرماتا تھا ہر کیا وہاں کافروں پر عذاب کا اظہار فرمایا فرمایا
 شَدِيدًا الْعِقَابِ ذِي الطُّوْلِ لِذَالِ الْاَهْوَالِ يَسْبِ الْمَصِيْرُ سَخْتِ عَذَابِ فَرَسَانِ هَالَا۔ اور
 بخششوں کے اظہار میں عارفوں کے لیے ذِي الطُّوْلِ بنا کر اپنی شان توجید دکھائی اور فرمایا لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ
 اِيْتِي الْمَصِيْرُ كُوْنِي مَعْبُوْدَةٌ مِغْرُوْبِي اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا سے بندوں کو آخرت میں آگے لے گا
 مَا يَجَادِلُ فِي اٰيَاتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْنَزِيْكَ تَقْلِبُهُمْ فِي الْبِلَادِ يَعْنِي اللّٰهُ كِي اَيْتوں
 میں نہیں جھگڑتے مگر وہی جو کافر ہیں تو اے سننے والے زہو کہ میں ڈالے تجھے ان کا شہروں میں آنا جانا۔
 یہاں پر فَلَا يَغْنَزِيْكَ فَرَاكَ مِغْرُوْبِي سننے والے سے خطاب ہے اور حکم کو عام کر دیا ہے اور اس مخاطبہ
 سے ہر مومن کو خبردار کیا گیا ہے کہ کافروں کا شہروں میں تجارتوں کے لیے آنا جانا اور ان کے تمول و قوت مگر
 سے ہمتیں دھو کہ نہ ہو کیونکہ ان کا انجام کاربالاتر عذاب اور خواری ہے۔ یہ سب عارضی و فانی ہے اور جو کچھ
 تمہیں ملے گا وہ ابدی اور لافانی ہے۔

كَذٰلِكَ يَدْعُوْا تِلْكَ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَرُوْحِ الْاَحْزَابِ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ نُّوْسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْكَ وَجَادُوْا بِالْبٰطِلِ
 لِيُدْحِضُوْا بِالْحَقِّ فَاْخَذُوْهُمْ فَاِخْتَفَتُمْ فَاِخْتَفَتُمْ كَانِ عِقَابِ اَنْ سَبَّ نُوْحٌ كِي قوم اور ان کے بعد کی جماعتوں نے جھگڑا
 اور ہر امت آئندہ ہو گئی کہ وہ اپنے رسول کو پکڑیں اور باطل کی حمایت میں جھگڑتے تاکہ ان کا قدم راسخ حق سے پھسلا
 دیں تو میں نے انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مومن کا کام نہیں بلو اوڈ میں ایک حدیث ہے کہ
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے اور جھگڑے اور جدال سے آیات الہیہ میں طعن کرنا
 اور تکذیب و انکار کے ساتھ پیش آنا ہے اور حل مشکلات اور کشف معضلات کے لیے علمی و اصولی بحثیں جلیل
 نہیں ہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں کفار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ تھا کہ وہ کبھی قرآن پاک کو سحر کہتے اور کبھی حساب
 قرآن کو سحر کہتے اور کبھی قرآن پاک کی آیات کو سحر شعر کہتے اور اساطیر الاولین سے تشبیہ دیتے۔
 وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْتُمْ صٰٓغِبُ النَّارِ۔ اور ایسے ہی مقرر ہو چکا تمہارے
 رب کا حکم کافروں پر کہ وہ جہنمی ہیں۔

الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا ذُنُوْبًا وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاَغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ
 اور وہ ملائکہ جو عرش اٹھاتے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی حمد کرتے ہیں
 اور اس پر ایمان لانے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توجید پر ایمان لانا ان کا خاصہ ہے

شہرین خوشب کہتے ہیں کہ عالمین عرش آکھ میں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ
 بِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ جَنَّتِكَ وَعَدْلِكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ
 عَلَىٰ عَفْوِكَ بَعْدَ قَدْرَتِكَ۔ اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں یہ عالمین عرش اس طرح دعا کرتے ہیں
 رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ
 اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کو سمائی ہے تو بخش دے ان کو جو توبہ کریں اور تیرے لئے
 کی پیروی کریں اور انہیں بچا عذاب جہنم سے۔

اس طرز بیان سے یہ بھی استفادہ ہوا کہ بارگاہ حق میں دعا کرنے سے پہلے تثنائے الہی ضروری ہے یہ
 عرض دعا اور فاتحوا سبیلک اللہ کے راستہ سے مراد یہاں اسلام ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا
 إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
 رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
 إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْنَا وَذَلِكِ
 هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ اے ہمارے رب انہیں رخصت کرنے والے باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے وعدہ فرمایا ہے
 اور ان کو جو نیک ہوں انکے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے اور بچا انہیں
 گناہوں سے اور جسے تو اس دن کے شامت اعمال سے بچالے تو بیشک تو نے اس پر رحم کیا اور بزرگ دست
 کامیابی ہے ایسا ہی مضمون علامہ آلوسی نے روح المعانی میں دیا البتہ بعض جگہ کمی بیشی کی ہے۔

اخرج البيهقي في الشعب عن الخليل بن مرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الخواصم
 سَبِّحُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ سَبِّحُوا فِي كُلِّ حَوْمٍ مِنْهَا فَتَقِفُ عَلَىٰ بَابٍ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ تَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تَدْخُلْ مِنْ
 هَذَا الْبَابِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِي وَيَقْرَأَنِي۔ قرآن کریم میں سات جہم ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں
 ہر دروازہ پر ایک جہم قائم ہوگی اور بارگاہ الہی میں دعا کرتی ہوگی کہ الہی جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تلاوت
 کی اسے اس دروازہ سے داخل نہ فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال میں ارباب عمل جو جہم اور طواغیتیں اکثری
 میں کندہ کرتے ہیں یہ وسعت رزق کے لیے اور سخاوت اور صیانت ہر بلا کے لیے ضامن ہے چنانچہ دوسرے
 حدیث البيهقي في الشعب الايمان عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ قَرَأَ حَتَّىٰ يَصْبِحَ
 لِلصَّيْرِ وَآيَاتِ الْكُرْسِيِّ حِينَ يُصْبِحُ حَفِظَ بِهَا حَتَّىٰ يَمُوتَ وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَمُوتُ حَفِظَ بِهَا حَتَّىٰ يُصْبِحَ
 نے فرمایا جو تم تنزیل کتاب من اللہ العزیز العظیم الیہ صلیت تک شام کو تلاوت کرے تو صبح تک ہر بلا سے
 محفوظ رہے گا اور جو صبح ایک مرتبہ پڑھ لے وہ شام تک ہر صیبت سے محفوظ رہے۔

اخرج عبد بن حميد عن يزيد بن الاصم ان رجلا كان ذابايس وكانت من اهل الشام وان عمر
رضي الله عنه فقد قال فقال عنه فقيل كذبتايع في الشراب فدعا عمر كاتبه فقال لكاكتب من عمر بن الخطاب
الى فلان بن فلان سلام عليكم فاتي احمد اليكوا الله الذي لا اله الا هو بسم الله الرحمن الرحيم الحمد الى قوله
تعالى اليه المصير وختم الكتاب وقال ليسوله لانتدفع اليه حتى يمدك صاحبا ثم امر من عندك بالذبح
لبياتوبة فلما اتته الضعيفة جعل يقرها ويقول قد وعدتني ربي ان يعفروني وخذتني عقابه فلم يبرح
يرقد لها على نفسه حتى بكي ثم تنزع فاحسن المزود فلما بلغ عمر توبته قال هكنا افا فعلوا اذا ذابايتهم
اخالهم قذائل ذلك فسد دودا ووقفوا وادعوا الله تعالى ان يتوب عليهم ولا تكونوا اعداءا للشياطين

يزيد بن اصم سے روایت ہے کہ ایک آدمی اہل شام سے مرہن تھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنه سے وہ روپوش تھا آپ نے اس کا پتہ لگا کر تادمہ عالی لکھا جس کا یہ مضمون تھا۔ عمر بن خطاب کی جانب
سے فلاں بن فلاں کو یہ تادمہ عالی بھیجا جاتا ہے بعد حمد و صلوة کے تجھے تعلیم دی جاتی ہے ہم کی الیہ المصیر تک
آپ نے خط لے جانے والے کو فرمایا کہ تولے سے چختا ہوا پائے گا پھر فرمایا کہ اسے یہ آیت بتا کر توبہ کی
تعلیم دو۔

جس وقت تادمہ برپہنچا اور صحیفہ عمر اس نے پڑھا تو وہ کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ
کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا اور عذاب الہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہاں تک
کہ وہ فکر کرتا رہا اور روپڑا اور وہ خوف اس پر کافی ہوا۔ جب یہ واقعہ فاروق اعظم تک پہنچا تو آپ نے
فرمایا کہ جب اپنے بھائی کو ایسی حالت میں دیکھو تو اسے ایسی ہی تعلیم دو تا کہ وہ ثابت ہو جائے۔
اس کے بعد جو کتب بت قبلم قوم نوح کی آیت ہے اس میں فلا یعترک تعلیم فی البلاد
پر فرماتے ہیں کہ تقلاب سے مراد مشرکین کا سفر کرنا ہے جو وہ گرمی میں یمن کی طرف کرتے تھے اور
سردی میں ملک شام کی طرف۔

لیذا حضوا اب الحق کا ترجمہ نیز لکھا فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم ابتدا میں لکھ چکے ہیں۔
فکیف کان عقاب میں اشارہ ہے ان ملکوں میں دورہ کرنے سے عذاب کے نقشے
نظر آتے ہیں جو ان پر آئے۔ باقی مضمون وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں ویدلہ الحمد۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ مومن پک

بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں خدا کی جلتے
گی کہ تم سے اللہ کی بیزاری بڑی ہے تمہاری جانوں
کی بیزاری سے جب تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف
تو تم کفر کرتے تھے۔

کہیں گے ہمارے رب تو نے ہمیں مردہ کیا اور
مرتبہ اور زندہ کیا دو مرتبہ ہم نے اقرار کیا اپنے گناہوں
کا تو کیا بہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟
یہ تمہارے لیے جب ہو واجب تمہیں ایک اللہ کی
طرف بلایا گیا تو تم نے کفر کیا اور اگر اللہ کا شریک
کھریا جاتا تو تم اس پر ایمان لاتے تو حکم اللہ ہی کا
ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے۔

اور وہ وہ ذات ہے کہ اپنی نشانیاں دکھا کر تمہارے
لیے نازل فرمایا رزق آسمان سے اور نصیحت نہیں
مانتا مگر وہی جو رجوع لائے۔

تو پکارو اللہ کو مخلصانہ طور پر کہ اسی کا دین ہے اگرچہ
کافر دل کو ناگوار ہو۔

بلند درجے دینے والا عرش کا مالک جو جان و التماس
ایمان میں اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں سے
تاکہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے۔

جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے نہیں مخفی ہوگا اللہ پر
ان کے حال سے کچھ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے
ایک اللہ کے لیے جو سب پر غالب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِنَادُونَ لَمَقَّتْ اللَّهُ
الْكُفْرَ مِنْ مَقْفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ
إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ

قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا إِثْنَيْنِ وَأَحْيَيْنَا
إِثْنَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى
خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ
ذِكْرٌ بِأَنَّ اللَّهَ إِذْ أَدْعَى اللَّهُ وَحْدَكَ
كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُوا
فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ
مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا
مَنْ يُنِيبُ

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ
كُرِهًا الْكَافِرِينَ

رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي
الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ
شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ

الْيَوْمَ تَجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ط إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ
الْحِسَابِ

وَأَنْتَ ذُرَّهُمْ يَوْمَ الْأُذْفَةِ إِذَا الْقُلُوبُ
لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاطْمِئِنَّةٍ

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ
يُطَاعُ

يَعْلَمُ خَائِئِنَا الْعَيْنِ وَمَا تَخْفَى
الضُّرُودُ

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ط وَالَّذِينَ
بِئْتُمُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ
شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

سج کے دن بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اس کی کرتی
کا۔ سچ کسی پر بے قصافی نہیں بے شک جلد حساب
لینے والا ہے۔

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والے آفت کے
دن سے جب کہ دل غم میں بھرے گلوں کے پاس
آجائیں گے۔

نہیں ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ سفارشی
جس کا کہا مانا جائے۔

اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوریوں کو اور جو سینوں
میں مخفی ہے۔

اور اللہ صحیح فیصلہ نافذ فرمائے گا اور جو لوگ پوجتے
ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے بے شک
اللہ ہی ستادِ کھتا ہے۔

حل لغات

بِنَادُونَ - پکارے جائینگے	كَفَرُوا - کافر ہوئے	الَّذِينَ - وہ جو	إِنَّ - بیشک
مَنْ مَقْتُكُمْ - تمہاری ناراضگی	الْكِبْر - بہت بڑی ہے	اللَّهُ - اللہ کی	لَمَقْتُ - کہ ناراضگی
إِلَى - طرف	تَدْعُونَ - تم بلائے جاتے	إِذْ - جب	أَنْفُسَكُمْ - اپنی جانوں پر
دِينًا - اے ہمارے رب	قَالُوا - کہیں گے	فَتَكْفُرُونَ - تو تم کفر کرتے	الْإِيمَانَ - ایمان کی
أَجِيئْنَا زنده کیا ہم کو	و - اور	الَّذِينَ - دوسرے	أَمَّنَّا - مارا تو نے ہم کو
قَهْلًا - تو کیا	بَيْنَ نُونِنَا - اپنے گناہوں کا	فَاعْتَرَفْنَا - ہم نے اقرار کیا	الَّذِينَ - دوسرے
ذَلِكَ - یہ	وَمَنْ سَبِيلٍ - کوئی راہ	خُرُوجٍ - نکلنے کی ہے	إِلَى - طرف
اللَّهُ - اللہ	دُعَى - پکارا جانا	إِذَا - جب	بِأَنَّهُ - اس لیے کہ
إِنَّ - اگر	و - اور	كَفَرْتُمْ - تو تم کفر کرتے	وَحْدَهُ - کیلئے کو

فَاُحْكَمُوا تَحْكَمًا	تَوُ مَنُوا - تم ایمان لاتے	بہ - اس کے ساتھ	يَتَشَرَّكُ شُرَكَاءَ كِبَاحًا	بہ - اس کے ساتھ	يَتَشَرَّكُ شُرَكَاءَ كِبَاحًا
هُوَ - وہ	الْكَبِيرِ - بڑے کا ہے	الْعَلِيِّ - بلند	اللَّهُ - اللہ	الْعَلِيِّ - بلند	اللَّهُ - اللہ
وَأُورَثُوا	اٰيٰتِہَا - اپنی نشانیوں	يُرِيكُمْ - دکھاتا ہے تم کو	الَّذِي - وہ ہے جو	يُرِيكُمْ - دکھاتا ہے تم کو	الَّذِي - وہ ہے جو
رِزْقًا رِزْقًا	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے	لَكُمْ - تمہارے لیے	يُنزِّلُ - اتارتا ہے	لَكُمْ - تمہارے لیے	يُنزِّلُ - اتارتا ہے
إِلَّا مَن كَفَرَ	بَعْدَ نَصِيحَتِنَا لِقَوْمٍ	مَا - نہیں	وَأُورَثُوا	مَا - نہیں	وَأُورَثُوا
اللَّهُ - اللہ کو	فَادْعُوا - تو پکارو	بَيْنُوبٍ - رجوع کریں	مَنْ جَاءَ	بَيْنُوبٍ - رجوع کریں	مَنْ جَاءَ
وَأُورَثُوا	الذَّيْبِ - دین	لَهُ - اس کے لیے	مُخْلِصِينَ مَخَالصَ كَيْفَ	لَهُ - اس کے لیے	مُخْلِصِينَ مَخَالصَ كَيْفَ
دَفِيعًا - بلند	الْكَافِرُونَ - کافر	كِرَةً - ناپسند کریں	كُلِّ كِرَةٍ - ناپسند کریں	كِرَةً - ناپسند کریں	كُلِّ كِرَةٍ - ناپسند کریں
الرُّوحِ - روح	يُنْفِئُ - ڈالتا ہے	ذُو الْعَرْشِ - عرش کا مالک	اللَّادِرَجَاتِ - درجات والا	ذُو الْعَرْشِ - عرش کا مالک	اللَّادِرَجَاتِ - درجات والا
يُنشِئُ - چاہے	مَنْ - جس کے	عَلَى - اوپر	مَنْ أَمْرًا - اپنے حکم سے	عَلَى - اوپر	مَنْ أَمْرًا - اپنے حکم سے
يَوْمَ - دن	لَيُنزِلَنَّ - تاکہ ڈرائے	مِنْ عِبَادِهِ - اپنے بندوں میں سے	مَنْ عِبَادِهِ - اپنے بندوں میں سے	مِنْ عِبَادِهِ - اپنے بندوں میں سے	مَنْ عِبَادِهِ - اپنے بندوں میں سے
بَارِزُونَ - نکلیں گے	هُمْ - وہ	التَّلَاقِ - ملاقات سے	التَّلَاقِ - ملاقات سے	التَّلَاقِ - ملاقات سے	التَّلَاقِ - ملاقات سے
اللَّهُ - اللہ کے	عَلَى - اوپر	يَوْمَ - جس دن	يَوْمَ - جس دن	يَوْمَ - جس دن	يَوْمَ - جس دن
الْمَلِكِ - بادشاہی	لِمَنْ - کس کی ہے	يَجْفَى - چھپی ہوگی	يَجْفَى - چھپی ہوگی	يَجْفَى - چھپی ہوگی	يَجْفَى - چھپی ہوگی
الْقَهَّارِ - زبردست کی	الْوَاحِدِ - اکیلے	شَيْءٍ - کوئی چیز	شَيْءٍ - کوئی چیز	شَيْءٍ - کوئی چیز	شَيْءٍ - کوئی چیز
نَفْسٍ - آدمی	كُلِّ - ہر	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
ظُلْمٍ - ظلم	لَا - نہیں ہوگا	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
سَوِيْعٍ - جلدی	اللَّهُ - اللہ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
هُمُ - ان کو	أَنْذَرُ - ڈرا	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
الْقُلُوبِ - دل	إِذْ - جب	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
مَا - نہیں	كَاطْمِينَ - غم میں بھرے	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
لَا تَرَى	وَأُورَثُوا	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
خَائِنَةٌ - چوری	يَعْلَمُ - جانتا ہے	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
تُخْفَى - چھپاتے ہیں	مَا جَاءَ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ
يَقْضَى - فیصلہ کریگا	اللَّهُ - اللہ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ	بِئْسَ مَا كَانَتْ تَكْتُمُ

بِالْحَقِّ جَعَىٰ كَيْفَ سَأَلَ
 مِنْ دُونِ مَا سَأَلَ سِوَا
 الْبَيْشِكِ
 الْبَيْشِكِ وَكَيْفَ وَاللَّهِ
 ۵۔ اور
 لہ نہیں
 اللہ اللہ

الَّذِينَ - وہ جن کو
 يُفَضِّلُونَ - فیصلہ کر سکتے
 هُوَ - وہ ہے

يُدْعُونَ - پوچھتے ہیں
 بِشَيْءٍ كَسَىٰ حَيْزِرًا
 الشَّيْبِيعِ - سفینے والا

حل لغات تاورہ

مقت بیزاری

بِشَيْبٍ ہر یہ اتابت سے ہے جس کے معنی رجوع لانے کے ہیں۔
 يَوْمَ التَّلَاقِ ہر ملاقات کا دن۔ اس سے مراد قیامت ہے۔
 بَادِرُونَ ہر یہ بروز سے ہے اور بروز کہتے ہیں ظاہر ہونے کو
 يَوْمَ الزُّزَّةِ - آفت کا دن۔ اس سے مراد قیامت ہے۔
 الْخَنَازِرِ ہر خچرہ کی جمع ہے جس کے معنی گلا کی کھنڈی کے ہیں۔
 كَاظِمِينَ ہر گنہم غصہ دبانے اور مجبوری میں جب انسان کچھ نہیں کر سکتا تو غصہ کھا لیتا ہے تو وہ غم سے
 ملو ہو جاتا ہے۔

تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ مومن پ ۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِنَادُونَ - بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں تدا دی جائے گی۔
 كَفُتُ اللَّهُ الْكُفْرَ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ - یہ تدا ملائکہ کی طرف سے جہنمیوں کو ہوگی۔ روز قیامت جبکہ
 انہم میں داخل کیے جائیں گے اور ان کے بے اعمال ان کے سامنے ہوں گے تو وہ عذاب دیکھیں گے تو فرشتے
 ان سے کہیں گے کہ انہر جل و علا کی بیزاری تمہاری اپنی جانوں سے بیزاری کے مقابلہ میں بہت بڑی ہے۔
 إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتُكْفَرُونَ - جب تم بلائے گئے ایمان کی طرف تو تم نے کفر کیا یعنی جب دینا
 میں مسلمین کو ام نے تمہیں دعوت اسلام دی تو تم نے قبولیت سے انکار کیا اس کی وجہ سے اللہ
 تم سے بیزار ہے اور یہ بیزاری تمہاری جانوں کی بیزاری سے بڑی ہے جو آج تم اپنی جانوں سے اظہار بیزاری

کر رہے ہو اور عذاب دیکھ کر مینا لیتے تھے کُنْتُ تُدَابًا لِي أَفَارُ لَكَ أَسَى هُوَ اس پر کافر نہیں

قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا آتَيْنَاكَ التَّوْبَةَ فَاغْتَرَفْنَا بِهَا نُؤْمِنُ بِهَا قَهْلًا رَأَى خَلْقَ مَعِينٍ
سبیل سے رب ہمارے گونے ہیں دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر مقرر
ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؟

دو دفعہ زندہ کرنا پہلا بصورت لطف جن میں ہو کر طفل صغیر بن کر عمر طبعی تک زندہ رہا۔ پھر موت آئی ایسے
ہی اس موت سے پہلی زندگی اور اس موت کے بعد حشر کی زندگی دو زندگیاں ہو گئیں تو کافر ان دونوں کو بتا
کر عرض کرے گا کہ ہم اپنے جرموں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا جہنم سے ہمارے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ اس
کا جواب ہوگا کہ تمہارے جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے اور فرمایا جائے گا کہ

ذَالِكُمْ بَأْسٌ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدًا كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ
الْكَبِيرِ۔ یہ عذاب اس بات پر ہے کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا
تو تم ایمان لے آتے تو آج حکم اللہ ہی کا ہے جو بلند اور زبردست ہے۔

یعنی اس عذاب اور اس کے دوام و خلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب تو حید کا اعلان ہوتا اور اللہ
اللہ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے اور اس شرک کی تصدیق کرتے تو آج اللہ کی طرف سے
تمہارے لیے حکم ہے جہنم میں رہنے کا اور یہ رہنا ہمیشہ کے لیے ہوگا اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کی تعریف
کئی اور ارشاد ہوا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ۔ وہ وہو
ہے جو اپنی نشانیاں دکھاتی ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق اتارتی ہے اور نہیں نصیحت مانتا ہے
جو رجوع لائے۔

نشانیاں دکھانے سے مطلب یہ ہے کہ اپنے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور مینہ برساکر سزا
اگا کر ہر مخلوق کے لیے رزق دیتا ہے۔ مگر ان چیزوں سے وہی ہدایت پاسکتے ہیں جو اس جل شانہ کی طرف رجوع
لانے والے ہیں۔ رجوع لانے والے شرک و کفر سے تائب ہو کر اس کی طرف جھکنے والے ہیں۔
فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ تو پوچھو اسی اللہ کو جس کے پاس
ہو کر اسی کا حکم ہے اور دین اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

دُعَا۔ تَدْعُوا۔ اَدْعُوا۔ تَدْعُوا اَلْحَبْثُ بِمِ نُوْبٍ اور تیرھویں پارہ میں مکمل کر چکے ہیں۔
دَقِيقُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔ بلند درجے

عرش کا مالک ایمان کی جان ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے یعنی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے منصب نبوت عطا فرماتا ہے۔ ایمان کی جان انبیاء کرام ہی کو عطا ہوتی ہے اور جس کو نبی بنا لیا ہے اس کا کام ہوتا ہے کہ

لَيُنذِرَنَّهُمْ يَوْمَ التَّلَاقِ کہ وہ ملنے کے دن یعنی قیامت سے ڈرائے۔ يَوْمَ التَّلَاقِ سے مراد قیامت ہے۔
 يَوْمَ نَحْمُ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنَ الْمَلَكُ الْيَوْمَ إِلَٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے یعنی ان کا کفر اور شرک اتنا واضح ہوگا کہ ان کے اعمال تمثیل بصورت ان کے سامنے ہونگے جیسے مومنوں کے عمل تمثیل ہو کر سامنے آئیں گے اور انہیں مسرور کریں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب مومن قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نکیرین آکر اس سے سوال کرتے ہیں مَن دُفِنَ مِنْكَ مَن نَّبَّيْتُكَ وَمَا دُفِنَ بِكَ تو وہ سرسیرہ و پریشان ادھر ادھر دیکھتا ہو کہ اچانک ایک نہایت حسین و جمیل صورت سامنے آ کر نکیرین اور اس کے مابین حائل ہو جائے اور یہ کہے کہ یہ اعزہ اقربا سے بچھڑا ہوا سرسیرہ و پریشان یہاں ہے اور تم لے اور پریشان کر رہے ہو اس کے متعلق جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں اس کے نیک اعمال کا خمبہ ہوں میں اس کی نماز بنوں میں اس کا روزہ ہوں حج و زکوٰۃ ہوں خیرات و صدقات ہوں بیسن کر فرشتے والیں ہو جائیں اور کہہ کر جائیں کہ نَحْمُ لَقَوْمِ الْعَرُوسِ اب تو سو جیسے دلہن سوتی ہے اب قیامت کے دن دو جہان کے دولہا شہید عالم شافع عشر ساقی کو تر تھکے جگائیں گے۔

یہی ہی یَوْمَ نَحْمُ بَارِزُونَ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ کافر کتنا ہی نیک خصلت اور دان پن کرے والاکیوں نہ ہو مگر اس کا شرک اس پر ظاہر ہو جائے گا اور اس کے عمل کا ایک سمیت ناک خمبہ اس کے سامنے ہوگا اس سے وہ دُوجُودًا تَوْمِئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اَفَلَيْتَ هُمُ الْكٰفِرَةُ الْغٰبِرَةُ کے مطابق اپنی کیفیت دیکھے گا اور کہے گا يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا اے کاش میں مٹی ہوا ہوتا بقول شاعر

النساں بنا کے تو نے کیوں مری مٹی خراب کی

اسی کو واضح کیا گیا کہ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ اللہ تعالیٰ پر کسی کی کوئی عملی کیفیت پوشیدہ اور مخفی

نہیں ہے چنانچہ اعلان فرمایا جائے گا کہ

لِّمَنَ الْمَلَكُ الْيَوْمَ۔ کون ہے آج کے دن ملکیتوں کا مدعی۔ جب ہر طرف سے سکوت کا عالم ہو۔ اور

جو اب کہیں سے نہ ملے تو خود ہی ارشاد ہو۔

إِلَٰهُ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ مملکت حقیقی اور سلطنت غیر فانی اسی ایک اللہ کے لیے ہے جو قہار اور سب

پر غالب ہے اس کے بعد ارشاد ہو۔

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ آج کے دن ہر جان اپنی کرتی کا بدلہ پائے گا۔ آج کسی پر ظلم نہیں پیشک اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

مومن چونکہ دنیا میں بھی اپنے رب کے سامنے ٹھکانے سے رہتا ہے وہاں بھی نہایت سرخروئی سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اور کافر چونکہ اللہ تعالیٰ سے کاسا بھی اور شریک مانتا رہا تھا۔ آج اس کے برعکس حقیقت مملکت اور شان جبروتی دیکھ کر حجل و متفعل ہو اور وہ بھی سرے سے یہی اقرار کرے مگر یہ اقرار اس کو فائدہ مند نہ ہو اور فرما دیا جائے کہ آج کے دن نیکیوں کو نیکی کا بدلہ اور بدوں کو بدی کا معاوضہ بغیر کسی زیادتی کے اور بغیر کسی قسم کے ظلم کے ملے گا اللہ سب کا حساب جلدی ملے فرمائے گا اور اپنے محبوب مخبر صادق و طیب صادق رحمت جسم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔

وَإِنَّ زُحْرُفًا يَوْمَ الْأَذْفَتِ إِذَا الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظَلِيمٍ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَسَبٍ وَلَا سَفِيحٍ يُطَاعُ اے محبوب ڈراؤ ان کافر دل کو آفت کے دن قریب آنے والے سے جبکہ کھینچے منہ کو آجائیں گے اور سب کافر ٹمگین ہونگے ہر کافر کی جان پرین رہی ہوگی ان کے دل شدت خوف سے منجھڑے میں اٹکے ہونگے نہ باہر آسکیں گے نہ اندر رہ سکیں گے اور وہ ایسی حالت میں ہونگے کہ
مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَسَبٍ وَلَا سَفِيحٍ يُطَاعُ۔ ان کا نہ کوئی گرم جوش دوست ہوگا اور نہ کوئی حمایتی جس کی سفارش مافی جائے۔

یہاں ظالم کے معنی مشرک کے ہیں جیسا تفسیر القرآن بالقرآن سے واضح ہے کہ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ عظیم شرک ہی سب میں بڑا ظلم ہے۔ تو مشرک ہونے والا سب سے بڑا ظالم ہوا۔ آگے اپنی وسعت علم کو واضح فرمایا گیا۔ يَعْلَمُ خَائِنَتِ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔ وہ ذات مقدس جبل و علا شانہ وہ ذات ہے کہ وہ ہر چور آکھ اور ہر دل کی خفیہ بات جانتی ہے۔

اسی لیے اسے علام الغیوب کہا جاتا ہے۔ وہی فراتا ہے وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ۔ اور اللہ جبل و علا شانہ سچا فیصلہ فرماتا ہے یعنی ہر کافر و مومن۔ گبر۔ ترسا۔ یہودی۔ مجوسی سب کی عملی کیفیتیں اس کے سامنے مبرہن اور واضح ہوں گی اسی کے مطابق اس کا فیصلہ فرمایا جائے گا۔ جہنمی جہنم میں اور جنتی جنت میں داخل ہوں گے البتہ گنہگار سیاہ کار ایسے ہوں گے جو شفاعت بالوجاہت سے بچنے جائیں جس کی تصریح سورہ زمر میں فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا۔ اے محبوب فرمادیجئے کہ میرے ایسے بند جو اپنی جانوں پر ظلم کر گزرے ہو اپنی بد اعمالی پر اللہ کی رحمت

سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمہارے سب گناہ معاف فرمائے گا۔

اور کس حد تک میں فرمائے گا اس کی تصریح لَاتَقْتُلُوا مِنْكُمْ لَنْ نُّعْطِيَهُمْ اِلَّا مَا سَلْتُمْهُ مِنْهُ وَهُوَ يَسْمَعُ الْاَسْرَارَ لَعَلَّ الْاَعْمٰیۃؓ فرماتا ہے۔ تو اس رحمت سے عدم قنوط مومن پر لازمی ہے اور اس سے یہ مستفاد ہوا کہ کافر وہی ہے جس میں ایمان نہ ہو۔ پر خلاف سید کا گنہگار کے کہ وہ بد عمل ضرور ہے مگر ایمان اس میں موجود ہے۔ اس ایمان کی جھلک کا ہی نتیجہ ہو گا کہ اس کی سیاہ کاریاں شفاعت بالوجاہت کے ذریعہ معاف کر دی جائیں گی اور اسے جنت ملے گی اسی لیے آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ اور وہ جو اللہ کے

سوا غیر کی پوجا کرتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کر سکتے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یہاں اس امر کو واضح کر دیا کہ غیر خدا کی پوجا شرک خالص ہے اور جن کی پوجا کی جاتی ہے خواہ وہ بت ہوں یا شجر و حجر یا شمس و قمر ان میں کسی شے کے فیصلہ کی طاقت نہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی عملی کیفیتیں اور عبادت غیر اللہ کی صورتیں سنتا اور دیکھتا ہے۔ یہاں اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ پوجا جسے تعبد لغیر اللہ کہا جاتا ہے اس میں اور تعظیم لغیر اللہ میں کیا فرق ہے۔

اس بحث کو ہم نے تفصیلی طور پر اس تفسیر کے تیرھویں پارہ میں بیان کر دیا ہے یہاں بھی تیرکا کچھ تفصیل عرض ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تعبد اور تعظیم میں تو بون بعید ہے۔ تعبد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کی پوجا کرنے کو اور تعظیم کہتے ہیں مقربان خاص کو عظمت کی نظر سے دیکھنا اور انہیں اللہ کا بندہ اور محبوب جانتا۔ اسی طرح استعانت لغیر اللہ کے معنی ہیں مستعین حقیقی کے حضور کسی مقرب خاص کا توسل پیش کرنا اور یہی استدعا کا مفہوم ہے۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ استعانت اور امداد شرک نہیں ہے اس لیے کہ مقربان خاص کے توسل سے اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ عرض کرنا اور اتنا یہ سنت صحابہ ہے اس کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی۔ علامہ نسفی اور علامہ خازن اور علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں یہی تصریح فرمائی ہے و اللہ الحمد۔

باجاوردہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ مومن پہلا

اولم یسئلو اِنی الارض فیمنظروا کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا ہوا

انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے وہ ان سے قوت میں سخت تھے اور ان کی نشانیوں زمین میں تھیں۔ تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور انہیں ہے کوئی اللہ سے بچانے والا۔

یہ اس لیے کہ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیوں کے ساتھ تو سرکشی کی انہوں نے تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا بے شک وہ بڑی قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور روشن قوت کے ساتھ۔ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے یہ جا دو گے جھوٹا ہے۔

اور جب وہ تشریف لائے حق لے کر ہماری طرف سے تو بولے کہ قتل کر دو ان کے قلعین کو جو ان کے ساتھ ہیں اور زندہ رکھو ان کی لڑکیوں کو اور انہیں ہر کافر کو لے کر راہ نکال۔

اور بولا فرعون کہ چھوڑو مجھے کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے خطرہ ہے کہ تمہارا دین نہ بدلے یا غالب آئے زمین میں فساد کرتا ہوا۔

اور فرمایا موسیٰ نے میں تمہارے اور اپنے رب کی نپاہ لیتا ہوں ہر متکبر سے جو ایمان نہیں لاتا انہیں کے دل پر۔

كَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّاقٍ ه
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَلَكَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ه

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مَّبِينٍ ه

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سُبْحٰنَ كَذٰبٍ ه

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ه

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ه

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ه

حل لغات

اَوْ كَيْفَا	كَلْبًا	كَيْفًا	كَيْفًا	كَيْفًا	كَيْفًا
اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كِي	فِي يَجِجِ	كَيْفًا	كَيْفًا	كَيْفًا	كَيْفًا
عَاقِبَةُ اِنْحَامِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَا نُوَا سَحَقِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَتَادَا نَشَانُوْنَ فِي	اَتَادَا نَشَانُوْنَ فِي
كَا نُوَا سَحَقِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
قُوَّةٌ تَوْتِ فِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
يَدَا نُوَا سَحَقِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
لَهُمْ اِنْ كِي لِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
بَا نُوَا سَحَقِ كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
بِالْبَيِّنَاتِ دَلَالِ كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
اَلْعِقَابِ عَذَابِ الِاِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
مُوسَى مُوسَى كُو	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
مُبِيْنٍ ظَاهِرِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
هَامَانَ هَامَانَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
سُحْرًا جَادُو كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
هُم اِنْ كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
قَالُوَا تَوَلُّوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
اٰمَنُوَا جُو اِيْمَانِ لَاسِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
رَسُوْلًا يَّعُوْرَتِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
كَيْدًا تَدِيْر	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ
صَلِيْلًا مَكْرًا سِي كِي	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ	اَسْتَدَّ سَخْتِ

دَدُوْنِي مَجھے چھوڑو	اَقْتُلْ - میں قتل کروں	مُوسَى - موسیٰ کو	و - اور
كَيْدًا - وہ بلا لائے	ذَنْبًا - اپنے رب کو	رَافِي - بیشک ہیں	اَخَاتٌ - ڈرتا ہوں
اَنْ - یہ کہ	يُتَيَّاكَ - بدل دے	دُنْيَاكُمْ - تمہارا دین	اَوْ - یا
اَنْ - یہ کہ	يُظْهِرَ - بھیلانے	فِي - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے
الْفَسَادَ - فساد	و - اور	قَالَ - فرمایا	مُوسَى - موسیٰ نے
رَافِي - بیشک میں	عَذَابٌ - پناہ لیتا ہوں	بِرَفِي - اپنے رب	و - اور
كِرِيكُمْ - تمہارے رب کی	مِنْ كُلِّ - ہر ایک	مُتَكَبِّرٍ - متکبر سے جو	لَا - نہ
يُؤْمِنُ - ایمان رکھتا ہو	بِيَوْمٍ - یوم	الْحِسَابِ - حساب پر	

تفسیر اردو تیسرا شروع سورہ مومن پیک

اَدَلُّوْا نَبِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاْتَا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَ هُمْ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَّمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اللّٰهِ مِنْ وَاقٍ وَّلَوْ كَيَّا اَنْهٰوْنَ نَعْمَ زَمِيْنَ فِي سِيْرَتِكِيْ كِه وَه دِكْهِنِيْ كِه كَيْسَا هُوَا اِنْجَام اِنْ كَا جُو طَاقَتِ فِيْ اِنْ سِيْ كِهِيْنَ زِيَادَه تَحْفِيْ اُوْر اِنْ كِه نَشَانِ زَمِيْنَ فِيْ هِيْ تُو كِيْطَا اللّٰهُ نَعْمَ اِنْهٰوْنَ اِنْ كِه كُنَا هُوْا كِه سَبَبِ اُوْر نَهْ هُوَا كُوْنِيْ اِنْهٰوْنَ اللّٰهُ سِيْ بَجَانِيْ وَالا -

قوم عاد و ثمود جو ان سے پہلے گزری ہیں یہ پہاڑوں کو کھود کر مکان بناتی تھیں اور بڑے بڑے محل اور باغ انہوں نے تعمیر کیے مگر ان کے شرک و کفر کی بنا پر ان پر عذاب آیا اور یہ ہلاک کر دیے گئے ان کی عمارتوں کے نشانات اور کھنڈر اب تک شام و فلسطین میں نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں فرمایا گیا کہ تم زمین کی سیر کرو اور پہلی قوموں کی قوتیں اور ان کی عمارتوں کے نشانات دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور عقل سے کام لو اور سوچو کہ جب ایسی ایسی بڑی قومیں ہم نے مٹا دیں تو تمہارا مٹا دینا ہمارے لیے کیا دشوار ہے گے ارشاد ہے - ذَلِكْ بِاَنَّكُمْ كَانْتُمْ تَاْتِيْتُمْ دِيْنَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَلَظُرْنَا فَاَخَذَ هُمْ اللّٰهُ اِنَّهُ قُوَّةٌ شَدِيْدٌ الْعِقَابِ ه يه اس ليے كه ان ميں ہمارے رسول نشانات لے کر آئے تھے اور انہوں نے ان سے کشتی کی تو اللہ نے انہیں بکڑ لیا کشتی اور کفر کی بنا پر بے شک وہ بڑی قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ بَيِّنَاتٍ سے مراد معجزات ہیں جو انبیاء کرام دکھاتے تھے اور یہ کافر اور مشرک اس کو جا دو قرار دیکر

تکذیب کرتے تھے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئے۔ البتہ عہد رسالت تا آب رحمت
 دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں نزول عذاب رک گیا اور ارشاد ہوا۔ مَا كَانَتْ اِلٰهَةَ لِيُعَذِّبَ بِهِمْ وَاَنْتَ
 فِيهِمْ بِهَارِي يَرِثَانِ ہمیں کہ آپ کو رحمت عالم بھی بنائیں اور جن میں آپ جلوہ افروز ہوں انہیں معذب بھی کریں
 آخرت میں محاسبہ کے بعد یہ عذاب دیکھیں گے ابھی ان کو اہم ماضیہ کے حالات ہی سنا کر عبرت دلائی جاتی
 ہے پھر نظیر میں موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے ہوئے عبرت دلانے کو ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلَى فِرْعَوْنَ وَهٰمٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سِحْرٌ
 كٰذِبٌ بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور سند واضح عطا فرما کر فرعون ہامان اور قارون
 کی طرف بھیجا تو بولے جا دو گر جھوٹا ہے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سرکشوں کے آگے ید بیضا اور عصا کے ذریعہ بھی کچھ فوٹیں دکھائیں مگر
 ان جھوٹوں کی نظر میں سب کچھ جھوٹ ہی نظر آیا اور کہہ دیا یہ تو جا دو گر اور جھوٹا ہے اور موسیٰ علیہ السلام
 کے متبعین کی اولاد نرینہ کے قتل کی تیاریاں کیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا اٰیٰتُنَا اِلٰلٰهِيْنَ اَمْ نُوَاْمِعُهَا وَاسْتَحْيُوْا اِلْسٰنًا مَّوَدَّمًا
 كٰذِبًا الْكَافِرِيْنَ اِلٰلٰهِيْ مَلٰٓئِكَةٍ۔ توجب حق آگیا ہماری طرف سے تو دجائے ایمان لانے کے بولے قتل کر دو
 ان کی اولاد نرینہ کو جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں اور زندہ رکھوان کی لڑکیوں کو۔ اور کافروں کا مکہ نہیں مگر
 رائیگاں ہونے والا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر منجھوں کے ذریعہ سنی اور انہوں نے بتایا کہ وہ
 جو اس سال پیدا ہونے والا ہے وہ تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا تو اس وقت بھی اس نے
 یہی حربہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ستر نزار کے قریب بچے اس نے قتل کر کے ہر گھر کے اوپر پرہ رکھا اور دائی کو حکم
 دیدیا کہ لگہ لگہ کی ہو تو زندہ رکھے اور لڑکا ہو تو فوراً اس کو مار دے چنانچہ ستر نزار کے قریب اس طرح جب بچے
 مارے جا چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کبھی نوبت آگئی چنانچہ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ہے
 اور ارشاد ہے وَالْقٰنِیْتُ عَلَیْكَ حَبِیْبًا مِّمَّنْ اٰوٰی اُوْرِیْمِیْنَ نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈالی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کر دیا
 اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے تو قلوب میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث
 شریف میں بھی وارد ہوا۔

یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا جو آپ کو دیکھتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی

تھی۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارتے لگتی تھی چنانچہ ایسی مگرانی اور حفاظت میں پرورش پائی کہ جب دایہ کی نگاہ آپ پر پڑی تو وہ فریفتہ ہو گئی اور آپ کی والدہ حضرت (یوشاند) سے کہا کہ اس بچے کو قتل کرنے کے بجائے میں تمہارے پاس چھوڑتی ہوں اور بکری کا بچہ ذبح کر کے ہڈیاں میں ڈال کر لے جاتی ہوں۔ پہرہ والے میرا اختیار کریں گے میں انہیں کہہ دوں گی کہ لڑکا ہوا تھا میں نے جا رہی ہوں وہ یقین کر لیں گے پھر آپ ان کی پرورش و حفاظت کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کی پرورش ہونے لگی تو یہ اس القادحیت کا اثر تھا جس سے دایہ قتل نہ کر سکی اور حفاظت الہی میں آپ پرورش پاتے رہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ حضرت یوحنا آپ کو گود میں لیے تو رچھونک رہی تھیں کہ آپ رونے لگے روتے کی آواز سن کر پرے والوں نے گھر میں مداخلت کی اور کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا ابھی رو رہا ہے آپ نے سوچا اگر جہ میں عمران، فرعون کے وزیر اعظم کی بیوی ہوں مگر قانون کے مقابلہ میں میرا بچا مشکل ہے آبرو کے مقابلہ میں بچہ نہ رہے تو نہ سہی آپ کو تنور میں پھینک دیا اور سپاہیوں سے کہا آؤ دیکھ لو۔ سپاہیوں نے گھر کی تلاشی لی اور بے نیل مرام و ایس ہوئے جب وہ چلے گئے تو شفقت مادری سے جوش کیا۔ اور بے تابانہ آپ تنور کی طرف آئیں تو عجیب کرشمہ قدرت *وَلْيَنْفُخْ عَلَيَّ عَيْنِي* کا دیکھا تو رے سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور آپ آرام سے اس میں لیٹے ہوئے تھے اور انکو ٹھاچوس رہے تھے۔

اس واقعہ سے آپ کی والدہ کو یہ خطرہ ہوا کہ بچہ بہر حال بچہ ہے اس کا پھر رونا اور پہرہ والوں کا اگر گرفت کر لینا بہت ممکن ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ میں اسے صندوق میں محفوظ کر کے دریائے نیل میں بہاؤ دوں پھر دوں صندوق جلد صبر راستہ بلے بہ چلے۔ اور جب کسی کے ہاتھ آجائے تو اس بچے کو نکالی کر پرورش کر لے۔

غرضیکہ آپ نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس سچا یعنی ترکھان کو بلایا۔ جو آپ کے مکان کے پاس ہی رہتا تھا اور کہا کہ ایک ایسا صندوق بناؤ جس کا طول و عرض یہ ہو۔ اور ایس پانی سرایت کرے جو کچھ تو چاہے گا میں وہ قیمت ادا کر دوں گی۔

اس نے کہا کہ صندوق بھی بن جائے گا اور ایسا بن جائے گا کہ جس میں پانی سرایت نہیں کر سکے گا۔ مگر مجھے یہ بتلائیے کہ یہ کس مقصد کے لیے بنا دیا جا رہا ہے میں آپ کا راز دار رہوں گا اور کسی پر اس راز کو منکشف نہ کروں گا۔

آپ نے اصل واقعہ سے سنا دیا وہ سن کر صندوق بنانے کا وعدہ کر کے گھر پہنچا تو دوسو شیطانی نے

اس عہد سے لے منحرف کر دیا۔ اور اس نے سوچا کہ اگر ان کو صندوق بنا کر دے دیا تو مجھے دس بیس مہم دیں گی اور اگر یار گاہ فرعونی میں میں تے مخبری کی تو مجھے بے بہا دولت ملے گی چنانچہ اس بلاچ میں وہ گھر سے چلا گھر کے دروازہ پر آیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے اور یہ چلنے سے رہ گیا پھر توبہ کی اور ارادہ کیا کہ صندوق بنا دوں تو پھر تو سوس شیطانی غالب آیا اور خیال کیا کہ اتفاقاً یہ وہ پیر زمین میں دھنس گئے تھے اب مجھے پھر جانا چاہئے۔

چنانچہ چلا اور دروازہ پر آیا یہی تھا کہ مگر زمین نے پکڑ لیا آخر توبہ النصوح کی اور صندوق بتایا اور انکشاف راز سے باز رہا صندوق بنا کر جیب حضرت یوحنا تک کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کی قیمت پوچھی اس نے کہا اس کی قیمت صرف یہ ہے کہ اس بچہ کی مجھے زیارت کر دیکھئے یہ زیارت کر کے آپ کا پہلا امتی بنا اور حضرت یوحنا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوق میں لٹایا اور بند کر کے دریائے نیل پر معہ اپنی صاحبزادی روانہ ہوئیں۔ اور کھوجو تھا مگر ہمت باندھ کر اس صندوق کو نیل میں ڈال دیا۔ آپ ڈالنے کے بعد عجیب کرشمہ قدرت رونما ہوا۔

کہ لکڑی یا کوئی چیز بہاؤ کی طرف بہتی ہے یہ صندوق الٹا دھار کر چڑھنے لگا آپ کی بہن کنارے کنارے نیل کے چلتی گئی اور دیکھتی رہی کہ یہ صندوق کہاں جاتا ہے۔ فرعون نے نیل پر کھیرا ایشارین بنائی تھیں اور سوراخوں کے لیے وہاں بھٹنے کی جگہ رکھی تھی۔ آپ کی بہن نے دیکھا کہ وہ صندوق اس ایشار پر گذر رہا ہے اور فرعون کی نظر پڑی فوراً حکم دیا کہ اس صندوق کو پکڑ کر لاؤ۔ حکم فرعون وہ لایا گیا فرعون نے جب اسے کھولا تو ایک نہایت حسین تنومند بچہ اس میں پایا اور جو بہی فرعون کی نظر آپ پر پڑی تو فرعون کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی۔

بظاہر اعیان دولت سے کہنے لگا کہ یہ میرا اقبال شاہی ہے کہ وہ بچہ جس کی بخوبیوں نے خبر دی تھی وہ میرے گھر میں آ گیا ہے۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ محل کے جھروکوں سے یہ منتظر دیکھ رہی تھیں۔ کہ فرعون نے جلاد کو بلایا اور آپ کے قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ محل سے آرائیں اور فرعون سے ماجرا پوچھ کر فرمایا کہ اگر یہ بچہ وہی کیوں نہ ہو جس کی بخوبیوں نے خبر دی ہے لیکن جب تو پرورش کر رہا ہے تو تیرا ولی عہد یہی ہوگا پھر سلطنت کو کیوں غارت کرنے لگا اس کو بجا طنت پرورش کر اور اپنا منہ بنائے۔ فرعون نے مشورہ مان لیا اور حکم دیا کہ رضاعت کے لیے آرائیں بلائی جائیں چنانچہ ورنہ اتنا تک کی بیویاں حاضر آئیں مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَعَوَّضْنَا عَلَيْهَا الْمَدَاحِ بِمِثْلِ دَدِهَا فَلَاتُ وَالْيَتَامَىٰ كَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ كَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ كَالْيَتَامَىٰ

چنانچہ دوپہر کا کھانا فرعون نے نہیں کھایا اور کہا جب تک اس بچے کو دودھ پلانے والی نہ ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ادھر آپ کی بہن بھی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ

هَلْ آدُلُكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِكُمْ لِيُكْفَلُوهُ تَكْفُرًا وَهُمْ لَا يَأْتُونَكُم بِآيَاتٍ مِّمَّا تَدَّعَوْنَ
تو کہوں کہ اس بچے کی کفالت کریں اور اس کے لیے خیر خواہ ثابت ہوں۔ چنانچہ فرعون نے حکم دیا وہ کون ہے
انہیں لاؤ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمَمِكَ لَتَفِرَّ عَيْنُنَا وَلَا تَحْزَنَ - کہ ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے تاکہ اس کی آنکھیں
ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے۔

چنانچہ آپ کی بہن نے حضرت یوحنا کو خبر کی اور انہیں ساتھ لے کر آئیں آپ نے جیسے آتے ہی منہ
میں چھاتی دی آپ نے پینا شروع کر دیا۔ غرض کہ اسی طرح آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے چنانچہ
گیارہ بارہ سال تک آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے اور شاہی قانون یہ تھا کہ دودھ پلانے والی
پھر اسی گھر میں رہتی تھی جہاں بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ آپ رہتی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر
سے سلطنت شاہی کو چھوڑ کر تعلیم حق کی طرف آگئے جس کا مفصل واقعہ ہم نے سوطھویں اور بیسویں
پارہ میں بیان کر دیا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ حق کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرعون نے اسی پرانے حربہ
کی طرف رخ کیا اور کہا ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کے مردوں کو قتل کر دو۔ مگر یہ منصوبہ بھی فرعون کا
رائیگاں گیا جیسا کہ آہ کر میہ میں ارشاد ہو چکا وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ -

عربی زبان میں ضلال کا مادہ ضل ہے اور ضل کے معنی مفردات راعب نے عدول عن طریق الاستقامت
کے بتائے ہیں۔ اور دوسرے معنی ہیں عدول عن المنهج کے خواہ وہ قصد ہو یا سہواً۔ تیسرے معنی اللہ اور
رسول سے مخالفت کرنا۔ چوتھے معنی احکام شریعہ سے انحراف کرنا۔ پانچویں معنی موت کے ہیں چھٹے معنی
گمراہ ہونے کے ہیں ساتویں معنی اپنی طاقت سے بے خبر ہونے کے ہیں آٹھویں معنی رائیگاں اور عبث
کے ہیں جس کو مفصل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ وَأَنْ يُظهِرَ

فِي الْأَرْضِ الْفُسَادَ - اور بولا فرعون مجھے چھوڑو کہ میں قتل کروں موسیٰ کو اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے
خطرہ ہے کہ بدل دے تمہارا دین اور عام کرے زمین میں فساد۔

واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے جب قتل موسیٰ کا ارادہ کیا تو قوم نے اسے روکا اور کہا اگر اس کو قتل کر دیا تو

لوگوں کا خیال موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ سمجھ لیں گے کہ وہ سچے نبی تھے حالانکہ فرعونوں کی نظروں میں آپ ایک معمولی جادوگر کی حیثیت رکھتے تھے برخلاف فرعون کے کہ وہ آپ کو سچا نبی جان کر آپ کے ہلاک کرنے کی طرف مائل تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے قوم سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں انہیں قتل کروں مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنی حقانیت کے چمکارے دکھا کر تمہارا دین نہ بدل دے اور زمین میں فساد عام نہ کرے۔

لیکن قوم نے اسے کہا کہ ہم اس کے جادو کا جادو گروں کے ذریعہ مقابلہ کریں گے ہمارے ملک میں جادو کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں اس کے جواب میں فرعون یہ نہیں کہتا کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ وہ سچے نبی ہیں اس لیے کہ اگر وہ کہہ دیتا تو قوم پلٹ پڑتی اور کہتی کہ جب یہ سچے نبی ہیں تو تیرا دعویٰ خدائی باطل ہے تو تجھے ہی ایمان لے آنا چاہئے اور اس کے بعد اس کی سلطنت درہم برہم ہو جاتی۔

غرضیکہ اس نے یوں کہا کہ موسیٰ اپنے رب کو پکارے اور میں اس کے قتل کی تیاری کرتا ہوں اور وہ اپنے رب کو پکارتا رہے جس کا وہ رسول بنا ہوا ہے۔ یہ جو کہا اِنِّي اَخَاتُ اَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ مجھے خوف ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون کی خدائی کو چھوڑ کر ایک وحدہ لا شریک کے آگے سب کہیں نہ جھک جائیں اور یہ خطرہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھا۔ آگے ارشاد ہے وَقَالَ مُوسَىٰ اِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں وہ رب جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے ہر متکبر اور اس سے جو قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔

فرعون کی دھمکیاں سن کر موسیٰ علیہ السلام نے کوئی تعلیٰ ظاہر کرنے کی بجائے یہی فرمایا کہ اس رب کی پناہ چاہتا ہوں جو درحقیقت میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ اس میں آپ کی طرف سے یہ ہدایت بھی تھی کہ تم جس غلط راستہ ہو وہ غلط ہے اور درحقیقت رب حقیقی تمام کائنات کا ایک ہے۔ دوسری ہدایت یہ بھی فرمائی کہ مقربان بارگاہ فخر و مہاباہت کو چھوڑ کر ایک رب حقیقی کے آگے ہی جھکتے ہیں۔ تم اگر نجات چاہتے ہو تو اسی کے حضور جھک جاؤ۔ تیسری ہدایت یہ تھی کہ رب حقیقی کے ماننے والے قیامت پر ضرور ایمان رکھتے ہیں۔

فرعون کی ابتدائی حالت اور ممکن علی السلطنت اس کا واقعہ یوں ہے کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس کی ماں کو دریائی سفر لاحق ہوا اور یہ کشتی میں چلی کہ موجوں نے اپنے پھیڑوں سے کشتی کو توڑ دیا اور اس کی ماں کو وضع حمل ہو گیا اور وہ اس کی موج کی پیٹ میں آ کر غرق ہو گئی۔ یہ طفل رضیع تختہ پر بہتا ہوا کنارے

آگ کسی نے اس کو لے کر پرورش کیا۔ قوی ہیکل جوان ہو گیا اور چونکہ کوئی تربیت کا نظام نہ تھا اس کو اپنی معاش کے لیے بھیک مانگنا ہی آسان نظر آیا اور یہ بھکاریوں میں شامل ہو کر بھیک مانگتا اور شکر پڑھا کرتا۔ اس زمانہ میں مصر کے اندر واپسے کالہر پھیل گئی اور حکماء نے اس کا علاج تریبونز سے بتایا۔ اس نے تریبونز کے خرید لیے اور مصر جا کر منہ مانگی قیمت میں فروخت کیا۔ کچھ روپیہ اس کے پاس ہو گیا تو ایک قبرستان پر قابض ہو گیا۔

بادشاہ وقت نہایت آرام طلب اور رعایا سے بے خبر تھا اس نے میت دفن کرنے کے عوض میں کافی رقم وصول کی۔ پریشان حال غمزدہ لوگ مجبور ہو کر جو یہ چاہتا وہ دیدیتے، آخر سب نے مل کر بادشاہ کو درخواستیں دیں۔ بادشاہ کی آنکھ کھلی اس نے کہا یہ کون شخص ہے جس کے خلاف اتنی درخواستیں موصول ہوئیں اس کو پیش کیا جائے پچا پچا پیش کر دیا گیا۔

بادشاہ نے وجہ ظلم دریافت فرمائی اس نے جواب دیا کہ میں جانتا تھا کہ ظالم کے پاس بغیر ظلم کے پچنا مشکل ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے اور آخر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ بادشاہ نے کہا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا آپ آرام سے بیٹھیں اور زمام سلطنت اول آٹھ روز کے لیے مجھے دیں اگر اس ہفتہ میں ساری رعایا میرے حق میں ووٹ دیدے تو مجھے مستقل کر دیا جائے ورنہ جو سزا منظور ہو مجھے دے دیا جائے بادشاہ نے غنیمت جانا اور اپنی آرام طلبی کے لحاظ سے اس کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا اس نے آٹھ دنوں رات دن ایک کر کے رعایا کی آوازیں سنیں اور خاطر خواہ فیصلے دیے حتیٰ کہ سب کے ووٹ اسی کے حق میں ہو گئے اور یہ مستقل وزیر اعظم بن گیا۔

چند روز بعد بادشاہ مر گیا اور اس کی جگہ بی بادشاہ بن گیا۔ فرعون مصر کے تاجداروں کو عموماً کہا جاتا تھا اسے بھی فرعون مصر سے فرعون کہا گیا۔ اس نے رعایا کو اتنا مسخر کیا کہ جو یہ چاہتا تھا سب اس کے حکم کی تعمیل کو تیار تھے جب تمکن علی السلطنت ہو گیا تو اپنی اصلیت کو بھول کر رعایا میں اعلان کیا کہ تمہارا خدا میں ہوں اور سب نے مان لیا۔ اپنی تصویریں سب کو دے کر حکم دیا کہ روزانہ انہیں سجدہ کرو اور آٹھویں دن میرے دربار میں آکر مجھے سجدہ کرو۔ تبلیغی مبلغ سے یہ تمام کے تمام محروم تھے انہوں نے اسی کو خدا مان لیا۔ آخر حجت حق حرکت میں آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو اعطاء نبوت کے بعد حکم ملا کہ اذْهَبْ اِلَى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰی۔ اس واقعہ کو تفصیلاً سولہویں پارہ میں بھی بیان کر چکے ہیں بغرض کہ پھر موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا اور یہ غرق فلزم میں لکڑیا گیا اور توحید کا ڈنکا بجا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ مومن اپنی ۲

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنَّ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْكُمْ كَذِبُهُ وَإِنَّ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور کہا ایک ایماندار آدمی نے جو فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کہ قتل کرو گے اسکو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بے شک آیا وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیوں لے کر اگر وہ ہو جھوٹا تو اس پر اس کا وبال ہوگا اور اگر ہے وہ سچا تو تمہیں پہنچے گی اس سے مخالفت کی سزا ایسی ستر ہو تم سے وعدہ کی گئی ہے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا سے جو کہ حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔

يَا قَوْمِ لَكُمْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَتَصَدَّقَ بِأَنْ يَقُولَ إِنَّ جَاءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا آدَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ

اے میری قوم تمہارے لیے آج کے دن ملک ہے اور تم غالب ہو زمین میں تو کون ہماری مدد کرے گا اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں اگر آیا ہمارے اوپر فرعون بولا میں تمہیں وہی کہتا ہے جو میری سمجھ میں آتا ہے میں تمہیں نہیں بتاتا مگر راستہ بھلائی کا۔

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُوبِئُ ظَلْمًا بِالْعِبَادِ

اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا چکا تھا کہ اے قوم میں خوف کھاتا ہوں تم پر ایسے گروہوں کا سا۔ جیسا دستور گذرا نوح کی قوم عاد و ثمود اور ان کے بعد اوروں کا اور اللہ ارادہ نہیں فرماتا ظلم کا بندوں کے لیے

وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ

اور اے قوم میں خوف کرتا ہوں تم پر اس دن کا جس دن سب پکارتے پریشان ہوں گے۔

يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مَدْيَنَ وَمَالِكُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ غَائِمٍ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهَ

جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے نہیں ہے تمہارے لیے اللہ سے کوئی سچانے والا اور جسے اللہ گمراہ کرے

تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

بے شک آٹھے تم میں یوسف علیہ السلام اس سے پہلے روشن نشانیاں لے کر تو ہمیشہ رہے تم شک میں اس سے جو تمہارے پاس لائے یہاں تک کہ جب وہ وفات فرما گئے تو تم نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ کوئی رسول۔ ان کے بعد۔

ایسے ہی اللہ گراہ کرتا ہے اسے جو حد سے گذرنے والا شکی ہو۔

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے کہ انہیں ملی کس قدر نیراری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی اللہ جہر لگا دیتا ہے ہر اس دل پر جو متکبر اور جبار ہو۔

اور بولا فرعون اے ہامان تعمیر کر میرے لیے ایک بلند محل شاید کہ پہنچ جاؤں راستوں تک۔

ایسے راستے جو آسمانوں کے ہیں تاکہ میں جھانک کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں میرا گمان یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ایسے ہی پسندیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لیے فرعون کی نظر میں اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ راست سے اور نہیں مگر فرعون کا مگر ہلاکت اور تباہی ہیں۔

فَمَا لَكُمْ مِنْ هَادٍ

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا
جَاءَكُمْ بِهِ حَقًّا إِذَا هَلَكَ قَلْبُكُمْ
لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
مُرتَابٌ

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ
يُغَيِّرُ سُلْطَانًا أَنَّهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ
اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ
اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُنْكَرٍ جَبَّارٍ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانَ ابْنِ لِي
مَنْحَارًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ

أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَّلِعُ إِلَى آلِ
مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ كَاذِبًا وَكَذَلِكَ
زَيَّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ وَصَدَّ
عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ
إِلَّا فِي تَبَابٍ

حَلُّ لُغَاتٍ

دَجَلٌ مُّوْمِنًا - ایمان راہی نے مِّنْ آلِ - آل
تَقْتُلُونَ قَتْلًا كَرِيمًا - اس آدمی کو جو

قَالَ - کہا
أَيُّهَا - کیا

وَأُورِثُ - اور
فِرْعَوْنَ - فرعون سے

ان یکرہ	قَالَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ	ذی ریزا رب	اللہ اللہ ہے
و اور	قَدْ بَشِّرْكَ	جائہ لایا	گم تمہارے پاس
بِالْبَيِّنَاتِ - دلیلیں	مِنْ ذُنُوبِكُمْ - تمہارے رب کے	و اور	ان اگر
يَا كُفْرًا - ہوگا	كَاذِبًا جَهْلُونَ	تَعْلِيْمًا - تو اسی پر ہوگا	کذابہ - اس کا جھوٹ
و اور	ان اگر	ثَابِتًا - ہے وہ	صَادِقًا - سچا
يُصِيبُكُمْ - تو پہنچے گی تم کو	بَعْضٌ - بعض	الذی وہ سزا جو	بَعْدًا - وعدہ دیتا
كُفْرًا - تم کو	ان بیشک	اللہ اللہ	لا نہیں
يَهْدِي اِلَى هُدًى دیتا	مَنْ - اس کو جو	هُوَ - ہو	مُسْرَفًا - حد سے بڑھنے والا
كَذَابًا جَهْلُونَ	يَا اِيَّاهُ	قَوْمٌ - میری قوم	لَكُمْ - تمہارے لیے
الْمَلِكُ - ملک ہے	الْيَوْمَ - آج	ظَاهِرِينَ - غالب ہو	فِي - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے	خَتَمٌ - تو کون	يَبْصُرُ - مدد کرے گا	نَا - ہماری
مِنْ يَأْتِي - غدا	اللہ - خدا سے	ان اگر	جَاءَ - ہمارے پاس
نَا - آئے	قَالَ - کہا	فِرْعَوْنُ - فرعون نے	مَا - نہیں
اُرِيكُمْ - دکھاتا میں تم کو	اِلَّا - مگر	مَا - جو	اَرَى - خود دیکھتا ہوں
و اور	مَا - نہیں	اَهْدِيكُمْ - دکھاتا میں تم کو	اِلَّا - مگر
سَبِيلَ - راہ	الرَّشَادِ - بھلائی کی	و اور	قَالَ - کہا
الذی اس نے جو	اَمَّنْ - ایمان لایا	يَا اِيَّاهُ	قَوْمٌ - میری قوم
اِنِّي - بیشک میں	اَخَافُ - ڈرتا ہوں	عَلَيْكُمْ - تم پر	مِثْلَ - مثل
يَوْمَ - دن	الْاَحْزَابِ - لشکروں کے	مِثْلَ - مثل	دَابَّ - عادت
قَوْمٍ - قوم	تَوَجَّحَ - توج	و اور	عَادَ - عاد
و اور	تَسُوْدَ - شود کے	و اور	الذین انکے جو
مِنْ بَعْدٍ - بعد	هَمَّ - ان کے ہوٹے	و اور	مَا - نہیں
اللہ اللہ	يُرِيدُ - چاہتا	ظَلَمًا - ظلم	لِلْجَنَادِ - بندوں پر
و اور	يَا اِيَّاهُ	قَوْمٌ - میری قوم	اِنِّي - بیشک میں
اَخَلْتُ - ڈرتا ہوں	عَلَيْكُمْ - تم پر	يَوْمَ - دن	النَّادِ - پکار سے

یَوْمَ جِسْ دِنِ ۱۰۴۴
تَوَكَّلْتُ - پھرا گئے
مَدَّ يَدَيْتِ بِمِجْرَدَيْتِي ۱۰۴۴
مِنَ اللّٰهِ - اللہ سے

لَكُمْ - تمہارے لیے
مَنْ جِسْ ۱۰۴۴
مَنْ جِسْ ۱۰۴۴

مِنْ عَاجِمٍ - کوئی بچا نیوالا
اللّٰهُ - اللہ

لَا - اس کو کوئی
جَاءَ آتَى ۱۰۴۴

مَنْ هَادٍ - ہدایت دینے والا
كُوْر - تمہارے پاس

بِالْبَيِّنَاتِ - دلائل کے
مَثَلًا - اس سے جو

فَمَا زِلْتُمْ - تو ہمیشہ رہے تم فی - بیچ
جَاءَ كُوْر - آیا تمہارے

إِذَا - جب
تَبِعَتْ - بھیجے گا

هَلَكٌ - وہ فوت ہوئے
اللّٰهُ - اللہ

يُضِلُّ - گمراہ کرتا ہے
مُسَوِّفًا - حد سے گزرنیوالا

مِنْ بَعْدِ مِيرٍ ۱۰۴۴
اللّٰهُ - اللہ

فِي - بیچ
سُلْطٰنٍ - دلیل کے

كُنَّ - سرگزنہ
كُنَّ لِكْ - اسی طرح

عِنْدَ - نزدیک
الَّذِينَ - ان کے جو

مُجَادِلُونَ - جھگڑتے ہیں
يُغَيِّرُ - بغير

مَقْتَدًا - تارا منگلی ہے
عِنْدَ - نزدیک

اللّٰهُ - اللہ
مُنْكَدِرٍ - حکبر

يَطْبِخُ - مہر کر دے گا
قَلْبٍ - دل

فِرْعَوْنَ - فرعون
لِي - میرے لیے

مُجَادِلُونَ - جھگڑتے ہیں
قَالَ - بولا

الْأَسْبَابِ - راہوں پر
إِلَى - طرف

أَبْنِ - بنا
أَبْلَغُ - پہنچوں

إِنِّي - بیشک میں
كُنَّ لِكْ - اسی طرح

فَأُطْلِعُ - تو میں جھانکوں
وَأُورِ ۱۰۴۴

عَنْهُ - عمل اسکے
وَأُورِ ۱۰۴۴

السَّمَوَاتِ - آسمانوں کے
مُوسَى - موسیٰ کے

وَأُورِ ۱۰۴۴
سُوْرًا - برے

عَنِ السَّبِيلِ - راہ سے
فِرْعَوْنَ - فرعون کا

مَا - نہیں

حل لغات نادرہ

مُسَوِّفٌ :- حد سے بڑھنے والا۔
ظاہرٌ نَبِيٌّ :- غالبین کے معنی دیتا ہے۔
بَأْسٌ :- تکلیف کے معنی میں ہے اور یہاں عذاب کے معنی دیتا ہے۔
ذَابٌ :- دستور طریقہ۔
يَوْمَ النَّارِ :- ندا والادن - مراد قیامت کا روز ہے۔
عَاجِمٌ :- بچانے والا
مُوتَابٌ :- ریب سے بے حجب کے معنی میں شک میں رہنے والا
صَاحِبًا :- صرح بلند محل کو کہتے ہیں
أَسْبَابٌ :- سبب کے معنی دیتا ہے اور یہاں راہ کے معنی سے استعارہ ہے۔
تَبَابٌ :- تبت سے ہے جیسے تبت یذا ہلاکت کے معنی میں

مختصر تفسیر پو تھار کو ع سورہ مومن پر کیا

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا لَّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي وَعَدْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ هُوَ مُسَوِّفٌ كَذَّبُوكَ - اور کہا ایک ایمان والے آدمی نے جو فرعون والوں سے تھا اور فرعون سے اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا کیا اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ لایا ہے نشانیوں تمہارے رب کے پاس سے تو اگر وہ ہے جھوٹا تو اس جھوٹ کا وبال اس پر ہے اور اگر ہے وہ سچا تو پہنچے گا تمہیں بعض وہ عذاب جس کا تم سے وعدہ ہے بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا اسے جو حد سے گزر جانے والا جھوٹا ہو۔
علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہ رجل مومن قبطی تھا اور فرعون کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور یہ

فرعون کا وہی عہد بھی ہونے والا تھا۔ اور بعض نے کہا یہ شرفِ قوم میں تھا یہ لظاہر فرعون کا ہمنوا تھا لیکن خفیہ طور پر ایمان رکھتا اور مومن تھا۔

ایک قول ہے کہ یہ اسرائیلی تھے اور ایک قول میں بتایا گیا ہے کہ فرعون یا موسیٰ گروہ میں سے کسی کے ساتھ تعلق نہ تھا بلکہ وہ ایک غریب آدمی تھے۔ اور اس نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ کیا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو جو ایک وحدہ لا شریک کو اپنا رب کہتا ہے اور اس کی صداقت ایمان پر تم اس سے معجزات باہر کا مشاہدہ بھی کر چکے ہو۔ ان کا نام علامہ نسفی سمعان لکھتے ہیں اور اختلافِ روآہ کے ساتھ حبیب بن خریزیل جو یہ بیان بیان فرماتے ہیں مگر پیدے قول کی تصحیح فرماتے ہیں۔ اَلْقُلُوبُ بِهٖ فَرَلْتُمْ ہیں کہ کیا قصد کرتے ہو تم ان کے قتل کا جو اپنا اور سارے جہان کا رب اللہ کو کہتا ہے اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر دلائل باہرہ پیش فرماتا ہے مگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو اس کی تکذیب کرنے والوں پر عذاب آتا ہے وہ تم پر بھی یقیناً آئے گا۔ اور ایسے حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کی بدایت نہیں ہوتی آگے ارشاد ہے

يَقُومُ لَكُمْ الْمَذَكُّ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَنِي آدَمَ إِنَّ جَاءَنَا قَالَ
فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا آدَىٰ وَمَا أَهْدَىٰ لَكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ۔ اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اور تم اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو تو کون بچائے گا ہمیں اللہ کے عذاب سے اگر آیا ہم پر۔ فرعون بولا جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہی تمہارے لیے بہتر سمجھتا ہوں اور میں نہیں بتاتا تمہیں مگر بھلائی کی راہ۔

گویا فرعون کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا کہ اس پر اس نے کہا کہ مجھے جو کچھ تمہارے لیے بہتر نظر آتا ہے میں تمہیں وہی بتاتا ہوں اور اسی کو بھلائی کا راستہ جانتا ہوں۔

اور رجل مومن یعنی سمعان نے فرعون کو کہا کہ تم مصر میں تو ایسا نہ کرو کہ اس عذاب آہی آتا ہے۔ اللہ کا عذاب آیا تو ہمیں بچانے والا کوئی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْكِنَانِيُّ آمَنَ يُقُومُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظَلْمًا لِلْعِبَادِ۔ اور کہا اس نے جو ایمان لایا ہوا تھا کہ میری قوم مجھے خوف ہے کہ تم پر عذاب آجائے گا پہلی قوموں کی طرح جیسا کہ قوم نوح اور عاد و ثمود پر اور ان پر آیا جو ان کے بعد ہوئے اور اللہ نہیں چاہتا بندوں پر ظلم کرنا۔

پہلی قوموں سے وہی قوم مراد ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور ان پر عذاب آیا چنانچہ قوم نوح پر پانی کا طوفان آیا۔ قوم عاد پر ایسی آندھی آئی کہ ان کی سنگین عمارتوں کو الٹ گئی۔ ثمود پر پتھر سے یہ سارے عذاب بطور ظلم نہیں ہوئے بلکہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا عدل و انصاف سے دی گئی۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر بطور ظلم عذاب نہیں آیا بلکہ یہ اقمنا کے قسط و عدل وہ معذب ہوتے ہیں۔
ہر گے ارشاد ہے۔

وَيَقَوْمِ اِنِّي اَخَاَتُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ - يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مَدْيَرَيْنِ مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ
عَاجِمٍ وَمَنْ يُضِلِّ اللّٰهُ فَمَا كَسِرْ مِنْ هَادٍ۔ اور سمعان نے کہا کہ اے میری قوم میں تم پر خوف کرتا
نہاؤں دن کا جس دن تم پھٹھو دے کہ بھاگو گے اور کوئی نہ ہوگا تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا
ہے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راہ ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

یہ قول اسی رجل مومن تھا کہ جس کا نام سمعان تھا یا گیا اس نے بطور ہدایت قوم کو کہا کہ میں تم پر خوف
کرتا ہوں یوم تناد کا۔ یوم تناد سے مراد قیامت ہے۔ یوم التناد پیرا کو سی فرماتے ہیں۔

وَالنَّادُ مَصْدَرٌ تَنَادَى الْقَوْمُ اِى نَادَى بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَ يَوْمَ التَّنَادِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُبْحَى
بِذَلِكَ لِانَّ تَنَادَى فِيهِ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ لِّلِاسْتِغَاثَةِ اَوْ يَتَصَايَعُونَ فِيهِ بِالْوَيْلِ وَ التَّبَوُّرِ
اَوْ التَّنَادِ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ كَمَا حَكَى فِي سُورَةِ الْاَعْرَابِ اَوْلِيَاءُ الْخَلْقِ يَنَادُوْنَ اِلَى الْحَشْرِ۔
تناد مصدر ہے اور اس سے مراد در ذق قیامت ہے جیسا کہ سورۃ اعراب میں مذکور ہے و نَادَى اَصْحَابُ

النَّارِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور یہ پکارنا ان کا بطور استغاثہ ہوگا کہ کوئی ہمیں عذاب دوزخ سے چھڑوائے چنانچہ
جنیوں کو جنہی پکاریں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈال دو تو جنتی جو اب دیدیں گے کہ ان اللہ حَرَمًا عَلٰى
الْكَافِرِيْنَ۔ اللہ نے حرام فرمایا کافروں پر جنت کی نعمتوں کا حصہ۔ تو سمعان نے اسی بات کو یاد دلا کہ یوم
التناد کہا اور یوم تَوَلَّوْنَ مَدْيَرَيْنِ سراسیمگی اور پریشانی میں اس دن بھگتے پھر رہے ہوں گے کہ کوئی انہیں بچا
لے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاجِمٍ۔ نہیں تمہیں کوئی آج اللہ سے بچانے والا اور جو گمراہی کے لیے پیدا
ہوتے ہیں ان کا کوئی ہادی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى اِذَا هَدَاكُمْ
فَلَقْتُمْ كُنْتُمْ تَتَّبِعْتُمْ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ رَسُوْلًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِتٌ مُّؤْتَاةٌ وَالَّذِيْنَ
يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يَغْيِرُ سُلْطٰنَ اَسْمِكُمْ كَمَا مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذَلِكَ
يُطِيعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ اور بے شک آٹے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیوں کے
سابقہ تو ہمیشہ رہے تم شک میں جو کچھ وہ لائے اس سے یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم لوہے کے
ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ ان کے بعد کوئی رسول ایسے ہی اللہ گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا

وہ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں دی گئی ہو۔ بہت بڑی ہے بنیاری اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی مہر کرتا ہے اللہ ہر اس دل پر جو متکبر اور سرکش ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يُوَسِّسُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَيُلْهِمُكُمُ الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ اس سے مراد حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہیں ان کی صداقت پر بھی یہ شک کرتے رہے اور ان کی وفات کے بعد یہ منصوبہ گھڑا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا تا کہ آپ کے بعد جو آئیں ان کی تکذیب پہلے ہی سے کرتے رہیں۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کے بعد جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو انہوں نے بے خوف و خطر تکذیب کی اسی کو فرمایا گیا کہ حد سے بڑھنے والے سرکش ایسے ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانَ بْنِیْ صَاحِبَ الْعِلْمِ اَنْبِئْ بِالْاَسْبَابِ السَّمَوَاتِ فَاطَّلِعْ اِلَى الْاَسْمَانِ وَارِیْ لَاحُثَهَا كَاذِبًا كَذَلِكِ دَرَيْتَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِي تَبَايِهٍ اور فرعون بولا اے ہامان میرے لیے ایسا بلند محل تعمیر کر کہ اس سے میں آسمانوں کے راستوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں اور میرا گمان ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ایسے ہی پستیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لیے اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ ہدایت سے اور فرعون کا کہہ نہیں مگر ہلاکت میں۔

ہامان سلطنت فرعون میں وزیر اعظم تھا۔ تو فرعون نے اس سے کہا کہ میرے لیے ایک بلند محل تعمیر کر۔ صرح کہتے ہیں عربی میں بلند محل کو اور چونکہ اسے یقین تھا کہ آگہ العالمین ایک ہی ہے مگر قوم کو دہرا کہ دینے کے لیے کوئی ایسا ذریعہ بناؤں جس سے میری خدائی چمکے اسی بنا پر اس نے قوم کو بیوقوف بنانے کے بلند محل تعمیر کیا۔

راکٹ تو اس زمانہ میں تھے نہیں ورنہ اس کی دہرا کہ بازی اس سفیہ قوم پر اچھی طرح چل جاتی۔ لیکن بلند محل کے ذریعہ اس نے قوم کو دھوکہ دیا اور کہا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں گا اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

كَذَلِكَ دَرَيْتَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ اِنَّمَا كَرِهِيَ لِقَوْمِ اِسْرَائِيلَ اِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا يَفْقَهُوْنَ اور فرعون کا مکر سے ہلاکت میں لے جانے ہی کے لیے تھا۔ چنانچہ ہلاک ہوا اور غرق قلزم نیل کر دیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع پچاس سورۃ مومن

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے
پچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں -

اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو برتنا ہی ہے
اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے -
جو برا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی

اور جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو
مسلمان تو وہ جنت میں کیے جائیں گے وہاں بے
حساب زرق پائیں گے -

اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں
نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف
مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں
اور ایسے کو اسکا شریک کروں جو میرے علم میں
نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے
والے کی طرف بلاتا ہوں -

آپ ہی ثابت ہو کہ جسکی طرف بلاتے ہو
اسے بلانا نہیں کام نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت
میں اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد
سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں -

تو جد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے
کہہ رہا ہوں اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ
کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَوْمَ اتَّبَعُونَ أَهْلَكُمْ
سَبِيلَ الرَّشَادِ ۗ

يَقَوْمِ إِنَّمَا هِيَ الْعَيْوَةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ
وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۗ

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا
وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ
فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۗ

وَيَقَوْمٍ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجْوَىٰ وَتَدْعُونِي
إِلَى النَّارِ ۗ

تَدْعُونِي لِأَكْفُرُ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا
لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى
الْعِزِّ الْعَفَّارِ ۗ

لَا جُرْمَ إِنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ
فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْتَ مَرْدُنَا
إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ
النَّارِ ۗ

فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ
وَأُقْرِضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ
بِالْعِبَادِ ۗ

فَوَقَّعَهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَخَاقَ

بِأَلْفِ فِرْعَوْنَ سُوءِ الْعَذَابِ ۝
النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا

وَيَقُومَرْتَقُومُ السَّاعَةَ فَتَأْخُذُهُمْ

الْفِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

وَإِذْ يَتَحَايَرُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعْفَاءُ

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

أَنْتُمْ مُعْتَنُونَ عَلَيْنَا لَئِبًّا مِنَ النَّارِ ۝

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا لَئِن لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ

قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَازِنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا

رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَلَيْنَا مِنْ الْعَذَابِ ۝

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُنَّا نَسْتَكْفُرُ بِالْبَيْتِ

قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَاذْعَبُوا وَهَادِعُوا

الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝

تو اللہ نے اُسے سچا لیا ان کے مکر کی بنا پر

سے اور فرعون والوں کو بے عذاب بنے اٹھیا

اگ جب صبح و شام پیش کیے جلتے ہیں اور

جس وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون

والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور

ان سے کہیں گے جو بڑے ہفتے تھے ہم تمہارا

تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ

گھٹا لو گے

وہ تکبر والے بولے ہم سب آگ میں

ہیں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا

اور جو لوگ آگ میں ہیں اسکے وارث

سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب

کا ایک دن ہٹا کر دے۔

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارا

رسول روشن نشانیاں لائے تھے بولے

کیوں نہیں بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں

کی دعا نہیں مگر بھٹکے پھرتے کو۔

حل لغات پانچواں کوع سورۃ مومن پہل

و اور قَالَ بولا اَمَّنَ ایمان والا يَقُومُ اے میری قوم
اسْتَعُوذُ بِمیرے پیچھے اَهْدِكُمْ ہدایت تمہیں سَبِيلَ رَاهِ السَّابِغِ مَجَلَّی

لِقَوْمٍ لَعَنُوا مِثْلَ قَوْمِ
الَّذِينَ آمَنُوا دُنْيَا
الْآخِرَةِ بِيحْسَادٍ
هَذِهِ يَهِي
وَأُور
دَارُ الْكُفْرِ
إِنَّمَا بَعَثْنَا
مَتَاعٌ مُرْتَابًا
هِيَ وَه

مَنْ جَو
يُجْزَى بِدَلَّةِ
مَنْ جَو
ذَكَرَ مُرَدِّ
هُوَ وَه
الْجَنَّةِ جَنَّتِ فِيهَا
حِسَابِ حَسَابٍ
أَدْعُو كَوُّ يَلَاتَا هُوَ تَمَكُّو
تَدْعُوُّ بِلَاتِي هُو
تَدْعُوُّ بِلَاتِي هُو
وَأُور
لَيْسَ نَهِي
وَأُور
الْعَزِيزِ عَزَّتِ وَه
تَدْعُوُّ بِلَاتِي هُو
دَعْوَةٌ بِلَاتِي
لَا نَهِي
أَنَّ بَعَثْنَا
وَأُور
الْمُصْحَبِ وَه
سَيِّئَةٌ بَرَاءٌ فَلَا هِيَ نَهِي
مِثْلَهَا اسْمٌ مِثْلُ وَه
صَالِحًا اِجْمَاعًا مَنْ سَعَى
أَنْتَى عَوْرَتِ وَه
فَأُولَئِكَ تَوْبِي يَدْخُلُونَ وَه
فِيهَا اسْمٌ بَغِيْبٌ بَغِيْرٌ
لِقَوْمٍ لَعَنُوا مِثْلَ قَوْمِ
الْجَنَّةِ نَجَاتِ وَه
إِلَى طَرَفِ النَّارِ دُوْرُخِ
لَا كُفْرًا تَاكِيْهِ بِاللَّهِ
بِهِ اسْمٌ سَعَى مَا جَو
بِهِ اسْمٌ سَعَى عِلْمٌ فِي
أَدْعُو كَوُّ يَلَاتَا هُو تَمَكُّو
لَا جَزَاءَ لَهَا هِيَ ثَابِتَةٌ لَهَا
لَيْسَ نَهِي لَهَا
الَّذِينَ آمَنُوا دُنْيَا وَه
الْآخِرَةِ أَعْرَتِ وَه
إِلَى طَرَفِ
الْمُسْرِفِينَ حُدُودِ وَه
فَسْتَذْكُرُونَ لَهَا مَا جَو

اَقُولُ کہتا ہوں میں
 اَمْرِيْ كَامِ اللّٰهِ اللّٰهِ
 اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ
 وَ اَوْر
 سُوْءٍ بِرِے
 عَلِيْهَا جِس پَر
 يَوْمَ جِس دِن
 الِ اَوْلَادِ
 وَ اَوْر
 النَّارِ اَگِ مِيں
 اسْتَكْبَرُوْا اَبْرَے بِنْتِے تَحَے
 تَبَعًا تَالِيْعِ تَحَے
 عَنَّا هَمْ سَے
 قَالَ كَہَا
 كُلُّ سَب
 قَدْ ضَرُوْر
 وَ اَوْر
 النَّارِ اَگِ
 رَبُّكُمْ تَمِ اِنْبِے رَبِّے
 مِّنْ سَے
 تَلِيْ پَاسِ
 قَالُوْا وَهْ كَہِيں گَے
 وَ اَوْر
 اِلَّا مَكْرُ
 لَكُمْ تَمِ سَے
 اِلَى طَرْفِ بَصِيْرٍ دِيكھتا ہِے
 سَيِّئَاتِ بَرَاتِيُوں سَے
 حَاقَ كَھِيْر
 الْعَذَابِ عَذَابِ نَے
 غَدُوًّا صَبْحِ وَ اَوْر
 نَقُوْمُ قَامِ ہُوْگِ
 فِرْعَوْنَ فِرْعَوْنَ كُو
 اِذْ جَبِ
 قِيْقُوْلُ پَسِ كَہِيں گَے
 اَنَا هَمْ
 فَهَلْ تُو كَہَا
 الَّذِيْنَ جُو لُوْگِ
 فِيْهَا اس مِيں مِيں
 حَكَوْ فِیْصَلِ
 قَالَ كَہَا
 لِيخْزَنِيْ وَارُوْعِيں
 يَخْفِيْفُ ہَلَا كَرُوْے
 الْعَذَابِ عَذَابِے
 تَاتِيْكُمُ لَائِے
 بَلِي كِيُوں نَہِيں
 مَا نَہِيں
 فِیْ نِيْجِ
 وَ اَوْر
 اِلَّا مَكْرُ
 اَفْوٰضُ سَپَر دِکرتا ہوں
 اِنَّ بَے شَكِ
 قَوْلَهُ تُو بچا لیا
 فَكُرُوْا مَكْرُ
 فِرْعَوْنَ فِرْعَوْنَ
 يُعْرَضُوْنَ پَرِشِ كِيے جاتے ہِيں
 وَ اَوْر
 اَدْخِلُوْا وَ اِخْلُ كَرُو
 الْعَذَابِ عَذَابِ مِيں
 فِی مِيں
 لِلَّذِيْنَ جُو
 لَكُمْ تَمِ ہَا رَے
 مُعْتَمِدُوْنَ كَھَا لُوْگِے
 مِّنْ سَے النَّارِ اَگِ
 اِنَّا هَمْ
 اللّٰهِ اللّٰهِ
 الْعِبَادِ بِنْدُوں مِيں
 فِی مِيں
 اَدْعُوْ وَ عَا كَرُو
 يَوْمًا اِيك دِن
 اَوْ لَوْ اِيَا ذِ تَمِ ہَا رَے
 بِالْبَلِيَّتِ رُوْعِيں
 فَادْعُوْ اِپْسِ وَ عَا كَرُو
 الْكٰفِرِيْنَ كَا فِرِے
 ضَلَلِ مِصْكِنِے

مختصر تفسیر پانچواں رکوع سورہ مومن ۲۲

وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا أَتِمُّونَ هُدًى لَّكُمْ
سَبِيلَ الرَّشَادِ
اور اے ایمان والو! بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو
میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں۔

(وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا) اور وہ ایمان والا بولا: ہو مومن آل فرعون وہ فرعون کے خاندان سے
ایک مومن شخص تھا اسدی نے کہا کہ وہ مومن قبلی تھا اور فرعون کا عم زاد تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ اسرائیلی
تھا۔ اور اُس کا نام بزرگیل تھا۔

(يَتَّبِعُونَ) اے میری قوم میرے پیچھے چلو فیما دلایکم علیہ اِس راہ پر چلو جو میں
نے تمہیں بتائی ہے۔ (اهدکم سبیل الرشاد) میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں سبیل
یصل بہ سالک الی المقصود یعنی وہ راستہ جس پر چلنے والا منزل مقصود کو پا لیتا ہے اور اس میں تعریض ہے
کہ فرعون اور اُس کی قوم کا راستہ گمراہی کا راستہ ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مومن آل فرعون نے لوگوں پر واضح کیا کہ فرعون اور اُس کی قوم کا
راستہ گمراہی ہے۔ اور تم اُس راستے پر چلو جو میں نے تمہیں بتایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرو
اور یہی راہ ہدایت ہے۔

يَقُومُ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ خَيْرٌ وَأَجْرٌ
رِيقُومُ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ
ای تمتع او تمتع بہ بسر بسرۃ ذوالس یعنی دنیا کی زندگی چند دنوں کا فائدہ
ہے۔ اور اس سے جو آسانی سے فائدہ مل جاتا ہے وہ جلد ختم ہو جائیگا۔

رَوَاتُ الْآخِرَةِ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور بلاشبہ آخرت ہی اصل رہنے کا گھر ہے۔
لخلودھا و دوام ما فیھا یعنی آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جو کچھ وہاں کی نعمتیں ہیں۔ دائمی ہیں
ختم ہونے والی نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور یہاں کا نفع و فائدہ
عارضی ہے۔ وقتی ہے اور ختم ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ یہاں کسی شے کو بھی دوام حاصل نہیں
اور آخرت ہی حقیقی گھر ہے۔ جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور وہاں کی سب نعمتیں نہ ٹٹنے والی اور ہمیشہ ہمیش

کے لیے ہے۔ دنیا بے حقیقت ہے اور آخرت کی زندگی ہی اصل حقیقت ہے لہذا آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا
ناصحی کی بات ہے۔

جو بڑا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا۔ مگر اتنا ہی اور جو
اچھا کام کرے مرد یا عورت ہو۔ اور جو مسلمان تو وہ
جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ وہاں بے حساب
رزق پائیں گے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى
الِامْتِلَاحُ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا قَدْ
ذَكَرَ اٰتِيًا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ قَاوَلِيكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ يَرْزُقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ه

(مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جُو بڑا کام کرے،

فَلَا يُجْزَى) تو بدلہ نہ ملے گا، فِ الدنیا یعنی برائیوں کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ (سنا ملے گی)

وَالْاٰمِلَاحُ) مگر اتنا ہی عدلاً مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انصاف فرمائے گا۔ اور برائی کی سزا برائی
کے مطابق دے گا اگر اس نے عذاب دینا چاہا۔ وگرنہ اللہ بہ کچھ واجب نہیں، چاہے سچے، چاہے عذاب کیے
برائی کے حوالے سے کن ہماروں کا تذکرہ ہے علماء نے اسی آیت کے تحت زخموں کی (خباہیات) کے سلسلے میں
بڑا بڑے کے بدلے پر استدلال کیا ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا قَدْ ذَكَرَ اُو
اٰتِيًا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ قَاوَلِيكَ الَّذِيْنَ
اور جو اچھا کام کرے مرد یا عورت اور جو مسلمان
تو یہی۔

الَّذِيْنَ عَمِلُوْا خَلِيْكَ
یعنی مؤمن وہ لوگ جنہوں نے اچھے کام کئے نیکیاں کیں۔
رِيْدُ خُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَرْزُقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ
جنت میں داخل ہوں گے وہاں بے حساب رزق پائیں
بغیر تقدیر و موازنہ بالعمل بل اضعا فامضاعفة فضلا منه تعالى و رحمت

یعنی ثواب بندوں کے اعمال کے برابر نہیں اور نہ ہی اعمال سے عطا و بخشیش کا موازنہ و مقابلہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ
اپنے فضل و کرم سے دوگنا ہوگا بلکہ کئی گنا عطا فرمائے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص برائی کرے گا تو اس کو برائی کے برابر سزا ہوگی۔ اور جو شخص اچھا
کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ لیکن ایمان دار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور وہاں
بے اندازہ رزق دے دے جائیں گے، ایمان کا یہاں بطور خاص ذکر فرمانا اس لیے ہے ان الايمان شرط
فی اعتبار العمل کہ ایمان عمل کی قبولیت و ثواب کے لیے شرط ہے کہ ایمان کے بغیر عمل کوئی حقیقت نہیں رکھتا
یہاں ایمان کا ذکر مؤمنین کے لیے خصوصی شرف کا حامل ہے اور جملہ عنایات مشوبات ایمان ہی کا اثر ہیں یہ ثواب
و کرم اعمال کے ملوث یا اس کے مقابل نہیں بلکہ کئی گنا عطا ہوگا اور یہ اہل ایمان پر اللہ کا خصوصی فضل و رحمت

ہے۔ عورتوں کا یہاں ذکر کرنا اہتمام کے لیے ہے کہ ان میں کسی محتمل ہے۔ لیکن ایمان کی برکت ان کی کمی کا ازالہ کرے گی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ عورتیں دین میں ناقص ہیں یہ نقص فطری ہے اور ثواب ایمان میں کسی کو مستلزم نہیں۔

وَيَقَوْمٍ مَّالِيٍّ اَدْعُوكُمْ اِلَى النَّجْوٰتِ
وَتَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّاسِ ۝

اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف۔

مَجْهُ اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں۔ اور ایسے
کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں۔ اور

تَدْعُوْنِيْ لِيْ بِهٖ عَلِمْتُ اَنَا
اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْعَقَّارِ ۝

میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

رَوَيْقَوْمٍ مَّالِيٍّ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجْوٰتِ وَ
قَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّاسِ ۝

اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں نجات
کی طرف اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

كَرَّرْنَا هُمْ اِيْقَاطًا لَّهُمْ عَنِ سُنَّةِ الْغَفْلَةِ وَاِهْتِمَامًا بِالْمُنَادٰى لِهٖ وَمِبَالِغَةً
فِي تَوْبِيْخِهِمْ عَلٰى مَا يِقَابِلُوْنَ بِهٖ دَعْوَتُهُ

فرعون اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ خطاب ہے تاکہ وہ خواب غفلت سے جاگ اٹھیں۔ اور
اس خطاب میں اس امر پر نہیں۔ انتباہ کرتے ہوئے مبالغتا کہا گیا ہے کہ میں نجات کی طرف تمہیں بلاتا ہوں
اور تم اس کے برعکس مجھے دوزخ کی دعوت دیتے ہو۔ یعنی تمہارا یہ طرز عمل اس قدر ہوش و خرد سے بعید کیوں ہے
نجات کی طرف بلانے سے ارشاد توحید پر ایمان لانا اور رسول کی پیروی ہے اور دوزخ کی طرف بلانا مردموں
کو کفر و شرک کی طرف بلاتا ہے، اگلی آیت میں اس کی صراحت ہے۔

رَدْعُوْنِيْ لِيْ بِهٖ عَلِمْتُ اَنَا
اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْعَقَّارِ ۝

مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں بدالی من
تدعوتی الی النار یعنی آیت کے ٹکڑے تَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّاسِ کا بدل ہے یا اس کی صراحت ہے یعنی تم مجھے
کفر کی طرف بلاتے ہو یا یہ کہ مجھے جانتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔

اَوْ اَشْرِكُ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ
اٰی بكونه شريكاً لهٗ تَعَالٰى فِى الْمَعْبُوْدِيَّةِ اَوْ بِرُبُوْبِيَّتِهٖ وَالْوَهْدِيَّةِ۔

اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں

یعنی میں کسی ایسے کو اللہ کی معبودیت یا ربوبیت اور الوہیت میں شریک ٹھہراؤں۔ (علم)
ونفى العلم هنا كناية عن نفي المعلوم۔

جنس کے رب ہونے کا مجھے علم نہیں اور یہاں علم کی نفی معلوم کی نفی سے کنا یہ ہے یعنی ایسا کوئی نہیں
اور نہ ایسے پر کوئی دلیل

ابن مسعود اور مجاہد نے تفسیر کی ہے کہ مسرفین سے مراد ناحق خون بہانے والے (قتل کر نیوالے) جیسا کہ **الْقَتْلُوتَ رَجُلًا** سے واضح اشارہ ہے۔ فتاویٰ کے کہا مسرفین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ مشرک کا حد سے بڑھی ہوئی گمراہی ہے۔ عکرمہ نے کہا مسرفین سے مراد ظالم اکھڑ اور معزور متکبر لوگ ہیں۔ اور کہا گیا کہ ہر وہ شخص جس کا شر اس کی بھلائی پر غالب آجائے وہی مسرف ہے۔ یعنی مشرک لوگ ہی دوزخی ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ تم مجھے (مرد مومن کو) بتا پرستی کی دعوت دیتے ہو جو کوئی شے بھی نہیں ہے اور یہ امر حق اور ثابت شدہ ہے کہ یہ بت دونوں جہان میں باطل و بے اصل ہیں اور نہ کسی کام کے ہیں۔ اور نہ ہی کام آئیں گے۔ جب کہ ہم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور وہ لوگ جو کفر شرک کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنے بتوں کے ساتھ ہی جہنم واصل ہوں گے۔

فَسْتَذْكُرُونَ مَا أَقُولَ لَكُمْ ط
وَأَفْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ
بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ه

تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں
ہوں اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

فَسْتَذْكُرُونَ مَا أَقُولَ لَكُمْ ط

بعضکم بعضا عند معاينة العذاب كما كانا
بائیں یاد کریں گے جب عذاب کو دیکھیں گے۔

(مَا أَقُولَ لَكُمْ) جو میں تم سے کہہ رہا ہوں من النصائح یعنی جو کچھ میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں
وَأَفْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں لِيُعْصِمَنِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ یعنی اس
لیے کہ وہ مجھے ہر قسم کے دکھ اور تکلیف سے بچالے۔

إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ہ

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعونیوں نے مومن آل فرعون کو ڈرایا دھمکایا۔ اور کہا اگر تو نے ہمارے لائے

کی مخالفت جاری رکھی تو ہم اس کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ اس پر اس مرد مومن نے کہا کہ تمہیں میری نصیحت بُری معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ میں حقیقت کہہ رہا ہوں۔ تمہیں میری نصیحت کی یہ باتیں اس وقت یاد آئیں گی جب عذاب نازل ہو جائیگا اور تم باہم مانو گے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا۔ لیکن اس وقت کا اثر یا ایمان نفع نہ دے گا۔ اور رہا تمہارا دھمکیاں دنیا تو میں تمہارے شر سے پناہ کے لیے اپنے سارے امور

رب ذوالجلال وحرہ لا شریک کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کے اعمال و احوال کو بخوبی جانتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہی میرا نگہبان ہے۔ اس کے بعد وہ مومن اللہ لوگوں سے رولپوش ہوگا۔ اور نماز میں مشغول ہوگا۔ فرعون

نے کئی آدمی اس کی تلاش میں دوڑائے مگر اللہ نے درندوں کو اس مومن کی حفاظت پر بھیج دیا۔ جو فرعون وہاں پہنچتا وہ اسے ہلاک کر دیتے اور جو بھاگ کر واپس لوٹتا تو فرعون مرد مومن کے گرفتار نہ کرنے کے بہم میں اسے پھانسی دے دیتا تاکہ دوسرے لوگوں پر اس کا ضعف ظاہر نہ ہو اور نہ لوگوں کو حقیقت حال کا صحیح علم ہو۔

فَوَقَاةُ اللَّهِ سَيِّئَاتٍ مَا مَكْرُوهًا
وَحَاقَ بِالرِّفْعُونَ سُورَ الْعَذَابِ ه

تو اللہ نے اسے سچا لیا ان کے مکر کی بناؤں سے اور
فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔

فَوَقَاةُ اللَّهِ سَيِّئَاتٍ مَا مَكْرُوهًا) تو اللہ نے اسے سچا لیا ان کے مکر کی بناؤں سے۔

اسے مراد مومن آل فرعون ہے (فَوَقَاةُ اللَّهِ) اللہ نے اسے محفوظ رکھا (سَيِّئَاتٍ مَا مَكْرُوهًا) اشدائد یعنی اللہ نے اس مومن کو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سختی سے تکلیفوں سے سچا لیا، مومن آل فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات پائی۔

وَحَاقَ بِالرِّفْعُونَ سُورَ الْعَذَابِ) اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔

یہاں آل فرعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو مومن آل فرعون کو پکڑنے پر مامور ہوئے اور بعض نے کہا ای فرعون و قومہ یعنی فرعون اور اس کی قوم (سور العذاب) سے مراد الفرق علی الاول و اکل السباع والوت عطشا و لقتل و اکتل و اکتل یعنی فرعون اور اس کی قوم غرق ہوئی اور مرد مومن کو پکڑنے والے لوگوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا یا بھوک پیاس سے مرگے یا فرعون نے قتل کروا دیے یا پھانسی دے دیئے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے مرد مومن کو فرعون والوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھا، مرد مومن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہو گیا اور نجات پائی، جب کہ اسے گرفتار کرنے والوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا۔ اور جو درندوں سے بچ گئے وہ بھوک پیاس سے مرگے اور جو پونہی لوٹ گئے انہیں فرعون نے نافرمانی کے جرم میں قتل کروا دیا یا پھانسی دے دی۔ اور اگر مراد فرعون اور اس کی قوم لی جائے تو وہ دریا میں غرق کر کے ہلاک کیئے گئے۔

النَّارُ يَوْمَ يُعْرَفُونَ عَلَيْهَا غَدًا وَآخِرَ يَوْمًا
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا
إِلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ه

آگ جس پر صبح و شام پیش کیئے جاتے ہیں اور جس
وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا۔ فرعون والوں کو
سمت تر عذاب میں داخل کرو۔

النَّارُ يَوْمَ يُعْرَفُونَ عَلَيْهَا غَدًا وَآخِرَ يَوْمًا) آگ جس پر صبح و شام پیش کیئے جاتے ہیں۔

النَّارُ مُتَبَدِّلَةٌ ه جملہ اور یعرنون علیہا غدا و آخیراً) اس کی خبر ہے اور یہ جملہ اللہ کے قول و حاق
بال فرعون کی تفسیر ہے یعنی ما سور العذاب قتل هو النار و بر العذاب کیا ہے تو کہا گیا عذاب مطلب یہ

واضح مفہوم یہ ہے کہ میرے علم میں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میرے پاس اس کی صفات
کے ٹھوس دلائل موجود ہیں اور ایمان کے لیے دلیل ضروری ہے۔ یعنی ایسی دلیل جو ذات الہی اور اس کی ربوبیت
کو ثابت کرے۔ جب کہ تمہارا عمل یہ ہے کہ تم مجھے بغیر سوچے سمجھے کفر کی دعوت دے رہے ہو جو دلیل و عقل
دونوں کے اعتبار سے باطل ہے۔ بے اصل ہے۔

وَ اَنَا اَدْعُوكُمْ اِلَى الْعَزِيزِ
الْعَقَابِ (اور میں تمہیں عزت والے بہت سختے والے کی طرف
بلا تا ہوں۔)

یعنی میں تمہیں اس ذات اقدس کی طرف بلا تا ہوں جو عزت والا ہے غلبے والا ہے اور کافروں سے
بدلہ لینے کی مکمل قدرت رکھتا ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ غایت درجہ گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔ اور
جملہ صفات الوصیت و ربوبیت کا مالک ہے۔

آپ ہی ثابت ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلا تے ہو۔
سے بلانا نہیں کام کا نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں
اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ مدد سے
گذرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

لَا جُورَ اَتَمَاتُ عُوْنَتِي اِلَيْهِ
لَيْسَ لَكَ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَ اَنْتَ مَوْدُوْنَا اِلَى اللّٰهِ وَ اَنْتَ الْمُسْرِفِيْنَ
هُمُ اصْحَابُ النَّارِ
(لا جرم آپ ہی ثابت ہوا)

فعل ماضی ہے ان معنوں میں کہ ثابت

ہوا۔ اور حق یہ ہے۔

اَتَمَاتُ عُوْنَتِي اِلَيْهِ کہ جس کی طرف مجھے بلا تے ہو الکفر باللہ سبحانہ و شرک الالہتہ الباطلہ
عزت و جل بل یعنی اللہ کے انکار کی طرف اور اللہ کے ساتھ چھوٹے معبودوں کو شریک کرنے کی طرف جبکہ اللہ
بزرگ و برتر پاک و وحدہ لا شریک ہے۔

لَيْسَ لَكَ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) سے بلانا نہیں کام کا نہ دنیا میں نہ آخرت میں

یعنی تم اصنام پرستی کی طرف بلا تے ہو جن کا دنیا اور آخرت میں باطل و بے اصل ہونا امر یقینی
ہے۔ کیونکہ وہ تو جہاد محض بے عقل ہیں نہ ہی دنیا میں کام کے ہیں اور نہ ہی آخرت میں کسی کام آئیں گے۔ بلکہ اپنے
ماننے والوں سے ہزار ہوں گے۔

(وَ اَنْتَ مَوْدُوْنَا اِلَى اللّٰهِ) اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے۔

یعنی موت کے بعد ہمارا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

(وَ اَنْتَ الْمُسْرِفِيْنَ هُمُ اصْحَابُ النَّارِ) اور یہ کہ مدد سے گذرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

ہے کہ فرعون والے روزانہ صبح و شام دوزخ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس سے روزانہ صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہوتا ہے کہ اہل جنت کے ٹھکانوں سے اور اگر جہنم ہوتا ہے تو جہنم کے ٹھکانوں سے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تیرا یہی ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ تجھے اللہ دوبارہ اٹھائے آیت سے عذاب قبر کا اثبات ہوتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعون والوں کو روزانہ آتش دوزخ آتش پر پیش کیا جاتا ہے تاکہ انہیں اپنا

ٹھکانا دیکھ کر حسرت شدید ہو۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا
فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝
اور جب قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو
سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور جملہ جو اس سے پہلے پر عطف ہے یعنی جب قیامت قائم ہوگی۔ فرشتوں سے فرمایا جائیگا فرعون

والوں کو سخت ترین عذاب یعنی جہنم کے عذاب میں داخل کرو اور بعض نے اشد العذاب سے مراد صاویہ کا عذاب لیا ہے جو جہنم کے عذابوں سے سب سے بڑھ کر ہے یعنی ان کو صاویہ میں ڈال دیا جائے گا اور عذاب قبر و دوزخ کے عذاب سے علیحدہ قسم کا ہوگا اور کہا گیا ہے کہ یہ معمول ہے یعنی قیامت تک یونہی رہے گا۔

وَإِذِيتَّاجُونَ فِي النَّارِ يَقُولُ الضَّعُفَاءُ
لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا أَفَهَلْ
أَنْتُمْ مُّؤْمِنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ۝
اور جب وہ لوگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزوران سے
کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے
تو کیا ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لوگے

وَإِذِيتَّاجُونَ فِي النَّارِ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے

یعنی اس وقت کا ذکر کیجئے جب کافر لوگ دوزخ میں باہم جھگڑیں گے۔ یا اے نبی مکرم اپنی قوم

سے کفار کا جہنم میں باہمی جھگڑنے کا بیان فرمائیں۔

يَقُولُ الضَّعُفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا أَفَهَلْ
لِلْمُحَاجَّةِ وَالْتِمَامِ فِي النَّارِ يَقُولُ الضَّعُفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا أَفَهَلْ
میں کریں گے۔ یعنی جب بے ثروت لوگ (نادار، کمزور، عزیز) اپنے سرداروں یا رئیسوں سے کہیں گے

إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ہم تمہارے تابع تھے فی الدنیا تباعاً یعنی ہم دنیا میں تمہاری پیروی کرتے تھے

اور تمہاری بدولت ہی کفر پڑے رہے تبعاً جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن اس کا واحد نہیں۔ یعنی واحد و جمع بھی ہے

البتہ اس کی جمع اشباع ہے۔

رَقَلْ أَنْتُمْ مَحْنُونٌ هَذَا يُصِيًّا مِنَ النَّاسِ) تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے
 مضمون فائدہ کے معنی میں ہے۔ اور نُصِيًّا کے معنی حصہ کے ہیں، آلوہی کہتے ہیں۔ جہاں بعض
 عذابا اور بتخللہ عَنَّا صل صرف استفہام امر کے مفہوم میں ہے یا تقریری ہے، کفار میں سے کمزور لوگ اپنے
 سرداروں سے کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی طاقت ہے کہ ہم سے اس عذاب کے کسی یا کچھ حصہ کو دور بٹھا دو۔ یا ہماری
 طرف سے اسے اٹھا لو، کیونکہ رؤسائے کفار دنیا میں اس قسم کے دعوے کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی عذاب ہوا تو تم تمہاری
 طرف سے اس کے ذمہ دار ہیں یا اسے اٹھالیں گے اور جہنم میں جھگڑے کے دوران کمزور اس بات کو یاد دلائیں گے
 کیونکہ دنیا میں وہ انہی سرداروں کے بہکانے پر کافر بنے رہے تھے اور قبولِ حق سے دور رہے تھے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا

إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝
 اور تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں بے شک
 اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا
 یعنی بڑے بننے والے کمزور لوگوں

سے کہیں گے (جہنم میں کہیں گے)

إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ہم سب آگ میں ہیں نحن وانتم فكيف نفخ عنكم ولو قدرنا لدفعنا من
 النفس شيئا من العذاب هم اور تم بھی دوزخ میں ہیں تو ہم تمہیں کیونکر فائدہ دے سکتے ہیں یا تم سے عذاب کا کوئی
 حصہ گھٹا/ بٹھا سکتے ہیں۔ اور اگر ہم قدرت رکھتے تو ہم اپنے نفوس سے عذاب میں سے کچھ گھٹا لیتے یا بٹھا لیتے یعنی
 ہم بے بس ہیں اور نہ اپنے لیے اور نہ ہی تمہارے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ) بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا۔ فادخل اهل
 الجنة واهل النار النار وقد بكل منا ومنكم عذاباً لا يدفع عند ولا يتخلل عنه

اللہ نے اہل جنت کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر دیا۔ اور ہم میں سے اور تم میں سے
 ہر ایک کے لیے عذاب مقرر کر دیا (عذاب کا فیصلہ فرما دیا) جسے اس کے سوا (اللہ کے سوا) نہ کوئی مہلکا
 ہے نہ اٹھا سکتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَازِنَةِ
 جَهَنَّمَ ادْعُ رَبَّ كَمَا مِخَضَفٌ عَنَّا
 يَوْمَ مَنَ الْعَذَابِ ۝
 اور جو لوگ آگ میں ہیں اس کے وار و عوں سے بولے
 اپنے رب سے دعا کرو۔ ہم پر عذاب کا ایک دن
 ملکا کر دے۔

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ اور جو آگ میں ہیں کہیں گے من الضعفاء المستكبرين جميعاً لئلا

ضاقنا بهم الجحيم وعتبنا لهم اللعین کمزور اور بڑے بننے والے سبھی دوزخ میں کہیں گے۔ جب کہ ان کے سبھی علیے

بہانے ختم ہو جائیں گے۔ اور ان کی تمام اُمیدیں ٹوٹ جائیں گی اور اسباب منقطع ہو جائیں گے اور دوزخ سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آئے گی اور ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے۔

يَخْرُجُ مِنْ جَهَنَّمَ جُحُشًا مِمَّا دَرَسُوا مِنْ آتَى لِلْقَوْمِ تَعَذُّبِ اَهْلِ النَّارِ ان فرشتوں سے جو دوزخوں کے لیے عذاب پر مقرر ہیں۔

(اَدْعُوْا رَبَّكُمْ تَخْفِيفًا عَنَا يَوْمَ
مِنَ الْعَذَابِ) اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم پر عذاب کا ایک دن
ملکا کر دے

دوزخی کفار ملائکہ سے دعا کی درخواست کریں گے شاید اس وجہ سے کہ وہ خیال کریں گے کہ یہ فرشتے قرب حق میں زیادہ ہیں اور کہیں گے کہ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر عذاب کا ایک دن یعنی دنیا کے دنوں میں ایک دن کی مقدار ہم سے عذاب میں کمی کرے یا ایک روز کے لیے ہم سے عذاب کو مٹا دے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن قالوا اوکم تک تا تکم دسلکم بالبیت طقاوا بلی طقاوا فادعوا وما دعوا الکفرین الا فی ضلل وقالوا اوکم تک تا تکم دسلکم بالبیت انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔ بولے کیوں نہیں۔ بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکنے پھرنے کو انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔

ای لو تنبہوا علی ہذا ولم تک تا تکم دسلکم فی الدنیا یعنی کیا تمہارے پاس دنیا میں رسول نہ آئے اور انہوں نے تمہیں اس انجام کے بارے میں انتباہ نہ فرمایا تھا۔ اور وہ واضح نشانیاں نہ لائے تھے جن سے انکار پر عاقبت کی بربادی پر دلالت ہوتی تھی۔

(قالوا بلی) وہ کہیں گے کیوں نہیں اے اتقونا ہا فکذ بنا ہم کما نطق بہ قولہ تعالیٰ: بلی قد جاہرنا نذیر فکذ بنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء ان انتہم الا فی ضلل کبیر۔ یعنی وہ ان نشانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آئے تو ہم نے انہیں جھٹلایا جس طرح کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کفار کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے شریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں۔

قالوا فادعوا) وہ کہیں گے تو تمہیں دعا کرو فصیحة ای اذا کان الامر کذلک فادعوا

انتعرفان الدعاء لمن یفعل فعلکم ذلک مستجیل صدور کا عنا۔

رسوائی ہے یعنی جب معاملہ اس طرح ہے تو تم خود ہی درخواست کرو کیونکہ اس کے لیے دعا نہیں ہے

جس طرح کہ تم نے کیا اور تم ہم سے دعا چاہتے ہو جو ناممکن ہے یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں تمہاری طرح کے لوگوں کے لیے دعا کی اجازت نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مؤکل فرشتے دعا نہ فرمائیں گے۔

رَوَمَا دَعَاكَ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے اسی فی ضیاع و بطلان ای لا یجابیح کافروں کی دعائیں ضائع اور باطل ہیں یعنی قبول نہ ہوں گی یہ جملہ یا تو دار و عون کا کلام ہے کلام کے جواب میں یا یہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور حدیث نبوی سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک کافر کی دعا قبول نہ ہوگی اور نہ ہی وہ نماز استسقار کے لیے حاضر ہوں، لیکن حق یہ ہے کہ کفار کی بعض دعاؤں کا دنیا میں قبول ہونا امر واقعی ہے۔ لیکن روز قیامت قبول نہ ہوں گی۔ اور یہاں دعا کا قبول نہ ہونا روز قیامت کے ساتھ خاص ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار سے جہنم کے کارندے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نے آیات و معجزات کے ساتھ تشریف نہ لائے اور انہوں نے تمہیں اس دن سے نہ ڈرایا تھا تو کفار اس کا اثر کیا گے اور کہیں گے بلاشبہ وہ ہمارے پاس آئے۔ لیکن ہم نے انہیں جھٹلایا اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخی نہ ہوتے تو کارکنان جہنم کہیں گے تو جب صورت حال یہ ہے تو تم خود ہی دعا مانگو، فرشتے کفار کے لیے دعا نہ کریں گے یا انہیں اس امر کی اجازت نہیں جب وہ خود کفر سے پاک ہیں تو کسی کافر کے لیے کیونکر دعا کریں گے۔ اس سے مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ کسی کافر کے لیے (مرنے کے بعد) دعا جائز نہیں کیونکہ کفر و شرک پر مرنے والے کے لیے مغفرت سے ہی نہیں اور جس کے ایمان میں شک ہو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور غسل میت مسنون طریقے سے نہ دے یونہی پانی بہا دے، مؤکلین فرمائیں گے کہ کفار کی دعائیں گمراہی ہیں اور وہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جملہ حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس سے مراد کفار کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا اور ضیاع و بطلان ہونا قیامت کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ دنیا میں ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ

ظاہر ہے

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ مؤمن پانچواں

بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔

جس دن کوئی نفع نہیں دے گا ظالموں کا عند ان کا اور ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو ہدایت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا جس میں ہدایت اور نصیحت ہے عقل والوں کے لیے۔

تو صبر فرمائیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بخشش طلب فرمائیے اپنے غلاموں کے گناہوں کے لیے اور تسبیح بیان فرمائیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام کو اور صبح کو۔

بے شک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر وہ تکبر جس تک وہ نہیں پہنچ سکیں گے تو اللہ سے پناہ مانگئے بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور اندھا اور آنکھیاں برابر نہیں ہے اور نہ وہ لوگ

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَكَلِمَاتِنَا آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْنَدَهُمْ وَلَهُمُ الْعَذَابُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ هَذَا وَذَكَرَ فِي الْأُولَى الْآيَاتِ

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَتَمِ وَالْإِبْكَارِ

إِنَّ الْكَافِرِينَ لَيَجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ لِيُغَيِّرُوا سُلْطَانَ أَنفُسِهِمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا بُرْءٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهَا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْكَبِيرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَئِنْ أُنْزِلَتْ آيَاتُ الْوَعْدِ لَا يُؤْمِنُونَ

وَمَا يُسْتَوَى الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ

اور نہ وہ جو ایمان لاتے اور اچھے کام کیسے۔ اور بدکار بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

بے شک یقیناً قیامت آئے گی نہیں ہے اس میں کوئی شک لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ ہی کو بیکار اور بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری پوجا سے عنقریب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الَّذِينَ كَفَرُوا
 قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ه
 إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيكَمْ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ
 أَكْثَرَالنَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ه
 وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ
 إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي
 سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ه

حل لغات

دُسْتَنَّا۔ اپنے رسولوں کی	لَسْتُمْ۔ ضرور مدد کرتے ہیں	إِنَّا۔ بیشک ہم
فِي۔ بیچ	الَّذِينَ۔ ان کی جو	و۔ اور
يَوْمَ جِسْدِنَ۔	الدُّنْيَا۔ دنیا کے	الْحَيَاةِ۔ زندگی
لَا۔ نہ	الْأَشْهَادِ۔ گواہ	يَقُومُ۔ کھڑے ہونگے
و۔ اور	الظَّالِمِينَ۔ ظالموں کو	يُنْفَعُ۔ نفع دینگا
لَمْ۔ انکے لیے	اللَّعْنَةُ۔ لعنت ہے	لَمْ۔ ان کیلئے
لَقَدْ۔ بیشک	الدَّارِ۔ گھر	سُوءٍ۔ برے
و۔ اور	مُوسَى۔ موسیٰ کو	أَتَيْنَا۔ دی ہم نے
الْكِتَابِ۔ کتاب کا	بَنِي۔ اولاد	أَوْدُنَا۔ وارث کیا ہم نے
لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ عقلمندوں	ذِكْرِي۔ نصیحت	هُدًى۔ جو ہدایت تھی
وَعْدًا۔ وعدہ	إِنَّا۔ بیشک	کے لیے
اسْتَقْرَبُوا۔ بخشش مانگ	و۔ اور	اللَّهُ۔ اللہ کا
سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر	و۔ اور	لِيَذُنِبَ۔ اپنے متبعین کے گناہوں کی
و۔ اور	بِالْعَشِيِّ۔ شام	يُحْمَدُ۔ ساتھ حمد
يُجَادِلُونَ۔ جھگڑتے ہیں	الَّذِينَ۔ وہ جو	الرَّبِّكَ۔ صبح کو

بَعْدُ - بَعْدُ	اِنَّهٗ - اَلہی کے	اٰیَاتِ - اٰیَات	فِی - فِی
فِی - فِی	اِنَّ - نہیں	اَتَمُّمْ جُوَانِکے پاس ہو	سُلْطَانِ - دلیل کے
کَلْبًا - کلب	اَلَا - اگر	هٗمْ - ان کے	مُتَاوَدِ - سینوں
فَاَسْتَعِذُّ - تو پناہ مانگ	بِیَاغِیْبِہ اسکو پانے والے	هٗمْ - وہ	مَا جُوْنِہیں
السَّمِیْعِ - سنے والا	هٗوَ - وہی ہے	اِنَّہٗ - بیشک وہ	بِاَللّٰہِ - اللہ کی
و - اور	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	لَخَلْقٌ - یقیناً پیدائش	اَلْبَصِیْرُ - دیکھنے والا
النَّاسِ - آدمیوں سے	مِنْ خَلْقٍ - پیدائش	اَكْثَرُ - بہت بڑی ہے	اَلْاَرْضِ - زمین کی
النَّاسِ - لوگ	اَكْثَرُ - اکثر	لِکَنْتَ - لیکن	و - اور
مَا - نہیں	و - اور	یَعْلَمُوْنَ - جانتے	لَا - نہیں
اَلْبَصِیْرُ - دیکھنے والا	و - اور	اَلْاَعْمٰی - اندھا	یَسْتَوِی - برابر
و - اور	اٰمَنُوْا - ایمان لائے	اَلذِّیْنَ - وہ جو	و - اور
لَا رَنہ	و - اور	اَلصَّٰلِحِیْنَ - اچھے	عَمِلُوْا - عمل کیے
تَذْکُرُوْنَ نِصِیْحَتِ لیتے ہو تم	مَا - جو	فَلِیْسَ لَہٗ - کھڑا ہے	اَلْمُسِیءُ - بدکار
لَا - نہیں	لَا تِنِیۡۃً - آنے والی ہے	اَلسَّاعَةِ - قیامت	اِنَّ - بیشک
اَلِکَنْتَ - لیکن	و - اور	فِیْہَا - اس میں	ذٰیب - شک
یُؤْمِنُوْنَ - ایمان لاتے	لَا - نہیں	النَّاسِ - لوگ	اَلْاَكْثَرُ - اکثر
اَدْعُوْنِی - مجھے پکارو	ذٰی کُمْ - تمہارے رب نے	قَالَ - فرمایا	و - اور
اَلذِّیْنَ - وہ جو	اِنَّ - بیشک	اَسْتَجِبْ میں قبول کرونگا	اَسْتَجِبْ میں قبول کرونگا
سَیِّدُ خَلُوْنِ جلدی داخل ہو گئے		لِیَسْتَجِیْبُوْنَ - تکبر کرتے ہیں	لِیَسْتَجِیْبُوْنَ - تکبر کرتے ہیں
		عَنْ عِبَادَتِی - میری عبادت سے	عَنْ عِبَادَتِی - میری عبادت سے
		ذٰخِرِیْنَ - ذلیل ہو کر	ذٰخِرِیْنَ - ذلیل ہو کر
			بِحَقِّہم میں

حل لغات ناوہ

اَلْمُسِیءُ - بدکار
ذٰخِرِیْنَ - ذلیل ہو کر

مختصر تفسیر چھپارہ کو ع سورہ مومن پر

إِنَّا لَنَنْصُرُ دُشْمَانَكُمْ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْنَدَهُمْ وَلَا لَكُمْ سُوْدُ الدَّارِ - بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ان کی جو دنیا میں ایمان لائے اور جس دن گواہ کھڑے ہونگے اور وہ دن جس دن نہ نفع دے مشرکوں کو ان کی معذرت اور ان کے لیے رحمت سے بعد اور ان کے لیے برا کھڑے ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے رسول اور ان مومنوں کے لیے وعدہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد فرمائیں گے اور ان ایمان والوں کی اعانت کریں گے جو دنیا میں مومن ہوئے اس لیے کہ حیات دنیا کے بعد حیوۃ اخروی میں منتقل ہو کر تو بہر مشرک اور جاحد و منکر ایمان لے آئے ہے تو اسلام میں جو مومنوں بالغیب کے ماتحت ایمان حیات دنیا میں شرط ہے ورنہ غرق ہونے کے وقت تو فرعون نے بھی کہا اٰمَنْتُ بِآلِ الْاِلٰهِ الْاِلٰهِي اٰمَنْتُ بِهٖ بَنُوْا مِثْلَ اٰیٰتِیْ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اس اقرار و اعتراف کا جواب اسی آیت کریمہ کے آگے دیدیا گیا ہے اور فرمایا اَللّٰهُنَّ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ کیا اب ایمان لانے کی سو بھی جبکہ حیات دنیا ختم ہو گئی اور دنیا میں تو بہر افسادی تھا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب حیات دنیا میں شرط ہے اور مرنے کے بعد عذاب کو دیکھ کر بہ کافر و مشرک و جاحد منکر عائد ایمان لے ہی آتا ہے لیکن یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظَّالِمِیْنَ مَعْنَدَهُمْ وَلَا لَكُمْ سُوْدُ الدَّارِ کا ان کے لیے وعید ہے۔ یعنی دنیا سے جانے کے بعد ان کی معذرت ان کی تو بہ کوئی نفع نہیں دے گی اور ان کے لیے اللہ کی رحمت سے بعد اور تکلیفوں کا گھر ہوگا۔

اسی بنا پر ارباب عقائد نے کفر و قسم کے رکھے (۱) ایک کفر مقبول (۲) کفر مردود۔ کفر مقبول کفر مومن ہے جس کو قرآن کریم نے فرمایا فَمَنْ یُکْفِرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَسَاكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی جو کفر کرے بتوں سے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوطی سی تھامی۔ اسی کو کفر ثابت کہا جاتا ہے اور کفر زائل یہ کفر کفار جو حیات دنیا ختم ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے جیسے فرعون دنیاوی زندگی تک اپنے کو خدا کہتا رہا اور غرق میں جانے کے بعد اَمَنْتُ اَسْمَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ پکارتا رہا۔ بنا بریں اِنَّا لَنَنْصُرُ دُشْمَانَكُمْ کے ساتھ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کو مطلق نہیں فرمایا جو کہ فی الْحَیْوٰةِ الدُّنْیَا کے ساتھ مقید کر دیا اور انہی کے لیے یَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ فرمایا۔

اشہاد جمع شہید ہے اور شہید گواہ کو کہتے ہیں تو ان کے لیے یعنی ایمان والوں کے لیے گواہ ملائکہ و انبیاء ہوں گے جو بتائیں گے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں ایمان قبول کیا اور اعمال صالحہ پر رہے اور وہ جو کفر کرتے رہے وہ بھی معذرت کریں گے اور کہیں گے ہم سے غلطی ہوئی اب ہمیں معافی دی جائے۔
 تَوْفِرَایَا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظَّالِمِیْنَ مَعْنَدَ رَبِّهِمْ اِس دن ظالم یعنی مشرک کی معذرت انہیں نفع نہ دے گی۔
 یہاں ظالم کے معنی مشرک یوں لیے گئے کہ ظلم کہتے ہیں وَضَعُ الشَّیْءِ عَلٰی غَیْرِ مَحَلِّهِ کو تو چونکہ مشرک رب جل و علا شانہ کی بجائے بے محل بت پرستی کرتا تھا تو اسے مشرک کہا گیا اور وَكَلِمَ اللَّفْتَةِ کے معنی رحمت الہی سے بعد اسی لیے کہے گئے کہ لعنت کے معنی اہلوسی نے روح المعانی میں اَلْبَعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ فرماتے ہیں اور
 سُوءُ الْبَدَارِ - سُوءٌ كَقَوْلِهِمْ هِيَ بَرَاءَتِي كَو - دَآرٌ كَقَوْلِهِمْ هِيَ بَرَاءَتِي جہنم ہی ہوگا سب آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْثَنَّا بِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ هُدًىٰ وَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
 اور بیشک ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ہدایت کی کتاب پر وارث بنایا جس میں عقلمندوں کے لیے نصیحت اور ہدایت تھی۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے ذریعے ہدایت نامہ عطا ہوا اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث فرمایا اس کتاب میں ہدایت تھی اور تذکرہ بھی عقل والوں کے لیے تو اس کے بعد حضور کو تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔

فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَاَسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ وَيَسْئَلُكَ رَبُّكَ بِالْعِشْيَةِ وَاَلْبَكَارِ - اے
 محبوب آپ صبر فرمائیں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے غلاموں کے لیے ان کی معصیتوں پر بخشش طلب کریں اور تسبیح بیان صبح و شام اللہ کی حمد کے ساتھ۔

یہاں وَاَسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ فرمایا ہے جس کے لفظی معنی یہ ہوتے ہیں کہ معافی مانگئے اپنے گناہوں کی۔
 لیکن چونکہ انبیاء معصوم عن الخطا ہیں اس بنا پر اس نسبت سے اس کو سمجھا جائے گا کہ حضور کے متبعین حضور کے غلام ہیں اور غلام کے ہر فعل آقا کی طرف منتسب (منسوب) کیا کرتے ہیں تو اس بنا پر حضور کے غلاموں کی خطاؤں کو حضور کی طرف منتسب کر کے وَاَسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ فرمایا۔
 چنانچہ علامہ مدارک نے وَاَسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ کا ترجمہ امت کی خطاؤں کی معافی طلب کرنا لکھا ہے۔

چنانچہ اہلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَاَسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ اَي لِدُنْيَا اُمَّتِكَ فِي حَقِّكَ وَتَسْبِيحُ بِالْعِشْيَةِ وَاَلْبَكَارِ - اور تسبیح بیان کیجئے صبح و شام۔

اس سے مراد فجر اور عصر ہے اس لیے کہ قیام مکہ میں دوسری وقت کی نماز فرض تھی چنانچہ روح المعانی میں ہے عَنِ الْحَسَنِ أُرِيدَ كَقَعْتَانِ بُكْرَةً وَدَقْعَتَانِ عَشِيَةً قَبْلَ أَنْ الْوَاجِبَ بِسَكْتَةٍ كَانَتْ بِسَكْتَةٍ ذَلِكَ بِوَكْتِهِ صبح اور دو رکعتیں شام کی مراد ہیں جو مکہ میں اول اول تھیں یا سچ نمازیں تو بعد معراج فرض ہوئیں تاکہ ارشاد ہے إِنَّ الدِّينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ لِيُغَيِّرَ مُسْلِمِينَ أَنَّهُمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرًا مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں تو پیری دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر بڑائی کی ہوس جس تک وہ نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ سے پناہ مانگئے بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

جھگڑا کرنے والوں سے مراد کفار قریش ہیں جو اپنے عناد قلبی کے ماتحت بیجا طور پر اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے تھے اور اس پر ان کے پاس کوئی دلیل واضح نہیں تھی۔

اور جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی جامعیت اور خطابت سے انکار اپنی بڑائی کے لالچ میں کرتے تھے اور یہ خیال فاسد رکھتے تھے کہ اگر ان کو مان لیا تو ہم کو چھوٹا بنا پڑے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایسی بڑائی کا وہم تھا کہ جس تک ان کا پہنچنا دشوار تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ - اللہ کی پناہ لیجئے۔ اور ان کی پرواہ نہ کیجئے وہ سنتا دیکھتا ہے آگے ارشاد ہے

لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْكَبِيرِ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَبَلَدِكُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

اور بہت لوگوں سے مراد کفار اور مشرکین ہیں کہ یہ بھی سمجھ سکتے تھے، حالانکہ اظہر من الشمس اور بین من

الأمس ہے کہ انسان کی تخلیق ایک قطرہ سے ہوتی ہے اور وہ نشوونما پاتے پاتے جو ان ہو کر بڑھ چلے تک

جاتا ہے لیکن آسمان اور زمین یہ ایک ایسی تخلیق ہے کہ اس کا کنارہ اور انتہی طبقات الارض کی تحقیق کر لوگ

بھی معلوم نہ کر سکے نہ آسمانوں کا منتہی نظر آیا اور زمین کا سولہ اس کے کہ راکٹ اڑا کر اعلان کر دیتے ہیں کہ اب

ہم چاند تک جا رہے ہیں۔ سورج تک پہنچ رہے ہیں۔ پھر وہیں آکر کہہ دیتے ہیں کہ اس تک نہیں پہنچ سکتے راکٹ

جل گیا یا وہیں آگیا اور اسی قسم کی تعلیماں کی لیتے لیتے ختم ہو جائیں گے اس لیے کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ

جن اور انسان اگر اقطار السماوات اور ارض میں نفوذ کرنا چاہیں تو نفوذ نہیں کر سکتے مگر ہماری قوت کے ساتھ

نہ کہ سائنس کی قوت اور اذیات کی طاقت سے بَحِيْثٌ قَالَ تَعَالَى

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَالذُّنُوبُ

لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ فضا سے کسی عجوبہ شان کو دیکھ کر انہوں

نے سورج بنا لیا ہو اور کسی کو چاند قرار دے دیا ہو اس لیے کہ فضاٹے ہوائیہ جہاں پر کرہ ارضی ختم ہو جاتا ہے وہاں سے آگے نہ زمان ہے نہ مکان۔ نہ گھڑی ہے نہ گھنٹہ نہ اس کی سیر میں کسی تعین کا دخل ہے وہاں جاتے جاتے جہاں کہیں روشنی اقراط سے دیکھی سمجھ لیا کہ چاند ہے یا سورج اس کے سوا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کی زمین کا الٹ منٹ لندن کی عدالتوں سے کرایا جاتے یا یونائیٹڈ نیشنل سے اس کا فیصلہ لے کر اپنا حکم نافذ کر ایش۔

اور ان پر کہ ایش جہنم نہ قید زانی ہے نہ مکانی جو یہاں کے حکام تو اپنے یہاں دخل ہی نہیں سمجھتے وَاِنَّهٗ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۤقِيْنَ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اندھا اور انکھیا برابر ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بڑے کام کرنے والے برابر نہیں ہیں تو تم بہت کم غور کرتے ہو۔

مفہوم آیت واضح ہے اس میں اندھے سے مراد جاہل ہے اور انکھیا رے سے مراد عالم ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ عالم و جاہل برابر نہیں ہے ایسے ہی نیک عمل کرنے والے اور بڑے عمل والے جس سے مراد اللہ کے ولی اور سیاہ کار ہیں یہ بھی دونوں برابر نہیں آگے فرمایا گیا کہ تم ان باتوں پر بہت کم دھیان کرتے ہو اور اگر غور کرو تو خود بخود تم راہ راست پر آسکتے ہو۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاٰلِكُنَّ الْاَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ شَكَّ قِيَامَتِ اَنْهٖ وَالِيْ هٖ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر عقلت شعار ایمان نہیں لاتے۔

یہاں اس سے مراد موعید یوم آخرت کے بھول جانے والے کافر ہیں اور لَآ يُؤْمِنُوْنَ کا مقتضابھی یہی ہے کہ ابتلاء بے ایمان کافروں کو فرمایا گیا کہ جس قیامت پر تمہیں ایمان نہیں وہ بلا شک و شبہ آنے والی ہے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۔ اور فرمایا تمہارے رب نے کہ مجھ سے کہو جو میں تمہاری عبادت قبول کروں گا اور جو میرے سوا غیر کو پکارتے یا پوجتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

مخاورات قرآنی میں ادْعُوْ۔ نَدْعُوْ۔ دعویٰ۔ دُعَا کے متعدد معنی ہیں۔ مجملہ اس کے پکارنے اور پوجنے کے بھی ہیں۔ لہذا یہاں پوجنے اور پکارنے کے معنی صحیح ہیں۔ اور غیر خدا کا پوجنا اور غیر خدا کو معبود و حقیقی سمجھ کر پکارتا یہ شرک اور کفر ہے۔ البتہ مظهر عون الہی جان کر اولیاء اللہ کو پکارتا مثل یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا

شہ۔ یا علی مشکل کشا اس کے متعلق علامہ خیر الدین آملی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ قَوْلُهُمْ يَا شَيْخِ
عَبْدَ الْقَادِرِ جِيلَانِي نِدَاءٌ فَمَا الْعَوْمَةُ فِي نِدَاءِ آيَةِهَا لَوْ كُنَّا كَمَا يَشْرَحُ عِبْدَ الْقَادِرِ جِيلَانِي كَهَيْئَةِ مَعْصُومٍ نِدَاءٌ
ہے اور غیر اللہ کو نداء کرنے میں کوئی حرمیت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ غیر خدا کو پکارنے سے بغیر دنیا کے کاروبار
منقطع ہو جاتے ہیں۔ تو اس پکارنے کو حرام یا شرک کہنا اسی کا کام ہے جو خود مشرک بننے کا شوقین
ہو۔ البتہ ایسی نداء جس میں متصرف حقیقی خدا کی طرح غیر کو سمجھے یہ حرام ہے اور ایسی نداء دینے والا بلا ریب
مشرک ہے اس بحث کو ہم نے اسی تفسیر کے تیرھویں پارہ میں مفصل بیان کیا ہے۔ واللہ الحمد

باجاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ مؤمن ۲۷

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی
تاکہ سکون حاصل کرو اس میں اور دن بنایا تمہارے
جاگنے کے لیے بیشک اللہ یقیناً افضل والا ہے
لوگوں پر لیکن اکثر عقلت شعرا شکر گزاری نہیں
کرتے۔

یہ ہے تمہارا اللہ تمہاری پرورش کرنے والا جو ہر
شے کا پیدا کرنے والا ہے کوئی معبود نہیں سوا
اس کے کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

ایسے اوندھے ہوتے ہیں جو اللہ کی آیتوں میں
جھگڑتے ہیں۔

اللہ وہ ہے جس نے زمین تمہارے لیے قرار دیا
کو بنائی اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں
بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں
روزی دی پاک چیزوں سے یہ ہے اللہ تمہارا
رب تو بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام عالموں
کا پالنے والا ہے۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهَا
وَالنَّهَارَ مُبْعَثًا وَإِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ
عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُونَ ه

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَآيَٰ تُوَفَّقُونَ ه

كَذَٰلِكَ يُؤَفِّكُ الَّذِينَ كَانُوا
يَايَتِ اللَّهِ يُجْعَدُونَ ه

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا
وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَسَوَّوَكُمْ فَأَحْسَنَ
صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ
الْعَالَمِينَ ه

هُدَاتِي لَكَ يَا اللَّهُ وَقَادَعُوهُ
مُخْلِصِينَ لَكَ الدِّينَ الْحَمْدُ
بِلَوْلِيَتِ الْعَلَمِينَ ه

وہ ازلی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں
تو اسی کو پوجو مخلوس سے اسی کے بندے ہو کہ
تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے تمام
عالموں کا۔

قُلْ إِنِّي مُهَيَّبْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لِنَبَأِ فِي
الْبَيْتِ مِنْ رَبِّي وَأُمرْتُ أَنْ
أَسْلَمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ه

فرما دیجئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں
پوجوں ان کو جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ
میرے پاس روشن دلیلیں آگئیں میرے رب کی
طرف سے اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں جھکوں اپنے
رب کے لیے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَرَابٍ ثُمَّ
مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِيَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ
لِنَتَوَلَّوْا شِوْخًا وَمِنْكُمْ مَنِ يَمُوتُ
مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ وَلِيَبْلُغُوا أَجْلًا مُّسَمًّى وَ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ه

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا
پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو لپٹن
مادر سے بچے کی شکل میں خارج کیا پھر تم کو جوانی تک
پہنچایا پھر تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور تم میں سے
بعض وہ ہیں جو مرجھاتے ہیں اس سے پہلے اور اس
لیے کہ تم ایک وعدہ تک اپنی زندگی کرو اور اس لیے
شانڈ کہ تمہیں عقل آئے۔

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا
قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
فَيَكُونُ ه

وہ وہ ذات ہے جو زندہ رکھتی ہے اور مارتی
ہے جب پورا ہو جاتا ہے حکم تو فرمایا جاتا ہے کہ
ہو جاؤ وہ ہو جاتا ہے۔

حل لغات

لَكُمْ - تمہارے لیے	جَعَلَ - بنایا	الَّذِي - وہ ہے جس نے	اللَّهُ - اللہ
وَأُمرْتُ - اور	فِيهِ - اس میں	لِنَتَوَلَّوْا - تاکہ آرام پاؤ	الليل - رات کو
اللَّهُ - اللہ	إِنْ - بیشک	مُبْصِرًا - جاننے کے لیے	النهار - دن کو

لَقَدْ فَصَّلْنَا فَعْلًا وَاللَّحْيَ

و۔ اور

لَا يَهْنِي

تَبَيُّنًا مَهْتَارًا يَلْتَمِسُ الْوَالِدَ

لَا يَهْنِي

فَأَنَّى تُؤَكِّدُهَا

الذَّيْبُتِ وَهِيَ جَوْ

يَجْعَلُ ذَاتَ الْبَكَارِ كَرْتَهُ

كَمْ مَهْتَارًا لِي

السَّمَاءِ آسَمَانَ كَوْمَهْتَارِي

كَمْ مَهْتَارِي

و۔ اور

ذَٰلِكُمْ يَرِيحُ مَهْتَارًا

اللَّهُ - اللَّهُ

الْحَيُّ - زنده ہے

هُوَ وَهِيَ

الذَّيْبُتِ - دین

الْعَلَمِيَّتِ جِهَانُولِ كِي هِي

أَنْ يَرِيحُ

مِنْ دُونِ سِوَا

الْبَيْتِ رُوشَنِ وَبِلَيْسِ

أَنْ يَرِيحُ

هُوَ وَهِيَ

كَمْ مَهْتَارًا

كَمْ مَهْتَارًا

الْبَيْتِ - لیکن

يَشْكُرُونَ - شکر کرتے

خَالِقٍ - پیدا کرنے والا

إِلَّا - کوئی معبود

تَوْفِكُونَ - بھیرے جاتے ہو

كَأَنفَاءً تَقَى

اللَّهُ - اللہ

الْأَرْضِ - زمین کو

بِنَاءً - چھت

فَأَحْسَنَ - تو اچھی بنائی

ذَذَفَكُمْ - روزی دی تم کو

اللَّهُ - اللہ

وَبُ - رب

لَا - نہیں

فَادْعُوهُ - تو اسی کو پکارو

الْحَمْدُ - تمام تعریفیں

قُلْ - کہہ

أَعْبُدْ - میں پوجوں

اللَّهُ - اللہ کے

مِنْ رَبِّي - میرے رب سے

أَسْأَلُ - جھک جاؤں

الذَّيْبُتِ - وہ ہے جس نے

مِنْ نُطْفَةٍ - نطفہ سے

يُخْرِجُكُمْ - نکالتا ہے تم کو

عَلَى - اوپر

أَكْثَرَ - اکثر

ذَٰلِكُمْ - یہ ہے تمہارا

مَجَلٍ - جگہ

إِلَّا - مگر

كَذَٰلِكَ - ایسے

يَأْتِي - آیات

الذَّيْبُتِ - وہ ہے جس نے

قَدَارًا - قدر کی جگہ

و۔ اور

صَوَدَ - شکلیں

مِنَ الطَّيِّبَاتِ - پاکیزہ چیزوں سے

رَبُّكُمْ - تمہارا رب

الْعَلَمِيَّتِ - جہانوں کا

إِلَّا - مگر

مُخْلِصِينَ - خالص کر کے

بِاللَّهِ - اللہ

إِنِّي - بیشک میں

الذَّيْبُتِ - ان کو جن کو

لَمَّا - جبکہ

و۔ اور

لِيُؤْتِيَ - واسطے رب

خَلَقَكُمْ - پیدا کیا تم کو

كَمْ مَهْتَارًا

كَمْ مَهْتَارًا

كَمْ مَهْتَارًا

النَّاسِ - لوگوں کے

النَّاسِ - لوگ

اللَّهُ - اللہ

شَيْءٍ - شے کا

هُوَ - وہی

يُنْفِكُ - بھیرے

اللَّهُ - الہی کا

جَعَلَ - بنایا

و۔ اور

صَوَدَ - شکلیں بنائیں

كَمْ مَهْتَارِي

كَمْ مَهْتَارِي

فَتَبَادَرَكَ - تو برکت والہ ہے

هُوَ - وہی

إِلَّا - مگر

لَهُ - اس کے لیے

وَبُ - رب

نَهَيْتُ - منع کیا گیا ہوں

كَذَٰلِكَ - تم پکارتے ہو

جَاءَنِي - آئیں میرے پاس

أُحَرِّتُ - میں حکم کیا گیا ہوں

الْعَلَمِيَّتِ - جہانوں کے

مِنْ تَرَابٍ - مٹی سے

مِنْ عِلْفَةٍ - جسے ہونے چاہیے

كَمْ مَهْتَارًا

كَمْ مَهْتَارًا

لَسْتُ بِمَيِّتٍ	أَسْتَأْذِنُكَ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں نہیں ہوں	تو مجھ سے اجازت مانگتا ہوں	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَلِّ لُغَاتِ نَادِرِهِ

مُبْتَدِئًا۔ آنکھیں کھولنے کے لیے یعنی جاگنے کے لیے تاکہ کاروبار کر سکیں۔
 لَسْتُ بِمَيِّتٍ۔ تاکہ تم سکون پکڑو یعنی دن بھر کی محنت سے جو دماغ تھک گیا ہے اسے سکون نصیب ہو کر تازہ ہو جاؤ۔
 تَوَفَّقُونَ۔ اس کا مادہ افق ہے جس کے معنی راغب فرماتے ہیں يُفَوِّقُونَ عَنِ الْحَقِّ فِي الْأَعْتِقَادِ إِلَى الْبَاطِلِ
 حق سے انحراف کرنا اور باطل کی طرف جھکتا جس کے حاصل معنی اونڈھے پڑنے کے ہیں۔
 تَدْعُونَ۔ لے لے لے لے پوجتے ہو تم۔ اس کے علاوہ حسب موقع نداء وغیرہ کے بھی معنی ہوتے ہیں۔

مختصر تفسیر سائوال رکوع سورۃ مؤمن پیل

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِنَسْتَوِيْبِهِ وَالنَّهَارَ مِيعَادًا إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
 وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون
 حاصل کرو اور دن کو تمہارے کام کاج کے لیے جاگنا رکھا ہے تاکہ اللہ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر
 لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔

منہوم آیت واضح ہے کہ انسان کام کرتے ہوئے جب تھک جاتا ہے تو محتاج سکون ہوتا ہے۔ تو
 احتیاج سکون کو پورا کرنے کے لیے رات بنائی تاکہ دن بھر کی دماغی تکان رفع ہو اور دماغ میں سکون آئے

اور صبح تازہ دم لٹھے اور دن اس کے کاروبار کے لیے بنایا کہ وہ اس میں اپنے کام انجام دے اور یہ اللہ کا بڑا فضل ہے لیکن اس فضل الہی کو دیکھ کر بھی انسانوں میں بہت سے ناشکرے ہیں اور یہ اکثر الناس بہتین لَّا يَشْكُرُونَ کہا گیا۔ ان سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ خَالِقِ كُلِّ شَيْءٍ لَّعَلَّ الْبَالِغُونَ فَاذْكُرُونَهُ يَذْكُرُوا إِلَهُكُمْ إِنَّ أَلَّهُمْ عَلِيمٌ خَبِيرٌ
والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تم حق سے بھٹک کر کہاں فکر عنکالت میں پکڑ رہے ہو۔
كَذَلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِينَ كَانُوا يَابِئِينَ اللَّهُ يُجْعَلُ وَنَ - ایسے ہی بھٹکنے والے اور باطل کی طرف
اوندھے جلنے والے اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

اور وہ حق سے انحراف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ ان پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔ لیکن حق کو شہ ہو کر باطل کو شہی کرتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرار بنایا اور آسمان کو چھت کیا اور تمہیں صورتیں دیں تو اچھی صورتوں میں تمہاری تخلیق فرمائی اور پاک چیزیں تمہارے لیے روزی فرمائیں یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے تو برکت والی ہے وہ ذات بخور ہے تمام عالموں کی۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ انسان کے ہر عضو کو موزونیت کے ساتھ بنا کر رکھا اور اس کی تصویر تمام مخلوق کی صورتوں سے افضل و بہتر بنائی چرند پرند اور جملہ ذات الارض اور حشرات الارض سے وہ بہتر اور افضل ہے اسی لیے اس کو بنا کر اشرف مخلوقات قرار دیا۔ عقل دی تو ایسی کہ کسی مخلوق کو وہ عقل نہ ملی۔ قوت دی تو ایسی کہ حیوانات میں سب سے خطرناک حیوان مفترس بھی اس سے خائف ہے اور وہ سب پر غالب حتیٰ کہ دماغ کے ایک گوشہ میں انسان کو ایسا دقت عطا ہوا کہ جس میں ہر چیز کا نقشہ اس کا ذہن پاتا ہے اور ہر قسم کی ایجادات میں کامیاب ہے۔

ریل گاڑی سے لے کر موٹر کار اور ویلین حتیٰ کہ راکٹ تک اسی کے اختراعات ہیں اور ایجادات میں اتنا کامیاب ہے کہ جس چیز کا تصور کر لیا ہے وہ بنی نہیں ہے کبھی سوئی سے دھاگہ پرو کر کپڑے سلتے تھے آج اسی کے دماغ کا اختراع ہے کہ جو کام دن بھر میں بہ مشکل ادا ہو سکتا تھا وہ گھنٹہ بھر میں اس ایجاد کی بدولت تیار کر لیتا ہے کبھی ایک قبض دن بھر میں سلتی تھی اب وہ ایک گھنٹہ میں تیار ہو تو دیر میں اس کی تیاری مافی جاتی ہے کبھی لاہور سے کراچی پہنچنے کے لیے مہینوں پہلے اہتمام ہوتے تھے اور اعتراف و اعتراف

سے دوا ہو کر ایسے جاتے تھے کہ دوبارہ ملنے کی امید کم رہتی تھی۔ اب دیر کی سواری سے جاؤ تو دوسرے دن کراچی پہنچ جاتی ہے اور اگر ایروپلین سے جاؤ تو صبح روانہ ہو کر آٹھ بجے پہنچ کر کام کے شام کو آٹھ بجے گھر واپس آسکتے ہیں۔ گویا اب ہزار دو ہزار میل کا سفر جو مہینوں میں پورا ہونے والا ہوتا تھا وہ گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب انسان کے دماغی اختراع ہی کا نتیجہ ہے اسی کی وجہ سے اب راکٹ کے ذریعہ لاکھوں میل جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ چاند سورج کی آبادیوں میں پہنچ جانے کی سعی میں دیوانہ وار کوشاں ہے اسی لیے اجمالاً فرمایا قَتَبْنَاكَ اللهُ أَحْسَنُ الْعَالَمِينَ آگے ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے خالق و رازق ہونے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وہ زندہ ہے اور قدیم ازلی ابدی۔ سرمدی کوئی معبود نہیں مگر وہی تو پوجو اسے خالص اس کے بندے ہو کر سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔

اس میں تعلیم توحید دی گئی اور انسان کو متوجہ کیا گیا کہ پوجا کے لیے شجر و حجر شمس و قمر کو اکٹھا سہارا بہرہ کے مقابلہ میں نہ لے۔ حتیٰ ایک وحدہ لا شریک ہی لائق عبادت ہے اور اس کے سوا غیر کے پرستار مشرک نامہجار ہیں۔ آگے اپنے حبیب حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التسلیم کو ارشاد ہے۔

قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسَلِّمَ لِلرَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ اے حبیب فرما دیجئے کہ میں منع کیا گیا ہوں اس سے کہ پوجوں ان کو جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جبکہ آپکیں میرے پاس نشانیاں روشن میرے رب کی طرف سے اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ جھکوں اس رب کی طرف جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شیون قدرت ظاہر فرماتے کے لیے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ کی زبان سے اعلان کرایا اور فرمایا کہ متبعین خاص وہی ہیں جو رب العالمین کے حضور جھکے رہیں آگے ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقت انسانی واضح کی اور بتایا کہ نیست سے ہست کر دینا یہ نہارا ہی کام ہے اور تقلیب ایمان کی قوت بلا عطائے غیر ہم میں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُعْزِبُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيَكُونُوا أَسْتِيخَاءَ وَمِنْكُمْ مَن يَتُوفَىٰ مِنْ قَبْلُ وَلِيَتَّبِعُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَتِلْكَ أَعْيُنُكُمْ تَلْفَحُونَ۔ وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تر مٹی سے پھر نطفہ اور پھر جے ہوئے خون سے پھر تم کو بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تمہیں چھوڑتا ہے کہ پہنچو تم اپنے بلوغ کو پھر چھوڑتا ہے تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور بعض تم میں سے وہ ہیں جنکو

ان سے پہلے موت آگئی تاکہ پہنچو تم اپنی عمر طبعی کی مدت تک اور تاکہ تم عقل حاصل کرو۔
تخلیق من التراب آدم علیہ السلام کی تھی اور باقی تمام مخلوق نطفہ یعنی قطرہ منی سے پیدا کی گئی پھر قطرہ منی
کی کیفیت بدلی تو وہ خون منجمد ہو گیا۔ پھر مضغہ ہو کر رحم مادر میں جنین بن کر نواہ نشوونما پاتا رہا پھر لطف سے باہر
آ کر اس کا نام طفل ہو گیا پھر ایام رضاعت میں وہ رضیع کہلایا حتی کہ شباب یعنی جوان یا شیب یعنی بوڑھا ہو گیا۔
اور پھر قبر میں جا کر مقبور یا مقبور ہو گیا۔

اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ ہم نے تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو تڑپٹی سے بنایا
اور ان کی ذریت کو قطرہ منی سے تخلیق کیا اور پھر جوان یا بوڑھا کر کے قبر میں بھیجا اور قبر میں اعمال صالحہ کے بدلے
مقبور ہوا اور اعمال طالح کے بدلے مقبور ہو گیا اور انہی میں سے بعض کی عمر کوتاہ تھی وہ پیدا ہوتے ہی مر گئے یا
کچھ دن دنیا کی ہوا کھا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ سب مزاجینا کم عمری میں یا دراز عمر میں یہ طبعی کے ماتحت
ہوتا ہے کوئی کسی کی عمر کو گھٹا بڑھا نہیں سکتا۔ البتہ دعاؤں میں یہ اثر ضرور ہے کہ دراز عمر کوتاہ عمر ہو جائے اور کوتاہ عمر
دراز عمری میں نشوونما پائے۔ آگے ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِي يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ - وہی ذات ہے جو تمہیں زندہ

رکھتی ہے اور مارتی ہے تو جب حکم پورا ہو جائے تو وہاں سے فرمایا جاتا ہے مورا جاتا ہے ہو جاتا ہے

گویا تمام اختیارات قدرت قبضہ قدرت الہی میں ہیں کسی کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہیں۔

حتیٰ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر یہی فرماتے رہے
الْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا بَيْرُضِي يَا دِينَارُ نَكْهَيْسُ الشُّوُولُ سَعِيْرِي هُوَلِيْ
اور دل نمکین ہے لیکن ہم نہیں کہیں گے کوئی لفظ مگر وہی جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ يَا اَبْرَاهِيْمُ اِنَّا
بِعَمَلِكَ كَمِيْنٌ وَّكُوْنٌ۔ اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے بیشک نمکین ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جب فحشاء کل فی الكل اس مقام پر یہ شان دکھا رہے ہیں تو کسی اور کی کیا مجال جو دم
مار سکے۔ البتہ مقربان خاص محبوبان ذی اختصاص اگر چاہیں تو سے

تیر جنتہ باز گرداند زراہ !

کا مظاہرہ فرما سکتے ہیں۔ مولانا معنوی اپنی مثنوی میں فرما رہے ہیں

اولیادراہست قدرت انرا کہ تیر جنتہ باز گرداند زراہ

اور دوسری جگہ فرمایا ہے

گفتہ او گفتہ اللہ بود گریہ از حلقوم عبد اللہ بود

۱۰۰ بما حاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ مؤمن پ ۲

کیا نہ دیکھا آپ نے ان لوگوں کو جو مجاہدہ کرتے
ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں پھیرے جاتے ہیں۔
وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی کتاب کو اور جو کچھ ہم
نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا وہ عنقریب جان
لیں گے۔

جبکہ زنجیریں اور طوق ان کے گلوں میں ہوں گے
گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دھکا
جائیں گے۔

پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا
تم شریک بتاتے ہو جنہی کہیں گے وہ ہم سے کم ہو
گئے بلکہ ہم پہلے ہی کسی چیز کو بوجتے ہی نہ تھے ایسے
اللہ گراہ کر دیتا ہے کافروں کو۔

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے
تھے اور اس کا بدلہ ہے جس پر تم اتراتے تھے۔

داخل ہو جاؤ تم سب جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ کے
لیے تو بہت بُرا ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔

صبر فرمائیے اللہ کا وعدہ سچ ہے تو اگر ہم دکھادیں
کہ تمہیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا
تمہیں پہلے ہی وفات دیدیں تو ہماری ہی طرف وہ
سب لوٹائے جائیں گے۔

اور بے شک بھیجا ہم نے رسولوں کو آپ سے پہلے
ان میں سے وہ ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ پر فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ
اللَّهِ أَنَّى يُصْرَفُونَ ۝

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآلِ كِتَابٍ وَبِمَا
أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ ۝

إِذَا الْأَعْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ
يَلْبَسُونَ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ
يُلْجَمُونَ ۝

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ
مَنْ كَذَّبَ اللَّهُ قَالَ مَا تَلَوْنَا عَنَابِلَ
لَمْ نَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا
كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۝

ذَلِكَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ۝

أَدْخَلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا
فِئْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

فَأَصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَمَا
نُرِيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ
أَوْ تَتُوفِّيكَ فَالْيَايُرْجَعُونَ ۝

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمَنْهُمْ

مَنْ لَوْ تَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ
لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَنَّهَا إِلَّا بِإِذْنِ
اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ
وَفُخِّرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ه

اور ان میں سے بعض کا قصہ نہیں کیا آپ پر۔
اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا یہ کہ نشانی لائے
بغیر اذن الہی کے۔ پھر جب حکم الہی آئے گا تو
سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا اس وقت نقصان
میں رہیں گے باطل والے۔

حل لغات

الَّذِينَ - ان کی جو	إِلَى - طرف	تَرَدَّدَ دیکھا آپ نے	الَّذِي كَانَهُ
اللَّهُ - الہی کے	آيَاتٍ - آیات	فِي - بیچ	مَيَّادُونَ جھگڑتے ہیں
كَذَّبُوا جنہوں نے جھٹلایا	الَّذِينَ - وہ	يَصْرَفُونَ پھیر جاتے ہیں	أَتَى - کہاں
أَرْسَلْنَا بھیجا ہم نے	بِنَاءٍ اسکو جو	وَأُورِ	بِالْكِتَابِ کتاب کو
يَعْلَمُونَ جان لیں گے	فَسَوْفَ - تو جلدی	رُسَلَنَا اپنے رسولوں کو	بِهِ - اسکے ساتھ
اعْتَارِقَهُم انکی گردنوں کے	فِي - بیچ	الْأَعْلَالِ - طوق ہونگے	إِذْ حَبِيبٌ
فِي - بیچ	مَعْرُودٍ گھسیٹے جائینگے	السَّلَاسِلِ زنجیریں	وَأُورِ
النَّارِ آگ کے	فِي - بیچ	ثُمَّ - پھر	الْحَمِيمِ گرم پانی کے
لَهُمْ ان کو	قَبْلَ - کہا جائے	ثُمَّ - پھر	يَسْجُرُونَ دھکائے جائیں
تَشْرِكُونَ شریک بناتے	كُنْتُمْ تَقْتُلُونَ تم قتل کرتے	مَا جِئُوا	أَيُّنَ - کہاں ہیں
ضَلُّوا بھول گئے	قَالُوا کہیں گے	اللَّهُ - اللہ کے	مِنْ دُونِ - سوا
لَكُنَّ - تھے ہم	لَوْ - نہیں	بَلْ - بلکہ	عَنَّا - ہم کو
كَذَلِكَ ایسے ہی	شَيْئًا کسی کو	مِنْ قَبْلِ - پہلے سے	مَدْعُوا بیکارتے
ذُرِّكُمْ یہ	الْكَافِرِينَ کافروں کو	اللَّهُ - اللہ	يُضِلُّ گمراہ کرتے
فِي - بیچ	تَفْرَحُونَ خوش ہوتے	كُنْتُمْ تَقْتُلُونَ تم قتل کرتے	بِنَاءٍ اس لیے کہ
وَأُورِ	الْحَقِّ رقی کے	بِغَيْرِ - بغیر	الْأَرْضِ ارض کے
وَأُدْخِلُوا داخل ہو جاؤ	تَمْرَحُونَ اگرتے	كُنْتُمْ تَقْتُلُونَ تم قتل کرتے	بِنَاءٍ بدلہ اس کا کہ

ابواب دروازوں میں
 فَمَنْ تَوَّابٌ تُوْرَابٌ
 اِقْتَابٌ بيشک
 فَاِمَّا تُوْرَاگَر
 لَعْدٌ جو وعدہ دیتے ہم
 فَاِلَيْنَا تُوْرِمَارِي طَرَف
 اَدَسْنَا ہم نے کھیجے
 مَنْ رُوْرَه بھئی میں جو
 مِمَّ اِن مِیْن سے
 عَنكَ اَمِیْن پر
 لِرَسُوْلٍ کِیسی رسول کے لیے اِن رِیْه کہ
 اَلْاَمْرُ بجاؤ آئے گا
 بِالْحَقِّ اَلصَّفَات سے
 لِّلْبَطُوْنِ باطل پرست لوگ

جھٹم جہنم کے
 مَشُوْرَى ٹھکانہ
 یُوْعِدُوْرَه
 تُوْرَبِنَا دیکھائیں ہم آپ کو
 هُمْ اِن کو
 یُرْجِعُوْنِ لوٹائے جائینگے و۔ اور
 رُسُلًا رسول
 قَصَصْنَا بیان کیا ہم نے
 مَنْ رُوْرَه بھئی میں جو
 و۔ اور
 بِاِذْنِ حَکْم
 اَمْرٍ حَکْم
 و۔ اور

خَلِيْبِيْنَ بِہمیشہ رہیں
 اَلْمُتَكَبِّرِيْنَ تَبْکِر وَاَلْوَلُوْا کَا
 اَللّٰہِ بِاَللّٰہِ کَا
 لِعِضْوٍ لِعِضْوٍ حَصَّہ
 اُوْر۔ یا
 یُرْجِعُوْنِ لوٹائے جائینگے و۔ اور
 مِنْ قَبْلِکَ اَمِیْن سے پہلے
 عَلَیْکَ اَمِیْن پر
 لَعْدٌ نہیں
 مَا نہیں
 یَاْتِیْ لَاتے
 اَللّٰہِ رَحْمَہ سے
 اَللّٰہِ اَللّٰہِ کَا
 خَبِرٌ نَقْصَان اٹھائینگے

یہ تھا اس میں
 فَاِخْتَابُوْرَ تُوْرَمِیْرِکَ
 بَعْفٌ سچا ہے۔
 اَلذِّیْ۔ اس عذاب کل کریں
 تُوْرَبِنَا ہم آپ کو فوت
 لَعْدٌ بيشک
 مِنْمُ اِن میں سے
 و۔ اور
 نَقْصٌ بیان کیا ہم نے
 کَانَ ہے
 یَاْتِیْ۔ کوئی نشانی
 فَاِذَا تُوْرَجِب
 فُضِیْ تُوْرَفِیْصَلہ ہوگا
 هُنَالِکَ۔ اس جگہ

حَلُّ لُغَاتٍ نَادِرَةٍ

لِیَصْرِفُوْنِ: پھیرے جاتے ہیں۔
 اَلْاَعْلَالُ: قفل کی جمع ہے جس کے معنی طوق کے آتے ہیں
 اَلسَّلَابِلُ: جمع سلسلہ بمعنی زنجیر۔
 لَیْسَمُحِبُوْنِ: کہنے اور گھسیٹنے کے معنی آتے ہیں
 لَیْسَمُحَادُوْنِ: انگلیٹھی دھکانے کے معنی دیتا ہے۔
 تَمْرُحُوْنِ: مَرَّح سے اترانے کے معنی دیتا ہے
 مَشُوْرَى: ٹھکانے کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع سورۃ مومن پیک

اَلَمْ تَدْرَاۤیَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ اَنّٰی یُضَرِّفُوْنَ - الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَجَا
اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلًا فَسَوَتْ یَعْلَمُوْنَ - اِذَا الْاَعْلٰقُ فِیْ اَعْنَاقِہُمْ وَالسَّلٰسِلُ یُتَّبِعُوْنَ فِی
النَّارِ یُتَّبِعُوْنَ - کیا نہیں دیکھا تم نے اٹھیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں بیٹھے جا رہے ہیں
وہ جو جھٹلاتے ہیں کتاب کو اور اس کو جو ہم نے رسولوں کو بھیجے وہ عتقرب جان لیں گے جبکہ طوق ان
کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں تھلسٹے جائیں گے
قرآن کریم کی آیتیں جھٹلاتے والے اور کتاب کی تکذیب کرنے والے اور انبیاء و رسول کے منکر کے
لیے وعید ہے کہ ان کے گلوں میں طوق پڑے ہوں گے اور زنجیروں سے ان کو گھسیٹا جائے گا اور کھولتے
پانی میں انہیں ڈال کر پھر آگ میں انہیں تھلس دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہے۔

مَّمْ قِيلَ لَہُمْ اٰیٰنَ مَا کُنْتُمْ تَنْتَرُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ نَکُنْ نَدْعُوْا مِنْ
قَبْلُ شَيْئًا کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْکٰفِرِیْنَ - پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تم اللہ کا شریک
کھڑتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے وہ کم ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کچھ پوجتے نہ تھے اللہ تعالیٰ یونہی کافر
کو گمراہ کرتا ہے۔

بتوں کی پرستش کا انکار کرنے پر ان کے سامنے بت حاضر کیے جائیں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ
تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنم کا ایندھن ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ جنہیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے
ہی نہ تھے اس کے یہ معنی ہیں اب ہمیں ظاہر ہو گیا کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی لفتح یا نقصان
پہنچا سکتے پھر آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکُمْ لِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ لِغَیْرِہٖمَا کُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ - یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین و مرقع خوش
ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جس پر کہ تم اترتے تھے

یعنی بتوں کی پوجا جو خالص نامغفولیت تھی اس پر خوش تھے اور اس پر تساری پر اترتے تھے اس کا
بدلہ وہی تھا جو قرآن کریم نے فرمایا۔

اَدْخَلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِيْہَا فِیْسُ مَثْوٰی الْمُتَكَبِّرِیْنَ - یعنی جہنم میں داخل ہو جاؤ اور
ہمیشہ کے لیے اسی میں رہو متکبر اور سرکشوں کا ٹھکانہ ایسا ہی برابر ہے۔

کہ انہوں نے باطل کو قبول کیا اور حق کو چھوڑ کر تکبر میں رہے۔ آگے لپٹے حبیب لیبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور یقین دلایا ہے کہ سرکشوں کا اور مشرک متکبروں کا یقینا برا ٹھکانہ ہے جتنا بخرشاد ہے
فَأَمْبِرَاتٌ وَعَدَا اللَّهُ حَقَّ فَامَّا بُرَيْتِكَ بَعْضَ الدِّنَى نَعُدُّهُمْ أَوْتَوْفَيْتَكَ فَأَلَيْنَا بَرَجَعُونَ۔
تو صبر فرمائیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر دکھلا دیں ہم تمہیں ان بعض چیزوں کو جن کا وعدہ کیا ہے یا دفا
دیں ہم آپ کو تو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

گویا فرمایا گیا ہے کہ جنگ بدر میں جو ذلتیں کفار کو ہوئیں اور بعد مرنے کے جو کچھ ان پر آئے گا ان سب
کو ہماری طرف ہی آکر دیکھیں گے یعنی قیامت کے بعد ان کے عذاب و نکال کا نقشہ ان کے سامنے آجائے
گا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رَسُولًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَضَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْضِصْ عَلَيْكَ
وَمَا كَانَتْ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِالْبَيِّنَاتِ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرًا لَّهُ فَحُتَّى بِالْحَقِّ وَخَيْرُ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ
اور بے شک بھیجے ہم نے اپنے رسول آپ سے پہلے جن کا احوال آپ پر بیان کر دیا اور بعض وہ ہیں جن کا احوال
قرآن نے بیان نہیں فرمایا اور کوئی رسول ایسا نہیں جو کوئی آیت بغیر ہمارے حکم کے لائے تو جب آئے گا
حکم اللہ کا تو سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور نقصان و خسران میں باطل والے رہیں گے۔

آیہ کریمہ میں قَضَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْضِصْ عَلَيْكَ جو فرمایا اس میں اجمال کی وجہ سے پڑھنے
والے کو یہ شبہ پڑتا ہے کہ بہت سے انبیاء کے حالات حضور کو بتائے گئے اور بعض نہیں بتائے گئے جس سے
یہ تویہ نکلتا ہے کہ حضور کو تمام انبیاء کا علم نہیں حالانکہ یہاں قائل اس امر کی وضاحت کر رہا ہے کہ ہم نے اپنے
حبیب کو ان کا علم بھی دیا جن کا حال قرآن کریم میں اجمالاً بیان ہوا اور وہ علم بھی دیا جن کا علم قرآن کریم میں
بالوضاحت نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم مصطفیٰ کی شان وہی ہے جو علامہ بو صیری نے اپنے تفسیرہ میں بیان کی حیث
قَالَ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَارَتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عُلُومُ اللُّوْجِ وَالْقَلْبِ

یعنی حضور کے حواں کریم سے دنیا بھی ایک حصہ ہے اور علم مصطفیٰ سے لوح و قلم بھی ایک جزو ہے۔
تو معلوم ہوا کہ علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناہ ما کان دُنَا لِكُونِ بِرِجَاوِي هِيَ۔ دنیا کا کوئی ذرہ نہیں چمکتا اور
طوبی کا کوئی تپہ نہیں کھڑکتا مگر علم مصطفیٰ اس پر حاوی ہے۔ تو آیت کریمہ کا مفہوم واضح یہ نکلا کہ اے محبوب
ہم نے جتنے اپنے رسول بھیجے ان کا احوال قرآن کریم میں بیان کیا مگر بعض وہ ہیں کہ قرآن کریم میں ان کا احوال بیان
نہیں فرمایا اور آپ کے بیان پر اسے موقوف کیا تاکہ آپ کی وسعت علم دنیا پر دنیا میں اہل دنیا کے سامنے
واضح ہو اور منکرین وسعت علم مصطفیٰ کو دیکھ کر انگشت بندال متحیر ہو کر رہ جائیں اور سمجھ لیں کہ قرآن کریم کے

علم کی وسعت و فصاحت علم مصطفیٰ پر ہی روشن ہے اور علم مصطفیٰ کی وسعت اتنی ہے کہ اس کو شیپرہ چشم تو کیا دیکھ سکتا ہے۔ اہل عقل بھی اس تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا
 وَكُلُّ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لَكِنْ نَقَصَا عَنْهُ أَهْلُهَا وَالرِّجَالُ
 اس بحث کو تفصیل کے ساتھ سورہ جن میں ہم واضح کریں گے۔ باقیات ضرورت حسب موقعہ
 کچھ اجمالاً یہاں بیان کر دیا۔ و اللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ نوازل رکوع سورہ مومن پانچواں

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے چار پائے بنائے
 تاکہ ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت
 کھاؤ۔

اور ان میں تمہارے لیے بہت سے نفعے ہیں اور تاکہ
 پہنچو تم ان کے اوپر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کو اور دلی
 مرادوں کو اور ان پر اور کشتیوں پر بار برداری کرو۔
 وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو کونسی نشانی سے
 تم انکار کرو گے۔

کیا نہیں سیر کی تم نے زمین میں کہ دیکھتے کیا ہوا انجام
 اگلوں کا جو ان سے بہت تھے اور شدید ترین تھے
 قوت میں اور ان کی نشانیاں زمین میں ہیں تو نہیں
 مستغنی کر سکا وہ کام جو وہ کرتے تھے۔

تو جب لائے ان کے پاس ان کے رسول روشن
 دیکھیں تو وہ خوش رہے اس چیز سے جو ان کے پاس
 علم سے تھا اور لپٹ گیا وہ چیز جس کا استہزاء کیا
 کرتے تھے۔

تو جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو بولے

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا
 مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ه

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا
 حَاجَتَكُمْ فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلَاكِ
 تُعْمَلُونَ ه

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيُّ آيَاتِ اللَّهِ
 تُنكِرُونَ ه

أَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا
 كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا
 أَكْثَرَهُمْ مِمَّنْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآتَادُوا فِي الْأَرْضِ
 فَمَا اتَّعَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ه

فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا
 عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا
 يَسْتَهْزِئُونَ ه

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا

بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ
مُشْرِكِينَ ه
فَلَمَّا يَكُنْ يَفْعَلُكُمْ اِيْمَانَهُمْ لَمَّا رَاوَا
بِاسْنِ سُنَّةِ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ
فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَا لِكِ
الْكَافِرُوْنَ ه

ہم ایمان لائے اللہ پر جو ایک ہے اور انکار کیا ہم
نے اس سے جس پر ہم شرک کرتے تھے۔
تو نہ ہوا نفع دینے والا ان کا وہ ایمان جب دیکھ
چکے وہ ہمارے عذاب کو یہ وہ ہے طریقہ اللہ کا جو
پہلے سے اس کے بندوں میں رائج تھا اور نقصان
و خسران میں رہے اس وقت کافر۔

حل لغات

اللہ۔ اللہ	الذی۔ وہ ہے جس نے	جَعَلَ۔ بناٹے	لکم۔ تمہارے لیے
الْاَنْعَامِ۔ چارپائے	لِتُرْكَبُوا۔ تاکہ تم سوار ہو	مِنْهَا۔ ان میں سے بعض پر	و۔ اور
مِنْهَا۔ بعض کو	تَاْكُلُوْنَ۔ کھاؤ	و۔ اور	لکم۔ تمہارے لیے
فِيهَا۔ اس میں	مَنْفَعٍ۔ نفع میں	و۔ اور	لِتَبْلُغُوا۔ تاکہ پہنچو
عَلَيْهَا۔ اس پر	حَاجَةً۔ ضرورت کو جو	فِي بَيْحٍ	صُدُّوْا۔ سینوں
لکم۔ تمہارے کے ہے	و۔ اور	عَلَيْهَا۔ اس پر	و۔ اور
عَلَى۔ اوپر	الْفُلُوكِ۔ کشتی کے	يُدْرَوْنَ۔ اٹھائے جاتے ہو	و۔ اور
يُرْيِكُمْ۔ دکھاتا ہے تم کو	اٰيَاتِهِ۔ اپنی نشانیاں	فَاَيُّ۔ تو کونسی	اٰيَاتِ۔ نشانی
اللّٰهِ۔ اللہ کی	تُنْكِرُوْنَ۔ انکار کرتے ہو	اَفَلَمْ۔ کیا نہیں	لِيَسْبُوْا۔ پھرے وہ
فِي بَيْحٍ	الْاَرْضِ زَيْمِیْنَ كِ	فَيَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھیں	كَيْفَ۔ کیسا
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الذّٰیْنَ۔ ان کا	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے
كَانُوْا۔ تھے وہ	اَكْثَرُ۔ زیادہ	وَمِنْ۔ ان سے	و۔ اور
اَسَدًا۔ سخت	قُوَّةٍ۔ قوت میں	و۔ اور	اِنَّ اَرَادَ اَنْشَانَ مِنْ لَدُنْكَ
فِي بَيْحٍ	الْاَرْضِ زَيْمِیْنَ كِ	فَمَا۔ تو نہ	اَعْنَى۔ کام آیا
عَنْكُمْ۔ ان کے	مَّا جِئُوْا	كَانُوْا۔ تھے وہ	يَكْسِبُوْنَ۔ کرتے
فَلَمَّا۔ تو جب	جَاءَهُمْ۔ آئے ان کے پاس	رَسُولٍ۔ ان کے رسول	بِاٰیٰتِنَا۔ دلائل کے ساتھ

فِرِحُوا غَوْشِ هَوْنِي	بِنَا۔ اس پر جو	عُنْدَكَ بِاس	ہم۔ انکے تھا
مِنَ الْعِلْمِ عِلْمِ	و۔ اور	حَاقٌ۔ گھیر لیا	ہم۔ ان کو
مَا۔ اس نے کہ	كَانُوا تَحْتِي	یہ۔ اس کا	لَيْسَتْ هُنْدُونَ۔ مذاق اڑانے
فَلَمَّا بَحْرَبِ	رَأَوْا دَيْكَمَا انْهَوْنَ	بِاسْنَا۔ بہارا عذاب	قَالُوا۔ تو بولنے
اٰمَنَّا۔ ایمان لائے ہم	يَا اللّٰهُ۔ اللہ پر	وَحَدَاةً۔ کیلے پر	و۔ اور
كَفَرْنَا۔ انکار کیا ہم نے	بِنَا۔ اس کا	كُنَّا۔ کہ تھے ہم	یہ۔ اس کے ساتھ
مُشْرِكِينَ۔ شریک ٹھہرتے	فَلَمَّا تَوْنُو	يَكُ۔ ہوا کہ	يُنْفَعُكُمْ۔ نفع دیتا ان کو
اٰيْمَانُكُمْ۔ ان کا ایمان	كُنَّا۔ جب	رَأَوْا دَيْكَمَا انْهَوْنَ	بِاسْنَا۔ بہارا عذاب
سُنَّةً۔ یہی طریقہ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ کا	الَّتِي۔ جو	قَدَّرَ بَشِيك
خَلَّتْ۔ گزر چکا	فِي بَيْحِ	عِبَادَةٍ۔ اسکے بندوں کے	و۔ اور
خَسِرَ نَفْسَانِ الْكُفَايَا	هُنَالِكَ۔ اس جگہ	الْكَاْفِرُوْنَ۔ کافروں نے	

حل لغات ناوہ

حَاقٌ:- لوٹ پڑا
بِاسْنَا:- بہارا عذاب

مختصر تفسیر نواں رکوع سورۃ مومن ۲۴

اللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ه وَكَمْ فِيهَا مَنَافِعٌ وَلِتَبْلُغُوا
حَاجَتِي فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ - اللّٰهُ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے چارپائے
تاکہ تم سواری کرو ان پر بعض سے اور کھاؤ ان میں سے بعض کو اور تمہارے لیے اس میں بہت سے نفع
اور تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اپنی دلی حاجتوں کو پہنچو اور ان پر اور کشتیوں پر سواری ہو۔
آئیے کہ میرے میں اللہ جل و علا شانہ نے اپنی شیون قدرت میں سے جالتوروں کی تخلیق کا مظاہرہ فرمایا۔
اور بتایا کہ ہم نے تمہارے لیے سواری ہونے کو اور وزن لا کر لے جانے کو گھوڑا گدھا۔ اونٹ اٹھی

پیدا کرنے اور بعض وہ چار پائے پیدا کیے جن کا گوشت تمہارے لیے قذیبہ مثلاً بکری دنبہ بھینس گائے بھینس اسی وجہ میں یہاں مہنا فرما کر من تبغیضہ لائے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ہر چار پائے نہ وہ حلال ہے نہ وہ سواری کے قابل ہے جیسے بھینس بکری یہ صرف کھانے اور دودھ پینے کے کام کی ہیں اور بھینس گائے سیل اونٹ یہ بار برداری کا بھی کام دیتے ہیں اور دودھ کے ذریعہ بھی ہماری نشوونما میں معاون ہیں اور ان کا گوشت بھی ہم کھا سکتے ہیں۔ گھوڑا گدھا اونٹ ہاتھی بیل یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں اور ہمارے سامان کو پہنچانے میں معاون ہیں اور کاشتکاری میں زمین پر پل بھی چلاتے ہیں۔ بوجھ بھی اٹھاتے ہیں اور ہم کو سواری کا کام بھی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ من تبغیضہ نے یہ واضح کر دیا کہ بعض چار پائے کھانے کے کام کے ہیں اور بعض بار برداری اور سواری کے کام میں آتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا نجس العین اور حرام قطعی ہونا واضح ہے جیسے سور کتا بلی شیر جیندا۔ یہ کچھ وغیرہ کہ یہ حرام قطعی ہیں ان کا گوشت بھی حرام ان کا پسینہ بھی نجس مگر ہماری خدمات کے لیے انہیں بھی بنایا گیا مثلاً سور کہ نجاستوں بول و باز وغیرہ کو صاف کرتا ہے اور خود کھا جاتا ہے۔ یہ کچھ اور شیر جیندا بلی۔ لومڑی ان میں سے بعض ہماری رکھوالی کرتے ہیں اور بعض چوہوں کو مار کر ہم کو محفوظ کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ کلمہ فیہا منافع سے ہر چار پائے میں نفع اور ہمارے لیے محافظت اور دشمن کے مقابلہ میں پیش پیش آنے کے لیے درندے اور چرندے سب پیدا فرمائے اور دریاؤں میں لپشت دریا کو کھوند کر مشرق سے مغرب پہنچانے کے لیے گشتیاں اور آگ بوت پیدا فرمادے۔ تو جنگل کی لکڑیوں اور کان سے لولہ تانبا وغیرہ نکال کر انہیں پانی پر تیرا دیا اور اس کو ہماری سواری کے لیے بنایا۔ اسی طرح فضاء ہوا میں پرواز کرنے کے لیے لکڑی۔ تانبا۔ لوہا۔ المونیم وغیرہ کے ذریعہ ہمیں قوت عطا فرمائی جسے ہم اپنی زبان میں کہیں ابرو پلین کہتے ہیں کہیں ریل گاڑی کہتے ہیں ان سب کا مجموعہ شیون قدرت کے مظاہرہ کے لیے ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرما دیا کہ یہ سب کچھ ہم نے پیدا کیے اور تمہارے لیے بنائے اور تم کو اس سے بہت سے نفع پہنچتے ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيُّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ۔ اللہ وہ اللہ ہے جو اپنی نشانیاں شیون قدرت کی انہیں دکھاتا ہے تو کس کس نشانی کا تم انکار کرو گے۔

کہیں فرمایا کہ ہمارے کون سے احسان کو جھٹلاؤ گے جیسا کہ سورہ رحمان میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ فرمایا۔ کہیں فرمایا کہ نسی بات پر تم بعد میں ایمان لاؤ گے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ كَذَّبْنَا كَأَيُّ مُمْتَدِّعِينَ کہ وہ رحیم و کریم حیات دنیا میں نئے نئے عنوان سے اپنے بندوں کو اپنا تعارف کر رہا ہے۔ اور دعوت ایمان

اور اسلام اپنے رسولوں کے ذریعہ دے رہا ہے آگے پھر ارشاد ہے جس سے دنیا کی سیر کر کے انسان قدرت کاملہ کا معترف بنتا ہے چنانچہ فرمایا۔

أَفَلَمْ نَسِجْ بُرُودًا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَسَادًا فِي الْأَرْضِ فَمَا آغَيْنَاهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے کہ کیا ہوا انجام ان سے پہلوں کا۔ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور طاقت میں بھی سخت تھے اور ان کے نشان زمین میں موجود ہیں تو ان کے کچھ کام نہ آیا ان کا کیا ہوا۔

مشرکین مکہ کو عبرت دلانے کے لیے قوم عاد و ثمود وغیرہ کے حالات کی طرف متوجہ کیا گیا اور بتایا کہ ان سے زیادہ طاقت اور قوت میں تم نہیں انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر عمارتیں بنوائیں تم زمین پر کچی عمارتوں میں آباد رہ کر رہے ہو۔ انہوں نے جب انبیاء و رسل سے مخالفت کی تو عذاب الہی نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ ان کی عمارتوں کے نشانات اور آبادیوں کے آثار ملک شام میں اب تک موجود ہیں تو تمہارا تمرد و قسوت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ جبکہ ان کی سرکشی اور بغاوت ان کی مدد نہ کر سکی۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ زمین میں سیر کریں تو انہیں معلوم ہو کہ پہلوں کے تکرار اور سرکشی کا کیا انجام ہوا۔ وہ کس طرح ہلاک و برباد کیے گئے۔ ان کا مال ان کی کثرت تعداد اور ان کی قوت ان کے کچھ کام نہ آسکی اور عذاب الہی کے آگے وہ کچھ نہ کر سکے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ رَبِّهِمْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ سَمَوَاتٍ مِّن دُونِ السَّمَاءِ آيَاتٌ فَظَنُّوا أَنَّهُم مُّطَهَّرُونَ۔ پھر جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے معلومات پر اترتے رہے اور اپنی پراگندگی پر جس کی منفی وہ اڑاتے تھے۔

یعنی انبیاء کرام جو چیزیں لائے اور جو نشانیاں انہوں نے حقانیت اسلام کی پیش کیں ان کی طرف التفات نہ کیا اور اپنی معلومات جو درحقیقت جہل خالص تھیں اس پر اترتے رہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر عذاب الہی آیا اور ان کے استہزاء کی سزا انہیں ملی آگے ارشاد ہے۔

فَلَمَّا دَاوَبَّا سَنًا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ وَكُفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ فَلَوْلِكَ يَنْفَعُهُمْ إِنَّمَا هُمْ كَاذِبُونَ۔

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو بولے ہم ایمان لائے اللہ کی وحدانیت پر اور انکار کرتے ہیں ہم اس سے جسے ہم اللہ کا شریک بناتے تھے تو نہ ہوا نفع دینے والا ان کا یہ ایمان جبکہ وہ دیکھ چکے ہمارے عذاب کو یہ طریقہ ہے اللہ کا جو اس کے نبیوں میں پہلے سے گزر چکا ہے اور نقصان و خسار ان میں رہا

اس لیے کہ عذاب سے پہلے پہلے توبہ قبول ہو جاتی ہے اور عذاب آجانے کے بعد توبہ سرکش ممتد توبہ کے لیے تیار ہو جاتا ہے لیکن عذاب کے نزول کے بعد عذاب ہی ہوتا ہے اور ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں دیتا چنانچہ ایسا ایمان تو مدعی خداوندی فرعون لعین نے بھی قبول کیا تو اس پر وہ ایمان قبول نہیں فرمایا گیا اور ارشاد ہوا اَلَّذِیْ وَقَدْ عَصٰیْتُمْ قَبْلُ وَكُنْتُمْ مِّنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ یعنی ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرتا ہوا جب توفلزم نیل میں بھنس گیا تو اس وقت تجھے توبہ کی سوجھی اور اس سے پہلے توبہ میں پورا فساد ہی تھا۔ لہذا یہ تیری توبہ مردود ہے۔

ایسے ہی یہاں ارشاد ہوا کہ جب سرکشوں نے انبیاء و رسول کی نہ مانی اور مخالفت میں کوئی کسر اٹھا رکھی تو ہماری طرف سے ان پر عذاب آیا جب عذاب دیکھ کیا اور اس کے مقابلہ کی تاب نہ رہی تو کہنے لگے کہ ہم اب ایمان لاتے ہیں اور جہنم اللہ کا شریک بنایا تھا اس سے انکار کرتے ہیں۔ مگر یہ ایمان چونکہ بعد نزول عذاب تھا اس لیے اَلْحٰیۃُ یَنْفَعُہُمْ اَیْمَانُہُمْ فَمَا کَرُمٰسْتُرُوْا دِیَا اور بتا دیا کہ اللہ کا قانون یہی ہے کہ نزول عذاب سے پہلے توبہ قبول ہو جاتی ہے اور وہ قوم عذاب سے محفوظ کر دی جاتی ہے جیسے قوم یونس علیہ السلام اور جب عذاب آجائے تو اس کے بعد کتنی ہی توبہ کریں وہ نامقبول ہے اور اس عذاب میں ان پر نقصان و خسراں اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیے جاتے ہیں۔

سُوْرَةُ حَمْرِ السَّجْدَةِ

اس میں چھ رکوع سچاس آیتیں ہیں اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سُورَةُ حَمْرِ السَّجْدَةِ ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے حامد اور اے محمود

یہ اتارا ہوا ہے بڑے رحم والے جہراں کا۔
یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل بیان فرمائی

تَنْزِیْلٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کِتٰبٍ قُضِیَتْ اٰیٰتُہٗا قَدٰمًا

عَمَّا بَيَّنَّا الْقَوْمَ يَعْلَمُونَ ۝

بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ
لَا يَسْمَعُونَ ۝

وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكْثَرِهَا مِمَّا نَدْعُونَ
إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن
بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَأَعْمَلْنَا إِنَّنَا
عَابِدُونَ ۝

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
يُوحِي إِلَيَّ إِنَّمَا الْهَمْكُمُ اللَّهُ وَوَاحِدٌ
فَأَسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ
وَكَيْفَ لِلشُّرَكِيَّةِ ۝

الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزُّكُوتَ وَهُمْ
بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ۝
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

گئیں قرآن زبان عربی میں عقل والوں کو۔
نوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ہے تو خوف
ہوئے اکثر تو وہ سنتے ہی نہیں۔

اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں جس کی طرف
تم ہمیں بلا تے ہو اور ہمارے کانوں میں بہرہ بین
ہے اور ہم میں اور تم میں پردہ ہے تم اپنا عمل کرو
ہم اپنے کام میں ہیں۔

اے حبیب فرادو کہ میں آدمی ہونے میں تمہاری
ہی مثل ہوں۔ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے یہ کہ
میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کے حضور سیدھے
رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے ان
مشرکوں کے لیے۔

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں
بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے
ان کے لیے بے انتہا ثواب ہے۔

حَلُّ لُغَاتٍ

حَمْدُ لے حمد لے محمود	تَنْزِيلٌ - اتاری گئی ہے	مِنَ الرَّحْمَنِ طَبْعُ رَحْمَةِ	الْوَجِيمُ - مہربان سے
كِتَابٌ - یہ کتاب ہے کہ	فَضَّلْتُ - مفضل میں	أَيَاتٌ - اسکی آیتیں	قُرْآنًا - قرآن
عَمَّا بَيَّنَّا عربی زبان میں	لِقَوْمٍ - واسطے قوم	يَعْلَمُونَ - علم والی کے	بَشِيرًا - خوشخبری دینے والا
وَأَنذَرْنَا	نَذِيرًا طَرَانِے والا	فَأَعْرَضَ - تو منہ پھیر	أَكْثَرٌ - اکثر
هُمْ - ان کے	فَهُمْ - تو وہ	لَا يَسْمَعُونَ - سنتے	لَا يَسْمَعُونَ - سنتے
وَأَنذَرْنَا	قَالُوا - بولے	قُلُوبُنَا - ہمارے دل	فِي بَيْجٍ

اَلْكُتْبَةُ بِرِدْسٍ كَيْفَ هِيَ	مَقَامًا اس سے جو	تَنْدُ عَوْءٌ بِلَانَا هِيَ	تَنَا بِهَم كُو
اَلْبَيْتُ اس كى تعريف	و۔ اور	فِي بَيْتِي	اِذَا رَنَا بِهَمَارِے كَانُولِ كِے
وَقَرَّ بُوَجْهِے	و۔ اور	مِنْ بَيْتِنَا بِهَمَارِے دَرْمِيَانِ	و۔ اور
بَيْنِكَ تِيرِے دَرْمِيَانِ	حِجَابٍ بِرِدْهِے	فَاعْمَلْ تَوَعْمَلْ كِرْ	اِنَّا بِشِكِّ هَم
مَهْلُوْنِ عَمَلِ كَرِيْمُوَالِے هِيں	قُلْ كِهے	اِنَّمَا اسكِے سَوَانِهِيں	اِنَّا هِيں
لَقَدْ اَدْمِي هُوں	مِثْلِكُمْ بِهَمَارِے جِيہَا	يُوْحَى وَحَى كى جَاتى هِے	اَلَى مِيرِى طَرَفِ
اِنَّمَا كَرْتِيْنَا	اَللّٰهُكُم بِهَمَارَا خُدَا	اِلٰهًا خُدَا	وَاحِدًا اِيكِے هِے
فَاَسْتَقْبِمُوَا تَوَسِيْدِے	اَلْبَيْتِ اس كى طَرَفِ	و۔ اور	اَسْتَعْفِرُوْكَ بِخَشْيِ مَلِكُوَا اس كِے
و۔ اور	وَيْلٌ خَرَابِى هِے	لِلْمَشْرِكِيْنَ بِمَشْرِكُوں كِيئِے	اَلذِّيْنَ وَهْ جُو
لَا هِيں	يُوْتُوْنِ رَدِيْے	اَلزُّكُوَّةُ زَكُوَّةُ	و۔ اور
هَمْ وَهْ	بِالْآخِرَةِ اَخْرَجْتَا كَا	هَمْ وَهْ	كُفْرُوْنَ اِنكَار كَرْتِے هِيں
اِنَّ بِيْشِكِّ	اَلذِّيْنَ وَهْ جُو	اَلْمُنَاوَا اِيْمَانِ لَانِے	و۔ اور
عَمَلُوَا عَمَلِ كِيے	الصَّلٰحَاتِ اِحْسِے	لَهُمْ اِن كِے لِيے	اَجْرًا اِحْرِے هِے
غَيْرِے نَهْ	مَمْنُوْنٍ بِعَمِّ هُوْنِے وَالا		

حَلُّ لُغَاتِ نَادِرِهْ

اَلْكُتْبَةُ: غلاف كِے معنی هِيں آتا هِے اور اَكْتَبَ جَمْع كِنَان كى هِے اور كِنَان كِے هِيں تِيْر كِهْنِے كِے تَحْقِيْدِے كُو بِيَا
اَكْتَبَ سِے مُرَاد (غلاف) بِرِدْسِے هِيں۔
وَقَرَّ: ثَقُلَ سَمَاعَتِ كُو كِے هِيں تُو اس كِے معنی هُوْنِے كِه هَمَارِے كَانُولِ هِيں ثَقُلَ سَمَاعَتِ هِے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ حم السجدة۔ ۲۲

۲۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ السَّمٰوٰتِ اَلْمُرْسَلٰتِ اَنْزَلْنٰهُ رِسٰلًا مُّبِيْنًا لِّقَوْمٍ يُعْلَمُوْنَ
۳۔ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
۴۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۵۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۶۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۷۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۸۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۹۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۰۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۱۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۲۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۳۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۴۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۵۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۶۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۷۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۸۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۱۹۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۲۰۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۲۱۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ
۲۲۔ اِنَّا نَحْنُ اللهُ غَيْرُ شَيْءٍ

گئی ہیں۔ اسی بنا پر مفسرین نے تفسیر بیان کرتے ہوئے جہاں مقطعات آئے وہاں اللہ اعلم کہہ کر سکوت فرمایا تاکہ حقیقت معنی اللہ تعالیٰ کے علم میں رہے اور جو وہاں سے ملے وہ حضور کے علم میں آئے۔ یہ قرآن ہو سکتا ہے کہ اللہ فرسودہ اعلم کیوں فرمایا۔ یہ اہل علم پر روشن اور مبہین ہے کہ علم الہی ذاتی غیر عطائی ہے اور علم مصطفیٰ محض عطائی ہے تو او کا عطف سے اگر عطف کر دیا جاتا تو علم الہی اور علم رسالت پناہی دونوں میں تسادی کا واہم پیدا ہو جاتا۔

اس لیے اللہ اعلم کہہ کر علم الہی کی طرف اس کے معنی حقیقی منسوب کیے۔ اور علم رسالت پناہی چونکہ ضمناً واضح تھا اس لیے کہ نزول قرآن کا مورد خاص حضور ہی تھے اس لیے در سولہ اعلم کہنا تحصیل حاصل تھا۔ بہر حال حقیقت معنی تو اللہ اور اس کا رسول ہی جاتا ہے۔ رہے معنی تاویلی یہ ہم بھی کہہ لیتے ہیں جیسے حائیں منادی حامد جناب مصطفیٰ میں اور یتیم میں منادی دوسری صفت کے ساتھ محمود و محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اپنے جلیب کو حامد محمود کے خلعت سے مزین فرما کر یا حامد محمود فرمایا۔ اور اسکے بعد مضمون شروع کیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - یہ فرمان خدائے رحمان درجیم کے حضور سے صادر ہوتا ہے۔
جس کا فلک مصطفیٰ متصل ہے۔

کِتَابٌ مُّبِينٌ اٰیَاتُهَا قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ لِشِيْرًا وَاذِّنْ يٰرَا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَمْ يَسْمَعُوْا۔ یہ قرآن کتاب ہے جس کی باتیں زبان عربی میں تفصیل کے ساتھ سمجھ والوں کے لیے بیان کر دی گئیں یہ تفصیل سمجھ والوں کی یوں کی گئی کہ عرب میں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہر ادیب و خطیب تھے مگر جنہیں فہم سلیم ملا اور عقل مستقیم نے رہنمائی کی وہی اس کی طرف بھلے باقی جن کی فصاحت و بلاغت اور ذہن و ادبیت نے اس طرف رہنمائی نہیں کی وہ گمراہ کے گمراہ ہی رہے جیسے ابو جہل اور مثل اس کے اکثر جہاں اور جن کو رہنمائی ہوئی وہ سیدھے اسلام کی طرف آگئے جیسے ناقل کلام حضرت حسان اور مثل ان کے بہت سے تو معلوم ہوا کہ لقوم لعلمون فرما کر ذی فہم اور غیر ذی فہم کی تفریق فرمادی گئی اور یہ امر واضح کر دیا کہ ایمان محض علم سے نہیں آتا اس کے لیے فہم مستقیم اور عقل سلیم کی ضرورت ہے۔

بَشِيْرًا وَاذِّنْ يٰرَا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَمْ يَسْمَعُوْا۔ یہ بشارت و نذارت دونوں ہیں مگر ان کے لیے جو فہم سلیم اور عقل مستقیم رکھے چنانچہ فرمایا کہ

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَمْ يَسْمَعُوْا۔ تو منحرف ہوئے اکثر ان کے اور وہ نہیں سنتے تھے۔
یعنی یہ نہ سننا اس معنی میں تھا کہ لَمْ يَسْمَعُوْا بِهَا وَاذِّنْ يٰرَا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَمْ يَسْمَعُوْا۔ ان کے کان

دل پر تکلم وغیرہ سب کچھ مگر نہ دل میں قبولیت تھی نہ کان میں سماعت نہ آنکھوں میں بصارت محمد ﷺ کو جی کے
مصدق تھے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي الْكُتُبِ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهَا وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ مِّنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ
فَاعْمَلْ إِنَّمَا عَمِلُوا يَعْنِي کافر لو لے کہ ہمارے دل تھیلوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کان ثقیل السماعت
ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان وہ حجاب ہے جو مانع سماعت و قبول ہے تو آپ اپنے عمل کیجئے اور ہم
اپنے عمل کر رہے ہیں۔

گویا وہ خود معترف ہوئے کہ ہم میں قبولیت کا مادہ نہیں حق نوشی اور حق نیوشی ہمارے اندر نہیں۔ ہم
بالذروں کی طرح سنتے دیکھتے ہیں مگر قبولیت اور عمل ہم میں نہیں ہے یہی حجاب ہے جو آپ کے ہمارے
مابین ہے لہذا آپ اپنی کیے جانیں ہم اپنی کر رہے ہیں آگے ارشاد ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدًا فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُ
وَيْلٌ لِلشَّارِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ صحت
مثالی میں تو میں بھی بشر تمہارے جیسا ہوں مگر میں مورد وحی ہوں اور مجھ سے احکام خداوندی تم تک آنے ہیں اور یہ
وحی مجھے آئی کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کی طرف جھکے رہو اور بخشش مانگو اور خرابی سے شرک کرنے والوں
کے لیے اور ان کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

آیہ کریمہ میں رب جل و علا شانہ نے اپنے حبیب جناب سرور عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔
قُلْ اے محبوب آپ تو اضعا بھی فرمائیں اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ گویا بطریق حصر افراد ان منکر وں کو فرمائیے جو
آپ کو بشر کہہ کر چاہتے ہیں کہ ہماری تبلیغ کے لیے ملک آنا اور فرشتہ نازل ہونا حالانکہ ملک اور فرشتہ اجسام ثوری
ہونے کی وجہ میں ہمیں نظر بھی نہ آتا اور جب نظر ہی نہ آتا تو تبلیغ کیسے ہوتی۔ اصول تبلیغ میں مجاہدست صوری اور
شہادت جسمی لازمی ہے۔ اگر انسان بھی انسانی جسم ایسے لے کر آتا کہ اس کا قد و قامت ہی ہمیں ہوتا اور جسم و
جسمانیت بھی تعریف و طویل ہوتی تو اسے دیکھ کر ہمارے دماغ اس سے مانوس نہیں ہو سکتے تھے۔ اسی لیے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو قامت موزون بشیہ مقبول صورت انسانی میں عطا فرما کر بھیجا تاکہ تبلیغ میں کامیابی ہو۔ اور
اسی چیز کو آئیہ کریمہ میں ظاہر کیا اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ تو صورت انسانی میں بشری ہوں اور تمہارا مثل ہوں یعنی مماثلت
صوری مجھے تمہاری حاصل ہے اگرچہ حقیقتاً میں وہ ہوں کہ جمال الہی کا مشاہدہ کرتا ہوں اور وہاں تک پہنچا ہوں۔
جہاں تک کسی بشر کی رسائی نہیں یعنی مقام جمع تک پہنچ کر دم زوں میں واپس آنا جسے معراج کہا جاتا ہے تو مجھے
اپنا جیسا بشر ماننا تو گستاخی ہے۔

البتہ مماثلت صوری کے اعتبار سے میں خود ہی تمہیں تو اضعافاً کہتا ہوں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور میرا تمہارا حقیقی فرق جو ہے وہ یہی کم نہیں کہ ٹوٹھی ائی مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو ہر بشر کے لیے ناممکن اور محال ہے اور اس وحی میں جو حکم آیا ہے وہ یہی ہے کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تاکہ تم افراط عقیدت میں مجھے خدا یا جزو خدا نہ کہنے لگو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا۔ بنا بریں مسئلہ واضح ہے کہ ذات مصطفیٰ مماثلت صوری میں ہمارے لیے ایسا بشر ہے کہ اسکی بشریت کو اپنی بشریت کے مشابہ یا مماثل کہنا خالص گستاخی اور بیدینی ہے۔ البتہ مماثلت صوری میں وہ بشر تھے اور مماثلت حقیقی میں وہ نور تھے۔

اسی وجہ میں شیخ محقق علامہ مدقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ بزرخ مصطفیٰ ایک نوعیت کا نہیں ہے بلکہ جب آپ مسند تبلیغ پر جلوہ آراہوتے ہیں تو ہمارے مثل جامہ بشریت میں آتے ہیں اور تبلیغ فرماتے ہیں جب بھر پل و میکائیل سے ملتے ہیں تو بزرخ ملکی میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور جب رب العزت جلالت مجدہ و عز اسمہ کے حضور مقام جمع پر پہنچتے ہیں تو بزرخ حقیقی میں ہوتے ہیں کسی نے خوب کہا ہے

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل خواص اس بزرخ کبریٰ میں ہے حرف مشرد کا

تو ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ حضور کی ذات اکرم الخلق اور حضور سید عالم میں حضور کا مساوی امتی تو کہاں نبی بھی نہیں وہ اگرچہ تمہیں صورت بشری میں نظر آتے ہیں ان کا کلام بھی ہمیں سنائی دیتا ہے مگر حقیقت محمدیہ اس سے کہیں بلند ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ حضور کا کلام ہمارے دل تک پہنچے حضور کی گفتگو ہم سنیں اور قبول کریں اور فراتص تبلیغی اس طرح ادا ہوں۔ تو

وَمِنْ بَيِّنَاتِكُمْ حُجَّتُ كَمَا مَشَرَكِينَ كَمَا يَصِحُّ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُونَ
جیسا بشر ہی کہیں۔ اور حضور کا انا کبشر مثلم فرمانا محض تو اضعافاً تھا نہ کہ حقیقتاً اس لیے کہ بلند یا یہ مستیال بطور توضع جو بھی فرمائیں اسے ہر کس و ناکس اپنے اوپر قیاس کر لے تو گمراہی ہے۔ یوں تو حضور نے صحابہ کو اَسْمَ اَصْحَابِي ذُ هُمْ اِخْوَانِي بھی فرمایا۔ مگر صحابہ نے اپنے کو حضور کا غلام ہی کہا اور امت مرحوم نے اپنے امت ہی مانا۔ نہ یہ کہہا ہو کہ ہم حضور کے بھائی ہیں۔ یہ جملے کہنے والے جو ہیں وہ گستاخ اور منسوب مصطفیٰ کو نہ سمجھنے والے ہیں ان کی یہ ادنیٰ شان ہے جو کسی شاعر نے عربی میں کی حیت قال

وَاللَّيْلُ دَجِيٌّ مِنْ وَفَدَيْتِهِم
أَهْدَى السَّبِيلَ بَدَا لَتَتَمَّ
سَقَى الْقَمَرُ بِإِسَارَتِهِم
فَالْعَرُّ لَنَا لِإِحَابَتِهِم

الصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهِم
فَأَقَى الرَّسُلَ فَضْلًا وَعِلًّا
سَلَكَ الشَّجَرَ نَطَقَ الْجَرُّ
فَحَمْدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا

جامی رح نے بھی کہا کہ یہ مقامے کہ رسیدی نہ رسید ہیج نبی
 غرضکہ مقام مصطفیٰ اتنا بلند و بالا ہے کہ جبریل بھی یہی کہہ کر رہ گئے
 لَوْ دَنَوْتُ اَنْمَلَةً لَّاحْتَرَفْتُ۔ اگر یہاں سے ایک انگلی بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جمال سے
 میں جل جاؤں۔ سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل تمہاری سیر کا منتہی یہ ہے جہاں سے ہماری
 ابتداء سیر شروع ہے فَبَارَكْ اللهُ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ۔ وہ ایسی برکت والی ذات ہے کہ اس نے نبیوں میں صفی
 بھی بندے کلیم نوحی بھی بنائے۔ مسیح بھی بنائے۔ خلیل بھی بنائے مگر جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والتناء کو ایسا حلیب
 بنایا کہ تمام انبیاء پر تفوق اور شرف دیا ہے

تکبیر کے انبیاء اس منہ کو صدقے آپ کے منہ کے قیامت میں وسیلہ جان کر حاجت روائی کا
 اس بحث کو تفصیلاً سوٹھویں پارہ میں ایسی ہی آیت کریمہ کے ماتحت بیان کر چکے ہیں۔ ولله الحمد
 لگے ارشاد ہے۔

فَاسْتَعِينُوا بِالْيسْرِ وَاسْتَعْفِرُوا بِالْغَيْبِ لَمْ يُشْرِكْ لَيْسَ لَآئِيُتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ
 كَاثِرُونَ یعنی ہمارے حلیب کے مرتبہ کو سمجھ کر اس پر قائم رہو اور ہمارے حضور بخشش مانگو اور خرابی سے ان
 مشرکوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

لگے بموجب اسلوب بیان قرآن مومنین کا تذکرہ فرمایا۔ اس لیے کہ اصول بیان قرآن یہی ہے کہ اگر اول
 جنمیوں کا ذکر آجائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ضروری ہوتا ہے۔ اگر چہ لغت و نشر غیر مرتب ہے کہ کہیں پہلے
 جنتیوں کا ذکر پھر جنمیوں کا تذکرہ اور کہیں اول جنمیوں کا ذکر پھر جنتیوں کا احوال۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

اِنَّ الْاٰدِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَمْ اَجْرُ غَيْرِ مَمْنُوْنٍ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور
 نیک عمل کئے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ حم السجدة پ ۲۴

اے محبوب انہیں فرماؤ کیا تم انکار کرتے ہو اس قادر
 مطلق سے جس نے ساری زمین و دودن میں بنا دی
 اور تم اس کے لیے اس کا مقابل ٹھہرتے ہو جو یہ
 ہے تمام عالموں کا پالنے والا۔

قُلْ اَتَيْتُكُمْ لَتَكْفُرُنَّ بِاللّٰهِ فِى خَلْقِ
 الْاَرْضِ فِىْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ
 اَسْدَادًا۔ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اور کیسے اسی قادر مطلق نے لنگر اس زمین پر اوردن میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں رکھیں یہ سب بلا کہ چار دن میں سب مانگنے والوں کے لیے برابر۔

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت کہہ کر کی طرح تھا تو اس کہہ کر اور زمین کو فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ بزرگ دستی اور جو حکم ہم دیتے ہیں اس پر کار بند ہو دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حکم بجالاتے کو حاضر ہیں۔

اس کے بعد دودن میں اس کہہ کر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنان بقا و قدر کو بتادیا اور آسمان دنیا کو ستاروں کی تقدیر سے سجایا اور حفاظت کے لیے بھی یہ اندازے اس خدا کے ہاندھے ہوئے میں جو بزرگ دست والا دانا ہے۔

اگر وہ انحراف کریں تو فرما دیجئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں اس کرکے سے جیسی کرکے عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

جب آئے ان کے پاس رسول آگے اور پیچھے سے رکشرت سے یہ کہ نہ پوچھو مگر ایک اللہ کو بولے اگر چاہتا ہمارا رب تو صبر و نازل کرتا فرشتے تو ہم جسکے ساتھ تم بھیجے گئے ہو تم اسکے منکر میں پھر عار نے زمین سے

بغیر حق کے تکبر کیا اور بولے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جس اللہ نے انکو پیدا کیا وہ ان سے زیادہ

وَجَعَلَ فِيهَا نَقَاصًا وَمِنْ قَوْنِهَا
بَارِكْ فِيهَا وَقَدْ رَفَعْنَا قَوَانِمَهَا
فِي أَرْبَعِينَ آيَةً وَسَوَاءٌ لِّلسَّائِلِينَ

ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ
فَقَالَ لَهَا وَبِلَادِهَا اسْتَبِيحَا
طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا
ظَالِمِينَ

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي
يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ
أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا
بِمَصَابِيحٍ وَحِفْظٍ ذَلِكَ تَقْدِيرُ
الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

فَلَنْ اَعْرَضُوا قُلْ اَنْذَرْتَكُمْ
صَلِقَةً مِّثْلَ صَلِقَةِ عَادٍ
وَتَمُودَ

اِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ
اَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ
قَالُوا كُوْنُوا رَبَّنَا لَّا نُزَلَّ مَلِكًا

فَاِنَّا بِنَا اَرْسَلْتُمْ بِرُكُوفٍ فَامْلَعَا دُفَا مَسْكُورَا فِي الْاَرْضِ
بَغِيْرِ الْحَقِّ وَظَلَمُوا مَنْ اَسْتَدْمَعُوْا لَّا اَوْلَمْ يَرُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَكِن
خَلَقَهُمْ هُوَ اَسْتَدْمَعَهُمْ

اور تھوڑے بہاری نشانیوں کے منکر

تو ہم نے بھی ان کے نحوست کے دنوں میں ان پر بڑے زور کی آندھی چلائی تاکہ چکھائیں ہم انہیں ذلت کا عذاب دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب بہت زیادہ رسوا کن ہے دنیا کے عذاب سے اور انہیں کسی طرف سے مدد نہیں دی جائے گی۔

لیکن قوم ثمود ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھا دیا تھا۔ مگر انہوں نے بجائے اس کے اندھا راستہ اختیار کیا تو پھر ان کو ذلت کے عذاب نے ان کی بدکرداریوں کے سبب۔

اور نجات دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے اور وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

فَوَلَّوْنَا كَانُوْا يٰۤاٰتِنٰا يٰۤجِدُوْنَ
فَاَسْكَنٰا عَلَيْهِمْ رِيْمًا صَرٰوًا فِىۤ اٰيٰمٍ
مَّجْسٰتٍ لِّئِنۡ يُّقِيْمُوْا عِنۡدَ اٰبِ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَلَعِنۡدَ اٰبِ الْاٰخِرَةِ اٰخِزْيِ
وَهُمْ لَا يَنْصُرُوْنَ ۝

وَمَا تَشُوْدُوْا فَمَا يَنْبَغِيْكُمْ فَاَسْتَجِبُوْا الْعَمٰى
عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذْتُمْ صَعِيْقَةَ الْعَذٰبِ
الْمُهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

وَتَجِيْنَا الدِّيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
يٰۤاٰتِنٰا ۝

حل لغات

فَوَلَّوْنَا	کٹھڑوں۔ انکار کرتے ہو	يٰۤاٰتِنٰا	کیا تم	فَوَلَّوْنَا	قل۔ کہہ دیجیے
كَانُوْا	فی۔ بیچ	اَسْكَنٰا	الارض۔ زمین کو	رِيْمًا	خلق پیدا کیا
صَرٰوًا	کہ۔ اس کا	مَجْسٰتٍ	بجھڑوں۔ بنائے ہو تم	فِىۤ اٰيٰمٍ	و۔ اور
مَّجْسٰتٍ	الْعَلَمِيْنَ	ذِيۤ	پالنے والا	لِّئِنۡ يُّقِيْمُوْا	ذٰلِكَ۔ یہ ہے
عِنۡدَ اٰبِ الْخِزْيِ	دو اسی۔ پہاڑ	فِى الْحَيٰوةِ	جہنا۔ اس میں	عَلَى الْهُدٰى	جَعَلْ۔ بنائے
الْمُهُوْنِ	جہنا۔ اس میں	فَاَخَذْتُمْ	بَارَكْ۔ برکت رکھی	صَعِيْقَةَ الْعَذٰبِ	و۔ اور
بِمَا كَانُوْا	اَخُوْا تَمًا۔ اکی روزی کا	اَكْسَبُوْا	جہنا۔ اس میں	الْمُهُوْنِ	تَلٰوَا۔ اندازہ رکھا
يَكْسِبُوْنَ	سَوَآءٌ۔ برابر ہے	اَسْكَنٰا	آیا اور دن کے	رِيْمًا	اربعۃ۔ چار
يٰۤاٰتِنٰا	اٰلِ۔ طرف	فَاَسْكَنٰا	استوی۔ قصد کیا	صَرٰوًا	تَمْرٍ۔ پھر
يٰۤاٰتِنٰا	دُخَانَ۔ کہہ رکھا	مَجْسٰتٍ	جی۔ وہ	فِىۤ اٰيٰمٍ	و۔ اور

اُمِّيْنَا - اَوْ	لِلْاَرْضِ - زَمِينِ كُو	وہ اور	تہا۔ اس کو
قَالَتَا - لَوْ كَيْ	كُرَّهًا - مَجْبُورًا - يَهْوِكُر	اُودِيَا	طَوَّعًا - غَوْشِي سَع
سَبَّحَ - سَامَاتِ	فَقَطَّهِنَّ - تَوْنِيَا - اِيَانِ كُو	كَالْبُعَيْنِ - نَوْشِي سَع	اَتَيْنَا - بِهَمِ آئِي
وہ اور	يَوْمَيْنِ - دَوْدَانِ كَع	فِي - سَبَّحِ	سَمَوَاتِ - سَمَانِ
سَمَاءِ - سَمَانِ كَع	كُلِّ - يَهْر	فِي - سَبَّحِ	اَوْحَى - وَحْيِي كِي
ذِيْنَا - بِهَمِ لِي سَبَّيَا	وہ اور	هَا - اس كِي كِي	اَمَّا - حَكْمِ
وہ اور	بِمَصَابِيحِ - چَرَاغُوں سَع	الدُّنْيَا - دُنْيَا كُو	السَّمَاءِ - سَمَانِ
العَزِيزِ - غَالِبِ	تَقْدِيرًا - اَنْدَازَه	ذَلِكَ - يَهْ	حِفْظًا - حِفَاظَتِ كَيْلِي
فَقُلْ - تُو فَرَادِ كَيْلِي	اَعْمَهْتُوا - مِنْه بَهِرِي	فَاَنْ - تُو اَكْر	اَلْعَلِيمِ - جَانَتِي هَالِي كَا
مَثَلِ - مَثَلِ	صَلْبَةً - عَذَابِ سَع	عَادِ - عَادِ	اَنْتَادُكُمْ - يَه لِي تَم كُو دُرَايَا
تَمُودَ - تَمُودِ كَع	وہ اور	جَاءَ - هَمِ - آئِي اُنكِي يَاسِ	صَلْبَةً - عَذَابِ
مَنْ بَيْنِ اَيْدِي هَمِ رَاكِي	اَلرَّسُولِ - رَسُولِ	وہ اور	اِذْ - جَبِ
مَنْ خَلْفِهِمْ - اِن كِي پِچھي سَع	مَنْ خَلْفِهِمْ - اِن كِي پِچھي سَع	لَا رَهْ	اُنكِي سَع
اِلَّا - مَكْر	تَعْبُدُوا - لَوْ اَكْر	قَالُوا - لَوْ كِي	اِنَّهٗ - اَللّٰهُ كُو
سَاءَ - چَاہْتَا	مَلِيكَةً - فَرَشْتِي	لَا تَزَلْ - تُو اِنَا رَتَا	ذُنُبَا - ہَا رَا رِبِ
فَاِنَا - تُو ہِمِ	يَه - اس كِي سَاھفِ	اَدْسَلْتُمْ - بِهَمِ كَيْلِي ہُو تَم	بِنَا - اس حَمِي رِي سَع
كُفْرُوْنَ - ہِنكِرِي ہِي	فَاَسْتَكْبَرُوا - تَكْبَرِ كِيَا	عَادِ - عَادِنِي	فَاَمَّا - تُو پِچھِ
فِي - سَبَّحِ	اَلْحَقِّ - حَقِّ كِي	بِعَيْرِ - بَعِيْرِ	اَلْاَرْضِ - زَمِينِ كَع
وہ اور	اَشَدُّ - زِيَادَه سَع	مَنْ - كُونِ	قَالُوا - لَوْ كِي
مِنَا - ہِمِ سَع	كَانُوا - كَفِي	وہ اور	قُوَّةً - طَاقَتِ ہِي
يَا أَيُّهَا - ہَا رِي اَيُّوْلِ كَا	عَلَيْهِمْ - اِن پَرِ	فَاَدْسَلْنَا - تُو پِچھِي ہِمِ لِي	يَجْحَدُوْنَ - اِنكَا رَكِنِي
رِيحًا - ہُوا	اَيُّا ہِمِ - دُنُوں	فِي - سَبَّحِ	صَوْرًا - تِي زَوْتَمَدِ
تَجَسَّاتِ - مَنُوسِ كَع	اَلْحَيٰطِي - ذَلَّتِ كَا	عَنَّا - اَبِ - عَذَابِ	لِنُنَا - يَقِيْمِ - كِي كِي ہَا ہِي ہِمِ اَكُو
فِي - سَبَّحِ	وہ اور	الدُّنْيَا - دُنْيَا كِي	اَلْحَيٰوةِ - حَيَاتِي
لَعَذَابِ - تَقِيْنَا عَذَابِ			

ہو۔ وہ	اُخْزَى بِهٖت رَسُوٰكُنْ هٖے ۛ۔ اور	اَلْاٰخِرَةُ سَخِرَتْ كَا
اَمَّا وَهٖ جُو	يُنْصَوِّدُنْ۔ مَدُوْبِيْے جَانِيْگے ۛ۔ اور	لَا رَءِ
فَاَسْتَعْبُوْا۔ تُو لِسِنْدِ كِيَا اَنُوْنِيْے	فَهَدَّ يٰنَا۔ تُو ہِم نِيْے رَاہ دِکھا ئِيْ ہُو۔ اِن كُو	تُو دُو۔ تُو دُو كھِيے
فَاَخَذَ تِيْم۔ تُو يَكْرِ اِن كُو	اَلْهٰدِيْ۔ ہدَايَت كِيے	اَلْعٰی۔ اِن دھا ر ہِنے كُو
يَمَّا بَدَلَسَا كِيے تُو	اَلْمُهَوِّنْ۔ زُو لِيْل كَرِيُوَالِيْے نِيے	مُطِئْتُ۔ لِيْك
تَجِيْنَا نَجَات دِيْ ہِم نِيے	ۛ۔ اور	كَا نُوَا۔ كھِيے وہ
كَا نُوَا۔ كھِيے	ۛ۔ اور	اَلدِّيْنْ۔ اِن كُو جُو
		يَتَّقُوْنَ۔ پَر ہِيْز كَار

حل لغات تادیرہ

اَنْدَا اَدَا۔۔ تَد كِي جَمْع ہے مَقَابِل كے مَعْنِي دِي تَا ہے۔
 رَقَابِي۔۔ لَنگروں كے مَعْنِي مِيں مُسْتَعْمَل ہے۔
 اَقْوَاتِمَا۔۔ جَمْع قُوْت كِي ہے جِس كے مَعْنِي رُو زِي كے ہِيں۔
 رِيْجَا صَوْرَتَا۔۔ وَہَا اِن دھِي جُو كَنگَرِيَا ل اِز لَقِي ہُو۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا کوع سورۃ حم السجدة پ ۲

قُلْ اِن كُمْ لِنَكْفُرُوْنَ بِاَلَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمِيْنٍ وَصَبَّحُوْنَ لَهَا اَنْدَا اَذَا ذَلِك رَّبُّ الْعٰلَمِيْنَ
 (اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے) فرمادیجئے کیا تم اس (قادر مطلق کی خدائی) سے انکار کرتے ہو جس نے دودن میں زمین
 کو پیدا کیا اور تم (دوسروں کو) اس کا مقابل بناتے ہو یہی (خدا تو) سارے جہان کا پروردگار ہے۔
 آیہ کریمہ میں جل و علا شانہ نے فی یومین فرمایا۔ یہ یومین اقل مدت بہ نسبت الی المخلوق ہے۔ ورنہ
 اس کی قدرت کاملہ وہ ہے کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان بھی گن فرما کر پیدا فرمادیتا ہے اور طرفۃ العین میں زمین
 و آسمان دونوں بن جاتے ہیں۔ مگر یہ یومین مخلوق کی قوت تخلیق کی نسبت سے بیان فرمائی گئی۔ ورنہ ظاہر ہے
 کہ یوم اور یومین اور اربعۃ ایام یہ سب اس کے بنائے ہوئے ہیں ان کا وجود اس کی مشیت پر ہے نہ کہ ایام

کی مشیت قادر علی الاطلاق پر حاوی ہو۔ اسی لیے آگے ارشاد ہوا۔ وَتَجْعَلُونَ لَنَا آذَانَ اور تم اللہ کے

مقابل ٹھہرا رہے ہو حالانکہ اس کی ادنیٰ شان یہ ہے کہ

لَا حِبَّةٌ وَلَا ذَرِيَّةٌ وَلَا حَبَّةٌ يَسِيْقُ الْاِنَّ كَمَا كَانَتْ وَلَكُوْبِيْلَقُ زَوَالِ

اس کی قدرت کاملہ میں نہ کوئی ضد ہے نہ کوئی مقابل نہ اس کی قدرت کاملہ کی کوئی حد آج بھی اسی شان سے ہے جس شان سے تھا اس کی شیون قدرت میں کوئی حدوث و زوال نہیں۔

اسی لیے یہاں فرمایا وَتَجْعَلُونَ لَنَا آذَانَ اذَلِكَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اس کے لیے جو مقابل بنا رہے ہیں اور

اس کا ضد ٹھہرا رہے ہیں یہ محقق خالص اور بے دینی ہے یہ تمام عالموں کا پرورش فرماتے والے ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَجَعَلَ فِيهَا رِوَادًا سِوَىٰ مِنْ قُوْمَهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا اَقْوَاتَهَا فِي اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاءٌ لِّلسَّائِلِيْنَ

چونکہ زمین کی تخلیق پانی پر ہے اور پانی پر کوئی شے بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتی تھی کہ کشتی سے لے کر

اسٹیمر اور آگ بوٹ بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتے تو زمین کا قیام عقول عامہ کے ماتحت بغیر واسی یعنی

لنگروں کے عقلاً متعذر تھا اس لیے فرمایا وَجَعَلَ فِيهَا رِوَادًا سِوَىٰ مِنْ قُوْمَهَا زِيْمِنَ بِنَا كَرِهِم لِنَسْرِ لِيَسْبِقُوا

دیے پھر نہ بڑی قدرت کاملہ کا مظاہرہ فرمایا اور ارشاد ہوا

وَيَا زَكَّ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا اَقْوَاتَهَا فِي اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاءٌ لِّلسَّائِلِيْنَ۔ اور برکت دی ہم نے اس میں

اس کی پیداوار کا اندازہ بھی ٹھہرا دیا اور یہ سب کچھ چار دن میں سب مانگنے والوں کے لیے برابر۔

یہاں بھی اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ کی نسبت عقول عامہ اور افہام ناقصہ کی نسبت سے فرمایا گیا۔ گویا یہ تیار کیا کہ آفل قلیل

مدت تخلیق زمین اور تعین اقوات دودن اور چار دن جو ہیں یہ ہماری قدرت اور قوت سے بالا ہیں مگر ہم نے

سب کچھ بنا کر رکھ دیا۔ یہ اس لیے کہ ہم رب العالمین ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم اور فضائیں اگر ہم بنا چاہیں تو

طرزۃ العین میں ایسے ایسے اور بنا سکتے ہیں یہ ہماری شان ہے کہ ہم رب العالمین ہیں اور یہ زرقول کا دینا اور

اقوات کا تعین فرمانا یہ ہماری قدرت کاملہ میں ہر مانگنے والے کے لیے برابر ہے اس کے بعد آسمان کی تخلیق

لی شان ظاہر فرمائی اور ارشاد ہوا کہ

ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَاِلَى الْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا بِنَا

ظاہرین۔ پھر جو ع فرمایا آسمان کی طرف جبکہ وہ کہہ تھا حکم ہوا ائیتیا وجود میں آؤ توشی سے یا زبردستی تو دونوں

نے عرض کیا کہ ہم حکم بجالانے کو حاضر ہیں۔

فَمَضَيْنَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَاَدْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا وَرَبَّنَا السَّمَآءُ الدُّنْيَا بِمَصَابِحٍ ذُ

حِفْظًا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ اور اس کے بعد دو دن میں اس کہر کے طبقات کے ساتھ آسمان بنائے اور ہر آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنانِ قضا و قدر کو بتا دیا اور وہی آسمان کو ہم نے ستاروں کی قندیلوں سے سجایا اور سجانے کے لیے فرشتوں کو محافظت پر مقرر فرمایا یہ انداز اس زبردست اور علم والے کے باندھے ہوئے ہیں۔

آسمانِ اول کی طرف شیاطین چڑھتے تھے اور وہاں سے خبریں لے کر کابھنوں کو پہنچاتے تھے جنہوں نے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ شیاطین مسترقی روک دیے گئے اور ان کے لیے ملائکہ مقرر کیے گئے جو ان کو آگے روکنے اور رجم شہاب سے ان کو مارتے چنانچہ اس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے جس کی تفصیل سورہ ملک پارہ انتیس میں عنقریب آئے گی۔ یہاں اجمالاً فقط حفظاً فرما کر تصریح فرمادی کہ سماء دنیا میں ثوابت کے ذریعہ آسمان کو مرتین فرمایا اور اس کو مصابیح کہا۔ اور وہ جو شیاطین کے مارنے کو شہاب ثاقب ہیں وہ آگ کے شعلے ہیں جن کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جس شیطان پر وہ شعلہ لگے جسے عام اصطلاح میں تارہ ٹوٹا کہتے ہیں وہ اس شیطان کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور اگر وہ شہاب ثاقب جس کا تذکرہ دوسرے مقام سورہ صافات میں فرمایا گیا۔

إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَتِنَا مِنَ الْكُوَكِبِ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَدِّقُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَكُمُّ عَذَابٍ وَأَصْدَبَ الْأَمْنُ حِطْفَ الْخَطْفَةِ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ۔ بے شک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کے ساتھ آراستہ کیا اور محافظت کیلئے شیطان سرکش سے (شہاب ثاقب) روشن انگارے رکھے جس کی وجہ سے عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان کو ہر طرف سے مار پڑتی ہے انہیں بھگانے کے لیے ان کے واسطے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ مگر جو ان خبروں میں سے کچھ اچک لے یعنی اڑتی خبر سے مل جائے اور وہ دنیا میں کابھنوں تک لانا چاہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن انگارے یا قدرتی بم۔

اس سے ثابت ہو کہ ثوابت و سیارے یہ نہیں ٹوٹتے اور نہ گرتے ہیں بلکہ وہ جسے تارا ٹوٹنا کہا جاتا ہے وہ جہنمی انگارے علیحدہ ہیں اس پر حدیث میں آیا کہ جب شہاب ثاقب گرتا نظر آئے تو مسلمان کے لیے لاجول و لا قوتہ الا باللہ العلی العظیم لازم ہے۔ اس لیے کہ جس شیطان کو وہ لگتا ہے وہ تو جلا جاتا ہے اور جو اس سے بڑھ جائے اور جل نہ سکے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس دیوانے شیطان کو اصطلاح اردو میں چھلا وہ کہتے ہیں۔ یہ دیوانہ شیطان لوگوں کو راستہ بھلاتا ہے اور انواع و اقسام کی اذیتیں دیتا دیتا رہتا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آگ کی شکل میں بھی جہنم کے اندر چلتا نظر آتا ہے اور بیٹھھا بھی بن جاتا ہے اور آگ دگا راہر و پر حملہ بھی کر دیتا ہے آگے ارشاد ہے۔
وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ صَمَاءٍ أَمْرًا هَا - اور سگن سماویہ کو علیحدہ علیحدہ احکام اور مناسبت کی وحی فرمائی گئی۔
اور آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کر کے اس کی محافظت فرمائی۔

ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ يُوٰسُفَ الَّذِي نَزَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغُلُبَاتِ ۚ وَكَانَ يَحْتَدِيهِمُ بِالْحَدِيدِ ۖ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ صَمَاءٍ أَمْرًا هَا - یہ اس عزت والے علم والے کا کھڑا ہوا نظام ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ ضِعْفًا وَمِثْلَ ضِعْفَةٍ عَادُوكُمْ وَتَوَدُّونَ - پھر اگر وہ انحراف کریں تو آپ قرآن میں تم کو اس کردگ سے ڈراتا ہوں جو عادی و تودیر آئی اور انہیں تباہ کر گئی۔

باوجودیکہ یہ قوت میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک فرد پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا چنانچہ علامہ نسفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کَانُوا خَوْفًا أَجْسَامِ طَوَالٍ وَخَائِقِ عَظِيمٍ وَيَبْلُغُ مِنْ قُوَّتِهِمُ أَنَّ الرَّجُلَ كَأَنَّ يُقْبَلُ الصَّخْرَةَ مِنَ الْجَبَلِ بِيَدِهِ - یہ بڑے عظیم الاجسام اور طویل القامت تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک آدمی پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا۔ اسی پر انہوں نے کہا تھا مَنْ أَشَدُّ مَنَاقِصًا مِمَّنْ سَمَّ مِنْهُمُ قُوَّتٌ فِي كَوْنِهِ؟ تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔ اذْكَرُ يَوْمًا إِنَّ اَللّٰهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً - کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور ان سے قوت میں زبردست ہے وَكَانُوا يَنْتَابِعُونَ - اور دیدہ دانستہ وہ ہماری آیتوں سے انحراف کرتے ہیں اور سخت منکر ہیں۔
چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذْ جَاءَتْكُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اَللّٰهَ قَالُوْا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا لَبٰٓئِبٌ اُدۡسِلُّمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ - یعنی جب آئے ان کے پاس رسول ان کے سامنے اور ان کے بعد اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو تو ان سرکشوں نے کہا اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل فرمادیتا اور ہم تمہاری تبلیغ سے منکر ہیں۔

یعنی تم ہمارے محسن بشر ہو اور بشر کی تبلیغ بشر کیوں کرے۔ اگر اپنی تبلیغ کرنی چھٹی تو فرشتے نازل کیے جاتے یا انکہ حقیقت یہ ہے کہ اصول تبلیغ میں مجاہدت صوری لازمی ہوتی ہے اگر فرشتے تبلیغ کو آتے تو یہ اس تبلیغ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس لیے کہ بلائکہ اجسام نوری کے ساتھ آگے آئے ان کی آنکھیں خیرہ ہوتیں اور ان کے حواس باختہ ہو جاتے پھر تبلیغ سے کیونکر استفادہ کر سکتے اسی بنا پر حکمت الہی نے ہمارے لیے تبلیغ انبیاء اس صورت میں رکھی کہ وہ ہمارے ہم شبیب ہوں۔ ان کی آوازوں کو ہم سنیں انہیں ہم دیکھیں اور جہاں تاکہ ان کی تبلیغ سے ہمیں فائدہ پہنچے مگر عقل کے اوندر سے ضد کے لیے اس

حکمت بالغہ کو نہ سمجھ سکے اور کہنے بیٹھے گئے کَوْشًا دَرَبْنَا لَا تَنْزِلُ عَلَيْنَا اِذَا نَزَلَ بِرُوحٍ مِّنْ رَبِّكَ تَنْزِيلًا مِّنْ سَمَاءٍ مُّبِينَةٍ اِذَا نَزَلَ بِرُوحٍ مِّنْ رَبِّكَ تَنْزِيلًا مِّنْ سَمَاءٍ مُّبِينَةٍ اگر چاہتا ہمارا رب تو ہمارے اجسام خالی کے لیے نورا لے فرشتے نازل فرما دیتا۔ لہذا ہم اپنے بھینس کی تبلیغ سے منکر ہیں اور کفر کرتے ہیں۔ اب اس کی تصریح فرمائی گئی کہ جب انہوں نے غلافِ فطرت کفر کیا تو

فَاَمَّا عَادًا فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ اَشَدُّ مِنْنَا قُوَّةً وَاَلَا نَحْنُ الْاَوْلَىٰ بِالْعِزَّةِ الَّذِي خَلَقَكُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَاَنْتُمْ اَبْنَاؤُنَا بِحَدِّ دَنِّ - تو قوم عاد نے زمین میں تکبر کیا اور ناحق اپنی بڑائی دکھائی اور بولے مَنْ اَشَدُّ مِنْنَا قُوَّةً کون ہے ہماری قوت سے زیادہ اور یہ تھے ہماری آیتوں سے منکر پھر ارشاد ہوا کہ ہم نے اس کا جواب ہوا کے عذاب سے دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَدْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ مُّحْسَنَاتٍ لِّئَلَّا يُعِيْمَ عَذَابُ الْخَزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاَلَعَدَاۗتُ الْاٰخِرَةِ اَخْذِي وَاَهُمْ لَا يَنْصُرُوْنَ تو ہم نے ان پر ریح صرصر یعنی وہ ٹھنڈی ہوا۔ بھیجی جس میں ٹھنڈی کر رہ گئے اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے۔ محاورہ عربی میں صرصر اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں غایت برودت اور اتہائے اذیت ہو۔ چنانچہ تسفی فرماتے ہیں کہ یہ ہوا چہار شنبہ شمال کی آخری تاریخوں میں آئی اور کسی قوم پر عذاب نہیں آیا مگر چہار شنبہ ہی کو آیا۔ اور ریح صرصر کی تعریف میں فرماتے ہیں بَادَاةٌ مَّحْرَقَةٌ لِّبَشَرًا تَبُوْدُهَا۔ ریح صرصر وہ ٹھنڈی ہوا ہے جو اپنی برودت سے جموں کو جلادے اسی بنا پر ریح صرصر کے ساتھ ریح عقیم بھی رکھی جو اپنی غایت حرارت سے ہلاک کر دے۔

حلیہ میں ہے کہ ریاح چار ہیں۔ صبا سے ریح قبول بھی کہتے ہیں ابن خلدان میں ہے کہ ریح صبا نے رب معز و جل تبارک و تعالیٰ سے عزامہ سے اجازت طلب کی کہ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچائے قبل اس کے کہ بشیر قمیص لے کر پہنچے تو اسے اجازت دیدی گئی۔ اسی بنا پر باد صبا ہر محزول و غمگین کو مسرور کرتی ہے اور بدنوں کو تر و تازہ کرتی ہے۔ دوسری قسم کا نام جنوب ہے یہ ہوا ابروں کو جمع کرتی ہے اور اسی ہوا گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔

حاکم نے نیشاپوری میں ذکر کیا کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم حضور سے راوی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ خلقِ خیل فرمایا تو ریح جنوب کو حکم دیا کہ میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کروں گا لہذا جمع ہو تو وہ جمع ہوئی اور جبریل حاضر ہوئے اور اس سے ایک قبضہ لیا۔ پھر اللہ نے فرمایا هٰذِهِ قَبْضَتِي كَمَا خَلَقْتُ فَهِيَ مَبِيَّتَا بِرَقَبَتِي ہے پھر اس سے کبیت گھوڑے پیدا فرمائے پھر فرمایا میں نے تجھے گھوڑا بنایا اور عربی کیا اور تجھے تمام چار پاؤں پر فضیلت دی۔ اور تیسری قسم شمال ہے اور چوتھی قسم دبور ہے یہ دونوں ہوائیں ایسی ہیں کہ ان سے بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں اور درخت اڑ جاتے ہیں اسی کو ریح عقیم اور ریح صرصر اور عاصف بھی کہتے ہیں جس کا تذکرہ

مذکور ہو چکا ہے۔

اور ایام نجات سے مراد ان کی بد اعمالی کی نحوست کے دن ہیں جس میں انہیں ذلت کا عذاب چکھایا گیا اور یہ عذاب دنیا کا تھا اسی لیے فرمایا لَنْ يَنْتَقِمَ عَنْ ابِ الْيَحْيَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اور آخری عذاب سے انہیں بری نہیں کیا چنانچہ ارشاد ہوا وَ لَعَنَّا ابَّ الْاَخْيَةِ آخِرَتِ اور تعیناً آخرت کا عذاب زیادہ ذلیل کرنے والا ہے وَ هُمْ لَا يَنْصُرُوْنَ اور قیامت کے دن اپنے بتوں کی پرستاری سے مدد نہیں کیے جائیں گے اور دوسری قوم ثمود کے لیے ارشاد ہوا۔

وَ اَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَنَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَآخَذْنَاهُمْ صَاعِقَةً الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ لیکن قوم ثمود ان پر ہدایت کے لیے ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا مگر انہوں نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی تو ان پر ناقہ صالح کے عقر کے بعد ذلت کا صاعقہ آیا اور اپنی کرنی کا بدلہ پایا۔ اس واقعہ کی تصریح تیسویں پارہ کے سورہ شمس میں آئے گی یہاں اجمالاً اتنا فرمایا کہ جو حضرت صالح پر ایمان لائے ہوئے تھے ان کو ہم نے اس عذاب سے نجات دی اس لیے کہ وہ پرہیزگار تھے جیسا کہ قال وَ تَجِيئَا الدِّينِ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ اور نجات دی ہم نے ایمان لانے والوں کو جو پرہیزگار تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ حم سجدہ ۲۴

اور جس دن دشمنان خدا (کافر) دوزخ کی طرف لائے جائیں گے پھر وہ را اور دوزخوں کے جمع ہونے کے انتظار میں) رو کے جائیں گے

یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آجمع ہونگے تو شہادت دیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست ان کے مقابلہ ان غلوں کی گواہی دیں گے۔

اور یہ لوگ اپنے گوشت پوست سے پوچھیں گے تم نے ہم پر گواہی کیوں دی تو وہ جواب دیں گے جس خدا نے ہر چیز کو گواہ کیا اسی نے ہم کو بھی اپنی

وَيَوْمَ يُجْزَىٰ اَعْدَاءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ بِبُورِ عَوْنٍ۔

حَتّٰى اِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَاَجْمَعُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْمُلُوْنَ۔

وَقَالُوا لَوْلَا جُودُوهُمْ لَمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا فَاَلَوْ اَنْطَقْنَا اللّٰهُ الْكَلِمَیَّ اَنْطَقَ كُلُّ شَيْءٍ وَ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَاٰلِیٰہِ

تَعْمَلُونَ - ان کے کان

و۔ اور

ابْتَصَارًا - آنکھیں

هَسْرًا - ان کی

و۔ اور

مَجْلُودًا - چمڑے
يَعْمَلُونَ - کام کرتے

هَسْرًا - ان کے

و۔ اور

عَلَيْنَا - چمڑوں

هَسْرًا - انہوں کو

قَالُوا - کہیں گے

لِمَ كُيُونَ

الْطَّقْنَا - بلا یا ہم کو

اللَّهُ - اللہ نے

شَيْءٍ - چیز کو

الطَّقَى - بلا یا

هُوَ - اسی نے

خَلَقْنَا - پیدا کیا تم کو

أَوَّلَ - پہلی

مَوْجِدًا - مرتبہ

و۔ اور

الَّذِي - اسی کی طرف

تَوَجَّعُونَ - لوٹے جاؤ گے تم

تَسْتَدْرُونَ - پردہ کرتے

كُنْتُمْ - تھے تم

عَلَيْكُمْ - تم پر

يَشْهَدُ - گواہی دینگے

و۔ اور

أَنْ - یہ کہ

كُنْ - تمہاری

ابْتَصَارًا - آنکھیں

لَا - نہ

و۔ اور

كُنْ - تمہارے

مَجْلُودًا - چمڑے

لَا - نہ

و۔ اور

أَنْ - کہ بیشک

ظَنَنْتُمْ - خیال کیا تم نے

لَكِنْ - لیکن

و۔ اور

كَثِيرًا - بہت سی

يَعْلَمُ - جانتا

لَا - نہیں

اللَّهُ - اللہ

خُرْلَكُمْ - یہ

و۔ اور

تَعْمَلُونَ - کرتے ہو تم

مِمَّا - وہ چیزیں جو

بِوَيْكُم - اپنے رب کے تعلق

ظَنَنْتُمْ - خیال کیا تم نے

الَّذِي - جو

ظَنَنْتُمْ - تمہارا خیال تھا

مِنَ الْخَيْرَاتِ - خیرات کے

فَأَصْبَحْتُمْ - تو ہو گئے تم

كُنْ - تم کو

أَذْدًا - ہلاک کر دیا اسے

فَالنَّارُ - لو آگ

يَصْبِرُونَ - صبر کریں

فَإِنْ - تو اگر

والوں سے

إِنْ - اگر

و۔ اور

لَمْ - ان کا

مَسْئِي - ٹھکانہ ہے

مِنَ الْعَنَابِ - معاف کرنے کے

هَسْرًا - وہ

فَمَا - تو نہیں

يَسْتَعْتَبُونَ - معافی مانگیں

فَرَأَاهُ - ساتھی

لَمْ - ان کے لیے

فَيَضَنَّا - مقرر کیے ہم نے

و۔ اور

مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ - جو ان کے آگے تھے

لَمْ - ان کے لیے

فَرَأَاهُمْ - تو سجاٹے انہوں نے

و۔ اور

خَلَقْنَا - ان کے پیچھے تھے

مَا - جو

و۔ اور

فِي رَيْبٍ

الْقَوْلُ - بات

عَلَيْكُمْ - ان پر

حَقٌّ - سچی ہوئی

مِن قَلْبِهِ - ان سے پہلے

خَلَّتْ - گزر گئیں

فَمَا - جو

أَسْوَأَ - امتوں کے

مَنْ أَلْبَسَ بِضُولَ كَانُوا كَفَّةً
 وَهُوَ أَوَّلُ خَيْرٍ مِنْ خَسَارِهِ الْكُفَّانِ وَاللَّيْ
 الْإِقْتِنِ وَالسَّائِلِينَ مِنْهُمْ بِمِثْلِكَ وَهُ

حَلُّ لُغَاتِ نَادِرِهِ

يُؤَدُّعُونَ ارْمُشْتَقِ هِيَ ذُرْعٌ سَعَى حَسْبُ كَيْ مَعْنَى رُوكٌ رُكِنَةٌ كَيْ هِيَ -
 أَدَدِي مَعْنَى أَهْلَكَ

مَنْ الْمُعْتَبِيَّةُ: يَهِيَ عَقْبِي كَيْ هِيَ رَضَا جُوتِي كُو. مَعَانِي طَلَبُ كَرْنِي كُو. يَهَا مَعْنَى هُو كَا
 كَفَار مَعَانِي طَلَبُ كَرْنِي كُو. مَعَانِي طَلَبُ كَرْنِي كُو. يَهَا مَعْنَى هُو كَا
 قَبَضْنَا مَعْنَى قَدَّرْنَا هِيَ -
 قَرْنَاءُ: جَمْعُ قَرْنٍ كِي. يَهِيَ مَهْنَشِينَ -
 حَقٌّ: مَعْرُوفٌ هُو كَا.

مُخْتَصَرُ تَفْسِيرِ أَرْدُو تَفْسِيرِ أَرْدُو كَوْعِ سُوْرَةِ أَحْمَ سَجْدَةِ يَهِيَ

وَيَوْمَ يُجْتَرَعُونَ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَمِنْ يُوْرَعُونَ. أَوْ حَسْبُ وَنِ الْوَدَّ كَيْ وَشَمْنٌ أَرْدُو كِي طَرَفٌ هَا كَيْ جَانِبٌ
 كَيْ تُوَانِ كَيْ الْكُلُوْنِ كُو رُو كَا جَانِبٌ كَا يَهَا تَكْ كَر كَيْ جَانِبٌ آ لِي هِيَ -

أَعْدَاءُ جَمْعٌ هِيَ عَدُوٌّ كِي أَوْ عَدُوٌّ عَرَبِيٌّ يَهِيَ تَيْنِ مَعْنَى يَهِيَ اسْتِعْمَالٌ هُو تَا هِيَ. رَاغِبٌ قَرَأَتْ هِيَ الْعَدُوُّ وَالْبَعَادُ
 وَمُنَافَاةُ الْإِلْتِمَامِ فَتَارَةً يُعْتَبَرُ بِالْقَلْبِ يُقَالُ لَهُ الْعَدَاوَةُ وَالْمُعَادَاةُ وَتَارَةً بِالْمَشَى يُقَالُ لَهُ الْعَدُوُّ وَ
 تَارَةً فِي الْإِخْلَافِ بِالْعَدَاةِ فِي الْمَعَامَلَةِ يُقَالُ لَهُ الْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ
 تَارَةً بِأَجْزَاءِ الْمُقَرَّرِ يُقَالُ لَهُ الْعَدَاةُ وَالْعَدَاةُ كَيْ مَكَانٌ ذُو عَدَاةٍ أَوْ أَيْ غَيْرِ مُتَلَابِعٍ الْأَجْزَاءُ مِنَ الْمَعَادَاةِ يُقَالُ
 لِحُلِّ عَدُوٍّ وَوَقَوْمٍ عَدُوٍّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدَاؤُهُ وَقَدْ يَجْمَعُ عَلَى عَدَاةٍ وَاعْدَاءُ قَالَ وَيَوْمَ يُجْتَرَعُونَ أَعْدَاءُ
 اللَّهُ الْهَمْزُ اسْمٌ كَيْ حَاصِلٌ مَعْنَى اِقْسَامِ مَشَى كَيْ مَحْتِ تَخْلِيْقِي أَوْ جَلِي نَكَلْتِي هِيَ يَهِيَ مَعْنَى اِدْتِيَا هِيَ دَلَّ سَعَى كَيْ
 مَنَافَرَتٌ هُو لِي بِرَ أَوْ دَلَّ يَهِيَ مَحَبَّتٌ أَوْ مَنَافَرَتٌ سَيَا كَر دِي تَا أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ كَيْ قَبَضْنَا اِقْتِنَارِيْنَ هِيَ يَهِيَ
 رُو هِيَ كَيْ عَالَمِ الْأَوَاحِ يَهِيَ حَسْبُ رُو سَعَى جُو رُو حِ مَوَافِقٌ هُو تِي هِيَ وَهُ عَالَمِ دُنْيَا يَهِيَ يَهِيَ مَحَبَّتٌ وَوَدَادٌ سَعَى

رہتی ہے اور جو عالم ارواح میں باہمی مخالفت ہے وہ دنیا میں بھی مخالفت ہوتی ہے اور یہ تخلیق احسن الخالقین کا ایک کرشمہ ہے چنانچہ جن کا قول کو خالق مطلق نے اسلام کی مخالفت کے لیے جیتے بنایا انہیں اعداء اللہ فرمایا اور جو ایمان و اسلام کی حمایت کے لیے بنائے گئے وہ مومن کہلائے۔

تو اب مسئلہ واضح ہو گیا کہ اعداء اللہ سے یہاں وہی مراد ہیں جن کی جبلت میں ایمان و اسلام کی مخالفت ڈال دی گئی اور یہ اس لیے کہ تَحَرَّتْ الْأَشْيَاءُ بِأَصْدَادِهَا اصول ہے کائنات کی تخلیق کا۔ اور اسی سے حقائق اشیاء کا امتیاز ہوتا ہے۔ چنانچہ دن پیدا فرما کر اس کی ضد رات بنا دی صحت دے کر اس کی ضد علالت و مرض رکھ دی گئی حسین و جمیل پیدا فرما کر قبیح الاشکال لوگ پیدا کئے تاکہ حسن کی قدر صحت کی حقیقت دوست کا منصب واضح ہو سکے۔

غرض کہ دنیا میں دنیا پر اہل دنیا کو اسی طرح رکھا کہ صحت مند بھی ہوں اور بیمار بھی حسین بھی ہوں اور قبیح بھی گورے کالے کا امتیاز بھی اسی میں ہے۔ عالم اور جاہل کو خود ہی فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظُّلُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظُّلُ وَلَا الظُّلُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظُّلُ وَلَا النُّورُ۔ گویا اندھا آنکھیاں کے برابر نہیں ہو سکتا۔ عالم جاہل کے برابر نہیں۔ تاریکی روشنی کے مساوی نہیں سایہ تمارت آفتاب میں آرام دہ ہوتا ہے۔ زندہ مردے سے بہتر ہے۔ اسی طرح کفر سے اسلام افضل ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اعداء اللہ وہی ہیں جو جبلی طور پر مخالفت اسلام میں۔ اسی لیے اس اصطلاح کو ظاہر کرنے کے لیے اعداء اللہ کہا گیا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا دشمن باعتبار غلبہ نہ کوئی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ہے اب مفہوم آیت واضح ہو گیا کہ يَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ سِوَى جَبَلِي مَخْلُوقِ هِيَ حِينَ كُوِيَ اسْلَامِ كِ مَقَابِلِ مَا بِنَايَا كِيَا كَامَالِ بِنَايَا فَمِ تُوَزَعُونَ وَهَ اِيك جگہ روکے جائیں گے تاکہ سب کے سب بیک وقت جہنم میں جائیں اور ان کے خلاف گواہی دینے کے لیے انہی کا گوشت پوست۔ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ کان سانس ہوں چنانچہ ارشاد ہے۔

حَقُّ اِدِّ اِمَا جَاوْ هَا سَهْدًا عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ لِيَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ یہاں تک کہ جب سب دوزخ پر آجمع ہوں گے تو جیسے جیسے یہ لوگ عمل کرتے رہے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست ان کے مقابلہ میں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے۔

چونکہ کافر، انسان کے سوا اور کسی چیز کے نطق کے قائل نہیں تھے یہاں دیکھیں گے کہ انسان کی کھال اعضاء میں ہاتھ پر سب علیحدہ علیحدہ بولیں گے جیسا کہ دوسری جگہ واضح فرمایا۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَبْيَادِيهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ یعنی اس دن ہم ان کے منہ پر جبر رکھیں گے

اور ہم سے بات کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیرو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔
 مادیت کی دنیا میں تاطق انسان کو قرار دیا اور باقی کو جادوی مانا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ملکہ کا مظاہر
 مادہ پرست انسان پر اس طرح کیا کہ پتھر۔ کنکر۔ لوہا پیتل تانبا ان کو بھی بولنے کی قدرت دیدی چنانچہ
 اپنی کے ہاتھوں سے ریڈیو بتوا دیا۔ اپنی کے ہاتھوں گرامون ریکارڈ تیار کر دیے جو صرف بولنے والے
 کی آواز کو اس کی زندگی تک محفوظ نہیں رکھتے بلکہ بولنے والا مر جائے تو اس کے مرنے کے بعد بھی وہ آواز
 باقی رہتی ہے یہ اسی امر کو واضح کرنے کے لیے کہ شتمہ قدرت دکھایا تاکہ منکرین سمجھ سکیں کہ خاک کنکر مٹی
 پتھر ہر چیز موجب بولنے پر قادر ہے تو قیامت کے دن ہاتھ پر جلوہ انسانی اور آنکھ کان ناک کیوں
 زبول سکیں گے چنانچہ منکرین جب دیکھیں گے کہ ہماری گواہی ہمارے ہی جسم کے اعضاء دے رہے ہیں
 تو کہیں گے۔

وَقَالُوا لَوْلَا جُلُودُهُمْ لَشَهِدُوا عَلَيْنَا إِنَّهُ الَّذِي أَلْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ
 أَوَّلَ مَرَّةٍ وَالْأَيْسَرُ تَرَجُّعُونَ۔ اور یہ لوگ اپنے گوشت و پوست سے پوچھیں گے بھلا تم نے ہمارے
 خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جو اب دیں گے کہ جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اسی نے ہمیں بھی اپنی قدر
 سے گویا کیا اور اسی نے اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم لوگ اسی کی طرف لوٹنا کر لائے جا رہے ہو۔
 یہاں منکرین کے استعجاب کو نہایت خوبصورت طریقہ سے اٹھایا اور واضح کیا کہ زبان۔ جگر۔ ہنرم
 غصہ ہو کر جب ناطق ہو سکتی ہے تو اعضاء جسمانی اس کی قدرت کا ملکہ سے کیوں نہ ناطق ہوں چنانچہ
 جلوہ انسانی اور اعضاء جسمانی جو اب دیں گے کہ

أَلْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَلْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ إِنَّهُم يَبُولُونَ فِي قُدْرَتِ أَسَى اللَّهِ
 نے مجھتی جس کی قدرت کا ملکہ سے ہر شے بول رہی ہے اور اسی نے ہمیں پہلی بار پیدا فرما کر ناطق کیا۔ تو جو
 پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوسری تیسری بار کیوں نہیں ناطق کر سکتا اس لیے کہ اسی نے پہلے ہمیں
 پیدا فرمایا اور اب بھی اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں۔ البتہ تمہارا یہ گمان اور خیال خام تھا کہ
 وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرْوُونَ أَنْ كَيْتُهَا عَلَيْكُمْ سَمِعْتُمْ وَلَا الْبَصَارُ كَمَا دَلَّ جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ
 اللہ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ۔ اور گناہ کرتے وقت تم پردہ داری سے بھی کام کرتے تھے تو اس
 خیال سے نہیں کہ کل کو تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے گوشت پوست تمہارے خلاف
 گواہی دینے لگے ہو جو جاتیں گے بلکہ تم کو تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے عموں سے خدا بھی واقف
 ہے۔ مگر اس علام الغیوب نے تمہارے ہر خفیہ و علانیہ اعمال تمہارے ہی اعضاء کی شہادت

سے ایسے واضح کر دیے کہ اب تمہیں انکار کی جزا تیری نہیں ہو سکتی بقول کیف کے ہ
 دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی یہ ٹھنڈا خطا کا رکھا

الگ الگ ہو گئے سب اعضاء مصیبتوں میں پھینکے گئے

چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَذَلِكُمْ كُنْتُمْ لَدَيْهِ تَقَرُّونَ فَاصْبِرُوا لَهُمْ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

اپنے رب کے ساتھ کی جتنی جس نے تمہیں تباہ کیا تو صبر کی تم نے نقصان والوں میں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَإِنْ يَصِبرُوا فَإِنَّا تَارِكُونَ لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا لَهُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ

کے خاموش ہو رہیں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر معافی چاہیں تو ان کو معافی بھی نہیں دی جائے گی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر ان کے لیے

مفید نہیں اس لیے کہ جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا اور اگر منت سماجت کر کے معافی مانگیں تو

ان کی منت سماجت انہیں فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ خلاصہ مفہوم آیت یہ ہے کہ جہنمیوں کو جہنم میں جلنے

کے بعد نہ صبر فائدہ مند نہ خوشامد و منت سماجت مفید چنانچہ اٹھارہویں پارہ میں ہے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ

ہمارے رب ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم راہ بہک گئے آہی اب ہمیں اس جہنم سے نکال

تو اگر پھر بھی گمراہی پر رہیں تو پھر ہم ظالم ہیں۔

اس کا جواب ملے گا قَالَ اخْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اپنے نقصان میں پڑے رہو اور کوئی کلام نہ کرو

وہی یہاں فرمایا وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا لَهُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ اگر وہ معافی مانگیں تو انہیں معافی نہ ملے گی۔

آگے ارشاد ہے۔

وَقِيصْنَا لَهُمْ قُرْآنًا فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ وَمَا أَخْلَقْنَاهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمِّ قَد

خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْحَقِّ وَالْأَنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَبِيرِينَ۔ تو ہم نے ان کفار کے ساتھ برے ہم نشین

تعیینات کر دیے تھے تو انہوں نے نکلے لگے اور پچھلے تمام افعال ان کی نظر میں اچھے کر دکھائے اور ان سے

پہلے جنات اور آدمیوں کی اور بہت سی نافرمان امتیں ہو گزری تھیں ان کے شمول میں عذاب کا وعدہ

ان کے حق میں پورا ہو کر رہا بیشک یہ لوگ شروع ہی سے اپنے نقصان کے درپے تھے۔

مفہوم آیت یہ ہے کہ جس کی جبلت میں بد اعمالی اور بے دینی رکھ دی گئی ہے۔ وہ کسی بدایت

سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ان کا انجام نقصان و خسران ہی ہے اور اسی لیے یہاں بھی إِنَّهُمْ كَانُوا

ظَالِمِينَ

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ آتم سجدہ ۲۲

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اور بولے جنہوں نے کفر کیا (ایک دوسرے سے) اس قرآن کو سنو ہی مت اس کے بیچ بیچ میں غل مچا دیا کرو شاید اس تدبیر سے بازی لے جاؤ۔

فَلَنذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا سَدِيدًا أُولَئِكَ هُمُ أَسْوَأَ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

تو جو لوگ (دین اسلام سے) منکر ہیں ہم ان کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ضرور انکے ان بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔

ذَلِكَ جَزَاءُ الَّذِينَ أَعَدَّ اللَّهُ النَّارَ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَأْتِينَ بِجَهْدُونَ ۝

یہ دوزخ ہی دشمنان خدا (یعنی کافروں) کا بدلہ ہے کہ وہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اس کی سزا میں ان کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں گھر ملا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ اصْلَحْنَا مِنَ الَّذِينَ نَجَعْنَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونُوا مِنَ الْمُسْقِطِينَ ۝

اور جو لوگ منکر میں (قیامت میں) کہیں گے۔ کہ ہمارے پروردگار ان کو ہمیں بھی دکھا جنہوں نے شیطان اور آدمیوں میں سے ہمیں تباہ کیا۔ تاکہ ہم انہیں پاؤں تلے مسل ڈالیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر وہ اس عقیدہ پر جھبے رہے (مرنے وقت) ان پر فرشتے نازل ہوں گے اور ان سے کہیں گے کہ آئندہ کے لیے نہ کسی طرح کا اندیشہ کرو اور نہ گذشتہ کے لیے کسی طرح کا رنج اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اب اس کی خوشیاں مناؤ۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝

دنیا کی زندگی میں بھی ہم حکم خدا تمہارے حامی و مددگار

تُحْنُ أُولَئِكَ مَكْرُومِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

تھے اور آخرت میں بھی رہوں گے۔ اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا تمہارے لیے بہشت میں موجود ہوگی اور جو چیز تم طلب کرو گے وہاں حاضر ہوگی۔

یہ بخشے والے مہربان یعنی خدا کی طرف سے تمہاری ضیافت ہے۔

ذِي الْآخِرَةِ وَتَكُمُ فِيهَا مَا
تَشْتَهُنَّ أَنْفُسُكُمْ وَتَكُمُ فِيهَا
مَا تَدْعُونَ ۝

تُزَلَّاتُ مِنْ عَفْوٍ رَحِيمٍ ۝

حَلُّ لُغَاتٍ

ذ۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِينَ۔ وہ جو	كُفْرًا۔ کفر
لَا۔ نہ	تَسْمَعُوا۔ سنو	لِيَهْتَدُوا۔ اس	الْقُرْآنِ۔ قرآن کو
و۔ اور	الْعَوَارِثُ۔ شورو	فِيهِ۔ اس میں	تَعَلَّكُمُ۔ تاکہ تم
تَعْبُدُونَ۔ غالب رہو	فَلَنْ يَبْقَىٰ۔ تو ہم ضرور چکھائیں گے	الَّذِينَ۔ ان کو	الَّذِينَ۔ ان کو
كُفْرًا۔ جو کافر تھے	عَنْ آيَاتِ۔ خدا کی	شَدِيدًا۔ سخت	ذ۔ اور
لِيُخَيَّرَ بَيْنَهُمْ۔ ضرور بدلہ دینگے ہم ان کو	يَعْمَلُونَ۔ کام کرتے	أَسْوَأَ۔ بُرَا	الَّذِي۔ اس کا
كَانُوا۔ جو تھے	اللَّهُ۔ خدا کا	ذَلِكَ۔ یہ	جَزَاءً۔ بدلہ ہے
أَعْدَائِهِ۔ دشمنان	دَارًا۔ گھر ہے	النَّارِ۔ آگ	لَهُمُ۔ ان کے لیے
فِيهَا۔ اس میں	كَانُوا تَكْفُرُوا	الْحُلْدِ۔ ہمیشہ کا	جَزَاءً۔ بدلہ ہے
بِنَاءِ۔ اس کا جو	قَالَ۔ کہیں گے	بِأَيْتِنَا۔ ہماری آیتوں کا	يُجْعَدُونَ۔ انکار کرتے
ذ۔ اور	أَرْنَا۔ دکھا ہم کو	الَّذِينَ۔ وہ جو	كُفْرًا۔ کافر ہیں
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	و۔ اور	الَّذِينَ۔ وہ دونوں فریق	أَصَلْنَا۔ جنہوں نے گمراہ کیا
مِنَ الْجِنَّةِ۔ جنوں	أَقْدَامَنَا۔ اپنے قدموں کے	الَّذِينَ۔ ان لوگوں سے	بِجَعْلِنَا۔ کہ مسلیں ہم ان کو
مُتَحَمِّتَةً۔ نیچے	إِنَّ۔ بیشک	الَّذِينَ۔ وہ جنہوں نے	مِنَ الْإِسْفَلِينَ۔ وہ ذیل
لوگوں سے	اللَّهُ۔ اللہ ہے	لَهُمُ۔ پھر	قَالُوا۔ کہا
رَبَّنَا۔ ہمارا رب			اسْتَقَامُوا۔ جھے رہے

تَنْزِيلًا - اترتے ہیں	عَلَيْهِمْ - ان پر	الْمَلٰئِكَةُ - فرشتے	اَلَّذِي يَكْتُمُ
كَمَا تُؤَخَّرُونَ - اور	وَا - اور	لَا يَدْرِي	تَنْزِيلًا - اترتے ہیں
كُنْتُمْ - تھے تم	اَلْبَشَرُ ذٰلِكَ خُفْيٰى حٰمِلٌ كَرِيْمٌ	بِالْحَقِّ - جنت کی	اَلَّذِي يَكْتُمُ
كُوْنُ مَهْمَا رَاى	تُوْعَدُوْنَ - وعدے جاتے تھے	بِهِمْ	اَلَّذِي يَكْتُمُ
وَا - اور	فِي - بیچ	الْحَيٰوةِ - زندگی	اَلَّذِي يَكْتُمُ
كُوْنُ مَهْمَا رَاى لِيْسَ يَكْتُمُ	فِي - بیچ	الْاٰخِرَةِ - آخرت کے	اَلَّذِي يَكْتُمُ
اَنْفُسَكُمْ - تمہارے نفس	فِيْمَا - اس میں	مَا يَكْتُمُ	اَلَّذِي يَكْتُمُ
مَا يَكْتُمُ	وَا - اور	كُوْنُ مَهْمَا رَاى لِيْسَ يَكْتُمُ	اَلَّذِي يَكْتُمُ
رَجِيْمًا - جہر باں سے	تَدْعُوْنَ - تم مانگو	تُوْلًا - مہمانی ہے	مِنْ عَفْوٍ - بخشنے والے

حَلِّ لُغَاتِ نَادِرِهٖ

اَلْعَوَا: - لَعَا يَلْعُوْنَ سے لَعُوْا کہتے ہیں یہودہ گوئی کو
 اَسْوَا: - سَوَا کا افعال التفصیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت برے افعال
 تَدْعُوْنَ: - مُسْتَقِ اَزْ دَعَا يَدْعُوْا یعنی طلب حاصل معنی تَمْتِنُوْنَ یعنی جو تم چاہو اور آرزو کرو
 تُوْلًا: - نَزَلَ اس کو کہتے ہیں جو مہمان کے آگے رکھا جائے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ حم سجدہ ۲۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْعَوٰفِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ - اور جو لوگ کافر ہیں
 انہوں نے ایک دوسرے سے کہا نہ سناؤ اس قرآن کو اور اس میں بے ہودہ شور مچا کر دیکھو شاید کہ تم
 غالب آ جاؤ

مشرکین مکہ کا طریقہ عمل تھا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت ہوتی تو لغو شور و غل مچاتے اور اس کے
 سننے سے لوگوں کو مانع ہوتے۔ چنانچہ دوسری جگہ نوں پارہ میں ان کی کیفیت اور لغویت اس طرح

ظاہر فرمائی وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْأَمْكَارَ وَنَسُوا بَيْتَهُ - ان کی نماز بیت اللہ کے قریب یہ تھی کہ
تالیان اور سیٹیاں بجاتے۔ تو اس کا بدلہ فرمایا فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ چکھو عذاب اس
کا جس کا تم کفر کیا کرتے تھے۔ یہ قاعدہ ہے کہ منکر ضدی ہتیلے جب حق کے مقابل آتے ہیں تو قبول کرنے
کے بجائے وہ تقویت اور یہودگی کرتے ہیں۔ کفار مکہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔
اس کو واضح فرمایا گیا کہ جو اب تو یہ کیا دیں گے لا جواب رہنے کی شکل میں اپنی جماعت والوں کو بھی ہدایت
کرتے تھے کہ لَا تَسْمَعُوا تِلْكَ آيَاتِ الْكَلَامِ الْيَقِينِ اس کو نہ سنو اور لغو شور و غل کرو۔ شاید کہ تم
اس میں کامیاب ہو جاؤ۔ تو اس کے بدلہ میں جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔

فَلَنْدِينِ يُقَاتِلُونَ كَفَرُوا وَعَدَّٰبًا شَدِيدًا اَوْ لِيُخَيَّرَنَّ مِنْهُمْ اَسْوَا الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ جَزَاءُ
اَعْدَاءِ اللّٰهِ النَّارُ لَمْ فِيهَا اَدْرَا الْخُلْدِ جَزَاءُ لِمَا كَانُوا يٰۤاٰتِنَا يَجْحَدُونَ - تو ضرور ہم کافروں کو مزہ چکھائیں گے
سخت عذاب کا اور ہمیشہ ہم ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے یہ ہے بدلہ اللہ کے دشمنوں کا آگ میں ان
کے لیے دوامی اور ہمیشہ کا گھر ہے یہ معاوضہ ہے اس عمل کا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

یعنی آیتوں کو سن کر ملنے اور تسلیم کرنے کی بجائے کج بختی اور ڈھٹائی کرتے تھے اس نے انہیں دارِ عذاب
یعنی ہمیشگی کے لیے جہنم میں گھر دیدیا۔ آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کافر و دخول جہنم کے بعد نجات نہیں پائے
گا۔ جیسے مومن جنت میں ہمیشہ رہے گا ایسے ہی کافر جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ جہنم سے نکلنے کی روایتیں وہ صرف
سیاہ کاران امت کے لیے ہیں۔ وہ عذاب سے شفاعت بالوجہ است کے ذریعہ یا مقربان خاص کی
سفارش سے نجات پائیں گے۔ مگر کافر مشرک یہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہیں گے اور یہ کافر مالوس ہو
کہ خدا کے حضور عرض کرے گا جس کا ذکر فرمایا گیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَا اَرِنَا الَّذِيْنَ اَضَلْنَا مِنَ الْجَنِّ وَالْاِنْسِ جُعَلْهُمَ آٰتٍ اٰمِنًا
لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ - کافر کہے گا اے ہمارے رب بخشش سے تو ہم رہے ہمیں کم از کم انہیں دکھلا دے
جہنوں نے جن اور انسانوں سے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ان دونوں کو ہم اپنے پیروں تلے کھوندیں۔ اور ہم انہیں
ذلیل تر دیکھیں۔

اور یہ بھی ان کی محض آرزو ہوگی جو پوری نہ ہوگی۔ اگرچہ وہ گمراہ کرنے والے ذلت و رسوائی کے شکار
ہوں اور ان کے ساتھ جہنم میں رہیں۔ یہ پہلا مضمون ہے جو بموجب اسلوب بیان قرآنی جہنمیوں کے متعلق
ہے اور چونکہ اسلوب بیان اس امر کا متفقہ تھا کہ جب جہنمیوں کا ذکر آ گیا تو جہنمیوں کا ذکر ضرور ہونا
اب دوسرا مضمون مقربان خاص اہل جنت کا شروع فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

رَبِّ الْكَافِرِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ لَعَنَّا لَعْنًا مُرْتَبِئًا لِمَا كُنَّا نَعْمَلُ وَلَا تَحْزَنُوا وَلَا تَحْزَنُوا
 اِنَّهُمُ ذَابُّوا بِحُجَّتِ الْاٰتِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ - بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم
 ہوتے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ خوف مستقبل نہ کرو اور نہ دل میں گزشتہ کا ملال لاؤ اور خوشخبری لو
 جنت کی اور جنت بھی وہ جنت جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

یہاں یہ بھی بتا دیا کہ مومنین پر جو مستقیم علی الایمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی رب مانتے ہیں
 ان پر بشارتیں دینے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لا تحزنوا لذلک کسی کا خوف نہ کرو جو تم پر غالب ہو سکے
 اور ملال نہ کرو جو چیز تم چاہتے ہو اس کے نہ ملنے کا اس لیے کہ خوف ہمیشہ اپنے سے غالب کا ہوتا ہے۔ اور
 ملال اس چیز کا ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور کامیاب نہ ہو تو مومن کے لیے دونوں چیزوں
 سے اطمینان دلا گیا کہ تمہیں نہ خوف ہے نہ ملال۔ اب رہا معاملہ آخری زندگی کا اس کے لیے فرمایا کہ وہ فرشتے
 کہیں گے

تَعْنُ اَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَكَمْ فِيْهَا مَا نَشْتَهِي الْاَنْفُسُكُمْ وَكَمْ فِيْهَا مَا تَدْعُوْنَ
 تَزُوْلًا مِّنْ عَقُوْبٍ رَّحِيْمٍ - ہم تمہارے معاون و مددگار ہیں دونوں زندگیوں میں جیات دنیا کے بعد جیات
 آخری آتی ہے اس لیے فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرہ فرمایا تاکہ مومن دنیا اور عقبی دونوں سے مطمئن رہے اور
 دونوں کے لیے ضمیر واحد لگا کر فرمایا کہم فیہا ما نشتی انفسکم یعنی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی
 دونوں میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے
 لیے کم فیہا ما تدعون وہ بھی ہے جو تم مانگو اس لیے کہ تم آج جہاں ہو اللہ تعالیٰ کے اور اس جہاں میں
 جو دسترخوان تم پر لگے وہ ایسا ہے کہ تَزُوْلًا مِّنْ عَقُوْبٍ رَّحِيْمٍ۔ مہمانی ہے بخشنے والے اور رحم فرمانے والے
 کی طرف سے۔

آیہ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ مومن خواہ ولی ہو یا غوث قطب ہو یا ابدال ان کو اللہ کی طرف سے دنیا
 و آخرت کی زندگی میں ان کی خواہش کے مطابق عطا میں ہوں گی اسی بنا پر ہم اولیاء کی کرامت کو حق مانتے
 ہیں حتیٰ کہ غوث الثقلین عین الملونین عیاش الدارین حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا
 بھی ہم انکار نہیں کر سکتے جو بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو نکالنے کے متعلق ہے۔ اس لیے کہ ناموصولہ عموم
 کا فائدہ دیتا ہے اور بلا کسی استثناء کے مشن مٹھ کو علیحدہ نہیں کرنا تو جو بھی آپ کے دل کی خواہش ہوئی ہو خواہ
 وہ ڈوبی ہوئی کشتی ہو یا غرق شدہ افراد ان کے نکالنے میں آپ کا اشتہاء قلبی اگر اس طرف مائل ہو گیا ہو کہ یہ ٹھہرا
 جسکی برات کو ڈوبے بارہ سال ہو گئے ہیں یہ پھر باہر آئے اور دنیا کی ہوا کھلے اور اس کا بیٹیا مع دلہن کے

مال کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے تو بہ افضائے تم میں وہاں ما تشبہی انفسکم ولا تفرقوا ما آتتکم عون۔
اس کا پانی سے نکل آنا اور کشتی کا تیر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ اس لیے کہ تزلزل من غفور رحیم۔ یہ غفور رحیم
قادر علی الاطلاق کی طرف سے ان کے لیے تواضع اور مہمانی ہے۔ وشد الحمد

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ حم سجدہ پ ۲۷

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو
خدا کی طرف بلائے اور نیکو کار بھی ہو اور لوگوں سے
کہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبردار بندوں میں ہوں۔
اور اے سننے والے نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی
براٹی کا دقیقہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ دیکھنے والوں
کی نظر دل میں بہت ہی اچھا ہو تو جب اس میں اور
تم میں عداوت تھی تم دیکھ لو گے کہ وہ تمہارا گہرا
دوست ہو گیا۔

اور حسن مدارات کی توفیق نہیں ملتی مگر انہیں جو صبر
کرتے ہیں اور انہیں دی جاتی کسی کو یہ توفیق مگر جن کا
بڑا حصہ ہو۔

اور اگر تجھے تو سوس شیطان کی گدگدائے تو خدا کے ساتھ
پناہ مانگ لیا کرو بے شک وہ سننے اور جاننے
والے۔

اور اللہ کی نشانیوں میں رات دن سورج اور چاند
ہیں (مگر خدا نہیں ہیں) لہذا نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ
چاند اور سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے یہ سب پیدا
فرمائے اگر تم خدا ہی کی عبادت کرنے والے ہو۔
تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ جو تیرے رب کے ہاں تسبیح

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ
وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ
الْمُسْلِمِينَ

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ
إِذْفَعُ بِالْأْتِي هِيَ أَحْسَنُ فَأِذَا
الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ
كَانَتْ وَبِحَقِّ حَجِيمٍ

وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا
وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ

وَأَمَّا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٍ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ

وَمِنَ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُ لِلشَّمْسِ
وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدْ وَابْتَهِ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَهُنَّ
إِنْ كُنْتُمْ آيَاءَ تَعْبُدُونَهُ
فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عَشَرُوا

کرتے ہیں رات دن اور وہ کبھی نہیں تھکتے۔

اس کی قدرت کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ سنان بے حس و حرکت پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو سرسبز شاداب ہو کر بڑھ جاتی ہے بے شک وہ جس سے زمین کو زندہ کیا وہ ضرور مردے کو بھی زندہ فرمائے گا۔ بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں نہیں غفی ہم پر ان کا حال بھلا جو شخص آخر کار دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر یا وہ شخص جو قیامت کے دن آئے اور اس کو کسی بات کا کھٹکانہ ہو جو چاہو تم کرو جو کچھ بھی تم کر رہے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہو۔ بے شک وہ لوگ جن کے پاس قرآن جیسی نصیحت آئی اور انہوں نے نہ مانا اور یہ قرآن بڑی عزت والی کتاب ہے۔

کہ جھوٹ نہ تو اس کے آگے ہی کی طرف سے اسکے پاس پھٹکنے پاتا ہے اور نہ اس کے پیچھے اتاری ہوئی یہ حکمت والی تعریف کیے گئے کی۔

اے محبوب آپ سے بھی وہی فرمایا گیا ہے جو آپ سے پہلے پیغمبروں سے فرمایا گیا ہے شک مہتار ارب بخشش فرمانے والا اور سر بھی دردناک دینے والا ہے۔ اور اگر ہم عربی کے سوا دیگر زبان میں قرآن بنا لے تو یہ کفار مکہ ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں اچھی طرح کھول کر کیوں نہ سمجھائی گئیں کیا کتاب

نَبِيكَ يُسَبِّحُونَكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ هُمْ لَا يَسْمَعُونَ ه

وَمِنَ الْآيَاتِ أَنْكَ تَوَى الْأَرْضَ فَرَخًا شِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ بَقِيَ مِنْ آيَاتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّ لَهُمْ لِكِتَابًا عَزِيمَةً

لَا يَأْتِيهِمُ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حِكْمٍ حَبِيدٌ

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدَّ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ ذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ

وَلَوْ جَعَلْنَا هَذَا قُرْآنًا أَعْجَبًا لَقَالُوا لَوْلَا قُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَبِيكُمْ وَعَرَبِيٌّ قُلٌ هُوَ الَّذِي بَيْنَ أَمْوَانَا

مجھی اور نبی عربی۔ آپ فرمائیے کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں پرہ پن ہے اور ان پر اندھا پن چھایا ہوا ہے (قرآن پاک کی جانب ان کی لاپرواہی البسی ہے) گویا وہ مدرجہ سے پکارے جاتے ہیں۔

هُدًى وَ شِفَاءً وَ الَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ
فِی اِذَا زَهَرُوا وَ قَوْلًا هُوَ عَیْبُهُمْ
عَمَّی اُولَئِکَ یُنَادُونَ مِنْ
مَکَانٍ بَعِیْدٍ

حل لغات

اور	مَنْ۔ کون	أَحْسَنُ۔ بہتر ہے	قَوْلًا۔ بات میں
مَنْ۔ اس سے جو	دَعَا۔ بلائے	إِلَى۔ طرف	اللَّهُ۔ اللہ کی
اور	عَمَلٍ۔ کام کرے	صَالِحًا۔ اچھے	و۔ اور
قَالَ کہے	إِنِّی۔ بیشک میں	مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ فرمانبرداروں سے ہوں	
اور	لَا۔ نہیں	تَسْتَوِی۔ برابر	الْحَسَنَةُ۔ نیکی
اور	لَا۔ نہ	السَّيِّئَةُ۔ برائی	إِدْفَح۔ روک
بِالَّتِی۔ البسی طرح سے کہ	هِيَ۔ وہ	أَحْسَنُ۔ اچھی ہو	فَإِذَا۔ تو پھر
الَّذِی۔ وہ کہ	بَيْنَكَ۔ تیرے درمیان	و۔ اور	بَيْنَهُ۔ اسکے درمیان
عَدَاوَةً۔ دشمنی ہے	كَأَنَّ۔ گویا کہ وہ	وَلِیُّ۔ دوست ہے	جَحِيمٌ۔ گہرا
اور	مَا۔ نہیں	يُلْقِيهَا۔ توفیق ہوتی اسکی	إِلَّا۔ مگر
الَّذِینَ۔ ان کو جو	صَابِرُونَ۔ صابر ہیں	و۔ اور	مَا۔ نہیں
يُلْقِيهَا۔ توفیق ہوتی اسکی	إِلَّا۔ مگر	ذُو حِطَّةٍ۔ حصے	عَظِيمٍ۔ بڑے والے کو
اور	إِمَّا۔ اگر	يَنْزِعَنَّكَ۔ وسوسہ آئے	مِنْ الشَّيْطَانِ۔ شیطان سے
نَزَعَ۔ کوئی وسوسہ	فَاسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ	بِاللَّهِ۔ اللہ کی	إِنَّهُ۔ بیشک وہ
ہو۔ وہی ہے	السَّمِيعِ۔ سننے والا	الْعَلِيمِ۔ جانتے والا	و۔ اور
مِنَ آيَاتِهِ۔ اسکی نشانیوں سے	اللَّيْلِ۔ رات	و۔ اور	النَّهَارِ۔ دن ہے

ذ۔ اور

الشَّمْسِ سَورِجِ

لَا رَنَ

تَسْجُدُوا سَجْدَةً كَرُوا

لَا رَنَ

يَلْقَمُ جَانِدُكُو

بِلَهُ - اللہ کو

الَّذِي جَسَنَ

لَتَمُّ - ہو تم

إِيَّاهُ خَاصِ اسْکِ

اسْتَنْبُوهُ فَا تَنْکِرُ کَرِیَسِ

فَالَّذِينَ تَوَدُّهُ جُو

سَیَحْسَبُونَ - تسیج کرتے ہیں

لَهُ - اس کی

الْهَارِدُونَ

ذ۔ اور

سَمُونَ تَهْکَتَے

ذ۔ اور

تَرَى - دیکھتا ہے

الْأَرْضِ زَمِیْنِ کُو

أَنْزَلْنَا - اتارتے ہیں ہم

عَلَيْهَا - اس پر

ذ۔ اور

رَبِّتْ - پھولتی ہے

أَحْيَا - زندہ کیا

هَآ - اس کو

إِنَّهُ - بیشک وہ

عَلَى - اوپر

قَدِيرٌ - قادر ہے

إِنَّ - بیشک

فَا بِيْجِ

أَيُّنَا - ہماری آیتوں کے

عَلَيْنَا - ہم سے

أَقَمْنَ - تو کیا جو

النَّارِ آگ کے

خَيْرٌ - بہتر ہے

يَأْتِي - آئے گا

إِمْتَارًا - امن والا

إِعْمَلُوا - عمل کرو

مَا جُو

بِنَا - اس کو

تَعْمَلُونَ - جو تم کرتے ہو

الَّذِينَ - وہ جو

كَفَرُوا - کافر ہوئے

جَاءَهُمْ - آیا ان کے پاس

ذ۔ اور

عَزِيزٌ - عزت والی

لَا - نہیں

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ - اسکے آگے سے

ذ۔ اور

الْقَمَرِ مِجَانِدُ

لِلشَّمْسِ - سورج کو

ذ۔ اور

اسْتَجِدُّوا سَجْدَةً كَرُوا

خَلَقْتُمْ - پیدا کیا ان کو

تَعْبُدُونَ - پوجا کرتے

عِنْدَ - پاس

بِاللَّيْلِ - رات

هُمُ - وہ

مِنْ آيَاتِهِ - اسکی نشانیوں سے ہے

خَاشِعَةً - وہی ہوئی

النَّارِ - پانی

اهْتَزَّتْ - تو لہکتی ہے

الَّذِي - وہ جس نے

إِنَّ - بیشک

الْمَوْتِ - مردوں کو

مُكَلِّمٌ - ہر

شَيْءٍ - شے کے

الَّذِينَ - وہ جو

يَلْعَدُونَ - بیعت چلتے ہیں

لَا - نہ

يَعْمَلُونَ حَقْفَى

يُلْقَى - ڈالا جائے گا

فِي - بیچ

أَمْ - یا

مَنْ - وہ جو

يَوْمَ - دن

الْقِيَامَةِ - قیامت کے

سْتَنْتُمْ - تم چاہو

إِنَّهُ - بیشک وہ

بَصِيرٌ - دیکھنے والا

إِنَّ - بیشک

بِالَّتِي كُرِ - قرآن سے

لَمَّا رَجِبَ

إِنَّهُ - بیشک وہ

بِكِتَابٍ - کتاب ہے

يَأْتِيهِ - آیا اسکے پاس

الْبَاطِلُ - باطل

ذ۔ اور

لَا - نہ

مَنْ حَقَّقَ اسكے پیچھے سے	تَنْزِيلًا - اتارا گیا ہے	مَنْ حَقَّقَ اسكے پیچھے سے	مَنْ حَقَّقَ اسكے پیچھے سے
مَا - نہیں	يَقَالُ - کہا جاتا	مَا - نہیں	مَا - نہیں
مَا - وہی	قَدْ جُو	مَا - وہی	مَا - وہی
مَنْ قَبْلِكَ - آپ سے پہلے	إِنَّ - بیشک	مَنْ قَبْلِكَ - آپ سے پہلے	مَنْ قَبْلِكَ - آپ سے پہلے
وَاللَّهِ	وَاللَّهِ	وَاللَّهِ	وَاللَّهِ
وَاللَّهِ	وَاللَّهِ	وَاللَّهِ	وَاللَّهِ
قُرْآنًا - قرآن	أَعْجَبًا - عجمی زبان میں	قُرْآنًا - قرآن	قُرْآنًا - قرآن
فَصَلَّتْ - مفصل	آيَةً - اس کی آیتیں	فَصَلَّتْ - مفصل	فَصَلَّتْ - مفصل
وَاللَّذِينَ	عَرَبِيًّا - عربی نبی	وَاللَّذِينَ	وَاللَّذِينَ
شَفَاءً - شفاء ہے	آمَنُوا - مومن ہیں	شَفَاءً - شفاء ہے	شَفَاءً - شفاء ہے
يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے	فِي - بیچ	يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے	يُؤْمِنُونَ - ایمان لاتے
وَالَّذِينَ	هُوَ - وہ	وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ
أُولَئِكَ - یہ لوگ	يَتَادُونَ - پکارے جا رہے ہیں	أُولَئِكَ - یہ لوگ	أُولَئِكَ - یہ لوگ

حَلُّ لُغَاتٍ نَادِرَةٍ

فَوَلَّى حَجِيمًا - گرم جوش۔ دلسوز دوست
 فَمَا يُلْقِيهَا - اور نہیں ملتا اسے
 تَزْعُجٌ - نزع اور نسخ دونوں کے معنی ہیں کچھ کا دینے کے ہیں پھر وسوسہ شیطانی کو نزع کہنے لگے
 کیونکہ کچھ کا جیسے جانور کو اکساتا ہے شیطانی وسوسہ انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے۔ نزع ہے تو مصدر
 مگر یہاں اسم فاعل کے معنی میں مستعمل ہے آئِ مَا يَنْزِعُكَ نَزْعًا
 يَسْمُومُونَ - من سَام - ملال - ٹھکاوٹ۔ دل برداشتہ ہونا۔ وَقَالَ لَقَالِ لَاسِيَمُ الْإِنْسَانِ مِنْ عِلْمِ الْغَايِبِ
 خَاشِعَةً - خشوع دراصل تذلل کو کہتے ہیں یہاں زمین کا خشک ہونا خشوع سے کنایہ ہے وَالْمَعْفَى
 تَرَى الْأَرْضَ يَايَسَةً مَتَاهُمَةً -

يُجِدُونَ:۔ از الحاد۔ استقامت سے انحراف کو کہتے ہیں جب گر لٹھا کھودنے والا سیدھے خط سے دوسری طرف جھک جاتا ہے تو انحراف اور لحد بولتے ہیں۔ مثلہ منحرف کو۔ مگر عرف میں حق سے باطل کی طرف انحراف کرنے کو الحاد کہتے ہیں۔

اِهْتَدَى: سرسبز و شاداب ہو جانا۔ دَبَّتْ: بڑھنا۔ پرورش ہونا۔ مادہ رب ہے۔

الْبَاكِرُ:۔ یہاں مراد قرآن کریم ہے

وَهِيَ:۔ بہرہ پن کو کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر دو یا پانچوں رکوع سورہ آجم سجدہ ۲۲

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے کہ میں خود بھی مسلمان ہوں۔ آریہ کریمہ کے شان نزول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک یہ حکم مؤذنون کے فضائل میں ہے۔ اور یہ قول بھی ہے جو کسی کو اللہ کی طرف بلائے وہ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا میں داخل ہے۔ دعوت الی اللہ کے کئی مرتبے ہیں اول دعوت انبیاء علیہم السلام معجزات اور حجج و براہین و سیف کے ساتھ یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ دوم دعوت علماء فقط حجج و براہین کے ساتھ اور علماء کئی طرح کے ہیں۔ ایک عالم باللہ دوسرے عالم بصیفات اللہ تیسرے عالم باحکام اللہ۔ مرتبہ سوم دعوت مجاہدین ہے یہ کفار کو تنویر کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کر لیں۔ مرتبہ چہارم مؤذنین کی دعوت نماز کے لیے۔

عمل صالح کی دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو قلب سے ہو وہ معرفت الہی ہے دوسرے وہ جو جوارح سے ہو وہ تمام طاعات ہیں وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ سے مراد یہ ہے کہ یہ کہنا دل سے ہو۔ نہ کہ محض قول اس لیے کہ اقرار باللسان وہی ہے جس میں تعمیل بالارکان و تصدیق بالجنان ہو۔ اس لیے کہ اقرار باللسان فقط کرنے والا اگرچہ مسلمان ہے مگر جن تک وَعَمِلَ صَالِحًا کے ماتحت تعمیل بالارکان نہ کرے تو اسلام مکمل نہیں اور تعمیل بالارکان محض دکھاوے کی نہ ہو بلکہ تصدیق بالجنان کے ساتھ تو مومن کا دل ہے اسی لیے فرمایا کہ معصیت

شعار بد اعمال اور نیکی کار دونوں برابر نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

حجیم کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں۔ برائی کرنے والے کے لیے قانون تبلیغ یہ تعلیم فرمایا کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں اور جب اذوق باگتی ہی احسن ان برائیوں کو اچھے طریقہ سے دفع کرنے کا طرز اذقیاء کر و نہ کہ موجودہ مبلغین کی طرح نکلنے پھیلنے کی زبانیں گندی کر کے سب دشمن کے ساتھ دعوت ہو بلکہ فرمایا فَإِذَا الْكِنُزُ بَيْنَكَ وَبَيْنَنَا عَدَاوَةً تُوْجِبُ لِمَتَارِءٍ اُوْرِدُ عَمَلِ كَيْ مَابَيْنِ عِدَاوَتِ هُوَ جَائِزٌ تُوْاَسِ اچھے طرز تبلیغ سے اور حسن تعلیم کے ذریعہ اسے اپنی طرف بلاؤ اور اس کو ایسا بنا لو گانسانا فلی حجیم۔ گو یا کہ وہ تمہارا دل سوز گرم جوش دوست ہے اور یہ طریقہ تبلیغ ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا مگر اسی کو جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حِطِّ عَظِيمٍ۔ یہ مرتبہ نہیں ملتا مگر انہیں جو صابر

ہیں اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا مگر انہیں جو اللہ کی رحمتوں میں بڑے حصہ دار ہیں۔
 نشان نزول :- آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان جو حضور کے ساتھ کبھی شدید العداوت اور مخالفت میں انتہائی غالی تھے حضور کے اس نرم برتاؤ نے کہ حضور نے ان کی صاحبزادی اپنے عقد میں لی۔ اور ان کی تالیف قلوب مال سے بھی فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضور کے ساتھ نہایت مخلصانہ طور پر محبت کرنے لگے اور ولی حجیم کہلانے کے مستحق ہوئے۔ سابقہ عداوتیں اور مخالفتیں سب نسیمًا منسیا ہو گئیں حتیٰ کہ حضور کے صحابی اور حلیل القدر صحابی کہلانے لگے۔ اس پر قرآن کریم نے فرمایا کہ بدیوں کو نیکی سے بدلنے کی خصلت اسی کو ودلیعت ہوتی ہے جو خزانہ رحمت سے زبردست حصہ حاصل کر لے اور مخالفت پر صبر کرتا ہوا اظہار محبت کر کے دشمن کو دوست بنائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز تبلیغ تھا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَمَا يَنْزَعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعًا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اور اگر تجھے

تو سوس شیطانی کسی قسم کا کچھ کاوے تو اللہ سے پناہ طلب کر لے شک وہ سنتا جانتا ہے۔
 اس میں ہر مومن کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے استعاذہ کی تعلیم ہے تاکہ وہ تو سوس شیطانی سے محفوظ رہے۔ آگے اپنی شیون قدرت میں سے خاص شائیں دکھائی گئیں اور ارشاد ہوا۔

وَمِنْ آيَاتِ الْكُتُبِ وَالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا

بِلِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنْتُمْ آيَا كُتُبًا تَعْبُدُونَ۔ اور اللہ کی نشانیوں سے رات اور دن ہیں اور سورج اور چاند لہذا ان کو نہ پوجو اور نہ انہیں سجدہ کرو بلکہ اسی کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا فرمایا اگر تم اس کے پوجنے والے ہو۔

یعنی رات اور دن سورج اور چاند یہ اپنی ابدیت کے اعتبار سے دو امی ہیں مگر خدا نہیں نہ مسجود۔ مسجود وہی ہے جس نے رات بھی پیدا کی اور دن بھی بنایا جس نے سورج بھی پیدا فرمایا اور چاند بھی ظاہر کیا۔ تو جو موجد خالص ہے وہ کسی مخلوق کو سجدہ نہیں کرے گا اور چونکہ یہ بھی مخلوق ہیں لہذا انہیں سجدہ کے لیے وہ کبھی منتخب نہیں کر سکتا۔ النذبل وعلا شانہ کے سوا وہ کسی کی طرف سجدہ کو نہیں چھلکے گا آگے ارشاد ہے۔
فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالْأَنْبِيَاءُ عِنْدَ رَبِّكَ لَيَسْتَكْبِرُنَّ كَمَا بَالِ الْكٰفِرِيْنَ وَالنَّهَارُ لَهُمْ لَا يَسْمُرُونَ۔ تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ مخلوق جو تمہارے رب کے پاس ہیں وہ صبح و شام اس کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور وہ کبھی ٹھکتے نہیں ہیں۔

اس میں ملائکہ کی فضیلت اور ان کی عبودیت ظاہر فرمائی گئی۔ یعنی یہ لوگ کفار و مشرکین کا تکبر میں نقصان نہیں دے سکتا اس لیے کہ ایک مخلوق جنہیں ملائکہ کہا جاتے ہیں ہمارے پاس ایسی ہے کہ وہ صبح و شام ہمارے حضور تسبیح و تہلیل کرتی رہتی ہے اور انسان کی طرح اس پر تکوان طاری نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر لمحہ لحظہ دقیقہ پل اور آن میں ہماری ہی اطاعت اور عبادت کرتی ہے۔ یہ مرتبہ ملائکہ کو اللہ نے ودیعت فرمایا مگر باوجود اس کے انسان کی اطاعت کو زیادہ وقیع قرار دیا اسی لیے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

در ددل کے واسطے پیدا کیا انسان کو !
ورنہ طاعت کہے پہلے کچھ کم نہ تھے کہ دیباں
بہر حال مشرکین کے مقابلہ میں فرمایا کہ ان کا تکبر بے معنی ہے۔ اس لیے کہ ہماری ایک مخلوق وہ بھی ہے جو ہر آن ہر لمحہ ہماری عبادت میں مشغول ہے اور تسبیح و تہلیل میں مصروف۔ ان پر تکوان طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا سونا جاگنا سب عبادت میں ہی ہے۔ دوسری نشانی اپنی شبیوں قدرت دکھائی اور فرمایا۔ وَمِنْ آيَاتِنَا أَنَّا نُنزِلُ الْمَاءَ الْغَائِقَةَ فِي الْوَادِعِ وَالَّذِي يَحْيَاهَا الْمَوْتِيُّ إِذَا سَمِعَ الْجَلْدَ عَلَى سَيْفٍ قَدِيدٍ۔ اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم نے دیکھا ہے کہ زمین بے قدر پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہا اٹھتی ہے اور سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور بڑھ جاتی ہے بے شک وہ ذات وہی ہے جس نے زمین مردہ کو زندہ فرمایا وہ ضرور مردہ کو زندہ فرمائے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ جواب ہے اس آیت کا جو پارہ چھبیس میں مشرکین کا قول فرمایا گیا تھا کہ إِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا مُرْتَابًا فَلْيَاذِجْ بَعِيدًا۔ مرکز مٹی ہونے کے بعد ہمارا پھر زندہ ہونا استبعاد عقلی ہے۔ تو فرمایا ہم تو سوکھی زمین کو۔ سرسبز و شاداب کر کے زندہ کرتے ہیں ایسے ہی تمہیں مرنے کے بعد زندہ فرمائیں گے اور ہم سب کچھ کرنے پر قادر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ تَلْعَبُونَ فِي أَيَاتِنَا لَأَلْتَمِسْنَا عَلَيْكُمْ أَلْمِنًا عُتُوبًا يَلْبِغُونَ فِي السَّائِرَاتِ خَيْرًا مِنْ كَيْفِي السَّائِرَاتِ
 يَوْمَ الْكَيْفِيَاتِ اسْتَعْمَلُوا مِمَّا شِئْتُمْ إِنَّمَا يَوْمُ الْقِيَامَةِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ بَصِيرَةً - بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں
 کجروی کرتے ہیں وہ ہم پر عقی نہیں کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت میں امن سے گئے
 کرو جو ہمارا جی چاہے ہمارے عملوں کو وہ دیکھ رہا ہے۔

یہ تو بیخ ہے کفارنا ہمارے لیے اور اس میں نیکو کار مومنین کو قیامت کے دن امن کی بشارت دی
 گئی آگے ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا كُفْرًا كَبِيرًا وَاتَّبَعُوا كَيْدَ شَيْطَانِ الرَّجِيمِ وَاتَّبَعُوا كَيْدَ شَيْطَانِ الرَّجِيمِ وَاتَّبَعُوا كَيْدَ شَيْطَانِ الرَّجِيمِ
 بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَبِيبٍ - بے شک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں
 ذکر یعنی قرآن سے جکڑے آ یا ان کے پاس حالانکہ وہ قرآن پاک ایسا عزت والا ہے کہ اس کے آگے
 پیچھے کوئی باطل نہیں آسکتا اتارا گیا ہے حکیم اور سر سے گئے کی طرف سے۔

آیہ کریمہ میں گویا یہ بتایا گیا کہ قرآن پاک ہی ہر قسم کی تحریف و نقص سے محفوظ و مصئون ہے اور اس
 کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے والے کہ اس میں سے فلائی آئیں نکال دی گئی ہیں یا فلاں پارہ جلادیا گیا یہ سب ایمان
 کے خلاف ہے اور اس عقیدہ والے مسلمان نہیں قرآن پاک نے خود فرمادیا کہ لَا يَأْتِيهِ السُّبْحُ الْبَاطِلُ مِنْ
 بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ - اس میں جھوٹ اور باطل اس کے آگے پیچھے نہیں آسکتا یہ حکیم اور
 حمید کی طرف سے اتارا گیا ہے آگے محبوب اکرم نبی عالم جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتسلیم کو مخاطب کر
 کے ارشاد ہوا کہ

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدُّ قَبْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ
 أَلِيمٍ (اے محبوب) تمہیں نہیں فرمایا گیا مگر وہی جو آپ سے پہلے نبیوں کو فرمایا گیا تھا بیشک آپ کو رب
 بخش فرماتے والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔

یہاں اگر تا کو تا فرمایا جائے تو نہیں کہا گیا "معنی ہوں گے اور اگر تا موصولہ رکھا جائے تو جو کچھ فرمایا گیا
 آپ کو اے محبوب معنی ہوں گے اور اس امر کی تصدیق کی گئی کہ حضور کی تعلیم حکم الہی وہی ہے جو انبیاء اکرام کو
 دی گئی اور تعلیم توحید وہی ہے جو انبیاء اکرام دیتے آئے ہیں وہی ہے کہ نبیوں میں کوئی نبی ایسا نہ آیا جس نے
 ایک وحدہ لا شریک کے سوا دوسرے کو معبود و مسجود کہا ہو۔ یہی تعلیم ہمارے حضور سید یوم النور سے
 یہی وجہ ہے کہ تبعین کے لیے مغفرت اور مخالفین کے لیے عذاب الیم فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے
 وَكُوجَعَلْنَا قُرْآنًا عَجَبًا لِّقَالُوا لَوْلَا نُفِصَلَتْ آيَاتُنَا عَجَبًا وَعَوِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

هُدًى وَشِفَاءً وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقَدْ وَهَوْا عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَٰئِكَ يُنَادُونَ مِن
 مَكَانٍ بَعِيدٍ - اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں تو کہتے (مشرکین مکہ) کیوں نہ
 تفصیل سے بیان کیا گیا ان آیتوں کو کیا کتاب الشریعہ زبان میں اور بنی عرب یہ بھی اصول کے خلاف
 تشریح تھا) چنانچہ ارشاد ہے - لے محبوب آپ فرمادیں کہ یہ قرآن وہ ہے جو ہدایت اور دلوں کے
 لیے شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہ رہا ہے اور ان پر اندھا پن طاری ہے
 گویا وہ دور سے پکارے جلتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں کفار مشرکین کو بہرہ اندھا ظاہر کیا گیا اور یہ بہرہ اور اندھا ہونا ہی ان کی گمراہی کا موجب
 ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ ہمارا اصول احکام نازل فرمانے میں ہی ہے کہ جس زبان کا بنی ہو اسی کی زبان میں
 قرآن کریم آتا ہے نہ اس منہجی کی طرح جو پنجاب میں پیدا ہو کر پنجابی کہلا کر بے ربط عبارتیں عربی کی پیش
 کرے اور انگریزی کی وحی اور پنجابی کے الہامات اندھے لوگوں کو سمجھائے۔ والعیاذ باللہ

بامحاورہ ترجمہ چھٹار کو ع سورہ حم سجدہ پ ۱

اور بے شک ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
 اور اس میں اختلاف کیے گئے اور اگر فیصلہ پہلے سے
 نہ کر دیا گیا ہوتا تیرے رب کی جانب سے تو یقیناً
 جیسی ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک وہ شک
 میں مذنب ہیں۔

جو اچھا عمل کرے تو اپنی جان کے لیے اور جو بُرا
 کام کرے اس کا بار اسی پر ہے اور لے محبوب
 آپ کا رب ظلم نہیں کرتا اپنے بندوں پر۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
 فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
 مِن رَّبِّكَ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي
 شَكٍّ مِّنْ مُّزِيدٍ

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ
 فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ
 لِّلْعَالَمِينَ

حل لغات

اَلْكِتَابِ - کتاب	فَاخْتَلَفَ - تو اختلاف کیا گیا	فِيهِ - اس میں	وَ - اور
كَوْلًا - اگر نہ ہوتی	كَلِمَةً - بات جو	سَبَقَتْ - پہلے گزر چکی	مِنْ رَبِّكَ تَبِيرًا - تیرے رب
كِي طَرَفٍ سے	لَقَضَىٰ - تو فیصلہ ہو جاتا	بَيْنَهُمْ - انکے درمیان	وَ - اور
اِنَّهُمْ - شک وہ	لَفِي - بیچ	شَكٍّ - شک کے	مِنْهُ - اس سے
مُؤَيَّبٍ مَّرْدٍ میں	مَنْ - جو	عَمِلَ - عمل کرے	صَالِحًا - نیک
فَلِنَفْسِهِ - تو اسی کے لیے ہے	وَ - اور	مَنْ - جو	اَسَاءَ - برے کرے
فَعَلِيهَا - تو اسی پر ہے	وَ - اور	مَا - نہیں	رَبًّا - تیرا رب
يُظْلَمُ - ظلم کرتے والا	لِلْعَبِيدِ - بندوں پر		

مختصر تفسیر چھپا رکوع سورۃ حم السجدة پ ۲

فَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَاُولَٰئِكَ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ
 وَ اِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ - اور بیشک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف
 کیے گئے اور اگر فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا اس سے پہلے تو بھی ان کا فیصلہ ہو جاتا اور بے شک وہ شک اور دہوکہ
 میں مضطرب ہیں۔

کتاب سے مراد یہاں توریت ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اور الواح زمردیں بازو
 میں آپ کو کوہ طور سے چالیس دن میں عطا کی گئی جس کا مفصل تذکرہ تو نوویں پارہ میں آچکا ہے تاکہ
 پر بنی اسرائیل میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک ایمان لے آیا۔ دوسرا شک و ریب میں رہا اور عذاب آہرت
 پر یقین نہیں رکھا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاُولَٰئِكَ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ۔ اگر پہلے سے فیصلہ
 تمہارے رب کا عذاب آہرت کے ساتھ نہ ہوتا تو لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ تو دنیا ہی میں ان پر عذاب آجاتا
 اور وہ اپنے شک کے دہوکہ میں پڑے رہتے۔ آگے فرمایا جاتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلِيهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ۔ اور جو برے عمل کرے گا اس پر اس کا وبال ہے۔ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ
 لِّلْعَبِيدِ۔ اور اے مجرب تمہارا رب بندوں کے لیے ظلم نہیں فرماتا۔
 پارہ ۲۴ ختم ہوا۔ اس کے بعد چھپسواں پارہ شروع ہے۔ وَهَٰذَا نَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُودِ بِعَوْنِ الْعَبْدِ

پارہ ۲۵

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ آسم سجده پ ۲۵

اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور کوئی بھیل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو نیٹ رہے اور نہ وہ جنے مگر یہ سب کچھ اس کے علم و ارادہ سے ہے اور جس دن پکارے جائیں گے وہ کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے کہ ہم تجھ سے عرض کر چکے ہم میں سے کوئی گواہ نہیں ہے۔

اور گم گیا ان سے جسے پہلے پوچھنے تھے اور سمجھ لیا کہ انہیں نہیں کوئی بھاگنے کا راستہ۔ اور آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور اگر اسے کوئی برائی چھو لے تو دل شکستہ نا امید ہو جاتا ہے۔

اور اگر ہم سے اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہے گا یہ تو میرے لیے ہے اور میرے گمان میں قیامت نہیں آئے گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس اچھا ہی اچھا ہے تو ضرور انہیں ہم آگاہ کر دیں گے کافر دل کو جو

إِلَيْهِ يُرْجَعُ السَّاعَةَ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ
تُفَاهِتٍ مَنْ أَكْبَرُهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ
أَنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ
أَيُّكُمْ شُرَكَائِي قَالُوا أَدْنَاكَ
مَا مِنَّا مِنْ شَيْءٍ

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ
قَبْلُ وَكُنُوا مَا لَهُمْ مِنْ حِجْبٍ
لَا يَسْمَعُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ
وَإِنَّ مَسْئُورَ الشَّرَفِ يَوْسُفَ قُنُوطَهُ

وَلَمَّا أَذَقْنَا رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ
عَذَابٍ مَشْتَدٍّ كَيْقُولُكَ هَذَا إِلَى
وَمَا أَطَقَ السَّاعَةَ قَائِمَةً
وَلَمَّا رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي
عِنْدَهُ لَلْحُسْنَى فَلَنُنَبِّئَنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب
چکھائیں گے۔

اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر
لیتا ہے اور ہم سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور
جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی عین
کر رہنے لگتا ہے۔

اے محبوب آپ فریضے بھلا تاؤ اگر یہ قرآن
اللہ کی طرف سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے
تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو پرلے دجے کی
مخالفت میں پڑا ہوا ہے۔

سو عنقریب اپنی قدرت کی نشانیاں اطراف ابد
ان کے درمیان بھی دکھائیں گے یہاں تک کہ
ظاہر ہو جائے ان کے لیے کہ یہ قرآن حقیقی ہے
کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز
کا شاہدِ حال ہے۔

سنو یہ لوگ اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے
سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سنو وہ ذات
ہر شے کو محیط ہے۔

وَلَسَنَ يُعَذِّبُهُمْ مِّنْ عَذَابِ
مُحِيطٍ

وَإِذَا أَلْمَنَّا عَلَى الْإِنْسَانِ
وَناهِيَانِيهِ، وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَنَدُّ دُعَاةَ عَرِيضٍ

مَلَىٰ أَدَابٍ مِّمَّ إِنَّ كَانَ مِّنْ
عِنْدِ اللَّهِ لَمَكْرٌ لَّكَفَرْتُمْ بِهِ، مِّنْ
أَمَلٍ مِّمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقِ
بَعِيدٍ

سَتُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ
وَفِي أَنفُسِهِمْ عَمَّا يُتَّبَعِينَ لَهُمْ
إِنَّهُ الْحَقُّ أُولُو الْأَلْبَابِ
أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

إِلَّا أَنَّهُمْ فِي مَدْرَبَةٍ بِلِقَايِهِمْ
إِلَّا أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ

لفظی ترجمہ

السَّاعَةِ: قیامت کا
مِنْ تَمَرَاتٍ: پھل
مَاءٍ: ماء
لَا: لا

عِلْمٌ: علم
تَخْرُجُ: نکلتا ہے
وَ: اور
وَ: اور

الْبَيْتِ: اسی کی طرف
وَ: اور
مِنَ الْكَمَا مِمَّا: اپنے غلافوں سے
مَحِيطٌ: حاملہ ہوتی ہے
مِنْ أُنْثَى: کوئی مادہ

تَفْعُ جَنَّتِي هِيَ

يَوْمَ حِينَ دُونَ
فَأَلْوَاكُمْ هِيَ

مِنْ شَهِيدٍ كَوْنِي كَوَاهِ
مَدِينَةٍ

وَأُورِ

مَنْ يَخْتَصِبُ كَوْنِي يَهْلِكُ كَمَا

مِنْ دُعَاءِ دُعَاءِ

مَنْ يَهْتَجِ اس كَوْنِي

وَأُورِ

رَحْمَةً رَحْمَتِ

مَنْ يَهْتَجِ اس كَوْنِي

وَأُورِ

قَائِلَةٌ قَائِمٌ مَوْنِي دَالِي

إِلَى طَرَفِ

عِنْدَكَ اس كَوْنِي

الَّذِينَ ان كَوْنِي

وَأُورِ

عَلِيٌّ سَخْتِ

عَلَى أُوْرِ

نَا دُوْر كَرْتَا سِ

مَنْ يَهْتَجِ اس كَوْنِي

قُلْ كَبْرِ

كَانَ سَوِي

كُفْرٌ تَحْرُ تَمَنْ كُفْرِي كَمَا

إِلَّا مَكْرُ

يُنَادِي بِهَيْمٍ بِكَارِي كَمَا تَكُونُ

أَذْنَابٌ اَطْلَعُ دَسَ حَكِيمٌ

وَأُورِ

كَانُوا تَهْتَجُ

تَلُوُوا خِيَالَ كَرِي كَمَا

وَأُورِ

الْمُخَيَّرِ خَيْرِ سِ

الشَّارِ بِرَائِي

لَيْتَنُ - اِكْر

مِنَّا - اِبْنِي طَرَفِ سِ

يَقُولُونَ - تَوْضُرُ كَمَا كَمَا

وَأُورِ

مَنْ يَهْتَجِ

رَبِّي بِرَأْسِي رِب كِي

كَلْبُ سَنِي - كَهْلَانِي هِيَ

كُفْرٌ وَ - اِكْفَرِ مَوْنِي

لَنْعًا يَنْفَعُهُمْ - ضُرُورٌ كَمَا كَمَا

وَأُورِ

إِلِ انْسَانِ - انْسَانِ كِ

بِحَابِسِي - اِبْنِي كَرُوتِ

الشَّارِ بِرَائِي

آ - كَمَا

مِنْ عِنْدِ - اِبْنِ سِ

بِ - اس كَا

بِعَلِيٍّ اس كِ عِلْمِ مِي هِيَ

اَيْتَنُ - كَمَا مِي

مَا - هُنِي

ضَلُّ يَهْوِلُ جَائِي كَمَا

يَدْعُونَ - بِكَارِ تِي

مَا - هُنِي

يَسْمُ تَهْلِكُنَا

وَأُورِ

فَيُؤَسُّ - تَوْضُرُ تَا سِ نَا اِبْدِ

أَذْنَابًا يَهْلِكُنَا مِي هِي

مِنْ بَعْدِ - اِبْدِ

هَذَا - اِبْدِ

أَطْلُ خِيَالَ كَرْتَا مِي

لَيْتَنُ - اِكْر

إِنَّ - اِبْدِ

فَلْتَسْتَأْنِ - تَوْضُرُ خَيْرِ دَسِ كِ

بِنَا - اِبْدِ

لَنْعًا يَنْفَعُهُمْ - ضُرُورٌ كَمَا كَمَا

إِذَا - اِبْدِ

أَعْرَضَ - مَنَّهُ بَهْرِي تَا سِ

وَأُورِ

فَذَا دُعَاءُ عَمْرِي لِي - تَوْلِي سَوِي دُعَاؤِي وَ اِبْدِ

رَأَيْتُمْ - وَ اِبْدِ كَمَا تَمَنْ

اللَّهُ - الشَّرِكِ

مَنْ - تَوْ كَوْنِ

وَأُورِ

تَوَكَّلْ عَلَى مِي سِ شَرِي كِ

مِنَّا - مِي مِي سِ

عَنْ مَنَّا - مَانِ سِ

مِنْ قَبْلِ - اِبْدِ

لَمْ - اِن كِ لِي

الْاِنْسَانِ - انْسَانِ

إِنَّ - اِكْر

فَتَوَكَّلْ - مَالِوسِ

كَ - اس كِ

خَدَائِعِ - تَكْلِيفِ كِ

إِنَّ - مِي سِ لِي هِيَ

السَّاعَةِ - قِيَامَتِ كِ

رُجِعَتْ - مِي لَوْ مَا يَأْتِي

إِنَّ - مِي سِ لِي

فَلْتَسْتَأْنِ - تَوْضُرُ خَيْرِ دَسِ كِ

عَمَلُوا - ان هُوْنِ لِي كَمَا

مَنْ عَدَا - اِبْدِ - عَذَابِ

الْعَنَاءِ - مِي اِنْعَامِ كَرْتِي مِي

وَأُورِ

إِذَا - اِبْدِ

فَذَا دُعَاءُ عَمْرِي لِي - تَوْلِي سَوِي دُعَاؤِي وَ اِبْدِ

إِنَّ - اِكْر

مَنْ - اِبْدِ - بَهْرِي

أَضَلُّ - زِيَادَةً كَمَا هِيَ

مَشْنُ - اس سے کہ	هُوَ - وہ	فِي - بیچ	شِقَاقٍ - بدبختی
يَعْبُدُ - دُور کے ہے	سَاوِرِيْمُ - جلدی دکھائینگے ہم ان کو	ذ - اور	اَيْنَا - اپنے نشان
فِي - بیچ	الْاَخْلَاقِ - زمانے کے	تَبَيَّنَتْ - ظاہر ہو جائے	فِي - بیچ
الْقِسْمِ - انکی جانوں کے	حَتَّى - یہاں تک کہ	كَمْ - ان کے لیے	كَمْ - ان کے لیے
لَقِيَ - حق	اَدَّ - کیا	بِكَفٍ - کافی	بِكَفٍ - کافی
بِرَبِّكَ - تیرا رب	اِنَّهُ - بیشک وہ	عَلَى - اوپر	عَلَى - اوپر
شَيْءٍ - چیز کے	تَشْهِيْدًا - گواہ ہے	الْاَخْبِرْ دَار	الْاَخْبِرْ دَار
فِي مَرْوِيَةٍ - شک میں ہیں	بِلِقَاءِ - ملاقات	رَبِّمُ - اپنے رب سے	رَبِّمُ - اپنے رب سے
اِنَّهُ - بیشک وہ	بِحِجْلِ - ہر	شَيْءٍ - چیز کو	شَيْءٍ - چیز کو

لغات نادرہ کا حل

اَلْاِهْمَا - جمع کم بکسر کاف - کم کہتے ہیں غلاف کو جس میں پھل رہتا ہے۔
 اَذْتَكْ - اَذْنَا - جمع تسک ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے جس کے معنی اسمعک کے ہوتے ہیں۔
 قَالَ اللهُ لَعَلَّكَ وَ اَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَ حَفَّتْ اَي سَمِعَتْ یا معنی ہیں اَعْلَمْنَا کے کما قال اللهُ لَعَلَّكَ فَ اَذْنُوْا
 بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ فَ رَسُوْا لَهَا اَي فَاَعْلَمُوْا
 مَلَّ : کے متعدد معنی ہیں کم ہونے کے۔ بہک جانے کے۔ رائیگاں ہونے کے۔ بے خبر ہونے کے۔ خاک میں ملنے کے وغیرہ وغیرہ
 مُخِيْصٌ : طرف مکان ہے۔ بھانگنے کی جگہ۔
 قِيُوْسٌ قَنُوْطٌ : یہ دونوں مترادف اللفظی ہیں اور تکریر مبالغے کے لیے ہے یُوْسٌ مشتق یُتْسِقُ سے ہے اور قَنُوْطٌ قَنَطٌ سے یا س بمعنی نا امیدی اور اس کا تعلق دل سے ہے۔ قَنُوْطٌ یا یُوْسٌ ہونا اور یہ پہرے اور احوال ظاہری سے بذریعہ آثار معلوم ہوتی ہے۔
 تَابِعًا بِمَانِيَا : معنی میں ذَنْبٍ اور تَابِعًا ہے اور بجانب سے مراد نفس ذات کما فی قول اللہ
 لَعَلَّكَ فِيْ جَنَبِ اللهِ (اللہ کی عطا کو چھوڑ کر اس کا مہیابی کو اپنی طرف منسوب کرنا اور کامیابی کو صرف اپنی مساعی کا نتیجہ سمجھنا۔

مختصر تفسیر اور وچھار کوع سورۃ حم سجدہ ۲۵

الْبِسْمُ يُؤَدُّ عَلَيْكَ السَّاعَةَ، وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهِنَّ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أَثْقَالٍ وَلَا تَتَعَلَّجْنَ بِالْعِلْمِ، وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ إِيْمَنُ تَارِكَاثِي - قَالُوا أَذُنْكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ۔ اسی کی طرف قیامت کے علم کا علم حوالہ دیا جاسکتا ہے (یعنی وہی جاتا ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟) اور کوئی نکل اپنے غلات سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن نہیں مدافرتے گا کہ کہاں میں میرے شریک کہیں گے ہم عرض کر چکے کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں۔

علم ذاتی سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور علم عطائی اولیاء کرام اور انبیاء عظام حاصل ہے اور یہ حاصل ہوتا اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کے منافی نہیں۔ اسی لیے آیت کریمہ میں اَلْبِسْمُ يُؤَدُّ فَارَکُمُ عَلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهِنَّ الخ فرمایا گیا تاکہ ہر ذی فہم سمجھ سکے کہ البسمہ پر ذہن علم الساعہ ہو یا ذہن تخریج مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهِنَّ۔ یہ سب علم ذاتی کے لیے ہے اور لبطاء آہی جو کچھ جسے طے وہ اس کے منافی نہیں۔

البتہ علم عطائی اور علم نجوم اس میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ علم عطائی تفصیلی و اجمالی ہو سکتا ہے اور جس کو جتنا ملے گا وہ قطعی یقینی اذعانی ہوگا۔ اور علم نجوم سیاروں کی رفتار اور ان کی کیفیات کے ماتحت ہوتا ہے جو محض ظنی ہے اس کو قطعی ماننا جہالت خالص۔ مریخ، زحل، عطارد، زہرہ و مشتری ان کے اثرات عطاء آہی سے جو کچھ بھی ہیں وہ ہیں مگر جو ان کی رفتار کے زاویے بنا کر حوادث قرار دیے جاتے ہیں وہ محض ظنی اور استقرائی ہیں ان کو قطعی و یقینی سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں یہی وجہ ہے کہ منجموں کی خبریاں زائچوں کے ذریعہ جو ہوتی ہیں وہ کبھی صحیح بھی نکل آتی ہیں اور اکثر و بیشتر بے اصل اور غلط ہوتی ہیں۔ تو یہاں یہ جو فرمایا اَلْبِسْمُ يُؤَدُّ عَلَيْكَ السَّاعَةَ، اسی کے حوالہ ہے علم قیامت اور پھلوں کے پید ہونے کا حال ان کی کیفیت کی صورت اور عمل کی حالت۔ کالے گورے کی تشریح عمر کی تفصیل یہ صحیح اور یقینی بالذات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور لبطاء آہی جتنی خبر ہو گئی جس کو ہو گئی وہ جانتا ہے۔ اور اس جاننے میں انبیاء کرام مختار ہیں اور اولیاء عظام اس میں حصہ رکھتے ہیں۔

بہر حال علم عطائی جس کو جتنا ملا وہ علم ذاتی کے منافی نہیں اور اس میں تساوی بھی لازم نہیں آتی اس

یہ کہ ذاتی ذاتی ہے کہ کسی کے دینے سے ظاہر نہیں ہوتا اور عطائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اور بندے پر ظاہر ہو جیسا کہ متعدد احاد میں سے ظاہر ہے۔

مغلہ اس کے حدیث جبریل اس کی مؤید ہے کہ جب روح الامین سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایمان و اسلام کی تعریف حضور سے دریافت کی تو حضور نے اس کا جواب دیا اور جب یوحیاؑ فَاخْبُرْنِي بِالسَّاعَةِ تُوْفِرَايَا مَا لَلسُّؤَالِ عَنْهَا يَا عَلَمٌ مِنَ السَّائِلِ قِيَامَتِ كَالْعِلْمِ لِعِبَادِ اٰلِهٰی تجھے بھی ہے اور تمہیں بھی اور اس کی بتانے کی ممانعت ہے۔

تو عرض کیا کہ اس کی علامتیں ہی فرما دیجئے۔ تو حضور نے جواب میں نہ نہیں فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں بلکہ ارشاد ہوا اَنْ تَمْلِكْ اَلْاَمْتُمْ كَقَبْتُمْ اَوَاَنْ تَدْعِيَ الْحِفَاةَ الْعَرَاةَ يَتَطَاوَرُوْنَ فِي الْبَيْتَانِ عِلْمَاتِ قِيَامَتِ میں سے یہ ہے کہ لڑکیاں اپنے سردار خنیں کی یعنی وہ ایسی سرکش ہوں گی کہ ماں کا کہنا نہ مانیں گی اور اونگے پیر تنگے بدن پھرنے والوں کو نرم دیکھو گے کہ وہ اپنی عمارتیں بلند بنا لیں گے اور اس کے علاوہ بہت سی علامتیں دوسری حدیثوں میں ظاہر فرمائیں۔

جیسے ارشاد ہوا کہ قرب قیامت مسلمانوں پر ایثار اتنے غالب ہوں گے کہ جیسے کھانے کی رقبائی کو کھانے والے ختم کر دیتے ہیں صحابہ نے عرض کیا اِذَا مَنَّ قَلِيلٌ يَّادَسُوْلَ اَللّٰهِ اِسْ وَاَسْ وَاَسْ وَاَسْ حضور کیا ہم بہت کم رہ جائیں گے تو فرمایا بَلْ اَنْتُمْ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّمَا كُنْتُمْ كَفَرًا اَللّٰهُ اَسْرَعُ اَلْحَسْبُ اَللّٰهُ اَسْرَعُ بہت زیادہ ہوں گے لیکن پر نالے کے کورے کی طرح تمہاری حالت ہوگی کہ نام مسلمان کا ہوگا اور کام بے دینوں کے کرو گے۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمان نام کا مسلمان ہے اور کام کلبے ایمان ہے۔ بے رقص و سرود کی عقلیں۔ قمار بازی کے جلسے۔ شراب نوشی کے اجتماع۔ سینما کی گرم بازی بے حیائی کی زیادتی۔ عورت اور مرد کی فحاشی عام ہے۔ اور آنا قیامت میں حضور نے یہ نقشہ پہلے ہی پیش فرما دیا تھا يَتَمَادِجُوْنَ كَمَا تَهَانُحُ اَلْحَمْرُ عِوْرَتِ اَوْرَمْرُوْ اَلِيسْ مِيْنِ اَلِيسْ بَا زَا رُوْلِ مِيْنِ پھریں گے جیسے گدھا اور گدھی دولتیاں مارتی چلتی ہیں۔ وہ بھی آج ہمارے سامنے ہے۔

ایک حدیث میں كَا سِيَا تِ الْعَا رِيَا تِ فَرَا كَرْتِيَا كَمَا عَوْرَتُوْنَ كِي بِي حِيَا تِي اَتِي رِيْهْدُ جَا تِي كِي كَمَا مَلْبُوْسِ مَوْنِ كِي اَوْرَتِي كِي نَظْرُ مِيْنِ كِي وَهْ بِي دِي كِي رِيْهْدُ مِيْنِ وَهْ اَلِغِيَا ذِيَا لَللّٰهِ تُوْرِي سَبْ نَجْرِيْنِ غِيْبِي مِيْنِ مَلِكِ عَطَا تِي اَوْر اِسْ كَا ذَاتِي عِلْمِ اِسْ جَلِ وَاَعْلَا شَا تِي كِي سُوَا كِسِي كُو نِيْنِ اَسْ كِي اَرشاد ہے۔

وَيَوْمَ مِيْنَا دِيْهِيْمُ۔ اور جس دن پکار سے جائیں گے مشرک اور انہیں فرمایا جائے گا۔

اِنَّ شَرَّكَافٍ - وہ کہاں میں جنکو تم بہارا شریک بناتے تھے۔ یعنی لات و منات۔ عزری نائکہ
 حائلہ۔ ہادیو۔ یارب تہی اور تمام بت جن کو وہ پوجتے تھے ان کے لیے ارشاد ہوگا کہ کہاں میں وہ تو وہ عرض
 کریں گے کہ الہی ہم نے تو عرض کر دیا کہ ہمارا ان میں کوئی گواہ نہیں۔
 وَصَلَّ عَنَّمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُوا مَا لَهُمْ مِنْ نَجِيٍّ - اور گم گئے وہ سب
 ان سے جنہیں پہلے پوجتے تھے۔

یہاں صُلَّ کی بحث اور یَدْعُو کی بحث مختصر پھر بیان کر دی جاتی ہے تاکہ ناظرین کی تفریح خاطر
 میں نقص نہ رہے۔

عزری محاورہ میں صَلَّ الضَّلَالُ الْعَدْوُلُ عَنِ الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ۔ سیدھے راستہ سے ہٹنے کو
 ضلال کہتے ہیں

دوسرے معنی منہج صحیح سے عدول کرنا مگر ہوا سہوا تصور ہوا یا بہت ہو
 تیسرے معنی معلوم نظر یہ اور عملیہ میں پہلو تہی اور انحراف کرنا جیسے توحید باری تعالیٰ کا انکار یا
 کسی نبی کی نبوت سے انحراف یا کسی عبادت مفروضہ کا انکار۔
 چوتھے معنی موت اور استحالة بدن کے ہیں جیسے اِذَا صَلَّتْنَا فِي الْاَرْضِ يَعْنِي مَرْنَةَ الْبَدَنِ
 پھر زندہ ہونے سے انکار

پانچویں معنی غفلت کے ہیں۔ اور اشیاء اور گم ہونے کے معنی بھی دیتا ہے جیسے اَلْوَجْعَدُ
 كَيْدٌ هُمْ فِي تَضَلُّبٍ۔

ساتویں معنی اپنی قوت سے بے خبر ہونے کے معنی میں آتا ہے فَعَلْتَهَا اِذَا اَبَا مِنْ
 الضَّالِّينَ اور اسی طرح

يَدْعُونَ اَتَدْعُوْنَ اَدْعُوْ - دَعْوَى - دَعْلًا اس کے معنی نداء اور عبادت وغیرہ کے آتے ہیں۔
 وَظَنُوا مَا لَهُمْ مِنْ نَجِيٍّ - اور وہ سمجھے کہ ان کے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں یعنی عذاب الہی سے
 کہیں بھاگ کر جانے کا راستہ نہیں اور وہ بت جن کو کہیں ہُوْا لَدِ شَفَعَاءِ نَا كِتَبْتُمْ تَحْتِے اور کہیں انکے
 آگے سر جھکانے اور انہیں پوجتے تھے۔ وہ انہیں نظر بھی نہ آئیں گے

آگے انسان کی حرص و آرزو اور ناکامیابی کی شکل میں فوراً بالوسی کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے
 لَا يَسْمَعُ الْاِنْسَانُ مِنْ دَعْوِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَسَّ الشَّرَّ فَيُؤَسِّسْ قَنُوطًا - انسان بھلائی مانگنے
 میں کبھی نہیں تھکتا اور جب اسے برائی چھوئے تو علی الفور بالوس ہو کر اس توڑ دیتا ہے۔

یہ خاصہ النسا میں ایسا عام ہے کہ جاہل تو دعائیں کرتے کرتے یہاں تک کہہ بیٹھتا ہے کہ معاذ اللہ خدا ہی میں ہے اور اگر کچھ سمجھدار ہے تو اتنا کہے بغیر تو نہیں رہ سکتا کہ اب تو خدا بھی نہیں سنتا اور کس سے مانگیں یہی نقشہ یوس فطوط میں بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے فراخ دستی تو نگری مال و دولت کا ہمیشہ طالب رہتا ہے اور جب اس پر تنگی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور عطائے نیکراں سے بالوس ہوجاتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زبان یعقوبی سے برادران یوسف علیہ السلام کو یہ بتا کر گئی تھی کہ وَلَا تَيْسُرُوا مِنْ دُوحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْبَسُ مِنْ دُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ اللہ کے فضل سے بالوس نہ ہو اس لیے کہ فضل الہی سے بالوسی کا فردل کا کام ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَنْ أَدْرَأَكُمْ رَحْمَتًا مِّنَّا مِنْ بَعْدِ عَذَابِنَا مَسْنَةً لِيَقُولَنَّ هَذَا إِلَىٰ وَمَا أَطْنُ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَنْ رُجِعَتِ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَ اللَّهِ سِتْرًا لِيُنبِّئَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّمَا عَمِلُوا وَكُنَّا لِيَقْتُمُ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ۔ اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا کچھ مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو وہ کہے گا یہ میرے ہی لیے ہے اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اگر میں اپنے رب کی جانب لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس یقیناً بہتری ہے (اچھا ہی اچھا ہے) تو ضرور ہم بتا دیں گے کہ فردل کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے (غلینظ عذاب میں مبتلا کریں گے)

یہ بات ہے کہ مشرکین مکہ اور یحییٰ بن اسلام منکر قیامت تھے۔ انہی کا یہ دعویٰ ہوگا کہ اگر خدا کے پاس ہم گئے بھی تو وہاں ہمیں بھلائی ہی ملے گی اور ہمارا تو گمان ہی یہ ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا کہ

منکرین قیامت ہوں۔ یا منکرین وجود الہی انہیں سب کو ہم عذاب چکھائیں گے اور وہ بڑا غلیظ اور سخت ہوگا۔ اس وقت پھیلنے کے سوا اور کوئی چلہ نہ ہوگا حتیٰ کہ جہنم میں پکاریں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا سِيفُوتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا عَمَلْنَا ظَالِمُونَ۔ اے رب ہمارے ہماری شقاوت ہم پر غالب آگئی اور ہم راہ راست سے بھٹک گئے اے رب ہمارے ہمیں جہنم سے اب نکال لے تو اگر اس کے بعد بھی ہم اس پر چلیں اور لوٹ کر وہی گمراہی کی باتیں کریں تو ہم یقیناً ظالم ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے گا قَالَ احْسَبُوا أَنهٗم لَا يَكْفُرُونَ بِحَبْلٍ مُّسْوَاةٍ وَخَسِرَانِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور ہم سے بات نہ کرو آخر ابدال آباد کے لیے وہ جہنم ہی میں رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں احسان فراموش انسانوں کا تذکرہ آتا ہے چنانچہ فرمایا گیا۔

وَإِذْ أَلْعَنَّا عَلَى الْإِنْسَانِ آعْرَضَ وَتَأْبِحَانِيسَ، وَإِذْ أَمْسَسَهُ الشَّعْرُ فَبُذِيَ وَسَ قَتُوطٌ. اور ہم
جب ہومی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اس کا میا بی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور
جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑھی فریاد کرنے لگتا ہے۔

یہ اس احسان فراموش ناشکرے کا حال ہے جو منکر و خود باری نہیں مگر علل و اسباب کا بندہ ہے
اب جیسے مقلوبین دنیا کا قول ہے کہ ہم نے یہ اور یوں کوشش کی تو ہمیں مال ملا خدا نے تو ہمیں آسمان
سے پھینک کر نہیں دیا یہی دنیا بچا نہ کامفہوم ہے مگر جب اس پر تنگی سختی آتی ہے تو محبوراً پھر خدا کے
حضور جھک جاتا ہے اور عرض و طویل دعائیں کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اپنے حبیب حبیب جتنا
سطفی علیہ التحیمة والثناء کو ارشاد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
آپ فرمائیں بھلا بناؤ تو اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوتے ہو تو کون زیادہ گمراہ
ہے اس سے جو دور کی ضد میں ہے۔

یہ کفار مکہ کا حال تھا کہ ابو جہل جیسا انجبت بھی یہ کہتا تھا کہ اِنَّ كَسْرَ لِحَلَادِكَا وَ اِنَّ كَسْرَ كَطَلَادِكَا
اس سے زیادہ شیریں اور جامع کلام ہم نے نہیں دیکھا مگر جب حضور کے مقابل آتا تو انحراف و
انکاری کرتا اس پر فرمایا گیا کہ اے محبوب! ہمیں فرماؤ کہ جب یہ کلام جامع اور اللہ کی طرف سے ہے
جس کا تم دل میں اقرار کر رہے ہو اور زبان سے انکار تو تم سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے تم ہی
اپنے نفاق و شقاق میں دوڑ پڑے ہوئے ہو۔ تو اب سن لو کہ ہم بھی اپنی نشانیاں آفاق اور نفوس میں
تمہیں دکھائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

سَتَجِدُنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي الْاَفْصٰمِ حَتٰى يَتَّبِعِنَا لَمَّا اَنۡتَ الْحَقُّ اَوَّلَ كَرِيۡمٍ رَّبِّكَ
اَنۡذَعَلٰى كُلِّ شَيْۡءٍ شَهِيۡدًا اَلَا اِنَّهُمْ فِيۡ مَرۡيِنٰتٍ مِّنۡ لِّقَادِرَتِهِمۡ اَلَا اِنَّ شَيْۡءًا لَّيُحِيطُۢ بِہِمۡ اِنۡہِمْ
دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں تاکہ ان پر روشن ہو جائے کہ یہی حق ہے۔
کہا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ہے خبردار رہو کہ انہیں ضرور اپنے رب کے بلنے میں
شک ہے خبردار رہو وہ ذات جل و علا ہر شے پر محیط ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ان آیات سے مراد گذری ہوئی
ہفتوں کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جو آفاق یعنی دنیا کے کونے کونے میں نظر آتی ہے اور اجڑی قوموں
کا مرتبہ پرستی ہیں یہ وہی بستیاں ہیں جو انبیاء کرام کی مخالفت اور کلام الہی کی منکر تھیں۔

اور بعض مفسرین اس طرف گئے کہ سننہم آیاتہ سے وہ مشرق و مغرب کے طول و عرض کی فتوحات مراد ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

اور فی انفسہم سے مراد ان کی مستیوں میں جو بے گنتی لطائف تھے اور دیکھنے میں آئے وہ مراد ہیں۔ مثلاً ہند مزودی میں انہی کے دماغی اختراع سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس کی سلطنت میں ایک بطخ کسی حکیم نے ایجاد کر کے لگائی جو رعایا کے علاوہ کسی غیر کے داخلہ پر بیکار تھی۔ ایک نقارہ شاہی محل کے دروازہ پر ایجاد کر کے رکھا گیا جس پر چوٹ مارنے والا جواب بالیتا تھا کہ اس کا مال کس نے چرایا کہاں رکھا ہے کس کس میں تقسیم ہوا۔

عید نوروز پر ایک حوض کسی حکیم نے بنایا جس میں ہر فرد رعیت اپنا اپنا جام بھرا ہوا اندیل دیتا تھا اور جب وہ اس بھرے ہوئے حوض میں جام لگاتا تھا تو اسی کا ڈالا ہوا اس میں لہجاتا تھا۔ محل شاہی میں مزود کی عدالت کے آگے ایک حوض ایجاد کیا گیا تھا جس میں ٹھنڈے پانی ہوتا تھا۔ مدعی مدعی علیہ اس میں اتار دیے جاتے تھے اور جب تک وہ سچ سچ بیان دیتے تھے وہ پانی ٹھنڈے تک ہی رہتا تھا اور ادنیٰ دروغ بیانی پر بیان دینے والے کے سر پر وہی پانی چڑھ جاتا تھا۔

یہ ملک کی نشانیاں قدرت کاملہ کی ان کے دماغوں سے ظاہر کی گئی اور دکھائی گئی۔ ایسے ہی آج تک جام جمشید۔ آئینہ سکندری۔ ایر و پلین میڈیو۔ واٹر لیس ٹیلیفون۔ ٹیلی ویژن ایجاد ہوتے رہیں ہیں۔

جن کو دیکھ کر اس قدر مطلق کی نشانیوں کو انفس انسانی میں مشاہدہ کرتا ہے اور جس میں ذرہ بھر ایمان ہے وہ سننہم آیتنا فی الأفاق پر اور فی انفسہم پر ایمان لے آتا ہے۔ غرض کہ نفوس انسانی اور آفاق عالم ان تمام نشیوں قدرت کی آئینہ دار ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اس قادر و قیوم نے اسلام کا فروغ دکھانے کو مشرق و مغرب میں فتوحات دیں۔ مشرکین مکہ کو بدر میں ذلیل کیا اور نفوس انسانی سے اختراعات اور ایجادات کا مشاہدہ کرایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت و حقانیت ظاہر نہ ہوتی تو ان سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اپنے حبیب پاک سید لولاک زبان العرب و العجم تاجدار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔

أَدَلُّكُمْ يَكُنْ بَرِيكٌ أَتَى عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا۔ کیا یہ نشیوں قدرت تمہارے رب کی انکے لیے کافی نہیں کہ وہ جان لیں کہ اشیاء عالم ناخبر و ناخبر کو راہ ہے۔

خبردار ہو کہ یہ تو اپنے رب کے حضور میرے ہونے سے بھی شک میں ہیں انہیں تو اس کے ملنے میں بھی تامل ہے کہ قیام قیامت پر جمال الہی کا مشاہدہ کیا جائے حالانکہ آلات سبک نشیوں غیبت

وہ ہر شے پر غیظ ہے کوئی شے اس سے مخفی اور مستتر نہیں ذرات عالم اس کے آگے روشن اور ظاہر ہیں۔ اور اس کی عطائے
 اس کے حبیب حبیب جناب مصطفیٰ علیہ الخیرہ و الثناء پر بھی طوبی کا پتہ نہیں ملتا مگر ظاہر ہے
 زمین کا ذرہ نہیں چمکتا مگر علم مصطفیٰ میں ہے جتنی کہ حضور کے پر تو صورت سے غوث الثقلین قیمت
 بلکہ نین منیت الملوین سیکڑی شیخ عبد القادر جیلانی اپنی وسعت نظر اس طرح ظاہر فرماتے ہیں
 نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كُنْتُ كَأَنَّ عَلَى حُكْمِ الْفَصَالِ
 کہ کائنات عالم پر جب میں نے نظر ڈالی تو رائی کے دانہ کی طرح سب مجھ پر منکشف ہوا۔
 وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

سورۃ شوریٰ

بامحاورہ ترجمہ پیلار کو ع سورۃ شوریٰ ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمَنُوْا عَسَىٰ
 یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنی کو
 اللہ اور اس کا حبیب جناب مصطفیٰ ہی جانتے ہیں
 ایسے ہی وحی فرماتا ہے آپ کی طرف اور آپ
 سے پہلے نبیوں کی طرف اللہ جو غالب حکمت
 والا ہے۔
 اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں
 اور وہی بلند ہی و عظمت والا ہے۔
 قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شوق
 ہو جائیں اور فرشتے تسبیح کہتے ہیں اپنے رب
 کی حمد کے ساتھ اور بخشش ملکتے ہیں ان کے لیے
 جو زمین میں ہیں خبردار رہو بیشک اللہ بخشنے والا
 لَسَا مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
 وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ
 تَكَوَّمُ السَّمٰوٰتِ يَتَقَطَّرٰنِ مِنْ فَوْقِهِنَّ
 وَالْبَلٰسِغٰتُ يَسْبِعُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِنَّ
 كَيْسْتَعْفَرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ الْاِلٰهَاتِ
 اللَّهُ هُوَ الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

رحم فرماتے والا ہے
اور وہ لوگ جو پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اپنا
مددگار وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ (مے محبوب) ان کے ذمہ دار نہیں۔

اور ایسے ہی ہم نے عربی قرآن کی وحی فرمائی آپ کی طرف تاکہ ڈرائے جائیں مگر والے اور جتنے اس کے گرد بس رہے ہیں تاکہ ڈرائے جائیں وہ کھٹے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شبہ نہیں ایک جماعت جنت میں اور ایک جہنم میں ہوگی۔

اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک جماعت بنا دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل فرماتا ہے اور مشرکوں کا کوئی دوست اور مددگار نہیں کیا وہ لوگ جنہوں نے پکڑے اللہ کے سوا اور مددگار تو بے شک اللہ ہی سب کا والی اور مددگار ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ
اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ

بِوَكِيلٍ

وَكُنَّا لَكَ آذُنًا غَيْرَ سَمِيْعَةٍ
لَتُنذِرَنَّهُمْ الْقُرْآنُ وَمَنْ حَوْلَهَا
وَلَتُنذِرَنَّهُمْ الْيَوْمَ أَجْمَعِينَ فِيهِ فُرُوقٌ
فِي الْجَنَّةِ وَفِرْتِي فِي السَّعِيرِ

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً
وَلَكِنْ بِيَدِ اللَّهِ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ
وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ دَلِيلٍ إِذْ أَصَابَهُ
أَمُّ الْيَتَامَى مِنَ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاذَلَّهُ
هُوَ الْوَالِي وَهُوَ يُجِيبُ الْمَوْتَى وَهُوَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

لفظی ترجمہ

تو جی۔ وحی کرتا ہے	گن لک۔ ایسے ہی	حسق	خو
الذین۔ انکی جو	الی۔ طرف	و۔ اور	الیک۔ تیری طرف
الحکیم۔ حکمت والا	الغریب۔ غالب	اللہ۔ اللہ	من قبلک۔ تجھ سے پہلے
السموات۔ آسمانوں کے	فی۔ بیچ	ما جو	کہ۔ اسی کا ہے
الأرض۔ زمین کے ہے	فی۔ بیچ	ما جو	و۔ اور
العظیم۔ بڑا	العلی۔ بلند ہے	هو۔ وہ	و۔ اور

تکادہ - قریب میں

السَّمَوَاتِ - آسمان کہ

يَنْظُرْنَ بِحَيْثُ جَاءُوا مِنْ قَوْمِهِمْ لِيُنَادُوا بِهِ

الْمَلَائِكَةُ - فرشتے

لِيَسْمَعُوا - تسمیع کیے ہیں

و۔ اور

وہم - رب اپنے کے

لِيَسْتَعْفِفُوا - بخشش مانگتے ہیں

الْأَرْضِ - زمین کے ہے

إِنَّ مَشِيكَ

هُوَ - وہی

الرَّحِيمِ - بخشنے والا ہے

الْعَفُورِ - غالب

الَّذِينَ - وہ جنہوں نے

مِنْ دُونِهِ - اسکے سوا

حَفِظُوا - نگہبان ہے

اللَّهُ - اللہ

أولیاء - کارساز

عَلَيْهِمْ - ان پر

مَا - نہیں

عَلَيْهِمْ - ان کا

كَذَلِكَ - ایسے ہی

و۔ اور

بوكيل - ذمہ دار

أَوْ جُنُودًا - وحی کی سمنے

عَسْرِيًّا - عزی کی

قَارَأْنَا - قرآن

لِنُنذِرَ - تاکہ تو ڈرائے

مَنْ - جو

و۔ اور

أمر القری - سکے والوں کو

حَوْكَمَا - اس کے گرد ہیں

يَوْمَ - دن

نُنذِرَ - تو ڈرائے

الْجَمِيعِ - قیامت سے

الْجَنَّةِ - جنت کے

فِي - بیچ

فریق - ایک جماعت

و۔ اور

السَّعِيرِ - دوزخ کے

فِي - بیچ

فریق - ایک جماعت

لِيَجْعَلَهُمْ تَوْبَاتٍ لَكُمْ

اللَّهُ - اللہ

شَاءَ - چاہے

تو - اگر

أَيُّكُمْ - لیکن

و۔ اور

فَأَجِدَكَ - ایک

امت - جماعت

فِي - بیچ

بَيْنَهُمَا - چاہے

مَنْ - جسے

تَدْخُلُ - داخل کرتا ہے

مَا - نہیں

الظَّالِمُونَ - ظالم

و۔ اور

رحمت - اپنی رحمت کے

لَا - نہ

مِنْ قَبْلِ - کوئی دوست

لَمْ - ان کے لیے

مِنْ دُونِهِ - اسکے سوا

أَتَمَّنُوا - پکڑے اہوتے

أَمْ - کیا

نصیب - بد و کار

الْوَالِي - دوست ہے

هُوَ - وہی

فَأَلَّه - تو اللہ

أولیاء - دوست

الْمَوْتَى - مردوں کو

يُحْيِي - زندہ کرتا ہے

هُوَ - وہی

و۔ اور

كُلِّ - ہر

عَلَى - اوپر

هُوَ - وہ

و۔ اور

قَدِيرٌ - قادر ہے

شئی - شے کے

مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۃ شوریٰ ۲۵

اس سورہ مبارکہ میں پانچ رکوع اور ۵۳ آیتیں ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی۔
 حصہ ۱۰ حَسَّتْ حروف مقطعات کے متعلق پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ اس کے حقیقی معنی
 کو سوائے اللہ اور اس کے حبیب جناب مصطفیٰ کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ یہ رموز ہیں جو بقول شایع
 میان طالب و مطلوب رمز نسبت کرانا کا تہیں راز و خبر نیست

لیکن معنی تاویلی کے اعتبار سے یہ معنی بن سکتے ہیں کہ حاء سے حاء مراد ہے اور میم سے
 محمود یعنی سے عالم علوم غیبیہ اور سین سے سید عالم۔ اور قاف سے قاسم کو نہیں مراد ہیں۔
 تفسیر ابن عباس کے مطابق یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنی کو تمام مفسرین نے
 لکھا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا رَدَّ حَقِیْقَتِ مَعْنٰی كُوَاللّٰہِ ہٰی جانتا ہے یا وہ جس پر یہ قرآن کریم نازل ہوا۔
 لیکن معنی تاویلی اگر ایسے کیے جائیں جو احادیث اور قصوں کے خلاف نہ ہو تو جائز ہیں چنانچہ ہم
 نتیج میں ان حروف کے معنی بھی پیش کرتے ہیں وہ ہوندا۔

حاء سے مراد حاد الہی جناب مصطفیٰ ہیں اور میم سے مراد محمود کائنات جناب مصطفیٰ صلے
 اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سین میں جامعیت علم مصطفیٰ ظاہر کی گئی یعنی ہمارے حبیب علم لدنی کے عالم
 اور علوم غیبیہ کے واقف ہیں سین سے مراد حضور کی سیادت ہے جس سے مراد سید عالم صلے اللہ علیہ
 وسلم کی ذات لی جاسکتی ہے اور قاف سے مراد قاسم کو نہیں سید الثقلین ہیں آگے ارشاد ہے
 اَکَذٰلِكَ یُوحٰی اِلَیْكَ وَاِلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ اللّٰہَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ ایسے ہی وحی فرماتا ہے خدا
 کریم آپ کی طرف اور ان کی طرف جو پہلے انبیاء گذر چکے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

اس میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ وحی انبیاء کے سوا کسی اور پر نہیں آتی اور اگر آتی ہے تو وہ خفیہ
 پیغام کے معنی میں ہے جیسے اُوْحٰی دُکْبٰکَ اِلٰی النَّحْلِ۔ اُوْحٰیْنَا اِلٰی اُمَّمٍ مُّؤْمِنٰتٍ وَغَیْرَہ۔
 یہ یعنی القاد والہام خداوندی ہے۔ مگر وہ وحی نذر لیبہ فرشتہ آتی ہے وہ صرف اور صرف انبیاء
 کریم پر ہی آتی ہے۔ اور جو مدعی وحی کا ہو اور نبی نہ ہو وہ کاذب اور مفتری ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا
 وَمَنْ اٰتٰہُ مِمَّنْ اٰتٰہُ عَلٰی اٰیٰتِ اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحٰی اِلَیَّ وَ لَوْ یُوْحٰی اِلَیَّ شَیْءًا۔ اسی لیے یہاں بھی
 فرمایا کہ کَذٰلِكَ یُوحٰی اِلَیْكَ اِنَّہٗ یُوْحٰی اِلَیَّ وَ لَوْ یُوْحٰی اِلَیَّ شَیْءًا۔ اسی لیے یہاں بھی

لَمَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ بلند مرتبہ زبردست ہے۔

اس سے یہ مستفاد ہوا کہ اس ذات ستودہ صفات کے مقابلہ میں کوئی وحی بنا کر اپنی طرف سے نہیں لاسکتا اور اگر لائے گا تو اس کی وحی ایسی ہی بے معنی ہوگی جیسے نیجا بی بی کی وجہاں بے معنی ہیں۔ بہر حال وہ کلام جو وحی کے ذریعہ اللہ کی طرف سے آتا ہے وہ اپنی بلاغت و فصاحت میں اتنا بے مثل ہوتا ہے کہ انسان اس کے مقابلہ سے عاجز رہ جاتا ہے اسی لیے فرمایا گیا۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ۔ اور ارشاد ہوا قُلْ لَئِنْ أَجْمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذِهِ الْقُرْآنِ لَأَيُّنَّاتُونَ مِثْلَهُ وَلَوْ كَانَتْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

(پہلی آیت کا ترجمہ) فرمادیجئے اگر ہو تم شک میں اس سے جو تم نے اپنے بندہ خاص پر نازل فرمایا تو ایک سورت ہی اس کی مثل بنا لاؤ۔

دوسری آیت کا ترجمہ) فرمادیجئے اگر جن و انس سب اس امر پر ایجا کر لیں کہ اس قرآن کے مقابلہ میں لے آئیں تو اس کا مثل نہیں لاسکتے اگرچہ ایک دوسرے سے تعاون بھی کریں۔

اسی بنا پر فرمایا گیا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ کہ وہ بلندی و عظمت والا ہے آگے ارشاد ہے۔ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْهُ فَوَقِهِنَّ وَأَكْمَلِكُنَّ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِهِ رَبِّهِنَّ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا الَّذِينَ هُوَ الْعَقُورُ الرَّحِيمُ ایسے مدعیان نبوت کو دیکھ کہ قریب ہوتا ہے کہ ہیبت و جلال الہی سے آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں۔ اور ملائکہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور مومنین دنیا کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ میں صرف مومنین دیتا ہی مراد میں اور اگر کافر بھی ہوں تو اس طرح کہ ان کے لیے توفیق توبہ کی دعا کریں اور ایمان ملنے کی التجا ورنہ کافر کے لیے دعاء مغفرت جائز نہیں ہے۔

”خبردار ہو کہ بے شک اللہ وہ جو بخشش فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے۔“ کافر وہ خواہ مشرک ہو یا ملحد ہو اس کو دنیا میں توفیق توبہ دے کہ بخشش فرماتا ہے اور گنہگار سیاہ کا بد اعمال ان کے لیے دعاء بخشش جائز ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ دُونِهِ أُولَٰئِكَ أَلَّفَبْنَا اللَّهُ حَبِطًا عَلَيْهِنَّ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ۔ اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی (مالک) بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ اے محبوب ان کے ذمہ دار نہیں یہاں ولی۔ والی لغت کے ماتحت ترجمہ والی کا یوں کیا گیا کہ ولی کے معنی قرآن کریم میں بہت سے

ہیں جس کی توضیح ہم اس سے قبل آیت **الَّذِينَ آمَنُوا** میں کر چکے ہیں۔ اس سے مراد اولیاء کرام سے استعانت اور امداد و توسل کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اس میں مشرکین کا بتوں کو اپنا والی و مختار ماننا مراد ہے اور جو فرقہ اس سے توسل اولیاء کی مذمت میں سامی ہے وہ غلطی پر ہے اس کی تصریح ہم اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَكُنْ لَكَ آذُنًا يُبَيِّنُ لَكَ الْقُرْآنَ الَّذِي تُنذِرُ بِهَا وَاللَّيْلَ نَدُومًا مُمَجَّجًا يَلْبَسُونَ فِي الْغَيْثِ وَالْغَيْثِ فِي الْجَنَّةِ وَقُرْآنٌ فِي السَّعِيرِ۔ اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے قرآن عربی کی تاکہ آپ ڈرا میں مکہ والوں اور اس کے گرد بسنے والوں کو اور آپ ڈرا میں اگٹھے ہوئے کے دن سے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک جماعت جنت اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی۔

یہاں یوم الجمع سے مراد قیامت ہے اور قرآن کریم میں قیامت کے نام یوم الجمع کے علاوہ اور بھی بیان فرمائے گئے جو اپنے موقع پر ظاہر کیے جائیں گے ایسے ہی سعیر جنم کا نام ہے اور جنم کو بھی ایک نام سے ظاہر نہیں فرمایا۔ بلکہ تار سعیر حجیم۔ بہنم۔ حطمہ۔ حاویہ وغیرہ وغیرہ نام دیے گئے ہیں تفصیل دار اپنی جگہ بیان کیے جائیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ بَدَّلْنَا دِينَهُمْ لِمَ يَكْفُرُوا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ قَلِيلٍ ذَلَّيْلًا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک دین پر کرتا لیکن جسے وہ چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے اور مشرکوں کا کوئی والی و مددگار نہیں ہے۔

مشیت الہی مخلوق انسانی میں اتنی اثر انداز ہے کہ جسے چاہے دین پر رکھے اور جسے چاہے گمراہ کر دے **مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ مَغْتَبِي وَمَنْ يَضِلْ فَلَيْسَ لَهُ مُجْتَرِبُونَ** جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت پر ہوگا اور جسے گمراہ فرمائے وہ نقصان و خسران میں ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دلالت و ہدایت قبضتہ قدرت الہی میں ہے وہ جسے ہدایت دے لے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور وہ جسے گمراہ بنا لے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔

گویا ضلالت و ہدایت منجانب اللہ ہے اور چونکہ ہمارے علم میں نہیں کہ کون ہدایت پر پیدا ہوا اور کون گمراہی پر اس لیے تبلیغ مبلغ لازمی ہوئی اور انبیاء کرام کا تشریف لانا وہ بھی اسی غرض سے ہے کہ عامۃ الناس کے سامنے مشاہدہ ہو جائے کہ معجزات کو دیکھ بھی ایمان نہ لائے والا اور دلائل باہر کو نہ ماننے والا کون ہے اور ایک آواز پر لبیک کہنے والا اور ایمان کی روشنی لینے والا کون؟ بہر حال ضلالت و ہدایت منجانب اللہ ہوئی اور تبلیغ مبلغین اس امر کو ظاہر کرنے کے لیے مقرر

کی گئی کہ دیکھنے والے سمجھ لیں کہ کون جلی کافر ہے اور کون مومن اسی لیے فرمایا کہ اگر ہماری مشیت اسی طرف ہوئی کہ اعداد کے ساتھ کھوٹے کھرے کا امتیاز نہ رکھتے ہوئے سب کو دین پر بیدار فرادیں تو اس کے قبضہ قدرت میں تھا مگر صاف فرمایا کہ جس کو ہم چاہیں اپنی رحمت میں لیں اور جسے چاہیں عذاب کی رحمت میں مبتلا کریں۔

اس لیے کہ اگر جنت ہی جنت ہوتی اور جہنم نہ بنایا جاتا تو قدرِ عافیت کا امتیاز نہ ہوتا۔ فلاسفہ کا اصول ہے کہ تعرفُ الاشیاء باعدادہا ہر شے کی قدر و قیمت ضد کے تقابل سے ہوتی ہے اسی وجہ میں صحت کی ضد مرض رکھی دن کی ضد رات بنائی۔ آرام کی ضد محنت ہوئی رشک سیری کی ضد بھوک ہوئی۔ پیاس کی ضد سیرانی غرض کہ ہر چیز کے ساتھ اس کی ضد رکھی گئی تاکہ قدر نعمت ذہن نشین ہو سکے اسی لیے مخلوق کا خالق ایک ہے وہی کافر بنا تا ہے وہی مومن اس بنا نے میں حکمت پر ہی ہے کہ ضد کے مقابلہ سے مخلوق قدر و قیمت سمجھ سکے۔ بہر حال فرمایا

وَلٰكِنَّ يٰٓاٰخِلَآءَ مَنْ كٰتَبْنَا فِيْ رَحْمٰتِنَا وَ الطَّمُوْنٰ مَا كُنْتُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا تَصِيْبُوْا لِعٰنِيْ سَمِ خَمَارِ لَيْسَ
ہیں کہ جسے چاہیں اپنی رحمت میں لے کر جنت کا مستحق بنا دیں اور جسے چاہیں جہنم کا کندہ کر دیں۔

اور صفت صناعت بھی اسی امر کی مقتضی ہے جیسے بلاشبہ ترکھان اسی لکڑی سے قیمتی صندوق اور ریل کے ڈبے اور موٹروں کی باڈیاں بنا لے اور اسی لکڑی سے چار چار پیسے کے کھلونے تیار کر کے بازار میں لاتا ہے لیکن کسی مصنوع کو حق اعتراض نہیں ہوتا۔ مصنوع ہمیشہ صانع کی صفت کاری پر ظاہر ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا بنا ہو یا ادنیٰ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مٹی کے کھلونے ایک ایک پیسہ کے چار چار بھی بنا لے جاتے ہیں اور ایک روپیہ کا ایک بھی تیار ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مٹی ایک ہے مگر صنعت صناعت کی دستکاری سے اس کی قدر و قیمت گھٹا بڑھا دیتی ہے ایسے ہی اس صناعت مطلق نے خَلَقَ مِنْ تَرَابٍ فَمَا كَرِهَ الْجَہْلُ بَہِیْ بَنٰی اَوْ الْبُلُوْہِبُ بَہِیْ
اور اسی مٹی کو کھار کر صدیق اکبر اور فاروق اعظم پیدا کیے۔ اسی مٹی سے عورت قطب۔ ابدال پیدا فرمائے اور اسی مٹی کو اتنا منور کیا کہ انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الانبیاء جناب مصطفیٰ پیدا ہوئے اور چشم حق بین نے ان کے متعلق فیصلہ کیا اور کہہ دیا ہے

وَاللّٰذِجَالُ سَمِ یَاكُ تَرُوْحِیْ فَاكُ نَاوِیْ
تو جان پاکی سر بسرے آٹ خاک کے نازین
ایک مگر در کوشے تو صد جان پاک نے نازین
پاکال نہ دیدہ روئے تو جان دادہ اندر کوئے تو
چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی مٹی ہے جو بلجیم کے شیشوں کی شکل میں نظر آتی ہے اور وہی مٹی

ہے جس سے بجلی کے بلب بن کر ظلمت کو نور سے بدل دیتے ہیں اور وہی مٹی ہے جس سے مکان تعمیر ہو رہے ہیں اور وہی مٹی ہے جو لاکھوں اور کروڑوں کے پیروں تلے کھنڈ رہی ہے یہ سب اس صناعت مطلق کی شیون قدرت ہیں جو دماغ انسانی کے اختراع سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ پھر اس صناعت مطلق کی صنعت کمال تو ایسی ہے مثل ہے کہ اس کا مقابلہ مخلوق کے دماغ نہیں کر سکتے اگرچہ اس نے بھی اپنے دماغی اختراع سے مٹی کو ناطق بنا لیا اور ریکارڈ کی شکل میں گراموں پر بلوایا۔ کان سے دہاتیں نکال کر جو محض جماد حقین دوسرے کی آواز کو جذب کر کے ہمیں سننے کے قابل بنا دیا جیسے

ریڈیو، واٹر لیس، ٹیلیفون وغیرہ

بہر حال وَ لَکِن یُدْجَلُ مَنْ یُشَاءُ فِی رَحْمَتِہِ فَا کرہ اپنی مشیت کا ملکہ کا عام اثر ظاہر فرما دیا۔ اور الظالمون کہہ کر مشرکوں کو ظالم کر دیا اس لیے کہ قرآن کریم میں شرک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ تو مشرک سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ اسی لیے مشرکوں کو ظالم فرما کر اپنی حمایت و نصرت سے محروم کر دیا اور فرما دیا۔

مَا لَهُمْ مِنْ کُوْنِیْ دَلَا تَصْبِرُ یعنی ان کا کوئی والی اور مددگار نہ ہوگا۔

اور طرز بیان میں اشارۃ النص کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میدانِ حشر میں والی و مددگار انہیں کا نہیں ہو سکتا جو ظالم اور مشرک ہیں باقی رہے ہم جیسے سپاہ کار بد کردار ان کے لیے شفاعت مصطفیٰ اور حمایت اولیاء والی و ناصر ہے اور جو اس کا انکار کرنے والے ہیں وہ ظالم اور مشرکین کے ہمنوا ہیں آگے ارشاد ہے۔

اِمَّا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہِ اَوْلِیَاءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَ هُوَ یُحِیُّ الْمَوْتِی وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہر لیے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہی مردوں کو جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس میں مشرکین کا رد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو اپنا والی بنا لیا اور معبود ٹھہرایا تو اس کا جواب دیدیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی قادر مطلق ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ شوریٰ ۲۵

وَمَا اُخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ فَحُکْمُہِ
اور جو اختلاف تم اس میں دین میں کسی قسم کا بھی کرو

إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَالْيَسْرَ أُتِي بِهِ

تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہی اللہ میرا
رب ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی
کی طرف جھکا ہوا ہوں۔

اور وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے
تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور
نروادہ جو پائے اس میں تمہاری نسل پھیلانا
ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ
سننا دیکھتا ہے۔

كَاطَرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَجَعَلَكُمْ مِنْ
أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا
يَذَرُكُمْ فِيهَا لِيُبْشِرَ كَثَلَهُمْ شَيْءٌ وَهُوَ
الْمَسْمُوعُ الْبَصِيرُ

اسی کے لیے میں کچیاں آسمانوں اور زمین کی
رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور
تنگ فرماتا ہے جس پر چاہے بے شک وہ
سہرہ چیز کا جاننے والا ہے۔

لَمْ يَخْلُقْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَسِطَ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم
نوح کو ہوا اور جو وحی فرمائی ہم نے تمہاری طرف
اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ
کو یہ کہ دین کو ٹھیک رکھو اور تفرقہ انداز میں اس
میں نہ کرو بھاری ہے یہ مشرکوں پر جس کی طرف
آپ بلارہے ہیں اللہ جن لیتا ہے دین کی طرف
جسے چاہے اور اسے راہ دیتا ہے جو اس کی
طرف جھکے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى
بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ
عِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا
فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ
اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

اور نہیں اختلاف کیا مگر بعد اس کے کہ انہیں
علم آجیکتا تھا آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے
رب کا حکم نہ ہو جیکتا ہوتا تو کب کا فیصلہ ہو جیکتا
ہوتا مگر وہ لوگ جن کو وارث کیا کتاب کا بعد
ان کے بے شک وہ شک میں دہو کہ کھٹے

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ
الْعِلْمُ بَعْضًا مِنْكُمْ وَكُلًّا كَلِمَةً سَبَقَتْ
مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَقَضَىٰ
بَيْنَهُمْ وَأَنَّ الَّذِينَ أَتَوْا الْكِتَابَ
مِنْ بَعْدِهِمْ كَفَىٰ شَكًّا مِنْهُمْ

ہوئے ہیں۔

تو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشات کی اور کہہ کہ ایمان لایا میں اس پر جو اللہ نے کتاب سے نازل کیا اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں عدل کروں تم میں اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل کوئی جھگڑا نہیں ہم میں تم میں اللہ ہم سب کو جمع کیے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اور وہ کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ قبول کر چکے اس کی دعوت کو ان کی ذلیل محض بے اثر ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان کے اوپر غضب الہی ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

اللہ وہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور انصاف کی ترازو اور تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔

جلدی کرتے ہیں اس قیامت کی جو ایمان نہیں اس پر اور جو ایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت حق ہے خبردار رہو وہ جو قیامت کے بارہ میں شک کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

اللہ کرم فرماتا ہے اپنے بندوں پر جو چاہے دے اور وہی قوت والا غالب ہے۔

مُرِّيْبِه

فَلْيَذَلِكِ قَادِحٌ فَاسْتَقِمْ كَمَا أَهْرَتْ
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَقَدْ أَمَدَّتْ
بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأَهْرَتْ
لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَ
رَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ
لَا نُحِبُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَالْيُسْرَى الْمَصِيرَةَ

وَالَّذِينَ يَمُوجُونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ
مَا اسْتَجِيبَ لَهُمْ دَاحِضَةً
عَنْ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
وَالْبَيِّنَاتِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ
السَّاعَةَ قَرِيبٌ

لَيَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ
مِنَهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّ الْحَقَّ الْأَنَّ
الَّذِينَ يَمُوجُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي
ضَلَالٍ بَعِيدَةٍ

اللَّهُ كَطِيفٌ بَعَادَةً يَدْرِي مَنْ
يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ

لفظی ترجمہ

وہ اور	مَاجُو	اِخْتَلَفْتُمْ	اختلاف کرو تم	فِيهِ	اس میں
مِن شَيْءٍ كَظَهَرِي	تُو اسکا فیصلہ	الِي	طرف	اللَّهِ	اللہ کے ہے
ذَلِكُمْ يَوْمَ	اللَّهُ	رَبِّ	میرا رب	عَلَيْهِ	اسی پر
تَوَكَّلْتُ	وہ اور	الِيهِ	اسی کی طرف	أَنْبِيَاءٍ	میں رجوع کرتا ہوں
فَاطِرٍ	السَّمَوَاتِ	وہ اور	آسمانوں	الْأَرْضِ	زمین کا
بَعَلِكُمْ	مَنْ أَنْفَسِكُمْ	مِنَ الْجَانُونَ	اپنی جانوں سے	أَذَا جَا	جوڑے
وہ اور	مِنَ الْأَنْعَامِ	مِنَ الْجَانُونَ	چارپالیوں سے	أَذَا جَا	جوڑے
يَذُرُّ	كَمْ	فِيهَا	میں	لَيْسَ	نہیں ہے
كَمَثَلِ	شَيْءٍ	وہ اور	کوئی چیز	هُوَ	وہ ہے
السَّمِيعِ	الْبَصِيرِ	لَا	اسی کے پاس ہیں	مَقَالِيدُ	کھچیاں
السَّمَوَاتِ	وہ اور	الْأَرْضِ	زمین کی	بَسِطُ	پھیلاتا ہے
الرِّزْقِ	لَمَنْ يَحْكُمُ	بِشَاءٍ	چاہے	وہ اور	
يُقَدِّرُ	إِنَّهُ	بِحُكْمٍ	تمہارے	شَيْءٍ	چیز کو
عَلَيْكُمْ	شَرَعَ	مَقْرَرًا	مقرر کیا	مِنَ الدِّينِ	دین
مَاجُو	وَصِي	وَصِيَّتِ	کی لفظی	تَوَجَّأَ	نوح کو
وہ اور	الَّذِي	وہ جو		إِلَيْكَ	تیری طرف
وہ اور	مَاجُو	وہ جو		وَصَيَّنَا	وہ اس کی
أَبَوَاهِمْ	وہ اور	مُؤْمِنِي	مومنین	وہ اور	
عِيسَى	أَنْ	أَقْبُوا	ٹھیک رکھو	الدِّينِ	دین
وہ اور	لَا	تَقْرَأُوا	فرقے بناؤ	فِيهِ	اس میں
كَبُرَ	عَلَى	المشركين	مشرکوں کے	مَاجُو	
تَدْعُو	هُوَ	الْبِدْعِ	طرف اسکی	اللَّهُ	اللہ

يَجْتَبِي جُن لَيْتَا هے

۵۔ اور

يُنْيَبُ رَجُوعِ كَرِهے

الَا مگر

الْعِلْمُ عِلْم

لَوْ اگر

مِنْ رَبِّكَ تَبْرے رب کے

لَقَضَىٰ توفیق سے ہوجانا

الذَّيْنِ وہ جو

لَفِي بیچ

فَلَذَلِكَ تو اسی لیے

کَمَا جیسے

تَتَّبِعْ پیروی کہ

قُلْ کہہ

اللَّهُ اللہ کے

لَاَعْدِلَ انصاف کروں

۵۔ اور

حَجَّتْ جھگڑا

اللَّهُ اللہ

الْيَبِ اسی کی طرف

يُحَاوِنُ جھگڑتے ہیں

مَا اس کے کہ

دَا حِصَّةً کمزور ہے

عَلَيْهِمْ ان پر

الْبِہِ اپنی طرف

يَهْدِي ہدایت دیتا ہے

۵۔ اور

مِنْ بَعْدِ بعد

بَعِيَا حسد کرتے ہوئے

لَا نہ ہوتی

إِلَى طرف

بَيْنَهُمْ ان میں

أُورُثُوا وارث ہوئے

شَكَّ شک کے ہیں

فَادَّعَ بلاؤ

أُحْرَتِ آپ کو حکم ہوا

أَهْوَا نخواستوں

أَصَدَّتْ میں ایمان لایا

مِنْ كِتَابِ کتاب

بَيْنَهُمْ تم میں

رَبُّكُمْ تمہارا رب

لَكُمْ تمہارے لیے

بَيْنَنَا ہمارے

يَجْمَعُ جمع کرے گا

الْمَصِيدُ پھرنے سے

فِي بیچ

أَسْتَجِيبُ قبول کرے گا

عَتَدَا تزدیک

عَضَبُ غضب ہے

مَنْ جسے

الْبِہِ اپنی طرف

مَا نہ

مَا اس کے کہ

بَيْنَهُمْ سب میں

كَلِمَاتٍ بات

أَجَلٍ مدت

۵۔ اور

الْكِتَابِ کتاب کے

مِنْهُ اس سے

۵۔ اور

۵۔ اور

هُنَّ انکی کی

بِنَا اس پر جو

۵۔ اور

اللَّهُ اللہ

لَنَا ہمارے لیے

أَعْمَالِكُمْ تمہارے عمل

۵۔ اور

بَيْنَنَا ہم سب کو

۵۔ اور

اللَّهُ اللہ کے

كَذَلِكَ اس کو

ذَرَبْتُمْ تمہارے رب کے

۵۔ اور

تَشَاءُ چاہے

مَنْ اسکو جو

تَفَرَّقُوا اختلاف کیا انہوں نے

جَاءَهُمْ انہوں کے پاس

۵۔ اور

سَيَفْتَحُ پہلے گزری ہوئی

مُسْتَمِي مقرر کے

إِنَّ بیشک

مِنْ بَعْدِهِم ان کے بعد

مُرْتَبِ دھوکے میں

أَسْتَقِيم ثابت قدم رہو

لَا نہ

۵۔ اور

أَنْزَلَ اتاری

أُحْرَتِ مجھے حکم ہے کہ

ذُنُبَنَا ہمارا رب ہے

أَعْمَالَنَا ہمارے عمل

لَا نہیں

بَيْنَكُمْ تمہارے درمیان

۵۔ اور

الذَّيْنِ وہ جو

مِنْ بَعْدِ بعد

عَلَيْهِمْ انکی دلیل

۵۔ اور

لَهُمْ ان کے لیے

عَذَابٌ عَذَابٌ	سَعِدٌ يَدٌ سَعِدٌ	أَعْلَهُ - اللهُ	الَّذِي رَوَى بِهِ جَسَدِي
أَذَلَّ - اناری	الْكِتَابِ - کتاب	بِالْحَقِّ - ساتھ حق کے	وَ - اور
لِلَّذَانِ مِنْ أُمَّةٍ	وَ - اور	مَا كُنِيَ	يُنَادُونَ بِمِيزَانٍ
فَلَمْ يَشَاءُوا	السَّاعَةَ - قیامت	قَرِيبًا - قریب ہو	فَلَمْ يَشَاءُوا
مِنْهَا - اس کی	الَّذِينَ رَوَى بِهِ	لَا - نہیں	مِنْهَا - اس کی
مِنْهَا - اس پر	وَ - اور	الَّذِينَ رَوَى بِهِ	مُسْتَقْلُونَ - ڈرتے ہیں
مُسْتَقْلُونَ - ڈرتے ہیں	مِنْهَا - اس سے	وَ - اور	أَنَّهُمْ كَرِهُوا
أَنَّهُمْ كَرِهُوا	الْحَقُّ - حق ہے	الْأَكْرَبُ - خرد دار	الَّذِينَ رَوَى بِهِ
الَّذِينَ رَوَى بِهِ	يُمَادُونَ - جھکاتے ہیں	فِي - بیچ	فِي - بیچ
فِي - بیچ	ضَلَالٍ - گمراہی	يُعِيدُ - دور میں ہیں	لَطِيفٌ مِمَّنْ أُنزِلَ بِهِ
لَطِيفٌ مِمَّنْ أُنزِلَ بِهِ	بِعِبَادِهِ - اپنے بندوں پر	يُرْزَقُ - رزق دیتا ہے	فِي - بیچ
فِي - بیچ	وَ - اور	هُوَ - وہ	فِي - بیچ
فِي - بیچ			الْعَزِيزُ - غالب

حل لغات تاورہ

فاطر پیدا کرنے والا۔
 يُنَادُونَ كَمَا از دَرُوْا جسکے معنی پھیلانے کے آتے ہیں۔
 مَقَالِيدُ جَمْعُ هَيْبَةٍ کسی شے کے باز دھنے کو کہتے ہیں پھر اسکو کنجی کے معنی میں استعمال کیا گیا۔
 يَجْتَنِبُ اجْتِنَاءٌ سے بچنے کے معنی دیتا ہے۔
 يَنْدُبُ از اِنَابَةٍ جھکنے کے معنی دیتا ہے۔
 لَفِيًا لِفَاوْتٍ اور حَسَدٍ کے معنی دیتا ہے۔
 كَا حَصَّةٍ وَ حَصٌّ لَفْتٌ ہیں پھیلنے کو کہتے ہیں بولا کرتے ہیں الْمَطْرَقُ قَدْ حَصَّنَ التَّلَاعَ اَنَّى هَر لَقَّةً
 يُمَادُونَ - غمخوارت کہتے ہیں مجادلہ کو لیا گیا ہے عرب کے قول هَرَيْتُ النَّاقَةَ اور یہ اس موقع پر بولا جاتا
 ہے جب اونٹنی کو دودھ دوہنے کے وقت اس کے تھنوں کو شدت و سختی سے ملا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ شوریٰ ۲۵

دَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكِّمُوا إِلَى اللَّهِ ذَالِكُمْ اللَّهُ رَبِّيَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
 تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہ ہے اللہ میرا رب اسی پر میں بھروسہ
 کرتا ہوں اور میں اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

اس میں مخاطب ہے مومنین کو کہ تمہارے اور مشرکین کے مابین جو کچھ بھی اختلاف ہے اس کا فیصلہ
 اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور اسی پر فرمایا گیا حضور کو ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبِّيَ ذَا ارشاد ہوا کہ یہ میرا رب جو اللہ
 ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ مشرکین کے اختلافات
 مومنین کے ساتھ جو کچھ بھی ہیں اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہے۔ رہا تکلیف مبلغ کی سعی یا آیت
 سیف کے ذریعہ ان کو اگر اہ کے ساتھ اسلام میں لانا ان کے ہوتے ہوئے بھی فیصلہ قطعی اللہ تعالیٰ ہی کے
 حضور میں ہوگا۔ اسی وجہ میں اگر اہ و اجار سے اسلام لائیوالے ریب و شک میں رہ کر منافق کہلائے گئے
 ارشاد ہے۔

فَإِطْرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذُرُّكُمْ
 فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں
 میں سے جوڑا۔ اور چار پالوں میں سے نر و مادہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس میں نہیں کوئی اس کی مثل
 اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کو سب سے بڑی اہم مخلوق کے ساتھ ظاہر فرمایا جو آسمان اور
 زمین ہے اس کے بعد بنایا کہ تمہاری پیداوار تمہیں میں سے نر و مادہ بنا کر ہم نے کی اور ایسے چار پالوں میں
 نر و مادہ بنا کر تمہارے لیے بنائے اور بڑھنے کے ذریعے بنائے۔ اور اس کی مثل مخلوق میں کوئی نہیں۔
 حالانکہ وہ سنتا دیکھتا ہے۔ لیکن اس کا سنتا دیکھنا ہمارے سننے اور دیکھنے کے مشابہ نہیں ہے۔
 ہم سمیع ہیں لیکن آگہ سماعت کے محتاج۔ بصیر ہیں مگر آگہ بصارت کے بغیر ہم اندھے ہیں۔
 اسی بنا پر اجاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صفات الہیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔
 سَمِيعٌ لَا يَأْتِيهِ لَذِيٌّ - يَصِيحُ لَا يَأْتِيهِ لَذِيٌّ۔ اس کی صفت سماعت اور بصارت محتاج آگہ نہیں۔ آلات اس
 کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ کان اس نے بنایا۔ صمخ اذن بنا کر مطرقة الاذن میں دوسرے کی آواز کو پہنچایا

اور انسان کو سمیع بتایا۔ اور اس پر حدیث و تغیر کا یہ اثر رکھا کہ اگر صماخ اذن ہو جائے تو یہ سمیع نہیں رہتا۔ مطرقة الاذن میں سختی آجائے تو بہرے سستی کہ کان کے کسی پرزہ میں کوئی نقص آجائے تو یہ سمیع نہیں رہتا حالانکہ سمیع ہے مگر اس کی قوت سامعہ متغیر الکلیفیت اور حادث ہے۔

اسی بنا پر عالم کے لیے مناطق نے حکم لگایا کہ الْعَالَمُ حَادِثٌ اس کی وجہ بتائی لَانَّهُ مُتَغَيِّرٌ اور صفات الہی انہی ابدی سرمدی غیر متغیر اور غیر حادث ہیں اسی لیے فرمایا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں پھر واو عالیہ سے عطف کر کے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ فرمایا۔

یعنی صفت سماعت و بصارت میں ہم سمیع و بصیر ہیں اور تم بھی سمیع و بصیر ہو مگر ہماری صفت قدیم ازلی ہے اور تمہاری صفت حادث و متغیر یہی کیفیت بصارت کی ہے جل و علائقہ الکریم بصیر ہے مگر اس کی بصارت کسی آلہ کی محتاج نہیں کسی حد کی محتاج نہیں وہ کائنات کو دیکھنے والا ہے اس کے لیے قرب و بعد کی کوئی حقیقت نہیں وہ جیسا قریب سے دیکھتا ہے اتنا ہی وہ بعید سے برخلاف ہمارے کہ ہماری بصارت ایک حد سے شروع ہے اور ایک حد تک ہے اس حد سے ورے ہم نہ دیکھیں ہوتے ہوتے بھی ہم دیکھنے سے قاصر ہیں اور حد سے آگے باوجود صحت بصارت کے ہم دیکھنے سے عاجز ہیں۔

اسی لیے فلاسفہ نے کہا کہ انسان کی بصارت و سماعت غایت قرب میں انتہائے خفا و استتار کی مقتضی ہے اور یہی حال سماعت کا ہے کہ غایت قرب و غایت بعد میں وہ سنتے سے روکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وجود باری تعلقے واجب الوجود ہوتے ہوئے اپنے غایت قرب کی وجہ میں ہماری نظروں سے مخفی ہے اس لیے کہ فرمایا تَمَحَّنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَدِيدِ ہم تمہاری دل جہاں سے بھی زیادہ قریب ہیں تو انسان کی جان بوجہ غایت قرب انسان سے مخفی ہے تو پھر ذات واجب الوجود تعلقے شانہ کا قریب درجہ اقرب میں ہے۔ پھر وہ نظر میں کیسے آئے اور اس کا ادراک نظر کیونکر کر سکے۔

بہر حال اپنی دو صفت سماعت و بصارت کو ظاہر فرما کر بتایا کہ سمیع و بصیر ہم بھی ہیں اور تم بھی مگر ہماری سماعت و بصارت لَا بِالْأُذُنِ وَلَا بِالْأَعْيُنِ ہے کسی آلہ کی محتاج نہیں۔ قرب و بعد کی پابند نہیں۔ تو کیسے کَمِثْلِهِ شَيْءٌ کی موجودات پر حاوی نہ سماعت میں ہمارا متیل نہ بصارت میں کوئی مثیل یا آنکہ ہم سمیع و بصیر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

كَمَا مَقَالَيْدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ رَبَّكَ شَدِيدُ
عَلِيمٍ۔ اسی کے لیے ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی فراخ کرتا ہے جس کے لیے چاہے رزق اور محدود
فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے

مقالید سماوات وارضی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور سگان سماوی وارضی۔ روزی کفراخ
اور محدود کر دینا۔ یہ سب اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور وہ ہر شے کا جلنے والا ہے تو اس کی حکمت
بالغہ کا مقتضی یہی ہے کہ اس کی مشیت سے اس کے علم کے ماتحت رزق فراخ ہو اور تنگ اس میں
کسی کو دخل اندازی کا حق نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ
وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ
اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ۔

تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو تم نے تمہاری طرف وحی
کی اور جس کا حکم تم نے ابراہیم۔ موسیٰ اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رہو تم دین پر اور اس میں اختلاف سے فرقی
نہ بناؤ۔ بھاری ہے مشرکین پر جس کی طرف تم انہیں بلائے ہو اللہ اپنے قرب کے لیے جسے چاہے چن
لیتا ہے اور ہدایت دیتا ہے شریعت کی طرف اسے جو چھوٹے۔

آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو سب سے پہلے
بنی گذرے ہیں ان سے لے کر ابراہیم۔ موسیٰ و عیسیٰ حتیٰ کہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التناذہ تک احکام
شرعیات ایک ہی رہے اور اعمالی کیفیتوں میں تبدل و تغیر یہ مقتضائے آیت کریمہ لُكُلٍ جَعَلْنَا مِنْكُمْ
شِرْعَةً وَهَدًى جَاہِرَاتٍ لِّمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ وَاللَّطِيفُ۔ اور فرقت عذاب ہے۔ بنا بریں تمام جماعتیں
سیدنا علی کریم اللہ وجہہ فرطتے ہیں کہ جماعت رحمت اور فرقت عذاب ہے۔ بنا بریں تمام جماعتیں
اعتراف توحید اور رسالت میں ایک ہیں۔ اختلاف عمل سے تفرقہ نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ حقی
شافعی مالکی حنبلی سب ایک ہیں باآنگہ عملی نوعیت میں اختلاف ہے اور جو ان سے علیحدہ ہو کر
اختلاف عمل دکھائے وہ گمراہ ہے۔

اسی بنا پر ارشاد ہوا کہ اللہ جسے چاہے دین کے اتباع میں چن کر ہدایت فرماتا ہے اور جسے
چاہے گمراہی کے راستوں پر چھوڑ دیتا ہے چنانچہ جس قدر فرقہ فضا لہ ہیں وہ سب اتباع ہدایت سے
محروم ہیں اور تائبات الی اللہ سے دور آگے ارشاد ہے۔

وَمَا لَكُمْ قَوْلَ الْآمِنِينَ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بِقِيَامَتِهِمْ وَلَا قَوْلَ كَلِمَةٍ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَى الْأَجَلِ مُسَمًّى لِقُضَايَ بَنِيهِمْ وَإِنَّ الَّذِينَ بَيْنَ أَيْدِيكَ أَلْبَسُوا بِكُتَابٍ مِنْ بَعْدِهِمْ لَمَنِي شَكٌّ مِنْهُمْ وَرَبُّكَ
اور انہوں نے فرقے نہیں بنائے مگر بعد اس کے کہ انہیں علم پہنچا تھا اپنے حسد و عناد کی نیا پر اور اگر
تیرے رب کی بات گذر رہی ہو تو کب کا انہیں فیصلہ کر دیا ہوتا اور بے شک جو ان کے بعد کتاب
کے وارث ہوئے وہ اس سے شک اور دھوکہ میں ہیں۔

آئیہ کریمہ میں کتابوں کی مذمت ہے جنہیں توریت۔ انجیل۔ زبور کے ذریعہ تمام احکام پہنچ
چکے تھے مگر انہوں نے حسد و عناد سے اس کی مخالفت کی اور وہ شک اور دھوکے میں پڑ گئے۔
نصائے نے انجیل کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔ یہود نے حضرت عزیر
کو خدا کا بیٹا کہا۔

غرض کہ یہ آپس کی فرقہ بندیاں حسد و عناد کی وجہ میں ہوئیں اور انہیں دین سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا
شک اور دھوکہ کے شکار بن گئے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کے لیے قیامت کا دن
مقرر نہ کیا گیا ہوتا تو ان کے فیصلے کبھی کے ہو گئے ہوتے لیکن تعین یوم قیامت ہو جانے کی
بنیاد انہیں یہ ڈھیل دی گئی قیامت تک جیسے چاہیں کریں اس دن ان کے فیصلے ہوں گے اور اس
وقت وہ اپنے گذشتہ حالات پر افسوس کریں گے آگے ارشاد ہے۔

فَلْيَذُكَّرْ فَادْعُ مَا سَتَقَحُّوْا كَمَا أَهْرَتْ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
مِنْ كِتَابٍ وَأَهْرَتْ لِأَعْدَالِ بَنِيكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلكُمْ أَعْمَالُكُمْ لِأَجْتِمَعُ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَالْبَاسِ الْمَصِيْرُ۔

ہو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا آپ کو حکم دیا گیا اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور فرماؤ
کہ میں ایمان لایا اس پر جو کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا
اور تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے ہمارا تمہارا کوئی
جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ان کفار کے اختلاف اور پرگندگی کی وجہ
سے انہیں توحید اور ملت حنیفیہ پر متفق ہونے کی دعوت دو جیسا کہ آپ کو حکم کیا گیا دین اور دین
کی دعوت دینے پر مضبوط رہو اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ جاؤ جیسا کہ مشرکین پر چاہتے تھے
کہ ہمارے نبیوں کی مذمت حضور چھوڑ دیں تو ہم حضور کے خدا کو برا نہیں کہیں گے تو اس کا جواب

دے دیا گیا یہ ان کی خواہش باطل ہے ہوا دمنکر ہے اس کی پرواہ نہ کیجئے اور انہیں کہہ دیجئے اَمْنَتْ
 بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ سَمَاءٍ مَعَهُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا سَمِعْتُمْ حَسْبُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 الْقِصْفَاتُ كَرِهْتُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حِجَّتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ سَمِعْتُمْ حَسْبُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَالْيَوْمَ الْمَصِيرِ اس پر قاضی آلوسی بغدادی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔
 فَيُفَصِّلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَلَيْسَ فِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى مُتَارِكَةِ الْكُفَّارِ نَأْسًا حَتَّى تَكُونَ
 مَسْخُوحَةً بِأَيْتِ السَّيْفِ وَادْعَى الْوَجِيانِ أَنْ مَا يُظْهِرُ مِنْهَا الْمَوَادِعَةَ الْمَسْخُوحَةَ تَبْدِيلُ الْقَلْبِ
 اس سے کافر دل کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں بلکہ آیات سیف نے اس کو مسخوخ الحکم قرار دیا۔ آیات سیف
 یہ ہیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ
 وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَمَا قَاتَلْتُمُوهُمْ
 كَافَّةً وَغَيْرَهُ وَغَيْرَهُ

اس قسم کی آیتیں استحکام دین متین کے بعد نازل ہوئیں اور اس سے پہلے ابتداء دور میں لُغْمٌ
 وَيُنْكِمُ عَلَى دِينٍ اور لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حِجَّتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وغیرہ نازل ہوئی تھیں جیسا
 ہبتہ اللہین ابی قاسم نے اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں ایک واقعہ لکھا کہ
 حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جامع مسجد کوفہ میں ایک شخص کو تقریر کرتے دیکھا
 کہ وہ آیات منسوخہ پر احکام لگا رہا تھا اور آیت سیف کا ذکر نہیں کرتا تھا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا
 کہ کیا تو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا اس نے اپنی لاعلمی تلخیر کی آپ نے اس کو کان سے پکڑ کر مسجد
 سے باہر نکال دیا اور فرمایا لَا تَقْضُصْ بَعْدِي فِي مَسَاجِدِنَا جِبْ تُونَا سَخْ و منسوخ نہیں سمجھتا تو آج
 کے بعد ہماری مساجد میں کوئی قصہ کہانی نہ کہنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقرر اور مبلغ کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ جو بیان کرے وہ تحقیق کے
 درجہ پر بیان کرے نہ کہ موجودہ قصہ گو و اعظوں کی طرح اپنا وعظ رنگین کرنے کو سیر و احادیث اور
 آیات قطعہ کو مخلوط کر کے بے تحقیق قصہ بنا کر بیان کر دے اس قسم کے واعظ قصہ گو افسانہ سنا
 والے اسلام میں نامقبول ہیں۔

حسب توقع ناسخ و منسوخ کی حقیقت بھی واضح کر دینا ضروری معلوم ہو رہا ہے تاکہ تفریح
 خاطر ناظرین ہو سکے۔ لفظ ناسخ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے ہی کلام کا ناسخ
 کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ یہ دونوں لفظ تبدیل حکم کے معنی میں ہیں

یعنی علم الہی میں جو حکم جب تک کے لیے ہو اس کے بعد جب علم الہی میں وہ حکم بدلنا منظور ہوا تو پہلے حکم کے تبدیل امر کو منسوخ کہا گیا اور جس حکم سے وہ حکم بدلنا سے ناسخ کہا گیا اور نہ حکم کے اختیارات سے ہے کہ جس حکم کو جب تک چاہا ناقد فرمایا جب چاہا بدل کر لے سے منسوخ کر دیا اور لَا مَبْدِئَ لِمُكَلِّمَاتٍ اور لَا تَبْدِئَ لِمُكَلِّمَاتٍ اللہ کے برخلاف بھی نہیں ہے اس لیے کہ مبدل کلمات الہی غیر خدا نہیں ہو سکتا اور خود رب جل وعلا شاتہ جب چاہے جیسے چاہے اپنی مشیت کے ماتحت تبدیل احکام فرما سکتا ہے اور اسی کو ناسخ و منسوخ کہا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجَبْنَا لَهُمْ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ۔ اور جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ان کا جھگڑا محض بے ثبات ہے اللہ کے ہاں اور ان کے اوپر غضب الہی ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ان جھگڑنے والوں سے مراد یہ وہ ہیں جو قرآن کریم اور حضور رؤف ورحیم کی شان میں بکو اس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہمارا کتاب پرانی اور ہمارے بنی پہلے ہیں اس لیے ہم تم سے بہتر ہیں تو یہ جھگڑتے ان کی واضح ہیں اور واضح کہتے ہیں بھولنے والے کو جس کا حاصل بے ثبات اور بے اصل ہوتا ہے بنا بریں فرمایا ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے کہ وہ دین الہی میں بے معنی اعتراضات اور باطل جھگڑتے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ إِنَّهُ لَمَعَ الْبَيْتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ۔ اللہ وہ ہے جس نے کتاب اور حق و باطل کی ترازو نازل فرمائی اور تم نے کیا جانا شاید کہ قیامت کا دن قریب ہی ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ حق و باطل کے امتیاز کی ترازو بھی نازل فرمائی اور جب مشرکین کو قیامت کے حالات حضور نے بیان فرمائے تو انہوں نے استہزاء کہا کہ ایسی قیامت جس کا نقشہ آپ نے کھینچا یہ کب آئے گی چنانچہ دوسری جگہ بھی اس کا تذکرہ ہے۔ فَيَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُؤْسِمَاتُهَا سَئَلُوا بِمَا لَمْ يُحِبُّوا لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ۔ پوچھنے والا کیا جانے شاید کہ قیامت قریب ہی ہو چنانچہ حضور سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا أَنَا وَالسَّاعَةُ كَمَا آتَيْنَ۔ میں اور قیامت اس طرح ہیں۔ جیسے یہ دو انگلیاں یعنی قیامت تمہارے سامنے ہی ہے اس سے خائف رہو۔ چنانچہ اس کے

قائم ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آگاہی دہنے والی آگاہی گونہ دہی ہوگی۔ مکان کو لینے پونے والے لیب رہے ہوں گے کہ زلزلہ قیامت ظہور پذیر ہو جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ كَمَا أَنْتُمْ تَدْعُونَهُ ذُنُوبَكُمْ لَكُمْ الشَّعْءُ يَوْمَ تَدْعُونَهُ تَدْنُ كُلُّ ذُنُوبَةٍ مِمَّا ادْتُمْتُمْ بِهَا أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَذَكَّرُونَ
عَمَّا أَدْنَعْتُمْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ لِّذٰلِكَ لَئِنْ لَمْ يَرْحَمِ اللَّهُ لَفَنَادِمٌ فِي الْأَرْضِ
انٹہ شدائد کے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک زلزلہ قیامت بہت زبردست ہے اس دن آپ دیکھیں گے کہ دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرادیں اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشہ میں حالانکہ وہ نشہ نہ ہوگا وہ اللہ کا عذاب شدید ہوگا۔

بہر حال قیامت کے متعلق متعدد پہلوؤں سے بیان فرمایا گیا لیکن مشرک و مکر انکار ہی کرتے رہے تو اس پر فرمادیا کہ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ تہیں کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ جو جلدی کرنے والے ہیں وہ بے ایمان ہیں حیرت قال۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِمَّا دُعِیُوا إِلَيْهَا الْحَقُّ الْأَلَاتِ
الَّذِينَ يَمُؤُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ۔ جلدی کرتے ہیں وہ اس قیامت کی جو ایمان بالآخرت کے قائل ہی نہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے خائف ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خبردار ہو کہ قیامت کے معاملہ میں جو شک کر رہے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہوا کہ قیامت کی جلدی کرنے والے مسخرے ہیں اور وہ بطور مسخر جلدی مچاتے ہیں اور یہ ان کی گمراہی ہے برخلاف ایمان والوں کے کہ وہ اس سے خائف اور ترسناک ہیں۔ یہ ان کے ایمان کا مقتضی ہے تو منکرین قیامت ضلال بعید میں ہوئے اور معتزین قیامت ایمان دار۔ آگے ارشاد ہے۔

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ۔ اللہ لطف فرمانے والا ہے اپنے بندوں پر جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا غالب ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بے شمار احسانات فرماتا ہے حتیٰ کہ بندے ارتکاب معصیت میں مبتلا رہتے ہیں مگر وہ ان کے رزق میں فراخی اور وسعت ہی دیتا ہے۔ اس میں مومن و کافر دونوں پر لطف عام ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بعضے مومن بندے ایسے ہیں کہ تو ان کی ان کی قوت ایمانی کا باعث ہے تو اگر میں ان کو فقیر محتاج کر دوں تو ان کے اعتقادات بدل جائیں۔ اور بعض ایسے بندے ہیں کہ تنگی و محتاجی ان کی قوت ایمانی کا موجب ہے اگر میں انہیں غنی مالدار کر دوں

تو ان کے عقیدے تخراب ہو جائیں۔

یہ دونوں چیزیں ہمارے مشاہدہ میں ہیں کہ تنگ دست محتاج و فقیر اتباع احکام میں جھکے ہوئے ہیں اور بہت سے متمول سفید پوش عیش و عشرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا اتباع کر رہے ہیں حتیٰ کہ جب ان پر تنگی آئی تو حرف شکایت زبان پر لے آئے اور کہہ دیا کہ ہم نے خیرات و صدقات بھی کیے اور اس کے احکام کی پیروی بھی کی لیکن پھر بھی اس نے ہماری پروا نہ کی۔ لہذا اب ہم اتباع شریعت کو چھوڑ دوسری راہ اختیار کرتے ہیں۔ غرض کہ حدیث کے مضمون میں دونوں کی کیفیت واضح فرمادی گئی۔ اللہ محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ تفسیر رکوع سورۃ تنواری۔ ۲۵

جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں اس کے لیے برکت دیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اسے اس میں سے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا ان کے لیے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا راستہ بنا دیا ہے جس کی خداوند کریم نے اجازت نہیں دی اور خدا کا قطعی وعدہ قیامت نہ ہوتا تو ان کے اختلافات کا ضرور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور بیشک مشرکوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اے محبوب آپ مشرکوں کو دکھیں گے اپنے لیے ہوئے اعمال پر ڈر رہے ہوں گے اور وہ لازمی طور پر ان پر پڑے گا اور وہ جو مومن نیک اعمال و اعمال میں جنت کے باغیچوں میں ہوں گے وہ ان کے لیے موجود ہوگا جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْكَ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَ كُولا كَلِمَةَ الْفَصْلِ لَقُضَى بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

تَرَى الظَّالِمِينَ مُتَفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَ هُوَ وَاوَقِعَ بِهِمُ وَالذِّينِ أٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فِي رَوْضٰتِ الْجَنٰتِ لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

یہی تو خداوند کریم کا بہت بڑا فضل ہے۔
یہ وہ بشارتیں ہیں جو اللہ اپنے ان بندوں کو
دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ آپ
فرمادیں گے میں تم سے نہیں مانگتا اس تبلیغ کا کوئی
معاوضہ مگر محبت قرابت کی اور جو شخص نیکی
کرے گا ہم اس کی نیکی کو اور خوبی سے زیادہ کریں
گے بیشک اللہ بخشش فرماتے والا قدر کرنے
والا ہے۔

کیا کہتے ہیں یہ ہمارے حبیب نے اللہ پر اقرار
کیا ہے جھوٹا تو اگر اللہ چاہتا نہ کہ دیتا تمہارے
دل پر اور اللہ اپنے کلام سے باطل کو مٹاتا ہے
اور قائم کرتا ہے حق کو بیشک وہ جلتے والا ہے
دلوں کی باتوں کو۔

وہ وہ ذات ہے جو قبول کرتی ہے توبہ کو اپنے
بندوں سے اور درگزر فرماتی ہے گناہوں سے
اور وہ جانتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اور قبول فرماتا ہے ان لوگوں کی دعا جو ایمان لائے
اور نیک عمل کیے اور اپنے فضل سے ان کا ثواب
بڑھاتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے
اور اگر اللہ وسیع فرمائے رزق کو اپنے بندوں
پر تو وہ ضرور ملک میں سرکشی کرنے لگ جائیں
مگر بقدر مناسب ہر ایک کی جتنی روزی چاہتا ہے
ہے اتارتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں
سے خبردار اور ان کی حالت کا نگراں ہے۔

اور وہ وہ ہے جو بارش نازل فرماتا ہے بعد ازیں

اِنَّكَ يَرَهُ

ذٰلِكَ الَّذِي يُبَيِّنُ لَكَ اللهُ عِبَادَكَ
الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ
لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِمْ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ
فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا اِنَّ اللهَ
عَفُوٌّ شَكُوْرٌ

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰى عَلَى اللهِ
كَذِبًا فَاِنْ كَيْشَاءِ اللهُ يَحْكُمُ
عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللهُ الْبَاطِلَ
وَيُبَيِّنُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتٍ اَنۡتَ عَلِيْمٌ
بِذٰلِكَ الصُّدُوْرِ
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ
عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئٰتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ
وَلِيَسْتَجِيبَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِدَّهُمْ
مِّنۡ فَضْلِهِۦمُ وَالكَافِرُوْنَ لَمَّا عَذَابٌ شَدِيْدٌ
وَلِيَسْطَرَّ اللهُ الرَّزْقَ لِعِبَادِهِ
لَيَعُوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنۡ يُنۡزِلُ بِقَدَرِ
مَا يَسْئَلُوْنَ اِنَّهُۥ بِعِبَادِهِ خَبِيْرٌ
بَعِيْرٌ

وَهُوَ الَّذِي يُنۡزِلُ الْغَيْثَ

مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ
 الْوَلِيُّ الْعَلِيمُ
 وَمَنْ آتَيْنَا خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَائِبَةٍ وَهُوَ عَلَى
 جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ

ہو جانے کے اور پھیلانا ہے اپنی رحمت اور
 وہی سب کا کارساز مگر اور حمد و ثنا ہے۔
 اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آسمان و
 زمین کی پیدائش ہے اور جو پھیلانے میں آسمان
 و زمین میں اجاگر اور وہ ان کے جمع کرنے پر
 جب چاہے قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

مَنْ يَجُو	کَانَ ہے	يُرِيدُ جَاہِتًا	حَدَّثَ كَهَيْتِي
الْآخِرَةِ - آخرت کی	تَزِدُ - زیادہ کرینگے ہم	كَمَا - اس کے لیے	فِي - بیچ
حَدِيثِهِ - اس کی کہتی کے	وَأُور	مَنْ يَجُو	كَانَ - ہے
يُرِيدُ جَاہِتًا	حَدَّثَ كَهَيْتِي	الثَّانِيَا - دینا کی	نُؤْتِيَهُمْ دِينًا كَمَا كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ
مِنْهَا اس سے	وَأُور	مَا - نہیں	كَمَا اس کے لیے
فِي - بیچ	الْآخِرَةِ - آخرت کے	مَنْ لَصِيبٍ - کوئی حصہ	أَمْ - کیا ہیں
لَهُمْ - ان کے	شُكْرًا وَشُرْكًا	شَكَرُوا - کہ بنایا انہوں نے	لَهُمْ - ان کے لیے
مِنَ الدِّينِ - دین	مَا يَجُو	لَهُمْ - نہیں	يَأْذَنُ - حکم دیا
بِهِ اس کا	اللَّهُ - اللہ نے	وَأُور	لَوْ - اگر
لَا تَهْتَكُوهَا	كَلِمَاتِ اللَّهِ	الْفَصْلِ فَيْصِلُ كَمَا	لَقَضَىٰ - تو فیصلہ ہوتا
بِذُنُوبِهِمْ - ان کے درمیان	وَأُور	إِنَّ - بیشک	الظَّالِمِينَ - ظالم
لَهُمْ - ان کے لیے	عَذَابٌ عَذَابُهُمْ	أَلِيمٌ - دردناک	تَرَىٰ - دیکھے گا تو
الظَّالِمِينَ - ظالموں کو	مُسْتَفِيقِينَ - ڈرتے	مِمَّا - اس سے جو	كَسَبُوا - کیا انہوں نے
وَأُور	هُوَ - وہ	وَاقِعٌ - واقع ہوئیوالات	بِهِمْ - ان پر
وَأُور	الَّذِينَ - وہ جو	أُوتُوا - ایمان لائے	وَأُور
عَمِلُوا - عمل کیے	الْمُتْلِحِينَ - اچھے	فِي - بیچ	رَوْضَاتٍ - باغیچوں

بَشَادُونَ - وہ چاہیں	مَّا - جو	لَهُمْ - ان کے لیے ہے	الْجَنَّاتِ جنت میں ہوں گے
هُوَ - وہ ہے	ذَلِكَ - یہ	لَكُمْ رَبِّكَ	عَمَّا - نزدیک
الَّذِي وَهَبَ جَلِي	ذَلِكَ - یہ	الْكَبِيرِ - بڑا	الْفَضْلُ فَضْل
الَّذِينَ - جو	عِبَادًا - اپنے بندوں کو	اللَّهُ - اللہ	يُؤْتِيهِمْ نوح خیر دیتا ہے
الصَّلَاتِ - اچھے	عَمَلُوا - عمل کیے	وَأُور	أَمْنُوا - ایمان لائے
عَلَيْهِ - اس پر	أَسْأَلُكُمْ - مانگتا ہوں تم سے	لَا - نہیں	قُلُوبَهُمْ
فِي بَرَجٍ	لِلْوَدَّاعَةِ - محبت	إِلَّا - مگر	أَحْوَارٍ - مژدوری
يَعْتَرَفُونَ - کلمے	مَنْ - جو	وَأُور	الْقُرْبَى - قرابت کے
فَهِيَ - اس میں	لَهُ - اس کے لیے	تَزِدُ - زیادہ کرے گی ہم	حَسَنَةً نَّيْئِي
عَمُودٍ - تختے والا	اللَّهُ - اللہ	إِنَّ - بیشک	حَسَنًا نَّيْئِي
أَقْتَرَى - بنا لیا ہے	يَقُولُونَ کہتے ہیں	أَمْ - کیا	شُكُورًا - قدر دان ہے
فَأَنْ - تو اگر	كُنَّا - جھوٹ	اللَّهُ - اللہ کے	عَلَى - اوپر
عَلَى - اوپر	يُخَيَّمُ - مہر کرتا	اللَّهُ - اللہ تو	يُنشَأُ - جاتا ہے
اللَّهُ - اللہ	يُخَيَّمُ - مٹاتا ہے	وَأُور	قَلْبِكَ - تیرے دل کے
الْحَقِّ - حق کو	يُحَقِّقُ - حق کرتا ہے	وَأُور	الْبَاطِلِ - باطل کو
بَدَأَتِ الصَّادِقِينَ	عَلَيْكُمْ - جاتا ہے	إِنَّمَا - بیشک وہ	بِكَلِمَتِهِ اپنے حکم سے
الَّذِي - وہ ہے	هُوَ - وہ	وَأُور	كِي بَاتِينَ
عِبَادًا - اپنے سے	عَنْ عِبَادٍ - بندوں	التَّوْبَةِ - توبہ	يَقْبَلُ جو قبول کرتا ہے
وَأُور	عَنِ السَّيِّئَاتِ - برائیاں	يَعْفُوا - معاف کرتا ہے	وَأُور
وَأُور	تَفْعَلُونَ - تم کرتے ہو	مَّا - جو	يَعْلَمُ - جانتا ہے
وَأُور	أَمْنُوا - ایمان لائے	الَّذِينَ - وہ جو	يَسْتَجِيبُ - قبول کرتے ہیں
يَزِيدُ - زیادہ دیکھا	وَأُور	الصَّلَاتِ - اچھے	عَمَلُوا - عمل کیے
الْكُفْرُونَ - کافر	وَأُور	مَنْ فَضْلِهِ - اپنے فضل سے	هُمْ - ان کو
وَأُور	شَرِيكًا - بھخت	عَذَابٍ - عذاب ہے	لَهُمْ - ان کے لیے
الرَّهْطَى - رزق	اللَّهُ - اللہ	بَسَطَ - فراخ کرے	تَوَالِغًا

بَعَادٍ - واسطے بندوں کے	۴ - اپنے کے	بَعَادٍ - تو سرکشی کرنے	بَعَادٍ - واسطے بندوں کے
الْأَرْضِ - زمین کے	و - اور	لَكِنَّ لِيَكُنْ	بَعَادٍ - زمین کے
بِقَدْرِ - اتارے سے	مَا - جو	لِيَشَاءَ - چاہے	بِقَدْرِ - اتارے سے
بَعَادٍ - بندوں	۴ - اپنے کو	خَيْرًا - خبردار ہے	بَعَادٍ - بندوں
و - اور	هُوَ - وہ	الَّذِي - وہ ہے جو	و - اور
الغَيْثِ - بارش	مِنْ بَعْدٍ - بعد	مَا - اس کے جو	الغَيْثِ - بارش
و - اور	يُنْشَرُ - پھیلاتا ہے	رَحْمَةً - اپنی رحمت	و - اور
هُوَ - وہ	الْوَلِيُّ - کارساز	الْحَيِّدِ - تعریف کیا گیا	و - اور
مِنْ آيَةٍ - اسکی نشانیوں میں سے ہے	سے ہے	خَلْقٍ - پیدائش	مِنْ آيَةٍ - اسکی نشانیوں میں سے ہے
و - اور	الْأَرْضِ - زمین کی	و - اور	و - اور
بَثَّ - پھیلائے	رَفِيهَا - ان میں	مِنْ دَابَّةٍ - جانور	بَثَّ - پھیلائے
هُوَ - وہ	عَلَى - اوپر	جَعِمَ - انکے جمع کرنے کے	هُوَ - وہ
لِيَشَاءَ - چاہے	قَادِرًا - قادر ہے	إِذَا حِب	لِيَشَاءَ - چاہے

حل لغات ناوردہ

يُقْتَرَفُ - از اقراف بمعنی اکتساب کسب کرنے کو کہتے ہیں
 يُنْزِلُ الْغَيْثَ غَيْثًا اور غوث دونوں کے اصلی معنی فریاد کو پہنچنے کے ہیں۔ یہاں غیث سے
 مراد مینہ ہے کیونکہ وہ بھی قحط سے لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔
 قَنَطُوا از قنوط۔ یا بوسی اور نا امیدی کے معنی دیتا ہے جیسے فرمایا گیا
 بَثَّ پھیلانے کے معنی دیتا ہے۔
 دَابَّةٍ و بیب سے ہے جس کے معنی جاندار کے ہیں جیسے دَبِيبُ الْعَلَمَةِ۔

مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۃ شوری۔ ۲۵

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَدِيثَ الْآخِرَةِ نَزِدْكَ فِي حَدِيثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَدِيثَ الدُّنْيَا نُزِدْهُ مِنْهَا وَمَا لَكُمُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ هُوَ آخِرَتِ كَيْفِيَّتِي چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیتے ہیں ہم سے اس میں سے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے آخرت عربی میں کھیتی کو کہتے ہیں یہ استعارہ ہے اعمال سے اگر اس کو مضاف کیا جائے آخرت سے تو اعمال صالح اور اگر مضاف دنیا سے کیا جائے تو اعمال طالح مراد ہیں گویا طالب آخرت محمود ہے اور طالب دنیا مردود اسی بنا پر فرمایا کہ طالب دنیا کو ملنا ضرور ہے مگر آخرت سے وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے اور طالب آخرت مقبول ہے اس کو نعمت دنیا بھی ملتی ہے اور نعمت عقبی بھی جیسا پچھ دوسری جگہ فرمایا وَمَنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا

اور طالب دنیا کے لیے کہا وَمَنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَكُمُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ تو خلاصہ یہ نکلا کہ طالب دنیا آخرت کی نعمتوں سے محروم اور طالب عقبی دنیا و آخرت دونوں سے متمتع ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمُ الْحُرْمَ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ کیا ان کے لیے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے وہ دین نکال دیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو ہمیں ان کا فیصلہ کر دیا جانا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظالموں سے مراد یہاں مشرک ہیں۔ جزا کیلئے اگر روز قیامت نہ متعین فرما دیا گیا ہوتا تو دنیا ہی میں وہ گرفتار عذاب ہو جاتے۔ مگر چونکہ سب کا فیصلہ قیامت کے دن پر رکھا گیا اس لیے دنیا میں انہیں ہمت دی گئی اور اعلان فرما دیا گیا کہ مشرکوں، کافروں، مرتدوں کے لیے قیامت کے دن دردناک عذاب ہے آگے ارشاد ہے۔

تَرَى الظَّالِمِينَ مُسْتَغْفِرِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي دُورُنَا إِنَّ الْجَنَاتِ لَهَا مَا يُشَاءُونَ وَعِنْدَ رَبِّهِمْ ذِكْرُكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ۔ تم مشرکوں

کو دیکھو گے کہ وہ اپنی کرنیوں کی بدولت سہمے ہوئے ہوں گے اور اس کا عذاب ان پر پڑ کر رہیگا اور بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ جنت کے باغیچوں میں ہوں گے ان کے لیے ان کے رب کے جوہ چاہیں وہ ہوگا موجود یہی اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔
یہاں دو جماعتوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔

(۱) پہلے مشرکوں کا ذکر فرمایا اور پتے حبیب حبیب کو ارشاد ہوا کہ ان کا انجام بھی آپ دیکھیں گے جس سے ظاہر باہر ہے کہ حضور جہاں اہل جنت کے مکانات ملاحظہ فرمائیں گے وہاں جنمیوں کے حالات بھی آپ پر منکشف ہوں گے اسی وجہ میں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر ماعبر و ماعبر منکشف فرمایا دنیا میں ملک کے حالات حضور مثل کف دست ملاحظہ فرمائے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیات اللہ قَدَّوَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَالْآلِي مَا هُوَ كَأَنَّ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هُوَذَا رَيْشِكُ اللّٰهِ نِي مِيرے لیے دنیا اٹھا کر رکھی تو میں دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا ہوں گا قیامت تک سے اور جو کچھ اس میں ہوگا یا ہو رہا ہے جیسے میں دیکھتا ہوں اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ سید یوم النشور ہمارے حضور بہ حیات جسمانی جس طرح سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے بعد وفات بھی قیامت تک سب ملاحظہ فرمائیں گے اور آیت کریمہ نے حشر کے نقشہ کو حضور پر منکشف کرنے کا اس طرح بیان فرمایا کہ تَرَى الظَّالِمِينَ مُسْتَغْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے مشرکوں کو کہ وہ اپنی کرنیوں پر خائف ہوں گے۔

اور جہاں مشرکوں کو خوفزدہ دکھایا وہ بموجب اسلوب بیان قرآنی مومنین کا بھی تذکرہ کر دیا۔ فرمادیا وَالَّذِينَ آمَنُوا إِلَى تَوْفِيقِهِمْ لَوْ حَضَرَ جَنَّمِمْ فِي أَوْر مومنین کو جنت میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ان کو بشارت دی گئی کہ جو وہ چاہیں گے ان کو ملے گا ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے آگے ارشاد ہے۔

ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَدْ لَأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يُقَرَّبْ حَسَنَةً تَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ۔ یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ان بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اولیاء کو ام جو آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے پورے مصداق ہیں انکو یہ بشارت بھی ملی گئی کہ وہ جنت کے باغیچوں میں رہ کر جو چاہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں اس لیے کہ ہم

مَا يَشَاءُ ذُوْنَ مَنَ مَأْمُوْلُوْهُ بِلَا اِئْتِمَادٍ مَّكَانٍ وَّ زَمَانٍ مَّوْمُوْنَ كَافَا ئِيْدُهُ دِيْتَابُهُ اِسَّ سَيِّئٌ وَّ هِيْمٌ بَحِيْثٌ اِثْمَالٌ هُوَ
 جاتا ہے جو جاہل بے دین کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ قرآن کریم روحنات جنات
 میں داخل ہونے کے بعد بھی کہم مَا يَشَاءُ ذُوْنَ فَرَارٍ اَبُوْهُ لَعْنَةُ نَعْمَتٍ اَلَا تُحْسِنُ جَنَّتْ اُوْر مَقَا صِدِّ دُنْيَا جُو
 وہ چاہیں ان کے لیے نئے رب کی طرف سے عطا ہوگا۔

آگے ارشاد ہے جس میں اپنے حبیب لیبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التناء کے اقرباء و اول
 پاک کی فضیلت ظاہر کی گئی اور بتایا کہ ہماری خدمت دینی اور تمہارے ایمان کی ترقیوں کے ذرائع
 جو ہم نے دیے اس کا معاوضہ ہم صرف مودت فی الاقربا رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مخدوم تارک السلطنت جہانگیر انشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس محبت
 پر ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام مودۃ ذوالقربی رکھا۔ اس میں بتایا کہ اہل بیت اطہار اور اقربا
 سرکار کا احترام ہر مومن پر لازمی ہے اور جو آل اطہار کی عظمت نہیں رکھتا اس کا ایمان ضعیف ہے
 اور وہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی رحمت سے محروم ہے حتیٰ کہ شفاعت
 سے بھی اس کو حصہ ملنا دشوار ہے اسی لیے فرمایا گیا لَا اَسْتَسْئِلُكُمْ عَلَیْہَا اَجْرًا اِلَّا الْمُوْدَّةَ فِی الْقُرْبٰی
 جمل و خازن میں ہے کہ اہل قرابت سے مراد کون کون ہیں اس میں کئی اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اہل قرابت سے حضرت علی حضرت فاطمہ و حسین کریمین مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آل علی و آل عقیل و آل جعفر و آل عباس مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور وہ مخلصین بنی ہاشم

و بنی مطلب ہیں۔

حضور کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔

آیت کریمہ کاشان نزول یہ ہے جو سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے
 کہ جب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور
 کے حقوق و احسانات یاد کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سامال جمع کیا اور اس
 کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی ہے۔ ہم نے
 گمراہی سے نجات پائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لیے ہم یہ مال خدام آستانہ
 کی خدمت میں نذر کے لیے لائے ہیں قبول فرما کہ ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی اور حضور نے وہ اموال واپس فرمائے۔

اور یہ آیت کریمہ کھلی نازل ہوئی کہ اے محبوب فرما دو کہ تبلیغ دینی میں میں تم سے کوئی معاوضہ مالی نہیں مانگتا مگر تم پر قرابت کی محبت لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودت و محبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **الْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ** اور حدیث شریف میں ہے: **الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُمَ بَعْضًا** کہ مومن مومن مثل ایک عمارت کے ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔

جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی؟ خلاصہ یہ نکلا کہ حضور نے فرمایا کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ کرنا اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں انہیں ایذا نہ دو۔

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے (بخاری شریف) اگے ارشاد ہے: **مَنْ يَفْتَرِدْ الْاِسْمَ اَوْ يُوَسْوِسُ فِيهَا جَمْعٌ كَرِهَ مِمَّ اس** کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے بیشک اللہ بخشنے والا قادر فرمائے والا ہے۔ یہاں نیکیوں سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل پاک کی محبت یا تمام امور خیر ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے: **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ اَمْثَلِهَا** جو ایک نیکی کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔ اگے ارشاد ہے۔

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلٰى اللّٰهِ كَذٰبًا فَاِنْ يَشَاءُ اللّٰهُ وَيَخْتُمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتٍ عَلِيمَةٍ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى وَ الْبُرْهٰنَ اِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرمادے اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

قلب پاک میں احساس مخالفین کی مخالفت اور موافقین کی موافقت کا ضرور تھا تو جب مشرکین نے حضور پر افتراء و بہتان باندھا تو حضور کو اس کا قلق ہوا۔ تو جناب کی طرف سے ارشاد ہوا کہ محبوب اکرم چاہیں تو آپ کے قلب اطہر پر ایسی رحمت کی مہر لگا دیں کہ مخالفین کی مخالفت کا احساس ہی نہ ہو مگر یہ ہماری حکمت سے کہ ہم نے آپ کو قلب حساس عطا فرمایا ہے اور آپ سے باطل کو ہم مٹا دیا اور حق کو ہم نے ثابت و قائم کر دیا اپنی باتوں سے اور بیشک وہ دلوں کی باتوں کو جانتے

والا ہے۔ آگے ارشاد ہے

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ وَيَسْتَجِيبُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِّن فَضْلِهِ وَأَلِكُمْ مَوَدَّةً لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
اور وہ ہے جو قبول فرماتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جاتا
ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعائیں قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور انہیں اپنے
فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

آئیے کریمہ کے مفہوم منطوق سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ توبہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بعد اس
کی معصیت معصیت نہیں رہتی بشرطیکہ توبہ کا مفہوم پورا ہو اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے
اعمال بد سے محنت ہو کر اللہ کے حضور جھکے تو وہ توبہ توبہ ہے ورنہ کسی کا شعر ہے
گناہوں سے مرے اب معصیت بھی عار کرتی ہے

مری توبہ سے۔ توبہ۔ توبہ استغفار کرتی ہے

ایسی توبہ کرنے والے استہزاء یا اللہ کرنے والے کہلاتے ہیں کہ ابھی توبہ کی اور ابھی اسی معصیت
کے مرتکب ہوئے یہ توبہ نہیں بلکہ توبہ وہی ہے کہ اعمال سابقہ سے عہد کرے اور اللہ کے حضور
جھکے تو اس پر **وَيَزِيدُهُمْ مِّن فَضْلِهِ** تو ہم اس کو اپنے فضل سے بڑھاتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا جس سے مفہوم توبہ واضح ہوتا ہے **الْأَمْنُ تَابٌ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ** مگر جو توبہ کرے اور ایمان لاکر نیک عمل کرے
تو اس کے گناہ بھی اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكُلُّ يَاسِطٍ اللَّهُ الرَّزْقَ لِعِبَادِهِ لِيَعْمَلُوا فِي الْأَرْضِ وَإِن يُنزَلْ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ اللَّهُ لِيُعَادِيَ
خَيْرٌ يُصِيبُ۔ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو یقیناً سرکشی کرتے ملک بھر میں لیکن
اللہ اندازے سے رزق نازل فرماتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار اور ان
کو دیکھنے والا ہے۔

مفہوم آیت سے واضح ہے کہ تمہارا فریب کس و ناکس کے لیے موجب تکبر و غرور ہوتا ہے۔
اپنی حکمت بالغہ سے جتنا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تاکہ وہ اعتدال میں رہیں اور وہ یقیناً سب کے
حالات و روئی سے خبردار اور سب کو دیکھ رہا ہے آگے ارشاد ہے۔
وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مَن يَعْصِي مَا فَعَلُوا وَيُنشِرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ اور وہ

وَمِنَ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ
 إِنَّ يَسْرًا يَسْكُرُ الْرِّيحُ فَيُظْلَلْنَ
 ذَوَاكِبًا عَلَى ظُهُورِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ
 لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

أَوْ يُوقِعُهُمْ فِي مَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ
 كَثِيرٍ
 وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُعَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا
 مَا لَهُمْ مِنْ مَّخِصٍ ۝

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّعُ الْحَيَاةَ
 الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَلْفَى
 لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

وَالَّذِينَ يُجْتَنِبُونَ كَبِيرَ إِتْمَاعِ
 الْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا عَضِبُوا لَهُمْ
 يُعْفِرُونَ ۝

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
 الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ
 وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ
 يَنْتَصِرُونَ ۝

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ
 عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ
 رَءِيفٌ رَّحِيمٌ ۝

اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے یہ بھی ہے
 کہ دریا میں چلنے والیاں مانند پہاڑ کے اگر وہ
 چاہے تو ہوا اٹھا دے تو اس کی مٹھی پر کھڑی
 رہ جائیں اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں
 ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔

یا انہیں لوگوں کے گناہوں کے سبب تباہ فرما
 دے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔

اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے
 ہیں انہیں بھانسنے کی کوئی جگہ نہیں۔

اور جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ حیات دنیا کا سرمایہ
 ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت اور بیشہ
 باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان
 لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

اور وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے
 حیائیوں سے اور جب غضب ناک ہوتے ہیں
 کسی پر تو معاف کر دیتے ہیں۔

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور
 نماز قائم کی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورہ
 سے ہے اور جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں اس سے
 خرچ کرتے ہیں۔

اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے تو کسی بغی
 سے تو بدلہ لیتے ہیں

اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے اور جو ان
 سے معاف کر دے تو اس کا ثواب اللہ پر ہے
 بیشک اللہ بے انصافی کرنے والوں کو دوست

نہیں رکھتا

اور بے شک جس نے اپنی مطلوبی پر بدلہ لے لیا ان پر کچھ مواخذہ نہیں۔

بے شک مواخذہ انہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا یہ ضرور اس کی بلند ہمتی ہے۔

وَلَكِنْ اَسْتَعَارَ بَعْدَ ظُلْمِهَا فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وَلَكِنْ صَبَرُوْا وَعَفْوًا اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

لفظی ترجمہ

و۔ اور	مَا جُو	اَصَابَكُمْ	و۔ اور	مِّنْ مُّصِيبَةٍ	کوئی مصیبت
فَعَا تُو اس کا سبب	كَسَبَتْ	اَيْدِيَكُمْ	و۔ اور	و۔ اور	اور
لِقُوْا۔ معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِيْرٍ	وَمِمَّا كُنْتُمْ	و۔ اور	مَا نَهِيْنَ	ما نہیں
اَنْتُمْ تَم	بِمَعْجٰنِيْنَ	فِي الْاَرْضِ	و۔ اور	رِيْمِن	الارض زمین
و۔ اور	مَا نَهِيْنَ	مِنْ دُوْنِ	و۔ اور	سُوَا	سوا
اللّٰهِ رَا اللّٰهِ كِي	مِنْ وَّلِيٍّ	لَا رَه	و۔ اور	اَيْتِيْا	نشانیوں کے
تَعْبُوْا سُوَا كَار	و۔ اور	مِنْ اِسْكِي	و۔ اور	كَالْاَعْلَامِ	پہاڑوں جیسی
الْجُوَا ر كَشِيَا ل	فِي بِيْعِج	اَلْبِيْعِ ر سَمْدَر كِي	و۔ اور	الرَّيْحِ ر سُوَا كُو	کھڑی ہوا کو
اِنَّ رَا كُر	يَسْتَا ر جَا بِي	عَلٰى رَا وِر	و۔ اور	كَلْفِهِي ر	اسکی پیٹھ کے
فِي ظَلَمِن ر تُو ر جَا شِي	رُوَا كِد ر كَهْرِي ر هُوِي	ذٰلِك رَا س كِي	و۔ اور	رَا يْتِي ر كَشَا نِيَا ل نِهِي	نشانیوں میں
اِنَّ رِيْشِي ك	فِي بِيْعِج	شَكُوْد ر شَكْر كَذَا ر كِي	و۔ اور	اُوْر يَا	اور یا
لِكَلِي ر وَا سَطِي ر رَا ي ك	صَبَا ر صَبْر كِرْتِي ر وَا لِي	بِنَا ر بَدَلْتِي	و۔ اور	كَسَبُوْا	انکی کمائی کے
يُوْ يَفِيْهِن ر بَلَا ك كِر رِي اِن كُو	يَعْفُ ر مَعَا ف كِرْتَا بِي	عَنْ كَثِيْرٍ	و۔ اور	و۔ اور	اور

تَعْلَمَ جَانِبِ	الَّذِينَ - وہ جو	مِعَادُكُمْ - بھگوتے ہیں	فِي رِيحٍ
أَيْتَانَا - ہماری آیتوں کے	مَا - نہیں	كَمْ - ان کے لیے	مَنْ قَبِيصٍ - کوئی پناہ کی جگہ
فَمَا - تو جو	أَوْ يَتَّبِعُوا - دیے گئے ہوتے	مَنْ شَقِيٍّ - کچھ بھی	فَمَتَاعٌ - تو سامان ہے
الْحَيَاةِ - زندگی	الدُّنْيَا - دنیا کا	و - اور	مَا - جو
عِنْدَ - پاس	اللَّهِ - اللہ کے ہے	خَيْرٌ - بہتر ہے	و - اور
أَيْتِي - باقی رہنے والا	لِلَّذِينَ - ان کے لیے جو	أَيُّوَانِ لَأَسْ	و - اور
عَلَى - اوپر	ذَرَبْتُمْ - اپنے رب کے	يَتَوَكَّلُونَ - بھروسہ کرتے ہیں	و - اور
الَّذِينَ - وہ جو	يُحْتَسِبُونَ - بچتے ہیں	كَيْبًا - بڑے	الْأَثْمِ - گناہوں سے
و - اور	الْفَوَاحِشِ - بھیاٹیوں کے	و - اور	إِذَا - جب
مَا - بھی	عَضِبُوا - ناراض ہوتے ہیں	هُم - وہ	يَعْفِرُونَ - معاف کرتے ہیں
و - اور	الَّذِينَ - وہ جنہوں نے	اسْتَجَابُوا - قبول کیا	لِرَبِّهِمْ - اپنے رب کو
و - اور	أَقَامُوا - قائم کیا	الصَّلَاةَ - نماز کو	و - اور
أَهْرًا - کام	هُم - ان کا	سُودِيٍّ - مشورہ کرنا ہے	بَيْنَهُمْ - آپس میں
و - اور	مِمَّا - اس سے جو	ذَرَبْتُمْ - دیا ہے ان کو	يُفْقُونَ - خرچ کرتے ہیں
و - اور	الَّذِينَ - وہ کہ	إِذَا - جب	أَصَابَهُمْ - پہنچے ان کو
الْبَغْيِ - بغاوت	هُم - وہ	يَنْتَصِرُونَ - بدلہ لیتے ہیں	و - اور
جَزَاءً - بدلہ	سَيِّئَاتِهِم - برائی کا	سَيِّئَاتِهِم - برائی ہے	مِثْلَهَا - اسکے برابر
فَمَنْ - تو جو	عَقَا - معاف کرے	و - اور	أَصْلَحَ - درست کرے
فَأَجْرٌ - تو اجر	كَأ - اس کا	عَلَى - اوپر	اللَّهُ - اللہ کے ہے
إِنَّهُ - بیشک وہ	لَا - نہیں	يُحِبُّ - پسند کرتا	الظَّالِمِينَ - ظالموں کو
و - اور	لَمَنْ - جو	أَنْتَصَرَ - بدلہ لے	بَعْدَ - بعد
ظَلِيمٍ - اپنی مظلومی کے	فَأَدْلِكُمْ - تو یہ ہیں کہ	مَا - نہیں	عَلَيْكُمْ - ان پر
مَنْ سَبِيلٍ - کوئی راہ	إِنَّمَا - اسکے سوا نہیں	السَّبِيلُ - کہ راہ	عَلَى - اوپر
الَّذِينَ - ان کے ہے	يُظَلَمُونَ - جو ظلم کرتے ہیں	النَّاسِ - لوگوں پر	و - اور
يُغْفَرُونَ - سرکشی کرتے ہیں	فِي رِيحٍ	الْأَرْضِ - زمین کے	بِغَيْرِ - بغیر

الغیٰ حق کے
 الیم در دناک
 و اور
 لغت ضرور

اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں کہ کم درنگے لیے ہیں
 و اور
 عَقْرًا بَحْشِ دے رات۔ تو بیشک
 عَزَمَ الْأُمُورِ ہمت کے کاموں سے ہے۔

عَدَابٌ۔ عذاب
 صَبْرًا صبر کے
 ذَلِكْ یہ

حل لغاتِ نادرہ

الجَوَادِ اصل میں جواری تھا۔ یا تخفیفاً حذف ہو گئی۔ الجواری صفت ہے موصوف مخدوف کی
 اے السُّفُنُ الْجَوَادِي دریا میں چلنے والی کشتیاں۔

كَالْاَعْلَامِ اَعْلَام سے مراد پہاڑ ہیں جیسے شاعر کہتا ہے
 وَاتَّصَحَّرَ النَّاسُ اِلَى الْهَدَايَا كَانَتْ عَلَمًا فِي رَايَسِهَا نَارٌ
 يُؤْتِيهِمْ بِمَعْنَى يَهْدِيهِمْ ہے مجرم اور گنہگار کو کہا کرتے ہیں اَوْفَيْتَهُ ذُنُوبَهُ اَي اَهْلَكَتَهُ
 اَمْرُهُ شَوْدَى۔ شوری بروزن بشری و زلفی مصدر ہے اس کے معنی میں مشورہ کرنے کے
 اس کا حمل مبتدا پر بہ تقدیر مضاف ہوگا۔ اَي اَمْرُهُ شَوْدَى
 يَنْتَصِرُونَ انتصار سے بمعنی بدلہ لینے کے۔
 ذَوَاكِنَ۔ جمع ذَكَدَا اَي سَكَنَ یعنی کھڑتا

مختصر تفسیر اردو چوتھا کوع سورۃ شوریٰ ۲۵

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی
 وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا
 مکلف بالاحکام مومنین اور عاقل و بالغ ہیں۔ آئیہ کریمہ سے بعض گمراہ فرقے تناسخ کا استدلال کرتے
 ہیں وہ کہتے ہیں کہ مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ بِالْبَلِغِ نَابَالِغِ شِيرِ خَوَارِ مومن سب داخل ہیں اس بنا پر یہ مستفاد ہوتا ہے
 کہ شیر خوار بچے جب کسی کو کسی کے بدلے تکلیف پاتے ہیں تو ان کی زندگی اس زندگی سے پہلے ضرور ہونی
 چاہیے اسی کا نام جو بچہ بدلتا ہے۔ پہلی جون کے اعمال کا بدلہ دوسری جون میں دینے کے لیے بچوں کو

تکلیفیں ہوتی ہیں۔

حالانکہ یہ وہم باطل ہے بلکہ اس میں مخاطب ہی عاقل و بالغ مومن ہیں اسی لیے فرمایا وَيَقْبِضُوا عَنْ
 کثیر تمہارے عملوں کے بہت سے گناہ اللہ معاف فرمادیتا ہے نہ یہ کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار جو تلوں پر
 اس کا اطلاق ہے یہ تو ایک ایسا واسمہ ہے کہ جس واسمہ سے دور لازم آتا ہے اور تسلسل و دور باطل ہے
 یہ کیسے سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہی مرنے والا کائے بن کر آجائے پیل بن کر آجائے پھر کتا بھی بن جائے
 بندر اور ننگور بھی اسی کو بتایا جائے اس کو ہندؤں کے مذہب میں آواگون کہتے ہیں۔ اسلام ایسے تو بہات
 میں پڑنے سے منع کرتا ہے۔ آریوں کے رد میں مولانا سید قطب الدین سیبوانی مرحوم نے ایک نظم
 لکھی تھی جس کا مطلع ہے ۵

ہما شہ جی پھینے آواگون کے خوب چکر ہیں بنے جو پیل تیلی سے تو آگو ہیں نومبر میں
 تو خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خطاب مومنین تکلیفین کے لیے ہے جن سے گناہ سبز ہوتے ہیں۔ مراد یہ
 ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں اور
 اسی سے آخرت کا عذاب ان پر نہیں ہوتا بلکہ یہاں کی تکلیف ہی اسے معاف کر دیتی ہیں۔

اکثر تکالیف مومنین کو رفع درجات کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ بخاری مسلم میں ہے کہ اشَدُّ النَّاسِ
 بِلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْأُمَّثَلُ فَالْأُمَّثَلُ۔ اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَيَكُونُ ذَلِكَ لِمَنْ رَفَعَ دَرَجَاتِهِمُ۔ انبیاء
 کرام کو جو تکالیف و مصائب آتے ہیں وہ رفع درجات کے لیے آتے ہیں۔

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق علامہ آلوسی فرماتے ہیں هِيَ كَانَتْ تَصَدَّقُ قَصْعَ
 يَدِهَا عَلَى دَأْسِهَا وَقَوْلُ بِنْتِي وَمَا يَعْفُرُ اللَّهُ تَعَالَى أَكْثَرُ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سر میں
 درد تھا اس تکلیف کے عالم میں سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ میرے کسی گناہ کے سبب ہے اور اکثر
 گناہوں کو اس معمولی تکلیف کے بدلہ میں اللہ معاف فرمادیتا ہے۔

اور اطفال اور مجاہدین (دیوانوں) کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں حَيْثُ قَالَ فِي دُوحِ الْمَعَانِي دَأْمَا
 الْأَطْفَالُ وَالْمَجَاهِدِينَ فَمَنْ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْخَطَابِ لِأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَكْتُمُ الْمَجَاهِدِينَ وَالْأَطْفَالُ اس حکم میں
 غیر مکلف ہونے کی بنا پر داخل نہیں ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا لِيُصِيبُ۔ اور تم زمین میں
 اللہ پر غالب نہیں آسکتے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں۔
 یہ کہ یہ کام مفہوم منطوق صرحہ واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں انسان

کچھ نہیں کر سکتا اور اللہ ہی کی ذات وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کا والی و مددگاہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جو مصائب و آلام مقدرات انسانی میں ہیں ان سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آگے ارشاد ہے

ذٰلِكَ لَآيَاتُ الْكُتُبِ الْغَايَةِ كَالْأَعْلَامِ إِنَّ يَسْتَأْذِنُكَ الرِّيحُ فَيُظَلِّكُنَّ دَوَائِدَ عَلَى ظُهُورِهِ - إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ - اور اس کی نشانیوں سے ہے دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا کھمادے کہ اس کی پٹھیر پٹھیری رہ جائیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو۔

مفہوم آیت ظاہر ہے کہ سمندر میں پہاڑوں جیسی کشتیاں جس کو انقبوٹ اور اسٹیمر کہا جاتا ہے چلتی ہیں اور ننگر ڈال دینے پر اسی دریا میں کھڑی رہتی ہیں تو یہ بھی قادر و قیوم کی ایک بہت بڑی نشانی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سمندر جیسا ذخار جو بگڑنے پر آجائے تو اپنے تلاطم سے یہ انقبوٹ جہاز ایسے اڑا دے کہ ان کے ٹکڑے بھی نہ ملیں مگر چونکہ ہر شے حکم الہی کے ماتحت ہے تو اس میں سمندر کو بھی اپنے حکم سے ہمارے لیے مسخر فرمایا کہ پانی کی لپیٹ پر جہاں چاہیں کھڑے رہیں اور جہاں تک چاہیں ہزاروں ہزار ہریں ہزار لے غیر النہایت میلوں کا سفر کر لیں جو اس کے نشانہائے قدرت ہیں کہ لوہا پانی پر تیرتا ہے ورنہ ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ پانی پر لوہا کبھی نہیں تیر سکتا مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ چھانچ اور ایک فٹ موٹی چادر سے اسٹیمر اور انقبوٹ بنتے ہیں اور پانی کی لپیٹ کو چیرتے ہوئے کہ اچی سے بحرین جدہ اور اس سے آگے ہزار میل چلے جاتے ہیں اور پھر یہ ہی نہیں کہ وہی جائیں بلکہ ہزار ہا جائیں بھیر بھیر گھوڑے ہاتھی اور انسان بھی اس میں سواری کر کے نہتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اٰذِيۡوَبِقٰهِنَّۙ بِمَا كَسَبُوۡۤا ذٰلِیۡفٌ عَنۡ كَثِيۡرٍ وَّيَعْلَمَ الذَّٰلِمِيۡنَ مُجَادِلُوۡنَ فِیۡ اٰیٰتِنَا مَا لَمْ يَحۡمُرُوۡنَ
مُخِصِّ - یا انہیں تباہ کر دے لوگوں کے گناہوں کے سبب اور بہت کچھ معاف فرما دے اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے۔

آیہ کریمہ میں دوسرا پہلو ظاہر فرمایا کہ یا تو ہم ان کشتیوں میں جہازوں میں سفر کرنے والوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں اور جب ہم چاہیں تو ان کو تباہ اور غرق دریا کر دیتے ہیں اور یہ جو کچھ چلی ہے یہ انکی کرنیوں کے بدلے میں بہت سوں کو معاف ہو جاتا ہے اور اکثر ماخوذ ہوتے ہیں اور اس امر کو واضح کیا کہ ہم بے خبر نہیں بلکہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں اور بے جاتا و بلیں کرتے ہیں ان کی گرفت ہونے کے بعد ان کو

بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں آگے ارشاد ہے۔

فَمَا اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیْءٍ مِّنۡ شَیْءٍ مَّاۤ اَعۡتَدَ اللّٰهُ خَیۡرًا وَّاَتٰنِیۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰیٰ ذٰلِکَ

بیتوں کو جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ حیات دنیا میں تمہارے لیے ہے اور جو اللہ کے پاس سے تمہیں ملے گا وہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور ایمان والوں کے لیے اور ان کے لیے جو اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

آئیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر جو قبائل عرب میں بہت متمول تھے اسلام لانے کے بعد سب کچھ انہوں نے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ تو دنیا والوں نے آپ کو علامت کی اور کہا کہ یہ اسلام خوب ہے جس میں داخل ہونے کے بعد سے آپ فقیر و مسکین ہو گئے متاع و دولت سب کھو بیٹھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ کی راہ میں ایمان لانے کے بعد جو دنیاوی مال دنیا کو خرچ کر دیتا ہے اس کے لیے اللہ کے پاس ایسی نعمتیں ہیں کہ جنہیں قضا نہیں اور وہ اللہ پر بھروسہ رکھ کر جب خرچ کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر مال اور دولت سے متمتع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ دولت دنیا ناپائدار ہے اس کی ہر چیز آتی جاتی ہے حتیٰ کہ صحت و تندرستی بھی کافی ہے آج جو دولت کے ڈھیروں پر بیٹھا ہے کل وہ در یوزہ گریے۔ آج ناز و نعم میں جو لیل و نہار گزار رہا ہے کل کر بت و کلفت کا شکار ہے برخلاف نعمت اخروی کے کہ وہ ملنے کے بعد زائل نہیں ہوگی یہاں تک کہ جو ان کو بھی زوال نہیں صحت بھی اسی شان سے ہوگی جیسی کہ اسے ملی حسن و جمال بھی زائل نہیں ہوگا۔ دنیا میں بڑے حسین و جمیل متمول اہل ثروت جاہلادوں والے ہم نے دیکھا کہ آج ان کا ڈنکا پٹ رہا ہے اور کل انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ۵

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے جھاڑان کی قبر پر ہیں اور نشانی کچھ بھی نہیں

تو مومن کی شان یہی ہے کہ دوامی نعمت ازی عشرت کے مقابلہ میں متاع دنیا کو ترجیح نہ دے اور اپنے رب کی رضا جوئی میں لیل و نہار خواہ عشرت سے کیٹیں خواہ عشرت سے شکر کرتا ہوا گذرے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يَحْتَسِبُونَ كَثِيرًا لِّشَرِّهِمْ وَالْفَوَاحِشَ إِذَا مَا عَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْوَالَهُمْ سُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ۔ اور وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب عفت آئے تو معاف کر دیتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہے اور ہمارے سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

آیت کریمہ میں مومن کی مقتضیات ایمانی کو پانچ صورتوں میں دکھلایا۔
 اول اجتناب کبار و فواحش۔

دوسرے کسی غضب ناک بابت کی معافی دیدینا۔
 تیسرے اللہ کے حکم کے آگے جھک کر نماز قائم رکھنا۔
 چوتھے اپنے معاملات مشوروں سے طے کرنا۔

پانچویں اللہ کی راہ میں اپنی روزی سے خرچ کرنا۔

اور ایک درجہ یہ بھی دکھایا کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ زیادتی کرے تو اتنا ہی اس سے یہ بدلہ لے لیتے ہیں۔

یہ دو درجہ کے مومن ظاہر فرمائے گئے۔ اعلیٰ درجہ وہی ہے جو اول پانچ صفات میں ظاہر فرمایا گیا اور اگر ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لے تو یہ دوسرا درجہ ہے۔ آیت کریمہ کا شان نزول انصار کے حق میں ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی دعوت قبول کر کے احکام دینی کا اتباع کیا اور اپنا مال مہاجرین میں خرچ کیا اور نماز پر مداومت رکھی اور خود رانی و عجلت میں نہیں آئے بلکہ ہر مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے مشورے کر کے کام کیے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ کو پہنچتی ہے اور جب مسلمانوں پر ظلم کیا جاتا ہے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں مگر اعلیٰ قوم وہی ہے جس میں معافی ہو۔ چنانچہ ابن زید فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں دو قسم کے مومنین کا تذکرہ ہے۔ پہلے وہ جو ظلم کو معاف فرما کر بدلہ نہیں لیتے۔ دوسرے وہ جو ظلم سے بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز نہیں کرتے عطا فرماتے ہیں کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا۔ پھر اللہ نے ان مومنین کو جب سرزمین مکہ پر مسلط کیا تو انہوں نے معافی دی اور بدلہ نہ لیا۔ آگے قانون ظاہر فرمایا۔

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلَكِنْ اتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ فَإِنَّكُم مِّنْ سَبِيلٍ - إِنَّا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يُظَلِّمُونَ النَّاسَ وَيَعُونَ فِي الْأَرْضِ بَغْيًا الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - وَلَمَنْ صَدَرَ وَعَصْرَاتِ ذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ
 الامور۔ اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کوئی مواخذہ کی راہ نہیں۔ مواخذہ تو انہیں یہ ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان

کے لیے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور رحمت کے کام میں۔
 آئیے گریہ میں بتایا گیا ہے کہ بدلہ قدر جنابت ہونا چاہئے اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہتا
 جانتے ہے کہ صورتہ مشابہ ہونے کے سبب سے کہا جاتا ہے۔ اور جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے برا معلوم
 ہوتا ہے اور برائی کے ساتھ تعمیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ گریہ بدلہ لینا جائز ہے مگر عفو اس سے
 بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے مرد ظلم کی ابتداء کرنے والے
 ہیں اور جو ظلم کا بدلہ لے وہ ظالم نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ ظلم کو معاف کر دے۔ اسی لیے فرمایا وَكَسَبَتْ
 صَبْرًا وَعَفْوًا كَذَلِكَ لِمَنْ عَزَمَ الْأُمُورَ۔ جو ظلم پر صبر کرے کے معافی دیدے وہ یقیناً بہت بڑی رحمت
 کے کام میں۔

اور ظالم سے کہ ظلم ظالم پر صبر کرنا اور معافی دینا یہ حسین کریمین اور سیدنا زین العابدین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کی ہی ہمتیں تھیں کہ یزید کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس کے ظلم کی تلافی کے
 لیے صلوة او اسن تعلیم فرماتے ہیں۔ اور جب وہ ٹرھنہ سکا تو آپ نے فرمایا کہ میرا کام ہی تھا جو
 میں نے کیا آگے جو معاملہ ہے وہ مشیت الہی پر موقوف ہے ایسے ہی سید الشہداء سہراہ گلگول
 قبا کا معاملہ تھا کہ اپنے اعزہ واقرباء کے شہید ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر اب بھی عزم باز آ جاؤ تو میں
 تمہیں معافی دیدیتا ہوں۔ یہی عزم امور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ شوریٰ ۲۵

اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کے بعد اس کا کوئی
 والی وارث نہیں اور آپ دیکھیں گے مشرکوں
 کو جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا یہاں
 سے لوٹنے کا کوئی رستہ ہے

اور آپ دیکھیں گے انہیں کہ آگ پر پیش کیے
 جاتے ہیں ڈرتے ہوئے ذلت سے کشکیوں سے
 دیکھ رہے ہوں گے اور کہیں گے ایمان والے
 بیشک نقصان میں وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ دَلِيلٍ
 مِنْ بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا
 رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ آخِرٍ
 مِنْ سَبِيلِهِ

وَتَوَّاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غَصْبًا
 مِنْ الضَّلَالِ يُنظَرُونَ مِنْ طَرَفِ حَقِّقٍ
 وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَبِيرِينَ
 الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَآهْلِيهِمْ

يَوْمَ السَّقْمَةِ الْأَيَّامِ الطَّلِيئِينَ فِي عَذَابٍ مُّتَّبِعٍ

اور گھروالوں کو نقصان میں ڈال اقامت کے دن خیر کار رہو بے شک ظالم ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

اور نہیں ہوگا ان کا کوئی ولی جو مدد کریں انہیں اللہ کے سوا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راستہ نہیں۔

وَمَا كَانَ لِمَنْ مِنْ أَوْلِيَاءِهِمْ أَنْ يُدْعُوا لِلَّهِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اپنے رب کے حکم کو اتنا اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لیے کوئی پناہ نہ ہوگی اور تمہیں انکا کرتے بنے۔

اسْتَجِيبُوا لِلرَّبِّ كَمَا مَنَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمْ يَوْمَ لَا مَرَدَ لَكُمْ مَا لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ

تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم تمہیں ان نکران نہیں بنایا آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں مگر پستی دینا احکام کا۔

فَإِنِ اعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِنَّ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغَ

اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر اس کو پہنچے کوئی برائی بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے اس کے چھپا تو بے شک انسان ناشکر ہے۔

فَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَزَحَّ بِهَا وَرَانَ تَصِيبُهُمْ سَكِينَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ

اللہ ہی کے لیے ملکیت ہے آسمانوں اور زمین کی پیدا کرے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے لڑکے دے یا دونوں ملا کر دے (بیٹے بیٹیاں) اور جسے چاہے بائٹھ کر دے بے شک وہ جانتے والا قدرت والا ہے اور نہیں کوئی بشر کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا لوگوں کہ وہ بشر پر وہ عظمت کے اندر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ اس کے حکم سے

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إنا نأْتِيهِمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَأَنْتَ مُجْتَنِبٌ رِجْئِهِمْ يَسَاءَ عِيقَابُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ قَدِيرٌ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآذَانِهِ مَا يَشَاءُ

اِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝

وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلند اور
حکمت والا ہے۔

اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے آپ کی طرف ایک
زندگی بخشنے والی اپنے حکم سے اور نہیں تھے آپ
جاتے والے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان
کی تفصیل لیکن ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم
راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور
بے شک آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھی راہ کی
اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین
میں ہے۔ خبردار رہو کہ تمام معاملات اللہ ہی کی
طرف لوٹتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا
مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي
مَا أَكْتُبُ وَلَا أَلَيْبَانُ وَلَا كُنْتُ
يَعْلَمُنَاهُ نُوْرًا نُّهْدِي بِهِ مَن
نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَفِي
الرَّحْمَةِ لَمُسْتَقِيمٌ ۝
حَرَّاطِ اللَّهُ الْكِنِّي لَرَمَافِي السُّقُوْا
وَالْأَرْضِ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيْرُ
الْأُمُوْرِهِ

لفظی ترجمہ

و۔ اور	مَنْ جَسَّ	يُضِلُّ لِمَرَاهِ كَرِي	اللَّهُ - اللہ
فَمَا تَوَهَّيْنَا	كَه - اس کا	مَنْ قَبِي - کوئی دوست	مَنْ بَعْدَهُ - اسکے بعد
و۔ اور	تَرَى - دیکھے گا تو	الظَّالِمِينَ - ظالموں کو	كَمَا جَب - کہا جب
رَأَوْا - دیکھیں گے	الْعَذَابِ - عذاب	يَقُولُونَ - کہیں گے	هَلْ - کیا
إِلَى - طرف	مَوَدِّ - لوٹنے کی ہے	مَنْ سَبِيلِ - راہ	و۔ اور
تَرَا - دیکھے گا تو	هُوَ - ان کو	يَعْرِضُونَ - پیش کیے جائیں گے	عَلَيْهَا - اس پر
خَشِعِينَ - ڈرتے ہونگے	مِنَ الدُّلِّ - دلت سے	يَنْظُرُونَ - دیکھتے ہونگے	مِنْ طَرَفِ - نگاہ
خَفِيٍّ - مخفی سے	و۔ اور	قَالَ كَهَيَّا كَهَيَّا	الذَّيْنِ - وہ
أَمْثَلًا جَوَّابِيَانِ لَللَّهِ	إِنَّ - بے شک	الْمُخْبِرِينَ - نقصان والے	الذَّيْنِ - وہ ہے
خَبَرُوا - کہ خسارہ دیا	أَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کو	و۔ اور	أَهْلِيهِمْ - اپنے گھر والوں کو
يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	الآ - خبردار	إِنَّ - بے شک

مَقِيمٌ بِمِثْقَلِ كَعْبٍ كَمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَن ذُكِرَ اسْمُهُ - اللہ کے سوا	عَذَابٌ عَذَابٌ كَانَ لَهُ يُبْصِرُ وَيَصْمَعُ - جو ان کی مدد کریں	فِي مَرِيضٍ مَا - نہیں يُبْصِرُ وَيَصْمَعُ - جو ان کی مدد کریں	الظَّالِمِينَ ظَالِمِينَ و - اور مِنَ اَوْلِيَاءِ - کوئی دوست
اللَّهُ - اللہ اسْتَجِيبُوا - کہا مالو تِيَاتِي - آئے لَهُ - اس کے لیے	لِيُضِلَّ سُبُلَكُمْ مِنَ سَبِيلٍ - کوئی راہ اِنَّ - اس سے کہ مَرَدًّا - لوٹنا	مَنْ جِئْتُمْ لَهُ - اس کے لیے مِن قَبْلِ - پہلے لَا - کہ نہ ہو	و - اور فَمَا - تو نہیں لِرَبِّكُمْ - اپنے رب کا يَوْمَ - ایسا دن
يَوْمَئِذٍ - اس دن مِن تَكْوِينٍ - کوئی انکار اَدْسَلْنَاكَ - بھیجا ہم نے اِنَّ - نہیں و - اور	مِن مَّعْلُومٍ - کوئی پناہ کی جگہ لَكُمْ - تمہارے لیے فَمَا - تو نہیں حَقِيقًا - چونکہ الْبَلَاغُ - پہنچاتا	لَكُمْ - تمہارے لیے مَا - نہیں اَعْرَضْنَا - منہ پھیریں عَلَيْكُمْ - ان پر اَلَا - مگر	مَا - نہیں و - اور فَاِنَّ - تو اگر اَبْطَغُوا عَلَيْكُمْ - آپ پر
اَلْاِنْسَانَ - انسان کو بِمَا - اس سے سَيِّئًا - برائی فَاِنَّ - تو بیشک مُلْكًا - بادشاہی ہے يَخْلُقُ - پیدا کرتا ہے لِمَنْ - جسے	اِذْ قَدْ اَبْجَحْتُمْ فِرْحًا - خوش ہوئے تَصْبِيحًا - پہنچے ان کو اَيُّدِيَهُمْ - ان کے ہاتھوں نے بِاللَّهِ - اللہ ہی کی اَلْاَرْضِ - زمین میں يَرْهَبُ - عطا کرتا ہے	اِذَا حِجِبُ رَحْمَةً - رحمت اِنَّ - اگر قَدَّ مَتَّ - گے بھیجا كُفُورًا - ناشکر ہے و - اور يَشَاءُ - چاہے اِنَّا - لہو کیاں يَشَاءُ - چاہے ذِكْرًا - لہو کے	اِذَا بَشِيَ مِنَا - اپنی طرف سے و - اور بِنَا - یہ سبب اسکے جو اَلْاِنْسَانَ - انسان السَّمَاوَاتِ - آسمانوں مَا - جو يَشَاءُ - چاہے لِمَنْ - جسے يَزُودُهُمْ - ملا دے ان کو و - اور عَقِيمًا - بانجھ و - اور
اَوْ - یا اِنَّا - لہو کیاں يَشَاءُ - چاہے قَدِيرٌ - قدرت والا ہے لِيُشْرِكَ كَيْسِي اَدْمِي - کسی آدمی کے لیے	مَنْ جِئْتُمْ عَلَيْكُمْ - جلتے والا كَانَ - ہے	يَجْعَلُ - کر دے اِنَّ - بیشک وہ مَا - نہیں	و - اور عَقِيمًا - بانجھ و - اور

اِنَّ سِيْرَكَ	مَنْ يَكْتُمُ كَلِمَةً كَرِهَ اَسَاسًا	اِنَّ سِيْرَكَ
وَجِيَا وِجِي سَا	اَوْ يَا	وَجِيَا وِجِي سَا
اَوْ يَا	يُرْسِلُ يَكْتُمُ	اَوْ يَا
بِاَذْنِهِ لِيُنْزِلَ حِكْمًا	مَا جُو	بِاَذْنِهِ لِيُنْزِلَ حِكْمًا
مَنْ يَكْتُمُ كَلِمَةً كَرِهَ اَسَاسًا	حِكْمًا	مَنْ يَكْتُمُ كَلِمَةً كَرِهَ اَسَاسًا
اَوْ جِيَا وِجِي سَا	اِنَّ يَكْتُمُ كَلِمَةً كَرِهَ اَسَاسًا	اَوْ جِيَا وِجِي سَا
مَا نَهَى	كُنْتُ تَخَاتُو	مَا نَهَى
اَلْكِتَابِ كِتَاب	وَا	اَلْكِتَابِ كِتَاب
وَا	اَلْكِتَابِ كِتَاب	وَا
تُوْرًا تُوْرًا	تَهْدِيْ	تُوْرًا تُوْرًا
نَسَاءً جَاهِي	مِنْ عِبَادِنَا لِيُنْزِلَ حِكْمًا	نَسَاءً جَاهِي
لَهْدِيْ	اَلِيْ	لَهْدِيْ
صَوَابًا رَسْتًا	اَللّٰهُ	صَوَابًا رَسْتًا
مَا جُو	فِيْ	مَا جُو
اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كَيْفَ	اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كَيْفَ	اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كَيْفَ
تَصِيْرًا يَلْتَمِسُ	اَلْاَرْضِ زَمِيْنِ كَيْفَ	تَصِيْرًا يَلْتَمِسُ

حل لغات تاوره

مَرَدًّا لَوْنِي كَيْفَ مَعْنِي هِيَ
 كَرَفٌ حَقِيٌّ عَرَفٌ فِيْ طَرَفٍ كَيْفَ مَعْنِي لَهْرٌ كَيْفَ مَعْنِي كُنْ اَنْكَبِيُوْلٌ سَرْدٌ كَيْفَ مَعْنِي
 مِنْ كَلِمَاتٍ طَرَفٌ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ فِيْ سِنَاهُ كَيْفَ
 مَا لَمْ يَكُنْ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ
 كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ
 كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ اِنْ كَيْفَ مَعْنِي هِيَ

عَقِيمٌ عَقِيمٌ وہ ہے جس کے ہاں بچہ نہ ہو لولا کر کے ہاں دَجَلٌ عَقِيمٌ لَدِيدٌ وَاَمْرًا عَقِيمٌ لَدِيدٌ
عقم کے اصل معنی میں قطع کے اسی سے ہے مِلَاثٌ عَقِيمٌ لَدِيدٌ يَطْعُ الْعَجْرَاءُ بِالْقَتْلِ وَالْمَقُوتِ اور پھر بھی اسی
معنی میں مستعمل ہے وَكَانَتْ اَهْرَاقِي عَاقِرًا۔

تَنَادَى درایت سے ماخوذ ہے اور درایت کہتے ہیں اسکل اور قیاس سے کسی چیز کا جانتا

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ شوریٰ ۲۵

وَمَنْ يُضِلِلِ اللهُ فَمَا لَهُ مِنْ دَلِيلٍ مِّنْ بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا دَاوَالْعَنَابِ يَقُولُونَ
هَلْ لِي مَرْدٌ مِّنْ سَبِيلٍ۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے تو پھر اس کا کوئی یار و مددگار نہیں اور اے محبوب قیامت
کے دن آپ مشرکوں کو دیکھیں گے کہ جب عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو (پھر حسرت سے)
کہیں گے (بھلا دنیا میں) پھر لوٹنے کی کوئی سبیل (راہ) ہے۔

ہدایت و گمراہی دونوں قوتیں قبضہ قدرت الہی میں ہیں جسے وہ گمراہ کر دے لے کوئی ہدایت
نہیں کر سکتا جیسے ابو جہل ابو لہب اور جس کو وہ ہدایت فرما دے لے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جیسے
صدیق و فاروق و عثمان غنی و علی اسد اللہ۔

اب سوال باقی رہتا ہے کہ جب ہدایت و گمراہی دونوں قبضہ قدرت مشیت میں ہیں تو تبلیغ مبلغ
بیکار ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں پر وہ تقدیر کا نقشہ معلوم نہیں کہ کسے ہدایت پر سدا فرمایا اور
کسے گمراہی پر تو مبلغ کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ کرتا رہے اگر وہ ہدایت پر آ گیا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے
اللہ نے ہدایت دی اور اگر وہ کج بختی اور مجد و عناد پر جمارا اور اسی کفر پر مڑا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اس
کی قسمت میں ہی گمراہی تھی بنا پر تبلیغ مبلغ بہ صورت لازمی ہے۔

وَتَرَى الظَّالِمِينَ میں جو حضور کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا اس سے مراد مشرکین ہیں اس لیے کہ
قرآن کریم نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد سے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ قرآن کریم میں
بہاں بھی ظالمین آئے گا وہ باسنتناہ چند مقام کے مشرکوں کے ہی حق میں ہوگا۔ اور جیسے اِنِّي كُنْتُ
مِنَ الظَّالِمِينَ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا يَا اَنْبِيَا كَرِهْنَا لِمَ كُنَّا كُفْرًا كَرِهْنَا لِمَ كُنَّا كُفْرًا
اس کے معنی شرک نہیں ہوں گے بلکہ اپنی جان پر زیادتی کے معنی ہوں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضور
کو فرمایا گیا وَتَرَاهُمْ لِيَعْنِي اَبْصَارُهُمْ فَاَنْتُمْ لِيَعْنِي اَبْصَارُهُمْ فَاَنْتُمْ لِيَعْنِي اَبْصَارُهُمْ

پر مستحضر رہے ایسے ہی عرصاتِ محشر اور جنت و جہنم تمام حضور کے سامنے روشن ہوں گے۔

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا حَشِيبِينَ مِنَ الدَّارِ لِنُظْمِ مَنْ مِنْ طَرَفِ حَقِيقٍ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا
إِنَّ الْحَشِيبِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ
اور آپ ان لوگوں کو دکھیں گے جو دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے ذلت سے جھکے ہوئے اور نگھیوں
سے دیکھتے جاتے ہوں گے اور اس وقت ایمان والے کہیں گے کہ حقیقت میں بڑے بد نصیب تو وہ
میں جنہوں نے (خود گمراہ ہونے سے آج) قیامت کے دن اپنے آپ کو (بھی) تباہ کیا اور اپنا برنامہ
دکھانے اور بھگانے سے اپنے گھر والوں کو بھی برباد کیا۔ خبردار رہو کہ شرک کرنے والے ہمیشہ عذاب
میں ہیں گے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ شرم کی وجہ سے وہ لوگوں کی طرف نظر نہ اٹھا کر دیکھ سکیں گے اور جہنم میں جا
وقت نیم باز لگا ہوں اہل جنت پر ڈالیں گے اور اپنے نقصان و خسران سے پھٹائیں گے۔

اب رہا وَاللَّيْمُ کا مقصد یہ بھی ظاہر ہے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ اپنی
جانوں کو نقصان میں ڈالنا اور اپنے متبعین کو بھی تباہ کیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے قَالَ يَا نُوحُ ابْنَا
لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ تُو اہل سے مراد قبیح کے ہیں۔ اہل اور آل مترادف المعنی ہیں اسی بنا پر فرمایا ذَا عَمْرُقَاتَا
الْفِرْعَوْنَ اس میں بھی متبعین فرعون مراد ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعت آل پاک پر درود پڑھتے ہوئے تمام متبعین پر علی حسب مراتب
درود پہنچنا سمجھتے ہیں یعنی یہ ضروری نہیں جانتے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھتے ہوئے ازواج
واصحاب اور تمام امتیوں کا تذکرہ بھی کیا جائے بلکہ یہ کہہ دینا سب کے لیے کافی ہے اور اگر تفصیلات
سے ہو تو مضائقہ نہیں اور چونکہ مشرکوں کے لیے ان کا دار الخلد جہنم ہے اسی لیے تنبیہ سے فرمایا کہ خبردار رہو کہ
ظالم یعنی مشرک ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ فِرَاقٌ وَلَا يُنصَرُ وَهُمْ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ اسْتَجِيبُوا
لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَنَّكُمْ يَوْمَ لَا مَرَدَ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِنْ مَّجَاءٍ يُّوْمَئِذٍ لَّكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ اور نہیں ہوگا
اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی کہ ان کی مدد کرے۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کے لیے نجات کا کوئی رستہ ہی
ہیں بلوگو! اس دن کے آنے سے پہلے جو خدا کی طرف سے ٹھننے والا نہیں ہے اپنے پروردگار کا حکم مانو کہ ان
دن نہ تو تمہیں کہیں پناہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں گناہوں سے انکار کرتے ہی بن پڑے گی۔

آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ قرآن کریم کا روئے سخن واضح کر رہا ہے کہ مشرکوں بیدنیوں کے لیے

آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قادر مطلق ایسا قادر ہے کہ ایک گھر میں لڑکے ہی لڑکے پیدا کرے ایک گھر میں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا کرے۔ کسی کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پیدا فرماوے اور کسی میاں بیوی ہوتے ہوئے لادلا اور گننام کر دے۔ یہ تمام معاملات اس کی حکمت بالغہ کے ساتھ ہیں اس میں کوئی اس کا مشیر نہیں جسے چاہے جس طرح چاہے جب چاہے جیسے چاہے جو دے لڑکا دے لڑکی دے یا لڑکے لڑکیاں دونوں دے یا کچھ بھی نہ دے اس کے آگے جھکا رہنا ہی ہمارا فرض ہے صرف شکایت زبان پر لانا ہی کفران نعمت ہے۔

اب رہا یہ گندے تعویذ۔ ادویات۔ معجونات جو بے شافہ کا استعمال اور معاجین سے علاج وغیرہ یہ سب چیزیں اسباب دنیا سے متعلق ہیں۔ اگر قدرت کو اس بہانے میں کامیابی دینی ہو تو حکیم کا نام ہو جاتا ہے اور آپ کا کام بن جاتا ہے۔ ایسے ہی عمل خال پیتے۔ گندوں کا حال ہے کہ اگر منظور الہی ہو تو اس بہانے عامل کا نام اور علاج کرنے والے کا کام ہو جاتا ہے ورنہ سب بے کار اور بے سود ہو جاتا ہے معلوم ہو کہ یہ قَبْلَ لَمَّا نَشَاءُ اِنَّا نَاكَا مَقْتَضَا ہِی ہِی ہے کہ ہم اپنے عقیدہ میں واحد حقیقی اللہ تعالیٰ کو مانتے اور باقی اسباب و ذرائع ان کو بہانہ مانتے البتہ ناجائز طریقوں سے جو اتارے پڑھوے کیے جائیں وہ شرعاً ممنوع ہیں ان سے اجتناب لازمی ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يَّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا ذِكْرًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَبِوَجْهِ اٰذَانٍ مَّا يَشَاءُ اللّٰهُ عَلٰی حَكِيْمٍ۔ اور کسی آدمی کو تائب نہیں کہ خدا اس سے رو برو ہو کر کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ عظمت کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا ہے وہ خدا کے حکم سے جو اسے منظور ہوتا ہے پیغام خدا پہنچا دیتا ہے بے شک خدا عالی شان اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کو ظاہر فرمایا گیا ہے کہ متحمل وحی محض بشر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ نور نبوت عطا ہو جائے تو اس میں اس کا تحمل پیدا ہوتا ہے یہی شان ملک ہے کہ فرشتے کو کوئی بشر دیکھنے پر قادر نہیں۔ حتیٰ کہ صحابہ کو حضور نے فرمایا تھا کہ تم فرشتے کو نہیں دیکھ سکتے اور اگر دیکھ بھی لو تو ان کی نورانیت تمہاری آنکھوں کی روشنی سلب کر لے گی۔ چنانچہ ایک صحابی کے ساتھ ایسا ہوا بھی کہ انہوں نے حضور کے پاس روح الامین کو آتے ہوئے دیکھا اور صرف ان کے قدموں پر نظر پڑی تو حضور نے فرمایا کہ اب تمہاری آنکھیں جاتی رہیں گی چنانچہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

تو جب رویت ملا کہ کا تحمل چشم بشر میں نہیں تو رویت الہی دنیا میں کیونکر ممکن ہے البتہ انبیاء میں بھی صرف ایک ہی آنکھ پیدا فرمائی کہ جو چشم سر جمال الہی کا مشاہدہ کر سکے۔ ورنہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

کو بھی کن و نثر آئی فرمایا گیا۔

جب حقیقت یہ ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ الْإِيتِي كَسِي لِبَشَرٍ فِي يَتَابِ هُنَّ كَرَاهِي كَلَامِ الْهِي رُو بَرُو
سنے تو پھر زید عمر و بیکر کی تو مجال ہی نہیں۔ اب سوال وحی کا سید ہوتا ہے کہ وحی بھی بشر کو ہو سکتی ہے
یا نہیں اس پر فرمایا وَلَكِنْ جَعَلْنَاكَ نُورًا مُّهِدِي بِمَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا۔

استدراک کے لیے لکن فرما کر بتایا کہ نور قرآن کے ذریعہ جس کو ہم چاہیں ہدایت فرما دیں اور نور
نبوت کے ساتھ ہماری وحی بھی آتی ہے چنانچہ وحی نام ہے اس تحفہ بیغام کا جو اللہ کی طرف سے نازل
ملک یا کسی خاص آواز کے ذریعہ نبی پر نازل ہوتی ہے اور اس کا متحمل غیر نبی نہیں ہو سکتا چنانچہ بخاری و
مسلم کی حدیثوں میں واضح طور پر اس کا بیان ہے کہ جب حضور پر وحی آتی تھی تو پیشانی اقدس پر تیز سردی
کے موسم میں بھی پسینہ آجاتا تھا۔

صحابہ کا بیان ہے کہ میں اس کا کچھ تپہ نہیں چلتا تھا کہ وحی میں کیا آیا

جب وہ کیفیت فرو ہو جاتی تو حضور فرماتے آج یہ علم
آیا یہ وحی ہوئی۔ وحی جتنی بھی ہے یہ بذریعہ روح الامین یا القاد فی الروح یعنی حضور کے قلب اقدس
میں القاء ہوا ہو۔ بذریعہ رؤیا کوئی حکم ملا ہو۔ یہ مختص ہے انبیاء کرام کے لیے ہی اس کے علاوہ وَادْعِي
نَبَاتٍ اِلَى النَّعْلِ۔ وَادْعِيْنَا اِلَى اِمِّمُؤَسَى اَنْ اَصْنَعِيہِ يہ وہ وحی نہیں جو انبیاء پر ہو بلکہ یہ القاد فی القلب
ہے جس کو الہام ہی کہہ سکتے ہیں۔

اس کی تصریح علامہ آلوسی اور صاحب نسفی اور امام راعب وغیرہ نے کی۔ باقی وہ وحی انبیاء
پر مختص ہے جس پر وعید قرآنی ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَدَىٰ عَلٰى اَللّٰهِ كَذٰبًا اَوْ قَالِ اَوْحٰى اِلٰى وَاَلْبُيُوْحِ
الْبِيْشِيَّتِي يہ وحی مختص بہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ تو لفظ وحی اشارہ سر لعیہ کے معنی بھی دیتا ہے اور
القاد فی الروح کے معنی میں بھی آتا ہے اور روایہ انبیاء میں بھی ہوتا ہے اس میں فرق کرتا اور اسکی نوعیت
کو سمجھنا نہایت ضروری ہے تو آپ کہہ میں جو فرمایا گیا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وُجُوْبًا اَوْ مِنْ
فَاٰءِ جِبَابِ اَوْ يُسَلَّ رَسُوْلًا فَيُوحٰى بِاٰذٰنٍ مَّا يَشَاءُ۔ تو یہ وحی سوائے انبیاء کرام کے کسی کو نہیں ہو
سکتی اور اشارات سر لعیہ یا القاد والہام سے جو کچھ ہو وہ غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے مگر وہ ایسی وحی نہیں
جس پر احکام قطعی نافذ ہو سکیں۔ اسی لیے انبیاء کی وحی میں تو نبوت مشروط کیا اور غیر نبی کے القاد
والہام میں نور قرآن لازم رکھا اس لیے کہ یہ القاد والہام تو سوس شیطانی کے بھی ہوتے ہیں جس سے
انبیاء کرام محفوظ و معشوق ہیں اسی لیے ارشاد ہوا کہ نبی پر جو وحی آتی ہے وہ اَوْ يُسَلَّ رَسُوْلًا فَيُوحٰى

بِأَدْنَىٰ مَا يَشَاءُ اللَّهُ بِمَنْزِلَةٍ وَسِيءَةٍ لِّمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ فِي حِفْظِهَا وَمَنْ يَحْتَسِبْ يَدْعُ بِحَقِّهَا وَيُنْفِقِ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ لِيُغْفِرَ لِحَسْبِهِ الْيُسْرَىٰ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
 اس میں کسی قسم کا واسعہ اور نشانہ غلطی کا نہیں ہو سکتا۔ اور جو قرآن کے ذریعہ اہم انبیاء میں احکام پہنچتے ہیں وہ بذریعہ مرسلین کرام ہوتے ہیں اس کا اتباع امتیوں پر لازم ہے۔ اسی لیے بشر کے ساتھ نور قرآنی سے احکام قرآن کا پہنچانا مشروط کیا۔ اور انبیاء کے لیے فرشتے کے ذریعہ یا القاء فی القلب کی شرط رکھی اور اس سے پہلے یہ امر بھی واضح کر دیا۔

وَكُنْ لَكَ آدْحِينَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاكَ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
 اللَّهُ الَّذِي كَرَّمَ مَانِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْإِلَٰهِي اللَّهُ تَصِيدُ الْأُمُورَ

اور یونہی ہم نے وحی تمہیں بھیجی ایک زندگی بخشنے والی چیز یعنی قرآن کریم اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب جلتے تھے اور نہ احکام شریعت کی تفصیل مل سکتی تھی قرآن شریف کو نور کہا جس سے ہم اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے خبردار رہو کہ سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔
 آیت کریمہ نے صحیح عقیدہ کی وضاحت کر دی جس پر اہلسنت وجماعت البتہ ہیں اور وہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام ذاتی علم نہیں رکھتے بلکہ کعبا وہی علم رکھتے ہیں علم ذاتی انہیں کیلئے خاص امکانت میں زمانہ ماضی واضح ہے جبکہ مطلب یہ ہے کہ اظہار نبوت و احکام سے پہلے لوگوں کو کتاب، ایمان اور اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا بظاہر خطاب حضور سے ہے مگر لوگ ہیں اور اگر آپ کو ہی مراد لیا جائے تو نفی علم ذاتی کی ہوگی نہ کہ عطائی کی جس پر یہ آیت دلیل ہے یہ نفی آپ کی عظمت کی دلیل ہے کہ آپ نبی امی تھے اور ان علوم کا بیان ہی آپ کے نبی برحق تھا اس لیے مبعوث ہوئے۔ اسی لیے حضور کو نبی امی کہا گیا یعنی رحم مادر سے پیدا ہونے کے بعد سے وفات تک کسی ایک فرد سے ایک حرف نہ سیکھا نہ کسی کے آگے نہ انوشے ادب تہیے جب اللہ تعالیٰ طرف سے انکشاف ہوا تو تمام کائنات کے علوم حضور پر روشن و مستظہر ہو گئے اسٹی پر ہم اپنے عقیدہ اہلسنت میں علوم انبیاء کو عطائی کہتے ہیں۔ ذاتی علم کسی نبی کو نہیں۔

چنانچہ حدیث بھی اس پر صادق شاہد عدل ہے جس میں ذکر ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا اور چند سوالات فرمائے تو میں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی پھر فرماتے ہیں فَضَرَبَ اللَّهُ يَدَكَ يٰمُحَمَّدُ فَوَجَدَتْ يَدًا كَأَنَّهَا بِيَدِ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ فَكَشَفَ اللَّهُ لِي مَا كَانَتْ وَمَا يَكُونُ لِعِبْنِ اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا نَعْمَ مِيرَءٌ دُونِ شَانُولِ كَمَا بَيْنَ يَدِ قَدْرَتِ مَا رَسَمَ جَسَدِي فِي بَرْدَتِ يَوْمَئِذٍ لِي فِي سِنِّي

میں محسوس کی اور سب کچھ اللہ نے کھول دیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا۔
 دوسری حدیث میں **فَتَعْلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَعَرْشُهُ** فرمایا یعنی ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی تو میں نے
 اسے پہچان لیا۔

تیسری حدیث میں **فَمَا يَأْتِي اللَّهَ قَدَرًا فَنَّا نَنظُرُ إِلَيْهَا** والی ما هو كائن فيها
 الی یوم القیمۃ کا تمنا انظر الی کفی ہدیا کا۔ اللہ نے دنیا یعنی ماسوی اللہ کو میرے آگے رکھا میں نے
 دیکھ لیا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔
 تو ثابت ہوا کہ عطاء معطی نے حضور کو علوم اولین والآخرین سے نوازا۔ اور اس سے قبل نہ
 حضور نے کسی علم کا دعویٰ فرمایا اور نہ حضور کو کوئی علم تھا۔ **وَسُبْحَانَ**

سُورَةُ زُحْرَفٍ

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس کے سات رکوع اور انا نویں آیتیں ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سُورَةُ زُحْرَفٍ ۲۵

۱۔ حاد و محمود	حَمْدُهُ
قسم ہے روشن کتاب کی	وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ
بے شک ہم نے اسے عربی میں قرآن اتارا تاکہ تمہیں	إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ
شعور عقل ہو	تَعْقِلُونَهُ
اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس موجود	فَإِنَّ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ لَدَائِبًا لَعَلَّكُمْ
ہے بہت بلند حکمت و دانائی کی کتاب ہے۔	حَكِيمٌ
کیا ہم اس وجہ سے کہ تم بدایت قبول کرنے سے	أَمْضَرِبُ عَنْكُمْ النَّكِرَ صَفْحَانِ كُنْتُمْ
بھٹ گئے ہو تمہیں نصیحت کرنا چھوڑ دیجے۔	قَوْمًا مُّشْرِقِينَ
اور بہت سے نبی تم سے پہلوں میں ہم نے	وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي

الْأُولَئِينَ هـ

بھیجے۔

اور جو بھی بنی آیا مگر لوگ ان کا منسخر اڑتے رہے

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ
كَيْتَهُمْ هُرُودًا هـتو ہم نے انہیں ہلاک کیا جو ان کافروں سے
قوت میں شدید ترین تھے اور دنیا میں ان اگلے
لوگوں کے افسانے چل پڑے۔فَا هَلْ كُنَّا اسْتَدًا مِنْهُمْ بَطْلًا دَمَضًا مَثَلُ
الْأُولَئِينَ هـاور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے آسمان و زمین
پیدا کیے تو وہ ضرور کہیں گے ان کو زبردست دانا
دینے نے پیدا فرمایا۔وَلَوْ أَنَّ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
لَيَقُولَنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُجس نے تمہارے لیے زمین کو بچھوٹا بنایا۔ اور
بنائے تمہارے لیے اس میں راستے تاکہ تم راہ
پاسکو۔ (متزل مقصود کی)الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا أَدَّ جَعَلَ
لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ هـاور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی اندازے
کا تو ہم نے اٹھایا اس سے مردہ آبادی کو یونہی
تم سے قبروں سے نکالے جاؤ گے۔وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يَقْدِرُ
فَأَنْشُرْنَا بِهِ بَلْدًا كَمَا مِثْنَا كَذَلِكَ
تُخْرَجُونَ هـاور وہ جس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے اور
تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریا
بنائیں تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔
پھر اپنے رب کا احسان یاد کرو جب تم ان پر اچھی
طرح بیٹھ جاؤ اور کہو تم پاک سے وہ ذات جس
نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور نہیں تھے
ہم اس کو قافلو کر سکنے والے۔وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ
لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ هـ
لِيَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِمْ يُحْمَلُونَ وَأَنْعَمَ
رَبُّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِمْ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ
الَّذِي نَسَخَرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ
مُشْرِكِينَ هـاور بے شک ہم اپنے رب کی طرف واپس
لوٹیں گے۔

وَأِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

اور لوگوں نے خدا کے فرشتوں کو خدا کا جزو

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا لَّئِن

یعنی اولاد قرار دے رکھ رہے ہے شک انسان
کھلانا شکر ہے۔

لفظی ترجمہ

حَمْدًا لِّعَلَّامِ الْغُيُوبِ	وہ قسم ہے	الْكِتَابِ كِتَابٌ	الْمُبِينِ - روشن کی
إِنَّا بَشَرٌ مِّمَّنْ	جَعَلْنَا - بنایا	كَمْ - اس کو	قُرْآنًا - قرآن
عَرَبٍ نَّبِيًّا - عَرَبِي	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	تَعْقِلُونَ - سوچو سمجھو	وہ اور
إِنَّا بَشَرٌ مِّمَّنْ	فِي - بیچ	أَوَّلِ - اصل	الْكِتَابِ - کتاب کے
لَدُنَّا - ہمارے پاس	لَعَلَّكُمْ - بلند مرتبہ ہے	حِكْمٍ - حکمت والی	أَكْبَرِ
مَنْزُورٍ - دور کر دینگے تم	عَنْكُمْ - تم سے	الذِّكْرِ - نصیحت	مَنْفَعًا - اعراض کرتے ہوئے
أَنْ - یہ کہ	كُنْتُمْ - ہو تم	قَوْمًا - قوم	مُسْرِفِينَ - حد سے بڑھنے والی
وہ اور	كَمْ - کتنے	أَرْسَلْنَا - بھیجے ہم نے	مِنْ نَبِيٍّ - نبی
إِلَّا - مگر	كَأَنَّهُمْ كَفَرُوا	يَه - اس سے	كَيْسِرَ هَارُونَ - کھٹھا کرتے
فَأَهْلَكْنَا - تو ہم نے ہلاک کیا	أَسَدًا - زیادہ سخت کو	مِنْهُمْ - ان سے	بِكُفْرَانِهِمْ - پکڑے ہیں
وہ اور	مَضَى - گزر چکی	مَثَلٍ - مثال	الْأَقْلَابِ - پہلے لوگوں کی
وہ اور	لَيْتَ - اگر	سَأَلْتُمْ - تو ان سے پوچھے	مَنْ - کس نے
خَلَقَ - پیدا کیے	السَّمَوَاتِ آسَمَانَ	وہ اور	الْأَرْضِ - زمین
لَيَقُولَنَّ - تو ضرور کہیں گے	خَلَقْتُمْ - پیدا کیا انکو	الْعَرَبِ نَبِيًّا - غالب	الْعَلِيمِ - جاننے والے نے
الَّذِي - وہ جس نے	جَعَلَ - بنایا	لَكُمْ - تمہارے لیے	الْأَرْضِ - زمین کو
فَهَذَا - بچھونا	وہ اور	جَعَلَ - بنائے	لَكُمْ - تمہارے لیے
جِهًا - اس میں	سُبُلًا - راستے	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	تَهْتَدُونَ - راہ پاؤ
وہ اور	الَّذِي - وہ جس نے	نَزَّلَ - اتارا	مِنَ السَّمَاءِ - آسمان سے
مَاءً - پانی	بِقَدَرٍ - انداز سے	فَأَنْشُرْنَا - تو اٹھائے تھے	يَه - اس کے ساتھ
بِدَلَاةٍ - شہر	مُبِينًا - مردہ	كَذَلِكَ - اسی طرح	تَهْتَدُونَ - نکلے جاؤ گے تم

الَّذِي دَعَا جِبْرَائِيلَ	خَلَقَ بِيَدِ كَيْفِهِ	الَّذِي دَعَا جِبْرَائِيلَ	ذ۔ اور
نَكَمَ دُمْتَهَارَ لِيَسِي	جَعَلَ بِنَائِي	ذ۔ اور	كَلَّمَهَا سَارَةَ
مَا جَنُّ بِرِ	الْأَنْعَامِ - چار بائے	ذ۔ اور	مِنَ الْقُلُوبِ كَشْتِيَا
ظَهْرِيَّةً - انکی پٹھوں کے	عَلَى - اوپر	لِيَسْتَوُوا - تاکہ بیٹھو تم	تُرْكِبُونَ - تم سوار ہوتے ہو
رَبِّكُمْ - اپنے رب کی	بِعَمَّةٍ لِّعَمَّتِ	تَنْ كَرُوا - یاد کرو	لَتَحْمِيَّ
ذ۔ اور	عَلَيْهِ - اس پر	اسْتَوَيْتُمْ - تم برابر ہو جاؤ	إِذْ جَب
سَخَّرَ تَالِيَعِ كَيْفَا	الَّذِي دَعَا جِبْرَائِيلَ	سُبْحَانَ - پاک ہے	تَقُولُوا - کہو
مَا - نہیں	ذ۔ اور	هَذَا - اس کو	كُنَّا - ہمارے لینے
ذ۔ اور	مُقَرَّبِينَ - قریب جاوے	لَكُمْ - اس کے	كُنَّا - تھے ہم
لَمَنْ قَلْبُونَ - لوٹنے والے میں	رَبَّنَا - اپنے رب کی	إِلَى - طرف	إِنَّا - بیشک ہم
مِنْ عِبَادِكَ - اس کے بندوں کے	لَكَ - اس کے لیے	جَعَلُوا - بنائے انہوں نے	ذ۔ اور
لَكَفُورًا - ناشکر ہے	الْإِنْسَانَ - انسان	إِنَّا - بیشک	جُزْءًا - جز
			مُتَّبِعِينَ - کھلا ہوا

حَلُّ لُغَاتِ نَادِرِهِ

مَمُّ الْكِتَابِ - اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔
 اَفْضَرِيَّتُ - محاورہ عربی میں نثر کے معنی میں آتا ہے
 صَفْحًا - صَفْحًا کہتے ہیں انحراف کو یعنی تمہارے اعراض و انحراف کی وجہ سے
 بَطْشًا - قوت اور گرفت کے معنی میں آتا ہے۔
 لِيَسْتَوُوا - یعنی استواء یعنی چڑھ جانا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا کوع سورۃ زخرف ۲۵

حَدِّثْهُ وَأَلِكْتِيبِ الْمُبِينِ - اے عابد و محمود قسم ہے روشن کتاب کی

اِنَّا جَعَلْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَاِنَّ فِيْ اٰمْرِ الْكِتٰبِ لَدٰى بَيِّنٰتٍ لِّعَلٰى حٰكِمٍ مِّنْكُمْ
 لے عربی قرآن اتارا تاکہ تم عقل پکڑو اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس بلند اور حکمت والی ہے
 علامہ نسفی ام الكتاب پر فرماتے ہیں وَ اِنَّ الْقُرْآنَ مُمْتَنٌّ عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْوَجْهِ الْمَحْفُوْظِ كَهٰذَا لَوْحٌ
 محفوظ میں محفوظ ہے۔ اوسے روح المعانی میں فرماتے ہیں اٰمِي فِي الْوَجْهِ الْمَحْفُوْظِ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ جَمْعٌ
 فَاِنَّ اُمَّ الْكِتٰبِ السَّمٰوِيَّةِ اَيْ اَصْلُهَا لَانَ كَلِمًا مِّنْجُوْلَةٍ مِّنْهُ اِسِي سَهْلَةً كَتَبَ مِنْزِلًا مِّنْجُوْلَةٍ مِّنْهُ اِسِي
 کے ارشاد ہے۔

اَمْضُوْبٌ عِنْدَكُمْ اَللّٰهُ كَرَّ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ۔ کیا ترک کر دیں ہم تم سے نصیحت
 ہمارے انحراف کی وجہ سے۔ کہ تم حد سے زیادہ بڑھ جانے والے ہو۔
 نَصْرٌ عَرَبِيٌّ مِّنْ تَرْكٍ كَيْفِيٍّ دِيَّانِيٍّ۔ آئیہ کریمہ کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے
 کہ قوم مسرف ہو یا مجرم سب کو دعوت الی الحق ضروری جملے کی قبول کرنی ہے راہ پائیں گے اور
 انحراف کریں گے تو مستحق عذاب ہوں گے۔ اسی لیے یہاں استفہام انکاری کے لیے فرمایا اَفْتَضِرُّ
 کیا چھوڑ دیں ہم یعنی نہیں چھوڑیں گے۔

صَفْحًا۔ یہ بھی عربی میں انحراف کے معنی دیتا ہے اور صَفْحٌ كَوْ صَفْحٌ اِسِي لَيْسَ عَرَبِيٌّ مِّنْ كِتَابٍ مِّنْ
 ایک پہلو سے دوسرے پہلو بدلانا جانتے آگے ارشاد ہے

وَكَمَّ اَدْخَلْنَا مِنْ قَبْلِيْ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَمَا يَنْبِئُكُمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ فَاَهْلِكُنَا
 اَشَدَّ مِنْهُمْ لَبٰثًا وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ۔ اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے نبی (انگلوں میں
 بھیجے اور ان کے پاس جو بھی غیب بتانے والا آیا نبی) مگر وہ اس کا استہزاء کرتے رہے تو ہم نے ان کو
 ہلاک کیا جو ان سے (مکہ والوں سے) بھی زیادہ سخت تھے قوت میں اور ان کے افسانے پہلوں
 میں رہ گئے۔

آئیہ کریمہ میں مکہ والوں کو عبرت دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ تم سے پہلے بھی تم نے بہت سے نبی
 بھیجے۔ یہاں ترجمہ میں غیب بتانے والے جو بڑھایا گیا وہ اس لیے کریمہ مانو ذہب سے نبی سے اور نبی کہتے
 ہیں خبر کو اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو اور خبر وہی دی جاتی ہے جو انسان کے علم و ادراک سے
 بالا ہو اور اسی کو غیب کہتے ہیں بنا بریں ترجمہ میں غیبی خبر دینے والا جو کیا گیا وہ صحیح ہے۔ ہمارے حضور
 صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی آئے وہ غیبی خبریں دیتے آئے اور حضور تمام غیب کی خبروں پر جا
 تھے اسی بنا پر ہم حضور کے لیے غیب کلی کہتے ہیں اور دوسرے انبیاء کے لیے جزئی تو ارشاد ہوا

جو غیبی خبر دیتا ہو یا رسول تو اس کا استہزاء پہلی قوموں نے بھی کیا اور یہ مکہ والے بھی کر رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے اس استہزاء کے بدلہ میں انہیں ہلاک کر دیا باوجودیکہ ان مکہ والوں سے وہ قوت میں بہت زیادہ تھے تو ان کا ہلاک کر دینا ہمارے لیے کیا دشوار ہے مگر چونکہ نبی آخر الزمان کو وَمَا آدُسُكَ إِلَّا خِمْتًا لِّمَا لَمِبْنَا كَمَا طَعَّرْنَا ابْتِغَاءَ عَطَايَا اس بنا پر یہ ہلاکت عامہ سے محفوظ رہے۔

وَلَيْتَ سَأَلْتُم مِّنْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ خَلَقْنَاهُنَّ الْعِزَّةَ لِيَا الْعَالَمِينَ الَّذِي جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے بنایا انہیں غالب اور علم والے نے وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھوٹا کیا اور تمہارے اس میں راستے بنا ڈالے تاکہ تم منزل مقصود کو راہ پاسکو۔

لفظ سُبُل پر علامہ اوسمی روح المعانی میں فرماتے ہیں ائى طرقتا تسلكونها فى اسفاركم و لى تَهْتَدُوا ايسلوكمنا الى مقاصدكم ولتتفكروا فيها الى التوجيه الذى هو المقصد الاصلى اى كى معنی یہ ہیں کہ سفروں میں راستے معلوم کر سکو اور مقصد اصلی اس میں تفکر و تدبیر سے ایصال الی المطلوب کے لیے کیونکہ مقصود و مطلوب وہی ہے اگر فقط زمین چیل میدان ہوتی اور اس میں راستے نہ ہوتے تو سفر کرنے والوں کو ایصال الی المطلوب میں دقتیں ہوتیں۔

اسی طرح شریعت مطہرہ کے راستے اور طریقے نہ ہوتے تو اصل لے اللہ ہونے میں بہک جانے کا خطرہ کتنا اس لیے فرمایا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا اسی طرح اگر مسافرین کو زمین میں سرٹکیں اور راہیں نہ ہوتیں تو منزل پر پہنچنا انہیں بھی دشوار ہوتا اس لیے دونوں معنی کے اعتبار سے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ فرمایا گیا جس سے واضح ہے کہ شریعت مطہرہ کی راہیں لے کر ہدایت حاصل ہوگی اور زمین کی راہیں لے کر ایک منزل سے دوسری منزل آسان ہو جائے گی اور یہ دونوں الفاظ الہی ہیں۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ فطرۃ کافر مشرک جاہل و جاہل سب کی عقل راہنمائی کرتی ہے کہ ان کا ایک خالق ہے بتوں کو پوجتے ہوئے بھی خالق کل اور مالک کل ایک عزیز و علیم کو جلدنتے ہیں اسی کو اور باب عقائد ایمان عقلی کہتے ہیں جو بلا تبلیغ مبلغ ہر ایک مانتا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يَقْدِرُ فَأَلْشَرُّ نَابِئًا بَلَدًا مَّيْبَتًا كَذَلِكَ نُنزِّلُ الْغُرُجُودَ

اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا اندازے کا تو ہم نے اس سے مردہ بستی کو زندہ فرمادیا ایسے ہی تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

آیہ کریمہ میں دلیل عقلی سے مردوں کو زندہ کرنا اور نشر من القبور کو ثابت کرنا ہے ظاہر ہے کہ زمین کا سبزہ جب خشک ہو جاتا ہے تو وہ مٹی میں مل جاتا ہے پھر جب بارش ہوتی ہے اسی مٹی سے اس کی کوئیں نکل کر زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خاک میں مل جانے کے بعد پھر دوبارہ قدرت الہیہ اس کو اپنی اصلی صورت پر ایسے ہی لانے پر قادر ہے جیسے گھاس خشک ہو کر مٹی میں مل جائے پھر سرسبز و شاداب ہو۔ انسان کے متعلق مشرکین کو یہی اعتراض تھا کہ عَادًا امْتَنَّا وَكُنَّا اتْرَابًا ذَلِكْ دَجْعَ يَعْبُدُ جَب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ لوٹ کر کیسے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں استبعاد عقلی ہے تو اس پر مثال گھاس کے خشک ہونے اور مٹی میں مل کر بارش کی یعنی غم سے سرسبز و شاداب ہونے کی دی۔ اور فرمایا

وَكَذَلِكَ نَخْرُجُوكَ جِيسے وہ خاک میں مل کر گھاس پھر سرسبز و شاداب ہوتی اور اپنی شاخیں نکالتی ہے ایسے ہی تم قبر میں جا کر اگرچہ مٹی ہو جاؤ گے مگر تم بھی نکلے جاؤ گے اس پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

يَكُونُ التُّخُّطِ الْقِرْطَاسِ دَهْرًا وَكَانَتْ سَادِمِجِمَ فِي السُّرَابِ

لکھنے والے کا قلم اپنے حروف سے ایک عرصہ تک زندہ رہتا ہے حالانکہ وہ لکھنے والا مٹی میں مل چکا ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَذْوَابَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْقُلُوبِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ لَيْسَتْ أَعْلَى ظُهُورِكُمْ لَوْ تَدْرُكُونَ وَإِنِ نَعَمْتُمْ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِمْ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَنَا مُقَرَّبِينَ هَذَا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ هَذَا وَجَعَلُوا مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا طَرَاتِ الْإِنْسَانِ لَكْفُورًا

اور وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو کہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر جب اطمینان سے ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو تمہارے پس میں کر دیا ہے اور ہم تو ایسے طاقتور تہ کھتے کہ ان کو قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے اس کا تخت جگر یعنی اولاد قرار دے رکھا ہے کچھ شک نہیں کہ انسان کھلم کھلا طرہ ہی ناشکر ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی ذات کے قیامت کے لیے دوسری شان قدرت دکھائی کہ ہم نے جو کچھ پیدا فرمایا سب کو جوڑے کی شکل میں بنایا یہاں تک کہ چار پائے اور انسان سے لے کر درختوں میں پھول

میں زیادہ پیدا کیے اور چار پاؤں کا ذکر فرماتے ہوئے کشتی کا ذکر کر کے ظاہر فرمایا کہ تم زمین پر چار پاؤں کے ذریعہ عام اس سے کہ وہ گدھا ہو گھوٹا ہو بچھڑ ہو۔ بیل ہو اور موٹر کار ہو لاری ہو یہ سب چار پائے کے ذریعہ چلتی ہیں اور کشتی کا تذکرہ پاؤں فرمایا کہ انعام کے ذریعہ دریا میں عبور نہیں ہوتا اس لیے فرمایا۔ کہ دریا کا عبور کشتی۔ گبوٹ بہاڑ کے ذریعہ ہوتا ہے اسی لیے اسے بھی ہم نے تمہارے لیے بنایا تو دونوں سواریوں کا اظہار اپنی شیون قدرت کے ذریعے کیا۔ یہ سب چیزیں اگرچہ انسان ہی کے ہاتھ سے نشوونما پاتی رہتی ہیں مگر یہ قدرت اس میں ضرور کار فرما ہے انسان کے دماغ میں ایک حصہ ہے جس میں قدرت ہر ایجاد کا نقشہ بناتا ہے اور اسے جس مشترک میں اتار کر انسان اس سے اس چیز کی ایجاد مکمل کرتا ہے۔ مثلاً

اس نے ارادہ کیا کہ میں ہوا پر ایسی موٹر کار کو اڑاؤں تو اس کے اڑنے کے تمام ذرائع جو ت دماغ میں آئے اور جس مشترک نے اس کے پڑے بنائے اس نے ان پرزوں کی نقل کی اور ایروپلین بنا لیا۔ اور زمین سے فضاء ہوا میں اڑ کر یہاں سے وہاں پہنچ گیا۔

تو جیتک یہ قدرت اس کے جو ت دماغ میں اس کا نقشہ نہ دیتا اور وہ اس کے اجزاء کا تمام نقشہ نہ کھینچ لیتا یہ لوہا۔ تانبہ۔ پتیل لکڑی کسی بھی کام نہیں آسکتے تھے۔ لکڑی بنائی تو یہ قدرت نے لوہا بنایا تو قدرت نے اس کو اشکال متعددہ میں متشکل کرنے کے لیے انسان کے دماغ میں ایک حصہ رکھا۔ جس سے اس نے پرزوں کی شکلیں ڈھالیں اور ایک مشین بنا ڈالی۔

تو معلوم ہوا کہ اصل ایجاد کی یہ قدرت پیش کرتا ہے اور اسے با اشکال متعددہ مرتب کرنا اور جوڑنا انسان کی عقلی راہنمائی پر ہے تو اصل ایجاد کی اسی کی طرف گئی جس نے فرمایا **وَ الَّذِي خَلَقَ الذُّرَّاجَ كَلَمًا**۔ اسی بنا پر ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

اس کی تخلیقی شانیں اس کے بندوں کے ہاتھ سے اسی کی عطا کردہ عقل کے ذریعہ انسان بناتا ہے اس کے بعد ہمیں ادب و آداب کے اصول بتائے اور فرمایا کہ کسی چیز کو تم بنا کر سدھا کر مسخر کر کے کتنے ہی اس سے کام لو مگر ہمارا شکر نعمت ضرور ادا کرو۔ چنانچہ سواری پر سوار ہونے کے بعد عام اس سے کہ وہ حیوانی ہو یا جمادی یعنی بیل موٹر وغیرہ ان پر جب بھی سواری کرو۔ تو یہ کہو۔

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس حیوان کو یا اس جامد محض کو ہمارے لیے مسخر فرمایا ہے اور ہم اس پر قادر نہ تھے اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

سَكُتِبْ شَهَادَتُهُمْ وَ
يُسْكُونَ ه

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاكُمْ
مَا لَكُمْ بَيْنَ لِك مِنْ عِلْمَاتٍ هُمْ إِلَّا
يُبْرُصُونَ ه

أَمْ أَنْبَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ
فَهُؤَيِّبُ مُسْتَسْكُونَ ه

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى
أُمَّتِنَا وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ
مُهْتَدُونَ ه

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا
إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّتِنَا
وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ه

قَالَ أَوْلَوْ كُنْتُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا
وَجَدْتُمْ عَلَىٰ آبَائِكُمْ قَالُوا إِنَّا
بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ه

فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَتْ
عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ه

لکھ لی جلئے گی ان کی گواہی اور ان سے پوچھا
جائے گا۔

اور وہ بولے اگر رحمان چاہتا تو ہم انہیں نہ پوچھتے
انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی انگلیں
دوڑاتے ہیں

کیا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی
ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔

بلکہ وہ کہیں گے کہ ہم نے پایا اپنے باپ کو ایک
دین پر اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر چل
رہے ہیں۔

اور ایسے ہی آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی
ڈر سناتے والا بھیجا مگر وہاں کے مالداروں نے
یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا
اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر ہیں۔

بنی نے فرمایا کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس نیا وہ
ہدایت والی چیز اس سے جس پر کہ تم نے اپنے باپ
دادا کو پایا کا فر لو لے جو کچھ آپ دے کر بھیجے گئے
ہیں ہم انکا انکار کرتے ہیں۔

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھئے کیا ہوا انجام
جھٹلانے والوں کا۔

لفظی ترجمہ

يَخْلُقُ - پیدا کرتے ہے
بِالْبَنِينَ - بیٹوں سے

مِمَّا - اس سے جو
أَصْفَكُمْ نَوَازِلًا - تم کو

أَنْتُمْ لَيْسَ
وَأُورِ

آہم - کیا
بِنَاتِ بَنِيال

اِذَا حَبِيبٌ	بَشِيرٌ خَبْرًا جَانًا هُوَ	اِذَا حَبِيبٌ	اِذَا حَبِيبٌ
خَرَبٌ - بَيَانٌ كَرِيهٌ	لِلرَّحْمَنِ - اَللّٰهُ كَيْفَ	خَرَبٌ - بَيَانٌ كَرِيهٌ	بَيَانٌ كَرِيهٌ
ذَهَبًا - اِسْ كَامَنَةٌ	مُسَوَّدًا - كَالرَّجُلِ	ذَهَبًا - اِسْ كَامَنَةٌ	ذَهَبًا - اِسْ كَامَنَةٌ
كَبِيْرٌ - نَغْمٌ كَابِهْرٌ هُوَ	اَدُو - كَيْفَا	كَبِيْرٌ - نَغْمٌ كَابِهْرٌ هُوَ	كَبِيْرٌ - نَغْمٌ كَابِهْرٌ هُوَ
فِي - بِيْعٍ	اَلْحَبِيْبِيْنَ - زَلُوْرِكَ	فِي - بِيْعٍ	فِي - بِيْعٍ
فِي - بِيْعٍ	اَلْحَضَامِ - لِرَطَانِيْكَ	فِي - بِيْعٍ	فِي - بِيْعٍ
ذ - اُوْر	جَعَلُوْا - بِنَايَا اِنهٰوْلِيْ	ذ - اُوْر	ذ - اُوْر
هُم - وِه	عِبَادٌ - نَبِيْءٌ هِيَ	هُم - وِه	هُم - وِه
اَر كَيْفَا	شَهِيْدًا - حَاضِرٌ تَقْوَهُ	اَر كَيْفَا	اَر كَيْفَا
سُنْتُكَ - جَلْدِيْ لَكُمِّيْ جَائِيْ	شَهِيْدًا - اِن كِيْ سِيْدِ اَلشَّرِّ	سُنْتُكَ - جَلْدِيْ لَكُمِّيْ جَائِيْ	سُنْتُكَ - جَلْدِيْ لَكُمِّيْ جَائِيْ
ذ - اُوْر	قَالُوْا - لَوْ لَكُم	ذ - اُوْر	ذ - اُوْر
اَلرَّحْمٰنُ - اَللّٰهُ	مَا - تُوْر	اَلرَّحْمٰنُ - اَللّٰهُ	اَلرَّحْمٰنُ - اَللّٰهُ
مَا - نِهِيْ	اَم - اِن كُو	مَا - نِهِيْ	مَا - نِهِيْ
اِن - نِهِيْ	هُم - وِه	اِن - نِهِيْ	اِن - نِهِيْ
اَم - كَيْفَا	اِنْتِنَا - دِيْ هَمْنِيْ	اَم - كَيْفَا	اَم - كَيْفَا
مِنْ قَبْلِهِ - اِسْ سِيْ	هُم - كَرُوْه	مِنْ قَبْلِهِ - اِسْ سِيْ	مِنْ قَبْلِهِ - اِسْ سِيْ
مُسْتَسْكُوْنَ - سِنْدِيْ	بَل - بَلَكُه	مُسْتَسْكُوْنَ - سِنْدِيْ	مُسْتَسْكُوْنَ - سِنْدِيْ
اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ	اِبَادِنَا - اِنِيْ بَابِ اِدَا كُو	اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ	اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ
اَمْتِنَا - اِيْكَ دِيْنِيْ	اِنَّا - هَمْنِيْ	اَمْتِنَا - اِيْكَ دِيْنِيْ	اَمْتِنَا - اِيْكَ دِيْنِيْ
اِنَّا - قَدَمُوْا	مُهْتَدُوْنَ - رَاةِ بَايِيْ	اِنَّا - قَدَمُوْا	اِنَّا - قَدَمُوْا
كُنَّا لِيْكَ - اِسِيْ طَرِح	اَدَسْتِنَا - بِيْجَا هَمْنِيْ	كُنَّا لِيْكَ - اِسِيْ طَرِح	كُنَّا لِيْكَ - اِسِيْ طَرِح
فِي - بِيْعٍ	مِنْ قَبْلِكَ - اِيْ سِيْ	فِي - بِيْعٍ	فِي - بِيْعٍ
قَالَ - كَيْفَا	مِنْ قَبْلِكَ - اِيْ سِيْ	قَالَ - كَيْفَا	قَالَ - كَيْفَا
وَجَدْنَا - بَايَا	اِنَّا - هَمْنِيْ	وَجَدْنَا - بَايَا	وَجَدْنَا - بَايَا
ذ - اُوْر	مُهْتَدُوْنَ - رَاةِ بَايِيْ	ذ - اُوْر	ذ - اُوْر
هِيَ - اِن كِيْ	اَدَسْتِنَا - بِيْجَا هَمْنِيْ	هِيَ - اِن كِيْ	هِيَ - اِن كِيْ
مَا - نِهِيْ	مِنْ قَبْلِكَ - اِيْ سِيْ	مَا - نِهِيْ	مَا - نِهِيْ
قَدِيْتِيْ - نَسِيْ بَسْتِيْ	مِنْ قَبْلِكَ - اِيْ سِيْ	قَدِيْتِيْ - نَسِيْ بَسْتِيْ	قَدِيْتِيْ - نَسِيْ بَسْتِيْ
مَتَدَفُوْهَا - اِسْ كِيْ	اِنَّا - هَمْنِيْ	مَتَدَفُوْهَا - اِسْ كِيْ	مَتَدَفُوْهَا - اِسْ كِيْ
اِبَادِنَا - اِنِيْ بَابِ اِدَا كُو	اِنَّا - هَمْنِيْ	اِبَادِنَا - اِنِيْ بَابِ اِدَا كُو	اِبَادِنَا - اِنِيْ بَابِ اِدَا كُو
اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ	اِنَّا - هَمْنِيْ	اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ	اِنَّا - بَشِيْكَ هَمْنِيْ

مَشْتَدَاتٍ - پیروی کرنے والے ہیں	قَالَ - کہا	أَدُ - کیا
لَوْ - اگر	جَنَّتِكُمْ - لاؤں میں تمہارے پاس	مِمَّا - اس سے جو
وَجَدْتُمْ - پایا تم نے	عَلَيْهَا - اس پر	كُودٍ - لہنے کو
قَالُوا - بولے	إِنَّا - ہمیشہ ہم	أَرْسَلْتُمْ - بھیجے گئے ہو تم
بِهَا - ساتھ اس کے	كَافِرُونَ - منکر میں	مِنْهُمْ - ان سے
فَانظُرْ - تو دیکھو	كَيْفَ - کیسا ہوا	عَاقِبَتُهُ - انجام
الْمَكَدِ بَيْنَ - جھٹلانے والوں کا	كَانَ - ہوا	

حل لغات ناوہ

أَدَمٌ يُنْشِئُ فِي الْعِلْيَةِ - يُنْشِئُ مِرْتِي کے معنی میں ہے۔ (پرورش)
 حِلْيَةٌ زِينَةٌ کو کہتے ہیں دلالتی اَدَجَعَلُوا مِنْ شَأْنِهِ اَنْ يَنْبَغِي فِي الرِّبَايَةِ -
 فِي الْخِصَامِ - خِصَامٌ جُكْرٌ اَكْرَنْتَ کو کہتے ہیں جن سے آدمی عَادَةٌ خالی نہیں ہوتا۔
 اِنْ هُمْ اِلَّا يَجْرُؤُونَ - غرص سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت کے پھلوں کے اندازہ کرنے کے ہیں
 یہاں مطلقاً اندازہ اور اٹکلیں دوڑانے کے معنی مراد ہیں
 مُتَرَفُوها اَى مُتَنَعَمُوها یعنی مالدار لوگ (نسفی)
 اَمْتِنَا - دین و طریقہ جس کی طرف قصد کیا جائے کیونکہ اس کے اصلی معنی قصد کرنے کے ہیں۔

مختصر تفسیر دو دوسرا رکوع سورۃ زخرف ۲

اَمْ اَتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بِنَاتٍ وَاَصْفَكَ بِالْبَنِينَ - کیا لیا اللہ نے اس میں سے جسے پیدا کیا اور کیا
 اور تمہیں نوازا اور کون سے۔
 آیت کریمہ میں مشرکین کی حماقت و بہالت ظاہر فرمائی گئی اس لیے کہ یہ اولادِ نرینیہ کو افضل و بہتر
 مانتے تھے اور انہی کو منحوس تصور کرتے تھے حتیٰ کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے بھی عادی تھے۔ اس
 لیے وہ لڑکی کے ہونے پر بدشگونی لیتے تھے اور ان کو یہ عار ہوتی تھی کہ ان کا کوئی داماد ہو تو جو چیز ان کے نزدیک

موجب عار تھی وہ اللہ تعالیٰ کے لیے منسوب تھی اور ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ حالانکہ وہ بیٹیاں اور بیٹی
دولوں سے مبرا اور متمیز ہے۔ تو اسی کو بطور استفہام انکاری فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اپنی مخلوق میں سے لڑکیاں اپنے لیے مخصوص کیں جو تمہارے خیال و گمان میں تبلیغ ہیں۔

وَأَصْنَعُكُمْ فَرَاکَرِ ارشاد ہوا کہ تم اپنی صفت بلند کرنا چاہتے ہو کہ لڑکوں کے باپ بنو حالانکہ یہ تمہاری
جہالت خالص ہے لڑکی ہو یا لڑکا یہ سب ہماری مخلوق ہیں اور اولاد چونکہ جزو اب ہے اور ہم کسی کے
باپ نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ہمارا جزو و محال ہے۔ بنا بریں ہمارے لیے لڑکی اور لڑکا دونوں نہیں مگر
تم نے ہماری طرف منتسب بھی کیا تو اس مخلوق کو جسے تم اپنے وہم باطل میں قبیح سمجھتے ہو اور خوف
شہادت سے اسے زندہ درگور کر دیتے ہو تو استفہام انکاری فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ایسا نہیں ہے
جیسا کہ ہمارے متعلق تمہارا گمان ہے گے ارشاد ہے۔

وَإِذَا بَلَغَ أَحَدٌ مِنْكُمْ الْبُلُوغَ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهًا مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ اور جب ان میں کسی
کو خبر دی جائے اس چیز کے لیے جس کا وہ وصفت رحمن کے لیے ظاہر کر چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا ہو کر
نکلین نظر آنے لگتا ہے۔

زائدہ جہالت میں مشترکین مکہ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر ان کے ہاں لڑکی ہو جاتی تو یہ اس کا گلا گھونٹ کر یا زندہ
کو بندھیا میں بند کر کے گاڑتے تھے چنانچہ ایک واقعہ بھی اس کا ہے کہ ایک شخص تجارت کے لیے اپنی بیوی کو
حالت چھوڑ کر جا رہا تھا تو وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد اگر لڑکا ہو تو اسے حفاظت سے پرورش کرنا اور اگر لڑکی
ہو تو میرے آنے کا انتظار کیے بغیر اس کو زمین میں دفن کر دینا۔

پچھلے سے بجائے لڑکا ہونے کے لڑکی ہوئی ماں کو اس کا مارنا گوارا نہ ہوا اس نے ہمسائے کو دیدی
وہ پرورش پاتی رہی۔ دو تین سال کے بعد یہ سفر سے واپس آیا معلوم کیا کہ حمل کیا ہوا؟ بتایا گیا کہ لڑکی
ہوئی مگر اسے مار کر دفن کر دیا گیا ہے یہ سن کر وہ خوش ہوا اتنے میں کھانے پر بیٹھا تھا کہ وہ لڑکی کھیلتی ہوئی
آئی۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کس کی لڑکی ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ہمسائے کی ہے۔ خون کا جوش لازمی اثر کرتا
ہے اس نے اسے پیار کیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بیٹھا لیا۔ چند روزہ آتی رہی ماں کو یہ غلط فہمی ہو گئی
کہ اب اسے محبت ہو چکی ہے اب واقعہ اصلی کیوں نہ ظاہر کر دوں چنانچہ ایک روز اس نے کہہ دیا کہ یہ لڑکی
تمہاری ہے میں نے اسے مارنے کی بجائے ہمسایہ کو دیدی تھی۔ کس یہ سنتے ہی تیور بدل گئے اور اسے کندھے
پر اٹھا کر جنگل میں لے گیا گڑھا کھود کر اس میں اتانا اور اس کے اوپر اتنی مٹی ڈالی کہ اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔
پھر گھر میں آیا اور کھانا کھایا یہ واقعہ جب حضور کے سامنے انہوں نے بیان کیا تو حضور کی چشم مبارک سے

ہنسو نکل پڑے۔

یہ کیفیت تھی ان کی جہالت کی اور پھر جس کے متعلق جن کے یہ ادھام باطلہ تھے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یہ ان کی جہالت تھی اس کو فرمایا گیا کہ تمہارا تو یہ حال ہے کہ اگر کہتیں اس کی خبر مل جائے کہ تمہارے لڑکی ہوئی ہے تو خوف شہادت سے تمہارا منہ کالا اور غم آلودہ ہو جائے اور اسی انتساب کو ہماری ذات کے ساتھ منتسب کرتے ہو با آنکہ ہمیں رحمان مانتے ہو یہ تمہاری حماقت ہے۔ پھر لگے ارشاد ہے۔

أَدَمَنْ يُتَشَوَّرَ فِي الْحَيْتَةِ دَهْوًا فِي الْخِصَامِ غَيْرُ صَبِيحٍ أَوْ رُوهُ جَوَ كَيْفَ فِي نَشْوٍ وَمَا يَشَاءُ . اور جھگڑتے وقت صاف بات نہ کر سکے۔

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ أَوْرِيَا انہوں نے ان فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں کیا ان کے بناتے وقت وہ موجود تھے عنقریب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

آیت کریمہ میں چند امور ظاہر فرمائے پہلا یہ کہ جس کی زیب و زینت کا مدار زیورات پر ہو وہ مرد کے مقابل نہیں آسکتا۔ اسی لیے زیور مرد کے لیے ناروا اور عورت کے لیے موجب زینت ہے۔ دوسرے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرنے پر آئے تو بسا اوقات اس کا طرز تکلم اسی پر الزام عائد کر دیتا ہے اور وہ اپنے خلاف خود ہی بول پڑتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ناقص العقل ہے اور ناقص الدین عقل کا نقص تو یہ ہے کہ اس کی گفتگو پر قرآن کریم فرماتا ہے کہ فی الْخِصَامِ غَيْرُ صَبِيحٍ اپنے دعویٰ کی دلیل بالوہماحت وہ پیش نہیں کر سکتی۔

اور ناقص الدین بائیں معنی کہ اس کا کوئی ہمینہ عبادت الہی کے لیے پورا نہیں آتا بلکہ ایام حیض و نفاس میں وہ عبادت سے محروم رہتی ہے۔ حج کے لیے بغیر مہرم کے تنہا نہیں جاسکتی اپنے خاوند کی کمائی میں سے بلا اجازت شوہر کچھ نہیں دے سکتی۔ صدقہ و خیرات بھی با اجازت خاوند کر سکتی ہے۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ کفار مکہ نے ملائکہ کی طرف لڑکی ہونے کا الزام دے کر کفر پر دوسرا کفر کیا پہلے تو وہ شرک کی وجہ میں بے ایمان تھے دوسرے ملائکہ کی طرف موت ہونے کا الزام دے کر کافر ہوئے۔ تیسرے وہ مخلوق جو نوری اور اس قسم کی باتوں سے منزہ تھی اس کو بیٹی ہونے کا انتساب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ملائکہ کو لڑکی یا لڑکا بیٹی یا بیٹا کہنا محض بے دلیل ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اسی لیے فرمایا

کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو تم کم از کم ان کی پیدائش کے وقت موجود ہونے کا دعویٰ کرو اور جب یہ بھی نہیں تو تمہارے ان تینوں جرموں پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی اور تم مانو ڈکیے جاؤ گے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَا هُمْ مَا لَكُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ - اور اگر رحمان چاہتا تو ہم بلا تکہ کو نہ چاہتے۔ انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں وہ تو اندازے سے شکل دوڑا رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے سوال کیا تھا کہ تم ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کیسے کہتے ہو؟ اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کہتے سنا اور ہم انہیں سچا مانتے ہیں تو اس پر ارشاد ہوا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ تمہارا بیان لکھ لیا جائے گا اور اس پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔ تو انہوں نے کہا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَا هُمْ۔ اگر رحمان چاہتا اور ملائکہ کی پریشانی کو برا جانتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا جب عذاب کا نزول نہ ہوا تو ہم سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس کی مشیت کا یہی تقاضا ہے یہ انہوں نے ایسی بیہودہ اور باطل بات کہی جس سے یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں ہونیوالے تمام جرائم سے خداوند کریم راضی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ کفار رضاء الہی کے جاننے والے کب ہوئے وہ خلاف واقعہ جھوٹ بکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَمُضِيَ عَنْهُمْ الْيَقِينُ فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ يَا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جس سے وہ استدلال کرتے ہوئے کاربند ہیں

آیت کریمہ میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ کفار مکہ پر ہم کوئی ایسی کتاب نازل نہیں فرمائی جس میں غیر خدا کی پریشانی کو روارکھا گیا ہو۔ ایسا قطعاً نہیں ہے اور علاوہ ازیں بھی ان کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں جس سے وہ سہارا لیتے ہوں۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّتِنَا وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ - وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَوْمٍ مِّنْ تَبَرِّ الْأَقْبَالِ مُتَرَفِّفِيهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّتِنَا وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ - بلکہ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں پر راہ پار سے ہیں اور ایسے ہی ہم نے آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سننے والا بھیجا تو وہاں کے مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں کی اقتداء کر رہے ہیں۔

گویا ان کے پاس ایسی دلیل نہ تھی جسے عیار عقل پر پورا اتار سکتے بلکہ وہی پرانی بات کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی دیکھا اور ہم انہیں کی اتباع کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی پیروی میں قدامت پسندی کا شکار ہونا یہ مشرکین کا پرانا مرض تھا۔ تم گے ارشاد ہے۔

قَالَ ادْكُوْا حَيْثُ كُنْتُمْ بِاَهْدَىٰ مِمَّا وُجِدْتُمْ عَلَيْهِ اٰبَاءُكُمْ قَالُوا اِنَّا لَمُؤْمِنُوْنَ بِرِكَوٰفِهِمْ
فَاَنْتُمْ نَادِيَهُمْ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَدِّبِيْنَ - نبی نے فرمایا اور کہا جب بھی میں تمہارے

پاس وہ لالوں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے تو وہ لوگے جو کچھ تم لے کر بھینچے گئے ہم لے نہیں مانتے۔ تو ہم نے بدلہ لیا تو دیکھئے جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

انبیاء کو رام جب ہدایت پیش فرماتے اور دین حق ظاہر کرتے تو ان کے پاس جواب میں انکار کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی بنا پر باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبیوں کے جھٹلانے والے ماخوذ عذاب

ہوئے اور ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔ یعنی کوئی غرق دریا ہوا اور کسی کو زلزلے نے ہلاک کیا کسی پر پتھر برسے کسی پر آندھیاں ایسی آئیں کہ ان کے گھر وں تک کو الٹ گئیں۔ اور ان ہلاک شدگان کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ اور ان کی عمارتوں کے کھنڈران کی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں۔ اسی لیے فرمایا فانظر کہ

ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا کوہ سورۃ زخرف ۲۵

وَ اذْ قَالِ اٰبَاؤُا هِمٌّ لَّا بِيْهِمْ وَ قَوْمُهُ اِنْتِي
تَكْبَرُ اَمْ مَّا تَعْبُدُوْنَ ؕ

اَلَا اَللّٰهُنِيْ فَطَرِيْ فَاِنَّهٗ سَيُّهْدِيْهِ

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَآيٰتٍ فِيْ عَقِبٍ لَّعَلَّكُمْ
يَرْجِعُوْنَ ؕ

اور جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ میں بتا رہا ہوں اس سے جسے تم پوج رہے ہو۔ مگر اس ذات کو جس نے مجھے پیدا فرمایا تو بیشک وہ ضرور بہت جلد مجھے راہ دکھائے گا۔

اور انہوں نے اس عقیدہ کو جو وہ صیت پیغمبر سے ایسا مستحکم کیا کہ وہ بات مذہبوں ان کی نسل میں باقی چلی آئی۔

بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دینا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق

بَلْ مَنَعْتُمْ هٗمُؤْلَادِ وَاٰبَاؤُا هُمُ حَقِيْ
قَابَ هُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ؕ

اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا۔
 اور جب ان کے پاس حتیٰ آیا تو وہ بولے کہ یہ
 جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔
 اور لیے کیوں نہ نازل کیا گیا یہ قرآن دو شہروں
 رطائف مکہ کے کسی بڑے آدمی پر
 کیا وہ تمہارے رب کی رحمت یا نیتے ہیں ہم نے
 ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور
 ہم نے ایک دوسرے پر درجوں میں بلند کر دی۔
 تاکہ ان میں ایک دوسرے کو محکوم بنائے رہے
 اور تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع ہونے
 سے بہتر ہے۔

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع
 ہو جائیں تو ہم ضرور منکرین رحمان کے لیے بناتے
 ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی سے اور پیڑیاں
 جس پر وہ چڑھتے۔

اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے
 اور تخت جن پر وہ نکیہ لگا کر بیٹھتے۔

اور طرح طرح کی آرائش حاصل کرتے اور نہیں ہیں
 سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کے لیے اور آخرت تمہارے
 رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

وَمَا جَاءَهُمْ الْحَقُّ فَأَوَاهَتْهُنَّ اسْمِعُوا
 يَسْمَعُونَ ه

وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ
 مِّنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمٍ ه

أَلَمْ يَقْسِمُوا رَحْمَةً رَبِّكَ نَحْنُ
 نَسْمَأُ بَيْنَهُمْ مَعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
 لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم لِبَعْضٍ سُلْعِيًّا

وَرَحْمَةً رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
 يَجْعَلُونَ ه

وَلَوْلَا أَنْ تَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً
 وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ

لِيُؤْتِيَهُمْ سُقْفًا مِّنْ فِضَائِهِ وَمَعَارِجَ
 عَلَيْهَا يَطْفِرُونَ ه

فَلْيُؤْتِيَهُمْ آيَاتٍ وَسُرُرًا عَلَيْهَا
 يَتَكُونُونَ ه

وَنُحُوقًا وَإِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَّاعٍ
 الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

لِلْمُتَّقِينَ ه

لفظی ترجمہ

ابراہیم۔ ابراہیم نے
 اتنی بے شک ہیں

قال کہا
 تو میں اپنی قوم کو

ادرجب
 و اور

و اور
 لایسے اپنے باپ کو

تَبَدُّدٌ وَنَّ كَه تَم لُو چتے ہو	مِثْلًا - اس سے	تَبْرَادٌ بِزَارِ مَوْنِ
فِي - مجھ کو	فَطَرَ - پیدا کیا	الَّذِي - وہ جس نے
جَعَلَهَا - بنایا اس کو	د - اور	سَيَرُّدَيْنِ - مجھے راہ دکھا
عَقِبَ - اس کی نسل کے	فِي - بیچ	بَارِقَةً - باقی رہنے والا
مَنْعَتٌ - مینے انکو فائدہ دیا	بَلَى - بلکہ	يُوجِعُونَ - لوٹیں
هُوَ - انکے کو	اَبَاءٌ - بالوں	د - اور
الْحَقُّ - حق	هُوَ - ان کے پاس	جَاءَ - آیا
د - اور	مُبِينٌ - بیان کرنے والا	رَسُولٌ - رسول
قَالُوا - بولے	الْحَقُّ - حق	جَاءَ هُوَ - آیا انکے پاس
اِنَّا - ہم	د - اور	سَيَحْرَبُوهُمْ
قَالُوا - بولے	د - اور	كُفْرًا وَنَكْرًا
الْقُرْآنَ - قرآن	هَذَا - یہ	نَزَّلَ - اتارا گیا
مِنَ الْقُرْآنَيْنِ - دونوں بستیوں سے	هُوَ - وہ	رَجُلٍ - ایک آدمی کے
يُقْسِمُونَ - قسم کرتے ہیں	هُوَ - وہ	اَيُّهَا
فَمَنْنَا - قسم کرتے ہیں	مَعْنُ - ہم	رَبِّكَ - تیرے رب کی
فِي - بیچ	د - اور	مَعِيشَتِهِمْ - انکی معاش کے سامان
رَفَعْنَا - بلند کیا	بَعْضُ - بعض کے	الدُّنْيَا - دنیا کے
دَرَجَاتٍ - درجوں میں	بَعْضًا - بعض کو	فَوْقَ - اوپر
سَخَّرْنَا - محکوم	رَبِّكَ - تیرے رب کی	بَعْضِهِمْ - بعض ان کا
خَيْرًا - بہتر سے	د - اور	رَحْمَةً - رحمت
لَوْلَا - اگر نہ ہوتا	النَّاسُ - لوگ	يَجْتَمِعُونَ - جمع کرتے ہیں
اُمَّتٍ - جماعت	لِمَنْ - اسکے لیے جو	يَكُونُ - ہو جائیں
يَكْفُرُ - کفر کرے	سُقْفًا - چھت	لَجَعَلْنَا - تو ہم بنائے
مِنَ فَضْلِهِ - چاندی سے	عَلَيْهَا - اس پر	لِيُؤْتِيَهُمْ - انکے گھروں کے
يُظَاهِرُونَ - چڑھیں		مَعَارِجَ - سیڑھیاں کہ

اَلَا - مگر
 فَاِنَّ - تو بیشک وہی
 كَلِمَةً - کلمہ
 لَقَدْ - تاکہ وہ
 هُوَ - ان کو
 حَتَّى - یہاں تک کہ
 د - اور
 لَمَّا - جب
 هَذَا - یہ
 يَس - اس کے
 لَوْلَا - کیوں نہیں
 عَلَى - اوپر
 عَظِيمٌ - بڑے پر
 رَحْمَةً - رحمت
 بَيْنَهُمْ - انکے درمیان
 الْحَيٰوةَ - زندگی
 لِبَعْضِهِمْ - انکے بعض کو
 لِيَتَّخِذَ - تاکہ بنا لے
 د - اور
 مِثْلًا - اس سے جو
 اَنْ - یہ کہ
 وَ اِحْدَاثًا - ایک
 بِالرَّحْمٰنِ - رحمن کے ساتھ
 د - اور
 د - اور

لَبِئْسَ مَا يَشْكُرُونَ	ان کے گھروں کے دروازے	أَبْوَابًا	دروازے	وَلَا يَرْجِعُونَ	وہ اور
مَثَلًا لِّمَنْ كَفَرَ	عینہا۔ اس پر	يُنْكِرُونَ	نکلیہ لگائیں	وَلَا يَرْجِعُونَ	وہ اور
زُحْرَفًا	اور	إِن	نہیں	كُلُّ	سب کچھ
ذَلِكَ هِيَ	لنہا۔ مگر	مَتَاعِ	سامان	الْحَيَاةِ	زندگی
الدُّنْيَا	وہ اور	الْآخِرَةِ	آخرت	عِنْدًا	نزدیک
ذَلِكَ تَبَرُّكَ رَبِّكَ	لِلْمُتَّقِينَ	پہرہ نگاروں کے لیے۔			

حل لغات ناوہ

بُذَاءٌ بیزاریوں۔ یہ مصدر ہے اس کا استعمال واحد جمع مذکر مؤنث سب میں یکساں ہے۔
فَطَرَنِي مجھے پیدا کیا
عَقِبَ عَقَبَ کے اصل معنی پیچھے کے ہیں یہاں ذریت مراد ہے۔ کیونکہ وہ بھی پیچھے ہی
چھوڑی جاتی ہے۔
زُحْرَفًا مراد ذریت یا سونا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ زخرف ۲۵

وَأَذَقْنَا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ آيَاتِنَا فَمَثَلًا لِّمَنْ كَفَرَ

اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ میں بیزاریوں ان سے جن کو تم پوجتے ہو۔

خطیب الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ تھا اور آزر کو تغلیبا باپ کہا گیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَأَذَقْنَا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ آيَاتِنَا فَمَثَلًا لِّمَنْ كَفَرَ

تراشی کے فن میں بڑا ماہر تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ یہاں اجمالاً فرمایا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَفَقَوْمِهِمْ حَسَنًا

سے تغلیبا آزر کو بھی مخاطب ہو گیا اور بت پرست باپ تاریخ کو بھی خطاب ہو گیا اور عطف فرما کر قوم کو بھی شریک کیا۔ اس لیے کہ یہ دور غزوہ بن کنعان کا تھا اور یہ مدعی الوہیت تھا۔ اس نے قوم کو اپنی پوجا کی طرف اتنا مائل کر لیا تھا کہ اسی کی تصویر کا بت بننا تھا اور ساری قوم پوجتی تھی تو آپ

کا یہ اعلان حق آپ کی ولادت کے بعد جو قوم سے ہوا وہ یہی تھا اِشْتٰی بُدَاۃً مِمَّا تَعْبُدُوْنَ اور یہ ایمان عقلی تھا جو فطرناہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق کو بلا تبلیغ مبلغ مانے چنانچہ آپ کی ولادت کا واقعہ بھی اس امر کو واضح کر دیتا ہے۔

کہ آپ نے یا صول ایمان عقلی اِشْتٰی بُدَاۃً مِمَّا تَعْبُدُوْنَ کا اعلان فرمایا جو آپ کے واقعہ ولادت سے واضح ہوتا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ عہد مزوری میں منجوں نے مزود کو خبر دی کہ اس سال ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیرے ان تمام دعاوی کو باطل قرار دے گا اس نے اسی دن سے حکم نافذ کر دیا کہ جو لوگ پیدا ہو اس کو فوراً قتل کر دیا جائے چنانچہ اس طرح ستر سترار سے زائد بچے مار ڈلے گئے اسی میں آپ کی والدہ بھی حاملہ تھیں انہوں نے سوچا کہ یہ بچہ بہر حال ہوتا ہے۔ اگر لڑکا ہو تو میری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ آپ نے اس منظر خونی کو دیکھنے سے بچنے کے لیے یہ تجویز سوچی کہ جنگل میں جا کر وضع حمل ہو۔ وہاں سے چھوڑ آؤں میری آنکھوں سے اوجھل جو کچھ ہو وہ ہو جائے۔

چنانچہ آپ نے آثار وضع محسوس کرتے ہوئے جنگل کا رخ کیا ایک غار کے پاس وضع حمل ہوا آپ نے اسی غار میں گھاس بچھا کر آپ کو لٹا دیا اور غار کا منہ پیھروں سے تیغا کے آگئیں قوم نے پوچھا کہ تمہارا حمل کیا ہوا؟ آپ نے کہا جنگل میں وضع حمل ہوا اور لڑکا تھا اس لیے اسے وہیں ڈال آئی ہوں۔ نگرانی کرنے والے یہ سوچ کر مطمئن ہو گئے کہ جنگل میں شیر خوار بچے کو کون چھوڑتا ہے؟ کوئی زندہ کھا گیا ہوگا آپ نے ایک ہفتہ بعد اپنی شفقت مادری سے مجبور ہو کر ادھر کا رخ کیا اور وہاں سے غار دیکھا تو بدستور تیغا تھا پیھر ہٹائے تو کہ شمع قدرت نظر آیا۔

آپ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تندرست ہیں اور اپنے ہاتھ کا انگوٹھا جو سر رہے ہیں۔ علامہ اسمعیل حقی لاندسی روح البیان کہیں اس واقعہ کو مفصل لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قدرت نے آپ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں میں پانچ ڈالٹے رکھ دیے تھے دودھ کا۔ شہد کا۔ نمک کا۔ پانی کا اور پھیکا۔

اس سے آپ نشوونما پا رہے تھے۔ چند روز کے بعد ابراہیم علیہ السلام گھٹنوں چلتے ہوئے کھڑے ہو کر چلنے لگے تو آپ نے وہ تیغا کھولا رات کا وقت تھا۔ اندھیری شب تھی تاریکی میں ستاروں کے جھرمٹ نظر آئے۔ اس کی تفصیل ہم دوسری جلد ساتویں پارہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرا معبود کون ہے تو انہوں نے اپنے عقیدہ کہن کے

مطابق کہا کہ میں تیرا معبود ہوں آپ نے پوچھا اور تمہارا معبود تو والدہ نے جواب دیا کہ تمہارا باپ۔
 آپ نے فرمایا کہ اس کا خدا تو جو اب دیا گیا مزد۔ جب آپ نے کہا کہ مزد کا خدا کون ہے تو والدہ ناراض
 ہو گئیں غرض کہ آپ غار سے باہر آگئے اور آپ نے قوم میں تمہارا اعلان فرمایا کہ يَا قَوْمِ اِنِّي بُدِيْتُ وَمَا
 تُشْرِكُونَ۔ اِنِّي دَجَّحْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ شدہ شدہ
 یہ خبر مزد تک پہنچی اور آپ کو پیش کیا گیا۔ پھر تفسیر واقعات جو ہوئے۔ نار مزد۔ آتش گلزار یہ سب
 اس کے بعد کے واقعات ہیں۔

مختصر یہ کہ نبی کی عصمت اتنی محفوظ ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہونے کے بعد سے ہی شرک سے بیزار ہوتا
 ہے اور تو جید اس کا مطلع نظر ہوتا ہے چنانچہ حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے
 بھی اعلان فرمایا اور اپنے باپ و قوم کو مخاطب کیا اور اِنِّي بُدِيْتُ وَمَا تَعْبُدُونَ اِلَّا الْاَلٰهِي فُطِرْتُ
 فَاِنَّ سَيِّئِهِدِيْنِ لَمَنْ قَوْمِ تَمَّارِيْ اِسْ لُو جَا يَاط سے ہیں بیزار اور بت پرستی سے علیحدہ ہوں۔
 میں صرف اسی کا بندہ ہوں اور اسی کو پوجتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے عبادت کے طور
 طریقے کی راہنمائی فرمائے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں حفاظت دین ابراہیم کا ذمہ لیا اور فرمایا
 وَجَعَلْنٰهَا كَلِمَةً بَآيٰتٍ فِيْ عَقِبِهِ لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُوْنَ كَرِهَ اَعْلَانِ اِبْرٰهِيْمِ اِنْ كِي تَسْلُ فِيْ بَاقِي رَهَاتَا كَرِهِن
 کے حصہ میں ایمان کی نعمت تھی انہیں مل جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰؤُلَاءِ وَاٰبَاءَهُمْ حَيٰتِيْ جَا هُوَ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ وَلَمَّا جَا هُمْ الْحَقُّ
 قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاٰثَابٌ كَفِرُوْنَ۔ بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے
 دیے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا اور جب ان کے پاس
 حق آیا تو وہ بولے یہ جادو ہے ہم اسے نہیں ملتے۔

یعنی جب یہ قوم یہ معنی نسبتی عہد رسالت تک آئی اور سرکار ابد قرار جناب مصطفیٰ علیہ الخیر و التنا
 کا ظہور ہوا اور آپ کی زبان مبارک سے قرآن بلیغ اور کلام فصیح سنا اور معجزات کے چمکارے دیکھے
 تو آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور اندھا دھند بلا دلیل کہنے لگے یہ جادو ہے اور جادو کہنے کی وجہ صرف یہ تھی
 کہ وہ اس کلام بلیغ اور معجزات مبین کے مقابلے سے عاجز تھے اس کے بعد پھر نئے نئے شاخسانے
 اٹھانے شروع کیے کہیں کہتے لگے کہ یہ یتیم ابو طالب پر قرآن آیا ہے ہم کیسے مانیں اگر ایسا ہی تھا
 تو طائف کے سرداروں یا مکہ کے حنا دیدار اس کے حامل ہوتے تو ہم پھر بھی مان لیتے چنانچہ اس کا تذکرہ
 آگے فرماتے ہوئے ارشاد ہوا

وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَآءِ الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَوْمِ تَيْنِ عَظِيمٍ - اور کافر لوگ بے یقینان
کیوں نہ طائف اور مکہ میں کسی بڑے آدمی پر اتارا گیا۔

اس کا جواب دیا۔

أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ مَن فَمَنَّا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَدَفَعْنَا
لَهُمْ قُوَّةً بَعْضٌ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَفِهًا مُّبِينًا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ
کیا وہ تمہارے رب کی رحمت بانٹتے ہیں اے محبوب ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی
میں بانٹا اور ایک دوسرے کو درجات میں بلندی دی اور ایک کو دوسرے کا خادم بنایا اور تمہارے رب
کی رحمت ان کے جمع جھگڑے سے بہتر ہے۔

اس میں کیونترم کا بھی رد ہو گیا ان کے یہاں سب کو مساوی رکھنے کا اصول ہے۔ قرآن پاک
نے فرمایا کہ سب یکساں نہیں جتنا اور جس طرح ہم چاہیں عطا فرمائیں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ چنانچہ دوسری
جگہ فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ - اے محبوب آپ کا رب جس پر چاہے رزق
فرخ کرے اور جس پر چاہے تنگ فرمائے اور یہاں بھی فرمایا وَدَفَعْنَا لَبَعْضِهِمْ قُوَّةً بَعْضٌ دَرَجَاتٍ
نظام دنیا اسی میں ہے کہ بادشاہ۔ وزیر۔ عہدے دار۔ سپاہی۔ پیر۔ اسی۔ خدام ادب ایک طرف ہوں تو دوسری
طرف دیہوی۔ نانی۔ درزی باورچی وغیرہ ہوں کہ ہر کام میں کامیاب ہو وہ انجام دے اور کسی کو وقت نہ ہو وہ
یہ فرمایا لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَفِهًا مُّبِينًا۔ تاکہ لے بعض ان کا بعض کو اپنا محکوم۔ اخیر میں فرمایا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ
اور آپ کے رب کی رحمت دنیا کے جمع جھگڑے سے بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے پہلو سے
رد فرمایا اور ارشاد ہوا

وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سَفُنًا مِّنْ
فِصْحَةٍ وَمَعَارِجٍ عَلَيْهِمْ لِيُظْهَرُ لَهُمْ وَّلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابٌ وَسُرَدٌ عَلَيْهَا يَتَّكِفُونَ وَرُخُوْفًا وَاِنَّ كُلَّ ذٰلِكَ
لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاْلآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں تو ہم ضرور رحمان کے منکروں کے لیے ان
کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور سیڑھیاں کہ ان پر چھتے اور ان کے گھروں کے دروازے
اور تخت کہ ان پر نگیہ لگاتے اور سونا طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور
آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔
دنیا میں ان کے لیے فراخی ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مشرک کافر بے دین اور

فرعون۔ امان۔ قارون۔ شداد یہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے منکر تھے تو ان کے لیے دنیا میں وہ فراخسالی ہوئیں کہ شداد کے خزانے کی کنجیاں چالیس اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ فرعون کے اصطبل میں گھوڑوں کے باندھنے کے لیے سونے کی میخیں ہوتی تھیں مگر منکر دنیا اہل دنیا کے لیے ہے اور اہل دنیا کے متعلق مولانا روم کا فتویٰ ہے فرماتے ہیں۔

لعنة اللہ علیہم اجمعین !

اہل دنیا چہ کہیں و چہ کہیں
ساتھ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں۔
چسیت دنیا از خدا غافل شدن

لے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لیے فراوانی مال اتنی ہی ہے جیسے وہ اپنے رب حقیقی سے غافل نہ ہو اور جب غفلت آئی محبت دنیا غالب آئی تو پھر ایمان ضعیف ہوتے ہوتے چلا جاتا ہے اسی لیے فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ کفر کرنے والے ہیں ان کا حصہ آخرت میں کچھ نہیں ہے البتہ دنیا میں وہ سونے چاندی میں کھیلیں گے اور مرنے کے بعد پھر یہاں آئیں گے تُوَابٌ كَثِيْرَةٌ کہتے ہوئے کھتیاں گے کیونست یہ وہی ہیں جن پر دنیا اتنی غالب آئی کہ نظریہ قرآن کے خلاف انہوں نے سب کو متساوی رکھنا چاہا اور جو داعی کے منکر ہوئے آخرت کو اور اس کے درجات کو افسانہ قرار دیا۔ دنیا کو دنیا میں اہل دنیا کے لیے مقدم سمجھا۔ یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اس خیال کو الحاد اور ایسے خیال والوں کو ملحد کہا جاتا ہے۔ اللہ مرسلان کو محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ زخرف ۲۵

اور جو شخص خدا کی یاد سے انماض کیا کرتا ہے
ہم اس کے ساتھ ایک شیطان تعینات کر دیتے
ہیں جو اس کا ساتھی رہے
اور بے شک شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور
وہ گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔
حتیٰ کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو اپنے قرین
(شیطان) سے کہے گا کہ کاش میرے تیرے باہم

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُفِيْضْ لَسًا
شَيْطٰنًا فَهُوَ لَكَ قَرِيْنٌ ۝

وَاِنَّهُمْ لَيَبْغُوْنَكَ وَيَبْغُوْنَ
اَنْ يُّهْتَدُوْا ۝

حَتّٰى اِذَا جَاؤْا قَالْ يٰ اَيُّهَا
يٰ بَنِي دَبْيْنِكَ بَعْدَ الْمَشْرِقِيْنَ

نَبَسُ الْقَرِينِ ۵

مشرق و مغرب کی دوسری ہوتی تو وہ کتنا برا
ساتھی ہے۔

اور ہرگز آج کے دن تمہیں قلع نہیں پہنچے گا جبکہ
تم اپنی جانوں پر بد اعمالی سے ظلم کر گزرے ہو۔
بیشک تم اور تمہارے قرن عذاب میں شریک ہیں
اور اے محبوب کیا آپ بہرول کو سنائیں گے یا
اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور انہیں جو کھلی گمراہی
میں ہیں۔

اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا بھی لیں تو ہم نے
ان کافروں سے ضرور بدلہ لینا ہے۔

یا ہم آپ کو دکھادیں گے جس کا ہم نے وعدہ کیا
ہے تو ہم کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔

تو مضبوطی سے تھمے رہو نہ سے جو آپ کی طرف
دھی کی گئی ہے بے شک سیدھی راہ پر ہیں۔

اور بے شک وہ قرآن آپ اور آپ کی قوم کے
لیے نصیحت و شرف ہے اور آئندہ تم سب سے
باز پرس کی جائے گی۔

اور اے محبوب آپ سے پہلے جو ہم نے رسول
بھیجے ان سے دریافت فرما لیجئے کیا ہم نے خدائے
رحمن کے علاوہ کوئی معبود تجویز کیسے تھے جن کی
پوجا کی جائے۔

ذٰلِكَ يَتَّفَعِكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۵

اَفَاَنْتَ تَسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْىَ
وَمَنْ كَانَتْ فِيْ صُلْبٍ مُّبِيْنٍ ۵

فَاِمَّا نَدَّهَبْتَ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ
مُنْتَقِمُونَ ۵

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي دَعَوْنَا هُمْ فَاِنَّا
عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِدُونَ ۵

فَاَسْمَسِكَ بِالَّذِي اَوْحَىٰ اِلَيْكَ
اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۵

وَإِنَّكَ لَنْ تُنْكِرَ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوَدٌ
تُسْتَلُونَ ۵

وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ
اِلٰهَةً يُعْبَدُونَ ۵

لفظی ترجمہ

عَنْ ذِكْرِ ذَكَر

يَعْنِي مِمَّنْ يَحْمِلُونَ

مَنْ جَو

۵۔ اور

الرَّحْمٰنِ - خدا سے	تُعْقِبُ - ہم مقرر کر دیتے ہیں	لَا - اس کے لیے	شَيْطٰنًا - شیطان
فِيْهِ تُوُوْهُ	لَا - اس کا	قَرِيْنٌ - ساتھی ہے	وَا - اور
بِئْسَ بِيْشِكْ وَه	لِيَصُدُّوْهُم - روکتے ہیں ان کو	عَنِ السَّبِيْلِ - راہ سے	مُهْتَدُوْنَ - راہ پر ہیں
وَا - اور	يُحْسِبُوْنَ - خیال کرتے ہیں	اَنْتُمْ - کہ وہ	نَا - ہمارے پاس
حَقًّا - یہاں تک کہ	اِذَا حَب	جَاءَ - آئے گا	يُنْبِئِيْ - میرے
فَاَنْ - کہے گا	يَا - اے	لَيْتَ - کاش	الْمَشْرِقِيْنَ - مشرق مغرب کی
وَا - اور	بَيْنِكَ - تیرے درمیان	بَعْدَ - دور ہی ہو	لَنْ - ہرگز نہ
فِيْئْسَ تُوُوْبْرَايَ	الْقَرِيْنِ - ساتھی	وَا - اور	ظَلَمْتُمْ - تم ظلم کر چکے
تَنْفَعَكُمْ - نفع دیگا تم کو	اَلْيَوْمِ - آج	اِذْ - جبکہ	مُشْرِكُوْنَ - شرک پر ہو
اَنْتُمْ - کہ تم	فِيْ - بیچ	الْعَذَابِ - عذاب کے	اَوْ - یا
اَفَاَنْتَ - کیا تو	تَسْمِعُ - سنائے گا	الْقَوْمِ - بہروں کو	مَنْ - جو
تَهْدِيْ - راہ دکھائے گا	الْعَمٰى - اندھوں کو	وَا - اور	مُضِيْبٍ - کھلی کے
كَانَ - ہو	فِيْ - بیچ	صَلْبٍ - گمراہی	فَاِنَّا - تو ہم
فَاَمَّا - تو اگر	مَنْ هٰئِنَ - لیجا میں ہم	بِكَ - آپ کو	مُرِيْبِكَ - دکھائیں آپ کو
وَمِنْ - ان سے	مُتَقِيْمُوْنَ - بدلہ لینے والے ہیں	اَوْ - اور	هٰجِرِ - ان کو
اَلذِيْ - وہ جو	وَعَدَ - وعدہ دیا ہے	نَا - ہم نے	مُقْتَدِرُوْنَ - قدرت رکھنے والے ہیں
فَاِنَّا - تو ہم	عَلِيْمٌ - ان پر	اَوْجِيْ - وحی کی گئی	اَلْبَيْكُ - تیری طرف
فَاَسْتَمْسِكْ - تو تھام لے	بِالذِيْ - اس کو جو	وَا - اور	مُسْتَقِيْمٍ - سیدھی کے ہے
اِنَّكَ - بیشک تو	عَلَى - اوپر	وَا - اور	لَا - تیرے لیے
وَا - اور	اِنَّكَ - بیشک وہ	وَا - اور	سَوْفَ - جلدی
وَا - اور	لِنُعَذِّبَكَ - تیری قوم کیلئے	وَا - اور	مَنْ - ان سے جو
فَسْتَلُوْنَ - پوچھے جاؤ گے	وَا - اور	اَسْئَلُ - پوچھ	مِنْ رُسُلِنَا - اپنے رسولوں میں سے
اَوْسَلْنَا - بھیجے ہم نے	مِنْ قَبْلِكَ - تجھ سے پہلے	مِنْ دُوْنِ - سوائے	الرَّحْمٰنِ رَحْمٰنِ كَ
اَوْ - کیا	جَعَلْنَا - بنائے ہم نے	لِيُعْبَدُوْنَ - پوجے جائیں	
الرَّهْمَةَ - معبود جو			

حل لغاتِ نادرہ

مَنْ يَعْشُ عَشْوً ہے تکلف اندھا بننے کو کہتے ہیں یہاں مراد ہے منہ موڑنا۔ اعراض کرنا اور ایک ہے عَشْيٌ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب آنکھ میں کوئی آفت پیدا ہو جاتی ہے تو عَشْيٌ بولا جاتا ہے۔ اور بلا آفت کے عشو جیسے عَرَج اس شخص کو کہتے ہیں جس کا پاؤں ماؤف ہو اور عَرَج وہ جو بغیر آفت کے لنگڑوں کی طرح چلتا ہے

تَقْيِضٌ معنی نہیں تَضْمٌ (ساتھ کر دینے میں ہم)

قَرِينٌ ساتھی

فَأَسْتَمِكُ از استمساک مضبوطی سے تھامنے کے معنی دیتا ہے۔

مُنْتَهَوْتُ از اتقام۔ بدلہ لینے کے معنی میں مستقل ہے۔

مختصر تفسیر اردو جو تھارہ کو ع سورۃ زخرف پ ۲۵

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقِيضُ لَهُ شَيْطٰنًا مِّمَّوْكَ قَرِيْنٌ اور جو شخص رحمن کے ذکر سے اعراض

کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں جو اس کا قرین دہشتیں ہوتا ہے۔

يَعْشُ عَشْوً ہے اور عشو اندھا بننے کو کہتے ہیں۔

تو ذکر رحمن سے اندھا وہی ہو سکتا ہے جس پر دنیا غالب ہو اور نُقِيضُ لَهُ شَيْطٰنًا جو فرمایا یہ گویا

ایک قسم کا عذاب ہے کہ جب بد بختی سے انسان پر دنیا غالب آجائے تو اس کے خیال و گمان میں یہ

سچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے وہ دنیا ہی میں کرتا ہے۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ رہنا سہنا عیش و عشرت کرنا یہ

سب دنیا ہی میں ہے اور جب اس پر اس خیال کا شیطان غالب آجاتا ہے تو وہ آخرت کو نیا مٹیا

کر دیتا ہے۔

اور اگر معنی حقیقی شیطان بھی لیا جائے تو یہ اس پر دنیا کا عذاب ہے جس کو وہ عذاب نہیں سمجھتا

بلکہ اپنی خوش قسمتی جانتا ہے اور اس کا انجام کار آخرت سے نقصان و خسران ہوتا ہے اسی طرف آیت

کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور فرمایا کہ جس کو دنیا کی محبت غالب آجائے وہ دین کو بھلا بیٹھتا ہے اور اس

پر شیطان یا اس کے تو سوسائٹ کا شیطان ہم مقرر کر دیتے ہیں وہ اس کا ہمنشین ہوتا ہے اس کو غلط راہوں پر جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب تحقیق نے نفس انسان چار قسموں پر منقسم کیے۔

(۱) ملہمہ

(۲) لوامہ

(۳) انارہ

(۴) مطمئنہ

ان چاروں کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا چنانچہ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمِئِنَّةُ اتَّزِينِي إِلَىٰ رَبِّكَ وَاصْبِرِي مَرَضِيَّةً**

دوسری جگہ فرمایا **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ**۔

اور تیسری جگہ فرمایا **لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ**۔

اور چوتھی جگہ ارشاد ہے **فَالْقَوْمَ الْأَعْوَجَ وَتَفَوَّهَاتَا**۔

بہر حال یہ چاروں نفوس وہ ہیں جن میں سے دو کا تعلق رحمانیت سے ہے۔ نفس مطمئنہ اور دوسرا

نفس لوامہ کہ جو رے افعال پر انسان کو طاعت کرتا ہے۔ اور دوسرا شیطان ہے پہلا ملہمہ جو فسق و فجور کی طرف انسان کو آمادہ کرتا ہے اور دوسرا انارہ کہ یہ برائی کا حکم دیتا ہے۔

بہر حال شیطان بلعنی حقیقی ہوا یا نفوس انسان دونوں قرین انسان ہیں اور اسی بنا پر فرمایا کہ

تَقْبِضَنَّ لَهُ شَيْطَانًا مَّوَدَّةَ قَرِينٍ۔ اب اس کا کام قبا یا وَاَنْتُمْ لَيَصُدُّكُمْ عَنْ السَّبِيلِ ذٰ

يُحْسِنُونَ اَنْتُمْ مَهْمَدُونَ اور بے شک وہ شیاطین راستے سے روکتے ہیں اور گمراہ سمجھتے ہیں

کہ وہ راہ پر ہیں۔ البتہ قیامت کے دن جب حضور آگے میں پیش ہوں گے تو ان کا گمان باطل

جسے ہدایت سمجھتے تھے باطل ثابت ہوگا چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتَّىٰ اِذَا جَاءَ نَاقَانَ لِيَكِيَّتْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَعْدَ الشَّرْقَيْنِ فَيَسُ الْقُرَيْنِ۔ یہاں تک

کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اپنے شیطان سے لے کاش میرے اور تیرے بائیں

مشرق و مغرب کی مسافت ہوتی۔ تو کیا یہی برا ساکتی ہے

یعنی دنیا کے نشہ میں تو غفلت شعار ناہنجار بد کردار یہی گمان کرتا ہے کہ میں اچھے طریقے اور راہ

پر ہوں مگر جب اسے اپنی زبیاں کاری کا نتیجہ معلوم ہوگا تو وہ اپنے قرین سے نفرت کرے گا اور کہیگا

کہ تیرے میرے بائیں مشرق و مغرب یعنی یورپ کچھم کافر فرق ہوتا تو میں تیری ان فتنہ پردازیوں سے

محفوظ رہتا اور آج مجھے اس کا تمیازہ نہ بھگتنا پڑتا تو اخیر فرمایا قَبَسَ الْقَبْرَيْنِ اس کا ساتھی بہت ہی
 بر ہے اب اس تنافر و منافرت کا آج سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ سکتا تو اور کافروں کو بھی
 پہنچا جاتا۔ اس لیے وہ بھی عذاب کی نوعیتیں دیکھ کر کہیں گے يَا لَيْتَنِي كُنْتُ ثَدْيًا اَوْ رَدِيًا
 هَلَبْتُ عَلَيْكَ بِشَقْوَتِنَا وَكُنَّا قَوْمًا صَالِحِينَ مگر ان کو جواب میں یہی ارشاد ہوگا اِحْسِنُوا فِيهَا وَلَا
 تَكَلِمُونَ۔ نقصان و خسران میں پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ بہر حال وہ قرین جو برا ہے اس کے
 نتائج بھی برے ہی نکلے اسی وجہ میں اسے افسوس کرنا پڑا۔ آگے ارشاد ہے کہ آج کا افسوس اسے نفع
 نہیں پہنچا سکے گا اور عذاب دفع نہیں کر سکو گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
 وَكُنْ بِبَقْعِكُمْ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْتُمْ فِي الْعَنَابِ مُشْتَرِكُونَ اور ہرگز اس سے تمہارا بھلا نہ ہوگا
 کہ آج جبکہ تم نے ظلم کیا کہ تم سب مع قرین کے عذاب میں شریک ہو۔
 آگے ارشاد ہے۔

اَقَانَتْ تَشِيحُ الطَّمِّ اَوْ تَهْدِي الْعُحَى وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ فَاِمَانًا هَبْنِ يَلِكِ
 فَاِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ اَوْ نُرِيكَ الَّذِي وَعَدْنَا لَهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُونَ فَاَسْمِسُكَ بِالَّذِي
 اَوْحَى اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى حَرَامٍ مُّسْتَفِيحٍ۔

تو کیا آپ بہروں کو سنا نہیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور ان کو جو کھلی گمراہی میں ہیں۔ یا ہم
 اگر آپ کو لے جائیں تو کبھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا آپ کو دکھادیں گے جس کا انہیں ہم نے وعدہ
 دیا ہے تو ہم ان پر برہمنی قدرت والے ہیں تو مضبوطی سے تھلے رہئے اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا
 ہے (قرآن) کے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔

وَإِنَّا لَنَرُّكَ وَالْقَوْمَ الَّذِي كَفَرُوا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ اور بے شک قرآن آپ اور آپ کی قوم کے
 لیے باعث شرف و نصیحت ہے اور عنقریب قیامت میں تم سے باز پرس کی جائے گی۔

اَصْمُ اور اَعْمٰی سے مراد یہاں حقیقی گونگے اندھے نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جن کی حقیقت کو دوسری جگہ فرمایا
 لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ سَمًا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ سَمًا اَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ سَمًا اُولٰٓئِكَ
 كَالْاَنْعَامِ بَلٰى هُمْ اَضَلُّ۔ یعنی وہ دل رکھتے ہیں مگر اس سے سمجھ کا کام نہیں لیتے آنکھ رکھتے ہیں مگر حق
 کو دیکھنے کے لیے وہ اندھے ہیں۔ کان رکھتے ہیں مگر حق نوش اور حق نبوش انہیں نہیں پہنچا سکتا آدمی سو کہ
 جانوروں سے گئے گذرے ہیں اس لیے کہ غافل ہیں تو یہاں بھی مراد اَقَانَتْ تَشِيحُ الطَّمِّ اَوْ تَهْدِي الْعُحَى
 میں تغافل و غفلت دُتار مراد ہیں جنکو فرمایا گیا کہ لے محبوب کیا ان گونگے اور اندھوں کو جو آنکھ

اور زبان رکھتے ہیں آپ ہدایت فرمائیں گے یعنی جب ان میں قبولیت کا مادہ ہی نہیں تو وہ کیسے بہت قبول کر سکتے ہیں وہ تو گمراہ ہی پیدا ہوئے۔ گمراہ ہی رہیں گے اور ایسی ہی گمراہی میں مریں گے اور عذاب آخرت ان کا حصہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَمَا تَأْتِيهِمْ يَوْمَئِذٍ نَّجْدٌ إِلاَّ أَلْفٌ كَمَا آتَى الَّذِينَ كَفَرُوا يَوْمَئِذٍ يَصْحَوْا
یا آپ کی موجودگی میں ہم انہیں دکھا دیں گے جس کا ہم نے ان کو وعدہ دے رکھا ہے ہم میں بڑی قدرت ہے کہ اس وعدہ کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا اس پر مضبوط رہئے جس کی آپ کو وحی کی گئی ہے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

اس میں حضور کی صراط مستقیم اور آپ کی تعلیم پر تصدیق کی سند دی گئی تاکہ انکار و منکر مشرب نہ ٹٹلے اور اس سے آگے مزید وضاحت فرمادی کہ یہ قرآن کریم ہدایت ہے آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے اور جو منکر ہیں وہ انکار کرتے رہیں عنقریب وہ پوچھ لیں گے لیکن ان عذاب آئے گا اور وہ مانع نہیں ہوں گے آگے ارشاد ہے۔

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ الْإِبْرَاهِيمَ
يَعْبُدُونَهِ اور پوچھئے ان سے جو آپ سے پہلے ہم نے بھیجے اپنے رسولوں میں سے کیا ہم نے جن کے علاوہ دوسرے معبود بھی کھڑے تھے جن کی پوجا کی جائے۔

آیت کریمہ میں علاوہ اس کے کہ معبودات باطلہ کی پوجا کو باطل فرمایا ایک لطیف اشارہ حیات انبیاء کے ثبوت میں بھی ہے اس لیے کہ حضور سے پہلے انبیاء جتنے بھی آئے حضور کے زمانہ میں وہ نہ تھے اور یہاں ارشاد ہے وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ الْإِبْرَاهِيمَ اگر وہ حیات نہیں ہیں تو واسئل کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نہ صرف روحانی زندگی کے ساتھ ہیں بلکہ جسمانی و روحانی دونوں حیات انہیں حاصل ہیں جیسا کہ تو واسئل فرمایا گیا کہ ان سے پوچھئے اسی بنا پر احادیث میں حیات انبیاء پر حوا رشاد ہے وہ شاید عدل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ فَصَلُّوا عَلَيْهِمْ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ انہی قبروں میں وہ نماز پڑھتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ نماز کے لیے جو ارح لازمی ہیں اور اعضاء کا تعلق اجسام سے ہے نہ کہ ارواح سے تو معلوم ہوا کہ حیات انبیاء عام مخلوق کی حیات سے علیحدہ ہے کہ وہ مع جسم کے زندہ ہیں۔ یہی روحانی زندگی یہ مومن کا فر۔ جاہد حتی کہ البوہل و البولہب ان کو بھی حاصل ہے اور اگر یہ نہ مانا جائے اور مشرکین

کی طرح مَرَادًا مَشْتَرَاؤُكُنَّا اَبَاہِی كورکھا جائے تو اسلام کی وہ تمام احادیث اور آیات قرآنیہ سب غلط قرار پائیں گی جن میں بعد موت عذاب کی خبریں ہیں۔ تکفیرین کے سوال و جواب کے حالات ہیں جو محض روحانی ہیں۔ برخلاف انبیاء کے کہ ان کو مع جسم کے بعد وفات بھی حیات ہے۔ اور اس دعویٰ پر دوسری حدیث صاف واضح ہے جس میں حضور نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ عَلٰی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ سَخِي يُرْزَقُ بَعْدَ شَكِّ اللّٰهِ زَمِيْنٍ پَر حَرَامٍ فَرِيَا كِرِهًا وَهٖ اَجْسَادُ اَنْبِيَاءٍ كُوْكُهٗ تُو اللّٰهِ كے نبی زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رزق تقوم بدن اور بقائے جسم کے لیے ہوتا ہے نہ کہ روح کے لیے تو حضور کو ارشاد ہوا کہ لے محبوب آپ سے پہلے جو رسول ہم نے مبعوث فرمائے ان سے بھی پوچھئے کہ کیا ہم نے اللہ کے سوا کچھ اور خدا تجو بڑی کیسے تھے کہ وہ پوجے جائیں یعنی ایسا نہیں ہوا اور کسی نبی کو ایک وحدہ لا شریک کے سوا کسی معبود کے پوجنے اور ماننے کی تعلیم نہیں دی۔ اور یہ مذہب توحید آدم صغی علیہ السلام سے لے کر حضور تک اور قیامت تک برابر ساری ہے۔ سب معین توحید اور مقرر وحدانیت الہی رہے اور ہر مومن اسی تعلیم پر کار بند رہا اور رہے اور قیامت تک رہے گا۔ واللہ الحمد

یا محاورہ ترجمہ یا نحو ال رکوع سورۃ زخرف ۲۵

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کہ میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

جب وہ تشریف لائے ہماری نشانیاں لے کر تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔

اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی اور بیکراہم نے انہیں عذاب میں تاکر وہ باز آجائیں۔

اور وہ بولے لے جا دو گریپنے رب سے مانگ

وَقَدْ اَدْسَلْنَا مُوسٰی بِاٰیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ
وَمَلٰٓئِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلٌ رَّبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ۝

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِاٰیٰتِنَا اِذَا هُمْ مِنْهَا
یَضْحَكُوْنَ ۝

وَمَا نُرِیْہُمْ مِّنْ اٰیٰتِنَا اِلَّا کِبْرًا
مِّنْ اٰخِثَتَا وَاَخَذْنَا هُمْ بِالْعَذَابِ
لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝
وَقَالُوْا یٰٓاٰیٰتِنَا السَّاجِرٰتُ عَلٰی لَنَا

جو تجھ سے اس نے وعدہ کر رکھا ہے (یعنی عذاب) ہم یقیناً بدایت پر ہیں۔
جب ہم نے ان سے عذاب ہٹایا بھی وہ ہمد
شکنی کہ گئے۔

اور پکارا فرعون اپنی قوم میں کہ اے قوم کیا میری
کی سلطنت میرے لیے نہیں ہے اور یہ نہیں جو
میرے نیچے بہتی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے۔
یا میں بہتر ہوں اس سے کہ وہ کمزور ہے۔

اور زبان بھی صاف نہیں رکھتا یعنی لکنت کیوجہ
سے اچھی طرح بول نہیں سکتا

تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے۔ یا
اس کے ساتھ فرشتے آتے جو اس کے قریب آتے
تو اس کی قوم بے وقوف ہو گئی اور اس کی پیروی
کر لی بے شک وہ بے حکمے لوگ تھے۔

پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر بہارا غضب
ان پر آیا تو ہم نے ان سب کو ساتھیوں سمیت
غرق کر ڈالا۔

تو ہم نے نبایا ان کو اگلی داستان اور عبرت پھیلو
کے لیے

رَبِّكَ بِمَا عٰمَدْتَ عِنْدَكَ اِنتَ
لَمُهْتَدٍ ؕ

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اَبْرٰهُمْ
يَنْكُرُوْنَ ؕ

وَسَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ
يَقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهَارُ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تَبْحَثُوْنَ ؕ

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ
هُوَ مِهْيَبٌ ؕ

وَلَا يَكَاذِبِيْنَ ؕ

فَلَوْلَا اَلْقَى عَلَيْهِمْ اَسْوَدًا مِّنْ ذَهَبٍ
اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقَاتِلِيْنَ ؕ
فَاَسْتَحَفَّ قَوْمًا فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ؕ

فَلَمَّا اَسْفَوْنَا اَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنَا
هُمْ اَجْمَعِيْنَ ؕ

فَجَعَلْنَا هُوَ سَلْفًا وَمَثَلًا
لِّلْاٰخِرِيْنَ ؕ

لفظی ترجمہ

مُؤْتَلٰی - مونس کی
ذ۔ اور

اَنْسَلْنَا - بھیجا ہم نے
فِرْعَوْنَ - فرعون

لَقَدْ - بیشک

ذ۔ اور
بِاٰیٰتِنَا - اپنی نشانیاں دیکھو الی۔ طرف

دَسُوْلَ - رسول ہوں	اِنِّیْ - بیشک میں	مَلَیْئِدٌ - اس کے مرادوں کی	قَالَ - تو فرمایا
جَاؤْ - لایا	فَلَمَّا - پھر جب	رَبِّ - رب	الْعَالَمِیْنَ - جہانوں کا
هُوَ - وہ	اِذَا - تو ناگہاں	هُمْ - انکے پاس	بِاٰیٰتِنَا - ہماری نشانیاں
مَا - نہیں	وَ - اور	مِنْهُمْ - ان سے	لِیُحْکَمُوْنَ - منستہ تھے
ہی - وہ	اِلَّا - مگر	نُبْرِیْہُمْ - دکھاتے تھے	اِنَّہُمْ - انکو ہم
اَحَدُنَا - پکڑا ہم	وَ - اور	اَنَّہُمْ - بڑی ہوتی تھی	مِنْ اٰیٰتِنَا - کوئی نشانی
یَرْجِعُوْنَ - رجوع کریں	لَعَلَّہُمْ - تاکہ وہ	ہُوَ - ان کو	بِالْعَذَابِ - عذاب میں
اٰیۃ - بڑے	یَا - اے	وَ - اور	قَالُوْا - بولے
تُوْجُوْا - توجو	لَمَّا - اے	السَّٰجِدُوْا - جا دو گے	اَدْعُ - دعا کر
کَسَفْنَا - ہم کھولتے	فَلَمَّا - توجیب	اِنْتَا - بیشک ہم	لَمُهْتَدُوْنَ - ہدایت پر ہیں
ہُوَ - وہ عہد	اِذَا - تو ناگہاں	عَنْہُمْ - ان سے	الْعَذَابِ - عذاب
فِرْعَوْنَ - فرعون	نَادٰی - پکارا	یَنْکُثُوْنَ - توڑ دینے	وَ - اور
لِقَوْمِ اَسْمٰوِیْنَ - میری قوم	قَالَ - کہا	فِیْ - بیچ	قَوْمِہَا - اپنی قوم کے
مُلْکِ - حکومت	لِی - میری	اٰیٰتِہَا - آئیہ	لَیْسَ - نہیں
اَلْاَنْہَارِ - نہریں	ہٰذِہَا - یہ	مَضْرَبِہَا - مصر میں	وَ - اور
مِیْوُوْدُوْنَ - دیکھتے تھے	اَفَلَا - کیا نہیں	تَجْرِبٰتِہَا - چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِہَا - میرے نیچے
مِنْ ہٰذَا - اس سے	خَیْرٌ - بہتر ہوں	اَمْ - یا	اَنَا - میں
وَ - اور	مَہِیْنٌ - ذلیل ہے	اَلدِّیْنِ - جو کہ	ہُوَ - وہ
فَلَوْلَا - تو کیوں نہ	یُبٰیْنُ - صاف بولے	لَا - نہیں	یَکَادُ - قریب کہ
مِنْ ذَہَبٍ - سونے کے	اَسْوَدًا - کنگن	اَلْقُوْا - ڈالے گئے	عَلِیْہِہَا - اس پر
اَلْمَلٰٓئِکَةُ - فرشتے	مَعًا - اسکے ساتھ	اَوْ - یا	جَاؤْ - آتے
فَاَطَاعُوْا - تو انہوں نے پیروی کی	اِسْمٰوِیْنَ - اپنی قوم کو	مُقْتَرِبِیْنَ - قریب رہتے	فَاَسْتَحَفَّ - تو ہوقوت نہایا
قَوْمًا - قوم	کَانَوَا - تھے	اَسْفُوْا - اس کی	اِنَّہُمْ - بیشک وہ
نَا - ہم کو	اَسْفُوْا - غصہ چڑھایا انہوں نے	فَاَسْقٰتِیْنَ - نمازوں	فَلَمَّا - توجیب
ہُوَ - ان	فَاَهْرَقْنَا - تو غرق ہم نے	اَسْقٰتِنَا - بدلہ لیا ہم نے	مِنْہُمْ - ان سے

۱۲۱۶
 اَجْمَعِيْنَ سَبَّ كُو فَجَعَلْنَا تُو كِيَا سَمْنِي هُوَ اِن كُو سَلَفًا پھیلوں كِي داسْتَان
 ۵- اور مَثَلًا عِبْرَتِ لِلْآخِرِيْنَ پھیلوں كے ليے

حَلِّ لُغَاتِ نَادِرِه

كَشَفْنَا سَمْنِي نِي اِن سِي عَذَابِ اُكْثَالِيَا
 يَنْكُتُوْنَ اَزْ فِكْتِ لِمَعْنِي عَمْدِ تَكْنِي
 مَهْمِيْنَ مَانُوْدَا اَزْ هَمَاتِهْ لِمَعْنِي قَلْتِ يِهَا اِن مَرَادِ تَقْوِيْرِ خَفِيْرِ ضَعِيْفِ الْحَالِ كَمَزْرِي سِي
 وَلَا يَكَادُ يَبِيْنُ اَوْرُوْهْ بَاتِ لِحِي صَا فِ نِهِيْ كَرِ سَكْتَا
 اَسُوْدًا جَمْعِ سُوَارِ لِمَعْنِي كُنْ كُنْ
 مُقْتَوِيْنِ مَانُوْدَا اَزْ قَرْنِ سَا تَهْدَا اَوْرِ مَلْنِي كِي مَعْنِي دِي تَلِي سِي
 فَاسْتَحْفَ قَوْمَهْ تُو بِيَكِ كِي اِسْ كِي قَوْمِ
 اَسْفُوْنَا لِمَعْنِي اَعْضَبُوْنَا غَضِيْبِنَا كِ كِيَا اِنهَوْنَ نِي سَمْنِي كُو
 سَلَفًا اَكْرَ مَصْدَرِ تَلِيْمِ كِيَا جِيَا تُو مَعْنِي مِيْنِ سِي سِي قَدُوْهْ كِي لِيْعِي اَسِي وَالِي نَسْلُوْنَ كِي مَقْدَرِ اِيْنِ كَرُوْهْ
 اِن كِي مَسْكِ پَرِ حَلِيْتِي سِي اَوْرَا كَرِ سَلَفًا كُو جَمْعِ سَا لَفْتِ نَبَا يَا جَلِيْتِي تُو دُوْهْ اَبَا وَا قَا رِبِ مَرَادِ سِي جُو بِيْلِي كَرِ حَلِي كِي
 سَلَفْتِ اِسْ عَمَلِ صَالِحِ كُو بِيْحِي كِيْتِي سِي جُو تَمِ اَكِي بِيْحِ جَلِي كِي سِي اَوْرِ بِيْعِ سَلْمِ كُو بِيْحِي سَلَفْتِ كِيْتِي سِي كِيُو نَكْرَا اِسْ مِيْنِ مَبِيْعِ
 سِي سِيْلِي رَفْمِ حَوَالِي كَرِ دِي جَاتِي سِي حَا صِلِ مَعْنِي كَرِ دِي مَوْتِي كِيَا نِي
 مَثَلًا عِبْرَتِ

مختصر تفسیر آروپا پنجوال رکوع سُوْرَةُ زُخْرُفِ ۲۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَكُلُوْبِهِ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلٌ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور بِيَشِي كِ
 سَمْنِي نِي مَوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كُو اِنِي مَعْجَزِي (اَشْيَا نِيَا) دِي كَرِ فِرْعَوْنَ اَوْرَا سِ كِي دَر بَارِيُوْنَ كِي طَرَفِ بِيْحِيَا
 تَهَا تُو مَوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي (اِن لُوْ كُوْنَ سِي كِيَا) كَرِ مِيْنِ پَرِ دَر دِي كَارِ عَالَمِ كَا بِيْحِيَا سُوَارِ سُوْلِ سُوْلِ
 مَوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمْرَانِ كِي بِيْطِي تَهِي اَوْرِ اَمْرَانِ فِرْعَوْنَ كَا جِيْفِ مَنْشَرِ يَاوْزِي رِ اعْظَمِ تَهَا اَبِ كِي وَالدَّرِ كَا

نام جو عمران کی بیوی تھی یوحایا یوحنا تھا۔ ولادت کا واقعہ آپ کا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح ہے اس کے زمانہ میں بھی مجبول کا زور تھا فن نجوم میں ایک سے بڑھ کر دوسرا نجومی کو س لمن الملک بجانا تھا۔ فالنامہ فرعون کا جو بنا اس میں انہوں نے خبر دی کہ اس سال میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو بظاہر بے سر و سامان ہوگا اور باطن اس کی قوت ایسی ہوگی کہ تیری سلطنت کو مع تیرے نیست نابود کر دے گا۔

یسویں پارہ میں مفصل واقعہ تو سم لکھ چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اتنا بتاتے ہیں کہ جب فرعون نے نجومیوں سے خبر سنی کہ ہونے والا لڑکا میری ہلاکت کا موجب ہوگا تو اس نے ہر گھر پر پیرے لگا دیے اور حکم دیدیا کہ لڑکا ہو تو فوراً قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے۔ اس کو ہم نے نویں پارہ اور پہلے پاؤں میں بھی بیان کیا ہے۔ غرض کہ آپ کو ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش کر لیا گویا فَتَوَلَّاهُ عَلِيًّا اسْوَدًا مِّنْ ذَهَبٍ جو منشر کین کا اعتراف تھا اس کا جواب دیدیا کہ سونے چاندی میں سونے والا پیغمبر بھی تم نے نہیں مانا اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی مخالفت ہی کی جو فرعون کے گھر میں پرورش پائے اور سونے چاندی کو لات مار کر اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اسی کے مقابل آئے اور آخر اسے عرقاب قلزم نیل کے چھوڑا۔

تو اسباب ظاہری کی قوتوں کے ساتھ جو نبی آیا اس کو بھی تم تکب مانا جیسا کہ پہلے رکوع میں تذکرہ آچکا ہے اسی کے ربط کے مطابق یہاں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس آیت سے فرمایا گیا وَكَفَدْنَا أَدْسِنَا مُوسَىٰ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۖ فَكَانَ اٰتٰی رَسُوْلًا رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَنْتَ اَرْشَادُہٗ۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا اِذَا هُمْ مِنْهَا يَصْحٰكُوْنَ۔ تو پھر جب ان کے پاس ہمارے معجزات (نشانیوں) لے کر تشریف لائے تو فرعون موسیٰ علیہ السلام کا استہزاء کرنے لگ گئے۔

حالانکہ آپ دنیاوی سلطنت کے بھی مالک تھے جتنی کہ فرعون کے یہاں اس کے متبنی رب سے تو معلوم ہوا کہ منشر کین کے اعترافات محض لغو اور یاد رہوا تھے۔ وہ نہ اسباب دین کے ماتحت جھکنے کو تیار تھے اور نہ باطنی قوتوں کے آگے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا يَذِيْبُهُمْ مِّنْ آيٰتِنَا اِلَّا هٰی اَكْبُوْۤا مِنْ اٰخْتِمٰۤا وَاَخْتَمٰۤا وَآخَذْنَا هُمْ بِالْعَذَابِ كَلِمًا يُّرْجَعُوْنَ۔ اور نہیں دکھتے

ہم کوئی نشانی مگر پہلے سے طری موتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب سے پکڑا شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔ جو نشانیاں کہ آپ کو عطا کی گئیں وہ دلائل نبوت سے تھیں اور ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑھ کر تھی اور ایسی ہی شان عذاب کی تھی کہ پہلے طوفان آیا پھر طیریاں آئیں پھر جوڑوں نے انہیں کھایا پھر منڈک

مسلم ہوئے پھر خون برسا۔ یہ آیات مفصلات ایسی شان کی تھیں کہ ہر عذاب پہلے عذاب سے بڑھ کر تھا مگر ان کے استکبار اور خود سہری نے ان کو ہدایت پر نہ آنے دیا اس لیے کہ وہ قوم مجرم ہی تھی اور ایسے مجرم تھی کہ بجائے اتباع کرنے اور جھکنے کے ایک پیغمبر جلیل القدر کے مقابلے میں بولے جیسا کہ ارشاد ہے۔
 وَقَالُوا يَا آيَةُ السَّاحِرِ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يَا عِمْرَانُ مَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ ادْعُ رَبَّكَ يَا عِمْرَانُ مَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ ادْعُ رَبَّكَ يَا عِمْرَانُ مَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ
 میں بولے جاؤ گے مانگ ہمارے لیے اپنے رب سے جس کا تیرے پاس وعدہ ہے بیشک ہم ہدایت پر ہیں۔

یہ قوم فرعون کی جماعت میں قبلی کہلاتی تھی اور ان کی ضد و کد اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنی گمراہی کو ہدایت کہتی تھی اور یہ جرات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتی اور مطالبہ کرتی تھی کہ جس عذاب کا تیرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ اپنے رب سے مانگ ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہیں اور اس پر آیا ہوا عذاب اگر ان سے اٹھا دیا جاتا تو نقص ہذا اور وعدہ خلافی پر آجاتے چنانچہ جب ان پر طوفان آیا اور اس میں غرق ہونے لگے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب ہم آپ کی مائیں گے یہ مصیبت ہم سے ٹلا دیجئے آپ نے دعا کی وہ طوفان فرو ہو گیا تو اس کے بعد وہی بد اطواری۔ بد اعمالی۔ ناسنجاری پر آگئے۔ آخر پھر عذاب آیا غرہ کہ پانچ عذاب طوفان۔ جراد۔ قمل۔ منقاد۔ اور دم کی شکل میں آئے مگر یہ کبھی بھی شرارتوں سے باز نہ آئے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُتُونَ هُمْ جِبِ هُمْ نَے ان سے عذاب اٹھایا تو وہ عہد شکنی پر اتر آئے۔

اور جو ان کا خدا بنا ہوا تھا اس نے بھی قوم سے کہا جس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ اور فرعون نے اپنی قوم کو پکارا کہ اے میری قوم مصر کی سلطنت میرے ہاتھ میں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں میرے قبضہ میں ہیں تو کیا تم نہیں دیکھتے۔

تو اس کی نظر میں ملکیت مصر اور فراوانی انہار ہی سب سے بڑی قوت تھی اسی کو پیش کیا اور کہنے لگا اَمْ آتَاخِرُ مِنْ هَذَا الْآلِثِي هُوَ مِهْنٌ وَلَا يَكَادُ فِي يَدَيْنِ۔ بھلا بتاؤ تو میں بہتر ہوں اس سے یا یہ جو ضعیف و ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔

یہ اس طرف آسان تھا کہ سلطنت فرعون کو آپ لات مار کر اعلیٰ کلمۃ الحق کے لیے باہر آچکے تھے۔ اور ایک روز آپ فرعون کی گود میں تشریف فرما تھے تو یہ تعلیموں کی لینے لگا تو آپ نے اس کے

منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اس کا منہ پھیر گیا تو اس نے کہا مجھ میوں نے جس آدمی کے کی خبر دی تھی وہ
یہی آدمی ہے اور جلا د کو بلا کر قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں انہیں اور انہوں نے
سب کچھ سن کر فرعون سے کہا کہ تیری جیسی سلطنت ہو ویسا ہی طاقتور ولی عہد جانتے ماسے قتل
کر یا تے اس کی سمجھ میں آگئی اور ارادہ قتل ترک کر دیا۔ لیکن اس کو شبہ رہا تو اس نے ایک طشت میں
یا قوت منگوائے اور ایک طشت آگ کے دھکتے انگاروں سے پر کر دیا اور کہا کہ اگر یہ پیر ہے اور حق
محض ہے تو اس کی عقل ایسے چمکتے ہوئے انگاروں کی طرف لے جائے گی اور اگر یہ نبی ہے تو اس کی عقل
اسے ہرگز آگ کی طرف نہیں جانے دے گی۔ اس لیے کہ نبی کی عقل ایام طفولیت میں مکمل ہوتی ہے
چنانچہ آپ کو چھوڑا گیا۔ اور منجانب اللہ جبریل کو حکم ہوا کہ وہ آپ کے ہاتھ میں انگارہ دے دے۔
مخبر یہ کہ وہ آگ کا انگارہ جو آپ کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا وہ آپ نے زبان پر کھ لیا اس
آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی اسی کا تذکرہ ولایکا دہین میں ہے۔

جو لوگ اس لکنت کو نہیں مانتے اور غلط قرار دیتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی میں جسمانی نقص پیدا
نہیں ہو سکتا لیکن عوارض کے ساتھ اگر نقص آجائے تو اس کے مکمل ہونے میں کوئی تعارض نہیں ہو
سکتا جیسے حضور کے دندان مبارک احد میں شہید ہو گئے تو اس سے ان کے کمال تخلیق میں کوئی نقصان
نہیں ہے کیونکہ یہ عوارض خارجیہ سے ہے۔

ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے کامل ہونے میں کوئی شک نہیں باقی عارضہ خارجی سے اگر آپ میں
لکنت آگئی تو یہ نقص جسمانی نہیں کہلا سکتا۔ پھر فرعون نے مادہ پرستوں کو ایک چیز اور بھی سمجھانی ہوگیا۔
فَلَوْلَا اَلْفِیْ عَلَیْہِ اَسْوَرَةٌ مِّنْ ذَّہَبٍ اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِکَةُ مُقَرَّبٰٓیْنَ۔ فَاَسْتَحَفَّ قَوْمًا فَلَآءَ
اٰتٰہُمْ کَاٰتِیًا قَوْمًا مُّسٰٓئِفِیْنَ۔ قَلٰٓمًا اَسْفُوْنَا اَسْفٰنًا مِّنْہُمْ فَاَعْرَفْنَاہُمْ لَجَمِیْعِیْنَ فَجَعَلْنَا ہُمْ سَلَفًا
وَّمَثَلًا لِلاٰخِرِیْنَ

تو کیوں نہ ڈالے گئے ان پر کنگن سونے کے یا آتے لان کے ساتھ فرشتے جو ساتھ تھے تو عقل کھو
دی اس کی قوم نے اور یہودی کہہ لی فرعون کی بے شک وہ تھی قوم بے حکمی تو جب غضب ناک کیا ہمیں
تو بدلہ لیا ہم نے ان سے تو غرق کیا انہیں سب کو۔ تو کیا ہم نے انہیں افسانہ اور بنیایا ان کو غیر
پچھلوں کے جیتے۔

آیت کریمہ میں فرعون کی ظاہر پرستی اور علل و اسباب کی خواہش ظاہر کی گئی اور بتایا کہ اس کی نظر
سونے کے کنگن اور بلائیکہ کا علانیہ نزول دلیل صداقت نبوت ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سونے کے

کنگن متاع دنیا کھنے اور نزل ملا نہ کہ یہ عام نظریوں میں ناممکن تھا اس لیے کہ ملائکہ اجسام لوری رکھتے ہیں اور نور اس مادی نظریوں نظر آنا محال ہے تو ملائکہ انہیں کیونکر نظر آسکتے تھے مگر قوم قبط جو فرعون کی باہرست تھی وہ عقل کی اوجھی اور دانش کی اوندھی تھی اس نے فرعون کی ان باتوں کے آگے اپنی عقل کو بالاسٹ طاق رکھ دیا اور اتنی خفیف ہوئی کہ اس کی پیروی میں گردن جھکا دی اور جو بے قانونی اور بے حکم تھی وہ بھی نہیں فاسق کہا جاتا ہے۔

اور فاسق اس جگہ اصطلاح قرآنی میں کافر کے معنی میں مستعمل ہیں اسی لیے فرمایا کہ جب اس قوم نے خلافت نقل و خرد اس کے دلائل ماننے اور ہمیں غضب ناک کیا تو ہم نے ان کے انحراف کا ایسے پابند کیا کہ سب کو غرق قلمزم نیل کر دیا اور ان کے واقعات کہانی بنا کر پھیلوں کے لیے عبرت دلانے والے کر دیے اور یہی طریقہ سنت الہیہ میں سہرا یعنی طاعی کے انجام میں جاری ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھپارکوع سورۃ زخرف ۲۵

اور جب مثال بیان کی جائے ابن مریم کی تو
بھی تمہاری قوم اس سے رکتی ہے۔
اور بولے کیا ہمارے خدا بہتر ہیں یا وہ انہوں نے
کہ کہا آپ کو مگر نرے جھگڑے کے لیے بلکہ وہ قوم
جھگڑالو ہے۔

وہ تو نہیں مگر ایک بندے جس پر ہم نے انعام
فرمایا اور کیا ہم نے اسے مثال بنی اسرائیل کیلئے
اور اگر ہم چاہتے تو ضرور کر دیتے ہم تمہاری جگہ
فرشتے کہ وہ زمین پر بیٹے۔

اور بے شک عیسیٰ قیامت کے لیے خبریں
تو نہ شک کرنا اس سے اور پیروی کرو میری یہ سیدنا
راہتہ ہے۔

اور نہ روک دے تمہیں شیطان بیشک وہ تمہارا

وَلَمَّا صَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذْ أَعْتَمَكَ
مِنْهُ يَحِيدُونَ ۝

وَمَا لَوْ آتَيْنَاهُم خَيْرًا مَّا هُوَ مَا ضَرَبُوهُ
لَكَ الْإِجْدَادَ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَوْفُونَ ۝

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ

مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

وَلَوْ نَشَاءُ لَجْعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي

الْأَرْضِ يَتْلُونَ ۝

وَأَنْتُمْ لَعَلَّكُمْ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَتَّبِعُوا بَنِي

وَإِتَّبِعُوا هَذَا صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ ۝

وَلَا يَجِدُكُمْ إِلَّا الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ

عَدُوِّ مَبِينٍ ۝

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ
 جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَالْبَيِّنَاتِ لَكُمْ
 لَعِضَ النَّاسِ مَنَئِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا
 اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝

کھلا دشمن ہے۔
 اور جب آئے عیسیٰ روشن نشانیوں کے ساتھ
 تو فرمایا بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس
 حکمت تاکہ روشن کروں تمہارے لیے بعض
 وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے
 ڈرو اور میری پیروی کرو۔

بے شک اللہ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی
 تو اسے پوجو یہ ہے مضبوط سیدھی راہ۔
 تو اختلاف کیا جماعتوں نے آپس میں تو خرابی
 ہے ان کی جنہوں نے ظلم کیا عذاب کے درونک
 دن سے۔

کیا انتظار ہے انہیں مگر قیامت کا یہ کہ آجائے
 ان پر اچانک اور وہ بے خبر ہوں گے۔
 یہ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے
 دشمن ہوں گے مگر یہ پتہ نہ کار۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوا
 هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۝
 قَوْلًا لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابٍ
 يَوْمَ الْيَوْمِ ۝

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ
 بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝
 الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
 عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝

لفظی ترجمہ

و۔ اور	تَمَّا۔ جب	ضَرِبَ۔ بیان کی گئی	أَبْنُ بَيْتِی
مَرِيحٍ۔ مریح کی	مَثَلًا۔ مثال	إِذَا۔ تو ناگہاں	قَوْمِكَ۔ تیری قوم
مِنْهُ۔ اس سے	يَبِيدُونَ۔ رکتی ہے	و۔ اور	قَالُوا۔ بولے
ع۔ کیا	أَلِهَتُنَا۔ ہمارے خدا	خَيْرٌ۔ بہتر ہیں	أَمْ بِمَا
هُوَ۔ وہ	مَا۔ نہیں	ضَرَبُوا۔ بیان کر کے اسکو	لَكَ۔ تیرے لیے
إِلَّا۔ مگر	جَدًّا۔ جھگڑا	بَلْ۔ بلکہ	هُوَ۔ وہ
قَوْمٍ۔ قوم میں	خَصِمُونَ۔ جھگڑالو	إِنْ۔ نہیں	هُوَ۔ وہ

عَلَيْهِ - اس پر	اَقْعْنَا - انعام کیا مجھے	عَبْدًا - ایک بندہ کہ	رَأَى مَكَرًا
لَيْتَى - واسطے اولاد	مَثَلًا - مثال	جَعَلْنَاهُ - بنایا ہم نے اسکو	وَأُورِثُ
نَشَأُهُ - ہم چاہیں	كُلُّهُ - اگر	وَأُورِثُ	إِسْرَائِيلَ - اسرائیل کے
فِي - بیچ	مَلِيكَتَهُ - فرشتے	مِنْكُمْ - تم میں سے	لَعَلَّنَا - تو بنائیں
أَنَّهُ - بیشک وہ	وَأُورِثُ	يَخْلِفُونَ - لستے	الْأَرْضِ - زمین کے
مَمْتُونٌ - شکر	فَدَا - توتہ	لِلسَّاعَةِ - قیامت کی	لِعَلَّمْ - نشانی ہے
هَذَا - یہ ہے	اتَّبِعُونِ - پیروی کرو میری	وَأُورِثُ	بِهَا - اس میں
لَا - نہ	وَأُورِثُ	مُسْتَقِيمٌ - سیدھی	وَأُورِثُ
نَكْمٌ - تمہارا	أَنَّهُ - بیشک وہ	الشَّيْطَانِ - شیطان	يَصِدَّكُمْ - رو کے تم کو
كَمَا - جب	وَأُورِثُ	مُبِينٌ - کھلا	عَدُوٍّ - دشمن ہے
قَالَ - تو فرمایا	بِالْبَيِّنَاتِ - نشانیاں	عِيسَى - عیسی	جَاءَ - لائے
وَأُورِثُ	بِالسَّعَةِ - حکمت	جَنَّاتِهِ - لایا ہوں میں تمہارا	قَدْ - بیشک
بَعْضٌ - بعض	نَكْمٌ - تمہارے لیے	مُتَخَلِّفُونَ - اختلاف کرتے ہو	رُؤْيَيْنِ - تاکہ بیان کروں میں
فَانقُوا - تو ڈرو	أَطِيعُونَ - کہا ما تو میر	وَأُورِثُ	الَّذِي - وہ چیزیں کہ تم
إِنَّ - بیشک	ذِي - میرا رب	هُوَ - وہی ہے	اللَّهُ - اللہ سے
وَأُورِثُ	كَمَا - اسی کی	فَاعْبُدُوهُ - تو عبادت کرو	اللَّهُ - اللہ
هَذَا - یہ ہے	فَاخْتَلَفَ - تو اختلاف کیا	مُسْتَقِيمٌ - سیدھی	ذِكْرًا - تمہارا رب
الْأَحْزَابِ - جماعتوں نے	لِلَّذِينَ - ان کو جو	فَوَيْلٌ - تو خرابی ہے	وَأُورِثُ
ظَلَمُوا - ظالم ہیں	الْيَمِّ - درناک ہے	يَوْمَ - دن	مَنْ يَنْبِيئِهِمْ - ان میں سے
هَلْ - نہیں	السَّاعَةِ - قیامت کا	إِلَّا - مگر	مَنْ عَذَابِ عَذَابٍ
أَنْتَ - یہ کہ	وَأُورِثُ	لَعْنَةً - اچانک	يَنْظُرُونَ - انتظار کرتے
هُمُ - وہ	الْأَخْلَاءِ - دوست	يَتَسَمَّوْنَ - کہتے ہوں	تَأْتِيهِمْ - آئے انکے پاس
يَوْمَئِذٍ - اس دن	عَدُوٍّ - دشمن ہیں	بَعْضٌ - واسطے بعض کے	لَا - نہ
رَأَى مَكَرًا			بَعْضٌ - بعض انکے
			الْمُتَّقِينَ - پر مہر گار لوگ

حل لغات نادرہ

ضَرْبٌ ضَرْبٌ سے ہے اور ضرب کہتے ہیں مارتے کو تو چونکہ مثال بھی دی جاتی ہے تو عاودہ عرب میں اس کے معنی ہوں گے وَكَلَّمَكَ اللَّهُ لَمْ يُعَذِّبْكَ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ لَمْ يَمَسَّكُمُ الْعَذَابُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔

بَصِطَةٌ پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا تو قبول حق سے اعراض کرتے ہوئے مشرکین نے قہقہہ لگایا اور اپنے اعراض پر قائم رہتے ہوئے استہزا اس قول پر کرنا علامہ آلوسی دوسرا قول لکھتے ہیں وَيُحْذِرُونَ يُكُونُونَ اور ایک قول میں يُعِيدُونَ کے معنی یقینوں کے ہیں یعنی خوشی اور ہنسی میں مباغض کرتے اور اونچی آواز سے ہنستے۔

الْأَجْدَلُ جَدَلَ مفعول کہ ہے مَا صَوَّبُوا كَأَنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ أَعْمَىٰ وَمَا يَرَوْنَ إِلَّا الْحَمْدَ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ۔

فَلَا تَمُوتُ۔ لَمْ تَمُوتِ لیا گیا ہے مرتی سے اور مرتی کہتے ہیں شک کو تو حاصل معنی یہ بنے کہ نہ شک کرو ان پر۔

إِنْ هُوَ إِلَّا نَافِثٌ بِمَعْنَى نَافِثٌ بِمَعْنَى نَافِثٌ كَمَا فِي لِسَانِ الْعَرَبِ۔
بَعَثَتْهُ يَوْمَئِذٍ لَمْ يَنْظُرْ لَهَا السَّاعَةَ كَمَا بَلَغَ لَهَا نَجْمُهَا كَمَا فِي لِسَانِ الْعَرَبِ۔
الْأَخْلَافُ۔ الْأَخْلَافُ جَمْعٌ بِمَعْنَى خَلِيلٍ كَمَا فِي لِسَانِ الْعَرَبِ۔
كُوْشْتَقٌ بِمَعْنَى مَحَبَّةٍ۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ زخرف ۲۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذْ أَقَامُكَ مِنْهُ لِيُصْطَفَىٰ۔ اور جب ابن مریم کو مثال میں پیش کیا جائے تو جمہور تمہاری قوم استہزاء کرنے لگتی ہے۔
عربی محاورہ میں يُصْطَفَىٰ کے معنی بد نیت۔ رد و استحقاق دعویٰ و استہزاء کرنے کو کہتے ہیں تو مشرکین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق استہزاء کرتے تھے اور قرآن کریم میں دوسری جگہ جو ارشاد ہے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصْبُ النَّاسِ الَّتِي لَا يَدْرِيونَ۔

چاند سورج ستاروں کے ہیں وہ بیجان کے بجا ہی ہیں اور جنہیں پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں اسی بنا پر بلاغت قرآنی اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ وَمَنْ لَّعْبُدُونَ لَهَا بَلْكَ مَا لَعْبُدُونَ کہا۔ ماعزنی میں بے جان جماد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مَنْ ذی روح کے لیے مگر باوجود اس کے کہ یہ نزاکت زبان اور خوبی سے واقف تھے اپنی بہت دھرمی میں آکر اعتراض کر بیٹھے۔

چنانچہ عبداللہ بن زبیری نے جب آیت کریمہ سنی تو حضور سے عرض کیا حضور کیا یہ ہمارے اور ہمارے معبودوں کے ہی لیے ہے یا ہر امت اور گروہ کے لیے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لیے ہے اور سب امتوں کے لیے بھی۔

اس پر ابن زبیری نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم بنی ہیں اور ان کی اور ان کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات معاذ اللہ جنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔

یہ سن کر کفار خوب ہنسے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ الدِّیْنَ سَبَقَتْ لَكُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَمَّا مَبْعَدُونَ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ذَلَّلْنَا صَوْبَ اٰیْمٍ مَّوَدَّوْا۟ الْاٰیۃِ حٰسِیْنَ کَمَا مَطْلَبٌ یَّرۡبٰی بِنِ زُبَیْرِ لِنۡ اٰیۡمِ مَعۡبُوۡدُوۡنِ کَیۡ لَیۡ حَضَرۡتِ عِیۡسٰی کِیۡ مِثَالِ بَیۡشِ کِیۡ اُوۡرِیۡدُ عَالَمِ صَلٰۤی اللہ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَے جَمَادِ لَہِ کِیۡ کَ لِنَصَارَے اِنہیں پوجتے ہیں تو قریش نے اس بات پر استہزاء کیا اور کہنے لگے جس کا تذکرہ آگے ہیں۔

ذَقَالُوۡۤا اِلٰہِہٖمۡنَا خٰیۡرًا مَّا ہُوۡۤا مَا خَرُّوۡۤا لَکَ الْاٰجِدَ لَاۢیۡلَ ہُوۡۤا قَوْمٌ خٰوۡفُوۡنَ۔ اور کافر بے ہمارے بت بہتر ہیں یا عیسیٰ نہیں کیا انہوں نے اس کو جھکڑے کے لیے بلکہ وہ قوم جھگڑا الوہی تھی یعنی جان بوجھ کر انہوں نے یہ اعتراض کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وَمَا لَعْبُدُونَ جو آیت ہے اس میں غیر ذی روح جماد محقق داخل ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس لیے قرآن کریم نے جنہیں حَتَّیۡبُ جَنَّمُ کہا ہے وہ غیر ذی روح تھے کہ بت ہیں اور اس میں ذی روح داخل نہیں مگر اپنی کج بخشی اور عناد کی بنا پر زبان کی بلاغت کو چھوڑتے ہوئے انہوں نے استہزاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم اور ملائکہ بھی نے لیے اور کہا کہ ہمارے بت تو تھر کے ہی گروہ جنم میں جاتیں بھی تو انہیں کیا تکلیف ہوگی برخلاف عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے کہ انہیں آگ سے تکلیف ہوگی تو یہ بتایا کہ ہمارے معبود بہتر ہے برخلاف نصاریٰ کے معبودوں کے کہ انہیں تکلیف ہوگی۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ جنم کے ایندھن بت ہوں گے نہ کہ یہ لوگ مگر یہ بات انہوں نے محض جھگڑا کیے کی اور حقیقت پر پردہ ڈالا اور وہ تھے بھی جھگڑا الوہی۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

منعصب اور مرتبہ ظاہر فرمایا جیسا کہ قال۔

إِنَّهُ هُوَ الْأَعْبُدُ أَنْعَمْنَا عَلَيْكَ، وَجَعَلْنَاكَ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَوَّسْنَا لِكَفْرِكَ مَثَلًا لِّكَفْرِهِ
الَّذِينَ يَخْتَلِفُونَ - وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور کیا ہم نے اس کو عجیب و غریب مثال
بنی اسرائیل کے لیے اور اگر ہم چاہتے تو کر دیتے تمہاری جگہ فرشتے زمین میں کہ وہ جتنے
یہ اس میں یہ فرمایا گیا جو کسی شاعر نے کہا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کر دیاں
تو فرشتے بسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کرتا مگر مقصد خلق انسانی ہی تھا کہ بندے انسانی مخلوق میں عبادت
الہی کریں آگے ارشاد ہے

وَأَسْأَلُكُمْ لِكَلِمَةٍ لِّلشَّاعِرِ فَلَا تَمُوتُنَّ فِيهَا وَابْتَغُوا هَذَا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا - اور وہ علیہ السلام
خبر میں قیامت کی تو شک نہ کرو اس پر اور پیروی کرو یہی میرا راستہ سیدھا مضبوط ہے۔
اس آیت کریمہ میں نہایت نفیس طریقہ پر نزول عیسیٰ کی خبر دی اور بتایا کہ وہ زندہ آسمان پر تشریف
لے جا کر قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور وہ قیامت کی خبر ہوں گے اس میں شک کرنا مومن کا کام
نہیں بلکہ حکم دیا وَاَبْتَغُوا هَذَا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا میرے احکام کی پیروی کرو یہی میرا سیدھا مضبوط راستہ
ہے۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی قیامت کا آنا ہے اس پر یقین رکھو مگر بجائے یقین رکھنے کے جہاں
شک میں پڑ گئیں۔

کسی نے کہا وہ آسمان پر گئے ہی نہیں۔

کسی نے کہا ان کا نزول ہی نہ ہوگا
اور کسی نے ان کی قبر بھی کشمیر کے محلہ خانیا میں بنا کر رکھ دی۔

اسی کی طرف اشارہ فرمایا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَا يَصُدُّكُمْ عَنْهُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ - اور اس اعتقاد سے تمہیں شیطان نہ روکے

وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یعنی اسلامی اعتقاد و بات میں شک و شبہ پیدا کر کے تو سوس شیطانی سے انسان گمراہ ہوتا ہے
اور وہ حقیقتاً انسان کے لیے عداوت میں ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس تو سوس شیطانی سے جماعتوں میں

اختلاف پیدا ہوئے جیسا کہ قال
وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأَيِّدِنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهَا

قَاتِعُوا لِلَّهِ وَأَطِيعُوا - إِنَّ اللَّهَ بَدِيٌّ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا جَارِطٌ مُسْتَقِيمٌ - اور جب آئے
عیسیٰ روشن دلائل کے ساتھ فرمایا بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت اور اس لیے کہ ظاہر کر دوں
میں تم پر بعض وہ امور جس میں اختلاف کرتے تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری یعنی بعد رفع عیسیٰ
علیہ السلام کسی نے انہیں خدا مانا کسی نے خدا کا بیٹا اور حضرت مریم کو خدا کی بیوی ایسے ہی کسی نے ان
کے رفع الے آسمان کا انکار کیا۔

غرض کہ ان تمام اختلافیات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اول ہی ظاہر فرما گئے تھے اور صراط مستقیم پر
قائم رہنے اور آپ کا اتباع کرنے کی ہدایت کر گئے تھے مگر ایسا نہ ہوا بلکہ
فَلَخَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ قَوَائِلَ لَكِنَ بَيْنَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْيَوْمِ هَلْ يَنْظُرُونَ
إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ پھر وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں تو خرابی ہے ان
کو جنہوں نے ظلم کیا دردناک عذاب دے دن سے۔ کیا انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کا یہ کہ آجائے
ان پر اچانک اور ان کو شعور بھی نہ ہو۔

یعنی یہ اختلافات میں پڑنے والی جماعتیں آج انکار کر لیں جیسے چاہیں کھینچ تان کر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا
خدا کا بیٹا بنا دیں۔ نزول و رفع کا انکار کرتے رہیں قیامت جب آجائے گی تو انہیں اس دردناک عذاب
میں مبتلا ہونے کے وقت افسوس کرنا پڑے گا اور اس دن گرم جوش دوست ایک دوسرے کے دشمن
ہوں گے اور آپس میں ملامت کریں گے۔ ارشاد ہے۔

الْإِخْلَافُ يَوْمَئِذٍ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَذَابٌ لِلْمُتَّقِينَ - گہرے دوست اس دن ایک دوسرے
کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار

اس لیے گمراہوں کی جماعتوں میں جو اتحاد ہوتا ہے وہ برنٹے مگر اسی ہوتا ہے اور اسی وجہ سے جو
اس گمراہی کا نتیجہ دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے برخلاف نیکو کار پرہیزگار
متقیوں کے کہ وہ وہاں بھی آپس میں افراط محبت سے پیش آئیں گے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیا
پیش کریں گے۔

بامحاورہ ترجمہ ساواں رکوع سورۃ زخرف پانچ

يَعْبَادِ لِأَخْوَابٍ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ مومنین سے فرمایا جتنے گالے میرے بند درج

کے دن تمہیں کوئی خوف نہیں اور نہ تم ٹھکین ہو گے۔
وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور تھے
وہ مسلمان۔

داخل ہو تم باغیچوں میں اور تمہاری بیبیاں اور تم
خاطریں کیے جاؤ گے۔

گشت کر لے جائیں گے ان کے اوپر سونے کے
پیالوں اور جاموں سے اور اس میں ہے جو تمہارا
حی چاہے اور آنکھیں لذت پکڑیں اور تم رہو گے
اس میں ہمیشہ ہمیش۔

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وراثت ہوئے اس
کے بدلے جو تم عمل کرتے رہے۔

تمہارے لیے اس جنت میں پھل ہوں گے بہت
سے اور اسی سے کھاؤ گے۔

بے شک مجرم کا فرہنگ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے
وہ عذاب ان سے ہلکا نہ ہوگا اور وہ اس میں پڑیں
ہوں گے۔

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ تھے اپنی جانوں
پر ظلم کرتے۔

اور پکاریں گے وہ لے مالک جہنم اپنے رب سے
عرض کر کہ میں موت دے تو وہ مالک کہے گا کہ تم
اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔

بے شک لائے ہم تمہارے پاس حق لیکن اکثر تمہارا
حق سے کراہت کرتے رہے۔

کیا انہوں نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے
تو ہم بھی اپنا کام پکا کرنے والے ہیں۔

وَلَا أَنتُمْ مَحْزُونُونَ ۝

الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا
مُسْلِمِينَ ۝

وَادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ
مُحْبَبُونَ ۝

يُطَافُ عَلَيْكُمْ بِصِحَاحٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَ
الْكَوَابِ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ
وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا
كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا
تَأْكُلُونَ ۝

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّتَخِلِفُونَ ۝
لَا يُفَرِّغُهُمْ وَهُمْ فِيهَا مُبْلِسُونَ ۝

وَمَا ظَلَمْتُمْ وَلَكِن كَانُوا هُمُ
الظَّالِمِينَ ۝

وَنَادُوا يٰهُلِكَ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ ؕ قَالَ إِنَّكُمْ مِّثْقُونَ ۝

لَقَدْ جِئْتُمْ بِلِحْيَتِكُمْ وَإِنَّكُمْ لَلتَّوَكُّؤُ
لِلْحَقِّ كَرِهُونَ ۝

أَمَّا بَوْمُوا فَمَا أَفَلَانَا مُبْرَمُونَ ۝

کیا وہ اس گمان میں ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی خفیہ باتیں اور مشورہ کیوں نہیں حالانکہ ہمارے پیچھے ہونے فرشتے ان کے پاس لکھتے ہیں۔ اے محبوب فریضے اگر ہوتا اللہ کے لیے رکھتا تو سب سے پہلے میں پوچھتا۔

پاک ہے وہ ذات جو رب سہا دارض ہے اللہ رب عرش ہے ان باتوں سے جو یہ نہاتے ہیں۔ تو چھوڑو انہیں کہ بگو اس کہتے رہیں اور کھپتے رہیں یہاں تک کہ ملیں اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اور وہ ذات ہے جو آسمان کا خدا ہے اور زمین والوں کا خدا ہے اور حکمت والا جلتے والا ہے۔ اور برکت والا ہے وہ جس کے لیے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹو گے۔

اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں پوچتے ہیں اس کے سوا شفاعت کے مگر جو گو اسی کے حق کی اور وہ جلتے ہیں۔

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو مندر کہیں گے کہ اس کا پیدا کرنے والا اللہ ہے تو کہاں بہک رہے ہیں۔

اور ان کا فریبنا کرنے میرے رب بیشک پرہیز ہے جو ایمان نہیں لائے گی۔

تو ان سے درگزر کرو اور فرماؤ کہ بس سلام تو

أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ
بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝

فَلَا تَكُن مِّنَ الَّذِينَ كَانُوا يَلْعَبُونَ وَلَا تَكُن مِّنَ الَّذِينَ
الْعَبِيدِينَ ۝

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

فَذَرَهُمْ يَفْضَحُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ
يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۝

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ
إِلَهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝

وَمَن يَبْتَغِ الْكَيْدَ مِنَ اللَّهِ يَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَ كَلِمِ السَّاعَةِ
فَالْيَسِيرُ يُرْجَعُونَ ۝

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن
دُونِ الشَّفَاعَةِ إِلَّا مَن شَاءَ بِالْحَقِّ
وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

وَلَمَّا سَأَلْتَهُم مَّن خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ
اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝

وَقِيلِ لِلَّذِينَ اتَّخَذُوا
لَا يُؤْمِنُونَ ۝

مَا ضَعَّفَ عَنْهُمْ وَقِيلَ سَلَامٌ مِّنَّا

عتریب جان لیں گے۔

لَعَلَّكُمْ هـ

لفظی ترجمہ

خَوْفٌ يَخُوفُ	عِبَادِ مِيرے بندو	يَا اے
لَا تَهِنُ	لَا تَهِنُ	عَلَيْكُمْ تَم پر
اَصْنُوا اِيْمَانَ لائے	وَا ا اور	اَنْتُمْ تَم تم
مُسْلِمِيْنَ فَرَا بِنْدَار	اَلَّذِيْنَ - وَه جو	يَا بَيْتَنَا - ہماری آیتوں پر
وَا اور	كَانُوا تَحْتِے	اَدْخَلُوا - داخل ہو جاؤ
يُطَافُ پھیرے جائینگے	اَنْتُمْ تَم تم	اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویاں
وَا اور	مِنْ ذَهَبٍ - سونے کے	عَلَيْكُمْ اِنْ پر
مَا - وہ ہے جو	فِيْهَا - اس میں	اَلْاَوَابِ - جام
تَنْدُرُ لذت پائیں	وَا اور	تَسْتَهْبِئِبِے - چاہیں
فِيْهَا - اس میں	اَنْتُمْ تَم تم	اَلْاَعْيُنِ - آنکھیں
اَلْجَنَّةِ جنت ہے	تِلْكَ - یہ	خِلْدُوْنَ ہمیشہ رہو گے
بِمَا - بدلہ اس کا جو	هَآ س اس کے	اَلَّذِيْ جو
فِيْهَا - اس میں	لَكُمْ - تمہارے لیے	وَا اور
تَاْكُلُوْنَ - تم کھاؤ گے	مِنْهَا - اس سے	كُنْتُمْ تَحْتِے تم
عَذَابِ عذاب	فِيْ - بیچ	فَا كِهْتُمْ پھیل میں
يَقْتُوْكُمْ كَمَا كِيا جلتے	لَا - نہ	اِنَّ بے شک
فِيْہے - اس میں	هَمْ - وہ	تَحْتَمُّ - دوزخ کے
ظَلَمْنَا ظلم کیا ہم نے	مَا تَهِنُ	عَنْكُمْ - ان سے
كَانُوا تَحْتِے وہ	اَلِكُنْ - لیکن	مُبَلِسُوْنَ - نا امید ہو گے
نَاذِرًا بکارینگے	وَا اور	هَمْ - ان پر
عَلَيْنَا - ہم پر	لِيَقْضِے چاہیے کہ قصیدہ کرو	هَمْ - خود ہی
		يَا اے
		مَالِكُ مَالِك

رَبِّكَ - تَبَارَكَ

لَقَدْ - بَشِيكَ

وَ - اور

بَلِّغْ - حَقِّكَ

أَمْرًا - كَسِيَّ

يَحْسِبُونَ - بِخَالِ كَرْتَمِي

سَيِّدًا - بِوَسِيْدِهِ

بَلَى - كَيْفَ

يَكْتُمُونَ - كَهْتَمِي

لِلرَّحْمَنِ - رَحْمَانِ

الْعَبِيدِينَ - عِبَادَتِ كَرْتَا

وَ - اور

عَمَّا - اس سے جو

يَتَوَضَّعُونَ - بَحْتِ كَرِي

يَلْقَوْنَ - بَلِي

وَ - اور

السَّمَاوَاتِ - آسْمَانُولِ كِ

الْأَرْضِ - زَمِيْنِ كِ

الْحَكِيمِ - دَوْبِحْمَتِ

الَّذِي - وَه

وَ - اور

بَيْنَهُمَا - انكے درمیان

السَّاعَةِ - قِيَامَتِ كَا

وَ - اور

يَدْعُونَ - بِكَارْتَمِي

قَالَ - كَسِيْكَ

جُنُودًا - لَأَسْئَلَنَّ

أَكْثَرًا - لِيَكُنَّ

كِرْهُونَ - تَاپَسَدِ كَرْتَمِي

فَأَنَا - تَوَسْمِ كَهِي

أَنَا - كَرْتَمِي

هُوَ - ان كِي

وَ - اور

قُلْ - كَهِي

قُلْ - كَوْنِي

مُسْتَجِنًا - بِاَلِكِ

الْأَرْضِ - زَمِيْنِ كَا

لَيَصِفُونَ - بِسَاتْفِي

وَ - اور

يَوْمَهُمْ - اِنْفِي دِنِ

هُوَ - وَه

إِلَّا - خَدَابِي

إِلَّا - خَدَابِي

الْعَلِيمِ - بِجَانْنِي

لَا - كَسِي

الْأَرْضِ - زَمِيْنِ

وَ - اور

وَ - اور

لَا - نَهِي

مِنْ دُونِهِ - اسكے سوا

أَنْتُمْ - بِبَشِيْكَ

جُنُودًا - لَأَسْئَلَنَّ

أَكْثَرًا - لِيَكُنَّ

أَمْ - كِيَا

مُتَرَمِّونَ - ارادہ کرچکے ہیں

لَا - نَهِي

وَ - اور

وَسَلَّمَ - بِكَارْتَمِي

إِنْ - اِكْر

فَأَنَا - تَوِي

رَبِّ - رَب

رَبِّ - رَب

قَدْ - تَوَجَّهتُو

يَلْعَبُونَ - كَهَلِي

الَّذِي - اس كُو جُو

الَّذِي - وَه سے جُو

وَ - اور

وَ - اور

وَ - اور

مَلِكًا - بِاَدْنَابِي

وَ - اور

عِنْدَ - اَسِي كِ

الْيَمِيْنِ - اَسِي كِي

بِمَلِكٍ - مَالِكِ

الْشَّفَاعَةِ - شَفَاعَتِ كِ

مُكْتَبُونَ - كَهْتَمِي

بِالْحَقِّ - حَقِّ

كَمْ - تَمِي

أَبْرَمُوا - بِكَارْتَمِي

أَمْ - كِيَا

نَسْمَعُ - سِنْتِي

بِجَوْدِ - مَشْوَرِي

لَدَيْكُمْ - نِكِ

كَانَ - هَوَا

أَوَّلُ - سَبِي

السَّمَاوَاتِ - آسْمَانُولِ

الْعَرْشِ - عَرْشِ

هُوَ - ان كُو

حَتَّى - بِهَاتَكِ

يُوعَدُونَ - وَعْدِي

فِي - بِيْجِ

فِي - بِيْجِ

هُوَ - وَه

تَذَكَّرْ - بِرَكْتِ

السَّمَاوَاتِ - آسْمَانُولِ

مَا - جُو

عِلْمِ - عِلْمِ

تَوَجَّعُونَ - بِجَوْتَمِي

الَّذِينَ - وَه جُو

الْإِلَهِ - مَكْر

مَنْ جُو	بِأَلْحَقِّ - حق کی	بَشِيرًا - گو اسے دے	مَنْ جُو
هُوَ - وہ	د - اور	يَعْلَمُونَ - جانتے ہیں	هُوَ - وہ
سَأَلْتُمْ - تو ان سے پوچھے	خَلَقْتُمْ - پیدا کیا انکو تو	مَنْ كَسَنِي	سَأَلْتُمْ - تو ان سے پوچھے
اللَّهُ - اللہ نے	يُؤْفِكُونَ - بہک رہے ہو	فَأَنَّى - تو کہاں	اللَّهُ - اللہ نے
قَبِيلِهِ - اس کا کہنا	ذَاتِ - میرے رب	يَا - اے	قَبِيلِهِ - اس کا کہنا
هُوَ كَذِبٌ - یہ	لَا - نہیں	قَوْمٌ - قوم جو	هُوَ كَذِبٌ - یہ
فَأَصْنَعُ - تو درگزر کر	د - اور	عَنَّهُمْ - ان سے	فَأَصْنَعُ - تو درگزر کر
سَلَامًا - سلام ہو	يَعْلَمُونَ - جانتے ہیں	فَسَوْفَ - پھر جلدی	سَلَامًا - سلام ہو

حل لغاتِ نادرہ

تَعْلَمُونَ خبر سے مشتق ہے حسن بیثیت اور اگر ام بلیغ کو کہتے ہیں، حاصل معنی تو اضع یا احترام کیے گئے وہ۔

مِصْحَاب جمع صحفہ ہے یعنی بڑا پیالہ
 اَلْكَوَاب جمع کوب ہے یعنی بے دستے کے آنچورے یعنی جام
 لَا يَفْقَهُوْنَ اَنْ لَّا يَحْقِفُوْنَ یعنی نہیں ہکا کیا جائے گا
 مَبْلِسُونَ ماخوذ از بلس یعنی نا امید خاموش اور بالوس۔

يَعْنِي - اے بیثیت
 اَبْرَامًا - ابرام سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کے مضبوط اور مستحکم کرنے کو کہتے ہیں
 يُؤْفِكُونَ انہونی بات کے پیچھے لگنا۔ بہکنا
 وَقَبِيلِهِ - قول مصدر کی طرح ہے یعنی فرمودہ۔ ارشاد پیغمبر
 فَأَصْنَعُ درگزر کرنا

مختصر تفسیر اردو شانواں رکوع سورۃ زخرف ۲۵

يَعْبَادِ لَخَوْفِ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَخْفُونَ - الَّذِينَ آمَنُوا بآيَاتِنَا وَكَلَّمُوا مَسَلِينَ
أَدْخَلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآزُوا أَمْجُوكُمْ تُخْبِرُونَ . يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا
مَا نَشْتَهِيهِ الْإِنْسَانُ الْفَاسِدُ وَكَذَلِكَ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا عَمِلُدُونَ ه

(اور ان سے کہا جائے گا) اے ہمارے بندو آج تم کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور نہ تم کسی طرح
پر آرزوہ خاطر غمگین ہو گے یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں بہاری آیتوں پر ایمان لائے اور ہمارے فریاد پر رہے
ہم ان سے فرمادیں گے کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے
کی پیالیاں اور رکابوں کا دور چلے گا اور جس چیز کو ان کا جی چاہے اور جو ان کی نظر میں بھلی معلوم ہو بہشت
میں ان کے لیے موجود ہوگی اور ان کو مزہ سنا دیا جائے گا کہ تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔
شروع رکوع یعیاد سے ہے اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ حِكَايَةُ تَمَائِيْنَادِي بِهِ الْمَقْوُونِ الْمُتَعَابُونَ
فِي اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ فَهُوَ يَقْبَلُ بِرَقُولِ آيٍ يُقَالُ لَمْ يَأْعِبَادِي الْوَأَوْفَاقُولُ لَمْ يَنْبَأَ عَلَى أَنَّ الْمُنَادِي
هُوَ اللَّهُ تَعَالَى تَشْرِيفًا لَمْ يَخْلَصَ بِهِ كَمَا وَهَبَ بِنَدَى بِيَمَانِ كَمَا زَلِيوَسَ آرَامَتِهِمْ فِي أَنْ كَوِيَارِشَادِ هُوَا - يَعْبَادُونَ
اس کے یہ معنی ہیں اے میرے بندو اس میں يُقَالُ بِأَنْتُمْ لَمْ يَأْعِبَادِي كَمَا يَأْتِيهِمْ كَمَا مَقْدَرٌ هِيَ - اس کے
بعد آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ انہیں بشارت دی جائے گی کہ آج تمہیں خوف و حزن نہیں ہے تم ایمان
اور مسلمان تھے اس کے صلہ میں تم جنت میں جاؤ جہاں تمہارے اوپر سونے کے پیالوں اور جاموں کا دور
ہوگا اور جو تم چاہو گے نعمتوں سے متمتع کیے جاؤ گے اور آنکھوں کو لذتیں ملیں گی یعنی حسن و جمال و سحر و غلظت
سے آنکھیں لذت لیں گی اور نعمتوں سے متمتع ہو گے

اور پھر دنیا کی طرح یہ نعمتیں نہیں کہ یہاں کی ہر نعمت کو زوال ہے۔ ہر فصل کو سہیشگی نہیں۔ ظاہر ہے کہ
آم کی فصل میں آم کھا سکتے ہو مگر جیب فصل چلی گئی تو آم بھی دستیاب نہ ہوگا یہی حال دیگر میوہ جات و
پھلوں کا ہے ہر خلافت جنت کی نعمتوں کے کہ وہ پابند فصل نہیں ہمیشہ۔ ہر وقت ناشتہ کے ماتحت بہت
کچھ ملے گا حتیٰ کہ جو پھل جنتی کھانا چاہے گا اس کو اتنی زحمت بھی نہ ہوگی کہ وہ لٹھے اور درخت پر سے توڑے
یا پھیلے اس کیفیت کو دوسری جگہ فرمائی گئی فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَائِمَةٌ بَهْشَتِ بَرِيں میں جس کے باغوں
کے پھل ایسے جھکے ہوئے ہوں گے کہ چاہیں تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے توڑ لیں پھر جنتی نعمت اور جو جو نعمتیں

وہاں ملیں گی ان میں زوال کا خطرہ نہ ہوگا ہر نعمت ہمیشہ رہنے والی ہوگی ہر عیش ابدی ہوگا۔ اور ان کو دوسری بشارت یہ دی گئی اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاٰذْوَابُكُمْ مَحْبُوْبُوْنَ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ عزت دی گئی ہے تمہیں۔

تیسری بشارت یہ ہے يُطَافُ عَلَيْكُمْ بِمِخَابِقٍ مِنْ ذَهَبٍ تم سونے کے پیلے اور جام تم پر دو کر رہیں گے جن میں نعمتائے گونا گوں بہتیں ملیں گی اور سب سے بڑی بشارت یہ ہے کہ اَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُوْنَ اس میں داخل ہونے کے بعد نکلے نہیں جاؤ گے۔ وہاں داخل ہونے کے بعد نہ بیماری نہ کمزوری اور نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کی فکر ہر شے تمہارے اشتہادِ نفس کے ساتھ موجود ہوگی نہ کاشت کی زحمت۔ نہ پھلوں کو کاٹنے کی کلفت جو پھل چاہو جو چیز چاہو دل میں خیال آتے ہی سامنے ہوگی۔ چنانچہ آگے ارشاد خداوندی ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي ادْرُتُمْ وَاٰذْوَابُكُمْ فِيهَا لَكُمْ مِمَّا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ وَمِنْهَا تَكُوْنُوْنَ۔ یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے نیک عملوں کے بدلے میں اور تمہارے لیے اس میں بہت میوہ جات ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن جنتیوں کے ذکر کے بعد جہنمیوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ اِنَّ الْجَحِيْمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّخْتَلِفٍ اَلَا يُرْوٰوْنَ۔ بے شک مجرمین مشرکین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے لَا يَفْتُرُوْنَ عَنْكُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ۔ نہیں بلکا ہوگا ان سے عذاب اور وہ اس جہنم میں مایوس پڑے ہوں گے۔

مجرمین سے مراد مشرکین ہیں اس لیے کہ غلور عذاب کا سوائے مشرک کے کسی گنہگار کے لیے نہیں اسی لیے ہم نے ترجمہ میں مجرمین مشرکین پر بھیایا اور جو جہنم میں جاویں گے اور وہاں آہ و بکا کریں گے ان کی اس پکار سے اور او بلا کرنے سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی آخر پکار کر او بلا کر کے مایوسی کے ساتھ جہنم میں پڑے رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے

فَمَا ظَلَمْتُمْ وَاِيْكُنْ كَاَنْتُمْ اَلظٰلِمِيْنَ۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں فرمایا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے از روئے ظلم یہ عذاب نہیں ہوگا بلکہ انہوں نے جو شرک کیا جیسے قرآن کریم نے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ فرمایا اسی ظلم کی سزا انہیں ملے گی اور تنگ آ کر مالک جہنم سے کہیں گے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

دَاٰدَا يَا مٰلِكُ لَبِئْسَ اٰرَاٰكُ اور پکاریں گے کہ اے مالک جہنم اپنے رب سے عرض کر

کہ میں موت دے تاکہ اس مصیبت سے نجات پائیں داروغہ جہنم انہیں جواب دے گا کہ
 قَالَ اِنَّكُمْ مَّا كُنْتُمْ . لَقَدْ جَعَلْنَاكُمْ بِالْحَقِّ ذُرِّيَّةً وَبَرَكْنَا عَلَيْكُمْ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا
 مُبَيِّنَاتٍ . تم ہمیں رسو گئے بیشک لست ہم تمہارے لیے حق لیکن اکثر تمہارے حق سے گراہت کرتے
 رہے کیا انہوں نے اپنے خیال میں کام بکا کر لیا ہے تو ہم نے بھی کام بکا کر رکھا ہے۔
 یہ مشرکین مکہ کو ارشاد ہے کہ وہ جس گھنڈ میں ہیں کیا وہ نچتہ اور پکا ہے انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ
 کام بھی نچتہ اور پکا ہے یعنی ان کا عذاب کہ اسے کوئی نہیں ٹلا سکے گا آگے ارشاد ہے۔

اَمْ يَحْسُبُونَ اَنْنَا لَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَدُسَلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُمُونَ . کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ان
 کی خفیہ اور مجمع کے مشوروں کو نہیں سنتے کیوں نہیں ہمیں ہمارے پیچھے ہوئے فرشتے ان کے پاس سب کچھ لکھتے
 ہیں۔ یعنی انسان خفیہ یا اعلانیہ کوئی بات کرے یا ارادہ کرے یا کہنا کا تین جواہر قطعے کے پیچھے ہوئے
 فرشتے ہیں وہ اس کے ہر ارادہ اور مشورہ کو لکھتے رہتے ہیں اور انہیں کے ساتھ ہوتے ہیں بندہ جب
 نیک کام کرے تو وہ لکھ لیتے ہیں اور برا کام کرے تو بھی لکھ لیتے ہیں تو مشرکین کا یہ گمان غلط ہے
 کہ ہماری خفیہ باتیں نہیں سنتا بلکہ وہ خفیہ اعلانیہ سب سنتا ہے اور دیکھتا ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِرَحْمٰنٍ قَلَدٌ نَّادٍ اَوَّلُ الْعَبْدِ بَيْنَ . اے محبوب آپ تقاری کو فرما دیجئے کہ اگر
 رحمن کے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوتا۔

اس لیے کہ بیٹا باپ کا راز ہے اور خلیفہ جب جس باپ کو پوجا جائے تو اس کے بیٹے کی پوجا
 لازمی ہے علاوہ اس کے بیٹا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ باپ کی شفقت اتنی بڑھ جاتی کہ بہت معاملات
 میں بیٹے سے وہ مجبور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے کسی سے مجبور ہے نہ اس کے معاملات میں کوئی
 مشیر اسی بنا پر اس کے لیے اولاد محال ہے اس کی صفت تو یہ ہے کہ

فَرَدَّ سَمًا عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِيٍّ رَبِّ اَزَلِي خَلْقَ الْخَلْقِ كَمَا لَا
 لَاصِفَ لَ وَلَا يَدَّ ذَلَاخًا لِيَلِيٍّ اَلَا نَ كَمَا كَا تَ وَكَلَّ يَلِيٍّ ذَوَالَا

وہ ذات وہ ذات ہے کہ فرد صمد ہے صفات خلق سے منزہ و متبر ہے اور اپنی صفت کمال
 کے مظاہرہ میں تمام مخلوق پیدا فرماتی اور سب کا رب ازلی ہوا بنا بریں اس کی نہ بیوی ہے نہ اولاد
 اس کا کوئی رشتہ دار ہے نہ مشیر نہ دیر وہ فرد صمد ہے اور رب ازلی خالق مخلوق۔ اسی بنا پر فرمایا کہ اگر
 رحمن کے اولاد ہوتی تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا۔ آگے ارشاد ہے جس میں نصاریٰ کا رو کیا گیا اور فرمایا۔
 سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ . پاک ہے وہ ذات جو آسمانوں

اور زمین کی پیدا کرنے والی اور عرش کا رب ہے اور اس سے منزه ہے جو اس کی صفت میں ایسی باتیں کرتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

مَنْ دَرَسَهُمْ يَجُودُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ الرَّسَدُ فِي الْأَرْضِ الرَّسَدُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْعَلِيمُ - تو آپ انہیں چھوڑیں کہ بیوہ بکو اس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اس دن سے ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا ہے وہ وہ ذات ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا اور وہ سننے والا اور جانتے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نصر بن حارت نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں تو اس پر پہلی آیت نازل ہوئی تو نصر کہتے لگا دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں آئی بلکہ فرمایا گیا کہ رحمن کے ولد نہیں اور میں اہل مکہ میں سے پہلا موحّد ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمزیہ کا بیان ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي لَهٗ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَلَا يُدْرِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ - تو برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے سے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف تہیں لوٹتا ہے اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مگر جو گو اسی سے حق کی اور وہ جانتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اول تمزیہ ذات فرما کر تو بیجا فرمایا کہ یہ بے دین بکو اس کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ہمارے حضور آئیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وعدہ دلے دن ان کے ساتھ کیا ہوگا اور الوہیت ذات آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب پر عام ہے اور وہ سب کا سننے والا اور جانتے والا ہے۔ اور وہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ مطلق ایک ہی ہے اگلی آیت میں فرمایا کہ جو شفاعت کے منکر ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ غیر خدا کی پوجا کرنے والے بتوں کو جو کہتے ہیں ہُوَالَّذِي شَفَعْنَا وَنَا عِنْدَ اللَّهِ كَمَا نَلَيْهِمْ غَلْطِي فِيهِمْ وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر ان کو حق شفاعت حاصل ہے جنہوں نے حق کی شہادت دی اور آخری رسالت کیا تو جن کا یہ وہم ہے کہ خدا کے حضور کوئی سفارش نہیں کر سکتا یہ بھی غلط اور جو بتوں کو اپنا سفارشی مانتے ہیں وہ بھی غلط معلوم ہوا کہ شاید بالحق کو حق شفاعت حاصل ہے اور جہاد محض بے شعور بتوں کو اپنا شفیع مانتا یہ جہالت خالص ہے جس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اور وہ خود بھی جانتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَلَيْسَ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَكُمْ لِيَقُولَنَّ اللَّهُ فَإِنِّي يَوْمَئِذٍ يَوْمُونَ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ - اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اونہ سے جا رہے ہیں اور ہمارے حبیب کا فرمانا کہ اے میرے رب یہ قوم ایمان نہیں لائے گی تو درگزر فرمائیے اور انہیں کہہ دیجئے کہ بس سلام ہے تو عنقریب جان لیں گے آپ کہ یہ کلمہ کا حکم آیات قتال سے پہلے کلمہ آیات قتال کے نزول میں انہیں منسوخ الحکم قرار دے دیا اس قسم کی آیتیں اور بھی ہیں جیسے لَمْ يَشْكُرْ لِي دِينًا غَيْرَهُ ان کے حکم کے منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت منسوخ التلاوت بھی ہے۔

سُورَةُ دُخَانَ

اس سورۃ مبارکہ میں تین رکوع اور پچاس آیات ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

بامعاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدَهُ

وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكٍ

إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

الْعَلِيمُ

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

اے حامد و محمود

روشن کتاب کی قسم

بیشک ہم نے نازل فرمایا اسے برکت والی رات

میں بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں ہر حکمت والے کام۔

ہمارے حکم سے بیشک ہم ہی بھیجتے والے۔

رحمت، تمہارے رب کی طرف سے بے شک

سننا جاتا ہے۔

رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۝ وَرَبُّكُمْ
وَدَدُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ۝

اندر سے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔
کوئی معبود نہیں مگر وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے
تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ
داداؤں کا بھی۔

بَلْ هُوَ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝
فَأَرْقُبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ
مَّيِّبٍ ۝

بلکہ وہ شک میں کھیل رہے ہیں۔
تو انتظار کر اس دن کا جب آئے آسمان سے
دھواں کھلا ہوا۔

يَغْشَى النَّاسَ ۝ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
رَبِّكَ الْكَاشِفُ ۝ عَذَابِ آتِنَا
مُؤْمِنُونَ ۝

وہاں لے گا لوگوں کو یہ دردناک عذاب ہے۔
اس دن کہیں گے کھول دے لے ہمارے رب
ہم سے عذاب ہمہ بیشک ایمان لاتے ہیں۔

آتِي لَهُمُ السَّمَاءُ كَرِي ۝ وَقَدْ جَاءَهُمْ
رَسُولٌ مَّيِّبٌ ۝
لَتَمُوتُنَّ لَوْلَا أَنَّكُمْ
تَدْعُونَ
مُجْرِمُونَ ۝

کہاں سے ہوا نہیں نصیحت حالانکہ ان کے پاس
صاف بیان فرماتے والا رسول تشریف لایا تھا۔
پھر اس سے منحرف ہو گئے اور بولے سکھا یا ہوا
دیوانہ ہے۔

إِنَّا كَا شِفُوا الْعَذَابِ أَلَيْسَ لَكُمْ
عَابِدُونَ ۝

ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں بیشک تم
وہی کہو گے۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطِشَةَ الْكُبْرَى ۝ إِنَّا
مُنْتَقِمُونَ ۝

جس دن ہم سب سے گرفت کریں گے بیشک
ہم انتقام لینے والے ہیں۔

وَلَقَدْ نَتْنَا قِبَابَهُمْ قَوْمًا يَدْعُونَ وَجَاءَهُمْ
رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝

بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا
اور ان کے پاس ایک مغزز رسول تشریف لائے۔

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَةَ اللَّهِ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ ۝

فرعون سے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد
کردو بے شک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔

وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَيَّ ۝ اللَّهُ إِنِّي أَنْبَأْتُكُمْ بِسُلْطَانٍ
مَّيِّبٍ ۝

اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس
ایک روشن لایا ہوں سند۔

وَإِنِّي عِدْتُ بِرَبِّي ۝ وَدَدُّكُمْ أَنْتُمْ
مُجْرِمُونَ ۝

اور میں نبی دانتا ہوں اپنے اور تمہارے رب سے
میں نے اپنے رب سے وعدہ کیا ہے۔

تَوَجُّوْنَ ۝

وَإِنَّ كُمْ لَمَنْ تُوْمِنُوْا لِي فَاَعْتَرَفُوْا ۝

فَدَعَا رَبِّيَ اِنَّ هُوَ لَدُوْمٌ رَّحِيْمٌ ۝

فَاَسِرْ بِعِيَادِيْ لِيْكَ اِنَّكُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝

وَاطْرُقِ الْبَحْرَ وَهُوَ اِذَا رَمَتْ جَنَّتْ مَعْرِقُوْنَ ۝

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنَّتٍ وَّعِيُوْنَ ۝

وَرَدُوْجٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝

وَلَعَمْرِيْ كَانُوْا فِيْهَا فَاكِرِيْنَ ۝

كَذٰلِكَ وَاَدْرٰتُنَا قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ۝

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا

كَانُوْا مُنظَرِيْنَ ۝

یہ کہ تم مجھ کو پتھر اور کر دو۔

اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں

تو ارشاد ہوا کہ راتوں رات میرے بندوں کو سنا

لے کر چلو بیشک تم سمجھا کیے جاؤ گے۔

اور چھوڑ دے دیا کہ اپنی جگہ بہتا ہوا بے شک

شکر غرق کیا جائے گا۔

راستخیز انجام یہ ہوا کہ فرعون نے کتنے چھوڑ گئے باغ

اور چھپے۔

اور کھیت اور عمدہ مکان۔

اور نعمتیں جن میں وہ پھل کھاتے تھے۔

ایسے ہی کیا ہم نے ان کا وارث دوسری قوم کو۔

تو نہیں رو یا ان پر آسمان اور زمین اور انہیں ہلکت

نہیں دی گئی۔

لفظی ترجمہ

المبین روشن کی	الکتاب کتاب	و قسم سے	احولے حامد و محمود
لیلتہ رات	فی بیچ	انزلنا کا اتار اس کو	انا بیشک ہم نے
مندیٰ دین ڈرنے والے	گناہم ہیں	انا بیشک	مبادکتہ برکت والی کے
اھرا کام	کل رہا	یفرق تقسیم ہونے	یہاں اس میں
من عندنا ہماری طرف سے	موسیلین بھینچنے والے	امرا حکم سے	حکم حکمت والا
رحمتہ رحمت سے	ہو وہی ہے	گناہم ہیں	انا بیشک
السمیع سنتا	السموات آسمانوں کا	انہ بیشک	من ربک تیرے رب کی
و اور		رب رب	العلیم جانتا

الْأَرْضِ - زمین کا

و - اور

مَا جِئُوا

بَيْنَهُمَا - انکے درمیان ہے

إِنْ - اگر

كُنْتُمْ - ہو تم

مُؤَقَّنِينَ - یقین کرنے والے

لَا - نہیں کوئی

إِلَّا - مگر

هُوَ - وہی

يُحْيِي - زندہ کرتا ہے

و - اور

يُمِيتُ - مارتا ہے

رَبُّكُمْ - رب سے تمہارا

و - اور

رَبُّ رَبِّكُمْ - بالوں تمہارے

أَبَائِكُمْ - باپوں تمہارے

الَّذِينَ - پہلوں کا

يُنذِرُكُمْ - بلکہ

وہ

فِي - بیچ

شَكِّكُمْ - شک کے

يَلْعَبُونَ - کھیلتے ہیں

فَأَرْقُبْ - تو انتظار کر

يَوْمَ - جس دن

تَأْتِي - لائے گا

السَّمَاوَاتِ - آسمان

بِدُخَانٍ - دھواں

مُغَيَّبٍ - ظاہر

بِغَيْشٍ - ڈھانپے گا

النَّاسِ - لوگوں کو

هَذَا - یہ ہے

عَذَابٌ - عذاب

أَلِيمٌ - دردناک

رَبَّنَا - اے ہمارے رب

اَكْتَفَى - دور کر دے

عَنَّا - ہم سے

الْعَذَابِ - عذاب

إِنَّا - بیشک ہم

مُؤْمِنُونَ - مومن ہیں

أَنَّى - کہاں ہے

لَكُمْ - ان کے لیے

الذِّكْرِ - نصیحت

و - اور

قَدْ - بیشک

جَاءَ - آیا

هُمُ - انکے پاس

رَسُولٌ - رسول

مُبِينٌ - بیان کرنے والا

تَوَكَّلْ - بھرا

تَوَلَّوْا - پھر گئے

عَنْ - اس سے

و - اور

قَالُوا - بولے

مَعَلَمًا - سکھایا ہوا

فَجَنُونَ - دیوانہ ہے

إِنَّا - بیشک ہم

كَاشِفُونَ - دور کرنے والے ہیں

الْعَذَابِ - عذاب

فَلْيَلَاكُوا - کھوڑا سا

إِنَّا - بیشک تم

عَابِدُونَ - پھر کرنے والے ہیں

يَوْمَ - جس دن

يَبْطِشُونَ - پکڑیں گے ہم

لِبَطْشَتِهِمْ - پکڑ

أَنْكَبِي - بڑی

إِنَّا - بیشک ہم

مُنْتَفِعُونَ - بدلہ لینے والے ہیں

و - اور

لَقَدْ - بیشک

فَتَنَّا - آزمایا ہم نے

قَبْلَهُمْ - ان سے پہلے

قَوْمَ - قوم

فِرْعَوْنَ - فرعون کو

و - اور

جَاءَ - آیا

هُمُ - انکے پاس

رَسُولٌ - رسول

كَرِيمٌ - بزرگ

أَنْ - یہ کہ

أَدَّأ - ادا کرو

إِلَى - میری طرف

عِبَادَ - بندے

اللَّهِ - اللہ کے

إِنِّي - بیشک میں

لَكُمْ - تمہارے لیے

رَسُولٌ - رسول ہوں

أَمِينٌ - امانت دار

و - اور

أَنْ - یہ کہ

لأنه

تَعَلَّوْا - سیکھی کرو

عَلَى - اوپر

اللَّهِ - اللہ کے

إِنِّي - بیشک میں

إِنِّي - بیشک میں

سُلْطَنٌ - شد

مُبِينٌ - روشن

و۔ اور	اِنِّیْ دَرِیْشِکْ ہِیْنَ	عُدَّتْ ۔ پناہ لیتا ہوں	بَرِّیْ ۔ اپنے
و۔ اور	رَبِّکُمْ ۔ تمہارے رب کی	اِنَّ ۔ یہ کہ	تَرْتَجُوْنَ ۔ بٹھاؤ کر دیکھو
و۔ اور	اِنَّ ۔ اگر	کُمْ ۔ تم	تُوْمِنُوْا ۔ ایمان لاؤ
لی ۔ مجھ پر	فَاعْتَرِضُوْا ۔ تو چھوڑ دو مجھے	فَدَعَا ۔ تو دعا کی	رَبِّہٖ ۔ اپنے رب سے
اِنَّ ۔ بیشک	ہُوْا لَآءِ ۔ یہ	قَوْمٌ ۔ قوم ہے	مُجْرِمُوْنَ ۔ مجرموں کی
فَاَسْرَ ۔ تو لے چل	بِعِبَادِیْ ۔ میرے بندوں کو	یَلِدُ ۔ رات میں	اِنَّکُمْ ۔ بیشک تم
مُتَّبِعُوْنَ ۔ پیچھا کیے جاؤ گے	و۔ اور	اَتُرٰکْ ۔ چھوڑ دے	الْبَحْرَ ۔ دریا کو
رَہُوْا ۔ چلتا ہوا	اِنَّہُمْ ۔ بیشک وہ	جُنْدٌ ۔ لشکر ہے	مُعْرَقُوْنَ ۔ غرق کیے گئے
کُوْ ۔ کتنے	تُرُوْا ۔ چھوڑے انہوں نے	مِنْ جَنَّتِ ۔ باغ	و۔ اور
و۔ اور	و۔ اور	رُوحٌ ۔ کھتیاں	و۔ اور
مَقَامٍ ۔ مقام	کَرِیْمٍ ۔ اچھے	و۔ اور	رِعْمَةٍ ۔ نعمتیں کہ
کَاثُوْا ۔ حقے	یَقْبُہَا ۔ اس میں	فَاِکْہِیْنَ ۔ پھل کھاتے	کَذٰلِکَ ۔ اسی طرح
و۔ اور	اُوْرثْنَا ۔ وارث بنایا ہم نے	ہَا ۔ اس کا	قَوْمًا ۔ قوم
اٰخِرِیْنَ ۔ دوسری کو	فَمَا ۔ تو نے	بَنَکْتُ ۔ روئے	عَلِیْہُمْ ۔ ان پر
السَّمٰوٰتِ ۔ آسمان	و۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین	و۔ اور
مَا ۔ نہ	کَاثُوْا ۔ ہوئے وہ	مُنظَرِیْنَ ۔ ہمت دیے گئے	

حل لغاتِ ناوِره

یَفْرَقُ ۔ معنی میں ہے مُکْتَبٌ اور لَفِیضٌ کے
 فَاَسْرَ بِعِبَادِیْ سَرَّیْ اور اسراءِ دونوں کے ایک معنی میں یعنی رات کو چلنا۔
 فَاَدْفَعْتُ ۔ اِنْتَظَرُ ۔ انتظار کر
 وَاَتُرٰکَ الْبَحْرَ رَہُوْا ۔ رہے ہوئے ہیں ساکن اور ٹھہرے ہوئے کو۔ بولا کرتے ہیں عِیْشٌ دَاۤیْمًا اِذَا کَانَ حَافِظًا
 وَاَفْعَلُ ذٰلِکَ سَہَاۤءً رَہُوْا اٰی سَاکِنًا بِغَيْرِ تَشَدُّدٍ۔
 رِعْمَةٌ ۔ حسن اور تازگی کے معنی دیتا ہے حاصل معنی عِیْشٌ و عشرت ہوئے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

حکم۔ ہم نے حامیم کا ترجمہ بمعنی تاویلی حامد و محمود پیش کیا ہے۔ ورنہ مقطعات کے بارہ میں مفسرین اللہ اعلم بمرادہ کہہ کر گئے چلے جاتے ہیں اگر وہ تاویلی معنی احادیث کے مطابق ہوں تو وہ مقبول ہیں لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حامد و محمود ہیں اور اسمائے مصطفیٰ میں بھی یہ آچکے ہیں لہذا ہم نے حامد سے حامد اور میم سے محمود لے کر معنی تاویلی پیش کیے ہیں۔ اب اس کے بعد واو قسمیہ ہے۔

وَإِنَّكِتَابَ الْمُبِينِ یعنی قسم ہے کتاب مبین کی۔ اور اس سے مراد قرآن کریم ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس قرآن پاک کو ہم نے برکت والی رات میں نازل فرمایا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِنَّا كُنَّا مِنْدِرِينَ بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا اور ہم ڈرتے والے ہیں۔

اب لیلہ مبارکہ کی تحقیق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غنیہ میں اور دیگر مفسرین نے اپنی تفسیر میں شعبان کی ۱۵ تاریخ بتائی ہے۔ حالانکہ نزول قرآن کی الطلوع وابتداء رمضان المبارک میں ہوئی اور ستائیسویں شب اس کی تصریح بھی آئی یہاں لیلہ مبارکہ سے شعبان کی ۱۵ دکھائی گئی۔ اس کی تطبیق یوں لکھی ہے کہ لوح محفوظ سے بیت النور کی طرف ۱۵ شعبان کو نزول قرآن ہوا اور بیت النور سے قلب مصطفیٰ پر ستائیسویں شب رمضان کو نزول ہوا۔

یہ رات بڑی برکت والی رات ہے اس رات میں ملائکہ احکام لے کر آتے ہیں اور سال بجز تک آئندہ پندرہ شعبان تک کے لیے تمام احکام مدبرین امور ملائکہ میں تقسیم ہو جاتے ہیں اس رات کے فضائل بہت ہیں۔ صلوٰۃ الرقاب غنیہ میں اس رات کے لیے بتائی گئی۔ چار رکعت ہر رکعت میں سو سو بار سورۃ اخلاص پڑھ کر موجب اجابت دعا ہے۔

۱۲ رکعت ۴۴ رکعتوں کی نیت سے پڑھنا اور دعا مانگنا موجب قبول ہے۔ ان رکعتوں میں بعد الحمد اخلاص۔ کافرن۔ انا انزلناہ الخ پڑھی جائے اور ہر چار کے بعد سجدہ میں اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ مُّجِيبٌ الْعَفْوَةَ عَفَّتْ عَنِّيْ پڑھ کر دعا کرنا موجب قبول ہے۔

اس شب کی فضیلت قرآن کریم میں بھی ظاہر کر دی اور فرمادیا کہ یہ لیلہ مبارکہ ہے اس رات

ہمارے تمام احکام تقسیم ہوتے ہیں گویا اشارہ یہ بنا دیا کہ اس رات کو آتش بازیوں جلا کر لہو و لعب میں بڑھ کر ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی برکتوں سے مصلوں پر بیٹھ کر قیام و سجدہ کے برکتیں حاصل کی جائیں۔ مفصل فضائل غنیۃ الطالبین میں ملاحظہ فرمائیں یہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی معتاد اور مستند تالیف ہے اور اس میں تفسیر صحیح فرمائی کہ ہمارے حکمت والے تمام احکام اسی رات تقسیم ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کو دیدئے جاتے ہیں اور وہ ہمارے ہی احکام ہوتے ہیں۔ جو ملائکہ مدبرین امور ہیں جن کے متعلق **فَالْمَلَائِكَةُ أَهْلًا** فرمایا گیا **حیث قال**

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أُمَّرٍ حَكِيمًا اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ۔ اس میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس کے حکم سے ہدایت ہم بھیننے والے ہیں۔
وَحِبَّةٌ مِّنْ دَرِيَّةٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ۔ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے بے شک وہ سنتا جاتا ہے۔

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ۔ اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں وہ جلاتا اور مارتا ہے وہ تمہارا رب اور اگلے باپ دادا کا رب ہے۔

یعنی کائنات میں ایک ہی رب ہے جو ہمارا اور اگلوں سب کا رب ہے اسی پر ایمان لانا ضروری ہے مگر کفار مکہ اور مشرکین بجائے ایمان لانے کے شک و شبہ پیدا کرتے تھے اور اسی میں استہزاء کر کے تکذیب کرتے تھے اس کو فرمایا۔ **بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ**۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں پھر تو بچا فرمایا۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يُغشى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہے دردناک اور بہت بڑا عذاب۔

یعنی کفار کا اقرار علم و یقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں ہنسی اور تمسخر شامل ہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو حضور نے دعا فرمائی کہ یا رب انہیں ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر کہ جیسے سات سالہ قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ **فَارْتَقِبْ** کہ انتظار فرمائیے۔ چنانچہ قریش پر قحط سالی

آئی اور یوم تاتی السماءُ بیدخانٍ مُبینٍ کا ظہور ہوا۔
اس واقعہ کو مفسرین لکھتے ہیں کہ جب ان پر قحط آیا تو اس قحط میں مردانہ کھا گئے تو ضعف و ناتوانی
کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے آگے آسمان میں دہواں ہی دہواں نظر آتا تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ دہواں سے مراد علامات قیامت کا وہ دہواں ہے جو قریب قیامت
کے ظاہر ہوگا۔ مشرق و مغرب اس سے بھر جائیں گے یہ دہواں چالیس روز و شب رہے گا اس کا اثر
مومنین پر تو یہ ہوگا کہ انہیں زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی اور کافر مدبوش ہوں گے اور ایسے مدبوش ہوں
گے ان کے نھنوں کا تو اور بدن کے سوراخوں سے دہواں نکلے گا اور کفار کہیں گے یہ دردناک عذاب
ہے اور دعا کریں گے۔

ذَبْنَا الْكَسِيفَ عَنَّا الْعَنَاءَ ابَّ اِنَّا مَوْتُونَ لے ہمارے رب ہم سے عذاب کھول دے ہم ایما
لاتے ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوگا۔

آیٰ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قَدْ جَاءَ هُمْ رَسُولٌ مِّمَّنْ لَمْ تُولُوا عِنْدَهُ وَقَالُوا مَعْلَمٌ فَجَنُودٌ کَہَاں سے
ہوا انہیں تصیحت ملنے کی توفیق حالانکہ ان کے پاس صاف بیان کرنے والے رسول تشریف لائے پھر اس
سے روگرداں ہو گئے اور بولے سکھا یا سوادیوانہ ہے۔

جس کو عتشی کی حالت میں جنات کلمات کی تلقین کر جاتے ہیں) حالانکہ یہ ان کا خالص کفر تھا۔ نزول
وحی کے وقت جو تجلیات آہیہ ہوتی تھی اس سے چہرہ اقدس سرخ ہو جاتا تھا اور پیشانی نور سے سپینہ ٹپکتا
تھا اور استغرائی کیفیت ہوتی تھی۔ نہ کہ بے ہوشی یا بدحواسی جیسا کہ مشرکین کا وہم تھا مگر وہ تو مخالفت
کے نقشہ میں اتنے بدحواس تھے کہ ہر بات کو اعتراضی کیفیت میں ظاہر کرتے تھے جب وہ یہ آرزو کریں گے
کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو جائے تب ہم ایمان لاتے ہیں تو اس کا جواب دیا جائے گا

اِنَّا كَانَتْ لَكُمْ اُولٰٓئِكَ عَادَةٌ وَاَنْتُمْ كُمْرٌ وَّلَوْنٌ كَیْسَ عَذَابِ ہٹاتے ہیں مگر تم ہر
پھر کہ اسی کفر یہ جاؤ گے۔

گویا پیشین گوئی بھی فرمادی کہ تمہارے حصہ میں ایمان نہیں اور تمہاری درخواست پر ہم عذاب کو چند
روز کے لیے ہٹا کر دکھا بھی دیتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب قحط سالی اور کھلا دہواں فرو ہو گیا تو یہ اسی
کفر پر جم گئے اسی پر ارشاد ہے۔

یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطِشَةَ الْاُولٰٓئِیٰ اِنَّا مُنْقِمُونَ جس دن ہم سب سے بڑی بیکڑ بیکڑیں گے بے شک

ہم بدل لینے والے ہیں

یعنی قیامت کے دن کوئی عرض معروض تمہاری مسوع نہ ہوگی اور عذاب سے کسی طرح چھپکارا نہیں ملے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں امم باضیہ کے حال کو عبرت دلانے کے بیان فرمایا اور ارشاد ہوا

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ أَنْ أَذْأَبًا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ إِنَّ كُفْرًا سَوِيًّا وَأَنْ لَا تَعْبُدُوا عَلَىٰ اللَّهِ إِلَهًا إِلَّا إِلَهُكُم بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ وَأَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ وَتَرْجِعُونَ - وَإِنْ لَكُمْ تَوَمُّونَ إِلَىٰ فَاغْرَبُوا - فَاغْرَبُوا قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ - فَاسْبِرْ لِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّسْتَعْبُونَ وَإِنَّ لَكُمْ لَلْبَحْرَ مَخْرُوجًا - فَاسْبِرْ لِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّسْتَعْبُونَ -

اور بیشک ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے (اور فرمایا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کرو بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل اپنی ٹہریاں نہ بگھا رو میں تمہارے پاس روشن سندیں لایا ہوں اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم پتھر اڑاؤ گے اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا بے شک یہ قوم مجرم ہے ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ یقیناً تمہارا انعاقب کیا جائے گا اور دریا کو اپنی جگہ ٹھہرا ہوا چھوڑ کر پار ہو جائے گا اس میں فرعونوں کا سارا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام حکم الہی بارہ راتے بنا کر دریا عبور فرما گئے اس کے بعد لشکر فرعون آیا اور وہ اس میں غرق ہو گیا اور آپ صبح سلامت محفوظ رہے اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے کہ

كَمْ تَرَكُوا مِنْ جُنَاتٍ وَعُيُوبٍ دَرَجٍ دَرَجٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَنَحْمَتٍ كَانُوا فِيهَا فِكْهَيْنَ كَذَلِكَ وَآوَدْنَا هَاقِمًا الْآخِرِينَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ كَفَرُوا بِمَا عَجَبُوا وَرَجَعُوا إِلَىٰ الْآخِرِينَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ كَفَرُوا بِمَا عَجَبُوا وَرَجَعُوا إِلَىٰ الْآخِرِينَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ كَفَرُوا بِمَا عَجَبُوا وَرَجَعُوا إِلَىٰ الْآخِرِينَ

اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور ہر قسم کی نعمتیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی کیا ہم نے اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں جہلت نہ دی گئی۔

وہ دوسری قوم جو ان کے ہم مذہب تھے اس کو وارث کر دیا اور ان کی زمین باغ چشمے سب ان کے قبضہ میں دے دیے گئے حتیٰ کہ وہ بیت و تابو دو ہو گئے اور ان کا ماتم زمین و آسمان نے نہیں کیا۔ یہ عربی کا محاورہ بھی ہے اور حدیث میں آیا ہے جسے ترمذی نے نقل کیا ہے کہ جب مومن مترکے تو جاکیں دن تک زمین روتی ہے کہ اس پر رکوع و سجود کر کے اسے آباد رکھتا تھا مختصر یہ کہ وہ سرکش قوم ہلاک کر دی گئی اور اس کی جگہ دوسری جگہ بنی اسرائیل وارث بنا دی گئی۔

پامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے غدا سے نجات بخشی۔
 جو فرعون کی طرف سے تھا بے شک وہ تکبر سے
 بڑھنے والوں سے تھا۔
 اور بیشک ہم نے ان کو اپنے علم سے اس زلزلے کے
 لوگوں پر چین لیا۔
 اور ان کو رمن و سلوی وغیرہ کے وہ معجزات دیے
 جن میں ان کے ایمان کی صریح آزمائش تھی۔
 اور یہ کفار مگر تو مسلمانوں سے کہتے ہیں۔
 کہ یہ ہمارا پہلی ہی دفعہ کا مرتبہ ہے (اور بس ہمیشہ ہی کے
 لیے قائم ہے) اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔
 اگر تم اپنے دعویٰ قیامت میں سچے ہو تو ہمارے
 باپ دادوں کو جلا کر ہمارے سامنے لاؤ۔
 بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا شاہ مین (قوم تبع اور وہ
 لوگ جو ان سے پہلے تھے) ہم نے سب کو ہلاک
 کر ڈالا وہ لوگ نافرمان تھے۔
 اور ہم نے آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے کھیل
 بنانے کے لیے نہیں پیدا کیا۔
 ہم نے آسمانوں اور زمین کو ایک حکمت سے پیدا کیا
 ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
 بیشک فیصلے (یعنی قیامت) کا دن ان سب کے
 دوبارہ زندہ ہونے کا وقت مقرر ہے۔

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ
 لِلْمُؤْمِنِينَ
 مِنْ فِرْعَوْنَ إِنَّكَ كَانَ عَلِيمًا مِّنَ
 الْمُرْسَلِينَ
 وَلَقَدْ آخَذْنَا هُم مَّ عَلَىٰ عَلَيْهِمْ عَلَى
 الْعَالَمِينَ
 وَأَتَيْنَاهُم مِّنَ آيَاتِنَا مَا فِيهَا
 بَيِّنَاتٌ
 إِنَّ هُوَ لَآيَ لَيَقُولُونَ
 إِنَّ هِيَ إِلَّا مَوْتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ
 بِمُنشَرِينَ
 فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
 أَهْم خَيْرًا مَّقَوْمٍ تَبِعَ وَالَّذِينَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا
 مُجْرِمِينَ
 وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
 بَيْنَهُمَا لَعِبِينَ
 مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِن كُنَّا لَلرَّوَدِّ
 لَا يَعْلَمُونَ
 إِنَّ يَوْمَ الْقَمَرِ مِيقَاتُهُمْ
 رَاجِعِينَ

اس دن نہیں مستغنی کرے گا کوئی دوست کسی
دوست کو کچھ اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔
مگر جس پر خدا کے رحم فرمائے بیشک وہ غالب
اور رحم فرمائے واللہ۔

لَا يُغْنِي مَوْلَى عَنْ مَوْلَى شَيْئًا وَلَا
هُمْ يُنْصَرُونَ ه
الْأَمَنَ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ
الرَّحِيمُ

لفظی ترجمہ

بَيْنَا نَجَاتٍ دِي سَمِيئَةٍ الْمُهَيِّنِينَ ذَلِيلٍ كَرِيمٍ عَالِيًا مَتَكَبِرًا لَقَدْ بَشَيْكُ عِلْمٍ عِلْمٍ أَيْتِنَا دِي سَمِيئَةٍ فِي سَمِيئَةٍ هُوَ لَدِي رِي لَوِ إِلَّا مَكْرًا مَا نَهَيْتِ فَاتُوا تَوْلَاؤُ صِدْقِينَ سَجِيئَةً أَمْ بِأَيِّ الَّذِينَ وَهَبُوا هُوَ ان كُو وَرِ اَوْر وَرِ اَوْر يَتِيمًا اَكْمَرِ اَمِيَانِ	لَقَدْ بَشَيْكُ مِنَ الْعَذَابِ عَذَابِ كَانَ تَقَا وَرِ اَوْر عَلَى اَوْر وَرِ اَوْر مَا جُو إِنَّ بَشَيْكُ هِيَ رِي وَرِ اَوْر كُنْتُمْ هُوْتُمْ خَيْرِ بَهْتَرِي وَرِ اَوْر أَهْلُكُنَا بِلَاكِ كِيَا مَمْنِي مُجْرِمِينَ مَجْرَمِ السَّمَوَاتِ سَمَانِ مَا جُو	وَرِ اَوْر اولاد کو اِنَّ بَشَيْكُ وَه گذرنے والا هُوَ ان كُو الْعَلَمِينَ جِهَانِ مِنَ الْاَيَاتِ تَشَارِيحًا مُبِينٍ كَفِي إِنَّ نَهِي الْاَدْلَى اِبْرِي مَشْتَرِينَ اَكْمَلَةً جَائِسَ إِنَّ اَكْر هُوَ وَه تَبَعِ تَبَعِ كِي تَحْتِ كَانُوا تَحْتِ جَلَّتْنَا سِيَا كِيَا مَمْنِي وَرِ اَوْر
---	--	--

مَا نَهَيْتُمْ	خَلَقْنَا سَيِّئًا كَمَا مَنَعْنَا	هَذَا. اِنْ كَرِهْنَا	اِلَّا. مَكْرَهُ
بِالْحَقِّ سَاطِعًا تَقِي كَع	و. اور	لِيَكُنْ	اَكْثَرُ اَكْثَرِ
هُمْ. اِنْ كَع	لَا. نَهَيْتُمْ	يَعْلَمُونَ. جَانْتُمْ	اِنَّ. بِيَشَاك
يَوْمَ. وَن	الْفَصْلِ. فَيُعَلِّمُكَ	مِيقَاتِهِمْ. اِنْكَادِعِدْهُ	اَجْمَعِينَ. سَيِّئًا
لَا. وَ	لِيُعْنِيَ. كَامِ تَشْتَعَا	مَوْلَى. كَوْنِي دَوَسْت	عَنْ مَوْلَى. كَيْسِي دَوَسْتِكَ
تَبِيْعًا. كَيْفَ يَهْبِي	و. اور	لَا. وَ	هُوَ. وَهُ
يَتَصَوَّرُونَ. يَدْرِي كَيْفَ يَجَائِي	اِلَّا. مَكْرَهُ	مَنْ. جَيْسِي يَرْ	رَجِي. رَحْمِ كَيْفِي
اَللّٰهُ. اَللّٰهُ	اِنَّ. بِيَشَاك وَهُ	هُوَ. وَهِيَ هِيَ	الْعَزِيْزُ. غَالِبُ
الرَّحِيْمُ. رَحْمِ كَرْتِي وَاللّٰهُ			

حل لغات نادرہ

مُنْشَرِيْنَ. اِنِّي مَبْعُوْتِيْنَ. یعنی قبروں سے نہیں نکلے جائیں گے۔
 اَمْرًا وَرَجِيْعًا. جمع بین کے بادشاہوں کا لقب ہے جس طرح ملوک فارس کا کسری اور چونکہ
 اہل دنیا ان کا اتباع کرتے ہیں اس لیے ان کا لقب تبع ہوا۔
 يَوْمَ الْفَصْلِ. يوم الفصل سے مراد قیامت کا دن ہے
 مِيقَاتِهِمْ. اِنِّي وَقْتُ مَوْعِدِهِمْ
 مَوْلَى. یعنی قرابت۔ دوست۔

مختصر تفسیر اردو و سرار کوع سورتہ دخان پ ۲۵

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ مَنْ فَرَعُونَ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيًّا مِّنَ السُّوْفِيَّانِ
 ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب یعنی فرعون کے نچوڑ غصب سے نجات دی اس میں شک
 نہیں کہ وہ بڑا سرکش اور عجبودیت سے باہر ہو گیا تھا۔
 آیت کریمہ میں اس ذیل عذاب سے نجات کی خبر ہے جو فرعون نے سبطیوں کے لیے جائز رکھا

تھا۔ اس کا ظلم اتنا بڑھا ہوا تھا کہ قوم سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی پر و تھی انہیں شریف پدیشہ تک کرنے کی اجازت نہ تھی۔ سڑکیں جھاڑنا۔ موریوں صاف کرنا یہ تو ان کی معاش کے ذرائع تھے۔ اور نگرانی کا یہ عالم تھا کہ ان کی جو اولادیں ہوئیں ان میں سے لڑکیوں کو زندہ چھوڑنا اور لڑکوں کو فوراً قتل کر دینا اور یہ کام اس نے منجھوں کے بتائے پر کیا تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ اس سال کے اخیر تک ایسا ایک لڑکا پیدا ہو رہا ہے جو تجھے اور تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا۔ اس پر اس نے یہ اسکیم بنائی کہ لڑکے زندہ ہی نہ چھوڑے جائیں جو پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے۔

واقعہ اس کا یوں ہے کہ منجھوں نے وہ شب بھی بتائی جس شب میں اس بچے کا استقرار عمل تھا۔ چنانچہ اس شب اس نے اپنے وزیر اعظم عمران کو حکم دیا کہ ایک جشن کا انتظام کرے اور تمام رعایا براہ پاکے مردوں کو اس میں بلائے کھانے پکائے اور جشن و طرب کا نظام ہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تمام مرد رعایا کے وہاں جمع ہو گئے اور عمران جو وزیر اعظم تھا اس نے اپنا خیمہ بیچ میں نصب کر لیا۔ رات میں جشن ہوتے رہے انعمہ و اطعمہ لذیذہ سب میں تقسیم ہوئے کہ

اجانگ حضرت یوحنا نزد جو عمران کی بیوی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام کی دالہ وہ گھر میں بے چین ہوئیں اور عمران کے خیمے میں پہنچ گئیں اس وقت عمران غو خواب تھا۔ انہوں نے اسے جگا یا اس نے کہا یہ تم نے کیا غضب کیا کہ تم یہاں آگئیں فرعون کا سخت حکم ہے کہ کوئی عورت اس جشن میں شریک نہ ہو۔ انہوں نے کہا میں اپنے دل سے مجبور تھی آگئی۔

مختصر یہ کہ استقرار عمل ہو گیا اور حضرت یوحنا کو خفیہ طریقے سے گھر واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد فرعون نے آسمانی آوازیں سنیں کہ اس بچے کا استقرار ہو گیا ہے اس نے بگل کیا عمران کو بلایا اور کہا کہ جس بات کے روکنے کے لیے میں نے یہ نظام کیا تھا وہ بیکار کیا اور بچے کا استقرار ہو گیا۔ عمران اگر تیرے چھڑا تھا کہ یہ تصور میرا ہے مگر وہ کیسے اعتراف کرتا۔ اس نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لیے معمولی تحقیقات شروع کر دی اخیر کہہ دیا کہ افضاات احلام ہیں ایسا نہیں ہوا۔

غرض کہ اسی شب کی صبح سے حکم دیدیا گیا کہ ہر گھر پر پیرہ رہے اور جس کے ہاں لڑکا ہوا سے قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے اس طرح سے سنتر پھتر نزار بچے مارے گئے مگر جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جب ہوئی اور دایہ نے دیکھا کہ لڑکا ہے تو مارنے کا ارادہ کیا مگر موسیٰ علیہ السلام کی ایک نظر لڑکے سے دایہ اتنی مانوس ہوئی کہ اس نے حضرت یوحنا سے کہا کہ اگر چہ لڑکا ہوا ہے مگر میں اسے قتل کرنا نہیں چاہتی۔ اس کو حفاظت سے پرورش کرو اور میں بکری

کاجچہ مار کر سپاہیوں کو کہہ کر کہ لڑکا ہوا تھا میں دفن کر آؤں گی وہ میرے اتنا کہنے پر اطمینان کر لیں گے۔ مختصر یہ کہ دایہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر سے والوں نے اعتماد کر لیا آپ پرورش پاتے رہے ایک روز آپ کی والدہ تنور جھونک رہی تھیں کہ آپ نے دودھ صانگکا اور دیر ہوئے پر آپ باقتضائے طفولیت رہنے لگے۔ سپاہیوں کو آواز پہنچی وہ محل میں گھس آئے۔ آپ کی والدہ کو کچھ اور بن پڑا یہ سوچ کر کہ یہ بچہ بہر حال مارا جائے گا اور مجھے بھی سزا ملے گی۔ آپ نے اسی دھکتے تنور میں موسیٰ علیہ السلام کو ڈال دیا اور سپاہیوں کو کہہ دیا کہ یہاں کوئی بچہ نہیں گھر کی تلاشی لے لیں وہ گھر کا کونہ کونہ دیکھ کر واپس ہو گئے۔ اور آپ کو آئندہ کے لیے یہ فکر ہوئی کہ یہ بچہ اس بچہ سے اور بچہ رونا بھی ہے سوتا بھی ہے تو اس کا کوئی انتظام کیا جائے۔

چنانچہ آپ کے محل کے پاس ہی ایک ترکھان تھا اسے ایک صندوق بنانے کی فرمائش کی جو آپ کے قد و قامت کے مطابق بنوایا گیا اس قصہ کو مفصل بیسویں پارہ میں ہم لکھ چکے ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ نَحْتِ آيَاتِكُمْ يَا بَنِي آدَمَ فِي الْيَوْمِ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنْ عَرَفْتُمْ مَا وَعَدْنَاهُ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ۔ اور ہم نے انہیں چین لیا اپنے علم پر اس زمانہ کے لوگوں پر وَآيَاتِهِمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا يُسَبِّحُونَ بِهَا لِيَوْمٍ عَظِيمٍ۔ اور ہم نے انہیں وہ معجزات عطا فرمائے جس میں مترجم ہر زائش تھی۔

یعنی من وسلوی۔ ابر کا سایہ جہاں جائیں ان کے ساتھ ہو جب دریا کو عبور کرنے لگے تو عصائے موسیٰ سے ان کے لیے بارہ راستے بارہ قبائل کے لیے بنے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کا امتحان تھا جس پر وہ بجائے شکر گزاری کے سرکشی کرنے لگ گئے۔ عربی میں بلاء امتحان کو کہتے ہیں تو اس امتحان میں وہ پورے نہ اترے اسی وجہ میں وہ تیر میں سرگرداں بھراٹے گئے۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کا عقیدہ باطلہ ظاہر کیا گیا۔

إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ إِنَّمَا أَلَمَتْهُمُ الْآلُفُ وَمَا تُحَنُّ بِمُنْشَرِّينَ۔ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں۔ کچھ

نہیں مگر پہلی دفعہ کا مرنا اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

حالانکہ یہ عقیدہ اسلام کا نہیں بلکہ کافروں کا ہے۔ اسلام موت کے بعد نشتر تانا ہے اور اس کے اوپر دلائل عقلی بھی دیتا ہے چنانچہ اس سے پہلی سورت زخرف میں فرمایا جا چکا ہے فَأَنْشُرْنَا بِهٖ بَلَدًا مِّمَّنَّا كَذَبُوا تَحْتِ جُودٍ كَرِيمٍ سَمَانَ سے پانی برساتے ہیں اور مری ہوئی خیز میں کو بغیر تخم پاشی کے پھر سرسبز و شاداب کرتے ہیں ایسے ہی تم قبروں سے نکلے جاؤ گے اور دوسری جگہ فَأَجْبِتْنَا بِهٖ بَلَدًا مِّمَّنَّا كَذَبُوا لَخُرُوجِ سَمَانَ سے ارشاد ہے کہ ایسے ہی تمہارا قبروں سے نکلنا ہوگا۔ اور متعدد جگہ اپنے دلائل قدرت ظاہر فرمائے لیکن یہ اپنے اعتماد میں باطل

پر ہی جھے رہے آگے ارشاد ہے

فَاتُوا يَا بَنِي آدَمَ كَمَا كُنْتُمْ صَادِقِينَ - تو اگر تم اپنے دعویٰ قیامت میں سچے ہو تو تمہارے باپ دادا کو نہ کہو۔
یہ اپنی بہت دھرمی پر ایسے بھند رہے کہ انہوں نے کہا فَاتُوا يَا بَنِي آدَمَ كَمَا كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ ہم سے باپ
دادوں کو بے آڈا اگر تم سچے ہو یعنی جو مر چکے ہیں ان سے ہمیں بلا دو۔ حالانکہ یہ لشکر کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہے نہ کہ بندے کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کر کے بلا سکتا ہے اور وہ ایسا کرے گا نہ کہ جو اس وقت
ظاہر کر رہے ہیں وہی ایسا بھلی کریں اسی پر آگے بھی ارشاد ہے۔

أَهُوَ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ يَبِيعُ دِينَهُمْ وَأَنْدِينَهُمْ مِنْ قَدِيمِ أَهْلِكْتُمْ إِيَّاهُمْ كَمَا نُوِّجِحُ مَعِينٍ۔ کیا وہ بہتر ہیں یا شاہ بین کی قوم تیری امت جو
ان سے پہلے تھے جنہیں ہم نے ہلاک کر ڈالا ہے شک وہ مجرم لوگ تھے۔

نیج اکبر جمیری یہ وہی ہیں جو حیر سے دورہ کرتے ہوئے مکہ میں آئے اور یہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان
کا رعب نہیں مانتے تو درازا سلطنت سے پوچھا کہ یہ ہمارا رعب کیوں نہیں تسلیم کرتے تو انہوں نے کہا یہاں
ایک مکان ہے جس کو بیت اللہ کہا جاتا ہے اس کی زیارت کے لیے سالانہ اجتماع اس قدر ہوتا ہے کہ یہاں کے
لوگ آپ کے لشکر کے اجتماع کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تو غضب ناک ہو کر فیصلہ کیا کہ میں دوپہر کا کھانا اس وقت
تک نہ کھاؤں گا جب تک بیت اللہ کو مسارتہ کر لوں یہ ارادہ کرنا تھا کہ عذاب الہی اس پر مستولی ہوا اور سر بن موم
سے مواد بہنا شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ دورے میں پانچ سو عالم اور پانچ سو حکیم تھے انہیں بلایا اور کہا کہ یہ مجھے کیا مرض ہو گیا ہے
انہوں نے دیکھ بھال کرتا یا کہ ہمیں مرض معلوم نہیں ہوتا۔ غرض کہ ایک وزیر جو حضرت ابوالیوب انصاری کے جہاد
میں سے تھے انہوں نے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے متعلق تو کوئی برا ارادہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ برا ارادہ
کیا میں نے قسم کھائی ہے کہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک میں بیت اللہ کو مسارتہ کر لوں۔ انہوں نے
فرمایا کہ بس یہ عذاب ہے آپ تو بہ کریں اور منت مانتے تو یہ بلا ابھی ٹل جائے گی۔ غرض کہ انہوں نے فوراً توبہ
کی اور ریشمی جوڑے اور اشرافیاں اہل مکہ کی نذیریں مانتے اور کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف بھی مانا یہ ماننا تھا کہ مرض
خواب و خیال ہو گیا اور بالکل تندرست ہو گئے اس کے بعد اہل مکہ کی خدمت کر کے یہاں سے روانہ ہو گئے
اور اس سرزمین پر پہنچے جس کو آج مدینہ منورہ کہا جاتا ہے یہاں آکر قیام کیا تو علماء نے وہاں کے ستاروں
کو دیکھ کر علامتیں معلوم کیں اور پرانی کتابوں کی پیشین گوئی کے مطابق سمجھے کہ حضور نبی آخر الزمان کا ورود
معدوہ اسی زمین پر ہونا ہے۔ سب نے فیصلہ کر لیا کہ اب یہاں سے نہیں جانا۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا تو
تو اس نے وجہ معلوم کی انہوں نے سب حال بتلایا تو بادشاہ نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں تاریخ بھی معلوم

ہے کہ کس آدیں کے؟ انہوں نے شمس و رحمتہ اللہ علیہ کے شعر کا مضمون ۵
 کشش کہ عشق دارد نہ گذاردت بدینسا بجزازہ گرنہ آئی بجز از خواہی آمد
 کہہ دیا کہ ہمیں اپنی زندگی میں اگر ان کی تشریف آوری نہ ہوگی تو ہماری خاک قبر کو وہ ضرور ٹھکرائینگے
 اور یہی ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا۔

اس جواب کا اثر تبع اول حمیری کے دل پر پڑا اور وہ آیدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ اگر امور سلطنت کا
 بار میرے اوپر نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ میں رہ جاتا۔ چنانچہ پانسو مکان ان پانسو علماء کے لیے
 بنوا کر ان کو یہاں چھوڑا اور ایک عریضہ لکھا جس پر ان سے وعدہ لیا کہ حضور کے زمانہ میں آپ لوگوں
 کی انس سے جو کبھی ہو وہ اس عریضہ کو حضور تک پیش کر دے مضمون عریضہ یہ تھا۔

مَنْ أَدْرَأَ الْحَلِيقَةَ تَبِعَ الْأَدْلَى الْجَمْرِيَّ إِلَى رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ بَنِي الْحَرَمَيْنِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ
 اللَّهِ - يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ لَا تَهْرَمْنِي مِنْ شَفَاعَتِكَ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

چنانچہ یہ نسل بعد نسل عریضہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت ابو یوب النصاری تک آیا اور جب حضور
 ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ تشریف لائے اور آپ کی اونٹنی حضرت ابو یوب کے دروازہ پر پہنچی
 اور آپ سلمنے آئے تو حضور نے انہیں ملاحظہ کرتے ہی فرمایا اِهْلُ بَلْعَتِ يَا قاصِدُ تَبِعَ الْأَدْلَى الْجَمْرِيَّ
 اسی وجہ سے تبع اولیٰ باتبع اکبر حمیری کو علامہ اوسى روح المعانی میں كَانَ صَادِقًا فَرَلْتَهُ مِنْ بَاقِيِ ان
 کی قوم جہرا تم پریشہ تھی۔ جسے اللہ نے ہلاک کر ڈالا آگے ارشاد ہے۔
 وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبَادِينَ - هُمْ نَسْءُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْأَرْضِ وَالْأَرْضِ وَالْأَرْضِ
 دونوں میں سے کھیل کے طور پر نہیں بنائے۔

مَا خَلَقْنَا هَذَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِن كُنْتُمْ لَأَكْثَرُ لَمَّا لَا يَعْلَمُونَ - زمین و آسمان کو نہیں پیدا فرمایا مگر حکمت سے
 لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں۔

اگر کفار کے اقوال کو کوئی درجہ دیا جائے تو اس سے تباہی یہی مفہوم ہوگا کہ قیام قیامت اور مرنے
 کے بعد اٹھنا عینت ہے۔ مگر باری تعالیٰ نے اسکو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مرنے کے بعد اٹھنا
 اور حساب و عذاب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لیے ہوگی یہ عینت و لعب ہے تو اس آیت
 کریمہ سے اتقنا، یہ ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب و جزا ہو
 یعنی جس میں طاعت پر نواب اور معصیت پر عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔
 پیدا کرنے کی جو حکمت ہے وہ تو واضح ہے کہ دنیا کی زندگی کے اندر جو کچھ کیا جائے وہ

آخری زندگی میں بعد محاسبان کی جزا و سزا ہو مگر اس حکمت کو اکثر جاہل نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے۔
 اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مُبْتَلٰئُهُمْ اَتَجْعَلٰنَّ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ مَوْلٰى عَن مَّوَلٰى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يَنْصُرُوْنَ
 الْاٰمَنُ رَحِمَ اللّٰهُ اِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی آخری میعاد ہے جس
 دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے اور نہ ان کی مدد ہوگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ مگر
 جس پر اللہ تعلقے رحم فرمائے بیشک وہی عزت والا رحم فرمائے والے۔

نہ یہ کریمہ واضح فرما رہی ہے کہ قیامت کے دن جسے یوم الفصل کہا گیا کافروں کو ان کے دوست
 اور مددگار کوئی مدد نہ پہنچا سکیں گے اور آخری دن ان کا وہ ہوگا کہ اس میں سولے عذاب انہیں کچھ نہ
 ملے گا۔ وَلَا هُمْ يَنْصُرُوْنَ کا مقتضایہ ہے کہ کافر مدد کیے جائیں اور مومنین کی مدد ہو۔ اگر کسی کی بھی مدد نہ ہو
 تَوَلَّوْا يَنْصُرُوْنَ فَقَطُّ بَوٰنَا۔ لفظ ہم نے تحفیب کفار کر دی کہ وہ مدد نہیں کیے جائیں گے اور پھر استثنا
 الا کا اس نے اور مزید وضاحت کر دی۔ کہ اللہ کا رحم اور کرم جس پر ہوگا ان کی مدد بھی کی جائے گی اور
 ان کی حمایت بھی ہوگی۔ یہ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ مَوْلٰى عَن مَّوَلٰى الخ جو ہے وہ صرف کفار کے لیے ہے۔ اور
 مومنین کی حمایت اور مدد یا ذن الہی انبیاء اولیاء صلحاء فضلاء فرمائیں گے اور ان کا انکار آیت
 کریمہ سے نہیں نکلتا اور اس غالب رحم والے کی طرف سے ایک واسطہ رحمتہ للعالمین ہی کا ہمارے
 لیے اتنا زبردست ہے کہ ہمیں کثرت معاصی کی فکر کے مقابلہ میں امید رحمت بھی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا شروع سورہ دخان چلے

بے شک تھوہر کا درخت کافروں کا کھانا ہوگا۔
 جیسے پھلنا ہوا تانا تانا پیٹ میں ایسا کھولے گا۔
 جیسے بھلنا ہوا پانی کھولتا ہے۔
 (علاوہ ازیں ہم فرشتوں کو حکم دیں گے کہ انہیں
 پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ لے جاؤ۔
 پھر یہ بتا دو کہ بھلنا ہوا پانی اس کے سر پر ڈالو۔
 پھر ہم دوزخی کی معذبت بڑھانے کو کہیں گے
 کہ اس عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ تو بڑھی عزت والا

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُوْمِ طَعَامٌ لِّلْاٰثِمِيْنَ
 كَالْمَلِئِیْنِ فِی الْبُطُوْنِ
 كَعَلٰی الْحَبِيْمِ
 حٰدُوْكَ فَاَعْتَلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِيْمِ

تَوَلَّوْا يَنْصُرُوْنَ فَقَطُّ بَوٰنَا

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ

کرم والا تھا۔

یہ ہے جس پر تم شبہ کرتے تھے۔
بیشک پر سبز کارامن کی جگہ پر ہونگے۔
باغیچوں اور چشموں میں۔

ریشم کی ہمیں اور دبیر پوشا کیں پہنے ہوئے
ایک دوسرے گلہزنے ماننے بیٹھے ہونگے۔
ایسا ہی ہوگا۔ اور علاوہ ازیں بڑی بڑی آنکھوں
والی حوروں کے جوڑے لگا دیے ہوں گے
وہاں الطینان سے ہر طرح کے میوے کھا رہے
ہوں گے۔

پہلی دفعہ دنیا کی موت کے سوا وہاں موت
دوبارہ چکھنی نہ پڑے گی اور خدا انہیں دوزخ کے
عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

اے محبوب! یہ آپ کے رب کا انعام ہے یہ
بہت بڑی کامیابی ہے۔

اے محبوب! ہم نے اس قرآن کو آپ کی بولی
میں اس لیے آسان کر دیا کہ اہل عرب اسے سمجھ کر
نصیحت حاصل کر سکیں۔

مگر سب دست آپ بھی نتیجہ کا انتظار فرمائیں وہ
بھی انتظار کر رہے ہیں۔

إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ يَسْتَتِرُونَ ۝

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝
فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝

يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝

كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَا لَهُمْ يُحُورَ عِينٍ ۝

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۝
وَذُقُوا عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

فَصَلِّا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْقَوْمُ
الْعَظِيمُ ۝

فَأِنَّمَا يَتَرَفَاةٌ بِلسَانِكَ لَعَنَهُمُ
يَسَدَّ جُودَنَ ۝

فَأَرْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ۝

حَلُّ لُغَاتٍ

طَعَامٌ كَمَا هِيَ
فِي بَيْحٍ

الزُّقُومُ تھوہر کا
شجرۃ درخت
کاملہل جیسے گھلا مواتا نبرہ یعنی جوش مار بگا

إِنَّ بَيْشِك
الزُّشِيمُ گنہگاروں کا

حَذُّوْكَ - پکڑو اس کو	الْحَيْمِيمِ - گرم پانی	كَفَى بِحَيْسِ جَوْشِ مَارَتَا هِيَ	الْبَطْوِيْنَ - پٹیوں کے
الْحَيْمِيمِ - جہنم کے	سَوَاءٌ - درمیان	إِلَى - طرف	فَاعْتَلَوْا - پکھڑو اس کو
رَأْسِهِ - سرس کے	فَوْقَ - اوپر	صَبُّوا - گراؤ	ثُمَّ - پھر
إِنَّكَ - بیشک تو	ذُقْ - چکھ	الْحَيْمِيمِ - گرم پانی کا	مِنْ عَذَابٍ - عذاب
إِنَّكَ - بیشک	الْكُرْبِيِّ - عزت والا	الْعَزِيْزِ - غالب	أَنْتَ - تو کھتا
يَه - اس میں	كُنْتُمْ - تھے تم	مَا - جو	هَذَا - یہ ہے
فِي - بیچ	الْمُتَّقِيْنَ - پرہیزگار	إِنَّكَ - بیشک	تَمْتَدُّوْنَ - شک کرتے
جَنَّتْ - باغوں	فِي - بیچ	أَمِيْنٍ - امن والے کے ہو	مَقَامٍ - مقام
مِنْ سُنْدٍ - باریک	يَلْبَسُوْنَ - پہنیں گے	عِيُوْنَ - چشموں کے	وَأُورِ
كَذَلِكَ - اسی طرح ہوگا	مُتَقَبِّلِيْنَ - سامنے سامنے	اسْتَبْرَقِيْ - موٹا ریشم	وَأُورِ
بِحُورٍ - حور	هُنَّ - ان کا	زَوْجِنَا - نکاح کر دینگے ہم	وَأُورِ
بِحُورٍ - ہر طرح کے	فِيهَا - اس میں	مِيْدَانُوْنَ - مانگیں گے	عَيْنٍ - موٹی آنکھ والی سے
يَذُوقُوْنَ - چکھیں گے	لَا - نہ	أَمْتِيْنَ - امن والے	فَاكِهَةٍ - پھل
الْمَوْتِ - موت	إِلَّا - مگر	الْمَوْتِ - موت	فِيهَا - اس میں
عَذَابٍ - عذاب	ذَقْتُمْ - چچائے گا ان کو	وَأُورِ	الْأُولَى - پہلی
مِنْ رَبِّكَ - تیرے رب کا	ذَلِكَ - یہ	فَضْلًا - فضل ہے	الْحَيْمِيمِ - دوزخ سے
فَأَتَيْنَا - اسکے سوا نہیں	الْعَظِيْمِ - بڑی	الْفَوْزِ - کامیابی	هُوَ - وہ ہے
لَعَلَّكُمْ - تاکہ وہ	بِلِسَانِكَ - تیری زبان سے	كُ - اس کو	يَسْرَتًا - آسان کیا ہم نے
مُرْتَقِبُوْنَ - انتظار میں ہیں	بِيَكْمُوْهُ	فَأَدْقَبِيْ - تو انتظار کر	يَتَدَكَّرُوْنَ - نصیحت لیں

حل لغات نادرہ

تَشْتَرِيْ - درخت کو کہتے ہیں۔

رَقُوْمٌ - تھوہر کو کہتے ہیں۔

أَشِيْمٌ - کافر کو کہتے ہیں۔

کالمہیں۔ جمل کھلا ہوا تانبہ کیونکہ وہ آگ میں اتنی دیر تک رکھا جائے کہ پھل کر پانی ہو جائے۔
یعنی غلیان سے بے جوش کے معنی دیتا ہے۔

حَمِيمٌ۔ کھولتا پانی

خَذُوهُ فَاَعْلُوْهُ۔ عقل لغت میں کہتے ہیں کسی کے موٹھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کو جب کوئی شخص اونٹنی
کی ہمار زور سے کھینچتا ہے تو اخذ فلان بزمان الناقۃ یعتلہا بولتا کرتے ہیں۔

مِنْ سُنْدُسٍ۔ یارک ریشم

رَسْتَبِقٍ۔ دینر ریشم کو کہتے ہیں

فَارْتَبِقَ۔ صیغہ امر ہے۔ رقب کہتے ہیں انتظار کو۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۃ دخان ۲۵

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقْوٰمِ هٗ طَعَامٌ لِّلْاٰثِمِیْنَ ۝ کَلَّمْہِمْ لَیْلِیْ فِی السُّطُوْنِ کَلْفِی الْحَمِیْمِ۔ خَذُوْهُ فَاَعْلُوْهُ اِلٰی سَوَادِ
الْحَمِیْمِ ۝ بیشک درخت تھوہر کا کھانا ہے کافروں کے لیے مثل کھلے ہوئے تانبہ کے جو جوش مارے گا پیوں میں
مثل جوش کھولتے پانی کے۔ حکم ہوگا پکڑو انہیں پھر گھسیٹو جہنم میں۔ ثُمَّ صَلُّوْا بِحُرِّ الْوَقُوْدِ رَاسِہِ اِنِّیْ سَرِیْرٌ
عذاب جہنم۔

دنیا کا تھوہر اتنا خبیث درخت ہے کہ اس کا کاٹا جہاں چھو جائے تو سارے عضو کو گلا دیتا ہے۔ پھر
جہنم کا درخت جو جہنم میں ہی پیدا ہوا ہو وہ تو سخت موذی اور سخت ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اس
درخت کے دودھ کا ایک قطرہ اگر دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہل دنیا کو ہلاک کر دے۔ اور دنیا میں اہل دنیا کے
لا تقول اثم کے ذرات غالباً اسی لیے بنائے گئے تاکہ جہنم کے تھوہر کے ایک قطرہ پر تعجب نہ ہو اور سمجھنے والے
سمجھ لیں کہ اثمی ذرات جو قطرہ سے کہیں کم ہوتے ہیں وہ ایک آبادی کی تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں تو جہنم کا
ایک قطرہ تو الانان والحفیظ کیا قیامت ہوگا۔ بہر حال جہنمیوں کی غذا میں سے ایک غذا تھوہر ظاہر فرمائی گئی
اور اس کا اثر یہ تھا کہ اثم اور ذمیم بدکار کفار ابوہل جیسے ناسخار کی وہ غذا ہوگی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ جیسے پھلا
ہوا تانبہ جب منہ میں ڈالا جائے تو تمام جسم کو بھلس کر رکھ دے ایسے ہی وہ تھوہر کا کھانا جب ان کے حلق
میں پہنچے گا تو پھلے ہوئے تانبہ کی طرح تمام جسم کو ایسے اہل دے گا جیسے کھولتا ہوا پانی یا بالفاظ دیگر انجن کا
اٹیم جسم کو بھلس دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کافروں کے ملائکہ کو حکم ہوگا کہ پکڑو انہیں اور گھسیٹتے

ہوئے جہنم کے بیچ میں لے جاؤ پھر حکم ہوگا۔
 ثُمَّ صُوبُوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْجَحِيمِ۔ پھر حکم ہوگا کہ ڈالو ان کے سروں کے اوپر جہنم کے کھولتے

یابی کا عذاب۔

اور چونکہ الوجل اور اس کے ہمنوا اپنے کو مکہ کا ہندید اور مغز و شریف کہتا تھا تو تو بیجا طرزاً اسے کہتا جا
 خُفِّ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ۔ اب چکھو عذاب کہ تو عزت والا اور کرامت والا اپنے کو کہتا تھا۔
 اِنَّ هَذَا اَوْرِیْلُوک عَذَابِ جَهَنَّمَ اور انعام جنت کے بھی منکر تھے تو ارشاد ہوگا۔

اِنَّ هَذَا اَمَا كُنْتُمْ بِهَا تَمْتَدُّونَ۔ بے شک یہ عذاب وہ ہے جس کی طرف سے تم شک کرتے تھے۔
 یہاں تک جہنمیوں کا عذاب اور اس کے ہمنواؤں کا حال بیان فرما کر حسب دستور قرآن اب جہنمیوں
 کا تذکرہ فرمایا گیا۔

اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ اَمِينٍ فِي جَنَّتٍ دَعْوُونَ۔ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَاَسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ
 كَذَلِكَ وَاَدْخَلْنَاهُمْ حُجُورًا عُرْبِيًّا۔ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اَمِينَةٍ۔ ڈرنے والے امن کی جگہیں ہیں
 باغوں اور چشموں میں پہنیں گے کرب اور فنا ویز کا منے سامنے۔ یوں ہی ہے اور ہم نے انہیں سیاہ دیا نہایت
 سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن و امن سے۔

یعنی جہنمیوں کے لیے نازک لہٹھی لباس کرب اور فنا ویز کا ہوگا اور باغیچہ اور چشمہ ان کے لیے
 ہوں گے جس میں وہ سیر و تفریح کریں گے اور حسینہ و جمیلہ حوروں سے ان کے رشتے ہوں گے اور انواع
 واقسام کے پھل ان کی طلب اور خواہش پر ملیں گے۔ اب آخری خطرہ جو تھا وہ یہ تھا کہ دنیا میں انسان خواہ
 کتنے ہی ناز و نعمت میں رہے آخر اسے فنا ہے اس سے بے فکر کرنے کو ارشاد ہوا۔

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُولَىٰ وَوَقَّهْمُ عَذَابَ الْجَحِيمِ جنت میں داخل ہونے
 کے بعد وہاں کوئی موت کا مزہ نہ چکھیں گے سوا پہلی موت کے جو دنیا میں آئی اور لغوہ صورت پر واقع ہوئی
 وَوَقَّهْمُ عَذَابَ الْجَحِيمِ۔ اور جہنم کے عذاب سے محفوظ ہوں گے اس لیے کہ جنت میں داخل ہونے
 کے بعد جہنم حرام ہو جاتا ہے۔ اس پر ارشاد ہے کہ یہ سب انعام
 فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ۔ تمہارے رب کے فضل سے ان پر ہوں گے۔

ذَلِكَ هُوَ الْفُؤَادُ الْعَظِيمُ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں بتایا گیا کہ
 قرآن کریم عربی زبان میں کیوں لایا گیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ
 فَاَلَمْ نَجْعَلْ لَّسَانَكَ عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ۔ ہم نے تو قرآن آپ کی زبان میں اسی لیے آسان کیا کہ

تاکہ یہ لوگ نصیحت یکریس اور اگر اس پر بھی وہ نصیحت حاصل نہ کریں تو
 قَدْ لَقِبُوا مِنْهُمْ مُؤْتَفِقُونَ۔ تو آپ بھی انتظار فرمائیں اور وہ بھی انتظار میں ہیں یعنی قیامت کے
 دن آپ کا فیصلہ حقانیت پر اور ان کا انجام باطل پریشانی کا واضح ہو جائے گا۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

یہ سورۃ مکی ہے اور اس میں چار رکوع اور تیس آیتیں ہیں۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ جاثیہ ۲۵

اے حامد و محمود

یہ فرمان تخریری (قرآن کریم) پیشگاہ خداوندی سے
 صادر ہوتا ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے۔
 بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے
 قدرت خدا کی بہتیری نشانیاں ہیں۔

اور (لوگو) تمہارے پیدا کرنے میں اور (نیز) جانوروں
 میں جن کو روٹے زمین پر پھیلاتا ہے (قدرت خدا
 کی) بہتیری نشانیاں ہیں جو یقین کی صلاحیت رکھتے ہیں
 اور رات دن کی تبدیلیوں میں (اور سرمایہ رزق)
 یعنی پانی میں جس کو خدا آسمان سے اتارتا ہے پھر
 اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرے پیچھے (بخیر
 ہونے کے بعد) زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا
 ہے اور ہواؤں کے رد و بدل میں (خدا کی قدرت
 کی) بہتیری نشانیاں ہیں مگر ان لوگوں کو جو عقل

حَمْدُهُ

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ
 الْعَلِيمِ
 اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ
 لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ
 اٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ

وَ اٰخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا اَنْزَلَ
 اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَاٰجِبًا
 الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ
 اٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

رکھتے ہیں

(حقیقت میں) یہ خدا کی (بہاری ہی) آئینیں ہیں جو ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد اور کونسی بات ہوگی جسے سن کر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

ہلاکت ہے ہر پڑے جھوٹے بدکار کے لیے۔

جو اللہ کی (بہاری) آئینیں سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جم جاتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں تو ایسے نالائق کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

اور کفر پڑنے کے علاوہ) وہ جیب ہماری آیتوں آیتوں کی کچھ خبر یا تلے تو ان کی سنسی بنا تلے ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

کہ آگے چل کر ان کے لیے عذاب جہنم ہے اور دنیا میں جو کچھ کام کر گئے ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ ان کے معبود جن کو انہوں نے خدا کے سوا اپنا کارساز بنا رکھا تھا اور ان کو بڑا عذاب ہونے سے۔ یہ (قرآن) (سزا یا) ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کے منکر ہیں ان کو بڑے (سخت) عذاب کی دردناک سزا ہونی ہے۔

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ
بِالْحَقِّ قِيَاسِي حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ
وَأَيُّهَا يُؤْمِنُونَ ۝

وَيَلِّ لِكُلِّ أَقَابِكُ أَتِيْمٌ ۝

يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَى عَلَيْهِ
تَوَجَّهًا مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابِ آيِ الْيَمِ ۝

وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا
اتَّخَذَ هَاهُنَا أَوْلِيَاءَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُهِينٌ ۝

مَنْ ذَرَأَهُمْ هُمْ وَلَا يَعْنِي عَنْهُمْ
مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ
دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ۝

هَذَا هُدًى وَآيَاتٍ لِّمَنْ كَفَرَ
وَآيَاتٍ لِّمَنْ رَجَزَ
الْيَوْمِ ۝

حل لغات

مِنْ اللَّهِ - اللہ
فِي يَوْمٍ

تَنْوِيلٌ - اناری گئی ہے
الْحِكْمِ حِکْمَتِ وَاللَّيْلِ سَنَةِ
الْكِتَابِ - کتاب
رَبِّهَا - بیشک

حَمْدٌ
الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

السَّمَوَاتِ - آسمانوں	و۔ اور	الْأَرْضِ - زمین کے	و۔ اور	لَا بَيْتَ - یقیناً نشانیاں ہیں	خَلْقَكَ - تمہاری پیدائش کے
لِلْمُؤْمِنِينَ - مومنوں کیلئے	و۔ اور	فِي بَيْتِ	یَبْتَ - پھیلانے	مِنْ حَاتِبٍ - جانور	
و۔ اور		يَوْمِنُونَ - مومن کے	و۔ اور	و۔ اور	
آيَاتٍ - نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ - واسطے قوم	و۔ اور	الَّتِي - رات	التَّهَارِ - دن میں	
اُخْتِلَافٍ - اختلاف	مَا - جو	أَنْزَلَ - اتارا	فَاجِبًا - تو زندہ کیا	اللَّهُ - اللہ نے	
و۔ اور		مِنْ السَّمَاءِ - آسمان سے	مِنْ رِزْقٍ - رزق	يَدِ - اس سے	
الْأَرْضِ - زمین کو	بَعْدَ - بعد	الَّذِينَ - جو	بَعْدَ - بعد	و۔ اور	
تَصْرُفٍ - بھرنے	الْمَرْبَاحِ - ہواؤں میں	آيَاتٍ - نشانیاں ہیں	بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - عقلمند کے	لِقَوْمٍ - واسطے قوم	
يَعْقِلُونَ - عقلمند کے	بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - یہ	آيَاتٍ - آئینیں ہیں	هَآءِ - ان کو	اللَّهُ - اللہ کی	
نَتَلُوهُنَّ - پڑھتے ہیں ہم	حَدِيثٍ - بات پر	عَلَيْكَ - اوپر تیرے	أَيُّهَا - اسکی آیتوں کے	بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ	
فَبِأَيِّ قَوْمٍ كُفِرْتُمْ	و۔ اور	يَوْمِنُونَ - ایمان لائینگے	أَقَالِكُمْ - جھوٹے	اللَّهُ - اللہ کے	
و۔ اور		أَشِحُّمٍ - گنہگار کے	اللَّهُ - اللہ کی	وَيْلٌ - ہلاکت ہے	
لِكُلِّ - واسطے ہر ایک		تَشْتَلِي - پر لٹھی جاتی ہیں	يَعْبُدُونَ - چم جاتا ہے	يَسْمَعُ - سنتا ہے	
آيَاتٍ - آئینیں		مُسْتَكْبِرِينَ - تکبر کرتا ہوا	يَسْمَعُهَا - سنا اس کو	عَلَيْهِ - اس پر	
ثُمَّ - پھر		فَبَشِّرْهُمَا - تو خوشخبری دو اسکو بعد اِپ عذاب	وَإِذْ - اور	كَانَ - گویا کہ	
لَمْ يَكُنْ لَكَ - نہیں		إِذْ - اِجِب	أَتَّخَذُوا - پکڑتا ہے	عَذَابٌ - عذاب ہے	
أَلِيمٍ - دردناک کی		أَتَّخَذُوا - پکڑتا ہے	لَهُمْ - انکے لیے	و۔ اور	
مِنْ آيَاتِنَا - ہماری آیتوں کے		لَهُمْ - انکے لیے	بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - جھم جاتا ہے	و۔ اور	
وَهُرُوا - ٹھٹھا		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے	مَا - جو	
فَقَهِينٍ - رسوا کرنے والا		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے	لَا - نہ	
لَا يَهْتَدُونَ - گمراہ		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے	اللَّهُ - اللہ کے	
كَسِبُوا - انہوں نے کمایا		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے	عَذَابٌ - عذاب ہے	
مَا - جو		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے		
أُولِيَاءِ - کارساز		بِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ - انکے گے	وَالَّذِينَ - ان کے		

و۔ اور	هُدًى۔ ہدایت ہے	هَذَا۔ یہ	عَظِيمٌ۔ بڑا
رَبِّكُمْ اپنے رب کی سے	بِآيَاتِ۔ آیات	كُفْرًا۔ منکر ہوئے	الَّذِينَ۔ وہ جو
الَّذِينَ۔ دردناک کی	مِنْ رَجْزٍ۔ عذاب	عَذَابٍ۔ سزا ہے	لَكُمْ۔ تم کے لیے

حل لغات نادرہ

يُبَيِّنُ۔ پھیلاتا ہے
 أَفَّاكٌ۔ کذاب
 أَتَّيْمٌ۔ بہت بڑا گنہگار
 يُصِرُّ۔ اصرار ایک بات پر جمے رہنے کو کہتے ہیں۔
 مِنْ قَدَرَانِيْمٍ۔ وراہ افساد میں سے ہے سگے اور پیچھے دونوں کے معنی دیتا ہے کیونکہ اصل میں وراہ اس
 سمت کو کہتے ہیں جسے کوئی شخص سگے یا پیچھے سے پھیلے یہاں آگے کے معنی مراد ہیں۔
 رَجْزٍ۔ سخت تر عذاب

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ جاثیہ ۲۵

اِنَّكَ هَـٰذَا تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ تم۔ یہ حروف مقطعات سے ہے اس کے حقیقی
 معنی اللہ کے سوا یا اس کے حبیب جن پر نازل ہوا کوئی نہیں جانتا ہم نے اس کے تادیلی معنی حامد و محمود
 تجویز کیے ہیں۔ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ الخ نازل فرمان ہے قرآن کریم کا اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے۔
 اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کا تعارف کرایا ہے اور بتایا ہے کہ اس کتاب کو ہم نے ہی نازل
 فرمایا ہے۔ جیسا کہ مشرکین ملکہ کا وہم تھا کہ یہ جن مستولی ہو کر سکھلا جاتا ہے اس کا رد بلیغ کیا گیا اور غیر مبہم الفاظ
 میں فرمایا کہ اس کتاب کا نازل کرنا ہماری طرف سے ہے اور جو اسے کسی کی تلقین و القاء کہتے ہیں وہ خیال فاسد
 کا بند ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَآئِرَةِ اٰيٰتِكُمْ
 لِقَوْمٍ يُوقِنُوْنَ۔ فَاخْتَلَفِ الْاَلْبٰبِ وَالنَّهَارِ وَمَا اَنْزَلْنَا اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِزْقٍ فَاَجَابَهُ الْاَرْضُ

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں اور رات دن کی تبدیلیوں میں اور جو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا سرسبز رزق سے تو اس سے ہم نے بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کیا اور ہواؤں کی گردش میں عقلمندوں کے لیے بہت سی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

آیات کریمہ میں اول اختلاف ییل و نہار میں نشانیاں بتائیں پھر گردش ریح میں علیحدہ نشانیاں ظاہر کریں۔ تیسرے نازل من السماء میں رزق دینے کا اور بنجر زمین کو زندہ کرنے کا اظہار فرمایا۔ یہ بہت بڑی حکمت بالغہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان بہت سے سبق لیتا ہے۔ اختلاف ییل و نہار سے بظاہر سولہ رات و دن کے آنے جانے کے کچھ نہیں ہے مگر اس کو دوسری جگہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرًا مَنَازِلَ لِيَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابِ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ وہ ذات وہ ہے جس نے دن میں سورج کو روشن بنایا اور رات کے لیے چاند کو نور بنایا یہاں دو لفظ استعمال کیے ایک کے لیے ضیاء اور دوسرے کے لیے نور۔ اس میں یہ بتایا کہ رات نور سے روشن ہوتی ہے اور دن میں ضیاء شمس پھیلتی ہے۔

تورات اور دن کے اختلاف میں اس قدر مطلق کی یہ نشانی ہے کہ اس نے چاند اور سورج کو ییل و نہار کے منور کرنے میں اپنی حکمت بالغہ کا اظہار فرمایا۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ دن جا کر رات جب آئے تو ایک دن پورا ہوتا ہے اسی طرح ہفتہ۔ مہینہ اور سال کا حساب پورا ہوتا ہے جس سے کام کرنے والوں کو معاوضے بخواہن دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مہینوں میں علیحدہ علیحدہ اقدار رکھے جنہیں آپ اسی ییل و نہار کے اختلاف سے جان سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثناعشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السموات والارض منها اربعه حدهم۔ مہینے سال کے لیے بارہ ہیں اور ان کا تعین آسمان وزمین کے بنانے کے ساتھ ہی کیا گیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ذی الحجہ جس میں حج کیا جاتا ہے اور تین ماہ رجب۔ ذی قعدہ اور محرم الحرام یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مہینوں سے محترم ہیں۔ تو اگر اختلاف ییل و نہار نہ ہو تو اہل ایمان پر یہ نشانیاں کیوں نہ ظاہر ہوتیں علاوہ اس کے فرض و ام میں جو ادائیگی کے وعدے ہوتے ہیں وہ بھی اسی اختلاف پر موقوف ہیں شادیوں کی تاریخیں اسی اختلاف کے ماتحت منتہین ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ اگر تم تفصیل میں لائیں تو بہت سی نشانیاں ملتی ہیں مگر ہم اختصاراً اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایسے ہی تصریف للریح ہواؤں کی گردشیں بتا دیتی ہیں سردی کب آئے گی اور گرمی کب ہوگی۔

موسم پرشکال کب سے شروع ہوگا یہ بھی بہت بڑی نشانیوں میں جس کے معلوم کرنے کو ایورومپٹری یعنی موسمیات کا علم بتایا گیا جو استقرائز آلات کے ذریعے بتاتا ہے کہ آج بارش ہوگی یا نہیں۔ آج ہو اگر موسمیات کا علم بتایا گیا ہو استقرائز آلات کے ذریعے بتاتا ہے کہ آج بارش ہوگی یا نہیں۔ آج ہو اگر موسمیات کا علم بتایا گیا ہو استقرائز آلات کے ذریعے بتاتا ہے کہ آج بارش ہوگی یا نہیں۔ آج ہو اگر

یہی ہے کہ دنیا میں بھول اور رزق سے متمتع ہوتی ہے اس کے علاوہ اس امر کو بھی ثابت کرتا ہے (بارش) کو خاک میں ملا کر بغیر تخم پاشی کے چند قطروں کے ذریعہ زمین بھر کر سبز و شاداب کر دینا جسے مردہ زمین کو زندہ کرنا فرمایا اس میں یہ بھی لطیف اشارہ ہے کہ مگر جو خاک میں مل جائیں گے وہ ایسے ہی زندہ ہوں گے اور کفار کا یہ اعتراض غلط ہے کہ عَزَّوَجَلَّ اَوْتِنَا وَكُنَّا نَدْرَا اَيَّا ذٰلِكَ رَجِعْ لَعَلَّكُمْ تَعْبُدُوْنَ وہ کہتے تھے جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو لوٹ کر آنا اور زندہ ہونا یہ بعید از عقل ہے۔ تو فرمایا کہ سبز گھاس کو خاک میں ملا پھر سرسبز کر دینا تو تمہارے مشاہدہ میں ہے۔ پھر اسے رجوع بعید کہنا بے عقلوں کا کام ہے۔

علاوہ اس کے بلند کھینکے اور برساتی کیڑے مکوڑے پروانے یہ خاک میں مل جاتے ہیں۔ اور جب بارش کا چھینٹا پڑتا ہے تو یہ پھر زندہ ہو جاتے ہیں تو یہاں رجوع بعید کیوں نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ عقل سے ہی بعید تھے وَرَنَاتٍ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَّقُوْنَ لَعَلَّكُمْ تَعْبُدُوْنَ عقل مندوں کے لیے اس میں بھی ہمارے نشانہ قدرت ہیں۔

ایک سوال یہاں باقی رہتا ہے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ سِوَا سَمَاءٍ مِّنَ السَّمَاءِ مَنظُورٍ اس لیے کہ نزول آسمان سے ضرور ہوتا ہے۔ بارش آسمان سے ضرور آتی ہے مگر یہ امر تحقیق طلب ہے کہ محاورہ عرب میں سماء کس کو کہتے ہیں؟ شریعت میں تو سماء سے وہی سماء مراد ہے جس کے متعلق اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَاَلْسَامُ ذَابَتِ الْبُرُوجُ وغیرہ آیا ہے۔ لیکن لغت میں سماء محض بلندی کو کہتے ہیں۔

علاوہ بریں اگر مان لیا جائے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِّنَ السَّمَاءِ سِوَا سَمَاءٍ مراد بارش کا محض بلندی سے نازل ہونا ہے جیسا کہ تحقیقات جدیدہ میں مانسون بتایا گیا اور مانسون وہی ہے جو حرارت شمسی سے سمندر کی سطح کو گرم کر کے بخارات اور بڑھتے ہیں اور پھر بڑھتے اور ٹھنڈی ہوا سے وہ پانی ہو کر برتلا ہے تو ہم اس کے خلاف نہیں اس میں بھی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ سِوَا سَمَاءٍ مراد بارش کی شعا عین اگر نہ ہوں تو مانسون کیسے بنے اور آفتاب بندے کی بنائی ہوئی مشین نہیں بلکہ یہ قدرت نے اس کی تخلیق فرمائی۔ بنا بریں مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اس پر بھی صادق آتا ہے۔

اور شریعت کی روشنی میں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان وزمین کے مابین ایک دریا

ہے جس سے یہ بارش آتی ہے۔ تو اگر مانسون والی بارش کو مان لیا جائے تو ما اَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحٰنًا وَّ اَعْلٰیًا اس دریا سے مانی جائے تو بھی ما اَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحٰنًا بہر حال بلندی سے جس کو سما کہا گیا بارش ہونا تو یقینی ہے۔ اب وہ مانسون سے ہو یا اس دریا سے جو فضا میں ہے۔ فَاَجْبَابِهَا الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا بہر صورت کرشمہ قدرت ہے۔ اور یہاں اللہ جل و علا شانہ اپنے کرشمہ قدرت کا مظاہرہ فرما رہا ہے اور بتا رہا ہے۔ کہ وہ بارش جو بلندی سے ہم پر ساتے ہیں وہ خاک میں ملی ہوئی گھاس کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہے اور خشک و لاکھوں کیڑے مکوڑے کھنگے پروانے یہ بھی اس سے زندہ ہو جاتے ہیں تو منہارا خاک میں مل جانے کے بعد پھر زندہ ہو جانا کیوں مستبعد ہو؟ آگے ارشاد ہے

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ذِکْرًا وَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَقِیْقَتًا
میں یہ خدا کی آیتیں ہیں جنہیں پڑھ کر ہم آپ کو سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد وہ کونسی بات ہوگی جسے یہ منکر ایمان لائیں گے؟

تو جس کے حصہ میں ایمان ہی نہیں وہ تو ایمان نہ لائیں گے اور نہ لائے اور جو ایمان دلے ہیں ان کے لیے یہ دلائل قدرت ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں تسلیم کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کرشمہ ہائے قدرت دنیا میں اہل دنیا پر ہزار ہا صورتوں سے ظاہر و باہر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔
وَبَلَّغْ لِكُلِّ اُمَّةٍ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّ یَعْرِضُ لِحُكْمِ اللّٰهِ اِنْ کَانَ لَم یَسْمَعُ
فَبَشِّرْهُ بَعْدَ اٰیِ النَّجْمِ هَلٰکَتِ وِخْرَابِیْ ہے ہر اس جھوٹے بدکار پر جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر اپنی ہٹ پر جہارتا ہے گویا کہ اس نے سنی ہی نہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دیدیجئے۔

یہ منکرین کے لیے تو بیخ ہے کہ وہ سن کر ایمان لانے کی بجائے منکر ہی رہتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
فَاِذَا هَمَّ مِنْ اٰیٰتِنَا سِتْرًا اَنْتَذَرْنٰهَا هُمْ ذُرًّا وَّاٰیٰتِنَا لَمْ یُؤْمِنُوْا
آیتوں کا کچھ علم ہوتا ہے تو وہ ان سے متنفر کرنا شروع کر دیتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

یہ دونوں آیتیں نصر بن حرث کے لیے نازل ہوئیں وہ عجمی قصے سنا سنا کر لوگوں کو قرآن سننے سے روکتا تھا اور آیات قرآنیہ کا استہزاء کرتا تھا اور حکم اس آیت کا ہر السبے شخص کے لیے عام ہے جو ایسا کرے یعنی دین کو ضرر پہنچائے اور قرآن سننے سے روکے اور آیات قرآنیہ کے استہزاء میں پیش پیش ہو اس لیے کہ آیات کا مور و خاص ہو جائے مگر حکم اس کا ہمیشہ عام ہی رہتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مِنْ دَلَالِهِمْ جَهَنَّمَ وَلَا يَخْفَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا سَيِّئِينَ وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً
 وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اس کے بعد ان کے لیے جہنم ہے اور نہ مستغنی کرے گا ان سے وہ جو وہ دنیا میں
 کر گئے کچھ بھی اور نہ وہ تپیں انہوں نے اللہ کے سوا بزرگوار بنا رکھا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے
 یہ بھی مشرکین کی بد اعتقاد یوں پر تو بیخ سے اور وہ بتوں کو کہا کرتے تھے هُوَ الَّذِي شَقَّ عَادُونَ
 عَيْنًا لِلَّهِ اس کا رو ہے کہ تمہارے بزرگوار جن کو تم تصور کیے بیٹھے ہو یہ نہیں ہو سکتے جو دنیا میں تم کر
 گئے وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے کہ کافر مشرک بھی خیرات و صدقات دان بن کے نام سے
 کرتا ہے تو مومن کا یہ صدقات و خیرات کرنا تو اتنا مبارک ہے کہ حدیث میں آیا الصَّدَقَاتُ لَطْفِي
 غَضَبِ الرَّبِّ۔ صدقہ غضب الہی کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ یہ مومن کے لیے ہے۔

مگر مشرک کے لیے وعید ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاٰمَنُوْا وَاَهْلُ كَفَرٍ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ
 مِلَّةُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوْ اَفْتَدٰى بِهَا اَوْلٰئِكَ لَمَّا عَذَابِ الْيَمِّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّصِيْرِيْنَ ه
 بے شک وہ جو کافر ہوئے اور کفر پر مرے ان سے سرگرم قبول نہ کیا جائے گا زمین سونے سے ٹری ہوئی
 اگر وہ دیں اور اسکو خیرات کر دیں یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں
 تو معلوم ہوا کہ آخرت میں کافر کا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ برخلاف مومن کے کہ اس کی حمایت بدو اور
 سفارش میں سرگزمیدگان حق اور اولیاء انبیاء پیش پیش ہوں گے حتیٰ کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے
 کہ حافظ قرآن اپنی سات پشتیں بخشولے گا۔ اور عالم دین تابع شریعت چودہ پشتوں کی شفاعت
 کرے گا حتیٰ کہ اسقاط شدہ بچہ بھی اپنے والدین کے حق میں شفیح ہوگا۔ تو جہاں جہاں قرآن کریم میں مدد
 کی نفی کی گئی ہے یہ صرف اور صرف مشرکین ہی کے لیے ہے جو اسے عام کرتے ہیں وہ عامی ہیں اور
 اپنی جہالت میں اس نعمت سے اپنے کو محروم رکھتے ہیں جو منجانب اللہ مومن کو عطا ہوئی۔ اب
 آگے ارشاد ہے۔

هٰذَا هُدًى وَّالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَأْتِيْهِمْ رِجْمٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ كَرِيْمٍ يَوْمَ يَأْتِيْهِمْ رِجْمٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ كَرِيْمٍ
 ہے اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔
 آیت کریمہ میں قطعی فیصلہ فرمایا کہ ہدایت قبول کرنے والوں کے لیے یہ قرآن کریم سرایا ہدایت
 ہے اور منکروں کو ہر بنا سے انکار دردناک عذاب ہے۔

بامعاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ جاثیہ پ ۲

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِيَجْرِيَ فِي الْفُلِكِ
فِيهِ بَاهْرَةٌ دَلِيلًا لِّتَسْخَرُوا مِنْ فَضْلِهِ وَتَعْلَمُوا
تَشْكُرُونَ ۝

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا مَثَلًا لِّذِيكَ لَا يَتَّبِعُ لِقَوْمٍ
يَتَّفَكَّرُونَ ۝

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ
لَا يَدْرَجُونَ أَتِيَامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا
كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ
فَعَلِيهَا نَفْسًا إِلَىٰ رَبِّكَ تَرْجَعُونَ ۝

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ
وَوَضَعْنَا لَهُمُ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا
اخْتَلَفُوا إِلَّا مَن بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ
بِعِيَابِ بَيْنِهِمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے مسخر کیا دیا
کو تاکہ جلاؤ اس میں کشتی اللہ کے حکم سے تاکہ دھو
اس کے فضل سے اور شکر گزار بنو۔

اور مسخر کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ
زمینوں میں ہے سب کچھ اس سے بیشک اس میں
نشان ہیں اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرے۔

اے محبوب فرما دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے
درگزر کریں ان سے جو نہیں امید رکھتے اللہ کے
دنوں سے تاکہ بدلہ دیا جائے اس قوم کو جو اس
نے کیا۔

جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لیے ہے اور جو برا
کرے وہ اس کے اوپر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف
لوٹے جاؤ گے۔

اور بیشک وہی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور
حکمت اور نبوت اور دیا ہم نے انہیں پاک چیزوں
سے رزق اور ان کے زمانہ والوں پر ہم نے ان کو
فضیلت دی۔

اور ہم نے دیں انہیں روشن دلیلیں کاموں سے
پس انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ آیا
ان کے پاس علم آپس کے حسد سے بیشک تیزا رب
فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن اس بات
میں جس میں اختلاف کر رہے تھے۔

پھر کیا ہم نے آپ کو ایک طریقہ پر معاملات سے تو سپردی کر دیا اس کی اور نہ سچھے لگو ان کی نفسانی خواہشات کے جسے وہ نہیں جانتے۔

بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کام نہ دیں گے اور بے شک مشرک لوگ بعض ان کے بعض کے حمایتی ہیں اور اللہ پر سبیزگاروں کا مددگار ہے۔ یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہیں اور ہدایت اور رحمت ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو مرتکب معاصی ہیں یہ کہہ کر دیں گے ہم انہیں ان جیسا مثل ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہر اسے ان کی زندگی اور موت بہت برے جو حکم لگاتے ہیں۔

لَمْ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَيْءٍ مِّنَ الْأَمْرِ قَانِعًا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

إِنَّهُمْ لَن يَغْنُؤُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝

هَذَا أَبْصَارُكَ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مِّمَّا هُمْ وَمَا لَهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

حَلُّ لُغَاتٍ

لَكُمْ - تمہارے	سَخَّرَ - تابع کیا	الَّذِي - وہ ہے جس نے	اللَّهُ - اللہ
فِيهِ - اس میں	الْقَدْرُ - کشتیاں	لَتَجْرِي - تاکہ چلیں	الْبَحْرُ - سمندر کو
مِنْ فَضْلِهِ - اس کا فضل	لَتَسْتَعْمُوا - تاکہ تلاش کرو تم	وَأَوْ - اور	يَأْمُرُ - اس کے حکم سے
وَأَوْ - اور	تَشْكُرُونَ - شکر کرو	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	وَأَوْ - اور
فِي - بیچ	مَا - جو	لَكُمْ - تمہارے	سَخَّرَ - تابع کیا
فِي - بیچ	مَا - جو	وَأَوْ - اور	السَّمَاوَاتِ - آسمانوں کے
إِنَّ - بے شک	مِنْ - اس سے	جَمِيعًا - سب	الْأَرْضِ - زمین کے
لِقَوْمٍ - واسطے قوم کے	لَايَاتٍ - نشانیاں ہیں	ذَلِكَ - اس کے	فِي - بیچ
أَمْثَلًا - جو وہ من ہیں	لِلَّذِينَ - ان سے	قُلْ - کہہ	يَتَفَكَّرُونَ - جو سوچیں
يُرْجُونَ - امید رکھتے	لَا - نہیں	لِلَّذِينَ - ان سے جو	يُفْقَرُونَ - اور گزر کریں

آيَا مَ اللَّهُ - اللہ کے دنوں کی	بِنَا جُو	كَانُوا - تھے	لَيْجَزِي - تاکہ بدلہ دے	قَوْمًا - قوم کو
عَنِ كَامِ كَرِي	مَنْ جُو	صَالِحًا - اچھے	فَلِنَقِيبَ - تو اسی کے لیے ہے	و - اور
إِلَى طَرَفِ	لَقَدْ بَشِيكَ	أَسَاءَ - برائی کرے	فَعَلِمَهَا - تو اسی پر ہے	مَنْ جُو
و - اور	و - اور	أَتَيْنَا - دی ہم نے	تَرْجِعُونَ - پھیرے جاؤ گے	و - اور
و - اور	و - اور	الْحَكْمَ حِكْمَتِ	بَنِي إِسْرَائِيلَ - بنی اسرائیل کو	الْكِتَابِ - کتاب
و - اور	و - اور	لَقَدْ هَمُّوا - رزق دیا ہم نے انکو	مِنَ الطَّيِّبَاتِ - پاک چیزوں کے	و - اور
فَصَلَّوْهُمْ - بزرگی دی ہم نے ان کو	و - اور	أَتَيْنَهُمْ - دیں ہم نے ان کو	عَلَى - اوپر	الْعَالَمِينَ - جہان والوں کے
فَمَا تَوَنَّى	و - اور	اِخْتَلَفُوا - اختلاف کیا انہو الا مگر	بَقِيَّتِ كَهْلِي دَلِيلِينَ	مِنَ الْأَهْرِ - احکام میں
مَا - اس کے جو	و - اور	جَاءَ - آیا	هُنَّ - انکے پاس	مِنَ بَعْدِ - بعد
لَغِيًّا - سرکشی کرتے ہوئے	و - اور	بَيْنَهُمْ - آپس میں	إِنَّ - بیشک	وَالْعِلْمِ - علم
يُقْضَى - فیصلہ کریگا	و - اور	بَيْنَهُمْ - ان میں	يَوْمَ - دن	وَاللَّيْلِ - تیرا رب
فِيمَا - اس میں جو	و - اور	كَانُوا - تھے	فِيهِ - اس میں	الْقِيَمَةِ - قیامت کے
لَقَدْ بَحِرَ	و - اور	جَعَلْنَاكَ - بنایا ہم نے آپ کو	و - اور	يَخْتَلِفُونَ - اختلاف کرتے
شَرِيْعَتِي - ایک شریعت کے	و - اور	مِنَ الْأَهْرِ معاملات سے	فَاتَّبَعَهَا - تو پیروی کر اسکی	عَلَى - اوپر
لَا رَهْ	و - اور	تَتَّبِعْ - پیروی کر	أَهْوَاءَ رِيحِوَأَشِش	و - اور
لَا جُو هِيں	و - اور	لَعَلَّكُمْ - جلتے	إِسْمًا - بیشک وہ	و - اور
يَعْنُوا - کام آئیں گے تر	و - اور	عُنَاكَ - تیرے	مِنَ اللَّهِ - اللہ سے	و - اور
و - اور	و - اور	إِنَّ - بیشک	الظَّالِمِينَ - ظالم	و - اور
أَوْلِيَاءَ - دوست میں	و - اور	لِبَعْضٍ - بعض کے	وَاللَّهُ - اور اللہ	و - اور
الْمُتَّقِينَ - پرہیزگاروں کا	و - اور	هَذَا - یہ	بَصَائِرًا - اکھیں کھولنا ہے	و - اور
هُدًى - ہدایت	و - اور	و - اور	رَحْمَةً - رحمت	و - اور
يُؤْتُونَ - یقین کریں	و - اور	أَمْ - کیا	حَسِبَ - خیال کرتے ہیں	و - اور
			الذَّالِمِينَ - وہ	

اجْتَوُوا كَمَا تَمَاتُ هِيَ السَّيِّئَاتِ يَرَايَاں اَنْ چمکه
 كَالَّذِينَ بَدَّلُوا نُبُوَّتَهُمْ وَهُمْ لَا يَحْسَبُونَ عِقَابَ رَبِّهِمْ اَمَنُوا ايمان لائے ڈ۔ اور
 الصَّلٰتِ رُحِيَّ سَوَادٌ بَرَابَرِ هِيَّ عَمِيَا۔ زندگی
 وَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرٍ اَمْرًا مِّنْ اَمْرٍ مَمَاتُ مَمَاتُ ان کی سَاءَ۔ برابے
 يَجْعَلُونَ فَيْصِلَهُ كَمَا تَمَاتُ هِيَ

حل لغاتِ نادرہ

فُلُكٌ كِشْتِي كُو كِهْتِي هِي۔
 اجْتَوُوا السَّيِّئَاتِ۔ اجْتَرَحَ۔ کہتے ہیں کسب کرنے کو
 اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَوُوا اجْتَرَحَ كَمَا تَمَاتُ هِيَ كَمَا تَمَاتُ هِيَ كَمَا تَمَاتُ هِيَ

مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورہ جاثیہ۔ ۲۵

اِنَّ اللّٰهَ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِيَجْرِيَ الْفُلُكَ فِيْهِ بِاَمْرٍ وَّلَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَاَعْلَمُ تَشْكُرُوْنَ
 اشد وہ ہے جس نے مسخر کیا تمہارے لیے سمندر کو تاکہ چلاؤ کشتی اس میں اس کے حکم سے تاکہ ڈھونڈو اس
 کا فضل اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

آیہ کریمہ میں اللہ جل و علا شانہ اپنے کمال قدرت کا مظاہرہ فرما کر اپنا تعارف کرتا ہے اور بتاتا ہے
 کہ وہ سمندر جس میں پہاڑوں کی کوئی حیثیت نہیں جو بہانے پر آئے تو بڑی سے بڑی چٹان اور پتھر کو جیسے کی
 طرح بہا کر لے جائے مگر ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے اس سمندر کو مسخر فرمایا اور اس میں فائدہ تمہیں
 پہنچایا کہ چھوٹی سے چھوٹی کشتی اور بڑے سے بڑی جہاز دونوں چلا رہے ہو۔ پھر فیہ بامرہ کا ایک فائدہ
 یہ بھی نظر آتا ہے کہ کشتیاں پانی پر چلتی تھیں ان کے متعلق فرمایا کہ فیہ پانی میں چلیں گی۔ نزول قرآن کے وقت
 کوئی کشتی پانی میں چلنے والی نہ تھی پانی پر چلتی تھیں مگر بطور پیشگوئی اس امر کو ظاہر فرمایا کہ سمندر کی تسخیر کرنے
 تمہارے لیے اس قدر کی کہ اس میں غوطہ زن کشتیاں چلاؤ گے چنانچہ آج جہاں پانی پر آگ بوٹ۔ اسٹیمر
 جہاز بادبانی کشتیاں چل رہی ہیں وہاں پانی کے اندر تار پیڈ اور غوطہ زن کشتیاں بھی جاری ہیں۔

اور اس کے کمال قدرت کا ایک مظاہرہ یہ ہے کہ سمندر جیسے بحر عمیق میں باہر اور اندر کشتیاں چل رہی ہیں اور شہر کے شہر ایک جگہ سے ہزاروں میل دوسری جگہ پہنچ رہے ہیں اس پہنچنے کا فائدہ دکھایا کہ **لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهَا** ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر اللہ کا فضل دھونڈو اور فضل سے مراد مال دنیا اور ترقی تجارت ہے جیسا کہ دوسری جگہ سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے **فَإِذَا أَقْبَضْتِ الصَّلَاةَ فَاسْتَسْمِعُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ**۔ جب نماز پوری ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور دھونڈو اللہ کا فضل یعنی اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ اور جو کچھ معاش ملے اسے خدا کا فضل سمجھو۔

یہی صورت یہاں ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا ابتغاء فضل الہی کے لیے ہے یعنی یہاں کا مال وہاں پہنچانا اور وہاں سے مال لے کر یہاں آنا اور نفع کمانا فضل الہی ہے جب یہ نفع کما لو تو یہ ہرگز مت سمجھو کہ اس میں تمہاری مساعی کا نتیجہ ملا ہے بلکہ اسے محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر اس کا شکر ادا کرو۔ آگے ارشاد ہے

دَسَخْنَكُمْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَثَلًا فِي ذَلِكَ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ اور مسخر کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ بے شک اس میں نشان قدرت ہے اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرے۔

اس میں **مَّا فِي الْأَرْضِ** تو واضح ہے کہ زمین سے کان کھود کر پافوت پکھراج انیلیم۔ زمرہ اور دریاؤں سے موتی سیدہ نمک پھلیاں اور درختوں سے انواع واقسام کے پھول اور پھل اور حیوانوں میں سے بھیڑ بکری۔ گائے بھینس اور درندوں میں سے ان کی کھالیں یہ سب کچھ زمین سے لی جاتی ہیں اور زمین پر ہی مل جاتی ہیں۔ مگر **مَّا فِي السَّمَاوَاتِ** کا مسخر ہونا باہم معنی ہے کہ سورج سے پھولوں اور پھلوں کے لیے اس کی شعاعوں کا حاصل کرنا اور چاند کی روشنی سے پھولوں میں خوشبو لینا۔

علاوہ اس کے اب جدید تحقیق کے ماتحت بذریعہ ایٹم فضا میں جانا اور طبقات ہوائیہ کو عبور کر کے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرنا یہ **مَّا فِي السَّمَاوَاتِ** ہے اگرچہ اب تو آسمانوں کو مسخر کر کے چاند سورج اور ستاروں تک پہنچنے کے دعوے ہو رہے ہیں۔ اگر وہاں پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں مگر فضل کے ہوا یہ میں بے گنتی ایسے مقام ہیں جس کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس دھوکہ میں پڑا جاسکتا ہے کہ ہم سورج کے گرد ہیں چاند کے قریب ہیں۔ منہج سے پرے نکل گئے ہیں وہاں کی آبادیوں سے ہمارے اشارے ہو رہے ہیں۔ یہ خواہ وہ ہم ہو یا کچھ بہ حال قرآن کریم نے بشارت دیدی ہے **دَسَخْنَكُمْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ** تمہارے لیے مسخر کیا ہم نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہمارے

کمال قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لَئِن يَنْصُرُوا لِيَغْزِبُوا لِكُنَّ مِنَ الَّذِينَ لَمْ يَرْجِعُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ فَمَا لَهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ مِنْ نَاصِرٍ
 مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ اے محبوب آپ فرمائیں
 ایمان والوں کو چشم پوشی کریں ان سے جو آیام اللہ سے امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ جزا دے اس قوم کو جو وہ
 کر رہے ہیں جو اچھا عمل کرے وہ اسکی جان کے لیے ہے اور جو برا کرے وہ اس پر ہے پھر تمہارے رب
 کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

اس آیت کے شان نزول تین ہیں۔ پہلا یہ کہ فخاص بن عاذورا یہودی نے جب مَنْ ذَا الَّذِي
 يُعْرِضُ اللَّهُ قُدْرَتًا حَسَنًا تو یہ بکواس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب (معاذ اللہ) محتاج ہو گیا
 ہے اور اپنے بندوں سے قرض مانگتا ہے۔ اس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کے
 قتل کو چل نکلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آدمی بھیج کر واپس بلا لیا اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل
 ہوئی جو بعد آیت قتال سے منسوخ الحکم ہو گئی۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ بنی المصطلق میں مسلمان بے مریع پر اترے۔ یہ ایک کنواں تھا عبد اللہ
 بن ابی نے اپنے غلام کو پانی لینے بھیجا وہ دیر سے واپس آیا تو اس سے سبب دریافت کیا تو کہا کہ حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کنویں کے کنارے بیٹھے تھے جب تک بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق نے اپنی اپنی
 مشکیں نہ بھر لیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو مشک نہ بھرنے دی۔ اس لیے کہ یہ اصول شرعی تھا کہ
 الاول فالاول جو پہلے پانی پر آئے وہ پہلا حقدار ہوگا۔ مگر اس کو عناد بھی تھا اور یہ قانون سے واقف بھی
 نہ تھا اس نے حضور کی شان میں سخت سست الفاظ کہے۔ وہ سنکر عمر فاروق تلوار لے کر اسے قتل کرنے
 چلے حضور نے انہیں روک لیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضور کی رائے کو ترجیح دی گئی۔ اس
 روایت کے مطابق یہ آیت مدنی مائی جائے گی۔

تیسرا شان نزول بقول مقاتل یہ ہے کہ قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالی
 دی آپ نے اس کو پکڑنا چاہا تو حضور نے روک دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
 بہ حال اسلام میں جب تک مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور مسلمان کفار سے کمزور تھے اس وقت تک یہ
 حکم جاری رہا جب مسلمانوں کی قوت بڑھ گئی اور آیات قتال فَاَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ بِآيَاتِهَا
 النَّبِيِّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ فَإِنَّمَا أَقْبَتُنِمْ قَاتِلُواهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ
 تو اس کے بعد سے مشرکین کا مقابلہ اور مقاتلہ لازمی ہو گیا اور اس آیت کا حکم منسوخ قرار پایا یہ نسخ جو

ہے۔ بتدبیر امر کے مرادوں ہے کہ ماحول کے مطابق حکمتاً نفوذ احکام ہوں۔ بہر حال آیت کریمہ میں جو ارشاد ہے کہ ان سے چشم پوشی کریں اور درگزر کریں یہ احکام اول کے ہیں ان پر تاج عمل نہیں اور اگر ایسا موقع ہو کہ مسلمان کمزوریوں اور کافر طاقتور تو وہی حکم پھر آجاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ۔ جو اچھا عمل کرے وہ اس کے لیے ہے اور جو برا کام کرے اس کا وبال اس پر ہے۔ آخر تم سب اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (جہاں تمہارا محاسبہ ہوگا اور جزا سزا کا استحقاق قائم ہوگا)

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا مختصر تذکرہ بطور عبرت فرمایا گیا۔ **ثُمَّ قَالَ وَقَدْ آتَيْنَا نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالنُّبُوَّةَ وَدَرَسْنَا لَهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَا هُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يُعْطِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔** اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں سبھی روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس کام میں روشن دلیلیں دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کے حسد سے بے شک تمہارا رب قیامت کے دن اس میں فیصلہ فرمادے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے تورات ملی اور فرعون کو غرق کر کے انہیں قوت تامہ حاصل ہوئی اور بنی اسرائیل میں علاوہ موسیٰ علیہ السلام کے اور بھی نبی ہوئے قطع نظر اس کے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بہت سی فضیلتیں بھی حاصل ہوئیں۔ مثلاً ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے اور ہر قبیلہ کا گھاٹ الگ الگ بن جانا۔ جنگل میں ابر کا سایہ کرنا۔ دریا کے نیل میں خشک راستے بن جانا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ فرمایا گیا **وَفَضَّلْنَا هُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ۔** علی العالمین میں الف لام ہمد ذہنی کا ہے چنانچہ مفسرین نے بھی اسی عالمی زمانہ کا فرمایا یعنی ان کو ان کے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی گئی اور آگے ان کی کیفیت بتلائی جو **فَمَا اخْتَلَفُوا** سے شروع ہوتی ہے۔

یعنی ان میں اختلافات جو کچھ بھی ہوئے تو وہ آپس کے بعض دغادگی بنا پر ہوئے۔ باوجودیکہ انہیں علم تورات حاصل تھا۔ تو ان میں یہ عیب نہیں آنا چاہئے تھا اس حسد و رزی نے انہیں خراب کیا تو قیامت کے دن اس کے فیصلے کا دعبد ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ پھر حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

لَمْ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَيْءٍ رَّعِيَةً مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ
 لَن يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا فَذَاتِ الْعُلَمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ لِبَعْضٍ وَآيَةُ الَّذِينَ هَذَا
 بَصَابِرُ اللَّيَالِي وَهُدًى فَلَاحِظَةُ يَقُومُ بُؤُوسُونَ پھر کے محبوب ہم نے آپ کو ایک دین پر لگا دیا اس کے
 احکام بتائے، بس اس کی پیروی فرمائیے اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں اور یہ لوگ
 اللہ کے مقابل آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے اور اس میں شک نہیں کہ مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے
 مددگار و حمایتی ہیں اور اللہ پر ہرگز گاروں کا مددگار ہے یہ قرآن ایمان کی آنکھ کھولنے والا ہے اور ہدایت اور
 رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اس امر کو واضح فرمادیا کہ مشرکین کی دلی خواہش یہ تھی کہ حضور کو اپنے طریقے پر چلائیں اور
 اس میں مصالحت کی بھی بہت آسانی تھی حتیٰ کہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ اللہ کے احکام پہنچائیں مگر ہمارے
 بتوں کو برا نہ کہیں لیکن یہ دونوں باتیں ان کے ہوائے نفس کے ماتحت تھیں اس لیے فرمادیا کہ انکی خواہشات
 کی آپ پیروی نہ فرمائیں اور جس شریعت پر ہم نے آپ کو بھیجا ہے اس پر لوگوں کو چلائیں۔ اسی طرح کا دوسری
 جگہ حکم فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ دو ٹوک فرمادیں جو حکم آپ کو کیا گیا اور مشرکوں
 سے اعراض فرمائیے۔

چنانچہ حضور نے مشرکین کی خواہشات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے احکام شریعیہ کو علانیہ عام فرمایا اور
 جہاں جہاد و قتال کی ضرورت ہوئی اس سے بھی دریغ نہ کیا۔ قرآن کریم کے متعلق لَمَّا بَصَّأْتُمْ فَرَاكُمْ وَاصْحَاحَ فَرِيَا
 کہ ایمان کی آنکھیں کھولتا اور مجسم ہدایت و رحمت ہے۔ مگر ان کے لیے ہدایت و رحمت فرمایا جو حق بات
 کو سن کر متقولیت کے ساتھ یقین کرتے ہیں نہ کہ ہٹ دھرم ضدی مٹیلوں کے لیے کہ وہ تو ہر بات کی
 مخالفت ہی کو اپنا مذہب سمجھتے تھے جیسے ابن ابی منافق اور اس کے ہم نوا ان کے لیے نہ یہ بصائر نہ ہدایت
 و رحمت تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً
 مِمَّنْ هُمْ وَمِمَّا يَكْفُرُونَ۔ کیا انہوں نے خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو انہی لوگوں کی طرح کر دیں گے
 جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ ان کو ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی بہت ہی برا ہے
 جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

یعنی مشرکین کو جو خیال تھا کہ ہماری بھی بخشش ہوگی اور مومنین کے ساتھ وہ بھی جنت میں داخل ہوں
 گے فرمادیا یہ غلط ہے وہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ بلکہ ان کا مزاج دنیا یکساں ہے۔ نہ زندگی میں وہ کسی

اجر کے مستحق ہونے اور نہ مرنے کے بعد مہول گے اور یہ گمان ان کا بہت بڑا ہے۔

بامعاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ جاثیہ پ ۲۵

اور پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک
ٹھیک اور اس لیے کہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس
کی کرنی کا اور وہ (لوگ) ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

کیا دیکھ لے آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات
کو معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ہوئے اللہ نے
اسے گمراہ کر دیا ہے اور ہر کدوسی اس کے کانوں اور
دل پر اور اس کی آنکھوں پر پردہ کر دیا تو خدا کے بعد
کون ہے جو اسے ہدایت کرے کیا تم لوگ نصیحت
حاصل نہیں کرتے۔

اور کافر بولے نہیں یہ کچھ مگر دنیا کی زندگی (اور بس) مرتے
ہیں اور جیتتے ہیں اور نہیں ہلاکت ہوتی ہماری مگر زمانہ
کے ہم پر پھیرے اور انہیں کچھ تحقیق تو ہے نہیں وہ
نہیں مگر نہ کے گمان ہیں۔

اور جب ان پر ہماری آستیں روشن پڑھی جاتی ہیں
تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ کہیں
ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر ہو تم سے۔

آپ فرمادیں گے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں
ماتم ہے پھر زندہ فرمائے گا پھر جمع فرمائے گا تمہیں
قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر
لوگ نہیں جانتے۔

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَ
لِيُخَيَّرَ كُلِّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُونَ ۝

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ
اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ
وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصِيرَتِهِ عِشْرَةَ
فَلَا يَمُنُّ بِهُدْيِهِ مَنِ اعْتَدَىٰ اللَّهَ ۚ فَلَآ
شَرَّ كَرُودٍ ۝

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ
وَمَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا
لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا
يُظُنُّونَ ۝

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ
مَّا كَانَ مُجْتَهِمِينَ ۚ قَالَُوا اتُّو
بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُجْمِعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَالنَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ۝

حل لغات

السَّمَوَاتِ سَمَانٍ	اللَّهُ - اللہ نے	خَلَقَ - پیدا کیا	و- اور
و- اور	بِالْحَقِّ كُھبِكِ كُھبِكِ	الْأَرْضِ - زمین کو	و- اور
مَا جَوَّ	نَفْسٍ - آدمی	كُلِّ - ہر	لَعْنَتِي تَنَاكَهَ بَدَارٍ دِیَا جَائِئِ
لَا نَهْ	هُوَ - وہ	و- اور	كَسَبَتْ - اس نے کہا
مَنْ - اس کو	فَرَأَيْتَ - تو نے دیکھا	أ- کیا	يُظْلَمُونَ ظَلَمَ كَيْ جَائِئِئِ
كَ - اپنی کو	هَوَا - خواہش	الْمَهْمَةِ - ایسا معبود	أَتَمَّحَدٌ حَسْبُ نَبِيَا
عَلَى - اوپر	اللَّهُ - اللہ نے	أَصَلَّ - گمراہ کیا اسے	و- اور
عَلَى - اوپر	خَتَمَ - بہر کی	و- اور	عَلِمَ - علم کے
و- اور	قَلْبِهِ - اس کے دل کے	و- اور	سَمِعِهِ - اس کے کان کے
عَشَائِدًا - پردہ	بَصِيحًا - اس کی آنکھ کے	عَلَى - اوپر	جَعَلَ - بنایا
اللَّهُ - اللہ کے	مِنْ بَعْدِ - بعد	يَهْدِيهِ - ہدایت دیکھا اسے	فَمَنْ - پھر کون
و- اور	تَذَكَّرُونَ - نصیحت لیتے تم	فَلَا - پھر نہیں	أ- کیا
إِلَّا - مگر	هِيَ - یہ	مَا - نہیں	قَالُوا - بولے
وَيَجْبَارُ - اور زندہ ہوتے ہیں	مَمُوتٌ - ہم مرتے ہیں	الدُّنْيَا - دنیا کی	حَيَاتِنَا - ہماری زندگی
إِلَّا - مگر	يَهْلِكُنَا - ہلاک کرتا ہم کو	مَا - نہیں	و- اور
لَهُمْ - ان کو	مَا - نہیں	و- اور	الدَّهْرُ - زمانہ
هُوَ - وہ	إِنْ - نہیں	مِنْ عَلِيمٍ - کچھ علم	بِذَلِكَ - اس کا
إِذَا - جب	و- اور	يَلْمُونَ - گمان کرتے ہیں	إِلَّا - مگر
بَسْتِ رُشْنٍ	أَيْنَمَا - ہماری آئینہ	عَلَيْهِمْ - ان پر	تُنْتَلَى - پڑھی جاتی ہیں
إِلَّا - مگر	وَيَقُولُوا - انکا جواب	كَانَ - ہوتا	مَا - نہیں
بَابِ بَابِ دَاكُو	أَتَوَا - لاؤ	قَالُوا - بولے	أَنْ - یہ کہ
قَلْبِ - کہہ	صِدْقِينَ - سچے	كُنْتُمْ - ہو تم	إِنْ - مگر

يُحْيِيكُمْ زنده کرے تم کو	نَحْنُ پھر	اللَّهُ - اللہ
يُحْيِيكُمْ زنده کرے تم کو	نَحْنُ پھر	نَحْنُ پھر
يَوْمَ - دن	الْقِيَامَةِ - قیامت کے	إِلَى - طرف
فِيهَا - اس میں	و - اور	ذَيْبٍ - شک
النَّاسِ - لوگ	لَا - نہیں	أَكْثَرُ - اکثر
	لَا - نہیں	يَعْلَمُونَ - جانتے

مختصر تفسیر اور دو تیسرے شروع سورۃ جاثیہ پ ۲۵

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَالْبَحْرِي كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُوَ لَا يَظْلُمُونَ
اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا اور اس لیے کہ ہر جان اپنے لیے کا بدلہ پائے۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

آسمان اور زمین کی پیدائش کا مقصد ایک نہیں ہے۔ مگر منجملہ دیگر مقاصد کے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کو دار العمل قرار دیا جائے اور آخرت کو دار الخیر اور عیسا کہ سیاق آیت سے بھی واضح ہے کہ وَالْبَحْرِي كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ تو دنیا میں افراد دنیا ایک لائن پر نہیں ہو سکتے۔ ان میں نیک بھی ہوں گے اور بد بھی مسلمان بھی ہوں گے اور کافر بھی مومن بھی ہوں گے اور فاسق تو ان سب کی کرنیوں کا بدلہ دنیا میں نہیں ملیگا بلکہ دار الخیر اور آخرت میں دیا جائے گا۔ اور مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمَا كَسَبْتُمْ أَنبَاءُ تَكْفُرًا وَتَعَفُّوْا عَنْ كِتَابِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَبْدُلُ مَا جَاءَ مِنْهُ شَيْئًا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی بغیر کئے کسی چیز کی سزا کسی کو نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ وہ ظلم ہے۔ اب آگے ارشاد ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهًا هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ
عَلَىٰ بَصَرِهِ عَنَابًا فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ
خوابشات کو معبود بنا رکھتا ہے اور اللہ نے باوجود علم کے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ تو اللہ کے بعد سے کون راہ دکھائے کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

یہ مشرکین کے لیے آیت ہے ان کا یہ رویہ تھا جس بُت کو آج پوجا اگر کل اس سے اچھا نظر آ گیا تو اسے توڑ کر اسے پوجنے لگ گئے۔ سو نے چاندی کے بت یہ بناتے تھے اور اگر کوئی ان میں بھی اچھا ٹولہ صورت بن گیا تو پہلے کو توڑ دیا اور دوسرے کو خدا بنا لیا۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی خواہشات اور دلی پسندیدگیاں ان کی معبود ہیں۔ ان کا کوئی اصول اور معیار عبادت نہیں یہی وجہ ہے کہ راستہ میں چلتے چلتے اگر کسی پتھر سے ٹھوکر لگ جائے اور چکنا چکرا ہو تو اٹھا کر سیندر لگا کر مندر میں لے جائینگے اور پاربتی یا بھیرول رام یا سینتا۔ جہاں بونگنیش نام رکھ کر اس کے آگے ڈھوک شروع کر دیں گے اور انہیں پوجیں گے یہ خواہشات کو خدا بنا لینے کا نتیجہ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس علم پر جس کے ذریعہ وہ جانتے ہیں یہ ٹھوکر ہیں آیا تھا یا اس کو فلاں زر کرنے بنایا تھا پھر بھی اسے پوجتے ہیں تو یہ گواہی منجانب اللہ ان پر مستولی ہو گئی اور جب اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا تو ظاہر ہے کہ پھر کون ہدایت دے سکتا ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ تم کیوں نہیں ہدایت لیتے؟ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں ان کے عقائد باطلہ کا اظہار ہے چنانچہ فرمایا

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْدِكُنَا إِلَّا الدَّاهِرُ وَمَا لَمْ يَدُلِكْ مِنْ عُلُوجِ انْ هُمْ إِلَّا لِيُظَنُّوا وَاذَانُنْ لِي عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَا كَانَ لِحُجَّتِهِمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اِنْتُوْا يَا اٰبَا بِنٰٓءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور وہ بولے نہیں یہ کچھ بلکہ دنیاوی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہاک نہیں کرنا مگر زناہ اور انہیں اس کی کچھ تحقیق نہیں نہیں وہ مگر نرے گمان باطل میں اور جب ان کے سامنے ہماری آستیں روشن پڑھی جاتی ہیں تو ان کے پاس کوئی روشن دلیل نہیں مگر وہ کہتے ہیں اے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو۔

زناہ کے نشیب و فراز سے کوئی جوان ہوتا ہے اور کوئی بوڑھا۔ کوئی تندرست ہوتا ہے کوئی بیمار کوئی تنومند ہوتا ہے کوئی کمزور و نحیف و زرار ان کے اعتقاد میں یہ چیز قطعاً غلط تھی کہ ملک الموت قبض روح کرتے ہیں اور حکم الہی ان پر جو اذات آتے ہیں اس کو ظاہر کیا گیا کہ اس حقیقت کا انہیں علم ہی نہیں۔ جاہل محض ہیں اور جب ان کے آگے قرآن کریم کی آستیں پیش کی جاتی ہیں جن میں مرنے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے دلائل ہیں تو انہیں سنکر یہ لالچ یعنی سچ بچتی شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں انہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے لے آؤ تو ہم مان لیں گے حالانکہ زندہ کرنا اور مارنا قبضہ قدرت الہی میں ہے مگر ایسی بحث میں اور ضد و مکر میں اپنے انکار پر اڑے رہتے ہیں جس کو قرآن کریم نے گمان باطل اور خیال عاقل قرار دیا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

کہ قیامت کیلئے ہمیں تو یوں ہی کچھ گمان سہا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں۔
اور ان پر ان کے گناہ ظاہر ہو جائیں گے اور جس عذاب کی وہ منسی اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔
اور کہا جائے گا آج کے دن ہم تمہیں بھلاتے ہیں جیسا تم نے فراموش کر دیا تھا اس دن کے ملنے کو اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

یہ اس لیے کہ تم نے نبایا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تو آج کے دن وہ اس جہنم سے نہیں نکلے جائیں گے اور ان کو کو موقع دیا جائے گا کہ توبہ و استغفار کر کے خدا کو منالیں۔

پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے۔
اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

السَّاعَةُ إِنَّ نُظُفَ الْأَطْنَانَ وَمَا
تَحْتَهُ يُسْتَبِقِينَ ۝

وَبَدَأَ لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا أَمَّا
بِهِمْ مَا كَانُوا يَسْتَهْزِئُونَ ۝
وَقِيلَ الْيَوْمَ نُنَسِّكُمْ كَمَا نَسَبْتُمْ
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَا كُنْتُمْ تَنَارُ
وَمَا كُنْتُمْ مِّنْ تُصِرِّينَ ۝

ذَائِكُمْ يَا أَتْمَنُّ تَمَّ آيَاتِ
اللَّهِ هُرُوا وَغَدَّتْكُمْ الْعَبْوَةُ الدُّنْيَا
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُونَ ۝

قِيلَ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ
الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
ذُو الْعَرْشِ الْعَلِيمِ ۝

حَلِّ لُغَاتٍ

السَّمَاوَاتِ - آسمانوں	مَلِكٌ - ملک	بَلَدٌ - اللہ ہی کا ہے	و۔ اور
يَوْمَ حِسَابٍ	و۔ اور	الْأَرْضِ - زمین کا	و۔ اور
يُنَسِّوْنَ - نقصان اٹھائینگے	يَوْمَئِذٍ - اس دن	السَّاعَةُ - قیامت	يَوْمٌ - قائم ہوگی
مَحَلٌّ - جگہ	تَوَى - دیکھے گا تو	و۔ اور	الْبَاطِلُونَ - کافر
أُمَّتٌ - امت	مَحَلٌّ - جگہ	جَاءَتْكُمْ - آئے گی	أُمَّتٌ - امت کو
الْيَوْمَ - آج	كِتَابٌ - اپنی کتاب کے	إِلَى - طرف	تُدْعَى - بلائی جائے گی

تَعْمَلُونَ كَرْتے	كُنْتُمْ تَحْتَم تھے تم	تَجْرُونَ تَم بدل دیے جاوے گا جو
عَلَيْكُمْ تَم پر	كِتَابَنَا ہماری کتاب ہے	هَذَا اے یہ
سَتَسْبِحُونَهُ بگھٹتے تھے	اَنَا ایشیک	بِالْحَقِّ ٹھیک ٹھیک
فَأَمَّا تُووہ	كُنْتُمْ تَحْتَم تھے تم	مَا جُو
عَمَلُوا كَام کیے	وَأَمْتُوا ایمان لائے	الَّذِينَ جُو
هُوَ ان کے	فِيؤْتِيهِم تُوپورا دیگا ان کو	الصَّلَاتِ اچھے
الْمَدِينِ ظاہر	هُوَ وَه سے	ذَلِكَ اے یہ
كَفَرُوا كافر ہوئے	الَّذِينَ جُو	وَأَمَّا وَه
تُشَلَّى طرھی جائیں	اِيَّائِي میری سہیلیں	تَكُونُوا تَحْتَم تھیں
كُنْتُمْ تَحْتَم تھے تم	وَأَمَّا وَه	فَأَسْتَكْبِرُوا تُو تکبر کیا تم نے
إِذَا حَبِيب	وَأَمَّا وَه	مُجْرِمِينَ مجرموں کی
اللَّهِ اللہ کا	دَعَا وَعَدہ	رَأَى ایشیک
لَا نَهِيں	السَّاعَةَ قیامت	وَأَمَّا وَه
مَا نَهِيں	قُلْتُمْ تَم نے کہا	فِيهَا اس میں
إِنْ نَهِيں	السَّاعَةَ قیامت	مَا كِيَا ہے
وَأَمَّا وَه	ظَنَّا اے یہ گمان	إِلَّا مگر
سَيِّئَاتُ برائی	بِمُسْتَبْقِينَ یقین کرنے والے	لَعَنُ ہم
حَاقُ گھیرا گا	لَهُم ان کے لیے	يَدَا نطا بہر ہو جائیگی
یہ اس سے	وَأَمَّا وَه	كَسَبُوا کما یا انہوں نے
الْيَوْمِ آج	كَانُوا تَحْتَم تھے	مَا جُو
إِقَاءَ ملاقات	قِيلَ کما جاتے گا	وَأَمَّا وَه
مَاؤا ٹھکانا	نَسَبْتُمْ تَم بھول گئے	جِيسے
مَا نَهِيں	وَأَمَّا وَه	هَذَا اس کی
ذَالِكُم یہ اس لیے کہ	وَأَمَّا وَه	النَّارِ آگ ہے
		مَنْ تُصَارِفُ كُوئی بھی مدد کرنے والا
		كَمْ تَم تھارا
		كَمْ تَم تھارا

بَانَكَ - کہ تم نے	اَتَّخَذْتُمْ بَنِيَاءَ	آیت - انبیوں	اللَّهُ - اللہ کی
هَمَزًا - مذاق	وَأُورِثُكُمْ	ظُرْتُمْ - دھوکہ دیا تم کو	الْعَبِيدَ - العباد
الدُّنْيَا - دنیا	فَالْيَوْمَ - تو آج	لَا تَدْرِي	مَنْ يَكْفُرُ بِكُمْ يَكْفُرْ
مِنْهَا - اس سے	وَأُورِثُكُمْ	لَا تَدْرِي	هَمَزًا - وہ ان کو
يَسْتَعْتَبُونَ رِضَىٰ كَرِيمًا وَكَوْنًا فَلَئِنَّ تَوَالِدُكَ	وَأُورِثُكُمْ	الْحَمْدُ - تعریف ہے جو	رَبِّ سَبَّحَ
السَّمَوَاتِ - آسمانوں کا	وَأُورِثُكُمْ	رَبِّ رَبِّ رَبِّ	الْأَرْضِ - زمین کا
رَبِّ رَبِّ رَبِّ	الْعَالَمِينَ - پیمانوں کا	وَأُورِثُكُمْ	لَمَّا سَمِعَ
الْكَبِيرِ بِيَاءَ - بڑائی ہے	فِي سَبْحِ	السَّمَوَاتِ - آسمانوں	وَأُورِثُكُمْ
الْأَرْضِ - زمین میں	وَأُورِثُكُمْ	هُوَ - وہ	الْحَمْدُ بِيَاءَ غَالِبِ
الْحَكِيمِ حِكْمَتِ وَاللَّهِ			

لغاتِ نادرہ کا حل

بِحَسْرَةٍ - از خسران سے بمعنی گھاٹے اور نقصان میں پڑنا
جَاتِيَةً - از جنو سے جس کے معنی دوزانو بیٹھنے کے ہیں جیسے حاکم کے سامنے بیٹھا جاتا ہے۔
جَدْوَلٌ - معنی بھی یہی ہیں مگر اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی گھٹنوں کے بل پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہونا۔

أُمَّتٌ - امت - گروہ - جماعت

حَاتِيَةٌ - گھیر لیا ان کو

كُنَّا نَسْتَسْتَبِغُ - لکھتے جاتے تھے

فَلَا هُمْ يَسْتَعْتَبُونَ - ازا استغتاب جس کے معنی رضامندی طلب کرنے کے۔

إِنْ لَطُنَ إِلَّا لَطْنَا - ہیں کبھی کبھی واسمہ (خیال) سا گذرتا ہے

يُسْتَبِغُونَ - یقین کرنے والے

ظُرْتُمْ - دھوکہ میں ڈال دیا تم کو

الْكَبِيرِ بِيَاءَ - بڑائی

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ جاثیہ پہلا

وَبِاللّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّارِیْنِ وَیَوْمَ نَقُومُ السَّاعٰتِ یَوْمَئِذٍ یُخْسِرُ الْمُبٰطِلُونَ ۝ اور زمین کی سلطنت اللہ کے لیے ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن قیامت کے جھٹلانے والے بڑے ہی گھٹے میں ہوں گے۔

وَتَدٰی كُلُّ اُمَّتٍ جَاثِیَةً كُلُّ اُمَّتٍ تَدٰی اِلٰی كِتٰبِهَا الْیَوْمَ یُعْزٰذُنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا یُنطِقُ بِعِبٰیكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ آپ دیکھیں گے کہ ہر امت دوزانو بیٹھی دفیصلہ کا انتظار کرتی ہوگی۔ ہر ایک امت اپنا نامہ اعمال دیکھنے کے لیے بلائی جائے گی اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ دنیا میں تم جیسا عمل کرتے رہے آج تم کو ان کا عوض دیا جائے گا یہ ہماری کتاب ہے جس میں تمہارے اعمال لکھے ہوئے ہیں، تمہارے مقابل حق حق بول رہی ہے جیسے جیسے تم عمل کرتے تھے ہم ان کو لکھواتے جاتے تھے۔

آیات کریمہ میں اول اللہ تعالیٰ نے اپنی سلطنت مطلقہ کا اظہار فرمایا اس کے بعد میدان حشر کا ایک نقشہ دکھلایا جس میں ہر دین والے اپنے فیصلہ کے لیے دوزانو بیٹھ کر انتظار کریں گے اور لرزہ بر اندام ہونگے کہ ہمارے لیے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو کہا جائے گا کہ یہ ہمارے پاس تمہارے اعمال نامہ ہیں جو صحیح صحیح تمہارے عملوں کا نقشہ دکھلائیں گے جو کہ ان کا تین ہمارے حکم سے لکھتے تھے وہ تمہاری کرنیاں اور اعمال سب قلم بند کر رہے تھے۔

یہی تمہارے سامنے ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں جنتیوں اور جہنمیوں کی تفریق دکھلائی گئی ہمیشہ قَالِ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَبِئْسَ اٰخِرُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ یَتَّوْنُوْا اٰیٰتِیْ نُنزِّلُ عَلَیْكَ فَا سْتَغْبِظُوْا لَهَا وَكُنْتُمْ قَوْمًا تُجْرِمُوْنَ ۝ تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو پروردگار اپنی رحمت میں لے لے گا یہی صریح کامیابی ہے اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہم ان سے کہیں گے، کیا تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں مگر تم نے غور کیا اور تم کچھ تھے ہی نافرمان لوگ۔

پہلی آیت میں حسب اسلوب بیان قرآنی جنتیوں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو ہم اپنی رحمت میں لے لیں گے اس کے بعد کافروں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تمہارے پاس

بھی ہماری ہمتیں پڑھی جاتی تھیں مگر تم ماننے کے بجائے تکبر کرتے تھے۔ اس سے تم نافرمانوں جبراً تم پیشہ افراد کی فہرست میں شمار کیے جانے لگے۔ اب اپنی کرنی کا بدلہ لو اور عذاب کا مزہ چکھو۔ آگے ارشاد ہے کہ ہم تو تمہیں مطلع کرتے رہے اور اپنے انبیاء کے ذریعے تمہیں بتاتے رہے مگر تم بجائے ملنے کے انکار ہی کرتے رہے آج اس کی سزا بھگتو چنانچہ فرمایا گیا۔

وَإِذْ قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَأَدِيْبٌ فِيمَا قُلْتُمْ مَا تَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنَّ نَظْمُ الْأَنْتَانِ وَمَا مَعَهُمْ مُّسْتَبِقِيْنَ۔ اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شبہ نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے۔ ہاں کچھ یوں ہی ساواہمہ میں بھی تو گذرتا ہے مگر جس کو یقین کہتے ہیں وہ تو ہم کو ہے ہی نہیں۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ جب مشرکین کو قیامت کا ڈر سنایا گیا تو بتایا کہ یہ قطعی حتمی طور پر آتا ہے تو تم نے سر سے ہی انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کسے کہتے ہیں بلکہ یہ ہمارا گمان کہ تم اس گمان میں ہو گویا ان کے نزدیک قیامت کا وعدہ اور اس کا قطعی آنا بے معنی تھا وہی ان کو یاد دلایا جا گا اور یہ کہا جائے گا کہ دنیا میں تو تم کہا کرتے تھے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ اب بتاؤ کہ تم نے مان لیا یا نہیں کہ قیامت کی حقیقت کیا ہے؟ اب بھی کہو کہ ہمیں اس کا یقین نہیں مگر اس وقت بارگاہ الہی میں سب عرض پیر ہوں گے اور کہیں گے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ۔ اے ہمارے رب ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم گمراہ ہو گئے اب ہمیں معاف فرما اب ہمیں سب احکام تسلیم ہیں تو انہیں آخری جواب ملیگا اِحْسُوا فِيهَا وَلَا تَكْفُرُوا بِآيَاتِ الْفُصْحَانِ وَخَسِرَ الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ كَافِرِينَ۔ اب آگے ارشاد ہے۔

وَبَدَّ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا عَمِلُوا وَخَافَ بِهِنَّ مَا كَانُوا يَهِيمُونَ وَذُوقُوا الْيَوْمَ نَسِئَكُمْ كَمَا نَسَيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَا وَالُّكُمْ إِلَّا الضَّالُّونَ مِنْ نَجْرِيْنَ هَذَا يَوْمَ يَأْتِكُمْ مِّنْ اللَّهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ۔ اور جیسے جیسے وہ عمل کرتے تھے اب ان کی سزائیں ان پر ظاہر ہوں گی اور جس عذاب کی وہ منسی اڑتے تھے وہ انہیں گھیر لے گا۔ اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلائے رکھا آج ہم بھی تم کو دیدہ دلالت نہ بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی منسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالے

رکھا۔ غرض آج یہ لوگ نہ تو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ انہیں موقعہ دیا جائے گا کہ توبہ و استغفار کر کے خدا کو رضا مند کر سکیں۔

یہ تینوں آیتیں بطریق تو بیچ مشرکین کے لیے فرمائی گئیں۔ مفہوم آیتوں کا واضح ہے اس کے بعد اپنی ذات کی حمد فرماتے ہوئے سورۃ ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلِّلُوا الْحَمْدَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَكَلَّمَ الْكَبِيرَ تَبَارَكَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے اور دنیا جہاں کا مالک ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔ ذات واجب تعالیٰ شانہ کے وجہ منیر پر حمد ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ اور رب سماءات و ارض ہے اور تمام عالموں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے تمام کبریاں زیبا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

بحمد اللہ تفسیر الحسنات کی جلد ۵ ختم ہوئی

فیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی

۱۹۵۰ء

طباعت بارچہارم ۱۹۹۳ء

اظہار تشکر

حضرت مولانا عبد الغنی عثمانی نے تصبیح میں بھر پور تعاون فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے واسطے کو اجر عظیم عطا

فرمائے۔ ادارہ میں تمام معادین حضرات کا بیحد ممنون ہے جنہوں نے اس تفسیر کی کتابت، طباعت

اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس تعاون

(ناظم ادارہ)

کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین